بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

انسائیکلوپیڈیا

فاتحِ سرحد
مولانا عبدالحامد بدایونی القادریؒ

آزاد بن حیدر

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل-کراچی

Marfat.com

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

انسائیکلوپیڈیا

فاتحِ سرحد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ

DATA ENTERED

آزاد بن حیدر

Marfat.com

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

جملہ حقوق بحق علامہ جمیل احمد نعیمی، دارالعلوم نعیمیہ دستگیر سوسائٹی، بلاک 15، فیڈرل بی ایریا کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب : انسائیکلوپیڈیا فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ
مصنف : آزاد بن حیدر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ
پہلی اشاعت : 2016ء ☆ تعداد : 1000 ☆ سائز : 20x30=8
صفحات : 1300 ☆ ہدیہ : -/1500 روپے
کمپوزنگ : محمد آصف (0331-365-2042) ☆ گرافکس ڈیزائنر: محمد فراز
سرورق : یوسف تنویر ☆ پرنٹرز : شوکت پرنٹرز، کراچی ☆ تزئین وآرائش : شاہد امین

اس کتاب کی آمدنی ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کیلئے وقف ہے۔

ناشر: آزاد بن حیدر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، چیف آرگنائزر جناح تھنکرز فورم
اقراء سینٹر، سرسیّد اُردو بازار، ناظم آباد نمبر 1-کراچی
ای میل:azad_bin_haider@yahoo.com ویب سائٹ:www.azadhaider.org

خصوصی تحفہ
علامہ اقبال قادریؒ
تحقیقی مقالہ صفحہ 1296 تا 1299

کتاب ملنے کے پتے

☆ کراچی: ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا (انٹرنیشنل) 25-جاپان مینشن، ریگل، صدر، جی پی او صدر، کراچی
فون:+92-21-32725150 ای میل:imamahmadraza@gmail.com

☆ کراچی: فضلی بک سپر مارکیٹ 021-32629724 - 021-32212991

☆ لاہور: کتاب سرائے 042-37320318 - 0300-9401474

☆ اسلام آباد: مسٹر بکس 051-2278845 - 051-2870919

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی محمد
وعلی آل محمد کما صلیت
علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم
انک حمید مجید ۰
اللھم بارک علی محمد وعلی
آل محمد کما بارکت علی
ابراھیم وعلی آل ابراھیم
انک حمید مجید ۰

Marfat.com

انتساب

فضیلت مآب پیر سید عبدالقادر گیلانی

سفیر عراق برائے پاکستان

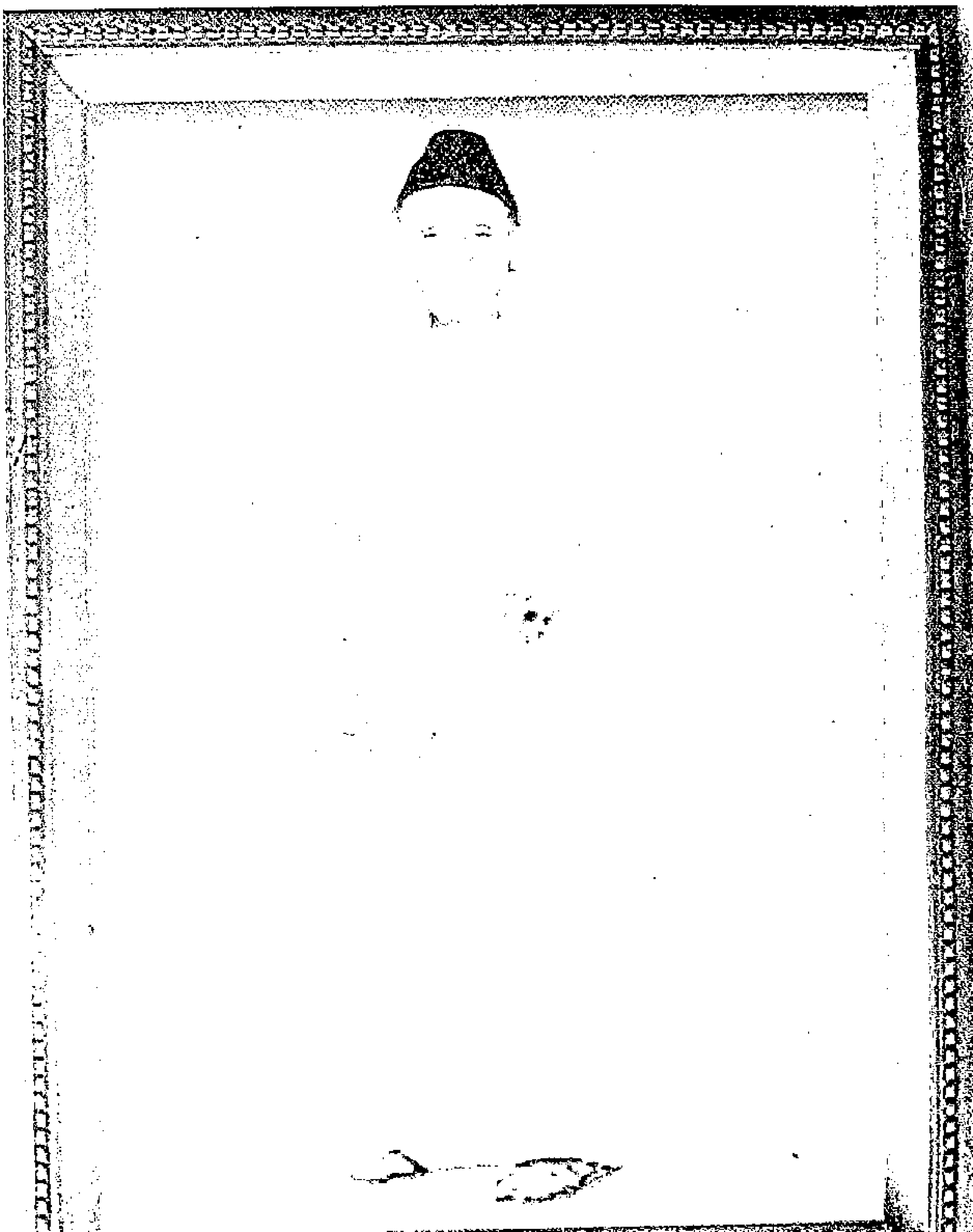

(اہم روحانی واقعہ پشت پر ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

1965ء میں سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونی القادریؒ کی قیادت میں جب وفد مشرقِ وسطیٰ کے دورے پر روانہ ہو رہا تھا تو فضیلت مآب پیر سیّد عبدالقادر گیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُن سے دُعائیں لیں۔ وفد میں سیّد حسین امامؒ اور یہ خاکسار بھی شامل تھا۔ اُن کی دُعاؤں سے رُخصت ہوا۔ فضیلت مآب نے سجادہ نشین غوث الاعظمؒ پیر سیّد یوسف گیلانیؒ کو خبر دی کہ وفد کے اراکین میرے خاص حلقے کے حضرات ہیں۔ یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ سجادہ نشین حضرت پیر یوسف گیلانیؒ جلال میں آ گئے۔ وہ سیّدانیوں کے ہاتھ کے پکے ہوئے چاولوں کی ایک دیگچی لے کر ہمارے ہوٹل پہنچ گئے۔ خاکسار نے ان کا استقبال کیا۔ دست بوسی کی، قدم بوسی کی۔ بس پھر اُن کی نظرِ کرم اور پھر بس۔

نہ کتابوں سے نہ کالج سے نہ زر سے پیدا
علم ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اتنے میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ بمع اپنی بیگم اور سیّد حسین امامؒ بھی تشریف لے آئے۔ ہوٹل کے عملے نے درخواست کی کہ ان چاولوں میں تھوڑا سا تبرک ہمیں بھی دے دیا جائے۔ خاکسار نے ان کو کہا کہ آپ کسی بڑے دیگچے میں ڈال لیں اور اس دیگچی میں چاول ڈال کر ہمیں واپس کر دیں۔ شیطان نے مجھے ورغلانے کی کوشش کی کہ یہ دیگچی پاکستان لے جاؤ۔ لیکن رحمٰن نے منع کر دیا۔ سڑک پر سجادہ نشین کے دیدار کے لیے کافی لوگ جمع ہو چکے تھے۔ ٹریفک جام ہو گئی تھی۔ اگلے روز ہم حضرت غوث الاعظمؒ کے دربارِ عالیہ پر حاضر ہوئے۔ نورٌ علیٰ نور۔ سبحان اللہ! (آزاد بن حیدر)

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

Marfat.com

حسنِ ترتیب

۳۶ویں امام احمد رضاؒ کانفرنس سے آزاد بن حیدر کا خطاب	مرتبہ: ڈاکٹر مجید اللہ قادری	13
آل انڈیا سنّی کانفرنس کے دو اہم ستون (مولانا عبدالحامد بدایونی و پیر جماعت علی شاہ)	آزاد بن حیدر	18
شجرہ نسب		27
الذوالفقار		28
خاکہ		29
پیش لفظ		31
اظہارِ تشکر		36
مناقب و پیغامات		37
سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی خدمات کا مختصر جائزہ	آزاد بن حیدر	61
لسان الہند مولانا عبدالحامد بدایونیؒ	آزاد بن حیدر	69
علامہ شاہ احمد نورانیؒ میرے اتالیق	آزاد بن حیدر	75
ختم نبوّت میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا کردار	آزاد بن حیدر	79
مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ	مولانا عبدالحامد بدایونیؒ	83
سفیرِ اسلام حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی مدنیؒ	علامہ جمیل احمد نعیمی	87
فاتح قادیاں سالارِ اعظم تحفظ ختم نبوت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ		88
ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی		93
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی	فاتح قادیان علامہ شاہ احمد نورانیؒ	95
علامہ جمیل احمد نعیمی کا مشائخ عظام اور علمائے کرام کے نام کھلا خط		101

Marfat.com

باب اوّل

105

جذباتِ حامد

حمد و نعت اور منقبت و سلام	حضرت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ	107

باب دوم

119

حیاتِ جاوداں

مولانا شاہ محمد عبدالحامد بدایونی قادریؒ	ڈاکٹر صاحبزادہ فرید الدین قادری	121
مولانا عبدالحامد بدایونیؒ	محمد علی چراغ	123
مولانا عبدالحامد بدایونیؒ	ڈاکٹر شمس بدایونی	127
مولانا عبدالحامد بدایونیؒ	محمد صادق قصوری	128
مولانا عبدالحامد بدایونی حیات اور قومی و ملی خدمات	مولانا سید محمد فاروق احمد قادری	138
مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی ملی و سیاسی خدمات	مرتبہ: سیّد نور محمد قادری نظر ثانی: ظہور الدین خان امرتسری	147
فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ: حیات و خدمات ایک نظر میں	سیّد صابر حسین شاہ بخاری	167

باب سوم

175

اعترافِ خدمات

فخرِ اہلسنّت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ علماء و دانشوروں کی نظر میں

مجاہد ملت حضرت علامہ شاہ عبدالحامدؒ قادری بدایونی	عبدالمجید محمد اقبال قادری	177
مولانا عبدالحامد بدایونیؒ ۔تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما	تحریر: ضیاء الحسن موسوی (مرحوم)	180

Marfat.com

حضرت علامہ عبدالحامد بدایونیؒ	علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری	182
مولانا عبدالحامد بدایونیؒ	نورالصباح بیگم	184
فخر اہل سنت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ	محمد صادق قصوری	186
مولانا عبدالحامد بدایونیؒ	صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی ایم اے	190
حضرت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ - تحریک پاکستان کے انتھک مجاہد	ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی	192
مولانا عبدالحامد بدایونیؒ	علامہ عبدالعزیز عرفی	194
مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور تحریک پاکستان	خواجہ رضی حیدر	196
چند تاریخی حقائق	سیّد محمد فاروق القادری	201
پاکستان کی ترقی اور نفاذ اسلام کے عمل میں مولانا عبدالحامد بدایونی کا کردار	محمد اجمل بھٹی	205
مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ	(تذکرہ خانوادۂ قادریہ، ترتیب عبدالعلیم قادری مجیدی، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں)	219
حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ	(تذکرہ خانوادۂ قادریہ، ترتیب عبدالعلیم قادری مجیدی، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں)	220
مجاہد ملت مولانا شاہ محمد عبدالحامد بدایونی قدس سرہ	(تذکرہ خانوادۂ قادریہ، ترتیب عبدالعلیم قادری مجیدی، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں)	221
مولانا عبدالحامد بدایونی ایک بالغ النظر مصلح	ڈاکٹر سید محمد قمر علی	223
مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی شخصیت اور خدمات پر ایک نظر	پروفیسر نسیم افسر	226

باب چہارم

229

مشاہیر تحریک پاکستان مجاہد اعظم مولانا عبدالحامد بدایونی قادریؒ کی نظر میں

مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا عبدالماجد بدایونیؒ	مولانا عبدالحامد قادری بدایونی	231
نواب محمد اسمٰعیل خانؒ	مولانا عبدالحامد بدایونی	240
دینی و سیاسی کاوشوں پر ایک نظر	حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی	245

Marfat.com

باب پنجم

تذکرہ

247

249 تا 306	جہاں میں اہل ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں - اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے قائداعظمؒ، تحریک پاکستان، سنی کانفرنس اور مسلم لیگ کے پیغام کو مغرب سے مشرق، شمال سے جنوب، ہندوستان کے قریہ قریہ بستی بستی اپنی ولولہ انگریز تقاریر سے اُجاگر کیا۔ انگریزوں ہندوؤں اور ہندونواز مسلمانوں کے متحدہ قومیت کے بتوں کو پاش پاش کردیا۔ نظریہ پاکستان کے مجاہد مولانا عبدالحامد بدایونی قادریؒ جہاں جہاں پہنچے وہاں وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۝ کی صدائیں گونجنے لگیں۔ برصغیر ہند کی کتابوں، رسالوں، مضامین اور اخبارات میں سیدی ومرشدی مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا جہاں جہاں بھی ذکر خیر کیا گیا ہے وہ اس باب میں شامل کیا جارہا ہے تاکہ ان کی شخصیت کا ہر پہلو ریکارڈ کا حصہ بن سکے۔

باب ششم

سیروفی الارض

307

309	جدوجہد آزادی میں بلوچستان کا کردار، از ڈاکٹر انعام الحق کوثر، ادارہ تحقیقات پاکستان، دانش گاہ پنجاب، لاہور	مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا دورہ بلوچستان - ۱۹۴۰ء
311	مولانا زبیر افضل عثمانی	مولانا عبدالحامد بدایونی مرحوم کے ہمراہ ایک تاریخی سفر- ۱۹۴۶ء
315	مرتبہ: حضرت علامہ محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی	تاثراتِ چین - ۱۹۵۵
355	مرتبہ: آزاد بن حیدر بی۔اے۔ منشی فاضل سیکریٹری وفد	مغربی ومشرقی پاکستان میں تحریکات: مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام کے وفد کی رپورٹ-۱۹۵۷ء
375	حضرت علامہ الحاج شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی	تاثرات روس - ۱۹۵۸ء (ہمراہ مولانا محمد جیلانی صدیقی، مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، سید عبدالمنعیم، جناب راغب احسن، جناب عبدالوہاب، جناب سید افتخار علی)
435	مرتبہ: مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونیؒ ناشر: آزاد بن حیدر، ایم اے، ناظم نشرواشاعت	ممالک عربیہ اور ایران کا سفرنامہ- ۱۹۶۱ء
453	مرتبہ: شاہ عبدالحامدؒ قادری بدایونی، صدر جامعہ تعلیمات اسلامیہ ناشر: آزاد بن حیدر، ایم اے، ایل ایل بی	وفد جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے تاثرات (مشرق وسطیٰ کا دورہ) ۱۹۶۵ (ہمراہ سید حسین امام، بیگم عبدالحامد بدایونیؒ، آزاد بن حیدر)

Marfat.com

آزاد کشمیر و پاکستان کے محاذات پر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے وفد کا دورہ افواج پاکستان اور مجاہدین کشمیر کے کارناموں کا مرقع-۱۹۶۵ء	مرتبہ: (حضرت مولانا) محمد محسن فقیہ الشافعی ناشر: دفتر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان، کراچی	467

باب ہفتم

503

مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی

مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی خدمات	504
مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی پچاس سالہ خدمات (گولڈ جوبلی رپورٹ 1958ء تا 2007ء)	507
پیغامات	535

باب ہشتم

555

جہاد بالقلم

نظام عمل	حضرت علامہ الحاج شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی	557
دعوتِ عمل	حضرت علامہ الحاج شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی	699
مرقع کانگریس	مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی	717
فلسفہ عبادات اسلامی	حضرت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی رحمہ اللہ علیہ	747
انتخابات کے ضروری پہلو	مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ	787
بالشویزم اور اسلام	مولانا عبدالحامد قادری بدایونی علیہ رحمہ	801
جامع فتویٰ: جنت البقیع اور جنت المعلیٰ کے تحفظ وصیانت کی تحریک	مولانا عبدالحامد قادری بدایونی علیہ رحمہ	821
کتاب وسنت غیروں کی نظروں میں	مرتبہ: مجاہد ملت شیخ طریقت حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عبدالحامدؒ قادری بدایونی	871
بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مشاہیر علماء شعراء کا خراجِ عقیدت بہ سلسلہ عید میلاد النبیؐ منعقدہ ۲۷ ستمبر ۱۹۵۹ء	ناشر: آزاد بن حیدر، بی اے	901
اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم کی مالی تقسیم	لسان الہند حضرت علامہ شاہ عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ	915

Marfat.com

وفد حجاز کی رپورٹ	مولانا شاہ محمد عبدالحامدؒ قادری بدایونی	931
مسئلہ بینکاری اور سود ایک ضروری مقالہ	مولانا عبدالحامد بدایونیؒ	957
روزہ داروں کی خدمت میں مرکزی جمعیت علمائے پاکستان اور تعلیمات اسلامیہ کا ایک مجموعہ جس میں ماہ رمضان المبارک کے فضائل تراویح، تلاوت قرآن پاک سحر و افطار کا بیان ونقشہ افطار و سحر نواقض روزہ۔ صدقات زکوۃ، اعتکاف، لیلۃ القدر	مؤلفہ: حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد القادر البدایونی	963
لاؤڈ اسپیکر۔ لاسلکی۔ ٹیلی فون۔ تار کے متعلق علماء کرام کا اہم فتویٰ	مقدمہ: (از) مولانا عبدالحامد بدایونی	969
خطبہ صدارت، پاکستان کانفرنس 1941ء	علامہ عبدالحامد بدایونیؒ	973
خطبہ صدارت (بہ اجلاس برائے علوم الحدیث)	از: علامہ الحاج حضرت مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی	985
تبلیغ اسلام کی اہمیت وضرورت	مرتبہ: مجاہد ملت حضرت علامہ شاہ عبدالحامد قادریؒ بدایونی، ناشر: آزاد بن حیدر، بی اے، ۲۱۴- پیر کالونی، کراچی	989
عائلی قوانین پر علامہ محمد عبدالحامدؒ القادری البدایونی کا ایک مقالہ	شائع کنندگان: مولانا محمد محسن فقیہ شافعی، مولانا محمد عبدالواحد القادری البدایونی	993
سیرت نبوی پر ایک اہم مقالہ	علامہ عبدالحامد بدایونی قادریؒ	997
مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے دستور واغراض	ناشر: (مولانا) محسن فقیہ الشافعی	1003
اسلامی دستوری خاکہ		1011
دستوری سفارشات کے حامی وموید ین علماء		1012
دو قالب ایک جان: مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی، مجاہد تحریک پاکستان مولانا عبدالحامد بدایونی خانوادہ قادریہ اور خانوادہ علیمیہ تعلقات وروابط	مولانا اُسید الحق قادری بدایونی	1013
تاریخ ساز نورانی کارنامے		1029
علامہ شاہ احمد نورانی کی نورانی خدمات		1033
علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی بن مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ		1043
مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا خصوصی انٹرویو	(ہفت وار ''المدینہ'' کراچی اگست ۱۹۷۱ء)	1045
The Philosophy of the Islamic Prayers	Abdul Hamid Qadri Badayuni	1049

Marfat.com

باب نہم 1109

جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ

سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا عظیم بین الاقوامی مشن

سپاسنامہ بتقریب تنصیب سنگ بنیاد جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ	پیش کردہ: علامہ مولانا شاہ محمد عبدالحامد بدایونی قادریؒ ناشر: آزاد بن حیدر ایم اے، ایل ایل بی، ۲۱۴ پیر کالونی، کراچی	1111
جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کراچی کا نصاب تعلیم		1117
جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کا مختصر تعارف	آزاد بن حیدر	1137

باب دہم 1141

مَوۡتُ الۡعَالِمِ مَوۡتُ الۡعَالَمِ

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡن

آہ جنت نشاں الحاج مولانا محمد عبدالحامد قادریؒ بدایونی	صابر براری	1143
قومی اخبارات کا خراجِ عقیدت: روزنامہ جنگ کراچی ۲۴ر جولائی ۱۹۷۰ء، روزنامہ حریت کراچی ۲۴ر جولائی ۱۹۷۰ء، روزنامہ جسارت کراچی ۲۴ر جولائی ۱۹۷۰ء، تحریک آزادی کے صفِ اوّل کے رہنما انتقال فرما گئے (ماہنامہ رضائے مصطفےٰ، گوجرانوالہ کا اداریہ) ہائے بدایوں اب تیری عظمت خیالی رہ گئی! (ہفتہ وار ''ذوالقرنین'' کا اداریہ)		1145
ابامیاں اور یہ یادگار مجلہ	عابد القادری بدایونی	1149
مکتوب گرامی	السید عبدالقادر الگیلانیؒ (سفیر عراق برائے پاکستان)	1151
چند تعزیتی پیغامات: پیر عبدالقادر گیلانی سفیر عراق برائے پاکستان، (سفیر مصر)، (سفیر مراکش)، (مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی)، (علامہ) علاؤالدین صدیقی، (مولانا) فضل الرحمٰن مدنی، (مولانا جمال میاں فرنگی محلی)، (پیر فضل عثمان مجددی نقشبندی)، سید مظفر علی شمسی، (فدا علی)، مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ العالی ابن حضرت مولانا شاہ ضیاء الدینؒ، حامد علی قریشی، سنی رضوی سوسائٹی، بلدیہ کراچی، مسرت حسین زیدی (ریجنل کوآپریشن ڈیولپمنٹ)، مرکزی جمعیۃ اہلسنّت کراچی پاکستان، مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم، ملتان، سیکریٹری انجمن حمایت اسلام لاہور، مرکزی دفتر انجمن نعمانیہ پاکستان مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان، سیّد احمد سعید کاظمی، علامہ سیّد عباس حیدر عابدی، شاہ محمد ابراہیم خوشتر، ماجد۔		1153 تا 1167

Marfat.com

تاثرات	سیّد حسین امام	1168
مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ	روزنامہ جنگ، ۲۴ر جولائی ۱۹۷۰ء	1169
مولانا عبدالحامد بدایونیؒ	حریت میگزین، ۳۱ر اگست ۱۹۷۰ء	1173
مولانا عبدالحامد بدایونی ـــــ سچے صوفی مشرب مسلمان	سردار علی صابری	1175
حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ جید عالم اور یگانہ روزگار خطیب	حضرت بشیر احمد غازی آبادی	1182
اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر	سیّد محمد فاروق احمد	1185
تحریک پاکستان کے ایک مجاہد	عبدالعزیز عرفی	1196

قطعات تاریخ وفات

☆ راغب مراد آبادی ☆ درد کاکوری ☆ سید سیفی ندوی ☆ ہادی القادری ☆ الحاج مولانا سید فتح علی حیدری قادری تاجی المخلص خوشتر ☆ حضرتِ صابر براری ثم کراچوی ☆ عزیز حاصل پوری۔	1202

ضمیمہ جات

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

داستانِ غم		1206
ضمیمہ نمبر 1: اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے (بمع دستاویزات اور اخباری تراشے)	از طاہر سواتی	1209
ضمیمہ نمبر 2: معافی نامہ (آزاد بن حیدر)		1265
ضمیمہ نمبر 3: تعارف آزاد بن حیدر		1269

☆☆☆

Marfat.com

مہمانِ خصوصی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے دستِ راست

آزاد بن حیدر کا ۳۶ ویں امام احمد رضا کانفرنس سے خطاب

شاہ احمد رضا خانؒ حسّان الشرق ہیں، مصطفےٰ جانِ رحمتؐ پہ لاکھوں سلام اُردو کا قصیدہ بردہ ہے

مرتبہ : پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

جناب نصرت مرزا کے بعد تحریک پاکستان کے ایک نوجوان کارکن، پاکستان آزاد ہونے کے بعد اولین مہاجرین کے خدمتگار، حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کے خاص الخاص خدمتگار، تحریک نبوت 1953ء کے ایک سچے سپہ سالار اور بعد میں ''جناح مسلم لیگ'' کے بانی اور درجنوں کتابوں کے مصنف اور سچے غلام غلامانِ رسول ﷺ محترم المقام جناب آزاد بن حیدر کو دعوت خطاب دی گئی آپ نے اپنا خطاب آیات درود وسلام کے ساتھ درود وسلام پڑھ کر کیا اور یہ اشعار بھی پڑھے:

مومن ہے جس نے ورد کیا ہے درود کا
مرقد میں اس کے اجالا ہوگا درود کا
دل خانۂ خدا ہے اس کے لیے ضرور
کنجی نبی کے نام کی تالا درود کا

سب سے پہلے آپ نے ادارہ کے تمام اراکین کا شکریہ ادا کیا کہ جس کے باعث اس تقریب میں آنے کا موقع ملا اس کے بعد آپ نے فرمایا:

مجھے بہت خوشی حاصل ہورہی ہے اور وہ یادیں تازہ ہورہی ہیں کہ جب مولانا محمد اطہر نعیمی اور مولانا محمد جمیل نعیمی کے ساتھ 50 کی ابتدائی دھائی میں آرام باغ کی مسجد اور دارالعلوم مخزن العلوم اور سنہری مسجد کھارادر میں ان سے اکثر ملاقات رہتی تھیں اور مجھے اس بات پر بھی فخر ہے کہ آزادی پاکستان کے بعد اس آزاد کو مولانا عبدالحامد بدایونی جیسے عالم اور صوفی کی 18 سال غلامی حاصل رہی اور ان کی جوتیاں سیدھی کرنے کا موقع ملا آج جو • کچھ ہوں مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ کی خدمت کی بدولت ہوں۔ آپ نے مزید بتایا کہ خالق دینا ہال میں ہر سال محمد علی جوہر کا یوم وصال منایا جاتا تھا اور ہر سال جہانگیر پارک میں میلادِ مصطفیٰ بھی منایا جاتا تھا جس کی صدارت مولانا عبدالحامد بدایونی فرماتے تھے اور ان تمام جلسوں کے انعقاد کرنے کی ذمہ داری اس فقیر کی ہوا کرتی تھی۔ آپ نے ایک اور اہم تاریخی بات بتائی کہ 1940ء میں کراچی میں ایک انجمن مسلمانانِ پنجاب قائم کی گئی تھی جو ہر سال 12 ربیع الاول کو شہر کراچی میں عید میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کرتی تھی اس جلوس کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں سب سے آگے 72 اونٹ جن پر سوار ہاتھوں میں تلوار لیے ہوتے اور سب سے آگے والا ہرے رنگ کا پرچم ہاتھوں میں اٹھائے ہوتا اس کے پیچھے 72 گھوڑوں پر سوار ہاتھوں میں تلوار لیے ہوئے ایک دستہ ہوتا ان کے پیچھے 2 گھوڑوں والی گھوڑا گاڑی کا دستہ ہوتا ان کے پیچھے 72 سائیکلوں پر سوار دستہ ہوتا اور ان کے پیچھے اس وقت کے کراچی کے تمام اسکولوں کے بچوں کا دستہ ہوتا جو سب کے سب ہرا پرچم ہاتھوں میں اٹھائے ہوتے اور یہ جلوس خالقدینا ہال سے شروع ہو کر کھارادر پر ختم ہوتا اور راستہ بھر یہ سب باوضو ہوتے اور نہایت تعظیم وتکریم سے درود وسلام پڑھ رہے ہوتے

Marfat.com

تھے اور ان تمام جلوس کی نگرانی انجمن مسلمانانِ پنجاب کے کارکن کیا کرتے تھے۔ پاکستان کے آزاد ہونے کے بعد ہر سال اس کی قیادت مولانا عبدالحامد بدایونی فرماتے رہے اور ہم بھی ان کے ساتھ شریک ہوتے۔ اس کے بعد کانفرنس کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے انھوں نے کئی پہلوں سے اظہار خیال کیا۔

امام احمد رضا کی شخصیت اور ان کا علمی کام اتنا عظیم ہے کہ نہ صرف اس محفل میں بیٹھا ہوا کوئی شخص کیا ایشیاء میں کوئی مسلمان یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس نے امام احمد رضا کو یا ان کے تمام علوم وفنون کو سمجھ لیا ہے کوئی ان کو بحیثیت مفسر سمجھ لے گا کوئی ان کو بحیثیت مترجم کوئی بحیثیت محدث، کوئی بحیثیت فقیہہ، کوئی بحیثیت فلسفی، ماہر طبیعات، ماہر لسانیات، ماہر تجریات، ماہر فلکیات وغیرہ وغیرہ وہ توان گنت علوم کے ماہر تھے کوئی ان کے علم کا احاطہ کیوں کرسکتا ہے، ان کے فتاویٰ کو مکہ، مدینہ کے علماء نے سراہا ہے ان کا سلام ''مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' نے دنیا بھر میں ان کو مقبول بنایا ہوا ہے۔ ان جیسی علمی شخصیت پچھلی 8 صدیوں میں ایشیاء میں کوئی نہ گذری تو یہ بندہ ناچیز ان کے متعلق کیا گفتگو کرسکتا ہے یہ تو میرے لیے اعزاز ہے کہ ان کی یاد کی اس مجلس میں مجھے مدعو کیا گیا ہے۔

حضرت آزاد بن حیدر نے مختلف جہتوں سے امام احمد رضا پر 40 منٹ سے زیادہ گفتگو کی اور کئی اہم تاریخی واقعات سے سامعین کو آگاہ کیا امام احمد رضا کے حوالے سے بھی کئی پہلوؤں سے گفتگو ان کا اختصار سے خلاصہ یا اہم نکات پیش کررہا ہوں:

(۱)۔ آپ نے امام احمد رضا کو ''حسّان الشّرق'' قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح علامہ اقبال شاعر مشرق ہیں اسی طرح امام احمد رضا نعتیہ شاعری میں ''حسّان الشّرق'' ہیں اور آپ کا سلام جو دنیا کے کونے کونے میں سنا اور پڑھا جاتا ہے اس کو اردو زبان کا ''قصیدہ بردہ'' کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ آپ نے اس موقع پر مولانا کوثر نیازی مرحوم کا حوالہ دیتے ہوئے ان کا قول نقل کیا:

''بلاخوف وتردّد کہتا ہوں کہ تمام زبانوں کا پورا نعتیہ کلام ایک طرف اور امام احمد رضا کا لکھا ہوا سلام ''مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' ایک طرف دونوں کو اگر ترازو میں رکھا جائے تو اعلیٰ حضرت کے سلام کا پلڑا بھاری رہے گا۔''

(۲)۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کے ترجمہ قرآن کے حوالے سے آپ نے بتایا:

پاکستان آزاد ہونے کے بعد مولانا احمد رضا کا ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' مکتبہ رضویہ کراچی اور پھر لاہور سے مکتبہ نبویہ سے شائع ہونا شروع ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد تاج کمپنی نے نہایت بددلی سے ترجمہ شائع کیا مگر اس کو کنزالایمان کے بجائے ''رفیع الشان ترجمہ'' کے نام سے شائع کیا اس کے باوجود پہلے ہی سال ایک لاکھ کاپیاں فروخت ہوگئیں جس سے تاج کمپنی کے ناشرین بھی حیران زدہ ہوگئے۔ اب تو یہ کئی زبانوں میں چھپ رہا ہے اس ترجمہ قرآن کی مقبولیت اس قدر بڑھی کہ سنی ناشرین کے علاوہ پاکستان کے دیوبندی ناشرین بھی اس کے ایڈیشن پر ایڈیشن شائع کرر ہے ہیں آپ تعجب کرینگے ہندوستان میں ایک سکھ ناشر نے اس کی 3 لاکھ کاپیاں شائع کیں جو سب کی سب ایک سال میں ہی فروخت ہوگئیں آج اس ترجمۂ قرآن کنزالایمان کی صرف شہر لاہور سے ہر سال 7 لاکھ کاپیاں شائع ہورہی ہیں آپ نے اس موقع پر یہ مصرعہ پڑھا:

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستان

(۳)۔ اعلیٰ حضرت کی دیگر کتب کی اشاعت پر گفتگو فرماتے ہوئے انھوں نے فرمایا: ''حکیم محمد موسیٰ امرتسری بانی

Marfat.com

''مرکزی مجلس رضا'' لاہور نے 1968ء میں امام صاحب کی کتب کی اشاعت اور پھر ان کی مفت تقسیم کاری کا کام شروع کر کے امام احمد رضا کی تعلیمات کے فروغ میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ حکیم محمد موسیٰ علیہ الرحمہ نے اپنی حیات تک چند سالوں میں امام احمد رضا کی کئی کتب اور ان پر لکھی جانے والی متعدد کتب کو 12 رلاکھ سے زیادہ تعداد میں شائع کر کے پورے پاکستان میں تقسیم کیا اور ان کا ہدف زیادہ تر اسکول کالج اور یونیورسٹی کے اساتذہ کرام اور دیگر علمی حلقے رہے۔ ان کی اس تحریک پر اہل قلم کا ایک قافلہ تیار ہو گیا جس کی باگ دوڑ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے سنبھال لی جو آپ ہی کے ادارے ''ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (انٹرنیشنل) کراچی'' کے سرپرست اعلیٰ بھی تھے۔''

(۴)۔ دوقومی نظریہ کے حوالے سے آپ نے امام احمد رضا کی کاوشوں کو سمیٹتے ہوئے فرمایا:

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی نے 1315ھ/1906ء میں پٹنہ کے اجلاس میں، پھر 1321ھ/1912ء میں رسالہ ''تدبیر فلاح ونجات واصلاح'' کے ذریعے اور 1339ھ/1920ء میں رسالہ ''المحجۃ المؤتمنہ'' شائع کر کے مسلمانان ہند میں اسلام کا سچا جذبہ پیدا کیا۔ ادھر 1920ء میں مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی علیہ الرحمہ نے تقسیم ہند کا تصور پیش کیا اور یہ اس وقت کی بات ہے کہ ابھی ڈاکٹر محمد اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح تقسیم ہند کے تصور کی طرف متوجہ نہ ہوئے تھے لیکن بعد میں قائداعظم محمد علی جناح اسلام کے علم بردار بن کر ایسے ابھرے کہ دیکھتے دیکھتے پورے ہندوستان پر چھا گئے مگر اس مرحلے پر یہ غور کرنا چاہیے کہ وہ کون سی قوتیں تھیں جس نے ہندوستان میں اسلام کے لیے اور اس دوقومی نظریے کے لیے فضا کو سازگار بنایا کہ جب انھوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اسلام کا اور پاکستان کا نام لیا تو پورے ہندوستان سے مسلمان لپک پڑے۔ ظاہر ہے کہ اتنی عظیم تبدیلی اچانک نہیں ہوسکتی تھی جب کہ ہندو مسلم اتحاد کے سلسلے میں ماضی قریب میں جو کچھ ہو چکا تھا اس کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

اگر تاریخ کا صحیح مطالعہ کیا جائے اور تعصبی نظر سے پاک رہ کر دیکھا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ یہ علمائے اہلِ سنّت (اور خلفائے اعلیٰ حضرت) ہی تھے جنھوں نے مسلمانوں کے دلوں میں جذبہ اسلامی کو ابھارا تھا جس کے باعث برصغیر میں اسلامی حکومت کا قیام ممکن ہوسکا۔

(۵)۔ آپ امام احمد رضا کی علوم عقلیہ سے متعلق تحقیقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمانے لگے:

آپ کی سائنسی بصیرت پر ''فوزمبین دَررد حرکت زمین'' جو ایک عظیم علمی شاہکار ہے اسے پڑھ کر یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ آپ کا مزاج سائنسی تھا اگر نہیں تو پھر آپ کی نگاہ میں سائنسی وسعت کیونکر پیدا ہوگئی نیز یہ کہ آپ کی نگاہ اور قلم جس جس علم وفن پر اٹھتا ہے وہاں گہرے نقش چھوڑ جاتا ہے۔ آپ سائنسی علوم کے علاوہ سوشل سائنسز (قانون، سیاست، ادبیات، نظمیات وغیرہا) جیسے علوم پر بھی جب قلم اٹھاتے اس میں آپ کی تحقیق سے نئے نئے پہلو آشکار ہوتے نظر آتے ہیں۔

آخر میں آزاد بن حیدر صاحب نے امام احمد رضا کو ان سائنسدانوں کی کڑی سے جا ملایا جو (قرطبہ) اسپین سے منقطع ہوا تھا کہ اس زمانے میں ہمارے جن مسلمان سائنسدانوں کا طوطی ہمارا اسپین سے رابطہ منقطع ہونے سے پہلے بولتا تھا جن میں جابر بن حیان، امام رازی، البیرونی، عمر خیام، ابن رشد، ابن الہیثم جیسے سائنسدان شامل ہیں جنہوں نے اپنے علمی اور قلمی شاہکار کے باعث دنیا بھر میں لوہا منوایا۔ ایک طویل عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

امام احمد رضا کی صورت میں ہمیں عظیم سائنسدان عطا کیا مگر افسوس کہ ہم ان کی ان کاوشوں کو دنیا کے سامنے لانے میں سست روی سے کام لے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں توقع رکھتا ہوں کہ جس طرح مجید اللہ قادری صاحب امام صاحب کی سائنسی باتوں کو سامنے لا رہے ہیں مستقبل میں ضرور کوئی ایسی جامع کتاب امام صاحب کی سائنسی کاوشوں کے حوالے سے دنیا کے سامنے پیش کرسکیں گے۔ اس سلسلے کو آگے بڑھانے کے لیے آج میں ان کو ایک ایسی کتاب تحفۃً پیش کررہا ہوں جس میں مصنف شفیع حیدر صدیقی صاحب نے قرآن کریم کی 1000ر آیات سے مختلف سائنسی اصول وضوابط بیان کیے ہیں۔ میں مجید اللہ کو یہ کام سونپ رہا ہوں کہ وہ مطالعہ کرکے اور خاص کر امام صاحب کی سائنسی معلومات کا مطالعہ کرکے کوئی ایسی کتاب سامنے لائیں تاکہ لوگ قرآن کریم کی طرف بھی رغبت کریں اور امام صاحب کی سائنسی استدلال سے بھی افادہ اٹھاسکیں۔ یہ کتاب بعنوان ''قرآن کریم کی سائنسی تصریح'' صدر مجلس مولانا اطہر نعیمی صاحب کے ہاتھوں سے راقم کو عطا ہوئی۔

محترم جناب آزاد بن حیدر صاحب تحریک پاکستان کے حوالے سے ان علماء کا ذکر کرنا چاہتے تھے جنھوں نے تحریکِ پاکستان میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے انتھک کوششیں کیں اور آل انڈیا مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا اور مسلمانوں کو مکمل طور پر جگایا اور ان سے مسلم لیگ کو ووٹ دلوا کر کامیابی دلوائی مگر وقت کی قلت کے باعث وہ صرف نام لے سکے جن میں سے چند نام یہاں درج کیے جارہے ہیں ان کی تفصیلات کے لیے انھوں نے ایک کتابچہ بھی دکھایا جس کا عنوان تھا ''تحریک پاکستان اور علماء حق'' جو تحریک پاکستان فاؤنڈیشن کی طرف سے شائع بھی ہوا ہے یہاں صرف ان کے نام تحریر کررہا ہوں: (۱)۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلی۔ (۲)۔ مولانا عبدالحامد بدایونی۔ (۳)۔ مولانا محمد علی جوہر۔ (۴)۔ مولانا یار محمد بندیالوی۔ (۵)۔ مولانا نعیم الدین مرادآبادی۔ (۶)۔ مولانا حسرت موہانی۔ (۷)۔ مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی۔ (۸)۔ مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش۔ (۹)۔ مولانا عبدالغفور ہزاروی۔ (۱۰)۔ مولانا ظہور الحسن درس۔ (۱۱)۔ مولانا شاہ عارف اللہ میرٹھی۔ (۱۲)۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی۔ (۱۳)۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی۔ (۱۴)۔ مولانا جمال میاں فرنگی محلی۔

اسی طرح جناب آزاد بن حیدر نے ایک اور کتابچہ بھی دکھایا جس میں ان کانگریسی علماء کا ذکر ہے جنھوں نے تحریکِ پاکستان کی سختی سے مخالفت کی اور ان کا بھی ایک تذکرہ بنام ''تحریکِ پاکستان کی مخالفت اور علماء'' کے نام سے شائع کیا ان میں جن کانگریسی علماء کا ذکر ہے ان کے نام بھی ملاحظہ کریں:

(۱)۔ مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری۔ (۲)۔ مولوی حسین احمد مدنی۔ (۳)۔ ابوالکلام آزاد۔ (۴)۔ مولوی شبلی نعمانی۔ (۵)۔ مولوی حفیظ الرحمٰن دیوبندی۔ (۶)۔ مولوی احمد علی لاہوری۔ (۷)۔ مولوی سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ (۸)۔ مولوی حبیب الرحمٰن۔ (۹)۔ مولوی عنایت اللہ مشرقی۔ (۱۰)۔ مولوی عبیداللہ سندھی۔

حضرت آزاد بن حیدر کی گرج دار آواز اور ان کے تاریخی جملوں نے حاضرین مجلس پر ایک زبردست تاثر چھوڑا۔

(ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی، ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا، صفحہ ۱۳ تا ۱۷، جنوری ۲۰۱۶ء)

OOOO

Marfat.com

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضاؒ کا مقبول ترین سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم، تاج دارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

فتح بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے بے کس کی دولت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

طائرانِ قدس جس کی ہیں قمریاں
اس سہی سر و قامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی، دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

وہ دُعا جس کا جوبن بہارِ قبول
اس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام

حجرِ اسودِ کعبۂ جان و دل
یعنی مہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خط میں موجِ کرم نور کی
اس کفِ بحرِ ہمت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود
اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام

الغرض ان کے ہر مُو پہ لاکھوں درود
ان کی ہر خُو و خصلت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

آل انڈیا سنّی کانفرنس کے دواہم ستون
(مولانا عبدالحامد بدایونیؒ و پیر جماعت علی شاہؒ)

آزاد بن حیدر

وطن عزیز کے معروف قانون دان اور تحریک پاکستان کے نوجوان کارکن، محقق، مصنف اور تحریک ختم نبوت کے سپہ سالار محترم المقام جناب آزاد بن حیدر جو 1932ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے 1946ء میں مولانا عبدالستار خان نیازی کی قیادت میں مسلم اسٹوڈنٹ فیڈریشن کی رکنیت حاصل کی۔ پاکستان کی آزادی کے اعلان کے ساتھ آپ کراچی تشریف لے آئے اور پہلی عید کی نماز قائداعظم کے ساتھ بندر روڈ کی عیدگاہ میں ادا کی۔ 1952ء میں ممتاز عالم دین اور تحریک پاکستان کے رہنما مولانا عبدالحامد بدایونی کی تنظیم جمعیت علمائے پاکستان میں شمولیت اختیار کی (جو اس وقت مسلم لیگ کی مذہبی ونگ سمجھی جاتی تھی) 1956ء میں مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی بنیاد رکھی جس کے پہلے سرپرست سفیر عراق پیر سید عبدالقادر گیلانی تھے اور جس کے صدر مولانا عبدالحامد بدایونی اور سیکریٹری آپ خود تھے۔ 1963ء میں مولانا عبدالحامد بدایونی کی سربراہی میں کراچی کے علاقے منگھوپیر روڈ پر ''جامعہ تعلیمات اسلامیہ'' کے نام سے دینی یونیورسٹی قائم کی جس کا سنگ بنیاد صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خان نے رکھا تھا۔ 1963ء ہی میں پہلی مرتبہ پاکستان کی طرف سے سعودی عرب بھیجے جانے والے غلاف کعبہ کی نگرانی کرتے رہے۔ 1969ء میں کراچی صوبہ محاذ تحریک چلائی اور صدر یحییٰ خان سے کراچی صوبے کا آرڈیننس منظور کرایا۔ لیکن کچھ سازشی حضرات کی وجہ سے عمل نہ ہوسکا۔ 1991ء میں جناح مسلم لیگ کی بنیاد رکھی۔ 1962ء سے 2012ء تک ہائی کورٹ و سپریم کورٹ آف پاکستان میں بحیثیت وکیل خدمات انجام دیتے رہے۔ محترم المقام آزاد بن حیدر نے تمام سیاسی، سماجی، وکالتی مصروفیت کے ساتھ ساتھ تحریری کام بھی انجام دیئے اور اس دوران کئی کتب تصنیف فرمائیں جن میں بیشتر تصانیف تحریک پاکستان اور برصغیر میں مسلم نشاۃ الثانیہ کے حوالے سے عمیق و مفید ہیں۔

محترم المقام آزاد بن حیدر کی سب سے اہم اور ضخیم تصنیف ''تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ'' (سرسید سے قائداعظم تک) 2013ء میں تحریک پاکستان فاؤنڈیشن ادارہ کے تحت شائع ہوئی ہے جس کی ضخامت 1150 صفحات پر مشتمل ہے اس کتاب کو آپ نے 12/ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ آپ نے مسلم لیگ کے تاسیسی اجلاس 30/دسمبر 1906ء سے لے کر آخری 31/ویں اجلاس تک کی روداد کو مدلل شواہد کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔ آپ نے اپنی اس اہم دستویزی تصنیف میں جس کو مسلم لیگ کی سیاسی تحریک کا انسائیکلوپیڈیا کہا جاسکتا ہے، آل انڈیا سنی کانفرنس کا بھی اختصار سے جائزہ لیا ہے اور اس آل انڈیا سنی کانفرنس قائم شدہ 1925ء کے دواہم ستون ''حضرت پیر سید جماعت علی شاہ'' اور ''حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی'' کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ یہاں اس کو قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش کیا جارہا ہے۔ (مجیداللہ قادری)

سنی کانفرنس بنارس ۱۹۴۶ء: آل انڈیا سنی کانفرنس کا تاسیسی اجلاس ۱۹۲۵ء میں مراد آباد میں صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی اور مولانا قاضی محمد داغ حسین رئیس مراد آباد کی کاوشوں سے منعقد ہوا، اور وقت کے ساتھ یہ تنظیم مقبول ہوتی چلی گئی۔ تحریک پاکستان کے دوران آل انڈیا سنی کانفرنس کا ایک اجلاس ۲۷/اپریل سے ۳۰/اپریل ۱۹۴۶ء تک بنارس میں منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا سید محدّث کچھوچھوی نے کی۔ اس کانفرنس میں پندرہ ہزار علماء و مشائخ کے علاوہ ایک لاکھ سنی مسلمانوں نے شرکت کی۔

بعد ازاں ہندوستان کے تمام صوبوں اور اضلاع میں نہ

Marfat.com

صرف اس کی شاخیں قائم ہوئیں بلکہ ہر ضلع میں سنی کانفرنس کے اجلاس منعقد ہوتے رہے۔

سنی کانفرنس بنارس میں شریک ہندوستان بھر کے ہزار ہا علماء مشائخ نے تحریکِ پاکستان کی حمایت میں انقلابی قرارداد یں منظور کیں۔ جس سے پاکستان کی تحریک کو ہزاروں مساجد کے علماء وخطیبوں نے اپنا نصب العین بنالیا۔ اس کانفرنس کی مجلس استقبالیہ کے صدر مولانا سید محمد کچھوچھوی تھے۔ ان کا خطبہ استقبالیہ "آل انڈیا مسلم لیگ" کے مخالفین کے لیے بجلی بن کر گرا۔ (سید محمد محدث کچھوچھوی کے خطبۂ استقبالیہ کے مکمل متن کے لیے دیکھیے جلال الدین قادری کی مرتبہ کتاب "خطبات آل انڈیا سنّی کانفرنس"، لاہور، مکتبۂ قادریہ، 1979ء۔)

پاکستان کی تحریک کے لیے مندرجہ ذیل علماء ومشائخ کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی:

(۱) حضرت مولانا شاہ ابوالحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی۔

(۲) حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب۔

(۳) حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب۔

(۴) حضرت صدرالشریعہ مولانا مولوی محمد امجد علی صاحب۔

(۵) حضرت مبلغ اعظم مولوی عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔

(۶) حضرت مولانا مولوی عبدالحامد صاحب قادری بدیوانی۔

(۷) حضرت مولانا مولوی سید شاہ دیوان آل رسول علی خاں سجادہ نشین اجمیر شریف۔

(۸) حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب، لاہور۔

(۹) حضرت مولانا شاہ قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف۔

(۱۰) حضرت پیر سید شاہ عبدالرحمان صاحب بھرچونڈی شریف (سندھ)

(۱۱) حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب مانکی شریف

(۱۲) خان بہادر حاجی بخش مصطفیٰ علی صاحب (مدراس)

(۱۳) حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب (لاہور)

اس کانفرنس میں دارالمبلغین کے لیے مندرجہ ذیل علماء پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی:

۱۔ حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی۔

۲۔ حضرت علامہ صبغت اللہ صاحب شہید انصاری فرنگی محلی۔

۳۔ حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدیوانی۔

اسی کانفرنس میں امیرِ ملت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری علیہ الرحمہ نے مسلم لیگ پر اور قائداعظم پر اظہارِ اعتماد کیا۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب امیر ملت علی پوری نے لارڈ ویول (وائسرائے ہند) کو ایک تار ارسال کیا ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ:

"مسلم لیگ مسلمانانِ ہند کی واحد نمائندہ اور قائداعظم محمد علی جناح ان کے واحد لیڈر ہیں اور ایگزیکٹو کونسل کے مسلم ارکان نامزد کرنا مسلم لیگ اور قائداعظم کا کام ہے طول وعرض ہندوستان میں میرے لاکھوں مرید مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔"

پنجاب کے دیگر تمام صوفیائے کرام اور سجادہ نشینوں نے اسی قسم کے خطوط اور تاریں وائسرائے اور قائداعظم کے نام ارسال کیے ہیں۔

اس کانفرنس میں یہ اعلان بھی کیا گیا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی جماعت ہے۔ احرار، خاکسار، مسلم بورڈ، نیشنل مسلمانوں کی جماعتیں ہیں اور یہ دراصل کانگریس کی بنائی ہوئی

Marfat.com

ہیں۔ (دیکھیے محمد جلال الدین قادری کی کتاب "تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس"، گجرات، مکتبہ رضویہ، 1978ء/محمد صادق قصوری کی مرتبہ کتاب "اکابر تحریکِ پاکستان"، گجرات، مکتبہ رضویہ، 1976ء/ ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی کتاب "تحریکِ آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم، لاہور، 1987ء)

مولانا عبدالحامد بدایونی (1898ء-1970ء): برصغیر پاک و ہند کے مشہور عالم دین اور تحریک خلافت و تحریک پاکستان کے عظیم رہنما مولانا عبدالحامد بدایونی 1998ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ ولادت کے بیس دن بعد ان کے والد مولانا حکیم عبدالقیوم بدایونی کا صوبہ بہار میں ریل کے حادثے میں انتقال ہو گیا تھا۔ مولانا کی پرورش ان کی والدہ اور بڑے بھائی مولانا عبدالماجد بدایونی نے کی۔ والدہ نے ابتدائی سبق گھر پر ہی دیا اور جب مولانا ذرا بڑے ہوئے تو انہیں آبائی مدرسہ قادریہ شمس العلوم بدایوں بھیجا گیا۔ ناظرہ قرآن حکیم پڑھنے کے بعد انھوں نے اپنے وقت کے کئی علما سے اکتساب فیض کیا۔ آخری دو سال الٰہیات کی تکمیل اور فن قرآت کے لیے مدرسہ علیہ کانپور میں بھی رہے۔ دینی علوم حاصل کرنے کی اس پیاس اور جستجو کے باعث انھوں نے جلد ہی بھرپور طور پر دینی امور میں بھی حصہ لینا شروع کر دیا تھا اور ارکان اسلام کی پابندی کے ساتھ ساتھ خود بھی امامت کا منصب حاصل کر لیا۔ مولانا بدایوں کی جامع مسجد میں خطیب بھی رہے اور مدرسہ قادریہ شمس العلوم بدایوں کے تین سال تک نہ صرف مہتمم رہے، بلکہ مدرس اور مفتی کے عہدے پر بھی فائز رہے۔ مولانا کے مورث اعلیٰ مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، مولانا فیض احمد بدایونی، مولانا محی الدین بدایونی اور مولانا حافظ غلام فرید جیلانی بدایونی کی علمی حیثیت مشہور اور معروف تھی، چنانچہ مولانا عبدالحامد بدایونی کو اپنے معاصر علماء اور مشائخ میں ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔ اسی بنا پر مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے خاص طور پر مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی جوہر کو بدایوں بھیجا تاکہ علمائے بدایوں کو تحریک خلافت میں شامل کیا جائے۔ اس طرح مولانا عبدالحامد نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز تحریک خلافت سے کیا۔ برصغیر پاک و ہند سے انگریزی استعمار کے خاتمے کے لیے انھوں نے تحریک خلافت میں نئی روح پھونک دی۔ لکھنؤ کانفرنس میں جب بمبئی کی محدود خلافت کمیٹی کو پورے ہندوستان میں پھیلانے کا فیصلہ کیا گیا تو مولانا نے اپنے بڑے بھائی مولانا عبدالماجد بدایونی کے ساتھ مل کر پورے ہندوستان کا دورہ کیا اور خلافت کمیٹی کی شاخیں قائم کیں۔ مولانا بدایونی ڈسٹرکٹ خلافت کمیٹی بدایوں کے جنرل سیکریٹری کے علاوہ صوبائی خلافت کمیٹی اور مرکزی خلافت کمیٹی بمبئی کی مجلس عاملہ کے رکن بھی رہے۔ تحریک خلافت سے متاثر ہو کر گاندھی بھی عیارانہ طور پر اس میں شامل ہو گئے اور اسی دوران شدھی تحریک کا بھی آغاز کر دیا گیا۔ مولانا نے ان حالات سے بدظن ہو کر تحریک خلافت اور کانگریس دونوں سے علیحدگی اختیار کر لی اور مرکزی انجمن تبلیغ اسلام انبالہ، آگرہ میں شریک ہو کر مولانا سید نعیم الدین مرادآباد، حضرت مولانا مفتی عبدالحفیظ قادری بریلوی، پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور مولانا سید ابوالحسنات قادری لاہور کے ساتھ مل کر ہر اس جگہ پہنچے جہاں شدھی تحریک کام کر رہی تھی۔ ہندوؤں کی تنگ نظری اور اسلام دشمنی کے پیش نظر ضرورت محسوس کی گئی کہ مسلمانوں کی الگ جماعت قائم ہونے چاہیے، چنانچہ جب مسلم کانفرنس قائم کی گئی تو مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی اور مولانا عبدالحامد بدایونی اور تحریک خلافت کے اکثر مسلم رہنما اس میں شامل ہو گئے۔ 1918ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس دہلی میں منعقد ہوا اس اجلاس کی صدارت مولوی ابوالقاسم فضل الحق نے کی تھی۔ اس اجلاس

Marfat.com

میں برطانوی حکومت کے خلاف شدید غم و غصے کا اظہار کیا گیا کیونکہ برطانوی حکومت نے خلافت عثمانیہ کے تحفظ کے لیے اپنے وعدوں سے صریحاً انحراف کر کے ایک طرح کی لاتعلقی کا ثبوت دیا تھا۔ مسلم لیگ کے اس اجلاس میں مولانا عبدالحامد بدایونی نے پہلی بار شرکت کی تھی۔ اس طرح مولانا اسی اجلاس میں مسلم لیگ کے موقف کے حامی اور ورکر بن گئے تھے۔ (ظہور الدین خاں امرتسری کی مرتبہ کتاب ''تحریکِ پاکستان میں مولانا عبدالحامد بدایونی کے کردار کی ایک جھلک، لاہور، ادارہ پاکستان شناسی، 2005ء، میں شامل خواجہ رضی حیدر کا تحقیقی مقالہ ''مولانا عبدالحامد بدایونی اور تحریکِ پاکستان، ص ۴۱ تا ۵۱)

اس اجلاس میں مولانا نے صرف ایک بیس سالہ پر جوش نوجوان کی حیثیت سے پہلی بار مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے تقریر کی۔ لندن کانفرنس کے بعد دہلی میں مولانا شوکت علی کی قیام گاہ پر مسلمان رہنماؤں کا اجلاس ہوا تو مولانا عبدالحامد بدایونی نے اس میں شرکت کی۔ اس اجلاس میں یہ طے ہوا کہ آئندہ تمام انتخابات میں صرف مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندگی کرے گی۔ 1937ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک یادگار اجلاس 15 تا 18 راپریل کو لکھنؤ میں منعقد ہوا، جس کی صدارت قائداعظم محمد علی جناح نے کی تھی۔ اس میں بھی عبدالحامد بدایونی نے عملی طور پر حصہ لیا تھا۔ 1938ء میں قائداعظم نے مسلم لیگ کو مسلمانان ہند کی ایک مؤثر اور نمائندہ جماعت بنانے کے لیے ہندوستان کے ہر صوبے سے دو دو افراد منتخب کیے تا کہ وہ اپنی پر جوش تقریروں کے ذریعے مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد کو اجاگر کر سکیں۔ ان منتخب افراد میں یوپی سے مولانا عبدالحامد بدایونی، سی پی سے نواب صدیق علی خان، پنجاب سے پروفیسر عنایت اللہ، بہار سے مولانا قمر دربھنگوی، مظہر امام (صوبائی سالار اعلیٰ مسلم نیشنل گارڈ، بہار) کے علاوہ دیگر افراد شامل تھے، جنھوں نے ہندوستان کے ہر شہر و قریہ میں پہنچ کر اپنی پر جوش تقریروں کے ذریعے مسلمانان ہند کو مسلم لیگ کا ہمنوا بنایا جس میں علما و مشائخ بھی شامل تھے۔ 23ر مارچ 1940ء کو لاہور کے منٹو پارک (موجودہ اقبال پارک) میں آل انڈیا مسلم لیگ کے تاریخ ساز اجلاس میں جب ''قرارداد پاکستان'' پیش کی گئی تو مولانا عبدالحامد بدایونی اپنے رفقا سمیت مسلم لیگ کے ان رہنماؤں میں شامل تھے، جنھوں نے قرارداد کی تائید کی۔ 20راگست 1941ء کو لدھیانہ میں پاکستان کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت مولانا بدایونی نے کی اور خطبۂ صدارت میں پاکستان کے حق میں نہایت ہی مدلل تقریر کی جسے بعد میں کتابی شکل میں شائع کرا کر آل انڈیا مسلم لیگ کی تمام شاخوں کے ذریعے مسلمانوں میں تقسیم کرایا گیا۔ (مولانا عبدالحامد بدایونی کے خطبۂ صدارت کے لیے دیکھیے ظہور الدین امرتسری کی محولہ بالا کتاب، ص ۶۳ تا ۹۳)

1945-46ء کے انتخابات میں بھی مولانا کی خدمت ناقابل فراموش ہیں۔ مولانا نے 1946ء میں یوپی، سی پی، بہار، اڑیسہ، بنگال، آسام، بمبئی، کراچی، سندھ، بلوچستان، کوئٹہ، قلات اور پنجاب کے دور افتادہ علاقے میں جا کر مسلمانوں کو مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دینے پر آمادہ کیا۔ صوبہ سرحد کے ریفرنڈم میں قائداعظم نے مسلم لیگ کے جس وفد کو بھیجا تھا اس میں نواب بہادر یار جنگ اور مولانا عبدالحامد بدایونی شامل تھے۔ پیر صاحب مانکی شریف نے صوبہ سرحد میں کانگریسی علما کی ریشہ دوانیوں کے پیش نظر قائداعظم محمد علی جناح سے خاص طور پر مولانا عبدالحامد بدایونی کو سرحد بھیجنے کے لیے کہا تھا اور مولانا نے اپنے زور خطابت سے سرحد کے مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت کے لیے کمربستہ کیا۔ ان کے ولولہ انگیز خطبات نے خان برادران ڈاکٹر

Marfat.com

۱۲۲۹۵۲

خاں صاحب اور خان عبدالغفار خان کے الزامات کو زائل کر کے مسلم لیگ کی مقبولیت کو چار چاند لگا دیے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی پر ٹوپی (سرحد) کے مقام پر قاتلانہ حملہ کیا گیا مگر وہ بال بال بچ گئے۔ ان ہی خدمات کی بنا پر آپ کو "فاتح سرحد" کا خطاب دیا گیا۔ سلہٹ اور بنگال میں بھی انھوں نے اپنی ولولہ انگیز تقریروں کے ذریعے کانگریسی طلسم کو توڑ کر مسلم لیگ کے نمائندے کو کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کیا اور ہر محاذ پر نیشنلسٹ علما کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد مولانا عبدالحامد بدایونی، مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لیے کراچی آئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ یہاں وہ ملی استحکام، اتحاد عالم اسلامی اور علوم اسلامیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ (احمد سعید کی مرتبہ محولہ بالا کتاب "Muslim India"، ص ۱۵، ۱۶)

1948ء میں مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کی قیادت میں سندھ کے علما و مشائخ کے ایک وفد نے قائداعظم سے ملاقات کی جس میں مولانا عبدالحامد بدایونی بھی شریک تھے، اس موقع پر تفصیلی یادداشت پیش کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ پاکستان کا دستور کتاب وسنت کی روشنی میں تیار کیا جائے اور دیگر اسلامی ممالک کی طرح پاکستان مین بھی وزارت مذہبی امور قائم کی جائے۔

قیام پاکستان کے بعد مولانا عبدالحامد بدایونی، مرکزی جمعیت العلمائے پاکستان کے زونل صدر اور پھر مرکزی صدر منتخب ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی مہاجرین کی آبادکاری اور کشمیری مسلمانوں کی آزادی کی جدوجہد کے لیے بھی مالی اور اخلاقی مدد کرتے رہے۔ مولانا ان علما میں شامل تھے جنھوں نے بائیس نکات پر مشتمل دستوری خاکہ مرتب کیا تھا۔ 1953ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت میں شریک ہوئے اور ایک سال تک کراچی اور سکھر کی جیلوں میں اپنے رفقا کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔ 1957ء میں انھوں نے روس کے مفتی اعظم ضیاء الدین بابا خانوف کی دعوت پر روس کا تین ماہ کا طویل دورہ کیا۔ اس دورے میں ان کے ساتھ مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا غلام جیلانی اور مولانا راغب احسن بھی شریک تھے۔ اس کے علاوہ انھوں نے چین، مصر، ترکی، تیونس، نائجیریا، کویت، عراق، ایران، اور حجاز مقدس کے دورے بھی کیے۔

سابق صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے انھیں 1962ء میں اسلامی مشاورتی کونسل کا رکن نامزد کیا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی پانچ پانچ سال کے لیے دو مرتبہ اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن کی حیثیت سے قابل قدر دینی خدمات انجام دیتے رہے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی ایک جید عالم اور مستند مفتی کے علاوہ اعلیٰ پائے کہ مصنف اور ادیب بھی تھے۔ قائداعظم، قائد ملت، سردار عبدالرب نشتر اور تمام مسلم لیگی زعماء مولانا کی حب الوطنی کو بے حد قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مولانا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبے رہتے تھے۔ قاہرہ، بغداد اور مدینہ منورہ کے لیے بے چین رہتے تھے۔ مولانا نے بائیس حج کیے۔ "جامعہ تعلیمات اسلامیہ" کے نام سے ایک درس گاہ قائم کی جو قدیم و جدید علوم وفنون کا مرکز ہے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی 20 جولائی 1970 کو فالج کے حملے اور دماغ کی شریان پھٹ جانے کے سبب اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کی آخری آرام گاہ کراچی میں عبدالحامد بدایونی کالج کے احاطے میں ہے۔

(رضی ابدالی کی محولہ کتاب "رہبرانِ پاکستان، ص ۱۴۹ تا ۱۵۴)

پیر جماعت علی شاہ۔ مسلم لیگ۔ قائداعظم ۱۹۳۶ء: میں جب قائداعظم نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کا بیڑا اٹھایا اور ہندو مسلم دو جداگانہ قوموں کا آواز بلند کی تو برصغیر میں سب سے پہلے امیر ملت

Marfat.com

پیر سید جماعت علی شاہ نے ہی قائداعظم کو اپنے مکمل اور بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ آپ اس وقت حیدرآباد دکن (حال انڈیا) میں مقیم تھے۔

امیر ملت نے اپنے صاحبزادگان، خلفاء اور مریدوں کو حکم دیا کہ وہ دل وجان سے مسلم لیگ کی حمایت کریں، رکنیت اختیار کریں اور قائداعظم کے سپاہی بن کر مسلم لیگ کو ہر دل کی دھڑکن بنادیں۔

۲۲ر اپریل ۱۹۳۸ء کو آپ نے ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''مسلمانو! آج ایک جھنڈا اسلامی ہے دوسرا کفر کا۔ تم کس جھنڈے کے سائے میں رہو گے؟''

سب حاضرین نے متفقہ آواز سے کہا، ''اسلام کے جھنڈے کے سائے میں۔''

۲۰ر اکتوبر ۱۹۳۸ء کو آپ نے صوبہ سرحد کے مریدوں کو ایک خصوصی پیغام بھیجا کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہو کر آزادی کی منزل حاصل کرنے کے لیے اپنی تمام تر مساعی صرف کردیں۔

۱۹۳۹ء میں برصغیر میں پاکستان کی آواز تو بلند ہو رہی تھی لیکن کوئی اس کی علمی وعملی صورت اور اس کی فلسفیانہ اور منطقی بنیاد کو واضح اور معین شکل میں اب تک پیش نہ کرسکا تھا۔ امیر ملت نے اپنے مرید خاص پروفیسر ڈاکٹر سید ظفر الحسن صدر شعبہ فلسفہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (ف۔ ۱۹۴۹ء) کو اس کام پر مامور کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے ساتھی ڈاکٹر افضال حسین قادری (ف۔ ۱۹۷۴ء) کے تعاون سے ستمبر ۱۹۳۹ء میں ایک اسکیم مع چارٹ ونقشہ جات اور مقدمہ بعنوان ''ہندوستان کے مسلمانوں کا مسئلہ اور اس کا حل''، مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے سامنے پیش کی جس نے ''علی گڑھ پاکستان اسکیم'' کے نام سے شہرت عام بقائے دوام حاصل کی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے تمام اساتذہ اور پروفیسران کا زبردست بیان اسکیم کی تائید وحمایت میں شائع ہوا اور جلد ہی یہ اسکیم پورے برصغیر میں ہر دل کی دھڑکن بن گئی۔ چنانچہ تحریک پاکستان کی تاریخ میں ''علی گڑھ اسکیم'' ایک نشان اعظم کا حکم رکھتی ہے۔

(سید ظفر الحسن اور افضال قادری کی اسکیم ۱۹۳۹ء میں انگریزی نام The Problem of Indian Muslims and its Solution، سے شائع ہوئی تھی۔ اس اسکیم کے اردو ترجمہ کے لیے دیکھیے میگزین ''جدید سائنس'' کراچی کا ڈاکٹر افضال حسین قادری نمبر، اگست تا دسمبر ۱۹۷۸ء، ص ۱۳۷ تا ۱۴۱، مزید دیکھیے کے کے عزیز کی مرتبہ کتاب A History of the idea of Pakistan، جلد دوم، ص ۴۱۳)

۲۳ر مارچ ۱۹۴۰ء کو اقبال پارک لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کا ''اجلاس قرارداد لاہور'' منعقد ہوا تو حضرت امیر ملت نے آل انڈیا سنی کانفرنس کی نمائندگی کے لیے پیر صاحب مانکی شریف (ف۔ ۱۹۶۰ء) مولانا عبدالحامد بدایونی (ف۔ ۱۹۷۰ء) مولانا عبدالغفور ہزاروی ثم وزیر آبادی (ف۔ ۱۹۷۰ء) پیر عبداللطیف زکوڑی شریف (ف۔ ۱۹۷۸ء) کو بھیجا جبکہ مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خاں نیازی اس وقت نوجوان طلباء کی نمائندگی کررہے تھے۔ یہ سب حضرات مسلم لیگ کے باقاعدہ مبلغ اور جانثار تھے۔

۲۶ر جولائی ۱۹۴۳ء کو ظہر کے وقت خاکسار کارکن رفیق صابر آف مزنگ لاہور نے بمبئی میں قائداعظم پر قاتلانہ حملہ کیا اور حملہ کی خبر اسی شام ریڈیو بمبئی نے نشر کی تو حضرت امیر ملت ان دنوں حیدرآباد دکن میں جلوہ افروز تھے۔ رات کو دس بجے قائد

Marfat.com

ملت نواب بہادر یار جنگ (ف۔۱۹۴۴ء) صدر آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ و صدر مجلس اتحاد المسلمین حیدر آباد دکن، عجیب پریشانی کے عالم میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ روح فرسا خبر سنائی۔ آپ کو اس خبر سے بہت رنج ہوا۔ آپ نے فوراً رو بقبلہ ہو کر حضرت قائداعظم کی صحت وسلامتی اور درازئ عمر وکامیابی مقاصد کے لیے دعا مانگی۔ دوسرے دن آپ نے بقلم خاص قائداعظم کے نام ہمدردی و مزاج پرسی کے طور پر ایک مکتوب تحریر فرمایا اور ایک نادر قلمی نسخہ قرآن مجید، ایک مخملی جانماز، ایک تسبیح، ایک شال، ایک زمزمی آبِ زمزم اور دیگر اشیاء اپنے محبوب خلیفہ حضرت بخشی مصطفیٰ علی خاں (ف۔۱۹۷۴ء) کے ہاتھ قائداعظم کو روانہ فرمائیں۔

اپنے مکتوب گرامی میں آپ نے سلام و دعا کے بعد تحریر فرمایا تھا:

''قوم نے مجھے امیرِ ملت مقرر کیا ہے اور پاکستان کے لیے جو کوششیں آپ کر رہے ہیں، وہ میرا کام ہے لیکن میں اب سو سال سے زیادہ عمر کا ضعیف وناتواں شخص ہوں، میرا بوجھ جو آپ پر پڑا ہے اس میں امداد کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ آپ مطمئن رہیں نمرود کی دشمنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کی، فرعون کی دشمنی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے دین کی، ابوجہل کی دشمنی ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی ترقی کا باعث ہوئی ہے۔

اب جو یہ حملہ آپ پر ہوا ہے، آپ کی کامیابی کے لیے فال نیک ہے۔ آپ کو میں مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ آپ کو حصول مقصد میں خواہ کتنی ہی دشواریوں کا سامنا ہو آپ بالکل پرواہ نہ کریں اور پیچھے نہ ہٹیں۔ جس شخص کو اللہ کامیاب فرمانا چاہتا ہے، اس کے دشمن پیدا کر دیتا ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کو ذلیل و خوار کرے۔ میں اور میرے تمام یارانِ طریقت آپ کے معاون و مددگار رہیں گے۔ آپ بھی عہد کریں کہ اپنے مقصد سے ذرہ بھر نہیں ہٹیں گے۔''

بخشی صاحب جب یہ مکتوب اور تحائف لے کر قائداعظم کی فرودگاہ مالابارہل بمبئی پہنچے تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں نے ملاقات پر قدغن لگا رکھی ہے۔ وہ محترمہ فاطمہ جناح (ف۔۱۹۶۷ء) سے مل کر خط اور تحائف ان کے سپرد کر آئے اور واپس آ کر تفصیل اور خیریت مزاج سے حضرت امیر ملت کو مطلع کیا۔ چند روز بعد (۱۱راگست ۱۹۴۳ء کا لکھا ہوا) قائداعظم کا خط آیا جس میں انہوں نے سلام ودعا کے بعد لکھا تھا کہ:

''جب آپ جیسے بزرگوں کی دعا میرے شامل حال ہے تو میں اپنے مقصد میں ابھی سے کامیاب ہوں اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری راہ میں کتنی ہی تکلیفیں کیوں نہ آئیں، میں اپنے مقصد سے کبھی پیچھے نہ ہٹوں گا۔ آپ نے قرآن شریف اس لیے عنایت فرمایا ہے کہ میں مسلمانوں کا لیڈر ہوں، جب تک قرآن شریف اور دین کا علم نہ ہو، کیا لیڈری کر سکتا ہوں! میں وعدہ کرتا ہوں کہ قرآن شریف پڑھوں گا، انگریزی ترجمے میں نے منگوا لیے ہیں، ایسے عالم کی تلاش میں ہوں جو مجھے انگریزی میں قرآن کی تعلیم دے سکے۔ جانماز آپ نے اس لیے عطا کی ہے کہ جب میں اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مانتا تو مخلوق میرا حکم کیونکر مانے گی؟ میں وعدہ کرتا ہوں کہ نماز پڑھوں گا۔ تسبیح آپ نے اس لیے ارسال کی ہے کہ میں اس پر درود شریف پڑھا کروں، جو شخص اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت طلب نہیں کرتا، اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کیسے نازل ہو سکتی ہے، میں اس ارشاد کی تعمیل بھی کروں گا۔'' (محمد صادق قصوری کی کتاب ''تحریکِ پاکستان اور مشائخ

Marfat.com

عظام''، لاہور، مکتبۂ زاویہ، سن ندارد، ص ۵۶ تا ۸۱)

جون ۱۹۴۴ء میں حضرت امیر ملت، سری نگر (کشمیر) میں جلوہ افروز تھے کہ آپ کے مرید خاص قائد ملت چوہدری غلام عباس (ف۔۱۹۶۷ء) قائداعظم کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے قائداعظم کی پُر تکلف دعوت کی اور انواع واقسام کے ۴۵ کھانے دسترخوان پر چنے گئے۔ دعوت کے اختتام پر حضرت امیر ملت نے قائداعظم کو تحائف مرحمت فرمائے اور کامیابی وکامرانی کی دعا فرمائی اور حاضرین سے فرمایا کہ سب لوگ مسلم لیگ کے لیے وقف ہو جاؤ اور ہر طرح سے مدد کر کے تحریک پاکستان کو ساحل کامیابی سے ہمکنار کریں۔ یاد رہے کہ اس تاریخی اور بے مثل دعوت میں کشمیر اور بیرونِ کشمیر کے رؤسا وعمائدین بھی شریک تھے۔

اس دعوت کے بعد حضرت امیر ملت نے قدآور اشتہارات کے ذریعے مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان فرمایا اور قائداعظم کی کامیابی کی پیش گوئی کی۔ چنانچہ اس پیش گوئی پر کامل یقین کرتے ہوئے قائداعظم نے لاہور کے ایک عظیم الشان اجتماع میں کہا تھا کہ:

''میرا ایمان ہے کہ پاکستان ضرور بنے گا کیونکہ امیر ملت مجھ سے فرما چکے ہیں کہ پاکستان ضرور بنے گا۔ اور مجھے یقین واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی زبان مبارک کو ضرور سچا کرے گا۔''

۱۹۴۵ء میں آپ نے پنجاب مسلم لیگ کے اجلاس عام منعقدہ لاہور کی صدارت فرماتے ہوئے ارشاد کیا:

''دوقومی نظریہ سب سے پہلے سرسید احمد نے پیش کیا تھا اور اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کلام کے ذریعے قوم کو متاثر کیا، اب قائداعظم نے اسی دوقومی نظریئے کے بارآور ہونے کے لیے مسلمانوں کا علیحدہ وطن قائم کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ ہر شخص اپنے مقدمے کی پیروی کے لیے قابل و تجربہ کار وکیل تلاش کرتا ہے، بلا تمیز غیرے کہ وہ وکیل ہندو ہے یا مسلمان یا عیسائی۔ اب ہمارا مقدمہ انگریز اور ہندو کے ساتھ ہے، مسلمانوں نے قائداعظم کو اس مقدمے کا وکیل بنالیا ہے اور پھر ان کی ذات پر کیچڑ اچھالنا اور رکیک وسوقیانہ حملے کرنا کیا معنی! ماسوائے ذاتی کدورت وحسد کے۔ یہ تو ایک اصول کی بات تھی، اب رہی میری عقیدت، اگر میں چراغ لے کر ڈھونڈوں تو مجھے ہندوستان میں ایک بھی جناح صاحب ایسا ایمان والا مسلمان نظر نہیں آتا جو ایسی اسلام کی خدمت بجالا رہا ہو۔''

۲۴؍نومبر ۱۹۴۵ء کو پیر صاحب مانکی شریف (ف۔۱۹۶۰) نے مانکی شریف ضلع پشاور میں قائداعظم کی ایک شاندار دعوت کی اور ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد بھی فرمایا۔ حضرت امیر ملت کو جلسہ کی صدارت کے لیے دعوت دی مگر آپ ناسازیٔ طبع کے باعث تشریف نہ لے جاسکے اور اپنی جگہ اپنے فرزند اکبر سراج الملت پیر سید محمد حسین (ف۔۱۹۶۱ء) کو قائداعظم کے لیے سونے کا ایک تمغہ، تین سو روپے کی تھیلی اور کئی دوسرے تحائف دے کر بھیجا۔

پیر صاحب مانکی شریف نے حضرت سراج الملت کی بڑی عزت افزائی کی اور جلسہ کی صدارت انہی کے سپرد کی۔ جب قائداعظم جلسے میں آئے تو حضرت سراج الملت نے آگے بڑھ کر سونے کا تمغہ (جس پر کلمہ طیبہ کندہ تھا) قائداعظم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ ''حضرت امیر ملت نے آپ کی کامیابی کا طلائی تمغہ بھیجا ہے۔'' یہ سن کر قائداعظم بہت خوش ہوئے، کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور سینہ تان کر کہا: ''پھر تو میں کامیاب ہوں، آپ تمغہ میرے سینہ پر آویزاں کیجئے۔'' اس پر مسلم لیگ کارکن ملک شاد محمد نے آگے بڑھ کر حضرت سراج الملت کے

Marfat.com

ہاتھ سے تمغہ لیا اور قائد اعظم کی شروانی کی بائیں طرف سینے پر ٹانک دیا۔ قائد اعظم نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا اور بیٹھ گئے۔

۲۷/ اپریل ۱۹۴۶ء کو آل انڈیا سنی کانفرنس کا بنارس (بھارت) میں فقید المثال اور تاریخ ساز اجلاس شروع ہوا تو کانگرسی علماء نے اپنے ایجنٹ بھیج کر اجلاس کو درہم برہم کرنے کی سازش کی۔ ایک قرارداد مرتب کی جس میں قائد اعظم کو کافر، ملعون اور مرتد قرار دیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ حضرت امیر ملت نے قائد اعظم کے بارے میں جو تعریفی کلمات فرمائے ہیں وہ واپس لیں ورنہ صدارت سے مستعفی ہو جائیں۔

جب آپ صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (ف۔ ۱۹۴۸ء) مرکزی ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس کے ساتھ اسٹیج پر تشریف لا رہے تھے تو کسی نے راستہ میں اس سازش کی خبر دے دی۔ آپ جلسہ گاہ میں پہنچے تو آپ کو کرسی پر بٹھا کر اسٹیج پر لایا گیا۔ آپ کی صدارت کے اعلان کے بعد جلسہ کی کاروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوتِ کلام مجید کے بعد آپ یک لخت پورے جوش و جذبہ کے ساتھ جلسے سے مخاطب ہوئے اور فرمایا:

"جناح کو کوئی کافر کہتا ہے، کوئی مرتد بناتا ہے، کوئی ملعون ٹھہراتا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ ولی اللہ ہے! آپ لوگ اپنی رائے سے کہتے ہیں لیکن میں قرآن و حدیث کی رو سے کہتا ہوں۔ سنو اور غور سے سنو! اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا" (پارہ ۱۶، سورہ مریم ۹۶:)

ترجمہ: "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے، اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دیتا ہے۔"

اس کے بعد آپ نے لاکھوں کے اجتماع سے سوال کیا کہ:

"تم بتلاؤ، ہے کوئی مائی کا لال مسلمان جس کے ساتھ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان قائد اعظم ایسی والہانہ محبت رکھتے ہوں؟ یہ تو قرآن کا فیصلہ ہے، اب رہی میری عقیدت، تم اس کو کافر کہو، میں اس کو ولی اللہ کہتا ہوں۔"

(محمد صادق قصوری کی کتاب "تحریکِ پاکستان اور مشائخ عظام"، لاہور، مکتبہ زاویہ، سن ندارد، ص ۵۶ تا ۸۱)

(ماہنامہ "معارف رضا" کراچی، ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا، صفحہ ۲۶ تا ۳۳، جنوری ۲۰۱۶ء)

تنہائی کے سب دن ہیں تنہائی کی سب راتیں
اب ہونے لگیں ان سے خلوت میں ملاقاتیں
ہر آن تسلی ہے، ہر لحظہ تشفی ہے
ہر وقت ہے دلجوئی ہر دم ہیں مداراتیں
کوثر کے تقاضے ہیں، تسنیم کے وعدے ہیں
ہر روز یہی چرچے، ہر رات یہی باتیں
معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت
اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں
بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں
بھیجی ہیں درودوں کی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں
شیطان کی چالوں سے اب ہو گئے سب واقف
اب ہوں گی الم نشرح ملعون کی سب گھاتیں
بیٹھا ہوا توبہ کی تو خیر منایا کر
ٹلتی نہیں یوں جوہر اس دیس کی برساتیں

(مولانا محمد علی جوہرؒ)

Marfat.com

شجرہ نسب

سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد عثمانی ؒ

عبدالحامد بدایونی ؒ بن عبدالقیومؒ بن مرید جیلانی ؒ بن محی الدینؒ بن فضلِ رسولؒ بن عبدالمجیدؒ بن عبدالحمیدؒ بن محمد سعیدؒ بن محمد شریفؒ بن محمد شفیع ؒ بن شیخ مصطفیٰ ؒ بن عبدالغفور بن عزیز اللہؒ بن کریم الدینؒ بن قاضی محمدؒ بن شیخ معروفؒ بن شیخ ودودؒ بن عبدالشکورؒ بن محمد راجیؒ بن سعدالدینؒ بن رکن الدینؒ بن قاضی دانیالؒ بن شیخ شہیدؒ بن شیخ ابراہیمؒ بن شیخ اسحاق ؒ، بن عبدالکریم ؒ بن شیخ شریفؒ بن نور اللہؒ بن عبدالحئیؒ بن محمد فردوسؒ بن شیخ انیسؒ بن شیخ رفیعؒ بن شیخ عبدالکریمؒ بن عبدالرحیمؒ بن عبدالرحمٰنؒ بن آبانؒ بن سیّدنا عثمانؓ بن عفان۔

Marfat.com

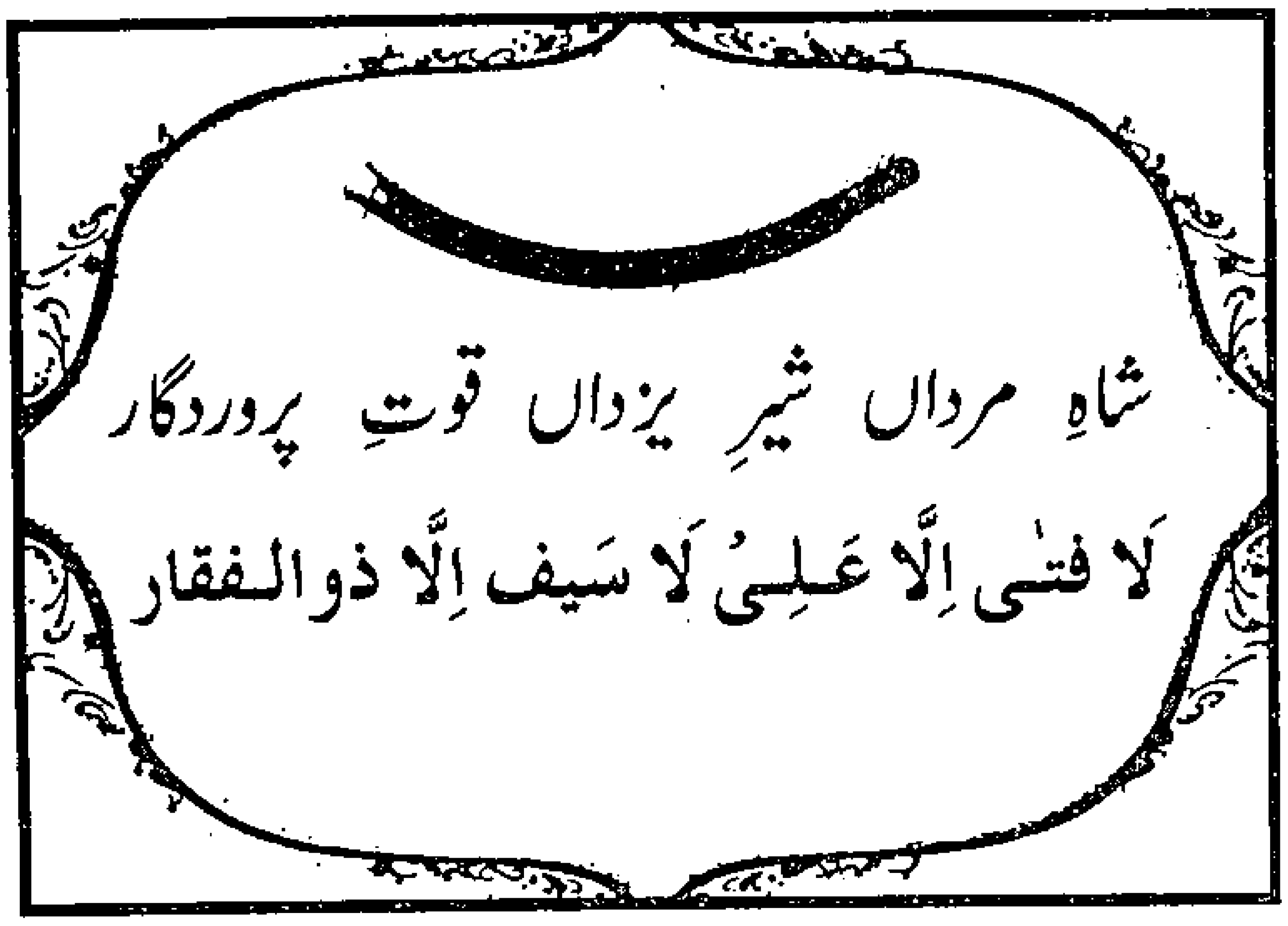

''الذوالفقار'' اُس تلوار کا نام ہے جو ''پیغمبرِ انقلاب'' کو غزوۂ بدر میں مالِ غنیمت کے طور پر ملی تھی۔ آپ نے اُسے استعمال کرنے کے بعد شیرِ خدا، حیدرِ کرار حضرت علیؓ کو دے دی تھی۔ یہ تلوار آج بھی ترکی کے شہر استنبول کے توپ کاپی میوزیم میں موجود ہے۔ ''ذوالفقار'' نہ صرف دودھاری تلوار ہے بلکہ یہ کافی بھاری بھی ہے۔ ۱۹۶۵ء میں ترکی کے دورے پر مولانا عبدالحامد بدایونی القادریؒ اور جناب سیّد حسین امامؒ اور خاکسار کو اس تلوار کے دیدار کا شرف حاصل ہوا۔

حسنِ اتفاق سے سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونی کا خاندانی نام ذوالفقار ہے۔ اور خاکسار کا بھی خاندانی نام ذوالفقار ہے۔

محمد ذوالفقار حق	ذوالفقار علی
المعروف	المعروف
مولانا عبدالحامد بدایونی القادری	آزاد بن حیدر (سرکاری گزٹ)
(1) آرگنائز تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء *	قائم مقام آرگنائز تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء
(2) صدر جمعیۃ علمائے پاکستان	ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ علمائے پاکستان
(3) سربراہ دورہ مغربی و مشرقی پاکستان ۱۹۵۷ء *	سیکریٹری دورہ مغربی و مشرقی پاکستان ۱۹۵۷ء
(4) صدر انجمن تبلیغ الاسلام	ناظم نشر و اشاعت انجمن تبلیغ الاسلام
(5) صدر انجمن تعلیم الاسلام	جنرل سیکریٹری انجمن تعلیم الاسلام
(6) سربراہ دورہ جمعیۃ العلمائے پاکستان ۱۹۶۵ء *	سیکریٹری دورہ جمعیۃ العلمائے پاکستان ۱۹۶۵ء
(7) صدر مرکزی جشن عید میلادالنبیؐ، کراچی ۱۹۵۴ء تا ۱۹۶۹ء	آرگنائزنگ سیکریٹری مرکزی جشن میلادالنبیؐ ۱۹۵۴ء تا ۱۹۶۹ء
(8) صدر مرکزی امام حسینؓ کانفرنس، کراچی ۱۹۵۴ء تا ۱۹۶۹ء	آرگنائزنگ سیکریٹری مرکزی امام حسینؓ کانفرنس کراچی
(9) صدر سالانہ مولانا محمد علی جوہرؒ کانفرنس ۱۹۵۴ء تا ۱۹۶۹ء	آرگنائزنگ سیکریٹری سالانہ مولانا محمد علی جوہرؒ کانفرنس ۱۹۵۴ء تا ۱۹۶۹ء
(10) بانی صدر مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی (۱۹۵۶ء)	بانی سیکریٹری جنرل مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی
(11) بانی صدر جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ، کراچی	بانی سیکریٹری جنرل جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ، کراچی

*۱۹۵۳ء تحریک ختم نبوت میں سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ گرفتار کر لئے گئے اُنھوں نے اس ناچیز کو قائمقام آرگنائزر مقرر کیا۔ *۱۹۵۷ء کے مشرقی و مغربی پاکستان کے دورے میں علامہ شاہ احمد نورانیؒ وفد کے رُکن تھے۔ *۱۹۶۵ء کے مشرق وسطیٰ کے دورے میں سید حسین امامؒ رکن وفد تھے۔

Marfat.com

خاکہ : فاتح سرحد مولانا عبدالحامد عثمانی القادری المقتدری البدایونی رحمۃ اللہ علیہ

نہ تخت وتاج میں ہے نہ لشکر وسپاہ میں ہے - جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

☆ شجرہ ــــ خلیفہ سوئم حضرت عثمانؓ بن عفان ☆ رفیق صادق ــــ مفتی فلسطین امین الحسینی"

☆مغز ــــ بیدار	☆قد ــــ سروقد	☆ماتھا ــــ چوڑا
☆آنکھیں ــــ دیدہ ور	☆کان ــــ ہوشیار	☆چہرہ ــــ کنول کا پھول
☆لب ــــ پرتبسم	☆گردن ــــ لانبی	☆جسم ــــ چھریرا
☆چال ــــ درمیانی	☆ہاتھ میں ــــ عصا	☆لباس ــــ عربی (توپ)
☆سرپر ــــ عمامہ	☆لیڈر رہبرا ــــ محمد مصطفیٰ ؐ	☆روحانی لیڈر ــــ پیر سیّد عبدالقادر گیلانی"
☆دوست ــــ کتاب	☆تحریر ــــ لکھے موسیٰ پڑھے عیسیٰ	☆بہرہ ملازم ــــ اشاروں کی زبان
☆غصہ ــــ کبھی نہیں	☆قسم ــــ کبھی نہیں	☆مزاج ــــ فقیری
☆گذر اوقات ــــ شکر الحمدللہ	☆مسلک ــــ حنفی	☆خلافت ــــ عبدالمقتدر"
☆مشن ــــ احیائے دین	☆طرزِ بیان ــــ شعلہ بیان	☆درسِ قرآن ــــ ریڈیو پاکستان
☆چائے کی پیالیاں ــــ مٹی کی پیالیاں	☆بیگم کو کس نام سے پکارتے ــــ بیوی	☆نگاہ ــــ غیر محرم سے پردہ
☆پسندیدہ خوراک ــ ڈھلی ہوئی ماش کی دال	☆پرہیز ــــ کیلا	☆عید کارڈ ــ عالم اسلام کے مفتیان کے نام
☆حج ــــ بائیس (۲۲)	☆کردار ــ مومن کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے	☆اشک رواں ــــ شہادت حسینؓ
☆وقف ــــ نظریہ پاکستان	☆خطاب ــــ فاتح سرحد	☆محل ــــ علمائے کرام
☆قوالی ــــ مست مست	☆نفرت ــــ حرام	☆اعزاز ــــ چیئرمین رویت ہلال کمیٹی
☆شاعری ــــ نعت گو شاعر	☆ساتھی ــــ بیوی	☆فلسطین ــــ عالم اسلام کا قبلہ
☆خوراک ــــ خوردن برائے زیستن	☆غصہ ــــ ضبط، چہرہ سرخ	☆کار ــــ آخری عمر میں دھکا اسٹارٹ
☆ذوق وشوق ــــ درود وسلام	☆نعتیں ــــ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاںؒ	☆پسندیدہ قصیدہ ــــ بردہ شریف
☆پسندیدہ ساز ــــ دف بنی نجار کی بچیاں	☆شوق ــــ مطالعہ وتحریر	☆پسندیدہ شہر ــــ مدینہ
☆علاج ــــ یونانی	☆ایمرجنسی علاج ــــ ایلوپیتھی	☆فرمائش ــــ بدایوں کے پیڑے

☆گفتار ــــ ہو حلقہ یاراں بریشم کی طرح نرم ☆طریق ــــ میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے ☆سیاسی لیڈر ــــ مولانا محمد علی جوہرؒ، قائداعظم

☆روح کو خوش کرنے کے لئے ــــ مدینہ جاؤں پھر آؤں، مدینے پھر جاؤں ☆سٹی مسلم لیگ لاہور کا خطاب ــــ لسان الہند

☆پسندیدہ موضوع ــــ سیرت النبیؐ، صحابہ کرامؓ، اہل بیتؓ، ☆آزاد بن حیدر مولانا کی بیگم کو کس نام سے پکارتے تھے ــــ خالہ جان

☆حلقہ احباب ــــ مشائخ، علماء، ماہرین تعلیم، نعت گو شاعر، نعت خواں، تحریک پاکستان راہنما اور کارکن

☆سگریٹ ــــ گھر میں حقہ، سفر میں کیپسٹن، آخری حج کے بعد سگریٹ نوشی ترک کردی۔

جب پیر جماعت علی شاہؒ نے سری نگر میں قائداعظم کو دعوت دی تو باہر سے لایا ہوا ایک اعلیٰ کوالٹی کا سگار کا ڈبہ بھی پیش کیا۔

☆گنگناتے ہوئے ــــ اکیلے نہ جانا (راوی خواجہ رضی حیدر)

☆علامہ شاہ احمد نورانی آپ کو کس نام سے پکارتے تھے ــــ عم کے نام سے پکارتے تھے۔

☆پی آئی بی کالونی میں مولانا کا ٹیلی فون نمبر...... 41218 ☆ناظم آباد میں آزاد بن حیدر کا ٹیلی فون نمبر...... 61218

☆آخری آرزو...... مدینہ ☆آخری مشن...... جامعہ تعلیمات اسلامیہ ☆وجہ وفات...... فالج ☆تاریخ وفات...... 20 جولائی 1970ء

Marfat.com

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰس، وہی طٰہٰ

☆☆☆

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ
عجب کیا گر مہ و پروین مرے نخچیر ہو جائیں کہ بر فتراک صاحب دولتے بستم سر خود را

☆☆☆

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰ سے مجھے کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں
عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام اس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں

☆☆☆

کی محمدؐ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

☆☆☆

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے دہر میں اسم محمدؐ سے اُجالا کر دے

☆☆☆

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ ذرّہ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود فقرِ جنید و بایزید تیرا جمالِ بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب
تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے عقلِ غیاب و جستجو عشقِ حضور و اضطراب

☆☆☆

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو بزمِ توحید بھی دُنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو

(علامہ محمد اقبالؒ)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میری انتہائے نگارش یہی ہے　　ترے نام سے ابتداء کر رہا ہوں

پیش لفظ

یہ کتاب لکھنے میں تاخیر کیوں ہوئی؟

1984ء صدر آزاد جموں و کشمیر سردار عبدالقیوم خان مرحوم نے اسلام آباد ہوٹل، اسلام آباد میں ایک علماء و مشائخ کانفرنس کا انعقاد فرمایا اور خاکسار کو دعوت دی کہ وہ اسلامی نظامِ مملکت پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ پاکستان بھر کے علماء و مشائخ اس کانفرنس میں موجود تھے۔ خاکسار کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اس عظیم الشان کانفرنس سے خطاب کیا۔ خصوصاً جمہوریت اور یہودیت کے نام سے جو کُل عالَم میں اور خصوصاً غیر ترقی یافتہ ممالک میں جو تباہی پھیلائی جارہی ہے اور یورپی ممالک میں جو عیاشی پھیلائی جارہی ہے اُس کا پردہ چاک کیا۔ برطانیہ میں نہ صرف خواتین کو بلکہ مردوں کو بھی پارلیمنٹ کے ذریعے شادی کی اجازت دی گئی۔ سردار عبدالقیوم کی دعوت پر خاکسار مفتی غلام قادر کشمیری مرحوم کے ساتھ آزاد جموں و کشمیر کا دورہ کر چکا تھا۔ سردار صاحب کے علم میں تھا کہ خاکسار 18 برس مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ کا سیکریٹری رہ چکا ہے۔ تعارفی الفاظ میں اُنھوں نے مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ کی جدوجہد کا بھی ذکر فرمایا۔ چائے کے وقفے کے وقت پیر مانکی شریف ؒ خادم کے پاس تشریف لائے اور اُنھوں نے فرمایا کہ آپ علامہ اقبال، یہودیت اور جمہوریت پر کتاب لکھیں۔ لیکن وکالت کی مصروفیات کے باعث خاکسار کو ایسی کتاب لکھنے کی فرصت نہیں ملی۔ پیر مانکی شریف صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ آپ فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ پر بھی کتاب لکھیں۔ وقت گزرتا گیا۔ یہ دونوں کتابیں تحت الشعور میں رہیں۔ مگر عملی طور پر کوئی کام نہ ہوسکا۔

وفاقی وزارتِ مذہبی اُمور و مسلم لیگ کے اشتراک سے 2005ء کے اواخر میں علماء و مشائخ کانفرنس کا اہتمام اسلام آباد میں ہوا۔ اس کانفرنس سے بھی خاکسار کو خطاب کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ پیر مانکی شریف صاحب نے اختتام پر پھر فرمایا کہ آپ فاتح سرحد اُستاذی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ پر کتاب ضرور لکھیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا 30 دسمبر 2006ء کو جشن صد سالہ منایا جارہا تھا اور

Marfat.com

خاکسار وزیراعظم شوکت عزیز، چوہدری شجاعت حسین اور مشاہد حسین سیّد سے وعدہ کر چکا تھا کہ اکابرینِ مسلم لیگ پر اعزازی طور پر 100،100 صفحے کے 30 کتابچے اور ایک کلینڈر تیار کر کے دے گا اور یہ سب کام کراچی میں کرتا رہے گا۔ البتہ اس کی پرنٹنگ کی ذمہ داری حکومت یا مسلم لیگ پر ہوگی۔ خاکسار کی خدمات اعزازی ہوں گی۔ ان 30 کتابوں کے مرتب کرنے کے دوران خاکسار کو یہ احساس ہوا کہ تاریخِ آل انڈیا مسلم لیگ پر اُردو میں کوئی مصدقہ کتاب نہیں ہے۔ تین چار سال کی محنتِ شاقہ کے بعد الحمدللہ "تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ: سرسیّد سے قائداعظمؒ تک" تقریباً 1200 صفحے کی شائع ہوگئی۔ جس کی تقریب رونمائی آرٹس کونسل آف پاکستان، کراچی میں ہوئی۔ قائداعظم کے سابق سیکریٹری سیّد شریف الدین پیرزادہ نے فرمایا کہ "یہ کتاب آل انڈیا مسلم لیگ کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔"

اس کے بعد مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مختلف تقریبات سے خطاب کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ جس کے عنوان تھے، ہمیں اقبالؒ کا پاکستان چاہیے/ قائداعظمؒ کا پاکستان چاہیے یا کیا پاکستان اسلامی مملکت ہے؟ ان تقریبات کے جبر نے خاکسار کو "علامہ اقبالؒ، جمہوریت اور یہودیت" کتاب لکھنے پر مجبور کیا۔ جس کی تقریبِ اجراء کراچی یونیورسٹی، زیرصدارت ڈاکٹر محمد قیصر منعقد ہوئی۔ اور خاکسار کو کراچی یونیورسٹی، شعبہ پولیٹیکل سائنس کا اعزازی پروفیسر مقرر کیا گیا۔

مندرجہ بالا سطور اپنی خودنمائی کے لیے نہیں لکھی جارہی بلکہ قارئین کی خدمت میں یہ عرض کرنا ہے کہ ایک کتاب لکھنے کے لیے کم ازکم پانچ سو تا ایک ہزار کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے اور پھر گرتی ہوئی صحت کی وجہ سے اور زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔

12-2011ء میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے ایک نوجوان طالب علم محمد اجمل بھٹی رضوی تشریف لائے اور اُنھوں نے خاکسار سے درخواست کی کہ وہ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ پر جو مواد ہو اُن کو فراہم کریں (یہ میرے لیے الیکٹرک شاک تھا)۔ کیونکہ وہ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ پر ایم فل کے لیے ایک مقالہ لکھ رہے ہیں۔ خاکسار کو بہت شرمندگی ہوئی۔ اس لیے کہ خاکسار کا سارا مواد جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی دفتر پیر کالونی میں رکھا ہوا تھا۔ جو کچھ میرے پاس تھوڑا بہت بھی تھا وہ مختلف علاقوں میں مکان شفٹ ہونے کی وجہ سے اِدھر اُدھر ہو گیا تھا۔ عزیزم اجمل بھٹی نے 174 صفحات پر مشتمل مقالہ تیار کیا۔ جسے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے منظور کر کے اُن کو ایم فل کا سرٹیفکیٹ دے دیا۔ اُمید ہے کہ یہ کتاب اُن کے پی ایچ ڈی کے مقالے کے لیے معاون ثابت ہوگی۔ اس کے علاوہ علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری جب بھی کسی تقریب میں ملتے تو یہی سوال کرتے کہ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ پر آپ کی کتاب کب آ رہی ہے۔ یہ بھی میرے لیے الیکٹرک شاک تھے۔ اسی طرح اور بھی علماء و دانشور اصرار کرتے کہ اپنی زندگی میں ہی اپنے اُستادِ مکرم پر کتاب لکھ دیں۔ یہ آپ کا قومی و دینی فرض ہے۔

خاکسار نے تھوڑا تھوڑا مواد اکٹھا کرنا شروع کیا اور اپنے ریکارڈ کو بھی تلاش کرنا شروع کیا۔ مگر چند تصویر بتاں اور کچھ حسینوں کے خطوط ہی ملے۔ مگر بات آگے نہ بڑھ سکی۔ لیکن جستجو جاری رہی۔ اسی اثناء میں ایک اور حادثہ ہوا۔ پاکستان کے مایہ ناز سائنسدان ڈاکٹر عطاء الرحمٰن نے کراچی یونیورسٹی میں خاکسار کو خطاب کرنے کی دعوت دی۔ اور کراچی یونیورسٹی نے مختلف پینافلکس لگا دیئے۔ جس میں مع خاکسار کی تصویر کے لکھا ہوا تھا "Meet Mr. Azad Bin Haider, Legend of Pakistan" خاکسار نے

Marfat.com

20 منٹ تک تحریک پاکستان، مقاصد پاکستان اور علامہ اقبالؒ و قائداعظمؒ پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس سے قبل بھی اُردو یونیورسٹی، سرسیّد یونیورسٹی، محمد علی جناح یونیورسٹی، سرسیّد گرلز کالج و دیگر تعلیمی اداروں میں اور بین الکلیاتی تقریری مقابلوں میں خاکسار بحیثیت مہمانِ خصوصی شرکت کرتا رہا اور نوجوان نسل کے ذہن میں جو منفی سوالات تھے اُن کو اپنے تئیں کوشش کرتا رہا کہ فی البدیہہ اُن کو جواب دیدیا جائے۔ مگر ضمیر مطمئن نہیں تھا۔ پھر دو سال کی جدوجہد کے بعد تقریباً ایک 800 صفحات کی کتاب ''قائداعظمؒ چیلنج سیکولرازم'' لکھنا پڑی۔ خاکسار کی اپنی آپ بیتی گزشتہ 25 سال سے التواء میں پڑی ہوئی ہے۔ لیکن گزشتہ سال میں نے تہیہ کرلیا کہ اب عمر کا آخری حصہ ہے اس میں، میں اپنا فرض ادا کردوں اور فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ پر ایک کتاب مرتب کردوں۔ پاکستان کے بڑے بڑے اداروں سے رابطہ کیا۔ خود بھی کئی لائبریریوں کی خاک چھانی۔ کچھ خیر خواہوں نے تعاون کیا۔ خاکسار نے تقریباً 400 صفحے کی کتاب آج سے چھ ماہ پہلے ہی مکمل کرلی تھی۔ لیکن مرشدی و مولائی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی تصنیفات بہت مشکل سے حاصل ہوئیں اور بعض تو بالکل بوسیدہ حالت میں تھیں۔ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میں یہ حوصلہ عطا فرمایا کہ جتنی بھی کتابیں دستیاب ہوسکیں اُن کو بھی اس کتاب کا حصہ بنا دیا جائے۔ مصنّفین، ریسرچ اسکالرز ہی صرف اس بات کا احساس کرسکتے ہیں کہ یہ کتنا جان لیوا کام ہے۔ اور پھر جب آدمی کی عمر 84 برس ہو تو اس کی دن رات کی محنت، مشقت، تحقیق، اس کو صبح شام جھٹکے مارتی رہتی ہے۔ اس کتاب میں جو تصویریں پیش کی جارہی ہیں وہ تو اُن تصاویر کا عشرِ عشیر بھی نہیں جو مرکزی دفتر میں محفوظ تھیں۔ بوجوہ خاکسار کی سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی لائبریری و آفس تک رسائی نہیں ہوسکی۔

دارالمُبلّغین

مولانا عبدالحامد بدایونی نے تبلیغ اسلام کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کا استعمال کیا۔ تحریر و تقریر سے اہم موضوعات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ کو اس حقیقت کا ادراک تھا کہ مسلمان بہت تیزی سے دین کے احکامات سے بے پرواہ ہوتے جارہے ہیں جس سے معاشرے میں بے راہ روی پھیل رہی ہے۔ تبلیغ دین کی اہمیت کے پیش نظر آپ نے چند دیگر علماء کے ساتھ مل کر مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام قائم کی۔ آپ اس انجمن کے صدر تھے۔ انجمن کے دیگر اراکین میں مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اور مولانا محمد عمر نعیمی جیسے فاضل علماء شامل تھے۔

''ہماری خانقاہیں، خانقاہی نظام قدیم کی طرف رجوع کریں۔ حضرات صوفیائے کرام خانقاہوں سے نکلیں۔ بحر و بر میں توحید و تبلیغ کی دعوت دینے کا عزم کریں۔ اسلام کے سیدھے سادھے تبلیغی اصول پر کاربند ہوں۔ کیا سیدنا غوث الاعظم، حضرت خواجہ خواجگان معین الدین سنجری و حضرت خواجہ بہاء الدین نقش بند کے متبعین کا یہ فریضہ نہیں کہ وہ تبلیغی خدمات کے لئے اپنے بزرگوں کی یاد تازہ کریں۔''

آل انڈیا سنّی کانفرنس کا یہ اجلاس مسلمانوں کی اہم ضرورتوں پر نظر کرتے ہوئے تجویز کرتا ہے کہ ایک دارالمبلّغین قائم کیا جائے، جس میں واعظین و مبلّغین پیدا کیے جائیں جو تبلیغ و اشاعت کا بہترین کام کرسکیں۔ اس دارالمبلّغین میں فارغ التحصیل یا ادنیٰ درجہ کے عربی و فارسی جاننے والوں کو داخل کیا جائے جو تقریر و مکالمہ کا مذاق رکھتے ہوں۔ نیز ایسے اشخاص کو بھی داخل کیا جاسکتا ہے جو مغربی تعلیم سے واقف ہوں، تاکہ نصاب کی تعلیم مکمل کرکے مغربی طبقات میں بآسانی تبلیغ کرسکیں۔ اس دارالمبلّغین کا نصاب مرتب کرنے کے لیے

Marfat.com

حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔ حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھیؒ، حضرت علامہ مولانا صبغۃ اللہ صاحب شہید انصاری فرنگی محلیؒ، حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونیؒ۔

مولانا عبدالحامد صاحب قادریؒ اس کمیٹی کے ناظم ہوں اور دارالمبلّغین کا مرکز بدایوں ہو۔

یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا کے لیے مناسب وظائف کا انتظام کیا جائے۔

مجلس چہارم ۳۰/اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۹ بجے صبح تا ایک بجے دوپہر اندرونِ باغ فاطمان حسب ذیل تجاویز بالتفاق آراء منظور ہوئیں۔ (خطبات آل انڈیا سنّی کانفرنس، ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء، محمد جلال الدین قادری، گجرات، ۸، ۱۹۷۸ء، صفحہ ۲۸۶)

ایک تو مولانا کے ذہن میں دارالمبلّغین کا خاکہ تھا دوسری طرف مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ کی بین الاقوامی تبلیغی خدمات۔ یہی وجہ ہے کہ سیّدو مرشدیؒ نے پہلے انجمن تبلیغ الاسلام قائم کی۔ مشرقی و مغربی پاکستان میں اس کی شاخیں ۱۹۶۰ء میں قائم کیں۔ مشرقی و مغربی پاکستان کے دورے میں آپ کے ساتھ مولانا عبدالسلام باندویؒ، علامہ شاہ احمد نورانیؒ اور خاکسار بحیثیت سیکریٹری وفد شامل تھا۔ پھر زمین الاٹ کرائی گئی۔ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کا سنگ بنیاد صدر محمد ایوب خان نے رکھا۔ نصاب کے لیے مشرق وسطیٰ کا دورہ فرمایا۔ وفد میں حسین امام مرحوم کے علاوہ خاکسار بحیثیت سیکریٹری وفد شامل تھا۔ جس کی تفصیل اس کتاب میں موجود ہے۔ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کی تعمیر تیزی سے جاری تھی۔ کچھ بلاک تعمیر بھی ہو گئے۔ کئی اسلامی ممالک، وفاقی حکومت، چیمبر آف کامرس، بینکوں کے صدور، کراچی میونسپل کارپوریشن اور مخیّر حضرات سے سالانہ گرانٹ کے لئے خط و کتابت آخری مرحلے پر تھی کہ سیّدی و مرشدی ۲۰/جولائی ۱۹۷۰ء کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْن

بہرحال دیر آید درست آید۔ اللہ کو جب منظور ہوتا ہے تو تب ہی کام ہوتا ہے۔

شروع شروع میں جب میں نے کتاب لکھنے کا آغاز کیا تو میرے ذہن میں مولانا عبدالحامد بدایونی نوراللہ مرقدہٗ کے بارے میں مندرجہ ذیل عنوانات سامنے آئے۔

اللہ کا سپاہی، محمد کا فدائی، گدائے مصطفیٰ، شیدائے مصطفیٰ، خطیب دوراں، رقیب کافراں، نوائے امام اعظمؒ (بوحنیفہ)، فدائے غوث الاعظمؒ، عاشق احمد رضاؒ۔ معتقد صحابہؓ، خادم اہل بیتؓ، شانِ مسلم لیگ، نعت گو شاعر، فاتح سرحد، شعلہ بیاں مقرر، مبلغ اسلام، محافظ مسلمانانِ روس، محافظ مسلمانانِ چین، مجاہد کشمیر، فخر اہلسنّت، راسخ العقیدہ، عالم باعمل، بے مثل مصنف، معتمد قائداعظمؒ، مجاہد ملت، مجاہد نظریہ پاکستان، داعی اتحاد المسلمین، شان بدایوں، مبلغ ختم نبوت، محافظ حرمین شریف، خطیب محراب و منبر، اسیر ختم نبوت، یگانہ روزگار، باطل شکن، صدائے حق، صدائے قائداعظمؒ، ترجمانِ سُنی کانفرنس، پیکر صلوٰۃ و سلام، بیکس و بے نوا، پابند شریعت، صدر جمعیۃ علمائے پاکستان، صدر انجمن تبلیغ الاسلام، صدر انجمن تعلیم الاسلام، صدر جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کی خدمت میں یہ حقیر سا تحفہ پیش کر رہا ہوں۔

شیخ الحدیث علامہ جمیل احمد نعیمی نے مندرجہ ذیل ایک شعر کا حوالہ دیا ہے۔ بس یہی کافی ہے۔

Marfat.com

اولاد سے تو بس دو پشت چار پشت رہتا ہے نام زندہ کتابوں میں اے امیر

خاکسار کو پیش لفظ ۲۰؍جولائی ۲۰۱۶ء کو سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے بعد آ کر لکھنا تھا۔ ۱۹؍جولائی کی رات شوگر اور بلڈ پریشر کی وجہ سے طبیعت بہت خراب ہوگئی۔ ۲۰؍جولائی کو گھر پر ہی فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا۔ ۱۵ روز یہی حالت رہی۔ روز جیتا تھا روز مرتا تھا۔ دُعا کرتا کہ اللہ مجھے اتنی زندگی عطا فرما کہ یہ کتاب چھپ کر قارئین کی خدمت میں پہنچ جائے۔ آج ۹؍اگست ۲۰۱۶ء کو طبیعت کچھ ٹھیک ہوئی تو پیش لفظ لکھ دیا۔

حرفِ آخر

لیس الانسانَ لا ماسعیٰ

قارئین کرام خاکسار نہ عالم ہے نہ محقق، نہ مصنف، نہ دانشور بس ایک ادنیٰ سا وکیل ہے، جس کے گلے میں رسالتمآبؐ کی غلامی کا طوق ہے۔ اس کتاب میں جو صحیح ہے وہ اللہ اور اس کے کرم کی وجہ سے ہے۔ جہاں غلطی ہوگئی ہے اس کا سزاوار میں ہوں یا جو کمی رہ گئی اس کا قصوروار میں ہوں۔ اللہ میری کوتاہی اور کم علمی کو معاف کرنے والا ہے۔ آپ کے دل میں کوئی سوال ہو تو اس کا جواب دہ میں ہوں۔ قارئین سے التجا ہے کہ میری اصلاح فرمائیں اور دعا فرمائیں کہ میرا خاتمہ بالایمان ہو اور لبوں پر دُرودِ پاک ہو، بس یہی آرزو ہے۔

اے اللہ اپنے حبیبؐ کے صدقے میں خاکسار کی اس کاوش کو قبول فرما۔ آمین ثم آمین۔ بجاہِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!

۹؍اگست ۲۰۱۶ء

غلامِ غلامانِ رسالتؐ

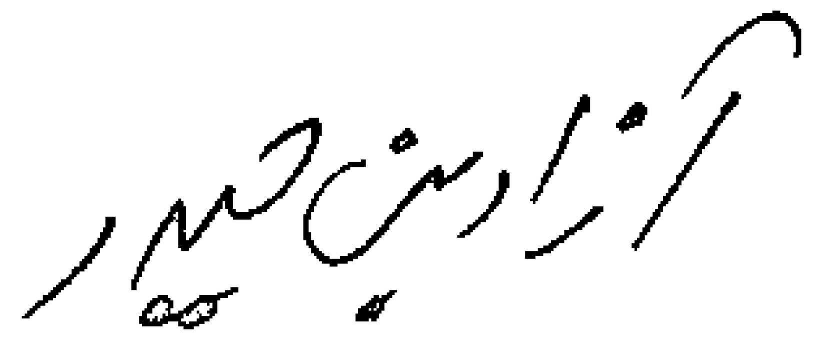

Marfat.com

اظہارِ تشکر

خاکسار نے اپنی کتاب ''قائداعظمؒ چیلنج سیکولرازم کے صفحہ 838 پر یہ عندیہ دیا تھا کہ خاکسار سیّدی ومرشدی مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک کتاب مرتب کر رہا ہے۔ الحمدللہ! مندرجہ ذیل گرامی قدر شخصیات نے اس کتاب کے مرتب ہونے میں خصوصی تعاون فرمایا۔ جس کے لیے خاکسار ان کا تہِ دل سے شکر گزار ہے۔ ان قابلِ احترام شخصیات کے تعاون کے بغیر یہ کتاب مرتب نہیں ہو سکتی تھی۔ سب سے مشکل مرحلہ اُس وقت سامنے آیا کہ جب خاکسار نے یہ طے کیا کہ سیّدی ومرشدیؒ کی تصنیفات کو بھی اس کتاب میں شامل کیا جائے۔ اگرچہ کہ کتاب کی ضخامت کافی ہوگئی ہے لیکن جو بھی کتابیں دستیاب ہو سکیں اُن کو اس کتاب میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ اُن کتابوں کی فہرست آپ باب آٹھ ''جہاد بالقلم'' میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اس طویل العمری (85 سال) میں یہ ایک ادنیٰ سی کاوش ہے۔ زہے عز و شرف در قبولِ اُفتد

یک بارِ دیگر ے مندرجہ ذیل شخصیات کا انتہائی احسان مند ہوں کہ اُنھوں نے نہ صرف خادم کی اس کاوش کو سراہا بلکہ جو بھی مواد اُن کے پاس تھا اُنھوں نے فراہم کیا۔ علامہ جمیل احمد نعیمی، سیّد وجاہت رسول قادری، الحاج شمیم الدین، ڈاکٹر طاہر تنولی، برادرم صادق قصوری، برادرم الطاف مجاہد، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، سیّد صبیح رحمانی، ڈاکٹر محمد سہیل شفیق، عزیزم معین الدین نوری، جناب طاہر سلطانی، جناب ذکاء العزیز، جناب توفیق جونا گڑھی، جناب مظاہر حسین صدیقی اور خصوصاً جناب ظہور الدین امرتسری جنھوں نے 70 سالہ پرانا ریکارڈ بھی تلاش کرنے اور فراہم کرنے میں میری خصوصی مدد فرمائی۔

میں خصوصی طور پر اپنی بیگم صاحبہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُنھوں نے میری صحت کو مدِنظر رکھتے ہوئے کھانے پینے کا اہتمام کیا۔ برخوردار خالد بن آزاد نے مجھے کام میں مصروف دیکھ کر مخل نہیں ہوا۔ میرے خاص ملازم شوکت علی خان نے خدمت میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ کمپیوٹر انچارج محمد آصف، گرافکس ڈیزائنر محمد فراز نے تندہی سے اپنے فرائض کو سرانجام دیا۔ اس کتاب کی اشاعت پر جن حضرات نے پیغامات بھیجے میں اُن کا بھی بہت شکر گزار ہوں۔ اُن کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

تسنیم حسن قادری بدایونی (خادم خانقاہ قادریہ، بدایوں)، سیّد وجاہت رسول تاباںؔ قادری، طاہر سلطانی، مفتی محمد اطہر نعیمی، علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی، حضرت مولانا سیّد شاہ تراب الحق جیلانی قادری، پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن، حاجی حنیف طیب، ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، ڈاکٹر جلال الدین نوری، جسٹس (ر) نذیر احمد غازی، خواجہ رضی حیدر، الحاج شمیم الدین، ڈاکٹر مجید اللہ قادری، ظہور الدین امرتسری، عقیل احمد عباسی۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے مندرجہ بالا تمام شخصیات کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین
بجاہِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!

عزیز رضا حیدر

Marfat.com

مناقب و پیغامات

1- تسنیم حسن قادری بدایونی (خادم خانقاہ قادریہ، بدایوں)
2- منقبت (سیّد وجاہت رسول تاباںؔ قادری)
3- منقبت (طاہر سلطانی)
4- مفتی محمد اطہر نعیمی
5- علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی
6- حضرت مولانا سیّد شاہ تراب الحق جیلانی قادری
7- پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن
8- حاجی حنیف طیب
9- ڈاکٹر نور احمد شاہتاز
10- ڈاکٹر جلال الدین نوری
11- جسٹس (ر) نذیر احمد غازی
12- خواجہ رضی حیدر
13- الحاج شمیم الدین
14- ڈاکٹر مجید اللہ قادری
15- ظہور الدین امرتسری
16- عقیل احمد عباسی

☆☆☆

Marfat.com

خانقاہِ عالیہ قادریہ، بدایوں شریف

مورخہ: ۱۱/مارچ ۲۰۱۶ء

مکرمی و محترمی ہدیۂ سلام مسنون قبول باد! انتہائی تاخیر کے لیے پیشگی معذرت قبول فرمائیں۔

آپ کا مرسلہ خط پڑھ کر کافی مسرت ہوئی کہ ماشاء اللہ اس ضعیف العمری کے باوجود بھی آپ نے اس اہم اور عظیم کام کا بیڑا اُٹھایا۔ رب مقتدر آپ کو جزائے خیر اور اجر جزیل عطا فرمائے۔

چشم و چراغ خانوادۂ عثمانیہ، قائد ملت، نبیرۂ سیف اللہ المسلول مولانا شاہ عبدالحامد قادری بدایونی علیہ الرحمہ کی ذات یقیناً برصغیر ہند و پاک میں محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کی خدمات کا دائرہ نہ صرف ہند و پاک بلکہ بلادِ عرب سے لے کر ایران، چین اور روس وغیرہ کو بھی محیط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاج الفحول اکیڈمی نے صاحبِ سجادہ خانوادہ قادریہ حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم القادری دام ظلہ کی سرپرستی اور عالم ربانی شہید بغداد مولانا اسید الحق قادری بدایونی علیہ الرحمہ کی قیادت میں اپنے اسلاف و اکابر کی کتابوں کی نشر و اشاعت کا جو منصوبہ تیار کیا تو اس منصوبے میں مولانا عبدالحامد قادری بدایونی علیہ الرحمہ کی کتابیں بھی شامل تھیں۔ جس کے پیشِ نظر تاج الفحول اکیڈمی سے اب تک آپ کی درج ذیل کتابیں شائع ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں۔

(۱) عقائد اہل سنت: مطبوعہ/نومبر ۲۰۰۸ء (اس کتاب کا ہندی ایڈیشن بھی شائع ہو چکا ہے)

(۲) دعوت عمل: مطبوعہ/نومبر ۲۰۰۸ء (اس کتاب کا ہندی، انگریزی، گجراتی اور مراٹھی ایڈیشن بھی شائع ہو کر منظر عام پر آچکا ہے)

(۳) الجواب المشکور: مطبوعہ/۲۰۱۳ء (یہ وہی فتویٰ ہے جس کی روداد آپ نے اپنے خط میں ذکر فرمائی ہے)

(۴) فلسفہ عباداتِ اسلامی: مطبوعہ/مئی ۲۰۱۲ء (اس کی ہم نے علیحدہ سے کمپوزنگ نہیں کرائی بلکہ اس نسخے کا عکس شائع کر دیا ہے جو ۲۰۱۰ء میں ادارۂ پاکستان شناسی سے شائع ہوا تھا)

(۵) نظامِ عمل: مطبوعہ/۲۰۱۴ء

الحمدللہ! آپ کو مولانا کا معتمد خاص ہونے کا شرف حاصل ہے، جس کے باعث ہمیں آپ سے ذاتی طور پر لگاؤ اور محبت ہے، لہٰذا اُمید ہے کہ آپ ایک بار پھر خدمت کا موقع عنایت کریں گے اور اس رشتۂ عقیدت و محبت کو مزید پختگی عطا کریں گے۔ رب قدیر و مقتدر آپ کو صحت و تندرستی عطا فرمائے اور آپ کی خدمات کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین بجاہ حبیبہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

پس نوشت: مولانا عبدالحامد قادری بدایونیؒ نے اپنے تمام تعلیمی و تربیتی مراحل مدرسہ عالیہ قادریہ اور مدرسہ شمس العلوم بدایوں شریف میں طے کیے۔ آپ کے تمام اساتذہ کرام ابنائے مدرسہ عالیہ قادریہ تھے، نیز مولانا نے شہزادہ تاج الفحول مطیع الرسول مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اجازت و خلافت شہزادہ تاج الفحول مفتی اعظم عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر بدایونی سے حاصل کی۔ لہٰذا ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بجا طور کہا جا سکتا ہے (اور یہی تاریخی حقیقت بھی ہے) کہ مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ نہ صرف بدایونی تھے بلکہ ''مسلک اہل سنت'' اور ''بدایونی تحریک'' کے ''علم بردار'' تھے۔

دُعاؤں کا طالب

تسنیم حسن قادری بدایونی (خادم خانقاہ قادریہ)

Marfat.com

(کتاب ''فاتح سرحد عبدالحامد بدایونی'' کے اجراء کے موقع پر) ۱۷؍جون ۲۰۱۶ء

سلف کی تصویر تھے عبدالحامد قادریؒ

سیّد وجاہت رسول تاباںؔ قادری

عشق کی تصویر تھے عبدالحامد قادریؒ
علم کی تقریر تھے عبدالحامد قادریؒ

صاحبِ قلب و نظر تھے پیکرِ علم و عمل
عزم کی تنویر تھے عبدالحامد قادریؒ

صاحبِ فکر و بصیرت اِک مثالی ذات تھی
پیرو شبیر تھے عبدالحامد قادریؒ

عاشق خیرالوریٰ تھے عاملِ دینِ ہدیٰ
سلف کی تصویر تھے عبدالحامد قادریؒ

داعیِ حریت مسلم بنی تھی ان کی ذات
اِک صاحبِ تدبیر تھے عبدالحامد قادریؒ

بے شبہ وہ مجاہد عالمِ اسلام کے
برہنہ شمشیر تھے عبدالحامد قادریؒ

دشمنِ اسلام کی تھے سازشوں سے باخبر
اس لیے دل گیر تھے عبدالحامد قادریؒ

کانگریس اور اُس کے بندوں کا سر نیچا کیا
کیسے باتدبیر تھے عبدالحامد قادریؒ

کانگریس کو مات دی سرحد و بنگال میں
فاتح کشمیر تھے عبدالحامد قادریؒ

قائداعظمؒ نے اُن کو فاتح سرحد کہا
فتح کی شمشیر تھے عبدالحامد قادریؒ

اتحادِ عالمِ اسلام کی تحریک میں
کارواں کے میر تھے عبدالحامد قادریؒ

فخر ملک و دین و ملت ذات تھی والاتبار
صاحبِ توقیر تھے عبدالحامد قادریؒ

''قادری بودن رضا را مفت باغ خلد داد''
اس کی ہی تفسیر تھے عبدالحامد قادریؒ

جنگ سن پینسٹھ میں تھی دیدنی اُن کی تڑپ
صاحبِ شمشیر تھے عبدالحامد قادریؒ

حیدری تلوار تھی آزاد[1] اُن کے ہاتھ میں
نعرۂ تکبیر تھے عبدالحامد قادریؒ

زندگی تھی وقف تاباںؔ دین و ملّت کے لیے
ایسے عالم، پیر تھے عبدالحامد قادریؒ

سیّد وجاہت رسول تاباںؔ قادری
صدر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضاؒ (انٹرنیشنل)

[1] اس میں اشارہ ہے محترم آزاد بن حیدر صاحب کی طرف جن کی مجاہد ملت حضرت عبدالحامد قادری بدایونیؒ کے ساتھ ۱۸ سال کی طویل رفاقت رہی ہے۔

Marfat.com

قائد اہلسنّت علامہ عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹؍جولائی ۲۰۱۶ء

طاہرؔ سلطانی
چیئرمین: حمد و نعت ریسرچ سینٹر

دیں کی تبلیغ بے لوث کرتے رہے، اپنے دامن کو رحمت سے بھرتے رہے
وہ امینِ محبت سفیرِ وطن، حق کی راہوں پہ ہر لمحہ چلتے رہے
علمِ حق کا سجا سر پہ اِک تاج تھا، خوب شفّاف حامدؔ[۱] کا کردار تھا
نعت لکھتے رہے نعت پڑھتے رہے، قلب حُبِ محمد ﷺ سے ضو بار تھا
عاشقانِ نبی ﷺ کی جو فہرست بنے، نام حامدؔ[۲] کا اُس میں لکھا جائے گا
حامدِ باعمل عاشقِ مصطفیٰ ﷺ حشر میں سرخ رو جھومتا جائے گا
سر پہ سایہ محمد ﷺ کا اُن کے رہا، قائدِ اہلسنّت تھے بے مثل وہ
عالمِ باعمل اِک نڈر رہنما، قائدِ اہلسنّت تھے بے مثل وہ
دینِ حق کے لیے زندگی وقف کی، اے خوشا اُن کو اعلا سعادت ملی
اہلسنّت کی اُن کو قیادت ملی، رب کی جانب سے ان کو یہ عزّت ملی
ولولہ جوش تھا اُن کی تقریر میں، تھا اثر بھی بہت اُن کی تحریر میں
قوم و ملّت کی خدمت شِعار اُن کا تھا، زندگی وقف کی مُلکی تعمیر میں
عالمِ باعمل بھی تو نایاب تھے، آپ جیسے قلندر کہاں آج کل
دیکھو آزاد بن حیدرِ[۳] خوش نظر، ذکر کرتے تمہارا یہاں آج کل
اہلسنّت پہ احساں بہت آپ کے، قرض کیسے بتاؤ یہ ہوگا ادا
قبرِ حامدؔ[۴] پہ رحمت خدا کی رہے، مانگتا ہے یہ طاہرؔ خدا سے دُعا

۱، ۲ مولانا عبدالحامد بدایونی۔ ۳ ممتاز دانشور، مخلص سیاست داں، آزاد بن حیدر۔ ۴ مولانا عبدالحامد بدایونی

Marfat.com

۱۹ر جون ۲۰۱۶ء

کتاب ''فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونی'' حضرت مولانا بدایونی کی خدمت میں ایک عقیدت مند آزاد بن حیدر کا خراجِ عقیدت ہے

مفتی محمد اطہر نعیمی

عزیز گرامی آزاد بن حیدر صاحب!

عرصہ دراز کے بعد ادارہ تحقیقات کے زیرِ اہتمام ''اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں'' کے سالانہ کانفرنس میں ملاقات ہوئی اور تجدید روابط کا سبب بنی اور وہ بہت سے نام جو حرفِ غلط کی طرح ذہنوں سے محو ہو چکے تھے ان کی تجدید ہوئی۔

ان روابط کی بحالی میں بزرگوں کے نسبت نے روایتی کردار ادا کیا۔ تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے عرض کہ ایک ماہ قبل آپ کی مرتب کردہ کتاب قائداعظم چیلنج سیکولرازم جو 864 صفحات پر مشتمل ہے موصول ہوئی۔ دو تین دن بعد عزیزم ڈاکٹر مجید اللہ قادری کی معرفت علامہ اقبال یہودیت اور جمہوریت موصول ہوئی (696 صفحات)۔ ان کتابوں کے ساتھ ایک کتابچہ ''شمع رسالت کے چھ پروانے'' اور مجاہد ملت فخر اہلسنّت فاتح سرحد حضرت علامہ مولانا عبدالحامد بدایونی کی خدمت میں ایک عقیدت مند آزاد بن حیدر کا خراجِ عقیدت ''فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونی'' موصول ہوئیں۔ یاد آوری کا شکریہ!

زمانہ کی روش کے مطابق کسی تحفہ کی وصولیابی پر تحفہ دینے والے کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے لیکن راقم الحروف اپنی اور رفیقہ حیات کی پیرانہ سالی اور علالت کے سبب اس اخلاقی ذمہ داری سے سبکدوش نہ ہو سکا۔ شکر گذار ہوں آزاد صاحب کی نوازش کا کہ انھوں نے مجھے اس طرف ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو تین مرتبہ توجہ دلائی تو میں نے یہ سطور لکھنے کی ہمت باندھی۔ ابتدائی دو کتابیں سیاست اور حالات حاضرہ سے متعلق کہی جاسکتی ہیں جو آپ کا (آزاد صاحب) اور آپ کے پیر صاحب مجاہد ملت مولانا بدایونی صاحب رحمہ اللہ علیہ کا پسندیدہ موضوع رہا ہے اور راقم اس کٹھن داری سے بہت دور البتہ آپ نے اپنے مرشد (پیر روشن ضمیر) کے بارے میں جو کچھ کہا وہ دل کی آواز عقیدت و محبت کا اظہار ہے۔

راقم الحروف کو تحریک پاکستان کے دور سے شرف ملاقات حاصل رہا۔ آپ نے مولانا کے بارے میں جو لکھا وہ پیر صاحب کے بارے میں مرید کے دل کی آواز ہے۔ ''ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے'' دل چاہتا ہے کہ کچھ اور بھی لکھوں (لیکن ہاتھ درد کرنے لگا ہے) لیکن ان واقعات میں دو تین خود میری ذات سے متعلق ہیں اور فارسی کے ایک مصرع کے مطابق

''ستائش خود بخود کردن ترا صائب نمی زیبد''

کتاب پر تبصرہ نہیں میرے قلبی تاثرات ہیں جو قارئین کی نذر ہیں۔

خیر اندیش مفتی محمد اطہر نعیمی

سابق چیئرمین رویت ہلال کمیٹی، سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل

اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ، کراچی

Marfat.com

حضرت مولانا اطہر نعیمی صاحب کے بزرگ گوار محترم صدر الافاضل مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی کا ذکرِ خیر کرنا بھی ہمارے لیے سعادت ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

تقسیمِ ہند کی تجویز: محترم ولی مظہر ایڈووکیٹ تحریر فرماتے ہیں ''حضرت احمد رضا بریلویؒ کے وصال کے چار سال بعد آپ کے خلفاء، نائبین اور معتقدین میں سے مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے مرادآباد میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے ۱۹۲۵ء میں ایک عظیم تحریک کی بنیاد ڈالی اور اس کی تنظیم پورے برصغیر میں فرمائی۔ اسی سال علی گڑھ سے شائع ہونے والے رسالہ میں مولانا عبدالقدیر بلگرامی کی ''ہندو مسلم اتحاد'' پر کھلا خط بنام گاندھی میں پہلی مرتبہ تقسیم ہند کی تجویز آئی تھی۔

پانچ سال بعد حضرت علامہ اقبالؒ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس الٰہ آباد میں اسے سیاسی طور پر پیش کیا، یقیناً علماء حق کی جدوجہد کا بھی اس پر اثر ہوگا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے خلیفہ اور تحریک پاکستان کے مشہور و معروف رہنما حضرت صدر الافاضل مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ کی تحریروں اور تقریروں سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ وہ ابتدا ہی سے تقسیم ہند کے حق میں تھے۔ انہوں نے مصورِ پاکستان حضرت علامہ محمد اقبالؒ کے خطبہ الٰہ آباد کی پُرزور تائید کی۔ مشہور مسلم لیگی رہنما حکیم آفتاب احمد صاحب قرشی رقم طراز ہیں:
''بریلوی مسلک کے مشہور بزرگ نعیم الدین مرادآبادی نے بھی اپنے موقر جریدے ''ماہنامہ السوادالاعظم'' میں علامہ اقبالؒ کی اس تجویز (خطبہ الٰہ آباد میں پیش کردہ تصور پاکستان) کی حمایت میں کئی مضامین لکھے۔''

مولانا مرادآبادی مرحوم کا ماہنامہ ''السوادالاعظم'' دوقومی نظریہ کا نقیب تھا۔ اس کا کوئی شمارہ بھی دیکھیں تو اس میں ہندوؤں کا ظالمانہ رویہ، ان کے مکروہ عزائم اور ہندو مسلم اتحاد کے نقصانات پر مشتمل مواد ملے گا۔ اسی موقر رسالہ میں مولانا موصوف تقسیم ہند کی تجویز پیش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں ''بمبئی کے ہندو کوشش کر رہے ہیں کہ اپنی دکانیں مسلمان محلوں سے ہٹا کر ہندو محلوں میں لے جائیں۔ ہندوؤں کے یہ افعال، یہ تجویزیں، یہ طرزِ عمل اتحاد کے ذرا بھی منافی نہیں لیکن مسلمان ایسا کریں تو اتحاد کے دشمن قرار دیئے جائیں۔ یہ کھلی ناانصافی ہے۔ جب ہندو اپنی حفاظت اسی میں سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے محلوں سے علیحدہ ہو جائیں اور اپنے حدود علیحدہ کرلیں تو مسلمانوں کو یقیناً ان کے محلوں میں جانے اور ان کے ساتھ کاروبار رکھنے سے احتیاط رکھنا چاہیے۔ دونوں اپنے اپنے حدود جداگانہ قرار دیں اور اس نکتہ کو ملحوظ رکھ کر سیاسی مباحث کو طے کرلیں یعنی ہندوستان میں ملک کی تقسیم سے ہندو مسلم علاقے جدا جدا بنالیں تاکہ باہمی تصادم کا اندیشہ اور خطرہ باقی نہ رہے۔ ہر علاقہ میں اسی علاقہ والوں کی حکومت ہو، مسلم علاقوں میں مسلمانوں کی اور ہندو علاقہ میں ہندوؤں کی۔ اب نہ مخلوط و جداگانہ انتخاب کی بحثیں درپیش ہوں گی نہ کونسلوں میں نشستوں کی منازعت کا کوئی موقع رہے گا۔ ہر فریق اپنے حدود میں آرام کی زندگی گزار سکے گا۔ جب ہندو ذہنیت نے بمبئی میں یہ گوارا کرلیا تو کیا وجہ ہے کہ جدید حکومت کا مسئلہ اس اصول پر نہ طے کیا جائے۔ (ماہنامہ کنزالایمان، لاہور، اگست ۱۹۹۵ء، صفحہ ۱۵۷-۱۵۸)

☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۲۰ر جون 2016ء

آزاد بن حیدر صاحب نے مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وافکار کو ترتیب دے کر ایک حسین وجمیل گلدستہ تیار کیا ہے وہ ان کی عقیدت ومحبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جس کی خوشبو سے پڑھنے والوں کا قلب وذہن منور اور معطر ہوگا۔ یہ نور اور خوشبو قائم دائم رہے گی۔

علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل کرم اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے خاندان عثمانیہ میں بے شمار صاحبانِ علم فضل اور پیکران زہد تقویٰ کو بھیجا۔ انہیں شخصیات میں سے ایک شخص فاضل جلیل عالم نبیل عاشق رسول علامہ محمد عبدالحامد بدایونی کو بھی بھیجا جن کو دنیا مجاہد ملت فاتح سرحد کے نام سے یاد کرتی ہے جو اپنے وقت کے صاحب علم صاحب تصنیف وتحقیق تھے۔ نیز آپ ایک شعلہ بیاں خطیب اور اچھے سیاستدان بھی تھے۔ آپ کے حیات وافکار پر مشتمل ہمارے محترم المقام ماہر تعلیم، بیباک صحافی، مایہ ناز وکیل اور مصنف یعنی جناب آزاد بن حیدر نے جو مجاہد ملت فاتح سرحد علامہ عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ پر ایک عظیم ضخیم کتاب ترتیب دی ہے۔ اس سے پہلے بھی کچھ حضرات نے مختصر طویل مضامین شائع کیے ہیں لیکن جس محبت وعقیدت سے آزاد بن حیدر صاحب نے مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وافکار کو ترتیب دے کر ایک حسین وجمیل گلدستہ تیار کیا ہے وہ ان کی عقیدت ومحبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جس کی خوشبو سے پڑھنے والوں کا قلب و ذہن منور اور معطر ہوگا۔ یہ نور اور خوشبو قائم دائم رہے گی۔ یوں تو موصوف بہت سے اوصاف حمیدہ اور صفاتِ جمیلہ کے حامل ہیں لیکن ان اوصاف میں سب سے بڑا وصف جمیل آپ کا حضور انور نور مجسم ﷺ پر جانثاری اور آپ کے اہل بیت اطہار، صحابہ کبار اور اولیاء ابرار پر فداکاری کا جذبہ ہے اور موصوف ہمیشہ اپنے کو غلام غلامانِ اہل بیت اور صحابہ قرار دیتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقے جناب کو اور آپ کے اہل خانہ کو صحت وعافیت اور سلامتی ایمان کے ساتھ تادیر قائم دائم رکھے۔ موصوف کے ارشاد پر یہ چند سطور ختم کرتے ہوئے احقر اس شعر پر اکتفاء کرتا ہے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کردے

استاذ الحدیث وناظم تعلیمات

احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی غفرلہٗ

دارالعلوم نعیمیہ، بلاک ۱۵- فیڈرل بی ایریا،

Marfat.com

محترم آزاد بن حیدر نے کتاب ''فاتح سرحد عبدالحامد بدایونیؒ'' لکھ کر عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

حضرت مولانا سید شاہ تراب الحق جیلانی قادری

امیر جماعت اہلسنت پاکستان، کراچی

(یہ پیغام حضرت مولانا شاہ تراب الحق جیلانی قادری صاحب جو صاحب فراش ہیں ان کی جانب سے ان کی ہدایت کے عین مطابق ریکارڈ کیا گیا ہے۔)

میری طبیعت اگر ٹھیک ہوتی تو یقیناً میں زیادہ تفصیل کے ساتھ آزاد بن حیدر صاحب کو خراجِ تحسین پیش کرتا، جنھوں نے ہم سب کی جماعتی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پر اتنی ضخیم کتاب ترتیب دی۔ میں قلب کی اتھاہ گہرائیوں سے آزاد بن حیدر صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً آج تک مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے بارے میں اتنی معلومات کہیں یکجا نہیں کی گئیں جتنی معلومات آزاد بن حیدر صاحب نے جمع کی ہیں۔ پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں کو چاہیے کہ پاکستان کی تحریک کی جدوجہد میں نمایاں کام کرنے والے علامہ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ پر اپنی اپنی یونیورسٹیوں میں Ph.D کروائیں۔

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ جید عالم دین بھی تھے، قادری سلسلے کے پیر طریقت بھی تھے، بدایوں کے مشہور روحانی خانوادے سے اُن کا تعلق تھا۔ ان کی تقریریں عشقِ رسولؐ کے جذبے سے معمور ہوتی تھیں۔ اکثر و بیشتر تقریر کے دوران اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جایا کرتے تھے۔

پاکستان بننے کے بعد کراچی میں شروع میں مساجد کا سنگ بنیاد رکھنے، زیادہ سے زیادہ مساجد بنوانے اور میلاد شریف اور گیارہویں شریف کے جلسوں کی سرپرستی کرنے اور خود عملی طور پر شریک ہونے میں مولانا عبدالحامد بدایونی اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے۔ سرکاری سطح پر بھی جہاں دین کا پیغام پہنچانا ہوتا تھا مولانا عبدالحامد بدایونیؒ بہت سرگرمی کے ساتھ اس کام کو سرانجام دیتے تھے۔ بارہ ربیع الاول عید میلاد النبیؐ کی چھٹی جو (مرحوم) صدر ایوب خان کے زمانے میں ہوئی، اس میں بھی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا کلیدی کردار تھا۔

بڑی خواہش تھی کہ مولانا ایک زمین پر ایک عظیم الشان یونیورسٹی بنارس چوک اورنگی ٹاؤن میں جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کے نام سے بنانا چاہتے تھے، وہ اگر بن جاتی تو یقیناً ہماری آنکھوں کو اور زیادہ ٹھنڈک نصیب ہوتی، لیکن افسوس یہ ہے کہ وہاں کے قبضہ مافیا نے تقریباً ساری زمین پر قبضہ کرلیا ہے اور ان کے مزار پر حاضری دینے کا راستہ بھی بہت زیادہ تنگ کردیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سارا کام لینڈ مافیا نے انتظامیہ اور پولیس کی مدد سے کیا ہے۔ ہمارے حکمران ان بانیانِ پاکستان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرسکے۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ کم سے کم یہ زمین خالی کروائیں تاکہ اس زمین پر ایک ادارہ بن سکے اور ان کے مزار شریف پر بھی آنے جانے کا راستہ کھل جائے۔ میں ایک مرتبہ پھر محترم آزاد بن حیدر صاحب کو اس عظیم کارنامے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۴/جولائی ۲۰۱۶ء

میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب آزاد بن حیدر کی اس کاوش کو قبولِ عام عطا فرمائے

پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن

چیئرمین رویت ہلال کمیٹی

محترم جنابِ آزاد بن حیدر ایڈوکیٹ نے تحریکِ پاکستان میں مؤثر کردار ادا کرنے والے ہمارے بزرگ رہنما مجاہدِ ملت، فاتح سرحد حضرت علامہ مولانا عبدالحامد بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رفاقت میں کافی وقت گزارا ہے، جو غازئ کشمیر حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد جمعیت علمائے پاکستان کے صدر کے منصب پر بھی فائز رہے۔ انہوں نے آپ کی حیات وخدمات پر ایک کتاب مرتب کی ہے، جو تحریک پاکستان، نظریہ پاکستان کے لٹریچر میں ایک گرانقدر اضافے کا باعث ہوگی۔

یقیناً یہ کتاب حضرت بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیرت وخدمات پر محیط ہوگی، اس لیے میں اہلِ علم اور اہل سنت وجماعت کی ماضی کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کو مشورہ دوں گا کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کریں اور آئندہ تحقیق وتدوین میں اس سے استفادہ کریں۔

میں مولانا بدایونی رحمۃ الہ علیہ پر کتاب مرتب کرنے پر مصنف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف کی اس کاوش کو قبولِ عام عطا فرمائے۔

☆☆☆

Marfat.com

آزاد بن حیدر صاحب نے کتاب ”فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ“ لکھ کر ملت پر احسان کیا ہے۔

حاجی محمد حنیف طیب

مجاہد ملت فاتح سرحد حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے قیام پاکستان کی جدوجہد کے دوران بہت عظیم خدمات انجام دیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس قائداعظم محمد علی جناحؒ کی صدارت میں ہو رہا تھا۔ اس اجلاس میں اس بات پر غور کیا گیا کہ برصغیر کے مسلمانوں کو مت ہیہ پاکستان کی حمایت میں مزید سرگرم کرنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ کافی غور کے بعد طے پایا کہ ایک سرگرم کمیٹی بنائی جائے جو علماء و مشائخ سے ملاقاتیں کرے۔ نوابزادہ نصر اللہ خان کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دی گئی۔ اس کمیٹی نے جن اکابرین سے ملاقاتیں کی ان میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ تھے۔ نوابزادہ لیاقت علی خانؒ نے ان دونوں حضرات کے پاس جا کر مدعا بیان کیا کہ ہم کو تو یہ مسلمانوں کے لیے جن ہماری آواز کو پذیرائی نہیں مل رہی ہے۔ پھر ان دونوں حضرات کے ساتھ مسلم لیگ کی کمیٹی نے تبادلہ خیال کیا اور طے پایا کہ مسلمانوں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے ان دونوں قائدین کی خدمات کے ذریعے علماء و مشائخ سے رابطے کے پروگرام کرائے جائیں۔ اس کے بعد وسیع پیمانے پر پروگرام ہوئے۔ اور اس کے نتیجے میں متعدد کانفرنسیں ہوئیں۔ ان میں سب سے بڑی کانفرنس آل انڈیا سنی کانفرنس 1946ء میں بنارس میں منعقد ہوئی۔ جس میں ہزاروں علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ میں نے حب الوطنی کے جذبے کے تحت بنارس کا دورہ کیا۔ پاکستان بننے کے بہت بعد میں نے وہ میدان بھی دیکھا جہاں یہ جلسہ ہوا تھا اور وہ مکانات بھی دیکھے جہاں غیر منقسم ہندوستان کے اکابرین علماء و مشائخ آ کر ٹھہرے تھے۔ اس کانفرنس میں باقی اکابرین کا بھی نمایاں کردار تھا لیکن مولانا عبدالحامد بدایونیؒ بہت فعال اور نوجوان تھے لہٰذا ان کا بہت بڑا کردار تھا۔

بعد از پاکستان بننے کی جدوجہد کے لیے سب سے کٹھن صوبہ سرحد تھا جس کو اب خیبر پختونخوا صوبہ کہتے ہیں۔ اس صوبے میں بھی کام کرنے کا سہرا مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے سر جاتا ہے اس سلسلے میں ان کے ساتھ وہاں کام کرنے والے پیر مانکی شریفؒ (ان کے مزار مانکی شریف پر بھی جا کر حاضری دی)، مفتی شائستہ گل صاحب مردان میں تھے، ہمارے کراچی میں پاکستان کے مشہور عالم دین حضرت علامہ مفتی عبدالسبحان قادری کے والد تھے۔ میں ان سے ملنے کے لیے بھی مردان کے گاؤں میں گیا اس وقت ان کی عمر سو سال سے زائد تھی۔ یہ سفر ان کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے تھا۔ قائداعظم محمد علی جناح مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے اس کام سے اتنے متاثر ہوئے کہ آپ کو ”فاتح سرحد“ کا خطاب دیا۔

پاکستان بننے کے بعد حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم عالیہ کے ذریعے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ سے میری ملاقاتیں ہوئیں۔ پیر الٰہی بخش کالونی میں بہت چھوٹا سا ان کا گھر تھا جس کا ایک حصہ لائبریری اور ان کے آفس کے لیے مختص تھا۔ جس میں مولانا

Marfat.com

لوگوں سے ملاقاتیں کرتے تھے۔

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی سادگی کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ صرافہ بازار میں انجمن طلباء اسلام کے پروگرام میں ان کو بلایا گیا تو وہ انجمن طلباء اسلام کے پروگرام میں آ گئے۔ اس وقت اتنے زیادہ لوگوں کے پاس گاڑیاں نہیں ہوتی تھیں۔ پروگرام کے اختتام پر جس گاڑی میں اُنہیں بھیجنا تھا وہ گاڑی کہیں چلی گئی۔ ہم بہت پریشان ہوئے کہ اب مولانا صاحب کو کس طرح پہنچایا جائے۔ میں ان کی عظمت کو آج بھی سلام پیش کرتا ہوں کہ اُنہوں نے کہا، حاجی صاحب آپ رکشہ منگوا دیں میں رکشے میں بیٹھ کر چلا جاؤں گا۔ تن تنہا رکشے میں بیٹھ کر مولانا عبدالحامد بدایونیؒ صرافہ بازار سے پیر الٰہی بخش کالونی چلے گئے۔

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے متعدد کتابیں لکھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ ان کے معتمد خاص اور تحریک پاکستان کے عظیم رہنما محترم آزاد بن حیدر کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی، ماشاء اللہ آزاد بن حیدر 86 سال کے صحت مند آدمی ہیں، اللہ صحت کے ساتھ ان کا سایہ قائم و دائم رکھے۔ انہوں نے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ پر ایک مفصل کتاب لکھی ہے جس میں ان کے حالاتِ زندگی کے مختلف شعبے ایک جگہ جمع کر دیئے گئے ہیں۔ مولانا کا فن خطابت، ان کا تحریری کام، جتنی کتابیں انھوں نے لکھیں اور جو چھپ گئیں تقریباً وہ ساری کتابیں بھی اس مفصل کتاب کے اندر آزاد بن حیدر صاحب نے سمو دی ہیں۔ جس پر ہم سب کو آزاد بن حیدر کا احسان مند ہونا چاہیے۔ اُصولاً تو کراچی کے کسی بندے کو کراچی یونیورسٹی سے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی خدمات پر پی ایچ ڈی کرنی چاہیے اور اس سلسلے میں یونیورسٹی سے رابطہ یا یونیورسٹیز کے سینئر اسکالرز سے رابطے کا کوئی کام ہو تو میں حاضر ہوں۔

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا بہت بڑا احسان یہ بھی ہے جو عام طور پر لوگوں کے علم میں نہیں ہے آج لوگوں کی خدمات کا چرچا کرنے میں کچھ زیادہ فراخ دل کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا۔ بھائی محمد یعقوب قادری ایڈووکیٹ (شہید) نوابشاہ سے کراچی آئے، کہ کوئی سنی طلبہ کی تنظیم بنی چاہیے، وہ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے پاس گئے اور ان سے مشورہ کیا کہ اس قسم کی سنی طلبہ کی تنظیم بنی چاہیے تو انہوں نے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ آزاد بن حیدر صاحب کے پاس چلے جائیں۔ بھائی محمد یعقوب قادری آزاد بن حیدر صاحب کے پاس پہنچے۔ آزاد بن حیدر کا احسان بھی آن ریکارڈ آنا چاہیے۔ انہوں نے محمد یعقوب قادری صاحب سے کہا کہ یہ کام تو مولانا جمیل احمد نعیمی اور حنیف طیب مل کر کر رہے ہیں۔ پھر انھوں نے مولانا یعقوب قادری کو سبز مسجد صرافہ بازار میں مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کے پاس بھیجا۔ جب محمد یعقوب قادری ان سے ملاقات کر کے جا رہے تھے تو یہی بات طے ہوئی تھی کہ اب اگلی میٹنگ میں انشاء اللہ حنیف طیب صاحب کو بھی ساتھ بٹھائیں گے اور بات چیت کریں گے۔ مسجد کے باہر ہی میری یعقوب قادری صاحب سے ملاقات ہوگئی اور پھر یہ ملاقاتیں بالآخر انجمن محبانِ اسلام، جمعیت علماء اہلسنّت والجماعت کو ملا کر انجمن طلباء اسلام بنانے پر اس کا مثبت نتیجہ برآمد ہوا۔ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے مشن کو کتابوں کی شکل میں شائع کرنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ میں آزاد بن حیدر صاحب کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے یہ کتاب لکھ کر اس ملت پر احسان کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔

حاجی محمد حنیف طیب
سابق وفاقی وزیر پیٹرولیم
چیئرمین المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی وبانی رُکن انجمن طلباء اسلام

Marfat.com

۲۵؍جون ۲۰۱۶ء

کتاب ''فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ'' کا شائع ہونا کسی معجزے سے کم نہیں

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

بزرگ قانون دان، جناب آزاد بن حیدر صاحب جو اپنے ایامِ شباب میں اُفقِ سیاست پر ایک عرصہ تک جلوہ گر رہے اور جنہوں نے تحریکِ پاکستان کے قائدین سے براہِ راست بہت کچھ سیکھا اور حاصل کیا، جنہیں وطنِ عزیز کی مقتدر شخصیات کا قرب حاصل رہا اور جنہوں نے مختلف تحریکوں میں قائدین کے ایماء پر کلیدی کردار ادا کیا، اور جنہیں اللہ رب العزت نے سیروا فی الارض کے حکم پر عمل پیرا ہونے کا بھی ملت اسلامیہ کے مفاد میں موقع فراہم کیا...... کہنہ مشق مؤلف متعدد کتب کے مصنف اب ایک نئی کتاب کی ترتیب مکمل فرما چکے ہیں اور وہ ہے...... فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونی القادریؒ...... کی سوانح حیات، چونکہ آزاد بن حیدر صاحب حضرت ممدوح محترم کے ساتھ ایک طویل عرصہ تک رہے، سو انہیں مولانا کی سوانح حیات از بر ہے، سوائے چند خانگی امور کے وہ مولانا کے شب و روز سے بخوبی واقف و آگاہ ہیں۔ کبھی کبھی مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اس قدر طویل قربت و رفاقتِ علماء کے باوصف آزاد بن حیدر صاحب پابندِ جبہ وکلاہ ولحیہ نہیں ہوئے، جُرد مُرد و آزاد ہی رہے، تاہم پابندیٔ صوم وصلوۃ کا ہمیشہ پاس رکھا اور اب بھی بفضلہٖ تعالیٰ شب زندہ داروں میں شامل ہیں۔

مولانا عبدالحامد بدایونی اُن عبقری شخصیات میں سے ایک ہیں جنہوں نے ہند و پاک کی سیاست میں ایک تحریکی ہلچل پیدا کیے رکھی۔ وہ نظریہ پاکستان کے بانیوں، پرزور حامیوں اور پرجوش پرچارکوں میں سے ایک تھے۔ وہ اپنے وقت کے علماء کے قدر دان تھے اور ان کے معاصرین ان کے مداح و قدردان رہے۔ ان کے بارے میں بہت سے لوگوں نے مقالات لکھے مگر اس شان کی کتاب اب تک منظرِ عام پر کوئی نہیں لا سکا یہ اعزاز بندۂ آزاد ابنِ حیدر کے حصہ میں مقدر تھا۔ انہوں نے ایک خاص کام یہ کیا ہے کہ مولانا بدایونی پر لکھے جانے والے مقالات اور چھوٹی بڑی کتب کو اس انسائکلوپیڈیا نما کتاب میں سمو دیا ہے۔ یہ حضرتِ آزاد کا اُن مؤلفین و مصنّفین پر احسان ہے جن کی تحریریں ڈھونڈے سے نہیں ملتی تھیں اور بعض تو نسیاً منسیا ہو چکی تھیں مگر انہوں نے جستجوئے مسلسل اور انتھک محنت و تگ و دو جاری رکھی اور مَن جَدَّ وَجَدَ کا اعزاز حاصل کرتے ہوئے تلاش کر کے شاملِ اطروحہ کر دی ہیں۔ چھیاسی برس کی عمر میں لکھی جانے والی یہ کتاب ان کی زندگی کی معرکۃ الآراء کتاب ہے ہر چند کہ انہوں نے اس میں بہت سی جدت طرازیاں کی ہیں تاہم ان کا قلمِ کہنہ ان کی بزرگی کا اعلان برابر کرتا جاتا ہے۔ سو عین ممکن ہے کہ ان کے بعض جملے نوجوانوں کے لئے نامانوس اور اجنبی ہوں مگر اس میں قصور خود اسی نسل کا ہے جس نے اپنی کئی سو سالہ تہذیب وثقافت کے علمبردار اسلاف سے اپنا رشتہ ختم کر کے خود کو بدقوام و بے نسلا بنا لیا ہے، آزاد صاحب نے عصرِ حاضر کی مادر پدر آزادی کی طرف لپکتی ہوئی نوجوان نسل کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلانے اور تہذیبِ حاضر کے ناقۂ بے مہار کو سوئے قطار کشیدنے کا

Marfat.com

مربیانہ کام خوب عمدگی سے کیا ہے۔ بدقسمتی ہوگی اس سنی المشرب کی جو اس کتاب کے مندرجات سے ناواقف رہے گا کہ اس میں اس کے اکابر و افاضل کی محنتوں، کاوشوں اور کامیابیوں کی تاریخ مرقوم ہے۔ افسوس ہے کہ مولانا عبدالحامد بدایونی کی علمی میراث کو سنبھالا نہ جا سکا جس کا شکوہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے در و دیوار سے سنا جا سکتا ہے۔ ایسے میں اس کتاب کا شائع ہونا ایک معجزے سے کم نہیں کہ کم از کم ان کی تحریریں، ان کی تاریخی دستاویزات اور ان کی تحریکی زندگی کی داستان محفوظ ہو جائے گی اور مستقبل کے لکھاریوں کو معاونت فراہم کرتی رہے گی۔ اللہ رب العزت آزاد بن حیدر صاحب کے اس صدقہ جاریہ کو قبول فرما کر باعثِ نفع خلائق و توشہء آخرت بنائے (آمین)

(پروفیسر ڈاکٹر) **نور احمد شاہتاز**
رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان
ایڈوائزر، فیڈرل شریعت کورٹ اسلام آباد
(سابق ڈائیریکٹر شیخ زاید اسلامک سینٹر جامعہ کراچی)

۲۳ رمارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قراردادِ پاکستان کے سلسلے میں مسلم لیگ کا جو عظیم الشان تاریخی جلسہ منعقد ہوا تھا، اس میں مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ نے علماء و مشائخ اہل سنت کی نمائندگی فرمائی تھی اور قائداعظم کے زیر صدارت قراردادِ پاکستان کی حمایت میں بہت دل نشین اور اثر انگیز تقریر کی۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات اور صوبہ سرحد کے ریفرنڈم میں مولانا کی خدمات کی بناء پر قائداعظم ؒ نے آپ کو فاتح سرحد کا خطاب دیا تھا۔ (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ (گوجرانوالہ) مارچ ۱۹۸۱ء، ص ۱۷)

۱۹۴۴ء میں دوسرے ہزاروں علمائے حق کی طرح مولانا محمد یوسف سیالکوٹی اور مولانا ابوالنور احمد بشیر نے قرآن و سنت کی روشنی میں مسلم لیگ اور پاکستان کے متعلق فرمایا ''قائداعظم ؒ مسلمانوں کے لیے خدائی عطیہ ہیں، ان کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لو اور ہندو کانگریس کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کرو، انشاء اللہ کامیابی مسلم لیگ کی ہوگی اور پاکستان بن کر رہے گا۔''

(ولی مظہر، ایڈووکیٹ: عظیم قائد عظیم تحریک، جلد دوم، شہری مسلم لیگ، ملتان، ص ۸۸۵)

امام احمد رضا فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری ؒ نے اجلاس مسلم لیگ جنوری ۱۹۴۰ء بمقام جبل پور اپنے صدارتی خطبے میں فرمایا ''آخر میں، میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے صدر اعظم قائد المسلمین، سلطان زعماء الہند مسٹر محمد علی جناح کی عمر میں، ہمت میں، عزم و استقلال میں، صلاح و ہدایت کے ساتھ برکت و قوت عطا فرمائے اور ہمیں ان کی آواز پر لبیک کہتا ہوا ان کے لائحہ عمل کو جامہ عمل پہنانے کی توفیق بخشے۔

(محمد برہان الحق جبل پوری، مفتی: تحریک پاکستان کی اہم دستاویز، مکتبہ رضویہ لاہور، ۱۹۸۶ء، ص ۱۵)

(کنز الایمان، لاہور تحریک پاکستان نمبر، اگست ۱۹۹۵، ص ۱۸۳-۱۸۴)

Marfat.com

کتاب ''فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ'' ایک جامع تحقیقاتی کتاب ثابت ہوگی

(۱) چند روز ہوئے آپ کا مرسلہ علمی تحفہ بنام ''قائداعظم چیلنج سیکولرازم'' اور ساتھ ہی قائداعظمؒ کے ایک ممتاز دینی وسیاسی ساتھی جنوبی ایشیاء کے ممتاز عالم دین وفقیہہ، سلسلہ قادریہ عالیہ بدایوں انڈیا کے مبلغ، فاتح سرحد مولانا شاہ عبدالحامد بدایونی القادری المتوفی ۱۹۷۰ء مدفون احاطۂ جامعہ تعلیمات اسلامیہ، منگھوپیر روڈ کراچی کی حیات وخدمات پر مشتمل ایک جامع خاکہ جس کے تحت آپ حضرت علامہ فاتح سرحد پر ایک جامع تحقیقی علمی، دینی وسیاسی وسماجی اور ان کے عالمی سفریات پر مشتمل پاکستان کے لیے خدمات کا احاطہ کرنا چاہتے ہیں، جن پر ابھی تک کسی علمی ادارے کی طرف سے کوئی کام نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی کسی نے سوچا ہے۔

(۲) خصوصی طور پر آپ نے ۱۹۶۵ء میں جہادِ کشمیر کانفرنس کراچی کے موقعہ پر حضرت علامہ فاتح سرحد کو تاریخی ڈاکومنٹ کی صورت میں ایک فوجی لباس میں پیش کیا ہے جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اللہ کے نیک بندے ہی عالم دین ہوتے ہیں، مبلغ ہوتے ہیں، شب عابد وزاہد ہوتے ہیں اور جب ان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کا وقت آتا ہے تو عسکری ہوتے ہیں اور عسکری لباس میں نظر آتے ہیں۔ چونکہ حضرت فاتح سرحد قادری نسبت بھی رکھتے تھے، محبین میں تھے، اور حضرت سیّدنا غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ نے اپنے متبعین ومحبین کے لیے ہی اپنے قصیدہ میں مندرجہ ذیل القاب سے ملقب فرمایا ہے:

وھموا اشربو انتم جنودی فساقی القوم بالوافی ملالی
دَرستُ العلمَ حتی صوت قطباً و نلتُ السعد من مولیٰ الموالی

رقم کی رائے میں بلاشبہ حضرت فاتح سرحد ظاہری وباطنی طور پر ایک ممتاز عالم دین کے ساتھ ساتھ اپنے مذہب وملت کے لیے ایک حقیقی عسکری بھی تھے۔

آپ کا مذکورہ علمی وتحقیقی کام یقیناً ایک تاریخی ڈاکومنٹ کی حیثیت رکھتا ہے اور ذریعہ مغفرت بھی رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیّدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم!

فقط والسلام

ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری

Marfat.com

۱۶/جولائی ۲۰۱۶ء

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے دستِ راست آزاد بن حیدر نے مولانا کی حیات وخدمات پر کتاب لکھ کر عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔

جسٹس (ر) نذیر احمد غازی

علمائے اسلام پوری قوت و ہمت سے شعائر اسلام کا تحفظ کرتے ہیں۔ علمائے اسلام کا یہ مقدس گروہ کرامت وجود ہے اور قیام پاکستان بھی ایسے ہی صالح علماء حق کی مجاہدانہ زندگی کا پاک ثمر ہے۔ عوام بہت جلد بھول جاتے ہیں اور اپنی حقیقی قیادت کے آثار تک سے بھی ناواقف رہتے ہیں۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ کی مخلصانہ کاوشوں کے پس پشت ایسی ہی صالح قیادت کی قوت کارفرما تھی۔ جس قیادت نے برصغیر کے خوش ذہن اور آزادی پسند غیور عوام کو آزادی کی جدوجہد کے لیے عملی طور پر آمادہ کیا تھا، اس قیادت کے ارکان میں ایک وسیع المشرب، خوش خیال اور بلند اقبال شخصیت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے۔

مولانا بدایونیؒ بہت ہی متحرک، نباضِ سیاست اور عملی دنیا کے آدمی تھے۔ تحریک پاکستان سے لے کر قیام پاکستان تک اور بعدازیں پاکستان کے سیاسی ماحول کو حقیقی اسلامی اور فلاحی انداز میں ڈھالنے کے لیے ان کی وسیع الحکمت کاوشوں کا مبارک سلسلہ بہت ہی دراز ہے۔

مولانا ایک صاحب دل مصلح اور انتھک مجاہد تھے۔ ان کی زندگی کا ہر پہلو اتنا قابل رشک ہے کہ ہم اپنی نئی نسل کو سیاسی قیادت کی تربیت دیتے ہوئے مولانا بدایونیؒ کی زندگی کا ایک اہم اور روشن تربیتی نمونہ قرار دیتے ہیں۔

پاکستان میں ایک فلاحی اور عادلانہ نظام کے تعارف کے لیے مولانا بدایونیؒ کی مذہبی اور سیاسی سرگرمیاں بہت ہی اہم ہیں۔ ان کے کارناموں کا اظہار علمی اور عملی طور پر منظم اور اجتماعی سطح پر ہونا بہت ضروری ہے۔

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے دست راست جناب آزاد بن حیدر نے مجاہد ملت کی حیات و خدمات پر ایک ضخیم کتاب لکھ کر عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ جو برصغیر کی اسلامی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت اختیار کر جائے گا۔

محبان پاکستان کی نسل نو اپنے مجاہد اکابر کی تعلیمات کو دھرانے کے لیے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی بے لوث اور خوش نیت شخصیت کو اپنا راہ نما بنائے تو پاکستان کی غیر اسلامی فضائیں جلد ہی دم توڑ جائیں گی۔

نذیر احمد غازی

سابق جج ہائی کورٹ

Marfat.com

عہدِ وفا کے پاسدار......آزاد بن حیدر

آزاد بن حیدر صاحب کی کتاب ''فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ'' عہد حاضر کا بہترین تحفہ ہے۔ وفاداری بشرطِ استواری اصل ایمان ہے!

خواجہ رضی حیدر

خیال و فکر کی سچائیاں بھی شامل ہیں
مرے لہو میں مرے شجرۂ نسب کی طرح

والد مرحوم مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی کے حوالے سے جن افراد سے میں اپنے بچپن میں ہی واقف ہو گیا تھا، اُن میں سے دو نام میری یادداشت میں نہ صرف ہمیشہ تازہ رہیں گے بلکہ میں اُن کے حوالے سے لکھتا اور گفتگو بھی کرتا رہوں گا۔ ان دو افراد میں سے ایک مجاہدِ آزادی علامہ فضل رسول بدایونی کے خانوادے کے چشم و چراغ، تحریکِ خلافت اور تحریکِ پاکستان کے عظیم رہنما، استحکامِ پاکستان کے لیے انتھک جدوجہد کرنے والے مردِ مجاہد اور پاکستان میں نفاذِ نظامِ اسلامی کے نامور داعی مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے، جن کے چہرے کے انوار و برکات اپنی پلکوں میں سمیٹنے اور جن کی شخصیت کے کمال و خصال کو اپنی آنکھوں میں سجانے کا مجھے نہ صرف کم و بیش پندرہ سال تک شرف حاصل رہا بلکہ میں نے تقریباً چار پانچ سال بڑی پابندی سے اُن کی خدمت میں حاضری بھی دی اور عملی طور اُن کی سرپرستی میں کام بھی کیا اور اب بھی میں ان ہی مولانا بدایونی کی یادوں کے حجلۂ انوار میں بیٹھا اپنا ذہن و دل منور کرتا رہتا ہوں۔

دوسرا نام مولانا عبدالحامد بدایونی کے ہی ایک نوجوان رفیقِ خاص، ماہرِ تعلیم، قانون دان، تحریکِ پاکستان کے مجاہد اور ممتاز محقق اور مصنف محترم آزاد بن حیدر کا ہے جن کے فیضِ صحبت سے میں تقریباً ۵۵ سال سے مستفیض ہو رہا ہوں۔ اور اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ میری تعلیم کی جانب سے بے رغبتی کا ازالہ انہی آزاد بن حیدر کی تعلیمی حکمت عملی کا نتیجہ تھا اور آج میں جو کچھ بھی ہوں وہ ان کی شفقت اور مشورت کا ثمر ہے۔ سقوطِ مشرقی پاکستان سے قبل مولانا عبدالحامد بدایونی، میرے والد مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی اور محترم آزاد بن حیدر عقیدۂ ختم نبوت، نظامِ اسلام کے نفاذ اور استحکامِ پاکستان کے حوالے سے ایک تثلیث کی صورت تھے۔ اس تثلیث کے ایک روشن چہرے مولانا عبدالحامد بدایونی کا وصال جولائی ۱۹۷۰ء میں ہو گیا اور میرے والد مئی ۱۹۷۶ء میں اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کی سمت رخصت ہو گئے۔ الحمدللہ، محترم آزاد بن حیدر کو اللہ تعالیٰ نے وسعتِ عمر سے سرفراز فرمایا ہے اور وہ مسلسل انہی خطوط پر سرگرم عمل ہیں جو مولانا عبدالحامد بدایونی کا مقصدِ حیات تھے اور جن کے لیے مولانا نے قید و بند کی صعوبتوں کے باوجود عمر بھر جدوجہد کی۔ محترم آزاد بن

Marfat.com

حیدر کی تربیت کا تمام تر سہرا مولانا بدایونی کے سر ہے، کیوں کہ محترم آزاد بن حیدر نوعمری میں ہی مولانا بدایونی سے نہ صرف متعارف ہو گئے تھے بلکہ اُن کے سیکریٹری بھی مقرر ہوئے۔ ایسی صورت میں آزاد صاحب نے مولانا بدایونی کی مذہبی، علمی، تنظیمی اور سیاسی صلاحیتوں کا نہ صرف بڑے قریب سے مشاہدہ کیا بلکہ انہی صلاحیتوں کی روشنی میں اپنے روز و شب کو منور کیا۔ اس پس منظر میں محترم آزاد بن حیدر سے زیادہ کون مولانا بدایونی کی شخصیت کے پنہاں و پیدا شخصی و سیاسی گوشوں سے واقف ہو سکتا ہے۔ یہ امر قابلِ افسوس ہے کہ مولانا بدایونی کی شخصیت اور خدمات کو کچھ مفاد پرست افراد نے آگے بڑھانے اور تاریخی تناظر میں متعارف کرانے کے لیے کوئی کردار ادا نہیں کیا، جس کی بنا پر مولانا بدایونی کی وہ خدمات جو انہوں نے تحریکِ پاکستان، قراردادِ مقاصد کی منظوری، فتنۂ قادیانیت کے ارتداد اور سلسلۂ قادریہ کے پاکستان میں فروغ کے لیے انجام دی تھیں، عمومی تاریخ کا حصہ نہیں بن سکیں۔ اس صورتحال کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہوا کہ تحریک پاکستان کے ابتدائی ایام میں آل انڈیا مسلم لیگ کو صوبہ سرحد میں منظم کرنے اور آخری ایام میں صوبہ سرحد کے ریفرنڈم میں کامیابی کے حصول کے لیے مولانا بدایونی نے جو کردار ادا کیا تھا اور جس کی بنا پر قائداعظم محمد علی جناح نے اُن کو ''فاتح سرحد'' کے خطاب سے نوازا تھا، اس اعزاز کو بھی تحریک پاکستان کی تاریخ میں بغلی دروازوں سے داخل ہونے والے لوگوں نے اپنے مصلحت دوست اکابر سے منسوب کرنا شروع کر دیا۔ ویسے بھی تاریخ نویسی کی اس ضرورت کی مسندوں پر کل بھی اور آج بھی وہی افراد فائز ہیں جو ابن الوقت ہیں۔ ایسی صورت میں محترم آزاد بن حیدر کی ذمے داریاں دوچند ہو گئیں اور انہوں نے ضعیف العمری کے باوجود تحریکِ پاکستان کا تاریخی ریکارڈ درست کرنے کے لیے اپنی صلاحیتوں اور سرمایے کو وقف کر دیا ہے۔ تاریخ نویسی کی خاطر اُن کو اپنے پیشۂ وکالت اور قومی سیاست میں شرکت سے بھی دست کش ہونا پڑا۔ جو لوگ قوم کے مستقبل پر نظر رکھتے ہیں اُن کی نظر میں اپنا مستقبل اور اپنے مفادات ثانوی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔

محترم آزاد بن حیدر آل انڈیا مسلم لیگ، تحریک پاکستان کی جزوی تاریخ اور رہنمایانِ تحریکِ پاکستان کے بارے میں متعدد وقیع کتب مدوّن و تحریر کر چکے ہیں اور اب اُن کی مرتب کردہ کتاب ''فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ'' مولانا بدایونیؒ کے احوال و آثار کے بارے میں ہے، یہ ایک ایسی ضخیم کتاب ہے جس میں نہ صرف مولانا بدایونی کی حیات و خدمات کا مکمل احاطہ ہو گیا ہے بلکہ مستقبل میں اس موضوع پر کام کرنے والے افراد کے لیے بنیادی تحقیقی مواد بھی یکجا کر دیا گیا ہے۔ ویسے بھی مولانا بدایونی سے طویل رفاقت کی بنا پر محترم آزاد بن حیدر سے زیادہ اس موضوع پر کام کرنے کا استحقاق کسی اور کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ محترم آزاد بن حیدر اور مولانا عبدالحامد بدایونی کے دیرینہ تعلقات کا میں خود چشمِ دید گواہ ہوں۔ میں نے دیکھا کہ محترم آزاد بن حیدر مولانا بدایونی کی ایک مرید صادق کی طرح عزت کرتے تھے، وہاں مولانا بدایونی بھی محترم آزاد بن حیدر سے وہی سلوک روا رکھتے تھے جو ایک باپ اپنے بیٹے سے روا رکھتا ہے۔ مجھے وہ زمانہ بھی یاد ہے کہ جب ۱۹۶۴ء میں مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح نے فیلڈ مارشل جنرل ایوب خاں کے مقابلے پر صدارتی انتخاب میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا تھا تو مولانا عبدالحامد بدایونی ایک شرعی حجت کی بنا پر جنرل ایوب کی حمایت کر رہے تھے، جبکہ محترم آزاد بن حیدر محترمہ فاطمہ جناح کی انتخابی مہم کے ہراول دستے میں شامل تھے لیکن دونوں افراد کے درمیان جو تعلق خاطر تھا، اس میں اُن دنوں کوئی فرق نہیں آیا۔ اُس زمانے میں آزاد صاحب کی رہائش ناظم آباد میں تھی اور ہم بھی ناظم آباد میں رہتے تھے۔ اس لیے میرے والد اور آزاد صاحب کی ملاقاتیں

Marfat.com

پابندی کے ساتھ ہوا کرتی تھیں۔

عجیب اتفاق ہے کہ متذکرہ اس انتخابی مہم میں میرے والد بھی مولانا بدایونی کی سرپرستی میں جنرل محمد ایوب خان کی حمایت کر رہے تھے اور ناظم آباد میں ہمارے گھر پر ایوب خان کے ایک امیدوار کا انتخابی دفتر بھی قائم ہو گیا تھا۔ اِس دفتر پر ہر دوسرے تیسرے دن مولانا بدایونی الحاج شمیم الدین اور نعمت اللہ خان کانپوری بھی تشریف لایا کرتے تھے۔ اس کے برخلاف اسی گھر کے دوسرے دروازے پر میں نے اپنے چند جمہوریت نواز انقلابی دوستوں کے تعاون سے محترمہ فاطمہ جناح کے ایک امیدوار کا دفتر قائم کر دیا تھا۔ جہاں جسٹس ظہیر الحسن لاری علامہ ابنِ حسن جارچوی اور آزاد بن حیدر وغیرہ آتے تھے۔ مگر اس کے باوجود بھی کسی نے کسی پر اعتراض نہیں کیا۔ کسی سے استہزا نہیں کیا۔ کسی سے نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ بس سب اپنے اپنے سیاسی موقف و مسلک کی ترویج و کامیابی کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ محترم آزاد بن حیدر کا بھی یہی طریقہ تھا وہ سیاسی اختلاف کے باوجود نہ صرف سب کو زندہ رہنے کا حق دیتے تھے بلکہ ایک صحت مند معاشرے کی تعمیر اور ہر قسم کی بدعنوانی سے پاک سیاست کو پروان چڑھانا چاہتے تھے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے تمام زندگی عملی جدوجہد کی اور آج بھی قرطاس و قلم کے ذریعے اسی مقصد کے حصول کے لیے کوشاں ہیں۔ یہاں میں یہ بتا تا چلوں کہ مولانا بدایونی کی جب صحت جواب دے گئی تھی تو اُن کے سائے سے نکل کر بہت سے مفاد پرست کھسک گئے۔ مگر محترم آزاد بن حیدر نے تمام زندگی مولانا عبدالحامد بدایونی سے عہد وفا نبھایا۔ ہر لمحہ اُن کے مشن کی تکمیل کے لیے مستعد اور فعال رہے اور آج بھی اسی عہد وفا کے نتیجے میں متعین ہونے والے اصولوں کو اپنی جدوجہد کا پرچم بناتے ہوئے باوقار روز و شب بسر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آزاد صاحب کو صحت و استقامت کے ساتھ کام کرنے کی مزید ہمت دے اور ہم کو اُن کے فکر و عمل سے استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دلدادۂ آزاد بن حیدر

خواجہ رضی حیدر

سابق قائم مقام ڈائریکٹر قائد اعظم اکیڈمی، کراچی

مایہ ناز محقق، منفرد شاعر، اعلیٰ پایہ کے صحافی، اُن کی تصنیف شدہ کتاب ''قائد اعظم کے بہتر (۷۲) سال'' عالم شہرت حاصل کر چکی ہے۔ آپ مولانا قاری احمد پیلی بھیتی رکن مجلس عاملہ جمعت علمائے پاکستان کے فرزندِ ارجمند ہیں۔ محدثِ سورتی'' پر آپ کی بصیرت افروز کتاب صوفیاء کرام اور علمائے کرام کے حلقے میں پذیرائی حاصل کر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اولیاء کرام اور محدثِ سورتی'' کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین! **(آزاد بن حیدر)**

Marfat.com

۳۰ مئی ۲۰۱۶ء

کتاب ''فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ'' مرتب کرنے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں

الحاج شمیم الدین

جو کام جناب آزاد بن حیدر صاحب نے کیا ہے اس کارنامے پر قوۃ الادب، مدینۃ الاولیاء بدایوں کے ہر ذی علم کو بہت پہلے انجام دینا چاہیے تھا۔ مگر یہ سعادت جناب آزاد بن حیدر کے حصہ میں آئی جس کے لیے میں بدایوں کے ایک ایک فرد کی جانب سے دُعاؤں کا مرقع۔ حُسنِ کارکردگی پر اعترافِ کمال کرتے ہوئے اظہارِ مسرت کرتا ہوں۔ (الحاج شمیم الدین)

آج مجھے مشفق محبیّ برادرم جناب آزاد بن حیدر صاحب ایڈووکیٹ کا محبت نامہ ملا۔ جس میں کہا گیا تھا کہ آپ حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ پر خصوصی مجموعہ ترتیب دے رہے ہیں، اس کے لیے میں اپنے تاثرات لکھ دوں۔ ساتھ ہی مجھے ایک جریدہ بھی ملا کہ جس میں کتاب کے عنوانات اور ابواب درج ہیں جس کے ذریعہ مجاہد ملت، فاتح سرحد کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ اس آنے والے مجموعہ سے پہلے میں جناب آزاد بن حیدر کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ اپنی پیشہ ورانہ مصروفیات کے باوجود جو کام کر رہے ہیں وہ ایک مضبوط ادارہ کا کام ہے جب کہ وہ تنہا ضعیف العمری میں انجام دے رہے ہیں کہ آنے والے نسلوں پر احسان ہے۔ آپ علیحدہ علیحدہ موضوع پر تاریخ کے اوراق جمع کر رہے ہیں۔ اس سے قبل آپ نے ''آل انڈیا مسلم لیگ کی تاریخ'' اس کے بعد، ''تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ: سرسیّد سے قائداعظم تک''، ''علامہ اقبال: یہودیت اور جمہوریت'' اور ''قائداعظم چیلنج سیکولرازم'' ترتیب دے کر کارنامہ سرانجام دے چکے ہیں۔ اس پر نسل کو فخر کرنا چاہیے۔ آنے والی نسلوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے۔

حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا جس خانوادے سے تعلق تھا اس کا سلسلہ خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ بدایوں میں یہ گھرانہ مولویوں کا گھرانہ کہلاتا تھا اور جس محلے میں یہ خانوادہ رہائش رکھتا تھا وہ مولوی ٹولہ کہلاتا تھا۔ اس خاندان کے جید علمائے کرام میں مولوی فضل رسول مست بدایونی، مولانا عبدالقادر صاحب، مولانا عبدالمقتدر صاحب، مولانا عبدالقدیر صاحب جیسے نامور عالم گزرے ہیں۔ مولانا کے برادرِ بزرگ مولانا عبدالماجد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ المتخلص منظور بدایونی بلند پایہ ادیب اور مقرر تھے اور تمام اسلامی تحریکوں میں قائدانہ کردار ادا کیا۔

اگر اس خطے کی شناخت کے لیے اس خطے کے اکابرین اور ان کے کارنامے اور کردار صاحبانِ قلم محفوظ کریں اور اس کی بازیافت اور دریافت کا سلسلہ جاری رہے تو اس کے اثرات دوسرے خطوں پر بھی مرتب ہوتے ہیں اور نئی نسل کو آگاہی ہوتی ہے اور اگر یہ عمل رک جائے تو تاریخ کے اوراق دھندلے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ پر جو کتاب جناب آزاد بن حیدر ترتیب دے رہے

Marfat.com

ہیں وہ ادب میں بے مثل اضافہ ہوگا بلکہ عنوانات کے اعتبار سے تذکرہ نگاری کا نصاب بھی ہوگا اور پاکستان اور تحریکِ پاکستان کی ایک اہم دستاویز ہوگی۔

جناب آزاد بن حیدر صاحب پاکستان کے نامور قانون دان ہیں اور ایک قانون دان کی حیثیت سے مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ اچھا قانون دان ہر معاملے کو دلیل سے پرکھتا ہے اور سچی گواہی پر تولتا ہے۔ یہ کتاب ان کی پیشہ ورانہ سچائی کی دلیل ہے اور تاریخِ پاکستان پر ایک مضبوط گواہی ہے۔

جناب آزاد بن حیدر صاحب کا شمار سیاسی اور نظریاتی قافلے کے قائدین میں ہوتا ہے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ کی زندگی پر یہ کتاب ترتیب دے کر میرے اس یقین کو پختگی بخشی ہے کہ ان کے خمیر میں بدایونیت ضرور شامل ہے اور میں حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء بدایونی ثمہ دہلویؒ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ان کو آزاد بن حیدر ثمہ بدایونی کہنا میرے لیے اعزاز ہوگا۔

جو کام جناب آزاد بن حیدر صاحب نے کیا ہے اس کارنامے پر قوۃ الادب، مدینۃ الاولیاء بدایوں کے ہر ذی علم کو بہت پہلے انجام دینا چاہیے تھا۔ مگر یہ سعادت جناب آزاد بن حیدر کے حصہ میں آئی جس کے لیے میں بدایوں کے ایک ایک فرد کی جانب سے دعاؤں کا مرقع۔ حُسنِ کارکردگی پر اعتراف کمال کرتے ہوئے اظہارِ مسرت کرتا ہوں اور دبستانِ بدایوں (پاکستان) کی جانب سے ایک شاندار تقریب میں اہلِ بدایوں کے درمیان بدایوں کی اعزازی رُکنیت پیش کرنے کا اہتمام کروں گا۔ (انشاء اللہ)

اللہ رب العزت غلام غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور زورِ قلم عطا فرمائے۔ آمین!

دُعاؤں کا طالب دُعا گو

الحاج شمیم الدین

سابق وزیر اعلیٰ سندھ

چیئرمین اسلامک فورم

مدیر اعلیٰ مجلّہ ''بدایوں'' کراچی

نوٹ: میں آپ کو کراچی یونیورسٹی (پولیٹیکل سائنس) کا اعزازی پروفیسر نامزد ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

Marfat.com

۱۴؍جون ۲۰۱۶ء

انتہائی شفیق بزرگ دوست محترم آزاد بن حیدر نے
کتاب ''فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ'' تصنیف کر کے ایک تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

نبیرۂ سیف اللہ المسلول حضرت شاہ فضل رسول بدایونی قادریؒ وچشم و چراغ خانوادۂ عثمانیہ قائدِ ملتِ اسلامیہ، مجاہد تحریک آزادیٔ پاکستان وتحریکِ آزادیٔ کشمیر، فاتح سرحد و بانی جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ، سابق صدر جمعیت علمائے پاکستان حضرت علامہ مولانا صوفی ومجاہدِ اسلام محمد عبدالحامد بدایونی قادریؒ و بن حکیم محمد عبدالقیوم بدایونی 1898ء میں یوپی کے مشہور شہر بدایوں کے علمی و روحانی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ عالیہ قادریہ اور مدرسہ شمس العلوم بدایوں کے اساتذہ کرام سے علم سیکھ کر شہزادہ تاج الفحول مطیع الرسول مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونیؒ سے روحانی فیض لے کر اور مولانا عبدالقدیر بدایونیؒ سے خلافت و اجازت لے کر ہر تحریک کو اپنی صلاحیتوں سے اس کی منطقی انجام تک پہنچانے میں اہم ترین کردار ادا کیا۔

آپ نے تحریکِ خلافت، تحریکِ آزادیٔ پاکستان، تحریکِ شدھی، تحریکِ ختمِ نبوّت، تحریکِ آزادیٔ کشمیر، تحریکِ اتحادِ عالمِ اسلام، تحریکِ نفاذِ اسلام، تحریکِ تحفظ وصیافت، تحریکِ جنت البقیع و جنت المعلیٰ میں مجاہدانہ کردار ادا کیا اور آخر میں شہرِ کراچی میں جامعۃ الازہر کے نصاب سے قریب ترین نصاب کے ساتھ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کی بنیاد رکھی اور اس مملکت پاکستان کو 1950ء میں اسلامی دستور کا ایک جامع خاکہ پیش کر کے اپنا فرضِ دینی پورا کیا۔

حضرت عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تمام کاوشیں اہم و تاریخی ہیں۔ مگر اس احقر کے مطالعہ کے مطابق سب سے اہم کارنامہ 3 مئی 1947ء کا ہے، جب آپ نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے ناظم نشر و اشاعت و کنوینر وفد حجازِ مقدس کی حیثیت سے بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ سے اہم ترین ملاقات فرمائی اور اسلامی حکومت کے دستور و آئین پر تفصیلی گفتگو فرمائی جس میں قائداعظمؒ کا فرمانا یہ تھا کہ ''میں اس امر سے کلیتاً متفق ہوں کہ پاکستان کا دستور وہی ہوگا جو اسلام و قرآن کے مطابق ہوگا۔ سوشلزم اور مغرب کے قوانین ہمارے مرض کا علاج نہیں۔ ایک وقت آئے گا جب ساری دُنیا قرآن و اسلام کی جامعیت تسلیم کرے گی۔''

صدر آل انڈیا مسلم لیگ جناب محمد علی جناحؒ سے ملاقات کے بعد ناظم نشر و اشاعت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا اخباری بیان ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے جو آپ نے اس وقت اخبارات کو جاری کیا:

''انشاء اللہ وہ وقت قریب آچکا ہے جب کہ مسلمانانِ ہند اپنے قائد کی کامیاب سیاست و وکالت کے بہترین نتائج دیکھیں گے۔ الحمد للہ کہ قائدِ ملتِ ہندیہ مسٹر محمد علی جناح انتہائی تدبر سے معاملات پر اپنی قوت صرف فرما رہے ہیں۔ سب سے زیادہ یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ قائد کے قلب میں یہ چیز جاں گزیں ہو چکی ہے کہ جو نیا دستور وضع ہو وہ قرآنی نظام کے ماتحت ہو۔ چنانچہ میں نے 3 مئی 1947ء کو ایک گھنٹہ کی

Marfat.com

ملاقات میں اس اہم جزو پر کافی تبادلہ خیالات کیا اور میں اس ملاقات میں جو نقش لے کر واپس ہوا وہ کسی طرح فراموش نہیں ہو سکتا۔“

حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ خود بہت بڑے سیاستدان، مدبر، مفکر اور صاحبِ بصیرت عالم دین تھے اور بہترین منتظم تھے۔

محترم المقام واجب الاحترام جناب آزاد بن حیدر جو عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ کے ساتھ 18، 20 سال رہے، ان سے بہت کچھ سیکھا اور شاگردِ خاص بلکہ مریدِ خاص کی حیثیت سے یہ ان پر ذمہ داری عائد ہوتی تھی کہ حضرت مولانا بدایونی ؒ کی خدمات کا تفصیلی جائزہ لیں۔ چنانچہ اُنھوں نے اپنی ذمہ داری کو محسوس کیا اور چند سال کی اَنتھک محنت کے بعد مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ پر ایک ضخیم کتاب تصنیف فرمائی جس کے 10 / ابواب قائم کر کے مولانا کی حیات کے 10 زاویہ سے ان کی شخصیت اور کارناموں کو تفصیلاً پیش کیا ہے۔ اس کتاب کے ہر باب میں اُنھوں نے ان تمام Documents کے شواہد پیش کر کے اس کو تحقیقی کتاب بنا دیا ہے اور اگر اس کو کوئی طالب علم کسی بھی جامعہ میں تھیسس کے طور پر پیش کرے تو اس کو یقیناً .Ph.D کی اعلیٰ سند دی جاسکتی ہے۔ لہٰذا آپ کو اس کتاب کی رونمائی کے موقع پر کسی نہ کسی جامعہ کے وائس چانسلر کو بطور مہمان بلا کر ان سے اعزازی ڈگری کا اعلان ضرور کرانا چاہیے۔

آزاد بن حیدر صاحب اس سے قبل بھی .Ph.D نما تھیسس کئی دفعہ پیش کر چکے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ: سرسیّد سے قائداعظم تک، 1151 صفحات، 12 ابواب، مطبوعہ کراچی، 2013ء

۲۔ قائداعظم چیلنج سیکولرازم، صفحات 860، دس ابواب، مطبوعہ کراچی، 2015ء

میرے انتہائی شفیق بزرگ دوست محترم آزاد بن حیدر جن سے میرا قلمی، روحانی رشتہ سال بھر پرانا بھی نہیں مگر ان کی شفقت مجھے دسیوں سال پرانی محسوس ہوتی ہے۔ آپ کی بڑی شفقت کہ آپ نے اس نئی تصنیف ”فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونی القادری ؒ“ کا تفصیلی خاکہ احقر کو بھجوایا اور حکم دیا کہ آپ ضرور کچھ نہ کچھ اظہارِ خیال کریں۔ فقیر نے عرض کیا، کہاں یہ ہیچمداں اور کہاں آپ کے قلم کا عظیم قلمی شاہکار، مگر حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چند کلمات قلمبند کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

اس تفصیلی سوانح خاکہ کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ فاتح سرحد حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی القادری علیہ الرحمۃ ایک بلند ہمت، ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلام کے اور پاکستان کی بقا کے مخلص رہبر و رہنما تھے۔ کاش کہ آپ کا بنایا ہوا دستورِ اسلام اس ملک میں نافذ ہو جاتا تو تحریکِ پاکستان کے تمام کارکنان کی روح کو سکون ملتا۔ مگر افسوس کہ مسلم لیگ کے رہنماؤں اور تحریکِ پاکستان میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے مجاہدین کو تاریخ میں سے صفحۂ ہستی کی طرح مٹا دیا گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ آزاد بن حیدر کو جزائے خیر دے کہ اُنھوں نے مسلم لیگ کے ایک بڑے حمایتی اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے مولانا نعیم الدین مرادآبادی ؒ کے بعد سب سے بڑے مجاہد حضرت عبدالحامد بدایونی ؒ کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کر کے ایک تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی اس کاوش کو قبول اور مقبول بنائے۔

دُعا گو: **پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری**
سابق ڈین آف سائنس، یونیورسٹی آف کراچی
ایڈیٹر سالنامہ و ماہنامہ ”معارفِ رضا“
جنرل سیکریٹری ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے دستِ راست آزاد بن حیدر ایڈووکیٹ نے مولانا ممدوح پر ایک جامع کتاب مرتب فرما کر حقِ رفاقت ادا کر دیا ہے

ظہور الدین امرتسری

حضرت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونیؒ کی شخصیت، مقام و مرتبہ اور ملکی و ملی خدمات مسلّم ہیں۔ وہ بجا طور پر اعاظم رجال ملت کے زمرے میں آتے ہیں۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ کے سیاسی تصورات اور ملت اسلامیہ برعظیم پاک و ہند کے حق خود ارادیت کے لیے دارالاسلام پاکستان کا مطالبہ اور اس کے لیے مسلسل جدوجہد نے جہاں فدائے ملت لسان الامت خطیب اسلام نواب بہادر یار جنگ، ظفر الملّت مولانا ظفر علی خاں، شہید ملت نوابزادہ لیاقت علی خاں، مجاہد ملت سردار عبدالرّب نشتر جیسے سیاسی قائدین اور صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی مبلغ اسلام شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ، دیوان سیّد آل رسول صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف، حضرت سیّد محمد محدث کچھوچھویؒ، مفتی محمد برہان الحق جبل پوری، پیر صاحب مانکی شریف وغیرہم دینی سیاسی شخصیات کا نام تاریخ استخلاص وطن میں آبِ زر سے لکھا جائے گا وہیں مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونیؒ کا نامِ نامی تا ابد تاریخ کے صفحات میں جگمگاتا رہے گا۔ لاریب مولانا ممدوح کی ملکی اور ملی خدمات نمایاں ہیں۔ اثر انگیز اور تاریخ ساز ہیں، لیکن افسوس صد افسوس کہ نئی نسل کو ان کی ہمہ گیر شخصیت، ملی کارناموں اور حصول پاکستان کے لیے آپ کی مساعیٔ جمیلہ اور جہاد مسلسل سے نا صرف ناواقف بلکہ نام تک سے بے خبر رکھا گیا جس کی بڑی وجہ غالباً ہماری نصابی کتب کا ان دینی راہنماؤں اور خدام ملت کے تذکار سے خالی ہونا ہے۔ افسوس صد افسوس۔

جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر کام ایک وقت مقرر ہوتا ہے چنانچہ دیکھیے کہ مذکورہ بالا فروگزاشت کے لیے قدرت نے یہ سعادت کس طرح اس شخصیت کا انتخاب فرمایا ہے جو فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونی قادریؒ کے اٹھارہ برس سیکریٹری، دست راست، ہمراز و دمساز بلکہ ان کی تمام تنظیمات میں سیکریٹری یا اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے، میری مراد نظریہ پاکستان کے بیباک ترجمان، دانشور، محقق جناب آزاد بن حیدر ایڈووکیٹ سے ہے جنھوں نے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی القادریؒ پر ایک جامع کتاب مرتب فرما کر حقِ رفاقت ادا کر دیا ہے اور نوجوان نسل کو قائد اعظمؒ کے انتہائی با اعتماد ساتھی کی حیات و خدمات سے آگاہ فرما دیا ہے اور فخرِ اہلسنّت مدینۃ الاولیاء ''بدایوں'' کے درخشندہ ستارے فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونی القادریؒ پر آئندہ ریسرچ کرنے والے اسکالرز کے لیے یہ کتاب رہنمائی کا باعث ہوگی۔ میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آزاد بن حیدر صاحب کی اس پُرخلوص کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ سیّد المرسلینؐ!

ظہور الدین امرتسری
ادارہ پاکستان شناسی، لاہور

3 اگست 2016
حال مقیم کراچی

Marfat.com

جناب آزاد بن حیدر نے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ پر جو تحقیقاتی کام کیا ہے وہ قابلِ تحسین ہے۔

عقیل احمد عباسی ایڈووکیٹ

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ قبلہ ہندوستان کے مردم خیز خطہ بدایوں میں پیدا ہوئے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی دوبارہ نشاۃ ثانیہ کے لئے عظیم ملی اور اسلامی خدمات انجام دیں۔ قیام پاکستان میں گراں قدر خدمات انجام دیں اور مسلمانوں کو قائداعظمؒ کی قیادت میں متحد اور متحرک کرنے میں انتہائی اہم اور فعال کردار ادا کیا۔ خصوصاً تحریک پاکستان کے موقع پر شمال مغربی سرحدی صوبے (صوبہ سرحد) کو پاکستان میں شامل کرانے میں دن رات تن دہی سے انتہائی خلوص اور محنت سے شب و روز کام کیا جس کے نتیجے میں صوبہ سرحد پاکستان کا حصہ بنا۔ آپ کی شاندار خدمات کے اعتراف میں آپ کو ''فاتح سرحد'' کے لقب سے نوازا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد مملکت پاکستان میں بالخصوص اور عالم اسلام میں بالعموم اسلام کی سربلندی کے لیے انتہائی محنت اور جانفشانی سے اپنی کوششیں جاری رکھیں اور دُنیا کے دیگر اسلامی ممالک کے دورے کیے جن میں عراق، سعودی عربیہ، شام، سوڈان و دیگر ممالک شامل تھے۔ ان ممالک کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ کے رفیق کار محترم آزاد بن حیدر (ایڈووکیٹ) اس موقع پر آپ کے رفیقِ سفر تھے۔ آپ کی شاندار مذہبی اور ملی خدمات کے چشم دید گواہ بھی ہیں اور نئی نسل کو آپ کی خدمات سے روشناس کرانے کے لیے آپ نے جو بیڑہ اُٹھایا ہے وہ قابلِ تحسین ہے۔ اس سے قبل جناب آزاد بن حیدر صاحب متعدد کتب جن میں آل انڈیا مسلم لیگ: سرسید سے قائداعظمؒ تک، علامہ اقبالؒ یہودیت اور جمہوریت، قائداعظمؒ چیلنج سیکولرازم اور کئی دیگر کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ لیکن مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی شخصیت پر جو تحقیقی کام جناب آزاد بن حیدر صاحب نے کیا ہے وہ یقیناً لائق تحسین ہے۔ کیونکہ نئی نسل کو مولانا عبدالحامد بدایونیؒ صاحب جیسی شخصیت کے بارے میں آگاہی وقت کی اہم ضرورت ہے اور جناب آزاد بن حیدر صاحب نے اس کام کو انتہائی اَحسن انداز سے انجام دینے کی سعی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب آزاد بن حیدر صاحب کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور آپ کو صحت و تندرستی عطا فرمائے تاکہ آپ مزید خلوص اور تن دہی سے اپنی قومی اور مذہبی خدمات سرانجام دے سکیں۔ مرکزی گلبہار نعت کونسل پاکستان (ٹرسٹ) آپ کو اس عظیم کام کے مکمل کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

عقیل احمد عباسی (ایڈووکیٹ)
مرکزی چیئرمین
گلبہار نعت کونسل پاکستان (ٹرسٹ)

Marfat.com

سیّدی ومرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی خدمات کا مختصر جائزہ

آزاد بن حیدر

گنبدِ خضراء کے انہدام کی کارروائی کو رکوانا: ملک عبدالعزیز السعود نے ۱۹۲۵ء میں حجاز پر قبضہ واختیار حاصل کرنے کے بعد تاریخی یادگاروں اور مقدس محترم عمارات کو منہدم کروادیا تھا۔ مثلاً مکہ مکرمہ میں مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمارت و جنت المعلیٰ کے اندر واقع قبہ جات وغیرہ اسی طرح مدینہ منورہ میں واقع جنت البقیع اور جبل احد سے متصل تاریخی یادگاریں۔ مسجد نبوی کی تعمیر و توسیع کے بہانے اور گنبدِ خضرا کی اہمیت کو کم کرنے کی خاطر انہدام ورنہ بصورت دیگر کم از کم اطراف میں بلند وبالا عمارات کی تعمیر سے اس کو نظروں سے چھپانا مقصود تھا۔ اس لئے کہ زائرین حرم جیسے ہی حدود مدینہ منورہ میں داخل ہوتے تو بیئر علی سے گنبد خضرا کے روح پرور نظارے سے سرشار ہو کر والہانہ انداز میں کشاں کشاں مدینہ منورہ میں صلوٰۃ والسلام پڑھتے ہوئے داخل ہوتے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحامد قادری حکومت سعودیہ کے عزائم کے آگے سینہ سپر ہوگئے اور صورت حال کی سنگینی کے مدنظر منظم طریقے سے جدوجہد شروع کی۔ آپ نے علماء کے وفد کو ترتیب دے کر عالم اسلام کی رائے عامہ کو بیدار کیا۔ وہ ہندوستان، ایران، عراق، شام، لبنان، مصر، فلسطین اور مراکش گئے اور ایک فتویٰ تیار کر کے وہاں کے مفتیانِ با احترام سے تصدیق کروا کر ملک عبدالعزیز السعود کو جا کر پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مولانا عبدالحامد بدایونی قادری کو اپنے نیک مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی وہ اپنی رپورٹ میں فرماتے ہیں: ''جلالۃ الملک عبدالعزیز السعود نے تعمیر مسجد نبوی کے سلسلہ میں مرکزی جمعیت العلماء پاکستان کے وفد سے ملاقات میں ہند و پاک اور تمام عالم اسلام کے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات ساعت فرما کر احکام جاری کر دیئے کہ نہ تو گنبد خضرا کو حکومت منہدم کروانا چاہتی ہے اور نہ ہی تبرکاتِ شریعہ میں کوئی تغیر و تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ (رپورٹ بسلسلہ جامع فتویٰ صفحہ ۳۵)

سعودی حکومت کے ظلم وستم کی وجہ سے جب حرم شریف اور گنبد خضریٰ کو سخت نقصان پہنچا تو عالم اسلام میں ہلچل سی مچ گئی، ہر طرف سے صدائے احتجاج بلند ہوئی، مسلمانانِ پاکستان نے آپ کی قیادت میں ایک وفد سعودی عرب بھیجا تاکہ آپ سعودی حکومت کو اس کے مذموم عزائم سے باز رکھنے کی سعی کریں۔ چنانچہ یہ وفد ۲۳ راگست ۱۹۵۲ء کو مکہ معظمہ پہنچا اور شیخ محمد سرور الصبان نائب وزیر مالیات، شیخ صالح کزاز انچارج دفتر محکمہ تعمیر مسجد نبوی اور ولی عہد معظم سے تفصیلی گفتگو کر کے مسلمانان پاکستان کے جذبات سے آگاہ کیا۔ اس پر ہر سہ حضرات کے وفد کو یقین دلایا کہ سوادِ اعظم کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچائی جائے گی اور عنقریب ایک اخباری بیان کے ذریعہ عالم اسلام کو مطمئن کر دیا جائے گا۔ (۵) مگر افسوس کہ سعودی حکومت اپنی مخصوص پالیسی پر ابھی تک گامزن ہے۔

روس: مولانا عبدالحامد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا میری نظر میں دوسرا بہت بڑا کارنامہ ''آہنی پردے کے پیچھے'' رہنے والے پابند و مجبور مسلمانوں سے پہلی مرتبہ رابطہ استوار کرنا۔ میرا اشارہ مرحوم

Marfat.com

سوویت یونین کی مجبور مسلمان ریاستوں کی طرف ہے جو کمیونسٹ جبر واستبداد کے زیرِ نگیں تھیں۔ پہلی مرتبہ مولانا نے وہاں جا کران کو احساس دلایا کہ وہ تنہا نہیں ہیں اور اسلام ایک آفاقی دین ہے جو کبھی بھی جبر واستبداد کے ذریعہ ختم نہیں کیا جا سکتا۔ سوویت یونین میں مولانا نے برملا مسلمان کے حالات پر وہاں کی حکومت سے رابطہ قائم کیا اور مسلمانوں کی حقوق ومراعات کے لئے آواز اٹھائی۔ اور کمیونسٹ حکومت کو احساس دلایا کہ بزور مذہب کو کچلنا کسی طرح مناسب وممکن نہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ آزاد دُنیا کے رہنے والوں کو سوویت یونین کے مسلمانوں کے حالات سے مطلع کیا۔

"مرکزی جمعیت علماء پاکستان نے ۳۰/ جون سے ۲۳/ جولائی ۱۹۵۷ء تک تاشقند، سمرقند، اسٹالن آباد، ماسکو، لینن گراڈ کا دورہ کیا۔ ہم نے ان مقامات کی مسجدوں، خانقاہوں، اولیاء اللہ کے مزاروں، کارخانوں، اسکولوں، یونیورسٹیوں، لائبریریوں، ثقافتی اداروں، تاریخی مقامات کا معائنہ کیا۔ عوام کی زندگی کو قریب سے دیکھا۔ مذکورہ بالا مقامات کے مسلمانوں میں نماز وعبادت کا کافی شوق اور عملی جذبہ پایا۔"

چین: سوویت یونین کے علاوہ مولانا بدایونی نے کمیونسٹ چین کا بھی اس وقت ایک وفد لے کر دورہ کیا جب کہ بڑی بڑی طاقتیں اس ابھرتی ہوئی طاقت سے خوف زدہ تھیں اور وہاں کے رہنے والے مسلمانوں سے رابطہ قائم کیا۔ خصوصاً سنکیانگ کے علاقہ کی مسلم اکثریتی آبادی سے پرانے روابط کو از سرنو تازہ کرنے کی ابتداء کی جس سے پاکستان اور حکومت چین سے تعلقات میں وسعت واستحکام پیدا ہوا جس میں مزید اضافہ اس وقت ہوا جب شاہراہِ ریشم کی از سرنو تعمیر کی گئی اور اب تعلقات اس مقام پر آ گئے ہیں کہ چین ہمارا ایک مخلص ساتھی ہے جس نے برے وقت میں بھی ہمارا ساتھ دیا۔ جس طرح علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا کہ۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

میں نے مولانا عبدالحامد بدایونی" مرحوم کو پہلی مرتبہ ۱۹۲۸ء میں قریب سے دیکھا۔ میں ایک نوعمر طالب علم تھا اور سہارنپور میں خواجہ مختار احمد انصاری مرحوم، نائب صدر مسلم لیگ کے ہاں چھٹیوں میں مقیم تھا، اس وقت سہارنپور دیوبند کے قوم پرست علماء کے زیر اثر تھا اور محمد احمد کاظمی صاحب جیسے احراری قائدین کا گڑھ تھا۔ مقامی مسلم لیگ تنظیم کے ابتدائی مراحل میں تھی، اس کی دعوت پر راجا صاحب محمود آباد اور مولانا بدایونی سہارنپور پہنچے تھے اور مسلم لیگ کے کارکنوں نے دونوں رہنماؤں کا پُر جوش استقبال کر کے ان کو ایک جلوس کی شکل میں ریلوے اسٹیشن سے جلسہ گاہ تک پہنچایا اور پہلی مرتبہ اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا۔ کانگریس کے حامی مسلمانوں کے گڑھ میں یہ جرأت مندانہ اقدام اس وقت ایک عظیم کامیابی سمجھی گئی اور ۱۹۲۸ء سہارنپور میں مسلم لیگ کے قدم جمتے نظر آئے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی" اور راجا صاحب محمود آباد کی تقریریوں کا چرچا ہفتوں رہا اور پھر مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی آگ اس برفانی ماحول میں بھی بھڑکتی رہی۔

غلافِ کعبہ: لیکن ایک یادگاری سفر جو ہمیشہ یاد رہے گا، وہ زیارت حرمین شریفین کا سفر جو کہ احقر (مولانا جمیل احمد نعیمی) نے اپریل ومئی ۱۹۶۳ء علامہ بدایونیؒ اور اپنے چند رفقاء کے ساتھ کیا تھا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۹۶۳ء میں پہلی مرتبہ پاکستان میں غلافِ کعبہ کی تیاری کی تقریب سعید ہوئی۔ اس میں علامہ موصوف کی خدمات قابلِ رشک ہیں کہ حضرت مولانا کی وجہ سے کراچی تا پشاور اور پاکستان کے مختلف شہروں میں زیارتِ غلافِ کعبہ کا انتظام کیا گیا۔ بعدۂ کراچی سے غلاف کعبہ وفد کی شکل میں

Marfat.com

مکہ مکرمہ پہنچایا گیا۔

پردہ: اسی کانفرنس کی شرکت کے لیے مصر کے ایک لیڈر محمد رمضان بھی آئے تھے۔ اُن کی شادی کی تاریخ مقرر ہو چکی تھی، اس لیے وہ اپنی ہونے والی بیوی فاطمہ کو بھی ہمراہ لے آئے۔ پیر علی محمد راشدی نے ہوٹل میٹروپول میں اس شادی کا انتظام کیا اور معززین شہر اور اُن کی بیگمات کو مدعو کیا۔ دلہن کو تیار کر کے لانا ہمارے سپرد تھا۔ وہ مصری دلہنوں کے سفید لباس میں جو بالکل یورپین دلہن جیسا تھا، سر پر رومال لگا کر تیار ہوئی اور بہت پیاری لگ رہی تھی۔ ہم نے لا کر اس کو محفل میں دولہا کے قریب صوفے پر بٹھا دیا۔ اتنے میں نکاح پڑھانے مولانا عبدالحامد بدایونی صاحب تشریف لائے اور جیسے ہی ان کی نظر محفل میں بیٹھی بے شمار خواتین پر پڑی اور دلہن کو اُنھوں نے دیکھا جو کھلے منہ دولہا کے پاس بیٹھی تھی۔ لاحول پڑھتے ہوئے واپس چلے گئے۔ بہتیرا اُن کو راشدی صاحب نے سمجھایا کہ یہ تو مصری لڑکی ہے مگر اُنھوں نے کہا۔ میں ایسا نکاح نہیں پڑھا سکتا جہاں تمام عورتیں اور دلہن بے پردہ ہوں۔

خواتین کے حقوق اور اسلام: صدر ایوب خان نے ایک کمیٹی ترتیب دی جس کا مقصد یہ تھا کہ ملک کی خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے اصلاحات پیش کرے جس میں چند خواتین، چند مرد حضرات اور خود مولانا عبدالحامد بدایونیؒ تھے۔ جب یہ اصلاحات صدر ایوب کی منظوری کے لیے پیش ہوئیں تو مولانا نے ان کو منظور کراتے ہوئے اپنا اختلافی نوٹ بھی ساتھ لگا دیا تھا۔ یہ اصلاحات منظور ہو کر نافذ کر دی گئیں جن کی بدولت کوئی مرد اپنی پہلی بیوی کی بے اجازت دوسری شادی نہیں کر سکتا۔ ملک کی تمام خواتین ایوب خان کے پاس شکر گزاری کے لیے وفود لے کر پہنچیں۔ میں ان سب سے الگ اپنی بزم عمل خواتین کا وفد لے کر کراچی ایئرپورٹ پر پہنچی جبکہ صدر ایوب ملک سے باہر جا رہے تھے۔ وہ ہم سب خواتین سے خوشی خوشی ملے۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے ملک کی خواتین کی مشکلات کو کم کرنے کے لیے اصلاحات نافذ کی ہیں۔ میرے پیچھے کی قطار میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کھڑے تھے۔ ایوب خان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ بیگم صاحبہ میں تو آپ لوگوں کے لیے بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں مگر یہ مولانا نہیں مانتے۔

میں نے کہا ''صدر صاحب! پاکستان میں مولاناؤں کی تعداد کم ہے۔ خواتین کی تعداد زیادہ ہے۔ آپ اصلاحات نافذ کیے جائیں ہم خود مولاناؤں کو راہ پر لے آئیں گے۔'' مولانا ہنسنے لگے۔

سرحد: حضرت پیر صاحب مانکی شریف علیہ الرحمہ نے قائداعظم سے خاص طور پر مولانا بدایونی کو سرحد میں بھیجنے کے لئے کہا تھا۔

سیالکوٹ میں احراریوں کا زور توڑا اور احراریوں کی لچھے دار تقریریں آپ کی شعلہ نوائی کے سامنے بے کار ثابت ہوئیں۔

خاص مشن: ۱۹۴۰ء میں ہی نواب زادہ لیاقت علی خان جنرل سیکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے مولانا بدایونی کو حیدرآباد دکن بھیجا تاکہ وہ کسی طرح نظام دکن اور قائداعظم کی ملاقات کے لئے راہ ہموار کریں کیونکہ ان دونوں راہنماؤں کے اختلافات ملت اسلامیہ کی جدوجہد پر اثر انداز ہو رہے تھے۔ میر عثمان علی خاں آخری تاجدار دکن علماء کے بہت قدردان تھے اور وہ مولانا بدایونی کی علمیت و خطابت کے بڑے مداح تھے اس لئے مولانا بدایونی کو شرف باریابی حاصل کرنے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ اس ملاقات کے وقت مولانا کے صاحب زادے جناب محمد عبدالقادری بدایونی بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ نظام دکن سے مولانا کی کافی بحث ہوئی اور جب مولانا وہاں سے رخصت ہوئے تو نظام دکن قائداعظم سے ملاقات کے لئے راضی ہو چکے تھے۔

مختلف فرقوں کے علماء نے ۲۳ نکات کی منظوری دی تو اس

Marfat.com

کنونشن میں مولانا بدایونی بھی موجود تھے۔ مولانا ابوالحسنات کی وفات کے بعد اتفاق رائے سے آپ کو جمعیۃ علماء پاکستان کا مرکزی صدر چن لیا گیا اور آپ تاحیات اس عہدۂ جلیلہ پر متمکن رہے اور ہر لحاظ سے اپنے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔

جہادِ کشمیر: ۱۹۶۵ء میں بھارت جیسے بزدل اور عیار دشمن نے بین الاقوامی سرحدوں کا احترام نہ کرتے ہوئے رات کی تاریکی میں پاکستان پر حملہ کر دیا تو جہاں ہمارے بہادر، غیور اور جیالے فوجیوں نے جرأت و بے باکی کا زبردست مظاہرہ کیا، وہاں علماء و مشائخ نے بھی قوم کے جذبۂ حب الوطنی کو بیدار کیا۔ جنگ کے بعد آپ نے آزاد کشمیر کا دورہ کیا۔ آپ نے مہاجرین میں تین لاکھ روپیہ نقد اور دیگر سامان خورونوش تقسیم کیا، گیارہ ہزار روپیہ صدر آزاد کشمیر کو پیش کیا۔

شدھی تحریک: آگرہ وغیرہ کے اضلاع میں مسلمانوں کو آریہ بنانے کی منظم مہم شروع کی گئی اور وہ گاندھی جنہیں علی برادران میدانِ سیاست میں لائے تھے، وہ شردھانند کی تحریک آریہ سماج کی باتیں کرنے لگے۔ دوسری جانب اسمبلی میں نہرو رپورٹ پیش کی۔ یہ رپورٹ مسلمانانِ ہند کی غیرتِ قومی کے لئے ایک چیلنج تھی۔ مولانا محمد علی اس رپورٹ کے بعد اور مولانا عبدالحامد بدایونی شدھی کے آغاز کے وقت کانگریس سے علیحدہ ہو گئے اور جہاں جہاں شدھی کا کام کیا جا رہا تھا، ان حلقوں میں پہنچ کر مستقل طریقے سے تبلیغی جدوجہد شروع کر دی اور مرکزی تبلیغ الاسلام انبالہ و آگرہ کی تنظیم میں ایک فعال رکن کی حیثیت سے شریک ہو گئے۔

سلہٹ: خان برادران کے مقابلے میں جو معرکہ ہوا اس میں مولانا بدایونی کی گراں قدر خدمات ایسی ہیں کہ آپ کو فاتح سرحد کا خطاب دیا گیا۔ اسی طرح سلہٹ، بنگال جہاں مولانا حسین احمد ٹانڈوی (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند) کا اثر خاص تھا اور جسے مولانا کا حصن حصین کہا جاتا تھا۔ لیکن علامہ بدایونی نے کانگریسی طائفے کے مقابلے میں الحمدللہ شاندار طریقے سے مسلم لیگی امیدوار کو کامیاب بنایا۔

حسین احمد مدنی-کانگریس کی حمایت-مولانا بدایونیؒ

جمعیۃ العلمائے ہند سے استعفیٰ: تحریکِ خلافت و تحریک

ترک موالات کے خاتمہ کے بعد مولانا بدایونی جمعیت علماء ہند یو۔پی کے ناظم اعلیٰ ہو گئے تھے، لیکن ۱۹۳۶ء میں جب مسلم لیگ نے عام انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا تو جمعیت علماء ہند جو مسلم لیگ کی اتحادی جماعت تھی، اس کی مرکزی قیادت نے انتخابات میں مسلم لیگ کی حمایت سے کنارہ کش ہو کر اچانک ہندو جماعت انڈین نیشنل کانگرس کی حمایت شروع کر دی.... جمعیت علماء ہند کے اس طرزِ عمل سے مولانا بدایونی شدید دل برداشتہ ہوئے اور آپ نے نومبر ۱۹۳۷ء میں جمعیت علماء ہند کی بنیادی رکنیت سے استعفا دے دیا..... مولانا نے جمعیت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا احمد سعید دہلوی کے نام اپنے استعفا میں لکھا...."چونکہ آپ کی اور جمعیت علماء ہند کی یہ روش کہ ممبران کے فیصلہ واستصواب کے بغیر کانگرس کی کلیتًا حمایت کر رہی ہے اور جمعیت کو آپ لوگ کانگرسی بت پرستوں کے چشم و ابرو پر متحرک کر رہے ہیں، سخت افسوس ناک ہے...."بندے ماترم" جیسا مشرکانہ ترانہ آپ کے نزدیک قومی ترانہ ہے۔ مولانا حسین احمد مدنی صاحب مسلم لیگ کو ناچنے والوں کی جماعت ٹھہرا رہے ہیں اور کانگرس کو ذریعۂ نجات سمجھتے اور تحریر کرتے ہیں..... لہٰذا ایسی تنظیم کے اس مذموم طرزِ عمل کو، جو بدقسمتی سے اپنے آپ کو علماء کے ساتھ منسوب کرتی ہو، کوئی خوددار شخص برداشت نہیں کر سکتا...... میں جمعیت علماء کی رکنیت سے مستعفی ہوتا ہوں اور کسی قسم کا کوئی تعلق آپ کی جماعت سے نہیں رکھنا چاہتا ..... میں دعا کرتا ہوں کہ خدائے برتر آپ حضرات کو مشرکین کی

Marfat.com

غلامی سے آزاد کرے اور آپ میں منصب علماء اور وقارِ مذہب کو باقی رکھنے کی ہمّت پیدا فرمائے۔ یقین کیجیے کہ آپ جس تحریک کو آزادی تصور کر رہے ہیں، وہ حقیقتاً ہندو راج ہے۔ کانگرس کی تائید کر کے آپ ہندوستان میں ہندو قیادت کو ہمیشہ کے لیے قائم کرنے کے محرک ہو رہے ہیں جس پر ہمیشہ ماتم کیا جاتا رہے گا....''

فاتح سرحد: ۴۶-۱۹۴۵ء کے قیام پاکستان کے مسئلہ پر لڑے جانے والے تاریخی انتخابات میں بھی اُنہوں نے ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں۔ وہ شعلہ بیان مقرر تھے۔ پنجاب کے اکثر مقامات پر اُنھوں نے کانگریسی علماء اور احراریوں کے زورِ خطابت کا اثر زائل کیا۔ حضرت پیر مانکی شریف، مولانا بدایونیؒ کی اس خداداد صلاحیت سے خوب واقف تھے۔ چنانچہ صوبہ سرحد (صوبہ خیبر پختونخواہ) میں ریفرنڈم کے موقع پر اُنھوں نے خاص طور قائداعظمؒ سے کہا کہ وہ مولانا بدایونیؒ کو تقاریر کے لیے سرحد بھیجیں۔ قائداعظمؒ کی ہدایت پر مولانا فوراً سرحد تشریف لے گئے اور اپنے زورِ خطابت سے سرحد کے غیور مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت واعانت پر کمربستہ کیا۔ اس عظیم قومی خدمت پر قائداعظمؒ کی طرف سے اُنھیں ''فاتح سرحد'' کا تاریخی خطاب عطا ہوا۔

آل انڈیا رائٹرز کمیٹی: تحریکِ پاکستان کے دوران مولانا عبدالحامد بدایونی نے تصنیف و تالیف کے حوالے سے بھی اہم خدمات انجام دیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے جب ۱۹۴۴ء میں آل انڈیا رائٹرز کمیٹی قائم کی تو اس کے مذہبی شعبہ میں مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا عبدالقدوس ہاشمی اور مولانا حسن مثنیٰ ندوی کو شامل کیا گیا اور ان افراد نے تحریکی ضرورت کے تحت مضامین اور کتابچے تحریر کیے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی صاحب طرز ادیب و شاعر تھے اور آپ کی اس حوالے سے کئی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ سیاست، مذہب، خطابت، شعر و ادب ہر شعبہ میں آپ نمایاں اور ممتاز تھے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے تحریکِ پاکستان کے دوران متعدد اجلاسوں کی صدارت کی۔ ان کا خطبۂ صدارت نہایت فکر انگیز اور ولولہ خیز ہوتا تھا۔

حکومت الٰہیہ: اس وقت میرے سامنے مولانا بدایونی کا وہ خطبۂ صدارت ہے جو انہوں نے ۳۰/اگست ۱۹۴۱ء کو رائے کوٹ ضلع لدھیانہ کی ''پاکستان کانفرنس'' میں پڑھا۔

جن لوگوں نے مولانا بدایونی کی تقریریں سنی ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فصاحت و بلاغت کے پیغمبری ورثے سے پوری طرح نوازا تھا، ان کی آواز میں بلا کی دلکشی، خصوصی لوچ اور مٹھاس تھی۔ وہ جب شائستہ، شُستہ، گداختہ اور نستعلیق زبان میں گفتگو کرتے تو دل چاہتا کہ وہ کہیں اور سنا کرے کوئی۔ وہ اپنے سروقد، موہنی صورت اور اسلامی حلیہ وسیرت کے ساتھ اسٹیج پر آتے تو قلب ونظر کو شکار کر لیتے۔ تحریکِ پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے کیسے کیسے لوگوں نے اپنی زندگیاں صرف کر دیں۔

یہ خطبۂ صدارت پڑھ کر مولانا بدایونی کی سیاسی بصیرت، اس وقت کے حالات و واقعات پر ان کی گہری نظر اور مخالفینِ پاکستان کے بارے میں حکمت و موعظت کا جذبہ واضح طور پر نظر آتا ہے۔ یہ باتیں معمولی نہیں ہیں۔ یہ ایک حقیقی راہنما کے اوصاف ہیں جو قدرت ہر کسی کو نہیں عطا کرتی۔

مولانا بدایونی پاکستان کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے خطبے میں فرماتے ہیں:

''ہمارے سامنے صرف چند ملازمتوں یا عہدہ جات کا ہی سوال نہیں ہے بلکہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ مغربی جمہوریت اور اس کی تعلیم نے ہم مسلمانوں کو اپنی اصل منزل سے بہت دور کر دیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے آزاد منطقوں میں جہاں ہماری

Marfat.com

اکثریت ہو، اسلامی قوانین کے ماتحت حکومت الٰہیہ قائم کریں، جس میں عدل وانصاف کارفرما ہو۔''

گائے کی قربانی: مولانا عبدالحامد بدایونی نے آل انڈیا مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان کے لئے دن رات کام کیا۔ انہیں اس بات کا ادراک تا کہ قائم ہونے والے پاکستان میں ان کا صوبہ یو۔ پی شامل نہیں ہوگا، اس کے باوجود آزادی کے لئے ان کے جذبے میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔

تقسیم برصغیر کے بعد ہندوستان میں کانگریسی حکومت کی مسلم دشمن پالیسیوں کی وجہ سے جلد ہی مولانا بدایونی کے حکومت کے ساتھ اختلافات شروع ہو گئے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر کانگریس حکومت ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے چاہتی تھی کہ مسلمان گائے کی قربانی نہ کریں۔ چونکہ مولانا عبدالحامد بدایونی کا ضلع بدایوں میں بہت اثر ورسوخ تھا، اس لئے ان پر ہر طرح سے دباؤ ڈالا گیا لیکن انہوں نے نماز عیدالاضحیٰ پڑھا کر اپنے خطبے میں کہا کہ میں قربانی جس طرح سے ہمیشہ آتا رہا ہوں اسی طرح کروں گا۔ ہر مسلمان اپنے ضمیر اور عقیدے کے مطابق عمل کرنے کا مجاز ہے۔ مولانا بدایونی نے جامع مسجد سے آکر قربانی ادا کی تو ہر محلے میں مسلمانوں نے ہمت اور بہادری سے فریضہ قربانی ادا کیا۔

مولانا عبدالحامد بدایونی کے اس اقدام کے بعد کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے سید فاروق احمد لکھتے ہیں: ''اس واقعہ کے بعد کلکٹر اور محکمہ پولیس مولانا کے خلاف مختلف قسم کے اقدامات کا ارادہ رکھتے تھے۔ مگر مولانا قربانی کے واقعے کے بعد ہی مسلم لیگ کے اہم جلسے میں شرکت کے لئے لکھنؤ آگئے اور پھر لکھنؤ سے بمبئی تشریف لے گئے جہاں کے لئے آپ کی تقاریر پہلے سے طے تھیں اور ادھر مولانا کے پیچھے وارنٹ گرفتاری پھرتا رہا۔ بمبئی سے مولانا بدایونی سیدھے کراچی کے لئے عازم ہو گئے۔ کیونکہ یہاں مسلم لیگ کا وہ اہم جلسہ ہونے والا تھا جس میں ہندوستان کے لئے علیحدہ اور پاکستان کے لئے جدا مسلم لیگیں بننے والی تھیں۔ اسی درمیان میں تحریک ہجرت زور وشور سے جاری تھی اور گاڑیوں میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا۔ چند افراد بدایوں سے آ گئے۔ جن سے مولانا بدایونی کو حالات کا علم ہوا۔''(۱) آپ آل انڈیا مسلم لیگ کے ایک اہم اجلاس میں شرکت کے لئے کراچی تشریف لائے تو زعماء پاکستان کے اصرار پر مستقل طور پر یہیں قیام پذیر ہو گئے۔

پاکستان میں آزادئ رائے پر گرفتاری: ۷؍جون ۱۹۴۷ء کو ہاری رپورٹ مرتب کی گئی تو اس رپورٹ میں سندھی جاگیرداروں کو کسانوں کا غم گسار ظاہر کیا گیا۔ مسعود کھدر پوش جو کہ اس کمیٹی کے ایک ممبر تھے، انہوں نے اس رپورٹ پر اپنا اختلافی نوٹ لکھا اور سندھی جاگیراروں اور زمینداروں کو کسانوں کا ہمدرد ہونے کی پرزور الفاظ میں تردید کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ جاگیرداروں کی جاگیریں اور جائیدادیں ضبط کی جائیں اور ہاریوں کو ان کے حقوق دلائے جائیں۔ مسعود کھدر پوش کے اس اختلافی نوٹ میں ان کے کمیونسٹ خیالات کا بھی اظہار ہوتا تھا اور بعض مطالبات غیر اسلامی تھے۔ چنانچہ مولانا عبدالحامد بدایونی نے مارچ ۱۹۴۸ء میں ایک اہم پمفلٹ ''اشتراکیت اور زرعی مساوات'' تحریر کیا۔ جس میں مسعود کھدر پوش کے دلائل کو رد کیا اور ان کے کمیونسٹ نظریات کا محاسبہ کرتے ہوئے ان کے مطالبات کو غیر اسلامی قرار دیا۔

پس زنداں: ''مولانا بدایونی کو ان کے کس عمل، کس روش، کس انداز، کس قصیدۂ مدحیہ اور کون سے قطعہ تہنیت کی بناء پر مجتہد ''قاصد'' نے حکومت اور اربابِ اقتدار کا اتنا بڑا مداح اور گہرا معتقد ہونے سے متعلق اجتہاد واستشہاد کیا ہے۔ ا۔ کیا مسٹر مسعود آئی۔ سی۔ ایس کے دلائل کی تردید میں اشتراکیت اور زرعی مساوات، کی تصنیف واشاعت حکومت اور ارباب اقتدار کی مداحی

Marfat.com

اور معتقدیت ہے؟۔ ۲۔ کیا لاؤڈ اسپیکر، لاسلکی، ٹیلی فون سے متعلق اہم فتویٰ شائع کرنا ارباب اقتدار کی مدح سرائی ہے؟''

سیفٹی ایکٹ کے تحت مولانا عبدالحامد بدایونی کی گرفتاری کی وجہ بیان کرتے ہوئے سید احمد کاظمی لکھتے ہیں:

اس میں کوئی شک نہیں کہ مہاجرین کی خانہ خرابی، بے سرو سامانی اور کسمپرسی کے عالم میں ان کی خرابی و پریشانی کے رقت آمیز اور دردناک مناظر سے متاثر ہو کر مولانا بدایونی نے ان کے مسئلہ سے خاص دلچسپی لی اور ان کے مطالبات پر حکومت کو متوجہ کرانے کے لئے ان کی حمایت و قیادت فرمائی۔ مگر حکومت نے کسی غلط رپورٹ سے غلط فہمی میں مبتلا ہو کر مولانا بدایونی کو پبلک سیفٹی ایکٹ کا نشانہ بنا دیا۔ اس کی اصلیت انشاء اللہ العزیز جلد بے نقاب ہو جائے گی۔''

کراچی میں عید میلاد النبیؐ: ۱۹۴۷ء میں آپ کی تحریک پر میری ویدر ٹاور کراچی سے میلاد النبی ﷺ کا عظیم الشان جلوس نکلا جس میں اس وقت کے وزیر اعلیٰ سندھ محمد ایوب کھوڑو بھی پا پیادہ شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ خلفائے راشدین اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایام شان وشوکت سے منانے کا اہتمام بھی آپ ہی نے شروع کیا، ان اجتماعات میں پاکستان کے گورنر جنرل اور وزیر اعظم نے بھی شرکت کی۔

کراچی جیل میں یوم میلاد النبیؐ: چند خود غرض عمال نے سیفٹی ایکٹ کے تحت انہیں گرفتار کر لیا اور کراچی جیل میں قید کر دیئے گئے۔ اس حوالے سے سید محمد فاروق لکھتے ہیں: ''مولانا بدایونی کراچی جیل کی اس کمرے میں رکھے گئے جہاں کبھی مولانا محمد علی جوہر رکھے گئے تھے۔ آپ نے کراچی جیل میں قیدیوں کی تعلیم، ان کی اخلاقی حالت کی درستی اور تحریک نماز میں اپنا بیشتر وقت صرف ایک اور جیل والوں کو نمازی بنا دیا۔ مولانا نے کراچی جیل میں یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، یوم امام حسینؓ اور یوم سیدنا غوث الاعظمؒ جیسی تقاریب کی ابتداء بھی کی۔ تین ماہ کی مدت گزارنے کے بعد مولانا جیل سے باہر آ گئے۔''

پاکستان میں آزادیٔ رائے پر گرفتاری: ۷/جون ۱۹۴۷ء کو ہاری رپورٹ مرتب کی گئی تو اس رپورٹ میں سندھی جاگیرداروں کو کسانوں کا غم گسار ظاہر کیا گیا۔ مسعود کھدر پوش جو کہ اس کمیٹی کے ایک ممبر تھے، انہوں نے اس رپورٹ پر اپنا اختلافی نوٹ لکھا اور سندھی جاگیراروں اور زمینداروں کو کسانوں کا ہمدرد ہونے کی پرزور الفاظ میں تردید کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ جاگیرداروں کی جاگیریں اور جائیدادیں ضبط کی جائیں اور ہاریوں کو ان کے حقوق دلائے جائیں۔ مسعود کھدر پوش کے اس اختلافی نوٹ میں ان کے کمیونسٹ خیالات کا بھی اظہار ہوتا تھا اور بعض مطالبات غیر اسلامی تھے۔ چنانچہ مولانا عبدالحامد بدایونی نے مارچ ۱۹۴۸ء میں ایک اہم پمفلٹ ''اشتراکیت اور زرعی مساوات'' تحریر کیا۔ جس میں مسعود کھدر پوش کے دلائل کو رد کیا اور ان کے کمیونسٹ نظریات کا محاسبہ کرتے ہوئے ان کے مطالبات کو غیر اسلامی قرار دیا۔

رویت ہلال: عید الفطر کا چاند دیکھنے کے لئے وزیر اعظم لیاقت علی خان نے ۳ جولائی ۱۹۴۸ء کو خصوصی احکامات جاری کیے۔ جن میں احترام رمضان کے لئے ہدایات بھی شامل تھیں۔ حکومت نے رویت ہلال کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ جس میں مولانا عبدالحامد بدایونی کے علاوہ مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا محمد صادق اور مولانا عبدالعلیم صدیقی شامل تھے۔

تبلیغ الاسلام: مولانا عبدالحامد بدایونی شدھی تحریک کے شروع ہوتے ہی کانگرس سے الگ ہو گئے اور مرکزی تبلیغ الاسلام، انبالہ اور آگرہ میں شریک ہو کر ہر اس جگہ پہنچے جہاں شدھی تحریک کام کر رہی تھی۔

تحریک پاکستان انتخابی مہم: جب مسلم کانفرس قائم کی گئی تو

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونی اور تحریکِ خلافت کے اکثر مسلم رہنما کانفرنس میں شریک ہوگئے۔لندن کانفرنس کے بعد دہلی میں مولانا شوکت علی کی قیام گاہ پر مسلم زعماء کا اجلاس ہوا تو مولانا عبدالحامد بدایونی نے بھی اس میں شرکت کی۔اس اجلاس میں طے ہوا کہ آئندہ انتخابات میں صرف مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندگی کرے گی۔مولانا عبدالحامد بدایونی نے یوپی، سی پی، بہار، اڑیسہ، بنگال، آسام، بمبئی، کراچی، سندھ، بلوچستان اور پنجاب کے دور افتادہ علاقوں میں جا کر عامۃ المسلمین کو مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دینے پر تیار کیا۔پیر صاحب مانکی شریف کے ایما پر قائداعظم نے انہیں صوبہ سرحد بھیجا، جہاں آپ نے خان برادران کے اثرات کو زائل کر کے مسلم لیگ کی مقبولیت کو چار چاند لگا دیے۔انہی خدمات کی بنا پر آپ کو ''فاتحِ سرحد'' کا لقب دیا گیا۔سلہٹ اور بنگال میں مولوی حسین احمد ٹانڈوی کا بڑا اثر ورسوخ سمجھا جاتا تھا۔مولانا بدایونی کی ولولہ انگیز تقریروں نے کانگرسی طلسم کو توڑ کر مسلم لیگ کے نمائندے کو کامیاب کرایا۔

نیشنلسٹ علماء سے مقابلہ: حافظ بشیر احمد غازی آبادی لکھتے ہیں: ''آج کے بہت سے (کانگرسی) علماء جو پاکستان میں نظریۂ پاکستان کی حفاظت کر رہے ہیں اور مختلف سیاسی پلیٹ فارموں سے اپنی حب الوطنی کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں، آل انڈیا نیشنل کانگرس کے ہمنوا تھے اور آل انڈیا مسلم لیگ اور قائداعظم محمد علی جناح کے مقابلے میں حریفانہ سیاسی چالیں چل رہے تھے۔خدا مولانا عبدالحامد بدایونی کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، انہوں نے اس محاذ پر نیشنلسٹ علما کا مقابلہ کیا اور مسلم لیگ میں اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کیں۔''

حجاج پر ٹیکس: ۱۹۴۶ء میں علما کا ایک وفد حجاز مقدس گیا جس کے قائد مبلغِ اسلام مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اور جنرل سیکرٹری مولانا بدایونی تھے۔اس وفد نے نہ صرف حجاج پر عائد کردہ ٹیکس ختم کرنے کے سلسلے میں حکومتِ سعودیہ سے مذاکرات کیے بلکہ عالمِ اسلام کے دینی اور سیاسی راہنماؤں کے سامنے نظریۂ پاکستان کو مؤثر طور پر پیش کر کے پاکستان کی حمایت پر آمادہ کیا۔

مرکزی مہاجرین کمیٹی: آپ نے ایک اجلاس میں ہندوستان کے تمام صوبوں اور مقامی نمائندوں پر مشتمل ''مرکزی مہاجرین کمیٹی'' کی بنیاد ڈالی جو عوامی اور سرکاری سطح پر مہاجرین کی آبادکاری اور ان کی ضروریات کی فراہمی کے لیے مسلسل کوشش کرتی رہی۔

رکن اسلامی مشاورتی کونسل: ۱۹۶۲ء اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن نامزد ہوئے، اس ضمن میں انہوں نے کونسل کو اہم سفارشات پیش کیں۔

بدایوں چھوٹا سا پاکستان: اس زمانے کے اخبارات نے مولانا بدایونی اور جمال میاں فرنگی کی اس اسلامی خدمات کو نمایاں طور پر شائع کیا۔تحریک پاکستان میں بدایوں کے لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔مرکزی انتخاب میں ضلع بدایوں میں تقریباً سو فیصد ووٹ مسلم لیگ کو ملے اور بقول پروفیسر محمد ایوب قادری مرحوم، تحریک پاکستان کے دوران بدایوں مسلم لیگ کا گڑھ اور چھوٹا سا پاکستان مشہور تھا۔

> مولانا عبدالحامد صاحب قادریؒ خلفِ اصغر حضرت مولانا حکیم عبدالقیوم صاحبؒ مرحوم ساکن بدایوں محلہ مولوی ٹولہ، بیک وقت مہاجر، مجاہد، واعظ بدایوں کے عثمانی علماء کی باقیات الصالحات۔مولانا کا نصب العین سعی پیہم اس چیز کو قید وبند حکومت کی موافقت ومخالفت سدراہ نہ ہوسکی۔مولانا کے عزم کا نقشہ مولانا ترابی صاحب مدظلہ العالی نے ایک شعر میں کھینچا ہے۔
>
> دل طوفان شکن تنہا جو پہلے تھا سو اب بھی ہے
> بہت طوفان ٹھنڈے پڑ گئے ٹکرا کے ساحل سے
>
> (ذوالقرنین، بدایوں (بھارت) خصوصی بدایوں نمبر، اپریل ۱۹۵۶ء، ص ۱۳)

Marfat.com

لسان الہند مولانا عبدالحامد بدایونیؒ

آزاد بن حیدر

مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ نے ''تحریکِ خلافت'' شروع ہونے سے مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا شوکت علیؒ کو حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونیؒ کی خدمت میں بدایوں بھیجا۔ آپ نے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کو علی برادران کا ساتھ دینے کی ہدایت کی اور مولانا نے ہندوستان کے گوشے گوشے میں تحریکِ خلافت کا پیغام پہنچایا۔

آپ ''ڈسٹرکٹ خلافت کمیٹی'' بدایوں کے جنرل سیکریٹری رہے، اس کے علاوہ ''خلافت پراونشل کمیٹی'' اور ''سینٹرل خلافت کمیٹی'' بمبئی کی مجلسِ عاملہ کے رکن رہے۔

(تذکرہ اکابر اہلسنت، محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور، مکتبہ قادریہ، ص ۲۰۳)

آپ تحریک پاکستان کے شروع ہونے سے قبل ہی دو قومی نظریہ کے حامی اور پُرجوش مبلغ تھے۔ تحریکِ خلافت، تحریکِ پاکستان اور تحریکِ فلسطین میں آپ نے نمایاں حصہ لیا۔ مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ کی قائم کردہ ''مجلس موید السلام'' کی تحریک پر مسلمانانِ ہند کے مطالبات مرتب کرنے کے لیے مختلف مکاتب فکر کے علمائے دین کا پہلا سیاسی جلسہ لکھنؤ میں ہوا جس میں علماء فرنگی محل کے علاوہ حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان بریلویؒ، حضرت مولانا عبدالماجد قادری بدایونیؒ، مولوی ولایت حسین الٰہ آبادیؒ وغیرہ شریک ہوئے۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ بھی اس جلسہ میں شریک تھے۔

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے اسلام اور مسلمانوں کے لیے عظیم خدمات انجام دی ہیں۔ جب ہندوؤں نے ''شدھی تحریک'' چلائی اور مسلمانوں کو ہندو بنانے کی کوشش اور سازش کی تو مولانا نے ڈٹ کر تحریک کا مقابلہ کیا اور اپنی شعلہ بار تقریروں سے مسلمانوں کو بیدار کیا۔

(اکابر تحریک پاکستان، محمد صادق قصوری، لاہور، نوری بک ڈپو، ص ۱۰۵)

خاکسار نے آل انڈیا مسلم لیگ کے رہنماؤں پر 30 کتابیں لکھیں۔ تحریکِ پاکستان کے دوران کانگریس کے پے رول پر مجلسِ احرار کے لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم، مولانا اظہر علی اظہر مرحوم، شورش کشمیری مرحوم پنجاب کے بہترین مقررین تھے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری ہندوستان بھر میں بہترین مقرر مانے جاتے تھے۔ مسلم لیگ کے پاس صفِ اوّل کے مقرر مولانا محمد علی جوہرؒ تھے۔ لیکن جب بہادر یار جنگؒ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسوں کے بعد قائداعظم کی تقاریر کا اُردو میں ترجمہ شروع کیا تو مؤرخین نے لکھا کہ ''گونگی مسلم لیگ کو زبان مل گئی''۔ سیّدی و مرشدیؒ نے 20 سال کی عمر میں اپنے برادرِ بزرگوار مولانا عبدالماجد بدایونیؒ جو بذاتِ خود بہترین مقرر تھے، اُن کے ساتھ تقاریر کا سلسلہ شروع کیا۔ تو بہت ہی جلد جلسوں میں ان کی پذیرائی ہونے لگی۔ مشرقی پاکستان میں حسین شہید سہروردی، یوپی میں لیاقت علی خان بہترین مقرر قرار دیئے گئے۔ لیکن نوجوان مقررین میں سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ بہت ہی جلد صفِ اوّل کے مقررین میں شامل ہونے لگے۔ قندِ مقرر کے طور پر شمس العلماء خواجہ حسن نظامیؒ کے سفرنامے کا ایک اقتباس پیشِ خدمت ہے۔

''شمس العلماء خواجہ حسن نظامیؒ اپنے سفرنامے میں تحریر فرماتے ہیں کہ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز تحریکِ خلافت سے کیا۔ تحریکِ خلافت کے زمانہ میں شمس العلماء خواجہ حسن نظامیؒ اجمیر شریف پہنچے تو وہاں کسی نوجوان کی تقریر کا چرچہ سنا۔ جہاں کہیں جاتے اس تقریر کا تذکرہ سنتے۔ لہٰذا

Marfat.com

اُنھوں نے اس نوجوان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی اور دوسرے دن ایک اٹھارہ انیس سالہ نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے کہا گیا ''یہ عبدالحامد، مولانا عبدالماجد بدایونی کے چھوٹے بھائی ہیں''۔تحریکِ خلافت کے دوران جس طرح ہمہ گیر شہرت علی برادران کو ملی تھی اس قسم کا چرچہ بدایونی برادران کا بھی ہونے لگا۔''

حکیم محمود احمد برکاتی کی اس رائے کی روشنی میں اگر مولانا بدایونی کی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ تحریکِ پاکستان کے حوالے سے جو مقام مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کو حاصل ہے وہ علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے رفقائے کار کو کسی طرح بھی حاصل نہیں جنہوں نے دسمبر ۱۹۳۸ء میں قائداعظم کو اپنی حمایت کا زبانی یقین دلایا اور پھر ایک طویل خاموشی کے بعد ۱۹۴۵ء کے وسط میں انتخابات کے موقع پر عملی طور پر تحریکِ پاکستان سے وابستہ ہوئے تھے۔(تحریک پاکستان میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے کردار کی ایک جھلک، ظہورالدین خان امرتسر، ادارہ پاکستان شناسی لاہور، ص ۴۸)

آہستہ آہستہ سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی ولولہ انگیز باطل شکن تقاریر کا چرچا پورے برصغیر میں پھیلنے لگا۔1935ء میں ہردوئی (یوپی) میں کانگریسی علماء کے مقابلے کیلئے سیّدی و مرشدیؒ کو تقریر کی دعوت دی گئی۔ جہاں پر اُنھوں نے انتہائی فکر انگیز تقریر کی اور متحدہ قومیت کے حمایتی کانگریسی لیڈروں کو للکارا۔مجمع عش عش کر اُٹھا۔لیکن مقامی انتظامیہ نے سیّدی و مرشدیؒ کو جیل بھیج دیا۔

1937ء میں متحدہ قومیت کے کانگریسی علماء کا سحر زائل کرنے کے لیے سیّدی و مرشدیؒ بلند شہر اور امروہہ پہنچ گئے اور اپنے فکر انگیز خطاب سے کانگریسی علماء کو آڑے ہاتھوں لیا۔اُن کی تقریر کا جادو ایسا چلا کہ ان دونوں شہروں میں مسلم لیگ کا پرچم بلند ہونے لگا۔

1937ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لکھنؤ میں سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اُن کو مرکزی کونسلر نامزد کیا۔

1937ء ہی میں جلال الدین عرف جلال بابا (1903ء-1981ء) اور جسٹس سجاد احمد جان (1910ء-1986ء) اور اُن کے ساتھیوں کے تعاون سے ایبٹ آباد (صوبہ سرحد) میں ایک عظیم الشان مسلم لیگ کانفرنس منعقد ہوئی جس سے مولانا شوکت علی (1872ء-1938ء)، چوہدری خلیق الزماں (1889ء-1973ء)، مولانا جمال میاں فرنگی محلی کے علاوہ مولانا عبدالحامد بدایونی نے خطاب کرکے سرحد میں مسلم لیگ کی دھاک بٹھادی۔

1938ء میں الٰہ آباد میں صوبائی مسلم لیگ کانفرنس زیرِ صدارت بیرسٹر ظہور احمد آف الٰہ آباد (ف 1942ء) انعقاد پذیر ہوئی جس سے مولانا کرم علی ملیح آبادی (1892ء-1972ء)، بیگم مولانا محمد علی جوہر (1885ء-1947ء) کے علاوہ مولانا عبدالحامد بدایونی نے خطاب کیا۔مولانا بدایونی نے فرمایا:

''میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں نے جو کچھ طے کرلیا ہے وہ اُسے حاصل کرکے رہیں گے۔''

''ہم طے کرچکے ہیں کہ ہندوستان کی سرزمین پر ایک ہی جھنڈا بلند ہو اور وہ جھنڈا اسلام کا ہو، ہم پاکستان چاہتے ہیں، پاکستان کو حاصل کریں گے اور پاکستان کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ بہادیں گے۔''

1938ء میں سرحد میں دو ضمنی انتخابات ہورہے تھے۔ایک تو ٹوپی ضلع مردان میں ہورہا تھا اور دوسرا ہزارہ میں ضمنی انتخاب ہو رہا تھا۔سیّدی و مرشدیؒ سرحد پہنچے اور ان انتخابی جلسوں سے سرخ پوشوں کو بے نقاب کیا۔اللہ کے فضل سے دونوں ضمنی انتخابات میں مسلم لیگ کامیاب ہوگئی۔1938ء میں ہی سندھ مسلم لیگ کانفرنس منعقد ہوئی۔جس میں برصغیر کے نامور مسلم لیگ کے

Marfat.com

قائدین نے شرکت کی۔ یہاں بھی ان کی تقریر نے پذیرائی حاصل کی۔ دسمبر 1938ء میں پٹنہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا ایک اہم اجلاس ہوا۔ وہاں پر بھی سیّدی و مرشدیؒ نے اپنی تقریر سے مسلم لیگ کے موقف کو بیان کیا اور کانگریسی علماء کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔

سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے سی پی، بہار، اڑیسہ، بنگال، بمبئی اور سندھ کے دور اُفتادہ علاقوں میں جا کر عامۃ المسلمین کو مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دینے پر تیار کیا اور اپنی ولولہ انگیز تقریروں سے کانگریس کے طلسم کو توڑ کر رکھ دیا۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

1938ء میں ہی چوہدری خلیق الزماں کی فرمائش پر مولانا حسرت موہانیؒ کے ساتھ یوپی کے متعدد شہروں کا دورہ کیا۔ خاص طور پر لکھنؤ میں ہونے والے ضمنی انتخابات میں مسلم لیگی امیدوار کو کامیاب کرانے کے لیے متعدد جلسوں سے خطاب کیا۔ الحمدللہ! مسلم لیگی اُمیدوار کامیاب ہوگیا۔ چوہدری خلیق الزماں نے اعتراف کیا کہ اس کامیابی کا سہرا مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور حسرت موہانیؒ کے سر جاتا ہے۔

30 اکتوبر 1938ء کو مولانا ظفر علی خان کے ساتھ یوپی کا دورہ کیا۔ اور ان کے ساتھ متعدد شہروں میں ولولہ انگیز تقریریں فرمائیں۔ جب کانگریس کی حمایت سے شدھی تحریک کا آغاز ہوا تو مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے کانگریس کو خیرباد کہا۔ مولانا محمد علی جوہرؒ اور دیگر مقررین کے ساتھ جہاں جہاں بھی شدھی تحریک چل رہی تھی اس کا بھرپور مقابلہ کیا اور مسلمانوں کو اس تحریک سے دور رہنے کی تلقین فرمائی۔ جو انتہائی مؤثر رہی۔ آغاز میں اپنے پیرو مرشد عبدالمقتدرؒ کی ہدایت پر خدامِ کعبہ کی تحریک میں شرکت کی۔ نہ صرف یوپی میں بلکہ بمبئی اور مشرقی پنجاب میں پُر مغز تقاریر فرمائیں۔

مرکزی تبلیغ الاسلام کے زیرِ اہتمام انبالہ، آگرہ و دوسرے شہروں میں جہاں جہاں شدھی تحریک کام کر رہی تھی سیّدی و مرشدیؒ وہاں وہاں پہنچے اور شدھی تحریک کا جنازہ نکال کر رکھ دیا۔

1939ء میں ڈیرہ اسماعیل خان سرحد میں کانگریسی علماء و سرخ پوشوں کا زور توڑنے کے لیے ڈیرہ اسماعیل خان پہنچے اور متعدد جلسوں سے خطاب فرمایا اور مسلم لیگ کے پرچم کو بلند فرمایا۔

جولائی 1939ء کے آخری ہفتے میں قائداعظم محمد علی جناحؒ نے بلوچستان کی صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے ایک وفد روانہ کیا۔ جس میں آل انڈیا مسلم لیگ کے مرکزی رہنما شامل تھے۔ ان میں لیاقت علی خانؒ، نواب بہادر یار جنگؒ اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ شامل تھے۔

1940ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا تاریخی اجلاس کا اعلان ہوا۔ اور 21، 22 اور 23 مارچ تاریخ طے کی گئی۔ ہندوستان بھر کے مندوبین مرکزی کونسل و مرکزی مجلسِ عاملہ کے تمام اراکین کو اس جلسے میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ سٹی مسلم لیگ لاہور کی فرمائش پر سیّدی و مرشدیؒ سے درخواست کی گئی کہ وہ مارچ 1940ء کے پہلے ہفتے میں لاہور تشریف لے آئیں اور ہر وارڈ میں تقریر فرما کر اس اہم تاریخی اجلاس کے بارے میں عوام کو آگاہ فرمائیں۔ بدایوں سے پچاس رُکنی وفد بھی لاہور پہنچ گیا۔ ہر وارڈ میں جلسے شروع ہوگئے۔ ہر پوسٹر پر سیّدی و مرشدیؒ کو لسان الہند کا خطاب دیا گیا اور آپ نے لاہور کے شہریوں کو 23 مارچ 1940ء کو منعقد ہونے والے اجلاس کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ یوں تو ہندوستان کے کونے کونے میں سیّدی و مرشدیؒ کی تقاریر ہوئیں لیکن چند ایک اہم تقاریر کا اس مضمون میں حوالہ دیا جا رہا ہے۔ لسان الہند کے خطاب سے سٹی مسلم لیگ لاہور نے جو پوسٹر شائع کیے وہ آپ صفحہ 301 تا 306 تک ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

23 مارچ 1940ء کو قراردادِ لاہور پیش کی گئی۔ جس نے برصغیر کے مسلمانوں کا نصب العین متعین کیا۔ اس قرارداد کی

Marfat.com

حمایت میں سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ نے پُرزور تائید کرتے ہوئے تقریر فرمائی۔

اپریل 1940ء میں قائد اعظمؒ کے مشورے پر قاضی محمد عیسیٰ صدر بلوچستان مسلم لیگ نے مولانا عبدالحامد بدایونی کو بلوچستان کا دورہ کرنے کی دعوت دی۔ آپ نے اوستہ محمد، جیکب آباد، رُجھان، کوئٹہ اور پشین میں ہزاروں کی تعداد پر مشتمل نزد و دُور سے آئے ہوئے لوگوں کے کئی جلسوں سے خطاب کیا۔ ہر جگہ مسلمانوں نے پُرجوش طور پر آل انڈیا مسلم لیگ کی مشہور تقسیم صوبہ جات کی فلک شگاف نعروں میں تائید کی اور مسلم لیگ کے مقاصد کو بلوچستان کے ہر حصے میں پھیلانے کا عہد کیا۔ ہر مقام پر مولانا کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ کوئٹہ میں پلیٹ فارم کثیر مجمع، رضا کارانِ مسلم لیگ سے بھرا ہوا تھا۔ مشہور لیڈر اور کارکن شامل تھے۔

بلوچستان سے واپسی پر آپ کی رائے یہ تھی: ''میں یہاں سے واپس جاتے ہوئے مسلمانانِ بلوچستان کے قومی جذبات کا خاص اثر لے کے جا رہا ہوں۔ یہاں کے مخلص کارکنوں نے لیگ کی آواز کو اس صوبے کے علاوہ ہرات، ایران اور افغانستان کی حدود تک پہنچا دیا ہے۔'' اسی زمانے میں عارف سیمابی سیالکوٹی نے کہا تھا۔

واردھا کی مے لگی دل کو بجھا سکتی نہیں
اُلفت شاہِ مدینہ دل سے جا سکتی نہیں
میں مسلماں ہوں، میں مسلم لیگ ہی میں جاؤں گا

26، 27، 28 جولائی 1940ء کو کوئٹہ میں بلوچستان مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر شہر کے تمام بازاروں کو دلہن کی طرح سجایا گیا۔ مختلف مقامات پر دروازے نصب کیے گئے اور پنڈال میکموہن پارک میں بنایا گیا۔

26 ر جولائی کو ساڑھے بارہ بجے دوپہر کوئٹہ ریلوے اسٹیشن سے قائدین مسلم لیگ کا جلوس نکالا گیا جس میں ہزاروں اسلامیانِ بلوچستان و کوئٹہ شہر نے شرکت کی۔

1942ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کانفرنس، نوابزادہ لیاقت علی خان کی صدارت میں ہوئی جس میں مولانا بدایونی نے اپنے ایمان افروز اور باطل سوز خطاب کے ذریعے مسلم لیگ کے پیغام کو ہر دل کی دھڑکن بنا دیا۔

1944ء میں پنجاب مسلم لیگ کانفرنس سیالکوٹ میں منعقد ہوئی۔ پہلی بار قائد اعظمؒ، سردار عبدالرب نشترؒ اور ہندوستان بھر کے لیڈر وہاں تشریف لائے۔ کانفرنس کا افتتاح مولانا بدایونی کی تلاوت سے ہوا۔ بعدازاں اپنے خطاب میں مولانا نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے باہمی اختلاف ختم کر کے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں تاکہ پاکستان دشمن طاقتوں کا مقابلہ کر کے حصول پاکستان کو ناگزیر بنایا جا سکے۔ آخر میں مولانا نے نہایت رقت انگیز دعا فرمائی جو وہ مسلم لیگ کے ہر سالانہ اجلاس میں کیا کرتے تھے جس سے سامعین کے قلب و جگر میں ایک خاص اثر ہوتا تھا۔ (خادم آزاد بن حیدر اُس وقت بچہ مسلم لیگ کا کارکن تھا۔ بچوں نے قائد اعظمؒ کا استقبال کیا۔)

دسمبر 1945ء میں مرکزی اسمبلی کے الیکشن ہوئے تو مولانا بدایونی نے اپنی کامیاب حکمت عملی کی بناء پر اپنے صوبے (یوپی) سے چھ کی چھ مسلم نشستیں حاصل کر لیں۔ کامیاب اُمیدواروں کی فہرست کچھ یوں ہے (۱) ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد (۲) خان بہادر غضنفر اللہ خاں، (۳) نواب محمد اسماعیل خاں (۴) سر محمد یامین خاں (۵) نواب زادہ لیاقت علی خاں (۶) راجہ امیر احمد خاں آف محمود آباد۔

1945ء میں پیر مانکی شریفؒ کی فرمائش پر سیّدی و مرشدیؒ نے سرحد کا دورہ کیا اور متعدد شہروں میں اپنی شعلہ بیانی سے سرخ پوشوں اور حسین احمد مدنی کے پیروکاروں کا زور توڑ دیا۔

1946ء میں کلیر شریف میں پیر صابرؒ کے عرس پر قوالی کا

Marfat.com

اہتمام کیا گیا۔آپ نے نہ صرف اُس میں شرکت کی بلکہ مسلمانوں کو متحد ہو کر قائداعظم کا ساتھ دینے کے لیے آمادہ کیا۔

1946ء کے انتخابات میں دوبارہ سرحد کا دورہ کیا۔ سرحد کا ریفرنڈم پاکستان کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ تھا۔ وہاں دن رات ایک کر دیا۔ الحمدللہ! جب نتائج سامنے آئے تو مسلم لیگ نے 2 لاکھ 89 ہزار 244 ووٹ حاصل کیے۔ جبکہ کانگریس کو صرف 2,874 ووٹ ملے۔ ریفرنڈم میں حضرت محمد امین الحسنات پیر صاحب مانکی شریفؒ اور حضرت عبداللطیف پیر صاحب زکوڑی شریفؒ نے بھی انتہائی فعال کردار ادا کیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد کا ارشاد ہے کہ 46-1945ء کے انتخابات میں غفار خان نے مال بنایا، کانگریس کا پیسہ اُن کی تجوریوں کی نذر ہو گیا، کانگریس نے بڑی بھاری رقوم خان برادران کی تحویل میں دی تھیں۔ لیکن اُنھوں نے ان رقوم میں سے کم سے کم خرچ کیا۔ انتخابات ہارنے والے اُمیدواروں کو مدد نہیں ملی اور جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ کثیر رقوم اُن کی تجوری میں موجود ہیں تو وہ (ابوالکلام آزاد) خان برادران کے شدید مخالف ہو گئے۔ (زوال سے اقبالؔ تک، ڈاکٹر محمد جہانگیر تمیمی، ص ۳۳۱، مرکز مطالعاتِ جنوبی ایشیا، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

11 جنوری 1946ء کو جمعیت علمائے اسلام حلقہ گوجرسنگھ کے اجلاس میں شرکت کی اور کانگریسی علماء کو آڑے ہاتھوں لیا۔

اپریل 1946ء میں بنارس میں جو سنی کانفرنس ہوئی اس میں تاریخی کردار ادا کیا۔ اس کانفرنس میں سیّدی و مرشدیؒ نے تین گھنٹے ریکارڈ تقریر کی۔ کانفرنس کے اختتام پر آپ کو سُنّی کانفرنس کا ناظم نشرواشاعت مقرر کیا گیا۔

سُنّی کانفرنس پھپھوند شریف اس علاقے میں ہونے والی سب سے بڑی کانفرنس تھی۔ سیّدی و مرشدیؒ نے تمام سُنّی علماء اور حاضرین سے خطاب کیا۔ اور ان کو پاکستان کی حمایت کے لیے آمادہ کیا۔ اُن کی شعلہ بیانی کا تذکرہ گرد و نواح میں پھیل گیا۔

3 مئی 1946ء کو انجمن نعمانیہ کا ایک اہم اجلاس شاہی مسجد لاہور میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں سیّدی و مرشدیؒ کو تقریر کے لیے مدعو کیا گیا۔ اس اجلاس میں بھی آپ نے کانگریسی علماء کے چھکے چھڑا دیئے اور مسلم لیگ کو متحد کرنے کے لیے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔

سرحد کی طرح سلہٹ میں بھی ریفرنڈم ہو رہا تھا۔ سلہٹ کے مسلمان بڑی تعداد میں حسین احمد مدنی کے مریدوں میں شامل تھے اور حسین احمد مدنی کا یہ قلعہ توڑنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اُس کے توڑ کے لیے مولانا ظفر احمد عثمانی کو بھیجا گیا۔ اُنھیں نے کافی حد تک کامیابی حاصل کی۔ لیکن جب سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے سلہٹ کے شہر شہر کا دورہ کیا اور اپنی شعلہ بیانی کے جوہر دکھائے تو الحمدللہ! سلہٹ کی فضا مسلم لیگ کے حق میں ہو گئی۔

30 اگست 1947ء کو رائے کوٹ ضلع لدھیانہ میں پاکستان کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ سیّدی و مرشدیؒ نے ایک تاریخی خطبۂ صدارت فرمایا اور نظریہ پاکستان کا بھرپور دفاع کیا۔ یہ خطبہ صدارت نظامی پریس بدایوں نے شائع کیا۔ جس کی ہزاروں کاپیاں برصغیر میں تقسیم کی گئیں۔

اکتوبر 1962ء میں جمعیت اہلسنّت سرگودھا کے دو روزہ اجلاس میں شرکت کی۔ صادق قصوری لکھتے ہیں ''مولانا بدایونیؒ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ بیماری اور ضعف کی وجہ سے بہت نڈھال تھے۔ دو آدمیوں کے سہارے اسٹیج پر آئے۔ مگر جب تقریر شروع کی تو شیر کی طرح گرج رہے تھے۔ اب نہ کسی سہارے کی ضرورت رہی اور نہ علالت کا احساس۔ چہرہ مبارک جگمگا رہا تھا۔ مختصر تقریر کے بعد اسٹیج سے اُتر کر قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔''

☆☆☆

Marfat.com

نگاہِ یار جسے آشنائے راز کرے — وہ کیوں نہ خوبیٔ قسمت پہ اپنی ناز کرے
دلوں کو فکر دو عالم سے کردیا آزاد — ترے جنوں کا خدا سلسلہ دراز کرے
تیرے کرم کا سزاوار تو نہیں حسرت — اب آگے تیری خوشی ہے جو سرفراز کرے

☆☆☆

غریبوں سے کہتی ہے رحمت یہ اُن کی — کہ ہیں بے نواؤں کے حاجت روا ہم
تری راہ میں مرمٹیں بھی تو کیا ہے — فنا ہو کے پائیں گے عیشِ بقا ہم

☆☆☆

پسند شوق ہے آب و ہوا مدینے کی — عجب بہار ہے صل علیٰ مدینے کی
بہ امتیاز بہ تخصیص خواب گاہِ رسولؐ — قلوب اہل ولا میں ہے جا مدینے کی
صعوبتوں میں بھی اک راحت سفر کی ہے شان — جو یاد رہتی ہے صبح و مسا مدینے کی

☆☆☆

پھر آنے لگیں شہر محبت کی ہوائیں — پھر پیشِ نظر ہو گئیں جنت کی فضائیں
اے قافلہ والو کہیں وہ گنبدِ خضراء — پھر آئے نظر ہم کو کہ تم کو بھی دکھائیں
ہاتھ آئے اگر خاک ترے نقشِ قدم کی — سر پر کبھی رکھیں، کبھی آنکھوں سے لگائیں

☆☆☆

فنا ہی بقا ہے مسلکِ عاشقی میں — اگر رونما ہو دیارِ نبیؐ میں
کھنچ گئی نورِ علیٰ نور کی تصویر جمیل — بعد کعبہ کے جو آنکھوں نے مدینہ دیکھا
ترے در کی خاک ہو کر دو جہاں میں نام کرتے — ابھی اور بھی وہیں ہم کوئی دن قیام کرتے
تری نذر کو لائے ہیں نقد جاں ہم — بہ صد عذر خواہی بصد شرم ساری

(مولانا حسرت موہانیؒ)

Marfat.com

علامہ شاہ احمد نورانیؒ میرے اتالیق

آزاد بن حیدر

اللہ کا کرم اور نبیٔ اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ کرم ہو تو دلی مرادیں پوری ہو جاتی ہیں۔ کراچی میں گاہے گاہے مولانا شاہ احمد نورانیؒ سے جلسوں میں ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں نہ صرف ان کی تنظیمی صلاحیتوں سے متاثر تھا بلکہ ختم نبوت کے سلسلے میں ان کی دل پذیر تقاریر میرے علم میں اضافے کا باعث بنتی تھیں۔ لیکن کیا کیا جائے ایک تو اُس زمانے میں، میں کراچی یونیورسٹی میں ایم اے کا طالب علم تھا پھر ملازمت اور مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے زیر انتظام چلنے والے اسکولوں کی نظامت کے فرائض بھی انجام دے رہا تھا۔ بارہا جی چاہا کہ مولانا شاہ احمد نورانیؒ کے تمام جلسوں میں شرکت کروں اور ان کی تقاریر کے نوٹس لکھوں۔ مگر وقت اور حالات کا جبر مانع رہا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا موقع عطا فرمایا کہ مجھے اُن کا ہمسفر بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ انسان کی پہچان یا تو لین دین سے ہوتی ہے یا اُس کے ساتھ سفر اختیار کرنے سے ہوتی ہے۔ 1958ء میں مارشل لاء لگ گیا اور تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں پر پابندی لگا دی گئی۔ سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے اپنے رفقاء کے مشورے سے انجمن تبلیغ الاسلام قائم کی۔ جس کے بانی اراکین میں مولانا شاہ احمد نورانیؒ بھی شامل تھے۔ جب مسجد نبویؐ کے اردگرد مزارات کے قبّے وغیرہ توڑے جا رہے تھے اور ادھر انجمن تبلیغ الاسلام کو مشرقی و مغربی پاکستان میں متعارف کرانا تھا۔ لہٰذا انجمن تبلیغ الاسلام نے ایک وفد تشکیل دیا۔

جس کے سربراہ سیّدی و مرشدیؒ تھے۔ مولانا عبدالسلام باندویؒ اور مولانا شاہ احمد نورانیؒ اس کے اراکین تھے اور خادم وفد کا سیکریٹری تھا۔ اس وفد نے 12 اپریل 1960ء سے لے کر 13 مئی 1960ء تک مغربی و مشرقی پاکستان کا دورہ کیا۔ مشائخ، مفتیانِ کرام اور علماء سے ایک یادداشت پر دستخط کرائے اور جگہ جگہ انجمن تبلیغ الاسلام کی شاخیں قائم کیں۔ یہ وفد حیدرآباد، ٹنڈو سائیں داد، سکھر سے ہوتا ہوا کوئٹہ پہنچا۔ کوئٹہ میں ایک خوش الحان نعت خواں قاری سے ملاقات ہوئی۔ جس سے وفد کے تمام اراکین متاثر ہوئے اور اُسے انجمن تبلیغ الاسلام کوئٹہ کا جنرل سیکریٹری مقرر کیا گیا۔ وہ تھے جناب طاہرالقادری (اب ماشاء اللہ ڈاکٹر طاہر القادری)۔ وفد رحیم یار خان، ڈیرہ غازی خان اور صادق آباد سے ہوتا ہوا ملتان پہنچا۔ جہاں مفتی سیّد مسعود علی نے ایک بہت بڑے اجتماع کا اہتمام کیا اور حضرت سیّد احمد سعید کاظمیؒ نے صدارت فرمائی۔ جب وفد وہاں سے روانہ ہونے لگا تو مفتی صاحب نے اپنے صاحبزادوں برادرم صادق علی قادری اور شجاعت علی قادری سے تعارف فرماتے ہوئے سیّدی و مرشدیؒ کو کہا کہ ان دونوں بچوں کو میں کراچی بھیجوں گا۔ آپ ان کی ملازمت کا بندوبست کریں۔ ملتان ہی میں پہلی مرتبہ مولانا شفیع اوکاڑویؒ (خطیب ملت) سے ملاقات ہوئی، بعدازاں وفد گجرات اور لالہ موسیٰ سے ہوتا ہوا راولپنڈی پہنچا جہاں قبلہ شاہ عارف اللہ قادری نے ایک بہت بڑے اجتماع کا اہتمام کیا۔ وہاں سے وفد پشاور پہنچا اور پُل

Marfat.com

پختہ کے قریب علماء کے ایک اجتماع کا اہتمام کیا گیا۔ رات کو بہت بڑا میلاد النبی ؐ کا جلسہ ہوا۔ دوسرے دن صبح ناشتے کا اہتمام تھا، 12 فٹ لمبا دستر خوان سجایا گیا تھا (اللہ کی کس کس نعمت کا شکر ادا کرو گے)۔ دستر خوان پر خشک میوہ جات، تازہ پھل، پراٹھے، بلائی، دہی، مکھن، ٹوسٹ، شہد، کڑاہی گوشت، چپل کباب، سیخ کباب، اور بڑی نعمتوں سے دستر خوان کو سجایا گیا تھا۔ خاکسار سیّدی و مرشدیؒ کے ساتھ رہ رہ کر انتہائی کم خور ہو گیا تھا۔ مگر مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے اُس دن کمال کر دکھایا اور اللہ کی نعمتوں کا عملی طور پر شکریہ ادا کیا۔ ''پان ٹائم'' پر میں نے مولانا شاہ احمد نورانیؒ سے پوچھا کہ سیّدی و مرشدیؒ اور میں تو بڑے کم خور ہیں۔ مگر آپ نے ہماری کم خوری کا ازالہ فرما دیا۔ اپنی من موہنی مسکراہٹ سے فرمانے لگے، آزاد بھائی ''حصہ بقدرِ جثہ''۔ پشاور سے واپسی پر وفد گجرانوالہ، کامونکی سے ہوتا ہوا، لاہور پہنچا جہاں مفتی محمد حسین نعیمی نے جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو میں ایک بہت بڑے اجتماع کا اہتمام کر رکھا تھا۔ لاہور ہی سے وفد مشرقی پاکستان کے لیے روانہ ہوا۔ ڈھاکہ، نرائن گنج، چٹا کانگ وغیرہ میں بہت سے اجتماعات سے وفد کے اراکین نے خطاب کیا۔ ڈھاکہ میں واپسی سے قبل ایک عشائیے کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں راجہ صاحب محمود آباد، مولانا جمال میاں فرنگی، کمشنر ڈھاکہ و دیگر معزز شخصیات نے شرکت کی۔ یہ سب کچھ جو ابھی تک لکھا گیا ہے یہ تو محض سفرنامے کا خلاصہ ہے۔ لیکن اپنے موضوع کی پیش بندی کے لیے لکھا گیا ہے۔ اس تیس روزہ دورے میں جو سب سے بڑی سعادت خاکسار کو حاصل ہوئی۔ وہ مذکورہ علماء کی روح پرور تقاریر کے علاوہ علامہ شاہ احمد نورانیؒ کی اس سفر میں رفاقت تھی۔ مندرجہ بالا دورے کے دوران مفتیانِ کرام، علمائے عظام اور خصوصاً علامہ شاہ احمد نورانیؒ کی تقاریر کے نوٹس میں رات کو لکھ لیا کرتا تھا۔

سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا عبدالسلام باندویؒ جب بزرگوں کی محفل میں مصروف ہوتے تو خاکسار علامہ شاہ احمد نورانیؒ کے ساتھ ''پان ٹائم'' گزارتا۔ وہ بھی ازراہِ شفقت ظہرانے کے بعد پان کی ایک گلوری اپنے دستِ مبارک سے مجھے عنایت فرماتے اور پھر میں کسی نہ کسی موضوع کو چھیڑ دیتا۔ بس پھر کیا ہوتا کہ وہ اپنے نورانی لیکچر سے مجھے نوازتے اور میں ان کے لیکچر کو رات میں نوٹ کر لیتا۔ خاص طور پر ٹرین کے سفر میں تقابلِ ادیان، یورپ میں قائم کردہ اُن کے والدِ محترم کے مشن، سیرتِ مصطفیؐ، اولیاء اللہ کی تبلیغ دین، مجاہدوں کے کارنامے، کمیونزم، کیپیٹل ازم، سوشلزم پر ان کے انتہائی فکر انگیز لیکچرز میری زندگی بھر کام آتے رہے۔

مندرجہ بالا شہروں میں جہاں جہاں بھی میلاد النبیؐ کا جلسہ ہوتا تو بینر پر مقامی نعت خوانوں، علمائے کے ساتھ مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا عبدالسلام باندویؒ، سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا نام تحریر ہوتا، لیکن سب سے پہلے خادم کا نام ہوتا۔ جس میں مولانا آزاد بن حیدر لکھا ہوتا۔ تو ازراہِ تفنن فرماتے ''آیئے مولانا آزاد بن حیدر پان ٹائم ہو گیا ہے۔'' وہ بھی مسکرا یہ جملہ ادا کرتے اور میں بھی مسکرا کر عرض کرتا اگرچہ میں وکالت کا امتحان دے رہا ہوں لیکن صحبت صالح تیرا صالح کنند۔ پھر گفتگو کا سلسلہ شروع ہو جاتا اور کئی گھنٹوں اُن کا دل پذیر لیکچر سنتا رہتا۔ پھر کبھی کبھی وہ فرماتے مولانا آزاد بن حیدر۔ تو میں اُن سے عرض کرتا کہ

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم – تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

وہ عمر میں مجھ سے چار سال بڑے تھے مگر علم میں چالیس سال بڑے تھے۔ کبھی کبھی تو میں اُن کو نورانی بھائی کہتا۔ تو جواباً وہ

Marfat.com

بھی مجھے آزاد بھائی کہتے۔ اس تیس روزہ دورے میں وہ باقاعدہ میرے اتالیق بن چکے تھے۔ اُنھوں نے مجھے دو نصیحتیں فرمائیں۔

(۱) کہ جس عنوان پر تقریر کرنی ہو، اُس کا مطالعہ ضروری ہے۔

(۲) کسی ایک شہر میں جو تقریر کی گئی ہو، کوشش ہونی چاہیے کہ وہ تقریر دوبارہ نہ کی جائے۔ اس لیے کہ ہمسفر بور ہوتے ہیں۔

چنانچہ جب 1978ء تا 1988ء نئی کراچی میں 12 روزہ محفل میلاد کا انعقاد کیا جاتا رہا تو مندرجہ ذیل عنوانات پر میری تقریر ہوتی۔

کمالِ مصطفیٰ، جمال مصطفیٰ، نظامِ مصطفیٰ، اصحابِ مصطفیٰ، غزواتِ مصطفیٰ، صحابیاتِ مصطفیٰ، سیرتِ مصطفیٰ بزبانِ قرآن، شان مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ، کردارِ مصطفیٰ الہامی کتابوں کی نظر میں۔ اور 12 ربیع الاوّل کی صبح کو نئی کراچی اور اورنگی میں آمدِ مصطفیٰ پر بیان کرتا تھا..........!

ان کی ہدایات پر میں ساری عمر عمل کرتا رہا ہوں..........!

امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ میرا جس سے ایک دفعہ رشتہ قائم ہو جائے میں اُسے ٹوٹنے نہیں دیتا، خواہ وہ کچے دھاگے کا رشتہ ہو۔ اس لیے کہ اگر دوسرا شخص کچا دھاگہ کھینچنے کی کوشش کرے گا تو میں ڈھیل دیتا جاؤں گا۔

علامہ شاہ احمد نورانیؒ سے تو میرا روحانی رشتہ ہے۔ جو کبھی بھی نہیں ٹوٹا۔ 1968ء میں اگر چہ کہ ایک ناگوار واقعہ ہوا جب جمعیت العلمائے پاکستان کراچی دو دھڑوں میں تقسیم ہوگئی۔ تو مجاہدِ ملت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کراچی تشریف لائے۔ سیّدی ومرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور علامہ شاہ احمد نورانیؒ سے ملاقاتیں کرتے رہے۔ خاکسار بھی ان محفلوں میں موجود تھا۔ علامہ شاہ احمد نورانیؒ کا موقف تھا کہ بنارس 1946ء کی کانفرنس میں یہ طے ہوگیا تھا کہ سُنّی پاکستان میں قرآن وسنت کی روشنی میں آئین بنائیں گے۔ جب مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ اور چچا مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے جب قائداعظمؒ سے ملاقات کی تو قائداعظمؒ نے یقین دلایا کہ وقت آنے پر انشاء اللہ قرآن وسنت کی روشنی میں پاکستان کا آئین تشکیل دیا جائے گا۔ لیکن قائداعظمؒ کی وفات کے بعد کسی لیڈر نے بھی قائداعظمؒ کے اس فرمان کی لاج نہیں رکھی۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، علامہ شاہ احمد نورانیؒ کو سمجھاتے کہ جس طرح آپ مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی کی وراثت کو لے کر آگے بڑھ رہے ہیں اسی طرح اَحسن طریقے سے اپنے عم مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے بین الاقوامی روابط اور جمعیت العلمائے پاکستان میں ان کی خدمات کو ساتھ لے کر چلیں۔ اس سلسلے میں تین چار نشستیں ہوئیں۔ کبھی مولا عبدالحامد بدایونیؒ سے ملتے اور کبھی شاہ احمد نورانیؒ سے۔ خاکسار ہر نشست میں مبصر کی حیثیت سے موجود تھا۔ جس کا دل ایک طرف اور جگر دوسری طرف۔ اس لیے کہ خاکسار دونوں کا احترام کرتا تھا۔ بس پھر حالات نے خود بخود ہی رستے متعین کر دیئے۔

سیّدی ومرشدیؒ نے جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کو اپنا مشن بنالیا اور علامہ شاہ احمد نورانیؒ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی سُنّی کانفرنس کے بعد جمعیت العلمائے پاکستان کو قومی شناخت بنا دیا۔

خاکسار 1968ء میں سندھ کی سیاست میں اُلجھ گیا۔ بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن حیدرآباد میں اُردو کی بجائے سندھی رائج کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اُردو تحریک چلی۔ کراچی سے سکھر تک مظاہرے، بھوک ہڑتالیں شروع ہوگئیں۔ گورنر رحمان گل نے خاکسار سے مذاکرات کیے۔ اور حیدرآباد بورڈ کا نوٹیفکیشن منسوخ کر دیا۔

Marfat.com

1969ء میں سائیں جی ایم سیّد نے سندھو دیش کی منظوری کے لیے یو این او میں درخواست دی۔ خاکسار نے جبیس ہوٹل کی میٹنگ میں سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ، مولانا ابن حسن جارچوی ؒ، خان بہادر حبیب اللہ، وائس چیئرمین کراچی میونسپل کمیٹی اور پیر علی محمد راشدی کی آشیرباد سے جبیس ہوٹل میں 23 سرکردہ شخصیتوں کو دعوت دی۔ جس میں مولانا جمیل احمد نعیمی، شیخ لیاقت حسین، بیگم محمودہ سلطانہ، عارف ایڈووکیٹ اور دیگر حضرات بھی موجود تھے۔ خاکسار نے صدر یحییٰ خان سے ملاقاتیں کیں۔ کراچی کی فزیبلٹی رپورٹ دی۔ صدر یحییٰ خان نے 26 یا 27 جون کو کراچی صوبے کا اعلان کرنا تھا۔ مگر کچھ مہاجر بزرگوں کا وفد اُن سے ملا۔ پھر صدر یحییٰ خان نے مجھے بلایا۔ اور کہا کہ مہاجر خود نہیں چاہتے کہ کراچی صوبہ بنے۔

1971ء کے اوائل میں بہاریوں کے سب سے بڑے لیڈر انجمن مہاجرین مشرقی پاکستان کے صدر دیوان وراثت حسین کراچی تشریف لائے۔ مقامی بہاری لیڈروں کے مشورے سے اُنھوں نے خاکسار کو ''انجمن مہاجرین مشرقی پاکستان'' کا مغربی پاکستان کے لیے چیف آرگنائزر مقرر کیا۔ اس سے قبل 1970ء میں صوبائی اسمبلی کے لیے خاکسار کا صوبائی حلقہ بدل کر منگھوپیر روڈ اور بلدیہ سے مسلم لیگ نے ٹکٹ دیا۔ علامہ شاہ احمد نورانیؒ کے حکم پر خادمینِ جمعیت العلمائے پاکستان نے تعاون فرمایا۔ بھٹو صاحب کے آنے کے بعد خاکسار کو گرفتار کرلیا گیا۔ لانڈھی جیل میں ایک سال کی سزا دی گئی۔ علاج کے لیے خاکسار سول ہسپتال میں چندروز کے لیے منتقل ہوا۔ علامہ شاہ احمد نورانی ؒ، پروفیسر شاہ فریدالحق کے ساتھ سول ہسپتال عیادت کے لیے تشریف لائے۔

1977ء میں جب پاکستان قومی اتحاد بنا تو میں نے جیل سے مبارکباد کا خط علامہ شاہ احمد نورانی ؒ اور برادرم رفیق باجوہ کو بھیجا۔ علامہ شاہ احمد نورانی ؒ نے شاہ فریدالحق، جی اے مدنی اور بوستان علی ہوتی کو وزیراعلیٰ سندھ کے پاس بھیجا اور کہا کہ آزاد بن حیدر کو آپ نے ایک معمولی سے مقدمے میں جیل میں ڈال دیا ہے۔ وفد کی ملاقات کے بعد خاکسار کو رہا کردیا گیا۔

مفتی محمود صاحب کی جبیس ہوٹل میں پریس کانفرنس ہو رہی تھی۔ دائیں طرف رفیق باجوہ، بائیں طرف علامہ شاہ احمد نورانی ؒ بیٹھے ہوئے تھے۔ خاکسار جیل سے رہا ہوتے ہی سیدھا کانفرنس میں پہنچا۔ تالیاں بجا کر استقبال کیا گیا۔ جب قومی اتحاد کے ٹکٹوں کی تقسیم ہوئی تو مولانا حسن حقانی کو نئی کراچی سے قومی اسمبلی کا اُمیدوار نامزد کیا گیا اور خاکسار کو صوبائی اسمبلی کا۔ علامہ شاہ احمد نورانی ؒ کے ایماء پر خاکسار کو مولانا حسن حقانی کا الیکشن ایجنٹ مقرر کیا گیا۔ کراچی کے عوام اور خصوصاً نئی کراچی کے عوام اس بات کے شاہد ہیں کہ نئی کراچی میں جو قومی اتحاد کے جلسے ہوتے تھے اس سے بڑا جلسہ کہیں اور نہیں ہوتا تھا اور یہ منظر خود شاہ احمد نورانی ؒ، پروفیسر غفور احمد، بیگم نسیم ولی خان و دیگر رہنما دیکھ چکے ہیں۔ انھی جلسوں کی وجہ سے شاید ذوالفقار علی بھٹو نے راؤ رشید علی خان ڈائریکٹر انٹیلی جنس کو اپنے دشمن نمبر 1 کی فہرست دی۔ اُس میں سندھ سے خاکسار کا نام شامل تھا۔ (وائٹ پیپر، صفحہ 419)

خاکسار بھٹو دور میں اکثر جیل اور ریل میں ہی رہا۔ لانڈھی جیل، سینٹرل جیل کراچی، حیدرآباد سینٹرل جیل، سکھر سینٹرل جیل۔

خاکسار کو یہ بھی شرف حاصل ہوا کہ جیل کے جس کمرے میں مولانا محمد علی جوہرؒ کو قید رکھا گیا اُسی کمرے میں صبح کا ناشتہ چوہدری ظہور الٰہی اور مولانا صلاح الدین کے ساتھ کرتا تھا۔

☆☆☆

Marfat.com

تحریکِ ختمِ نبوّت میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا کردار

آزاد بن حیدر

آپ نے ۱۹۴۴ء میں مسلم لیگ کونسل کے ایک اجلاس میں قادیانیوں کی مسلم لیگ میں شمولیت کے خلاف ایک قرارداد بھی پیش کرنے کی اجازت طلب کی تھی...... مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی کے بقول، مولانا بدایونی کو قادیانیوں سے اس قدر نفرت تھی کہ انہوں نے سر ظفر اللہ خاں سے ایک مرحلہ پر ہاتھ ملانے سے انکار کر دیا تھا...... آپ ایک سچے عاشقِ رسولؐ تھے اور ایک عاشقِ صادق کی حیثیت سے آپ کو ہر اس شخص سے نفرت تھی جو شریعتِ محمدی ﷺ کے خلاف عامل ہو یا گستاخِ رسولؐ ہو۔

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی زندگی کا مشن مسلکِ اہلِ سنت کی ترویج اور فرقِ باطلہ کی تردید تھا۔ اس سلسلہ میں قادیانیت کو تو آپؒ نے ہر وقت آڑے ہاتھوں لیا۔ آپؒ مسلم لیگ کے عظیم راہنماؤں میں شمار ہوتے تھے۔ مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ ۱۹۴۴ء میں آپؒ نے قرارداد منظور کرانا چاہی جس کی رو سے کوئی بھی قادیانی یا لاہوری وغیرہ مسلم لیگ کا ممبر نہ بن سکے مگر اس وقت کے سیاسی حالات میں آپؒ کامیاب نہ ہو سکے۔

(اکابر تحریک پاکستان جلد اوّل، صفحہ ۱۱۰، از صادق قصوری، روزنامہ انقلاب لاہور، ۳؍اگست ۱۹۴۴ء)

قیامِ پاکستان کے بعد مولانا بدایونیؒ کراچی تشریف لائے اور مولانا ابوالحسنات لاہور کے ساتھ مل کر جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۵۳ء میں تحریکِ ختمِ نبوت کے وہ ایک اہم رہنما تھے...... آپ ختمِ نبوت کے مسئلہ پر کسی قسم کی مصالحت یا رعایت کے حق میں نہیں تھے اور اپنی تقاریر میں بار بار ختمِ نبوت پر ایمان نہ رکھنے والوں کو سرکاری طور پر کافر قرار دینے کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد جب مرزائیوں نے کل پُرزے نکالنے شروع کیے تو دیگر اہلِ دل مسلمانوں کی طرح آپؒ بھی بے چین ہو گئے اور اس مکروہ فتنہ کے استحصال کے لئے ہر ممکن کوشش فرمائی۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی تو اس میں آپؒ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ انتہائی علالت اور کمزوری کے باوجود آپؒ تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے کی پاداش میں فروری ۵۳ء سے لے کر جنوری ۵۴ء تک کراچی اور سکھر کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔ بارہا حکومت کی طرف سے پیش کش ہوئی کہ اگر آپؒ معافی نامہ تحریر فرما دیں تو رہائی مل سکتی ہے۔ مگر آپؒ کے پائے استقلال میں ذرا فرق نہ آیا۔

کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن: جب ۱۸؍مئی ۱۹۵۲ء جہانگیر پارک میں چودھری ظفر اللہ خاں کی تقریر ہو چکی تو مولانا لال حسین اختر نے تھیوسوفیکل ہال کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کی ایک کانفرنس طلب کی۔ اس کانفرنس کے دعوت ناموں پر مسلم جماعتوں کے ایک (مبینہ) نمائندہ اجتماع کے فیصلے کے مطابق مولانا احتشام الحق تھانویؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا جعفر حسین مجتہدؒ، مولانا محمد یوسفؒ اور مولانا لال حسین اخترؒ نے دستخط کیے۔ کانفرنس ۲؍جون کو لال حسین اختر کے مکان پر منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کی کارروائی ہمارے سامنے پیش نہیں کی گئی لیکن مولانا احتشام الحق کے پیش کردہ کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کانفرنس میں ذیل کے مطالبات کی تشکیل کی گئی: (ا) کہ احمدی

Marfat.com

ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جائیں۔(۲) کہ چودھری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ کے عہدے سے الگ کردیئے جائیں۔(۳) کہ احمدی تمام کلیدی اسامیوں سے ہٹا دیئے جائیں اور (۴) ان مقاصد کے حصول کی غرض سے آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن طلب کی جائے۔

اس کانفرنس کی صدارت مولانا سید سلیمان ندویؒ نے کی۔ ایک بورڈ بنایا گیا جو کنونشن کے آیندہ اجلاس کے انتظامات کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔اس بورڈ کے صدر بھی مولانا سلیمان ندویؒ قرار پائے۔جو قراردادیں اس کانفرنس میں منظور ہوئیں ان کی تصدیق کراچی کے ایک جلسہ عام سے کرائی گئی۔(خلاصہ منیر تحقیقاتی عدالتی رپورٹ، تلخیص وترتیب: ابوسفیان محمد طفیل رشید، مکتبہ بساطِ صحابہؓ، لاہور، ص ص۹۹-۱۰۰)

۱۹۵۲ء میں جب پاکستان کا پہلا دستور تشکیل دیا جارہا تھا تو خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم پاکستان کی خواہش پر مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ نے کراچی میں ان سے ملاقات کی۔ وزیر اعظم نے دستور پر دستخط کرنے کو کہا تو آپ دونوں راہنماؤں نے بلاجھجک پُرزور انداز میں ظفر اللہ خان قادیانی کی وزارتِ خارجہ سے علیحدگی کا مطالبہ کیا۔ اس دوران وزیر اعظم سے تلخی بھی ہوگئی مگر آپ دونوں حضرات اپنا مطالبہ تسلیم کرائے بغیر دستور پر دستخط کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔

آخر جولائی ۱۹۵۲ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مولانا اختر علی خان ایڈیٹر روزنامہ زمیندار کے اعزاز میں نگار ہوٹل کراچی میں ایک ظہرانہ دیا گیا۔اس ظہرانہ میں کراچی کے علمائے کرام، معززین شہر اور اخباری نمائندوں نے شرکت کی۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے اس تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا"مسئلہ ختم نبوت صرف احرار کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ تمام مسلمانانِ عالم کا متفقہ مسئلہ ہے جو لوگ اسے احرار کا سٹنٹ قرار دیتے ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔آپ نے حکومت کے قادیانیوں کے بارے میں نرم رویہ پر سخت تنقید کی اور سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ مرزائی خود اس بات کو تسلیم کرچکے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں سے علیحدہ ایک گروہ ہے جو خود کو احمدی کہلاتا ہے۔جن لوگوں نے باؤنڈری کمیشن کی رپورٹ کو اچھی طرح پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ مرزائیوں کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے کمیشن (باؤنڈری کمیشن) کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا تھا کہ ہم مسلمان نہیں ہیں اور یہ اس کے بیان ہی کا نتیجہ تھا کہ گورداسپور کو پاکستان سے علیحدہ کردیا گیا۔ پاکستان سے گورداسپور کی علیحدگی کی تمام تر ذمہ داری قادیانیوں پر عائد ہوتی ہے۔"

(تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، از مولانا اللہ وسایا، صفحہ ۱۹۹)

۱۳/ اگست ۱۹۵۲ء کو ایک وفد وزیر اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے ارکان یہ تھے۔ ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، مولانا ابوالحسنات محمد احمدؒ، مولانا مرتضیٰ احمد خانؒ میکش، شیخ حسام الدینؒ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ۔اس وفد نے ایک تحریری یادداشت پیش کی جس میں احمدیوں کے خلاف شکایات درج تھیں اور ان کے متعلق مندرجہ ذیل مطالبات کیے گئے تھے:(۱) احمدیوں کو ایک اقلیت قرار دیا جائے۔(۲) چودھری ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ کے عہدے سے برطرف کیے جائیں۔ (۳) احمدیوں کو مملکت کے کلیدی عہدوں سے موقوف کردیا جائے۔خواجہ ناظم الدین نے بیان کیا کہ وہ اس وقت دوسرے دن کے لئے (جو یوم پاکستان تھا) بعض مصروفیتوں میں اُلجھے ہوئے ہیں۔اس لیے اس مسئلے پر گفتگو کے لئے وقت نہیں نکال سکتے۔اس لئے انھوں نے تجویز کیا کہ ارکانِ وفد اُن سے اس وقت ملیں جب یوم پاکستان کی مصروفیتوں سے فراغت ہوجائے۔ یوم پاکستان کی تقریر میں وزیر اعظم نے احمدیوں کے متعلق یا ان کے خلاف مطالبات کے متعلق ایک لفظ بھی نہ کہا۔ بلکہ اس کے برعکس اس تقریر میں اخبارات کی غلط افواہوں کا اشارتاً ذکر کرکے ان کی

Marfat.com

مذمت کی گئی اور ان اندرونی افتراق انگیز عناصر کا تذکرہ بھی کیا گیا جس کو اگر روکا نہ گیا تو ملک پارہ پارہ ہو جائے گا۔

(خلاصہ منیر تحقیقاتی عدالتی رپورٹ، تلخیص و ترتیب: ابوسفیان محمد طفیل رشید، مکتبہ بساط صحابہؓ، لاہور، ص ۱۲۹)

مجلس عمل کے وہی ممبر جو ۱۳ راگست کو خواجہ ناظم الدین سے ملے تھے، ۱۶ راگست کو پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس موقع پر سردار عبدالرب نشتر، مسٹر گورمانی اور مسٹر فضل الرحمٰن بھی موجود تھے۔ اس ملاقات کا نتیجہ ارکان وفد کے لئے واضح طور پر دل شکن تھا۔ خواجہ ناظم الدین نے کہا کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مسئلہ دستور ساز اسمبلی کے دائرہ اختیار میں ہے اور میں اس معاملے میں کسی اقدام پر آمادہ نہیں ہوں۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ چودھری ظفر اللہ خاں کو خود قائد اعظمؒ نے مقرر کیا تھا۔ اس لئے میں اُنھیں برطرف کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ احمدی افسروں کو کلیدی عہدوں سے الگ کیا جائے تو اس کے متعلق ارکانِ وفد کو دلائل و براہین کی مدد سے کیس تیار کرنا چاہیے اور ربوہ کے متعلق جو شکایات ہیں وہ صوبائی حکومت کے سامنے پیش کرنی چاہئیں۔ (خلاصہ منیر تحقیقاتی عدالتی رپورٹ، تلخیص و ترتیب: ابوسفیان محمد طفیل رشید، مکتبہ بساط صحابہؓ، لاہور، ص ص ۱۳۰)

مولانا اللہ وسایا (دیوبندی) نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے سلسلہ میں آپؒ کی خدمات کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے: حضرت مولانا بدایونیؒ کی زندگی کا سب سے بڑا مشن عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت تھا۔ چنانچہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں آپؒ نے بڑا نمایاں حصہ لیا۔ تحریک تحفظ ختم نبوت کی حمایت اور مرزائیت کی تردید کی پاداش میں حکومت نے انہیں گرفتار کرلیا۔ ایک سال تک سکھر اور کراچی کی جیلوں میں نظر بند رہے۔ قید و بند کی سخت صعوبتوں کو بڑی جواں مردی سے برداشت کیا۔ آپؒ کی مدبرانہ فراست نے تحریک کو پورے ملک میں مقبول بنایا۔

جب بار بار کی یاد دہانیوں اور گزارشوں کے باوجود حکومت پاکستان مسلم عوام کا جائز اور متفقہ مطالبہ ماننے پر رضامند نہ ہوئی تو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کا ایک اجلاس مورخہ ۱۶، ۱۷، ۱۸ رجنوری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں منعقد ہوا تا کہ آئندہ کے لیے لائحہ عمل تیار کیا جاسکے۔ اس اجلاس میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے جمعیت علمائے پاکستان سندھ کے صدر کی حیثیت سے شرکت فرمائی۔ (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، از مولانا اللہ وسایا، صفحہ ۲۸۳) اس اجلاس میں آٹھ قراردادیں پاس ہوئی تھیں جن میں حکومت سے اپنے مطالبات دہرائے گئے تھے اور آئندہ کے لائحہ عمل کے لیے مجلس کے پندرہ نمائندوں کو اختیار دے دیا گیا کہ وہ جو حکم فرمائیں گے اس پر باقی تمام نمائندے اور عوام عمل کریں گے۔ ان پندرہ نمائندوں میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ بھی شامل تھے نیز اسی اجلاس میں طے پایا کہ ایک وفد ترتیب دیا جائے جو خواجہ ناظم الدین سے ایک بار پھر ملاقات کرے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل اصحاب پر مشتمل وفد تیار ہو گیا۔ ۱۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ ...... سربراہ ۲۔ پیر صاحب سرسینہ شریف ۳۔ سید مظفر علی شمسی ۴۔ ماسٹر تاج الدین

آپ کی سربراہی میں ترتیب دیا جانے والا مذکورہ وفد نے ۲۲ رجنوری ۱۹۵۳ء کو خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں مولانا بدایونی نے دوٹوک الفاظ میں خواجہ ناظم الدین سے کہا کہ ظفر اللہ خان قادیانی صرف انہیں لوگوں کو سفارتوں میں آگے لا رہا ہے جو قادیانی ہو جائیں اور مرزا بشیر الدین محمود سے بیعت کرلیں۔ وزیر اعظم نے ثبوت مانگا تو آپ نے ایک سفارت خانے کے افسر کا نام لے لیا۔ ملاقات میں موجود دیگر وزراء نے بھی مولانا صاحب کی تائید کردی۔ تب خواجہ ناظم الدین سوچ میں پڑ گئے۔

(تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، صفحہ ۲۴۱، از مولانا اللہ وسایا)

اس وفد نے بعد میں سردار بہادر خان وفاقی وزیر ریلوے سے بھی ملاقات کی اور اُنھیں بتایا کہ کس طرح قادیانی سوچی سمجھی

Marfat.com

اسکیم کے تحت محکمہ ریلوے پر قابض ہونے کے منصوبے بنا رہے ہیں۔ نیز اس وفد نے خواجہ ناظم الدین سے ملاقات کے دوران اسے ایک ماہ کا الٹی میٹم دے دیا کہ یا تو ہمارے مندرجہ ذیل مطالبے ١۔قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا ٢۔قادیانیوں کو اہم کلیدی عہدوں سے ہٹانا ٣۔ظفراللہ خان قادیانی سے وزارتِ خارجہ واپس لینا، تسلیم کرلو یا پوری اُمت مسلمہ کی طرف سے راست اقدام کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ (تحریک ختم نبوت ١٩٥٣ء، صفحہ ٢٤٠، از مولانا اللہ وسایا صاحب)

قائد تحریک ختم نبوت ابوالحسنات محمد احمد قادریؒ کی خواہش پر اَلٹی میٹم کے ختم ہونے سے چند روز قبل کراچی میں چند جلسہ ہائے عام ہونا ضروری سمجھے گئے، چنانچہ ان جلسوں کے انعقاد کی ذمہ داری مولانا بدایونیؒ پر ڈالی گئی جو آپ نے بطریق اَحسن نبھائی۔ الٹی میٹم کی میعاد ٢٢ر فروری ١٩٥٣ء کو ختم ہو رہی تھی۔ ٢١ر فروری ١٩٥٣ء کو مجلس عمل کے ایک وفد نے خواجہ ناظم الدین سے آخری ملاقات کی۔ اس ملاقات میں خواجہ ناظم الدین اس بات پر راضی ہوگیا کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے متعلق غور کر سکتا ہے۔ البتہ ظفراللہ خان کو وزارت سے نکالنا ان کے بس کا روگ نہیں۔ اس پر مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے سوا تقریباً تمام ارکان وفد رضامند ہو گئے آپ اس لیے اپنے مطالبے پر ڈٹ گئے کہ تمام خرابیوں کی جڑ تو ظفراللہ خان قادیانی ہے۔ اگر وہ حکومت میں موجود رہا تو دیگر مطالبات ماننے یا نہ ماننے سے فرق نہیں پڑے گا۔

مولانا بدایونی کراچی کے رہائشی تھے اور جمعیت علمائے پاکستان سندھ کے صدر ہونے کے ناطے اہم مقام رکھتے تھے۔ چنانچہ خواجہ ناظم الدین وزیراعظم پاکستان سے مجلس عمل کے وفود کی ملاقاتیں اکثر و بیشتر آپ ہی کے توسط سے ہوا کرتیں تھیں۔

٢٤، ٢٥، ٢٦ فروری ١٩٥٣ء کو آرام باغ کراچی میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جلسہ عام منعقد ہوا۔ اس جلسہ عام میں بھی مولانا بدایونیؒ نے حکومتی ایوانوں کو ہلا دیا۔ ٢٦ فروری ١٩٥٣ء رات کو جب مجلس عمل کے زیر اہتمام منعقدہ تین روزہ کانفرنس ختم ہوئی تو حکومت نے غیر دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوری قیادت کو گرفتار کرلیا۔ ٢٦ اور ٢٧ فروری ١٩٥٣ء کی درمیانی رات ان گرفتارشدگان میں مولانا عبدالحامد بدایونی بھی شامل تھے۔ ماسٹر تاج الدین انصاری جو کہ قیدی راہنماؤں میں شامل تھے اُنہوں نے برملا اعتراف کیا ہے کہ مولانا بدایونیؒ کی وجہ سے کراچی سینٹرل جیل میں ان کے ساتھ ساتھ باقی تمام راہنماؤں سے بھی اچھا سلوک کیا گیا۔

(تذکرہ علمائے اہلسنت، جلد اوّل، صفحہ ٢٠٨ء، از علامہ عبدالحکیم شرف قادری)
(علماءِ حق اور ردِ فتنہ مرزائیت، تحقیق و ترتیب: صادق علی زاہد، گنبد خضرا پبلی کیشنز، لاہور، صفحہ ١٦٤ تا ١٦٨)

اخیُ الکریم واجب التعظیم مولانا شاہ احمد نورانیؒ بھی اس تحریک میں بہت فعال تھے اور روزانہ نہ صرف تحریک ختم نبوت کی کانفرنسوں سے خطاب فرماتے تھے بلکہ انتظامی اُمور میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ جزاک اللہ!

سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ گارڈن کے قریب ایک فلیٹ کی بالائی منزل پر رہائش پذیر تھے۔ اُنھوں نے خادم کو صبح کے وقت فون کیا کہ مولانا احتشام الحق تھانوی اور علامہ ابن حسن جارچوی و دیگر علماء گرفتار ہو چکے ہیں اور پولیس نیچے گاڑی لے کر آ گئی ہے میں جیل کا سامان پیک کر رہا ہوں۔ آرام باغ سے جو آج احتجاجی جلوس وزیراعظم ہاؤس تک جانا ہے اُس کو تم آرگنائز کروگے۔ لٰہذا وہ جلوس وزیراعظم ہاؤس تک پہنچا۔ خادم اور دوسرے کارکنوں کو لاٹھی چارج کر کے زخمی کر دیا گیا اور گرفتار کر کے ایک ٹرک میں بٹھا دیا گیا اور رات کو تقریباً کراچی سے 20 میل دور لانڈھی کے قریب رہا کر دیا گیا۔ (آزاد بن حیدر)

☆☆☆

Marfat.com

اک قادری گھرانہ کرے ناز جس پر زمانہ

شاہ عبدالعلیم صدیقی القادریؒ

سفیر اسلام، مبلغ اسلام و ختم نبوت

آپؒ کا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ آپ نے تقریباً ایک لاکھ غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ چودھویں صدی کی شخصیت: میرٹھ (یوپی) کے مشہور صدیقی خانوادہ کو یہ نہیں معلوم تھا کہ گھر کا ایک چشم و چراغ ایسی شہرت دوام حاصل کرے گا کہ لوگ اسے مبلغ اسلام، سفیر اسلام، عظمت روحانی کے علمبردار، اخوت عالم اسلامی کا شاہکار، عالم نبیل، فاضل جلیل اور عاشق رسولؐ کے القابات سے یاد کریں گے۔ مولانا موصوف دین کو ایک مکمل ضابطہ اور نظام تصور کرتے تھے۔ وہ مسلمانوں کو ہر شعبہ زندگی میں کامیاب اور کامران دیکھنا چاہتے تھے۔ ان کے نزدیک مذہب و سیاست، شریعت و طریقت، کاروبار و مسائل کوئی علیحدہ علیحدہ حیثیت نہیں رکھتے تھے بلکہ یہ تمام ایک کل یعنی دین اسلام کے اجزاء ہیں۔ قربان جایئے اس مبلغ اعظم پر جس نے اسلام کو اس طرح پیش کیا جو اس کے پیش کرنے کا حق ہے۔ وہ بیک وقت عالم بھی تھے، صوفی باصفا بھی۔ پاکستان کی تحریک میں کون ہے جو عبدالعلیم صدیقی قادریؒ کے کارناموں سے چشم پوشی کر سکتا ہے۔

(پروفیسر شاہ فرید الحق قادری)

Marfat.com

اک قادری گھرانہ کرے ناز جس پر زمانہ

علامہ شاہ احمد نورانی رحؒ

سالارِ اعظم تحریک ختم نبوت

(1974ء)

والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ 1955ء میں جامعہ ازہر (مصر) کے علماء کی دعوت پر قاہرہ تشریف لے گئے۔ 1956-58ء: آپ نے حضرت مفتی ضیاء الدین بابا خانوف مفتیٔ اعظم روس کی دعوت پر روس کا تبلیغی دورہ کیا۔ 1959ء: مشرقِ وسطیٰ کا خیرسگالی دورہ کیا۔ 1960ء: مشرقی افریقہ، مڈغاسکر اور ماریشس کا تبلیغی دورہ کیا۔ 1961ء: سری لنکا اور شمالی افریقہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ 1962ء: وزیر اعظم احمد وبیلو شہید کی دعوت پر نائیجریا کا دورہ کیا۔ 1963ء: ترکی، فرانس، مغربی جرمنی، برطانیہ، ماریشس، نائیجریا، چین اور اسکینڈے نیوین ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔ 1964ء: امریکہ، جنوبی امریکہ اور کینیڈا کا تبلیغی دورہ کیا۔ 1968ء اسلامک ریویو لندن (برطانیہ) کے قادیانی ایڈیٹر سے ٹرینی ڈاڈ میں ساڑھے پانچ گھنٹے مناظرہ کیا، بالآخر وہ کتابیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ 1969ء: قادیانی فتنہ پر سب سے پہلا بیان دیا۔ 1970ء: جمعیت علمائے پاکستان کی جانب سے کراچی سے قومی اسمبلی کا انتخاب لڑا اور کامیابی حاصل کی۔ 1971ء: سعودی عرب اور مشرقِ وسطیٰ کے دیگر ممالک کا دورہ کیا۔ 1972ء: فتنہ مرزائیت پر قومی اسمبلی میں خطاب کیا۔ 1973ء: متحدہ جمہوری محاذ کی تائید سے ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف وزیر اعظم کا انتخاب لڑا۔ 1974ء: قادیانیوں کے خلاف قومی اسمبلی میں بل پیش کیا جس کی رو سے قادیانی غیر مسلم قرار دیئے گئے۔

(مجاہد اعظم تحریک ختم نبوت علامہ شاہ احمد نورانیؒ زندہ و پائندہ باد ...... آزاد بن حیدر)

ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی (ایم این اے)

سربراہ خواتین اسلامی مشن پاکستان

ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی کی دینی خدمات 1959ء میں آپ نے خواتین اسلامی مشن کی داغ بیل ڈالی۔ خواتین اسلامی مشن پاکستان کی واحد خواتین کی نمائندہ تنظیم ہے جو نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون ممالک بھی خواتین کے لیے دینی اور سماجی خدمات انجام دے رہی ہے۔ خواتین اسلامی مشن کی شاخیں پاکستان، امریکہ، کینیڈا، فرانس، جرمنی، ہالینڈ، ماریشس، کینیا میں قائم ہیں۔ ان مراکز میں طالبات کو دین کی تعلیم دی جاتی ہے اور اسلام کے زریں اصولوں سے روشناس کرایا جاتا ہے۔

ان تینوں نامور شخصیات کی خدمات کے لیے خصوصی مجلّہ "عظیم مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی القادری المدنیؒ" ناشر: خواتین اسلامی مشن، ایس ٹی 2/5 بلاک 5، سردار علی صابری روڈ گلشن اقبال کراچی، ملاحظہ کیجیے۔

Marfat.com

مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رح

مولانا عبدالحامد بدایونی رح
سابق صدر جمعیت علمائے پاکستان

ولادت: حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری رح ۱۵ر رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ محلہ مشائخان میرٹھ میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا شاہ عبدالحکیم صاحب نے جو اپنے وقت کے اکابر علماء وصوفیاء میں شمار کیے جاتے تھے پرورش پر خصوصی توجہ فرمائی۔

بچپن: مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی بچپن ہی سے ذکی و ذہین تھے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں کلام پاک ختم فرمالیا۔

تحصیل علوم عربیہ: ختم کلام پاک اور ابتدائی کتب پڑھنے کے بعد ہی آپ کو مدرسہ اسلامیہ عربیہ میرٹھ میں داخل کیا گیا۔ آپ کی قوتِ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ اساتذہ جس قدر درس دیتے اس کا ایک ایک لفظ محفوظ کر لیتے۔ جب ساتھی درس کی تکرار کرتے تو آپ اُستاد کی پوری تقریر سنادیتے۔ آپ کے اکثر اساتذہ کہا کرتے تھے ہمارا یہ شاگرد مستقبل قریب میں اپنے وقت کا ایسا فاضل ہوگا جو علما اور اپنے آباؤ اجداد کا نام روشن کرے گا۔ مدرسہ عربیہ کے علاوہ آپ نے مدرسہ عربیہ قومیہ میرٹھ میں بھی تعلیم پائی اور علوم عربیہ کی تکمیل کی۔

تبلیغ واشاعت دین کا ذوق: طالب علمی کے زمانے ہی سے آپ کو تبلیغ واشاعت دین، مناظرہ ومکالمہ مذاہبِ عالم کے مطالعہ کا شوق تھا۔ آپ والد ماجد سے اکثر کہا کرتے خدا نے اگر مجھے موقعہ دیا تو میں ہندوستان سے نکل کر دنیا کے ہر حصہ میں اشاعتِ دین کروں گا۔ اسی جذبہ کے ماتحت آپ نے علوم عربیہ کی تکمیل کے بعد علوم جدیدہ کی تحصیل کا ارادہ کیا۔ اولاً اٹاوہ ہائی اسکول کے بعد میرٹھ کالج کے اندر انگریزی علوم کی تحصیل فرمائی۔ کتب بینی کے شوق نے عربی و فارسی اُردو کی طرح زبانِ انگریزی کا ماہر بنا دیا۔ میرٹھ کالج کی طالب علمی کے زمانہ ہی میں آپ کو آل برما مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کی صدارت کے لیے تجویز کیا گیا۔ اس کانفرنس میں آپ نے جو معرکۃ الآراء خطبہ صدارت دیا وہ برما، سیلون کے ایک ایک گوشہ میں پہنچا۔ اس خطبہ سے آپ کی علمی شخصیت ان اطراف میں مشہور ہوگئی۔ برما کے احباب واخوان سے تبلیغ و اشاعتِ دین پر جو گفتگوئیں ہوئیں وہ دراصل مستقبل کے تبلیغی مشن کے لیے بنیاد واساس بن گئیں۔

روحانی تہذیب: مولانا کا خاندان عرصۂ دراز سے طریقت و روحانیت کا مرکز تھا۔ آباؤ اجداد اپنے وقت کے مسلّم شیوخِ سلسلہ سے تھے اور طریقت کی امانتیں سینہ بہ سینہ چلی آرہی تھیں۔ مولانا نے اپنے بڑے بھائی سے بیعت کی۔ شدید ریاضتیں کیں، بعد میں شیخ طریقت قطب عالم حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی اور حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رح جیسے اکابر نے آپ کو اسنادِ خلافت دیں۔ جس نے مراتبِ روحانی میں ازدیاد فرمادیا اور جن اقطاع میں آپ گئے خلقِ خدا سلسلہ میں داخل ہوتی۔ جہاں تک مجھے اپنے تعلقاتِ دیرینہ کے لحاظ سے علم ہے ہندوستان و بیرون ہند تقریباً ایک لاکھ افراد آپ سے بیعت ہوئے۔

خطابت اور زورِ تقریر: خدا نے تقریر و وعظ میں وہ اثر خاص عطا فرمایا تھا کہ ہر طبقہ وخیال کے افراد خواہ مشائخ وصوفیاء ہوں یا علماء اور جدید علم انگریزی سے تعلق رکھنے والے سب یکساں طور پر متاثر ہوتے۔ قلوب کے صدہا شبہات آپ کی تقریر میں دور

Marfat.com

ہو جاتے غیر مسلمین اکثر آپ کے مواعظ میں مشرف بہ اسلام ہوتے۔

سیاسی وقومی تحریکات میں آپ کا نمایاں مقام: تحریکاتِ خلافت کے اُس ابتدائی دور میں جب کہ انگریزوں کے خلاف زبان کھولنا مشکل امر تھا۔ آپ علی برادران، امام العلماء حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالماجد صاحب قادری بدایونی، حضرت تاج العلماء مولانا عبدالباری فرنگی محلی، حضرت مولانا نثار احمد کانپوری، حضرت مولانا فاخر الٰہ آبادی و دیگر زعماء خلافت کی صفِ اوّل میں شامل تھے۔ آپ نے تحریک خلافت کو بامِ ترقی پر پہنچایا۔

تحریک شدھی: جب تحریک خلافت کے بڑھتے ہوئے سیلاب اور مسلمانانِ ہند کے سیاسی عروج کو ختم کرنے کے لیے مہا سبھائی ہندوؤں نے پہلی بار یوپی اور دیگر صوبہ جات ہند میں شدھی کا جال پھیلانا شروع کر دیا اور گاندھی جی کی سیاست بے نقاب ہوگئی تو مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی اپنے محترم علما اور رفقاء کے ساتھ تحریک خلافت سے علیحدہ ہوگئے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالماجد صاحب قادری بدایونی نے متھرا، آگرہ، ایٹہ وغیرہ میں تبلیغی مراکز قائم فرمائے اور حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب نے صوبہ بمبئی، کرناٹک، احمد آباد، گجرات میں تبلیغی جماعتیں قائم فرمائیں۔ بہترین مبلغین مامور کیے اور سارا نظام اپنے ذمہ لے کر کامیاب قیادت فرمائی۔ اس نظام کے قیام کا نتیجہ ان اضلاع میں کامیاب ثابت ہوا۔ مسلمان شدھی کی لعنت سے محفوظ ہوگے۔

دُنیا کے ہر حصہ میں تبلیغ واشاعت کے عملی اقدامات: چونکہ آپ دُنیا کی مختلف زبانوں کے ماہر تھے اور مذاہب عالم اور علوم جدیدہ پر آپ کی نظر وسیع تھی اور ایک جامع مبلغ اسلام میں جو صفات ہونی چاہئیں وہ بدرجہ اَتم موجود تھیں اس لیے آپ نے دنیا کے ہر حصہ میں پہنچ کر تبلیغ واشاعت کا ٹھوس کام کیا۔ ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۹ء تک آپ کا طویل عرصہ سیلون، برما، انڈونیشیا، ماریشس، برطانیہ، مشرقی افریقہ، جنوبی افریقہ، فرانس، ہند چینی، چین، جاپان میں صرف فرمایا۔

ان ممالک میں دنیا کے تمام مذاہب کو دعوت اسلام دی۔ اسلام کا لٹریچر ہر ملک کی زبان میں شائع فرمایا۔ مذاہب عالم کی کانفرنسیں کیں مناظرے بھی ہوئے، تبلیغی سوسائٹیاں، لائبریریاں، کالج، مدارس، مساجد قائم کرائے۔ ان ممالک میں زیادہ تر علوم جدیدہ کے ماہرین، سائنسدان، فلسفہ، دھریے، مذہب سے بعید ہونے والے اور اپنے فنون وعلوم میں کامل عناصر سے آپ کو تبلیغ واشاعت کے دوران سابقہ ہوا، اور مقام مسرت بلکہ باعثِ فخر ہے کہ حضرت مولانا کے سامنے ان مقتدر و محققین کو اپنے سرخم کر کے دولت اسلام سے مالا مال ہونا پڑا۔ ایک اندازے کے مطابق حضرت مولانا کے دستِ حق پرست پر ۶۰ ہزار غیر مسلمین نے اسلام قبول کیا۔ ان میں زیادہ تر سائنس وفلسفہ کے ماہرین، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے فضلاء تھے جو اس وقت بحیثیت مبلغ کام کر رہے ہیں۔ ۱۹۳۹ء میں آپ یورپ کا دورہ کرنے والے تھے کہ جنگ کے آغاز نے آپ کے دورۂ یورپ کو ملتوی کر دیا اور آپ ہندوستان واپس چلے گئے۔

بعض تعمیری کاموں کا ذکر جیسا کہ ہم نے مذکورہ بالا سطور میں اشارہ کیا، حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی ایک اچھے قائد و رہنما تھے وہ جس قدر ممالک میں گھومے یوں تو ہر جگہ علمی مذہبی، تعمیری ادارے قائم کیے۔ یہاں ہم ان چند خاص اداروں کا ذکر کرتے ہیں جو ہنوز مصروفِ عمل ہیں اور غیر معمولی کامیابی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ پاکستان نیوز جنوبی افریقہ، مسلم ڈائجسٹ ٹرینیڈاڈ، مسلم اینول جنوبی افریقہ، ملایا میں عربی یونیورسٹی۔ ہر جگہ مدارس واسکولوں کے ساتھ مساجد بنوائیں ان میں جو سب سے زیادہ مشہور ہیں حسب ذیل ہیں۔ حنفی جامع مسجد کولمبو، سلطان مسجد

Marfat.com

سنگاپور، مسجد ناگریا جاپان، اسکول، لائبریریاں اور تبلیغی سوسائٹیوں کی تعداد ہزاروں سے تجاوز ہے۔

مسلم لیگ اور تحریک پاکستان: تحریک خلافت کے بعض علماء وزعماء ہندو ذہنیت کو دیکھ کر کانگریس سے علیحدہ ہو چکے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ہندوستان سے انگریز جائیں اور ایک آزاد اسلامی حکومت قائم ہو۔ چنانچہ جیسے ہی مسٹر محمد علی جناح نے پاکستان کی تحریک شروع کی فرنگی محل، بدایوں، مرادآباد اور میرٹھ کے علماء مسلم لیگ اور پاکستان کے قیام کی تحریک میں پوری قوت سے شامل ہوگئے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب نے ۱۹۴۶ء میں بنارس سنی کانفرنس میں ہراول دستہ کا کردار ادا کر کے تحریک پاکستان میں ایک نئی روح پھونک دی۔

انسدادِ حج ٹیکس اور مسلم لیگ کا وفد: میں نے قائداعظم مسٹر محمد علی جناح، نوابزادہ لیاقت علی خان اور نواب محمد اسماعیل خان صاحب کے سامنے ایک تجویز پیش کی کہ بزمانۂ حج مسلم لیگ کا ایک وفد بھیجا جائے، جو عالم اسلام کے مشاہیر سے پاکستان اور مسلم لیگ کے بارے میں تبادلہ خیال کرے اور یہی وفد حکومت سعودی عربیہ کے سارے حج ٹیکس بند کرانے کی کوشش کرے۔ مجھے وفد کا سیکریٹری اور حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب کو امیرِ وفد تجویز کیا گیا اور ایک نمائندہ سیّدنا ملاّ طاہر سیف الدین صاحب کی طرف سے شامل کیا گیا۔ وفد نے مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب کی قیادت میں مکہ معظمہ، منیٰ اور مدینہ منورہ کے اندر مشاہیر عالم اسلام سے مسلم لیگ اور پاکستان کے متعلق تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ مصری قائد استاد حسن البنا، مسلم لیگ اور پاکستان کے پُرجوش حامی بن گئے۔ اسی طرح عالم اسلام کے مشاہیر کو مسلسل مدعو کیا جاتا رہا۔ حج ٹیکس کے سلسلہ میں جلالۃ الملک ابن سعود سے مولانا کی قیادت میں متعدد ملاقاتیں ہوئیں۔ پہلی ملاقات تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ رہی۔ حضرت مولانا صاحب نے حج پر ٹیکس نہ لگانے کی تجویز کو اس عمدگی سے پیش فرمایا کہ جلالۃ الملک نے فرمایا کہ حج پر ٹیکس لگانا حرام ہے، میں نے یہ ٹیکس اس لیے لگایا ہے کہ شیوخ اور قبائل کے لوگوں پر اس کی آمدنی صرف کروں۔ میں جلد ہی ٹیکس اُٹھانے کی اسکیم پر عملی قدم اُٹھاؤں گا۔ وفد کے ارکان مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور بیس دن حاضر آستانہ رہ کر مسلم لیگ کا پیغام مشاہیر عالم اسلام کو دے کر ہندوستان واپس ہوئے اور مولانا صاحب سیدھے مصر، عالم اسلامی اور پھر کل دنیا کے دورے پر تشریف لے گئے۔ امریکہ، جرمنی وتمام مغرب ممالک کا مکمل دورہ کیا اور کل دنیا کے تمام خاص خاص مقامات میں آپ تشریف لے گئے۔ اس طویل دورہ میں ہر جگہ آپ نے اسکول، مدارس، لائبریریاں، تبلیغی ادارے، اسلامی سوسائٹیاں اور اسکول وکالج قائم کرائے۔ ہزارہا لوگوں کو مخاطب کیا۔ اسلامی لٹریچر ہر ملک کی زبان میں تیار کر کے شائع فرمایا۔ کئی ہزار یورپین فضلاء جن میں مایہ ناز سائنسدان، ارکانِ حکومت اور فلاسفر تھے، داخل اسلام ہوئے۔ صدہا قادیانی بھی تائب ہو کر اسلام میں داخل ہوئے۔

قیام پاکستان کے بعد مولانا کی خدماتِ جلیلہ: حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی کل دُنیا کے دورے کے بعد ۱۹۴۷ء میں کراچی تشریف لائے اور صدر بازار میں قیام فرمایا۔ اولاً پاکستان کے حالات کا مکمل جائزہ لیا۔ سب سے پہلے آپ نے مشائخ وصوفیا کی تنظیم کے لیے صوبہ سندھ و پنجاب کے خصوصی علماء وصوفیا کا اجتماع بلایا اور ایک لائحہ عمل مرتب کیا۔ علماء ومشائخ کی شاخیں قائم کرنے کا پروگرام طے ہوا۔ اس مجلس میں آپ نے ایک میمورنڈم تیار فرمایا جسے تمام علماء ومشائخ نے منظور فرمایا۔ آپ کی قیادت میں ایک وفد قائداعظم محمد علی جناح سے ملا اور پوری تفصیل کے ساتھ مسائل حاضرہ اور اسلامی دستور پر قائداعظم اور مولانا کے مابین مذاکرہ رہا۔ قائداعظم نے تسلیم کیا کہ مملکت پاکستان کا دستور کتاب وسنت کے مطابق ہوگا۔ حضرت مولانا شاہ

Marfat.com

عبدالعلیم صاحب پہلے شخص تھے جنہوں نے قائداعظم کو اسلامی دستور کا مفصل خاکہ بتایا۔

نمازِ عید کی امامت: قیام پاکستان کے بعد پہلی نمازِ عید (عید الضحیٰ) عیدگاہ میدان کراچی میں حضرت مولانا کی امامت میں ہوئی۔ قائداعظم اور تمام عمال جماعت میں شریک ہوئے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب نے اپنے خطبے میں اسلامی دستور اور مذہبی لائحہ عمل پر روشنی ڈالی۔ یہ خطبہ مسائل کی اہمیت و جامعیت کے لحاظ سے ایک تاریخی حیثیت اختیار کر گیا۔

تنظیم مہاجرین اور مرکزی مہاجرین کمیٹی کا قیام:
۱۹۴۷ء میں جبکہ مہاجرین کا کوئی نظام نہ تھا اور مہاجرین ہر طرح برباد ہو رہے تھے، میں نے مولانا صاحب کے مشورے سے مرکزی مہاجرین کمیٹی قائم کی اور آپ کے زیر پرستی ادارۂ مہاجرین بنایا گیا۔ جب تک آپ کراچی میں مقیم رہے مرکزی مہاجرین کمیٹی آپ کے مفید مشورے سے استفادہ کرتی رہی۔

حضرت مولانا اور جمعیت علماء پاکستان: مرکزی مہاجرین کمیٹی کے علاوہ پاکستان میں علماء کی کوئی تنظیم نہ تھی اور نہ منظم طور پر علماء کی جماعت کی طرف سے کوئی کام ہو رہا تھا۔ کافی شور وشر کے بعد ۱۹۴۸ء میں حضرت مولانا کی سرپرستی میں جمعیت علماء پاکستان قائم کی گئی۔ جمعیت کی ہر سال سالانہ کانفرنسیں ہوتی رہیں۔ جمعیت نے آخری کانفرنس میں فیصلہ کیا کہ کشمیر اور دیگر اہم مسائل پر علما کے جذبات ظاہر کر دیے جائیں۔ چنانچہ حضرت مولانا جب کہ طویل دورے پر تھے انڈونیشیا وغیرہ اطلاعات بھیج کر عرض کیا کہ حضرت صدارت کانفرنس فرمائیں۔ حضرت نے جمعیت کی درخواست قبول فرمائی اور طویل ترین سفر فرما کر کراچی تشریف لائے۔ یہ کانفرنس تین دن مولانا کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا نے جو خطبہ صدارت دیا وہ اپنی نوعیت کا بے مثال خطبہ تھا۔ کانفرنس نے آپ کی زیر قیادت اہم تجاویز منظور کیں۔ جمعیت کی اس کانفرنس میں وزراء و عمال و مشاہیر بھی شریک ہوئے۔ اسّی ہزار سے متجاوز روزانہ شریک رہے۔ حضرت مولانا اس کانفرنس کے بعد ہی حجاز مقدس کے لیے روانہ ہو گئے۔ کیا خبر تھی کہ مولانا کا یہ سفر آخری ہے۔ فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ سے حضرت مولانا پھر عالمی دورے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ لیکن اس دورے میں حضرت کی طبیعت برابر ناساز رہی اور آپ مدینہ منورہ تشریف لا کر مقیم ہو گئے اور برابر جمعیت علماء پاکستان اور مرکزی مہاجرین کمیٹی کو ہدایات روانہ فرماتے رہے۔ وہاں سے تقریباً چار ماہ قبل جس قدر خطوط فقیر کے نام آئے ان میں شدید علالت کا ذکر فرما کر اشارتاً نہیں بلکہ صراحتاً مدینہ منورہ میں وصال کی اطلاعات ہوئیں۔ آخری گرامی نامہ جو ۲۲ راگست سے قبل فقیر کے پاس آیا وہ ۱۸ راگست کا حضرت شاہ علی حسین صاحب مدظلہٗ کا تحریر کردہ تھا۔ اس میں بھی مایوس کن حالت تحریر تھے اور عزیزی مولانا احمد نورانی میاں کو فوراً بھجوانے کا ذکر تھا۔ میں نے وزارت خارجہ سے پاسپورٹ کی تکمیل کرائی لیکن جہاز میں کوئی سیٹ نہ مل سکی۔ اس لیے صاحبزادگان میں سے کراچی سے کوئی نہ پہنچ سکا۔ جب روانگی کا وقت طے کر لیا تو ۲۴ راگست کی صبح کو رحلت کا تار ملا۔ آپ نے ۲۲ راگست کو شب دوشنبہ میں وصال فرمایا۔ دوشنبہ کو جنت البقیع شریف میں اپنی دیرینہ آرزو کے مطابق دفن ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

دنیائے اسلام کا ایک عدیم النظیر عالم نے رحلت فرمائی
جس کی خدمات تبلیغی کو دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ، ۳۰ راگست ۱۹۵۴ء)
(عظیم مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی القادری المدنیؒ (مجلہ)، خواتین اسلامی مشن، پاکستان، ۲۰۰۳ء، صفحہ ۶۹ تا ۷۳)

Marfat.com

سفیر اسلام حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی مولانا جمیل احمد نعیمی
شیخ الحدیث، جامعہ نعیمیہ، کراچی

حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی القادری المدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کی ایک طویل فہرست ہے۔ تقریر کا میدان ہو یا مناظرہ ہو یا مکالمہ کا میدان، تصنیف و تالیف کا مرحلہ ہو یا تربیت و تزکیے کی دُنیا، موصوف ہر میدان کے شہ سوار نظر آئیں گے۔ اس سلسلے میں چند رسالے قابل مطالعہ ہیں۔ (۱) ذکر حبیب ﷺ (۲) بہارِ شباب نیز جارج برنارڈ شا سے آپ کا مناظرہ و مکالمہ اس کے علاوہ آپ کا خطبہ صدارت بھی ایک بنیادی اور کلیدی اہمیت کا حامل ہے جو کہ آپ نے مجاہد ملت، فاتح سرحد علامہ مولانا محمد عبدالحامد بدایونی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر ۲۵، ۲۶/ اگست میں آرام باغ میں ارشاد فرمایا تھا۔ جس میں ایک کثیر تعداد میں علماء و مشائخ نے شرکت فرمائی تھی اور ہزاروں افراد نے اس خطبے کو سنا۔ حضرت نے اس میں نہ صرف مشائخ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ فرمایا بلکہ عمالِ حکومت اور تجار کو بھی ان کی ذمہ داریوں سے باخبر کیا۔ اگر خطبہ صدارت کا از اوّل تا آخر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت کے قلب منور میں نہ صرف حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امتِ مرحومہ و مغفورہ کے لیے کیا جذبات و احساسات تھے بلکہ تمام عالم انسانیت کے لیے آپ کے دل میں جذبہ اور تڑپ تھی کہ جس نے ہوش سنبھالنے کے بعد تا دمِ وصال اللہ تبارک وتعالیٰ کے سچے دین کے علم بردار اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے شیدائی اور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے فدائی کی حیثیت سے اپنے تمام کام کو بخیر و خوبی سرانجام دیا اور ہمیشہ یہ آرزو رہی کہ مولائے کریم جب تک عبدالعلیم زندہ رہے تیرے اور تیرے محبوب کی اطاعت و اتباع کرتا رہے اور جب خاتمہ ہو تو ایمان کے ساتھ مدینۃ الرسول ﷺ میں ہو۔

علیم خستہ جاں تنگ آ گیا ہے دردِ ہجراں سے - الٰہی کب وہ دن آئے کہ مہمانِ محمد ﷺ ہو

(عظیم مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی القادری المدنی رحمۃ اللہ علیہ (مجلّہ)، خواتین اسلامی مشن، پاکستان، ۲۰۰۳ء، صفحہ ۳۲)

Marfat.com

فاتح قادیاں سلارِ اعظم تحفظ ختم نبوت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کا سہرہ مجاہد ختم نبوت شاہ احمد نورانیؒ کے سر ہے

☆ ۱۹۵۲ء میں مرزائیوں کے خلاف کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کانفرنس کا انعقاد ہوا تو آپ اس بورڈ کے اہم رکن مقرر ہوئے۔

(ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی، ختم نبوت نمبر اش اگست ۱۹۷۲ء)

☆ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں آپ کراچی میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور دیگر علماء کے ساتھ تحریک میں شریک ہوئے۔ آرام باغ میں جمعہ کے دن تحریک کا آغاز ہوا تو امام نورانی پیش پیش تھے۔ گرفتاری کے لیے رضا کاروں کی تیاری کے علاوہ دیگر ضروری انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت (جسٹس منیر رپورٹ) ص ۲۰)

(جب سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ گرفتار ہوئے تو انہوں نے خادم کو حکم فرمایا کہ آج گرفتاری کا جلوس آرام باغ سے جائے گا۔ اس کی قیادت تم کرو۔ خادم اور دیگر کارکنوں کو وزیر اعظم ہاؤس کے قریب سے گرفتار کرلیا گیا۔ رات کو گلگڑ پھاٹک، لانڈھی سے رہا کیا گیا۔ آزاد بن حیدر)

☆ ۱۹۶۹ء میں امام نورانی نے پاکستان آنے کے بعد سب سے پہلا قادیانیوں کے بارے میں بیان جاری کیا تھا۔ آپ نے یحییٰ خان (سابق صدر پاکستان) کو مخاطب کرتے ہوئے صاف صاف کہا تھا کہ تمہارا قادیانی مشیر ایم ایم احمد پاکستان کی معیشت کو تباہ کر رہا ہے۔ جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا ہے۔

(ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور (ختم نبوت نمبر) ش دسمبر ۱۹۷۴ء ص ۲۲)

سالار اعظم تحریک ختم نبوت، مجاہد ختم نبوت علامہ شاہ احمد نورانی کی

نظامِ مصطفیٰؐ کے نفاذ اور ختم نبوت کے تحفظ کیلئے پہلی آواز

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضرت امام نورانی کو مستقبل میں ہونے والے واقعات و حالات اور ملک کو آئندہ درپیش سنگین مسائل پر قبل از وقت تجزیہ کرنے کا وافر ملکہ عطا فرمایا۔ وقت کے دھارے نے یہ ثابت کیا ہے کہ اس دوربین قائد کے مستقبل کے بارے میں تجزیے اکثر اوقات بالکل صحیح ثابت ہوئے۔ جو آپ کے علم و فضل، فہم و فراست اور سیاسی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہوتے ہی آپ نے مستقبل کی منصوبہ بندی تیار کرلی تھی۔ امام نورانی نے نظامِ مصطفیٰؐ کے نفاذ و مقامِ مصطفیٰؐ کے تحفظ کے لیے پارلیمنٹ کے اندر آئینی و قانونی جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔ آپ نے اس آئینی جدوجہد کا آغاز کرتے ہوئے قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں ہی نظامِ مصطفیٰؐ کے نفاذ اور مسئلہ ختم نبوت کے بارے میں صدائے حق بلند کی۔ آپ نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کی بنیاد رکھنے کے لیے معزز ایوان میں مطالبہ کیا کہ آئین میں مسلمان کی تعریف درج ہونی چاہیے اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱۵ اپریل ۱۹۷۲ء کو قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں عبوری آئین پر تقریر کرتے ہوئے امام شاہ احمد نورانی نے اسلام اور ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی آواز بلند کرتے ہوئے سب سے پہلے یہ نعرۂ حق بلند فرمایا کہ جو آئین فریم میں سجا کر پیش کر دیا گیا ہے اس میں اسلام کو قطعاً کوئی تحفظ نہیں دیا گیا۔ میں اس دستور کی مخالفت کرتا ہوں۔ اگر اس دستور کو نافذ ہی کرنا ہے تو وہ دفعات جو دستور کے اندر اسلام کے متعلق ہیں ان دفعات کے متعلق کسی کمیٹی کے

Marfat.com

سامنے میں بیان دے سکتا ہوں بہت سے یہاں عالم موجود ہیں۔ وہ بھی بیان دیں گے۔ اسلام کے مطابق دستور کی دفعات بنانے میں تعاون کریں اور ان دفعات کی تصحیح کی جائے جو اسلام کے خلاف ہیں پھر اس عارضی دستور میں ترمیم کر دی جائے۔ تب یہ قابل قبول ہو سکتا ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ پاکستان کا صدر مسلمان ہوگا مگر مسلمان کی تعریف کوئی نہیں جانتا کہ کیا ہے؟ ہر شخص مسلمان بننے کی کوشش کرتا ہے۔ اس ملک میں اسلام کے بدترین قسم کے دشمن موجود ہیں۔ وہ مسلمان بن کر یہاں حکمران بن سکتے ہیں اور چور دروازے سے حکومت کرنے کے لیے یہاں آ سکتے ہیں۔ میں مسلمان کی تعریف کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ آئین میں یہ بات درج ہونی چاہیے کہ مسلمان وہ ہے جو خدا کی وحدانیت قیامت کے آنے، قرآن پاک خدا کی آخری کتاب ہونے، رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے اور رسول اکرم ﷺ کی سنت وحدیث اور قرآن پاک کے احکام پر کامل یقین رکھتا ہو۔ اس قسم کی تعریف اور پابندی اس کے اندر موجود نہیں کہ اگر کوئی کمیونسٹ ہے تو وہ بھی صدر مملکت بننے کے قابل نہ ہو۔ سوشلسٹ اگر کمیونسٹ ہے، تو وہ بھی اس قابل نہ ہو، میں عرض کر رہا تھا وہ یہ ہے کہ دستور میں مسلمان کی تعریف نہیں ہے جو آنحضرت ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے ہم ان کو مسلمان نہیں سمجھتے تو یہ پھر کیسے چور دروازے سے آ کر اسلام کے نام پر حکمران بن سکتے ہیں اور تباہی کا سامان پیدا کر سکتے ہیں۔ میں وزیر قانون کی خدمت میں عرض کروں گا کہ دستور جو ہو وہ اسلام کے مطابق ہو۔ یہ آئین وزیر قانون کے نزدیک صحیح ہو سکتا ہے اور مکمل ہو سکتا ہے مگر ہم اس میں ترمیم کیے بغیر اسے ٹھیک نہیں سمجھتے۔ اسے بڑا خوشنما بنا کر ہمارے سامنے سجا کر رکھا گیا ہے۔ اس میں خوشنمائی ہے مگر کام کی بات نہیں رکھی گئی اور اس کے اندر اسلامی روح موجود نہیں ہے۔ بلکہ اسلامی روح کو مسخ کرنے کی کوشش کی گئی۔ (روئیداد قومی اسمبلی مورخہ ۱۵؍اپریل ۱۹۷۲ء، صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹) لہٰذا آپ کی کوششوں سے آئین میں مسلمان کی تعریف درج کی گئی۔

مجاہد ختم نبوت علامہ شاہ احمد نورانی ؒ کا مقام مصطفیٰ ﷺ کیلئے عظیم کارنامہ

سالار اعظم حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب ؒ نے مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی عظمت ورفعت اور شان وشوکت کو بلند رکھنے کے لیے ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں ایک تاریخی قرارداد پیش فرمائی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ قرارداد کا مسودہ تیار کرنے کے بعد خان عبدالولی خان سے آپ نے فرمایا، خان صاحب آج شام میں آرہا ہوں قرارداد کے مسودے پر آپ کے دستخط کروانے ہیں۔ شام کو آپ خان صاحب کے پاس تشریف لے گئے۔ خان صاحب نے پوچھا، مولانا فرمائیے کیا حکم ہے۔ علامہ نورانی صاحب نے فرمایا کہ یہ مسودہ ہے، بولے اس پر میرے دستخط چاہئیں۔ میں نے کہا آپ کے دستخط سب سے پہلے ہوں گے۔ علامہ نورانی صاحب نے کہا کہ آپ مسودہ ایک نظر دیکھ لیں۔ بولے کوئی ضرورت نہیں اور بلا کسی تردد کے انھوں نے قرارداد کے مسودے پر دستخط کر دیئے۔ اس وقت غوث بخش بزنجو صاحب ان کے پاس بیٹھے تھے انھوں نے بھی بغیر کسی لیت ولعل کے دستخط کر دیئے۔

اس قرارداد پر حزب اختلاف کے ۲۲؍افراد (جن کی تعداد بعد میں ۳۷ ہوگئی) نے دستخط کیے۔ البتہ جمعیت العلمائے اسلام کے (دیوبند مکتب فکر) غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے اس قرارداد پر دستخط نہیں کیے۔ اس تحریک میں امام نورانی کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کا ممبر بھی منتخب کیا گیا۔ آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس میں شرکت کی۔ آپ نے قادیانیت سے متعلقہ ہر قسم کا لٹریچر اسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کرنے کے علاوہ ممبروں سے ذاتی رابطہ بھی قائم کیا اور ختم نبوت کے مسئلہ سے آگاہ کیا۔ اس تحریک میں تین ماہ کے دوران

Marfat.com

آپ نے صرف پنجاب کے علاقے میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں عام جلسوں سے خطاب کرنے کے علاوہ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔

(کتاب مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا ابوداؤد محمد صادق، ص ۱۶۰)

مذکورہ قرارداد اسمبلی میں پیش کرنے سے پہلے آپ نے اس کی ایک ایک کاپی تمام اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کو بھجوادی تھی اور اخبارات نے اسے شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کر دیا تھا۔ آپ کی قرارداد میں مرزا ناصر (ناسور) نے ایک بیان دیا تھا، جس میں کہا گیا تھا کہ علامہ مولانا شاہ احمد نورانی کی قرارداد یک طرفہ ہے۔ انہوں نے ایک بیان میں مطالبہ کیا تھا کہ اگر علامہ شاہ احمد نورانی اس قرارداد کو قومی اسمبلی میں پیش کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی اس بات کا حق دیا جائے کہ ہم بھی قومی اسمبلی میں اپنے موقف کی وضاحت کر سکیں۔ جب آپ قرارداد کا مسودہ صاحبزادہ فاروق علی خان اسپیکر قومی اسمبلی کو پیش کرنے کے لیے ان کے چیمبر میں تشریف لے گئے، وزیراعظم بھٹو اور حفیظ پیرزادہ بھی اس وقت وہاں موجود تھے۔ مسٹر بھٹو اس وقت بہت پریشان تھے۔ اور وہ اس قرارداد کے پیش کرنے پر علامہ نورانی سے خفا تھے۔ ان کا موقف تھا کہ مولانا آپ نے میرے لیے خوامخواہ ایک مسئلہ اور مصیبت کھڑی کردی ہے۔ مسٹر بھٹو آپ سے کہنے لگے کہ دیکھیے مولانا قومی اسمبلی کو قومی اسمبلی ہی رہنے دیں کیا اب اسمبلی میں مجلس مناظرہ ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ مسٹر بھٹو کا موقف یہ تھا کہ آپ لوگ قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں علمائے کرام کے فتوؤں سے ہم نے انکار تو نہیں کیا پھر اس معاملے کو قومی اسمبلی میں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ بھٹو نے کہا یہ سب مذہبی جنون کی باتیں ہیں۔ علامہ نورانی صاحب نے کہا، بھٹو صاحب یہ سب محض مذہبی نہیں ہے پاکستان کے اندر یہ مسئلہ بہت حد تک سیاسی بن چکا ہے۔ مسٹر بھٹو نے کہا کہ مرزا ناصر نے جو بیان دیا ہے کہ یہ سب یک طرفہ ہے۔ آپ نے کہا کہ اس کا حل یہ ہے کہ آپ مرزا ناصر کو بلا لیجیے۔ بھٹو کہنے لگے، مرزا ناصر کو اسمبلی میں کیسے بلایا جا سکتا ہے۔ علامہ نورانی نے کہ مرزا ناصر کو کیمرے میں بلایا جا سکتا ہے اسے ''پارلیمنٹ اِن کیمرہ'' کہتے ہیں کوئی بھی شخص اس میں نہیں آ سکتا ہم اراکین اسمبلی البتہ ہوں گے۔ مرزا صاحب آئیں اور اپنا بیان دے دیں۔ آپ ان کی سن لیجیے، اس کے بعد قومی اسمبلی جو مناسب سمجھے وہ کرے۔ اس قرارداد پر قومی اسمبلی میں دو ماہ سات روز تک عام بحث ہوتی رہی۔ اراکین اسمبلی نے مرزا ناصر سے ختم نبوت، حیات مسیح علیہ السلام اور دیگر متعلقہ ضروری مسائل پر ایک سوا سّی سوالات کیے۔ جن میں ستر سوالات جے یو پی کی طرف سے کیے گئے۔

اس طرح مرزائیوں کے سربراہ کو قومی اسمبلی میں شکست فاش ہوئی۔ اس دوران بھٹو صاحب سے اسی سلسلہ میں آپ کی تین میٹنگز ہوئیں۔ ایک میٹنگ رات دو بجے تک چلتی رہی۔ اس میں سردار شیر باز مزاری، حاجی مولا بخش سومرو (الٰہی بخش سومرو کے والد) اور جسٹس افضل چیمہ بھی موجود تھے۔ بھٹو صاحب نے کہا اس قرارداد کے منظور ہونے سے پاکستان پیپلز پارٹی کی بہت بدنامی ہوگی۔ لوگ پیپلز پارٹی کو ایک سیکولر پارٹی سمجھتے ہیں۔ علامہ نورانی نے کہا کہ اگر کچھ لوگ اس طرح کی باتیں کرتے بھی ہیں تو آپ کو ان کی پرواہ نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ یہ بات پیپلز پارٹی کے منشور میں شامل ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ بھٹو صاحب بڑی مشکل سے قائل ہوئے تو انھوں نے قرارداد اسمبلی سے باہر اپنی پارٹی کے اراکین کے سامنے رکھی۔ جے رحیم اور شیخ رشید نے اس کی بہت شدید مخالفت کی۔ مگر بھٹو صاحب نے کہا یہ اسلام کی بات ہے یہ ہمارے مذہب کا معاملہ ہے۔ پیپلز پارٹی اس کی مخالفت نہیں کرے گی۔ جے رحیم نے قرارداد کی مخالفت میں بہت ہنگامہ کیا وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ قرارداد اسمبلی میں منظور ہو۔ خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب

Marfat.com

جھوٹے مدعی نبوت کا سر قلم کر کے اس فتنے کا قلع قمع کیا تھا۔ مرزا غلام قادیانی انگریزوں کا پروردہ ایجنٹ اور مسیلمہ کذاب کا پیروکار تھا۔ مرزا غلام قادیانی کے باطل نظریات کی بیخ کنی کا سہرا بھی اسی خانوادۂ صدیقی کے چشم و چراغ عاشق رسول مقبولؐ جانشین امام اعظم ابوحنیفہؒ امام اہلسنت شاہ احمد نورانی صدیقی صاحبؒ کے سر ہے۔

چنانچہ آپ کی پیش کردہ قرارداد پر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے مرزائی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ علامہ نورانی صاحب نے اپنے اخباری بیان میں کہا کہ پارلیمنٹ نے قادیانیوں کے بارے میں جو فیصلہ کیا ہے اس فیصلے کے بعد پچاس ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا اگر اس فیصلے کی موثر طریقے سے تشہیر کی جاتی تو باقی ماندہ قادیانی بھی اسلام قبول کر لیتے۔

سالارِ تحریکِ ختم نبوت شاہ احمد نورانی کو قادیانیوں کی طرف سے پچاس لاکھ کی پیشکش

کراچی کی ایک دعوت کے موقع پر حضرت مولانا ظفر علی نعمانی صاحب اور مفکر اسلام پیروفیسر شاہ فرید الحق صاحب سے آگرہ کے اکبر عادل صاحب سی ایس پی ریٹائرڈ سیکریٹری وزارتِ صنعت و حرفت پاکستان نے ذکر کیا کہ ''آپ کے صدر جمعیت عجیب آدمی ہیں کہ محض اپنی قرارداد سے دو لفظوں کے اخراج پر انہیں بہت بڑی رقم مل رہی تھی جو انھوں نے ٹھکرا دی۔ مفصل واقعہ بیان کرتے ہوئے انھوں نے بتایا کہ اسلام آباد میں تحریک ختم نبوت کے دوران میرے مکان پر علامہ شاہ احمد نورانی کی دعوت تھی ۔ کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ بعض آدمی مرزائی فرقہ کے لاہور گروپ سے متعلق تھے، وہاں آئے اور پوچھا کہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کے یہاں مولانا نورانی تشریف فرما ہیں۔ ہم ان سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان کو اندر لے گیا اور علامہ نورانی سے کہا یہ لوگ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اور حضرت نے فرمایا کیا بات ہے۔ ان لوگوں میں تین چار سرکاری افسر بھی تھے۔ ایک صاحب نے کہا جناب ہم نے سنا ہے کہ آپ نے اپنی قرارداد میں لاہوری گروپ کو بھی غیر مسلم قرار دیا ہے حالانکہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے لہٰذا آپ کی قرارداد میں ہمارا ذکر درست نہیں ہے۔ آپ یوں کریں کہ اپنی قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں ہم اس کے عوض آپ کو پچاس لاکھ روپے پیش کرتے ہیں۔

علامہ نورانی نے فرمایا، آپ کی پیشکش ہمارے جوتے کی نوک پر ہے اس لیے کہ ہمارا جوتا اس پیشکش سے قیمتی ہے۔ مرزا مدعی نبوت ہے اور جو اس کو مجدد، مصلح یا مسلمان مانتا ہے وہ بھی کافر ہے۔ اور میری قرارداد سے کوئی لفظ حذف نہیں ہوگا۔ آپ لوگ یہاں سے نکل جائیں۔ وہ لوگ چلے گئے۔ تو علامہ نورانی نے فرمایا کہ کئی ایسے سرکاری افسر ہیں کہ وہ بار بار ان لوگوں کی سفارش کرتے ہیں کہ صاحب ان لوگوں کا آپ کیوں ذکر لے آئے ہیں۔ یہ تو نبی نہیں مانتے۔ لیکن الحمدللہ! اللہ کریم نے استقامت عطا فرمائی ہے یہ پیسے آنی جانی چیز ہے۔ اصل دولت دولت ایمان ہے اور سرمایہ آخرت ہے۔ (کتاب شاہ احمد نورانی، صفحہ ۱۰)

تاریخ گواہ ہے کہ نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے خلاف جو تحریک خلیفہ اوّل صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع کی تھی وہ ایک صدیقی ہی نے پاکستان میں چلا کر صدیق اکبرؓ کے نقش قدم پر چل کامیابی و کامرانی حاصل کی۔

''خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را''

اگست ۱۹۷۲ء کے ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی کے شمارہ میں سالار ختم نبوت شاہ احمد نورانی کا مرزائیت و قادیانت کے بارے میں ایک انٹرویو شائع ہوا۔ اس مضمون کی مناسبت سے کیے گئے چند سوالات کے جوابات تحریر کیے جاتے ہیں۔

سوال: بیرونی ملک میں کبھی قادیانیوں سے واسطہ پڑا ہے؟

جواب: بیرونی ملک میں متعدد بار قادیانیوں سے واسطہ پڑا ہے۔

Marfat.com

نیروبی، دارالسلام، ماریشس اور لاطینی امریکہ میں سرینام، برٹش، گیانا اور ٹرینی ڈاڈ کے مقامات پر بھی واسطہ پڑا اور مناظرے بھی ہوئے۔

الحمدللہ ان مناظروں میں جو پانچ پانچ چھ چھ گھنٹے جاری رہتے تھے۔ مجمع عام میں قادیانیوں کو مکمل شکست دی۔ قادیانیوں کا لندن سے جو رسالہ نکلتا ہے۔ ''اسلامک ریویو'' اس کے ایڈیٹر سے ۱۹۶۸ء میں ٹرینی ڈاڈ میں مناظرہ ہوا جو ساڑھے پانچ گھنٹے چلتا رہا۔ اور بالآخر وہ کتابیں لے کر بھاگ گئے۔ دوسرا مناظرہ جنوبی امریکہ سرینام کے مقام پر ہوا۔ قادیانیوں کے مشہور مناظر موجود تھے اور انہوں نے راہ فرار اختیار کی۔ نیروبی میں مرزائی مناظر مبارک احمد کے نام سے تھا۔ مناظرہ کی تاریخ مقرر ہوئی لیکن وہ فرار ہو گیا اور اس طرح بے شمار مناظرے ہوتے رہے۔ اور یہ لوگ میدان چھوڑ کر بھاگتے رہے۔ اس طرح میں نے عقیدہ ختم نبوت کو ثابت کیا اور ان کے کفر کو باطل کیا۔

سوال: اس کے نتیجہ میں کچھ لوگوں نے توبہ کی یا ان پر کوئی اثر نہ ہوا؟

جواب: الحمدللہ اس کے نتیجے میں اب تک ۶۰۰ قادیانیوں نے توبہ کی ہے اور یہ مناظروں اور ان کے راہِ فرار اختیار کرنے کے بعد ہوا۔ اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ جھوٹے اور فریبی ہیں۔

سوال: تحریری طور پر آپ نے اس سلسلے میں کیا کچھ کام کیا ہے؟

جواب: افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے جذبہ دینی میں کوئی شبہ نہیں۔ لیکن اس عملی مظاہرہ کچھ دیر سے ہوتا ہے۔ تحریری طور پر انگریزی زبان میں میرے پاس ایک کتاب ہے۔ جس میں، میں نے ایک سو سے زائد آیات اور تین سو سے زائد احادیث نبویؐ سے صراحتاً حضور اکرمؐ کی ختم نبوت کو ثابت کیا ہے۔ لیکن وہ کتاب طبع نہیں ہو سکی۔ اور نہ ابھی اس کے طبع ہونے کی امید ہے اس لیے کہ وہ ضخیم بھی ہے اور اس کی طباعت کے اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں۔ پہلے اس کی طباعت پر ۲۵ ہزار کے خرچ کا اندازہ تھا اب کاغذ کی گرانی کے سبب اس کے اخراجات میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ اس لیے فی الحال اس کی طباعت ممکن نہیں۔ اور دوسری کتاب میں نے اس سلسلے میں لکھی تھی جس کو مرزائی اپنے عقیدے کی بنیاد بناتے ہیں ''حیاتِ مسیح علیہ السلام'' اس میں حضرت عیسیٰ کی حیات کو ثابت کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد کا دعویٰ کہ میں مسیح ہوں۔ جھوٹ پر مبنی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ابھی بھی نہیں ہوا ہے۔ باہر کی دنیا چونکہ مرزائیوں کے حالات سے بہت کم باخبر ہے اور ان کو دھوکہ دینے کا موقع باآسانی مل جاتا ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ انگریزی اور فرانسیسی میں لٹریچر زیادہ سے زیادہ شائع کیا جائے اور تقسیم کیا جائے اگر صاحب خیر مسلمان اس طرف توجہ فرمائیں اور ان کی طباعت کا انتظام کروا دیں اور انہیں مفت تقسیم کروا دیں۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ان کا معاوضہ لوں۔ کوئی بھی انہیں شائع کروا کے کسی بھی قیمت پر فروخت کر سکتا ہے۔ میرا مقصد مسلمانوں کو قادیانیوں اور مرزائیوں کے خطرناک عزائم سے آگاہ کرنا ہے۔

سوال: قیام پاکستان سے لے کر ۱۹۷۲ء کے مالی سال تک بیرونی ممالک کے تبلیغی دوروں پر جو رقم خرچ کی گئی اس میں قادیانیوں کا حصہ تھا یا نہیں؟

جواب: حکومت تبلیغی مقاصد کے لیے جو بھی رقم خرچ کرتی رہی ہے وہ اس سلسلے میں بڑی فراخ دلی سے مرزا ایم ایم احمد کی معرفت تقسیم کراتی تھی۔ ہر مرزائی مبلغ براہِ راست ایم ایم احمد کی اجازت سے اسٹیٹ بینک پہنچتا تھا اور بڑی آسانی سے غیر ملکی زرِ مبادلہ حاصل کر لیتا تھا۔ اور اس کے اعداد و شمار اسٹیٹ بینک سے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ (

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء فاتح قادیان شاہ احمد نورانی کو فتح نصیب ہوئی۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

(فتح النورانی علیٰ مکیدات قادیانی، مفتی عبدالحلیم صدیقی ہزاروی، دارالعلوم غوثیہ، کراچی، ص ۱۱۵۔۱۲۶)

Marfat.com

حرمتِ رسولؐ پر جان بھی قربان ہے

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا اور زکوٰۃ اچھی
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

(مولانا ظفر علی خانؒ)

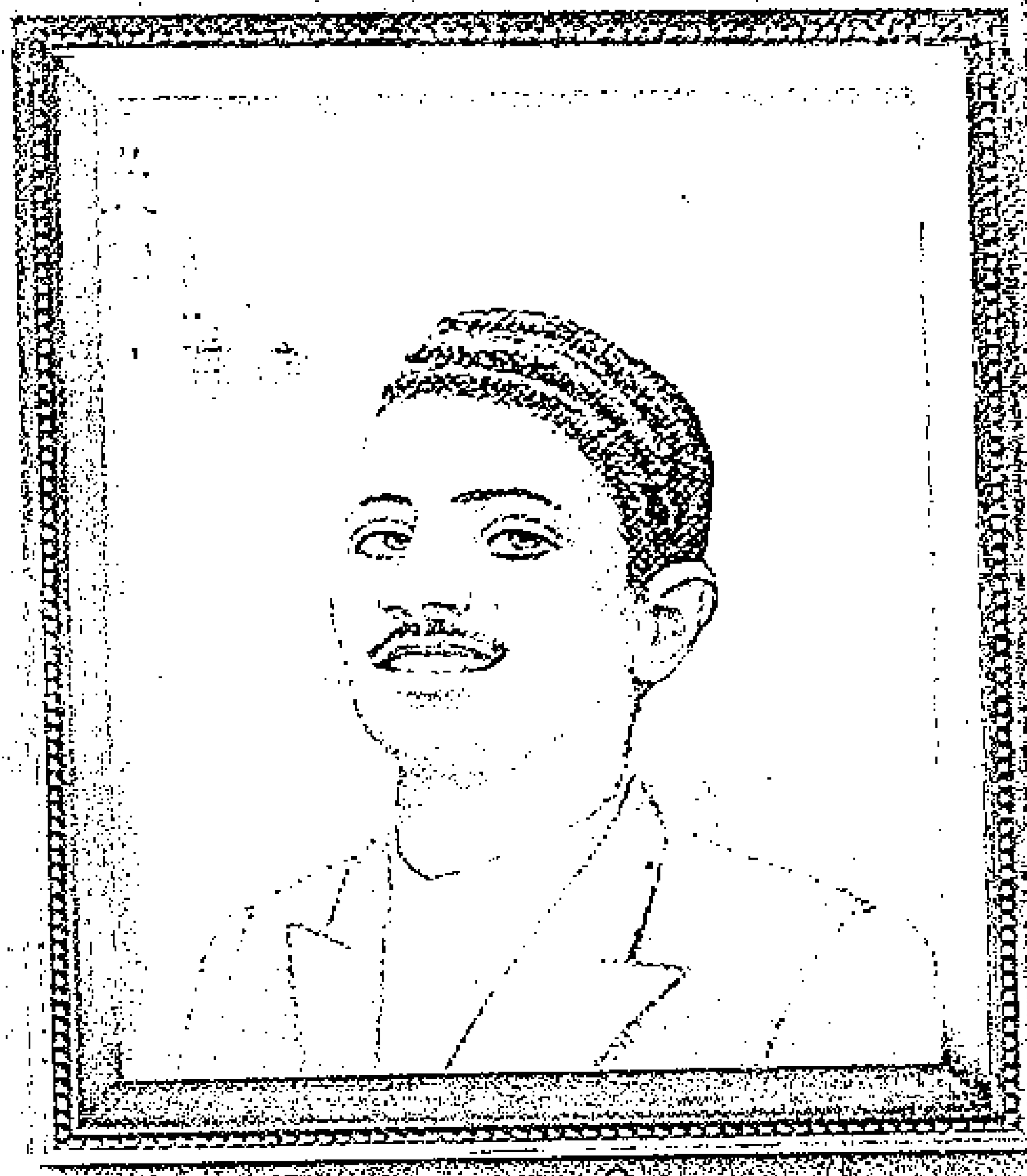

غازی علم الدین شہیدؒ

غازی عبدالقیوم شہیدؒ

ممتاز قادری شہیدؒ

غازی مولانا عبدالستار خاں نیازیؒ

1953ء میں تحریک ختم نبوت - پھانسی کی سزا
بعد میں مولانا مودودیؒ کے ساتھ ختم کر دی گئی

Marfat.com

Marfat.com

ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی

1954ء میں جس وقت ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی کے والد ماجد کا انتقال ہوا، ان کی عمر صرف سترہ سال تھی۔ والد ماجد کی خواہش کے مطابق انہوں نے خواتین میں تبلیغِ دین کا کام کرنے کا تہیہ کیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ پاکستان میں خواتین میں تبلیغ کرنے کی داغ بیل ڈالنے کا سہرا سب سے پہلے ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی کے سر ہے۔ خواتین میں تبلیغی اجتماعات اور تبلیغی کام شروع کرنے کے لیے انہوں نے 1959ء میں خواتین اسلامی مشن کی داغ بیل ڈالی جس کا مقصد دینی، علمی، رفاہی اور سماجی خدمات ہے۔ سترہ سال کی عمر میں ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی نے خواتین کے ایک اجتماع میں تقریر کی۔ چونکہ یہ ان کے دل کی آواز تھی اور جو بات دل سے نکلتی ہے ''اثر'' رکھتی ہے۔ ان کی پہلی تقریر کے دوران بہت سی خواتین کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ ڈاکٹر فریدہ احمد فرماتی ہیں ''اس واقعہ نے میرے اندر اعتماد پیدا کیا اور مجھے اندازہ ہوا کہ میں اپنی بات کو موثر انداز میں لوگوں تک پہنچا سکتی ہوں۔ مرد حضرات کے لیے تو دین کی تعلیم حاصل کرنے اور اس کی تکمیل کے سلسلے میں بڑے مواقع موجود تھے۔ دینی مدارس کے علاوہ تبلیغی جماعتیں بھی تھیں۔ لیکن خواتین کے لیے کوئی ایسا پلیٹ فارم نہیں تھا نہ ہی کوئی ایسی سہولت تھی جہاں وہ دین کے امور سے واقف ہو سکیں۔ خواتین اسلامی مشن نے اجتماعی طور پر خواتین میں علمی اور دینی شعور پیدا کیا اور یہ کہنے میں مجھے کوئی عار نہیں کہ خواتین اسلامی مشن پاکستان کی واحد خواتین کی نمائندہ تنظیم ہے جو خواتین نے صرف اور صرف خواتین کے لیے بنائی ہے۔ جو نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون ملک بھی خواتین کے لیے دینی اور سماجی خدمات انجام دے رہی ہے۔ اس تنظیم کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اس کے مالی اخراجات مشن کی معزز اراکین پورا کرتی ہیں۔ خواتین اسلامی مشن نے آج تک گورنمنٹ آف پاکستان سے اور نہ ہی کسی بیرونی ملک یا ایجنسی سے کوئی مالی معاونت حاصل کی ہے۔'' خواتین اسلامی مشن کی شاخیں پاکستان کے علاوہ مندرجہ ذیل ممالک میں ہیں۔ ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی ان کی سرپرستی کرنے کے علاوہ وقتاً فوقتاً تبلیغ کے سلسلے میں جاتی رہتی ہیں۔

خواتین اسلامی مشن کی شاخیں: (۱) خواتین اسلامی مشن، پاکستان (۲) خواتین اسلامی مشن، ہوسٹن، امریکہ (۳) خواتین اسلامی مشن، ٹورنٹو، کینیڈا (۴) خواتین اسلامی مشن، پیرس، فرانس (۵) خواتین اسلامی مشن، فرینکفرٹ، جرمنی (۶) خواتین اسلامی مشن، ایمسٹرڈیم، ہالینڈ (۷) خواتین اسلامی مشن، ماریشس (۸) خواتین اسلامی مشن، نیروبی، کینیا۔

مندرجہ بالا مراکز پر طالبات کو دین کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اسلام کے زرّیں اُصولوں سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ درس قرآن اور فہم القرآن کے مراکز قائم ہیں۔ یوں تو وقتاً فوقتاً محفلِ میلادؐ منعقد کی جاتی ہے۔ لیکن ماہِ ربیع الاوّل ولادت باسعادت رسولِ عربیؐ کا جشن منانے کے لیے میلاد النبی کانفرنس کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں ملک کے گوشے گوشے سے خواتین شرکت کرتی ہیں اور محبت رسولؐ اور اطاعت رسولؐ کا ذکر سن کر اپنے ایمان کو تازہ اور روح کو جلا بخشتی ہیں۔

ڈاکٹر فریدہ صدیقی کی زیر سرپرستی کراچی کے مختلف علاقوں میں متعدد درسِ قرآن کے مراکز قائم ہیں۔ یہ سارے کے سارے قرآنی درس گاہیں غریب بستیوں میں ہیں تاکہ غریب عوام مستفیض ہو سکیں۔ ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی کا کہنا ہے کہ اسلام کے زرّیں

Marfat.com

اصول کا پرچار Five Star ہوٹلز میں اجتماعات منعقد کر کے نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ غریب بستیوں میں جہاں لوگوں کے پاس استطاعت نہیں ہے، وہاں اسلام کا پیغام پہنچانا اسلام کی صحیح خدمت کرنا ہے۔ آپ کی زیر نگرانی کراچی میں 70 تبلیغی مراکز ترجمۃ القرآن کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں طالبات کو عربی گرامر، حدیث، ابتدائی فقہی مسائل، تجوید القرآن کا Crush Course کرایا جاتا ہے اور اختتام پر اسلامک یونیورسٹی برائے خواتین سے باقاعدہ سرٹیفکیٹ کا اجراء کیا جاتا ہے۔

خواتین اسلامی مشن کے زیر اہتمام مقدس مہینوں میں خواتین کے اجتماعات منعقد کیے جاتے ہیں۔ ماہ ربیع الاوّل میں جلسہ عید میلاد النبیؐ بڑے اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ یوں تو کراچی کے گلی گلی میں خواتین اسلامی مشن کے زیر اہتمام جشن عید میلاد النبیؐ بڑے احترام اور عقیدت کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ 10 ربیع الاوّل کو بالترتیب بین الکلیاتی نعتیہ مقابلے اور تقاریری مقابلے منعقد کیے جاتے ہیں۔ جس میں کراچی کے تمام کالج اور یونیورسٹی کی طالبات شرکت کرتی ہیں۔ 12 ربیع الاوّل کو فقید المثال جشن عید میلاد النبیؐ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ماہ رمضان المبارک میں خواتین اسلامی مشن ہال میں پندرہ روزہ تراویح کا انتظام کیا جاتا ہے اور ''شب قدر'' کی تمام راتوں میں خواتین کا اجتماع ہوتا ہے۔ ماہ محرم میں سیّد الشہداء حضرت امام حسینؓ کی فقید المثال قربانی کی یاد میں دس روزہ پروگرام منعقد کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں یوم خلفائے راشدین، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ کی یاد میں (مخصوص ایام میں) پروگرامز منعقد کیے جاتے ہیں۔ خواتین اسلامی مشن میں ایام حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت فاطمہ الزہراؓ بڑی عقیدت واحترام سے مناتی رہیں۔

(عظیم مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی القادری المدنیؒ (مجلہ)، خواتین اسلامی مشن، پاکستان، ۲۰۰۳ء، ص ۱۲۴ تا ۱۲۸)

(تفصیل کیلئے دیکھئے کتاب ''عظیم مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی القادری المدنیؒ'')

باجی فریدہ احمد صدیقی جب انسپکٹر سب اسکولز کراچی تھیں (اگرچہ عمر میں وہ چھوٹی تھیں لیکن احتراماً میں اُنھیں باجی ہی کہتا تھا) مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے بانی صدر مولانا عبدالحامد بدایونی تھے اور اسی سوسائٹی کے تحت گرلز اسکول بھی چل رہے تھے۔ باجی صاحبہ سے اکثر ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ وہ بہت دین دار، بااخلاق، باکردار خاتون تھیں۔ اور ہوتی بھی تو کیوں نہ، اس لیے کہ مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھیؒ کی تربیت میں ان کے کردار و اخلاق کو مضبوط ترین کر دیا تھا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد اُنھیں نے نارتھ ناظم آباد کراچی میں ایک بہت عالی شان گرلز سیکنڈری اسکول قائم کیا تھا۔ جو 1972ء میں قومیا لیا گیا۔ اُس کا مقدمہ ہائی کورٹ میں چل رہا تھا کیونکہ شوہر نامدار پروفیسر محمد احمد صدیقی سے اکثر ہائی کورٹ میں ملاقات ہو جاتی تھی۔ اس قبل بھی جب وہ مختلف محکموں میں سپلائی کا کاروبار کر رہے تھے تب بھی گاہے گاہے اُن سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ دو تین بار خواتین اسلامی یونیورسٹی میں بھی جانے کا اعزاز حاصل رہا۔ ایک دو دفعہ تو اپنے اسکولوں میں اسلامی تربیت کا کورس مرتب کرنے کے سلسلے میں فریدہ باجی سے معاونت حاصل کی۔ اور ایک دفعہ سردار عبدالرّب نشتر کانفرنس میں تقریر کے لیے جانا ہوا جس کے انتظامات پروفیسر محمد احمد صدیقی فرما رہے تھے۔ جنگ فورم کراچی کے زیر اہتمام ایک کانفرنس میں فریدہ باجی اور باجی قمر النساء سے بھی ملاقات رہی۔ دونوں خواتین انتہائی واجب الاحترام، فعال اور ملت اسلامیہ کی خواتین کے لیے مشعل راہ رہی ہیں۔ **(آزاد بن حیدر)**

Marfat.com

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

(مشائخ عظام وعلمائے کرام کے نام فکر انگیز پیغام)

فاتح قادیان علامہ شاہ احمد نورانیؒ

اس وقت دُنیا کی اکثر مذہبی جماعتیں اپنے اپنے مذاہب سے علیحدگی اختیار کر چکی ہیں۔ جبکہ ہر بڑا مذہب انسان کی تکریم، تقدیس، رواداری اور بھائی چارے کا سبق سکھاتا ہے۔ مائیکل ہارٹ نے اپنی کتاب "One Hundred Men" میں نبی اکرمؐ کو پہلے نمبر پر شائع کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کو تیسرے نمبر پر اور حضرت موسیٰؑ کو ساتویں نمبر پر۔ مصنف لکھتا ہے کہ جتنا عظیم الشان، مفصل مذہب پیغمبرِ اسلام نے دیا ہے اس مرتبے کا کوئی اور مذہب نہیں ہے۔ (علامہ اقبالؒ نے ایک سو سال پہلے تمام عالم انسانیت کو خبردار کر دیا تھا کہ اگر مذہب کو سیاست سے علیحدہ کر دیا گیا تو انارکی پھیلے گی۔ دہشت گردی عام ہو جائے گی اور تم خود بھی اپنی تباہی کا سامان پیدا کرو گے۔) ان سطور کی روشنی میں علامہ شاہ احمد نورانیؒ کا پیغام سنہری حرفوں میں لکھا جائے گا۔ اور اس کی زیادہ سے زیادہ ترویج ہونی چاہیے۔ جناح تھنکرز فورم اس کو کثیر تعداد میں شائع کر رہا ہے۔ اور آپ بھی اس پر عمل کریں اور جلسے میں اس کو کثیر تعداد میں شائع فرما کر تقسیم کریں۔ علامہ شاہ احمد نورانیؒ کا یہ پیغام گھر گھر پہنچائیں اور اس کو ایک تحریک کی شکل دیں۔ یہی آج کی اصل ضرورت ہے۔ فاتحِ قادیان، سالارِ تحریک ختم نبوت شاہ احمد نورانیؒ کے مشن کو زندہ رکھیں۔ (آزاد بن حیدر)

سالارِ تحریک ختم نبوت علامہ شاہ احمد نورانیؒ کے فکر انگیز پیغام سے پہلے خاکسار شمس العلماء خواجہ حسن نظامیؒ کے سفرنامے کا ایک ورق آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ تاکہ علامہ شاہ احمد نورانیؒ کا پیغام اُس کی روح کے مطابق سمجھا جاسکے۔ خواجہ حسن نظامیؒ اپنے سفرنامے میں تحریر کرتے ہیں کہ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز تحریک خلافت سے کیا۔ تحریک خلافت کے زمانہ میں شمس العلماء خواجہ حسن نظامیؒ اجمیر شریف پہنچے تو وہاں کسی نوجوان کی تقریر کا چرچہ سنا۔ جہاں کہیں جاتے اس تقریر کا تذکرہ سنتے۔ لہٰذا اُنھوں نے اس نوجوان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی اور دوسرے دن ایک اٹھارہ انیس سالہ نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے کہا گیا ''یہ عبدالحامد، مولانا عبدالماجد بدایونی کے چھوٹے بھائی ہیں''۔ تحریک خلافت کے دوران جس طرح ہمہ گیر شہرت علی برادران کو ملی تھی اس قسم کا چرچہ بدایونی

Marfat.com

برادران کا بھی ہونے لگا۔

''مولانا عبدالحامد بدایونی میرے پرانے دوستوں میں ہیں اور مسلم لیگ کی حمایت و خدمت سالہا سال سے کرتے آئے ہیں۔ میرے پہلے سفر (پاکستان) کے زمانے میں انہوں نے مجھے اور مولانا جمال میاں فرنگی محلی کو جمعیۃ علمائے پاکستان کی طرف سے شاندار پارٹی دی تھی اور ہم دونوں کی نسبت سے قصیدے بھی پڑھے گئے تھے اور ہم دونوں نے تقریریں بھی کی تھیں۔ مگر جب میں دہلی واپس آیا تو یکا یک کراچی کے اخباروں سے معلوم ہوا کہ مولانا کو تین ماہ کے لئے سیفٹی ایکٹ کے تحت نظر بند کر دیا ہے۔ پھر میں دوبارہ کراچی پہنچا تو مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی کی نسبت یہ سنا کہ ان کی قید کے تین دن باقی ہیں اور سزا میں توسیع کا اندیشہ ہے۔ میں سوچنے لگا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ آخر یہی فیصلہ کیا کہ مجھے ان کی رہائی کی سفارش کرنی چاہیے۔ چنانچہ میں خواجہ شہاب الدین صاحب کے پاس گیا اور ان سے سفارش کی اور انہوں نے مولانا کو فوراً رہا کر دیا۔ یعنی تین دن جو باقی تھے ان سے بھی درگزر کی۔ میں ان کا بہت ممنون ہوا۔ میرے حضرت، خواجہ نظام الدین اولیاءؒ بھی بدایونی تھے اور دہلی کی اقامت کے زمانے میں انہوں نے سات بادشاہوں کا تخت نشین ہونا اور تخت سے اُترنا یا مرنا دیکھا تھا، مگر ہمیشہ بادشاہوں کی سیاست سے الگ رہے۔ اس واسطے جی چاہا کہ حضرت مولانا عبدالحامد صاحبؒ کے پاس جاؤں اور عرض کروں کہ آپ بھی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کیجئے۔ مگر دل نے جواب دیا کہ اگر مولانا عبدالحامد صاحب جیسے پرانے سیاسی کام کرنے والے مسلمانوں کی حکومت بن جانے کے بعد سیاست سے الگ ہو جائیں گے تو مسلمان قوم کو سیاست کے دینی رخ سے کون آگاہ کرے گا۔'' (سفر نامہ پاکستان: خواجہ حسن نظامی، ص ۷۶)

علامہ شاہ احمد نورانیؒ کا فکر انگیز پیغام
مشائخ وعلمائے اہل سنت کے نام - خدارا
اِسے پڑھیے، بار بار پڑھیے اور عمل کیجیے۔
ورنہ اُمتِ مسلمہ پر فاتحہ پڑھ ڈالیے۔
(آزاد بن حیدر)

حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ سب نے حکومت قائم کی ہے اور حکومت قائم کرنا ہی سیاست ہے پھر تو ثابت ہوا کہ سیاست میں حصہ لینا نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہے۔ اگر سیاست میں حصہ لینا جرم ہوتا اور یہ بری بات ہوتی تو حضور ﷺ یہ کبھی نہ فرماتے:

من لم یعتم به امور المسلمین فلیس منا (مسلم شریف)

ترجمہ ''جو مسلمانوں کے معاملات کی فکر نہ کرے وہ میری اُمت میں سے نہیں ہے۔''

اگر علماء خود گوشہ نشین ہو کر بیٹھ جائیں اور کہیں کہ میں اخبار نہیں پڑھتا، مجھے نہیں معلوم کہ اری ٹیریا میں مسلمانوں کا قتل عام کیوں ہو رہا ہے؟ لیبیا کہاں ہے اور امریکہ نے لیبیا پر حملہ کیوں کیا ہے؟ مجھے نہیں معلوم کہ ہندوستان میں مسلمانوں

Marfat.com

کا قتل عام کیوں ہو رہا ہے؟ میں تو مراقبے میں مصروف ہوں۔ میں تو تسبیح گھما رہا ہوں۔ مجھے فرصت نہیں ہے میرے پاس وقت نہیں ہے۔

ارے جب جنگلی سور بن کر ریگن کبھی لیبیا پر، لبنان پر اور کبھی دیگر مسلم ممالک پر حملے کرتے پھر رہا ہے، وہ کبھی اپنے پالتو غنڈے یہودی اسرائیل کو مسلمانوں کے پیچھے لگا دیتا ہے اور کبھی خود مارتا ہے۔ امریکہ عالم اسلام کا دشمن ہے اور روس بھی عالم اسلام کا دشمن ہے۔ روس کئی سالوں سے افغانستان میں خون کی ہولی کھیل رہا ہے۔

اب اگر کوئی یہ معاملات سنائے اور پھر کہہ دے کہ ہاں ہوگا لیکن میں تو سیاست میں نہیں پڑتا۔ میں نے تو کبھی اخبار کا مطالعہ ہی نہیں کیا۔ یہ سب سیاسی باتیں ہیں تو پھر سن اور غور سے سن!

جب تجھے مسلمانوں کے معاملات سے نسبت نہیں ہے تو پھر تیری اسلام سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ تیری دنیا و آخرت دونوں برباد ہو گئیں۔ اللہ و رسول اور اسلام سے مسلمانوں سے وابستگی کا عالم تو یہ ہونا چاہیے کہ تیرا دل مسلمانوں کے ساتھ دھڑکے تو ان کے دُکھ سُکھ کا ساتھی ہو لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ویسا بھی نہیں ہے جیسے تو چاہتا ہے۔

میرے محترم بھائی! فکر کرو اسلام کی مسلمانوں کی اور خود اپنی تاکہ تم ایک مردِ مومن کی زندگی گزار سکو۔ اگر خانقاہوں کی رونق بڑھانا اسلام کا مقصود ہوتا تو جب یزید کی شکایتیں آرہی تھیں تو امام حسینؓ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ میرا کیا تعلق ہے؟ مجھے کیا معلوم کہ یزید کیا کر رہا ہے اور کیا نہیں کر رہا؟ میں تو نانا جان ﷺ کی گدی پر بیٹھا ہوا ہوں۔ امام حسینؓ حضورِ پُرنور ﷺ کی گدی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ روئے زمین پر اس سے بڑی اور مقدس گدی کوئی نہیں تھی۔ لوگ آتے تھے، امام حسینؓ کے ہاتھ چومتے تھے، امام حسینؓ کو کیا ضرورت تھی کہ وہ خم ٹھونک کر بدکردار حاکم کے مقابلے پر اُتر آتے لیکن آپ نے گدی پر بیٹھنا پسند نہیں کیا۔

..........حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا نورِ عین، علیؓ مشکل کشا کا گوشۂ جگر اور اپنے نانا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دل بند شریعت محمدیؐ کے نفاذ کے لیے مدینۃ النبیؐ چھوڑ کر اپنے بہتر (۷۲) نفوسِ قدسیہ کے ساتھ کربلا کو روانہ ہو گیا۔ اپنے عزیز و اقارب کو اللہ کی راہ میں شہید کر دیا اور پھر خود اپنے نانا کی طرف سے اپنے ابا کو تحفے میں دی ہوئی ذوالفقار کو تھامے ہوئے لشکر یزید پر ٹوٹ پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے پشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ کسی شاعر نے خوب لکھا ہے:

نانا نے بتایا تھا کہ اے جانِ محمدؐ
مائل بہ خزاں ہو جو گلستانِ محمدؐ
اُس وقت دکھانا ہے تمہیں شانِ محمدؐ
پھر چشم فلک حیران ہوگئی

شاعر نے کہا:

یہ کون ذی وقار ہے بلا کا شہ سوار ہے
کہ ہے ہزاروں ظالموں کے سامنے ڈٹا ہوا

یہ بالیقیں حسینؓ ہے نبیؐ کا نورِ عین ہے
کہ جس کی ایک ضرب سے، کمالِ فنِ حرب سے

Marfat.com

[illegible]

[illegible] 40 [illegible] 80 [illegible]

[illegible]

قیمت ہے شمع کہیں بھی ہو [illegible]
گر حجرے میں روشن ہو سکتی تھی شمع [illegible]

اگرچہ امام حسینؓ کے کردار کی روشنی میں شمع سے پوچھ رہے ہیں [illegible] اس کے مقابلے میں آندھی [illegible] اس میں ہمت نہیں ہے۔ اگر ایمان کی شمع حجرے میں روشن ہو سکتی تھی تو امام حسینؓ اس کو زیادہ بہتر انداز سے روشن کر سکتے تھے۔ لیکن امام حسینؓ نے بتایا کہ ایمان کی شمع حجرے میں روشن ہوتی ہے اور جب وقت پڑے تو کربلا میں بھی روشن ہوتی ہے۔

امام حسینؓ سب سے پہلے آدمی تھے جنہوں نے یزید کو چیلنج کیا۔ جب وقت پڑا تو گھر چھوڑ کر اپنے فرض کی تکمیل کے لیے مدینے سے نکل پڑے۔ آپ نے

Marfat.com

مدینہ شریف کی گدی چھوڑ دی۔ وہ جو بڑی مقدس گدی تھی۔ حسینؓ کے نانا جان کی گدی، دونوں جہان کے تاجدار کی گدی، عرشیوں کے آقا اور فرشیوں کے داتا کی گدی، عرشیوں کے آقا فرش نشیں تھے۔ یہ وہ گدی تھی جہاں صبح و شام روزانہ ستر ہزار فرشتے اُترتے تھے۔ اتنی مقدس گدی پر امام حسینؓ بیٹھے ہوئے تھے لیکن جب وقت آیا تو کہا کہ نہیں...... نہیں......! اب نانا جان کے دین کی حفاظت کرنی ہے۔ اب دین کی بقاء کے لئے فنا کا جام اُٹھانا ہے۔

دیکھو! جب ہندوستان کی سرزمین پر اکبر کے شاہی دین الٰہی نے فساد برپا کیا۔ جہانگیر کا دورِ حکومت تھا۔ ایک بزرگ سجادہ نشین تھے۔ وہ خانقاہ میں بیٹھے رہتے تھے۔ اس بزرگ نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کے معاملات بگڑ رہے ہیں۔ بادشاہ سجدہ کرواتا تھا۔ گردنیں جھکواتا تھا۔ شراب پیتا ہے اور دین کی حرمت کو پامال کر رہا ہے تو یہ سب کچھ دیکھ کر وہ بزرگ کھڑے ہو گئے، ڈٹ گئے، جب شاہ کے دربار میں بلایا گیا، جھکنے سے انکار کر دیا۔ بقول اقبالؒ:

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان

یہ بزرگ مجدد الف ثانی امام ربانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ سلسلہ عالیہ نقش بندیہ کے پیشوا تھے۔

اسی ہندوستان میں جب خواجہ اجمیریؒ تشریف لائے۔ اجمیر شریف میں قیام فرماتے۔ آپ کی تبلیغی سرگرمیوں سے تنگ آ کر ہندوؤں نے آپ کے گرد گھیرا تنگ کر لیا۔ پریشان کرنے لگے۔

آپ نے استقامت کا مظاہرہ کیا لیکن ہندو جب پھر بھی باز نہ آئے تو کہا اچھا بہت بڑھ گئے ہو۔ تم اسلام کا راستہ بزورِ قوت روکتے ہو تو ایسا نہیں ہوگا۔

کہا! آؤ شہاب الدین غوری ہندوستان پر حملہ کر کے یہاں حکومت پر قبضہ کر لو۔ بیچ میں سیاست تو آ گئی۔ ورنہ شہاب الدین غوری کو جو خود حاکم تھا۔ دوسری حکومت پر حملہ کرنے کی دعوت نہ دی جاتی۔ اگر مسلمانوں کے معاملات کی فکر کرنا اتنا ہی معیوب تھا تو سلطان الہند خواجہ معین الدین اجمیریؒ کو آج کل کے مشائخ کی طرح ضرور کہنا چاہیے تھا کہ: ''کون شہاب الدینؒ؟'' کون محمود غزنویؒ؟ اور کون پرتھوی راج؟ مجھے ان معاملات سے کیا نسبت ہے؟ میں ایسی باتوں میں نہیں پڑتا ہوں۔''

لیکن آپ نے فرمایا ''شہاب الدین غوری! تمہیں ہندوستان کے تخت پر بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ آگے بڑھو حملہ کرو اور دہلی پر قبضہ کر لو۔''

اللہ کے ولی کو تو حجرہ نشین ہو جانا چاہیے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اُنھوں نے وہی کیا جو کرنا چاہیے تھا۔ پتہ نہیں لوگ سیاسی معاملات سے اتنے بے خبر کیوں رہتے ہیں؟ جبکہ اپنے ذاتی معاملات سے بڑے باخبر ہوتے ہیں۔ بینک بیلنس بنانے میں، جائیداد خریدنے میں اور مریدوں سے نوٹ وصول کرنے میں بیحد محتاط ہوتے ہیں۔

یہ ایک طریقہ چل گیا ہے کہ لوگ مصلحت پسند ہو گئے ہیں۔ انگریز کی اور یہود و ہنود کی بڑی منظم سازش ہے کہ اسلام پسندوں کو اسلام کے صرف ایک شعبے یعنی عبادت تک

Marfat.com

محدود کر دیا جائے اور اسلام کے دوسرے شعبوں پر غیر مستحق، دین سے نابلد اور مفاد پرست لوگوں کو ٹھونس دیا جائے تاکہ مسلمانوں کے اندر اصلاح کی کوئی تحریک کامیاب نہ ہو۔

(اسلام، سیاست اور فوجی جرنیل، فضیلت مآب مجاہد ختم نبوت، حضرت شاہ احمد نورانی صدیقیؒ، ماہنامہ پیامِ حرم، شوال المکرم ۱۴۲۹ھ، کراچی، صفحہ 11 تا 15)

خودغرض سیاستدانوں نے شہید ملت لیاقت علی خانؒ کی شہادت کے بعد وارث الانبیاءؑ علمائے کرام کے لیے صرف ایک وظیفہ مقرر کر دیا کہ جب کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو وہ کان میں اذان کہیں۔ جب کوئی مر جائے تو وہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھے۔ اور سوئم یا چالیسواں ہو تو آکر دُعائے خیر پڑھیں اور بس۔ ان کو سیاست میں مت آنے دو۔ لیکن آفرین صد آفرین علامہ شاہ احمد نورانیؒ نے خودغرض سیاستدانوں کے اس طلسم کو توڑ دیا اور جمعیت علمائے پاکستان کے پلیٹ فارم سے تحریک نظامِ مصطفیٰؐ کا آغاز کیا جس نے سیاست کے ایوانوں میں تہلکہ مچا دیا۔ سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ کے بعد پاکستان بھر میں علامہ شاہ احمد نورانیؒ صفِ اوّل کے سیاستدانوں میں شامل ہو گئے۔ میرے دیرینہ دوست برادرم رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ نے پنجاب میں تہلکہ مچا دیا۔ سارے ایوان کپکپانے لگے۔ ایک سازش کے تحت ایک اسکینڈل تیار کیا گیا۔ جس سے وہ ہیرو زیرو بن گیا اور فائدہ کس کو ہوا......؟ اُس کی جگہ اُصولاً جمعیت علمائے پاکستان کا کوئی رہنما ہی پی این اے تحریک کا جنرل سیکریٹری ہو سکتا تھا۔ مگر سازشی ٹولے نے ایسا نہ ہونے دیا۔ افسوس! صد افسوس۔ تحریک نظام مصطفیٰؐ یا دیگر تحریکیں ہوں اس میں مخالفین تحریک پاکستان بظاہر بڑے خلوص سے اپنے آپ کو اس میں پیش کر دیتے ہیں۔ یہ سنپولیے قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان میں آ گئے۔ انھوں نے اپنا مشن جاری رکھا اور پاکستان کا دودھ پی پی کر سانپ بن گئے اور اب تو وہ اژدھا بن گئے ہیں۔ خدارا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت سے بننے والے اس پاکستان کو بچانے کے لیے تمام اہل سنت کی جماعتیں جو ڈیڑھ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر اپنی اپنی ڈفلی بجا رہی ہیں متحد ہو جائیں۔ سنی کانفرنس 1946ء میں ہم نے یہ عہد کیا تھا کہ ہم پاکستان کو مدینہ اسٹیٹ کی طرز پر ایک ایسی مملکت بنائیں گے جس میں قرآن اور سنت ہی ہمارا آئین ہوگا۔ یہاں پر سود عام ہے۔ سپریم کورٹ کی شریعت بینچ اسے حرام قرار دے چکی ہے۔ مگر کوئی ہے؟ جو اس سودی نظام کو چیلنج کرے۔ کون ہے؟ بتائیے؟ کون ہے......؟ سودی نظام کے خاتمے کے بغیر نظامِ مصطفیٰؐ قائم نہیں ہو سکتا۔ آیئے ہم اپنے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اپنی جان، مال، بیٹے، بیٹیاں قربان کرنے کا عہد کریں۔ صرف عہد نہ کریں، عمل بھی کریں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے
(اقبالؒ)

(آزاد بن حیدر)

☆☆☆

Marfat.com

علامہ جمیل احمد نعیمی کا
مشائخ عظام اور علمائے کرام کے نام کُھلا خط
ع نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری

ان سطور کے ذریعے اہلسنّت کے تمام علماء کرام، مشائخ عظام اور دینی وسماجی راہ نماؤں اور قائدین کی خدمت میں یہ التجا ہے کہ موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق قلم وقرطاس اور جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے اپنے دین اور مسلک کے پیغام کو گھر گھر پہنچائیں اور اس کے لیے ضروری ہے کہ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی دینی علوم اور اسلامی تربیت سے آراستہ کریں اور بجائے اس کے کہ جو جسمانی، روحانی اور علمی صلاحیتیں، توانائیاں اور پیسا ہم محافل میلاد، محافل نعت، گیارہویں شریف اور محافل اعراس کے لنگر اور روشنیوں میں خرچ کرتے ہیں، اس رقم کا کچھ حصہ ہم تحریری، تصنیفی اور تبلیغی کاموں میں صرف کریں اور اپنے مستند ومعتبر علماء کرام اور مفتیانِ عظام کی تحریروں کو گھر گھر پہنچائیں اور علماء اہلسنّت کی سرپرستی میں گھر گھر درسِ قرآن اور درسِ حدیث منعقد کرنے کا اہتمام کریں تاکہ عقائد اور اعمال میں درستی ہو اور دین کا پیغام عام ہو۔

مشائخ کرام اور سجادہ نشینوں کے نام ایک ادنیٰ سا پیغام ہے کہ خدارا اپنے خانقاہی نظام کو درست طریقے سے چلائیں اور مزاراتِ اولیاء پر زائرین جو غیر شرعی حرکات اور خرافات کرتے ہیں ان کا فی الفور سدباب کریں۔ اعراس کے موقع پر خانقاہوں پر دینی وعلمی محافل کا انعقاد کریں اور آنے والے زائرین اور عقیدت مندوں کی صحیح شرعی راہنمائی کا بندوبست کریں۔ خانقاہوں سے صرف محافل نعت وسماع پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ اپنے مراکز کو دین کی صحیح تبلیغ واشاعت کے لیے استعمال کریں کہ یہی آپ کا فرض بلکہ ملی قرض ہے۔ بہ قولِ شاعر:

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری

واحسرتا: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی" فرماتے ہیں:

اہلِ سنت بہرِ قوالی و عرس
دیوبندی بہرِ تصنیفات و درس
خرچ سُنی بر قبور و خانقاہ
خرچ نجد بر علوم و درس گاہ

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی" اس بات پر افسوس اور حسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اہلسنّت کے علماء، مشائخ، صوفیہ اور عوام قوالیاں اور اعراس منعقد کرنے پر اپنا مال ومتاع خرچ کرتے ہیں جبکہ دیوبندی اپنا مال کتابیں لکھنے اور درس وتدریس کا انعقاد کرنے میں خرچ کرتے ہیں۔ اسی طرح سنیوں کا خرچ مزارات اور خانقاہوں کے بنانے اور ان کی تزئین وآرائش پر ہوتا ہے جبکہ نجدیوں اور وہابیوں کا خرچ علوم وفنون کے فروغ دینے اور درس گاہیں (یعنی مساجد، مکاتب اور مدارس) قائم کرنے پر خرچ ہوتا ہے۔ (روشن دریچے، حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی چشتی صابری، دار العلوم نعیمیہ، کراچی، ص ۲۲-۲۳)

(مدارس میں تاریخ اسلام، مسلم سائنسدانوں کے کارنامے، عربی اور فارسی بول چال کے تقریری مقابلے کرائے جائیں۔ تاریخ اسلام، تحریک پاکستان میں علماء ومشائخ کے کردار ونظریہ پاکستان پر بھی کتابیں نصاب میں شامل کی جائیں تاکہ مدرسوں کا معیار اور وقار بلند ہو۔ آزاد بن حیدر)

Marfat.com

سیّدی ومرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ صرف زاہدِ خشک نہ تھے بلکہ کبھی کبھی ان کا جذبۂ ظرافت جاگ اُٹھتا تھا۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

☆......ایک دفعہ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے الجزائر کے علامہ بشر ابراہیمیؒ کی دعوت کی۔ علامہ ابراہیمیؒ نے برصغیر کے علماء کی بے عملی پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں کو وعظ ونصیحت کا سلسلہ مسجدوں تک محدود نہیں رکھنا چاہیے۔ ایک عیسائی مبلغ غریبوں اور بیماروں کی غلیظ بستیوں میں بھی جا کے اپنا کام کرتا ہے۔ آپ لوگ سینماؤں اور ناچ گھروں میں جائیں، طوائفوں کے کوٹھوں پر جائیں اور لوگوں کو گناہ آلودہ زندگی ترک کرنے کی نصیحت کریں۔ اس کے بعد علامہ ابراہیمیؒ ایک بظاہر ضعیف العمر عالم دین کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا، آپ پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتا، آپ کل سے طوائفوں کے علاقے میں اپنا کام شروع کردیں۔ مولانا بدایونیؒ کا جذبۂ ظرافت جاگا اور اُنھوں نے کہا۔ آپ ان کو حکم نہ دیں میں اس کام کے لیے حاضر ہوں۔ علامہ ابراہیمیؒ نے کہا نہیں، یہ بزرگ ہیں ان ہی کو جانا چاہیے۔ مولانا بدایونیؒ نے کہا میں پھر عرض کرتا ہوں کہ اپنا حکم واپس لے لیجیے۔ علامہ ابراہیمیؒ نے جب وجہ پوچھی تو مولانا بدایونیؒ نے مسکراتے ہوئے کہا مولانا نے حال ہی میں ایک نیا عقد فرمایا ہے۔ ☆......ایک دفعہ ذکر ہے کہ صدر ایوب خان ایک استقبالیے میں فریئر ہال کراچی میں تشریف لائے۔ اُن کے آنے پر تمام حاضرین کھڑے ہوگئے۔ مولانا احتشام الحق تھانویؒ، سیّدی ومرشدیؒ کے ساتھ کھڑے تھے۔ سیّدی ومرشدیؒ نے مولانا احتشام الحق تھانویؒ صاحب سے فرمایا کہ آپ تو قیام کے قائل ہی نہیں ہیں۔ آپ کیوں کھڑے ہوئے ہیں۔ (راوی آزاد بن حیدر) ☆......ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ صدر ایوب خان بیرونِ ملک دورے پر جارہے تھے۔ مولانا احتشام الحق تھانویؒ ایئرپورٹ پر پہنچے اور صدر ایوب کو امام ضامن باندھا۔ دوسرے روز سیّدی ومرشدیؒ نے مولانا احتشام الحق تھانویؒ کو کہا کہ جو کام علامہ ابن حسن جارچویؒ نے کرنا تھا وہ آپ نے کردکھایا۔ ☆......ایک دفعہ ذکر ہے کہ سیّدی ومرشدیؒ اور مولانا احتشام الحق تھانویؒ دونوں رویت ہلال کمیٹی کے ممبر تھے۔ سیّدی ومرشدیؒ نے اعلان کیا کہ چاند نظر آگیا ہے۔ جبکہ مولانا احتشام الحق تھانویؒ نے اعتراض کیا۔ دوسرے دن عید کے روز خادم حسب معمول نمازِ عید کے بعد سیّدی ومرشدیؒ کی قیام گاہ پر موجود تھا۔ مولانا احتشام الحق تھانویؒ کا فون آیا۔ سیّدی ومرشدیؒ نے فرمایا کہ مولانا آپ تو روزے سے ہوں گے۔ میں اور آزاد بن حیدر سویاں کھا رہے ہیں۔ لیکن اس پر فاتحہ اور درود پڑھا ہوا ہے۔ ☆......سیّدی ومرشدیؒ جب ختم نبوت کے سلسلے میں جیل میں تھے تو وہاں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری بھی تھے۔ ان کو کھانے پر دعوت دی گئی اور ان کو بتایا گیا کہ کھانے پر فاتحہ اور درود پڑھی ہوئی ہے۔ وہ کھانے میں شامل ہوگئے۔ اور سیّدی ومرشدیؒ سے کہا کہ کچھ بھی ہو کھانا بڑا مزے دار ہے۔ <u>ذہانت:</u> شاہ فیصل کو رمضان کے مہینے میں بیچ لگژری ہوٹل کراچی میں افطار پارٹی دی گئی۔ سیّدی و مرشدیؒ نے مفتی غلام قادر کشمیریؒ کو ہدایت کی کہ جونہی اذان ہو آپ پانی پی کر اذان دینا شروع کردیں اور سیّدی ومرشدیؒ مصلّے پر پہنچ گئے۔ اور تمام حاضرین نے اُن کی امامت میں نمازِ مغرب ادا کی۔

Marfat.com

اے کہ تیرے وجود پر خالقِ دوجہاں کو ناز
اے کہ تیرا وجود ہے، وجہِ وجودِ کائنات

اے کہ تیرا سرِ نیاز، حدِ کمالِ بندگی
اے کہ تیرا مقامِ عشق، قربِ تمام عینِ ذات

اے کہ تیری زبان سے ربِّ قدیر گل فشاں
وحیٔ خدائے لم یزل، تھی تیری ایک ایک بات

اے کہ تو فخرِ آدمی، واقفِ سرِّ عالمی
لوح وقلم سے بے نیاز، تیرے علومِ شش جہات

تیرے بیاں سے کُھل گئیں، ترے عمل سے حل ہوئیں
منطقیوں کی اُلجھنیں، فلسفیوں کی مشکلات

خوگرِ بندگی جو تھے ، تیرے طفیل میں ہوئے
مالکِ مصر و کاشغر، وارثِ دجلہ و فرات

مدحتِ شاہِ دوسرا مجھ سے بیاں ہو کس طرح
تنگ میرے تصورات ، پست مرے تخیلات

(خلق،نواب بہادر یار جنگ)

Marfat.com

درود وسلام کی حقیقت واہمیت

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

آیتِ درود وسلام کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو سے قبل ضروری سمجھتا ہوں کہ چند معروف اُردو مترجمین قرآن کے ترجمے بھی پیش کردوں تاکہ آیت کریمہ میں جو لفظ ''صلوا'' استعمال ہوا ہے اس کی وضاحت کے ساتھ ساتھ مترجمین قرآن کا اظہارِ عقیدت بھی سامنے آجائے۔ ملاحظہ کیجیے چند معروف اُردو مترجمین کے تراجم:

۱۔ تحقیق اللہ اور فرشتے اس کے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی کے، اے لوگو! جو ایمان لائے ہو درود بھیجو اوپر اس کے اور سلام بھیجو۔ (شاہ رفیع الدین دہلوی)

۲۔ اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں رسول پر اے ایمان والو رحمت بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کہہ کرے۔

حاشیہ پر لکھا ہے: ''یہ حکم ادا ہوتا رہتا ہے نماز میں: **السلام علیک ایھا النبی** اور **اللھم صل علیٰ محمد**۔ اللہ سے رحمت مانگی اپنے پیغمبر پر ان کے ساتھ ان کے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے۔ ان پر ان کے لائق رحمت اُتری اور دس رحمتیں اُترتی ہیں مانگنے والے پر اب جتنا چاہے اپنے اوپر حاصل کرے۔'' (ترجمہ وحواشی شاہ عبدالقادر دہلوی)

۳۔ خدا اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں مومنوتم بھی ان پر درود اور سلام بھیجا کرو۔

حاشیہ پر لکھا ہے: ''یہ حکم ادا ہوتا ہے نماز میں۔ **السلام علیک ایھا النبی و رحمة اللّٰہ و برکاتہٗ** اور **اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ اٰل سیدنا محمد**......''۔ (فتح محمد جالندھری)

۴۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر پر، اے ایمان والو تم بھی آپ ﷺ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

حاشیہ پر لکھا ہے: ''اللہ تعالیٰ کا رحمت بھیجنا تو رحمت فرمانا ہے اور مراد اس سے رحمت خاصہ ہے جو آپ کے شانِ عالی کے مناسب ہے اور فرشتوں کا رحمت بھیجنا اور اسی طرح جو رحمت کے بھیجنے کا ہم کو حکم ہے۔ اس سے مراد اس رحمت خاصہ کی دعا کرنا ہے اس کو ہمارے محاورے میں درود کہتے ہیں اور اس دعا کو کرنے سے حضور ﷺ کے مراتب عالیہ میں بھی ترقی ہو سکتی ہے اور خود دُعا کرنے والے کو بھی نفع ہوتا ہے۔'' (مولوی اشرف علی تھانوی)

۵۔ اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود پڑھو اور خوب سلام بھیجو۔ (قاضی ثناء اللہ مجددی)

۶۔ اللہ اور اس کے ملائکہ نبی پر درود بھیجتے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو۔ (مولوی سید مودودی)

۷۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔ (امام احمد رضا خاں قادری بریلوی)

(تفصیل کیلئے دیکھئے: درود وسلام کی اہمیت، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، خانقاہ قادریہ رضویہ مجددیہ، کراچی، ص ۴۳-۴۵)

Marfat.com

باب اوّل

جذباتِ حامد

حمد و نعت اور مناقب و سلام

Marfat.com

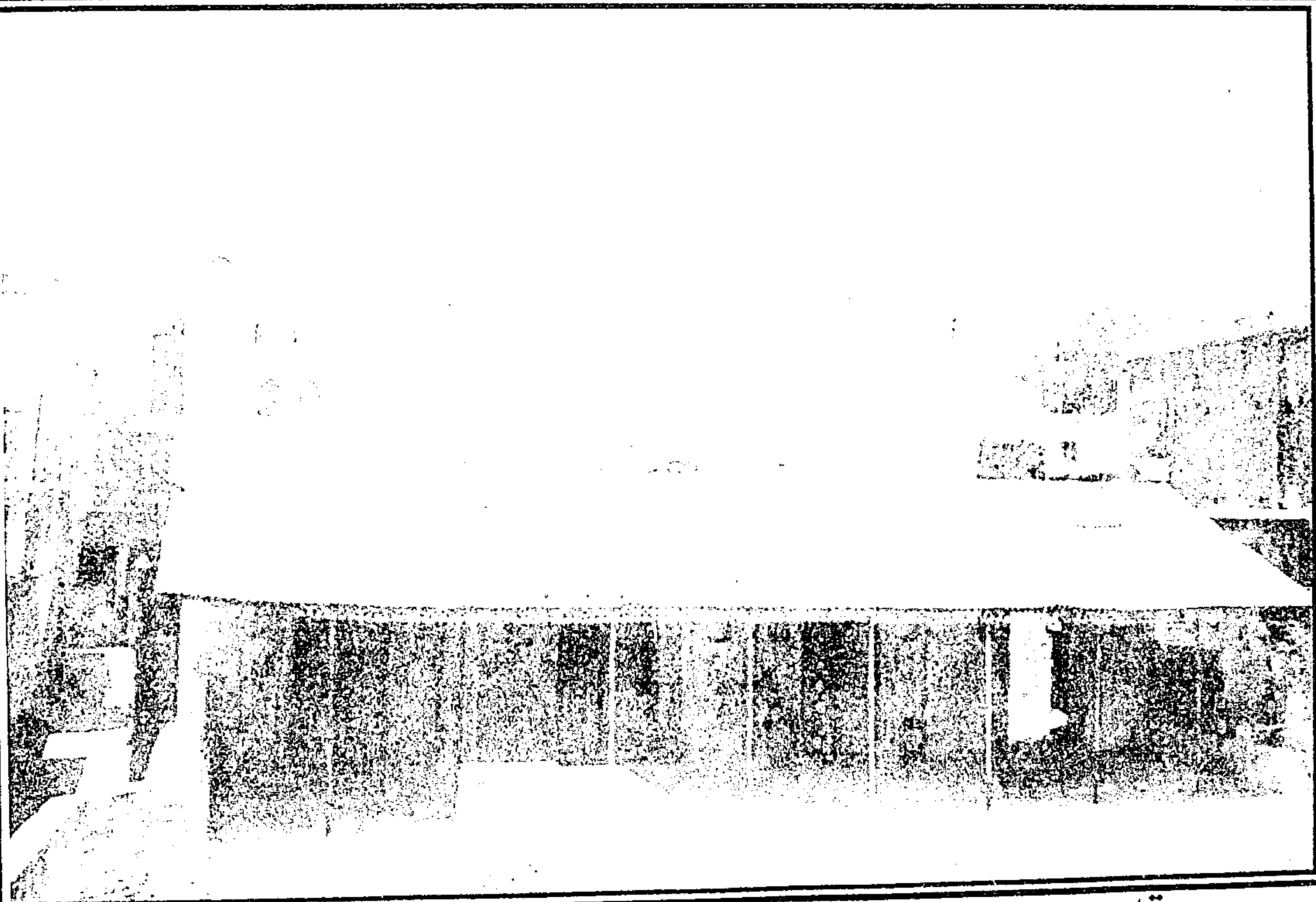

جامع مسجد قطبی (محلّہ سیّد باڑہ) بدایوں کی پہلی جامع مسجد، قطب الدین ایبک نے فتح بدایوں کے بعد نماز پڑھی۔
اور جب مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوکر بڑھ گئی تب شمس الدین التمش نے جامع مسجد شمسی کی داغ بیل ڈالی۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

مجاہدِ ملت حضرت علامہ محمد عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ کی حیات پر ایک نظر

مولانا نسیم احمد صدیقی نوری

عظمت خاندان: بدایوں کا معروف خاندان عثمانیہ

اجدادِ بزرگوار: ۱۔ حضرت سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول القادری بدایونی قدس سرہٗ صاحب "سیف الجبار" و "المعتمد المستند" ۲۔ تاج الفحول محبّ رسول حضرت شاہ عبدالقادر قدس سرہٗ ۳۔ مجاہد تحریک آزادی حضرت مولانا فیض احمد بدایونی علیہ الرحمۃ ۴۔ شارح دو قومی نظریہ حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر بدایونی علیہ الرحمۃ

والدین کریمین: والد ماجد خطیب ملت حضرت مولانا حکیم عبدالقیوم شہید علیہ الرحمۃ (جو تین سو علماء کے ہمراہ پٹنہ سنی کانفرنس ۱۸۹۷ء میں شرکت کیلئے جاتے ہوئے راستے میں زخمی ہوئے اور ازاں بعد کانفرنس میں درود و سلام کے وقت شہید ہوئے۔ والدہ ماجدہ، سرکار غوث الاعظم کی اولاد میں سے نہایت زاہدہ خاتون تھیں۔

برادر بزرگ: تحریک خلافت کے روح رواں، سحر بیان حضرت مولانا عبدالماجد قادری بدایونی علیہ الرحمۃ (مولانا عبدالحامد بدایونی سے تیرہ برس بڑے تھے)

تاریخ و جائے ولادت: ۱۸۹۸ء یا ۱۹۰۱ء مدینۃ الاولیاء، مردم خیز شہر بدایوں۔

تعلیم و درس گاہ: مدرسۂ قادریہ و دارالعلوم شمس العلوم بدایوں، مدرسہ الٰہیات مدرسہ قرأت کانپور۔

اساتذہ کرام: حضرت علامہ مولانا عبدالمقتدر بدایونی، حضرت علامہ عبدالقدیر بدایونی، مفتیٔ اعظم حیدر آباد (دکن) حضرت مفتی محمد ابراہیم، حضرت مولانا محبّ احمد، مولانا حافظ بخش، حضرت مولانا مشتاق احمد (مجددی کانپوری، مولانا واحد حسین، مولانا عبدالسلام رحمہ اللہ۔

مرشد گرامی: پیر طریقت حضرت شاہ عبدالمقتدر قادری بدایونی علیہ الرحمۃ صاحب سجادہ خانقاہ وعالیہ قادریہ (فیض یافتہ مارہرہ شریف)

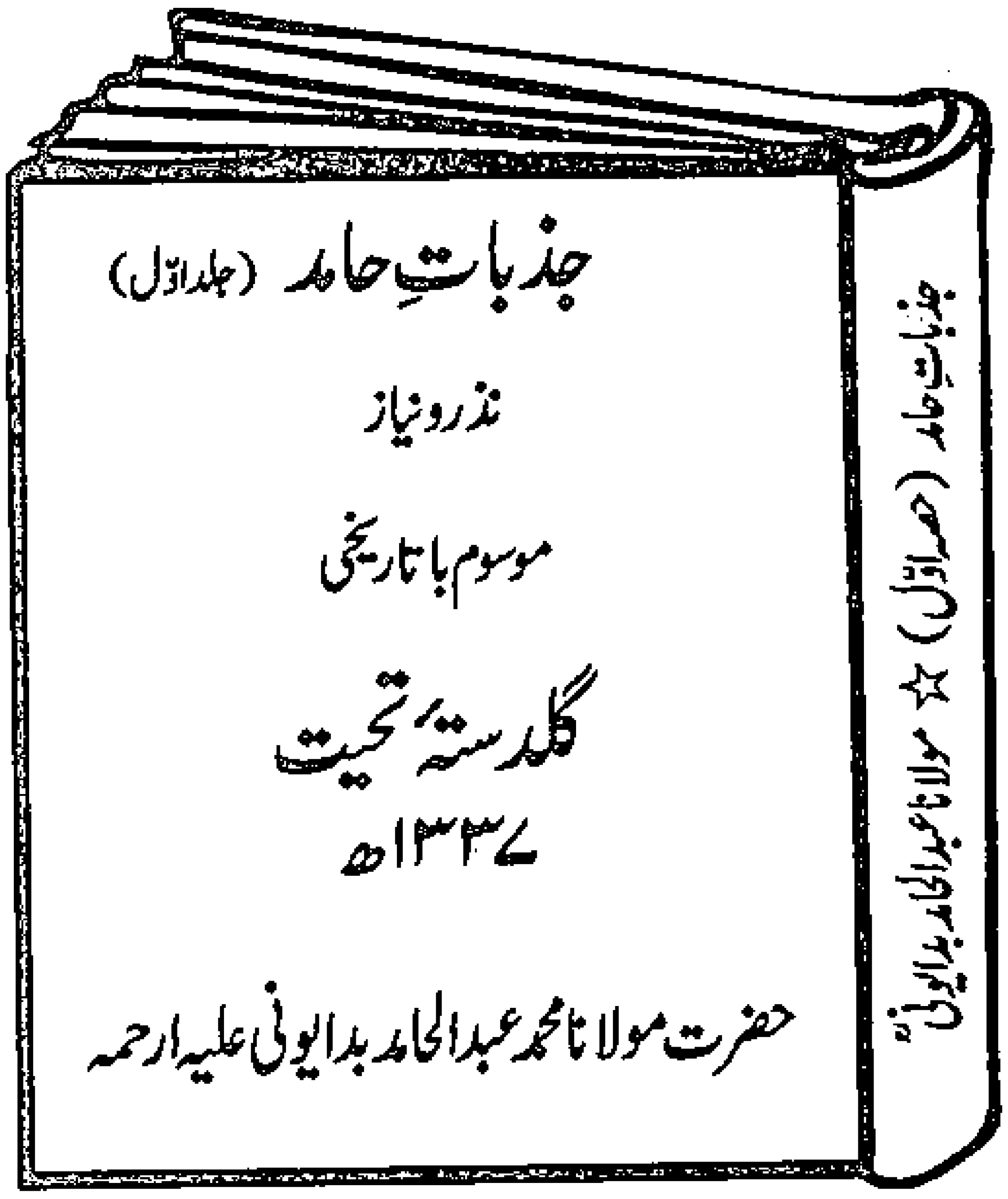

سندِ خلافت: پیر طریقت حضرت شاہ عبدالمقتدر قادری بدایونی قدس سرہٗ فضیلۃ الشیخ نقیب الاشراف حضرت پیر ابراہیم الگیلانی

۱۹۱۷ء عملی زندگی کا آغاز: دارالعلوم شمس العلوم بدایوں میں بحیثیت نائب مہتمم تقرری ازاں بعد مہتمم مقرر ہوئے۔ پہلی تقریر بدایوں میں اپنے اجداد میں سے کس عرس کے موقع پر فرمائی۔

عقدِ مسنونہ: دہلی میں خان بہادر ڈپٹی بہاء الدین کے گھرانے میں۔

اپریل ۱۹۱۸ء: خواجۂ خواجگان سلطان الہند حضرت معین الدین غریب نواز چشتی اجمیری کے عرس کے عظیم الشان اجتماع میں فصیح و بلیغ اور پر مغز خطاب فرمایا۔ صاحبِ سجادہ دیوان صاحب اور موجود علماء فرنگی محل تعریف میں رطب اللسان ہوئے۔

۱۹۱۹ء—۱۹۲۰ء: مولانا عبدالباری اور برادرِ اکبر مولانا عبدالماجد بدایونی نے خلافت کمیٹی تشکیل دی۔ جس کی شاخیں ہندوستان بھر میں قائم کرنے کیلئے متذکرہ علماء کے علاوہ رئیس الاحرار مولانا حسرت موہانی اور مولانا شوکت علی کے ہمراہ طوفانی دورے فرمائے۔

Marfat.com

حمد

کیا بیاں ہو حسن مطلب کے فروغِ نور کا
ذرّے ذرّے سے نمایاں ہے تجلی طور کا

واہ اے برقِ جمالِ یار تیری تابشیں
سارا عالم آئنہ خانہ ہے ترے نور کا

قطرے قطرے میں نہاں تھی شورشِ طوفانِ عشق
ضبط کرتا کس طرح دل حضرت منصور کا

خودنمائی کے لیے بزمِ خدائی تھی ضرور
بن گئی بے پردگی دامن حجاب نور کا

تجھ سے تیری ہی طلب ہے ہر طلب تیرے لئے
خلد کا طالب نہ خواہش مند ہوں میں حور کا

اک ترا جلوہ ہوا آکر دو عالم آشنا
نام بس فرقِ مراتب میں ہے نار و نور کا

کیف افزا اس قدر ہونا نہ تھا اے چشمِ مست
کھل نہ جائے راز تیرے بیخود و مخمور کا

نحن اقرب کی صدا نے ہوش اڑائے خلق کے
قرب نے تیرے دکھایا راستہ یہ دُور کا

پائے اس کو کس طرح قانونِ عقل وفہم وعلم
جو نہیں پابند عالم کے کسی دستور کا

ہیں فنا میں جلوۂ مہرِ بقا کی تابشیں
نام چمکا۔ خاک ہو کر۔ خوب کوہِ طور کا

اسکی شانِ کبر ونخوت کو نہیں لگنے کی ٹھیس
ٹھوکریں کھاتا پھرے سر قیصر و فغفور کا

ہاں اسی کا جلوۂ قدرت ہے اصلِ کائنات
عالمِ ایجاد اک پردہ ہے اس کے نور کا

وہ کہ نورِ جان و دل ہے وہ کہ جانِ نور ہے
دیدۂ موسیٰ میں چمکا بن کے تارا طور کا

چشمِ نظارہ طلب کی حسرتیں بن کر رہا
دل کا وہ ارماں جو تھا پروردہ تیرے نور کا

نذرِ حق کرنے کے لائق ہو گیا۔ جذباتِ حمد
فیضِ صحبت ہے یہ حامدؔ حضرتِ منظور کا

نعت

حقیقت میں وہ لطف زندگی پایا نہیں کرتے
جو یادِ مصطفیٰ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے

زباں پہ شکوۂ رنج و الم لایا نہیں کرتے
نبی کے نام لیوا غم سے گھبرایا نہیں کرتے

ارے او ناسمجھ قربان ہو جا ان کے روضے پر
یہ لمحے زندگی میں بار بار آیا نہیں کرتے

یہ دربارِ محمدؐ ہے یہاں ملتا ہے بے مانگے
ارے ناداں یہاں دامن کو پھیلایا نہیں کرتے

محمد مصطفیٰؐ کے باغ کے سب پھول ایسے ہیں
جو بن پانی کے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے

یہ دربارِ محمدؐ ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا
یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

جو ان کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہیں اے حامدؔ
کسی کے سامنے وہ ہاتھ پھیلایا نہیں کرتے

Marfat.com

نعت

اغثنی یارسول اللہ کہتے ہیں یقیں ہونا
کہ بیشک سچ ہے ان کا رحمتِ للعالمین ہونا

غلط ہے عرش پر اللہ کو بیٹھا ہوا کہنا
مگر سچ ہے نبی کا عرش پر مسند نشیں ہونا

لئے جاتا ہے میری روح کو آغوشِ جنت میں
سرِ بالیں مرے وہ ان کا۔ وقتِ واپسیں ہونا

وہ اپنے غمزدوں کے گوش بر آواز رہتے ہیں
مدد کو ان کا آنا بیقراروں کا کہیں ہونا

تری سچی ہدایت کا نمونہ ہے۔ نتیجہ ہے
تیری تعلیم کا سارے جہاں کے دلنشیں ہونا

بنا سینہ مدینہ، یا مدینے میں بلا مجھ کو
نہ دیکھا جائے گا تیرا کہیں میرا کہیں ہونا

نرالی شانِ رحمت ہے نیا اندازِ رافت ہے
ہمارا غم ہے رونا تر کسی کی آستیں ہونا

تیرے اخبار سے تیرے بیانِ علمِ عالم سے
ہوا ثابت تیرے پیش نظر لوحِ مبیں ہونا

مزے ہیں پھر تو اپنی زندگانی ہے ہمیشہ کی
مدینے میں میسر ہو جو پیوندِ زمیں ہونا

تیری صورت نے عالم کو دکھایا ہے بتایا ہے
خدا کو تیرا عاشق، تیرا صورت آفریں ہونا

تیرے اصحاب نے انصار نے ہم کو سکھایا ہے
زباں پر یا رسول اللہ وقتِ واپسیں ہونا

تجھے مخزن کیا حق نے کمالاتِ دو عالم کا
ترے لائق تھا فخرِ انبیاء و مرسلیں ہونا

فترضٰی کا ترے ہی سر ہے سہرا بزمِ محشر میں
مبارک ہو شفیعِ اولیں و آخریں ہونا

مدینے میں طلب فرمایئے حامد کو اے مولا
کہ خادم کو ہے زیبا تیرے در کا خوشہ چیں ہونا

نعت

گنہ گارانِ امت کی رہائی کا ذریعہ ہے
قیامت میں شہا تیرا شفیع المذنبیں ہونا

ہماری تو عبادت سیرِ کوہِ دشتِ طیبہ ہے
مبارک حضرت زاہد تمہیں گوشہ نشیں ہونا

نعت

کیا بیاں ہو مرتبہ ہم سے شہِ لولاک کا
ناطقہ ہے بند، قاصر ذہن ہے ادراک کا

جس زمیں پر ہے نشانِ پا رسولِ پاک کا
سجدے کرتا ہے وہاں جھک جھک کے سر افلاک کا

میرے عصیاں کے زبوں کی پردہ پوشی ہوگئی
ہاتھ آیا دامنِ رحمت شہِ لولاک کا

اُن کے در تک ان کے قدموں تک رسائی ہوگئی
یہ نصیب اللہ اکبر میری مشت خاک کا

بخیہ گر تو نے گریباں سی دیا تو کیا ہوا
کر بھی سکتا ہے رفو کیا سینۂ صد چاک کا

Marfat.com

اس ادا سے جانے والوں کو نہیں محشر کا خوف
پاؤں پل پر ہاتھ میں دامن شہِ لولاک کا

میرے آقا ہی شفیع المذنبیں بیکس نواز
یہ کرم بندوں پہ اے حاؔمد خدائے پاک کا

نعت

توحید حق کا پھیلانے والا دنیا میں آیا دنیا نے دیکھا
نورِ ہدایت عالم میں چمکا عالم ہی بدلا گمراہیوں کا

باطل کے گھر میں ماتم ہے برپا پیدا ہوا وہ حق کا منادی
شیطان بھاگا بت گر پڑے سب اللہ اکبر کیا رنگ بدلا

ادیانِ بدلے، اخلاق بدلے اعمال بدلے افعال بدلے
کس کی صدائے معجزہ نما کا ہے یہ کرشمہ ہے یہ تماشا

تہذیب سیکھی تعلیم پائی بدکار قوم اور ایسی بھلائی
کس نے سکھائی کس نے بتائی کس نے سدھاری کس نے سنبھالا

غارت گری کو رحمت سکھائی چوری کو بخشش کرنی بتائی
قاتل شہیدوں کی صفوں میں نہ آئے صفہ کے بیکس ہیں شاہ دنیا

ہے ہر قلیت قیصر کی گریاں اور قصرِ ابیض برباد ویراں
کھری چٹائی پہ جلوہ فرما فرمانِ شاہی لکھتا ہے ایسا

ہے روم میرا اور شام میرا فارس بھی میرا میں سب کا مالک میرے
خدا نے مجھ کو دیا ہے عالم پہ قبضہ دنیا پہ غلبہ

ہے فوج میرے حق کی اعانت ہتھیار میرے نیکی و طاعت
نصر من اللہ ہے میری قوت میرا نشاں ہے اِنّا فتحنا

مجھ کو مٹا دے دنیا کی طاقت سن لے یہ دنیا ممکن نہیں
میں ہی رہوں گا دنیا میں قائم لونڈی رہے گی میری ہی دنیا

میداں کا غازی، منبر کا واعظ، مسجد کا عابد مسند کا مالک
میرے خدا نے مجھ کو کیا ہے میرے خدا نے مجھ کو بنایا

ہے وصف میرا مسلم موحد، عبدِ الٰہی انسانِ کامل
حامد محمود و احمد میرے لقب ہیں میرے ہی اسماء

نعت

مایوسیوں کا میری سہارا تمہیں تو ہو
میرے خیال و خواب کی دنیا تمہیں تو ہو

تاباں ہے جس کے نور سے دنیائے زندگی
وہ شمعِ نور، نورِ سراپا تمہیں تو ہو

پھرتے ہیں جس کو ڈھونڈتے مہتاب و آفتاب
اے حاصلِ مراد وہ جلوہ تمہیں تو ہو

ہے حسن میں تمہارے کچھ اس طرح دل کشی
سو بار جس کو دیکھ کے دیکھا تمہیں تو ہو

تم سے ہی زندگی نے بھی پائی ہے زندگی
اس وجہِ آفرینشِ دنیا تمہیں تو ہو

تم اور صرف تم ہو زمانہ کی آبرو
گیسو جہاں کا جس نے سنوارا تمہیں تو ہو

جس میں تمہارے غم کے سوا کوئی غم نہیں
اس غم نصیب دل کی تمنا تمہیں تو ہو

ہے جس کا داغ ہجر لئے دل یہ ماہتاب
وہ دلفریب جلوۂ زیبا تمہیں تو ہو

تم سامنے نہیں ہو تو کچھ سوجھتا نہیں
آنکھوں کا نور، دل کا اجالا تمہیں تو ہو

Marfat.com

صورت خدا کی شکل بشر میں ہے جلوہ گر
حسن ازل کا خاص کرشمہ تمہیں تو ہو

قربان تم پہ دونوں جہاں کی مسرتیں
روزِ ازل سے دل کی تمنا تمہیں تو ہو

تم وہ کہ بتکدے کو بھی کعبہ بنا دیا
مقصودِ کعبہ، کعبہ کا کعبہ تمہیں تو ہو

ہم بے بسوں کی کشتیِ عصیاں کے نا خدا
آقا تمہیں تو ہو، میرے آقا تمہیں تو ہو

سینہ بنا ہوا ہے مدینے کا آئینہ
حامؔد کے دل میں سیدِ والا تمہیں تو ہو

نعت

ہے نبی کی ''خدا نما'' صورت
ہاں وہ صورت ہے واہ کیا صورت

اس کی صورت پہ ہے فدا عالم
جس نے دیکھی وہ حق نما صورت

ارضِ طیبہ میں جا کے مرنے کی
اب خدا تو بتا ہے کیا صورت

نورِ جاں، جانِ نورِ ایماں ہے
پیاری پیاری ہے حق نما صورت

آئینہ ہے جمالِ وحدت کا
آپ کی فخرِ انبیاء صورت

جس کی صورت پہ ہو خدا شیدا
کیا بتائیں، ہے اس کی کیا صورت

کبھی حامؔد بھی پہونچے طیبہ میں
کوئی ایسی کرے خدا ''صورت''

نعت

کس کو حاصل ہوئی ایسی معراج
سِرِّ خالق ہے نبی کی معراج

قدِ بے سایہ پہ ہے سایہ فگن
سایۂ نورِ الٰہی معراج

تجھ پہ قربان ہوئی شانِ عروج
تو نے اس شان سے پائی معراج

طور پر ان کی نظر، عرش پہ تو
ہے وہ موسیٰ کی یہ تیری معراج

رہ گئے سدرہ پہ جبریلِ امین
عرش سے گزری نبی کی معراج

ہم گنہگاروں کو ہے عیدِ نجات
فضلِ خالق ہے، تمہاری معراج

بخششِ اُمتِ عاصی کے لئے
آپ کو حق نے عطا کی معراج

پہونچا امکان، سرِ حدِّ وجوب
پائی حادث نے قدم کی معراج

ہوگیا نور سے معمور فلک
نور سے تیرے وہ چمکی معراج

شہِ والا کے تصدّق حامؔد
شانِ اسلام نے پائی معراج

Marfat.com

منقبت: خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

وہ شاہِ عرب جب پیمبر بنا
ابوبکر صدیقِ اکبر بنا

نبی سے وہ راہِ ہدایت ملی
زمانہ کا ہادی و رہبر بنا

ابو بکر کی واہ کیا شان ہے
کہ وہ محرمِ رازِ داور بنا

بنا وہ شہنشاہ کا یوں گدا
گدا اس کے در سے تو نگر بنا

نبی کی خلافت کی نعمت ملی
بڑا سب میں صدیق اکبر بنا

وہ ہجرت کی خلوت وہ راز و نیاز
وہ غار ایک محراب و منبر بنا

خدا کے پیارے کا بن کر غلام
خدائی کا سردار و سرور بنا

ابو بکر کے ہاتھ سے کارِ دیں
بنا اور بہتر سے بہتر بنا

ہے سچی رفاقت کا جلوہ عیاں
یہ جلوہ صداقت کا مظہر بنا

ابو بکر کے نام سے فیض سے
زمانے کا حامدؔ مقدر بنا

منقبت: خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حق سے مانگا تھا نبی نے مرد وہ میدان کا
مختصر قصہ ہے یہ فاروق کے ایمان کا

تذکرہ سن کر عمر کے عزّ و جاہ و شان کا
دل دہل جاتا ہے ہر شیطان و بے ایمان کا

جان ایماں اس کی روح پاک کی ہے مدح خواں
ہے ثناء گر دینِ حق، فاروق کے احسان کا

خدمت دینِ نبی میں وہ دکھائیں سطوتیں
آج بھی بھرتا ہے دم اسلام ان کی شان کا

یا عمر کے شور سے تھرّا اٹھیں گے اہلِ شر
دل لرز جائے گا ہر کافر کا، کفرستان کا

تو سراجِ اہل جنت ہے نبی کے فیض سے
نام روشن تجھ سے عالم میں ہوا ایمان کا

فاتحِ بیت المقدس حامیِ حلّ و حرم
خادمِ بابِ نبی، مخدوم انس و جان کا

وہ تیری بخشش غریبوں کو، یتیموں پر کرم
اک نمونہ تھا نبی کے خلق کا احسان کا

وہ تیری شانِ سخاوت وہ تیرا ایثارِ نفس
وہ تیری دانائی سے دریا بہا فیضان کا

تجھ سے پائی دولت اسلام روم و شام نے
سر جھکا ہے بارِ احساں سے تیرے ایران کا

بارگاہِ حضرت فاروق میں حامدؔ تجھے
عرض کرنا چاہیئے کچھ حال اپنی جان کا

منقبت: خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

اللہ غنی مرتبہ عثمان غنی کا
پایا ہے دو شالا کرم و لطفِ نبی کا

Marfat.com

اک چاہ سے عثمان نے جنت کو خریدا
فرمان ہے موجود رسولِ عربی کا

قرآن کی خدمت کا شرف اس کو ملا ہے
حامل ہے وہ اسرارِ خدا علمِ وحی کا

اللہ رے غنا، بلکہ سخا، واہ رے بخشش
چرچا ہے شب و روز سخاوت کا سخی کا

غلے کے لدے اونٹ فقیروں پہ کیے وقف
اللہ غنی حوصلہ عثمان غنی کا

پڑھتے نہیں سردارِ رسل اس کا جنازہ
جو دشمن و گستاخ ہے عثمانِ غنی کا

حامدؔ کو بھی ہے فخر کہ اولادِ غنی ہے
محتاج نہ رکھنا اسے اللہ کسی کا

منقبت: خلیفۂ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ

زمانہ اسکا خادم ہے وہ مولا ہے جہاں بھر کا
علی شیرِ خدا ہے قوتِ بازو پیمبر کا

مصیبت ٹل گئی، غم مٹ گئے، رنج و الم بھاگے
زباں پر میری جس دم نام آیا شاہِ حیدر کا

بڑھایا ہاتھ جب مشکل کشا نے یا نبی کہہ کر
گرا قدموں پر آکر آہنی دروازہ خیبر کا

علی کا منہ ہے یا قرآں، علی ہے یا خدا کی شان
عبادت ہے لِقا اس کی یہ ہے ارشاد سرور کا

خزانے دولتِ عرفاں کے ہیں قبضے میں مولا کے
وہ ہے حاجت روا مشکل کشا ہے بحر کا بر کا

علی کا اسم اعظم ہے کلیدِ بابِ جنت ہے
علی ہے قاسم و مالک بنا ہے حوضِ کوثر کا

تیرے دامن سے اپنا سلسلہ وابستہ رہنا ہے
قیامت کا نہ کچھ کھٹکا نہ ڈر خورشیدِ محشر کا

خدائی بھر کے پیرانِ طریقت تیرے بندے ہیں
تجھے من کنت مولیٰ نے کیا مولےٰ جہاں بھر کا

مئے حب علی سے مست ہیں ہم ان دنوں حامدؔ
پلایا ہے پیالا مقتدر نے عشقِ حیدر کا

منقبت

مظلوم مسلماں ہیں شمشیر بکف آ جا
اسلام پہ حملہ ہے اے شاہِ نجف آجا

فریاد مری سن لے، روداد مری سن لے
ہیں چاروں طرف دشمن تو میری طرف آ جا

دے داروے دردِ دل، دے مرہمِ زخمِ جاں
اب کعبے کے شیروں کا سینہ ہے صدف آجا

پھر ارضِ عراق آئی نرغے میں نصارا کے
شمشیر بکف آجا، اے شاہِ نجف آ جا

منقبت: پیرانِ پیر دستگیر غوث الاعظم قدس سرہ العزیز

غوثِ اعظم میں عیاں نور نبی کا دیکھا
دیکھنے والے نے کیا جانیے کیا کیا دیکھا

من رآنی ورای الحق کا تماشا دیکھا
تیری صورت نظر آئی ترا جلوہ دیکھا

پردہ پوشی پہ تیری شانِ کرم کو پایا
تیرا مجرم تیرے دامن ہی میں چھپتا دیکھا

Marfat.com

کوئی تجھ سا نظر آیا ہی نہیں عالم میں
کہتے ہیں دیکھنے والے کہ زمانہ دیکھا

قبر میری تیری رحمت سے بنی ہے بغداد
حسرت دید میں مرنے کا تماشا دیکھا

جوش وحشت ترے قربان وہ دن بھی آئے
میں بھی کہتا پھروں بغداد کا صحرا دیکھا

نجف و طیبہ کے انوار ہیں جس سے ظاہر
ہم نے بغداد میں وہ گنبدِ خضرا دیکھا

غوث ہے نورِ نبی، حسنِ علی، جانِ بتول
اک سبھی مجمع الانوار سراپا دیکھا

جلوہ گر تجھ میں ہوا زہدِ حسن، فقر حسین
تجھ میں ہر شان نئی جلوہ نرالا دیکھا

تجھ سے ہر ایک نے منہ مانگی مرادیں پائیں
تیرا سائل تیرے دامن پہ مچلتا دیکھا

کوئی بغداد سے آ کر یہ سنائے مژدہ
ہم نے حامدؔ کو درِ غوث پہ مرتا دیکھا

☆☆☆

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا مندرجہ بالا کلام حمد و نعت، منقبت کتاب ''جذباتِ حامد'' سے منتخب کیا گیا ہے جسے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے پوتے اور اخی الکریم عابد قادری مرحوم کے صاحب زادے محمد شاہد عامر قادری نے انتہائی عقیدت کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اللہ اس شاندار خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

(آزاد بن حیدر ایڈووکیٹ)

نعت

کس کو حاصل ہوئی ایسی معراج
سِرِّ خالق ہے نبیؐ کی معراج

قدِ بے سایہ پہ ہے سایہ فگن
سایۂ نورِ الٰہی معراج

تجھ پر قربان ہوئی شانِ عروج
تو نے اس شان سے پائی معراج

طور پر اُن کی نظر، عرش پہ تو
ہے وہ موسیٰ کی یہ تیری معراج

رہ گئے سدرہ پہ جبریلِ امیں
عرش سے گزری نبیؐ کی معراج

ہم گنہگاروں کو ہے عیدِ نجات
فضلِ خالق ہے، تمہاری معراج

بخششِ اُمّت عاصی کے لیے
آپ کو حق نے عطا کی معراج

پہونچا امکان، سرِّ حدِّ وجوب
پائی حادث نے قدم کی معراج

ہو گیا نور سے معمور فلک
نور سے تیرے وہ چمکی معراج

شہِ والا کے تصدق حامدؔ
شانِ اسلام نے پائی معراج

(نعت رحمت، طاہر حسین طاہر سلطانی، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، صفحہ ۲۱۸)

☆☆☆

Marfat.com

سلام بحضور سرورِ کائناتؐ

السلام اے محرم اسرارِ قدرت السلام
السلام اے رازدارِ وحدت السلام

السلام اے زینت بزم رسالت السلام
السلام اے خاتم مہر نبوت السلام

السلام اے صاحبِ تاجِ شفاعت السلام
السلام اے شافع روزِ قیامت السلام

السلام اے مقتدائے دین و ملت السلام
السلام اے رہنمائے راہِ جنت السلام

السلام اے خسرو خوبانِ عالم السلام
السلام اے شہ نشینِ عرشِ اعظم السلام

السلام اے موجب تخلیق آدم السلام
السلام اے باعث ایجاد عالم السلام

السلام اے جلوۂ اقرائے دو عالم السلام
السلام اے نورِ حق نورِ مجسم السلام

السلام اے محوِ ذاتِ ربِ اکبر السلام
السلام اے مالکِ تسنیم و کوثر السلام

السلام اے تاجدارِ خلق پرور السلام
السلام اے سید و سردار و سرور السلام

السلام اے فیض بخش ہر پیمبر السلام
السلام اے سب سے افضل سب سے برتر السلام

السلام اے انجمن آرائے محشر السلام
السلام اے حضرتِ محبوب داور السلام

السلام اے قبلۂ دیں، کعبہ جاں السلام
السلام اے مجمع البحرینِ عرفاں السلام

السلام اے سبز گنبد والے آقا السلام
السلام اے اُمت بیکس کے مولا السلام

السلام اے عرش حق پر جانے والے السلام
السلام اے جو کی روٹی کھانیوالے السلام

السلام اے حامد، و محمود، احمد السلام
السلام اے مصطفیٰ فخرِ آب وجد السلام

السلام اے دو جہاں کے تاج والے السلام
السلام اے بیکسوں کی لاج والے السلام

السلام اے سیدالکونین سلطانِ حجاز
السلام اے دستگیر عاصیاں بیکس نواز

السلام اے آنکہ دربانِ درش روح الامین
السلام اے آنکہ محتاجش سلاطینِ زمیں

السلام اے صاحبِ معراج سلطانِ رسل
السلام اے گلشن آرائے بہارِ جز و کل

السلام اے بحرِ رحمت صاحبِ خلق عظیم
السلام اے سر بسر تفسیرِ قرآنِ کریم

السلام اے رحمت باری شفیع المذنبیں
السلام اے فیض جاری رحمۃ للعالمیں

السلام اے اشرف و اکرم زجملہ ماسوا
السلام اے افضلِ مخلوق حق بعد از خدا

☆☆☆

Marfat.com

سلام بحضور سرورِ کائنات ﷺ

السلام اے خلق کے فریاد رس حاجت روا
السلام اے کارساز سو یا محمدؐ مصطفیٰ

یا رسول اللہ لیجئے ہم غلاموں کا سلام
دست بستہ حاضر دربار ہیں بیکس غلام

پڑ گئی ہے جس کی جانب آپ کی چشمِ کرم
لطفِ حق اسکی طرف ہے اپنی آنکھوں کی قسم

جو طلب جس نے کیا سرکارِ والا جاہ سے
مرحبا شانِ کرم پایا وہی اللہ سے

آپ ہی کی سمت پھیلاتے ہیں سب دستِ طلب
اپنی منہ مانگی مرادیں آپ سے پاتے ہیں سب

حالت امت پہ ہو چشم کرم بہر خدا
مبتلائے رنج و غم ہیں آپ کے در کے گدا

وہ پیارا آپ کا اسلام جسکو پیار سے
پرورش فرمایا آغوشِ کرم میں آپ نے

اپنے شہزادوں کو تم نے جس پہ قرباں کر دیا
جس کی حرمت پر شہیدانِ وفا نے سر دیا

جسکی خاطر بدر میں اے صدرِ بدرِ کائنات
خُلد سے اللہ نے بھیجی فرشتوں کی برات

کیا ستم ہے کہ قیامت آج اس اسلام پر
کر رہے ہیں جور بے حد دشمنانِ کینہ ور

کر رہے ہیں کوششیں اعداء دیں یہ صبح و شام
دین برحق کار ہے باقی نہ اب دنیا میں نام

ہو ہلالی پرچم اسلام بے نام و نشاں
حکمرانِ خلق ہوں باطل پرستانِ جہان

☆

یا رسولؐ اللہ گو مجرم ہیں شیدائی ضرور
نام لیوا تو مگر ہیں آپ کے ہی سب حضورؐ

چشم رحمت سے گنہگاروں کی حالت دیکھئے
سبز گنبد سے ذرا اب سوئے امت دیکھئے

رحمۃ للعالمیں للہ چشم لطف ہو
مسلم بیکس کی کچھ تو گریہ و زاری سنو

یا رسولؐ اللہ صدقہ حضرتِ حسنینؓ کا
واسطہ صدیقؓ کا، فاروقؓ، ذوالنورینؓ کا

یا نبیؐ بہرِ امیرالمومنین مولا علیؓ
کیجئے اپنے غلاموں پر نگاہیں لطف کی

بابِ عالی کو عطا ہو تختِ تاج و اقتدار
ہو نگہبانِ حرم کا پھر وہی عز و وقار

نور افگن ہو زمانہ میں علم اسلام کا
ساری دنیا میں بجے ڈنکا تمہارے نام کا

دل مسلمانانِ عالم کے ہوں یارب شادکام
قلبِ مسلم سے مٹے رنج و الم کا اژدہام

Marfat.com

دے مریضوں کو شفاء، ناشاد کا دل شاد کر
مصطفٰے کے عشق سے ہر قلب کو آباد کر

میرے احباب واعزاز خوش رہیں شاداں رہیں
غم نہ دیکھیں صورتِ گل عیش سے خنداں رہیں

دے مجھے عشقِ شہِ بطحا دلائے غوثِ پاک
دل میں شوقِ نعمت ہو لب پر ثنائے غوث پاک

قادری دولہ صدقہ، مقتدرؒ کا واسطہ
یا الٰہی خاتمہ بالخیر فرمانا مرا

تذکرہ شعرائے بدایوں جلد اول، مرتبہ: سید شہید حسین شہید بدایونی،
مطبوعات: بدایوں اکیڈمی، سلسلہ نمبر ۲

☆☆☆

معروضہ بدرگاہِ رسالتؐ بوقتِ ولادت

از جناب مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی

جلوہ گر نورِ ہدایت کیجئے
دور دنیا سے ضلالت کیجئے

یا رسولؐ اللہ نصرت کیجئے
اپنی اُمت کی حمایت کیجئے

رحمتِ عالم خدا کے واسطے
دور سب رنج و مصیبت کیجئے

دیجئے رحمت سے حصہ دیجئے
کیجئے ہم پر عنایت کیجئے

رحمۃ للعالمین فریاد ہے
جلوہ گر پھر شانِ رحمت کیجئے

دولتِ دارین ہم سب کھو چکے
کچھ عطا اے خود بدولت کیجئے

مٹ رہی ہے آپ کی اُمت تمام
وقت نصرت ہے حمایت کیجئے

اپنے مسلم کی مدد کو آیئے
دشمنانِ دیں کو غارت کیجئے

کافروں کے دل دہل جائیں حضور
پھر عطا وہ شان و شوکت کیجئے

یا عمر فاروقِ اعظمؓ المدد
سخت مشکل ہے اعانت کیجئے

یا علیؓ شیرِ خدا خیبر شکن
دور اُمت کی مصیبت کیجئے

غوثِ اعظم محی الدین والا جناب
آیئے احیائے سنت کیجئے

دردِ غم میں مبتلا ہوں یا نبیؐ
اپنے حامدؔ پر عنایت کیجئے

(موجِ نور، چکوال، مرتب: محمد دین ادیب، سنہ ندارد، شائع کردہ: شیخ عبدالغفور ضیائی مہتمم موجِ نور، چکوال، بشکریہ جناب محمد صادق قصوری)

☆☆☆

Marfat.com

فاتح سرحد، مجاہدِ ملت

حضرت مولانا محمد عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

قارئین کرام!

جولائی، اگست اور ستمبر ۲۰۰۷ء کی سہ ماہی کا شمارہ آپ کے سامنے ہے۔ ماہ جولائی کے حوالے سے دو باتیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ایک تو یہ کہ اسی ماہ میں تحریکِ پاکستان کے عظیم رہنما قائداعظمؒ کے قریبی ساتھی، ممتاز عالمِ دین، خطیبِ بے بدل حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کی رحلت ہوئی۔ حضرت نے تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کے بعد جو دینی ملی اور سیاسی خدمات انجام دیں وہ اب تاریخ کا ایک روشن باب بن چکی ہیں۔ جیسا کہ آپ سب بخوبی واقف ہیں کہ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں جری مسلمانوں کا مسکن صوبہ سرحد کانگریس اور سرخ پوشوں کا گڑھ بن چکا تھا۔ جس سے قیام پاکستان میں ناقابلِ فراموش رکاوٹیں پیدا ہوگئی تھیں۔ مفکر پاکستان کا شمالی جنوبی سرحدی علاقے پر مشتمل ایک آزاد ریاست کے قیام کا خواب تعبیر سے بہت دور ہوگیا۔ علامہ عبدالحامد بدایونیؒ نے سرحد میں ریفرنڈم کی مہم چلائی۔ مہم اس قدر کامیاب رہی کہ استصوابِ رائے یا ریفرنڈم کے تقریباً نوے فیصد ووٹ مسلم لیگ کو ملے اور وہ صوبہ سرحد میں کامیاب ہوگئی۔ اس عظیم کامیابی پر قائداعظم محمد علی جناحؒ نے مولانا بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کو ''مجاہد ملت'' اور ''فاتح سرحد'' کے لقب سے سرفراز کیا۔

ہمیں بڑے افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ سرزمین بدایوں کے اس قابل فخر سپوت، تحریکِ پاکستان کے اس انتہائی فعال رہنما کو مطالعہ پاکستان کے نصاب میں آج تک وہ جگہ نہیں مل سکی جس کے وہ مستحق ہیں۔

جو کچھ کیا وہ ہم نے وطن کے لئے کیا
افسوس ہم کو اہلِ وطن نے بھلا دیا

(سہ ماہی ''مجلہ بدایوں'' کراچی، خصوصی شمارہ ۲۰۰۸ء، مخاطبہ ''اداریہ'' ص ۴)

Marfat.com

باب دوم

حیاتِ جاوداں

Marfat.com

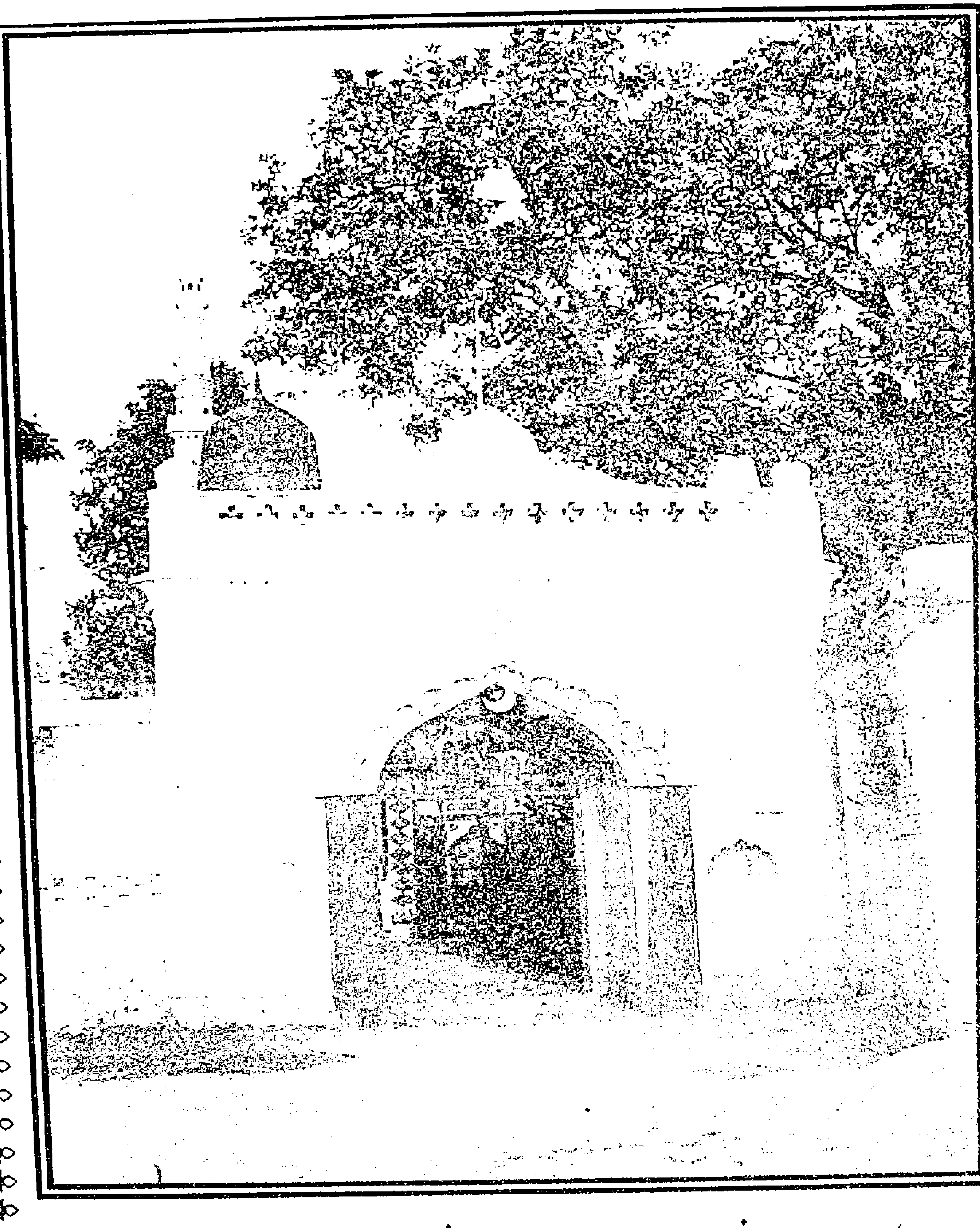

درگاہ قادریہ کا بیرونی دروازہ۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے خاندان کے مزارات یہاں ہیں۔

Marfat.com

مولانا شاہ محمد عبدالحامد بدایونی قادریؒ

(۱۳۱۸ھ-۱۳۹۰ھ)

ڈاکٹر صاحبزادہ فریدالدین قادری

پیدائش: حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی علیہ الرحمۃ ابن مولانا حکیم عبدالقیوم شہید(۱) (م ۱۳۱۸ھ) ابن مولانا حافظ فرید جیلانی ابن مولانا محی الدین ابن مولانا سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونیؒ (۱۳۱۸ھ/۱۸۹۸ء) کو دہلی میں اپنے ننھیال کے ہاں پیدا ہوئے۔آپ کا تاریخی نام ''محمد ذوالفقار حق'' تجویز ہوا۔(۲)

آپ کی تعلیم وتربیت کا انتظام آپ کے بڑے بھائی مولانا عبدالماجد بدایونیؒ اور والدہ ماجدہ (سید بہاؤالدین دہلوی کی ہمشیرہ) نے کیا۔(۳)

آپ کی والدہ کا سلسلہ نسب حضرت غوث الاعظمؒ سے ہے۔(۴)

آپ نے قرآن مجید حافظ محمد صفدر سے پڑھا۔(۵)

ابتداً اپنے آبائی مدرسہ ''مدرسۂ قادریہ'' میں تعلیم حاصل کی۔ آخری دو سال الٰہیات کی تکمیل اور فن قرأت کی تحصیل کے لیے ''مدرسۂ الٰہیہ'' کانپور میں رہے۔آپ نے جن مقتدر وجید علمائے کرام و اساتذہ سے فیض حاصل کیا ان میں درج ذیل نام قابل ذکر ہیں:

۱۔آپ کے مرشد برحق حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونیؒ ۲۔حضرت مولانا محب احمد قادریؒ ۳۔مولانا حافظ بخش بدایونیؒ ۴۔مولانا قدیر بخش بدایونیؒ ۵۔مولانا مفتی محمد ابراہیم ۶۔مولانا مشتاق احمد کانپوری ۷۔مولانا واحد حسین ۸۔مولانا عبدالسلام فلسفی۔(۶)

بیعت: تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ مولانا شاہ عبدالمقتدر قادری بدایونیؒ سے اجازت و خلافت حاصل کر کے مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں مدرس ومفتی نائب مہتمم مقرر ہوئے اور بدایوں کی جامع مسجد میں خطیب رہے۔

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے اسلام اور مسلمانوں کے لیے عظیم خدمات انجام دی ہیں۔جب ہندوؤں نے ''شدھی تحریک'' چلائی اور مسلمانوں کو ہندو بنانے کی کوشش اور سازش کی تو مولانا نے ڈٹ کر تحریک کا مقابلہ کیا اور اپنی شعلہ بار تقریروں سے مسلمانوں کو بیدار کیا۔(۷)

مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ نے ''تحریک خلافت'' شروع ہونے سے مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا شوکت علیؒ کو حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونیؒ کی خدمت میں بدایوں بھیجا۔آپ نے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کو علی برادران کا ساتھ دینے کی ہدایت کی اور مولانا نے ہندوستان کے گوشے گوشے میں تحریک خلافت کا پیغام پہنچایا۔

آپ ''ڈسٹرکٹ خلافت کمیٹی'' بدایوں کے جنرل سیکریٹری رہے،اس کے علاوہ ''خلافت پراونشل کمیٹی'' اور ''سینٹرل خلافت کمیٹی''، بمبئی کی مجلس عاملہ کے رکن رہے۔(۸)

آپ تحریک پاکستان کے شروع ہونے سے قبل ہی دوقومی نظریہ کے حامی اور پُرجوش مبلغ تھے۔تحریک خلافت، تحریک پاکستان اور تحریک فلسطین میں آپ نے نمایاں حصہ لیا۔مولانا عبدالباری فرنگی محلیؒ کی قائم کردہ ''مجلس موید السلام'' کی تحریک پر مسلمانانِ ہند کے مطالبات مرتب کرنے کے لیے مختلف مکاتب فکر کے علمائے دین کا پہلا سیاسی جلسہ لکھنؤ میں ہوا جس میں علماء فرنگی محل کے علاوہ حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان بریلویؒ، حضرت مولانا عبدالماجد قادری بدایونیؒ، مولوی ولایت حسین الٰہ آبادیؒ وغیرہ شریک ہوئے۔آپ بھی اس جلسہ میں شریک تھے۔

۱۹۴۰ء میں اقبال پارک (منٹو پارک) لاہور میں قرارداد پاکستان کے سلسلے میں جو اجلاس منعقد ہوا تھا، مولانا عبدالحامد

Marfat.com

بدایونیؒ نے علماء مشائخ اہلِ سنت کی نمائندگی کرتے ہوئے اس اجلاس میں شرکت فرمائی۔(۹)

تقسیم کے وقت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کے لیے کراچی تشریف لائے اور یہیں مقیم ہوگئے۔مولانا ابوالحسنات نے مرکزی جمعیت العلمائے پاکستان کی بنیاد رکھی تو مولانا بدایونیؒ کو سندھ و کراچی کا صدر منتخب کیا گیا۔

مولانا ابوالحسنات کی وفات کے بعد اتفاق رائے سے آپ کو جمعیت علمائے پاکستان کا مرکزی صدر چن لیا گیا اور آپ تاحیات صدر رہے۔(۱۰)

۱۹۴۷ء میں آپ کی تحریک پر میری ویدر ٹاور کراچی سے میلادالنبیؐ کا عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔اس کے علاوہ خلفائے راشدینؓ اور حضرت امام حسینؓ کے ایام منانے کا اہتمام بھی آپ نے شروع کیا۔۱۹۴۸ء میں مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی کی قیادت میں سندھ کے علماء و مشائخ کے ایک وفد نے قائداعظمؒ سے ملاقات کی جس میں مولانا بدایونیؒ بھی شریک تھے اور تفصیلی یادداشت پیش کرتے ہوئے مطالبہ کیا:

''ملک پاکستان کا دستور کتاب وسنت کی روشنی میں تیار کیا جائے اور دیگر اسلامی ممالک کی طرح پاکستان میں بھی وزارتِ اُمورِ مذہبیہ قائم کی جائے۔''(۱۱)

۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت ہوئی تو اس میں آپ نے کھل کر حصہ لیا اور انتہائی علالت کے باوجود فروری ۱۹۵۳ء سے جنوری ۱۹۵۴ء تک کراچی اور سکھر کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کریں۔(۱۲)

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے قدیم اور جدید علوم کے ساتھ ساتھ دنیا کی اہم زبانوں کی تعلیم کے لیے کئی لاکھ روپے صرف کرکے منگھوپیر روڈ کراچی میں ''جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ'' کے نام سے درس گاہ قائم کی۔یہ ادارہ آج بھی علوم دینیہ کی خدمت میں مصروف ہے۔آپ نے چین، روس، مصر، ترکی، تیونس، نائیجریا، کویت، عراق، ایران اور حجاز مقدس کا دورہ کیا اور مسئلہ کشمیر کی اہمیت کو واضح کیا۔آپ نے بائیس مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کا شرف حاصل کیا۔

تصانیف: آپ کی چند مشہور تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔فلسفہ عبادات اسلامی ۲۔تصحیح العقائد ۳۔کتاب وسنت غیروں کی نظر میں ۴۔اسلام کا معاشی نظام ۵۔نظامِ عمل ۶۔اسلام کا زراعتی نظام ۷۔حرمتِ سود ۸۔انتخابات کے ضروری پہلو وغیرہ (۱۳)

وصال: مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے ۱۵/جمادی الاوّل، ۲۰/جولائی (۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) کو جناح اسپتال کراچی میں وصال فرمایا اور اپنی جامعہ تعلیمات اسلامیہ، منگھوپیر روڈ کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔(۱۴)

حواشی وکتابیات

۱۔ آپ بیس دن کے تھے کہ آپ کے والد ایک مذہبی جلسے میں شرکت کے لیے دہلی سے پٹنہ جاتے ہوئے ریل کے حادثے میں شہید ہوگئے۔(اکابر تحریک پاکستان، ص ۱۰۵)

۲۔ تذکرہ اکابر اہلسنت، محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور، مکتبہ قادریہ، ص ۲۰۲

۴۔ تذکرہ علمائے اہلسنت، محمود احمد قادری، فیصل آباد، سنّی دارالاشاعت علویہ رضویہ، ص ۱۵۹

۵۔ اکابر تحریک پاکستان، محمد صادق قصوری، لاہور، نوری بک ڈپو، ص ۱۰۵

۶۔ تذکرہ اکابر اہلسنت، محولہ بالا، ص ۲۰۲

۷۔ اکابر تحریک پاکستان، محولہ بالا، ص ۱۰۵

۸۔ تذکرہ اکابر اہلسنت، محولہ بالا، ص ۲۰۳

۹۔۱۰۔اکابر تحریک پاکستان، محولہ بالا، ص ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۹

(۱۱۔۱۲۔۱۳۔۱۴) تذکرہ اکابر اہلسنت، محولہ بالا، ص ۲۰۶ تا ۲۰۸

(سندھ کے اکابرینِ قادریہ کی علمی و دینی خدمات، ڈاکٹر صاحبزادہ فریدالدین قادری، کراچی، صفحہ ۳۸۲-۳۸۶)

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۹۸ء - ۱۹۷۰ء)

محمد علی چراغ

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ تحریک پاکستان کے ایک سرگرم اور فعال رُکن مولانا عبدالماجد بدایونی کے چھوٹے بھائی ہیں۔ چھوٹے بھائی ہونے کے باوجود ان کی خدمات اور سرگرمیاں زیادہ معتبر اور قابل ذکر ہیں۔

یوپی کے ایک مردم خیز خطے بدایوں میں مولانا حکیم عبدالقیوم قادری اپنی دینی اور سیاسی و سماجی خدمات اور مصروفیات کے باعث بدایوں کے مسلمانوں میں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کی مذہبی اور دینی خدمات کا خاصا چرچا تھا۔ ان کی شہرت بدایوں سے باہر بھی یوپی سے نکل کر کئی دوسرے صوبوں میں پھیل چکی تھی۔

ابتدائی حالات: مولانا عبدالقیوم کے گھر ۱۸۹۸ء میں مولانا عبدالحامد بدایونی پیدا ہوئے۔ عبدالحامد بدایونی ابھی دو تین ہفتوں ہی کے تھے کہ والد ماجد کا ایک حادثے میں انتقال ہوگیا۔ اس طرح والد کا سایہ بچپن ہی سے سر سے اُٹھ گیا تھا۔ بنیادی طور پر چونکہ ان کا گھرانہ ایک مذہبی گھرانہ تھا اس لیے والد کی وفات کے بعد والدہ ماجدہ نے پوری تندہی اور ذمے داری کے ساتھ بچوں کی پرورش کی۔ والد کی وفات کے وقت عبدالحامد کے بڑے بھائی عبدالماجد کی عمر قریباً بارہ سال تھی۔

والدہ ماجدہ نے نہایت ابتدائی دینی تعلیم کا سبق گھر پر ہی دیا اور جب عبدالحامد بدایونی ذرا بڑے ہوئے تو انہیں بدایوں ہی کے مدرسہ میں قرآن مجید پڑھنے کے لیے بھجوا دیا گیا تھا۔ ناظرہ قرآن حکیم پڑھنے کے بعد انہوں نے اپنے وقت کے کئی علماء سے اکتساب فیض کیا۔ دینی علوم حاصل کرنے کی اس پیاس اور جستجو کے باعث اُنھوں نے جلد ہی بھرپور طور پر دینی اُمور میں بھی حصہ لینا شروع کر دیا تھا اور ارکانِ اسلام کی پابندی کے ساتھ ساتھ خود بھی امامت و خلافت کے منصب حاصل کر لیے تھے۔ اس طرح وہ بدایوں کی جامع مسجد میں خطیب بھی رہے۔ اسی طرح مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں مدرس اور مفتی کے مناصب پر بھی فائز رہے۔

دینی و سیاسی خدمات: جس دور میں ترکی میں خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے لیے استعماری قوتیں اپنی اپنی عیارانہ چالوں پر عمل کر رہی تھیں اس وقت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ ایک نوعمر اور نوجوان اور پُرجوش مسلمان تھے۔ ہندوستان کے ہندو سیاسی رہنماؤں نے مسلمانوں کے اس جوش و جذبے کو کئی طرح سے اپنے مقاصد کی خاطر استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس لیے ایک وقت ایسا بھی آ گیا تھا کہ سیدھے سادے مسلمانوں کو ہندو اور ان کے رہنما سچ مچ مسلمانوں کے نہایت ہمدرد اور مونس و غمخوار دکھائی دینے لگے تھے۔ لیکن درونِ خانہ یہ تو ہندوؤں کی وہ چالیں تھیں کہ جن کے باعث ہندو کئی ملتوں اور اُمتوں کو کھا کر ''اکال الامم'' کہلائے تھے۔

ہندوؤں نے اس نازک موقع پر ہندو مسلم اتحاد کی خاطر کئی طرح کی ہمہ پہلو کارروائیوں کا آغاز کر دیا تھا۔ ایک جانب تو وہ مسلمانوں کو بھی دھرتی ماتا کا فلسفہ دے کر یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ اس دھرتی پر بسنے والے ہندو اور مسلمان سب ایک ہی ماں یعنی دھرتی ماتا کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس طرح بالخصوص گاندھی جی مسلمانوں کے دوقومی نظریہ کی نفی کے بیج بوتے تھے اور

Marfat.com

اس کے ساتھ ساتھ ہندو رہنماؤں اور سیاسی لیڈروں نے ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایکتا بڑھانے کے لیے بھگوان اور اللہ کو ایک ہی ثابت کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہی نہیں بلکہ گیتا اور قرآن کو بھی مماثل قرار دیا جانے لگا تھا۔

یہ ساری صورتِ حال اور مذہبی حوالوں سے سادہ لوح مسلمانوں کا اس طرح سے استحصال کیا جاتا کہ علمائے حقہ کے لیے سوہانِ روح بنا ہوا تھا۔ بعض کانگریسی مسلمان جب انہی اُمور میں ہندوؤں کی ہم نوائی میں بولتے تو راست سوچ رکھنے والے اور مسلمانوں کو ہندوؤں سے ایک جداگانہ قوم دیکھنے والے علماء کے لیے یہ صورتِ حال بڑی پریشان کن تھی۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ بھی اسی کربناک کیفیت کا شکار رہے۔ وہ اکثر اپنے مواعظِ حسنہ میں ہندوؤں کے ان وساوس کی تردید کرتے رہتے اور مسلمانوں کی وحدت اور ہندوؤں سے ان کی جداگانہ حیثیت کے بارے میں بھی خیالات کا اظہار برملا کرتے رہتے تھے۔

شدھی تحریک کا مقابلہ: گو برعظیم میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب ہندوستان میں مسلمان کچھ عرصہ کے لیے وقتی طور پر مصائب و آلام کا شکار رہے تھے اور ان کا تنہا وجود اس خطۂ ارض میں دوسروں کا دستِ نگر ہو کر رہ گیا تھا لیکن اس کے باوجود مسلمان علماء اور سیاست دان مسلمانوں کے جداگانہ وجود اور جداگانہ قوم کے مطالبے سے بھی دست کش نہیں ہوئے تھے۔ لیکن ۱۸۸۵ء میں کانگریس نے اپنے قیام کے بعد سے ہندو مسلم یکتا کے سحر آفریں نعرے کی بدولت مسلمانوں کے اس جداگانہ تشخص اور وجود کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا تھا۔

برعظیم پاک و ہند کے مسلمانوں کو جب تحریک خلافت میں ناکامی ہوئی تو اس وقت ہندوؤں نے اپنی فرقہ پرستی کی تحریکوں کو اور بھی بھڑکا دیا تھا۔ وہ اس طرح کہ ہندوؤں نے ہندوستان میں سے مسلمانوں کے اثرات کو ختم کرنے کی خاطر پاک بنانے والی ایک تحریک شدھی چلا دی تھی۔ اس شدھی تحریک کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ غیر ہندو عناصر کو مختلف تدابیر کے تحت ہندو دھرم میں شامل کر لیا جائے۔

شدھی کی تحریک بنیادی طور پر ایک مذہبی تحریک تھی، اس میں ہندو اپنی عددی برتری اور اکثریت کے بوصف مسلمانوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو ''پاک'' کر کے اپنے دھرم میں شامل کرنا چاہتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی ایک دوسری تحریک سنگھٹن بھی تھی جس کا بنیادی مدعا اور مقصد یہ تھا کہ اساسی طور پر ہندوستان کی سرزمین ہندوؤں ہی کی ہے اور اس میں رہنے بسنے کا حق صرف ہندوؤں ہی کو حاصل ہے۔ اس طرح ہندوستان میں موجود مسلمان تو محض ایک غیر متعلق اور غیر ضروری عنصر ہیں۔ ان کا مستقبل بس یہی ہے کہ وہ شدھی تحریک کے ذریعے ہندو مذہب میں شامل ہو جائیں۔

واقعی برعظیم پاک و ہند میں ہندوؤں نے مسلمانوں کے علاوہ باقی تمام مذاہب اور ملتوں کے لوگوں کو اپنے ہندو دھرم میں جذب کر کے ان کا وجود تک مٹا دیا۔ لیکن اس برعظیم میں مسلمان ہی صرف وہ واحد قوم ہیں جو ہندوؤں میں جذب اور مدغم نہ ہوئے، بلکہ بقول ممتاز مفتی مسلمان ایک ''کوکڑو'' ثابت ہوئے۔ (کوکڑ یا کوڑ کو اصل میں اس دانہ جنس کو کہتے ہیں جو اُبالنے کے باوجود نہیں گلتا۔ مثلاً دال کے اندر کوکڑو موجود رہتا ہے۔ ساری دال گل جاتی ہے لیکن کوکڑو بالکل نہیں گلتا، اپنا جداگانہ اور سخت وجود برقرار رکھتا ہے۔)

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ ہندوؤں کی ان اسلام دشمن تحریکوں کے خلاف ایک چٹان کی صورت میں ڈٹ گئے۔ انہوں نے ایک جانب تو ہندوؤں کی اصلیت کی قلعی کھولی اور پھر اس کے برعکس مسلمانوں کے جداگانہ اور علیحدہ تشخص کو اُبھارنے اور اُجاگر کرنے کی خاطر شعلہ بار تقاریر سے ہندوانہ عزائم کا منہ موڑ کر رکھ دیا۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے ان کے ذات پاک کے نظام اور طبقاتی تقسیم کو

Marfat.com

بھی ہدف بنایا اور دوسری جانب مسلمانوں کے فلسفہ اُخوت اور برادری پر روشنی ڈالی۔

مسلم لیگ سے وابستگی: مولانا عبدالحامد بدایونیؒ دوقومی نظریہ کے اس وقت سے حامی اور مؤید ہیں کہ جب ابھی تحریک پاکستان کا نظریہ واضح طور پر ایک نصب العین کے طور پر سامنے نہیں آیا تھا۔ ملک میں جب خلافت تحریک چلی تو اس میں بھی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے حصہ لیا۔ اُنھوں نے اس حوالے سے کئی شہروں کے دورے بھی کیے اور کئی اجلاسوں میں شرکت کی۔ کئی مسلمان رہنماؤں کے ہمراہ اہم خدمات انجام دیں۔

۱۹۱۸ء میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس دہلی میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مولوی ابوالقاسم فضل الحق نے کی۔ اس اجلاس میں ہوم رول کے بارے میں بات چیت ہوئی اور برطانوی حکومت کے خلاف شدید غم وغصے کا اظہار کیا گیا۔ کیونکہ برطانوی حکومت نے خلافت عثمانیہ کے تحفظ کے لیے اپنے وعدوں سے صریحاً انحراف کر کے ایک طرح کی لاتعلقی کا ثبوت دیا تھا۔ مسلم لیگ کے اس اجلاس میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے پہلی بار شرکت کی تھی۔ لہٰذا اس طرح مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اسی اجلاس میں مسلم لیگ کے موقف کے حامی اور مسلم لیگ کے ورکر بن گئے تھے۔ اس اجلاس میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے صرف ایک بیس سالہ پُرجوش نوجوان کی حیثیت سے پہلی بار مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر تقریر کی تھی۔

۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ کا ایک یادگار اجلاس ۱۵ تا ۱۸ اپریل کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں قائداعظم محمد علی جناحؒ نے صدارت کی تھی۔ یہاں پر مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے باقاعدہ طور پر عملی حصہ بھی لیا تھا۔ اس طرح مسلم لیگ میں اس طرح کے پُرجوش عالم کا شامل ہونا کئی حوالوں سے اہم اور مفید تھا۔

دورۂ بلوچستان: لاہور میں ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کے یادگار اجلاس میں مولانا عبدالحامد بدایونی نے ''علماء ومشائخ اہل سنت کی نمائندگی کرتے ہوئے شرکت کی تھی۔'' انہوں نے ایک اجلاس میں خطاب بھی فرمایا۔ اس کے بعد تو مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے مستقل طور پر مسلم لیگ کے نصب العین اور اس جماعت کا ساتھ دیا۔ لاہور کے اس تاریخی اور عہد ساز اجلاس کے بعد اپریل ۱۹۴۰ء میں بلوچستان مسلم لیگ کے صدر قاضی محمد عیسیٰ نے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ قادری کو بلوچستان آنے کی دعوت دی۔ اس دعوت پر مجاہد اسلام مولانا عبدالحامد بدایونیؒ بلوچستان کے دورے پر روانہ ہوئے۔ اپریل ۱۹۴۰ء کے آخری دنوں میں مولانا بلوچستان پہنچے۔ سب سے پہلے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ جیکب آباد گئے۔ ہاں پر قاضی محمد عیسیٰ نے بڑی گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا۔ جیکب آباد کے بعد وہ کوئٹہ پہنچے۔ کوئٹہ میں ایک جلسہ عام میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ قادری نے مسلم لیگ کے بارے میں کانگریس اور جمعیت العلماء کی جانب سے پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا اور اس کے ساتھ ہی مسلم لیگ کے اغراض ومقاصد کی وضاحت کی۔ مزید انہوں نے مسلمانوں سے اتحادِ باہمی کی اپیل کی۔ لوگوں نے ان کی موجودگی میں ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو پیش کی گئی لاہور کی تجویز کی پُرزور طریقہ سے حمایت اور تائید کی۔ بلوچستان سے واپسی پر مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے مسلمانانِ بلوچستان کے قومی جذبات، مسلم لیگ سے ان کی ہمدردیوں اور حصولِ پاکستان کے لیے جدوجہد اور قربانیوں کا کھل کر اقرار کیا اور بتایا کہ ''یہاں کے مخلص کارکنوں نے لیگ کی آواز کو اس صوبہ کے علاوہ ہرات، ایران، افغانستان کی حدود تک پہنچا دیا ہے۔''

دیگر خدمات: مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سُنّی کانفرنس منعقدہ بنارس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور تحریک پاکستان کے لیے بنائی گئی خصوصی کمیٹی کے وہ ایک رکن بھی مقرر

Marfat.com

ہوئے۔ اسی سال جب صوبہ سرحد میں، ریفرنڈم ہوا تو مسلم لیگ کے وفد میں شامل ہو کر یہاں پر بھی مولانا عبدالحامد نے بہتر خدمات انجام دیں۔ صوبہ سرحد کے استصواب رائے میں ان کی پُر تاثیر تقاریر اور ولولہ انگیز بیانات نے مسلم لیگ کی کامیابی کو یقینی بنا دیا تھا۔ لہٰذا اس حوالے سے قائداعظم محمد علی جناحؒ نے انہیں ''فاتح سرحد'' کا خطاب دیا۔ اس کے بعد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے حیدر آباد دکن کے میر عثمان علی خاں سے مسلم لیگ کے بعض امور کی وضاحت کے لیے ملاقات کی۔

اِسی دور میں مسلم لیگ کی طرف سے علماء کا ایک وفد حج کے موقع پر سعودی عرب گیا۔ اس وفد کا بنیادی مقصد حج کے ساتھ ساتھ یہ بھی تھا کہ وہ اسلامی ملکوں کے سربراہوں اور مسلمانانِ عالم کو تحریک پاکستان کے محرکات سے آگاہ کرے۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اس وفد کے سیکریٹری تھے۔

۱۹۴۷ء میں پاکستان بن جانے کے بعد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ مستقل طور پر کراچی میں آ گئے۔ یہاں پر پہلے مرکزی جمعیت العلماء پاکستان کے زونل صدر اور پھر مرکزی صدر منتخب ہوئے۔ اس کے ساتھ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ مہاجرین کی آبادکاری اور کشمیری مسلمانوں کی آزادی کی جدوجہد کے لیے بھی مالی اور اخلاقی مدد کرتے رہے۔

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے ۲۱/ جولائی ۱۹۷۰ء کو بہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ ایک منجھے ہوئے سیاستدان اور اپنے عہد کی ایک تحریک تھے۔ ایک جید عالم، مستند مفتی اور اعلیٰ پائے کے وہ مصنف اور ادیب بھی تھے۔ انہوں نے تحریک پاکستان میں بے پناہ خدمات انجام دیں۔ انہوں نے بائیس حج کیے اور قیامِ پاکستان کے لیے عالی نظر اور وسیع الخیال علماء کے ساتھ مل کر ایک طرف تو مسلم لیگ کی بھرپور حمایت اور تائید کی اور دوسری جانب کانگریس اور برطانوی حکومت سے ٹکر لی۔ انہوں نے اسلام کی سرفرازی اور سرخروئی کے لیے اپنے باہمی اختلافات کو بھلا کر ایک دوسرے کی معیت میں دور دراز کے سفر کیے۔ اس طرح، انہوں نے اسلام، پاکستان اور ملت مسلمہ کے لیے جو خدمات انجام دیں وہ کبھی بھی بھلائی نہیں جا سکتیں۔

(اکابرین تحریک پاکستان، محمد علی چراغ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، صفحہ ۳۵ ۷ تا ۷۴۰)

مسلم لیگی رہنماؤں اور سنّی بریلوی علماء کرام کا جرم یہ تھا کہ وہ گاندھی کی اطاعت اور ہندوؤں کی سرپرستی کو قبول کرنے کی بجائے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ اسلامی مملکت کے قیام کا مطالبہ کر رہے تھے ورنہ دیکھا جائے تو ایک جانب ہندو لیڈر تھے جن کے متعلق کتنا بھی حسن ظن سے کام لیا جائے وہ اسلام کے اس قدر وفادار اور محافظ ثابت نہیں ہو سکتے تھے جتنا کہ کلمہ گو مسلم لیگی لیڈر اور ان کے ہمنوا سنّی بریلوی علماء و مشائخ جن میں امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے صاحبزادے، حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی، مفتی محمد برہان الحق جبل پوری، مولانا عبدالحامد بدایونی، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہم، قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار خان نازی اور دیگر سینکڑوں علماء کرام و مشائخ عظام شامل تھے۔

(ماہنامہ کنز الایمان، اگست ۱۹۹۵ء، لاہور، ص ۱۱۹)

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر شمس بدایونی

(مولانا) عبدالحامد ولد (حکیم) عبدالقیوم قادریؒ، ساکن مولوی ٹولہ، عثمانی خاندان میں ۱۴؍جمادی الثانی ۱۳۱۸ھ/ ۷؍ستمبر ۱۹۰۰ء کو آبائی مکان (بمقام بدایوں) میں پیدا ہوئے۔ (تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے، راقم نے ان کے تاریخی نام 'محمد ذوالفقار حق' کو صحیح مانا ہے)۔ درس نظامی کی تکمیل اپنے بھائی مولانا عبدالماجد بدایونیؒ کے زیرنگرانی مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں اور مدرسہ شمس العلوم بدایوں سے کی۔ موخرالذکر مدرسہ کے بعد میں مہتمم بھی بنے۔ مولانا عبدالمقتدر اور مولانا عبدالقدیر سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔

مولانا عبدالماجد کے ہمراہ سیاسی جلسوں میں شرکت شروع کی۔ رفتہ رفتہ مسلم لیگ کے ہم نوا بن گئے اور لیگ ہی کے پلیٹ فارم سے ہندوستان کی مسلم سیاست میں ایک پُرجوش مقرر اور مبلغ کی صورت میں نمایاں ہوئے اور مجاہد ملت کے لقب سے یاد کیے گئے۔

ان کی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۱۸ء سے ہوا جب وہ پہلی مرتبہ مسلم لیگ کے اجلاس دہلی میں شریک ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں جب خلافت تحریک کو کل ہندوستان میں منظم طریقے پر تشکیل دینے کا پروگرام مرتب ہوا تو مولانا نے بھی اپنے بھائی کی طرح ملک کے دور دراز حصوں کا دورہ کیا اور ضلعی، صوبائی اور مرکزی کمیٹیاں قائم کرانے میں بقدر استطاعت حصہ لیا۔

۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ کونسل کے ممبر نامزد ہوئے۔ ۱۹۴۵-۴۶ء کے انتخاب میں مسلم لیگ کی حمایت اور کانگریس کی مخالفت میں ان کی تقریریں بڑی موثر ثابت ہوئیں۔ خاص طور پر صوبہ سرحد میں ان کی تقاریر نے ایک انقلاب برپا کردیا۔ اس طرح مسلم لیگ اپنے اثرات قائم کرنے میں کامیاب ہوئی۔ اس کامیابی سے خوش ہو کر محمد علی جناح نے اُنھیں ''فاتح سرحد'' کا خطاب دیا۔ (مجاہد آزادی مولانا عبدالحامدؒ، مشمولہ مجلّہ بدایوں، کراچی، اگست ۹۲ء)

۱۹۴۷ء کے اواخر میں وہ کراچی گئے اور وہاں پاکستان کے دستور سازی کے سلسلہ میں دوسرے علماء کے ساتھ ساتھ وہ بھی فعال رہے۔ جب حکومت پاکستان نے اسلامی مشاورتی کونسل بورڈ قائم کیا تو ان کو بھی اس کا ممبر نامزد کیا۔

۱۹۵۳ء میں ختم نبوت تحریک کو خلاف شرع اور خلاف قانون قرار دیئے جانے پر انھیں قید و بند کی صعوبتیں بھی اٹھانی پڑیں۔

وہ صرف سیاسی آدمی نہ تھے، بلکہ مبلغ اسلام بھی تھے۔ چنانچہ اُنھوں نے قیام پاکستان کے بعد 'جمعیۃ علمائے پاکستان' کی بناڈالی اور ایک 'جامعہ تعلیمات اسلامیہ'' (کراچی) قائم کیا جواب صرف بدایونی کالج بن کر رہ گیا ہے۔ ۲۰؍جولائی ۱۹۷۰ء کو کراچی میں واصل بحق ہوئے۔ بدایونی کالج کے احاطہ میں تدفین ہوئی۔

وہ ایک اچھے قلم کار بھی تھے۔ ۱۹۳۵ء میں نواب الٰہی بخش خاں معروف دہلوی (ف ۱۸۲۷ء) کا دیوان (دیوانِ معروف) انھیں کی کوششوں سے نظامی پریس بدایوں سے طبع ہوا۔ اس دیوان کے نسخہ کی صحت خود اُنھوں نے کی اور اس پر ایک مقدمہ بھی لکھا۔ جو معروف کے خاندانی حالات اور مرزا نصر اللہ خاں صدر محاسب حکومت حیدرآباد کی مدح و ستائش پر مشتمل ہے۔

'صاحب تذکرہ اکابر اہلسنّت پاکستان' (مطبوعہ کانپور، بار اوّل، س ن) نے ان کی چودہ تصانیف کے نام درج کیے ہیں لیکن ان کے مطبوعہ یا غیر مطبوعہ ہونے کی صراحت نہیں کی۔

نعت کے خوش فکر شاعر تھے۔ بہت کچھ کہا مگر سیاسی مصروفیات کے سبب اس کی اشاعت پر توجہ نہ دے سکے۔

(شعرائے بدایوں دربار رسول میں، ڈاکٹر شمس بدایونی، ناشر: محمد عبدالستار بدایونی، نارتھ کراچی، صفحہ ۱۰۸ تا ۱۱۰)

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

محمد صادق قصوری

فخرِ اہلِ سنت مولانا عبدالحامدؒ بن مولانا حکیم عبدالقیوم قادریؒ (۱۸۶۷ء-۱۹۰۰ء) بن حافظ مرید جیلانیؒ (۱۸۴۸ء-۱۸۸۰ء) بن مولانا محی الدین قادریؒ (۱۸۲۷ء-۱۸۵۴ء) بن سیف المسلول مولانا شاہ محمد فضل رسول قادریؒ (۱۷۹۸ء-۱۸۷۳ء) بن مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید قادریؒ (۱۷۶۳ء-۱۸۴۷ء) کی ولادت باسعادت ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء) میں برصغیر کے مردم خیز خطے بدایوں کے مشہور عالم عثمانی خاندان میں ہوئی۔ درسہ شمس العلوم بدایوں سے سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی (۱۸۶۶ء-۱۹۱۵ء) سے بیعت وخلافت کی سعادت حاصل کی۔ پھر مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں مدرس و مفتی اور بدایوں کی جامع مسجد میں خطیب رہے۔

آپ نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۱۴ء میں کیا۔ تحریک خلافت میں سرگرم کردار ادا کیا۔ آپ نے علی برادران کے مخلص ساتھی، رکن آل انڈیا خلافت کمیٹی، جنرل سیکریٹری ڈسٹرکٹ خلافت کمیٹی بدایوں کی حیثیت سے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ مولانا حسرت موہانی (۱۸۷۸ء-۱۹۵۱ء) مولانا آزاد سبحانی (۱۸۸۲ء-۱۹۵۷ء) اور اپنے برادر بزرگ مولانا عبدالماجد بدایونی (۱۸۸۷ء-۱۹۳۱ء) کے ساتھ آپ کے طویل دوروں اور پُرجوش تقاریر کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

آپ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں پہلی مرتبہ دسمبر ۱۹۱۸ء میں شریک کی۔ یہ اجلاس مولوی اے کے فضل الحق (۱۸۷۳ء-۱۹۶۲ء) کی زیر صدارت دہلی میں ہوا تھا۔ اس اجلاس کی خصوصیت یہ تھی کہ سب سے پہلی بار کثیر تعداد علماء نے مولانا عبدالباری فرنگی محلی (۱۸۷۸ء-۱۹۲۶ء) کی زیر قیادت شرکت کی تھی۔ آپ نے اس اجلاس سے خطاب فرمایا۔ اس کے بعد ۱۹۳۷ء کے لکھنؤ سیشن میں آپ نے باقاعدہ اور عملی طور پر حصہ لیا اور پھر تقسیم ہند تک آل انڈیا مسلم لیگ کے رکن رہے۔

۱۹۳۷ء میں یوپی کے انتخابات میں آپ نے مولانا شوکت علی (۱۸۷۲ء-۱۹۳۸ء) اور مولانا کرم علی ملیح آبادی (۱۸۹۲ء-۱۹۷۲ء) کے ساتھ پورے صوبہ کا دورہ کر کے کانگریس کا جلوس نکال دیا۔ مسلم لیگ نے اپنی مالی حالت کے پیش نظر صرف ۳۶ امیدوار نامزد کیے تھے جن میں سے ۲۹ کامیاب ہو گئے۔ اس کے بعد جھانسی کے ضمنی انتخابات میں بھرپور کردار ادا کر کے کانگریس اور جمعیت علماء ہند کے اُمیدوار کو شکست فاش دی۔

۱۹۳۷ء ہی میں جلال الدین عرف جلال بابا (۱۹۰۳ء-۱۹۸۱ء) اور جسٹس سجاد احمد جان (۱۹۱۰ء-۱۹۸۶ء) اور اُن کے ساتھیوں کے تعاون سے ایبٹ آباد (صوبہ سرحد) میں ایک عظیم الشان مسلم لیگ کانفرنس منعقد ہوئی جس سے مولانا شوکت علی (۱۸۷۲ء-۱۹۳۸ء)، چوہدری خلیق الزماں (۱۸۸۹ء-۱۹۷۳ء)، مولانا جمال میاں فرنگی محلی (۱۹۱۹ء-زندہ) کے علاوہ مولانا عبدالحامد بدایونی نے خطاب کر کے سرحد میں مسلم لیگ کی دھاک بٹھادی۔

۱۹۳۸ء میں الہ آباد میں صوبائی مسلم لیگ کانفرنس زیر صدارت بیرسٹر ظہور احمد آف الہ آباد (۔۔۱۸ء-۱۹۴۲ء) انعقاد پذیر ہوئی جس سے مولانا کرم علی ملیح آبادی (۱۸۹۲ء-۱۹۷۲ء)، بیگم مولانا محمد علی جوہر (۱۸۸۵ء-۱۹۴۷ء) کے علاوہ مولانا عبدالحامد بدایونی نے خطاب کیا۔ مولانا بدایونی نے فرمایا:

''میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں نے جو کچھ طے کرلیا

Marfat.com

ہے وہ اُسے حاصل کر کے رہیں گے۔''

''ہم طے کر چکے ہیں کہ ہندوستان کی سرزمین پر ایک ہی جھنڈا بلند ہو اور وہ جھنڈا اسلام کا ہو، ہم پاکستان چاہتے ہیں، پاکستان کو حاصل کریں گے اور پاکستان کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ بہادیں گے۔''

۸،۹،۱۰/اکتوبر ۱۹۳۸ء کو سندھ مسلم لیگ کی صوبائی کانفرنس زیر صدارت قائداعظمؒ، کراچی میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں پورے برصغیر کی مسلم قیادت شریک تھی۔ مولوی اے کے فضل الحق

(۱۸۷۳ء-۱۹۶۲ء) وزیر اعلیٰ بنگال، سعد اللہ خان

(۱۸۸۶ء-۱۹۵۵ء) وزیر اعلیٰ آسام، الٰہی بخش سومرو

(۱۸۹۷ء-۱۹۴۳ء) وزیر اعلیٰ سندھ، مولانا شوکت علی

(۱۸۷۲ء-۱۹۳۸ء)، راجہ امیر احمد خان آف محمود آباد

(۱۹۱۴ء-۱۹۷۳ء)، نواب اسمٰعیل خان آف بہار

(__۱۸ء-__۱۹)، چوہدری خلیق الزماں

(۱۸۸۹ء-۱۹۷۳ء)، سید سجاد حیدر یلدرم

(۱۸۸۰ء-۱۹۴۳ء)، بیگم مولانا محمد علی جوہر

(۱۸۸۵ء-۱۹۴۷ء)، حاجی عبداللہ ہارون

(۱۸۷۲ء-۱۹۴۲ء) شیخ عبدالمجید سندھی

(۱۸۸۹ء-۱۹۷۸ء)، میر غلام بھک نیرنگ

(۱۸۷۶ء-۱۹۵۲ء)، سید عبدالرؤف شاہ براری

(۱۸۷۸ء-۱۹۵۴ء)، مخدوم مرید حسین قریشی ملتانی

(۱۸۷۶ء-۱۹۶۰ء)، نواب احمد یار خان دولتانہ

(۱۸۹۶ء-۱۹۴۰ء)، ملک برکت علی

(۱۸۸۵ء-۱۹۴۶ء)، نواب زادہ لیاقت علی خان

(۱۸۹۵ء-۱۹۵۱ء)، حاجی عبدالستار اسحاق سیٹھ

(۱۸۸۶ء-۱۹۸۸ء)، محمد عاشق علی وارثی ایڈووکیٹ (گیا)

(__۱۸ء-۱۹۴۰ء)، مولانا جمال میاں فرنگی محلی (۱۹۱۹ء-زندہ)

کے ساتھ ساتھ مولانا عبدالحامد بدایونی بھی شریک تھے۔

مولانا بدایونی نے اس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مسلم لیگ کی حمایت کے لیے سامعین کے قلب وجگر کو جلا بخشی۔

کانفرنس کی آخری نشست میں شیخ عبدالمجید سندھی (۱۸۸۹ء-۱۹۷۸ء) نے وہ تاریخی قرارداد پیش کی جسے کانفرنس کی جان کہا جاتا ہے۔ اس قرارداد میں کانگریس کی سرحد، بنگال، پنجاب اور سندھ میں مسلم دشمنی اور کانگریسی وزارتوں، کانگریس کے فیصلے، ودیا مندر اسکیم، بندے ماترم (ترانہ)، مخلوط انتخابات، ہندی زبان کو قومی زبان قرار دینے، اُردو زبان کی حوصلہ شکنی اور تحریر وتقریر پر پابندی کی مذمت کی گئی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے سفارش کی گئی کہ وہ ہندوستان میں ایک ایسے آئین کے نفاذ کے بارے میں ازسرنو غور کرے جو کہ مُسلمانوں کی عزت، جائز حقوق کا علمبردار ہو اور مسلمانوں کو خود مختاری فراہم کر سکے۔ نیز کوئی قانون ایسا نہ بنایا جائے جو مسلمانوں کے حقوق کی خلاف ورزی کرتا ہو اور آل انڈیا مسلم لیگ کے لیے قابل قبول نہ ہو۔

اس قرارداد کی تائید حاجی عبداللہ ہارون (۱۸۷۶ء-۱۹۴۲ء) اور سید عبدالرؤف شاہ براری (۱۸۸۷ء-۱۹۵۴ء) کے علاوہ مولانا بدایونی نے بھی کی تھی۔ یہ وہی قرارداد تھی جس کی بناء پر مسلم لیگ کے آئندہ اجلاس میں بھی اسے واضح الفاظ میں دہرایا گیا اور مسلمانوں کے لیے الگ قوم وملت کا تصور دیا گیا۔

مارچ ۱۹۴۰ء میں اقبال پارک (منٹو پارک) لاہور میں ''قرارداد پاکستان'' کے سلسلے میں جو اجلاس منعقد ہوا تھا، مولانا بدایونی نے علماء ومشائخ اہل سنت کی نمائندگی کرتے ہوئے اس اجلاس میں نہ صرف شرکت فرمائی بلکہ قائداعظمؒ (۱۸۷۶ء-۱۹۴۸ء) کی زیر صدارت ''قرارداد پاکستان'' کی حمایت میں جو تاریخی خطاب فرمایا وہ ہمیشہ یاد رہے گا۔ قراردادِ پاکستان ۲۳/ مارچ ۱۹۴۰ء کی سہ پہر کو کھلے اجلاس میں پیش ہوئی۔

Marfat.com

یہ قرارداد مولوی اے کے فضل الحق (۱۸۷۳ء-۱۹۶۲ء) نے پیش کرتے ہوئے اُردو میں تقریر کی۔ تائید میں چوہدری خلیق الزماں (۱۸۸۹ء-۱۹۷۳ء) بولے۔ مزید تائید کرنے والوں میں پنجاب سے مولانا ظفر علی خاں (۱۸۷۲ء-۱۹۵۶ء)،

سرحد سے سردار اورنگ زیب خاں (۱۸۹۲ء-۱۹۵۷ء)،

سندھ سے حاجی عبداللہ ہارون (۱۸۷۲ء-۱۹۴۲ء)،

مدراس سے عبدالمجید خاں (۱۸۹۶ء-۱۹۶۶ء)،

سی پی سے سیّد عبدالرؤف شاہ (۱۸۷۸ء-۱۹۵۴ء)،

بمبئی سے اسمٰعیل ابراہیم چندریگر (۱۸۹۷ء-۱۹۶۰ء)،

بہار سے نواب محمد اسمٰعیل خاں (۔۔۱۸ء-۔۔۱۹ء)

یوپی سے بیگم مولانا محمد علی جوہر (۱۸۸۵ء-۱۹۴۷ء) اور

مولانا عبدالحامد بدایونی (۱۸۹۸ء-۱۹۷۰ء) اور

بلوچستان سے قاضی محمد عیسیٰ (۱۹۱۳ء-۱۹۷۶ء) شامل تھے۔

قرارداد پاکستان ۱۹۴۰ء کے تاریخی اجلاس کے بعد قائداعظمؒ چاہتے تھے کہ صوبہ سرحد کے لوگوں کے سامنے لاہور ریزولیشن (قرارداد) کی تشریح کی جائے اور وہاں کے لوگوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا جائے تاکہ سرخ پوشوں کا زور توڑا جا سکے۔ اس مقصد کے لیے قائداعظمؒ نے قاضی محمد عیسیٰ کی قیادت میں ایک وفد صوبہ سرحد بھیجا۔ وفد کے دیگر ارکان میں لسان الامت قائدِ ملت نواب بہادر یار جنگ (۱۹۰۵ء-۱۹۴۴ء) اور مولانا کرم علی ملیح آبادی (۱۸۹۲ء-۱۹۷۲ء) کے علاوہ مولانا عبدالحامد بدایونی بھی شامل تھے۔ ان صاحبان نے صوبہ سرحد کے طول و عرض کا دورہ کیا جو نہایت کامیاب رہا۔ کانگریس کے بڑے بڑے گڑھوں کی بنیادیں ہل گئیں۔

اپریل ۱۹۴۰ء میں قاضی محمد عیسیٰ صدر بلوچستان مسلم لیگ کی دعوت پر مولانا عبدالحامد بدایونی بلوچستان تشریف لے گئے۔ آپ نے اوستہ محمد، جیکب آباد، کوئٹہ اور پشین میں ہزاروں کی تعداد پر مشتمل نزد و دور سے آئے ہوئے لوگوں کے کئی جلسوں سے خطاب کیا۔ ہر جگہ مسلمانوں نے پُرجوش طور پر آل انڈیا مسلم لیگ کی مشہور تقسیم صوبہ جات کی فلک شگاف نعروں میں تائید کی اور مسلم لیگ کے مقاصد کو بلوچستان کے ہر حصے میں پھیلانے کا عہد کیا۔ ہر مقام پر مولانا کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ کوئٹہ میں پلیٹ فارم کثیر مجمع، رضا کارانِ مسلم لیگ سے بھرا ہوا تھا۔ مشہور لیڈر اور کارکن شامل تھے۔ ملک جان محمد خان ترین جنرل سیکریٹری بلوچستان مسلم لیگ، ڈاکٹر سید فضل شاہ سیکریٹری مالیات وصدر مجلس استقبالیہ، سردار محمد علی خاں، صاحب جان، ملک محمد عثمان کانسی، ڈاکٹر غلام نبی، حضرت مولانا عبدالعلی اخوندزادہ، مولانا سید عبدالرزاق، حاجی فضل الٰہی، نور محمد خان، مولوی عبدالرشید، غازی خان، حاجی میاں خان، سید اللہ داد اور سیٹھ عیسیٰ جی موسیٰ جی، قاضی محمد عیسیٰ، میر جعفر خان جمالی اور مولانا عبیداللہ بلوچ وغیرہ آپ کے ہمراہ رہے۔ آپ نے مخالفین کے اعتراضات کے بھرپور جوابات دیے۔

بلوچستان سے واپسی پر آپ کی رائے یہ تھی:

''میں یہاں سے واپس جاتے ہوئے مسلمانانِ بلوچستان کے قومی جذبات کا خاص اثر لے کے جا رہا ہوں۔ یہاں کے مخلص کارکنوں نے لیگ کی آواز کو اس صوبے کے علاوہ ہرات، ایران اور افغانستان کی حدود تک پہنچا دیا ہے۔''

اسی زمانے میں عارف سیمابی سیالکوٹی نے کہا تھا۔

واردھا کی مے لگی دل کو بجھا سکتی نہیں
اُلفت شاہِ مدینہ دل سے جا سکتی نہیں
میں مسلماں ہوں، میں مسلم لیگ ہی میں جاؤں گا

۲۶، ۲۷، ۲۸ جولائی ۱۹۴۰ء کو کوئٹہ میں بلوچستان مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ اس موقعہ پر شہر کے تمام بازاروں کو دلہن کی طرح سجایا گیا۔ مختلف مقامات پر دروازے نصب کیے گئے اور پنڈال میکموہن پاک میں بنایا گیا۔

Marfat.com

۲۶ر جولائی کو ساڑھے بارہ بجے دوپہر کوئٹہ ریلوے اسٹیشن سے قائدین مسلم لیگ کا جلوس نکالا گیا جس میں ہزاروں اسلامیانِ بلوچستان و کوئٹہ شہر نے شرکت کی۔

عارف سیمابی سیالکوٹی نے آنکھوں دیکھا حال یوں لکھا ہے:

''قائداعظمؒ کی تشریف آوری کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھی۔ عوام دیدہ و دل فرشِ راہ کرنے کے لیے بے تاب تھے مگر آنکھوں کی تشنگی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ ارمان اور مچل گئے۔ دل کی حسرت دل ہی میں رہ گئی بعد میں یہ عقدہ کھلا کہ یہاں سے ارسال کردہ خطوط اور تار راستے میں روک لیے گئے اُن تک پہنچ نہ سکے۔ یہاں استقبال کی تیاریاں زوروں پر تھیں وہاں اُن کو پروگرام تک کی اطلاع نہ تھی۔ البتہ لیاقت علی خان، نواب بہادر یار جنگ، اور مولانا عبدالحامد بدایونی تشریف لے آئے۔ ان حضرات کی آمد پر کوئٹہ ریلوے اسٹیشن پر ایک خطرناک ہنگامہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔

بعد میں مسلم لیگ نے واقعہ کو مرکزی اسمبلی میں اُٹھایا اور اس طرح بلوچستان کو بڑی اہمیت حاصل ہو گئی۔ لاتعداد افراد اپنے رہنماؤں کو خوش آمدید کہنے کے لیے وقت سے پہلے ریلوے اسٹیشن پر پہنچ گئے تھے۔ ہر طرف سبز ہلالی پرچم لہرا رہے تھے۔ نعرے بلند ہو رہے تھے کہ ریلوے اسٹاف نے پلیٹ فارم ٹکٹ دینے سے انکار کر دیا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ پولیس نے نقص امن عامہ کی وجہ سے اس قسم کے خفیہ احکامات دیے ہیں مگر پولیس نے ایسے احکامات سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس کے باوجود ہندو اسٹیشن ماسٹر نے ٹکٹ نہ دیے۔ کئی مقامی لیڈر غصے میں آ گئے۔ عوام کے جذبات مشتعل ہونے لگے۔ نعروں نے شدت اختیار کر لی کہ غالباً ملک جان محمد کانسی نے پستول ہاتھ میں لے لی۔ گیٹ پر کھڑے ہو گئے اور حاضرین کو اندر جانے کے لیے کہا۔ کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ صدر دروازے کو بند کرتا یا عوام کے سامنے آتا۔ دیکھتے ہی دیکھتے پلیٹ فارم پر تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ پھر ملک صاحب نے اسٹیشن ماسٹر سے کہا کہ وہ ان تمام آدمیوں کی گنتی کرے اور اتنے ٹکٹ دے کر رقوم وصول کرے۔ اس جرأت مندانہ اقدام نے مسلم لیگ کو عوام میں بہت زیادہ مقبولیت دی۔ ایک اَن پڑھ پٹھان نے مسلم لیگی لیڈر ملک صاحب کی تعریف ان الفاظ میں کی کہ ''خوچہ ملک صاحب نر کا بچہ ہے۔''

۳۰ر اگست ۱۹۴۱ء کو لدھیانہ (مشرقی پنجاب) میں ایک شاندار ''پاکستان کانفرنس'' مولانا بدایونی کی صدارت میں ہوئی جس میں آپ نے قیامِ پاکستان کے حق میں مدلل خطبہ ارشاد فرمایا جو بعد میں نظامی پریس بدایوں سے چھپ کر تقسیم ہوا۔

۱۹۴۲ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کانفرنس، نوابزادہ لیاقت علی خان کی صدارت میں ہوئی جس میں مولانا بدایونی نے اپنے ایمان افروز اور باطل سوز خطاب کے ذریعے مسلم لیگ کے پیغام کو ہر دل کی دھڑکن بنا دیا۔

۷ر مارچ ۱۹۴۳ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاسِ دہلی میں مولانا عبدالحامد بدایونی نے یہ قرارداد پیش کی کہ پنجاب اسمبلی میں جلد از جلد مسلم لیگ پارٹی قائم کی جائے تو ملک خضر حیات ٹوانہ (۱۹۰۰ء-۱۹۷۵ء) وزیراعظم پنجاب نے سابقہ روایت کے حوالے سے یہ وضاحت پیش کرتے ہوئے اپنا موقف بیان کیا کہ:

''جہاں تک پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کا تعلق ہے وہاں سکندر جناح پیکٹ کی جملہ شرائط کے تحت مسلم لیگ پارٹی پہلے سے موجود ہے۔ اس لیے یہ نئی قرارداد یہاں پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ رہا یہ سوال کہ کیا یہ پارٹی بہ خوبی اور اچھی طرح کام کر رہی ہے یا نہیں، میں فی الحال اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ لیکن میں آپ حضرات کو یقین دلاتا ہوں کہ میں پوری تندہی سے مسلم لیگ پارٹی میں نئی روح پھونکنے اور اسے مزید مستحکم کرنے کی کوشش کروں گا تا کہ وہ ''آل انڈیا مسلم لیگ'' جیسی عظیم جماعت کی صحیح نمائندگی کر سکے اور اس حیثیت سے مسلمانانِ پنجاب کی

Marfat.com

خدمت بھی کر سکے۔ آپ کو مجھ پر اور میرے رفقائے کار پر پورا بھروسا رکھنا چاہیے کہ ہم ہمیشہ "آل انڈیا مسلم لیگ" کے وفادار خادم رہیں گے اور اس کے مجوزہ پروگرام سے ذرّہ بھر انحراف نہیں کریں گے۔"

ملک خضر حیات ٹوانہ (۱۹۰۰ء-۱۹۷۵ء) کی وضاحت اور عذر خواہی اور بعد میں حضرتِ قائداعظمؒ (۱۸۷۶ء-۱۹۴۸ء) کی تصریحات کو سن کر مولانا بدایونی نے اپنی قرارداد واپس لے لی اور اس طرح مسلم لیگ کونسل نے خضر حیات ٹوانہ کو یہ موقع دیا کہ وہ اپنے قول کے مطابق پنجاب اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی کو فعال بنائیں۔ مگر افسوس کہ ابن الوقت خضر حیات ٹوانہ نے اس سلسلہ میں کچھ بھی نہ کیا کیونکہ اس کا تو مطلب و مقصد ہی مسلم لیگ کے کاز کو نقصان پہنچانا تھا۔ ٹھیک ڈیڑھ ماہ بعد ۲۴ر اپریل ۱۹۴۳ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا تو قائداعظمؒ نے اپنے فی البدیہہ خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پنجاب نے ابھی تک اپنا وہ کردار ادا نہیں کیا جو اسے ادا کرنا چاہیے تھا۔"

۱۹۴۴ء میں وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ میں مسلم لیگی کارکن کامریڈ عبداللطیف چوہان (۱۹۰۸ء-۱۹۴۸ء) کے زیر اہتمام ایک "مسلم لیگ کانفرنس" منعقد ہوئی جس کی صدارت نواب زادہ رشید علی خاں (۱۹۰۴ء-۱۹۷۴ء) صدر سٹی مسلم لیگ لاہور نے کی۔ اس کانفرنس میں دیگر مسلم لیگی رہنماؤں کے علاوہ مولانا بدایونی نے بھی خطاب کیا۔ اس انفرنس کی کامیابی سے وہاں مسلم لیگ کی دھاک بیٹھ گئی، کانگریس اور یونی نیسٹ پارٹی کا صفایا ہو گیا۔

۲۸ تا ۳۰ر اپریل ۱۹۴۴ء کو تالاب شیخ مولا بخش، سیالکوٹ میں پنجاب مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس زیر صدارت حضرت قائداعظمؒ انعقاد پذیر ہوا۔ اس اجلاس میں نواب زادہ لیاقت علی خاں (۱۸۹۵ء-۱۹۵۱ء)، سردار عبدالرب نشتر (۱۸۹۹ء-۱۹۵۸ء)، ملک برکت علی (۱۸۸۵ء-۱۹۴۶ء)، رحیم بخش غزنوی (۱۹۰۳ء-۱۹۷۹ء)، راجہ غضنفر علی خاں (۱۸۹۵ء-۱۹۶۳ء)، میر غلام بھیک نیرنگ (۱۸۷۶ء-۱۹۵۲ء)، سید غلام مصطفیٰ خالد گیلانی (۱۹۰۷ء-۱۹۸۹ء) وغیرہم کے علاوہ مولانا بدایونی نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس کا افتتاح مولانا بدایونی کی تلاوت سے ہوا۔ بعدازاں اپنے خطاب میں مولانا نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے باہمی اختلاف ختم کر کے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں تاکہ پاکستان دشمن طاقتوں کا مقابلہ کر کے حصول پاکستان کو ناگزیر بنایا جا سکے۔ آخر میں مولانا نے نہایت رقت انگیز دعا فرمائی جو وہ مسلم لیگ کے ہر سالانہ اجلاس میں کیا کرتے تھے جس سے سامعین کے قلب و جگر میں ایک خاص اثر ہوتا تھا۔

دسمبر ۱۹۴۵ء میں مرکزی اسمبلی کے الیکشن ہوئے تو مولانا بدایونی نے اپنی کامیاب حکمت عملی کی بناء پر اپنے صوبے (یوپی) سے چھ کی چھ مسلم نشستیں حاصل کر لیں۔ کامیاب اُمیدواروں کی فہرست کچھ یوں ہے (۱) ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد (۲) خان بہادر غضنفر اللہ خاں، (۳) نواب محمد اسماعیل خاں (۴) سر محمد یامین خان (۵) نواب زادہ لیاقت علی خان (۶) راجہ امیر احمد خاں آف محمود آباد۔

۱۶ر جنوری ۱۹۴۶ء کو ہفت روزہ "دبدبۂ سکندری" رام پور (یوپی، بھارت) کے صفحہ ۶ پر آپ کا ایک بیان بعنوان "حضرات علمائے اہل سنت اور مشائخین کرام کا پیام، مسلمان کے نام- پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت اشد ضروری ہے" شائع ہوا۔ اس بیان پر آپ (مولانا عبدالحامد بدایونی) کے علاوہ مولانا شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی (۱۹۰۹ء-۱۹۷۹ء)، مولانا مفتی محمد عبدالحفیظ آگروی (۱۹۰۱ء-۱۹۵۸ء) اور مولانا مفتی عزیز احمد قادری گڑھی شاہو، لاہور (۱۹۰۱ء-۱۹۸۹ء) کے اسمائے گرامی بھی درج تھے۔ وہ بیان یوں ہے: "ہندوستان کے ان صوبہ جات میں جہاں مسلمانوں کی اکثری ہے خصوصاً اور دوسرے مقامات میں عموماً اسلامی حکومت کا

Marfat.com

قیام اور قرآن کریم کی روشنی میں مسلمانوں کی حکومت کا عزم و مطالبہ یقیناً ایک ایسا مطالبہ ہے جس کی دعوت علما و مشائخ اسلام صدیوں سے دیتے چلے آئے ہیں۔ ان کا مقصد حیات ہی ہمیشہ یہ رہا کہ مسلمانوں میں اسلامی احکام کی ترویج ہو اور وہ ایک ایسی آزاد اسلامی حکومت قائم کر سکیں جو اغیار و اجانب کی مداخلت و

زبردست کامیابی نصیب ہوئی۔ اُن کے اپنے صوبے یوپی میں ۶۵ مسلم نشستوں سے ۵۳ نشستیں مسلم لیگ نے حاصل کر کے ۸ء۸۱ کامیابی حاصل کی۔ ان کے رہائشی ضلع بدایوں کی تینوں نشستوں پر مسلم لیگی امیدوار واضح اکثریت سے کامیاب و کامران ہوئے جن کے نام کچھ اس طرح ہیں:

نام حلقہ	مسلم لیگی اُمیدوار	حاصل کرہ ووٹ	کانگریسی اُمیدوار	حاصل کردہ ووٹ
ا۔شہری حلقہ	مولوی کریم رضا خاں	۱۳۱۵۵	نعمت اللہ خاں	۴۱۲۸
۲۔ضلع بدایوں (مغربی)	اسرار احمد خاں	۵۶۷۴	مزمل حسین	۱۲۹۶
۳۔ضلع بدایوں (مشرقی)	مولوی نہال الدین	۴۷۲۶	علی حیدر	۵۰۲

غلامی سے پاک و صاف ہو۔ اس خصوص میں ''آل انڈیا مسلم لیگ'' نے اس طرف چند برس سے جو مساعی اسلامی حکومت یعنی پاکستان کے حصول کے لیے جاری کر رکھی ہیں، انہیں حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب صدر آل انڈیا سنی کانفرنس سے لے کر ہندوستان کے ہزاروں مشائخین وعلمائے اہل سنت کی عملی تائید حاصل ہے اور سنی کانفرنس کے اکابر علماء اور مشائخین پوری قوت کے ساتھ پاکستان کی حمایت کر رہے ہیں اور اسلامی حیثیت سے کفار و مشرکین کے اندر مدغم ہو جانے کو کسی طرح بھی روا نہیں رکھتے۔ کانگریس جماعت یقیناً مسلمانانِ ہند کے وجود ہی کو جداگانہ حیثیت سے تسلیم نہیں کرتی...... احرار و خاکسار، مسلم بورڈ، نیشنلسٹ مسلمانوں کی جماعیت دراصل کانگریس کی بنائی ہوئی جماعتیں ہیں جو مسلمانانِ ہند کی سربلندی کو مشرکین کے اشارہ سے ختم کرنا چاہتی ہیں۔ ہم تمام صوبوں کے مسلمانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ایسے نازک موقع پر صرف مسلم لیگ کی حمایت کر کے اس کے اُمیدواروں کو رائے دیں۔''

فروری ۱۹۴۶ء میں ہندستان بھر میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے تو مولانا بدایونی کی مساعی جمیلہ سے مسلم لیگ کو

قیام پاکستان کی تحریک کو تیز تر کرنے اور نصب العین کے حصول کے لیے فیصلہ کن اقدام کی خاطر اپریل ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس، بنارس میں منعقد ہوئی۔ اس عظیم الشان اجتماع میں مولانا بدایونی بھی شریک تھے اور صدر کانفرنس امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (۱۸۴۱ء-۱۹۵۱ء) کے خصوصی ساتھیوں میں سے تھے۔ آپ کا خطاب خصوصی اہمیت کا حامل تھا۔ اس موقعہ پر ملک بھر میں رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے اکابر علماء اہل سنت کی جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی، مولانا بدایونیؒ اس کے اہم رکن تھے۔

۴۵-۱۹۴۶ء کے انتخابات کا ذکر ہم پیشتر ازیں بڑی تفصیل سے کر چکے ہیں۔ ان تاریخی انتخابات میں مولانا بدایونی کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آسام و بنگال کی سرزمین مولانا عبدالحمید خاں بھاشانی (۱۸۸۰ء-۱۹۷۶ء) کے نعروں سے گونج رہی تھی تو سرحد، پنجاب، بلوچستان، اور یوپی میں مولانا بدایونی کی تقاریر ملت اسلامیہ کو جہاد کے لیے آمادہ کر رہی تھیں۔

۱۹۴۶ء میں ہی مسلم لیگ کی طرف سے علماء کا ایک وفد حج کے موقعہ پر سعودی عرب گیا تاکہ اسلامی ملکوں کے رہنماؤں اور مسلمانانِ عالم کو تحریک پاکستان کے محرکات سے آگاہ کیا جا سکے۔

Marfat.com

یہ وفد ''مشرقِ وسطیٰ'' اور ''عربی ممالک'' کے دورے پر بھی گیا اور تحریک پاکستان کے سلسلے میں رائے عامہ کو ہموار کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ اس وفد کے قائد مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (۱۸۹۲ء-۱۹۵۴ء) اور سیکریٹری مولانا بدایونی تھے۔ مولانا بدایونی نے اس سلسلہ میں جو کردار ادا کیا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

۳؍مئی ۱۹۴۷ء کو مولانا بدایونی نے قائداعظم سے ملاقات کی جو گیارہ سے بارہ بجے دوپہر تک جاری رہی۔ اس ملاقات میں نہایت اہم موضوعات پر تبادلہ خیالات ہوا۔ مولانا نے قائداعظمؒ سے اسلامی حکومت کے آئین اور دستور پر بات کی۔ قائداعظمؒ نے فرمایا کہ میں اس بات سے کلیتاً متفق ہوں کہ پاکستان کا دستور وہی ہوگا جو اسلام اور قرآن کریم کے مطابق ہو۔ سوشلزم اور مغرب کے قوانین ہمارے مرض کا علاج نہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ جب ساری دنیا قرآن و اسلام کی جامعیت کو تسلیم کرے گی۔

قائداعظمؒ نے مولانا بدایونی کی ان خدمات پر جو آپ نے عرب و حجاز میں مسلم لیگ کی خاطر انجام دیں، مبارکباد دی اور بیشتر سیاسی مسائل پر بھی کافی گفتگو ہوتی رہی۔

اسی روز مولانا بدایونی نے اپنا ایک دستخطی بیان جاری کیا جو ہفت روزہ ''دبدبۂ سکندری'' رام پور (انڈیا) جلد ۸۵، شمارہ نمبر ۲۰، ۲۱ بابت ۲۱؍مئی ۱۹۴۷ء میں چھپا۔ وہ بیان یہ ہے:

''میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلم پبلک ۱۰؍تاریخ کے فیصلہ جات معلوم کرنے کے لیے بے چین ہے۔ مسلمانانِ ہند کو اپنی تنظیم جاری رکھنا چاہیے اور پورے صبر و ہمت کے ساتھ وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔ انشاء اللہ وہ وقت قریب آچکا ہے جبکہ مسلمانانِ ہند اپنے قائد کی کامیاب سیاست و وکالت کے بہترین نتائج دیکھیں گے۔ الحمدللہ کہ قائد ملت ہندیہ مسٹر محمد علی جناح انتہائی تدبر سے معاملات پر اپنی قوت صرف فرما رہے ہیں۔ سب سے زیادہ یہ امر باعث مسرت ہے کہ قائد کے قلب میں یہ چیز جاگزیں ہو چکی ہے کہ جو دنیا دستور وضع ہو وہ قرآنی نظام کے ماتحت ہو۔ چنانچہ میں نے ۳؍مئی کی ایک گھنٹہ کی ملاقات میں اس اہم جزو پر بھی کافی تبادلہ خیالات کیا اور میں اس ملاقات میں جو نقش لے کر واپس ہوا وہ کسی طرح فراموش نہیں کر سکتا۔ قائداعظم نے میرے خیالات کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ سچ ہے کہ اسلام ایک ایسے مکمل قانون کا نام ہے جس میں دین و دنیا کا تمام نظام موجود ہے۔ ہمیں مطلقاً اس کی ضرورت نہیں کہ ہم سوشلزم یا مغرب کے دوسرے قوانین کی تقلید کریں۔ ہمارا مستقبل اور ہمارا دورِ حکومت وہی کامیاب ہوگا جو قرآنی دستور کے مطابق ہو۔ قائداعظم نے فرمایا کہ اب دنیا کے ممالک کے سینوں میں اسلام اور اس کے قوانین پر عمل کرنے کے لیے ایک نیا جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔

میں نے اندازہ کیا کہ مسٹر جناح اس طرف اسلامی قرآنی سیاسیات کے مطالعہ پر بھی وقت صرف فرما رہے ہیں۔ اور الحمدللہ کہ ان کے خیالات و جذبات میں اسلامی قوانین کا رنگ غالب آرہا ہے۔ وہ دن دور نہیں جبکہ ہم مغرب کی غلامی سے نکل کر اسلام کے دامن میں آکر اسلامی حکومت قائم کریں اور اس کے لیے مسلم لیگ کے نظام میں رہ کر ہر قربانی کے لیے تیار رہیں اور اپنی تنظیم کو مضبوط کرتے رہیں۔''

فقیر محمد عبدالحامد بدایونی

۳؍مئی ۱۹۴۷ء

۱۹۴۸ء میں کانگریسی نظریات کی حامل جمعیت علماء ہند کے مقابلہ میں ملتان میں علماء اہل سنت کے ملک گیر کنونشن میں جمعیت علمائے پاکستان کی بنیاد رکھی گئی تو مولانا ابوالحسنات قادریؒ (۱۸۹۶ء-۱۹۶۱ء) کو مرکزی صدر اور علامہ احمد سعید کاظمیؒ (۱۹۱۳ء-۱۹۸۶ء) کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ مولانا بدایونی کو سندھ و کراچی زون کی صدارت پر فائز کیا گیا۔ آپ نے بڑی

Marfat.com

محنت اور لگن سے جمعیت علماء پاکستان کی تنظیم کی۔ چنانچہ ۱۹۴۸ء ہی میں سنوسئ ہند امیر ملت حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (۱۸۴۱ء-۱۹۵۱ء) نے جمعیت علمائے پاکستان کراچی کے دفتر کا معائنہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''فقیر کو انتہائی مسرت ہے کہ جمعیت علمائے پاکستان اپنی فرائض دہی کو پوری تندہی سے انجام دے رہی ہے۔ اس جمعیت کے صدر حضرت مولانا شاہ عبدالحامد قادری بدایونی ہیں، جن کی زندگی مسلم لیگ اور پاکستان کے لیے وقف رہی۔ وہ اس جمعیت کو پوری قوت کے ساتھ چلا رہے ہیں۔''

اسی سال یعنی ۱۹۴۸ء میں سندھ کے علما و مشائخ کے ایک وفد نے قائد اعظمؒ سے کراچی میں ملاقات کی جس میں مولانا بدایونی بھی شریک تھے۔ مولانا نے تفصیلی یادداشت پیش کرتے ہوئے مطالبہ کیا:

''ملک پاکستان کا دستور کتاب وسنت کی روشنی میں تیار کیا جائے اور دیگر اسلامی ممالک کی طرح پاکستان میں بھی وزارتِ اُمورِ مذہبیہ قائم کی جائے۔''

جنوری ۱۹۵۱ء میں پاکستان کے ۳۱ ممتاز علماء کرام نے مملکت کی بنیاد اسلامی اُصولوں پر اُٹھانے کے لیے ''۲۲ نکاتی منشور'' پیش کیا۔ یہ منشور اسلام سے ان کی لازوال وابستگی کا آئینہ دار ہے۔ مولانا بدایونی اس منشور کی تیاری میں پیش پیش تھے۔ آپ کے ساتھ پیر صاحب مانکی شریف محمد امین الحسناتؒ (۱۹۲۲ء-۱۹۶۰ء)، مولانا حاجی محمد امین پشاوریؒ (۱۸۹۵ء-۱۸۵۸ء)، مفتی محمد صاحب داد خانؒ (۱۸۹۸ء-۱۹۶۵ء) اور پیر محمد ہاشم جان مجددی سرہندیؒ (۱۹۰۴ء-۱۹۷۵ء) اور مشرقی پاکستان کے شاہ ابوجعفر محمد صالح پیر صاحب سرسینہ شریف (۱۹۱۴ء-۱۹۹۰ء) نے بھرپور تعاون کیا۔

۱۹۵۳ء کی ''تحریک ختم نبوت'' میں مولانا بدایونی نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور انتہائی علالت کے باوجود سرفروشانہ کردار ادا کیا۔

حکومت نے آپ کو گرفتار کر کے فروری ۱۹۵۳ء سے جنوری ۱۹۵۴ء تک کراچی اور سکھر کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتوں سے نبرد آزما رکھا۔ جیل میں بڑی سے بڑی تکلیف بھی آپ کے عزمِ صمیم کو متزلزل نہ کر سکی۔ اسی اسیری میں آپ نے دو کتابیں ''کتاب وسنت غیروں کی نظر میں'' اور ''فلسفہ عباداتِ اسلامی'' لکھیں جو بہت مقبول ہوئیں۔

یاد رہے کہ مولانا بدایونی نے ۱۹۴۴ء میں بھی مرزائیوں کو مسلم لیگ کا ممبر نہ بنانے کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی سعیٔ جمیلہ کی تھی مگر اس وقت کے سیاسی حالات کی وجہ سے آپ کو اجازت نہیں ملی تھی۔

اکتوبر ۱۹۶۲ء میں جمعیت اہل سنت سرگودھا کے دو روزہ اجلاس میں راقم الحروف کو مولانا بدایونی کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ بیماری اور ضعف کی وجہ سے بہت نڈھال تھے۔ دو آدمیوں کے سہارے اسٹیج پر آئے، مگر جب تقریر شروع کی تو شیر کی طرح گرج رہے تھے۔ اب نہ کسی سہارے کی ضرورت رہی اور نہ علالت کا احساس رہا۔ چہرہ مبارک جگمگا رہا تھا۔ مختصر تقریر کے بعد اسٹیج سے اُتر کر قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

مولانا بدایونی نے کراچی میں ''جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ'' کے نام سے ایک عظیم الشان ادارہ قائم کیا جس میں علوم قدیمہ وجدیدہ کے ساتھ ساتھ تمام عالمی زبانوں اور مذاہب عالم کے مطالعے کا بندوبست کیا گیا۔ یہ ادارہ منگھو پیر روڈ پر واقع ہے۔ اس کے بانی سیکریٹری آزاد بن حیدر ہیں۔ جس میں مختلف ممالک کے طلبا زیر تعلیم رہے۔ آپ نے مصر، ترکی، برطانیہ، روس، چین، الجیریا، نائیجیریا، تیونس، حجاز مقدس، کویت، عراق اور ایران کا دورہ فرمایا اور وہاں کے نظام تعلیم کا بغور مطالعہ کیا تا کہ اس مطالعہ کی روشنی میں ''جامعہ تعلیمات اسلامیہ'' کو شاہراہِ ترقی پر گامزن کیا جا سکے۔

آپ نے بے پناہ ملکی و ملی مشاغل کے باوجود مندرجہ ذیل کتابیں یادگار چھوڑیں:

Marfat.com

(۱)اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم (۲) اسلام کا زراعتی نظام عمل (۳) تصحیح العقائد (۴) فلسفہ عباداتِ اسلامی (۵) کتاب و سنت غیروں کی نظر میں (۶) تاثراتِ دورۂ چین (۷) تاثراتِ دورۂ روس (۸) رپورٹ دورۂ آزاد کشمیر (۹) حرمت سود (۱۰) عائلی قوانین (۱۱) الجواب المشکور فی المسئلۃ القبور (عربی) (۱۲) مشرقی کا ماضی و حال (۱۳) مرقع کانگریس (۱۴) انتخابات کے ضروری پہلو (۱۵) مشیر الحجاج (۱۶) اسلامک پریرز (انگریزی)

کئی سال کی علالت کی وجہ سے آپ کافی کمزور ہو گئے تھے۔ تاہم دینی و ملی خدمات کا جذبہ سرد نہ پڑا، رحلت سے چند روز قبل آپ بظاہر بالکل ٹھیک ٹھاک تھے۔ ۱۴ر جولائی ۱۹۷۰ء کو اپنی زندگی کی آخری پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ ۱۹ر جولائی کو ساڑھے آٹھ بجے شب معمول کے مطابق دفتر جمعیت علمائے پاکستان سے گھر تشریف لائے۔ کھانے سے فارغ ہو کر اہل خانہ سے محو گفتگو تھے کہ اچانک فالج کا حملہ ہوا۔ اسپیشل ہسپتال کراچی میں داخل کر دیے گئے، زبردست کھانسی سے دماغ کی شریان پھٹ گئی اور یہ محسن ملک و ملت، عاشق رسولؐ، صوفی کامل اور بے مثل خطیب ۱۴ر جمادی الاوّل ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۰ر جولائی ۱۹۷۰ء بروز پیر راہیٔ ملکِ بقا ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی رحلت پر روزنامہ ''مشرق'' لاہور نے اپنی اشاعت ۲۳ر جولائی ۱۹۷۰ء میں یہ ''اداریہ'' لکھا:

''مولانا عبدالحامد بدایونی کے انتقال کے بعد ملک ایک ممتاز عالم دین، قائداعظم کے مخلص رفیق کار اور جنگ آزادی کے ایک نامور سپاہی سے محروم ہو گیا۔ وہ ایک محبّ وطن پاکستانی تھے، انہوں نے پاکستان قائم کرنے کی جدوجہد میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا تھا، خاص طور پر سرحد کے ریفرنڈم میں انہوں نے رائے عامہ کو مطالبہ پاکستان کا حامی بنانے کی جس تندہی اور جانفشانی سے کوشش کی تھی اُسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ مرحوم برعظیم کے اُن علمائے کرام میں شریک تھے جو ابتدا ہی سے مسلم لیگ میں شامل ہو گئے تھے، مولانا عبدالحامد بدایونی نے اپنے بڑے بھائی مولانا عبدالماجد بدایونی مرحوم کے ساتھ دنیا میں مسلمانوں کی سب سے بڑی مملکت کے قیام کے سلسلہ میں جس جذبہ وجوش اور ایثار وانہماک کا مظاہرہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ قیام پاکستان کے بعد مولانا عبدالحامد بدایونی نے ملک میں اسلامی نظام قائم کرنے کی مسلسل جدوجہد جاری رکھی، وہ قرارداد مقاصد کی ترتیب وتسوید میں بھی شریک تھے، وہ آخر دم تک اس کوشش میں مصروف رہے کہ پاکستان صحیح معنوں میں ایک اسلامی مملکت بن جائے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اُنھوں نے علومِ دین کی ترویج کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اُن کے درجات بلند کرے اور اُنھیں جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔''

ہفت روزہ ''پاک جمہوریت'' لاہور نے ۲۷ر جولائی ۱۹۷۰ء کے شمارہ کے صفحہ ۲۰ پر اس طرح عقیدت ومحبت کے پھول نچھاور کیے:

''۲۰ر جولائی کو جنگ آزادی کے نامور سپاہی اور جمعیت علمائے اسلام کے صدر مولانا عبدالحامد بدایونی شام کے ۵ بجے تین روز کی بے ہوشی کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر ۷۲ سال تھی۔ انھیں ''ادارہ تعلیماتِ اسلامیہ'' میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ اُن پر گزشتہ ہفتہ کی رات کو فالج کا حملہ ہوا تھا جو جان لیوا ثابت ہوا

مولانا عبدالحامد بدایونی نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز...... تحریکِ خلافت سے کیا اور جلد ہی ایک نوجوان مقرر کی حیثیت سے نمایاں مقام حاصل کر لیا۔ انہوں نے تحریک خلافت میں نمایاں حصہ لیا۔ بعدازاں قائداعظمؒ کی ہدایت پر سرحد کے ریفرنڈم میں سرگرم حصہ لیا، جس پر قائداعظمؒ نے انہیں ''فاتح سرحد'' کا خطاب دیا۔ قیام پاکستان سے کچھ عرصہ قبل انہوں نے ایک وفد کے ساتھ سعودی عرب، عراق اور دوسرے مسلمان ممالک کا دورہ کیا۔ مسلم

Marfat.com

ممالک کے لوگوں کو برصغیر کی تحریک آزادی سے آگاہ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد جمعیت علمائے پاکستان کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۵۳ء میں انہوں نے تحریک ختم نبوت میں نمایاں حصہ لیا۔ ۲۰ر جولائی ۱۹۷۰ء کو انتقال فرما گئے۔ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کے ایک کونے میں آسودۂ خاک ہیں۔"

ماخذ

۱۔ "اکابر تحریک پاکستان" جلد اول، از محمد صادق قصوری، مطبوعہ گجرات، ۱۹۷۶ء، ص ۱۰۵ تا ۱۱۴

۲۔ "بے تیغ سپاہی" از نواب صدیق علی خاں، مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۱ء، ص ۱۹۵، ۳۰۴

۳۔ "تاریخ رفتگاں" از صابر براری، مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۶ء، ص ۷۰۱

۴۔ "مسجد نبویؐ اور ماثر مبارکہ کے بقاء و تحفظ کا مطالبہ" از مولانا محمد محسن شافعی، مطبوعہ کراچی، ۱۹۵۲ء

۵۔ "جامع اُردو انسائیکلوپیڈیا" جلد اوّل، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۲۲۱، ۱۰۰۶

۶۔ "وفیاتِ مشاہیر پاکستان" از پروفیسر محمد اسلم، مطبوعہ اسلام آباد، ۱۹۹۰ء، ص ۱۳۰۔۱۳۱

۷۔ "خفتگان کراچی" از پروفیسر محمد اسلم، مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۳۳۹

۸۔ "جدوجہد آزادی میں سندھ کا کردار" از ڈاکٹر محمد عبدالجبار لغاری، مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۲ء، ص ۲۱۵ تا ۲۲۵

۹۔ "مولانا ظفر علی خاں" از ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۳ء، ص ۳۰۴

۱۰۔ "جدوجہد آزادی میں بلوچستان کا کردار" از ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر، مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۴۹ تا ۵۲، ۵۸ تا ۵۹

۱۱۔ "قراردادِ پاکستان صحافتی محاذ پر" از ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر، مطبوعہ کوئٹہ، ۱۹۹۰ء، ص ۷۸ تا ۷۹

۱۲۔ "کاروانِ شوق" از حکیم آفتاب احمد قریشی، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۴۶۷

۱۳۔ "تحریک پاکستان میں سیالکوٹ کا کردار" از خواجہ محمد طفیل، مطبوعہ سیالکوٹ، ۱۹۸۷ء، ص ۷۴، ۱۰۰، ۱۰۶، ۴۴۶

۱۴۔ "اکابرین تحریک پاکستان" از محمد علی چراغ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۰ء، ص ۳۵۷ تا ۳۶۷

۱۵۔ "تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء" از چوہدری حبیب احمد، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۶ء، ص ۱۳۰، ۴۹۳

۱۶۔ "جدوجہد آزادی میں پنجاب کا کردار" از ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴

۱۷۔ ششماہی مجلہ "تاریخ و ثقافت پاکستان" اسلام آباد، بابت جنوری ۱۹۹۰ء، ص ۲۴، ۲۵

۱۸۔ مجلہ "اوج"، گورنمنٹ کالج شاہدرہ، لاہور، "قراردادِ پاکستان گولڈن جوبلی نمبر" ۹۱۔۱۹۹۰ء، ص ۱۸۸، ۵۷۰

۱۹۔ ہفت روزہ "اُفق" کراچی، بابت ۱۰ر ستمبر ۱۹۷۸ء، ص ۶۔۱۳ر اگست ۱۹۸۰ء، ص ۲۴ تا ۲۷

۲۰۔ ہفت روزہ "پاک جمہوریت" لاہور، بابت ۲۷ر جولائی ۱۹۷۰ء، ص ۲۰

۲۱۔ روزنامہ "مشرق" لاہور، بابت ۲۱ر جولائی، ۲۳ر جولائی ۱۹۷۰ء

۲۲۔ "تحریک پاکستان میں خطہ پوٹھوہار کا کردار" از صفدر شاہد، مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۱۷۹

۲۳۔ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، بابت ۱۴ر جولائی ۱۹۸۹ء، ۲۳ر مارچ ۱۹۹۶ء

۲۴۔ مکتوب گرامی صاحبزادہ محمد عابد القادری بدایونی (پسر حقیقی مولانا بدایونی) بنام مولف از کراچی محررہ یکم جون ۱۹۷۶ء

۲۵۔ "اشاریہ نوائے وقت" ۱۹۴۴ء۔ ۱۹۴۷ء، مرتبہ سرفراز حسین مرزا، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۱۵

۲۶۔ "تذکرہ مجاہدین ختم نبوت" از مولانا اللہ وسایا دیوبندی، ملتان ۱۹۹۰ء، ص ۵۲، ۱۴۲

۲۷۔ "رپورٹ تحقیقاتی عدالت" ۱۹۵۴ء، ص ۹ تا ۷۹، ۸۱ تا ۲۱۸، ۲۶۳

۲۸۔ مجلہ "لب جو" گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج سانگلہ ہل، ضلع شیخوپورہ، گولڈن جوبلی نمبر، ۱۹۹۷ء، ص ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳

۲۹۔ "تاریخ پاک و ہند" از قاری احمد پیلی بھیتی، مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۴ء، ص ۱۹۹

۳۰۔ "عظمت رفتہ" از سید آل احمد رضوی، مطبوعہ ایبٹ آباد، ۱۹۹۴ء، ص ۳۰۵

۳۱۔ "آہنگ بازگشت" از محمد سعید، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۹ء، ص ۱۴۴، ۳۲۱

۳۲۔ "تحریک پاکستان کا اہم باب" از ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر، مطبوعہ کوئٹہ، ۱۹۹۸ء، ص ۱۸، ۱۹

۳۳۔ "بلوچستان آزادی کے بعد" (۱۹۴۷ء۔ ۱۹۹۷ء) از ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر، مطبوعہ کوئٹہ، ۱۹۹۷ء، ص ۹۰

(تحریک پاکستان اور علما کرام، تحریر و تحقیق: محمد صادق قصوری، لاہور، صفحہ ۳۰۰ تا ۳۲۲)

☆☆☆

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونی حیات اور قومی و ملی خدمات

مولانا سید محمد فاروق احمد قادری
کنسلٹنٹ اسلامک اسٹڈیز
نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن کراچی، پاکستان

حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد القادری البدایونی، مدینۃ الاولیاء بدایوں کے اس روحانی خاندان کے بزرگ تھے جو مدینہ منورہ سے دہلی قیام کرتا ہوا شاہان دہلی کے حکم پر بدایوں میں بحیثیت مفتی مقیم ہوا۔ اس خاندان کے افراد ابتدا ہی سے علم وفضل کے مرکز رہے۔ بدایوں جیسے علمی شہر میں جسے "مدینۃ الاولیاء" کے نام سے پکارا جاتا تھا جہاں اکابر علماء اور اجلہ صوفیاء رونق افروز تھے اور جو حضرات مولانا سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سید شاہ عرب صاحب رحمۃ اللہ علیہ و حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء کی جائے پیدائش اور مدفون رہا۔ یہاں مولانا بدایونی کے آباء واجداد نے تشریف لا کر علمی، مذہبی، تدریسی، روحانی اور طریقت کی محفلوں میں ایک نئی رونق پیدا کر دی۔ یہ علمی خاندان پورے یوپی ہی میں نہیں بلکہ اقطار ہند میں مشہور و مسلم علمی خاندان تھا۔ مولانا بدایونی کے جد اعلیٰ مولانا عبدالمجید صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ مارہرہ شریف (ضلع ایٹہ) کے خاندانِ سادات سے بیعت تھے اور وہیں سے سند خلافت حاصل فرما کر بدایوں میں روحانی سلسلہ کے مجاز ہوئے۔

آپ کے خاندان میں حضرت مولانا فضل رسول قادری، مولانا غلام محی الدین، مولانا مرید جیلانی صاحب، حضرت تاج الفحول مولانا عبدالقادر، حضرت مولانا مطیع الرسول شاہ عبدالمقتدر قادری، حضرت مولانا عبدالماجد قادری و حضرت مولانا عبدالقدیر سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ بدایوں پورے ہندوستان میں فیض روحانی پہنچاتے رہے۔ اس خاندان کا قدیم "مدرسہ قادریہ" ہے۔

جہاں سے سیکڑوں فاضل علماء فارغ ہو کر نکلے، بعد کی ضروریات کے باعث مولانا عبدالحامد بدایونی کے والد بزرگوار حضرت مولانا شاہ عبدالقیوم صاحب قادری نے طلبہ کی علمی اور تعلیمی ضروریات بڑھ جانے کے باعث جامع مسجد شمسی بدایوں میں بڑے پیمانے پر مدرسہ شمس العلوم قائم کیا۔ جہاں سیکڑوں طلبہ حلقۂ درس میں شریک ہوتے۔ مولانا عبدالقیوم صاحب نے اپنے چچا صاحب قبلہ مولانا عبدالقادر سے تکمیل فرمائی اور دہلی میں سند طب حاصل فرمائی۔ حکیم اجمل خان مرحوم مولانا عبدالقیوم کے ہم سبق رہے۔ مولانا عبدالقیوم کو بارگاہِ نبویؐ اور سیدنا غوث الاعظمؒ کی ذات قدسیہ میں شغف تھا۔ شاید ہی کوئی دن ایسا ہو جس میں آپ شرف زیارت سے مالا مال نہ ہوتے ہوں۔ یہ خاندان ردوہابیہ اور دیگر بدمذہب فرقوں کے رد میں ممتاز تھا۔ مولانا عبدالقیوم ہندوستان کے اہل سنت کے طبقے کی تنظیم اور ذکرِ رسولؐ کی بلندی میں سربکف رہتے تھے۔ پٹنہ میں علماء کا ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہونے والا تھا جس میں شرکت کے لئے آپ تین سو علماء کی ہم رکابی میں پٹنہ (بہار) تشریف لے گئے۔ راستے میں ایک اسٹیشن پر نماز عصر کے لئے اترے اور جماعت کے ختم کے بعد گاڑی میں چڑھ ہی رہے تھے کہ گاڑی چل دی۔ اور آپ ریل کے پہیوں میں لپٹ گئے۔ بدقت دشواری ٹرین کو روکا گیا۔ حضرت مولانا عبدالقادر کئی سو علماء کے ساتھ ٹرین کے باہر تشریف لائے اور ملاحظہ فرمایا کہ مولانا عبدالقیوم صاحب پہیے میں لپٹے ہوئے ہیں اور یا غوث کا ذکر فرما

Marfat.com

رہے ہیں۔ انتہائی مشکل سے جسم مبارک کو نکالا گیا۔ اسٹیشن کے قریب ہسپتال میں ایک انگریز ڈاکٹر مامور تھا۔ جس نے پہلے تو زخموں کی کثرت کے باعث مایوسی ظاہر کی۔ بعد میں کچھ سوچ کر ستر ٹانکے لگائے اور دس دن کے قیام میں زخم مندمل ہونے لگے۔ مولانا کو جب بھی ہوش آتا یہی فرماتے کہ مجھے پٹنہ لے چلئے تا کہ میں اس تاریخی اجلاس کی زیارت کرسکوں۔ ڈاکٹر نے ہر چند منع کیا مگر آپ کا اصرار اس کے انکار پر غالب آیا، چنانچہ آپ تمام اکابر علماء کی ہمراہی میں پٹنہ تشریف لائے۔ تمام علماء چشم براہ تھے جلسہ انتہائی اہتمام وجوش سے منعقد ہوا۔ حکیم صاحب کی چارپائی ڈائس پر رکھی گئی۔ آپ نے تمام تقاریر سماعت فرمائیں، صلوٰۃ والسلام کے موقع پر گریہ طاری ہوا اور آپ جوش میں آکر مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہوگئے۔ آپ کا کھڑا ہونا تھا کہ تمام ٹانکے ٹوٹ گئے اور عین اسی معراج عشق وعقیدت کے عالم میں آپ کی روح قیود جسم سے آزاد ہوکر عالم بالا کو پرواز کرگئی۔

مولانا عبدالحامد قادری البدایونی نے ایسے بزرگ خاندان میں پرورش پائی۔ ابتدا اپنے آبائی اجدادی مدرسہ قادریہ میں اپنے پیرو مرشد حضرت مولانا عبدالمقتدر سے کتابیں پڑھیں (مولانا بدایونی نے ابتدائی کتابیں حضرت عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی سے مدرسہ قادریہ میں پڑھیں۔ اسید) بعدازاں حضرت مولانا محبّ احمد، مولانا حافظ بخش، مولانا مفتی محمد ابراہیم، مولانا مشتاق احمد کانپوری، (اولاد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) مولانا واحد حسین اور مولانا عبدالسلام سلفی سے تعلیم حاصل کی۔ آخر زمانے میں الٰہیات کی تکمیل اور قرأت قرآن شریف کے شوق میں آپ دو سال تک مدرسہ الٰہیہ کانپور میں مقیم رہے اور وہاں سے بدایوں آکر مدرسہ شمس العلوم کے نائب مہتمم مقرر ہوئے۔ تقریر وخطابت اور وعظ گوئی آپ کے خاندان کا ہمیشہ طرۂ امتیاز رہا، چنانچہ مدرسہ شمس العلوم کے سالانہ جلسوں میں آپ کی تقاریر خصوصی اہمیت کی حامل ہوتی تھیں۔

تین سال تک مدرسہ شمس العلوم میں مولانا بدایونی درس دیتے رہے اور اسی کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے مختلف مذہبی اور قومی جلسوں میں بھی شریک ہوتے رہے۔

مولانا کا خاندان اور جذبۂ جہاد: حضرت مولانا عبدالحامد قادری کے اجداد کبار ایک طرف تو تصوف اور علم کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ تو دوسری طرف انگریزوں سے دلی نفرت رکھتے تھے۔ ان میں اکثر وبیشتر افراد تو ایسے تھے جو انگریزوں سے کسی قیمت پر ملنا تک گوارا نہ کرتے تھے۔ برصغیر میں انگریزوں کے داخلے اور قبضے کے وقت مولانا بدایونی کے ایک محترم بزرگ حضرت مولانا فیض احمد بدایونی نے علامہ فضل حق خیر آبادی کے ساتھ (جن کے خاندان سے مولانا بدایونی کے اجداد علمی حیثیت سے وابستہ تھے) انگریزوں کے خلاف کھلم کھلا تحریک شروع کی۔ اس وقت سے لے کر حضرت مولانا عبدالمقتدر کی حیات مبارکہ تک یہ حال رہا کہ آپ طلبہ اور مریدین سے اکثر وبیشتر فرمایا کرتے ''انگریزوں سے جہاد کی تیاری کرو''۔ چنانچہ حریت وآزادی کے جذبات خاندان مجیدی کے تمام افراد میں موجود تھے تا آنکہ انگریزوں نے ترکوں کو ختم کرنے کے لئے ناپاک کوششیں کیں۔ حضرت مولانا عبدالمقتدر قادری جیسا ولی کامل راتوں کو ترکوں کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگا کرتا۔ ''ایڈریانوپل'' کی فتح کی خوشی میں ایک عظیم الشان جلسہ ترتیب دیا گیا جس میں ہزاروں افراد جامع مسجد شمسی بدایوں میں جمع تھے۔ حضرت مولانا عبدالمقتدر رحمۃ اللہ علیہ نے اس جلسہ میں دعا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ''انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے۔ جو انگریز ہمارے مقاماتِ مقدسہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ سن لیں ایک دن ایسا آئے گا کہ انگریزوں کو ہندوستان چھوڑنا پڑے گا اور جو ہاتھ مقاماتِ مقدسہ پر گولہ باری کررہے ہیں، مستقبل میں لندن کے قلعے پر بھی گولے برسائیں گے۔'' یہ وہ وقت تھا جب کہ لوگ انگریزوں کے خلاف

Marfat.com

کوئی جملہ بھی نہ نکال سکتا تھا۔

اسی زمانے میں حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی خادم کعبہ کو پہلی بار لکھنؤ سے حضرت مولانا عبدالمقتدر کی خدمت اقدس میں روانہ فرمایا۔ یہ دونوں بھائی بدایوں تشریف لا کر آستانہ عالیہ قادریہ کے ان کمروں میں ٹھہرائے گئے جہاں مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور دیگر علماء و فضلاء قیام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا عبدالمقتدر (جن کا اکثر و بیشتر وقت یاد الٰہی اور اس کے بعد پڑھنے پڑھانے میں گزرتا تھا) نے حضرت مولانا عبدالماجد قادری و حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کو حکم دیا کہ علی برادران کی خاطر و تواضع میں کمی نہ کی جائے آخر میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ بعض چیزیں خود اپنے ہاتھ سے تیار کریں گے۔ فراغت طعام کے بعد اپنے خاندان کے بڑوں اور چھوٹوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ ''علی برادران، اسلام کے سچے اور مخلص مجاہدین ہیں جو انگریزوں کے خلاف صف آراء ہیں، اپنے خاندان کے لوگوں کو عموماً اور مولانا حامد میاں، مولانا ماجد میاں کو خصوصاً حکم دیتا ہوں کہ یہ دونوں انگریزوں کے خلاف تحریکات میں ان کا ہاتھ بٹائیں، چنانچہ مولانا بدایونی اور آپ کے برادر بزرگ مولانا عبدالماجد بدایونی نے اپنے پیر و مرشد کے حکم کے مطابق ہندوستان کے ایک ایک گوشہ میں پہنچ کر تحریک خلافت کو مستحکم اور مضبوط کیا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی ڈسٹرکٹ خلافت کمیٹی بدایوں کے جنرل سیکریٹری رہے۔ یو پی خلافت پراونشل کمیٹی اور سینٹرل خلاف کمیٹی بمبئی کی مجلس عاملہ کے رکن رہے اور پورے ہندوستان کے صوبجات میں تحریک خلافت کے پیغام کو مقبول بنانے میں منہمک رہے۔

تحریکِ خلافت: تحریک خلافت مسلمانوں کی زندگی میں ایک ایسی عظیم الشان تحریک تھی جس نے ہندوستان اور عالم اسلام کے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو ایک مرتبہ پھر جوڑ دیا اور مسلمان جسم واحد کی طرح ایک ہوگئے۔ ترکوں کی امداد اور تحریک آزادی کو مؤثر بنانے کے لئے علی برادران اور زعمائے خلافت نے گاندھی جی کو انتہائی کوششوں کے بعد اپنے ساتھ شامل کیا اور ہزار ہا روپیہ گاندھی کی لیڈری اور ہندو مسلم اتحاد کی خاطر خرچ کیا۔ لیکن تجربے اور مشاہدے نے اس چیز کو واضح کر دیا کہ گاندھی جی اور ہندو قوم مسلمانوں کی اس تنظیم کو کسی طرح گوارا نہ کر سکے۔ پنڈت مالویہ، پٹیل اور تمام ہندو زعماء ہر موقع پر در پردہ اس عظیم تحریک کے خلاف سازشوں میں مصروف رہے۔ چنانچہ ایک طرف چورا چوری ڈھونگ رچایا گیا تو دوسری طرف متھرا، آگرہ وغیرہ کے اضلاع میں مسلمانوں کو آریہ بنانے کی منظم مہم شروع کی گئی اور وہ گاندھی جی جنہیں علی برادران میدان سیاست میں لائے تھے، شردھانند کی تحریک آریہ سماج سے خلا ملا کی باتیں کرنے لگے۔ دوسری جانب اسمبلی میں نہرو رپورٹ پیش ہوگئی۔ یہ رپورٹ مسلمانانِ ہند کی غیرت قومی کے لئے ایک چیلنج تھی۔ مولانا محمد علی اس رپورٹ کے بعد اور علامہ بدایونی صاحب شدھی کے آغاز کے وقت کانگریس سے علیحدہ ہوگئے اور جہاں جہاں شدھی کا کام کیا جا رہا تھا، ان حلقوں میں پہنچ کر مستقل طریقے سے تبلیغی جدوجہد شروع کر دی اور مرکزی تبلیغ الاسلام انبالہ آگرہ کی جمعیت میں ایک فعال رکن کی حیثیت سے شریک ہوگئے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ تحریک خلافت نے اپنے تمام کارکنوں کے اندر باہم محبت و اخلاص کی ایک لہر دوڑا دی تھی۔ بایں ہمہ تحریک خلافت بعض وجوہات کے باعث ایک مستقل سیاسی تحریک کی حیثیت حاصل نہ کر سکی مگر ہندوستان کے مسلمان کے قلوب و اذہان میں آزادی کی بے انتہا تڑپ پیدا کرنے میں تحریک خلافت کے کردار کو کوئی بھی غیر جانبدار مؤرخ نظر انداز نہیں کر سکتا۔

مسلم کانفرنس اور مولانا بدایونی: تحریک خلافت کے بعد ہز ہائی نس آغا خان کی صدارت میں مسلم کانفرنس کی بنیاد پڑی جس کے پہلے جنرل سیکریٹری مولانا شفیع داؤدی تھے اور خلافت کے تمام

Marfat.com

زعماء جن میں مولانا بدایونی صف اول میں شامل تھے، مسلم کانفرنس کی تحریک میں شریک ہوگئے۔تا آنکہ لندن میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس منعقد ہوئی۔اس کانفرنس کی معرکۃ الآ راء تقریر رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر کی تھی جو یادگار زمانہ سمجھی گئی۔ جسے مولانا بدایونی نے مجلس خلافت کمیٹی بدایوں کی جانب سے کتابی شکل میں شائع کیا۔

رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر کا اس کانفرنس کے زمانے میں انتقال ہوگیا اور آپ کی میّت بیت المقدس میں دفن کی گئی۔ لندن کانفرنس کے بعد مسٹر جناح نے مسلمانانِ ہندوستان کے مطالبات کو وزنی اور مؤثر بنانے کے لئے اولاً مولانا شوکت علی اور نواب اسمٰعیل خاں سے مشورے کئے اور طے کیا کہ مولانا شوکت علی کی قیام گاہ واقع قرول باغ دہلی میں ہندوستانی مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کو مدعو کیا جائے۔ چونکہ مولانا بدایونی یو پی میں جمعیۃ علماء کو منظم فرما چکے تھے۔لہٰذا وہ اس کی طرف سے مندوب ہو کر دلی کانفرنس میں شریک ہوئے اور بعدہ خلافت کی وہ جماعت جو ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت کی حیثیت رکھتی تھی اس کے اکثر و بیشتر افراد مسٹر جناح کے مؤید ہوگئے۔مسٹر جناح نے طے فرمایا کہ ہونے والے انتخابات میں مسلمانوں کی نمائندگی صرف مسلم لیگ کرے گی۔تمام صوبہ جات میں پارلیمنٹر بورڈ تشکیل دیئے گئے اور انتخابی دورے شروع ہوگئے۔ جمعیۃ علمائے ہند دہلی جو کانگریس پرستی میں مشہور و یگانہ حیثیت رکھتی تھی، اس کے چند ارکان کچھ دنوں تک مسٹر جناح کے ساتھ رہے لیکن بعد میں یہ تمام افراد کانگریس کے ہم نوا ہوگئے۔ علامہ بدایونی یوپی، سی پی، بہار، اڑیسہ، بنگال، آسام، بمبئی، کراچی، سندھ، بلوچستان، پنجاب، صوبہ سرحد کے دور افتادہ مقامات پر مسلم لیگ کے انتخابات میں نمایاں طور پر لیگ کے لئے سرگرم عمل رہے۔ خان برادران کے مقابلے میں جو معرکہ ہوا اس میں مولانا بدایونی کو گراں قدر خدمات ایسی ہیں کہ آپ کو ''فاتح سرحد'' کا خطاب دیا گیا۔اسی طرح سلہٹ بنگال جہاں مولانا حسین احمد ناٹدوی کا اثر خاص تھا اور جسے مولانا کا حصن حصین کہا جاتا تھا علامہ بدایونی نے کانگریسی طائفے کے مقابلے میں الحمدللہ شاندار طریقے سے مسلم لیگی امیدوار کو کامیاب بنایا۔ ہندوستان کے تمام گوشوں میں مسلم لیگ کانفرنسیں ہوئیں۔ ان کانفرنسوں میں مولانا بدایونی شریک ہوتے اور مسلم لیگ کو مستحکم کرنے اور پاکستان کے قیام کی تحریک کو نہایت ہی مؤثر اور دل نشین انداز میں پیش فرماتے۔

یہ خصوصیت مولانا بدایونی کو ہی حاصل رہی کہ آپ مسلم لیگ کے اسٹیج سے ہمیشہ مذہبی داعیات پیش کرتے رہے۔مولانا کی تقریروں میں ہمیشہ یہ پہلو نمایاں رہتا کہ ہم ایسا پاکستان بنانا چاہتے ہیں جہاں کتاب وسنت کے مطابق حکومت کی جائے اور جہاں ایسا معاشرہ تیار کیا جائے ہو حرام کاریوں سے دور ہو اور فواحش کا مرتکب نہ ہو۔

قائداعظم محمد علی جناح اور خان لیاقت علی خان نے ایک وفد سعودی عربیہ مولانا بدایونی کی سربراہی میں روانہ کیا۔ جو ظاہری طور پر تو حاجیوں کا ٹیکس بند کرانے کے سلسلہ میں بھیجا گیا تھا مگر اصل غرض یہ تھی کہ حجاج کرام اور دنیائے عرب کو مسلم لیگ کے مؤقف سے روشناس کرایا جائے۔ چنانچہ علامہ بدایونی، مولانا عبدالعلیم صدیقی اور سیدنا طاہر سیف الدین (روحانی پیشوا جماعت بوہرہ) کے نمائندے ملا عبدالرسول نے شبانہ روز جدوجہد کی۔ الحمدللہ کہ وفد اور سلطان ابن سعود کے مابین کامیاب مذاکرات ہوئے۔سلطان ابن سعود نے وفد کے نقطۂ نگاہ کو توجہ سے سننے کے بعد تسلیم کرلیا کہ حاجیوں پر ٹیکس لگانا ناجائز ہے۔اس وفد کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف تو مصر، عراق، شام، انڈونیشیا کے لوگ مسلم لیگ اور پاکستان کے مؤقف سے متعارف ہوگئے اور دوسری طرف سلطان ابن سعود نے ۴۰۰ روپے سے زیاد کا حج ٹیکس ختم کر دیا۔تا آنکہ پاکستان مولانا شوکت علی، علامہ

Marfat.com

بدایونی، نواب اسمٰعیل خاں اور تمام ارکان خلافت کی قربانیوں اور مساعی کی بدولت بن گیا۔

مولانا بدایونی کی کراچی میں مصروفیات اور مشاغل

مرکزی مہاجرین کمیٹی کا قیام: کیونکہ مہاجرین کا ایک سیلاب سراسیمگی کی حالت میں کراچی کی طرف چلا آ رہا تھا اور اس کا کوئی نظام موجود نہ تھا اس لئے مہاجرین کو شدید پریشانیوں اور مصیبتوں کا سامنا تھا۔ اس لئے مولانا بدایونی نے اپنی پہلی قیام گاہ واقع آدم مسجد میں تقریباً ہندوستان کے ہر صوبے اور علاقے کے نمائندوں کا ایک عظیم الشان جلسہ مدعو کر کے مرکزی مہاجرین کمیٹی کی بنیاد ڈالی اور تھوڑے ہی عرصے میں مرکزی مہاجرین کمیٹی، مہاجرین کی سب سے بڑی جماعت بن گئی جس کے عمومی جلسے میدان آرام باغ اور شہر کے بڑے بڑے حصوں میں منعقد ہوتے۔ مہاجرین کی ضروریات کو پورا کیا جاتا اور مستقل دوڑ دھوپ کر کے ارباب حکومت سے ضروریات پوری کرالی جاتیں۔ بدقسمتی سے اس وقت عمال میں بعض افراد مہاجر کش ذہنیت کے بھی تھے جنہیں مہاجرین کی تنظیم کسی طرح پسند نہ تھی۔ اور وہ مہاجرین کے مطالبات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ مسائل میں مسلسل پیچیدگیاں بڑھتی گئیں۔ مگر مرکزی مہاجرین کمیٹی نے طے شدہ مطالبات کا کام جاری رکھا۔

مولانا بدایونی کی گرفتاری: یہ حالات کی انتہائی ستم ظریفی اور مقام حیرت ہے کہ مولانا بدایونی جیسی شخصیت جسے انڈیا میں کانگریس حکومت گرفتار نہ کر سکی اور جس شخص نے اپنی زندگی کے دس قیمتی سال مسلم لیگ اور پاکستان کے لئے قربان کر دیئے۔ اس کو چند خودغرض عمال نے اپنے ذاتی جذبہ کے تحت کراچی جیل میں سیفٹی ایکٹ کے تحت تین ماہ کے لئے ڈال دیا۔ مولانا بدایونی کراچی جیل کے اس کمرے میں رکھے گئے جہاں کبھی مولانا محمد علی جوہر رکھے گئے تھے۔ آپ نے کراچی جیل میں قیدیوں کی تعلیم، ان کی اخلاقی حالات کی درستی اور تحریک نماز میں اپنا بیشتر وقت صرف کیا اور جیل والوں کو نمازی بنا دیا۔ مولانا نے کراچی جیل میں یوم میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یوم حسینؓ، یوم سیدنا غوث الاعظمؒ جیسی تقاریب کی ابتدا بھی کی۔ تین مہینے کی مدت گزارنے کے بعد مولانا جیل سے باہر آئے۔

جشن میلادالنبیؐ اور مولانا بدایونی: مولانا بدایونی نے ابتداً جمعیۃ علمائے پاکستان کے قیام کے بعد جشن میلاد نبوی کی تحریک کو اپنے ہاتھ میں لیا اور جمعیۃ علمائے پاکستان اور مرکزی مہاجرین کمیٹی کی جانب سے پہلے سال جلوس نبوی، عظیم الشان جلسہ میلاد اور شہر میں چراغاں کرنے کا اہتمام کیا۔ خواجہ شہاب الدین اور مسٹر محمد ایوب کھوڑو (اس وقت کے وزیر اعلیٰ سندھ) سے ملاقاتیں کیں۔ خواجہ برادران نے اول تو عید میلاد اور چراغاں پر مذہبی حیثیت سے بعض شبہات کا اظہار فرمایا لیکن مولانا بدایونی کے دلائل اور معلومات سے لبریز مضمون سننے کے بعد آرام باغ کے جلسۂ عام میں شریک ہونے کا وعدہ کر لیا۔ یہ پہلا جلسہ کراچی کی تاریخ میں عدیم مثال جلسہ تھا جس میں خواجہ ناظم الدین، خواجہ شہاب الدین اور مسٹر ایوب کھوڑو نے شرکت کی۔ اسی طرح جو جلوس اس سال مسٹر ایوب کھوڑو کی قیادت میں نکالا گیا اس جیسا جلوس کراچی میں پھر کبھی نہیں نکلا اور نہ اس جیسا چراغاں کبھی ہو سکا۔ مولانا بدایونی کا یہ اقدام اول ان کی کراچی کی زندگی میں ایک بہترین اقدام تھا جو طبقہ اہل سنت کے معمولات دیرینہ کے لئے ایک مستقل شاہراہ بن گیا۔

دستور سازی اور مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان: جمعیۃ علمائے پاکستان نے جس وقت میلاد کانفرنس کامیابی کے ساتھ ختم کر لی اس وقت پاکستان کے دستور کا مسئلہ شروع ہو چکا تھا۔ جمعیۃ

Marfat.com

علمائے پاکستان نے تقریباً ۷ یا ۸ عظیم الشان سالانہ کانفرنسیں منعقد کیں جن میں صوبہ سرحد، سندھ، بلوچستان، پنجاب، مشرقی پاکستان کے علماء اور مشائخ سیکڑوں کی تعداد میں شریک ہوتے رہے (حضرت نورالمشائخ پیر طریقت ملائے شور بازار، فضل عمر فاروق مجددی افغانی، حضرت پیر شاہ آغا صاحب، عبداللہ فاروقی مجددی سرہندی، حضرت پیر بھرچونڈی شریف، حضرت پیر ہمایوں، حضرت پیر مستوری صاحب، حضرت مولانا ابوالحسنات صاحب قادری، حضرت مولانا شاہ احمد سعید کاظمی، حضرت مولانا سید مسعود علی قادری، صاحبزادہ فیض الحسن، مولانا قاری طفیل احمد صاحب اور مقامی علماء و مشائخ کافی تعداد میں شرکت فرماتے رہے اور اپنے خیالات عالیہ سے سرفراز فرماتے رہے۔) جمعیت کی ان کانفرنسوں میں اور عمومی جلسوں میں بتایا جاتا رہا کہ جن لوگوں نے پاکستان بنایا ہے اور اس کے لئے قربانیاں دی ہیں، ان کی متفقہ خواہش ہے اور مطالبہ ہے کہ پاکستان کا وہی دستور قابل قبول ہوگا جو کتاب و سنت اور فقہ اسلامی کے مطابق ہو۔ جمعیۃ علمائے پاکستان نے تمام مشائخ علماء کو اپنے پلیٹ فارم پر یکجا کر لیا۔

کشمیر کانفرنس میں وزرائے حکومت پاکستان خواجہ شہاب الدین اور نواب مشتاق احمد گورمانی بھی شریک ہوتے رہے۔ سردار محمد ابراہیم خان اور دوسرے بڑے بڑے زعماء جمعیۃ علمائے پاکستان کے جلسوں میں شریک ہوئے۔ جمعیۃ علمائے پاکستان کی کانفرنس آرام باغ اور جہانگیر پارک اور ککری گراؤنڈ میں منعقد ہوا کرتی تھی۔ جس میں کراچی کے لاکھوں مسلمان شریک ہوتے رہے اور سب کا یہی متفقہ مطالبہ رہا کہ دستور وہی قابل قبول ہوگا جو کتاب و سنت اور احکام فقہ کے مطابق ہو۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے دستور کے سلسلے میں اپنے مسودات بھی شائع کر کے حکومت کے حوالے کئے (۳۳ علماء کا جو اجتماع کراچی میں دستور کی ترتیب کے لئے منعقد ہوا، اس کے اندر علامہ بدایونی، مولانا مفتی داد خان نے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی طرف سے نمائندگی فرمائی) جمعیۃ علمائے پاکستان کے اغراض و مقاصد میں پاکستان کی حفاظت و صیانت داخل تھی۔ چنانچہ پاکستان کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اس کے وفود نہ صرف پاکستان بلکہ مصر، حجاز، عراق، ترکی، لندن، روس، چائنا، الجزائر، تیونس، کویت، ایران، بحرین بھی گئے اور انتہائی مفید خدمات انجام دیتے رہے۔ (آج تک ان ممالک کے علماء، مشاہیر علامہ بدایونی کو یاد فرماتے ہیں۔ مصر، عراق، سعودی عربیہ، تیونس، کویت وغیرہ سے خط و کتاب رہتی ہے۔) جمعیۃ علمائے پاکستان نے حسب ذیل مشاہیر عالم اسلامی سے ملاقاتیں کیں اور ان میں سے اکثر کو اپنے یہاں کے اجتماعات میں مدعو بھی کیا۔

۱۔ مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی ۲۔ جناب بورقیبہ، صدر حکومت تیونس ۳۔ شاہ ایران ۴۔ شاہ فیصل (عراق)
۵۔ وزرائے کویت و بحرین ۶۔ شیخ محمد سرور الصبان سیکریٹری جنرل، رابطہ عالم اسلامی۔

عالم اسلام کے طلبہ اور قائدین بھی جمعیۃ علمائے پاکستان کے اجتماعات میں شریک رہے۔ مملکت پاکستان کے گورنر جنرل اسکندر مرزا، جناب سردار عبدالرب نشتر مرحوم، ڈاکٹر سیدنا طاہر سیف الدین امیر جماعت بوہرہ، مسٹر آغا اصفہانی، علامہ رشید ترابی و دیگر فرقہ کے بہت سے زعماء جمعیۃ کے اسٹیج پر تشریف لا کر خطاب کرتے رہے۔ جناب دین محمد گورنر سندھ اور دوسرے اکابر بھی جمعیۃ کے جلسوں میں شریک ہوتے رہے۔

مولانا بدایونی نے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کو پوری دنیائے اسلامی میں متعارف کراتے ہوئے دنیائے اسلام سے جمعیۃ علمائے پاکستان کے تعلقات کو مستحکم بنیاد پر قائم کر دیا اور مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے کاموں میں پاکستان کے علاوہ عالم اسلامی کے مسائل خاص طور پر سامنے رہے۔ عالم اسلامی کا شاید ہی کوئی اہم مسئلہ ایسا ہو جس میں جمعیۃ علمائے پاکستان کی آواز

Marfat.com

اوراعانت شامل نہ رہی ہو۔ جمعیۃ علمائے پاکستان وقتاً فوقتاً مختلف زبانوں میں اپنا لٹریچر شائع کرتی رہی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ حج ٹیکس اور حفاظت و بقائے گنبد خضرائے مقدسہ کی تحریک کے لئے چودہ ارکان پر مشتمل جو وفد مولانا بدایونی کی قیادت میں حجاز مقدس بھیجا گیا۔ اس سلسلے میں مضامین بزبان عربی، فارسی اور ترکی اور اردو شائع کئے گئے۔ اسی طرح جن جن ممالک میں مولانا بدایونی نے پہنچ کر کام کیا، ان کی رودادیں بھی مختلف زبانوں میں شائع ہوتی ہیں۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان اصلاح اخلاق معاشرہ اور انسداد محرمات کے لئے پوری سرگرمی سے کام کرتی رہی۔ یوم انسداد محرمات اور بداخلاقیوں کی روک تھام کے لئے علامہ بدایونی مسلسل علمی جہاد فرماتے رہے۔

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے اپنی حکومت کو وقتاً فوقتاً یہی مشورہ دیا کہ وہ کتاب وسنت اور احکامفقہ کی روشنی میں کام کرے اور ایسے مسودات تیار کرائے جو کتاب وسنت اور احکام الٰہی کے مطابق ہوں، چنانچہ حکومت پاکستان نے ایک بنیادی و اساسی کام یہ کیا کہ ایک اسلامی مشاورتی کونسل قائم کردی جس کے حضرت علامہ بدایونی بھی ایک رکن تھے اور آپ پوری آزادی کے ساتھ محرمات کے انسداد اور بندشوں کے متعلق اپنی سفارشات قلمبند فرما کر کونسل کو دیتے رہتے تھے۔ شراب نوشی، سود اور دیگر محرمات کے خلاف آپ حکومت کو اپنی سفارشات دینے رہتے ہیں۔

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے کسی وقت بھی اپنے مذہبی مؤقف کو ترک نہ کیا اور نہ کبھی پاکستان کی سالمیت اور حفاظت کے جذبے سے اپنے کو خالی رکھا۔

مرکزی جمعیۃ علماء اور عالم اسلامی کی تحریکات: مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان مذہبی اور قومی معاملات میں مشغول اور ملت مسلمہ پاکستان کے معاشرے کی اصلاح و درستی میں مشغول رہی۔ وہ ۵۷ء سے لے کر اب تک مسلسل عالمی اسلامی کے مسائل میں بھی دلچسپی لیتی رہی۔ پاکستان میں عالم اسلامی کے جس قدر مشاہیر تشریف لائے، ان سب کو اپنے یہاں مدعو کرتی رہی۔ علامہ بشیر ابراہیمی الجزائری۔ مفتی اعظم فلسطین اور سربراہان ممالک اسلامی کو جمعیۃ علمائے پاکستان کے صدر مولانا بدایونی مدعو کرتے رہے۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے مؤقر وفود متعدد بار سعودی عربیہ، مصر، عراق (یو کے، روس، چین) جزائر، تیونس، نائیجیریا، کویت، ایران، بحرین جیسے ممالک میں جاکر کام کرتے رہے۔ پاکستان و عالم اسلامی سے تعلقات کو مستحکم رکھنا جمعیۃ کا اولین فریضہ رہا۔ سربراہان ممالک اسلامیہ میں ہز میجسٹی شاہ فیصل (سعودی عربیہ) جمال ناصر صدر جمہوریہ مصر، صدر عراق، صدر تیونس، شہنشاہ ایران، شیخ کویت، شیخ بحرین سے علامہ بدایونی اور ان کے رفقاء نے بھی ملاقاتیں کیں۔ وفود میں مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کے زعماء و علماء بھی شریک رہے۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے صدر مولانا بدایونی تمام علماء سے اتحاد کی تحریک کو عملاً مستحکم کرتے رہے۔

یہودیوں اور عربوں کی جنگ: مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان مولانا بدایونی کی قیادت میں ایک ایسی متحرک، زندہ جماعت رہی جس نے کسی وقت بھی عالم اسلامی کے معاملات سے بے پروائی اختیار نہیں کی۔ جیسے ہی عربوں اور یہودیوں کی جنگ کی اطلاعات اخبارات میں شائع ہوئیں سب سے پہلے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے عربوں کی اس لڑائی کو جہاد قرار دیا اور بڑے بڑے پوسٹر شائع کئے۔ اولاً مجلس عاملہ کے ارکان کا ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ بعدازاں میدان آرام باغ میں کراچی کی بارہ سیاسی جماعتوں کے اشتراک عمل سے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کا ایک اہم جلسہ سفیر شام کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں پوری قوت کے ساتھ یہودیوں کی حملے کی شدید مذمت کی گئی اور عربوں کی حمایت کا اعلان کیا گیا۔ اس کے بعد مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان

Marfat.com

نے عربوں کی امداد کے لئے ایک تحریک مساجد میں شروع کی۔ ایک ہفتے کے اندر اندر ڈھائی ہزار روپے کے کمبل شرق اردن روانہ کئے گئے۔ اور کئی صد روپیہ صدر پاکستان کے عرب فنڈ میں جمع کیا گیا۔ مولانا بدایونی یہودیوں کی جنگ کے آغاز سے لے کر اس وقت تک اپنے بیسیوں بیانات میں عرب اتحاد پر زور دیتے ہوئے برابر کہہ رہے ہیں کہ بیت المقدس تمام عالم اسلامی کے مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اس لئے بیت المقدس کی جنگ تمام عالم کے مسلمانوں کی جنگ ہے۔ الحمدللہ حکومت پاکستان کا موقف نہایت عمدہ اور واضح رہا۔ جسے عربوں نے بھی کافی پسند کیا۔ جمعیۃ علمائے پاکستان جب تک بیت المقدس اور اس کے علاقے عربوں کو واپس نہ مل جائیں خاموشی سے نہ بیٹھے گی۔

مولانا بدایونی اور اصلاح قوانین پاکستان: چونکہ حضرت علامہ بدایونی حکومت پاکستان کو شروع سے یہ مشورہ دیتے چلے آئے ہیں کہ وہ اپنے دستور کو کتاب وسنت کے مطابق بنائے اس لئے حکومت پاکستان نے کئی سال ہوئے قوانین کی درستی کے لئے ایک بورڈ بنایا جس کا نام اسلامی مشاورتی کونسل رکھا۔ مولانا بدایونی اس مشاورتی کونسل میں شروع سے لے کر اس وقت تک ایسی تجاویز پیش کرتے رہے کہ جن سے پاکستان کا دستور کتاب وسنت کے مطابق ہو جائے۔ جب کبھی اسلامی مشاورتی کونسل اپنی مفصل رپورٹ شائع کرے گی اس وقت معلوم ہوگا کہ مولانا بدایونی صاحب نے کیا کیا مسودات ترتیب دیئے۔

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا قیام: علامہ بدایونی صاحب کی یوں تو تمام تر زندگی تبلیغی، علمی، مذہبی، روحانی خدمات سے عبارت رہی، لیکن پاکستان میں قیام کی غرض مولانا بدایونی کے نزدیک یہی تھی کہ پاکستان میں ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جس میں علوم قدیمہ، علوم جدید دونوں کو یکجا کیا جائے۔ علوم قدیمہ کے ساتھ علوم جدیدہ کی تعلیم بھی دی جائے۔ علماء کو عربی کے علاوہ چار پانچ عالمی زبانیں بھی سکھائی جائیں اور مذاہب عالم سے بخوبی واقف کرایا جائے۔ اس جامعہ میں ایک وسیع لائبریری بھی ہو۔ اس مقصد کے لئے مولانا بدایونی نے پہلے تو آٹھ سال تک ایک ایسی وسیع عمارت حاصل کرنا چاہی جس میں جامعہ کے سارے نظام کو شروع کیا جاسکے۔ مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی اس لئے منگھو پیر روڈ پر دامن کوہ میں پچہتر ہزار گز زمین حکومت پاکستان سے حاصل کی گئی۔ اس زمین کے دیئے جانے میں نواب اسمٰعیل خاں کے بڑے صاحب زادے مسٹر مدنی آئی سی ایس کی کوششوں کو خاص دخل رہا اور فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صدر پاکستان کی خدمت گرامی میں جامعہ کا یہ خاکہ جناب مسٹر مدنی کی کوشش سے پہنچا۔ ممدوح نے جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا سنگ بنیاد رکھنا منظور فرمالیا۔ سنگ بنیاد کا یہ جلسہ ایک تاریخی قسم کا جلسہ ہوا جس میں صدر مملکت پاکستان نے جامعہ کے خاکے کو بہت پسند فرمایا اور جامعہ کے تعمیر کے لئے ایک لاکھ روپے کے گرانقدر عطیہ کا اعلان فرمایا۔ اس وقت سے اب تک چار لاکھ روپے کے قریب کی عمارت تیار ہو چکی ہے۔ جس میں ایک وسیع لائبریری، نو بڑے کمرے، ہر کمرے میں چار طالب علم کے رہنے کی جگہ رکھی گئی ہے۔

ایک عظیم الشان دروازہ اور سات کمرے طلبہ کی رہائش کے لئے، ایک بڑا ڈائننگ ہال، تین بنگلے اساتذہ کی قیام کے لئے بنائے جاچکے ہیں۔ مصر سے دو بہترین قاری تشریف لا چکے ہیں جنہوں نے تجوید وقرأت کا درس دینا شروع کر دیا ہے۔ ایک پاکستانی قاری اور ایک پاکستانی عالم مقرر ہو چکے ہیں۔ درس نظامی کا آغاز ہو چکا ہے۔ معینہ نصاب کے مطابق عنقریب کام شروع ہونے والا ہے۔ طوفانی بارشوں کے باعث تعمیر اور نصاب جامعہ کے شروع ہونے میں تاخیر ہوتی رہی۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ مولانا بدایونی کی زندگی کا ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی یاد برسہا برس تک قائم رہے گی۔

عالم اسلامی میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے وفد کا دورہ: عربی انگریزی، فارسی زبانوں میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا لٹریچر

Marfat.com

بیرون پاکستان اگرچہ کافی تعداد میں بھیجا جاتا رہا مگر ضرورت تھی کہ ایک مؤثر وفد عالم اسلامی میں دورہ کر کے جامعہ کے اغراض و مقاصد سے دنیائے اسلام کو آگاہ کرے۔ چنانچہ ایک وفد مولانا بدایونی کی قیادت میں اور سید حسین امام صاحب، آزاد بن حیدر پر مشتمل حسب ذیل ممالک کے دور پر روانہ ہوا۔ مصر، ترکی، یو۔ کے الجزائر، تیونس، سعودی عربیہ، کویت، عراق، ایران، نائیجیریا میں دورہ کرتا ہوا مشاہیر عالم اسلامی، اساتذہ کرام یونیورسٹیوں، کالجوں، مدرسوں میں دورہ کر کے ہر جگہ کے نصابات معلوم کرتا رہا۔ جامعہ کے علمی، عملی اقدامات و خصوصیات پر مشاہیر سے مذاکرات ہوتے رہے۔ طلبہ اساتذہ، منتظمین سے کھل کر باتیں ہوئیں۔ اس دورے میں وفد کے ارکان کو کافی سے زیادہ مفید معلومات حاصل ہوئیں۔ جہاں جہاں جو چیز بھی مفید اور بہتر معلوم ہوئی، مولانا بدایونی اور ارکان وفد نے اس کو نوٹ کر لیا۔ اگر ہم اس دورے کے مقامات کے جدا جدا حالات نوٹ کریں تو اس کے اندر روحانی، علمی، صنعتی اشیاء و نوادرات کا بیش بہا خزانہ موجود تھا۔ اس لئے کہ بارہ ملکوں میں جو خصوصی نوادرات ہیں، ان کے حالات پر کچھ لکھنا خود ایک مستقل کتاب کا اہتمام ہے، اس سے زیادہ کی اس مختصر تذکرہ میں گنجائش نہیں۔

ہر جگہ کے افراد نے جامعہ سے تعاون کرنے کا وعدہ فرمایا چنانچہ سب سے پہلے حضرت پیر سید عبدالقادر گیلانی سفیر عراق کی تحریک پر تقریباً چھبیس ہزار روپیہ حکومت عراق کی جانب سے، ستر ہزار روپیہ سعودی عربیہ کی حکومت کی طرف سے، ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ حکومت کویت کی جانب سے جامعہ کو وصول ہوئے۔ حبیب بینک کراچی نے بیس ہزار روپیہ، نیشنل بینک کراچی نے بیس ہزار روپے، حافظ ٹیکسٹائل ملز نے تقریباً دو ہزار روپے عطا فرمائے۔ دیگر عطیات بھی موصول ہوتے رہے۔ اب تک جامعہ میں چار لاکھ روپے سے زیادہ کا تعمیری کام ہو چکا ہے، ایک وسیع لائبریری تیار ہو گئی ہے جس میں حکومت مصر کی طرف سے پانچ ہزار کتابیں عنقریب موصول ہونے والی ہیں۔ خود مولانا بدایونی نے اپنے ذاتی کتب خانے کو جس میں تقریباً تین ہزار کتابیں موجود ہیں، جامعہ کے لئے وقف کر دیا ہے۔ ستر ہزار روپے کی لاگت سے جامعہ کا ایک وسیع دروازہ تعمیر ہو چکا ہے۔ مصر کے دو بہترین قاری تشریف لا چکے ہیں جنہوں نے شعبہ تجوید و قرأت کا آغاز فرما دیا ہے۔ درس نظامی کی تعلیم کے لئے ایک پاکستانی مدرس مامور ہو چکے ہے۔ تعلیم شروع کر دی گئی ہے۔ بیرونی طلبہ بھی داخل ہو چکے ہیں جن کے قیام و طعام کا انتظام جامعہ خود برداشت کرتا ہے۔ عنقریب جامعہ میں علوم جدیدہ، علوم قدیمہ کی تعلیم کا آغاز ہو جائے گا۔ ہم نے انتہائی اختصار کے ساتھ مولانا بدایونی کی خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے چند گوشوں ہی پر اکتفا کیا۔ ورنہ آپ کی حیات گرامی کے معمولات وسیع سے وسیع تر ہیں جن پر قلم اٹھایا جائے تو بہت کچھ لکھنے کی گنجائش ہے۔ سیاسی طور پر ۱۹۱۸ء سے ۱۹۶۶ء تک شاید ہی کوئی دور ایسا گذرا ہو کہ آپ خاموش رہے ہو۔ روزانہ عالمی، وطنی، دینی و قومی مسائل پر اپنے مقالات و مضامین کی اشاعت کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ تو دوسری طرف مجالس و محافل مذہبی، علمی، تاریخی تقاریر کا سلسلہ علیحدہ جاری رہتا ہے۔ خاص طور پر گیارہویں اور بارہویں شریف میں روزانہ چھ چھ تقاریر کا اوسط رہتا ہے۔ آپ کی تقاریر میں بایں ہمہ کہ مولانا بدایونی کی عمر اب ستر سال سے متجاوز ہو چکی ہے۔ مگر جوش تقریر کے لحاظ سے تقریر اب بھی جوان معلوم ہوتی ہے۔

(۱۵ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ/۲۰ر جولائی ۱۹۷۰ء کو آپ نے کراچی میں وفات پائی، نماز جنازہ مخدوم المشائخ سید شاہ مختار اشرف اشرفی جیلانی سرکار کلاں نے پڑھائی اور جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی میں سپرد خاک کئے گئے......اسید)

☆☆☆

(عقائد اہل سنت، مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی، ص ۱۱ تا ۲۸، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں، ۲۰۰۸ء)

Marfat.com

قائداعظم کے معتمد ساتھی اور رکن مرکزی کونسل آل انڈیا مسلم لیگ

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی ملی وسیاسی خدمات

مرتبہ: سیّد نور محمد قادری

نظر ثانی: ظہور الدین خان امرتسری

جب مینارِ پاکستان مکمل ہوا تو اس وقت کی حکومت نے فیصلہ کیا کہ آئندہ ''یوم پاکستان'' ۲۳ مارچ کو مینارِ پاکستان کے زیر سایہ بڑے جوش و احترام سے منایا جائے اور اس میں ان تمام حضرات کو شرکت کی دعوت دی جائے جو ۱۹۴۰ء کے تاریخی اجلاس میں شریک تھے۔ حکومت کے اس فیصلہ کے بعد روزنامہ ''جنگ'' کے چیف رپورٹر حافظ محمد اسلام مرحوم سرگرم عمل ہو گئے، سوال نامہ مرتب کیا اور ان مشاہیر سے انٹرویو لینے شروع کر دیئے جو اس اجلاس میں شریک تھے اور سوال نامہ اس انداز سے مرتب کیا کہ انٹرویو دینے والے کی تحریک پاکستان کے سلسلے میں خدمات اور اس عظیم اجلاس کی پوری کیفیت کا نقشہ قاری کے آنکھوں کے سامنے آجاتا تھا جو مارچ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں منعقد ہوا۔ اس سلسلے میں حافظ محمد اسلام نے تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی رابطہ قائم کیا اور ان سے تفصیلی انٹرویو لیا۔ ذیل میں حافظ صاحب کے سوالات اور مولانا بدایونی کے جوابات پیش کئے جا رہے ہیں۔

سوال نمبر ۱: آپ کے خیال میں برصغیر میں مسلمانوں کی تحریک آزادی کا مقصد کیا تھا اور کیا قیام پاکستان سے وہ مقصد پورا ہو گیا۔

جواب: برصغیر میں مسلمانوں کی تحریک کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو مذہبی، سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی آزادی حاصل ہو۔ ان کی سیاسی اور خارجی پالیسی اس قدر آزاد ہو کہ غیر ممالک اس میں مداخلت نہ کر سکیں، مسلمانوں کا معاشرہ اخلاقی اور مذہبی اعتبار سے اتنا بلند ہو کہ اس کی قدریں قرآن و حدیث کی قدروں سے متحد ہوں۔ قیام پاکستان سے منزل کی راہیں تو متعین ہو گئیں مگر مقصد ابھی پورا نہیں ہوا۔ جن اصولوں کے لئے ہندو مسلم جنگ کا آغاز ہوا تھا وہ تاہنوز تشنہ ہیں۔ قیام پاکستان کے ذریعے بعض مبادیات پورے ہو گئے، لیکن اغراض کلیتہً پوری نہیں ہوئیں۔

سوال نمبر ۲: ۱۹۴۰ء میں لاہور میں منعقد ہونے والا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس کن حضرات کی تحریک پر منعقد ہوا اور ان میں کون کون لوگ پیش پیش تھے؟

جواب: ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس پنجاب صوبائی مسلم لیگ کی درخواست اور خان لیاقت علی خانؒ اور ملک برکت علی مرحوم کی تحریک پر لاہور میں ہونا طے پایا تھا۔ اجلاس میں نواب اسمٰعیل خاں، علمائے بدایوں اور علمائے فرنگی محل خاص طور سے پیش پیش تھے۔

سوال نمبر ۳: اس اجلاس کے موقع پر آپ کے احساسات اور جذبات کیا تھے؟

جواب: اس اجلاس کے موقع پر ہندوستان کے مسلم اقلیتی صوبوں کے رہنماؤں کی طرح میرے بھی یہی جذبات تھے کہ قیام پاکستان کے ذریعے مسلم آزاد ہو کر اپنے معاشرہ کو اسلامی بنا سکیں گے اور پوری آزادی کے ساتھ پاکستان میں کتاب و سنت کے مطابق عمل درآمد ہو گا۔ ہمیں احساس تھا کہ قیام پاکستان سے مسلم

Marfat.com

اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کو ظاہری طور پر کوئی فائدہ نہیں ہوگا، لیکن مسلم اکثریتی صوبوں کے مسلمان ہندو غلبہ سے نجات حاصل کر سکیں گے۔ لاہور میں جو قرارداد منظور ہوئی اس میں ''پاکستان'' کا لفظ نہیں تھا۔ لیکن اجلاس لاہور سے پہلے کراچی میں (۱۹۳۸ء میں) مسلم لیگ کا جو صوبائی عام اجلاس ہوا تھا اور جس میں مرحوم سر عبداللہ ہارون اور شیخ عبدالمجید سندھی نے نمایاں حصہ لیا تھا، اس میں ''پاکستان'' کا لفظ پہلی مرتبہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے لیا جا چکا تھا۔ بعد میں قرارداد لاہور کا نام ہی قرارداد پاکستان پڑ گیا۔

سوال نمبر۴ : اس اجلاس میں، یا اجلاس کے موقع پر پیش آنے والا کوئی ایسا واقعہ بتائیے جس نے آپ کو متاثر کیا ہو اور اب تک آپ کو یاد ہو؟

جواب : اجلاس لاہور کی دو باتیں ایسی تھیں جنہوں نے مجھے بڑا متاثر کیا تھا۔ اول مسلم اقلیتی صوبوں کے رہنماؤں کا جذبہ ایثار و قربانی، دوم نواب بہادر یار جنگ مرحوم کی وہ یادگار تقریر جس نے خواص اور عوام دونوں میں جدوجہد کے لئے ایسا جذبہ ابھارا کہ چند ہی مہینوں میں ہندوستان کا گوشہ گوشہ قیام پاکستان کے مطالبہ سے گونج اٹھا تھا۔

سوال نمبر۵ : قرارداد پاکستان کی لاہور میں منظوری کے بعد مخالفین کا ردعمل کیا تھا؟

جواب : قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد سے مسلم لیگ اور پاکستان کی مخالفت نے اس قدر زور پکڑا تھا کہ برصغیر کے ہر شہر، قصبہ، گاؤں بلکہ ہر گلی کوچے میں مباحثوں کا آغاز ہو گیا تھا۔ انگریزوں اور ہندوؤں کے علاوہ خود مسلمانوں میں مختلف طبقوں کی طرف سے پاکستان کی زبردست مخالفت کی گئی۔ ان میں پنجاب کی مجلس احرار، سرحد کی سرخ پوشوں کی تنظیم، مسلم لیگ سے نکل کر کانگریس میں شریک ہو جانے والے(۱) دیوبنی علماء پیش پیش تھے۔ ان سب کا گٹھ جوڑ ہو گیا اور جمعیت (۲) علمائے ہند ان سب کو لے کر مسلم لیگ کے مقابلے پر آ گئی اور برصغیر میں باقاعدہ کھلی جنگ شروع کر دی۔ عمومی اور خصوصی اجلاسوں میں مسلم لیگ اور پاکستان کی شدت سے مخالفت کی جانے لگی۔ علماء اور مشائخ نے جو مسلم لیگ کے ساتھ تھے۔ اس یلغار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور جب آگے چل کر عام انتخابات کا مرحلہ آیا، تو مسلم لیگ کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں اور ہمیں زبردست کامیابی ہوئی، ہماری کس حد تک مخالفت کی گئی اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس زمانہ میں صوبہ سرحد میں کانگریسی خان وزارت قائم تھی اور صوبہ سرحد میں سرخ پوشوں نے ایسی فضا (۳) پیدا کر دی تھی کہ مسلم لیگی کارکنوں کے قافلے جب تحریک پاکستان کی تبلیغ کے لئے پہنچتے تھے تو ان پر مساجد کے دروازے بند کر دیئے جاتے تھے، بارہ بارہ، چودہ چودہ گھنٹے یہ قافلے بھوکے پیاسے گھومتے اور کام کرتے تھے۔ خود میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ ٹوپی کے مقام پر جب میں علماء اور کارکنوں کے ساتھ پہنچا تو ہمیں مسجد میں گھسنے نہیں دیا گیا، سرخ پوش قائدین اور ان کی قیادت میں جمع ہونے والے ہجوم نے ہم سے پوچھا کہ ہم سرحد کیوں آئے ہیں۔ میں نے کہا۔ آپ مسجد کا دروازہ ہمارے لئے کھولیں اور اپنے میں سے چند افراد مقرر کریں جو ہم سے پاکستان کے بارے میں جس قدر سوال پوچھنا چاہیں پوچھیں ہم تشفی بخش جواب دیں گے۔ چنانچہ اس تجویز پر عمل ہوا۔ مسجد میں بہت بڑا اجتماع ہوا۔ سرخ پوشوں نے جو جو سوال اٹھائے میں نے نہ صرف ان کے اطمینان بخش جواب دیئے بلکہ اور بھی بہت سے سوالات قائم کر کے ان کے جوابات دیئے۔ اس اجتماع کی کامیابی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ عام انتخابات میں ٹوپی سے مسلم لیگ کو ستر فیصد ووٹ ملے تھے۔ کم و بیش یہی حال تمام صوبہ جات کا تھا۔

سوال نمبر۶ : جب قرارداد پاکستان لاہور میں منظور ہوئی تو کیا اس وقت برصغیر کی تقسیم کا نقشہ آپ کے ذہن میں تھا جس کے

Marfat.com

مطابق ۱۹۴۷ء میں پاکستان کی حد بندی ہوئی؟

جواب : جی نہیں۔ ہم سمجھتے تھے کہ مغربی (۴) پاکستان میں صوبہ سرحد سے دہلی تک کا علاقہ شامل ہوگا اور مشرقی پاکستان میں پورا بنگال اور پورا آسام کا صوبہ شامل ہوگا۔ قائداعظم سے جب کبھی ہماری پاکستان کے نقشے کے بارے میں بات ہوتی تھی تو وہ تفصیلات کے بتائے بغیر اصولی بات کرتے تھے۔

سوال نمبر ۷ : آپ کے خیال میں ریڈ کلف ایوارڈ میں پاکستان کے ساتھ کیا کیا ناانصافیاں کی گئیں؟

جواب : پاکستان کے ذریعے ہم برصغیر کو (کے) مسلم اکثریت اور ہندو اکثریت کے صوبوں کی گروپ بندی کرنا چاہتے تھے کہ برصغیر کے صوبے تقسیم کیے جائیں، مگر ۳ر جون کو پاکستان کا مطالبہ اس شکل میں منظور کیا گیا تھا کہ مسلم اکثریتی صوبوں کو مسلم اکثریتی اور ہندو اکثریتی اضلاع کی بنیاد پر تقسیم کر دیا گیا تھا۔ پھر ریڈ کلف ایوارڈ میں اس اصول کو بھی نظر انداز کر دیا گیا تھا اور ضلعوں کی تحصیلیں تک تقسیم کر دی گئیں۔ اس طرح مسلمانوں کے ساتھ دو ناانصافیاں ہوئیں۔ اول یہ کہ صوبے تقسیم کیے گئے۔ دوم یہ کہ اضلاع تقسیم کیے گئے۔ ایک اور مصیبت یہ پیش آئی کہ ریڈ کلف کمیشن کے سامنے مسلمانوں کا کیس پیش کرنے میں بعض حضرات نے کوتاہی کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جن تحصیلوں پر مسلمانوں کا جائز حق تھا وہ بھی انہیں نہ مل سکیں اور کشمیر تک بھارت کو گزرگاہ میسر آ سکی۔

سوال نمبر ۸ : آپ کے نزدیک تحریک پاکستان کا سب سے نازک مرحلہ کون سا تھا اور اس کی کیا وجوہ تھیں؟

جواب : تحریک پاکستان کو سب سے زیادہ نازک مرحلہ ۳ر جون ۱۹۴۷ء کو پیش آیا تھا۔ مسلمانوں کا مطالبہ اس طرح منظور کیا جا رہا تھا کہ ان کے اکثریتی صوبوں کی تقسیم تجویز کی گئی تھی اور صورت حال یہ تھی کہ اگر مسلمان یہ حل قبول نہ کرتے تو انگریزوں کی طرف سے اور ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کے مطالبہ کو مانے جانے کا کوئی امکان نہ تھا۔ یعنی صورت حال یہ تھی کہ یا تو مسلمان صوبوں کی تقسیم کے ساتھ پاکستان پر رضامند ہو جاتے یا پھر مسلم اکثریتی صوبوں کو ہندو اکثریتی صوبوں کے انتداب میں دینے پر راضی ہو جاتے۔ ظاہر ہے کہ یہ بڑی کٹھن منزل تھی۔ چنانچہ مسلم لیگ کے بہت سے زعماء اس کٹے پھٹے پاکستان کے لئے آمادہ نہ تھے۔ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں اور پھر آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس دہلی میں کئی لیڈروں نے بند کمروں کے جلسوں میں صوبوں کی تقسیم کے اصول پر سخت اعتراضات کئے، احتجاج کئے۔ مگر قائداعظم نے مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے دلائل سے مخالفین کو مطمئن کیا اور اس طرح یہ نازک مرحلہ سر ہو گیا۔

سوال نمبر ۹ : کہا جاتا ہے کہ قرارداد پاکستان ۱۹۴۰ء کے ذریعے ''دو مسلم منطقے'' قائم کرنے کی تجویز منظور ہوئی تھی، پھر اپریل ۱۹۴۶ء میں اسمبلیوں کے لئے منتخب اراکین کے کنونشن میں جو قرارداد پیش ہوئی اس میں مسلمانوں کے لئے ''ایک خود مختار مملکت'' کے قیام کی تجویز منظور ہوئی، آپ کے نزدیک اس کی تاریخی حقیقت کیا ہے؟

جواب : یہ صحیح ہے کہ اجلاس لاہور مارچ ۱۹۴۰ء میں جو قرارداد منظور ہوئی تھی، اس میں مسلم اکثریتی منطقوں کے قیام کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ یہی نہیں بلکہ اپریل ۱۹۴۱ء میں مدراس کے سالانہ اجلاس میں بھی جو قرارداد منظور ہوئی تھی اس میں ''دو آزاد مملکتوں'' کی اصطلاح تھی، لیکن اس اجلاس میں جب پاکستان کو مسلم لیگ کا مقصد قرار دیا گیا تو قرارداد میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی علاقوں کو اکٹھا کر کے مسلمانوں کے آزاد وطن بنائے جائیں گے۔ قائداعظم کی ستمبر ۱۹۴۴ء میں جو گاندھی جی سے خط و کتابت ہوئی تھی، اس میں گاندھی جی نے قرارداد لاہور کی وضاحت طلب کرتے ہوئے پوچھا تھا ''کیا

Marfat.com

دونوں منطقوں میں شامل آزاد ریاستیں'' ایسے یونٹ ہوں گی جن کی کوئی وضاحت نہیں۔'' قائداعظم نے جواب دیا تھا ''نہیں۔ وہ پاکستان کی شریک یونٹ متصور ہوں گی۔'' اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قائداعظم کے ذہن میں دونوں علاقوں پر مشتمل ''ایک پاکستان'' کا تصور تھا اور اسی تصور کو اپریل ۱۹۴۶ء میں اسمبلیوں کے منتخبہ مسلم لیگی اراکین کے کنونشن میں پیش کیا گیا تھا۔'' (۶) مولانا کے مکمل انٹرویو کو اس لئے درج کیا گیا ہے کہ ایک تو یہ آج سے بیس سال پہلے شائع ہوا تھا اور اب عام قارئین کی نظروں سے اوجھل ہو چکا ہے۔ دوسرے مولانا کی ملی خدمات کا مختصر تذکرہ ان کی اپنی زبانی بیان ہوا ہے۔ (۷)

مولانا بدایونیؒ واحد عالم دین ہیں جو ۱۹۱۸ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے تھے اور تادمِ مرگ مسلم لیگ ہی سے وابستہ رہے۔ پاکستان اور مسلم لیگ کو مضبوط بنانے کی سعی و عمل میں مصروف رہے۔

جناب سردار علی صابری تحریر کرتے ہیں:

''جہاں تک میری یادداشت کا تعلق ہے مولانا عبدالحامد بدایونی آل انڈیا مسلم لیگ کے (گیارہویں سالانہ) اجلاس (منعقدہ دہلی بتاریخ ۳۰ دسمبر ۱۹۱۸ء) میں پہلی مرتبہ دسمبر ۱۹۱۸ء میں شریک ہوئے، یہ اجلاس امام الوقت حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی زیر صدارت (۸) دہلی میں منعقد ہوا تھا اور اس استقبالیہ کمیٹی کے فرائض ڈاکٹر مختار احمد انصاری نے انجام دیئے تھے۔ مسلم لیگ کے اس مشن میں فرنگی محل سے حضرت مولانا عنایت اللہ اور حضرت مولانا صبغت اللہ شہید نے نوجوان مقرروں میں اپنے دوست مولانا عبدالحامد بدایونی اور بزرگوں کی پرجوش تقریروں کی تعریف کی تھی حالانکہ خود مولانا صبغت اللہ بھی اچھے مقرر تھے۔'' (۹)

مولانا بدایونیؒ مشہور دیوبندی عالم مولوی احتشام الحق تھانوی اور ان کے دیگر ہم نواؤں کی طرح جو محض اپنے ہم مسلک دیوبندی گروپ سے (جس کی قیادت مولوی حسین احمد صاحب کر رہے تھے) ذاتی مخاصمت اور مخالفت کی وجہ سے مسلم لیگ میں شامل نہیں ہوئے تھے.......... بلکہ اس تحریک کو سراپا خیر و برکت سمجھ کر اس میں شرکت کی تھی۔ مولانا تھانوی کو تو آخری عمر میں اپنے اس فعل پر بڑا پچھتاوا رہا کہ وہ بیدین ''مسلم لیگ'' میں کیوں شامل ہوئے (۱۰) ان کے ایک ہم راز اور معتقد ڈاکٹر اسرار احمد صاحب تحریر کرتے ہیں۔

''فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں مرحوم کے عہد حکومت میں فروری ۶۸ء (۱۹۶۸ء) میں عید کے چاند کے ضمن میں جو اختلاف اور اس سے پیدا شدہ ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا تھا، اس کے موقع پر خود راقم نے مولانا احتشام الحق تھانوی مرحوم ایسے کٹر مسلم لیگی کی زبان سے یہ الفاظ جامعہ اشرفیہ لاہور کے ایک اجتماع میں سنے تھے کہ ''اب جو حالات پیش آ رہے ہیں انہیں دیکھ کر تو خیال ہوتا ہے کہ غالباً ان علماء کرام کی رائے زیادہ درست اور صائب تھی جو قیام پاکستان کے خلاف تھے!'' (۱۱)

راقم الحروف کی تو اب بھی یہی رائے ہے کہ مولوی احتشام الحق، مولوی محمد شفیع دیوبندی اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ صاحب مرحوم نے خلوص دل سے تحریک پاکستان میں حصہ لیا تھا لیکن ڈاکٹر اسرار احمد صاحب چونکہ گھر کے آدمی ہیں اس لئے ان کے اس انکشاف حقیقت پر بھی ایمان لانا پڑتا ہے۔

تحریک خلافت و ترکِ موالات، شدھی اور تبلیغ کا ہنگامہ، نہرو رپور اور سائمن کمیشن سے اختلاف کی بناء پر مسلم لیگ عملاً کمزور ہوگئی اور دو متحارب دھڑوں میں بٹ گئی تو اہم ترین مسلم جماعتوں اور سرکردہ مسلم شخصیات کا دہلی میں اجتماع ہوا اور باہمی رضامندی سے سر آغا خاں کی زیر قیادت ''آل پارٹیز مسلم کانفرنس'' کا قیام عمل میں آیا اور اس مسلم کانفرنس نے مسلم لیگ کی نشاۃ ثانیہ (تنظیمِ

Marfat.com

جدید) اور فعال جماعت بننے تک مسلم مفاد کے لئے خلوص نیت سے کام کیا اور ہر مشکل وقت پر مسلمانوں کی رہبری کی۔

مولانا بدایونی بھی مع اپنے بھائی مولانا عبدالماجد صاحب کے مسلم کانفرنس میں شامل ہوگئے اور مسلم کانفرنس کے ایگزیکٹو بورڈ کے ممبر چنے گئے۔ ۱۹/فروری ۱۹۳۳ء کو ایگزیکٹو بورڈ کا اجلاس ہوا جس میں علمائے بدایوں خاص طور پر شریک ہوئے۔ نواب سر محمد یامین خاں اپنی مایہ ناز تالیف ''نامۂ اعمال'' میں تحریر کرتے ہیں۔

''مولوی محمد شفیع داؤدی سیکرٹری نے اکزیکٹو (ایگزیکٹو بورڈ آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا جلسہ ۱۹/فروری ۱۹۳۳ء کو اس لئے طلب کیا تھا کہ وائٹ پیپر (قرطاس ابیض) جو برٹش گورنمنٹ نے شائع کیا ہے، اس پر غور کیا جائے۔ یہ جلسہ میری صدارت میں ہوا۔.......... چالیس ممبران نے جو ہندوستان کے نمائندے ہیں، آج شرکت کی۔ ان کے ناموں سے صاف ظاہر ہوگا.......... کہ کس قدر نمائندہ جلسہ تھا۔'' (۱۲)

یاد رہے کہ ہندوستان بھر کی نمائندگی کرنے والے ایگزیکٹو بورڈ کے ان چالیس ممبروں میں سے تین صرف بدایوں کے تھے۔

۱۔ مولانا عبدالحامد صاحبؒ ۲۔ مولانا عبدالصمد مقتدر صاحبؒ ۳۔ مولانا عبدالقدیر صاحبؒ (۱۳)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم سیاست میں علمائے بدایوں کا کتنا عظیم حصہ ہے۔ اس جلسہ میں پندرہ ریزولیشن پاس ہوئے جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ اس بورڈ کی رائے میں تمام ملازمتوں کے واسطے انتخاب کرنے کے لئے ایک صوبائی پبلک سروس کمیشن قائم کیا جائے جو بے لوث ہو اور تمام ملازمتیں صوبہ جات کے تحت ہوں۔

۲۔ یہ بورڈ نہایت زوردار الفاظ میں یہ کہتا ہے کہ فیڈرل لیجسلیچر کے دونوں مکانات (Houses) میں علیحدہ علیحدہ مسلم (مسلمانوں) کی تعداد نمائندگی ایک تہائی سے کم نہ ہو۔

۳۔ یہ بورڈ خیال کرتا ہے کہ بنگال میں کم از کم آٹھ نشستیں خاص کانسٹی ٹیونسی کے ذریعہ مسلمانوں کو اور ملنی چاہئیں۔

۴۔ یہ بورڈ اپنی ناراضگی ضبطِ تحریر میں لاتا ہے کہ مہاراجہ الور اور ان کے حکام نے الور کے مہاجرین اور مسلمان میوقوم پر ظلم اور تشدد کیا ہے اور ان کے جائز مطالبات سے محروم کیا ہے اور گوبند گڑھ میں جو مظالم ہوئے ان پر اظہارِ ناراضگی کرتے ہوئے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ایک غیر جانبدار تحقیقاتی کمیٹی بنائی جائے جو ظلم کا تدارک کرے۔'' (۱۴)

ایگزیکٹو بورڈ کے اس اجلاس سے پہلے آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا ایک اہم اجلاس ۲۱، ۲۲/مارچ ۱۹۳۲ء کو لاہور میں حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں ہوا تھا اس میں بھی مولانا بدایونی، علمائے بدایوں اور علمائے فرنگی محلی نے بھرپور کردار ادا کیا تھا۔ اس اجلاس کی تفصیل ۲۳ تا ۲۵/مارچ ۱۹۳۲ء کے ''انقلاب'' لاہور اور دیگر اخبارات میں دیکھی جا سکتی ہے۔

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے اجلاس لاہور (۱۹۳۲ء) اور ایگزیکٹو بورڈ کے اجلاس دہلی ۱۹۳۳ء میں علمائے دیوبند کا کوئی نمائندہ شامل نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اجلاس امروہہ (۱۹۳۰ء) کے موقع پر ''جمعیت العلمائے ہند) دو دھڑوں میں بٹ گئی تھی اور اس کے ایک حصہ نے مولوی حسین احمد اور مفتی کفایت اللہ کی سرکردگی میں اپنا سارا زور کانگریس کے پلڑے میں ڈال دیا تھا۔ جناب محمد احمد خاں فرماتے ہیں۔

''یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جمعیت العلماء، نہرو رپورٹ کی مخالف اور آل پارٹیز مسلم کانفرنس و آل انڈیا مسلم لیگ کے مسلک کی مؤید تھی اور اس نے آٹھویں سالانہ اجلاس منعقدہ ۵/دسمبر ۱۹۲۷ء میں مسٹر جناح کے چودہ نکات کی حمایت کی تھی، لیکن مئی ۱۹۳۰ء میں جمعیت کا جو اجلاس امروہہ میں منعقد ہوا تھا،

Marfat.com

اس میں ایک قرارداد منظور کی گئی، جس میں مسلمانوں کو کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل کرنے اور تحریک سول نافرمانی میں شرکت کا مشورہ دیا گیا تھا۔ اسی قرارداد پر جمعیت کے اندر اختلاف رونما ہوا اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے، ایک آل انڈیا جمعیت العلماء دہلی اور دوسری آل انڈیا جمعیت العلماء کانپور۔ جمعیت العلماء کانپور کا اجلاس ۱۹۳۰ء میں زیر صدارت مولانا محمد علی جوہر منعقد ہوا۔ یہ جمعیت کانگریس اور اس کی تحریک سول نافرمانی کے خلاف تھی اور گول میز کانفرنس میں شرکت کی حامی تھی۔'' (۱۵)

جناب محمد احمد خاں مزید تحریر کرتے ہیں: ''نقاط نظر کے لحاظ سے اب (مسلمانوں کے) دو ہی مکاتیب خیال (مکاتبِ خیال) تھے۔ ایک تو وہ جو کانگریس کا ہم نوا تھا یعنی قوم پرست مسلمان اور دوسرا وہ جو مسلمانوں کو دوسری قوموں سے علیحدہ اور ان کے مخصوص حقوق و مفادات کا تحفظ چاہتا تھا۔ اس ثانی الذکر مکتب خیال کے مسلمانوں کا کوئی ایک ادارہ نہیں تھا بلکہ یہ مختلف جماعتوں، آل انڈیا مسلم لیگ، خلافت کمیٹی اور جمعیت العلماء کانپور میں منقسم تھے۔'' (۱۶)

جلسہ امروہہ کے ایک چشم دید راوی کا بیان ہے۔ ''مولانا محمد علی جوہر کی بھاری بھر کم شخصیت سبھوں پر چھائی ہوئی تھی، اس جلسے میں مولانا نے جو تقریر کی ہے وہ کبھی دلوں سے محو نہ ہو سکے گی۔'' (۱۷)

مولانا نے اپنی تقریر کے دوران حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''اگر ہم مسلمان ہیں تو کیا ہمیں ہر معاملے میں اسوۂ محمدیؐ ہی کا اتباع نہیں کرنا چاہیے؟ کیا قرآن نے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَه اسی لئے نہیں کہا ہے کہ ہم دینی، معاشرتی، سیاسی، معاشی ہر معاملے میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو اختیار کریں؟ آپ کی پوری سیرت محمدیؐ میں کوئی ایک نظیر بھی ایسی ملتی ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کسی قوم سے کبھی اتحاد عمل فرمایا ہو جب تک پہلے تحریری معاہدہ نہ فرما لیا ہو؟

یہ محمد علی جوہر کا ایک ایسا سوال تھا جس نے پورے مجمعے پر چند منٹ کے لئے سناٹا طاری کر دیا۔ اذہان جلد جلد تاریخ کے اوراق الٹنے لگے۔ یہودِ مدینہ کے معاہدے سے لے کر یہودِ خیبر تک کے سارے قومی اتحاد ایک ایک کر کے سامنے آئے، لیکن ایک مثال بھی ایسی نظر نہ آ سکی کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کسی غیر مسلم قوم کے صرف بلیک چیک کے زبانی وعدے پر اعتماد کر کے اتحاد فرما لیا ہو۔ چند سیکنڈ تک اس سوال کے جواب میں دماغوں نے پوری تاریخ اسلامی کو ٹٹول لیا............ مولانا محمد علی کی اس نکتہ رسی کا کوئی شافی جواب آج تک نہ مل سکا۔ اور یہ پہلا دن تھا جب کہ (کہ جب) مسلم لیگ کے آئندہ پیش آنے والے موقف میں نئی روح پھونکنے کے لئے ایک لازوال مواد مہیا ہو گیا۔'' (۱۸)

مولانا محمد جعفر شاہ صاحب ندوی پھلواروی نے اس زمانے کا ایک لطیف قسم کا لطیفہ بھی درج کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مخالفین ''علی برادران کو ''ٹوڈی بچہ'' کہنا شروع کر دیا تھا جس کا جواب ایک جلسے میں شوکت علی نے یہ دیا تھا کہ ہم ٹوڈی بچے ہیں تو تم ''دھوتی بچے'' ہو۔'' (۱۹)

مولانا شوکت علی نے جو کچھ مزاحاً کہا تھا وہ حقیقت ثابت ہوا۔ کانگریس علماء نے اللہ ورسولؐ کی تعلیمات سے مخالفت کو تو کوئی اہمیت نہ دی، لیکن ''تعلیماتِ گاندھی'' سے سر مو انحراف کو گناہ سمجھا۔ ان نام نہاد علماء کے ایمان سوز کارناموں کے سامنے حسن بن صباح، صادق دکنی اور جعفر بنگالی کے سیاہ کارنامے ماند گئے۔ یہ علماء گاندھی اور ہندوازم سے اس قدر متاثر ہوئے کہ دیوبند کا شیخ الحدیث جو پیڈ استعمال کرتا تھا، اس پر بجائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ''جے ہند'' (۲۰) چھپا ہوتا تھا۔

اس داستان کو اس لئے قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے کہ لوگ عام طور پر ان ''یزیدانِ زمانہ'' کے ایمان سوز کارناموں کو بھولتے جا رہے ہیں۔ اب پھر آئیے اصل موضوع کی طرف۔

Marfat.com

۱۹۳۴ء میں جب مسلم لیگ، حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سربراہی میں ازسرنو منظم ہوئی تو اس کی ہم خیال جماعتوں آل پارٹیز مسلم کانفرنس، آل انڈیا خلافت کمیٹی اور جمعیۃ العلماء کانپور نے مسلم مفاد اور یک جہتی کی خاطر اپنے آپ کو اس عظیم تحریک میں مدغم کر دیا۔ اس طرح مسلم لیگ محمدی پروانوں کا ناقابل تسخیر قلعہ بن گئی۔

مولانا بدایونی اور ان کے ہم خیال علماء نے اپنی تمام تر توانائیاں مسلم لیگ کے لئے وقف کر دیں۔ ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ کا تنظیم جدید کے بعد عظیم الشان اجلاس ہوا تو چند مسلم اکابر نے قائداعظم سے عرض کیا کہ کانگریس کے تنخواہ دار علماء جب لمبی لمبی ڈاڑھیوں اور جبہ وعصا کے ساتھ اسٹیج پر نمودار ہوتے ہیں تو وہ کیسی ہی اسلامی تعلیمات کے خلاف اور گاندھی و نہرو کی حمایت میں باتیں کریں، لوگ ان کی ظاہری شکل وصورت سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ان میں سے کچھ علماء خرید لیں تاکہ وہ مسلم لیگ کے لئے کام کریں۔ حضرت قائداعظمؒ نے جواباً فرمایا کہ ''ہمارے پاس مسلم لیگی علماء موجود ہیں اور اسی وقت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور مولانا جمال میاں فرنگی محلی سے فرمایا کہ آپ لوگ پورے برعظیم میں پھیل جائیں۔ مسلم لیگی علماء کی کمیٹیاں قائم کریں اور برعظیم کے کونے کونے میں مسلم لیگ کا پیغام پہنچا دیں۔'' (۲۱)

مرزا صاحب موصوف نے محولا بالا مضمون "My Idol LEAGUE Since my teen-age" میں MAULANAS (علماء لیگ) کا ذیلی عنوان قائم کر کے لکھا ہے کہ

"I saw the Quaid-i-Azam several times at Lucknow in the Mahmudabad House. Maulana Husain Ahmed Madani had Muslim Mass Contact Movement under the special blessing of Pandit Jawaharlal Nehru. We feared that the masses would be swayed more by the Quran-reciting bearded gentlemen than by English-educated Muslim politicians. But the Quaid would have no truck with them. He would have "new Maulanas" who would fight the League cause. he declared And he did have.

Maulana Jamal Mian Firangi Mahli and Maulana Abdul Hamid Bdayuni came into prominence. No corner of the Sub-Continent was left where the Holy Book and the thinking section of the populace began to discuss the political issues on rational lines. That was the first lesson that the Muslims received in practical politics."

چنانچہ لکھنؤ کانفرنس کے بعد سے لے کر تشکیل پاکستان تک اندرون ملک اور بیرون ملک، مولانا بدایونی اور مولانا جمال میاں کا ہر لمحہ مسلم لیگ کی تحریک کی تبلیغ اور اسے عوام الناس کے ذہن نشین کرانے کے لئے وقف رہا۔

مسلم لیگ کے لاہور والے تاریخی اجلاس منعقدہ ۲۱ تا ۲۳ر مارچ ۱۹۴۰ء میں مولانا بدایونی نے نمایاں حصہ لیا۔ اجلاس سے دو تین دن پہلے سر سکندر حیات خاں وزیراعظم پنجاب کے حکم سے

Marfat.com

خاکساروں کے جلوس پر اندھا دُھند فائرنگ کی گئی اور ہیرا منڈی کا علاقہ خاکساروں کے خون سے رنگین ہو گیا۔ مشہور صحافی مولوی محمد سعید صاحب لکھتے ہیں۔

''۱۹/ مارچ کا چمکتا ہوا سورج سوا نیزے پر تھا کہ ایک صاحب دوڑتے ہوئے آئے۔ اور کہنے لگے کہ خاکساروں پر ہیرا منڈی میں گولی چل گئی ہے۔ اصغر اور میں اسی وقت ہیرا منڈی کی جانب دوڑ پڑے......... چند لمحوں میں ہم قتل گاہ تک پہنچ گئے۔ بڑا وحشت ناک منظر تھا۔ سڑکوں پر خون، دیواروں پر رنگین چھینٹے، لوگ سہمے ہوئے، آس پاس کے گھروں کے کواڑ بند۔ تھوڑی دیر کے بعد دو دو چار چار آدمی سڑکوں پر نکل آئے۔ ایک عینی شاہد نے ایک دیوار کی طرف اشارہ کر کے بتلایا کہ پولیس کے سپاہی کچھ خاکساروں کو یہاں کھڑا کر کے چاند ماری کرتے رہے ہیں۔ اصغر نے وہاں سے جمے ہوئے خون کی چند پپڑیاں تبرکاً اٹھائیں اور کاغذ کی ایک پڑیا میں لپیٹ لیں۔'' (۲۲)

مزید تحریر کرتے ہیں۔ ''نوگزے کی قبر کے پاس کہ جس کی چار دیواری کے پرخچے اڑا دیئے تھے۔ مجھے مولوی حامد بدایونی دکھائی دیئے۔ میں نے غصے کے عالم میں آگے بڑھ کے مولانا کا دامن تھام لیا اور عرض کیا کہ ''حضور پرسوں رات آپ چونا منڈی کے چوک میں ہندو سور ماؤں کی خوں آشامیوں کے افسانے اپنی رانوں پر ہاتھ مار مار کر سنا رہے تھے۔ آج ایک مسلمان وزیر اعلیٰ نے جس طرح مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی ہے، اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟'' میری آواز میں کچھ اور بے باک آوازیں بھی شامل ہو گئیں۔ مولانا نے وعدہ کیا کہ وہ لیگ کے حلقوں میں یہ معاملہ اٹھائیں گے۔ اللہ جانے ایسا کر سکے یا نہیں۔'' (۲۳)

مولانا بدایونی نے مولوی محمد سعید اور دیگر شہریوں سے خاکساروں کے قتل عام کا لیگ کے حلقوں میں جو معاملہ اٹھانے کا وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دکھایا اور مسلم لیگ کے کھلے اجلاس میں سکندر حیات کی موجودگی میں خاکساروں پر کئے گئے مظالم پر زبردست تقریر کی۔ ایک عینی شاہد جناب عبداللہ ملک تحریر کرتے ہیں: ''۲۲/ مارچ کو مجلس مضامین کا اجلاس رات کے گیارہ بجے شروع ہوا اور سر سکندر حیات کافی محتاط طریقے سے چھپتے چھپاتے پچھلے دروازے سے مجلس مضامین کے پنڈال میں داخل ہوئے۔ اس مجلس میں سب سے زیادہ سکندر مخالف تقریر بدایوں کے مولانا عبدالحامد نے کی تھی۔'' (۲۴)

مسلم لیگ کے ۱۹۳۷ء کے لکھنؤ سیشن میں جب قائداعظم نے مولانا جمال میاں اور مولانا بدایونی کو علماء کی تنظیمیں قائم کرنے اور تحریک پاکستان کو عوام میں روشناس کرانے کے لئے ملک گیر مہم چلانے کے لئے کہا تو یہ دونوں حضرات ملک کے کونے کونے میں پہنچے، جگہ جگہ جلسے قائم کئے اور مسلم لیگ کے پیغام کو عوام کے ذہن نشین کرانے کا فریضہ سرانجام دیا۔ اس زمانے کے اخبارات نے مولانا بدایونی اور جمال میاں کی ان اسلامی خدمات کو نمایاں طور پر شائع کیا۔ یہاں ہم کانگریس، جمعیت العلماء اور احرار کے عظیم گڑھ لدھیانہ میں مسلم لیگ کے ایک ایسے جلسہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اسی جلسہ کے ایک منتظم سید بلال احمد صاحب بیان کرتے ہیں۔

''ڈسٹرکٹ لدھیانہ میں سکھوں کی آبادی ۴۱ فیصد تھی جبکہ لدھیانہ شہر میں مسلمانوں کی آبادی ۷۵ فیصد تھی۔ ہندو اور سکھ انتظامیہ پوری طرح مسلمانوں کے درپے آزار تھی، کانگریسی اور احراری مسلمان پوری طرح ان کے ساتھ تھے۔ ۱۹۳۸ء میں اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کا ایک وفد مولانا عبدالحامد بدایونی کی قیادت میں اکثریتی صوبوں کے دورہ پر لدھیانہ بھی پہنچا۔ اس وفد میں مولانا عبدالحامد بدایونی کے ساتھ میاں بشیر احمد، میاں رمضان علی بھی موجود تھے، ان کی آمد پر ایک جلوس نکالا گیا جس پر احراریوں نے حملہ کر دیا۔ انہوں نے قائداعظم کی طرف کھلا اشارہ کرتے

Marfat.com

ہوئے یہ توہین آمیز شعر بھی پوسٹر کی صورت میں لکھار کھا تھا کہ

پیدا ہوئے وکیل تو ابلیس نے کہا
لو آج میں بھی صاحبِ اولاد ہوگیا

احراریوں کی ان فتنہ طرازیوں کا نتیجہ بڑے پیمانے پر جھگڑے کی صورت میں نکلا۔ تاہم رات کو ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس کی مثال لدھیانہ کی پوری تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ (۲۵)

مولانا بدایونی کے اس کامیاب جلسہ نے پانسہ پلٹ دیا اور اسلام کے غداروں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا۔

چونکہ لدھیانہ احراریوں کا گڑھ تھا اور ان کے بہترین مقرر اور واعظ آئے دن جلسے کرتے رہتے تھے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ چند مسلمان نوجوانوں نے سوچا کہ چونکہ ان احراری رہنماؤں کا اصل مقصد تو صرف پیسے بٹورنا ہے۔ کانگریس اور مسلم لیگ میں سے جو انہیں زیادہ پیسے دے گا یہ اسی کا دم بھریں گے کیوں نہ انہیں زیادہ لالچ دے کر کانگریس سے توڑ کر مسلم لیگ میں شامل کر لیا جائے چنانچہ انہوں نے احراری رہنماؤں سے بات چیت کی۔

اب اس پوری داستان کو سید ہلال احمد کی زبانی سنیئے: ''مجلس احرار کے ذمہ دار رہنماؤں نے ایک مرتبہ ہم سے کہا کہ ''تم ہماری روٹی کا انتظام کر دو تو ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔'' ہم یہ بات سوچ کر کہ مسلمانوں کے انتشار کو ختم کیا جائے قائداعظم کے پاس پہنچے۔ یہ ایک تین رکنی وفد تھا جس میں خواجہ مظہر جمیل اور احمد سعید یوسفی اور میں شامل تھے۔ قائداعظم سے ملاقات ہوئی۔ ان سے مدعا بیان کیا گیا تو قائداعظم نے نہایت مضبوط لہجے میں کہا۔ ''خبردار! اگر انہیں پیسا دیا وہ اپنی قیمت (کانگریس کے ساتھ) بڑھائیں گے۔'' انہوں نے ہمیں ہدایت کی کہ ہم خواجہ ناظم الدین سے ملیں اور یہ بھی کہا۔ ''وہ (احراری رہنما) بلاشرط ہمارے پاس آئیں۔ پھر یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کا بندوبست کریں۔'' خواجہ ناظم الدین سے ملاقات ہوئی، انہوں نے بھی قائداعظم کی بات کا اعادہ کیا۔'' (۲۶)

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ مندرجہ ذیل شعر احرار ہی کے ایک ''ملعون'' لیڈر کا ہے۔

اک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائداعظم ہے کہ کافرِ اعظم

جسٹس محمد منیر اور جسٹس ایم۔ آر کیانی تحریر کرتے ہیں: ''یہ شعر مولانا مظہر علی اظہر سے منسوب ہے جو تنظیم احرار میں ایک ممتاز شخصیت ہیں۔ مولانا مظہر علی اظہر نے ہمارے سامنے نہایت خیرہ چشمی سے یہ اظہار کیا کہ (قائداعظم کے متعلق) وہ اب تک اسی خیال پر قائم ہیں۔'' (۲۷)

میں نے مولانا مظہر علی اظہر کی لئے اوپر جو ملعون کا لفظ استعمال کیا ہے اسے کئی حضرات غیر معقول اور تہذیب سے گرا ہوا انداز بیان کہیں گے، لیکن ان لوگوں نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ برعظیم کے سب سے بڑے مسلمان رہنما کو ''کافر اعظم'' کہنا، پاکستان کو ''پلیدستان'' اور ''کفرستان'' کہنا کیا تہذیب سے گرا ہوا مکروہ اندازِ بیان نہیں۔ ایسے لوگوں کی کم از کم سزا پاکستان میں ''تختہ دار'' ہونا چاہئے تھی، لیکن پاکستان کے حکمرانوں اور رہنماؤں کی بے حسی اور بے غیرتی کی وجہ سے حضرت قائداعظمؒ اور حضرت علامہ اقبالؒ کو گمراہ اور کافر کہنے والے کارخانوں اور کوٹھیوں کے مالک ہیں۔ انتظامیہ میں ان کے عزیز اور ہم مسلک احباب اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں اور جب بھی یہ لوگ نجی محفلوں میں اکٹھے ہوتے ہیں تو قائداعظمؒ اور حضرت علامہ اقبالؒ کا مذاق اڑاتے ہیں اور بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ خدا کا شکر ہے کہ ہم لوگ پاکستان بنانے کے گناہ میں شامل نہیں۔ یہ چند باتیں جملہ معترضہ کے طور پر زبان قلم پر آ گئیں اب پھر اصل موضوع کی طرف آیئے۔

تحریک پاکستان کے ابتدائی سالوں میں صوبہ سرحد میں خان

Marfat.com

برادران کا بہت زور تھا اور ان کے بے پناہ اثر کی وجہ سے عوام ''گاندھویت'' سے متاثر تھے، وہاں مسلم لیگ کا پیغام پہنچانے اور عوام کو تحریک پاکستان سے متعارف کرانے کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ چنانچہ قائداعظمؒ نے جناب قاضی محمد عیسیٰ صاحب سے کہا کہ وہ مسلم لیگ کی علماء اور دانشور حضرات کا ایک وفد لے کر صوبہ سرحد میں جائیں اور وہاں مسلم لیگ کے لئے کام کریں۔ قاضی صاحب اپنے ایک مضمون ''قائداعظمؒ میری زندگی میں'' بیان کرتے ہیں۔

''صوبہ سرحد میں چونکہ سرخ پوشوں میں خدائی خدمت گاروں، یعنی کانگریس کے پروردوں کا زور تھا۔ قائداعظمؒ چاہتے تھے کہ صوبہ سرحد کے لوگوں کے سامنے لاہور ریزولوشن کی تشریح کی جائے اور وہاں کے لوگوں کو ان کی ذمے داریوں سے آگاہ کیا جائے۔ اس غرض کے لئے قائداعظم نے میری قیادت میں ایک وفد صوبہ سرحد بھیجا۔ وفد کے دیگر ارکان میں نواب بہادر یار جنگ مرحوم، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ مرحوم اور مولانا کریم علی ملیح آبادیؒ تھے۔ ہم نے صوبہ سرحد کے طول وعرض کا دورہ کیا۔ جو نہایت کامیاب رہا۔ کانگریس کے بڑے گڑھوں کی بنیادیں ہل گئیں۔'' (۲۸)

اس وفد کو صوبہ سرحد میں جن نامساعد حالات میں کام کرنا پڑا، اس کا ذکر مولانا بدایونی نے اپنے اس انٹرویو میں تفصیل سے بیان کیا ہے جو مضمون کے شروع میں درج ہے۔

قاضی محمد عیسیٰ صاحب کے اپنے صوبہ ''بلوچستان'' میں بھی مسلم لیگ کی حالت بہت پتلی تھی چنانچہ ممتاز مسلم لیگ لیڈر بلوچستان میں پہنچے۔ پبلک جلسوں سے خطاب کیا۔ لوگوں کے شکوک وشبہات دور کیے۔ اس طرح صوبہ میں مسلم لیگ کی مقبولیت بڑھ گئی۔ جن لوگوں نے بلوچستان میں تحریک پاکستان کی تبلیغ کے لئے ان تھک کام کیا ان میں مولانا بدایونی بھی شامل تھے۔

عارف سیمابی سیالکوٹی صاحب اپنے مضمون ''قائداعظمؒ اور بلوچستان'' میں تحریر کرتے ہیں۔

''جولائی ۱۹۴۳ء کے عظیم الشان انقلابی جلسے سے پیشتر مختلف پبلک جلسوں میں کئی قابل ذکر و احترام مسلم اکابرین شمولیت فرما چکے تھے۔ مثلاً نواب بہادر یار جنگ، نواب زادہ لیاقت علی خان، مولانا ابوالحامد (عبدالحامد) بدایونی، مولانا ظفر علی خاں، سید ذاکر حسین، پروفیسر عنایت اللہ.........'' (۲۹)

ان ہی اجلاسوں کے دوران حاضرین نے شو بوائے (Show Boy) کے معنٰی دریافت کئے۔ اس لقب سے حضرت قائداعظمؒ جناب مولانا آزاد کو مشرف فرما چکے تھے۔ اس کی جو تشریح سید ذاکر حسین نے کی اس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں، سید صاحب نے فرمایا۔

''ایک صاحب کسی نواب کے دربار میں پہنچے اور بولے کہ وہ سازندہ ہیں، موسل (ہاون دستہ) بجاتے ہیں۔ نواب صاحب کی خواہش پر انہوں نے تمام سازندوں کو جمع کیا اور سب کو مل کر بیک وقت ایک دھن بجانے کے لئے کہا اور خود موسل (ہاون کا دستہ) ہلانے لگے۔ تمام سازوں کے ملنے سے سماں بندھ گیا، نواب بے حد خوش ہوئے اور انعام واکرام سے نوازا۔ ایک دو مرتبہ پھر یہی عمل دہرایا گیا، ہر مرتبہ محفل جم گئی۔ ایک دن سازندوں نے نواب صاحب سے گزارش کی کہ ان حضرت سے کہا جائے کہ خالی موسل بجائیں۔ ان حضرت نے جواب دیا۔ حضور موسل خالی نہیں بجتا یہ تو نمائشی ساز ہے۔ سید صاحب نے بتایا کہ شو بوائے کا یہی مطلب ہے۔ زندگی کا یہ خاص ساز بے آواز بھی ہے اور بج بھی رہا ہے۔'' (۳۰)

سید صاحب نے Show Boy کے جو معنی بیان کئے ہیں وہ بعد کے واقعات نے صحیح ثابت کر دکھائے۔ مولانا عمر بھر ایسا ساز بنے رہے جو بجتا بھی رہا اور بے آواز بھی رہا۔

مولانا بدایونی بلند پایہ خطیب اور خوش الحان قاری تھے۔ الفاظ و بیان پر بے پناہ قدرت حاصل تھی۔ روزنامہ جنگ کے

Marfat.com

چیف رپورٹر حافظ محمد اسلام صاحب اپنے ایک مضمون ''شعلہ بیان مقرر جن کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی'' میں بیان کرتے ہیں۔

''لیاقت علی خاں، سردار نشتر، مولانا جمال میاں فرنگی محلی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی اردو مقررین کے اس گروہ میں شمار ہوتے ہیں جو اظہارِ بیان پر بے پناہ قدرت رکھتے ہیں۔ ان کے جلسوں میں زبردست ہجوم ہوتا تھا۔'' (۳۱)

مولانا بدایونیؒ کے عمر بھر کے ساتھی جناب سردار علی صابری صاحب کا بیان ہے: ''مولانا عبدالحامد جوانی میں خوبصورت اور جامہ زیب تھے، آواز میں ترنم تھا اور جب کبھی اپنے استاد اور بڑے بھائی حضرت مولانا عبدالماجد قادری کے مخصوص والہانہ انداز میں الفاظ کی بے پناہ تکرار کے ساتھ جھوم جھوم کر تقریر کرتے تھے (تو) سارے مجمع پر چھا جاتے تھے......... جہاں تک مجھے یاد ہے مولانا عبدالحامد نے جلسہ عام میں پہلی کامیاب تقریر اپریل ۱۸ء (۱۹۱۸ء) میں اجمیر شریف میں عرس کے موقع پر کی تھی اور اس کی تعریف میں نے بعض علمائے فرنگی محل کی زبان سے سنی تھی، جو حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے عرس میں حاضر تھے۔'' (۳۲)

مولانا بدایونی سے سردار علی صابری صاحب کی پہلی ملاقات ۱۹۱۷ء میں ہوئی تھی اور سترہ سالہ نوجوان بدایونی کے حسن اور جامہ زیبی کا ذکر صابری صاحب نے اس طرح بیان کیا ہے۔

''ابوتراب خاں کے کڑے میں نواب حکیم شمس الدین کے ہاں مشاعرہ ہونے والا تھا۔ میں فرنگی محل میں مولانا صبغت اللہ شہید کے مشورے سے مشاعرے میں شرکت کا پروگرام بنا رہا تھا۔ اچانک السلام علیکم کی پرزور مگر سریلی آواز سے ہم دونوں چونک پڑے۔ ہمارے سامنے ایک صاحب معانقہ کے لئے دونوں ہاتھ پھیلائے کھڑے مسکرا رہے تھے۔ اٹھتی جوانی، سبزہ آغاز، سبک کھڑ انقشہ، اچھا گورا رنگ، چہرے پر وجاہت کے نمایاں آثار، چھوٹی مہری (موری) کا پاجامہ، چکن کا کرتہ، شیروانی کے بٹن کھلے ہوئے، سر پر ایک خاص قسم کی سفید ٹوپی منڈھی ہوئی.......

مولانا صبغت اللہ بے ساختگی بلکہ بے تابی کے عالم میں یہ کہتے ہوئے اٹھے۔ ارے حامد میاں تم آ گئے اور دونوں بڑی گرم جوشی سے بغل گیر ہوئے۔'' (۳۳)

مشہور ادیب اور شاعر مولانا کوثر نیازی بھی آپ کو مسلم لیگ کے صف اول کے مقررین میں شمار کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

''تحریک پاکستان کے مقررین میں مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا جمال میاں فرنگی محلی، علامہ علاء الدین صدیقی اور مولانا محمد بخش مسلم کے نام نظر انداز نہیں کئے جا سکتے۔ قائداعظم کے پیغام کو عام کرنے کے لئے ان حضرات نے ملک کے طول و عرض میں تقریریں کی ہیں اور قیام پاکستان کے بعد بھی وہ ہمیشہ اتحاد اسلامی کے لئے کوشاں رہے۔'' (۳۴)

سیالکوٹ شہر کے ۲۸/ اپریل ۱۹۴۴ء کے تاریخی اجلاس میں مولانا بدایونی نے جس طرح اپنی سحر انگیز تلاوت قرآن پاک سے مجمع کو متاثر کیا اس کا ذکر اکرام ملک اس طرح کرتے ہیں۔

''سردار عبدالرب نشتر مرحوم کی زیر صدارت اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی۔ سیالکوٹ میں یہ پہلا موقع تھا کہ مولانا حامد بدایونی نے اپنی سحر انگیز آواز میں بیٹھ کر تلاوت قرآن پاک کی اور تمام لوگوں نے کھڑے ہو کر پورے احترام سے سنا (سنی)۔ قائداعظم کے ہاتھ میں اس وقت سگار تھا جو انہوں نے ایک دم بجھا کر الگ پھینک دیا اور آنکھیں بند کئے ہمہ تن گوش رہے۔'' (۳۵)

مسلم لیگ اور قائداعظمؒ کے نزدیک مولانا مرحوم کا کیا مقام و مرتبہ تھا۔ آیئے یہ ممتاز محقق اور دانشور سید سبط الحسن ضیغم کی زبانی سنیئے۔ آپ ''مرقع کانگریس'' (۳۶) کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں:

''اس کے لئے یہی کافی ہے کہ قائداعظم ہمیشہ ان سے مشورہ کرتے، ان سے خط و کتابت جاری رہتی اور مسلم لیگ کا کوئی ایسا

Marfat.com

اجتماع دکھائی نہیں دیتا جس میں انہیں تقریر کے لئے دعوت نہ دی گئی ہو یہاں تک کہ ۲۸/اپریل ۱۹۴۴ء کو ہونے والے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجتماع میں بھی شرکت کی جو سیالکوٹ میں ہوا۔ اور مسلم لیگ کی تاریخ میں یہ اجتماع ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، اس اجلاس میں مولانا بدایونی نے جو تقریر کی اس اجتماع کے عینی شاہد آج بھی رطب اللسان ہیں۔ مولانا نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

'عصر حاضر کے تقاضوں کا بنظرِ عمیق اندازہ کریں اور اس حقیقت کو سمجھیں کہ قومی تشخص کو اجاگر کر کے کامل اتحاد اور اتفاق کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت درپیش ہے۔ اس لئے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اور باہمی اختلافات کو ختم کر دیں۔ اپنی اجتماعی کاوشوں سے پاکستان دشمن طاقتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ یہ جنگ اسلامیانِ ہند کی دینی اور سیاسی جنگ ہے۔ آزاد اور خود مختار اسلامی مملکت کے قیام کی جنگ ہے جس کی کامیابی سے مسلمانون کو ایک ایسا خطہ زمین ہاتھ آئے گا جہاں وہ آزاد فضا میں اپنے دینی شعائر سے عہدہ برآ ہونے کے لئے شریعتِ اسلامیہ کو جاری و ساری کرنے کے مکمل طور پر مختار و مجاز ہوں گے۔''

مولانا بدایونی اور ان کے رفقاء کا ایک عظیم کارنامہ ۱۹۴۶ء میں حج کے موقع پر جا کر اسلامی ممالک کے مشاہیر کے سامنے تحریک پاکستان کو متعارف کروانا تھا۔ (۳۷)

اس وفد کے کنوینر مولانا بدایونی تھے اور ممبران میں مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اور ابوالطیب حیدر شامل تھے۔ اس وفد کو آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عمل نے ترتیب دیا تھا۔ اس وفد نے مکہ شریف اور مدینہ شریف میں مسلمان ممالک سے آئے ہوئے مشاہیر سے نجی ملاقاتوں کے علاوہ حجاج کرام کی عام جلسوں سے بھی خطاب کیا۔ امیر حجاز ابن سعود سے تفصیلی ملاقات کی۔ مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے جملہ مسائل و امور کی وضاحت کی۔ واپسی کے بعد مولانا بدایونی نے اس وفد کی مصروفیات اور کارکردگی سے متعلق ایک مفصل رپورٹ بنام ''وفد حجاز کی رپورٹ' مرتب کی جسے مسلم لیگ کی مجلس عمل نے دہلی سے شائع کیا۔ اس رپورٹ میں مرتب نے ابن سعود سے وفد کی ملاقات کی تفصیل دینے کے علاوہ ان مشاہیر اسلام کا بھی ذکر کیا ہے جن سے وفد کے اراکین نے تفصیلی ملاقاتیں کیں۔ رپورٹ کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

۲۶/اکتوبر ۱۹۴۶ء کو ارکان وفد مکہ معظمہ پہنچے تھے اور ۲۷/اکتوبر کو ابن سعود کے وزیر مالیات جناب عبداللہ بن سلیمان کے سیکریٹری شیخ محمد سرور صاحب کی معرفت شاہ ابن سعود سے پہلی ملاقات ۲۸/اکتوبر کو ہوئی۔ اس ملاقات کی تفصیل مرتب رپورٹ نے اس طرح بیان کی ہے۔

(الف) ''۹ بجے اراکین وفد قصر جلالۃ الملک پر پہنچ گئے۔ چند منٹ کے بعد ہی قصر کے بالائی حصہ پر بلایا گیا اور شاہی دربار میں جو مغربی تہذیب کا مرقع تھا، جلالۃ الملک نے ہم سے ملاقات فرمائی، سلام و مصافحہ کے بعد وفد کو اپنے قریب ہی بٹھایا اور بیٹھتے ہی مسلمانانِ ہند کے سیاسی مسائل و حالات پر استفسارات شروع فرما دیئے۔........ تفصیل کے ساتھ پوری طرح مسلمانانِ ہند کے سیاسی مسائل ہم نے عرض کر دیئے۔ مسئلہ پاکستان کے تمام موضوعات پیش کر دیئے۔ کانگریس اور حکومت کا طرزِ عمل، فسادات و ہنگاموں کی تفصیلات بیان کر دیں۔ جلالۃ الملک کوائف سن کر بے حد متاثر ہوئے اور فرمایا کہ میں وفد کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اس نے حجاز مقدس آ کر مجھے ان تمام حالات سے باخبر کیا۔ میری دلی دعائیں مسلمانانِ ہند کے ساتھ ہیں........ جو قوم مسلمانانِ ہند کی مخالفت کر رہی ہے وہ میرے نزدیک یہودیوں سے مشابہ ہے اس پر مسلمانوں کو ہرگز اعتماد نہ کرنا چاہیئے........ خدا مسلمانانِ ہند کو ضرور کامیابی عطا فرمائے گا۔'' (۳۸)

اخوان المسلمین کے قائد حسن البنا ہر سال منیٰ اور مکہ معظمہ میں انجمن اخوان المسلمین کی جانب سے جلسہ عام کرتے تھے۔ اس

Marfat.com

جلسہ میں اراکین وفد کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔ مرتب رپورٹ فرماتے ہیں۔

(ب) ''انجمن اخوان المسلمین کی جانب سے............ وفد کے ارکان کو بھی مدعو کیا گیا۔ اراکین وفد نے اس جلسہ میں جو گویا مؤتمر اسلامی کی ایک شان پیدا کر رہا تھا، شرکت کی اور مصر کے اس زعیم وقائد کی تمام تحریکات کا علم حاصل کیا۔ جس قدر بھی زعماء وہاں موجود تھے سب سے تبادلہ خیالات ہوا۔ موضوع پاکستان پر سیر حاصل گفتگوئیں ہوئیں۔ سب نے اظہارِ ہمدردی فرمایا۔ مطبوعہ بیان کی کاپیاں جو ہمارے ساتھ تھیں وہ کافی تعداد میں تقسیم ہوئیں۔'' (۳۹)

اس کے علاوہ مختلف ممالک سے آئے ہوئے اعماء واکابر کو وفد نے اپنی جائے قیام پر مدعو کیا، مقاصدِ وفد اور تحریک پاکستان کے بارے میں ان مشاہیر سے تفصیلی گفتگو کی، چند اہم نام ملاحظہ ہوں۔

(ج) ۱۔ استاذ شیخ حسن البنا قائد اخوان المسلمین (مصر) ۲۔ شیخ نجیب سراج (حلب) ۳۔ شیخ محمد امین الاتاسی (حمص) ۴۔ شیخ درویش العجلانی (شام) ۵۔ شیخ ابراہیم ناطور (سوڈان) ۶۔ شیخ محمد جندلی (حمص) ۷۔ شیخ عارف عثمان (دمشق) ۸۔ شیخ بکر کرامہ (مصر) ۹۔ شیخ ذکی زعبول (بیروت) ۱۰۔ شیخ توفیق آفندی (سوڈان) ۱۱۔ شیخ حسن آفندی (مصر) ۱۲۔ شیخ اسمٰعیل آفندی (عراق) ۱۳۔ استاذ ابراہیم زغلول (مصر) ۱۴۔ شیخ عبدالباسط محمد علی حلوان (مصر) (۴۰)

حجاز سے کراچی واپس پہنچتے ہی مولانا بدایونی نے حسب ذیل بیان وفدِ حجاز کی کارکردگی سے متعلق اخبارات کو جاری کیا۔

''آل انڈیا مسلم لیگ کا وفد حجاز میں دو ہفتے مقیم رہا، حکومت سعودیہ کا وفد کے ساتھ بہت اچھا طرزِ عمل رہا۔ تسہیل حجاج کے لئے وفد نے جس قدر بھی تجاویز پیش کیں اکثر کو قبول کیا گیا............

ملک الحجاز نے تحریک پاکستان سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے مسلمانانِ ہند کو پیام دیا کہ وہ خدا پر بھروسہ کریں، مشرکین ہند پر قطعاً اعتماد نہ کریں، اپنی جدوجہد کو جاری کریں (مدھیں) صبر سے کام لیں خدا ان کی ضرور مدد کرے گا۔ وفد نے عالم اسلامی کے ہر ملک کے زعماء کو مسئلہ پاکستان پوری طرح سمجھایا اور مسلمانانِ ہند کے سیاسی موقف سے بخوبی واقف کیا۔ عالم اسلامی کے زعماء نے مسلمانانِ ہندوستان کی تائید کا وعدہ کیا............ اور اس پر زور دیا کہ تمام ممالک اسلامیہ میں مسلم لیگ کے وفود آنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارے عوام بھی پاکستان کو بخوبی سمجھ سکیں۔ عالمِ اسلامی کے ان مشاہیر نے اس کا بھی وعدہ کیا کہ وہ واپس جا کر اسلامیانِ ہند کے مسائل ذہن نشین کرائیں گے اور مسلم لیگ سے اپنا رابطۂ اتحاد قائم کریں گے۔ (۴۱)

ریاست میسور کی مسلم لیگ کانفرنس کا پانچواں اجلاس شملہ میں ۲۰-۲۱ / اپریل ۱۹۴۷ء کو منعقد ہوا تو مولانا بدایونی نے اپنی تقریر میں مشرق وسطیٰ کے دورہ کرنے والے مسلم لیگی وفد کی خدمات کا بھی ذکر کیا اور کہا:

''میں جلالۃ الملک ابن سعود کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے پاکستان کے نظریہ کی بہت تائید فرمائی اور مسٹر جناح کی سیاسی دور اندیشی کا اعتراف کرتے رہے۔ مصر اور دیگر بلاد اسلامیہ کے اکابر کا نظریہ بھی یہی ہے کہ وہ سب کے سب کہہ رہے ہیں کہ ''مسٹر جناح اسلام (دنیائے اسلام) (۴۲) کے قائد اعظم ہوں گے۔'' (۴۳)

وفد حجاز کی خدمات اور کامیابی کے بارے میں مولانا بدایونی نے ۳ / مئی کو ۱۹۴۷ء کو حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کا ذکر اخبار دبدبہ سکندری رام پور کا رپورٹر اس طرح بیان کرتا ہے۔

''حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کنوینز وفد حجاز نے ۳ / مئی کو حضرت قائد اعظم سے ملاقات فرمائی۔ ۱۱ بجے

Marfat.com

سے ۱۲ بجے تک ملاقات کا سلسلہ جاری رہا جس میں نہایت اہم موضوعات پر تبادلۂ خیالات ہوا۔ قائداعظم سے مولانا نے اسلامی حکومت کے دستور و آئین پر بھی گفتگو کی۔ قائداعظم نے فرمایا کہ میں اس امر سے کلیتہً متفق ہوں کہ پاکستان کا دستور وہی ہوگا جو اسلام و قرآن کریم کے مطابق ہو۔ سوشلزم اور مغرب کے قوانین ہمارے غرض (مرض) کا علاج نہیں۔ ایک وقت آئے گا جبکہ ساری دنیا قرآن و اسلام کی جامعیت کو تسلیم کرے گی۔

قائداعظم نے حضرت مولانا کی ان خدمات پر جو آپ نے عرب و حجاز میں جا کر فرمائیں مبارک باد دی۔'' (۴۴)

۱۹۲۵ء میں مسلمانانِ ہند کے حقوق اور روایات کے تحفظ کے لئے مراد آباد میں آل انڈیا سنی کانفرنس قائم کی گئی۔ تحریک پاکستان کے زمانہ میں مولانا بدایونی اس کے ناظم نشر و اشاعت تھے۔ یہ کانفرنس مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے مقاصد سے دلی ہمدردی رکھتی تھی اور اس نے اپنے پلیٹ فارم سے ''پاکستان'' کے لئے راہ ہموار کی۔

اس کانفرنس کے روحِ رواں مولانا مولوی سید نعیم الدین مراد آبادی تھے جن کی دینی اور سیاسی مصالح پہ بڑی گہری نظر تھی۔ وہ قلم و زبان کے بادشاہ تھے۔ وہ نہ صرف تحریک پاکستان کی حمایت کرتے بلکہ مخالفین پاکستان کے ان ناپاک عزائم و خیالات کا رد بھی فرماتے جو وہ آئے دن تحریک پاکستان اور اس کے رہنماؤں پہ لگاتے۔

آل انڈیا سنی کانفرنس نے تحریک پاکستان کو کامیاب بنانے کے لئے بنارس اور اجمیر شریف میں عظیم الشان اجلاس منعقد کئے۔ بنارس کے اجلاس میں پانچ ہزار علماء و مشائخ موجود تھے اور حاضرین کی تعداد ایک لاکھ سے کم نہیں تھی اور غالباً یہ اجلاس ہندوستان بھر میں اپنی قسم کا واحد نمائندہ اجلاس تھا جس میں عوام نے بھرپور حصہ لیا۔

بنارس کا اجلاس ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس کے ''باغ فاطمان'' میں منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت سید محمد محدث صاحب اشرفی جیلانی قدس سرہٗ (۴۵) نے فرمائی اور ایک نہایت بلیغ خطبۂ صدارت (۴۶) پڑھا جس میں تحریک پاکستان کے مقاصد پر روشنی ڈالی اور عوام سے تحریک کو کامیاب بنانے کی اپیل کی۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

''میرے دینی رہنماؤ! میں نے عرض داشت میں ابھی ابھی پاکستان کا لفظ استعمال کیا ہے......... ملک میں اس لفظ کا استعمال روزمرہ بن گیا ہے۔ در و دیوار پر پاکستان زندہ باد، تجاویز کی زبان میں پاکستان ہمارا حق ہے، نعروں کی گونج میں پاکستان لے کے رہیں (۴۷) گے، مسجدوں میں، خانقاہوں میں، بازاروں میں، ویرانوں میں لفظ پاکستان لہرا رہا ہے۔ اس لفظ میں (کو) پنجاب کا یونینسٹ لیڈر بھی استعمال کرتا ہے اور ملک بھر میں ہر لیگی بھی بولتا ہے اور ہم سنیوں کا بھی یہی محاورہ ہوگیا اور جو لفظ مختلف ذہنیتوں کے استعمال میں ہو اس کے معنیٰ مشکوک ہو جاتے ہیں۔ جب تک بولنے والا اس کو واضح طور پر نہ بتا دے۔

یونینسٹ کا پاکستان وہ ہوگا جس کی مشینری سردار جوگندر سنگھ کے ہاتھ میں ہوگی۔ لیگ کے پاکستان کے متعلق دوسری قومیں چیختی ہیں کہ اب تک اس نے پاکستان کے معنی نہ بتائے اور جو بتائے وہ اُلٹے پلٹے ایک دوسرے سے لڑتے! (یعنی متضاد) بتائے۔ اگر یہ صحیح ہے تو لیگ کا ہائی کمانڈ اس کا ذمہ دار ہے، لیکن جن سنیوں نے لیگ کے اس پیغام کو قبول کیا ہے اور جس یقین پر اس مسئلہ میں لیگ کی تائید کرتے پھرتے ہیں وہ صرف اس قدر ہے کہ ہندوستان کے ایک حصہ پر اسلام کی، قرآن کی آزاد حکومت ہو۔ ان سُنیوں نے نہ دستورِ اساسی پڑھا ہے نہ تجاویز پڑھی ہیں، نہ اخبارات کے ہفواتی ایڈیٹوریل دیکھے ہیں۔ وہ صرف اتنا سمجھ کر قرآنی حکومت اسلامی اقتدار لیگ کا مقصد ہے، اس کے ساتھ ہو گئے ہیں اور ان کو چھوڑ کر لیگ باقی ہی نہیں رہتی۔ لیگ ان کے لیے کوئی نیا دین نہیں ہے۔ جس کو سوچ سمجھ کر، ٹھونک بجا کر قبول کیا

Marfat.com

جائے بلکہ لیگ ان کے جذبات کی محض ترجمان ہے جس کو وہ ہر معترض سے زیادہ خود سمجھ رہے ہیں۔ خیر یہ تو لیگی زبان میں پاکستان کی بحث تھی، لیکن آل انڈیا سنی کانفرنس کا پاکستان ایک ایسی خودمختار آزاد حکومت ہے جس میں شریعت اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول پر کسی قوم کی نہیں بلکہ اسلام کی حکومت ہو جس کو مختصر طور پر یوں کہیے کہ خلافت راشدہ کا نمونہ ہو۔ ہماری آرزو ہے کہ اسی وقت ساری زمین پاکستان ہو جائے۔ لیکن اگر عالمِ اسباب میں رفتہ رفتہ درجہ بدرجہ حصہ بحصہ تھوڑا تھوڑا کر کے پاکستان بنتا جائے تو اس کو بنایا جائے۔ کسی حصہ زمین کو پاکستان بنانا اس کے سوا دوسرے حصہ کے ناپاک رہنے پر رضامند نہیں ہے۔ بلکہ عالم اسباب میں حکومت تدریج ہے۔ ہندوستان تک صحابہ کرام نہیں پہنچے تو وہ اس لیے نہ تھا کہ ہندوستان کے کفریات وشرکیات سے راضی تھے۔ بلکہ اس کا سبب یہ تھا کہ **الامور مرھونۃ باوقاتھا**۔ صلح حدیبیہ کا یہ ترجمہ کسی جانور نے بھی نہیں کیا کہ اس میں مکہ کے کفر و کفار سے رضامندی پائی جاتی ہے۔ بلکہ عالم اسلامی کو صاف نظر آنے لگا کہ مکہ جلد پاکستان ہونے والا ہے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے پاکستان کے خلاف زبان کھولنے اور قلم چلانے سے پہلے خوب سوچ لیا جائے کہ داورِ حشر کے سامنے کیا منہ لے کر جائیں گے۔ پاکستان میں اس مجرم کو نہ بخشا جائے گا جو کلمہ پڑھ کر اپنے کو سنی کہہ کر اسلامی اقتدار کے تصور سے چڑھتا ہو۔

ہاں یہ عرض کرنا رہ گیا کہ حال میں وزارتی مشن کے سامنے سنا جاتا ہے کہ ڈاکٹر خان بھی پاکستان کا نعرہ لگا کر گئے ہیں، لیکن یہ پاکستان ایسا ہے جس کو سن کر پاکستان کا بڑے سے بڑا دشمن بھی ناراض نہیں۔ کیا عجب ہے کہ ۴۵ گز کے پاجامے پہننے والوں کے لئے لنگوٹیہ پاکستان بنانا منظور ہو۔'' (۴۸)

اس عظیم الشان اجلاس میں بہت سی تجاویز منظور کی گئیں اور کئی کمیٹیاں ان پر عمل درآمد کرانے کے لئے منظور کی گئیں۔ ایک تجویز ملاحظہ ہو جس کا تعلق پاکستان سے ہے۔

''آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبۂ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے، اور اعلان کرتا ہے کہ علماء ومشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں، اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔

یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے:

۱۔ مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی
۲۔ مولانا شاہ سید محمد صاحب محدث اعظم کچھوچھوی
۳۔ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی
۴۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب
۵۔ مولانا مولوی امجد علی صاحب
۶۔ مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی
۷۔ مولانا سید دیوان آل رسول علی خاں سجادہ نشین اجمیر شریف
۸۔ مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب لاہور
۹۔ حضرت مولانا قمر الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف
۱۰۔ پیر سید عبدالرحمٰن دربار بھرچونڈی شریف (سندھ)
۱۱۔ سید زین الحسنات پیر صاحب مانکی شریف
۱۲۔ مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب، لاہور
۱۳۔ خان بہادر حاجی بخشی مصطفیٰ علی صاحب (مدراس)

یہ اجلاس کمیٹی کو اختیار دیتا ہے کہ مزید نمائندوں کا حسب ضرورت و مصلحت اضافہ کر لے۔ یہ لازم ہوگا کہ اضافہ میں تمام صوبجات کے نمائندے لئے جائیں۔ (۴۹)

مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی صاحب کی تحریک پر مندرجہ ذیل

Marfat.com

حضرات آئندہ سال کے لئے بطور عہدیدار چنے گئے۔

☆ مولانا سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی در کچھوچھ شریف (صدر)

☆ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (ناظم اعلیٰ)

☆ مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی (ناظم نشر و اشاعت) (۵۰)

بنارس کانفرنس سے صرف چند ماہ ہی بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس (۷۔۸ر جون ۱۹۴۶ء) کے موقع پر آل انڈیا سنی کانفرنس کا ایک اور عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا جس میں مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی نے ہزاروں مشائخ وعلماء کے ساتھ شرکت کی۔ اس اجلاس میں حضرت مولانا سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی نے اپنے خطبہ میں پاکستان کا ذکر بڑے دلنشیں انداز میں اس طرح کیا ہے۔

''حضرات! میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف سنیوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سنی کانفرنس ہی کرے گی۔ اس میں سے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے نہ شاعری ہے اور نہ سنی کانفرنس سے غلو کی بناء پر ہے، پاکستان کا نام بار بار لینا جس قدر ناپاکوں کو چڑ ہے اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے اور اپنا اپنا وظیفہ کون سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے پورا نہیں کرتا۔ اب رہا پاکستان کا رسنیان است، یہ ملک کی کسی سیاسی جماعت سے تصادم کے لئے نہیں کہا ہے بلکہ ایک حقیقت ہے، جس کا اظہار بلاخوف لومۃ لائم کر دیا ہے۔ اول تو مسلم لیگ کے سوا کوئی ٹولی (پارٹی) ایسی نہیں جو پاکستان کے ساتھ لفظی موافقت بھی رکھتی ہو۔ سارے ناپاکوں نے اپنے اندر بے شمار اختلافات رکھتے ہوئے پاکستان کے خلاف صف آرائی کر لی ہے۔

پاکستان کے معنیٰ اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے ہمارے سنی کانفرنس کی مجلس عاملہ کے رکن حضرت سید شاہ زین (۵۱) الحسنات صاحب سجادہ نشین مانکی شریف (۵۲) سرحد نے لکھوالیا ہے۔'' (۵۳)

اس خطبہ میں صاحبِ خطبہ نے تحریک پاکستان کی مخالف نام نہاد اسلامی جماعتوں کا ذکر بھی بڑے دل نشیں انداز میں کیا ہے، ملاحظہ ہو۔

''دین فروشوں نے دین کے نام کو پیٹ کا دھندا بنایا، کھلے بازار میں ملت فروشی کی جا رہی ہے، ضمیر فروشی، قوم فروشی کا بلیک مارکیٹ قانون کی زد سے بھی آزاد ہے۔ نام دارالعلوم رکھا اور کام ''ودیا مندر'' کا کیا۔ نام پوچھو تو ''احرار'' بتائیں اور کام دیکھو تو غلاموں کی غلامی پر اترائیں۔ یارسول اللہ سن کر گھبرائیں اور ''بندے ماترم'' کا ترانہ گائیں۔ نعرۂ تکبیر سے الجھیں اور اپنے باپو کی جے منائیں۔ مسلمانوں سے بیزار اور مشرکوں کے علمبردار اب تو تھنڈ کا رنگ ایسا چڑھا ہے کہ پہچاننا دشوار ہے کہ مولوی جی ہیں یا مالوی جی ہیں۔'' (۵۴)

مولوی بدایونی، بدایوں کے خاندان رشد وہدایت سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ تمام عمر اسلام کی سربلندی اور حق کا علم بلند کرنے کے لئے کوشاں رہے۔ مسلم لیگ کا پلیٹ فارم ہو یا آل انڈیا سنی کانفرنس کا اسٹیج، انہوں نے ہمیشہ عامۃ المسلمین کے حقوق و روایات کا تحفظ کیا۔ انہوں نے ہر اس کمیٹی یا مجلس کا رکن بننا منظور کیا جس نے قرآن وحدیث کی روشنی میں مسلمانوں کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کی کوشش کی۔

حضرت قائداعظم نے جی۔ ایم سید کی سربراہی میں جبکہ قائداعظم کے مخلص رفیق اور مسلم لیگ کے پرجوش کارکن تھے، ایک مذہبی کمیٹی قائم کی جس کے ممبران میں مولانا بدایونی بھی شامل تھے۔ اس کمیٹی کے مقاصد اور اس کی تشکیل کی کہانی مشہور صحافی عبدالکریم عابد نے جی۔ ایم سید صاحب کی زبانی اس طرح بیان کی ہے۔

Marfat.com

''میں نے قائداعظم کے سامنے یہ تجویز رکھی تھی کہ یہ طے کر لیا جائے کہ پاکستان کا اسلامی نظام حکومت کیا ہوگا، یہ بات غلط ہے کہ اسلامی نظام کا صرف نعرہ لگایا جائے اور اس کی حقیقت کچھ نہ ہو یا غیر واضح رہے۔ میری تجویز تھی کہ اس سلسلے میں ایک خاص سب کمیٹی بنائی جائے۔ قائداعظم نے کہا کہ تم اپنی یہ تجویز ایکشن کمیٹی میں رکھو۔ نواب زادہ لیاقت علی خاں نے اس کی مخالفت کی مگر میں نے تجویز ایکشن کمیٹی میں رکھ دی جو منظور کر لی گئی اور ایک مذہبی کمیٹی تشکیل دی گئی، مجھے اس کا کنوینر بنا دیا گیا۔ کمیٹی کے ذمے یہ کام تھا کہ معلوم کرے کہ پاکستان بننے کے بعد اسلامی اصولوں کی بنیاد پر جو آئین ہوگا وہ کیا اور کیسا ہونا چاہیے۔ میں نے اس ضمن میں ایک سوال نامہ تیار کیا اور دو ہزار ممتاز افراد کو یہ سوالنامہ بھیجا گیا۔ سوال نامے کے جو جوابات مجھے موصول ہوئے، ان میں سر آغا خان، سیدنا طاہر سیف الدین، علامہ مشرقی، مولانا مودودی اور دیگر کئی ممتاز لوگوں کے جوابات تھے جنہوں نے اسلامی آئین پر اظہارِ خیال کیا تھا، یہ ریکارڈ میرے پاس محفوظ ہے۔ اس مذہبی کمیٹی میں مولانا عبدالحامد بدایونی، علامہ آئی آئی قاضی، مولانا غلام مرشد اور راجہ صاحب محمود آباد بھی شامل تھے۔'' (۵۵)

اکتوبر ۱۹۴۱ء میں مسلم لیگ کے دہلی کے اجلاس کے موقع پر مسلم ماہرین پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ وہ زکوٰۃ، عشر، صدقہ اور چرم ہائے قربانی جمع کرنے اور انہیں مسلم مفاد کے لئے شریعت کے مطابق خرچ کرنے کے لئے تفصیلات اور سفارشات مرتب کرے اور انہیں مسلم لیگ کونسل میں پیش کرے۔ یہ کمیٹی بارہ ممبروں پر مشتمل تھی اور کل ہند سطح پر منتخب کی گئی تھی۔ چند ممبرانِ گرامی کے نام ملاحظہ ہوں۔

۱۔ مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی

۲۔ سید غلام بھیک نیرنگ صاحب

۳۔ سید حسین شہید سہروردی صاحب

۴۔ مولانا قطب الدین عبدالوالی فرنگی محل

۵۔ مرزا ابوالحسن اصفہانی صاحب

۶۔ مولانا سید ابن حسن صاحب

۷۔ مولانا محمد اکرم خاں صاحب وغیر ہم'' (۵۶)

۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ کے لکھنؤ سیکشن اور ۱۹۴۰ء میں لاہور کے تاریخی اجلاس کے موقع پر مسئلہ فلسطین کے متعلق قراردادیں پیش کی گئیں جن میں حکومت برطانیہ کے یہودنواز کردار سے سخت نفرت کا اظہار کیا گیا اور اس سلسلے میں برعظیم کے مسلمان عوام کے جذبات سے حکومت برطانیہ کو آگاہ کیا گیا اور واضح کیا گیا کہ اگر حکومت برطانیہ نے اس مسلم دشمن پالیسی کو ترک نہ کیا تو اسے ہندوستان کے مسلمان عوام سے کسی قسم کے تعاون کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔ ان قراردادوں کو کامیاب کروانے کے لئے جناب عبدالرحمٰن صدیقی صاحب، جناب عبدالستار خیری صاحب، جناب سید رضا علی صاحب کے ساتھ مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی نے بھرپور حصہ لیا۔'' (۵۷)

۱۹۴۹ء میں ایک امریکن فلم ساز کمپنی نے ایک فلم Every Body dose it میں سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عظیم کردار کو مسخ کر کے پیش کیا اور حکومت پاکستان کی نااہلی اور عاقبت نااندیشی کی وجہ سے اس فلم کی نمائش پاکستان میں ہوئی تو مسلمانانِ پاکستان کے ذہن وقلوب کو سخت دھچکا لگا۔ عوام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ اس پر مولانا بدایونی نے کراچی کی دوسری معلم جمعیتوں مثلاً مرکزی مہاجرین کمیٹی، جمعیت اہل سنت اور جمعیت علمائے امامیہ کے تعاون سے ایک عظیم الشان اجلاس منعقد کیا اور حکومت پاکستان کو متنبہ کیا کہ وہ اس ایمان سوز فلم کی نمائش فوری طور پر ممنوع قرار دے اور فلم ساز کمپنی کے خلاف قانونی کارروائی کرے۔ اخبار جنگ کراچی کا رپورٹر بیان کرتا ہے۔

Marfat.com

"کراچی ۱۸ / دسمبر ۱۹۴۹ء خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں گستاخی کرنے والی امریکی ساز کمپنی کے خلاف پاکستان میں احتجاج برابر جاری ہے۔ آج کراچی میں جمعیت العلمائے پاکستان، مرکزی مہاجرین کمیٹی، جمعیت اہل سنت، خواجہ اثناء عشری جماعت اور علمائے امامیہ بوہرہ کے اعلیٰ نمائندوں کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا عبدالحامد بدایونی نے کی۔ اجلاس نے اس فلم کی نمائش پر عوام کے غم وغصہ کو جائز قرار دیتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ امریکی فلم سازوں کی اس جسارت پر عملی کارروائی کی جائے اور اس فلم کی نمائش کو ممنوع قرار دلانے کے لئے اپنا پورا اثر و رسوخ استعمال کیا جائے۔ واضح رہے کہ آئندہ جمعرات سے ایک مقامی سینما میں جو صدر میں واقع ہے۔ "Every Body Does it" جیسی رسوائے زمانہ فلم تیار کرنے والی کمپنی کی ایک فلم "روڈ ہاؤس" کی نمائش شروع ہونے والی ہے جس پر عوام نے حکومت کو خبردار کیا کہ اگر اس امریکی فلم ساز ادارے کی کوئی فلم نمائش کے لئے پیش کی گئی تو مسلمانانِ کراچی کی جوابی کارروائی کی ذمے داری انتظامیہ پر ہوگی۔ (۵۸)

اہل بیت اطہار کی محبت، مولانا بدایونی صاحب کو ورثہ میں ملی ہوئی تھی۔ اس خانوادہ عظیم کے سب بزرگ اہل بیت کی محبت کو جزو ایمان سمجھتے تھے۔ چنانچہ مولانا کے جدِ امجد مولانا فضل رسول صاحب بدایونی نے اپنے جذبات کا اظہار ایک نظم میں یوں کیا ہے۔

تاثیر کا یہ لَحْمُکَ و لَحْمِیْ کے حال ہے
آلِ علیؑ میں حصر محمدؐ کی آل ہے
موجود ہیں علیؑ میں محمدؐ کے سب خصال
ہاں اِک نبوت ان میں نہیں سو محال ہے
باطن کے جو امام ہیں اول ہو یا کے بعد
سب اس کے مقتدی ہیں وہ سب کا امام ہے (۵۹)

مولانا بدایونی کافی مدت تک اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن بھی رہے اور اس سلسلے میں انہوں نے اپنے رفقاء کے ساتھ مل کر قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

حوالہ جات

(۱) کانگریسی علماء جن کا تعلق دیوبند سے تھا، نظریہ پاکستان کے مخالف تھے۔ چنانچہ مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دیوبند (کراچی) اپنے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں۔ "۳۵ء کے آخر میں یہ نوبت آ گئی کہ سیاست کا علم کانگریس کے ہاتھ میں تھا اور مسلمان اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ اب اس انداز کی سیاست دیوبند میں بھی در آئی تھی۔ ہمارے نقطہ نظر کے خلاف دیوبند میں کانگریسی مزاج پختہ ہوتا چلا گیا۔" (ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور، شمارہ جولائی ۱۹۶۸ء، ص ۲۸)

(۲) جمعیت علماء ہند کا قیام اگرچہ دسمبر ۱۹۱۹ء میں عمل میں آیا مگر "۱۹۲۳ء کے بعد ہی سے جمعیت العلماء دو حصوں میں بٹ چکی تھی۔ ایک جمعیۃ العلماء کانپور جس کی بنیاد مراد آباد میں پڑی تھی اور دوسری جمعیۃ العلماء دہلی کی تھی.......... اور اس جمعیۃ العلماء نے اپنی سیاسی پالیسی کانگریسی (کانگریس) نوازی پر قائم کر لی۔" (خلیق الزمان چوہدری۔ "شاہراہ پاکستان" مطبوعہ کراچی ۱۹۶۷ء۔ ص ۹۷)، لیکن ۱۹۱۹ء میں قائم ہونے والی جمعیۃ العلماء کی حقیقی غرض وغایب کیا تھی؟ اس کا جواب ہمیں مولانا بدایونی مرحوم کے اس مطبوعہ بیان میں مل جاتا ہے جو ہفت روزہ "اخبار دبدبہ سکندری" رام پور کے شمارہ ۵۔ ستمبر ۱۹۴۵ء کو شائع ہوا تھا، آپ فرماتے ہیں: "........... دہلی کی جمعیت علمائے ہند جسے حضرت مولانا عبدالباری (م۔ ۱۹۲۵ء) اور مولانا محمد علی (م۔ ۱۹۳۱ء) اور حضرت مولانا عبدالماجد صاحب (م۔ ۱۹۳۱ء) رحمۃ اللہ علیہم کے مقدس ہاتھوں قائم ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس کی قیام کی غرض فقط یہ تھی کہ سیاسی جماعتوں اور ان کے سیاسی مسائل کو شریعت مطہرہ کی روشنی میں جانچا جائے اور مذہبی احکام کے ساتھ حضرات علماء مسلمانوں کی سیاسیات میں رہنمائی فرمائیں۔ لیکن افسوس کہ یہ جماعت مشرکین ہند کی دوستی کی بدولت مسلمانان ہند سے کٹ کر کانگریس کی آغوش میں جا پڑی۔ یہی سبب تھا کہ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قادری و مولانا محمد علی نے "توسیع نظام علماء" اور اس کے بعد "جمعیت علماء کانپور" قائم کی جس میں ہندوستان کے ہر گوشہ کے علماء و مشائخین نے امداد و اعانت فرمائی۔ یہ جمعیت اپنے محرکین کی حیات و ممات کے بعد بھی کام کرتی رہی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی نشاۃ ثانیہ کے بعد سے برابر مسلم لیگ کی تحریکات کی تائید کرتی رہی۔ اس کے ذمہ دار حضرات

Marfat.com

مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اپنا اسلامی فرض ادا فرمارہے ہیں۔ شملہ کانفرنس کے موقع پر اس جمعیت نے ہر گوشہ کے علماء ومشائخین کی آواز مسٹر جناح کی تائید میں حاصل کرکے وائسرائے تک پہنچائی اور لیگ کے پلیٹ فارم سے بااوقات مختلف اپنے فرائض کی دعوت دیتے رہے ہیں۔"

(۳) "سابق صوبہ سرحد میں صورت حال بڑی نازک تھی......... وہاں سرخ پوشوں نے قیامت اٹھا رکھی تھی......... ساتھ ساتھ علماء کا ایک گروہ جو دیو بند سے اس زمانے میں فارغ التحصیل ہوا تھا جب وہاں (سرحد میں) کانگریسی سیاست غالب آچکی تھی، سرخ پوشوں کی حمایت میں کام کررہا تھا۔ ڈاکٹر خان کی وزارت کے نقوش بہت گہرے تھے۔ ایسے میں پاکستان کے لئے کام کرنا بڑا کٹھن تھا۔" (انٹرویو محمد شفیع مفتی از الطاف حسین قریشی بحوالہ ماہنامہ اردو ڈائجسٹ، لاہور جولائی ۱۹۶۸ء، ص ۳۰)

(۴) یعنی موجودہ پاکستان

(۵) موجودہ بنگلہ دیش

(۶) روزنامہ "جنگ" کراچی۔ استقلال پاکستان ایڈیشن ۱۴/ اگست ۱۹۶۸ء انٹرویو مولانا عبدالحامد بدایونیؒ مرتبہ حافظ محمد اسلام

(۷) مولانا بدایونی مرحوم ومغفور کے مذکورہ انٹرویو میں حافظ صاحب کے مرتب کردہ سوالات میں جو نمبر ۱۰ پر آخری سوال کیا گیا وہ اس طرح ہے کہ 'یادگار پاکستان (مینار پاکستان) کے افتتاح کے موقع پر آپ کو کون کون لوگ یاد آرہے ہیں اور اس کا سبب کیا ہے؟" افسوس کہ محولہ بالا اخبار میں مولانا بدایونی کا جواب درج نہیں۔ ظہورالدین

(۸) یہاں سردار علی صابری صاحب کو سہو ہوا ہے، اجلاس کی صدارت مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے نہیں بلکہ شیر بنگال مولوی ابوالقاسم فضل الحق نے کی تھی اور مسلم لیگ کا یہ پہلا اجلاس تھا جس میں علماء کی کثیر تعداد نے مولانا عبدالباری مرحوم ومغفور کی قیادت میں شرکت کی تھی۔ مولانا نے اس اجلاس میں ایک پرمغز خطبہ بھی پڑھا تھا جس میں قرآن وسنت کی روشنی میں مسلمانوں کے مطالبات ومفادات کو پیش کیا تھا (مسلم لیگ از مولوی خدا بخش اظہر امرتسری، مطبوعہ عالمگیر بک ڈپو لاہور، ۱۹۴۰ء ص ۶۱ اور ۶۳) سید نور محمد قادری

(۹) روزنامہ جنگ کراچی۔ ۷/ جون ۱۹۷۴ء، بعنوان "مولانا عبدالحامد بدایونی۔ سچے صوفی مشرب مسلمان"

(۱۰) حالانکہ احترام الحق کے بقول "مولانا احتشام الحق تھانوی تو دو قومی نظریہ پاکستان کی ادنیٰ سی مخالفت کو بھی کفر کے مترادف سمجھتے تھے۔" (دیکھئے۔ احترام الحق تھانوی۔ "تذکرہ خطیب الامت" ص ۲۶۲ بحوالہ "تحریک پاکستان اور علمائے دیو بند" مولفہ اکبر شاہ بخاری، حافظ محمد، مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۹۸۷ء۔ ص ۵۷۸)

(۱۱) ماہنامہ "میثاق" لاہور جنوری ۱۹۸۶ء۔ ص ۴۳ زیر عنوان "چند ذاتی وضاحتیں"

(۱۲) نامہ اعمال (جلد اول) تالیف سر محمد یامین خاں، مطبوعہ آئینہ ادب، لاہور، ۱۹۷۰ء، ص ۴۳۲-۴۳۳

(۱۳) نامہ اعمال، ص ۴۳۳ اور ۴۳۴

(۱۴) نامہ اعمال خود نوشت، یادیں اور تاثرات از سر محمد یامین خاں، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۰ء، ص ۴۳۶-۴۳۷، جلد اوّل

(۱۵) اقبال کا سیاسی کارنامہ، تالیف محمد احمد خاں، مطبوعہ اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۱۲۶-۱۲۷

(۱۶) اقبال کا سیاسی کارنامہ، ص ۳۲۸-۳۲۹

(۱۷) علی برادران، مرتبہ سید رئیس احمد جعفری، مطبوعہ محمد علی اکیڈمی، لاہور، ۱۹۶۳ء، ص ۴۱، مشمولہ مقالہ بعنوان "خدا بخشے........." از شاہ محمد جعفر ندوی پھلواری

(۱۸) علی برادران، (مرتب) سید رئیس احمد جعفری، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۳ء، مشمولہ مضمون "خدا بخشے........." از شاہ محمد جعفر ندوی، ص ۴۱

(۱۹) علی برادران۔ طبع اول لاہور ۱۹۶۳ء، ص ۴۱

(۲۰) ملاحظہ ہو مکتوبات شیخ الاسلام حصہ سوم (مرتب) مولانا نجم الدین اصلاحی، مطبوعہ مکتبہ دینیہ دیوبند ۱۹۵۹ء، ص ۴۷

(۲۱) دی پاکستان ٹائمز، لاہور، ۲۵/ دسمبر ۱۹۷۶ء، ص ۲۴، ک ۴، انگریزی مضمون، مرزا علی اظہر

(۲۲) آہنگ بازگشت از محمد سعید، مطبوعہ کمانڈ و پرنٹرز، لاہور، ۱۹۷۹ء، ص ۱۴۳-۱۴۴

(۲۳) آہنگ بازگشت از محمد سعید، مولوی۔ ص ۱۴۴

(۲۴) چند یادیں چند تاثرات از عبداللہ ملک، روزنامہ "امروز"، لاہور، ۱۴/ اگست ۱۹۶۱ء

(۲۵) ہفت روزہ تحریک پاکستان، لاہور، ۲۹/ جون تا ۶/ جولائی ۱۹۸۰ء، تحریر: ابن سعد، بعنوان "تحریک پاکستان کے گم نام کارکن"

(۲۶) ہفت روزہ تحریک پاکستان، لاہور ۲۹/ جون تا ۶/ جولائی ۱۹۸۰ء، مضمون "تحریک پاکستان کے گمنام کارکن" از ابن سعد، ص ۲۹

(۲۷) رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے تحقیقات فسادات پنجاب، ۱۹۵۳ء، مطبوعہ لاہور، ص ۱۱

(۲۸) ماہ نو اسلام آباد "قائداعظم نمبر" نومبر، دسمبر ۱۹۷۶ء، ص ۲۳۱

(۲۹) ماہنامہ ماہ نو (قائداعظم نمبر) نومبر، دسمبر ۱۹۷۶ء۔ ص ۲۳۸ (ادارہ مطبوعات پاکستان، اسلام آباد)

(۳۰) ماہنامہ ماہ نو قائداعظم نمبر، نومبر، دسمبر ۱۹۷۶ء، ص ۲۳۹، مضمون "قائداعظم اور بلوچستان، از عارف سیمابی سیالکوٹی

Marfat.com

(۳۱) روزنامہ جنگ، کراچی، قائد اعظم ایڈیشن، ۱۲ر ستمبر ۱۹۶۷ء، ص ۱۳، ک ۵

(۳۲) روزنامہ جنگ کراچی، ۷ر جون ۱۹۷۴ء، ص ۲، بعنوان ''مولانا عبدالحامد بدایونی''

(۳۳) روزنامہ جنگ کراچی، ۷ر جون ۱۹۷۴ء، ص ۲ کالم ۱-۲

(۳۴) روزنامہ جنگ، لاہور، ۶ر مارچ ۱۹۸۳ء، مضمون ''برصغیر کے نامور خطیب اور واعظ'' از مولانا کوثر نیازی

(۳۵) روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۳ر مارچ ۱۹۶۳ء، ص ۴، بعنوان ''قائد اعظم سیالکوٹ میں''

(۳۶) مرقع کانگریس، مولانا بدایونی کا مرتب کردہ رسالہ ہے جو کانگریس کے دور حکومت (۱۹۳۷ء تا ۱۹۳۹ء) میں مسلمانان صوبہ متحدہ پر مظالم کی داستان ہے، پہلی مرتبہ جید برقی پریس دہلی سے چھپ کر ۱۹۳۹ء میں دار التصنیف مولوی محلہ بدایوں سے شائع ہوا۔ ادارہ پاکستان شناسی نے علامہ بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ نایاب رسالہ کو ''ہندو حکمرانی کا ہولناک تجربہ'' کے عنوان سے حال ہی میں سید سبط الحسن ضیغم صاحب کے گرانقدر مقدمہ اور جناب ولی مظہر کے پیش لفظ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ (ظہور الدین)

(۳۷) روزنامہ پیسہ اخبار، لاہور، ۱۰ر جنوری ۱۹۴۷ء، ص ۱۲

(۳۸) وفد حجاز کی رپورٹ، مرتبہ مولانا شاہ عبدالحامد قادری بدایونی، مطبوعہ دہلی، ۱۹۴۷ء، ص ۱۷

(۳۹) وفد حجاز کی رپورٹ، مطبوعہ مجلس عمل آل انڈیا مسلم لیگ، دہلی، ۱۹۴۷ء، ص ۲۲

(۴۰) وفد حجاز کی رپورٹ، مرتبہ مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی، ص ۲۳-۲۴

(۴۱) اخبار دبدبہ سکندری رامپور مطبوعہ ۱۰/ جنوری ۱۹۴۷ء، ص ۴

(۴۲) نیز دیکھئے دبدبہ سکندری، رام پور، ۳۰ر اپریل ۱۹۴۷ء، ص ۷، بحوالہ خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء، (مرتب) محمد جلال الدین قادری، مطبوعہ مکتبہ رضوی، گجرات، ۱۹۷۸ء، ص ۴۹

(۴۳) قائد اعظم اور اسلام، مؤلفہ محمد حنیف شاہد، مطبوعہ بک مین، لاہور ۲۰۰۱ء، ص ۱۶۰

(۴۴) اخبار دبدبہ سکندری، رامپور، جلد ۸۵، شمارہ ۲۰-۲۱ مطبوعہ ۲۱ر مئی ۱۹۴۷ء، ص ۸

(۴۵) بنارس صوبجات متحدہ کا مشہور شہر جو ہندوؤں کا بڑا تیرتھ (مقدس مقام) ہے متحدہ ہندوستان کے نقشہ پر بنارس کا سینٹر واقع ہوا ہے چونکہ ہر طرف سے آنے والوں کے لئے برابر فاصلہ پڑتا ہے اسی لئے ''بنارس کانفرنس'' کے لئے اس شہر کا انتخاب کیا گیا۔ (ظہور الدین)

(۴۶) ''کانفرنس، خطبات، مقالات، تجاویز اور مسائل کی اہمیت کے لحاظ سے فقید المثال کانفرنس تھی۔ میں نے اپنی چالیس (۴۰) سالہ قومیات کی زندگی میں صدہا کانفرنسیں دیکھیں اور بیسیوں خود منعقد کیں، لیکن میں کہتا ہوں کہ بنارس کی سنی کانفرنس کی طرح گزشتہ چالیس سالوں میں کوئی ایک کانفرنس بھی نہ ہو سکی، ہندوستان کے ہر صوبہ کے علماء و مشائخ جس کثیر تعداد کے ساتھ بنارس میں تشریف لائے، کسی اور مقام و شہر میں اس نوعیت کا کوئی اجلاس نہیں ہوا۔'' (عبدالحامد قادری بدایونی، مولانا محمد۔ مضمون بعنوان ''دینی و سیاسی اور تنظیمی کاوشوں پر ایک نظر'' مشمولہ ''حیات صدر الافاضل'' مرتبہ مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور ۲۰۰۰ء، جدید ایڈیشن، ص ۲۰۰)

(۴۷) تحریک پاکستان کے دوران میں جلسوں اور جلوسوں میں ''لے کے رہیں گے پاکستان'' کا نعرہ مقبول ترین نعروں میں سے تھا۔ اس نعرہ سے لوگوں میں ولولہ اور خروش و جوش بڑھ جاتا تھا۔ (ظہور الدین)

(۴۸) خطبہ صدارت جمہوریۃ اسلامیہ از سید محمد محدث اشرفی، جیلانی کچھوچھوی، مطبوعہ اہل سنت برقی پریس مراد آباد ۱۹۴۶ء، ص ۲۱-۲۳

(۴۹) خطبہ صدارت جمہوریۃ اسلامیہ از سید محمد محدث کچھوچھوی، مطبوعہ مراد آباد ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء، ص ۲۹

(۵۰) خطبہ صدارت جمہوریۃ اسلامیہ از سید محمد محدث کچھوچھوی مطبوعہ مراد آباد ۱۹۴۶ء، ص ۳۶

(۵۱) آپ کا اسم گرامی محمد امین الحسنات ہے، زین الحسنات لقب ہے۔ آپ سادات خاندان سے متعلق نہیں لیکن یہاں غلط فہمی کی بناء پر انہیں سید لکھا گیا ہے۔ (ظہور الدین)

(۵۲) ''حضرت قائد اعظم اور حضرت مشائخ و علماء کے درمیان اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلے میں غالباً پہلا اور آخری تحریری معاہدہ مانکی شریف میں ہوا جس میں فریقین نے باضابطہ دستخط ثبت کئے۔'' (شریف فاروق، چند یادیں، بحوالہ روزنامہ نوائے وقت، لاہور ۲۲ر ستمبر ۱۹۸۴ء، مضمون بعنوان ''امین الحسنات حضرت پیر صاحب مانکی شریف''

(۵۳) الخطبة الاشرفيه للجمهورية الاسلاميه از سید محمد محدث کچھوچھوی، مطبوعہ اہلسنت برقی پریس، مراد آباد، ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء، ص ۸

(۵۴) الخطبة الاشرفيه للجمهورية الاسلاميه از سید محمد محدث کچھوچھوی، مطبوعہ مراد آباد ۱۹۴۶ء، ص ۶

(۵۵) حریت میگزین کراچی ۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۹ء، ص ۹

(۵۶) ماہنامہ ''محمل'' لاہور قائد اعظم نمبر ۱۹۷۶ء حصہ انگریزی مضمون بیگم انیس افتخار، ص ۱۳۷-۱۳۸

(۵۷) ''محمل'' قائد اعظم نمبر ۱۹۷۶ء (مطبوعہ گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین کوپر روڈ، لاہور) حصہ انگریزی مضمون مسز انیس افتخار، ص ۱۲۳ اور ۱۲۵

(۵۸) روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ر دسمبر ۱۹۴۹ء

(۵۹) ماہنامہ فروغ اردو، لکھنؤ، دسمبر ۱۹۵۸ء، ص ۱۹، مضمون ''بدایوں کی ادبی شخصیتیں'' از پروفیسر ظہیر احمد صدیقی بدایونی

☆☆☆

Marfat.com

فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ: حیات وخدمات ایک نظر میں

سیّد صابر حسین شاہ بخاری

عبدِ حامد سراپائے جہد و یقیں
عالمِ دین و سرمایۂ اہلِ دیں

مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونیؒ (۱۳۱۸ھ/۱۸۹۸ء - ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) خانوادۂ قادریہ عثمانیہ بدایوں شریف کے ایک ایسے آفتاب ہیں کہ آپ کی روشنی ہندو پاک سے نکل کر عرب وایران اور روس وچین تک پھیلی ہوئی ہے۔

آپ کے والد گرامی کا نام حکیم عبدالقیوم شہیدؒ ہے۔ آپ کا تاریخی نام ''محمد ذوالفقار حق'' (۱۳۱۸ھ) تجویز ہوا۔ آپ نے ساری زندگی حق کی ذوالفقار بن کر باطل کے ایوانوں میں زلزلہ بپا کیے رکھا۔

آپ نے اپنے تمام تعلیمی وتربیتی مراحل مدرسہ عالیہ قادریہ اور مدرسہ شمس العلوم بدایوں شریف میں طے کیے۔ آپ کے تمام اساتذہ کرام ابنائے مدرسہ عالیہ قادریہ تھے۔

آپ نے شہزادہ تاج الفحول مطیع الرسول مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور اجازت و خلافت شہزادہ تاج الفحول مفتی اعظم عشق الرسول مولانا عبدالقدیر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں نائب مہتمم، مدرس، مفتی اور بدایوں کی جامع مسجد میں خطیب رہے۔ آپ نے زمانہ طالب علمی میں ہی خطابت شروع کر دی تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہندوستان بھر میں شعلہ نوا خطیب کی حیثیت سے شہرت حاصل کر لی۔

آپ بائیس (۲۲) مرتبہ حج بیت اللہ اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار گہربار کی زیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ منگھو پیر روڈ کراچی کے احاطہ میں آسودۂ خاک ہیں۔

آپ ایک وسیع الفکر اور بالغ نظر عالم دین، مجاہد شیخ طریقت، شعلہ نوا خطیب، صاحب طرز نعت گو شاعر، مصنف تصانیف کثیرہ، بیدار مغز سیاستدان اور مبلغ اسلام تھے۔ چشم فلک نے ایسی نابغۂ روزگار اور ہمہ جہت شخصیت کا نظارہ کم ہی دیکھا ہوگا۔

برصغیر کی شاید ہی کوئی ایسی تحریک ہو جس میں آپ کا کردار نمایاں نہ ہو۔ تحریک خلافت، تحریک ترکِ موالات، تحریک فلسطین، شدھی تحریک، تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں آپ نے نہایت مصلحانہ انداز میں قائدانہ کردار ادا کیا ہے جسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ آپ نے زمانہ طالب علمی میں ہی اپنے برادر مولانا عبدالماجد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں ہندوستان کی سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ ۱۹۱۴ء میں بحیثیت طالب علم خطاب کیا۔

آپ نے ابتداء ہی سے دوقومی نظریہ کی پاسبانی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور تحریک پاکستان کو کامیاب بنانے کے لیے اپنی ساری زندگی وقف کر دی۔

☆ دسمبر ۱۹۱۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس دہلی میں ہوا۔ اس اجلاس میں آپ پہلی مرتبہ رونق افروز ہوئے اور اپنے خطاب میں سامعین کو مسحور کر دیا۔

☆ ۱۹۳۷ء کے لکھنؤ سیشن میں آپ نے عملی طور پر حصہ لیا اور

Marfat.com

قیام پاکستان تک آل انڈیا مسلم لیگ کے رکن رہے۔

☆ ۱۹۳۷ء میں یوپی کے انتخابات میں آپ نے مولانا شوکت علی اور مولانا کرم علی ملیح آبادی کے ساتھ پورے صوبے کا دورہ کیا۔ کانگریس اور جمعیت علماہند کے امیدوار کو عبرتناک شکست دی۔

☆ ۱۹۳۷ء میں ہی ایبٹ آباد (صوبہ سرحد موجودہ خیبر پختونخواہ) میں ایک عظیم الشان مسلم لیگ کانفرنس منعقد کی۔ آپ نے خطاب کر کے سرحد میں مسلم لیگ کی دھاک بٹھا دی۔

☆ ۱۹۳۸ء میں الہٰ آباد میں صوبائی مسلم لیگ کانفرنس انعقاد پذیر ہوئی۔ اس موقع پر آپ نے ولولہ انگیز خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''ہم پاکستان چاہتے ہیں، پاکستان حاصل کریں گے اور پاکستان کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ بہا دیں گے۔''

☆ ۸ تا ۱۰/اکتوبر ۱۹۳۸ء کو سندھ مسلم لیگ کی صوبائی کانفرنس زیر صدارت قائداعظم محمد علی جناحؒ منعقد ہوئی۔ مولانا بدایونیؒ نے اس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مسلم لیگ کی حمایت کے لیے سامعین کے قلب وجگر کو جلا بخشی۔

☆ ۲۳/مارچ ۱۹۴۰ء کو منٹو پارک (اقبال پارک) لاہور میں قائداعظمؒ کی صدارت میں مسلم لیگ کا ستائیسواں اجلاس ہوا۔ جس میں قراردادِ پاکستان منظور کی گئی۔ اس کی تائید علماء ومشائخ کے نمائندے کی حیثیت سے مجاہد ملت محمد عبدالحامد بدایونیؒ نے فرمائی۔ آپ نے قراردادِ پاکستان کی حمایت میں جو تاریخی خطاب فرمایا وہ ہمیشہ یاد رہے گا۔

☆ اپریل ۱۹۴۰ء میں قاضی محمد عیسیٰ کی دعوت پر آپ بلوچستان تشریف لے گئے اور وہاں مختلف مقامات پر مختلف جلسوں سے خطاب کیا۔

☆ ۲۶ تا ۲۸ جولائی ۱۹۴۰ء کو کوئٹہ میں بلوچستان مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس ہوا جس میں آپ نے بھرپور شرکت فرمائی۔

☆ ۳۰/اگست ۱۹۴۱ء کو مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی صدارت میں لدھیانہ میں ایک شاندار ''پاکستان کانفرنس'' انعقاد پذیر ہوئی۔

☆ ۱۹۴۲ء میں نواب زادہ لیاقت علی خان کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کانفرنس ہوئی۔ جس میں آپ نے ایمان افروز اور باطل سوز خطاب کے ذریعے مسلم لیگ کے پیغام کو ہر دل کی دھڑکن بنا دیا۔

☆ ۷/مارچ ۱۹۴۳ء کو آل انڈیا مسلم کونسل کے اجلاس دہلی میں آپ نے یہ قرارداد پیش کی کہ پنجاب اسمبلی میں جلد از جلد مسلم لیگ پارٹی قائم کی جائے لیکن ملک خضر حیات ٹوانہ کی وضاحت اور قائداعظمؒ کی تصریحات کے بعد آپ نے اپنی قرارداد واپس لے لی۔

☆ ۱۹۴۴ء میں وزیر آباد میں نوبزادہ رشید علی خاں کی صدارت میں ''مسلم لیگ کانفرنس'' منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس سے دیگر مسلم لیگی راہنماؤں کے علاوہ مولانا بدایونیؒ نے خطاب کیا۔ اس سے وہاں مسلم لیگ کی دھاک بیٹھ گئی۔ کانگریس اور یونینسٹ پارٹی کا صفایا ہو گیا۔

☆ ۲۸ تا ۳۰/اپریل ۱۹۴۴ء کو قائداعظمؒ کی صدارت میں پنجاب مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس ہوا۔ اس اجلاس کا افتتاح مولانا بدایونیؒ کی تلاوت سے ہوا۔ بعد ازاں آپ نے اپنے خطاب میں مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے باہمی اختلافات ختم کر کے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں تاکہ پاکستان دشمن طاقتوں کا مقابلہ کر کے حصول پاکستان کو ناگزیر بنایا جا سکے۔ آخر میں آپ نے رقت انگیز دعا فرمائی جس کا سامعین کے قلب وجگر میں خاص اثر ہوا۔

Marfat.com

☆ اکتوبر ۱۹۴۵ء میں صدرالافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس بدایوں تشریف فرما ہوئے۔ مسلمانوں کی سیاسی رہنمائی کے لیے سنی کانفرنس ضلع بدایوں تشکیل دی گئی۔ علماء و مشائخ کا انتخاب عمل میں آیا تو خصوصی رکن کے طور پر مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا نام چنا گیا۔

☆ ۶رنومبر ۱۹۴۵ء کو ہندوراؤ کے باڑہ میں مولانا نسیم احمدؒ کی صدارت میں سنی کانفرنس صوبہ دہلی کا اجلاس ہوا۔ اکابر علماء نے شرکت کی۔ ان میں پروپیگنڈہ سیکریٹری آل انڈیا سنی کانفرنس کے طور پر مولانا بدایونیؒ شریک ہوئے اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''اگر علماء اہل سنت ایک مرکز پر مجتمع ہوگئے اور انھوں نے ہندوستان کے اندر اسلامی حکومت کے قیام کا عزم کرلیا تو بہت انشاء اللہ پاکستان حاصل ہوجائے گا۔''

☆ ۱۱ردسمبر ۱۹۴۵ء کو پاپڑیکا بلڈنگ بمبئی میں سنی کانفرنس کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام ہوا۔ اس میں اکابر اہلسنّت خاص طور پر شامل ہوئے۔ ان میں مجاہد ملت مولانا محمد عبدالحامد بدایونیؒ کا نام نہایت نمایاں رہا۔

☆ ۱۸/ دسمبر ۱۹۴۵ء کو محدث اعظم مولانا سیّد محمد محدث کچھوچھویؒ کی صدارت میں جمعیت علماء بمبئی قدیم کا ۲۷واں عظیم الشان اجتماع ہوا۔ مولانا محمد عبدالحامد بدایونیؒ نے تجویز پیش کی کہ جب تک مسلمانوں کے خون میں حرکت ہے وہ یہودیوں کے مطالبہ بیت المقدس کو کبھی پورا نہ ہونے دیں گے اور اگر اتحادی اس پر بضد ہوئے تو وہ بیت المقدس کے لیے ہر ممکن قربانی پیش کریں گے۔

☆ دسمبر ۱۹۴۵ء میں جب مرکزی اسمبلی کے انتخابات ہوئے تو مولانا بدایونیؒ نے کامیاب حکمت عملی کی بناء پر اپنے صوبہ یوپی کے چھ کی چھ مسلم نشستیں حاصل کرلیں۔

☆ جنوری ۱۹۴۶ء کو آپ نے اپنے مکان پر بدایوں اور مضافات کے عوام اہلسنّت کا ایک نمائندہ اجلاس بلوایا۔ ضلع سنی کانفرنس کے قیام کی تجویز پیش کی گئی، جسے منظور کیا گیا اور اس کے صدر کے طور پر بھی آپ ہی کا نام عمل میں آیا۔

☆ ۱۶رجنوری ۱۹۴۶ء کو ہفت روزہ ''دبدبہ سکندری'' رام پور میں آپ کا ایک بیان بعنوان ''حضرات علماء اہلسنّت اور مشائخ کرام کا پیام، مسلمان کے نام، پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت اشد ضروری ہے'' شائع ہوا۔

☆ ۱۱رفروری ۱۹۴۶ء کو پھپھوند میں سنی کانفرنس کا اجلاس ہوا جس میں آپ ناظم نشرواشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس کی حیثیت سے رونق افروز ہوئے۔

☆ ۲۵رفروری ۱۹۴۶ء کو آپ نے محمود نگر لکھنؤ کے جلسہ عام سے خطاب کیا۔

☆ ۲۶رفروری ۱۹۴۶ء کو نانپارہ پہنچے اور مسلم لیگ کے عظیم الشان جلسہ میں ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔ اور شب کو مصباح العلوم کے جلسہ میں بھی تقریر فرمائی۔

☆ ۲۷رفروری ۱۹۴۶ء کو ظہیر الدین فاروقی کے حلقہ میں تقاریر کیں۔

☆ ۲۸رفروری ۱۹۴۶ء کو واپس نانپارہ جا کر راجہ صاحب نانپارہ کی حمایت میں متعدد مقامات پر تقاریر کریں۔

☆ ۲رمارچ ۱۹۴۶ء کو بریلی شریف جا کر مولوی عزیز احمد خان وکیل کے حلقہ میں کام کیا۔ اسی طرح بہرائچ، نانپارہ اور لکھنؤ کے حلقہ جات انتخابات میں مسلم لیگ کی حمایت میں تقریریں کیں۔ اجین، جاوہ، اجمیر شریف اور ریاست جے پور کے دورے کیے اور وہاں تقاریر کیں۔

☆ ۲۹رمارچ ۱۹۴۶ء کو ''آل انڈیا سنی کانفرنس کے مشاہیر علماء

Marfat.com

ومشائخ کا متفقہ فیصلہ'' کے عنوان سے پچپن (۵۵) مفتیانِ کرام کے دستخطوں سے ایک فتویٰ ہفت روزہ ''دبدبہ سکندری''، رام پور میں شائع ہوا۔ جس میں وضاحت کی گئی کہ ''مسئلہ پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں آئین شریعت کے مطابق فقہی اُصول پر حکومت قائم کرنا سنی کانفرنس کے نزدیک محمود و مستحسن ہے۔'' بعد میں یہی فتویٰ اشتہار کی شکل میں شائع کر کے عام کیا گیا تھا۔ ۵۵ مفتیانِ کرام کے جھرمنٹ میں پانچویں نمبر پر مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ ناظم نشر واشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس کا اسم گرامی موجود ہے۔

☆ ۲۷ تا ۳۰/اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں عظیم الشان آل انڈیا سنی کانفرنس انعقاد پذیر ہوئی۔ ہزارہا علماء ومشائخ کرام کی موجودگی میں حصول پاکستان کے لیے ایک کمیٹی ترتیب دی گئی کہ یہ اسلامی حکومت کے لیے مکمل لائحہ عمل مرتب کرے گی۔ اس کمیٹی کے اراکین میں سے چھٹے نمبر پر مجاہد ملت مولانا بدایونیؒ کا اسم گرامی موجود ہے۔

☆ ۲۰/مئی ۱۹۴۶ء کو پھپھوند ضلع اٹاوہ میں سنی کانفرنس کا ایک اجلاس ہوا۔ اس موقع پر مجاہد ملت مولانا بدایونیؒ نے پاکستان کے آئین کے بارے میں دوٹوک الفاظ میں یوں فرمایا ''ہماری کانفرنس بنارس میں اسلامی حکومت کے قیام کے لیے طے کر چکی ہے کہ اکثریت والے صوبہ جات میں صرف وہی حکومت اسلامی حکومت کہی جاسکے گی جو قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق بنائی جائے اور اسی حکومت کے حصول کے لیے ہمارا ہر شیخ طریقت اور عالم ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہے۔''

آل انڈیا سنی کانفرنس نے جب ''دارالمبلغین'' کا قیام عمل میں لایا گیا تو اس کا نصاب مرتب کرنے کے لیے تین علماء کرام پر مشتمل کمیٹی بنائی۔ اس میں بھی آپ کا نام شامل کیا گیا بلکہ آپ کو اس کمیٹی کا ناظم بنایا گیا اور دارالمبلغین کا مرکز بھی بدایوں منتخب کیا گیا۔ اسی طرح آئین سازی کے کے ارکان میں بھی آپ کا نام شامل کیا گیا۔

☆ ۷ تا ۸/جون ۱۹۴۶ء کو عرس مقدس حضور خواجہ اجمیریؒ کے موقع پر حضرت دیوان سید آل رسول علی خاںؒ کی صدارت میں عظیم الشان سنی کانفرنس ہوئی۔ مقررین میں نمایاں نام آپ کا تھا۔

☆ ۲۱ تا ۲۳/جون ۱۹۴۶ء کو بدایوں میں رجبی شریف کے شاندار اجلاس ہوئے۔ ان میں جن علماء کرام نے شرکت فرما کر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ان میں آپ کا نام نہایت روشن اور نمایاں رہا۔

مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے اجلاس کی روشنی میں جامع مسجد شمسی بدایوں میں تحریک چلائی کہ شہر کی مختلف محلوں میں مساجد میں ضلع سنی کانفرنس کی طرف سے پروگرام شروع کیے جائیں۔

☆ ۳۰/جون ۱۹۴۶ء کو مولانا سیّد مصباح الحسن سجادہ نشین پھپھوند کی صدارت میں کان پور میں سنی کانفرنس کا ایک جلسہ منعقد ہو۔ بکثرت علماء و مشائخ شریک ہوئے۔ اس موقع پر مجاہد ملت مولانا محمد عبدالحامد بدایونیؒ نے فرمایا ''سنی کانفرنس سے تعلق رکھنے والے ہزاروں علماء و مشائخ 'پاکستان' کو اپنی زندگی کا جزو بنا چکے ہیں اور اس سے کم کسی چیز کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔''

☆ ۵ تا ۷ جولائی ۱۹۴۶ء کو مدرسہ اجمل العلوم سنبھل ضلع مرادآباد کے سالانہ اجلاس میں سنی کانفرنس سنبھل کے شاندار اجلاس ہوئے۔ علماء کرام کی کثیر تعداد میں آپ کا نام نمایاں رہا۔

☆ ۱۶/اگست ۱۹۴۶ء کو جامع مسجد شمسی بدایوں میں ڈسٹرکٹ

Marfat.com

سنی کانفرنس کا تیسرا اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں مولانا محمد عبدالحامد بدایونی ؒ نے نہایت زبردست اور انقلاب انگیز تقریر فرمائی۔ جس نے مسلمانوں کے جذبات میں ایک خاص کیفیت پیدا کر دی۔

☆ ۲۳ راگست ۱۹۴۶ء جمعۃ الوداع کے موقع پر جامع مسجد شمسی بدایوں میں بیس ہزار سے زائد مجمع سے خطاب کرتے ہوئے مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ نے واشگاف الفاظ میں فرمایا ''اہل سنت کا ہر عالم اور شیخ طریقت اسلامی حکومت کے قیام کے لیے ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کا عہد کر چکا ہے۔ پورے ہندوستان میں ہمارے مبلغ، مقرر اور مناظر کی حیثیت سے کام ہو کر تبلیغ کریں گے۔ عربی، فارسی اور انگریزی خواں طلباء کو دارالمبلغین میں ترتیب دی جائے گی۔''

☆ ۲۹ ستمبر ۱۹۴۶ء کو مولانا محمد عبدالحامد قادری ؒ اپنے مریدین کی دعوت پر جے پور تشریف فرما ہوئے۔ جے پور شہر میں مسلم لیگ کے عظیم الشان جلسہ سے آپ نے 'پاکستان' کے عنوان پر ایک زبردست تقریر فرمائی۔

☆ ۱۲ تا ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو کراچی میں سنی کانفرنس کے اجلاس سے آپ نے مسلم لیگ اور سنی کانفرنس کے مشن کا اظہار فرمایا۔ مسلم لیگ اگر اپنے موقف سے ہٹ گئی تو سنی کانفرنس پاکستان کو اسلامی ریاست بنائے گی۔

☆ ۱۹۴۶ء میں نواب زادہ لیاقت علی خان نے مجاہد ملت مولانا بدایونی ؒ کو حیدر آباد دکن بھیجا کہ وہ کسی طرح نظام دکن میر عثمانی علی خاں اور قائداعظم کی ملاقات کے لیے راہ ہموار کریں۔ چنانچہ آپ کی کاوشوں سے نظام دکن قائداعظم ؒ سے ملاقات کے لیے رضامند ہو گئے۔

☆ ۱۹۴۶ء میں ہی مسلم لیگ کی طرف سے علماء کا ایک وفد حج کے موقع پر سعودی عرب گیا تا کہ اسلامی ملکوں کے رہنماؤں اور مسلمانانِ عالم کو تحریک پاکستان کے محرکات سے آگاہ کیا جا سکے۔ یہ وفد مشرقِ وسطیٰ اور عرب ممالک کے دورے پر بھی گیا۔

☆ دوسری مرتبہ یہ وفد جنوری ۱۹۴۷ء کو مصر، فلسطین، شام، عراق اور دیگر ممالک اسلامیہ کے لیے روانہ ہوا۔ وہاں بھی یہ وفد اپنے مقاصد میں کامیاب ہوا۔

☆ ۸ تا ۱۰ اپریل کو صوبہ بہار میں سنی کانفرنس کے شاندار اجلاس ہوئے۔ آپ نے بھی ان اجلاس میں نمایاں طور پر شرکت فرمائی۔

☆ ۲۰ اپریل ۱۹۴۷ء کو ریاست میسور میں مسلم لیگ کانفرنس کا پانچواں اجلاس ہوا۔ جس میں مولانا بدایونی ؒ نے اپنے جذبات کا اظہار فرمایا۔

☆ ۳ مئی ۱۹۴۷ء کو مجاہد ملت مولانا محمد عبدالحامد بدایونی ؒ نے قائداعظم ؒ سے ملاقات کی اور ان سے اسلامی حکومت کے آئین اور دستور پر بات کی تو قائداعظم ؒ نے دوٹوک الفاظ میں آپ کی تائید فرمائی۔

☆ ۷ جولائی ۱۹۴۷ء کو حج ٹیکس کے بارے میں مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ کا تفصیلی بیان ہفت روزہ ''دبدبہ سکندری'' رامپور میں شائع ہوا۔

☆ ۱۹۴۷ء میں صوبہ سرحد (موجودہ خیبر پختونخواہ) میں پاکستان کی حمایت کے لیے فیصلہ کن ریفرنڈم ہوا۔ قائداعظم ؒ کی ہدایت پر آپ سرحد میں پہنچے اور وہاں پاکستان کے حق میں انقلاب آفریں تقاریر کیں۔ جس کے نتیجے میں یہاں مسلم لیگ نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ قائداعظم ؒ نے آپ کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو 'فاتح سرحد'' کا خطاب عنایت فرمایا۔

☆

Marfat.com

علماء و مشائخ اہل سنت بالخصوص مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ کی کاوشیں رنگ لائیں اور ۱۴/اگست ۱۹۴۷ء کو ''پاکستان'' معرضِ وجود میں آ گیا۔ مولانا الحاج حامد حسن قادری ؒ پروفیسر سینٹ جانس آگرہ نے ''تاریخ اساس نیک پاکستان'' (۱۹۴۷ء) اور ''کنتم خیر اُمتِ'' (۱۳۶۶ھ) سے قیام پاکستان کی تاریخیں نکالیں۔

پاکستان معرضِ وجود میں آنے کے بعد ۱۳/دسمبر ۱۹۴۷ء کو کراچی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا ایک آخری اجلاس ہوا۔ قائداعظم نے اس کی صدارت کی۔ مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ اس اجلاس میں شرکت کے لیے تشریف لائے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

۱۹۴۷ء میں آپ کی تحریک پر کراچی میں میلاد النبی ؐ کا جلوس نکالا گیا۔ خلفائے راشدین ؓ، امام حسین ؓ کے ایام بھی آپ ہی نے شروع کیے۔ تقسیم ہند کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس کو دونوں ملکوں میں قائم رکھنا محال تھا، چنانچہ پاکستان میں مارچ ۱۹۴۸ء کو مدرسہ انوار العلوم ملتان میں علماء اہل سنت کا ایک اجتماع ہوا اور اس کا نام بدل کر ''جمعیۃ العلمائے پاکستان'' رکھ دیا گیا۔ علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری ؒ کو مرکزی صدر، علامہ سید احمد سعید کاظمی ؒ کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ سندھ و کراچی زون کی صدارت کے لیے مولانا عبدالحامد قادری بدایونی ؒ کا انتخاب کیا گیا۔ بعدازاں آپ تاحیات جمعیۃ العلمائے پاکستان کے مرکزی صدر کے عہدے پر فائز رہے۔

۱۹۴۸ء میں ہی سندھ کے علماء و مشائخ کے ایک وفد نے کراچی میں قائداعظم ؒ سے ملاقات کی۔ اس وفد میں علامہ مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ بھی شامل تھے۔ آپ نے تفصیلی یادداشت پیش کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ ''ملک پاکستان کا دستور کتاب و سنت کی روشنی میں تیار کیا جائے اور پھر دیگر اسلامی ممالک کی طرح پاکستان میں بھی مزارات مذہبیہ قائم کی جائے۔''

جنوری ۱۹۵۱ء میں آپ نے جید علمائے کرام کے ساتھ مل کر مملکت خداداد پاکستان کی بنیاد اسلامی اصولوں پر اٹھانے کے لیے ۲۲ نکاتی منشور کا ایک خاکہ پیش فرمایا۔ تحریک پاکستان کے حوالے سے علامہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی ؒ کی خدمات کا احاطہ کہاں تک کیا جائے؟ اس کے لیے تو کئی دفتر درکار ہیں۔ یقیناً آپ تحریک پاکستان کے ایک اہم ترین رہنما تھے جن کی روشن خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

علامہ محمد عبدالحامد بدایونی ؒ ایک سچے عاشق رسول ؐ تھے۔ آپ کی زندگی کا بڑا مشن عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ تھا۔ آپ نے ۱۹۴۴ء میں مسلم لیگ کونسل کے ایک اجلاس میں قادیانیوں کی مسلم لیگ میں شمولیت کے خلاف ایک قرارداد پیش کر کے اپنی غیرت کا ثبوت دیا تھا۔ آپ کو قادیانیوں سے اس قدر نفرت تھی کہ ایک مرحلہ پر سر ظفر اللہ خاں سے ہاتھ ملانے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ آپ اپنی تقاریر میں بار بار ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والوں کو سرکاری طور پر کافر قرار دینے کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔

۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو آپ نے کھل کر اس میں حصہ لیا اور ایک رہنما کے طور پر کام کیا۔ فروری ۱۹۵۳ء سے جنوری ۱۹۵۴ء تک انتہائی علالت کے باوجود کراچی اور سکھر کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتوں کو نہایت جواں مردی سے برداشت کیا۔ آپ نے علالت اور اسیری کے باوجود جہاد بالقلم بھی جاری رکھا۔ اس دوران آپ نے ''فلسفہ عباداتِ اسلامی'' اور ''کتاب و سنت غیروں کی نظر میں'' لکھ کر دو کتابوں کا تحفہ قوم کو عنایت کیا۔

مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی ؒ کو مشاہیر اسلام سے بہت زیادہ محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ۱۹۵۴ء سے ہر سال ۴/جنوری کو خالق دینا ہال کراچی میں مولانا محمد علی جوہر کانفرنس کا

Marfat.com

خاص اہتمام فرماتے تھے۔

آپ ''سیروفی الارض'' کی عملی تصویر تھے۔آپ نے جو سفر بھی کیا وہ صرف تبلیغ اسلام کے لیے کیا، کسی اور غرض سے نہیں کیا۔۱۹۵۶ء میں آپ نے علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھیؒ کے ساتھ روس کا دورہ کیا اور اسے احاطہ تحریر میں لائے۔

۱۹۵۶ء میں جب سعودی حکومت نے مقاماتِ مقدسہ اور مزارات کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ایک سہ رکنی وفد ترتیب دیا جن میں علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھیؒ بھی شامل تھے۔

۱۹۶۲ء میں آپ اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن نامزد ہوئے۔اس میں آپ نے کونسل کو اپنی اہم سفارشات پیش کیں۔

۱۹۶۲ء میں ہی آپ نے منگھو پیر روڈ کراچی کے احاطہ میں جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کی بنیاد رکھی۔

۱۹۶۵ء میں آپ نے جمعیت العلمائے پاکستان کی جانب سے ایک سہ رُکنی وفد مشرقِ وسطیٰ و اسلامی ممالک کے دورے کے لیے ترتیب دیا جس میں آپ خود بھی شامل تھے۔

۱۹۶۵ء میں پاک بھارت جنگ چھڑی تو آپ نمایاں طور پر سامنے آئے اور جہاد کشمیر کانفرنس کراچی سے فوجی لباس پہن کر نہایت ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔علماء اہل سنت کے ساتھ مل کر ملک بھر کا دورہ کیا اور تین لاکھ کے کپڑے اور دیگر ساز وسامان لے کر ایک وفد کے ہمراہ مہاجرین ومجاہدین کشمیر میں تقسیم کیا۔

مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے جہاں مختلف تحریکوں میں نمایاں کام کیا وہاں جہاد بالقلم میں بھی ممتاز مقام حاصل کیا۔ اس پر آپ کی تصانیف نظام عمل، دعوت عمل، مرقع کانگریس، فلسفہ عباداتِ اسلامی، عقائد اہل سنت، بالشویزم اور اسلام، تاثرات چین، تاثرات روس، عائلی قوانین، انتخابات کے ضروری پہلو، تبلیغ اسلام کی اہمیت اور الجواب المشکو رشاہد عدل وناطق ہیں۔

نثر کے علاوہ آپ نے شاعری میں بھی اپنے جذبات و احساسات کا اظہار فرمایا ہے۔ مجموعہ کلام ''جذبات حامد'' جو ''گلدستہ تحیت'' (۱۳۴۷ھ) کے تاریخی نام سے شائع ہو چکا ہے اس میں حمد، نعت، سلام، مرثیہ اور غزل ہے۔آپ نے حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر نعت لکھی ہے۔ پھر اس میں آمد ہی آمد ہے، آورد نام کی کوئی چیز شامل نہیں ہے۔

مجاہدِ ملت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ ایک شخصیت ہی کا نام نہیں بلکہ ایک ادارہ، ایک تحریک، ایک تنظیم اور جہدِ مسلسل کا نام ہے۔زندہ قومیں اپنے محسنین کو بھلایا نہیں کرتیں۔ عرصۂ دراز سے نہایت شدت سے یہ ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ مجاہدِ ملت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونیؒ کے احوال وآثار پر مفصل کام کیا جائے، مختلف تحریکوں میں آپ کے کردار کو نمایاں طور پر پیش کیا جائے۔آپ کی تصانیف، خطبات، مکتوبات اور سوانح حیات کو احسن انداز میں سامنے لایا جائے، لیکن اس جانب کسی نے کوئی خاطر خواہ توجہ نہ دی۔ اگر کسی نے کوئی کام کیا بھی ہے تو وہ صرف انفرادی طور پر صرف جزوی کام ہوا ہے۔

محترم المقام جناب آزاد بن حیدر صاحب اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے آگے بڑھے اور نہایت لگن اور محنت سے آپ کے حوالے سے ایک عظیم اور ضخیم کتاب سامنے لے آئے۔ اگر اسے ''جہانِ عبدالحامد قادری بدایونیؒ'' کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ کتاب آپ کے حوالے سے ایک مکمل انسائیکلوپیڈیا ہے۔ یہ کتاب آپ کا ایک ایسا کارنامہ ہے جو یقیناً ایک ادارے اور ایک اکیڈمی کا کام تھا۔آپ نے یہ کارنامہ تنہا سرانجام دیا ہے۔ حیرت ہے کہ ضعیف العمری اور علالت بھی آپ کے اس کام میں آڑے نہ آئی۔

راقم آپ کو اس عظیم کام پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ یقیناً آپ پوری قوم کی طرف سے ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں۔

آپ نے ۱۹۵۳ء میں مجاہد ملت مولانا محمد عبدالحامد قادری

Marfat.com

بدایونی" کی تقاریر سنیں۔ بس پھر کیا تھا آپ ان کے اسیر بن گئے، بلکہ بعد میں آپ ان کے مشیر بھی بن گئے اور پر مثلِ سایہ ان کے ساتھ رہے۔ حتیٰ کہ کئی بیرونی ممالک کے اسفار میں بھی ان کے ساتھ رہے۔ بعض اسفار کی آپ نے رپورٹیں بھی لکھیں اور حضرت مولانا بدایونی" کے کئی مقالات کے آپ ناشر بھی رہے۔

۳/دسمبر ۲۰۱۵ء کو شیخ زید اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے زیر اہتمام "امام احمد رضا کانفرنس" انعقاد پذیر ہوئی۔ اس بار "تحریک پاکستان میں علماء اہل سنت اور خلفا اعلیٰ حضرت" کا کردار" کا عنوان دیا گیا۔ اس کانفرنس میں راقم کو مقالہ نگار کی حیثیت سے شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ مہمانِ خصوصی کے طور پر جناب آزاد بن حیدر صاحب بھی رونق افروز ہوئے۔ آپ نے جب اپنی باری پر مائیک سنبھالا تو پھر کیا تھا ع 'کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے' گویا دبستان کھل گیا۔ سامعین ہمہ تن گوش ہو گئے۔ آپ نے نہایت خوب صورت انداز میں حقائق کے اُجالے میں دلائل و براہین کی روشنی میں تحریک پاکستان میں علماء اہل سنت بالخصوص علامہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی" کے کردار سے ایسے پردہ اُٹھایا کہ سامعین ورطۂ حیرت میں پڑ گئے کہ ہمیں تو مطبوعہ تاریخ میں کیا پڑھایا گیا اور یہاں حقائق کی روشنی میں کیا دکھایا گیا۔ آپ نے اعلان کیا کہ میں عنقریب سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد قادری بدایونیؒ کے حوالے سے ایک عظیم کتاب لا رہا ہوں۔ آپ دعا کریں۔ کانفرنس کے بعد ان سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ آپ نے ناچیز کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ دوسرے روز راقم، مقصود حسین قادری اور پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی معیت میں آپ کے دولت خانہ گلستان جوہر پہنچ گیا۔ آپ بڑے تپاک سے ملے اور اپنے علمی و تحقیقی کاموں سے آگاہ کیا۔ اپنی تصانیف "تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ" اور "علامہ اقبال، یہودیت اور جمہوریت" عنایت فرمائیں۔

راقم آپ کے کام کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوا۔ اس کے بعد آپ سے رابطہ باضابطہ رہا۔ جب آپ کی کتاب "قائداعظم" چیلنج سیکولرازم" شائع ہوئی تو آپ نے سب سے پہلے اس احقر کو یہ کتاب ارسال فرمائی۔ ماشاء اللہ آپ میں عاجزی اور انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ چھوٹوں کی اس طرح حوصلہ افزائی کرنا آپ ہی کا کام ہے۔

اب جب آپ نے "فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونی"" کے حوالے سے کتاب مرتب فرمائی تو اس کا خاکہ بھی راقم کو ارسال فرمایا کہ اس پر نظر ڈالیں اور اس پر کچھ لکھیں۔ چنانچہ آپ کی خواہش کی تکمیل کرتے ہوئے مختصر سی تقدیم رقم کر دی ہے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف!

آپ نے نہایت تلاش و جستجو کر کے حضرت مولانا عبدالحامد قادری بدایونی" کے حوالے سے جو کچھ ملا اسے ایک گل دستہ کی صورت میں پیش فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل میرے ممدوح جناب آزاد بن حیدر کی اس ب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور انھیں مزید توفیقات و برکات عطا فرمائے تا کہ وہ اس قسم کے انقلاب آفریں کام کرتے رہیں۔

آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

سیّد صابر حسین شاہ بخاری
(خلیفہ مجاز بریلی شریف)
ادارہ فروغِ افکارِ رضا، برہان شریف
ضلع اٹک، پنجاب-43710

☆☆☆

Marfat.com

باب سوم

اعترافِ خدمات

فخرِ اہلسنّت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ علماء و دانشوروں کی نظر میں

Marfat.com

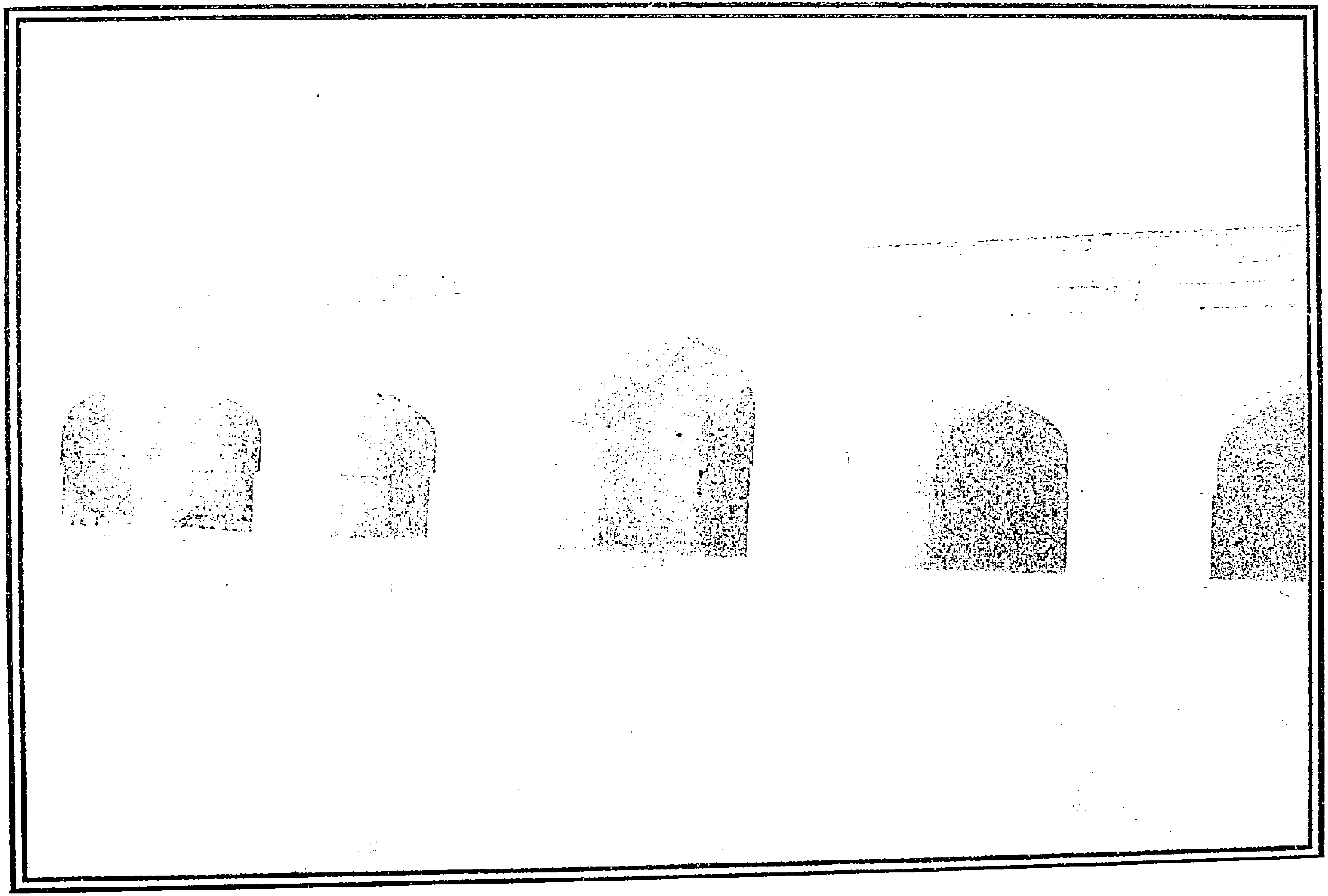

جامع مسجد شمسی

Marfat.com

مجاہد ملت حضرت علامہ شاہ عبدالحامد قادری بدایونیؒ

عبدالمجید محمد اقبال قادری

ہم بغل دریا سے ہے اے قطرۂ بے تاب تو
پہلے گوہر تھا بنا اب گوہرِ نایاب تو

بدایوں کی مردم خیز سرزمین سے ہر دور میں ایسی ہستیاں منظر شہود پر جلوہ افروز ہوئیں جن کی شہرتیں بدایوں سے نکل کر بلاد اسلامیہ ہی نہیں بلکہ اقطاع عالم میں بھی پہنچیں۔ ان شہرت والوں میں خاندان عثمانی کے باکمال صاحب علم وفضل مولانا شاہ معین الحق فضل رسول قادری عثمانی تھے جو آج بھی عرب وعجم کے علمی حلقوں میں اسی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں جس طرح ماضی میں ائمہ ومجتہدین قابل عزت واحترام سمجھے جاتے تھے۔ مولانا فضل رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحب زادے تھے بڑے مولانا مظہر محی الدین تھے جو مولانا عبدالحامد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دادا مولانا مرید جیلانی کے والد اور دوسرے بیٹے مولانا عبدالقادر قادری رحمۃ اللہ علیہ، میرے دادا۔ فرنگی تاجروں کے ہاتھوں جب ہندوستان کے مسلمانوں کی سلطنت مائل بہ زوال تھی تو آخری جدوجہد کو منظم کرنے والوں میں منجملہ دوسرے مجاہدین کے علامہ فضل حق خیر آبادی اور حضرت فضل رسول قادری بدایونی کا نام سر فہرست نظر آتا ہے۔ چنانچہ ان کے جانشین عملی طور پر ہر اس تحریک موالات اور جمعیۃ العلماء کی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔ اور اعلاء کلمۃ الحق سے کبھی روگردانی نہ کی پہلی جدوجہد آزادی میں مولانا فیض احمد رسول بدایونی کا کردار تاریخ کا ایک روشن باب ہے جو حضرت فضل رسول کے بھانجے تھے۔ مولانا عبدالماجد قادری بدایونی مرحوم اپنے دور میں تحریک خلافت میں پیش پیش رہے اسی طرح مولانا عبدالحامد قادری مرحوم تحریک پاکستان میں قائداعظم کے معتمد رفیق تھے۔ صوبہ سرحد کے استصواب کے سلسلہ میں وہ فاتح سرحد کی حیثیت سے تاریخ میں ایک یادگار مقام رکھتے ہیں لیکن آج میں مولانا عبدالقادر بدایونی کے دو تاریخی کارناموں کی یاددہانی کروانا چاہتا ہوں جس پر آج تک بہت کم توجہ دی گئی اور انہی دو کارناموں کے تناظر میں علامہ اقبال مرحوم کا شعر اوپر پیش کیا۔ جس کی بناء پر وہ ''گوہرِ نایاب'' کہلانے کے مستحق ہیں اور تاریخ میں ہمیشہ یادر کھے جائیں گے۔

گنبدِ خضراء کے انہدام کی کارروائی کو رکوانا: ملک عبدالعزیز السعود نے ۱۹۲۵ء میں حجاز پر قبضہ واختیار حاصل کرنے کے بعد تاریخی یادگاروں اور مقدس محترم عمارات کو منہدم کروادیا تھا۔ مثلاً مکہ مکرمہ میں مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عمارت و جنت المعلیٰ کے اندر واقع قبہ جات وغیرہ اسی طرح مدینہ منورہ میں واقع جنت البقیع اور جبل احد سے متصل تاریخی یادگاریں۔ مسجد نبوی کی تعمیر و توسیع کے بہانے اور گنبدِ خضرا کی اہمیت کو کم کرنے کی خاطر انہدام ورنہ بصورت دیگر کم از کم اطراف میں بلند وبالا عمارات کی تعمیر سے اس کو نظروں سے چھپانا مقصود تھا۔ اس لئے کہ زائرین حرم جیسے ہی حدود مدینہ منورہ میں داخل ہوتے تو بیرِ علی سے گنبد خضرا کے روح پرور نظارے سے سرشار ہو کر والہانہ انداز میں کشاں کشاں مدینہ منورہ میں صلوٰۃ والسلام پڑھتے ہوئے داخل ہوتے ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحامد قادری حکومت سعودیہ کے عزائم کے آگے سینہ سپر ہو گئے اور صورت حال کی سنگینی کے مدنظر منظم طریقے سے جدوجہد شروع کی۔ آپ نے علماء کے وفد کو ترتیب دے کر عالم اسلام کی رائے عامہ کو بیدار کیا۔ وہ ہندوستان، ایران، عراق، شام، لبنان، مصر، فلسطین اور مراکش گئے اور ایک فتویٰ تیار کر کے وہاں کے مفتیان بااحترام سے تصدیق کروا کر ملک عبدالعزیز السعود کو جا کر پیش کیا اس تاریخی فتویٰ پر مولانا ضیاء القادری صاحب نے برملا فرمایا

Marfat.com

آپ کے جذبہ بہادر ساہ کے فرمان پر
اعتقادی ستون پر ایک فتویٰ تھا لکھا
مفتیِ مولانا سے پھر لکھا گیا فتویٰ جدید
تھی ضرورت جس کی اس دور میں بے انتہا
میں نے وہ فتویٰ لکھا ہے اکمل التاریخ میں
سو برس کے بعد پھر وہ عہد سابق آ گیا
عالم اسلام کے کل مفتیانِ باوقار
متفق جس پر ہیں یہ فتویٰ ہے وہ حسن آشفا

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مولانا عبدالحامد بدایونی قادری کو اپنے نیک مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی وہ اپنی رپورٹ میں فرماتے ہیں:

''جلالۃ الملک عبدالعزیز السعود نے تعمیر مسجد نبوی کے سلسلہ میں مرکزی جمعیت العلماء پاکستان کے وفد سے ملاقات میں ہندو پاک اور تمام عالم اسلام کے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات سماعت فرما کر احکام جاری کردیئے کہ نہ تو گنبد خضرا کو حکومت منہدم کروانا چاہتی ہے اور نہ ہی تبرکاتِ شریعہ میں کوئی تغیر وتبدیل کیا جا سکتا ہے۔ (رپورٹ بسلسلہ جامع فتویٰ صفہ ۳۵)

چنانچہ آگے چل کر فرماتے ہیں۔

''مسجد شریف کی توسیع کا سلسلہ کافی تیزی سے جاری ہے...... ارکانِ وفد کو مسرت ہے کہ جمیت کے سابقہ وفد سے حکومت سعودیہ۔ نے سمت قبلہ کی عمارت اور ماثر شریفہ، گنبد خضراء مقدسہ نیز چہار جانب کی دیواروں کو گنبد شریف سے بلند نہ کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اس پر حکومت قائم ہے اور کسی قسم کا کوئی تغیر وتبدل ماثر مبارکہ کے حصوں میں نہیں کیا گیا۔

(رپورٹ جمعیت علماء پاکستان ۵۵۔۵۷۔)

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں مولانا عبدالحامد بدایونی قادری رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسی تاریخ ساز شخصیت کے طور پر سامنے آتے ہیں جو مسلمانانِ عالم کے لئے باعث فخر ہے۔ اس ہی لئے ''پہلے گوہر تھا، بنا اب گوہر نایاب تو''

مولانا عبدالحامد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا میری نظر میں دوسرا بہت بڑا کارنامہ ''آہنی پردے کے پیچھے'' رہنے والے پابند و مجبور مسلمانوں سے پہلی مرتبہ رابطہ استوار کرنا۔ میرا اشارہ مرحوم سوویت یونین کی مجبور مسلمان ریاستوں کی طرف ہے جو کمیونسٹ جبر واستبداد کے زیر نگیں تھیں۔ پہلی مرتبہ مولانا نے وہاں جا کر ان کو احساس دلایا کہ وہ تنہا نہیں ہیں اور اسلام ایک آفاقی دین ہے جو کبھی بھی جبر واستبداد کے ذریعہ ختم نہیں کیا جا سکتا۔ سوویت یونین میں مولانا نے برملا مسلمان کے حالات پر وہاں کی حکومت سے رابطہ قائم کیا اور مسلمانوں کی حقوق ومراعات کے لئے آواز اٹھائی۔ اور کمیونسٹ حکومت کو احساس دلایا کہ بزور مذہب کو کچلنا کسی طرح مناسب وممکن نہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ آزاد دُنیا کے رہنے والوں کو سوویت یونین کے مسلمانوں کے حالات سے مطلع کیا۔

''مرکزی جمعیت علماء پاکستان نے ۳۰/ جون سے ۲۳/ جولائی ۱۹۵۷ء تک تاشقند، سمرقند، اسٹالن آباد، ماسکو، لینن گراڈ کا دورہ کیا۔ ہم نے ان مقامات کی مسجدوں، خانقاہوں، اولیاء اللہ کے مزاروں، کارخانوں، اسکولوں، یونیورسٹیوں، لائبریریوں، ثقافتی اداروں، تاریخی مقامات کا معائنہ کیا۔ عوام کی زندگی کو قریب سے دیکھا۔ مذکورہ بالا مقامات کے مسلمانوں میں نماز وعبادت کا کافی شوق اور عملی جذبہ پایا۔''

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مولانا بدایونی ہی وہ پہلے آزاد دنیا کے مسلمان فرد تھے جنہوں نے سینٹرل ایشیاء کے مسلمانوں سے کمیونسٹ استبداد کے دور میں رابطہ قائم کیا وہاں کے مسلمانوں کے اندر ایک نیا ولولہ وعزم پیدا کرنے کا مُوجب بنا کہ سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد وہاں کی مسلمانوں کی ریاستیں قازقستان، ازبکستان، تاجکستان، آذر بائیجان آزاد ہو چکی ہیں جب کہ چیچنیا کے مسلمان اپنی آزادی کی جدوجہد میں قربانیاں

Marfat.com

دے رہے ہیں اور اب یقین کے ساتھ کہا جا سکتا تھا کہ اکیسویں صدی اسلامی ریاستوں کے احیاء وترقی کا دور ہوگا اور اس خوشگوار تبدیلی کی راہ مولانا عبدالحامد قادری بدایونی نے ۱۹۵۵ء میں دکھائی تھی اور وسطی ایشیاء کی مسلمان ریاستوں اور وہاں کے رہنے والے مسلمانوں کو یہ احساس دلایا تھا کہ وہ امت مسلمہ کے ایسے جز ہیں جو کبھی نہ علیحدہ کئے جاسکتے ہیں اور نہ فراموش۔

سوویت یونین کے علاوہ مولانا بدایونی نے کمیونسٹ چین کا بھی اس وقت ایک وفد لے کر دورہ کیا جب کہ بڑی بڑی طاقتیں اس ابھرتی ہوئی طاقت سے خوف زدہ تھیں اور وہاں کے رہنے والے مسلمانوں سے رابطہ قائم کیا۔ خصوصاً سنکیانگ کے علاقہ کی مسلم اکثریتی آبادی سے پرانے روابط کو از سرنو تازہ کرنے کی ابتداء کی جس سے پاکستان اور حکومت چین سے تعلقات میں وسعت واستحکام پیدا ہوا جس میں مزید اضافہ اس وقت ہوا جب شاہراہِ ریشم کی از سرنو تعمیر کی گئی اور اب تعلقات اس مقام پر آ گئے ہیں کہ چین ہمارا ایک مخلص ساتھی ہے جس نے برے وقت میں بھی ہمارا ساتھ دیا۔ جس طرح علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا کہ۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

ضرورت اس بات کی ہے کہ مولانا بدایونی کی تعلیمی وتبلیغی خدمات سے پاکستان کی نئی نسل کو آگاہی ہو۔ مولانا کے سفرنامے خصوصاً روس وچین اسکولوں میں بچوں کے مطالعے کے لئے فراہم کئے جائیں جس سے لوگوں کو احساس ہو کہ ہمارے بزرگوں نے اس دور میں بھی کس قدر گراں بہا خدمات انجام دی ہیں ورنہ خود ساختہ قسم کے چیمپیئن ہماری نئی نسل کو مزید الجھنوں اور بے راہ رویوں میں مبتلا کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ مولانا بدایونی کے درجات بلند فرمائے اور وہ مقاصد حاصل ہوں جس کے لئے مسلمانانِ ہند نے جدوجہد کی۔ اور جس کے نتیجہ میں پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

(عبدالمجید محمد اقبال قادری، مجاہد ملت حضرت علامہ شاہ عبدالحامدؒ قادری بدایونی، ناشر: مجلہ بدایوں صفحہ ۶ تا ۸)

عکس مکتوب مولانا بدایونی بنام مولانا ضیاء الدین احمد قادری (مدینہ طیبہ)

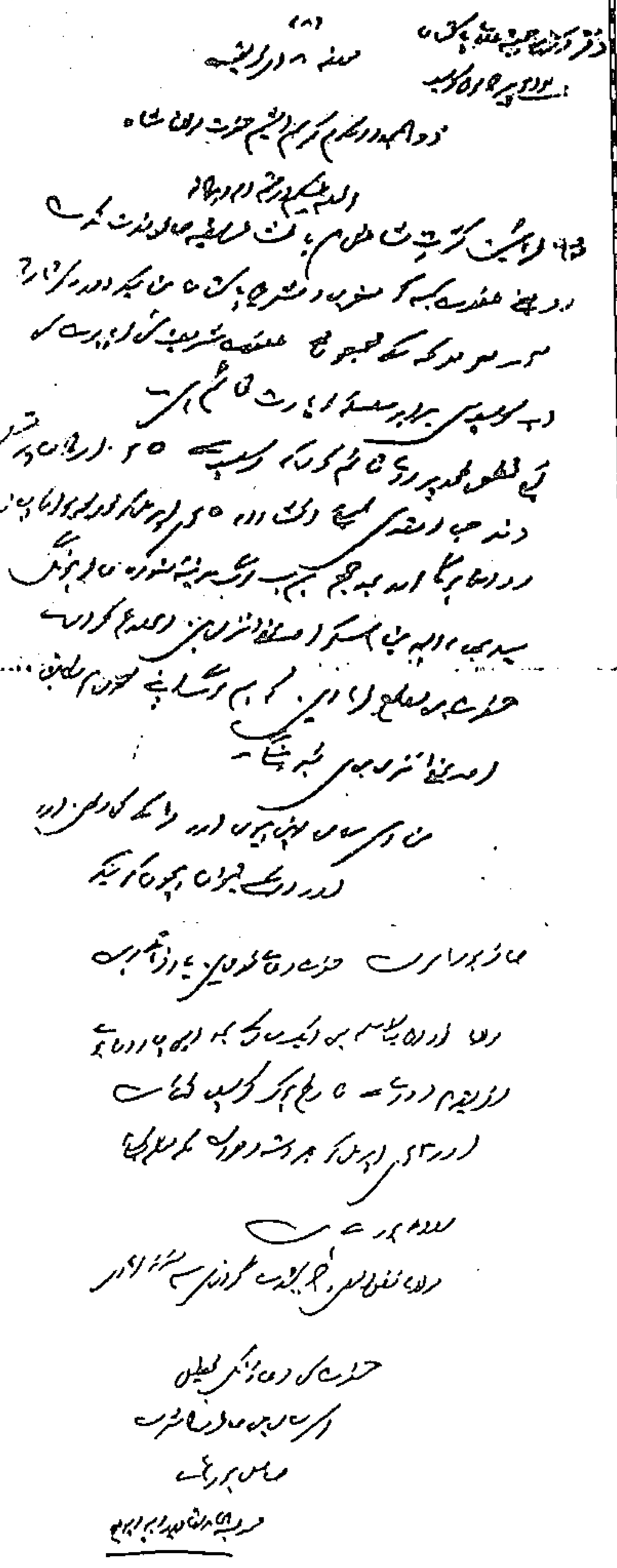

(ھو القادر سیدی ضیاء الدین احمد القادریؒ، تالیف: عبدالمصطفیٰ محمد عارف قادری ضیائی، حزب القادریہ، جلد دوم، لاہور، ص ص ۲۷، ۲۸)

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ - تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما

ضیاء الحسن موسوی

میں نے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ مرحوم کو پہلی مرتبہ ۱۹۲۸ء میں قریب سے دیکھا۔ میں ایک نوعمر طالب علم تھا اور سہارنپور میں خواجہ مختار احمد انصاری مرحوم، نائب صدر مسلم لیگ کے ہاں چھٹیوں میں مقیم تھا، اس وقت سہارنپور دیوبند کے قوم پرست علماء کے زیر اثر تھا اور محمد احمد کاظمی صاحب جیسے احراری قائدین کا گڑھ تھا۔ مقامی مسلم لیگ تنظیم کے ابتدائی مراحل میں تھی، اس کی دعوت پر راجا صاحب محمود آباد اور مولانا بدایونی سہارنپور پہنچے تھے اور مسلم لیگ کے کارکنوں نے دونوں رہنماؤں کا پُرجوش استقبال کر کے ان کو ایک جلوس کی شکل میں ریلوے اسٹیشن سے جلسہ گاہ تک پہنچایا اور پہلی مرتبہ اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا۔ کانگریس کے حامی مسلمانوں کے گڑھ میں یہ جرأت مندانہ اقدام اس وقت ایک عظیم کامیابی سمجھی گئی اور ۱۹۲۸ء سہارنپور میں مسلم لیگ کے قدم جمتے نظر آئے۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور راجا صاحب محمود آباد کی تقریریوں کا چرچا ہفتوں رہا اور پھر مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی آگ اس برفانی ماحول میں بھی بھڑکتی رہی۔

اس کے بعد لکھنؤ، دہلی، حیدرآباد اور بمبئی وغیرہ میں مولانا بدایونیؒ کو دیوانہ وار کام کرتے دیکھا۔ عوام و خواص کو اپنے مقصد کا قائل کرنے اور مالی امداد حاصل کرنے کی مساعی میں مصروف دیکھا۔ بہادر یار جنگؒ مرحوم، نظام حیدرآباد، سروجنی نائیڈو، سر سالار جنگؒ، کمال یار جنگؒ، جوش بلگرامیؒ، شہید یار جنگؒ، سر محمد یعقوبؒ، سر رضا علیؒ، سر سلطانؒ اور ایسے ہی دوسرے عمائدین کے ساتھ بھی دیکھا اور مذہبی اور سیاسی جلسوں میں ان کی تقریریں بھی سنیں۔ پاکستان میں مرحوم لیاقت علی خان کے متعدد جلسوں کی تنظیم و انعقاد میں ان کے ساتھ کام کرنے کے مواقع حاصل ہوئے اور ۱۹۵۵ء میں جب میں سفارت خانہ پاکستان جدہ میں تھا، موسم حج میں مجھے ان کی میزبانی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ اس تمام مدت میں، میں نے ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ پائی کہ وہ اپنے عقیدے پر سختی سے قائم رہتے تھے۔ اس کے باوجود اتحاد المسلمین کے دل سے خواہاں تھے تنگ نظر نہ تھے۔ ہر مسلک کے عالم کا احترام کرتے تھے اور ان کی پوری زندگی مسلسل عمل اور قومی خدمت سے عبارت تھی۔ ان کی درسی استعداد ایسی تھی کہ فقہ حنفی کے علاوہ دوسرے ائمہ مسلمین کے رموز سے بھی اچھی طرح باخبر تھے۔ ان کا مطالعہ وسیع تھا اور آخر عمر تک وہ مطالعے میں کافی وقت صرف کرتے تھے۔ سیاسی اور مذہبی دونوں قسم کے مجمعوں کو اپنی خطابت اور دل نشین طرزِ استدلال سے اپنانا کوئی آسان بات نہیں۔ وہ اجتماعی نفسیات سے اتنے باخبر تھے کہ مخالف مجمع کو بھی اپنی بات سننے پر مجبور کر دیتے تھے۔ وہ جس طرف متوجہ ہو جاتے اس کام کو انجام تک پہنچا کے دم لیتے۔ مثلاً جنت المعلیٰ، مکہ معظمہ اور جنت البقیع مدینہ منورہ میں قبور اہل بیتؓ و صحابہؓ و بزرگان دینؒ کی تعمیر نو لے کر اٹھے تو اس سلسلے میں اُنھوں نے ممالک اسلامیہ کے ہزاروں علماء سے تعمیر جواز قبہ و قبور کے فتاویٰ جمع کیے اور سعودی عرب کی حکومت اور علماء کے کئی سفر کر کے رابطہ قائم کیا اور اس سلسلے میں سرکار سعید الملت مولانا محمد سید اعلی اللہ مقامہ مجتہد لکھنؤ کے علماء سے بھی مربوط رہے اور پوری جدوجہد میں عصبیت یا معاندانہ رویہ کی جھلک بھی دکھائی نہ دی اور معلوم ہوتا تھا کہ ایک بھائی دوسرے

Marfat.com

بھائی سے اپنا نکتہ نظر دلائل و براہین سے منوانا چاہتا ہے اور مشترکہ مقصد کے لیے بھائیوں کا تعاون حاصل کر رہا ہے نہ الفاظ میں تشدد کی خو بو نہ گفتگو میں کسی کی بے احترامی۔

ایک دفعہ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے الجزائر کے علامہ بشر ابراہیمیؒ کی دعوت کی۔ علامہ ابراہیمیؒ نے برصغیر کے علماء کی بے عملی پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت کا سلسلہ مسجدوں تک محدود نہیں رکھنا چاہیے۔ ایک عیسائی مبلغ غریبوں اور بیماروں کی غلیظ بستیوں میں بھی جا کے اپنا کام کرتا ہے۔ آپ لوگ سینماؤں اور ناچ گھروں میں جائیں، طوائفوں کے کوٹھوں پر جائیں اور لوگوں کو گناہ آلودہ زندگی ترک کرنے کی نصیحت کریں۔ اس کے بعد علامہ ابراہیمیؒ ایک بظاہر ضعیف العمر عالم دین کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا، آپ پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا، آپ کل سے طوائفوں کے علاقے میں اپنا کام شروع کر دیں۔ مولانا بدایونیؒ کا جذبہ ظرافت جاگا اور اُنھوں نے کہا۔ آپ ان کو حکم نہ دیں میں اس کام کے لیے حاضر ہوں۔ علامہ ابراہیمیؒ نے کہا نہیں، یہ سب حاضر ہیں، بزرگ ہیں ان ہی کو جانا چاہیے۔ مولانا بدایونیؒ نے کہا میں پھر عرض کرتا ہوں کہ اپنا حکم واپس لے لیجیے۔ علامہ ابراہیمیؒ نے جب وجہ پوچھی تو مولانا بدایونیؒ نے مسکراتے ہوئے کہا مولانا نے حال ہی میں ایک نیا عقد فرمایا ہے۔

مولانا بدایونیؒ نے اپنی زندگی میں بہت سے ایسے کام کیے جو باقی رہیں گے۔ ان کاموں میں سب سے اہم جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ، منگھو پیر کالونی کراچی کا قیام ہے۔ نئی عمارت کا ہر کمرہ اس کا ثبوت ہے کہ ہر فرقے اور ہر قسم کے مسلمانوں کا تعاون حاصل تھا اور وہ ایک ایسی درس گاہ قائم کرنا چاہتے تھے جہاں دینی علوم کے ساتھ ساتھ علماء کو عصری تقاضوں سے بھی روشناس کرانا چاہتے تھے ان میں وسعت قلب و نظر پیدا کی جائے اور وہ جب فارغ التحصیل ہوں تو کسی فرقہ کے مبلغ نہ کہلائیں بلکہ اسلام کے مبلغ کہلائیں تا کہ غیر مسلمین مسلمان ہوتے وقت اس پریشانی کا شکار نہ ہوں کہ جنت کس فرقہ کا لیبل لگانے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ پہلے ایک نومسلم کے اخلاقی نظام اور بنیادی تعلیمات سے تو مانوس ہو جائے گا پھر اپنی عقل و فکر سے جس مشرب کو چاہے اختیار کرے۔ آج افریقہ میں مسلم مبلغین کا سب سے بڑا مسئلہ ہے اور احمدی، بہائی اور عیسائی مبلغین ان کے فرقہ وارانہ رویہ ہی سے فائدہ اُٹھا کر اپنے متبعین کی تعداد میں اضافہ کر رہے ہیں۔ مجھ سے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے بارہا اس مسئلے پر اپنے حالِ دل کا اظہار کیا اور مجھے یہ اندازہ ہوا کہ مسلمان جہالت کے ایسے جال میں پھنسے ہوئے ہیں جہاں زبان سے تو اتحاد کی بات کی جاتی ہے مگر مقصد انضمام ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کے عقائد کا فرق باقی رکھتے ہوئے کسی مشترکہ اور عظیم مقصد کے لیے تعاون ایک ایسی نایاب چیز نظر آئی جس کی تمنا میں دل جلتے ہیں جس کے نہ ہونے سے ملت کا اجتماعی نقصان ہو رہا ہے مگر خدا بُرا کرے جہالت اور گروہ بندیوں کا جس کی وجہ سے سچ بولنا شورشوں کو دعوت دینا ہے۔

۲۱ر جولائی ۱۹۷۲ء کو مولانا بدایونیؒ کی وفات کو دو سال ہو جائیں گے وہ اپنی قائم کردہ جامعہ کے احاطہ میں ایک بلند زمین میں محوِ خواب نہیں ہیں بلکہ ملت کی پستیوں کو دیکھ کر آج بھی اشکبار معلوم ہوتے ہیں۔

نوٹ: یہ مضمون ہفت روزہ "افق" کراچی (ایڈیٹر ظہور الحسن بھوپالی) کے جون، جولائی ۱۹۷۲ء کے کسی شمارہ میں شائع ہوا تھا۔ چونکہ اوراق بوسیدہ ہو چکے تھے اس لیے راقم الحروف کو نقل کرنا پڑا۔

(ظہور الدین امرتسری)

☆☆☆

Marfat.com

حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری

موت ان کی ہے جس کا زمانہ کرے افسوس
یوں تو دنیا میں سب ہی آئے ہیں مرنے کیلئے

یوں تو اس دنیائے آب و گل میں بے شمار حضرات آتے جاتے رہے ہیں، لیکن کچھ حضرات ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے بعد بھی اپنے خلوص، اپنے حسن اخلاق وحسن کردار اور محبت ومروت کے حسین وجمیل نقوش قلب وذہن پر چھوڑ جاتے ہیں۔ انہیں خوش نصیب حضرات میں مجاہد ملت فاتح سرحد حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونیؒ کا شمار بھی ہوتا ہے۔

حضرت مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ سے ۱۹۵۳ء کے بعد ملاقاتیں شروع ہوئیں اور حضرت کے وصال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ حضرت کی مجھ پر بڑی شفقتیں تھی۔ غلاف کعبہ لے جاتے وقت مجھے ساتھ لے کر گئے۔ جہاد کشمیر میں بھی ہمیں ساتھ لے کر گئے، کوئی پروگرام حضرت کے ہاں ہوتا، حضرت نورانی میاںؒ، مولانا حسن حقانی، برادرم مولانا سید سعادت علی قادری، برادرم مفتی سید شجاعت علی قادری، عزیزم مولانا اقبال حسین نعیمی اور فقیر کو ضرور مدعو کرتے۔ حضرت نورانی میاںؒ مولانا بدایونیؒ کو عم محترم کہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ تاج العلماء کے سامنے میرے بارے میں فرمانے لگے کہ اس نوجوان کے اندر میں سیاسی جراثیم دیکھ رہا ہوں۔ حضرت مولانا عبدالغفور ہزاروی کا خطاب پہلی مرتبہ گاڑی کھاتہ میمن مسجد میں سننے کا اتفاق ہوا۔ مولانا نے تقریباً چار گھنٹے خطاب فرمایا۔ میں وزیرآباد ان کے ہاں حاضر ہوا۔ بڑی شفقت سے پیش آئے۔

ایک مرتبہ انہوں نے ایک صاحب کو کراچی میرے پاس بھیجا، مجھ سے جس قدر ہو سکا میں نے مولانا کے فرمان کے مطابق ان سے تعاون کیا۔ فقیر نے اپنی زندگی میں اس طرح کا فلسفی، منطقی اور قرآن وسنت پر عبور رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

یہ واقعہ ۱۹۵۲ء کے اواخر کا ہے جب احقر نے پہلی مرتبہ علامہ موصوف کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ شاید مولانا بدایونی صاحب کسی کام کے سلسلے میں میرے استاذ محترم تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب نعیمی اشرفیؒ سے ملاقات کے لیے ہمارے مدرسے مخزن عربیہ بحر العلوم (عقب جامع کلاتھ مارکیٹ برنس روڈ، نزد آرام باغ واقع ہے) تشریف لائے۔ علامہ بدایونیؒ مرحوم کا خوب صورت چہرہ گوری رنگت، کشادہ پیشانی، بڑی آنکھیں، جس میں ذہانت وفطانت اور شوخی کے آثار سر پر عنابی رنگ کا عمامہ اور اسی رنگ کا ٹپکا، اس پر مسکراتا چہرہ، متناسب اعضاء، دینی سماجی اور سیاسی کاموں کے لیے ہروقت حرکت میں تھے۔

جہد مسلسل اور عمل پیہم کا پیکر علامہ عبدالحامد بدایونیؒ، علامہ موصوف اپنے خاندان اپنے حسب نسب کے لحاظ سے عثمانی ہیں۔ علمی وعملی اعتبار سے آپ فاضل جلیل عالم نبیل سیف اللہ المسلول علامہ شاہ فضل رسول صاحب قادری بدایونیؒ کے خانوادے کے چشم وچراغ ہیں۔ احقر کا ۱۹۵۲ء سے ۱۹۷۰ء وصال تک تعلق رہا، اس عرصے میں احقر نے علامہ موصوف کو سفر میں، حضر میں، خلوت میں جلوت دیکھا۔ مرحوم کو خلوص ومحبت اخلاق ومروت کا پیکر پایا۔

وہ مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی
دیکھا نظر اُٹھا کے تو گلشن بنا دیا

علامہ موصوف کے ساتھ کئی سفر کرنے کا شرف حاصل ہوا،

Marfat.com

لیکن ایک یادگاری سفر جو ہمیشہ یاد رہے گا، وہ زیارت حرمین شریفین کا سفر جو کہ احقر نے اپریل و مئی ۱۹۶۳ء علامہ بدایونیؒ اور اپنے چند رفقاء کے ساتھ کیا تھا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ۱۹۶۳ء میں پہلی مرتبہ پاکستان میں غلاف کعبہ کی تیاری کی تقریب سعید ہوئی۔ اس میں علامہ موصوف کی خدمات قابلِ رشک ہیں کہ حضرت مولانا کی وجہ سے کراچی تا پشاور اور پاکستان کے مختلف شہروں میں زیارتِ غلاف کعبہ کا انتظام کیا گیا۔ بعدۂ کراچی سے غلاف کعبہ وفد کی شکل میں مکہ مکرمہ پہنچایا گیا۔ اس وفد کی قیادت علامہ بدایونیؒ نے فرمائی۔ جس میں ایک کثیر تعداد علمائے کرام اور مشائخِ عظام کی تھی۔ جس میں سے چند شخصیات کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ تاج العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عمر نعیمی اشرفیؒ

۲۔ خطیب اعظم علامہ مولانا عارف اللہ شاہ قادری صاحبؒ

۳۔ قائد اہلسنّت مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ احمد نورانیؒ

۴۔ خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ

۵۔ علامہ مولانا محمد مسعود احمد صاحب چشتی صابریؒ

۶۔ علامہ مولانا مفتی غلام قادری کشمیری صاحبؒ

۷۔ علامہ مولانا خلیل احمد قادری صاحبؒ

نیز علامہ عبدالحامد بدایونیؒ کے دو پوتے (عزیزم محمد شاہد عامر قادری، عزیزم محمد عارف قادری) بھی شریک سفر رہے۔ اس زیارت حرمین شریفین کے موقع پر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں ی علامہ موصوف کی وارفتگی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ عقیدت ومحبت قابل دید تھی اور بقول شاعر

یارب سوئے مدینہ دیوانہ وار جاؤں اس شمع
دو جہاں کا پروانہ بن کے جاؤں

اور بھی اس سفر میں بہت سے واقعات اور چیزیں قابل تحریر ہیں۔ لیکن وقت کی قلت اور صفحات کی تنگ دامنی اجازت نہیں دے رہے ہیں، ان شاء اللہ احقر کسی دوسرے موقع پر اس سفر کی تفصیلات بیان کرے گا۔

جسے چاہا در پر بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

(روشن دریچے، علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری، بزم چشتیہ صابریہ، کراچی، ستمبر ۲۰۱۵ء، صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۲)

☆☆☆

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے ایک انٹرویو میں بتایا ’’قراردادِ پاکستان کی منظوری کے بعد سے مسلم لیگ اور پاکستان کی مخالفت نے اس قدر زور پکڑا تھا کہ برصغیر کے ہر شہر قصبہ گاؤں بلکہ ہر گلی کوچے میں مباحثوں کا آغاز ہو گیا تھا۔ انگریزوں اور ہندوؤں کے علاوہ خود مسلمانوں میں مختلف طبقوں کی طرف سے پاکستان کی زبردست مخالفت کی گئی۔ ان میں پنجاب کی مجلس احرار، سرحد کی سرخ پوشوں کی تنظیم، مسلم لیگ سے نکل کر کانگریس میں شامل ہو جانے والے دیوبندی علماء پیش پیش تھے۔ ان سب کا گٹھ جوڑ ہو گیا اور جمعیت علمائے ہند ان سب کو لے کر مسلم لیگ کے مقابلے پر آ گئی اور برصغیر میں باقاعدہ کھلی جنگ شروع کر دی۔ عمومی طور خصوصی اجلاسوں میں باقاعدہ مسلم لیگ اور پاکستان کی شدت سے مخالفت ہونے لگی۔ (سنی بریلوی) علماء اور مشائخ نے جو مسلم لیگ کے ساتھ تھے، اس یلغار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور جب آگے چل کر عام انتخابات کا مرحلہ آیا تو مسلم لیگ کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں اور ہمیں زبردست کامیابی ہوئی۔ (ہفت روزہ اُفق، کراچی، ۱۹ تا ۲۵ مارچ ۱۹۷۸ء، ص ۹)

(ماہنامہ کنز الایمان، اگست ۱۹۹۵ء، لاہور، ص ۱۶۸)

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

نورالصباح بیگم

اچھا خاصا رنگ قدرے گورا سا، اونچی ناک، لانبا چہرہ، درمیانی قسم کی آنکھیں، چہرے پر داڑھی، لانبا قد، دبلا جسم، مولانا کو دور سے دیکھا، مگر جب چودھری خلیق الزماں نے تمام اسلامی ممالک کی ایک کانفرنس کراچی (پاکستان) میں بلانی چاہی تو اُنھوں نے پہلے ایک کمیٹی ترتیب دی جس میں کراچی کے معزز لوگ شامل تھے۔ اس اسلامی اجتماع کا نام شعوب الاسلامیہ منتخب ہوا۔ اس کمیٹی میں دو تین خواتین بھی تھیں اُن ہی میں سے ایک میں تھی۔ ہمارے مولانا کو عورتوں کا بے پردہ ہونا سخت ناپسند تھا۔ میٹنگ میں وہ ہمیشہ ہمارے طرف سے نظریں نیچی رکھتے۔ خیر کانفرنس ہوئی اور بہت زوروں پہ ہوئی۔ اس کے اخراجات کے لیے ہم نے بھی چندہ جمع کر کے دو ہزار روپیہ کی تھیلی چودھری صاحب کو پیش کی۔

اسی کانفرنس کی شرکت کے لیے مصر کے ایک لیڈر محمد رمضان بھی آئے تھے۔ اُن کی شادی کی تاریخ مقرر ہو چکی تھی، اس لیے وہ اپنی ہونے والی بیوی فاطمہ کو بھی ہمراہ لے آئے۔ پیر علی محمد راشدی نے ہوٹل میٹروپول میں اس شادی کا انتظام کیا اور معززین شہر اور اُن کی بیگمات کو مدعو کیا۔ دلہن کو تیار کر کے لانا ہمارے سپرد تھا۔ وہ مصری دلہنوں کے سفید لباس میں جو بالکل یورپین دلہن جیسا تھا، سر پر رومال لگا کر تیار ہوئی اور بہت پیاری لگ رہی تھی۔ ہم نے لا کر اس کو محفل میں دولہا کے قریب صوفے پر بٹھا دیا۔ اتنے میں نکاح پڑھانے مولانا عبدالحامد بدایونی صاحب تشریف لائے اور جیسے ہی ان کی نظر محفل میں بیٹھی بے شمار خواتین پر پڑی اور دلہن کو اُنھوں نے دیکھا جو کھلے منہ دولہا کے پاس بیٹھی تھی۔ لاحول پڑھتے ہوئے واپس چلے گئے۔ بہتیرا اُن کو راشدی صاحب نے سمجھایا کہ یہ تو مصری لڑکی ہے مگر اُنھوں نے کہا۔ میں ایسا نکاح نہیں پڑھا سکتا جہاں تمام عورتیں اور دلہن بے پردہ ہوں۔

قبل از تقسیم ہند مولانا یوپی اسمبلی کے مسلم لیگی ممبر تھے۔ اُنھوں نے حصول پاکستان کے لیے بہت جدوجہد کی اور ایسے علماء سے ٹکر لی جو کہ نیشنلسٹ تھے۔ پاکستان میں وہ قانون ساز اسمبلی کے رُکن تھے۔ اُنھوں نے چند ساتھیوں کے ساتھ مل کر وزیراعظم لیاقت علی خان کے دور میں پاکستان کے آئین کے لیے اسلامی نقطہ نظر سے چند بہترین تجاویز تیار کر کے قرطاس کی شکل میں پیش کیں جو کہ اگر اُس دور میں آئین تیار ہو جاتا اور نافذ ہو جاتیں تو ملک کو ہزاروں خرابیوں سے بچانے کا باعث ہوتیں۔

صدر ایوب خان نے ایک کمیٹی ترتیب دی جس کا مقصد یہ تھا کہ ملک کی خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے اصلاحات پیش کرے جس میں چند خواتین، چند مرد حضرات اور خود مولانا عبدالحامد بدایونی" تھے۔ جب یہ اصلاحات صدر ایوب کی منظوری کے لیے پیش ہوئیں تو مولانا نے ان کو منظور کراتے ہوئے اپنا اختلافی نوٹ بھی ساتھ لگا دیا تھا۔ یہ اصلاحات منظور ہو کر نافذ کر دی گئیں جن کی بدولت کوئی مرد اپنی پہلی بیوی کی بے اجازت دوسری شادی نہیں کر سکتا۔ ملک کی تمام خواتین ایوب خان کے پاس شکر گزاری کے لیے وفود لے کر پہنچیں۔ میں ان سب سے الگ اپنی بزم عمل خواتین کا وفد لے کر کراچی ایئرپورٹ پر پہنچی جبکہ صدر ایوب ملک سے باہر جا رہے تھے۔ وہ ہم سب خواتین سے خوشی خوشی ملے۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ پہلی

Marfat.com

شخصیت ہیں جنہوں نے ملک کی خواتین کی مشکلات کو کم کرنے کے لیے اصلاحات نافذ کی ہیں۔ میرے پیچھے کی قطار میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کھڑے تھے۔ ایوب خان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ بیگم صاحبہ میں تو آپ لوگوں کے لیے بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں مگر یہ مولانا نہیں مانتے۔

میں نے کہا "صدر صاحب! پاکستان میں مولاناؤں کی تعداد کم ہے۔ خواتین کی تعداد زیادہ ہے۔ آپ اصلاحات نافذ کیے جائیں ہم خود مولاناؤں کو راہ پر لے آئیں گے۔" مولانا ہنسنے لگے۔

(پاکستان کی مشہور شخصیتیں میری نظر میں، مصنفہ: نور الصباح بیگم، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، س ن، صفحہ ۵۵ تا ۵۷)

۱۹۴۶ء میں جب مرکزی انتخابات ہوئے تو ہر طرف مسلم لیگ اور پاکستان کا نعرہ تھا۔ شہر شہر، قصبہ قصبہ، قریہ قریہ مسلم لیگ کی دھوم تھی اور مسلمانوں کا مطالبہ پاکستان تھا۔ علاقہ روہیل کھنڈ خصوصاً بریلی اور بدایوں میں مسلم لیگ کے علاوہ کوئی آواز نہ تھی۔ بدایوں کے علماء و عمائد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، خواجہ غلام نظام الدینؒ، (مولانا) ملا عبدالصمد مقتدریؒ وغیرہ نے بڑا کام کیا۔ قصبہ اوجھیانی میں چوہدری حاجی شمس الدین، مولوی ابوالحسن، منشی شمس الدین، سیّد نشید اعلی شیخ شوکت علی، ریاض الدین شیخ، عبدالرحیم وغیرہ مسلم لیگ تحریک کے سرگرم رکن تھے۔ قصبہ اوجھیانی میں مسلمان اقلیت میں تھے اور مسلمانوں کے غالباً سترہ ووٹ تھے۔ مسلمانوں کے پندرہ ووٹ مسلم لیگ کو ملے۔ ایک صاحب ڈاکٹر محمد اسحاق نے اپنا ووٹ استعمال نہیں کیا۔ آخری ووٹ مفتی احمد یار خانؒ کا تھا اور وہ اوجھیانی میں موجود نہ تھے۔ نگران کے آنے کی خبر گرم تھی۔ پولنگ کا آخری وقت ۵ بجے تھا۔ ساڑھے چار بجے کی گاڑی سے مولانا احمد یار خانؒ پہنچ گئے اور اسٹیشن سے سیدھے پولنگ اسٹیشن (میونسپل بورڈ آفس) گئے اور مسلم لیگ کو ووٹ دیا۔ مسلمانانِ اوجھیانی کے چہرے فرطِ مسرت سے چمک اُٹھے اور لوگ مولانا کو بصورت جلوس گھر لائے۔ سب کو احساس تھا اور اعتراف تھا کہ مولانا محض ووٹ ڈالنے کی غرض سے اتنا طویل سفر طے کر کے آئے ہیں۔

(ماہنامہ ترجمان اہلسنت (کراچی)، نومبر دسمبر ۱۹۷۵ء، ص ۷۵) (کنز الایمان، لاہور، تحریک پاکستان نمبر، اگست ۱۹۹۵ء، ص ۲۱۱-۲۱۲)

☆☆

تحریک پاکستان کی کامیابی کے لیے مولانا عبدالحامد بدایونی جو ہندوستان کے تمام گوشوں میں منعقد ہونے والی مسلم لیگ کی کانفرنسوں میں شرکت کرتے رہے اور انتہائی موثر اور عام فہم انداز میں عوام کے سامنے پاکستان کی ضرورت و اہمیت سے آگاہ کرتے رہے اور یہ خصوصیت بھی مولانا بدایونی کا حصہ ہے کہ دیگر علماء اہلسنّت کی طرح آپ ہمیشہ مذہبی داعیات پیش کرتے رہے اور اپنی تقاریر میں ہمیشہ یہ پہلو نمایاں رکھا کہ ہم ایسا پاکستان چاہتے ہیں جہاں کتاب و سنت کے مطابق حکمرانی کی جائے، فسق و فجور سے پاک معاشرہ قائم ہو جس کی بنیاد اسلامی عدل و انصاف پر ہو۔ (روزنامہ جنگ، راولپنڈی، ۲۱ رجولائی ۱۹۸۴ء)

(ماہنامہ کنز الایمان، اگست ۱۹۹۵ء، لاہور، ص ۱۹۲)

Marfat.com

فخرِ اہلِ سنت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

محمد صادق قصوری

جب برطانوی استعمار کے خلاف مسلمانانِ ہند نے علم حریت بلند کیا تو مولانا اس تحریک میں شامل ہوگئے۔ جب ہندوؤں نے شدھی تحریک چلائی اور مسلمانوں کو ہندو بنانے کی شرمناک سازش کی تو مولانا سینہ سپر ہو کر میدان میں آئے اور اپنی شعلہ بار تقاریر سے مسلمانوں کے خوابیدہ جذبات کو بیدار کیا اور اس سازش کا پوری طرح سے سد باب کیا۔

آپ تحریک پاکستان کے شروع ہونے سے قبل ہی دو قومی نظریہ کے حامی اور پر جوش مبلغ تھے۔ تحریک خلافت پاکستان اور تحریک فلسطین میں آپ نے نمایاں حصہ لیا۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں جب قرارداد لاہور پاس کی گئی تو آپ قائداعظم کے خاص رفقاء میں سے تھے۔ اس موقع پر قراردادوں کے علاوہ مسئلہ فلسطین پر پیش کردہ قرارداد کے حق میں آپ نے ولولہ انگیز تقریر کی۔

آپ نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۱۴ء میں تحریک خلافت سے کیا اور ملکی سیاست میں عملی طور پر حصہ لینا شروع کیا۔ آپ نے اس تحریک میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی اور نواب محمد اسماعیل خان کے ساتھ کام کیا۔ ہندوستان بھر کا دورہ کر کے مسلمانوں کے خفتہ جذبات کو بیدار کیا۔ لکھنؤ کی جس کانفرنس میں بمبئی کی خلافت کمیٹی کو آل انڈیا بنانے کا فیصلہ کیا گیا، اس میں مولانا بھی شریک تھے۔ آپ کو سیاسی سرگرمیوں کے لئے میدان مل گیا، پھر کبھی تنہا اور اکثر اپنے برادرِ اکبر مولانا عبدالماجد بدایونی کے ساتھ خلافت کمیٹی کی شاخیں قائم کرنے کے لئے ملک کے طویل دورے کیئے۔ یہ واقعہ ہے کہ کم از کم یو پی کے طول وعرض میں کوئی شہر یا قصبہ ایسا نہیں ہے جہاں خلافت کمیٹی قائم کرنے میں مولانا نے بالواسطہ یا بلا واسطہ حصہ نہ لیا ہو۔(۱)

مولانا عبدالباری فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ مجلس مؤید اسلام جب سرگرم عمل تھی تو اس کی تحریک پر مسلمانانِ ہند کے مطالبات مرتب کرنے کے لئے مختلف فکر کے علماء دین کا پہلا سیاسی جلسہ لکھنؤ میں ہوا جس میں علماء فرنگی محل کے علاوہ صاحبزادۂ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان بریلوی، حضرت مولانا عبدالماجد قادری بدایونی، مولوی ولایت حسین الہ آبادی، مولانا ثناء اللہ امرتسری (اہلحدیث) اور سید آقا حسن مجتہد لکھنوی بھی شریک ہوئے تھے، آپ بھی اس جلسہ میں شریک تھے نیز نہرو رپورٹ کے خلاف اسلامیانِ ہند کی حمایت کرتے ہوئے بڑی بڑی اسلامی کانفرنسوں میں شرکت کر کے اپنی خاندانی روایات کو برقرار رکھا۔ اس تحریک میں مولانا فضل الرحمٰن حسرت موہانی، مولانا عبدالقادر آزاد سبحانی اور مولانا عبدالماجد بدایونی کے ساتھ آپ کے طویل دوروں اور پر جوش تقاریر کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

مولانا عبدالماجد بدایونی اور مولانا عبدالحامد بدایونی، دونوں بھائیوں کو اللہ تعالیٰ نے فن خطابت میں کمال بخشا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جب مولانا عبدالماجد تقریر کرتے تو مطالب و معانی کے لحاظ سے اور اپنی اعلیٰ وشستہ زبان اور انوکھے انداز بیان سے سامعین کو مسحور کر دیتے تھے، اسی طرح مولانا عبدالحامد بھی اپنے بھائی کے رنگ میں تقریر فرماتے۔(۲)

آل انڈیا مسلم لیگ کے ۱۹۳۷ء کے لکھنؤ کے سیشن میں مولانا نے باقاعدہ عملی طور پر حصہ لیا تھا اور تقسیم ہند آل انڈیا مسلم لیگ کے رکن رہے جب قائداعظم نے مسلم لیگ کو مسلمانانِ ہند کی ایک مؤثر جماعت بنانے کا پروگرام بنایا تو اس میں بھی آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے

Marfat.com

مسلم لیگ کا پورا ساتھ دیا۔

۱۹۴۰ء میں اقبال پارک (منٹو پارک) لاہور میں قراردادِ پاکستان کے سلسلے میں جو اجلاس منعقد ہوا تھا، مولانا عبدالحامد بدایونی نے علماء و مشائخ اہل سنت کی نمائندگی کرتے ہوئے اس اجلاس میں شرکت فرمائی، قائداعظم کی زیر صدارت قراردادِ پاکستان کی حمایت میں تاریخی اجتماع سے خطاب فرمایا جو ہمیشہ یادگار رہے گا۔

قیام پاکستان کی تحریک کو تیز تر کرنے اور نصب العین کے حصول کے لئے فیصلہ کن اقدام کی خاطر ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں منعقد ہوئی اس عظیم الشان تاریخی اجتماع میں مولانا عبدالحامد بدایونی بھی شریک تھے اور ملک بھر میں رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے اکابر علماء اہل سنت کی جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی، مولانا بدایونی اس کے اہم رکن تھے۔

۱۹۴۶ء کے تاریخی انتخابات میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آسام و بنگال کی سرزمین مولانا بھاشانی کے نعروں سے گونج رہی تھی تو سرحد، پنجاب، بلوچستان اور یوپی میں مولانا کی تقاریر ملت اسلامیہ کو جہاد کے لئے آمادہ کر رہی تھیں۔ صوبہ سرحد کے ریفرنڈم میں مسلم لیگ کے وفد میں نواب بہادر یار جنگ اور مولانا بدایونی بھی شامل تھے۔ حضرت پیر صاحب مانکی شریف علیہ الرحمہ نے قائداعظم سے خاص طور پر مولانا بدایونی کو سرحد میں بھیجنے کے لئے کہا تھا۔ آپ نے اپنے زورِ خطابت سے سرحد کے مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت پر کمربستہ کر لیا۔ اس جرم میں حکومت نے انہیں ناپسندیدہ عناصر کی فہرست میں شامل کر لیا لیکن وہ تمام خطروں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پاکستان کے لئے کام کرتے رہے۔ قائداعظم نے آپ کی خدماتِ جلیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو فاتح سرحد کا خطاب دیا۔ اسی طرح آپ نے قائداعظم کے ساتھ دورہ فرما کر سیالکوٹ میں احراریوں کا زور توڑا اور احراریوں کی لچھے دار تقریریں آپ کی شعلہ نوائی کے سامنے بےکار ثابت ہوئیں۔ (۳)

۱۹۴۰ء میں ہی نواب زادہ لیاقت علی خان جنرل سیکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے مولانا بدایونی کو حیدرآباد دکن بھیجا تاکہ وہ کسی طرح نظام دکن اور قائداعظم کی ملاقات کے لئے راہ ہموار کریں کیونکہ ان دونوں راہنماؤں کے اختلافات ملت اسلامیہ کی جدوجہد پر اثرانداز ہو رہے تھے۔ میر عثمان علی خاں آخری تاجدار دکن علماء کے بہت قدردان تھے اور وہ مولانا بدایونی کی علمیت و خطابت کے بڑے مداح تھے اس لئے مولانا بدایونی کو شرفِ باریابی حاصل کرنے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ اس ملاقات کے وقت مولانا کے صاحب زادے جناب محمد عبدالقادری بدایونی بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ نظام دکن سے مولانا کی کافی بحث ہوئی اور جب مولانا وہاں سے رخصت ہوئے تو نظام دکن قائداعظم سے ملاقات کے لئے راضی ہو چکے تھے۔ (۴)

۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کی طرف سے علماء کا ایک وفد حج کے موقع پر سعودی عرب گیا تاکہ اسلامی ملکوں کے راہنماؤں اور مسلمانانِ عالم کو تحریک پاکستان کے محرکات سے آگاہ کیا جا سکے۔ یہ وفد مشرقِ وسطیٰ اور عرب ملکوں کے دورے پر بھی گیا اور تحریک پاکستان کے سلسلے میں رائے عامہ کو ہموار کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ اس وفد کے قائد (مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیت علماء پاکستان کے والد ماجد) حضرت مولانا الحاج شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ، اور سیکریٹری مولانا بدایونی تھے۔

تقسیم کے وقت مولانا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں شرکت کے لئے کراچی تشریف لائے اور پھر یہیں کے ہو گئے۔ کانگریسی نظریات کی حامل جمعیۃ العلماء کے مقابلہ میں مولانا ابوالحسنات نے مرکزی جمعیۃ علماء پاکستان کی بنیاد رکھی تو مولانا بدایونی سندھ کراچی زون کے صدر چنے گئے۔ جب دستور سازی

Marfat.com

کے لئے مختلف فرقوں کے علماء نے ۲۳ نکات کی منظوری دی تو اس کنونشن میں مولانا بدایونی بھی موجود تھے۔ مولانا ابوالحسنات کی وفات کے بعد اتفاق رائے سے آپ کو جمعیۃ علماء پاکستان کا مرکزی صدر چن لیا گیا اور آپ تاحیات اس عہدۂ جلیلہ پر متمکن رہے اور ہر لحاظ سے اپنے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔

سعودی حکومت کے ظلم وستم کی وجہ سے جب حرم شریف اور گنبد خضریٰ کو سخت نقصان پہنچا تو عالم اسلام میں ہلچل سی مچ گئی، ہر طرف سے صدائے احتجاج بلند ہوئی، مسلمانانِ پاکستان نے آپ کی قیادت میں ایک وفد سعودی عرب بھیجا تا کہ آپ سعودی حکومت کو اس کے مذموم عزائم سے باز رکھنے کی سعی کریں۔ چنانچہ یہ وفد ۲۳ راگست ۱۹۵۲ء کو مکہ معظمہ پہنچا اور شیخ محمد سرور الصبان نائب وزیر مالیات، شیخ صالح کزاز انچارج دفتر محکمہ تعمیر مسجد نبوی اور ولی عہد معظم سے تفصیلی گفتگو کر کے مسلمانان پاکستان کے جذبات سے آگاہ کیا۔ اس پر ہر سہ حضرات کے وفد کو یقین دلایا کہ سوادِ اعظم کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچائی جائے گی اور عنقریب ایک اخباری بیان کے ذریعہ عالم اسلام کو مطمئن کر دیا جائے گا۔ (۵) مگر افسوس کہ سعودی حکومت اپنی مخصوص پالیسی پر ابھی تک گامزن ہے۔

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی تو مولانا مرحوم نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، تحریک کی حمایت میں اور مرزائیت کی تردید کی پاداش میں حکومت نے آپ کو گرفتار کر لیا اور آپ ایک سال تک سکھر اور کراچی کی جیلوں میں نظر بند رہے۔ اس سے قبل بھی ۱۹۴۴ء میں مرزائیوں کو مسلم لیگ کا ممبر نہ بنانے کے بارے میں قرارداد پیش کرنا چاہی مگر اس وقت کے سیاسی حالات کی وجہ سے آپ کو اجازت نہ ملی۔ (۶) اس وقت بڑی سے بڑی تکلیف بھی آپ کے عزمِ صمیم کو متزلزل نہ کر سکی۔ اسی نظر بندی میں آپ نے دو کتابیں کتاب وسنت غیروں کی نظر میں، اور فلسفۂ عباداتِ اسلامی لکھی جو بہت مقبول ہوئیں۔

آپ نے کراچی میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے نام سے ایک عظیم الشان ادارہ قائم کیا جس میں علومِ قدیمہ وجدیدہ کے ساتھ ساتھ تمام عالمی زبانوں اور مذاہب عالم کے مطالعے کا بندوبست کیا گیا۔ یہ ادارہ منگھو پیر روڈ پر واقع تھا جس میں مختلف ممالک کے طلباء زیر تعلیم تھے۔ آپ نے مصر، ترکی، انگلینڈ، روس، چین، الجیریا، نائیجیریا، تیونس، حجازِ مقدس، کویت، عراق اور ایران کا دورہ فرمایا اور وہاں کے نظامِ تعلیم کا بغور مطالعہ کیا تا کہ اس مطالعہ کی روشنی میں جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کیا جا سکے۔ جامعہ میں چھ سو طلباء کی نشستوں کا بندوبست کیا گیا ہے۔

۱۹۶۵ء میں بھارت جیسے بزدل اور عیار دشمن نے بین الاقوامی سرحدوں کا احترام نہ کرتے ہوئے رات کی تاریکی میں پاکستان پر حملہ کر دیا تو جہاں ہمارے بہادر، غیور اور جیالے فوجیوں نے جرأت و بے باکی کا زبردست مظاہرہ کیا، وہاں علماء ومشائخ نے بھی قوم کے جذبۂ حب الوطنی کو بیدار کیا۔ جنگ کے بعد آپ نے آزاد کشمیر کا دورہ کیا۔ آپ کے ساتھ حسب ذیل علماء کا وفد تھا:۔

(۱) مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری، راولپنڈی
(۲) مولانا محمد شفیع اوکاڑوی (ایم۔ این۔ اے)
(۳) مولانا جمیل احمد نعیمی۔
(۴) مولانا محمد محسن فقیہ شافعی۔
(۵) مولانا سید خلیل احمد قادری

آپ نے مہاجرین میں تین لاکھ روپیہ نقد اور دیگر سامان خورد ونوش تقسیم کیا، گیارہ ہزار روپیہ صدر آزاد کشمیر کو پیش کیا۔

آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں، چند ایک کے نام یہ ہیں۔

(۱) اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم
(۲) اسلام کا زرعی نظام عمل (اس کتاب پر علامہ اقبال نے

Marfat.com

تحسین آمیز کلمات لکھے)

(۳) تصحیح العقائد

(۴) فلسفۂ عباداتِ اسلامی

(۵) کتاب وسنت غیروں کی نظر میں

(۶) تاثراتِ دورۂ چین

(۷) تاثراتِ دورۂ روس

(۸) رپورٹ دورۂ آزاد کشمیر

(۹) حرمتِ سود

(۱۰) عائلی قوانین۔

(۱۱) الجواب المشکور فی اسئلۃ القبور

(۱۲) مشرقی کا ماضی وحال (۷)

حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین نائب صدر ادارۂ دینیہ تاشقند (روس) کی دعوت پر آپ کی زیر قیادت جمعیۃ علماء پاکستان کے ایک وفد نے روس کا تاریخی دورہ کیا تھا۔ روس کے علاوہ اس وفد نے لندن، سوئٹزر لینڈ، دمشق، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا بھی دورہ کیا۔ اس وفد میں مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا شاہ محمد جیلانی شامل تھے۔ اس دورہ کے بعد آپ نے واپس آ کر روس کے مسلمانوں کے متعلق رپورٹ حکومت کو پیش کی مگر وہ کسی مصلحت کی بناء پر چھپ نہ سکی۔

کئی سال کی علالت کی وجہ سے آپ کافی کمزور ہو گئے تھے تاہم دینی وملی خدمت کا جذبہ سرد نہ پڑا۔ وفات سے چند روز قبل آپ بظاہر بالکل ٹھیک ٹھاک تھے، ۱۴/ جولائی ۱۹۷۰ء کو اپنی زندگی کی آخری پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ ۱۹ جولائی کو ساڑھے آٹھ بجے شب معمول کے مطابق دفتر جمعیۃ سے گھر تشریف لائے۔ کھانے سے فارغ ہو کر اہل خانہ سے محو گفتگو تھے کہ آپ پر اچانک فالج کا حملہ ہوا، اسپیشل اسپتال کراچی میں داخل کیے گئے، زبردست کھانسی سے دماغ کی شریان پھٹ گئی اور یہ محسن ملک و ملت، عاشق رسول، صوفی اور بے مثل خطیب ۱۴/ جمادی الاولیٰ، ۱۳۹۰ھ/ ۲۱ جولائی ۱۹۷۰ء کو راہی ملک بقا ہو گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نمازِ جنازہ میں علماء، مشائخ، حکام، غیر ملکی سفراء، سیاسی لیڈر اور دیگر ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ نمازِ جنازہ حضرت محدث کچھوچھوی مولانا محمد مختار اشرف نے پڑھائی اور آپ کو حسب وصیت جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

حوالہ جات

۱۔ روزنامہ جنگ کراچی ۷/ جون، ص ۳۔ ترجمان اہلسنت کراچی، اگست ستمبر ۱۹۷۴ء، ص ۵۸۔۸۹، اکابرین تحریک پاکستان محمد صادق قصوری، مکتبہ رضویہ گجرات) صفحہ 105 تا 114

۲۔ روزنامہ جنگ کراچی ۷/ جون، ص ۳۔ ترجمان اہلسنت کراچی، اگست ستمبر ۱۹۷۴ء، ص ۵۸۔۸۹، اکابرین تحریک پاکستان محمد صادق قصوری، مکتبہ رضویہ گجرات صفحہ 105 تا 114

۳۔ روزنامہ جنگ کراچی ۷/ جون، ترجمان اہل سنت کراچی، اگست ستمبر ۱۹۷۴ء، پندرہ روزہ سوادِ اعظم لاہور یکم تا ۱۵ جون ۱۹۷۲ء، اکابرین تحریک پاکستان، محمد صادق قصوری، مکتبہ رضویہ گجرات صفحہ 105 تا 114

۴۔ ترجمان اہل سنت کراچی، اگست ستمبر ۱۹۷۴ء۔ اکابرین تحریک پاکستان محمد صادق قصوری، مکتبہ رضویہ گجرات صفحہ 105 تا 114

۵۔ مسجد نبوی اور مآثرِ مبارکہ کے بقاء وتحفظ کا مطالبہ از مولانا محمد محسن فقیہ شافعی، مطبوعہ کراچی ۱۹۵۲ء، اکابرین تحریک پاکستان محمد صادق قصوری، مکتبہ رضویہ گجرات، صفحہ 105 تا 114

۶۔ روزنامہ انقلاب لاہور، ۳/ اگست ۱۹۴۴ء، اکابرین تحریک پاکستان محمد صادق قصوری، مکتبہ رضویہ گجرات، صفحہ 105 تا 114

۷۔ ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی اگست ستمبر ۱۹۷۴ء، ص ۶۲، اکابرین تحریک پاکستان محمد صادق قصوری، مکتبہ رضویہ گجرات، صفحہ 105 تا 114

(اکابرین تحریک پاکستان محمد صادق قصوری، مکتبہ رضویہ گجرات، صفحہ 105 تا 114)

☆☆☆

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی ایم اے

بیعت: آپ سلسلۂ قادریہ میں بدایوں شریف کے نامور عالم دین و بزرگ حضرت مولانا عبدالمقتدر بدایونی قدس سرہٗ کے دست پر بیعت ہوئے۔

خطابت: سندالفراغ کے بعد مدرسہ شمس العلوم بدایوں کے نائب مہتمم مقرر ہوئے۔ تقریر خطابت و وعظ گوئی آپ کے خاندان کا ہمیشہ سے طرّہ امتیاز رہا ہے۔ چنانچہ مدرسہ شمس العلوم کے سالانہ جلسوں میں آپ کی تقاریر خصوصی اہمیت کی حامل ہوتی تھیں۔ تین سال تک مدرسہ شمس العلوم میں مولانا بدایونی درس دیتے رہے اور اسی کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے دینی اور سیاسی جلسوں میں بھی خطاب فرماتے رہے۔ صوبہ بنگال کے مسلمانوں کی فرمائش پر کلکتہ کی عیدگاہ میں نماز پڑھانے کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ (گلدستہ عقیدت مقالات برحالات عبدالحامد بدایونی، مطبوعہ ۱۹۷۱ء)

سفر حرمین شریفین: مولانا عبدالحامد بدایونی نے ۲۲ مرتبہ حج بیت اللہ شریف اور حضور پرنور کے روضۂ اقدس کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ (گلدستۂ عقیدت، ص ۳۵)

تحریک خلافت: ترکوں کی امداد اور تحریک خلافت کو موثر بنانے کے لئے علی برادران (مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی جوہر اور زعمائے خلافت نے گاندھی (انتہا پسند ہندو) کو انتہائی کوششوں کے بعد اپنے ساتھ شامل کیا اور ہزار ہا روپیہ گاندھی کی لیڈری اور ہندو، مسلم اتحاد' کی خاطر خرچ کیا۔ لیکن تجربے اور مشاہدے نے اس چیز کو واضح کر دیا کہ گاندھی اور ہندو قوم، مسلمانوں کی اس تنظیم (تحریک خلافت) کو کسی طرح گوارا نہ کر سکے۔ پنڈت مالویہ، پٹیل اور تمام ہندوؤں زعماء ہر موقع پر در پردہ تحریک کے خلاف سازشوں میں مصروف رہے۔ چنانچہ ایک طرف چورا چوری کا ڈھونگ رچایا گیا تو دوسری طرف متھرا۔ آگرہ وغیرہ کے اضلاع میں مسلمانوں کو آریہ بنانے کی منظم مہم شروع کی گئی اور وہ گاندھی جنہیں علی برادران میدانِ سیاست میں لائے تھے، وہ شردھانند کی تحریک آریہ سماج کی باتیں کرنے لگے۔ دوسری جانب اسمبلی میں نہرو رپورٹ پیش کی۔ یہ رپورٹ مسلمانان ہند کی غیرتِ قومی کے لئے ایک چیلنج تھی۔ مولانا محمد علی اس رپورٹ کے بعد اور مولانا عبدالحامد بدایونی شدھی کے آغاز کے وقت کانگریس سے علیحدہ ہوگئے اور جہاں جہاں شدھی کا کام کیا جارہا تھا، ان حلقوں میں پہنچ کر مستقل طریقے سے تبلیغی جدوجہد شروع کر دی اور مرکزی تبلیغ الاسلام انبالہ و آگرہ کی تنظیم میں ایک فعال رکن کی حیثیت سے شریک ہوگئے۔

تحریک پاکستان: جمعیت علمائے ہند دہلی جو کانگریس پرستی میں مشہور و یگانہ حیثیت رکھتی تھی۔ اس کے چند ارکان کچھ دنوں تک قائداعظم کے ساتھ رہے لیکن بعد میں یہ تمام افراد کانگریس کے ہم نوا ہوگئے۔ علامہ بدایونی نے یوپی، سی پی، بہار، اڑیسہ، بنگال، آسام، بمبئی، کراچی (سندھ)، بلوچستان، پنجاب اور صوبہ سرحد کے دور افتادہ مقامات پر مسلم لیگ کے انتخابات میں نمایاں طور پر لیگ کے لئے سرگرم عمل رہے۔ خان برادران کے مقابلے میں جو معرکہ ہوا اس میں مولانا بدایونی کی گراں قدر خدمات ایسی ہیں کہ آپ کو فاتح سرحد کا خطاب دیا گیا۔ اسی طرح سلہٹ، بنگال جہاں مولانا حسین احمد ٹانڈوی (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند) کا اثر خاص تھا اور جسے مولانا کا حصن حصین کہا جاتا تھا۔ لیکن علامہ

Marfat.com

بدایونی نے کانگریسی طائفے کے مقابلے میں الحمدللہ شاندار طریقے سے مسلم لیگی امیدوار کو کامیاب بنایا۔ ہندوستان کے تمام گوشوں میں مسلم لیگ کانفرنسیں ہوئیں۔ ان کانفرنسوں میں مولانا بدایونی شریک ہوئے اور مسلم لیگ کو مستحکم کرنے اور پاکستان کے قیام کی تحریک کو نہایت ہی مؤثر اور دل نشین انداز میں پیش فرمایا۔ مولانا کی تقریروں میں ہمیشہ یہ پہلو نمایاں رہتا کہ ہم ایسا پاکستان بنانا چاہتے ہیں جہاں کتاب وسنت اور فقہ حنفی کے مطابق حکومت کی جائے۔ مولانا مسلم لیگ کی کانفرنس منعقدہ لکھنؤ ۱۹۳۷ء تک مسلم لیگ اور قیام پاکستان کی تحریک میں سراپا مشغول رہے۔ (گلدستۂ عقیدت)

جمعیت علماء پاکستان: جمعیت علماء پاکستان نے دستور پاکستان کے سلسلے میں اپنے مسودات بھی شائع کر کے حکومت کے حوالے کئے۔ ۲۲ علماء کا جو اجتماع کراچی میں دستور کی ترتیب کے لئے منعقد ہوا، اس کے اندر علامہ بدایونی اور علامہ مفتی محمد صاحب داد خان جمالی نے مرکزی جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے نمائندگی فرمائی۔ جمیعت علماء پاکستان کے اغراض ومقاصد میں پاکستان کی حفاظت وصیانت داخل ہے۔ چنانچہ پاکستان کو دنیا بھر میں متعارف کرانے کے لئے اس کے وفود حجاز، عراق، ترکی، لندن، روس، چین، الجزائر، تیونس، کویت، ایران اور بحرین بھی گئے۔ انتہائی مفید خدمات انجام دیتے رہے۔

ستمبر ۱۹۶۵ء میں جس وقت ہندوستان نے پاکستان کے خلاف جنگی اقدامات کئے تو سب سے پہلے مرکزی جمعیت علماء پاکستان اس لڑائی کو جہاد (اسلام اور کفر) قرار دے کر انتہائی سرگرمی کے ساتھ پوری قوم کو پاکستان کی حفاظت کے لئے تیار کیا۔ ایک بار آرام باغ کراچی میں جمعیت کی جانب سے منعقدہ جلسہ "جہاد کشمیر" میں اپنا جدی پشتی لباس چھوڑ کر فوجی یونی فارم میں پاکستان کا پرچم لہراتے ہوئے جلسہ گاہ اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے۔

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا قیام: ۱۹۶۴ء میں فالج کا پہلا حملہ ہوا اور آنکھ میں کینسر ہونے کے باوجود انہوں نے جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے نام سے ایک عظیم الشان ادارہ قائم کیا۔ جامعہ کے لئے کراچی میں منگھو پیر روڈ بنارس چورنگی اورنگی ٹاؤن دامن کوہ میں پچھتر (۷۵) ہزار گز زمین حاصل کی گئی۔ طلباء کی تعلیم کے لئے وسیع کمرے تیار ہو چکے، ہر کمرے میں ساٹھ طلباء کی گنجائش رکھی گئی، سات کمرے طلباء کی رہائش کے لئے مکمل ہو چکے تھے۔ سو طلباء کے کھانے کے لئے تین وسیع کمرے بنائے جا چکے تھے۔ ستر ہزار روپے کی لاگت سے جامعہ کا ایک وسیع دروازہ تعمیر ہوا جس میں علوم قدیمہ وجدیدہ کے ساتھ ساتھ تمام عالمی زبانوں اور مذہب عالم کے مطالعے کا بندوبست کیا گیا۔ اس میں مختلف ممالک کے طلباء زیر تعلیم ہوئے۔ آپ نے مصر، ترکی، انگلینڈ، روس، چین، الجیریا، نائیجیریا، تیونس، حجاز مقدس، کویت، عراق اور ایران کا دورہ فرمایا اور وہاں کے نظام تعلیم کا بغور مطالعہ کیا تا کہ اس مطالعہ کی روشنی میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کیا جا سکے۔ جامعہ میں چھ سو طلباء کی نشستوں کا بندوبست کیا گیا ہے۔

وصال: حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی نے مصروف زندگی گزار کر ۷۲ سال کی عمر میں ۱۵ر جمادی الاول ۱۳۹۰ھ بمطابق ۲۰ر جولائی ۱۹۷۰ء بروز دوشنبہ مبارک اس دنیائے فانی سے انتقال فرما گئے۔ پیر کالونی کے بلدیہ پارک میں حضرت مولانا سید مختار اشرف جیلانی سرکار کلاں سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھ شریف (انڈیا) نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے۔ آپ کی وصیت کے مطابق جامعہ اسلامیہ منگھو پیر روڈ کے احاطہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

(سہ ماہی مجلہ بدایوں، کراچی، شمارہ نمبر ۱، ۲۰۰۷ء مضمون: مرحوم علمائے بدایوں جو سندھ میں آسودۂ خاک ہوئے، صاحبزادہ سید محمد زین العابدین شاہ راشدی ایم اے)

☆☆☆

Marfat.com

حضرت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ - تحریک پاکستان کے انتھک مجاہد

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی

مملکت خداداد پاکستان کے قیام میں جن علمائے اسلام کی خدمات بہت نمایاں ہیں۔ان میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ بھی شامل ہیں۔جن دنوں پاکستان کی تحریک زوروں پر تھی۔انہوں نے متحدہ ہندوستان کے طوفانی دورے کئے اور ہر شہر اور قصبے میں جا کر مسلمانوں تک حضرت قائداعظمؒ کا یہ پیغام پہنچایا کہ بحیثیت مسلمان ان کی زندگی کے لئے پاکستان کا قیام نہایت درجہ ضروری ہے۔اس مقصد کے لئے انہوں نے بیرون ملک بھی کئی دورے کئے اور عالم اسلام کے مسلمانوں کو تحریک پاکستان کے محرکات سے آگاہ کیا۔

مولانا بدایونی ۱۸۹۸ء کو بدایوں (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ابھی بیس دن کے تھے کہ والد ماجد حکیم عبدالقیوم قادری وفات پا گئے۔مولانا کے بڑے بھائی مولانا عبدالماجد بدایونی (جن کا شمار تحریک خلافت کے نامور رہنماؤں میں ہوتا ہے) اس وقت بارہ برس کے تھے۔والدہ ماجدہ نے دونوں بیٹوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت بڑی ہمت اور جانفشانی سے کی۔تکمیل تعلیم کے بعد مولانا عبدالحامد بدایونی جامعہ شمس العلوم بدایوں میں مدرس و مفتی اور بدایوں کی جامع مسجد میں خطیب مقرر ہوئے۔

اس دوران مسلمانان ہند نے برطانوی استعمار کے خلاف علم حریت بلند کیا تو مولانا اس تحریک میں شامل ہو گئے پھر شدھی کا طوفان بے ہنگام اٹھا تو مولانا اس کے سامنے سینہ سپر ہو گئے اور اپنی شعلہ بیانی سے نمایاں خدمات انجام دیں۔پھر تحریک خلافت میں حصہ لیا لیکن ان کی زندگی کا عظیم اور تابناک پہلو حضرت قائداعظمؒ کی رہنمائی میں تحریک پاکستان کے لئے انتھک کام کرنا تھا۔

مولانا بیس سال کے تھے جب ۱۹۱۸ء میں انہوں نے پہلی بار آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کی۔یہ اجلاس مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی صدارت میں منعقد ہوا تھا۔نوجوان عبدالحامد نے اس اجلاس میں پر جوش تقریر کی۔اس کے بعد وہ تقسیم ہند تک آل انڈیا مسلم لیگ کے رکن رہے۔مولانا شروع ہی سے تحریک پاکستان اور دو قومی نظریے کے حامی اور پر جوش مبلغ تھے۔مارچ ۱۹۴۰ء میں جب قرارداد پاکستان منظور کی گئی تو مولانا بدایونی نے اس موقع پر اقبال پارک لاہور میں قائداعظمؒ کی زیر صدارت قرارداد پاکستان کے حق میں ولولہ انگیز تقریر کی،جس سے سامعین بہت متاثر ہوئے۔

مولانا بدایونیؒ قائداعظم کے مخلص ترین معتمد اور جاں نثار ساتھی تھے۔۱۹۴۶ء میں قیام پاکستان کی تحریک کو تیز تر کرنے اور اس کے حصول کے لئے فیصلہ کن اقدام کی خاطر بنارس میں "آل انڈیا سنی کانفرنس" منعقد ہوئی تو اس عظیم الشان تاریخی اجتماع میں مولانا بدایونی بھی شریک ہوئے۔اس اجتماع میں آپ نے علماء کو خاص طور پر یہ ہدایت کی کہ وہ پاکستان کے حق میں رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لئے ہر شہر اور ہر گاؤں میں جلسے منعقد کریں۔

۱۹۴۶ء ہی میں وہ قائداعظم کی ہدایت پر علماء کے ایک وفد کے ساتھ مشرق وسطیٰ اور عرب ممالک کے دورے پر گئے اور تحریک پاکستان کے سلسلے میں عالمی رائے عامہ کو ہموار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔وہ اکثر کہتے تھے کہ میری زندگی کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ کہ پاکستان قائم ہو اور یہ قرآن وسنت کی تعلیمات کا گہوارہ بنے۔

مولانا بدایونی جب بھی قائداعظم سے ملتے تو ان سے دیر تک اسلام اور پاکستان کے حوالے سے بات چیت کرتے۔عرب ممالک کے دورے کے بعد انہوں نے قائداعظم سے جو ملاقات کی،اس کا حال ۲۱ مئی ۱۹۴۷ء کے اخبار "دبدبہ سکندری" رامپور کے صفحہ اول پر اس طرح شائع ہوا:"حضرت مولانا عبدالحامد قادری

Marfat.com

بدایونی کنو ینیز وفد حجاز نے ۳ مئی کو حضرت قائداعظم سے ملاقات کی جو ایک گھنٹہ (۱۱ بجے سے ۱۲ بجے) تک جاری رہی۔ اس ملاقات میں نہایت اہم موضوعات پر تبادلہ خیالات ہوا۔ قائداعظم نے فرمایا کہ میں اس امر سے کلیتاً متفق ہوں کہ پاکستان کا دستور وہی ہوگا جو اسلام اور قرآن کریم کے مطابق ہو۔ سوشلزم اور مغرب کے قوانین ہرگز ہمارے مرض کا علاج نہیں ہیں۔ ایک وقت آئے گا جب ساری دنیا قرآن اور اسلام کی جامعیت کو تسلیم کرلے گی۔ قائداعظمؒ نے مولانا کی ان خدمات پر جو انہوں نے عرب و حجاز میں جا کر انجام دیں انہیں مبارک باد دی۔''

حضرت مولانا بدایونی نے ۲۰ جولائی ۱۹۷۰ء کو کراچی میں وفات پائی۔ انہیں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے احاطہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی وہ اپنی آخری سانس تک وطن عزیز کو اس کے اصل راستے اور منزل کی طرف گامزن رکھنے کے لئے مسلسل جدوجہد کرتے رہے۔ مجھے کئی بار ان سے ملنے اور ان کی تقاریر سننے کا موقع ملا۔ وہ اپنی ہر تقریر میں حکمرانوں کو قیام پاکستان کے بنیادی محرکات ومقاصد سے آگاہ کرتے تھے۔ انہوں نے حصولِ پاکستان کے لئے طویل جدو جہد کی تھی، وہ ہر لمحہ قائداعظم کی اس امانت کا خیال رکھتے تھے۔ اپنی حق گوئی کی خاطر انہیں ۱۹۵۳ء میں جیل بھی جانا پڑا تھا۔ ان کی حق گوئی وبیبا کی کا تذکرہ اردو کے صاحب طرز ادیب اور تحریک پاکستان میں ان کے ساتھی حضرت خواجہ حسن نظامیؒ نے بھی اپنے ''سفر نامہ پاکستان'' میں کیا ہے۔ حضرت خواجہ صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا عبدالحامد بدایونی میرے پرانے دوستوں میں ہیں اور مسلم لیگ کی حمایت و خدمت سالہا سال سے کرتے آئے ہیں۔ میرے پہلے سفر (پاکستان) کے زمانے میں انہوں نے مجھے اور مولانا جمال میاں فرنگی محلی کو جمعیۃ علمائے پاکستان کی طرف سے شاندار پارٹی دی تھی اور ہم دونوں کی نسبت قصیدے بھی پڑھے گئے تھے اور ہم دونوں نے تقریریں بھی کی تھیں۔ مگر جب میں دہلی واپس آیا تو یکایک کراچی کے اخباروں سے علوم ہوا کہ مولانا کو تین ماہ کے لئے سیفٹی ایکٹ کے تحت نظر بند کردیا ہے۔ پھر میں دوبارہ کراچی پہنچا تو مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی کی نسبت یہ سنا کہ ان کی قید کے تین دن باقی ہیں اور سزا میں توسیع کا اندیشہ ہے۔ میں سوچنے لگا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ آخر یہی فیصلہ کیا کہ مجھے ان کی رہائی کی سفارش کرنی چاہیے۔ چنانچہ میں خواجہ شہاب الدین صاحب کے پاس گیا اور ان سے سفارش کی اور انہوں نے مولانا کو فوراً رہا کردیا۔ یعنی تین دن جو باقی تھے ان سے بھی درگزر کی۔ میں ان کا بہت ممنون ہوا۔ میرے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ بھی بدایونی تھے اور دہلی کی اقامت کے زمانے میں انہوں نے سات بادشاہوں کا تخت نشین ہونا اور تخت سے اترنا یا مرنا دیکھا تھا، مگر ہمیشہ بادشاہوں کی سیاست سے الگ رہے۔ اس واسطے جی چاہا کہ حضرت مولانا عبدالحامد صاحب کے پاس جاؤں اور عرض کروں کہ آپ بھی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کیجئے۔ مگر دل نے جواب دیا کہ اگر مولانا عبدالحامد صاحب جیسے پرانے سیاسی کام کرنے والے مسلمانوں کی حکومت بن جانے کے بعد سیاست سے الگ ہوجائیں گے تو مسلمان قوم کو سیاست کے دینی رخ سے کون آگاہ کرے گا۔'' (سفر نامہ پاکستان: خواجہ حسن نظامی، ص ۷۶)

مولانا بدایونیؒ تحریک پاکستان اور جدوجہد آزادی کا ایک روشن باب تھے، جو ان کی زندگی کے ساتھ ختم ہوگیا۔ آج یہ بتاتے ہوئے دکھ ہوتا ہے کہ ان کی وفات کے بعد ان کا قائم کردہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ بھی ختم ہو چکا ہے۔ اب وہاں حکومت سندھ نے مولانا عبدالحامد بدایونی گورنمنٹ کالج کھول دیا ہے۔ البتہ ان کا مزار نہایت خستہ حالت میں ایک ٹیلے پر موجود ہے، جس کے سرہانے اب کوئی کتبہ بھی نہیں۔ مزار کے اردگرد لوگوں نے ناجائز تجاوزات کرکے مکانات تعمیر کرلئے ہیں۔ کیا اپنے ایک عظیم محسن کے ساتھ ہمارا یہ سلوک اور یہ رویہ جائز ہے؟

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۳ جولائی ۲۰۰۱ء،
حضرت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ۔ تحریک پاکستان کے انتھک مجاہد)

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ عبدالعزیز عرفی

مولانا عبدالحامد بدایونی کو شہرت تحریک پاکستان میں ملی جبکہ انھوں نے مولانا شبیر احمد عثمانی اور علامہ ابن حسن جارچوی کے ساتھ جمعیت علمائے ہند کے مقابل جمعیت العلمائے اسلام تشکیل دی۔ اوّل الذکر انڈین نیشنل کانگریس کی حمایت کر رہی تھی جبکہ آخر الذکر نے قائداعظم محمد علی جناحؒ کی اعانت کی اور تحریک پاکستان میں ملی فریضہ ادا کیا۔

مولانا بدایونی کے بڑے بھائی شاہ عبدالقادر اپنے خانوادۂ عالیہ کی خانقاہ کے سجادہ نشین تھے۔ بدایوں کی اس خانقاہ کے خانقاہ عالیہ بغداد سے قدیم مراسم تھے۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ بھی اسی نسبت سے وہاں حاضری چکے تھے۔ سیدی و مرشدی سے ان کی محبت اور عقیدت وہیں سے استوار ہوئی۔ مولانائے محترم کے علم میں یہ بات تھی کہ سیدی نے جدید تعلیم کے حصول سے قبل دینی تعلیم خانقاہ کے مدرسۃ العلوم اسلامیہ سے پائی تھی اور خانقاہی تعلیم کے حصول سے قبل دینی تعلیم خانقاہ کے مدرسۃ العلوم اسلامیہ سے پائی تھی اور خانقاہی تعلیم میں اپنے چچا نقیب الاشراف حضرت الشیخ السید احمد عاصم الگیلانی سے فیض یاب ہوئے تھے۔ انہی سے خرقہ طریقت ملا تھا۔ سیدی و مرشدی کی زندگی کے اس علمی و فکری پہلو سے مولانا عبدالعلیم صدیقی بھی آگہی رکھتے تھے۔ لہٰذا جب آپ پاکستان میں عراقی حکومت کے سفارتی نمائندے کی حیثیت سے کراچی تشریف لائے تو انہی دونوں علماء کرام نے حاضر خدمت ہو کر ان کو خوش آمدید کہا اور آپ کے اعزاز میں ایک بڑے استقبالیے کا اہتمام کیا تھا۔

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے آپ کی ہفتہ واری محفل گیارہویں شریف میں تو شرکت نہیں کی، ہاں سالانہ گیارہویں شریف، سالانہ افطار عشائیہ اور سرکاری تقریبات میں ضرور شرکت کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ان کا یہ معمول بھی رہا کہ حسب ضرورت ٹیلی فون کیا اور حاضر خدمت ہو گئے۔ سیدی و مرشدی بھی ان کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ سفارتی مصروفیات میں بھی ان سے ملاقات کرنے سے گریزاں نہ ہوتے۔

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ بلا کے ذہین اور حاضر جواب تھے۔ اپنے مسلک پر رہتے ہوئے دوسرے مسلک کے افراد سے ملاقات میں انہیں کوئی تکلف نہ تھا۔ مولانائے محترم کے صاحبزادے عابد قادری نے ایک واقعہ بیان کیا کہ وہ لندن میں کمپیوٹر کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ انہی دنوں مولانا بدایونیؒ لندن پہنچے۔ بیٹے کے ساتھ مقیم رہے۔ ایک دن ان کا عیسائی دوست اپنی بیوی کے ساتھ ملاقات کرنے آ گیا۔ وہاں کی روایت کے مطابق اس کی بیوی نے آگے بڑھ کر مولانا کے سامنے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ وہ اس بات کے لئے تیار نہ تھے۔ بہر کیف انھوں نے اسی طرح اس کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ ان کے گلے میں پڑا بڑا رومال دونوں کے ہاتھوں کے درمیان آ گیا۔ تقاضائے شریعت پورا ہوا اور عیسائی مہمانوں کو محسوس تک نہ ہوا۔

سٹی کورٹ کے اسٹیمپ وینڈرز (Stamp Vendors) نے عید میلادالنبیؐ کا جلسہ کیا۔ اس میں سیدی و مرشدی کو بھی دعوتِ تقریر دی۔ جب سٹی کورٹ پہنچے تو مولانا بدایونیؒ

Marfat.com

تقریر کر رہے تھے۔ جلسہ اوّلین ٹن شیڈ (Tin Shed) میں ہو رہا تھا۔ جونہی مولانا کی نظر سیدی و مرشدی پر پڑی تو فوراً نیچے آ کر آپ کے قدموں کی طرف جھکے۔ حضرت نے انہیں روکتے ہوئے کہا ''مولانا صاحب یہ نہ کیجئے۔'' جب سیدی و مرشدی اسٹیج پر بیٹھ گئے تو مولانا بدایونیؒ نے تقریر شروع کرنے سے قبل مائیک پر انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''حضرات! میں باخدا آپ کے قدم نہیں بلکہ ان میں تو کسی اور کی جھلک کو بوسہ دینا چاہتا تھا۔''

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی دین اسلام سے رغبت اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کا عالم یہ تھا کہ وہ بہر صورت ہر سال حج بیت اللہ کو جاتے اور مدینہ منورہ کی حاضری سے فیض یاب ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ بغیر اطلاع کے سہ پہر کے وقت سیدی و مرشدی کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ بہت جلدی میں تھے۔ عرض کیا: ''حضرت! میں حج کے لئے براستہ بیروت جا رہا ہوں۔ آپ کی دعا کے لیے حاضر ہوا ہوں کہ حاضری ہو جائے۔ بڑی مشکل سے بیروت کا ٹکٹ ملا ہے اور حج میں صرف دو دن باقی ہیں۔''

المختصر مولانا بدایونیؒ سیدی و مرشدیؒ کے دعاؤں کے ساتھ ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہو گئے۔ مکہ و مدینہ سے واپس آئے تو حیران کن ادائیگی حج کا واقعہ سنایا۔

وہ بیروت پہنچے تو ۸/ذی الحجہ تھی۔ جدہ کے لئے تمام فلائٹس (Flights) ختم ہو چکی تھیں۔ ہر جگہ سے نفی میں جواب ملا۔ کسی نے انہیں بتایا کہ سعودی خاندان کا شاہی جہاز پھل و دیگر اشیاء لینے کے لئے آیا ہوا ہے۔ مولانا اُس جہاز کے کپتان کے پاس ہوٹل پہنچ گئے۔ کسی نہ کسی طرح وہ انہیں اپنے ساتھ لے جانے کے لئے راضی ہو گیا۔

رات گئے جہاز روانہ ہوا جس میں پھلوں کے کریٹ بھرے تھے۔ مولانا بدایونیؒ انہی کے درمیان محو استراحت ہو گئے۔ صبح ہوتے ہوتے جدہ پہنچے۔ ۹/ذی الحجہ تھی۔ کوئی بھی ٹیکسی والا جانے پر راضی نہ ہوا کہ راستے بند تھے۔ ایک ٹیکسی والے نے دگنی سے بھی زیادہ رقم طلب کی۔ مولانا راضی ہو گئے۔ ٹیکسی والا انجان راستوں میں گھماتا ہوا مولانا بدایونیؒ کو میدانِ عرفات لے گیا۔ عصر کا وقت ہو چکا تھا اور حجاج مزدلفہ کی جانب روانگی کی تیاریاں کر رہے تھے۔

بہرکیف! مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کو وقوف عرفات سے فیض یابی ہو گئی۔ باقی ارکان وہ حجاج کے ساتھ ادا کرتے چلے گئے۔

مولانا بدایونیؒ ایک دن سیدی و مرشدیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ''حضرت سائٹ (SITE) کے علاقہ میں پندرہ ایکڑ زمین الاٹ ہو گئی ہے۔ میں اس پر جامعہ علوم اسلام بنانا چاہتا ہوں۔ سنگ بنیاد آپ ہی نصب فرمائیں گے۔ تاریخ عطا کر دیجئے۔'' (سنگ بنیاد فیلڈ مارشل ایوب خان نے رکھا، حضرت بھی موجود تھے۔)

سنگ بنیاد نصب کرنے کی تقریب میں حضرت نبیرۂ غوث الاعظم نے ایک لاکھ روپے کا چیک بھی عطا کر دیا۔ جامعہ کی تعمیر ضرورت کے مطابق ہوئی، سلسلہ تعلیم بھی شروع ہوا اور کچھ ہی عرصہ بعد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ انتقال فرما گئے۔

جامعہ کے ایک گوشے میں چھوٹی سی پہاڑی پر ان کی تدفین ہوئی۔ انہی کی آغوش میں ان کے صاحبزادے عابد قادری مدفون ہیں۔ بعد کے واقعات کا تذکرہ غیر ضروری اور موضوع زیر قلم سے مربوط نہیں۔

(سیّدی و مرشدی کی روح پرور باتیں اور خوش گوار یادیں، الشیخ علامہ عبدالعزیز عرفی القادری، الادارۃ القادریہ، کراچی، ص ۱۴ تا ۱۷)

☆☆☆

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور تحریک پاکستان

خواجہ رضی حیدر

تاریخ نویسی اپنے جدید مفہوم میں نہ تذکرہ نگاری ہے اور نہ ہی وقائع نویسی..... بلکہ اس کی تعریف یہ ہے کہ موضوع سے متعلق تمام ممکنہ مواد اور حقائق کی معروضیت کو پیشِ نظر رکھ کر تحقیقی و تجزیاتی انداز میں موضوع کی اس طرح توضیح اور تشریح کی جائے کہ نتائج کسی جانب داری کے بغیر پڑھنے والے کے سامنے آسکیں۔ مورخ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ واقعات میں فرضی روایات، قیاس اور ذاتی رائے کو دخل نہ دے..... کسی واقعہ کو توڑ مروڑ کر مسخ شدہ شکل میں پیش کرنا، اس کی اصل وضع و ترتیب کو الٹ پلٹ کر دینا۔ واقعات و حقائق کے تمام پہلوؤں پر غور نہ کرنا، مبالغہ آمیزی سے کام لے کر ذاتی حوالے سے کسی ناپسندیدہ امر کو پست اور پسندیدہ کو بلند کر کے دکھانے سے ایک مورخ نما عیّار کی مخفی خواہشات کی ترجمانی تو ہوسکتی ہے لیکن تاریخ نویسی کا فریضہ ادا نہیں ہوتا۔

تحریکِ پاکستان کی تاریخ میں بعض قلم کاروں نے نہایت عیّاری سے دورانِ تاریخ نویسی کذب گوئی کے ایسے بغلی دروازے کھول دیئے ہیں کہ ان افراد کے چہرے پس منظر میں چلے گئے ہیں جو منظر پر مسلسل موجود رہ کر آخر دم تک ایثار اور بے لوث خدمت کی داستان رقم کرتے رہے..... عالمِ اسلام کے اتحاد، مسلمانوں کے مقاماتِ مقدسہ کے تحفظ، ہندوستان کی تحریکِ آزادی، تحریکِ خلافت، تحریکِ پاکستان اور استحکامِ پاکستان کے حوالے سے خانوادۂ قادریہ بدایوں کے بطلِ جلیل مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ نے جس تندہی اور اخلاص سے نصف صدی سے زائد مدت تک جو عملی جدوجہد کی وہ بلاشبہ ہماری قومی تاریخ کا ایک سنہری باب ہے، لیکن افسوس مولانا عبدالحامد بدایونی کو ہماری مطبوعہ قومی تاریخ میں ان کا جائز مقام نہیں مل سکا..... ایسا کیوں ہوا ...... یہ تاریخی بددیانتی کی ایک مکروہ روداد ہے، جس پر علیحدہ سے بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔

غیر منقسم ہندوستان میں مولانا عبدالحامد بدایونی نے اگرچہ اپنی سیاسی زندگی کا آغاز انجمن خدّامِ کعبہ، تحریکِ خلافت اور تحریک ترک موالات سے کیا تھا اور وہ ایک عرصہ تک قومی آزادی کے حصول کے لیے ہندو مسلم اتحاد کے خواہاں رہے، لیکن ۱۹۲۸ میں نہرو رپورٹ کی اشاعت اور مسلمانوں کے حقوق کی جانب سے کانگرسی رہنماؤں کی متعصّبانہ روش کے پیش نظر بالآخر وہ جلد اس نتیجہ پر پہنچ گئے کہ ہندو مسلم اتحاد اور ہندوستان کی اجتماعی آزادی ایک ایسا خواب ہے جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکے گا۔ ۱۹۲۴ء سے ۱۹۲۹ء تک مولانا بدایونی کی تقاریر اور بیانات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اس عرصہ میں قومی صورت حال نے مولانا بدایونی کی سیاسی بصیرت کو نئی راہ دکھائی اور آپ ۱۹۳۰ میں آل انڈیا مسلم لیگ سے مستقل طور پر وابستہ ہوگئے۔ مسلم لیگ سے مولانا کی یہ وابستگی مصلحت زمانہ کی بناء پر نہیں تھی بلکہ یہ آپ کے حب قومی کا تقاضا تھا۔

مولانا بدایونی کی ابتدائی سوانحی تفصیلات سے قطعِ نظر آپ نے زمانہ طالب علمی میں ہی اپنے برادر بزرگ مولانا عبدالماجد بدایونی کی سرپرستی میں ہندوستان کی قومی سیاست میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ ۱۹۱۴ء میں انجمن خدّام کعبہ اور خلافت کمیٹی بمبئی کے مشترکہ اجلاس میں شرکت کی اور بحیثیت طالب علم اس جلسہ

Marfat.com

سے خطاب کیا۔ قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں معاصر حالات و مسائل کا تجزیہ کرنے پر آپ کو عبور حاصل تھا لہٰذا آپ کی سیاسی تقاریر بھی مذہبی حوالہ لیے ہوئے ہوتی تھیں۔ فن خطابت آپ کی شخصیت کا جوہرِ بیدار تھا اور آپ عوامی نفسیات کے ماہر تھے چنانچہ ذرا سی دیر میں نطقِ منبر کو انفاسِ عوام سے ہم آہنگ کر دیتے تھے۔

۱۹۳۰ء کے بعد مولانا بدایونی کی سیاسی روش میں ایک نمایاں تبدیلی آئی۔ آپ چاہتے تھے کہ مسلمان باہمی اتحاد سے کام لیتے ہوئے ہندو مسلم اتحاد کی تمنا کو ترک کر کے انفرادی طور پر اپنے حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد کریں ..... نہرو رپورٹ کی منظوری کے بعد قائداعظم محمد علی جناح بھی کسی حد تک اس نتیجہ پر پہنچ گئے تھے کہ ہندو کسی قیمت پر بھی مسلمانوں کو ان کے حقوق دینا نہیں چاہتے۔ چنانچہ قائداعظم نے بھی ۱۹۲۹ء میں آل پارٹیز کانفرنس کلکتہ میں نہ صرف نہرو رپورٹ کو مسترد کیا بلکہ کانفرنس سے واپسی پر اس خیال کا اظہار کیا کہ ''آج ہندو انڈیا اور مسلم انڈیا اس طرح علیحدہ ہوگئے ہیں کہ شاید اب وہ کبھی باہم نہ مل سکیں گے۔'' ......قائداعظم کے اس خیال کو ۱۹۳۰ء اور ۱۹۳۲ء کے دوران منعقد ہونے والی گول میز کانفرنسوں میں مزید تقویت حاصل ہوئی اور انہوں نے ۱۹۳۴ء میں ازسرِنو اسلامیانِ ہند کو مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر منظم و متحد کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ قائداعظم کے اس فیصلہ کے بعد جن علماء نے قائداعظم کو اپنی مکمل حمایت کا یقین دلایا۔ ان میں مولانا عبدالحامد بدایونی سرفہرست تھے۔

تحریکِ خلافت و تحریک ترک موالات کے خاتمہ کے بعد مولانا بدایونی جمعیت علماء ہند یو۔ پی کے ناظم اعلیٰ ہوگئے تھے، لیکن ۱۹۳۶ء میں جب مسلم لیگ نے عام انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا تو جمعیت علماء ہند جو مسلم لیگ کی اتحادی جماعت تھی، اس کی مرکزی قیادت نے انتخابات میں مسلم لیگ کی حمایت سے کنارہ کش ہوکر اچانک ہندو جماعت انڈین نیشنل کانگرس کی حمایت شروع کردی .... جمعیت علماء ہند کے اس طرزِ عمل سے مولانا بدایونی شدید دل برداشتہ ہوئے اور آپ نے نومبر ۱۹۳۷ء میں جمعیت علماء ہند کی بنیادی رکنیت سے استعفا دے دیا......مولانا نے جمعیت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا احمد سعید دہلوی کے نام اپنے استعفا میں لکھا.... ''چونکہ آپ کی اور جمعیت علماء ہند کی یہ روش کہ ممبران کے فیصلہ واستصواب کے بغیر کانگرس کی کلیتاً حمایت کررہی ہے اور جمعیت کو آپ لوگ کانگرسی بت پرستوں کے چشم و ابرو پر متحرک کررہے ہیں، سخت افسوس ناک ہے .... ''بندے ماترم'' جیسا مشرکانہ ترانہ آپ کے نزدیک قومی ترانہ ہے۔ مولانا حسین احمد مدنی صاحب مسلم لیگ کو ناچنے والوں کی جماعت ٹھہرا رہے ہیں اور کانگرس کو ذریعۂ نجات سمجھتے اور تحریر کرتے ہیں..... لہٰذا ایسی تنظیم کے اس مذموم طرزِ عمل کو، جو بدقسمتی سے اپنے آپ کو علماء کے ساتھ منسوب کرتی ہو، کوئی خوددار شخص برداشت نہیں کرسکتا ......میں جمعیت علماء کی رکنیت سے مستعفی ہوتا ہوں اور کسی قسم کا کوئی تعلق آپ کی جماعت سے نہیں رکھنا چاہتا..... میں دعا کرتا ہوں کہ خدائے برتر آپ حضرات کو مشرکین کی غلامی سے آزاد کرے اور آپ میں منصب علماء اور وقارِ مذہب کو باقی رکھنے کی ہمت پیدا فرمائے۔ یقین کیجیے کہ آپ جس تحریک کو آزادی تصور کر رہے ہیں، وہ حقیقتاً ہندو راج ہے۔ کانگرس کی تائید کر کے آپ ہندوستان میں ہندو قیادت کو ہمیشہ کے لیے قائم کرنے کے محرک ہو رہے ہیں جس پر ہمیشہ ماتم کیا جاتا رہے گا....''

مولانا عبدالحامد بدایونی نے قوم پرست علماء کا زور توڑنے اور اسلامیانِ ہند کو آل انڈیا مسلم لیگ کے پیغام اور پروگرام سے آگاہ کرنے کے لیے ہندوستان گیر دورے کیے اور یہ ثابت کردیا کہ آل انڈیا مسلم لیگ ہی اسلامیانِ ہند کی واحد نمائندہ سیاسی جماعت ہے...... ۱۹۳۸ء میں آپ نے صوبہ سرحد کے متعدد

Marfat.com

دورے کیے ......تحریکِ خلافت کے رہنما مولانا شوکت علی کے ہمراہ کئی مرتبہ علماء کے وفود لے کر صوبہ سرحد گئے اور پشاور میں صوبہ سرحد کے کانگرس نواز وزیر اعلیٰ ڈاکٹر خان اور دیگر سرخ پوش رہنماؤں سے مذاکرات کر کے ان کو ملّی مفاد کی خاطر مسلم لیگ میں شمولیت کی دعوت دی۔ اکتوبر ۱۹۳۸ء میں آپ صوبہ سرحد کے دورہ سے سندھ صوبائی لیگ کانفرنس میں شرکت کے لیے کراچی آئے .....اس کانفرنس میں سندھ کے رہنما سر عبداللہ ہارون نے تقسیم ہند کے منصوبہ پر مشتمل ایک قرارداد پیش کی تھی جس کی تائید میں مولانا بدایونی نے نہایت ولولہ انگیز تقریر کی ......اس کانفرنس میں شرکت کے فوراً بعد آپ قائداعظم کے ایماء پر پھر صوبہ سرحد کے دورہ پر روانہ ہو گئے اور نومبر ۱۹۳۸ء کے ابتدائی عشرہ میں پشاور، بنوں اور کوہاٹ ہوتے ہوئے مردان پہنچے، جہاں مردان لیگ کانفرنس سے آپ نے خطاب کیا۔

مولانا عبدالحامد بدایونی کی مسلم لیگ کی تنظیمِ نَو کے سلسلہ میں مصروفیات کا اندازہ آل انڈیا مسلم لیگ کی دستاویزات میں موجود آپ کے ایک خط سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جو آپ نے مسلم لیگ کے سکریٹری جنرل نوابزادہ لیاقت علی خان کے نام ارسال کیا تھا......مولانا بدایونی لکھتے ہیں کہ.....''۱۹۳۸ء کا پورا سال مسلم لیگ کی خدمت میں گزار دینا پڑا......صوبہ سرحد کے تیسرے دورہ سے مردان کانفرنس میں شریک ہو کر ۱۴ رمضان المبارک کو پُور پُور واپس آیا ہوں۔ روزے بھی بمشکل پورے کر سکا.....اب صوبہ بہار والے ہزاری باغ کے الیکشن کے لیے بلا رہے ہیں.....بدایوں کے پراونشل کونشن میں شرکت کے بعد سید ہزاری باغ جانے کا ارادہ ہے......''

۱۹۳۹ء میں صوبہ سرحد کے علاوہ مولانا بدایونی نے بنگال اور بہار کے متعدد دورے کیے اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ جمعیت علماء ہند کے کسی فریب میں نہ آئیں کیوں کہ اب مسلم لیگ ہی مسلمانانِ ہند کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔

مولانا عبدالحامد بدایونی اپنی شبانہ روز مصروفیات کے باوجود آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاسوں میں باقاعدگی سے شریک ہوتے اور تجاویز پیش کرتے.......آپ نے دسمبر ۱۹۳۸ء میں کونسل کے ایک اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ کہا کہ ''ہر مسلم لیگی کو اپنی زندگی اسلامی کلچر و اسلامی تہذیب کے مطابق ڈھالنا چاہیے تاکہ مسلم لیگ کا یہ مطالبہ خاطر خواہ کامیابی حاصل کر سکے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی ثقافت اور مذہب کو تحفظ فراہم کیا جائے.....''

آل انڈیا مسلم لیگ کی تنظیم نو، مسلم اتحاد اور تحریکِ پاکستان کے ضمن میں مولانا بدایونی نے جو خدمات سرانجام دیں ان کے تذکرہ کے لیے یقیناً دفاتر درکار ہیں، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا وجوہات تھیں جن کی بناء پر تحریکِ پاکستان کے حوالے سے مولانا بدایونی کو تاریخ میں وہ مقام و مرتبہ نہیں مل سکا جس کے وہ مستحق تھے۔ جب کہ بہت بعد میں قائداعظم کی دعوت پر لبیک کہتے اور مسلم لیگ کی حمایت کرنے والے بعض علمائے دیوبند کو تحریکِ پاکستان کے صفِ اوّل کے رہنماؤں میں شمار کیا جانے لگا ......اس سوال کا جواب اگرچہ تفصیل طلب ہے، لیکن یہاں میں اختصار سے کام لیتے ہوئے ممتاز محقق حکیم محمود احمد برکاتی کی ایک رائے نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو آپ نے مکتبۂ خیر آبادی کے ممتاز عالم مولانا معین الدین اجمیری کی کتاب ''معین المنطق'' کے مقدمہ میں درج کی ہے۔

حکیم صاحب لکھتے ہیں:

.....''مسلم لیگی قیادت کی کامیابی اور مقبولیت کو دیکھ کر چند علمائے دیوبند اگرچہ آگے بڑھے تھے اور ہم نے ان کو خوش آمدید بھی کہا تھا، لیکن "اذا جاء نصر الله والفتح" کے بعد ایک رواں دواں اور منزل مقصود سے قریب تر کاروان میں آ کر شامل ہو جانے

Marfat.com

والوں کو وہ حیثیت کیسے حاصل ہوسکتی تھی جو کارواں کو ترتیب دینے والے، راستہ ڈھونڈ نکالنے والے اور منزل متعین کرنے والے رہنماؤں کو حاصل تھی..... پھر یہ حضرات اس قدر تاخیر سے کاروانِ ملّت میں آ کر شریک ہوئے کہ مسلم عوام و خواص علمائے دیوبند کے ہر گروہ سے ایک گونہ بیزار، برہم اور بدظن ہو چکے تھے.....اس لیے ان آنے والوں کی پذیرائی ضرور کی گئی مگر نہ عام مسلمانوں نے ان کی آمد و شرکت کو قرار واقعی اہمیت دی اور نہ مسلم لیگ کی قیادتِ عظمیٰ کو ہی اب ان کی حمایت، نصرت و اعانت کی ضرورت اور احتیاج تھی ......مسلمانوں کی حمایت اور وکالت کی گھڑی وہ تھی جب ۱۹۳۷ء میں جواہر لال نہرو نے دعویٰ کیا تھا کہ ہندوستان میں صرف دو طاقتیں ہیں کانگرس اور انگریز.....جواہر لال نہرو کے اس ادعائے باطل کے ابطال و تردد کے لیے جو مرد میدان سینہ سپر ہو کر میدان میں ڈٹ گیا تھا، ہم نے اسے قائداعظم بنا لیا اور جو مدعیانِ قیادت و رہبری اس وقت مہر بہ لب رہ گئے، وہ مقامِ محبوبیت سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو گئے۔ چاہے وہ کتنے ہی بڑے محدث، کیسے ہی متدین، ایثار پیشہ، بلند کردار، ملک سیرت کیوں نہ ہوں۔''

حکیم محمود احمد برکاتی کی اس رائے کی روشنی میں اگر مولانا بدایونی کی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ تحریکِ پاکستان کے حوالے سے جو مقام مولانا عبدالحامد بدایونی کو حاصل ہے وہ علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے رفقائے کار کو کسی طرح بھی حاصل نہیں جنہوں نے دسمبر ۱۹۳۸ء میں قائداعظم کو اپنی حمایت کا زبانی یقین دلایا اور پھر ایک طویل خاموشی کے بعد ۱۹۴۵ء کے وسط میں انتخابات کے موقع پر عملی طور پر تحریکِ پاکستان سے وابستہ ہوئے تھے.....

مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ رحمہ نے ابتدا ہی سے نہ صرف مسلم لیگ کو ایک منظم جماعت بنانے کے لیے جدوجہد کی بلکہ تحریکِ پاکستان کو مقبول بنانے کے لیے اپنے روز و شب وقف کر دیے......آل انڈیا مسلم لیگ کا دستاویزی ریکارڈ، قائداعظم پیپرز، شمس الحسن کلکشن اور قدیم اخبارات و جرائد کے فائل مولانا عبدالحامد بدایونی کی قیادت و سیادت کے گواہ ہیں......۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو جب لاہور میں قراردادِ پاکستان پیش کی گئی تو علماء کی جانب سے مولانا بدایونی نے اس قرارداد کی تائید میں تقریر کی۔ قراردادِ پاکستان کی منظوری سے قبل دسمبر ۱۹۳۹ء میں مولانا بدایونی نے مراد آباد کے ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے واضح طور پر ایک علیحدہ مسلم ریاست کے قیام کی تجویز پیش کی تھی اور قائداعظم کو یقین دلایا کہ اسلامیانِ ہند کے سیاسی مستقبل کے حوالے سے جو فیصلہ وہ کریں گے وہ تمام مسلمانوں کے لیے قابل قبول ہوگا..... مطالبۂ پاکستان کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں مولانا بدایونی نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ نومبر ۱۹۴۲ء میں پنجاب پراونشل مسلم لیگ کانفرنس کے لائلپور میں منعقدہ اجلاس میں آپ نے اپنی تقریر میں واضح طور پر فرمایا کہ مطالبۂ پاکستان کا مطلب ایک ایسی ریاست کا قیام ہے جس میں اسلامی شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی حاصل ہوگی......جہاں مسلمان کسی دباؤ اور بیرونی مداخلت کے خوف کے بغیر حکومت کریں گے اور ہر شخص کو بنیادی حقوق حاصل ہوں گے......۱۹۴۶ء میں آپ نے پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری، پیر صاحب مانکی شریف اور مولانا نعیم الدین مراد آبادی کے ساتھ مل کر آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد کی اور یہ ثابت کر دیا کہ سوادِ اعظم اہلسنت تحریکِ پاکستان کے حق میں ہے۔ ۱۹۴۷ء میں آپ نے صوبہ سرحد کے ریفرنڈم میں مرکزی کردار ادا کیا اور ''فاتح سرحد'' کے خطاب سے یاد کیے گئے۔

تحریکِ پاکستان کے دوران مولانا عبدالحامد بدایونی نے تصنیف و تالیف کے حوالے سے بھی اہم خدمات انجام دیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے جب ۱۹۴۴ء میں آل انڈیا رائٹرز کمیٹی قائم کی تو اس کے مذہبی شعبہ میں مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا عبدالقدوس

Marfat.com

ہاشمی اور مولانا حسن مثنیٰ ندوی کو شامل کیا گیا اور ان افراد نے تحریکی ضرورت کے تحت مضامین اور کتابچے تحریر کیے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی صاحبِ طرز ادیب وشاعر تھے اور آپ کی اس حوالے سے کئی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ سیاست، مذہب، خطابت، شعر و ادب ہر شعبہ میں آپ نمایاں اور ممتاز تھے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے تحریکِ پاکستان کے دوران متعدد اجلاسوں کی صدارت کی۔ ان کا خطبۂ صدارت نہایت فکر انگیز اور ولولہ خیز ہوتا تھا...... مشرقی پنجاب کے ضلع لدھیانہ میں آپ نے اگست ۱۹۴۱ء کو ایک پاکستان کانفرنس کی صدارت کی تھی۔ اس کانفرنس میں آپ نے ایک مطبوعہ خطبۂ صدارت پیش کیا تھا جو اپنے مندرجات کے اعتبار سے نہایت وقیع اور تاریخی تھا۔ مولانا بدایونی نے جس فصیح و بلیغ انداز میں آل انڈیا مسلم لیگ کے قیام کی ضرورت، مسلمانوں کی جدوجہد، کانگرسی علماء کی بدعہدیوں اور مطالبۂ پاکستان پر تاریخی تناظر میں روشنی ڈالی ہے۔ وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مولانا عبدالحامد بدایونی واحد عالمِ دین تھے جو مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کا نہ صرف سب سے زیادہ فہم رکھتے تھے بلکہ مطالبۂ پاکستان کو مسلمانوں میں مقبول بنانے اور اس مطالبہ کو منظور کرانے کے لیے سب سے زیادہ مستعد اور سرگرم تھے۔

قیامِ پاکستان کے بعد مولانا بدایونی کراچی تشریف لائے اور مولانا ابوالحسنات لاہور کے ساتھ مل کر جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد رکھی...... ۱۹۵۳ء میں تحریکِ ختمِ نبوت کے وہ ایک اہم رہنما تھے...... آپ ختمِ نبوت کے مسئلہ پر کسی قسم کی مصالحت یا رعایت کے حق میں نہیں تھے اور اپنی تقاریر میں بار بار ختمِ نبوت پر ایمان نہ رکھنے والوں کو سرکاری طور پر کافر قرار دینے کا مطالبہ کیا کرتے تھے ...... آپ نے ۱۹۴۴ء میں مسلم لیگ کونسل کے ایک اجلاس میں قادیانیوں کی مسلم لیگ میں شمولیت کے خلاف ایک قرارداد بھی پیش کرنے کی اجازت طلب کی تھی...... مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی کے بقول، مولانا بدایونی کو قادیانیوں سے اس قدر نفرت تھی کہ انہوں نے سر ظفر اللہ خاں سے ایک مرحلہ پر ہاتھ ملانے سے انکار کر دیا تھا...... آپ ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ تھے اور ایک عاشقِ صادق کی حیثیت سے آپ کو ہر اس شخص سے نفرت تھی جو شریعتِ محمدی علیہ السلام کے خلاف عامل ہو یا گستاخِ رسول ﷺ ہو۔

مولانا عبدالحامد بدایونی کا دل دردِ قومی سے لبریز تھا۔ پاکستان کا استحکام اور عالمِ اسلام کا اتحاد اور سلامتی آپ کو ہر نفس عزیز تھی اور اپنے اسی مشن کی راہ میں آپ ۲۱ جولائی ۱۹۷۰ء کو عالمِ فانی سے عالمِ جاودانی کی سمت کوچ کر گئے۔

ع عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

اور آخر میں پھر وہی سوال کہ مولانا عبدالحامد بدایونی کو تحریکِ پاکستان کے ایک اہم ترین رہنما کی حیثیت سے معاصر تاریخ میں کیوں نمایاں مقام نہیں مل سکا...... تو اس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ جب تاریخی شعور اور قرطاس وقلم سے وابستگی کو ہم اپنے درمیان فروغ نہیں دیں گے تو غیر ہی ہماری تاریخ لکھیں گے ...... اور غیروں کے کسی عمل کا شکوہ کیا۔

خواجہ رضی حیدر
ڈپٹی ڈائریکٹر
قائداعظم اکادمی، کراچی
۶۷۔ بی، بلاک نمبر ۱۰، گلشن اقبال
کراچی

(تحریک پاکستان میں مولانا عبدالحامد بدایونی" کے کردار کے ایک جھلک، ترتیب و تدوین: ظہور الدین خاں امرتسری، ص ۴۱ تا ۵۱، ادارہ پاکستان شناسی، لاہور، دسمبر ۲۰۰۵ء)

☆☆☆

Marfat.com

چند تاریخی حقائق

سیّد محمد فاروق القادری

تحریکِ پاکستان کا نام آتے ہی بعض لوگ بے خبری کی وجہ سے اور بعض تجاہل عارفانہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے علماء یا دینی طبقہ پر بے تحاشا برستے اور انہیں کوسنا شروع کر دیتے ہیں۔ گویا دینی حلقوں کے سارے طبقے پاکستان کے شدید ترین مخالف تھے اور پاکستان بنایا ہے تو صرف جاگیرداروں، چند سرمایہ داروں، بیورو کریسی کے افسران یا سَروں اور خان بہادروں نے۔

انہیں مولانا حسرت موہانی کی تاریخی جدوجہد اور چکی کی مشقت نظر آتی ہے نہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی جان و مال کی قربانیاں اور پاکستان کے لیے دن رات ایک کر دینا، وہ بہادر یار جنگ کی شعلہ بیان اور معجزانہ خطابت کو کوئی وزن دیتے ہیں اور نہ سرحد میں پیر مانکی شریف اور پیر زکوڑی شریف کی خدمات کو کسی کھاتے میں ڈالتے ہیں۔ وہ اس تاریخی حقیقت کو بھی فراموش کر دینا اور تاریخ کے صفحات سے محو کر دینا چاہتے ہیں کہ برِعظیم میں سوادِ اعظم کے رہنماؤں نے ۱۹۲۵ء سے ۱۹۴۶ء تک آل انڈیا سنی کانفرنس کے نام سے متحدہ ہندوستان کے کونے کونے میں فقید المثال اجتماعات منعقد کر کے کھلے عام پاکستان کو ایک پُرجوش عوامی مطالبے کی صورت دی۔ انہیں یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ قرآن مجید کے مفسر اور نامور عالمِ دین صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے ایک بہت بڑی کانفرنس میں یہ تاریخی جملہ کہا کہ ”اب اگر قائداعظم محمد علی جناح بھی خدانخواستہ کسی وجہ سے پاکستان کے مطالبہ سے دست بردار ہو جائیں تو ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے اور پاکستان بنا کر دم لیں گے۔“

جو نہ سُننا چاہے اسے کون سُنا سکتا ہے۔ یہ حقیقت نہیں ہے کہ جب انگریز نے مسلم لیگ سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ کسی ایک صوبے کی اسمبلی سے پاکستان کے حق میں قرارداد منظور کرائے تو سندھ میں یہ پیر عبدالرحمٰن بھرچونڈی شریف ہی تھے جنہوں نے رات دن ایک کر کے اپنے مریدین کانگرسی ممبرانِ سندھ اسمبلی سے بھی پاکستان کے حق میں ووٹ ڈلوا کر قرارداد منظور کرائی اور جب تک یہ قرارداد منظور نہ ہوئی انہوں نے خواب و خور کی پرواہ تک نہ کی۔ ہمیں تسلیم ہے کہ علماء کے ایک طبقے نے قیامِ پاکستان کی مخالفت کی مگر مسلمانانِ ہندوستان نے انہیں مسترد کر کے انہی زعما کی پیروی کی جنہیں وہ عقائد و نظریات کے بارے میں اپنا اصلی اور حقیقی رہنما سمجھتے تھے۔ چونکہ قیامِ پاکستان کے فوراً بعد قائداعظم انتقال کر گئے اور تاریخ کا قلم ان لوگوں کے ہاتھ آ گیا جو مذہب کے نام سے الرجک تھے۔ چنانچہ انہوں نے ایسے تمام لوگوں کو کہ جن کے دم قدم سے تحریکِ پاکستان کامیابی سے ہمکنار ہوئی، پیچھے دھکیلنا شروع کر دیا اور بتدریج تحریکِ پاکستان کے اسباب، مقاصد اور مضمرات سے بے خبر لوگوں کو ابھارنے لگے، یہ شترِ بے مہار قسم کے لوگ پرلے درجہ کے مفاد پرست، لالچی، جاہ و منصب کو سب کچھ سمجھنے والے اور بدکردار تھے۔ صورت حال یہ ہوگئی:

نیرنگیِ سیاستِ دوراں تو دیکھیے
منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

پاکستان کی تاریخ کسی طور مکمل نہیں کہلائے گی اگر اس میں لسانِ پاکستان مولانا عبدالحامد بدایونی کی مجاہدانہ جدوجہد کا تذکرہ شامل نہ ہو۔ مولانا بدایونی اگر کسی زندہ قوم میں ہوتے تو ملکی سطح پر ان کی یادگاریں قائم ہوتیں، ان پر کتابیں لکھی جاتیں، پاکستان کے محسنوں میں سرفہرست ان کا نام ہوتا مگر ؎ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

اس وقت میرے سامنے مولانا بدایونی کا وہ خطبۂ صدارت

Marfat.com

ہے جو انہوں نے ۳۰ راگست ۱۹۴۱ء کو رائے کوٹ ضلع لدھیانہ کی ''پاکستان کانفرنس'' میں پڑھا۔

جن لوگوں نے مولانا بدایونی کی تقریریں سنی ہیں وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فصاحت و بلاغت کے پیغمبری ورثے سے پوری طرح نوازا تھا، ان کی آواز میں بلا کی دلکشی، خصوصی لوچ اور مٹھاس تھی۔ وہ جب شائستہ، شستہ، گداختہ اور نستعلیق زبان میں گفتگو کرتے تو دل چاہتا کہ وہ کہیں اور سنا کرے کوئی۔ وہ اپنے سروقد، موہنی صورت اور اسلامی حلیہ وسیرت کے ساتھ اسٹیج پر آتے تو قلب ونظر کو شکار کر لیتے۔ تحریکِ پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے کیسے کیسے لوگوں نے اپنی زندگیاں صرف کر دیں۔

یہ خطبۂ صدارت پڑھ کر مولانا بدایونی کی سیاسی بصیرت، اس وقت کے حالات و واقعات پر ان کی گہری نظر اور مخالفینِ پاکستان کے بارے میں حکمت وموعظت کا جذبہ واضح طور پر نظر آتا ہے۔ یہ باتیں معمولی نہیں ہیں۔ یہ ایک حقیقی راہنما کے اوصاف ہیں جو قدرت ہر کسی کو نہیں عطا کرتی۔

آج پاکستان کے اسباب اور محرکات کے بارے میں بھانت بھانت کی بولیاں بولی جا رہی ہیں گویا ۔ شُد پریشاں خوابِ من از کثرتِ تعبیرہا!

ظاہر ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح اور ان کے دوش بدوش چلنے والے قافلے کے معتمد اور سرکردہ افراد سے بڑھ کر اور کسے حق پہنچتا ہے کہ وہ قیامِ پاکستان کے اسباب اور محرکات کی من مانی اور خود ایجاد کردہ توجیہات پیش کرتا رہے۔

صاف اور سیدھی بات ہے کہ پاکستان ایک اسلامی فلاحی مملکت بننے کے لیے وجود میں آیا تھا، جہاں کتاب وسنت کے مطابق ایک منصفانہ عادلانہ حکومت قائم ہو جو دنیائے اسلام کے ممالک کے لیے رول ماڈل کا کام کرے۔

اگر خدانخواستہ اسے عملاً یا اعلانیہ سیکولر حکومت بننا تھا تو پھر متحدہ ہندوستان کی سیکولر حکومت میں نماز، روزے یا عبادت سے کس نے مسلمانوں کو روکا تھا؟ پھر کیا پاکستان صرف کچھ افراد اور اداروں کو نوازنے کے لیے بنایا جا رہا تھا؟

اگر قائداعظم محمد علی جناح اسلام کی نہیں صرف ایسے مسلمان کی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے جو اسلام کے بارے میں معذرت خواہانہ فکر، مشکوک ذہن یا جہالت کی حد تک اسلام سے ناواقف اور متوحش تھے تو پھر ماننا پڑے گا کہ اسلام اسلام کا لفظ ہر جگہ انہوں نے محض دکھاوے کے لیے استعمال کیا تاکہ وہ عام مسلمانوں کی ہمدردیاں سمیٹ سکیں۔

حالانکہ قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں اپنے تو اپنے پرائے بھی اس بات کے قائل ہیں کہ وہ دورنگی، منافقت اور دوغلے پن ایسی گھٹیا باتوں سے بہت بلند اور اکل کھرے انسان تھے۔ اگر مولانا بدایونی، مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مولانا حسرت موہانی، مولانا ظفر علی خاں، مولوی محرم علی چشتی، مولانا عبدالستار خان نیازی یا مشائخ صوفیہ کو کسی مرحلے پر ذرّہ بھر بھی اس بات کا احساس ہوتا کہ اسلام کا نعرہ محض دکھاوے کے لیے ہے تو یہ پُرجوش اور مخلص مسلمان زعماء ایک قدم بھی قائداعظم کے ساتھ چلنے کے لیے تیار نہ ہوتے اور جہاں بھی انہیں یہ احساس ہوتا وہیں سے پیچھے ہٹ جاتے۔

مولانا بدایونی پاکستان کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے خطبے میں فرماتے ہیں:

''ہمارے سامنے صرف چند ملازمتوں یا عہدہ جات کا ہی سوال نہیں ہے بلکہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ مغربی جمہوریت اور اس کی تعلیم نے ہم مسلمانوں کو اپنی اصل منزل سے بہت دور کر دیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے آزاد منطقوں میں جہاں ہماری اکثریت ہو، اسلامی قوانین کے ماتحت حکومت الٰہیہ قائم کریں، جس میں عدل وانصاف کارفرما ہو۔

Marfat.com

جہاں اپنے مسلمانوں کے لیے ایسے قوانین نافذ کیے جائیں جو قرآنی ارشادات کے مطابق ہوں، وہیں جو غیر مسلم اقلیت ہمارے صوبوں میں آباد ہو، اس کو ترقی کا پورا موقع دیں......
جب ہمارا کلچر، ہماری تہذیب اقوامِ مغرب اور اصنام پرستوں سے مختلف، ہمارے مذہبی احکام دوسرے مذاہب سے علیحدہ، طریقہ زندگی، موت وحیات کے معمولات میں فرق اور سب سے بڑی چیز یہ کہ تصورِ الوہیت میں دوسروں سے اشتراک نہیں........ مجھے ان حضرات کی حالت پر حد درجہ افسوس ہوتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اسلامی حکومت کا درمیان میں نام نہ آنے پائے۔

یوں قائداعظم محمد علی جناح نے بار بار کھل کر وضاحت کی ہے کہ پاکستان کا نظامِ حکومت کس قسم کا ہوگا۔ میں یہاں پر بطور خاص ان کے اس بیان کا حوالہ دینا چاہوں گا جو ۱۹۴۱ء میں حیدر آباد دکن عثمانیہ یونیورسٹی میں طلبہ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے دیا۔ اوریئنٹ پریس کے نمائندے نے اس کی رپورٹ مرتب کی، اس کے مطابق قائداعظم سے پوچھا گیا کہ اسلامی حکومت کے تصور کی امتیازی خصوصیت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ''اسلامی حکومت کے تصور کا یہ امتیاز (ہمیشہ) پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اور وفاکشی کا مرجع خدا کی ذات ہے، جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں، اسلام میں اصلاً نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ پارلیمان کی، نہ کسی شخصی یا ادارے کی۔ قرآن کریم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کے حدود متعین کر سکتے ہیں، اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول اور احکام کی حکمرانی ہے اور حکمرانی کے لیے لامحالہ آپ کو علاقہ اور مملکت کی ضرورت ہے۔''

کیا اسلام کے آئینِ جہانبانی اور اصولِ حکمرانی کی اس سے بہتر توضیح ممکن ہے؟

اسی طرح آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ دہلی ۲۴ر اپریل ۱۹۴۳ء کو قائداعظم نے کہا: ''معاشی احیاء ہو یا سیاسی آزادی اسے آخر الامر زندگی کے کسی گہرے مفہوم پر مبنی ہونا چاہیے اور مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ ہمارے نزدیک زندگی کا وہ گہرا مفہوم اسلام اور روحِ اسلام ہے۔''

تاریخ کا عمیق مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ پاکستان کی تحریک اور اس کے قیام میں خود ہندوؤں کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ آزادی کی منزل قریب آنے لگی تو ہندوؤں نے مسلمانوں کے ساتھ روایتی تعصب، عناد اور بغض کے رویے میں مبالغہ آمیز حد تک شدت اختیار کر لی، گاندھی نے واضح طور پر کہا:

''میں اپنے آپ کو سناتنی ہندو کہتا ہوں کیونکہ میں ویدوں، اپنشدوں، پرانوں اور ہندوؤں کی تمام مذہبی کتابوں کو مانتا ہوں، اوتاروں کا قائل ہوں اور تناسخ کے عقیدہ پر یقین رکھتا ہوں، میں گئو رکھشا کو اپنے مذہب کا جزو سمجھتا ہوں اور بت پرستی سے انکار نہیں کرتا، میرے جسم کا رُواں رُواں ہندو ہے۔'' (ینگ انڈیا، ۱۲ر اکتوبر ۱۹۳۱ء۔ بحوالہ ماہنامہ طلوعِ اسلام، مارچ ۱۹۶۹ء)

پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا: ''جس چیز کو مذہب یا منظم مذہب کہتے ہیں، اسے ہندوستان میں اور دوسری جگہ دیکھ دیکھ کر میرا دل ہیبت زدہ ہو گیا ہے۔ میں نے اکثر مذہب کی مذمت کی ہے اور اسے یکسر مٹا دینے تک کی آرزو کی ہے۔ قریب قریب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اندھے یقین اور ترقی کا دشمن، بے دلیل عقیدت اور تعصب کا، توہم پرستی اور لوگوں سے بے جا فائدہ اٹھانے کا، قائم شدہ حقوق اور مستقل حقوق کی بقا کا حمایتی ہے۔'' (بحوالہ ماہنامہ طلوعِ اسلام، جون ۱۹۳۸ء، ص: ۴۹-۵۰، میری کہانی، ص: ۱۶۱)

ہندو دھرم کی اسی خطرناک اور دورنگی پالیسی نے مسلم قومیت کے تشخص کو ابھارا اور اسے تقویت بخشی۔ علامہ اقبال نے فرمایا:

نگہ دارد برہمن کارِ خود را　　　نمی گوید بہ کس اسرارِ خود را

Marfat.com

بمن گوید کہ از تسبیح بگذر بدوشِ خود بردز نارِ خود را!

یہ عجیب اتفاق ہے کہ کچھ لوگوں نے اعتقادی مسائل کی طرح سیاسی معاملات میں بھی مسلمانوں کی واضح اکثریت کے برخلاف طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے پاکستان کی کھل کر مخالفت کی اگرچہ مسلمانوں نے من حیث القوم اس اندازِ فکر کو رد کر دیا۔ جب ایسے لوگوں نے گاندھی جی کو مسجد خیر الدین امرتسری میں منبر پر بٹھایا تو فاضل بریلوی چیخ اٹھے اور انہوں نے کہا:

''جب ہندوؤں کی غلامی ٹھہری پھر کہاں کی غیرت اور کہاں کی خودداری وہ تمہیں ملچھ (ملیچھ) جانیں، بھنگی مانیں، تمہارا پاک ہاتھ جس چیز کو لگ جائے گندی ہو جائے، سودا بیچیں تو دور سے ہاتھ میں ڈال دیں ..... حالانکہ بحکمِ قرآن خود وہی نجس ہیں اور تم ان نجسوں کو مقدس مطہر بیت اللہ میں لے جاؤ..... مگر تم کو اسلامی حس ہی نہ رہا، محبت مشرکین نے اندھا بہرا کر دیا۔'' (المحجۃ المؤتمنہ: ۸۴)

سوادِ اعظم کا یہی وہ قافلہ تھا جس نے ۱۸۵۷ء میں پھانسی کے پھندوں اور خون کے نذرانوں سے تحریکِ آزادی کی بنیاد رکھی، ان پُر آشوب حالات میں اس قافلے کے رہنماؤں نے علامہ اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح کو اپنی ترجمانی کے لیے منتخب کیا اور خود ان کی بڑی اکثریت مسلم لیگ کے پرجوش، مستعد اور تازہ دم ورکروں اور مبلغین کی صورت میں ہندوستان بھر میں پھیل گئی۔

مولانا بدایونیؒ نے دوسرے علمائے حق کی طرح قیامِ پاکستان کے بعد بھی اس کی اساس اور بنیادی نظریے کی شمع فروزاں رکھنے اور اس کی روشنی میں مملکتِ خداداد کو ایک اسلامی جمہوری ریاست کے طور پر پھلتے پھولتے دیکھنے کی شدید آرزو کو کبھی مدھم ہونے نہیں دیا۔ جمعیت العلمائے پاکستان کے پلیٹ فارم سے ان کی جہدِ مسلسل اور عظیم خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

علامہ بدایونیؒ کی نگاہِ بصیرت پاکستان کے پڑوس میں واقع محکوم وسطی ایشیائی اسلامی ریاستوں اور ابھرتی ہوئی عظیم قوت ...... چین کے ساتھ تعلقات کی اہمیت و افادیت کو خوب جانچ چکی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ۱۹۵۷ء میں علماء کے ایک وفد کی قیادت کرتے ہوئے روس کے زیرِ نگیں مسلم ریاستوں کا مفید اور کامیاب دورہ کیا اور آزاد دنیا کو سوویت یونین کے مسلمانوں کے حالات سے آگاہ کیا۔

اس سے قبل ۱۹۵۵ء میں انہوں نے ایسا ہی ایک وفد لے کر کمیونسٹ چین کا دورہ کیا تھا اور وہاں کے مسلمانوں سے رابطہ قائم کیا۔ خاص طور سے صوبہ سنکیانگ کے مسلمانوں سے قریبی تعلق نے پاکستان اور چین کے درمیان خوشگوار تعلقات کو وسعت اور استحکام کی بنیاد فراہم کی۔

مولانا مرحوم کی مساعی جمیلہ سے آج نسلِ نَو اگر پوری طرح آگاہ نہیں تو اس کے ذمہ دار جمعیت العلمائے پاکستان اور مسلم لیگ کے قائدین کے ساتھ ساتھ سُنّی اہلِ قلم بھی ہیں کہ ان کے تساہل اور چشم پوشی کی بدولت آج تحریکِ پاکستان کے بدترین مخالف ''ہیرو'' بنا دیے گئے ہیں اور آزادی کے چراغ جن کے لہو سے روشن ہوئے وہ طاقِ نسیان کے سپرد کر دیے گئے۔

حضرت بدایونیؒ (۱۸۹۸ء-۱۹۷۰ء) نے زندگی کے آخری تیئیس (۲۳) برس پاکستان کو اس کے نظریہ سے ہم آہنگ بنانے کے لیے طویل جدوجہد کی اور تادمِ واپسیں اس سعی جمیل میں کوئی کمی نہیں آنے دی۔ آج ہم ان کے زیرِ نظر خطبۂ صدارت اور ان کے آخری ایام کے خطبات کا موازنہ کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ پیرانہ سالی میں بھی ان کا ایمان، ان کا جذبہ اور ان کا عزم ۱۹۴۱ء کی طرح ہی پوری طرح توانا اور جواں تھا۔

ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

(تحریکِ پاکستان میں مولانا عبدالحامد بدایونی'' کے کردار کے ایک جھلک، ترتیب تدوین: ظہور الدین خاں امرتسری، ص ۵۲ تا ۶۱، ادارہ پاکستان شناسی، لاہور، دسمبر ۲۰۰۵ء)

☆☆☆

Marfat.com

پاکستان کی ترقی اور نفاذ اسلام کے عمل میں مولانا عبدالحامد بدایونی کا کردار

محمد اجمل بھٹی
لیکچرار گورنمنٹ کالج بہاولنگر

Abstract : Indeed, there has been a pivatal role of the ulema in Pakistan Movement. Molana Abd-ul-Hamid Badayuni was a prominent leader of All India Muslim League. He with his writings and orations confronted the argiments of nationalist Ulema and elevated a general preception. which was in favour of Pakistan. After partition he come to Pakistan and settled in Karachi. He fulfilled his duties regarding praching of Islam efficiently. Under the placeform of Jamiat Ulema-e-Pakistan his religion based politics proved to be very effective for Islamization in the country. This article covers his effort for the development of Pakistan and his role in Ismaization process from 1947 to 1960.

مولانا عبدالحامد بدایونی نے آل انڈیا مسلم لیگ اور آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے تحریک پاکستان کے لئے دن رات کام کیا۔ انہیں اس بات کا ادراک تا کہ قائم ہونے والے پاکستان میں ان کا صوبہ یو۔ پی شامل نہیں ہوگا، اس کے باوجود آزادی کے لئے ان کے جذبے میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ تقسیم برصغیر کے بعد ہندوستان میں کانگریسی حکومت کی مسلم دشمن پالیسیوں کی وجہ سے جلد ہی مولانا بدایونی کے حکومت کے ساتھ اختلافات شروع ہوگئے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر کانگریس حکومت ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے چاہتی تھی کہ مسلمان گائے کی قربانی نہ کریں۔ چونکہ مولانا عبدالحامد بدایونی کا ضلع بدایون میں بہت اثر ورسوخ تھا، اس لئے ان پر ہر طرح سے دباؤ ڈالا گیا لیکن انہوں نے نماز عیدالاضحیٰ پڑھا کر اپنے خطبے میں کہا کہ میں قربانی جس طرح سے ہمیشہ آتا رہا ہوں اسی طرح کروں گا۔ ہر مسلمان اپنے ضمیر اور عقیدے کے مطابق عمل کرنے کا مجاز ہے۔ مولانا بدایونی نے جامع مسجد سے آکر قربانی ادا کی تو ہر محلے میں مسلمانوں نے ہمت اور بہادری سے فریضہ قربانی ادا کیا۔

مولانا عبدالحامد بدایونی کے اس اقدام کے بعد کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے سید فاروق احمد لکھتے ہیں:

''اس واقعہ کے بعد کلکٹر اور محکمہ پولیس مولانا کے خلاف مختلف قسم کے اقدامات کا ارادہ رکھتے تھے۔ مگر مولانا قربانی کے واقعے کے بعد ہی مسلم لیگ کے اہم جلسے میں شرکت کے لئے لکھنؤ آگئے اور پھر لکھنؤ سے بمبئی تشریف لے گئے جہاں کے لئے آپ کی تقاریر پہلے سے طے تھیں اور ادھر مولانا کے پیچھے وارنٹ گرفتاری پھرتا رہا۔ بمبئی سے مولانا بدایونی سیدھے کراچی کے

Marfat.com

لئے عازم ہو گئے۔ کیونکہ یہاں مسلم لیگ کا وہ اہم جلسہ ہونے والا تھا جس میں ہندوستان کے لئے علیحدہ اور پاکستان کے لئے جدا مسلم لیگیں بننے والی تھیں۔ اسی درمیان میں تحریک ہجرت زور وشور سے جاری تھی اور گاڑیوں میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا۔ چند افراد بدایوں سے آ گئے۔ جن سے مولانا بدایونی کو حالات کا علم ہوا۔'' (۱) آپ آل انڈیا مسلم لیگ کے ایک اہم اجلاس میں شرکت کے لئے کراچی تشریف لائے تو زعماء پاکستان کے اصرار پر مستقل طور پر یہیں قیام پذیر ہو گئے۔ (۲)

آل انڈیا کانفرنس سے وابستہ علماء نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۴۶ء میں منعقد ہونے والی اس ''بنارس سنی کانفرنس'' نے واضح اور دوٹوک انداز میں پاکستان کے حق میں فیصلہ دے دیا جس سے نیشنلسٹ علماء کے متحدہ ہندوستان کے حوالے سے سارے خواب چکنا چور ہو گئے۔ پاکستان کے قیام کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس سے وابستہ علماء نے اس تنظیم کو عملاً معطل کر دیا۔ پاکستان میں مارچ ۱۹۴۸ء کو مدرسہ انوار العلوم ملتان میں علماء اہل سنت کی اجتماع میں ''سنی کانفرنس'' کا نام تبدیل کر کے ''جمعیت العلمائے پاکستان'' رکھ دیا گیا۔ (۳) ابوالحسنات سید محمد احمد قادری صدر اور علامہ سید احمد سعید کاظمی نائب اعلیٰ منتخب ہوئے جبکہ مولانا بدایونی کو سندھ و کراچی کا صدر منتخب کیا گیا۔ (۴) جمعیت العلمائے پاکستان کے قیام کے بعد مولانا بدایونی نے اس تنظیم کی ترقی واستحکام کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں وقف کر دیں۔

۱۹۴۸ء میں امیر ملت حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نے جمعیت العلمائے پاکستان کراچی کے دفتر کا معائنہ فرماتے ہوئے مولانا عبدالحامد بدایونی کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کی:

''فقیر کو انتہائی مسرت ہے کہ جمعیت علمائے پاکستان اپنے فرائض کو پوری تندہی سے انجام دے رہی ہے۔ اس جمعیت کے صدر حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی ہیں جن کی زندگی مسلم لیگ اور پاکستان کے لئے وقف رہی۔ وہ اس جمعیت کو پوری قوت کے ساتھ چلا رہے ہیں۔'' (۵)

مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے کراچی میں اپنے قیام کے دوران مقامی علماء و امراء کی مجلس طلب کر کے ''ادارہ تبلیغ'' قائم فرمایا جس میں مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا عبدالسلام باندوی اور مولانا صاحب داد خان کو ذمہ دار قرار دے کر ''سنی کانفرنس'' کے سرمایہ میں بطور امداد دو ہزار روپے ان کو دیے تاکہ یہ حضرات ابتدائی کام سرانجام دے سکیں اور سنی کانفرنس کے مقاصد کو ''ادارہ تبلیغ'' کے عنوان سے بروئے کار لاسکیں۔ (۶)

کراچی میں قیام کے دوران مولانا بدایونی نے تبلیغ دین کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی احسن سرانجام دیا۔ وزیر اعلیٰ سندھ ایوب کھوڑو اور خواجہ شہاب الدین کے ساتھ خصوصی ملاقاتیں کیں اور انہیں کراچی میں دینی سرگرمیوں کے فروغ اور جشن میلاد نبوی کے انعقاد کے حوالے سے قائل کیا۔ آپ کی کاوشیں رنگ لائیں اور کراچی میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شایان شان طریقے سے منایا گیا۔

سید محمد فاروق اس جلسہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''یہ پہلا جلسہ کراچی کی تاریخ میں عظیم المثال جلسہ تھا جس میں خواجہ ناظم الدین، خواجہ شہاب الدین اور مسٹر ایوب کھوڑو نے شرکت کی۔ اسی طرح جو جلوس اس سال مسٹر ایوب کھوڑو کی قیادت میں نکالا گیا اس جیسا جلوس کراچی میں پھر کبھی نہیں نکلا اور نہ اس جیسا چراغاں کبھی ہو سکا۔ مولانا بدایونی کا یہ اقدام اول ان کی کراچی کی زندگی میں ایک بہترین اقدام تھا۔ جو طبقہ اہل سنت کے معمولات دیرینہ کے لئے ایک مستقل شاہراہ بن گیا۔'' (۷)

کراچی میں ایک اور محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں

Marfat.com

مولانا بدایونی کی شرکت کے حوالے سے الحاج شمیم الدین رقم طراز ہیں: ''ماہ ربیع الاول کا مہینہ آیا۔ ادارہ نے جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں جلسہ منعقد کیا۔ جس کی صدارت جناب ایس ایم رفیق صدر کراچی مسلم لیگ نے فرمائی۔ اس جلسہ میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی، حضرت مولانا عبدالسلام باندوی، حضرت مفتی صاحب داد خان، حضرت مولانا غلام قادر کشمیری اور مولانا ناصر جلالی مدعو کئے گئے۔ یہ حضرات اس وقت کراچی کے محبوب علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔'' (۸)

اس کے علاوہ کراچی میں خلفائے راشدین اور امام حسینؓ کے ایام شان وشوکت سے منانے کا اہتمام بھی مولانا بدایونی نے ہی شروع کیا، ان اجتماعات میں پاکستان کے گورنر جنرل اور وزیراعظم نے بھی شرکت کی۔ (۹)

تقسیم برصغیر کے بعد مہاجرین کی ایک بڑی تعداد ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان کے شہر کراچی میں آباد ہوگئی۔ ان مہاجرین کو شدید پریشانیوں اور مصیبتوں کا سامنا تھا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے مہاجرین کی ان پریشانیوں کو دیکھتے ہوئے تقریباً ہندوستان کے ہر صوبے اور علاقے کے نمائندوں کا ایک عظیم الشان جلسہ مدعو کر کے مرکزی مہاجرین کمیٹی کی بنیاد ڈالی اور تھوڑے ہی عرصے میں مرکزی مہاجرین کمیٹی، مہاجرین کی سب سے بڑی جماعت بن گئی۔ یہ تنظیم مہاجرین کے مسائل کے حل کے لئے بڑی سرگرم رہی۔ بدقسمتی سے ارباب حکومت میں سے کچھ لوگوں کو مہاجرین کی یہ تنظیم پسند نہ تھی اور وہ کسی طرح بھی مہاجرین کے مطالبات کو قبول کرنے کو تیار نہ تھے۔ مسائل میں مسلسل پیچیدگیاں بڑھتی گئیں۔ مگر مرکزی مہاجرین کمیٹی نے طے شدہ مطالبات کا کام جاری رکھا۔ (۱۰)

سید احمد سعید کاظمی (جمعیت العلمائے پاکستان کے پہلے ناظم اعلیٰ) مہاجرین کے مسائل کے حل کے لئے مولانا عبدالحامد بدایونی کی خدمات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''مہاجرین کی آبادکاری کے سلسلہ میں ان کے ساتھ پوری ہمدردی وتعاون، محاربہ کشمیر کے زمانے میں مجاہدین کشمیر امداد و اعانت اور آئین اسلام کے نفاذ میں پوری جد و جہد جمعیت العلمائے پاکستان کراچی کے نمایاں کارنامے ہیں۔ مولانا عبدالحامد بدایونی صدر شعبہ جمعیت العلمائے پاکستان کراچی و سندھ نے مہاجرین کمیٹی کی صدارت کے ضمن میں مہاجرین کی جو خدمات انجام دی ہیں، وہ مہاجرین کمیٹی کی سالانہ رپورٹ سے معلوم ہوسکتی ہیں۔'' (۱۱)

مولانا عبدالحامد بدایونی نے پاکستان میں نفاذِ اسلام کے عمل میں بھرپور کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۸ء میں مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کی قیادت میں سندھ کے علماء ومشائخ کے ایک وفد نے قائد اعظم سے ملاقات کی جس میں مولانا بدایونی بھی شریک تھے اور تفصیلی یادداشت پیش کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ ''ملک پاکستان کا دستور کتاب وسنت کی روشنی میں تیار کیا جائے اور دیگر اسلامی ممالک کی طرح پاکستان میں بھی وزارت امور مذہبیہ قائم کی جائے۔'' (۱۲)

کراچی میں مولانا بدایونی کی تبلیغ اسلام کے لئے کاوشوں پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کے سابق سیکریٹری آزاد بن حیدر نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا:

''مولانا بدایونی ۱۹۵۲ء میں آرام باغ کی مسجد میں جمعہ کا خطبہ دیتے تھے۔ میں لیاری میں رہتا تھا۔ مولانا کا خطبہ بہت معلوماتی ہوتا تھا۔ اس لئے دور دور سے لوگ ان کا خطاب سننے آتے تھے۔ میں بھی مولانا کی تقریر سننے کے لئے جاتا تھا۔ اسی دور سے مولانا کے ساتھ میرا تعلق پیدا ہوا۔'' (۱۳)

دیگر مسالک کے علماء کے ساتھ مولانا بدایونی کے تعلقات کے حوالے سے آزاد بن حیدر کہتے ہیں:

Marfat.com

''مولانا بدایونی کے دیوبندی عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی اور شیعہ عالم دین مولانا ابن حسن جارجوی کے ساتھ بہت دوستانہ تعلقات تھے۔ یہ تینوں مسلم لیگی تھے اور آپس میں بہت اچھے دوست تھے۔ ان کے ہوتے ہوئے کراچی میں شیعہ سنی اختلاف نہیں ہوا۔ اگر کبھی کوئی بات ہوئی بھی تو ان لوگوں نے کنٹرول کرلیا۔ انہوں نے مسلک کو مسلک کی حد تک رکھا اور ذاتی تعلقات میں ان مسائل کو نہیں لے کر آئے۔ مولانا بدایونی سال میں دو جلسے ضرور کرتے تھے۔ ایک میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرا یوم حسینؓ'' (۱۴)

مولانا بدایونی کی وسیع الخیالی اور کشادہ قلبی پر روشنی ڈالتے ہوئے عزیز عرفی لکھتے ہیں:

''تقسیم کے بعد نہ صرف دیوبندی، بریلوی بلکہ مقلد، غیر مقلد، وہابی، سنی اور شیعہ تمام فرقوں نے قلعہ بندیاں کرلیں، مولانا بدایونی کا تعلق بریلوی مکتبہ فکر سے تھا لیکن ان کی ابتداء سے وسیع الخیالی اور کشادہ قلبی نے انہیں محصور نہیں ہونے دیا۔ وہ ابتداء سے ہی اپنے مسلک پر قائم رہے، تمام فرقوں کے علماء سے ملتے، ان کی مجالس میں شرکت کرتے، ضرورت پڑنے پر مشورہ کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔'' (۱۵)

قیام پاکستان کے بعد ملک میں اشتراکی نظام لانے کے لئے سوشلسٹ نظریات رکھنے والے لوگ سرگرم ہوگئے۔ جن میں مسعود کھدر پوش نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ سندھ میں جاگیرداروں اور زمین داروں کی طرف سے کسانوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک عام تھا۔ حکومت سندھ نے قیام پاکستان سے قبل ہاریوں کی حالت بہتر بنانے کے سلسلے میں سر راجر تھامس کی سربراہی میں چار رکنی کمیٹی تشکیل دی تھی۔ ۷ رجون ۱۹۴۷ء کو ہاری رپورٹ مرتب کی گئی تو اس رپورٹ میں سندھی جاگیرداروں کو کسانوں کا غمگسار ظاہر کیا گیا۔ مسعود کھدر پوش جو کہ اس کمیٹی کے ایک ممبر تھے، انہوں نے اس رپورٹ پر اپنا اختلافی نوٹ لکھا اور سندھی جاگیرداروں اور زمینداروں کو کسانوں کا ہمدرد ہونے کی پرزور الفاظ میں تردید کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ جاگیرداروں کی جاگیریں اور جائیدادیں ضبط کی جائیں اور ہاریوں کو ان کے حقوق دلائے جائیں۔ مسعود کھدر پوش کے اس اختلافی نوٹ میں ان کے کمیونسٹ خیالات کا بھی اظہار ہوتا تھا اور بعض مطالبات غیر اسلامی تھے۔ چنانچہ مولانا عبدالحامد بدایونی نے مارچ ۱۹۴۸ء میں ایک اہم پمفلٹ ''اشتراکیت اور زرعی مساوات'' تحریر کیا۔ جس میں مسعود کھدر پوش کے دلائل کو رد کیا اور ان کے کمیونسٹ نظریات کا محاسبہ کرتے ہوئے ان کے مطالبات کو غیر اسلامی قرار دیا۔ (۱۶)

قیام پاکستان کے بعد مختلف دینی معاملات کے حل کے سلسلہ میں حکومت نے جو مختلف کمیٹیاں تشکیل دیں، مولانا بدایونی ان کا اہم حصہ رہے اور آپ نے اپنی قیمتی آراء سے حکومت کی رہنمائی کی۔ عیدالفطر کا چاند دیکھنے کے لئے وزیراعظم لیاقت علی خان نے ۳ جولائی ۱۹۴۸ء کو خصوصی احکامات جاری کئے۔ جن میں احترام رمضان کے لئے ہدایات بھی شامل تھیں۔ حکومت نے رویئت ہلال کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ جس میں مولانا عبدالحامد بدایونی کے علاوہ مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا محمد صادق اور مولانا عبدالعلیم صدیقی شامل تھے۔ (۱۷)

مولانا عبدالحامد بدایونی نے ہمیشہ اہم موضوعات اور مسائل کے حوالے سے اپنے خیالات اور رائے کا اظہار کیا۔ لاؤڈ اسپیکر، لاسلکی ٹیلی فون اور تار کے بارے میں علماء نے بہت اہم فتویٰ دیا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے اس پر اپنا مقدمہ لکھا اور اسے شائع کیا۔ آپ نے اس مقدمہ میں مدلل انداز میں بہت اہم موضوعات پر بحث کی ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کے بارے میں اپنا مؤقف پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

Marfat.com

''آلہ بکرالصوت خواہ امام کے سامنے ہو یا پیچھے یا دیوار میں نصب ہو۔ امام کی قرأت، تکبیرات، رکوع، سجود وغیرہ کا آلہ بکرا الصوت، لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مکروہ وممنوع ہوگا، امام کی توجہ لاؤڈ اسپیکر کی طرف رہے گی اور خضوع وخشوع جو نماز کے لئے درکار ہے قطعاً فوت ہو جائے گا۔ پھر آلہ کی خرابی کے احتمالات بھی ہیں۔ اگر آلہ بگڑا تو کوئی سجدہ میں ہوگا تو کوئی رکوع میں۔'' (۱۸)

اسی مقدمہ میں ریڈیو، لاسلکی، ٹیلی فون اور تار کے ذریعے شہادت پر مولانا بدایونی مدلل انداز اختیار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'ریڈیو، لاسلکی تار کے ذریعے رویت کی شہادت کا اعلان شرعی غیر صحیح ہوگا۔ خبر اور حکایت کی حد تک بھی اس پر وہی احکام ہوں گے جو فقہا کرام نے دیئے ہیں۔ خبر وشہادت میں کھلا ہوا فرق ہے۔ موجودہ زمانے کے وہ لوگ جو علماء سے کج بحثی کرتے ہیں کیا حالیہ عدالتوں میں قانون کی رو سے کوئی جج ایک ایسے شخص کی شہادت لے سکے گا جو عدالت کے سامنے موجود نہ ہو۔ کیا باہر سے ٹیلی فون، لاسلکی، تار کے ذریعے شہادت قبول ہو سکتی ہے، پھر شہادت بھی ایک ایسے اہم فریضہ کے متعلق جو لاکھوں، کروڑوں مسلمانوں سے متعلق ہو، جب ہمارے جدید زمانے کے قوانین کی رو سے شہود کا سامنے ہونا ضروری ہے تو اسلام اپنے قانون کے مطابق ایسی شہادت کو جو ریڈیو، لاسلکی اور ٹیلی فون کے ذریعہ دی جائے کیسے قبول کر سکتا ہے۔'' (۱۹)

اس فتویٰ پر جید علماء کی تصدیق کے بارے میں مولانا عبدالحامد بدایونی رقم طراز ہیں:

''سال گزشتہ بھی لاؤڈ اسپیکر کا یہ مسئلہ مفتی صاحب داد نائب صدر جمعیت علمائے سندھ کے پاس آیا۔ حضرت ممدوح نے نہایت محنت سے مسئلہ مرتب فرمایا۔ اتفاق سے اس وقت مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور حضرت مولانا محدث صاحب کچھوچھوی بھی کراچی تشریف لائے ہوئے تھے، ہر دو بزرگوں نے اس مسئلہ کی تصدیق فرمائی۔'' (۲۰)

شریعت مطہرہ کی رو سے کن کن مقامات پر مساجد تعمیر کی جا سکتی ہیں۔ اس اہم مسئلہ کے بارے میں بھی علماء نے ایک اہم فتویٰ جاری کیا۔ جسے ''تعمیر مساجد کا اہم فتویٰ'' کے نام سے شائع کیا گیا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے اس پر بہت علمی تقریظ لکھی۔ جس میں آپ نے اس مسئلہ کے بارے میں اپنی رائے تحریر کی۔ مولانا بدایونی تحریر کرتے ہیں:

''قیام پاکستان اور مہاجرین کی غیر معمولی آمد کے باعث پاکستان کے ہر گوشہ میں مساجد کی تعمیر واضافہ کی ضروریات پیش ہیں۔ جمعیت العلمائے پاکستان کے دفتر میں میرے پاس بکثرت استفتاء ومراسلات آئے۔ بلاشبہ تعمیر مساجد کا مسئلہ ہر لحاظ سے اہم اور قابل توجہ عملی اقدامات کا مستحق ہے۔ مسئلہ کی چند نوعیتیں ہیں جن پر حضرات علماء کرام کو غور وفکر کر کے فتاوے مرتب کرنا ضروری ہیں اور ان فتاویٰ پر عمال و حکام کو توجہ مبذول کرنا ضروری ہے۔'' (۲۱)

اس اہم مسئلہ پر مولانا بدایونی نے بہت علمی انداز میں روشنی ڈالتے ہوئے چند اہم سوال اٹھائے ہیں۔ ''سب سے پہلے ممالک مفتوحہ اور غیر مفتوحہ کی نوعیت معلوم کرنی چاہئے اور ذیل کے چند مباحث زیر نظر رکھنے لازمی ہیں۔

۱۔ وہ ممالک جو جہاد شمشیر سے فتح ہوئے ان میں تعمیر مساجد کے احکام کیا ہیں۔
۲۔ وہ ممالک جو باہمی میثاق سے حاصل ہوئے ان میں مساجد کی تعمیر کا کیا حکم ہے۔
۳۔ جو مشرکین وہنود ایک مکمل سازش اور نظم کے تحت ہندوستان لے جائے گئے اور وہ اپنی ارضیات پاکستان میں چھوڑ گئے، ان پر تعمیر مساجد کے کیا احکام ہیں۔
۴۔ وہ زمینیں جو حکومت کی ملکیت ہیں اور شاہراہ عام پر ہیں،

Marfat.com

مساجد کی توسیع کے لئے ان ارضیات سرکاری پر مساجد کی تعمیر یا زمینوں کو مساجد میں بلا اجازت حکومت شامل کرنا جائز ہے یا نہیں۔

۵۔ وہ مشرکین جو پاکستان میں مقیم ہیں ان کی زمینوں پر مساجد تعمیر ہوسکتی ہیں یا نہیں۔

بادی النظر میں یہ مسائل پیچیدہ اور لاینحل معلوم ہوتے ہیں مگر قابل آفریں ہیں وہ حضرات فقہائے کرام جنہوں نے صدہا برس قبل اپنے دور بیں نظر اور اپنے تفحص سے ان سارے مسائل کو حل فرما دیا اور آنے والی نسلوں کو سبق دیا کہ بوریہ نشین فقہا نے ایک ایک گوشۂ حیات کے لئے قوانین فقہ مکمل فرما دیئے۔ آئین و مسائل کو اس طور پر مدون کر دیا کہ رہتی دنیا تک ان کے فیصلے کام دیں گے۔'' (۲۲)

قرارداد مقاصد پاکستان میں آئین سازی کے حوالے سے میکنا کارٹا کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ ملک میں نفاذ اسلام کی طرف پہلا باقاعدہ قدم تھا۔ پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کے دور میں پارلیمنٹ نے ۱۲ر مارچ ۱۹۴۹ء کو یہ قرارداد منظور کی۔ اس قرارداد کی منظوری میں مولانا بدایونی کے کردار کے حوالے سے ان کے بیٹے صاحبزادہ محمد زاہد القادری لکھتے ہیں:

''اس وقت کی حکمرانوں نے اس قرارداد کے پاس کرنے کی یہ شرط رکھی تھی کہ تمام طبقہ خیال کے علماء متفقہ طور پر ایک مسودہ بنا کر پارلیمنٹ کو دیں، اس وقت بھی علماء میں مسلکی اختلافات موجود تھے اور علماء یک جا ہونے کے روادار نہ تھے۔ لیکن حضرت مولانا بدایونی نے دن رات بھاگ دوڑ کر کے اپنی بے پناہ مساعی سے ناممکن کو ممکن بنا دیا۔'' (۲۳)

مولانا عبدالحامد بدایونی کی دعوت پر مولانا کی رہائش گاہ ۷۷۔ گارڈن ویسٹ پر جمع ہوئے اور بالاتفاق حضرت مولانا بدایونی کے تیار کردہ مسودہ قرارداد پر اپنے اپنے دستخط ثبت فرمائے اور یہ تاریخی دستاویز اس وقت کے علماء کے اتحاد کی ایک ایسی تلوار بن گئی کہ اس وقت کے انگریزی ماحول کے پروردہ نام کے مسلمان ممبران پارلیمنٹ کو سوائے اس قرارداد کے پاس کرنے کے اور کوئی چارہ نہ رہا۔'' (۲۴)

مولانا عبدالحامد بدایونی نے تحریک پاکستان کے دوران ہمیشہ اصولی سیاست کی اور کبھی غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث نہ ہوئے۔ اس لئے انگریز سرکار نے نہ تو کبھی انہیں گرفتار کیا اور نہ ہی کبھی جیل میں ڈالے گئے۔ تقسیم کے بعد بھی کانگریس حکومت انہیں گرفتار نہ کرسکی لیکن حالات کی ستم ظریفی تھی کہ پاکستان میں قیام کے کچھ ہی سال بعد چند خود غرض عمال نے سیفٹی ایکٹ کے تحت انہیں گرفتار کرلیا اور کراچی جیل میں قید کر دیئے گئے۔

اس حوالے سے سید محمد فاروق لکھتے ہیں:

''مولانا بدایونی کراچی جیل کی اس کمرے میں رکھے گئے جہاں کبھی مولانا محمد علی جوہر رکھے گئے تھے۔ آپ نے کراچی جیل میں قیدیوں کی تعلیم، ان کی اخلاقی حالت کی درستی اور تحریک نماز میں اپنا بیشتر وقت صرف ایک اور جیل والوں کو نمازی بنا دیا۔ مولانا نے کراچی جیل میں یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، یوم امام حسینؓ اور یوم سیدنا غوث الاعظمؓ جیسی تقاریب کی ابتداء بھی کی۔ تین ماہ کی مدت گزارنے کے بعد مولانا جیل سے باہر آ گئے۔'' (۲۵)

مولانا بدایونی کی گرفتاری پر مذہبی حلقے ششدر رہ گئے، کیونکہ تحریک پاکستان کے دوران جس طرح انہوں نے نیشنلسٹ علماء کا مقابلہ کیا تھا اور قیام پاکستان کے بعد وطن عزیز کی تعمیر و ترقی میں مصروف رہے تھے، سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا کہ اسی ملک میں انہیں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں گی۔

مولانا بدایونی کی گرفتاری کے بعد مختلف مذہبی حلقوں میں بحث چھڑ گئی کہ مولانا بدایونی جیسے عالم دین جو حکومت کی خیر خواہی کے لئے اس کے ساتھ تعاون پر یقین رکھتے ہیں، کیوں کر گرفتار کر

Marfat.com

لئے گئے۔ جماعت اسلامی کے ترجمان روزنامہ ''قاصد'' نے ۲۳/اگست ۱۹۵۰ء کی اشاعت میں لکھا:

''ہم حیران تھے کہ مولانا بدایونی جو حکومت اور ارباب اقتدار کی اتنے مداح اور بڑے گہرے معتقد تھے، کیوں کر سیفٹی ایکٹ کے ابتلاء میں پھنس گئے۔'' (۲۶)

چونکہ اس تحریر میں حکومت کے ساتھ مولانا بدایونی کے تعاون کے حوالے سے عجیب معنیٰ خیز اور نفرت انگیز انداز میں تبصرہ کیا گیا تھا اس لئے ماہنامہ ''قائد'' کے مدیر سید احمد سعید کاظمی نے مولانا بدایونی کا دفاع کرتے ہوئے لکھا:

''مولانا بدایونی کو ان کے کس عمل، کس روش، کس انداز، کس قصیدۂ مدحیہ اور کون سے قطعہ تہنیت کی بناء پر مجتہد ''قاصد'' نے حکومت اور اربابِ اقتدار کا اتنا بڑا مداح اور گہرا معتقد ہونے سے متعلق اجتہاد واشتہاد کیا ہے۔ ا۔کیا مسٹر مسعود آئی۔سی۔ایس کے دلائل کی تردید میں اشتراکیت اور زرعی مساوات، کی تصنیف و اشاعت حکومت اور ارباب اقتدار کی مداحی اور معتقدیت ہے؟۔ ۲۔کیا لاؤڈ اسپیکر، لاسلکی، ٹیلی فون سے متعلق اہم فتویٰ شائع کرنا ارباب اقتدار کی مدح سرائی ہے؟'' (۲۷)

مولانا بدایونی کی طرف سے حکومت کی حمایت کے حوالے سے مدیر ماہنامہ ''قائد'' مزید لکھتے ہیں:

''مولانا عبدالحامد بدایونی نے پاکستان سے پہلے اور پاکستان بننے پر پاکستان میں آ کر پاکستان اور ملت پاکستانیہ کی جو مخلصانہ خدمات انجام دی ہیں وہ باخبر اہل پاکستان سے پوشیدہ نہیں۔موصوف نے حکومت و اربابِ حکومت کی جائز حمایت یا شکایت میں اخلاص کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔انہوں نے حمایت کی تو شرعی پہلو کے پیش نظر اور شکایت کی تو قومی جذبہ کے تحت۔'' (۲۸)

سیفٹی ایکٹ کے تحت مولانا عبدالحامد بدایونی کی گرفتاری کی وجہ بیان کرتے ہوئے سید احمد کاظمی لکھتے ہیں:

اس میں کوئی شک نہیں کہ مہاجرین کی خانہ خرابی، بے سرو سامانی اور کسمپرسی کے عالم میں ان کی خرابی و پریشانی کے رقت آمیز اور دردناک مناظر سے متاثر ہو کر مولانا بدایونی نے ان کے مسئلہ سے خاص دلچسپی لی اور ان کے مطالبات پر حکومت کو متوجہ کرانے کے لئے ان کی حمایت و قیادت فرمائی۔ مگر حکومت نے کسی غلط رپورٹ سے غلط فہمی میں مبتلا ہو کر مولانا بدایونی کو پبلک سیفٹی ایکٹ کا نشانہ بنا دیا۔ اس کی اصلیت انشاء اللہ العزیز جلد بے نقاب ہو جائے گی۔'' (۲۹)

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی نے اپنے ایک مضمون میں مولانا بدایونی کی سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتاری کا ذکر خواجہ حسن نظامی کے سفر نامہ پاکستان کے حوالے سے کیا ہے۔خواجہ حسن نظامی اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں:

''مولانا عبدالحامد بدایونی میرے پرانے دوستوں میں ہیں اور مسلم لیگ کی حمایت و خدمت سالہا سال سے کرتے آئے ہیں۔میرے پہلے سفر پاکستان کے زمانے میں انہوں نے مجھے اور مولانا جمال میاں فرنگی محلی کو جمعیت علمائے پاکستان کی طرف سے شاندار پارٹی دی تھی اور ہم دونوں کی نسبت قصیدے بھی پڑھے گئے تھے اور ہم دونوں نے تقریریں بھی کی تھیں۔ مگر جب میں دہلی واپس آیا تو یکایک کراچی کے اخباروں سے معلوم ہوا کہ مولانا کو تین ماہ کے لئے سیفٹی ایکٹ کے تحت نظر بند کر دیا گیا ہے۔ میں دوبارہ کراچی پہنچا تو مولانا عبدالحامد بدایونی کی نسبت یہ سنا کہ ان کی قید کے تین دن باقی ہیں اور سزا میں توسیع کا اندیشہ ہے۔ میں سوچنے لگا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔آخر یہی فیصلہ کیا کہ مجھے ان کی رہائی کی کوشش کرنی چاہئے۔ چنانچہ میں خواجہ شہاب الدین کے

Marfat.com

پاس گیا اور ان سے سفارش کی۔ انہوں نے مولانا کو فوری رہا کر دیا اور تین دن جو باقی تھے ان سے بھی درگزر کی۔ میں ان کا بہت ممنون ہوا۔ میرے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ بھی بدایونی تھے اور دہلی کی اقامت کے زمانے میں انہوں نے سات بادشاہوں کا تخت نشین ہونا اور تخت سے اترنا یا مرنا دیکھا تھا، مگر ہمیشہ بادشاہوں کی سیاست سے الگ رہے۔ اس واسطے جی چاہا کہ حضرت مولانا عبدالحامد صاحب کے پاس جاؤں اور عرض کروں کہ آپ بھی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کیجئے، مگر دل نے جواب دیا کہ اگر مولانا عبدالحامد صاحب جیسے پرانے سیاسی کام کرنے والے مسلمانوں کی حکومت بن جانے کے بعد سیاست سے الگ ہو جائیں گے تو مسلمان قوم کو سیاست کے دینی رخ سے کون آگاہ کرے گا۔'' (۳۰)

قائداعظمؒ اور مولانا بدایونی کے دیرینہ ساتھی سید حسین امام لکھتے ہیں:

''مولانا عبدالحامد بدایونی حکومت وقت سے تعاون و اشتراک بھی کیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ اختلاف اتنا شدید کرتے تھے کہ حکومت انہیں پس زنداں ڈال دیتی تھی۔ آج ہمیں ختم نبوت اور مسئلہ چاند پر مولانا مرحوم کا عظیم کردار یاد آتا ہے۔ مولانا بدایونی اپنے عزم و حوصلہ اور یقین سے وہ کام لیا کرتے تھے جو دوسرا ان جیسا شاید ہی لے سکے۔'' (۳۱)

پاکستان میں نفاذ اسلام کے لئے وزیراعظم لیاقت علی خان نے سنجیدہ کوششیں کیں اور قرارداد مقاصد منظور کروائی۔ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی پہلی رپورٹ انہوں نے مسترد کر دی تو آئین سازی کے متعلق حکومت کی رہنمائی کے لئے ۲۱ تا ۲۴ر جنوری ۱۹۵۱ء کو کراچی میں ملک کے اکتیس جید علماء کا اجتماع ہوا۔ جس کی صدارت سید سلیمان ندوی نے کی۔ ان علماء کرام نے ملک کے آئین کے لئے بائیس نکات مرتب کئے۔ یہ بائیس نکات اسلامی ریاست کے بنیادی اصول کے نام سے ایک رپورٹ کی صورت میں ۲۲ر دسمبر ۱۹۵۲ء کو مجلس دستور ساز میں پیش ہوئے اور پھر علماء اور ارکان دستور ساز اسمبلی نے ۱۸ر جنوری ۱۹۵۳ء کو انہیں آخری شکل دی۔ بائیس نکات پیش کرنے والے ان اکتیس علماء میں مولانا عبدالحامد بدایونی بھی شامل تھے۔ (۳۲)

اس سلسلے میں روزنامہ جنگ اپنی اشاعت میں مولانا بدایونی کے کردار کے حوالے سے لکھتا ہے:

''مولانا بدایونی کا شمار ان اکتیس علماء میں ہوتا ہے جو ۱۹۵۱ء میں اس چیلنج کا جواب دینے کے لئے جمع ہوئے تھے، کہ اسلامی دستور کی بنیادوں کے بارے میں خود علمائے اسلام کے درمیان اتفاق نہیں پایا جاتا اور بائیس نکات اسلامی آئین کی اساس کے طور پر پیش کر دیئے تھے۔'' (۳۳)

روزنامہ جسارت مولانا بدایونی کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتا ہے:

''قیام پاکستان کے بعد بھی مولانا بدایونی مسلسل نظام اسلام کی کوشش کرتے رہے۔ اپنی خاندانی روایات کے پیش نظر وہ ساری عمر مذہبی اور سیاسی تحریکوں میں شریک رہے۔ وہ ان اکتیس علماء میں شامل تھے جنہوں نے بائیس نکاتی منشور پر دستخط کر کے قوم کی صحیح منزل کی طرف نشاندہی کی تھی۔'' (۳۴)

۱۹۵۲ء میں سعودی حکومت نے کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی توسیع کا منصوبہ بنایا تو ایسی خبریں برصغیر تک پہنچنے لگیں کہ دیگر زیاراتِ مقدسہ کے ساتھ ساتھ موجودہ گنبد خضریٰ کو بھی منہدم کر دیا جائے گا۔ اس خبر نے پورے عالم اسلام میں ہل چل مچا دی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے دیگر علماء کے ساتھ مل کر رابطہ عوام مہم کا آغاز کیا تا کہ سعودی حکومت کو اس اقدام سے باز

Marfat.com

رکھا جا سکے۔

آزاد بن حیدر اپنے ایک انٹرویو میں اس پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں:

''جب یہ خبر آئی کہ سعودی حکومت زیارات مقدسہ اور صحابہ کرام کی قبور کے اوپر جو مقبرے اور قبے ہیں انہیں مسمار کرنا چاہتی ہے تو فوری طور پر مولانا بدایونی کی سربراہی میں علماء کا ایک وفد ترتیب دیا گیا جس نے مشرقی اور مغربی پاکستان کے مختلف شہروں کا دورہ کیا اور علماء کے دستخط لئے گئے۔ میں بھی اس وفد میں شامل تھا۔ باقاعدہ شیڈول کے مطابق مہم کا آغاز کراچی سے ہوا۔ پھر یہ وفد کراچی اور سکھر گیا وہاں علماء سے دستخط لئے۔ لاہور میں جامعہ نعیمیہ میں مولانا مفتی محمد حسین نعیمی نے علما کا ایک اجتماع منعقد کیا ہوا تھا، وفد وہاں پہنچا۔ ہم ایک رات کامونکی میں بھی رکے۔ گوجرانوالہ میں بھی علماء کے دستخط لئے گئے۔ پھر راولپنڈی گئے۔ پشاور میں میلاد النبی ﷺ کا ایک بڑا اجتماع منعقد کیا گیا تھا اس میں شمولیت کی اور علماء سے دستخط لئے اس کے بعد وفد ڈھاکہ روانہ ہو گیا۔ وہاں ریلوے علماء نے بڑھ چڑھ کر مہم میں حصہ لیا۔ مولانا بدایونی کے پرانے مسلم لیگی ساتھی نواب صاحب محمود آباد اور جمال میاں فرنگی محلی بھی وہاں تھے۔ ان سے بھی ملاقات رہی۔ دیگر شہروں میں بھی گئے اور علماء کے دستخط لئے۔ واپس کراچی آ کر علماء کی ان دستخطوں کے ساتھ ایک عرضداشت بنا کر سعودی عرب بھیجی گئی اور یہاں سعودی سفیر کو بھی دی گئی۔ سعودی حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ان مقبروں اور قبوں کو قائم رکھا جائے تاکہ تاریخ کی یہ نشانیاں موجود رہیں اور کوئی مؤرخ تحقیق کرنا چاہے تو اس کے لئے آسانی رہے۔ لیکن سعودی حکومت پر اس کا کوئی خاص اثر نہ ہوا اور انہوں نے اپنی پالیسی جاری رکھی۔'' (۳۵)

مولانا بدایونی کی قیادت میں ایک وفد سعودی عرب بھیجا گیا۔ یہ وفد ۲۳ر اگست ۱۹۵۲ء کو مکہ معظمہ پہنچا اور شیخ محمد سرور الصبان نائب وزیر مالیات، شیخ صالح کزاز انچارج دفتر محکمہ تعمیر مسجد نبوی اور ولی عہد معظم سے تفصیلی گفتگو کر کے مسلمانان پاکستان کے جذبات سے آگاہ کیا۔ اس پر ہر سہ حضرات نے وفد کو یقین دلایا کہ سواد اعظم کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچائی جائے گی اور عنقریب ایک اخباری بیان کے ذریعے عالم اسلام کو مطمئن کر دیا جائے گا۔'' (۳۶)

سعودی فرمانروا سے مولانا بدایونی کی ملاقات کے حوالے سے زاہد القادری لکھتے ہیں:

''مولانا بدایونی نے شاہ سے ملاقات فرمائی اور موجودہ گنبد خضرا کو جوں کا توں رہنے دینے اور کم از کم مدینہ منورہ داخلہ والی جانب عمارات کی بلندی اس طرح رکھنے کی درخواست فرمائی کہ آنے والے دور سے ہی دیدار روضہ اقدس سے لطف اندوز ہوتے رہیں، اور فرمایا انسان تو انسان جانور بھی جب روضہ اقدس پر نظر ڈالا کریں گے آپ کو اور آپ کی حکومت کو دعائیں دیا کریں گے، کیوں کہ ہم نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ جب اونٹوں کے قافلے مدینہ منورہ کی طرف آ رہے ہوتے ہیں تو روضہ اقدس پر نظر پڑتے ہی خوشی سے جھوم اٹھتے ہیں اور ان کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ شاہ جو کچھ سوچ میں تھے آخری جملے سن کر مسکرا دیئے اور اس وقت انجینئروں کو بلوا کر ان دو تبدیلیوں کے احکام جاری فرما دیئے۔'' (۳۷)

مولانا بدایونی اس سلسلے میں خود کہتے ہیں:

''جلالۃ الملک عبدالعزیز السعود نے تعمیر مسجد نبوی کے سلسلہ میں مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے وفد سے ہند و پاک اور تمام عالم اسلام کی کروڑوں مسلمانوں کے جذبات سماعت فرما کر احکام جاری کر دیئے کہ نہ تو گنبد خضرا کو حکومت منہدم کروانا چاہتی ہے

Marfat.com

اور نہ ہی تبرکات شریعہ میں کوئی تغیر وتبدل کیا جاسکتا ہے۔" (۳۸)

جمعیت علمائے پاکستان کی رپورٹ کرتے ہوئے مولانا بدایونی لکھتے ہیں:

"مسجد کی توسیع کا سلسلہ کافی تیزی سے جاری ہے۔ ارکان وفد کو مسرت ہے کہ جمعیت کے سابقہ وفد سے حکومت سعودیہ نے سمت قبلہ کی عمارت اور ماثر شریفہ، گنبد خضراء مقدسہ نیز چہار جانب کی دیواروں کو گنبد شریف سے بلند نہ کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اس پر حکومت قائم ہے اور کسی قسم کا کوئی تغیر وتبدل ماثر مبارکہ کے حصوں میں نہیں کیا گیا۔" (۳۹)

مولانا عبدالحامد بدایونی جمعیت العلمائے پاکستان کے پلیٹ فارم سے معاشرے میں اسلامی شعائر کے فروغ کے لئے کوشاں رہے۔ تبلیغ دین کے سلسلے میں انہوں نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ محسن فقیہ کراچی میں جمعیت العلمائے پاکستان اور مولانا بدایونی کی دینی سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مسلمانوں کے مذہبی حقوق کی حفاظت اور اسلامی دستور کی ترتیب، احکام دین کی ترویج، کتاب وسنت پر عمل درآمد کروانے کے لئے جو جماعت شانہ بشانہ مساعی انجام دے رہی ہے وہ جمعیت العلمائے پاکستان ہے۔ قومی و مذہبی شاید ہی کوئی ایسی تحریک ہو جس میں جمعیت العلمائے پاکستان نمایاں خدمات انجام نہ دیتی ہو۔ مسلمانوں کے اخلاق و عادات کی درستی اور ان میں تبلیغ واشاعت کے لئے کراچی میں جس قدر تاریخی جلسے منعقد ہوتے ہیں وہ جمعیت العلمائے پاکستان ہی کرتی ہے۔ سال میں کافی مذہبی لٹریچر بھی شائع کرتی رہتی ہے۔ عنقریب ایک دارالاشاعت بھی کھولنے کا ارادہ ہے۔ جمعیت العلمائے پاکستان کے صدر مولانا عبدالحامد بدایونی ہیں، وہ اپنا تمام کمال وقت جمعیت العلمائے پاکستان کے لئے صرف فرما رہے ہیں۔" (۴۰)

مولانا عبدالحامد بدایونی نے تبلیغ اسلام کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں کا استعمال کیا۔ تحریر وتقریر سے اہم موضوعات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ کو اس حقیقت کا ادراک تھا کہ مسلمان بہت تیزی سے دین کے احکامات سے بے پرواہ ہوتے جارہے ہیں جس سے معاشرے میں بے راہ روی پھیل رہی ہے۔ تبلیغ دین کی اہمیت کے پیش نظر آپ نے چند دیگر علماء کے ساتھ مل کر مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام قائم کی۔ آپ اس انجمن کے صدر تھے۔ انجمن کے دیگر اراکین میں مولانا محمد شفیع اوکاڑوی اور مولانا محمد عمر نعیمی جیسے فاضل علماء شامل تھے۔

اس انجمن کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے مولانا بدایونی لکھتے ہیں:

"علماء پر لوگ الزام تو لگاتے ہیں لیکن موجودہ زمانے میں جب ایک بڑے سے بڑا سرمایہ دار وکیل بغیر اپنی فیس لئے ہوئے چند منٹ کو کام کرنے کے لئے تیار نہیں، علماء بھی انسانی ضروریات رکھتے ہیں۔ کاش کوئی ایک منظم ادارہ ہو جو مبلغین کو فکر معاش سے بے نیاز کردے اور یہ ادارہ عصر حاضر کی ضروریات وحالات کے مطابق مبلغین تیار کرے اور پھر انہیں ایک ایک گوشے میں پہنچانے کا انتظام کیا جائے۔ مختلف زبانوں اور مذاہب عالم سے واقفیت رکھنے والے عالم ہوں جن سے کام لیا جائے تب مخالفین کی کمر ٹوٹ سکتی ہے۔ انہیں تاثرات وخیالات کے تحت میں نے مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام رجسٹرڈ کی بنیاد ڈالی جو سیاسیات کے مکروہات اور موجودہ سوشل تحریکات سے بھی قطعاً تعلق نہ رکھے گی۔ حالیہ تحریکات، سے علیحدہ رہ کر خالص تبلیغی کام کرے گی۔ ملت کے سمجھ دار اور دولت مند افراد کا فریضہ ہے کہ وہ تحریک تبلیغ کی طرف فوری طور پر متوجہ ہوں۔ تحریک تبلیغ کا حکومت کے مسائل و

Marfat.com

معاملات کے ساتھ کوئی تعلق اور اختلاف نہیں ہوگا۔ ہمارے مشاہیر ولیڈر اپنا کام کریں۔ ہم اپنا تبلیغی کام جاری رکھیں گے۔ تبلیغی تحریکات میں ہمارے ادارے یا مبلغین کی طرف سے کوئی ایسا اقدام نہ ہوگا جو حکومت کے نظام میں مخل ہو۔ پس ضرورت ہے کہ اسلامی تبلیغ کی تحریکات کو کامیاب بنانے کے لئے دردمند حضرات فوری توجہات مبذول فرمائیں۔'' (۴۱)

اس انجمن کی ضرورت واہمیت کے متعلق مولانا بدایونی کے الفاظ یہ ہیں:

''مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام تبلیغی ضروریات پر پوری نظر رکھتی ہے اگرچہ ہمارے پاس فی الوقت کوئی سرمایہ نہیں مگر پھر بھی ہم اپنے مقررین مقرر کر رہے ہیں جو مختلف حصوں میں جا کر کام کریں گے۔ کم از کم ڈیڑھ سو روپیہ ماہانہ ایک مبلغ پر ہم کو خرچ کا انتظام کرنا ہے اور باہر بھیجنے میں ان کے اخراجات سفر کا علاحدہ انتظام کرنا ہوگا۔ (۴۲)

مسلمانوں کو تبلیغ دین کی طرف مائل کرتے ہوئے مولانا بدایونی لکھتے ہیں:

''جب اسلام نظریاتی لحاظ سے ایک ایسا جامع مذہب جو کائنات عالم کا مصلح ومعلم ہونے کی تمام صلاحیتیں اپنے اندر رکھتا ہے اور ہر انسان کی دینی اور دنیوی، اقتصادی ومعاشی، علمی، تہذیبی واخلاقی وادبی، تاریخی وثقافتی ضروریات کے لئے اپنے پاس ایک لائحہ عمل رکھتا ہے تو اس کے ماننے والوں کا فریضہ ہے کہ وہ انسانیت کو لادینیت اور لامذہبیت کے اس سیلاب سے بچائیں۔'' (۴۳)

مولانا عبدالحامد بدایونی اسلام کو انسانیت کی فلاح کے لئے مکمل ضابطہ حیات سمجھتے تھے، اس لئے اشتراکیت اور کمیونزم کے مقابلے میں اسلام کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قرآن مقدس، سیرت نبویہ جب ہر زمانے کے لئے ہادی ہیں اور ان کے اندر انسانیت کی فوز وفلاح کے لئے ہمہ قسم کی ہدایات وقوانین موجود ہیں تو ایسی صورت میں بجائے اس کے کہ مسلمان کمیونزم واشتراکیت کی لعنتوں کا شکار ہوں، قرآن عظیم اور حضور کی حیات مبارکہ کو لے کر اٹھیں۔ قرآن کریم کی دعوت کا علم اپنے ہاتھ میں لے لیں۔'' (۴۴)

خانقاہوں کے پیرزادوں اور سجادہ نشینوں کو تبلیغ دین کی طرف متوجہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہماری خانقاہیں، خانقاہی نظام قدیم کی طرف رجوع کریں۔ حضرات صوفیائے کرام خانقاہوں سے نکلیں۔ بحر وبر میں توحید وتبلیغ کی دعوت دینے کا عزم کریں۔ اسلام کے سیدھے سادھے تبلیغی اصول پر کاربند ہوں۔ کیا سیدنا غوث الاعظم، حضرت خواجہ خواجگان معین الدین سنجری وحضرت خواجہ بہاء الدین نقش بند کے متبعین کا یہ فریضہ نہیں کہ وہ تبلیغی خدمات کے لئے اپنے بزرگوں کی یاد تازہ کریں۔'' (۴۵)

مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام نے تبلیغ دین کے لئے مختلف کتابچے شائع کئے جو فاضل علماء نے تحریر کئے تھے۔ تیسرا کتابچہ بنام ''تبلیغ اسلام کی اہمیت وضرورت'' صدر انجمن تبلیغ الاسلام مولانا عبدالحامد بدایونی نے خود تحریر کیا جس میں آپ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخ اسلام سے روشن مثالوں کے ذریعے تبلیغ دین کی اہمیت واضح کی ہے۔ مضمون کے آغاز میں تبلیغ دین کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اسلامی تبلیغ ایک ایسا فریضہ تھا جسے حضور سید کونین نے شدید سے شدید مشکلات ومصائب میں بھی ادا کیا۔ جب مکہ معظمہ میں کفار قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے پیاسے تھے اور جب خدائی احکام کی تبلیغ کرنا جرم عظیم تھا۔ اس وقت بھی حضور فریضہ تبلیغ فرماتے رہے۔'' (۴۶)

Marfat.com

برصغیر کے مسلم سلاطین کی تبلیغ دین کی طرف عدم توجہی نے دشمن قوتوں کو پنپنے کا موقع دیا۔ مولانا بدایونی اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

''دنیائے اسلام کی سلطنتیں تبلیغ اسلام کو منظم طور پر شروع کرنا جمہوری نظام کے خلاف سمجھتی ہیں۔ اسی وقت نہیں بلکہ جب ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا غلبہ ہو چکا تھا اس وقت بھی ہمارے سلاطین نے تبلیغ دین کی طرف سے انتہائی بے توجہی کی۔'' (۴۷)

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ برصغیر میں اشاعت اسلام کے سلسلے میں صوفیا کرام کی کوششیں مثالی ہیں۔ ان صوفیا نے اپنے کردار کی بلندی اور رواداری سے غیر مسلموں کو اسلام کی طرف مائل کیا۔ مولانا بدایونی نے ان صوفیائے کرام کی اشاعت اسلام کے لئے خدمات کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

''آفریں ہے تاج دارِ مدینہ ﷺ کے ان نمائندگان فقر و تصوف کو جو ہندوستان میں تشریف لائے اور یہاں اپنے تبلیغی مرکز بنائے۔ ان کی خانقاہیں دراصل تبلیغی کالج تھے جہاں ان سے شدید سے شدید ریاضتیں، محنتیں کرائی جاتیں۔ ان کی زندگی کے ہر گوشے کو مکمل کیا جاتا اور پورے ہند کے بعید سے بعید مقامات پر تبلیغ کے لئے مامور کیا جاتا۔ اگر درویش وصوفی اور اولیاء اللہ نے تبلیغ نہ فرمائی ہوتی تو مسلمانوں کا نام ونشان ہی باقی نہ ہوتا۔ بلاشبہ ہمارے سلاطین اسلام نے مشرکین ہند سے بڑی بڑی معرکہ آرائیں کیں، دشمنوں کو شکستیں دیں لیکن تلواریں دلوں میں نہ اتر سکیں۔ دلوں کے اندر تعلیماتِ اسلامی کا جذبہ صرف کمبل پوش فقرا وصوفیا نے پیدا کیا۔'' (۴۸)

برصغیر میں عیسائی مشنری ادارے عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف رہے۔ لیکن اس کے برعکس مسلمانوں نے تبلیغ دین کی طرف کوئی خاص توجہ نہ دی۔ مولانا بدایونی کی خواہش تھی کہ یونیورسٹی کی سطح پر دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے تبلیغی مراکز بنائے جائیں تاکہ عیسائی مشنری اداروں کا مقابلہ کیا جاسکے۔ مولانا بدایونی لکھتے ہیں:

''آج دنیائے اسلام میں ہزاروں یونیورسٹیاں، لاکھوں اسکول اور مدارس موجود ہیں۔ مگر افسوس کہ ایسا کوئی ایک تبلیغی مرکز نہیں جہاں سے مبلغین تربیت پا کر دنیا کے ایک ایک گوشے میں جائیں۔ اس کی کوششیں تو ہر طرف ہو رہی ہیں کہ جدید ترقیات ہوں اور لامذہبیت اور بے حیائی کی تبلیغ کے صدہا اڈے موجود ہیں جس پر کروڑوں روپیہ برباد ہو رہا ہے۔ پھر طرفہ یہ کہ مسلمانان عالم جس مغربی قوم کی تقلید کے جنوں میں مبتلا ہیں، خود اس عیسائی قوم نے جس کے پاس اپنی صحیح اور مکمل کتاب تک موجود نہیں اور اپنے نبی کی حیات مقدسہ کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کرسکتی۔ انہوں نے اپنے اپنے ممالک میں مشنری سوسائٹیاں تیار کی ہیں، جن پر یورپ کے سرمایہ داروں کا کروڑوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔ وہ جماعتیں مسلمانوں کے ممالک، شہروں اور بستیوں میں کھلم کھلا اپنی تبلیغ کر رہی ہیں اور اب تو تبلیغ عیسائیت کے لئے غریبوں میں دودھ، شکر اور زندگی کی اشیاء پیش کی جارہی ہیں۔'' (۴۹)

عیسائی مشنری ادارے کس طرح عیسائیت کے فروغ کے لئے مختلف قسم کی سرگرمیوں میں مصروف کار ہیں۔ مولانا عبدالحامد بدایونی اس پر روشنی ڈالے ہوئے رقم طراز ہیں:

''ہر سال عیسائی مشنری سوسائٹیاں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے مختلف قسم کے تعمیری کام کر رہی ہیں۔ حتیٰ کہ عیسائیت کے مبلغین اسلامی سلطنت کے دارالخلافہ میں پہنچ کر اپنے مذہبی جلسوں میں جاہل مسلمانوں کو مکر وفریب کے ساتھ شفا دینے کے لئے مدعو کرتے ہیں اور بے خبر مسلمانوں کی ایک معقول تعداد ان کے پاس پہنچتی ہے اور جو کچھ وہ معتقدات ظاہر کرتے ہیں، ان پر ایمان لاتی

Marfat.com

ہے۔ دیہات وقصبات میں عیسائیوں کا کام اندرونی طور پر تیزی سے ہو رہا ہے۔ مگر ہمارے یہاں منظم طور پر کچھ نہیں۔"(۵۰)

جمعیت العلمائے پاکستان کی ساتویں سالانہ کانفرنس ۲ر اکتوبر ۱۹۵۵ء کو جہانگیر پارک کراچی میں ہوئی۔ جس کی صدارت مولانا شاہ عبدالرحمٰن سجادہ نشین بھرچونڈی شریف نے کی۔ انہوں نے اپنے خطبہ صدارت میں جمعیت العلمائے پاکستان سے تعلق رکھنے والے جن علماء کی کراچی میں تبلیغی سرگرمیوں پر مسرت کا اظہار کیا ان میں مولانا عبدالحامد بدایونی کا نام سرفہرست تھا۔(۵۱)

کراچی میں مولانا عبدالحامد بدایونی کی کاوشوں سے باقاعدہ محافل میلاد النبی کا انعقاد ہوتا رہتا تھا جس میں بلند پایہ مسلم اسکالرز خطبات دیا کرتے تھے۔ ۲۷ر ستمبر ۱۹۵۹ء کو جہانگیر پارک کراچی میں ایک عظیم الشان جلسہ یوم عید میلاد النبیؐ کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کے لئے اندرون و بیرون ملک رابطے کئے گئے۔ کرنل جمال عبدالناصر صدر جمہوریہ متحدہ عربیہ مصر نے مولانا عبدالحامد بدایونی کے نام اپنا تاریخی بیان جاری کیا۔ مولانا بدایونی نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ سفیر مصر طہٰ فتح الدین سے ملاقات کی اور جلسہ کی نوعیت پر سوا گھنٹہ تک گفتگو جاری رہی۔ سفیر نے جلسہ میں شرکت اور صدر جمہوریہ کی تقریر خود پڑھنے کا وعدہ کیا۔ ۲۷ر ستمبر ۱۹۵۹ء کو جشن عید میلاد النبی کا اجتماع شروع ہوا۔ جس کی صدارت ڈاکٹر محمود حسین صدر جامعہ ملیہ نے کی۔ سفیر مصر حسب وعدہ شامل ہوئے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے افتتاحیہ تقریر کی۔ آپ نے اپنے خطاب میں کہا:

"آج اس وجود گرامی کا تذکرہ ولادت باسعادت ہے جس نے انسانیت کو زندہ کیا۔ انسانوں کو اس کے درجات سے آگاہ کیا۔ انسانیت کے شرف و وقار کو سمجھایا اور بتایا، اے ذراتِ ارضی سے بننے والے انسان، جہان انسانیت میں تو سب سے زیادہ شرف و عزت کا مالک ہے۔ اس نے بندے اور خدا کے ٹوٹے ہوئے رشتے از سر نو جوڑے۔ توحید و رسالت کے مضامین سمجھائے۔ انسان کو بتایا کہ تیرے اندر قدرت کی قوتیں پوشیدہ ہیں۔ تیرے پاس وہ جواہر پارے موجود ہیں کہ تو اگر عقل و ذکر سے کام لے تو ایک طرف خدا کی زمین کا مالک و وارث ہوگا، دوسری جانب تیری فکری وشعوری صلاحیتیں متحرک رہیں تو بحر و بر تیرا ہوگا۔ کائنات میں جو کچھ ہے وہ تیرے زیر نگیں ہے۔ تو سب سے پہلے خود کو پہچان پھر اپنے رشتے خالق کائنات سے وابستہ کر، اپنے اعمال میں توازن پیدا کر۔"(۵۲)

نبی کریمؐ کی سیرت مبارکہ پر روشنی ڈالتے ہوئے مولانا بدایونی نے کہا:

"حضور سید عالمؐ بحیثیت معلم، بحیثیت تاجر، بحیثیت قائد فوج، بحیثیت مقنن، بحیثیت قاضی، باعتبار حاکم و عادل، باعتبار شوہر، بحیثیت محبوب، باعتبار حسن اور دیگر صفات حسنہ میں دنیا بھر سے بے مثال تھے۔ آپؐ کی حیات مقدسہ ہر دور کے لئے راہنمائے کامل ہے۔"(۵۳)

جمعیت علماء پاکستان نے مغربی پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں آل پاکستان سنی کانفرنسز منعقد کیں۔ جن میں مولانا عبدالحامد بدایونی نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۰۔۱۲ر دسمبر ۱۹۵۵ء کو لاہور میں پانچویں سالانہ آل انڈیا سنی کانفرنس لاہور میں منعقد ہوئی۔ صاحب زادہ فضل حسن شاہ کی تحریک پر نئے عہدے داران کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔(۵۴)

حوالہ جات

۱۔ قادری، محمد فاروق احمد، گلدستہ عقیدت، کراچی، جامعہ تعلیمات اسلامیہ، ۱۹۷۱ء، ص ۴۴

۲۔ قادری، عبدالحکیم شرف، تذکرہ علمائے اہلسنت، لاہور، مکتبہ قادریہ، ۱۹۷۶ء، ص ۲۰۵

۳۔ نعیمی، غلام معین الدین، حیات صدر الافاضل، لاہور، فرید بک اسٹال،

Marfat.com

۲۰۰۰ء، ص ۱۹۶

۴۔ قادری، صاحبزادہ فرید الدین قادری، سندھ کے اکابرین قادریہ کی علمی و دینی خدمات، کراچی، قادری پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء، ص ۳۸۴

۵۔ قصوری، محمد صادق، تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار، لاہور، تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ، ۲۰۰۸ء، ص ۲۹۷-۲۹۸

۶۔ نعیمی، غلام معین الدین، حیات صدر الافاضل، ص ۱۹۷

۷۔ قادری، محمد فاروق احمد، گلدستہ عقیدت، ص ۴۵

۸۔ الحاج شمیم الدین، یادوں کے دیئے، حصہ اوّل، کراچی، پاکستان اسلامک فورم، ص ۹۵

۹۔ قادری، عبدالحکیم شرف، تذکرہ علمائے اہلسنت، ص ۲۰۶

۱۰۔ قادری محمد فاروق احمد، گلدستہ عقیدت، ص ۴۵

۱۱۔ احمد سعید کاظمی، سیّد، ماہنامہ قائد، ملتان، نومبر-دسمبر ۱۹۵۰ء، ص ۶

۱۲۔ قادری، عبدالحکیم شرف، تذکرہ علمائے اہلسنت، ص ۲۰۶

۱۳۔ آزاد بن حیدر کئی سال تک مولانا عبدالحامد بدایونی کے سیکریٹری رہے۔ انھوں نے مولانا بدایونی کے ساتھ مذہبی، سیاسی اور تعلیمی میدان میں بہت سا کام کیا ہے۔ راقم الحروف نے ۱۳ر فروری ۲۰۱۳ء کو آزاد صاحب سے ان کے گھر گلشن اقبال کراچی میں ملاقات کی اور مولانا بدایونی کی خدمات کے حوالے سے طویل انٹرویو کیا۔ یہ اقتباس اسی انٹرویو کا حصہ ہے۔

۱۴۔ مذکورہ بالا حوالہ

۱۵۔ عزیز عرفی، نذرانہ عقیدت، کراچی، ۲۰۰۴ء، ص ۳۱

۱۶۔ زاہد حسین انجم، انسائیکلوپیڈیا واقعات پاکستان، جلد اوّل، لاہور، نذیر سنز پبلشرز، ص ۲۳۶

۱۷۔ مذکورہ بالا حوالہ، ص ۲۴۳

۱۸۔ ظہور الحسن درس، اہم فتویٰ، کراچی، ناظر پرنٹنگ پریس، ص ۴

۱۹۔ مذکورہ بالا حوالہ، ص ۵-۴

۲۰۔ مذکورہ بالا حوالہ، ص ۵

۲۱۔ صاحب داد، مفتی، تعمیر مساجد کا اہم فتویٰ، کراچی، مشہور پریس، ۱۹۵۱ء، ص ۳

۲۲۔ مذکورہ بالا حوالہ، ص ۳-۲

۲۳۔ زاہد القادری، نذرانہ عقیدت، ص ۴۷

۲۴۔ مذکورہ بالا حوالہ

۲۵۔ قادری محمد فاروق احمد، گلدستہ عقیدت، ص ۴۵

۲۶۔ احمد سعید کاظمی، سیّد، ماہنامہ قائد، ملتان، نومبر، دسمبر ۱۹۵۰ء، ص ۳

۲۷۔ مذکورہ بالا حوالہ

۲۸۔ مذکورہ بالا حوالہ، ص ۴

۲۹۔ مذکورہ بالا حوالہ، ص ۶

۳۰۔ نظامی، خواجہ عابد نظامی، ڈاکٹر، مولانا عبدالحامد بدایونی - تحریک پاکستان کے انتھک مجاہد، روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۲۳ر جولائی ۲۰۰۴ء

۳۱۔ حسین امام، سیّد، گلدستہ عقیدت، ص ۲۶

۳۲۔ انسائیکلوپیڈیا، واقعات پاکستان، ص ۳۴۰

۳۳۔ روزنامہ جنگ، لاہور، ۲۴ر جولائی ۱۹۷۰ء

۳۴۔ روزنامہ حریت، کراچی، ۲۴ر جولائی ۱۹۷۰ء

۳۵۔ انٹرویو آزاد بن حیدر، ۱۳ر فروری ۲۰۱۳ء

۳۶۔ قصوری، محمد صادق، تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار، ص ۲۹۸

۳۷۔ محمد زاہد القادری، گلدستہ عقیدت، ص ۴۹

۳۸۔ بدایونی، عبدالحامد، رپورٹ بسلسلہ جامع فتویٰ، ص ۳۵، بحوالہ عبدالمجید محمد اقبال قادری، مجلہ بدایوں، جلد ۵، جولائی ۱۹۹۵ء، کراچی، ص ۷

۳۹۔ بدایونی، عبدالحامد، رپورٹ جمعیت علمائے پاکستان، ص ۵۵-۵۷، بحوالہ عبدالمجید محمد اقبال قادری، مجلہ بدایوں، جلد ۵، جولائی ۱۹۹۵ء، کراچی، ص ۷

۴۰۔ صاحب داد، مفتی، تعمیر مساجد کا اہم فتویٰ، ص ۶

۴۱۔ بدایونی، عبدالحامد، تبلیغ اسلام کی اہمیت و ضرورت، کراچی، مشہور پریس، ص ۵

۴۲۔ محمد شفیع اوکاڑوی، غزوہ بدر، کراچی، مشہور پریس، ص ۶

۴۳۔ مذکورہ بالا حوالہ

۴۴۔ مذکورہ بالا حوالہ، ص ۷-۶

۴۵۔ مذکورہ بالا حوالہ، ص ۷

۴۶۔ بدایونی، تبلیغ اسلام کی اہمیت و ضرورت، ص ۲

۴۷۔ مذکورہ بالا حوالہ، ص ۳

۴۸۔ مذکورہ بالا حوالہ، ص ۴-۳

۴۹۔ مذکورہ بالا حوالہ، ص ۴

۵۰۔ مذکورہ بالا حوالہ، ص ۵-۴

۵۱۔ شاہ عبدالرحمٰن، خطبہ صدارت، کراچی، مشہور پریس، ۱۹۵۵ء، ص ۱۰

۵۲۔ بدایونی، عبدالحامد، خراجِ عقیدت، کراچی، مشہور پریس، ۱۹۵۹ء، ص ۲۳

۵۳۔ مذکورہ بالا حوالہ، ص ۲۵

۵۴۔ مجیب احمد، جمعیت علما پاکستان، اسلام آباد، نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہسٹوریکل اینڈ کلچرل ریسرچ، ۱۹۹۳ء، ص ۱۷

(حوالہ: سہ ماہی الزبیر، بہاولپور، شمارہ نمبر ۴، ۲۰۱۵ء، صفحہ ۸۳ تا ۹۷)

☆☆☆

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عبدالحامد ولد حکیم عبدالقیوم قادری ساکن مولوی ٹولہ، عثمانی خاندان میں ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۱۸ھ/ ۷ دسمبر ۱۹۰۰ء کو آبائی مکان (بمقام بدایوں) میں پیدا ہوئے۔ درس نظامی کی تکمیل اپنے بھائی مولانا عبدلماجد بدایونی کے زیر نگرانی مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں اور مدرسہ شمس العلوم بدایوں سے کی۔ مؤخر الذکر مدرسے کے بعد میں مہتمم بھی بنے۔ مولانا عبدالمقتدر اور مولانا عبدالقدیر سے بیعت وخلافت حاصل تھی۔

مولانا عبدالماجد کے ہمراہ سیاسی جلسوں میں شرکت شروع کی۔ رفتہ رفتہ مسلم لیگ کے ہمنوا بن گئے اور لیگ ہی کے پلیٹ فارم سے ہندوستان کی مسلم سیاست میں ایک پر جوش مقرر اور مبلغ کی صورت میں نمایاں ہوئے اور ''مجاہد ملت'' کے لقب سے یاد کیے گئے۔

ان کی سیاسی زندگی کا آغاز ۱۹۱۸ء سے ہوا، جب وہ پہلی + مرتبہ مسلم لیگ کے اجلاس دہلی میں شریک ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں جب خلافت تحریک کو کل ہندوستان میں منظم طریقے پر تشکیل دینے کا پروگرام مرتب ہوا تو مولانا نے بھی اپنے بھائی کی طرح ملک کے دور دراز حصوں کا دورہ کیا اور ضلعی، صوبائی اور مرکزی کمیٹیاں قائم کرانے میں بقدر استطاعت حصہ لیا۔

وہ ایک اچھے فنکار بھی تھے۔ ۱۹۳۵ء میں نواب الٰہی بخش خاں معروف دہلوی (ف ۱۸۲۷ء) کا دیوان (دیوان معروف) انہیں کی کوششوں سے نظامی پریس بدایوں سے طبع ہوا۔ اس دیوان کے نسخے کی صحت خود انہوں نے کی اور اس پر ایک مقدمہ بھی لکھا جو معروف کے خاندانی حالات اور مرزا نصر اللہ خاں صدر محاسب حکومت حیدر آباد کی مدح وستائش پر مشتمل ہے۔

(تذکرہ خانوادۂ قادریہ، صفحہ ۱۳۷-۱۳۹، ترتیب عبدالعلیم قادری مجیدی، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں)

الہ آباد یونیورسٹی جو کانگریسی طلبا کا گڑھ سمجھی جاتی تھی کئی ہفتوں کے لئے بند کر دی گئی۔ راقم الحروف (مختار زمین) جو اس یونیورسٹی کا طالب علم تھا، یہ جبری چھٹیاں میرٹھ شہر میں گزارنے پر مجبور ہوگیا۔ اس موقع پر میرٹھ کالج کے مسلم لڑکوں نے ایک تین روزہ پاکستان کانفرنس منعقد کی جو طلبا اس میں پیش پیش رہے ان میں معراج حسین (جو پاکستان پولیس سروس سے منسلک ہوئے) خلیق احمد نظامی (علی گڑھ میں استاد اور بعد میں ہندوستان کے سفر ہوئے) محمد اسلم (وکیل) وغیرہ تھے۔ میرٹھ کے طلبا کی کانفرنس سے مولانا ظفر علی خان، قاضی محمد عیسیٰ، مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا شبیر احمد عثمانی نے خطاب کیا۔ اس علاقے میں یہ کانفرنس تحریک پاکستان کا ایک سنگ میل ثابت ہوئی۔

(تحریک پاکستان میں طلبہ کا کردار، مختار زمن، قائداعظم اکادمی، کراچی، صفحہ ۸۳)

Marfat.com

حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا حکیم شاہ عبدالقیوم شہید کے چھوٹے صاحبزادے ۱۳۱۸ھ میں دہلی میں اپنی ننھیال میں پیدا ہوئے۔ ''محمد ذوالفقار حق'' تاریخی نام، مالدہ ماجدہ کا سلسلۂ نسب حضرت غوث اعظم سے ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالقدیر بدایونی اور اساتذہ و مدرسہ خانقاہ قادریہ سے تعلیم پائی۔ وعظ و تقریر کا خصوصی ملکہ تھا۔ کبھی نامور بزرگ بھائی کے ساتھ اور کبھی تنہا ہندوستان کے بلاد و امصار میں مجالس میلاد، سیاسی کانفرنسوں میں شریک ہوتے۔ انتظامی صلاحیتوں سے آراستہ تھے۔ برادر بزرگ کی زندگی میں جامعہ شمس العلوم کے نائب مہتمم اور ان کے معاون و سکریٹری رہے، بعد میں جامعہ شمس العلوم کے مہتمم ہوگئے۔ تحریک مسلم لیگ اور پاکستان کے قیام کے مطالبے میں آپ کا ممتاز کردار رہا۔ تقسیم کے بعد کراچی تشریف لے گئے، کراچی میں مقیم تھے۔ ایک عرصے تک ریڈیو پاکستان سے تفسیر قرآن بیان کرتے رہے۔ جمعیت علمائے پاکستان کے صدر کی حیثیت سے ملکی، ملی، مذہبی خدمات انجام دیں۔ حکومت نے بھی آپ کی قدر و عزت افزائی کی۔ حامد میاں ایک متحرک و فعال شخصیت تھے۔ پاکستان میں دستورِ اسلامی کے نفاذ کے لیے آپ نے بڑی کوشش کی، مختلف مکتبۂ فکر کے علماء کو شریک کر کے حکومت سے دستورِ اسلامی کا مطالبہ کیا۔ ۲۱/جولائی ۱۹۷۰ء بروز جمعہ کراچی میں آپ کا وصال ہوا۔

(تذکرہ خانوادۂ قادریہ، صفحہ ۷۵، ترتیب عبدالعلیم قادری مجیدی، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں)

صدرِ عراق کے اعزاز میں ظہرانہ: ۱۹۶۲ء میں عراق کے صدر (فوجی ڈکٹیٹر) عبدالسلام عارف صدر پاکستان کی دعوت پر تشریف لائے۔ ان کے اعزاز میں سفیر عراق السید عبدالقادر الگیلانی نے ہوٹل میں ایک بڑے ظہرانے کا اہتمام کیا۔ مہمان ہزار سے زیادہ ہی رہے ہوں گے۔ انہی میں تمام مسالک کے علماء اور مشائخ بھی خاصی بڑی تعداد میں تھے۔ سیدی و مرشدی نے صدر عراق سے ان کا فرداً فرداً تعارف بھی کرایا۔

تقریب کے دوران مولانا احتشام الحق تھانوی اپنے ہم مسلک علماء کے ساتھ کھڑے ہوئے مصروف گفتگو تھے۔ کچھ ہی فاصلے پر مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کرسی پر بیٹھے تھے اور ہم مسلک علماء ان کے گرد کھڑے اپنی علمی و فکری باتیں کر رہے تھے۔ مولانا تھانویؒ کی نظر جونہی مولانا بدایونیؒ پر پڑی تو وہ ان سے ملاقات کے لیے سلام کرتے ہوئے ان کے قریب پہنچ گئے۔ مولانا بدایونیؒ کرسی پر ہی بیٹھے رہے اور گویا ہوئے ''مولانا! آج آپ میرے مسلک کے مطابق کھڑے ہو کر سلام کر رہے ہیں اور میں آپ کے مسلک پر بیٹھے بیٹھے سلام کرتا ہوں۔'' دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی، خیر و عافیت اور مزاج پرسی کے بعد جدا ہوگئے۔ دونوں اطراف کے علماء بے تعلق رہے۔''

(سیّدی و مرشدی کی روح پرور باتیں اور خوشگوار یادیں، الشیخ علامہ عبدالعزیز عرفی القادری، الادارۃ القادریہ، کراچی، صفحہ ۱۳-۱۴)

Marfat.com

مجاہدِ ملت مولانا شاہ محمد عبدالحامد بدایونی قدس سرہ

تحریکِ پاکستان کے ممتاز راہنما حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی ابن مولانا حکیم عبدالقیوم شہید (م: ماہِ رجب ۱۳۱۸ھ) ابن مولانا حافظ مرید جیلانی ابن مولانا محی الدین ابن مولانا سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی قدس اسرارہم ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں دہلی میں اپنے ننھیال کے ہاں پیدا ہوئے۔ ''محمد ذوالفقار حق'' (۱۳۱۸ھ) تاریخی نام تجویز ہوا۔ ابھی آپ کی عمر بیس دن ہی کی تھی کہ والدِ ماجد مولانا حکیم عبدالقیوم کا انتقال ہوگیا۔ ان کے وصال کا واقعہ بڑا روح پرور ہے۔ پٹنہ بہار میں ایک عظیم الشان اجلاس منعقد ہو رہا تھا جس میں شرکت کے لیے آپ تین سو علماء کے ہمراہ تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں ایک اسٹیشن پر عصر کی نماز ادا کی، اتنے میں گاڑی چل دی، آپ سوار ہوتے ہوئے پہیوں میں پھنس گئے۔ زخم اس قدر تھے کہ ستر ٹانکے لگائے گئے، اسی حالت میں اجلاس میں شریک ہوئے، تمام تقریریں سنیں، اختتام پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوگئے، رقت کے عالم میں ٹانکے ٹوٹ گئے اور صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہوئے مالکِ حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔

آپ کا خاندان شریعت و طریقت کے اعتبار سے نہ صرف بدایوں بلکہ پورے ہندوستان میں مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ مسلک اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت اور فرقِ باطلہ کی تردید میں اس خاندان کی مساعی جمیلہ ناقابلِ فراموش ہیں۔

مولانا عبدالحامد بدایونی اور ان کے بڑے بھائی مولانا عبدالماجد بدایونی کی تعلیم و تربیت کا تمام تر انتظام ان کی والدہ ماجدہ (سید بہاء الدین دہلوی کی ہمشیرہ) نے کیا۔ ابتداء اپنے آبائی مدرسہ، مدرسہ قادریہ میں تعلیم حاصل کی۔ آخری دو سال الٰہیات کی تکمیل اور فنِ قرأت کی تحصیل کے لیے مدرسۃ الٰہیہ کانپور میں رہے۔ آپ کے اساتذہ میں آپ کے مرشدِ برحق حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی قدس سرہ کے علاوہ حضرت مولانا محبّ احمد قادری، مولانا حافظ بخش بدایونی، مولانا قدیر بخش بدایونی، مولانا مفتی محمد ابراہیم، مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا واحد حسین اور مولانا عبدالسلام فلسفی کے نام ملتے ہیں۔

تکمیل کے بعد مدرسہ شمس العلوم بدایوں کے نائب مہتمم مقرر ہوئے اور تین سال تک مدرسے کے انتظام و انصرام اور ترقی میں کوشاں رہے۔ اسی زمانے میں تحریکِ خلافت شروع ہوئی تو مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے لکھنؤ سے مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کو حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی کی خدمت میں بدایوں بھیجا۔ انہوں نے مہمانوں کی خوب خاطر مدارات کی اور اپنے خاندان کے تمام افراد کو عموماً اور مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا عبدالماجد بدایونی کو حکم دیا کہ انگریزی استعمار کے خاتمے کے لیے علی برادران اور ان کے رفقاء کا ساتھ دیں۔ پیر و مرشد کے حکم کے مطابق مولانا عبدالماجد بدایونی اور مولانا عبدالحامد بدایونی ڈسٹرکٹ خلافت کمیٹی، بدایوں کے جنرل سیکرٹری رہے۔ خلافت پراونشل کمیٹی اور سنٹرل خلافت کمیٹی، بمبئی کی مجلس عاملہ کے رکن رہے۔

گاندھی نے تحریکِ خلافت میں شریک ہوکر قائدانہ پوزیشن حاصل کرلی تھی۔ مسلمان اپنی سادہ لوحی کی بنا پر ہندوؤں کو اپنا ہمدرد تصور کر بیٹھے تھے، لیکن شدھی تحریک شروع ہونے پر منکشف ہوا کہ ہندو کے عیار ذہن میں مسلمانوں کے خلاف کیا کیا منصوبے پرورش پا رہے ہیں۔ مولانا عبدالحامد بدایونی شدھی تحریک کے شروع ہوتے ہی کانگرس سے الگ ہوگئے اور مرکزی تبلیغ الاسلام، انبالہ اور آگرہ میں شریک ہوکر ہر اس جگہ پہنچے جہاں شدھی تحریک کام کر رہی تھی۔

ہندوؤں کی تنگ نظری اور اسلام دشمنی کے پیشِ نظر ضرورت

Marfat.com

محسوس کی گئی کہ مسلمانوں کی الگ جماعت قائم ہونی چاہیے۔ چنانچہ جب مسلم کانفرس قائم کی گئی تو مولانا عبدالحامد بدایونی اور تحریکِ خلافت کے اکثر مسلم رہنما کانفرنس میں شریک ہوگئے۔ لندن کانفرنس کے بعد دہلی میں مولانا شوکت علی کی قیام گاہ پر مسلم زعماء کا اجلاس ہوا تو مولانا عبدالحامد بدایونی نے بھی اس میں شرکت کی۔ اس اجلاس میں طے ہوا کہ آئندہ انتخابات میں صرف مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندگی کرے گی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے یوپی، سی پی، بہار، اڑیسہ، بنگال، آسام، بمبئی، کراچی، سندھ، بلوچستان اور پنجاب کے دورافتادہ علاقوں میں جا کر عامۃ المسلمین کو مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دینے پر تیار کیا۔ پیر صاحب مانکی شریف کے ایما پر قائداعظم نے انہیں صوبہ سرحد بھیجا، جہاں آپ نے خان برادران کے اثرات کو زائل کر کے مسلم لیگ کی مقبولیت کو چار چاند لگا دیے۔ انہی خدمات کی بنا پر آپ کو "فاتحِ سرحد" کا لقب دیا گیا۔ سلہٹ اور بنگال میں مولوی حسین احمد ٹانڈوی کا بڑا اثر ورسوخ سمجھا جاتا تھا۔ مولانا بدایونی کی ولولہ انگیز تقریروں نے کانگرسی طلسم کو توڑ کر مسلم لیگ کے نمائندے کو کامیاب کرایا۔

حافظ بشیر احمد غازی آبادی لکھتے ہیں: "آج کے بہت سے (کانگرسی) علماء جو پاکستان میں نظریۂ پاکستان کی حفاظت کر رہے ہیں اور مختلف سیاسی پلیٹ فارموں سے اپنی حب الوطنی کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں، آل انڈیا نیشنل کانگرس کے ہمنوا تھے اور آل انڈیا مسلم لیگ اور قائداعظم محمد علی جناح کے مقابلے میں حریفانہ سیاسی چالیں چل رہے تھے۔ خدا مولانا عبدالحامد بدایونی کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، انہوں نے اس محاذ پر نیشنلسٹ علما کا مقابلہ کیا اور مسلم لیگ میں اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کیں۔"

۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس، بنارس میں نہ صرف شریک ہوئے بلکہ اسے کامیاب بنانے میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۶ء میں علما کا ایک وفد حجاز مقدس گیا جس کے قائد مبلغِ اسلام مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اور جنرل سیکرٹری مولانا بدایونی تھے۔ اس وفد نے نہ صرف حجاج پر عائد کردہ ٹیکس ختم کرنے کے سلسلے میں حکومتِ سعودیہ سے مذاکرات کیے بلکہ عالمِ اسلام کے دینی اور سیاسی راہنماؤں کے سامنے نظریۂ پاکستان کو مؤثر طور پر پیش کر کے پاکستان کی حمایت پر آمادہ کیا۔

قیامِ پاکستان کے بعد آپ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کے لیے کراچی تشریف لائے تو زعمائے پاکستان کے اصرار پر مستقل طور پر یہیں قیام پذیر ہوگئے۔ جب آپ نے دیکھا کہ ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمان کس مپرسی میں مبتلا ہیں تو آپ نے ایک اجلاس میں ہندوستان کے تمام صوبوں اور مقامی نمائندوں پر مشتمل "مرکزی مہاجرین کمیٹی" کی بنیاد ڈالی جو عوامی اور سرکاری سطح پر مہاجرین کی آبادکاری اور ان کی ضروریات کی فراہمی کے لیے مسلسل کوشش کرتی رہی۔

۱۹۴۷ء میں آپ کی تحریک پر ویدرٹاور کراچی سے میلاد النبی ﷺ کا عظیم الشان جلوس نکلا جس میں اس وقت کے وزیراعلیٰ سندھ محمد ایوب کھوڑو بھی پاپیادہ شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ خلفائے راشدین اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایام شان وشوکت سے منانے کا اہتمام بھی آپ ہی نے شروع کیا، ان اجتماعات میں پاکستان کے گورنر جنرل اور وزیراعظم نے بھی شرکت کی۔

۱۸۶۲ء اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن نامزد ہوئے، اس ضمن میں انہوں نے کونسل کو اہم سفارشات پیش کیں۔

مولانا عبدالحامد بدایونی نے قدیم اور جدید علوم کے ساتھ ساتھ دنیا کی اہم زبانوں کے لیے کئی لاکھ روپے چندہ اکٹھا کر کے منگھوپیر روڈ کراچی میں "جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ" کے نام سے عظیم درسگاہ قائم کی۔ آپ کی اپیل پر صدرِ مملکت اور اسلامی ممالک کے سربراہوں نے دل کھول کر امداد کی، یہ ادارہ آج بھی علومِ دینیہ کی خدمت میں مصروف ہے۔

(تذکرہ خانوادۂ قادریہ، صفحہ ۷۸-۸۵، ترتیب عبدالعلیم قادری مجیدی، تاج الفحول اکیڈمی بدایوں)

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونی ایک بالغ النظر مصلح

ڈاکٹر سید محمد قمر علی
(پروفیسر شعبۂ عربی، پنجاب یونی ورسٹی لاہور)

اسلام ایک متحرک اور قابل عمل فطرتی دین ہے، جو لوگ کائنات اور کائنات کے مرکزی کردار انسان کی تخلیق پر غور کرتے ہیں وہ بالآخر اپنے افکار کے مثبت نتائج اسلام کی تعلیمات ہی میں موجود پاتے ہیں۔

عقل، عمل اور جذبات میں جب توازن انسانی طبیعتوں کے حوالے سے دیکھا جاتا ہے تو انسانی زندگی کا ایک فکری و عملی حوالہ مذہب کی صورت میں نظر آتا ہے، لیکن وہ انسان جو محض عقلیت پسندی پر اپنے افکار کو استوار کرتا ہے وہ ہمہ وقت تشکیک اور بے یقینی کے گرداب میں پھنسا رہتا ہے کیونکہ اس کے اندر کے جذبات اس کی عقل پرستی پر خاموش احتجاج کرتے رہتے ہیں اور انسان کبھی کبھاران جذبات کو بھی تسکین دینے کی کوشش کرتا ہے اور عارضی طور پر اپنی عقلی گتھیوں کو بالائے طاق رکھ دیتا ہے اور جذبات کو ثقافت اور رسم ورواج نیز سماج کے تقاضے قرار دے کر نئے رنگ سے تسکین پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ حالات انسان کو بہر حال ایک غیر مستحکم سوچ اور بے ڈھب جذباتیت کے حوالے کر کے ایک غیر مفید اور غیر فعال شہری بنا دیتے ہیں۔

جب کہ مذہب انسان کی تمام جبلتوں کو فطرت حقیقی کے تابع نہایت مرتب اور مہذب انداز سے کیا کرتا ہے، اور اس تہذیب گری کی بنیاد ایمان قرار دیتا ہے۔ خوش قسمتی سے تقسیم جبلت کی کہ عقل کا ایک پہلو جذباتیت اور انسانی تہذیب وفکر کے وجود کا اعتراف کرتا ہے اور مذہب کی مخالفت کے باوجود مذہب کی ضرورت انسانی معاشرے کے لئے ضروری قرار دیتا ہے۔ انسانی عقل کا ایک منفی پہلو یہ ہے کہ وہ فطرت انسانی کے وجود کا ہمہ پہلو احاطہ کرنے سے قاصر ہے، کیونکہ یہ چراغ راہ ہے، نور باطن نہیں ہے۔ نور باطن اور داخلی حسیات ایک حقیقت ثابتہ ہیں، اس لئے تبلیغ دین کے سلسلے میں ایک صاحب ایمان اور صاحب فراست مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ انسانی طبائع کی کمزوریوں اور نعمت باطنی کے ابلاغ کے تمام پہلوؤں سے پوری طرح واقف ہو تا کہ نعمت اعلیٰ کو ظرف اسفل میں منتقل کرتے ہوئے ناکامی سے کم سے کم دوچار ہو۔

اس سلسلے میں اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کا فریضہ جس احسن اور مؤثر طریق پر صوفیۂ کرام نے سرانجام دیا ہے، اس کی مثال دیگر طبقات سے دینا تقریباً ناممکن نظر آتی ہے۔ صوفیۂ کرام نے ہمیشہ زمان ومکان کے احوال اور مکین اشرف یعنی انسان کے ظاہر و باطن کے احوال کا اندازہ کرنے کے بعد نعمت عظمیٰ ایمان وعمل کا ابلاغ کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ صوفیۂ کرام اپنے وقت کے بہت بڑے اور کامیاب ترین مصلحین ہوا کرتے ہیں، وہ اپنے مخاطب و مریض کے عقلی پیمانوں کا بغور مطالعہ کرتے ہیں، ان کے نفس و روح کا پوری طرح سے جائزہ لیتے ہیں اور ان کی جذباتی دنیا سے بھرپور آگاہیان تک نعمت دین وایمان پہنچاتے ہیں۔ یہ ابلاغ نعمت ایک بڑا وسیع موضوع ہے، اس موضوع پر دسترس رکھنے والے لوگوں میں بڑے بڑے نباض وقت ہوا کرتے ہیں، جو شخص وقت کی نبض پر ہاتھ رکھ کر رفتار زماں کا اندازہ نہ کر پائے وہ کبھی بھی اچھا مبلغ اور مفید مصلح نہیں ہوسکتا۔ وہ بزعم خویش مصلح ہوتا ہے، لیکن وہ فی الحقیقت بالحاظ انجام ایک خطرناک مفسد ہوتا ہے۔ برعظیم میں اصلاح وتجدید دین کی اکثر تحریکیں اسی حقیقت کی بھرپور غماز ہیں۔

Marfat.com

چراغ مصطفویؐ سے ستیزہ کار شرار بولہبی اسی کو کہتے ہیں۔

ہمارے ہاں اصلاح کی مختلف تحریکوں میں معروضی حالات اور سطحی جذباتیت کو بہت دخل ہے اور بسا اوقات تحریر کا ملکہ اور تقریر کا بہاؤ چھٹ بھیا لوگوں کو قیادت پر اکساتا ہے اور بعض اوقات بے ترتیب تاریخ کا مطالعہ مصنف بننے پر آمادہ کرتا ہے۔ نہ جانے کتنے طوفان، تکمیل خواہشاتِ کے ابھرتے ہیں، مچلتے ہیں اور ملی تباہ کاری کا سیاہ فریضہ انجام دیتے ہیں۔

پاکستان ایک ریاست خداداد ہے جس کے وجود میں صالحین کی دُعاؤں کا نور ہے اور پاکیزہ عصمتوں کا خون ہے، اس کی مخالفت کرنے والے اپنے فعل مذموم پر نادم ہوتے تھے اور بھرے بازار میں تائب ہوتے تھے۔ وقت یہ ثابت کرے گا کہ پاکستان امۃ مسلمہ کی بقاء کا ضامن ہے۔ عارضی احوال تو زیروزبر ہوتے ہی رہتے ہیں لیکن میر عرب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نگاہ فیض وعطا کی برکت سے بت کدۂ ہند میں سبز ہلالی پرچم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بن کر لہرائے گا۔

تحریک قیام پاکستان ایک حادثاتی تحریک نہیں تھی۔ وہ اہل حق کی جہد تسلسل کا ایک جدید مظہر تھی۔ اس سلسلے میں علماء ومشائخ کی اجتماعی بھرپور جدوجہد نے قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمانوں کی نمائندگی کا وہ بھرپور اعزاز بخشا کہ دنیا کے نقشے پر ایک نظریاتی مملکت نے جنم لیا۔

پاکستان بننے کے بعد یہاں پر دینی ترویج ورسوخ کے لئے بہت سی اہم ذمہ داریاں علما ومشائخ اور سیاست دانوں پر عائد ہوئیں، اور پاکستان بنانے والے علماء و مشائخ نے اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی محسوس کیا۔ اپنے اس احساس کو عملی قوت میں بدلنے کے لئے انہوں نے اپنی جماعتی صف بندیوں کو از سر نو مرتب کیا۔ اور ملت کی اصلاح کے لئے قلمی ولسانی خدمات سرانجام دیں۔

ان بزرگ مشائخ وعلما میں ایک مشہور مجاہد ومفکر، لسان الہند مولانا عبدالحامد بدایونی بھی شامل ہیں۔ مولانا بدایونی ایک بیدار مغز سیاست دان، باعمل شیخ طریقت اور صاحب علم وفکر عالم دین تھے۔ مسلمانوں کی ملی وسیاسی ضروریات کی لئے ہمہ وقت خدمت پر آمادہ رہتے تھے۔ سیاست دانوں اور علماء ومشائخ کے باہمی تعلق کے لئے ایک مضبوط واسطہ تھے۔ بے خوف اور بے لوث ایک متحرک ملی مصلح تھے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنی زبان اور قلم کو قوم کی امانت سمجھتے تھے۔ ان کا ہر قول اور جملہ ملت کی تعمیر ودفاع کے لئے تھا۔ ایمان میں نہایت پختہ اور عمل میں بہت ہی راسخ، گویا ایک معیاری ومثالی مسلمان تھے۔ اور ایسے ہی مسلمان قیادت کی امانت اٹھاتے ہیں، جو مسلمان بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے وابستہ رہتا ہے اسی کی امارت وقیادت بابرکت ہے، وہ در محبوب کا جاروب کش بھی ہوتا ہے۔ اور دیارِ محبوب کا سپاہی بھی ہے۔

ہے نثار آپؐ کے در کا جاروب کش
ہے نثار آپؐ کے شہر کا سنتری

در محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہی مدرسۂ مصطفوی ہے اسی پر شریعت اسلام کی آبیاری ہوتی ہے، جس مدرسہ میں قیل وقال محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی روح موجود نہ ہو محض صنم کدۂ تصورات ہے۔ اسی لئے اقبال کا یہ شعر اپنے فکری وعصری تناظر میں پڑھنا اور سمجھنا چاہئے۔

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

نظریہ پاکستان، تحریک پاکستان، قیام پاکستان دراصل ایک حقیقی تصور غلبۂ اسلامی اور مثالی فلاحی ریاست کا مربوط عمرانی و معاشرتی تاریخی سلسلہ ہے۔ یاد رہے کہ ایسے سلسلے صاحبان سلسلہ کی برکت سے مضبوط ہوتے ہیں۔ ایک فلاحی رفاہی ریاست کے لئے افراد معاشرہ کا مہذب ہونا نہایت ضروری شرط ہے۔ ایسے افراد کی ذہنی، فکری اور عملی تیاری کے لئے علمی وتربیتی ماحول کا

Marfat.com

تعارف بھی ایک وسیع الفکر اور بالغ النظر صاحب روحانیت باعمل عالم دین کی ذات سے ہی ممکن ہے۔ بحمداللہ تعالیٰ مولانا بدایونی علیہ رحمۃ والرضوان اسلامی معاشرے کی قیادت کے لئے مطلوبہ تقاضوں کا بھرپور ادراک رکھتے تھے۔ اور مطلوبہ خواص کا مرقع تھے۔

مذکورہ بالا سطور کی روشنی میں ان کے علمی کام کا جائزہ لیا جائے تو تجزیاتی مضامین کا ایک سلسلہ رقم کرنا پڑے گا۔

فی الحال ان کی کتاب 'فلسفۂ عبادات اسلامی' کے بارے میں کچھ عرض کرنا مقصود ہے، اسلامی عبادات، اسلامی معاشرے اور اعتقادات اسلامیہ کی عملی غماز ونقیب ہیں۔

ان کی عقلی وجوہ کیا ہیں؟ اور

ان کے عملی فوائد کیا ہیں؟

بشری طبیعتیں ان کو کیسے قبول کریں؟ اور

معاشرے میں ان کے اجتماعی اثرات کیسے مرتب ہوں؟ اور

اس کے نتیجے میں مملکت و ریاست اسلامی کیسے فلاحی ریاست کی شکل پیش کرے؟ اور اہم ترین بات نظریے کی صداقت کے لئے وجودِ فطرت کا حوالہ بھی تو بہت ضروری ہوتا ہے۔ اس بارے میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ اس فلسفۂ عبادات اسلامی میں جذب وایمان کی روشنی کہاں سے میسر آئے گی؟ اور

وہ وجود روشن بشکل عملی اُسوہ کون ہے؟

دنیا کی انفرادی واجتماعی قیادت کی دائمی ضروریات کیا ہیں؟

کس نے کیا سوچا اور کس نے کیا کیا؟

کون ناکام رہا اور کون کامیاب ہوا؟

ان سوالات کے جوابات 'فلسفۂ عبادت اسلامی' میں نہایت سادہ طبعی سے پورے اعتماد ایمانی سے دینا مقصود ہیں۔ دیباچے میں مصنف نے یہ وضاحت کی ہے کہ انہوں نے یہ باتیں دو حصوں میں تقسیم کی ہیں، ضروری باتیں کتاب موجود میں بیان کی ہیں اور ذرا اگلے درجے کی باتیں دوسری تالیف کے لئے اٹھا رکھی ہیں۔

بس روایتی تعریفی جملوں کی ضرورت اس لئے محسوس نہیں کی جارہی ہے کہ کتاب خود ایک معیار واعتماد کا مرقع ہے کیونکہ مصنف خود ایک بین الاقوامی وسیع تناظر کا علمی امین ہے اور برعظیم میں آزاد اسلامی فلاحی ریاست کی جنگ کا کامیاب بطلِ جلیل ہے۔

☆☆☆☆

آل انڈیا سنی کانفرنس کے رہنما مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (۱۸۹۸ء-۱۹۷۰ء) نے ۳۰ راگست ۱۹۴۱ء کو رائے کوٹ، ضلع لودھیانہ (مشرقی پنجاب) میں منعقدہ ''پاکستان کانفرنس'' میں تحریک پاکستان کی غایت اور نصب العین کے بارے میں کہا تھا ''حضرات! ہمارے سامنے صرف چند ملازمتوں یا عہدہ جات کا سوال نہیں ہے بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے آزاد منطقوں میں جہاں ہماری اکثریت ہو، اسلامی قوانین کے ماتحت حکومت الٰہیہ قائم کریں، جس میں عدل وانصاف کارفرما ہو، جہاں مسلمانوں کے لیے ایسے قوانین نافذ کیے جائیں جو قرآنی ارشادات کے مطابق ہوں۔ ہم اسلامی صوبہ جات میں اپنی دنیا دوسروں سے الگ بنائیں تاکہ اغیار واجانب ہماری ملت کے مخصوص مفادات میں حارج اور دخیل نہ ہوں۔ ہم پاکستان میں اپنے لیے وہ دستور وضع کرنا چاہتے ہیں جو اسلامی احکام کے ماتحت ہو۔ یہ ہے اسلامی حکومت کا خلاصہ۔''

(ملاحظہ ہو: عبدالحامد قادری بدایونیؒ، خطبہ صدارت-پاکستان کانفرنس، ۳۰ راگست ۱۹۴۱ء، بدایوں، نظامی پریس، ۱۹۴۱ء، ص ۲۶-۲۷)
(اسلامی ریاست کی تشکیل جدید، نامور نومسلم اسکالر محمد اسد کے افکار کا تنقیدی مطالعہ، محمد ارشد، الفیصل، لاہور، ص ۲۹۹)

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی شخصیت اور خدمات پر ایک نظر

پروفیسر نسیم افسر

مملکتِ خداداد پاکستان کے قیام میں جن علمائے اسلام کی خدمات بہت زیادہ ہیں، اُن میں حضرت مولانا عبدالحامد قادریؒ کا نام بہت نمایاں ہے۔ تحریک کے دوران اسلامیانِ ہند نے مولانا کو ''لسان الہند'' کا خطاب دے رکھا تھا اور ان کا شمار بلاشبہ قائداعظم محمد علی جناح کے رفقاء کار میں ہوتا تھا۔

مولانا بدایونیؒ نے اپنی جہد مسلسل سے اس خطہ میں شوکتِ رفتہ کی تحریک اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے ایسے کارنامے سرانجام دیے ہیں جن پر عمل کر کے ہم آج بھی ان کی روشنی اور چمک میں اس منزل اور مقاصد کو پا سکتے ہیں جن کے لیے پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔

تحریک پاکستان اور تحریک خلافت کے عظیم راہنما مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونیؒ ابن مولانا حکیم عبدالقیوم بدایونیؒ ۱۱ نومبر ۱۹۰۰ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کے بیس (۲۰) دن بعد آپ کے والد ماجد پٹنہ (صوبہ بہار) میں ریل کے حادثے میں رحلت فرما گئے۔ پرورش والدہ ماجدہ اور برادرِ اکبر مولانا عبدالماجد بدایونیؒ نے کی۔ آپ کی والدہ دہلی کے ایک ذی علم گھرانے سیّد بہاء الدین کی صاحبزادی تھیں۔ ابتدائی تعلیم بدایوں کے جدّی مدرسہ قادریہ وشمس العلوم میں حاصل کی۔ بعدازاں مدرسہ الٰہیات، مدرسہ قرأت الفرقان کانپور سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد مدرسہ شمس العلوم میں تیس سال تک نائب مہتمم رہے اور مدرس اور مفتی کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔

مولانا نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز تحریک خلافت سے کیا۔ تحریک خلافت کے زمانہ میں شمس العلماء خواجہ حسن نظامی اجمیر شریف پہنچے تو وہاں کسی نوجوان کی تقریر کا چرچہ سنا۔ جہاں کہیں جاتے اس تقریر کا تذکرہ سنتے۔ لہٰذا اُنھوں نے اس نوجوان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی اور دوسرے دن ایک اٹھارہ انیس سالہ نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے کہا گیا ''یہ عبدالحامد، مولانا عبدالماجد بدایونی کے چھوٹے بھائی ہیں''۔ تحریک خلافت کے دوران جس طرح ہمہ گیر شہرت علی برادران کو ملی تھی اس قسم کا چرچہ بدایونی برادران کا بھی ہونے لگا۔

مولانا واحد عالم دین ہیں جو ۱۹۱۸ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئے تھے اور تادمِ مرگ مسلم لیگ ہی سے وابستہ رہے۔ پاکستان اور مسلم لیگ کو مضبوط بنانے کی سعی وعمل میں مصروف رہے۔

مولانا کی مسلم لیگ میں عملی طور پر شرکت کا سلسلہ ۱۹۳۷ء کے لکھنؤ مشن سے ہوا۔ جب قائداعظمؒ نے مولانا جمال میاں فرنگی اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ علماء کی تنظیمیں قائم کرنے اور تحریک پاکستان کو عوام میں روشناس کرانے کے لیے ملک گیر مہم چلانے کے لیے کہا تو یہ دونوں حضرات ملک کے کونے کونے میں پہنچے، جگہ جگہ جلسے کیے اور مسلم لیگ کے پیغام کو عوام کے ذہن نشین کرانے کا فریضہ سرانجام دیا۔

اس زمانے کے اخبارات نے مولانا بدایونی اور جمال میاں فرنگی کی اس اسلامی خدمات کو نمایاں طور پر شائع کیا۔ تحریک پاکستان میں بدایوں کے لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مرکزی انتخاب میں ضلع بدایوں میں تقریباً سو فیصد ووٹ مسلم لیگ کو ملے اور بقول پروفیسر محمد ایوب قادری مرحوم، تحریک پاکستان کے دوران بدایوں مسلم لیگ کا گڑھ اور چھوٹا سا پاکستان مشہور تھا۔

Marfat.com

۱۹۳۸ء میں قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کو مسلمانانِ ہند کی مؤثر اور نمائندہ جماعت بنانے کے لیے ہندوستان کے ہر صوبہ سے دو، دو افراد منتخب کیے ان میں یوپی کے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ بھی تھے۔

۱۹۴۰ء میں تقریباً پچاس حضرات پر مشتمل وفد بدایوں سے لاہور آیا۔ جب ۲۳ / مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور منٹو پارک موجودہ اقبال پارک میں آل انڈیا مسلم لیگ کے تاریخ ساز اجلاس میں قراردادِ پاکستان پیش کی گئی تو مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اپنے رفقاء سمیت مسلم لیگ کے رہنماؤں کے ساتھ جلسہ میں موجود تھے۔ مولانا بدایونی کے قراردادِ پاکستان پر دستخط بھی ہیں۔

لاہور میں منعقدہ اجلاس ۲۳ / مارچ ۱۹۴۰ء کو کامیاب بنانے کے لیے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے جناب کرامت علی خان اپنے مضمون ''۲۳ / مارچ تجدید عہد کا دن'' (روزنامہ نوائے وقت لاہور مجریہ ۲۳ / مارچ ۱۹۹۶ء) میں یوں رقمطراز ہیں: ''آل انڈیا مسلم لیگ کا ستائیسواں سالانہ اجلاس برصغیر بلکہ مسلمانانِ عالم کی تاریخ میں نہایت اہم اجتماع تھا۔ جسے کامیاب بنانے کے لیے بھرپور کوشش کی گئی۔ اس اجلاس کے بارے میں سارے برصغیر میں شہرہ تھا۔ اس کے باوصف لاہور سٹی مسلم لیگ کی جانب سے لوگوں کو اجلاس میں شرکت کے لیے اور اجلاس کو کامیاب بنانے کے لیے لاہور شہر اور چھاؤنی میں کئی ''کارنر میٹنگز'' منعقد کی گئی تھیں۔ ان حلقہ دار جلسوں میں بہت سے مسلم لیگی لیڈروں نے خطاب کیا۔ پنجاب کے لیڈروں کے علاوہ ایک اور شخصیت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی تھی۔ جنہوں نے ان تمام جلسوں سے خطاب کیا تھا۔ مولانا کی بطور ایک خطیب اور مقرر کے بہت دھاک تھی جو اس وقت شائع ہونے والے پوسٹروں سے واضح ہے۔

تبلیغ اسلام، تحریک خلافت اور مسلم لیگ کی تنظیم ونشاۃ ثانیہ اور قیام پاکستان کے لیے عالم اسلام کا کوئی ایک گوشہ بھی ایسا نہ تھا جہاں مولانا نے دورے نہ فرمائے ہوں۔ ۳۰ / اگست ۱۹۴۱ء کو لدھیانہ میں پاکستان کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت مولانا بدایونیؒ نے کی اور خطبہ صدارت میں پاکستان کے حق میں نہایت ہی مدلل تقریر کی۔ بعد میں کتابی شکل میں شائع کرا کر آل انڈیا مسلم لیگ کی تمام شاخوں کے ذریعے مسلمانوں میں تقسیم کرایا گیا۔

۱۹۴۵-۴۶ء کے قیام پاکستان کے مسئلہ پر لڑے جانے والے تاریخی انتخابات میں بھی اُنھوں نے ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں۔ وہ شعلہ بیان مقرر تھے۔ پنجاب کے اکثر مقامات پر اُنھوں نے کانگریسی علماء اور احراریوں کے زورِ خطابت کا اثر زائل کیا۔ حضرت پیر مانکی شریفؒ، مولانا بدایونیؒ کی اس خداداد صلاحیت سے خوب واقف تھے۔ چنانچہ صوبہ سرحد (صوبہ خیبر پختونخواہ) میں ریفرنڈم کے موقع پر اُنھوں نے خاص طور قائداعظمؒ سے کہا کہ وہ مولانا بدایونیؒ کو تقاریر کے لیے سرحد بھیجیں۔ قائداعظمؒ کی ہدایت پر مولانا فوراً سرحد تشریف لے گئے اور اپنے زورِ خطابت سے سرحد کے غیور مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت واعانت پر کمربستہ کیا۔ اس عظیم قومی خدمت پر قائداعظمؒ کی طرف سے اُنھیں ''فاتح سرحد'' کا تاریخی خطاب عطا ہوا۔

مولانا بدایونی بلند پایہ خطیب اور خوش الحان قاری تھے۔ الفاظ و بیان پر بے پناہ قدرت حاصل تھی۔ روزنامہ جنگ کے چیف رپورٹر حافظ محمد اسلام صاحب اپنے ایک مضمون ''شعلہ بیان مقرر جن کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی'' میں بیان کرتے ہیں کہ ''لیاقت علی خانؒ، سردار نشترؒ، مولانا جمال میاں فرنگی محلیؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اُردو مقررین کے اس گروہ میں شامل ہوتے ہیں جو اظہارِ بیان پر بے پناہ قدرت رکھتے ہیں۔ ان کے جلسوں میں زبردست ہجوم ہوتا تھا۔''

مولانا بدایونیؒ جوانی میں خوبصورت اور جامہ زیب تھے۔ آواز میں

Marfat.com

ترنم تھا اور جب کبھی اپنے استاد اور بڑے بھائی حضرت مولانا عبدالماجد قادریؒ کے مخصوص والہانہ انداز میں الفاظ کی بے پناہ تکرار کے ساتھ جھوم جھوم کر تقریر کرتے تھے تو سارے مجمع پر چھا جاتے تھے۔

مولانا بدایونیؒ کا خاندان رُشد و ہدایت سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ تمام عمر اسلام کی سربلندی اور حق کا علم بلند کرنے کے لیے کوشاں رہے۔ مسلم لیگ کا پلیٹ فارم ہو یا آل انڈیا سنی کانفرنس کا اسٹیج، اُنھوں نے ہمیشہ عامۃ المسلمین کے حقوق و روایات کا تحفظ کیا۔ اُنھوں نے ہر اس کمیٹی یا مجلس کا رکن بننا منظور کیا جس نے قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلمانوں کے لیے لائحہ عمل مرتب کرنے کی کوشش کی۔

پاکستان آ کر مولانا بدایونیؒ نے مصر و شام، فلسطین، بیروت، عراق و حجاز، ترکی، تیونس، نائیجیریا، کویت و ایران، لندن و سوئٹزرلینڈ کے تبلیغی دورے فرمائے۔ آپ نے چین اور روس کا بھی دورہ کیا۔

مولانا کی نظروں میں بلندی، خیالات میں وسعت اور افکار میں آفاقیت تھی۔ اس کی ایک جھلک آپ کے مرتب کردہ رسائل ''تاثراتِ چین'' اور ''تاثراتِ روس'' میں دیکھی جا سکتی ہے۔

مولانا کی دیگر اہم اور یادگار تصانیف میں ''مرقع کانگریس''، ''اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم کی مالی تقسیم''، ''نظامِ عمل''، ''مشرق کا ماضی و حال''، ''کتاب و سنت غیروں کی نظر میں''، ''اسلام اور سائنس''، ''فلسفہ عباداتِ اسلامی'' شامل ہیں۔

''تحریک ختم نبوت'' اور ''تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ'' زمانہ اسیری ۱۹۵۳ء میں تحریر کی گئی تھی۔ آپ کی عالم اسلام پر گہری نظر تھی۔

مولانا ایک عرصہ تک پاکستان میں اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن رہے۔ ان کا سب سے بڑا مطالبہ یہی رہا کہ پاکستان کا دستور کتاب و سنت اور احکام فقہی کے مطابق بنایا جائے اور اس سلسلے میں اُنھوں نے اپنے رفقاء کے ساتھ مل کر قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔

القصہ مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ ایک جید عالم اور مستند مفتی ہی نہ تھے بلکہ ایک منجھے ہوئے سیاستدان، اپنے عہد کی ایک تاریخ، ایک تحریک بھی تھے۔ مولانا اور ان کے رفقاء کی کارگزاریاں ہماری تحریکِ ملّی کے روشن اوراق ہیں۔

مولانا بدایونیؒ کا ایک اہم کام ''انجمن تعلیم الاسلام'' کے نام سے ایک ٹرسٹ کا قیام تھا۔ اس ٹرسٹ کے اغراض و مقاصد میں مصر کی شہرہ آفاق ''جامعہ الازہر'' کی طرز پر ایک یونیورسٹی کا قیام تھا۔ جس کے ذریعے اسلام کی تبلیغ اور اسلامی تعلیمات کے فروغ دیا جا سکے۔ اس مقصد کے لیے ٹرسٹ نے حکومت سے ۱۹۶۲ء میں کراچی میں قصبہ کالونی سے متصل ۱۵/۱ ایکڑ زمین حاصل کی جو بنارس چوک (باچا خان چوک) تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس زمین پر اُنھوں نے ایک مدرسہ قائم کر کے دینی تعلیمی کا آغاز کیا۔

مولانا بدایونیؒ کو زندگی نے زیادہ مہلت نہ دی اور وہ ۲۱/اگست ۱۹۷۰ء میں انتقال فرما گئے۔ جس کے بعد صورتحال تبدیل ہو گئی اور ٹرسٹ کے ذمہ دار حضرات عالمی مرکز کے منصوبے کو آگے نہ بڑھا سکے۔

۱۹۸۰ء میں حکومت نے جناب عابد القادری صدر انجمن تعلیم الاسلام اور عوام کے مطالبے پر خالی عمارت میں ''مولانا بدایونیؒ گورنمنٹ ڈگری سائنس اور کامرس کالج'' اورنگی ٹاؤن قائم کیا گیا۔ (بعدازاں اس کا نام ''گورنمنٹ ڈگری سائنس اینڈ کامرس کالج'' ہو گیا) ستمبر ۲۰۰۵ء میں لینڈ مافیا نے کالج کے اردگرد جوتوں کا ڈھیر لگا کر اس کا آگ لگا دیا۔ کالج کے کئی کمرے جل کر راکھ ہو گئے ہیں۔ عمارت کے خستہ ہونے کے باوجود یہاں پر تعلیم و تدریس کا سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے۔

پروفیسر نسیم افسر صدر شعبہ کیمیا
گورنمنٹ ڈگری سائنس اینڈ کامرس کالج، اورنگی ٹاؤن
(سابق مولانا بدایونیؒ کالج)

Marfat.com

باب چہارم

مشاہیر تحریک پاکستان مجاہدِ ملت
مولانا عبدالحامد بدایونی قادری ؒ کی نظر میں

Marfat.com

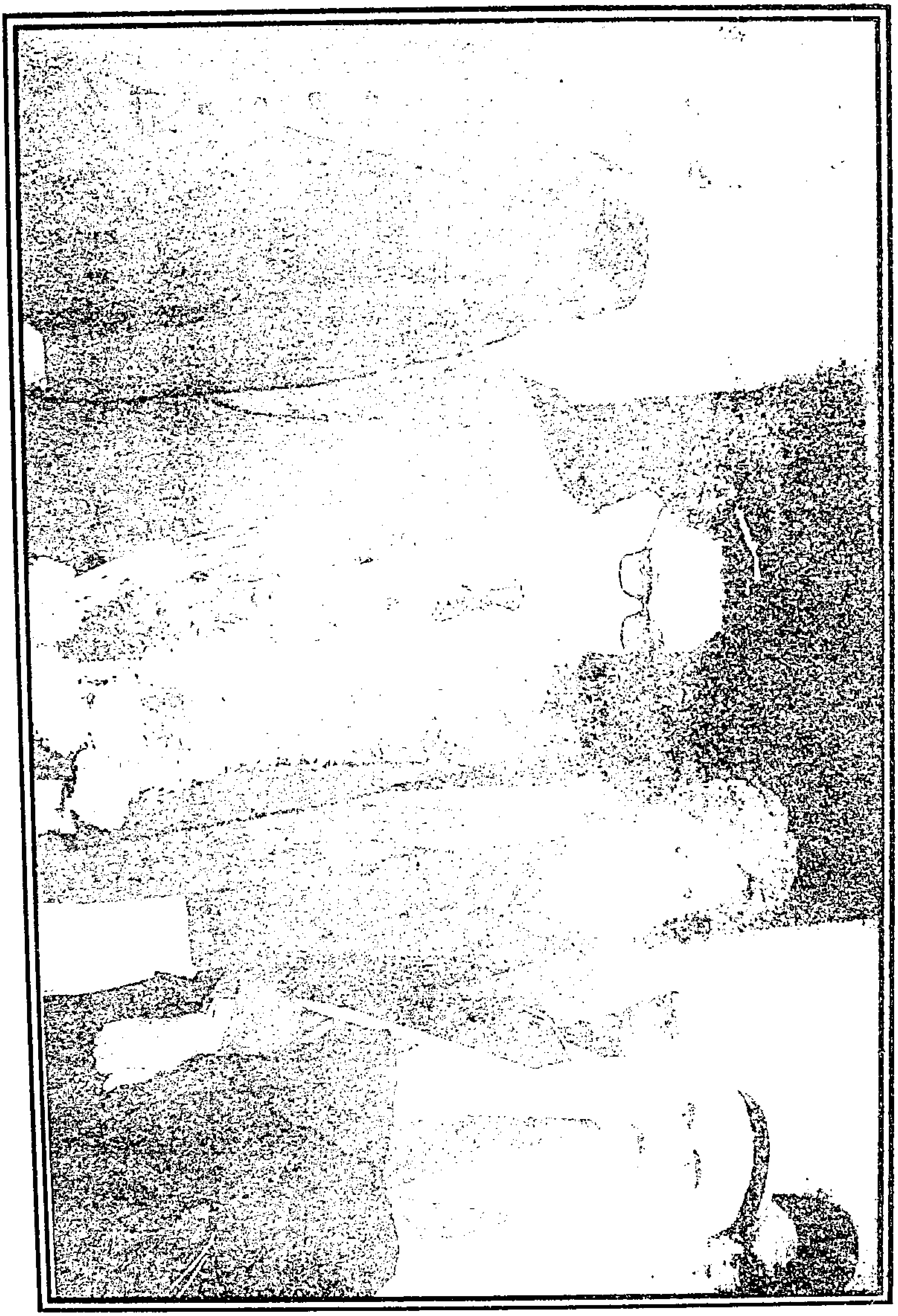

سعودی عرب کے سفیر، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور شام کے ایک ممتاز رہنما ان کے دائیں طرف آزاد حسین نمایاں ہیں۔

Marfat.com

مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا عبدالماجد بدایونیؒ

مولانا عبدالحامد قادری بدایونی

''مولانا عبدالحامد قادری بدایونیؒ کی خدمت میں ہمیں نیاز حاصل تھا۔ مختلف اوقات میں انہوں نے بارہا علی برادران اور مولانا عبدالماجد قادری بدایونیؒ کے تعلقات اور سیاسی سرگرمیوں کا ذکر کیا۔ ایک مرتبہ ہم نے درخواست کی کہ آپ ان واقعات کو قلم بند کر دیں۔ مولانا نے ازراہِ شفقت لکھ دیئے۔ یہ حالات ہمارے پاس غیر مطبوعہ محفوظ تھے۔ جنہیں ہم پہلی بار برگِ گل (محمد علی جوہر نمبر) میں ہدیہ ناظرین کر رہے ہیں۔'' (محمد ایوب قادری)

ابوالمنظور مولانا حکیم عبدالماجد صاحب قادری بدایونی، مولوی محلہ بدایوں میں اپنے جدی مکان میں 1304ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد مولانا شاہ عبدالقیوم صاحب قادری خاندان مجیدیہ کے ان فضلاء اور خطباء میں سے ایک تھے جن کی تقاریر پر اہل علم وجد کیا کرتے تھے۔ مولانا عبدالماجد بدایونی نے اپنے شیخ طریقت مولانا شاہ عبدالمقتدر قادری سے تحصیل علم فرمائی۔ تحصیل علم کے بعد ہی آپ مدرسہ طبیہ دہلی میں داخل ہو گئے۔ حکیم اجمل خاں صاحب انتہائی شفقت سے آپ کی تدریس میں حصہ لیتے تھے۔ کیونکہ مولانا عبدلقیوم اور حکیم اجمل خاں نے ایک ساتھ ہی علم طب کی تحصیل کی تھی اور ایک ہی وقت فارغ ہوئے تھے۔

مولانا عبدالماجد صاحب کی طبیعت بہت شوخ تھی۔ نہایت ذہین اور بہترین شاعر تھے۔ منظور تخلص فرماتے تھے۔ مہینوں کا سبق دنوں اور گھنٹوں میں یاد ہو جاتا تھا۔

فن مناظرہ سے بھی انہیں شغف تھا۔ دلّی میں آریہ ساجیوں سے متعدد مرتبہ کامیاب مناظرے کیے۔ مجالس میلاد النبیؐ، سیرت طیبہ اور واقعات شہادت پر بولنا ان کا خصوصی حصہ تھا۔ چند سال میں طب کی سند حاصل کر کے بدایوں واپس آ گئے اور اپنے شیخ سے روحانی تکمیل کی۔

آپ کے والد مولانا عبدالقیوم نے جامع مسجد شمسی بدایوں میں بڑے پیمانے پر مدرسہ شمس العلوم قائم کیا تھا۔ مولانا عبدالماجد اپنے والد کے وصال کے بعد اس مدرسے کے مہتمم مقرر ہوئے۔ اس مدرسے میں علوم عربیہ درس نظامی کی تعلیم ہوتی تھی۔ مولوی فاضل مولوی عالم، مولوی، منشی فاضل، منشی عالم اور منشی کے امتحانات بھی دلوائے جاتے تھے۔ بہت سے طلباء تعلیم پاتے تھے۔ مولانا عبدالماجد مرحوم نے اس مدرسے کو ترقی دینے میں زیادہ سے زیادہ کوشش فرمائی۔ حضرت مولانا مفتی محبّ احمد قادری، مولانا مفتی حافظ بخش قادری، مولانا مفتی محمد ابراہیم، مولانا حبیب الرحمٰن قادری، مولانا واحد حسین، مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا عبدالقیوم فلسفی، جیسے فاضل علماء یکجا کر دیئے تھے۔ ان نامور علماء کے مقیم ہونے کی وجہ سے ہندوستان کے مختلف صوبہ جات حتیٰ کہ کابل اور مدینہ منورہ تک کے طلبہ داخل مدرسہ تھے۔ مولانا عبدالماجد صاحب نے طلبہ کی حالت کا اندازہ کرتے ہوئے تجویز فرمایا کہ وسط شہر میں اسپتال سے متصل ایک وسیع اراضی جس پر مدرسہ شمس العلوم کی شاندار عمارت تعمیر کی جائے، حاصل کرنی چاہیے۔ مولانا عبدالماجد کی کوششوں سے یہ زمین حاصل ہو گئی اور اس پر عمارت کا آغاز ہو گیا۔ چند سال کی کوششوں میں نواب مزمل اللہ خاں صاحب کی توجہات خصوصی، مشاہیر تجار اور زمینداروں کی اعانت سے ایک عظیم الشان عمارت دو منزلہ تیار ہو گئی۔ انتہائی بلند و

Marfat.com

بالا گھنٹہ گھر بھی بن گیا۔ ہر چہار طرف دُکانات تیار ہو گئیں۔ ایک بورڈنگ ہاؤس بھی بن گیا۔ جامع مسجد شمسی سے مدرسہ شمس العلوم منتقل ہو گیا۔

حیدرآباد دکن اور ریاست رام پور سے ماہانہ وظائف مقرر ہو گئے۔ مولانا عبدالماجد کی مسلسل توجہات سے نہایت قابل اور مستحق طلبا تیار ہو گئے جن میں خاکسار عبدالحامد قادری، مولانا شاہ عبدالواحد قادری مولوی فاضل، خواجہ غلام نظام الدین صاحب، مولانا جمیل احمد قادری، مولانا سید حسن حیرت قادری، مولانا عبدالستار قادری، مولانا عبدالسلام (ساکن آنولہ) اور بہت سے مناظرین اور واعظین، مدرسین، صوفی تیار ہو گئے جو ہندوستان کے طول وعرض میں پھیل گئے اور علمی و دینی کارہائے نمایاں انجام دیتے رہے۔ دارالعلوم شمس العلوم جامع ازہر کے نمونے پر تیار کیا گیا تھا اگر مولانا عبدالماجد قادری سیاسیات کے میدان میں نہ اُترتے تو بدایوں کے اندر دوسرا جامع ازہر مکمل ہو جاتا۔

مولانا عبدالماجد خود ہندوستان کے بے مثال خطیب و مقرر تھے۔ 1913ء میں انجمن خدام کعبہ کے قیام کے بعد رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی خادم کعبہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے حکم سے ہندوستان کے علماء خانوادہائے طریقت میں دورے کے لیے روانہ کیے گئے۔ سب سے پہلا مقام علی برادران کے دورے کے لیے بدایوں تجویز ہوا۔ لکھنؤ سے مولانا عبدالباری کا تار آیا اور مولانا عبدالمقتدر شاہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ کے نام خط بھی آیا۔ ''علی برادران حاضر ہوتے ہیں۔ ان کی اعانت فرمائی جائے۔'' یہ وہ دور تھا جب کہ ترکوں اور حکومت برطانیہ کے درمیان جنگ جاری ہو چکی تھی اور تحریک آزادی اور حفاظت جزیرۃ العرب علی برادران کے پیش نظر تھا۔

جیسے ہی تار ملا، مولانا عبدالمقتدر نے آستانہ عالیہ قادریہ میں افرادِ خاندان، مریدین، متعلقین اور خلفاء کو مجتمع فرما کر فیصلہ فرمایا کہ علی برادران آ رہے ہیں ان کے لیے ہر ممکن سامان کیا جائے۔ علی برادران کے قیام کے لیے مدرسہ قادریہ کی وہ جگہ تجویز کی گئی جہاں اکابر مشائخ اور علماء قیام کرتے تھے۔ مولانا عبدالمقتدر نے فرمایا کہ: ''کھانے کی چیزیں مختلف اشخاص تیار کریں۔ روٹی ہم خود پکائیں گے۔''

آپ کے استاد مولانا محبّ احمد کچھ متامل ہوئے مگر مولانا عبدالمقتدر نے فرمایا کہ ''یہ دو مجاہد آ رہے ہیں، ان کی خدمت کرنا جہاد کے کاموں میں مدد پہنچانا ہے۔''

حالانکہ مولانا عبدالمقتدر صاحب ان اکابر اور درویشوں میں سے تھے جن کا اکثر وبیشتر وقت یادِ الٰہی، معمولات شریفہ اور درس و تدریس میں گزرتا تھا۔ دنیا کے کاموں میں قطعاً دلچسپی نہ لیتے تھے۔ ایسے باخدا درویش کا علی برادران کے لیے روٹیاں پکانا تاریخ کا اہم واقعہ ہے۔ مدرسہ قادریہ میں طلبہ و افرادِ خاندان کا ہجوم تھا۔ ہر ایک اپنی خدمات انجام دے رہا تھا۔ مولانا عبدالماجد اور دوسرے حضرات کو علی برادران کے استقبال اور خاطر و مدارات کے لیے تجویز فرمایا۔ علی برادران تشریف لائے۔ بدایوں اسٹیشن پر شاندار استقبال کیا گیا۔ علی برادران اسٹیشن سے سیدھے مدرسہ قادریہ لائے گئے۔ مولانا عبدالمقتدر صاحب کھرّی چارپائی پر تکیے کے سہارے درس شریف دے رہے تھے۔ درس کا اختتام ہوتے ہی معانقہ اور مصافحہ ہوا۔ مولانا عبدالمقتدر نے اپنے قریب ہی دونوں بھائیوں کو بٹھا لیا۔ مولانا عبدالمقتدر نے ارشاد فرمایا: ''بھائی محمد علی اور بھائی شوکت علی! آپ اغراض و مقاصد سفر بیان فرمائیں۔''

مولانا جوہر نے ایک گھنٹے تک انگریزوں کے مظالم، سفاکیوں اور بربادیوں اور ترکوں کی پامالی پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ ''آج ہندوستان میں انگریز کے استبدادی دور کے باوجود خانقاہی نظام قائم ہے۔ ہم دونوں بھائی اس لیے حاضر ہوئے ہیں

Marfat.com

کہ حضرت جیسا پاکیزہ صفت بزرگ ہماری کامیابی کے لیے دعا فرمائے اور اپنے مریدین اور خلفاء کو جنگ آزادی، جزیرۃ العرب اور خدمت کعبہ کے لیے مامور فرمائے۔''

آپ نے فرمایا ''بھائی! محمد علی میری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ میں تو ان افراد میں کا ایک فرد ہوں جو انگریزوں سے کلیتاً گلو خلاصی چاہتے ہیں۔ میں وہ وقت دیکھنا چاہتا ہوں کہ جس طرح انگریز مقامات مقدسہ پر گولے برسا رہے ہیں اسی طرح ان کے مشہور قلعوں پر بھی گولہ باری ہو اور ہندوستان آزاد ہو۔ حرمین شریفین میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی سزا انگریزوں کو ملے۔ میرے خاندان کے لوگ تمہاری تحریکات کو لے چلنے کے لیے سر سے پیر تک تیار ہیں۔ میں ان سب کو حکم دیتا ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ جنگ آزادی میں پیش پیش رہ کر خدمات انجام دیں۔''

چنانچہ اس حکم کے بعد ہی مولانا عبدالماجد نے علی برادران کی رفاقت میں ہندوستان کے ہر حصے میں کام کرنا شروع کر دیا۔

حضرت مولانا عبدالمقتدر کا جوشِ جہاد: مولانا عبدالماجد بدایونی علی برادران کی کوششوں میں ہر ممکن لسانی اور قلبی امداد فرماتے رہے۔ تا آنکہ ایڈریانوپل فتح ہوا۔ اس مسرت کی اطلاع جب اخبار زمیندار کے ذریعے مولانا عبدالمقتدر کو پہنچی تو آپ نے انتہائی جوش کے ساتھ مولانا عبدالماجد بدایونی کو حکم دیا کہ فتح ایڈریانوپل کا ایک تاریخی جلوس نکالا جائے۔ تم لوگ کلکٹر سے مل کر جلوس کی اجازت لو۔ فوری تعمیل کی گئی۔ اس زمانے کا کلکٹر ایک سخت گیر انگریز تھا۔ اس نے ناراض ہو کر منع کر دیا کہ ہم جلوس کی اجازت ہرگز نہ دیں گے۔ مولانا عبدالمقتدر کی خدمت گرامی میں اس واقعہ کی اطلاع کی گئی تو آپ نے مولانا عبدالماجد کے رشتہ کے چچا حکیم عبدالناصر صاحب کو حکم دیا کہ تم جا کر کلکٹر سے بات کرو وہ ضرور اجازت دے گا۔ سب لوگ متحیر تھے کہ جب کلکٹر غصے کی حالت میں منع کر چکا ہے تو اب کیسے اجازت ملے گی۔ مگر حکیم عبدالناصر صاحب تعمیل ارشاد کی غرض سے کلکٹر کے بنگلے پر پہنچے اور ملاقات کی پرچی اندر بھیجنا چاہتے تھے کہ کلکٹر گھبرایا ہوا ملاقاتی کمرے میں آ گیا۔ حکیم صاحب کو دیکھتے ہی دریافت کیا کہ آپ کیسے آئے؟ تو حکیم صاحب نے فرمایا کہ ایڈریانوپل کے جلوس کی اجازت کے لیے آیا ہوں۔ کلکٹر نے کہا کہ ہم نے مولانا عبدالماجد صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد اپنی رائے بدل دی۔ آپ ہماری طرف سے کہہ دیں کہ ہم جلوس کی اجازت دیتے ہیں اور تحریراً بھی اجازت نامہ دے دیا۔ بدایوں کی سرزمین جہاں عید میلاد النبیؐ کے شاندار جلسے ہوا کرتے تھے وہاں جلوس اور جلسے کا اہتمام طاقت وقوت کے ساتھ شروع کر دیا گیا۔ تین چار روز میں انتظامات مکمل ہو گئے۔ ایسا تاریخی جلوس بدایوں کی تاریخ میں کبھی بھی نہیں نکلا۔ جامع مسجد شمسی سے لے کر شیخوپور اور اوجھیانی تک جلوس کے اشخاص پھیلے ہوئے تھے۔ پانچ چھ گھنٹے میں جلوس جامع مسجد شمسی تک پہنچا اور اس کے بعد جلسہ عام ہوا۔ جلسہ عصر کے بعد منعقد ہوا جس میں مولانا عبدالمقتدر صاحب خود بہ نفس نفیس شریک ہوئے۔ مولانا عبدالماجد صاحب وغیرہ نے تقریریں کیں، آخر میں مولانا عبدالمقتدر صاحب نے اپنی دعائیہ تقریر میں انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا ضروری قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ

''خداوند! جس طرح انگریزوں نے ترکی پر گولہ باری کی اسی طرح تو انگریزوں کے قلعہ جات پر خاص طور پر لندن کے قلعے پر گولے برسا۔''

یہ وقت ایسا تھا جب کہ انگریزوں کے خلاف لب کشائی کرنا جرم عظیم تھا۔ سارا مجمع بے تاب ومضطرب تھا اور چیخیں مار مار کر رو رہا تھا۔ آخر میں آپ نے مجمع سے وعدہ لیا کہ وہ سلطنت ترکیہ کی بقا کے لیے ہر ممکن جدوجہد کریں۔ اس کے بعد تحریک خدام کعبہ ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیل گئی۔ بمبئی سے لے کر پشاور اور پشاور سے لے کر آسام تک تحریک آزادی جزیرۃ العرب اور

Marfat.com

خدام کعبہ کا زور تھا۔

تحریک خلافت کا آغاز و شباب: انگریزی حکومت نے مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی پر دست درازیاں کیں اور ہر دو لیڈروں کو قید و بند میں رکھا مگر

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

تحریک خلاف کی شکل میں پورے ہندوستان کے اندر منظم طریقے سے پھیل گئی۔ ضلعی، صوبائی اور مرکزی کمیٹیاں عمل میں آگئیں۔ علی برادران نے خلافت اور آزادی جدوجہد کی تحریکات شروع کیں تو پورے ملک کے ہر ہر حصے میں مولانا عبدالماجد قادری ان کے ساتھ متحرک رہے۔ کوئی صوبہ ایسا نہ تھا جہاں عبدالماجد صاحب قادری شریک نہ ہوئے ہوں۔ ان کی دھواں دھار تقاریر، شانِ خطابت اور والہانہ انداز ایسا جاذب تھا کہ مجمع پر وہی وہ چھا جاتے تھے۔

مسلمانانِ ہند کی رگوں میں حریت کا خون موجزن تھا۔ انگریزوں کی ایک سو سالہ غلامی کی زندگی میں ایسی کوئی تحریک نہیں تھی جس میں مسلمانوں نے حصہ نہ لیا ہو۔ انگریزوں کی کامیابی کا راز اسی میں مضمر تھا کہ وہ باشندگان ہند کو آپس میں لڑاتے رہتے تھے۔ خاص طور پر ہندو مسلمان دو قومیں ایسی تھیں کہ ان کے مابین شدید کش مکش پیدا ہو گئی تھی۔ ہندوستان کے متعصب ہنود انگریزوں کے اشاروں پر مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا سامان کر چکے تھے۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ کسی طرح کا اشتراک عمل کرنے کو تیار نہ تھے۔ تہذیبی، سماجی، تمدنی اور مذہبی اعتبار سے دو جداگانہ قومیں تھیں۔ ایک مشرک دوسری موحد، معمولات اور روزمرہ کی زندگی میں بھی فرقِ عظیم تھا۔ ان بنیادی اختلافات کے باوجود علی برادران مساعی تھے کہ پہلے ہندوستان سے مسلمان اور ہندو دونوں مل کر انگریزوں کو نکال دیں اور پھر ہندو مسلمان متحدہ حیثیت سے حکومت کا خاکہ جو مولانا کے ذہن میں تھا، اس کے موافق ترتیب کر کے انجام دیں گے۔ چند ماہ کی کوششوں سے ہندوستان میں صوبے اور ضلع وار خلافت کمیٹیاں قائم ہو گئیں۔ نیز مرکزی دفتر بمبئی میں قائم ہو گیا۔ اب وہ وقت آ گیا تھا کہ قسطنطنیہ سے نکلی ہوئی آواز چند گھنٹوں میں خلافت کمیٹی کے ذریعے پورے ہندوستان میں پہنچ جاتی۔

مولانا عبدالماجد کی جدوجہد: مولانا عبدالماجد نے یوپی، سی پی، بہار، اڑیسہ، بنگال، پنجاب، صوبہ سرحد اور آسام تک دورے کر ڈالے اور موپلوں تک پہنچے۔ مولانا عبدالماجد ضلعی، صوبہ جاتی اور مرکزی خلافت کمیٹی کے رکن بنائے گئے۔ مجلس خلافت نے طے کیا کہ مولانا بدایونی، مشائخ طریقت و علمائے ملت سے ملاقاتیں کر کے تحریک خلافت کو روشناس کرائیں اور ان اکابر کو تحریک خلافت میں شامل کریں۔

چنانچہ ان کی مساعی جمیلہ کامیاب ہوئیں۔ مولانا فاخر الہ آبادی، مولانا نثار احمد کانپوری، مولانا آزاد سبحانی، مولانا عبدالکافی الہ آبادی، مولانا صبغۃ اللہ شہید انصاری، مولانا کرم علی ملیح آبادی، مولانا غلام مصطفٰے فرخ آبادی جیسے اکابر علماء تحریک خلافت کے مؤید بن گئے۔ ان حضرات کی شمولیت اور اعانت کے باعث تحریک کو اور چار چاند لگ گئے۔ ادھر حکیم محمد اجمل خاں، ڈاکٹر مختار احمد انصاری، نواب محمد اسماعیل خاں، سید محمد حسین بیرسٹرایٹ لا، مسٹر ظہور احمد بیرسٹرایٹ لا اور دیگر وکلا و قانون دان حضرات شریک ہو گئے۔ بمبئی میں سیٹھ چھٹانی جیسا کروڑپتی تاجر بھی تحریک خلافت میں شامل ہو گیا۔ رئیس الاحرار مولانا حسرت موہانی، مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر سیف الدین کچلو اور مولانا ظفر علی خاں جیسے زعماء بھی شامل ہو گئے۔ اب یہ قافلہ تمام ضلعوں، صوبوں اور ہندوستان کے ایک ایک گوشے میں پھیل گیا۔ مجلس خلافت کا نظام جب پوری قوت کے ساتھ ہندوستان میں قائم ہو گیا تو مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، مولانا عبدالماجد بدایونی، نواب محمد اسماعیل

Marfat.com

خاں اور مجلس خلافت نے فیصلہ کیا کہ مجلس خلافت کی طرف سے تمام علماء اور خاص طور پر علمائے دیوبند کو تحریک میں شریک ہونے کی دعوت دی جائے۔ ایک وفد زیر صدارت مولانا عبدالماجد بدایونی ترتیب دیا گیا جو دارالعلوم دیوبند جا کر وہاں کے علماء کو شریک کی دعوت دے۔ چنانچہ مولانا عبدالماجد، نواب محمد اسماعیل خاں، سید محمد حسین بیرسٹر ایٹ لا سیکریٹری پراونشل خلافت کمیٹی پر مشتمل دیوبند پہنچا۔ جہاں شمس العلماء مولانا محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند سے ملاقات کی۔ مولانا عبدالماجد صاحب نے دارالعلوم کی عمارت میں علماء اور طلبہ کی موجودگی میں ایک تاریخی خطبہ دیا جس میں علمائے دیوبند سے کہا گیا کہ وقت کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ علمائے دیوبند تحریک خلافت میں شامل ہوں اور متحدہ طور پر تمام علماء مل کر کام کریں۔ ارکان وفد نے بھی تقاریر کیں اور مفصل مذاکرات ہوئے مگر شمس العلماء مولانا محمد احمد صاحب تیار نہ ہوئے۔

یہاں سے وفد سہارن پور، میرٹھ ہوتا ہوا دلی پہنچا اور مولانا مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید دہلوی سے اشتراکِ عمل چاہا اور دعوت دی۔

علی برادران اور ہندو مسلم فسادات: علی بردران چاہتے تھے کہ ہندو اور مسلمان دونوں متفقہ طور پر تحریک آزادی ہند میں شریک ہوں۔ اس سلسلے میں مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، خادم کعبہ اور پوری مجلس خلافت نے تجویز کیا کہ ہندو مسلم اتحاد کی تحریک شروع کی جائے۔

مسٹر گاندھی سے ملاقاتیں: اس سلسلے میں مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، مولانا عبدالماجد بدایونی کو گاندھی جی سے ملنے کے لیے متعدد سفر کرنے پڑے۔ گھنٹوں تک مذاکرات جاری رہتے۔ گاندھی جی کبھی تو پنڈت مدن موہن مالوی پر مسئلے کو معلق کر دیتے کبھی کوئی دوسرا بہانہ کر دیتے۔ مولانا محمد علی نے بنگال کے کانگریسیوں کو اپنا ہم نوا بنا لیا۔ بالآخر گاندھی جی تحریک خلاف کے ہم نوا ہو گئے اور متحدہ محاذ قائم ہو گیا۔ مسلمانانِ ہندوستان سربکف ہو کر کام کر رہے تھے اور انگریزوں کا ہر قسم کا جبر و تشدد بخوشی برداشت کر رہے تھے جن کی وجہ سے ہندوؤں میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہوا۔ علی برادران اور مجلس خلافت نے گاندھی جی کو لیڈر بنانے میں کافی محنت کی۔ گاندھی جی کے تمام دورے خلافت فنڈ سے عمل میں آئے۔ گاندھی جی علی برادران کے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ البتہ پنڈت جواہر لال نہرو کانگریس کے جلسوں میں مولانا محمد علی سے اکثر کہا کرتے تھے کہ آپ کانگریس کے پلیٹ فارم پر بار بار قرآن کیوں پڑھتے ہیں۔ مولانا محمد علی جواباً فرماتے کہ مولانا محمد علی کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ خدا کی آخری اور مکمل کتاب ہی ہے جسے سامنے رکھ کر محمد علی اپنی زندگی کا پروگرام مرتب کرتا ہے۔

کانگریس کے بے روح جسم میں بھی علی برادران، مولانا عبدالماجد بدایونی اور آپ کے رفقائے کار نے جان ڈالی۔ بمبئی سے لے کر پشاور اور صوبہ سرحد سے آسام اور ڈبرو گڑھ اور مدراس تک ایک وسیع اور قومی تر نظام پھیل گیا۔

ترکِ موالات اور انگریزی مال کے بائی کاٹ کی تحریک: مسلمانوں کا جوش آزادی جتنا بڑھتا گیا اتنی ہی انگریزوں کے جذبۂ مقاومت میں ترقی ہوتی گئی۔ تا آنکہ مجلس خلافت اور کانگریس نے ترکِ موالات اور انگریزی مال کا بائی کاٹ اور خطابات کی واپسی کا پروگرام طے کیا۔ بمبئی جیسے مقام پر مولانا عبدالماجد بدایونی کی شعلہ بیانی سے 23 جے-بی مستعفی ہو گئے۔ بمبئی والوں پر مولانا عبدالماجد بدایونی کی تقاریر کا مستحکم نقش قائم تھا اور وہاں آپ زیادہ سے زیادہ مقبول و مشہور تھے۔ بمبئی کا وہ زمانہ کبھی فراموش نہیں ہو سکتا جب مجلس خلافت نے مولانا

Marfat.com

عبدالماجد کی صدارت میں انگریزوں سے ترکِ موالات، انگریزی مال کا بائی کاٹ اور خطابات کی واپسی کے لیے تجویز طے کی۔ اس سلسلے میں بمبئی کی جامع مسجد میں ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں مولانا عبدالماجد نے ایسی معرکتہ الآرا تقریر کی کہ تمام مجمع چیخیں مار مار کر رونے لگا۔ 23 افراد نے جے۔پی کی اسناد اور خطابات واپس کر دیئے۔ بدیسی کپڑوں کا ایک انبار جامع مسجد کی چھت تک لگ گیا۔

مولانا محمد علی اور مولانا عبدالماجد بدایونی کا سفر علی گڑھ و بنارس: بائی کاٹ کی تحریک کے سلسلے میں مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، مولانا عبدالماجد بدایونی اور گاندھی جی نے علی گڑھ یونی ورسٹی میں دھاوا بول دیا۔ علی گڑھ میں متعدد اجتماعات ہوئے خاص طور پر یونیورسٹی کی گراؤنڈ میں مولانا محمد علی اور مولانا عبدالماجد بدایونی نے ہزاروں طلبہ کے سامنے بائی کاٹ کی تحریک پیش کی۔ طلبہ اور مدرسین میں اس قدر جو پیدا ہوگیا کہ سارے مجمع نے کھڑے ہو کر اس دعوت پر لبیک کہا۔ یہاں سے وفد نے بنارس کا رُخ کیا تو گاندھی نے پنڈت مدن موہن مالوی کی وجہ سے گریز کیا۔ ان کے اس طرزِ عمل کو دیکھتے ہوئے مولانا محمد علی و مولانا شوکت علی بے حد متاثر ہوئے۔

چوراچوری کا واقعہ: اب آہستہ آہستہ گاندھی جی کا طرزِ عمل بدلتا جا رہا تھا اور وہ مہاسبھائی اور آریہ سماجی ذہنیت رکھنے والوں کی شرارت سے متاثر ہونے لگے تھے۔ اُدھر انگریز اپنی اچلیں چل رہا تھا۔ علی برادران کی زندگی ایسی تھی کہ تحریک خلافت کی پاداش میں اکثر و بیشتر وقت جیل خانوں میں گزرتا تھا۔ ایسے حالات میں کہ علی برادران جیل میں تھے چوراچوری کا واقعہ رونما ہوا جس کے بعد گاندھی جی نے چولا بدل ڈالا اور پوری تحریک خلافت کو ڈبو دیا۔ ادھر ترکوں نے عزل خلیفہ کر کے رہی سہی کمر توڑ دی۔

علماء کا نظام اور مولانا عبدالماجد بدایونی: مولانا عبدالماجد بدایونی نے کان پور میں علماء اور مشائخ ہند کا ایک مرکزی جلسہ طلب کا جس میں تقریباً آٹھ سو علماء و مشائخ شریک ہوئے۔ جو تمام ہندوستان سے مدعو کیے گئے تھے۔ حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی اس عظیم جلسے کے صدر تھے۔ مولانا عبدالماجد بدایونی نے اکابر و مشائخ اور علمائے ہند کو مجتمع کر کے تنظیم علماء کی داغ بیل ڈالی۔ اس اجتماع کے بعد مجلس علماء صوبہ متحدہ کا وسیع نظام جاری ہوگیا اور دہلی اور دوسرے مقامات پر علمائے دیوبند کو مدعو کرنے کی دعوتیں دی جانے لگیں۔ تا آنکہ مولانا مفتی کفایت اللہ صدر جمعیت علمائے ہند اور مولانا احمد سعید دہلوی ناظم جمعیت تحریک میں شریک ہوگئے۔ ان کوششوں کے بعد تحریک خلافت میں علمائے دیوبند نے عملی طور پر شرکت کی۔ مولانا محمود الحسن اسیر مالٹا اگرچہ تحریک خلافت اور تحریک آزادی ہند کے شروع سے موئید تھے مگر علمائے دیوبند اس اجتماع کے بعد کافی تیزی سے متحرک ہوگئے اور تحریک بائی کاٹ وغیرہ میں کافی دلچسپی لینی شروع کر دی۔

شاردا ایکٹ: شاردا ایکٹ شروع ہوگیا۔ شاردا ایکٹ کے خلاف تمام علماء و دیگر عناصر سب نے مخالفت شروع کر دی۔ مولانا محمد علی جوہر، مولانا عبدالماجد بدایونی اور علمائے فرنگی محلی کی کوششیں مضبوط طریقے سے جاری تھیں کہ دلّی میں جمعیت العلماء نے اس مسئلے کے سلسلے میں علماء کا ایک اجلاس بلانے کی تجویز پیش کی جس میں شاردا ایکٹ پیش کرنا تھا۔ اس وقت چونکہ حکومت برطانیہ کو مجبور کرنا تھا کہ وہ اس ایکٹ کو نافذ نہ کرے۔ اس لیے مولانا عبدالماجد بدایونی، مولانا فاخر الہ آبادی، مولانا نثار احمد کان پوری اور دیگر علماء نے تجویز کیا کہ یہ جلسہ مولانا محمد علی کی صدارت میں ہو۔ جمعیت العلمائے دہلی کے افراد اور عہدیداروں نے پوری قوت کے ساتھ اس کی مخالفت کی۔ آخری جلسہ حکیم اجمل خاں کے مکان پر منعقد ہوا۔ نمازِ عشاء کے بعد سے دو بجے رات تک مسئلہ

Marfat.com

صدارت پر بحث ہوتی رہی۔ آخر میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں کل صبح مسجد فتح پوری کے جلسے میں مولانا محمد علی جوہر کی صدارت کی تجویز پیش کروں گا اور تمام علمائے دیوبند اور ارکان جمعیت اس کی تائید کریں گے۔ جلسہ دعا پر ختم ہوا۔

اگلے روز جمعیت علماء کا جلسہ فتح پوری ہال میں منعقد ہوا، کافی دیر کے بعد مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی تشریف لائے اور آتے ہی بجائے مولانا محمد علی جوہر کا نام پیش کرنے کے مفتی کفایت اللہ کا نام پیش کر دیا۔ شب گزشتہ کی قرارداد کے مطابق یہ عمل انتہائی مایوس اور ناجائز تھا۔ اس لیے کافی چپقلش رہی۔ مولانا عبدالماجد بدایونی اور راقم الحروف وغیرہ نے کہا کہ خود مولانا مفتی کفایت اللہ جو رات کو جلسے میں شریک تھے اپنا بیان دیں کہ کیا طے ہوا۔ اس پر مولانا نے فرمایا کہ

"وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

کوئی بات طے نہیں ہوئی۔ اس بیان کے بعد مولانا عبدالماجد بدایونی اور مولانا محمد علی جوہر مع اپنے تمام رفقاء کے جلسے سے اُٹھ آئے اور جمعیت العلمائے ہند سے روابط منقطع ہو گئے۔ کان پور کی قائم شدہ جمعیت کو مستحکم کیا گیا۔

اب روز بروز یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ جمعیت العلمائے ہند کانگریس سے وابستہ رہی اور جمعیت علمائے کان پور کانگریس سے متنفر، جہاں جمعیت العلمائے دہلی کے جلسے ہوتے وہیں جمعیت العلمائے کان پور کے جلسے بھی منعقد ہوتے۔ مولانا عبدالماجد نے آخری جلسہ امروہہ ضلع مراد آباد میں تین دن تک مسلسل جمعیت علماء دہلی کے مقابلے پر منعقد کیا جس میں مشاہیر و علماء ہندوستان اور مشائخ طریقت کافی تعداد میں شریک ہوئے۔ یہ تمام جلسے مولانا محمد علی جوہر کی صدارت میں منعقد ہوئے۔ تین تین گھنٹے مسلسل مولانا محمد علی جوہر بولتے۔ ان اجلاسوں میں کانگریس کی روش پر تبصرہ، مسلمانوں کا جداگانہ انتظام اور علیحدگی جیسے مسائل پر تجاویز پاس ہوئیں۔

شدھی اور سنگھٹن: گاندھی جی کے بیانات اور ان کے طرزِ عمل میں نمایاں تبدیلیاں ہو چکی تھیں، وہ مہاسبھائی اور آریہ سماجی لیڈروں کا اثر قبول کر چکے تھے۔ شردھانند نے آگرہ، متھرا اور ساندھن میں نومسلم رجپوتوں کو آریہ بنانے کا پروگرام بنایا جیسے ہی یہ پروگرام سامنے آیا، مولانا عبدالماجد بدایونی نے نواب عبدالوہاب خاں رئیس علی گڑھ و جے پور، مولوی عبدالحئی، سید غلام بھیک نیرنگ اور دیگر علماء و مشائخ پر مشتمل تبلیغی کمیٹی قائم کر دی۔ مولانا عبدالماجد بدایونی اس کے صدر قرار پائے۔ آگرہ اور متھرا کا دورہ کر کے حالات کا جائزہ لیا گیا۔ پورے صوبہ متحدہ میں تبلیغی کمیٹیاں قائم کر دی گئیں اور اس کا مرکزی دفتر انبالہ میں قائم ہوا۔ جس کے صدر خاں بہادر رحیم بخش اور سیکریٹری سید غلام بھیک نیرنگ بنائے گئے۔ ہندو قوم نے عریاں طریقے سے اپنے مظاہرے پیش کیے۔ ہندو اخبارات اور جرائد کھل کر مسلمانوں کے خلاف مضامین لکھنے لگے۔ اس طرح مولانا عبدالماجد بدایونی نے پورے ہندوستان میں ہندوؤں کے خلاف اپنا ردِ عمل شروع کر دیا۔ اُدھر خالص سیاسی طور پر مسلمانانِ ہند کے جداگانہ وجود قائم رکھنے کے لیے میدان صاف کیا گیا اور مسلم کانفرنس کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔

مسلم کانفرنس اور مولانا عبدالماجد بدایونی: مسلم کانفرنس کے قیام و اجراء کے لیے مولانا عبدالماجد بدایونی نے نمایاں خدمات انجام دیں اور وہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کے رکن بنائے گئے۔ اسی زمانے میں مولانا محمد علی جوہر پر ذیابطیس کا شدید حملہ ہوا اور طویل علالت کے بعد ایک مہینے کے لیے شملہ گئے جہاں مرض اور بڑھتا گیا۔ مولانا عبدالماجد بدایونی اور مولانا مظہرالدین ایڈیٹر اخبار الامان و وحدت دہلی وغیرہ مزاج

Marfat.com

پرسی کے لیے شملہ گئے۔ ڈاکٹروں نے اگرچہ ملاقاتیں بند کردی تھیں، مگر جیسے ہی ان کو اپنے رفقائے کار کے پہنچنے کی اطلاع ملی فوراً اپنے پاس بلالیا اور اپنی دری کے نیچے سے کاغذات نکال کر مطالعہ کرنے لگے اور عصر حاضر کے مسائل پر گفتگو چھیڑ دی اور فرمایا کہ

''ہم دونوں بھائیوں نے گاندھی جی اور ان کی قوم کو مردِ میدانِ سیاست بنایا اور ان پر بھروسہ کیا مگر انہوں نے ہم سے دھوکا کیا۔ اس وقت انگریز اور ہندو دونوں مل کر مسلمانانِ ہند کے خلاف کھل کر کھیل رہے ہیں اگرچہ میں بستر مرگ پر پڑا ہوا ہوں مگر اس حالت میں بھی ملت مسلمہ کے معاملات اور مسائل کو نہیں چھوڑ سکتا۔ لندن کی گول میز کانفرنس کے لیے اس مرتبہ مجھے خاص طور پر بلایا جارہا ہے۔ میں اگرچہ سفر کے قابل نہیں ہوں اور چند روز ہی کا مہمان ہوں مگر جاؤں گا اور اظہارِ حق وصداقت کروں گا اور آپ کو بدایوں کے پتے پر اپنی روانگی کی تاریخ سے اطلاع دوں گا۔''

ڈیڑھ گھنٹے کے قریب ملاقات کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ مولانا عبدالماجد بدایونی مع اپنے رفقائے کار کے شملہ سے دلّی واپس آگئے اور دلّی میں چند دن قیام کرنے کے بعد بدایوں واپس ہوگئے۔

بدایوں پہنچتے ہی چوتھے روز مولانا محمد علی کا تار شملہ سے موصول ہوا جس میں اپنی روانگی کی تاریخ سے مطلع کیا گیا۔ مولانا عبدالماجد بدایونی مع راقم الحروف (عبدالحامد بدایونی)، مولانا محمد علی جوہر کے بمبئی پہنچنے سے پہلے ہی بمبئی پہنچ چکے تھے۔ ٹرین سے مولانا محمد علی کو اسٹریچر پر لایا گیا۔ خلاف آفس میں مقیم رہے۔ شملہ کی طرح یہاں کے ڈاکٹروں نے بھی ملاقاتیں بند کردی تھیں مگر مولانا مخصوص حضرات سے مذاکرے اور لکھنے پڑھنے کا کام برابر جاری کیے ہوئے تھے۔ بمبئی میں بھی مولانا محمد علی جوہر نے متعدد بار یہی فرمایا کہ ''میں زندگی کی آخری سانس تک بھی ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندوستان کی آزادی کے مسئلے پر پوری قوت اور آزادی کے ساتھ اظہارِ خیال کرتا رہوں گا۔''

تاآنکہ مولانا محمد علی جہاز پر پہنچائے گئے۔ مولانا عبدالماجد بدایونی صدر خلافت کمیٹی نے مولانا محمد علی سے فرمایا کہ ''لندن جا کر کیوں مرتے ہو؟''

مولانا محمد علی نے جواب دیا:

''یہ حورِ بہشتی کی طرف سے ہے بلاوا!''

ع لبیک! کہہ مقتل کا صلہ میرے لیے ہے

میں لندن میں مروں گا مگر دفن ایسی جگہ کیا جاؤں گا جہاں میری روح اطمینان اور سکون کے ساتھ رہے گی۔''

مولانا محمد علی پر اس وقت ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ جہاز پر رُخصت کرنے والوں کا ہجوم بے اختیار روتا تھا۔ مولانا عبدالماجد بدایونی نے جہاز پر چڑھ کر الوداع کہا۔ سلام ودعائیں دیں۔ مولانا محمد علی جوہر نے ایسی حالت میں سفر کیا جب کہ ان پر ذیابیطس کے شدید حملے تھے۔ اسی حالت میں یورپ پہنچے۔ گول میز کانفرنس میں چوٹی کے انگریز اور مشاہیر جمع تھے۔ ہندو مسلمان زعما بھی شریک تھے۔

اس تاریخی کانفرنس میں بولنا ہر ایک کا کام نہ تھا۔ مولانا محمد علی نے بستر علالت پر پڑے پڑے تقریر کے شاندار نوٹ تیار کیے۔ تین گھنٹے تک انگریزوں، ہندو اور مسلمانوں کے سامنے ایک ایسی معرکۃ الآرا تقریر کی جو اس کانفرنس میں ایک شاہکار کی حیثیت اختیار کرگئی۔ ایک جملہ یہ تھا: ''یا تو مجھے آزادیٔ ہند دے دو ورنہ میں مرکر بھی غلام ملک میں نہ جاؤں گا۔''

کانفرنس کے انگریز مدبرین ومفسرین اس تقریر سے دنگ رہ گئے۔ حریت وآزادی کا موجیں مارتا ہوا سمندر طغیانی پر تھا۔ جتنے عناوین تھے سب پر سیر حاصل بحثیں فرمائیں۔ اپنوں میں بیٹھ کر جوش وولولہ دکھانا اور بات ہے اور گول میز کانفرنس جیسی کانفرنس میں اعلائے کلمۃ الحق کرنا اور انگریزوں کو پوری آزادی کے ساتھ زجر وتوبیخ کرنا مولانا محمد علی جوہر ہی کا حصہ تھا۔ اس کانفرنس میں

Marfat.com

پنڈت مدن موہن مالوی، گاندھی جی اور نواب بھوپال جیسے لوگ بھی موجود تھے۔ مولانا محمد علی جوہر کی اس پُر جوش تقریر کے بعد کسی کا کوئی مقام باقی نہ رہا اب جو بھی بولتا وہ یا تو مولانا محمد علی کی نقل کرتا یا غیر متعلق باتوں میں وقت صرف کرتا، کانفرنس میں تہلکہ مچ گیا۔ انگریز مدبرین سرد پڑ گئے۔ ان کے تیور بدل گئے۔ اس کے بعد مولانا پر آخری دَورہ ایسا پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ اس کے بعد مولانا محمد علی جوہر کا انتقال ہوگیا۔ (4 جنوری 1931ء)

تاروں کے ذریعے بمبئی، دلّی، رام پور اور علی گڑھ وغیرہ اطلاع دی گئی۔ ان تمام مقامات سے میت کو بلانا چاہا، مگر مولانا محمد علی جوہر کی میت کا بلاوا بیت المقدس سے آگیا جہاں دنیا انبیائے کرامؑ کی ارواح طیبہ جمع ہیں جہاں دنیا کے بادشاہانِ وقت کو جگہ نہ ملی، وہاں مسلمانوں کے اس مجاہد اور خادم کو خود بلایا گیا۔ نعش بیت المقدس لے جائی گئی اور وہیں دفن کی گئی۔ مولانا کا مزارِ مبارک مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون o

الغرض مولانا عبدالماجد بدایونی ایک طرف دُنیائے سیاست میں مشہور اور رفیع مقام پر پہنچ چکے تھے تو دوسری جانب ان کا درجہ اہل علم وطریقت اور درویشی میں بھی نمایاں تھا۔ وہ بڑے پیمانے پر اپنے شیخ طریقت حضرت مولانا عبدالمقتدرؒ صاحب کا عرس منعقد کرتے تھے۔ تو دوسری جانب مارہرہ شریف، آستانہ سپہ سالار مسعود غازیؒ بہرائچ شریف، آستانہ حضرت خواجہ خواجگان شیخ معین الدینؒ اجمیری، آستانہ محبوب الٰہی نظام الدینؒ اولیاء کی مجالس میں جلوہ افروز ہوتے تو یہ مجالس زیادہ سے زیادہ بارونق ہو جاتیں۔ خواجہ حسن نظامی حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ کے عرس میں مولانا عبدالماجد بدایونی کو خاص طور پر مدعو فرماتے۔ ان کے اور مولانا عبدالماجد بدایونی کے درمیان خصوصی مراسم تھے۔

مولانا عبدالماجد بدایونی کی بعض تالیفات یہ ہیں:

1- تحریک تبلیغ و تنظیم پر مختلف معرکۃ الآراء خطبات دیئے اور اخبارات وجرائد میں ان کے بیانات ومضامین شائع ہوئے اور دیگر حسب ذیل کتب نہایت معرکہ کی تحریر کیں۔

2- دربارِ علم، یہ کتاب منطقیانہ اور علمی طور پر ایک ایسی کتاب تھی جو اپنے دور میں مناظرین ومقررین کے لیے دربارِ علم ثابت ہوئی۔

3- خلافت نبویہ، (دو جلد) پہلی جلد میں سیرت نبویہ مجملاً اور دوسری جلد میں خلافت نبویہ، خلفاء اربعہؓ تک دونوں کتابیں عظیم الشان سرمایہ تھیں۔

4- عورت و قرآن، اس کتاب میں خواتین کے لیے قرآنی آیات اور احادیث سے لبریز مضامین اور عورتوں کے حقوق درج کیے گئے ہیں۔

تحریک مسلم کانفرنس کے سلسلے میں 1931ء میں دورہ کرتے ہوئے کان پور سے لکھنؤ پہنچے۔ وہاں پہنچتے ہی دردِ گردہ شروع ہوا۔ محمد نذیر خاں صاحب لکھنوی اپنے مرید کے یہاں مقیم تھے، وہیں 3 شعبان 1350ھ (14 دسمبر 1931ء) کو انتقال ہوگیا۔ لکھنؤ سے نعش دوسرے دن بدایوں پہنچی۔ مولانا عبدالماجد بدایونی کا حادثہ سانحہ عظیم تھا، نعش مبارک کو قبرستان قادریہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔

مولانا عبدالماجد قادری نے عبدالواجد قادری اور عبدالواحد قادری اپنے دو صاحب زادے چھوڑے، مولانا عبدالواجد قادری کا انتقال ہوگیا اور مولانا عبدالواحد قادری مولوی فاضل، حیات ہیں۔ [1]

(برگِ گل، جوہر نمبر، 1401 ہجری، صفحہ 334 تا 344)

---

[1] مولوی عبدالواحد قادری کا 9 نومبر 1975ء کو کراچی میں انتقال ہوا۔

(محمد ایوب قادری)

☆☆☆

Marfat.com

نواب محمد اسمٰعیل خانؒ

مولانا عبدالحامد بدایونی

مسلمانانِ ہند میں شعر و ادب اور تعلیمی تحریک سے دلچسپی رکھنے والوں کو بخوبی علم ہے کہ نواب مصطفےٰ علی خان شیفتہ اور نواب اسحاق علی خان کا مقام ملک میں کس قدر بلند و بالا تھا۔ یہ دونوں حضرات خاص شہرت و عزت کے مالک تھے۔ ہمیشہ علمی و ادبی، اخلاقی و مذہبی خدمات انجام دیتے رہے تھے، نواب شیفتہ فارسی شاعری اور اُردو ادب کے تعلق سے معروف ہیں اور نواب اسحاق خان علی گڑھ کالج کے سیکریٹری کے علاوہ امیر خسرو کے دیوان کے مرتب کرنے والے کی حیثیت سے نام آور ہیں جبکہ ان دونوں میں مذہبی قدریں مشترک تھیں۔ نماز روزے اور ارکان دین کے سختی سے پابند تھے۔

مولانا شوکت علی خادم کعبہ کی قیام گاہ قرول باغ کا تاریخی جلسہ: مولانا شوکت علی خادم کعبہ کی قیام گاہ قرول طبقے دہلی میں ایک تاریخی اجتماع منعقد ہوا تو اس وقت سیاسی حیثیت سے افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ جمیعت علماء دہلی کا گروپ کانگریس کے سامنے متحرک تھا۔ بقیہ زعماء و لیڈران علیحدہ علیحدہ ٹکڑوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ایسے نازک وقت میں مسٹر محمد علی جناحؒ نے ہندوستان کی مسلمان جماعتوں کو اس اجتماع میں شریک ہونے کی دعوت دلوائی۔ جمیعت علماء ہند دہلی کے کارکن اتحاد کے لیے آمادہ نہ تھے۔ وہ کتراتے ہوئے چل رہے تھے۔ اس موقع پر نواب اسمٰعیل خان اور مولانا شوکت علی نے جمیعت علما کے یوپی کے صدر اور اس کے ارکان میں علماء و مشائخ کو متحد کیا اور اس جماعت کے علماء و مشائخ کے ساتھ اس کانفرنس میں شرکت کی۔ جمیعت علمائے یوپی اور اس کی جماعت بھی متحرک تھی۔ اس کے ارکان نواب اسمٰعیل خانؒ کی دعوت و تحریک پر مکمل طریقے سے مسٹر جناحؒ کے معاون اور مددگار ثابت ہوئے۔

جمیعت علمائے یوپی کے ارکان میں مولانا عنایت اللہ فرنگی محلیؒ، مولانا حجۃ اللہ شہید انصاریؒ، مولانا کرم علی ملیح آبادیؒ شریک تھے۔

نواب زادہ لیاقت علی خانؒ اسماعیل خانؒ نے روحِ عمل پیدا کی: نواب اسمٰعیل خانؒ چونکہ ایک فعال قسم کے سیاستدان تھے اور تحریک خلافت کے زمانے سے متحرک تھے، اس لئے اُنھوں نے نواب زادہ لیاقت علی خانؒ سے کہا کہ وقت کا تقاضا ہے کہ وہ متحرک ہو کر مسلم لیگ کو اپنی صلاحیتوں کے ذریعے (حرکت عمل سے) کامیاب بنائیں۔ نواب اسمٰعیل خانؒ نواب زادہؒ کو تیار کرتے رہے، نواب زادہ لیاقت علی خان صاحبؒ ایک متحرک اور فعال ناظم کی حیثیت سے مسلم لیگ کو منظم کرنے میں سب سے زیادہ کامیاب ہوئے۔

قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں نواب اسمٰعیلؒ کا گراں قدر حصہ: حصولِ پاکستان کی کوششوں میں عملی طور جس قدر کوششیں نواب اسماعیل خانؒ نے انجام دیں، وہ قائداعظم مسٹر جناحؒ سے کسی قدر کم نہ تھیں، ورکنگ کمیٹی میں جناح صاحبؒ کو مشورے دینا اور آزادی کے ساتھ جناح صاحبؒ سے تبادلہ خیالات کرنا یہ نواب اسماعیل کا ہی حصہ تھا۔ پھر یوپی میں برار، آسام، بنگال، سرحد، پنجاب اور کراچی کے صوبہ جات میں مسلم لیگی کارکنان کو بروقت متحرک رکھنا اور علماء و مشائخ سے کام لیتے رہنا بھی نواب صاحب کا ہی حصہ تھا۔

گوشے گوشے میں پاکستان کے قیام کے لیے تحریک کرنا اور تمام مسلم لیگ کی کانفرنسوں میں شریک ہونا مفصل دورے کرنا یہ وہ

Marfat.com

کام ہے جس کے لحاظ سے نواب اسماعیل خان کا مسلم لیگ کی صف میں ایک بھی مقابلے کا آدمی نہ تھا مگر تاریخ مسلم لیگ اس کی شاہد ہے کہ جب پاکستان بننے لگا تو نواب اسماعیل خان کی طرف سے آنکھیں پھیر لی گئیں اور تیور بدل گئے۔ نواب اسماعیل خان خوددار فرد تھے، اُنھوں نے ہندوستان چھوڑنا پسند نہ کیا پھر ان کی علالت دیرپا ہوگئی تھی، تینوں لڑکے اور چھ لڑکیاں آ گئیں اور پھر ان سب کے اصرار پر وہ کراچی احباب سے ملنے آئے تو ان کے زمانے کی تمام مصروفیات کراچی میں زندہ ہوگئیں۔

بالآخر نواب اسماعیل خان صاحب ۲۸؍جون ۱۹۵۸ء کو انتقال فرما گئے، انتقال ''مصطفیٰ کاسل'' میرٹھ میں ہوا اور تدفین درگاہ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاءؒ دہلی میں ان کے خاندانی ہڑواڑ میں ہوئی۔

نواب اسمٰعیل خان کی تعلیمی وادبی خدمات

نواب اسحاق خان صاحب کو انگریزی کے ساتھ مذہبی علوم و فنون سے خاصا شغف تھا اور ان کی اپنی ذاتی لائبریری میں علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم اصول، علم منطق، علم فلسفہ، تاریخ ادب و شاعری کو صدہا نادر کتابیں موجود تھیں، جن میں اکثر ایسی تھیں کہ ان پر نواب صاحب کے ذاتی نوٹ بھی موجود تھے۔ نواب اسحاق خان کے متعدد فرزند تھے مگر نواب محمد اسمٰعیل خان صاحب سب سے چہیتے فرزند تھے جن کی تعلیم و تربیت پر نواب اسحاق خان نے ہزار ہا روپیہ خرچ کیا۔ گھر پر پرائیویٹ طریقہ سے مستند علماء اور متجر اساتذہ کا تقرر کیا گیا۔ اسمٰعیل خان فطرتاً انتہائی ذہین وطباع واقع ہوئے تھے۔ پھر اپنے والدِ بزرگوار کی بہترین تربیت اور نگرانی کے باعث ان میں سارے اوصافِ حمیدہ جمع ہو گئے تھے۔

نواب اسمٰعیل جن کو قرآن پاک اس طرح پڑھایا گیا کہ متنِ قرآن کے ساتھ اکثر و بیشتر آیات کا ترجمہ بھی ان کو زبانی یاد تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے قلب میں قرآن کریم اور دین اسلام کی عظمت و توقیر حد سے زیادہ بڑھتی گئی حتیٰ کہ اسکول اور کالج کے علاوہ یورپ کے قیام اور بیرسٹری کی سند حاصل کرنے تک اسماعیل خان کی نمازیں کبھی ترک نہ ہوئیں۔

یورپ سے لوٹنے کے بعد انگریزوں نے جنگِ بلقان کے خلاف مکروہ ترین اقدامات شروع کر دیئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ رئیس الاحرار مولانا محمد علیؒ، حکیم ملت مولانا شوکت علیؒ خادم کعبہ انگریزوں کے خلاف صف آراء ہو چکے تھے اور انگریز اپنے جبروت واقتدار کے نشے میں مغرور ترکی کو ختم کرنے کے لیے اپنے تمام حربے اختیار کر رہا تھا۔ ہندوستان میں اس وقت انگریزوں کے خلاف بولنا اور لکھنا بھی جرمِ عظیم سمجھا جاتا تھا مگر مولانا محمد علیؒ نے مذہبی آزادی کے ساتھ بولنے لکھنے کے فرائض انجام دیئے۔

علی برادران کی بدایوں آمد : قیام الدین حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محل نے لکھنؤ سے مطلع فرمایا کہ میں علی برادران کو بھیج رہا ہوں۔ دوسرے دن علی برادران بدایوں آ گئے۔ حضرت امام المفسرین مولانا مطیع الرسولؒ، مولانا عبدالمقتدر قادری سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ نے مدرسہ قادریہ کے اس کمرے میں جس میں حضرت مولانا کے بزرگ متمکن رہتے تھے، ٹھہرایا۔ خاطر تواضع میں آپ نے حد کر دی۔ بعض چیزیں اپنے ہاتھ سے تیار کیں اور فرمایا کہ مجاہدین آئے ہیں ان کی ضیافت میں کوئی کسر نہ رہے۔ حضرت مولانا کا عالم یہ تھا کہ شبانہ روز یادِ الٰہی میں مشغول و منہمک رہتے جو تھوڑا وقت عبادت سے بچتا اُسے علومِ دینیہ کی تدریس میں گزارتے۔ مگر آپ کے اندر خاندانی اعتبار سے انگریز دشمنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ کے بزرگوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد میں عملاً حصہ لیا تھا اس لیے آپ مولانا محمد علیؒ، مولانا شوکت علیؒ کی خدمت کی قدر و منزلت فرماتے تھے۔ کھانے اور ناشتے کے اوقات میں تمام خاندان کے افراد، خلفاء و مریدین عوام و خواص سب ہی موجود رہتے۔

Marfat.com

جب مولانا محمد علیؒ نے اپنی خدمات حضرت مولانا عبدالمقتدر قادری کو پیش کیں اور انگریزوں کے مظالم اور مقاماتِ مقدسہ کی تباہی کا نقشہ کھینچا تو حضرتؒ کی آنکھوں میں آنسو رواں ہو گئے۔ آپؒ نے فرمایا: محمد علی میں اپنی اور خاندان کی طرف سے ماجد میاں اور حامد میاں کو سپرد کرتا ہوں۔ یہ تمہارا تحریکاتِ قومی میں ہاتھ بٹا کر میرا حق ادا کریں گے۔

تھوڑے دن بعد ایڈریانوبل فتح ہوا تو حضرتؒ نے برادر محترم مولانا عبدالماجد بدایونی کو حکم دیا کہ بدایوں میں اس خبر کے اظہارِ مسرت کے لیے ایک جلوس نکالا جائے اور عظیم الشان جلسہ جامع مسجد شہر بدایوں میں منعقد کیا جائے۔

گلڈ کو درخواست دی گئی، پہلے تو اس نے نامنظور کیا، جب اس کے یہاں سے واپسی ہوئی تو حضرتؒ مصلّے پر مصروف وظائف تھے۔ عرض کیا گیا، آپ نے فرمایا پھر تو اجازت ضرور ملے گی۔ چنانچہ اجازت ملی۔ بدایوں کی تاریخ میں نہ صرف عظیم الشان جلوس نکلا، بلکہ ایک زبردست جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسے میں حضرت اقدسؒ بہ نفس نفیس شریک ہوئے۔ آپ نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ ایڈریانوبل ترکوں نے فتح کیا اور انگریزوں نے مقاماتِ مقدسہ میں جو مظالم ڈھائے ایک وقت ایسا ضرور آئے گا کہ لندن کے قلعہ پر گولے پڑیں گے۔

بدایوں کے بعد مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا شوکت علیؒ مختلف مقامات پر ہوتے ہوئے دہلی پہنچے اور دہلی سے سیدھے میرٹھ گئے اور مصطفےٰ کاسل میں قیام کیا۔ نواب اسمٰعیل خان سے تفصیلی مذاکرات کیے۔ مولانا محمد علی جوہرؒ نے جب والہانہ انداز میں باتیں کیں تو ان کا ایک ایک جملہ نواب اسمٰعیل خان کے قلب پر نقش ہو گیا اور اُنھوں نے وعدہ کیا کہ وہ بھی تحریک میں حصہ لیں گے۔

ہندوستان کا ہمہ گیر دورہ: چنانچہ نواب اسمٰعیل خان صاحبؒ نے علی برادران کے دوش بدوش کام شروع کیا۔ چند ہی دنوں میں وہ اپنی صلاحیتوں کے باعث آل انڈیا خلافت کمیٹی کی ورکنگ کمیٹی کے رکن اور یوپی خلافت کمیٹی کے صدر (پریسیڈنٹ) منتخب کیے گئے۔

میرٹھ خلافت کانفرنس: یوپی میں تحریک خلافت کی تنظیم کے لیے نواب اسمٰعیل خان صاحب نے حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قادری بدایونی، سید محمد حسین، حضرت مولانا فاخر صاحب الہ آبادی، مولانا نثار احمد صاحب کانپوری، مولانا کرم علی ملیح آبادی کی معیت میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔ راقم الحروف خلافت کمیٹی میں تبلیغ کمیٹی کا ناظم مقرر ہوا۔

میرٹھ کانفرنس میں مولانا ابوالکلام آزادؒ، حکیم اجمل خانؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، مسز سروجنی نائیڈو اور ہندوستان کے صوبوں اور اضلاع کے نمائندے شریک ہوئے۔ اس کانفرنس کے باعث یوپی میں خاص طور پر اور ہندوستان کے طول و عرض میں عام طور پر تحریکِ خلافت کا اثر بہت زیادہ بڑھ گیا۔ صوبے کے اندر تو ایک ہلچل مچ گئی۔ ''مصطفےٰ کاسل'' کو ایک خاص اہمیت حاصل تھی۔ ہندوستان کے چوٹی کے علماء اور لیڈر وہاں آتے جاتے تھے اور نواب اسمٰعیل خان صاحب سب کی ضیافت کرتے تھے۔

خلافت کمیٹیوں کی تنظیم میں نواب اسمٰعیل خانؒ کا حصہ: نواب اسمٰعیل خانؒ نے یہی نہیں کیا کہ یوپی کے اضلاع میں خلافت کمیٹیوں کی کامیاب تنظیم کی بلکہ مختلف صوبہ جات میں ان کی اور رفقا کی محنت سے خلافت کمیٹیاں منظم ہو گئیں۔

علی برادران کی اسیری اور نواب اسمٰعیل خانؒ: تحریک خلافت کے زمانے میں متعدد بار علی برادران گرفتار ہوئے، نواب اسمٰعیل خان صاحبؒ انتہائی کامیابی کے ساتھ خلافت کمیٹیوں کو چلاتے رہے اور کہیں شگاف نہ پڑنے دیا۔ دراصل ہندوستان میں

Marfat.com

تحریک خلافت مسلمانوں کے مستقبل کے لیے ایک درخشاں تحریک کا درجہ تھی۔

نواب اسمٰعیل خانؒ، گاندھی جی اور نہرو کی نظر میں: نواب اسمٰعیل خان صاحبؒ نے تحریک کے زمانے میں جس اخلاص اللہیت کے جذبے کے ساتھ کام کیا۔ اس کا اثر مسلمانوں پر تو تھا ہی لیکن ہندو زعماء میں گاندھی اور جواہر لعل نہرو بھی نواب صاحبؒ کا بے پناہ احترام کرتے تھے۔

مسلم کانفرنس اور نواب اسمٰعیل خان صاحبؒ: تحریک خلافت کے بعد جب ہندو لیڈروں کی سیاست مسلمانانِ ہند کے خلاف کھل کر سامنے آگئی اور نواب اسمٰعیل خانؒ دستور ساز اسمبلی میں کامیاب خدمات دے رہے تھے۔ تب مسلم کانفرنس قائم ہوئی جس کے ناظم اعلیٰ مولانا شفیعؒ تھے۔ اس دور میں نواب اسمٰعیل خانؒ سے ہر ضروری اور اہم مسئلہ میں مشورہ لیا جاتا تھا۔ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس لندن میں شریک ہونے والوں کے لئے جو تجاویز مرتب کیں ان کی ترتیب میں نواب اسمٰعیل خانؒ کا ہاتھ شامل رہا۔ اس وقت مسلم حقوق کی حفاظت و نمائندگی کے اہم کام کی تکمیل میں انتہائی دُوراندیشی کی ضرورت تھی۔ ہر ایک مطالبہ کو دلائل و براہین کی حاجت تھی۔ اس نازک دور میں نواب اسمٰعیل خانؒ نے ایک کامیاب قائد کی حیثیت سے اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔

مولانا شوکت علیؒ خادم کعبہ کی قیام گاہ واقعہ قرول طبقے دہلی میں ایک تاریخی اجتماع منعقد ہوا تو اس وقت سیاسی حیثیت سے افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ جمعیت علماء دہلی کا گروپ کانگریس کے سامنے متحرک تھا۔ بقیہ زعماء و لیڈران علیحدہ علیحدہ ٹکڑوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ایسے نازک وقت میں مسٹر محمد علی جناحؒ نے ہندوستان کی مسلمان جماعتوں کو اس اجتماع میں شریک ہونے کی دعوت دلوائی۔ جمعیت علماء ہند دہلی کے کارکن اتحاد کے لیے آمادہ نہ تھے۔ وہ کتراتے ہوئے چل رہے تھے۔ اس موقع پر نواب اسمٰعیل خانؒ اور مولانا شوکت علیؒ نے جمعیت علماء کے یوپی کے صدر اور اس کے ارکان میں علماء و مشائخ کو متحد کیا اور اس جماعت کے علماء و مشائخ کے ساتھ اس کانفرنس میں شرکت کی۔ جمعیت علمائے یوپی اور اس کی جماعت بھی متحرک تھی۔ اس کے ارکان نواب اسمٰعیل خانؒ کی دعوت و تحریک پر مکمل طریقے سے مسٹر جناحؒ کے معاون اور مددگار ثابت ہوئے۔ جمعیت علمائے یوپی کے ارکان میں مولانا عنایت اللہ فرنگی محلیؒ، مولانا حجۃ اللہ شہید انصاریؒ، مولانا کرم علی ملیح آبادیؒ، مولانا غلام مصطفیٰ فرخ آبادیؒ اور علمائے بدایوں نے ہندوستان کے طول و عرض میں بے پناہ طوفانی دورے شروع کردیے۔ نواب اسمٰعیل خان ان تمام حضرات کو ہدایت دیتے تھے۔ یہ گروہ کہیں یوپی میں ہوتا تو کبھی بلوچستان، مدراس، آسام، سرحد و پنجاب میں دورے کرتا۔

مسلم لیگ کی نشاۃ ثانیہ اور اجلاس لکھنؤ: نواب اسمٰعیل خانؒ کی تحریک پر لکھنؤ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا مشہور تاریخی اجلاس منعقد ہوا جس کا اہتمام یوپی مسلم لیگ اور راجا صاحب محمود آباد کے مشورے اور اعانت سے ہوا۔ اس اجلاس میں مولانا حسرت موہانیؒ، مولانا ظفر علی خانؒ اور علمائے بدایوں نے تجویز پیش کی۔ یوپی مسلم لیگ پورے ہندوستان میں سب سے زیادہ متحرک اور باعمل مسلم لیگ کی صوبائی شاخ تھی جس کے کارکن تمام ہندوستان بھر میں دورے کرتے تھے۔ یہاں مسلم لیگ کی نظامت متعدد ادوار سے ہو کر گزری۔ کبھی نواب اعزاز رسول کی پارٹی کامیاب رہی تو کبھی سید رضوان اللہ والا گروپ کامیاب ہوا مگر ہر گروپ صدارت کے معاملے میں نواب اسمٰعیل خانؒ کی ذات پر ہی متفق ہوتا تھا۔

یوپی میں پہلی بار انتخابات ہوئے۔ اس وقت زیر اقتدار

Marfat.com

پارٹی اور اس کے افراد سیاست پر چھائے ہوئے تھے۔ اس وقت منظّم طور پر مسلم لیگ نے انتخابات لڑنا طے کیا۔ مسلمانوں کی مختلف پارٹیاں سرگرمِ عمل تھیں۔ کانگریس اپنی تنظیم کے تحت انتخابات لڑانا چاہتی تھیں۔ سوال مسلمانوں کی نمائندگی کا تھا۔ طے یہی ہوا کہ مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی نمائندگی کرے گی۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے کانگریس اور برطانوی نمائندگی کا کیس یکہ وتنہا لڑا اور کانگریس کی مکارانہ چالبازیوں اور برطانوی اقتدار کا مقابلہ کرتے رہے۔
چونکہ یوپی سیاسی طور پر ہندوستان کا قلب تھا اس لیے جناح صاحبؒ نے انتخابات کی ذمہ داریاں نواب اسمٰعیل خانؒ کے سر ڈال دیں۔ نواب صاحب نے اپنے حسن تدبر، اخلاق ومحبت کے ساتھ پرانے کارکنان کو یکجا کر کے تیزی سے کام شروع کر دیا۔ سب سے زیادہ نازک سیٹیں دو تھیں، ایک لیاقت علی خان صاحبؒ کی اور دوسری بجنور کے حلقے کی سیٹ جمیعت علمائے ہند دہلی۔ مجلس احرار اور سرخ پوش اور تمام کانگریسی مزاج کے علماء کانگریس کے نامزد کردہ امیدواروں کے ساتھ تھے۔ پھر سہارنپور تو مولانا حسین احمد کا گڑھ تھا جہاں دیوبندی علماء وطلبا اپنی طاقتیں کانگریس کی حمایت میں صرف کر رہے تھے۔ یہ نواب اسمٰعیل خانؒ کا ذاتی اثر ورسوخ ہی تھا کہ سہارنپور ضلع میں مسلم لیگ کو کامیابی ہوئی۔ بجنور میں البتہ مسلم لیگ کو شکست ہوئی مگر بحیثیت مجموعی یوپی مسلم لیگ کے نمائندے بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے۔

مسلم لیگ کی مجلس عمل اور نواب اسمٰعیل خانؒ: قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کی مجلس عمل جب بنائی تو پوری لیگ میں نواب اسمٰعیل خان ہی پر ان کی نظرِ انتخاب پڑی۔ چنانچہ نواب صاحبؒ کو مجلس عمل ایکشن کمیٹی کا صدر بنایا گیا۔ نواب صاحبؒ پیکرِ عمل تھے جب کوئی کام آپ کو سونپا جاتا تو اس کی تکمیل کے لیے سرتاپا محو ہو جاتے، یہ وقت وہ تھا جب کہ کانگریس کا پروپیگنڈہ ہندوستان اور بیرونِ ہندوستان مسلم لیگ کے خلاف جاری تھا خاص طور پر ممالک اسلامیہ میں مسلم لیگ کی کوئی اور آواز نہ تھی۔ نواب اسمٰعیل خان صاحبؒ نے طے کیا کہ ایک وفد بزمانہ حج حجاز مقدس بھیجا جائے جو بظاہر تو حج ٹیکس معاف کرانے کی کوشش کرے اور بباطن مسلم لیگ کو عالمِ اسلامی سے متعارف کروائے۔ راقم الحروف کو اس وفد کا کنوینر اور حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی" کو صدر بنا کر روانہ کرنے کی تجویز ہوئی۔ آخر میں ایک نمائندہ سیّد طاہر سیف الدین صاحبؒ (داؤدی بوہرہ جماعت) کو بھی شریک کیا گیا۔ اس وفد نے وہاں جلالۃ الملک ابن سعود سے ملاقاتیں کیں۔ حج کے زمانے میں عالمِ اسلامی کے وفود و مشاہیر سے بھی انفرادی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ استاد حسن بنا مصری کو وفد نے اپنا ہمنوا بنایا۔ موصوف نے مسلم لیگ اور ہندوستان کے مسلمانوں کے موقف پر واضح خیالات کا اظہار فرمایا اور خود بھی دنیائے اسلام کے مقتدر حضرات سے ملاقاتیں کیں اور ان کو مسلم لیگ کے وقف پر اپنا ہمنوا بنایا۔ واپسی پر سلطان ابن مسعود نے اپنی ملاقات میں حج ٹیکس کے موضوع پر کیے گئے اپنے وعدوں کے مطابق ٹیکس کا معتدبہ حصہ معاف فرمانے کا اعلان فرمایا۔

(مضمون: نواب محمد اسمٰعیل خان از مولانا عبدالحامد بدایونی" صفحہ ۱۲۹-۱۳۰، بینارِ عظمت ورفعت، نواب محمد اسمٰعیل خان، مؤلف سیّد محمد خاور، پیراماؤنٹ پبلشنگ، کراچی)

(مضمون: نواب اسمٰعیل خانؒ کی تعلیمی وادبی خدمات از مولانا عبدالحامد بدایونی"، صفحہ ۵۰ تا ۵۴، بینارِ عظمت ورفعت، نواب محمد اسمٰعیل خان، مؤلف: سیّد محمد خاور، پیراماؤنٹ پبلشنگ، کراچی)

☆☆☆

Marfat.com

دینی وسیاسی اور تنظیمی کاوشوں پر ایک نظر

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی، کراچی

روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ کسی ایک شخص میں تمام خصوصیات یکجا نہیں ہوتیں۔ اگر ایک شخص بہتر معلّم ہے، تو عمدہ خطیب نہیں، اگر بولتا اچھا ہے تو انشاء پرداز نہیں۔ پھر اسی طرح علماء میں بہت کم ایسے بزرگ ہیں جو تمام علوم وفنون میں یکساں مہارت رکھتے ہوں۔ اگر کوئی فقہ وحدیث اچھا پڑھاتا ہے تو ادب ومنطق میں رواں نہیں۔

حضرت استاذ العلماء صدرالافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادیؒ علماء میں ایک ایسے فردِ کامل تھے کہ تقریر وتحریر، درس وتدریس، صرف ونحو، تفسیر وحدیث، فقہ وکلام، فلسفہ ومنطق، ریاضی واقلیدس وغیرہ علوم وفنون میں اس درجہ مہارت رکھتے تھے کہ ہر فن کی کتاب کا پہلے نفس مضمون ادا فرماتے، پھر اس کی تشریحات کرتے، اپنی طرف سے اعتراض قائم کرکے جوابات دیتے، کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑتے، نہ کسی اعتراض کی کوئی بات باقی رہ جاتی۔ ذہین وفطین طلباء مطالعہ میں بہت سے اعتراضات و ابہامات لے کر جاتے، مگر حضرت اپنے علمی تبحر اور ذکاوت سے کسی اعتراض کا موقع ہی باقی نہ رہنے دیتے۔ طلباء پر ان کی شفقت بزرگانہ اس درجہ تھی کہ ہر ایک طالب علم یہی سمجھتا تھا کہ مجھے زیادہ چاہتے ہیں۔ طلباء کی علمی، رہائشی اور دیگر ضروریات پر نظر رکھتے، طلباء کو محنت وسادگی اور اخلاقِ نبویؐ کا خصوصی درس دیا جاتا۔

حضرت مولانا مرحوم حلقہ درس کے علاوہ اپنے مکان میں جس قدر قیام فرماتے اور ملاقاتیوں سے ملتے، ہر ایک ملاقات میں ان کی زبان سے اصلاحِ سخن، درستی اخلاق، محبت نبویؐ کا زیادہ سے زیادہ درس ملتا اور اکابر علماء واتقیاء، اولیاء اللہ کی مجلسوں کا رنگ نمایاں رہتا۔

بدایوں، بریلی، مرادآباد کے خانوادوں کا یہ طرز رہا کہ ان کے مدارس وخانقاہوں میں طلباء اور حاضر باشوں کو متبع دین بنایا جاتا، عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، محبت حضراتِ اصحابِ کرام واہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین، اولیاء اللہ رحمہ اللہ علیہم اجمعین کی پیروی رگ وپے میں بٹھائی جاتی۔

تنظیمی کوشش: حضرت استاذ العلماء مولانا سیّد محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادیؒ ایک ایسی شخصیت تھی جو ہندوستان کے طبقہ اہل سنت اور اس کے علماء ومشائخ کی تنظیم واتحاد کی علمبردار تھی، ان کا عرصہ سے خیال تھا کہ جس طرح ہو سکے، حضراتِ علماء اہل سنت اپنے بکھرے ہوئے شیرازہ کو مجتمع کریں۔ ان کا ایک متحدہ پلیٹ فارم ہو، جس پر تمام عناصر اہلسنّت یکجا ہو کر کام کریں۔ تنظیم ویکجہتی، اتحاد ویگانگت رسمی طور پر تو بہت اچھے الفاظ ونام ہیں لیکن ان عناوین پر عمل کرانا شدید مشکل ہے۔ خصوصاً ایسی فضا میں جبکہ بعض مسائل میں باہم دگر اختلافات حد کو پہنچ گئے ہوں اور ایک دوسرے کے پاس بیٹھنا بھی ناگوار ہو چکا ہو، ایسے ماحول میں حضرت مولاناؒ

Marfat.com

کا علماء و مشائخ اہل سنت کو یکجا اور متحد کرنا، وقت کا نازک ترین مسئلہ تھا۔ پھر سیاسی ہنگامہ آرائیوں اور تحریکات قومیہ نے نظریاتی اوراساسی حیثیت سے باہمی خلیج پیدا کر دی تھی، بہت سے علماء اہل سنت جو سیاست میں ایک بلند مقام حاصل کر چکے تھے، اور علماء بریلی و مراد آباد سے ان کے علائق ظاہری میں بونِ بعید پیدا ہو چکا تھا۔ تحریک مسلم لیگ و پاکستان شباب پر تھی۔

سنّی کانفرنس بنارس: ایسی نازک ترین فضا میں جبکہ باہمی علائق کی زنجیریں ٹوٹ چکی تھی، حضرت ابوالحامد مولانا سیّد محمد صاحب اشرفی محدث کچھوچھوی مدظلہ العالی اور حضرت استاذ العلماء مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے اپنے اخلاص اور جماعتی مفادات کی خاطر علماء بدایون و بریلی کے دیرینہ اختلافات کے مٹانے اور ایک نقطہ نظر پر لانے کی تحریک شروع فرمائی۔ ہر دو بزرگوں کی مخلصانہ جدوجہد نے عرصہ دراز کے افتراق و اختلافات کو مٹایا۔ علماء بدایوں، جماعتی تنظیم اہلسنّت کی ترقی و سربلندی کی تحریک کے موید ہو گئے اور شانہ بشانہ تنظیم اہلسنّت کی تحریکات میں شامل ہو کر متحرک ہو گئے۔

اجلاسِ بنارس: میں نے اپنی چالیس (۴۰) سالہ قومیات کی زندگی میں صدہا کانفرنسیں دیکھیں، اور بیسیوں خود منعقد کیں، لیکن میں کہتا ہوں کہ بنارس کی سنی کانفرنس کی طرح گزشتہ چالیس سالوں میں کوئی ایک کانفرنس بھی نہ ہو سکی۔ ہندوستان کے ہر صوبہ کے علماء و مشائخ جس کثیر تعداد کے ساتھ بنارس میں تشریف لائے، کسی اور مقام و شہر میں اس نوعیت کا کوئی اجلاس نہیں ہوا۔

کانفرنس، خطبات، مقالات، تجاویز اور مسائل کی اہمیت کے لحاظ سے فقید المثال کانفرنس تھی۔ کاش کانفرنس کے اختتام کے بعد ہمارے علماء و مشائخ اپنے اپنے علاقہ جات میں کانفرنس کے لائحہ عمل کو رُوبکار لاتے تو وہ چند اجلاس اہلسنّت، مذہبی و سیاسی و علمی زندگی کو استوار کر دیتے۔

ادھر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی مسلسل علالت طبع مانع رہی، مگر علالت کے باوجود زندگی کے آخری لمحات تک مولانا سرگرم عمل رہے، ان کی زندگی تالیفات و مضامین، بیانات و نصائح آج بھی ہم سب کے لیے ایک بہترین نمونہ ہیں۔

''سوادِ اعظم'' لاہور حضرت مولانا علیہ الرحمہ کا نمبر بعنوان ''حیاتِ الافاضل'' نکال رہا ہے جس میں حضرت مولانا غلام معین الدین نعیمی مراد آبادی، مولانا مرحوم کی حیات کے مختلف عناوین پر سیر حاصل بحث فرمائیں گے۔

قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان کے اندر جو حالات ہو رہے ہیں ان کا تقاضا ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ کے پاک مشن کو زندہ کیا جائے، جماعت اہلسنّت مشائخ و علماء کرام کی تنظیمات کو از سر نو قائم کیا جائے، جائزہ لیا جائے کہ ہماری جماعت تعمیری لحاظ سے کن کن چیزوں کی محتاج ہے۔

بہتر سے بہتر مدرس، واعظ، مفسر، محدث، فقیہ، قاری و امام کافی تعداد میں تیار کیے جائیں۔ حضرت صدرالافاضلؒ کی صحیح یادگار یہی اُمور ہیں۔

(مضمون بسلسلہ خدماتِ بنارس کانفرنس، از مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، صفحہ ۱۹۸ تا ۲۰۱، حیاتِ صدرالافاضلؒ، غلام معین الدین نعیمیؒ، لاہور)

☆☆☆

Marfat.com

باب پنجم

تذکرہ

برصغیر پاک و ہند کی دستیاب کتابوں، رسالوں، مضامین اور اخبارات میں سیدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا جہاں جہاں بھی ذکر خیر کیا گیا ہے وہ اس باب میں شامل کیا جا رہا ہے تاکہ ان کی شخصیت کا ہر پہلو ریکارڈ کا حصہ بن سکے۔

جہاں میں اہل ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں - اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

قائداعظمؒ تحریک پاکستان، سنی کانفرنس اور مسلم لیگ کے پیغام کو مغرب سے مشرق، شمال سے جنوب، ہندوستان کے قریہ قریہ بستی بستی اپنی ولولہ انگریز تقاریر سے اُجاگر کیا۔ انگریزوں ہندوؤں اور ہندو نواز مسلمانوں کے متحدہ قومیت کے بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ نظریہ پاکستان کے مجاہد مولانا عبدالحامد بدایونی قادریؒ جہاں جہاں پہنچے وہاں وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ج اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًاo کی صدائیں گونجنے لگتیں۔

Marfat.com

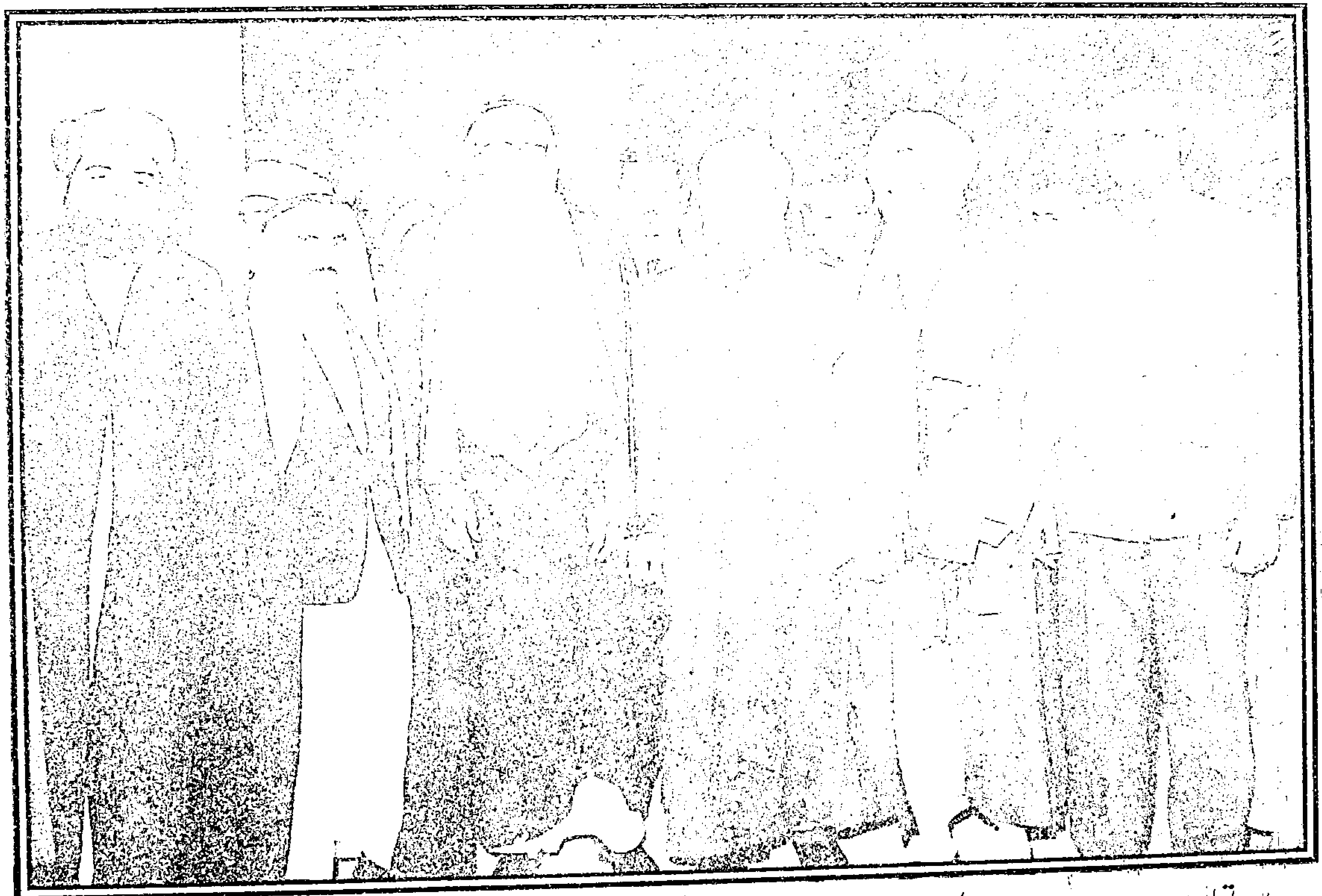

جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ نے رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکریٹری شیخ سرور الصبان و وفد کو ہوٹل جبیس میں عشائیہ دیا۔ دائیں سے بائیں آزاد ابن حیدر، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، پیر صبغت اللہ مجددی، شیخ سرور الصبان، سفیر سعودی عرب اور علامہ شاہ احمد نورانیؒ

تذکرہ

برصغیر پاک و ہند کی دستیاب کتابوں، رسالوں، مضامین اور اخبارات میں سیدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا جہاں جہاں بھی ذکرِ خیر کیا گیا ہے وہ اس باب میں شامل کیا جا رہا ہے تا کہ ان کی شخصیت کا ہر پہلو ریکارڈ کا حصہ بن سکے۔

__مولانا عبدالحامد بدایونیؒ:__ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں پہلی مرتبہ دسمبر ۱۹۱۸ء میں شریک ہوئے۔ یہ اجلاس مولوی اے۔ کے فضل الحق کی صدارت میں منعقد ہوا تھا۔ جس میں مولانا بدایونیؒ نے بھی خطاب فرمایا۔ اس کے بعد ۱۹۳۷ء کے لکھنؤ سیشن میں مولانا نے باقاعدہ عملی طور پر حصہ لیا اور تقسیم ہند تک آل انڈیا مسلم لیگ کے رکن رہے۔ (1)

۞==۞===۞

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ نے جس نظریہ کی بنیاد ڈالی تھی اس کے اثرات ربع صدی کے بعد منظر عام پر آئے اور جو کچھ زبان سے فرمایا تھا وہ سچ ہو کر رہا۔ قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ جیسے رہنما ابتدا میں ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔ لیکن بعد میں اُنھوں نے اپنی سیاست کا رُخ مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ کے دوقومی نظریہ کی طرف موڑ لیا اور برملا کہنے لگے کہ برصغیر میں ہندو مسلم دو الگ الگ قومیں ہیں۔ ان میں اتحاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بالآخر ۲۳ر مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قراردادِ پاکستان منظور کر کے مسلمانوں کے لئے ایک الگ ملک کا مطالبہ کر دیا۔

__حضرت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ__ اور حضرت مفتی مولانا عبدالغفور ہزاروی، شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی ملک کے کونے کونے میں پہنچے، اپنی تقریروں اور تحریروں سے قوم کو بیدار کیا۔ ان حضرات کی کوششوں سے بنارس میں کانفرنس ۲۷ تا ۳۰ر اپریل ۱۹۴۶ء کو منعقد ہوئی۔ برصغیر پاک و ہند پانچ ہزار اکابر علماء و مشائخ وعظام کے علاوہ تقریباً دو لاکھ مسلمانوں نے شرکت کی۔ حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہؒ جنھوں نے اپنے خطبہ صدارت میں کانفرنس کے شرکاء سے ہاتھ اُٹھا کر پاکستان کی کامیابی کے لیے وعدہ لیا۔ وہیں سے پیرانِ طریقت اور علماء حق کا ایک وفد صوبہ سرحد روانہ ہوا اور عوام کی رائے معلوم کی، تو فضا کو پاکستان کے حق میں پایا۔ حقیقت ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ کو اللہ تبارک تعالیٰ نے ایسی بصیرت سے نوازا تھا جس سے برصغیر کے صحیح رہنما ہمیشہ استفادہ کرتے رہیں گے۔ آپ نے ترک موالات اور ہندو مسلم اتحاد کے نتائج کے بارے میں جو کچھ فرمایا وہ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوا۔ دلائل کے لئے ملاحظہ فرمائیے (الحجة المؤتمنه)(2)

۞==۞===۞

__جہادِ کشمیر میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا کردار:__ مولانا ابوالحسنات نے جمعیۃ کی صدارت سنبھالتے ہی پورے ملک کا زبردست تبلیغی دورہ کیا اور ہر ضلع میں ناظم مقرر کیے۔ ہر قصبہ میں شاخیں قائم کی گئیں اور جدید تقاضوں کے مطابق سنیوں کی تنظیم کا کام شروع ہوا۔ مجلس عاملہ نے محسوس کیا کہ جب تک مشائخ کی امداد اور تعاون حاصل نہ ہوگا، اس وقت تک کام صحیح خطوط پر نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ ''جمعیۃ المشائخ'' کی بھی تشکیل کی گئی۔ ۷ر مئی ۱۹۴۸ء کو ملک کے مقتدر مشائخ اور سجادہ نشینان پاکستان کا ایک اجتماع لاہور میں بلایا گیا، اس اجتماع میں نہ صرف مشائخ نے ایک تنظیم کی بنیاد ڈالی،

Marfat.com

بلکہ یوم شریعت منا کر حکومت پاکستان کو ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ پر زور دیا گیا اور ساتھ ہی علماء و مشائخ کو یکجا ہو کر کام کرنے کا اعلان کیا گیا، مشائخ کے اسی اجتماع میں حضرت مولانا ابوالحسنات کو تاحیات جمعیۃ العلمائے پاکستان کا صدر منتخب کیا گیا۔ اسی دوران آپ نے تحریک آزادی کشمیر کے لئے بڑا کام کیا اور آپ نے اس سلسلہ میں علماء و مشائخ کی مدد سے نظریہ پاکستان اور جہادِ کشمیر کے لیے عوام کو جمع کیا۔ بعد میں کراچی سے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا مفتی جمیل احمد نعیمیؒ مدظلہ، مولانا غلام قادر کشمیریؒ بھی کراچی کے عطیات اور دیگر ساز و سامان لے کر مجاہدین کشمیر کی مدد کے لیے تشریف لے گئے۔

اہلسنّت کی بدقسمتی رہی ہے کہ جمعیۃ المشائخ بھی چند روز کام کرنے کے بعد بے حسی کا شکار ہوتی گئی اور وہ ساری کوشش ناکام ہوگئیں جو مولانا کاظمیؒ کی دردمندانہ اپیل اور حضرت صدرالافاضل اور محدث اعظم ہند و دیگر علماء و مشائخ نے پاکستان کے سنی علماء و مشائخ کو ایک جگہ جمع کر کے کیا تھا۔ ''جمعیۃ المشائخ'' کی یہ ناکامی کن عناصر اور کن حالات کا نتیجہ تھی؟ یہ ایک علیحدہ موضوع ہے مگر یہ حقیقت سامنے نہایت قابل افسوس ہے کہ ''جمعیۃ المشائخ'' کی اس بدنظمی اور بے عملی سے علماء اہل سنت کی سیاسی اور دینی گرفت عوام کے ذہن وقلب پر سخت سے سست پڑ گئی اور سنّی عوام مایوسی کا شکار ہو کر ان عناصر سے ملنے لگے جو سنیت کو دیگر عقائد سے ملوث کرنے کے لیے سرگرم عمل تھے۔ کچھ بددل ہو کر اعتقادی زندگی کو محض اختلافی مسئلہ کہہ کر منقار زیر پر ہو گئے، بعض سیاسی مصلحتوں کی بناء پر مہر بہ لب ہو گئے، بعض معاشی ناہمواریوں سے بڑی بڑی ملازمتوں کی نذر ہو گئے اور جو باقی رہ گئے وہ ''مرکزیت'' اور ''صوبائیت'' کے چکر میں اُلجھ گئے۔

منزل راہرواں دور بھی ہے دشوار بھی ہے
کوئی اس قافلہ میں قافلہ سالار بھی ہے

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین و وطن
اس زمانہ میں کوئی حیدرِ کرار بھی ہے؟
(اقبالؒ) (3)

۞==۞===۞

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے اُمورِ عامہ سے دل چسپی لینی اس وقت شروع کی تھی جب وہ ابھی بہت کم عمر تھے۔ تحریک خلافت کے وہ ایک پُرجوش کارکن تھے اور جب لیگ کا تصادم کانگریس سے ہوا تو وہ لیگ سے وابستہ ہو گئے۔ وہ قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے یہاں آ گئے اور مولانا نعیم الدین کے پورے تعاون سے جو جمعیت علمائے پاکستان قائم کی گئی اس کے بانیوں میں سے ایک تھے۔ لاہور کے مولانا احمد علی، فرنگی محل کے مولانا جمال میاں، امرتسر کے مولانا ثناء اللہ جو اہل حدیث مکتب فکر کے رہنما تھے اور شیعہ علماء ابن حسن جارچوی اور حافظ کفایت حسین نے پاکستان کے لیے پورے جوش سے کام کیا۔ (4)

۞==۞===۞

دُنیا کے مسلمان قبۂ خضرائے مقدسہ و دیگر آثار شریفہ کے بقاو تحفظ کی خاطر اپنی جانیں پیش کرنے کو سعادتِ ابدی جانتے ہیں، پھر اس کا انہدام کیوں؟

مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر: مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر مختلف زمانوں میں ہوئی ہے لیکن ہر دور میں تعمیر کرنے والوں نے ادب و تعظیم کو ملحوظ رکھا۔ جس وقت معمار و مزدور حرم شریف میں کام شروع کرتے تو باوضو ہوتے، ہتھوڑوں پر چمڑے یا ٹاٹ اور کمبل کے ٹکڑے چڑھائے جاتے تاکہ آواز نہ ہو۔

سلطنت ترکیہ کی بے مثال خدمت: اب سے سو برس قبل خلیفہ عبدالمجید خاں نے مسجد نبوی کی توسیع و تعمیر کرائی۔ اس مردِ مجاہد نے ترکی سلطنت اور دوسرے حصوں کے ماہرین فن جمع کر کے امکانی طاقتیں مسجد نبوی کے حسن و استحکام پر صرف کر دیں مسجد نبوی کو فنی

Marfat.com

اعتبار سے دنیا جہان کی مسجدوں میں سب سے زیادہ حسین و مضبوط و مستحکم بنا دیا۔ ایک ایک اینٹ آہنی سلاخوں سے مضبوط کی گئی۔ چھتوں میں لاکھوں من سیسہ پگھلایا گیا۔ منارے اس قدر مضبوط بنائے گئے کہ ایک سو برس کی مدت کے بعد بھی ان کا گرانا مشکل تھا۔ ترکوں نے چہار دیواری میں خوبصورت بڑے بڑے در بنائے عارضی اینٹیں لگا دی گئی تھیں تاکہ بوقت توسیع اینٹیں نکال کر توسیع کر دی جائے۔

سلطنت ترکیہ کی جانب سے ایک مستقل محکمہ تعمیر قائم تھا جو ہر وقت دیکھ بھال کرتا جب کبھی مرمت کی ضرورت ہوتی فوراً درستی کی جاتی۔

شریف حسین مرحوم کے بعد گزشتہ تیس سال میں قبہ خضرائے مقدسہ اور حرم مسجد نبوی کی مرمت کے لیے کوئی خاص قدم نہیں اُٹھایا گیا۔ تیس برس سے مزار مبارک کی دیواروں کے پردے انتہائی بوسیدہ ہو گئے مگر اُنھیں تبدیل نہیں کیا گیا۔ اب سے چند سال قبل مصری افراد نے سلطانِ نجد و حجاز سے خصوصی کوششیں کر کے پردے لگانے کی اجازت حاصل کی۔ مصر سے پردے بنوا کرلائے گئے۔ قاضی مدینہ نے پردوں کو خلافِ شرع قرار دے کر دیواروں پر نہ چڑھانے دیا۔ اسی طرح گنبد خضرا کا رنگ برسوں سے خراب ہو چکا تھا مگر تبدیل نہیں کیا جاتا۔ ترکی زمانے کے بہترین قالین جو لاکھوں کی مالیت کے تھے لاپروائی و عدم توجہی کے باعث خراب ہو گئے۔

گزشتہ دو سال قبل مصری اخبارات نیز جناب سیٹھ عبدالستار صاحب سفیر پاکستان کے بیان نے پہلی بار اس بات کو بے نقاب کیا کہ حرم شریف کے چند ستونوں اور دیوار کا ایک حصہ، گنبد خضرائے مقدسہ کی معمولی خراش قابل مرمت ہے۔

وزیر اعظم خان لیاقت علی خانؒ مرحوم نے سلطانِ نجد و حجاز کی خدمت میں پیام بھیجا کہ حکومت پاکستان کو مرمت کی سعادت کا موقع دیا جائے جس کے جواب میں سلطان موصوف نے اعلان فرمایا کہ وہ کسی اسلامی ملک پر بار ڈالنا نہیں چاہتے۔ بلکہ اپنی جیب خاص سے مرمت کرائیں گے۔

حکومت مصر کے اقدامات: حکومت مصر نے جسے حجاز مقدس کی خدمت سے ایک خاص شغف رہا ہے، مرمت کی خبریں پا کر احمد فہمی بے ابراہیم ڈائریکٹر شعبہ تعمیرات کی زیر قیادت ماہر انجینئروں کی ایک جماعت مدینہ منورہ پہنچی، جس نے کافی عرصہ تک مسجد نبوی کے ایک ایک حصہ کی جانچ کی اور ۱۹۴۷ء میں اپنی رپورٹ ای ۸۳۰ رجسٹرڈ نمبر ایس ۱۰۹۶ میں مفصلاً بتایا کہ سوائے چند خاص حصوں کے بقیہ عمارت انتہائی مضبوط و مستحکم ہے۔

جناب الحاج مسٹر غلام محمد چیف انجینئر ریٹائرڈ پاکستان جو اپنے فن میں مستند اور دیرینہ تجربہ کار انجینئر ہیں، محکمہ تعمیر مسجد نبوی کی دعوت و تقریر پر مدینہ منورہ گئے۔ نو ماہ تک بحیثیت اُنجینئر کام کرتے رہے۔ انھوں نے بھی ہر حصہ کی جانچ کر کے رپورٹ کی کہ چند حصے مرمت طلب ہیں باقی تمام عمارت انتہائی مضبوط ہے۔ اگر سو برس تک بھی مرمت نہ کی جائے تو عمارت کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

اُنھوں نے لکھا کہ ضرورت صرف اس قدر ہے کہ چند ستونوں، دیوار کے ایک حصے، گنبد خضرائے مقدسہ کی خراش کو درست کر دیا جائے۔ باقی تمام حصوں کو علی حالھا قایم رکھا جائے۔ انھوں نے کہا کہ میرے زمانہ خدمت میں یکبارگی اس قسم کے نقشے آئے جنھیں سلطان نجد و حجاز کی حکومت نے منظور کر دیا اور جن سے معلوم ہوا کہ حکومت پوری مسجد و حرم کو تبدیل کرنا چاہتی ہے۔ مضبوط سے مضبوط دیواروں، دالانوں، دروازوں، ریاض الجنہ، منبر شریف، محراب النبیؐ، اُستوانات، مناروں کو توڑ کر نیا حرم نئی مسجد بنائی جائے گی۔ جس کی بلندی ۸۰ فٹ ہوگی اور دروں کی اونچائی ۲۷ فٹ ہوگی۔ دروں کی چوڑائی موجودہ دروں کے مقابلہ

Marfat.com

میں دوگنی ہوگی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اُستوانات ماثورہ اپنی اپنی جگہ قائم نہیں رہ سکتے۔

مرمت سے ہٹ کر توسیع و انہدام کا سوال کیوں پیدا ہوا؟:

ماہرین فن کی رپورٹوں کے بعد حیرت ہوتی ہے کہ مرمت سے ہٹ کر یکبارگی انہدام کا سوال کیونکر پیدا ہوگیا اور لاکھوں کروڑوں روپیہ کی مضبوط عمارت کو توڑ کر اسراف بے جا کیا جاتا۔ کیسے تجویز ہوا۔ آج تک یہ معمہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ اس اسراف بیجا کے شرعی جواز کا کوئی پہلو بھی نکل سکتا ہے یا نہیں۔ پاکستان میں جیسے ہی گزشتہ رمضان المبارک میں مصری اخبارات اور مراسلات سے یہ خبریں آئیں کہ نقشوں کے مطابق نیا حرم نئی مسجد بننے والی ہے اور گنبد خضرائے مقدسہ خطرہ میں ہے جمعیۃ العمائے پاکستان کے حلقوں اور عام و خاص مسلمانوں میں سخت بے چینی پیدا ہوگئی۔ جمعیۃ العلمائے پاکستان نے اپنی متعدد مجالس عاملہ میں مذاکرات کیے ابتداءً تحقیقات کے ممکن ذرائع استعمال کیے گئے۔

وفد جمعیۃ علمائے پاکستان روانہ کرنے کا فیصلہ: آخر میں طے پایا کہ حج کے زمانہ میں جمعیۃ العمائے پاکستان کا ایک وفد حسب ذیل اشخاص پر مشتمل روانہ کیا جائے جو حجازِ مقدسہ حاضر ہوکر بعد ادائے حج مدینہ منورہ حاضر ہوکر حالات کا مشاہدہ کرے اور عمالِ حکومت سے مل کر مسلمانانِ پاکستان کے جذباتِ دینی اور اضطراب سے آگاہ کرے۔

(۱) مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ عبدالحامد صاحب قادری بدایونی......قائدِ وفد

(۲) مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی صاحب داد صاحب، سندھ

(۳) حضرت مولانا مخدوم محمد شفیع صاحب سجادہ نشین علاقہ ریاست خیر پور

(۴) حضرت مولانا سید عبدالسلام صاحب باندوی

(۵) حضرت مولانا فدا حسین صاحب (پنجاب)

(۶) حاجی سیٹھ ولی محمد صاحب نگریا

(۷) سید علی اصغر صاحب، لاہور

حضرت قائدِ وفد نے مسجد نبوی کے سلسلہ میں ایک عربی یادداشت قلم بند کی جسے کئی ہزار کی تعداد میں طبع کرایا گیا تا کہ اسے سفرحج میں تقسیم کیا جائے۔

روانگی: چونکہ اس سال پاکستان میں آخر وقت تک جہازوں کی بدنظمی رہی اس لیے اراکین وفد مجموعی طور پر نہ جاسکے۔ کچھ اراکین وفد بحری راستہ سے گئے اور قائدِ وفد بمعیت حضرت مولانا مفتی صاحبداد صاحب و مولانا مخدوم محمد شفیع صاحب ۲۲/اگست ۱۹۵۲ء کو اورینٹ ایئر سروس کے ہوائی جہاز سے روانہ ہوئے۔ اورینٹ ایئر سروس سے طے ہوا تھا کہ وہ اراکین وفد کی نشستیں کنوریہ میں محفوظ کرے گی، مگر ۲۱/اگست کو سامان تلنے کے وقت بتایا گیا کہ آپ حضرات آج ڈکوٹہ سے جائیں گے۔ فوری اطلاع کے بعد تاریخ روانگی سفر ملتوی کرنا مشکل تھی۔ جمعیۃ کے ارکان اور صدہا احباب و مخلصین وفد کو الوداع کہنے کے لیے ہوائی اڈہ پر مجتمع ہوگئے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ ہوائی جہاز خراب ہے مرمت کی جارہی ہے۔ ۱۱ بجے کی بجائے نمازِ فجر کے بعد روانہ ہوگا۔ چنانچہ ۲۲/اگست کی صبح کو نمازِ فجر کے بعد بمشکل روانہ ہوسکا۔ جو شبہ ڈکوٹہ جہاز کے متعلق کیا جارہا تھا وہی صورت سامنے آئی۔ مکہ معظمہ کا جمعہ بھی گیا۔ اراکین وفد ۲۲/اگست ۱۱ بجے بحرین پہنچے، سوا گھنٹہ بحرین ٹھہر کر جہاز روانہ ہوا۔ ۱۰۰ میل مسافت طے کرسکا تھا کہ اس کی ایک مشین وائرلیس لاؤڈ اسپیکر خراب ہوا۔ ادھر بحرین سے جدہ تک تیل بھرا ہوا تھا۔ جب تک تیل ختم نہ ہوجائے زمین پر اُتر ہی نہیں سکتا تھا۔ معلوم ہوا کہ دوسری مشین میں چنگاریاں نکلنے لگیں۔ بمشکل تین بجے دن کو حالت مایوسی میں بحرین اُترا۔ ۳ بجے دن سے دوسرے روز فجر کے بعد روانہ ہوکر ۲۳ کی صبح ۱۱ بجے جدہ پہنچا۔ اسی دن بعد نمازِ عشاء اراکین وفد مکہ معظمہ حاضر ہوگئے۔

Marfat.com

مکہ معظمہ میں وفد کے مشاغل و مصروفیات: مکہ معظمہ پہنچتے ہی اراکانِ وفد نے طواف وغیرہ سے فراغت پائی۔ دوسرے دن مدینہ منورہ سے آئے ہوئے، حجاج سے ملاقاتیں کر کے مسجد نبوی کے حالات معلوم کیے۔ قائدِ وفد نے مکہ معظمہ، منیٰ کے قیام میں ایران، مصر، ترکی، عراق، لبنان، شام، ہندوستان کے مشاہیر اور عالی مرتبت مسٹر مسعود قائم مقام سفیر پاکستان سے ملاقاتیں کیں۔ تحریک مسجد نبوی کے سلسلے میں تبادلۂ خیالات کیا۔ ان سب نے جمعیۃ علمائے پاکستان کے وفد کو اس کے اقدام پر مبارکباد دی۔ کئی سال کے بعد حضرت مولانا کرم علی صاحب ملیح آبادی و جناب مولانا محمد ہاشم صاحب فرنگی محلی سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔

شیخ محمد سرور الصبان صاحب سے وفد کی پہلی ملاقات: اراکین وفد نے مکہ معظمہ میں ۱۵ رذی الحج ۱۳۷۱ھ مطابق ۶ رستمبر ۱۹۵۲ء حضرت شیخ محمد سرور الصبان صاحب نائب وزیر مالیات و مدیر شؤن الحج سے ملاقات کی۔ ممدوح حسب عادتِ قدیم اخلاص و محبت سے پیش آئے۔

قائدِ وفد نے اغراض و مقاصدِ وفد بیان کیے۔ مطبوعہ یادداشت کے سلسلہ میں دیر تک تبادلۂ خیالات کیا۔ ممدوح نے اپنی ہمدردی اور اعانت کا وعدہ فرمایا اور کہا کہ مدینہ طیبہ سے واپسی پر وزراء سے ملاقاتوں کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں آپ کو تحقیقِ حالات کی سہولتیں دی جائیں گی۔

اس کے بعد مفتی دیار مصر و دیگر اکابر سے ملاقاتیں کیں۔ مسجد نبوی کی منہدم دیواروں، میناروں کا المناک منظر دیکھا۔

حضرت شیخ صالح گزاز صاحب سے ملاقات کی۔ انھوں نے اپنے مکتوب میں فرمایا کہ حکومت کی طرف سے ایک واضح بیان تمام مقامی اخبارات اور سعودیہ ریڈیو اسٹیشن سے بھی نشر کیا جا چکا ہے اور اخبار اقدام نے جو خبر قبہ شریفہ کے انہدام کی شائع کی وہ غلط ہے۔ بلاشبہ قبۂ خضرائے شریفہ اپنے حال پر قائم رکھنے اور اُسے نہ چھونے کی تاکید ہے۔

سعودیہ سفارتخانہ پاکستان کی غلط روش: سعودیہ سفارتخانہ پاکستان کا فرض تھا کہ وہ اس بیان کی ایک کاپی دفتر جمعیۃ علمائے پاکستان میں روانہ کرتا جو حجازِ مقدس سے اس کے پاس بھیجا گیا ہے تاکہ جمعیۃ علمائے پاکستان اندازہ کر لیتی کہ کن الفاظ میں بیان آیا۔ مگر کاپی بھیجنے کی بجائے سفارتخانہ سعودیہ کے ایک مہمان حسن بن علی یمنی کے نام سے اُردو اخبارات میں ایک مضمون چھپوایا گیا کہ مولانا بدایونی نے پتھر کی عینک سے مدینہ منورہ میں جو کچھ دیکھا وہ انہیں کو نظر آیا دوسرے جس قدر علماء اور متقی وہاں حاضر تھے کسی کو کچھ نہ نظر آیا۔ جمعیۃ العلمائے پاکستان اگر چاہتی تو اس قسم کے اہانت آمیز مضمون پر مقدمہ چلاتی مگر وہ نہیں چاہتی کہ پاکستان و حجاز کے مابین تعلقات خراب ہوں۔ (5)

✡==✡==✡

تحریک پاکستان کو توانائی کہاں سے ملی؟: برصغیر کی مسلم قیادت کو کامیابی یقیناً اس کی پُرخلوص جدوجہد اور مستقل مزاجی کی بناء پر حاصل ہوئی۔ لیکن یہی قیادت ۲۳ ر مارچ ۱۹۴۰ء سے قبل تک برصغیر کے مسلمانوں کو متحد و متفق نہ کر پائی تھی۔ سیاسی اعتبار سے مسلمان ٹولیوں میں بٹے رہے۔ کانگریس میں شامل ہو کر قید و بند کی صعوبتیں بھی اُٹھاتے رہے۔ ہندوؤں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اپنوں ہی کے خلاف صف آراء بھی ہوئے۔ ان تفصیلات میں جانا یہاں مقصود نہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ تحریک پاکستان کے سات برسوں میں سے اگر دوسری جنگ عظیم کے اختتام تک زمانہ علیحدہ کر دیا جائے تو دو برس کی مدت ہی رہ جاتی ہے جس کے دوران مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے عوامی تحریکیں چلیں، آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن اس طرح متحرک ہوئی کہ مسلم طلباء قریہ قریہ، گھر بہ گھر اور گلی گلی پاکستان کا مطلب اور مفہوم لوگوں کو

Marfat.com

پہنچاتے نظر آئے۔ جمعیت العلمائے ہند جو کہ کانگریس کی آغوش میں بیٹھی انہی کے راگ الاپتی رہی تھی اسی کے صفوں سے علامہ شبیر احمد عثمانی کھل کر سامنے آئے۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا عبدالعلیم صدیقیؒ اور مولانا ابن حسن جارچویؒ جیسے جید علماء کرام کی معیت میں کلکتہ میں جمعیت العلمائے اسلام وجود میں آئی، جس میں تمام مسالک اور مکتبہ ہائے فکر کے علماء شریک تھے۔ بنارس کے مقام پر سنّی کانفرنس میں برصغیر کے تمام علاقوں سے آئے ہوئے دو ہزار علماء اور مشائخ کا زبردست اجتماع ہوا۔ اس طرح پورے برصغیر کی فضا نعرہ ہائے تکبیر اور ''لے کے رہیں گے پاکستان'' کے نعروں سے گونج اُٹھی۔ (6)

☼==☼===☼

جب آل انڈیا مسلم لیگ (۱۹۳۶ء) کے قائدین نے دیکھا کہ اب قوم کو مسٹر محمد علی جناحؒ کی قیادت میں ایک مخلص لیڈر مل گیا ہے تو اُنھوں نے بھی قائداعظمؒ کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لیے اپنی ملک گیر کوششیں شروع کردیں اور جس کا نتیجہ اس مملکت خداداد پاکستان کے قیام کی صورت میں نکلا۔

اس دوران آل انڈیا سنّی کانفرنس کے اسٹیج سے جن نامور شخصیات نے قوم وملت کے لئے خدمات سرانجام دیں ان میں نمایاں نام صدرالافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی (والد ماجد قائد اہلسنّت علامہ الشاہ احمد نورانی صدر جمعیت علمائے پاکستان) امیر ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور حضرت سیّد محمد محدث کچھوچھوی کے ہیں۔ (7)

☼==☼===☼

۱۹۴۶ء میں حضرت سیّد محمد محدث کچھوچھوی آپ ہی سربراہی میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنّی کانفرنس، بنارس کے اجلاس میں مطالبہ پاکستان کی پُرزور حمایت میں مندرجہ ذیل قرارداد پاس کی گئی۔

''آل انڈیا سنّی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پُرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہلسنّت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔''

برصغیر کا وہ اجتماع جس میں دو ہزار علماء و مشائخ عظام اور دو لاکھ سے زائد سنّی مسلمان موجود ہوں اس اجتماع میں ایسی قرارداد کی منظوری ملکی وقومی سطح پر کیا اثرات ونتائج مرتب کرسکتی ہے؟ یہ حقیقت شناس نظر سے پوشیدہ نہیں اور ان کانفرنسوں اور ان میں منظور کی جانے والی قراردادوں اور اس میں مسلمانوں کے اقتصادی معاشی اور سیاسی مسائل پر کی جانے والی تقریروں سے وہ اثرات مرتب ہوئے جنھوں نے قیام پاکستان کی منزل کو قریب سے قریب تر کردیا۔

اور اس جگہ ایک اور بات قابل توجہ ہے کہ یہ علماء و مشائخ محض وقتی طور پر کسی داخلی یا خارجی جذبے سے مجبور ہو کر ایسا نہیں کر رہے تھے بلکہ اُنھوں نے ہر حال میں اور ہر صورت میں ایک آزاد اسلامی مملکت کے قیام کا عزم کر رکھا تھا۔ اور اُنھوں نے اس کے لیے باقاعدہ طور پر منصوبہ بندی بھی شروع کردی تھی۔ چنانچہ بنارس کی اس عظیم الشان کانفرنس میں پیش کیے جانے والا مجوزہ فیصلہ اس پر شاہد ہے اور وہ مجوزہ فیصلہ مندرجہ ذیل تھا۔

''یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لیے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے:

۱۔ حضرت مولانا شاہ ابوالحامد سیّد محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی

Marfat.com

۲۔ حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب

۳۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفےٰ رضا خان صاحب

۴۔ حضرت صدرالشریعہ مولانا مولوی امجد علی صاحب

۵۔ مبلغ اسلام مولانا مولوی عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی

۶۔ حضرت مولانا مولوی عبدالحامد صاحب قادری بدایونی

۷۔ حضرت مولانا مولوی سیّد شاہ دیوان آل رسول علی خان صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف

۸۔ حضرت مولانا ابوالبرکات سیّد احمد صاحب، لاہور

۹۔ حضرت مولانا شاہ قمرالدین صاحب سیالوی سجادہ نشین سیال شریف

۱۰۔ حضرت پیر سیّد شاہ عبدالرحمٰن صاحب بھر چونڈی شریف

۱۱۔ حضرت مولانا شاہ سیّد زین الحسنات صاحب مانکی شریف

۱۲۔ خان بہادر حاجی بخشی مصطفےٰ علی صاحب (مدراس)

۱۳۔ حضرت مولانا ابوالحسنات سیّد محمد احمد صاحب، لاہور

غور فرمائیے! کہ جن لوگوں نے پختہ عزائم کے ساتھ ایک اسلامی حکومت کے لیے تفصیلی لائحہ عمل کی تیاری بھی شروع کردی ہو اوران کے تحریک پاکستان کے متعلق عزائم کیا ہوں گے؟ اور یہ سب کچھ حضرت سیّد محمد محدث کچھوچھوی کی سربراہی میں ہوا۔(8)

۞==۞===۞

اکابرین تحریک پاکستان کو قومی نصاب سے اوجھل کیا جارہا ہے:

حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ، حکیم الامت علامہ اقبالؒ، شہید ملت نوابزادہ لیاقت علی خانؒ، خواجہ ناظم الدینؒ، سردار عبدالرب نشترؒ، میر غلام بھیک نیرنگ انبالویؒ، اسماعیل چندری گر، مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ، مولانا سید نعیم الدین مراد آبادیؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، پیر سید جماعت علی شاہؒ، پیر صاحب مانکی شریفؒ، ملک برکت اللہ ایڈووکیٹ لاہور، سر آغا خان، سر عبداللہ ہارون، سر غلام حسین ہدایت اللہ، سردار بہادر خان، محمد عیسیٰ خان ایڈووکیٹ صدر بلوچستان مسلم لیگ، نواب محمد افتخار حسین ممدوٹ، حمید نظامی ایڈیٹر نوائے وقت لاہور، راجہ غضنفر علی، نورالامین، چوہدری خلیق الزماں، خان عبدالقیوم خاں، نواب سر صادق محمد خاں خامس عباسی، امیر آف بہاولپور، مخدوم سیّد صبغت اللہ راشدی شہید بانی تحریک حر سندھ، ۴۳-۱۹۴۲ء سیّد سجاد حسین سیکریٹری جے پوری، تحریک سندھ ۴۳-۱۹۴۲ء جیسے اکابرین ملت اور محسنین تحریک پاکستان کو ہماری آنکھوں سے کیسے اوجھل کردیا گیا۔(9)

۞==۞===۞

ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کی جانب سے علیحدہ قومیت کا یہ مثبت اور دوٹوک دعویٰ بہت موثر اور دیرپا ثابت ہوا۔ وہ گروہ جو کل تک خود کو ایک اقلیت تصور کرتا تھا اور کاغذی تحفظات کا طلب گار تھا وہ اب ایک قومیت کی شکل اختیار کرگیا۔ ایک ایسی قومیت جو دوسروں سے علیحدہ اور منفرد تھی اور جو برصغیر میں اپنے لئے ایک علیحدہ خودمختار مملکت کے قیام کو اپنا حق سمجھتی تھی اوراس کو قائم کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی تھی۔ قائداعظمؒ نے علیحدہ مسلم قومی تشخص کی اس انداز میں توضیح اور تشریح کے بعد، مسلم لیگ کو مسلم اکثریتی صوبوں میں ایک مسلم مملکت کے قیام پر رضامند کرلیا۔ چنانچہ قائداعظمؒ کی زیر قیادت مسلم لیگ نے اجلاس لاہور منعقدہ ۱۹۴۰ء میں ایک علیحدہ مسلم ریاست کے قیام کو اپنا نصب العین قرار دیا اور یہی نصب العین بعد میں مطالبہ پاکستان کے نام سے مشہور ہوا۔ اجلاس لاہور میں علیحدہ وطن کے مطالبہ پر مبنی قرارداد بنگال کے وزیراعلیٰ اے کے فضل الحق نے پیش کی تھی جب کہ اس کی تائید تمام صوبوں سے ایک ایک رہنما نے کی جس میں چودھری خلیق الزماں (۱۸۸۹ء-۱۹۷۳ء)، مولانا ظفر علی خان، حاجی سر عبداللہ ہارون (۱۸۷۲ء-۱۹۴۲ء)، مولانا عبدالحامد

Marfat.com

بدایونیؒ (۱۸۹۸ء-۱۹۷۰ء)، قاضی محمد عیسیٰ (۱۹۱۳ء-۱۹۷۶ء)، بیگم محمد علی جوہر، آئی آئی چندریگر (۱۸۹۷ء-۱۹۶۰ء) اور دیگر رہنما قابل ذکر ہیں۔(10)

==☆===☆==☆

یہ ایک واقعہ ہے کہ ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی ہو یا قیام پاکستان کی جدوجہد، یہ اُنھیں لوگوں کی رہینِ منت اور شرمندہ احسان ہیں جنھیں آج بھی مکتب دیوبند کے ذمے دار فرد سے طفل مکتب تک بدعتی اور میلا دخواں کے طعنے دیتے ہیں۔ کیا پاکستان کی کوئی تاریخ بنارس سُنّی کانفرنس کے فقید المثال اجتماع کا ذکر کیے بغیر مکمل ہوسکتی ہے؟ صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی، ابوالمحامد سید محمد شاہ محدث کچھوچھوی، خواجہ محمد قمرالدین سیالوی، مولانا امجد علی، خواجہ عبدالرحمٰن بھرچونڈی، پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا پیر سید مغفور القادری، مولانا ابوالحسنات قادری، علامہ عبدالغفور ہزاری، پیر صاحب مانکی شریف، پیر صاحب گولڑہ شریف، مولانا عبدالستار خاں نیازی، یہ عظیم شخصیتیں اور لاکھوں انسانوں کے مقتدا کون ہیں؟ وہی تو ہیں جو فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں کے ہم مسلک تھے، آج ان پر کیچڑ اُچھالنے والے ذرا جائزہ تولیں کہ پورے مکتب دیوبند میں مولانا شبیر احمد عثمانی کے محدود حلقے کے دو چار آدمیوں کے سوا باقی سارے علماء عملی طور پر کہاں کھڑے تھے؟

برصغیر کے تمام علمی مدارس اور مکاتب پر مولانا مدنی اور دیوبند کے اسی حلقے کے اثرات تھے جو نیشنلسٹ خیالات کا علمبردار اور گاندھی و نہرو کو قبلہ سیاست سمجھے ہوئے تھا۔(11)

==☆===☆==☆

حضرت امیرِ ملت قدس سرہٗ کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت پیر صاحب مانکی شریفؒ نے ۱۴/اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مانکی شریف تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں برصغیر کے نامور علماء و مشائخ کی کانفرنس بلائی تاکہ صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کے کام کو تیز تر کیا جائے۔ یہ کانفرنس رات کو حضرت پیر معصوم بادشاہ فاروقی نقشبندی مجددیؒ سجادہ نشین چورہ شریف ضلع اٹک (ف ۱۹۵۷ء) کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں حضرت امیر ملتؒ کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں صدرالافاضل سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی (ف ۱۹۴۸ء) فخر ملت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (ف ۱۹۷۰ء)، پیر صاحب تونسہ شریف خواجہ غلام سدید الدین (ف ۱۹۶۰ء)، پیر محمد عبداللطیف زکوڑی شریفؒ (ف ۱۹۷۸ء) اور حاجی فضل حق پیر صاحبؒ کاربوغہ شریف جیسے پانچ صد جید علماء و مشائخ نے قدوم میمنت لزوم فرمایا۔ حضرت امیر ملت نے اپنے روح پرور خطاب میں قائداعظمؒ اور مسلم لیگ کی زبردست حمایت فرمائی۔ تمام حاضرین نے تحریک پاکستان کی تائید و حمایت میں تن من دھن کی بازی لگانے کا عہد کیا۔(12)

==☆===☆==☆

مارچ ۱۹۴۶ء کے اوائل میں آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے چھپن علماء مشائخ کا ایک متفقہ بیان شائع ہوا جس میں کہا گیا کہ ''آل انڈیا سُنّی کانفرنس، مسلم لیگ کے اس طریقہ عمل کی تائید کرسکتی جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو جیسے کہ الیکشن کے معاملہ میں کانگریس کو ناکام کرنے کی کوشش۔ اس میں مسلم لیگ جس سُنّی مسلمان کو بھی اُٹھائے، سُنّی کانفرنس کے اراکین و ممبران اس کی تائید کرسکتے ہیں۔ ووٹ دے سکتے ہیں۔ دوسروں کو اس کے ووٹ دینے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ مسئلہ پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصے میں آئین شریعت کے مطابق فقہی اُصول پر حکومت قائم کرنا سُنّی کانفرنس کے نزدیک محمود و مستحسن ہے''۔

اس پر مندرجہ ذیل حضرات کے دستخط تھے۔ مفتی اعظم ہند شاہ مصطفٰے رضا خان بریلویؒ، حضرت سیّد محمد محدث کچھوچھویؒ،

Marfat.com

صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ، صدرالشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی مصنف ''بہارِ شریعت'' مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، محدث پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد لائل پوریؒ، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہریؒ، مولانا شاہ عارف اللہ میرٹھیؒ، شیخ الحدیث مولانا وقار احمد پیلی بھیتیؒ، مولانا محمد اجمل سنبھلیؒ، مولانا مفتی تقدس علی خان بریلویؒ، مولانا غلام معین الدین نعیمیؒ وغیرہم۔ حضرت امیر ملت کی نمائندگی مولانا عبدالرشیدؒ صدر مدرس نقشبندیہ علی پور سیّداں شریف نے کی۔(13)

☆==☆===☆

آل انڈیا مسلم سُنّی کانفرنس ۱۹۴۶ء کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پُرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء ومشائخ اہلسنّت، اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویؐ کی روشنی میں فقہی اُصول کے مطابق ہو۔

اس کانفرنس کا نتیجہ یہ تھا کہ ملک بھر کے سُنّی علماء نے تقاریر، اپنے رسائل اور اپنے مدارس کے ذریعہ مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت پرآمادہ کیا۔ پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ نے فتویٰ دیا۔

''جو مسلمان مسلم لیگ کو ووٹ نہ دیوے اس کا جنازہ نہ پڑھو اور مسلمانوں کی قبروں میں دفن نہ کرو۔''

اس ہنگامہ خیز اجلاس میں امیر ملت نے حسب عادت فی البدیہہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور مسلم لیگ اور مسلم لیگ کی ''قراردادِ لاہور'' (یعنی مطالبہ پاکستان) کی شدومد کے ساتھ حمایت فرمائی اور تمام مسلمانوں کو تلقین فرمائی کہ قائداعظمؒ کی حمایت واعانت میں کمربستہ ہو جائیں۔ کانگریس اور اس کے ایجنٹوں کی تمام سازشوں کو بےنقاب کر کے انہیں خاسر و نامراد بنا دیں۔

آپ کے مدلل، دندان شکن و مسکت جواب کے بعد صدرالافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ (ف ۱۹۴۸ء) اور فخر اہلسنّت مولانا محمد عبدالحامد بدایونیؒ نے آپ کی بھرپور تائید کی اور تحریک پاکستان کی حمایت میں زوردار تقریریں کیں۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (ف ۱۹۷۰ء) کی تقریر تو تین گھنٹے تک جاری رہی۔ بڑے ہنگامے کے بعد آخر کار کانگریسی ایجنٹوں کو منہ کی کھانی پڑی اور تمام حاضرین نے مسلم لیگ اور مطالبہ پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا۔ پھر تو ''امیر ملت زندہ باد''، ''مسلم لیگ زندہ باد'' کے فلک شگاف نعروں کے آگے فریق مخالف کو خاموشی سے راہِ فرار اختیار کرنے کے سوا کوئی اور صورت نظر نہ آئی۔(14)

☆==☆===☆

اجلاس مسلم لیگ اِلہ آباد ۱۹۳۷ء حضرت قائداعظمؒ کی زیر صدارت ۱۵ تا ۱۸ اکتوبر تک جاری رہا۔

چوتھی قرارداد کے ذریعے رائل کمیشن کی فلسطین سے متعلق سفارشات کی بھرپور مذمت کی گئی، اسے امن عالم کے لیے خطرہ قرار دیتے تھے۔ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کے منافی کہا گیا اور اسلامی ممالک کے سربراہوں سے اپیل کی گئی کہ وہ اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے مقامات مقدسہ کی بدستور حفاظت کرتے رہیں۔ نیز مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی کی قیادت پر پورے اعتماد کا اظہار بھی کیا گیا۔

پیش کردہ: عبدالرحمٰن صدیقی، بنگال

تائید: مولانا کرم علی لکھنؤ، بیگم صاحبہ محمد علی دہلی، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، بیگم شاہنواز لاہور، سید محمد حسین علی بہادر، محمد عبدالستار خیری، علی گڑھ۔(15)

☆==☆===☆

قراردادِ سندھ مسلم لیگ ۱۹۳۸ء کنونشن میں ہندو کانگریس کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے کہا گیا کہ اس نے مسلم لیگ کو مسلمانوں

Marfat.com

کی واحد نمائندہ جماعت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور ہندو کانگریس اور انگریز نے مسلمانوں سے متعلق پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو کی مذموم پالیسی اپنائی ہوئی تھی۔ مسلم کش فسادات ایک سازش کے تحت کرائے جا رہے ہیں۔ ہندو کانگریس کی اسلام دشمن روش کو بے نقاب کرتے ہوئے واضح کیا گیا:

۱۔ وڈیا مندر اسکیم کو مسلمانوں پر زبردستی مسلط کیا گیا۔

۲۔ بندے ماترم جیسے اسلام دشمن گیت کو قومی ترانہ قرار دیا گیا۔

۳۔ ہندی اور دیوناگری رسم الخط کو نافذ کیا گیا۔

۴۔ مخلوط انتخابات کو لوکل کونسلوں میں رائج کیا گیا۔

۵۔ اُردو تعلیم اور اُردو اسکول ہند بند کر دیے گئے۔

۶۔ اسلامی شعائر و اقدار کو بالجبر ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔

۷۔ ہندومت ذات پات کی بدترین تفریق کو برقرار رکھ کر باہمی نفرت کو اُبھارا گیا۔

ان حالات کے پیش نظر سوال یہ ہے کہ ہندوستان کا آئندہ دستور کیا ہونا چاہیے؟ یہ اجلاس ۱۹۳۵ء کے قانون کے تحت ''کل ہند وفاق'' کی اسکیم کو مسترد کرتے ہوئے برطانوی حکومت سے اپیل کرتا ہے کہ اقلیتوں خصوصاً مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے اہم مسئلہ پر خصوصی غور کیا جائے۔ آخر میں یہ کانفرنس واضح اور غیر مبہم انداز میں بتا دینا اپنا فرض سمجھتی ہے کہ کوئی دستور اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوگا جب تک اس کی تیاری میں مسلم لیگ کو شامل نہ کیا گیا ہو۔

پیش کردہ: شیخ عبدالمجید، ایم ایل اے سندھ

تائید: خان بہادر گرمانی پنجاب، حاجی عبداللہ ہارون ایم ایل اے مرکز، سید عبدالرؤف شاہ ایڈووکیٹ ایم ایل اے، سی پی، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، یوپی۔ (16)

۞==۞===۞

اجلاس قرارداد لاہور ۱۹۴۰ء میں قائداعظمؒ کے خطاب کے بعد بہادر یار جنگؒ کا خطاب ہوا۔ آپ نے اپنی ایمان افروز تقریر میں مسلمانوں کے قلوب کو سوزِ یقین اور جہد مسلسل کے ذریعہ نصب العین حاصل کرنے کی تلقین فرمائی۔

قائداعظمؒ نے دوبارہ مائیکروفون پر تشریف لا کر فرمایا: بہادر یار جنگ کے بعد کسی اور کچھ کہنا غلطی ہوگا۔

بعد ازاں اس اہم اجتماع کے اختتام کا اعلان کر دیا گیا۔

تبصرہ: جہاں آج عظیم مینارِ پاکستان پُرشکوہ بلندیوں سے اسلامیانِ ہند کے فلک پیما عزم اور تابناک مستقبل کا اظہار کر رہا ہے۔ ۲۳؍ مارچ ۱۹۴۰ء کو ٹھیک اس ہی جگہ وہ اسٹیج لگا تھا جہاں سے اقوام عالم نے دس کروڑ فرزندانِ توحید کے عظیم قائد کا تہلکہ خیز اور طاغوتی اور استعماری قوتوں کو لرزہ براندام کر کے پاکستان بنانے کا اعلان سنا تھا۔ اس ہی تاریخی مقام پر قائداعظمؒ بڑے پُروقار انداز میں تشریف فرما تھے۔

انجمن میں بھی میسر رہی خلوت اس کو
شمع محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق (اقبالؒ)

<u>مولانا عبدالحامد بدایونیؒ</u>: آپ شریک جلسہ تھے۔ آپ نے فرمایا: اجلاس لاہور کی وہ باتیں قابل ذکر ہیں۔ اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کا جذبہ ایثار و قربانی جنہوں نے یہ جانتے ہوئے کہ ان کے صوبے مملکت پاکستان کا کبھی حصہ بنیں گے۔ پھر وہ تحریک پاکستان میں پیش پیش تھے۔ دوسرے نواب بہادر یار جنگ کی یادگار تقریر جس میں حصول پاکستان کی جدوجہد کے لئے طوفانی پیغام تھا۔ (17)

۞==۞===۞

قائداعظمؒ کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ میں صرف نواب اسماعیل خان کی ایک ایسی شخصیت تھی جو بہت مقبول اور عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی۔ نواب اسماعیل قوم کے محسنین کی صف اوّل کے پاک دل اور پاک طینت رہنما تھے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے ایک ایسا نازک دور آیا جب مسلم لیگ کے

Marfat.com

خلاف کانگریس کا پروپیگنڈا ہندوستان اور بیرون ہندوستان زوروں پر تھا۔ اسلامی ملکوں میں مسلم لیگ کی نشرواشاعت کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اس ضرورت کو نواب اسماعیل خان نے محسوس کیا اور اُنھوں نے ایک وفد حج کے زمانہ میں حجاز مقدس روانہ کیا کہ حجاج کے مطالبات پیش کرے۔ حج ٹیکس معاف کرانے کی کوشش کی جائے۔ اس طرح مسلم لیگ کو عالم اسلام میں متعارف ہونے کا موقع ملا۔ وفد مولانا محمد عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا عبدالعلیم صدیقی اور سیدنا طاہر سیف الدین کے نمائندہ پر مشتمل تھا۔ اس وفد نے عالم اسلام کے وفود و مشاہیر سے بھی الگ الگ تبادلہ خیال کیا۔ اخوان المسلمین کے بانی شیخ حسن البنا مصری کو وفد نے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی پُر زور حمایت کریں اور مسلم لیگ کے موقف کی تائید کریں۔ وفد کے ارکان نے سلطان ابن سعود سے بھی ملاقات کی اور انھوں نے حج ٹیکس کو کم کر دیا۔ اس وفد کی کارکردگی سے مسلم لیگ عالم اسلام میں متعارف ہوئی۔(18)

۞==۞===۞

مولانا داؤد غزنوی (اہل حدیث) کو سرکارِ دوعالم رسول اللہؐ کی ذات اقدس سے گہری عقیدت و نیازمندی تھی۔ لاہور میں چند سال قبل سیرت کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا۔ تمام مکاتب فکر کے علماء نے بارگاہ رسالتؐ میں ہدیہ عقیدت و نیاز پیش کیا۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، حافظ کفایت حسین، مولانا احتشام الحق تھانوی اور مولانا داؤد غزنوی نے تقاریر کیں۔ مولانا داؤد غزنوی نے جس درد اور سوز سے تقریر کی اور جس ارادت و نیازمندی سے بارگاہِ نبوتؐ میں عقیدت مندی کے پھول پیش کیے۔ اس کی یاد آج بھی تازہ ہے۔(19)

۞==۞===۞

میری اہلیہ اور میرے علاوہ سی پی و برار سے مولینا مفتی محمد بُرہان الحق صاحب اور وکیل محمد اصغر صاحب منتخب کیے گئے تھے۔ یوپی کی نمائندگی کے لیے چودھری اختر حسین صاحب، مولینا عبدالحامد صاحب بدایونیؒ، سیّد ذاکر علی صاحبؒ اور مولینا کرم علی صاحبؒ ملیح آبادی، مقرر کیے گئے۔(20)

۞==۞===۞

کانگریسی مولوی اور لیگ کی مخالفت: اس زمانے میں لیگ کو سب سے بڑی دقت یہ پیش آرہی تھی کہ کانگریس نے مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ کی سرکردگی میں جمعیت العلماء کے مولویوں کو پورے ملک میں لیگ کی مخالفت کے لیے پھیلا دیا تھا اور یہ حضرات لیگ کی قیادت کو خلاف شرع قرار دے کر بھولے بھالے مسلم عوام کو گمراہ کرتے پھرتے تھے لہٰذا بعض لیگی لیڈروں نے ان مولویوں کو کانگریس سے توڑنے کی تجویزیں اور ترکیبیں پیش کیں مگر جناح صاحب نے ان تجاویز کو رد کر دیا اور کہا کہ ''ہم اپنے مولوی تیار کریں گے جو لیگ کا پیغام گھر گھر پہنچائیں گے۔'' اور یہی ہوا۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ مرحوم اور مولانا جمال میاں فرنگی محلی نے ایک اپنی جماعت تیار کی جس میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی شرکت سے بہت زیادہ طاقت پیدا ہوگئی۔ جو لیگ کا پیغام گاؤں گاؤں اور دور دراز کے علاقوں میں پھیلاتی پھرتی تھی۔(21)

۞==۞===۞

قیام پاکستان کے فوری بعد شریعت کے نفاذ کے بجائے ۱۹۳۵ء گورنمنٹ آف انڈیا کا وہی ایکٹ زیر عمل لایا گیا جسے سب سے پہلے مسلم لیگ نے رد کیا تھا اور ۱۹۵۶ء میں دستور بن جانے کے بعد ۱۹۵۸ء میں مارشل لا کے نفاذ تک اسی ایکٹ کی بنیاد پر آرڈی نینسوں کے ذریعہ حکومت کا کاروبار چلایا جاتا رہا، اسی طرح رفتہ رفتہ مسلمانوں کی یہ خوش فہمی دور ہوتی گئی کہ پاکستان کی خالق جماعت اور اس کی سربرآوردہ قیادت عنقریب اسلام کا نفاذ کر دیں گے کیونکہ برسراقتدار طبقہ نہ صرف اسلام سے بے خبر تھا بلکہ اسے اس بات سے بھی کوئی دلچسپی نہیں تھی کہ پاکستان میں اسلام نافذ ہو

Marfat.com

جائے۔ تاریخ کا ہر آنے والا دن قوم کو مایوسیوں سے قریب کرتا چلا گیا۔ اس صورتِ حال سے علماء کے ساتھ ساتھ عام مسلمان بھی سخت مضطرب تھے کہ یہ صرف مسلمانانِ پاکستان ہی کا مسئلہ نہیں تھا بلکہ دنیا میں اسلام کی رسوائی کا باعث بھی تھا کہ غیر مسلم پہلے ہی اس بات کے قائل نہیں تھے کہ محض دین اور نظریہ کی بنیاد پر کسی مملکت کا وجود عمل میں آسکتا ہے؟ علماء کرام اور دینی قوتوں نے اس وقت ناصحانہ اور مصالحانہ حکمت عملی اختیار کی تاکہ باہمی مشاورت سے معاملات بحسن وخوبی طے کر لیے جائیں۔ مزاحمت ومخالفت اس وقت اور ماحول کے لیے انتہائی مضرت رساں ثابت ہوسکتی تھی۔ اس ضمن میں سب سے پہلا کارنامہ ''قراردادِ مقاصد'' کی ترتیب اور منظوری ہے جو آج تک دستور پاکستان کا حصہ ہے۔ اس سلسلے میں پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کے رُکن علامہ شبیر احمد عثمانیؒ مرحوم ومغفور کی جدوجہد لائق تحسین ہے۔ انھوں نے نئی مملکت کے گوناگوں مسائل اور مذہبی اختلافات، مختلف مکاتب فکر کی باہمی آویزش، مختلف قومیتوں کے مفادات اور علاقائی تضادات کے باوجود اسلامی فکر ونظریہ کی اساس پر مرتبہ دستور کے بنیادی خط وخال پر مشتمل ایک دستوری دستاویز قراردادِ مقاصد کے نام پر منظور کرائی۔ اس ضمن میں ان کے ساتھ مشاہیر علماء کرام جن میں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور مولانا ظفر احمد انصاریؒ کے علاوہ مسلم لیگ کے دینی ذوق رکھنے والے طبقہ نے بھی پورا تعاون کیا۔

۱۹۴۶ء میں قراردادِ مقاصد کی منظوری اسلامی دیباچہ تھی۔ مکمل دستور کی ترتیب وتدوین کے لیے علماء کا ایک بورڈ تشکیل دیا گیا۔ بورڈ کے کام کی نگرانی برصغیر کے معروف محقق اور عالم دین حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ کرتے رہے۔ مسلمانانِ برصغیر کی اسلام سے وابستگی اور شیفتگی ایک کھلی حقیقت ہے لیکن ایک دوسری تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ مسلمانوں ہی کی صف میں ایسے دانشور اور ایسے راہبرانِ ملت بھی ہیں، جو دین کو صرف عبادات اور نجی زندگی کے معاملات تک محدود خیال کرتے ہیں۔

ہمارے اس ترقی پسند اور روشن خیال طبقے کے نزدیک اسلامی نظام کے نفاذ میں رکاوٹ کی سب سے بڑی دلیل یہ تھی کہ مسلمان متفرق مکاتب فکر میں منقسم ہیں اور ہر مسلک کے علماء دوسرے مسالک والوں کو گردن زدنی قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا تمام فرقوں اور مسالک کا متفقہ دستور مرتب کرنا بذاتِ خود جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ درحقیقت یہ خود ساختہ خوف کی ایک ایسی رکاوٹ تھی جو وہ اسلامی دستور کے نفاذ میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ علماء اور دینی جماعتوں کے لیے یہ مسئلہ ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا کیونکہ فرقہ بندی کی زہرناکیوں سے عوام الناس نہ صرف بیزار تھے بلکہ اسلامی نظام کے نفاذ سے مایوس ہونے لگے تھے۔ اس لیے دستور اسلامی کے متفقہ اجتماعی نکات وضوابط کی ترتیب وقت کا سب سے بڑا اور پہلا مسئلہ بن گئی۔ لہٰذا ۱۹۵۱ء میں تمام مسالک و مشارب کے اکتیس (۳۱) معروف اور جید علماء نے اپنے وقت کے معروف اور محقق علماء کرام شامل تھے، جن میں علامہ سیّد سلیمان ندویؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ، اہل حدیث اور شیعہ علمائے علاوہ جماعت اسلامی کے امیر مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور مولانا ظفر احمد انصاری پیش پیش رہے۔

۱۹۵۱ء سے تمام فرقوں کے علماء کا باہمی اتحاد طاغوتی قوتوں کی آنکھ میں خار بن گیا۔ علماء کرام نے اس صورتحال کی طرف صاحبانِ اقتدار کی توجہ مبذول کرائی لیکن وہ صدا بہ صحرا ثابت ہوئی۔ حکمرانوں نے علماء کی بات کو مناسب خیال نہیں کیا اور قادیانیوں کو محض ایک فرقہ گمان کرتے ہوئے اغماض کی پالیسی جاری رکھی۔ ۱۵ر جنوری ۱۹۵۲ء کو قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا محمود نے اعلان کیا کہ ''وقت آپہنچا ہے کہ ان علمائے حق کا بدلہ لینے کے لیے، جن کو یہ دوسرے علماء قتل کراتے آئے ہیں۔ اب خون کا

Marfat.com

بدلہ لیا جائے گا۔"

مرزا محمود کے نزدیک زیر عتاب علماء یہ تھے۔ ۱۔ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، ۲۔ عبدالحامد بدایونیؒ، ۳۔ ملا احتشام الحق تھانویؒ، ۴۔ ملا مفتی محمد شفیعؒ، ۵۔ ملا مودودیؒ۔ انھوں نے ان مقتدر علماء کرام کے لیے "ملا" کا لفظ استعمال کر کے ان کی تحقیر بھی کی۔ (22)

۞==۞===۞

۱۸ / جولائی ۱۹۵۲ء کو ملتان میں ایک عوامی مظاہرے پر اس زعم میں گولی چلائی دی گئی جس میں تین مسلمان شہید اور تیرہ زخمی ہوگئے۔ جن میں مزید تین اشخاص اسپتال میں دم توڑ گئے۔ حکومت نے انکوائری کرائی جس میں فائرنگ کو جائز قرار دے دیا گیا۔ جس سے پاکستان میں سخت اشتعال پھیلا اور پاکستان مسلم لیگ سمیت تمام جماعتوں نے ملک کے طول و عرض میں جلسے جلوسوں کی بھرمار کردی۔ بالآخر ۶/ مارچ ۱۹۵۳ء کو آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن نے "راست اقدام" کا فیصلہ کیا اور آٹھ اراکین پر مشتمل مجلس تشکیل دی گئی۔ ۱۔ سیّد ابوالحسنات قادری، ۲۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ۳۔ سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ۴۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، ۵۔ حافظ کفایت حسین، ۶۔ مولانا احتشام الحق تھانویؒ، ۷۔ پیر صاحب سرسینہ (مشرقی پاکستان)، ۸۔ مولانا محمد یوسف کلکتوی۔ بعدازاں ان آٹھ ممبران نے مزید سات اراکین کو شامل کیا۔ اجلاس میں مجلس عمل نے وزیراعظم پاکستان سے ملاقات کے لیے ایک وفد مرتب کیا جس میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، پیر صاحب سرسینہ شریف، سید مظفر علی شمسی اور ماسٹر تاج الدین انصاری شامل تھے۔ (23)

۞==۞===۞

قائداعظمؒ اور نوابزادہ لیاقت علی خانؒ کو ٹھہرانے کا انتظام سول ریسٹ ہاؤس واقع کمپنی باغ (خیابانِ اقبال) چھاؤنی میں کیا گیا تھا اور قریب ہی ڈاک بنگلہ میں اجلاس کے صدر سردار عبدالرّب نشترؒ کے قیام کا انتظام کیا گیا۔ دیگر مرکزی و صوبائی قائدین مقامی مسلم لیگی کارکنوں کے ہاں ٹھہرے یا خیمہ بستی میں قیام کیا۔ مسلم لیگی زعما کی رہائش کے لیے متعدد معززین نے اپنے گھروں میں بھی مناسب انتظام کر رکھا تھا۔ پنڈال کے قریب واقع الحاج چودھری عبدالحمید اور الحاج چودھری عبدالرحیم نے اپنی وسیع و عریض کوٹھی خالی کردی تھی جس میں مسعود صادقؒ، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، صادق حسنؒ اور کئی دوسرے قائدین اقامت پذیر تھے۔ (24)

۞==۞===۞

پنجاب مسلم لیگ کانفرنس سیالکوٹ ۱۹۴۶ء استقبالیہ کمیٹی نے تالاب شیخ مولا بخش پر ایک چھولداری میں عارضی دفتر قائم کر رکھا تھا جہاں ہمہ وقت کسی نہ کسی کارکن کی ڈیوٹی رہتی۔ قریب ہی استقبالیہ کاؤنٹر ترتیب دیا گیا جہاں ڈسٹرکٹ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے رضا کار شفٹوں میں خدمات بجا لا تے۔ شہر اور اس کے نواح میں پبلسٹی کا کام اس کاؤنٹر کی ذمہ دا[illegible]ں اور مسلم طلباء پوری ذمہ داری اور لگن کے ساتھ اس فرض سے عہدہ براء ہوئے۔ جب آل انڈیا مسلم لیگ کے رہنما جلسے میں شرکت کے لئے پہنچے تو جلسہ نعروں سے گونج اٹھا۔ خواتین کی نشست کا انتظام پردہ میں کیا گیا تھا۔

اجلاس کی صدارت سردار عبدالرّب نشترؒ نے کی۔ سیّد مرید حسین شاہ اسٹیج سیکریٹری تھے۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے تلاوتِ کلام پاک کی۔ شاعرِ مسلم لیگ ظہیر نیاز بیگی نے اپنی نظم پڑھی۔ اس کے بعد استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین چوہدری نصیر ملہی نے خطبہ استقبالیہ پڑھا۔ اس خطبہ کو طبع کرانے کی کوشش کی گئی تھی لیکن یونینسٹ حکومت سے خوف کھا کر کسی پرنٹنگ پریس نے حامی نہ بھری۔ (25) (قائداعظم نے دوسرے روز خطاب فرمایا)

۞==۞===۞

Marfat.com

چوہدری نصیر احمد ملہی خطبۂ استقبالیہ پڑھ چکے تو حضرت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور ایک اور مقرر نے تقاریر کیں۔ جن میں دلائل و براہین سے مطالبہ پاکستان کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے مسلمانوں سے دردمندانہ اپیل کی گئی تھی کہ عصر حاضر کے تقاضوں کا بنظرِ عمیق اندازہ کریں اور اس حقیقت کو سمجھیں کہ قومی تشخص کو اجاگر کرکے کامل اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت درپیش ہے۔ اس لیے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اور باہمی اختلافات کو ختم کردیں۔ اپنی اجتماعی کاوشوں سے پاکستان دشمن طاقتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ یہ جنگ اسلامیانِ ہند کی دینی اور سیاسی جنگ ہے۔ آزاد اور خودمختار اسلامی مملکت کے قیام کی جنگ ہے جس کی کامیابی سے مسلمانوں کو ایک ایسا خطۂ زمین ہاتھ آئے گا جہاں وہ آزاد فضا میں اپنے دینی شعائر سے عہدہ برآ ہونے کے لیے شریعتِ اسلامیہ کو جاری وساری کرنے کے مکمل طور پر مختار و مجاز ہوں گے۔ (26)

مطالبہ پاکستان کے حق میں مسلم لیگ کو برصغیر کے نامور علماء، مشائخ اور دینی پیشواؤں کی بھرپور حمایت حاصل رہی۔ ان میں مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، پیر سید جماعت علی شاہؒ، پیر صاحب مانکی شریفؒ، پیر صاحب مکھڈ شریف، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، پیر صاحب زکوڑی شریفؒ، مولانا داؤد غزنویؒ، علامہ رشید ترابیؒ، مولانا حسرت موہانیؒ شامل ہیں۔ کیا یہ سب برگزیدہ ہستیاں پاکستان میں محض جمہوری نظام نافذ کرنے کے لیے شدومد کے ساتھ میدانِ عمل میں آئی تھیں۔ ہرگز نہیں۔ وہ درست طور پر یقین رکھتی تھیں کہ وطن عزیز ایک اسلامی ریاست بنے گی جس میں اسلامی نظامِ حیات سے ایک پاکیزہ معاشرہ تشکیل پائے گا۔ (27)

مولانا ظفر احمد انصاری (ایم اے، ایل ایل بی) اپنے مضمون ''نظریہ پاکستان اور علماء'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہندوؤں نے مال و دولت اور پروپیگنڈے کے وسائل کی فراوانی کے ذریعہ خود مسلم معاشرہ میں سے ایک طبقہ کو اپنا ہمنوا بنایا۔ اس مسئلہ کو کہ حصول آزادی کے بعد ہندوؤں اور مسلمانوں کی حیثیت کیا ہوگی، غیر اہم قرار دیتا تھا۔ یہ بات ہندوؤں کے مفاد کے مطابق تھی۔ لیکن مسلمانوں کی مختلف تنظیمات اس مسئلہ کی بنیادی اہمیت کو نظرانداز کرنے پر تیار نہ تھیں۔ چنانچہ جب اختیارات کا کوئی مرحلہ سامنے آیا تو مسلمانوں کی کسی نہ کسی جماعت نے یا بہت سی جماعتوں نے مل کر اپنے مطالبات پیش کرنے کے لیے جدوجہد کرنے کا سلسلہ اس صدی کے اوائل ہی سے جاری رکھا۔ مثلاً جداگانہ انتخاب، اسمبلیوں میں مسلم نشستوں کا حصول، مسلم صوبوں کی تشکیل، مرکز میں مسلمانوں کا تناسب، ثقافتی اور مذہبی خود اختیاری وغیرہ وغیرہ۔

جیسا ابھی میں نے کہا کہ بعض مسلمان ہندوؤں کی ان دقیق چالوں کو نہ سمجھے اور اس طرح کے خوش آئند الفاظ کہ سب کو مل کر بغیر باہمی حقوق کے تصفیہ کے اور بغیر کسی شرط کے ایک محاذ پر جمع ہو کر انگریزوں کو نکالنے کی جنگ کرنی ہے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد ترکی کے ساتھ جو معاملہ ہوا، اس نے مسلمانوں کے جذبات کو اور زیادہ مشتعل کردیا تھا۔ اس دور میں یہ جنگ پورے ملک پر مسلط ہوگئی کہ ہر قیمت پر پہلے انگریزوں کو نکالا جائے۔ چنانچہ مسلمان اور ہندو مل کر پوری قوت سے اس جنگ میں مصروف ہو گئے۔ مسلمانوں میں مولانا محمد علیؒ، مولانا شوکت علیؒ، حکیم اجمل خانؒ، ڈاکٹر انصاریؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، جمال میاں فرنگی محلیؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا نثار احمدؒ، مفتی کفایت اللہؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، نیز دیگر تمام اکابرین و زعماء الاماشاء اللہ اس جنگ میں کود پڑے۔ (28) (مولانا حسین احمد مدنی بعد میں کانگریس کے ہمنوا بن گئے)

Marfat.com

مفتی کفایت اللہ اور مولانا حسین احمد مدنی بحیثیت زر پرست

قومے فروختند و چه ارزاں فروختند

(۱۹۳۶ء) آل انڈیا مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے لاہور کے جلسہ کا ذکر ختم کرنے سے پہلے میں ایک ایسے واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس سے مجھے تعجب بھی ہوا اور سخت رنج بھی۔

پارلیمنٹری بورڈ کے جلسے کے دوران کئی تقریریں ہوئیں جو ہمارے تقریر کرنے کے روایتی شوق کے عین مطابق تھا۔ مجھے یاد ہے کہ پہلے روز مفتی کفایت اللہ اور مولانا حسین احمد مدنی نے مسٹر جناحؒ کی تائید کی اور ان کی اس تحریک پر کہ مسلم لیگ کو زندہ سیاست کے اکھاڑے میں لایا جائے، خوشنودی کا اظہار کیا۔ لیکن آخری روز اِن دو عالموں میں سے ایک نے یہ تجویز پیش کی کہ چونکہ انتخابات میں ایک جماعت کی حیثیت سے مسلم لیگ کی کامیابی کے لئے موثر اور مسلسل پروپیگنڈہ کی ضرورت ہوگی لہٰذا دیوبند اپنے تمام ذرائع لیگ کی خدمت میں پیش کردے گا۔ بشرطیکہ پروپیگنڈہ کا خرچ لیگ برداشت کرے۔ اندازہ یہ لگایا گیا کہ شروع میں کوئی پچاس ہزار روپے درکار ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ اس وقت لیگ کے صندوقچے میں پچاس تانبے کے سکے بھی نہ تھے۔ صدر اور سیکریٹری جو دونوں اعزازی تھے اپنے دفتر اپنے تھیلوں میں اٹھائے پھرتے تھے۔

مولانا کو مسلم لیگ کی مالی حالت کا علم ہم میں سے جو لوگ جلسے میں حاضر تھے ان میں سے بیشتر کی نسبت زیادہ اچھی طرح تھا۔ اس لئے وہ اپنی تجویز کے اس جواب کے بھی ضرور متوقع ہوں گے جو ظاہر ہے کہ دیا جاسکتا تھا۔ مسٹر جناح کو انہیں بتانا پڑا کہ ایسی کوئی رقم موجود نہ تھی اور نہ ہی انہیں یہ اُمید تھی کہ وہ مستقبل قریب میں اتنا روپیہ جمع کرسکیں گے۔ انھوں نے سب سے اپیل کی کہ وہ جو بھی ذرائع خود فراہم کرسکیں ان سے کام لیں اور کوئی مثبت نتائج پیدا کرکے دکھائیں۔ انھوں نے کہا کہ ''اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوگیا کہ ہم سچے دل سے ان کی بھلائی کے لئے کام کرنا چاہتے ہیں تو روپیہ بلاشبہ ضرور مل جائے گا۔ لیکن پہلے ہم کام کرکے تو دکھائیں''۔

(قائداعظمؒ جیسا کہ میں اُنھیں جانتا ہوں، ایم۔اے۔ایچ اصفہانی، صفحہ ۴۲-۴۳-۴۴، مکتبہ آتش فشاں، لاہور) (آل انڈیا مسلم لیگ سے مایوس ہوکر مفتی کفایت اللہ اور مولانا حسین احمد مدنی نے کانگریس سے ڈیل(Deal) کرلی۔ مؤلف)

(مراسلہ جناب منیر احمد منیر)

(قائداعظمؒ چیلنج سیکولرازم، آزاد بن حیدر، ص 26-A)

اسی مضمون میں آگے چل کر مولانا ظفر احمد انصاری تحریر فرماتے ہیں کہ مولانا حسین احمد صاحب کے حاشیہ نشینوں نے انھیں اس پر آمادہ کرلیا کہ ہمارے مسلم نمائندوں کو وزارت میں لیے جانے کی تائید کریں اور لیگ کی حمایت سے دست کش ہوجائیں۔ چنانچہ یہی ہوا اور مولانا مع اپنے رفقاء کے دفعتاً لیگ کی مخالفت کرنے لگ گئے۔ یہ حضرات علماء کی واحد تنظیم جمعیت علماء ہند پر حاوی تھے۔ کانگریس کے وسائل کے بل بوتے پر انھوں نے پورا محاذ بنا کر لیگ کی مخالفت شروع کردی۔ ادھر جو علماء لیگ کے ہم نوا تھے ان کی تعداد بڑی تھی لیکن منظم نہ تھے۔ اپنے اپنے حلقہ میں لیگ کے موقف کی تائید کرتے رہے مگر باضابطہ لیگ کے رکن بن کر باقاعدہ کوئی جماعت قائم کرکے میدان میں نہیں آئے۔ ویسے خود دیوبند میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مفتی محمد شفیع صاحب لیگ کے موقف کے حامی تھے۔ چنانچہ اسی بنیاد پر دارالعلوم میں نزاع شروع ہوئی اور آخرکار ان دونوں حضرات نے دارالعلوم سے استعفیٰ دے دیا۔ حضرت تھانویؒ اور ان کے معتقدین و متوسلین جو ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے تھے، کانگریس اور جمعیت کی پالیسی کے علی الاعلان مخالفت اور لیگ کے موئد تھے۔ مگر ایسے لوگوں میں کوئی تنظیم نہ تھی۔ حضرت تھانویؒ کا حلقہ اثر چونکہ بہت وسیع اور سارے ملک پر پھیلا ہوا تھا اس لیے ان کی طرف سے اگر کوئی رسالہ یا فتویٰ شائع ہوتا تو وہ خاصا پھیل جاتا تھا مگر جمعیت علماء ہند کی سرگرمیوں کی خاطر خواہ تلافی کے لیے

Marfat.com

نشر واشاعت کی شکل کافی نہ ہوسکتی تھی۔ جمعیت کی اپنی تنظیم تھی، خود اپنا الگ پلیٹ فارم بھی تھا اور کانگریس کے پلیٹ فارم سے بھی وہ اپنے مسلک کی اشاعت کرتے تھے۔ اسی طرح اُن کے اپنے اخبارات بھی تھے۔ پھر سارا ہندو پریس جو پورے ہندوستان پر چھایا ہوا تھا، ان کے مسلک کی اشاعت کے لیے وقف تھا۔ یہ وجوہ تھے جن کی بناء پر اہل جمعیت ابتداً اس قسم کی فضا بنانے میں بہت حد تک کامیاب ہوگئے تھے کہ وہ یا کم ازکم ان کی غالب اکثریت لیگ کے موقف و مسلک کی مخالف اور کانگریسی نظریات کی موئد ہے۔ لیگ کے حامی علماء میں سے جیسا کہ پہلے کہہ چکا ہوں، بہت تھوڑے تھے۔ مثلاً مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا جمال میاں فرنگی محلی جو باضابطہ لیگ کے رکن بن کر آئے ہوں، ورنہ اکثر حضرات اپنی اپنی خانقاہوں، درسگاہوں اور حلقہ متوسلین میں کام کرتے رہے۔ جب یہ بحث زیادہ طویل ہوئی تو حضرت تھانویؒ کے ایماء پر مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے باضابطہ کانگریس کی مخالفت اور لیگ کی حمایت میں فتویٰ مرتب کیا جو کتابوں میں شائع ہوا۔ ابھی تک لیگ کے پاس اپنا کوئی روزنامہ نہ تھا، نہ اُردو نہ انگریزی۔ تنظیم بھی زیادہ محکم نہ تھی۔ وسائل نشر واشاعت و وسائل مالی سب بہت محدود تھے۔ لہٰذا ان فتاویٰ اور رسائل کو جتنا کچھ ملک میں پھیلانا چاہیے تھا وہ نہ ہوا۔ اسی زمانے میں نظریہ قومیت پوری شدت کے ساتھ زیر بحث آ گیا۔ جب موقع یہ ہوا کہ مولانا حسین احمد مدنیؒ نے دینی یا نظریاتی قومیت و وطنی قومیت کی تبلیغ شروع کردی تو علامہ اقبالؒ مرحوم اس سے بہت متاثر ہوئے اور اُنھوں نے اسی موقع پر وہ قطعہ کہا جو بہت مشہور ہوا۔

عجم ہنوز نہ داند رموزِ دیں ورنہ!
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست
سرودِ برسرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمد عربیؐ است (29)

☆==☆==☆

چوہدری خلیق الزماں ''شاہراہِ پاکستان'' میں رقم طراز ہیں کہ اگر میرے پاس اور زائد سرمایہ ہوتا تو میں ہر نشست کے لیے یوپی سے نمائندے کھڑا کرتا۔ مسلم بورڈ کی مالی حالت کے پیش نظر میں نے صرف ۳۶ اُمیدوار نامزد کیے۔ کانگریس نے ہندو سیٹوں کے لئے اپنے نمائندے کھڑے کیے مگر ایگریکلچرسٹ پارٹی نے ہندوؤں کے مقابلہ میں ہندو اور مسلمانوں کے مقابلہ میں مسلمان کھڑے کیے۔ کانگریس نے مسلم لیگ کے مقابلہ میں شروع میں تو کوئی مسلم امیدوار نہیں کھڑا کیا مگر بعد میں رفیع احمد قدوائی نے دو مسلمانوں کو کانگریس کا ٹکٹ دیدیا۔

ہماری خوش قسمتی سے مولانا شوکت علی خلافت کے مایہ ناز لیڈر اس وقت زندہ تھے۔ انھوں نے مفتی عنایت اللہؒ اور مولانا جمال میاںؒ کی معیت میں پورے صوبہ کا دورہ کیا۔ مولانا حسین احمدؒ، مولانا احمد سعیدؒ، مولانا حامد بدایونیؒ اور مولانا کرم علیؒ نے مسلم پارلیمنٹری بورڈ کی حمایت میں سارے صوبہ کی خاک چھان ڈالی۔ ان دوروں کے سلسلے میں مجھے کثیر صَرب برداشت کرنا پڑا۔ علاوہ ازیں ہمارے مسلم بورڈ کے امیدوار اپنے حلقوں میں تو بہت ہردلعزیز تھے مگر ان میں سے بہت لوگ خود اپنے الیکشن کا خرچ برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ اس لیے مجھے ان کو بھی مالی اعانت دینی پڑی اور جب مسلم الیکشن فنڈ ختم ہوگیا تو میں نے بینک سے پرونوٹ لکھ کر وقتاً فوقتاً بیس ہزار روپیہ قرض لیا۔

ہمارے ۳۶ نمائندوں میں ۲۹ نمائندے کامیاب ہوئے یعنی تقریباً ہم کو اسّی فیصدی کامیابی ہوئی۔ کانگریس ٹکٹ پر کوئی مسلمان یوپی سے کامیاب نہ ہوا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب ''انڈیا وِنس فریڈم'' میں لکھا ہے کہ مسلم لیگ کو انتخابات میں صرف ۲۶ نشستیں ملیں جو بالکل خلاف واقعہ ہے۔ وہ تین آدمیوں کو یعنی مولانا اسماعیل، حافظ ابراہیم اور سعید الدین کو جو مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کامیاب ہو کر کانگریس کے ساتھ مل گئے تھے اپنا کہہ کر

Marfat.com

ہماری سیٹوں کو کم کر کے دکھاتے ہیں۔(30)

✡==✡===✡

چوہدری خلیق الزماں ''شاہراہِ پاکستان'' میں لکھتے ہیں کہ خان بہادر حبیب اللہ جو جھانسی سے ہمارے ممبر منتخب ہوئے تھے ان کا انتقال ہو گیا اور جون میں ان کی خالی نشست کے لیے انتخاب طے ہوا۔ اس زمانہ سے مسلم لیگ اور جمعیت العلماء میں کھلی رسہ کشی شروع ہو گئی تھی۔ اس لیے دونوں جماعتیں طاقت آزمائی کے لیے جھانسی پہنچیں۔ کانگریس کے پاس پیسے کی کمی نہ تھی مگر شکر ہے کہ اس وقت راجہ محمود آباد، راجہ امیر احمد خان بالغ ہو چکے تھے۔ اور ان کا تعلقہ ٹرسٹیوں نے واگزار کر کے ان کے حوالہ کر دیا تھا۔ ان نوجوان راجہ صاحب نے اپنے منیجر اے بی حبیب اللہ کو ہدایت دے کر روانہ کیا کہ وہ جھانسی الیکشن کا تمام صَرفہ برداشت کر لیں۔ دوسری طرف مولانا شوکت علیؒ مع اپنے رفقاء مولانا جمال میاںؒ، مفتی عنایت اللہؒ، مولانا حامد بدایونیؒ، سید ذاکر علیؒ اور مولانا کرم علیؒ کے جا کر جھانسی کے میدان میں ڈٹ گئے۔ جمعیت العلماء نے بھی اپنی پوری قوت صَرف کر دی ہے مگر بالآخر مسلم لیگ امیدوار کامیاب ہوا۔(31)

✡==✡===✡

نئی تنظیم میں یوپی کے صوبہ کے پریذیڈنٹ نواب اسماعیل خان صاحب منتخب ہوئے جن کو دستور کے مطابق اختیار تھا کہ وہ اکیس ممبروں کو اپنی ورکنگ کمیٹی میں نامزد کر سکتے تھے۔ وقتاً فوقتاً ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک جو لوگ یوپی مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر رہے وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) نواب اسماعیل خان صاحبؒ (۲) مولانا شوکت علیؒ (۳) خلیق الزماںؒ (۴) راجہ محمود آبادؒ (۵) عزیز احمد خانؒ (۶) ظہیر الحسن لاریؒ (۷) رضوان اللہؒ (۸) کریم الرضا خانؒ (۹) مولانا جمال میاںؒ (۱۰) مولانا عنایت اللہؒ (۱۱) مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (۱۲) مولانا کرم علیؒ (۱۳) سید اعزاز رسولؒ (۱۴) سید حسن احمد شاہؒ (۱۵) شوکت علی خانؒ (۱۶) احمد نبی خانؒ (۱۷) احسان الرحمٰن قدوائیؒ (۱۸) مودود احمدؒ (۱۹) عبدالوحید خانؒ (۲۰) کنور زاہد علی خانؒ (۲۱) نواب شمس الحسنؒ (۲۲) بیگم اعزاز رسولؒ (۲۳) بیگم حبیب اللہؒ (۲۴) ظہیر الدین فاروقیؒ (۲۵) ظہور احمدؒ (۲۶) حسن میاںؒ (۲۷) معزم حسین نقویؒ (۲۸) سلیمان جانؒ (۲۹) نواب محمد یوسفؒ (۳۰) مولانا حسرت موہانیؒ۔(32)

✡==✡===✡

مسلم لیگ کا دلی سیشن ۱۹۴۳ء: جب سردار اورنگزیب خان کو مسٹر جناح نے صوبہ میں مسلم لیگ وزارت بنانے کی اجازت دی تو مجھے خوف تھا کہ ان میں سے ایک یا دونوں کے انکار کے بعد وہ وزارت بنانے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ اس لیے سردار اورنگزیب کی وزارت جب تک سردار عبدالرب نشترؒ نے مئی ۱۹۴۴ء میں بہ حیثیت فنانس ممبر کے قبول نہ کی وزارت نہ بن سکی۔ صوبہ کے پرانے کام کرنے والوں میں اس دور میں میاں ضیاء الدین خاں طور سے قابل ذکر ہیں۔ کیونکہ وہ شروع ۱۹۳۸ء سے صوبہ مسلم لیگ کے سیکریٹری تھے۔ وہ صائب الرائے آدمی ہیں۔ اور جب کبھی وہ کونسل مسلم لیگ میں تقریر کرتے تھے تو وہ بہت قابل غور ہوتی تھی۔ وہ بہت اچھے بیرسٹر بھی تھے۔ پھر بھی اپنا کام وقت مسلم لیگ کی خدمت کے لیے نکال لیتے تھے۔ وہ بہت شگفتہ طبیعت کے آدمی ہیں اور عام طور پر ان کی گفتگو بہت دلچسپ ہوتی ہے۔ سجاد احمد جان بھی مسلم لیگ کی شروع ہی سے خدمت کرتے چلے آئے تھے۔ ایبٹ آباد کی مسلم لیگ کے جلوس کو کامیاب بنانے کا سہرا انہیں کے سر تھا۔ سلطان محمد خان بھی نوجوانوں میں کافی مسلم لیگ کا کام کرتے تھے۔ فدا محمد خان بھی پشاور کے لیڈروں میں شمار ہوتے ہیں۔ صوبہ میں سردار اورنگزیب کی وزارت بنتے ہی چار ضمنی انتخابات پیش آئے۔ نواب اسمٰعیل خان، میں، سیّد ذاکر علی جمال

Marfat.com

میاںؒ، مولانا حامد بدایونیؒ اور کئی ایک یوپی کے مقررین سب وہاں چل پڑے اور انتخابات میں کام کرنے پہنچ گئے۔ اگر خدانخواستہ ہم یہ انتخابات ہار جاتے تو منسٹری فوراً ٹوٹ جاتی۔ کیونکہ یوں بھی یہ وزارت اس وقت بہت کمزور تھی جبکہ آٹھ سرخ پوش جیلوں میں تھے اور اگر یہ چار سیٹیں اور ہم سے نکل جاتیں تو غضب ہو جاتا ہم لوگ چوک یادگار میں برابر جلسے کرتے تھے مگر ہمیں بڑا تعجب یہ تھا کہ ہم کو ایک مرتبہ بھی ہمارا پشاور کا اُمیدوار ہمیں نہ دکھایا گیا اور نہ اس کی تعریف بیان کی گئی۔ ایک دن جب میں نے میاں ضیاء الدین سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ وہ اس قابل نہیں ہے کہ آپ کو دکھایا جائے۔ ان انتخابات میں خان قلی خان نے مسلم لیگ کی بڑی خدمت کی جس کی وجہ سے ہم نے یہ سب انتخابات جیت لیے۔(33)

۞==۞===۞

لیکن قدرت نے صاحبزادہ عبدالقیوم خان کو اپنے تصور کا صوبہ سرحد دیکھنے کا موقع نہ دیا، وہ ۳۰/دسمبر ۱۹۳۷ء کو اپنے اللہ کے حضور جا پہنچے۔ ان کے مشن کو سردار اورنگزیب خان نے آگے بڑھانے کی کوشش کی، وہ صاحبزادہ مرحوم ہی کے تربیت یافتہ تھے اور ان کے سیکریٹری کے طور پر گول میز کانفرنس لندن میں بھی شرکت کر چکے تھے۔ اُنھوں نے مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا شوکت علیؒ کی قیادت میں بھی کام کیا تھا۔ صوبہ کے اعتدال پسند اور تعلیم یافتہ طبقہ نے ان کا ساتھ دیا۔ جلال الدین خان (ایبٹ آباد) راجہ حیدر زمان خان (خانپور)، خان بہادر سعد اللہ خان، میاں ضیاء الدین، ایس ایم خان ایڈووکیٹ، محمد ابراہیم خان جھگڑا، ارباب شیر علی خان، ارباب نور محمد خان، غلام حیدر خان شیرپاؤ، تاج علی خان (بنوں)، مولوی محمد رمضان (ڈیرہ)، پیر سعید شاہ بنوری (کوہاٹ)، اللہ بخش یوسفی، میاں غلام حسین، رحیم بخش غزنوی، مکرم خان (شب قدر) اور دوسرے زعماء نے ان کا ساتھ دیا اور کانگرسیوں کی سخت مخالفت کے باوجود مسلم لیگ کو فروغ دینے میں نمایاں کام کیا۔ مرکز سے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا شوکت علی اور دوسرے مقررین کو صوبہ سرحد کے مختلف مقامات پر بھیجا گیا۔(34)

۞==۞===۞

اُنہی دنوں ہزارہ میں سرحد اسمبلی کی ایک نشست پر ضمنی انتخابات ہوا جس میں کانگریس کی جانب سے راجہ مہدی زمان خان اُمیدوار تھے جب کہ مسلم لیگ نے ٹکٹ عبدالرشید خان طاہر خیلی کو دیا۔ اس انتخابی معرکہ کو سر کرنے کے لیے مسلم لیگ نے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا شوکت علی خانؒ کو ہزارہ بھیجا۔ ایبٹ آباد سے میاں بصیر الدین، حکیم عبدالعزیز چشتی، سجاد احمد جان (بعد میں جسٹس جان) اور دوسرے رضا کاروں پر مشتمل ایک دستہ بھی ان کے ہمراہ تھا، انہوں نے انتخابی حلقہ کے ایک ایک گاؤں کا دورہ کیا۔ پیدل سفر کرنا پڑتا تھا، دریائے سندھ کے بائیں کنارے کرپلیاں میں مسلم لیگ کے جلسے پر سرخ پوشوں نے حملہ کر دیا جسے مقامی لوگوں کی مدد سے پسپا کیا گیا۔ تاہم جب ۲۵/جولائی ۱۹۳۸ء کو نتیجہ نکلا تو مسلم لیگی اُمیدوار کامیاب قرار دیا گیا۔ اسی طرح ڈاکٹر خان صاحب کی کانگریسی وزارت کے دوران تین دوسرے ضمنی انتخاب بھی ہوئے جو سبھی مسلم لیگ نے جیت لیے۔(35)

۞==۞===۞

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے اپنے ساتھیوں کو لے کر صوبہ سرحد کا دورہ کا، اس دورے کا حال انھوں نے یوں بیان کیا ہے کہ ''قراردادِ پاکستان کی منظوری کے بعد مسلم لیگ اور پاکستان کی مخالفت نے اس قدر زور پکڑا کہ برصغیر کے ہر شہر، قصبے، گاؤں بلکہ گلی کوچے تک میں سیاسی جلسے ہونے لگے۔ انگریز اور ہندو تو مخالف تھے ہی خود مسلمانوں کے کئی طبقے بھی اس مخالفت میں پیش پیش تھے۔ ان مخالفین میں پنجاب کی مجلس احرار، سرحد کی سرخ پوش

Marfat.com

تنظیم اور جمعیت العلمائے ہند سے تعلق رکھنے والے کانگریسی علماء قابل ذکر ہیں۔ ان سب کا گٹھ جوڑ ہو گیا اور کانگریس اُنھیں لے کر مسلم لیگ کے مقابلے پر اُتر آئی اور سارے برصغیر میں کھلی جنگ شروع ہوگئی۔''

''ان علماء اور مشائخ نے جو مسلم لیگ کے ساتھ تھے اس یلغار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور آگے چل کر جب عام انتخابات کا مرحلہ آیا تو مسلم لیگ کی کوششیں بارآور ہوئیں اور ہمیں زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔ ہماری کس حد تک مخالفت کی گئی اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس زمانہ میں صوبہ سرحد میں کانگریس (ڈاکٹر خان صاحب) کی وزارت تھی اور سرخ پوشوں نے ایسی فضاء پیدا کردی تھی کہ مسلم لیگی کارکنوں کے قافلے جب تحریک پاکستان کی تبلیغ کے لیے پہنچے تو ان پر مسجدوں تک کے دروازے بند کردیے جاتے، بارہ بارہ چودہ چودہ گھنٹے بھوکا پیاسا پھرنا اور کام کرنا پڑتا، خود میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ جب میں علماء اور کارکنوں کے ساتھ ٹوپی (ضلع مردان) کے مقام پر پہنچا تو مسجد میں گھسنے نہیں دیا گیا۔ سرخ پوش قائدین اور ان کے رضا کاروں کے ہجوم نے ہم سے پوچھا کہ ہم سرحد کیوں آئے ہیں؟ میں نے کہا کہ آپ مسجد کا دروازہ ہمارے لیے کھولیں اور چند افراد مقرر کرلیں جو پاکستان کے بارے میں جتنے سوال بھی پوچھیں گے ہم اُن کا جواب دیں گے۔ چنانچہ اس تجویز پر عمل ہوا۔ مسجد میں بہت بڑا اجتماع تھا۔ سرخ پوشوں نے جو جو سوال اُٹھائے، میں نے اُن کے اطمینان بخش جواب دیئے بلکہ اور بھی بہت سے سوال قائم کرکے جواب دیئے۔ اس اجتماع نے کتنا فائدہ پہنچایا، اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ عام انتخابات میں ٹوپی سے مسلم لیگ کو ستر (۷۰) فیصد ووٹ ملے۔ یہی حال صوبہ سرحد کے دوسرے حصوں کا تھا۔'' (36)

☆==☆===☆

شملہ کانفرنس کی ناکامی سے دوسرے مسلمانوں کی طرح پیر صاحب محمد امین الحسنات کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ ہندو مسلم اتحاد ناممکن ہے۔ وہ یہ جان گئے کہ اب علماءِ کرام کو قوم کی فلاح و بہبود کے لیے میدانِ عمل میں آجانا چاہیے۔ وہ دل و جان سے قائداعظمؒ اور مسلم لیگ کے حامی بن گئے کیونکہ ان کے خیال میں مسلمانوں کے مفادات کی نگرانی صرف مسلم لیگ ہی کرسکتی تھی۔ اُنھوں نے کام کی ابتدا مانکی شریف میں علماء کرام کا ایک اجتماع منعقد کرانے سے کی۔ اس اجتماع میں سیکڑوں جید علمائے کرام نے شرکت کی۔ صوفی میر احمد کے مطابق ہندوستان بھر سے تقریباً پانچ سو علماء نے شرکت کی۔ ان میں قابل ذکر مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، پیر جماعت علی شاہؒ، مولانا نعیم الدین مرادآبادیؒ، پیر صاحب آف تونسہ شریفؒ، پیر صاحب آف کاربوغہ شریفؒ، پیر صاحب زکوڑی شریفؒ، مولانا بادشاہ گلؒ اکوڑہ خٹک، فقیر عبدالواسعؒ (بنوں)، مولانا حضرت گلؒ آف دوسہرہ اور مولانا شائستہ گلؒ (ف ۱۹۸۱ء) (مٹے مولانا صاحب) تھے۔ مسلسل کئی روز تک علماء کرام مانکی شریف میں مشورے کرتے رہے۔ آخر میں وہ اس فیصلے پر پہنچ گئے کہ ہمیں ہندوؤں اور فرنگیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے خلوتوں اور کوٹھڑیوں کو چھوڑنا ہوگا۔ اب ہمیں اُمت مسلمہ کے بچاؤ کے لیے میدان میں آجانا چاہیے۔ علماء کو ایک متحدہ محاذ بنالینا چاہیے تاکہ ایک جماعت بناکر منظم طور سے اس میں کام شروع کریں۔ انھوں نے اس جماعت کا نام جمعیت الاصفیاء تجویز کیا۔ (37)

☆==☆===☆

یہ قرارداد شیخ عبدالمجید سندھی (ایم ایل اے، سندھ) نے پیش کی۔ تائید کنندہ: خان بہادر مشتاق احمد گورمانی (ایم ایل اے) پنجاب، تائید، حاجی عبداللہ ہارون (ایم ایل اے)، مرکز، سید عبدالرؤف شاہ (سی پی) اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (یوپی) نے کی۔ (38)

Marfat.com

۞==۞===۞

نام نہاد سکندر جناح پیکٹ کے تحت یونینسٹ پارٹی کے مسلمان ارکان نے مسلم لیگ کے فارموں پر تو دستخط کیے ہوں گے مگر عملاً پنجاب اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی کا کوئی وجود نہیں تھا اور کولیشن وزارت میں اکالی اور ہندو سبھائی گروپ تو اپنے اپنے فرقے کی نمائندگی کرتے تھے مگر مسلمان ممبر کس کی نمائندگی کرتے تھے؟ یہ عقدہ کبھی حل نہ ہوا۔ گویا پنجاب میں صرف مسلمان ہی تھے جو اکثریت میں ہونے کے باوجود حکومت میں اپنی نمائندگی سے محروم تھے کیونکہ یونینسٹ مسلمان اپنے آپ کو مسلمان کی حیثیت سے پیش کرنے کو تیار نہ تھے مبادا وہ فرقہ پرست کہلائیں۔ انگریز حکمرانوں کی پالیسی بھی پنجاب میں یہی تھی کہ یہاں کی مسلمان اکثریت اقتدار سے محروم رہے اور یہ کام جاگیردار، کاسہ لیس مسلمانوں کی سرپرستی کر کے ہو رہا تھا۔ مگر اب پنجاب کے مسلم عوام سیاسی طور پر اتنے باشعور ہو گئے تھے کہ وہ زیادہ دیر تک یونینسٹ پارٹی کے اس فریب کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ چنانچہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس دہلی (۷؍ مارچ ۱۹۴۳ء) میں جب یہ قرارداد پیش ہوئی کہ پنجاب اسمبلی میں جلد از جلد مسلم لیگ پارٹی قائم کی جائے تو ملک خضر حیات ٹوانہ وزیر اعظم پنجاب نے سابقہ روایت کے حوالے سے یہ وضاحت پیش کرتے ہوئے اپنا موقف بیان کیا کہ ''جہاں تک پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کا تعلق ہے، وہاں سکندر جناح پیکٹ کی جملہ شرائط کے تحت مسلم لیگ پارٹی پہلے سے موجود ہے۔ اس لیے یہ نئی قرارداد یہاں پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ رہا یہ سوال کہ کیا یہ پارٹی بخوبی اور اچھی طرح کام کر رہی ہے یا نہیں؟ میں فی الحال اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ لیکن میں آپ حضرات کو یقین دلاتا ہوں کہ میں پوری تن دہی سے مسلم لیگ پارٹی میں نئی روح پھونکنے اور اسے مزید مستحکم کرنے کی کوشش کروں گا تاکہ وہ آل انڈیا مسلم لیگ جیسی عظیم جماعت کی صحیح نمائندگی کر سکے اور اپنی اس حیثیت سے مسلمانانِ پنجاب کی خدمت بھی کر سکے۔ آپ کو مجھ پر اور میرے رفقائے کار پر پورا بھروسا رکھنا چاہیے کہ ہم ہمیشہ آل انڈیا مسلم لیگ کے وفادار غلام رہیں گے اور اس کے مجوزہ پروگرام سے ذرّہ بھر انحراف نہیں کریں گے۔'' (39)

۞==۞===۞

اجلاس قراردادِ لاہور ۲۳؍ مارچ ۱۹۴۰ء کی سہ پہر کو کھلا اجلاس ہوا جس میں یہ قرارداد پیش ہوئی۔ قرارداد مولوی فضل الحق نے پیش کرتے ہوئے اُردو میں تقریر کی۔ تائید میں چوہدری خلیق الزماں بولے۔ ان کے بعد تائید مزید کرنے والوں میں مولانا ظفر علی خاں (پنجاب)، سردار اورنگزیب خاں (سرحد)، سر عبداللہ ہارون (سندھ)، عبدالحمید خاں (مدراس)، سید عبدالرؤف شاہ (سی پی)، اسمٰعیل ابراہیم چندریگر (بمبئی)، نواب محمد اسمٰعیل خاں (بہار)، مولانا محمد علی (یوپی)، <u>مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (یوپی)</u>، قاضی محمد عیسیٰ (بلوچستان) شامل تھے۔ بیگم مولانا محمد علی کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اُنھوں نے اس موقع پر قرارداد لاہور کو پاکستان کے نام سے موسوم کیا جبکہ مسلم لیگ نے ایک سال بعد قرارداد لاہور کو قرادادِ پاکستان کی صورت دی۔ سی پی کے سیّد عبدالرؤف شاہ نے اپنی تائیدی تقریر میں جب یہ الفاظ کہے تو کتنے ہی دلوں کو ہلا دیا ہوگا:

''میں اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں جہاں مسلمان چند فیصد ہیں۔ مجھے علم ہے کہ پاکستان کے قیام کے بعد ہمیں ہندوؤں کی حکمت کے ماتحت رہنا ہوگا، مگر ہم پاکستان کی حمایت اس لیے کر رہے ہیں کہ ہمارے بھائی تو آزادی کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوں گے، اور پاکستان میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔'' (40)

۞==۞===۞

Marfat.com

قائداعظمؒ سے حضرت مولانا عبدالحامد قادری بدایونیؒ کی ملاقات: (دبدبہ سکندری کے رپورٹر کے قلم سے) حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی، کنوینز نے حضرت قائداعظم سے ملاقات فرمائی۔ ۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک ملاقات کا سلسلہ جاری رہا جس میں نہایت اہم موضوعات پر تبادلۂ خیالات ہوا۔ قائداعظم سے مولانا نے اسلامی حکومت کے دستور و آئین پر بھی گفتگو کی۔ قائداعظم نے فرمایا کہ میں اس امر سے کلیتاً متفق ہوں کہ پاکستان کا دستور وہی ہوگا جو اسلام و قرآن کریم کے مطابق ہو۔ سوشلزم اور مغرب کے قوانین ہمارے مرض کا علاج نہیں۔ ایک وقت آئے گا جبکہ ساری دنیا قرآن و اسلام کی جامعیت کو تسلیم کرلے گی۔

قائداعظم نے حضرت مولانا کی، اُن خدمات پر جو آپ نے عرب و حجاز میں جاکر فرمائیں مبارکباد دی۔ ساسی مسائل میں بھی کافی مذاکرہ رہا۔ حضرت مولانا قادری ۴ مئی کو حضرت پیر صاحب مانکی شریف سے مل کر گوالیار جارہے ہیں جہاں اپنی اہلیہ کا آپریشن کرائیں گے۔

''پاکستان بن کر رہے گا'' حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کا بیان: (مرسلہ، رپورٹر دبدبہ سکندری) میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلم پبلک ۱۰ تاریخ کے فیصلہ جات معلوم کرنے کے لیے بے چین ہیں۔ مسلمانانِ ہند کو اپنی تنظیم جاری رکھنا چاہیے اور پورے صبر و ہمت کے ساتھ وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔ انشاء اللہ وہ وقت قریب آچکا ہے جبکہ مسلمانانِ ہند اپنے قائد کی کامیاب سیاست و وکالت کے بہترین نتائج دیکھیں گے۔ الحمدللہ قائد ملت ہندیہ مسٹر محمد علی جناح انتہائے تدبر سے معاملات پر اپنی قوت صرف فرمارہے ہیں۔ سب سے زیادہ یہ امر باعث مسرت ہے کہ قائد کے قلب میں یہ چیز جاگزیں ہوچکی ہے کہ جو نیا دستور وضع ہو وہ قرآنی حکام کے ماتحت ہو چنانچہ میں نے ۳ مئی کی ایک گھنٹہ کی ملاقات میں اس اہم جزو پر بھی کافی تبادلہ خیالات کیا اور میں اس ملاقات میں جو نقش لے کر واپس ہوا وہ کسی طرح فراموش نہیں سکتا۔ قائداعظم نے میرے خیالات کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ صحیح ہے کہ اسلام ایک ایسے مکمل قانون کا نام ہے جس میں دین و دنیا کا تمام نظام موجود ہے۔ ہمیں مطلقاً اس کی ضرورت نہیں کہ ہم سوشلزم یا مغرب کے دوسرے قوانین کی تقلید کریں۔ ہمارا مستقبل اور ہمارا دورِ حکومت وہی کامیاب ہوگا جو قرآنی دستور کے مطابق ہو۔ (41)

۞===۞==۞

جسٹس قدیر احمد لکھتے ہیں ''مجھے تحریک پاکستان کے تقریباً سارے اکابرین سے ملاقات کا موقع ملا چنانچہ میں نے ایک کتاب بھی ان صاحبان کے متعلق انگریزی میں Those who dared - The Architects of Pakistan کے عنوان سے تحریر کی ہے۔ علماء و مشائخ کی تنظیموں کا کردار تحریک پاکستان میں ناگزیر حیثیت نہیں رکھتا۔ ہندوستان کے علماء اور مشائخ کی تنظیموں نے تحریک پاکستان کو فروغ نہیں دیا البتہ مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا حامد بدایونی، مولانا ظفر علی خان اور سرحد کے قدیم اور با اثر مذہبی پیشواؤں نے تحریک پاکستان کے بعض گوشوں کو بنیادی تقویت پہنچائی۔ عام طور پر علماء اور مشائخ کا برتاؤ حوصلہ شکن تھا۔ کیونکہ بہت سے بڑے بڑے علماء مخالف تھے۔'' (42)

۞===۞==۞

مولانا عبدالحارد بدایونیؒ مسلم لیگ کے ممتاز لیڈر تھے۔ ان سے ایک روزنامہ کے نمائندہ نے سوال کیا۔ اجلاس کے موقع پر کوئی ایسا واقعہ بتایئے جس نے آپ کو متاثر کیا۔ مولانا نے فرمایا: ''اجلاس لاہور کی دو باتیں ایسی تھیں جنھوں نے مجھے بے حد متاثر کیا اوّل مسلم اقلیتی صوبوں کے رہنماؤں کے جذبہ ایثار و قربانی، دوم، نواب بہادر یار جنگؒ مرحوم کی یادگار تقریر جس نے خواص و عوام دونوں میں جدوجہد کے لیے ایسا جذبہ اُبھارا کہ چند ہی ماہ میں ہندوستان کا

Marfat.com

گوشہ گوشہ قیامِ پاکستان کے مطالبہ سے گونج اُٹھا۔''(43)

۔۔۔۔۔

۱۹۴۴ء میں مسلم لیگ کانفرنس کا انعقاد بھی آپ ہی کی سعی و عمل سے وجود میں آیا جس کی صدارت نواب زادہ رشید علی خاں صدرسٹی مسلم لیگ نے کی اوراس میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے علاوہ دیگر مسلم لیگی راہنماؤں نے خطاب کیا۔انہی وجوہات کی بناء پر ہندو اور کانگریسی مسلمان ان کے مخالف ہو گئے۔آپ نے ۱۹۴۵ء میں ہندو کتب فروشوں کے مقابلہ میں پاکستان بک ڈپو وزیرآباد کے نام سے کتابوں کی دکان کھول دی اور کاروبار شروع کر دیا گیا۔حیران کن بات یہ ہے کہ دکان بھی ہندو سے کرایہ پر حاصل کی جس پر پاکستان بک ڈپو کا بورڈ آویزاں کیا گیا۔(44)

۔۔۔۔۔

۱۹۳۸ء:ہزارہ میں اسمبلی کی سیٹ کے لئے مسلم لیگی اُمیدوار نے کانگریسی امیدوار کو شکست دی۔ایبٹ آباد میں مسلم لیگ کانفرنس ہوئی۔مولانا شوکت علیؒ کی قیادت میں سرحد میں پہلی دفعہ ایبٹ آباد میں مسلم لیگ کا جلوس نکالا گیا۔مولانا شوکت علیؒ،مولانا عبدالحامد بدایونیؒ،مولانا ظفر علی خانؒ اور جمال میاںؒ نے قائداعظمؒ کی ہدایات پر مسلم لیگ کی تنظیم کے سلسلے میں سرحد کا طوفانی دورہ کیا۔(45)

۔۔۔۔۔

نغمہ ربانی

مرتبہ:لسان الحسان مولانا یعقوب حسین ضیا قادری بدایونیؒ

تنقید:حضرت الحاج مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونیؒ

اخی الاکرم جناب مولانا یعقوب حسین ضیا قادری بدایونی کا نعتیہ کلام،اور بلند پایہ مضامین اب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔تقریباً ۴۰ سال سے ان کی شاعری،علمی و ادبی،مذہبی و تاریخی مضامین ہندوستان کی صحافتی واخباری دنیا میں ایک بلند سطح اوراعلیٰ معیار پر پہنچ چکے ہیں۔

مدینۃ الاولیاء بدایوں کی شاید ہی کوئی مذہبی و روحانی محفل ایسی ہو جس میں مولانا ضیاء کے کلام سے ہرصاحب ذوق محظوظ نہ ہوتا ہو۔آستانہ مثنیہ مقتدریہ پر اعراس شریفہ کی محافل بغیر ضیاء مقتدری کے کلام کے بے کیف رہتی ہیں۔

نعت نبویہ مولانا ضیاء بدایونی کی حیات کا جزو لاینفک رہا ہے اور اُنھیں بارگاہِ مدینۃ الرسول سے عقیدت وغلامی کی جونسبت ہے اُسی کا یہ نتیجہ ہے کہ ان کے کلام میں اثر سوز وگداز موجود ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ مدینۃ الرسول کی ضیاء پاشیاں ضیاء کے قلب و دماغ کو ہمیشہ منور رکھیں گی اور (شغل نعت) نجات کا باعث ہوگا۔مولانا ضیا بدایونی ملازمت سرکاری کے اشغال کے باوجود فنی و علمی خدمت کرتے رہے۔اس زمانہ میں بہت سی تصانیف و گلدستے مرتب کرکے شائع کیے۔نسبت روحانی اور فیضان غوث جیلانیؒ سے ضیاء جیسے عاشق رسالتؐ اور فدائے شیخ طریقت کے جذبات ہمیشہ مائل بہ اظہار رہے۔آپ قلیل وقت و مدت میں ۲۵ تصانیف و کتب لکھ چکے ہیں اور اب ''نغمۂ ربانی'' مرتب فرما کر شائع کر رہے ہیں یہ نادر ذخیرہ اپنی صنف میں ہرطرح ممتاز اور جامعیت رکھتا ہے۔عنقریب واقعات کرب و بلا اور فلسفہ شہادت پر ایک معرکۃ الآراء تصنیف شائع فرمانے والے ہیں جو اپنی نوعیت خصوصی کے لحاظ سے اس باب میں نہایت مکمل و مرتب اور معتبر روایاتِ اہلسنّت کا بہترین مجموعہ ہوگا۔

''نغمۂ ربانی'' کے ایک ایک شعر میں مدنی جلوے نظر آتے ہیں۔مجالس نبویہ کے لیے یہ میلادنامہ بہترین معلومات اور مکمل حالات کا ذخیرہ ثابت ہوگا۔میری دلی دُعا ہے کہ ربّ مقتدر مولانا ضیاء کی اس محنت و کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ملت

Marfat.com

اسلامیہ کو اس سے خاطر خواہ استفادہ کا موقع دے۔ (46)

فقیر محمد عبدالحامد القادری المعینی البدایونی

۲۰ر جمادی الاولیٰ

۱۹/ اپریل ۱۹۳۸ء میں ہزارہ (صوبہ سرحد) کی دونشستوں پر مسلم لیگ اور کانگریس میں کانٹے دار مقابلہ ہوا۔ یہ مہم بھی آپ کے سپرد تھی۔ مولانا محمد علی جوہرؒ کے ساتھ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (۱۹۷۰ء-۱۸۹۸ء) اور مولانا جمال میاں فرنگی محلیؒ نے مختلف مقامات پر جلسے کر کے رائے عامہ کو ہموار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔(47)

مولانا مظہرالدین کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کرتے ہوئے برصغیر کے مشاہیر لیڈران کرام اور علمائے عظام نے ایک مشترکہ بیان جاری کر کے آپ کو بھرپور خراجِ عقیدت پیش کیا اور عوام کو آپ کے مشن پر چلنے اور اسے قائم ودائم رکھنے کی اپیل کی۔ ان مشاہیر میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔ بیگم صاحبہ مولانا محمد علی جوہرؒ، مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں دہلویؒ، سر عبداللہ ہارونؒ، ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمدؒ، نواب محمد اسمٰعیل خاںؒ، نوابزادہ لیاقت علی خاںؒ، عزیز ملت سیّد عبدالعزیزؒ صدر مسلم لیگ صوبہ بہار، نواب صدیق علی خاںؒ سالار آل انڈیا مسلم نیشنل گارڈ، مولانا سبحان اللہ رئیسؒ گورکھپور، مولانا سید احمد امامؒ، مسجد شاہی دہلی، حضرت پیر جی کرار حسین سجادہ نشین درگاہ صابریہ دہلی، مولانا مفتی محمد برہان الحق جبل پوریؒ، مولانا عبدالقادر آزاد سبحانیؒ، مولانا عنایت اللہ فرنگی محلیؒ، مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلیؒ، مولانا شاہ عبدالواحد عثمانی بدایونیؒ، مولانا عبدالحامد قادری بدایونیؒ، مولانا شاہ حسین میاں پھلواروی ؒ اور مولانا مفتی شاہ محمد مظہر اللہؒ امام شاہی مسجد فتح پوری دہلی وغیرہم۔ (48)

جون ۱۹۳۷ء میں جھانسی سے مسلم لیگ کے ممبر خان بہادر حبیب اللہ کا انتقال ہو گیا تو اس نشست کے لیے مسلم لیگ نے ضمنی الیکشن لڑا۔ مولانا عنایت اللہؒ نے مولانا شوکت علیؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا کرم علی ملیح آبادیؒ اور مولانا جمال میاں فرنگی محلیؒ کے ساتھ ڈٹ کر جھانسی میں جمعیت علماء ہند کا مقابلہ کیا۔ جمعیت علماء ہند نے اپنی پوری طاقت صرف کر دی مگر کامیابی مسلم لیگ کا ہی مقدر بنی۔(49)

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لکھنؤ ۱۹۳۷ء کے موقع پر صوبہ یوپی کی نئی تنظیم کے صدر نواب محمد اسماعیل خان (۱۹۵۸ء-۱۸۸۳ء) منتخب ہوئے تو اُنھوں نے ۲۱/ ارکان پر مشتمل ورکنگ کمیٹی بنائی جس میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا کرم علی ملیح آبادیؒ، مولانا جمال میاں فرنگی محلیؒ کے علاوہ مولانا عنایت اللہ فرنگی محلیؒ بھی شامل تھے۔(50)

نواب بہادر یار جنگؒ کو عشق رسولؐ سے وافر حصہ ملا تھا بلکہ یہی اُن کی اصل پونجی تھی۔ علماء مشائخ کے ساتھ نہایت گہرے روابط تھے۔ مکاتیبِ بہادر یار جنگ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ حسن نظامی دہلویؒ (۱۹۵۵ء-۱۸۷۸ء)، میر غلام بھیک نیرنگ انبالوی (۱۹۵۲ء-۱۸۷۶ء)، مولانا قطب الدین عبدالولی فرنگی محلیؒ (۱۹۵۴ء-۱۸۹۶ء)، مولانا نذیر احمد خجندی میرٹھی (ف ۱۹۳۶ء)، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (۱۹۷۰ء-۱۸۹۸ء)، مولانا کرم علی ملیح آبادیؒ (۱۹۷۲ء-۱۸۹۲ء)، مولانا عبدالقدیر بدایونیؒ (۱۹۶۰ء-۱۸۹۳ء)، مولانا آزاد سبحانیؒ (۱۹۵۷ء-۱۸۸۲ء)، امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (۱۹۵۱ء ۱۸۴۱ء)، مولانا مفتی برہان الحق جبل پوریؒ (۱۹۸۴ء-۱۸۹۲ء) اور مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی (۲۰۰۱ء-۱۹۱۵ء) سے خصوصی

Marfat.com

تعلقات تھے۔(51)

۞==۞===۞

۱۱-۱۰/جون ۱۹۳۹ء کو کوئٹہ میں پہلی مسلم لیگ کانفرنس منعقد ہوئی تو مولانا عبدالعلی خان اخوندزادہ نے اس کی کامیابی و کامرانی کے لیے بھرپور کام کیا۔ اپریل ۱۹۴۰ء میں قاضی محمد عیسیٰ صدر بلوچستان مسلم لیگ کی دعوت پر مجاہد تحریک پاکستان مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے بلوچستان کا دورہ کیا تاکہ مسلم لیگ کے کام کو آگے بڑھایا جاسکے۔ ۱۹/اپریل کو جب مولانا بدایونیؒ کوئٹہ پہنچے تو بلوچستان کے مشہور مسلم لیگی لیڈر و اور کارکنوں نے ریلوے اسٹیشن پر شاندار استقبال کیا۔ اخوندزادہ عبدالعلی خانؒ بھی پیش پیش تھے۔(52)

۞==۞===۞

۱۹۳۷ء میں بلند شہر اور امروہہ کے الیکشن میں مولانا حسرت موہانیؒ نے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا شوکت علیؒ، مولانا عنایت اللہ فرنگیؒ اور مولانا جمال میاں فرنگی محلیؒ کے ساتھ مل کر دن رات ایک کر کے حلقہ کا دورہ کیا اور مسلم لیگ کی دھاک بٹھا دی۔ مولانا حسین احمد مدنی دیوبندی، مولانا ابوالکلام آزاد اور پنڈت جواہر لال نہرو وغیرہم نے مسلم لیگ کے خلاف بڑا اندھا دھند پروپیگنڈا کیا مگر کامیابی نے قدم مسلم لیگ کے چومے جو دو ہزار ووٹوں کی برتری سے کامیاب ہوئی۔(53)

۞==۞===۞

۱۹۳۸ء میں مسلم لیگ کی وسیع تنظیم کا کام شروع ہوا تو مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا کرم علی ملیح آبادیؒ، مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلیؒ، مولانا شوکت علیؒ، پروفیسر عنایت اللہ ملک اور مولانا جمال میاں فرنگی محلیؒ کے ساتھ مولانا حسرت موہانیؒ نے بھی اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر کے شہر شہر اور گاؤں گاؤں مسلم لیگ کے مقاصد کو روشناس کرایا اور مسلم لیگ کے جھنڈے کو بلند رکھا۔(54)

۞==۞===۞

۸ تا ۱۰/اکتوبر ۱۹۳۸ء کو سندھ مسلم لیگ کی صوبائی کانفرنس کراچی میں منعقد ہوئی۔ حضرت قائداعظمؒ کے ساتھ اس کانفرنس میں نوابزادہ لیاقت علی خانؒ، مولانا شوکت علیؒ، بیگم مولانا محمد علی جوہرؒ، راجہ امیر احمد خانؒ آف محمود آباد، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، ملک برکت علیؒ، میر غلام بھیک نیرنگؒ، مولوی اے کے فضل الحقؒ، حاجی عبدالستار اسحاق سیٹھؒ، مولانا جمال میاں فرنگی محلیؒ وغیرہم کے علاوہ سید عبدالرؤف شاہؒ نے بھی شرکت کی۔ اس کانفرنس کے صدر مجلس استقبالیہ حاجی عبداللہ ہارون اور پیر علی محمد راشدی جنرل سیکریٹری تھے۔)(55)

۞==۞===۞

اپریل ۱۹۴۶ء میں بنارس (انڈیا) میں ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' انعقاد پذیر ہوئی جس میں برصغیر کے پانچ چھ ہزار علماء مشائخ اور لاکھوں سنی عوام نے شرکت فرما کر قیامِ پاکستان کی تحریک کو اک ولولہ تازہ بخشا تو مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھیؒ (۱۹۵۴ء-۱۸۹۳ء) نے بھی اس عدیم النظیر کانفرنس میں شمولیت کر کے رونق بخشی۔ اس موقع پر حاضرین نے تجویز کیا کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے علماء مشائخ حضرات کی کمیٹی بنائی جائے۔ چنانچہ مذکورہ کمیٹی میں آپ کا نام نامی اسمِ گرامی بھی شامل تھا۔ اراکین کمیٹی کی تفصیل کچھ یوں ہے

۱۔ صدر الافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ (۱۹۴۸ء-۱۸۸۳ء)
۲۔ صدر الشریعت مولانا محمد امجد علی اعظمیؒ (۱۹۴۸ء-۱۸۷۸ء)
۳۔ مبلغ اسلام مولانا شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھیؒ (۱۹۵۴ء-۱۸۹۳ء)
۴۔ مجاہد اسلام پیر عبدالرحمٰن بھرچونڈی شریفؒ، سندھ (۱۹۶۰ء-۱۸۹۲ء)

Marfat.com

۵۔ حضرت، پیر محمد امین الحسنات مانکی شریفؒ، سرحد
(۱۹۶۰ء-۱۹۲۲ء)

۶۔ حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادریؒ، لاہور
(۱۹۶۱ء-۱۸۹۶ء)

۷۔ محدث اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھویؒ
(۱۹۶۱ء-۱۸۹۴ء)

۸۔ فخر اہلسنّت حضرت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ
(۱۹۷۰ء-۱۸۹۸ء)

۹۔ دیوان سیّد آلِ رسول علی خانؒ سجادہ نشین اجمیر شریف
(۱۹۷۳ء-۱۸۹۳ء)

۱۰۔ الحاج بخشی مصطفیٰ علی خاں جماعتی میسوری ثم مدنیؒ
(۱۹۷۴ء-۱۸۸۲ء)

۱۱۔ مولانا سید ابوالبرکات سید احمدؒ ناظم حزب الاحناف، لاہور
(۱۹۷۸ء-۱۹۰۱ء)

۱۲۔ مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلویؒ
(۱۹۸۱ء-۱۸۹۳ء)

۱۳۔ شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدینؒ سجادہ نشین سیال شریف، سوگودھا (۱۹۸۱ء-۱۹۰۶ء) (56)

۱۹۴۸ء میں کراچی میں علماء و مشائخ کی ایک عظیم الشان کانفرس منعقد ہوئی جس میں مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھیؒ کی نگرانی میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا ابوالحسنات قادریؒ لاہور، مفتی صاحب داد خانؒ، علامہ احمد سعید کاظمیؒ، خواجہ محمد قمرالدین سیالویؒ اور دیگر بہت سے علماء و مشائخ نے ایک جامع دستور آئینِ اسلامی کا مسودہ تیار کیا۔ اس پر علماء نے تائیدی نوٹ لکھے۔ آپ کے علاوہ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور مولانا مخدوم سید ناصر جلالیؒ پر مشتمل وفد نے قائد اعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ مسودۂ آئینِ اسلامی پیش کیا۔ بابائے قوم نے بڑی مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے وفد کو یقین دلایا کہ ''انشاء اللہ قومی اسمبلی کے منظور کرنے پر بہت جلد اس آئینِ اسلامی کو نافذ کر دیا جائے گا۔'' مگر افسوس کہ شدید علالت اور پھر رحلت کی وجہ سے قائد اعظمؒ کا یہ وعدہ پورا نہ ہو سکا۔ (57)

مولانا خلیل الدین آزاد صمدانیؒ ۳۶-۱۹۳۵ء میں مسلم لیگ سے وابستہ ہو گئے۔ مسلم لیگ کے پُر جوش مبلغ کی حیثیت سے ملک کے طول و عرض میں دورے کیے اور کانگرسیوں، احراریوں اور جمعیتیوں کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ مولانا شوکت علیؒ اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے ساتھ مل کر مسلم لیگ کے پیغام کو جگہ جگہ پہنچایا اور اسی سلسلہ میں ہردوئی (یوپی، بھارت) کی جیل میں قید و بند کی تکالیف بھی اُٹھائیں۔ (58)

۹-۱۰-۱۱ر جنوری ۱۹۴۶ء کو جمعیت علماء اسلام پنجاب کی طرف سے اسلامیہ کالج لاہور کی گراؤنڈ میں معروف مسلم لیگی رہنما چوہدری عبدالکریم (ف ۱۹۸۱ء- قلعہ گوجر سنگھ لاہور میں ''عبدالکریم روڈ'' انہی کے نام سے موسوم ہے) نے ایک علماء و مشائخ کانفرنس بلائی جس کی صدارت حضرت امیر ملت قدس سرہٗ نے فرمائی۔ اس کانفرنس میں گورنر کے نافذ کردہ قانون (کہ مذہب اور اللہ کے نام پر ووٹ مانگنا جرم ہے) کی خلاف ورزی کا فیصلہ کیا گیا۔ چوہدری عبدالکریم مائیک پر آئے اور عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''اسلام کے نام پر مسلم لیگ کو ووٹ دیں۔ اگر آپ نے مسلم لیگ کو ووٹ نہ دیا تو حضور اکرمؐ بھی ناراض ہوں گے اور اللہ کا غضب بھی نازل ہوگا۔''

اس اجلاس میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (۱۹۷۰ء-۱۸۹۸ء)، مولانا عبدالغفور ہزارویؒ (۱۹۷۰ء-۱۹۱۰ء)، خواجہ محمد قمرالدین

Marfat.com

سیالویؒ (۱۹۸۱ء-۱۹۰۶ء)،

سید محمد رضا شاہ گیلانی (۱۹۴۹ء-۱۸۹۶ء)،

خواجہ غلام محی الدین گولڑویؒ (۱۹۷۴ء-۱۸۹۱ء)،

پیر صاحب مانکی شریفؒ (۱۹۶۰ء-۱۹۲۲ء)،

مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ (۲۰۰۱ء-۱۹۱۵ء)،

مولانا جمال میاں فرنگی محلیؒ وغیرہم کے علاوہ مولانا ابوالحسنات نے بھی شرکت کی اور اپنے ولولہ انگیز خطاب سے خرمنِ باطل کو جلا کر راکھ کر دیا۔ (59)

۞==۞===۞

مارچ ۱۹۴۰ء میں جب منٹو پارک (اقبال پارک) لاہور میں قراردادِ پاکستان منظور ہوئی تو اس وقت برصغیر کے ممتاز مسلم لیگی لیڈر تشریف فرما تھے۔ اہلسنّت کی نمائندگی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور حضرت شیخ القرآن کر رہے تھے۔ اوّل الذکر نے اس تاریخی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قرارداد پاکستان کی زبردست تائید و حمایت فرمائی۔ حضرت شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزارویؒ اسٹیج پر مولانا ظفر علی خانؒ سے پچھلی سیٹ پر تشریف فرما تھے، اس سے آپ کے سیاسی مقام کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ (60)

۞==۞===۞

مولانا کرم علی ملیح آبادیؒ نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز تحریک خلافت سے کیا۔ فن تقریر پر دسترس حاصل تھی لہٰذا بہت جلد مقبول ہو گئے۔ مسلم کانفرنس، جمعیت علماء ہند (کانپور) کی ورکنگ کمیٹیوں کے رکن رہے۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ سے گہرے روابط تھے۔ ان کی ایماء پر ہی مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور تقسیم ہند تک آل انڈیا مسلم لیگ کونسل اور یوپی مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے ممبر رہے۔ کانگریس کی تردید اور مسلم لیگ کی حمایت میں بھرپور دورے کیے۔ ہندوستان بھر میں مسلم لیگ کی رکن سازی اور تنظیم کے سلسلے میں مثالی کام کیا اور اس راہ میں جو بھی مشکلات پیش آئیں انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ پریس کے ذریعے خاص طور پر مسلم لیگ کی نشر و اشاعت کا کام کیا۔ (61)

۞==۞===۞

۱۵ تا ۱۷/۱۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو لکھنؤ میں قائداعظمؒ کی زیر صدارت ''آل انڈیا مسلم لیگ'' کا تاریخ ساز سالانہ اجلاس منعقد ہوا جسے بجا طور پر تحریک پاکستان کا نقطہ آغاز کہا جا سکتا ہے۔ اس اجلاس میں فلسطینی مسلمانوں کی حمایت میں جو قرارداد منظور کی گئی اس کے محرک عبدالرحمٰن صدیقی (۱۹۵۳ء-۱۸۸۷ء) اور مؤید مولانا کرم علی ملیح آبادیؒ تھے۔ اس قرارداد کا یہ جملہ بے حد اہم تھا کہ اگر حکومت برطانیہ نے اپنی یہود نواز پالیسی ترک نہ کی تو مسلمانانِ ہند، مسلمانانِ عالم کی حمایت میں برطانیہ کو دشمن اسلام سمجھیں گے اور اپنے عقیدے کے مطابق اس کے خلاف تمام ضروری اقدامات کریں گے۔ یہ قرارداد اس سیشن کی قراردادوں میں دوسرے نمبر پر ہے اور اس کی حمایت میں نہ صرف اس کے محرک اور مؤید عبدالرحمٰن صدیقی اور مولانا کرم علی ملیح آبادی نے تقریریں کیں بلکہ بیگم صاحبہ مولانا محمد علی جوہر، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا عبدالستار خیری، آنریبل سید محمد حسین، مسٹر علی بہادر حبیب اللہ اور بیگم شاہنواز نے بھی اپنے پُرجوش تقریروں سے اس کی حمایت کی۔ (62)

۞==۞===۞

۲۶ تا ۲۹ دسمبر ۱۹۳۸ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا ۲۶واں سالانہ اجلاس قائداعظمؒ کی زیر صدارت پٹنہ میں منعقد ہوا۔ مولانا کرم علی نے اس اجلاس میں پوری سرگرمی سے حصہ لیا۔ اس اجلاس میں بھی جب فلسطین کے مسلمانوں کے حق میں قرارداد منظور کی گئی اور حکومت برطانیہ سے کہا گیا کہ اس نے فلسطین کو یہودیوں کا قومی وطن بنا دیا تو اس سے دنیا میں مستقل بدامنی اور شورش پیدا ہو جائے گی تو مولانا کرم علیؒ نے اس قرارداد کی حمایت میں پُرزور تقریر کی۔

Marfat.com

یہ قرارداد پٹنہ سیشن کی قراردادوں میں چوتھے نمبر پر ہے اور اسے مولانا مظہرالدین شیر کوٹیؒ نے پیش کیا تھا اور اس کی تائید مولانا محمد عرفان (۱۹۳۹ء-۱۸۹۶ء) نے کی تھی۔ قرارداد کی حمایت میں جن اکابرین نے تقریریں کی تھیں ان میں مولانا کرم علیؒ کے علاوہ سید حسین میاں آف بہار (۱۹۴۷ء-۱۸۹۴ء)، پروفیسر عبدالستار خیری آف یوپی (۱۹۴۵ء-۱۸۸۶ء)، ابوسعید انور آف پنجاب (۱۹۸۴ء-۱۹۱۴ء)، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ آف یوپی (۱۹۷۰ء-۱۸۹۸ء)، پروفیسر عنایت اللہ ملک آف پنجاب (۱۹۶۶ء-۱۹۰۰ء)، سید رضا علی ایم ایل اے سنٹرل (۱۹۴۹ء-۱۸۸۰ء) اور بنگال کے مولانا محمد اکرم خان (۱۹۶۸ء-۱۸۷۰ء) کے نام قابل ذکر ہیں۔

۱۹۳۸ء ہی میں مولانا کرم علیؒ نے مولانا حسرت موہانی اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے ساتھ صوبہ یوپی کا بڑا تفصیلی دورہ کر کے گاؤں گاؤں اور شہر شہر میں مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا۔ یہ دورہ کئی ہفتوں پر مشتمل تھا۔ اس طوفانی دورہ کا یہ اثر نکلا کہ مسلم لیگ، یوپی میں ایک نہایت فعال اور منظم جماعت بن گئی اور ہندو کانگریس بری طرح ناکام ہوگئی۔(63)

۞==۞===۞

۱۹۴۰ء میں مولانا کرم علی ملیح آبادیؒ نے قائداعظمؒ کے حکم پر مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (۱۹۷۰ء-۱۸۹۸ء) اور نواب بہادر یار جنگؒ (۱۹۴۴ء-۱۹۰۵ء) کے ساتھ صوبہ سرحد کا تفصیلی دورہ کر کے سرخ پوشوں کا زور توڑا اور کانگریس کی بنیادیں ہلا دیں۔ آپ کی ان گراں قدر خدمات کا اعتراف خود دو مرتبہ قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کے جلسوں میں کیا۔(64)

۞==۞===۞

۱۲ تا ۱۵ر اپریل ۱۹۴۱ء کو مدراس میں "آل انڈیا مسلم لیگ" کا اٹھائیسواں سالانہ اجلاس حضرت قائداعظمؒ کی صدارت میں ہوا تو مولانا کرم علیؒ نے اس اجلاس میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے ساتھ مل کر ضلع بدایوں (یوپی) کے ایک قصبہ اجھیانی میں پولیس فائرنگ سے آٹھ مسلمانوں کی شہادت اور متعدد مسلمانوں کے زخمی ہونے کے سلسلہ میں پولیس کی مذمت میں ایک قرارداد منظور کرائی جس میں حکومتِ یوپی سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس سانحہ کی آزادانہ تحقیقات کرائے اور مدراس سیشن کی قرارداد میں اس قرارداد کا گیارہواں نمبر ہے۔(65)

۞==۞===۞

اپریل ۱۹۴۶ء میں بنارس میں آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ اس کانفرنس کی کامیابی کے لیے آپ نے صدرالافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی (۱۹۴۸ء-۱۸۸۳ء) اور حضرت محدث اعظم کچھوچھویؒ (۱۹۶۱ء-۱۸۹۴ء) کی معیت میں یوپی، سی پی، بہار، پنجاب اور بنگال کے دورے کیے۔ اس کانفرنس نے تحریک پاکستان کو ایک نئی روح بخشی۔ پھر مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (۱۹۷۰ء-۱۸۹۸ء) اور مولانا صبغۃ اللہ شہید فرنگی محلیؒ (ف ۱۹۶۴ء) کی رفاقت میں آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسوں، کانفرنسوں اور بعض مشاورتی مجلسوں میں شرکت کرتے رہے حتیٰ کہ پاکستان معرضِ وجود میں آگیا۔(66)

۞==۞===۞

۱۹۴۵ء میں پیر صاحب مانکی شریف محمد امین الحسناتؒ (۱۹۶۰ء-۱۹۲۲ء) نے آپ کے مشورے سے مانکی شریفؒ میں علماء و مشائخ کی کانفرنس طلب کی جس میں سیکڑوں علمائے کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی۔ چند اسمائے گرامی یہ ہیں۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (۱۹۵۱ء-۱۸۴۱ء)، صدر الافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ (۱۹۴۸ء-۱۸۸۳ء)، پیر عبداللطیف زکوڑی شریفؒ (۱۹۷۸ء-۱۹۱۴ء)، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (۱۹۷۰ء-۱۸۹۸ء)، خواجہ غلام سدید الدین تونسویؒ (۱۹۶۰ء-۱۹۰۹ء)، دیوان سید آل رسول علی خان اجمیریؒ

Marfat.com

(۱۸۷۴ء-۱۹۴۳ء)، خواجہ عبدالرشید پانی پتی (۱۸۸۸ء-۱۹۶۲ء) ،خواجہ حسن نظامی دہلوی (۱۸۷۸ء-۱۹۵۵ء)، خواجہ صاحب کربوغہ شریف (۱۸۸۰ء-۱۹۵۲ء)، مولانا بادشاہ گل آف اکوڑہ خٹک، مولانا حضرت گل آف دوسہرہ (۱۸۹۱ء-۱۹۸۱ء) ،فقیر عبدالواسع بنوں۔(67)

۞==۞===۞

تحریک پاکستان کے دوران مسلم لیگ کے مرکزی رہنماؤں نواب بہادر یار جنگ (۱۹۰۵ء-۱۹۴۴ء) مولانا شوکت علی (۱۸۷۲ء-۱۹۳۸ء)، مولانا عبدالحامد بدایونی (۱۸۹۸ء-۱۹۷۰ء)، مولانا کرم علی ملیح آبادی (۱۸۹۲ء-۱۹۷۲ء)، قائداعظم (۱۸۷۶ء-۱۹۴۸ء)، نوابزادہ لیاقت علی خاں (۱۸۹۵ء-۱۹۵۱ء) کے سرحد کے دوروں کے وقت ہر ممکن تعاون کیا اور اپنے جان و مال کے خطرات کو بالائے طاق رکھ کر ان کے جلسوں کو کامیاب کرایا۔(68)

۞==۞===۞

۲۳/مارچ ۱۹۴۰ء کو اقبال پارک لاہور میں ''آل انڈیا مسلم لیگ'' کا اجلاس ''قراردادِ لاہور'' منعقد ہوا تو حضرت امیر ملت نے ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' کی نمائندگی کے لیے پیر صاحب مانکی شریف (ف ۱۹۶۰ء)، مولانا عبدالحامد بدایونی (ف ۱۹۷۰ء)، مولانا عبدالغفور ہزاری ثم وزیرآبادی (ف ۱۹۷۰ء)، پیر عبداللطیف زکوڑی شریف (ف ۱۹۷۸ء) کو بھیجا جبکہ مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی (ف ۲۰۰۱ء) اس وقت نوجوان طلباء کی نمائندگی کر رہے تھے۔ یہ سب حضرات مسلم لیگ کے باقاعدہ مبلغ اور جاں نثار تھے۔(69)

۞==۞===۞

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ علی پوری نے فرمایا ''اب دین اور ملت کی خدمت کی ضرورت ہے یہ کام جو جناح صاحب کر رہے ہیں، ہم سب کا ہے، آپ بھی ان کی اعانت فرمائیں۔''

حضرت امیر ملت کے اس ارشاد کی تعمیل میں پیر صاحب مانکی شریف نے ۱۴/اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مانکی شریف تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں برصغیر کے نامور علماء و مشائخ کی ایک کانفرنس بلائی تاکہ صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کے کام کو تیز تر کیا جائے۔ یہ کانفرنس رات کو پیر معصوم بادشاہ فاروقی سجادہ نشین چورہ شریف ضلع اٹک (ف ۱۹۵۷ء) کی زیر صدارت ہوئی۔ اس کانفرنس میں حضرت امیر ملت کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں صدرالافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی (ف ۱۹۴۸ء)، خواجہ غلام سدیدالدین سجادہ نشین تونسہ شریف (۱۹۶۰ء)، فخر ملت مولانا عبدالحامد بدایونی (ف ۱۹۷۰ء)، مجاہد سرحد پیر محمد عبداللطیف سجادہ نشین زکوڑی شریف، ڈیرہ اسماعیل خاں (ف ۱۹۷۸ء) اور حاجی فضل حق پیر صاحب کاربوغہ شریف (ف ۱۹۵۲ء) جیسے پانچ صد جید علماء و مشائخ نے قدومِ میمنت لزوم فرمایا۔ حضرت امیر ملت نے اپنے روح پرور خطاب میں قائداعظم اور مسلم لیگ کی زبردست حمایت فرمائی۔ تمام حاضرین نے تحریک پاکستان کی تائید و حمایت میں تن من دھن کی بازی لگانے کا عہد کیا۔(70)

۞==۞===۞

پیر سید جماعت علی شاہ کے مدلل اور دندان شکن اور مسکت خطاب کے بعد صدرالافاضل مرادآبادی (ف ۱۹۴۸ء) اور فخر اہلسنّت مولانا عبدالحامد بدایونی (ف ۱۹۷۰ء) کی تقریر تو تین گھنٹے تک جاری رہی۔ بڑے ہنگامے کے بعد آخرکار کانگریسی ایجنٹوں کو منہ کی کھانی پڑی اور تمام حاضرین نے مسلم لیگ اور مطالبہ پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا۔ پھر تو ''امیر ملت زندہ باد'' ''مسلم لیگ زندہ باد'' اور ''پاکستان زندہ باد'' کے فلک شگاف نعروں کے آگے فریق مخالف کو خاموشی سے راہِ فرار اختیار کرنے کے سوا کوئی اور صورت نظر نہ آئی۔(71)

Marfat.com

۞==۞===۞

پیر فضل حق کربوغہ شریفؒ (۱۹۵۲ء-۱۸۸۰ء) نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۴/ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو پیر صاحب مانکی شریفؒ (ف ۱۹۶۰ء) نے اپنے ہاں برصغیر کے نامور علماء و مشائخ کی ایک کانفرنس بلائی تاکہ صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کے کام کو تیز تر کیا جائے۔ یہ کانفرنس رات کو پیر معصوم بادشاہ فاروقی نقشبندی مجددیؒ (ف ۱۹۵۷ء) سجادہ نشین چورہ شریف ضلع اٹک کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں امیر ملت پیر سیّد حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (ف ۱۹۵۱ء) خصوصی طور پر مدعو تھے۔ علاوہ ازیں صدرالافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ (ف ۱۹۴۸ء)، پیر صاحب تونسہ شریف خواجہ غلام سدیدالدینؒ (ف ۱۹۶۰ء)، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (ف ۱۹۷۰ء)، پیر عبداللطیف زکوڑی شریفؒ (ف ۱۹۷۸ء)، مولانا شائستہ گلؒ (ف ۱۹۸۱ء) اور سیکڑوں دیگر علماء و مشائخ کے ساتھ پیر صاحب کربوغہ شریفؒ نے بھی شرکت کی۔ (72)

۞==۞===۞

پیر غلام مجدد سرہندیؒ (۱۹۵۸ء-۱۸۸۳ء) جمعیت علماء ہند کے سرکردہ رہنما بھی رہے مگر جب نہرو رپورٹ پر ۱۹۳۰ء میں حضرت شاہ محمد سلیمان پھلوارویؒ (ف ۱۹۳۵ء)، میر غلام بھیک نیرنگؒ (ف ۱۹۵۲ء)، مولانا عبدالماجد بدایونیؒ (ف ۱۹۳۱ء)، مولانا محمد علی جوہرؒ (ف ۱۹۳۱ء)، مولانا مظہرالدین شیرکوٹی شہید ایڈیٹر ''الامان'' دہلی (ف ۱۹۳۸ء)، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (ف ۱۹۷۰ء)، مولانا حسرت موہانیؒ (۱۹۵۱ء)، مولانا قطب میاں فرنگی محلیؒ (ف ۱۹۵۴ء)، مولانا عنایت اللہ فرنگی محلیؒ (ف ۱۹۴۱ء)، مولانا نثار احمد کانپوری (ف ۱۹۳۱ء)، مولانا عبدالکافی الہ آبادی (ف ۱۹۳۰ء) اور مولانا محمد فاخر الہ آبادیؒ (ف ۱۹۳۰ء) اور دیگر علمائے اہلسنّت نے استعفے دے دیئے تو آپ نے بھی ان کے ساتھ مستعفی ہو کر جمعیت علماء کانپور کی بنا رکھی جس کے صدر مولانا محمد علی جوہرؒ منتخب ہوئے۔ (73)

۞==۞===۞

پیر محمد امین الحسنات آف مانکی شریفؒ (۱۹۶۰ء-۱۹۲۲ء) نے ۱۴/ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو مانکی شریف میں علماء و مشائخ کی کانفرنس طلب کی جس میں سیکڑوں جید علمائے کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی۔ چند قابل ذکر اسمائے گرامی یہ ہیں: امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (ف ۱۹۵۱ء)، صدرالافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ (ف ۱۹۴۸ء)، پیر عبداللطیف زکوڑی شریف (ف ۱۹۷۸ء) مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (ف ۱۹۷۰ء)، خواجہ غلام سدیدالدین تونسویؒ (ف ۱۹۶۰ء)، مولانا بادشاہ گلؒ اکوڑہ خٹک، مولانا حضرت گل آف دوسہرہ، فقیر عبدالواسع بنوں، پیر صاحب کاربوغہ شریفؒ (ف ۱۹۵۲ء)، مولانا شائستہ گلؒ، حضرت دیوان آل رسول علی خاں اجمیریؒ (ف ۱۹۷۳ء)، حضرت خواجہ عبدالرشید پانی پتیؒ (ف ۱۹۶۲ء) اور خواجہ حسن نظامی دہلویؒ (ف ۱۹۵۵ء) (74)

۞==۞===۞

۱۹۳۹ء میں ڈیرہ اسماعیل خان میں مسلم لیگ کی بنیاد رکھی گئی۔ پیر صاحب بھی اپنے دوستوں سمیت مسلم لیگ میں عملی طور پر شریک ہوگئے۔ ۱۹۴۰ء میں جلسہ قراردادِ پاکستان کے موقعہ پر ۲۳/ مارچ کو نوجوان پیر عبداللطیف زکوڑی شریفؒ صاحب نے ڈیرہ اسماعیل خان کی نمائندگی کی اور پھر تحریک پاکستان کو ہر دل کی دھڑکن بنانے کے لیے صوبہ سرحد کے کونے کونے میں دورے کر کے مسلم لیگ کی شاخیں قائم کیں اور جلسے کیے۔ دوسرے صوبوں سے بھی مقررین کو بلایا جن میں نواب بہادر یار جنگؒ (ف ۱۹۴۴ء) مولانا کرم علی ملیح آبادیؒ (ف ۱۹۷۲ء) اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (ف ۱۹۷۰ء) بھی شامل تھے۔ (75)

Marfat.com

۞==۞===۞

دہلی سے واپس آ کر پیر عبداللطیف زکوڑی شریفؒ اوران کے سرفروش ساتھیوں نے رائے عامہ کو پاکستان کے حق میں ہموار کرنے کے لیے طوفانی دورہ کیا۔صوبہ میں کوئی ایسی جگہ نہ رہی جہاں مسلم لیگ کا انتخابی جلسہ نہ ہوا ہو۔ان جلسوں میں پیر صاحب نے پُرجوش تقریریں کیں اور نظریۂ پاکستان سے عوام کو کما حقہٗ آگاہ کیا۔ ہر جگہ پیر صاحبؒ اوران کے ساتھیوں کا پُرجوش استقبال کیا جاتا اور گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے جاتے۔مرکزی مسلم لیگ کی طرف سے بھی مقررین کی ایک ٹیم جس میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (ف ۱۹۷۰ء) جیسے فصیح البیان مقرر تھے،ریفرنڈم کی مہم کو کامیاب بنانے کے لئے بھیجا گیا۔اس طرح یہ معرکہ حق و باطل اپنے عروج کو پہنچ گیا۔اس سلسلے میں گجرات کے مشہور مسلم لیگی چوہدری محمد احسن علیگ (ف ۱۹۸۹ء) نے نہایت اہم خدمات انجام دیں۔(76)

۞==۞===۞

پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا سالانہ اجلاس جالندھر میں ایم اے ایچ اصفہانی کی زیر صدارت ہوا۔صوبائی استقبالیہ کمیٹی کے صدر جناب احسان الحق نے خطبہ پڑھا۔سید قاسم رضوی نے پنجاب مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی تفصیلی سالانہ رپورٹ پیش کی۔جس میں اُنھوں نے بتایا کہ فیڈریشن نے مزید ۲۱ فعال شاخیں کھولی ہیں۔مسلمان طلباء نہایت جوش وخروش سے مصروف عمل ہیں اور چھٹیوں کے دوران تندہی سے مسلم لیگ کا پیغام گھر گھر پہنچا رہے ہیں۔سیّد قاسم رضوی کی رپورٹ کے بعد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے مختصری تقریر میں طالب علموں کی سرگرمیوں کو سراہا اور کہا کہ اگر یہ کوششیں جاری رہیں تو عنقریب پاکستان معرضِ وجود میں آجائے گا۔(77)

۞==۞===۞

الیکشن ۱۹۴۶ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے طلباء کا تو کیا کہنا وہ اپنی کالی شیروانیاں پہنے سر پر جناح ٹوپی اوڑھے ہوئے ٹڈی دَل کی طرح آتے،مخالف کیمپ کو خرد برد کر کے بسیرا کرنے کہیں اور چلے جاتے۔انھیں نواب زادہ لیاقت علی خان صاحبؒ کی اس اپیل کا بھی پاس تھا جو انھوں نے ۲۴ ستمبر ۱۹۴۵ء کو علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے طلباء کو مخاطب کر کے کی تھی اور فرمایا تھا"تمہیں اور ہندوستان کے تمام مسلم طلباء کو مسلم لیگ کے انتخابات میں مدد کرنے کے لیے اسکولوں اور کالجوں سے باہر نکل آنا چاہیے۔تمہیں اچھی طرح سمجھ لینے چاہیے کہ آنے والے انتخابات میں کامیابی یا ناکامی مسلمانانِ ہند کی زیست یا موت کا باعث بنے گی۔اگر تمہارا مستقبل تاریک یا المناک ہو تو تمہاری ڈگریاں کس مصرف کی ہوں گی۔میں تم سے مطالبہ کرتا ہوں کہ آگے بڑھ کر انتخابات میں ہماری مدد کرو۔''ان کا خلوص اوران کی اَن تھک کوششیں قابل دید تھیں۔اس انتخاب کو تو وہ اپنا ذاتی انتخاب سمجھتے تھے کیوں کہ ان کی مادرِ درسگاہ کا ایک سابق ممتاز طالب علم اور آل انڈیا مسلم لیگ کا جنرل سیکریٹری امیدوار تھا اور وہ اس کی حمایت میں رات دن کوشاں تھے۔اس ہی انتخاب میں قاری ظاہر قاسمی صاحب سے میری دوبارہ ملاقات ہوئی۔پہلی مرتبہ دہلی میں ہوئی تھی۔اُنھوں نے دہرہ دون اور سہارنپور کے جلسوں میں تلاوت کلامِ پاک کر کے سیاسی فضا کو ہموار کیا۔اس دورہ میں ایک اور میرے لیے سعادت بخش موقع ہاتھ آیا، جب ہم لوگ فاتحہ کے لیے کلئیر شریف گئے جہاں "پیا صابری" حضرت علاؤالدین صاحبؒ استراحت فرماتے ہیں نواب اسمٰعیل خاں صاحب اور نوابزادہ صاحب کی آمد کا سن کر قوالوں کی چوکیاں آگئیں اور قوالی شروع ہو گئی۔ ہم تینوں نے اپنے اوپر نیچے کے جیب ٹٹولنا

Marfat.com

شروع کئے لیکن افسوس ہے کہ وہ بالکل خالی تھے۔ اللہ کی قدرت دیکھئے کہ تھوڑی دیر قبل ہمارے مذہبی رہنما مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی جو نوابزادہ صاحب کے لئے اپنے مواعظ حسنہ سے انتخاب لڑ رہے تھے تشریف لائے۔ آپ جانتے ہیں کہ ان کا روحانی اور قلبی تعلق حضرت پیرانِ پیر دستگیرؒ سے ہے۔ چنانچہ اس ہی مناسبت سے اُنھوں نے اپنے جُبّہ کے بڑے جیب سے نوٹ نکال نکال کر ہماری دستگیری کی جس سے ہم قوالوں کو نذرانہ پیش کرسکے۔ الحاصل نوابزادہ صاحب بھی اللہ کی مہربانی سے اس معرکۃ الآراء انتخاب میں تقریباً دو ہزار ووٹوں کی اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مرکزی اسمبلی میں اللہ نے مسلم لیگ کو سو فیصدی کامیابی عطا کی اور مسلم لیگ کے اُمیدواروں کو ایک لاکھ ترانوے ہزار سات سو ستاسی (1,93,787) ووٹ ملے جس کی اوسط ستاسی (87%) فیصد ہوتی ہے۔

ہندوستان کے ایوانِ زیریں میں مسلم لیگ کی شاندار کامیابی سے صوبائی انتخابات پر بہت چھا اثر پڑا۔ ویسے تو بہت سی نئی اور پرانی مسلم جماعتیں جن میں سے چند کو کانگریسی اور کانگریسی سرمایہ داروں کی مالی امداد مسلم لیگ کو نیچا دکھانے اور اس کی مسلم نمائندگی کے دعوے کو غلط ثابت کرنے کے لیے حاصل تھیں میدان میں آگئیں۔ ایسی کل اُنیس (19) مخالف جماعتیں تھیں جنھوں نے مسلم نشستوں کے لیے ٹکٹ دیئے اور اس طرح آل انڈیا مسلم لیگ کو ان تمام جماعتوں سے نمٹنا پڑا۔ ان جماعتوں کے نام بھی سن لیجئے۔

۱۔کانگریس ۲۔قوم پرست ۳۔جمعیت العلماء ۴۔مجلس احرار ۵۔کرشک پروجا (بنگال) ۶۔یونینسٹ ۷۔آزاد اُمیدواران ۸۔سید گروپ ۹۔مومن کانفرنس ۱۰۔خاکسار ۱۱۔مسلم مجلس (مدراس) ۱۲۔امارت پارٹی بنگال) ۱۳۔مسلم پارلیمنٹری بورڈ (یوپی) ۱۴۔سُنّی بورڈ (یوپی) ۱۵۔کمیونسٹ پارٹی ۱۶۔شیعہ بورڈ (یوپی) ۱۷۔ریڈیکل ڈیموکریٹک (بنگال) ۱۸۔شیعہ پولیٹیکل کانفرنس ۱۹۔پروجا (آسام)۔ چونکہ صوبائی اسمبلیوں کے رائے دہندگان کو حق رائے دہندگی وسیع پیمانہ پر حاصل تھا، اس لیے صوبائی رائے دہندگان بمقابلہ مرکزی رائے دہندگان کثیر تعداد میں تھے۔ مرکزی اور صوبائی مسلم رائے دہندگان کی جملہ تعداد باسٹھ لاکھ اکیانوے ہزار چار سو دو (62,91,402) تھی۔ جنھوں نے تمام ہندوستان میں ووٹ ڈالے۔ صوبائی انتخابات میں تو بڑی گھما گھمی رہی کیونکہ مسلم لیگ کے اُمیدواروں کو اُنیس جماعتیں نیچا دکھانا چاہتی تھیں۔ قائداعظمؒ اور ان کی قوم حق پر تھی، وہ اپنے جائز حقوق حاصل کرنے کے لئے پُرامن آئینی جہاد کر رہے تھے۔ علاوہ ازیں ان کے سروں پر اللہ کا ہاتھ تھا اور بزرگوں کی دُعائیں شامل حال تھیں اس لیے ہماری فتح یقینی تھی)۔ (78)

۞===۞==۞

تقسیم ملک اور قیام پاکستان کا نام سن کر کانگریس اور دوسرے ہندو حلقوں کے تن بدن میں آگ لگ گئی، گاندھی جی، مولانا ابوالکلام آزاد، پنڈت جواہر لال نہرو اور دوسرے کانگریسی لیڈر مخالفت کے لیے میدان میں آگئے۔ ساتھ ہی ساتھ جمعیت العلمائے ہند کے بعض عالموں کو انھوں نے اس طرح اپنا ہمنوا بنا لیا کہ دو قومی نظریے کی زیادہ مخالفت انہیں کی طرف سے ہوئی۔ قوم ،قومیت اور قومیت کے عناصر پر دھواں دھار مخالفانہ تقریریں کی گئیں۔ مضامین لکھے گئے، شرعی نقطہ نظر سے ان کی تشریحات کی

Marfat.com

گئیں اور عام مسلمانوں کو مسلم لیگ اور دو قومی نظریے سے بدظن کرنے کے لیے یہ باور کرانے کی سعی کی گئی کہ ''دو قومی نظریہ اسلامی تعلیمات اور دینی نقطہ نظر کے منافی ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، علامہ سیّد سلیمان ندویؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا ظفر احمد انصاریؒ اور بعض دوسرے علما اور دانشوروں کی طرف سے اس کی تردیدیں شائع ہوئیں۔ ہندو مہاسبھا جیسی مسلمان دشمن جماعتوں نے مسلم لیگ اور اس کے حامیوں پر غداری کا الزام لگایا اور مسلمانوں کو پاکستان کے خیال سے باز رکھنے کے لیے ہراساں کیا اور طرح طرح کی جارحیت اور تشدد کا نشانہ بنایا لیکن قائد اعظمؒ کی بُردباری اور مسلمانوں کی عام سیاسی بیداری کے سبب مسلم لیگ سارے حربوں کو جھیل گئی۔ حریفوں کی کوئی چال کامیاب نہ ہوئی اور اپنی منزل کی سمت مسلم لیگ کا قدم روز بہ روز آگے بڑھتا گیا۔(79)

☆==☆===☆

مولانا ظفر علی خاں فرماتے ہیں: ع...... ایک چکر ہے میرے پاؤں میں زنجیر نہیں

کبھی ملتان میں ہوتا ہوں، کبھی جھنگ میں، کبھی لائل پور میں ہوں کبھی سندیلہ سے ہردوئی پہنچا۔ وہاں سے شاہ آباد گیا اور شاہ آباد سے شاہ جہاں پور ہوتا ہوا یہاں حاضر ہوا ہوں۔ ہزاروں مسلمانوں میں شبانہ روز تقریریں کرنا، نیند کا میسر نہ آنا، ان حالات میں صفحہ قرطاس پر اپنے خیالات کا جمع کرنا ناممکن العمل ہو رہا ہے۔ اس لیے مجبوراً خطبہ صدارت کا فرض قلم کی بجائے زبان سے انجام دے رہا ہوں۔ مجھے اُمید ہے کہ محترمی جناب مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونیؒ جنھوں نے میری تیز رفتار تقریر کو سپردِ قلم کرنے کا چیلنج منظور فرما لیا ہے، میرے الفاظ کو قلم بند فرمالیں گے اور ان کی اس عنایت سے میرے خیالات اخبارات میں شائع ہوسکیں گے۔ (روزنامہ ''زمیندار'' لاہور، ۳۰/اکتوبر ۱۹۳۸ء)

چنانچہ یہ خطبہ صدارت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی کاوش سے مرتب ہو کر ۳۰/اکتوبر کے ''زمیندار'' میں شائع ہوا۔(80)

☆==☆===☆

''دیوانِ معروف'' نواب الٰہی بخش خاں معروف

معروف (ف ۱۸۲۷ء) غالبؔ کے خسر تھے۔ اُنھوں نے دو دیوان یادگار چھوڑے، جن میں سے ایک دیوان مرزا نصر اللہ خاں صدر محاسب حکومت حیدر آباد کی کوشش سے ۱۹۳۵ء میں نظامی پریس سے طبع ہوا۔ دیوان کے آخر میں معروفؔ کی تصنیف ''تسبیح زمرد'' بھی شامل ہے۔

اس نسخے کی صحت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (ف ۱۹۷۰ء) نے کی تھی اور انہی کے مقدمے کے ساتھ یہ نسخہ طبع ہوا تھا۔ دیوان کے آخر میں سعید الدین خاں طالبؒ (ف ۱۹۲۵ء)، احسنؔ مارہرویؒ (ف ۱۹۴۰ء)، ضیاء القادریؒ (ف ۱۹۷۰ء)، مجتہد الدین احمد عیشؔ بدایونیؒ (ف ۱۹۵۵ء) کی تقریظیں اور تبصرے شامل ہیں۔ سائل دہلویؒ (ف ۱۹۴۵ء)، ضیاء القادریؒ، قمر بدایونیؒ (ف ۱۹۴۱ء)، جامیؔ بدایونیؒ (ف ۱۹۶۵ء) کے تاریخی قطعات جو طباعت سے متعلق ہیں، شامل ہیں۔ مطبوعہ دیوان ۲۹x۲۲/۸ سائز کے ۲۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔(81)

☆==☆===☆

جمعیت علمائے پاکستان کا وفد مصر و حجاز و عراق: عالم اسلامی کے مسائل سے دلچسپی ہی کا سبب تھا کہ حضرت شیخ ازہر نے مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کو دعوت دی کہ وہ جمعیت کا ایک وفد مصر لائیں تاکہ علمائے ازہر اور جمعیت علمائے پاکستان کے مابین روابط مضبوط و مستحکم ہوں، چنانچہ حضرت علامہ بدایونیؒ کی قیادت میں چھ افراد پر مشتمل وفد مصر گیا۔ دو ہفتے کے قریب وفد نے علمائے

Marfat.com

ازہر اور زعمائے مصر سے تبادلہ خیالات کیا اور بعض ایسے نمایاں کام کئے جو اس وقت تک ہمارا سفارت خانہ بھی نہ کر سکا۔ مثلاً ازہر یونیورسٹی میں جمعیت کے وفد کی تجویز پر پاکستان ہوسٹل قائم کیا گیا۔ کراچی میں منجانب ازہر ایک ثقافتی، علمی، ادبی ادارہ کا قیام منظور کیا گیا۔

یہ وفد مصر سے مدینہ منورہ، مکمہ معظمہ ہوتا ہوا براستہ مصر، عراق مقدس گیا جہاں حضرت نقیب الاشراف اور تمام علماء و مشائخ نے وفد کا کافی سے زیادہ اعزا کیا ہمیں مسرت ہوئی کہ مولانا بدایونی ؒ کی تحریک پر مسٹر غلام محمد سابق گورنر جنرل پاکستان نے آستانہ حضور غوث الاعظم پر غلاف چڑھانا منظور فرمایا۔ اس رسم کو کافی اہتمام کے ساتھ مولانا بدایونی ؒ نے بغداد شریف میں مکمل فرمایا۔

علمائے اہلسنّت کی تبلیغی جدوجہد: مجھے مسرت ہے کہ جمعیت علمائے پاکستان سے تعلق رکھنے والے حضرات علما و مشائخ پوری سرگرمی کے ساتھ کراچی اور سندھ وغیرہ میں تبلیغی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حضرت علامہ بدایونی ؒ، مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی ؒ، حضرت مولانا مفتی صاحب داد صاحب ؒ، حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی ؒ، حضرت امیر احمد جودھپوری ؒ، حضرت مولانا سیّد عبدالسلام باندوی ؒ، مولانا مفتی غلام قادر کشمیری ؒ، مولانا عبید الرحمٰن صاحب ؒ، مولانا سید محمد ہاشم صاحب بہاری ؒ، حضرت مولانا مخدوم ناصر جلالی ؒ، مولانا عمر الٰہی دہلوی ؒ، مولانا عبدالمتین صاحب قادری ؒ، مولانا یعقوب حسین صاحب ضیاء القادری ؒ، مولانا قاری احمد صاحب پیلی بھیتی ؒ، مولانا مسعود احمد صاحب دہلوی ؒ، مولانا تصدق علی صاحب ؒ، مولانا عبدالکریم صاحب ؒ، مولانا مرشد حسین صاحب ؒ، مولوی حاجی محمد طیب صاحب فاروقی ؒ اپنے اپنے مواعظ ونصائح کا سلسلہ جاری کیے ہوئے ہیں۔ (82)

سنّی کانفرنس پھپھوند (ضلع اٹاوہ) منعقدہ: ۱۱ر فروری ۱۹۴۶ء،
زیر صدارت: حضرت مولانا ابوالحامد سید محمد محدث کچھوچھوی ؒ
تقاریر: حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی ؒ، حضرت مولانا محمد عبدالحامد بدایونی ؒ

گزشتہ صفحات میں مذکورہ بالا سنّی کانفرنس کا خطبہ صدارت سید مصباح الحسن مودودی درج ہو چکا ہے، اس اجلاس کی دو اہم تقریروں کا خلاصہ جو مولانا اعزاز حسین، ناظم سنّی کانفرنس پھپھوند (ضلع اٹاوہ) نے قلمبند کیا تھا، درج ذیل ہے۔

"سنّی کانفرنس پھپھوند کا آخری شاندار اجلاس ۱۱ر فروری ۱۹۴۶ء کو بعد نماز عشاء شروع ہوا۔ حاضرین کی تعداد ہزار ہا تھی۔ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی (ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنّی کانفرنس) نے اپنی فاضلانہ تقریر میں مسلمانوں کو بتایا کہ وہ احکام اسلام کی پابندی کرتے ہوئے پاکستان کے حصول کی کوشش کریں اور اپنے اندر اسلام کی اطاعت کا جذبہ پیدا کریں اگر مسلمان دین متین کا جذبہ پیدا کر کے متحرک ہو گئے تو مستقبل قریب میں پاکستان کا مل جانا دشوار نہیں اس کے بعد آپ نے کانگریس کی ہندوانہ ذہنیت پر تبصرہ فرمایا۔ آپ کے بعد حضرت صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب مفتی اعظم نے اہلسنّت کی تفسیر اور اتحاد و اتفاق پر زبردست تقریر فرمائی۔

تمام مجمع حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی ؒ (پروپیگنڈہ سیکریٹری آل انڈیا سنّی کانفرنس) کی تقریر کے لیے مضطرب تھا اور برابر تقاضے کیے جا رہے تھے کہ حضرت ممدوح تقریر فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے کپتان عبدالرشید صاحب کی رہائی کے مطالبہ کا رزولیوشن اپنی پُر جوش تقریر کے ساتھ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت نے کپتان عبدالرشید کی سزایابی کے معاملہ میں جو عاقبت نااندیشانہ طریقہ اختیار کیا ہے وہ مسلمانانِ ہند میں ہیجان عظیم پیدا کر رہا ہے اور عام و خاص طور پر ہر مسلمان اپنے ایک

Marfat.com

خادم بھائی کی اعانت کے لیے ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار رہے۔ میں مسلمانوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ اس معاملہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے قائد کے احکام کا انتظار کریں کیونکہ انتخابات کی مہم کا کام ہنوز سر پر ہے اسے کامیاب بنانا سب سے مقدم ہے۔(83)

۞==۞===۞

اجلاس انجمن نعمانیہ، ہند، لاہور، منعقدہ ۳رمئی ۱۹۴۶ء بمقام شاہی مسجد

زیر صدارت: حضرت خواجہ محمد قمر الدین سجادہ نشین سیال شریف

فخر ملت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، ناظم نشر و اشاعت، آل انڈیا سنّی کانفرنس کی تقریر کا خلاصہ

۳رمئی ۱۹۴۶ء کو شاہی مسجد، لاہور میں مرکزی انجمن نعمانیہ ہند کا ساٹھواں سالانہ اجلاس شروع ہوا۔ صدارت کے فرائض حضرت صاحبزادہ خواجہ محمد قمر الدین، زیب آستانہ سیال شریف نے انجام دیئے۔ مولانا عبدالحامد قادری بدایونیؒ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''ہندوستان کے مسلمانوں کی تمام خرابیوں کا واحد حل قیام پاکستان میں مضمر ہے۔ پاکستان دس کروڑ مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال بن چکا ہے ہم آزادانہ زندگی بسر کرنے کے لیے یا تو پاکستان حاصل کریں گے اور یا مٹ جائیں گے۔ دو ٹوک فیصلہ کی گھڑی آ پہنچی ہے۔ ہم پاکستان کی راہ کے ہر روڑے کو ہٹا دینے کا عزم بالجزم کر چکے ہیں۔ وزارتی مشن کو تنبیہ کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا۔ اگر دس کروڑ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت (مسلم لیگ) کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کے نتائج نہایت المناک ہوں گے۔''

۴رمئی کو انجمن نعمانیہ کے سالانہ اجلاس کی نشست اسلامیہ کالج کے میدان میں منعقد ہوئی۔ حضرت پیر صاحب مانکی شریف (صوبہ سرحد) نے سہ پہر کی نشست کی صدارت کی۔ اس اجلاس میں مولانا عارف اللہ صاحب میرٹھیؒ اور مولانا عبدالحامد صاحب بدایونیؒ نے تقریریں کیں۔(84)

۞==۞===۞

مطالبہ پاکستان، سنّی علماء کے تعاون سے ہمہ گیر تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔ علماء و مشائخ نے ملک اور بیرونِ ملک ''پاکستان'' کا مفہوم واضح کیا۔ مسلسل مساعی سے قیام پاکستان کے لیے راہ ہموار کی۔ ۱۹۴۶ء میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنّی کانفرنس نے کنوینر حج وفد کی حیثیت سے حجاز مقدس میں حج کے موقع پر آئے ہوئے ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں کے سامنے مطالبہ پاکستان کو واضح کیا۔ اس وفد میں مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھیؒ بھی شامل تھے۔ وفد کی کوششوں سے ممالک اسلامیہ کے تمام مسلمان مطالبہ پاکستان کے ساتھ متفق ہو گئے۔ اس شاندار کامیابی پر ۳رمئی ۱۹۴۶ء کو ایک ملاقات میں قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کو ان کی کامیاب خدمات پر مبارکباد دی اور ان کی خدمات جلیلہ کو سراہا۔(85)

۞==۞===۞

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونیؒ، کنوینر وفد حجاز کا بیان

حضرت محترم الحاج مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونیؒ نے کراچی تشریف فرما ہو کر آل انڈیا مسلم لیگ کے وفد حجاز کے متعلق حسب ذیل بیان بغرض اشاعت دیا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا وفد حجاز میں دو ہفتے مقیم رہا۔ حکومت سعودیہ کا وفد کے ساتھ بہت اچھا طرزِ عمل رہا۔ تسہیل حجاج کے لیے وفد نے جس قدر بھی تجاویز پیش کیں اکثر کو قبول کیا گیا۔ نفس ٹیکس کی حرمت کو جلالۃ الملک نے تسلیم کر لیا مگر اس کی معافی غور طلب ہے۔ انشاء اللہ اس کا بھی آخری فیصلہ جلد ہو جائے گا۔ ملک الحجاز نے تحریک پاکستان سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے مسلمانانِ

Marfat.com

ہند کو پیام دیا کہ وہ خدا پر بھروسہ کریں، مشرکین ہند پر قطعاً اعتماد نہ کریں۔ اپنی جدوجہد کو جاری کریں، صبر سے کام لیں، خدا ان کی ضرور مدد کرے گا۔ وفد نے عالم اسلامی کے ہر ملک کے زعماء کو مسئلہ پاکستان پوری طرح سمجھایا اور مسلمانانِ ہند کے سیاسی موقف سے بخوبی واقف کیا۔ عالم اسلامی کے زعما و علما نے مسلمانانِ ہندوستان کی تائید کا وعدہ کیا اور وفد کو عالم اسلامی میں آنے کی دعوت دی اور اس پر زور دیا کہ تمام ممالک اسلامیہ میں مسلم لیگ کے وفد آنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارے عوام بھی پاکستان کو بخوبی سمجھ سکیں۔ عالم اسلامی کے ان مشاہیر نے اس کا بھی وعدہ کیا کہ وہ واپس جا کر اسلامیانِ ہند کے مسائل ذہن نشین کرائیں گے اور مسلم لیگ سے اپنا رابطہ اتحاد قائم کریں گے۔ مولانا عبدالعلیم صدیقی" آف میرٹھ مدینہ طیبہ ٹھہر گئے ہیں، واپسی پر وہ مصر وغیرہ جائیں گے۔ میرا عزم ہے کہ آخر جنوری تک ممالک اسلامیہ کے دورے پر روانہ ہو جاؤں۔ مولانا شیخ عبدالطیب مکہ معظمہ سے عراق گئے۔ مفصل رپورٹ بعد میں شائع کی جائے گی۔ (مطبوعہ ۱۰ر جنوری ۱۹۴۷ء)(86)

۞==۞===۞

دارالمبلغین: (۱۹) آل انڈیا سنّی کانفرنس کا یہ اجلاس مسلمانوں کی اہم ضرورتوں پر نظر کرتے ہوئے تجویز کرتا ہے کہ ایک دارالمبلغین قائم کیا جائے، جس میں واعظین و مبلغین پیدا کیے جائیں جو تبلیغ و اشاعت کا بہترین کام کر سکیں۔ اس دارالمبلغین میں فارغ التحصیل یا ادنیٰ درجہ کے عربی و فارسی جاننے والوں کو داخل کیا جائے جو تقریر و مکالمہ کا مذاق رکھتے ہوں۔ نیز ایسے اشخاص کو بھی داخل کیا جا سکتا ہے جو مغربی تعلیم سے واقف ہوں، تاکہ نصاب کی تعلیم مکمل کر کے مغربی طبقات میں بآسانی تبلیغ کر سکیں۔ اس دارالمبلغین کا نصاب مرتب کرنے کے لیے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھیؒ، حضرت علامہ مولانا صبغۃ اللہ صاحب شہید انصاری فرنگی محلیؒ، حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونیؒ۔

(۲۰) مولانا عبدالحامد صاحب قادریؒ اس کمیٹی کے ناظم ہوں اور دارالمبلغین کا مرکز بدایوں ہو۔

(۲۱) یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا کے لیے مناسب وظائف کا انتظام کیا جائے۔

مجلس چہارم ۳۰ر اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۹ بجے صبح تا ایک بجے دوپہر اندرونِ باغ فاطمان حسب ذیل تجاویز بالتفاق آراء منظور ہوئیں۔ (87)

۞==۞===۞

جمعیت آئین ساز: (۱۴) چونکہ سنّی کانفرنس ابتدائی دَور سے ترقی کر کے کافی وسعت اختیار کر چکی ہے، اس لیے اس کے آئین میں مزید اضافوں پر کافی غور کرنے کے لیے ایک مجلس ترتیب دی جائے کم از کم سات ارکان پر مشتمل ہو۔ اس آئین کی نقلیں جملہ ارکان کے پاس بھیج دی جائیں، جب وہ اس پر کافی غور لیں، اُس وقت مجلس منعقد کر کے منظوری لی جائے، جب سالانہ جلسہ ہو اُس وقت تک اس آئین منظور کردہ جمعیت عاملہ پر عمل ہوگا۔

(ارکان) حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھو شریف"، حضرت صدرالافاضل صاحب"، حضرت صدرالشریعہ صاحب"، حضرت ملک العلماء صاحب"، حضرت مفتی اعظم ہند صاحب"، حضرت مولانا عبدالحامد صاحب"، حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھیؒ۔

اظہارِ تہنیت: (۱۵) آل انڈیا سنّی کانفرنس کا یہ اجلاس حضرت صدرالافاضل اُستاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب" ناظم آل انڈیا سنّی کانفرنس، و حضرت فخر ملت و طریقت مولانا سید ابوالحامد سید محمد صاحب محدث اعظم ہند"، حضرت مولانا عبدالحامد

Marfat.com

صاحب قادری بدایونی ناظم نشرواشاعت کی اُن مساعی جمیلہ پر جو سنّی کانفرنس کے لیے فرمائی ہیں انتہائی اخلاص وعقیدت کے ساتھ مبارکباد دیتا ہے اور یقین رکھتا ہے کہ ان حضرات کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ سنّی کانفرنس آج اس بلند معیار پر پہنچ رہی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ان حضرات کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور آئندہ بھی کانفرنس کو ان کی رہنمائی ومساعی سے مستفید ہونے کا موقع عطا فرمائے۔

مجلس پنجم ۳۰؍اپریل ۴۶ء بوقت ۵ تا ۶ بجے شام اندرون باغ فاطماں، حسب ذیل تجویز باتفاق آرا منظور ہوئی۔

آئندہ عہدیداران: (۱) یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ آئندہ آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے لیے صدر حامیِ ملت ناصرِ سنت راس المحدثین المتکلمین فرزند رسول نور نگاہ بتول حضرت مولانا سید شاہ سید محمد صاحب محدث اشرفی جیلانی کچھوچھوی مدظلہٗ قرار دیے جائیں اور ناظم اعلیٰ حضرت صدرالافاضل اُستاذ العلماء مولانا مولوی حافظ حکیم سیّد محمد نعیم الدین صاحب مدظلہٗ مرادآبادی بدستور رہیں اور ناظم نشرو اشاعت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی مقرر ہوں۔

محرک: مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی (88)

۞==۞===۞

آل انڈیا سُنّی کانفرنس اجمیر (خصوصی اجلاس) ۵-۶؍رجب ۱۳۶۵ھ-۷-۸ جون ۱۹۴۶ء (خواجہ اجمیریؒ کا عرس)

درگاہ معلّیٰ اجمیر شریف کی مسجد شاہ جہانی میں خواجہ غریب نواز اجمیریؒ کے عرس کے موقع پر آل انڈیا سنی کانفرنس کے عظیم الشان اجلاس حضرت دیوان سید آل رسول علی خاں سجادہ نشین آستانہ اجمیر پاک کی صدارت میں منعقد ہوئے۔ ہزاروں علماء ومشائخ نے شرکت کی۔ ایک لاکھ سے زائد عام مسلمانوں کا اجتماع رہا۔ حضرت مولانا سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی صدر آل انڈیا سنّی کانفرنس، حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین ناظم عمومی و حضرت مولانا شاہ عبدالحامد قادری بدایونی ناظم نشرواشاعت، حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، حاجی محمد عارفین، مولانا جیلانی میاں، مولانا نذیر حسین دہلوی، حضرت مولانا سید عبدالمجید، حاجی محمد عابد القادری کی تقاریر ومساعی نے اس اجلاس کو کامیاب بنایا۔ (89)

۞==۞===۞

اجلاس سنّی کانفرنس پھپوند، منعقدہ ۲۰؍مئی ۱۹۴۶ء

زیر صدارت: پیرزادہ حضرت بشیر میاں صاحب خیرآبادیؒ

مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی

ناظم نشرواشاعت آل انڈیا سنّی کانفرنس کی تقریر کا خلاصہ

نوٹ: سنّی کانفرنس پھپوند کے اس اجلاس میں مولانا سید مصباح الحسن زیب آستانہ پھپوند نے مولانا بدایونیؒ سے فرمایا کہ آل انڈیا سنّی کانفرنس، بنارس کی پاس کردہ تجاویز، مسائل حاضرہ اور وزارتی ڈیلی گیشن کی سفارشات نیز مسئلہ پاکستان پر اہل سنت و جماعت کے مؤقف پر روشنی ڈالیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی تقریر میں جو ارشاد فرمایا، اسے مولانا سیّد اعزاز حسن، سیکریٹری ڈسٹرکٹ سنّی کانفرنس پھپوند نے ضبط تحریر میں لا کر طبع کروا دیا۔

مسنونہ خطبہ کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا ''آل انڈیا سنّی کانفرنس چاہتی ہے کہ مشائخ وعلمائے اہلسنّت میں باہمی ارتباط پیدا ہو، ہماری خانقاہوں کو تبلیغ واشاعت کا مرکز بنایا جائے۔ بزرگوں کے اعراس سے ہر مرید ایک جذبہ دینی لے کر جائے۔ مدارس دینیہ منظّم ہوں۔ عنقریب (آل انڈیا سنّی کانفرنس کے مجوزہ پروگرام کے مطابق) ایک دارالمبلّغین بدایوں کھولا جائے گا جہاں سے مبلّغین تیار کر کے مختلف قطعات میں روانہ کیے جائیں گے۔

آل انڈیا سنّی کانفرنس مسائل حاضرہ میں مذہبی حیثیت سے رہنمائی کرے گی۔ ہماری کانفرنس بنارس میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے طے کر چکی ہے کہ اکثریت والے صوبہ جات میں صرف وہی حکومت اسلامی حکومت کہی جا سکے گی جو قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق بنائی جائے اور

Marfat.com

ایسی حکومت کے حصول کے لئے ہمارا ہر شیخ طریقت اور عالم ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔ مسئلہ پاکستان پر حضرت ممدوح نے اپنے خاص انداز میں روشنی ڈالی۔

آخر میں آپ نے فرمایا۔ مجھے بکثرت احباب وزارتی کمیشن کی سفارشات پر استصواب کر رہے ہیں چونکہ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر (قائد اعظم) نے ہنوز کوئی بیان نہیں دیا ہے، اس لیے میں فی الحال اس پر زیادہ تفصیل سے کہنا مناسب نہیں سمجھتا۔ لیکن ذاتی طور پر میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ مشن مسلمانوں کو اپنے گورکھ دھندے میں پھانسنا چاہتا ہے۔ مشن کی سفارشات کرپس مشن سے بھی بدتر ہیں۔ کہیں کہیں مشن نے مسلمانوں کے آنسو پونچھنے کی مضحکہ خیز کوشش کی ہے نہ تو مطالبہ پاکستان ہی تسلیم کیا گیا ہے نہ مسلم لیگ کے پیش کردہ دوسرے اہم اجزاء پر دیانتداری سے (توجہ) کی گئی ہے۔ اکثر و بیشتر کانگریس کی ترجمانی کرتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندو زعماء کے پورے کے پورے الفاظ صفحات پر نقل کر دیئے گئے ہیں۔ سفارشات حد درجہ گمراہ کن ہیں البتہ جماعتی حیثیت سے مسلم لیگ کا جو بھی فیصلہ ہوگا اس پر عمل کیا جانا ضروری ہوگا۔ مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی اور کونسل کی میٹنگوں میں یقیناً اس سفارشات پر بحث لائی جائے گی۔

مسلمانوں کی سیاسی زندگی کے لیے پاکستان کے سوا کوئی دوسرا طریقہ حکومت قابل عمل نہیں ہو سکتا۔ مسلمان اس راہ میں ہر مصیبت کے لیے تیار ہیں۔

حضرت خطیب اعظم کی وجد آفریں تقریر نے سامعین کے قلوب پر اپنے گہرے تاثرات قائم کر دیے، آپ بمعیت مولانا قاضی یوسف حسن صاحب رحمانی ۲۱ مئی کو فیروز آباد کے جلسہ مسلم لیگ کی شرکت کے لیے پھپوند سے واپس ہوئے۔ (90)

سنی کانفرنس کراچی، منعقدہ ۱۲-۱۳/۱۴ اکتوبر ۱۹۴۶ء۔
زیر صدارت مولانا قاری شاہ غلام رسول قادری
مولانا عبدالحامد بدایونی کی تقریر کا خلاصہ
از قلم: صاحبزادہ علمی القادری، نائب ناظم جمعیت سنیہ جامعہ قادریہ، کراچی

"حضرت مولانا الحاج شاہ عبدالحامد صاحب قادری بدایونی (پروپیگنڈا سیکریٹری آل انڈیا سنی کانفرنس) دامت برکاتہٗ نے اپنے ہر دو ولولہ انگیز تقاریر میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے دیرینہ نمائندوں کی بارہ تیرہ سالہ سیاسی و مذہبی خدمات اور تعاون خیر کی درخشندہ کامیابیوں کا تذکرہ فرمایا جو "مسلم لیگ" کو حاصل ہوئیں۔ دورانِ تقریر آپ نے غدارانِ ملت کانگریسی مسلمانوں اور ہندو لیڈروں کی مسلم کش پالیسی پر تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو کانگریسیوں کے "کوئیٹ انڈیا" والے نعرے کو یاد رکھنا چاہیے جو موجودہ عبوری حکومت کے جلوؤں سے سوراج مانگنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا ہے اور ہندوستان کی مقبول عام "اُردو زبان" کی تخریب کے لیے آسان و سہل اُردو تلفظ کی بجائے ہندی انتہائی ناگفتہ بہ تلفظات کو اس میں جبراً ٹھونسا جا رہا ہے۔ ہندو پاکستان کے بننے سے کیوں ڈرتے ہیں، اس لیے کہ ان کو "افغانستان بابوں" سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں یہ سارے ہندوستان پر قبضہ نہ جما لیں۔ مجھے تحریکِ خلافت کے لیڈروں سے گفت و شنید کرنے کا بھی موقع ملا ہے اور میں ان کے ساتھ شریک کار رہا ہوں، یہ حضرات مولانا شوکت علی و محمد علی نور اللہ مرقدہٗ کی جوتیوں کا صدقہ ہے، جنھوں نے گاندھی کو سیاسی گر سکھلائے، علاوہ ازیں میں ان نام نہاد مسلمانوں سے پوچھتا ہوں جو کہتے ہیں کہ "سنی کانفرنس" کیوں بنی؟ اکثر علماء ایسی درس گاہ کے فارغ التحصیل ہیں جو کانگریسی ذہنیت کے نشوونما کی حامل ہے اور آج اس پر "ترنگا جھنڈا" لہرایا جا رہا ہے۔ مولوی حسین احمد جو خود کو "مدنی" کہلواتا ہے، حرمین

Marfat.com

الشریفین میں اپنی زبان سے کہہ رہا تھا کہ "ہندوستان میں مرنا اور کانگریسیوں کی خدمت کرنا جوارِ رسول میں مرنے اور مسجد نبوی میں درس دینے سے افضل ہے۔ (نعوذ باللہ من سوء العقائد)

اس کے برعکس میں بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ "مسلم لیگ" کو معراج پر پہنچانے والے خدا کے فضل سے "سنّی کانفرنس" ہی کے دیرینہ نمائندہ اور سر برآوردہ حضرات تھے اور ہیں۔ مولانا شوکت علیؒ اور مولانا محمد علیؒ مرحوم کون تھے؟ میرے بھائی مولانا عبدالماجد بدایونیؒ کون تھے؟ مولانا فاخرؒ کون تھے؟ یہ سب کے سب سنّی کانفرنس کے نمائندے اور "مسلم لیگ" کو پروان چڑھانے والے بہترین سیاسی لیڈر تھے۔ میں سب حاضرین جلسہ سے دریافت کرتا ہوں تم بھی بولو۔ آیا سنّی کانفرنس کے یہ اصول مثلاً "خانقاہی اصلاحی نظام"، "دینی مدارس و مساجد کی تنظیم"، "مرکزی دارالافتاء و دارالمصنّفین" کا قیام بُرا ہے؟ سب حاضرین نے متفق ہو کر کہا "نہیں ہرگز نہیں"۔

تو پھر آپ سب کو میں وہی بات کہہ دینا چاہتا ہوں جو ایک ہفتہ قبل قائداعظم سے کہی تھی کہ اگر مسلم لیگ اپنے مطالبہ "پاکستان" سے ہٹ گئی تو کیا پروا؟ مگر آل انڈیا سنّی کانفرنس ہرگز مطالبہ پاکستان سے نہیں ہٹ سکتی۔ اگر خدا نے چاہا اور اس کے مقدس حبیب کو منظور ہوا تو ہم ہر ممکن طریق پر پاکستان حاصل کر کے رہیں گے۔ میں آپ سب حاضرین سے دریافت کرتا ہوں کہ "قائداعظم" آپ کے امام ہیں، حاضرین نے کہا ...... نہیں۔ کیا مذہبی پیشوا یا پیر ہیں:...... حاضرین نے کہا نہیں ہرگز نہیں۔ تو میں آپ کو بتلاؤں کہ وہ کیا ہیں۔ سن لو! "وکیل السیاستہ" قائداعظم سیاسی وکیل ہیں جو موجودہ فرنگی سیاست کے پیچوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ آخر میں، میں آپ سب سنّی مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر تمہیں پاکستان حاصل کرنا ہے تو اپنی مساجد کی تنظیم کرو اور خود نماز کے پابند ہو جاؤ اور جمعیت سُنیہ کراچی کے ساتھ اشتراکِ عمل کرو۔" (91)

۞==۞===۞

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کا دورۂ نانپارہ و بہرائچ

از جناب جوائنٹ سیکریٹری صاحب مسلم لیگ بہرائچ

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی پروپیگنڈا سیکریٹری آل انڈیا سنّی کانفرنس ۲۵ر فروری کو مجموعہ نگر لکھنؤ کے عام جلسہ میں شریک ہو کر نانپارہ کے لیے روانہ ہوئے۔ ۲۶ر فروری کو نانپارہ پہنچے۔ اسی دن سہ پہر کو نانپارہ میں ایک عظیم الشان جلسہ عام منجانب مسلم لیگ منعقد ہوا۔ پنجاب کے اراکین وفد کی تقریروں کے بعد حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری نے ایک ولولہ انگریز تقریر فرمائی۔ حاضرین نے راجہ صاحب نانپارہ کی حمایت و تائید کا عہدِ واثق کیا۔ شب کو مدرسہ مصباح العلوم کے جلسہ میں حضرت مولانا بدایونی کی تقریر کا نظم کیا گیا۔ راجہ صاحب نانپارہ نے بھی حضرت مولانا کی تقریر کی سماعت کے لیے تمام وقت صرف فرمایا۔ سیرت نبویہ پر آپ نے زبردست تقریر فرمائی۔ حضرت مولانا قاضی احسان الحق صاحب نعیمی نے نہایت عالمانہ پُر مغز خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضرت مولانا بدایونی ۲۷ر فروری کو جناب ظہیر الدین صاحب فاروقی کے حلقہ میں تقاریر کریں گے اور ۲۸ر فروری کو پھر نانپارہ واپس ہو کر راجہ صاحب نانپارہ کی حمایت میں متعدد مقامات پر تقریریں کریں گے اور ۲ر مارچ کو بریلی پہنچ کر مولوی عزیز احمد خاں صاحب وکیل کے حلقہ میں کام کریں گے۔ (92)

۞==۞===۞

انتخابی معرکہ میں کانگریس کی شکست فاش

جمہوریہ عالیہ سنّی کانفرنس کا پہلا کامیاب قدم، ہندوستان بھر میں کانفرنس دو فیصد ووٹ حاصل نہ کر سکی

(از دفتر آل انڈیا سنّی کانفرنس مرادآباد)

ہندوستان کے اکثر و بیشتر صوبوں اور ضلعوں میں سنّی کانفرنسیں قائم ہو گئی ہیں۔ ان کا ابتدائی قدم یہ تھا کہ کسی طرح

Marfat.com

کانگریس کامیاب نہ ہو اور مسلمانوں کی تائید اسے حاصل نہ ہو۔ الحمدللہ! اس پہلے کارنامہ میں بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی، ہر جگہ کے اراکین سنّی کانفرنس نے قریہ قریہ گشت کر کے کانگریس کے دام تزویر سے بھولے بھالے مسلمانوں کو محفوظ اور ہر جگہ کی سنّی کانفرنس نے بانگ دُہل اعلانات کر کے کانگریس کے خلاف ریزولیشن پاس کر کے اخبارات میں شائع کرائے۔ صوبہ پنجاب، صوبہ یوپی، صوبہ بہار صوبہ کاٹھیاواڑ، صوبہ بنگال۔ صوبہ بمبئی صرف مسلمانوں کے انتخابات میں صوبہ دہلی وغیرہ میں انتہائی ذلت سے کانگریس ناکام رہی۔ (93)

صوبہ سندھ میں کانگریس کا زور تھا، ابھی مسلم لیگ سیٹھ عبداللہ ہارون کے دفتر تک ہی محدود تھی۔ مسلم لیگ کو صوبہ میں متعارف کرانے کے لیے مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ، سیٹھ عبداللہ ہارون اور خان بہادر کھڑا نے ایک عظیم الشان جلسہ کیا جس میں حضرت صاحب، قائداعظم محمد علی جناح، نواب زادہ لیاقت علی خان، نواب زادہ اسماعیل خان اور اسی قبیل کے بہت سے اکابر اسی جلسہ کے بعد سندھ میں مسلم لیگ کا چرچہ ہوا۔ (94)

مولانا ظفر علی خانؒ، نواب بہادر یار جنگؒ اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے بلوچستان کے طوفانی دورے کیے۔ انھوں نے نظریہ پاکستان اور قائداعظمؒ کا پیغام اہل بلوچستان تک اس انداز میں پہنچایا کہ ایک مختصر عرصے میں تحریک پاکستان کے اکثر مخالفین تحریک پاکستان میں شامل ہو گئے اور باقی عوامی تائید سے محروم ہو گئے۔ (95)

''آل انڈیا سنی کانفرنس'' جیسا کہ نام سے ظاہر ہے سوادِ اعظم (اہل سنت) کی تنظیم کا نام ہے۔ سنی کانفرنس کے اکابر کی عزیمت و ہمت کی داستان ہے۔ تاریخ کا ایک سنہری باب ہے اس کی حمایت سے ہی (مسلم لیگ کا) پاکستان حاصل کرنا اس کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ ''سنی کانفرنس'' کے عمائد کی انتھک کوششوں سے پاکستان کی منزل قریب آ گئی تھی۔ کانگریس اور اس کے حلیفوں کا ناقابل تسخیر قلعہ اکھنڈ بھارت ان ہی حضرات کے تعاون سے زمین بوس ہوا۔ (96)

☆☆☆

انجمن تبلیغ الاسلام کے اراکین وعہدیداران

۱۔ مجاہد ملت مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونیؒ، صدر
۲۔ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحبؒ، ناظم اعلیٰ
۳۔ مولانا محمد عمر صاحب نعیمی مرادآبادی
۴۔ مولانا جمیل احمد صاحب قادری نعیمی
۵۔ مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب ازہری
۶۔ مولانا محبوب رضا صاحب
۷۔ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی القادریؒ
۸۔ آزاد بن حیدر، بی-اے
۹۔ مولانا امیر احمد صاحب جودھپوری
۱۰۔ مولانا سیّد عبدالسلام صاحب باندوی، خزانچی
۱۱۔ مولانا مفتی غلام قادر صاحب کشمیری
۱۲۔ مولانا محسن فقیہ صاحب شافعی
۱۳۔ مولانا محمد حسن صاحب حقانی
۱۴۔ مولانا عمر الٰہی صاحب دہلوی
۱۵۔ مولانا یعقوب حسین صاحب ضیاء القادری

صاحب صدر اور کمیٹی کو اضافہ کا حق دیا گیا ہے تاکہ مفید ترین اسماء گرامی اضافہ کیے جائیں۔

براہ کرم مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام، ۲۱۴ - پیر کالونی کو اپنی تبلیغی ضروریات سے مطلع فرمائیے۔ تاکہ وہ حسب استطاعت

Marfat.com

انتظامات کر سکے۔ اپنے عطیات میں انجمن تبلیغ الاسلام کو یاد رکھیں۔ (آزاد بن حیدر، بی-اے) (97)

==========

الہ آباد یونیورسٹی جو کانگریسی طلبا کا گڑھ سمجھی جاتی تھی کئی ہفتوں کے لئے بند کر دی گئی۔ راقم الحروف (مختار زمین) جو اس یونیورسٹی کا طالب علم تھا، یہ جبری چھٹیاں میرٹھ شہر میں گزارنے پر مجبور ہو گیا۔ اس موقع پر میرٹھ کالج کے مسلم لڑکوں نے ایک تین روزہ پاکستان کانفرنس منعقد کی جو طلبا اس میں پیش پیش رہے ان میں معراج حسین (جو پاکستان پولیس سروس سے منسلک ہوئے) خلیق احمد نظامی (علی گڑھ میں استاد اور بعد میں ہندوستان کے سفر ہوئے) محمد اسلم (وکیل) وغیرہ تھے۔ میرٹھ کے طلبا کی کانفرنس سے مولانا ظفر علی خانؒ، قاضی محمد عیسیٰؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے خطاب کیا۔ اس علاقے میں یہ کانفرنس تحریک پاکستان کا ایک سنگ میل ثابت ہوئی۔ (98)

==========

مولانا تھانویؒ نے جب آل انڈیا مسلم لیگ کی مشروط حمایت شروع کی تو مخالف گروپ میں اس کا شدید ردعمل ہوا۔ روزنامہ الامان کے ایڈیٹر مولانا مظہر الدین پہلے ہی قتل کیے جا چکے تھے۔ اس سلسلے میں مولانا تھانویؒ کو بھی ایک دھمکی آمیز خط لکھا گیا، جس میں کہا گیا کہ آپ نے مسلم لیگ کی حمایت جاری رکھی تو آپ کو قتل کر دیا جائے گا۔ یہ گمنام خط ۱۳؍اپریل ۱۹۳۹ء کو لکھا گیا۔ اس کے لفافے پر مئوناتھ بھجن ضلع اعظم گڑھ کی مہر تھی اور تانہ بھون کے ڈاکخانہ کی ۱۵؍اپریل کی مہر لگی ہوئی تھی۔ اس تہدیدی خط میں لکھا گیا کہ ''مولوی اشرف علی تھانوی یہ بات ہمارے لئے بہت تشویش اور شرم کی ہے کہ کانگریس، جمعیت العلماء ہند، احرار اور مومن کانفرنس کی تمام کوششوں کے باوجود مسلم لیگ کا فتنہ تمام ملک میں پھیلتا جا رہا ہے اور آپ نے علماء کے خلاف مسلم لیگ کے موافق فتویٰ دیا ہے جس کا بہت اثر رہا ہے۔ اب ہماری پارٹی مسلم لیگ کے بددین مولویوں کو مزا چکھانے کے لیے میدان میں آ گئی ہے۔ اس لیے آپ کو بھی تاکیدی نوٹس دیا جاتا ہے کہ آپ ایک ماہ کے اندر اندر اپنا فتویٰ واپس لے لیں اور حضرت امیر الہند مولانا حسین احمد مدنی کا مسلک قبول کر لو اور کانگریس کی حمایت کرو ورنہ یقین اور پورا یقین رکھو کہ تم کو بھی مولانا مظہر الدین الامان والے کی طرح تمہاری خانقاہ میں ذبح کر دیا جائے گا۔ یہ قسمیہ اور ایمانا اطلاع بھیجی جاتی ہے۔ ایک ماہ کی مدت غنیمت جاننا۔ ایک ماہ تمہارے بیان کی انتظاری کر کے ہمارا آدمی روانہ ہو جائے گا جو پستول اور چھرے سے تم کو ختم کر دے گا۔ پھر مردود جینا (جناح) اور بدعتی مولوی بدایونی کی باری ہوگی۔ یہ چھٹی کوئی دھمکی نہیں ہے فقط کانگریس زندہ باد جمعیت العلماء ہند زندہ باد۔ (99)

==========

مولانا عبدالحامد القادریؒ تحریک پاکستان کے مخلص اور بے لوث کارکنوں میں سے تھے۔ آپ نے تحریک خلافت سے لے کر تحریک پاکستان تک مخلصانہ خدمات سرانجام دیں۔ آپ مسلمانوں کے لیے جذبہ ایثار رکھتے تھے اور مسلمانوں کا دکھ شدت سے محسوس کرتے تھے۔ اسی جذبہ کے تحت آپ نے سماجی، سیاسی اور اخلاقی ہر انداز سے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے کام کیا۔

عبدالحامد القادریؒ آل انڈیا مسلم لیگ کے اہم رکن تھے اور صوبائی جمعیت علماء کے ناظم اعلیٰ بھی رہے۔ قیام پاکستان سے قبل آپ نے وہ تمام مراحل بڑے احسن انداز سے طے کیے جن میں سے تحریک پاکستان کے بڑے بڑے مجاہدین کو گزرنا پڑا۔ آپ نے تقریباً تمام تاریخی کانفرنسوں اور اجلاسوں میں شرکت کی۔ ۲۳؍مارچ ۱۹۴۰ء کو ہونے والی قرارداد پاکستان کے جلسے کے لیے آپ لاہور تشریف لائے اور جلسہ میں شرکت کی۔ علی برادران کے ساتھ مل کر آپ نے مختلف قومی اُمور سرانجام دیئے۔ قیام پاکستان کے

Marfat.com

بعد بھی آپ نے خدمات کا سلسلہ جاری رکھا اور مرکزی جمعیت علمائے پاکستان و صدر جامعہ تعلیماتِ اسلامی مشاورتی کونسل کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیئے۔(100)

☆==☆===☆

مولانا محمد عارف اللہ قادری نے نواب محمد اسماعیل خان صدر صوبائی مسلم لیگ (یوپی) کی زیر قیادت شہری مسلم لیگ پولیٹیکل کانفرنس میرٹھ ۳۱ر دسمبر ۱۹۴۵ء کو کیم اور ۲ر جنوری ۱۹۴۶ء میں مجلس استقبالیہ کے صدر کی حیثیت سے شرکت کی اور صدارتی خطبہ پڑھا۔ حصول پاکستان کی خاطر جب علماء اہلسنت نے ۳۰ر اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد کیا تو نہ صرف آپ نے کانفرنس میں شرکت کی بلکہ کانفرنس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے مولانا نعیم الدین مرادآبادی اور حضرت محدث کچھوچھوی کی معیت میں ملک بھر کا دورہ کیا اور لوگوں کو ملی شعور بخشا۔ چنانچہ اس کانفرنس نے جدوجہد آزادی کو ایک نئی روح عطا کی۔

عارف اللہ قادری قدس سرہٗ، مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا صبغۃ اللہ کی قیادت میں آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسوں، کانفرنسوں اور بعض مشاورتی مجلسوں میں شریک ہوتے رہے۔(101)

☆==☆===☆

جمعیت علمائے ہند کا قیام دسمبر ۱۹۱۹ء میں عمل میں آیا۔ اس کے قیام کی مختصر تاریخ اور غرض وغایت تحریک پاکستان کے رہنما اور قائداعظمؒ کے معتمد ساتھی حضرت مولانا عبدالحامد قادری بدایونی (م ۱۹۷۰ء) کی زبانی سنئے، آپ فرماتے ہیں:

''دہلی کی جمعیت علمائے ہند جسے مولانا عبدالباریؒ (م ۱۹۲۵ء) اور مولانا محمد علیؒ (م ۱۹۳۱ء) اور حضرت مولانا عبدالماجد صاحبؒ (م ۱۹۳۱ء) رحمۃ اللہ علیہم کے مقدس ہاتھوں قائم ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے قیام کی غرض فقط یہ تھی کہ سیاسی جماعتوں اور ان کے سیاسی مسائل کو شریعت مطہرہ کی روشنی میں جانچا جائے اور مذہبی احکام کے ساتھ حضرات علماء مسلمانوں کی سیاسیات میں رہنمائی فرمائیں۔ افسوس کہ یہ جماعت مشرکین ہند کی دوستی کی بدولت مسلمانانِ ہند سے کٹ کر کانگریس کی آغوش میں جا پڑی۔ یہی سبب تھا کہ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قادری و مولانا محمد علی نے ''توسیع نظام علماء'' اور اس کے بعد ''جمعیت علماء کانپور'' قائم کی جس میں ہندوستان کے ہر گوشہ کے علماء و مشائخین نے امداد و اعانت فرمائی۔ یہ جمعیت اپنے محرکین کی حیات و ممات کے بعد بھی کام کرتی رہی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی نشاۃِ ثانیہ کے بعد جمعیت برابر مسلم لیگ کی تحریکات کی تائید کرتی رہی۔ اس کے ذمہ دار حضرات مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اپنا اسلامی فرض ادا فرما رہے ہیں۔ شملہ کانفرنس کے موقع پر اس جمعیت نے ہر گوشہ کے علماء و مشائخین کی آواز مسٹر جناح کی تائید میں حاصل کر کے وائسرائے تک پہنچائی یہ مانا کہ ''جمعیت علماء کانپور'' زمانہ حیات کی طرح نمایاں نہ رہی جس کا سبب فقط یہ ہوا کہ اس کے ذمہ دار کارکنان آل انڈیا مسلم لیگ کی تحریکات میں منہمک ہو گئے اور لیگ کے پلیٹ فارم سے اپنے فرائض کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔''(102)

☆==☆===☆

کراچی کی چند معروف شخصیات کے لیجیے۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، ڈاکٹر افضال قادری، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر امیر حسن، چوہدری ابوالفضل صدیقی، کموڈور خالد جمیل، ڈاکٹر ایم ایچ جلیسی، بیرسٹر منظور حسین، دلاور فگار، ریاض فرشوری، محشر بدایونی، منور بدایونی، انور مقصود، ڈاکٹر سلیم حیدر، مسعود نقوی، الحاج شمیم الدین، ڈاکٹر ایوب قادری، منظر ایوبی اور اخلاق اختر حمیدی۔ یہ سب وہ لوگ ہیں جو بدایوں سے ہجرت کر کے کراچی آئے اور کراچی میں موجود یا مدفون ہیں۔ ان میں کون ہے جسے اہل کراچی اب وجد اور خاندان کے حوالوں سے جانتے ہیں اور پھر اہل کراچی

Marfat.com

کو اس کی فرصت کہاں کہ وہ ان باتوں پر دھیان دیں وہ تو شب و روز کسب معاش میں مبتلا اپنی شناخت اور اولاد کی بقاء کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔(103)

۞==۞===۞

۱۹۴۰ء میں مولانا مودودیؒ نے جماعت اسلامی قائم کر دی۔ کانگریس کے ایک قومی نظریہ کی مسئلہ قومیت کتاب میں مخالفت اور علامہ کے دو قومی نظریہ کی حمایت کی مگر مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش میں علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ کی آزادی اور پاکستان کی جدوجہد سے پیٹھ موڑ کر عملاً مسلم لیگ کی مخالفت کر دی جس سے کانگریس کو تقویت ملی اور جماعت اسلامی کے لئے صالحین تیار کرنے لگے۔ حالانکہ اس وقت جاتے ہوئے انگریز اور برصغیر پر شب خون کے حریص ہندوؤں کے مقابل مسلم لیگ کی حمایت فرض تھی۔ اس سے جماعت ایسی اکھڑی کہ ابھی تک اپنے پاؤں پاکستانی سیاست میں جما نہیں سکی اور ہر انتخاب میں شکست اس کا مقدر بنتی ہے۔ پھر جماعت اسلامی فوج اور آمروں کی حمایت کر کے اب عملاً ایک سیاسی جماعت سے ایک سیاسی پریشر گروپ میں تبدیل ہو چکی ہے۔ پچھلے شرمناک دور میں مجلس عمل کے نام سے اس نے ایک غاصب جرنیل کو سترہویں ترمیم کے ذریعے قوت دی۔ اس کے اقتدار کو جواز دیا، سرحد اور بلوچستان میں اس کی حلیف رہی اور ملک کی دو بڑی اپوزیشن جماعتوں کی عدم موجودگی میں جنرل مشرف کو مصنوعی اور دوستانہ اپوزیشن فراہم کی۔ تاہم علماء کے ایک بہت بڑے گروپ جن میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، علامہ شبیر احمد عثمانی، مفتی شفیع، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا مدرار اللہ مدرار، شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار نیازی، اس جیسے جید علماء شامل ہیں۔ تحریک پاکستان کے داعی اور جاں نثار رہے۔ پنجاب کے پیرانِ عظام سید قمرالدین سیالوی، سید جماعت علی شاہ اور سرحد اور سندھ کے علماء اور پیروں نے بھی تحریک پاکستان میں موثر کردار ادا کیا۔ اقبالؒ صرف کٹھ ملائیت کے خلاف تھے جو جدید عصری تقاضوں کو نہ سمجھتی تھی اور اجتہاد کی ضرورت و اہمیت سے اغماض برتتی تھی مگر ساری جماعت علماء کے خلاف نہیں ہے بلکہ سمجھتے تھے کہ علماء کی بدولت ہی اسلام کے قدم ابھی تک مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں۔ ملا پر اقبالؒ نے کڑی تنقید کی، اس لئے کہ وہ آئین نو سے ڈرتی اور عہد کہن پر اڑتی تھی۔ مگر جن علماء نے اسلام کے تصور اجتہاد کو سمجھا، اقبالؒ نے انھیں کھلے دل سے قبول کیا۔(104)

۞==۞===۞

۱۶ ر لغیات ۲۰ ر ستمبر ۱۹۳۴ء: ۱۶ر کی صبح کو تین گھنٹے قانون پڑھا بقیہ تمام دن فضول قسم کی کتابیں اور اخبارات پڑھتا رہا۔ ۱۷ر اور ۱۸ر دو روز بدایوں میں رہا۔ گزشتہ ساڑھے تین ماہ کے ''حیاتِ حافظ رحمت خاں'' کے حسابات دیکھنے تھے۔ بدایوں کے دورانِ قیام میں مولانا نظامی صاحب کا حسب دستورِ قدیم مہمان ہوا۔ اس لئے ان سے علم و ادب، تاریخ و سیاست، مذہب و اخلاقیات اور تصنیف و تالیف کے موضوعات پر خوب تبادلہ خیال رہا، مولانا نظامی اپنے حالاتِ زندگی اور تجربات بہت دلچسپ طریقے سے سناتے ہیں جو بے حق سبق آموز ہوتے ہیں۔

اُردو کے مشہور ادیب میر محفوظ علی صاحب بی اے سے بھی ملاقات کی، دو ڈھائی گھنٹے نہایت کارآمد صحبت رہی، میں نے اپنی کتاب ان کو نذر کی اور اُنھوں نے میری اس خدمت کی بڑی تعریف کی۔

۱۷ر کی شام کو مولانا عبدالحامد بدایونیؒ سے ملنے گیا، میری کتاب کا مطالعہ کر چکے تھے، فرمایا کہ ''یہ کتاب بہمہ اعتبار ایک مکمل چیز ہے اور نہایت خوب لکھی ہے۔'' میری محنت و جانکاہی کی بہت داد دی اور فرمایا ریاست حیدرآباد میں کتاب کی اشاعت میں مدد دیں گے۔(105)

Marfat.com

۞==۞===۞

صدرِ عراق کے اعزاز میں ظہرانہ: ۱۹۶۲ء میں عراق کے صدر (فوجی ڈکٹیٹر) عبدالسلام عارف صدر پاکستان کی دعوت پر تشریف لائے۔ ان کے اعزاز میں سفیر عراق السید عبدالقادر الگیلانیؒ نے ہوٹل میں ایک بڑے ظہرانے کا اہتمام کیا۔ مہمان ہزار سے زیادہ ہی رہے ہوں گے۔ انہی میں تمام مسالک کے علماء اور مشائخ بھی خاصی بڑی تعداد میں تھے۔ سیدی و مرشدی نے صدرِ عراق سے ان کا فرداً فرداً تعارف بھی کرایا۔

تقریب کے دوران مولانا احتشام الحق تھانوی اپنے ہم مسلک علماء کے ساتھ کھڑے ہوئے مصروفِ گفتگو تھے۔ کچھ ہی فاصلے پر مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کرسی پر بیٹھے تھے اور ہم مسلک علماء ان کے گرد کھڑے اپنی علمی و فکری باتیں کر رہے تھے۔ مولانا تھانویؒ کی نظر جونہی مولانا بدایونیؒ پر پڑی تو وہ ان سے ملاقات کے لیے سلام کرتے ہوئے اُن کے قریب پہنچ گئے۔ مولانا بدایونی کرسی پر ہی بیٹھے رہے اور گویا ہوئے ''مولانا! آج آپ میرے مسلک کے مطابق کھڑے ہو کر سلام کر رہے ہیں اور میں آپ کے مسلک پر بیٹھے بیٹھے سلام کرتا ہوں۔'' دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی، خیر و عافیت اور مزاج پرسی کے بعد جدا ہو گئے۔ دونوں اطراف کے علماء بے تعلق رہے۔'' (106)

۞==۞===۞

حضرت مولانا بدایونیؒ کی زندگی کا سب سے بڑا مشن عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت تھا۔ چنانچہ اس تحریک میں آپ نے بڑا نمایاں حصہ لیا۔ تحریک تحفظ ختم نبوت کی حمایت اور مرزائیت کی تردید کی پاداش میں حکومت نے انہیں گرفتار کر لیا۔ ایک سال تک سکھر اور کراچی کی جیلوں میں مولانا ابوالحسنات قادری کے ساتھ نظر بند رہے۔ قید و بند کی سخت صعوبتوں کو بڑی جوانمردی سے برداشت کیا۔ ان کی مدبرانہ فراست نے پورے ملک میں اس تحریک کو مقبول بنایا۔ (107)

۞==۞===۞

مولانا عبدالحامد بدایونی: مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی کٹر مسلم لیگی ہیں۔ آپ نے آل انڈیا سنی کانفرنس میں شرکت کی اور اپنی شعلہ نوائیوں سے لوگوں کو مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دینے کی تلقین کی۔ قائداعظمؒ کے ساتھ آپ کے گہرے مراسم تھے۔ اب آپ مرکزی جمعیت العلمائے پاکستان کے صدر ہیں اور اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن بھی ہیں۔ (108)

۞==۞===۞

آل انڈیا سنی کانفرنس کے رہنما مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (۱۸۹۸ء-۱۹۷۰ء) نے ۳۰ راگست ۱۹۴۱ء کو رائے کوٹ، ضلع لودھیانہ (مشرقی پنجاب) میں منعقدہ ''پاکستان کانفرنس'' میں تحریک پاکستان کی غایت اور نصب العین کے بارے میں کہا تھا ''حضرات! ہمارے سامنے صرف چند ملازمتوں یا عہدہ جات کا سوال نہیں ہے بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے آزاد منطقوں میں جہاں ہماری اکثریت ہو، اسلامی قوانین کے ماتحت حکومت الہیہ قائم کریں، جس میں عدل و انصاف کارفرما ہو، جہاں مسلمانوں کے لیے ایسے قوانین نافذ کیے جائیں جو قرآنی ارشادات کے مطابق ہوں۔ ہم اسلامی صوبہ جات میں اپنی دنیا دوسروں سے الگ بنائیں تاکہ اغیار واجانب ہماری ملت کے مخصوص مفادات میں حارج اور دخیل نہ ہوں۔ ہم پاکستان میں اپنے لیے وہ دستور وضع کرنا چاہتے ہیں جو اسلامی احکام کے ماتحت ہو۔ یہ ہے اسلامی حکومت کا خلاصہ۔'' (109)

۞==۞===۞

نبیرۂ غوث الاعظم السید عبدالقادر گیلانیؒ: جنوبی ایشیاء کے بسیط خطہ ارضی پر مملکت پاکستان کا وجود ہوا تو دنیا کی بڑی طاقتوں کے علاوہ بیشتر عرب ممالک کی توجہ بھی اس کی طرف مرکوز ہوئی۔ حکومت عراق کو بھی ایسے نمائندے کی ضرورت ہوئی جو اسلام کے

Marfat.com

نام پر قائم ہونے والی نئی مملکت میں ان کے لیے سودمند ہو۔ السید عبدالقادر الگیلانیؒ کافی عرصہ سفارتی خدمات انجام دے چکے تھے۔ برسر اقتدار افراد ان کی سوچ اور فکر سے آگہی رکھتے تھے۔ دین اسلام سے آپ کی رغبت کو بھی جانتے تھے۔ لہٰذا آپ دفتر خارجہ طلب کیے گئے اور سفارتی نمائندے کی ذمہ داریاں آپ کے دے دی گئیں۔

سیّدی و مرشدی ۱۹۴۸ء کے اوائل میں کراچی پہنچے اور قائداعظم محمد علی جناحؒ گورنر جنرل پاکستان کو اپنی دستاویزات بطور سفارتی نمائندہ عراق پیش کیں۔ اخباروں میں تصویر کے ساتھ خبر بھی نمایاں طور پر شائع ہوئی۔ دوسرے ہی دن مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور مولانا عبدالعلیم صدیقی پیلس (Palace) ہوٹل میں حاضر خدمت ہو گئے۔ دونوں حضرات آپ سے شناسائی کے حامل تھے۔ انہی حضرات کی کاوش سے چند یوم بعد ایک عظیم الشان استقبالیہ کا اہتمام ہوا۔ جس میں پاکستان کے چیدہ چیدہ علماء اور مشائخ نے شرکت کی۔ محبانِ غوث الاعظمؒ کے لیے یہ خبر انتہائی مسرت ساماں تھی۔ لہٰذا دیگر شہروں سے بھی لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ آپ ان کی دعوت پر لاہور بھی گئے۔ (110)

✡==✡===✡

پنجاب مسلم لیگ کانفرنس کا اجلاس ۲۸/تا ۳۰/اپریل ۱۹۴۴ء بمقام سیالکوٹ: قائداعظمؒ اور نوابزادہ لیاقت علی خانؒ کو ٹھہرانے کا انتظام سول ریسٹ ہاؤس واقع کمپنی باغ (خیابانِ اقبال) چھاؤنی میں کیا گیا تھا۔ اور قریب ہی ڈاک بنگلہ میں اجلاس کے صدر سردار عبدالرب نشترؒ کے قیام کا انتظام کیا گیا۔ پنڈال کے قریب واقع الحاج چودھری عبدالحمید اور الحاج چودھری عبدالرحیم نے اپنی وسیع و عریض کوٹھی خالی کر دی تھی جس میں مسعود صادق، مولانا عبدالستار خاں نیازیؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، صادق حسن اور کئی دوسرے قائدین اقامت پذیر تھے۔ (111)

✡==✡===✡

آل انڈیا سنی کانفرنس سے جمعیت علماء پاکستان تک: جمعیت علماء پاکستان کا سارا سفر ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' کے نام سے ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد تحفظ پاکستان و ترویج نظریہ پاکستان ایک الگ ضرورت تھی جس کے پورا کرنے کے لیے ۱۹۴۸ء میں ملتان میں تحریک پاکستان کے انہی مجاہدوں نے آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام بدل کر جمعیت علماء پاکستان رکھ دیا جس کے پہلے صدر مجاہد کشمیر مولانا ابوالحسنات سید احمد قادریؒ اور ناظم اعلیٰ مولانا سیّد احمد سعید کاظمیؒ مقرر کیے گئے۔ بعدازاں حضرت علامہ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، حضرت شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالویؒ، حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزارویؒ، خطیب اسلام مولانا پیر سیّد فیض الحسن آلومہار شریفؒ، حضرت پیر سیّد محمود شاہ گجراتیؒ، حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانیؒ، حضرت علامہ پروفیسر شاہ فرید الحق، حضرت صاحبزادہ شاہ محمد انس نورانی کے بعد اس وقت حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر صاحبزادہ محمد زبیر، حضرت صاحبزادہ شاہ محمد اویس نورانی اور جناب قاری محمد زوار بہادر اس سفر کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ (112)

✡==✡===✡

۱۹۵۷ء میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ صدر جمعیت علمائے پاکستان کی قیادت میں روس، لندن، سوئٹزرلینڈ، دمشق، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ کا سفر کیا۔ اس دورہ میں تاشقند میں ۳۵ ہزار افراد کے اجتماع جمعہ سے خطاب کا منظر تاریخی نوعیت کا تھا۔ اس سفر کا حال جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی دفتر کی جانب سے مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے ''تاثرات روس'' کے نام سے خود طبع کرایا۔ (113)

✡==✡===✡

قائد اہلسنّت امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ نے تحریک قیام پاکستان اور استحکام پاکستان کے حوالے سے والد گرامی اور دیگر اکابر کی جدوجہد کو یوں واضح فرمایا۔ ہمارے بزرگوں نے ۱۹۳۰ء

Marfat.com

سے ہی اس (تحریک قیام پاکستان کی) طرف توجہ دینا شروع کی۔ ان کی سوچی سمجھی رائے تھی کہ مسلمانوں کو انگریزوں کی غلامی کے ساتھ ساتھ ہندو ساہو کاروں کی اقتصادی گرفت کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور بیک وقت دونوں سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کو اپنا نصب العین قرار دینا چاہیے۔ اس طرح حصول پاکستان کی جدوجہد کے پہلے مرحلے میں ہمارے بزرگوں نے مسلمانوں کے سواداعظم اہلسنّت کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کیا۔ امیر ملت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہؒ، حضرت سید محدث کچھوچھویؒ، مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالحامد بدایونیؒ، غزالی زماں حضرت سیّد احمد سعید شاہ کاظمیؒ اور دوسرے بے شمار علماء و مشائخ کبار نے سنیوں کو منظم کرنے کے لیے ملک بھر کے طوفانی دورے کیے۔ میرے والد محترم مولانا محمد عبدالعلیم صدیقیؒ نے ایک سال سے زائد کا عرصہ پورے ملک کے تنظیمی دورے میں گزارا۔ اس جدوجہد کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے اور سنی کانفرنسیں منعقد ہونے لگیں۔ ان کانفرنسوں کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ گئی کہ اس دور کے کچھ نام نہاد مسلمان "قوم پرستی" کی آڑ میں کانگریس کے ساتھ تھے اور مسلمانوں کے لیے الگ وطن کے قیام کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ اس طرح انگریز حکومت کو یہ تاثر دیتے تھے کہ مسلمانوں کی اکثریت ان کے ساتھ ہے، تو ہمارے بزرگوں نے اس کا حل یہ نکالا کہ سنی کانفرنسوں کا سلسلہ شروع کیا جائے اور ان میں قیام پاکستان کی حمایت کی جائے۔ چنانچہ ۱۹۴۶ میں بنارس سنی کانفرنس نے قیام پاکستان کو یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ (114)

۱۹۶۳ء میں قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قادریؒ کی پوتی اور حضرت صاحبزادہ علامہ فضل الرحمٰن مدنی قادریؒ کی صاحبزادی سے شادی خانہ آبادی ہوئی۔ یہ پُرمسرت و پُروقار تقریب سعید مسجد نبوی شریف میں منعقد ہوئی۔ ایجاب و قبول مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالحامد بدایونیؒ نے کرایا۔ (115)

2 جون 1953ء میں کراچی میں کل پاکستان "مسلم پارٹیز کانفرنس" منعقد ہوئی تو جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے مفتی اعظم صاحب داد خان اور علامہ عبدالحامد بدایونی کے ساتھ امام نورانی صدیقی بھی شریک ہوئے۔ 1954ء میں جمعیت علماء پاکستان کی چھٹی سالانہ کانفرنس اور یوم حسین منعقد ہوا۔ امام نورانی ان دنوں جمعیت علماء پاکستان کے آفس سیکریٹری اور اس کانفرنس کی نشر و اشاعت کمیٹی کے چیئرمین تھے۔ اس کانفرن میں ستر (۷۰) ہزار افراد نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ (116)

محمد یعقوب قادری اور ان کے ساتھی کراچی شہر میں بھی جمعیت طلبہ اہلسنّت کے قیام کے خواہش مند تھے۔ اُس مقصد کے لیے محمد یعقوب قادری نے ۱۹۶۷ء کے وسط میں جمعیت علماء پاکستان کے صدر مولانا عبدالحامد بدایونیؒ سے کئی ملاقاتیں کیں جن کے نتیجے میں مولانا بدایونیؒ نے محمد یعقوب قادری کو اپنے سیکریٹری آزاد بن حیدر سے ملنے کی ہدایت کی۔ آزاد بن حیدر مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی اور انجمن تعلیماتِ اسلامیہ کے جنرل سیکریٹری بھی تھے۔ سوسائٹی کے تحت اُس وقت کراچی میں ۷ ہائی اسکول اور ۵ پرائمری اسکول چل رہے تھے جبکہ انجمن کے تحت منگھوپیر روڈ پر "جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ" کا قیام عمل میں لایا گیا تھا (جہاں اب گورنمنٹ کالج اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا مزار ہے)۔ ان ذمہ داریوں کے باعث آزاد بن حیدر طلبہ اور اساتذہ سے رابطے میں تھے (ذاتی انٹرویو: آزاد بن حیدر، ۱۶/اکتوبر ۲۰۱۲ء، کراچی)۔

مورخہ ۱۳/اکتوبر ۱۹۶۷ء کو آزاد بن حیدر نے محمد یعقوب قادری کو ایک رقعہ دے کر مولانا جمیل احمد نعیمی کے پاس بھیجا جو مسلم

Marfat.com

ایجوکیشنل سوسائٹی کے بہار کالونی میں واقع اسکول میں استاد رہے تھے۔ اس وقت مولانا نعیمی، سبز مسجد کے امام وخطیب، جماعت اہلسنّت کراچی کے ناظم نشرواشاعت، مولانا بدایونی کی جے یو پی کے رکن، دارالعلوم مخزن العربیہ میں مدرس اور سبز مسجد میں قائم تنظیم ''انجمن محبان اسلام'' کے سرپرست تھے۔ مولانا جمیل احمد نعیمی کے نام تحریر کردہ اس رقعہ کے الفاظ یہ تھے۔ ''السلام علیکم! مولانا یعقوب صاحب، مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی صاحب کی معرفت تشریف لا رہے ہیں۔ طلبہ کی تنظیم کے سلسلے میں آپ سے زیادہ مناسب شخصیت اور کون ہوسکتی ہے۔ لہٰذا آپ ان کی راہ نمائی فرمائیں۔ آزاد بن حیدر''۔ (117)

۞==۞===۞

جمیعت علماء پاکستان کے چھ گروپ مندرجہ ذیل تھے۔

☆ صاحبزادہ فیض الحسن گروپ ☆ علامہ سید محمود احمد رضوی گروپ ☆ علامہ خلیل احمد قادری گروپ ☆ علامہ عبدالحامد بدایونی گروپ ☆ علامہ عبدالغفور ہزاروی گروپ اور علامہ سید محمود احمد شاہ گجراتی گروپ۔ (118)

۞==۞===۞

۱۴ اپریل ۱۹۷۰ء میں مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات حضرت علامہ سید احمد شاہؒ کی دعوت پر جمیعت علماء پاکستان کے تمام گروپوں کے تمام سربراہ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں تشریف لائے لیکن حضرت علامہ عبدالحامد بدایونیؒ کسی نجی مصروفیت کی بنا پر تشریف نہ لا سکے البتہ اُنھوں نے ایک پیغام کے ذریعے اجلاس کے فیصلے کے احترام اور عمل کرنے کے حوالے سے یقین دہانی کرادی تھی۔ (119)

۞==۞===۞

مولانا شاہ عبدالحامد قادری بدایونی: عالم دین، خطیب، شاعر، مصنف، تحریک پاکستان کے رہنما، رکن اسلامی مشاورتی کونسل، صدر مرکزی جمعیۃ علماء پاکستان، بانی جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی، وفات: ۲۰ رجولائی ۱۹۷۰ء: ''انجمن طلبہ اسلام جو عصر حاضر میں مسلم طلبہ کی بہت بڑی تنظیم ہے، اس کے مخلص نوجوان حضرت فضل رسول بدایونی اور حضرت مولانا احمد رضا خاں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور انتہائی محنت وخلوص کے ساتھ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ میں نے انجمن کے منشور کے تمام ہی کتابچے اور پمفلٹ دیکھے، مجھے خوشی ہے کہ ہمارے یہ طلبہ نیک اقدام میں منہمک و مصروف ہیں۔ اُمید کرتا ہوں کہ نیک مقاصد کے حصول، نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور اسلامی نظامِ تعلیم کے اجراء کے ساتھ ساتھ یہ نوجوان طلبہ کے اجتماعی مفادات کے تحفظ کا بھی خیال رکھیں گے اور وقت آنے پر پاکستان کے فروغ اور وطن عزیز کے استحکام کے لیے باطل قوتوں کے سامنے ایک مضبوط چٹان ثابت ہوں گے۔'' (120)

۞==۞===۞

مولوی سلمان رضا مرحوم بدایوں کے اسلامیہ کالج کے پاکستان کے لیے بڑے جذباتی تھے۔ ۱۵ راگست ۱۹۴۷ء کو کالج کی عمارت پر جب کانگریس کا ترنگا لگایا گیا تو ان سے برداشت نہ ہوا اور عمارت پر چڑھ کر جھنڈے کو جلا دیا اور سبز پرچم مسلم لیگ کا لگا دیا۔ اس واقعہ پر پوری انتظامیہ برہم ہوگئی اور مولوی سلمان رضا مرحوم کی تلاش میں چھاپے مارے۔ بالآخر وہ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی خدمت میں پہنچے۔ مولانا نے ان سے کہا کہ تم پاکستان بھاگ جاؤ۔ مولانا نے ایک سفارشی رقعہ بمبئی کے ایک میمن تاجر کو لکھا اور اس تاجر نے سلمان رضا مرحوم کو پانی کے جہاز میں سوار کرا کر پاکستان بھجوا دیا۔ یہاں اُنھوں نے اپنی باقی زندگی کراچی یونیورسٹی کی خدمت میں گزاری۔ تمام پروفیسر، وائس چانسلران کا

Marfat.com

احترام کرتے تھے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی امتحانات میں نگراں کی حیثیت سے ان کی خدمات لی جاتی رہیں۔ عمر کے آخری حصہ میں مجلہ بدایوں کے لیے سرگرداں رہے۔ کم از کم تین سو خاندانوں کو خریدار بنایا۔ حج کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ ان کی خدمات کا اعتراف مجلہ نے گولڈ میڈل دے کر کیا تھا۔ (121)

۞==۞===۞

''مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور مولانا جمال الدینؒ فرنگی محل (لکھنؤ) تو باقاعدہ مسلم لیگ میں شامل ہو کر اس کی تائید کر رہے تھے۔ ورنہ اکثر حضرات اپنی اپنی خانقاؤں، درسگاہوں اور حلقہ متوسلین میں کام کرتے رہے۔ جب کانگریس اور مسلم لیگ میں شمولیت کی شرعی بحث طویل ہوئی تو حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ایماء پر مفتی اعظم دار العلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے باضابطہ کانگریس کی مخالفت اور مسلم لیگ کی حمایت میں فتویٰ مرتب کیا جو کتابی شکل میں شائع ہوا۔'' (122)

۞==۞===۞

جمعیت العلماء ہند میں ہر مکتبہ فکر کے علماء شامل تھے، لیکن جب اس نے ہندو نواز پالیسی اختیار کرنی شروع کر دی تو سنی بریلوی علماء نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ (جمعیۃ العلماء ہند کی مایوس کن کارکردگی کے پیش نظر) مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے جمعیت کی رُکنیت سے ہی استعفیٰ دے دیا تھا۔ انھوں نے جمعیت العلماء ہند کے ناظم اعلیٰ مولوی احمد سعید دہلوی کے نام ایک خط میں لکھا کہ ''چونکہ آپ حضرت کی اور جمعیت علماء کی یہ روش کہ وہ بغیر ممبران کے فیصلہ واستصواب کے کانگریس کی کلیتاً تائید کر رہی ہے بلکہ جمعیت کے وجود کو کانگریسی بت پرستوں کے چشم وابرو پر آپ لوگ متحرک کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ بندے ماترم جیسا مشرکانہ ترانہ آپ کے نزدیک قومی ترانہ ہے اور مولانا حسین احمد مدنی صاحب مسلم لیگ کو ناچنے والوں کی جماعت ٹھہرا رہے ہیں اور کانگریس کو ذریعہ نجات سمجھتے اور تحریر کرتے ہیں، لہٰذا ایسی جماعت کہ جو بدقسمتی سے اپنے آپ کو علماء کے ساتھ منسوب کرتی ہو، کوئی خوددار شخص اس مذموم طریقے کو برداشت نہیں کر سکتا، میں جمعیت علماء کی رُکنیت سے علیحدہ ہوتا ہوں اور کسی قسم کا کوئی تعلق آپ کی جماعت سے نہیں رکھنا چاہتا، دُعا کرتا ہوں کہ خدائے برتر آپ حضرات کو مشرکین کی غلامی سے آزاد کرے اور آپ کو منصب علماء اور وقار مذہب کو باقی رکھنے کی ہمت عطا فرمائے، یقین کیجئے کہ آپ جس تحریک کو آزادی سمجھ رہے ہیں وہ حقیقتاً ہندوراج ہے۔'' (123)

۞==۞===۞

حضرت شاہ مغفور القادریؒ کے حسن تدابیر اور سیاسی سوجھ بوجھ نے پورے سندھ کے عوام وخواص کی توجہات کو اپنی طرف مبذول کر لیا۔ ابھی تک احیاء الاسلام کے ریکارڈ میں آپ کے شائع کردہ پمفلٹ، رسائل اور دیگر لٹریچر موجود ہے۔ جس سے آپ کی اس لگن کا با آسانی اندازہ ہو سکتا ہے۔ اسی دوران کراچی میں مسلم لیگ کی طرف سے پہلا جلسہ منعقد ہوا جس کا انعقاد خان بہادر کھوڑو، مولانا بدایونیؒ اور الحاج عبداللہ ہارون کے توسط سے ہوا۔ وہاں آپ نے اعلان فرمایا کہ مسلم لیگ برصغیر میں مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے لہٰذا ہم پوری قوت وطاقت مسلم لیگ کے لیے وقف کرتے ہیں اور اپنی جماعت کو مسلم لیگ میں مدغم کرتے ہیں، احیاء الاسلام کے ٹکٹ پر منتخب ہونے والے ممبران اسمبلی بھی مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ (124)

۞===۞==۞

محمد یعقوب قادری اور ان کے ساتھی کراچی شہر میں بھی جمعیت طلبہ اہلسنّت کے قیام کے خواہش مند تھے۔ اس مقصد کے لیے محمد یعقوب قادری نے ۱۹۶۷ء کے وسط میں جمعیت علماء

Marfat.com

پاکستان کے صدر مولانا عبدالحامد بدایونیؒ سے کئی ملاقاتیں کیں جن کے نتیجے میں مولانا بدایونیؒ نے محمد یعقوب قادری کو اپنے سیکریٹری آزاد بن حیدر سے ملنے کی ہدایت کی۔ آزاد بن حیدر مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی اور انجمن تعلیماتِ اسلامیہ کے جنرل سیکریٹری بھی تھے۔ سوسائٹی کے تحت اُس وقت کراچی میں ۷ ہائی اسکول اور ۵ پرائمری اسکول چل رہے تھے جبکہ انجمن کے تحت منگھو پیر روڈ پر ''جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ'' کا قیام عمل میں لایا گیا تھا (جہاں اب گورنمنٹ کالج اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا مزار ہے)۔ ان ذمہ داریوں کے باعث آزاد بن حیدر طلبہ اور اساتذہ سے رابطے میں تھے (ذاتی انٹرویو: آزاد بن حیدر، ۱۶/اکتوبر ۲۰۱۲ء، کراچی)۔

مورخہ ۱۳/اکتوبر ۱۹۶۷ء کو آزاد بن حیدر نے محمد یعقوب قادری کو ایک رقعہ دے کر مولانا جمیل احمد نعیمی کے پاس بھیجا جو مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے بہار کالونی میں واقع اسکول میں استاد رہے تھے۔ اس وقت مولانا نعیمی، سبز مسجد کے امام و خطیب، جماعت اہلسنّت کراچی کے ناظم نشرواشاعت، مولانا بدایونی کی جے یو پی کے رکن، دارالعلوم مخزن العربیہ میں مدرس اور سبز مسجد میں قائم تنظیم ''انجمن محبان اسلام'' کے سرپرست تھے۔ مولانا جمیل احمد نعیمی کے نام تحریر کردہ اس رقعہ کے الفاظ یہ تھے۔ ''السلام علیکم! مولانا یعقوب صاحب، مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی صاحب کی معرفت تشریف لا رہے ہیں۔ طلبہ کی تنظیم کے سلسلے میں آپ سے زیادہ مناسب شخصیت اور کون ہوسکتی ہے۔ لہٰذا آپ ان کی راہ نمائی فرمائیں۔ آزاد بن حیدر''۔

(عکس رقعہ: ''حیاتِ جمیل'' حصہ اوّل، تالیف صاحبزادہ فیض الرسول نورانی، مکتبہ اہلسنّت، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۵۷)

(انجمن طلبہ اسلام: نظریات، جدوجہد، اثرات، معین الدین نوری، ص ۵۷-۵۸)

۵۲ ویں یومِ آزادی، ۱۴/اگست ۱۹۹۹ء کے موقع پر محکمہ ڈاک کی طرف سے جاری شدہ ٹکٹ کا عکس

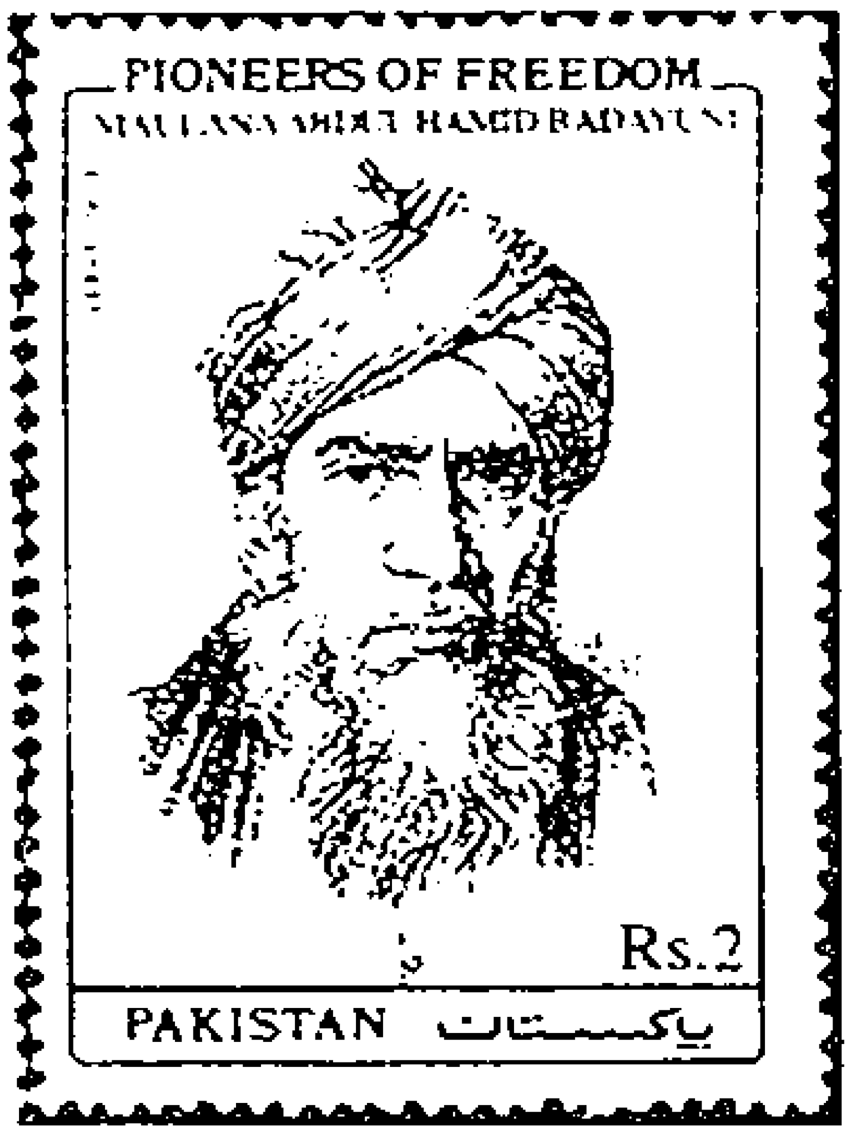

عکس مکتوب آزاد بن حیدر بنام مولانا جمیل احمد نعیمی

13 اکتوبر 1967ء، کراچی

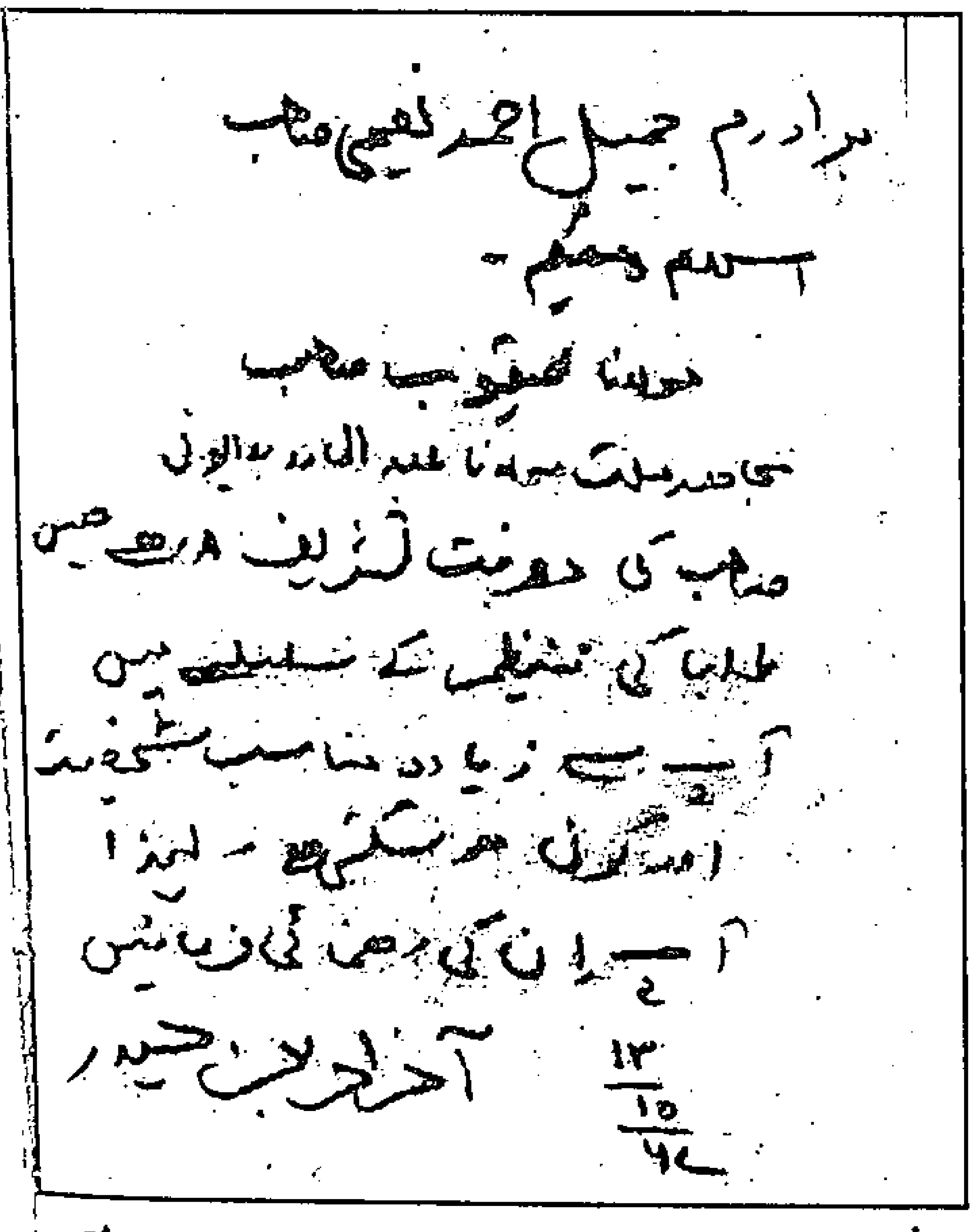

برادرم جمیل احمد نعیمی صاحب
السلام علیکم
مولانا یعقوب صاحب
مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی
صاحب کی معرفت تشریف لا رہے ہیں
طلبا کی تنظیم کے سلسلے میں
آپ سے زیادہ مناسب شخصیت
اور کون ہو سکتی ہے - لہذا
آپ ان کی رہنمائی فرمائیں
آزاد بن حیدر
13/10/67

(انجمن طلبہ اسلام، نظریات، جدوجہد، اثرات 1968ء-2013ء، معین الدین نوری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، کراچی صفحہ 64)

Marfat.com

حوالہ جات

1- علماء میدانِ سیاست میں، مصنف: ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، ترجمہ: ہلال احمد زبیری، شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ کراچی یونیورسٹی، صفحہ۴۴۲

2- سات ستارے، شمس الاطبا حکیم محمد حسین بدر، مرکزی مجلس رضا، لاہور، صفحہ۵۱

3- تحریک پاکستان میں مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی اوران کے مشاہیر خلفاء کا حصہ، پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین نوری الحنفی البغدادی، جامعہ کراچی، صفحہ 143-144

4- تحریک پاکستان اورعلماء ومشائخ، پروفیسر محمد یوسف صابر، فیصل آباد، صفحہ۳۴

5- تفصیل کیلئے دیکھئے: مسجد نبوی اور آثارِ مبارک کے بقاوتحفظ کا مطالبہ، از مولانا محمد محسن فقیہ شافعی، ناظم اعلیٰ جمعیۃ العلمائے پاکستان، جسے (مولانا شاہ) احمد نورانی، ناظم دفتر، جمعیۃ العلمائے پاکستان نے دفتر جمعیۃ العلمائے پاکستان، گارڈن ایسٹ سے شائع کیا،۱۹۵۲ء

6- قیامِ پاکستان کی غایت، علامہ عبدالعزیز عرفی، گیلانی پبلشرز کراچی، صفحہ۷۹-۸۰

7- تفصیل کیلئے دیکھئے: محدثِ اعظم ہند کچھوچھوی اورتحریک پاکستان، محمد اعظم نورانی، رضا اکیڈمی، لاہور، صفحہ۳۲

8- ایضاً صفحہ۳۷

9- تفصیل کیلئے دیکھئے: منزل اُنھیں ملی جوشریک سفرنہ تھے (حصہ اوّل)، حکیم محمد حسین بدر چشتی، نائب صدر مجلس کارکنانِ تحریک پاکستان رجسٹرڈ، بہاولپور، دارالاشاعت خانقاہ چشتیہ، ڈیرہ نواب صاحب، بہاولپور، صفحہ۵

10- تحریک پاکستان (پس وتجزیہ)، پروفیسر شریف المجاہد، قائداعظم اکادمی، صفحہ۴۳-۴۴

11- اکابرتحریک پاکستان ازمحمد صادق قصوری، صفحہ۸۰-۸۱
تفصیل کیلئے دیکھئے: منزل اُنھیں ملی جوشریک سفرنہ تھے (حصہ اوّل)، حکیم محمد حسین بدر چشتی، نائب صدر مجلس کارکنانِ تحریک پاکستان رجسٹرڈ، بہاولپور، دارالاشاعت خانقاہ چشتیہ، ڈیرہ نواب صاحب، بہاولپور، صفحہ۲۵-۲۶

12- حضرت امیر ملتؒ اورتحریک پاکستان، مؤلف: محمد صادق قصوری، مرکزی مجلس جماعتیہ پاکستان، صفحہ۵۱

13- ایضاً صفحہ۶۳ 14- ایضاً صفحہ۶۷

15- عظیم قائد۔ عظیم تحریک، ولی مظہر ایڈووکیٹ، ملتان، صفحہ۲۴۸-۲۴۹

16- ایضاً صفحہ۲۵۱ اور۲۵۲

17- ایضاً صفحہ۳۰۱

18- کاروانِ شوق، تالیف: حکیم آفتاب احمد قریشی، تسوید وترتیب: پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور، صفحہ۴۶۶-۴۶۷

19- ایضاً صفحہ۵۰۰-۵۰۱

20- بے تیغ سپاہی، نواب صدیق علی خاں، الائڈ بک کارپوریشن، کراچی، صفحہ۱۹۵

21- پاکستان نمبر، حصہ اوّل، مجلہ گورنمنٹ سٹی کالج، ناظم آباد کراچی نمبر۱۸، ص۳۲۶

22- لبِ جُو (تحقیقی وتخلیقی ادبی مجلہ)، پاکستان گولڈن جوبلی نمبر، سرپرست: پروفیسر سید خورشید حسین بخاری پرنسپل، مدیراعلیٰ: پروفیسر میاں عنایت اللہ شفقت، گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج، سانگلہ ہل، اگست ۱۹۹۷ء، صفحہ۱۸۱-۱۸۲

23- ایضاً صفحہ۱۸۳

24- تحریک پاکستان میں سیالکوٹ کا کردار، تحقیق وتالیف: خواجہ محمد طفیل، ادارہ مطبوعاتِ تحریک پاکستان، سیالکوٹ، صفحہ۴۷

25- ایضاً صفحہ۱۰۰ 26- ایضاً صفحہ۱۰۶-۱۰۷

27- ایضاً صفحہ۲۵۴

28- ماہنامہ ''چراغِ راہ'' کراچی، نظریہ پاکستان نمبر، صفحہ۲۲۹

29- ایضاً صفحہ۲۳۱-۲۳۲

30- شاہراہِ پاکستان، از چودھری خلیق الزماں (ہلالِ امتیاز)، ناشر: انجمن اسلامیہ پاکستان، صفحہ۶۱۸

31- ایضاً صفحہ۶۳۴ 32- ایضاً صفحہ۶۶۰-۶۶۱

33- ایضاً صفحہ۹۰۶-۹۰۷

34- تحریک پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصہ (بسلسلہ گولڈن جوبلی قراردادِ پاکستان)، محمد شفیع صابر، یونیورسٹی بک ایجنسی، خیبر بازار، پشاور شہر، صفحہ۹۱

35- ایضاً صفحہ۹۳

36- قائداعظمؒ اورصوبہ سرحد، محمد شفیع صابر، یونیورسٹی بک ایجنسی، پشاور، صفحہ۱۶۵-۱۶۶

37- پیرصاحب مانکی شریف امین الحسناتؒ اوران کی سیاسی جدوجہد، ازسید وقار علی شاہ، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ وثقافت، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء صفحہ۱۹

38- جدوجہد آزادی میں سندھ کا کردار، از ڈاکٹر عبدالجبار عابد لغاری، ادارہ تحقیقات پاکستان، دانش گاہ، پنجاب لاہور، صفحہ۲۲۵

39- جدوجہد آزادی میں پنجاب کا کردار، تالیف: پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین

Marfat.com

ذوالفقار، ادارہ تحقیقاتِ پاکستان، دانش گاہ پنجاب، لاہور، صفحہ ۴۹۰-۴۹۱

40- ایضاً، صفحہ ۴۴۲-۴۴۳

41- عکس اخبار ''دبدبہ سکندری'' رام پور، ۱۹۴۷ء، مولانا عبدالحامد بدایونی کا بیان ''بن کے رہے گا پاکستان، قائداعظم کی مولانا سے ملاقات کی خبر علمی و ادبی مجلّہ ''اوج''، قراردادِ پاکستان گولڈن جوبلی نمبر ۹۱-۱۹۹۰ء، گورنمنٹ کالج راوی روڈ (شاہدرہ) لاہور، صفحہ ۱۸۸

42- جسٹس قدیر احمد، علمی و ادبی مجلّہ ''اوج''، قراردادِ پاکستان گولڈن جوبلی نمبر ۹۱-۱۹۹۰ء، گورنمنٹ کالج راوی روڈ (شاہدرہ) لاہور، صفحہ ۳۹۱ و

43- جسٹس شمیم حسین قادری، علمی و ادبی مجلّہ ''اوج''، قراردادِ پاکستان گولڈن جوبلی نمبر ۹۱-۱۹۹۰ء، گورنمنٹ کالج راوی روڈ (شاہدرہ) لاہور، ۵۶۲

44- عبدالکریم بٹ، علمی و ادبی مجلّہ ''اوج''، قراردادِ پاکستان جوبلی نمبر ۹۱-۱۹۹۰ء، گورنمنٹ کالج راوی روڈ (شاہدرہ) لاہور، صفحہ ۵۷۰

45- قائداعظم اور سرحد، عزیز جاوید، ادارہ تحقیق و تصنیف پاکستان، صفحہ ۲۰

46- نغمہ ربانی، ترانہ ولادت و معراج حضور رحمۃ للعالمینؐ، مصنفہ: حضرت لسان الحسان مولانا ضیاء القادری البدایونی مدظلہم العالی، باجازت مولوی شکیل احمد قادری شکیل بدایونی و مولوی یوسف حسین قادری، صفحہ ''و'' اور ''ز'' عثمانی پریس، بدایوں میں چھپا

47- ایضاً، صفحہ ۷۷   48- ایضاً، صفحہ ۱۰۲

49- ایضاً، صفحہ ۱۱۱   50- ایضاً، صفحہ ۱۱۱

51- ایضاً، صفحہ ۱۲۱   52- ایضاً، صفحہ ۱۲۸

53- ایضاً، صفحہ ۱۸۵   54- ایضاً، صفحہ ۱۸۵

55- ایضاً، صفحہ ۲۰۳   56- ایضاً، صفحہ ۲۲۳

57- ایضاً، صفحہ ۲۲۴   58- ایضاً، صفحہ ۲۴۱

59- ایضاً، صفحہ ۲۶۱-۲۶۲   60- ایضاً، صفحہ ۳۰۹

61- ایضاً، صفحہ ۳۳۵   62- ایضاً، صفحہ ۳۳۶

63- ایضاً، صفحہ ۳۳۷   64- ایضاً، صفحہ ۳۳۷

65- ایضاً، صفحہ ۳۳۷   66- ایضاً، صفحہ ۳۶۴

67- ایضاً، صفحہ ۳۷۷   68- ایضاً، صفحہ ۳۷۹

69- ایضاً، صفحہ ۵۰۴   70- ایضاً، صفحہ ۵۱۱-۵۱۰

71- ایضاً، صفحہ ۵۱۸   72 ایضاً، صفحہ ۵۲۷

73- ایضاً، صفحہ ۵۵۴   74- ایضاً، صفحہ ۵۶۵

75- ایضاً، صفحہ ۶۶۵   76- ایضاً، صفحہ ۶۶۹

77- تحریک پاکستان میں طلبہ کا کردار، مختار زمن، قائداعظم اکادمی، کراچی، صفحہ ۲۹۱-۲۹۲

78- بے تیغ سپاہی، ازنواب صدیق علی خان، صفحہ ۳۰۳ تا ۳۰۵

79- اُردو قومی یکجہتی اور پاکستان، ڈاکٹر فرمان فتح پوریؒ، انجمن ترقی اُردو پاکستان، کراچی، ۱۹۹۲ء، صفحہ ۱۱۹-۱۲۰

80- مولانا ظفر علی خانؒ: حیات و خدمات و آثار، پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، لاہور، ۲۰۱۱ء، صفحہ ۳۰۱

81- غالب اور بدایوں، ڈاکٹر شمس بدایونی، غالب انسٹیٹیوٹ، نئی دہلی، ۲۰۱۰ء، صفحہ ۲۳۲-۲۳۳

82- خطبہ صدارت، حضرت شیخ طریقت مولانا شاہ عبدالرحمٰن صاحب سجادہ نشین (بھرچونڈی شریف) جو جمعیت علمائے پاکستان کی ساتویں سالانہ کانفرنس میں بتاریخ ۳۰/اکتوبر ۱۹۵۵ء بمقام جہانگیر پارک کراچی پڑھا گیا، صفحہ ۱۰-۱۱

83- خطباتِ آل انڈیا سنّی کانفرنس، ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء، محمد جلال الدین قادری، گجرات، ۱۹۷۸ء، صفحہ ۳۱۳-۳۱۴

84- اخبار 'دبدبہ سکندری' لاہور، مطبوعہ ۱۰/مئی ۱۹۴۶ء، ص ۵/خطباتِ آل انڈیا سنّی کانفرنس، ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء، محمد جلال الدین قادری، گجرات، ۱۹۷۸ء، صفحہ ۳۱۵

85- خطباتِ آل انڈیا سنّی کانفرنس، ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء، محمد جلال الدین قادری، گجرات، ۱۹۷۸ء، صفحہ ۱۰۳

86- ایضاً، ۱۹۷۸ء، صفحہ ۵۰   87- ایضاً، ۱۹۷۸ء، صفحہ ۲۸۶

88- ایضاً، ۱۹۷۸ء، صفحہ ۲۸۹-۲۹۰   89- ایضاً، ۱۹۷۸ء، صفحہ ۲۹۶

90- اخبار دبدبہ سکندری، مطبوعہ ۱۰/جون ۱۹۴۶ء، ص ۶/خطباتِ آل انڈیا سنّی کانفرنس، ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء، محمد جلال الدین قادری، گجرات، ۱۹۷۸ء، صفحہ ۳۲۲

91- دبدبہ سکندری، رامپور، جلد نمبر ۸۳، شمارہ ۴۴-۴۵، مورخہ ۱۱/نومبر ۱۹۴۶ء، ص ۳/خطباتِ آل انڈیا سنّی کانفرنس، ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء، محمد جلال الدین قادری، گجرات، ۱۹۷۸ء، صفحہ ۳۲۳ تا ۳۲۵

92- خطباتِ آل انڈیا سنّی کانفرنس، ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء، محمد جلال الدین قادری، گجرات، ۱۹۷۸ء، صفحہ ۳۳۴

93- ایضاً، صفحہ ۳۳۵

94- تذکرہ اولیاء سندھ، مؤلف: حضرت علامہ مولانا قاضی محمد اقبال حسین صاحب نعیمی، علمی کتاب گھر، کراچی، صفحہ ۲۰۴-۲۰۵

95- اور بلوچیوں نے فیصلہ سنادیا، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، ماہنامہ اُردو ڈائجسٹ،

Marfat.com

لاہور، اگست ۲۰۰۳ء، جلد ۴۳، شمارہ ۸، صفحہ ۷۷

96- تاریخ پاکستان: توضیحی کتابیات، حافظ خبیب احمد، پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء، صفحہ ۲۸-۲۹)

97- مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام کا چوتھا تبلیغی کتابچہ ''غزوہ بدر'' مرتبہ: مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، ناظم اعلیٰ مرکزی تبلیغ اسلام، ناشر (ناصر الاسلام) الحاج مولانا سید عبدالسلام باندوی، ۲۱۴-پیر کالونی، کراچی صفحہ ۸)

98- تحریک پاکستان میں طلبہ کا کردار، مختار زمن، قائد اعظم اکادمی، کراچی، ص ۸۳

99- مولانا اشرف علی تھانوی اور تحریک آزادی، پروفیسر احمد سعید، لاہور، صفحہ ۱۵۴-۱۵۵

100- کاروانِ شوق، جلد دوم، اقبال احمد قریشی، ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، یونیورسٹی آف دی پنجاب، صفحہ 85-86

101- کاروانِ شوق، جلد دوم، اقبال احمد قریشی، ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، یونیورسٹی آف دی پنجاب، صفحہ 192

102- (اخبار دبدبہ سکندری، رامپور، ۵ر ستمبر ۱۹۴۵ء، ص ۶)

نوٹ: مولانا موصوف کے مذکورہ بالا بیان کی تائید میں بیس کے قریب دیگر اکابر علمائے بدایوں کے اسماء درج ہیں۔ (قادری)

ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست، حصہ اوّل، محمد جلال الدین قادری، مکتبہ رضویہ لاہور، صفحہ ۴۸-۴۹

103- صدیوں کا سفر (بدایوں سے کراچی تک)، پروفیسر محمد فائق صدیقی، غضنفر اکیڈمی پاکستان، کراچی، صفحہ ۱۲-۱۳

104- (علامہ اقبالؒ، غلام احمد پرویز اور مسلم جدیدیت، ڈاکٹر وحید عشرت، ادارہ طلوع اسلام، لاہور، صفحہ 14-15

105- طالب علم کی ڈائری، سیّد الطاف علی بریلوی (علیگ)، آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی، صفحہ ۱۶۱-۱۶۲

106- سیّدی و مرشدی کی روح پرور باتیں اور خوشگوار یادیں، الشیخ علامہ عبدالعزیز عرفی القادری، الادارۃ القادریہ، کراچی، صفحہ ۱۳-۱۴

107- تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، مولانا اللہ وسایا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان، ص ۱۴۲

108- تحریک آزادی میں علمائے اہلسنّت کا کردار، از ملک محمد اکبر خاں ساقی اُترا، انجمن تحفظ ناموسِ رسالتؐ، سرگودھا، ص ۱۳

109- ملاحظہ ہو: عبدالحامد قادری بدایونیؒ، خطبہ صدارت-پاکستان کانفرنس، ۳۰ر اگست ۱۹۴۱ء، بدایوں، نظامی پریس، ۱۹۴۱ء، ص ۲۶-۲۷

اسلامی ریاست کی تشکیل جدید، نامور نومسلم اسکالر محمد اسد کے افکار کا تنقیدی مطالعہ، محمد ارشد، الفیصل، لاہور، ص ۲۹۹

110- سیّدی و مرشدی کی روح پرور باتیں اور خوش گوار یادیں، الشیخ علامہ عبدالعزیز عرفی القادری، الادارۃ القادریہ، کراچی، ص ص ۲۵-۲۶

111- تحریک پاکستان میں سیالکوٹ کا کردار، خواجہ محمد طفیل، ادارہ مطبوعاتِ تحریک پاکستان، سیالکوٹ، ۱۹۸۷ء، ص ۴۷

112- سہ ماہ انوارِ رضا، قائد اہل سنت نمبر، جلد ۹، شمارہ ۳، ۲۰۱۵ء، ص ۳۷

113- سہ ماہ انوارِ رضا، قائد اہل سنت نمبر، جلد ۹، شمارہ ۳، ۲۰۱۵ء، ص ۶۹-۷۰

114- فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی، ص ۲۲۸

سہ ماہ انوارِ رضا، قائد اہل سنت نمبر، جلد ۹، شمارہ ۳، ۲۰۱۵ء، ص ۱۱۲-۱۱۳

115- ماہنامہ ''النعیم'' کراچی، شمارہ جنوری، فروری ۲۰۰۴ء، ص ۳۶

سہ ماہ انوارِ رضا، قائد اہل سنت نمبر، جلد ۹، شمارہ ۳، ۲۰۱۵ء، ص ۱۲۴

116- سہ ماہ انوارِ رضا، قائد اہل سنت نمبر، جلد ۹، شمارہ ۳، ۲۰۱۵ء، ص ۲۷۲

117- عکس رقعہ: ''حیاتِ جمیل'' حصہ اوّل، تالیف صاحبزادہ فیض الرسول نورانی، مکتبہ اہلسنّت، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۵۷)

انجمن طلبہ اسلام: نظریات، جدوجہد، اثرات، معین الدین نوری، ص ۵۷-۵۸

118- سہ ماہ انوارِ رضا، قائد اہل سنت نمبر، جلد ۹، شمارہ ۳، ۲۰۱۵ء، ص ۲۱۵

119- سہ ماہ انوارِ رضا، قائد اہل سنت نمبر، جلد ۹، شمارہ ۳، ۲۰۱۵ء، ص ۲۱۶

120- کراچی، ۲۶ر اپریل ۱۹۷۰ء، مطبوعہ ماہنامہ نوائے انجمن، کراچی، اکتوبر ۱۹۸۵ء/ (انجمن طلبہ اسلام: نظریات، جدوجہد، اثرات، معین الدین نوری، ص ۲۱۷

121- سہ ماہی مجلّہ ''بدایوں، کراچی'' خصوصی شمارہ ۲-۳-۴، ۲۰۰۸ء مطابق ۱۴۲۹ھ، ص ۳۱۹

122- زوال سے اقبال تک، ڈاکٹر محمد جہانگیر تمیمی، ص ۳۵۰، مرکز مطالعاتِ جنوبی ایشیا، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۱۱ء

123- ہفت روزہ ''احوال''، کراچی، ۲۱ر دسمبر ۱۹۸۹ء تا ۳ جنوری ۱۹۹۰ء، ص ۲۱

ماہنامہ کنزالایمان، لاہور، تحریک پاکستان نمبر، اگست ۱۹۹۵ء، ص ۵۹-۶۰

124- ہفت روزہ ''الہام''، بہاولپور، ۷ر جنوری ۱۹۷۹ء، ص ۵، تفصیل کے لیے دیکھیے: مغفور القادری، پیر سیّد: عبدالرحمٰن، کنول آرٹ پریس، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۱۶۹)

ماہنامہ کنزالایمان، لاہور، تحریک پاکستان نمبر، اگست ۱۹۹۵ء، ص ۱۷۴-۱۷۵

Marfat.com

Milestons on the Road to Pakistan

(Some resolutions passed by the Muslim League under the chairmanship of Mr. Muhammad Ali Jinnah)

This Session of the All India Muslim League warns the British Governmnt that if it fails to alter its present pro-jewish policy in Palestine the Mussalmans of India in consonance with the rest of the Islamic world will look upon Britain as the enemy of Islam and shall be forced to adopt all necessary measures according to the dictates of their faith.

Propossd by :__ Abdur Rahman Saheb Siddiqi, Bengal.
Seconded by :__ Maulana Karam Ali Saheb, Lucknow.
Supported by :__ Begum Sahba Mohammad Ali, Delhi.
Supported by :__ **Maulana Abdul Hamid Saheb, Budauni.**
,, Begum Saheba Mian Shah Nawaz, Lahore.
,, The Hon, Syed Mohammad Hosain.
,, Ali Bahadur Habebullah Saheb Lucknow.
,, Mohammad Abdul Satar Saheb Khairi, Aligarh.
Lucknow, 25th, 16th 7th and 18th October, 1973.

The All India Muslim League views with grave Concern the inordinate delay on the part of the British Government in coming to a settlement with the Arabs in Palestine and places on record its considered opinion in clear and unequivocal langauage that no arrangements of a piecement character will be made in palestine which are contrary in spirit and opposed to the pledges given to the Muslim world, and particularly to the Muslims in India to secure their active assistance in the War of 1914-1918. Further, the Leauge warns the British Government against the danger of taking advantage of the presence of large British Forces in the Holy land to overawe the Arabs and force them into submission.

Propased by :____ Abdur Rahman Saheb Siddiqi, M.L.A.. (Bengal).
Saconded by :____ Sir Syed Riza Ali, M.L.A. (Cental)
Supported by :____ **Maulana Abdul Hamid Saheb, Qadri, Badauni.**
Lahore, 22nd, 23rd and 24th of March, 1940.

This Session of the All India Muslim League invites the attention of the Central Government as well as of he Provincial Governments to those chapters of Late Sawami Dayanand's book 'Satyarath Parkash'. which contain objection able. insulting and provacative remarks against the Holy Prophet Muhammad (Peace Be upon him) and other founders of religions and emphatieally demands that the said Governments proscribe these chapters and also prosecute the publishers of the chapters under the relovont Section of the L.P.C. with n view to acouring effective prevention of the relovont Section of the L.P.C. with n view to acouring effective prevention of the publication of such literature.

Proposed by :____ Prof. Inayat Ullah (Punjab)
Seconded by :____ Syed Ali Akbar Shad Hahib (Sindh)
Supported by :____ **Maulana Abdul Hamid Saheb Budauni (U.P)**
Karachi 24th, 25th & 26 of Dec. 1943.

(مجلہ "محمل" قائداعظم نمبر ۱۹۷۶ء، گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین، کوپر روڈ، لاہور)

Marfat.com

لسان الہند مولانا عبدالحامد بدایونی ڈسٹرکٹ مسلم لیگ لاہور کی دعوت پر لاہور تشریف لائے۔ انہوں نے سٹی مسلم لیگ کے جلسوں منعقد لاہور میں ولولہ انگیز تقریریں کیں۔ ان کی ہر تقریر میں سٹی مسلم لیگ کے کارکن جوق در جوق شرکت کرتے۔ نعرہ تکبیر اللہ اکبر، پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ، مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ، کے نعروں سے آسمان گونج اُٹھتا۔ ہر جلسے میں مولانا کو لسان الہند کا خطاب دیا گیا۔

علامہ اقبالؒ نے قائداعظمؒ کو خط لکھا کہ آئندہ اجلاس لاہور میں ہونا چاہیے کیونکہ پنجاب کے لوگوں کو اگر مسلم لیگ کا لائحہ عمل سمجھ میں آگیا تو اس کا اثر مغربی و مشرقی پاکستان پر پڑے گا۔ شہید ملت لیاقت علی خان نے پاکستان کے تمام مسلم لیگی رہنماؤں اور کارکنوں کو اس تاریخی جلسے کی دعوت دیدی۔ سٹی مسلم لیگ لاہور نے طے کیا کہ ہر محلے میں اس تاریخی جلسے کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے کسی بڑے شعلہ بیان مقرر کو بلایا جائے۔ سب نے متفقہ طور پر مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کو دعوت دی۔ جلسہ تو 23 مارچ کو ہونا تھا مگر مولانا بدایونیؒ کو جلسے سے 15 روز قبل بلا لیا گیا۔ اور لاہور کے کونے کونے میں پوسٹر لگا دیئے گئے۔ جن میں لکھا تھا ''لسان الہند مولانا عبدالحامد بدایونی ولولہ انگیز تقریر کریں گے اور 23 مارچ کے جلسے کی افادیت کو اجاگر کریں گے۔'' لسان الہند کا پہلا جلسہ 12 مارچ کو بیرونِ موچی دروازہ منعقد کیا گیا۔ کرامت علی خان نے 23 مارچ نوائے وقت میں یوں رقمطراز کیا ''پنجاب کے لیڈروں کے علاوہ مولانا بدایونی کی اہم شخصیت بطور خطیب اور مقرر دھاک بٹھا گئی۔'' اس کے بعد مختلف محلوں میں جلسے ہونے لگے۔ پوسٹر کی تصاویر اگلے صفحات پر دیکھیں۔ دوسرا جلسہ 14 مارچ، چوک سید مٹھا بازار میں ہوا۔ لسان الہند حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی نے ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔ 15 مارچ کو تیسرا جلسہ چوک متی میں ہوا۔ جس میں دیگر کے علاوہ لسان الہند حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی نے بھی ولولہ انگیز تقریر کی۔ چوتھا جلسہ 16 مارچ کو گوالمنڈی اسلامیہ اسکول میں جلسہ ہوا۔ جس سے لسان الہند حضرت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے 23 مارچ کے جلسے کو کامیاب بنانے کے لیے پُرزور تقریر کی۔ پانچواں جلسہ 17 مارچ کو دہلی دروازے میں منعقد ہوا۔ جس میں بھی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے خطاب فرمایا۔

یہ جلسے ابھی 22 مارچ تک جاری رہتے لیکن ایک عظیم حادثہ ہوگیا۔ خاکساروں کے مارچ کے دوران ایک انگریز کا قتل ہوگیا۔ انگریزوں نے ردعمل کے طور پر کئی معصوم خاکساروں کو شہید کر دیا۔ اور بہت سے زخمی ہوگئے۔ میو ہسپتال زخمیوں سے اَٹ گیا۔ یہ واقعہ قائداعظمؒ کے لیے بھی سوہان روح بن گیا۔ اب بات Now or Never تک پہنچ گئی۔ قائداعظم نے فوری طور پر اپنے مشیر خاص بہادر یار جنگ کو طلب کیا۔ حالات کا جائزہ لیا گیا اور طے کیا گیا کہ جلسہ تو ضرور ہوگا مگر حکمت عملی بدلنی ہوگی۔

(1) لاہور اسٹیشن سے قائداعظم کو جلوس کی شکل میں نہیں لے جایا جائے گا۔ (2) قائداعظم فوری طور پر میو ہسپتال جا کر زخمی خاکساروں کی عیادت کریں گے۔ (3) بہادر یار جنگ جو خود بھی خاکسار رہے ہیں وہ اپنے خاکسار دوستوں سے ملاقات کریں گے اور معاملات کو سنبھالنے کے لیے پوری جدوجہد کریں گے۔ وہ انتظامیہ، پولیس اور وزیراعظم سے میل ملاقاتیں کریں گے۔ اور اُدھر جلسے کی تیاری میں بھی ہمہ تن مصروف رہیں گے۔

اللہ نے اس حکمت عملی کو قبول کیا۔ آخر وہی ہوا جس اللہ اور اللہ کے بندے مسلم لیگ کی قیادت چاہتی تھی۔ (آزاد بن حیدر)

Marfat.com

لسان الہند مولانا عبدالحامد بدایونی کا خطاب 12 مارچ 1940ء

سٹی مسلم لیگ لاہور کے زیر اہتمام نہایت اہم جلسہ

ولولہ انگیز سیاسی نظمیں — حقائق آمیز تقریریں — ولولہ آمیز اجتماع

لسان الہند حضرت مولانا سید عبدالحامد صاحب بدایونی کا کفر شکن وعظ

آل انڈیا مسلم لیگ کے ستائیسویں سالانہ اجلاس کو کامیاب بنانے کے لیے سٹی مسلم لیگ لاہور کے زیر اہتمام ۱۲ مارچ کی شام ۸ بجے بیرون موچی دروازہ زیر صدارت: محترم جناب ملک برکت علی صاحب ایڈووکیٹ ایم۔ ایل۔ اے ایک نہایت شاندار جلسہ منعقد ہوگا۔ پنجاب کے جن مسلمانوں نے سید عبدالحامد صاحب بدایونی کی تقریریں سنی ہیں وہی اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس جلسہ کی اہمیت کیا ہوگی۔ مسلمانان ہند کے سیاسی مسائل سے دلچسپی رکھنے والے حضرات سے عموماً اور برادران اسلام سے خصوصاً استدعا ہے کہ وہ اس جلسہ میں تشریف لائیں۔

حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات بھی سیاسیات حاضرہ پر روشنی ڈالیں گے۔

(۱) پروفیسر یوسف سلیم چشتی پرنسپل اشاعت اسلام کالج لاہور (۲) نذیر احمد صاحب محمود صدر سٹی مسلم لیگ لاہور (۳) میاں فیروز الدین احمد (۴) مولانا محمد طیب (۵) وقار صاحب انبالوی ایڈیٹر روزنامہ احسان

جلسہ گاہ میں روشنی اور لاؤڈ سپیکر کا نہایت اعلیٰ پیمانہ پر انتظام ہوگا۔

المشتہر: الداعی عبدالکبیر قریشی پروپیگنڈا سکریٹری سٹی مسلم لیگ لاہور

عکس مطبوعہ پوسٹر جلسہ مسلم لیگ ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۴۰ء

Marfat.com

لسان الہند مولانا عبدالحامد بدایونی کا خطاب 14 مارچ 1940ء

مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع

جلسہ گاہ بیرون لاہوری دروازہ ... باغ بیرون دروازہ ...

لسان الہند حضرت مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی کی معرکۃ الآرا تقریر

آل انڈیا مسلم لیگ کے ستائیسویں سالانہ اجلاس کے دوران پنجاب صوبہ مسلم لیگ ... زیر اہتمام ۱۴ مارچ بوقت ۸ بجے شام ایک عظیم الشان جلسہ بمقام چوک ... بازار لاہور زیر صدارت جناب میاں رمضان علی صاحب سیکرٹری پراونشل مسلم لیگ منعقد ہوگا۔

جلسہ میں مندرجہ ذیل اصحاب تقریر فرمائیں گے:

(۱) مولانا محمد بخش صاحب مسلم بی۔اے (۲) جناب مولانا ابوالحسنات ... علی ... (۳) میاں فیروز الدین احمد (۴) محمد دین ظہیر نیازی (۵) ... (۶) ... عبدالعزیز ...

الداعی عبدالکبیر قریشی پراپیگنڈا سیکرٹری مسلم لیگ لاہور

Marfat.com

لسان الہند مولانا عبدالحامد بدایونی کا خطاب 15 مارچ 1940ء

جلسہ

زیر صدارت: حافظ ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین ایم۔اے۔ ایل ایل ڈی

(جلسہ گاہ میں لاؤڈ سپیکر کا خاطر خواہ انتظام ہوگا)

مسلمانان لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر اہتمام سٹی مسلم لیگ لاہور ۱۵ مارچ بوقت ۸ ½ بجے شام چوک مٹی میں منعقد ہوگا۔ تمام مسلمانان لاہور سے پرزور درخواست ہے کہ وقت مقررہ پر جلسہ میں شمولیت فرما کر جلسے کی رونق کو دوبالا کریں اور اپنے محترم رہنما لسان الہند حضرت مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی کی تقریر سنیں

مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی کے علاوہ حسب ذیل حضرات بھی تقاریر فرمائیں گے

(۱) مولانا محمد بخش صاحب مسلم بی اے
(۲) مولانا ابوالفیض قلندر علی سہروردی
(۳) چوہدری کاظم الدین وکیل
(۴) میاں فیروز الدین احمد
(۵) حکیم میر نور الٰہی
(۶) شیخ نذیر احمد محمود ایڈووکیٹ

المعلن

عبدالکبیر قریشی پروپیگنڈا سیکرٹری سٹی مسلم لیگ لاہور

(حجازی پریس لاہور)

Marfat.com

لسان الہند مولانا عبدالحامد بدایونی کا خطاب 16 مارچ 1940ء

زیر اہتمام سٹی مسلم لیگ لاہور

ایک

جلسہ عظیم الشان

بتاریخ ۱۶ مارچ بوقت ۲ بجے شام مقام گراؤنڈ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ منعقد ہوگا

اب جبکہ یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ آل انڈیا مسلم لیگ ہی مسلمانان ہند کی واحد نمائندہ جماعت ہے [illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible] ۲۱-۲۲-

۲۳-۲۴ مارچ کو منعقد ہونے والے اس کے [illegible] سٹی مسلم لیگ [illegible] مسلمانان [illegible]

[illegible] کہ اس جلسہ میں [illegible] شرکت فرما کر اپنی ملی [illegible] کا ثبوت دیں۔

جناب شیخ رحمت اللہ صاحب [illegible] نے اس جلسہ کی صدارت قبول فرمائی ہے

مندرجہ ذیل حضرات تقاریر فرماویں گے

(۱) لسان الہند حضرت مولانا ابوالحامد [illegible] صاحب بدایونی (۲) ملک شوکت علی ایڈووکیٹ

(۳) [illegible] سٹی مسلم لیگ [illegible] (جلسہ [illegible] کا انتظام ہوگا)

المشتہر

عبدالکبیر قریشی [illegible] سیکرٹری سٹی مسلم لیگ لاہور

Marfat.com

لسان الہند مولانا عبدالحامد بدایونی کا خطاب 17 مارچ 1940ء

عکس تاریخی پوسٹر مطبوعہ لاہور مارچ ۱۹۴۰ء

Marfat.com

باب ششم

سیروفی الارض

۱۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا دورہ بلوچستان - ۱۹۴۰ء

۲۔ مولانا عبدالحامد بدایونی مرحوم کے ہمراہ ایک تاریخی سفر- ۱۹۴۶ء

۳۔ تاثراتِ چین - ۱۹۵۵

۴۔ مغربی و مشرقی پاکستان میں تحریکات: مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام کے وفد کی رپورٹ-۱۹۵۷ء

۵۔ تاثرات روس - ۱۹۵۸ء (ہمراہ مولانا محمد جیلانی صدیقی، مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، سید عبدالمنعیم، جناب راغب احسن، جناب عبدالوہاب، جناب سید افتخار علی)

۶۔ ممالک عربیہ اور ایران کا سفر نامہ- ۱۹۶۱ء

۷۔ وفد جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے تاثرات (مشرق وسطیٰ کا دورہ) ۱۹۶۵
(ہمراہ سید حسین امام، بیگم عبدالحامد بدایونیؒ، آزاد بن حیدر)

۸۔ آزاد کشمیر و پاکستان کے محاذات پر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے وفد کا دورہ افواج پاکستان اور مجاہدین کشمیر کے کارناموں کا مرقع-۱۹۶۵ء

Marfat.com

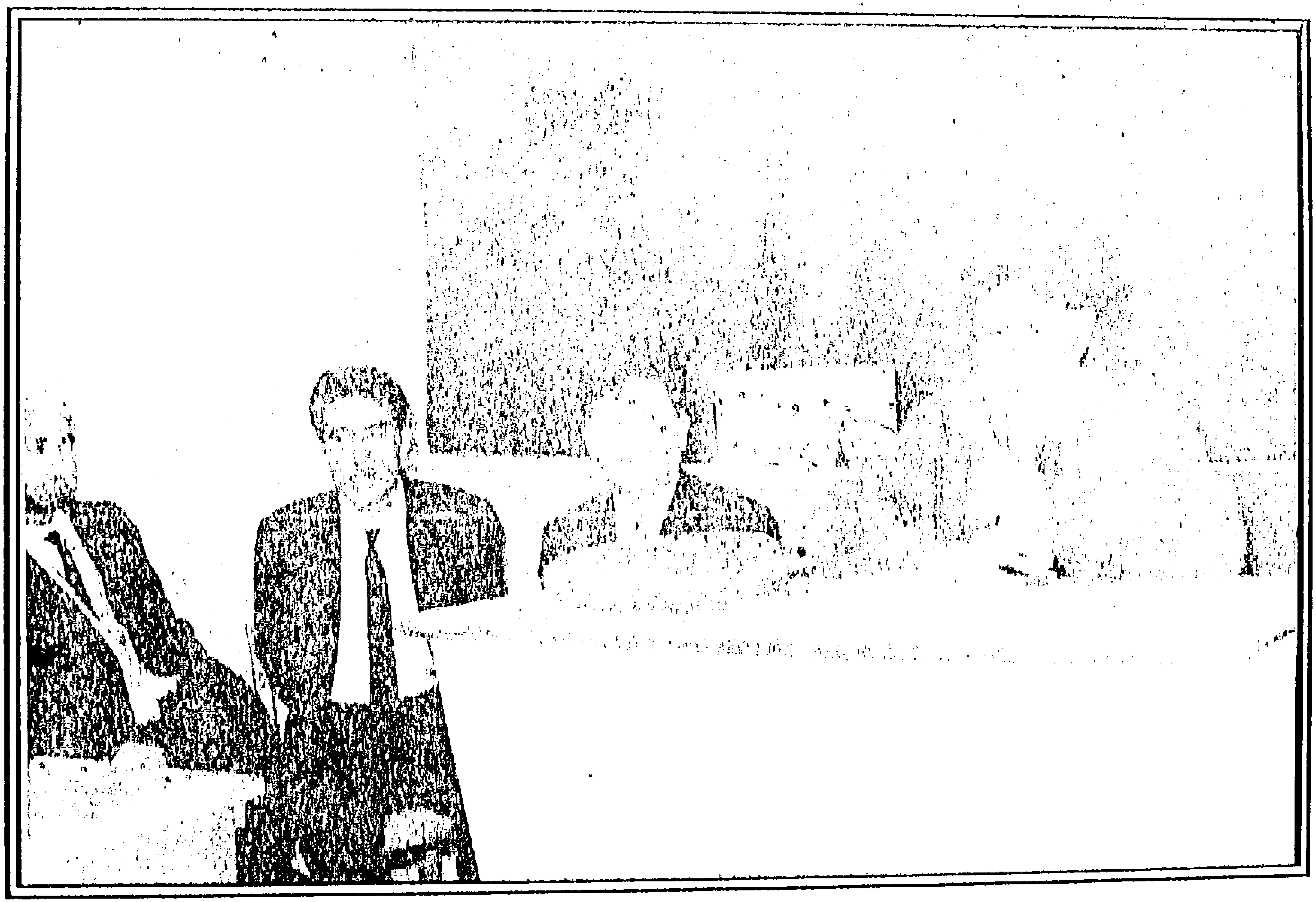

مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ ترکی میں طلباء سے خطاب کر رہے ہیں۔ بائیں طرف آزاد بن حیدر نمایاں ہیں۔ (۱۹۶۵ء)

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا دورہ بلوچستان

اپریل ۱۹۴۰ء میں تحریک پاکستان کے ایک مجاہد مولانا عبدالحامد قادری، بدایونی (رکن آل انڈیا مسلم لیگ) قاضی محمد عیسیٰ، صدر بلوچستان مسلم لیگ کی دعوت پر بلوچستان تشریف لائے۔ بعد میں انھوں نے اس دورۂ بلوچستان سے متعلق ان تاثرات کا اظہار فرمایا: ''میں رات کو دو بجے جیکب آباد اُترا۔ فخر نوجوانانِ بلوچستان قاضی محمد عیسیٰ، صدر بلوچستان مسلم لیگ نے ایک جمعیت کے ساتھ استقبال فرمایا۔ ۱۸/اپریل کی صبح دورہ کا پروگرام بنا۔ متعدد موٹروں میں سوار عام سڑک سے قصبہ روجھان میں میر جعفر خاں جمالی سردار بلوچ کے دولت کدہ پر گئے۔ یہ مقام جیکب آباد سے تقریباً ۱۴ میل پر ایسی جگہ واقع ہے۔ جہاں ہر طرف سوائے وسیع اور لق ودق میدان کے دوسری چیز نظر نہیں آئی۔ روجھان میں دعوتِ طعام کے بعد بذریعہ موٹر اوستہ محمد کے عظیم الشان جلسہ میں گئے۔ میر جعفر خان جمالی اور سردار رستم خان کی چند گھنٹوں کی کوشش سے نہایت وسیع وخوبصورت پنڈال بنا ہوا دیکھا جس میں ۷، ۸ ہزار مسلمان دس بجے سے ہمارا استقبال اور جلسہ میں شرکت کے لیے دور دور سے آئے ہوئے تھے۔ جلسہ گاہ کی آرائش اور مسلم لیگ کے رضا کاروں کی تنظیم قابل تحسین تھی۔ متعدد دروازے بنائے گئے تھے۔ جونہی جلسہ گاہ کے پنڈال میں پہنچے، حاضرین نے نہایت پُرجوش طریقہ سے اللہ اکبر کے نعروں سے ہمارا استقبال کیا۔ تلاوت کے بعد جلسہ شروع ہوا۔ قاضی محمد عیسیٰ، میر جعفر خان جمالی، مولانا عبداللہ اور دیگر حضرات نے اس حقیر کے تعارف پر غیر معمولی محبت سے لبریز تقریریں فرمائیں۔ میں نے دو گھنٹے کے قریب، مسلم لیگ اور کانگریس کے عنوان سے تقریر کی۔ اس جلسہ میں مسلمانوں کے اندر اس قدر گہرا اسلامی اثر اور مسلم لیگ کی حمایت کا مستحکم جذبہ نظر آیا جسے دیکھ کر مجھے انتہائی مسرت ہوئی۔ مسلمانوں نے پُرجوش طور پر آل انڈیا مسلم لیگ کی مشہور تجویز و تقسیم صوبہ جات اور بلوچستان کو صوبائی خودمختاری دیے جانے کی قرارداد کی فلک شگاف نعروں میں تائید کی اور مسلم لیگ کے مقاصد کو بلوچستان کے ہر حصے میں پھیلانے کا عہد کیا۔ ساڑھے پانچ بجے کے قریب جیکب آباد پہنچ کر جلسہ میں شرکت کی۔ جلسہ میں، میں نے کانگریس کے تمام اعتراضات اور خود اس کے احوال پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے کانگریسی افراد سے اپیل کی کہ وہ آئیں اور ہمارے اسٹیج سے مسلم لیگ کی پالیسی کو غلط ثابت کریں۔ مگر کوئی صاحب نہ آئے۔ یہاں بھی باتفاق آراء لاہور کے اجلاس مسلم لیگ کی تجویز پورے جوش وخروش کے ساتھ منظور ہوئی۔

۱۹/اپریل کی صبح دس بجے کوئٹہ اسٹیشن پر اُترے۔ پلیٹ فارم کثیر مجمع اور رضا کاران مسلم لیگ اور دستہ خاکساران سے بھرا ہوا تھا۔ بلوچستان کے ان مشہور لیڈروں اور کارکنوں میں حسب ذیل حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

۱۔ ملک حاجی جن محمد خان رئیس اعظم کانسی، سالار اعظم نیشنل گارڈز بلوچستان مسلم لیگ ۲۔ خان بہادر، سردار غلام محمد خان ترین، سیکریٹری بلوچستان، پراونشل مسلم لیگ ۳۔ ڈاکٹر سیّد فضل شاہ، سیکریٹری مالیات (صدر مجلس استقبالیہ) ۴۔ سردار محمد علی خاں ۵۔ ٹھیکیدار جان صاحب ۶۔ ملک محمد عثمان کانسی، جوائنٹ سیکریٹری پراونشل مسلم لیگ ۷۔ ڈاکٹر غلام نبی، پراپیگنڈہ سیکریٹری ۸۔ حضرت مولانا عبدالعلی اخوندزادہ ۹۔ مولانا سید عبدالرزاق صاحب ۱۰۔ حاجی فضل الٰہی صاحب ۱۱۔ مسٹر نور محمد خاں صاحب ۱۲۔ خان بہادر مولوی عبدالرشید ۱۳۔ خان صاحب

Marfat.com

غازی خاں ۱۴۔ حاجی میاں خاں صاحب ۱۵۔ سید اللہ داد شاہ صاحب ۱۶۔ سیٹھ عیسیٰ جی موسیٰ جی۔

قاضی محمد عیسیٰ صاحب اور ڈاکٹر سیّد فضل شاہ صاحب نے تمام اکابرین اور مسلمانوں سے تعارف و معانقہ کرایا۔ اسٹیشن کے باہر دستہ خاکساران اور مسلم لیگ نیشنل گارڈز نے سلامی دی۔ دس بارہ موٹروں میں عمائدین، وکلاء، ارکان مجلس استقبالیہ کے ساتھ ہمیں دفتر مسلم لیگ کوئٹہ تک لایا گیا۔ جہاں دیر تک تبادلہ خیالات ہوا۔ ۱۱ بجے ہمیں اپنے میزبان، ملک حاجی جان محمد صاحب کے ہاں پہنچایا گیا۔ بعد طعام ہم نمازِ جمعہ کے لیے جامع مسجد میں گئے۔ اس میں قلات، افغانستان اور ایران کی حدود کے معزز باشندوں نے بھی شرکت کی۔ میں نے خطبہ دیا اور نمازِ جمعہ پڑھائی۔

نماز کے بعد جلسہ ہوا۔ کچھ حضرات جو جمعیت العلما اور کانگریس کی تائید سے لیگ کے خلاف غلط فہمیاں پیدا کرتے رہتے ہیں۔ وہ بھی موجود تھے۔ میں نے مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے اعتراضات کے جوابات دے کر اتحاد باہمی کی اپیل کی۔ اس عظیم الشان مجمع میں ''محمد علی جناح زندہ باد'' کے نعروں میں لاہور کی تجویز کی پُرزور طریقہ سے تائید کی گئی۔

''پشین میں جامع مسجد میں جلسہ ہوا۔ کثیر مجمع تھا اور تعلیم یافتہ نوجوان بھی خاصی تعداد میں شریک ہوئے۔ میں نے ایک گھنٹہ کے قریب تقریر کی نوجوانوں نے عام مسلمانوں کے ساتھ مل کر مسلم لیگ کا کام کرنے اور لاہور کی تجویز کو کامیاب کرنے کا عہد کیا۔''

کوئٹہ میں میک موہن پارک میں مسلم لیگ کا عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت کے بعد اراکین مجلس استقبالیہ کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ قاضی محمد عیسیٰ کی تحریک اور پروفیسر فقیر حسین عندلیب کی تائید سے لاہور کانفرنس کی تجویز منظور ہوئی۔ دوسری تجویز میونسپل بورڈ کوئٹہ میں پبلک کی طرف سے نمائندے منتخب کیے جانے کی منظور ہوئی۔ ۶، ۷ ہزار کے قریب مجمع اس کانفرنس میں جمع تھا۔

افغانستان، قلات اور ایران کے باشندے بھی شریک ہوئے۔ معترضین کے اعتراضات کے جوابات دے کر مخالفین سے اپیل کی گئی کہ وہ کانگریس کے دعووں کو ہمارے پلیٹ فارم پر آ کر صحیح ثابت کریں مگر کوئی نہ آیا۔

''میں یہاں سے واپس جاتے ہوئے مسلمانانِ بلوچستان کے قومی جذبات کا ایک خاص اثر لے کر جا رہا ہوں۔ یہاں کے مخلص کارکنوں نے لیگ کی آواز کو اس صوبہ کے علاوہ ہرات، ایران، افغانستان کی حدود تک پہنچا دیا ہے۔

(جدوجہد آزادی میں بلوچستان کا کردار، از ڈاکٹر انعام الحق کوثر، ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانش گاہ پنجاب، لاہور، صفحہ ۴۰ تا ۵۲)

مولانا کوثر نیازی مرحوم رقم طراز ہیں ''تحریک پاکستان کے مقررین میں مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا جمال میاں فرنگی محلی، علامہ علاء الدین صدیقی اور مولانا محمد بخش مسلم کے نام بھی نظر انداز نہیں کیے جا سکتے، قائداعظمؒ کے پیغام کو عام کرنے کے لیے ان حضرات نے ملک کے طول و عرض میں تقریریں کی ہیں۔'' (روزنامہ جنگ کراچی، ۱۰ر مارچ ۱۹۸۳ء)

(ماہنامہ کنز الایمان، اگست ۱۹۹۵ء، لاہور، ص ۱۹۶)

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونی مرحوم کے ہمراہ ایک تاریخی سفر

مولانا زبیر افضل عثمانی

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کل ہی کی بات ہے۔ دسمبر ۴۶ء میں جب کانگریس و مسلم لیگ کی انتخابی مہم جاری تھی اس وقت مولانا بدایونی مسلم لیگ کی جانب سے اور میں ایک وفد کی شکل میں جس میں قاری ظاہر قاسمی کے والد ماجد مولانا ظاہر قاسمی مرحوم اور مولانا عبدالقدوس بہاری وغیرہ شریک تھے۔ جمعیت العلمائے اسلام (مرکزی جمعیت العلمائے اسلام) کی جانب سے کراچی آ رہے تھے۔

ہم لوگوں نے دوسرے درجہ میں اپنی سیٹیں ریزرو کروا رکھی تھیں اور جس وقت ہم لوگ کراچی آنے کے لئے لاہور کے اسٹیشن پر پہنچے تو میں نے دیکھا کہ ہندوؤں کا ایک بہت بڑا غول کاندھوں پر پوریاں کچوریاں اور مٹھائیاں لئے ہوئے ایک اول درجہ کے ڈبہ کی طرف جا رہا ہے، مجھے خیال ہوا کہ شاید ہندوؤں کا کوئی بہت بڑا لیڈر انتخابی فضا ہموار کرنے کے لئے کراچی جا رہا ہے۔ لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ وہاں تو مولانا حفظ الرحمٰن مرحوم ناظم جمعیت العلمائے ہند جلوہ افروز ہیں۔ رگ شرارت تو اسی وقت پھڑک اٹھی مگر میں نے احتراماً مولانا سے ملاقات نہ کرنے ہی کو قرین مصلحت تصور کیا۔ مجھ سے مولانا بدایونی نے سوال کیا، کیا دیکھ کر آئے ہیں۔ میں نے بھی اسی انداز میں جواب دیا کہ ایک مشرک نواز مولانا۔ دوسرا سوال مولانا بدایونی نے غیر متوقع طور سے کر ڈالا کہ میاں صاحبزادے دورانِ سفر کھانے وغیرہ کا کیا انتظام ہے۔ میں نے برجستہ عرض کیا کہ توشئہ آخرت کافی ہے۔ کیونکہ یہ جواب مولانا کے لئے غیر متوقع تھا اس لئے انہوں نے مجھے اس خاص انداز سے گھورا جس سے مجھے وہ اکثر بے تکلف ہو جانے کے وقت گھورا کرتے تھے کیونکہ تحریک پاکستان کے علاوہ بھی بریلی وغیرہ کی اکثر مجالس میں ان کی معیت نے مجھے خاصا بے تکلف کر دیا تھا اور اس بے تکلفی سے میرے دوسرے ساتھی بھی محظوظ ہو رہے تھے۔

پھر مولانا نے ایک مرتبہ اپنا سوال دہرایا کہ ڈائننگ کار میں کھانے کا آرڈر دے آؤ ورنہ رات بھر کھانا میسر نہیں آئے گا۔ میں نے بھی معاملہ کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے ایک مسئلہ دریافت کر ڈالا کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ مشرکین و کفار کا وہ مال جو بطور ہدیہ کسی مولانا کو نذر کیا جا چکا ہو اس کا کھانا حلال ہے یا حرام؟ یہ سنتے ہی پہلے تو مولانا نے اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیا۔ شاید انہیں خیال آیا ہو کہ کہیں اس تہمت کا مصداق میں ہی تو نہیں ہوا پھر اطمینان کا سانس لیتے ہوئے بڑے پرسکون لہجہ میں فرمایا کہ نہ صرف جائز بلکہ اس کا کھانا بدرجہ اولیٰ فرض ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہارا اشارہ ہے کس کی طرف؟ میں یہ کہتا ہوا درجہ سے باہر نکل گیا کہ واپسی میں جواب دوں گا۔

اس وقفہ میں مولانا حفظ الرحمٰن بھی نانجار غول سے فارغ ہو کر کسی گہری فکر میں غوطہ زن تھے۔ میں نے ان کے درجہ میں داخل ہوتے ہوئے بہت ہی زوردار لہجہ میں سلام کیا۔ مولانا نے حیرت زدہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ میاں تم یہاں کہاں؟ میں

Marfat.com

نے عرض کیا کہ راہیں تو دونوں کی ایک ہی ہیں لیکن منزل جدا جدا۔ مولانا تاڑ گئے اور سوال کیا کہ تمہارے ہمراہ اور کون کون ہے؟ میں نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے عرض کیا کہ پہلے طعام بعدہ کلام۔ مگر آپ یہ تو فرمائیں کہ کیا مشرکین کا مال صرف آپ ہی کے لئے جائز ہے یا ہم لوگوں کا بھی اس میں کوئی حصہ ہے۔ مولانا نے نہایت فراخ دلی سے فرمایا کہ یہاں تو جو کچھ بھی حاضر ہے سب تمہارا ہی ہے کیونکہ مولانا کی تمام عمر میرے ہی خاندان سے وابستگی میں گذری اس لئے وہ بھی عثمانی خاندان کا ایک فرد تصور کئے جاتے تھے اور اسی تعلق سے ہم لوگ انہیں بھائی جان کہا کرتے اور بہت ہی بے تکلف تھے۔

اب چونکہ گاڑی کی روانگی کا وقت تھا اس لئے میں کھانے کی تمام چیزیں ایک ٹوکری میں بھر کر اپنے درجہ میں پہنچ گیا اور بے حد نڈھال ہونے کے انداز میں جیسے بہت تھک گیا ہوں۔ انواع اقسام کے کھانوں سے لبریز ٹوکرا مولانا بدایونی کے سامنے اس طرح رکھ دیا کہ یہ سب آپ ہی کھانے کا انتظام ہے ہم لوگوں کی فکر نہ کیجئے۔

مولانا نے نہایت ہی سراسیمگی کے انداز میں پوچھا کہ آخر تم یہ تمام چیزیں کہاں سے اٹھا لائے۔ میں نے عرض کیا کہ ہے تو یہ مشرکین کا چڑھاوا مگر مسئلہ پہلے ہی دریافت کیا جا چکا ہے۔ گاڑی چل چکی تھی اور یہ بھی طے کر لیا گیا کہ پہلے کھانا کھا لیا جائے پھر سونے کا انتظام ہونا چاہئے۔

دورانِ طعام مولانا ظاہر قاسمی مرحوم نے بڑی جھنجھلاہٹ کے ساتھ پوچھا کہ جناب کے مسئلہ کا مصداق آخر کون ہے؟ میں نے منہ میں لقمہ لیتے ہوئے نہایت تجاہل عارفانہ سے عرض کیا کہ ہوتا کون وہی آپ کے مولانا حفظ الرحمان ہیں۔ یہ انداز میں نے محض اس لئے اختیار کیا تھا کہ مجھے اچھی طرح معلوم تھا کہ مولانا صاحب ان کا نام سن کر اچھل پڑیں گے کیونکہ بچپن ہی سے ایک دوسرے کے گہرے دوست اور ہم نوالہ اور ہم پیالہ تھے۔ آخر کار مولانا ظاہر کے چہرے پر وہی گہرے نقوش ابھر آئے جن کا مجھے یقین تھا کہ کب گاڑی ٹھہرے اور کب وہ وہاں پہنچیں۔ میں نے ان کے تاثرات کا جائزہ لیتے ہوئے فوراً ہی دوسرا جملہ جڑ دیا کہ مولانا حفظ الرحمان صاحب یہ بھی فرما رہے تھے کہ میں کئی یوم کے سفر کی وجہ سے بہت تھکا ہوا ہوں لہٰذا صبح کو ملاقات ہوگی۔ اس جملہ نے مولانا ظاہر پر تازیانے کا کام کیا اور وہ جھلا کر بولے۔ اس کی تو ایسی تیسی، میں تو اس کے درجہ کی کھڑکیاں توڑ کر گھس جاؤں گا۔ میں نے نہایت انکساری سے عرض کیا کہ اگر آپ کو مشرک نوازوں سے اس درجہ محبت ہے تو آپ کی مرضی لیکن یہ خیال رہے کہ وہاں کہیں گاندھی جی کا بھوت نہ لپٹ جائے آپ کو۔

مولانا بدایونی بھی اس نوک جھونک سے بہت محظوظ ہو رہے تھے۔ اس لئے بڑے شفقت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ تم بہت شریر ہو گئے ہو لیکن جواب کی برجستگی کے ہم بھی قائل ہو گئے ہیں۔ میں نے انہیں بھی برجستہ جواب دیا کہ نیندیں تو حضور کی بھی حرام ہو جائیں گی کہ یہ کوہ گراں ہمارے انتخابی مہم کے سفر کے دوران کہاں سے حائل ہو گیا۔ کیونکہ مولانا حفظ الرحمان بھی اپنے علم خطابت میں اپنا نمونہ آپ تھے۔ آخر کار یہ طے پایا کہ اب رات زیادہ ہو چکی ہے لہٰذا صبح ہی کو ملاقات ہوگی۔ تاکہ کھانے کی طرح ناشتے کا بھی معقول انتظام ہو سکے۔ اس کے بعد مولانا بدایونی کے ظریفانہ جملے تادم خواب آنکھوں میں نیند کا خمار بن کر اس طرح گھومتے رہے کہ ہم لوگ خواب شیریں کی آغوش میں جا پہنچے۔

صبح کو ساڑھ پانچ بجے مولانا کی اس گرج دار آواز نے بیدار کر دیا کہ اٹھ جائیے نماز فجر کا وقت ہو گیا۔ مولانا کے علاوہ ہماری جماعت میں ایک ولی اللہ مولانا عبدالقدوس بہاری بھی تھے جنہوں نے اپنے اوپر نیند کو حرام قرار دے کر کملی میں لپٹے ہوئے لیٹے لیٹے ہی مصروف عبادت رہنا فرض تصور کر رکھا تھا۔ میں نے مولانا

Marfat.com

بدایونی کی آواز پر کروٹ لیتے ہوئے مولانا طاہر قاسمی سے عرض کیا کہ یہ تو سنتے ہی آئے تھے کہ دو ملاؤں میں مرغی حرام ہو جاتی ہے لیکن یہاں تو دو ولیوں میں نیند حرام ہو کر رہ گئی کیونکہ نماز کا وقت تو ساڑھے چھ بجے تک ہے لیکن مولانا پانچ بجے ہی سے بانگ دے رہے ہیں۔ مولانا نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے میرا کمبل اتار کر پھینک دیا۔ بہر حال قہر درویش کے تحت ہم لوگوں نے یخ بستہ پانی سے وضو کیا لیکن مولانا بدایونی نے فرمایا کہ آس پاس کوئی اسٹیشن نہیں ہے لہٰذا تنہا تنہا ہی نماز ادا کر لی جائے مگر دوسرے ولی اللہ مولانا عبدالقدوس کہاں چوکنے والے تھے، فوراً کمبل کا سرا خاص انداز سے کاندھے پر ڈالتے ہوئے فرمایا کہ نماز جماعت ہی کے ساتھ ہونی چاہئے لیکن جب یہ خیال آیا کہ نیند حرام ہو ہی چکی ہے کہیں نماز حرام نہ ہو جائے۔ مولانا بدایونی کے قول پر ہی عمل کر ڈالا گیا۔

فراغت نماز کے کچھ دیر بعد بہاول پور کا اسٹیشن آ گیا اور مولانا حفظ الرحمٰن ہاتھ میں تسبیح لئے ہوئے ہم لوگوں کی جستجو میں نکل پڑے، مولانا طاہر قاسمی نے انہیں دیکھتے ہی جست لگائی اور ان کے سینہ سے کبھی جدا نہ ہونے والے انداز سے جا چمٹے۔ میں نے بھی حسرت آمیز نگاہوں سے دیکھا کہ شاید سینہ بہ سینہ یہ سعادت مجھے بھی حاصل ہو جائے لیکن

ایں سعادت بزور بازوئے نیست

کے مصداق خاموش ہو کر رہ گیا پھر انتہائی نیاز مندانہ لہجہ میں مولانا حفظ الرحمان سے عرض کیا کہ بھائی جان رات کے کھانے کا تو معقول انتظام ہو گیا تھا لیکن صبح کے ناشتے کے لئے من وسلویٰ کا انتظار ہے، کیا اب کوئی بت کافر آپ کے ہدف کی زد پر نہیں ہے۔ مولانا نے نہایت طنز آمیز لہجہ میں مسکراتے ہوئے فرمایا کہ جناب کو من وسلویٰ کا لفظ کہاں سے یاد ہو گیا۔ ہم نے اظہار عجز کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپ حضرات تو ٹھہرے قومی وحدانیت کے پرستار ہم بے چارے خوش قسمتی سے توحید پرست ہیں اور چونکہ من وسلویٰ کا نزول توحید پرستوں پر ہوا تھا اس لئے خواہ آپ کو یاد ہو یا نہ ہو، ہمیں تو ازل سے یاد ہے اور ابد تک یاد رہے گا۔ پھر میں نے مولانا کی تسبیح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا بدایونی سے عرض کیا کہ

شریک رشتۂ تسبیح بن بیٹھے ہیں زناری

بہر حال کراچی تک کا وہ سفر انتہائی پر لطف طریقہ سے طے ہو گیا اور ہم لوگ نواب صدیق علی کے زیر اہتمام سندھ مدرسہ میں ٹھہرا دیئے گئے۔ مولانا بدایونی نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم لوگوں کا کیا پروگرام ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو اپنے عم محترم علامہ شبیر احمد عثمانی کا ایک مطبوعہ پیغام تقسیم کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں جس کا عنوان ہے ''حضرت خالد کا پیغام جی ایم سید کے نام'' اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی سردار یا جنرل کو اس کے عہدے سے معزول کر دیا جائے تو اس کا ایک مجاہد سپاہی کی طرح میدانِ جہاد میں اپنا فرض انجام دینا چاہئے اور اس پیغام کی ضرورت یوں پیش آئی تھی کہ اس وقت سندھ کی سیاست قاضی اکبر اور جی ایم سید کی رسہ کشی کی نذر ہو چکی تھی اور جی ایم سید نے مسلم لیگ سے بغاوت کر دی تھی۔ جس کی وجہ سے سندھ میں مسلم لیگ کو نقصان پہنچنے کا شدید خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ یہ سن کر مولانا بدایونی نے فرمایا کہ میاں صاحبزادے کچھ تو وہ سید ہوتے ہیں جن کے نام کی ابتداء میں سید کا لفظ لگا ہوا ہوتا ہے وہ تو خیر صحیح سید ہوتے ہیں لیکن جو لوگ سید سے پہلے انگریزی لفظ کا مخفف نام پیوست کر لیتے ہیں وہ بہت خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ انہیں سید سے زیادہ اپنے نام کا احترام ملحوظ رہتا ہے۔

اب میں مولانا بدایونی کی ایک اور شفقت کا واقعہ پیش کرتا ہوں جس کے نقوش آج بھی میرے قلب کی پنہائیوں میں بہت گہرے ہیں۔ ہم لوگ دسمبر کی شدید سردیوں میں کراچی آئے تھے

Marfat.com

لیکن یہاں پہنچ کر سردی کا مفہوم کچھ بے معنی سا ہو کر رہ گیا تھا اور میں نے اپنا لحاف اور کمبل ان ساتھیوں کو دے دیا تھا جو سندھ کے دیہاتوں میں مسلم لیگ کا پیغام پہنچانے جا رہے تھے اور اپنے اوڑھنے کے لئے صرف ایک گرم چادر رکھ کر قانع ہو گیا تھا۔ لیکن یہ کسے معلوم تھا کہ کراچی کی ہوا کو بھی کبھی کوئٹہ کی ہوا لگ جاتی ہے۔ چنانچہ ایک شب ایسا ہی ہوا کہ درمیانی حصے میں سردی کی شدت اس درجہ فزوں ہو گئی کہ ہم کو گرم چادر میں برہنگی کا احساس ہونے لگا۔ غالباً اسی وقت مولانا کی بھی آنکھ کھلی اور انہوں نے میری دگرگوں حالت کا جائزہ لیتے ہوئے اپنا کمبل اوڑھا دیا۔ لیکن میں یہ محسوس کرتا رہا کہ اس کمبل کے بعد مولانا کے پاس بھی اوڑھنے کے لئے کپڑے ناکافی ہیں۔ مگر میں نے کچھ تو سردی سے بچاؤ اور کچھ مولانا کے احترام کی وجہ سے سکوت ہی کو ترجیح دی اور ناشتہ کے وقت بہت ہی پراسرار لہجہ میں عرض کیا کہ مولانا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے کمرے میں رجال غیبی کا نزول ہوتا ہے کیونکہ میں تو سویا چادر میں تھا لیکن صبح خود کو کمبل میں ملفوف پایا۔ یہ سن کر مولانا نے نہایت ہی لطیف پیرایہ میں فرمایا کہ جی ہاں اگر رجال غیبی کا نزول نہ ہوتا تو صاحبزادے تم خود ہی غائب ہو جاتے، پھر میں نے تشکر آمیز لہجہ میں پوچھا کہ غالباً آپ کو میری سردی کے متعلق الہام ہو گیا ہوگا۔ مولانا نے بڑے عالمانہ انداز میں فرمایا کہ مشاہدے کے لئے الہام کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(گلدستہ عقیدت، مرتبہ محمد عابد القادری البدایونی، ۲۱۴- پیر الٰہی بخش کالونی، کراچی-۵، ص ۳۷ تا ۳۹)

مولانا تھانویؒ نے جب آل انڈیا مسلم لیگ کی مشروط حمایت شروع کی تو مخالف گروپ میں اس کا شدید ردعمل ہوا۔ روزنامہ الامان کے ایڈیٹر مولانا مظہر الدین پہلے ہی قتل کئے جا چکے تھے۔ اس سلسلے میں مولانا تھانویؒ کو بھی ایک دھمکی آمیز خط لکھا گیا، جس میں کہا گیا کہ آپ نے مسلم لیگ کی حمایت جاری رکھی تو آپ کو قتل کر دیا جائے گا۔ یہ گمنام خط ۱۳؍اپریل ۱۹۳۹ء کو لکھا گیا۔ اس کے لفافے پر مئو ناتھ بھجن ضلع اعظم گڑھ کی مہر تھی اور تانہ بھون کے ڈاکخانہ کی ۱۵؍اپریل کی مہر لگی ہوئی تھی۔ اس تہدیدی خط میں لکھا گیا کہ ''مولوی اشرف علی تھانوی یہ بات ہمارے لئے بہت تشویش اور شرم کی ہے کہ کانگریس، جمعیت العلماء ہند، احرار اور مومن کانفرنس کی تمام کوششوں کے باوجود مسلم لیگ کا فتنہ تمام ملک میں پھیلتا جا رہا ہے اور آپ نے علماء کے خلاف مسلم لیگ کے موافق فتویٰ دیا ہے جس کا بہت اثر رہا ہے۔ اب ہماری پارٹی مسلم لیگ کے بددین مولویوں کو مزا چکھانے کے لیے میدان میں آگئی ہے۔ اس لیے آپ کو بھی تاکیدی نوٹس دیا جاتا ہے کہ آپ ایک ماہ کے اندر اندر اپنا فتویٰ واپس لے لیں اور حضرت امیر الہند مولانا حسین احمد مدنی کا مسلک قبول کر لو اور کانگریس کی حمایت کرو ورنہ یقین اور پورا یقین رکھو کہ تم کو بھی مولانا مظہر الدین الامان والے کی طرح تمہاری خانقاہ میں ذبح کر دیا جائے گا۔ یہ قسمیہ اور ایماناً اطلاع بھیجی جاتی ہے۔ ایک ماہ کی مدت غنیمت جاننا۔ ایک ماہ تمہارے بیان کی انتظاری کر کے ہمارا آدمی روانہ ہو جائے گا جو پستول اور چھرے سے تم کو ختم کر دے گا۔ پھر مردود جینا (جناح) اور بدعتی مولوی بدایونی کی باری ہوگی۔ یہ جھوٹی کوئی دھمکی نہیں ہے فقط کانگریس زندہ باد جمعیت العلماء ہند زندہ باد۔ (مولانا اشرف علی تھانوی اور تحریک آزادی، پروفیسر احمد سعید، لاہور، صفحہ ۱۵۴-۱۵۵)

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم خَاتَمَ النَّبِیِّیۡن
عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسۡلِیۡم

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی عرصہ دراز سے یہ رائے ہے کہ اسلامی ممالک اور دوسرے ملکوں میں وقتاً وقتاً وفود جائیں تا کہ ایک طرف تو تعارف و مودت کا سلسلہ قائم ہو اور ہمارے وفود بیرونی ملکوں کی ترقیاتی وایجادات کا معائنہ کرنے کے بعد پاکستان میں جدید مصنوعات و ترقیات کا مناسب و موزوں انتظام کیا جا سکے۔ خصوصاً ایسے زمانہ میں جبکہ دنیا کی حکومتیں ہر طرف اپنا پروپیگنڈہ کر رہی ہیں، ہمیں بھی اپنے شعبۂ نشر واشاعت کو زیادہ سے زیادہ فعال اور باعمل بنانے کی حاجت ہے تا کہ دنیا پاکستان کی ترقیات اور یہاں کے مسائل و حالات سے باخبر ہو سکے۔

سال گزشتہ پاکستان میں جمہوریہ چین سے ایک وفد زیر قیادت الحاج نور محمد صاحب وائس پریسیڈنٹ چائنا مسلم ایسوسی ایشن آیا تو اس کی آمد سے قبل ہی ہمیں اس کے پروگرام کا علم ہو گیا تھا۔

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کا ایک وفد پیلس ہوٹل کراچی میں جناب الحاج نور محمد صاحب سے جا کر ملا۔ چین کے مسلمانوں کے حالات معلوم کئے اور تفصیلی گفتگو ہوئی۔ چینی وفد کے قائد نے دعوت دی کہ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے علماء کا ایک وفد چین بھیجے تا کہ ہمارے یہاں کے مسلمانوں کی کیفیت اور مسجدوں کا معائنہ کرے۔ ہم نے جواب میں عرض کیا کہ اگر کافی وقت دیا گیا تو مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان غور وفکر کر کے انشاء اللہ ایسے وفد کے بھیجنے کا انتظام کرے گی اور چین جیسے وسیع ملک میں علماء کو ضرور بھیجے گی۔ جناب الحاج نور محمد صاحب سے متعدد مقامات پر دوسری ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے دفتر میں چینی وفد نے جس قدر مطبوعہ لٹریچر بھیجا تھا بغور مطالعہ کیا گیا، طے پایا کہ انشاء اللہ المستعان ملک چین کا سفر کیا جائے گا۔

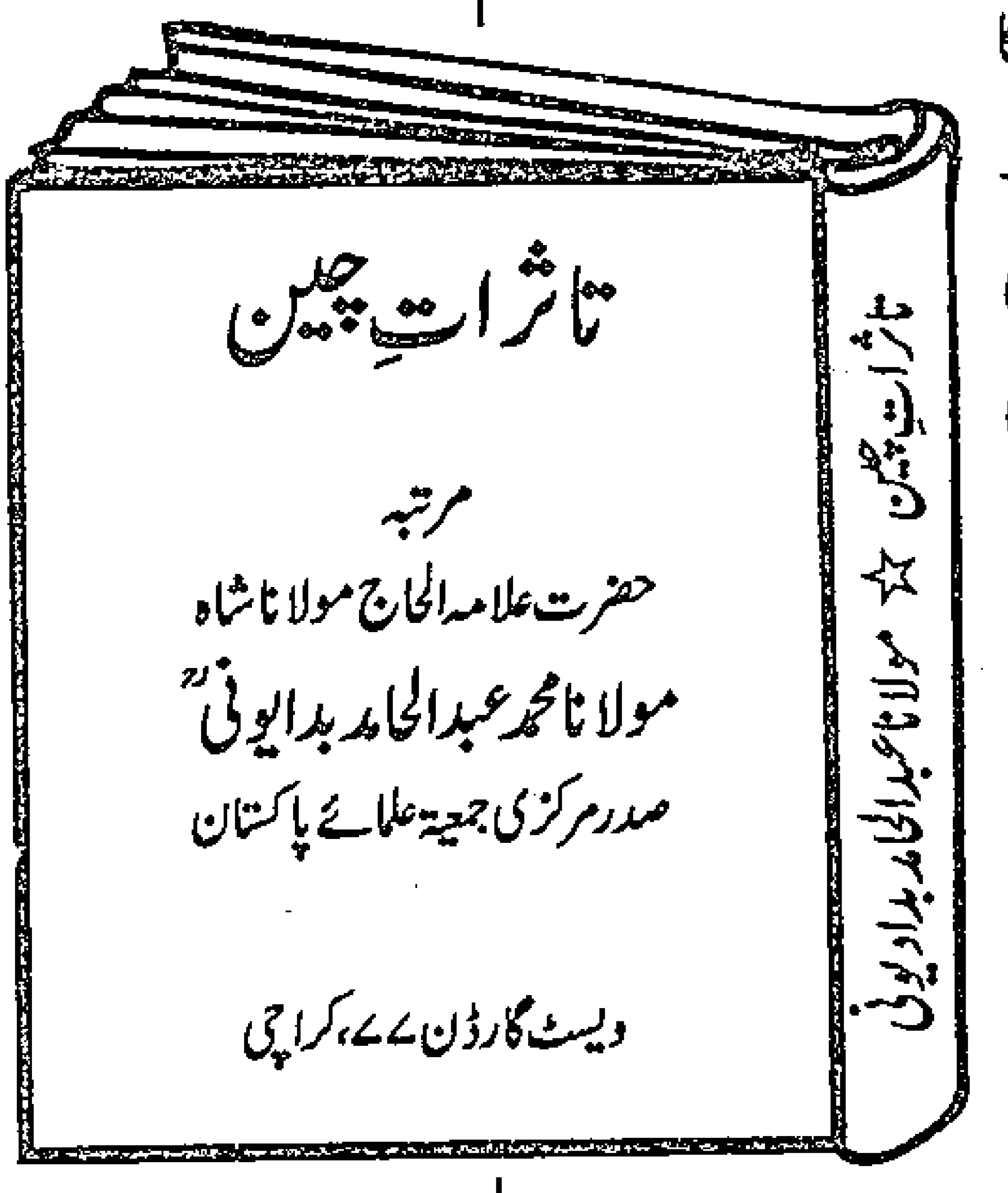

آخر رمضان المبارک میں پہلی بار جناب محترم عبدالستار صاحب وزیر داخلہ حکومت پاکستان نے مطلع فرمایا کہ آپ کو چین کے سفر کے لئے فوری طور پر تیار ہو جانا چاہئے۔ دوسرے دن جناب چوہدری حمید الحق وزیر خارجہ نے بھی فون پر یہی اطلاع دی کہ آپ جلد از جلد چین جانے کے لئے تیار ہو جائیں۔ ہم نے جواباً عرض کیا بہتر ہوگا کہ رمضان المبارک کے بعد وفد بھیجا جائے اور جانے سے پہلے مذاکرات ہو جائیں۔ تا کہ ایک لائحہ عمل طے ہو جائے۔

جواب ملا چین کے مسلمانوں کا اصرار ہے کہ پاکستانی علماء کا وفد رمضان المبارک ہی میں آنا چاہئے، شدید اصرار کی وجہ سے ہم نے آمادگی سفر ظاہر کر دی۔ پاسپورٹ ویزا وغیرہ کے مسائل بظاہر تو بڑے کام نہیں لیکن عملی حیثیت سے ان کی تکمیل میں کم از کم ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ ضرور لگ جاتا ہے۔ جس طرح ممکن ہوا ایک ہفتہ کے اندر روزے کی حالت میں روزانہ نقل وحرکت کر کے ان ضروریات کو پورا کیا گیا۔

چونکہ اس زمانہ میں جناب محترم وزیر خارجہ اور وزیر اعظم پاکستان دورے میں تھے اس لئے ہم نے اور جناب سید حسین امام صاحب نے ایک بیان مرتب کیا اور وزارتِ خارجہ کے چند ذمہ دار عمال کو دکھا کر مشورہ حاصل کیا۔ جناب مسٹر دہلوی اور جناب

Marfat.com

پروفیسر سید احمد علی صاحب نے ہمارا مرتب کردہ بیان پسند کیا اور اجازت دی کہ اسے طبع کرالیا جائے اور اسی لائن پر چین میں کام کیا جائے۔ نیز چین میں حسب ضرورت جیسا آپ حضرات چاہیں بیان کی روشنی میں کام کریں۔

ڈیڑھ ہفتہ گزر جانے کے بعد معلوم ہوا کہ کراچی سے علماء کا پہلا قافلہ حسب ذیل افراد پر مشتمل ۹ رمئی کے طیارے سے چین جائے گا۔

عبدالحامد قادری بدایونی۔ سید حسین امام صاحب۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی صاحب۔ سید عبدالمنعم عدوی صاحب ایڈیٹر اخبار العرب۔ اور مشرق پاکستان سے جناب ڈاکٹر شہید اللہ صاحب، مولانا عزیز الرحمٰن صاحب۔ مولانا مستفیض الرحمٰن صاحب۔ ڈاکٹر سراج الحق صاحب ہم لوگوں کو کینٹن میں مل جائیں گے۔

چین جیسے ملک کا طول طویل سفر اس قدر عاجلانہ طور پر ہو رہا ہے کہ ہر رکن مضطرب الحال ہے۔ مگر رمضان المبارک میں محض اسی وجہ سے کہ چینی مسلمانوں کا اصرار ہے ہم لوگ عازم سفر ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے اور جن اغراض سے ہم جا رہے ہیں ان میں کامیابی حاصل ہو۔

روانگی از کراچی: یہ امر یقیناً قابل اعتراض تھا کہ ہمارے قافلہ کی روانگی کے لئے اصرار کیا گیا کہ وہ رمضان المبارک میں سفر کرے اور بعض حضرات کو عید کے بعد کی روانگی کے لئے اجازت دی گئی اگر ملی مقاصد پیش نظر نہ ہوتے تو یقیناً ہم سب بعد رمضان ہی سفر کا عزم کرتے۔

بی او، اے، سی کمپنی سے اطلاع ملی کہ ۹ رمئی کو ۴ بجے طیارہ روانہ ہوگا۔ ہم سب لوگ مطار پر ڈھائی بجے پہنچ گئے۔ روزے کی حالت میں اور تیز دھوپ میں ہمیں ڈھائے بجے بلایا گیا۔ لیکن جب مطار پر پہنچے تو بتایا گیا کہ ہوائی جہاز پونے ۸ بجے جائے گا۔

ہم لوگوں کو الوداع کہنے کے لئے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان اور مرکزی مہاجرین کمیٹی کے اکثر و بیشتر ارکان مع ہمارے اہل و عیال کے سب لوگ وقت مقررہ پر پہنچے اور ان سب کو جہاز لیٹ ہونے کی وجہ سے کافی تکلیف ہوئی۔ بی۔ او۔ سی کمپنی کا یہ فرض تھا کہ وہ ہمیں فون سے مطلع کر دیتی اور ہم لوگ باطمینان روزہ افطار کر کے مطار آتے۔

الوداع کہنے والوں کے اکثر افراد کو ۴ بجے ہم نے واپس کر دیا مگر ہمارے گھر کے سب لوگ مطار ہی پر رہے۔ سب نے افطار ہمارے ساتھ کیا جہاز کے متعلق ساڑھے چھ بجے شام کو یقینی اطلاع ملی کہ وہ پونے آٹھ بجے روانہ ہوگا۔

افطار اور کھانے کے بعد نماز مغرب سے فارغ ہو کر ہم چاروں ارکان بی۔ او۔ سی کے جہاز میں اپنی اپنی سیٹوں پر آ کر بیٹھ گئے۔ جہاز اچھی رفتار سے جا رہا ہے۔ سوا گیارہ بجے شب کو دہلی کے ہوائی اڈے پر اترا، ۴۵ منٹ قیام کر کے روانہ ہوا۔ سوا تین بجے کلکتہ آیا۔ کلکتہ اترتے ہی ہم نے اور جناب سید عبدالمنعم عدوی صاحب نے سحری کی۔

نماز فجر کا وقت ہو گیا تھا اس لئے نماز پڑھ کر جہاز میں سوار ہوئے۔ جہاز کی سیٹیں اگر چہ قدرے کشادہ تھیں مگر رات بھر ہم لوگ بیٹھے ہی رہے۔ نیند مطلقاً نہ آئی۔ کلکتہ سے روانہ ہو کر پہلے بنکاک اور اس کے بعد ہانگ کانگ آئے گا۔

صبح ۷ بجے سے ۹ بجے تک آرام کیا ساڑھے دس بجے بنکاک آ گیا۔ بنکاک کا ایئر پورٹ نہایت حسین اور خوب صورت ہے۔ بنکاک کے ویٹنگ روم میں اکثر چینی لوگ نظر آئے اور یہیں سے معلوم ہونے لگا کہ ہم چین میں آ گئے۔ مگر ابھی چین کئی ہزار میل دور ہے۔ بنکاک بھی ایک خوب صورت شہر ہے۔ اس کے اندر مختلف قومیں رہتی ہیں۔ ۵۰۰ کے قریب مسلمان بھی آباد ہیں مگر ہم ان لوگوں کو نہ دیکھ سکے۔ مطار پر جہاز کم قیام کرے گا اگر وقت

Marfat.com

ملا اور واپسی میں گنجائش نکل سکی تو اس شہر کو دیکھیں گے۔

۴۵ منٹ یہاں بھی جہاز ٹھہر کر روانہ ہوا۔ ہمارے یہاں کے وقت کے حساب سے ڈھائی بجے اور ہانگ کانگ کے وقت سے جہاز ۵ بجے شام کو پہنچے گا۔ پائلٹ یہاں سے چل کر وقت بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ بی۔او۔اے۔سی کے جہاز ۳۰۰ میل کی رفتار سے جاتے ہیں۔مگر بنکاک سے جہاز ۴۰۰ میل کی رفتار سے جا رہا ہے۔ ہماری طرف کے بڑے جہاز چونکہ کافی بلندی پر جاتے ہیں اس لئے زمین کے مناظر صاف نہیں معلوم ہوتے۔ سوا گیارہ بجے کے بعد ہمارے جہاز نے پرواز کی تھی۔ پونے ۵ بجے شام کو ہانگ کانگ کے وقت سے ہانگ کانگ پہنچ گئے۔ الحمدللہ کہ پورے چھ ہزار میل کا یہ سفر ۲۱ گھنٹے میں بخیر وعافیت ختم ہوگیا۔

ہانگ کانگ: ہانگ کانگ ایک خوبصورت اور حسین شہر ہے۔ یہ چھوٹا سا جزیرہ ہے جو انگریزوں کے زیرنگیں ہے۔ جنہوں نے اس جزیرہ کو انتہائی محنت سے تعمیر کیا ہے بازار بڑے بڑے ہیں شہر دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک کا نام ہانگ کانگ ہے دوسرے کا نام کولون ہے۔ ایک حصہ دریا کی اس پار دوسرا اس پار ہے۔ فری پورٹ ہونے کی وجہ سے دنیا بھر کی بہترین قسم کی اشیاء انتہائی ارزاں ملتی ہیں۔ انقلاب چین کے بعد چین کے بڑی بڑے سرمایہ دار تاجر ملوں کے مالک سب یہیں آ کر آباد ہوگئے اور تجارت اور مصنوعات کے شعبہ جات پر قابض ہیں۔ ان کی کثرت کے باعث دیکھنے والے سیاح ومسافر سمجھتے ہیں کہ ہانگ کانگ چین کا علاقہ ہے۔ دنیا کے ہر حصہ کے کاروباری لوگ یہاں آ کر قیام کرتے ہیں۔ جزیرہ کے ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں جانے کے لئے چھوٹے چھوٹے آرام دہ جہاز ہر ۵ منٹ اور بعض وقت دو دو منٹ کے بعد چھوٹتے ہیں۔ ایک ایک جہاز میں پانچ پانچ سو مسافر بیک وقت آتے جاتے ہیں۔ شہری آبادی گنجان ہے۔ بازار بے حد حسین ہیں۔ ۸۔ ۸ اور ۱۲۔ ۱۲ درجے کی عمارتیں ہیں۔

کاروبار کرنے والے لوگ ایمان دار ہیں اور وقت و وعدہ کے پابند ہیں اگر ایک چیز آپ خریدیں یا آرڈر دیں تو وقت معینہ پر دکان دار اپنے آدمی کے ہاتھ وہ سب سامان قیام گاہ تک پہنچا دے گا اور آنے جانے کا کوئی چارج نہیں کرے گا۔ جو وعدہ کرے گا وقت کے مطابق اسے پورا کرے گا۔ البتہ چھوٹے چھوٹے دکان دار ہر چیز کے دام ایسے بتائیں گے کہ نیا آدمی کم بھی کرے تو وہ دام زائد ہی لے لیتا ہے جو چیز دو روپیہ میں خریدی جائے جاننے والا اسے ۱۲ آنے میں خرید لیتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ہانگ کانگ ایک چھوٹا پیرس ہے۔ ہانگ کانگ کے ہوٹل شاندار ہیں۔ ان سب کی رونق رات کی روشنی میں دوبالا ہوتی ہے۔ ہر ایک بازار کی دکان اور ہوٹلوں پر صدہا قمقمے لگے ہوئے ہیں۔ اگر ہانگ کانگ کی اونچی پہاڑی پر آپ چڑھ جائیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کے ستارے ٹوٹ کر آ گئے ہیں۔

ہانگ کانگ میں ہم نے اتر کر صرف ایک رات ہی گزاری اور یہاں کے مشہور شمرک ہوٹل میں قیام کیا۔ ہوائی اڈے پر چائنا ٹریولنگ ایجنسی کے ذمہ دار کارکنان ہمارے استقبال کو آ گئے تھے۔ انہوں نے ہی تمام انتظامات کئے اور تجویز کیا کہ آپ حضرات کو ۱۱ رمئی کی صبح والی ٹرین سے روانگی کے لئے ساڑھے سات بجے ہوٹل سے چلنا ہے۔

چونکہ ہوائی جہاز میں تمام رات بیٹھے بیٹھے آنا پڑا، نیند بہت کم آئی اس لئے ہوٹل میں اول وقت کھانا کھایا۔ عشاء پڑھتے ہی سو گئے۔ ہوٹل والوں سے تاکید کر دی تھی کہ ہمیں ۳ بجے رات کو سحری کے لئے کچھ سامان دے دیں۔ چنانچہ ۳ بجے ہم نے اور سید عبدالنعم عددی صاحب نے سحری کی۔ جناب سید حسین امام صاحب و مولوی عبدالقدوس ہاشمی صاحب نے سفری رخصت کی بناء پر روزہ نہیں رکھا۔

روانگی برائے کینٹین: ارکانِ وفد نماز فجر کے بعد ہی اپنا اپنا سامان درست کر چکے تھے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد ہی منتظمین

Marfat.com

آ گئے۔ سامان باہر نکلوا کر نیچے بھیج دیا گیا سوا آٹھ بجے شمرک ہوٹل سے ہانگ کانگ اسٹیشن لائے گئے۔

۹ بجے ٹرین کولون سے روانہ ہوئی۔ یہاں کی لائن چھوٹی سے بڑی اور بڑی لائن سے قدرے چھوٹی ہے۔ باہر سے ٹرینیں زیادہ خوبصورت نہیں ہیں مگر اندر بہت آرام دہ اور حسین ہیں۔ فرسٹ، سیکنڈ تھرڈ کے درجات ہیں۔ یہ ٹرین جس سے ہم سفر کر رہے ہیں، ۳۸ یا ۴۸ میل کی رفتار سے جارہی ہے۔ راستہ نہایت ہی دلفریب ہے۔ ایک طرف دریا چل رہا ہے دوسری جانب پہاڑیاں۔ کولون سے چینی بارڈر تک تقریباً ۱۱ یا ۱۲ پہاڑی درّے آتے ہیں۔ ایک درّہ کافی لمبا ہے جس میں ۲۵ منٹ کے قریب تیز رفتار ٹرین چلتی رہی۔

ٹرین کے اندر صفائی کرنے والے متعین ہیں۔ جو ہر ۵ منٹ کے بعد صفائی کرتے ہیں۔ فرسٹ وسیکنڈ کی طرح تھرڈ کے ڈبوں میں بھی پنکھے لگے ہوئے ہیں۔ تقریباً ایک گھنٹہ میں یہ ٹرین چینی بارڈر تک پہنچ گئی۔ ہمارے ساتھ چائنا ٹریولنگ ایجنسی کے دو نمائندے بارڈر تک آئے جہاں ہم سب اترے پاسپورٹ اور کسٹم آفس میں چند منٹ کے اندر چیکنگ کر کے میں باہر لایا گیا۔ تقریباً ڈیڑھ فرلانگ پیدل چل کر چینی بارڈر کے ویٹنگ روم تک آ گئے جیسے ہی چینی بارڈر کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کینٹن سے ہمارے استقبال کے لئے جناب محمد حنفی، جناب حاجی محمد مبین اور دیگر ارکان چائنا مسلم ایسوسی ایشن موجود تھے۔ جو ہمیں یہاں کے ویٹنگ روم میں لائے۔ اس اسٹیشن کا نام لوؤ ہے۔ کافی خوب صورت اسٹیشن ہے۔ دو گھنٹے تک ویٹنگ روم میں ٹھہرنا پڑا کیونکہ ٹرین سوا گیارہ بجے روانہ ہوگی۔ ارکانِ وفد ہر شخص کے لئے ایک تماشا بنے ہوئے ہیں۔ چینی مرد وعورتیں ہمیں دیکھ کر عجوبہ سمجھ رہے ہیں۔ ۱۱ بجے ہم سب کا سامان فرسٹ کلاس میں رکھ دیا گیا۔ جو حضرات ہمارے استقبال کے لئے آئے تھے، وہ بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ بغیر مترجمین کے علاقۂ چین میں کام چلانا سخت مشکل ہے۔ ساڑھے تین بجے دن کو کینٹن اسٹیشن پہنچے جہاں چائنا مسلم ایسوسی ایشن کے بکثرت ارکان اور ائمہ مسجد نے شاندار استقبال کیا۔ طلباء اور طالبات بھی معقول تعداد میں استقبال کے لئے موجود تھے۔

خوش نما پھول پیش کیے گئے۔ اسٹیشن سے سیدھے ایشنگ ہوٹل لائے گئے۔ دسویں منزل پر قیام کا انتظام تھا۔ ایشنگ ہوٹل کینٹن کے مشہور اور بڑے ہوٹلوں میں ہے، اس کے نیچے دریا بہہ رہا ہے۔ دریا میں مال بردار جہاز اور کشتیاں بکثرت متحرک نظر آتی ہیں۔

شہر کینٹن: شہر کینٹن ایک قدم ترین شہر ہے اور اکثر و بیشتر بازار وغیرہ اس کے مصر کے نمونے کے ہیں۔ یہاں کی آبادی لاہور کے برابر ہے۔ مسلمانوں کی تعداد یہاں ۵ ہزار کے قریب بتائی گئی۔ یہاں چار بڑی اور شاندار مسجدیں ہیں۔ ایک صحابی رسول حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بھی مدفون ہیں جو بسلسلۂ تبلیغ دین کینٹن تشریف لائے اور یہیں دفن ہوئے، صدہا افراد کو دولت اسلام سے مالا مال کیا۔

آخر میں اپنے آقا ومولا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت فرما کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے تا کہ اپنی تبلیغی کوششوں کا حال پیش خدمت فرمائیں۔ جب مدینۂ منورہ پہنچے تو علم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوگیا۔

مزار پر انوار پر حاضر ہوئے اور گریہ وزاری کرتے ہوئے آستانہ عالیہ پر معروضات پیش کیے۔ ارشاد ہوا پھر چین ہی واپس جاؤ۔ چنانچہ دوبارہ کینٹن میں واپس تشریف لائے اور یہیں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار پر انوار مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

ہماری اپنی تحقیق میں آپ کا نام حضرت عبدالرحمٰن عکاظ ہے۔ مگر آپ کے مزار شریف کے دروازہ پر عبدالرحمٰن وقاص کندہ ہے۔

ایشنگ ہوٹل میں مغرب تک مختلف علمائے کرام اور آئمہ

Marfat.com

مساجد ملاقات کے لئے تشریف لاتے رہے۔

ہماری لئے ہوٹل کا ایک وسیع کمرہ نماز جماعت کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ افطار کا وقت قریب آ رہا تھا اس لئے ملاقاتیں جلد ختم کیں، روزہ افطار کیا، نماز مغرب کے بعد کھانا کھایا۔

آج ۲۹ رمضان المبارک ہے۔ بادل کافی جمع تھے چاند نظر نہ آیا۔ الحمد للہ ایک روزہ اور مل گیا۔

ہمارے میزبانوں نے باوجود ہمارے عرض کرنے کے ۱۵۔۱۶ قسم کے کھانے تیار کرائے۔ اول تو افطار کے بعد ہم لوگ متصلاً بعد مغرب کھانے کے عادی اور وہ بھی بعجلت لیکن ہوٹل میں رات کے کھانوں کا کورس ۲ گھنٹے چلتا ہے۔ یہ طویل کورس باعث تکلیف بن گیا۔ کھانا کھانے کے دوران میں جناب محمد حنفی اور خطیب صاحب جامع مسجد نے فرمایا کہ پروگرام یہ بنا ہے کہ آپ حضرات یہاں کی سب سے بڑی مسجد میں جو ایک ہزار سال پہلے تعمیر ہوئی تھی، نماز عشاء پڑھائیں گے۔ اگرچہ کسل اجازت نہ دیتا تھا، نیز بارش بھی کافی ہو رہی تھی مگر میزبانوں کے اصرار پر ہم لوگ مسجد پر پہنچے جہاں باوجود رش کے تقریباً ۳۰۰ چھوٹے بڑے مسلمان موجود تھے اور نماز تراویح کے لئے جمع تھے۔ امام صاحب کے اصرار پر ہم نے نماز عشاء پڑھائی اور اختتام پر امام صاحب سے اجازت لے کر ہوٹل واپس آئے۔ اب دوبارہ کل دن میں اس مسجد کو دوسری مساجد کے ساتھ دیکھیں گے۔

کراچی اور یہاں کے وقت میں چار گھنٹے کا فرق ہے۔ عیدالفطر یہاں دوشنبہ مطابق ۱۴ رمئی کو ہوگی، ۳۰ کا روزہ بھی الحمد للہ پورا ہو گیا۔ اب صبح عید کے لئے جانا ہے۔

کینٹن میں نماز عیدالفطر: نماز عیدالفطر کے صحیح وقت کا پروگرام جناب محمد حنفی صاحب اور امام صاحب نے شب ہی بتا دیا تھا۔

فجر پڑھ کر ناشتہ سے قبل غسل کیا، کپڑے بدلے۔ تھوڑی دیر تک اہل و عیال اور وطن کی عید کا خیال آیا مگر ساتھ ہی ساتھ دل کو سمجھا لیا کہ دس سال ہوئے وطن چھوٹ گیا۔ عید تو دراصل کبھی بدایوں کی تھی۔ کہیں ہوتے عید کے لئے بدایوں پہنچ جاتے تھے۔ رہی کراچی تو یہاں آ کر نہ اب کوئی مسرت رہی نہ عید کے سامان بلکہ ہماری متعدد عیدیں ایام اسیری میں ہوئیں۔ لوگ شہر میں عید کی نماز پڑھتے تھے اور ہم جیل کے قیدیوں کے ساتھ ساتھ عید مناتے تھے، پس آج اگر وطن سے دور کینٹن میں نماز عید پڑھ رہے ہیں تو کیا فکر بلکہ یہ امر باعث مسرت ہے کہ آج عید کی نماز کے بعد ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر سلام کرنے جائیں گے، یہ سعادت بھی خدا ہمیں عطا فرما رہا ہے۔

ان تخیلات ہی میں تھے کہ منتظمین آ گئے اور کہا، گاڑیاں تیار ہیں۔ حضرت استاذ عددی بھی تیار ہو چکے ہیں۔ برابر والے کمروں میں سے جناب سید حسین امام صاحب اور مولانا عبدالقدوس صاحب بھی تیار ہو کر تشریف لے آئے۔

ہم نے اپنی الماری میں سے امام صاحب جامع مسجد کے لئے تاج کمپنی کا مطبوعہ کلام پاک، عطر کی چند شیشیاں، پاکستان کے حلوؤں کے ڈبے نکلوائے۔ ساڑھے ۷ بجے ناشتہ کر کے موٹروں میں سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ مسٹر ابراہیم اور جناب حنفی صاحب نے جو پروگرام جامع مسجد پہنچنے کا بنایا تھا۔ اس میں ابھی دس منٹ باقی تھے اس لئے شہر کینٹن کے دو تین چکر لگائے، وقت مقررہ پر ہم لوگ جامع مسجد کے دروازے پر پہنچ گئے جہاں ایک بڑی تعداد میں بوڑھے، جوان، بچے، عورتیں نماز کے لئے جمع تھیں۔ پہلے ہم لوگ مسجد سے متصل ایک ہال کمرہ میں جہاں مسجد کا دفتر اور مدرسہ ہے بٹھائے گئے۔ تقریباً ۵۰ کرسیوں پر شہر کینٹن کے معززین ہمارے استقبال کے لئے جمع تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد کینٹن کے میر مع اپنی جماعت کے ملاقات اور عید کی مبارک باد کے لئے تشریف لائے آئے اولاً انہوں نے ایک تقریر فرمائی جس

Marfat.com

میں ارکانِ وفد کی آمد پر اظہارِ مسرت اور عید کی نوید دی گئی۔ جناب سید حسین امام صاحب قائد وفد نے جوابی تقریر کی۔ سب سے تعارف ہوا۔ اتنی دیر میں مسجد نمازیوں سے بھر گئی۔

نماز عید ہوئی۔ ہم نے عربی زبان میں خطبہ دیا جس میں احکام عید کے ساتھ ساتھ اخوت باہمی، چین سے مسلمانوں کے دیرینہ تعلق پر روشنی ڈالی گئی۔ پاکستان کی مختصر تاریخ بھی بیان کی۔ صف اول میں جو لوگ تھے، ان میں اکثر عربی جانتے تھے۔ وہ خطبہ سے بے حد متاثر ہوئے۔ خطبہ کے بعد دیر تک معانقہ ہوتا رہا لوگوں سے باتیں بھی ہوتی رہیں۔ مسجد سے فارغ ہو کر دو ایک مسجدوں کو دیکھتے ہوئے۔

حضرت عبدالرحمٰن عکاظؓ کے مزار پر حاضری: سیدنا عبدالرحمٰن عکاظؓ صحابی رسول کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے۔ یہ وہی بزرگ ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر کہ میری جماعت میں کوئی ایسا ہے جو چین میں جا کر اسلام کی دعوت دے۔ ماں سے اجازت لے کر چل کھڑے ہوئے تھے۔

اللہ اللہ اصحابِ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مقدس جماعت میں کیسے کیسے فدائی تھے۔ کہاں مدینہ منورہ اور کہاں چین کا یہ دور دراز مقام، نہ سفری سہولتیں نہ سامان راحلہ، راستہ بھر دماغ وقلب پر ان نفوس قدسیہ کی گراں قدر خدمات کے خیالات آتے رہے۔

آپ کا مزار شریف ایک بلند پہاڑی پر واقع ہے۔ عید کے دن مسلمانوں کا معمول ہے کہ چھوٹے بڑے سلام کے لئے مجتمع ہوتے ہیں۔ حاضر ہوتے وقت غول کے غول آتے ہوئے نظر آئے۔ جب بالائی حصہ پر پہنچے تو دیکھا کہ مسلمانوں کی اور بھی بکثرت قبریں یہاں ہیں۔

حضرت کے مزار پر جانے کے لئے جو پہلا بلند دروازہ بنا ہوا ہے اس پر سنہری حروفوں میں ''عبدالرحمٰن وقاص'' درج ہے۔

اندر کے صحن میں آئے تو معلوم ہوا کہ جس طرح ہماری طرف کی خانقاہوں میں مختلف کمرے ہوتے ہیں، اسی طرز پر یہاں بھی متعدد کمرے اور ایک مسجد بنی ہوئی ہے۔ ان حصوں میں کسی وقت دراویش وعلماء مواعظ فرماتے ہوں گے۔

چند قدم چل کر مزار شریف کا اندرونی دروازہ آ گیا۔ جیسے ہی داخل ہوئے تو ایسا معلوم ہوا کہ مزار شریف سے انوار باہر آ رہے ہیں۔

دیر تک یہاں حاضر رہے طبیعت میں خاص قسم کا سوز وگداز پیدا ہوا۔ حضرت استاذ عددی بھی کافی متاثر ہیں۔

اچھا خاصا وقت اندر گزار کر باہر آئے تو دیکھا ہر حصہ کے مسلمان جمع ہیں اور آنے والوں کا ایک سلسلہ جاری ہے۔

دروازہ شریف پر آ کر ارکانِ وفد میں مذاکرات ہوئے کہ بجائے عبدالرحمٰن عکاظؓ کے عبدالرحمٰن وقاص کیوں کندہ ہے۔

جو علماء یا مترجمین ہمارے ساتھ ہیں، ان سے اس موضوع پر باتیں ہوئیں مگر وہ اطمینان نہ کر سکے۔ نہ عربی کی کوئی تاریخ ہی ایسی ملی جس سے صحیح وقطعی معلومات حاصل ہوتیں۔ دیگر مقامات کے علماء سے بھی اس امر پر گفتگو ہوئی مگر وہ اطمینان بخش جواب نہ دے سکے۔

بہر حال ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ مزار شریف کی تجلیات کا رنگ ایسا تھا، جو پتہ دیتا تھا کہ صحابی ہی ہیں، ورنہ تابعی یا ولی کے وہ انوار نہیں ہوتے جو صحابی کے ہوتے ہیں۔

یہاں کی حاضری ہمارے سفر چین کا ایک خاص ورق ہے جو برسوں تک یاد رہے گا۔

متعدد حصے دیکھتے ہوئے ہوٹل واپس آئے، کھانے کا انتظام ہوا، شام تک مختلف حضرات تشریف لاتے رہے۔

شام کے وقت جناب محمد حنفی اور مسٹر محمد ابراہیم صاحب نے بتایا کہ موسم کی خرابی کے باعث ہوائی جہاز کے انتظار میں کئی دن گزر جائیں گے۔ اس لئے طے پایا کہ کینٹن سے پیکن کا ۱۴ سو میل کا سفر بذریعہ ریل کیا جائے جو پورے ۵۵ گھنٹے میں طے

Marfat.com

ہوگا۔ یہی پروگرام طے پا گیا۔

مشرقی پاکستان کے نمائندگان کی آمد: دعوت کے اجتماع سے قبل مشرقی پاکستان کے حسب ذیل نمائندگان تشریف لے آئے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب امام و خطیب پٹواٹولی ڈھاکہ، جناب مولانا مستفیض الرحمٰن صاحب پروفیسر و معلم ڈھاکہ، ڈاکٹر شہید اللہ صاحب پروفیسر راج شاہی، جناب ڈاکٹر سراج الحق صاحب پروفیسر ڈھاکہ یونیورسٹی۔

حضرات مولانا عزیز الرحمٰن صاحب پرانے خلافتی اور مسلم لیگ کے قدیم نمایاں کارکنان میں رہے ہیں۔ آپ حضرت اقدس مولانا عین القضات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید و مرید ہیں، خموش بزرگ ہیں۔ لکھنؤ سے سند قرأت لینے کے بعد آپ عرصہ تک رنگون میں امام و خطیب کی حیثیت سے نمایاں خدمات انجام دیتے رہے۔ تحریک خلافت اور تحریک مسلم لیگ میں آپ نے کافی خدمات انجام دیں۔

مولانا مستفیض الرحمٰن صاحب ایک نوجوان اور صاحب بصیرت عالم ہیں، ماشاء اللہ اچھی استعداد علمی رکھتے ہیں بے حد خوش مذاق ہیں، عربی آزادی سے بول لیتے ہیں۔ ڈھاکہ میں پروفیسر ہیں۔

جناب ڈاکٹر شہید اللہ صاحب ستر سال کے بزرگ ہیں جو حضرت شاہ ابوبکر صاحب سے سلسلۂ نقشبندیہ میں مرید ہیں اور تقریباً ۵۔۶ زبانیں جانتے ہیں۔ انگریزی۔ سنسکرت کے ایم۔ اے ہیں۔ ولایت میں کافی عرصہ تک بسلسلۂ تعلیم مقیم رہے اور دین داری باقی رہی۔ آج کل راج شاہی یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں اکثر و بیشتر وزرائے مشرقی پاکستان آپ کے شاگرد ہیں۔

جناب ڈاکٹر سراج الحق صاحب ایم۔ اے بھی ایک قابل و لائق فرد ہیں۔ ڈھاکہ یونیورسٹی میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں۔ عربی بہت اچھی بولتے ہیں۔ خوش مزاج اور نماز و عبادات کے بہت پابند ہیں۔ مشرقی پاکستان کے ارکان کا یہ قافلہ انتہائی خوش مذاق اور دین دار ہے۔

جیسے ہی یہ حضرات تشریف لائے، پروگرام پر ان سب سے تبادلۂ خیالات رہا۔ ان حضرات کو عید کی نماز کہیں نہ مل سکی جس پر سب متاسف ہیں۔

دعوتِ عید الفطر: کینٹن کی شاخ چائنا مسلم ایسوسی ایشن کی جانب سے آج دعوتِ عید الفطر کا اہتمام ہوٹل میں کیا گیا۔ تقریباً ۲۰۔۲۵ ارکان و عہدہ داران و علماء اس اجتماع میں شریک ہوئے۔ دیر تک مختلف موضوعات پر تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ حضرت امام صاحب جامع مسجد و سیکریٹری صاحب نے ہمارے اعزاز میں تقریریں فرمائیں۔

جناب سید حسین امام صاحب نے اور ہم نے جوابات دیئے۔ ہم نے اراکین و عہدہ داران کی خدمت میں مختلف ہدایا پیش کئے۔ آخر میں کل کی روانگی کا پروگرام طے پا گیا۔ دعوت کی وجہ سے کافی دیر میں سونے کا موقع مل سکا۔

روانگی برائے پیکن: صبح اول وقت نماز فجر سے فراغت پا کر کمروں سے سامان نکلوا کر نیچے بھجوا دیا، ناشتہ کے بعد ہی ہوٹل سے کینٹن اسٹیشن آ گئے۔ یہاں سے ہمارے ہمراہ مسٹر ابراہیم رکن مسلم ایسوسی ایشن چائنا۔ مسٹر یو مترجم اور ایک مسلم باورچی جا رہا ہے۔ اسٹیشن پر الوداع کہنے کے لئے جناب حنفی۔ ائمہ مساجد۔ مس فاطمہ وائس پریسیڈنٹ چائنا مسلم ایسوسی ایشن طلباء اور طالبات جمع تھے۔ فرسٹ کلاس کے ڈبوں میں سامان رکھوایا گیا۔ ہر کمرے میں چار ممبران سفر کریں گے۔ گاڑیاں بہت خوبصورت ہیں۔ ہر قسم کے انتظامات اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔ البتہ ریل میں مسلمانوں کے کھانے کا بندوبست نہیں ہے۔ چائنا ایسوسی ایشن نے اس لئے تمام انتظامات ہمارے لئے علیحدہ کئے ہیں اور ۵۵ گھنٹے کے طویل سفر میں ہماری

Marfat.com

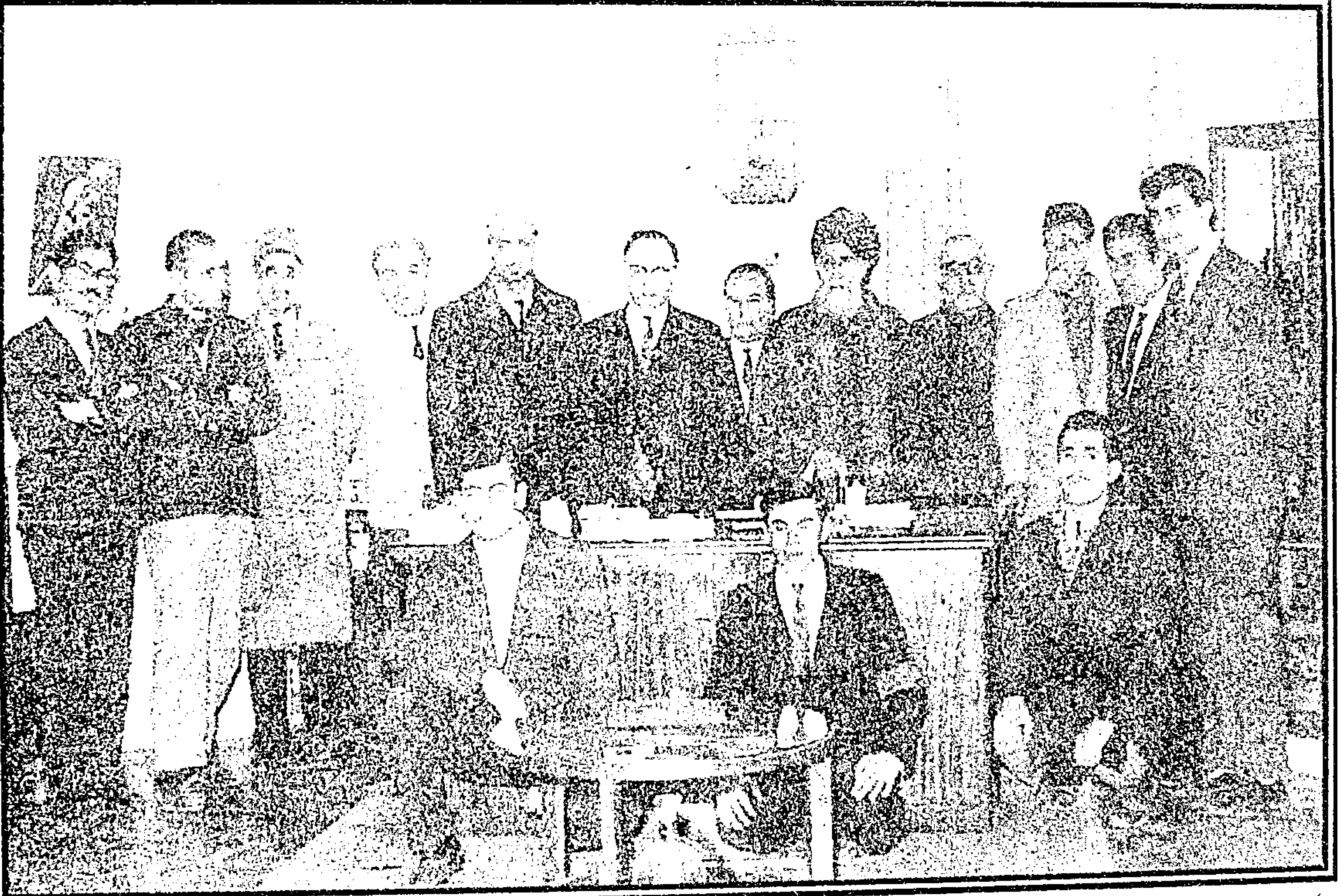

ترکی میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ ترک دانش وروں سے ملاقات کررہے ہیں۔ دائیں سے بائیں سید حسین امامؒ، درمیان میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور بائیں جانب آزاد بن حیدر (۱۹۶۵ء)

Marfat.com

تمام ضروریات کے لئے ابراہیم باورچی کو ساتھ کر دیا ہے تا کہ کوئی دشواری نہ ہو۔ ریل کے ڈبوں میں سامان رکھنے کی جگہ کم ہے۔ عام طور پر ہم نے دیکھا کہ چینی مسافر اپنے ہمراہ سامان بہت کم لے جاتے ہیں۔ سب سامان کوشش کر کے جما دیا گیا۔ ہمارے کمرے میں جناب مولانا مستفیض الرحمٰن صاحب، ڈاکٹر سراج الحق صاحب، استاذ عبدالمنعم عدوی صاحب، سید حسین امام صاحب کے ساتھ ڈاکٹر شہید اللہ صاحب، مولانا عزیز الرحمٰن صاحب، مولانا عبدالقدوس صاحب سفر کریں گے۔

کینٹن سے ایکسپریس ٹرین صبح ۹ بجے روانہ ہوئی۔ جس قدر علاقوں میں سے گزر رہی ہے۔ وہ سرسبز و شاداب نظر آ رہے ہیں اس طرف چاول کی کاشت زائد ہوتی ہے۔ چینی کاشت کار بڑی محنت و جانفشانی سے کام کرتے ہیں، اسی طرح ان کی عورتیں بھی محنتی ہیں ان کے رہنے کے مکانات خاص معیار کے نہیں ہیں۔ ان میں تبدیلیاں کی جا رہی ہیں۔ لباس نیلے کپڑے کا ہے۔ جو حکومت چین نے ہر امیر و غریب کا مقرر کر دیا ہے۔ راستہ میں ربڑ کے درخت بھی کافی نظر آ رہے ہیں۔ ہم جس قدر آگے بڑھتے جا رہے ہیں، ہری بھری پہاڑیاں نظر آ رہی ہیں، مناظر بے حد خوش نما اور دلچسپ ہیں۔

ریلوں میں صفائی اور ریڈیو کا انتظام: چین کی ریلوں میں سیکنڈ، فرسٹ، تھرڈ کے درجات ہیں یہ سب درجے آرام دہ ہیں۔ تھرڈ کے ڈبوں میں بھی پنکھے لگے ہوئے ہیں ہر ڈبہ میں متعدد صفائی کرنے والے مامور ہیں جو ہر ۱۰ منٹ کے بعد صفائی کرتے ہیں۔

ریڈیو سیٹ بھی لگے ہوئے ہیں جو چینی زبان میں ہر قسم کے گانے وغیرہ سناتے ہیں۔ رات کے ۹ بجے تک ہم کینٹن سے تقریباً ڈھائی ہزار فٹ سے زیادہ بلندی پر آ گئے ہیں۔ ٹھنڈک بڑھتی جا رہی ہے۔ ابراہیم باورچی نے عشاء کے وضو کے لئے گرم پانی کا اہتمام کر دیا تھا اس سے آرام ملا۔ نماز سے فراغت پا کر کھانا تناول کیا۔ ریل کے طویل سفر میں کینٹن سے جن کھانوں کا انتظام کیا گیا وہ سب خشک چیزیں تھیں کراچی سے ہمارے ساتھ آم کا اچار و شہد آیا تھا۔ اس نے اس سفر میں خوب کام دیا۔ انڈوں کے ساتھ اچار نے کافی لطف دیا۔ کراچی سے چل کر اب تک مسلسل کام کرنا پڑا۔ طبیعتیں چور ہو گئی تھیں۔ ٹرین میں کافی آرام ملا۔

یوناشان اسٹیشن: ہمیں بتایا گیا تھا کہ ٹرین ہانگ کاؤ پر اتارے گی۔ اس لئے اطمینان تھا۔ سامان اطمینان سے ٹھیک نہ کرنے پائے تھے کہ اسی حالت میں اسٹیشن یوشان آیا تو مسٹر ابراہیم نے مطلع کیا کہ اس اسٹیشن پر اترنا ہے جلدی جلدی سامان ٹھیک کیا اور پلیٹ فارم پر اتر آئے۔ اس جلدی میں ہمارا فاؤنٹین پین کہیں گر گیا اور کتابوں کا ایک بنڈل رہ گیا۔ چند منٹ ویٹنگ روم میں ٹھہرے تا کہ بارش بند ہو تو روانہ ہوں۔ اسٹیشن سے باہر آ کر موٹر میں سوار ہوئے۔ تقریباً تین میل کی مسافت طے کر کے دریائے ینگ کنگ تک آئے۔ یہ دریا دنیا کے دریاؤں میں تیسرا بڑا اور تیز دریا ہے۔ ایک چھوٹی لانش میں سوار ہو کر کنارے پہنچے۔ چینی حکومت نے انتہائی محنت اور کروڑہا روپیہ خرچ کر کے مضبوط بند بنائے ہیں تا کہ پانی سیلاب کے موقع پر نہ ستائے۔

دریا کے کنارے پہنچ کر فاؤنٹین پین اور کتابوں کے بنڈل کے لئے فون کرایا۔ ہانکو کے ہوٹل میں سامان پہنچا دیا جائے گا۔

دریا اس قدر تیز چلتا ہے کہ اس کے اندر جہازوں کا چلنا مشکل ہے مگر موٹر لانشیں خوب کام کرتی ہیں۔ پلیٹ فارم بہت خوب صورت بنایا گیا ہے۔ پختہ سیڑھیاں طے کر کے اوپر آئے اور بس میں سوار ہو کر ہانکو کے سب سے بڑے ''چیون کولم'' ہوٹل میں لا کر ٹھہرائے گئے۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہوئے۔

ہانکو: ایک چھوٹا مگر کافی خوب صورت شہر ہے جس کی مجموعی آبادی ۱۵ لاکھ ہے۔ اس آبادی میں ۸ ہزار مسلمان ہیں۔ یہاں گیارہ

Marfat.com

مسجدیں ہیں۔ عمارتیں بعض بعض جگہ مصر کی نمونے کی ہیں۔ ۸۔۸ درجے کی عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ جس ہوٹل میں ہمارا قیام ہے اس کے ۱۲ درجے ہیں۔ ہوٹل میں قدرے آرام کیا۔ کھانے کے کمرے میں گئے۔ یہاں مسلمان باورچی اور ذبیحہ کا خصوصی انتظام تھا۔ ہوٹلوں میں عام طور پر ہم نے جس قدر کھانے کھائے وہ ہمارے مذاق کے مطابق نہ تھے۔ مگر اس ہوٹل کے مسلم باورچی نے شامی کباب اور کوفتے اس قدر لذیذ بنائے تھے کہ پاکستانی کھانے کا لطف آ گیا۔

گزشتہ ہفتہ سے لے کر اس وقت تک صرف ہانکو کے ہوٹل میں طبیعت کے مطابق کھانے ملے۔ ہم نے مسٹر ابراہیم مترجم اور ابراہیم باورچی سے جو ہمارے ساتھ سفر میں چل رہا ہے۔ اس سے فرمائش کی کہ اگر ممکن ہو سکے تو شب کے لئے ریل میں یہی کھانے لے لئے جائیں۔ مگر قلت وقت کے باعث یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔

کھانے کے بعد ظہر ادا کی۔ نماز کے بعد طے پایا کہ جو تھوڑا وقت باقی ہے اس کے اندر ہانکو شہر کا خاص خاص حصہ دیکھ لیا جائے۔ نیز دو تین مسجدیں بھی دیکھ لیں۔ ہوٹل کے نیچے ہمارے انتظار میں گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ لفٹ سے اتر کر نیچے آ گئے۔ جناب مسٹر محمد ابراہیم صاحب نے پہلے شہر کا خاص خاص حصہ دکھایا۔ بڑے بڑے چند بازاروں کا ایک چکر لگایا۔

ہانکو شہر کی سڑکیں صاف شفاف اور کافی کشادہ ہیں۔ ہانکو کینٹن سے زیادہ خوب صورت شہر ہے۔ کسی بڑی اور چھوٹی سڑک پر غلاظت یا کپڑے اور کاغذ کے پرزے نظر نہ آئے۔ یہاں بھی لباس کی یکسانیت کے مناظر دیکھے۔ مزدور کاشت کار، دکان دار، عمال سب کا وہی نیلا لباس ہے۔ چین کے ہر علاقہ میں عوام سڑکوں کی فٹ پاتھوں پر قاعدے سے چلنے کے عادی ہیں۔ پھر پولیس والے ہزار ہا موٹر گاڑیوں اور دوسری سواریوں کا اس قدر معقول طریقہ سے کنٹرول کرتے ہیں کہ کوئی ایک حادثہ نہیں ہوتا۔

ہانکو کی بڑی بڑی سڑکوں پر پولیس کے سپاہی کے لئے ایک اونچی قسم کی پختہ گول چھتری بنائی گئی ہے جس پر چند سیڑھیاں طے کر کے پہنچتے ہیں۔ یہ سپاہی سواریوں کی بہت عمدگی سے دیکھ بھال کر کے ہدایات دیتا ہے۔

متعدد بازار دیکھتے ہوئے سب سے پہلے یہاں کے بڑے دریا کا پل دیکھنے آئے۔ انقلاب چین سے قبل یہاں متعدد بار شدید سیلاب آئے جن سے لوگ بری طرح تباہ ہوئے، اس لئے حکومت چین نے دریا کے دونوں جانب کافی دور تک نہایت مستحکم بند بنائے ہیں اور ایک مضبوط ترین دیوار قائم کر دی ہے جس کی وجہ سے پانی اب باہر نہیں آ سکتا۔ جیسے ہی ہم لوگ موٹر سے اتر کر نیچے آئے، چینی لوگوں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا۔ چھوٹوں بڑوں کے لئے ہم لوگ ایک تماشا بنے ہوئے ہیں۔ ہر ایک دوسرے کو اشاروں سے یا چینی زبان میں بتا رہا ہے کہ پاکستانی لیڈر اور علماء ہمارے ملک میں آئے ہیں۔ بعض بعض سے ہم نے بھی اشاروں میں باتیں کیں اور ایک آدھ بار مترجم صاحب کے توسط سے ان لوگوں کی مزاج پرسی کی، چند جملے ہم لوگوں نے یہی چینی زبان کے سیکھ لئے تھے۔ جب ہم انہیں بولتے تو چینی بچے اور عورتیں بے حد خوش ہو جاتے، تقریباً نصف گھنٹہ ہم نے یہاں صرف کیا۔ زاں بعد وہاں سے روانہ ہوئے۔

ہانکو کی جامع مسجد: ہانکو کی جامع مسجد وسط شہر میں واقع ہے جس کے دروازہ پر چینی زبان میں مسجد کا نام لکھا ہوا ہے۔ امام صاحب ہماری اطلاع پا کر استقبال کو تشریف لائے، ان کا چہرہ خاصا نورانی تھا۔ معمولی طور پر عربی بول لیتے تھے۔ اپنے ہمراہ اوپر لے گئے جہاں مسجد کا ہال ہے۔ اس ہال میں ۱۲ صفیں بچھی ہوئی تھیں۔ جس پر اندازاً ڈھائی سو افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مسجد کافی صاف تھی۔ نیچے مسجد کا ایک دفتر بھی تھا۔ امام صاحب کے حجرے میں بیٹھ کر دیر

Marfat.com

تک ان سے باتیں کیں۔ معلوم ہوا کہ پنج وقتہ نمازیں باقاعدہ ہوتی ہیں۔ ٹرین کا وقت قریب آ رہا تھا اس لئے صرف اس مسجد کو دیکھ کر ہوٹل واپس آئے، راستہ میں ہندوؤں کا ایک مندر بھی دیکھا جو اندر سے بند تھا باہر ہی سے اسے دیکھا جا سکا۔

چین میں اقلیتوں کے معمولاتِ مذہبی: کینٹن سے یہاں تک ہم جو چیز خاص طور پر دیکھتے آئے وہ یہ ہے کہ چینی حکومت میں جس قدر اقلیتیں آباد ہیں، انہیں اپنے مذہبی فرائض و معمولات کی ادائیگی میں آزادی دی گئی ہے۔ منجانب حکومت کسی کو اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی سے نہیں روکا جاتا۔

مسلمانوں کو اپنی مسجدوں میں اذانوں، نمازوں کی اجازت ہے ہر مسجد میں باقاعدہ امام مقرر ہیں، جو آزادی کے ساتھ مسجدوں میں خطبے اور درس دیتے ہیں۔ مساجد میں ہر ایک جگہ چھوٹے چھوٹے دینی مدرسے قائم ہیں۔ جن میں تفسیر، حدیث، فقہ اور درس نظامی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ بعض بعض بڑی مسجدوں میں طلباء کے رہنے کے لئے دارالاقامے بنے ہوئے ہیں۔ لائبریریاں بھی ہیں۔

روانگی از ہانکو برائے پیکن: ہانکو کے ہوٹل میں آ کر سب سامان مسٹر محمد ابراہیم صاحب نے نکلوا کر نیچے پہنچوایا۔ نماز مغرب پڑھ کر ہم سب لوگ نیچے آ گئے۔ کتابوں کا جو بنڈل ٹرین میں رہ گیا تھا وہ بحفاظت آ گیا، فاؤنٹین پین نہیں ملا اگر ٹرین میں گرتا تو مل جاتا۔

ہانکو اسٹیشن آتے ہی ٹرین آ گئی۔ فرسٹ کے ڈبوں میں سامان رکھا گیا۔ اطمینان سے ہم سب سوار ہو گئے۔ یہ ٹرین بھی ایکسپریس ہے جو ساڑھے سات بجے شام کو یہاں سے روانہ ہو کر دوسرے دن رات کو ۱۰ بجے پیکن پہنچے گی۔

شب کا کھانا کھا کر نماز عشاء پڑھی دیر تک آپس میں مذاکرات ہوتے رہے۔ سردی خاصی ہے۔ ٹرین کے ڈبوں میں ہر سیٹ پر عمدہ قسم کے نرم چینی کمبل رکھے ہوئے ہیں۔ رات نہایت آرام سے گزری نیند بھی کافی آئی۔ صبح اول وقت اٹھے، نماز فجر کے بعد وظائف پورے کئے۔

دن بھر ٹرین نے جس قدر راستہ طے کیا وہ سب زراعتی حصے تھے پہاڑیاں دور دور نظر نہیں آئیں۔ کھیتوں میں جگہ جگہ کاشت کار زراعتی کاموں میں از سرتا پا منہمک ہیں۔ ہندوستانی کاشت کار جس طرح گیہوں وغیرہ کی فصلوں کے علاوہ دوسری کاشتیں کرتے ہیں۔ چینی کاشت کار اتنی فصلیں نہیں کرتے البتہ کھیتوں میں بعض بعض جگہ ترکاریاں بھی ہوتی ہیں۔

اس طرف کے کاشت کار عام طور پر سال میں تقریباً ۷ ماہ کام کرتے ہیں۔ حکومت چین نے طریقہ یہ مقرر کیا ہے کہ وہ ہر کاشت کار کو تقریباً ۷۰ سے ۵۰ روپیہ ماہانہ دیتی ہے اب اگر ایک خاندان کے دس آدمی سب کے سب کاشت کار ہیں تو ہر ایک کو اس حساب سے رقم ملے گی۔ کاشت کار تمام اجناس پیداوار کے بعد کوآپریٹو کے حوالے کر دے گا اور کوآپریٹو غلے وغیرہ کو ملک میں تقسیم کرتا ہے۔ اجناس کا ایک حصہ ترقیاتی اسکیموں کے لئے محفوظ رکھتا ہے۔ کوآپریٹو کا محکمہ مزید بونس دیتا ہے۔ اس طرح کاشتکاروں کو اپنے حق محنت کے علاوہ بونس ملنے سے کافی یافت ہو جاتی ہے۔ سال بھر میں چند مہینے کاشت کار کے خالی گزرتے ہیں جو لوگ کاشت کاری نہیں کرتے وہ ملوں اور کارخانوں میں لگ جاتے ہیں۔

۱۶ رمئی کا پورا دن ایکسپریس ٹرین میں گزرا۔ اس علاقے میں کاشت کے علاوہ کارخانے بہت کم نظر آئے۔

پیکن میں داخلہ واستقبال: ٹرین راستے میں کچھ لیٹ ہو گئی اس لئے ہم بجائے ۹ بجے شب کے ۱۰ بجے شب کو پیکن پہنچیں گے۔ پیکن سے تقریباً ۵۰ میل پرے آباد قصبات نظر آئے، جگہ جگہ بجلی کی روشنیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ ٹھیک ۱۰ بجے پیکن اسٹیشن

Marfat.com

آ گیا۔ پیکن کا اسٹیشن کافی خوب صورت ہے۔ جیسے ہی ٹرین پلیٹ فارم پر پہنچی تو ہم نے دیکھا کہ پورے پلیٹ فارم پر چائنا مسلم ایسوسی ایشن کے عہدہ داران، ارکان، مسلم طلباء و طالبات و دیگر مسلم عمائد صفیں قائم کئے ہوئے تھے۔ جناب مولانا حاجی نور محمد صاحب ان کی قیادت فرما رہے تھے۔ سفارت خانۂ پاکستان کی جانب سے دو نمائندے موجود تھے۔ استقبالیوں میں اخباری نمائندگان، فوٹو گرافران کافی موجود تھے۔ پلیٹ فارم پر دیر تک استقبال کا شاندار مظاہرہ کیا گیا۔ ہر ایک رکن کو عمدہ قسم کے پھولوں کے گل دستے پیش کئے گئے۔

۱۱ بجے کے قریب ارکان وفد پیکن کے سب سے بڑے ہوٹل پیکن ہوٹل لائے گئے۔ یہ ہوٹل کیا ہے پورا ایک قلعہ معلوم ہوتا ہے۔ لندن و پیرس کے نمونے پر اسے بنایا گیا ہے۔ اس کے نیچے دروازہ سے داخل ہوتے ہی ایک وسیع ہال نظر آتا ہے جس کے اندر ۱۲ بڑے بڑے سنہری کام کے ستون قائم ہیں۔ ہر ستون کے مابین جس قدر فاصلہ ہے اس کے اندر ایک بڑا اور اعلیٰ قسم کا جھاڑ لٹکا ہوا ہے، سامنے کے حصہ میں دو آفس قائم ہیں جو شبانہ روز کھلے رہتے ہیں۔ برابر میں ایک دکان پر مختلف قسم کے کی زبانوں کی کتابیں، خاص خاص رسالے قرینے سے رکھے ہوئے ہیں۔ اس کے متصل کھانے کے مختلف کمرے اور ڈانس ہال بنا ہوا ہے۔

دوسرے حصوں میں چھوٹے چھوٹے انکوائری آفس ہیں۔

آگے جا کر لفٹ آ جاتے ہیں جن سے بالائی حصے پر جاتے ہیں۔ ہم لوگ اسٹیشن سے آ کر ابتداً ہوٹل کے نیچے والے کمرے میں بیٹھے چائے وغیرہ پی، کھانا کھایا، دیر تک مولانا حاجی نور محمد صاحب اور دیگر کارکنان و عہدہ داران سے باتیں ہوتی رہیں۔ چائنا مسلم ایسوسی ایشن کے سیکریٹری محمد علی سے خصوصیت کے ساتھ سب کی باتیں رہیں۔ ایک تو ان کا نام پسندیدہ۔ پھر قد و قامت صورت شکل کے لحاظ سے وہ سرحدی یا بلوچستانی معلوم ہوتے ہیں۔ سوائے آنکھوں، زبان کے ان سے وہ چینی معلوم ہوتے ہیں ورنہ ہر اعتبار سے دیکھنے والا ان کو پاکستانی سمجھے گا۔ ہم نے انہیں سمجھایا کہ آپ آنکھوں اور چینی زبان سے چینی ہیں ورنہ قد و قامت میں آپ پاکستانی ہیں۔

۱۲ بجے کے قریب کھانے سے فارغ ہو کر بالائی حصے پر لائے گئے۔ دو دو ارکان کو ایک ایک کمرے میں ٹھہرایا گیا۔ ہمارے ساتھ استاذ سید عبدالنعیم عددی ہیں۔ سب کے کمرے برابر ہی تھے اس لئے ہر قسم کی آسانیاں رہیں۔ ایک بجے کے قریب اپنے اپنے بستروں پر پہنچ کر آرام کیا۔

پیکن: پیکن چین کا دارالخلافہ ہے جس کی خوب صورتی اور رونق کافی سے زیادہ نمایاں ہے۔

پیکن کی مجموعی آبادی تیس لاکھ ہے جس میں چالیس ہزار مسلمان ہیں۔ عمارتیں ۴ سے ۸ درجے تک کی ہیں۔ سڑکیں کافی سے زیادہ وسیع ہیں سڑکوں پر عام طریقہ سے بسیں، ٹیکسیاں، ٹرامیں سائیکل رکشائیں چلتی ہیں۔ بسوں اور ٹراموں میں ہر وقت زیادہ سے زیادہ ہجوم ہوتا ہے مگر کسی قسم کا شور و غل یا چوری نہیں ہوتیں نہ کسی قسم کی بداخلاقیاں ہی ہوتی ہیں۔ پیکن دارالخلافہ نیز بہت سے تاریخی یادگاریں ہونے کی وجہ سے کافی شہرت رکھتا ہے۔ شاہی قلعے، شاہی باغات کافی ہیں۔ یہاں متعدد اخبارات بھی نکلتے ہیں۔ انگریزی زبان میں صرف ایک اخبار ہے جو حکومت نکالتی ہے۔ پرائیوٹ طور پر یہاں کوئی اخبار نہیں نکلتا، شہر میں جس طرف نکل جایئے ایک نئی دنیا نظر آتی ہے۔

چینیوں کا لباس: چین میں عام و خاص طور پر مزدور، کاشت کار، تاجر، ملازم، وزراء سب کا نیلے رنگ کا لباس ہے۔ مرد و عورت سب یہی پہنتے ہیں۔ نہ یہاں لپ اسٹک کا رواج ہے نہ حسن و خوبصورتی کے مظاہرے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

پیکن کے خاص خاص مقامات کا معائنہ: چونکہ ارکان وفد کو جلد ہی چین کے علاقہ جات کے دورے پر بذریعہ طیارہ دورہ کرنا ہے اس لئے یہ طے پایا ہے کہ کچھ مقامات اس وقت کے قیام میں دیکھیں اور بعض مغربی و مشرقی علاقوں سے واپسی پر۔

چنانچہ ۱۷ مئی کی صبح کو ناشتہ سے قبل اپنی تمام ڈاک تیار کی تاکہ اول وقت روانہ کر دیں۔ ڈاک کے لئے ہوٹل ہی کے ایک حصہ میں انتظام ہے۔ یہیں ٹکٹ مل جاتے ہیں اور ہوٹل ہی کے اندر لیٹر بکس لگا ہوا ہے اس کے اندر ڈال دیتے ہیں۔ ہوائی جہاز سے ہماری سب ڈاک پوسٹ ہوگی۔ اخبار جنگ، انجام، انقلاب، یو، پی، پی۔ دفتر جمعیۃ علمائے پاکستان کو علیحدہ علیحدہ دورۂ چین کے حالات و مشاہدات کا ضروری خلاصہ ہم نے ہر مقام سے روانہ کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ تقریباً ہر لفافہ پر دو روپیہ سے زیادہ کے ٹکٹ لگانے پڑے، کچھ خطوط تو ہوٹل سے روانہ کئے اور کچھ پاکستانی سفارت خانہ کی معرفت پہنچنے کا انتظام کیا۔ ناشتہ کے بعد ہی خاص خاص مقامات دیکھنے کا پروگرام بن گیا تھا۔ مگر بعض ضروری مسودات کی ترتیب وغیرہ اور باہمی مذاکرات کے باعث دیر ہوگئی اس لئے اب ۱۲ بجے دورہ کے لئے روانہ ہوں گے۔ پونے ۱۲ بجے مسٹر ابراہیم اور دیگر منتظمین آ گئے، ہم لوگ اسی وقت نیچے اترے موٹریں تیار تھیں۔ ہوٹل سے روانہ ہو کر سب سے پہلے ۲۰ میل کے فاصلے پر اس عمارت کو دیکھنے گئے جو انقلاب کے بعد تیار ہوئی تھی۔ یہ ایک عالی شان اور خوب صورت عمارت ہے جس کے چند بلند منارے ہیں، سونے کا کام کیا گیا ہے۔ دیواروں پر سفید ۱۶ گول نشانات دیئے گئے ہیں، جو یہ بتاتے ہیں کہ اس کے ۱۶ صوبے ہیں۔ راستے میں دو ایک اور خاص خاص عمارتیں دیکھیں۔

سفارت خانہ پاکستان: لوٹتے ہوئے ہم اور جناب سید حسین امام صاحب سیدھے سفارت خانۂ پاکستان آ گئے۔ مسٹر قیصر چارج ایفیر۔ مسٹر فاروق اور دیگر عمال نے ہمارا استقبال کیا دیر تک قیصر صاحب سے ضروری مسائل پر تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ مسٹر قیصر اگرچہ نوجوان العمر ہیں۔ مگر کافی ذہین ہیں پہلے ڈھاکہ میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے۔ ڈھاکہ کی نواب فیملی سے تعلق رکھتے ہیں، جو کہ ناظم الدین صاحب کے قریبی عزیز ہیں۔ انہیں کی اعانت سے سفارت خانہ میں تبدیل کئے گئے۔ پاکستان کی خبریں ان سے معلوم ہوئیں۔ وزارتِ خارجہ نے ہماری وفد کی اعانت کے لئے جو ہدایات دی تھیں ان کا علم ہوا۔ ہم کو جس طرح یہاں کام کرنا ہے اس پر بھی گفتگو ہوئی۔ جو عربی بیان ہمارے ساتھ یہاں تقسیم کرنے کے لئے آیا ہے۔ اسے مسٹر قیصر نے بہت پسند کیا۔ ایک گھنٹہ کے قریب سفارت خانہ میں وقت صرف کر کے ہوٹل واپس آئے۔ تھوڑی دیر آرام کیا کہ مسٹر ابراہیم نے گھنٹی بجا کر مطلع کیا کہ شاہی قلعہ دیکھنے کا وقت ہو گیا ہے۔ ظہر سے فارغ ہوئے۔ جلدی جلدی تیار ہو کر نیچے آ گئے۔

شاہی قلعے: شہنشاہانِ چین نے اپنے زمانۂ حکومت میں قلعوں کے اندر بیش بہاقسم کی اشیاء جمع کی تھیں۔ عمارتوں کی تیاری میں طرح طرح کی زیبائشیں کی گئیں جن پر کروڑوں روپیہ کے جواہرات اور نادر مصنوعات یکجا کئے گئے۔ چینی صناعی ہمیشہ سے مشہور ہے۔ بادشاہان چین نے عیش و راحت کا ہر سامان یہاں جمع کیا۔ انقلاب چین کے بعد جیسے ہی شہنشاہیت ختم ہوئی، حکومت چین نے ان قلعوں پر قبضہ کیا اور وہ تمام قیمتی اور نادر اشیاء جو شاہان چین کے قبضہ میں تھیں، اپنی تحویل میں لے کر شاہی قلعہ کے کمروں میں قرینہ سے رکھ دی گئی ہیں۔ ہر ایک کے سامنے ایک چٹ پر اس کی قیمت وغیرہ درج کی گئی ہے۔

ہم لوگ قلعہ کے عالیشان دروازے سے داخل ہوئے تو ایک بڑا میدان آیا، اسے طے کیا، ہر حصہ میں علیحدہ علیحدہ کمرے بنے ہوئے ہیں جن پر خوب صورت رنگ کی کھپریل پڑی ہے۔ کمروں میں داخل ہو کر چین کے ایسے نوادرات و مصنوعات دیکھے

Marfat.com

جو دوسرے ممالک ہمیں نظر نہ آئے۔ بعض بعض اشیاء کئی ہزار برس پہلے کی دیکھیں جن سے چینی تمدن اور ترقیات کا حال معلوم ہوا۔ قلعہ کے ایک کمرے میں ۵۰۰ برس پہلے کا بنا ہوا ایک بڑا گھنٹہ دیکھا۔ یہ گھنٹہ اگرچہ ۵۰۰ برس پہلے بنایا گیا تھا۔ مگر اپنی وضع وقطع اور صنعت کے لحاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے زمانہ کی بہترین یادگار ہے جو اب تک برابر چل رہا ہے۔

تقریباً ڈھائی گھنٹے تک اس قلعہ کو دیکھتے رہے چینی حکومت نے تمام قیمتی اشیاء کو بجنسہ محفوظ رکھا ہے۔ ان نادر اور قیمتی اشیاء کو دیکھ کر ہمیں دہلی کا لال قلعہ یاد آ گیا۔ ہم نے اپنے رفقاء سے کہا کہ ایک مغرب کے انقلابی تھے جنہوں نے لال قلعہ سے لاکھوں روپیہ کی قیمتی اشیاء چوروں کی طرح نکال کر اپنے ملک میں منتقل کر دیں اور ایک چینی انقلابی ہیں کہ انہوں نے اپنے ملک کے نوادرات بجائے چرانے کے ان قلعوں میں آثار کے طور پر باقی رکھے۔

ہم جب قلعہ کے آخری حصے میں آئے تو دیکھا دونوں طرف لمبی لمبی نہریں چل رہی ہیں۔ ان میں چھوٹی چھوٹی کشتیاں متحرک ہیں جن میں لوگ سیر کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس ایک تو وقت کم تھا دوسرے چلتے چلتے سب ارکان تھک گئے تھے اس لئے قدرے آرام کرنے کے لئے بانس کی خوبصورت کرسیوں پر نہر کے کنارے بیٹھ گئے۔ بیٹھے بیٹھے شاہان چین کے عیش ونشاط اور کروڑہا روپیہ کی اشیاء اور سامان تعیش پر عمیق نگاہیں ڈالتے رہے ہمارے رفیق مکرم جناب استاذ عددی ایڈیٹر العرب نے استفسار کیا کہ کیا سوچ رہے ہیں۔ ہماری زبان سے بے ساختہ قرآن کریم کا ارشاد نکلا۔ ''فتلک الایام نداولھا بین الناس.''

قدرت الٰہی اپنے کرشمے دکھاتی ہے۔ جن بادشاہوں نے اپنے عیش وآرام کے لئے بے شمار دولتیں خرچ کیں اور یہ سمجھا تھا کہ ہمارا یہ عیش دوامی ہے۔ ہم اور ہمارے خاندان والے اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے مگر قدرت الٰہی کا یہ منظر دیکھنے کے قابل ہے کہ آج نہ وہ شہنشاہ ہیں نہ ان کی شہنشاہیت باقی ہے کبھی خاندان شاہی کے افراد ان بیش قیمت اشیاء کے مالک تھے اور آج یہ سب کچھ ان کے قبضہ سے نکل کر عوام کے پاس آ گیا۔ کاش انسان دنیائے ناپائیدار اور اس کی حشمت کے فلسفہ پر غور کر کے عبرت حاصل کرے۔

ہم لوگ اپنی کرسیون پر بیٹھے ہوئے باتیں ہی کر رہے تھے کہ سامنے سے مسٹر ابوسعید انور نظر آ گئے۔ ہم نے آواز دی۔ وہ بھاگے ہوئے آئے اور لپٹ گئے، بعد میں اپنے رفیقوں سے ملایا۔ ابوسعید انور صاحب پنجاب سے لیبر کا ایک وفد لے کر چین کا دورہ کرنے آئے تھے۔ مغربی علاقۂ چین سے لوٹ کر آئے ہیں وعدہ کیا کہ ہم سے مل کر واپس جائیں گے۔

ہمارے بعض رفقاء کو بازار سے کچھ سامان خریدنا تھا وہ بازار چلے گئے۔ ہم نماز عصر کے لئے ہوٹل آ گئے، نماز عصر پڑھی چائے پی رہے تھے کہ مسٹر ابوسعید انور صاحب تشریف لے آئے ان سے دورے کے حالات دریافت کئے ضروری معلومات حاصل کیں۔

ارکانِ وفد قبل مغرب واپس آ گئے اب بعد میں مغرب چائنا مسلم ایسوسی ایشن کی جانب سے وفد کے اعزاز میں ایک بڑی دعوت دی جا رہی ہے۔ وہاں ہم سب کو شریک ہونا ہے۔ نماز کے کمرے میں جا کر نماز جماعت ادا کی اور دعوت کے لئے تیاری شروع کی۔

دعوتِ طعام: آج چائنا مسلم ایسوسی ایشن کی جانب سے جو دعوت دی گئی ہے اسکے اندر پیکن کے کافی علماء اور ائمہ مساجد اراکین چائنا مسلم ایسوسی ایشن شریک ہیں۔ جناب مسٹر قیصر چارج ایفیر پاکستان بھی تشریف لائے ہیں۔ میزوں پر چینی کھانے مختلف اقسام کے جمع ہیں۔ میزیں کھانوں سے پر ہو چکی ہیں۔

جناب الحاج نور محمد صاحب وائس پریسیڈنٹ چائنا مسلم

Marfat.com

ایسوسی ایشن نے چینی زبان میں استقبالیہ تقریر فرمائی۔ انگریزی و عربی میں اس کا ترجمہ کیا گیا۔

جناب سید حسین امام صاحب قائد وفد نے جوابی تقریر کی۔ ہم نے عربی زبان میں علمائے کرام کو مخاطب کیا جس کا لفظاً لفظاً چینی میں ترجمہ ہوتا رہا۔

آخر میں ہماری طرف سے قرآن کریم کی جلدیں، عطریات اور پاکستانی حلوے پیش کئے گئے۔ جناب قیصر صاحب نے بھی ایک تقریر فرمائی۔

جناب مولانا مستفیض الرحمٰن صاحب نمائندہ مشرقی پاکستان نے ایک برجستہ و برمحل عربی زبان میں تقریر کی۔

جناب سید عبدالمنعم عددی و جناب مولانا عبدالقدوس ہاشمی صاحب نے عربی اشعار موزوں کر کے پڑھے۔

ہم نے آخر میں جناب محمد علی سیکریٹری جنرل کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ ہمارا جی چاہتا ہے کہ آپ کے سر پر پاکستانی ٹوپی دیکھیں کیونکہ آپ سوائے آنکھوں اور زبان کے از سر تا پا پاکستانی معلوم ہوتے ہیں۔ کیا اچھا ہو کہ پاکستانی ٹوپی کے ساتھ آپ کا فوٹو ہمارے ساتھ پاکستان جائے۔ اس دعوت میں جس قدر تقریریں ہوئیں انہیں پاکستان اور چین کے مابین دوستی و محبت پر اظہار خیال کیا گیا۔

فکاہات اور پھولوں کا سلسلہ شروع ہوا تو تقریباً ساڑھے بارہ بجے یہ اجتماع ختم ہوا۔ ہوٹل آ کر نماز عشاء پڑھ کر آرام کیا۔

مسلمانوں کے قبرستانوں کا معائنہ: ۱۸ رمئی ۵۶ء آج صبح کی تلاوت و معمولات کے بعد ہی ساڑھے آٹھ بجے مختلف مقامات دیکھنے جانا تھا۔

اپنے کمروں سے بعجلت نکل کر نیچے آ کر ناشتہ کیا۔ موٹریں تیار تھیں۔ ہر موٹر میں دو دو ارکان ایک مترجم سوار ہو کر روانہ ہوئے تقریباً ۲۷ میل دور جا کر مسلمانوں کے قبرستان میں پہنچے تا کہ اس کا مشاہدہ کریں۔ یہاں چھوٹی میں ایک مسجد بنی ہوئی ہے، پہلے اندر سے جا کر اسے دیکھا۔ مسجد کی سیدھی جانب دیوار پر اللہ نور السموات والارض اور دوسری جانب لئن شکرتم لا زیدنکم درج ہے۔

مسجد کے باہر غسل و وضو کا معقول انتظام ہے۔ مسجد میں صفائی کا اچھا نظم ہے۔ ایک حصہ میں مسجد کا دفتر قائم ہے۔ یہاں آ کر امام صاحب اور دیگر کارکنانِ مسجد سے باتیں ہوتی رہیں۔ باہر آ کر قبرستان دیکھے، قبریں خام بنی ہوئی ہیں اور ایک اچھا خاصا لمبا میدان قبرستان کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ ایک حصہ میں کھڑے ہو کر ارکان وفد نے فاتحہ پڑھی۔

یہ قبرستان شہری آبادی سے کافی دور واقع ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مل ایریا کے مسلمان یہاں دفن کئے جاتے ہیں۔ میت کے غسل و دفن کے سب وہی طریقے یہاں مروج ہیں جو ہمارے یہاں ہیں۔ یہاں کے تمام علماء اور امام حنفی المذاہب ہیں۔

کوآپریٹو فارم: قبرستان دیکھنے کے بعد ۸ میل دور پر ایک چھوٹے سے گاؤں میں جہاں کوآپریٹو فارم قائم تھا، اسے دیکھنے گئے۔

اس فارم کے ۲۶۶ ارکان ہیں زرعی علاقہ کی آبادی ۹۰۲۱ ہے جدید طرز پر فارم قائم کیا گیا ہے۔ مگر ہنوز ابتدائی حالت میں ہے، کوآپریٹو کے طریقے معلوم کئے۔ ان کا پروگرام تقریباً ایسا ہی ہے جیسا ہمارے ہاں کوآپریٹو سسٹم ہے، زیادہ تر ریشم کی کاشت اس علاقہ میں کی جاتی ہے۔ چونکہ جمعہ کا وقت قریب آ گیا تھا اس لئے فارم کی ضروری باتیں معلوم کرنے کے بعد ارکان وفد ہوٹل واپس آئے۔

جامع مسجد پیکن کا جمعہ: ہوٹل آ کر بعجلت غسل کیا، کپڑے بدلے اور جامع مسجد روانہ ہو گئے۔ ٹھیک ڈیڑھ بجے جامع مسجد پہنچے۔ یہ جامع مسجد ۵۰۰ سال قبل تعمیر ہوئی تھی جس وقت ہم لوگ مسجد میں پہنچے تو جناب مولانا محمد صالح حنفی اخوت باہمی پر چینی

Marfat.com

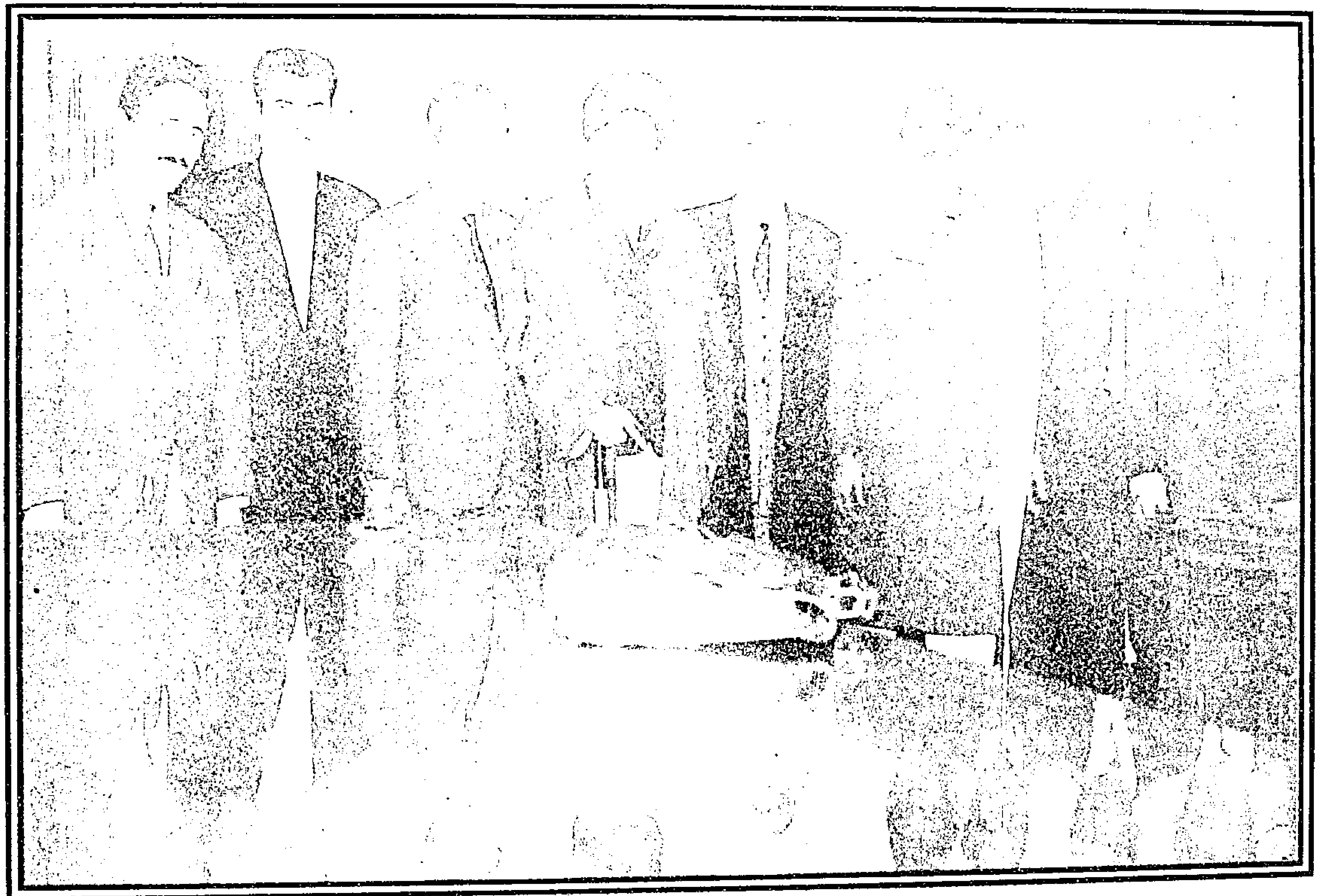

ترکی میں ایک جامعہ کی تقریب میں دائیں سے بائیں آزاد بن حیدر، سید حسین امام اور مولانا عبدالحامد بدایونی نمایاں ہیں۔ (۱۹۶۵ء)

Marfat.com

زبان میں وعظ فرما رہے تھے۔ ارکان وفد کو دیکھ کر پاکستانی وفد کا تذکرہ اچھے الفاظ میں شروع کر دیا۔

ہم سے جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے اصرار کیا گیا۔ چونکہ ہم مسافر ہیں۔ نیز ہمیں یہاں کے ائمہ کے خطبے اور قرأت سننے کا شوق ہے، اس لئے امام صاحب سے باصرار کہا کہ آپ ہی نماز پڑھائیں۔ امام صاحب نے عربی میں خطبہ جمعہ دیا۔ لہجہ صاف تھا۔ بعد اختتام نماز صف اوّل کے نمازیوں نے ہم سب کو گھیر لیا اور انتہائی محبت وشوق سے باتیں کرتے رہے۔ بعض حضرات عربی سمجھ رہے تھے۔ ان سے پاکستان کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہم سب کو مسلم ایسوسی ایشن چائنا کے دفتر میں جو مسجد کے ایک بڑے کمرے میں قائم ہے لایا گیا۔

دفتر کے اندر چند اچھی الماریوں میں کچھ قلمی کلام پاک کی جلدیں ہیں۔ دوسری الماریوں میں خانہ کعبہ کے غلاف کا ایک حصہ تھا پھر وہ تحائف تھے جو حجاز وانڈونیشیا اور پاکستان نے پیش کئے۔ دیر تک دفتر میں رہے چائے وغیرہ کے بعد دوسری چیزیں دیکھتے رہے۔

لائبریری اور اسکول: مسجد کے میدان میں سہ منزلہ عمارت کے اندر ایک لائبریری تھی، اسے دیکھا، مختلف زبانوں کی معتدبہ کتابیں یہاں موجود ہیں۔ اسکول اور لائبریری، مسلم چائنا ایسوسی ایشن کے زیرنگرانی قائم ہے۔ اسکول میں آ کر بچوں اور بچیوں کے کلاس دیکھے۔

ہم نے بعض بعض بچیوں اور بچوں سے ترجمان کے ذریعہ دینیات کے معمولی ابتدائی سوالات کئے بعض بچے گھبرا گئے۔ بعض نے جوابات دیئے۔ یہ دیکھ کر مسرت ہوئی کہ اس جامع مسجد میں لائبریری بھی معقول قسم کی موجود ہے اور اسکول بھی۔

جامع مسجد میں کافی وقت صرف ہوگیا تھا۔ تقریباً ۵ بجے شام ہوٹل واپس آئے تو معلوم ہوا کہ جناب استاذ منطاوی جو پاکستان میں عرصہ تک رہ چکے ہیں، آج کل پیکن میں مصر کی طرف سے ٹریڈ کمشنر ہیں۔

مصری ٹریڈ کمشنر سے ملاقات: منطاوی کا فون آیا میں ملنا چاہتا ہوں اتفاقاً ان کا دفتر ہمارے ہوٹل کی بالائی منزل میں ہے۔ ہم اور استاذ عدوی صاحب اسی وقت فون کر کے اوپر ملنے گئے، انہیں بھی ہم نے پاکستان کے بعض ہدایا پیش کئے تقریباً ایک گھنٹہ تک باتیں رہیں۔

مولانا احتشام الحق تھانوی کی آمد: نیچے اتر کر آئے تو علم ہوا کہ جناب مولانا احتشام الحق تھانوی بھی آ گئے۔ کافی دیر تک ان کے کمرے میں جا کر باتیں کیں۔ سابقہ روداد سفر اور آئندہ کاموں پر سرسری مذاکرہ رہا، عصر کی نماز اپنے کمرے میں آ کر پڑھی۔

مسلم ایسوسی ایشن کی جانب سے دعوت: آج رات کو چائنا مسلم ایسوسی ایشن کی جانب سے اراکین وفد کو دوسری شاندار دعوت دی گئی۔ جس میں چینی کھانوں کا انبار لگ گیا۔ آج کی دعوت میں مختلف علماء وامام شریک ہوئے۔

سیکریٹری جنرل جناب محمد علی صاحب نے تقریر فرمائی۔

جناب مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب نے مختصر جواب دیا۔

ہم نے عربی زبان میں جو بیان دیا اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

برادرانِ محترم۔ ہم خدائے بزرگ وبرتر کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے یہ موقع عطا فرمایا کہ ہزارہا میل کی مسافت طے کر کے ہم چین پہنچے اور اپنے چینی بھائیوں کے ساتھ مجتمع ہیں اور ہمیں ایک ایسے ملک کے معائنہ کا موقع ملا جس سے ہماری دیرینہ تاریخ وابستہ ہے۔ یہی وہ ملک ہے جس کے لئے ارشاد ہوا تھا۔ اطلبو االعلم ولو کان بالصین۔ ”علم حاصل کرو اگر چین ہی میں ہو“۔

Marfat.com

چین کی سرزمین پر مسلمانوں نے مدینہ منورہ سے حاضر ہو کر ہمارے نبی محترم کے پیام اخوت و محبت کو پہنچایا اور مبلغین اسلام نے تبلیغ و تبشیر کے ذریعہ اسلام کی دعوت دی۔ مسلمانوں کی تاریخ شاہد ہے کہ چین سے اسلام کا گہرا تعلق رہا۔

اسلام ایک ایسے فلسفۂ حیات کا مبلغ ہے جو رنگ و نسل کے امتیازات مٹا کر ایک برادری قائم کرتا ہے۔ اسلام نے غریبوں ناتوانوں کو غربت سے نکال کر تاج دار بنا دیا۔ وحشیوں کو تمدن کی دولت سے مالا مال کیا۔ مسلمان خواہ چین میں آباد ہوں یا پاکستان میں اسلامی برادری کے رکن ہیں اور ان کے درمیان ایک مستحکم رشتہ قائم ہے جو کسی طرح نہیں توڑا جا سکتا۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ ہر ملک اپنے اپنے اصول و قوانین کے ماتحت عمل کرے لیکن ہمارے آپ کے مابین ایک مضبوط رشتہ اخوت قائم ہے۔ علمائے پاکستان کا یہ وفد علماء اور پاکستانی عوام کی طرف سے چینی بھائیوں کو ہدایائے سلام پہنچاتے ہوئے پیام دیتا ہے کہ ہمارے دل چینی مسلمانوں کی محبت سے لبریز ہیں۔ چینی حجاج کا وفد سال گزشتہ جب کراچی گیا تو آپ کے قائد جناب الحاج نور محمد صاحب کی دعوت پر جمعیۃ علمائے پاکستان کے ارکان نے ان سے ملاقاتیں کیں۔ آپ کے یہاں کے حالات اور مساجد کی کیفیت معلوم کی۔ مسلمانان چین کو اپنی مساجد و معاونین فرائض وغیرہ ادا کرنے کی جو آزادی ہے اس کا علم ہمیں کراچی میں بھی ہو چکا ہے۔ ہم نے آپ کے یہاں کا لٹریچر بغور پڑھا اور آج اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا کہ چینی حکومت نے مسلمانوں کو ان کے مذہبی معمولات کی ادائیگی میں کہاں تک آزادی دے رکھی ہے۔ علمائے پاکستان اسے اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ایشیا میں حکومت چین ایک خاص عزت و مقام رکھتی ہے اور اس قابل ہے کہ وہ بھی دوسرے آزاد ممالک کی طرح مجلس اقوام کی رکن ہو۔ ہماری دلی آرزو ہے کہ حکومت چین اور پاکستان کے سیاسی و اقتصادی تعلقات زیادہ سے زیادہ مضبوط و مستحکم ہوں۔ ہماری حکومت ابتدا سے اس وقت تک چین کے ساتھ اپنے تعلقات مضبوط کرنے کی خواہش رکھتی رہی ہے۔ نیز ہمارے وزیر اعظم اور ان کے رفقاء کا چین میں تشریف لانا بھی دونوں حکومتوں کے درمیان رشتۂ اتحاد کو مستحکم کر دے گا۔

ہماری مملکت کے قیام کو اگرچہ تھوڑا ہی زمانہ ہوا ہے مگر وہ شاہراہِ ترقی پر گامزن ہے۔ اس کی صنعت و تجارت یوماً فیوماً بڑھ رہی ہے۔ ہمارے یہاں کی کپڑے کی صنعتی ترقی کر کے ایک بلند معیار پر آ گئی ہے ہم یقین کرتے ہیں کہ چین و پاکستان کا اتحاد ہمارے یہاں کی صنعت کو زیادہ سے زیادہ ترقی پر پہنچائے گا۔ ہم آخر میں جناب الحاج نور محمد صاحب وائس پریسیڈنٹ مسلم ایسوسی ایشن چائنا کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے اور آپ کے کارکنان و عہدہ داران نے ہمارے وفد کو ہر قسم کا آرام پہنچایا۔

والسلام

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی

پیکن یونیورسٹی کے بعض حصوں کا معائنہ اور پروفیسر ماچین کے یہاں دعوت: ۱۹رمئی ۵۶ء۔ آج بھی حسب معمول صبح سویرے اٹھے۔ معمولات سے فراغت پائی۔ شبانہ روز کی دعوتوں بے وقت آرام کرنے سے طبیعت میں گرانی پیدا ہوگئی ہے۔ مگر یہاں کی آب و ہوا اس قدر اچھی ہے کہ مسلسل محنت کے باوجود طبیعت زیادہ خراب نہیں ہوئی۔

آج صبح کے حصہ میں ابتداً سفارت خانۂ پاکستان جا کر ویزا کی کارروائیاں مکمل کرانے کی تحریک کی، وہاں سے سیدھے پیکن یونیورسٹی کے خاص خاص حصے دیکھنے گئے۔

یونیورسٹی کے درجات بند تھے مگر پھر بھی کافی سے زیادہ جائزہ لینے کا موقع مل گیا۔ لائبریری دیکھی جس میں انڈونیشی، برمی، جاپانی، سیامی، چینی، اردو، ہندی، ویتنامی، منگولی، عربی کی بکثرت

Marfat.com

کتابیں موجود ہیں۔ یہ بات ہمارے لئے تکلیف دہ ہوئی کہ یہاں کی لائبریری میں پاکستانی مطبوعات اور پاکستان کا لٹریچر قطعاً نہیں ہے۔ ہم اپنے سفارت خانہ کو بھی متوجہ کریں گے۔ پیکن یونیورسٹی کے ارباب انتظام کا فرض ہے کہ وہ پاکستان سے اعلیٰ قسم کا لٹریچر منگوا کر لائبریری میں داخل کریں، ہم بطور خود بھی بعض کتابیں کراچی سے روانہ کریں گے۔

پیکن یونیورسٹی میں عربی اور اردو و سنسکرت، ہندی کا خاص اہتمام ہے۔ سنسکرت اور اردو کے لئے ہندوستانی معلوم او رمصر سے عربی کے لئے قابل ترین اساتذہ کو بلا کر کام لیا جا رہا ہے۔ یہاں اچھا خاص ایک گروپ لڑکوں اور لڑکیوں کا ایسا تیار ہو گیا ہے جو انتہائی فصیح و بلیغ عربی، اردو، سنسکرت، ہندی بولتا ہے۔ آگے چل کر یہ لڑکیاں اور لڑکے کیا کیا خدمات انجام دیں گے اسے ارباب فکر و نظر ہی سمجھ سکتے ہیں۔

پیکن یونیورسٹی کا نصاب تعلیم کافی سے زیادہ اعلیٰ ہے۔ یہاں کی حکومت کا محکمہ تعلیم ایک طرف تو اپنے یہاں کے لڑکوں کا مزاج بدل کر اس طرز پر تعلیم دے رہا ہے کہ وہ محض ملازمتوں کی مشین کے پرزے ہی نہ بنیں بلکہ اپنے ملک کے مستقبل کو زیادہ سے زیادہ روشن کریں۔ یہاں ۹ سال میں ایم۔ اے تک کی تعلیم ختم ہو جاتی ہے۔ طلباء جیسے ہی فارغ ہوں۔ انہیں ملک کے اہم شعبہ جات میں لگا دیا جاتا ہے۔ وہ سائنس کو صرف ایک علم و فن ہی کے اعتبار سے نہیں پڑھتے۔ بلکہ چین کے اندر سائنس سے عملی طور پر کام کرنے کے ذرائع موجود ہیں۔ پھر صنعتی شعبہ جات اس قدر کافی ہیں کہ ان کا ایک آدمی بھی بیکار نہیں بیٹھتا۔ چین کے کالج، یونیورسٹیاں تو اعلیٰ معیار کی ہیں ہی لیکن پرائمری اسکول ان کی عمارتیں، اسکولوں کی لیبارٹریاں اور دوسرے شعبہ جات تعلیم انتہائی بلند معیار کے ہیں۔

منگولین تبتی طلباء کو دارالاقاموں میں رکھ کر اس طرح ٹرینڈ کیا گیا ہے کہ وہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ تبتی منگولین امتیاز قطعاً ختم ہو گیا ہے۔ جس طرز فکر اور انداز پر انہیں چلایا جا رہا ہے وہ ہر طرح قابل تعریف و ستائش ہے۔

یہ تمام ترقیات و نظریات پتہ دے رہے ہیں کہ مستقبل قریب میں چین ایشیا کا واحد قائد بن جائے گا۔

ہمارا وفد اگرچہ صرف مسلمانوں کے حالات کا جائزہ کے لئے آیا ہے مگر ارکانِ وفد حتی الامکان یہاں کے شعبہ جات کا بنظر غائر مطالعہ کر رہے ہیں۔ یونیورسٹی کے خاص خاص حصے دیکھنے کے بعد ارکان وفد پروفیسر مانچن کے یہاں دعوت کی شرکت کے لئے آ گئے۔

جناب مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی چونکہ ہمارے پیکن پہنچنے سے تین دن بعد پہنچے اس لئے وہ قلعہ دیکھتے ہوئے دعوت کی شرکت کے لئے تشریف لائے۔

پروفیسر مانچن صاحب نے ارکانِ وفد کا دروازہ پر استقبال کیا۔ اندر کے کمرے میں ارکانِ وفد و دیگر اساتذہ پیکن یونیورسٹی و علماء و مشاہیر پیکن موجود تھے۔

پروفیسر مانچن صاحب نے علوم اسلامیہ عربیہ کو جامع ازہر مصر میں مکمل کیا ہے۔ ٹھوس قابلیت رکھتے ہیں۔ فصیح و بلیغ عربی بولتے ہیں۔ اور یہاں کے مشاہیر میں شمار ہے۔ تقریباً دو گھنٹے تک ان کے یہاں مختلف مسائل پر تبادلۂ خیالات رہا۔ خاص طور پر چینی علوم اور پیکن یونیورسٹی کے نصاب اور طریقۂ تعلیم پر گفتگوئیں رہیں۔

پیکن کی ایک ہزار سال قبل کی مسجد کا معائنہ: تقریباً ایک ہزار افراد اس کے اندر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ جمعہ، عیدین، پنج وقتہ نمازیں اس کے اندر ہوتی ہیں۔ یہاں کافی علماء موجود تھے۔ سب سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اس مسجد میں ایک معقول قسم کی لائبریری قائم ہے۔ مسجد و لائبریری کے انتظامات چائنا مسلم ایسوسی ایشن

Marfat.com

کرتی ہے۔جس قدر بچے یہاں موجود تھے، ان سے دینیات کے ضروری مسائل، نمازوں کی ترکیب، سورۂ فاتحہ، سورہ اخلاص وغیرہ پڑھوا کرسنی۔ مسجد کی صناعی قابل تحسین ہے۔

مسلم انسٹی ٹیوٹ: جامع مسجد سے مسلم انسٹی ٹیوٹ دیکھنے آئے۔یہ دراصل ایک مسلم کالج ہے جس کی نہایت عالی شان بلڈنگیں ہیں، جدا جدا دارالاقامے بنے ہوئے ہیں جن میں کئی ہزار طلبا اور طالبات پڑھتے ہیں۔ کالج کے درجات دیکھے جیسے ہی ارکان وفد انسٹی ٹیوٹ کے حصے میں داخل ہوئے تو ہر طرف سے تالیوں کا شور بلند ہوگیا اور صدہا طلباء ہمارے ارد گرد نظر آنے لگے۔ یہاں بھی مختلف علوم وفنون اور متعدد زبانیں پڑھائی جاتی ہیں۔مصری حکومت نے یہاں کے لئے چند بہترین اساتذہ عربی سکھانے کے لئے بھیجے ہیں۔ جو کامیابی کے ساتھ تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں، ان میں ڈاکٹر زیان اور پروفیسر عبداللطیف مصری قابل ذکر ہیں۔

انسٹی ٹیوٹ کے مختلف حصے دیکھنے کے بعد ایک وسیع کمرے میں اجتماع ہوا جہاں چائے نوشی کے بعد مسلم انسٹی ٹیوٹ کے سیکریٹری صاحب نے عربی میں تقریر کی۔ وفد علماء کا خیر مقدم کرتے ہوئے مسلم انسٹی ٹیوٹ کی ترقیات وشعبہ جات پر تبصرہ کیا اور بتایا کہ اس انسٹی ٹیوٹ نے چند سالوں کے اندر کتنی ترقیاں کیں۔ وفد کی طرف سے جوابی تقریر مولانا عبدالقدوس ہاشمی نے فرمائی۔

اس اجتماع کے بعد متصلاً دوسرا جلسہ طلباء کی طرف سے مقرر کر دیا گیا تھا جس کا پروگرام ہمارے علم میں نہ آیا تھا اس لئے ہم نے اس وقت ساڑھے پانچ بجے شام کو جناب منطاوی ٹریڈ کمشنر قاہرہ کے مکان پر چائے کی دعوت منظور کر لی جائے وعدے کے مطابق شریک ہونا ضروری تھا۔ طے ہوا کہ ۵ ارکان طلباء کے جلسے میں شریک ہولیں اور چار ارکان منطاوی صاحب کے یہاں شرکت کرلیں۔

منطاوی صاحب ٹریڈ کمشنر قاہرہ کے یہاں دعوت عصرانہ:
جناب منطاوی صاحب نے انتہائی خلوص کے ساتھ عصرانہ کا انتظام کیا تھا ہم لوگ اگرچہ انسٹی ٹیوٹ کے جلسہ کی وجہ سے کافی لیٹ ہوگئے مگر منطاوی صاحب ہمارے انتظار میں ہوٹل کے اندر موجود تھے۔ ہمارے ہمراہ اپنے مکان پر تشریف لائے۔ راستہ میں ہم نے بتایا کہ آپ کے یہاں شریک ہو کر قبل مغرب طلباء کے تیسرے جلسہ مین انسٹی ٹیوٹ مراجعت کرنا ہے۔جلدی جلدی ان کے یہاں سے فارغ ہو کر انسٹی ٹیوٹ واپس آ کر بعد مغرب شریک اجتماع ہوئے۔ایک گھنٹہ شریک رہے۔

طلباء نے ایک فلم کا انتظام کیا تھا۔ہمیں فلموں سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔اس لئے ہم اور مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی ہوٹل واپس آ گئے۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی۔ مولانا مستفیض الرحمٰن صاحب سید حسین امام صاحب نے طلباء کے جلسہ عام میں تقریریں کیں۔

رات کے کھانے میں مسٹر ابراہیم نے بتایا کہ ۲۰ مئی کی صبح یعنی کل صبح ۶ بجے شینکیان روانگی ہے۔ہوائی جہاز کا نظم ہو چکا ہے۔

صوبہ شیانگ کو روانگی: صبح ۴ بجے غسل سے فارغ ہو کر نماز فجر ادا کی۔ سامان رات ہی میں ٹھیک ہوگیا تھا۔ پونے ۶ بجے مسٹر ابراہیم نے گھنٹی بجائی۔ارکان وفد اپنے اپنے کمروں میں پہلے سے تیار تھے۔ناشتہ کرتے ہی روانگی کے لئے باہر آئے۔علماء اور امام کافی تعداد میں موٹروں کے قریب موجود تھے۔مسٹر محمد علی جنرل سیکریٹری چائنا مسلم ایسوسی ایشن بھی الوداع کہنے آئے ہیں۔

اس دورے میں ہمارے ہمراہ جلال الدین صاحب نائب صدر مسلم انسٹی ٹیوٹ۔ جناب محمد مبین صاحب جوائنٹ سیکریٹری مسلم ایسوسی ایشن۔ مسٹر ابراہیم۔ مسٹر ملک نمائندہ سفارت خانہ

Marfat.com

پاکستان۔ مسٹر چین مترجم۔ ایک فوٹو گرافر جا رہے ہیں۔ اس طرح پندرہ (۱۵) اشخاص کا قافلہ ہوائی جہاز سے روانہ ہوگا۔ موٹروں میں سوار ہو کر ہوائی اڈے پہنچے۔ جہاں چائنا مسلم ایسوسی ایشن کے عہدہ داران وارکان نے الوداع کہا۔

شیانگ کا صوبہ وہ صوبہ ہے جہاں مسلمانوں کی تعداد کافی ہے۔ اس صوبہ میں دورہ کرنا ہے۔ ہمارا جہاز پیکن سے ہمیں سوار کر کے شانسی لے جائے گا وقت معینہ پر ہوائی جہاز روانہ ہوا۔ چین کے تمام ہوائی جہاز ڈیکوٹا ہیں۔ پہاڑی علاقہ کی وجہ سے زیادہ اونچے نہیں اڑتے، سوا چار گھنٹے میں ۷۰۰ میل کی مسافت طے کر کے ۱۱ بج کر ۳۵ منٹ پر شانسی پہنچے، ہر جگہ زراعتی حصہ نظر آیا۔

شانسی: شہر شانسی ہوائی اڈے سے تقریباً ۲۷ میل پر واقع ہے۔ راستہ خام ہونے کی وجہ سے یہ مختصر راستہ کافی تکلیف سے گزارنا پڑا۔ ہوائی اڈے پر ایک معقول تعداد استقبال کے لئے موجود تھی۔ موٹروین میں تمام ارکان سوار ہو کر شہر شانسی کی طرف چلے۔ راستہ میں ہر جگہ ہرے بھرے درخت، کھیتیاں شاداب نظر آئیں۔ شہر کی آبادی میں پہنچ کر وہی نیلا لباس ہر طرف نظر آنے لگا۔ پیکن کی طرح یہاں کی عمارتیں بھی بلند ہیں۔ شہر بہت خوب صورت ہے۔

پیپلز ہوٹل میں قیام: یہ ہوٹل آٹھ درجوں کی عمارت کا ہے اور اس قدر وسیع بنایا گیا ہے کہ بیک وقت دو ہزار مسافر ٹھہر سکتے ہیں۔ انتہائی خوب صورت ہوٹل ہے جیسے ہی ہم لوگ ہوٹل کے ہال کمرے میں آئے تو یہاں کے مسلمان کمشنر نے حسب ذیل علماء سے تعارف کرایا۔ جناب مولانا محمد علی صاحب اخوند (خطیب) مولانا محمد عبداللہ صاحب۔ مولانا عبدالحمید صاحب۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب مولانا محمد ایوب صاحب۔ مولانا محمد سلیمان صاحب۔ جناب کمشنر صاحب نے علماء کے تعارف کے بعد ایک استقبالیہ تقریر فرمائی۔ اکثر و بیشتر ارکان چونکہ ڈکوٹا جہاز کے جھٹکوں سے تکلیف میں تھے۔

جناب سید حسین امام صاحب نے جوابی تقریر فرمائی۔ وقت کافی ہو گیا تھا۔ اس لئے اپنے اپنے کمروں میں آ کر غسل کیا، کپڑے بدلے پھر کھانے کے لئے نیچے آئے۔ یہاں کے ہوٹل میں بھی مسلم ذبیحہ اور مسلمانوں کے کھانے کا جداگانہ انتظام موجود ہے، باورچی اکثر مسلمان ہیں۔

چینی احباب ہر جگہ مہمان داری اور خاطر تواضع اس قدر کرتے ہیں کہ کھانے کی میز ماکولات سے بھر جاتی ہے اور اصرار یہ ہوتا ہے کہ طویل کورس میں ہر چیز کھائی جائے آج چونکہ جہاز میں خاصی تکلیف رہی اس لئے سب نے احتیاط برتی۔ کھانے کے بعد ظہر پڑھ کر قدرے آرام کیا۔

ایک ہزار سال قبل کی مسجد کا معائنہ: صوبہ شیانگ کی مجموعی آبادی ۶ کروڑ ہے، مسلمان ۶۰ ہزار بتائے گئے۔ خاص شہر شانسی میں بیس ہزار مسلمان آباد ہیں۔ ہوٹل سے اتر کر نیچے آگئے۔ اور یہاں سے ایک ہزار برس پہلے کی تعمیر کردہ مسجد دیکھنے گئے۔ مسجد کافی وسیع اور حسین ہے لکڑی کی صناعی کا کام یہاں بھی مسجد کے ہر حصے میں دیکھا۔ مسجد کے باہر صحن میں طلباء کے رہنے اور پڑھنے کے لئے درجات بنے ہوئے ہیں۔ ۲۰ طالب علم فقہ وحدیث، تفسیر اور علوم دینیہ پڑھتے ہیں۔ جس محلّہ میں یہ مسجد واقع ہے یہاں مسلمان ہی رہتے ہیں۔ جناب مولانا محمد عبدالرحمٰن صاحب اس مسجد کے امام ہیں۔ چینی زبان میں امام کو اخوند کہتے ہیں۔ امام صاحب پڑھے لکھے معمر اور با اخلاق متشرع عالم اور حنفی مسلک رکھتے ہیں۔ ہماری آمد پر اس محلّہ کے اکثر و بیشتر مسلمان مجتمع ہو گئے۔ ارکان وفد نے سب سے مصافحہ کیا۔ ان میں الحمدللہ مذہبیت موجود ہے۔ پنج وقتہ نمازوں میں مسلمانوں کی کافی تعداد شریک ہوتی ہے۔

Marfat.com

چار ہزار مسلمان اس مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مساجد میں عام طور پر سن تعمیر کے کتبات کم نظر آئے۔ البتہ ایک مسجد پر بعض کتبے تھے جن سے معلوم ہوا کہ مظہرالحق اور شیخ عارف کے زمانہ میں تعمیر ہوئی۔ ۴ ہزار مسلمان اس مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔

عصر کا وقت ہو چکا تھا اس لئے نماز عصر یہیں ادا کی گئی۔ نماز کے بعد امام صاحب اپنے حجرے میں لائے، چائے نوشی ہوئی اور دیر تک ان کی عربی کتابوں کا ہم سب مطالعہ کرتے رہے۔ مختلف علوم وفنون کی کتابیں موجود تھیں۔ جنہیں دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی۔ خود امام صاحب بھی عربی بول لیتے ہیں۔

مسلم آبادی میں ایک اسکول کا معائنہ: اس محلہ میں جہاں یہ مسجد واقع ہے اس کے اندر مسلمانوں کی کافی آبادی ہے۔ اس لئے یہاں ایک اسکول بھی قائم ہے اس کو جا کر دیکھا۔ اس اسکول مین غیر مسلم قومیں بھی تعلیم پاتی ہیں مگر اکثریت مسلمان طلباء کی ہے، اسکول کے درجات دیکھے، بہت معقول انتظامات ہیں۔ مسجدوں کے مدرسوں کے علاوہ تمام اسکول کالج یونیورسٹیاں حکومت چلاتی ہے اور اسی کا مرتب کردہ نصاب تعلیم سب جگہ جاری ہے مسلمانوں کے لئے نصاب میں دینیات نہیں ہے۔ مساجد کے مدارس میں علماء اور اخوند صاحبان نے دینیات اور درس نظامیہ جاری کر رکھا ہے۔ اسکول کے ایک بڑے کمرے میں ارکان وفد نے کمشنر صاحب کے توسط سے اسکول کے متعلق تعلیمی استفسارات کئے۔ یہاں کا نظامِ تعلیمی وہی ہے جو دوسرے اسکولوں کا ہم دیکھتے ہوئے آ رہے ہیں۔

ہمارے نزدیک نظام تعلیم وہی کامیاب ہے جو ایک طرف طلباء کے اخلاق عادات کو سنوار دے۔ طلباء کی رگوں میں اپنے ملک کی خدمات کا ولولہ پیدا کر دے۔ ان کی روزمرہ کی زندگی کو سادہ بنایا جائے وہ اسکول، کالج، یونیورسٹی سے نکل کر معاش کے لئے مارے مارے نہ پھریں۔ ان میں چستی ومحنت کی عادت ڈالی جائے۔ چنانچہ ان نقطہ ہائے نظر کے ماتحت چین کا نظام تعلیمی یقیناً بہتر ہے، پھر تعلیم کے اخراجات کا کم اور زائد ہونا بھی ایک ایسا مسئلہ ہے جو اربابِ تعلیم کے زیر نظر رہنا چاہئے۔ چین میں سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ تعلیمی اخراجات کم سے کم اور نہ ہونے کے برابر ہیں پھر حکومت کے ذمہ تعلیم کے اکثر وبیشتر اخراجات کم سے کم اور نہ ہونے کے برابر ہیں۔

یہی سبب ہے کہ چین جیسے وسیع ملک میں جس کی آبادی ۶۲ کروڑ ہے۔ ہر جگہ تعلیمی ادارے کھلے ہوئے ہیں۔ جن میں کثرت سے ہر طبقہ اور ہر حیثیت کے لوگ اپنی اولاد کو تعلیم دلاتے ہیں۔

جیسے ہی طلباء اپنی تعلیم کا زمانہ ختم کرتے ہیں تو ان کا مستقبل امید افزا ہوتا ہے۔ وہ مختلف شعبہ جات میں برسرکار ہو جاتے ہیں اور ترقی کے لئے انہیں کافی مواقع ملتے ہیں۔ جو قوم اپنے افراد اور طلباء کے اندر سادگی پیدا کر دے اور محنت وتکلیف کی عادی بنا دے وہ یقیناً مستقبل کو کامیابی کے مراحل تک پہنچانے میں کامیاب ہو جائے گی۔

چینی طلباء کو ہر روز صبح سویرے اٹھ کر دوڑنا۔ بے جا عیاشی و سنگھار سے احتراز۔ بداخلاقیوں سے اجتناب۔ یہ وہ جوہر ہیں جو چینی طلباء کو ان کی آئندہ زندگی میں بلاشبہ ترقیات اور کامیابیوں سے ہم کنار کریں گی۔

البتہ نصاب تعلیم میں دینیات ومذہبیات کا داخل نہ ہونا ایک ایسا عنوان ہے جو انہیں آہستہ آہستہ بے دینی کی طرف لے جائے گا۔ نصاب کے اندر دینیات کا داخل ہونا ازبس ضروری ہے۔

کم از کم یہ بات تو حکومت چین کو کرنی چاہئے کہ چین کی مسلم جماعتوں کو یہ حق دیا جائے کہ وہ عام اسکولوں، کالجوں یونیورسٹیوں میں مسلم طلباء کو ایک گھنٹہ دینیات کی تعلیم کا انتظام کریں۔

Marfat.com

شیانگ سے لانشو کا سفر: لانشو، کانسو کا دارالسلطنت ہے۔ یہ چین کے غربی علاقہ میں واقع ہے۔ پہاری علاقہ ہے۔ ۲۰ مئی کی شام ہی کو پروگرام طے ہوگیا تھا کہ ارکان وفد لین چاؤ کے ہوائی اڈے سے پونے ۸ بجے پرواز کریں گے۔

چنانچہ ۲۱ مئی کو علی الصبح ۶ بجے ناشتہ کرتے ہی روانہ ہوگئے۔ ڈیڑھ گھنٹہ کا موٹروں سے راستہ طے کر کے ٹھیک ساڑھے سات بجے ہوائی اڈے پر آ گئے۔ ۳۱۳ نمبر کے ہوائی جہاز میں جو صرف ارکانِ وفد کے لئے ہی مخصوص تھا۔ سوار ہوگئے۔ مقامی علماء کارکنان۔ کمشنر صاحب نے ہم سب کو الوداع کہا۔

۷:۳۵ پر جہاز نے پرواز شروع کی۔ پہاڑی علاقہ کی وجہ سے ساڑھے نو ہزار فٹ کی بلندی سے یہ ڈکوٹا جہاز پرواز کر رہا ہے۔ ۲ گھنٹے کے بعد بخیر و عافیت لانشو پہنچ گئے۔ راستہ میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ یہاں کا ہوائی اڈہ۔ شہر سے قریب ہے۔ یہ مقام سطح سمندر سے ۵ ہزار فٹ اونچا ہے ہر طرف پہاڑیاں چلی گئی ہیں۔ درمیان میں ایک دریا بھی بہہ رہا ہے۔ موسم خوشگوار ہے اور سردی شروع جاڑے کی طرح ہے۔ یہاں کی مسلم آبادی ۲۳ ہزار ہے، خاص شہر کے اندر ۱۳ اور قصبات کے اندر بیس مسجدیں ہیں۔ شہر کی مجموعی آبادی ۶۰ لاکھ ہے۔

علماء و مشاہیر: جو علماء ائمہ مساجد و دیگر مشاہیر ملنے آئے ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولانا محمد سعدالدین امام مسجد شوخیام۔ عبداللہ مان ڈائریکٹر عربک کلچر۔ سعید ماما جوائن میونسپل کمشنر نارتھ ویسٹ اسکول۔ سلیمان مان کمشنر۔ ابوبکر مان تو وائس پریسیڈنٹ میڈیکل ایسوسی ایشن۔ علی پچپا ماجان۔ مسٹر تیجان وائس پریسیڈنٹ نیشنل کونسلر۔ ان سب سے علیحدہ علیحدہ ہوٹل میں پہنچتے ہی تعارف کرایا گیا۔ ان حضرات نے مختصر تقریریں ہمارے استقبال پر کیں، ہماری طرف سے جواب دیا گیا۔ ساڑھے بارہ بجے کھانا کھایا، چند منٹ آرام کیا، ظہر پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی سب سے پہلے یہاں کی تین سو برس پہلے کی ایک مسجد دیکھنے گئے۔ دیگر مقامات کی طرح یہ مسجد بھی حسین ہے۔ مسجد کے ہر حصہ میں لکڑی پر دیدہ زیب اور دیرپا صناعی ہے۔ مسجد کے امام صاحب کا نام مولانا محمد سعدالدین صاحب ہے۔ یہ ۶۵ برس کی عمر کے بزرگ ہیں۔ اچھے ایمانی جذبات رکھتے ہیں، دیر تک عربی زبان میں باتیں کرتے ہوئے مسئلہ شفاعت پر خصوصیت سے انہوں نے گفتگو فرمائی۔ ہمارے خیالات اس عنوان پر سن کر بہت متاثر ہوئے۔ پاکستان کے متعلق چند سوالات فرمائے۔ ہم نے جوابات دیئے۔ پھر پوچھا آپ لوگوں کا مسلک کیا ہے، ہم نے کہا حنفی۔ سن کر بے حد خوش ہوئے، پاکستان کے لئے دعائیں کرتے رہے۔

نارتھ انسٹی ٹیوٹ کا معائنہ: مسجد دیکھنے کے بعد ہم لوگوں کو انسٹی ٹیوٹ دکھانے لایا گیا۔ انسٹی ٹیوٹ پورا شہر معلوم ہوتا ہے۔ یہ انسٹی ٹیوٹ ۱۹۵۴ء میں قائم ہوا۔ اس کے اندر سات ہزار سات سو طلباء اور طالبات تعلیم پاتے ہیں جس میں ۴۵۶ مسلمان ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ کا عالی شان دارالاقامہ دیکھا حیرت ہوئی کہ اس قدر بڑی عمارت اتنی جلد کیسے بن گئی۔ انسٹی ٹیوٹ کی لائبریری میں ہر زبان کی کافی کتابیں موجود ہیں۔ تعداد کتب ۶ ہزار ہے۔ لائبریری کا ہال اس قدر وسیع ہے کہ اس کے اندر بیک وقت ۵۰۰ طلباء بیٹھ کر مطالعہ کر سکتے ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ ایک معیاری تعلیم کا ادارہ ہے۔ حکومت کا محکمۂ تعلیم یہاں کے لئے طلباء کا خود انتخاب کرتا ہے۔ اس انسٹی ٹیوٹ میں ۱۲ غیر مسلم اور ایک مسلم ٹیچر ہیں۔ ۹ سال کے اندر ایم، اے کرا دیا جاتا ہے۔ یہاں چینی۔ ترکستانی۔ تبتی طلباء اور طالبات پڑھتے ہیں۔ دارالاقامہ میں انہیں اس طرح رکھا گیا ہے کہ سب کے سب اس قدر متحد ہوگئے ہیں کہ جغرافیائی امتیازات قطعاً باقی نہیں رہے۔

لائبریری دیکھنے کے بعد باہر آئے تو دوسری سر بفلک عمارتیں دیکھیں۔ یہ اونچی اونچی عمارتیں دو تین سال کے اندر تیار

Marfat.com

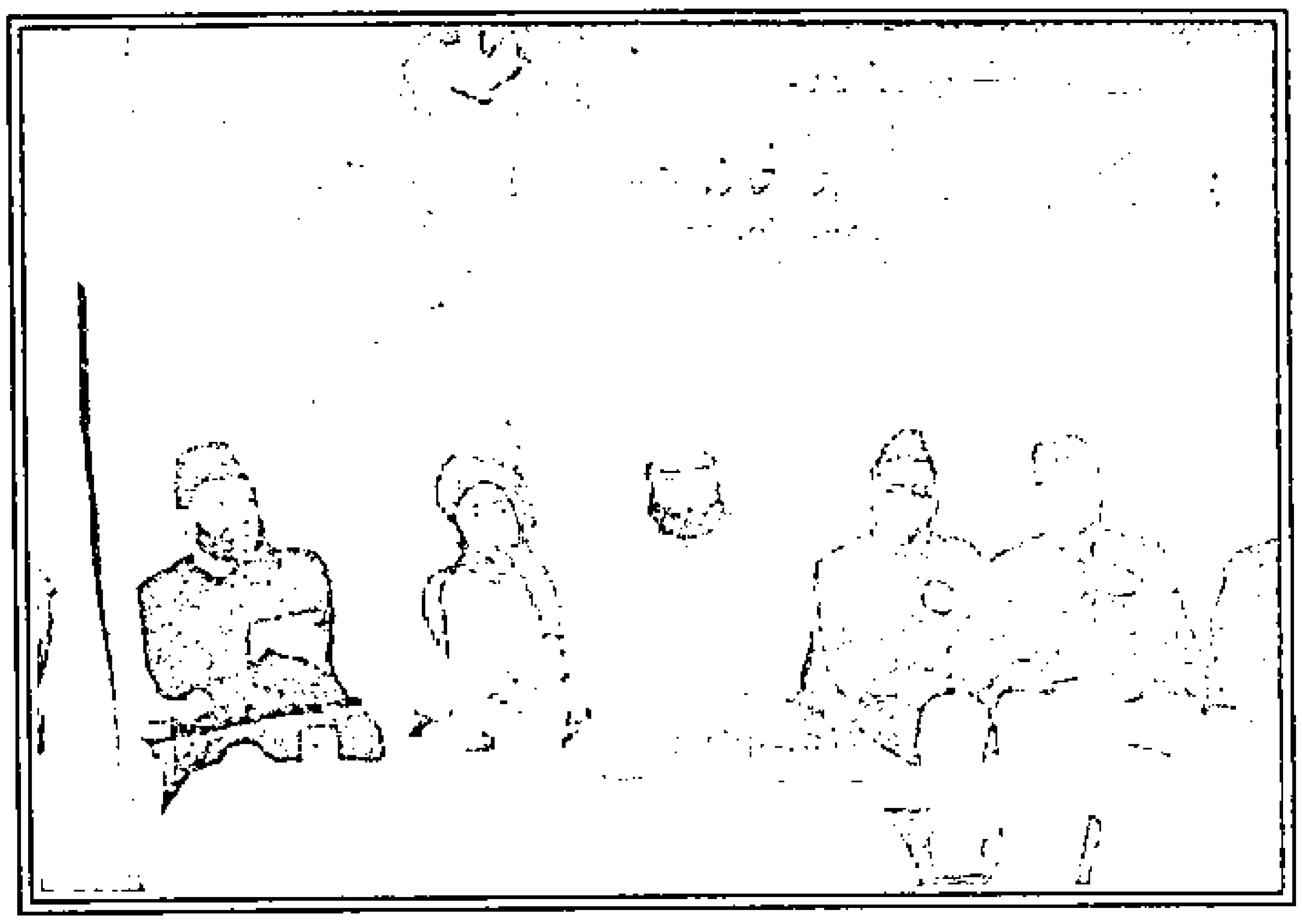

مفتی غلام قادر کشمیری کے استقبالیے میں سردار عبدالقیوم خان صدر حکومتِ آزاد جموں وکشمیر۔ بائیں طرف آزاد بن حیدر بھی نشست پر نظر آرہے ہیں۔

ترکی میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ طلبہ سے خطاب کررہے ہیں۔ درمیان میں آزاد بن حیدر بھی نظر آرہے ہیں۔ (۱۹۶۵ء)

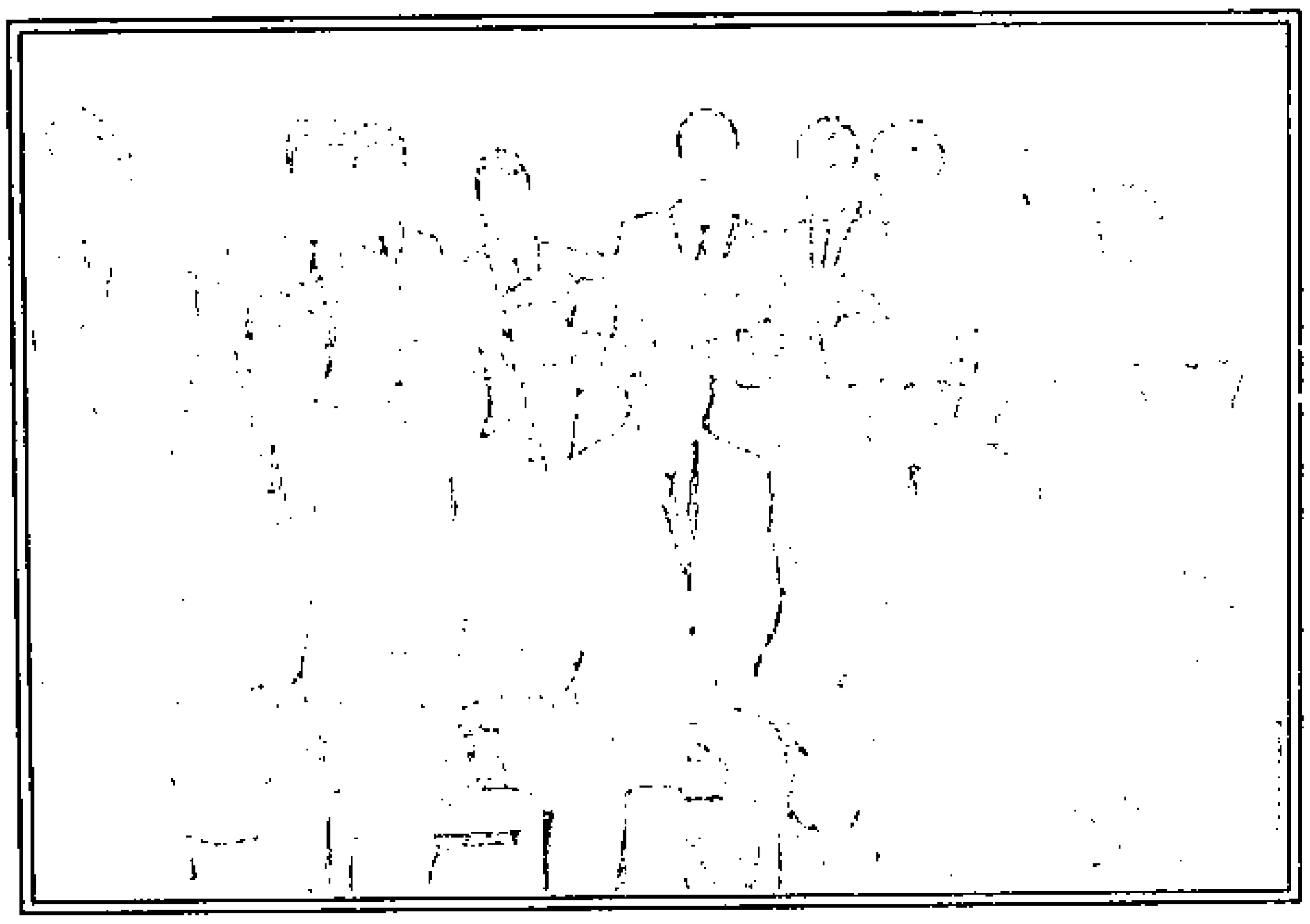

ترکی میں ایک تعلیمی ادارے کے اسٹاف سے مولانا عبدالحامد بدایونیؒ خطاب فرمارہے ہیں۔ (۱۹۶۵ء)

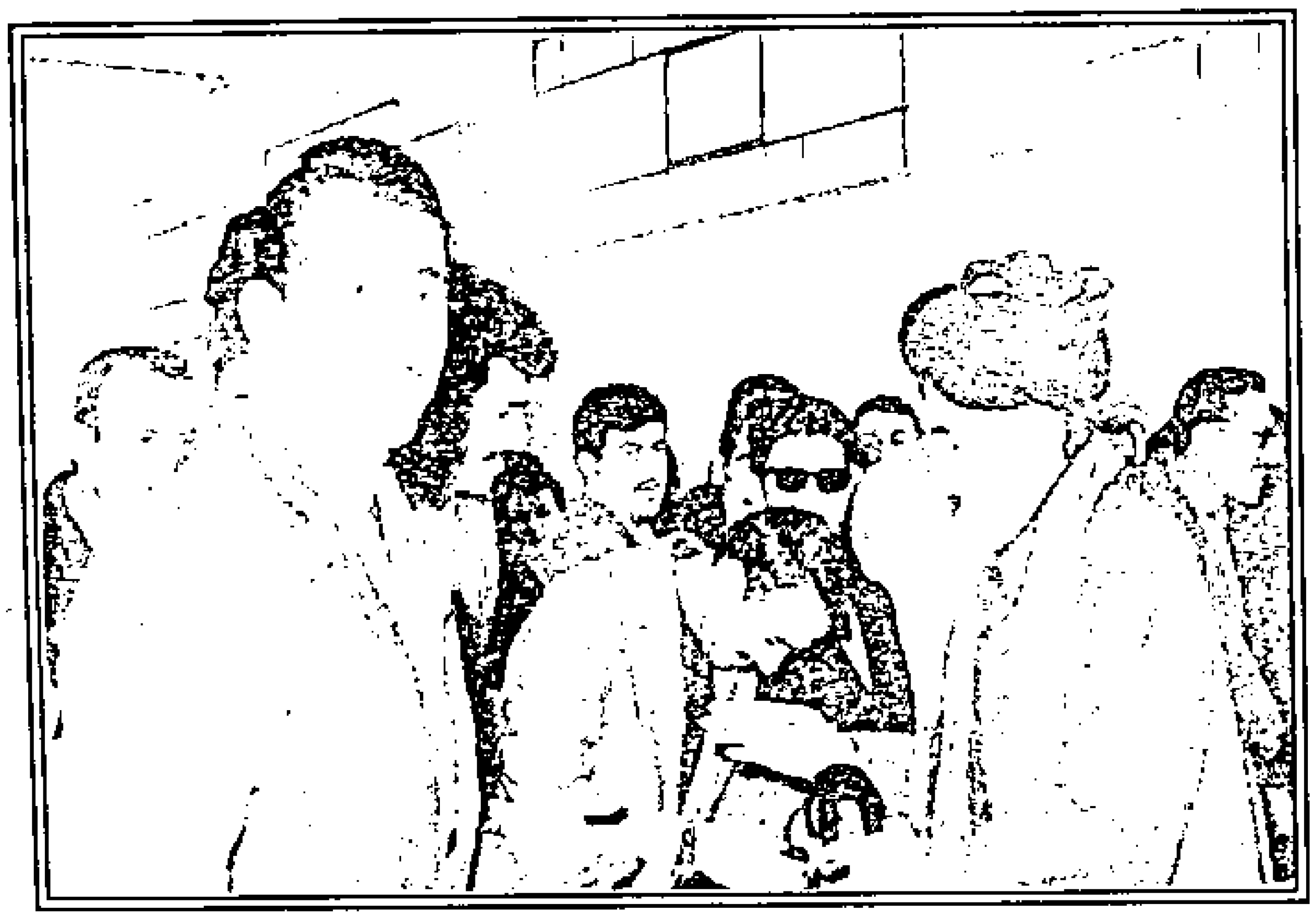

ترکی میں ایک تعلیمی ادارے میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا استقبال کیا جارہا ہے۔ (۱۹۶۵ء)

ترکی میں ایک تعلیمی ادارے کے طلبہ کے ساتھ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا گروپ فوٹو، درمیان میں مولانا عبدالحامد بدایونی اور ان کی پشت پر سید حسین امام اور آزاد بن حیدر ایستادہ ہیں۔ (۱۹۶۵ء)

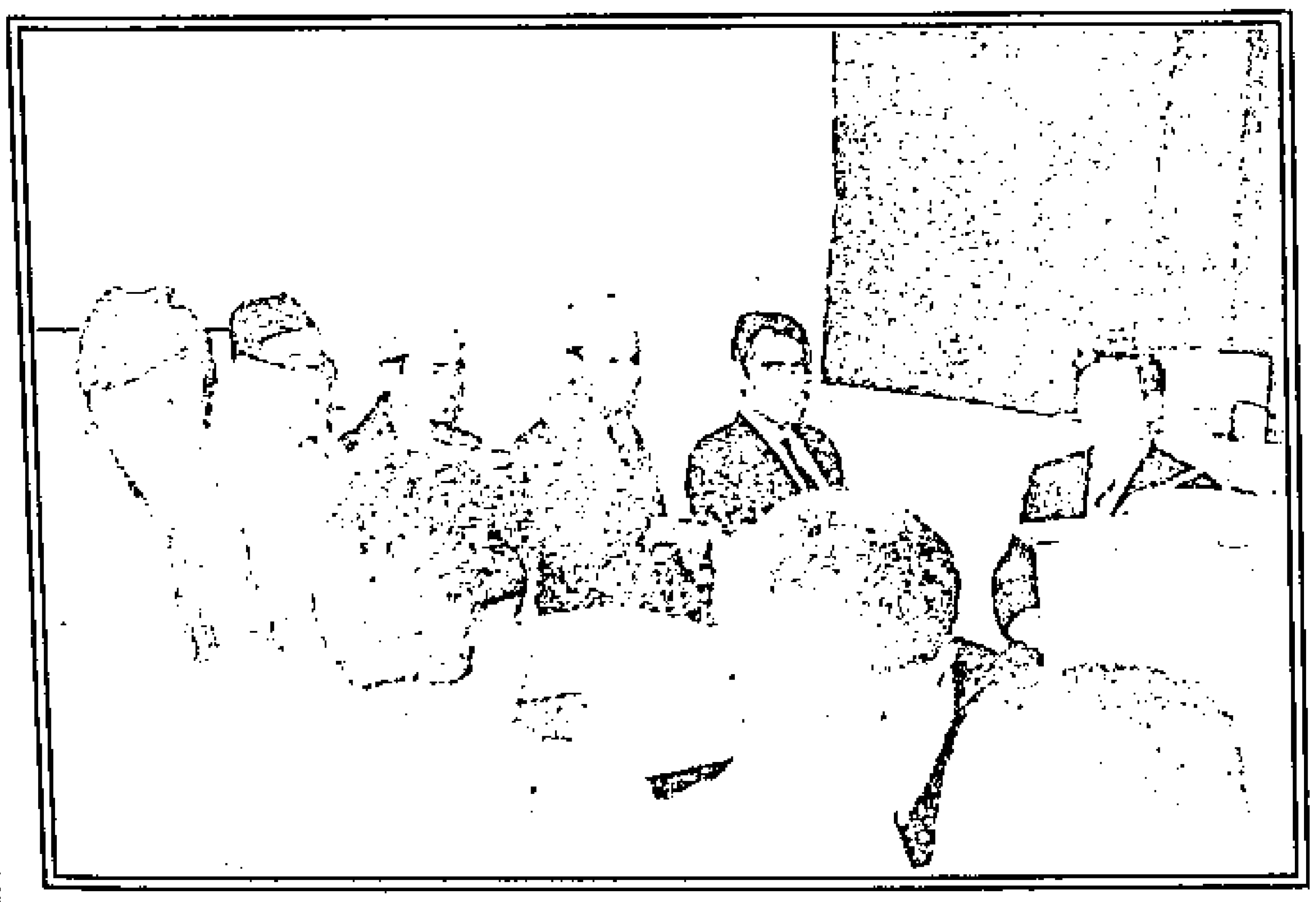

ترکی کے ایک تعلیمی ادارے میں اسٹاف کے ساتھ بائیں سے دائیں آزدبن حیدر، سید حسین امامؒ اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نظر آرہے ہیں (۱۹۶۵ء)

Marfat.com

کی گئی ہیں۔صرف پلاسٹر ہونا باقی ہے۔انسٹی ٹیوٹ کے پرنسپل مسٹر محمد صالح انتہائی ہردلعزیز پرنسپل ہیں۔

یہاں کے طلباء اور طالبات فارغ ہو کر زندگی کے ہر شعبہ میں کام کرسکیں گے۔ہم جس حصہ میں جاتے وہاں طلباء کا ہجوم دو رویہ کھڑے ہو کر ہمارا استقبال کرتا۔

شرقی حصہ کے پرائمری اسکول کا معائنہ: انسٹی ٹیوٹ دیکھنے کے بعد ایک پرائمری اسکول دیکھنے گئے۔ یہ اسکول پہاڑیوں کے دامن میں واقع ہے۔نیچے دریا بہہ رہا ہے۔اسکول کا منظر نہایت دلچسپ ہے۔اسکول میں ۳۰۰ طلباء تعلیم پاتے ہیں۔

ایک پرائمری اسکول کا طریقۂ تعلیم بچوں کی تربیت وغیرہ کا جو حال دیکھا وہ یقیناً قابل تحسین ہے۔بچوں اور بچیوں سے مختلف قسم کے سوالات کئے گئے برجستہ جوابات سے طبیعت خوش ہوئی۔

اس وقت کے طویل دورے میں تمام ارکان وفد کافی سے زیادہ تھک گئے تھے،اس لئے پرائمری اسکول دیکھنے کے بعد ہوٹل واپس آگئے۔

واپسی کے پروگرام میں التواء شمالی، مغربی سینئر مڈل اسکول کا معائنہ: ۲۲رمئی کی صبح کو واپسی کا پروگرام تھا مگر ۴ بجے صبح سے آسمان پر بادل شدید آگئے ہیں۔بارش کی وجہ سے موسم خراب ہے جس کے باعث طیارہ آج روانہ نہیں ہوسکتا۔ہم لوگ بھی کئی دن سے مسلسل کام کرنے کی وجہ سے کافی تھک گئے تھے۔اس لئے آج کے پروگرام میں ۳۔۴ گھنٹے رام کے لئے تجویز ہوئے۔

صبح کے ناشتہ کے بعد ۲۔۳ گھنٹے آرام کیا۔ایک بجے ارکان وفد کھانے کے لئے نیچے آئے۔فراغ پا کر نماز ظہر ادا کی۔پھر تھوڑی دیر آرام کیا۔نماز عصر پڑھ کر مسٹر سعید ماز ولین کی خواہش پر شمالی، مغربی سینئر مڈل اسکول دیکھنے گئے۔

مسٹر سعید نہایت اچھے اسلامی جذبات رکھتے ہیں۔عام طور پر خیال کیا جا رہا تھا کہ مڈل اسکول ایک معمولی قسم کا اسکول ہوگا لیکن جیسے ہی اسکول کے میدان میں آئے تو اس کی بلند و بالا عمارات دیکھ کر معلوم ہوا کہ یہ تو ایک کالج کی طرح بنایا گیا ہے۔

۱۹۴۹ء میں اس اسکول کا افتتاح صرف ۸۸ طلباء سے ہوا تھا لیکن س وقت طلباء کی تعداد ۱۰۹۴ ہے جس میں ۲۵۴ مسلمان طلباء ہیں۔سب سے پہلے ہم لوگ مسٹر سعید کے کمرے میں گئے جہاں انہوں نے اسکول کے حالات پر تقریر کی اور وفد کی آمد کا شکریہ ادا کیا۔

اس اسکول کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اندر مسلمان طلباء اور طالبات کے لئے دینیات پڑھانے کا خصوصی انتظام کیا گیا ہے۔ایک مدرس مقرر ہیں وہی تدریس کا کام کرتے ہیں اور وہی امامت بھی کرتے ہیں۔

کمرے سے نکل کر علم الابدان اور معالجات کے شعبہ میں گئے۔علم الابدان کے مسائل اور حرکت خون کے سمجھانے کی غرض سے انسانی ڈھانچوں کی تصویریں دیکھیں۔رگوں کے اندر بجلی کے تار دوڑائے گئے ہیں۔جب حرکت خون و قلب کا مسئلہ سمجھانا ہو تو بجلی کا سوئچ دبا دیا جاتا ہے۔سرخ رنگ کے تاروں میں دورانِ خون کی حالت صاف طور پر معلوم ہوتی ہے۔غبی سے غبی طالب علم بھی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد مضمون باآسانی سمجھ لیتا ہے۔دیر تک اس کمرے میں دوسرے مضامین سمجھتے رہے۔اسکول کا دارالمطالعہ دیکھا۔یہاں ۳۰۰ طلباء باآسانی ایک وقت میں بیٹھ کر مطالعہ کرسکتے ہیں۔

لائبریری میں اعلیٰ قسم کی کتابیں بکثرت موجود ہیں۔ ایک کمرے میں وہ نقشہ بھی دیکھا جس سے طلباء کو سمجھایا جاتا ہے کہ سابق میں چین کا رقبہ کہاں تک تھا۔کشمیر، ہندوستان کے بعض علاقے افغانستان و ایران کے بہت سے حصے چین میں

Marfat.com

دکھائے گئے ہیں۔

چینی زعماء اپنی قوم کے بچوں میں جو ولولہ پیدا کر رہے ہیں اسے دیکھتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ اس قسم کے نقشے بچوں کے دل و دماغ میں ایک نیا جوش پیدا کریں گے۔ اول تو چینی قوم پہلے ہی جفاکش محنتی و بہادر ہے پھر اس کے قائدین قوم کے اندر ایک نئی روح پھونک رہے ہیں۔

چینی طلباء نے اس بات کو اچھی طرح اپنے ذہن نشین کر لیا ہے کہ ہمیں اپنے ملک کی ہر ممکن خدمت کرنا ہے۔ پھر انہیں کافی محنت کا عادی بنایا جا رہا ہے۔

اسکول کا دارالاقامہ: ہم نے اسکول کا دارالاقامہ بھی دیکھا۔ لڑکوں۔ لڑکیوں کے لئے علیحدہ علیحدہ کمرے بنائے گئے ہیں۔ ایک کمرے میں ۸۔۸ لڑکے لڑکیاں رہتی ہیں۔ لکڑی کا ایک ہموار تختہ لگا دیا گیا ہے جس پر گدے بچھے ہوئے ہیں۔ ان پر یہ سب کے سب آرام کرتے ہیں۔

شفاخانہ: اسکول کا ایک شفاخانہ بھی قائم ہے جس میں بیک وقت ۳۰۰ قسم کی دوائیں موجود رہتی ہیں۔ ڈاکٹر مامور ہیں جو ہر وقت بچوں کا علاج کرتے ہیں۔ معمولی بیماریوں کے علاج یہیں ہو جاتے ہیں۔ اہم اور نازک معالجات کے لئے بڑے ہسپتالوں میں بھیج دیا جاتا ہے۔

مسلم باورچی خانہ: اسکول کا مسلم باورچی خانہ دیکھا جہاں مسلمان طلباء اور طالبات کے کھانے کے علیحدہ انتظام ہے۔ باورچی خانے میں اندر جا کر معائنہ کیا جس کمرے میں بچے کھانا کھا رہے تھے اسے بھی جا کر دیکھا۔ کھانے اوسط درجے کے تھے۔ طلباء ہمارے منع کرنے کے باوجود کھانا چھوڑ کر استقبال کے لئے مجتمع ہو گئے۔ تھوڑی دیر ان سے باتیں کر کے باہر آ گئے۔

طلباء کی ورزشیں: اسکول کے ضروری حصے دیکھ لینے کے بعد باہر کے میدان میں آئے جہاں لڑکے ورزشیں کرتے ہیں۔ ایک خاص ورزش دیکھی۔ لوہے کا گول چکر جو کافی وزنی اور خاصا اونچا ہے طویل القامت لڑکا اس کے اندر کھڑا ہوا۔ اس نے پاؤں کو لوہے کی جوتی میں رکھ کر اس چکر کو گھمانا شروع کر دیا۔ جس طرح ایک چرخ اوپر سے نیچے۔ نیچے سے اوپر جاتا ہے۔ اسی طرح یہ گول چکر گھومنے لگا جس وقت یہ گھوم رہا تھا تو ایک لڑکے نے جست لگائی اور گھمانے والے لڑکے کے سر سے نکل کر باہر کود گیا۔

چینی قوم کا لباس: حکومت چین نے نہ صرف یہ کہ طلباء کا ایک لباس مقرر کر دیا ہے بلکہ عام طور پر ہر شہر اور گاؤں کے رہنے والے شہری، مزدور، کاشت کار عورت مرد کی اس یکسانیت سے اقتصادی طور پر بہت فائدے ہیں۔ آج کل کے زمانہ میں ہر گھر کے اندر سب سے بڑا خرچ کپڑے کا ہوتا ہے۔ ہمارے یہاں کے لوگ عام و خاص طور پر صرف کپڑے کی ایک مد میں بے شمار روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ خصوصاً عورتوں کے لباس پر کروڑہا روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ چینی حکومت نے جو معمولی لباس کا تعین کر کے اپنی قوم کو کروڑوں روپیہ کے خرچ سے بچا دیا۔ چائنا سلک وغیرہ کے کپڑے جو چین میں بنتے ہیں۔ وہ دوسرے ممالک میں بکثرت جاتے ہیں اور استعمال کئے جاتے ہیں۔ مگر خود چین والے سادہ لباس پہنتے ہیں۔ ان کی سادہ زندگی بھی ہر بیرونی سیاح پر کافی اثر ڈالتی ہے۔

چینی اتحاد: چینی قوم کے اتحاد کا حال بھی ہمارے علم میں آیا۔ چینی زعماء نے اپنی قوم میں باہمی اتحاد کی اسپرٹ کو کافی پیدا کر دیا ہے۔ وہ مر جائے گی مگر اپنے رشتۂ اتحاد کو ٹوٹنے نہ دے گی۔ یہی جوہر ہے جو چینی قوم کی ترقی و استحکام کا باعث ہے۔

چینی ترقیات: ملک چین ــــــ اندر خانہ آہستہ آہستہ اپنی ملکی و تجارتی ضروریات کو زیادہ سے زیادہ ترقی دے رہا ہے۔ ہر قسم کی

Marfat.com

مصنوعات تیار کر رہا ہے۔اس کی کوشش یہ ہے کہ تھوڑے عرصہ میں اس قابل ہو جائے کہ دوسروں کا دست نگر نہ ہو۔

اس کی ترقیاں ایشیا والوں کے لئے مسرت کے قابل ہیں پھر ایشیائی ممالک سے اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کی کوششیں بھی قابل مسرت ہیں۔خصوصاً پاکستان اور چین کی دوستی دونوں ملکوں کے لئے ہر اعتبار سے نتیجہ خیز اور مفید ہوگی۔

اگر دونوں ملکوں کے درمیان وفود کے تبادلے ہوتے رہے تو بلاشبہ اس کے نتائج بھی اچھے نکلیں گے۔

چینیوں کا عام کردار اور کریکٹر: یہ بات ہم ہر جگہ دیکھتے آ رہے ہیں کہ چینیوں میں بلیک مارکیٹ، چور بازاری، چوری رشوت قطعاً نہیں ہے۔ان کے کاروباری لوگ بات کے سچے ہیں۔جو وعدہ کریں گے اسے پورا کریں گے۔

سڑکوں، بازاروں میں باوجود بے پردگی کے کسی قسم کی بداخلاقی کا کوئی ایک واقعہ نظر نہیں آیا۔

ہر ایک شخص کسی نہ کسی کام میں ضرور لگا ہوا ہے: یہ بات ہم نے عام طور پر دیکھی کہ چین کا ہر شخص کسی نہ کسی کام میں ضرور لگا ہوا ہے۔گھر کے جس قدر آدمی ہیں، ان میں ہر آدمی اپنی زندگی کے لئے سامان فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔مرد اپنی جگہ اور عورتیں اپنی جگہ سامان معیشت فراہم کرتی ہیں۔

ریلوے اسٹیشن لانشو: مسلم انسٹی ٹیوٹ کے معائنہ کے بعد لانشو اسٹیشن دیکھنے آ گئے۔یہاں کا اسٹیشن اپنے محل وقوع کے لحاظ سے بہت دلچسپ ہے۔

پہاڑیوں کے دامن میں اسٹیشن واقع ہے اب سے چھ سال قبل ریلوے لائن یہیں تک آ کر ختم ہو جاتی تھی لیکن حکومت نے کافی کوشش کر کے پہاڑیوں کو کاٹ کر تقریباً ۴۰۰ میل اور مزید لائن نکال لی ہے۔حکومت ریلوے کے سلسلہ میں بھی کافی ترقی کر رہی ہے۔ملک کے ہر گوشے میں ریل کا جال بچھایا جا رہا ہے۔

کراچی کی یاد: اس وقت ہم کراچی سے تقریباً ۸ ہزار میل دور ہیں۔پیکن تک ہماری ڈاک کا سلسلہ جاری تھا۔لیکن اس طرف کے دورے میں ڈاک کی روانگی میں تاخیر ہو رہی ہے۔خدا جانے اہل و عیال کس حال میں ہیں۔انھیں جس کے حوالے کر کے اس دورے پر آ گئے ہیں وہی سب کا محافظ ہے انشاء اللہ دورہ ختم کر کے سب کو جا کر دیکھیں گے۔

روانگی برائے اورمچی: بادلوں کی وجہ سے دو دن پروگرام لیٹ ہو گیا۔آج ۲۴ مئی کو بھی بادلوں کے باعث مایوسی ہو رہی ہے۔پھر بھی ابراہیم کوشش کر رہے ہیں کہ اگر موسم ٹھیک ہو گیا تو آج کسی وقت بھی اورمچی کے لئے روانہ ہو جانا ہے۔ہم سب ناشتے کے بعد اپنے اپنے کمروں میں آ کر لیٹ گئے۔سامان تیار ہی رکھا ہوا تھا کہ مسٹر ابراہیم نے گھنٹی بجا کر مطلع کیا۔ہوائی جہاز کے اڈے سے فون آ گیا۔موسم ٹھیک ہو گیا ہے ارکان وفد کو لے کر جلد پہنچئے۔

۵ منٹ کے اندر اندر ارکان وفد نیچے آ گئے اور موٹر میں سوار ہو کر ہوائی اڈے پہنچے۔ہوائی اڈے پر پہنچ کر ہم نے مولانا محمد سعید صاحب امام جامع مسجد کی خدمت میں تاج کمپنی کا ایک قرآن شریف ہدیۃً پیش کیا۔

۱۱ بج کر ۳۳ منٹ پر ہوائی جہاز روانہ ہوا۔بادلوں کی فوج در فوج جہاز سے ٹکرا رہی ہے مگر جہاز چیرتا ہوا چلا جا رہا ہے اور ۱۵۔۲۰ منٹ میں بادلوں سے اونچا ہو گیا لیکن نصف گھنٹے کے بعد یکبارگی بادلوں کے شدید طوفان نے جہاز کو گھیر لیا۔پائلٹ نے کئی بار خطرے کا وسل بھی دیا۔ہم سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب رجوع کئے ہوئے ہیں۔ہماری جماعت میں سب سے زیادہ اثر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب پر ہو رہا ہے۔ہم نے سمجھایا گھبرانے

Marfat.com

سے کچھ حاصل نہیں اللہ پر توکل کیجئے وہی بہترین محافظ ہے۔

جناب ڈاکٹر شہید اللہ صاحب نے بھی آیات پاک کی تلاوت شروع فرمادی تا آنکہ جہاز اس مصیبت سے نجات پا گیا۔

لانشو سے اورمچی تک کی کل مسافت ایک ہزار میل طے کرنا تھی۔ پہلا اسٹیشن آنے سے قبل بادلوں نے گھیر لیا، اندر سے پائلٹ نے کہلا بھیجا اب ہم خطرے سے نکل آئے جس اسٹیشن پر پہلے اترنا تھا اس کو چھوڑنا پڑا اب دوسرے اسٹیشن چوچھان پر اتر رہے ہیں۔ نیچے اُتر کر جیسے ہی دروازہ کھلا تو ایسا معلوم ہوا کہ ہوا کا طوفان جہاز کو اڑا کر لے جائے گا۔ بڑی مشکل سے ویٹنگ روم میں داخل ہوئے۔

آج کے اس سفر میں ہر ایک شخص کا سر جہاز کے پمپنگ کے باعث چکرا گیا ہے۔ ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کر کے نماز ظہر ادا کی۔ کچھ تھوڑا سا ناشتہ کیا۔

چوچھان اسٹیشن شنکیان سے چار سو میل سے زیادہ ہے۔ چوچھان کا ترجمہ شراب کا فوارہ ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ نام کی مناسبت سے شراب کے فوارے کی کوئی عملی صورت نہیں دیکھی۔

۴۵ منٹ کے قریب قیام کر کے ۳۔۳۵ پر جہاز نے پرواز کی۔

یہاں سے انتہائی سرد برفستانی علاقہ شروع ہو گیا۔ ہر پہاڑ پر برف جمی ہوئی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑوں پر برف کی سفید چادریں ڈال دی گئی ہیں جو تکلیف چھوچھان تک ہوئی تھی وہ اس طرف نہیں ہوئی۔ الحمدللہ ادھر کا راستہ بخیر و عافیت گزر گیا۔ اور ۸ بجے اورمچی کے ہوائی اڈے پر پہنچ گئے۔

جناب الحاج مخدوم صاحب و حاجی محمد یاسین صاحب صدر اسلامک نیشنل سوسائٹی نے ۲۵ علماء کے ساتھ استقبال کیا۔

ویٹنگ روم میں سب کا تعارف کرایا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد موٹروں میں سوار ہو کر ہوٹل کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں کا ہوٹل ہوائی اڈے سے ۲۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ہوٹل پہنچ کر غسل کر کے کپڑے بدلے۔ پیکن کی گھڑیوں میں اور یہاں کے وقت میں ڈیڑھ گھنٹے کا فرق ہے۔ نماز مغرب ساڑھے آٹھ بجے ہوتی ہے۔

اورمچی: اورمچی صوبۂ شنکیان کا دارالخلافہ ہے۔ اس صوبہ کی کل آبادی ۵۵ لاکھ ہے۔ ۸۲ فیصد مسلمان ہیں۔ چین کے مغربی علاقہ میں چونکہ مسلمانوں کی آبادی بہت کافی ہے اس لئے مساجد بھی معقول تعداد میں ہیں۔

آج ۲۴ رمئی کا دن تو جہاز میں گزر گیا۔ اس لئے اب یہاں کی مساجد وغیرہ ۲۵ رکو دیکھیں گے۔ شب کے کھانے سے کافی دیر میں فراغت پائی۔ جناب مخدوم صاحب کی دلچسپ گفتگو میں کافی وقت صرف ہو گیا۔ مخدوم صاحب نے کاشغر میں علوم عربیہ کی تکمیل کی ہے۔ عربی خوب بولتے ہیں۔ عربی کے اکثر و بیشتر اشعار زبانی یاد ہیں۔

نماز عشاء پڑھ کر اپنے اپنے بستروں پر آرام کیا۔ صبح سویرے اُٹھے، غسل کیا، نماز فجر اور معمولات و وظائف سے فراغت پائی، ناشتہ کے لئے نیچے آ گئے۔

مساجد اورمچی کا معائنہ: ۲۵ رمئی کو علی الصباح ناشتہ کے بعد مساجد دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔

(۱) **یونین مسجد:** یہ مسجد کافی پرانی ہے ۵۴ء میں دوبارہ اس کی وسعت و تجدید ہوئی۔ خوبصورت کتبات کافی تعداد میں مسجد کے اندر لگے ہوئے ہیں۔ مسجد بے حد حسین ہے۔ مولانا نورالدین صاحب یہاں کے امام ہیں۔ طلباء کو فقہ۔ حدیث۔ تفسیر اور دیگر علوم عربیہ پڑھاتے ہیں۔ درس قرآن مجید کے ۲۵ اور علوم عربیہ کے ۱۵ طالب علم پڑھتے ہیں۔

(۲) **مسجد لنگان:** یہ مسجد اگرچہ چھوٹی ہے مگر خوب صورت بنی ہوئی ہے۔ مسجد میں قاری شاہی ملا امام ہیں۔ عربی مدرسہ اس مسجد میں بھی قائم ہے۔ ۶۰ طالب علم یہاں قرآن کریم، تفسیر، حدیث، فقہ

Marfat.com

کی کتابیں پڑھتے ہیں۔ ۷۰ سال سے یہ عربی مدرسہ قائم ہے۔

ہم سب کا مشورہ ہوا کہ طلباء سے قرأت سننی چاہئے، ہم سب لوگ بیٹھ گئے۔ ابتداً قاری صاحب کے دو تین چھوٹے لڑکوں نے قرآن پاک سنایا۔ اور ماشاء اللہ مصری لہجہ میں بہت اچھا قرآن سنایا۔ ہم نے ایک بچہ کو ۱۰ کا نوٹ دیا۔ قاری صاحب نے بھی بڑے اچھے دلنشین لہجہ میں کلام پاک سنایا۔ مولانا عزیز الرحمٰن۔ مولانا احتشام الحق صاحب نے بھی قرآن پاک سنایا، بڑی اچھی نشست رہی۔

علامہ یوسف البحرانی سے ملاقات: مسجد سے لوٹ کر سیدھے حضرت علامہ محمد یوسف البحرانی سے ملنے پہنچے۔ آپ اس علاقہ کے سب سے بڑے عالم و بزرگ ہیں۔ ۸۸ سال کی عمر ہے۔ نورانی چہرہ ہے جس سے علم و فضل ظاہر ہوتا ہے۔

ارکان وفد سے بڑی شفقت و محبت کے ساتھ ملے۔ صاحب تالیف و تصنیف بھی ہیں۔ آپ کی دو کتابیں ایک علم الفقہ اور دوسری عقائد پر تھیں۔ دیر تک ہم لوگوں نے کتابوں کو پڑھا۔ پاکستان کے متعلق استفسارات فرماتے رہے۔ جب انہیں حال بتایا گیا تو بہت خوش ہوئے۔ ہم سب کے لئے دعائیں کیں۔ آپ کی طرف سے ہم سب کو چائے اور ناشتہ کرایا گیا۔

علامہ محترم کے یہاں سے رخصت ہو کر ۱۷۵ سال قبل کی ایک مسجد کو جس کا نام مسجد شیسی تھا، دیکھا۔ پھر مسجد نن داس اور مسجد عرفان کا معائنہ کیا۔ یہ مسجدیں آباد ہیں اور سب کے اندر نمازیوں کی تعداد معقول رہتی ہے۔

مغربی چین کے اس علاقہ میں مذہبیت بھی کافی ہے اور اہل علم بھی اچھی تعداد میں ہیں۔ کاشغر میں علمائے کرام کی تعداد یہاں سے زیادہ ہے۔ جہاں ہمارا جانا اس وقت نہیں ہوسکتا تو ایک راستہ خراب پھر وقت کی قلت ہے۔

دوپہر کے کھانے تک ہوٹل واپس آ گئے۔ کھانا کھا کر نماز ظہر پڑھی قدرے آرام کیا۔

موٹر کمپنی کا معائنہ: یہاں موٹروں کی مرمت کا ایک بہت بڑا کارخانہ قائم ہے جہاں بے کار گاڑیوں کی مرمت کر کے بالکل نیا کر دیتے ہیں۔ بعض پرزے وغیرہ بھی ڈھالے جاتے ہیں۔ کارخانہ کافی بڑا ہے جس میں کئی ہزار آدمی کام کرتے ہیں۔ کارخانے کے تمام شعبہ جات دیکھے۔ حالات معلوم کیے، قبل مغرب واپس آ گئے۔

گورنر چین جناب سیف الدین سے ملاقات: جناب مخدوم صاحب نے گورنر چین جناب سیف الدین صاحب سے اراکین وفد کی ملاقات کا انتظام کیا۔ ہم لوگ وقت مقررہ پر پہنچ گئے۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک تفصیلی ملاقات رہی۔ اس ملاقات میں چین کے ماضی و حال مستقبل پر گفتگوئیں رہیں۔ پاکستان و چین کے تعلقات کے استحکام پر اظہار خیالات ہوا۔ مسلمانوں کے لئے اسکولوں وغیرہ میں دینیات کی ترویج کاشغر وغیرہ میں مدارس کی پشت پناہی کئے جانے کی ہماری طرف سے تحریک کی گئی۔

گورنر صاحب ایک سلجھے ہوئے اور بہت با اخلاق مسلمان ہیں۔ کافی ذی اثر ہیں، نہایت خندہ پیشانی سے باتیں کرتے رہے۔

اورمچی کا جمعہ: ۲۵ رمئی کو اورمچی کی جامع مسجد میں ہم سب نے جمعہ کی نماز ادا کی۔ امام صاحب نے بہت اچھے لہجے میں خطبہ پڑھا۔ نماز بھی بہت بہتر قرأت کے ساتھ پڑھائی۔ جمعہ کے بعد مسلمانوں سے مصافحہ معانقہ ہوا۔ مختصر مختصر باتیں بھی ہوئیں۔

مخدوم صاحب کی طرف سے شاندار دعوت: جناب مخدوم صاحب نے علمائے کرام سے تبادلۂ خیالات کے لئے ایک اجتماع ظہر کے بعد رکھا تھا جو ڈیڑھ گھنٹہ تک رہا۔ ارکان وفد نے اظہارِ خیالات کیا۔

Marfat.com

رات کو بڑے پیمانے پر کھانے کا انتظام ہوا جس میں تقریباً سو عالم شریک ہوئے۔ جناب مخدوم صاحب نے ایک مفصل خطبۂ استقبالیہ دیا۔ ہم سب کی طرف سے بھی جوابات دیئے گئے۔

آخر میں جناب مخدوم صاحب نے اراکین وفد کی خدمت میں مختلف تحائف پیش فرمائے۔ ساڑھے بارہ بجے کے قریب یہ اجتماع ختم ہوا۔

۲۶ رمئی کا دن ورات اورمچی گزار کر ۲۷ رکی صبح کو واپسی کا پروگرام بنایا گیا۔

اورمچی سے واپسی: ۲۷ رمئی کی صبح پونے ۸ بجے اورمچی کے ہوائی اڈے سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوئے۔ یہ وہی خطرناک راستہ ہے جس سے ہم آتے وقت مصائب ومشکلات میں گھر گئے تھے۔ آج موسم قدرے بہتر ہے۔ مگر پھر بھی بادلوں کی وجہ سے جہاز کو کہیں کہیں دشواریاں ہورہی ہیں۔ اسی راستہ پر دیوار چین آتی ہے۔ بادلوں کے باعث نیچے کا حصہ نظر نہیں آتا۔ جہاز کافی بلندی پر جارہا ہے۔ ایک فوجی اسٹیشن شیان پر جہاز اُترا، ۴۵ منٹ قیام کیا۔ پھر پیکن کے لئے روانہ ہوئے۔ ۳ بجے کے قریب پیکن پہنچ گئے۔ ہوائی اڈے پر تمام احباب موجود تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ چار ہزار میل کا یہ سفر ختم ہوگیا۔ چونکہ اس طرف کراچی کے حالات سے قطعاً بے خبر ہیں اس لئے ہوٹل آتے ہی سفارت خانہ پاکستان فون کر کے پاکستان کے حالات معلوم کئے۔ بنگال و پنجاب کے حالات پر افسوس ہوا۔

جناب الحاج مولانا نور محمد صاحب و دیگر حضرات ہوٹل میں ملنے آتے رہے۔

آج طبیعت جہاز کے سفر سے کافی گری ہوئی ہے۔ خیال ہے کہ رات آرام سے گزاریں مگر کھانے کا کورس اس قدر طویل ہوتا ہے کہ اس کے اندر بڑا وقت گزر جاتا ہے۔ وقت پر آرام نہ ملنے کی وجہ سے اور بھی طبیعتیں خراب ہورہی ہیں۔

سفارت خانہ پاکستان: چونکہ مسلسل سفر کی وجہ سے پاکستان کی کوئی خبر نہ ملی تھی اس لئے ۲۸ رمئی کو سفارت خانہ پاکستان جا کر وطن کے حالات جس قدر بھی ریڈیو کے ذریعہ سفارت خانہ کو معلوم ہوئے تھے ان کا علم حاصل کیا۔

جناب مسٹر سلطان الدین حسن سفیر پاکستان سے دورۂ چین پر تفصیلی مذاکرات کئے۔ وہ ہمارے کامیاب دورے سے بے حد خوش ہوئے۔ جناب ملک صاحب جو سفارت خانہ پاکستان سے ہمارے ساتھ گئے تھے، انہوں نے بھی حالات بتادیئے تھے۔

محترم وزیر اعظم حکومت پاکستان کے سفر کے متعلق صحیح حالات معلومات ہوئے۔ وزیر اعظم کی علالت ہی اس سفر کے التواء کا باعث ہوئی۔ ان کی تشریف آوری کے لئے مسلمانانِ چین میں کافی جوش موجود ہے۔ اور حکومت چین اعلیٰ پیمانہ پر انتظامات کرنا چاہتی ہے۔ ۲۸ رکو اشیان کا پروگرام بنا تھا مگر وہ موسم کی خرابی کے باعث ملتوی کرنا پڑا۔ اب ۳۰ رمئی تک پیکن ہی میں قیام کریں گے اور ۳۱ رکے ہوائی جہاز سے شنگھائی کا سفر کرنا ہے۔

۲۸ ر۔ ۲۹ رمئی آرام میں گزاری۔

چنتا باغ کی سیر: گزشتہ قیام میں بہت سی تاریخی چیزیں دیکھنا رہ گئی تھیں ان میں کی چند اب دیکھنا ہیں۔ چنتا باغ بھی پیکن میں دیکھنے کے قابل جگہ ہے۔ چنتا باغ میں شاہان چین آکر عبادت کیا کرتے تھے۔ عبادت کرنے کی عمارت تو ایک چھوٹی سی ہے مگر یہ باغ ایک وسیع حصہ میں بنا ہوا ہے سیکڑوں ایکڑ زمین پر ہر چہار طرف خوبصورت درخت لگائے گئے ہیں، درمیان میں بہت حسین روشیں بنائی گئی ہیں۔ متعدد دروازے ہیں۔ راستوں کو طے کر کے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آتے ہیں۔ دو طرف خوب صورت درخت ہیں۔ بیچ میں سنگ مرمر کی سڑک بنائی گئی ہے جو ۲ فرلانگ تک چلی گئی ہے۔ آخری حصہ میں جا کر ایک خوب صورت چبوترہ آتا ہے۔ وہاں بیچ میں جو پتھر لگائے گئے ہیں، ان میں آواز آنے کی صنعت رکھی گئی

Marfat.com

ہے۔ عبادت کے بعد بادشاہ یہاں آ کر بیٹھا کرتے تھے۔ جس حصہ مکان میں عبادت اور دعا ہوتی ہے وہ ایک بڑا ہال ہے جہاں کے چبوترہ پر شاہانِ چین کی نشستیں ہوتی تھیں اور جس مقام پر عبادت کرتے تھے وہاں چینی زبان میں تختیاں لگی ہوئی ہیں اور ایک بڑی تختی پر اس عمارت کی پوری تاریخ درج ہے۔ چونکہ آج وزیراعظم حکومت چین سے ملاقات کا وقت معین ہوگیا ہے اس لئے پوری عبارات قلمبند نہ کر سکے۔ چنا باغ کے بالائی حصہ کو دیکھ کر نیچے آئے۔

دیواروں کی صنعت خاص: جس طرح ہماری طرف بڑی مساجد کے گنبد میں آوازیں نکلتی ہیں، اسی طرح چنا باغ کی دیواروں میں ایک خاص صنعت رکھی ہے۔ اگر چہ نیچے کے حصے میں کوئی گنبد نہیں ہے صرف دو رویہ کھلی ہوئی دیواریں ہیں۔ ایک دیوار کے نیچے کھڑے ہو کر آہستہ سے ایک شخص اگر بات کرے تو دوسری طرف کھڑا ہونے والا اس آواز کو سن لیتا ہے اور دوسری طرف کے جواب کو ادھر والا سنتا ہے۔ حالانکہ ایک دیوار سے دوسری دیوار تک فاصلہ کافی ہے۔ یقیناً یہ صنعت قابل تعریف ہے۔

چین کے صناع وکاریگر ہر دور میں مشہور رہے ہیں: چونکہ چنا باغ دیکھنے میں کافی چلنا پھرنا ہوا اس لئے ہر شخص تھک گیا۔ باہر آ کر چھوٹے چھوٹے ہوٹلوں میں سے ایک ہوٹل پر بیٹھ گئے۔ چائے پی اور یہاں سے کاٹن ملز دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔ چنا باغ سے کاٹن ملز کافی دور تھا۔ پورے پون گھنٹے میں کاٹن ملز پر پہنچے۔ یہ ملز یہاں کی ملوں میں اوسط درجہ کا ہے۔

مگر ہماری طرف کے جس قدر مل ہیں وہ سب کے سب اس سے چھوٹے ہیں۔ کئی ہزار مرد وعورتیں یہاں کام کرتے ہیں۔ اس کاٹن ملز کو قائم ہوئے ابھی چند ہی سال ہوئے ہیں مگر اس نے کافی ترقی کر لی ہے۔ یہاں تقریباً ایک گھنٹہ صرف کر کے ہوٹل واپس آئے تا کہ وزیراعظم صاحب کی ملاقات کے سلسلہ میں باہمی مذاکرات کر کے ایک یادداشت مرتب کر لیں۔ کھانے سے بھی فراغت پا کر ظہر پڑھ لیں اور ٹھیک ۳ بجے وزیراعظم ہاؤس پہنچ جائیں۔

وزیراعظم حکومت چین سے ملاقات: کھانا کھا کر ظہر کی نماز پڑھی۔ بعجلت تیار ہو کر نیچے آئے۔ موٹروں میں سوار ہو کر ۳ بج کر ۱۲ منٹ پر وزیراعظم ہاؤس پہنچ گئے۔ ایک اعلیٰ قسم کا بنگلہ تھا جس کے دروازوں پر پولیس کا پہرہ تھا۔

جیسے ہی ہم لوگ بنگلہ کے صحن میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ انڈونیشیا کے وفد کو بھی ہمارے ساتھ ہی بلایا گیا ہے۔ دونوں بیک وقت ملیں گے۔ دروازے پر وزیراعظم کے سیکریٹری اور خود وزیراعظم بھی موجود تھے۔ لباس کی یکسانیت کے باعث پہچاننا مشکل تھا۔ سیکریٹری صاحب نے پہلے وزیراعظم کا تعارف کرایا پھر ارکان وفد سے علیحدہ علیحدہ ملایا گیا۔ ملاقات ومذاکرات کے لئے ایک وسیع کمرہ تجویز تھا۔ جہاں دونوں وفود کے ارکان اور عملہ کی تعداد اور مرتبے کے لحاظ سے کوچیں پڑی ہوئی تھیں۔

الحاج مولوی نور محمد صاحب نائب صدر چائنا مسلم ایسوسی ایشن آج کی ملاقات میں سوٹ کے اندر تھے۔ مختلف حصوں میں فوٹو گرافر کھڑے ہوئے فوٹو لے رہے تھے۔ اراکین وفد کو اعزاز و احترام کے ساتھ نمایاں سیٹوں پر بٹھایا گیا۔ آج کی ملاقات کے لئے طے ہوگیا تھا کہ جناب سید حسین امام صاحب وفد کی ترجمانی کریں گے۔ وزیراعظم کے اس سوال سے ملاقات شروع ہوئی۔

"آپ لوگ چین میں کتنے عرصے تک رہے اور کن کن جگہوں کو آپ نے دیکھا۔"

جناب سید حسین امام صاحب نے جواب دیا۔ ہم لوگ تقریباً تین ہفتے سفر کرتے رہے، کینٹن، پیکن، سنکیان اور پچی،

Marfat.com

لانشو، سیانگ میں رہے۔

ازاں بعد وزیراعظم نے چین کی آبادی۔ چین کے حالات کے متعلق وضاحت فرمائی اور بتایا کہ چین کی ۶ فیصد آبادی مختلف قوموں پر مشتمل ہے جن میں اہم ترین مسلمان۔ بدھسٹ۔ تبتی ہیں۔ یہ قومیں ملک کے تقریباً ۶۰ فیصدی رقبے میں رہتی ہیں۔ یہ رقبہ سابق میں بالکل غیر ترقی یافتہ تھا اور اس کے اندر پہاڑ، ریگستانی علاقے تھے جن میں بہت کم کاشت ہوتی تھی۔ پچھلے زمانہ میں حکومت نے اقلیتوں کو نظر انداز کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ تعلیمی فنی ترقیات میں انتہا سے زیادہ پس ماندہ تھیں۔

وزیراعظم نے فرمایا کہ اقلیتیں اپنی ترقی کے لئے کوشاں تھیں اور اپنے علاقوں کو اچھا بنانا چاہتی تھیں مگر اس کے باوجود انہیں ترقی میں بہت پیچھے ڈال دیا گیا تھا۔

وزیراعظم نے فرمایا کہ ان کا قیام اورچی میں نہیں ہوا۔

جناب سید حسین امام صاحب نے فرمایا۔ اس علاقہ کا دورہ وزیراعظم کے لئے بہت ضروری تھا۔ تا کہ وزیراعظم کو اندازہ ہو کہ اس علاقہ کے لوگوں کی صنعتی ترقی بمقابلہ دوسرے علاقوں کے کس قدر پیچھے ہے۔

وزیراعظم نے فرمایا۔ ہمارے پیش نظر ایک تجویز ہے کہ ہان کے لوگوں اور دوسری قوموں کے درمیان ایک مناسبت اور مفاہمت پیدا کی جائے۔ ہم اقلیتی اقوام کے لئے انتھک کوششوں میں مصروف ہیں۔ ان کے لئے ۸ مقامات پر ادارے کھولے گئے ہیں۔ مزید اداروں کو کھولنا زیر غور ہے۔ اس کی خاص طور پر کوشش کر رہے ہیں کہ اکثریت والے لوگوں کو یہ بات قدرتی طور پر سمجھنے کا عادی بنایا جائے کہ اقلیتی قوموں کا تحفظ نیز ان کی زبانی ثقافت کی حفاظت اکثریتی لوگوں کے ذمے ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اقلیتی قوموں کو ترقی کرنے اور اس کے معیار پر مساوی حیثیت سے مواقع پیدا کرنا بھی ضروری ہیں، اقلیتیں اکثریت میں گھل مل کر رہنے کے لئے ہی ہوتی ہیں۔

وزیراعظم نے انڈونیشیا اور پاکستان کے وفود کو چین کی آمد پر مبارک باد دی اور کہا کہ دونوں وفدوں نے یہاں کے لوگوں کے حالات کا بچشم خود مشاہدہ کیا ہوگا اور اندازہ کیا ہوگا کہ پچھلے حالات کے مقابلہ میں کس قدر ترقی کی گئی ہے۔

وزیراعظم نے اس کی بھی وضاحت فرمائی کہ ہمارے مصر، شام، برما سے بہت حد تک دوستانہ تعلقات استوار ہو چکے ہیں۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ ان مقامات سے کچھ وفود اور بھی آئیں گے جو چین کے لوگوں کے حالات کا مشاہدہ اور تحقیق کریں گے۔

مزید فرمایا۔ مصر سے دو عربی پروفیسر حاصل کئے جا چکے ہیں۔ اسی طرح دیگر ممالک سے بھی اساتذہ بلانے کا خیال ہے۔

وزیراعظم نے فرمایا۔ ان کی دلی خواہش ہے کہ ہمسایہ ممالک کے لوگوں سے ان کے قریبی تعلقات قائم ہوں۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ آنے والے سالوں میں جو وفود آئیں گے وہ پسماندہ علاقوں کو اس حد تک پسماندہ نہیں دیکھیں گے جیسے کہ وہ آج کل ہیں۔

انہوں نے اس جز پر بھی زور دیا کہ ہاں کے لوگوں میں دوسری مختلف اقلیتی قومیں ہیں جیسے عیسائی، بدھسٹ، مسلمان، حکومت کی پالسی یہ ہے کہ تمام مذاہب میں برداشت کا مادہ پیدا ہو اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا بھی جذبہ پیدا ہونا چاہئے۔

وزیراعظم نے اس خاص پہلو کی طرف اشارہ کیا کہ کمیونسٹ پارٹی کے ممبر صرف ۹ ملین یعنی نوے لاکھ ہیں۔ اور یہ تعداد دیگر مختلف مذاہب اور اقلیتوں سے ہر طرح کم ہے۔ البتہ کمیونسٹوں کی تعداد چین میں تین کروڑ کے قریب ہوگی۔

وزیراعظم نے اس بات پر بھی زور دیا کہ چین کی یہ دلی آرزو ہے کہ وہ نہ صرف اپنے ہمسایہ ملکوں بلکہ دنیا کے تمام ممالک یہاں تک کہ امریکہ کے ساتھ بھی خوش گوار تعلقات رکھنا چاہتا ہے۔

Marfat.com

انہوں نے کہا امریکہ چین کو اپنے سے جدا اور علیحدہ رکھنے پر مائل ہے اور وہ یہ نہیں چاہتا کہ چین دنیا کے ساتھ صلح و آشتی کے تعلقات بڑھائے۔ اس نکتہ پر جناب سید حسین امام صاحب نے وفد کی طرف سے وزیراعظم کی توجہ صدر جمہوریت پاکستان کے اس بیان کی طرف مبذول کرائی جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کے تمام معاہدے مدافعتی ہیں نہ کہ جارحانہ۔ پاکستان کی اس روش کو مشتبہ طور پر نہیں دیکھنا چاہئے اور نہ یہ سمجھنا چاہئے کہ پاکستان امپیرلسٹ کے قدم بہ قدم چل رہا ہے۔ مسٹر حسین امام نے اس پر بھی زور دیا کہ بنڈوگ کانفرنس نے چین کو پاکستان سے قریب سے قریب تر کردیا ہے۔ نیز اس کانفرنس نے ایشیائی و افریقی لوگوں کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ ان کو اپنی اہمیت، عظمت، صلاحیت اور طاقت کا راز ایک دوسرے سے قریب تر رہنے میں نظر آ رہا ہے۔ سید حسین امام صاحب نے وفد کی طرف سے اس امید کا بھی اظہار کیا کہ اگر ایشیائی اقوام میں کوئی اختلاف یا تنازع پیدا ہو تو ایشیائی ممالک میں سب سے بڑے ملک چین کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ مداخلت کرے اور آپس کے اختلافات دور کردے۔ کیونکہ ایشیائی لوگوں کے اتحاد کے بغیر یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنا بوجھ خود اٹھا سکیں اور امپیریلسٹ طاقتوں کو ان کے صحیح مقام پر رکھ سکیں۔ وزیراعظم نے ان نکات کے جواب میں ایشیائی اور افریقی لوگوں کی صلاحیتوں کا اعتراف کیا مگر اس کے ساتھ فرمایا بڑے اور چھوٹے کا سوال نہیں، ہم سب کا فرض ہے کہ انسانوں کی خدمت کریں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہمارا ملک رقبے کے لحاظ سے بڑا ہے۔ ترقیات کے لحاظ سے بڑا ہے مگر قیادت کے لحاظ سے ابھی پورے معیار پر نہیں ہے اس لئے وہ ابھی اس لائق نہیں کہ ان خدمات کو جن کی توقعات ظاہر کی گئیں پورا کرسکے۔ البتہ وہ مستقبل قریب میں اس قابل ہو جائے گا کہ ایسی توقعات کو پورا کرسکے۔

وزیراعظم نے جنیوا کانفرنس کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ مسٹر ڈلس وزیراعظم امریکہ نے جنیوا کانفرنس میں مجھ سے ہاتھ ملانے تک سے انکار کردیا۔

وزیراعظم نے خواہش ظاہر کی کہ خاص طور پر پاکستان چین اور امریکہ کو قریب لانے کی کوشش کرے۔

انہوں نے مزید بتایا کہ ڈسٹر ڈلس چین کے دروازے سے گزرے یعنی فارموسا ہانگ کانگ اور جاپان سے لیکن انہوں نے ہمارے پاس آنا بھی پسند نہ کیا۔ درآں حالیکہ ہم چند معاملات میں ان سے باتیں کرنے کے لئے بے چین تھے۔

وزیراعظم نے فرمایا۔ آپ کے وزیراعظم ۲۴ جون کو چین آنے والے ہیں اس وقت ہم لوگ ان سے باہمی مفادات و معاملات پر گفتگو کریں گے۔ اور امید کرتے ہیں کہ ہمارے تعلقات خوشگوار سے خوشگوار تر ہوں گے اور اس کے بہتر نتائج پیدا ہوں گے۔

وفد نے اس تفصیلی ملاقات کا شکریہ ادا کیا۔

وزیراعظم کی خدمت میں وفد کی طرف سے ہدایا: ہم نے آخر میں وزیراعظم کی خدمت میں بھی ہدایا پیش کئے جسے شکریہ کے ساتھ قبول کیا گیا۔ وفد کے اراکین کے ہمراہ وزیراعظم مکان کے صحن میں تشریف لائے اور اس کے ساتھ گروپ میں شامل ہوئے۔

سفیر پاکستان سے رخصتی ملاقات: وزیراعظم ہاؤس سے ہم اور جناب سید حسین امام صاحب سیدھے سفارت خانۂ پاکستان آ گئے۔ تاکہ سفیر صاحب سے رخصتی ملاقات کریں۔ دیر تک سفیر صاحب سے باتیں ہوتی رہیں، چند منٹ کے بعد مشرقی پاکستان کے نمائندگان بھی تشریف لے آئے۔

چائنا مسلم ایسوسی ایشن کی طرف سے رخصتی دعوت: سفارت خانۂ پاکستان سے بعد عصر ہم سب ارکان ہوٹل واپس آئے، نماز مغرب کا وقت قریب آ رہا تھا۔ لوٹتے ہوئے جناب

Marfat.com

منطاوی صاحب ٹریڈ کمشنر قاہرہ سے بھی رخصتی ملاقات کی۔ شب کو بعد نماز عشاء چائنا مسلم ایسوسی ایشن نے وفد کے اعزاز میں ایک رخصتی دعوت دی۔ کھانا شروع ہونے سے قبل جناب الحاج نور محمد صاحب وائس پریسیڈنٹ چائنا مسلم ایسوسی ایشن نے الوداعی تقریر فرمائی۔ ارکان وفد کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے کافی تکلیفیں اٹھا کر ہمارے ملک کا دورہ کیا۔ ہمارے قلوب پاکستانی وفد کی محبت سے لبریز ہیں۔

میں نے اور جناب مولانا احتشام الحق صاحب نے جوابی تقریریں کیں جن میں چائنا مسلم ایسوسی ایشن کی مہماں نوازیوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس دورے کے بعد انشاء اللہ چین اور پاکستان کے مسلمانوں اور دونوں حکومتوں کے مابین تعلقات زیادہ سے زیادہ خوشگوار ہو جائیں گے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اگر خدا نے چاہا تو مستقبل قریب میں ہم اور آپ پھر ملیں گے۔ ہم اپنے قلوب میں آپ کی محبت کا مستحکم نقش لے کر جا رہے ہیں۔ ہم نے چین میں جو کچھ دیکھا اپنے ملک اور اپنی اپنی جماعتوں کی طرف سے اس کی اشاعت کریں گے تاکہ ہمارے ملک کے عوام و خواص چین کے ماضی، حال و مستقبل سے واقف ہو جائیں۔ ہم ان حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس طویل دورے میں رہ کر ترجمان کے فرائض انجام دئے، ان میں مسٹر ابراہیم خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔

اسی طرح سیکریٹری جنرل مسٹر محمد علی۔ و جناب حاجی مبین صاحب و جناب حنفی اور دوسرے تمام کارکنان کی خدمات کا ہم اعتراف کرتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ مسلمانان چین کا مستقبل شاندار ہو اور حکومت چین زیادہ سے زیادہ ترقیات کرے۔

چائنا مسلم ایسوسی ایشن کی جانب سے تحائف: آخر میں چائنا مسلم ایسوسی ایشن کے نائب صدر الحاج نور محمد صاحب نے ایسوسی ایشن کی جانب سے ارکان وفد کی خدمت میں تحائف پیش فرمائے ارکان وفد نے شکریہ ادا کیا۔

پیکن سے شنگھائی کو روانگی: ۳۱ رمئی ۵۶ء کی صبح کو پیکن ہوٹل سے روانہ ہو کر ہوائی اڈے پر آئے تاکہ شنگھائی جائیں۔ یہاں الوداع کہنے کے لئے سیکریٹری جنرل مسٹر محمد علی اور دوسرے کارکنان چائنا مسلم ایسوسی ایشن موجود تھے۔ ٹھیک ۷ بجے ہم لوگ ہوائی جہاز کے اندر آ کر اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ جہاز ۷ بج کر ۱۰ منٹ پر روانہ ہوا۔

جیسا کہ ہم چین کے علاقوں میں دیکھتے آئے ہیں کہ پہاڑی علاقوں پر بھی حکومت زراعتی کوششیں کر رہی ہے۔ جہاز میں سے شنگھائی جاتے ہوئے بھی دیکھا کہ کسان و کاشت کار پہاڑوں کے اندر بھی کاشت کر رہے ہیں۔ حالانکہ پہاڑی علاقے میں زراعت کرنا مشکل امر ہے۔

سرسبز و شاداب علاقے دیکھتے ہوئے جا رہے ہیں۔ پورے ساڑھے پانچ گھنٹے کے اندر ۱۲ سو کلو میٹر راستہ طے کر کے ٹھیک ساڑھے بارہ بجے دن کو ہمارا طیارہ شنگھائی پہنچ گیا اور ہم لوگ ایشیاء کے سب سے بڑے اور دنیا کے تیسرے نمبر کے وسیع و عریض اور حسین ترین شہر شنگھائی آ گئے۔ شنگھائی چین کے شہروں میں سب سے بڑا اور سب سے زیادہ خوب صورت شہر ہے۔ یہاں کے اڈے پر بھی علماء کافی تعداد میں ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے۔

شنگھائی: شنگھائی کی آبادی ساٹھ لاکھ ہے جس میں ۳۰ ہزار مسلمان ہیں۔ عمارتیں کافی بڑی اور ۲۰۔۲۰ درجوں کی ہیں۔ ہم لوگ یہاں کے مشہور اور بڑے کنگ کانگ کے چودہ منزلی ہوٹل میں مقیم ہوئے۔ غسل وغیرہ کر کے کپڑے بدلے قدرے آرام کیا۔ نماز پڑھی، کھانے سے فارغ ہوئے۔

مزدوروں کی آبادی کا معائنہ: آج شام کو بعد عصر مزدوروں

Marfat.com

کی آبادی اور ان کے مکانات وغیرہ دیکھنے گئے۔ یہاں مزدوروں کے لئے ایک مستقل اور نئے طرز پر آبادی بنائی گئی ہے۔ جہاں جدید نمونوں پر متعدد درجوں کے خوب صورت مکانات ہیں۔ ہر ایک وارڈ میں ایک وسیع لان بنا ہوا ہے۔ اور وہیں چھوٹے چھوٹے بازار و ہسپتال بنا دیئے گئے ہیں۔ ضروریات کا سب سامان مل جاتا ہے۔ دور تک یہ سلسلہ چلا گیا ہے۔ جہاں کہیں ہماری گاڑیاں ٹھہر جاتیں، مزدوران کے پیچھے جمع ہو جاتے اور تالیاں بجا بجا کر ہمارا استقبال کرتے۔

مغرب سے قبل تک اس آبادی کا دورہ کیا اور نماز مغرب کے لئے ہوٹل واپس آ گئے اور شب کو ایک پر تکلف دعوت کے بعد نماز عشاء پڑھ کر اول وقت سو گئے۔

شنگھائی کے کارخانوں، مسجدوں، بازاروں کا دورہ: یکم جون کو علی الصباح تیار ہو کر سب سے پہلے شنگھائی کی فاؤنٹن پن کے کارخانہ کو دیکھنے گئے راستہ میں بارش شروع ہو چکی تھی۔ مگر اسی حالت میں کارخانہ دیکھا۔

یہ کارخانہ اچھے قسم کے اعلیٰ فاؤنٹن پین پارکر کے نمونے کے تیار کرتا ہے۔ جو قیمت میں ارزاں اور کام دینے میں پارکر کی طرح ہیں۔ کارخانے کے اکثر و بیشتر شعبے دیکھے۔

کپڑے رنگنے اور چھاپنے کا کارخانہ: یہاں سے شنگھائی کا وہ مشہور کارخانہ دیکھنے گئے جہاں کپڑا رنگا اور چھاپا جاتا ہے۔ یہ کارخانہ نہایت وسیع پیمانے پر کام کر رہا ہے۔ ہزارہا آدمی کام کر رہے ہیں۔ بہتر سے بہتر رنگ کے کپڑے رنگے اور چھاپے جاتے ہیں۔ ڈیزائن بنانے والوں کی ایک کثیر جماعت ڈیزائن بناتی ہے۔

سوتی کپڑے پر یہاں جس بہتر طریقہ سے رنگائی، چھپائی کا کام ہوتا ہے یقیناً وہ قابل تحسین ہے۔ ہزارہا قسم کے ڈیزائن نکالے جا چکے اور برابر نئے نمونے تیار کئے جا رہے ہیں۔ تمام حصے کارخانے کے دیکھے۔ اور آخر میں شوروم کے اندر گئے۔ یہاں کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ہم لوگ بیٹھے کارخانے کی طرف سے ایک خاتون نے جو انچارج تھیں کارخانے کے حالات و ترقیات پر ایک تقریر کی اور بتایا کہ کارخانہ کب قائم ہوا اور اس نے آج تک کس قدر ترقیاں کیں، ہم لوگوں نے بھی اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔

جامع مسجد میں نماز جمعہ: چونکہ نماز جمعہ کا وقت قریب آ گیا تھا اس لئے کارخانہ دیکھ کر سیدھے ہوٹل آئے اور معمولی ضروریات سے فارغ ہو کر جامع مسجد آ گئے۔ یہ مسجد نہایت شاندار بنائی گئی ہے۔ ایک بلند دروازہ بنا ہوا ہے۔ تقریباً ایک ہزار مسلمان نماز جمعہ میں شریک تھے۔ یہاں کے امام صاحب کا چہرہ کافی نورانی تھا۔ جس وقت ہم لوگ مسجد میں آئے تو امام صاحب کے صاحب زادے تفسیر بیان فرما رہے تھے۔ شرح و بسط کے ساتھ ہر آیت کا شانِ نزول اور اس کی تفسیر کر رہے تھے، بڑا جی خوش ہوا۔

امام صاحب کا اصرار تھا کہ ہم نماز جمعہ پڑھائیں۔ مگر ہم سب کافی تھکے ہوئے مسافر تھے اس لئے عرض کیا گیا کہ امام صاحب ہی نماز پڑھائیں۔ ہم اقتداء کریں گے۔ خطبہ ہوا، نماز پڑھی، بعد نماز ہمارے اعزاز میں امام صاحب کی طرف سے عصرانہ دیا گیا۔ جس میں کافی تعداد کے اندر شنگھائی کے مسلمان جمع تھے دیر تک سب سے باتیں ہوتی رہیں۔

چائے کے بعد جامع مسجد کے بالائی حصہ پر جہاں سے چاند دیکھا جاتا ہے گئے، اوپر آ کر شنگھائی کا اکثر حصہ نظر آ گیا۔ دیر تک اوپر رہے۔ فارغ ہو کر شنگھائی کے دریا کے مناظر دیکھے گئے۔ اپالو بندر بمبئی وغیرہ کے مقامات سے یہاں کا منظر عجیب و دلفریب تھا۔ چونکہ نماز عصر کا وقت آخر ہوا جا رہا تھا اور یہاں نماز پڑھنے کا کوئی اہتمام سڑک یا کشتیوں کے پل پر نہیں ہو سکتا تھا۔

Marfat.com

رات کو پھر ایک الوداعی دعوت میں شرکت کی تقریروں کے جوابات دیئے گئے۔

ہوٹل کی بالائی چھت پر آ کر سارے شنگھائی کا منظر دیکھا، رات کے وقت اس شہر کی روشنی کا منظر قابل دید ہوتا ہے۔

تقریباً ایک گھنٹہ تک مناظر سے بہرہ اندوز ہوتے رہے پھر اپنے اپنے کمروں میں آ کر آرام کیا۔

واپس کینٹن: صبح سویرے اول وقت اٹھ کر سامان ٹھیک کیا۔ نماز فجر ادا کی، سامان نیچے بھجوایا گیا۔ ناشتہ کے بعد متعدد گاڑیوں میں سوار ہو کر ہوائی اڈے آئے جہاز ساڑھے آٹھ بجے ہم لوگوں کو لے کر روانہ ہوا۔ تقریباً ۸۰۰ میل سے زیادہ کا سفر ہمیں کینٹن تک کرنا ہے اور صرف دو مقامات پر جہاز ٹھہرے گا۔ ہوائی اڈے پر جیسے ہی اتر کر ویٹنگ روم میں آئے تو دیکھا کہ پاکستان کا صحافتی وفد کھانا کھا کر جہاز میں بیٹھنے کے لئے آ رہا ہے۔

سب سے پہلے جناب مسٹر قطب الدین عزیز پھر میر خلیل الرحمٰن اور جناب عمر فاروق صاحب نظر آئے۔

جلدی جلدی سب سے معانقہ کیا، حالات دریافت کئے۔ یہ حضرات اسی وقت سوار ہو کر پیکن جا رہے تھے اور ہم کینٹن۔

دوسرا اسٹیشن ہانکو آیا جہاں آتے وقت ہم لوگ ٹرین سے آئے تھے، یہاں کھانا کھایا۔

کینٹن: ۲ر جون کی شام کو ۵ بجے جہاز کینٹن کے ہوائی اڈے پر بخیر و عافیت پہنچ گیا۔ ائمہ مساجد اور کارکنان چائنا مسلم ایسوسی ایشن کافی تعداد میں استقبال کے لئے موجود تھے۔

ہوٹل میں آ کر قیام کیا۔ اراکین برابر ملنے آتے رہے۔ رات کو ہمارے اعزاز میں ایک بڑی دعوت دی گئی جس میں امام صاحب جامع مسجد نے تقریر کی۔ ہم نے ان کا جواب دیا۔ آخر میں امام صاحب نے ایسوسی ایشن کی جانب سے بعض تحائف پیش کئے۔

واپسی ہانگ کانگ: ۳ر جون کو علی الصباح ٹرین سے ہانگ کانگ روانہ ہونے کے لئے ریلوے اسٹیشن آ گئے۔

جہاں الوداع کہنے کے لئے کافی اجتماع تھا۔ یہاں سے ہمارے ساتھ چینی بارڈر تک پہنچانے کے لئے خاص طور پر جناب مسٹر ابراہیم۔ جناب محمد مبین صاحب اور چند اشخاص چل رہے ہیں۔ ٹرین روانہ ہوئی اور تین گھنٹہ کی مسافت ریل میں گزاری۔ ریل میں جناب مسٹر ابراہیم اور جناب صدر مبین صاحب سے مفصل باتیں ہوئیں اور آئندہ کام کے پروگراموں پر گفتگوئیں رہیں۔

آج رات پھر بارش ہوتی رہی۔ چینی بارڈر کے اسٹیشن پر اتر کر کھانا کھایا۔ چائنا ٹریولنگ ایجنسی کے نمائندگان اسٹیشن پر موجود تھے۔ مسٹر ابراہیم نے ضروری ہدایات دے کر تمام سامان ان کی تحویل میں دیا، ایک گھنٹہ کے بعد بارڈر سے روانہ ہوئے۔ دروازہ کی آخر سرحد تک ہمارے رفقاء پہنچانے آئے۔ سب سے علیحدہ علیحدہ معانقہ مصافحہ ہوا۔

سامان اسی وقت پاس ہو گیا۔ جو پہلی ٹرین کھڑی ہوئی تھی وہ فوراً ہمارے آتے ہی چھوٹ گئی۔ دوسری ٹرین جس میں ہماری سیٹیں بک ہیں، ایک گھنٹہ بعد آئی اور اپنے ساتھ موسلا دھار بارش لے کر آئی۔ مسافر خانہ میں دیر تک ہم لوگ بیٹھے رہے۔ ٹرین میں بھیگتے ہوئے سوار ہوئے۔

ٹریولنگ ایجنسی نے سارا سامان برگ میں رکھوا دیا ہے۔ ۹ ارکان کا سامان بھی کافی ہے۔ اس گاڑی میں کھانے پینے کی چیزوں میں مسلمانوں کے لئے کوئی احتیاط نہیں کی جاتی۔ راستہ میں نماز ظہر مشکل سے پڑھ سکے۔

ہانگ کانگ: تقریباً ۱۸ ہزار میل کا سفر ختم کر کے ۳ر جون کی شام کو ۵ بجے ہانگ کانگ پہنچے۔ تاج الدین صاحب وغیرہ کو جو خطوط پیکن سے روانہ کئے گئے تھے۔ وہ وقت پر نہ ملے اس لئے اسٹیشن

Marfat.com

پر یہ لوگ نہ آسکے۔ البتہ چائنا ٹریولنگ کے کارکنان اور بعض اخباری نمائندگان موجود تھے۔ انہوں نے مختصراً بیانات قلم بند کیے۔فوٹو لئے۔

شمرک ہوٹل جہاں پہلے قیام ہوا تھالائے گئے۔ہانگ کانگ میں گرمی آج کل شدید ہورہی ہے اور بارش کے آثار نمایاں ہیں۔ بارش کا موسم بھی ہے۔

اتوار کی وجہ سے جہازوں کی سیٹوں کے انتظامات نہیں ہو سکتے۔اب کل دوشنبہ ۴ جون کو آفس جا کر انتظامات کریں گے۔

ہانگ کانگ کا قیام اوراس کی سیر: چین جاتے ہوئے صرف ایک شب ہمارا قیام ہانگ کانگ میں رہا تھا۔اس لئے یہاں کی سیر مطلقاً نہ کرسکے تھے۔۳؍جون کی صبح کو تاج الدین صاحب کو فون کرکے بلایا۔وہ صبح سویرے ہی آگئے اور ہم سب کے ساتھ بازار گئے۔پہلے بازار جا کر کچھ اشیاء خریدیں اور بازار سے سیدھے چائنا ٹریولنگ ایجنسی کے آفس آئے، کرنسی تبدیل کی۔ جہازوں کے سلسلہ میں پروگرام معلوم کیا۔ہمیں یہاں سے سیلون، رنگون،سنگاپور ٹھہرتے ہوئے کراچی واپس جانا ہے۔

پاسپورٹ دینے پر معلوم ہوا کہ کراچی پاسپورٹ آفس نے سوائے برما کے سیلون، سنگاپور درج نہیں کیا ہے۔اس لئے آپ کہیں نہیں جاسکتے۔ پولیس آفس جا کر ویزا کی کوشش کی مگر ناکامی رہی۔

سنگاپور میں ہمارے استقبال اور جلسوں کے انتظامات ہوگئے ہیں۔ جناب سیٹھ حاجی داؤد ناصر صاحب کا تار اور مفصل خط کراچی سے آچکا ہے۔مگر پاسپورٹ کے اندراجات نہ ہونے کی باعث تمام پروگرام خراب ہوگیا۔

جناب والا احتشام الحق صاحب تھانوی۔ نیز مشرقی پاکستان کے نمائندگان کی سیٹیں ۵؍جون کے لئے بک ہوگئیں اور ہمارے چار ارکان کی ۶؍جون کے لئے۔

سیٹوں کا انتظام کرکے ہانگ کانگ کے بازار اور مسجدیں دیکھیں۔اشیاء کی خریداری کے لئے فہرست بنائی۔ جناب ملک صادق حسین صاحب (علیگ) جو بدایوں بھی جا چکے ہیں اور عزیزی سید احتشام الدین حسن کے دوست اور ساتھی ہیں۔انہوں نے نیز جناب کنٹریکٹر صاحب نے انتہائی محنت سے ہمارے سامان کی خریداری میں اعانت فرمائی۔

جناب تاج الدین صاحب اور ملک صاحب کے یہاں کی دعوتیں: جناب تاج الدین صاحب نے اپنے یہاں متعدد دعوتیں کیں۔ان کی بیگم اگرچہ چینی ہیں مگر بڑے اچھے قسم کے پاکستانی کھانے پکاتی ہیں۔ایک مہینہ کے بعد پاکستانی کھانے کھائے۔ دوسری بڑی دعوت جناب ملک صادق حسین صاحب نے کی جس میں بہت سے پاکستانی احباب شریک ہوئے۔ ملک صاحب ماشاءاللہ خود اپنے ہاتھ سے بہت اچھے کھانے پکاتے ہیں۔انہوں نے دعوت میں مختلف قسم کے پاکستانی کھانے تیار کیے اور بڑے پر لطف دعوت رہی۔

جناب ملک صاحب اور کنٹریکٹر صاحب نے تین روز تک اپنا کاروبار چھوڑ کر خریداری اشیاء میں ہمارا ساتھ اپنا قیمتی وقت صرف کیا اور انتہائی محبت کا ثبوت دیا جسے ہم کسی طرح بھی فراموش نہیں کرسکتے۔

واپسی میں التواء: ۵؍جون کی شام کو جبکہ ہم نے کراچی تار کر دیئے تھے۔اطلاع ملی جہاز لیٹ ہوگیا ہے اور بجائے ۶؍جون کے وہ ۷؍جون کو جائے گا۔اس لئے باطمینان ہانگ کانگ کے اکثر و بیشتر حصے اور مساجد دیکھیں۔

جناب مسٹر تاج الدین اور دیگر پاکستانی احباب کا اصرار ہوا کہ کم از کم ایک جلسۂ عام کو آپ مخاطب کریں ہم نے سب کے اصرار پر اس خواہش کو منظور کرلیا۔

Marfat.com

جامع مسجد کا جلسہ: جناب تاج الدین صاحب نے ۶ رجون کے جلسہ کے انتظامات جامع مسجد میں مکمل کر لئے، اخبارات میں اعلانات نکال دیئے گئے۔

اگرچہ ۴ رجون سے شدید بارش شروع ہوگئی تھی اور مسلسل ہو رہی ہے۔ جلسہ کے کامیابی کی امید کم تھی مگر پھر بھی جامع مسجد میں کافی مجمع آ گیا۔ تقریباً ۷۰۰ پاکستانی مسلمان ہانگ کانگ میں مقیم ہیں۔ مسجد کا اندرونی ہال بھر گیا۔

جناب بخاری صاحب نے ہمارا تعارف بہت اچھی اردو میں کرایا۔ ہم نے اخوتِ اسلامی کے عنوان پر ایک بسیط تقریر کی اور سیرت طیبہ پر عمل کرنے کی دعوت دی۔ وقت گرچہ کم تھا پھر بھی اکثر اصلاحی و اخلاقی شعبے دورانِ تقریر میں زیر بحث آ گئے۔ الحمدللہ مسلمانوں پر اس تقریر کا اچھا اثر ہوا۔ ہمارے بعد جناب سید حسین امام صاحب نے بھی اسی موضوع پر بہت کامیاب تقریر فرمائی۔

نمازِ عصر کے بعد یہ جلسہ شروع ہوا تھا قبل مغرب ختم ہوا۔ مغرب کی نماز ہم نے پڑھائی، دیر تک مسلمان ملتے رہے۔ یہاں سے جناب مسٹر تاج الدین صاحب کے یہاں کی دعوت میں گئے اور سفر چین پر ان کے یہاں مذاکرات ہوتے رہے۔ ۱۲ بجے کے قریب ہوٹل واپس آئے۔

واپس از ہانگ کانگ برائے کراچی: مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی اور علمائے بنگال ۵ رجون کے جہاز سے روانہ ہو ہی چکے ہیں۔ ہمارا سب پروگرام ملتوی ہو گیا۔ اب کراچی ہی جانا ہے۔ جناب سید حسین امام صاحب نے بھی جاپان جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ البتہ مولانا عبدالقدوس ہاشمی صاحب کلکتہ اتر جائیں گے ہم تینوں ارکان سیدھے کراچی جائیں گے۔

ہانگ کانگ کے ہوٹل میں کیمرے کی چوری: ہانگ کانگ کے ہوٹل سے بی۔ او۔ اے۔ سی کمپنی کی اطلاع پر ہمارا سامان صبح ۸ بجے ہی اتار کر جہاز کے دفتر میں پہنچا دیا گیا تھا۔ ہم لوگ بھی ساڑھے آٹھ بجے تک دفتر پر پہنچ گئے۔ یہاں آنے پر معلوم ہوا جہاز آ گیا ہے مگر کچھ خرابی ہوگئی ہے درست کیا جا رہا ہے۔ اب سہ پہر کو جہاز روانہ ہوگا۔

جناب ملک صادق حسین صاحب اپنے اخلاص و محبت سے باوجود بارش کے ہم سے رخصتی ملاقات کرنے آئے اور ایک امام صاحب بھی تشریف لائے۔ ہوٹل میں ڈیڑھ بجے کھانے کا وقت تھا اس لئے کچھ دیر دکانات پر جا کر کچھ کتابیں تاریخ چین کی تلاش کیں۔ ساڑھے بارہ بجے ہوٹل آ گئے اور ایک بجے سے کھانا شروع ہو کر پونے دو بجے ختم ہوا۔ اترتے ہوئے وضو کر کے نماز ظہر سے فراغت پائی۔

ایک کونچ پر میں اور جناب سید عبدالمنعم عددی صاحب۔ دوسری پر جناب سید حسین امام صاحب و مولوی عبدالقدوس ہاشمی فروکش تھے۔ ہم دونوں اپنی کونچ پر لیٹے ہوئے سو گئے۔ اس عرصہ میں مولانا عبدالقدوس صاحب ہاشمی غسل خانے آ گئے اور جاتے ہوئے اپنا نیا کیمرہ جو ۶ رجون کو خریدا تھا، سید حسین امام صاحب کو دے گئے۔ سید صاحب نے اپنے پہلو میں رکھ لیا اور اخبار پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ اس وقفہ کے اندر ایک یورپین لیڈی آ کر سید صاحب کی کونچ پر بیٹھ گئی اور چند منٹ میں کیمرہ صفائی کے ساتھ اٹھا کر لے گئی مگر سید صاحب کو پتہ نہ چلا۔

جب مولانا ہاشمی صاحب نے کیمرہ مانگا تو سید صاحب کو علم ہوا کہ کیمرہ غائب ہے۔ ادھر ادھر ہوٹل والوں میں تحقیق کرائی کہ کون عورت تھی۔ پولیس بھی آئی اور بیان لکھا مگر پتہ نہ چلا۔ چین کے علاقہ میں اگر کسی کی کوئی چیز کہیں رہ جائے تو ریڈیو سے اعلان ہوتا ہے اور وہ چیز مالک کو پہنچائی جاتی ہے۔ مگر ہانگ کانگ میں سب چلتا ہے۔

انتظار کرتے کرتے ۴ بجے شام کو کہا گیا کہ ساڑھے چار بجے

Marfat.com

ہوائی اڈے چلیں گے۔ پونے پانچ بجے ہوائی اڈے ساڑھے ۵ بجے بی۔او۔اے۔سی کا جہاز روانہ ہوا۔ جہاز آرام دہ چار پنکھوں والا تھا مگر اس جہاز میں اکثر و بیشتر بدمست قسم کے مبتذل شرابی چل رہے ہیں۔ جنہوں نے رنگون، کلکتہ تک ہی نہیں بلکہ کراچی تک پریشان کیا۔

ہم نے کانگ کانگ سے دوسرا اور تار بھی جہاز لیٹ ہونے کا دے دیا تھا اور جہاز کا نمبر درج کر دیا تھا اس لئے جان عزیز عابد میاں قادری و زاہد میاں سلمہٗ اور مولانا شاہ احمد نورانی میاں۔ مستبشر احمد۔ طارق وغیرہ سب ہی اسٹیشن پر آ گئے۔ استاذ عددی صاحب کے بچے بھی آ گئے تھے۔

کراچی کے کسٹم آفس کے عملہ نے اپنے اخلاق ومحبت سے ہم لوگوں کو جلد پاس کر دیا۔ کراچی میں شدید گرمی ہو رہی تھی۔ نصف گھنٹہ اڈے پر رہنا بھی شاق گزر رہا تھا۔

آرام باغ میں جلسہ دورۂ چین پر تاثرات: جیسے ہی ہم لوگ مکان آئے تو مولانا شاہ احمد نورانی صاحب اور دیگر حضرات کا اصرار ہوا کہ ہم آج ۸ جون کے جمعہ میں نماز کے بعد جلسۂ عام میں سفر چین پر اپنے تاثرات کا اظہار کریں۔ رات بھر ایک منٹ کو آرام نہ ملا۔ مگر احباب واخوان کے اصرار پر جانا پڑا اور تقریباً ایک گھنٹہ تک سفر چین کے حالات بیان کئے۔

اسی دن اخباری نمائندگان نے دفتر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان میں آ کر گھیر لیا۔ متعدد بیانات لکھوائے۔

ادھر یو۔پی۔ کے احباب وکارکنان نے ہمارا ایک مفصل بیان لیا جو ۹ر جون کے پرچوں میں شائع ہوا۔

مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کی مجلس عاملہ: ہمارے ایک مہینہ باہر رہنے سے مرکزی جمعیۃ کے کاموں میں کافی ابتری ہوگئی تھی آتے ہی انہیں درست کیا اور مجلس عاملہ کے اجلاس نے مسلمانانِ چین کے حالات سن کر اپنے اطمینان کا اظہار کیا اور ایک تجویز منظور کی۔

کراچی پہنچ کر مختلف تحریکات شروع ہوگئیں۔ الجزائر ڈے کے انعقاد پھر علامہ بشیر ابراہیمی قائد الجیریا و اراکین وفد کی کراچی میں تشریف آوری سے مشاغل بڑھ گئے۔

ادھر سفرنامۂ چین کی کتابی شکل میں مرتب کر کے طبع کرانے کا تخیل تھا اس کی ترتیب شروع کر دی ـــــ اللہ کا شکر ہے کہ یہ سفرنامہ مکمل ہوگیا۔ اور اردو انگریزی زبانوں میں طبع ہو رہا ہے۔

آخری گزارش

عامۃ المسلمین کے قلوب میں مسلمانانِ چین کے حالات سے بڑی حد تک مسرت پیدا ہوگئی ہے۔

چین اور پاکستان کے تعلقات کا استحکام یقیناً ضروری ہے۔ ایشیا کے ان دونوں ملکوں کا جس قدر اتحاد بڑھے گا اسی قدر مستقل میں نتائج اچھے نکلیں گے۔

ہمارے ارکان کا نیز صحافتی وفود کا جس حد تک تعلق ہے سب اپنا اپنا کام کر آئے۔ اب ہماری حکومت کا یہ فرض ہے کہ جس قدر سفارشات اس کے سامنے وفود پیش کریں ان پر غور وفکر کر کے چین کے ساتھ روابط اتحاد کو مضبوط کرے۔ تعلیمی۔ ثقافتی۔ تجارتی۔ صنعتی وفود بھیجنے کا انتظام کرے۔

تاکہ یہ وفود وہاں کے حالات کا جائزہ لے کر پاکستان میں جو ضروری اور مفید تدابیر اور عملی تجربے کرنا چاہیں ان پر عمل کریں۔

ہم نے اپنی سفارشات مع رپورٹ کے وزیراعظم حکومت پاکستان اور وزارتِ خارجہ میں بھیج دی ہیں۔

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی

۷ر ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ

Marfat.com

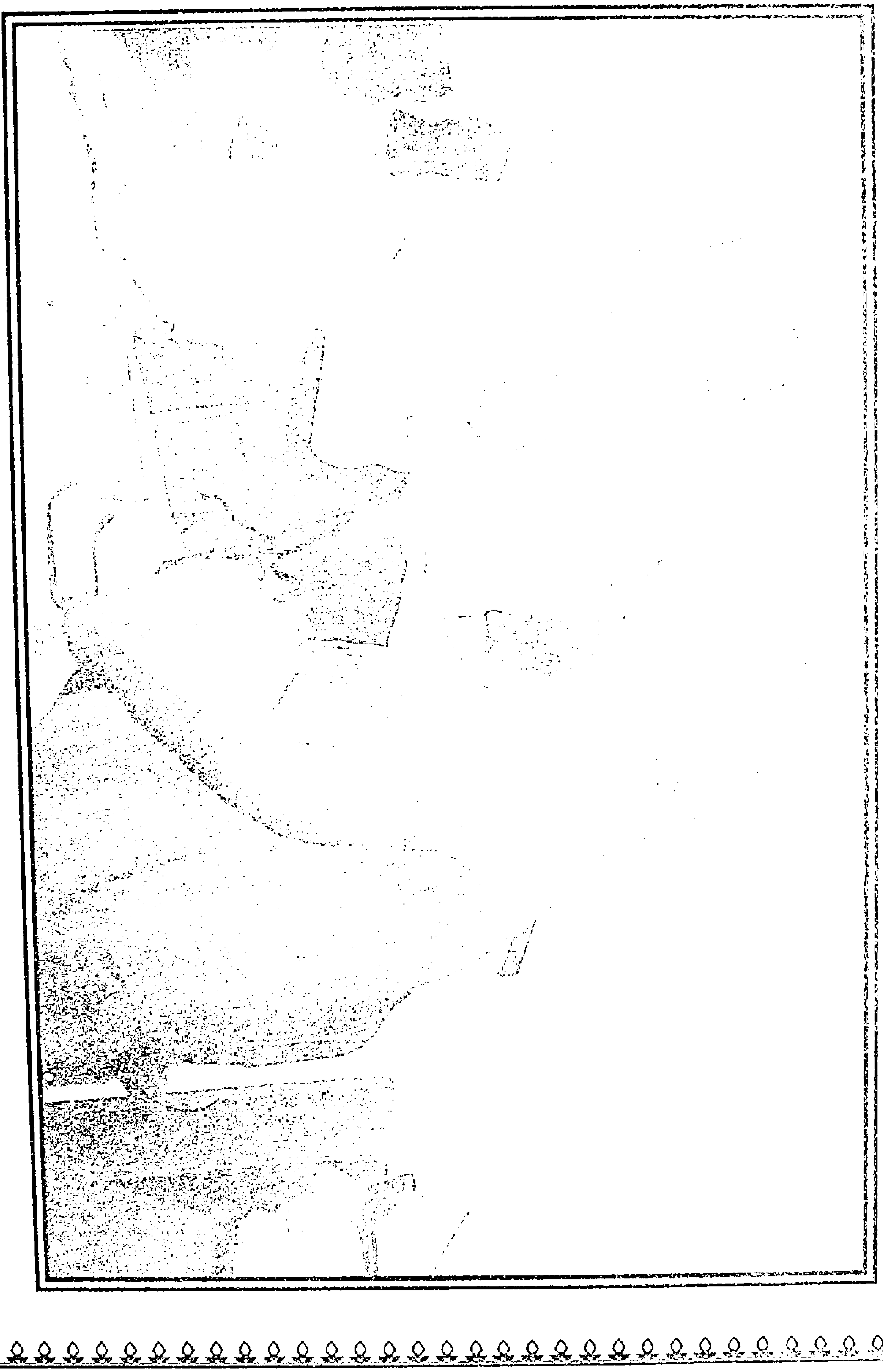

مولانا عبدالحامد بدایونی مفتی [illegible] ساتھ ہیں۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

۱۲/اپریل ۱۹۶۰ء کی مجلس منتظمہ کے فیصلے کے مطابق طے پایا کہ مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام کا ایک وفد مغربی و مشرقی پاکستان میں تبلیغی دورہ کر کے مسلمانان پاکستان کو تبلیغی پیام واصول پہنچائے تاکہ مسلمان ہر جگہ عبادت و نماز و اوامر کی پابندی کریں نواہی سے .... اپنے معاشرے کو اسلامی بنائیں۔ ہر ایک مقام پر چھوٹے چھوٹے تبلیغی ادارے قائم ہوں جو قرآن کریم اور احادیث نبوی کے ماتحت غافل و جاہل لوگوں کو دین کی بنیادی باتوں سے باخبر کریں۔ پیار و محبت کے ساتھ تبلیغ کی جائے معاشرے کی خامیوں کو درست کرنے کی کوششیں کی جائیں۔

حضراتِ اسلاف کبار و اولیاء کرام کے خانقاہی نظام تبلیغ کو زندہ کیا جائے۔ .... طریقت اور ان کے خلفاء و مریدین ہر خانقاہ سے اپنے قلوب کا تزکیہ کر کے لوگوں میں تبلیغ کے لئے پھیل جائیں اور ان خرابیوں کو جو پوری ملت کے لئے بربادی کا سبب بن رہی ہے دور کر کے بارگاہِ مدینۃ الرسول کی طرف متوجہ ہو کر اسوۂ نبیہ پر عمل کریں۔

یہ دورہ نہ کسی سیاسی غرض و تنظیم کے لئے ہے اور نہ مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام .... ادارہ ہے بلکہ وہ خالص تبلیغی و مذہبی جماعت ہے جس کا کام مسلمانوں کو کتاب و سنت کے ماتحت اعمال حسنہ کی دعوت دینا ہے اور ان کی قلوب مین اسلام مقدس کی عظمت .... کرنا ہے۔ ان خالص مذہبی و تبلیغی اغراض کے لئے ایک وفد جانا تجویز ہوا جس کے حسب ذیل .... طے کئے گئے۔

۱۔ مجاہد ملت حضرت الحاج علامہ مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی قائد وفد

۲۔ الحاج حضرت ناصر الاسلام مولانا سید عبدالسلام صاحب باندوی قادری

۳۔ حضرت مولانا حافظ الحاج شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی القادری

۴۔ آزاد بن حیدر صاحب، بی۔اے۔ و منشی فاضل

ہمارے مرکزی دفتر سے مغربی و مشرقی پاکستان کے احباب و اخوان سے مراسلت کا سلسلہ پہلے ہی سے جاری تھا اور تواریخ کی اطلاعات جا چکی تھیں۔

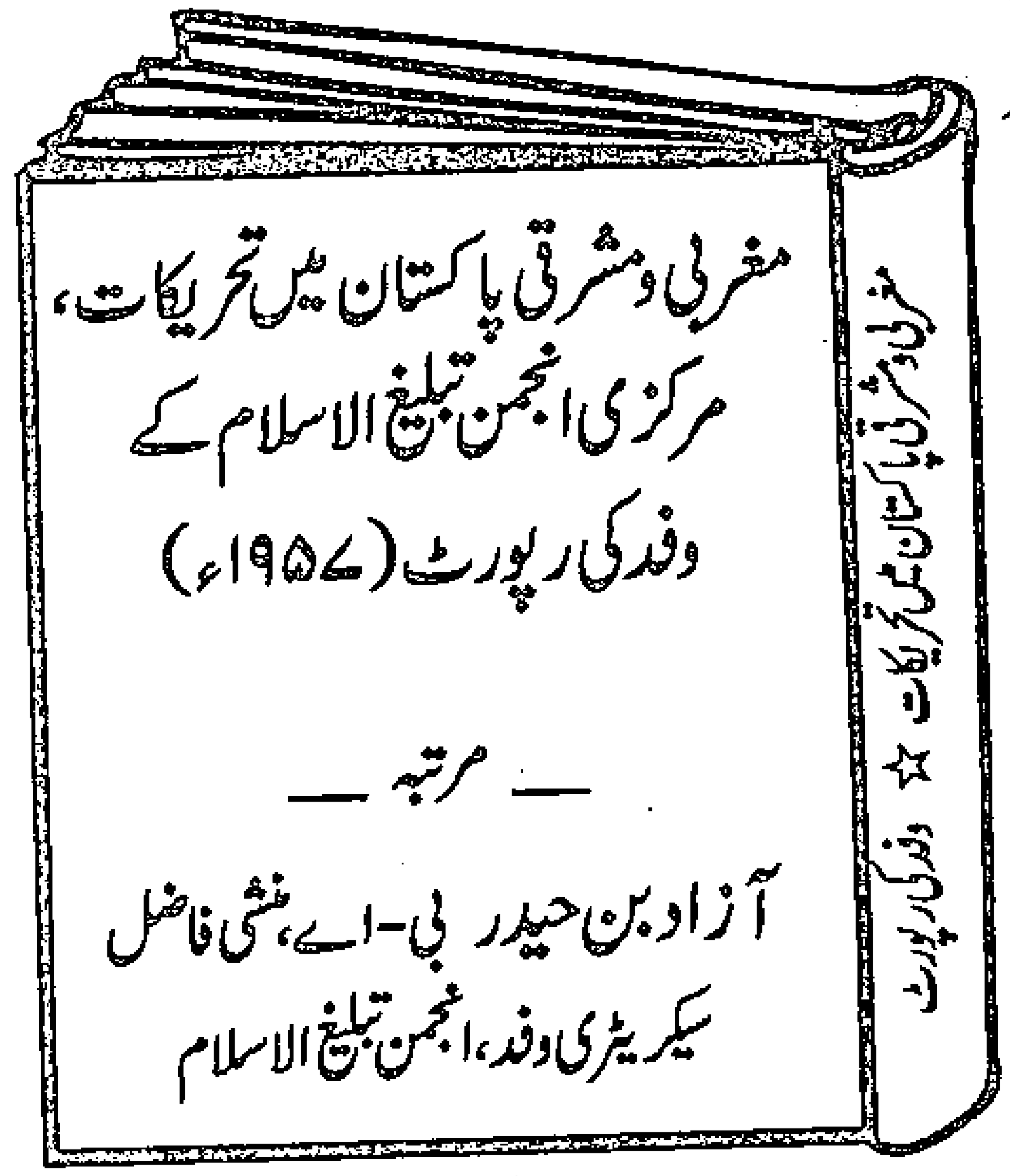

روانگی وفد: ۱۲/اپریل ۶۰ء کو وفد کراچی سے روانہ ہو کر حیدرآباد سندھ پہنچا۔

حیدرآباد سندھ: حیدرآباد اسٹیشن پر حضرت پیر ایرانی صاحب دامت برکاتہم العالی اور چند خلفاء تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت پیر صاحب قبلہ کا مزاج ناساز ہے اراکین وفد پیر صاحب کے یہاں تشریف لے چلیں چنانچہ ارکان وفد حضرت پیر صاحب کے یہاں حاضر ہوگئے۔ حضرت سب سے بغل گیر ہوئے قائد و حضرت علامہ بدایونی نے اس ملاقات میں .... تبلیغ الاسلام کے اغراض پر تفصیلی گفتگو فرمائی۔ کئی گھنٹے تک یہ نشست جاری رہی۔ اللہ تعالیٰ حضرت پیر صاحب نے اپنی اعانت بزرگانہ اور تحریک تبلیغ کی کامیابی کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

ناشتے میں بعض دوسرمتاز حضرات بھی شریک رہے۔

ٹنڈو سائیں داد کا سفر: حضرت مولانا الحاج پیر شاہ آغا صاحب فاروقی مجددی مدظلہ سلسلۂ مجددیہ کے مشہور بزرہ ہیں۔ آپ کے متوسلین ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ حضرت .... اقدس میں مکتوبات پہنچ چکے تھے۔ حضرت پیر ایرانی صاحب کے یہاں

Marfat.com

سے اراکین وفد ذریعہ موٹر ٹنڈو سائیں داد روانہ ہو گئے۔ ساڑھے بارہ بجے کے قریب ٹنڈو سائیں داد .... پہنچ کر علم ہوا کہ حضرت پیر صاحب قبلہ اب سے ۴ روز قبل دورے پر تشریف لے جا چکے ہیں۔ ڈاک ان کے پاس واپس بھیجی جاتی ہے۔ حضرت پیر مولانا ہاشم جان صاحب اگرچہ کافی علیل تھے مگر باہر تشریف لائے اور بہت دیر تک تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ وفد آپ سے ملاقات کے بعد ماتلی ہوتا ہوا حیدر آباد سندھ واپس ہوا۔

روہڑی، سکھر، پیر گوٹھ کا سفر: ۱۳ر اپریل کی شام کو حیدر آباد سندھ سے اراکین وفد روہڑی تشریف لائے۔ ایک شب روہڑی میں قیام کیا۔ بعض حضرات سے ملاقاتیں کیں۔ صبح اول وقت پہلی ٹرین سے سکھر پہنچ گئے۔ جہاں حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب .... سے ملاقات کی گئی۔ حضرت مفتی صاحب نے تبلیغی مسائل پر بہت شگفتہ گفتگو فرمائی۔ اور طے کیا کہ سکھر میں ایک شاخ قائم کی جائے گی۔ میں خود آپ کے ہمراہ پیر گوٹھ چلوں گا۔

چنانچہ اسی وقت خصوصی ٹیکسی کے ذریعہ ارکانِ وفد کے ساتھ حضرت مفتی صاحب پیر گوٹھ روانہ ہو گئے۔ اور گیارہ بجے پیر گوٹھ پہنچ گئے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی صاحب داد خاں صاحب مدظلہ العالی حضرت مولانا .... صاحب اور دوسرے علمائے کرام نے وفد کا استقبال کیا۔ حضرات علمائے کرام سے .... کے اغراض و مقاصد اور انجمن تبلیغ الاسلام کے پروگرام اور دوسرے تبلیغی مسائل پر .... طور پر تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔

وفد نے اپنے پروگرام میں چند گھنٹے پیر گوٹھ کے لئے رکھے تھے اور اسی دن شام .... سے کوئٹہ بلوچستان روانہ ہونا تھا۔ مگر حضرت مولانا محمد صالح صاحب کا اصرار تھا کہ وفد رات کو پیر گوٹھ میں ٹھہر کر تقریر فرمائے۔

ہماری سیٹیں محفوظ ہو چکی تھیں وقت کے وقت تبدیلی میں تمام پروگرام خراب ہو جاتا اس لئے وفد قیام نہ کر سکا کھانے کے بعد آستانہ شریف کے منتظمین سے باادب اجازت طلب کر کے ایک بجے روانگی ہو سکی۔ ۳ بجے سکھر ہو کر روہڑی پہنچ گئے سب سامان لے کر شام کی پسنجر سے جو سیدھی کوئٹہ جاتی تھی سوار ہو گئے۔

کوئٹہ بلوچستان: دو دن کافی مصروفیت کے گزرے۔ ریل میں باطمینان رات گزاری۔ ۱۴ر اپریل بروز جمعہ بوقت صبح کوئٹہ پہنچے۔ اسٹیشن پر عمائد شہر اور منتظمین کی کافی جماعت استقبال کے لئے موجود تھی۔

مولوی محمد افضل سیکریٹری خدام المسلمین اور ڈاکٹر طاہر القادری صاحب اور تمام میزبانوں نے وسط شہر میں قیام کا انتظام یا۔ قیام گاہ آ گئے دیر تک ان حضرات سے تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ کوئٹہ میں بذریعہ پوسٹر جلسوں کی اطلاعات شائع کی گئیں۔ اگرچہ بارش شروع ہو چکی تھی .... جلسے کامیاب ہوئے۔

پہلا جلسۂ عام قبل جمعہ اور بعد جمعہ منعقد ہوا۔ حضرت علامہ بدایونیؒ نے ایک معرکۃ الآراء تقریر فرمائی جس میں آپ نے فرمایا مسلمانوں کا معاشرہ انتہائی پست و ذلیل ہو چکا ہے۔ جب تک مسلمان اپنے معاشرے کو سیرت نبویہ کے سانچے میں نہ ڈھالیں گے اور اپنے کردار و عمل .... حالت درست نہ کریں گے پاکستان ترقی نہیں کر سکتا۔ ماضی کے مسلمانوں نے اپنی قوت .... اور روحانیت سے بحر و بر کو مسخر کیا آج بھی اگر مسلمان سیرتِ نبویہ پر عمل کریں تو برسوں کا راستہ مہینوں میں طے ہو سکتا ہے۔

ضرورت اس کی ہے کہ ہر ایک مسلمان اپنے بھائی کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھے۔ نماز .... عبادت کی پابندی کی جائے۔ آخر میں آپ نے اطاعتِ نبوی، باہمی اخوت اصلاح معاشرے کی تجاویز پر عہد و میثاق کیا۔ پاکستان کے استحکام کی دعا فرمائی۔ دوسرا جلسہ بعد عشاء منعقد ہوا۔ حضرت ناصر الاسلام مولانا سید عبدالسلام قادری باندوی۔ آزاد بن حیدر اے نے کامیاب تقریریں فرمائیں تبلیغی تحریکات پر زور دیا۔

Marfat.com

کوئٹہ بلوچستان میں انجمن تبلیغ الاسلام کا قیام: کوئٹہ بلوچستان میں حسب ذیل شاخ قائم ہوئی۔

ا۔ جناب سید عبدالخالق صاحب۔ صدر
۲۔ جناب ڈاکٹر طاہر القادری صاحب۔ ناظم اعلیٰ
۳۔ جناب محمد افضل صاحب کوٹوی۔ رکن
۴۔ جناب حاجی غلام نبی صاحب قادری۔ رکن
۵۔ جناب محمد دین صاحب۔ رکن

کارکنان وعہدہ داران نے وفد کی ضیافت و مہمان داری جلسوں کی کامیابی کے لئے کافی مساعی انجام دیں۔

کراچی کے مرکزی دفتر میں اس شاخ کی رپورٹیں وصول ہونی شروع ہوگئیں ہیں۔ کافی محنت و کوشش سے یہ شاخ کام کر رہی ہے ہمیں امید ہے کہ قرب و جوار میں انجمن کی شاخیں بھی جلد قائم ہو جائیں گی۔

رحیم یار خان میں انجمن کی شاخ کا قیام:

ا۔ حضرت مولانا محمد نواز صاحب مہتمم جامعہ رضویہ — صدر
۲۔ حضرت مولانا قاری دلبر حسن صاحب خطیب — نائب صدر
۳۔ // // سید علی اکبر شاہ صاحب خطیب — //
۴۔ // // قاری لیاقت صاحب خطیب — ناظم اعلیٰ
۵۔ // // غلام قادر صاحب — ناظم نشر و اشاعت
۶۔ // // قاری غلام قادر صاحب امام مسجد خواجگان — نائب ناظم
۷۔ // // حاجی عبدالجبار صاحب مبلغ اہل سنت — خزانچی
۸۔ // // گل محمد صاحب خطیب — محاسب
۹۔ // // مہر اللہ صاحب — رکن
۱۰۔ // // حافظ محمد بخش صاحب — //
۱۱۔ // // حضرت مولانا حافظ غوث بخش صاحب — //
۱۲۔ // // اللہ دیا صاحب — //
۱۳۔ // // حاجی محمد بخش صاحب — //
۱۴۔ // // عبدالکریم صاحب — //
۱۵۔ جناب شیخ ناظر حسن صاحب — نگران جماعت

۱۶ // // احسن صاحب — //

شاخ انجمن تبلیغ الاسلام صادق آباد

ا۔ جناب محمد عبدالرؤف سلطانی سروری قادری — صدر
۲۔ صوبیدار محمد اسلم قادری — نائب صدر
۳۔ جناب عبدالمجید صاحب قادری — ناظم اعلیٰ
۴۔ صوفی محمد شفیع صاحب — خزانچی
۵۔ جناب فضل احمد صاحب — اراکین
۶۔ // علی صاحب — //
// ماسٹر فقیر محمد صاحب — //
۸۔ // محمد عاصم صاحب نمبردار — //
// محمد حسین صاحب — //
// رحمت خاں صاحب — //
// قاضی طفیل احمد صاحب — //
۱۲۔ // محمد شبراتی ممتاز حسین صاحب — //
۱۳۔ // شیخ محمد انور صاحب — //
۱۴۔ // جناب نیاز محمد صاحب — رکن
۱۵۔ // بدر حسن صاحب — //
// محمد بخش صاحب — //
// محمد افضل صاحب — //
// محمد ادریس صاحب — //
// عبدالعزیز صاحب — //

کوئٹے سے ارکان وفد کا پروگرام ملتان جانے کا تھا جہاں مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی القادری ہمارے ساتھ ہو جائیں گے۔ انہیں وفد کے کراچی سے روانہ ہو .... دو روز پہلے ملتان۔ ڈیرہ اسماعیل خاں۔ تونسہ شریف کے دورے پر بھیج دیا گیا تھا۔ تاکہ .... مقامات پر کام کرلیں۔

ملتان: وفد ۱۷ اپریل کی سہ پہر کو ملتان پہنچا حضرت مولانا مفتی سید مسعود، مولانا سید سعادت علی صاحب و جناب سید ابن حسن صاحب برنی و دیگر افراد .... کا اسٹیشن پر استقبال کیا۔ ارکان وفد شہر آ گئے اور چند گھنٹوں کے بعد ہی ڈیرہ غازی خان کے لئے روانہ ہونا پڑا۔

Marfat.com

ڈیرہ غازی خان: ڈیرہ غازی خاں کے منتظمین میں جناب .... ۱۷۔۱۸؍اپریل کے جلسوں کا انتظام طے کر کے پوسٹر شائع کر دیئے تھے۔ اسی تاریخ .... میں جلسۂ عام کا انتظام ہو چکا تا اس لئے طے پایا کہ حضرت علامہ بدایونی و جناب .... صاحب بی اے غازی خاں میں ۱۷؍تاریخ کو تقریریں کر کے ۱۸؍کو ملتان واپس .... ناصر الاسلام حضرت مولانا عبدالسلام صاحب ۱۸؍تاریخ کے جلسے میں شریک ہو کر .... ہوں۔ ارکان وفد ۱۷؍کی شام کو موٹر اور اسٹیمر کا سفر کر کے ساڑھے سات بجے ڈیرہ غازی خان پہنچ گئے۔ بعد عشاء جلسہ عام منعقد ہوا۔ اجتماع کافی اچھا تھا۔ حضرت .... آج ننھا خطاب کرتے ہوئے فرمای۔ لامذہبیت کا عفریت اسلام کے خلاف کارفرما ہے۔ عیسائیت .... تبلیغ منظم طور پر جاری ہے ان حالات کا اقتضاء ہے کہ ملت پاکستان تبلیغ دین کی تحریک پر .... پذیر ہو ہمارے وہ مشائخ کرام جن کی خانقاہوں کے مبلغین ومتوسلین نے دنیا کے ہر گوشے میں پہنچ کر اسلام کی تبلیغ فرمائی انہیں کی کوششوں کا یہ نتیجہ ہے کہ آج دنیا کے ہر حصے میں مسلمان .... آرہے ہیں۔ حضراتِ مشائخ کا فریضہ ہے کہ وہ خانقاہی نظام تبلیغ کو پھر سے زندہ کریں ان کے .... میں پھیل کر تبلیغ اسلام پر کمربستہ ہو جائیں اپنے آبائی اجدادی فریضہ تبلیغ کو سنبھالیں اگر ایسا نہ کیا گیا تو عواقب انتہائی خطرناک ہوں گے۔

ہمارے یہاں کا پڑھا لکھا طبقہ اگر صرف اتنا بھی کرے کہ مہینے میں صرف ۲ دن تبلیغ دین کے لئے نکال لے اور جاہل و ناواقف مسلمانوں کو اسلام کے بنیادی مسائل کی تعلیم دینے کی تجویز پر عمل شروع کر دے تو بہت کچھ کام ہو سکتا ہے۔ مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام اور اس کا شعبہ نشر و اشاعت تبلیغی لٹریچر بھیجتا رہے گا۔ ہر مقام پر تبلیغ کی شاخیں قائم ہوں آپ کے شہر میں تبلیغی .... قائم کی جائیں گی۔ حضرت ناصر الاسلام مولانا سید عبدالسلام صاحب قادری باندوی .... کی تکمیل کر کے ملتان واپس ہوں گے۔ یہ عظیم الشان جلسہ عام ۱۲ بجے صلوٰۃ والسلام اور دعائے .... پر ختم ہوا۔

جامع مسجد میں درس قرآن پاک: حضرت مولانا غلام جہانیاں نعیمی صاحب خطیب جامع مسجد نے حضرت علامہ بدایونی مدظلہ العالی سے خواہش ظاہر فرمائی کہ بعد نماز درس قرآن پاک فرمائیں چنانچہ آپ نے ۱۸؍اپریل کو نماز فجر کے بعد جامع مسجد میں ایک .... تک درس دیا۔ عوام وخواص کافی تعداد میں شریک ہوئے، درس کے اختتام پر حضرت مولانا غلام جہانیاں صاحب مدظلہ کی جانب سے دعوت چائے دی گئی اس کے بعد آپ حضرت مولانا بدایونی کے ہمراہ قیام گاہ پر تشریف لائے۔ تبلیغی پروگرام اور قیام انجمن کے بارے میں تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ ڈیرہ غازی خان میں قیام انجمن کا ایک خاکہ ترتیب دیا گیا۔

حضرت علامہ بدایونی و جناب آزاد بن حیدر موٹر سے ملتان واپس ہوئے۔

دوسرا جلسہ: ۱۸؍اپریل کو بعد عشاء دوسرا جلسۂ عام منعقد ہوا۔ حضرت ناصر .... ، مولانا سید عبدالسلام صاحب قادری باندوی نے سحر آفریں تقریر فرمائی جس سے حاضرین کافی سے زیادہ محظوظ ہوئے۔ ۱۹؍کی صبح کو درس قرآن کے سلسلہ میں مولانا سید عبدالسلام صاحب القادری نے سورۂ ضحیٰ پر مدلل اور مفصل تفسیر بیان فرمائی جس سے حاضرین بے حد متاثر ہوئے۔

ڈیرہ غازی خاں کی شاخ: ڈیرہ غازی خاں میں انجمن تبلیغ اسلام کی حسب ذیل شاخ قائم ہوئی۔

۱۔	حضرت مولانا غلام جہانیاں صاحب نعیمی مدظلہ	صدر
۲۔	مولانا محمد احسن صاحب خطیب	ناظم اعلیٰ
۳۔	مولانا محمد سلیمان صاحب	خازن
۴۔	دفعدار عبداللطیف صاحب	رکن
۵۔	جناب در محمد صاحب	//
۶۔	حاجی عبدالقادر صاحب	//

Marfat.com

ملتان واپسی: ۱۸/اپریل کی دوپہر کو حضرت علامہ بدایونی و جناب آزاد بن حیدر صاحب بی اے ملتان تشریف لے آئے۔ ادھر حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی القادری بھی تونسہ شریف ڈیرہ اسماعیل خاں کا دورہ کر کے ملتان آ گئے۔

حضرت مولانا مفتی مسعود علی صاحب کی جانب سے وفد کے ضیافتیں: حضرت مولانا مفتی سید مسعود علی صاحب قبلہ نے ارکان وفد کو ضیافتیں دیں اور کافی اہتمام فرمایا۔

مدرسۂ انوار العلوم میں اجتماعات: مدرسۂ انوار العلوم میں استاذ العلماء حضرت علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی امت برکاتہم العالی کی تحریکات پر اجتماعات ہوئے جس میں حضرت علامہ موصوف اور دوسرے علمائے اہل سنت نے شرکت فرما کر تبلیغی مسائل پر مذاکرات فرمائے۔ حضرت علامہ بدایونی مدظلہ العالی نے فرمایا کہ مغربی پاکستان میں حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید صاحب کی شخصیت ایک ایسی شخصیت ہے جو علمی تبحر اور فضیلت و جامعیت کے لحاظ سے طبقۂ اہل سنت کے لئے مایۂ ناز ہے آپ نے مدرسۂ انوار العلوم میں جو گرانقدر خدمات انجام دی ہیں انہیں کسی طرح فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ الحمدللہ مدرسہ کے علمی فیوض مغربی و مشرقی پاکستان میں دور دور تک جاری ہیں۔ خدائے پاک ان کے سائے کو تادیر باقی رکھے۔

آج کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ مدارس عربیہ اور مساجد کی تنظیم کے ساتھ ساتھ تحریک تبلیغ کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔ ہمارے طلباء و علماء بہترین مبلغ ہوں جو دین اسلام کی تقریری و تبلیغی خدمات انجام دے سکیں۔ حضرت علامہ مولانا احمد سعید صاحب کاظمی کی طرف سے اراکین وفد کو ایک پر تکلف ضیافت دی گئی۔

حضرت علامہ مولانا سید احمد صاحب کاظمی مدظلہ العالی کا بیان: مجھے انتہائی مسرت و خوشی ہے کہ حضرت علامہ مولانا عبدالحامد صاحب قادری بایونی مدظلہ کی خصوصی محنت و تحریک سے کراچی میں انجمن تبلیغ الاسلام (رجسٹرڈ) کی بنیاد قائم ہوگئی اور ماشاءاللہ اس انجمن نے تبلیغ و اشاعت کا کام پوری قوت سے شروع کر دیا۔ صدر انجمن کی لگاتار کوشش سے انجمن تبلیغ الاسلام کا ایک وفد مغربی و مشرقی پاکستان کے شہروں میں دورہ کر رہا ہے۔ اور ۱۰ مئی تک دورے سے فارغ ہو کر کراچی پہنچے گا۔

میری تمام ہمدردیاں انجمن تبلیغ الاسلام سے وابستہ ہیں۔ میں اپنے تمام احباب و اخوان و متعلقین و تلامذہ سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ سب کے سب انجمن کی تشکیل و تنظیم میں پوری قوت کے ساتھ شرکت کریں ہر جگہ انجمن کی شاخیں قائم کریں اور ہر شہر میں انجمن کی ہدایات پر تبلیغی پروگرام پر عمل کریں ملتان شہر میں بھی انجمن کی شاخ قائم کی جا رہی ہے۔

فقیر سید احمد کاظمی غفرلہٗ
مہتمم مدرسہ انوار العلوم
۲۲ رشوال المکرم ۱۳۷۹ھ

ملتان میں جلسۂ عام: ۱۸/اپریل کو بعد عشاء رئیس المتکلمین حضرت علامہ .... سید احمد سعید صاحب کاظمی کی زیر صدارت بعد عشاء ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ حضرت .... بدایونی و مولانا ساہ احمد نورانی صاحب صدیقی نے تبلیغی تقریریں فرمائیں جن کا .... نے کافی اثر لیا اور تحریک تبلیغ اور س کے پروگرام سے اتفاق کیا۔

تبلیغی شاخ کا قیام:

۱۔ حضرت علامہ مولانا سید مسعود علی صاحب قادری مفتی اعظم جامعہ انوار العلوم .... ملتان۔ صدر

۲۔ مولانا حافظ پیر بخش صاحب۔ فاضل جامعہ انوار العلوم ملتان۔ ناظم ....

۳۔ حضرت مولانا سید سعادت علی صاحب مولوی فاضل و مدرس۔ جامعہ انوار العلوم ملتان۔ خازن۔

جناب سید ابن حسن صاحب برنی کے یہاں دعوت: جناب

Marfat.com

سید ابن حسن برنی .... وفد کو اپنے یہاں مدعو کیا اس دعوت میں بھی بعض خصوصی حضرات سے تحریک تبلیغ پر تبادلہ خیالات ہوا۔ جناب برنی صاحب ماشاء اللہ ان تعلیم یافتہ نوجوانوں میں ہیں جن کے دل میں مذہب کا درد و جوش موجود ہے اور جن کا مطالعہ کافی ہے۔ اسلامی مسائل سے .... ہیں ان سے مل کر ہمارے ارکان وفد بے حد محظوظ ہوئے۔ آپ کے یہاں کی دعوت میں حضرت مولانا مفتی مسعود علی صاحب مولانا .... صاحب نے بھی خصوصی طور پر شرکت کی۔

مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی کا دورہ تونسہ شریف اور ڈیرہ اسماعیل خان: حضرت مولانا ساہ احمد نورانی صاحب صدیقی القادری نے ملتان۔ ڈیرہ اسماعیل خاں۔ تونسہ سریف کا دورہ فرمایا۔ حضرت مولانا خواجہ نظام الدین صاحب تونسوی سجادہ نشین مدظلہ العالی اور دیگر مشائخ کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ مقاصد تبلیغ پر مذاکرات ہوئے۔ ۵ روز تک مختلف حصوں میں کام کیا۔ زاں بعد آپ ملتان میں وفد کے ساتھ مل گئے۔

لاہور کا سفر: ملتان سے اراکین وفد ۲۰ / اپریل کو روانہ ہو کر شب کو لاہور پہنچے اسٹیشن پر حضرت علامہ مفتی محمد حسین صاحب مہتمم جامعہ نعیمیہ۔ حضرت مولانا مفتی عزیز احمد صاحب قادری مدظلہ اور دیگر علمائے کرام نے وفد کا خیر مقدم کیا۔ شہر میں قیام کیا۔

ڈھاکہ کے لئے سیٹوں کا انتظام: سب سے پہلے طے کیا گیا کہ ڈھاکہ کے لئے سیٹیں محفوظ کرا دی جائیں چنانچہ ارکان وفد پی۔ آئی۔ اے کے دفتر آئے سیٹوں کے انتظامات مکمل کئے۔

حضرت مولانا ابوالحسنات کی مزاج پرسی: دفتر پی۔ آئی اے سے اراکین وفد حضرت مولانا ابوالحسنات صاحب مدظلہ العالی کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے دیر تک وہاں رہے۔ حضرت مولانا کا مزاج انتہائی خراب ہے رب العزت تبارک وتعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

جامعہ نعیمیہ میں علماء وطلباء کا اجتماع: یہاں سے اراکین وفد جامعہ نعیمیہ کی جدید عمارت اور مدرسہ کے علماء وطلباء سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی، حضرت مولانا مفتی عزیز احمد صاحب، حضرت مولانا اعجاز ولی صاحب اور دیگر علماء اور طلباء کے کثیر مجمع نے استقبال کیا۔ حضرت مولانا اعجاز ولی صاحب نے تعارفی تقریر فرمائی۔ حضرت علامہ بدایونی مدظلہ العالی نے جوابی تقریر میں فرمایا جامعہ نعیمہ نے ماشاء اللہ تھوڑے ہی عرصہ میں امید سے زیادہ ترقیات فرمائیں۔ یہ دارالعلوم مغربی پاکستان میں علمی اعتبار سے ایک معیاری دارالعلوم ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب کی توجہات سے یوماً فیوماً مارج ترقی طے کر رہا ہے اور اب مغربی و مشرقی پاکستان کے .... کے بھی طلباء درس کے لئے آ رہے ہیں۔ رب العزت تبارک وتعالیٰ ہر لحاظ سے اس .... کو کامیابی عطا فرمائے۔

حضرت علماء کی نشست: شام کو حضرت علماء بدایونی کی قیام گاہ پر حضرات علماء .... نشست ہوئی جس میں کافی تعداد کے ساتھ علمائے کرام شریک حضرت علامہ .... اور مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی القادری نے مقاصد وفد اور انجمن تبلیغ الاسلام کے اغراض وقوانین بیان کرتے ہوئے تبلیغی شاخوں کے قیام کی اہمیت۔ تبلیغی کالج .... کی ضروریات پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت علمائے کرام سے اپیل کی کہ تحریک تبلیغ .... قوت کے ساتھ چلایا جائے۔ حضرت علمائے کرام اپنی اپنی مساجد میں تحریک تبلیغ .... مسلمانوں کو متوجہ فرمائیں۔ ہر محلے میں مہینے میں چند اجتماعات تبلیغی کے جائیں جن میں مسلمانوں کو اوامر ونواہی سے باخبر کیا جائے۔ بگڑے ہوئے اخلاق و عادات کو .... نبویہ کے ماتحت درست کرنے کی کوش کی جائے۔ خانقاہی نظام تبلیغ کو از سر نو .... کیا جائے۔

صدر محترم کی واپسی: چونکہ ۲۲ / اپریل کو ملتان میں مدرسہ انوار العلوم .... سالانہ اجلاس منعقد ہونے والے تھے جہاں اکابر علمائے اہل سنت تشریف لا رہے تھے۔ اس لئے مولانا

Marfat.com

احمد سعید کاظمی صاحب مہتمم انوارالعلوم کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے علامہ بدایونی رات کی گاڑی سے ملتان تشریف لے گئے اور ۲۳ر کی صبح کو ملتان .... حضرت علامہ مولانا شاہ عارف اللہ صاحب سابق خطیب جامع مسجد راولپنڈی حضرت مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام و دیگر علمائے اہل سنت سے ملاقاتیں ہوئیں۔ وفد کے دورے اور تبلیغی مسائل پر تبادلہ خیلات سے مفید مشورے حاصل ہوئے۔

حضرت علامہ مولانا احمد سعید صاحب کاظمی مدظلہٗ نے ارشاد فرمایا کہ علامہ بدایونی مدرسہ دارالعلوم کے جلسۂ عام میں نماز جمعہ سے قبل خطاب فرمائیں۔ بعد ازاں نماز جمعہ پڑھائیں۔ چنانچہ اس پروگرام پر عمل کیا گیا۔

لاہور سے وفد کی تقسیم: کاموں کی کثرت کے باعث طے پایا کہ لاہور سے وفد .... حصے کر دیئے جائیں۔ حضرت علامہ بدایونی جہلم، میرپور آزاد کشمیر، مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، حضرت مولانا سید عبدالسلام صاحب۔ گجرات و لالہ موسیٰ، آزاد بن حیدر صاحب بی اے سیالکوٹ تشریف لے جائیں۔ اس طرح وفد کے مختلف حصے کرنے میں .... ہو جائے گا۔ چنانچہ یہی پروگرام تجویز ہو گیا۔

تبلیغی وفد گجرات میں: ۲۳ر اپریل کو حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب علیمی اور مولانا سید محمد عبدالسلام .... باندوی گجرات تشریف لے گئے۔ حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی اور مولانا .... مختار صاحب نعیمی، قاری احمد حسین صاحب خطیب گجرات سے ملاقاتیں ہوئیں۔ .... الاسلام کی اہمیت پر تبادلۂ خیالات ہوا اور ۲۴ر تاریخ کو تبلیغی جلسہ کی تجویز ہوئی۔ .... مولانا احمد مختصار صاحب نے پرخلوص محبت و دعوت و ضیافت کا اہتمام کیا بعد .... انجمن خدام الصوفیہ گجرات جانا ہوا۔ انجمن مذکورہ کے علماء و مشائخ مدرسین نے بڑی .... کا مظاہرہ کیا۔ حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب مدرس خدام الصوفیہ نے دعوت چائے نوشی سے خلوص و محبت کا ثبوت دیا تبلیغ الاسلام کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے تبلیغ الاسلام سے پورے تعاون کا وعدہ فرمایا۔ خصوصی مسرت اس وقت ہوئی کہ ہمارا وفد قلت وقت کی وجہ سے سرگودھا جانے سے قاصر رہا تو قدرت نے وہاں کی بزرگ ترین ہستی حضرت علامہ پیرزادہ مولانا سید حامد علی شاہ صاحب خطیب اہل سنت سرگودھا سے بھی یہاں ملاقات کرا دی۔ جنہوں نے اپنے جذبات ایمانی اور جوش .... اسلام سے تبلیغ الاسلام کے لٹریچر دیکھ کر علامہ مولانا شاہ عبدالحامد صاحب کی کارگزاریوں کی تعریف کی۔ اور سرگودھا میں انجمن تبلیغ الاسلام ک لٹریچر دیکھ کر علامہ مولانا شاہ عبدالحامد صاحب کی کارگزاریوں کی تعریف کی۔ اور سرگودھا میں انجمن تبلیغ الاسلام کی شاخ قائم کرنے کا حتمی وعدہ فرمایا۔ بعدہٗ مولانا سید عبدالسلام صاحب اور مولانا احمد نورانی صاحب لالہ موسیٰ تشریف لے گئے۔ سید شاہ محمد الیاس قادری سلامی کے یہاں قیام فرمایا۔ اور حضرت مولانا غلام قادر صاحب نعیمی خطیب جامعہ مسجد لالہ موسیٰ سے تبلیغ الاسلام کے اغراض و مقاصد پر مفصل گفتگو فرمائی۔ مولانا موصوف نے فوراً ایک تبلیغی جلسہ منعقد کیا۔ جس میں مولانا غلام .... صاحب نے دونوں علماء کی آمد کی وجہ تبلیغ الاسلام کے اغراض و مقاصد سے حاضرین کو روشناس کرایا۔ مولانا احمد نورانی صاحب نے سیرت نبویہ پر مدلل تقریر فرمائی۔ اور مولانا سید عبدالسلام صاحب نے ارکان اسلامی کی اہمیت اور مدنی تاجدار کی شانِ رسالت پر .... انگیز تقریر کی۔ انجمن کی شاخ کی تشکیل کی خواہش ظاہر کی۔ جس پر حاضرین نے لبیک کہتے ہوئے بالاتفاق حضرت مولانا غلام قادر صاحب کو صدر تجویز فرمایا۔ بقیہ .... جمعہ کو عمل میں لانے کا وعدہ کیا۔

۲۴ر کو صبح گجرات پہنچے جہاں شب کو زیر اہتمام مولانا محمد میاں صاحب .... مفتی احمد یار خاں صاحب جلسہ اور مکان پر دعوت ہوئی۔ فاضل نوجوان نے ولولہ انگیز نعت شریف سے

Marfat.com

حاضرین کو مسرور کرتے ہوئے حاضرین جلسہ کو ارکان وفد سے اور .... سے روشناس کرایا۔ حضرت مولانا نورانی صاحب و مولانا عبدالسلام کی بصیرت پر تقریریں ہوئیں۔ مولانا قاری احمد حسین صاحب نے باوجود کمزوری علالت کے جلسہ میں شرکت .... نہیں بلکہ اپنی تقریر سے بھی نوازا۔ حاضرین میں علماء کے ساتھ سب نے تبلیغ الاسلام سے .... کیا اور اس کی تشکیل کا وعدہ فرمایا۔ چند خصوصی حضرات کے گجرات آنے پر جلسہ .... شاندار طریقہ پر ہوگیا۔ ۲۵ر تاریخ کو ارکان وفد متعدد مقامات سے روانہ ہو کر جہلم پر .... مجتمع ہوگئے ایک ساتھ راولپنڈی روانہ ہوئے۔ حضرت علامہ بدایونی نے جہلم، میرپور آزاد کشمیر میں کام کیا اور جناب آزاد بن حیدر صاحب بی اے نے سیالکوٹ میں۔

راولپنڈی: ۲۵ر اپریل کو ارکان وفد جہلم پر مجتمع ہو کر سندھ ایکسپریس سے شام کو راولپنڈی پہنچے جہاں حضرت علامہ مولانا شاہ عارف اللہ صاحب قادری، حضرت مولانا مطیع الرضا صاحب اور دیگر علمائے کرام اور مشائخ عظام نے وفد کا استقبال کیا۔

ہوٹل میں قیام: اراکین وفد کے آرام اور شہر کے احباب کی ملاقاتوں کے پیش نظر حضرت علامہ مولانا عارف اللہ شاہ صاحب نے طے فرمایا کہ اراکین وفد کا قیام ہوٹل میں زیادہ موزوں ہوگا۔

حضرت پیر خضری دامت برکاتہم العالی سے وفد کی ملاقات: اسی دن حضرت علامہ بدایونی حضرت علامہ شاہ عارف اللہ صاحب، حضرت ناصر الاسلام مولانا سید عبدالسلام صاحب باندوی، حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، جناب آزاد بن حیدر صاحب، حضرت اقدس پیر خضری دامت برکاتہم العالی سے ملنے گئے۔ حضرت نے عام ملاقاتیں ختم فرما کر وفد کے ارکان سے خصوصی ملاقات فرمائی اور ایک گھنٹہ تک تحریک تبلیغ پر مذاکرہ فرمایا۔

حضرت علامہ بدایونی نے فرمایا ضرورت ہے کہ ہمارے مشائخ کرام خانقاہی نظام تبلیغ کو زندہ فرمائیں۔ ہمارے یہاں مدارس عربیہ کی سخت کمی ہے اس پر فوری توجہ مبذول فرمائی جائے۔

تبلیغی کالج کے قیام کی وہ اسکیم جو انجمن تبلیغ الاسلام نے پیش کی ہے اسے سماعت فرمائے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس قسم کی ایک خصوصی تجویز میری زیر نظر ہے جس پر بعض ذمہ دار اکابر سے گفتگو ہو چکی ہے میں ان شاء اللہ تعالیٰ مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام کی مساعی تبلیغ میں ہر .... خدمت و اعانت کرنے کے لئے تیار و مستعد ہوں۔ خدائے پاک آپ حضرات کو مقاصدِ .... میں کامیاب فرمائے۔

صدر وفد نے حضرت سے استدعا کی کہ حضرت انجمن تبلیغ الاسلام کی سرپرستی .... جسے حضرت خضری صاحب مدظلہٗ نے بخوشی قبول فرمایا۔

یہ ملاقات عمیق جذباتِ محبت و مودت کے ساتھ جاری رہی آخر میں حضرت .... صاحب نے دعائے برکت فرمائی۔ معانقے کے بعد یہ مجلس ختم ہوئی۔

حضرت پیر خضری صاحب کے یہاں سے اراکین وفد حضرت مولانا شاہ عارف اللہ صاحب قادری کے قائم کردہ مدرسہ خیر المدارس کی تعمیر کا معائنہ کرنے گئے۔ مدرسہ کی عمارت اگرچہ مختصر ہے مگر حضرت ساہ صاحب کی محنت قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب فرمائے۔

دفتر اخبار جنگ میں ارکان وفد: راولپنڈی کے قیام میں ایک بار ارکان وفد حضرت مولانا عارف اللہ شاہ صاحب کی معیت میں دفتر اخبار جنگ میں تشریف لے گئے جہاں ایک گھنٹے تک تبلیغی مقاصد پر گفتگوئیں جاری رہیں۔ یہ اخبار ماشاء اللہ کراچی کی .... پنڈی میں سب سے زیادہ کامیاب ہے۔

جلسۂ عام: بتاریخ ۲۶ر اپریل ۶۰ء راولپنڈی میں ایک جلسہ عام زیر صدارت حضرت مولانا شاہ عارف اللہ صاحب قادری دامت برکاتہم العالی منعقد ہوا۔ اجتماع .... بہت کافی ہوا۔ حضرت مولانا ساہ عارف اللہ صاحب نے اراکین وفد کا تعارف کراتے ہوئے تبلیغ کی اہمیت پر اظہارِ خیال فرمایا۔

Marfat.com

جناب آزاد بن حیدر صاحب بی، اے۔ منشی فاضل سیکریٹری وفد نے اغراض مقاصد وفد پر ایک جامع تقریر فرمائی۔ زاں بعد حضرت ناصر الاسلام مولانا سید عبداللہ .... حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی نے کلام ربانی کی صداقت اور اہمیت پابندیٔ نماز پر جامع تقریریں فرمائیں۔

آخری تقریر مجاہد ملت حضرت علامہ بدایونی نے فرمائی جو اپنی جامعیت فصاحت و .... مضمین کے لحاظ سے ایک تاریخی اور بہترین تقریر تھی جس میں حضرت موصوف .... کلام پاک، احادیث نبوی کی روشنی میں مسلمانوں کو متوجہ کیا کہ جب تک مسلمان اپنی سیرت .... کو سیرتِ نبویہ کے سانچے میں نہ ڈھالیں گے اور جب تک ان کا معاشرہ کتاب وسنت کے مطابق نہ ہوگا وہ صحیح ترقیات سے بہرہ مند نہیں ہو سکتے۔ آج ہمارے اعمال زبوں سے زبوں تر ہیں۔ قول وعمل میں یکسانیت نہیں معاشرہ انتہائی تبدہ ہو رہا ہے۔ ہمارے مشائخ وعلماء کی نہ .... تنظیم ہے نہ تبلیغی کوششیں متحرک ہیں۔ یہ لیل ونہار تباہ کن ہیں۔

وقت کا منادی پکار رہا ہے کہ ملت مسلمہ پاکستان خواب غفلت سے چونکے۔ مدارس، خانقاہوں، مساجد کو اسلام کے اصلی رنگ میں تبدیل کیا جائے۔ ہر چھوٹا بڑا مل کر تبلیغی کوششوں میں منہمک ہو جائے۔

آخر میں آپ نے انجمن تبلیغ الاسلام کا واضح پروگرام پیش فرمایا۔ مسلمانوں نے فریضۂ .... کی ادائیگی اخلاق وعادات کو اسلامی رنگ میں ڈھالنے کا عہد و میثاق کیا اور یقین دلایا کہ مسلمان اس پروگرام پر عمل پیرا ہوں گے۔

جلسہ رات کو ایک بجے صلوٰۃ والسلام اور پاکستان کے استحکام وبقاء کی دعا پر ختم ہوا۔

حضرت مولانا مطیع الرضا صاحب قادری رضوی خطیب لال کرتی کے یہاں دعوت: حضرت مولانا مطیع الرضا صاحب علمائے اہل سنت میں بڑی خوبیوں کے عالم وبزرگ ہیں۔ سلیقہ و صفائی حسن انتظام ان کا حصہ ہے۔

علمی اعتبار سے بھی ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں آپ کے یہاں کی دعوت میں بہت سے تبلیغی وعلمی مباحث ومسائل پر گفتگو رہی چند عملی خاکوں پر بحث رہی۔

حضرات علمائے کرام کا جلسہ: حضرت علمائے کرام کا ایک نہایت بڑا جلسہ ہوا۔ حضرت علامہ بدایونی نے علماء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا عصر حاضرہ میں جن حالات سے آپ کو دوچار ہونا پڑا ہے وہ ہمت شکن ضرور ہیں مگر خدمت وعمل کے لئے محرک ہیں۔

ضرورت ہے کہ آپ حضرات ہر جگہ مدارس قائم کریں۔ تبلیغی کوششوں کو وسیع کر کے ہر ایک عالم اپنے محلے۔ شہر وضلع میں تبلیغی تحریک کو زیادہ سے زیادہ پھیلائے اور ہر .... تبلیغی کمیٹیاں قائم ہوں جو مسلمانوں کے اخلاق وعادات کردار وعمل کو کتاب وسنت کے مطابق بنانے کی سعی کریں۔

آپ حضرات اپنے خطبات میں زیادہ تر عملی پہلوؤں پر زور دیں۔

حضرات علماء میں بعض بعض بزرگوں نے خیالات کا اظہار فرمایا اور متفقہ طور پر حضرت مولانا شاہ عارف اللہ صاحب القادری کو صدر انجمن تبلیغ الاسلام تجویز کیا گیا۔ آپ کو اختیار دیا گیا کہ بعد مشورہ عہدیداران وغیرہ کا اعلان فرمادیں۔

حضرت مولانا شاہ عارف اللہ صاحب کمیٹی کے ارکان و عہدیداران تجویز فرمانے کا اختیار دیا گیا تاکہ فعال قسم کے ایسے کارکنان تجویز ہوں جو اشتراک عمل کرتے ہوئے تبلیغی تحریکات میں منہمک ہو جائیں اور مرکزی دفتر کو کراچی کے پتہ پر کارکردگی کی رپورٹیں روانہ فرماتے ہیں۔

پشاور: ۲۷/اپریل ۶۰ء کو سندھ ایکسپریس سے اراکین وفد پشاور روانہ ہوئے۔ پشاور اسٹیشن پر سید ظفر علی شاہ صاحب صدر۔ نیز جمیل الرحمٰن صاحب سیکریٹری۔ ادارۂ انجمن تبلیغ الاسلام پشاور کے عہدیداران وارکان نے جناب حافظ احمد دین صاحب کی معیت

Marfat.com

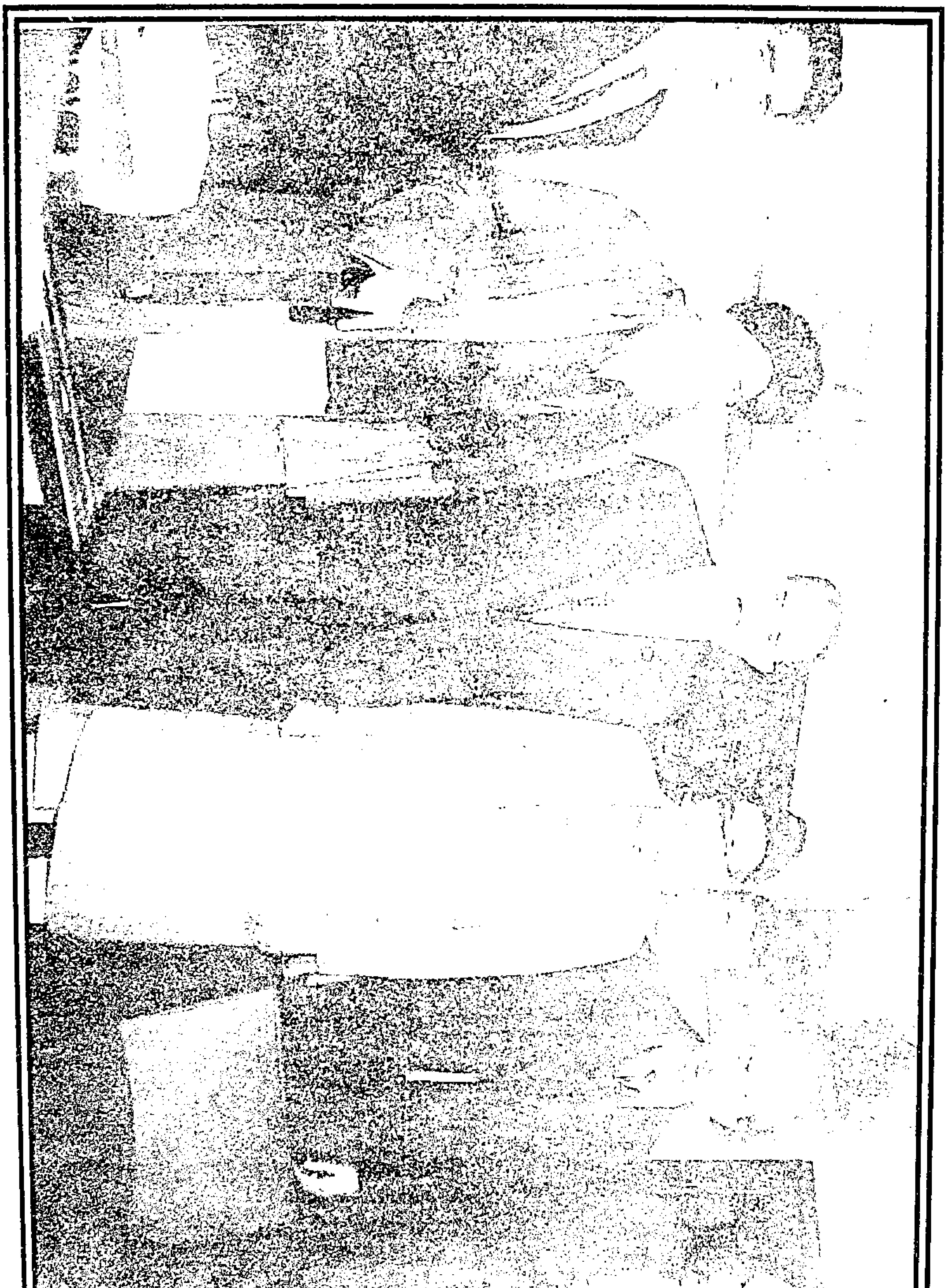

ترکی میں ایک استقبالیے میں دائیں سے بائیں آزاد بن حیدر، سید حسین امام اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (۱۹۶۵ء)

Marfat.com

میں وفد کا استقبال کیا۔ اراکین وفد کا صدر انجمن سید ظفر علی شاہ صاحب کے یہاں قیام ہوا۔ جہاں علماء ومشائخ اکابر وعمائدین شہر نے جوق در جوق ارکان وفد سے ملاقاتیں کیں۔ ارکان .... پشاور میں تین دن مقیم رہے جہاں حضرات علماء ومشائخ سے تبلیغی مقاصد پر تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ مدارس عربیہ کے قیام علماء و مشائخ کی تنظیم کے مسائل بھی زیر بحث آئے۔ انجمن تبلیغ الاسلام کے اغراض ومقاصد کی تفصیلات پیش کی گئیں۔ جنہیں خصوصی و عمومی حضرات نے پسند فرمایا۔

پشاور کی انجمن تبلیغ الاسلام ماشاءاللہ ایک فعال انجمن ہے جو ماہ ربیع الاول شریف، .... عاشورہ محرم، گیارہویں شریف میں معقول اہتمام کرتی ہے اور تبلیغی سلسلہ جاری ہے۔

عنقریب انجمن تبلیغ الاسلام پشاور اپنی مجلس منتظمہ میں بعض ایسی تجاویز طے کرے گی جس سے کراچی اور پشاور کے مابین روابط زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوجائیں گے۔

جلسہ عام: انجمن تبلیغ الاسلام پشاور کی جانب سے ایک عظیم الشان جلسۂ عام منعقد ہوا۔ جہاں خطیب صاحب نے اراکین وفد کو سپاسنامہ دیا۔

حضرت علامہ بدایونی اور حضرت ناصرالاسلام مولانا سید عبدالسلام باندوی ....، آزاد بن حیدر نے تبلیغی و اصلاحی تقریریں فرمائیں۔

علامہ بدایونی نے فرمایا آج ہماری بے عملی سے لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ کمیونزم اور مغرب کی لعنتیں ہمیں مجروح کرنا چاہتی ہیں۔ لامذہبیت پوری طاقتوں کے ساتھ اسلام کو خدانخواستہ ختم کرنا چاہتی ہے۔ ضرورت ہے کہ حضرات علمائے کرام پوری طاقت سے ساتھ ان تحریکات کے خلاف کام کریں اور کتاب و سنت کی تعلیمات کے لئے سرگرم عمل ہوجائیں۔

اراکین وفد پشاور سے ۲۹ رمئی ۶۰ء کو خیبر میل سے واپس ہوئے اسٹیشن پر کارکنان انجمن نے الوداع کہا۔

گوجرانوالہ کاموکی گجرات: ۳۰ رمئی کی صبح کو اراکین وفد گوجرانوالہ پہنچے۔ حضرت علامہ مفتی محمد امین الدین صاحب نیز دیگر علماء اور عمائدین نے پرجوش استقبال کیا۔ یہاں علماء وخواص کے اجتماع میں تبادلۂ خیالات ہوا۔ تبلیغی پروگرام پر مذاکرات ہوئے۔ تبلیغی شاخ کا مسودہ بنایا گیا اور پرخلوص دعوت ہوئی۔ گوجرانوالہ سے اراکین وفد کاموکی آئے۔ مولانا چشتی صاحب کے یہاں قیام ہوا۔

مولانا چشتی ایک پرانے مخلص کارکن ہیں۔ وہ الحمدللہ کاموکی کے ایک بڑے تاجر ہیں کئی بار حرمین الشریفین کی زیارت کرچکے ہیں آپ نے وفد کی آمد پر اعلیٰ .... فرمائے۔

جلسۂ شوریٰ: ۳۰ رمئی کی شام کو کاموکی کے روام وخواص کا ایک اجتماع ہوا جہاں حضرت علامہ بدایونی نے مختصر خطاب فرمایا۔ اغراض ومقاصد بیان فرمائے۔ حاضرین نے پرجوش طریقے سے اغراض ومقاصد تبلیغ سے اتفاق کا اظہار فرمایا۔

غوثیہ ہسپتال کا معائنہ: عصر کی نماز کے بعد یہاں کے غوثیہ ہسپتال کا اراکین وفد نے معائنہ فرمایا۔ منتظمین ہسپتال نے اراکین وفد کو عصرانہ دیا اور ایک سپاسنامہ پیش کیا جس کا جواب صدر محترم نے مختصر تقریر میں دیا۔

جلسۂ عام: شب کو ایک عظیم الشان جلسۂ عام زیر صدارت مفتی محمد حسین نعیمی لاہور منعقد ہوا۔ جس میں علماء گوجرانوالہ اور کاموکی کثیر تعداد میں شریک ہوئے اور ایک عظیم الشان اجتماع ہوا۔

آزاد بن حیدر صاحب بی اے اور حضرت مولانا سید عبدالسلام صاحب باندوی نے تقریریں فرمائیں۔

آخر میں حضرت علامہ بدایونی نے ایک بسیط تقریر میں اسوۂ نبویہ کے عنوان پر ایک جامع تقریر فرمائی۔ اور فرمایا کہ لادینیت اور کمیونزم کا جال ہر طرف پھیل گیا ہے۔ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جو کتاب وسنت کے نام پر حاصل ہوا کتاب وسنت کے ماننے والے اپنے ملک میں کمیونزم اور مغرب کی لعنتوں کو کسی لمحہ

Marfat.com

برداشت نہیں کر سکتے۔ ضرورت ہے کہ ہمارے علماء ایک ایک قریئے میں پھیل جائیں اور اسلامی احکام کی تبلیغ فرمائیں۔

مسلمانوں کے بگڑے ہوئے معاشرے کو درست کرنے میں خصوصی کوشش فرمائیں۔ پاکستان کے استحکام کے لئے اپنی تمام اکائی کوششیں صرف کی جائیں۔ نماز و عبادت کی پابندی کی جائے۔

کاموکی میں حسب ذیل شاخ قائم ہوئی۔

انجمن تبلیغ الاسلام کاموکی کے عہدہ داران۔

۱۔	جناب مفتی محمد امین الدین صاحب	صدر
۲۔	جناب مولانا باغ علی صاحب	نائب صدر
۳۔	جناب حکیم احمد حسن صاحب	ناظم اعلیٰ
۴۔	جناب سید فضل شاہ صاحب	خزانچی
۵۔	جناب مولانا لطیف احمد چشتی صاحب	رکن
۶۔	جناب مولوی عبدالقادر صاحب	//

کمیٹی کو اختیار دیا گیا کہ وہ مناسب و موزوں حضرات کو جماعت میں داخل کر سکتی ہے۔ اگر مناسب و ضروری ترمیمات کرنا چاہے تو اسے اختیار ہوگا۔

سفر گجرات: کاموکی میں علم ہوا کہ اہل سنت کے مشہور عالم و واعظ حضرت مولانا قاری احمد سین فیروز پوری کا (جو عرصے سے قلیل تھے) انتقال ہو گیا۔ کاموکی سے گجرات بہت زیادہ دور نہ تھا اس لئے ہم لوگ کاموکی سے بذریعہ ٹرین گجرات روانہ ہو گئے۔

۱۰ بجے گجرات پہنچے حضرت مولانا کے مکان پر جا کر تعزیت کی مزار پر فاتحہ پڑھی پھر تبلیغی مسائل پر حضرت علامہ مفتی احمد یار خان صاحب سے جا کر تبادلہ خیالات کیا۔ حضرت مفتی صاحب کے یہاں اور بھی اکابر علمائے اہل سنت موجود تھے۔ اب سب سے باتیں ہوئیں۔

روانگی لاہور: لاہور پہنچتے ہی ۴ بجے شام کو حضرت مشاہیر علمائے کی ایک مجلس ہوئی جس میں لاہور کی شاخ پر تفصیلی تبادلۂ خیالات ہوا۔ متفقہ طور پر حسب ذیل حضرات عہدیداران و ارکان تجویز ہوئے۔

حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی	صدر
مولانا الٰہی بخش صاحب خطیب جامع مسجد رام نگر	ناظم اعلیٰ
مولانا قاری غلام رسول صاحب	نائب ناظم
مولانا قاری عبدالحمید صاحب قادری مہتمم مدرسہ فرقانیہ	خازن
مولانا فقیر محمد صاحب خطیب مسلم پارک	رکن
مولانا حکیم غلام معین الدین صاحب	//
مولانا ارشد پناہوی صاحب	//
مولا بخش صاحب مسلم بی۔اے	//
مولانا محمد اشرف حسین کاظمی	//
مولانا محمد اعجاز رضوی صاحب	//
مولانا خوش محمد صاحب	//

لاہور کے جلسہ ہائے عام: لاہور میں پہلا جلسۂ عام جامع مسجد چڑا منڈی میں بعد عشاء منعقد ہوا۔ رات کے ایک بجے تک اراکین وفد کی تقاریر ہوئیں جنہیں کافی سے زیادہ پسند کیا گیا۔

اس جلسہ میں بھی تبلیغی پروگرام نماز کی پابندی اخلاق حسنہ اختیار کرنے معاشرے اسلامی بنانے سچ بولنے باہمی ہمدردی اور عملی اخوت اختیار کرنے کی اپیل کی گئی۔

جلسہ مسلم مسجد: لاہور میں مسلم مسجد ایک تاریخی نوعیت کی مسجد ہے اس مسجد میں ایک عظیم الشان جلسۂ عام زیر صدارت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی منعقد ہوا جس میں مولانا مفتی محمد حسین صاحب، مولانا محمد بخش صاحب بی اے، حضرت مولانا مفتی اعجاز ولی صاحب، حضرت مولانا مفتی عزیز احمد صاحب بدایونی و دیگر علمائے لاہور نے شرکت فرمائی۔

ابتداء جامعہ نعیمیہ کے ایک طالب علم نے قرأت قرآن پاک اور نعت شریف پڑھی۔ جناب مکی صاحب خطیب جامع مسجد نے عربی قصیدہ پڑھا۔

Marfat.com

منتظمین مسجد کی تجویز کے مطابق طے ہوا کہ صرف حضرت علامہ بدایونی ہی دو گھنٹے تک تقریر فرمائیں۔

چنانچہ حضرت علامہ بدایونی نے سیرت نبویہ کے عنوان پر ایک مبسوط تقریر فرمائی اس میں حضرت علامہ بدایونی نے سب سے پہلے حضور آقائے کونین علیہ التحیۃ والثناء کا مقام اعلیٰ بیان فرمایا۔ پھر سیرت کے مختلف گوشے اور درستی اخلاق کی عملی مثالیں پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ جس ملت کو خدائے حکیم نے اپنا .... اور جامع رسول عطا فرمایا۔ جس کی زندگی بحیثیت معلم اخلاق، بحیثیت عبادت گزار، بحیثیت کردار و عادات بے مثال تھی۔ جس نے دین و دنیا کے ہر گوشہ کو اپنی سیرتِ طیبہ سے مکمل فرمایا۔ ایسے رسولِ برحق کی تعلیمات کے بعد کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ مسلمان کمیونزم اور لادینیت کو قبول کریں یا مغرب زدگی کا شکار ہو کر اسلام سے دور ہوں۔

اگر مسلمانانِ پاکستان واقعتہً ان بلاؤں سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ بنیادی و تبلیغی تحریز ندہ کریں۔ حضرات علماء و مشائخ خانقاہی نظام کو اسلاف کبار کے مطابق چلائیں۔

ہر مسلمان نماز و عبادت۔ اخلاقِ حسنہ کی دعوت کا معلم ہو۔ حضرت ممدوح نے انجمن تبلیغ الاسلام کا تبلیغی پروگرام پیش کیا۔ آخر میں مسلمانوں سے نماز و عبادت۔ محرماتِ شرعی سے محترز رہنے کا عہد لیا۔ آخر میں صلوٰۃ و سلام پڑھا گیا۔ دعائیہ تقریر میں حضرت مولانا بدایونی نے مملکت پاکستان کے استحکام و تحفظ کی دعا کی۔ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

ڈھاکہ کی روانگی کے انتظامات

پشاور جاتے ہوئے لاہور کے قیام میں ارکان وفد کی سیٹیں ۳رمئی کے لئے محفوظ کرادی گئی تھیں۔ حضرت علامہ مولانا سید محمد سعید صاحب کاظمی بھی مشرقی پاکستان کے سفر کے لئے آمادہ ہوگئے تھے۔ مگر تنظیم مدارس کے ایک اہم ترین جلسے کی شرکت کے باعث بذریعہ فون و تار التواء سفر کی اطلاع ملی۔

ارکان وفد کی ڈھاکہ کو روانگی: لاہور کی انجمن کے تمام انتظامات مکمل کر کے ارکان وفد ہوائی اڈہ کے لئے روانہ ہوئے۔ مشرقی پاکستان کے احباب و اخوان کو اطلاعات دی جا چکی تھیں۔

۳رمئی ۶۰ء کو پی آئی کے جہاز نے ساڑھے بارہ بجے پرواز کی اور ٹھیک مغرب کے وقت نہایت آرام کے ساتھ ڈھاکہ پہنچا دیا۔ سفر میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ راستہ بہت آرام سے گزرا۔

نماز مغرب کے بعد باہر آئے تو حضرت مولانا جمال میاں صاحب فرنگی محلی اور .... انصاری صاحب، جناب سیٹھ عبدالحکیم صاحب کلکتہ والے، محمد یوسف قادری .... والے پچاس۔ ساٹھ احباب کے ساتھ استقبال کے لئے موجود تھے۔ متعدد احباب قیام کے لئے مصر تھے۔ مگر سیٹھ عبدالحکیم صاحب ہی کے یہاں قیام کرنا طے ہوا۔ چنانچہ اراکین وفد .... لائن تشریف لے گئے اور سیٹھ صاحب کے یہاں قیام کیا۔

حضرت مولانا جمال میاں بھی اراکین کے قیام گاہ تک تشریف لائے۔

سیٹھ عبدالحکیم صاحب کلکتہ کے مہاجر و تاجر ہیں۔ بڑے اخلاص و محبت کے آدمی ہیں۔ تواضع و خاطر داری میں انہوں نے کافی سے زیادہ انتظامات کئے۔ گھر کے چھوٹے بڑے اراکین وفد کے آرام و راحت کے لئے وقف تھے۔

ڈھاکہ میں ملاقاتیں: ۴رمئی کو سب سے پہلے اراکین وفد حضرت مفتی عمیم الاحسان صاحب پرنسپل مدرسہ عالیہ و مولانا عثمان غنی صاحب سے ملنے گئے۔ حضرت ممدوح سے عرصہ دراز کے بعد ملاقات ہوئی۔ بے حد اخلاق و محبت سے پیش آئے۔ جس قدر علماء اس وقت آپ کے دفتر میں موجود تھے سب سے تبادلۂ خیالات رہا۔ انجمن تبلیغ الاسلام .... وفد کے اغراض و مقاصد واضح کئے گئے۔ قائد وفد حضرت علامہ بدایونی نے فرمایا یہ انجمن خالص تبلیغی و مذہبی انجمن ہے۔ سیاسیات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

Marfat.com

وفد ہر جگہ خانقاہی نظام تبلیغ کو حضراتِ متقدمین کے نقوش پر متحرک کرنا چاہتا ہے۔ پاکستان کے ہر حصہ کے رہنے والے مسلمانوں سے ہم اپیل کرتے ہیں کہ وہ نماز وعبادت کی پابندی کریں۔ سیرتِ نبویہ پر چلیں اپنے اخلاق وعبادات کو درست کریں۔

حضرت مفتی صاحب قبلہ نے اعانت وامداد کا وعدہ فرمایا۔

شام کے وقت قائد وفد اپنے ان عزیزوں سے ملنے تشریف لے گئے جو...... سے ہجرت کر کے ڈھاکہ آئے ہوئے ہیں۔

پہلا جلسۂ عام: ۴رمئی کو شب میں بعد نماز عشاء جناب شیخ عبدالحکیم صاحب کے زیر اہتمام آرمینین ٹولہ میں ایک شاندار جلسہ عام زیر صدارت حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب فرنگی محلی منعقد ہوا۔ پہلی تقریر جناب آزاد بن حیدر بی، اے نے فرمائی۔ زاں بعد حضرت مولانا سید عبدالسلام صاحب نے ایک جامع اور شگفتہ تقریر فرمائی۔

آخر میں حضرت علامہ بدایونی مقاصد تبلیغ کو سامنے رکھتے ہوئے سیرت نبویہ پر ایک معرکۃ الآراء تقریر فرمائی اس تقریر میں آپ نے مسلمانوں سے تحریک نماز۔ اطاعتِ نبویہ، معاشرے کی درستی، اخلاق ومحبت باہمی کے عنوانات پر روشنی ڈالتے ہوئے مسلمانوں سے ان امور پر عمل کرنے کا عہد واثق لیا۔

تقریر جذبات دینی سے لبریز تھی تمام مجمع اشک بار تھا۔ آخر میں تبلیغی پروگرام پیش کیا جسے بہت پسند کیا گیا۔ صلوٰۃ والسلام اور پاکستان کے استحکام و ترقی کی دعا فرمائی۔

نارائن گنج: ۵رمئی کو اراکین وفد نارائن گنج تشریف لے گئے جہاں بعد نماز ....ایک جلسہ زیر اہتمام حاجی فتح اینڈ کمپنی احمد بن داؤد توکل کمپنی ہوا اراکین وفد نے اغراض ومقاصد انجمن تبلیغ الاسلام پر تقاریر فرمائیں۔

حضرت مولانا جمال میاں فرنگی محلی کے یہاں دعوت:
حضرت مولانا جمال میاں فرنگی محلی نے اراکین وفد کے اعزاز میں خصوصی اہتمام کے ساتھ دعوت فرمائی۔ جس میں شہر کے اکثر و بیشتر علماء ومشاہیر شریک ہوئے۔ معزز مہمانوں سے اراکین وفد نے اغراض ومقاصد تبلیغ پر تبادلۂ خیالات کیا۔

روانگی چاٹگام: مولانا کے یہاں سے اراکین وفد سیدھے اسٹیشن آگئے اور چاٹگام میل سے روانہ ہوگئے۔

چاٹگام ریلوے اسٹیشن پر استقبال: چاٹگام میل ۷رمئی کو ساڑھے ۸ بجے صبح چاٹگام ....اسٹیشن پر حضرت مولانا وقار الدین صاحب پرنسپل جامعہ سنیہ حنفیہ اور چٹاگانگ کے علماء اور مشائخ کثیر جمعیت لئے ہوئے پرجوش نعروں کے ساتھ استقبال کے لئے موجود تھے۔ کافی دیر تک استقبالی سلسلہ جاری رہا۔ اسٹیشن سے اراکین وفد قیام گاہ پر لائے گئے۔ ایک بجے تک حضرات علماء کارکنان عمائدین شہر کی آمد و رفت رہی۔ شہر کے مشاہیر بھی تشریف لاتے رہے۔

جامعہ سنیہ احمدیہ: پہلے دن جامعہ سنیہ احمدیہ کا معائنہ کیا یہ ادارہ مشرقی پاکستان میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے۔ جہاں طلباء کی بدرجہ اتم واحسن خدمت کی جا رہی ہے۔ طلباء کی تعلیم و رہائش انتظامات انتہائی عمدہ حالت میں ہیں۔ علوم دینیہ .... کے ساتھ حفظ قرآن کریم اور درجۂ قرآت وترتیل پر بھی کافی محنت کی جا رہی ہے۔ طلباء کے کمروں میں جا کر مختصر اً جائزہ بھی لیا گیا۔ طلباء نے اطمینان بخش جوابات دیئے۔ .... قرأت کی حالت بہت بہتر ہے۔

حضرت مولانا وقارالدین صاحب جیسے فاضل محترم اس دارالعلوم کے پرنسپل، کارکنان وعہدہ داران مدرسہ انتہائی شغف کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ جزاهم الله خير الجزا.

اس مدرسہ کو دیکھ کر وہ ساری کوفت جو ہمارے مدارس کی قلت سے ہو رہی تھی دور ہوئی۔ اگرچہ اس جیسے مدارس مشرقی پاکستان کے ہر ایک گوشے خاص طور پر ڈھاکہ میں اعلیٰ پیمانہ پر متعدد مدارس عربیہ ہونے کی ضرورت ہے تاکہ .... بہترین درس واعظ وامام نکل سکیں۔

حضرت مولانا وقارالدین صاحب کے مدرسہ کا فیض دور

Marfat.com

تک پھیلا ہوا ہے۔

حضرات علمائے کرام کی پہلی نشست: حضرات علمائے مشرقی پاکستان سے نشست بوجہ نماز زیادہ اچھی نہ ہو سکی کیونکہ اکثر و بیشتر علماء فرائض و امامت کی وجہ سے مجبور ہو گئے اس لئے علماء کا اجتماع دوسرے دن صبح تجویز کیا گیا۔

۷رمئی کو شب میں جناب عبدالسبحان شاہد صاحب کے یہاں پہلے ایک جلسۂ میلاد شریف منعقد ہوا بڑا اچھا اجتماع رہا۔ سیرت نبوی کے عنوان پر حضرت علامہ بدایونی کی ایک .... تقریر ہوئی جو بہت پسند کی گئی۔

صلوٰۃ سلام اور پاکستان کے استحکام و ترقی کی دعا پر یہ جلسہ مبارکہ ختم ہوا۔

چاٹگام میں احباب و اخوان کے یہاں دعوتیں: ۸رمئی کو مختلف احباب کے یہاں پرتکلف دعوتیں رہیں۔ دعوتوں میں بھی خصوصی افراد سے تبلیغ کی تحریکات پر تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔

جلسہ عام: حضرت مولانا وقارالدین صاحب کے زیر اہتمام پبلک پارک میں ۸رمئی کی شام سے ایک عظیم الشان جلسۂ ترتیب دیا گیا جلسہ کی صدارت حضرت مولانا شاہ محمد عبالحامد صاحب قادری مدظلہ العالی نے فرمائی۔

سب سے پہلے جامعہ سنیہ احمدیہ اور حضرت شیر بنگالہ کی طرف سے حسب ذیل سپاسنامہ پیش کئے گئے۔

بحضور عالی مرتبت مجاہد ملت محب سنت اعلیٰ حضرت مولانا
شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی مدظلہ العالی

منجانب طلبائے جامعہ احمدیہ سنیہ سولہ شہر چاٹگام

دور حاضر میں دنیا کے مشہور صاحبان فہم و قلم جن کا نام خصوصی امتیاز کا حامل ہے ان کی سیاسی خدمات بے مجال ہیں۔ نیز جنہوں نے اپنی شعلہ بیانی و آتش زبانی سے .... کو انگریزوں کے پنجۂ استبداد غلام سے بچانے کے لئے جنگ آزادی میں تن من دھن کی بازی لگا کر بے مثال نظیر قائم کر دی اور جنہوں نے دین مقدمہ کی اشاعت و مذہب اہل سنت کی حمایت میں اپنے افعال و اقوال، مواعظ و نصائح .... ملت ربانی کے لئے ربع مسکون کو ہلا ڈالا اور اپنی جدوجہد سے پاکستان کے حصوں میں دیگر رہنمایانِ قوم کے ہمراہ تعاون کر کے جنگ آزادی کو سر کر لیا .... کہتے ہوئے دلی مسرت اور فخر محسوس کرتے ہیں کہ ان کی صف اول میں آپ کا نامی گرامی جلی قلم سے لکھا ہوا ہے۔

اس پر آشوب زمانے میں جہاں گندم نما جو فروش حشرات الارض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں اور ہر چہار طرف ظلم و نافرمانی کی طغیانی و لامذہبیت اور کفر و شرک کی گھنگور گھٹائیں ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہیں۔ مسلمانوں کے نہ عقائد مضبوط نہ اعمال درست ہیں مسلمان صرف نام کے مسلمان ہیں۔

مسلماں رہ گئے ہیں نام کے اس دہر میں
ان میں وہ شئے جس کو کہتے ہیں مسلمانی نہیں
(شوق)

اخلاق کا وہ انحطاط کہ انسانیت بھی انگشت بدنداں ہے۔ نہ آج وہ دینی حیثیت .... نہ دنیاوی اعتبار سے سرفرازان ناگفتہ بہ حالات میں مسلمانانِ پاکستان کی عظمت .... واپس لانے اور ان کے اعمال و اخلاق و عقائد کی اصلاح کرنے کا احساس جس کو پیدا .... آپ ہی کی ذات اعلیٰ اقدس ہے جس نے نہایت اولوالعزمی اور استقلال کے ساتھ اسلام کے خزاں خوردہ گلستان کو بہار جانفزا سے تبدیل کرنے کا بیڑہ اٹھا ہے کا ثمرہ ہوا کہ جوشیلے لوگوں کے دلوں میں پھر سے ہزاروں ولولے لاکھوں امنگیں خود بخود .... ہو گئیں۔

اٹھا ہے طوفانِ بدتمیزی پڑی تلاطم میں اپنی کشتی
مگر خدا کا ہے شکر اب بھی ابھرنے والے ابھر رہے ہیں

ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ نے سنگ لاخ زمین میں تخم ریزی نہیں کی .... پتھر میں جونک نہیں لگائی ہے بلکہ ایک ایسی جماعت سے خطاب فرمایا ہے جو بے عمل ضرور ہے مگر

Marfat.com

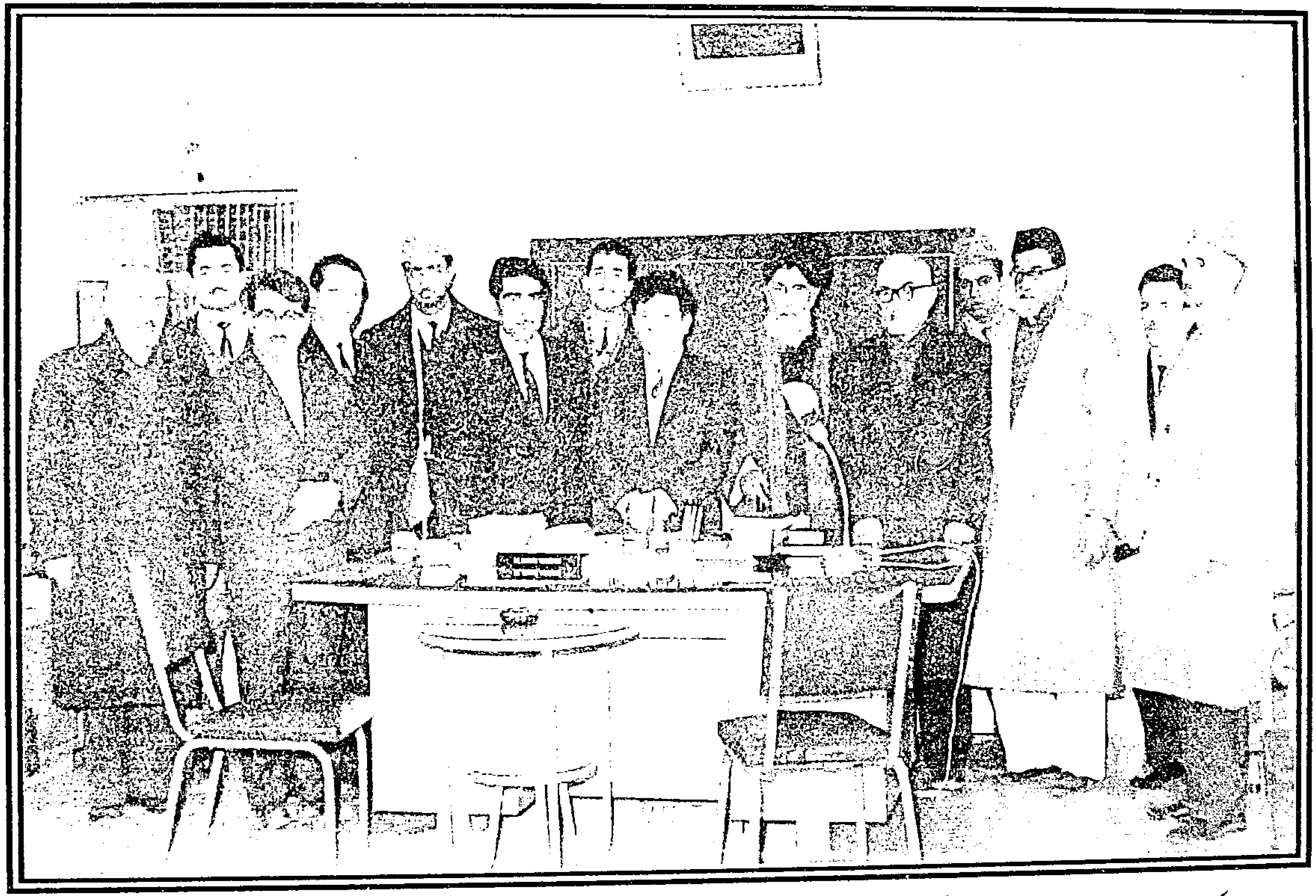

ترکی کے ایک استقبالیہ میں دائیں سے بائیں سید حسین امام، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور آزاد بن حیدر (۱۹۶۵ء)

Marfat.com

گمراہ نہیں وہ رستے سے بھٹکی ہوئی ہے مگر تلاش و جستجو میں سرگردان ہے اس کے جوہر مٹ گئے ہیں مگر جلا سے پھر نمودار ہو سکتے ہیں۔

ہم طلبائے جامعہ احمدیہ سنیہ اپنی خدمات آپ کی معاونت کے لئے پیش کرتے ہیں اور دین برحق کی تبلیغ کے لئے اپنی کوششیں رضا کارانہ طور پر وقف کرتے ہیں ہم طلبائے جامعہ احمدیہ سنیہ دست بدعا ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو اور آپ کے معاونین و ارکان وفد کو اجر جزیل عطا فرمائے آپ کی مساعی جمیلہ کو کامیاب فرمائے اور مسلمانوں کو آپ جیسے بے مثل مجاہد بہادر اور سردار اور کامیاب مدبر کی قیادت سے محروم نہ رکھے اور آپ جیسے معمار ایوان تمدن اور لشکر ترقی کے سالار کی بدولت مسلمانوں کے قالب کو روح سے بہرہ ور کر دے اور آپ کی بدولت مسلمانان عالم کو وہ اعلیٰ اخلاق عطا فرمائے جو دوسری قوموں کے لئے مشعلِ راہ بنیں۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

سپاس گذار

طلبائے جامعہ احمدیہ سنیہ

انجمن تبلیغ الاسلام زندہ باد　　جامعہ سنیہ زندہ باد

وفد انجمن زندہ باد

تہنیت نامہ

برقدوم میمنت لزوم مجاہد ملت امام اہل سنت حضرت علامہ شاہ عبدالحامد صاحب قادری بدایونی صدر انجمن تبلیغ الاسلام و حضرت مولانا شاہ احمد نورانی و حضرت مولانا سید شاہ عبدالسلام صاحب قادری و حضرت آزاد بن حیدر بی۔اے مدظلہم العالی۔

.... مولانا بدایونی ہزاراں مرحبا
پیشوائے اہل سنت آمدہ او مرحبا
.... اعظم مجاہد درمیان سیناں
از برائے ایں زماں کبریت احمر بیگماں

خیر خواہ اہل سنت آمدہ او بے گماں
یا الٰہی زندہ دارش تابقائے ایں جہاں
.... احمد نورانی وہم سید عبدالسلام
مقتدائے دین ملت آمدند شانِ لا کلام
حضرت آزاد بی اے ابن حیدر بے گماں
ہم رکاب است ب بدایونی کہ شد رشک زماں
.... ایں بزرگاں ناز کن اے چاٹگام
نعمتِ عظمیٰ برائے اہل سنت لا کلام
نام ناظم گر تو خواہی شیر بنگالہ بداں
دار محفوظش خدایا از شیر ور دھبیاں

جماعت خانقاہ عزیزیہ سید محمد عزیز الحق شیر بنگالہ القادری مشرقی پاکستان اسلام آباد۔ (چاٹگام)

.... بعد پہلی تقریر جناب آزاد بن حیدر صاحب بی اے نے فرمائی آپ نے مقاصد وفد کی وضاحت کی زاں بعد حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی القادری مدظلہ العالی نے مسئلہ ختم نبوت پر حقائق سے لبریز تقریر فرماتے ہوئے مسلمانوں کو خاتم الانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریفہ سے توسل واطاعت پر محققانہ انداز میں روشنی ڈالی اور مسئلہ تبلیغ پر زور دیا۔ زاں بعد حضرت ناصر الاسلام مولانا شاہ سید عبدالسلام صاحب باندوی نے ایک ولولہ انگیز تقریر فرمائی جس میں مولانا شاہ سید عبدالسلام صاحب باندوی نے ایک ولولہ انگیز تقریر فرمائی جس میں .... مؤثر انداز میں بحث فرمائی۔

آخری تقریر مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب بدایونی مدظلہ العالی نے فرمائی۔ یہ تقریر اپنی جامعیت و تاثر کے لحاظ سے ایک .... رکھتی تھی۔ حضرت ممدوح نے دامن سرکار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی .... کی ادائیگی، فلسفہ عبادت، درستی اخلاق معاشرہ کے عنادین پر سیر حاصل .... فرمائی۔ جلسہ ساڑھے پانچ بجے شام سے شروع

Marfat.com

ہو کر ۱۰ بجے شب کو ختم ہوا۔ نماز کے لئے وقفے دیئے جاتے رہے۔

صلوٰۃ والسلام پاکستان کے استحکام وترقی کی دعا پر جلسہ بخیر و خوبی اختتام ہوا۔

حضرات علمائے کرام کا اجتماع خصوصی: ۹ مئی ۶۰ء کو صبح ۸ بجے حضرات علمائے کرام تشریف لانے لگے۔ ساڑھے آٹھ بجے سے حضرت علامہ بدایونی کے عنوان پر ایک ایسے انداز پر تقریر فرمائی کہ سارے علماء چیخیں مار مار کر رونے لگے تمامی علمائے کرام نے فرمایا کہ ہم سب متحد ہو کر فریضۂ تبلیغ ادا کریں گے اور .... تبلیغ اسلام کی دعوت کو لبیک کہنا اپنا فریضۂ حیات سمجھیں گے۔

مشرقی پاکستان کی انجمن تبلیغ الاسلام کا قیام: حضرت علامہ بدایونی کی تقریر مشرقی پاکستان کی ایک مرکز .... قائم کی گئی جو کراچی کی .... تبلیغ الاسلام سے ملحق ہوگی۔

حضرت مولانا وقار الدین صاحب	صدر
// // محمد فرقان صاحب محدث	نائب صدر
شیر بنگال حضرت مولانا سید عزیز الحق صاحب	سرپرست
مولانا شفیق احمد صاحب ایم اے	ناظم اعلیٰ
..........مولانا رشید احمد صاحب	نائب ناظم
مولانا عبدالسبحان شاہدی صاحب	خزانچی
حضرت مولانا فیض احمد صاحب	رکن
// // مصطفےٰ صاحب	رکن
..........مولانا سید شمس الہدیٰ صاحب	//
// نور محمد صاحب قادری	//
// الطاف .... قادری	//
// عزیز الرحمٰن صاحب	//
// محمود الحق صاحب	//

جیسور کو روانگی: ۹ مئی ۶۰ء کو چاٹگام سے جیسور کے لئے روانہ ہو کر ۵ بجے شام .... پہنچے۔ جیسور کے لئے ہوائی جہاز سے صبح روانہ ہوتا تھا اس لئے شب کو جناب .... صاحب انصاری کے یہاں قیام کیا۔

۱۰ مئی کو ۱۱ بجے ڈھاکہ سے ہوائی جہاز نے پرواز کی ۱۲ بجے جیسور پہنچے۔ جیسور ہوائی اڈے پر کھلنا کے منتظمین موجود تھے۔ اسی وقت موٹر سے روانہ ہوئے .... بجے کھلنا پہنچے جہاں حضرات علماء و مشاہیر نے وفد کا استقبال کیا۔ کھلنا کے .... کے سلیم ہوٹل میں ارکان وفد کا قیام ہوا۔

جلسہ عام: اسی دن بعد عشاء عظیم الشان پیمانے پر ایک جلسۂ عام منعقد ہوا۔ حضرت ناصر الاسلام سید عبدالسلام صاحب باندوی اور آزاد بن حیدر مولانا شاہ احمد نورانی .... علیمی نے بصیرت افروز ولولہ انگیز ابتدائی تقاریر فرمائیں۔ آخری تقریر حضرت علامہ بدایونی نے والہانہ انداز میں فرمائی۔ تمام تقاریر عشق ومحبت نبوی میں ڈوبی ہوئی تھیں یہ جلسہ خاص تبلیغی جلسہ تا مگر بعض شرپسند عناصر نے جلسہ کو ناکام بنانے کے لئے پرچے بازیاں شروع کیں۔ اور اراکین وفد کو مسائل میں الجھا کر نفس .... تبلیغ سے ہٹانا چاہا مگر اراکین وفد نے عام طور پر اور صدر محترم مجاہد ملت علامہ بدایونی نے خاص طور پر مقاصد تبلیغ سے خود کو وابستہ رکھا۔ جلسہ الحمدللہ بے حد کامیاب رہا اور تخریبی کوششیں ناکام رہیں۔

دوسرا جلسۂ میلاد: جناب سلیم صاحب کے یہاں بڑے پیمانے پر جلسہ میلاد النبیؐ منعقد ہوا جس میں شہر کے اکثر و بیشتر حضرات شریک ہوئے۔

حضرت علامہ بدایونی مدظلہ نے بصیرت افروز تقریر فرمائی۔

انجمن تبلیغ الاسلام کھلنا

حضرت مولانا محمد محی الدین صاحب	صدر
مولانا فاروق صاحب	نائب صدر
مولانا عبدالاحد صاحب	سرپرست
مولانا ظفر الدین صاحب	ناظم اعلیٰ
جناب قیام الحق صاحب	نائب ناظم
// شیخ مخدوم صاحب	رکن

Marfat.com

// نور محمد صاحب //
// عبدالغنی صاحب //
// مولانا رفیق الدین صاحب //
// حافظ اصغر علی صاحب //
// ماسٹر عبدالجلیل صاحب //
// وارثی صاحب //
// محمد سلیم صاحب //
// حاجی موسیٰ صاحب //
// محمد صدیق صاحب //
// محمد عثمان احمد صاحب //
// پیر محی الدین صاحب //
// محمد اسحٰق صاحب //
// صوفی محمد حسین صاحب //

۱۲ر مئی کو اراکین وفد کھلنا سے ذریعہ موٹر جیسور واپس ہوئے اور ایک بجے ہوائی جہاز سے روانہ ہو کر ۲ بجے ڈھاکہ پہنچ گئے۔

حضرت مولانا جمال میاں صاحب فرنگی محلی مطار پر خود تشریف لائے اور وفد کو مہمان بنایا۔ فرنگی محلی اور بدایوں کے جو دیرینہ تعلقات ہیں ان کے لحاظ سے مولانا جمال میاں کا مکان ہمارا گھر تھا۔ جمال میاں صاح نے فرنگی محل کی روایاتِ قدیمہ کے ماتحت وہ تمام مہمان نوازیاں کیں جن سے فرنگی محل کی یاد تازہ ہوگئی۔

رب العزت تبارک وتعالیٰ فرنگی محل کے اس درخشندہ ستارہ کو تادیر عزت وکامرانی کے ساتھ باقی رکھے۔ آمین۔

ہم سب کے مخلص جناب شیخ عبدالحکیم صاحب نے جمال میاں صاحب کے یہاں تشریف لاکر وعدہ لے لیا کہ ۱۳ر کی صبح آپ حضرات میرے یہاں تشریف لائیں اور میرے یہاں سے ہی رخصت ہوں چنانچہ چائے کے بعد مولانا جمال میاں صاحب کے مکان سے شیخ صاحب کے یہاں آ گئے۔ شیخ صاحب کے گھر والوں نے آج کی آخری دعوت میں مہمان نوازی کے تمام جوہر دکھا دیئے۔

واپسی ڈھاکہ کے وقت حسب ذیل سپاسنامہ پیش کیا گیا۔

سپاسنامہ

بخدمت مجاہد ملت امام اہل سنت حضرت مولانا قبلہ عبدالحامد صاحب قادری بدایونی مدظلہ العالی۔ صدر انجمن تبلیغ الاسلام ومولانا شاہ احمد نورانی مدظلہٗ وناصر الاسلام مولانا شاہ عبدالسلام صاحب باندوی ومولانا آزاد بن حیدر۔ بی اے

مبارک ہو پھر وہ گھڑی آگئی ہے
کہ رحمت کی ہر سو گھٹا چھا گئی ہے
پئے دین سب اس کے کر کے حوالے
کراچی سے آئے ہیں تبلیغ والے
ہمیں حق کی باتیں بتانے کو آئے
جو سوئے تھے ان کو جگانے کو آئے
بدایونی حامد وہ سردار ملت
ضعیفی میں کرتے ہیں یوں دین کی خدمت
لئے ساتھ ہم مشربِ باصفا کو
چلے راہ دکھلانے خلق خدا کو
وہ مولانا نورانی اور ابن حیدر
ہر اک ان میں ہے ایک نایاب گوہر
پسند سب کو ہے جن کی شریں کلامی
ہے عبدالسلام ان کا اسم گرامی
تاریر پُرمغز جوش روانی
سنی تھی نہ ایسی کبھی خوش بیانی
ہوا دل میں پھر ولولہ ایسا پیدا
کہ پھر نام لینے لگا اس کا شیدا
ابھی تو نہ سیری ہوئی تھی ہماری

Marfat.com

خبر یہ ملی جا رہی ہے سواری
ہماری طرف ہاتھ اپنا بڑھا کے
چلے جا رہے ہیں وہ دامن چھڑا کے
جسے دیکھئے کہہ رہا ہے وہ آ کے
نہ یوں آپ جائیں محبت بڑھا کے
بہر کیف سب سے رضا لیجئے اب
ہمارے لئے یہ دعا کیجئے اب
الٰہی کرم اپنے بندوں پہ کر دے
تو رحمت سے پھر سب کے دامن کو بھر دے
گنہگار کو راہ سیدھی دکھا دے
ہمیں پھر سے سچا نمازی بنا دے

لطیف احمد جعفری

منجانب

عبدالحکیم، امین الرحمٰن، مخلص الرحمٰن، عبدالکریم، ہاشم عبرت،
یوسف قدیری

ڈھاکہ ۱۳ مئی ۱۹۶۰ء:

شیخ صاحب کا سارا گھر اخلاص ومحبت کا مجسمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر جمیل عطا فرمائے اور اپنی برکات سے مالا مال فرمائے۔

یہاں آ کر سب منتشر سامان درست کیا۔ جمعہ کی تیاری کی۔ جمعہ سے قبل کھانے سے فارغ ہو گئے کیونکہ ڈیڑھ بجے مطار روانہ ہو جانا ہے۔ جمعہ شیخ صاحب کے پڑوس میں حضرت علامہ بدایونی نے پڑھایا۔ بعد جمعہ الوداع کہنے والوں کا ایک قافلہ موٹروں میں سوار ہو کر مطار تک آیا۔ ادھر حضرت مولانا جمال میاں صاحب بھی تشریف لے آئے تاکہ سامان میں کوئی صعوبت نہ ہو۔ الحمدللہ مولانا جمال میاں صاحب کی وجہ سے کی قسم کی کوئی دشواری نہ ہوئی۔ پی آئی کے عملے نے لاہور سے لے کر یہاں تک بڑا اچھا برتاؤ کیا۔ یہ ہوائی کمپنی ہماری اپنی کمپنی ہے جس نے ماشاء اللہ تھوڑے ہی عرصہ میں کافی ترقی کر لی ہے۔ پائلٹ اور سارا عملہ بہت ہوشیاری سے راستے میں سروس وغیرہ نہایت اچھی کرتا ہے البتہ کراچی آتے ہوئے قبل قبل مغرب رات کا کھانا دیا جاتا ہے جس سے سخت تکلیف ہوتی ہے اگر بعد مغرب کھانے کا انتظام ہو تو زیادہ مناسب ہوگا۔

(یہ مسودہ انتہائی مخدوش حالت میں ملا تھا۔ اکثر جگہ پر الفاظ مخدوش حالت میں تھے اور پڑھے نہیں جا سکے۔ لیکن جیسا تھا ہم نے اس کو کمپیوٹرائزڈ کر دیا ہے۔ معذرت خواہ ہیں۔ اگر مسودہ اصل حالت میں مل گیا اور زندگی نے ساتھ دیا تو آئندہ ایڈیشن میں مکمل کر لیا جائے..... آزاد بن حیدر)

☆☆☆

حضرت مولانا بدایونی ؒ کی زندگی کا سب سے بڑا مشن عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت تھا۔ چنانچہ اس تحریک میں آپ نے بڑا نمایاں حصہ لیا۔ تحریک تحفظ ختم نبوت کی حمایت اور مرزائیت کی تردید کی پاداش میں حکومت نے انہیں گرفتار کر لیا۔ ایک سال تک سکھر اور کراچی کی جیلوں میں مولانا ابوالحسنات قادری کے ساتھ نظر بند رہے۔ قید وبند کی سخت صعوبتوں کو بڑی جوانمردی سے برداشت کیا۔ ان کی مدبرانہ فراست نے پورے ملک میں اس تحریک کو مقبول بنایا۔

(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، مولانا اللہ وسایا، عالمی مجالس تحفظ ختم نبوت، ملتان، ص ۱۴۲)

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان جہاں قومی و مذہبی تحریکات میں مصروف رہتی ہے وہیں اس کے پیش نظر یہ بات بھی رہی ہے کہ پاکستانی مسلمانوں اور دنیا کے مسلمانوں کے روابط مضبوط کئے جائیں۔ چنانچہ یہ جمعیۃ مرکزیہ اسلامی ممالک میں اپنے وفود بھیجنے کا انتظام کرتی ہے، مختلف ممالک میں ہمارے وفود بھیجے گئے اور نتائج اچھے برآمد ہوئے لیکن مغربی اور غیر مسلم حکومتوں میں ایسے بکثرت مقامات ہیں جہاں کوئی کام نہیں ہوسکا۔ خصوصاً ترکستان، قازقستان، بخارا، سمرقند، تاشقند کے وہ علاقے جہاں مسلمان کافی تعداد میں ہیں اور دنیا کی مسلمانوں سے قطعاً کٹے ہوئے ہیں۔ وہ پاکستان کے نام سے کسی حد تک واقف تھے لیکن پاکستان کے مسائل و حالات سے ان میں واقفیت نہ تھی۔

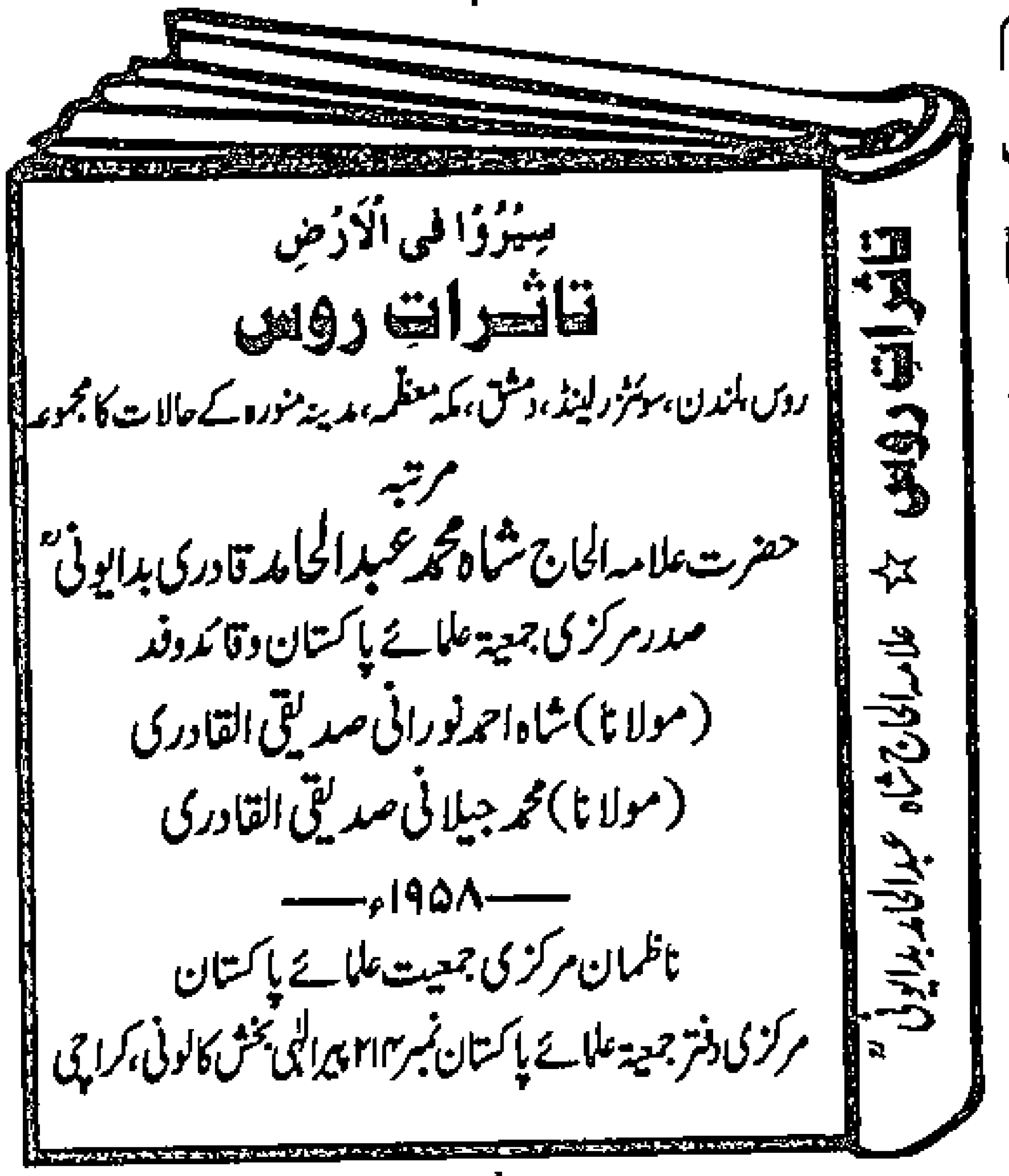

اس علاقے کے اندر سابق میں کافی سے زیادہ مظالم وشدائد کئے گئے مگر مسلمان دین پر قائم رہے۔ ان میں دین داری اور مذہبیت کے متعلق مختلف قسم کی روایات مسموع ہوئی تھیں اب سے دو سال قبل بخارا اور ترکستان۔ قازقستان کے ایک قومی رہنما انڈونیشیا کا دورہ کرتے ہوئے جس وقت کراچی آئے تو انہوں نے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے صدر سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ صدر جمعیۃ اور ارکان ان سے ملے۔ تفصیلی مذاکرات ہوئے، مسائل کو اچھی طرح سمجھ کر جمعیۃ کی طرف سے بمقام آرام باغ ایک بڑا جلسہ عام ترتیب دیا گیا جس میں انہوں نے اپنے خیالات پیش کئے۔ ہم سے اعانت کی خواہش ظاہر کی

چنانچہ جمعیۃ کی مجالس عاملہ اور سالانہ کانفرنس میں بخارا، ترکستان کے مسلمانوں کے متعلق چند تجاویز منظور کی گئیں۔

اسی وقت سے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان سوچ رہی تھی کہ ازبکستان۔ قازقستان جیسے تاریخی و علمی مقامات کا ایک بار معائنہ کر کے اخوت اسلامی کی تحریک کا آغاز کیا جائے۔ چنانچہ وقتاً فوقتاً اس سلسلے میں جمعیۃ کی تحریکات کا سلسلہ جاری رہا۔ تا آنکہ گزشتہ ماہ رمضان المبارک سے قبل حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب صدر ادارہ دینیہ ازبکستان نے ہم سے جمعیت کی ایک وفد لانے کی خواہش ظاہر کی جس پر جمعیت نے غور وفکر کرنا شروع کر دیا۔ جس وقت صدر ادارۂ دینیہ کا تاشقند سے باقاعدہ دعوت نامہ موصول ہوگیا تو ارکانِ جمعیت نے فیصلہ کیا کہ اس سلسلے میں وزیر خارجہ، صدر مملکت اور دوسرے ذمہ دار حضرات سے تفصیلی ملاقاتیں کرنے کے بعد جواب دیا جائے۔

وزیر خارجہ سے ملاقات: حسب ذیل ارکان پر ایک وفد میری قیادت میں مئی ۱۹۵۷ء میں جناب ملک فیروز خان نون! وزیر خارجہ سے ملا۔ مولانا بدایونی، سید حسین امام، مولانا سید مخدوم سید ناصر جلالی، سید عبدالمنعم عدری، مولانا نورانی میاں صاحب، مولانا محمد جیلانی صاحب اور اراکین وفد نے تاشقند سے آیا ہوا دعوت نامہ اور اس کے جواب کا مسودہ اور اراکین وفد اس کی فہرست وغیرہ سنائی اور کہا کہ اگر آپ متفق ہیں تو ہمارے پاسپورٹ وغیرہ کے احکام ہوجانا چاہئیں۔ جناب نون صاحب نے مسٹر اخوند کو حکم دیا کہ انڈورسمنٹ دے دیا جائے۔ مسٹر اخوند نے ملاقات کے بعد ہم سے اراکین کے نام طلب کئے جو انہیں بھیج دیئے گئے۔ ازاں

Marfat.com

بعد ہمارے وفد کو لیٹ کیا گیا۔ ہمیں تاشقند کے دعوت نامہ کے مطابق ۵رجون کو کراچی سے روانہ ہو کر ۷رجون کو تاشقند پہنچنا چاہئے تھا مگر دفتر وزارت خارجہ کی پیچیدگیوں کے باعث وفد کی تاریخیں بڑھتی ہی چلی گئیں۔ وفد جمعیۃ علمائے پاکستان کا اور وزارت خارجہ کی طرف سے اس بات پر اصرار کے مشرقی پاکستان کی طرف سے جن لوگوں کو ہم طے کریں گے اگر آپ شامل وفد نہ کریں گے تو وفد کو جانے کی اجازت نہ ملے گی۔ جمعیت کے لئے یہ طریقہ حد درجہ تکلیف دہ تھا مگر صرف اس وجہ سے جو چیز جمعیۃ نے اپنی کوشش سے شروع کی اسے اچھے یا برے نمائندوں کی بناء پر ملتوی کر کے خراب کرنا کسی طرح مناسب نہ تھا۔ خود وزارتِ خارجہ کا ایک شعبہ جس غرض سے ایسا طرز عمل اختیار کر رہا تھا اس کا پس منظر ہمارے علم میں تھا پھر بھی ہم نے اللہ کا نام لے کر ان تین سرکاری افراد کو قبول کر لیا تا کہ روسی مسلمانوں کے حالات کا مشاہدہ تو کر لیا جائے۔ دورے کے اختتام پر ہم جانتے تھے کیا ہوگا۔

بہر کیف ۲۱رجون ۱۹۵۷ء کو وفد کی حسب ذیل تشکیل عمل میں آئی۔ (مولانا) بدایونی۔ قائد وفد، (مولانا) محمد جیلانی صدیقی رکن وفد، (مولانا) شاہ احمد نورانی صدیقی رکن وفد، سید عبدالمنعیم عدد رکن وفد، جناب راغب احسن (از وزارتِ خارجہ)، جناب عبدالوہاب صاحب (از وزارتِ خارجہ)، جناب سید افتخار علی صاحب ڈپٹی سیکریٹری بحیثیت میزان آفیسر۔

۲۱رجون کی دوپہر تک پاسپورٹوں اور کرنسی کے مسائل کی تکمیل ہوسکی۔

روسی سفارت خانے میں دعوت: ۲۶رجون کی شام کو روسی سفارت خانے نے اراکین وفد کو اپنے ہاں مدعو کیا اگر چہ ہم لوگ اس دن کافی سے زیادہ مشغول تھے مگر سفر روس کی وجہ سے سفارت خانے کی دعوت کا قبول کرنا ناگزیر تھا۔ دو گھنٹے تک روسی سفارت خانے میں اجتماع رہا۔ اراکین جمعیۃ علمائے پاکستان و دیگر افراد دعوت میں شامل رہے۔ نماز مغرب سفارت خانے کے لان میں ادا کی گئی۔ واپس آ کر سامان درست کیا۔ طے پایا کہ تین افراد ایئر پورٹ پر جا کر آرام کریں بقیہ حضرات صبح جہاز سے قبل پہنچ کر جہاز میں سوار ہوں گے۔

روانگی از کراچی: ۲۷رجون ۱۹۵۷ء کو روسی سفارت خانہ کے قائم مقام سفیر صاحب مع اپنے عملے کے ہم سب کو الوداع کہنے کے لئے تشریف لائے۔ جہاز نے ٹھیک ساڑھے چھ بجے صبح پرواز کی اور ساڑھے نو بجے لاہور پہنچ گیا۔ ان دنوں کراچی میں شدید انفلوئنزا پھیلا ہوا ہے۔ لاہور میں اس کے اثرات پہلے سے ہیں چناں چہ لاہور ایئر پورٹ پر ڈاکٹروں کا ایک خاص عملہ مقرر ہے جو مسافروں کا معائنہ کرنے پر مامور ہے۔ چیکنگ اور معائنہ کے بعد ہم لوگ ایک کمرے میں جا کر بیٹھ گئے۔ دیر تک مسٹر قدوائی ایڈووکیٹ سے باتیں سفر روس پر ہوتی رہیں۔ لاہور سے ایک گھنٹہ میں راول پنڈی اور وہاں سے روانہ ہو کر ساڑھے بارہ بجے پشاور پہنچ گئے۔ پشاور پر جناب محترم مسٹر زبیری کمشنر پشاور کی جانب سے تمام انتظامات ہو چکے تھے۔ نیز برادر گرامی جناب سید عبدالغنی صاحب بھی ہوائی اڈے پر تشریف لائے تھے۔ ہوائی اڈے سے شہر کے ایک بڑے ہوٹل میں کھانا کھایا۔ یہیں نماز ظہر ادا کی، کابل سے ہمارے لئے ایک اچھی اسٹیشن ویگن گاڑی آ گئی ہے۔ آج ۴ بجے شام اس گاڑی سے سفر کر کے رات کو جلال آباد قیام کریں گے۔

پشاور سے روانگی: حسب قرارداد ہوٹل میں قدرے آرام کر کے ٹھیک ۴ بجے شام پشاور سے روانہ ہو گئے۔ نصف گھنٹے کے بعد پاکستان کی آخری سرحد آ گئی جہاں پر پاکستان کا دفتر قائم ہے۔ یہ مقام بے حد خوشگوار ہے۔ پہاڑوں کے دامن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنی ہوئی ہے۔ مسجد کے برابر دفتر اور صحن ہے۔ یہاں مختصر سی آبادی بھی ہے۔ نماز عصر پڑھی۔ نماز کے بعد افسر اعلیٰ کی جانب

Marfat.com

سے دعوت عصرانہ دی گئی۔ ناشتے کے بعد ہی متصلاً یہاں سے روانہ ہوگئے۔ سامنے ہی کابل کی سرحد کا پھاٹک تھا۔ یہاں پاسپورٹ دکھائے گئے۔ ہمارے ہمراہ کابل کے روسی سفارت خانہ کے تھرڈ سکریٹری جا رہے ہیں۔ یہ اچھی فارسی بولتے ہیں تمام انتظامات وہی کر رہے ہیں۔

پہاڑیوں کے دلچسپ مناظر: پاسپورٹوں کی دیکھ بھال کے بعد گاڑی روانہ ہوگئی۔ پہاڑیوں کے موڑ توڑ مد و جزر شروع ہو گئے۔ اس وقت ہوا کافی ٹھنڈی چل رہی ہے۔ چہار طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آ رہا ہے پہاڑوں سے آبشاروں کے گرنے کا منظر نہایت دلچسپ ہے۔ یہ وہی راستے ہیں جہاں سے شاہانِ اسلام اپنی افواج لے کر ہندوستان میں داخل ہوئے تھے۔ پہاڑوں کی بلند چوٹیاں، راستوں کی ناہمواریاں دیکھ کر ہمارے قلوب پر یہ تاثرات پیدا ہو رہے ہیں کہ اس قدر تکلیف دہ راستوں پر مسلمانوں کی افواج اپنے کثیر سامان کے ساتھ کس طرح گزریں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب کسی قوم میں ہمت و جرأت ایمانی طاقت خدا پر بھروسہ پیدا ہو جائے اور وہ والہانہ انداز میں اقدامات کرے تو قدرت اس کی مدد کرتی ہے، تمام مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ آج کل کے دورِ ارتقاء و سائنس میں بھی ان پہاڑوں سے گزرنا آسان کام نہیں۔ پھر پرانے زمانہ میں جبکہ آج کی ترقیاں نہ تھیں۔ دور دراز مقامات پر مسلمانوں کا پہنچنا ان کے عزم راسخ کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔ آفرین ہے عساکر مسلمین کو کہ انہوں نے فتوحات کا سلسلہ قائم رکھا۔

جلال آباد تک پہنچتے پہنچتے یہی تخیلات دل و دماغ پر قائم رہے۔ رفقاء میں مولانا محمد جیلانی، مولانا شاہ احمد نورانی اور سید افتخار علی صاحب خوش و خرم ہیں لیکن بقیہ افراد ایک تو آرام طلب عمر میں پہلی بار ایسے طویل سفر کو نکلے۔ راغب صاحب تو کراچی سے ہی انفلوئنزا کا شکار تھے۔ یہ سب اپنے اپنے حال میں گم ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ عبدالوہاب صاحب اور عددی صاحب کا تو برا حال ہے۔ پھر بھی ہم لوگ ان سب کی مزاج پرسی کرتے ہوئے سفر طے کر رہے ہیں۔ عددی صاحب بھوک پیاس کے بے حد کچے ہیں اور طبیعت بھی بچوں کی پائی ہے۔ ذرا سی دیر میں تولہ گھڑی میں ماشہ۔

اب آفتاب ڈوب رہا ہے۔ روسی ڈرائیور کو بذریعہ مترجم سمجھا دیا گیا کہ جو گاؤں آئے اس کے کنارے پر روک دے تاکہ ہم سب نمازِ مغرب پڑھ لیں۔ گاؤں آتے ہی گاڑی ٹھہر گئی۔ وضو کیا، اپنی اپنی چادریں بچھائیں، نماز مغرب ادا کی اس وقت علم ہوا کہ جناب سید افتخار صاحب شیعہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ نماز کے بعد سامنے ایک قبرستان تھا وہاں فاتحہ پڑھی، گاؤں والوں نے سب کو وضو کا پانی دیا۔ یہ شخص بڑا ہی نیک ہے۔ ہم نے اسے اور اس کے بچوں کو پشاور سے آئے ہوئے پھلوں میں سے پھل دیئے۔ وہ بہت خوش ہوا اور دعائیں دینے لگا۔

اب گاڑی پوری رفتار سے چلی جا رہی ہے مگر جگہ جگہ چونکہ سڑک خراب ہے اس لئے گاڑی کی رفتار بار بار دھیمی کرنی پڑتی ہے۔ رات کے وقت آسمان کے رنگ پہاڑیوں کی چوٹیوں کا منظر عجب دلکش ہے۔ ہم مناظر قدرت میں منہمک تھے کہ جلال آباد کی آبادی آ گئی۔ ہمارے وفد کے مہمان خانہ خصوصی میں شب کو ٹھہرنے کا انتظام کیا گیا ہے اسی عمارت میں گاڑی ہمیں لائی۔ یہاں افغانستان کے عمال اور سفارت خانہ پاکستان کے کچھ کارکنان موجود تھے۔ کھانے پر سب سے باتیں ہوتی رہیں۔ کھانے سے فارغ ہو کر نماز عشاء پڑھ کر جلد لیٹ گئے۔ اول تو دن بھر کی تھکن پھر سویرے چار بجے کابل چلنا ہے تاکہ نماز جمعہ سے قبل کابل پہنچ جائیں۔ صبح کا وقت نازک ہوتا ہے۔ روانگی ۴ کی بجائے ۵ بجے ہو سکی۔ جلال آباد سے راستہ سیدھا ہے۔ پہاڑوں کی بجائے صاف سڑک پر گاڑی تیز چل رہی ہے۔ جلال آباد سے کابل ۸۰ میل ہے۔ جس رفتار سے گاڑی جا رہی ہے امید ہے کہ انشاء اللہ ہم لوگ ساڑھے گیارہ بجے تک کابل پہنچ جائیں گے۔

Marfat.com

اگر چہ سڑک کافی خراب ہے مگر ڈرائیور بہت تیز چل رہا ہے۔ مناظر دلچسپ ہیں۔ جلال آباد کے بعد راستے میں صرف ایک جگہ رکے۔ چائے وغیرہ پی۔ تا آنکہ ۲۸/ جون کو صبح ساڑھے گیارہ بجے کابل پہنچ گئے۔ ہم نے سفارت خانہ کے سیکریٹری صاحب سے کہہ دیا کہ جمعہ کی وجہ سے فی الحال کسی اور جگہ نہ جائیں گے جہاں ہمیں ٹھہرنا ہے وہیں چلئے تاکہ غسل وغیرہ کرتے ہی کپڑے بدل کر جامع مسجد چلے جائیں۔ چنانچہ شاہی ہوٹل دارالامان میں گئے۔ جاتے ہوئے شہر کی چند سڑکیں، عمارتیں دیکھیں۔ دارالامان کی سڑک امان اللہ خان نے اپنے زمانہ میں روسی انجینئروں سے تعمیر کرائی تھی۔ دورویہ خوب صورت درخت بیچ میں سڑک، چھوٹی چھوٹی عمارتیں بنی ہوئی ہیں۔ ہوٹل پہنچ کر غسل وغیرہ سے فراغت پائی۔ جمعہ کے لئے روانگی ہوگئی۔ جامع مسجد اذان اولیٰ کے بعد پہنچ سکے۔ مسجد خاصی اچھی ہے۔ مگر صحن خام ہے۔ جہاں افغانی بھائیوں نے اپنی اپنی چادریں بچھا رکھی ہیں۔ ہم سب نے بھی سنتیں پڑھیں۔ بعض بعض خوانین جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ بعد فراغت نماز مسجد کے اندرونی حصے میں چند علماء سے گفتگو شروع ہوگئی۔ مسجد کی بدنظمی کا حال دیکھ کر افسوس ہوا۔ مختصر ملاقات کے بعد ہم لوگ سیدھے ہوٹل آ گئے۔ یہ ہوٹل مغربی طرز کا ہے، افغانی اور مغربی کھانے ملتے ہیں۔ ہماری طبیعت نے یہاں کے کھانے پسند نہ کئے۔ توس، مکھن سے اپنا کام چلا لیا اور ہوٹل واپس ہوئے۔ شہر کابل ۶ ہزار فٹ بلندی پر واقع ہے۔ موسم بے حد خوش گوار ہے۔ پہاڑیوں پر جگہ جگہ برف نمایاں ہے۔ یہاں کی سڑکیں پہلے سب خراب تھیں مگر روسی انجینئروں نے محنت کر کے انہیں درست کر دیا۔ ہمارا یہ ہوٹل شہر سے ۷۔۸ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ہوٹل آ کر آرام کیا۔ جناب راغب احسن صاحب کراچی سے ہی علیل چلے ہیں۔ عبدالوہاب صاحب پر بھی سفر کی تکان غالب ہے اور یہی حال عددی صاحب کا ہے۔ ان سب کے لئے علیحدہ علیحدہ کمروں میں انتظام کر دیا ہے۔ جس قدر انتظامی امور ہیں وہ سب ہمیں یا مولانا جیلانی میاں اور نورانی میاں کو ہی انجام دینا پڑ رہے ہیں۔

اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری: ۲۹/ جون صبح سویرے نماز فجر کے بعد ناشتہ کر کے طے ہوا کہ آج دو صحابیوں کے مزارات پر حاضر ہو کر ایصال ثواب کیا جائے۔ ان دونوں بزرگوں کے مزارات کابل کی قدیم آبادی کے اندرونی حصے میں ہیں اور مرجع خلائق بنے ہوئے ہیں۔ سب کے سب یہاں حاضر ہوئے فاتحہ پڑھی۔ دونوں کے مزارات پر خاص نور جھلک رہا تھا۔ دیر تک حاضر رہے، ان کے تاریخی حالات معلوم کئے مگر حاصل نہ ہو سکے۔ صرف اتنا ہی معلوم ہو سکا کہ صحابیِ رسول ہیں جنہوں نے کابل میں آ کر فیوضِ ظاہر و باطن پھیلائے اور خلق خدا کی خدمت فرمائی رضی اللہ عنہما۔

دریائے کابل اور شاہی باغ: یہاں حاضری دے کر دریائے کابل دیکھنے گئے۔ دریا کے بعد شاہی باغ میں فاتحہ پڑھنے حاضر ہوئے۔ شہنشاہ بابر خاندان مغلیہ کا افغانستان میں بانی تھا۔ آگرہ سے اس کی لاش کابل لا کر دفن کی گئی۔ یہ باغ کافی حسین ہے جس کے اندر دریائے کابل کی ایک چھوٹی سی نہر بہہ رہی ہے۔ بہت پر لطف منظر ہے۔ ایک بارہ دری بنی ہوئی ہے۔ یہاں آئے تو ایک صاحب کتاب کافیہ پڑھ رہے تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے امتحان لینا شروع کر دیا وہ بے چارے گھبرا گئے۔ یہاں کی پولیس بیرونی ممالک کے آئے ہوئے لوگوں کی سخت نگرانی کرتی ہے اور اس قسم کے لوگ پہلے سے نگرانی و دریافت حال کے لئے بٹھا دیئے جاتے ہیں۔ تین دن کے قیام کابل میں ہم لوگ جہاں جاتے ہمارے پیچھے پولیس کے افراد کی ایک سرخ موٹر گاڑی ہر جگہ ساتھ گھومتی رہتی۔ ہمیں افسوس ہوا کہ ہم اپنے ایک اسلامی اور پڑوسی ملک میں وفد کی شکل میں روس جاتے ہوئے ٹھہر گئے پھر بھی ہماری

Marfat.com

نگرانی کے کیا معنی۔ دیر تک باغ کے مناظر دیکھے۔

حضرت ابورفاع عدی ابن السید عددی ہجرت کے ۴۴ ویں سال کابل تشریف لائے اور جے پال جو اس وقت کابل کا بادشاہ تھا۔ اس کی فوج نے آپ پر شدید یورش کی، اس یورش میں حضرت نے جام شہادت نوش فرمایا۔

یہاں کی حاضری میں سوز و کیف پیدا ہوا اور بھی چند مزارات پر جو قلعہ بالا حصار کی سڑک پر واقع ہیں حاضریاں دیں۔

ادارۂ تعلیمات میں چانسلر محکمہ تعلیم سے ملاقات: مزارات شریفہ پر فاتحہ پڑھنے کے بعد جناب رئیس صاحب چانسلر تعلیمات افغانستان نے دفتر ادارۂ تعلیمات میں حاضر ہو گئے اور تقریباً ایک گھنٹہ تک یہاں علمی مسائل پر تبادلۂ خیال ہوتا رہا۔ دینیات کے معلم بھی موجود تھے۔ ان سے عربی میں اور چانسلر صاحب سے انگریزی میں باتیں ہوتی رہیں۔ چانسلر صاحب نے دینیات کے کورس کا ایک نقشہ بھی ہمیں دیا۔

سفیر سعودیہ عربیہ سے ملاقات: ادارۂ تعلیمات سے فارغ ہو کر سیدھے سفارت خانہ سعودیہ عربیہ گئے۔ تقریباً نصف گھنٹہ تک ان سے ملاقات رہی۔ قائم مقام سفیر ایک نوعمر نوجوان ہیں مگر بے حد تیز و چست ہیں۔ ان کے یہاں سابق سفیر حجاز کی تعزیت کرنے گئے۔ عددی صاحب نے یہاں بھی سفیر سے اپنی رقوم کے مطالبات شروع کر دیے۔

مسٹر محمد اسلم خٹک سفیر پاکستان کے یہاں وفد کے اعزاز میں دعوت: جناب محمد اسلم خٹک سفیر پاکستان سے پہلی ملاقات ہم ۲۸ رجون کو کر آئے تھے، اسی دن انہوں نے فرمادیا تھا کہ ۲۹ رجون کو میرے یہاں ارکان وفد کی دعوت ہے۔ چنانچہ سفیر سعودیہ عربیہ کے یہاں سے سیدھے خٹک صاحب کے مکان پر گئے۔ جناب خٹک صاحب نے اپنے یہاں کی دعوت میں سفرائے عالم اسلامی کو مدعو کیا تھا۔ چنانچہ سفیر مصر، سفیر عراق، سفیر سعودیہ عربیہ و دیگر حضرات شریک ہوئے۔ سب سے مذاکرات علمیہ و سیاسیہ رہے۔ سفیر مصر نے سیاسی مسائل پر بحث شروع کر دی۔ اراکین وفد نے مسئلہ کشمیر پر اچھی تقریریں کیں۔ درمیان میں حیات انبیائے کرام و مسئلہ قادیانیت شروع ہو گیا۔ نیز حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرج شریفہ پر دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ مسئلہ فلسطین والجزائر و دیگر مسائل عالم اسلامی بھی درمیان میں زیر بحث آ گئے جس میں ہماری طرف سے بتایا گیا کہ مسلمانوں نے ہمیشہ عالم اسلامی کے معاملات میں دلچسپی لی ہے مگر دنیائے عالم اسلامی نے مسئلہ کشمیر میں بے اعتنائیاں کیں۔ آپ حضرات لسانی جغرافیائی ذہن میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ پاکستانی مسلمان اپنے مسائل کی طرح آپ کے مسائل کو سمجھتے ہیں۔ اس بحث کے اختتام کے بعد پرتکلف دعوت شروع ہوئی جو ۲ گھنٹے کے قریب تک جاری رہی۔ دعوت کے بعد سیدھے قیام گاہ آ گئے۔ طبیعت تھک گئی تھی آرام کیا۔ ساڑھے چار بجے اٹھ بیٹھے کیوں کہ آج حضرت نورالمشائخ علیہ الرحمہ کی فاتحہ اور ان کے صاحب زادے صاحب کی خدمت میں تعزیت کے لئے جانا ہے۔

حضرت نورالمشائخ کے صاحب زادے سے ملاقات: ٹھیک ۵ بجے سفارت خانۂ پاکستان کے اٹیچی جناب محمد سلیم صاحب ہم لوگوں کو حضرت نورالمشائخ صاحب کے یہاں لے جانے کے لئے آئے۔ جناب محمد سلیم صاحب نے قیام کابل کے زمانہ میں اراکین وفد کے ساتھ کافی وقت صرف کیا۔ ہر جگہ ہم لوگوں کو لے جاتے رہے۔ ان کی وجہ سے کافی آرام ملا۔ ہر قسم کی سہولیات حاصل ہوئیں۔

حضرت نورالمشائخ کا ایک وسیع مکان ہے جس کا بڑا حصہ زنانہ۔ دوسرا مردانہ ہے۔ اس کے اندر باغات بھی لگے ہوئے ہیں۔ پہلے دروازہ پر حضرت نورالمشائخ صاحب کے چھوٹے

Marfat.com

صاحب زادے حضرت خواجہ اسماعیل صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بعد ازاں حضرت مولانا خواجہ محمد ابراہیم صاحب عرف ظل المشائخ ملے۔ بے حد خلیق اور کافی علم رکھنے والے بزرگ ہیں۔ جن کے معمولات بہت اچھے ہیں۔ نورانی چہرہ ہے۔ مزاج پرسی اور معانقہ کے بعد ابتدأ فارسی میں پھر عربی میں گفتگو جاری رہی۔ آخر میں شاہ صاحب نے اردو میں گفتگو شروع فرمائی۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک سلسلۂ ملاقات وگفتگو جاری رہی۔ آخر میں ناشتہ وغیرہ کیا گیا۔ اس وقت ہماری معیت میں مولانا نورانی، میاں سلمہ جناب راغب احسن شریک تھے۔ شاہ صاحب نے ایک نسخہ عمدۃ المعارف کا دیا۔ نورانی میاں صاحب کو قلم عنایت فرمایا۔ اس ملاقات کے بعد حضرت نورالمشائخ علیہ الرحمہ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے جو مکان کے سامنے اور جدید مسجد کے متصل واقع ہے۔ دیر تک فاتحہ پڑھی۔ ظل المشائخ صاحب نماز عصر کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ ہم سب لوگ قیام گاہ سے نماز ادا کر کے چلے تھے۔ اس لئے باطمینان قلب فاتحہ پڑھتے رہے۔ بعد اختتام فاتحہ نئی مسجد دیکھی جو حضرت نورالمشائخ نے وصال سے قبل تیار کرائی تھی۔ اس ملاقات میں نورالمدارس کے علمائے کرام بھی شریک تھے جن سے عربی وفارسی میں مذاکرات ہوتے رہے۔ اس ملاقات کا ہم لوگوں پر کافی اثر ہوا۔

کابل کی موجودہ حالت: کابل کے سہ روزہ قیام کی زمانہ میں یہ بات صاف طور پر نظر آئی کہ کابل ترقیات کے سلسلے میں بہت پیچھے ہے۔ یہاں کے عوام عسرت وتنگی میں ہیں۔ کابل کی سڑکیں جس قدر بھی ہیں ان میں دو ایک کے علاوہ سب ہی خراب ہیں۔ عوام کے اندر مذہبی جوش ضرور ہے مگر ملوکیت وشہنشاہیت میں جو کچھ ہوا کرتا ہے یہاں بھی اس کا رنگ نمایاں ہے۔

ہم نے کابل پہنچ کر حسب ذیل بیان بغرض اشاعت دیا۔

تمام تعریفوں صفتوں کی مستحق وہ ذات پاک ہے جس نے کائنات عالم کو پیدا فرمایا اور اپنی قدرتِ کاملہ سے ناموجود کو لفظ کن فرما کر موجود فرمایا۔

وہ سب کا خالق و مالک وحدہٗ لاشریک ہے۔ اپنی صفات میں منزہ۔ زمین وآسمان بحر وبر کا مالک ہے۔ اس نے انسان کو اپنی نعمتوں۔ برکتوں۔ فضل وکمالات سے سرفراز فرمایا، یہاں تک کہ اسے مسجود ملائک بنا دیا۔ انسان کی ہدایت فوز وفلاح راہ حق دکھانے کے لئے خدائے قدوس کی طرف سے رسولانِ محترم تشریف لاتے رہے۔ ہمارا ان پر سلام ہو۔

انبیائے ذوی الاحترام میں سب سے آخر میں خاتم الانبیاء سندالاصفیاء حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کائنات عالم کے معلم کامل بنا کر بھیجے گئے۔ آپ اپنے ساتھ ایک مکمل کتاب لائے جو انسانی زندگی کا بہترین نظام نامہ ہے۔ اس کی ہدایت کسی خاص قوم وقبیلے یا کسی ایک زمانہ کے لئے مختص نہیں بلکہ ہر دور کے لئے ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق وعادات و کردار سیرت طیبہ سے صرف حجاز مقدس کے رہنے والوں کی نہیں بلکہ کائنات کی حالت بدل دی۔ وہ انسان جسے ہر شرف وعزت کا حامل بنایا گیا، اس نے اپنے اعمال کو اس درجہ ذلیل وخوار کر لیا جس سے حیوانیت بھی شرماتی۔ جو انسان توحید کا مبلغ تھا وہی شرک وکفر میں آلودہ ہو گیا۔ جو خدا کے نائب کی حیثیت سے اخلاق وشرافت کا مجسمہ تھا، اس نے ہر قسم کی بداخلاقیاں شروع کر دیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل دنیا کے ہر حصے میں قتل وغارت، شرک، بت پرستی کا بازار گرم ہو گیا۔ ہر طرف بغض وعداوت کی آگ بھڑک رہی تھی۔ دولت مند غریبوں کو کھا رہے تھے۔ ایسے گرے ہوئے ماحول میں حضور خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے مکہ معظمہ کی سرزمین سے ہاشمیوں کے خاندان ریگستان عرب سے دنیا کو مخاطب فرمایا۔ دین حق کی دعوت دی۔ اگرچہ اہل عرب آپ کی جان کے دشمن تھے۔ قدم قدم پر سخت سے سخت مشکلات تھیں۔ گھر والے اپنے بے گانے سب ہی تباہی وبربادی پر کمربستہ تھے۔ مگر

Marfat.com

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تکالیف کا بخندہ پیشانی مقابلہ کرتے ہوئے عرب جیسے خطہ کی کاملاً اصلاح فرمادی۔ جو لوگ آپس میں لڑلڑ کر خون کرنے کے عادی تھے، ان میں اخوت باہمی کا ایسا جذبہ راسخ پیدا ہوگیا کہ ان سے زیادہ اپنے بھائی کا کوئی اور محافظ نہ تھا۔ اسلامی دولت سے مالا مال ہو کر تمام امتیازات ختم ہو گئے جس طرح جسم کا کوئی ایک عضو دکھتا ہے تو سارا بدن متاثر ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی ایک گوشہ کے مسلمانوں کو ادنیٰ سی تکلیف پہنچی تو مسلمان بے چین ہو کر اس کی اعانت کرتے۔ أن المؤمنون اخوة فاصحتم بنعمة اخواناً کی مقدس تعلیم نے سب کو ایک تسبیح کے دانوں کی طرح مجتمع کر دیا۔ اسلام نے یہاں اپنے متبعین کو توحید و رسالت۔ خشیت الٰہی۔ زہد و تقویٰ۔ کسب حلال۔ صدق مقال کی نعمتوں سے مالا مال فرما دیا۔ وہیں ان میں یکجہتی، اسلامی برادری، اخوت و محبت پیدا کر دی۔ برادرانِ گرامی! قرآن کریم نے پوری اسلامی دنیا کے مسلمانوں کے اندر اسلامی برادری کی عظیم الشان تحریک شروع فرما کر ہر ایک مسلمان پر لازم کیا کہ وہ اپنے بھائی کی ہر ممکن اعانت کرے جب تک اس عالم گیر اخوت پر عمل رہا بحر و بر، مشرق و مغرب۔ جنوب و شمال کے ہر گوشے میں اسلام پھیل گیا۔ مسلمان اعمال خیر کی وجہ سے دنیا کے ہر حصے پر قابض ہو گئے اور نظام خلافت و حکومت محیط عالم میں جاری ہوگیا۔ جس وقت یہ رشتۂ اخوت کمزور ہونا شروع ہوا۔ باہمی مناقشا بڑھنے لگے۔ مسلمانوں کی طاقت مضمحل ہوگئی، دشمنان اسلام مسلمانوں کے اندر افتراق و انشقاق کی آگ بھڑکانے لگے۔ لیکن کچھ اللہ کے بندے ان بدحالیوں کے زمانہ میں بھی اخوت کے ٹوٹے ہوئے رشتے مضبوط کرنے کی فکر میں تھے۔

برادرانِ عزیز! یہ شرف صرف افغانستان ہی کو حاصل ہے کہ حضرت جلال الدین افغانی نے عالمگیر اخوت اسلامی کی تحریک شروع فرمائی۔ اس وقت سے لے کر اب تک دنیا میں امن و اخوت کی تحریکات کارفرما ہیں۔

مجاہدین افغانستان! ہندی مسلمان انگریزوں کے دور میں بھی افغانستان سے عمیق محبت رکھتے تھے اور آج جبکہ ہندوستان تقسیم ہوگیا اور مملکت پاکستان عالم وجود میں آگئی۔ یہاں کے کروڑہا مسلمان آپ کی عظمت و بہادری کا دم بھرتے ہیں۔ آپ کے ملک میں مجاہد، علماء، صوفیاء، محدثین و فقہاء پیدا ہوتے رہے ہیں۔ افغانستان میں ایک طرف تو خود مدارس دینیہ کی کثرت رہی۔ دوسری طرف یہاں سے بکثرت طلباء ہندوستان جاتے رہے۔ ہمارے اور آپ کے علمی دینی روحانی حیثیت سے جو قدیم رشتے قائم ہیں، انہیں مضبوط و مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ فی زمانہ اعدائے دین اندرونی طور پر ہمیں اور آپ کو ایک دوسرے سے مختلف رکھنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ باہمی مذاکرات و مباحث کے ذریعہ غلط فہمیوں کو دور کیا جائے۔ پاکستان ہی وہ تنہا ملک ہے جو اسلامی ممالک کے ساتھ اخلاص کے ساتھ روابط قائم رکھنا چاہتا ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ پاکستان اور افغانستان کے رشتے زیادہ سے زیادہ مضبوط ہوں۔ آپ ہمارے مسائل سے عملاً دلچسپی لیں۔

مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کا یہ وفد مسلمان قفقاز کی دعوت پر آپ کے ملک میں سے ہوتا ہوا روس جا رہا ہے۔ یہ جمعیۃ ۸ سال سے اخوت اسلامی کی تحریک پر عمل کر رہی ہے۔ حضرت مولانا نور المشائخ، ملائے شور بازار جب کبھی کراچی تشریف لاتے تو مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان حضرت کا استقبال کرتی۔ ہم آپ کے شہر میں حاضر ہو کر اپنے قلوب میں اخوت و محبت کا کافی جذبہ رکھتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ پاکستان و افغانستان کے تعلقات زیادہ سے زیادہ مضبوط ہوں۔ حضرات ہمارے ملک کے بعض حصے اغیار کے ہاتھوں میں ہیں۔ وہاں کی مسلم آبادیاں استصوابِ رائے چاہتی ہیں۔ مگر مدعیان حریت و آزادی انہیں جائز آزادی

Marfat.com

سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ فتح پاکستان ہی کو ہوگی۔ ہمیں امید ہے کہ غیور و بہادر افغانستان ہمارے ان مسائل میں دلچسپی لیں گے۔''

شہر بلاشبہ خوب صورت ہے اور وزارتِ تعمیرات کوشش کر رہی ہے کہ کابل میں جدید ترقیات شروع کرے۔ مگر پشاور سے کابل کی سڑک ہنوز مرمت طلب ہے۔ یہی ایک سڑک ہے جس سے سارا حمل ونقل ہوتا ہے۔ لیکن وہ آج تک ٹھیک نہیں کرائی گئی۔

خدا کرے کہ کابل اور پاکستان کے درمیان تعلقات استوار ہو جائیں۔

حضرت جمال الدین کا مزار: ۲۹ رجون ۱۹۵۷ء کی شام کو حضرت جمال الدین افغانی کے مزار شریف پر فاتحہ پڑھنے گئے۔ یہ مزار شہر سے دور ایک بڑے میدان میں واقع ہے جہاں حکومت افغانستان ایک بڑا قبہ بنا رہی ہے۔ یہ قبہ چار بڑے ستونوں پر قائم کیا گیا ہے۔ کافی بلند و بالا ہے۔ نیچے کے حصے میں حضرت جمال الدین افغانی کی قبر ہے۔ دیر تک عالم اسلامی کو متحد کرنے والے زعیم کی قبر پر ایصال ثواب کیا۔

یہیں سے امراء وسلاطین کے قبرستان گئے۔ یہاں علیحدہ علیحدہ قبریں موجود ہیں۔ جہاں ایک بہت بڑا گنبد تعمیر کیا گیا ہے۔ مصر کی طرح خاص خاص چیزوں کے لئے کمرے تیار کئے گئے ہیں۔ تعمیر کا کام اس وقت بھی زور شور سے ہو رہا ہے۔

وقت کافی ہو چکا تھا اس لئے قیام گاہ واپس آ گئے۔

یہاں سے ہوٹل جا کر کھانا کھایا۔ قیام گاہ آ کر نماز عشاء پڑھی۔

یہاں کے بڑے بڑے ہوٹل یورپین طرز پر ہیں جن میں یورپ کے لوازمات ہیں، ہم نے کھانے پینے میں کافی احتیاط کی۔

خٹک صاحب سفیر پاکستان کی ضروری کام سے کابل سے پشاور روانہ ہوئے۔ ان کے ہمراہ کراچی کے لئے خط بھیج دیا تاکہ یہاں تک بخیریت پہنچنے کی خبر معلوم ہو جائے۔

کابل سے روانگی: ۳۰ رجون یوم اتوار کی صبح کو کابل سے تاشقند بذریعہ ہوائی جہاز جانا تھا اس لئے شب ہی میں سامان وغیرہ ٹھیک کر لیا گیا۔

صبح اول وقت ناشتہ کر کے ۶ بجے ہوٹل سے مطار کابل کے لئے روانہ ہو گئے۔ مطار شہر سے دور ہے۔ مطار آ گئے تمام سامان ٹھیک کرایا گیا یہاں جناب مسٹر غیور صاحب فرسٹ سیکریٹری سفارت خانہ۔ جناب سردار عبدالرب نشتر کے فرزند مسٹر سلیم صاحب کے ہمراہ رخصت کرنے تشریف لائے۔ سامان کی بکنگ ہوگئی جہاز ٹھیک ۷ بجے صبح روانہ ہو گیا۔

شہر ترمذ پر جہاز کی آمد علمائے روس کا استقبال: سوا گھنٹے کے اندر اندر جہاز شہر ترمذ پر اترا جہاں مولانا مخدوم محمد اسماعیل صاحب۔ مولانا عبدالمجید ابن مولانا محمد یوسف صاحب و مولانا سلطان طاہر و دیگر علمائے کرام نے استقبال کیا۔ ہوائی جہاز سے اتر کر آرام گاہ میں لائے گئے جہاں علماء کی جانب سے دعوتِ ناشتہ تھی۔ ۴۵ منٹ کے قریب جہاز یہاں ٹھہرا۔ اس عرصہ میں مولانا مخدوم محمد اسماعیل صاحب۔ مولانا عبدالمجید صاحب سے گفتگو ہوتی رہی۔ ترمذ ہی وہ مقام ہے جہاں مشہور محدث حضرت علامہ ترمذی پیدا ہوئے۔ یہ مقام ہمیشہ علم وفن کا مرکز رہا۔ اب بھی چند مدارس عربیہ موجود ہیں۔ حضرات علمائے دین برابر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ شہر کی کل آبادی ۷۰ ہزار ہے اور اکثریت غلبہ مسلمانوں کی ہے۔ ترمذ ازبکستان کا ایک حصہ ہے۔ وقت زائد نہ تھا۔ ورنہ ارادہ ہوا کہ ۷ میل جا کر حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ کے مزار شریف پر فاتحہ پڑھ آئیں ____ شہر کافی بارونق ہے۔ ترمذ سے تاشقند تک ریلوے لائن ہے۔ دو یوم میں تاشقند پہنچتی ہے۔ جگہ جگہ سر سبز پہاڑیاں ہیں۔ ہمارے ساتھ مولانا مخدوم

Marfat.com

اسماعیل صاحب و مولانا عبدالمجید صاحب تاشقند چل رہے ہیں۔ جہاز ایک گھنٹے کے بعد روانہ ہوا اور سمرقند پر سے پرواز کر کی سیدھا تاشقند ٹھہرے گا۔

پونے دو گھنٹے میں ترمذ سے تاشقند کا راستہ طے کر کے ایک بجے تاشقند پہنچے گا۔ سفر کافی آرام و راحت سے گزر رہا ہے، جہاز اگرچہ چھوٹا ہے مگر بہت آرام سے لے جا رہا ہے۔

تاشقند: ۳۰ جون ٹھیک ایک بجے ہوائی جہاز تاشقند پر اترا۔ جہاں حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب صدر ادارۂ دینیہ نے ۱۰۰ علماء و ائمہ مساجد کے ساتھ وفد کا استقبال فرمایا۔ استقبال اور گروپ فوٹو کے بعد تاشقند ہوٹل لائے گئے۔ یہ ہوٹل ایک عالیشان ہوٹل ہے۔ پانچ درجات کی بلڈنگ ہے جس میں ہر قسم کے آرام ہیں۔ تاشقند کی آبادی ایک ملین (دس لاکھ) ہے۔ یہاں بیس مسجدیں ہیں جو سب کی سب آباد ہیں اور بازینت ہیں۔ ازبکی زبان بولتے ہیں۔ بوڑھوں میں نماز کی پابندی کا خاص طور پر شوق و جذبہ ہے البتہ نوجوانوں میں کم ہی ہے، مسلمان کافی خوش حال ہیں۔ راستے صاف وستھرے ہیں۔ مسلمان عورتوں میں پردہ تقریباً نہیں ہے۔

مدرسۂ محکمہ اور مسجد و دفتر ادارۂ دینیہ میں جلسہ: آج ادارہ دینیہ کے مرکزی دفتر میں پہلا جلسہ ہے۔ قدرے آرام کر کے ادارۂ دینیہ کے دفتر لے جائے گئے۔ دروازے پر جم غفیر استقبال کے لئے موجود تھا۔ ادارۂ دینیہ ایک عظیم الشان مدرسہ کے قریب والے کمرے میں قائم ہے۔ یہاں اعلیٰ پیمانہ پر دارالعلوم جاری ہے۔ جس میں علوم عربیہ پڑھائے جاتے ہیں۔ عام و خاص مسلمانوں سے ملاقاتیں مصافحے کرتے ہوئے ادارۂ دینیہ کے کمرے میں پہنچے۔ حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب صدر ادارۂ دینیہ نے ابتداً قائد وفد سے لے کر تمام ارکان وفد کا تعارف کرایا۔ اغراض و مقاصد بیان کئے۔ وفد کی طرف سے حسب ذیل جواب دیا گیا۔

مطبوعہ یادداشت: مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے وفد کے یہ ارکان انتہائی خوشی اور مسرت دلی جذبات محبت کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتے ہیں کہ حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب نائب صدر ادارۂ دینیہ نے مسلمانان ازبکستان کی جانب سے ہمیں مدعو کر کے ایک کو دوسرے سے متعارف ہونے اور باہمی اخوت بڑھانے کا موقع عطا فرمایا۔

اخوانِ گرامی! دنیا اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہے کہ پاکستانی مسلمانوں کے قلوب میں دنیا کے مسلمانوں کی محبت کا جذبۂ راسخ موجود ہے اور یہ تمام جذبات دین اسلام کے پیدا کردہ ہیں۔ یہی وہ دین ہے جس نے گورے، کالے کے امتیازات کو مٹا دیا۔ مشرق و مغرب۔ عرب و عجم دنیا کے مسلمانوں کے درمیان ایک مضبوط رشتۂ اتحاد قائم فرمایا۔ مسلمان خواہ کسی بھی ملک کا رہنے والا ہو وہ دوسرے مسلمانوں کا بھائی ہے۔ ہمارا رشتہ کمزور تو ہوسکتا ہے لیکن منقطع نہیں ہوسکتا۔ ممالک اور سلطنتوں کے سیاسی نظریات کہنے میں ایک دوسرے سے مختلف ہوں لیکن اخوت اسلامی کی تڑپ ہر اسلامی دل میں موجود ہے۔ گزشتہ ایک صدی میں ہندوستان کے مسلمانوں نے صدہا مواقع پر اخوت کا ثبوت دیا۔ مملکت پاکستان اور ملت پاکستان کی یہ قائم شدہ پالیسی ہے کہ اقوام مشرق آزادی و فلاح کے ساتھ اپنی زندگی گزاریں۔ ہمیں یقین ہے کہ سویٹ روسیہ اور جمہوریہ اسلامیہ پاکستان دونوں اقوام مشرق کی یکساں آزادی، فلاح و ترقی اور بقائے باہمی کے لئے متفقہ طریقے سے کوشش کریں گی۔

حضرات! پاکستان نے عالم وجود میں آنے کے بعد سے لے کر اب تک دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ روابط محبت قائم کرنے کی انتہائی کوششیں صرف کر دیں۔

Marfat.com

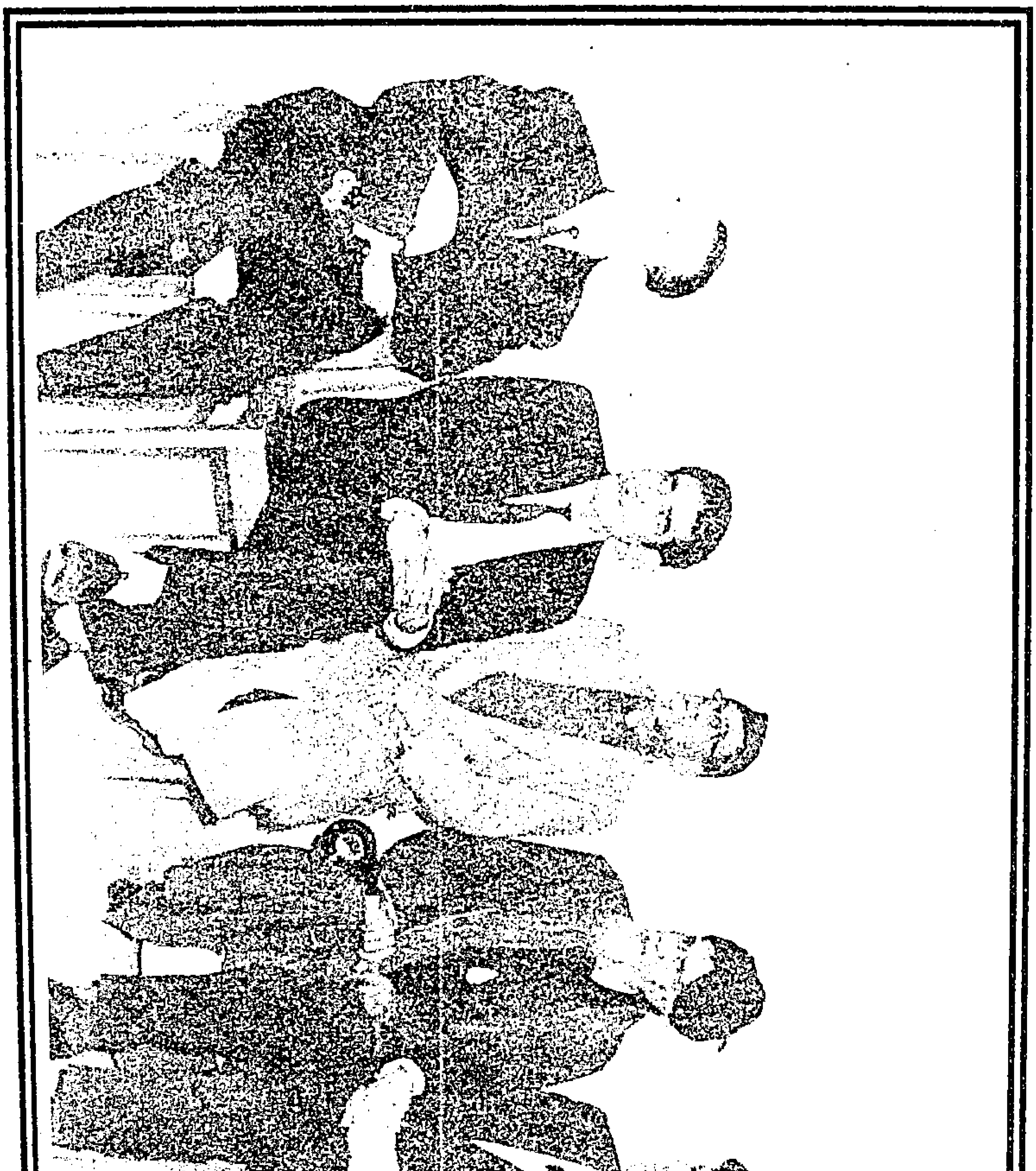

ترکی کے ایک تعلیمی ادارے میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور سید حسین امامؒ (۱۹۶۵ء)

Marfat.com

اخوانِ اکرام! مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان ۸ سال سے اس وقت تک دنیائے اسلامی کے ساتھ تعلقات مستحکم کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ مصر۔ شام۔ انڈونیشیا۔ حجاز مقدس۔ عراق۔ مشرقی افریقہ۔ چین میں جمعیۃ علمائے پاکستان کے وفود وقتاً فوقتاً دورہ کرتے رہے اور انہوں نے پوری تندہی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیئے جس کے نتائج الحمدللہ بہت بہتر برآمد ہوئے۔ جمعیۃ علمائے پاکستان ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ یہ وفد آپ کے یہاں حاضر ہوا تاکہ آپ کے یہاں کے حالات کا جائزہ لے۔

حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب صدر ادارۂ دینیہ کا مجھے دعوت نامہ ملا کہ میں علماء کا ایک وفد لے کر روسی علاقہ جات میں آ کر اخوتِ اسلامیہ کے رشتوں کو مضبوط کروں۔ ہمارا یہ وفد ۳۰ رجون ۱۹۵۷ء کو براستہ کابل تاشقند پہنچا۔ ہماری دلی دعا ہے کہ روس اور پاکستان کے مسلمانوں کے تعلقات زیادہ سے زیادہ خوشگوار ہوں۔ دونوں ملکوں کے مسلمان ایک دوسرے کے مصائب وحالات سے دلچسپی لے کر اپنے مسائل سمجھیں۔ نظریاتی اختلافات کے باوجود انسانی روابط کی راہیں نکل سکتی ہیں۔

برادرانِ گرامی! ہمارے ملک کو بنے ہوئے اگرچہ صرف نو سال گزرے ہیں وہ مصائب وآلام کا شکار ہو کر بھی زندگی کے اثر و بیشتر شعبہ جات میں ترقی کررہا ہے۔ ہمارا ملک پاکستان صنعت و حرفت میں یومًا فیومًا آگے بڑھ رہا ہے۔

ہم آپ کے یہاں کی مصنوعات، تعلیمی، ثقافتی اور دیگر حالات کا معائنہ ومشاہدہ کر کے وطن واپس ہو کر اپنے لوگوں کو یہاں کی ترقیات سے باخبر کریں گے۔

حضراتِ محترم! ہمیں روانگی سے قبل فاضل جلیل مفتیٔ اعظم حضرت ایشان باباخاں کے حادثۂ انتقال کی خبر ملی جس سے جمعیۃ علمائے پاکستان کے حلقہ جات میں کافی حزن وملال ہوا۔ جیسے ہی ہمارے پاس تار پہنچا ہم نے بہت سے عام جلسے کئے۔ نیز مجلس عاملہ میں تجاویز تعزیت منظور کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے صاحب زادے گرامی قدر جناب مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب کو خدمات ملی وقومی میں کامیابیاں حاصل ہوں۔ ان کا وجود یقیناً آپ کے لئے باعث افتخار ہے۔ وہ ماشاء اللہ اپنے فرائض کافی دیانت داری سے انجام دے رہے ہیں۔ خدا ان کی نصرت واعانت فرمائے۔ (والسلام)

ہمارے جواب کے بعد کئی علماء نے بھی تقریریں فرماتے ہوئے وفد کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ آخر میں قائد وفد نے حضرت مولانا ضیاء الدین کی خدمت میں قرآن پاک کے چند نسخے جمعیۃ کا لٹریچر وغیرہ پیش کیا۔ دفتر مدرسہ کی برابر والی لائن میں آ کر نمازِ مغرب ادا کی۔ یہاں مسلمان کافی تعداد میں موجود تھے۔

حضرت سید زین الدین صاحب زادہ خواجہ شہاب الدینؒ سہروردی کے مزار پر حاضری: یکم جولائی صبح معمولات ووظائف کے بعد حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت زین الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دی۔ بڑی پر کیف پر سوز حاضری رہی۔ پاکستان اور تمام اعزہ واحباب کے لئے دعائیں کیں۔ جناب مولانا قاری شہاب الدین صاحب خطیب مسجد کی خدمت میں ایک قرآن شریف چند دوسرے تبرکات پیش کئے۔ یہاں کی حاضری میں روحانی فیض حاصل ہوا۔ یہاں بھی کافی مسلمانوں نے ہمارا پرجوش استقبال کیا۔ ان کے چہروں سے مسرت نمایاں ہو رہی تھی۔

آستانہ حضرت خواجہ علم بردار رحمۃ اللہ علیہ: ۲ رجولائی ۱۹۵۷ء کو عارف باللہ حضرت خواجہ محی الدین صاحب کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ دیر تک مزار شریفہ پر فاتحہ پڑھی گئی۔ بڑا پرکیف مزار ہے۔ خواجہ صاحب محترم نے ۸۳ سال کی عمر پائی۔ اپنا تمام وقت

Marfat.com

یاد الٰہی میں صرف فرمایا۔ عرصہ دراز تک اپنے روحانی فیوض و برکات سے مسلمانوں کو مستفید فرماتے رہے۔

یہاں کافی باغات و اراضیات ہیں، جنہیں حکومت نے مسلمانوں کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ باغات وغیرہ کی آمدنی کلیتہً مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے۔ حکومت کسی قسم کی مداخلت نہیں کرتی۔ آستانہ اور مسجد کے انتظامات ادارۂ دینیہ انجام دیتا ہے۔

علماء و مشائخ کا اجتماع: فاتح کے بعد یہاں علماء و مشائخ کا اجتماع ہوا جس میں وفد کی طرف سے قائد وفد نے تفصیلی تقریر کی۔ میاں نبی جان صاحب نے تقریر کا مکمل ترجمہ پیش کیا۔

بعض دوسرے علماء نے بھی تقریریں کیں اور وفد کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا جس کا جواب وفد کی جانب سے دیا گیا۔ علماء و مشائخ سے فرداً فرداً آزادانہ طور پر مختلف مسائل پر تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔

ازاں بعد ناشتہ کی محفل دیر تک جاری رہی۔ علماء و مشائخ کو مسائل پاکستان سے باخبر کیا گیا۔ ہم نے پاکستان کی تعمیر کے حالات بیان کئے اور ان گراں قدر خدمات کا ذکر کیا جو پاکستان نے عالم وجود میں آنے سے لے کر اس وقت عالم اسلامی کے لئے انجام دی ہیں۔ آخر میں علماء و مشائخ سے اپیل کی گئی کہ وہ مسلمانوں کی نئی نسل کی تعلیم و تربیت اور کلام پاک و دیگر عبادات وغیرہ سے واقف کرنے کا خصوصی انتظام کریں تا کہ موجودہ نسل اسلام پر قائم رہے۔ اس کا سب سے بہتر علاج یہی ہے کہ آپ کی مساجد میں شبینہ مدارس کھولے جائیں اور ان کے اندر قرآن کریم کی تعلیمات کا خصوصی انتظام کیا جائے۔

حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب نے وفد کی ان تجاویز سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم انشاء اللہ مساجد میں مسلم بچوں کی تعلیم کا فوری انتظام شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

باغات کا معائنہ: حضرت خواجہ علمبردار رحمۃ اللہ علیہ کے اجتماع سے فارغ ہو کر تاشقند کے خاص خاص باغات کے معائنہ کے لئے روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے گورکی باغ دیکھا۔ یہ باغ روس کے مشہور شاعر گورکی کے نام پر بنایا گیا ہے جو نہایت وسیع ترین باغ ہے۔ باغ میں ہر قسم کی صناعیوں کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ ارکان وفد جیسے ہی باغ میں داخل ہوئے عوام کے ہجوم نے ہر طرف سے گھیر لیا۔ ہر ایک کی کوشش تھی کہ وہ ارکان وفد سے ملے۔ ارکان وفد نے متانت و سنجیدگی کے ساتھ سب سے ملاقاتیں کیں اور باغ کے خاص خاص حصوں کو دیکھا۔

یہاں سے فارغ ہو کر دو ایک اور باغات دیکھے۔ روسی افراد ہر چیز میں ندرت کرتے ہیں۔ باغات بنانے میں انہوں نے محنت کی ہے اور اس قدر دلچسپیاں پیدا کر دی ہیں کہ دیکھنے والا جب تک پوری طرح نہ دیکھ لے واپس نہیں لوٹتا چونکہ عورت و مرد دونوں یہاں کافی تعداد میں آزادانہ طور پر جمع ہوتے ہیں اس لئے ارکان وفد باغ کے خاص خاص حصے دیکھ کر لوٹ آئے۔

مزار چوغان عطا علیہ الرحمہ ۲ر جولائی ۱۹۵۷ء: یہ مزار شریف ۵۰۰ سال قبل کا ہے، آثار قدیمہ کے تحت قائم ہے۔ چوغان عطا علیہ الرحمۃ کے مزار شریف پر ہیبت و جلال نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ یہاں بھی ارکان وفد نے فاتحہ پڑھی اور متولی صاحب کی خدمت میں قرآن کریم، عطر کی شیشیاں، آیت الکرسی کے قطعات پیش کئے۔

فاتحہ کے بعد یہاں کے آستانہ کی طرف سے چائے وغیرہ کی دعوت میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک اکل و شرب (کھانے پینے) کا سلسلہ جاری رہا۔ تاشقند وغیرہ کے مسلمان انتہائی متواضع ہیں۔ دعوتِ طعام ہو یا چائے پارٹی کم از کم دو گھنٹے تک کھانے پینے کے سلسلے جاری رہتے ہیں۔ کھانے اس قدر افراط کے ساتھ میزوں پر لگاتے ہیں کہ ہماری طرف کے کھانے والے نہ کھا سکتے ہیں اور نہ

Marfat.com

ہاتھ ہی اخلاقاً کھینچ سکتے ہیں۔ یہاں کے عادات و معمولات کے مطابق اختتام تک اس کا ساتھ دینا پڑتا ہے۔ دعوت کے بعد علماء و مشائخ نے سپاس نامہ پیش کیا جس کا قائد وفد کی طرف سے مناسب و معقول جواب دیا گیا۔ پاکستان اور روسی مسلمانوں کی فوز وفلاح کی دعائیں کی گئیں۔

جدید مسجد کی تعمیر: مزار چوغان عطاء سے فارغ ہو کر ۳ میل دور قصبہ نوضح میں ایک چھوٹی سی جدید مسجد تعمیر ہو رہی ہے۔ وہاں نماز ظہر پڑھنے کا پروگرام بنایا گیا۔

قصبے میں پہنچے تو یہاں بھی ۲۰۰ مسلمانوں نے جو بحیثیت کاشت کار وغیرہ آباد ہیں۔ ہمارا استقبال کیا۔

یہاں ایک مسجد جدید تعمیر ہو رہی ہے۔ تقریباً اندرونی و بیرونی کام سب ختم ہو چکا ہے۔ تقریباً ۳۰۰ مسلمانوں کے نماز پڑھنے کی گنجائش موجود ہے۔ مسجد کو کافی حسین شکل و صورت میں بنایا جا رہا ہے۔ یہاں کے مسلمانوں کا اخلاق بھی نہایت وسیع ہے۔ بڑی محبت و اخلاق سے پیش آئے۔ نماز ظہر ادا کی۔ جب بعد نماز حسب معمول اجتماع شروع ہوا۔ یہاں کے امام صاحب کو وفد کی طرف سے کلام اللہ شریف کا ایک نسخہ۔ عطریات۔ آیت الکرسی کے قطعات و کتابت دیئے گئے۔ تقریروں کے بعد ناشتہ کا آغاز ہوا۔

اس علاقہ بھر میں ہر جگہ کے پھل بے حد شیریں ہیں۔ آلوچہ۔ خربوزہ۔ تربوز۔ سیب اس قدر لذیذ ہیں کہ کسی دوسرے مقام پر ایسے استعمال نہیں کیے گئے۔ قدرتی نہریں جاری ہیں۔ ایک گھنٹہ وقت صرف کر کے تاشقند واپس ہوئے۔

ادارۂ دینیہ کا کتب خانہ ۔۳۰ر جولائی ۵۷ء: یہاں سے سیدھے تاشقند آئے اور ادارۂ دینیہ کے کتب خانہ کا معائنہ شروع کیا۔ لائبریری میں مختلف قسم کی عربی۔ فارسی۔ ازبکی زبان کی قدیم و جدید پانچ ہزار سے زیادہ کتابیں ہیں۔ قلمی قرآن پاک کے قدیم ترین نادر نسخے بھی دیکھے۔ فہرستیں تیار ہیں۔ کتابیں ہر فن کی بکثرت موجود ہیں۔ مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب اس لائبریری کی از سر نو تنظیم میں منہمک ہیں۔ نئی الماریاں بنوائی جا رہی ہیں۔ بہترین قسم کی کتابیں دیکھ کر انتہائی خوشی ہوئی۔ لائبریری سے متصل ہی عربی علوم و فنون کا ایک بڑا مدرسہ بھی قائم ہے جس میں طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ ان دنوں تعطیل کے باعث طلباء نہ تھے کچھ طلباء نظر آئے۔ امتحان لیا گیا تو اچھی استعداد پائی۔ بعض طلباء جامع ازہر شریف میں تعلیم کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ تین طالب علم دو ایک دن میں ازہر سے فارغ ہو کر آنے والے ہیں۔

تقریباً دو گھنٹے تک لائبریری کے شعبہ جات دیکھے۔ کلام پاک کے قدیم ترین نسخوں کے فوٹو بھی لئے گئے۔

کتب خانہ سے فارغ ہو کر دفتر ادارۂ دینیہ میں علماء و مشائخ اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔

حضرت خواجہ عبداللہ الاحرار کے مزار شریف پر حاضری:

حضرت خواجہ عبداللہ الاحرار سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور ترین بزرگوں میں ہیں۔ ۱۸۳ھ میں ترمذ تشریف لائے، علم جہاد بلند کیا اسی وجہ سے علم بردار خطاب پایا۔ علم فقہ میں خاص درک رکھتے تھے۔ ان کے مزار شریف پر حاضری دی۔ یہاں سہروردی سلسلے کا رنگ نمایاں طور پر ظاہر ہو رہا تھا۔ جب تک حاضری رہی بڑا لطف اور اطمینان و سکون حاصل ہوا۔ تمام کسل آستانہ شریف کی حاضری میں دور ہو گیا۔ منتظمین آستانہ شریف کی جانب سے بھی دعوت ہوئی۔ تقریریں وغیرہ ہوئیں۔ دیر تک آستانہ شریف کے مہمان خانہ میں آرام کیا۔ آرام کے بعد ہوٹل واپس آئے۔ آج صبح سے رات کے ۹ بجے تک مسلسل کام کیا۔ مگر طبیعت کو سکون و راحت ہی حاصل ہوئی۔

Marfat.com

۳ر جولائی مزار امام القفال الشاشی پر حاضری: حضرت امام القفال الشاشی کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ یہاں بھی دیر تک قیام کیا۔ حضرت امام شاشی اپنے وقت کے ایک بڑے عالم و مجتہد عابد وزاہد بزرگ تھے۔ آپ کے مزار شریف سے اب بھی علوم وفنون کی خوشبوئیں آتی ہیں۔ بڑا پر کیف مزار ہے۔ یہاں کے متولی وامام صاحب کی خدمت میں تبرکات پیش کئے۔ پاکستان اور ازبکستان مسلمانوں کے لئے دعائیں کی گئیں۔

قیام تاشقند میں بقیہ مساجد کا معائنہ: ہم نے قیام تاشقند کے زمانہ میں حسب ذیل مساجد دیکھیں۔

(۱) **جامع طِلاّ شیخ:** اس مسجد کے امام مولانا شیر خان مخدوم ابن حسام ہیں اور خطیب مرزا قاری محمود ہیں۔ یہ مسجد کافی وسیع اور آباد ہے۔

(۲) **جامع خواجہ علم بردار** میاں مولانا محی الدین خان امام ہیں۔ یہ مسجد کافی وسعت رکھتی ہے۔ پنج وقتہ نمازیوں کی معقول تعداد ہوتی ہے۔

(۳) **جامع شیخ زین الدین:** یہ مسجد بھی بہت وسیع رقبہ میں ہے۔ مولانا قاری شہاب الدین مسجد کے خطیب و امام ہیں۔

(۴) **جامع میرزا یوسف:** اس مسجد میں حضرت مولانا قاری محتاج الدین امام وخطیب ہیں۔

(۵) **جامع الاان:** یہاں مخدوم صدر الدین ابن جلال الدین امام ہیں۔

(۶) **جامع چغتائی چھہ:** اس مسجد میں میاں عبدالجبار خاں عبدالستار امام وخطیب ہیں۔

(۷) **جامع محکمہ:** یہ جامع مسجد نہایت وسیع وشاندار ہے جہاں عید ونماز جمعہ میں ۶۰ ہزار افراد بیک وقت ہم نے شریک نماز ہوتے دیکھے۔ یہاں نماز جمعہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے اور نماز عید الاضحیٰ ہم نے پڑھائی۔ بے پناہ مجمع تھا۔ ہمارے اندازہ میں عید الاضحیٰ میں ۶۰ ہزار تک اجتماع رہا اور نماز جمعہ میں ۲۵ ہزار سے زیادہ مجمع ہوا۔ اس مسجد کے امام حضرت احمد خواجہ ایشان امین محمود ایشان بڑے اچھے قاری ہیں۔

(۸) **جامع مسجد رھکت:** یہ مسجد بھی حسین وجمیل ہے۔ یہاں داملا نظام الدین شرح خانی امام وخطیب ہیں۔

(۹) **مسجد القفال الشاشی:** یہاں شیخ الاول فخر الدین مخدوم امام و خطیب ہیں۔ (مزار امام القفال الشاشی کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے۔ یہ مسجد مزار کے ساتھ ملحق ہے۔ مرتب سعید بدر)

(۱۰) **جامع مزار شیخ زین الدین:** اس مسجد کے امام مولانا محمد جان اندیجانی ہیں۔

(۱۱) **مسجد راکنت محلہ ارک:** یہاں مولانا نظام الدین صاحب خطیب ہیں۔

اکثر ارکان وفد نے ان مساجد میں نمازیں معین اور غیر معین پروگرام پر جا کر ادا کیں۔ ہر مسجد میں کافی افراد کو وہاں پایا۔ امام و خطیب ماشاء اللہ اچھے لب ولہجہ کے ساتھ قرآن کریم پڑھتے ہیں۔ ہر مسجد میں نماز کے بعد ہم لوگ پہلے امام وخطیب سے قرآن کریم سنتے۔ پھر ارکان وفد میں مولانا شاہ احمد نورانی۔ عبدالوہاب صاحب قرآن کریم سناتے۔

مسجدوں کا انتظام الحمد للہ قابل قدر واستحسان ہے۔ ہر قاری خطبات عربی زبان میں ہی پڑھتا ہے۔ البتہ جمعہ کے خطبے سے قبل پاکستان و ہندوستان کی طرح ایک گھنٹہ ازبکی زبان میں مسائل احکام بیان کرتے ہیں۔ ماشاء اللہ معلومات واحکام دین سے باخبر علماء ہیں۔ سب کے سب حنفی ہیں۔ بعض بعض سے مختلف مسائل دینیہ وعلمیہ پر گفتگو ہوئیں۔ ان مساجد میں ارکان وفد کے اعزاز میں بڑے بڑے جلسے ہوئے جہاں آزادی کے ساتھ وفد نے اظہار خیال کیا اور علماء وخطباء کو پاکستان سے ہمدردیاں پہ

Marfat.com

ہوئیں۔ ہر جگہ پاکستان کی ترقی و کامیابی کے لئے دعائیں کی گئیں۔

مساجد میں مسلمان پوری طرح آزاد ہیں۔ نماز روزے کا کافی شوق موجود ہے۔ ہر جگہ اس کا اظہار کیا گیا کہ ۶۰ سال کے بعد یہ پہلا موقع آیا ہے کہ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے اپنا ایک مؤقر وفد یہاں بھیج کر پاکستان اور ازبکستان، قازقستان جیسے صوبجات کے مسلمانوں میں روابط دین قائم کر دیئے۔ ہمارے قلوب پر ان علاقہ جات کے مسلمانوں کی محبت و عقیدت کا خاص اثر ہوا۔ الحمدللہ یہاں کے مسلمان ہمارے ہم عقیدہ ہیں اور معمولات کے لحاظ سے بڑے اچھے معمولات رکھتے ہیں۔ ہر مسجد میں نماز کے اختتام پر اوراد شریفہ پڑھے جاتے ہیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاں نام لیا جائے ان کی نگاہوں اور زبانوں سے حضور کی عظمت وتوقیر کا اظہار ہوتا ہے۔

علماء و مشائخ اور ادارۂ دینیہ معراج نبوی۔ میلاد مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے شاندار جلسے منعقد کرتے ہیں۔ خاص طور پر میلاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ ربیع الاول شریف کی محفلیں بکثرت ہوتی ہیں۔ اسی طرح معراج شریف کے جلسے کافی تعداد میں ہوتے ہیں۔ ان جلسوں میں بچے۔ جوان۔ بوڑھے کافی تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔

۲ جولائی ۱۹۵۷ء تاشقند طبی انسٹی ٹیوٹ کا معائنہ:

تاشقند کا یہ عظیم الشان طبی ادارہ ہے۔ اس ادارہ کا لینن کے زمانہ میں آغاز ہوا۔ ابتداً غیر مستقل ادارہ تھا۔ ۱۹۲۴ء میں ادارہ نے کافی ترقی کر لی تھی اس لئے وہ مستقل ہو گیا۔ اس ادارے میں ۴ ہزار طالب علم تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جن میں ۹۹ فیصدی مسلمان طلباء و طالبات ہیں۔ انقلاب سے پہلے ازبکستان و قازقستان میں ایسا کوئی ادارہ نہ تھا۔ وقتی ضروریات نے زعماء و عمال کو مجبور کیا کہ ایک نادر اور بہترین قسم کا ادارہ قائم ہو۔ چنانچہ یہ ادارہ قائم کیا گیا۔ اس ادارے میں ۴ شعبہ جات ہیں۔ معلمین و معلمات میں اکثریت مسلمانوں کی ہے جو ۴ ہزار طلباء تعلیم پاتے ہیں، ان میں ۸۰۰ طلباء اعلیٰ درجات کے ہیں۔ اس ادارے کی تمام و کمال اعانت حکومت کی جانب سے کی جاتی ہے۔ اعلیٰ درجات کے طلباء کو ۳۰۰ روپیہ فی کس وظیفہ ملتا ہے۔ یہ ادارہ مختلف قسم کے فنون کی تکمیل کراتا ہے۔ علاج و معالجات میں کسی قسم کی فیس نہیں لی جاتی۔ یہ ادارہ عام طور پر تمام فنون کی تعلیم دیتا ہے۔ خاص طور پر ملیریا۔ چیچک۔ یرقان۔ دق۔ سل کے بہترین معالجات کا انتظام ہے۔ طلباء میں اکثریت ازبکستانی طلباء کی ہے جن سے کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ ان کا مقررہ کورس ہے۔ دانتوں کے علاج کے لئے تین سال رکھے گئے ہیں۔ اس کے کافی شعبہ جات ہیں۔ صبح ۹ سے ۴ بجے شام تک کام ہوتا ہے۔ رہائش کا انتظام طلباء اپنی مرضی کے مطابق خود کرتے ہیں۔ ایک روپیہ چار آنے خرچ آتا ہے۔ چھ سال کے کورس پورا کرنے کے بعد ڈاکٹری کی سند ملتی ہے۔

یہ ادارہ عام ڈاکٹروں کے علاوہ مختلف فنون کے ایکسپرٹ بھی تیار کرتا ہے۔ ایکسپرٹ ہونے کے بعد طلباء مزید ترقیات کرنا چاہیں تو انہیں اس کا موقع دیا جاتا ہے۔ پلنگ (بستر) مریضوں کے علاج و معالجات کے لئے تیار ہیں۔

ہم نے اس ادارے کے اکثر و بیشتر شعبہ جات دیکھے۔ طریقہ تعلیم و تربیت کا بھی مشاہدہ کیا۔ بعض بعض طریقۂ علاج یقیناً ایسے تھے جنہیں دیکھ کر حیرت ہوئی۔ روسی ڈاکٹر اور فنی ماہرین دنیا کے طریقہ علاج کو سامنے رکھ کر برابر تحقیقات میں لگے ہوئے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ اپنے معالجات کو دنیا کے معالجات کے مقابلے میں بہتر سے بہتر بنائیں۔ دوا سازی۔ آپریشن وغیرہ کی مشینیں نہایت جدت کے ساتھ تیار کی جا رہی ہیں۔ پلانے والی دواؤں کی خوراک کم سے کم رکھی جا رہی ہے، زیادہ سے زیادہ بوندیں (قطرے)، ایکسرے وغیرہ کی مشینوں میں بھی کافی تغیر لائے ہیں۔

Marfat.com

اس ادارے میں ہمارا کافی وقت صرف ہوا۔ ہمارے قلوب پر ادارے کے منتظمین کے ساتھ طلباء کی سعی پیہم کا کافی اثر ہوا۔

اداروں کے بعض بعض کمرے بھی ہم نے دیکھے۔ یہاں ہر مریض کو لیٹے لیٹے مشینوں کی تمام سہولتیں مہیا ہیں۔

علی شیر نوائی لائبریری کا معائنہ: طبی انسٹی ٹیوٹ کے بعد علی شیر نوائی لائبریری کا معائنہ کیا۔ یہاں تقریباً ۶۰ ہزار مجلدات مختلف علوم وفنون کی موجود ہیں۔ اگرچہ زیادہ تر کتابیں ان کی زبان میں ہیں۔ عربی، فارسی کی قدیم ترین کتابیں بھی یہاں ہیں۔ لائبریری کے مہتمم اعلیٰ نے دیر تک لائبریری کی تاریخ سنائی۔ ارکان وفد نے مختلف قسم کے علمی سوالات کئے۔

علی شیر نوائی حضرت مولانا جامیؒ علیہ الرحمۃ کے خاص شاگردوں میں تھے۔ فارسی میں فانی اور ازبکستان میں نوائی تخلص تھا۔ یہ حضرت مولانا جامیؒ سے خاص عقیدت رکھتے تھے۔ حافظ تیجانی جیسے شخص نے ان کا تذکرہ بڑے اچھے الفاظ میں کیا ہے۔ انہوں نے اپنی عمر کا اکثر و بیشتر حصہ ازبکستانی زبان کی شاعری میں گزارا۔ فارسی زبان میں بھی علی شیر نوائی کا کلام ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔

البتہ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح علی شیر نوائی کا کلام دنیا میں عام نہیں ہوا۔ کلام کی نوعیت کا اقتضاء ہے کہ کلام مختلف ملکوں میں پھیلے تاکہ دنیائے شاعری علی نوائی کے کلام سے بہرہ اندوزہ ہو سکے۔ ہم نے لائبریری کے منتظم صاحب سے تحریک کی کہ ایسے جلیل القدر شاعر کے کلام فارسی سے دنیا کو باخبر کرنے کے لئے مختلف کتابیں قلم بند کی جائیں تو مناسب ہوگا۔

ٹیکسٹائل ملز کا معائنہ-۴ر جولائی ۱۹۵۷ء: آج ۴ر جولائی کو تاشقند کے ایک بڑے ٹیکسٹائل ملز کو دیکھنے گئے۔ پہلے ٹیکسٹائل ملز کے منیجر صاحب کے کمرے میں مل کے قیام کی تاریخ اور اس کی ترقیاتی اسکیم کے حالات پر دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ یہ مل کافی بڑا۔ اپنی نوعیت کا اچھا اور بڑا مل ہے۔ اس مل میں سوتی کپڑا تیار ہوتا ہے اور کپڑوں پر صدہا قسم کے رنگ کئے جاتے ہیں۔ ۲۰ ہزار مزدور اس مل میں کام کرتے ہیں۔ جس میں مسلمان نصف کی تعداد میں ہیں جو سات گھنٹے کام کرتے ہیں۔ ۱۴۰۰ ماسٹر کام سکھانے والے یہاں کام کرتے ہیں۔ عورتیں اور مرد دونوں کام کرتے ہیں۔ تقریباً دو گھنٹے مل کا معائنہ کیا گیا۔

تاشقند کی تعلیمی حالت کا جائزہ: تاشقند وسمرقند وغیرہ کی آزاد ریاستیں زراعت وتعلیم پر اپنی اکثر و بیشتر توجہات مبذول کر رہی ہیں۔ عام طور پر تعلیم قطعاً فری ہے۔ کسی قسم کی فیس وغیرہ نہیں لی جاتی۔ فری تعلیم پانے والوں کی تعداد ۱۳ لاکھ ہے۔ ۵۰۰ اسکول ہیں۔ ہائی اسکول ۱۰۵۰ ہیں۔ مڈل اسکول ۲۸۰۰ ہیں۔ باقی ابتدائی ۴ سالہ اسکول بکثرت ہیں۔ ان اسکولوں میں ۷۲۰۰ ٹیچر پڑھاتے ہیں۔ نصف سے زیادہ ایسے ہیں جو یونیورسٹی ختم کر کے اسکولوں میں تعلیم دینے کی مشق کرتے ہیں اور ٹریننگ پاتے ہیں۔

اسکولوں۔ کالجوں۔ یونیورسٹیوں کا نصاب مارکس کے نظریات کے تحت مرتب کیا گیا ہے۔ جس میں مذہبی تعلیم کی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ مسلمان اور غیر مسلمان سب لامذہبیت کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہی وہ نقطہ حقیقی ہے جس پر ہماری نظریں اس دورے میں برابر پڑ رہی ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی تقریروں، عام و خاص ملاقاتوں میں مسلمانوں کے زعماء پر زور دیا کہ وہ مساجد میں خاص طور پر دینی و مذہبی تعلیم دینے کے لئے شبینہ مدارس کا اجراء کریں۔ اپنے گھروں میں بچوں کے لئے قرآن کریم کی تعلیم کا اہتمام کریں اور ایک ایسا مختصر نصاب دینی تیار کریں جسے پڑھ کر طلباء کے ذہنوں میں مذہب جائے۔ اگرچہ گزشتہ ۶۰ سال میں اس طرف کے مسلمانوں شدید سے شدید مظالم اٹھا کر بھی دین سے اپنے رشتوں کو منقطع نہیں کیا اور اس وقت تک وہ الحمدللہ دین پر قائم ہیں۔ لیکن نئی نسل کے لئے اگر دینی تعلیم کا انتظام نہیں کیا گیا تو وہ قطعاً لامذہب

Marfat.com

جائے گی۔ اس سلسلے میں ۴؍جولائی ۵۷ کو ہم نے یہاں کے وزیر تعلیم سے مل کر مذاکرات کیے اور انہیں متفق کیا کہ اگر مسلمان اپنی مسجدوں میں دینی تعلیم کا انتظام کریں تو انہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا بلکہ وہ منجانب حکومت مسلمانوں کی دینی تعلیم کے لئے سہولتیں دیں گے۔ جب اس قسم کے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں تو یہاں کے زعماء کا عموماً اور ادارۂ دینیہ کا جو اِن علاقوں کے مسلمانوں کا ایک مؤثر و منظم ادارہ ہے۔ فرض ہے کہ وہ جلد از جلد مساجد و مکانات میں مسلمانوں کی دینی تعلیم کا انتظام کرے۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان اس بارے میں ہر وہ امداد جو اس سے ممکن ہے دینے کے لئے تیار ہے۔ ہمیں مسرت ہے کہ تاشقند کی حکومت کے ذمے دار افراد کا رویہ مسلمانوں کی دینی تعلیم کے بارے میں بہتر ہے۔ مرکزی حکومت کا بھی اس وقت رویہ مسلمانوں کے متعلق اچھا ہے۔ پس تدبر کا تقاضا ہے کہ یہاں کے مفکرین وعلمائے کرام اپنی تمام تر توجہات دینی تعلیم کے مسئلہ پر مبذول فرمائیں۔

اگر یہاں کی ایجوکیشن میں ایک لاکھ ۲۲ ہزار افراد کام کر سکتے ہیں تو تاشقند وغیرہ کے وہ علماء جن میں الحمدللہ دین و مذہب محفوظ ہے اور وہ دینی جذبہ بھی رکھتے ہیں ان کی جماعت پورے جوش عمل کے ساتھ مساجد میں شبینہ مدارس کے اجراء کی طرف عملاً کافی توجہ کرے اور ادارۂ دینیہ اپنے بجٹ میں معتدبہ رقم مسلمانوں کی دینی تعلیم پر صرف کرنے کے لئے مخصوص کر دے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ روسی حکومت اپنے ملک میں تعلیمی خدمت کے لئے بہترین خدمات انجام دے رہی ہے۔ وہ اپنے نوجوانوں کو محض ملازمتوں کی مشین نہیں بنا رہی ہے بلکہ یہاں کے نوجوانوں کو بہترین قسم کا صناع و کاری گر، پائلٹ، انجینئر، ڈاکٹر بنا رہی ہے۔ لیکن مسلم نوجوان کی مذہبی تعلیم کا انتظام نہ ہونا حد درجہ تکلیف کا باعث ہے۔

تاشقند کا عظیم الشان جمعہ - ۵؍جولائی ۱۹۵۷ء: ۴؍جولائی کو علم ہو گیا تھا کہ ۵؍تاریخ کا جمعہ ارکان وفد مسجد جامع مکتبہ تاشقند میں ادا کریں گے۔ ہماری طبیعت اس دن خراب تھی، اس لئے تجویز ہوا کہ مولانا شاہ احمد نورانی صاحب سلمہٗ الصدیقی نماز جمعہ پڑھائیں۔ ہمیں بھی شوق تھا کہ جمعہ کے اجتماع میں دیکھیں کس قدر مجمع ہوتا ہے۔ مسجد جامع مکتبہ کے پاس ایک وسیع رقبۂ زمین ہے یہیں نماز جمعہ کا اجتماع تھا کیوں کہ مسجد کے اندرونی حصہ میں زیادہ سے زیادہ ۴۰۰ آدمی آ سکتے ہیں۔ نمازیوں کا ہجوم خطبہ سے کافی قبل آنا شروع ہو گیا۔ تقریباً ۲۵ ہزار کا مجمع شریک نماز ہوا جیسے ہی ارکان وفد کا اعلان ہوا مسلمانوں کے چہرے مسرت وخوشی سے کھل گئے۔ محبت میں ایسے بھی تھے جو کافی رو بھی رہے تھے۔ جمعہ سے پہلے مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب نے وفد کا تعارف کرایا اور ہم سے تقریر کی خواہش کی۔ طبیعت اگرچہ خراب تھی مگر ہمت باندھ کر مجمع کو خطاب کیا۔ اخوتِ باہمی روابط دینی کے استحکام پر تقریر ایسی ہوگئی کہ کافی سے زیادہ پسند کی گئی۔ ازاں بعد مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے خطبہ پڑھا جو اپنے انداز کا ایک بہترین جامع خطبہ تھا۔ نماز میں قرأت بھی بہت اچھی کی جس سے سارے نمازی بے حد محظوظ ہوئے۔

نماز کے بعد مجمع کا اصرار ہوا کہ دعائیہ تقریر بھی کی جائے۔ مجبور ہو کر ہم نے پھر تقریر کی۔ اس اجتماع جمعہ میں بوڑھوں کے علاوہ نوجوان بھی کافی تعداد میں آئے اور بعد نماز ہم سے اکثر کے ساتھ مذاکرات بھی ہوئے جنہیں دیکھ کر اور مل کر کافی طبیعت خوش ہوئی۔

ملاقات علی انور احمد بن او غلے، ایڈیٹر شعبہ اُردو ریڈیو تاشقند: جمعہ کے بعد جناب انور احمد بن او غلے، ایڈیٹر شعبۂ اُردو ریڈیو تاشقند ملنے آ گئے۔ ان کا اصرار ہوا کہ ہم تاشقند ریڈیو سے ایک تقریر نشر کریں چونکہ طبیعت خراب تھی اس لئے سمرقند سے واپسی کے بعد کا وعدہ کیا گیا۔

Marfat.com

نمائش گاہ و عجائبات کا معائنہ: ۵ر جولائی کی شام کو تاشقند کی نمائش گاہ دیکھنے کا پروگرام تھا جہاں ہمیں سب سے زیادہ اشتیاق امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، کے اس قرآن شریف کا تھا جو بوقت شہادت آپ تلاوت فرمارہے تھے اور جس پر آپ کے خون کے قطرے گرے تھے اگرچہ مشہور ہے کہ یہ مصحف شریف سلطنت ترکیہ میں ہے اس کے ماسوا تاشقند کی تمام خاص خاص تاریخی اشیاء موجود ہیں۔ وقت معینہ پر ارکانِ وفد نمائش گاہ کے دروازے پر پہنچے جہاں منتظم اعلیٰ نے وفد کا استقبال کیا۔ نمائش گاہ کی عمارت بھی ایک تاریخی حیثیت کی ہے۔ علیحدہ علیحدہ کمروں میں نادر اشیاء قرینے سے رکھی ہوئی ہیں، بعض بعض چیزیں ۵ سو اور بعض ایک ہزار سال قبل کی ہیں۔

ازبکستان میں جتنی لڑائیاں ہوئیں ان کی خاص خاص تصاویر دیواروں پر منقش ہیں۔ یہاں ازبکستان کے تمدن کا مدوجزر نظر آتا ہے۔ لڑائیوں کے ہتھیار ولباس، سامان، اسلحہ جات، گھوڑوں، سپاہیوں کے نقشے بھی بنے ہوئے ہیں۔ ان سب چیزوں پر سرسری نظر ڈالتے ہوئے ارکان وفد مصحف شریف کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ آیت فسیکفیکھم اللّٰہ وھو السمیع العلیم پر جیسے ہی نظر پڑی اور خون مبارک کے قطرات کے نشانات دیکھے تو آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ بعض تاریخی کتابوں کے حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن پاک مدینہ منورہ سے بغداد شریف اور وہاں سے سمرقند آیا۔ لینن نے اپنے زمانہ میں اسے یہاں کے عجائب خانہ میں رکھوا دیا۔ قرآن کریم کے کاغذ کی حالت اور خط کوفی کی قدامت پتہ دیتی ہے کہ ممکن ہے کہ یہ قرآن کریم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ ہی کا ہو۔ یہاں سے دوسرے کمروں میں آگئے جہاں لینن وغیرہ کے مجسمے نصب تھے۔ ان کمروں کی تصاویر میں لینن کے داخلے اور قبضے کے اہم پہلو نمایاں کئے گئے ہیں جن سے لینن اور اس کے رفقاء کے طریقۂ جنگ وغیرہ کا پتہ چلتا ہے۔ تقریباً دو گھنٹے تک معائنہ کا سلسلہ جاری رہا۔ ہم نے منتظم اعلیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ آج تقریباً پورا دن مصروفیت میں گزر گیا۔ طبیعت اگرچہ ۲ر جولائی سے خراب ہو رہی ہے مگر کوئی کام معینہ پروگرام کا ہم نے ملتوی نہیں کیا۔ البتہ آنکھ کی تکلیف آج زیادہ بڑھ گئی ہے۔ واپسی پر آنکھ کا ایک پرانا ڈاکٹر بلایا گیا۔ وہ اسی وقت اپنے ہمراہ اسپتال لے گیا۔ جہاں بعد معائنہ اس نے مہاسے کا آپریشن کر دیا اور کہا کہ اگر آپ ایک ہفتہ ٹھہر جاتے تو میں اس مہاسے کا مکمل علاج کر دیتا کہ یہ پھر دوبارہ عود نہ کرتا۔

رفقائے کار میں جناب راغب حسن صاحب تو کراچی ہی سے بیمار آئے ہیں۔ ان کے بعد عبدالوہاب اور سید عبدالمنعم عددی صاحب بھی بیمار ہو گئے ہیں۔ ہر روز دو وقت ہوٹل میں ڈاکٹر دیکھنے آتا ہے۔ ہر ایک کی تیمارداری کی جا رہی ہے۔ تاشقند کے مسلمانوں کے اخلاص ومحبت نے ہماری طبیعت میں کافی تاثرات پیدا کر دیئے ہیں۔ لیکن یہاں آ کر کراچی کی کوئی خبر نہیں ملتی۔ ہوٹل کے کمرے کا ریڈیو سیٹ بدلوایا تاکہ کراچی کی خبریں سنیں۔ مولانا جیلانی صاحب کی مسلسل جدوجہد کے بعد بمشکل آزاد کشمیر کا ریڈیو اسٹیشن ملا خبروں کا ٹائم نہ تھا۔ چند مقالات سنے جو کافی دلچسپ تھے۔ واپسی پر بعد عشاء معلوم ہوا کہ صبح اول وقت سمرقند کا جہاز روانہ ہوگا اور ہوٹل سے سب سامان دفتر ادارہ دینیہ چلا جائے گا۔ کیوں کہ سمرقند سے واپسی میں قیام ادارہ دینیہ میں رہے گا اس لئے بعجلت تمام سامان ٹھیک کرایا۔ تقریباً ڈھائی بجے آرام کیا۔ ۴ بجے اُٹھ بیٹھے۔ وضو کر کے فجر پڑھی۔ موٹریں ہوٹل کے دروازے پر آ چکی ہیں۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مع اپنے رفقاء کے تشریف لے آئے ہیں۔

روانگی برائے سمرقند: ۶ر جولائی ۱۹۵۷ء کو ٹھیک ۷ بجے ہوٹل سے روانہ ہو کر ۱۰ منٹ میں ہوائی اڈے پر آ گئے۔ جہاں ڈکوٹا جہاز ارکان وفد کے لئے تیار کھڑا تھا۔ قاضی صاحب محترم جناب

Marfat.com

مولانا ضیاء الدین صاحب، جناب مولانا مخدوم صاحب، فوٹو گرافروں، نمائندگان پریس تقریباً کل ۲۱ افراد ہمارے ساتھ جہاز میں سوار ہوئے۔

تاشقند کے بعد سمرقند جیسے علمی وروحانی مقام پر جہاں وفد جا رہا ہے ہمیشہ علوم وفنون کا مرکز رہا۔ حضرات فقہاء محدثین کرام نے یہاں علوم دینیہ کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ انہیں کی مساعی مبارکہ کا یہ نتیجہ ہے کہ آج تک ان حصوں میں مسلمان دین پر قائم ہیں اور اپنی روایات کو باقی رکھے ہوئے ہیں۔ ان کے اندر مذہبی جوش عمل ہنوز باقی ہے جسے نہ تو مظالم وشدائد دور کر سکے۔ نہ طغیان وکفر کے بادلوں سے پائے ثبات میں لغزش آئی۔

جہاز نے پرواز شروع کی۔ راستے میں مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب سے سمرقند کے پروگرام وحالات پر دیر تک باتیں ہوتی رہیں تا آنکہ سمرقند کی آبادی نظر آنے لگی۔ اس طرف بھی ہر طرف سبزہ لہرا رہا ہے۔ پھلوں کے درختوں، نہروں کے بہتے ہوئے پانی کا منظر عجب روح افزاء ہے۔

سمرقند: ہمارا جہاز اپنے معینہ وقت پر سمرقند کے مطار پر پہنچ گیا جہاں علماء ومشائخ کی کافی جمعیت نے وفد کا شاندار استقبال کیا۔ ہار وپھول پہنائے گئے۔ علماء ومشائخ کے چہرے نہایت نورانی تھے۔ معانقے اور مصافحے کے وقت اکثر وبیشتر حضرات کی آنکھیں خوشی ومسرت کے ساتھ جوش محبت میں اشک بار تھیں تقریباً ۱۵۔۲۰ منٹ سب سے باتیں کیں اور سمرقند ہوٹل پہنچائے گئے۔ یہ ہوٹل میٹروپول ہوٹل سے بڑا ہے جس کی عمارت بہت حسین ہے۔ علیحدہ علیحدہ کمروں میں ارکان وفد کے قیام کا انتظام تھا۔

سمرقند کے چپے چپے پر حضرات علماء ودراویش مدفون ہیں اوران کی قبور شریفہ حیات ظاہر کی طرح آج بھی مرجع خلائق بنی ہوئی ہیں۔ تین دن کے مختصر قیام میں سب جگہ حاضر ہونا ممکن نہیں۔ حضرت سیدنا قثم ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت فقیہ اعظم علامہ ابواللیث سمرقندی، حضرت مولانا روم، حضرت سیدنا خواجہ عبیداللہ احرار اور دیگر متقدمین کے بکثرت مزارات سمرقند میں ہیں۔ اس لئے طے ہوا کہ سب سے پہلی حضرت خواجہ محمد بن عبداللہ القریشی تابعی عرف خواجہ زودمراہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری دی جائے۔ یہ بزرگوار اپنے زمانہ کے اکابر اولیاء اللہ میں ہیں جنہوں نے اپنی نگاہوں سے بعض حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت فرمائی۔ آپ اظہار رائے میں انتہائی بے باک تھے۔ کلمۂ حق کے ظاہر کرنے سے آپ کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی تھی۔ علمائے کرام سے بعض مسائل میں اختلاف رائے ہوا جس نے کافی شدت اختیار کر لی مگر آپ نے جو رائے قائم فرمائی تھی اس سے نہ ہٹے۔ آپ حضرت حنفیہ ابن مسلم رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سمرقند تشریف لائے۔ اپنے زمانۂ قیام میں ایک طرف تو علوم وفنون کی گراں قدر خدمات انجام دیں، دوسری جانب آپ کا قلب شریفہ استیصال کفر کی طرف مائل تھا چنانچہ آپ نے جہاد شروع فرمایا اور کافی فتوحات حاصل کیں۔

ہوٹل سے ارکان وفد وضو کر کے موٹروں میں روانہ ہوئے۔ قاضی صاحب نے تفصیل کے ساتھ حضرت کے حالات سنائے۔ آپ کا مزار شریف ایک گنبد میں ہے۔ جیسے ہی گنبد میں قدم رکھا قلوب کو سکون حاصل ہوا۔ کافی دیر تک فاتحہ پڑھی گئی۔ یہاں پاکستان اور تمام اخوان واحباب کے لئے دعائیں کی گئیں۔ حضرت مولانا مخدوم سید ناصر جلالی صاحب دہلوی۔ مولانا ضیاء القادری ان مزارات پر کافی یاد آرہے ہیں، ان کی طرف سے تمام آستانوں پر سلام پیش کئے۔

فاتحہ کے بعد آستانہ شریف کے صحن میں علماء ومشائخ کا اجتماع ہوا۔ دیر تک سب سے باتیں ہوئیں۔ ہم نے یہاں کے امام صاحب کی خدمت میں پاکستان کے تحائف پیش کئے۔ علماء نے وفد کے اعزاز میں دعوتِ عصرانہ پیش فرمائی۔

Marfat.com

ترکی ایک استقبالیے میں آزاد بن حیدر، مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اور سید حسین امام نمایاں ہیں۔ (۱۹۶۵)

Marfat.com

حضرت خواجہ عبداللہ درون کے مزار شریف کے سامنے ایک حوض پانی سے بھرا ہوا ہے جس کا پانی آنکھوں کے تمام امراض کے لئے مفید ہے۔ حضرت اولیاء اللہ کی زندگیاں بھی کیا عجیب ہیں۔ انہوں نے اپنی حیاتِ مبارکہ کو فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کے میدان میں اتارا۔ شدید سے شدید قربانیاں پیش کیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ انعام ہوا کہ وہ جس طرح اپنی حیاتِ ظاہر میں خلق خدا کی اعانت و دست گیری فرماتے تھے، بعد وصال بھی ان کا روحانی تصرف جاری ہے۔

حضرت سیدنا قثم ابن عباسؓ کے مزار شریفہ پر حاضری:

حضرت سیدنا قثم ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور شہنشاہ کونین آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندانِ اطہر کے برگزیدہ بزرگ ہیں۔ آپ ۵۴ھ میں سمرقند تشریف لائے اور علوم ظاہر و باطن کے خوب خوب چرچے فرمائے اور کافی عرصہ تک یہ سلسلے جاری رہے۔ تا آنکہ جہاد سے سرشار ہوئے۔ اپنی جماعت کے ساتھ اعدائے دین کے مقابلے کے لئے تیار ہو گئے۔ میدانِ کارزار گرم رہا اور آپ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

ارکانِ وفد الحمدللہ صحیح العقیدہ ہیں۔ حضرت اولیائے انام کی ذاتِ قدسیہ سے محبت رکھتے ہیں۔ اس لئے ان حاضریوں میں بڑا لطف وسوز و گداز پیدا ہو رہا ہے۔

حضرت سیدنا قثم ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مزار شریف ایک بلند پہاڑی پر واقع ہے اور مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ آستانہ اقدس پر سب نے حاضری دی۔ ایصال ثواب کیا۔ مزار شریفہ سے بارگاہِ رسالت نبویؐ کی جلوہ ریزیاں نمایاں ہیں۔ واپسی میں تیمور لنگ کی بیوی اور دوسرے حضرات کی قبریں دیکھیں۔

حضرت خواجہ عبداللہ احرار کے مزار شریف پر حاضری:

یہاں سے سیدھے حضرت خواجہ عبداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ آپ سلسلۂ نقشبندیہ کے اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ ہزارہا مریدین آپ سے وابستہ تھے۔ آپ کے تذکرے کتب تواریخ و سیر میں کافی ملتے ہیں۔ دیر تک آپ کے آستانہ شریفہ پر سب نے فاتحہ پڑھی۔ وفد کی طرف سے مولانا شاہ احمد نورانی میاں صاحب سلمہ نے مزار شریفہ پر عطر لگایا۔ یہاں کے امام صاحب کی خدمت میں کلام پاک، آیت الکرسی و دیگر ہدایا پیش کئے گئے۔ یہاں بھی ایک پرتکلف دعوت وفد کے اعزاز میں دی گئی۔ یہاں سے سمرقند ہوٹل واپس ہوئے۔ چونکہ آج کافی کام کرنا پڑا تھا اس لئے شب کو ہوٹل میں جلد سو گئے اور صبح سویرے اٹھ کر ناشتہ کیا۔

مدرسہ بی بی خانم کا معائنہ: ہوٹل سے ناشتہ کے بعد ۷ر جولائی کو تیمور لنگ کی بی بی بی خانم کے قائم کردہ مدرسہ شیر داد دیکھنے آ گئے۔ یہ مدرسہ ۱۶۱۹ء میں ایک وسیع ترین پیمانہ پر بنایا گیا تھا جس میں ہزارہا طلباء کے رہنے اور تعلیم حاصل کرنے کے انتظامات تھے۔ ابتداً مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ تھا مگر بعد میں مدرسہ کی بنیاد پڑ گئی۔ اس مدرسہ کے عالی شان گنبد اور دو دروازے ہیں۔ عبدالجبار ازبکی جو نقاش اور فنی تعمیر کے بہترین ماہر تھے۔ ان کی زیر نگرانی مدرسہ بنایا گیا۔ مدرسہ کے قریب میں مسجد بھی بنی ہوئی ہے۔ محرابیں وغیرہ قدیم طرز کی ہیں۔ مسجد کے اکثر و بیشتر حصے بند پڑے ہوئے ہیں۔ سامنے ایک عظیم الشان دروازے پر دو شیروں کی تصویریں منقش ہیں۔ جیسے ہی شیروں کی تصویریں بنائی گئیں مسلمانوں کو شدید اختلاف ہوا۔ اس مدرسہ کا نام شیر دادر کھ دیا گیا۔ ۱۲ سال کی مسلسل محنت کے بعد یہ مدرسہ تعمیر ہوا۔ اس مدرسہ میں اپنے وقت کے بڑے بڑے علمائے فلکیات و فلسفہ درس دیتے رہے۔ میرزا الوغ بیگ بھی مدرسہ میں درس دیتے تھے۔

مدرسہ دیکھنے کے بعد تیمور لنگ اور شہزادہ محمد سلطان وغیرہ کی قبروں پر گئے۔ ایک ایرانی النسل رہنما نے جو یہاں مامور ہیں،

Marfat.com

سب کی تاریخیں بتائیں۔

تیمور کی قبر پر سیاہ پتھر لگا ہوا ہے جس پر ۱۴۰۵ء کندہ ہے۔ ان قبروں پر کوئی جاذبیت نہ تھی۔ دنیا کی بے ثباتی نمایاں تھی اور دیکھنے والوں کو یہ درس مل رہا تھا کہ بڑے بڑے مسلمان وشہنشاہ جن کے نام سے دنیا کانپا کرتی تھی، دامنِ قبر میں پڑے سو رہے ہیں۔ یہاں بھی کافی وقت صرف ہو گیا۔

سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری:

قصبہ خرتنگ میں جو سمرقند سے ۱۶ میل کی مسافت پر واقع ہے، حضرت سیدنا امام بخاری[1] رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک واقع ہے۔ آج خرتنگ کا پروگرام طے ہوا ہے۔ تیمور وغیرہ کی قبروں کو دیکھتے ہوئے سیدھے سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ کافی خراب تھا۔ اس لئے تقریباً پون گھنٹے میں آستانہ مبارک پہنچے۔ تازہ وضو کر کے مزارشریف پر حاضری دی گئی۔ حضراتِ محدثین کرام میں حضرت امام بخاری کا مقام ہمارے یہاں سب سے اونچا ہے۔ کافی دیر تک مزار مبارک پر سب حاضر رہے۔ فاتحہ پڑھ کر باہر آئے تو آستانہ شریف کی طرف سے منتظمین نے پارٹی دی۔ مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب نے ہمارا تعارف کراتے ہوئے ہم سے تقریر کی خواہش فرمائی۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف سامنے تھا، ایک خاصی طویل تقریر ہو گئی جس میں ہمیں خود بھی اپنی جگہ کیف آیا اور سامعین بھی کافی محظوظ ہوئے۔

ہماری طرف سے یہاں کے امام ومتولی صاحب کی خدمت میں ہدایہ پیش کئے گئے۔ منتظمین کی جانب سے ارکان وفد کو ہدایہ دیئے گئے۔ حضرت سیدنا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کے تبرکات ہمارے لئے ہر لحاظ سے باعث برکت تھے۔

جلسے کے بعد سامنے کے بڑے کمرے میں سب نے تھوڑی دیر آرام کیا۔ تاشقند وسمرقند میں جگہ جگہ چھوٹی چھوٹے نہریں بہہ رہی ہیں۔ حضرت سیدنا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے سامنے کی نہر پر بیٹھ کر سب نے وضو کیا۔ نہر سے متصل ہی چھوٹے چھوٹے کھیت اور باغات بھی ہیں جو مزار شریف کے حضرات کے لئے وقف ہیں۔

حکومت نے کسی قسم کی مداخلت نہیں کی ہے بلکہ ان سب کو مزارشریف کی ضروریات کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ نماز ظہر پڑھ کر کھانا کھایا۔ آج بھی پورا دستر خوان میوہ جات اور مختلف قسم کے کھانوں سے بھرا ہوا ہے۔ یہاں کے میوے اپنی شیرینی اور خوش ذائقی میں بے مثال ہیں۔ ہم سب کا ارادہ تھا کہ جلسے کے بعد کم از کم ایک گھنٹہ مزار شریف پر اور حاضر رہیں گے مگر جیسے ہی جلسہ ختم ہوا۔ مطار کی اطلاع آ گئی کہ جہاز ایک گھنٹہ قبل آ جائے گا۔ آپ حضرات عجلت کر کے ۳ بجے تک پہنچ جائیں۔ اس لئے رخصتی فاتحہ بے حد عجلت سے پڑھی گئی۔ سیدنا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عیدالاضحیٰ کے دن وصال فرمایا۔ ارکان وفد جہاز کے وقت سے کچھ پہلے مطار آ گئے۔ جہاز ٹھیک ۴ بجے شام کو روانہ ہو کر ۵ بج کر ۱۰ منٹ پر تاشقند پہنچ گیا۔ مطار پر چند ذمہ دار حضرات وعلماء کرام موجود تھے۔ مطار سے سیدھے حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب کے مدرسہ پر آئے۔ راستے میں نورانی میاں کو بخار آ گیا۔ ادھر جناب سید عبدالمنعم عددی صاحب بھی علیل ہو رہے ہیں۔ وہ بڑے بدپرہیز واقع ہوئے ہیں۔ شدید کھانسی میں ٹھنڈے میوے ان کے لئے نقصان دہ ہیں مگر وہ احتراز نہیں کرتے۔ آج انہیں گھبراہٹ کا شدید دورہ ہو رہا ہے۔ بار بار کہہ رہے ہیں مولانا بدایونی ہمیں کراچی واپس کر دیجئے نہیں تو ہم مر جائے گا۔ یا خود اپنے آپ کو مار ڈالے گا۔ بہرحال آتے ہی ڈاکٹر کا انتظام کیا۔ طبیعتیں تمام ارکان ہی کی خراب ہو رہی ہیں۔ ہمیں بھی بخار ونزلہ کی تحریک کئی دن سے ستا رہی ہے۔ سینے پر کھانسی کی زیادتی کے باعث خاصا ورم آ گیا ہے۔ نماز مغرب سے قبل دو ڈاکٹر آئے

Marfat.com

جنہوں نے انجکشن لگائے، دوائیں دیں۔ بعد مغرب دوسرا ڈاکٹر آیا اس نے ہمارے اور نورانی میاں کی پشت پر شیشے کے گلاس لگا دیئے۔ روسی ڈاکٹروں نے یہ نئے قسم کا علاج نکالا ہے۔ گلاس ۱۵ منٹ تک کافی تکلیف دیتے ہیں۔ مگر فاسد جراثیم اور درد وغیرہ کو کھینچ لیتے ہیں۔ ایک گھنٹہ تک معالجات کا سلسلہ جاری رہا۔ بعد عشاء کھانا کھایا۔ کھانے میں طے پایا کل عیدالاضحیٰ کی تقریر تیار کر دی جائے تا کہ وہ ریڈیو سے نشر ہو سکے اور اخبارات میں بھی شائع کر سکیں۔ چنانچہ ساڑھے گیارہ بجے شب سے لے کر ڈھائی بجے رات تک خطبہ تیار کیا۔ نیز نائب وزیر اعظم جناب میرزا محمود صاحب اور وزیر خارجہ عبدالغنی سلطان صاحب کی ملاقات کے لئے ضروری نوٹ تیار کئے اسی وقت خطبے کا ازبکی زبان میں نبی جان صاحب مترجم نے ترجمہ کیا۔

۸/ جولائی۔ نماز عیدالاضحیٰ: نماز فجر مدرسہ کی چھوٹی مسجد میں ادا کی۔ اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر غسل کر کے کپڑے بدلے، پونے سات بجے سے قبل تیار ہو گئے۔ نورانی میاں صاحب کو رات بھر بخار رہا، پہلے ان کے کمرے میں جا کر مزاج پرسی کی۔ تمام صحن اور مدرسہ کی بڑی مسجد کا اکثر و بیشتر حصہ مجمع سے لبریز ہو گیا۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب عید کی نماز پڑھانے کے لئے ہمیں لینے تشریف لے آئے۔ ارکان وفد کو ہمراہ لے کر مدرسہ کی مسجد گئے۔ تقریباً ۵۰ ہزار کا مجمع سامنے تھا۔ سڑکیں لبریز ہو چکی تھیں۔ راستے نماز کی وجہ سے بند ہیں۔ بیرونی صحن کے ایک حصے میں ہمارے لئے منبر بچھایا گیا ہے۔ اولاً حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب نے ہمارا تعارف کرایا۔ مجمع نے ہمارے کھڑے ہونے سے قبل تکبیر کے فلک شگاف نعروں میں وفد کا استقبال کیا۔ ہم نے حمد و ثناء کے بعد نصف گھنٹے کے قریب تقریر کی۔ دوران تقریر میں ہر طرف سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے جاتے رہے۔ اسلامیان تاشقند و ازبکستان کے مسلمانوں کا یہ سمندر جذبات محبت میں موجزن ہے۔ آنکھیں اشک بار ہیں۔ ہماری تقریر کے اختتام پر میاں نبی جان صاحب نے ازبکی زبان میں تقریر کا ترجمہ سنایا جس کے ہر جملے پر حاضرین نے خراج تحسین پیش فرمایا۔ آخر میں مولانا ضیاء الدین صاحب نے ایک خاص انداز میں شکریہ ادا فرمایا۔ یہاں سے مسجد کے اندرونی حصے میں لائے گئے۔ جہاں پہنچ کر چند مسائل عیدالاضحیٰ بیان کئے گئے، ہم نے نماز عیدالاضحیٰ پڑھا کر عربی خطبہ دیا۔

اختتام خطبہ پر مجمع کا ہر فرد مصافحہ و معانقہ کے لئے مضطرب تھا۔ مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب ہماری علالت و کمزوری کے باعث پریشان تھے مگر ہم نے عرض کیا کہ ان پر جوش بھائیوں کی محبت و مؤدت ہمیں عزیز ہے، منبر پر بیٹھ کر سب سے مصافحے ہوتے رہے۔ ایک گھنٹے میں بمشکل مسلمانان تاشقند سے ملاقاتیں ختم کر کے ناشتے کے کمرے میں داخل ہو کر ناشتہ کیا۔

وزراء سے ملاقاتیں: آج نائب وزیر اعظم، وزیر خارجہ سے اہم ملاقاتوں کے لئے جانا تھا۔ اس لئے بعجلت تیاریاں کی گئیں۔ موٹروں میں ارکان وفد سوار ہو کر نائب وزیر اعظم کے مکان پر گئے۔ دروازے پر سیکریٹری صاحبان موجود تھے۔ منزلیں طے کر کے بالائی حصے پر پہنچے۔ خود وزراء نے ہمارا استقبال کیا۔ سامنے کے رُخ پر نائب وزیر اعظم، ان کے برابر وزیر خارجہ، نائب وزیر اعظم کے برابر ہماری نشست اور اس کے بعد ارکان وفد علی الترتیب بٹھائے گئے۔ نائب وزیر اعظم نے قائد وفد سے خطاب کرتے ہوئے سب سے پہلے عید کی مبارک باد دی پھر ازبکستان میں وفد کے ورود کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں ممدوح نے اپنی بسیط تقریر میں ازبکستان کے ۲۰ سالہ حالات حکومت کی مسلسل کوششوں اور تحریکات کا خلاصہ پیش فرمایا اور اس کے بعد فرمایا کہ آپ حضرات نے ہمارے ان حصوں میں جو کچھ ملاحظہ فرمایا، اس پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

Marfat.com

قائد وفد نے کہا۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کا یہ وفد حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب صدر ادارۂ دینیہ کی دعوت پر ۳۰ رجون کو تاشقند پہنچا۔ اس وقت سے لے کر آج تک ہم نے تاشقند وسمرقند کی اکثر و بیشتر مساجد ومقابر کا معائنہ کیا۔ پبلک جلسوں میں تقریریں کیں۔ مسلمانوں سے آزادانہ طور پر ہماری ملاقاتیں ہوئیں۔ ہمیں انتہائی خوشی ہے کہ یہاں کے مسلمانوں میں اُخوت اسلامی کا جذبہ ہے۔ انہوں نے انتہائی محبت کے ساتھ ہماری تواضع کی۔ ہم نے یہاں کے عام وخاص مسلمانوں کی زندگیوں کا پورے غور وفکر کے ساتھ معائنہ کیا۔ اس میں شک نہیں کہ تاشقند وسمرقند ۱۲ کے مسلمان عبادت اور فریضۂ نماز کی ادائیگی میں آزاد ہیں اوران پر فریضۂ عبادت کی ادائیگی میں پابندیاں نہیں۔ ادارۂ دینیہ مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب کی قیادت میں قابل قدر کام کر رہا ہے۔ لیکن ہم یہ بات کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مسلمانوں کے لئے مذہبی تعلیم کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا گیا بلکہ اس کی اساس وبنیاد مارکس کے لادینی نظریات پر رکھی گئی ہے مگر ایک ایسی قوم جس کی دنیا و دین کا ہر ایک گوشہ مذہب سے وابستہ ہو، اسے دینی تعلیم سے محروم کر دینا اس کے حال ومستقبل کے لئے مضرت رساں ہوگا۔ آپ حضرات کو اولین فرصت میں غور کرنا چاہئے اگر یہاں کے مسلمان اپنی مساجد میں مدارس دینیہ کا اجراء کریں تو آپ کو ان کی حمایت کرنا چاہئے تاکہ مسلمانوں کی نئی نسل دین اسلام سے وابستہ رہے۔

ہم نے اپنے دورے کے دوران اس بات کو خاص طور پر دیکھا کہ حکومت روسیہ عوام کی خوش حالی اوران کی زندگی کے معیار کو بلند کرنے کی انتہائی کوشش کر رہی ہے لیکن دیہات وقصبات میں ہم جہاں گئے وہاں یہ بات ہمارے سامنے آئی کہ جس طرح شہر میں رہنے والوں کے لئے بہترین سڑکیں، اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کے مکانات کا اہتمام ہے، دیہات والوں کے نہ مکانات ہی اچھے ہیں نہ ان کے یہاں کی سڑکیں بہتر ہیں، نہ صفائی کا کافی اہتمام ہے۔

۱۔ نائب وزیر اعظم صاحب نے ہر دو سوالات پر تفصیلی گفتگو فرماتے ہوئے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ ہمارے یہاں کا نصاب مارکس کے نظریات پر چل رہا ہے لیکن ہمیں اپنے مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا احساس ہے۔ ہم اسے بخوشی پسند کریں گے کہ مسلمان اپنی مسجدوں میں مدارس دینیہ کھولیں، ہم ان کی مالی اعانت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

۲۔ ہماری حکومت دیہاتی اشخاص کی زندگی کے معیار کو جس طرح بلند کرنے کی کوششیں کر رہی ہے، اسی طرح وہ انہیں ہر قسم کا آرام پہنچانا چاہتی ہے۔ دیہات میں رہنے والوں کے لئے بہترین مکانات بنانے، سڑکیں ٹھیک کرنے، پانی کے معقول انتظامات کی چند اسکیمیں زیر غور ہیں۔ ان پر جلد ہی عمل ہوگا۔ ان مسائل کے علاوہ اور بھی دوسرے مسائل پر مذاکرات رہے۔ یہ ملاقات تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی۔ وزرائے کرام نے وفد کی کوششوں کو سراہا اور کہا کہ اس قسم کے وفود سے روس اور پاکستان کے تعلقات اور روابط مضبوط ہوں گے۔

مسئلہ کشمیر: دورانِ گفتگو میں مسئلہ کشمیر بھی زیر بحث آ گیا۔ وزراء نے فرمایا بلاشبہ ہم بہت مشتاق ہیں کہ مسئلہ کشمیر حل ہو جائے۔ اس وقت آپ نے جو نظریات پیش کئے، ہم متعلقہ ذمے دار حکام اعلیٰ کی خدمت میں (جن کا ہماری مرکزی حکومت سے تعلق ہے) پیش کر دیں گے۔ بہتر ہوگا کہ فریقین آپس کی مفاہمت سے مسئلہ کا حل تلاش کریں۔

دورانِ بحث میں یہ مسئلہ بھی آ گیا کہ جب ازبکستان اور تازکستان آزاد حکومتیں ہیں اوران کے اندر وزیر خارجہ بھی مقرر ہے تو آپ پاکستان وغیرہ میں اپنے سفیر کیوں مقرر نہیں کرتے۔ وزیر خارجہ نے فرمایا کہ اگر آپ کی حکومت چاہتی ہے تو ہم اس پر عمل

Marfat.com

کرنے کے لئے تیار ہیں۔ قائد وفد نے کہا کہ آپ ماسکو میں سفیر پاکستان سے اس بارے میں گفتگو فرمائیں۔ کیوں کہ ارکان وفد سفراء کے تقرر کا مسئلہ حکومت کی طرف سے پیش نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ آپ کے مستقبل کے لئے اسے مفید سمجھ رہے ہیں۔ ہمیں کسی سیاسی مسئلہ میں ذاتی طور پر گارنٹی کرنے کا استحقاق نہیں، ہاں ہم اپنی حکومت کو بوقت مراجعت سارے حالات کی خبر کریں گے۔

یہ ملاقات نہایت آزادی سے دوستانہ ماحول میں ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی اور مصافحہ ومعانقہ پر ختم ہوئی۔

ارکان وفد نے سمرقند میں حسب ذیل مساجد کا معائنہ کیا۔ ان مساجد میں نمازیں ادا کیں تقاریر کی گئیں۔

۱۔ **جامع مسجد خواجہ زود مراد:** یہاں حضرت مولانا سمرقندی خطیب ہیں۔

۲۔ **جامع مسجد خواجہ احرار ولی:** یہاں قاری عالم خوقندی وحضرت شیخ اسحاق ایشان سمرقندی

۳۔ **جامع مسجد سیدنا امام بخاری:** یہاں مولانا نذر اللہ مخدوم عبداللہ

۴۔ **جامع مسجد عبدی درون:** یہاں مولانا عصمت اللہ سمرقندی

۵۔ **جامع مسجد عبدی بیرون:** یہاں مولانا قاسم سمرقندی

۶۔ **جامع مسجد حضرت قثم ابن عباسؓ:** یہاں مولانا عبداللہ ابن میرزا اکلال خجندی

یہ تمام مسجدیں آباد ہیں۔ مسلمانوں کی ۷۵ فیصدی تعداد جن میں بوڑھے لوگوں کی اکثریت ہے، وہی پنج وقتہ نمازوں میں حاضر ہوتی ہے۔ مسجدیں صاف وشفاف رہتی ہیں اور ادارۂ دینیہ نے کافی اچھے انتظامات کر رکھے ہیں۔

ارکان وفد سمرقند کے وزیر خارجہ اور نائب وزیر اعظم کی ملاقات کے بعد سیدھے اسٹالن آباد کے لئے ہوائی اڈے آ گئے۔

۹/جولائی ۱۹۵۷ء۔ اسٹالن ۱۳؎ آباد کا سفر: ہمارے لئے جو جہاز معین تھا وہ ٹھیک بارہ بجے دن کو مطار سے روانہ ہو کر سوا گھنٹے میں اسٹالن آباد پہنچ گیا، جہاں علماء ومشائخ کی کثیر تعداد نے ہمارا استقبال کیا۔ مصافحے ومعانقے ہوئے۔ اسٹالن آباد کا پہلا نام دو شنبہ تھا۔ بعد میں اسٹالن کے نام پر اس کا نام تبدیل کیا گیا۔ پہلے یہ شہر امیر بخارا کے تابع تھا۔ یہ قازقستان کا دارالخلافہ ہے۔ اس صوبہ میں ۱۵/لاکھ مسلمان آباد ہیں۔ خاص شہر اسٹالن آباد کی آبادی ڈھائی لاکھ ہے۔ شہر میں بڑی بڑی مسجدیں ہیں جن میں پنج وقتہ، جمعہ وعیدین کی نمازیں ہوتی ہیں۔

دوسری بیس اور مسجدیں بھی ہیں۔ مطار سے سیدھے ہوٹل لائے گئے۔ اگرچہ یہاں کا ہوٹل بمقابلہ تاشقند کے چھوٹا ہے مگر پھر بھی کافی آرام دہ ہے۔ منہ ہاتھ دھو کر کھانا کھایا۔ نماز ظہر ادا کی۔ معلوم ہوا کہ آج شام کو سات بجے جامع مسجد چلنا ہے جہاں نماز مغرب ادا کرنے کے بعد ایک پبلک میٹنگ کو خطاب کرنا ہے۔ حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب کے ہمراہ ساڑھے چھ بجے ہوٹل سے روانہ ہو کر جامع مسجد پہنچے۔ تقریباً دوصد علماء ومشائخ نے وفد کا استقبال فرمایا اور انتہائی محبت وعقیدت کے ساتھ معانقہ ہوا۔

مسجد کے صحن میں مسلمانوں کی کافی تعداد مجتمع تھی۔ پہلے نماز مغرب ادا کی گئی۔ بعد ازاں تلاوت کلام پاک سے آغاز ہوا۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب نے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے وفد کا تعارف کرایا۔ حضرات علماء نے عربی زبان میں متعدد سپاس نامے پیش فرمائے۔ قائد وفد نے اخوتِ اسلامی پر ایک مؤثر تقریر کی۔ نبی جان صاحب نے تقریر کا ترجمہ کیا ترجمہ سننے کے بعد مجمع نے احسنت ومرحبا کا شور بلند کیا۔ علمائے کرام نے ابتدا اس شہر کی تاریخی حالت اور علمائے کرام کی خدمات دینی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مسجد ۵۰۰ سال پہلے بنائی گئی تھی، کچھ نئے حصے بعد میں تعمیر ہوئے۔ علمائے کرام کی جانب سے وفد کی اعزاز میں دعوتِ چائے دی گئی۔

Marfat.com

آج دوپہر سے کھانسی اور ضیق النفس (کھانسی) کا شدید دورہ ہو رہا ہے۔ مگر ایسی حالت میں بھی کام پورے کرنا پڑے۔ ہوٹل آکر جب تکلیف میں زیادتی ہوئی تو ڈاکٹر بلایا گیا۔ اس نے تاشقند کی طرح انجکشن وغیرہ لگائے۔ رات میں قدرے سکون رہا۔

استالن آباد کی تفریح گاہ: ۱۰ ر جولائی کی صبح کو ناشتے کے بعد خاص خاص تفریح گاہیں۔ باغات۔ کتب خانوں کے معائنہ کا پروگرام تجویز تھا۔ اس لئے ارکانِ وفد سب سے پہلے ایک عام تفریح گاہ پر لائے گئے۔ یہاں تقریباً ایک میل لمبی جھیل ہے۔ جس میں بہت سی لانچیں تفریح کرنے والوں کو سیر کراتی ہیں۔ ہمارے لئے ایک لانچ پہلے سے تجویز کی جا چکی تھی۔ بڑا پُر لطف منظر تھا، تمام ارکان وفد لانچ میں سوار ہو گئے اور جھیل کے متعدد چکر لگائے۔

استالن باغ: شہر والوں کے لئے ایک طویل وعریض باغ بنایا گیا ہے جو صرف تین سال میں تیار ہوا ہے۔

علامہ شیخ صدرالدین عینی کی ہیکل: علامہ شیخ صدرالدین عینی اپنے وقت کے بڑے فاضل اور جید عالم ومحقق تھے، تمام علوم کی تکمیل کی۔ یہ اپنے زمانہ کے چوٹی کے عالموں میں تھے۔ علم، ادب وشاعری میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آپ کا کلام سامعین کو محو استغراق کر دیتا۔ فنی وعلمی حیثیت کافی اونچی تھی۔ یہاں پہنچ کر آپ کی ہیکل ۱۴؎ کا مطالعہ کیا۔

کتب خانہ فردوسی کا معائنہ: استالن آباد میں کتب خانہ فردوسی کے نام سے ایک شاندار کتب انہ قائم ہے جس میں ابتداءً ۸ ہزار کتابیں تھیں۔ فی الوقت ۱۰ لاکھ سے زیادہ کتابیں موجود ہیں۔ دو ہزار کے قریب مطالعہ کرنے والوں کی تعداد ہے۔

مولانا جامی ۱۵؎ کے قلم کا ایک، بڑا دیوان۔ یوسف زلیخا۔ مثنوی۔ فردوسی۔ مرزا عبدالقادر۔ بیدلؔ۔ مجموعۂ اذکار ۱۶؎ عرفی شیرازی۔ علی شیر نوائی کے عقائد۔ قرآن کریم کے پرانے نسخہ جات موجود ہیں۔ کتب خانہ کے منیجر نے دیر تک مختلف کتابوں پر اپنا تبصرہ کیا ہم نے ان سے کہا کہ آپ کو چاہئے کہ اپنے یہاں کے از بکی شعراء وعلماء ومتقدمین کے حالات کو قلم بند کرائیں، ان کے گرانقدر کلام کو منظر عام پر لائیں۔ کیوں کہ علی شیر نوائی علامہ شیخ صدرالدین جیسے افراد کے حالات کا دنیا کو بہت کم علم ہے۔ اسی طرح نادر وتاریخی نسخہ جات کو حالیہ زمانہ کے مطابق شائع کرنے کا انتظام کریں۔ کتب خانوں میں ان نوادرات کا محض پڑے رہنا کچھ بے معنیٰ سا ہے۔

منیجر صاحب کو کتب خانہ کے متعلق ہی علم تھا، وہ ہمارے مشوروں کا کوئی معقول جواب نہ دے سکے۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک ہم لوگ کتب خانے میں رہے۔ آخر میں مطالعہ کنندگان کے ہال کمرے کو دیکھا جہاں مطالعہ کرنے والوں کی ایک معقول تعداد موجود تھی۔ یہاں سے ابوالحسن رودکی کا باغ دیکھنے گئے۔

زراعتی فارم کا معائنہ: فردوسی کتب خانہ سے ارکان وفد زراعتی فارم دیکھنے آئے۔ اس فارم کا نام لینن فارم ہے جو شہر سے کئی میل باہر واقع ہے۔ ایک چھوٹے سے دفتر میں لائے گئے جہاں کے منتظم اعلیٰ نے ہم سب کا دروازہ پر استقبال کیا۔ فارم کے حالات بیان کرنا شروع کئے۔

یہ فارم ۱۹۳۰ء میں قائم ہوا۔ اس وقت ۳۱۵ ہیکٹر اراضی سے کام شروع کیا گیا، فی الوقت ۹۸۸۰ ہیکٹر اراضی اس فارم کے ماتحت ہے۔ پہلے ۱۵۴ خاندان اس فارم میں کام کرتے تھے اور اب ۱۷۲۷ خاندانوں کا تعلق ہے۔

اس فارم میں ۱۲۰۷ ہیکٹر کپاس اور ۵۸۰ دوسری اشیاء مویشیوں کے لئے درکار ہوتی ہیں۔ تیار کی جاتی ہیں۔ ۱۸۰۱۰ گندم اور دوسرا غلہ پیدا ہوتا ہے۔

Marfat.com

بھیڑیں	۷۵۰۰
گائیں	۱۶۰۰
دودھ دینے والی گائیں	۴۱۵

ایک سال میں ہر ایک گائے ڈیڑھ سو سیر دودھ عام طور پر دیتی تھی لیکن مشین کے ذریعے ۱۰۵۰ سیر دودھ نکلتا ہے۔ اس فارم میں تمام کام مشینوں سے کیا جاتا ہے۔ گزشتہ زمانہ میں ساری کام ہاتھوں سے کئے جاتے تھے لیکن اب تمام کام ہیٹر سے لیا جاتا ہے۔

کپاس کی تمام پیداوار حکومت لیتی ہے اور غلہ محنت کے مطابق کاشت کاروں کو دیا جاتا ہے۔ کپاس کے باعوض حکومت روپیہ اور گندم کاشت کاروں کو دیتی ہے۔ یہ فارم زیادہ تر کپاس تیار کرتی ہے۔ یہاں کی ضرورتوں کے لئے غلہ روسی حکومت دوسرے صوبوں سے لیتی ہے۔ آب وہوا کے لحاظ سے یہ مقام شہروں کے مقابلے میں بہت بہتر ہے۔ خاص طور پر کپاس کی پیداوار کے لئے آب وہوا، زمین سب زیادہ سے زیادہ موافق ہے۔

حکومت پانچ سالہ پلان تجویز کرنے والی ہے کہ یہاں اور کیا کیا چیزیں پیدا کی جاسکتی ہیں۔ حکومت نے ایک عام مجلس مقرر کردی ہے جس میں زراعت وغیرہ کے سارے مسائل زیر بحث آتے ہیں۔ جب یہ مجلس اپنا پروگرام مرتب کرتی ہے تو پھر اسے عوام کے سامنے بغرض حصول مشورہ پیش کیا جاتا ہے۔

فارم میں مشینوں سے کام کرنے والوں کو ہاتھ کے کام کرنے والوں سے زیادہ تنخواہ دی جاتی ہے۔ جو ماہ بماہ ادا کی جاتی ہے۔ سال کے آخر میں کاشت کاروں کو بونس بھی دیا جاتا ہے۔ کاشت کاروں کے عام حالات اچھے ہیں۔ ان کا معیار زندگی اوسط درجہ کا قائم ہوگیا ہے لیکن کاشت کاروں کے مکانات اور گاؤں میں جانے والی سڑکیں زیادہ تر خام ہیں۔

کاشت کاروں وغیرہ میں بھی امتیازات نظر آتے ہیں۔ حکومت روسیہ نے اپنے نظام میں عملاً مساوات قائم نہیں کی بلکہ امتیازات اور فرق مراتب کو محنت کرنے والے کی محنت پر منحصر کیا ہے یعنی ایک شخص جس قدر محنت زائد کرے گا اتنا ہی اپنا حصہ حاصل کرے گا۔

ارکانِ وفد نے مختلف قسم کے سوالات مہتمم صاحب سے کئے، بعد میں فارم سے متعلق کچھ شعبہ جات کا معائنہ بھی کیا۔ بحالاتِ موجودہ اس علاقے میں ۱۹ ایسے فارم قائم ہیں۔

حضرت سیدنا یعقوب (۱۷) چرخیؒ کے مزار شریف پر حاضری: فارم کا مائنہ کرنے کے بعد ارکان وفد حضرت سیدنا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ آپ غزنین سے یہاں تشریف لائے رشد و ہدایت تبلیغ دین کا آغاز فرمایا۔ تھوڑے ہی دنوں میں عام وخاص آپ کی طرف رجوع کرنے لگے۔ آپ نے خلق خدا کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ کے درِ دولت پر جو آتا وہ مالا مال ہو کر واپس ہوتا، دیر تک ارکانِ وفد مزار شریف پر حاضر رہے۔ سب نے معمولات ادا کئے۔ اس مزار شریف پر بڑا سکونِ قلب حاصل ہوا۔ پاکستان و ہندوستان کے اعزہ واخوان جس قدر یاد آئے سب کے لئے نام بنام دعائیں کیں۔

جلسہ: فاتحہ اور ایصال ثواب کے بعد مسجد میں جلسۂ عام ہوا جس میں مسلمانوں کی کافی تعداد شریک تھی۔ علمائے کرام اور مشائخ عظام نے ابتداً مصافحے معانقے کئے۔ مولانا نورانی صاحب نے تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز کیا اور حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب نے ارکانِ وفد کا تعارف کرایا۔ مولانا قاری حافظ دوران نے ارکان وفد کی خدمت میں سپاس نامہ پیش فرمایا۔ قائد وفد نے ۲۵ منٹ تقریر کی، ازبکی زبان میں ترجمہ کیا گیا جس سے مجمع بے حد محظوظ ہوا۔ آخر میں قائد وفد نے حضرت خطیب صاحب کی خدمت میں قرآن کریم اور دیگر تحائف پیش کئے۔ امام

Marfat.com

صاحب نے ارکانِ وفد اور پاکستان کے حق میں مخلصانہ دعائیں پیش فرمائیں۔ کلام پاک اور دیگر تحائف پیش کیے۔ امام صاحب نے ارکان وفد اور پاکستان کے حق میں مخلصانہ دعائیں پیش فرمائیں۔ کلام پاک پر جلسہ برخواست ہوا۔ عوام سے جدا جدا رخصتی ملاقات اور مصافحے ہوئے۔ ارکان وفد کو سارا مجمع اشک بار نگاہوں سے رخصت کرر ہا تھا۔ قائد وفد نے سب کا شکریہ ادا کیا۔

مسجد کوکنش کا معائنہ: حضرت سیدنا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے سیدھے کوکنش مسجد کے معائنہ کے لئے حاضر ہوئے۔ یہاں ایک نئی مسجد ادارۂ دینیہ کی ماتحتی میں بن رہی ہے۔ مسجد کافی حسین وجمیل ہے۔ عمارت مکمل ہوگئی ہے صرف پلاسٹر باقی ہے۔ تقریباً ۱۵۰۰ اشخاص بیک وقت نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مولانا قاری محمد جان صاحب مسجد کے امام وخطیب ہیں۔ ہم نے امام صاحب کو قرآن شریف اور دیگر ہدایہ دیئے۔ جلسۂ عام کا انعقاد ہوا۔ پہلے مولانا ضیاء الدین صاحب نے تقریر فرمائی۔ یہاں مسلمانوں کے ۴۳ خاندان آباد ہیں۔ مسجد کی سامنے والی پہاڑی کے دامن میں دریائے جیہون بہہ رہا ہے۔ آج ہماری طبیعت بے حد خراب ہے مگر یہاں ہر جگہ ناشتہ کرنا لازم ہے۔ مسلمانوں کے معمولات و عادات اور محبت کی وجہ سے انکار کرنا ممکن نہیں۔ کچھ نہ کچھ ہر جگہ کھانا پڑتا ہے۔ اہالیانِ مسجد نے بھی جلسے کے بعد دعوت کر ڈالی۔ طبیعت کی گرانی کے باعث ہم واپس ہونا چاہتے تھے مگر قاضی صاحب نے فرمایا۔ یہاں کے قصبے کے سردار جناب محی الدین ابن حسب صاحب نے اپنے مکان پر وفد کی دعوت کا اہتمام کرلیا ہے اور وہ حضرات بہت دیر سے ہمارے انتظار میں ہیں۔ چاروناچار محی الدین ابن حسن صاحب کے یہاں وفد کے ارکان پہنچے۔ ناشتہ کیے ہوئے چند منٹ گزرے تھے کہ دوسرا ناشتہ سامنے آ گیا۔ وہ تو کہیے کہ یہاں کا پانی اس قدر نفیس ہے کہ تمام غذائیں جلد ہضم ہو جاتی ہیں۔

پریس کے لئے بیان: آج پریس کے نمائندگان نے ہم سے انٹرویو لیا۔ ہم نے دورے پر تبصرہ کرتے ہوئے مساجد کی جو کیفیت دیکھی اور مسلمانوں کے جن حالات کا معائنہ کیا، اس پر اپنے خیالات قلم بند کرادیئے۔ اس بیان کا خلاصہ یہ تھا کہ ان علاقہ جات کی مساجد میں عبادت ونماز کی کوئی روک ٹوک نہیں ہے اور مسجدوں میں آزادی اور وہ بہت اچھی حالت میں ہیں۔

وزیر اعظم جناب نذر شاہ صاحب سے ملاقات: آج کافی چکروں کے باعث طبیعتیں مضمحل تھیں مگر قاضی صاحب نے فرمایا کہ وزیر اعظم صاحب سے ملاقات کا وقت پارلیمنٹ ہاؤس میں پونے آٹھ بجے طے ہو چکا ہے۔ باوجود انتہائی کسل کے پارلیمنٹ ہاؤس لائے گئے۔ موٹر کے اندر آتے آتے خاص خاص عنوانات کا خاکہ بنالیا تھا۔

پارلیمنٹ کے دروازہ پر وزیر اعظم کے سیکریٹری صاحب استقبال کے لئے موجود تھے، اوپر کی عمارت میں لے جائے گئے۔ وزیر اعظم نے ملاقاتی کمرے کے دروازے پر قائد وفد اور ارکان کا استقبال کیا۔ ارکان وفد اپنی اپنی سیٹوں پر بٹھا دیئے گئے۔ وزیر اعظم نے قائد وفد سے سب کی مزاج پرسی کی اور وفد کی آمد کا شکریہ ادا کرنے کے بعد گزشتہ بیس سال کی جدوجہد پر روشنی ڈالی۔ حالات کا ایک جامع خاکہ پیش فرمایا۔

ہم نے ان کی تقریر کا ۱۵ منٹ میں مناسب جواب دیا اور روابط باہمی اخوت اسلامی کا ذکر کرتے ہوئے پاکستان کی حالیہ ترقیات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ پاکستان نے گزشتہ ۹ سال میں تجارتی واقتصادی اعتبار سے الحمد للہ کافی ترقی کرلی ہے۔ اس کا زندہ قوموں میں شمار ہورہا ہے اگرچہ مسئلہ کشمیر نے پاکستان کی راہ میں شدید دشواریاں پیدا کردی ہیں مگر وہ الحمد للہ یوماً فیوماً ترقی کرتا جارہا ہے۔ آپ حضرات کا اولین فریضہ ہے کہ مسئلہ کشمیر کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ ازاں بعد قائد وفد نے مسئلہ کشمیر کے اہم نکات

Marfat.com

وزیراعظم کے ذہن نشین کئے۔ وزیراعظم اس تقریر سے کافی متاثر ہوئے۔ ہماری تقریر کے بعد جناب راغب احسن صاحب نے چند بنیادی واساسی نظریات پیش کئے۔ تقریباً یہ ملاقات ۴۵ منٹ تک جاری رہی۔

آخر میں وزیراعظم ۔نے قائد وفد کی خدمات اور کوششوں کا شکریہ ادا کر کے مصافحہ کیا۔

جامع مسجد شاہ منصور کا معائنہ: وزیراعظم کی ملاقات کے بعد ارکان وفد جامع مسجد شاہ منصور کے معائنہ اور ایک عظیم الشان جلسۂ عام کی شرکت کے لئے لائے گئے۔ یہ مسجد ایک شاندار اور وسیع رقبے میں تعمیر ہے عمارتی حیثیت سے اس کا حسن و جمال قابل تعریف ہے۔ یہاں کئی ہزار نفوس پہلے سے موجود تھے۔ نماز کے بعد تلاوت کلام پاک سے جلسہ عام شروع ہوا۔ مولانا عبدالرشید ابن موسیٰ بک نے سپاس نامہ پیش فرمایا اور ایک ازبکی شاعر نے اپنی فارسی نظم وفد کی تعریف میں پڑھی۔

حضرت مولانا ضیاءالدین صاحب نے ارکان وفد کا تعارف کراتے ہوئے قائد وفد سے تقریر کی خواہش ظاہر فرمائی۔ قائد وفد نے باوجود طبیعت کی خرابی کے نصف گھنٹے تک تقریر فرمائی جس میں اتحاد اسلامی، نماز کی پابندی، نوجوانوں کو تعلیمِ دین کے حصول پر زور دیتے ہوئے اپیل کی کہ آپ حضرات ہر جگہ اپنی اپنی مسجدوں میں شبینہ مدارس جاری کریں تا کہ آپ کی نئی نسل دین سے وابستہ رہے۔ ماں، باپ اپنی اولاد کو احکام دین سے باخبر کریں۔ اس جلسے میں پریس کے نمائندگان بھی شریک تھے۔ تقریر کے بعد دعوت طعام کا اہتمام کیا گیا اور ساڑھے گیارہ بجے شب کے ارکان وفد واپس ہو سکے۔

اسٹالن آباد کی مساجد کا معائنہ: ارکان وفد نے حسب ذیل مساجد کا معائنہ کیا۔

۱۔ جامع مسجد حضرت یعقوب کرخی رحمۃ اللہ علیہ۔ امام قاری دوران ابن عبداللہ جان وشیخ عثمان جان ملا ابن رحیم جان

۲۔ جامع مسجد حاجی یعقوب امام عبداللہ خاں ابن نعمان خاں المنکانی

۳۔ جامع مسجد شاہ منصور امام عبدالرشید ابن موسیٰ بیک الخوقندی

۴۔ جامع مسجد کوک تاش امام علی قاری ابن محمد جان الخوقندی

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب کے مدرسہ ومساجد کا معائنہ اور ایک شاندار دعوت: ۱۰ جولائی کو اول وقت ناشتہ سے فارغ ہو کر اسٹالن آباد (دوشنبہ) کے قائد جناب مولانا عبدالرحیم صاحب کے مدرسہ اور مسجد کے معائنہ کے لئے گئے۔ مولانا ایک جامع عالم ہیں اور ماشاء اللہ تازکستان کے صوبہ میں بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ عربی بولتے ہیں یہاں کی مسجد بھی خاصی وسیع ہے اور مدرسہ بھی اچھے پیمانہ پر چل رہا ہے۔ مسجد و مدرسہ دیکھتے ہوئے آپ کے مکان پر لائے گئے جہاں تقریباً ۵۰ علماء ومشائخ تشریف فرما تھے۔ مولانا عبدالرحیم صاحب نے قائد وفد اور ارکان وفد کی ان کوششوں کو جو وہ پاکستانی اور روس کے مسلمانوں کے مابین تعلقات کے قیام کی فرما رہے ہیں، خراجِ تحسین پیش کیا۔ آخر میں فرمایا کہ ہماری حکومت امن عالم چاہتی ہے، اس کی آرزو ہی یہ ہے کہ دنیا میں ہر جگہ امن قائم ہو۔

قائد وفد نے اپنی تقریر کے آخر میں کہا۔ ہم الحمدللہ مسلمان ہیں اور ایک ایسے دین سے وابستہ ہیں جس سے بڑھ کر کوئی دوسرا مذہب امن وسلامتی کی وہ تعلیم پیش نہیں کرتا جو اس نے پیش کی ہے۔ مملکت پاکستان کا قیام الحمدللہ پر امن کوششوں سے عمل میں آیا۔ پاکستان ابتدا سے لے کر اس وقت تک امن کا داعی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہماری حکومت کے طول وعرض میں جو اقلیتیں آباد ہیں، ہمارا ملک ان کی کامل طور پر حفاظت کر رہا ہے اور آئندہ بھی وہ اپنی سی پرانی پالیسی پر گامزن رہے گا۔ البتہ وہ حکومتیں جن کا نظام

Marfat.com

مولانا رومؒ کے مزار کے باہر سید حسین امام، آزاد بن حیدر اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (۱۹۶۵ء)

ہمارے مقابلے میں عرصہ دراز سے قائم ہے اور جن کا دنیا کے اندر بڑی قوموں میں شمار ہے، ان کا یہ فرض اوّلین ہے کہ وہ اپنے عمل و کردار سے پرامن رہیں اور ایسا طرز عمل اختیار کریں کہ وہ زندہ رہیں، دوسروں کو بھی زندہ رہنے دیں اور چھوٹی چھوٹی آزاد حکومتوں پر جب کبھی کوئی ملک حملہ آور ہو تو اسے ایسا کرنے سے روکیں۔ ہمارا یہ وفد آپ کے صوبجات میں اتحاد و اخوت کا پیام لایا ہے۔ ہم اسی ایک عنوان پر شروع سے اب تک کام کرتے چلے آئے ہیں۔ جب تک ہم روس کا مکمل دورہ کریں گے، یہی ایک اصول ہمارے پیش نظر رہے گا۔ خدا ہمارے آپ کے دینی رشتوں کو زیادہ سے زیادہ مضبوط فرمائے اور آپ کو حسن عمل کی توفیق دے۔ ہمارے نزدیک آپ کا سب سے بڑا فریضہ یہ ہے کہ آپ کے علماء ومشائخ اور ائمہ مساجد مسلمانوں کی نئی نسل کو اسلام کے احکام سے باخبر کریں۔ تقریباً تین گھنٹے تک یہ جلسہ جاری رہا۔

آخر میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نے قائد وفد اور ارکان وفد کی خدمات میں جبے وغیرہ پیش کئے۔ جلسہ دعا پر ختم ہوا۔

یہیں سے ارکان وفد سیدھے مطار واپس آ گئے اور اسی وقت روانہ ہو کر ساڑھے پانچ بجے تاشقند پہنچ گئے اور مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب کے مدرسہ میں قیام کیا۔ نماز عصر مدرسہ کی مسجد میں ادا کی۔

۱۰/جولائی ۵۷ء- ادارۂ دینیہ کی طرف سے رخصتی پارٹی:

آج ۱۰/جولائی ۵۷ء کو بعد مغرب ادارہ دینیہ مدرسہ کی عمارت میں ایک شاندار رخصتی پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ مغرب کے بعد ۲۰۰ کے قریب علماء ومشائخ اس پارٹی کے لئے مدعو تھے۔ تمام علماء ومشائخ اپنی اپنی نشستوں پر متمکن ہو گئے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد جلسہ کا آغاز ہوا۔ حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب صدر ادارۂ دینیہ نے قائد وفد کی ان تمام کوششوں پر جو آپ نے وفد کے قائد کی حیثیت سے تاشقند وسمرقند، اسٹالن آباد میں فرمائیں۔ ان پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے نہ صرف ہمارے حالات کا معائنہ ومشاہدہ فرمایا بلکہ ہمارے اندر اسلامی روح بیدار کر دی۔ پاکستان کے مسائل سے ہمیں واقف کیا۔ مسلمانانِ پاکستان سے ہمارے تعلقات کو مستحکم کر دیا۔ ہمارے ملک کے رہنے والوں کے قلوب میں آپ کی محبت وعظمت کا نقش قائم ہو گیا ہے۔ آپ نے تحریک نماز، آبادی مساجد نوجوانوں کو اسلامی تعلیمات دیئے جانے کے متعلق ہمیں مشورے ہی نہیں دیئے بلکہ اس کے بارے میں ہمارے وزراء کو متفق کر دیا۔ یہ وہ جلی خدمات ہیں جن کو عرصہ دراز تک ہم یاد رکھیں گے۔ ہم آپ کو، آپ کے رفقائے کار کو صدق دل سے مبارک باد دیتے ہیں۔ آپ وطن واپس جا کر ہم سب کی طرف سے سلام محبت پیش فرما دیں۔ خدا کرے کہ مستقبل قریب میں پھر اور کوئی وقت آئے کہ آپ ہمارے علاقہ جات میں تشریف لا کر ہمیں اپنے خیالات ونصائح سے مستفید فرمائیں۔

قائد وفد کی جوابی تقریر: قائد وفد نے حسب ذیل تقریر کی۔

نحمدهٗ و نصلّی علیٰ رسوله الکریم خاتم النّبیین علیه الصلوٰة والتسلیم

اما بعد! برادرانِ عزیز! حضرت علامہ قاضی ضیاء الدین صاحب صدر ادارہ دینیہ نے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے وفد کے متعلق جو الفاظ فرمائے، میں بحیثیت صدر جمعیۃ اور قائد وفد ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب حقیقتاً مستحق شکریہ ہیں کہ انہوں نے ہم کو مدعو کر کے تاشقند وسمرقند، اسٹالن آباد اور روسی مسلمانوں کے ٹوٹے ہوئے تعلقاتِ اسلامی کو از سر نو زندہ کیا۔ نیز پاکستان اور حکومت روسیہ بھی اپنی جگہ خراج تحسین کی مستحق ہیں کہ انہوں نے ہمارے لئے ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔

ہم نے آپ کے علاقوں کے مسلمانوں میں الحمد للہ عبادت و نماز کا حد سے زیادہ جوش پایا۔ آپ کی مسجدیں آباد ہیں جن میں

Marfat.com

بوڑھوں کی تعداد زائد ہوتی ہے۔ مگر نوجوان پنج وقتہ نمازوں میں کم نظر آتے ہیں جیسا کہ متعدد جلسوں میں عرض کر چکا ہوں کہ ادارۂ دینیہ اپنی تمام تر کوششیں شبینہ مدارس کھولنے پر صرف کر دے۔ ایسی صورت میں جبکہ وزیر تعلیم نے بھی ہماری تحریک کو منظور فرمالیا ہے تو آپ پوری محنت کے ساتھ شبینہ مدارس کی تحریک پر عمل فرمائیے۔ تا کہ آپ کی نئی نسل دینیات سے باخبر ہو کر اسلام پر قائم رہے۔

ہم اس امر سے بے حد خوش ہیں کہ یہاں کے مسلمانوں میں نیز حکومت روسیہ کے عمال (حکام) اور ذمے دار افراد کی قلوب میں پاکستان سے محبت و مؤدت کا جذبہ موجود ہے۔ میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پاکستان اور مسلمانانِ روس کے روابط زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوں۔ آپ حضرات نے وفد کا ہر جگہ جس گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا اور جس پر تکلف طریقے سے ہماری میزبانی فرمائی، ہم عرصہ تک اس کی یاد اپنے دلوں میں باقی رکھیں گے اور پاکستان پہنچ کر آپ کے یہاں کے حالات کو تفصیل سے بیان کر دیں گے۔

مجھے مسرت ہے کہ بخارا اور تاشقند میں عربی دار العلوم موجود ہیں لیکن ضرورت اس کی ہے کہ آپ کے علاقوں میں ہر جگہ علوم عربیہ کی درسگاہیں کھولی جائیں۔ میری رائے ہے کہ اس قسم کے وفود کا تبادلہ دونوں ملکوں کے رشتوں کو مضبوط کر دے گا۔ آئندہ اگر ایسے وفود آتے رہے تو ان کے نتائج شاندار برآمد ہوں گے۔ خدا ہماری اور آپ کی دوستی کو اور زیادہ مستحکم فرمائے۔

جناب راغب احسن صاحب نے بھی اس جلسے سے خطاب کیا۔ حالات بیان کرنے کے بعد افسوس ہے کہ وہ اپنے مطلب سے ہٹ گئے اور تقریر طویل ہونے کے ساتھ ساتھ تعقل و تدبر سے یکسر خالی تھی، وہ محرر ہیں مگر مقرر نہیں۔

ازاں بعد حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب صدر ادارۂ دینیہ کی جانب سے ایک پر تکلف دعوت دی گئی۔ آخر میں ارکان وفد کو چغے وغیرہ پہنائے گئے۔

جلسہ دُعا پر ختم ہوا۔ اختتام پر تمامی علماء سے معانقہ و مصافحہ ہوا۔ یہ آخری جلسہ ایک تاریخی قسم کا جلسہ تھا۔

تاشقند ریڈیو سے قائد وفد کی تقریر: تاشقند ریڈیو کا کئی روز سے اصرار تھا کہ ہم مراجعت سے قبل اپنا ایک بیان ریڈیو سے نشر کریں۔ چنانچہ ہم نے ۱۰ر جولائی کو حسب ذیل بیان نشر کیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہٖ الکریم

برادرانِ گرامی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں سب سے پہلے صمیم قلب کے ساتھ اپنی اور ارکانِ وفد کی جانب سے حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمارے وفد کو مدعو کیا تا کہ ایک کو دوسرے سے تعارف اور باہمی اخوت و محبت میں زیادتی ہو۔

حضرات! دنیا اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہے کہ پاکستانی مسلمانوں کے دلوں میں دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ محبت کا ایک جذبہ راسخ موجود ہے جو اسلامی احکام وفرامین کا نتیجہ ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے گورے، کالے، امیر وغریب، آقا ومحکوم، تاجدار وغلام کے باہمی امتیازات ختم کر کے عرب وعجم نیز دنیا کے مسلمانوں کو اخوت کی ایک سلک میں منسلک کر دیا، ہمارا یہ رشتہ کمزور تو ہوسکتا ہے مگر منقطع نہیں ہوسکتا۔

ہم نے ۳۰ر جون سے اس وقت تک تاشقند و سمرقند، اسٹالن آباد کی بکثرت مسجدوں، خانقاہوں کو دیکھا۔ عوام کے ساتھ نمازیں ادا کیں۔ دعوتوں میں ایک ساتھ بیٹھے اٹھے۔ انہیں آزادی کے ساتھ مخاطب کر کے اخوت ومحبت کا پیام دیا۔ ہم نے یہاں کے مسلمانوں میں اسلامی جذبہ پایا۔ اخوت دینی کا جوش دیکھا۔ ہمیں اب تک یہ محسوس نہیں ہوا کہ ہم پاکستانی بھائیوں سے مخاطب ہیں یا سمرقند و تاشقند کے مسلمانوں سے۔ یہاں کی مسجدیں حسین وجمیل ہیں جن میں مسلمان کافی تعداد میں جمع ہوتے ہیں۔ نئی مسجدیں بھی

Marfat.com

بن رہی ہیں۔ مسجدوں میں بعض بعض جگہ دینی مدارس بھی قائم ہیں۔ ان سب کے انتظامات حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب کی قیادت میں باحسن وجوہ انجام پا رہے ہیں۔ میری دلی دعا ہے کہ یہ ادارہ مسلمانوں کی تادیر خدمات انجام دے تاکہ مسلمانوں کی نئی نسل علمی، فنی، صنعتی، حرفتی علوم کے ساتھ مذہب کی نعمت عظیمہ سے مالا مال ہو۔

حضرات! اگرچہ ہمارے ملک پاکستان کو بنے ہوئے صرف نو سال ہوئے ہیں مگر وہ زندگی کے تمام شعبوں میں مسلسل ترقی کرتا جا رہا ہے اس کی صنعت و حرفت پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ اس کی بعض مصنوعات ایسی ہیں جو دنیا کے ہر حصے میں پہنچ رہی ہیں۔ ضرورت ہے کہ پاکستان و روس کے مابین تجارتی تعلقات قائم ہوں تاکہ دونوں ملک باہمی تعاون کے ساتھ ساتھ ترقی کر سکیں۔

برادرانِ عزیز! ہم مساجد و مقابر، خانقاہوں کے معائنے کی وجہ سے آپ کے یہاں کے کارخانوں کا زیادہ حد تک معائنہ نہ کر سکے لیکن جس قدر بھی ہم دیکھ سکے اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ آپ کا ملک تجارتی و صنعتی اعتبار سے بیش از بیش کام کر رہا ہے۔ ہماری دلی دعا ہے کہ آپ کا ملک امن و سکون کے ساتھ اپنا کام کرتا رہے تاکہ انسانیت ترقی کر سکے۔ ہم آج ہی اسٹالن آباد سے واپس آئے اور کل صبح ماسکو جا رہے ہیں۔

میں آخر میں ریڈیو کے ذریعے تمام باشندگان کو پیامِ محبت پیش کرتا ہوں اور عیدالاضحیٰ کی مبارک باد دیتا ہوں۔

تاشقند سے ماسکو واپسی: آج کے جلسہ کے بعد ہم سب کو ۲ بجے شب ماسکو جانا ہے، اس لئے تمام ارکان نے اپنے اپنے کمروں میں سامان ٹھیک کیا۔ تاشقند سے ماسکو کا راستہ عام ہوائی جہازوں سے ۱۳ گھنٹے کا ہے مگر ہمیں وہ جٹ طیارہ جس میں ۸۵ سیٹیں ہوں گی۔ ۸ سو میل کی مسافت طے کر کے صرف ۴ گھنٹے میں ماسکو پہنچا دے گا۔ ڈیڑھ بجے شب کے سب سامان موٹر میں رکھ دیا گیا۔ ہم لوگ پونے دو بجے ادارۂ دینیہ کی عمارت سے روانہ ہو کر سوا دو بجے ہوائی اڈے پر پہنچ گئے۔ ۳۰۔۴۰ علماء مطار پر رخصت کرنے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب، مخدوم صاحب بخاری ہمراہ جا رہے ہیں۔ علمائے کرام سے بغل گیر ہو کر ہوائی جہاز میں سوار ہوئے۔ ڈھائی بجے یہ جہاز تاشقند سے روانہ ہو کر ساڑھے چھ بجے صبح ۱۱ر جولائی ۵۷ء کو ماسکو ایئر پورٹ پہنچ گیا۔

ماسکو ایئر پورٹ پر استقبال - ۱۱ر جولائی ۵۷ء: دروازہ کھلتے ہی ہم لوگ نیچے اترے تو صدر ادارۂ دینیہ حضرت مولانا مفتی محمد شاکر صاحب و حضرت مولانا محمد صالح صاحب و دیگر علماء اور محکمہ تشریفات و استقبال کے چند ذمے دار محترم افراد نے ہمارا استقبال کیا۔ اترتے ہی معلوم ہوا کہ ایئر پورٹ پر منجانب ادارۂ دینیہ ہمیں سپاس نامہ دیا جائے گا۔ حضرت مفتی صاحب ماسکو خطیب صاحب تقریر فرمائیں گے۔ ہمیں جوابی تقریر کرنا ہے۔ اگرچہ تمام رات جاگتے ہوئے گزر گئی تھی مگر پروگرام کے مطابق چلنا ضروری ہے۔

پہلے حضرت مولانا مفتی محمد شاکر صاحب نے بعد ازاں مولانا محمد صالح صاحب نے تقریریں فرمائیں، جس میں جمعیۃ علمائے پاکستان کو مبارک باد دی گئی کہ اس نے اپنا وفد روسی علاقہ جات میں بھیج کر مسلمانوں کے روابط دینی کو مضبوط کرنے کی قابل قدر تحریک شروع کی ہے جس کا ہم استقبال کرتے ہیں ہم سب کی خواہش ہے کہ پاکستانی اور روسی مسلمانوں کے مابین دینی رشتہ مضبوط ہونا چاہیے۔

قائد وفد نے ان تقریروں کا مختصر جواب دیا۔ یہ تقریریں آج ریڈیو ماسکو سے نشر کی گئیں۔ مطار سے شہر ماسکو تقریباً ۲۰ میل دور ہے۔ ارکان وفد سیدھے اسٹالن ہوٹل لائے گئے۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر ناشتہ کیا۔ پھر ڈیڑھ بجے تک اپنے اپنے کمروں میں آرام کر کے کھانا کھایا۔ ظہر پڑھ کر قدرے آرام کیا۔

Marfat.com

ماسکو: ماسکو روس کا مرکزی دارالخلافہ اور یورپین علاقہ ہے۔ ہم نے جس قدر کام کیا وہ مسلمانوں کی اکثریت کا علاقہ تھا۔ ماسکو میں کل ساڑھے تین ہزار مسلمان آباد ہیں۔ صرف ایک مسجد ہے تاشقند و سمرقند، اسٹالن آباد میں مسلمان اکثریت میں ہیں، اس لئے ان کا اسلامی تمدن اور مذہبی ثقافت وغیرہ سب زندہ ہیں۔ ماسکو روس کا مرکزی مقام ہے جہاں سے بالشیویزم، سوشلزم، کمیونزم کی تحریکات چلیں۔ یہیں سے بیٹھ کر پورے ملک پر روس حکومت کر رہا ہے۔ روسی حکومت نے مارکس ولینن کے نظریات پر سارا نظام تیار کیا اور اسی پر وہ اپنے ملک کو عرصہ سے چلا رہی ہے۔ ہمیں ان کے اکثر و بیشتر نظریات سے اختلافات رہے ہیں۔ خاص طور پر لادینیت اور مذہب سے انکار، ان تمام امور کے باوجود یہ ماننا پڑتا ہے کہ گزشتہ بیس سال میں روسی زعماء کی سیاسیات اور نظریات میں بین فرق ہوتا جا رہا ہے۔ لینن واسٹالن نے اپنے زمانہ میں یقیناً مسلمانوں پر شدید مظالم کئے لیکن وہ دور گزر گیا۔ فی الوقت روس مسلمانوں کے قلوب کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا ہے، اس لئے اس نے مسلم ریاستوں میں خاص طور پر مسلمانوں کی تہذیب و کلچر، میں عیسائی اپنی عبادت کرتے ہیں۔ پس ماسکو جیسے شہر اور یورپین علاقے میں ہمیں کافی احتیاط سے کام کرنا پڑے گا۔

ہم اس علاقے میں یہ توقع کیوں کریں کہ یہاں مسلمانوں کو اتنی آزادی ہوگی جیسے کہ تاشقند وسمرقند میں حاصل ہے۔ پھر بھی یہاں کے حالات سابق کے مقابلے میں کافی بدل گئے ہیں۔ یہاں صرف ایک مسجد ہے جس میں مسلمان نماز ادا کرتے ہیں۔ ہم نے ماسکو اور لینن گراڈ میں کام کرنے کا ایک خاص پروگرام مرتب کر لیا ہے جس کے ماتحت کام کریں گے۔ شہر ماسکو ایک وسیع و عریض شہر ہے۔ سڑکیں کافی بڑی اور صاف ہیں۔ ٹیکسیاں، موٹریں، بسیں، ٹرامیں چلتی ہیں۔ جن کا نظام بہت اچھا ہے۔ یہاں کی تاریخی چیزیں کافی دیکھنا ہیں، وقت اگرچہ کم ہے پھر بھی جو کچھ دیکھ سکیں گے دیکھیں گے۔

سفیر پاکستان سے ملاقات: ہم نے ماسکو اترتے ہی جناب مسٹر اختر حسین سفیر پاکستان کو فون کروا دیا تاکہ ہم لوگ شام کو ملنے آئیں گے۔ چنانچہ قبل عصر ملاقات کے لئے سفارت خانے پہنچے۔ ہمارے پہنچتے ہی وہ اوپر سے نیچے والے کمرے میں آ گئے۔ ہم نے

آلو	۱۲۰ ہیکڑ	سبزیاں	۱۰۰ ہیکڑ
پھل اور باغ	۱۲۵ ہیکڑ	مویشیوں کے لئے گھاس	۱۲۵ ہیکڑ
گھاس سال بھر کے لئے	۱۰۰ ہیکڑ	مکئی	۵۰ ہیکڑ
راستے باغات عمارتوں کے لئے	۸۰ ہیکڑ	گائیں	۲۲۰
سور	۴۰۰	مرغیاں	۳۰۰۰
گھوڑے	۸۰	ٹرک	۱۵

عبادات و فرائض کی ادائیگی میں آزادی دے رکھی ہے۔ ماسکو و لینن گراڈ میں بھی جو مسجدیں کھلی ہوئی ہیں، ان میں نماز و عبادت کا فریضہ ادا کیا جاتا ہے۔

یہاں عیسائیوں کے چرچ کافی تھے جو تقریباً سب کے سب حکومت نے آثار قدیمہ کے تحت لے رکھے ہیں۔ چند چرچوں

پوری تفصیل کے ساتھ کابل سے ماسکو تک کے حالات کا خلاصہ بیان کیا۔ وہ وفد کے کامیاب دورے سے بہت خوش ہوئے کہنے لگے۔ ان مقامات پر جو خاص طریقہ کار تجویز کیا، مجھے اس سے اتفاق ہے نیز ماسکو میں اس سے بھی زیادہ احتیاط سے کام کرنا پڑے گا۔ ماسکو اور تاشقند کے حالات میں کافی فرق ہے۔ ملاقات

Marfat.com

تقریباً ایک گھنٹہ سے زائد رہی۔ اٹھتے ہوئے فرمایا کہ دو دن کے بعد سفارت خانہ کی جانب سے وفد کے اعزاز میں ایک دعوتِ عصرانہ دی جائے گی۔ ہم نے قبولیت کا اظہار کیا۔

قبل مغرب ہوٹل میں واپس آئے۔ نماز مغرب کے بعد یہاں کی زمین دوز ریلوے دیکھنے گئے۔

ماسکو کی زمین دوز ریلوے لائن: اسٹالن ہوٹل سے متصل ہی زمین دوز ریلوے لائن کا اسٹیشن تھا۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب وحضرت مخدوم صاحب وجناب مسٹر تاج الدین صاحب کے ہمراہ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر آ گئے۔ یہ ریلوے لائن تقریباً ۲۵ میل کی ہے۔ پہلا پلیٹ فارم کافی خوب صورت ہے۔ تھوڑا راستہ طے کر کے برقی زینے میں داخل ہو گئے۔ یہ برقی زینہ تقریباً ۲۰۰ گز لمبا ہے جو اوپر سے ریلوے لائن کے پلیٹ فارم تک مسافروں کو لاتا لے جاتا ہے۔ تقریباً ۵ منٹ میں ہم لوگ اس زینے سے نیچے آ گئے۔ ریل کا پلیٹ فارم انتہائی حسین ہے جس کا نام قزز ند ہے۔ پلیٹ فارموں کی کافی تزئین کی گئی ہے۔

چند منٹ میں ریل آ گئی جس کی گاڑیاں بہت خوب صورت ہیں۔ اس ٹرین کی رفتار ۷۰ میل فی گھنٹہ کے قریب ہے۔ ہر پلیٹ فارم دوسرے سے مختلف حیثیت کا بنایا گیا ہے۔ تین اسٹیشنوں کا سفر کیا۔ وقت کی کمی کے باعث بقیہ اسٹیشن چھوڑ دیئے اور سیدھے ہوٹل واپس آئے۔ عشاء پڑھ کر کھانا کھا کر آرام کیا۔

وزیر دینیات سے ملاقات: آج ۱۲ر جولائی کو وزیر دینیات سے ملاقات طے ہو چکی تھی، بہ معیت حضرت مولانا مفتی محمد شاکر صاحب ومولانا محمد صالح وحضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب ارکان وفد کو لے کر وزیر دینیات کے بنگلے پر پہنچے جہاں خود وزیر صاحب نے دروازہ پر وفد کا استقبال کیا۔ ہم سے مخاطب ہو کر خیریت مزاج دریافت کی اور ماسکو میں وفد کی آمد پر مبارک باد دی۔

پھر مشاہداتِ سفر پر گفتگو ہوئی، کافی دیر تک بہت سے مسائل زیر بحث آئے۔ ملاقات دوستی ومحبت کی فضا میں اچھی رہی۔

ہم نے اپنی تقریر میں کہا کہ آپ کی وزارت کے احکام کی بناء پر تاشقند وسمر قند، اسٹالن آباد میں ادارۂ دینیہ مساجد مقابر، مزارات اولیاء اللہ کے انتظامات اچھی طرح کر رہی ہے۔ ان حلقوں اور علاقوں کے مسلمان خوش حال ومطمئن ہیں۔ مذہبی عبادات میں انہیں مساجد کے اندر آزادی ہے۔ شادی بیاہ کی رسوم میں بھی مسلمان الحمدللہ اپنے مذہبی احکام کے مطابق آزاد ہیں، البتہ مسلمان نوجوان مذہبی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے اچھی حالت میں نہیں ہیں۔ اس لئے تاشقند وغیرہ کے وزرائے تعلیم وغیرہ سے اس چیز کو منظور کرا لیا ہے کہ مسجدوں میں دینی تعلیم کا انتظام مسلمان جاری کریں تو انہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

ہم ان علاقوں کے مسلمانوں کی مہمان نوازیوں اور اخلاص و محبت کا حال دیکھ کر بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ ہماری دعا ہے کہ پاکستان اور روس کے علاقہ جات کے مسلمانوں کے تعلقات زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوں اور یہاں کے رہنے والے آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی معمولات ادا کرتے رہیں۔

ہمیں معلوم ہوا کہ شہر ماسکو کی مسلم آبادی تین ہزار کے قریب ہے اور ان کے لئے صرف ایک مسجد ہے اور اس میں صرف جمعہ ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک اس شہر میں کم از کم دو اور مسجدیں ہونی چاہئیں تاکہ مسلمان اپنے محلوں میں فریضۂ عبادت ادا کر سکیں۔ نیز اس جامع مسجد میں پنج وقتہ نمازوں کی مسلمانوں کو اجازت ہونی چاہئے۔ ہماری یہ بھی خواہش ہے کہ وزارتِ دینیہ مسلم اکثریت والے علاقہ جات کے مسلمانوں کو فریضۂ حج اور حاضری حرمین شریفین کی اجازت دے تاکہ مسلمان ہر سال ایک اہم فریضہ پورا کر سکیں۔ وفد نے ارتباط باہمی کی تمام امکانی جدوجہد کی، الحمدللہ مسلمانوں نے اس تحریک کا کافی خیر مقدم کیا۔

Marfat.com

ہماری دعا ہے دونوں مملکتوں کے تعلقات خوشگوار ہوں گے۔

وزیر ادارہ دینیہ نے ترجمان کے ذریعے ہماری تمام باتوں کا جواب دیا، تجاویز پر غور وفکر کا وعدہ کیا۔ آخر میں فرمایا۔ شہر ماسکو کے تاریخی مقامات وغیرہ آپ حضرات دیکھیں نیز لینن گراڈ کی تاریخی مسجد کا معائنہ کریں۔ نماز جمعہ وہاں ادا کریں۔ ملاقات تقریباً ایک گھنٹے تک جاری رہی۔

ماسکو یونیورسٹی: ہمیں اور ہمارے ارکان کو ماسکو یونیورسٹی دیکھنے کا کافی شوق تھا۔ چنانچہ تمام ارکان ماسکو یونیورسٹی دیکھنے گئے۔ یہ یونیورسٹی نہ صرف روسی یونین میں بلکہ دنیا بھر میں ایک بہترین علمی کارنامہ ہے۔ جس کی عمارت ۳۴ درجوں کی ہے۔ یونیورسٹی کا اریا ۳۲۰ ر ایکڑ ہے۔ یونیورسٹی میں ۲۳ ہزار طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ ۱۶ ہزار طالب علم بیک وقت دارالاقامہ میں رہتے ہیں۔ اعلیٰ ریسرچ کرنے والے ۶ طالب علم اور سائنس کی اعلیٰ تحقیقات کرنے والے ۱۸ سو طلباء ہیں۔ ہندوستان سے طالب علم لسانیات کی تعلیم پاتے ہیں۔ نیپال سے ۲ طالب علم۔ چین سے ۵۰۰۔ انڈونیشیا سے ۶۔ مصر سے ۱۳ طلباء۔

یونیورسٹی میں اعلیٰ قسم کے ۱۲ شعبے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک انسٹی ٹیوٹ بھی ہے۔ ۶ شعبے اس بلڈنگ میں ہیں۔ ۶ پرانی عمارتوں میں ہیں۔ سائنس، جغرافیہ، دینیات، کیمیا، علم، اشیاء، فلسفہ، لسانیات، قانون، ادب، اُردو کی تعلیم کا بھی انتظام ہے جس کا اس سال سے آغاز ہوا ہے۔ چار مسلمان پروفیسر اردو پڑھاتے ہیں۔ مشرقی علوم میں ہر ایک علم کی زبان پڑھائی جاتی ہے۔ تاریخ، اقتصادیات، زبان عربی کے بھی جدا جدا شعبے جاری ہیں۔ ۴۰ طالب علم عربی پڑھتے ہیں۔ فارسی کے ۲۰ طلباء اسی طرح ازبکی، ترکستانی زبانیں بھی پڑھائی جاتی ہیں۔

سویت یونین کی ۶۹ قومیں اس یونیورسٹی میں تعلیم پاتی ہیں۔ اس یونیورسٹی میں نصف مرد اور نصف عورتیں پڑھتی ہیں۔ معلّمین میں ۴۰ فیصدی عورتیں ہیں۔ ۵۰ فیصدی پروفیسر اور ڈیڑھ ہزار دوسرے معلّمین کام کرتے ہیں۔

یونیورسٹی کی اگرچہ تعطیل تھی مگر مسماۃ کزنیہ اور ان کی دوسری سہیلی نے یونیورسٹی کے تمام حصے دکھائے اور ضروری معلومات ہمیں بتائیں۔ ۳۲ درجوں پر لفٹ کے ذریعہ چڑھ کر ہر ایک کمرے، عمارات، لڑکوں کے رہنے پڑھنے کے ہال کے کمرے وغیرہ دیکھے۔ ایک کمرے میں شہاب ثاقب کا کچھ حصہ دیکھا جو مشرق اقصیٰ میں ٹوٹ کر گرا تھا۔ اس شہاب ثاقب کے ٹکڑے کا وزن ۵۰ سیر ہے، اس قسم کے صدہا پتھر دوسرے کمروں میں دیکھے۔ ہر ایک کمرے میں دو لڑکے بڑے اطمینان سے رہتے ہیں۔ کمرے نہایت صاف شفاف ہیں۔ تقریباً ۶ گھنٹے میں یونیورسٹی کے اکثر و بیشتر حصے کا معائنہ کیا گیا۔ نیچی والی سڑک کے سامنے بکثرت عمارتیں یونیورسٹی کے شعبہ جات کی بنی ہوئی ہیں۔ جہاں طلباء اپنی معلومات وتحقیقات میں اضافہ کرتے ہیں۔

۱۳ر جولائی ۵۷ء۔ خطیب صاحب کی طرف سے دعوت: حضرت مولانا محمد صالح صاحب خطیب جامع مسجد ماسکو نے اعلیٰ پیمانہ پر وفد کو دعوت طعام دی۔ آغاز سے قبل خطیب صاحب نے تقریر فرمائی۔ ہم نے اس کا جواب دیا۔ ہمارے بعد تازستان کے قاضی قازون علی صاحب نے تقریر فرمائی جس میں آپ نے فرمایا۔ میں اپنے صوبہ تازستان کے مسلمانوں کی جانب سے وفد کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ ہمارے لئے یہ امر انتہائی مسرت کا ہے کہ پاکستانی علماء کے وفد سے ہمیں شرف نیاز حاصل ہوا۔ ہماری خواہش تو یہ تھی کہ وفد ہمارے یہاں بھی جا کر ہمارے مسلمانوں سے ملتا۔ خدا وہ وقت لائے کہ وفد آئندہ ہمارے یہاں تشریف لائے۔ آپ کے بعد نائب مفتی تازستان نے تقریر فرمائی۔ ان تقریروں میں پاکستانی اور روسی مسلمانوں کے درمیان روابط باہمی پر زور دیا گیا۔

Marfat.com

قائد وفد نے آخر میں پھر ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان دنیا کے مسلمانوں سے اپنے تعلقات مستحکم کرنے کی جد وجہد کر رہا ہے۔ وہ روس کے مسلمانوں سے بھی اپنے تعلقات مضبوط کرنا چاہتا ہے۔ سیاسی نظریات میں اختلافات ہونے کے باوجود اسلامی رشتہ نہیں ٹوٹ سکتا۔

آج کی تقریروں میں کئی جگہ امن کا تذکرہ کیا گیا۔ پاکستان کی تاریخ سے باخبر افراد اچھی طرح یہ بات جانتے ہیں کہ پاکستان بغیر لڑائی اور فساد کے بنا۔ پاکستان الحمدللہ اسلام کا حامل ہے۔ قرآن کریم اور اسلام سے بہتر امن کا اور کوئی حقیقی داعی نہیں ہو سکتا۔ پاکستان نہ کسی ملک کی تباہی چاہتا ہے نہ وہ کسی پر دست ظلم دراز کرنے کی فکر میں ہے۔ اس کا یہ قطعی خیال ہے کہ ہر آزاد قوم کی آزادی باقی رہے۔ آج کل بڑی قومیں چھوٹی قوموں کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ پاکستان اس پالیسی کو کسی وقت بھی صحیح نہیں سمجھتا۔ ہر آزاد قوم کی آزادی باقی رہے اور وہ دوسروں کی آزادی کے باقی رکھنے کی کوشش کرے۔

میں ماسکو کے حضرت خطیب صاحب کی ضیافت و مہمان داری کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے دوگونہ مسرت اس کی ہے کہ اس جلسے میں تاتاری احباب واخوان بھی ہمارے ساتھ ہیں اور ہم ان کے خیالات سے بھی مستفید ہوئے۔ خدا انہیں دولت اسلام سے مالا مال رکھے اور مسلمانان تاتار بھی اپنی قدیم مذہبی روایات کو باقی رکھیں۔ یہ نمائندگان ہماری طرف سے برادران تاتار کو سلام محبت پہنچا دیں۔ افسوس کہ ہمارے پاس اب وقت نہیں رہا ورنہ ہم ان کے یہاں بھی حاضر ہوتے۔

لینن فارم کا معائنہ۔ ۱۴ر جولائی ۵۷ء: یہ فارم ۲۱ر جنوری ۱۹۳۰ء کو لینن کی یاد میں قائم ہوا۔ اس فارم میں ۲۰۲ خاندان رہتے ہیں۔ جن میں ۲۴۰ عورتیں اور باقی ۱۶۰ مرد ہیں۔ اس فارم کو منجانب حکومت ۷۰۰ ہیکٹر زمین دی گئی ہے۔ اس زمین پر حسب ذیل اشیاء تیار ہوتی ہیں۔

ٹریکٹرس علیحدہ ہیں جو مرکز دیتا ہے۔ یہ سامان مرکزی حکومت بر بنائے معاہدہ دیتی ہے۔ معینہ پروگرام پر اگر سب کام ہو جائیں تو کاشت کاروں کو ایک من آلو دیا جاتا ہے۔ اس فارم میں ایک کلب۔ ایک سنیما ہے۔ کھیل کے بعد یہاں ناچ گانے بھی ہوتے ہیں۔ ایک لائبریری بھی ہے جس میں دس ہزار کتابیں ہیں جن میں زیادہ تر کتابیں زراعت سے متعلق ہیں۔ فارم میں ہر کام کرنے والے کو اخبار اور مختلف قسم کا لٹریچر دیا جاتا ہے۔

ہر ایک شخص کو کام اس کی صلاحیت پر دیا جاتا ہے۔ کاموں کی تقسیم فارم کا منیجر کرتا ہے۔ اس فارم میں ہر رہنے والے کو حق حاصل ہے کہ وہ حسب ذیل چیزوں کو استعمال کر سکتا ہے۔ ایک مکان جس میں ۳، ۴ افراد رہ سکتے ہیں۔ ہر ایک مکان میں ۴، ۵ کمرے ہوتے ہیں۔ ہر ایک گھر کے سامنے ۳ ہزار مربع گز زمین باغ کے لئے دی جاتی ہے۔ ایک گائے دودھ دینے والی اور دو گائیں کے بچے جب تک دودھ دینے کے قابل نہ ہو جائیں۔ یہ تمام اشیاء کاشت کار کی ملکیت ہوتی ہیں۔

ہر ایک کام کرنے والے کاشت کار کو ۱۰ بھیڑیں دی جاتی ہیں اور شہد کی مکھیوں کے بکس دیئے جاتے ہیں۔ ایک اسکول فارم کے ساتھ ہے جہاں کاشت کاروں کے بچے پڑھتے ہیں۔ اس فارم میں ڈاکٹر بھی کام کرتے ہیں۔ اس کارخانے میں عام طور پر سب عیسائی مذہب رکھنے والے ہیں جو ہر اتوار کو چرچ جاتے ہیں۔ چرچ میں جانے والوں کی تعداد صرف بوڑھے لوگوں کی ہیں نوجوان بہت کم جاتے ہیں۔

فارم سینٹر کے لئے بھی غلہ رکھتا ہے۔ ہر ایک کاشت کار کو اس کی محنت کے عوض روپیہ اور اشیاء دی جاتی ہیں۔ باقی اشیاء حکومت کی تحویل میں چلی جاتی ہیں۔ تقریباً تہائی حصہ حکومت کو مل جاتا ہے۔ باقی پیداوار حکومت روپیہ دے کر خریدتی ہے۔ مثلاً اگر ایک

Marfat.com

سال میں آمدنی تین ملین ہو تو اس میں سے ۸ فیصد حکومت کو کرایہ دیا جاتا ہے اور ۸ فیصد کے حساب سے مویشی۔ مکانات، سامان کی حفاظت کے سلسلے میں ٹیکس لیا جاتا ہے۔

ماسکو عجائب خانہ: ۱۵؍ جولائی کو ارکان وفد ماسکو کا عجائب خانہ دیکھنے گئے۔ یہ عجائب خانہ اٹھارہویں صدی میں تعمیر کیا گیا۔

اس عجائب خانہ میں روسی بادشاہوں کے عجائبات میں سولہویں اور سترہویں صدی کی اعلیٰ قسم کی گھڑیاں، شاہانہ لباس اور بیش قیمت تلواریں۔ نیزے، خنجر وغیرہ اس عجائب خانے میں موجود ہیں۔ حقیقتاً یہ عجائب خانہ زار روس اور دیگر شاہان روس کے چرچوں کے قدیم ترین اشیاء و سامان کا نادر مجموعہ ہے۔ چونکہ انقلاب کے بعد چرچ بند کر دیئے گئے اس لئے ان کا سارا سامان عجائب خانہ میں لا کر اچھی ترتیب کے ساتھ محفوظ کر دیا گیا۔

اعلیٰ قسم کے سارے جواہرات شیشے کی الماریوں میں علیحدہ علیحدہ رکھ دیئے گئے ہیں جن کو شاہانِ روس استعمال کیا کرتے تھے۔ ۳ گھنٹے تک اس عجائب خانہ کو دیکھ کر واپس آئے۔

دعوت منجانب وزیر ادارۂ دینیہ: عجائب خانہ دیکھنے کے بعد ارکان وفد ادارۂ دینیہ کی طرف سے وفد کے اعزاز میں دی ہوئی۔ دعوت میں شریک ہوئے۔ اس دعوت میں وزارت دینیہ کے اکثر و بیشتر عمال، علماء، پاکستان کے سفیر، پریس رپورٹرس موجود تھے۔ حضرت مولانا مفتی اعظم مولانا محمد شاکر صاحب نے اپنی تقریر سے آغاز فرمایا۔ جس میں ادارۂ دینیہ کی وزارت کی طرف سے گراں قدر خدمات کا شکریہ ادا کیا گیا اور خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کیا گیا۔ متعدد تقریروں میں ظاہر کیا گیا کہ حکومت روس امن کی خواہاں ہے۔ ان تقریروں کے بعد قائد وفد نے ان سب کا جواب دیتے ہوئے وزیر ادارۂ دینیہ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہمارے دل آپ حضرات کی شاندار مہمان نوازیوں، محبت کے جذبات سے متاثر ہیں۔ ہم آپ کے دارالخلافہ میں ان دنوں مقیم ہیں جو اپنی شہرت وسعت کے لحاظ سے ایک بہترین شہر ہے۔ آپ کا ملک اپنی ترقیات و مصنوعات کے لحاظ سے دنیا کی سلطنتوں میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ آپ کے قلوب میں پاکستان کی محبت موجود ہے اور آپ پاکستان دوستی کو ترقی دینا چاہتے ہیں۔

وفد کے ارکان آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ان کے قلوب بھی آپ کے یہاں کی ترقیات سے بے حد متاثر ہیں اور وہ بھی روابط باہمی کے مؤید ہیں۔ مقام مسرت ہے کہ آج کی دعوت میں جناب مسٹر اختر حسین سفیر پاکستان بھی تشریف رکھتے ہیں جو پورے تدبر کے ساتھ پاکستان اور اس کے تعلقات باہمی روابط کے قیام میں ساعی ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ یہ روابط زیادہ سے زیادہ مضبوط ہوں۔ آخر میں جام صحت تجویز ہوا۔

روانگی برائے لینن گراڈ: اب تک ہر جگہ کا سفر ہوائی جہازوں سے ہوا۔ طبیعت گھبرا گئی تھی اس لئے طے پایا کہ لینن گراڈ کا سفر ٹرین سے کیا جائے، اس لئے ۱۶؍ جولائی ۵۷ء کو ماسکو ریلوے اسٹیشن آ گئے۔ یہاں کی ریلوے گاڑیاں اندر سے خوب صورت ہیں باہر کا رنگ کچھ زیادہ بہتر نہیں۔ اندر فرسٹ کلاس کے ڈبوں میں ضرورت کا سب سامان قرینے سے جما ہوا ہے۔ ریڈیو سیٹ بھی لگے ہیں۔

حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب ہمارے ساتھ لینن گراڈ تشریف لانے والے تھے مگر ماسکو ٹھہر گئے۔ کیوں کہ آج شہنشاہ افغانستان ماسکو پہنچ رہے ہیں۔ لیکن قاضی صاحب ہمیں ۱۷ کی شام کو لینن گراڈ میں طیارے سے پہنچ کر مل جائیں گے۔ ہمارے ہمراہ مفتی اعظم ماسکو لینن گراڈ جا رہے ہیں۔ دن میں کافی کام تھا اس لئے نماز عشاء پڑھتے ہی اپنے اپنے ڈبوں میں سب نے آرام شروع کر دیا۔ ٹرین کافی تیز رفتاری سے چلی جا رہی ہے۔ کھانسی کی شدت کے باعث رات کو نیند بہت کم آئی۔

Marfat.com

لینن گراڈ پر یہ میل ٹرین ۹ بج کر ۳۵ منٹ پر پہنچی۔ اسٹیشن بے حد خوب صورت بنایا گیا ہے۔ ہمارے ساتھ ۱۵/افراد شامل ہیں۔ اسٹیشن پر حضرت الحاج مولانا عبدالباری صاحب خطیب جامع مسجد اور دیگر علماء نے ہمارا استقبال کیا۔ شہر خوب صورت ہے شہر کی کل آبادی ۳۰ لاکھ ہے جس میں ۳۰ ہزار مسلمان ہیں۔ اسٹیشن سے ہوٹل لائے گئے۔ منہ ہاتھ دھو کر ناشتہ کیا۔ ناشتے کے بعد خاص خاص باغات کے معائنہ کے لئے نکل گئے۔

لینن گراڈ کا باغ: اٹھارہویں صدی کے شرع میں شہر پیٹر برگ کے آس پاس روسی بادشاہوں کے محل اور باغات بنانا شروع کیے گئے ہیں۔ ۱۷۰۰ء میں پیٹر اوّل نے اس شہر کی بنیاد رکھی۔ تعمیری کام اٹھارہویں صدی میں شروع کیا گیا۔ سب سے پہلے باغ بنایا گیا۔ یہ باغ بحر بالٹک کے کنارے واقع ہے اور اس میں بحر منجمد بھی بہہ رہا ہے۔ جہاں جگہ جگہ سونے کے بت لگے ہوئے ہیں۔ اس باغ میں دوسری عالم گیر لڑائی سے پہلے ۸۸ فوارے قائم تھے۔ ہٹلر کے سپاہیوں اور فوج نے سامنے کے بحری راستے سے اپنی فوجیں اتاریں اور شہر پر زبردست حملہ کیا۔ ۲ سال تک ہٹلر کے سپاہیوں نے قبضہ رکھا۔ اس زمانے میں اس باغ کے سارے جواہرات نکال لئے گئے تھے۔ از سرنو انہیں ٹھیک کیا جارہا ہے۔ ۱۲۹ فوارے اس وقت لگے ہوئے ہیں۔ ان فواروں کا نام ٹائی ٹن ہے۔ شہر روم میں بھی اس قسم کے فوارے موجود ہیں۔

یہ باغ اپنی صنعت کے لحاظ سے محیر العقول یادگار ہے۔ ہر فوارے میں سے پانی نکلتا ہے۔ سڑک سے اترتے ہی نیچے کی سطح میں چھوٹی چھوٹی نہریں بنادی گئی ہیں۔ ہر طرف سونے کے بت لگے ہوئے ہیں۔ صحن میں جگہ جگہ فوارے چل رہے ہیں۔

پیٹر اول جہاں اپنے خاص خاص احباب اور مہمانوں کو لے کر بیٹھتا تھا وہاں مصنوعی درخت لگے ہوئے ہیں۔ ہر درخت میں پانی کا کنکشن قائم ہے۔ جب مہمان بیٹھ جاتے ہیں، زمین اور درختوں سے پانی ابلنے لگتا ہے۔ یہیں پیر پیٹر اول کا بت لگا ہوا ہے۔ اس سے آگے پیٹر کی آرام گاہ ہے جہاں صدہا فوارے بہہ رہے ہیں۔ باغ میں صناعوں نے اپنا تمام کاریگریاں ختم کر دی ہیں۔ اس مجازی حسن میں فنا کا سامان موجود ہے، نہ وہ پیٹر اوّل باقی رہا نہ دوسرے پیٹروں کا نشان باقی ہے۔ بحر بالٹک کے کنارے پیٹر اول کا مکان بنا ہوا ہے۔ یہیں پیٹر اوّل (یعنی پہلا زار) بیٹھ کر دل بہلایا کرتا تھا۔ محل اور باغ کا رقبہ ۱۰۲ ہیکٹر ہے۔ ۶۴۰ فوارے محل کے نیچے بہتے ہیں۔ شرقی و غربی دونوں حصوں میں فوارے لگے ہوئے ہیں جن کا پانی سمندر میں جاکر گرتا ہے۔ چھٹی کے دن لینن گراڈ سے ۱۰ ہزار اشخاص اس باغ کی سیر کو چھوٹے سے جہاز میں چل کر آتے ہیں۔ ۱۷۱۴ء میں موسم سرما کے محل کی تعمیر ہوئی۔ زار اول کے زمانہ میں یہ محل چھوٹا تھا۔ بعد میں اسے بڑھایا گیا۔ اب حکومت روسیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ اس محل کو از سرنو بنائے گی۔ اس محل و باغ کو دیکھنے میں کافی وقت صرف ہو گیا۔ سب تھک گئے تھے اس لئے واپسی ہوئی۔ شام کے وقت شہر کا حصہ دیکھا۔ یہ شہر کافی سے زیادہ خوب صورت ہے۔ سمندر سے چھوٹی چھوٹی نہریں شہر کے ہر حصے میں نکالی گئی ہیں۔ شہر کے خاص خاص حصے دیکھ کر لینن گراڈ کا اسٹیڈیم دیکھنے گئے۔

لینن گراڈ کا اسٹیڈیم: یہ اسٹیڈیم تعمیری نقطہ نظر سے بہترین صناعیوں کا نمونہ ہے۔ زمین سے ایک ہزار فٹ بلندی پر اسے بنایا گیا ہے جہاں سے سمندر اور شہر لینن گراڈ کا تمام حصہ نظر آتا ہے۔ یہ اسٹیڈیم کافی بڑا ہے جس میں ایک لاکھ دس ہزار اشخاص کھیل دیکھ سکتے ہیں۔ یہاں نماز عصر پڑھی۔ واپسی میں سمندر کے اس حصے پر آئے جہاں انیسویں صدی کا روسی جہاز ارورا دیکھا۔ آج تقریباً ۳۰ میل کا سفر جہاز سے کیا گیا اس وقت کئی ہزار مرد و عورت سمندر کے کنارے برہنہ ہو کر نہا رہے ہیں اور اپنی بے حیائی کا نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ واپسی پر مغرب پڑھ کر کھانا کھایا۔ کافی

Marfat.com

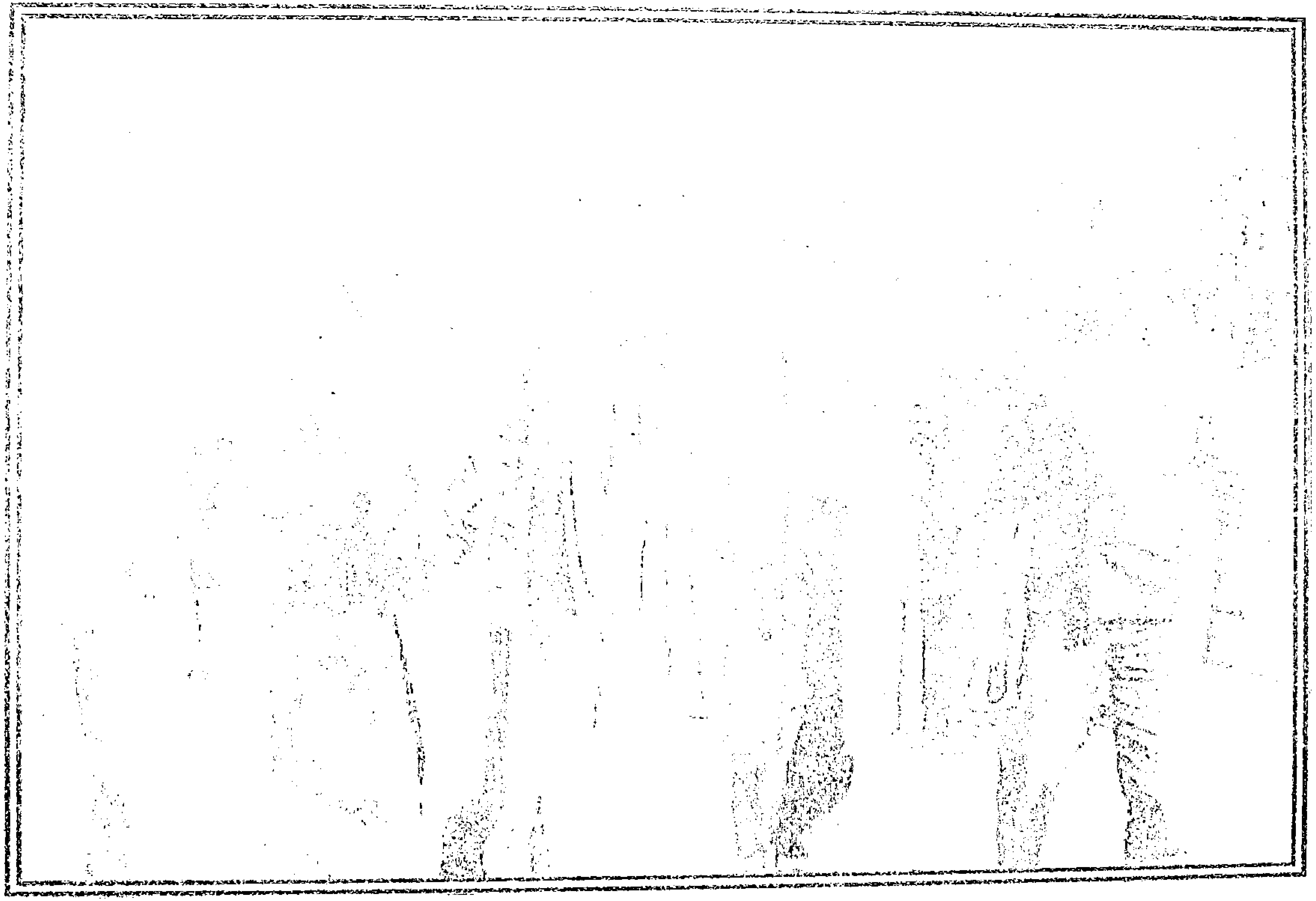

ترکی کے ایک تعلیمی ادارے کے باہر آزاد بن حیدر اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نمایاں ہیں۔ (۱۹۶۵ء)

تھک گئے تھے۔اس لئے آرام کیا۔

ڈبل روٹی کے کارخانہ کا معائنہ: آج ۱۸ر جولائی ۵۷ء کو لینن گراڈ کی ڈبل روٹی کے کارخانہ کا معائنہ کیا۔ یہ فیکٹری کافی بڑی ہے۔رات کو سات گھنٹے اس کے اندر کام ہوتا ہے اور دِن میں ۸ گھنٹے۔۳۰۰ مزدور تمام شفٹوں میں کام کرتے ہیں۔ایک مزدور کو کم از کم ۵۰۰ روبل تنخواہ ملتی ہے۔مزدوروں کو فیکٹری میں ہر قسم کی سہولتیں دی جاتی ہیں۔تعلیم و علاج مفت ہوتا ہے۔تعطیل کے زمانہ میں مزدوروں کی ضروریات فیکٹری کی طرف سے پوری کی جاتی ہیں۔کافی دیر تک معائنہ کیا۔یہاں سے فارغ ہو کر دریائے بینوا پر آئے۔جہاز میں سوار ہو کر سمندر دیکھا۔آج تقریباً سمندر کے معائنہ میں نصف دن پورا گزر گیا۔واپسی میں ہوٹل آ کر کھانا کھایا۔ظہر پڑھ کر قدرے آرام کیا۔

لینن گراڈ کی تاریخی مسجد میں نماز جمعہ: آج ۱۹ر جولائی کو ناشتہ کے بعد سب حضرات کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی۔مفتی روس کے علاوہ چند مقامی علماء، مسلمانوں نے شرکت کی۔لینن گراڈ کی مسجد میں خطبہ جمعہ ادا کیا گیا۔قائد وفد نے تمامی علمائے کرام و شرکائے جلسہ کے ہاتھوں میں اپنا عمامہ دے کر پاکستان دوستی اور دین و ایمان پر قائم رہنے کی بیعت لی۔خطیب صاحب نے مختلف ہدایا ارکانِ وفد کی خدمت میں پیش فرمائے۔ساڑھے چھ بجے شام ہوٹل واپس ہوئے۔نمازِ مغرب ہوٹل میں پڑھ کر سیدھے اسٹیشن آ گئے۔حضرت قاضی ضیاءالدین صاحب جمعہ کی صبح کو ہی تشریف لے آئے۔

ماسکو کو واپسی: اسٹیشن پر کافی اجتماع نے وفد کو الوداع کہا۔شب کو لینن گراڈ سے ۹ بجے روانہ ہو کر ہفتہ ۲۰ جولائی کی صبح کو ماسکو پہنچ گئے۔غسل وغیرہ کیا۔معلوم ہوا کہ آج ماسکو پریس دیکھنا ہے۔گاڑیاں آ گئیں۔ماسکو پریس دیکھنے چلے گئے۔یہ پریس طباعت کا پورا محلہ معلوم ہوتا ہے۔پریس کی ایک طویل عمارت ہے۔صدہا درجات ہیں، اعلیٰ قسم کی مشینیں کام کر رہی ہیں۔کاغذ کاٹنا، طباعت کرنا، جلد سازی، کٹائی وغیرہ کے بیسیوں شعبے کھلے ہوئے ہیں۔پریس میں عورتیں اور مرد دونوں کام کرتے ہیں۔بعض بعض دفاتر میں عورتوں کی اکثریت ہے۔یہ پریس کئی لاکھ کتابیں ہر سال طبع کرتا ہے۔

حضرت مفتی اعظم ماسکو کی طرف سے دعوت: آج ۲۰ جولائی کو حضرت مفتی اعظم کی جانب سے ایک شاندار دعوت کا اہتمام کیا گیا جس میں ارکان وفد کے ساتھ (۱) حضرت مولانا اسماعیل ابن علی شستری امام و خطیب قزنگ، سیبریا (سائبیریا) تاتارستان جمہوریہ (۲) اور مولانا قاضی محمد غضبانی نائب مفتی ادارۂ دینیہ و خطیب مسجد (۳) حضرت مولانا مفتی محمد شاکر خیال الدین مفتی تاتارستان و مفتی ماسکو (۴) مولانا محمد قمرالدین صالحین خطیب مسجد ماسکو (۵) مولانا مفتی قاضی محمد قربانو مفتی داغستان (۶) شیخ الاسلام شیخ محمد کلیم زادہ

اس دعوت میں کافی دیر تک مختلف مسائل پر مذاکرات ہوتے رہے۔کئی گھنٹے دعوت کا سلسلہ جاری رہا۔

ماسکو ایگزیبیشن - ۲۱ر جولائی ۵۷ء: پچھلے ہفتہ ہماری طبیعت کافی خراب تھی۔ڈاکٹر کی ممانعت کی وجہ سے ہم ارکان وفد کے ساتھ نمائش دیکھنے نہ جا سکے۔یہ نمائش گاہ دنیا کی بہترین نمائش گاہوں میں ہے۔مملکت روسیہ ۱۶ ریاستوں پر مشتمل ہے، ہر ریاست کے نام پر جدا جدا عمارتیں بنائی گئی ہیں۔ہر بلڈنگ میں اس ریاست کے اندر جو اشیاء پیدا ہوتی ہیں، ان سب کے نمونے علیحدہ علیحدہ دکھائے گئے ہیں۔یہ عمارتیں عرصہ سے بنائی جا رہی تھیں۔گزشتہ چار سال پہلے تکمیل پذیر ہو سکیں۔آخری حصے میں ہوائی جہاز سے لے کر مشین وغیرہ کی تمام اشیاء، موٹر سائیکلیں، ٹرک اور دوسری تمام مصنوعات یکجا کر دیئے گئے ہیں۔ہمارے پاس وقت تھوڑا تھا پھر بھی ۶ گھنٹے صرف کیے اور صرف ۳-۴ حصے دیکھ سکے۔ورنہ کم از کم تین دن میں ۱۶ صوبہ جات کے کمروں کا

Marfat.com

تفصیلی معائنہ ہوسکتا تھا۔

روسی جمہوریتیں: روس میں حسب ذیل جمہوریتیں ہیں۔

(۱) جمہوریہ ریفرز (۲) اوکرائن (یوکرائن) (۳) روسیہ ابیض (۴) استونیا (۵) لیتوا (۶) لتویا (۷) گرجستان (۸) آذربائیجان (۹) ارمیلیا (۱۰) قازستان (۱۱) ازبکستان (۱۲) قرقستان (۱۳) تازجکستان (۱۴) ترمانکستان (۱۵) مال داویہ (۱۶) جمہوریہ مختاریہ

حضرت مفتی کبیر مولانا محمد شاکر صاحب کی طرف سے

جلسہ اور ہدایات: شب کو بعد نماز عشاء حضرت مفتی کبیر مولانا شاکر صاحب نے اپنے کمرے میں ایک مختصر جلسہ ترتیب دیا جہاں قائد وفد اور دیگر ارکان کو ہدایا پیش کئے گئے۔ ہدایا میں کلام پاک۔ فوٹو کیمرہ وغیرہ تھے۔ اس جلسے میں ہم نے ابتداً مفتی صاحب اور خطیب صاحب کی مہمان نوازیوں کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کی کہ ہمارے اور آپ کے روابط قائم رہیں۔ ہم نے مفتی صاحب سے عرض کیا کہ تاشقند، سمرقند، اسٹالن آباد میں مسلمانوں کو مساجد و عبادت میں جو آزادی ہے ماسکو ولینن گراڈ میں وہ نہیں ہے۔ عام طور پر پورے روس میں روسی نظریات کام کر رہے ہیں، ہم دیکھ رہے ہیں کہ روس کا تمام پریس حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ عوام کا اپنا کوئی ایسا ادارہ نہیں جہاں وہ آزادی کے ساتھ مسائل پر بحث کر سکیں۔ حکومت نے تمام شعبۂ جاتِ حیات کو اپنے تسلط میں کر رکھا ہے۔ مارکس ولینن کے نظریات پر عمل ہو رہا ہے۔ مذہب کا نصاب تعلیم میں کوئی مقام نہیں۔ ان سارے حالات میں مسلمانوں کی زندگی اور ان کا مستقبل صرف اس صورت میں درست ہوسکتا ہے کہ وہ عبادات کی طرف خیال کریں اور آپ حضرات سب مل کر مسجدوں میں دینی تعلیم کا اجراء کریں۔ جیسا کہ ہم نے تاشقند وغیرہ میں تجویز منظور کرائی۔ آپ حضرات بھی ماسکو اور دوسرے علاقہ جات میں مساجد کے اندر شبینہ مدارس کھولیں جہاں مسلمانوں کو دینی تعلیم دی جائے۔ ماسکو کے وزراء سے ہماری ملاقاتیں نہ ہوسکیں ورنہ ہم خود اس تحریک کو شروع کرتے۔ اب آپ حضرات مناسب کوششیں کر کے ماسکو اور دوسرے علاقہ جات کی مساجد میں دینی تعلیم کا انتظام کریں۔ ہم آپ کے ملک سے اب رخصت ہو رہے ہیں۔ آپ سب کی محبت کا نقش اپنے دل پر لے کر جا رہے ہیں۔

ماسکو سے مراجعت: آج روس کے علاقہ جات میں ہمارے وفد کا ۲۳ دن کا پروگرام ختم ہوگیا۔ اب ہم لوگوں کو ۲۳ر جولائی کی صبح ۹ بجے تک ہوٹل سے مطار روانہ ہونا ہے۔ شب میں تمام سامان ٹھیک کرا دیا گیا تا کہ نماز فجر کے بعد سارا سامان ٹرک میں مطار چلا جائے۔ سامان کی درستی کے بعد حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب سے رخصتی ملاقات میں بعض تعمیری امور پر باتیں ہوئیں۔ ہم نے ان سے بھی عرض کر دیا کہ آپ کے علاقے کے مسلمانوں کی مذہبی حالت بلاشبہ بہت اچھی ہے اور وہاں مساجد و عبادات میں کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہیں لیکن روس کے یورپین علاقے کے مسلمان بے حس و حرکت ہیں۔ ادارۂ دینیہ کی تنظیم انتہائی سست ہے۔ ضرورت ہے کہ ماسکو اور دوسرے علاقہ جات میں بھی مساجد کے اندر دینی درس گاہیں کھولی جائیں تا کہ مسلمان قرآن کریم اور مذہبی تعلیمات سے باخبر ہوسکیں۔

ہمیں اس کا بھی کافی اندازہ ہوگیا ہے کہ آپ کے ملک میں زندگی کے تمام شعبے حکومت نے اپنے اثر میں لے رکھے ہیں۔ اخبارات و رسائل کا شعبہ دراصل عوام کا حق ہے اور دنیائے جمہوریت میں عوام اس کے ذریعے اپنے خیالات آزادی کے ساتھ پیش کیا کرتے ہیں۔ کوئی ایک اخبار مسلمانوں کا اپنا ہونا چاہیے۔ (خواہ وہ تبلیغی اور مذہبی قسم ہی کا کیوں نہ ہو) اگر آپ تاشقند سے ایک تبلیغی و مذہبی قسم کا اخبار نکالنے کا انتظام کریں اور حکومت سے منظوری حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑی خدمت ہوگی۔

Marfat.com

میں جیسا کہ تاشقند میں کہہ چکا ہوں کہ قرآن کریم تاشقند سے طبع کیا گیا اور یہ بڑا اچھا کام ہوا لیکن ضرورت ہے کہ ازبکی زبان میں قرآن کریم کی تفسیر و ترجمہ کا بھی اہتمام ہونا چاہئے۔

محترم قاضی صاحب کافی سمجھدار اور باخبر عالم ہیں۔ حکومت اور عوام پر ان کے اثرات اچھے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ وہ تاشقند میں ہمارے جانے کے بعد سب سے پہلے مساجد میں شبینہ مدارس کی تحریک شروع کریں گے۔

دورۂ روس پر ہمارا آخری نوٹ: ہم نے تاشقند و سمرقند، اسٹالن آباد، ماسکو، لینن گراڈ میں اپنی آنکھوں سے جو حالات دیکھے وہ بلا کم و کاست درج کر دیئے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ روسی علاقہ جات میں نظریاتی اعتبار سے کمیونزم جاری ہے اور کمیونزم ہی کی اساس و بنیاد پر یہ ملک چل رہا ہے لیکن روسی مدبرین اب اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ مذہب سے شبانہ روز جنگ کرنا مذہب کو کچلنا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ گزشتہ ۲۰ سال سے انہوں نے تشدد کی پالیسی ترک کر دی ہے اور نماز و عبادات میں مداخلت نہیں کی جاتی۔ ہوسکتا ہے کہ تاشقند و سمرقند، اسٹالن اور ماسکو لینن گراڈ کے علاوہ دوسرے مقامات پر کہیں کہیں وہ نرمیاں جو تاشقند وغیرہ میں ہیں، موجود نہ ہوں مگر جہاں تک ہم نے تاتار وغیرہ کے افراد سے معلومات کیں تو پتہ چلا کہ ان کے یہاں کی مساجد کے اندر عبادات و ارکان نماز وغیرہ کی ادائیگی میں حکومت کوئی مداخلت نہیں کرتی۔

اب رہی یہ بحث کہ کہ ملک پر کمیونزم مسلط ہے یا نہیں تو ظاہر ہے کہ انقلاب روس کمیونزم اور اس کے عقائد و اساس ہی پر کیا گیا جس کے بہت سے عقائد و اصولوں سے ہمیں دینی طور پر اختلاف ہے۔ لیکن بعض وہ طریقے جو عوام کی خوشحالی و فلاح کے لئے اس ملک میں جاری ہیں، ہم ان کی تحسین کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اگر روس مذہب کی مخالفت ترک کر کے مذہب کو اپنے نظام حیات میں داخل کر لے تو اس کے یہاں کی بہت سی چیزیں اسلام سے قریب ہوسکتی ہیں۔ روس کے مسلمانوں اور یہاں کے عمال و ذمہ دار افراد کے اخلاق اچھے ہیں۔

جس طرح تاشقند و سمرقند، اسٹالن آباد میں مسلمان تمام کارخانوں، ہسپتالوں، فیکٹریوں وغیرہ میں بکثرت شامل ہیں، اسی طرح ماسکو وغیرہ میں بھی مسلمانوں کو ایک اعلیٰ مقام ملنا چاہئے۔

ہمیں علم ہے کہ روسی حکومت مسلمانوں کی دل دہی کر رہی ہے لیکن ماسکو وغیرہ میں مسلمانوں کو عام طور پر وہ رعایتیں جو تاشقند وغیرہ میں حاصل ہیں، نہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مدبرین روس ہماری مخلصانہ تجویز پر جلد غور کریں گے۔ ہم نے اس پروپیگنڈہ کا کوئی وجود نہیں پایا کہ روس کی ساری مسجدیں مقفل ہیں۔ تاشقند وغیرہ کے علاقہ جات میں ہم نے جو کچھ دیکھا اس کے بعد یہ کہنا قطعاً غلط ہے کہ تمام مسجدیں بند پڑی ہوئی ہیں۔ ہاں اتنا صحیح ہے کہ بعض بعض مساجد ماسکو میں ابھی بھی بند ہیں۔ ہم نے ان کے کھولے جانے اور مسلمانوں کی تحویل میں دینے کی تحریک کی ہے۔ جن علاقہ جات میں ہم گئے وہاں کے مسلمانوں کے اندر الحمدللہ دین و مذہب کا مستحکم جذبہ موجود ہے اور وہ احکام و معمولات اسلام پر قائم ہیں۔

مزارات اولیاء اللہ اچھی حالت میں ہیں البتہ حضرت سیدنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے اوپر ایک اچھا گنبد ہونا چاہیے، جو چھوٹا سا بوسیدہ کمرہ ہے، اس کی از سر نو مرمت ہونی چاہئے۔

یہاں کے مسلمان دل سے چاہتے ہیں کہ پاکستان ترقی کرے۔ ان کی اور پاکستانی مسلمانوں کی دوستی میں اضافہ ہو۔ اس طرح عمال و ذمے دار حضرات پاکستان سے دوستی و محبت بڑھانا چاہتے ہیں۔ ہم نے الحمدللہ شروع سے آخر تک پاکستان کی افادیت مقدم رکھی۔ ہر جگہ پاکستان کے اہم مسائل ذمہ دار حضرات کے ذہن میں اتار دیئے اور ماسکو کے سفارت خانہ پاکستان کے سفیر محترم کو

Marfat.com

اچھی طرح باخبر کر دیا۔ اب ہماری حقیر کوششوں سے فائدہ اٹھانا ماسکو کے سفارت خانے اور ہماری حکومت کی ارباب اقتدار کا ہے۔

ماسکو سے روانگی کا منظر: تمام ارکان وفد کا سامان شب ہی میں ٹھیک ہو چکا تھا۔ آج ۲۳ رجولائی کی صبح کو سویرے سے سب لوگ ہوٹل سے روانہ ہو گئے اور ایئر پورٹ جہاز کی روانگی سے ڈیڑھ گھنٹے قبل پہنچ گئے کیوں کہ ارکان وفد کے ٹکٹ مختلف راستوں سے بننے کا کام ۲۱ رجولائی کو مکمل نہ ہو سکا تھا۔ ایئر پورٹ پر الوداع کہنے کے لئے کافی مجمع موجود تھا۔ جناب مسٹر اختر حسین صاحب سفیر پاکستان بھی مع اپنے عملہ کے موجود تھے۔

دیر تک دفتر میں ٹکٹوں کا کام ہوتا رہا۔ سامان ماسکو سے انگلینڈ تک بک کیا گیا اور انگلینڈ سے کراچی تک بک کئے جانے کی بابت طے پایا کہ انگلینڈ کا سفارت خانہ اس کی تکمیل کرا دے گا۔

ایئر پورٹ پر رخصتی تقریر: جہاز میں بیٹھنے سے قبل ریڈیو سے نشر کرنے کے لئے تقریریں کی گئیں۔ پہلے حضرت مولانا مفتی محمد شاکر صاحب پھر خطیب صاحب نے الوداعی تقریریں فرمائیں۔ ہم نے ان تقریروں کا جواب دیا۔ آخر میں حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب نے درد و محبت میں ڈوبی ہوئی تقریر فرمائی۔

سب سے معانقوں کے بعد ارکان وفد جہاز میں آ کر اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ باہر سے تمام احباب رومال ہلاتے رہے۔ قاضی ضیاء الدین صاحب کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ ۱۱ بجے ہوائی جہاز نے پرواز کی اور پورے دو گھنٹے کے اندر روسی علاقے کے سرحدی اسٹیشن ریگا پر اتر کر ۴۵ منٹ کے قریب ٹھہرا۔ اس عرصہ میں ارکان وفد نے جہاز کے ہوٹل میں کھانے سے فراغت کی۔

کھانے کے بعد ہی ہمارا جہاز روانہ ہوا اور حکومت ڈنمارک کے ہوائی اڈے پر جس کا نام کوپن ہیگن ہے اترا۔ ایئر پورٹ کا محل وقوع بہت زیادہ دلچسپ ہے۔ ہوائی اڈے سے ملا ہوا بحر شمالی بہہ رہا ہے۔ یہاں اُتر کر نماز ظہر ادا کی۔ یہاں روسی سفارت خانہ کے ایک نوجوان خیریت دریافت کرنے آئے۔

ماسکو والا جہاز یہیں تک آتا ہے۔ یہاں سے برٹش یورپین ایر ویز کے بڑے جہاز سے پرواز کر کے لندن ۷ بجے شام تک پہنچ جائیں گے۔ ماسکو سے ہمارے ساتھ جناب قمر الدین صاحب بھی چل رہے ہیں۔ ان کا تبادلہ ماسکو سے برن سوئٹزر لینڈ میں کیا گیا ہے۔ یہ بھی یہیں اتر پڑے۔ انہیں دوسرا جہاز برن لے جائے گا۔ بڑی محبت کے نوجوان ہیں، راستہ بھر کافی دلچسپ باتیں کرتے رہے۔

کوپن ہیگن سے جہاز نے پرواز کی اور ٹھیک ۷ بجے شام لندن پہنچ گیا۔

لندن: لندن ایئر پورٹ ایک خوب صورت و حسین ایئر پورٹ ہے۔ جہاز سے اتر کر بس میں سوار ہو کر ایئر روم پر لائے گئے۔ زیادہ سے زیادہ ۱۰ منٹ میں سامان ہمیں دے دیا گیا جب باہر آئے تو جناب اکرام اللہ خاں صاحب، سفیر پاکستان کی طرف سے گاڑی آئی ہوئی موجود تھی۔ سب سے پہلے سیٹوں اور سامان کا معلوم کیا تو پتہ چلا کہ تمام انتظامات دو ایک دن میں ہوں گے۔

جناب مسٹر عبدالکریم کی رائے کے مطابق طے پایا کہ بجائے کسی بڑے ہوٹل میں ٹھہرنے کے بجائے چشیم ۱۷ پیلس میں قیام کیا جائے۔ گورنمنٹ پاکستان نے یہاں کئی درجوں کا ایک ہوسٹل تعمیر کرایا ہے جس میں صرف دس روپیہ فی شخص کرایہ لیا جاتا ہے۔ نیچے والے حصے میں مسلمانوں کے کھانے کا خصوصی اہتمام ہے۔ مسٹر افتخار علی صاحب کے سوا بقیہ تمام ارکان اسی عمارت میں آ کر ٹھہرے، بڑے سکون کا علاقہ ہے۔ پاکستان ہوٹل کے کمرے صاف و شفاف ہیں۔ ایک کمرے میں دو آدمیوں کے قیام کا انتظام ہے۔ غسل خانے پاخانے بھی برابر ہی بنے ہوئے ہیں۔

جیلانی میاں، نورانی میاں میرے ہمراہ ٹھہرے اور دوسرے کمروں میں دیگر افراد نے قیام کیا۔ عزیزی ربانی میاں سلمہٗ

Marfat.com

فرزند حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ لندن ایئر پورٹ پر آکر مل گئے تھے۔ وہ بھی ہماری واپسی تک ہمارے ہی ساتھ ٹھہریں گے۔ سامان وغیرہ علیحدہ آنے میں نماز مغرب کا وقت آ گیا۔ نماز مغرب ادا کی۔ رشید میاں سلمہ کو برن سوئٹزر لینڈ ٹیلی فون کیا۔ یہاں کے فون اور محکمہ ڈاک کا بہترین انتظام ہے، معمولی کال ملائی گئی جو ۵ منٹ کے اندر مل گئی۔ رشید میاں سے باتیں ہوگئیں اطمینان ہو گیا۔ یہاں ہوٹل میں ۸ بجے کھانا ختم ہو جاتا ہے۔ ایک سلہٹی مسلمان کے ہوٹل میں جا کر کھانا کھایا۔ کھانے میں گوشت نہیں منگایا گیا۔ ذبیحہ کا انتظام صرف پاکستان ہوٹل میں جناب ملک محمود صاحب نے رکھا ہے۔ بقیہ ہوٹلوں میں کوئی انتظام نہیں۔ ۱۱ بجے کے بعد ہوٹل سے واپس آ کر نماز عشاء پڑھ کر آرام کیا۔ آج سارا بدن چور چور ہو رہا ہے۔ جلدی سو گئے۔

لندن کے مشاغل: ۲۳ر جولائی کو ناشتہ پاکستانی ہوٹل کے حصے میں ہی کیا۔ صبح سویرے سفارت خانہ روس کو فون کیا، اسی وقت پہنچ گئے۔ سفارت خانے کے لوگوں سے سامان کے سلسلے میں باتیں کیں۔ ان کے پاس ماسکو سے تار پہنچ چکا ہے۔ انہوں نے ایکسس (فالتو) سامان کے انتظام کا وعدہ کیا۔ آپ اطمینان رکھیں ہم سب کچھ مکمل کر دیں گے۔ اس کے باوجود سیٹوں کے تمام انتظامات جیلانی میاں اور باقی میاں سلمہ نے دن بھر کی پریشانی و جانفشانی کے بعد کرنا چاہے مگر مکمل نہ ہو سکے۔

سفیر پاکستان سے ملاقات: آج مسٹر اکرام اللہ خاں سفیر پاکستان سے سفارت خانہ پاکستان میں بہت تفصیلی ملاقات ہوئی۔ دورے کے سارے حالات پر تبادلہ خیالات ہوا۔ دوسرے مسائل بھی زیر بحث آ گئے۔ دو گھنٹے کے قریب ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ ۶ بجے شام کو طیب حسین صاحب سے مل کر واپس ہوئے۔

ایک جرمن خاتون کا قبول اسلام: جناب ملک محمود صاحب ٹھیکہ دار پاکستان ہوسٹل سے معلوم ہوا کہ ایک جرمن خاتون جو عرصہ سے اسلام کا مطالعہ کر رہی ہیں، وہ ملنا چاہتی ہیں۔ اسلام قبول کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں، وہ تشریف لے آئیں۔ ربانی میاں صاحب صدیقی ہمارے ترجمان بنے۔ اسلام کے بنیادی عقائد کو ہم نے سمجھایا، تمام مسائل کو سمجھ کر اسلام قبول کیا۔ اسی وقت جناب ملک محمود صاحب سے عقد بھی کر دیا گیا۔ یہ خاتون جرمن سے انگلینڈ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آئی ہوئی ہیں۔

شہر لندن کی سیر: ایئر پورٹ سے شہر آتے ہوئے لندن کی جس قدر عمارتیں نظر آئیں۔ سب سیاہ فام تھیں۔ اچھی سے اچھی عمارتیں سیاہ ہونے کی وجہ سے خراب ہوگئی ہیں پھر بھی خاص خاص عمارتیں دیکھنے کے لئے موٹر میں نکلے۔ سب سے پہلے قصر بکنگھم جا کر دیکھا جس کا اخبارات میں نمایاں تذکرہ پڑھتے رہتے تھے۔ یہ سارے کا سارا قصر سیاہی کی وجہ سے قصر بے ہنگم بن گیا ہے۔ طبیعت سخت متنفر ہوئی۔ قصر بکنگھم کے بعد پارلیمنٹ ہاؤس دیکھا، وہ بھی اوپر سے نیچے تک سیاہ تھا۔

یہاں کا مشہور پارک جہاں عمومی جلسے ہوتے ہیں، جا کر دیکھا۔ پارک کا میدان فحاشی، بے حیائی، عریانی، زنا کاری کا سب سے بڑا اڈہ ہے۔ جہاں بغیر کسی شرم و حیا کے کھلے بندوں زنا کاری ہوتی ہے۔ ان مناظر کے سامنے آتے ہی فوراً ہم نے ربانی میاں صاحب سے کہا واپس چلیے۔ قیام گاہ لوٹ آئے، نماز مغرب ادا کی۔

قیام لندن ــ ۲۴ر جولائی: آج بھی جیلانی میاں ربانی میاں صبح کے گئے ہوئے شام کو ۶ بجے چور چور ہو کر سیٹوں کے انتظامات مکمل کر کے واپس آئے۔ معلوم ہوا کہ ہماری سیٹیں ۲۵ر جولائی کی شام کو تجویز ہوگئی ہیں۔

پریسیڈنٹ یوتھ لیگ سے ملاقات: آج شام کو مسٹر ایم۔ اے علوی پریسیڈنٹ آنریبل سوسائٹی مسلم یوتھ لیگ ملنے تشریف

Marfat.com

لائے۔ یہ صاحب بڑے دین دار، صاحب اللحیہ نوجوان ہیں۔ بیرسٹری کا کورس مکمل کرنے کراچی سے آئے ہیں۔ اس جماعت کا مقصد خلافت ربانی کا احیاء ہے۔ کافی دیر تک مسائل پر تبادلۂ خیالات رہا۔ مصر تھے کہ ہم ان کی سوسائٹی میں تقریر کریں۔ مگر ہمارے پاس وقت نہ تھا۔ ۲۵/جولائی کی شام کو ہمیں لندن سے سوئٹزرلینڈ کے لئے روانہ ہونا ہے۔

۲۵/جولائی ۵۷ء: آج صبح سے پہلا کام یہ کیا کہ رشید میاں سلمہ کو اپنی روانگی اور جنیوا پہنچنے کا وقت تحریر کرکے انہیں مطار پر بلایا کیوں کہ ہمیں خیال تھا کہ اسی وقت یا چند گھنٹے کے بعد جہاز آگے جانے کے لئے مل جائے گا۔

تار کے بعد سیدھے کھانے کے کمرے میں آ کر کھانا کھایا۔ وہاں جناب عبداللطیف اور جناب یحییٰ صاحب سے تعارف ہوا۔ دونوں سے دورہ تاشقند پر دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ دورے کے فوٹو انہیں پسند آئے۔ اخبارات میں اشاعت کے لئے ۱۶ فوٹو تین ہفتے کے وعدے پر لئے۔ اخبارات میں اشاعت کے بعد ہی فوٹو واپس بھیج دیں گے۔ اوپر آ کر ظہر کی نماز پڑھی اتنے میں شفاعت اللہ قادری بدایونی جو بیرسٹری کا کورس پورا کر رہے ہیں اور ایک قادری اسٹول کھول رکھا ہے ملاقات کے لئے آ گئے۔ دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ ایئرپورٹ کا وقت گزرنے لگا تھا، اس لئے بعجلت ٹیکسی کر کے لندن ایئرپورٹ پہنچے۔ وقت بہت ہی کم تھا، ہمارا انتظار کیا جا رہا تھا۔ جلدی جلدی سامان وغیرہ کی رسیدیں اور ٹکٹ کا اطمینان بخش انتظام کرایا۔ جیلانی میاں ربانی میاں ہماری روانگی تک نہ پہنچ سکے۔ سوئز ایئرویز کمپنی کا جہاز جس میں ۴۵ سیٹیں تھیں، ہمیں لے کر روانہ ہوا اور ۲۳۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر طے کرنے لگا۔ راستہ ہی میں چائے پی۔ ٹھیک پونے سات بجے جنیوا ایئرپورٹ آ گیا۔

جنیوا: جنیوا کا ایئرپورٹ بے حد حسین ایئرپورٹ ہے۔ دنیائے یورپ میں جنیوا جنت کہا جاتا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ جنیوا اپنی خوب صورتی میں بے مثل جگہ ہے۔ یہیں آغا خاں ۱۸ رہتے تھے۔

ایئرپورٹ سے باہر آتے ہی جناب سلطان حیدر صاحب ڈائریکٹر منیجر پاکستان انٹرنیشنل ایئرسرویز مل گئے، جن کو رشید میاں نے ہمارے لئے مامور کیا تھا۔ ان سے معلوم ہوا کہ رشید میاں کی طبیعت ۲ دن سے خراب ہوگئی ہے۔ اس لئے وہ نہیں آئے اور یہ پیام دیا ہے کہ آپ ابھی ۸ بجے والی ٹرین سے روانہ ہو کر ۱۰ بجے تک برن پہنچ جائیں۔ میل ٹرین درمیان میں صرف ایک جگہ ٹھہر کر برن اتارے گی۔ میں اسٹیشن پر ملوں گا۔

راجہ غضنفر علی خاں صاحب بھی جنیوا آئے ہوئے تھے اور کل پاکستان واپس جا رہے ہیں۔ ان کا بھی اصرار تھا کہ ہم ان سے ملتے ہوئے جائیں مگر دوسری ٹرین برن بہت برے وقت پہنچتی تھی اس لئے معذرت خواہی کے بعد سیدھے اسٹیشن آ کر برن کا ٹکٹ لیا۔ ٹرین تیار تھی آ کر سوار ہو گئے۔ ٹرین جا رہی ہے، ہر حصے میں چیڑ کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ پرپیچ راستہ ہے۔ جنیوا کی چلی ہوئی گاڑی لوزان اسٹیشن پر ٹھہری۔ یہ وہی مقام ہے جہاں لوزان کانفرنس ۱۹ ہوئی تھی اور جہاں عصمت انونوترکی کے رہنما شریک ہوئے تھے۔ نماز مغرب تیز رفتاری کے باعث بمشکل پڑھی جاسکی۔ لوزان سے چل کر ٹرین ٹھیک ساڑھے نو بجے برلن پہنچ گئی۔ رشید میاں مع بچوں کے اسٹیشن آ گئے۔ اسٹیش سے سیدھے رشید میاں کے مکان پر ۵ منٹ میں ٹیکسی سے آ گئے۔ یہ مکان فلیٹ ہے مگر بہت صاف ستھرے کمرے ہیں۔ ایک کمرے میں نورانی میاں اور میں نے قیام کیا۔ اندر فریدی بیگم سلمہا انتظار میں تھیں۔ ان سے جا کر ملا۔ کئی سال کے بعد دیکھا۔ طبیعت پر کافی اثر ہوا۔ رشید میاں میری بھانجے اور فریدی بیگم میری بھتیجی ہے۔ رشید میاں برن کے سفارت خانۂ پاکستان میں ملازم ہیں۔ صرف ان سے ملنے کی

Marfat.com

خاطر اتنا طویل پروگرام تجویز کیا۔ رات کو ۱۲ بجے تک باتیں ہوتی رہیں۔ نماز عشاء پڑھ کر آرام کیا۔

جناب مرشد حسین صاحب کونسلر پاکستان: ۲۶ر جولائی
آج ناشتے کے بعد ۱۰ بجے برن کے پاکستانی سفارت خانہ کے کونسلر جناب مرشد حسین صاحب سے ملاقات کے لئے گئے تقریباً ایک گھنٹے تک ملاقات رہی۔ تفصیل سے دورے کے حالات اور دوسرے مسائل پر مذاکرات رہے۔ ہمارے قدیم ترین دوست جناب ڈاکٹر مالک صاحب سفیر پاکستان آج کل برن سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ ان سے ملاقات نہ ہونے کا افسوس رہا۔ سفارت خانے میں ہی طے پایا کہ آج شام کو تھون۔ انٹرلاکن۔ لاوٹر بونن مقامات کو جا کر دیکھنا چاہیے۔ یہ مقامات برن سے ۴۰ میل کے فاصلے پر واقع ہیں۔ چنانچہ ۴ بجے شام کو پاکستانی سفارت خانہ سے گاڑی آ گئی۔ بہ معیت جناب مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی و جناب عبیدالحق قادری عرف رشید میاں۔ نور محمد صاحب۔ قمرالدین صاحب روانہ ہوئے۔ تیز رفتاری سے گاڑی جا رہی ہے۔ یہ مقامات نینی تال، مصوری، شملے وغیرہ سے بھی زیادہ دلچسپ ہیں۔ پہاڑیاں سبز چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔ پہاڑیوں سے جو پانی بہہ کر نیچے آ رہا ہے وہ نہروں میں آ کر تقسیم ہو جاتا ہے۔ پانی کے گرنے کا منظر عجیب پر لطف ہے۔ تھون، برن سے ۲۸ کلومیٹر دور واقع ہے۔ یورپین افراد تقریباً ۸ ماہ تک یہاں رہے ہیں۔ یہ ایک چھوٹا سا خوب صورت شہر ہے۔ مکانات کا کرایہ کافی سے زیادہ ہے۔ ہوٹل والوں نے اپنے اپنے ہوٹلوں کو سجا رکھا ہے۔ ہر ایک نے آراستگی میں ندرتیں کی ہیں۔ انٹرلاکن میں پہاڑوں سے پانی آ کر جمع ہوتا ہے اور یہاں سے دریا نہروں میں جاتا ہے۔ بڑی نہر کا پاٹ ۴۴ مربع کلومیٹر ہے اور گہرائی ۲۱۷ میٹر ہے۔ یہاں سے لاوٹر برونن کے پہاڑ پر گئے۔ یہاں پہاڑوں پر سے پانی گرتا ہوا نہر میں آتا ہے۔ پانی کے گرنے کا منظر بے حد دلچسپ ہے۔ پہاڑوں کی بلندی پر سے جب پانی گرتا ہے تو وہ نیچے والوں کو دھوئیں کی طرح معلوم ہوتا ہے۔

ان بلند پہاڑیوں پر ریلوے لائن بجلی کے ذریعے چلتی ہے۔ ریلوے لائن اکثر و بیشتر پہاڑیوں کو کاٹ کر نکالی گئی ہے۔ سیکڑوں دروں میں سے گزرتی ہے۔ تین گھنٹے سے زیادہ اس طرف کے پر لطف پہاڑوں کے مناظر دیکھنے میں گزرے۔ واپسی میں بڑی نہر کے کنارے بیٹھ کر لطف اندوز ہوئے۔

سوئٹزرلینڈ کا سب سے اونچا پہاڑ امریال ۸۲۰۰ میٹر اونچا ہے اور یونگ فراؤ ۴۱۶۶ میٹر۔ مانٹے روز ۴۶۳۸۱ میٹر ہے۔

سوئٹزرلینڈ کی آبادی ۴۸ لاکھ ۷۷ ہزار تقریباً ۵ ملین (۵۰ لاکھ) ہے۔ جس میں ۵۶ فیصدی پرائس ٹوئنٹ ہیں۔ ان کی آبادی ۲۶ لاکھ ۹۵ ہزار ہے۔ رومن کیتھولک ۴۲ فیصدی یعنی ۱۹ لاکھ ۵۹ ہزار ہیں۔ باقی اور قومیں ایک لاکھ کے قریب ہیں۔ ۷۲ فیصد آبادی جرمن بولتی ہے، ۲۰ فیصد فرانسیسی ۱۶ فیصدی استالین بولتی ہے اور ۲ فیصدی رومانوی میں بات کرتی ہے۔ کل آبادی میں سے ۵ لاکھ ۵۲ ہزار باشندے ملازمت کرتے ہیں۔ ان میں سے ۳۶ پوائنٹ ۸ فیصدی مشینوں میں کام کرتے ہیں، ۲۲ فیصدی کپڑے کی ملوں میں کام کرتے ہیں۔ ساڑھے دس فیصدی گھڑیاں اور زیور بناتے ہیں۔ ۷ فیصدی کا غذ اور آرٹ کی اشیاء تیار کرتے ہیں۔ ۶ فیصدی لکڑی کا کام کرتے ہیں۔ ساڑھے ۶ فیصدی آبادی زراعتی کام کرتی ہے بقیہ آبادی دوسرے کام کرتی ہے۔

سوئزرلینڈ میں برن کے قریب گھڑیوں کے بہت بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ یہ چھوٹا سا ملک تمام دنیا میں گھڑیاں بنا کر فروخت کرتا ہے مگر یہاں گھڑیوں اور دوسری اشیاء کی قیمتیں کافی زیادہ ہیں۔ مثلاً جو گھڑیاں یہاں ۶۰ روپیہ پاکستانی میں ملتی ہیں۔ وہ جدے، مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ میں کم داموں پر ملتی ہیں برن کے بازاروں میں کافی رونق ہے۔ یہاں کے بازار یورپین طرز کے

Marfat.com

ہیں جن میں سیاحوں کی کثرت ہے۔ ہر وقت کافی چہل پہل رہتی ہے۔ اس ملک کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ہر ایک شخص دارالخلافہ کا محتاج نہیں ہے، نہ اس کے نزدیک دارالحکومت کی کوئی خاص اہمیت ہے۔ ہر ایک شخص اپنے شہر کی اہمیت محسوس کرتا ہے۔ زیورچ تجارتی مرکز ہے۔ پورے ملک میں سات یونیورسیاں ہیں۔ یہاں کی یونیورسٹی میں چند پاکستانی بھی زیر تعلیم ہیں۔ یہاں کی یونیورسٹی کے طلباء کو کافی مراعات ملتی ہیں۔

پاکستانی سفارت خانے کے ملازمین کے یہاں دعوتیں:
میاں عبیدالحق عرف رشید میاں سلمہ، ماشاء اللہ سفارت خانہ پاکستان میں اپنے کام کی بہتری کے باعث کافی ہر دل عزیز ہیں۔ ان کے احباب ورفقاء کا اصرار ہے کہ ہم ان کے یہاں دعوتیں قبول کریں مگر وقت کی کمی کے باعث صرف مسٹر نور محمد صاحب کے یہاں کی دعوت قبول کی جاسکی۔ مسٹر عزیز صاحب اور دوسرے حضرات کے یہاں جانا نہ ہوسکا۔

آج ۲۷ر جولائی کو ابتداً بازار دیکھنے گئے۔ بہت تھوڑا سا سامان ہم نے اور نورانی میاں نے خریدا۔ وہاں سے سیدھے جناب مسٹر نور محمد صاحب کے یہاں آگئے۔ نور محمد صاحب بہت دین دار اور نیک، بہت محبت واخلاص کے آدمی ہیں۔ انہوں نے ایک پرتکلف دعوت دی جس میں پاکستانی کھانے جمع کر دیئے۔ کافی مدت کے بعد پاکستانی کھانے سامنے آئے۔ ۴ بجے شام تک جناب نور محمد صاحب کے یہاں دعوت کا سلسلہ رہا۔ یہیں فریدہ خاتون بھی مدعو تھیں۔ دعوت کے بعد ان سے رخصت ہوکر سیدھے اسٹیشن آگئے۔ ٹرین ۴ بج کر ۱۳ منٹ پر روانہ ہوکر ۶ بج کر ۱۰ منٹ پر جنیوا پہنچتی تھی۔ ہماری سیٹوں کے متعلق رشید میاں سلمہ، نے برن میں تمام انتظامات کرادیئے۔ اب جنیوا پر ہمیں کوئی دشواری نہ ہوگی صرف ٹکٹ مل جائیں گے۔

وقت مقررہ پر ٹرین جنیوا پہنچ گئی۔ سلطان حیدر صاحب کو رشید میاں نے فون کر دیا تھا۔ وہ پلیٹ فارم پر مل گئے۔ سیدھے ہوائی جہاز کے آفس پر آکر ہمارے ٹکٹوں کے تمام مرحلے طے کرا دیئے۔ ٹکٹوں کے بعد ہوٹل میں کھانا کھایا اور جہاز کی بس میں سوار ہوکر ہوائی اڈے پر آگئے۔ جہاز میں ابھی دیر تھی، نماز عشاء سے فراغت پائی۔ یہیں کراچی جانے والا پی آئی اے کمپنی کا جہاز بھی روانہ ہو رہا تھا۔ اس جہاز میں مسٹر دہلوی سفیر جنیوا کی اہلیہ بھی کراچی جا رہی تھیں اور بے پردہ و بے نقاب تھیں۔

ہم لوگ سوئز کمپنی کے جہاز میں آکر بیٹھ گئے۔ یہ جہاز ۴ پنکھوں والا بڑا جہاز ہے۔ ساڑھے نو بجے روانہ ہوکر ۱۲ بجے روم پہنچا۔ روم کا ہوائی اڈہ بے حد خوب صورت اور قابل دید ہے اور ایک گھنٹے سے زیادہ یہاں ٹھہرے، خاص خاص حصے روم کے دیکھے پھر جہاز میں سوار ہوگئے۔

دمشق کا قیام: ۱۲ بجے رات کا چلا ہوا جہاز ۲۸ر جولائی کو ۱۰ بجے صبح دمشق پہنچا۔ ہم نے برن سے جناب مسٹر لال شاہ بخاری۔ سید عبدالحمید خطیب سابق سفیر سعودیہ عربیہ، سید جوادالمرابط کو تار دے دیا تھا۔ بخاری صاحب کو تار مل گیا۔ انہوں نے اپنے دفتر سے استاذ خطیب کو ہمارے استقبال کے لئے گاڑی کے ساتھ بھیج دیا تھا۔ عبدالحمید خطیب صاحب اور جوادالمرابط سفیر سابق پاکستان کو تار وقت پر نہیں ملے جوادالمرابط ۲ا حج پڑھنے گئے ہوئے ہیں۔

دمشق کے ہوائی اڈے سے پہلے سیدھے سفارت خانہ پاکستان آئے۔ یہاں مسٹر سید جمیل حسین صاحب جو ہمارے ماموں زاد بھائی سفارت خانہ میں سیکریٹری تھے، ان سے مل کر ہوٹل آگئے۔ آتے ہوئے سید عبدالحمید خطیب صاحب کو فون کرا دیا۔ راستے میں ہوائی جہاز کی کمپنیوں سے بات کرنے میں ہم کو ذرا دیر ہوگئی۔ اس لئے سیّد عبدالحمید خطیب صاحب ہمارے ہوٹل پہنچنے سے قبل ہی تشریف لے آئے۔ دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ وہ آج کل دمشق سے ۸-۱۰ میل دور اپنے نئے مکان میں چلے گئے ہیں۔

Marfat.com

ہم سے مصر ہوئے کہ ہم ان کے یہاں قیام کریں۔ چنانچہ ہم نے اُن کی دعوت کو قبول کر کے تمام سامان ان کی بڑی گاڑی میں رکھوا دیا۔ اُمیہ ہوٹل سے سیدھے دُمّر آ گئے۔ دمشق میں بھی قدرت نے ساری دلچسپیاں جمع کر دی ہیں۔ نہروں کی کثرت، پہاڑوں کی چوٹیاں موجود ہیں۔ شہر دمشق کے خاص خاص لوگ گرمی کے موسم میں دُمّر پر زیادہ آتے ہیں۔ یہ حصہ آب و ہوا اور مناظر کے لحاظ سے کافی دلچسپ اور اچھا ہے یہاں خطیب صاحب نے کئی لاکھ روپیہ خرچ کر کے ایک عظیم الشان کوٹھی پہاڑ کاٹ کر بنائی ہے جس میں نہریں چل رہی ہیں۔ بڑے اچھے مناظر ہیں ہمارے لئے ایک وسیع کمرہ تجویز تھا۔ جس میں سب سامان رکھا گیا، منہ ہاتھ دھو کر ناشتے کے بعد آرام کیا۔ پوری رات جہاز میں جاگتے ہوئے گزر گئی تھی۔ اس لئے اترتے ہی تھوڑی دیر آرام کیا۔ کھانے کے بعد پھر دوبارہ سو گئے۔ ساڑھے پانچ بجے اٹھے نماز عصر ادا کی۔ بعد نماز عصر خطیب صاحب کے یہاں آئے ہوئے دمشقی بھائیوں سے تعارف ہوا۔ مغرب تک باتیں ہوئیں۔ نماز مغرب خطیب صاحب کے بنگلے ہی میں ادا کی گئی۔ اتنے میں میاں سید جمیل صاحب آ گئے کیوں کہ آج مسٹر احمد نبی خاں صاحب کے یہاں دعوت تھی۔ یہ پاکستانی سفارت خانہ میں ملازم ہیں۔ احمد نبی صاحب نے کافی پرتکلف ضیافت کی، ۱۱ بجے رات تک ان کے یہاں اجتماع رہا۔

قیام دمشق: ۲۹ر جولائی کو صبح سویرے ناشتے کے بعد ہی جمیل صاحب کی گاڑی سفارت خانہ سے آ گئی، اسی وقت ہم دونوں سفارت خانہ پاکستان گئے۔ جہاں لال شاہ بخاری صاحب سے تقریباً سوا گھنٹے تک روس کے دورے پر مفصل باتیں ہوتی رہیں۔ بخاری صاحب ان دنوں بیمار ہو رہے ہیں۔ جمیل صاحب جیلانی ہماری سیٹوں کے متعلق کافی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ ہمیں اپنے ہمراہ لے کر سفارت خانہ روس گئے اور ان کی کوششوں کے بعد ہمارے ٹکٹ دمشق تا جدہ اور از تا جدہ تا ظہران و از ظہران تا کراچی

کے ایل۔ ایم کی معرفت تبدیل کرا دیئے گئے۔ ٹکٹ تبدیل ہو کر جس وقت آ گئے تب اطمینان طبع ہو سکا۔

ڈیڑھ بجے خطیب صاحب کے بنگلے پر واپس آ کر کھانا کھایا۔ ظہر پڑھ کر آرام کیا، شام کو خاص خاص اولیائے کرام کے مزارات پر حاضریاں دیں۔ ایک پرانے بزرگ کی قبر پر حاضر ہوئے، جن کا ایک پاؤں قبر کے باہر آج تک نکلا ہوا نظر آتا ہے۔ فاتحہ کے بعد سیدھے جمیل صاحب کے مکان پر آ کر چائے پی۔

نماز مغرب قریب کی نئی مسجد میں ادا کر کے پاکستانی سفارت خانہ کے دوسرے ملازم کے یہاں دعوت طعام میں شریک ہوئے۔ حجاز مقدس کے ایک حافظ صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ قرآن خوانی، نعت و مناقب کا مختصر سا اچھا جلسہ جاری رہا۔ ہمیں معلوم ہوا کہ شام والے حضرات میں اگرچہ نماز روزے کا کافی چرچہ اور ذوق و شوق ہے لیکن عام و خاص طور پر یہاں رمضان المبارک میں کسی مسجد کے اندر کلام اللہ شریف کا ختم نہیں ہوتا، لوگ پارہ سوا پارہ سننے میں گھبراتے ہیں۔

ہمارے پاکستانی ملازمین نے ایک جگہ انتظام کر کے حجازی حافظ صاحب سے گزشتہ سال رمضان میں ختم کرایا جسے دیکھ کر شامی افراد حیرت کرتے ہیں کہ آپ لوگ پورا کلام پاک کس طرح سنتے ہیں۔

۳۰ر جولائی ۱۹۵۷ء: جمیل میاں صاحب نے تمام مراحل ٹکٹ کے طے کرا دیئے تھے۔ ۲۹ر تاریخ کو اطلاع مل گئی کہ مدینہ منورہ کے لئے ہوائی جہاز ۳۰ر تاریخ کو روانہ ہوگا۔ مگر متعدد بار جہاز کے دفتر والے متفرق اطلاعات دیتے رہے۔ آخری بار اطلاع ملی جہاز تیار ہے۔ پسنجروں کو جلد بھیج دیجئے۔ ہم دونوں مع سامان کے ایئرپورٹ پر آ گئے۔ سامان اگرچہ پہلے ہی تل چکا تھا اور اس کی باقاعدہ رسیدات ایئر لائن کے دفتر میں دکھائی جا چکی تھیں مگر سعودیہ عربیہ لائن کے ایئرپورٹ کے دفتر نے پہلے کی طرح پھر الجھنیں

Marfat.com

انڈونیشیا کے وفد کے اعزاز میں استقبالیہ۔ دائیں سے بائیں آزاد بن حیدر
سید دربار علی شاہ کمشنر کراچی کے ساتھ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نمایاں ہیں۔

Marfat.com

ڈالنا چاہیں مگر نورانی میاں کی ڈانٹ پر دفتر خاموش ہو گیا۔

مدینہ منورہ کی حاضری کا ارادہ: ہم نے اور مولانا نورانی میاں صاحب سلمہٗ نے جو پروگرام طے کر لیا تھا، اس کے مطابق سارا سفر طے ہو رہا ہے۔ اس طویل دورے کا اختتام مدینہ منورہ کی حاضری پر ہونا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور مدینہ منورہ کی حاضری اصل مقصد ہے۔ آج ۳۰ رتاریخ کو جہاز ساڑھے گیارہ بجے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوا۔

عام طور پر دمشق کے بعد عمان پر جہاز نہیں ٹھہرتا مگر آج مشرق اردن کے دربار کے وزیر صاحب عمان سے جدے جانے والے ہیں اس لئے جہاز عمان میں ٹھہرا۔ جہاز میں ایک صاحب ایسے بھی تھے جن کے نام پر عمان ایئر پورٹ پولیس کو شبہ ہو گیا کافی جستجو کے بعد پولیس کو جب اطمینان ہو گیا کہ وہ مشتبہ شخص نہیں ہے تب ہم لوگوں کو نیچے اترنے کی اجازت ملی۔ نیچے آئے تو استاذ جمعہ سفیر پاکستان کے بھائی سے جو ایئر پورٹ کے انچارج ہیں، ملاقات ہوئی۔ آج کل شہید سہروردی ۲۲ صاحب وزیر اعظم حکومت پاکستان کے عمان میں آمد کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

ہم نے استاذ جمعہ صاحب کو اپنا سلام پہنچوا دیا۔ جہاز یہاں کافی لیٹ ہو کر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوا۔ جب مدینہ منورہ قریب آ گیا تو ۱۵ منٹ پہلے وائرلیس سے موسم کی خرابی کا حال معلوم ہوا۔ جہاز کے پائلٹ کو خبردار کیا گیا کہ وہ مدینہ منورہ اترنے کی بجائے سیدھا جدے اترے۔

جدہ کا قیام: جہاز ساڑھے چار بجے شام کو جدے پہنچا۔ جدے میں کافی گرمی تھی۔ جمرک میں ہم سب لوگ آ گئے۔ سامان چیک ہوا۔ مولانا نورانی میاں کے دوست کسٹم انچارج مل گئے۔ ان کی وجہ سے جلد گلو خلاصی ہو گئی، ۵ بجے شام تک ہم لوگ ایئر پورٹ سے ٹیکسی میں سوار ہو کر بیت قطب پہنچے۔ سیٹھ محمد ابراہیم قطب و جناب محمد عمر صاحب قطب دونوں مکان پر موجود تھے تمام سامان ان کے یہاں اتارا۔ یکم اگست ۵۷ء جدے ہی میں قیام رہا جدے سے ظہران کے لئے ۶ اگست کے لئے سیٹیں بک کرا دی گئیں۔ ۲ر اگست کو سید جواد المرابط صاحب سابق سفیر پاکستان کا پتہ چل گیا کہ وہ جدہ ہی میں ہوٹل کے اندر مقیم ہیں۔ ۲ر اگست کی شام کو ہوٹل میں جا کر ان سے ملاقات کی، کافی دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔

روانگی برائے مکہ معظمہ: ۲ر اگست کو جدے سے مکہ معظمہ حاضر ہو گئے تا کہ نماز جمعہ مکہ معظمہ میں پڑھی جائے۔ حرم شریف حج کے مقابلہ میں خالی ہے۔ بڑے اطمینان سے ہر نماز کے بعد طواف کئے۔ والدین۔ اعزہ اخوان۔ جمعیۃ علمائے پاکستان کی عاملہ کے ارکان کی طرف سے طواف کئے۔ سلسلۂ قادریہ کے پیران عظام کی طرف سے بھی طواف کئے۔ ۳ر۴ر اگست مکہ معظمہ میں قیام رہا۔

واپسی جدہ: ۴ر اگست کو مکہ معظمہ سے جدے واپسی ہوئی۔ مدینۃ الحجاج پہنچ کر معلوم ہوا کہ جلالۃ الملک نے ملاقات کا وقت ساڑھے دس بجے کا دیا ہے ساڑھے دس بجے ہم یہاں سے سیدھے چلے جاتے مگر کپڑے وغیرہ بدلنا تھے اس لئے سیدھے بیت القطب آئے۔

جلالۃ الملک سے ملاقات: کپڑے بدل کر ناظم تشریفات کو فون کیا کہ ہم ابھی مکہ معظمہ سے واپس آئے ہیں، واپسی پر ملاقات کی اطلاع ملی۔ ہم لوگ ساڑھے بارہ بجے تک پہنچتے ہیں۔ ٹھیک ساڑھے بارہ بجے ہم دونوں قصر جلالۃ الملک پہنچ گئے۔ پہلے ملاقاتی کمرے میں بیٹھے جہاں شیخ رمضان صاحب مصری سے ملاقات ہو گئی۔ حالاتِ سفر روس پر باتیں ہوتی رہیں۔ اتنے میں اندر سے اطلاع آ گئی۔ آج جلالۃ الملک کی طبیعت خراب ہو گئی ہے وہ ۱۰ بجے سے محل سرا میں بیٹھے ہیں، ۵ منٹ کے بعد اوپر جانے والے تھے مگر ہماری اطلاع کے باعث ٹھہر گئے۔ اندر داخلہ ہوا۔ دربار شاہی ملازمین وغیرہ سے بھرا ہوا تھا۔ مصافحہ ہوا، ۵ منٹ تک مختصری

Marfat.com

باتوں کے بعد واپسی ہوگئی، اسی دن شام کو جناب خواجہ شہاب الدین ۲۳صاحب سفیر پاکستان سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔

روانگی برائے مدینہ منورہ: ہم لوگ پہلے ارادہ رکھتے تھے کہ جہاز سے مدینہ منورہ جائیں گے مگر بعد میں طے ہوا کہ موٹر سے روانہ ہوں تاکہ نئی پختہ سڑک بھی دیکھ لیں۔ آج کل پورے چھ گھنٹے میں مدینہ منورہ گاڑیاں پہنچ جاتی ہیں۔

مدینۂ منورہ کے مسافر سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی کے تصورات سے اپنے قلوب میں عشق و محبت کے جذبات لئے ہوئے جا رہے ہیں۔ ٹیکسی ساڑھے پانچ بجے شام کو جدے سے روانہ ہوئی۔ رابغ، مستورہ، بدر ابیار علی ٹھہرتی ہوئی ۱۱ بجے شب کے قریب مدینۂ منورہ پہنچ گئی۔ روضۂ مبارکہ کے مناروں کا اس وقت منظر عجب دل نشین تھا۔

حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب کے مکان پر قیام: آج ۵/اگست کو بعد نماز عشاء حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین صاحب قبلہ کے یہاں ختم قصیدہ بردہ تھا، اس لئے لوگوں کی آمد و رفت جاری تھی کہ ہم پہنچ گئے۔ حضرت اور اُن کے رفقاء بخشی صاحب وغیرہ بے حد خوش ہوگئے۔ پہلے نماز عشاء پڑھی پھر کھانے سے فارغ ہوئے۔ چھ گھنٹے کے مسلسل سفر کی وجہ سے طبیعت کسل مند تھی، اس لئے جلد آرام کرنے لیٹ گئے۔ آج کل گرمی کافی ہو رہی ہے مگر رات کو قدرے ہوا چلنے سے موسم اچھا ہو جاتا ہے۔ رات کو آرام کیا، صبح اوّل وقت مؤذن کی اذان نے بیدار کر دیا۔ غسل کر کے کپڑے بدل کر آستانہ مصلّٰی ہوگئے۔ نماز کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہ پر حاضر ہو کر اپنی اور سب کی طرف سے نام بنام سلام عرض کئے۔ پھر گھر کے لوگوں کی طرف سے۔ پھر حضرت مولانا سیّد مخدوم ناصر جلالی صاحب، مولانا ضیاء القادری صاحب، مولانا سید عبدالسلام باندوی اور دوسرے ارکان و عہدہ دارانِ جمعیۃ کی طرف سے پھر اخوان داعزہ کی جانب سے سلام نیاز پیش کیا۔ معروضیات دربار شریف میں نذر کر کے سیدھے جنت البقیع پر حاضری دی۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس بار مدینۂ منورہ میں ۵/اگست سے لے کر ۱۵/اگست تک قیام رہا۔ بڑے اطمینان وسکون کے ساتھ ۸ دن میں ۴۰ نمازیں پوری کر کے مزید ۵ دن اور قیام رہا۔ دورانِ قیام معزز علمائے اہل سنت کے یہاں روزانہ پر تکلف دعوتیں ہوتی رہیں جن میں سفر روس پر مذاکرات رہے۔

عرس شریف حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ:

حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین صاحب قبلہ اور مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی کے زیر اہتمام حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی کے عرس شریف کا اہتمام کیا گیا۔ نیچے کا تمام حصہ اشخاص سے بھر گیا تھا۔ مدینہ طیبہ کے مشہور نعت خواں حضرات نے برزنجی شریف کا ختم کیا۔ جناب بہزاد صاحب لکھنوی نے نعتیں پڑھیں۔ بڑی پر لطف محفل شریف رہی۔ ہر شخص کے دل و دماغ پر اچھے تاثرات رہے۔ آخر میں مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کی طرف سے عام دعوت طعام ہوئی۔ مجمع زیادہ آ گیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے کھانے میں برکت عطا فرمائی اور ماشاء اللہ کھانا سب کو باطمینان پورا ہو گیا۔

دعوتوں میں متعدد مقامات پر مجالس نبویہ ہوئیں۔ جناب بہزاد لکھنوی کا کلام ہر طرف پسند کیا گیا۔ شکر ہے رب العزت تبارک وتعالیٰ کا کہ اس نے ہم کو اس طویل دورے میں یہ سعادت نصیب کی کہ ہم دربارِ نبوی میں تیرہ دن حاضر رہے اور اپنی تمنا و جذبات کے مطابق خوب دعائیں مانگیں۔ ہر روز آقائے کل خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں حاضر رہ کر صلوٰۃ والسلام کے ہدایا پیش کرنے کا موقع ملا۔

Marfat.com

واپسی از مدینہ منورہ: ۱۴؍اگست ۱۹۵۷ء یوم چہار شنبہ بوقت ساڑھے پانچ بجے شام مدینہ منورہ سے جدہ کے لئے واپسی ہوئی۔ رات میں ڈرائیور پر نیند کا کافی غلبہ تھا اس لئے جدہ سے پہلی منزل پر نصف شب آرام کر کے بعد نماز فجر ۱۵؍اگست کو بیت قطب پہنچ گئے۔ غسل وغیرہ کر کے کپڑے بدلے۔ واپسی کے جہاز کا صحیح و قطعی پروگرام مطلع کیا۔ نیز ورق مرور بنوانے کا انتظام کیا۔ آج ورق مرور بن جانا چاہئے تھا مگر شام تک ورق مرور بن کر نہ آیا۔ تب نورانی میاں اور بھائی عمر قطب صاحب دونوں نکلے اور شام کے گئے ہوئے رات کے ۲ بجے واپس ہوئے۔ سیکریٹری صاحب جن کے دستخط ورق مرور پر ہونے تھے، وہ آج دفتر بھی نہ آئے، کاغذات بقیہ دفاتر میں مکمل ہو گئے تھے صرف آخر میں مہر و دستخط ہونا باقی رہ گئے، طے پایا کہ ظہران میں اس کام کو کرا لیا جائے کیوں کہ وہ بھی سعودیہ عربیہ کا ہی علاقہ ہے۔

رات کو ۲ بجے بیت قطب سے روانہ ہو کر مطار آ گئے اور ۱۵؍اگست کی صبح کو ساڑھے پانچ بجے سعودیہ عربیہ لائن کا جہاز روانہ ہوا۔ جناب راغب احسن صاحب بھی ہمارے ہی ہمراہ چلنے کے لئے مطار آئے تھے مگر انہیں سعودیہ لائن سے اس جہاز میں سیٹ نہ ملی۔ ہم لوگ ساڑھے پانچ بجے روانہ ہو کر ساڑھے نو بجے مطار ظہران پہنچ گئے۔

ظہران کی شدید گرمی: جیسے ہی ہوائی جہاز سے باہر آئے تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے ایک تنور میں داخل ہو گئے۔ کیوں کہ ظہران میں اس وقت ۴۰ ڈگری پارہ ہو رہا تھا۔ بمشکل اپنا سامان چیک کر کے ٹیکسی میں رکھوایا۔ گرمی کی شدت کے باعث دماغ معطل ہونے لگا۔ ہم نے طے کیا تھا کہ سارا سامان کے ایل ایم آفس میں ڈال دیں گے۔ صرف ہینڈ بیگ اور چند چھوٹی چھوٹی چیزیں لے کر شہر الخبر کے ہوٹل میں قیام کریں گے۔ مگر معلوم ہوا کہ کے ایل ایم کا آفس بوجہ جمعہ بند ہے اس لئے سیدھے الخبر گئے وہاں کے ایک ہوٹل میں قیام کیا۔ یہ دن سخت اذیت و تکلیف سے گزرا۔ رات کو عشاء کے بعد ہوٹل کے بالائی حصے میں پلنگ بچھوائے، وہاں قدرے ہوا چل رہی تھی، لیٹے ہی تھے کہ الخبر کے ایک بہترین کارکن جناب ملک صاحب ہمیں تلاش کرتے ہوئے پہنچ گئے اور مصر ہوئے کہ راغب احسن پہنچ گئے ہیں، جہاں ان کا قیام ہے وہ کمرے ایئر کنڈیشن کے ہیں، وہیں ہم لوگ چل کر قیام کریں۔ رات چونکہ کافی ہو گئی تھی اور سامان نیچے والے حصے میں پھیل گیا تھا۔ اس لئے طے پایا کہ کل ۱۷؍اگست کو یہ سب سامان کے ایل ایم آفس کی تحویل میں دے دیں گے اور ورق مرور کا مسئلہ وہاں کے گورنر آفس جا کر طے کرائیں گے پھر واپسی میں راغب صاحب کی طرف جائیں گے۔

دمان کا سفر: ظہران کی شدید گرمی کے موسم میں ملک صاحب نے حسب عادت ہمارے ساتھ دمان کا سفر کیا۔ دمان ایئر پوٹ سے ۱۲ میل دور جگہ ہے۔ پہلے پاسپورٹ آفس آئے۔ یہاں کے منتظمین نے بتایا کہ ہم لوگ رپورٹ کر سکتے ہیں لیکن جب تک گورنر کے دستخط نہ ہوں کاغذ مکمل نہیں ہو سکتے۔ تقریباً ۲ گھنٹے میں ہماری درخواست پر آفس نے سفارشی نوٹ مرتب کئے۔ یہاں سے ملک صاحب سیدھے گورنر آفس آئے۔ وہاں اتفاق سے ان کے جاننے والے کلرک مل گئے، اسی وقت ہمارے کاغذ پر گورنر نے منظوری دے دی تب یہ بڑا مرحلہ ختم کر کے پھر سیدھے کے۔ ایل۔ ایم آفس آئے اور یہاں آ کر جناب سید محمد الحسینی مدنی کے صاحب زادے صاحب کے ذریعہ ٹکٹوں اور جہاز کا مرحلہ معلوم کیا۔ پتہ یہ چلا کہ قاہرہ سے کے ایل ایم ۲۴ کا جو جہاز اتوار کو چلنے والا تھا وہ خراب ہو گیا ہے۔ ممکن ہے شاید شب میں آ جائے۔

ہم لوگوں کو شدید غصہ تھا کہ روزانہ یہ حضرات ہمیں دوڑا رہے ہیں۔ اس لئے نورانی میاں صاحب نے مدیر دفتر سے ایک گھنٹے تک گفتگو کی۔ ہمارے ٹکٹ آپ بک کر چکے ہیں اب جہاز

Marfat.com

ٹھیک ہونے کے بعد ذمے داری آپ کی ہے۔ آپ قریب کے بڑے ایئر کنڈیشن ہوٹل میں ہمارا انتظام کریں ورنہ شہر سے روزانہ بار بار آنا باعث عذاب و تکلیف ہو رہا ہے۔

بالآخر مدیر صاحب تیار ہو گئے۔ ہماری تینوں سیٹیں اور دو سیٹیں حیدر آباد کے دو حاجیوں کی ایئر پورٹ ہوٹل میں محفوظ ہو گئیں۔ اسی وقت ایئر پورٹ سے ایئر پورٹ ہوٹل چلے آئے۔ راغب احسن صاحب کو بھی منتقل کر لیا گیا۔ اتوار، پیر دو دن یہیں گزارے۔ ایئر کنڈیشن کی وجہ سے گرمی سے محفوظ ہو گئے۔ رات کو تیل کمپنی کے عملہ کے یہاں جا کر دعوت طعام میں شریک ہوئے۔ ۱۷/اگست پیر کے دن رات کو قطعی طور پر معلوم ہوا کہ جہاز منگل کے دن صبح ۷ بجے آئے گا اور جہاز کی گاڑی ہمیں لینے آئے گی۔ نماز فجر کے بعد ایئر پورٹ سے گاڑی آئی تو ایئر پورٹ پہنچ کر سامان جمرک میں آ کر پاس ہوا۔ جہاز ٹھیک ۷ بجے صبح کے ظہران پہنچا۔

ہمارا تمام سامان جہاز میں لاد دیا گیا۔ پونے ۸ بجے کے قریب ہم سب جہاز پر سوار ہو گئے۔ جہاز ۱۸/اگست کی صبح کو ۸ بجے روانہ ہوا۔

کراچی: ۱۸/اگست کی دوپہر کو ٹھیک پونے ۱۲ بجے کے۔ ایل۔ ایم کا جہاز کراچی ایئر پورٹ اترا۔ ۱۵۔۲۰ منٹ میں سامان پاس ہوا تو باہر آئے۔ عابد میاں، زاہد میاں، اہل خانہ، بچے وغیرہ سب موجود تھے۔ ایک ٹیکسی کی۔ مولانا نورانی میاں راغب احسن کو اتارتے ہوئے پیر الٰہی بخش کالونی پونے دو بجے بخیر و عافیت پہنچ گئے۔ خدا کا شکر ہے کہ ۵۵ ہزار میل کا یہ طویل سفر آج ختم ہو گیا۔ اپنا مکان نیا نیا معلوم ہو رہا تھا۔ طبیعت آج کافی خراب ہے۔ دن کا بقیہ حصہ ملنے جلنے والوں میں نکل گیا۔

دو مہینے کے طویل سفر میں اپنے ملک کے حالات سے قطعاً بے خبر رہے۔ اس لئے رات کو ضروری اخبارات کا مطالعہ کر کے حالات پر عبور حاصل کر لیا۔

عرس حضرت سیدنا و مولانا مطیع الرسول القادری قدس سرہٗ: اگر چہ مدینہ منورہ سے جان عزیز عابد میاں سلمہ کے نام سرکار اقتدار مآب رضی اللہ عنہ کے سالانہ عرس شریف کا مسودہ مرتب کر کے بھیج دیا تھا اور وہ چھپ کر بھی آ گیا۔ کالونی اور اپنے دوسرے عزیزوں کو بھیج دیا گیا مگر بہت سے احباب کے نام رقعے نہیں جا سکے تھے اس لئے صرف دو دن کے اندر سارے رقعے جانا تھے اور عرس شریف کا تمام انتظام کرنا تھا۔ اس لئے ۱۹/اگست سے عرس کے تمام انتظامات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

پھر مجلس عاملہ کا جلسہ بلا کر دورے کے حالات ارکان مجلس عاملہ کے سامنے پیش کرنا تھے اور اپنے بیان کی کاپی منظور کرانی تھی۔ اس طرح ہمارے آنے سے پہلے عبدالوہاب صاحب مشرقی پاکستان کے نمائندے نے جنہیں حکومت نے نامزد کیا تھا، انہوں نے باوجود اس کے کہ ماسکو میں اپنی ایک محررہ تقریر ریڈیو سے نشر کی جس میں تاثرات روس پر کافی اظہار خیال کیا ہے، اس سے قطعاً مختلف ایک گمراہ کن بیان ڈان وغیرہ میں شائع کرا دیا جس کی وجہ سے شہر میں کافی بے چینی تھی۔ ضروری تھا کہ ہمارا بیان شائع کیا جائے۔

پہلے سرکار مقتدر رضی اللہ عنہ کے سالانہ عرس شریف کے معمولات سے ۲۶ محرم شریف مطابق ۲۳/اگست دوشنبہ میں فراغت پائی، الحمدللہ مجمع کافی رہا، ساڑھے تین بجے محفل سماع سے فراغت پائی۔

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی مجلس عاملہ کا جلسہ

۲۵/اگست کی شام کو مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی مجلس عاملہ کا جلسہ منعقد ہوا، اکثر و بیشتر اراکین عاملہ شریک ہوئے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد صدر جمعیۃ و قائد وفد نے سفر روس اور دورہ یورپ اور مدینہ منورہ مکہ معظمہ کے قیام کے حالات سفر پیش کئے۔ ازاں بعد مجلس عاملہ نے حسب ذیل مرتب شدہ بیان منظور کیا۔

حضرت علامہ بدایونی کا بیان: مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان

Marfat.com

کے وفد نے ۳۰ر جون سے ۲۳ر جولائی ۱۹۵۷ء تک تاشقند۔ سمرقند۔ اسٹالن آباد۔ ماسکو۔ لینن گراڈ کا دورہ کیا۔ ہم نے ان مقامات کی مسجدوں، خانقاہوں، اولیاء اللہ کے مزاروں، کارخانوں، اسکولوں، یونیورسٹیوں، لائبریریوں، ثقافتی اداروں، تاریخی مقامات کا معائنہ کیا۔ عوام کی زندگی کو قریب سے دیکھا۔ مذکورہ بالا مقامات کے مسلمانوں میں نماز وعبادت کا کافی شوق اور عملی جذبہ پایا۔ وہ عبادت ونماز کی ادائیگی میں پوری طرح آزاد ہیں۔ ان کی مسجدیں نمازیوں سے لبریز ہیں۔ مسجدوں میں عام طور پر پنج وقتہ نمازوں کے لئے بوڑھوں کی تعداد زائد ہوتی ہے۔ البتہ نوجوان صرف جمعہ وعیدین میں شریک ہوتے ہیں۔ ہم نے نوجوانوں کی اس حالت کا اندازہ لگا کر اس کی اصلاح کے لئے چند تحریکات کیں جو منظور کی گئیں۔

مسجدیں، خانقاہیں، اولیاء اللہ کے مزارات کافی آراستہ ہیں۔ ان کا انتظام ادارۂ دینیہ تاشقند کی سپرد ہے۔ یہ ادارہ حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب کی قیادت میں بہتر کام کر رہا ہے۔ مسجدوں کی مرمت و مدرسہ کے لئے مسلمان عام و خاص چندے دیتے ہیں۔ اماموں، خطیبوں، عالموں، قاریوں کا تقرر و انتظام ادارۂ دینیہ کرتا ہے۔ مزارات وخانقاہیں اپنی اصلی اور اچھی حالت میں ہیں۔ مسلمان ہر جگہ خوش حال اور مطمئن ہیں۔ ہر ایک شخص اپنے اپنے کام میں لگا ہوا ہے۔ ان علاقوں میں ایک آدمی بھی ہمیں سوال کرنے والا نظر نہیں آیا۔ تاشقند وسمرقند، اسٹالن آباد کے کارخانوں اور دوسرے شعبہ جات میں مسلمان کافی تعداد میں ملازم ہیں۔ یہاں کی وزارتیں بھی مسلمانوں کی اکثریت کے باعث مسلمانوں کے پاس ہیں۔ کاشت کاروں کا معیار زندگی بہت بہتر ہے۔ حکومت نے ان کے لئے ہر قسم کی آسانیاں بہم پہنچا رکھی ہیں۔ جگہ جگہ مختلف قسم کے فارم کھلے ہوئے ہیں۔ جو بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ البتہ بعض بعض مقامات کی سڑکیں پختہ نہیں ہیں۔

حکومت نے ملک بھر میں فری تعلیم اور مفت علاج کا ایک جال پھیلا رکھا ہے۔ یہاں کے اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کا انتظام کافی اعلیٰ ہے۔ ماسکو یونیورسٹی دنیا بھر میں سب سے زیادہ ممتاز درجہ رکھتی ہے جس کی عمارت ۳۳ درجوں کی ہے۔ بیک وقت ۱۶ ہزار طلباء کے رہنے کا انتظام ہے۔ دنیا کے ہر گوشے سے طلباء تعلیم حاصل کرنے یہاں آتے ہیں۔ بلاشبہ یونیورسٹی یادگار عالم حیثیت رکھتی ہے۔ روسی نظامِ تعلیم میں مذہب کا کوئی مقام نہیں۔ اسی وجہ سے نوجوان آہستہ آہستہ دین سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ ہم نے اس بات کا اندازہ کرتے ہوئے حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین صاحب صدر ادارۂ دینیہ ودیگر علماء مشائخ سے تحریک کی کہ وہ مساجد میں شبینہ مدارس کھول کر مذہبی و دینی تعلیم کا انتظام کریں، ان سب نے ہماری تجویز کو قبول کیا۔ دوسرے دن وزیر تعلیم سے ایک گھنٹہ تک گفتگو ہوئی۔ انہوں نے مساجد کے اندر دینی تعلیم کی تجویز کو منظور کیا اور ایسے مدارس کو ایڈ دینے کا بھی وعدہ کیا۔

ہمیں یہ دیکھ کر بھی مسرت ہوئی کہ بعض بعض مقامات پر نئی مسجدیں بھی تعمیر ہو رہی ہیں۔ ہم نے حکومت روسیہ سے تحریک کی کہ وہ مسلمانوں کو تعداد کے لحاظ سے عام طور پر مسجدیں بنانے کی اجازت دے۔ اسی طرح ہم نے یہ تحریک کی کہ مسلمانوں کو فریضۂ حج کی ادائیگی اور زیارت حرمین کے لئے سہولتیں دی جائیں۔

عام و خاص مسلمانوں میں پاکستان سے ہمدردی کا جذبہ: تاشقند وسمرقند وغیرہ میں ہم نے یہ مشاہدہ کیا کہ مسلمان عام وخاص پر پاکستان سے ہمدردی کا پورا پورا جذبہ رکھتے ہیں۔ ہم نے ۵۰۔۶۰ ہزار تک مجمعوں کو مخاطب کیا۔ پاکستان کے مسائل سے انہیں پوری طرح ہمدردی ہے۔ ہم نے مسائل پر تفصیلی حیثیت سے روشنی ڈالی۔ اُنہوں نے پاکستان سے دوستی ومحبت کے عہد و پیمان ہمارے ہاتھ پر کیے۔

ہم لوگ جس مقام سے جب رخصت ہوتے تو وہاں کے

Marfat.com

مسلمان گریہ وبکا کرتے۔ پاکستان کے لئے دعائیں کرتے، ان کے اخلاص ومحبت سے لبریز مہمان داریوں کو ہم فراموش نہیں کر سکتے۔

اسی طرح یہاں کے وزراء وعمال کا طرز عمل ہمارے ساتھ انتہائی محبت واخلاق کا رہا ان سے مسئلہ آزاد کشمیر پر آزادانہ حیثیت سے مفصل باتیں ہوئیں۔ الحمد للہ ہم پاکستان کے مؤقف سمجھانے میں کامیاب ہوئے۔ انہوں نے استصواب رائے عامہ کے اصول کی حمایت کا وعدہ کیا۔ یہ حضرات پاکستان سے دوستی وتعلقات قائم رکھنا چاہتے ہیں۔

سفر ماسکو ولینن گراڈ: دو ہفتے سمرقند وتاشقند، اسٹالن آباد کا دورہ کر کے ہم لوگ تاشقند سے اس جٹ طیارے میں ماسکو کے لئے سوار ہوئے جو ۸۵ سیٹوں کا طیارہ ہے اور عام طیاروں کے مقابلہ میں ۱۳ گھنٹے کی بجائے صرف ۴ گھنٹے میں ماسکو پہنچائے گا۔ تاشقند سے ماسکو تین ہزار میل ہے۔ تاشقند پر کئی سو علماء ومشائخ وزعماء نے ہمیں الوداع کیا۔ ماسکو ایئر پورٹ پر صدر ادارۂ دینیہ ماسکو جناب حضرت مولانا مفتی شاکر صاحب وحضرت مولانا محمد صالح صاحب خطیب جامع مسجد ودیگر علماء نے ہمارا استقبال کیا۔ اترتے ہی معلوم ہوا کہ حضرت مولانا مفتی محمد شاکر صاحب استقبالیہ تقریر فرمائیں گے اور ہمیں اس کا جواب دینا ہوگا۔

چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد شاکر صاحب اور مولانا محمد صالح صاحب نے تقریریں فرمائیں۔ ہم نے آخر میں تقریروں کا جواب دیا۔ یہ تقریریں اسی دن ماسکو ریڈیو سے نشر کی گئیں۔

ارکان وفد نے ماسکو کی جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کی جہاں کافی تعداد میں مسلمان شریک تھے۔ وفد کے قائد وارکان کو ہدیہ مبارک باد پیش کیا گیا۔ وفد کی طرف سے قرآن کریم اور دوسرے ہدایا پیش کئے گئے۔

ماسکو یونیورسٹی: ہم نے ماسکو کے خاص خاص مقامات، کارخانے، زمین دوز ریلیں اور دیگر عجائبات دیکھے۔ آخر میں دنیا کی عظیم الشان ماسکو یونیورسٹی دیکھی۔ یہ یونیورسٹی حکومت روس کا ایک معرکۃ الآراء علمی کارنامہ ہے۔ ماسکو میں وفد کے اعزاز میں متعدد دعوتیں ہوئیں جن میں وفد کے ساتھ خیر سگالی کا اظہار کیا گیا۔

لینن گراڈ کی تاریخی مسجد: ماسکو سے ہم لوگ لینن گراڈ کی تاریخی مسجد دیکھنے گئے۔ یہ مسجد پورے علاقۂ روس میں سب سے بڑی مسجد ہے۔ یہاں ہم لوگوں نے جمعہ ادا کیا۔ خطیب صاحب کی خدمت میں ہماری طرف سے ہدایہ پیش کئے گئے، بعد نماز تقریریں ہوئیں۔

پھر خطیب صاحب نے ایک شاندار دعوت دی۔ اس کے اندر بھی وفد کو سپاس نامے اور ہدایا پیش کئے گئے۔ اس دعوت میں ہم نے پاکستان دوستی پر تمام علماء ومشائخ سے باقاعدہ بیعت لی۔ دوسرے دن ماسکو واپس آ گئے۔ تین ہفتے کا پروگرام مکمل کر کے ماسکو سے لندن۔ جنیوا۔ روم۔ دمشق۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ طیبہ میں ۱۳ دن حاضر رہ کر براستہ ظہران ۲۰ راگست کو کراچی پہنچ گئے۔ واپسی پر ہمیں علم ہوا کہ کسی غیر ذمہ دار فرد نے یہ اطلاع شائع کی کہ ہم نے روس میں ناچ کی مجلس میں شرکت کی۔ یہ خبر افترائے محض ہے۔ ناچ کے کسی جلسہ میں ہم نے شرکت نہیں کی۔ حتیٰ کہ ہم نے سنیمات نہیں دیکھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ تفصیلی حالات کسی اور موقع پر شائع ہوں گے۔

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی مجلس عاملہ نے اس بیان کی منظوری دے دی، اس کے بعد یہ بیان کراچی کے اردو انگریزی اخبارات میں شائع ہوا۔

ہم نے اس سفر میں جو کچھ دیکھا تھا اسے بلا کم وکاست شائع کر دیا۔ نہ ہمارا خیال پہلے تھا نہ اب ہے کہ روس کوئی مذہبی حکومت ہے۔ وہ یقیناً لادینی حکومت ہے۔ اس کے بہت سے نظریات سے ہمیں دیرینہ اختلاف رہا ہے۔ ہم نے اس پر مطبوعہ رسائل شائع کئے ہیں لیکن جس قدر حالات وہاں اب بدل گئے ہیں اور ان کے بعد جو کیفیت مسلم اکثریت والے حلقوں میں ہے، وہ یہ ہے کہ وہاں مسجدیں، عبادت خانے، مزارات وخانقاہیں آزاد ہیں اور یہ

Marfat.com

پروپیگنڈہ قطعاً غلط ہے کہ پورے روس میں تمام مسجدوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔ البتہ روس کے یورپین علاقے کے وہ حالات نہیں جو مسلم اکثریت کے علاقوں میں ہیں ان ممالک میں دورہ کرنے والے کو سب سے پہلے اپنا گردو پیش پھر دوسرے ممالک کے حالات کا جائزہ لے کر مشاہدہ کرنا چاہئے۔ خود ہمارے اپنے یہاں کی مساجد میں تعلیم یافتہ نوجوانوں کی تعداد کتنی جمع ہوتی ہے۔

عام طور پر مزارات و خانقاہیں کس حالت میں ہیں۔ ایک لادین ملک میں ہم نے جو کچھ دیکھا وہ تخیلات سے بعید تھا۔ ہمیں روسی نظام سے بعض امور میں شدید اختلافات ہیں لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہو سکتے کہ ہم نے جو کچھ دیکھا اسے اختلافی جذبات کے باعث غلط پیش کریں۔ اس سفرنامے میں بلا کم و کاست اپنے مشاہدات پیش کر دیئے ہیں۔

ہمیں حیرت و استعجاب ہے کہ ہماری واپسی سفر سے قبل محمد عبدالوہاب ساکن نواکھالی اور مسٹر راغب احسن صاحب نے جنہیں وزارتِ خارجہ نے اس اصرار کے ساتھ ہمارے وفد میں داخل کیا تھا کہ اگر آپ ان کو شامل نہ کریں گے تو آپ کو روس جانے سے روک دیا جائے گا۔ حالات و مشاہدات سے منافی بیانات کا مکروہ سلسلہ شروع کیا۔

یہ وفد مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کا تھا۔ اول تو ہماری حکومت کے لئے یہ امر نامناسب تھا کہ وہ کسی بھی جماعت میں اپنی مرضی سے وہ اصرار سے ناموں کا زبردستی اضافہ کرائے۔

اس قسم کے بیانات کی نوعیت سرکاری قسم کے لوگوں کی ہے۔ ان حضرات کا نہ جمعیۃ سے کوئی تعلق پہلے تھا نہ اب ہے، اس لئے ان بیانات میں جو زبان اور طریقۂ استدلال اختیار کیا گیا وہ قطعاً غیر ذمہ دارانہ ہے، جو مملکت پاکستان اور حکومت روسیہ دونوں کے لئے مضرت رساں ہوگا۔ جہاں تک روسی نظریات کا تعلق ہے، ہمیں بھی وہاں کی لادینیت سے دیرینہ اختلافات رہے ہیں، وہ اختلافات اپنی جگہ ہیں لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ حقائق سے انکار کیا جائے اور جو مشاہدات کئے گئے انہیں کسی کے اشارے پر غلط رنگ میں ظاہر کیا جائے۔ کسی بھی خیر سگالی وفد کے یہ معنیٰ ہرگز نہیں کہ حقائق و واقعات کو مکروہ صورت میں ظاہر کیا جائے۔ ہمارے نزدیک مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کا مسئلہ انتہائی نازک تھا۔ ہم نے وہیں اس اہم ضرورت پر ذمے دار حضرات سے باتیں کر کے ایک راہ نکالی، اسی طرح مسئلہ حج یا ماسکو کی جامع مسجد کا معاملہ یہ دو مسئلے نازک تھے، ہم نے وہاں ان معاملات پر مناسب طریقے سے باتیں کر کے مفید صورتیں پیدا کرنے کا وعدہ لیا۔ جن افراد کی ذہنیت کا یہ عالم ہو کہ وہ تاشقند میں فرمائیں کہ ہم ماسکو نہیں جاسکتے بلکہ ہم اپنے اوپر گولی چلا کر جان دے دیں گے۔ کیوں کہ ہم اگر ماسکو گئے تو ہمارا پرچہ بند ہو جائے گا۔ انہوں نے مراجعت کے بعد جس قسم کے بیانات دیئے وہ ایسے ہیں کہ ایک مبتدی طالب علم بھی ان سے اچھا لکھ لے گا۔

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے ان مہمل بیانات کے طویل سلسلے کو جاری رکھنا اس لئے مناسب نہیں سمجھا کہ ہمارے نزدیک ہر جگہ تعمیری خدمت ہے نہ کہ تخریب۔ مرکزی جمعیۃ باہمی انشقاق اور کنسٹوری میں پڑنا نہیں چاہتی۔ یہ بیانات اس لئے اور فقط اس لئے نکلوائے گئے کہ عوام کو رائے قائم کرنے میں دشواری ہو۔ بعض لوگ حیرت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بیانات میں تخالف کیسے ہو گیا۔ موجودہ دور میں وزارتیں پارلیمنٹ کے ارکان توڑے جاسکتے ہیں اور اپنے اعزاز کی خاطر حقائق پر لات مار سکتے ہیں تو مشاہدات کے خلاف دوسرا راستہ اختیار کر لینا دشوار بات نہیں ہے۔ جہاں تک ہماری رائے اور مشاہدات کا تعلق ہے ہم نے روس میں جو کہا وہ پاکستان میں کہہ رہے ہیں کہ تاشقند و استالن آباد کی مساجد و مقابر، خانقاہیں مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ مساجد میں عبادت وغیرہ کی آزادی ہے۔ مساجد اچھی حالت

Marfat.com

میں ہیں سوائے دو مسجدوں اور ایک خانقاہ کے، وہ تمام مسجدیں جو ہم نے دیکھیں آباد اور اچھی حالت میں ہیں۔

ہم خود اگر اپنے ملک میں دیانت داری سے غور وفکر کریں تو ہمارے یہاں کی بہت سی مسجدیں خانقاہیں ویران ہیں۔ یہاں کے طلباء عام طور پر پنج وقتہ نمازوں میں نہیں ہوتے۔ پھر وہ طلباء جو عیسائی اسکولوں میں پڑھتے ہیں ان کے مذہبی حسیات کس طرف جا رہے ہیں؟ جس ملک کو کتاب وسنت کی اساس پر قائم کیا گیا وہاں کتاب وسنت اور مذہب کے ساتھ کیا کھیل ہو رہا ہے؟

اسلامی ممالک میں ترکی و ایران یا دیگر مقامات میں مذہبی حسیات کا حال کیا ہے؟ یہ وہ امور ہیں جن پر ہماری نظریں پڑنی چاہئیں۔

مسٹر راغب احسن یا عددی صاحب نے جن عناصر وافراد کے اشاروں پر جو بیانات قلم بند کیے، ان میں یا تو آج سے پچاس برس پہلے کے حالات ہیں یا دل کھول کر گالیوں کا ایک پشتارہ پیش کیا گیا ہے۔ راغب صاحب کی پوری عمر میں یہ پہلا سفر تھا جو انہوں نے فرمایا۔ ابتدائی سفروں میں زیادہ تر وہ بیمار رہے۔ اس قدر طویل دورے میں صرف ایک بار تاشقند میں ایسی شاندار تقریر فرمائی کہ پاکستان کے سرکاری نمائندے مسٹر افتخار نے بھی اپنا سر پیٹ لیا۔ وہ شکوہ کرتے ہیں کہ جمعیۃ کے وفد میں وہ نوجوان لڑکے مولانا نورانی میاں اور مولانا جیلانی میاں کو کیوں لیا گیا؟ یہ وہی لڑکے تھے جو از اول تا آخر آپ کے ترجمان بنتے تھے۔ دورۂ روس کے بعد جناب ایک لفظ عربی بولنے کی صلاحیت نہ رکھتے تھے، نورانی میاں ہی حضرت کی ساری ضروریات پوری کراتے اور آپ کے مفہوم کو پیش کرتے تھے۔

رہی یہ بحث کہ جمعیت نمائندہ جماعت نہیں تو سوال یہ ہے کہ راغب صاحب ایسی جماعت کے وفد میں کیوں شامل ہوئے پھر جدے سے لے کر تا زمانۂ قیام کراچی بار بار جمعیت سے کیوں اصرار تھا کہ سفارت خانہ روس سے نوسو روپے دلوا دیے جائیں۔

اب رہے مسٹر عددی تو یہ اپنے جسم کی ضخامت اور آرام طلبی کے لحاظ سے کسی شہنشاہ سے کم نہیں۔ چار قدم چل کر پانی اور آرام کے بغیر جو کچھ کر نہ سکتے ہوں جو تاشقند سے روس جاتے ہوئے اس قدر مختل الدماغ ہو گئے کہ فرماتے تھے ہم ماسکو ہرگز نہ جائے گا، اپنے اوپر شوٹ کر لے گا کیوں کہ اگر ہم ماسکو گیا تو سعودیہ عربیہ ہمارا پرچہ بند کر دے گا۔ ہم گھر سے نہ کپڑے لایا نہ روپیہ ہم بغیر اس کے کس طرح جائیں۔ جمعیۃ کے پیش نظر مسلمانانِ روس کا مشاہدہ کرنا تھا نہ کہ روپیہ حاصل کرنا۔ انہوں نے بھی اپنے پرچہ میں اونچی توقعاتِ اعانت کی۔ امید پر وفد کے خلاف جو کچھ کہا وہ مضحکہ خیز اور مجنونانہ تخیلات کے مترادف ہے۔ انہوں نے جو حرکات مذبوحی تاشقند اور دوسرے مقامات پر کیں، وہ اس قابل نہیں جن کا تذکرہ اس سفرنامے میں کیا جائے۔ کسب زر کی خاطر جو طرز تحریر انہوں نے اختیار کیا وہ انہیں مبارک ہو۔

اچھا ہوا کہ وہ ہم سے جدا ہو کر ایک ایسے مقام پر آ گئے جہاں کے وہ عادی ہیں۔

محمد عبدالحامد القادری البدایونی

صدر جمعیۃ مرکزی علمائے پاکستان

حوالہ جات

1. ملک فیروز خان نون
2. صوبہ سرحد کی خٹک فیملی کے چشم و چراغ ہیں۔ سات بھائی تھے جن میں یوسف خٹک بھی معروف ہوئے اور ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں وفاقی وزیر رہے۔ محمد اسلم خٹک جنرل محمد ضیاء الحق اور محمد خاں جونیجو کی کابینہ میں سینئر وزیر رہے۔ یہ خاندان مسلم لیگی تھا۔ کلثوم سیف اللہ ان کی ہمشیرہ تھیں۔ ان کے بیٹے بھی صوبہ سرحد کی سیاست میں فعال رہے ہیں۔ مرتب سعید بدر
3. سید جمال الدین افغانی کی پان اسلام ازم کی تحریک نے مسلمانوں میں اخوت و یک جہتی کا جذبہ پیدا کیا۔ حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے سید جمال الدین افغانی کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے بھی

Marfat.com

قیام پاکستان سے قبل اس تحریک کے فروغ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سید صاحب مصر بھی گئے اور عربوں میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے بھرپور کام کیا۔

۴ شہاب الدین سہروردی شیخ الاشراق مقتول کے نام سے معروف ہیں۔ 546ھ میں عراق کے قصبہ سہرورد میں پیدا ہوئے۔ جوانی کے زمانے ہی میں ان کے علم کی شہرت دور دراز تک پہنچ چکی تھی۔ سلطان صلاح الدین کا بیٹا الملک الظاہر ان کا بڑا مداح تھا۔ مخالفین نے سلطان کو ان کے خلاف بھڑکا دیا۔ جس نے انہیں قتل کرا دیا۔ حکمت الاشراق ان کی بڑی مشہور کتاب ہے۔ علامہ اقبالؒ ان کے مداح ہیں اور پاکستان و ہند میں سلسلۂ سہروردیہ انہی سے منسوب ہے۔ (مرتب سعید)

۵ میکسم گورکی

۶ اس سے معلوم ہوتا ہے روسی تسلط سے آزاد ہونے والے ممالک میں امام ابو حنیفہؒ کے پیروکاروں کی کثرت ہے اور وہاں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عقیدت واحترام سے منایا جاتا ہے۔

۷ پورا نام نورالدین عبدالرحمٰن (رحمۃ اللہ علیہ) تھا۔ خراسان کے قصبہ جام سے متعلق ہونے کی وجہ سے جامی کہلائے۔ ۱۸۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ نویں صدی ہجری کے بہت بڑے شاعر تھے۔ ان کے بعد فارسی زبان کا اتنا بڑا شاعر پیدا نہیں ہوا۔ مولانا جامیؒ نے قصیدے، رباعیات اور سوز وگداز سے معمور مؤثر نعتیں لکھیں۔ غرض ہر صنف میں طبع آزمائی کی۔ انہوں نے مثنویاں بھی لکھیں۔ نثر میں نفحات الانس، لوائح، اشعۃ اللمعات اور بہارستان خاصی مشہور ہیں۔ مولانا جامی کی تصانیف نے ترکی اور پاکستان و ہند کے شعراء کو بہت متاثر کیا۔ یہ بڑے صوفی اور عاشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ علامہ اقبالؒ نے انہیں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ (مرتب سعید)

۸ مارکس: پورا نام کارل مارکس۔ عمرانی علوم کا ماہر اور مفکر

۹ نوٹ: مولانا کوثر نیازی نے بھی اپنے سفرنامہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ظہور الدین

۱۰ امیر تیمور، ترکوں کے قبیلہ برلاس سے تھا۔ ۱۳۳۶ء میں پیدا ہوا۔ = بڑا بہادر اور فنون حرب کا ماہر تھا۔ ابتدائی عمر میں بڑی مشکلات کا سامنا کیا۔ کئی نشیب وفراز دیکھے۔ کئی بار تخت نشین ہوا اور کئی بار محروم۔ فتوحات کا سلسلہ شروع کیا تو ترکی تک جا پہنچا اور فاتح یورپ سلطان بایزید یلدرم کو شکست دی جس سے یورپ میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ رک گیا، ورنہ آج سارا یورپ فرانس تک مسلمان ہوتا۔ ۷۰ سال کی عمر میں چین فتح کرنے کی ٹھانی لیکن موت نے مہلت نہ دی۔ موت کے وقت اس کی سلطنت روس کے دریائے والگا سے خلیج فارس تک اور گنگا سے دمشق تک پھیلی ہوئی تھی۔ ایک ٹانگ سے لنگڑا تھا اس لئے تیمور لنگ کہلایا۔

۱۱ امام بخاریؒ: پورا نام سید اسماعیل بخاری تھا۔ دراصل بخارا کے رہنے والے کو بخاری کہتے ہیں۔ آپ 194ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ بہت سی کتابیں لکھیں لیکن ان کا اصل کارنامہ حدیثوں کا مجموعہ ''صحیح بخاری'' کی تدوین ہے۔ دور دراز کے سفر کر کے احادیث تلاش کیں۔ تدوین میں 18 سال کی مدت صرف ہوئی۔ 265ھ میں امام بخاریؒ نے انتقال فرمایا۔ (مرتب سعید بدر)

۱۲ سمرقند: دریائے ''زرافشاں'' کے کنارے واقع اہم شہر ہے جو بخارا سے 150 میل کے فاصلے پر مشرق کی طرف واقع ہے۔ 1369ء میں امیر تیمور کی سلطنت کا دارالحکومت بنا۔ خاندان تیمور کے محلات اور مقبرے اب بھی موجود ہیں۔ روسی تسلط سے قبل سمرقند اسلامی تہذیب وتمدن کا اہم مرکز تھا۔ علامہ اقبالؒ نے ''تاتاری کے خواب'' کے عنوان کے تحت یہ لکھا ہے۔

ہوائے تند کی موجوں میں محضور ۔۔۔ سمرقند وبخارا کی کفِ خاک

ظہیر الدین محمد بابر کو سمرقند سے بہت لگاؤ تھا۔ کئی بار یہ شہر اس کے تسلط میں رہا اور کئی بار چھن گیا۔ آخر کار وہ ہندوستان کا فاتح بنا۔ مغل شہنشاہ اس شہر کی تسخیر و حصول کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ شاہ جہاں اور اورنگ زیب عالمگیر کو نوجوانی ہی میں یہ شہر فتح کرنے کے لئے بھیجا جس کی نذر محمد خان سے جنگ ہوئی۔..............

۱۳ ....

۱۴ ہیگل

۱۵ ....

۱۶ ....

۱۷ ....

۱۸ آغا خاں

۱۹ لوزان کانفرنس

۲۰ پروٹسٹنٹ اور کیتھولک

۲۱ مسٹر دہلوی

۲۲ حسین شہید سہروردی

۲۳ خواجہ شہاب الدین

۲۴ کے ایل ایم گابا

☆☆☆

Marfat.com

ترکی میں اساتذہ سے آزاد بن حیدر گفتگو کرتے ہوئے۔ (۱۹۶۵ء)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

جنوری و فروری ۱۹۶۱ء میں میرے اور بعض احباب کے درمیان تبادلہ خیالات کے بعد طے پایا کہ بقیع شریف کے قبب و قبور کی حفاظت اور مزارات حضرات اہل بیت اطہارؓ کے تحفظ و بقاو ضریح مزار حضور فاطمہ سیدۃ الزہراؓ عنہا کے منظم طور پر سعی کی جائے۔ اس سلسلے میں تجویز ہوا کہ ایک فتویٰ مرتب کروں اور بعد تیاری فتویٰ مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام کا ایک وفد مغربی و مشرقی پاکستان میں دورہ کر کے حضرات علمائے کرام کے دستخط حاصل کرے چنانچہ ۱۹/ مارچ ۶۰ء سے یہ تحریک شروع کی گئی اور ۱۱/ اپریل کو تمام انتظامات مکمل کرنے کے بعد مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام کے وفد نے پہلے مغربی پھر مشرقی پاکستان کا دورہ کیا۔ ڈیڑھ ماہ تک یہ دورہ جاری رہا۔ ازاں بعد ہندوستان کا دورہ کیا گیا۔ الحمدللہ پاک و ہند کے علماء و مشائخ نے تحریک سے اتفاق کرتے ہوئے فتوے کی تصدیقات فرمائیں اور اپنی شاندار آراء کا اظہار فرمایا۔ تین چار ماہ میں پاک و ہند کے علماء کے جب دستخط مکمل ہو گئے تب خصوصی پاسپورٹ کی جدو جہد جاری کی گئی جیسے ہی پاسپورٹ کا تکملہ ہو گیا۔ سیٹوں کے تحفظات، کرنسی کا حاصل کرنا اور دیگر انتظامات انتہائی عاجلانہ طور پر مکمل کئے گئے۔ پہلے طے ہوا تھا کہ ہم لوگ حج سے قبل عالم اسلامی کا دورہ ختم کر کے حج پر مکہ معظمہ حاضر ہوں گے مگر پاسپورٹ کے مسائل نے کافی طور پر ہمیں موخر کر دیا۔ پھر بھی خدا کا نام لے کر ہم تین افراد عبدالحامدؒ قادری بدایونی، مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، مولانا عمر الٰہی دہلوی۔ کراچی کے ہوائی اڈے سے بذریعہ طیارہ کے-ایل-ایم ۱۷/ مئی ۱۹۶۱ء کو بوقت شب روانہ ہوا۔ ڈھائی گھنٹے کے اندر اندر ہوائی جہاز نے ذہران پہنچا دیا جہاں پلیٹ فارم پر بہت سے پاکستانیوں نے ہمارا استقبال کیا۔ گرمی شدید پڑ رہی تھی۔

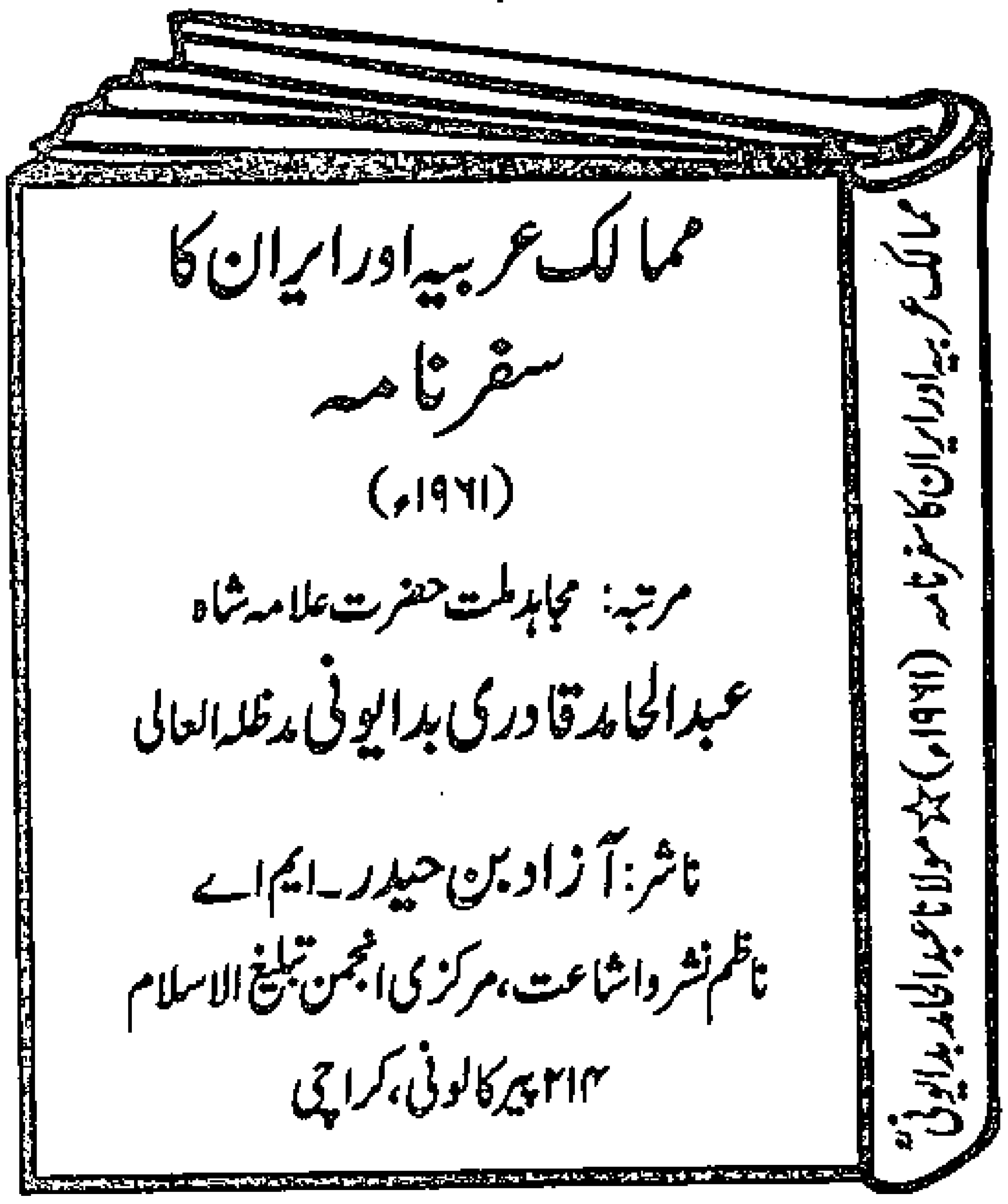

ہوائی جہاز کے مسافروں کی نشست کے لئے جو سیٹیں بنی ہوئی ہیں، وہ دن میں تو ٹھیک ہیں مگر ایسی صورت میں جبکہ مسافروں کو نصف رات گزارنا ہو، ان کے آرام کے لئے سعودی حکومت نے کوئی خاص انتظام نہیں فرمایا ہے۔ ہم لوگوں کو باہر صحن میں چادریں وغیرہ بچھا کر لیٹنا پڑا۔ شب کے بقیہ حصہ میں شبنم سخت گرنے سے طبیعت خراب ہوگئی۔ صبح تک کوئی جہاز نہیں ملا تب جنرل مینجر اور قائد مطار سے ملاقات کی، بمشکل مطار کے قریب ایک ہوٹل میں انتظام ہوا دن بھر اور شب کا نصف حصہ آرام کیا، ساڑھے بارہ بجے کو ذہران سے سعودی طیارہ روانہ ہو کر ۱۹/ مئی کو صبح ۴ بجے جدہ پہنچ گیا۔ نماز فجر مطار پر پڑھی اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر اپنے معلم صاحب کے پاس وقت گزارا۔ کیونکہ ذہران کی فیسیں ادا کرنے کے باوجود جدہ میں کئی قسم کی فیسیں بھرنا ہیں۔

فیس جدہ، فیس معلمی، اجازت نامہ، ۱۱ بجے تک ان تمام مراحل سے فارغ ہوئے۔ بعد عصر جدہ سے مکہ معظمہ کے لئے روانگی ہو سکی۔ راستے میں کئی جگہ ٹھہرتے ہوئے بعد مغرب مکہ معظمہ پہنچ سکے۔ ہم لوگ حرم شریف سے قریب ٹھہرنا چاہتے تھے مگر چونکہ تاخیر سے حاضر ہوئے اس لئے اچھے مکانات سب گھر گئے،

Marfat.com

ہوٹلوں میں بھی جگہ نہیں رہی۔ حرم شریف سے ایک میل دور پر ایک اچھا مکان مل گیا وہاں ہم لوگوں نے قیام کیا۔ کھانے ناشتے وغیرہ کے تمام انتظامات معقول طور پر مکمل ہو گئے اگر چہ اخراجات زیادہ ہوں گے مگر آرام ملے گا۔

حرم شریف کا پہلا جمعہ: مکہ معظّمہ حاضر ہو کر پہلا جمعہ ہمیں ملا۔ حرم شریف حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ الحمدللہ ہمیں اور ہمارے ساتھیوں کو جگہ مل گئی اور باطمینان جمعہ ادا کیا۔ نماز کے بعد مختلف ممالک کے جاننے والے افراد سے ملاقاتیں ہو گئیں۔ گرمی کافی بڑھی ہوئی تھی اور لو بھی خاصی مزے دار ہے مگر حرم شریف کی حاضری کے جذبہ میں گرمی کی زیادتی کا کچھ زیادہ احساس نہیں ہوتا۔ اندرونی طور پر ہماری طبیعت دہران سے ہی خراب ہو گئی تھی کیونکہ شبنم میں سونے کی چودہ برس سے عادت نہ رہی۔ اسی دن سے طبیعت کمزور ہو گئی کہ مکہ معظّمہ حاضر ہو کر معمولات حج شروع ہو گئے۔ تا آنکہ منیٰ کی روانگی ہو گئی۔ منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں بھی کئی بار طبیعت کافی گری مگر ہمت سے کام لے کر منیٰ، عرفات، مزدلفہ کے معمولات ادا کر لئے۔ دسویں ذی الحج کو جیسے ہی منیٰ پہنچے وہاں اتر کر شدید قسم کا بخار ہوا۔ لو کا اثر ہو کر۔ ۱۰ اور ۱۱ دو دن مسلسل بے ہوشی رہی، بارہویں کی شب میں ڈاکٹروں نے جواب دے دیا، ساتھی بھی مایوس ہو گئے۔ بارہویں کی صبح کو ڈاکٹروں کا مشورہ ہوا کہ مکہ معظّمہ لے جانا چاہئے۔ چنانچہ مکہ معظّمہ لایا گیا۔ منیٰ کی قربانی اور رمی جمار وغیرہ ہماری طرف سے مولانا نورانی میاں اور مولانا عمر الٰہی صاحب نے ادا کی۔ بقیہ ساتھی شام کو مکہ معظّمہ واپس آئے۔

منیٰ کے سہ روزہ قیام میں شدید علالت کے باعث ممالک اسلامیہ کے لوگوں سے ملاقاتوں کا کام نامکمل رہا۔ البتہ مکہ معظّمہ حاضر ہو کر جاننے والے افراد سے حرم شریف اور اپنی قیام گاہ پر مختلف دعوتیں کر کے ملاقاتیں رہیں۔ خود بھی علماء و مشائخ سے ملتے جلتے رہے آئندہ پروگرام سے ان سب کو باخبر کر دیا گیا۔

مکہ کا قیام: ہم لوگ منیٰ سے واپس آ کر بعد حج ۱۲ دن مکہ معظّمہ میں مقیم رہے اس زمانے میں مختلف ممالک کے علماء سے تبادلۂ خیالات کیا جاتا رہا خصوصیت سے مصر و شام، سوڈان والوں سے باتیں کافی کی گئیں جو حضرات مکہ معظّمہ سے مدینہ طیبہ جانے والے تھے۔ ان سے بھی طے کر لیا گیا کہ مدینہ منورہ میں بقیہ پروگرام پر تبادلہ خیالات ہوگا۔

مدینہ منورہ کے لئے واپسی جدہ: بارہ دن مکہ معظّمہ میں قیام کے بعد ہم لوگ موٹر سے جدہ واپس ہوئے تاکہ مدینہ منورہ سب ساتھ جائیں۔ پہلے دن جہاز میں ایک ساتھ سیٹیں نہ ملیں دو دن جدہ میں قیام کیا۔ تیسرے دن ہوائی جہاز سے روانہ ہو کر قبل مغرب مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ادا کیا کہ اس نے دربارِ حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچا دیا۔ حرم نبوی سے متصل ہی قیام تجویز ہو گیا۔ اصطفٰی کے بالائی حصے ہمارے پاس ہیں۔ ہوٹل اور اصطفٰی منزل اخراجات کے لحاظ سے دونوں یکساں رہے۔ مگر قرب حرم شریف کی وجہ سے یہی جگہ بہترین تھی۔ اگر یہاں سے تکبیر کے بعد روانہ ہوتے تو حرم شریف کی نماز جماعت مل جاتی تھی۔ اترتے ہی غسل کیا، کپڑے بدلے، خوشبو لگا کر آستانۂ اقدس پر حاضر ہوئے۔ اولاً نماز جماعت ادا کی۔ وظائف پڑھ کر مواجہ شریف میں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کیا۔ عزیزوں، دوستوں خاندان کی جانب سے سلام عرض کیا، ان سب کے لئے دعائیں کیں اور عرض کیا۔ حضور بقیع شریف کی قبور شریفہ کی حفاظت و تعظیم کے لئے جو قدم اٹھایا ہے دعا فرمائیں کامیابی حاصل ہو۔

حرم شریف میں ہر نماز کی حاضری کے وقت جاننے والے اور ایسے افراد و علماء مل جاتے جن سے ہماری تحریک کا تعلق تھا،

Marfat.com

وقت کا تعین کرتے، اگلے دن باتیں کرتے یا تو اپنی قیام گاہ پر ان حضرات کو بلاتے یا خود ان حضرات کی خدمت میں حاضر ہوتے، فقیہ عصر علامہ ربیع مصری اور علمائے شام سے متعدد ملاقاتیں ہوئیں۔

ہم نے جس فتوے پر پاکستان و ہندوستان کے علماء کے دستخط کرائے تھے سب سے پہلے اس کی عربی کرنا تھی۔ مدینہ منورہ کے قیام میں اس کا مسودہ تیار کرلیا۔ طے پایا کہ جدے میں اس کا ٹائپ کرالیا جائے تمام مقدس مقامات کی زیارتیں کیں۔ ۱۸ دن مدینہ طیبہ کی حاضری کے بعد ہم سب لوگ دیارِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہوکر جدہ آ گئے اور جہازوں کے انتظام میں ۱۲ دن یہاں ٹھہرنا پڑا۔ اس طویل عرصے میں مسودہ کی کاپیاں پندرہ بیس تیار کرائیں اگرچہ ان کا حالات کے لحاظ سے تیار ہونا مشکل تھا بہر طور انہیں نکلوایا۔

جدہ میں مزید قیام دوبھر ہو گیا تھا اس لئے عمرے کے لئے مکہ معظمہ چلے گئے دوسرے دن واپس آ گئے۔ جدہ میں معلوم ہوا کہ جس راستے ہم لوگ آگے کا سفر کرنا چاہتے ہیں وہ راستہ بوجہ قرنطینہ بند رہے گا۔ ۳ دن قرنطینہ کے اگر نکالے جائیں تب اس راستہ سے جا سکتے ہیں اس لئے مجبوراً راستہ بدلنا پڑا دوسرے ٹکٹ خریدے گئے اور براہ عمان پروگرام بنایا گیا۔

جدہ سے عمان، بیت المقدس: جدہ سے سعودی عربیہ کے ہوائی جہاز سے علی الصبح ٦ بجے روانہ ہوکر ۱۲ بجے عمان پہنچے۔ جہاں ڈیڑھ گھنٹے میں کسٹم وغیرہ سے فارغ ہو گئے۔ یہاں کے عمال کا طرز عمل حجاج کے ساتھ بہت اچھا ہے۔ کسی قسم کی پریشانی و الجھن نہیں ہوتی۔ اتنا معلوم ہو کر کہ حج سے آ رہے ہیں، اخلاق و محبت سے پیش آتے ہیں۔ پولیس والوں کے اندر بھی مذہبی جذبہ موجود ہے۔ یہاں کی تمام دفتری کارروائیوں کے بعد باہر آ کر موٹر والوں سے بات کی۔ عمان کے موٹر والے کافی سے زیادہ ہوشیار مگر معاملات کے اچھے نہیں ہیں۔ کئی آدمیوں سے گفتگو کے بعد ایک پوری موٹر بیت المقدس جانے کے لئے طے کی۔ پونے بارہ بجے عمان سے روانہ ہوئے۔ راستہ اگرچہ پہاڑی ہے کافی بلندی پر ہمیں جانا ہے۔ بڑے اچھے مناظر قدرت زیر نگاہ ہیں۔ گاڑی پوری قوت سے چلی جا رہی ہے۔ کسی ایک چیز پر اچھی طرح نگاہ نہیں ٹھہر پاتی۔ شہر عمان میں مختصر قیام کرتے ہوئے ہم قدس جا رہے ہیں سوا سو میل کا یہ سفر شام تک طے ہوگا جدہ سے قدس کو تار بھی کر دیا ہے تاکہ قیام وغیرہ کا انتظام ٹھیک رہے۔ اگرچہ سعودیہ عربیہ سے تار دینے میں کافی پیسے خرچ ہوئے اس طرف تاروں ٹیلی فون کی شرح ہمارے یہاں سے بہت زیادہ ہے۔ ہم لوگ نماز مغرب سے قبل بیت المقدس پہنچ گئے۔ قیام ایسی جگہ ہوا جو حرم شریف سے کافی دور تھی مگر آرام و راحت کے لحاظ سے یہ جگہ ہی مناسب تھی۔

بیت المقدس: موٹر سے اتر کر تازہ وضو کیا، کپڑے بدلے سیدھے حرم شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ آج کل صخرا شریف کے بالائی حصے اور اندرونی حصوں میں درستی و مرمت جاری ہے۔ کلس کے اوپر ستھرا کام مکمل ہو چکا ہے۔ اندرونی حصوں میں کافی مرمت ہونا باقی ہے جس کی وجہ سے صخرا کا وہ مبارک حصہ جہاں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا براق شب معراج میں جاتے ہوئے باندھا تھا بند ہے۔ قدس کی تعمیر و مرمت کے کام میں پاکستان نے بھی اپنی بساط کے مطابق نمایاں حصہ لیا ہے۔ یہاں سے آگے بڑھ کر مسجد اقصیٰ آتی ہے۔ یہ عظیم الشان مسجد سیدنا سلیمان علیہ السلام کے زمانہ مبارکہ کی بنی ہوئی ہے جس کی مختلف زمانوں میں مرمت ہوتی رہی۔ اس کے صحن میں ہزارہا انسان سما سکتے ہیں۔ یہی وہ مسجد ہے جہاں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمامی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نماز پڑھائی۔ انبیاء مرسلین نے آپ کی اقتداء پر فخر و ناز کیا۔ یہاں سے آپ فارغ ہو کر

Marfat.com

معراج شریف کی دولت سے سرفراز ہونے کے لئے سماوات کی سیر فرمانے گئے۔

معراج نبویؐ: سیدنا جبریل علیہ السلام آپ کے ہمرکاب تھے۔ براق کو یہ عزت وتوقیر دی گئی کہ حضور پاک اس پر سوار ہوئے۔ اب وہ وقت آ گیا کہ حضرت جبرئیل بھی رو کر عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ میری قوت پرواز ختم ہوگئی۔ جہاں تک میری اور براق کی منزلیں تھیں وہ پوری ہوگئیں اب ہماری یہ مجال نہیں کہ قدم آگے بڑھا سکیں۔ یہ صرف آپ ہی کو قوت عطا ہوئی ہے کہ آپ آگے اس مقام پر تشریف لے جائیں جہاں اب تک کوئی نہ پہنچ سکا۔ براق بھی مفارقت نہ کر سکا۔ رفرف حاضر ہوا۔ حضور اس پر رونق بخش ہوئے اب دنٰی فتدلٰی کی منازل شروع ہوگئیں۔ اُدْنُ مِنّی کی صدائیں بلند ہوئیں۔ ہر طرف نور کا عالم تھا۔ چاند سورج اور ساتوں آسمان پیچھے رہ گئے۔ آغوش ربوبیت میں آپ جلوہ گر ہوئے، تحیات وطیبات کا گلدستہ پیش فرمایا۔ ادھر سے صلوٰۃ والسلام کا ہدیہ آیا۔ آپ نے حسب عادت رأفت ورحمت ذات گرامی کے علاوہ عمومی رحمت کی استدعا پیش کی جسے شرف قبولیت عطا ہوا۔ آپ نے ظاہری آنکھوں سے جلوہ الٰہی بلا جھجک اس طرح دیکھا کہ آنکھ سے آنکھ ملی رہی۔ یہاں نہ فاخلع نعلیک کی صدا ہے نہ کسی ایک جلوا دیکھنے پر بیہوش ہو جانے کا کوئی معاملہ بلکہ بعض ارباب معرفت کا بیان ہے کہ عرش پکارا اے خداوند تیرا محبوب کیا اچھا ہو کہ مجھ پر جوتیاں پہنے ہوئے تشریف لائے۔ ہم نے ایک موقعہ پر کہا تھا۔

غلط ہے عرش پر بیٹھا ہوا اللہ کو کہنا!
مگر سچ ہے نبی کا عرش پر مسند نشیں ہونا

خدائے قدوس جسم وجسمانیت سے پاک ومنزہ ہے۔ اس کا عرش پر بیٹھنا محال ہاں حضور کے لئے ہی یہ بات زیب دیتی ہے کہ آپ مسند نشین عرش ہوں۔ اس دور میں بھی کچھ نا سمجھ ایسے ہیں جو حضور صلی سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ بشر کے ساتھ یاد کر کے حضور کا عالم خاکی سے عالم نور کی طرف جانا محال اور بعید از خیال وعقل سمجھتے ہیں حالانکہ بات صاف ہے سب جانتے اور اسے سب مانتے ہیں کہ آپ خدائے قدوس کا نور شریفہ تھے اور ایسے نور تھ جو دنیائے انسانیت کی طرف منتقل ہونے سے قبل مقام قرب خاص میں جلوہ گر رہے اور اپنے نور سے کل جہاں کو منور فرماتے رہے۔ عالم قدس سے عالم ظاہر کی طرف منتقل ہوئے تو اس انتقال میں برسہا برس لگ گئے۔ اصل نور اصل کی جانب منتقل ہوا۔ الشی یرجع الٰی اصلہ ۔ ہر شئے اپنی اصل کی جانب منتقل ہو جایا کرتی ہے۔ کیا ہم روزمرہ نہیں مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہزارہا میل تک بجلی آن کی آن میں منتقل ہو جاتی ہے۔ بجلی کا نور اگر چند منٹوں میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے اور پھر سیکڑوں من وزن والا جہاز خلاء میں منتقل ہو سکتا ہے۔ ۱۸۔ ۱۸۔ ۳۰۔ ۳۰ ہزار میل فی گھنٹہ راکٹ فضائے آسمانی میں جا کر واپس آ سکتے ہیں تو نور الٰہی کا مکہ سے مسجد اقصیٰ اور مسجد اقصیٰ سے ساتویں آسمان اور ان سے بھی آگے پہنچ کر بارگاہِ قدس میں حاضر ہو جانا کیوں بعید از قیاس ہے۔ جانے والا تشریف لے گیا، تصدیق کرنے والے صدیق بنے۔ آج ہم اس باب میں جھگڑتے ہیں حالانکہ قرآن مقدس نے فرمایا تھا۔ افتمارونہ علی ما یریٰ جو کچھ اوس نے دیکھا تم ان کے دیکھنے پر جھگڑتے ہو۔ انبیاء مرسلین آتے جاتے آپ کے استقبال کو حاضر تھے اور حضور کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو منور فرما رہے تھے۔

حضور سب کو جمال منور سے سرفراز کرتے ہوئے گئے اور واپس تشریف لائے۔ صَلَّی اللّٰہُ علیک یَا رَسُول اللّٰہ۔ یہ سارا منظر مسجد اقصیٰ میں پہنچ کر سامنے آ گیا۔ ہم لوگ تمام متبرک حصوں میں حاضری دیتے، نمازیں پڑھتے سب کے لئے

Marfat.com

دعائیں کرتے۔ پاک و ہند کے اعزہ و اخوان سب ہی کے لئے دعائیں کیں۔

علمائے قدس سے ملاقاتیں: مسجد اقصیٰ کی جماعت میں جس قدر علمائے قدس تشریف لائے، ان سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں ہو جاتیں۔ مستحقین کی خدمات میں مناسب و موزوں نذور بھی ہماری طرف سے پیش کی جاتیں۔ امام و موذنین کو نذور دی گئیں۔ خصوصی علماء سے اوقات ملاقات طے کر کے تبادلۂ خیالات کیا گیا۔

مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری: رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر کی خدمات قومی و مذہبی کو اللہ تعالیٰ کے یہاں سے دنیا میں بھی یہ شرف عطا ہوا کہ مولانا کا وصال اگرچہ یورپ میں ہوا مگر آپ بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ کے ایک حجرے میں دفن ہوئے۔ اتنی بڑی سعادت آپ سے پہلے کسی قائد کو حاصل نہ ہو سکی۔ مولانا کے حجرہ کے دروازہ پر آپ کا پورا نام سفید پتھر پر کندہ ہے۔ اب سے پانچ چھ سال قبل جب ہماری حاضری ہوئی اس وقت مولانا کا وہ چغا جس میں آپ کا انتقال ہوا، وہ بھی حجرے میں لٹکا ہوا تھا اس سال نظر نہیں آیا۔

دیر تک فاتحہ پڑھتی دوران ایصال ثواب میں تحریک خلافت کا پورا زمانہ یاد آ گیا۔ جبکہ ہم مولانا کی معیت میں تحریک خلافت کا کام کرتے تھے۔

بیت خلیل الرحمٰن کا سفر: طے پایا کہ صبح نماز فجر کے بعد متصلاً بیت خلیل الرحمٰن کی زیارت کے لئے چلیں۔ سب سے پہلے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے وہ تبرکات جو آپ سے منسوب ہیں ان کی زیارت کریں پھر آپ کی جائے پیدائش بیت اللحم دیکھیں۔ سب جگہ زیارت کرتے ہوئے سیدھے خلیل الرحمٰن جائیں چنانچہ ہم گئے حضرت مسیح علیہ السلام کے آثار و تبرکات کی زیارت کرنے میں صرف ہو گئے۔ نماز ظہر تک بیت خلیل الرحمٰن پہنچ گئے۔ یہ مقام اب کافی آباد اور بارونق ہو گیا ہے۔ بیت المقدس سے یہاں تک کی مسافت تقریباً ایک سو کلومیٹر ہے۔ راستہ پہاڑی اتار چڑھاؤ کا ہے۔ بازار نہایت بارونق ہیں۔ ہزاروں کی آبادی ہے، مکانات نئے طرز کے کافی بن گئے۔ وسط شہر میں ایک وسیع قطعہ کے اندر حضرت انبیائے کرام جلوہ افروز ہیں۔

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ و حضرت سیدنا اسماعیل علیہما السلام، حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام، حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام، جیسی مقدس ہستیاں یہاں تشریف فرما ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ خاص عزت و شرف کا مالک ہے۔

سیدنا ابراہیم خلیل علیہ السلام کے مزار شریف پر حاضر ہو کر آپ کی پوری حیات مقدسہ سامنے آ گئی۔ آپ نے کس کس طرح قربانیاں دیں۔ بچپن کے زمانے سے لے کر تا بنائے کعبۃ اللہ شریف سارے واقعات زیر نظر تھے۔ آپ کے مزار شریف کے سامنے فاتحہ شریف پڑھتے وقت عجیب قسم کا سرور رہا۔ کبھی تو خانۂ کعبہ کی تعمیر کا منظر آنکھوں کے سامنے آتا کبھی سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا واقعہ کبھی حضرت اسماعیل اور حضرت بی بی ہاجرہ علیہما السلام کو کعبہ کی سرزمین پر یکہ و تنہا چھوڑ کر چلا جانا کبھی آگ میں ڈالا جانا۔ اللہ وغنی ان اکابر مرسلین کرام نے حق کی خاطر کیسی کیسی عظیم الشان قربانیاں پیش فرمائیں۔ پھر خدائے قدوس کی طرف سے خلعت کے درجات پر فائز فرمایا گیا۔

ازاں بعد حضرت یعقوب و سیدنا یوسف علیہ السلام کے مزارات پر حاضر ہوئے تو سورۂ یوسف کی آیات شریفہ زبان سے جاری ہونے لگیں۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کا والد بزرگوار سے خواب نقل فرمانا۔ پھر بھائیوں کے ساتھ جنگل میں جانا۔ کنوئیں میں ڈالا جانا اور نکالا جانا، بازار مصر میں فروختگی پھر مصر میں قید کیا جانا۔ عرصہ دراز کے بعد باعزت رہائی۔ معجزات یوسفی کا ظہور۔

Marfat.com

بھائیوں کا حاضر دربار ہو کر واپس جانا۔ دوبارہ حاضر ہونا۔ ایک بھائی کا روک لیا جانا۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام کا بڑھاپے میں امتحانات دینا۔ پھر تخت پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا عزت و تکریم کے ساتھ بٹھایا جانا، بھائیوں کو سجدہ کرنا۔ حضرت یوسف کی طرف سے بھائیوں کی معافی کا اعلان۔ یہ تمام واقعات نظروں کے سامنے آ گئے۔ فاتحہ اگرچہ لمبی ہوگئی مگر ہمارا قلب مطمئن تھا۔ کافی دیر کے بعد فراغت پائی۔ ساتھی بھی پورے عجز و انکسار و خلوص کے ساتھ مزارات پر حاضر تھے۔ کافی حظ اور فیض اٹھانے کے بعد ظہر پڑھ کر واپس ہو سکے۔ کھانا موٹر ہی میں کھایا۔ سب جگہ حاضریاں دیتے ہوئے شام تک بیت المقدس واپس ہوگئے۔ یہاں کا موسم بڑا خوش گوار ہے۔ رات کو بند کمرے میں سوتے ہیں، شب کے آخری حصے میں کمبل اوڑھنے کی ضرورت ہو جاتی ہے۔

علمائے قدس کی دعوت: ہم نے مسجد اقصیٰ میں بعض علمائے کرام سے ملاقاتیں کر لی تھیں لیکن جی چاہتا تھا کہ ایک اجتماع ایسا ہو جس میں یہاں کی مشہور و معروف شخصیتیں یکجا ہو کر باتیں کر سکیں۔ چنانچہ ہم نے اپنی قیام گاہ پر حالیہ مفتی اعظم فلسطین اور دیگر مشاہیر علماء کو مدعو کیا الحمدللہ اجتماع خاصا اچھا رہا۔ مفتی اعظم سے ہماری ملاقات کراچی میں بزمانہ خان لیاقت علی خاں مرحوم ہو چکی تھی۔ آپ نے کراچی کے علاوہ مغربی پاکستان کا دورہ بھی فرمایا تھا۔ بڑے بااخلاق عالم و مفتی ہیں مگر جو بات حضرت مولانا مفتی امین الحسینی دامت برکاتہم العالی میں ہے، وہ مجاہدانہ شان کسی دوسرے میں نظر نہیں آتی۔ موجودہ مفتی فلسطین بااخلاق اور صاحب علم و تفقہ ہیں مگر جذبات کے لحاظ سے کمزور ہیں۔ مہاجرین فلسطین کے بارے میں گفتگو ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ انہوں نے کلام کا رخ بدل کر دوسرے مسائل چھیڑ دیئے۔ اسی طرح حجاز کے بارے میں ان کی روش رہی بہرحال دعوت کا اجتماعی کافی دیر تک جاری رہا۔ علمائے قدوس سے دیر تک مباحث و مذاکرات جاری رہے۔ ہم نے اپنے مشن کی داغ بیل ڈال دی۔ فتوے کی کاپیاں مفتی صاحب اور دیگر علمائے قدس کی خدمات میں پیش کر دیں۔ جس دن چلنا تھا اسی دن مفتی فلسطین کے دفتر میں جا کر ملے۔ یہاں بھی ڈیڑھ گھنٹے کے قریب ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ حضرت مفتی صاحب نے وعدہ فرمایا کہ میں ان شاء اللہ جواب مرتب کر کے روانہ کروں، تفصیلی تبادلۂ خیالات اور اپنی تحریک کی اعانت کا وعدہ لے کر ہم لوگ بیت المقدس واپس ہوئے۔

عمان و لبنان بیروت و دمشق کا قیام: بیت المقدس سے بذریعہ ہوائی جہاز عمان آئے، یہاں کام کیا۔ کچھ زمین بنائی پھر لبنان میں مصروف رہے۔ لبنان سے سیدھے بیروت گئے۔ بیروت میں چھ دن قیام کیا۔ سب سے پہلے پاکستانی سفارت خانہ میں مسٹر صلاح الدین خورشید و مسٹر حسن سے ملاقاتیں کیں پھر سفیر محترم سے ملاقات کی۔ الحمدللہ یہاں پاکستانی عملہ کافی مستعدی سے مصروف کار رہے۔ عمال و کارکنان پوری تن دہی سے کام کرتے رہے۔

مسٹر صلاح الدین خورشید مسٹر حسن نے دعوتوں کا اہتمام کیا۔ ہم لوگ بیروت کے ایک اچھے ہوٹل میں مقیم تھے جو وسط شہر میں ہے۔ اگرچہ یہاں کے ہوٹل بالکل یورپین طرز و خرچ کے ہوٹل ہیں۔ اخراجات یہاں زائد ہیں مگر سکون و آرام کے لحاظ سے ہوٹل ہی عمدہ قیام گاہ ہیں۔ چھ دن کے قیام میں مقامی علماء و مشائخ سے ملے۔ یہاں کے علماء و مشائخ بیرونی افراد سے باتیں کرنے میں جھجکتے ہیں۔ حکومت بھی تقریباً نیم عیسائی ہے۔ مگر پاکستان کے متعلق اچھے تاثرات ہیں۔ اس سے قبل ہم تین بار آ چکے ہیں۔ سب سے پہلے اپنے پرانے متعارفین و مخلصین سے ملاقاتیں کیں۔ البتہ ڈاکٹر فیض سے ملاقات نہ ہو سکی اور نہ یہ ہی معلوم ہو سکا کہ وہ آج کل کہاں ہیں۔ مکان پر بھی گئے مگر اس مکان میں

Marfat.com

اب کوئی دوسرے صاحب رہتے ہیں۔ یہاں ڈاکٹر صاحب کا پتہ نہ چل سکا۔ بیروت کے مزارات اور شہر سے ۲۰ میل دور باہر کا سفر مسٹر صلاح الدین خورشید نے کرایا۔ ان کی معیت میں سب سے پہلے ایک بڑے بزرگ و عالم کے مزار پر حاضر ہوئے وہاں سے بیروت کے باغات کے مناظر دیکھے، تازہ پھل کھائے اپنے ہمراہ بھی لائے اور صلاح الدین صاحب کے یہاں کی دعوت میں بھی خوب کھائے۔ یہاں کے قیام میں قب وقبور کی تحریک کی تبلیغ کی گئی لوگوں کو ہم نوا بنایا گیا۔

بیروت سے دمشق کا سفر بائی روڈ: مسٹر حسن نے مشورہ دیا کہ بیروت سے دمشق بجائے ہوائی جہاز کے موٹر سے جائیے تا کہ پہاڑی مناظر دیکھتے ہوئے سفر ہو سکے چنانچہ ہم نے اتفاق رائے کر لیا اور یہی پروگرام بنا کر موٹر طے کر لی جس میں ہم سب مع سامان کے روانہ ہوئے۔ جب بیروت کی سرحد اور پہاڑی راستے ختم ہو گئے تو دمشق کا کسٹم آفس آیا۔ یہاں کے کسٹم آفس میں ہم سب کو سخت پریشانیاں لاحق ہوئیں۔ تمام سامان جو انتہائی احتیاط و محنت سے باندھا اور درست کیا گیا تھا۔ ایک ایک چیز کھولی گئی۔ تمام سامان سڑک پر ڈال دیا گیا۔ ہمارے پاس محصولی سامان تو کچھ تھا نہیں مگر دشواری یہ تھی کہ صندوق ٹوٹ گیا تھا۔ رسیوں سے بمشکل چلتے وقت ٹھیک کیا گیا۔ سب سامان علیحدہ علیحدہ ہو گیا۔ جس کا یکجا کر کے طمانیت سے باندھنا ناممکن ہو گیا تھا۔ ۳ گھنٹے کے قریب یہاں رہنا پڑا گویا تین گھنٹے کی جیل ہو گئی۔ کھانا۔ پینا۔ چائے وغیرہ سب کا روزہ ہوا رات کو ساڑھے بارہ بجے دمشق پہنچے۔ ایک پاک وصاف ایسا اچھا ہوٹل تلاش کیا جہاں یورپ کی بلائیں نہ ہوں۔ بڑی دشواری کے بعد ایک ہوٹل ملا جس کے متعلق بہت کچھ بتایا گیا تھا کہ یہ ہوٹل نجاستوں سے پاک ہے مگر قیام کے بعد معلوم ہوا کہ سوائے ناچ رنگ کے اور تمام لغویات یہاں موجود ہیں۔ ہم لوگ اپنے بند کمروں میں رہتے تھے اور زیادہ وقت باہر گزرتا تھا۔

علماء کی ملاقاتیں: ہم نے دوسرے ہی دن سے علماء و مشاہیر سے ملاقاتیں شروع کر دیں۔ تاریخی مقامات پر حاضریاں دیں۔ ہم نے پہلے جامع دمشق میں نماز جمعہ پڑھنا طے کی۔ یہاں کی جامع مسجد ایک تاریخی مسجد ہے۔ یہ شہر بہت سے انقلابات دیکھ چکا ہے سب سے بڑا اور اندوہناک وہ انقلاب تھا جبکہ حضرات اہل بیت اطہار کی مخدرات اور پاک بیبیاں بازاروں، محلوں، گلیوں میں سے اسیر بنا کر دربار یزید میں لے جائی جا رہی تھیں۔ ہم نے وہ راستے بھی دیکھے جس طرف سے حضرات اہل بیت کے قافلے گئے۔ وہ جگہ بھی دیکھی جہاں سیدنا امام عالی مقام کا سر مبارک رکھا گیا تھا اور اس کے ساتھ یزید علیہ اللعن نے انتہائی گستاخیاں کی تھیں۔ وہ جگہ بھی دیکھی جہاں اسیران اہل بیت اطہار نے حق وصداقت کے اظہار کے لئے ایسے خطبات وتقاریر فرمائیں جن سے یزید اور اس کے درباری تھرا اُٹھے۔ سیدنا سجاد رضی اللہ عنہ نے اپنی طاقت لسانی کے باعث ایسے ارشادات عالیات فرمائے کہ دربار یزیدی کانپ کانپ گیا۔ ان تمام مناظر کو دیکھتے قلب نے پکارا۔

''ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما''

حسین زندہ ہے اس کا کردار وعمل تا قیامت باقی رہے گا۔ اے یزید تو مر گیا۔ آج دنیا تیرا نام سنتے ہی اپنی بے تعلقی کا اظہار کرتی ہے۔ مگر جہاں حسین مظلوم رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی آتا ہے، آنکھیں فرش راہ بن جاتی اور قلوب سراپا توجہ ہو جاتے ہیں۔ کوئی ایسی بدقسمت آنکھ ہو جو تذکار حسین سن کر آبدیدہ نہ ہو جائے۔ شاید ہی کوئی قلب ایسا ہو جس میں محبت حسین جلوہ گر نہ ہو۔ کردار حسین تاریخ کا نہ مٹنے والا سانحہ ہے جو الی یوم القیامہ زمانہ کو درس عظیم دیتا رہے گا اور جناب امام عالی مقام کی زندگی کے محیر العقول کارناموں کو مختلف عنوانات وحیثیت سے تازہ کرے گا۔

Marfat.com

جامعہ مسجد کے امام کا خطبہ: جامع دمشق مصلیوں کی کثرت سے لبریز تھی۔ یہاں کے خطیب و امام بغیر داڑھی کے امام تھے۔ خطبہ زبان وفصاحت بلاغت مذہبیات کا اچھا شاہکار تھے۔ مگر خطبے میں عرب قومیت کا مسئلہ سب سے زیادہ نمایاں تھا اور افرنجیت و سامراجیت کی تحریکات کا مکمل رد تھا۔ سیاسی مباحث نے خطبہ کی مذہبی اہمیت کا اثر ختم کر دیا۔ ایک اچھے قاری نے دل نشین لہجے میں قرآن کریم پڑھ کر نمازیوں کے دلوں میں ایمانی گرمی پیدا کی۔ نماز ختم ہوئی تو ایک گھنٹہ متعارفین سے ملاقاتوں میں نکل گیا۔ حضرات علمائے کرام سے اگلی ملاقاتوں کا وقت طے ہو گیا۔

حضرت مولانا سید عبدالوہاب صاحب سے ملاقات: شام کی بزرگ ترین شخصیت جو علم وفضل روحانیت کے لحاظ سے بلند پایہ ہے، وہ ہے مولانا سید عبدالوہاب صاحب قبلہ کی ذات گرامی۔ آپ شام میں چوٹی کے عالم و درویش ہیں۔ ہر سال حرمین الشریفین حاضری دیتے ہیں۔ اس سال بھی حاضر ہوئے اور واپس ہو کر فالج کا اثر ہو گیا۔ ہم لوگوں کو عرصہ دراز سے آپ کے ساتھ تعارف ہے۔ سب سے پہلے ہم آپ ہی کی خدمت گرامی میں حاضر ہوئے۔ دو ایک دن تک تو بسلسلۂ مزاج پرسی حاضریاں ہوتی رہیں چوتھے دن حضرت سے نفس تحریک پر مفصل تبادلۂ خیالات ہوا۔ چنانچہ علمائے شام کا اجتماع طے ہو گیا۔ تمامی علمائے کرام مدعو کیے گئے۔ پہلے ہمارا مرتب کردہ جواب پڑھا گیا۔ حضرات علماء نے ہمارا جواب بہت پسند کیا۔ بعد سماعت تصدیقات وتوثیقات فرمائیں۔ یہاں مزید کاپیوں کی ضرورت پیش آئی، پچاس کاپیاں ٹائپ سے نکلوائیں۔

متفرق کاپیاں دیگر علمائے کرام کے پاس چھوڑیں۔ دس دن کے قیام کے بعد دمشق سے ہم لوگوں نے مصر کا ارادہ کیا۔ سیٹوں کے انتظامات شروع کیے۔ ساڑھے نو بجے شب کے جہاز جانے والا تھا مگر دمشق سے لیٹ چلا اور رات کے ۱۲ بجے قاہرہ کے مطار پر پہنچا۔ سامان چونکہ دمشق کے کسٹم آفس میں خراب ہو گیا تھا اس لئے بعض بکس مطار مصر پر چھوڑے گئے تاکہ واپسی پر محصول ادا کر کے سامان وصول کر لیا جائے اور ساتھ لے جانے کی زحمت سے بچ جائیں۔

قاہرہ کے ہوٹل میں بزمانہ سابق قیام کر کے تلخ تجربات ہو چکے تھے اس لئے یہاں خاص طور پر کسی ایسے ہوٹل کا ڈھونڈنا جہاں اطمینان وسکون کے ساتھ نماز وغیرہ ادا کر سکیں۔ مشکل تھا۔ مگر کوشش کے بعد الحمدللہ ایک اچھا صاف ستھرا ہوٹل جو مغربی ناپاکیوں سے پاک تھا مل گیا، ہم سب اس میں ٹھہرے۔ خرچہ کے لحاظ سے سمر اس وغیرہ کے مقابلے میں کچھ ہی کم تھا مگر آرام دہ کافی تھا۔ ملاقاتی کمرے بھی بہت عمدہ تھے۔ دوسرے دن اپنے احباب و دیرینہ کو مطلع کیا، سب سے ملاقاتیں شروع ہو گئیں۔ حضرات علمائے مصر سے ملاقاتوں کے پروگرام طے ہو گئے۔ یہاں چونکہ تعمیری کام مکمل کرنا ہیں اور وہ سب کے سب وقت کے محتاج تھے۔ چنانچہ طے کیا گیا کہ کم از کم دو ہفتے قیام ناگزیر ہو گا اگرچہ اخراجات وسرمایہ کی طرف سے فکر تھی۔ جو رقم ہمارے ساتھ ہے اس میں اخراجات کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا سفر عزت وآبرو کے ساتھ اختتام تک پہنچے گا۔

مزار حضرت بی بی سیدہ زینت عنہا پر حاضری: قاہرہ میں سیدنا الحسینؓ مزار سیدہ بی بی زینبؓ اور مزار سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، یہ مزارات زیارت گاہ عام وخاص ہیں۔ خصوصاً حضرت سیدہ بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے مزار پر عجیب وغریب برکات کا نزول ہوتا ہے۔ ہم لوگ نماز مغرب کے وقت حاضر آستانہ مبارکہ ہو سکے۔ آستانہ مقدسہ حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہر ایک زائر سراپا ادب بنا ہوا حاضر تھا۔ یہاں بھی کافی تاثرات قلوب پر وارد ہوئے۔ آستانہ مبارکہ کی ضریح مبارکہ پاکستان کے ایک مشہور بینک کا کاروبار کرنے والے تاجر وسیٹھ نے انتہائی عقیدت کے

Marfat.com

ساتھ کافی روپیہ سے تیار کرا کر مزار شریفہ پر چڑھائی ہے۔ مصر میں عام وخاص طور پر تمام آستانوں پر ہر بزرگ کی تاریخ وصال وسنہ کے کتبات کندہ ہیں جنہیں پڑھ کر ہر ایک شخص با آسانی سمجھ لیتا ہے کہ کون بزرگ ہیں۔ آستانوں اور بزروں کی قبے اور کتبات دراصل ہماری تاریخ کا سنہری باب ہیں۔ مزار سیدہ بی بی زینبؓ پر حاضر ہو کر قلب کی عجیب حالت ہوئی، دیر تک گریہ رہا۔

عام کارکنان سے ملاقاتیں، دعوتیں، ضیافتیں: دو چار دن کے اندر اندر قاہرہ کے احباب کو علم ہو گیا اب ہر طرف سے لوگ ملنے آنے لگے، ضیافتیں شروع ہو گئیں۔ پرانی اور جدید جماعتیں جس قدر یہاں ہیں سب سے ملنا ہے۔ استاد محترم الحاج مولانا محمود ربیع العلم الفقہ جامعہ ازہر اور دیگر علمائے مصر سے تفصیلی ملاقاتوں میں کام کا خاکہ طے ہو گیا۔ کئی پارٹیوں میں ہماری تحریک پیش ہوئی اور ہر حلقے میں بے حد پسند کی گئی۔

پاکستانی سفارت خانہ محترمی خواجہ شہاب الدین و محمد احمد صاحب سے ملاقات: مصر پہنچنے کے دوسرے ہی دن ہم نے اپنے ہوٹل سے فون کیا فون پر خواجہ صاحب محترم اور محمد احمد صاحب کو اپنا مصر پہنچنا بتایا، وہ بے حد خوش ہوئے۔ فون پر ملاقات کا وقت تجویز ہو گیا۔ ہم تینوں ارکان سفارت خانہ گئے۔

ہمارے اور خواجہ صاحب محترم کے مابین دیر تک مختلف مسائل وعنوانات پر گفتگو ہوتی رہی۔ نام بنام مختلف حضرات کی خیریت اور مزاج پرسی کرتے رہے۔ چائے پی کر محمد احمد صاحب سے ملنے جانا تھا مگر وہ علیل ہو گئے اس لئے اس روز جانا ملتوی کیا۔ دوسرے دن ان سے تفصیلی باتیں ہوئیں۔ محمد احمد صاحب کراچی میں چیف پاسپورٹ آفیسر کی حیثیت سے نمایاں خدمات انجام دیتے رہے۔ چونکہ ایک اچھے وکیل ہیں اس لئے وزارت خارجہ نے آپ کو مصر میں مامور کر رکھا ہے۔ یوپی کے اعلیٰ خاندان سے ہیں۔ مولوی محمد اسماعیل جج کے صاحب زادے ہیں۔ دو ہفتے کے قیام میں ہم اپنے حالات سے پاکستانی سفارت خانے کو مطلع کرتے رہے۔

وزارتِ اوقاف کے وزیر صاحب کو فون پر اطلاعات: پاکستانی سفارت خانہ سے متعدد بار وزارتِ اوقاف نے ہماری قاہرہ پہنچنے کے متعلق استفسارات کئے تھے اس لئے خواجہ صاحب محترم نے وزیر صاحب کو مطلع فرما کر ہمارا پورا پتہ بتا دیا۔ اسی دن وزارت اوقاف سے ۳۔۴ عمال ہوٹل تشریف لے آئے اور ہمیں ہمارا پروگرام جو وزارت اوقاف نے آثار اور تاریخی مقامات کے مشاہدہ ومعائنہ کا مقرر فرمایا تھا، اس سے مطلع کیا اور وزیر صاحب سے ملاقات کے وقت وتاریخ سے باخبر کیا۔ پہلے ہم نے اور رفقاء نے وزیر موصوف سے وزارت اوقاف کے دفتر میں جا کر ملاقات کی، ملاقات میں ایک دوسرے وزیر ایک ازہر کے فاضل بھی موجود تھے، مختلف مسائل علمی پر مذاکرات شروع ہو گئے۔ گنبدِ خضرائے مقدسہ کے بوسیدہ پردوں کا مسئلہ بھی چھیڑا گیا اور کافی دیر تک تبادلۂ خیالات رہا پھر تحریک تحفظ قبور صحابہ واہلِ بیت آ گئی اس پر بھی سیر حاصل بحث ہوگئی۔ وزیر صاحب محترم اور دوسرے وزیر وعالم سب ہم سے متفق ہو گئے۔

شیخ ازہر سے ملاقات: دوسرے دن شیخ ازہر سے ہم لوگ ملے۔ ایک گھنٹے کے قریب شیخ ازہر سے باتیں رہیں۔ آج کل تمام عربی ممالک میں عرب قومیت اور عربی زبان کا مسئلہ زور پر ہے ہم سے بھی پاکستان میں عربی کے موقف پر سوالات کئے گئے۔ ہم نے بتا دیا کہ جو مدارس علماء کے اختیارات واقتداء میں چل رہے ہیں، ان سب میں عربی ہی کے اندر درس ہوتا ہے اور عربی علماء کے طبقے میں بلاشبہ اچھی طرح چل رہی ہے لیکن ملکی زبان کی حیثیت سے عربی کا لازمی زبان بننا اس میں وقت لگے گا۔ جدید عربی

Marfat.com

کے مدرسین ہمارے یہاں کم ہیں۔ شیخ نے فرمایا۔ اس ضرورت کو ہم پورا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم نے علماء کی تندہی کا ذکر کرتے ہوئے بتادیا کہ زبان عربی کی ترویج و ترقی کے لئے ہم میں کا ہر ایک فرد پوری قوت وعمل کے ساتھ تیار ہے، دیگر اساتذہ ازہر سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔

حضرت استاد محمود ربیعی معلم الفقہ سے ملاقاتیں: حضرت استاذ محمود ربیعی معلم الفقہ جامع ازہر سے مدینہ منورہ مکہ معظمہ ہی میں ملاقاتیں ہوگئی تھیں، مصر کا پروگرام بتادیا گیا تھا۔ سب سے پہلے حضرت علامہ ربیعی صاحب نے اپنے یہاں ہم لوگوں کو کھانے پر مدعو فرمایا۔ جہاں مفصل باتیں ہوگئیں۔ حضرت نے ہمارا مرتب کردہ فتویٰ لے لیا اور تفصیل سے ایک مقدمہ لکھنے کا وعدہ فرمایا۔ ماشاء اللہ حضرت ربیعی صاحب کہنہ مشق اور مدلل لکھنے والے فقیہ و مضمون نگار ہیں۔ جمع ٹیکس کے سلسلے میں بھی جو فتویٰ ہمارے یہاں سے تیار کیا گیا تھا اس پر بھی آپ آپ کا مقدمہ شامل تھا۔ حضرت نے فرمایا انشاء اللہ کافی دلائل کے ساتھ میں اسی ہفتے میں مقدمہ تیار کرتا ہوں تاکہ چند نشستوں میں اس کا مقابلہ کرلیا جائے۔ اور اس کا ٹائپ بھی آپ حضرات کرالیں۔ حضرت نے مقدمہ شروع کر دیا اس درمیان میں وزارتِ اوقاف نے ہمارا اسکندریہ کا پروگرام مرتب فرمایا جہاں عالم اسلامی کے ۷۰۰ طلباء کی طرف سے منعقد کردہ جلسۂ عام میں شریک ہو کر ہمیں ایک تقریر کرنا تھی۔ شبان المسلمین کے صدر محترم بھی اس جلسے میں شریک تھے۔ بڑا اچھا اجتماع تھا۔ ہماری تقریر کے بعد صدر بشان المسلمین نے باوجود بڑھاپے کے نوجوانوں کی طرح بڑی پرجوش تقریر فرمائی جس میں طلباء کو میدانِ جہاد میں اترنے کا درس دیا اور دورانِ تقریر میں فرمایا کہ آپ درس وتدریس کے تمام مراحل طے کریں۔ جہاد جسمانی، قولی، لسانی کے لئے تیار ہو جایئے۔ الجزائر و فلسطین کی قسمت آپ سے وابستہ ہے۔ تین گھنٹے تک ہم لوگ یہاں شریک رہے زاں بعد اپنی قیام گاہ پر واپس ہوئے۔

صبح ناشتے کے بعد صدر محترم ملنے تشریف لے آئے دیر تک باتیں رہیں۔

ناشتہ کے بعد ہم اسکندریہ میں بعض حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات کی زیارت کے لئے چلے گئے۔ بڑے بڑے تاریخی حضرات یہاں جلوہ افروز ہیں۔

علامہ ربیعی کی طرف سے پارٹی: دوسرے دن شام تک قاہرہ پہنچے، اسی دن جمعیۃ رابطۃ الاسلامیہ کی طرف سے زیر نگرانی حضرت علامہ ربیع صاحب نے ہمارے اعزاز میں ایک بڑی دعوت دریائے نیل کے کنارے مقام جیزان میں ہوئی۔ جہاں چائے کے بعد حضرت علامہ ربیعی نے ہم لوگوں کا تعارف کراتے ہوئے تحریک حفاظت قبب وقبور اور فتوے کی تیاری کا حال بتایا اور ہم سے تقریر کی خواہش کی ہم نے اور مولانا نورانی میاں صاحب نے مفصل طور پر شرح وبسط کے ساتھ روشنی ڈالی جو علماء اس جلسے میں موجود تھے، ان سب نے اعانت وحمایت کا وعدہ فرمایا۔

علماء و مشاہیر کی دعوتیں: ہمارے ہوٹل میں حضرت ربیعی صاحب اور دیگر عمائد وعلما کے کئی اجتماعات بلائے گئے اور تحریک پر تفصیل سے باتیں ہوئیں۔

عشیرۃ المحمدیہ کی جانب سے ہمارے اعزاز میں دعوت اور جلسہ عام: تیسرے دن عشیرۃ المحمدیہ قاہرہ کی جانب سے ایک جلسۂ عام ہمارے اعزاز میں ترتیب دیا گیا، یہ انجمن قاہرہ کی سب سے پرانی اور خالص مذہبی انجمن ہے۔ ایک ماہانہ رسالہ المسلم بھی نکالتی ہے۔ اس کے ارکان وعہدہ داران بہت اچھا تعمیری کام کر رہے ہیں۔ ساڑھے نو بجے شب سے ساڑھے بارہ بجے تک جلسہ عام جاری رہا۔ اگرچہ اس دن ہماری طبیعت خراب تھی مگر اس اجتماع میں شریک ہونا پڑا۔ ہماری صحت کی خرابی کے باعث نورانی

Marfat.com

میاں نے مفصل تقریر کی۔ تحریک قبب وقبور کا بھی تقریر میں ذکر آ گیا۔ جو حضرات علماء موجود تھے ان میں سے بعض کے دستخط ثبت ہوئے۔ اجتماع نتیجہ خیز رہا۔ تمام تاریخی مساجد و مقابر وغیرہ کی زیارت کی۔ حضرت سیدنا امام شافعیؒ و دیگر بزرگوں کے مزارات پر حاضریاں دیں بڑی پر لطف محافل تھیں جن میں روحانی جلوے نمایاں طور پر نظر آتے۔

مقدمہ فتاوے: استاذ محترم حضرت علامہ محمود ربیع دامت برکاتہم العالی نے نہایت عمدہ اور پوری وضاحت کے ساتھ تمام عنوانات پر شامل مقدمہ فتویٰ تیار فرمایا۔ تین نشستوں میں اس کی سماعت ختم ہوسکی۔ پھر ٹائپ کرانے کے بعد بھی مقابلہ کیا گیا۔ ٹائپ بہت غلط ہوا کافی سے زیادہ اغلاط باقی رہ گئی تھیں انہیں ٹھیک کیا گیا۔ جو مسودہ ہمارے پاس رہا وہ اس درجہ کٹا ہوا تھا کہ اس سے طباعت کا مسودہ تیار کرنا دشوارِ عظیم ہے۔ مگر اللہ کا نام لے کر سارے مراحل طے کئے جائیں گے۔ یوں تو مصر کے علماء ومشائخ کے دستخط بھی ہم نے لئے مگر استاذ ربیع صاحب کے مقدمہ سے فتوے کا کافی وزن بڑھ گیا ہے۔ مصر میں ہماری تحریک نے الحمدللہ اچھا رخ اختیار کرلیا ہے۔ مستقبل میں بھی خدا کی نصرت واعانت ہمارے ساتھ رہے تاکہ ہماری تحریک کامیاب ہو۔

سفرِ عراق مقدس: مصر میں تحریک کے حال و مستقبل کے انتظامات کر کے عراق شریف کا پروگرام بنایا۔ سفر عراق ہمارے سفر کا خلاصہ ہے۔ مدینہ منورہ سے کام شروع ہوا۔ آقائے مدینہ کے فرزند گرامی قدر کے آستانہ کی حاضری میں اب تک کی رپورٹ پیش کریں گے۔ اگرچہ ان دنوں عراق کا سیاسی مطلع گرد آلود اور زمین ناہموار ہے مگر ہمیں تو اپنی سرکاروں میں حاضریاں دے کر ہر مسئلہ کو پیش کر کے خدائے قدوس کی بارگاہ میں دعائے کامیابی کرنا ہے۔

دو، تین دن قاہرہ میں سیٹوں کے لئے کوشش کی۔ سیٹیں عراقی ایئر سروس سے مل گئیں۔ ۱۲ بجے دن کے ہوائی جہاز سے ہم سب لوگ ایک ساتھ روانہ ہوئے۔ جو سامان جمع کر رکھا تھا۔ اس کا محصول اندازہ سے کہیں زیادہ دینا پڑا۔

حضرت پیر ابراہیم صاحب قبلہ بغدادی سجادہ نشین آستانہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو مصر سے تار کر دیا تھا مگر اس وقت ہوائی جہاز نہ ملا۔ دوسرا تار ہمارے بغداد شریف پہنچنے کے بعد ملا۔ ہم آستانہ اقدس پر پہنچ گئے تار بعد کو آیا۔ مغرب وعشاء آستانہ اقدس پر پڑھی، بعد نماز حضرت پیر صاحب سے مہمان خانہ میں دیر تک باتیں ہوتی رہیں اوپر کے کمرے میں ہمارا سامان حسب معمول رکھا گیا۔ شب میں اوپر کے صحن میں آرام کرتے، دن میں بوجہ شدید گرمی کے تہ خانہ میں آرام کیا جاتا۔

ان دنوں عراق میں جشن یوم آزادی منایا جا رہا ہے۔ ہمیں کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف کی حاضریاں دینا ہیں، ہمارے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ ہم شریک ہوسکتے۔

سفیر پاکستان سے ملاقات: مسٹر خٹک سفیر پاکستان ہمارے پرانے دوست ہیں۔ جب ہم لوگ تاشقند علماء کا وفد لے کر براستہ افغانستان جارہے تھے، وہاں بھی خٹک صاحب نے ہمارے وفد کی شاندار دعوت کی تھی۔

مسٹر خٹک سے جلد بغداد میں ملاقات کر کے ضروری حالات معلوم کرنا تھے، تقریباً دو گھنٹہ تک باتیں ہوتی رہیں۔ اکثر و بیشتر مسائل معلوم ہوگئے لیکن ہم نے عراق کے اندر طے کرلیا ہے کہ سوائے مزارات کی حاضری کے دوسرے معاملات میں نہ پڑیں گے۔ چنانچہ اگلے دن ہم لوگوں نے کربلائے معلیٰ، نجف اشرف کی حاضری کا پروگرام بنالیا اور آستانہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

Marfat.com

پر بھی عرض کر دیا گیا کہ حضور سیدنا امام عالی مقام اور بارگاہِ مولائے کائنات میں حاضری کا عزم ہے، سرکار کے توسط و وسیلے سے حاضر ہونے کا جذبہ ہے اجازت مرحمت ہو۔

سفر کربلا و نجف: صبح نماز فجر اول وقت مسجد شریف میں ادا کر کے بذریعہ موٹر ہم سب لوگ روانہ ہوگئے۔ موٹر نئی تھی، ڈرائیور بھی بہت اچھا چلانے والا تھا۔ اس نے ساڑھے نو بجے تک کربلائے معلّٰی پہنچا دیا۔ ہم سب باوضو تھے۔ سیدھے آستانہ شریفہ کے اندر حاضر ہوگئے۔ بڑے سکون و اطمینان کے ساتھ آستانہ اقدس پر حاضری ہوئی۔ حسیات و جذبات پر سیدنا امام عالی مقام سے ارادت و عقیدت غالب تھی۔ ایک ایک لمحہ اس طرح گزر رہا تھا کہ ہم اپنے اوپر فخر کر رہے تھے کہ شہنشاہِ کونین کے نورنظر لخت جگر کے دربار انور پر حاضر ہیں۔ یکبارگی جذبات کا رخ کربلا کی تاریخ اور حضرت امام علیہ السلام کی شہادت کے واقعہ جلیلہ کی طرف ہوگیا۔

دل نے کہا دیکھو ایک یزید ہے کہ اسے لوگ حضرات اہل بیت اطہار کے ساتھ گستاخیاں، اہانتیں، قتل و غارت گری کرنے پر لعنت کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور ایک فرزند رسول علیہ السلام ہیں کہ صدیاں گزر گئیں۔ زمانہ کے اوراق الٹ گئے۔ تاریخیں بنیں اور بگڑیں۔ مگر حضرت سیدنا حسین علیہ السلام کا واقعہ شہادت آج تک زندہ ہے اور لوگوں سے خراج عقیدت پیش کرا رہا ہے۔ دنیا پر کمیونزم کا غلبہ ہو یا آفرنجیت مسلط ہو، حضرت سیدنا حسین کی یاد ہر زمانہ میں باقی رہے گی اسے نہ مٹایا جا سکے گا۔ اہل تصوف قادری مشرب و درویش و فقیر اس آستانے سے لینے اور مانگنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ مانگنے والے کی طلب و ظرف کے مطابق دینے والی سرکار کی طرف سے سب کچھ ملتا ہے۔ پس آج دربار عالی سے ایمان و ایقان، عشق و محبت غلامی و فداکاری کی دولت عطا ہو، بارگاہ عالی سے نسبت قدیم قائم ہے۔ بس یہی آرزو ہے کہ زندگی کی تمامی ساعتیں آپ کی محبت و پیروی میں گزریں۔ زبان و قلم سے حق بات نکلے۔ حق پر جینا حق پر مرنا شیوۂ حیات ہو۔ بھائی ضیاء القادری اور مولانا مفتی غلام قادر کشمیری یاد آ گئے۔ ان کے لئے دعائیں کیں۔ چند اور خصوصی معروضات تھے جن کا قرطاس اور الفاظ و حروف سے تعلق نہیں کہنا جو کچھ کہا مانگا جو مانگا۔

آخر میں پاک و ہند کے مسلمانوں کے لئے دعائیں کیں، خدائے واحد ہر مسلمان کو دین اسلام پر قائم رکھ۔ پھر اپنے خاندان کے چند معمولات خاص ادا کئے۔ اوارد ختم کر کے دیگر اطراف و جوانب میں سلام عرض کئے، رخصتی فاتحہ پڑھی اپنے احباب و اخوان اور دوستوں کا سلام نیاز پیش کیا۔

نجف اشرف کی روانگی: دو گھنٹے دربار سیدنا امام عالی مقام میں حاضر رہ کر اسی وقت نجف اشرف روانہ ہوگئے۔ ڈیڑھ گھنٹے کے اندر موٹر ڈرائیور نے نجف اشرف پہنچا دیا۔ اب ایک ایسی سرکار میں حاضرہ ہیں جو باب علم ہے، تصوف و محبت عشق و عرفان کا امام ہے جس کی محبت و ولایت مسلم ہے جس کی محبت کا ہونا محبت نبوی کے لئے لازم ہے۔ کون ہے جو بارگاہ حضور مولائے کائنات میں ارادت نہ رکھتا ہو۔ جس کے فضائل و شمائل قوت و بہادری شجاعت اطاعت نبوی تاریخ اسلام کا سنہری باب ہے۔ بغیر اس بارگاہ شریفہ سے نسبت و ارادت رکھے ہوئے دربار مصطفوی میں حاضری نہیں ہوتی۔ ہم سب دیر تک بارگاہ حضور مولائے کائنات میں خموش و مؤدب کھڑے رہے۔ جب تجلیات و انوار روحانی کا نزول ہونے لگا تو قلب بیدار ہوا تو توجہات عالیات منعطف ہونے لگیں۔ سرکار والا کے دربار میں عقیدت و محبت کے ساتھ جہاں تک حافظہ نے کام دیا نام لئے۔ جب نام فراموش ہوئے تو پاک و ہند کے بسنے والوں کے لئے دینی دنیوی برکات کی دعائیں مانگیں۔ آخر میں معروضہ کیا کہ جنت البقیع احد شریف جنت المعلٰے کے قبب و قبور کی جو تحریک شروع کی ہے اس میں

Marfat.com

کامیابی حاصل ہو۔

آستانہ مبارک پر ایصال ثواب و معروضات پیش کر کے حضرت ضرّور صاحب کے ساتھ ان کے مکان پر آئے۔ کھانا کھایا آرام کیا۔ ۴ بجے شام کو فاتحہ پڑھنے کے بعد براستہ کوفہ و فرات واپس ہوئے۔

عصر و مغرب راستہ ہی میں پڑھی بغداد معلّٰی دیر سے پہنچے۔ عشاء کی جماعت حضرت پیر صاحب قبلہ کی معیت میں ادا کی۔ فاتحہ کے بعد مکان آ کر کھانا کھایا۔ ساڑھے بارہ بجے آرام کیا۔ آج طبیعت میں بجائے کسل کے زیادہ تازگی تھی۔ صبح سویرے تہجد کے وقت اٹھے معمولات ادا کئے۔ آستانہ حضرت سیدنا غوث اعظمؓ پر حاضر ہوئے۔ فجر کا وقت شروع ہوا۔ نماز ادا کی۔ جماعت ختم ہونے کے بعد دلائل شریف کا ختم کیا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد سرکار صاحب بغداد رضی اللہ عنہ کے حضور سلام عقیدت پیش کیا۔ اپنے معروضات نذر کئے۔ ۸ بجے مہمان خانے میں حاضر ہوگئے۔

مزار سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہؓ پر حاضری: بغداد شریف و حضرات صلحاء اولیاء اتقیاء۔ شہداء۔ علماء۔ فقہا و محدثین کا مرکز ہے۔ صدہا ہزارہا روحانی پیشوا یہاں جلوہ گر ہیں۔ سب کے مزارات پر حاضری تو مختصر سے وقت میں مشکل ہے۔ البتہ سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ و سرکار امام اعظم ابو حنیفہؓ پر حاضر ہونا واجبات سفر میں ہے۔ ہم اپنے رفقاء کے ساتھ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و رضی اللہ عنہ پر حاضر ہوئے۔ آج کل آپ کے روضہ شریف پر مرمت کا کام ہو رہا ہے۔ شامی کاریگر مصروف کار ہیں، شیشے اور پتھر پر نقاشی کا کام تیزی سے جاری ہے۔ دیر تک ہم لوگ آستانہ شریف پر حاضر رہے۔ آپ کے انوار روحانی برابر آ رہے تھے۔ طبیعت کو انتہائی سرور ہوا۔

یہاں سے فارغ ہو کر سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر فاتحہ و نیاز کرنا ہے۔ تبرک کے لئے راستہ سے مٹھائی خریدی۔ آتے ہی حضرت پیر صاحب قبلہ سے فاتحہ کے لئے عرض کیا۔ حضور نے فاتحہ دی آستانہ مبارکہ اور مہمان خانے میں تبرک تقسیم کیا گیا۔

اس کے بعد سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ پڑھنے گئے۔ حضرت کا آستانہ پاک برکات کا نمونہ ہے کیوں نہ ہو آپ صوفیاء کے ناخدا و سردار ہیں اور مقام مرتفع رکھتے ہیں۔

سفر ایران کی تیاریاں: بغداد معلّٰی میں گیارہ دن قیام کے بعد اب ایران کے سفر کی تیاریاں شروع کر دی گئیں۔ پہلے تو سیٹوں کی امید منقطع ہوگئی تھی۔ مگر ہم اور نورانی میاں ایک دن دفاتر میں ساتھ گئے بالآخر ایرانی ایئر سروس سے ہماری سیٹیں بک ہوگئیں۔ بغداد شریف سے ایک تار وزیر تشریفات کو دوسرا علامہ فلسفی کو دیا گیا کہ ہم لوگ ایران سروس کے ہوائی جہاز سے ۳۱ رجولائی کو رات میں طہران پہنچ رہے ہیں۔ جہاز اگرچہ بغداد سے لیٹ چلا تھا۔ مگر طہران اپنے وقت معینہ پر پہنچ گیا۔ طہران کا مطار بہت خوب صورت بنا ہوا ہے جیسے ہی ہم لوگ ہوائی جہاز سے اتر کر اندر پہنچے تو دیکھا کہ علامہ فلسفی کے فرستادگان آئے ہوئے ہیں۔ اشاروں اشاروں میں باتیں ہوگئیں چند منٹ کے اندر یہ حضرات اندر تشریف لے آئے اور ہمیں بغیر کسی دشواری و مصیبت کے مع سامان کے باہر لے آئے۔ علامہ فلسفی کی ان دنوں مجالس جاری تھیں ۲ بجے شب کے آپ واپس ہوتے ہیں اس لئے اپنے نمائندگان کو مطار پر مع گاڑی کے بھیجا مطار سے ہم لوگ اسی وقت موٹر میں سوار ہو کر نصف گھنٹہ میں علامہ فلسفی کے مکان پر پہنچ گئے۔ علامہ فلسفی تشریف لا چکے تھے۔ پرجوش طریقہ سے بغل گیر ہوئے کھانا تیار تھا، سب نے کھانا کھایا۔ باتیں ہوتی گئیں۔ علامہ فلسفی کی خدمت گرامی میں ہم نے مصر سے ایک مفصل خط روانہ کر دیا تھا۔ جس میں ایران پہنچنے کی غرض و غایت تحریر کر دی تھی۔ علامہ

Marfat.com

موصوف نے اس کے مطابق ایک دلچسپ وموثر اور طویل پروگرام بنالیا تھا۔ فرمایا صبح ۹ بجے سے علمائے ایران اور مجتہدین کرام بغرض ملاقات تشریف لائیں گے اور بعض وہ بزرگ ترین شخصیتیں بھی تشریف لائیں گی جو نہ تو شہنشاہ کے دربار میں جاتی ہیں۔ نہ کسی کے استقبال میں شریک ہوتی ہیں مگر چونکہ آپ لوگ مزارات حضرات اہل بیت اطہار وصحابہ کرام کی تعمیر وحفاظت کا اہم کام شروع کرنے کی تحریک لے کر آئے ہیں اس لئے تمام اکابر ایران علماء ومشاہیر اس تحریک میں پوری دلچسپی لینے کے لئے سربکف ہو کر تشریف لائیں گے۔ چنانچہ صبح ۹ بجے سے اکابر علماء ومشائخ تشریف لانے لگے جب ڈیڑھ سو سے زیادہ کا اجتماع ہوگیا تو ہم نے ایک تقریر کی جس میں صورت حال کو واضح کیا۔ اپنے مرتب کردہ فتوے کا ذکر کیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی القادری نے ہمارا مرتب کردہ فتوے اور علامہ ربیع مصری کا مقدمہ سنایا اکابر علماء ومشائخ نے دونوں فتوے گہری دلچسپی کے ساتھ سنے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ ساڑھے دس بجے تک یہ پہلی نشست جاری رہی، درمیان میں مقامی اخبارات کے نمائندگان ہمارے بیان کے لئے تشریف لے آئے۔ علامہ فلسفی کا اصرار تھا کہ مختصر سا بیان دے دیا جائے۔ چنانچہ ہم نے ایک بیان مختصر اور جامع لکھوا دیا۔ اخبارات نے ہمارے اور ساتھیوں کے فوٹو بھی لئے، بعض وہ اخبارات جو شام کے وقت نکلتے ہیں ان میں نیوز کے ساتھ فوٹو بھی شائع ہوئے۔ دوسرے دن بھی حضرات علماء و مشائخ کی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ تین دن تک مسلسل یہ ملاقاتیں جاری رہیں۔

شہنشاہ ایران کی تفصیلی ملاقات: اعلیٰ حضرت شہنشاہ ایران کی جانب سے وزیر تشریفات ملنے تشریف لائے اور ہمیں پیام دیا کہ اعلیٰ حضرت تاجدار ایمان نے کل ملاقات کے لئے طلب فرمایا ہے۔ دن میں ہم نے ملاقات کے لئے ضروری نوٹ تیار کئے اور علامہ فلسفی صاحب سے اس بارے میں مذاکرات بھی کئے گئے۔ ساڑھے دس بجے دن کو ہم مع اپنے رفقاء کے محل شاہی پہنچ گئے۔ جہاں سب سے پہلی وزیر تشریفات نے استقبال فرمایا۔ ۱۰ منٹ کے قریب ملاقاتی کمرے میں ہم لوگ رہے۔ ازاں بعد شاہی کمرہ میں بغرض ملاقات داخل ہوئے۔ شہنشاہ نے گرم جوشی سے معانقہ و مصافحہ فرمایا اور دیکھتے ہی پہچان لیا۔ فرمایا یں فلاں فلاں موقع پر آپ سے کراچی میں ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی جانب سے ہمیں عصرانہ وسپاس نامہ دیا گیا تھا۔ میں پوری طرح واقف ہوں کہ آپ کراچی و پاکستان میں مجالس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور یوم سیدنا حسین رضی اللہ عنہ تزک واحتشام کے ساتھ کرتے ہیں جزاکم اللہ خیرا الجزاء۔

ہم نے گزشتہ دس سال کے کاموں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ اب سے ٦۔٧ سال قبل جمعیۃ علمائے پاکستان نے ایک وفد حجاز مقدس بھیجا تھا۔ دو ماہ کی لگاتار کوششوں کے بعد کامیابی حاصل کی۔ گنبد خضرائے مقدسہ انہدام سے بچ گیا اور آثار شریفہ تبرکات نبویہ برقرار رہے۔ اس وقت سے یہ تحریک میرے قلب میں جاگزیں تھی کہ بقیع واحد و جنت المعلےٰ میں ہزارہا صحابہ کرام اہل بیت عظام کے منہدمہ مزارات وقبب کی صیانت وحفاظت وا... کے لئے کچھ کرنا چاہیے چنانچہ اس مرتبہ ایک فتویٰ مرتب کیا جس ابتداًء پاک وہند کے علماء کے دستخط کرائے گئے۔ فریضہ حج سے فارغ ہو کر ہم لوگ جدہ شریف سے سیدھے قدس۔ لبنان عمان۔ بیروت۔ دمشق۔ مصر واسکندریہ و بغداد گئے۔ ان سب مقامات پر علمائے کرام کے دستخط حاصل کئے۔ علمائے مصر تصدیقات کرائیں، فتویٰ پر مقدمہ لکھوایا گیا، آخر میں ہم لوگ ایران حاضر ہوئے ہیں۔ الحمدللہ کہ اس بارے میں سب سے زیادہ گہری دلچسپی کا اظہار حضرات علمائے ایران نے فرمایا اور طے کہ ایران سے ایک فتویٰ بزبان فارسی وعربی شائع کیا جائے

Marfat.com

ہماری تجویز یہ ہے کہ ایک وفد یہ فتویٰ طہران سے شہنشاہ معظم کا گرامی نامہ لے کر جائے جس میں جلالۃ الملک المعظم سعود کو لکھا جائے کہ وہ مزاراتِ صحابہ واہل بیت اطہار کو پختہ بنوائیں ہر ایک مزار پر کتبات لگائے جائیں جن پر نام کندہ ہوں تاکہ زائرین کو سہولت ہو۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے انگریزی زبان میں مفصلاً تمام امور پر روشنی ڈالی۔ دیر تک موضوعات پر تبادلۂ خیالات ہوتا رہا پھر پاکستان و ایران کے تعلقات کی خوشگواری پر مذاکرات جاری رہے۔ آخر میں جلالۃ الملک المعظم نے فرمایا کہ شہر میں آپ حضرات علامہ فلسفی کے مہمان رہیں گے اور باہر ہمارے مہمان ہوں گے۔ یہاں سے آپ لوگ قم۔ اصفہان۔ مشہد مقدس۔ خراسان جائیں گے تو ہماری طرف سے مہمان داری ہوگی۔

قم کا سفر: چنانچہ سب سے پہلے ہم لوگ قم گئے۔ قم طہران کا سب سے بڑا علمی مقام ہے جہاں علامہ بروجردی کی زیر نگرانی ایک عظیم الشان دارالعلوم اور ایک شان دار مسجد تیار ہوئی لاکھوں روپیہ طلباء و مدرسین پر خرچ کیا جاتا ہے۔

طہران سے ذریعہ موٹر ہم لوگ روانہ ہوئے، ساڑھے بارہ بجے قم پہنچ گئے۔ جہاں حضرات علماء کرام اور علامہ بروجردی کے اہالیان خاندان سے ملاقات رہی۔ ایک بڑی تعداد علماء قم کی موجود تھی۔ دیر تک تعزیت کے بعد تحریک حفاظت قبب وقبور پر مذاکرات ہوتے رہے۔ یہاں کے علماء نے بھی فرمایا ہم میں کا ہر ایک فرد اس تحریک کے ساتھ ہے۔ سہ پہر تک ہم لوگ قم رہے اور مختلف شعبہ جات کا مشاہدہ کرتے رہے۔ دوپہر کا کھانا کھا کر آرام کیا۔ ۴ بجے فارغ ہو کر طہران واپس آئے۔ طہران کی خاص خاص عمارات، مساجد، خانقاہیں مزارات دیکھے۔

مشہد مقدس کا سفر: قم کے بعد ہم لوگ مشہد مقدس کے لئے ہوائی جہاز سے روانہ ہوئے۔ مطار پر گورنر کے نمائندہ اور علماء کرام کے اجتماع نے استقبال فرمایا۔ اُترتے ہی کپڑے بدلے۔ ازاں بعد آستانہ حضرت امام پر حاضر ہوئے۔ آستانۂ پاک بالکل کربلا کے نمونے کا ہی بڑا بافیض آستانہ ہے، ہزار ہا ارادت مند ہر وقت جمع رہتے ہیں۔ بڑے سکون واطمینان کے ساتھ حاضریاں دیں ایصال ثواب کیا۔ پھر ایک طویل نشست حضرات علماء کی رہی جس میں تحریک کا پس منظر ہم نے بیان کیا۔ حضرات علمائے طہران اور قم کی تائیدات کا ذکر کیا۔ مشہد کے علماء ومجتہدین کرام نے پوری گرم جوشی کے ساتھ اعانت اشتراک حمایت وتائید کا یقین دلایا۔

ہم لوگ مشہد مقدس میں تین دن حاضر رہے۔ یہاں کے تمام مشہور مقامات مزارات وغیرہ دیکھے۔ لائبریری مدارس مساجد کا معائنہ کیا۔ مشہد کے گورنر صاحب سے تفصیلی گفتگو ہوئی، بڑے خوش اخلاق اور متواضع ہیں۔ شام کو علمائے کرام کی میٹنگ میں دوبارہ ہم سے ملنے خود تشریف لائے۔ ہمیں اور ہمارے رفقاء کو ایک ایک بیش قیمت تسبیح پیش فرمائی، تین روز کا قیام ہر لحاظ سے باعث خیر وبرکت رہا۔ بڑی پرلطف دعوتیں ہوئیں۔ پہلی دعوت گورنر صاحب کی طرف سے ہوئی اس دعوت میں اکثر وبیشتر عمال تشریف فرما تھے۔ مختلف مسائل پر تبادلۂ خیالات رہا۔ پاکستان کس طرح ترقی کر رہا ہے اس موضوع پر بھی اچھی خاصی باتیں رہیں۔

پاکستان قونصل مسٹر شیخ ہماری ساتھ ہر جگہ رہے۔ آپ نے انتہائی اخلاص ومحبت کا ثبوت دیا۔ ایک روز آپ کے یہاں عصرانہ ہوا۔ دوسرے دن بعض پاکستانی حضرات نے دعوت چائے دی۔ تین دن بہت اچھے گزرے۔ مشہد مقدس کا موسم بہت خوشگوار تھا۔

اصفہان وخراسان کا سفر: ایران میں طہران کے بعد مشہد مقدس اصفہان وخراسان۔ شیراز قابل دید وزیارت مقامات ہیں۔ مشہد کے بعد ہم اصفہان وخراسان گئے اور دونوں جگہ حکومت

Marfat.com

کے مہمان رہے۔ ان دونوں مقامات پر بھی ہم سب کی زیادہ سے زیادہ تواضع فرمائی گئی۔ اصفہان وخراسان کی تمام تاریخی مساجد وغیرہ دیکھیں۔ بڑے دلچسپ شہر ہیں۔ پورے ایران کا علاقہ نہایت آباد و شاداب علاقہ ہے۔ یہاں کے سفروں میں کافی دلچسپیاں رہیں۔ بعض بعض ایسی نادر عمارات و مصنوعات دیکھیں جن کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ ہر جگہ علماء و مجتہدین وعمال حکومت نے زیادہ سے زیادہ اہتمام فرمایا۔ ۴ روز اصفہان وخراسان کی زیارت میں گزارے۔ شیراز جانا نہ ہوسکا جس کا قلق رہا۔

شہنشاہ ایران کا عطیہ: جیسے ہی ہم لوگ طہران واپس ہوئے اور مراجعت کی اطلاعات اعلیٰ حضرت کی خدمت گرامی میں پہنچیں، اسی دن شام کو اعلیٰ حضرت نے اپنے ایک معتمد کے ہمراہ ایک شاہانہ عصا جو زمرد و جواہرات سے مرصع تھا، ہمارے لئے تحفتاً روانہ فرمایا اگرچہ یہ عصا ہمارے استعمال میں نہ آئے گا۔ مگر شاہانہ عطیہ تھا اس لئے شکریہ ادا کر کے قبول کیا گیا۔ بلاشبہ حکومت ایران نے ہم پر جو مہربانیاں، عطا پاشیاں فرمائیں۔ ہم انہیں نہیں بھلا سکتے۔ یہ اقدامات پاکستان وایران دونوں کے لئے باعث برکت ہوں گے۔

اخبارات وجرائد کا طرز عمل: چودہ دن کے قیام میں اخبارات وجرائد کا طرز عمل ہمارے ساتھ غیر معمولی اچھا رہا۔ ہم خصوصیت کے ساتھ مدیران جرائد و مالکان کا صدق دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان حضرات نے صحیح طور پر اخوت ومحبت کا ثبوت دیا۔

حضرات علماء و مجتہدین کرام کی محبتیں: ہم علمائے اعلام ایران کی کرم فرمائیوں اور مخلصانہ اقدامات کو بھی کسی طرح فراموش نہیں کر سکتے۔ علمائے کرام میں علامہ فلسفی اور تمام حضرات مجتہدین کرام کی خدمت گرامی میں ہم لوگ صمیم قلب کے ساتھ ہدایہ تشکر پیش کرتے ہیں اور یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان وایران کے علماء کے مابین ایک مستحکم رشتۂ اخوت قائم ہو گیا ہے جو ٹوٹ نہیں سکتا۔ ہم اپنے قلوب میں جرائد واخبارات کی محبت کا نقش لے کر جا رہے ہیں۔

قابل افسوس بات: حضرات علماء و مجتہدین کرام نے روانگی سے قبل اپنی بیش قیمت تالیفات عنایت فرمائی تھیں اور بعض نادرات بھی پیش کئے گئے تھے۔ افسوس کہ ایران سے مراجعت کے وقت سامان زیادہ ہو جانے کی وجہ سے وہ سب کے سب مطار پر حضرت علامہ فلسفی کو واپس کئے گئے۔ ان کا وعدہ تھا کہ یہ سامان ہمیں پہنچا دیا جائے گا خدا کرے کہ سامان ہمیں مل جائے۔ تا کہ ہم علمائے ایمان کی تالیفات سے مستفید ہو سکیں۔

پاکستانی سفارت خانہ کی دعوت: طہران کی واپسی سے قبل منجانب سفارت خانہ پاکستان نواب صاحب چھتاری کے مکان پر ایک شاندار دعوت ہوئی جس میں شہر کے معززین علمائے اعلام پاکستانی سفارت خانہ کے عمال شریک تھے۔ تقریباً ساڑھے تین گھنٹے یہ نشست رہی۔

طہران سے مراجعت: طہران وایران میں ہم لوگ چودہ دن مقیم رہے اور ہر دن ایک یادگاری دن رہا۔ الحمدللہ کہ اس مملکت میں حضرات علماء کا ایک خاص مقام رفعت قائم ہے۔ ہر عالم دین ماشاء اللہ اپنے پیروں پر کھڑا ہوا ہے۔ عامۃ المسلمین علماء کے گرویدہ ہیں اور کافی سے زیادہ خدمت کرتے ہیں۔ ماشاء اللہ علامہ فلسفی کا موقف علمی اور دینی اعتبار سے بہت بلند و مستحکم ہے، عوام وخواص سب ہی ان کے معتقد ہیں۔ ہمارے قلوب پر ان تمام اکابر کے کافی تاثرات قائم ہوئے۔

سیٹوں کی بکنگ: ۳۰؍ جولائی کو شب میں پی۔ آئی۔ اے ہوائی جہاز سے ہم لوگوں کی سیٹیں بک ہوگئیں۔ جہاز ڈھائی بجے شب کو چلے گا اور ٹھیک ۵ بجے صبح یعنی ڈھائی گھنٹہ میں میں ۱۸ سو میل کی

Marfat.com

مسافت طے کرے گا۔ پی۔ آئی۔ اے کا یہ جہاز بہترین جہاز ہے جو یورپ سے چلا ہوا طہران ہو کر کراچی پہنچائے گا۔ ہم لوگ وقت سے کافی پہلے مطار آ گئے۔ سامان بک کرانے پر معلوم ہوا کہ مقدار سے زائد ہے۔ ۲۰۰ روپیہ سے زیادہ سامان کے جمع کرنا پڑے اور اسی طرح ایران کی سرحد سے نکلنے پر ایک معینہ رقم جمع کرنا پڑی۔ علامہ فلسفہ اور دیگر علمائے کرام الوداع کہنے تشریف لائے۔ پاکستانی عملہ بھی مطار پر تشریف لایا۔ سب سے معانقہ و مصافحہ کرنے کے بعد جہاز میں آ گئے۔ جہاز واقعتاً بڑا آرام کا ہے۔ سیٹیں کافی چوڑی آرام دہ ہیں تاروں کا اس پورے طویل سفر میں ہر جگہ تلخ تجربہ ہو چکا تھا۔ پھر سیٹوں کا یقینی طور پر ایسے وقت فیصلہ ہوا جبکہ ہمارا دیا ہوا تار کراچی کسی طرح بھی ہماری پہنچنے سے قبل وصول نہ ہوتا۔ اس لئے بغیر کسی اطلاع و خبر کے طہران سے ہم لوگ چل پڑے۔ جہاز اگرچہ طہران سے کچھ لیٹ چلا تھا مگر سارا ٹائم اس نے بنا لیا اور کراچی ایئر پورٹ پر اپنے وقت کے مطابق ۵ بجے پہنچ گیا۔ اترتے ہی نماز فجر پڑھی اور اوراد و وظائف پورے کئے۔ پھر سامان کی چیکنگ وغیرہ ہوئی تقریباً دو گھنٹے کے بعد بخیر و عافیت مکان پہنچ گئے۔

عرس سراپا قدس: شیخی و مرشدی حضرت مولانا شاہ مطیع الرسول القادری البدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شریف کا انعقاد طے کیا، تمام انتظامات کا آغاز ہوا۔ الحمدللہ اس سال کا پیمانہ عرس شریف وسیع سے وسیع تر ہو گیا۔ عرس شریف کی تین نشستیں رہیں۔

مجالس میلاد نبوی کے باعث فتاویٰ اور سفر نامہ کی طباعت میں قدرے تاخیر: عرس شریف کے بعد ہی مجالس نبویہ کے پروگرام شروع ہو گئے۔ ایک ایک دن میں چھ چھ تقریروں کا سلسلہ جاری رہا پھر باہر کے جلسے علیحدہ، پورا مہینہ ان مصروفیات میں گزر گیا۔ پھر بھی مشاغل کے باوجود سب سے پہلے فتویٰ کی اردو کاپی پھر عربی فتوے اور مقدمہ کی کاپیوں کا کمپوز کرانا شروع کیا۔ فیروز اینڈ سنز میں بہترین کاغذ پر طباعت کا انتظام کیا ہے۔ سفر نامہ کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا مگر بعض احباب کے اصرار پر دو دن میں یہ سطور قلم بند کیں اور بشکل کتاب زیور طبع سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔

آخری گزارش

الحمدللہ ہمارا یہ طویل سفر تین ماہ دس دن میں ختم ہو گیا۔ ہم نے ان ممالک میں پاکستان کی ہر ممکن خدمت کی جہاں جہاں غلط فہمیاں تھیں انہیں دور کر دیا۔ پاکستان اور ممالک عربی میں تعلقات کے مستحکم کرنے میں اپنی قوت عملیہ صرف کی۔ اگر ہمارے یہاں کی خارجی سیاست صحیح اسلوب پر قائم رہے اور ہم اپنے دشمنوں کے پروپیگنڈے کی طاقت سے باخبر رہ کر کام کریں تو بہت کچھ کام ہو سکتا ہے۔

ہمارے یہ وفود الحمدللہ عالم اسلامی میں چودہ سال سے جاتے رہے ہیں اور ہم بیرونی مقامات کے سیاست دانوں عوام و خواص کے طبقات میں گھس کر کام کرنا جانتے ہیں، پس ہمیں معلوم ہے کہ عالم اسلامی کا عموماً اور عالم عرب کا رجحان طبع کیا ہے۔ بحالات موجودہ دنیائے عرب میں پاکستان کا موقف بہتر ہے بشرطیکہ ہمارے سفارت خانے اور ہمارا مرکز پوری سرگرمی کے ساتھ مصروف عمل رہے اور بصیرت و احتیاط کے ساتھ ایسے اقدامات کئے جاتے رہیں جن سے پاکستان اور عالم اسلامی کے مابین روابط اتحاد زیادہ سے زیادہ مضبوط و مستحکم ہوں۔

فقیر محمد عبدالحامد القادری بدایونی

۱۷ ربیع الثانی شریف ۱۳۸۱ھ

Marfat.com

قطعہ تاریخ

سفر نامہ حضرت مجاہد ملت عالم دوراں شہیر پاکستان

مولانا شاہ محمد عبدالحامد القادری المعینی البدایونی دامت برکاتہم

از لسان الحسان مولانا الحاج یعقوب حسین صاحب ضیاء القادری

بدایونی مولانا حامد میاں
وہ سیاح وہ عالم نامور

ہیں دور رواں کے بزرگِ جلیل
ادیب زماں شیخ عالی گہر

بزرگ آپ کے ایک سو سال سے
رہے ہیں سدا عالم با اثر

سراپا عمل آپ کی ذات ہے
ہمیشہ ہی رہتے ہیں وقف سفر

ہوئے عازم روضہ امسال بھی
تھے مکہ مدینہ بہشت نظر

کیا حج مدینہ میں حاضر ہوئے
لئے دل میں انوار خیر البشر

عمر تھے لطفِ الٰہی رفیق
تھے ہمراہ نورانی خوش سیر

یہ دونوں مکرم معظم بزرگ
ہیں افلام ملت کے شمس و قمر

مدینے سے عثمان وارد ہوئے
یہاں سے کیا سوئے اقصیٰ سفر

قبور رسولاں پہ حاضر ہوئے
کیے فیض حاصل بنوع دگر

گئے انقرہ قاہرہ اور دمشق
ہوئے مہمان غوث اعظم کے گھر

ہوئے حاضر کربلا و نجف
کیا کاظمین میں کا سفر

شہنشاہ ایران کے مہماں ہوئے
ہوئے مہرباں آپ پر تاجور

سلامی ہوئے مشہد قدس میں
ملے ملک ایران کے نامور

ہے سال طباعت کا گر کچھ خیال
ضیاء لکھ حقیقی بیاض سفر

۱۳۸۱ھ

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے تعمیری منصوبوں کا کام اپنے نقشوں اور ضروریات کے لحاظ سے اس قدر وسیع ہوگیا ہے کہ جو نقشے ابتداً تیار کرائے گئے تھے اور اخراجات کا جو اندازہ ابتدائی حالات میں کیا گیا، اس سے بحالات موجودہ اخراجات کافی بڑھ گئے۔

جامعہ نے طے کرلیا تھا کہ ہم پہلے عمارات کے کچھ ضروری حصے تعمیر کرلیں تب کوئی اپیل کریں گے۔ ہمیں ابتداً اپنی حکومت کی جانب سے ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کا گرانقدر عطیہ برائے تعمیر ملا۔ زاں بعد حکومت عراق کی جانب سے پہلی اعانت ہوئی، میونسپل کارپوریشن نے دس ہزار روپیہ عطا کیا۔ ہم نے اللہ کا نام لے کر تعمیری کام شروع کر دیا۔ جب تعمیر شروع ہوتی ہے تو اس کا تخمینہ عام طور پر بڑھ ہی جاتا ہے۔ اس لئے جامعہ نے طے کیا کہ چار ارکان پر مشتمل وفد گیارہ (۱۱) اسلامی ملکوں کا دورہ کرے جو ان ممالک اسلامیہ میں پہنچ کر تعلیمی نصابات اور طریقہ ہائے تعلیم کا معائنہ کرے۔ بہترین معلمین و اساتذہ کرام سے ملاقاتیں کرے۔ جامعہ کی لائبریری کے لئے علوم جدیدہ وقدیمہ کی بہترین کتابیں فراہم کرے۔ ان ممالک میں جہاں مناسب ہو وہاں جامعہ کی تعمیری فنڈ کے لئے ماحول تیار کیا جائے۔ چنانچہ صدر جامعہ نے جو وفد کے بھی قائد تھے، وفد کی روانگی کے سلسلے میں سب سے پہلے جناب مسٹر ذوالفقار علی بھٹو وزیر خارجہ حکومت پاکستان سے ملاقاتیں کیں، ممدوح کو جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی علمی ضروریات بتاتے ہوئے خواہش کی کہ موصوف اپنے محکمہ کو ہدایات خصوصی فرمائیں کہ وہ جامعہ کے وفد کے لئے تمام ممالک کے سفارت خانوں کو تحریر کرے کہ ہر اسلامی ملک میں جہاں یہ وفد جائے گا تمام سہولتیں بہم پہنچائیں۔ نیز جناب ممدوح نے اسٹیٹ بینک کراچی کو خصوصی طور پر متوجہ فرمایا کہ ارکان وفد کے ٹکٹوں اور اخراجات کے لئے مناسب کرنسی دی جائے۔ چنانچہ آپ کی تحریکات پر الحمدللہ وفد کی تمام ضروریات مہیا ہوگئیں۔ اسٹیٹ بینک میں جناب مسٹر سعید حسن کنٹرولر اسٹیٹ بینک نے باحسن وجوہ تمام مسائل خاطر خواہ طریقے پر مکمل فرما دیئے۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ عزت مآب جناب مسٹر ذوالفقار علی بھٹو، وزیر خارجہ حکومت پاکستان و جناب مسٹر عزیز احمد خان صاحب سیکریٹری، وزارتِ خارجہ کی خدمات میں ان کی ان اعانتوں کا صمیم قلب کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہے۔

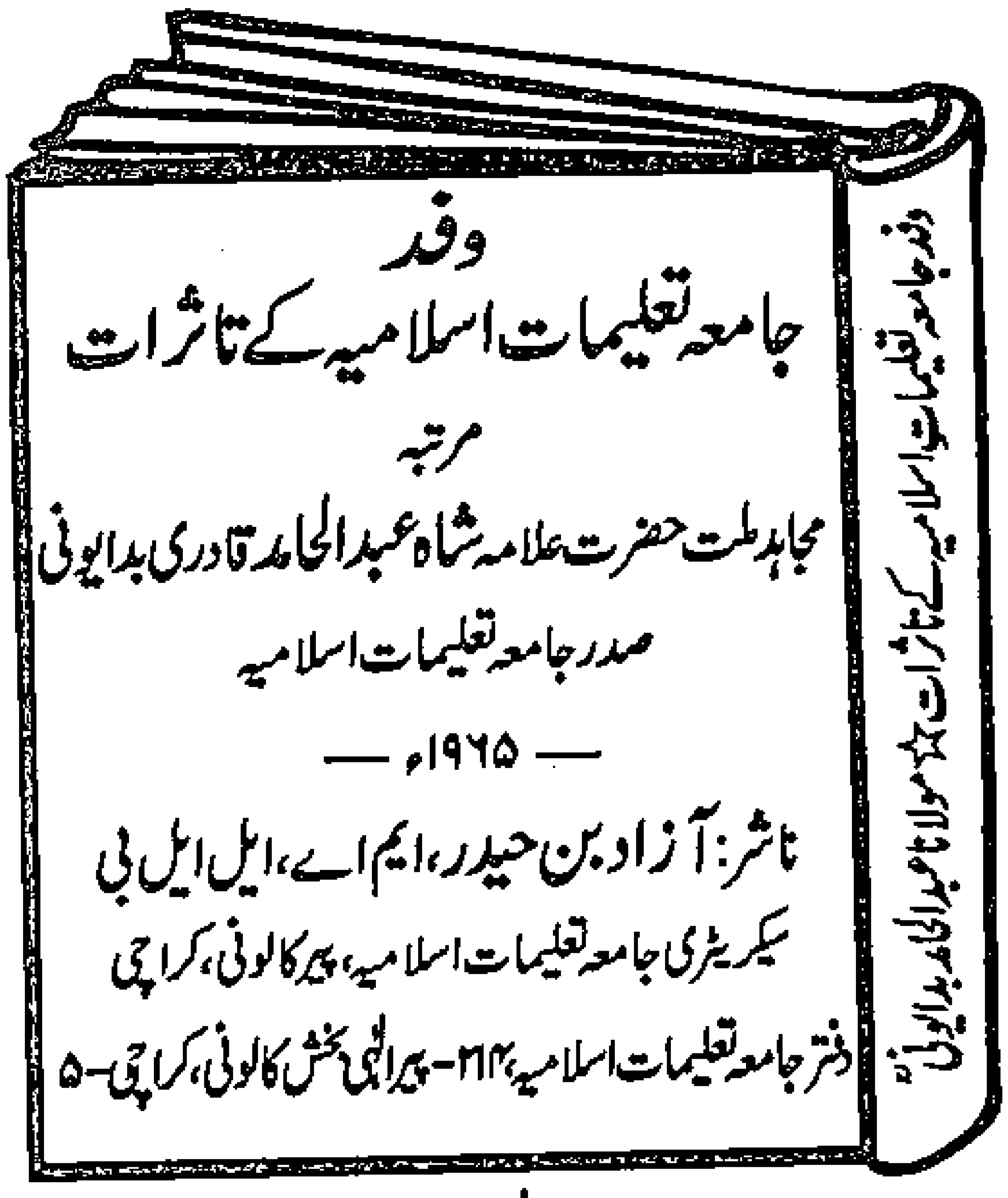

اس بنیادی ضرورت کی تکمیل کے بعد صدر جامعہ و قائد وفد نے ممالک اسلامیہ کے سفرائے کرام سے متعدد ملاقاتیں کیں اور وفد کے اغراض و مقاصد سے ان اکابر کو مطلع کیا۔ مقام مسرت کہ ان حضرات سفرائے محترم نے اپنی اپنی حکومتوں کو تفصیل کے ساتھ بڑے اچھے نوٹ بھیجے۔ ان میں حکومت عراق، متحدہ عرب جمہوریہ، حکومت کویت، حکومت ترکی کی جانب سے وفد کو سرکاری مہمان بنانے کی اطلاعات اپنی روانگی سے قبل ہی موصول ہوگئی تھیں۔

جامعہ کے وفد کی رپورٹ: ہم یہیں پر گلوب سروس، میکلوڈ روڈ کراچی کے کارکنان میں جناب مسٹر کلیم الرحمٰن و جناب مسٹر نوروز جیسے مخلص کارکنان کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ہر دو کارکنان نے مسلسل ۱۵-۲۰ دن جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے اس

Marfat.com

وفد کے پروگرام بنانے، ٹکٹوں اور سیٹوں کے انتظامات میں اپنا قیمتی وقت صرف کر کے اعانت فرمائی۔ بلاشبہ گلوب سروس قابل مبارک باد ہے کہ اس نے اپنے عملے میں مسٹر کلیم الرحمٰن اور مسٹر نوروز جیسے محنتی اور پروگرام بنانے میں مہارت نامہ رکھنے والے افراد کو مامور کر رکھا ہے جن کے باعث کمپنی کا وقار قائم ہے۔ جامعہ جناب مسٹر خورشید علی اسٹیشن مینجر کراچی ایئرپورٹ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے کہ موصوف نے روانگی کے وقت ارکان وفد کو سہولت بہم پہنچا کر کافی خدمات انجام دیں۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی کا چار ارکان پر مشتمل وفد ۲۸ فروری ۱۹۶۵ء کو علامہ بدایونیؒ کی قیادت میں ۹ ملکوں کے دورے پر روانہ ہوا تھا جو مصر، ترکی، برطانیہ، الجیریا، تیونس، نائیجیریا، سعودی عرب، کویت اور عراق کا دورہ کر کے ایران ہوتا ہوا، ۱۴؍مئی ۱۹۶۵ء کی شب میں کراچی واپس آ گیا۔ اگرچہ ایران و کراچی کے درمیان ایران ایئر سروس کا جہاز شدید طوفان سے دوچار ہو گیا تھا اور حالت بے حد نازک ہوگئی تھی مگر الحمدللہ ارکان وفد بخیریت کراچی پہنچ گئے۔

وفد نے ہر ملک کے اندر پہنچ کر وہاں کے طریقہ تعلیم کا جائزہ لیا۔ یونی ورسٹیوں، کالجوں، اسکولوں نیز دیگر تعلیمی اداروں کا معائنہ کیا۔ اپنے نصاب تعلیم کے لئے ضروری معلومات اخذ کیں، اچھے معلمین سے استصواب رائے کیا، لائبریریاں دیکھیں، عمارات کے نقشے دیکھے تاکہ جامعہ کے لئے ایک مکمل منصوبہ تیار کر کے اس پر عمل کیا جا سکے۔ دوران سفر ہماری ترتیب حسب ذیل رہی:

۱۔ مصر: سب سے پہلے وفد نے جامعہ ازہر کے شیخ محترم و فضلاء ازہر سے ملاقاتیں کیں۔ ڈائریکٹر صاحب سے تفصیلی مذاکرات کئے۔ الحمدللہ حضرت شیخ ازہر نے جامعہ کے اغراض و مقاصد اور وفد کی علمی خواہشات کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد وعدہ فرمایا کہ جامعہ ازہر تین بہترین استاد اور تین قاری جامعہ کو دینے کا وعدہ کیا ہے۔ نیز جامعہ کی پوری لائبریری کے لئے مفید ترین کئی ہزار کتابیں بھی دے گا۔

مصر اس وقت دنیائے اسلامی کے اندر علمی، ادبی، تاریخی اور سیاسی نقطہ نظر سے کافی ترقی کر چکا ہے اور علمی دنیا میں ایک مقام رفیع رکھتا ہے۔ وفد مصر کے مقامی وزراء اور عمال سے بھی ملا۔ ان سب نے جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے اغراض و مقاصد سے اتفاق رائے کیا اور ہر امکانی اعانت کا وعدہ کیا۔ پاکستان کے سفارت خانے نے وفد سے کافی تعاون اور اشتراک عمل کیا۔ مسٹر دہلوی ان دنوں بغرض علاج باہر گئے ہوئے تھے مگر مسٹر زمان اور جناب ابوالفضل صاحب بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔

۲۔ ترکی: مصر کے بعد وفد ترکی روانہ ہوا اور استنبول پہلا اسٹیشن تجویز کیا۔ ترکی میں استنبول کو اپنے محل وقوع اور تاریخی لحاظ سے جو اولیت حاصل ہے ہم نے سب سے پہلے وہیں قیام کیا۔ اسلام کے دشمنوں کا پروپیگنڈہ تھا کہ ترکی حکومت چونکہ لامذہب حکومت ہے، اسلام وہاں ختم کر دیا گیا ہے۔ ہمارا وفد ان خبروں کی بھی تحقیق کرنا چاہتا تھا۔ ہم استنبول میں ۴ دن انتہائی مصروف رہے۔ وہاں کی قدیم و جدید تاریخی مساجد، آثار، تبرکات، یونی ورسٹیوں، جامعات، اسکولوں، کالجوں اور مذہبی محکمہ جات دیکھے۔ مساجد میں نمازیں ادا کیں۔ ہم پوری بصیرت کے ساتھ کہتے ہیں کہ حکومت ترکی میں الحمدللہ اسلام زندہ ہے۔ مساجد قدیم ہوں یا جدید سب آباد ہیں۔ جن کے اندر مذہب اہل سنت کے عقائد حقہ و معمولات شریفہ مروج ہیں۔ حکومت ترکیہ نے کالجوں و اسکولوں کے طلباء کو اس طور پر تیار کر دیا ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تو طلباء ہی میں سے ایک طالب علم مؤذن اور ان ہی میں سے ایک امام بنتا ہے۔ پھر ان طلباء کو اس طور پر ٹرینڈ کیا جا رہا ہے کہ ممالک یورپ میں جا کر اسلامی خدمات انجام دینے کی قابلیت بھی پیدا ہو جائے۔

استنبول کی مساجد و تعمیرات کا طرز مقبول و پسندیدہ ہے۔

Marfat.com

استنبول اپنے حسن وخوب صورتی میں بے مثال ہے۔ حضرت سیدنا ایوب انصاری رضی اللہ عنہ جیسے میزبان رسول صحابی بھی استنبول کی سرزمین پر جلوہ افروز ہیں اور یہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک قدیم سے محفوظ سے آرہا ہے۔ جس کی زیارت سال میں رمضان المبارک کی ۲۷ تاریخ کو ہوتی ہے۔ ترکی کا اکثر وبیشتر حصہ جمع ہوتا ہے۔ ہم نے مفتی اعظم استنبول سے کہا کہ ہمیں جس طرح ہو سکے زیارت کرائی جائے۔ حضرت مفتی اعظم کی مخصوص کوششوں سے الحمدللہ وفد کے چاروں ارکان کو زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ یہاں سب سے پہلے پاکستان کی ترقیات واستحکام کی دعائیں کیں۔ اپنے اور اپنے اہل وعیال اور احباب واخوان کے لئے دعائیں مانگیں۔ مسٹر شریف حسن جنہیں پاکستان کی جانب سے اشاعت ونشر کی ذمے داریاں سونپی گئی ہیں ماشاء اللہ بڑا عمدہ کام کر رہے ہیں۔ ہوائی اڈے پر بھی موجود تھے اور اکثر وبیشتر ہمارے ساتھ رہے۔ اخبارات وجرائد میں انہیں کی توجہات سے وفد کی خبریں خاص طور پر شائع ہوئیں۔ اپنے یہاں وفد کو کھانے پر بھی مدعو کیا۔

استنبول سے ہم سیدھے انقرہ آئے، یہاں ۴ دن قیام کیا۔ وزراء، عمال اور صدر جمہوریہ کے قائم مقام اور دیگر عمال وحکام سے ملاقاتیں کیں۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی قبر پر بھی جا کر فاتحہ پڑھی۔ تعلیمی ادارے دیکھے۔ جامعہ کے تعلیمی مقاصد پر ذمے دار اصحاب سے مذاکرات رہے۔ ان حضرات نے ہر ممکن اعانت کا وعدہ کیا۔ ترکی کے سفیر محترم ہزایکسیلنسی مسٹر رب باہر تھے۔ ان کی عدم موجودگی میں قائم مقام سفیر جناب مسٹر ایم۔ اے۔ غوری اور مسٹر مطلوب حسن ودیگر عمال سفارخانہ پاکستان نے وفد کے ساتھ ہر طرح اشتراک عمل فرمایا۔ خاص خاص حضرات کے علاوہ خود قائم مقام سفیر صاحب ہمارے ساتھ رہے۔ وفد جامعہ ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری: انقرہ سے ارکان وفد نے حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ کے مزار مقدس کی زیارت کا ارادہ کیا جو انقرہ سے دوسو میل دور واقع ہے۔ یہاں پہنچ کر علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کی یاد آ گئی کیوں کہ انہوں نے متعدد مواقع پر اظہار فرمایا ہے کہ اقبال کو جو کچھ ملا وہ مولانا رومی سے ملا۔ اس آستانہ کی حاضری بڑی پرکیف رہی۔ قونیہ اگرچہ چھوٹا سا مقام ہے مگر کافی آباد ہے۔ مدارس اور اسکول بہت اچھے قائم ہیں۔ تاریخی نوادرات بھی موجود ہیں، دو ایک قدیم ترین مساجد بھی ہیں اور ماشاء اللہ آباد ہیں۔ ایک شب قیام کے بعد دوسرے دن ہم لوگ انقرہ واپس ہوئے۔

انقرہ واپس آ کر مختلف دعوتیں دی گئیں جن میں مفتی اعظم ترکیہ ودیگر عمائدین وزاراء شریک ہوئے۔ خاص طور پر جناب مسٹر ایم۔ اے۔ غوری صاحب قائم مقام سفیر پاکستان کی دعوت ایک تاریخی نوعیت کی تھی۔ ۸۔۹ دن کے قیام میں پوری تحقیق وتفحص کے ساتھ ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ترکی حکومت پاکستان کی مخلص ترین دوست ہے جس کے عوام وخواص دونوں میں پاکستان اور اس کے باشندگان کے ساتھ والہانہ محبت وعقیدت ہے۔ انگریزوں کا یہ پروپیگنڈہ قطعاً غلط ہے کہ ترکی سے اسلام نکال دیا گیا۔ الحمدللہ وہاں اسلام مقدس ترقی وزور پر ہے اور مستقبل میں بھی ترقی کرتا رہے گا۔

۳۔ **لندن:** ترکی سے اراکین وفد لندن گئے جہاں مسٹر محمد عابد الادری ایم، اے اور مسٹر زاہد القادری نے بڑی مستعدی اور محبت سے قیام وطعام کے انتظامات کئے۔ ہزایکسیلنسی آغا ہلالی صاحب سفیر پاکستان نے وفد کو اپنے یہاں مدعو کیا اور وفد کو سہولتیں بہم پہنچائیں۔ یہاں کا سفارت خانہ قابل ستائش کام کر رہا ہے، وفد یہاں سے الجیریا کے لئے روانہ ہوا۔

۴۔ **الجیریا:** ایک ہفتے سے زیادہ کام کر کے وفد لندن ہوتا ہوا انقرہ

Marfat.com

سے سیدھا الجیریا گیا۔ چوں کہ ترکی کے قیام تک الجیریا سے ہمارے سفر کی منظوری کی اطلاعات نہیں آئی تھیں پھر بھی محض اس بناء پر کہ اطلاعات جا چکی ہیں اس لئے وفد الجیریا ہو کر ہی اپنے پروگرام کے مطابق سفر کرنے پر مجبور ہوا۔ الجیریا کے ہوائی اڈے پر پہنچ کر علم ہوا کہ الجیریا میں ہمارے سفیر محترم ہز ایکسیلنسی مسٹر اختر حسین موجود نہیں تھے۔ اس لئے کوئی انتظام معقول نہیں ہوا۔ وفد ایک شب اور ایک دن قیام کرنے کے بعد تیونس روانہ ہو گیا۔ جناب مسٹر عبدالغیور سفیر پاکستان کو تیونس تار دے دیا گیا تھا جہاں ممدوح نے استقبال وغیرہ کے اعلیٰ انتظامات فرمائے۔ ہوائی اڈے پر سفارت خانہ پاکستان کے ملازمین موجود تھے۔

۵۔ **تیونس**: تیونس خوب صورت ملک ہے۔ یہاں کے رہنے والوں میں الحمدللہ مذہب کا جذبہ کافی ہے۔ یہاں کے مدارس و اسکول، جامعات کا نظام تعلیم بہتر ہے۔ وزراء مملکت۔ ستھرے خیالات رکھتے ہیں۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے سلسلے میں وزیر خارجہ اور دیگر ذمہ دار وزرا و عمائدین سے ملاقاتیں رہیں۔ ہز ایکسیلنسی جناب عبدالغیور صاحب سفیر پاکستان ذمہ دار وزراء کی ملاقاتوں میں وفد کے ساتھ شریک رہے۔ جناب غیور صاحب اپنے اخلاق ومحبت و عادات و اطوار کے لحاظ سے حلقہ جات میں بڑے اچھے تعلقات و اثرات رکھتے ہیں۔ پاکستان کی بہت بہتر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ تیونس کے سفارت خانہ پاکستان میں جناب غیور صاحب نے پاکستان ڈے کا اہتمام کیا۔ سفراء، عالم اسلامی وزراء، علماء، مشاہیر کافی تعداد میں شریک ہوئے۔ اس اجتماع میں بڑا لطف آیا۔ یہ معلوم ہوا کہ ہم نے چھ گھنٹے تیونس میں نہیں بلکہ پاکستان میں گزارے۔ مسٹر شہریار، جناب غیور صاحب نے ہمیں تمام زعماء و سفراء و علماء سے ملایا۔ ان سب نے پاکستان کے متعلق تھوڑی تھوڑی باتیں کیں الحمدللہ تیونس کی تمام طبقات پر پاکستان کی محبت غالب ہے اور یہ سب نتیجہ جناب غیور صاحب کی مسلسل محنت کا ہے۔ ہم نے یہاں کے تعلیمی اداروں کا معائنہ کیا، وزراء و عمائدین سے ملاقاتیں کیں۔ ان سب نے جامعہ کے متعلق نیک تاثرات کا اظہار فرمایا۔ حضرت مفتی اعظم تیونس نے تیونس کے بڑی اعلیٰ ادارے میں وفد کے اعزاز میں ایک اجتماع کیا جہاں وفد کو متعارف کرایا گیا۔ اعلیٰ طلباء کے درجہ تعلیم میں ہم سب کو مدعو کیا۔ حضرت مفتی اعظم صاحب نے اپنی پاکیزہ تقریر میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی کے متعلق بہت اچھے خیالات کا اظہار فرمایا۔ وفد کے امیر نے جوابی تقریر کی۔

کتب خانوں کا معائنہ: وفد نے تیونس کے بڑے کتب خانے کا معائنہ کیا جس کا انتظام بہت معقول ہے۔ مختلف علوم کی نادر کتابیں موجود ہیں۔ یہاں کے علماء کرام وحضرات معلمین نے بعض بعض تصانیف وفد کو دیں۔ وفد کے اعزاز میں حکومت تیونس اور سفارت خانہ پاکستان انجمن ناصر الاسلام اخوان پاکستان کی جانب سے دعوتیں ہوئیں۔ جن میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے متعلق تقاریر کی گئیں۔ جہاں اخبارات کے نمائندہ افراد شریک ہوئے۔ جن میں جامعہ کے اغراض و مقاصد پر اظہارِ خیالات کا کافی موقع ملا۔ الحمدللہ یہاں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی کافی متعارف ہوا۔ وفد ۴۔۵ روز قیام کے بعد یہاں سے نائیجیریا روانہ ہوا۔

۶۔ **نائیجیریا**: تیونس کے بعد وفد افریقہ کے اس علاقے میں گیا جو افریقہ میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ نائیجیریا ایک وسیع ملک ہے جہاں مسلم آبادی کافی ہے۔ آزاد ہونے سے قبل یہاں کے تمامی شعبہ جات پر عیسائیوں کا تسلط تھا۔ آزادی کے بعد وزیر اعظم الحاج احمد بیلو کی مساعی جمیلہ کے باعث آہستہ آہستہ ان عناصر سے نائیجیریا کو پاک کیا جا رہا ہے۔ وزیر اعظم احمد بیلو عوام میں بے حد مقبول ہیں۔ جن کی ایک آواز پر پورا نائیجیریا لبیک کہتا ہے۔ وہ انگریزی کے بہترین مقرر و خطیب اور مبلغ ہیں انہیں کی کوششوں سے تھوڑے ہی

Marfat.com

عرصے میں ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔ وہ ہر سال اپنے پورے عملے کے ساتھ حج بیت اللہ شریف و زیارات مدینہ منورہ کے لئے جاتے ہیں۔ صورت شکل کے لحاظ سے بھی ایک عالم اور درویش معلوم ہوتے ہیں۔ نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔

وفد کی نائیجیریا کے وزیر اعظم سے ملاقات: وزیر اعظم نے جامعہ کے وفد کی ملاقات کے موقع پر اپنے وزراء مملکت کو بھی مدعو کیا۔ وفد نے جامعہ کی اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ وزیر اعظم اور وزراء مملکت بے حد متاثر ہوئے کہ یہ جامعہ تبلیغ و تبشیر کی مہم کے لئے منظم طور پر کام کرنا چاہتا ہے۔ وزیر اعظم نے اظہار مسرت کیا کہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے ایک لاکھ سے زیادہ کا عطیہ دیا اور دیگر اسلامی حکومتوں کی طرف سے بھی عطایا دیئے جا رہے ہیں۔ جامعہ کی ہر ممکن اعانت کا وعدہ کیا گیا۔

وفد آٹھ روز تک حکومت نائیجیریا کا مہمان رہا۔ وفد کی مہمان داری انتہائی تواضع و محبت سے کی گئی۔

وفد نے نائیجیریا میں لاگوس، کادونا، کانو کا دورہ کیا اور ان مقامات پر اکابر زعماء، علماء اور خطباء سے ملاقاتیں کیں۔ سب نے الحمدللہ جامعہ کے مقاصد سے اتفاق رائے فرمایا۔

وفد کانو کے امیر صاحب سے ملا، وہ درویش صفت امیر ہیں۔ جمعہ کی نماز مسجد جامع میں پابندی کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ ان کی وجہ سے عامۃ المسلمین میں نمازوں کی پابندی کا جذبہ بڑھتا رہتا ہے۔ وفد سے بے حد اخلاق کے ساتھ پیش آئے۔ وفد نے تفصیل کے ساتھ جامعہ تعلیمات اسلامیہ پر باتیں کیں۔ ہمیں امید ہے کہ نائیجیریا سے جامعہ کے لئے معقول رقوم آئیں گی۔

نائیجیریا میں ہز ایکسیلنسی حکیم محمد احسن صاحب سفیر پاکستان اعلیٰ اور قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے نائیجیریا اور پاکستان کے تعلقات کو زیادہ سے زیادہ مستحکم کر دیا ہے۔ وہ لاگوس پر وفد کے استقبال کے لئے خود تشریف لائے۔ اراکین کو اپنے مکان پر لے گئے جہاں وفد نے ممدوح کے ساتھ ناشتہ کیا۔ اس کے بعد وفد کو کانو چھوڑنے بھی تشریف لائے۔ ارکان وفد ان کی مخلصانہ محبت اور وفد کی اعانت کے مشکور ہیں۔ لاگوس پر جناب سیٹھ الیاس صاحب نے وفد کو ۱۲۰۰ روپے کا عطیہ پیش فرمایا۔ سفیر محترم نے کادونا میں بڑے پیمانہ پر پاکستان ڈے منایا۔ جس میں صدر نائیجیریا اور وزیر اعظم اور اکثر عمال نائیجیریا شریک ہوئے۔ جس قدر پاکستانی افراد نائیجیریا میں ہیں ان سب نے پاکستانی پارٹی میں عملی حصہ لیا۔ وفد کو بعض ناگزیر مجبوریوں کے باعث نائیجیریا سے سوڈان جانا ملتوی کرنا پڑا۔

۷۔ سعودی عربیہ: نائیجیریا سے اراکین وفد سیدھے جدہ شریف حاضر ہو گئے اور چھ گھنٹے میں مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ حجاز مقدس میں بھی وفد کو حکومت سعودیہ عربیہ نے اپنا مہمان بنایا۔ رابطہ عالم اسلامی کے جہاں مہمان ٹھہرائے گئے تھے اس کے قریب ایک بڑے ہوٹل میں وفد کا قیام رہا اراکین وفد حضرت مفتی اعظم فلسطین، مؤتمر عالم اسلامی کے کارکنان اور پاکستان کے افراد سے برابر ملتے رہے۔ حج کے بعد عالم اسلامی کے جلسوں میں بھی اراکین نے شرکت کی۔ شیر کشمیر شیخ عبداللہ صاحب اور ان کے ساتھیوں سے بھی ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ مقام مسرت ہے کہ اس سال رابطہ عالم اسلامی کا نہایت شاندار اور منظم اجلاس رہا جس میں کئی سو نمائندگان شریک ہوئے۔ ان اجلاسوں میں مسئلہ فلسطین، مظلوم ہندوستانی مسلمانوں اور کشمیر کے مسائل پر بڑی مکمل تجاویز پیش ہوئیں۔ پورے عالم اسلامی کے نمائندگان نے ان مسائل اور تجاویز کو پسند کیا اور پرزور تائیدی تقاریر کیں۔ یہ عظیم الشان کانفرنس جناب شیخ حضرت سرور الصبان صاحب و حضرت صالح

Marfat.com

مفتیٔ فلسطین کے اعزاز میں استقبالیہ کی تصویر۔ دائیں سے بائیں پیر صبغت اللہ مجددی، مفتی فلسطین کے
دائیں جانب مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، ایستادہ مولانا جمیل احمد نعیمی، مولانا عمر الٰہی مٹھائی والے اور آزاد بن حیدر

Marfat.com

گزار کی لگاتار کوششوں کا نتیجہ تھیں۔

جدہ میں جلالۃ الملک شہنشاہ سعودیہ عربیہ سے ملاقات:

جدہ میں جلالۃ الملک شہنشاہ سعودیہ عربیہ سے وفد نے ملاقات کی۔ جلالۃ الملک نے بے حد اخلاق و محبت کے ساتھ کھلے دل سے ملاقات فرمائی۔ وفد کے اغراض و مقاصد کو سمجھا اور آخر میں جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔ میری حکومت انشاءاللہ جامعہ کی ہر امکانی اعانت کرے گی۔

سعودیہ عربیہ میں پاکستان کے سفیر محترم جناب مسٹر میمن اور جناب مسٹر خورشید صاحب نے وفد کو تمام آسانیاں بہم پہنچائیں۔ اور جلالۃ الملک المعظم سے خصوصی ملاقات کا اہتمام فرمایا۔ وفد ممدوح کا شکریہ ادا کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ حکومت سعودیہ عربیہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے علمی مذہبی تبلیغی و مالی مسائل میں اعانت کرے گی۔

ہم سفارت خانہ سعودیہ عربیہ پاکستان کے قائم مقام سفیر جناب استاد شاذلی وحضرت استاد شاعر مدنی کا صمیم قلب کے ساتھ شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان کی تحریک پر وفد کو حجاز مقدس میں کافی آرام ملا۔

۸۔ کویت: ارکان وفد جدہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ یہاں ایک ہفتہ قیام کے بعد سیدھے کویت روانہ ہو گئے۔ کویت کے ہوائی اڈے پر وزارتِ اوقاف و تعلیمات کی طرف سے دو نمائندے پاکستانی سفارت خانے کی جانب سے چند ارکان اور جناب مسٹر محمد امین، جناب اے۔ رحیم صاحب اور دوسرے بہت سے پاکستانی احباب تشریف لائے۔ سفیر محترم جناب ہز ایکسیلنسی مسٹر ایس، شیخ بھی جہاز کے لیٹ ہونے کی وجہ سے تشریف لا کر واپس چلے گئے۔ عالی مرتبت جناب جائم الماجد سفیر کویت برائے پاکستان نے وفد کے بارے میں خصوصی تحریک فرما دی تھی جسے حکومت کویت نے بہت پہلے قبول فرما کر مطلع کر دیا تھا کہ وفد حکومت کا مہمان ہوگا۔ چناں چہ وفد کو پیشتر سے معلوم ہو گیا کویت میں ہمارے قیام کے انتظامات مکمل کر دیئے گئے ہیں۔ اراکین وفد مختصر سے مذاکرات کے بعد معانقہ کر کے بیت الضیافۃ پہنچا دیئے گئے۔ یہ سرکاری مہمان خانہ ہے۔ جس کے کمرے ایئر کنڈیشن کے بہت آرام دہ ہیں۔ ہمارے لئے دو گاڑیاں مقرر کر دی گئیں جو ہر وقت ہمارے پاس رہیں۔

ماشاء اللہ کویت نے تھوڑے عرصے میں کافی سے زیادہ ترقیات کر لی ہیں اور اس وقت کویت دنیائے اسلامی میں سب سے زیادہ دولت مند ملک ہے۔ دنیائے اسلامی کی اکثر سلطنتیں وقتاً فوقتاً اعانت حاصل کرتی رہتی ہیں۔ ماشاء اللہ ہمارے سفیر پاکستان ہز ایکسیلنسی مسٹر ایس شیخ نے قلیل مدت میں کویت اور پاکستان کے تعلقات کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کر دیا ہے۔ سفیر محترم نے پاکستان کے چھوٹے سے سفارت خانے کو ۱۶ کمروں کے وسیع بنگلے میں منتقل فرمایا اور قائد وفد جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی سے اس کا افتتاح کرایا۔ اکثر و بیشتر پاکستانی افراد شریک ہوئے۔ سفیر محترم اعلیٰ اخلاق و کردار کے مالک ہیں۔ ممدوح نے ہر کام میں اعانت فرمائی۔ جناب مسٹر نظام الدین تھرڈ سیکریٹری بھی اونچے اخلاق کے مالک ہیں جنہوں نے وفد کے معاملات میں کافی دلچسپی کے ساتھ اعانت فرمائی۔

یہاں کے تیل کے کارخانہ میں ہزاروں کی تعداد میں پاکستانی کام کر رہے ہیں اور ماشاء اللہ بڑی محنت و تن دہی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ حکومت کویت ان سب سے بہت خوش ہے۔ ان پاکستانی بھائیوں کے یہاں وفد کو متعدد پارٹیاں دی گئیں۔ وفد نے یہاں کے علمی اداروں، مساجد کا معائنہ کیا۔ عزت مآب وزیر تعلیمات و عزت مآب وزیر اعظم، عزت مآب وزیر اوقاف، حضرات علماء و مشائخ، مشاہیر تجار سے

Marfat.com

ملاقاتیں کیں۔ جامعہ کے اغراض و مقاصد پر سب سے مذاکرات ہوئے۔ یہاں سب سے پہلے جناب الحاج حضرت حامد قاضی نے سو دینار کا عطیہ دیا۔ پاکستانی تاجروں نے وعدہ فرمایا کہ وہ جلد از جلد معتد بہ رقوم اپنی جانب سے کراچی روانہ کریں گے۔

حکومت کویت کے ذمہ دار وزراء کرام نے بھی وعدے فرمائے، انشاءاللہ کویت کے عطایا سب سے زیادہ ہوں گے۔

وفد یہاں کے ایک ہفتہ قیام میں کافی مشغول رہا اور آٹھویں روز جانب عراق روانہ ہوا۔

۹۔عراق: حکومت عراق کے سفیر محترم حضرت پیر سید عبدالقادر گیلانی صاحب مدظلہ نے وفد کی روانگی سے قبل ہی اپنی حکومت کو خصوصی طور پر وفد کے متعلق تجاویز روانہ فرمادی تھیں چناں چہ جب جہاز بغداد شریف کے ہوائی اڈے پر پہنچا تو محترم سفیر پاکستان جناب ہزایکسیلنسی سجاد حیدر صاحب، عراق کے مشاہیر علماء کرام، سادات گیلانی کے محترم حضرات خصوصاً حضرت یوسف گیلانی، عراق کی وزارت تعلیم اور دیگر محکمہ جات کے چند نمائندے ہوائی اڈے پر موجود تھے۔

وفد کے اراکین سب سے بغل گیر ہوئے، مختصراً تبادلہ خیالات ہوا۔ وفد کو بتایا گیا کہ منجانب حکومت عراق دریائے دجلہ سے متصل ایک اچھے اور اعلیٰ ہوٹل میں قیام کے انتظامات کئے جا چکے ہیں۔ وفد کے ارکان سیدھے ہوٹل آ گئے اور اپنے اپنے کمروں میں مقیم ہو گئے۔ حضرت سیدنا یوسف گیلانی مدظلہ نے بر بنائے تعلق ارکان وفد کے لئے کھانا اپنے دولت خانہ عالیہ سے بھیجنے کا انتظام فرمایا۔ ہمارے لئے ان کا کھانا تبرک تھا بطیب خاطر قبول کیا۔

رات کو چند گھنٹے آرام کے بعد صبح موٹر گاڑیاں آ گئیں۔ ہم لوگ حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوئے۔ نماز فجر جماعت سے پڑھی اوراد و وظائف روضۂ مبارک کے اندر ادا کئے۔ سب اعزاء و اخوان اپنے ملک کے لئے دعائیں کیں۔ ۸ بجے تک ہوٹل پہنچ گئے۔ یہاں کی حکومت نے ہمارے ساتھ کافی سے زیادہ حسن سلوک کیا۔ معلوم ہوا کہ خود صدر جمہوریہ عراق دامت برکاتہم العالیہ نے وفد کی اقامت وغیرہ میں تسہیل و آسانی کے احکام صادر فرمائے۔

صدر جمہوریہ عراق اور وزراء سے ملاقاتیں: وزارت خارجہ اور محکمہ تعلیمات نے ہماری ملاقاتوں کا پروگرام بنایا جس کے ماتحت پہلے تو وفد نے محترم وزیر اوقاف، محترم وزیر اعظم، محترم وزیر خارجہ سے ملاقاتیں کیں۔ ان کے بعد پاکستان کے سفیر محترم ہز ایکسیلنسی سجاد حیدر کی معیت میں صدر جمہوریہ عالی مرتبت جناب محمد عارف دام برکاتہم العالی سے وفد نے شرف ملاقات حاصل کیا۔ صدر معظم انتہائی اخلاق و محبت سے پیش آئے اور پوری فراخ دلی کے ساتھ مصروف گفتگو رہے۔ قائد وفد سے فرمایا کہ میں تو آپ سے کراچی کے علماء کے ساتھ مل چکا ہوں۔ مجھے مسرت ہے کہ آپ جامعہ کا وفد لے کر آئے۔ زاں بعد وفد کے اغراض و مقاصد سماعت فرما کر ارشاد فرمایا کہ میری حکومت جامعہ کی اعانت کے لئے جو کچھ کر سکتی ہے ضرور کرے گی۔ زاں بعد پاکستان کی اچھے سے اچھے الفاظ میں تعریف فرماتے رہے۔ درمیان میں قائد وفد سے ہندوستانی مسلمانوں اور کشمیری افراد کے احوال دریافت کئے۔ جوابات کے بعد فرمایا۔ ہندوستان کی حکومت مسلمانانِ ہند اور کشمیریوں کے ساتھ جو کچھ کر رہی ہے اس پر مجھے انتہائی افسوس ہے۔ جمہوریت کا دعویٰ کرنے والے وحشیانہ مظالم کر رہے ہیں اور مسلمانوں کی دل دہی کے بجائے ان پر شدید حملے کئے جا رہے ہیں۔ مگر مجھے یقین ہے کہ ہندوستان کے اقدامات کے باوجود ہندوستان اور کشمیر کے مسلمان ضرور کامیاب ہوں گے۔

ان ملاقاتوں کے بعد وفد کے ارکان نے لائبریریوں اور جامعات کا معائنہ کیا۔ اس کے بعد کربلائے معلیٰ، نجف اشرف،

Marfat.com

کاظمین، سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ، حضرت سیدنا جنید بغدادیؒ، حضرت سلمانؓ و دیگر اکابر کے مزارات کی زیارتیں کیں۔ آخر میں بابل کے تاریخی کھنڈرات کا بھی معائنہ کیا۔

آخر روز حضرت سیدنا یوسف گیلانی مدظلہ العالی نے وفد کے اعزاز میں دو سو سے زیادہ علماء و مشائخ وعمال و کارکنان سفراء کو دیوان خانہ مبارک میں شاندار دعوت طعام دی۔ جہاں وفد کے ارکان کو متعارف کرایا گیا۔ وفد سب سے پہلے ارکان حکومت عراق کا زاں بعد پاکستان کے سفیر محترم جناب سجاد حیدر صاحب اور ان کے عملہ کا خصوصی شکریہ ادا کرتا ہے۔ ان سب حضرات نے وفد کے لئے تمام سہولتیں بہم پہنچائیں۔

وفد ۱۴ر مئی ۱۹۶۵ء کی صبح کو طیارے سے براستہ ایران روانہ ہوا۔ ایران سے دوسرا جہاز تبدیل کر کے کراچی کا قصد کیا۔ زاہدان سے چل کر کراچی سے ۳۰۰ میل کے فاصلے پر شدید قسم کے طوفان سے وفا کا جہاز دوچار ہوا اور ۴۵ منٹ تک طوفان میں گھرا رہا۔ حالت بہت نازک ہوگئی تھی مگر خدا کا شکر ہے کہ اس مصیبت سے تمام مسافر بچ گئے۔

آخر میں وفد پاکستان کے وزیر خارجہ اور جناب عزیز احمد صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ ان کی وجہ سے ہمیں نوملکوں میں ہمہ قسم کی سہولتیں حاصل ہوئیں۔ ان تمام سفارت خانوں نے ہم سے پورا پورا تعاون فرمایا۔ ہم ان سفرائے کرام اور تمام حکومتوں کے لئے دعا کرتے ہیں کہ خدائے پاک ان سب کو دینی و دنیوی برکات سے مالا مال فرمائے۔

ہم نے ان نوملکوں میں جو حالات دیکھے، ان کے بعد ہم اپنی یہ رائے رکھتے ہیں کہ ''قابل فخر صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے چونکہ خارجی سیاست کو بڑی حد تک تبدیل فرمادیا ہے اور وہ تمامی شعبہ جات پر نظر رکھتے ہیں'' الحمدللہ عالم اسلامی میں اب پاکستان کا وقار بلند ہوگیا ہے ہمارے سفرائے کرام ہر جگہ کامیاب جدوجہد میں مشغول ہیں۔ البتہ ہمارے نزدیک ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان کا لٹریچر مختلف زبانوں میں ممالک اسلامیہ کے اندر پہنچایا جائے۔ پاکستان کے ایسے افراد جن کے اندر عربی بولنے والے فضلاء اور علماء ہوں، ان کے دوروں کا ایک سلسلہ جاری رہنا چاہئے تاکہ جو سازشیں مخالف کرتا رہتا ہے اس کا ردعمل ہو۔

ہر ملک میں پاکستانی سفراء کی کوششوں کو کامیاب بنانے کے لئے اعلیٰ قسم کے لٹریچر کی ضرورت ہے جو مختلف زبانوں میں ہونا چاہئے تاکہ دنیائے اسلام پاکستانی مسائل سے بخوبی واقف رہے اور پاکستان کی اہم مسائل میں تائید کے لئے آمادہ رہے۔ مقام مسرت ہے کہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب صدر مملکت پاکستان اور مسٹر ذوالفقار علی بھٹو وزیر خارجہ پاکستان کے مسلسل توجہات سے اکثر مسائل حل ہوجاتے ہیں لیکن پھر بھی اچھے لٹریچر کی ضرورت ہے۔

سابقہ اوراق میں ان نوممالک کا مجملاً ذکر کیا گیا جہاں ہم گئے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند مزید عنوانات کے تحت ہمارے دورے کے مزید تاثرات وسفارشات کا ذکر کردیا جائے۔ اگرچہ ہمارا وفد خالص تعلیمی وفد تھا مگر جو حالات ہمارے سامنے آتے رہے ان پر انتہائی اختصار کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کرنا اپنا فریضہ قومی سمجھتے ہیں۔

ہمارے سفارت خانے اور سفرائے پاکستان: مقام مسرت ہے کہ جب سے فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صدر مملکت پاکستان نے زمام حکومت سنبھالی ہے اور ملکی ترقی کے لیے جو کاوشیں کیں، اس وقت سے پاکستان کا نشاط ثانیہ ہوا۔ ان تبدیلیوں کا عالم اسلامی پر گہرا اثر ہوا۔ پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ صدر مملکت حکومت کے تمامی شعبہ جات پر کڑی نظر رکھتے ہیں۔ آپ نے خارجہ سیاست کی تبدیلی کے ساتھ تمام ممالک میں وہاں کی ضروریات

Marfat.com

کے تحت ویسی ہی اہم شخصیتیں بحیثیت سفیر کے مامور کیں چنانچہ مصر جیسے تاریخی ملک میں جو اس وقت دنیائے عرب میں سیاست کا سب سے بڑا مرکز ہے، وہاں مسٹر دہلوی جیسے آزمودہ کار اور قابل ترین فرد کو سفارت کی عہدے پر مامور کیا۔ مسٹر دہلوی نے اپنے زمانہ میں پاکستان کے موقف کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔

۱۰۔ **مصر**: وہ مصر جہاں انڈیا برس ہا برس سے کروڑ ہا روپے خرچ کر کے بنیادیں مضبوط کر چکا تھا۔ مسٹر دہلوی نے اپنی بصیرت و قابلیت سے پاکستان کے متعلق حکومت مصر کا زاویہ نظر بڑی حد تک تبدیل کر دیا۔ ہمارے قیام مصر میں اگرچہ سفیر محترم برائے علاج باہر گئے ہوئے تھے۔ اس وقت شیخ عبداللہ صاحب کشمیری بھی مصر میں مقیم تھے۔ الحمدللہ اس موقع پر ہمارے سفارت خانے نے بڑی خوب صورتی اور تدبر سے مفید ترین خدمات انجام دیں۔ ہم ایک ہفتے مصر میں ٹھہرے۔ اس زمانہ میں سفارت خانہ پاکستان کے قائم مقام سفیر جناب محمد علیم الزماں صاحب و جناب مسٹر ابوالفضل تھرڈ سیکریٹری جیسے ہوشیار و سمجھ دار افراد بڑی عمدگی سے اپنے فرائض ادا کرتے رہے۔ ان سب حضرات نے وفد کے ساتھ تعاون فرمایا۔ ہم نے تمام حالات کے مشاہدہ کے بعد یہ رائے قائم کی کہ اب الحمدللہ مصری حکومت کے پاکستان کی بابت اچھے تاثرات قائم ہو گئے ہیں جس کے مستقبل قریب میں نتائج محمود ہوں گے۔ چنانچہ ان علائق کا یہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ جناب محترم جمال عبدالناصر صاحب صدر جمہوریہ متحدہ عربیہ نے ہمارے صدر مملکت پاکستان کو مدعو فرمایا اور مصر و پاکستان کے دونوں زعماء جمال عبدالناصر اور فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے مابین مذاکرات ہوئے۔ خدا کرے کہ جمال ناصر صاحب کی گفتگو نتیجہ خیز ثابت ہو اور مسٹر شاستری اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر مسئلہ کشمیر کو عقل و تدبر کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کریں۔

ہمارے خیال میں ضروری ہے کہ مملکت پاکستان ممالک اسلامیہ میں اپنے سفارت خانوں کے ذریعہ نشر و اشاعت کا معقول انتظام کرے۔ ہمارا لٹریچر ممالک اسلامیہ میں مہیا ہونا چاہئے اس کی کمی ہے۔ نیز ممالک اسلامیہ کے اندر سال میں ۵۔۶ بار مختلف قسم کے ایسے وفود جاتے رہیں جو سرکاری طبقات کے علاوہ ممالک اسلامیہ کے عوام اور ان کے کارکنان میں پہنچ کر پاکستانی مسائل کو پیش کرتے رہیں اور وہاں کے وفود ہمارے ملک میں آتے رہیں۔ وفود کے تبادلے پاکستان کے لئے مفید ہوں گے۔

۱۱۔ **حکومت ترکی**: ہم نے اکثر و بیشتر ممالک کے متعدد بار دورے کئے ہیں۔ اس بار حکومت ترکیہ میں استنبول انقرہ کے قیام میں جو حالات ہمارے سامنے آئے اور وہاں کے عوام و خواص، وزراء و عمال، علماء و مشائخ سے جتنی ملاقاتیں ہوئیں، ان کے بعد ہماری یہ رائے ہے کہ اسلامی ممالک میں ترکی حکومت پاکستان کی مخلص ترین دوست ہے۔ جس کے قلب و دماغ پر پاکستان کی محبت و عشق کے جذبات طاری ہیں۔ یہاں سب سے پہلے ہم نے استنبول کا مطالعہ کیا۔ یہ شہر انقرہ جیسے دارالخلافہ کے باوجود اپنے حسن کے لحاظ سے ایسا مقام ہے جو دنیا بھر کے آنے والے سیاحوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ یہاں حکومت پاکستان نے مسٹر سید شریف حسن صاحب دہلوی جیسے قابل ترین فرد کو مامور کیا ہے ہم نے اندازہ کیا کہ مسٹر شریف حسن جتنا کام ایک اکیلے کر رہے ہیں وہ یقیناً اس لائق ہے کہ ان کے پاس کافی عملہ ہوتا کہ وہ پاکستان کی اور زیادہ خدمات کر سکیں۔ پھر بھی الحمدللہ انہوں نے استنبول کے ہر حلقے میں کافی سے زیادہ تعلقات پیدا کر لئے ہیں اور پاکستان و ترکی کے تعلقات کو بہتر سے بہتر بنانے میں کامیاب کوششیں فرما رہے ہیں۔ یہاں بھی حکومت پاکستان کا لٹریچر کم سے کم ہے۔ ہر سفارت خانے اور اس کے شعبہ جات میں پاکستان کا لٹریچر کافی ہونا چاہئے۔ ہمارا سفارت خانہ بحیثیت مجموعی بڑی بہتر خدمات انجام دے رہا ہے۔ وفد کو اس نے ترکی میں ہمہ قسم کی سہولتیں بہم

Marfat.com

پہنچائیں۔ خاص خاص مواقع پر قائم مقام سفیر پاکستان مسٹر غوری خود ہمارے ساتھ رہے۔

۱۲۔ برطانیہ: برطانیہ میں اگرچہ قیام مختصر تھا اور مسٹر محمد عابد القادری اور مسٹر زاہد القادری اور ان کی دلہنیں اور ان کے بچے مصر تھے کہ کسی طرح ہم اپنے پروگرام میں تبدیلی کر دیں مگر پروگرام بنانے کے بعد تبدیلیاں مشکل تھیں۔ ان دونوں نے وفد کے قیام وطعام کا بہترین معقول انتظام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو خوش وخرم رکھے۔ دنیا جانتی ہے کہ یورپ میں لندن ایک ایسا مقام ہے جس کے اندر سیاسی لحاظ سے اس ملک کے قابل ترین افراد رہتے ہیں اور اس طرف برطانیہ کا جو طرز عمل پاکستان کے ساتھ ہے وہ محتاج بیان نہیں پھر بھی یہاں قابل ترین سفیر کی ضرورت تھی۔ مقام مسرت ہے کہ حکومت پاکستان نے مسٹر آغا ہلالی جیسے کہنہ مشق اور آزمودہ کار سفیر کو مامور فرمایا جو زمانہ کے گرم وسرد حالات سے بخوبی واقف و ماہر ہیں اور پولیٹیکل مسائل کے لحاظ سے مسٹر آغا ہلالی و آغا شاہی کی دو شخصیتیں پاکستان کا بہترین سرمایہ کہی جائیں تو بے جا نہیں ہوگا۔ دونوں بھائی اخلاق ومحبت کے بھی مالک ہیں۔

مسٹر آغا ہلالی پولیٹیکل نقطہ نظر سے اگرچہ ابھی تک کلیتاً کامیاب نہیں ہوئے ہیں مگر پھر بھی وہ انتہائی تدبر کے ساتھ برطانیہ کے حالات کا مقابلہ کر رہے ہیں اور اپنے ملک کے وقار کو ماشاء اللہ کافی اچھے طریقے سے قائم کئے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے دوستوں کے بہترین دوست بھی ہیں اور اخلاق ومحبت کے لحاظ سے ایک مثالی نوعیت رکھتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ یہاں کا سفارت خانہ جو کام کر رہا ہے، اس کے لحاظ سے مستقبل قریب میں ہمارے سفارت خانہ کی مساعی کامیاب نتائج پیدا کریں گی۔

۱۳۔ الجیریا: اراکین وفد لندن سے سیدھے الجیریا آئے۔ یہاں پر ہمارے سفیر محترم بوجہ علالت الجیریا سے باہر تھے۔ یہ تیسرا مقام تھا جہاں ہمارا سفیر موجود نہ تھا۔ خیال تھا کہ جس طرح دوسرے مقامات پر سفراء تھے مگران کے دفاتر اپنے کاموں میں چست اور متحرک رہے، ایسے ہی یہاں ہوگا مگر الجیریا کے سفیر محترم کی عدم موجودگی کے باعث سفارت خانہ وفد کے متعلق کچھ کام نہ کر سکا، اس لئے ہم دوسرے دن الجیریا سے سیدھے تیونس روانہ ہو گئے۔

۱۴۔ تیونس: ہم پہلے بھی اس رپورٹ میں تیونس کا ذکر کر آئے ہیں۔ یہاں پر اعادہ کرتے ہوئے اپنا فریضہ سمجھتے ہیں کہ یہ بتا دیں کہ تیونس میں محترم ومعظم فخر ملت پاکستان سردار عبدالرب نشتر مرحوم کے قابل ترین بھائی مسٹر سردار عبدالغفور جو ہر لحاظ سے اپنے محترم بھائی کی یادگار اور مثال ونمونہ ہیں۔ انہوں نے تھوڑے ہی عرصے میں تیونس اور پاکستان کے تعلقات کو بڑی عمدگی سے اس قابل کر دیا ہے کہ جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ سردار عبدالغفور صاحب سفیر پاکستان نے تیونس میں پاکستانی مصنوعات وتجارت کو فروغ دینے کی مسلسل سعی کر رہے ہیں مگر ہمیں یہاں اور نائیجیریا میں افسوسناک نہیں بلکہ شرمناک اطلاعات ملیں کہ ہمارے پاکستان کے چند نام نہاد اور عاقبت نااندیش تاجروں نے سامان کے بھیجنے میں خدع ومکر بلکہ دھوکہ دہی سے کام لیا جس نے پاکستانی تاجروں کے اچھے اچھے لوگوں کا بھی نام بدنام کیا۔ ہماری قطعی رائے ہے کہ آئندہ وزارت صنعت وتجارت اس کا معقول انتظام وانصرام اپنے ہاتھوں میں لے کر انتظام کرے کہ آئندہ پاکستانی مال کے صندوق اس وقت تک روانہ نہ کئے جائیں جب تک ہمارا عملہ اسے چیک نہ کر لے۔ نہ ایسے جھوٹے اور عیار تاجروں کو آئندہ تجارتی سامان کا لائسنس دیا جائے اور دیئے ہوئے لائسنس منسوخ کئے جائیں تاکہ ایسے افراد کے باعث ہمارا وہ تاجر طبقہ جس نے پاکستان کو طاقتور بنانے میں نہایت عمدہ کردار ادا کیا وہ اور پاکستان بدنام نہ ہوں۔ بیرون ممالک خصوصاً

Marfat.com

اسلامی بلاک جن میں یورپ اور امریکہ کے بعد ہندوستان چھایا ہوا ہے، وہاں کی مارکیٹوں میں پاکستانی تجارت کا موقف زیادہ سے زیادہ کامیاب ہو سکے۔ فی الوقت اگر عارضی طور پر ہمارے تاجروں کو دنیائے اسلامی سے تجارتی کاروبار میں تھوڑا نقصان بھی ہو تو انہیں بطیب خاطر اپنے ملکی مفادات و تجارت کے تحت برداشت کرنا چاہئے۔ اگر معمولی قربانیاں دے کر ہمارے تاجروں نے پاکستانی مال کے لئے ماحول بنا لیا تو انشاء اللہ وہ مستقبل قریب میں بہت کچھ مفادات حاصل کر سکتے ہیں۔

۱۵۔نائیجیریا: جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ذکر کیا کہ نائیجیریا کا ملک افریقہ کے علاقے میں وہ عظیم الشان ملک ہے جہاں اسلام زیادہ سے زیادہ ترقی کر رہا ہے۔ یہ ایک مسلمہ اصول و تجربہ ہے کہ جس ملک کا کوئی سربراہ جب کوئی نیک کام شروع کرتا ہے تو اس کے متبعین و ملازمین عوام و خواص سب پر وہ تحریک اثر انداز ہوتی ہے۔ چنانچہ نائیجیریا کے وزیراعظم الحاج احمد بیلو جو ایک درویش صفت وضع و قطع میں بزرگ صورت وزیراعظم ہیں اور انگریزی زبان کے بہترین خطیب و کامیاب مقرر ہیں، الحمد للہ نماز روزے کے پابند ہیں، اپنی قوم میں انتہائی ہردلعزیز ہیں۔ ہر سال فریضۂ حج ادا کرتے ہیں۔ اس سال رابطہ عالم اسلامی کی کانفرنس کے تمام جلسوں میں وہ ہی چھائے رہے اور تمام عالم اسلامی کے نمائندگان سے اپنی تقاریر پر خراج تحسین حاصل کرتے رہے۔ اس مرد مجاہد نے تنہا اپنی ذاتی کوشش اور دل نشین تقاریر سے ایک سال کے اندر اندر ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں کو مشرف بہ اسلام کر لیا۔ اس سلسلے میں ہم نے مصر، ترکی، نائیجیریا وغیرہ جیسے مسلم ممالک میں دیکھا کہ ہر ایک ملک نے اپنی حدود میں عیسائیت کی تبلیغ کو قانوناً بند کر دیا۔ ہماری حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ بھی ایسی حالت میں جب کہ عیسائی مشنریاں حد اعتدال سے گزر کر اپنی تبلیغ مساعی جاری کئے ہوئے ہیں اور صدہا مسلمانوں پر نہیں بلکہ ہزاروں پر ان کا جال پڑ چکا ہے، عیسائی تبلیغ کو پاکستان میں قانوناً بند کر کے دنیائے اسلامی سے سبق لے۔ نائیجیریا کے بعد وفد سعودیہ عربیہ، کویت، عراق و ایران ہوتا ہوا کراچی واپس ہوا۔

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا وفد عالم اسلامی سے بہت کچھ لے کر لوٹا: ہمیں عالم اسلامی کے دورے سے اس قدر کافی تجربات ہوئے اور بعض لحاظ سے ہمیں اس قدر عمدہ چیزیں ملیں کہ بلا مبالغہ کہتے ہیں کہ ہم عالم اسلامی سے بہت کچھ لے کر لوٹے۔ جس سے مستقبل میں کافی فائدہ اٹھائیں گے۔ ایک طرف حکومت کویت، حکومت عراق، حکومت سعودیہ عربیہ نے مالی اعانت کے وعدے فرمائی، اس کے ساتھ جامعہ کو ان تمام ممالک سے علمی ثقافتی تعلقات بڑھانے کے مواقع حاصل ہو گئے۔ انشاء اللہ کوشش کی جائے گی کہ جس وقت جامعہ کا کام تعلیمی اعتبار سے جڑ پکڑ لے تو مستقبل قریب میں طلباء اور اساتذہ کا تبادلہ کیا جائے گا جس طرح حکومت مصر، ہمیں اپنے قابل معلمین اور مشہور قاری دے رہی ہے، اسی طرح ہم اپنے وہ معلمین جو ہمارے نصاب کے مطابق یہاں کی ڈگریاں حاصل کریں گے، انہیں مصر اور دیگر ممالک اسلامیہ میں بھیجیں گے اور تبلیغی نقطہ نظر جو جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا اول و آخر نظریہ حیات ہے، اس کے مطابق جامعہ کے تعلقات کی مضبوط کڑیاں انشاء اللہ ہمارے معلمین ہی کے ذریعے قائم ہوں گی۔

حکومت، عوام اور خواص نیز تاجر پیشہ افراد سے اپیل: ہم نے طے کیا تھا کہ اس وقت تک عوام و خواص سے کوئی اپیل نہ کریں گے جب تک عمارات کا کچھ حصہ مکمل نہ ہو جائے۔ ایسی صورت میں جب کہ ہم پانچ کمرے جن میں ۳۰۰ طلباء کی تعلیم کا انتظام ہوگا، چکے اور پانچ دوسرے کمرے بھی ۲۔۳ ماہ کے اندر مکمل ہو جائیں گے اور دارالاقامہ، لائبریری کے کمرے بنا کر سال کے آخر تک تعلیم آغاز کر دیں گے۔ اس حالت میں ضرورت ہے کہ ہماری حکومت

Marfat.com

پاکستان جس نے سب سے پہلے ہمیں ایک لاکھ روپیہ دیا، ہماری خاطر خواہ مالی اعانت فرمائے اور حسب وعدہ صدر معظم، تاجر پیشہ افراد کو متوجہ فرمائیں کہ وہ جامعہ کی مالی اعانت کی طرف خصوصی توجہ کریں۔ ہمیں کم از کم اس سال کے اندر دس لاکھ روپیہ مل جائے تاکہ ہماری تعمیری ضروریات اور تعلیم کے لئے ہمارے پاس اتنا سرمایہ موجود ہو کہ تعلیم کا آغاز ہو سکے۔ ہمیں امید ہے کہ نائیجیریا، سعودیہ عربیہ، کویت، عراق کی سلطنتیں اپنے وعدے کے مطابق اپنی اپنی گراں قدر رقوم جلد روانہ فرمائیں گی تاکہ ہماری تعمیری مہم جاری رہ سکے اور ہم سال کے آخر تک تعلیم کا آغاز کر دیں۔

انشاء اللہ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ وہ پہلا ادارہ ہوگا جو علوم قدیمہ وعلوم جدیدہ میں اشتراک عمل کے ساتھ علمی ترقیات کر سکے گا۔ اس کے طلباء سات زبانوں کے ماہر ہوں گے اور تمام مذاہب کی مکمل واقفیت رکھتے ہوں گے تاکہ دنیا کے ہر حصے میں پہنچ کر اسلام کے ایک مثالی کامیاب مبلغ ثابت ہوں۔ اتنے بڑے ادارے کی تعمیر جس پر ڈیڑھ کروڑ کی قریب روپیہ خرچ ہوگا اور پھر اس سے زیادہ طلباء کی تربیت، معلمین کے قیام کے بہترین انتظامات اور جامعہ کے تمام شعبہ جات کا کامیابی کے ساتھ چلانا معمولی کام نہیں۔ اس اہم کام میں عالم اسلامی کے ساتھ ساتھ پاکستان کا خصوصی فریضہ ہے کہ وہ کافی اعانت کرنے کے لئے کمر بستہ رہے۔ ہماری حکومت نے جامعہ کی اعانت کو ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ ارکان وفد خصوصاً اور جامعہ تعلیمات اسلامیہ عموماً ان تمام ممالک کا جنہوں نے جامعہ کی میزبانیاں فرما کر جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ سے اپنی ہمدردیوں کا اظہار فرمایا، ان سب کا شکریہ پیش کرتا ہے۔ صدر محترم پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان اور مسٹر ذوالفقار علی بھٹو وزیر خارجہ کا خصوصی طور پر شکریہ پیش کرتے ہوئے وزیر خزانہ جناب مسٹر شعیب سے درخواست کرتا ہے کہ وہ حسب وعدہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی مالی اعانت کی طرف حکومت پاکستان کو متوجہ فرمائیں تاکہ حکومت پاکستان کی گراں قدر مالی اعانت سے ہمارے موجودہ تعمیراتی منصوبے پایۂ تکمیل کو پہنچ سکیں۔ ہم یہاں ان حضرات کا ذکر کرنا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں جنہوں نے خوشی کے ساتھ جامعہ کی مالی اعانت فرمائی۔ ان میں ایک نمایاں نام جناب مسٹر ممتاز حسن ڈائریکٹر نیشنل بینک کراچی کا ہے کہ آپ نے دس ہزار روپے کا چیک جامعہ کو عطا فرمایا۔ جناب سیٹھ حمید صاحب، حبیب بینک والے نے دو کمرے بنانے کے لئے ۲۴ ہزار روپے کا وعدہ فرمایا جس میں ۱۲ ہزار روپیہ وصول ہو گیا، اسی طرح میونسپل کارپوریشن کراچی نے دس ہزار روپیہ عطا کیا۔ اگر اسی طرح ہمارے دوسرے حضرات رقوم دیتے رہیں تو جامعہ کا تعمیراتی کام بڑی آسانی سے پورا ہو سکتا ہے۔ ہم یہیں پر جناب محترم پروفیسر سید مجید الدین صاحب اور ان کی بیگم کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان دونوں نے وفد کی عدم موجودگی میں جامعہ کے تمام ضروریات کی نگرانی فرمائی۔

یہ سب حضرات ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دوسرے مخلصین کو یہ سعادت نصیب فرمائے کہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ جیسے مثالی ادارے کی جلد از جلد اعانت فرمائیں۔ والسلام

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی

صدر، جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ، کراچی

(سید حسین امام)

نائب صدر، جامعہ تعلیمات اسلامیہ، کراچی

(آزاد بن حیدر)

ایم اے، ایل ایل بی

سیکریٹری، جامعہ تعلیمات اسلامیہ، کراچی

(نوٹ: انشاء اللہ زبان عربی میں بھی یہ رپورٹ عنقریب شائع کی جائے گی۔)

Marfat.com

التماس

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی اپنے معینہ شش سالہ نصاب کے مطابق اس طرح تعلیم دے گا کہ جامعہ کے طلباء ٦ زبانوں اور مذاہب عالم سے اچھی طرح واقف ہو جائیں اور معینہ نصاب ختم کر کے دنیا کے اکثر و بیشتر ممالک میں جا کر اسلام مقدس کی بہتر سے بہتر انداز پر تبلیغ فرمائیں۔

جامعہ کی تعمیر پر دو کروڑ روپے کے قریب خرچ آئے گا۔ فی الوقت جامعہ کا جو دوسرا تعمیری منصوبہ شروع کیا گیا ہے۔ اس میں بیرونی علماء و طلباء کے لئے دارالاقامے۔ لائبریری۔ جامعہ کا شاندار دروازہ۔ چھ کمروں کی چھتوں کا پاٹنا پلاستر کرانا شامل ہے جس کے لئے ہمیں فی الوقت پانچ لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے اگر یہ رقم ہمیں جلد وصول ہوگئی اور ہم نے دوسرے تعمیری منصوبے کو مکمل کرلیا تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم تعمیر کی بعد ہی کم از کم جامعہ کی ایک تعلیمی شعبہ کا کام شروع کردیں گے۔

حکومت پاکستان نے جامعہ کو ٹیکس سے مستثنیٰ کردیا ہے، امید کہ ارباب دولت جامعہ کی تعمیری مہم میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے۔

فقیر محمد عبدالحامدؒ القادری البدایونی

صدر، جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ

منگھو پیر روڈ، کراچی

نبیرۂ غوث الاعظم السید عبدالقادر گیلانیؒ: جنوبی ایشیاء کے بسیط خطہ ارضی پر مملکت پاکستان کا وجود ہوا تو دنیا کی بڑی طاقتوں کے علاوہ بیشتر عرب ممالک کی توجہ بھی اس کی طرف مرکوز ہوئی۔ حکومت عراق کو بھی ایسے نمائندے کی ضرورت ہوئی جو اسلام کے نام پر قائم ہونے والی نئی مملکت میں ان کے لیے سودمند ہو۔ السید عبدالقادر الگیلانیؒ کافی عرصہ سفارتی خدمات انجام دے چکے تھے۔ برسراقتدار افراد ان کی سوچ اور فکر سے آگہی رکھتے تھے۔ دین اسلام سے آپ کی رغبت کو بھی جانتے تھے۔ لہٰذا آپ دفتر خارجہ طلب کیے گئے اور سفارتی نمائندے کی ذمہ داریاں آپ کے دے دی گئیں۔

سیّدی و مرشدی ۱۹۴۸ء کے اوائل میں کراچی پہنچے اور قائداعظم محمد علی جناحؒ گورنر جنرل پاکستان کو اپنی دستاویزات بطور سفارتی نمائندہ عراق پیش کیں۔ اخباروں میں تصویر کے ساتھ خبر بھی نمایاں طور پر شائع ہوئی۔ دوسرے ہی دن مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور مولانا عبدالعلیم صدیقی پیلس (Palace) ہوٹل میں حاضر خدمت ہو گئے۔ دونوں حضرات آپ سے شناسائی کے حامل تھے۔ انہی حضرات کی کاوش سے چند یوم بعد ایک عظیم الشان استقبالیہ کا اہتمام ہوا۔ جس میں پاکستان کے چیدہ چیدہ علماء اور مشائخ نے شرکت کی۔ محبانِ غوث الاعظمؒ کے لیے یہ خبر انتہائی مسرت ساماں تھی۔ لہٰذا دیگر شہروں سے بھی لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ آپ ان کی دعوت پر لاہور بھی گئے۔

(سیّدی و مرشدی کی روح پرور باتیں اور خوش گوار یادیں، الشیخ علامہ عبدالعزیز عرفی القادری، الادارۃ القادریہ، کراچی، ص ص ۲۵-۲۶)

Marfat.com

1965ء کی جنگ کا اعلان ہوتے ہی جمعیت علمائے پاکستان کے زیرِ اہتمام کراچی میں جہاد کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔
مجاہدِ ملت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ فوجی وردی پہن کر پاکستان کا پرچم لہراتے ہوئے جب اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے
تو اللہ اکبر، پاکستان زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے جلسہ کے شرکاء نے استقبال کیا۔

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٥

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَاتِمِ النَّبِیّٖنَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْم

بھارت کی پرفریب سیاست اور اس کے لیڈروں کے غلط اقدامات نے شروع سے اب تک مسئلہ کشمیر کو اتنا طول دے دیا کہ وہ بد سے بدتر شکل اختیار کرتا چلا گیا حالانکہ جب بھارت و پاکستان دونوں تسلیم کر چکے تھے کہ کشمیر میں استصوابِ رائے کر لیا جائے۔

بھارت میں اگر ذرہ برابر صداقت اور دیانت داری ہوتی تو وہ اس متفقہ قرارداد پر اب سے قبل عمل درآمد کر کے پاک و ہند کے مستقبل کو سنوار سکتا تھا مگر بھارت کے زعماء ہر موقع پر اس قسم کی روش اختیار کرتے رہے کہ استصوابِ رائے کا معاملہ کھٹائی میں پڑتا گیا۔ اس طرف کئی سال سے یورپ اور یو۔ این۔ او کی روش بھی یہی رہی کہ وہ درپردہ بھارت کے معین و مددگار رہے اور چینی ہوّے کے خوف و خطرے سے بھارت کو بے شمار سامانِ جنگ دیتے رہے حالانکہ پاکستان کے زعماء نے پہلی ہی نظر میں اس سیاست کو بھانپ لیا تھا۔ انہوں نے اس وقت سے مسلسل آواز بلند کی کہ امریکہ و برطانیہ بھارت کو جو اسلحہ وغیرہ دے رہے ہیں وہ چین کی جنگ میں نہیں بلکہ پاکستان کے خلاف استعمال کیا جائے گا۔ امریکہ و برطانیہ کا فرض ہے کہ وہ بغیر سوچے سمجھے بھارت کی بے پناہ جنگی اعانت و امداد سے ہاتھ روکیں۔ مگر امریکہ و برطانیہ نے پاکستان کے جذبات و خیالات پر نظر نہ کی تا آنکہ وہی ہوا جو پاکستانی زعماء نے کہا تھا یعنی بھارت نے امریکہ و برطانیہ کے دیئے ہوئے سامان کو چین کے خلاف استعمال کرنے کی بجائے کشمیر و پاکستان پر بغیر اعلان جنگ کیے ہوئے حملے شروع کر دیئے۔

کشمیری مسلمان جو ایک صدی سے زائد اپنی آزادی کے سلسلے میں بھارت کے مظالم کا شکار ہوتے رہے تھے۔ اس بار بھارت نے منظم طریقے سے کشمیریوں پر انتہائی شدت کے ساتھ غیر انسانی حملے شروع کر دیئے اور جس قسم کے وحشیانہ اقدامات کیے اور مسلمانانِ کشمیر کو جس طرح تباہ و برباد کیا گیا اس کی تفصیلات سے خون و جگر کھولتا ہے۔ بھارت نے ابتدائی جنگ کے ۵۔۶ روز تک تو کشمیر کو اپنے مظالم کا شکار کیا اور پھر یکبارگی ایک منظم پروگرام کے تحت بغیر اعلان جنگ کیے ہوئے پاکستان کی سرحدات پر بے شمار افواج اور کثیر ترین اسلحہ کے ساتھ حملہ کر دیا۔

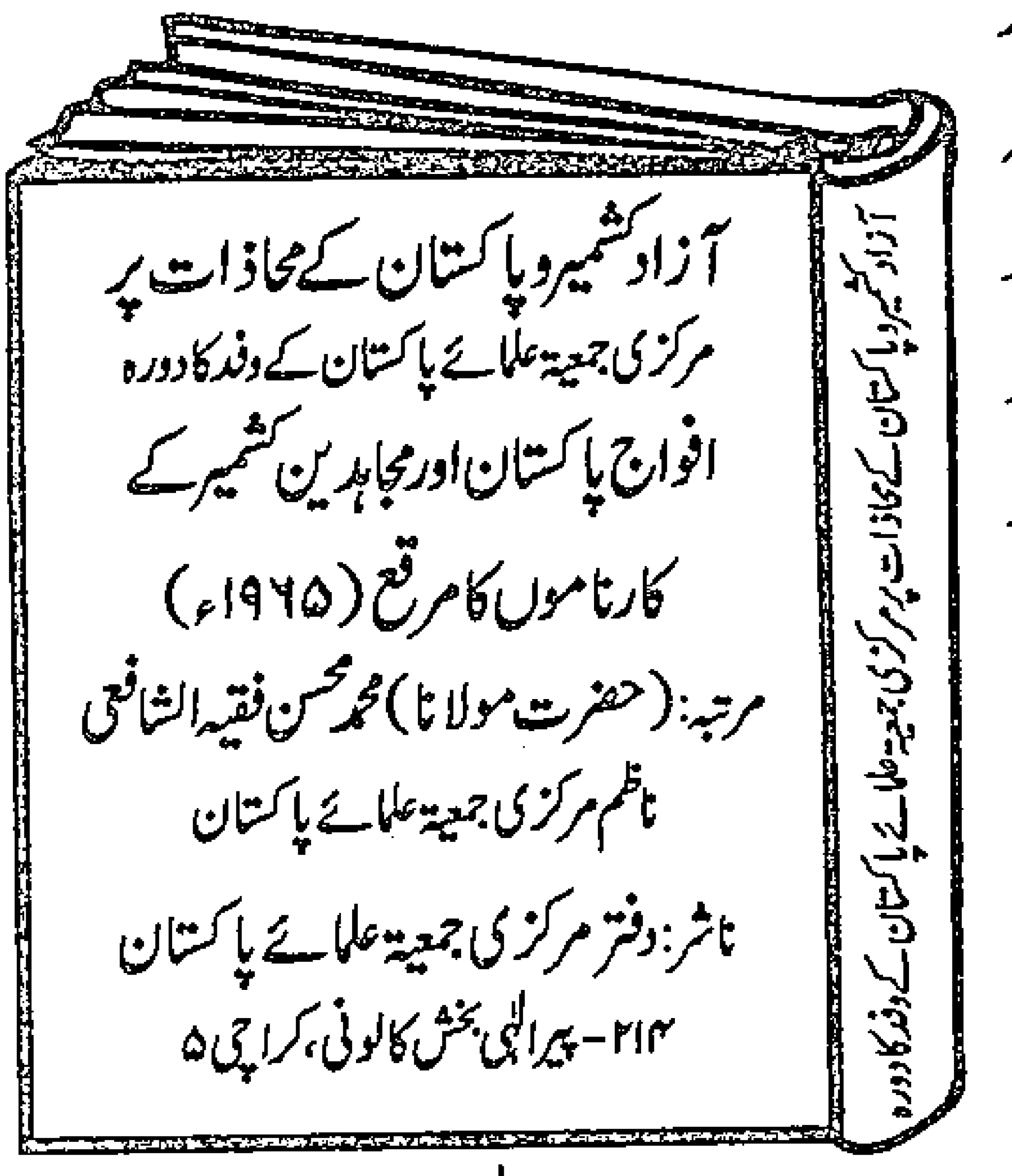

چونکہ خوش قسمتی سے پاکستان کی زمامِ قیادت ایک ایسے تجربہ کار عسکری اور فوجی و سیاسی زعیم کے ہاتھوں میں ہے جو عرصۂ دراز تک بھارت کے ہتھکنڈوں اور ناپاک اقدامات کو دیکھ کر صبر کرتا رہا۔ جب اس نے بھارت کے اس جدید حملے کی نوعیت کو عسکری نقطہ نظر سے جانچ لیا تو اس مردِ مجاہد فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے خدا پر بھروسہ کر کے اپنی افواج کو بھارت کے دفاع کے لئے آگے بڑھایا اور تقریباً سو سال بعد جہاد کی یہ سعادت صرف انہیں کے حصے میں آئی اس باعث فخر و قابل قدر صدر نے پاکستان کی پوری قوم کو دعوت دی کہ وہ بھارت کا مقابلہ کرے۔

جیسے ہی صدر معظم کا پہلا بیان اخبارات وریڈیو کے ذریعہ نشر ہوا۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے صدر محترم مجاہد ملت علامہ عبدالحامد صاحب قادری البدایونی نے ارکانِ جمعیۃ کے تعاون و

Marfat.com

اشتراک سے ایک فتویٰ مرتب فرمایا جس میں بھارت سے ہونے والی لڑائی کو جہاد ٹھہرایا اور تمامی علمائے اہل سنت اور ارکانِ جمعیۃ نے تصدیق وتوثیق کی۔ یہ فتویٰ پورے شہر کراچی اور مغربی ومشرقی پاکستان میں تقسیم کیا گیا۔ اخبارات نے نمایاں طور پر اس کی اشاعت فرمائی۔ ۸ر ستمبر سے اس فتوے کی اشاعت شروع کی گئی جیسے جیسے حالات وکوائف بے نقاب ہوتے گئے۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے دیئے ہوئے فتوے کی تمام گوشوں سے اپنے اپنے الفاظ ورنگ میں تائید وتوثیق ہوتی گئی۔ ۸ر ستمبر ۱۹۶۵ء کی مجلس عاملہ کے جلسے نے اس فتوے کی توثیق وتصدیق کی جو حالات اخبارات میں آ رہے تھے وہ حد درجہ اضطراب انگیز تھے۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی مجلس عاملہ نے حالات کا پوری طرح جائزہ لیتے ہوئے تجویز کیا کہ اولاً مولانا مفتی غلام قادر صاحب کشمیری نائب صدر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان آزاد کشمیر کا دورہ کریں اور پورے حالات قلم بند کر کے اپنے ہمراہ لائیں تا کہ جمعیۃ مرکزیہ ان کوائف پر غور کرتے ہوئے ایک وفد حضرت مجاہد ملت مولانا شاہ عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کی قیادت میں روانہ کرے جو آزاد کشمیر کے تمام خاص خاص مقامات پر دورہ کرے اور مجاہدین کشمیر اور افواجِ کشمیر سے ملاقاتیں کرے نیز پاکستان کے محاذوں اور سیکٹروں کا مشاہدہ کرے۔ وفد کے ارکان اپنا اپنا خرچ خود برداشت کریں۔ سوائے اس ضروری خرچ کے جو ناگزیر ہو وہ کشمیر فنڈ سے ادا کیا جائے۔

چنانچہ مولانا مفتی غلام قادر صاحب کشمیری آزاد کشمیر کے دورے پر روانہ ہو گئے اور ۱۸-۱۹ دن سے زیادہ کا مفتی صاحب نے طویل دورہ کیا۔ مختلف مقامات سے ان کے مکاتیب اور رپورٹیں آتی رہیں۔ بالآخر مفتی صاحب دورہ مکمل کر کے کراچی واپس تشریف لائے۔

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کا ایک اہم اجلاس ۱۱ر اکتوبر ۱۹۶۵ء کو حضرت علامہ بدایونی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں شہر کراچی کے علمائے اہل سنت ومساجد کے خطیب اور اراکین مرکزی جمعیۃ شریک ہوئے۔ اگرچہ حضرت صدر معظم مجاہد ملت دامت برکاتہم العالی کا مزاج کافی خراب تھا مگر آپ از اوّل تا آخر شریک رہے۔ مفتی صاحب نے اپنی مفصل رپورٹ پیش فرمائی۔ مفتی صاحب نے جس وقت ان مظالم کی تفصیلات پیش فرمائیں جو بھارت کے درندوں نے مسلم خواتین پر ڈھائے۔ اراکین جمعیۃ اور علمائے کرام زار وقطار رونے لگے۔ مفتی صاحب نے فرمایا اگرچہ ابھی سردی شروع نہیں ہوئی ہے لیکن عنقریب سردی کا موسم آغاز ہونے والا ہے کشمیر کے مہاجرین کے پاس سردی سے محفوظ رہنے کے لئے نہ کوئی سامان ہے نہ بستر، اگر جلد از جلد ان کے لئے اوڑھنے بچھونے کا سامان فراہم نہ کیا گیا تو ہزارہا مہاجرین موت کے منہ میں پہنچ جائیں گے۔ مرکزی جمعیۃ ایک ہفتے کے اندر سامان فراہم کرے اور کچھ روپیہ بھی وصول کرے تا کہ اپنے ساتھ اس کو لے جائے اور صدر آزاد کشمیر کی خدمت گرامی میں پیش کرے اگرچہ اس سے قبل باوقات مختلف کئی ہزار روپیہ صدر آزاد کشمیر خدمت میں مرکزی جمعیۃ کی جانب سے بھیجا جا چکا مگر ضرورت ہے کہ ایک معتدبہ رقم وفد کے ساتھ بھی جائے چنانچہ صدر محترم علامہ بدایونی، خطیب پاکستان مولانا شفیع اوکاڑوی، الحاج مولانا جمیل احمد صاحب نعیمی، حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب کشمیری، مولانا غلام رسول صاحب چشتی، شیخ الحدیث علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا سید شجاعت علی، مولانا سید سعادت علی، مولانا محمد حسن حقانی، حاجی محمد اشفاق علی صاحب کیپٹن محمد ایوب صاحب، اے جی خان صاحب، مولانا قاری ممتاز احمد صاحب خطیب مدینہ جامع مسجد بی ایریا ملیر کالونی، آزاد صاحب، شیخ صاحب مالک پنجاب موٹرورکس، شیخ حاجی نذیر احمد صاحب، میر زوار حسین صاحب، حاجی سید ناصر علی شمس صاحب، مولانا قا

Marfat.com

مصلح الدین صاحب، مولوی محمد حسن رحمانیہ مسجد، حافظ نور محمد صاحب، حاجی عباس صاحب، جناب سائیں احمد علی صاحب صدر جمعیۃ علماء شاخ مرکزی جمعیۃ علماء صوفی صاحب جامع مسجد کھتری مسجد پیر کالونی و دیگر حضرات نے اپنے اپنے حلقوں اور مساجد میں کام کا آغاز فرمایا۔ علامہ بدایونی، مولانا مفتی غلام قادر صاحب کشمیری خطیب مدینہ مسجد ملیر کالونی، شیخ عبدالمجید صاحب، حاجی نذیر احمد صاحب، مسٹر زوار حسین صاحب نے ملیر کالونی میں ایک ایک مکان پر جا کر گرم کپڑے اور روپیہ فراہم کرنا شروع کیا۔ دو دن کے دورے میں ایک ٹرک سے زیادہ کپڑے اور ڈھائی ہزار روپیہ فراہم ہوگیا۔

حضرات علماء کرام کی پیہم مساعی کے باعث مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے دفتر میں اب اس قدر سامان آ گیا کہ مرکزی جمعیۃ کو اس کے روانہ کرنے کا خصوصی انتظام کرنا ناگزیر ہوگیا۔ چونکہ مرکزی جمعیۃ تجویز کر چکی تھی کہ اس سامان کو بہت سے افراد رقم کو قوت سے تیار کرا کر صدر جمعیۃ اور ارکان وفد کو اختیار تقسیم دے چکے ہیں اس لئے لازم ہوا کہ سامان کو براہِ راست پہنچایا جائے۔ چنانچہ دو ٹرک ایک ایک ہزار روپیہ میں کرایہ پر طے کئے گئے جو کراچی سے براہ راست باغ اور بھیرہ (آزاد کشمیر) کے مہاجرین کے بڑے مرکزوں تک سامان پہنچائیں گے۔

سامان مختلف حصوں سے اس قدر کثیر پہنچ رہا تھا کہ دو ٹرکوں میں بھی اس کا پہنچانا مشکل ہوگیا۔ تقریباً ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ کی مالیت کا سامان ان ٹرکوں میں لادا گیا جو باقی رہ گیا اسے مقامی حکومت کے توسط سے بھجوانے کا انتظام کیا گیا۔ چار سو روپے کے قریب سامان کے بنڈل بنوانے پر صرف کئے گئے۔ جب سب سامان پیک ہوگیا تو مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب کی تجویز کے مطابق طے پایا کہ جناب غلام حیدر صاحب کے ہمراہ دونوں ٹرکوں اور سامان کا نگراں بنا کر ایسے وقت ٹرک روانہ کر دیئے جائیں کہ ہمارے پنڈی کے قیام میں یہ سب سامان منزل مقصود تک پہنچ جائے۔

جانے سے پہلے جامع مسجد ماڈل کالونی، سبز مسجد صرافہ بازار، جامع مسجد بی ایریا ملیر، جامع مسجد طیبہ سعود آباد، مکرانی مسجد، کھتری مسجد پیر کالونی، مسجد قصاباں و دیگر مساجد میں فراہمی سامان کے جلسے منعقد ہوئے۔ جس میں صدر جمعیۃ و ارکان جمعیۃ نے مصلیان و سامعین کو مخاطب کیا۔

وفد کے پاس روانگی سے قبل ۱۴ ہزار روپے کے قریب جمع ہوگئے۔ ٹرک وغیرہ کے اخراجات نکال کر ہمارے پاس گیارہ ہزار روپے نقد تھا جسے صدر آزاد کشمیر کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے محفوظ رکھا گیا۔ کچھ رقوم دورے کے بعد وصول ہوئیں۔

وفد کی روانگی: مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے وفد کی روانگی کا پروگرام قبل سے آزاد کشمیر اور پنجاب کے مختلف اضلاع میں روانہ کر دیا گیا تھا تاکہ انتظامات مکمل ہو جائیں ۱۷/ اکتوبر ۱۹۶۵ء کو تیزگام سے حسب ذیل ارکان وفد جو کراچی سے روانہ ہونے والے تھے، ان کی سیٹیں بک کرادی گئیں۔

۱۔ حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی صدر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان، قائد وفد

۲۔ خطیب پاکستان الحاج حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب، رکن وفد

۳۔ الحاج مولانا مفتی غلام قادر صاحب کشمیری نائب صدر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان، و رکن وفد

۴۔ الحاج مولانا جمیل احمد صاحب نعیمی، رکن وفد

۵۔ الحاج سید ناصر علی شمس صاحب، رکن وفد

۶۔ الحاج شیخ نذیر احمد صاحب، رکن وفد

صدر محترم و قائد وفد حضرت علامہ بدایونی صاحب نے اس کا بھی انتظام کیا کہ فاضل بریلوی حضرت مولانا احمد رضا خان

Marfat.com

صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مترجم کلام اللہ شریف کے ۲۰ اعلیٰ نسخے بھی ہمراہ لے جائے جائیں تاکہ صدر مملکت پاکستان، آزاد کشمیر کے عمائدین کی خدمات میں یہ عظیم الشان تحفہ پیش کیا جائے۔ دوسری طرف حضرت مولانا جمیل احمد صاحب نعیمی بھی اپنے ہمراہ کافی تعداد میں کلام اللہ شریف بغرض تقسیم لائے تھے۔

ایک ہی ڈبے میں ارکان کی مجموعی سیٹیں بک ہو جانے سے کافی آرام رہا۔ اراکین تیز گام ایکسپریس کی روانگی سے کافی پہلے پہنچ گئے۔ پونے چار بجے کے قریب تیز گام ایکسپریس روانہ ہوئی۔ اراکین چونکہ ایک ہفتہ سے مسلسل شبانہ روز عمیق محنت کر رہے تھے اسلئے اپنی اپنی سیٹوں پر آرام کی فکر ہوئی۔ نماز عشاء تک کا وقت مختلف کاغذات اور مسودات کی ترتیب میں صرف کیا گیا۔ نماز عشاء اور کھانے سے فراغت پا کر ایسے سوئے کہ نماز فجر کے دوران حسب معمول آنکھ کھلی، ڈبے ہی میں جماعت سے نماز ادا کی گئی۔ ہر ایک نے اپنے اپنے معمولات ادا کئے۔ حضرت علامہ بدایونی ختم دلائل شریف سے فارغ ہوئے تو سب نے کشمیر اور پاکستان کی فتح ونصرت کی دعائیں مانگیں۔

چونکہ پنڈی شام کو پہنچنا تھا، اس لئے دن کا اکثر حصہ آرام میں صرف کیا گیا۔ ۸/ اکتوبر ۱۹۶۵ء کو بعد نماز مغرب تیز گام راولپنڈی پہنچی جہاں حضرت علامہ مولانا شاہ عارف اللہ صاحب قادری میرٹھی تقریباً ۴۰ اکابر علمائے اہل سنت اور جمعیۃ علمائے پاکستان راولپنڈی کے عمائد علماء کرام کے ساتھ جناب مسٹر عبدالحیٰ عباسی صاحب جوائنٹ سیکریٹری مسلم لیگ نے استقبال فرمایا۔ اسٹیشن کے قریب ہی میٹرو پول ہوٹل واقع ہے حضرت مولانا عارف اللہ صاحب نے اس ہوٹل میں اراکین وفد کی قیام کا انتظام فرمایا تھا۔ یہیں سب نے قیام فرمایا۔ قائد وفد علامہ بدایونی مدظلہ العالی نے بذریعہ فون صدر ہاؤس اطلاع بھیج دی کہ مرکزی جمعیۃ علماء پاکستان کا وفد اسی وقت پنڈی پہنچ گیا ہے۔ ۲۰/ اکتوبر ۱۹۶۵ء کی شام کو آزاد کشمیر کے دورے پر روانہ ہوگا۔ میں وفد کے جملہ ارکان کے ساتھ صدر مملکت سے ملنا چاہتا ہو۔ صدر ہاؤس سے منظوری مل گئی کہ ۱۹/ اکتوبر کی صبح کو اراکین صدر ہاؤس پہنچ جائیں۔

راولپنڈی آ کر قائد وفد نے کراچی سے آئے ہوئے افراد کے ساتھ ساتھ حسب ذیل علمائے کرام کو وفد میں شامل فرمایا۔

۱۔ حضرت مولانا عارف اللہ صاحب قادری، صدر جمعیۃ علمائے پاکستان، راولپنڈی

۲۔ حضرت مولانا مطیع الرضا صاحب، ناظم جمعیۃ علمائے پاکستان، راولپنڈی

۳۔ حضرت مولانا سید خلیل احمد صاحب قادری نائب صدر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کراچی، لاہور

۴۔ حضرت مولانا فیض علی صاحب فیضی، خطیب جامع مسجد راولپنڈی

۵۔ حضرت مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب، ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ

۶۔ سیٹھ علی احمد صاحب میمن

وزیر قانون سے وفد کی ملاقات: علامہ بدایونی نے صدر محترم کی خدمت میں حاضری سے قبل یہ پروگرام بنایا کہ وفد سب سے پہلے وزیر قانون محترم سید محمد ظفر صاحب سے ملاقات کرے اور وہیں سے سیدھا صدر ہاؤس پہنچے۔ چنانچہ اراکین وقتِ معینہ پر وزیر قانون کے دفتر پہنچے۔ سید صاحب نے انتہائی اخلاق ومحبت سے مسئلہ کشمیر اور اس سے پیدا ہونے والی جنگ کے پورے کوائف پر مذکرات فرمائے۔ اراکین وفد پر سید صاحب کے اخلاق ومحبت کا نقش قائم ہوا۔ نصف گھنٹے سے زیادہ وفد سید صاحب سے مسائل پر گفتگو کرتا رہا۔ سید صاحب نے بعض اہم تجاویز پر بھی اظہار خیال فرمایا۔ وفد کے قائد نے کہا۔ انشاء اللہ جمعیۃ علمائے پاکستان

مستقبل قریب میں ان مفید تجاویز پر عمل کی کوشش کرے گی۔
مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کا یہ وفد ایک لاکھ سے زیادہ کی مالیت کا گرم سامان بھی بغرض تقسیم لے جا رہا ہے انشاء اللہ ہم میں کا ہر ایک رکن پاکستان کی سالمیت اور جنگ میں اعانت کو اپنا فرض سمجھتا رہے گا۔

صدر مملکت پاکستان سے وفد کی ملاقات: حضرت علامہ بدایونی ۱۲ اراکانِ وفد کو لے کر صدر ہاؤس کے ملاقاتی کمرے میں داخل ہوئے اگرچہ اسی دن وزیر مالیات جناب مسٹر شعیب صاحب ولایت سے واپسی پر صدر محترم سے ملنے تشریف لائے ہوئے تھے مگر اس کے باوجود صدر معظم نے اراکین کو ملاقات کا موقع عطا فرمایا۔ قائد وفد نے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان اور اس کے ارکان اور مشائخ عظام کی جانب سے صدر کی خدمت گرامی میں ہدیۂ تبریک ومبارک پیش کرتے ہوئے کہا۔ آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمائیں کہ پوری ایک صدی کے بعد یہ شرف وعزت صرف جناب کو عطا ہوا کہ آپ جہاد شریف کے داعی ہوئے اور آپ نے خدائے تعالیٰ کے فضل وبھروسہ پر اپنی قابل ترین افواج کو بھارت کی افواج سے جو تعداد اور اسلحہ میں کافی سے زیادہ تھیں، اس کامیابی کے ساتھ لڑایا کہ ہر مورچے پر بھارت نے ذلیل ترین شکستیں کھائیں اور پوری قوم آپ پر اعتماد کامل رکھتے ہوئے دشمن کے مقابلے پر صف آرا ہوگئی۔ پاکستان کی سالمیت کی خاطر پوری قوم متفق ہے۔

مساجد کے امام و خطباء و مدارس عربیہ کے اساتذہ خانقاہوں کے مشائخ اور ان کے مریدین ومعتقدین کے ہر ایک فرد نے پاکستان کی حفاظت کے لئے بہترین کردار ادا کیا۔ اخبارات و جرائد، ریڈیو پاکستان اور پاکستان کے جیالے جوانوں، کشمیر کے مجاہدوں نے ۱۷ دن کے اندر جو شاندار کارنامے آپ کی قیادت میں انجام دیئے انہوں نے اسلام کے ماضی کی شاندار روایات کو زندہ کر دیا۔ قوم کا ایک ایک بچہ مستقبل قریب میں اپنے وطن مقدس کی حفاظت وسربلندی میں ہر قسم کی قربانیاں دینے کے لئے آمادہ ہے اور آج ملت کے تمام افراد متحد ومتفق ہو کر آپ کی اعانت کے لئے مستعد ہیں۔

صدر کے ارشادات: صدر معظم نے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا۔ مجھے انتہائی مسرت ہے کہ ہمارے علماء ومشائخ نے فریضۂ جہاد کو کامیاب بنانے میں بڑا اچھا کردار ادا فرمایا۔ میں آپ حضرات کے تعاونِ بزرگانہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یقین دلاتا ہوں کہ میں اور میرے تمام ساتھی پاکستان کی حفاظت کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کے لئے مستعد ہیں۔ میں ہر وقت خدا کے فضل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کا منتظر ہوں۔ میری افواج کو جو کامیابیاں حاصل ہوئیں وہ خدا کے فضل وکرم سے ہی حاصل ہوئیں۔ آپ لوگ آزاد کشمیر اور ہمارے سیکٹروں کا دورہ کر کے دیکھیں گے کہ ہماری افواج نے کیسی پامردی اور بہادری سے دشمن کو مار بھگایا اور ہر جگہ نمایاں فتوحات حاصل کیں۔ میں آپ حضرات کے لئے ہر قسم کی سہولتوں کا انتظام کر دیتا ہوں تاکہ آپ حضرات پورے محاذوں کا ملاحظہ فرمالیں۔

صدر محترم نے ہر رکن کو اظہار خیال کا موقع عطا فرمایا، ارکان وفد صدر معظم کے تاثرات سے بے حد متاثر ہوئے۔

مدرسہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی میں وفد کا قیام: حضرت مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب ناظم اعلیٰ مدرسۂ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی نے اصرار فرمایا کہ ارکان وفد جامعہ کی عمارات میں منتقل ہو جائیں۔ مدرسہ اور اراکین کے لئے وفد کا قیام باعث برکت ومسرت ہوگا۔ چنانچہ دوسرے ہی دن اراکین مدرسہ رضویہ میں منتقل ہو گئے۔ ماشاء اللہ پنڈی میں یہ دارالعلوم ایک اعلیٰ قسم کی عمارت میں قائم ہو گیا ہے جو درس نظامیہ کی اچھے

Marfat.com

پیمانہ پر تعلیم دے رہا ہے۔ مدرسہ کے کمرہ جات صاف و شفاف عمدہ طرز کے تیار کئے گئے ہیں۔

حضرت میر واعظ محمد یوسف کشمیری اور دیگر اکابر وزعماء سے ملاقاتیں: آزاد کشمیر میں دورے کا پروگرام اب از سر نو ترتیب دیا جائے گا کیوں کہ طے ہوا ہے کہ وفد کی مہمان داری آزاد حکومت کے اپنے ذمے ہوگی۔ چنانچہ سب سے پہلے قائد وفد مفتی غلام قادر صاحب کشمیری، مولانا جمیل احمد صاحب نعیمی ناشتے کے بعد سیدھے حضرت میر واعظ صاحب کشمیری سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا میر واعظ صاحب بڑے اخلاق و محبت سے پیش آئے۔ وفد کا پروگرام معلوم فرما کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے مسرت ہے کہ آپ حضرات کراچی سے آزاد کشمیر میں دورے کی غرض سے تشریف لائے۔ اہالیانِ کشمیر آپ حضرات کی کوششوں اور اعانتوں کو کبھی فراموش نہ کریں گے یہ امر اور بھی باعث مسرت ہے کہ آپ ایک لاکھ سے زائد کی قیمت کا سامان مہاجروں میں تقسیم کریں گے اور کئی ہزار روپیہ بھی صدر آزاد کشمیر کی خدمت میں پیش کریں گے۔

قائدِ وفد علامہ بدایونی نے حضرت میر صاحب کی خدمت گرامی میں ایک قرآن شریف کا نسخہ پیش فرمایا، اس کے بعد چائے نوشی کا سلسلہ شروع ہوا۔ کشمیر کے متعلق اکثر و بیشتر مسائل زیر بحث آئے۔ ایک گھنٹے کے مذاکرات کے بعد قائد وفد سیدھے جناب مسٹر امان اللہ خاں صاحب نیازی چیف ایڈوائزر حکومت آزاد کشمیر کے دفتر میں تشریف لے گئے اور بریگیڈیئر جناب حبیب الرحمٰن صاحب اور جناب نیازی صاحب کے مشورے سے وفد کا پروگرام مرتب کیا گیا۔

عالی جناب چوہدری علی اکبر وزیر امور کشمیر سے ملاقات: طے پایا کہ محترم جناب چوہدری علی اکبر صاحب وزیر امور کشمیر سے ملاقات کی جائے چنانچہ قائد وفد آپ سے بھی ملے۔ وفد کے اغراض و مقاصد پر تبادلہ خیالات کیا۔ آپ بہت متاثر ہوئے کہ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے کراچی سے اپنا وفد اس لئے بھیجا کہ وہ کشمیری مجاہدین میں سامان تقسیم کرے اور مجاہدین کا مشاہدہ کرے۔ میں بحیثیت وزیر امور کشمیر کا استقبال کرتا ہوں۔

واپسی پر جناب نیازی صاحب کے دفتر میں وفد کا ٹائپ شدہ پروگرام قائد وفد کے حوالہ کیا گیا اور آزاد گورنمنٹ کے دفتر سے اسی وقت تمام مقامات پر ٹیلی فون، تار اور وائرلیس کے ذریعہ اطلاعات کر دی گئیں۔

دفتر مسلم لیگ میں مصحف عثمانی کی زیارت: مسٹر عبدالحئ عباسی جوائنٹ سیکریٹری آل پاکستان مسلم لیگ کی دعوت پر اراکین قائد وفد کے ساتھ آل پاکستان مسلم لیگ کے دفتر آئے تا کہ روس سے آئے ہوئے مصحف عثمانی کی فوٹو کاپی کی زیارت کریں۔ چنانچہ علامہ بدایونی مفتی غلام صاحب کشمیری۔ مولانا جمیل احمد نعیمی، سیٹھ علی احمد میمن نے مصحف شریفہ کی زیارت کی۔ جناب عباسی صاحب نے چائے پیش فرمائی اور اپنی کار سے وفد کو قیام گاہ تک پہنچانے کا انتظام فرمایا۔ چلتے وقت مسلم لیگ کا لٹریچر بھی عنایت فرمایا۔ علامہ بدایونی صاحب محترم جناب سید ہاشم رضا صاحب سیکریٹری وزارت صحت سے ملنے تشریف لائے۔ سید صاحب علاوہ سیکریٹری ہونے کے لکھنؤ کے بہترین ادیب و شاعر بھی ہیں، ہزار ہا اشعار یاد ہیں۔ اس جنگ میں جو عجائبات ظاہر ہوئے اور جس طرح حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے اصحاب کبار، حضراتِ اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ارواحِ طیبات نے اعانتیں فرمائیں، اس موضوع پر بڑے اچھے خیالات کا اظہار فرمایا۔ سید صاحب نے اس عنوان کے تحت اپنے بعض مقالات بھی سنائے جن کا ارکان وفد پر گہرا اثر ہوا۔ ایک گھنٹے تک یہ ادبی و علمی نشست جاری رہی جو عرصے تک یاد رہے گی۔ سید صاحب اپنی خصوصیات و محبت کے لحاظ سے کراچی والوں

Marfat.com

میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔

قائد کشمیر چوہدری غلام عباس صاحب کی مزاج پرسی:

شام کے پروگرام میں قائد کشمیر چوہدری غلام عباس صاحب کی عیادت کے لئے سی۔ ایم۔ ایچ جانا تجویز ہوا۔ کیونکہ چوہدری صاحب عرصے سے اس ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ تین ارکان وفد شام کو ان کی مزاج پرسی کے لئے پہنچے۔ چوہدری صاحب کو بے حد کمزور پایا۔ انہوں نے عرصے کے بعد دیکھا تھا، وہ اپنے پلنگ سے اٹھ کر ملنا چاہتے تھے مگر نقاہت غالب تھی، اراکین نے انہیں اٹھنے سے روکا۔ وہ بے اختیار ہو کر آب دیدہ ہو گئے۔ پہلے ان کے لئے دعائے صحت کی گئی پھر آیاتِ شفاء دم کی گئیں۔ قائد وفد نے اغراضِ سفر بیان فرماتے ہوئے چوہدری صاحب محترم کی خدمت میں ایک کلام اللہ شریف کا نسخہ پیش کیا۔ چوہدری صاحب نے انتہائی اخلاص و محبت سے فرمایا کہ علامہ بدایونی پیرانی سالی میں باشندگان کشمیر اور مجاہدین کی گراں قدر خدمات انجام دینے کے لئے بارہ جید علمائے کرام کا وفد لے کر آئے ہیں، کاش میں بیمار نہ ہوتا تو اس دورے میں مولانا کے ساتھ چلتا۔ علامہ بدایونی نے فرمایا۔ میں اور میرے رفیق علماء مذہبی حیثیت سے مجاہدین کی ملاقات کو اپنے لئے باعث عزت و شرف سمجھتے ہیں۔ ہمیں مجاہدین کی خدمت کا موقع مل رہا ہے۔ خدائے برتر مجاہدین کشمیر کو کامیاب فرمائے۔ نصف گھنٹے چوہدری صاحب کے پاس بیٹھ کر رخصت ہوئے۔

ہسپتال کے مجروحین سے ملاقاتیں اور مزاج پرسیاں:

اراکین پنڈی کے اس بڑے ہسپتال میں گئے جہاں میدان جنگ میں زخمی ہونے والے مجاہدین کی عیادت و مزاج پرسی کرنا بھی ضروری تھی اور اس کا مشاہدہ کرنا تھا کہ زخمی ہونے والوں کے جذبات کیا ہیں۔ لہٰذا چوہدری صاحب کے کمرے سے اٹھ کر ان بیرکوں میں قائد وفد اپنے رفقاء کے ساتھ گئے جہاں زخمی رکھے گئے تھے۔ زخمیوں کی مزاج پرسی کے لئے جانے سے عجیب عجیب قسم کے واقعات و حالات علم میں آئے۔ اوّل تو وہ زخمی جن کی حالت زخموں کی شدت سے ابتر تھی ان کی کیفیت دیکھ کر ہر مشاہدہ کرنے والے پر تاثر قائم ہوتا ہے۔ کسی کی آنکھیں نکل گئی ہیں تو کسی کے منہ کا حصہ غائب ہے۔ کسی کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے گئے ہیں۔ مگر ان زخمیوں کی جس وقت مزاج پرسیاں کی گئیں اور انہیں علم ہوا کہ کراچی سے علماء کا ایک وفد آزاد کشمیر اور محاذات پر جاتے ہوئے ان کی مزاج پرسی کو آیا ہے یہ زخمی پہلے تو انتہائی مسرت وخوشی کا اظہار کرتے۔ جب ان سے جنگ کے سلسلے میں کچھ بات کی جاتی تو وہ کہتے کہ حضرت دعا کیجئے کہ خدا جلد ہمیں اس قابل کر دے کہ ہم میدان جنگ میں پہنچ کر کفار و مشرکین سے لڑیں اور جہاد کرتے ہوئے مارے جائیں یا دشمن پر غالب ہوں۔ ان میں سے بعض بعض نے عجیب و غریب واقعات بیان کئے اور کہا کہ اس لڑائی میں ہر جگہ ہم نے مشاہدہ کیا کہ ہم اگرچہ دشمن کے مقابلے میں کم اور سامان بھی ہمارے پاس دشمن سے قلیل تھا مگر غیبی امداد اس طرح حاصل ہوئی کہ سب حیران تھے کہ خدا نے ہمیں کامیاب کس طرح کیا۔

ان لوگوں میں کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے کہا کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جس وقت دشمن کے ہوائی جہاز ہم پر بم برساتے تو آسمان پر ایک فوج تھی جو دشمن کے گولوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر ادھر ادھر پھینک دیتی۔ ہم نے جواباً کہا بھائی جہاد کے موقع پر خدا کی یہ مخلوق مسلمانوں کی اعانت و نصرت کے لئے آیا کرتی ہے۔ بہادرانِ اسلام نے خدا پر بھروسہ کر کے دشمن کا مقابلہ کیا تو خدا تمہاری مدد کیوں نہیں کرتا۔

وقت کم تھا پھر بھی اکثر کمروں میں جا کر زخمیوں کی دلجوئی کی اور دعائے فتح و نصرت دیتے ہوئے ارکانِ وفد لوٹے۔ تمام مجروحین کے عزائم بلند سے بلند تر ہوئے جس سے ہمارے قلوب پر زیادہ سے زیادہ اثر ہوا اور ہم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں

Marfat.com

کیں کہ خدائے پاک اس جہاد میں مملکت پاکستان کو کامیاب و کامران کرے۔

جامع مسجد راولپنڈی میں عظیم الشان جلسۂ عام: بعد نماز عشاء جامع مسجد راولپنڈ میں ایک عظیم الشان جلسۂ عام منعقد ہوا۔ منتظمین جلسہ نے اصرار کیا جلسے کی صدارت مجاہد ملت حضرت علامہ بدایونی صاحب فرمائیں۔ مگر آپ نے فرمایا یہاں کا دستور قدیم یہ رہا ہے کہ جامع مسجد میں جو مذہبی جلسے ہوتے ہیں ان کی صدارت جامع مسجد کا خطیب کیا کرتا ہے۔ اس لئے یہی طے ہوا کہ جناب مولانا فیض علی فیضی صاحب صدارت فرمائیں۔ جلسے سے قبل جناب مولانا فیضی صاحب کی جانب سے اراکین وفد کو پرتکلف دعوت دی گئی جس میں مجاہد ملت، حضرت مولانا شاہ عارف اللہ صاحب قادری خطیب جامع مسجد اور تمام علماء و ارکان وفد شریک ہوئے۔

جلسہ عام کا آغاز: جامع مسجد راولپنڈی کے اجتماعات میں بزمانۂ حضرت مولانا شاہ عارف اللہ صاحب حاضرین کی جو تعداد ہوا کرتی تھی، اس کے مقابلے مجمع کم تھا مگر پھر بھی کئی ہزار افراد مجتمع تھے۔ حضرت پیر دیول شریف صاحب بھی مع اپنے صاحب زادے کے جلسے میں تشریف لائے۔

حضرت مولانا شاہ عارف اللہ صاحب، مولانا فیض علی فیضی صاحب، مولانا سید خلیل احمد صاحب قادری، حضرت مجاہد ملت مولانا شاہ عبدالحامد قادری بدایونی صاحب، خطیب پاکستان مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب کی بے حد موثر تقاریر ہوئیں۔ حضرت پیر خضری صاحب نے بھی چند کلمات دعائیہ ارشاد فرمائے۔

تمامی علماء کرام نے فضیلت جہاد پر اپنے اپنے انداز میں تقاریر فرمائیں جلسے میں مجاہدین کشمیر کی لئے کچھ عطایا بھی نقد دیئے گئے اور وفد کی قیام گاہ پر بھی مختلف افراد کے عطایا موصول ہوئے جلسے میں کافی جوش و خروش تھا۔

حضرت علامہ بدایونی کی آخری دعا پر جلسہ اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں اور صلوٰۃ والسلام پر ختم ہوا۔ اس جلسہ میں جناب مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب نے ''مصطفیٰ جان رحمت پر لاکھوں سلام'' ایسے مخصوص انداز و لہجہ میں پڑھا کہ مجاہد ملت علامہ بدایونی پر ایک کیفیت طاری ہوگئی۔

سفر مظفر آباد ۲۱ / اکتوبر ۱۹۶۵ء: رات کو اگرچہ جلسۂ عام کے بعد اراکین بہت کم آرام کر سکتے تھے۔ صبح سویرے بیدار ہو کر نماز فجر اور اوراد و وظائف سے فراغت پاتے ہی ناشتہ کے بعد سامان درست کیا گیا تاکہ حکومت کی گاڑیاں آنے سے قبل ہم سب کا سامان نیچے پہنچ جائے۔ الحمدللہ وقت معینہ سے قبل سامان موٹروں کے پاس پہنچا دیا گیا۔ بارہ ارکان وفد کے ساتھ سامان تھوڑا ہونے کے باوجود اتنا ہوگیا کہ تینوں گاڑیوں میں جمانا مشکل تھا۔

گاڑیوں پر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے کتبات لگا دیئے گئے۔ سڑک پر کتبات لگانے کے بعد ایک ہجوم اکٹھا ہوگیا۔ ماشاء اللہ ۱۲ علماء کرام اور ان کا سامان سب کا ایک ساتھ مجتمع ہو کر روانہ ہونا یہی ایک بات دیکھنے والوں کے لئے دلچسپی کا سبب بنی ہوئی تھی پھر یہ معلوم ہوا کہ بارہ علماء کا ایک مشترکہ وفد آزاد کشمیر سامان لے کر جا رہا ہے جسے علماء اپنے ہاتھوں سے وہاں تقسیم کریں گے۔ کافی ہجوم نے ارکان کو الوداع کہا۔ علماء کا یہ وفد وقت معینہ پر ۱۲ بجے ۲۱ / اکتوبر ۱۹۶۵ء کو مظفر آباد کے لئے روانہ ہوا اور ایک گھنٹہ مسافت طے کرنے کے بعد مری کی پہاڑیاں شروع ہوگئیں۔ نماز ظہر کے لئے طے ہوا کہ پنڈی سے ۲۰ میل کے فاصلے پر چھرہ کا ایک مقام آئے گا وہاں نماز ظہر ادا کریں گے اور وہیں چائے پئیں گے۔ دونوں جیپیں کافی تیز رفتاری سے جا رہی تھیں۔ الحاج مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب نے ماشاء اللہ اپنی پاٹ دار آواز سے نعتِ نبویؐ کے اشعار شریفہ پڑھنا شروع کر دیئے۔ کبھی

Marfat.com

ان کی گاڑی آگے چلی جاتی کبھی قائد وفد کی گاڑی۔ ان کی آواز پہاڑیوں میں سے گزرتے ہوئے عجب قسم کا لطف پیدا کر دیتی تھی۔ وہ پہاڑی کی بلندی پر ہوتے تب بھی ان کی آواز پیچھے والی گاڑیوں تک اچھی طرح آ جاتی۔ جب وہ قرآن پاک بلند آواز سے پڑھتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ کوئی مصری قاری پڑھ رہا ہے۔ ان کی وجہ سے وفد میں دلچسپی بڑھ گئی۔ ان کے علاوہ حضرت مولانا عارف اللہ صاحب کی عارفانہ باتیں اور وہ بھی میرٹھ کے اس پرانے انداز میں جسے حضرت محدث صاحب قبلہ کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ پسند فرمایا کرتے تھے اور حضرت ممدوح نے مولانا عارف اللہ کو محبوب العلماء کا خطاب مرحمت فرمایا تھا، برسوں کے بعد قدیم وجدید عناصر وافراد جمع ہوئے اور بے تکلفی کے ساتھ خورد وکلاں راستے کو ہنستے بولتے ہوئے کر رہے تھے۔ یہ معلوم ہوا کہ مظفر آباد کا سفر اچھا خاصا لمبا ہے۔ صبح کے چلے ہوئے مغرب تک مظفر آباد پہنچ سکیں گے۔ اس لئے اراکین وفد وقت گزار رہے ہیں۔ درمیان درمیان میں قائد وفد اور حضرت علامہ شاہ عارف اللہ صاحب مرتب شدہ پروگرام پر مذاکرات کرتے جا رہے تھے۔ تاآنکہ چھرہ پہاڑی مقام آ گیا جہاں اترے۔ اس جگہ کی ٹھنڈک نے سب کو متاثر کر دیا۔ ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کر کے ایک چھوٹی سی پہاڑی مسجد میں حاضر ہو کر سنتیں پڑھیں۔ اذان ہو چکی تھی، قائد وفد حضرت علامہ بدایونی مدظلہ العالی نے جماعت کرائی۔ سنتوں سے فارغ ہو کر پاکستان کے لئے دعاء فرمائی۔ مصلیان مسجد نے متعارف ہو کر مصافحہ اور معانقہ کیا اور یہ معلوم کر کے کہ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کا یہ وفد آزاد کشمیر کا دورہ کرنے کراچی سے آیا ہے۔ سب مصلیان بے حد خوش ہوئے، بعد میں آزاد کشمیر کے مجاہدین اور پاکستان کی افواج کی کامیابی کے لئے دعائیں کی گئیں۔

جب انہیں معلوم ہوا کہ وفد اب روانہ ہو رہا ہے تو مالک ہوٹل نے چائے کی دعوت دی۔ یہ صاحب اعلیٰ اخلاق کے بوڑھے بزرگ تھے۔ تمامی ارکان ان کے ہوٹل میں آ گئے، بسکٹوں کے بنڈل وفد کے ساتھ تھے۔ جناب سیٹھ حاجی علی احمد صاحب میمن جو ارکان وفد کی دلچسپیوں کا مرکز بنے ہوئے تھے، ان سے شستہ اور مہذب مذاق ہوتا رہا۔ ڈرائیوروں کو بھی چائے میں ساتھ لے لیا گیا۔ واپسی پر ہوٹل والے چائے کا بل نہیں لے رہے تھے۔ جناب مولانا جمیل احمد صاحب نعیمی اور مولانا عارف اللہ صاحب کے اصرار پر انہوں نے پیسے لئے۔ یہاں ڈرائیوروں نے بتایا کہ جس رفتار سے گاڑیاں جا رہی ہیں اس حساب سے بعد مغرب مظفر آباد پہنچ سکیں گے۔ ہمارا تمام پروگرام پہلے سے آ چکا تھا۔ ظہر سے عصر تک اراکین وفد کا یہ قافلہ کوہالہ پل پر پہنچ گیا۔

کوہالہ پل: پہاڑی علاقوں میں پل بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ خاص طور پر علاقہ کشمیر میں پل اور وہ بھی کوہالہ کا ایک اہم پل ہے جس پر بھارت کی للچائی ہوئی نظریں پڑتی رہی ہیں۔ پل کے ایک ایسے حصے پر جہاں نماز عصر اطمینان سے باجماعت پڑھ لی جائے ٹھہر گئے۔ سامنے تیزی سے پانی بہتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ جناب مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب اور مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب کے مابین نشانہ بازی کی مشق ہونے لگی۔ قائد وفد نے بھی نشانہ بازی کی مشق میں حصہ لیا۔ ان مقابلوں میں کبھی مولانا شفیع اوکاڑوی نمبر لے جاتے اور کبھی مولانا حسین الدین شاہ صاحب۔ نماز عصر سے فارغ ہو کر مظفر آباد سے آنے والے کچھ مسافر مل گئے۔ ان سے باتیں ہوئیں۔ جناب حاجی نذیر احمد صاحب اور مولانا مطیع الرضا صاحب نے مناظر قدرت کی عکاسی شروع کر دی۔ حاجی نذیر صاحب، قائد وفد اور مولانا جمیل احمد صاحب نعیمی اور مولانا مفتی غلام قادر صاحب کشمیری کے ہمراہ سفر حج میں شریک تھے۔ جہاں انہوں نے پورے سفر حج کی فلم لی تھی۔ اسی طرح وہ آزاد کشمیر کے دورے کی بھی فلم لے رہے ہیں۔ کوہالہ پل کے محل وقوع پر گزشتہ

Marfat.com

سنین میں دشمن نے اپنی تمام امکانی طاقتیں اس پل پر قبضہ کرنے کے لئے صرف کردی تھیں مگر مجاہدین کشمیر اور ہماری افواج پاکستان کے سامنے بھارت کے فوجی ٹھہر نہ سکے اور الحمدللہ یہ پل آج تک محفوظ ہے۔

مغرب کا وقت راستہ میں ہو گیا تھا مگر مظفر آباد بھی قریب ہی آ گیا۔ ہم اس وقت پہاڑیوں کے زیریں حصے میں اتر گئے ہیں جہاں سے مظفر آباد کی روشنیاں نظر آ رہی ہیں۔

ہمارا قیام گیسٹ ہاؤس میں تجویز ہوا ہے۔ جب ہم قیام گاہ پر پہنچے تو معلوم ہوا جماعت ہو چکی۔ اراکین وفد نے گیسٹ ہاؤس کے میدان میں جماعت ثانی کی، کافی مجمع آیا جس میں حضرات علماء مظفر آباد کے تمام ذمہ دار، عمال، ڈپٹی کمشنر وغیرہ سب ہی موجود تھے۔ نماز کے بعد اراکین وفد پہلے ایک وسیع کمرے میں بٹھائے گئے جہاں اراکین وفد کو میزبان صاحبان مقامی حضرات علماء کرام سے ملایا گیا۔ اس کے بعد قائد وفد نے فرمایا۔ آزاد کشمیر کا حال سنائیں، تحریک جہاد مقدس میں آپ حضراتِ علماء کرام کیا کر رہے ہیں۔ کن کن محاذات پر آپ حضرات نے افواج کی دینی حیثیت سے رہنمائی فرمائی، اس وقت نقشۂ جنگ کیا ہے؟ مہاجرین کا کیا حال ہے؟

صدر آزاد کشمیر سے پہلی ملاقات: تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا جناب خان محترم خان عبدالحمید خان صاحب صدر آزاد کشمیر اراکین وفد سے ملنے کے منتظر ہیں۔ ان کی خواہش ہے کہ تمامی علماء کرام قبل عشاء ہی ان سے ملاقات کرلیں۔ چنانچہ چند منٹ کے بعد ہی اراکین وفد کی گاڑیاں صدر محترم کے بنگلے پر بغرض ملاقات پہنچ گئیں۔ جناب ممدوح بے حد خلوص و محبت سے ارکین وفد کے ساتھ پیش آئے، سب سے معانقہ فرمایا۔ قائد وفد سے تخاطب کرتے ہوئے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے وفد کا شکریہ ادا کیا۔ آپ لوگ اتنی دور سے چل کر کشمیریوں کی اعانت اور تقسیم سامان و اموال کے لئے یہاں تشریف لائے۔ قائد وفد نے بتایا کہ ہم نے ایک لاکھ روپے سے زیادہ کی مالیت کا سامان جمع کر کے بذریعہ ٹرک کراچی سے روانہ کیا تھا جو باغ اور بھیرہ پہنچ چکا ہے جسے ہم ضروری مقامات پر تقسیم کریں گے۔ ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ کی حکومت نے ارکانِ وفد کے لے ہمہ قسم کی سہولتیں بہم پہنچائیں اور ہمیں اس کا موقع دیا کہ ہم سب سارے محاذات کا مشاہدہ کریں۔ مجاہدوں اور مہاجروں سے ملاقاتیں کیں۔ صدر آزاد کشمیر نے مزید شکریہ ادا کیا۔ قائد وفد نے اراکین کو موقع دیا کہ وہ بھی اپنے اپنے خیالات صدر موصوف کے سامنے پیش کریں۔

صدر صاحب نے فرمایا۔ ہمیں بڑی خوشی ہے کہ بیک وقت پاکستان کی مشہور و معروف اتنی شخصیتیں ہمارے یہاں تشریف لائیں۔ پروگرام یہ بنایا گیا ہے کہ کل صبح سویرے ناشتے کے بعد آپ حضرات فوجی کیمپ جا کر ہماری فوج اور مجاہدین کا معائنہ کریں گے۔

فوجی کیمپ کا معائنہ: ۲۲/اکتوبر ۱۹۶۵ء اراکین وفد وقت معینہ پر فوجی کیمپ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ گیسٹ ہاؤس کے لان میں گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ ان میں سب سوار ہو کر چند منٹ میں فوجی کیمپ پہنچ گئے۔ کیمپ میں جناب کرنل مرزا حسین صاحب نے اراکین وفد کو اسلحہ جات دکھائے۔ ان تمام اسلحہ کو چلانے کے طریقے بتائے اور مختلف پوزیشنیں ظاہر فرمائیں۔ جن سے ہم سب کے قلوب میں جہاد کا جذبہ راسخ بڑھا، جی چاہا کاش ہم بھی مجاہدین کے ساتھ کفار و مشرکین سے جہادی مہم میں شریک ہوتے۔ یہاں سے اس میدان کے بالائی حصے پر پہنچائے گئے جہاں بیٹھ کر اراکین مجاہدین کی مارچ کا مشاہدہ کریں گے۔ قائد وفد کو نمایاں جگہ پر بٹھایا گیا۔ اس میدان میں مختلف پلٹنیں جمع تھیں اور یہ سب آزاد کشمیر کے دفاتر کے ملازمین اور اعلیٰ سول عہدہ دار ہیں جو اپنی ملازمت کے علاوہ فوج میں مجاہدین کے ساتھ فوجی مشق

Marfat.com

کرتے ہیں اب ان کی تکمیل ہو چکی ہے۔ انہوں نے باری باری وفد کو اپنی پریڈ دکھائی۔ ارکان وفد میں ہر ایک جہادی اسپرٹ سے مالا مال تھا اور سمجھ رہا تھا کہ اس وقت ہم میدانِ جہاد میں مجاہدین کی مارچ میں شریک ہو کر کفار و مشرکین کے مقابلے پر جا رہے ہیں۔

پریڈ کے اختتام پر قائد وفد سے خواہش کی گئی کہ حضرت ممدوح اپنے خیالات سے مستفید فرمائیں۔ حضرت علامہ بدایونی نے جہاد کے فضائل و برکات، مجاہدین کشمیر کے عزائم پر ایک درد انگیز تقریر کی جس میں مجاہدین کو ان کے فوجی کارناموں پر مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا۔ آپ لوگوں نے عیار دشمن کے مقابلے پر جو کارنامے انجام دیئے ہیں، انہوں نے اسلامی تاریخ کو زندہ کر کے اپنا نام چار دانگ عالم میں مشہور کر لیا ہے۔ دوستو! ہمت مردانہ سے کام لیتے رہو۔ مقام مسرت ہے کہ تمہاری کوششیں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہیں، ان کی اعانتیں ہر قدم پر تمہارے ساتھ ہیں۔ حضرات صحابہ کرام و اہل بیت عظامؓ کی ارواحِ طیبات تمہاری پشت پناہی کر رہی ہیں، تم ہرگز نہ گھبرانا۔ پوری دنیا تمہاری قربانیوں کے گیت گا رہی ہے۔ مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کے بارہ علماء کا یہ وفد کراچی سے چل کر تمہارے کارناموں کا مشاہدہ کرنے آیا ہے۔ ہم تمہارے علاقوں میں جا رہے ہیں تاکہ تمہارے حالات و کوائف کا مطالعہ کر کے مغربی اور مشرقی پاکستان بلکہ دنیائے اسلامی کو تمہاری بہادری کے کارنامے سنائیں۔ حضرت مولانا شاہ عارف اللہ صاحب، مولانا خلیل احمد صاحب قادری اور مولانا شفیع اوکاروی، مولانا مفتی غلام قادر کشمیری نے اس موقع پر مختصر مختصر خیالات کا اظہار فرمایا۔

فوجی مظاہرے کا اراکین کے دلوں پر کافی اثر ہوا۔ یہاں سے تمامی ارکان گیسٹ ہاؤس آئے اور جمعہ کی تیاریاں مکمل کر لیں۔ صدر محترم نے فرمایا ہے کہ مظفر آباد کی مختلف مساجد میں وفد کے علمائے کرام نماز پڑھائیں اور ۲ بجے تک مظفر آباد کی مرکزی جامع مسجد میں سب جمع ہو جائیں۔ جہاں شہر کا مرکزی جلسہ ہوگا۔ جمعہ حضرت مولانا بدایونی پڑھائیں گے۔ نمازِ جمعہ سے قبل خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب تقریر کریں گے، آپ کے بعد مجاہد ملت حضرت علامہ بدایونی خطاب فرمائیں گے۔ مرکزی جامع مسجد میں اتنا بڑا اجتماع کبھی نہیں ہوا۔ مسجد کا ایک ایک گوشہ نمازیوں سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت خطیب پاکستان نے ولولہ انگیز انداز میں مجاہدین کشمیر کی خدمات پر ایک مدلل اور موثر تقریر فرمائی۔ زاں بعد حضرت علامہ بدایونی نے اپنے خاص انداز میں جہاد کے فریضے پر بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ صدر آزاد کشمیر مجاہد اول جناب سردار عبدالقیوم خاں صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ حاضرین بار بار نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت بلند کر رہے تھے۔ سامعین میں اس قدر جوش پیدا ہو گیا تھا کہ بعض بعض پر تو کیفیت طاری ہوگئی۔

حضرت علامہ بدایونی نے خطبہ جمعہ دیا۔ نماز پڑھ کر تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ قائد وفد نے تمامی ارکان کو بولنے کا موقع دیا۔ بارہ اراکین نے اپنے اپنے انداز میں جہاد کے موضوع پر اظہارِ خیالات فرمایا۔ آخر میں قائد وفد حضرت علامہ بدایونی نے جناب صدر آزاد کشمیر اور مجاہد اول سردار عبدالقیوم کی خدمات میں حضرت فاضل بریلوی کے ترجمے والے قرآن کریم کے نسخے پیش فرمائے اور گیارہ ہزار روپے بھی۔ آخر میں صدر آزاد کشمیر جناب خان عبدالحمید خان صاحب نے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے وفد کی تشریف آوری اور آزاد کشمیر کے دورہ فرمانے پر تہنیت و مبارک باد پیش کی اور شکریہ ادا کیا کہ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکسان کے بارہ ارکان پر مشتمل وفد علامہ بدایونی کی قیادت میں آزاد کشمیر کا دورہ کرنے آیا۔ اس اقدام سے مجاہدین کشمیر کے قلوب میں ایسے تاثرات پیدا کیے ہیں جو برسوں تک باقی رہیں گے۔ علامہ بدایونی نے گیارہ ہزار کی جو رقم پیش فرمائی ہم مشکور ہیں کہ آپ روپیہ بھی لائے اور مہاجرین کشمیر میں تقسیم کرنے کے لئے

Marfat.com

ایک لاکھ سے زیادہ کی قیمت کا سامان بھی۔ خدا اس جماعت کو تادیر کام کرنے کا موقع عطا فرمائے۔

یہ جلسہ تقریباً چار گھنٹے تک جاری رہا۔ جن میں ۱۴ مقررین نے بہترین تقریریں کیں جن سے مظفر آباد کے مسلمان بے حد متاثر ہوئے۔ نماز عصر بھی جامع مسجد میں ادا کی گئی۔ جامع مسجد سے گیسٹ ہاؤس گئے اور کھانا کھایا۔

کھانے کے بعد زخمیوں سے ملاقاتیں: کھانے کے بعد اراکین وفد کو زخمیوں سے ملنے کے لئے مرکزی ہسپتال میں جانا تھا۔ اراکین وفد کی طرف سے ساٹھ ستر روپے کے پھل منگوائے گئے تاکہ انہیں زخمیوں میں تقسیم کیا جائے۔ اراکین وفد ہسپتال گئے۔ وارڈ کے تمام حصوں میں پہنچ کر زخمیوں کی مزاج پرسی کی پھلوں کو ہر کمرے میں تقسیم کیا گیا۔ بہت سے وہ زخمی جو کافی سے زیادہ مجروح ہو چکے ہیں، اراکین وفد سے کہنے لگے آپ ہمارے لئے دعا کریں ہم پھر میدان جنگ میں جا کر بھارت کی مشرکین سے مقابلہ کر سکیں۔ ہم جہاد کے بعد وہ دائمی زندگی چاہتے ہیں جس کے متعلق خدائے پاک کا ارشاد ہے۔ جان دینے والا مجاہد ذبح کئے جانے کے بعد بھی زندہ ہی رہتا ہے۔

اراکین وفد زخمی مجاہدین کے حوصلے دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے اور انہیں دلاسے دیئے اور دعا کی کہ وہ صحت یاب ہو کر دشمن کے مقابلے کے لئے پھر جائیں گے۔ قائد وفد نے فرمایا۔ حدیث مبارک میں فرمایا گیا ہے، جب مجاہدین کو مارا جاتا ہے تو ان کو بس اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جیسے چیونٹی کے کاٹے کی۔ وہ وقت مستقبل قریب میں جلد آنے والا ہے جب مجاہدین کشمیر اور افواج پاکستان کی بے مثال قربانیوں کا نتیجہ فتح کی صورت میں نمایاں ہوگا اور کشمیری مجاہدین کی تحریک جو ایک صدی زائد سے جاری ہے اس کے عواقب محمود ہوں گے۔ پہلے تو کشمیر کا مسئلہ تنہا کشمیریوں یا پاکستان کا تھا مگر اب جو حالات ہیں ان کے لحاظ سے یہ مسئلہ کل دنیائے اسلام کا بن گیا ہے۔ تمام اسلامی سلطنتیں پاکستانی مؤقف کی مؤید ہیں اور ان کا مطالبہ ہے کہ کشمیر کو آزادی کی دولت سے مالا مال کیا جائے۔ علامہ بدایونی ہسپتال سے سیدھے آزاد کشمیر ریڈیو تشریف لے گئے کیونکہ ریڈیو کے منتظمین کی خواہش تھی کہ قائد وفد اپنے تاثرات آزاد کشمیر ریڈیو سے نشر فرمائیں آپ نے وہاں جا کر ریڈیو سے تقریر نشر فرمائی۔

گیسٹ ہاؤس میں درسِ قرآن: گیسٹ ہاؤس میں درس قرآن کا سلسلہ شروع ہوا، اس میں صدر آزاد کشمیر بھی شریک ہوئے اور خطیب پاکستان مولانا شفیع اوکاڑوی نے کامیاب طریقے سے درس قرآن فرمایا جسے تمام حاضرین نے پسند فرمایا

دھیر کوٹ۔باغ کا سفر: پروگرام صبح سے مغرب وعشاء تک بے حد مصروف رہا۔ نماز عشاء کے بعد ہی متفرق سامان ٹھیک کر لیا گیا تھا تاکہ ۲۳؍اکتوبر ۱۹۶۵ء کی صبح ناشتہ کے بعد ہی بقیہ سامان جلد درست کر لیا جائے اور اراکین وفد دھیر کوٹ ایسے وقت پہنچ جائیں کہ وہاں کی مصروفیت کے بعد باغ صحیح وقت پر پہنچ سکیں۔

الحمد للہ قائد وفد کی ہدایات کے مطابق اراکین وقت پر تیار ہو گئے۔ وفد میں سب سے زیادہ بوڑھے جناب سیٹھ حاجی علی احمد صاحب ہیں مگر وہ جذبات اور خیالات کے لحاظ سے نوجوان ہیں۔ جب انہیں تقریر کے اندر جوش آ جاتا ہے تو وہ سارے مجمع پر چھا جاتے ہیں وہ اگرچہ کافی تھک گئے تھے مگر سب سے پہلے وہی تیار ہو گئے۔ وفد ٹھیک ۹ بجے صدر آزاد کشمیر صاحب کی اطلاع پر ان سے الوداعی ملاقات کے لئے پہنچ گیا، تقریباً ۴۰ منٹ سے زیادہ تعمیری اور مفید باتیں ہوئیں۔ قائد وفد اور اراکین نے اپنے اپنے مشاہدات کو ظاہر کر کے مجاہدین کشمیر ''مسئلہ کشمیر'' پر جوش جہاد کو باقی رکھنے کے لئے متعلق چند مفید تجاویز پیش کیں جنہیں صدر صاحب

Marfat.com

نے بطیب خاطر قبول فرمایا۔ معانقے، مصافحے اور گروپ کشی کے بعد اراکین وفد دھیر کوٹ کے لئے روانہ ہو گئے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے میں دھیر کوٹ پہنچ گئے جہاں مقامی اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے جلسے کا انتظام کیا تھا۔ مظفر آباد سے یہاں تک کا راستہ سخت تکلیف دہ تھا مگر اس علاقے کے مجاہدین اور مسلمانوں کے جذبات سے ہمارے اندر ایمانی طاقت پیدا ہو گئی تھی اس لئے اہالیانِ دھیر کوٹ کی خواہشات کو قبول کیا گیا۔ جلسے سے قبل اس علاقے کے بعض پرانے فوجی خدمات انجام دینے والے بزرگوں سے ان کے خیالات معلوم کئے جن میں کے بعض مسائل قائد وفد نے نوٹ کئے۔ اسکول کے طلبہ نے قرآن کریم کی آیات سے آغاز کیا۔ اسکول کا میدان حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔ سامعین میں کافی جوش و خروش موجزن تھا۔ علامہ بدایونی نے اسکول کے ایک نظم خواں بچہ کو ۲۵ روپے انعام دیا۔ آپ نے اور حضرت مولانا عارف اللہ صاحب اور مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب نے مختصر تقریریں فرمائیں۔ وفد کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے بتایا کہ پورا پاکستان خواہ غربی حصہ ہو یا شرقی، سارے کے سارے مسلمان تحریک آزادی کشمیر کے موئید و معاون ہیں۔ جلسہ میں بار بار نعرۂ رسالت نعرہ ہائے حیدری لگ رہے تھے۔ جن سے عامۃ المسلمین کے جذبات کی زندگی کا اندازہ ہوتا تھا۔ ہر جگہ کے مسلمان مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی اس اقدام اخوت و مؤدّتِ اسلامی سے متاثر تھے اور ان کا شکریہ ادا کر رہے تھے۔

دھیر کوٹ کے جلسے سے فارغ ہوتے ہی ارکانِ وفد باغ کے لئے روانہ ہو گئے۔ راستے کی خرابی کے باوجود جیپوں کے ڈرائیور کافی تیز رفتاری سے سفر طے کر رہے تھے تا آنکہ ارکان وفد ایک بجے دن کو باغ پہنچ گئے۔

باغ کا قیام: آزاد کشمیر میں باغ ایک اچھا خاصا قصبہ ہے جو ایک مرکزی حیثیت کا مقام رکھتا ہے جہاں علاقہ جات کے مختلف مہاجرین کشمیر مقیم ہیں۔ ان میں پرانے بھی ہیں اور نئے بھی۔ وفد کے پہنچنے کی خبر پہلے سے شہریوں کو تھی اور سارے علاقہ جات کے مسلمان کثیر تعداد میں ایک وسیع میدان میں جمع تھے۔ اصرار ہوا کہ جلد سے جلد اراکین کھانا کھالیں اور فوراً جلسے میں چلیں تا کہ عوام جو بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں حضراتِ علماء کی تقاریر سے مستفیض ہوں۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے پہنچنے سے قبل بہاول پور کے علمائے دیو بند کی ۶ نفری جماعت بھی پہنچ گئی جس میں جناب راجہ محمد یعقوب صاحب کیانی اور دیگر منتظمین سے خواہش کی کہ ہمیں بھی اس جلسے میں جو مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے وفد کے لئے مرتب کیا گیا ہے، بولنے کی اجازت دی جائے۔ قائد وفد حضرت علامہ بدایونی سے استصواب کیا گیا۔ آپ نے اپنی بلند نظری کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا۔ مقصد ایک ہے جس میں دو رائیں نہیں ہم بخوشی انہیں بولنے کا موقع دیں گے۔ چنانچہ سب سے پہلے دیو بندی عالم صاحب کو موقع دیا گیا۔ ازاں بعد خطیب پاکستان مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب نے موضوع جہاد پر ایک ولولہ انگیز تقریر کی جس نے سامعین کے قلوب کو گرما دیا۔

راجہ محمد یعقوب کیانی کی تقریر: جناب راجہ محمد یعقوب صاحب کیانی نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ اب میں اس شخصیت گرامی کا آپ سے تعارف کراتا ہوں جو علمائے اہل سنت میں سب سے زیادہ مشہور و معروف ہے۔ جو ایک طرف تو مولانا شوکت علی و مولانا محمد علی جوہر کی رفیق ہے تو دوسری جانب قیام پاکستان اور تحریک مسلم لیگ میں علمائے اہل سنت کی نمائندہ اور معروف شخصیت رہی، جس نے ہندوستان کے ایک ایک گوشے میں پاکستان کی تبلیغ فرمائی اور قائداعظم اور خان لیاقت علی خان کے ساتھ قیام پاکستان کی جدوجہد میں پورے ہندوستان کے اضلاع حتیٰ کہ عالم اسلامی میں بھی پاکستان کا پروپیگنڈہ فرمایا۔ مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری البدایونی، صدر

Marfat.com

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان جو اپنے ساتھ بارہ علماء کو لے کر آزاد کشمیر تشریف لائے ہیں۔ وہ پاکستان کے مؤسس کی حیثیت بھی رکھتے ہیں، تشریف لائے ہیں اور آپ کو اپنے جذبات وخیالات سے مستفیض فرمائیں گے۔

حضرت علامہ بدایونی نے اللہ اکبر، نعرۂ رسالت کے فلک شگاف نعروں میں اپنی تقریر کا آغاز فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے مسرت وخوشی ہے کہ میں آج برسوں کے اشتیاق کے بعد آپ مجاہدین کی زیارت کے لئے اس وقت حاضر ہوا جب کہ آپ بھارت کے غنڈوں، ظالموں، سفاکوں کے مقابلے پر جان و مال کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ آج بھارت کے ہندو لیڈر کشمیری مسلمانوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں یہ وہی ہندو ہیں جنہوں نے مولانا شوکت علی و مولانا محمد علی جیسے زعماء کے ساتھ وفا نہ کی۔ مولانا محمد علی کانگریس کے کولہو کے بیل کو زبردستی گھسیٹ کر میدان سیاست میں لائے اور مجلس خلافت کے لاکھوں روپے گاندھی جی کو متعارف کرانے میں لگ گئے۔ میں نے اس وقت بھی اس قوم کی ذہنیت کا مطالعہ کیا اور اچھی طرح جانچا کہ ہندو کسی وقت بھی نہیں چاہتا کہ مسلمان صاحب اقتدار ہوں۔ جب ہندوؤں نے دیکھا کہ ہندوستان کا سویا ہوا مسلمان جاگ گیا اور ان کا نظام سیاسی ہندوؤں کے مقابلے میں وسیع سے وسیع تر ہو گیا ہے تو چوری چورا کا بہانہ بنا کر پوری تحریک خلافت کو ختم کرا دیا۔ بالآخر مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی جوہر اور تمامی مسلم زعماء کو (ماسوائے کانگریس کے چند اجیر مولویوں کے) کانگریس سے علیحدہ ہونا پڑا۔ حتیٰ کہ مسٹر محمد علی جناح بھی جو کانگریس میں ایک بلند مقام حاصل کر چکے تھے۔ ان کے نام پر کانگریس نے جناح ہال تک بنایا تھا۔ جب انہوں نے ہندوؤں کے ذہن کا گہری نظر سے مطالعہ فرمایا تو وہ بھی سمجھ گئے کہ مسلمانوں کو جداگانہ حیثیت سے ہی کام کرنے کی ضرورت ہے۔

جب مسٹر جناح نے مسلمانوں کی قیادت سنبھالی تو وہی کانگریس جو کبھی قائد اعظم محمد علی جناح کی عزت کرتی تھی، قائداعظم کے خلاف الزام لگانے لگی تا آنکہ جب قائداعظم نے مسلمانوں کے اندر اکثریت سے کامیابی حاصل کر لی اور ہندوستان کے ہر گوشے میں تعمیر پاکستان کا کام مکمل ہو گیا تو ہندوستان کے ہندوؤں نے انگریزوں سے ساز باز کر کے اور اپنے تمام حربے ناکام دیکھ کر پاکستان کی قبولیت اور ہندوستان کی تقسیم پر عمل درآمد کیا۔ پاکستان بن جانے کے بعد بھی ہندوستان کے متعصب ہندوؤں نے اقلیتی صوبجات میں ٹھیک اسی طرح کے مظالم توڑنے شروع کئے جیسے مجاہدین کشمیر پر ڈھائے جا رہے ہیں۔ جس طرح کشمیریوں کے مکانات میں آگیں لگائی جا رہی ہیں، اسی طرح یوپی اور سی پی میں بھی ہمارے ساتھ ہندوؤں نے ایسا ہی کیا مگر کیا ان مظالم نے پاکستان نہ بننے دیا۔ الحمدللہ پاکستان بن گیا اور کہنے والے نے کہا:

''اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد''

پس اے میرے کشمیر کے مجاہدو، یاد رکھو جس طرح انگریزوں اور ہندوؤں کی سازش کے باوجود پاکستان بنا، اسی طرح آج بھی امریکہ اور برطانیہ ہندوؤں کی باہمی سازش کے بعد بھی کشمیر آزاد ہوگا۔ کشمیر کے خلاف ہمارے دشمن کتنا بھی خفیہ یا اعلانیہ طور بھارت کو کثیر سے کثیر اسلحہ جات دیتے رہیں اور بھارت بغیر کسی اعلان جنگ کے کشمیر اور پاکستان پر شدید سے شدید حملے کرتا رہے اور چھ سوٹینکوں کی تاریخی جنگ کر کے پاکستان کو اپاہج کرنا چاہے مگر خدا کے فضل سے فتح پاکستان ہی کو حاصل ہوگی۔

پس میں تم کشمیریوں کو مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان اور پورے پاکستان کی جانب سے کہتا ہوں کہ تمہاری قربانیاں اپنا رنگ دکھائے بغیر نہ رہیں گی۔ تم بہت جلد دولت آزادی سے مالا مال کر رہو گے۔ ہم سب کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ تم نے

Marfat.com

شاندار مقابلے کئے ہیں، وہ تاریخ پاکستان کا سنہری باب ہیں۔
میں تو کہتا ہوں

جو عدوئے باغ ہو برباد ہو
کوئی ہو گل چیں ہو یا صیاد ہو

ہمارا یہ وفد کل صبح آپ کے مہاجرین میں وہ سامان جو مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان اپنے دو خاص ٹرکوں کے ذریعے کراچی سے بھیج چکی ہے اور جو راجہ یعقوب صاحب کیانی کی تحویل میں مقفل ہے، ہم سب مل کر تقسیم کریں گے۔ آپ کے ذمہ دار عمال اور حکومت کے اعلیٰ افراد ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں گے۔ آپ پورے سکون کے ساتھ ٹھیک ۸ بجے تشریف لائیں اور اپنا اپنا حصہ ہم سے وصول کرلیں۔ جو کثیر سامان آیا ہے وہ آپ سب کے لئے ہی ہم لائے ہیں۔ آپ ہرگز پریشان نہ ہوں اب آپ کا مسئلہ پوری دنیائے اسلامی کا مسئلہ بن چکا ہے، ہم سب آپ کی اعانت کے لئے مستعد ہیں۔ اس جلسے سے حضرت مولانا عارف اللہ مولانا شفیع اوکاڑی، مولانا مفتی غلام قادر کشمیری نے بھی خطاب فرمایا۔ نماز عصر جلسے سے واپسی آکر گیسٹ ہاؤس میں ادا کی گئی۔

تقسیم سامان: ۲۴ ر اکتوبر ۱۹۶۵ء کو ناشتے کے بعد ہی اطلاعات مل گئیں کہ تمام میدان مہاجرین سے بھر چکا ہے۔ باغ کے ذمے دار عمال سب ہی ہم سے تعاون کر رہے تھے اور ہماری قائم کردہ ترتیب و تقسیم میں ہماری مدد کر رہے ہیں۔ چونکہ ہمیں آج ہی دوپہر کا کھانا راولا کوٹ میں کھانا ہے اس لئے ۱۲ بجے تک جتنا سامان تقسیم ہو سکے گا ہم بانٹ دیں گے۔ ہمارے ۱۲ رفقائے کار نے پہلے تو راشن کارڈ چیک کئے، اس کے بعد مختلف کرسیوں پر مختلف علماء بٹھلا دیئے گئے۔ جناب میر ناصر علی شمس صاحب۔ حاجی نذیر احمد صاحب۔ مولانا سید حسین الدین صاحب۔ سیٹھ حاجی علی احمد صاحب۔ یہ حضرات سامان نکالنے اور دینے والے مقرر کردیئے گئے۔ قائد وفد اور مولانا شفیع اوکاڑوی۔ مولانا عارف اللہ۔ مولانا مفتی غلام قادری کشمیری۔ مولانا جمیل احمد ہر مہاجر کے لئے سامان کی تجویز کرتے تھے، اس کے بعد سامان دیا جاتا تھا۔ غلام حیدر صاحب۔ حاجی نذیر احمد صاحب اور سید ناصر علی شمس صاحب تقسیم کرنے پر مامور تھے۔ ۱۲ بجے تک لحاف، کمبل، توشکیں اور گرم کپڑے سب تقسیم کردیئے گئے۔ جوتے قمیص و کپڑے جو کئی ہزار کی تعداد میں باقی تھے، وہ جناب کیانی صاحب، سب جج صاحب اور قائد وفد نے جو کمیٹی نے بنادی تھی، اس کی تحویل میں دے دیئے گئے۔ اراکین وفد نے تقسیم سے قبل و بعد مہاجرین کے ولولوں اور حوصلوں کا کافی اندازہ کرلیا۔ عام طور پر مہاجرین کے حوصلے زیادہ سے زیادہ بلند ہیں اور اس طرف کے عوام و خواص حتیٰ کہ عورتیں اپنے بچوں کو دولہا بنا کر میدانِ جنگ میں بصد شوق روانہ کرتی اور دعا کرتی ہیں کہ ہمارے بچے جہاد میں اسلام کے کام آجائیں تاکہ کل میدانِ قیامت میں ہماری شفاعت کا سامان ہوں۔

جہادِ کشمیر پاکستان کا ایک ایسا معرکہ ہوا جس کے ہر مورچے ہر محاذ پر عجیب و غریب واقعات رونما ہوئے۔ ایک واقعہ ہمارے علم میں تفصیل سے لایا گیا کہ جب بھارتی درندوں نے کشمیریوں پر مظالم کی حد کردی تو آزاد علاقے کے ایک مجاہد نے بھارتیوں پر پھینکنے کے لئے دستی بم کا پن نکال لیا تھا کہ ایک گوشے سے چند مسلح بھارتی فوجی اس کے اس قدر قریب پہنچ گئے کہ بم کا استعمال فائدے سے زیادہ نقصان رساں تھا، اس لئے مجاہد نے بم کو نہ پھینکا ادھر قدرت نے مجاہد پر ایسی کیفیت طاری کی کہ اسے یاد نہ رہا کہ بم کا پن نکلا ہوا ہے جو ہاتھ ڈھیلا ہوتے ہی پھٹ جائے گا۔ اس مجاہد نے بم کو بائیں جانب دل کے قریب بائیں جیب میں ڈال لیا جیب سے ہاتھ کا نکالنا تھا کہ ایک ہیبت ناک دھماکہ ہوا۔ قریب ٹھہرے ہوئے سات مسلح بھارتی تباہ ہوگئے مگر مجاہد کو چند معمولی خراشیں آئیں جو تھوڑے سے علاج کے بعد ٹھیک ہوگیا۔ اس سے بھی

Marfat.com

عجیب تر واقعات پاکستان سیکٹروں کے معائنہ کے وقت ہمارے علم میں آئے، جن سے ہمارا ایمان تازہ ہوا، جوان سیکٹروں کے ذکر میں بیان کیے جائیں گے۔ باغ سے راولاکوٹ ہوتے ہوئی ہم ہجیرہ پہنچے۔

ہجیرہ میں قیام: ہجیرہ ایک آباد و وسیع قصبہ ہے۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے بھیجے ہوئے سامان کا ایک ٹرک یہاں ہمارے پہنچنے سے قبل آ چکا تھا اور حضرت مولانا مفتی محمد حیات صاحب خطیب جامع مسجد کی تحویل میں محفوظ رکھا ہوا تھا۔ جہاں ایک مفتی صاحب مع ایک جماعت کے گیسٹ ہاؤس سے قبل ہی ہمیں راستے میں ملے۔ نمازِ مغرب کا وقت ہو چکا تھا اس لئے مصافحہ پر اکتفا کر کے سیدھے قیام گاہ آ گئے۔ مفتی صاحب کو وہیں بلا لیا۔ نماز کے بعد مقامی عمال وافسران جو وفد کے استقبال کے لئے منتظر تھے، ملاقاتیں اور معانقہ ہوا۔ نماز مغرب کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد حیات صاحب نے ہجیرہ کا محل وقوع اور تھوڑا سا جغرافیہ سمجھایا۔ ہجیرہ کے گیسٹ ہاؤس کے سامنے دو پہاڑیوں کے ایک حصے پر ہماری افواج مقیم ہیں اور ان کے بالمقابل بھارتی افواج مامور ہیں جو وقتاً فوقتاً چھیڑ چھاڑ کرتی رہتی ہیں جن کا پاکستانی افواج منہ توڑ جواب دیتی ہیں۔

نمازِ عشاء سے قبل کھانا تناول کیا۔ عشاء پڑھ کر شب کے حصے میں کئی بار مورچوں سے فائرنگ کی آوازیں آتی رہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد حیات صاحب اور مقامی عمال کے مشورہ سے طے ہوا کہ رات کا وقت زیادہ ہو چکا ہے اب کل صبح سویرے ایک وسیع ترین میدان میں اسی جگہ جہاں ہمارا بھیجا ہوا سامان رکھا ہے اس کے متصل ہی جلسہ ہوگا، وہیں مہاجرین جمع ہوں گے۔ پولیس کے ذمے دار عمال و افراد کی اعانت سے سامان تقسیم کیا جائے گا۔ حضرت مولانا مفتی محمد حیات صاحب نے جلسے کی ترتیب وانعقاد کا انتظام فرمایا۔ لاؤڈ اسپیکر نصب کرا دیا گیا اور باغ کی طرح تقسیم کا انتظام عمل میں لایا گیا۔ سب سے پہلے جلسۂ عام منعقد ہوا جس میں جناب مولانا شفیع اوکاڑوی اور حضرت علامہ بدایونی حضرت مولانا عارف اللہ شاہ نے جہاد اور مہاجرین کے عنوان پر تقریریں کیں۔ علامہ بدایونی نے ہجیرہ میں مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی ایک شاخ بھی قائم کر دی جس کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد حیات صاحب تجویز کیے گئے۔ آپ ہی کی صدارت میں جلسۂ عام منعقد ہوا جلسہ عام سے جمعیۃ کے قیام کی منظوری حاصل کی گئی۔

ہجیرہ سے متصل عباس پور بھی ایک اچھا وسیع قصبہ ہے جہاں مہاجرین کی کافی تعداد میں آباد ہیں، طے کیا گیا کہ نصف سامان عباس پور میں تقسیم ہو اور نصف ہجیرہ میں۔ ارکان وفد کے دو حصے کر دیئے گئے، ایک عباس پور کے لئے جس کے قائد حضرت مولانا مطیع الرضا تجویز ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت مولانا سید خلیل احمد صاحب قادری، حضرت مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب، الحاج سید ناصر علی شمس عباس پور بھیج دیئے گئے۔ باقی ارکان ہجیرہ میں رہے۔ ہجیرہ میں مولانا مفتی محمد حیات صاحب، ڈاکٹر یوسف صاحب اور عمال مقامی نے کافی اعانت کی۔ اراکین وفد نے کئی سو لحاف، کمبل اور گرم کپڑے تقسیم کیے جو سامان رہ گیا وہ مقامی عمال کی تحویل میں دے دیا تا کہ وہ تقسیم کر دیں۔

عباس پور: عباس پور مقبوضہ کشمیر سے آنے والے مہاجرین کا پہلا کیمپ ہے جہاں سامان لانے والی پارٹیاں راستے کی خرابی کی وجہ سے یہاں تک نہیں پہنچ پاتی ہیں۔ عباس پور سے قریب ہی مورچے لگے ہوئے ہیں۔ محاذ قریب ہے یہاں حضرت مولانا مطیع الرضا اور مولانا سید حسین الدین شاہ نیز مولانا سید خلیل احمد قادری اور الحاج سید ناصر علی صاحب شمس نے بڑی محنت سے سامان تقسیم فرمایا۔ عباس پور میں ایک جلسۂ عام بھی منعقد ہوا جس میں ارکان وفد نے موثر تقریریں کیں۔

Marfat.com

عباس پور میں جناب خواجہ عظیم قادر صاحب سب جج کیپٹن غلام مصطفیٰ آفندی سردار حبیب اللہ خان انسپکٹر پولیس سردار محمد شریف خاں صاحب سب انسپکٹر نے اراکین وفد کا بڑی حد تک ہاتھ بٹایا۔

دُعاؤں کا اثر: کیپٹن آفندی نے فرمایا ہمارے ایک کرنل صاحب نے وائرلیس کے ذریعہ پیغام بھیجا ''میں نرغے میں پھنس چکا ہوں میرے لئے دعا کراؤ۔'' نماز فجر کے وقت نمازیوں نے دعائیں کیں، عصر سے پہلے پیغام ملا الحمدللہ مسلمانوں کی دعائیں قبول ہوئیں خدائے پاک نے ہمیں بچالیا اور ۴۰۰ بھارتی ہلاک ہوگئے۔

مہاجرین کی خدمت کا صلہ: ان حضرات نے بیان فرمایا، عباس پور کے بازار سے مہاجرین کے لئے روپیہ اور اناج وغیرہ اکٹھا کیا گیا۔ لوگوں نے فراخ دلی اور جوش کے ساتھ دل کھول کر مہاجرین کی امداد واعانت کے لئے چندے دیئے۔ عباس پور سے جس قدر مہاجرین گزرتے ہیں ہم انہیں اس وقت تک کھانا دیتے ہیں جب تک آگے لے جانے کا بندوبست نہ ہو جائے۔ اس خدمت کا خدا کی جانب سے یہ صلہ دیا گیا کہ دشمن نے اگرچہ صدہا گولے عباس پور پر پھینکے مگر ایک گولہ بھی نہ پھٹا۔ ایک بار ۸۰ پونڈ والا بم بازار پر پھینکا گیا جو بازار کے قریب گر کر ہی دو ٹکڑے ہو گیا، نصف حصہ کی بارود جل گئی، نصف گولے کی بارود آج تک ہمارے پاس محفوظ ہے۔ یہاں کوئی جانی یا مالی نقصان نہیں ہوا۔ آفندی صاحب نے مزید فرمایا کہ ہم لوگ مہاجرین کے متعلق ایک دن امدادی کاموں میں مشورہ کر رہے تھے کہ بموں کی آوازیں آئیں تو میں زمین پر لیٹ گیا۔ سب جج صاحب کھڑے تھے کہ بم درخت سے ٹکرایا۔ درخت تباہ ہو گیا۔ ہم دونوں بچ گئے۔ آفندی صاحب ۱۹۴۷ء کی جنگ آزادیٔ کشمیر میں بھی گرانقدر خدمات انجام دے چکے ہیں۔ ان کے اپنے مکان پر ۲۵-۲۵ پونڈ کے کئی بم گرے مگر آپ کے مکان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

عباس پور پولیس پر بمباری: دشمن نے عباس پور کی پولیس پر بھی شدید بمباری کی مگر مہاجرین اور پولیس والے سب محفوظ رہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے امداد نہیں تو اور کیا ہے۔

ایک شہید کا حال: جناب مولانا مفتی عبدالحمید صاحب نے بیان فرمایا۔ چھمب سیکٹر میں ہمارا ایک کشمیری سپاہی شہید ہوا۔ گرمی شدید تھی اور گھمسان کی جنگ جاری تھی۔ شہیدوں کی لاشوں کو وہیں دفن کر دیا گیا۔ جب قصبہ دھمن آزاد کشمیر میں اس کے گھر والوں کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے کوئٹہ سے اس کے بھائی کو بلایا۔ وہ چھمب میں جا کر شہید بھائی کی نعش کو ایک مہینے بعد نکال کر لایا تو لوگوں نے عام وخاص طور پر نعش کو دیکھا وہ ایسی حالت میں تھی کہ بدن کے تمام جوڑ نرم، جسم ملائم تھا اور چہرے پر گولے کا نشان تھا۔ آزاد کشمیر میں قدیم سے قاعدہ ہے جب کسی کی شہادت کی خبر ملتی ہے تو لوگ دور دور سے چل کر اس کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ حالیہ جنگ میں ۳۰-۴۰ دن گزرنے کے بعد شہیدوں کی نعشیں دیکھی گئیں تو وہ صحیح وسالم تھیں اور ان میں کچھ بھی تغیر وتبدل نہیں ہوا۔

گوریلے مجاہدین کا واقعہ: عباس پور کے اندر گوریلے مجاہدوں کے بہت سے واقعات مسموع ہوئے جن سے معلوم ہوا کہ وہ دیکھتے دیکھتے مسلح بھارتیوں کے سامنے سے غائب ہو جاتے ہیں۔ پونچھ کے قریب بھارتیوں نے ایک گوریلے کو گرفتار کیا اور اپنی عادت کے مطابق اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی بجائے نرم رویہ اختیار کیا تا کہ اس طرح سے گوریلوں کے غائب ہونے کا راز معلوم کیا جائے۔ بھارتیوں کے استفسار پر گوریلے مجاہد نے کہا۔ تم نے بغیر اسٹین گن کے کسی گوریلے کو غائب ہوتے ہوئے نہ دیکھا ہوگا اگر تم معلوم ہی کرنا چاہتے ہو تو اسٹین گن مجھے دو اور میرے

Marfat.com

اردگرد مسلح فوجی کھڑے کر دو تاکہ میں کہیں جا نہ سکوں۔ اس مجاہد نے اس انداز میں یہ بات کی کہ سب فوجی جھانسے میں آ گئے اور اپنی تمام فوج مسلح جیپوں کے درمیان گھیرا قائم کر کے اسٹین گن مجاہد کے حوالہ کر دی۔ وہ مجاہد کچھ دور جا کر ایک جیپ کے پاس گیا۔ یکا یک تڑتڑ گولیاں برسنا شروع ہو گئیں۔ بھارتی سورماؤں کے حوصلے پست ہو گئے۔ یہ گوریلا مجاہد ۲۵-۳۰ بھارتیوں کو فی النار والسقر کر کے غائب ہو گیا۔

چاروں ارکان وفد کی تقریروں کے بعد مہاجرین میں سامان بانٹا گیا۔ الحمدللہ اراکین وفد نے تھوڑے سے وقت میں حالات کو بھی قلمبند کیا۔ ملاقاتیں بھی کیں اور فوجیوں سے مذاکرات بھی کئے اور سامان بھی تقسیم کرایا۔ ہجیرہ میں عباس پور والی پارٹی آ کر مل گئی اور ہجیرہ سے تراڑ خیل ہوتے ہوئے پلندری پہنچے۔

پلندری کے عامل غائب تھے: اراکین وفد معینہ پروگرام کے مطابق طوفانی دورہ کرتے ہوئے اس حالت میں کہ ایک جیپ خراب ہو گئی تھی مگر گیلانی صاحب ڈرائیور کی مشاقی کے باعث پہاڑی اتار چڑھاؤ کے باوجود ارکان بخیر و عافیت پلندری گیسٹ ہاؤس آ گئے، جہاں ہمیں قیام کرنا تھا اور جو ہمارے پروگرام میں حکومت کی طرف سے مقرر کردہ مقام تھا اور اطلاعات بھی غالباً دے دی گئی تھیں مگر وہاں پہنچ کر علم ہوا کہ گیسٹ ہاؤس میں نہ کوئی انتظام ہے نہ جناب انچارج صاحب پلندری میں موجود ہیں ان کا بنگلہ گیسٹ ہاؤس کے پاس ہی تھا۔ وہاں معلوم کرایا تو کوئی شخص نہ ملا، خدا جانے ان حضرت پر کیا افتاد پڑی کہ وہ مع خاندانی افراد کے غائب ہو گئے۔ ڈرائیوروں نے بتایا کہ اگر ابھی روانگی ہوئی تو ۲۰ میل کے بعد آزاد پتن کو کراس کر کے ۹ بجے رات تک راولپنڈی پہنچ سکتے ہیں۔ لائٹ خراب ہو گئی تھی۔ اس کی تدبیر یہ نکالی گئی کہ اچھی گاڑیاں آگے چلیں، ان کے پیچھے خراب گاڑی رکھی جائے چنانچہ اس ترکیب سے پہاڑی علاقے عبور کرتے ہوئے پل تک پہنچ گئے۔ پل پار کر کے ہوٹلوں میں نماز مغرب پڑھی۔ سب کو بھوک کافی لگ رہی تھی اسلئے ہوٹل میں چائے اور انڈے کھا کر اشتہا پوری کر لی، فوراً ہی سب گاڑیاں روانہ ہو گئیں۔ اب ہر گاڑی ۶۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے جا رہی ہے۔ ہوا خنک چل رہی ہے، ٹھیک ۹ بجے شب کو راولپنڈی داخل ہو گئے۔ ۱۰ بجے کے قریب دارالعلوم رضویہ کی عمارت میں پہنچ گئے۔ حضرت مولانا عارف اللہ صاحب کو سٹ لائٹ ٹاؤن پہنچوایا گیا۔ راولپنڈی پہنچ کر تمام اراکین بے حد خستہ ہو گئے تھے۔ قائد وفد کو کراچی سے کسی کی خیریت نہ معلوم ہو سکتی تھی۔ آپ نے کراچی فون کر کے حالات معلوم کئے۔ الحمدللہ اطلاع ملی کہ کراچی میں سب طرح خیریت ہے۔ لوگ خوش ہیں کہ مرکزی جمعیۃ کا وفد مسلسل دورہ کر رہا ہے۔ جستہ جستہ حالات اخبارات میں شائع ہو جاتے ہیں۔ عشاء کے بعد سب نے اپنی اپنی نشستوں پر آرام کیا اور صبح سویرے ناشتہ سے فارغ ہوئے۔ ضروری ضروری مقامات پر فون کر دیئے گئے۔

مجاہد اول سردار عبدالقیوم خاں صاحب کی معیت: مجاہد اول سردار عبدالقیوم خاں صاحب بھی پنڈی تشریف لے آئے اور فرمایا کہ میں آپ حضرات کے ہمراہ آزاد کشمیر کے بقیہ سارے مقامات اور پاکستانی سیکٹروں کے مشاہدات کے لئے چلوں گا قائد وفد علامہ بدایونی نے سردار صاحب کی معیت کا گرم جوشی سے استقبال کیا اور طے پا گیا کہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۵ء کو سردار صاحب صبح سویرے تشریف لے آئیں گے چنانچہ آپ ۱۱ بجے پہنچ گئے۔

میر پور، ۲۷/اکتوبر ۱۹۶۵ء: اراکین وفد وقت مقررہ پر پنڈی سے روانہ ہو گئے۔ منگلا ڈیم سے گزرتے ہوئے ایک بجے دن میر پور پہنچ گئے۔ ڈاک بنگلے میں قیام ہوا۔ یہاں کا ڈاک بنگلہ خاصا وسیع ہے جس کے اندر بہت سے کمرے ہیں۔ ایک ایک کمرے میں دو دو ارکان ٹھہرائے گئے۔ جہاں مرزا محمد

Marfat.com

صاحب ڈی ایس۔ حضرت مفتی صاحب خطیب جامع مسجد۔ تحصیل دار میر پور مسٹر فیض اللہ جوشی۔ میر محمد سے تعارف کے بعد کھانا شروع ہو گیا۔ نماز ظہر جماعت سے ادا کی گئی۔

ہسپتال میں مریضوں کا مشاہدہ: بعد نماز عصر مرکزی ہسپتال کے اندر جو فوجی زخمی داخل تھے، ان سے ملاقات اور مزاج پرسی کے لئے جانا طے ہوا، اراکین وفد نے ۶۰۔۷۰ روپے کے پھل منگوائے۔ قائد وفد کے ہمراہ تمام اراکین نے ہسپتال جا کر مجروحین کی مزاج پرسی کی۔ ان میں پھل تقسیم کیے گئے، عام وخاص در پران سارے فوجیوں کے حوصلے بہت بلند ہیں۔ ان سب نے وفد کے اراکین کا شکریہ ادا کیا کہ علمائے کرام ہماری مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ مولانا بدایونی اور مولانا عارف اللہ صاحب نے ان سب مجروحین کے لئے دعائے صحت فرمائی۔ مجروحین بے حد متاثر ہوئے۔

واپڈا کالونی کا اجتماع: واپڈا کالونی کے مخلص کارکنان کی جانب سے وفد کو چائے پر مدعو کیا گیا جہاں دیر تک قائد وفد نے اراکاء سے کشمیر اور موجودہ جنگ پر تبادلہ خیالات کئے تاکہ عوام و خواص کے جذبات کا اندازہ کیا جا سکے۔ الحمد للہ ان سب کے حوصلے بلند پائے۔ علامہ بدایونی نے مختصر سی تقریر فرمائی اور مہاجرین کی بعض ضروریات کے لئے بریگیڈیئر جناب حبیب الرحمٰن صاحب کو فون کر کے توجہ دلائی۔

مہاجران سے اراکین وفد کی ملاقاتیں: نماز مغرب سے فارغ ہو کر اراکین وفد مہاجرین سے ملاقات کے لئے گئے جہاں معلوم ہوا کہ ابھی ایک قافلہ مہاجرین کا راجوری سے آ کر اترا ہے، یہاں وفد کے بعض اراکین نے کئی صد روپے بھی تقسیم کئے۔

بھارتی مظالم کی داستان: ان مہاجرین نے بھارتی درندوں کی الم ناک داستانیں سنائیں اور بتایا کہ جوان لڑکیوں کو اغوا کر لیا گیا۔ مردوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ بوڑھے مرد اور عورتوں کو بغیر کسی سامان کے آزاد کشمیر کے علاقے میں بہ جبر دھکیل دیا گیا۔ بعض مہاجرین کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے، کچھ کی آنکھیں تک پھوڑ دی گئیں۔ بعض کی ناکیں کاٹی گئیں۔ کچھ عورتوں کے پستان کاٹے گئے۔

میر پور کے محبّ وطن افراد: آزاد کشمیر کے علاقے میں میر پور وہ ضلع ہے جس کے باشندے مال دار و دولت مند ہیں۔ جن کے اکثر و بیشتر افراد و عناصر یورپ میں رہتے ہیں اور کافی دولت کماتے ہیں۔ ان لوگوں اور یہاں کے رہنے والوں نے بے شمار روپیہ دفاع میں بھجوایا۔

جلسۂ عام اور جمعیۃ علماء کا قیام: جامعہ مسجد میر پور میں ایک عظیم الشان جلسۂ عام زیر صدارت مجاہد اول سردار عبدالقیوم خاں صاحب منعقد ہوا۔ جس میں تمامی علمائے کرام نے ولولہ انگیز تقاریر فرمائیں۔ علامہ بدایونی صاحب نے جمعیۃ علمائے پاکستان کی شاخ قائم کرنے کا اعلان کرتے ہوئے مقامی عمال اور حضرت مولانا کی خاطر مدارت و مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا۔ ''پاکستانی افواج'' مجاہدین کشمیر کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے آزاد کشمیر کے لئے دعا فرمائی۔ خطیب پاکستان مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب نے بھی جوشیلی تقریر فرمائی۔ جلسہ بے حد کامیاب رہا۔

سفر کوٹلی براہ کھوئی رٹا وگل پور: ۲۸/اکتوبر ۱۹۶۵ء کو میر پور سے کوٹلی جانے کے لئے وفد کے دو حصے کر دیئے گئے۔ ایک جماعت قائد وفد علماء اور سردار عبدالقیوم خاں صاحب کی معیت میں کھوئی رٹا ہو کر روانہ ہوئی۔ دوسری جماعت میں حضرت مولانا مطیع الرضا، حضرت مولانا شفیع اوکاڑوی، مولانا سید خلیل احمد صاحب قادری، سیٹھ احمد میمن شامل تھے براستہ گل پور کوٹلی گئی۔ کھوئی رٹا اور گل پور میں کافی شاندار جلسے ہوئے جہاں مہاجرین و

Marfat.com

مجاہدین کافی تعداد میں شریک ہوئے۔ بڑی موثر تقاریر ہوئیں۔ فوجیوں میں کافی جوش پھیل گیا۔ ہر جلسے میں جہاد کے فضائل، پاکستان کی سلامت وبقاء کے لئے سب کچھ قربان کردینے کے عہد و میثاق ہوئے۔ جلسہ گاہوں میں ہر دو جماعتیں راستے کی دھول سے متاثر ہوکر پہنچیں تھیں مگر ارکان نے فرمایا، آج ہمیں فخر ہے کہ مجاہدین کے علاقہ جات میں ہمارے چہروں پر مٹی پڑ رہی ہے جسے مجاہدین نے اپنے قدموں سے جہاد کرتے ہوئے روندا ہے۔ ڈاک بنگلے میں قیام ہوا۔

کوٹلی کا قیام: یہاں جناب احسان الحق صاحب، سب جج جناب سید احمد علی شاہ، تحصیل دار چوہدری شبیر احمد صاحب، سب ڈویژنل افسر اور عامۃ المسلمین نے وفد کا استقبال کیا۔ نمازِ ظہر ادا کی۔ نماز کے بعد کھانا کھایا۔

گورنمنٹ ہائی اسکول کا جلسہ: جناب محترم سردار عبدالقیوم خاں صاحب کی زیر صدارت گورنمنٹ ہائی اسکول میں جلسہ عام منعقد ہوا جلسے کے بعد واپس میر پور آ گئے۔

رات کو جناب محترم سردار عبدالقیوم صاحب نے اپنے کمرے میں شب کے نصف حصے تک جناب مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب سے میلاد شریف پڑھوایا۔ موصوف نے نثر و نظم دونوں کے ساتھ محامد وفضائل پڑھے اور نعت شریف کی تمام غزلیات کو حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب کشمیری نے ٹیپ کر لیا۔ ایک بجے شب کے بعد جلسۂ میلاد ختم ہوا۔ صبح کو جب علامہ بدایونی کلام پاک دلائل الخیرات شریف کا ختم کر رہے تھے، اس وقت ہر ایک کے پلنگ پر کافی مقدار میں پھلوں کا حصہ موجود تھا۔

میر پور کالج کا جلسہ: میر پور کالج کی جلسہ گاہ سامعین سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ یہاں پر سردار عبدالقیوم خاں صاحب اور حضرت مجاہد ملت نے فلسفہ جہاد اور مجاہدین کے عزائم پر بصیرت افروز تقریریں کیں۔ علامہ بدایونی نے فرمایا: ہمارے طلباء نے تحریک خلافت، احیاء مسلم لیگ، قیام پاکستان اور جہاد کشمیر میں نمایاں حصہ لیا ہے طلباء ہماری تمام اسلامی تحریکات میں ریڑھ کی ہڈی ثابت ہوئے ہیں۔ لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ طلباء سیاسیات میں اس قدر منہمک ہوجائیں کہ ان کی تعلیم کا اہم کام خراب وضائع ہو جائے۔ آپ حضرات قومی اور مجاہدانہ خدمات میں کام کریں لیکن اس طرح کہ تعلیم خراب نہ ہوجائے مگر ہنگامی حالات میں سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ میں آپ کے جوش سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ پاکستان غربی وشرقی کے نوجوان تحریک آزادی کشمیر کے ساتھ ہیں۔ خدا کشمیر کو دولتِ آزادی سے مالا مال فرمائے۔ پاکستان نے اس بار اپنی ساری حکومت کی بازی کشمیر کے لئے لگا دی ہے۔

سردار عبدالقیوم نے کشمیر کی تاریخ پر روشنی ڈالی اور تحریک کا مد و جزر پیش کرتے ہوئے فرمایا، آخری دور ایسا آیا جب خدائے قدوس نے جہاد کی دولت قلب ماہیت کر دیا۔ پوری دنیائے اسلامی کشمیر کے موقف کی مدد و معاون ہے۔ اب یہ مسئلہ محض پاکستان کا ہی نہیں رہا بلکہ پوری دنیائے اسلامی کا مسئلہ بن گیا ہے۔ خدائے قدوس ہمارے وطن عزیز کو بھارت کی غلامی سے نکال کر اسلامِ مقدس کا علم و پھریرا اس پر اڑائے۔

جلسہ عام سے فارغ ہوکر بھمبر پہنچنا ہے اگرچہ اس طرف کے علاقہ جات کا سفر انتہائی دشوار گزار اور تکلیف دہ ہے۔ اراکین میں سے اکثر کا مزاج خراب ہوگیا ہے۔ مگر اس کے باوجود سب ساتھی بھمبر کے لئے روانہ ہوگئے۔ اور یہاں تک کا طویل انتہائی خراب راستہ کئی گھنٹے کی مسلسل مسافت میں بالآخر طے کر ہی لیا اور بھمبر کے گیسٹ ہاؤس پہنچ گئے۔

بھمبر کی مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کی گئی: بھمبر پہنچنے کا دن جمعہ تھا۔ جہاں گیسٹ ہاؤس میں قیام کا انتظام کیا گیا تھا، ایک اچھا مجمع

Marfat.com

استقبال کے لئے موجود تھا۔ کیپٹن جناب عابد صاحب نے ایک جماعت کے ساتھ استقبال فرمایا۔ جناب کیپٹن عابد صاحب ہمارے پاس پاکستانی سیکٹروں کا مشاہدہ کرانے کی غرض سے مامور تھے۔ یہ بڑے مخلص اور جوشیلے فوجی افسر ہیں اور انتہائی سلیم الطبع واقع ہوئے ہیں۔ ہم سب نے جلدی جلدی وضو کر کے کھانا کھایا، بعد فراغت طعام جامع مسجد پہنچ گئے۔ یہاں جامع مسجد ماشاءاللہ بڑی وسیع ہے۔ یہاں کے خطیب صاحب خوش عقیدہ صوفی و فاضل ہیں۔ خطابت کے فرائض مجاہد ملت مولانا علامہ بدایونی صاحب نے انجام دیئے۔ بعد نماز جمعہ مولانا جمیل احمد صاحب نعیمی، مولانا سید خلیل احمد صاحب، سردار عبدالقیوم خاں صاحب اور مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب، حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب کشمیری نے مؤثر تقاریر فرمائیں۔ یہاں دور دور کے مجاہدین اور عامۃ المسلمین کافی تعداد میں آئے ہوئے تھے۔ سامعین بڑے اچھے تاثرات لے کر گئے۔ جلسے کے بعد تھوڑا آرام کیا کیونکہ چھمب، جوڑیاں جانا تھا۔

گجرات کے لئے روانگی: تقریباً ۴ بجے شام گجرات کے لئے روانگی ہوسکی۔ جناب مولانا محمد فیض علی فیض صاحب خطیب جامع مسجد راولپنڈی کا اصرار تھا کہ گجرات سے جاتے ہوئے دادولی شریف میں ان کے والد بزرگوار حضرت پیر بڈھے صاحب سے ملاقات کرتے ہوئے جایا جائے۔ اگرچہ وقت نہ تھا مگر قائد وفد نے تجویز کیا کہ حاجی صاحب قبلہ سے مل کر ہی ارکان جائیں گے۔ چنانچہ مولانا فیض کے گھر پر، جو ریلوے اسٹیشن کے قریب تھا، جس پر بھارت کی افواج نے بمباری کی تھی مگر کوئی خاص نقصان نہیں ہوا، پہنچے۔ مولانا فیض صاحب کے والد بزرگوار بہت خوش ہوئے۔ نماز عصر انہیں کے مکان پر ادا کی۔ نماز کے بعد حاجی صاحب نے ایک پرتکلف عصرانہ کا انتظام فرمایا تھا۔ ایک گھنٹے میں یہ پرتکلف دعوت ختم ہوئی اور ارکان وفد گجرات کے لئے روانہ ہوگئے۔ رات کو ۸ بجے کے قریب گجرات پہنچ گئے اور حضرت وحید العصر مفتی اعظم علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب کے دولت خانہ پر وفد مقیم ہوا۔ کھانے سے فارغ ہوتے ہی جناب سردار عبدالقیوم خاں صاحب کی صدارت میں ایک جلسہ عام منعقد ہوا۔ چونکہ آج حضرت مولانا بدایونی کی طبیعت خراب ہوگئی ہے اس لئے موصوف نے مختصر سی تقریر فرمائی۔ جناب سردار عبدالقیوم صاحب اور مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب، مولانا سید خلیل احمد صاحب نے مفصل تقاریر فرمائیں۔ ۲ بجے رات کو اللہ اکبر، نعرۂ تکبیر اور صلوٰۃ والسلام پر جلسۂ عام ختم ہوا۔

جناب نذیر احمد صاحب (مالک پنجاب فرنیچر مارٹ) کے یہاں دعوت: ۳۰ را کتوبر ۱۹۶۵ء کو علی الصبح جناب حاجی نذیر احمد صاحب کے مکان پر ایک شاندار چائے پارٹی کا انتظام کیا گیا تھا۔ آج اگرچہ طبیعتیں کافی خراب تھیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مولانا مفتی محمد میاں صاحب کے اصرار پر سارے لوگ اس دعوت میں شریک ہوئے اور ۸ بجے تک فراغت پا کر چھمب جوڑیاں کے دورے پر روانہ ہوگئے۔

چھمب جوڑیاں کا دورہ: چھمب، جوڑیاں کے دوران سفر منادر گاؤں پہنچے، معلوم ہوا کہ یہاں سے چند میل دور وہ مقام ہے جہاں سے ہمارے ایک فوجی افسر نے متعدد مسلح بھارتیوں کو گرفتار کیا تھا حالانکہ یہ فوجی خود غیر مسلح تھا۔ اراکین وفد پونے گیارہ بجے مفتوحہ علاقے میں داخل ہوگئے۔ یہاں وفد کو فوجی کیمپ میں لایا گیا۔ یہاں قائد وفد نے فوجی افسروں سے کشمیری فوجیوں کے متعلق سوالات کئے تو افسر نے بتایا۔ ہمیں فخر ہے کہ کشمیری مجاہدین ہمارے دوش بدوش لڑتے رہے۔ اس علاقے میں بھارتی سورماؤں پر پاکستانی افواج کی ایسی دھاک بیٹھ گئی ہے کہ وہ ان کے نام سے کانپتے تھے۔ ہمیں بتایا گیا۔ یہاں دشمن نے بارودی

Marfat.com

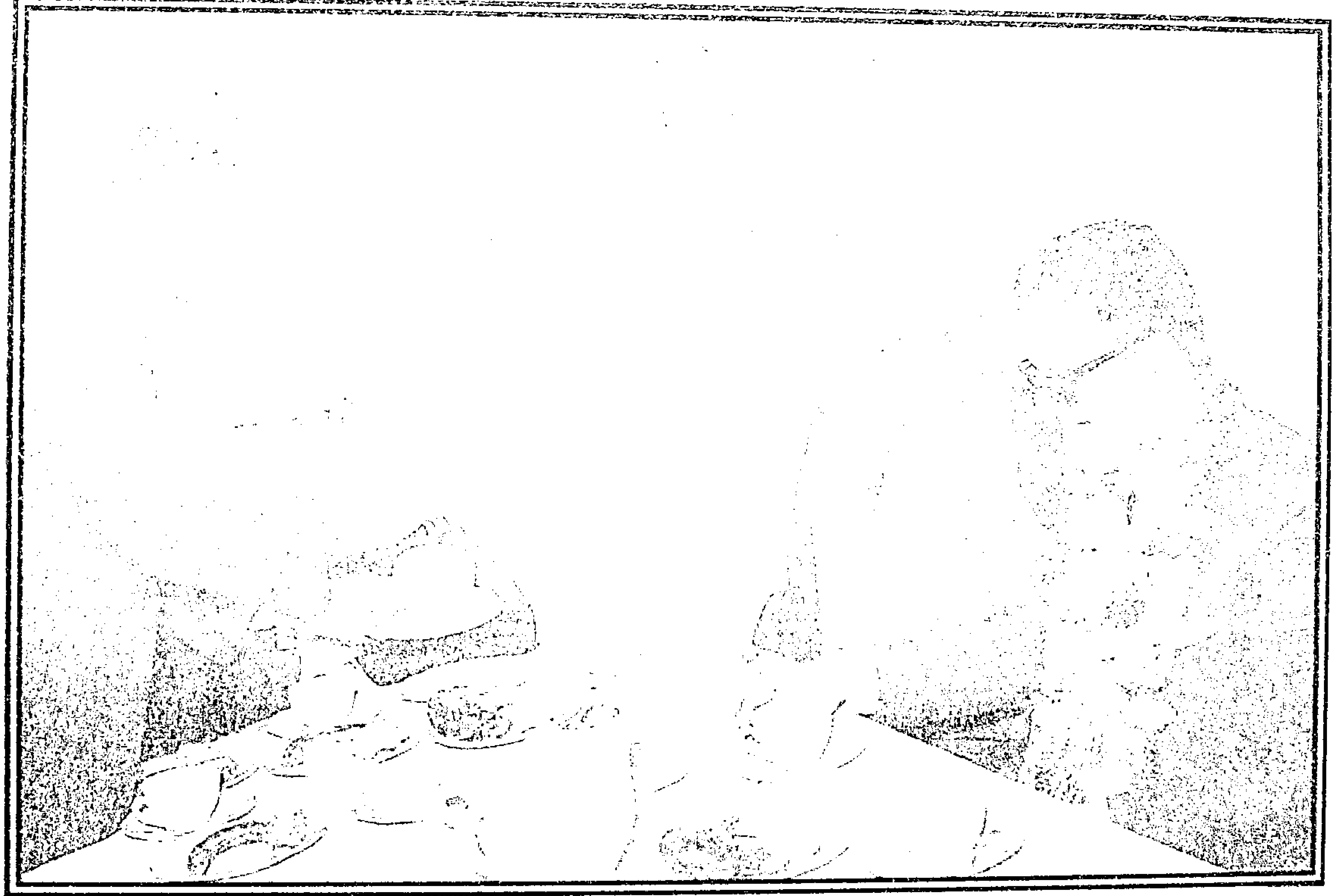

جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ نے سفیرِ کویت کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ دائیں سے بائیں سفیرِ کویت،
مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، آزاد بن حیدر ایک افغان رہنما کو چائے پیش کر رہے ہیں۔

Marfat.com

سرنگیں بچھا رکھی تھیں اس لئے آگے بڑھنا آسان کام نہ تھا، دوسرے یہ کہ دشمن کا چند سو گز کے فاصلے پر توپ خانہ نصب تھا مگر جیسے ہی ہمارے نوجوان ''یارسول اللہ یا علی کا نعرہ لگاتے ہیں، بھارتی سب کچھ چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔''

یارسول اللہ یا علی کی برکت: یہ تھا وہ عظیم نعرہ جس سے بھارتیوں کے دل دہل جاتے تھے اور وہ تعداد میں ہم سے کم از کم تین گنا اور بعض جگہ آٹھ گنا زیادہ ہو جاتے تھے مگر کبھی بھی جانبازوں کے مقابلے میں جم نہ سکے۔ اس علاقے میں بھارت کے گولے بارش کی طرح گرے ہیں لیکن خدا کے فضل سے ہماری افواج ان کے گولوں سے محفوظ رہیں۔

بھارتی پائلٹوں کی بدحواسی: بھارتی پائلٹوں کی بدحواسی کا یہ عالم تھا کہ وہ جتنے بھی گولے گراتے، ایک بھی ہمارے مورچے پر نہ گرتا۔ اگر کسی وقت بھارت والے پاکستانی افواج کے سامنے آجاتے تو ان کا اپنی جگہ قائم رہنا مشکل ہو جاتا۔ اس لئے وہ ہمیشہ مقابلے پر آنے سے کتراتے تھے۔

افواج پاکستان کی طرف سے میزبانیاں: اراکین وفد کو تمام فوجی ہیڈکوارٹرز دکھائے گئے۔ اراکین کے پہنچتے ہی چائے او رشروبات سے تواضع کی جاتی۔ یہاں ذمہ دار فوجیوں نے اپنے مشاہدات سنائے جن کی سماعت کر کے ایمان تازہ ہوا۔ بعض نے بیان کیا کہ ہمارے اکثر محاذوں پر فوجیوں اور افسروں نے حضراتِ صحابہ کرام، حضرات اہل بیت اطہار اور خود حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مورچوں پر تشریف لاتے اور گفتگو فرماتے ہوئے دیکھا اور سنا۔ الحمدللہ جہاد مقدس کی برکت اور طفیل میں فوجیوں کو یہ سب سے بڑی نعمت حاصل ہوئی کہ ان قدوسین کا شرف زیارت حاصل ہوا۔

دریائے توی کا منظر: مختلف محاذوں کے مورچے دیکھے۔ فوجیوں سے مذاکرات کے بعد توی سے گزرے۔ ہماری گاڑیاں دریا کے اندر سے ہی جا رہی تھیں اور زبان پر یہ شعر جاری تھا

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

دریا پار کرنے کا منظر عجب دلچسپ تھا۔ یہاں قلوب پر اپنی پاکستانی افواج کا جذبہ اور آگے بڑھنے کا جوش نعرہ ہائے تکبیر کا شور، دینِ مقدس کو شرک پر مقدم رکھنے کے جذبات جن کا فوجیوں کے کیمپ میں تذکرہ ہوا، وہ سارے مناظر سامنے آگئے۔ خدا کی تکبیر زبانوں سے نکل گئی۔ ہم باہر آگئے تو ایک گاڑی خراب ہوگئی۔ ہمارے فوجی جوانوں نے فوراً اسے ٹھیک کر دیا۔ چھمب کا منہدم شدہ ہسپتال، تھانہ وغیرہ دیکھا۔ بھارتی بزدلوں نے پسپائی و ہزیمت کے بعد میلوں دور تھانے کو بری طرح برباد کر دیا اور اپنی ہی بستیوں کو اپنے ہی ہاتھوں خراب کر گئے۔ اس علاقے میں ہماری فوج کے جیالے جوانوں نے دشمن کا اکثر و بیشتر اسلحہ چھین لیا۔

اراکین وفد نے تمام فوجی مورچوں کا معائنہ کیا اور دوربینوں کے ذریعے دور دراز علاقوں کو دیکھا۔ جہاں علامہ بدایونی نے خطاب کیا۔ خطاب وتقریر جذبات سے لبریز تھی۔ سامعین پر بھی رقت طاری ہوگئی، جتنی دیر یہاں تقریر جاری رہی عام و خاص اور عمال سب ہی پر اثراتِ خاص تھے، ان کی آنکھیں لبریز تھیں۔

طیارہ شکن توپوں کا معائنہ: واپسی میں ایک مقام پر طیارہ شکن توپیں نظر آئیں۔ قائد وفد نے خواہش کی ہمیں یہ توپیں چلا کر دکھائی جائیں۔ اس پر فوری طریقے سے عمل کیا گیا۔ یہاں کے ایک ہسپتال میں جا کر زخمیوں کی مزاج پرسی کی گئی۔ جناب محمد نواز صاحب لائنس نائیک نے چائے کے لئے اصرار کیا مگر وقت کی کمی کے باعث ان کی خواہش پوری نہ کی جا سکی۔

Marfat.com

سیالکوٹ: دو بجے ملٹری ہیڈ کوارٹر میں نماز ظہر ادا کی۔ فوجی بھائیوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ فوجیوں کے اخلاق و محبت کی باتیں برسوں یاد رہیں گی۔ واپسی میں ماتقی محاذات و مقامات کا معائنہ کرتے ہوئے براستہ گجرات سیالکوٹ پہنچے جہاں فاضل نوجوان مولانا مفتی محمد میاں صاحب صاحبزادہ حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نے رہائش و قیام اور جلسے کے عظیم الشان انتظامات فرمائے۔ ایک شاندار وسیع مکان میں جدا جدا کمروں میں تمام مہمانوں کے قیام کا بندوبست کیا گیا۔ مولانا محمد میاں صاحب ماشاء اللہ بڑے اچھے منتظم ہیں اور سیالکوٹ کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب ہیں اور الحمدللہ تحریکِ جہاد مقدس اور دفاعی فنڈ کی فراہمی اور مجاہدین کی اعانت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اراکین وفد بعجلت یہاں سے فارغ ہوئے۔ نمازِ عشاء پڑھی جلسہ گاہ میں آ گئے۔ حضرت مولانا عارف اللہ شاہ صاحب، مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب، علامہ بدایونی، مولانا فیض صاحب کی بے حد موثر اور باکیف تقریریں ہوئیں جن میں اہالیان سیالکوٹ کو ان کی بہادریوں اور باعزم اقدامات پر علامہ بدایونی و ارکان وفد نے اپنی اپنی تقاریر میں خراجِ تحسین پیش کیا۔ کہا جاتا ہے کہ سیالکوٹ میں اتنا بڑا جلسہ کبھی منعقد نہیں ہوا۔ سامعین کے جذبات میں تلاطم برپا تھا۔ خود تمامی مقررین پر ایک خاص کیفیت طاری تھی۔ خاص طور پر علامہ بدایونی اور مولانا اوکاڑوی صاحب نے سردار عبدالقیوم صاحب کی تقاریر بے حد پسند کی گئیں۔ سیالکوٹ کا جلسہ ایک تاریخی جلسہ تھا۔ ایک بجے کے قریب صلوٰۃ والسلام اور پاکستان کی فتح و نصرت کی دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

سیالکوٹ سیکٹر کا معائنہ: ۳۱ر اکتوبر ۱۹۶۵ء کو ناشتہ کے بعد سیال کوٹ سیکٹر کے محاذوں کا معائنہ کیا۔ یہاں افواج پاکستان کی قربانی، محنت شاقہ، بے پناہ جذبۂ جہاد کے جو حالات سننے میں آئے اور جس طرح منجانب اللہ امدادیں ہوئیں، ان واقعات نے ہمارے ایمانوں کو تازہ کر دیا اور اسلامی تاریخ کے حوادث و واقعات سب نگاہوں کے سامنے آ گئے۔ ذمہ دار فوجی افسران نے مذاکرات کے وقت صاف صاف الفاظ میں فرمایا۔ اگرچہ سیالکوٹ پر بھارت سے جنگ ایک تاریخی جنگ تھی جہاں ۶ سو ٹینکوں سے بھارت نے ہم پر حملہ کیا۔ کون کہہ سکتا تھا کہ ہم کامیاب ہوں گے مگر یہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا طفیل تھا کہ ہم کامیاب ہوئے ہم تعداد میں بھی کم سے کم تھے اور ہمارے پاس دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے سامان ہی تھا مگر اس لڑائی میں دیکھا گیا کہ اس محاذ پر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ و دیگر حضرات اکابر اولیاء اللہ نے تشریف لا کر ہماری مدد فرمائی۔ کہیں آسمانی بے شمار فوجیں مسلمانوں کی اعانت و مدد فرماتی تھیں۔

فوجی بھائیوں کے یہ جذبات و تاثرات ہی ان کی ایمانی پختگی اور عسکری کامیابیوں کی دلیل ہیں جس وقت بریگیڈیئر جناب سید محمود حسین صاحب غیبی اعانت کے واقعات بیان فرما رہے تھے تو علامہ بدایونی و مولانا عارف اللہ شاہ صاحب اور اراکین زار و قطار رو رہے تھے۔ حضرت علامہ بدایونی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ اے میرے پیارے مجاہدو قرآن مقدس آج سے پہلے فرما چکا ہے "كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ"۔

اس مورچے پر بعض فوجیوں اور ان کے افسروں نے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے شہزادگان کی زیارت بھی کی۔ پس آپ کی مجاہدات خلوص اللہ پر توکل یہ سب ادائیں خدائے قادر و مقتدر قیوم کو پسند آئیں جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ دشمن کے اس شدید ترین حملے میں کامیاب ہوئے۔ آپ نے اسلام مقدس اور وطن کا حق ادا کیا۔ ہم سب اس وقت آپ کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ اور تاریخ پاکستان ہمیشہ آپ کو یاد کرتی رہے گی۔ خدائے پاک آپ کو مستقبل قریب میں بھی کامیاب

Marfat.com

فرمائے۔ آپ مجاہدین ہمارے حق میں دعا فرمائیں کہ خدائے برتر ہمیں بھی جہاد میں شریک ہو کر لڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ لوگوں نے جس حوصلے اور ہمت سے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں، وہ تاریخ پاکستان کا ایک ایسا سنہرا باب ہے جس نے مسلمانوں کی زندگیاں بدل دیں، اخلاق و عادات میں انقلاب آ گیا۔ جو نماز سے جان چراتے تھے وہ عابد و زاہد بن گئے۔ بدعملوں نے بداعمالیاں ترک کر دیں۔ چوروں، شرابیوں نے حرام کاریاں چھوڑ دیں۔ اصلاح ملت کے لئے جہاد ایک بہترین نسخہ ثابت ہوا۔ لاریب جو جہاد مردہ شہید کو زندگی عطا کر دے پس وہ جہاد بداعمالیوں کو اعمالِ حسنہ میں کیوں نہ بدل دے گا۔

بریگیڈیئر صاحب نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آپ کی دُعائیں ہماری کامیابی کا راز ہیں ہم برسوں سے تنخواہیں اسی دن کے لئے پاتے تھے۔ حضرات علماء و مشائخ کرام اور عوام نے ہمارا ساتھ دے کر ہمارے حوصلے بڑھا دیئے۔ آپ حضرات نے مسجدوں، خانقاہوں کے اندر اپنے خاص خاص اوقات میں ہمارے لئے دعائیں فرمائیں۔ ہم میدان جنگ میں وطن مقدس کی حفاظت کا فرض ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال رہا تو ہم آپ جیسے بزرگوں کو تکلیف نہ ہونے دیں گے۔ رخصت ہونے سے پہلے علامہ بدایونی نے ایک خاص انداز میں دعا فرمائی۔ حاضرین پر رقت طاری ہوگئی۔

اس تاریخی لڑائی کی تفصیلات میں اگر جایا جائے تو کتابوں کی کتابیں مرتب ہو جائیں۔ ہماری مجاہدین و افواج کی ہمتوں نے کفار و مشرکین کے حوصلے پست کر دیئے۔ وہ بم چلاتے تو تھے مگر بم پھٹتے نہ تھے۔ ہمارے فوجیوں کا یہ عالم تھا کہ وہ زخمی ہونے کے بعد بھی آخر دم تک لڑتے رہے۔ الغرض ہماری افواج نے جو کارنامے انجام دیئے انہیں تاریخ پاکستان کسی وقت بھی فراموش نہیں کرے گی۔ اس سیکٹر کے ایک فوجی مرکز میں فوجی بھائیوں نے مشروبات کے علاوہ گرم کبابوں سے بھی تواضع فرمائی۔ تو علامہ بدایونی صاحب نے فرمایا۔ جہاد کی بدولت جنت میں تو ہر طرح کی نعمتیں ملیں گی مگر محاذات اور مورچوں پر بھی آپ جیسے مجاہدین کو خدا یہ نعمتیں عطا فرما رہا ہے۔

ہمارے مجاہدین کے نزدیک ٹینک کی کوئی حقیقت نہیں: ٹینکوں کا جب ذکر آیا تو خدایار صاحب نائیک نے بیان فرمایا۔ اس جنگ میں ہمارے نظر میں ٹینک کی کوئی حقیقت نہیں رہی۔ جب خدا کا فضل ہمارے ساتھ ہے تو ٹینک ہمارا کچھ بھی نہ کر سکے۔

واپسی میں سیالکوٹ چھاؤنی دیکھی۔ ازاں بعد شہری آبادی پر بھارتی بزدلوں کے ہاتھوں شہریوں کے مکانات جس طرح تباہ و برباد ہوئے، ان کا منظر دیکھا۔

مسجد مرادیہ میں نمازِ ظہر: ظہر کا وقت آخر ہو گیا تھا، مسجد مرادیہ میں نماز ظہر ادا کی۔ شہداء کے مزارات پر فاتحہ پڑھی۔ شہداء کے مزارات شہر کی تباہ شدہ آبادی سے قریب ہی واقع ہیں لیکن مزاراتِ شہداء کا بال بیکا نہ ہوا۔

سیالکوٹ سے روانہ ہو کر دادولی میں مولانا فیض علی صاحب کے یہاں چائے پیتے ہوئے گوجرانوالہ شہر پہنچے۔ یہاں وفد کے معزز رکن جناب حاجی نذیر احمد صاحب کا مکان ہے۔ ان کی خواہش تھی کہ ان کے مکان پر چائے پی جائے حالانکہ دادولی میں چائے نوشی کی ایک بڑی دعوت ہو چکی تھی مگر حاجی نذیر احمد صاحب اور ان کے بھائیوں کی خوشی پوری کرنی ضروری تھی۔ یہاں ۲۰ منٹ شریک ہو کر لاہور کے لئے روانہ ہو گئے۔

لاہور آمد: لاہور کے قیام کا انتظام اور دیگر ضروری مسائل جناب مولانا سید خلیل احمد قادری نے اپنے ذمے لئے تھے۔ سید صاحب چند گھنٹے قبل لاہور روانہ ہو گئے اور سارے انتظامات کی تکمیل

Marfat.com

جاتے ہی فرمائی۔ وفد کے پہنچنے کے لئے مولانا نے جگہ فرمائی تھی، بغیر راہ نما کے ارکان وفد وہاں نہ پہنچ سکے۔ مولانا نے وفد کے استقبال کے لئے اعلیٰ انتظامات کئے تھے۔ رضا کاروں کی جماعتیں موجود تھیں۔ جب ہم مکان پر پہنچ گئے تو یہ ساری جمعیت قیام گاہ تک آ گئی۔ ارکان وفد کو باہر لایا گیا تا کہ وہ مخلص جماعت کے جذبات محبت کے اظہار میں شریک ہوں۔ نوجوانوں نے گولے چھوڑے (پٹاخوں سے استقبال کیا)۔ قائد وفد نے سب کا شکریہ ادا کیا۔

مولانا سید خلیل احمد صاحب نے اندرون اکبری دروازہ جناب چوہدری سراج الدین و چوہدری محمد اکرام صاحب کے مکانات میں اراکین وفد کا جدا جدا کمرے میں انتظام فرمایا۔ ہر دو حضرات نے وفد کے ارکان کی کافی خدمات کیں۔ یہ دونوں بھائی حضرت علامہ ابوالحسنات صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مخلصین میں سے ہیں۔

جناب ملک عطاء اللہ صاحب ڈپٹی لیڈر فائر پارٹی نولکھا اور ان کے رضا کاروں نے تین شبانہ روز جو گرانقدر خدمات انجام دیں۔ انہیں مرکزی جمعیت پاکستان کا یہ وفد کسی طرح فراموش نہیں کر سکتا۔ خدا ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضرت سیدنا داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری: یکم نومبر کی صبح کو سویرے ہی حضرت قائد وفد اراکین کو ہمراہ لے کر حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے۔ فاتحہ پڑھنے کے وقت سب نے سلام پیش کرنے کے لئے عرض کیا۔ حضرت نے پاکستانی افواج پر اپنی روحانی توجہ فرمائیں اور متعدد مقامات پر بنفس نفیس خود تشریف لے گئے۔ آپ کی اعانت نے ہماری فوجوں کو بھارت کے مشرکوں کے مقابلے میں کامیاب فرمایا۔ حضرت علامہ مولانا ابوالحسنات صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھی اور کہا۔ حضرت نے کشمیر کے دورے کی ابتدا فرمائی تھی، مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کراچی نے اس کی تکمیل کی، دعا کریں کہ خدائے برتر ہمیں کامیاب فرمائے۔

شاہی مسجد: فاتحہ کے بعد مولانا سید خلیل احمد صاحب شاہی مسجد لے آئے۔ یہاں ایک محفل نعت منعقد ہوئی۔ پڑھنے والوں نے آج نعتِ شریفہ اس انداز سے پڑھی کہ سب پر خاص کیفیت طاری ہوگئی۔ اراکین کی جیبوں میں جو بھی اس وقت موجود تھا وہ پڑھنے والوں کی نذر کر دیا گیا۔ کیف کسی طرح ختم نہیں ہوتا تھا۔ ایک گھنٹے بعد حالت ٹھیک ہوئی۔

سفر کھیم کرن: ۲رنومبر ۱۹۶۵ء کی صبح ۶ بجے گاڑیاں کھیم کرن کے لئے روانہ ہوئیں۔ سب سے پہلے فوجی ہیڈ کوارٹر میں چائے پی گئی، اس کے بعد اس سیکٹر کی معلومات کے لئے ایک نوجوان افسر کے کمرے میں داخل ہوئے تو ان کی میز پر آیت "ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاً کانھم بنیان مرصوص" کندہ کی ہوئی رکھی تھی۔ انچارج صاحب الحمدللہ قرآن کریم سے عشق رکھتے ہیں اور اکثر و بیشتر قرآن کریم بامعنیٰ پڑھنے کے عادی ہیں۔

یہاں معلوم ہوا کہ جب کھیم کرن پر ہمارا قبضہ مکمل ہو گیا تب بھی بھارتی ریڈیو یہی کہتا رہا کہ کھیم کرن بھارت کے قبضے میں ہے۔ انہیں شری شاستری جی کی ہدایات مل گئی تھیں کہ کتنی بھی قربانیاں دینی پڑیں اور کچھ ہی قیمت کیوں نہ ادا کرنی پڑے، ہر حال میں کھیم کرن پر قبضہ کرو۔ چنانچہ بھارتی فوجیوں نے شدید سے شدید حملے توپوں، ٹینکوں اور ہوائی جہازوں کی مدد سے کئے مگر پاکستانی جیالے مجاہدین نے ایسا ڈٹ کر مقابلہ کیا کہ بھارت کی تمام کوششیں بیکار ہو گئیں۔

کھیم کرن بھارت کا سب سے بڑا غلے کا مرکز تھا۔ ہمارا یہاں کا چوری سے منگوایا ہوا لاکھوں من غلہ یہاں جمع رہتا تھا۔ فا

Marfat.com

بندی سے ۲۴ گھنٹے قبل بھارتی فوجوں نے اپنی پوری طاقت سے اس شہر کو بچانا چاہا اور اپنی توپوں سے پچاس فٹ پر چار ہزار گولے پھینکے اور افواج سے پکار پکار کر کہا جانے لگا۔ تمہیں آج شراب قصور میں پینی ہوگی۔ مگر بھارت کی یہ سب باتیں خواب و خیال ثابت ہوئیں۔ بھارتی فوجی قصور کے بدلے جہنم میں پہنچے اور اپنے مقدر کی سزا کھیم کرن میں پالی۔ یعنی کھیم کرن فتح ہو کر پاکستان کے زیر نگیں آ گیا۔ اس سیکٹر میں مشرقی پاکستان کے فوجیوں نے کمالِ شجاعت کا مظاہرہ کیا اور وطن عزیز کے دفاع میں بہترین خدمات انجام دیں۔ ہر ایک فوجی کئی کئی دن تک مسلسل بغیر آرام کئے ہوئے لڑتا رہا۔

چیف آف اسٹاف کے حکم سے مختلف کمپنیوں کے تھوڑے تھوڑے جوانوں کو مجتمع کر دیا گیا تھا۔ جنہیں علامہ بدایونی نے ایسے انداز میں مخاطب کیا کہ سارے فوجی رو پڑے۔ مولانا محترم نے ان مجاہدین کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ آج مرکزی جمعیت علمائے پاکستان ہی آپ کو دعائیں نہیں دے رہی ہے بلکہ پوری دنیائے اسلامی ایران، مشرق، اردن، تیونس، انڈونیشیا آپ کو مبارکبادیاں دے رہے ہیں۔ آپ فوجیوں نے پاکستان کا نام دنیا میں روشن کر دیا۔ یہ دعا اپنی تاثیرات اور مخلصانہ انداز میں اس قدر پر کیف تھی کہ عمال تک متاثر ہوئے۔ ارکان وفد کو آگے لے جایا گیا۔ تمام مورچوں کا معائنہ کرتے ہوئے شہر کھیم کرن کے دروازوں پر آئے ہمارے وفد میں کھیم کرن کے سب سے زیادہ مشتاق مولانا اوکاڑوی صاحب تھے جو یہیں پیدا ہوئے اور اس مقام پر ایک مسجد کے حافظ صاحب سے قرآن کریم حفظ کیا۔ بھارت نے اس مقام کو واپس لینے کے لئے اندھا دھند بمباریاں کیں۔ بموں سے تمام مساجد پر حملے کئے گئے۔ قدرت الٰہی کا یہ نمونہ نظر آیا کہ مسجدوں کی دیواروں پر جہاں اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی یا کلمہ شریف درج تھا، وہ دیواریں محفوظ رہیں۔

مولانا اوکاڑوی اور ان کے رفقاء جن میں حضرت مولانا مطیع الرضا صاحب شامل تھے، کھیم کرن کو ازاوّل تا آخر دیکھنے کے لئے اُتر گئے۔ قائد وفد سے اجازت لی کہ اپنے پرانے مکانات کو جا کر دیکھ آئیں۔ ایک گھنٹہ بعد واپس ہوں گے۔ اسی دن ۱۱ بجے کے بعد عزت مآب گورنر مغربی پاکستان سے وفد کی ملاقات تجویز ہو چکی تھی۔ اس لئے مولانا شفیع اوکاڑوی اور ان کے رفاء کو یہیں چھوڑ کر اراکین لاہور واپس آ گئے اور گورنر ہاؤس وقت پر پہنچ گئے۔ یہاں حضرت صدر المشائخ مولانا ابوالفضل عثمان صاحب فاروقی سرپرست مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان بھی وفد میں شامل ہو گئے۔

عزت مآب گورنر مغربی پاکستان سے وفد کی ملاقات:

تقریباً ایک گھنٹے تک گورنر صاحب مغربی پاکستان نے اراکین وفد سے دلچسپ باتیں فرمائیں۔ دورے کے تاثرات دریافت کئے۔ گورنر صاحب مغربی پاکستان الحمد للہ پابند صوم وصلوٰۃ اور خوش عقیدہ مسلمان ہیں۔ ضابطہ قوانین کے پابند ہیں اور ماتحتوں سے بھی پابندی چاہتے ہیں تاکہ کوئی شخص بے راہ روی نہ کر سکے۔ وہ عمدہ ایڈمنسٹریٹر ہیں۔ صدر مملکت ان کے کام سے بے حد خوش رہتے ہیں۔ زمانہ جنگ میں خصوصاً انہوں نے پورے مغربی پاکستان کے بازاروں میں تجارتی کاروبار کے نرخوں میں فرق نہیں آنے دیا۔ یہ بات صرف حکومت پاکستان کے لئے ہی مابہ الامتیاز نہ رہی یہاں کے تاجروں نے جنگی زمانہ میں احتیاط سے کام لیا۔ یہی اسباب ہیں کہ صدر مملکت گورنر صاحب کی زیادہ سے زیادہ قدر فرماتے ہیں۔

وفد سے گورنر محترم نے انتہائی اخلاق ومحبت سے باتیں کیں۔ اراکین پر اچھے تاثرات چھوڑے۔ اصلاح معاشرہ، دیسی مصنوعات کے فروغ پر بھی اور معقول تجاویز کی طرف رہنمائی فرمائی جس پر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے اقدامات شروع کر

Marfat.com

دیئے ہیں۔ مساجد و محافل میں دیسی مصنوعات کے استعمال پر زور دیا جا رہا ہے۔

پریس کانفرنس: حضرت مولانا سید حکیم خلیل احمد صاحب قادری کے ماشاء اللہ لاہور پر کافی اثرات ہیں۔ وہ ایک متحرک عالم ہیں۔ انہوں نے ایک دن میں پریس کانفرنس کا انتظام بھی مکمل کر لیا اور وفد میں بھی ہر جگہ شامل رہے۔ پریس کانفرنس میں تمامی اخبارات اور نیوزی ایجنسیوں کے نمائندگان تشریف لائے۔ حضرت علامہ بدایونی نے پورے دورے کے حالات قلمبند کر کے پریس کے حوالے فرما دیئے۔ وقتی سوالات کے مکمل جوابات علیحدہ دے دیئے گئے۔

مسجد وزیر خاں کا عظیم الشان جلسہ عام: مسجد وزیر خاں کا صحن حاضرین سے کھچا کھچ بھر گیا تھا۔ اس جلسۂ عام کی صدارت حضرت صدر المشائخ مولانا پیر فضل عثمان صاحب مجددی نے کی۔ حضرت مولانا سید خلیل احمد صاحب قادری، مولانا جمیل احمد صاحب نعیمی، سردار عبدالقیوم صاحب، علامہ بدایونی، مولانا شاہ عارف اللہ صاحب، مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب نے بہترین تقاریر فرمائیں۔ یہ تقریریں تاریخی و مذہبی نوعیت کی تھیں۔ مجمع میں یہ تقاریر کافی مقبول ہوئیں۔ ہر مقرر نے اہالیانِ لاہور کی گرانقدر خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔ آپ حضرات نے جو قربانیاں دیں، تکلیفیں اٹھائیں وہ قابل فخر و قابل یادگار ہیں۔ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ اس شہر کی حفاظت حضرت سیدنا داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی روحانی افواج نے اعانت فرمائی۔ ان کے باعث مغربی پاکستان کا تاریخی شہر لاہور دشمن کے قبضے سے محفوظ رہا۔ الصلوٰۃ والسلام اور پاکستان کی نصرت و فتح کی دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

واہگہ سیکٹر: ۳۰ نومبر ۱۹۶۵ء کو صبح سویرے واہگہ سیکٹر دیکھنے گئے۔ یہاں بھارتیوں نے مضافات کی شہری آبادی پر حیوانیت سوز بمباری کی۔ بموں کے ٹکڑے آج بھی جا بجا بکھرے پڑے ہیں۔ ندی کے دونوں حصے بٹے ہوئے ہیں۔ باہر کا حصہ ہندوستان کے پاس ہے اندرونی حصہ پر پاکستان کا قبضہ ہے۔ ندی کے اُس کنارے بھارت کا ترنگا جھنڈا اُڑ رہا ہے، ندی کے اِس پار پاکستان کا علم لہرا رہا ہے۔ باٹا پور کارخانہ علی الاکثر تباہ ہو گیا ہے۔ ارکان وفد ندی کے اوپر کے حصے پر چڑھے، بھارتی لوگوں کو دیکھا، وہ ہمیں دیکھ رہے تھے ہم انہیں۔ یو این او کی گاڑی بھی کھڑی ہوئی تھی۔ خدا کا شکر ادا کیا کہ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے تقریباً اکثر و بیشتر مقامات و محاذات پر جا کر معائنہ و مشاہدہ کر لیا۔ وفد آج جامعہ نعیمیہ کے جلسے اور ایک دعوت میں شریک ہو کر تیز گام سے ۳ بجے واپس جانے والا ہے۔ حضرت مولانا عارف اللہ صاحب، مولانا مطیع الرضا صاحب وغیرہ جیپوں سے ہی واپس جانے والے ہیں۔

جامعہ نعیمیہ کا جلسہ: واہگہ سے واپس ہو کر سیدھے جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو پہنچے۔ ماشاء اللہ جامعہ نعیمیہ کی عمارت کافی تیار ہو گئی ہے جامعہ کے مؤسس حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی نے جامعہ کی جانب سے ایک چائے پارٹی وفد کے اعزاز میں رکھی ہے۔ تلاوتِ کلام پاک اور نظم کے بعد حضرت مجاہد ملت علامہ بدایونی کی خدمت میں ایک سپاس نامہ پیش کیا گیا جس میں حضرت موصوف کی گرانقدر مذہبی و قومی اور خاص طور پر کشمیر کے جہاد اور کشمیریوں کی تحریک آزادی کے لئے آپ نے جو انتھک محنت فرمائی، اس کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ حضرت علامہ مدوح نے مختصر سا جواب دیا۔ آخر میں جناب مولانا محمد بخش صاحب مسلم بی اے نے ایک موثر نظم جو برجستہ کہی تھی، پڑھی۔ جامعہ اور پاکستان کی دعا و سلام پر جلسہ ختم ہوا۔ جامعہ نعیمیہ کے جلسہ کے بعد جن صاحب کے یہاں دعوت دی گئی، ان حضرت کا مکان یہاں سے اس قدر دور تھا کہ تیز رفتار گاڑیاں نصف گھنٹے میں بھی نہ پہنچ سکیں۔ تیز گام دو بجے آ جاتا ہے ۲ کے قریب ہو چکے تھے اس لئے صدر محترم درمیان سے ہی اسٹیشن واپس ہو گئے۔ اسٹیشن پر جا

Marfat.com

نماز ظہر ادا کی۔ اتنے میں میزبان صاحب کھانا لئے ہوئے اسٹیشن آگئے۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب قبلہ نے فرمایا کہ اتنی دور سے کھانا اسٹیشن لائے اور ویٹنگ روم میں جانے والے اراکین نے کھانا تناول کیا۔ اور ہاتھ دھونے کے بعد ٹرین میں سوار ہوگئے۔

مرکزی حکومت پاکستان اور حکومت آزاد کشمیر کا شکریہ: ہم یہاں سب سے پہلے صدر مملکت پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جن کے حکم کے مطابق فوجی عمال نے تمام مقامات پر نہایت معقول انتظامات کر دیئے جس کے باعث وفد کے ارکان نے تمام محاذوں کا بخوبی معائنہ کیا۔ عمال و ملازمین سے مذاکرات بھی کئے اور صحیح حالات معلوم ہوئے۔ ساتھ ہی عزت مآب جناب چوہدری علی اکبر صاحب وزیر امور کشمیر، عزت مآب خان عبدالحمید خاں صاحب صدر آزاد کشمیر، جناب بریگیڈیئر حبیب الرحمٰن صاحب، مسٹر نیازی صاحب قابل شکریہ ہیں کہ ان حضرات نے وفد کے تمام انتظامات بڑی خوبی کے ساتھ فرمائے۔ ہم ان حضرات کے علاوہ عمائدین کشمیر میں مجاہد اول سردار عبدالقیوم صاحب کے شکر گزار ہیں جو پنڈی سے واہگہ تک پاکستانی سیکٹروں اور مقامات پر ہمارے ساتھ رہے اور ہر جلسہ عام کی صدارت فرماتے رہے۔ ان کی قربانیوں کا اراکین جمعیت پر پہلے ہی اثر تھا۔ عملی طور پر ان کی خدمات کا اثر مرکزی جمعیت اور اس کے تمامی حلقہ جات پر زیادہ سے زیادہ پڑا۔

ان حضرات کے علاوہ میجر ٹکا خان، میجر جنرل سرفراز خان، بریگیڈیئر سید محمود حسین صاحب، کرنل غلام عمر صاحب، میجر عاشق حسن، کرنل کرامت علی، لیفٹیننٹ کرنل تصور محمد صاحب، لیفٹیننٹ کرنل فتح خان اور ان کی تمام افواج کے نڈر سپاہیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں، جنہوں نے وفد جمعیۃ علمائے پاکستان سے متعارف کرایا۔ خاص کر جناب عابد صاحب کا جو ہمارے ساتھ کشمیر سے واہگہ سیکٹر تک شامل رہے۔ ان کی وجہ سے ہمیں ہر قسم کا آرام وسکون میسر آیا۔ ان مخلصین کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کی کامیابیوں کے لئے خداوند قدوس سے دعا کرتے ہیں۔

راجستھان سیکٹر کا دورہ: جمعیۃ کے متذکرہ بالا وفد کو افسوس تھا کہ وہ اپنے اس دورہ میں راجستھان سیکٹر کا دورہ نہ کر سکا۔ لیکن بحمد للہ جناب محترم الحاج سید ناصر علی شمس رکن جمعیۃ علمائے پاکستان نے اس کمی کو پورا کر دیا۔ موصوف وفد جمعیۃ کی مراجعت میں راجستھان کے دورے کے لئے تشریف لے گئے اور یہاں کے مختلف محاذوں کا معائنہ اور مشاہدہ کیا۔ اس کے علاوہ مفتوحہ شہر بھی دیکھے اس طرح اُنھوں نے اس سیکٹر کا مکمل دورہ بھی فرمالیا۔ انشاء اللہ اس حلقے میں حروں کی جماعت نے کافی نمایاں خدمات انجام دیں اور تاریخ میں از سر نو اپنا نام قائم کر دیا۔ اس سلسلے میں حضرت پیر صاحب پگارا قابل تحسین و آفرین ہیں کہ آپ نے اپنے حر مریدین کو حکم دیا کہ وہ میدان جہاد میں اپنی سابقہ روایات کو زندہ کریں۔ چنانچہ حروں نے بڑی پامردی کے ساتھ بھارت کے درندوں کا مقابلہ کیا اور کامیابیاں حاصل کیں۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان سید صاحب ممدوح کی مساعی جلیلہ کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

وفد جمعیۃ علمائے پاکستان کے تاثرات: وفد جمعیۃ علمائے پاکستان نے آزاد کشمیر اور وہس کے محاذات، مجاہدین، عوام وخواص سے ملاقاتیں اور پاکستانی سیکٹروں کا معائنہ ومشاہدہ کیا۔ ہم سب کی رائے ہے کہ الحمد للہ ہماری افواج فتح کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد اپنے ملک کے دفاع کے لیے پوری طرح تیار ہیں۔ ان میں کا ہر فوجی فائر بندی کے باوجود دشمن کے ہر حملے اور اقدام کا موثر جواب دینے کے لئے کمر بستہ ہے۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں اور ان کی افواج ومجاہدین نے جس جوش کے ساتھ جہاد کا آغاز کیا اور ۱۷ دن تک مسلسل جو گراں قدر تاریخی قربانیاں دیں، ان کا اثر

Marfat.com

ہمارے معاشرے پر یہ پڑا کہ پاکستان کا پورے کا پورا معاشرہ تبدیل ہوگیا۔ بدکاریاں، بداعمالیاں یک لخت بند ہوگئیں۔ بعض ایسے لوگ جو نماز وعبادت سے بھاگتے تھے اور جن سے شراب وجوا نہ چھوٹتا تھا، انہوں نے ان محرّمات کو ترک کردیا۔ پاکستانی افواج اور کشمیری مجاہدین نہ صرف یہ کہ جنگ کے موقع پر بلکہ مستقبل میں بھی ہر قسم کی قربانیوں کے لئے آمادہ ہیں۔ ان شاء اللہ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان اس دورے کے بعد بھی جہاد کشمیر کے جذبات کو قائم رکھنے میں اپنی امکانی کوششیں انجام دیتی رہے گی کیونکہ بھارت کے کسی قول وفعل کا اعتبار نہیں، ہماری تمام قوم کو ہر وقت چوکنا رہنا چاہیے۔

میں بحیثیت ناظم مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان اپنا فریضہ سمجھتا ہوں کہ اپنے محترم مجاہد ملت علامہ بدایونی مدظلہ العالی کو مبارک باد دوں کہ موصوف نے ۱۸ دن تک مسلسل آزاد کشمیر کی پہاڑیوں اور تمامی محاذات ومقامات، پاکستانی سیکٹروں پر شبانہ روز محنت فرماکر دورہ مکمل کیا۔ حالانکہ کئی سال سے آپ کی ایک آنکھ میں شدید تکلیف جاری ہے۔ آپ تنفس اور فالج کے بھی شکار ہیں مگر یہ بوڑھا اپنے تمام رفقاء کرام کے ساتھ ایسی ہی محنت کرتا رہا جیسی ان کے نوجوان رفقاء انجام دیتے تھے۔

آخر میں میں حصرت قائد وفد کے رفقاء اور ان حضرات کا بصمیم قلب شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس رپورٹ کی تیاری میں شریک رہے۔ حضرت مولانا مطیع الرضا صاحب اور حضرت مولانا جمیل احمد صاحب نعیمی کے تیار شدہ نوٹ اور مولانا مفتی غلام قادر صاحب کشمیری اور حضرت مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب کی مشاورت نیز قائد وفد کی مسودہ ہذا میں تصحیح وغیرہ جیسی اعانتوں کی بدولت مجھے کچھ سہولتیں حاصل ہوئیں، جن سے مستفید ہو کر یہ رپورٹ مرتب کی گئی۔

☆ حضرت مولانا محمد عارف اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے پاکستان راولپنڈی
☆ حضرت مولانا مطیع الرضا صاحب ناظم جمعیۃ علمائے پاکستان راولپنڈی
☆ حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب کشمیری
☆ حضرت مولانا محی الدین صاحب ناظم نشر واشاعت جمعیۃ علمائے پاکستان راولپنڈی
☆ مجاہد اول سردار عبدالقیوم خاں صاحب
☆ حضرت مولانا فیض علی صاحب فیضی خطیب جامع مسجد راولپنڈی
☆ حضرت مولانا سید حسین الدین شاہ صاحب ناظم اعلیٰ دارالعلوم رضویہ راولپنڈی
☆ حضرت مولانا سید خلیل احمد صاحب قادری نائب صدر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کراچی
☆ الحاج خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب
☆ الحاج سید ناصر علی شمس صاحب
☆ الحاج نذیر احمد صاحب
☆ سیٹھ علی احمد میمن صاحب
☆ جناب غلام حیدر صاحب
☆ حضرات متذکرہ بالا نے جو شدید محنتیں فرمائیں وہ قابل ستائش ہیں۔

محمد محسن فقیہ الشافعی
ناظم مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان
۲۱۴۔ پیر کالونی، کراچی۔۵
مورخہ ۱۴/دسمبر ۱۹۶۵ء

Marfat.com

گوشوارہ حسابات آمدنی بسلسلۂ مجاہدین کشمیر

تاریخ مع سنہ	محصل کا نام	پیسے	روپے
۱۰ ستمبر ۱۹۶۵ء	معرفت مولانا غلام رسول صاحب مجاہد مسجد رنچھوڑ لائن	//	//
۱۱/ // //	// مولانا عطاء اللہ صاحب خطیب مسجد نورانی	//	//
۱۷/ // //	// شجاعت علی صاحب مسجد طیبہ سعود آباد	//	//
۱۸/ // //	// حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی	//	//
۱۹/ // //	// حضرت مولانا جمیل احمد صاحب نعیمی سبز مسجد	//	//
۲۳/ // //	// حضرت صدر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان علامہ بدایونی	//	//
۲۴/ // //	// جناب محمد عثمان صاحب کھتری مسجد پیر کالونی	//	//
۲۴ ستمبر ۱۹۶۵ء	معرفت مولانا غلام رسول و حاجی عبدالشکور صاحب	//	۲۶۰
۲۵ ستمبر //	// جناب شبیر احمد صاحب پیر کالونی	//	۴۰
۵/ اکتوبر //	// حافظ عبدالباری صاحب مسجد طیبہ سعود آباد	//	۷
۸/ // //	// بڑی بیگم صاحبہ شیخ عبدالمجید صاحب ماڈل کالونی	//	۵۰۰
// //	// محمود نذیر صاحب ماڈل کالونی	//	۱۰
// //	// یک خاتون ماڈل کالونی	//	۱۴
// //	// مولوی حاجی اشفاق علی صاحب پٹیالوی ماڈل کالونی	//	۱۰۰
// //	// محترمہ صابرہ بیگم صاحبہ	//	۱۱۱۰
// //	// اعجاز حسین پنجاب پیپر مارٹ کراچی	//	۱۰۰
// //	// اہالیان ماڈل کالونی	۱۶	۳۷۳
// //	// اہالیان ماڈل کالونی	//	۲۰
// //	// بی بی مہرون صاحب	//	۱۰
// //	// مفتی آفتاب صاحب	//	۵۰۰
// //	// ڈاکٹر اے ایم حمید صاحب	//	۱۰۱
// //	اہالیان ماڈل کالونی	//	۵۲
// //	از مسلمانانِ اسلام آباد، معرفت مولانا محمد شفیع صاحب	//	۱۷۰۵
// //	معرفت ناصر اینڈ کمپنی صدر	//	۵۰۰

Marfat.com

// //	// کراچی سینٹرل اسٹور اکبر روڈ	//	۳۰۰
// //	میٹرو انجینئر ڈینسو ہال	//	۲۰۰
// //	// کاریگران ماڈل کالونی	//	۵۰
// //	مسلمانان نیو چالی جمشید روڈ	//	۱۵۵۴
۱۵/ اکتوبر ۱۹۶۵ء	معرفت محمد حسن صاحب مسجد رحمانیہ	//	۴۰۴
۱۵/ // //	// مولانا محمد شفیع اوکاڑوی صاحب	//	۱۰۳۸
۱۵/ // //	// محمد یونس صاحب	۳	۲۷۰
۱۵/ // //	// حافظ عبدالباری صاحب	//	۲۷۶
۱۶/ // //	// مسلمانان حقانی چوک	//	۵۰۹
۱۶/ // //	// مولانا جمیل احمد صاحب نعیمی	//	۵۲۳
۱۶/ // //	// مسجد غوثیہ پی ای سی ایچ ایس	۷۵	۱۵۸
۱۶/ // //	// سائیں احمد علی صاحب صدر جمعیۃ علمائے دھوبی گھاٹ	//	۱۰۰۰
۱۶/ // //	// حضرت علامہ ازہری صاحب	//	۳۰۴
۱۶/ // //	// انتظار بیگم صاحبہ ناگپور کالونی	//	۲۰۰
۱۶/ // //	// مصلیان مکرانی مسجد	//	۱۰۰
۱۶/ // //	// ساہ نواز صاحب اسلم روڈ	//	۲۲
۱۶/ // //	// مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب	//	۲۵
۱۶/ // //	// حنیف صاحب مدرسہ فیض نبوی	//	۲۱۵
۱۶/ // //	// امپیریل گلاس ٹائیل کمپنی	//	۱۰۱
۱۶/ // //	// مولانا مصلح الدین صاحب	//	۵۰
۱۶/ // //	// مولوی محمد حسن صاحب مسجد رحمانیہ اسلام آباد	//	۵
۱۶/ // //	// مسلمانانِ کاغذی بازار	//	۳۲۸
۱۷/ // //	// پیر محمد صدیقی صاحب	//	۵۰
۲۰/ // //	// فضل کریم بٹ صاحب	//	۳۰
۲۱/ // //	// اہالیان جامع مسجد راولپنڈی	//	۵۰
۲۱/ اکتوبر ۱۹۶۵ء	معرفت غلام حسن صاحب پرانا قلعہ پنڈی	//	۵۰
/ // //	قیمت زیورات چاندی	//	۲۲

Marfat.com

/ // //	معرفت حاجی سراج الدین صاحب راولپنڈی		//	۵۰۰
/ // //	// حاجی عباس صاحب بکرا پیڑی		//	۷۶۹
/ // //	قیمت زیورات کراچی	میزان	۹۴	۱۴۵۱۳

گوشوارہ حساب اخراجات

صدر آزاد کشمیر کے نام ڈرافٹ	۱۹۶۸ روپے
کرایہ سامان (دوٹرک) کراچی تا آزاد کشمیر	۲۰۰۰ روپے
سامان کے بنڈلوں کی تیاری	۴۰۰ روپے
متفرق اخراجات سواری ٹیکسی	۵۰ روپے
بخدمت صدر آزاد کشمیر (گیارہ ہزار روپے)	۱۱۰۰ روپے
اخراجات دورہ آزاد کشمیر	۳۵۰ روپے
برائے طباعت رپورٹ وفد آزاد کشمیر	۳۴۵ روپے
میزان خرچ	۱۶۰۱۳ روپے
بقایا	۵۰۰ : ۹۴

دوٹرکوں کے ذریعہ جو گرم سامان بھیجا گیا وہ اس رقم کے علاوہ تھا جس کی قیمت اندازہ ایک لاکھ روپے سے زیادہ کا کیا گیا۔ ایک ٹرک سامان کراچی کے سرکاری دفتر میں جمع کرایا گیا، اس کے علاوہ وفد کی واپسی کے بعد بھی دوٹرک سے زیادہ کا سامان حکومت کی وساطت سے روانہ کر دیا گیا۔

(محمد محسن فقیہ الشافعی)

ناظم مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان، ۲۱۴۔ پیر کالونی، کراچی نمبر ۵

ایک ضروری مفروضہ

حالات کا اقتضا ہے کہ جن جن مقامات پر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے وفد نے دورہ کیا وہ تمام حضرات اپنے مقامات حالات وکوائف سے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کراچی کو ۲۱۴۔ پیر کالونی کے پتے پر مطلع فرماتے رہیں۔ خاص طور پر حضرت صاحبزادہ مولانا مفتی محمد میاں صاحب خطیب سیالکوٹ اور یہاں کے علمائے کرام ملی وقومی خدمات کا سلسلہ جاری رکھیں اگر ان کی خدمات کا علم مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کو ہوتا رہے تو بہت ہی انسب ہوگا۔

اسی طرح کشمیری زعماء کارکنان مرکزی جمعیۃ کے صدر محترم علامہ بدایونی کو اپنے کوائف سے برابر مطلع کرتے رہیں۔ مرکزی جمعیۃ کی شاخوں کو زیادہ سے زیادہ مستحکم کریں۔ مقام مسرت ہے کہ مغربی پاکستان کی شاخوں میں سب سے زیادہ نمایاں خدمات مہاجرین کشمیر کی اعانت اور دفاعی فنڈ میں رقوم کی فراہمی کا کام حضرت مولانا سید مفتی مسعود علی صاحب قادری صدر جمعیۃ علمائے پاکستان ملتان اور ان کے رفقائے کار نے انجام دیا۔ حتیٰ کہ جمعیۃ علمائے ملتان نے مہاجرین کشمیر کی اعانت کے لئے مرکز کی طرح میر پور آزاد کشمیر اپنے اہتمام سے سامان براہِ راست بھجوایا۔ ''فجزاھم اللہ خیر الجزاء''

(مفتی) غلام قادر کشمیری
نائب صدر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان
۲۱۴- پیر کالونی، کراچی-۵
مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۶۵ء

Marfat.com

جمعیت علمائے پاکستان کے ایک استقبالیہ میں مولانا عبدالحامد بدایونی خطاب فرما رہے ہیں۔ مہمانِ خصوصی چوہدری خلیق الزماں کی بائیں جانب آزاد بن حیدر نمایاں ہیں۔

Marfat.com

باب ہفتم

مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی

گولڈن جوبلی رپورٹ

۱۹۵۷ء تا ۲۰۰۷ء

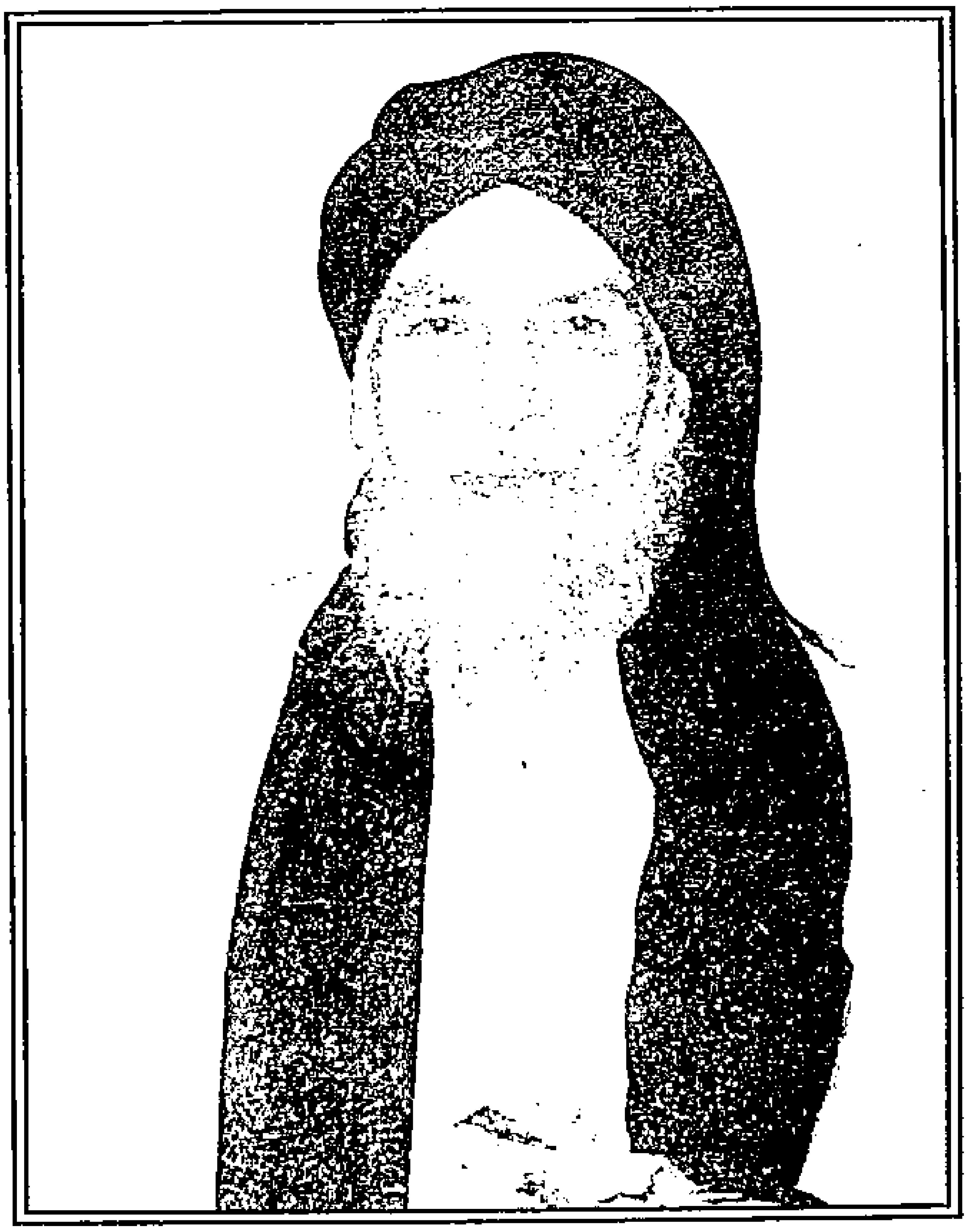

حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
بانی صدر مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی (رجسٹرڈ)

Marfat.com

مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی خدمات: 1956ء: لیاری کراچی کا سب سے پسماندہ ترین علاقہ تھا۔ لیاری میں سوسائٹی نے سب سے پہلے تعلیمِ بالغاں کا مرکز قائم کیا۔ جس میں ایک اَن پڑھ کو ایک سال میں مڈل تک کی تعلیم دی جاتی رہی۔ ☆ 70-1969ء: قائدِ ملت کالج نشتر روڈ کے اسٹاف کو کئی ماہ سے تنخواہ ادا نہیں ہوئی تھی۔ مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی نے تمام بقایا جات ادا کیے اور ہڑتال ختم کرادی۔ ☆ اسی طرح تعمیرِ ملت اسکول نئی کراچی کے اسٹاف کو تنخواہ ادا نہیں کی گئی تھی۔ ان کے واجبات بھی ادا کر کے ہڑتال کو ختم کرا دیا گیا۔ سوسائٹی نے کچی آبادی کمہار واڑہ میں ایک پرائمری اسکول کی تعمیر کی۔ لیبر کالونی کورنگی میں ایک پرائیویٹ اسکول کو فرنیچر فراہم کیا۔ ☆ شیر شاہ میں بھی ایک اسکول کو فرنیچر فراہم کیا گیا۔ بلدیہ کے ایک اسکول کو تین سو کاپیاں فراہم کی گئیں۔ گلستانِ جوہر کے ایک اسکول کو لائبریری کے لیے 100 کتابیں عطیہ کی گئیں۔ ☆ سر سیّد گرلز کالج کو گورنر سندھ معین الدین حیدر کی موجودگی میں پچاس ہزار روپے لائبریری کی ڈویلپمنٹ کے لیے بطور عطیہ دیئے گئے۔ ☆ سر سیّد گرلز کالج کی انتظامیہ آل پاکستان ایجوکیشنل سوسائٹی کو پچاس ہزارر: پے لائبریری ڈویلپمنٹ کے لیے اور پچاس ہزار روپے ایک کتاب شائع کرنے کے لیے عطیہ دیا گیا۔ جو اُن کے صدر ڈاکٹر فرید الدین بقائی نے وصول کیے۔ ☆ نیشنلائزیشن سے قبل بہار کالونی کے دو اسکول دو بیواؤں محترمہ نازنین اور مسز واللیل کو عطیہ کیے گئے۔ ☆ بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کو 7 ایکڑ کا پلاٹ آزاد بن حیدر صاحب نے الاٹ کروایا۔ ☆ سوسائٹی نے محکمہ تعلیم کو دس دس کمروں کے دو اسکول تعمیر کر کے عطیہ کیے۔ مسز رضیہ سلیم ڈائریکٹر ایجوکیشن نے پریس کانفرنس میں سوسائٹی کی خدمات کو سراہا۔ ☆ آزاد بن حیدر صاحب نے اپنے ذاتی فنڈ سے تین سائنس رومز بنا کر دیئے۔ جن کا نام اُن کی والدہ کے نام پر "الفضل بلاک" رکھا گیا۔ سوسائٹی کے زیرِ اہتمام چلنے والے اسکولوں کے Best Teacher of the Year کو دو تولے کا میڈل دیا جاتا رہا۔ ایک لیڈی ٹیچر نے تین دفعہ Best Teacher of the Year کا اعزاز حاصل کیا۔ اُنھیں عمرے کا ٹکٹ دیا گیا۔ ☆ مسلم گرلز اسکول ناظم آباد کے افتتاح کے دوسرے روز سر سیّد گرلز کالج کے بانی الطاف بریلوی مرحوم نے اپنی بیٹی کو اس اسکول میں داخل کرایا۔ وہ اس اسکول کی پہلی طالبہ تھی۔ ☆ سوسائٹی کے اسکولوں میں بانیانِ سوسائٹی کے مشن "تعلیمی ذریعہ خدمت ہے تجارت نہیں" کو مدِنظر رکھتے ہوئے فیس کم سے کم لی جاتی تھی اور 70 فیصدی طلبا و طالبات A-1 گریڈ حاصل کرتے تھے۔ ایک طالبہ نے بورڈ سے ایوارڈ بھی حاصل کیا۔ جس کے اعزاز میں سوسائٹی نے ظہرانہ دیا۔ ☆ آواری ٹاور ہوٹل کراچی میں، کراچی کے ایک سو اسکولوں کے "بیسٹ ٹیچر" کو جسٹس (ر) حاذق الخیری نے ایوارڈ دیا۔ ☆ سوسائٹی کے آفس سیکریٹری حنیف احمد ہاشمی مرحوم کو ریٹائرمنٹ پر پچاس ہزار روپے نقد اور پچاس ہزار روپے میڈیکل الاؤنس کے طور پر دیے گئے اور تاحیات ان کی پنشن مقرر کی گئی۔ ☆ پاکستان کی کم عمر مائیکرو سافٹ انجینئر ارفع کریم مرحومہ کے نام سے ایک لاکھ روپے کے وظائف کا اخبار میں اشتہار دیا۔ ☆ آرمی پبلک اسکول پشاور کے شہداء کے نام سے فری آن لائن مانٹیسوری ٹریننگ کے اشتہارات پورے پاکستان میں شائع کیے گئے۔ اشتہارات کی مد میں آٹھ لاکھ روپے کا بل ادا کیا۔ کور کمانڈر پشاور نے سراہا۔ ☆ آن لائن اسٹوڈیو پر 30 لاکھ روپے خرچ کیے گئے اور اسٹاف کو 10 لاکھ روپے ادا کیے گئے۔ ☆ سوسائٹی کے بچے کچے تعلیمی ادارے مقروض ہونے کی وجہ سے دوسری سوسائٹیوں اور ماہرینِ تعلیم کو عطیہ کر دیئے گئے۔ سوسائٹی کے اثاثے اور واجبات اقراء مانٹیسوری انٹرنیشنل ٹرسٹ کے سپرد کر دیئے گئے۔ ☆ سوسائٹی کے اسکولوں کو اس کے بانی سیکریٹری آزاد بن حیدر اپنی وکالت کی آمدنی کا 1/3 حصہ چالیس سال تک عطیہ کرتے رہے ہیں۔ 1956ء-2014ء تک سوسائٹی کا سالانہ اکاؤنٹ آڈٹ ہوتا رہا۔ اور گزشتہ پانچ سال سے اقراء مانٹیسوری انٹرنیشنل ٹرسٹ کا سالانہ اکاؤنٹ بھی آڈٹ ہوتا ہے۔ اقراء مانٹیسوری انٹرنیشنل ٹرسٹ نے اسلامی کلچر، مونٹیسوری نصاب، مونٹیسوری ڈکشنری، مانٹیسوری البم و دیگر مطبوعات پر ایک کروڑ روپے گزشتہ پانچ سالوں میں خرچ کیے۔ ☆ گزشتہ 15 سال سے بانی سیکریٹری آزاد بن حیدر کی بیماری کی وجہ سے اُنھوں نے ڈاکٹروں کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے وکالت چھوڑ دی ہے۔ اور اب زیادہ تر لکھنے پڑھنے کے کاموں میں مصروف ہیں۔

Marfat.com

"مہد سے لحد تک علم حاصل کرو" (حدیث شریف)

بانیان

مسلم ایجوکیشن سوسائٹی رجسٹرڈ

رجسٹرڈ (1956ء)

"تعلیم ذریعہ خدمت ہے تجارت نہیں"

گولڈن جوبلی رپورٹ

(1958ء تا 2007ء)

صدر
مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ

سرپرست
پروفیسر اے بی حلیم ؒ
سابق وائس چانسلر علیگڑھ یونیورسٹی
وکراچی یونیورسٹی

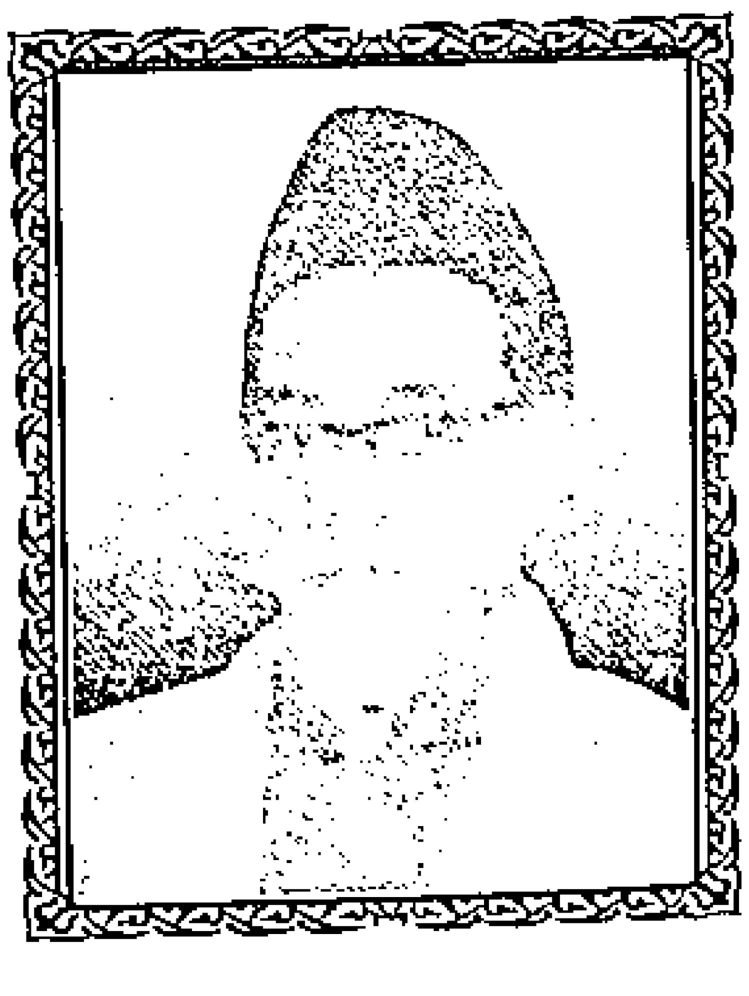

نائب صدر
سیّد حسین امام ؒ

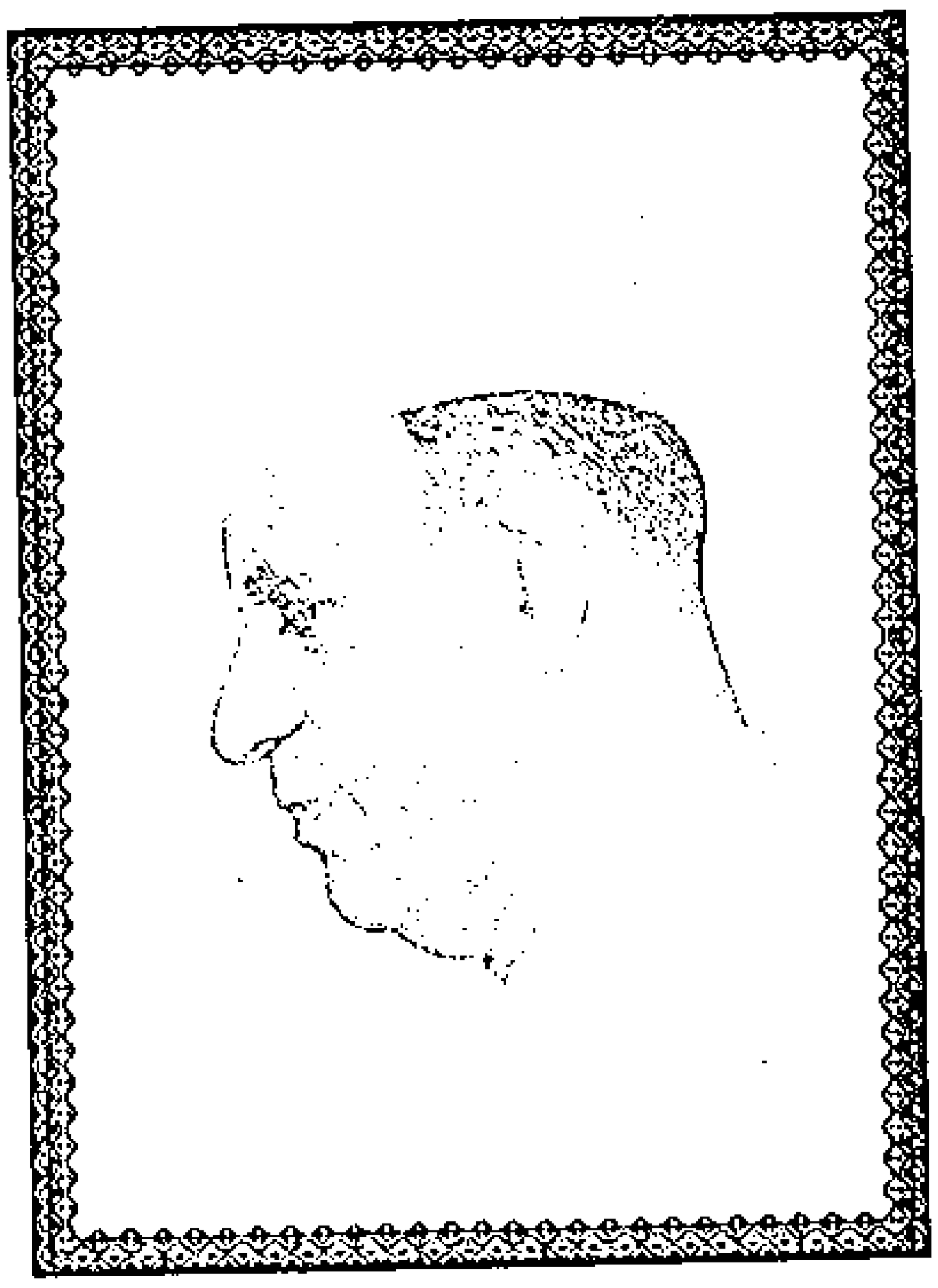

سرپرست اعلیٰ
عزت مآب پیر سیّد عبدالقادر گیلانی ؒ
سفیر عراق برائے پاکستان

بانی سیکریٹری جنرل
آزاد بن حیدر ایڈووکیٹ

Marfat.com

پروفیسر اے بی حلیم وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی وسرپرست اعلیٰ مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی، مسلم ہائی اسکول دریا آباد لیاری۔ کے پہلے سالانہ جلسے سے خطاب کر رہے ہیں۔ (1858ء)

آزاد بن حیدر بانی سیکریٹری مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی، پروفیسر اے بی حلیم وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی کو سرپرستی کا لیٹر پیش کر رہے ہیں۔ (1958)

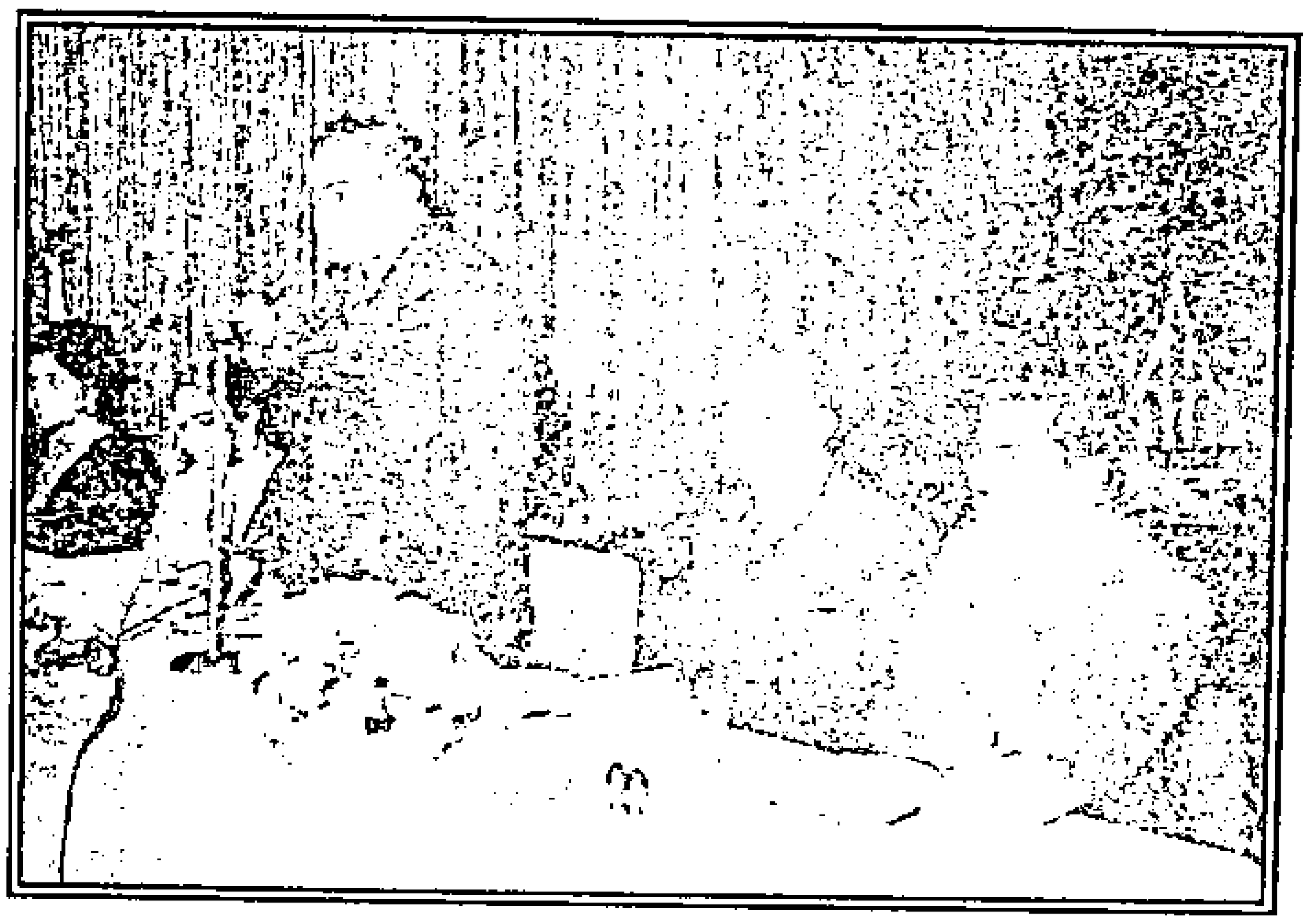

مسٹر بی کے شیخ ڈائریکٹر ایجوکیشن مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے استقبالیہ میں، ڈاکٹر شوکت صدیقی و آزاد بن حیدر نمایاں ہیں۔ (1966ء)

فخر ماتری چیف ایڈیٹر ''حریت''، لیڈر ملت مسلم گرلز اسکول بہار کالونی کی طالبہ کو انعام دے رہے ہیں۔ (1962ء)

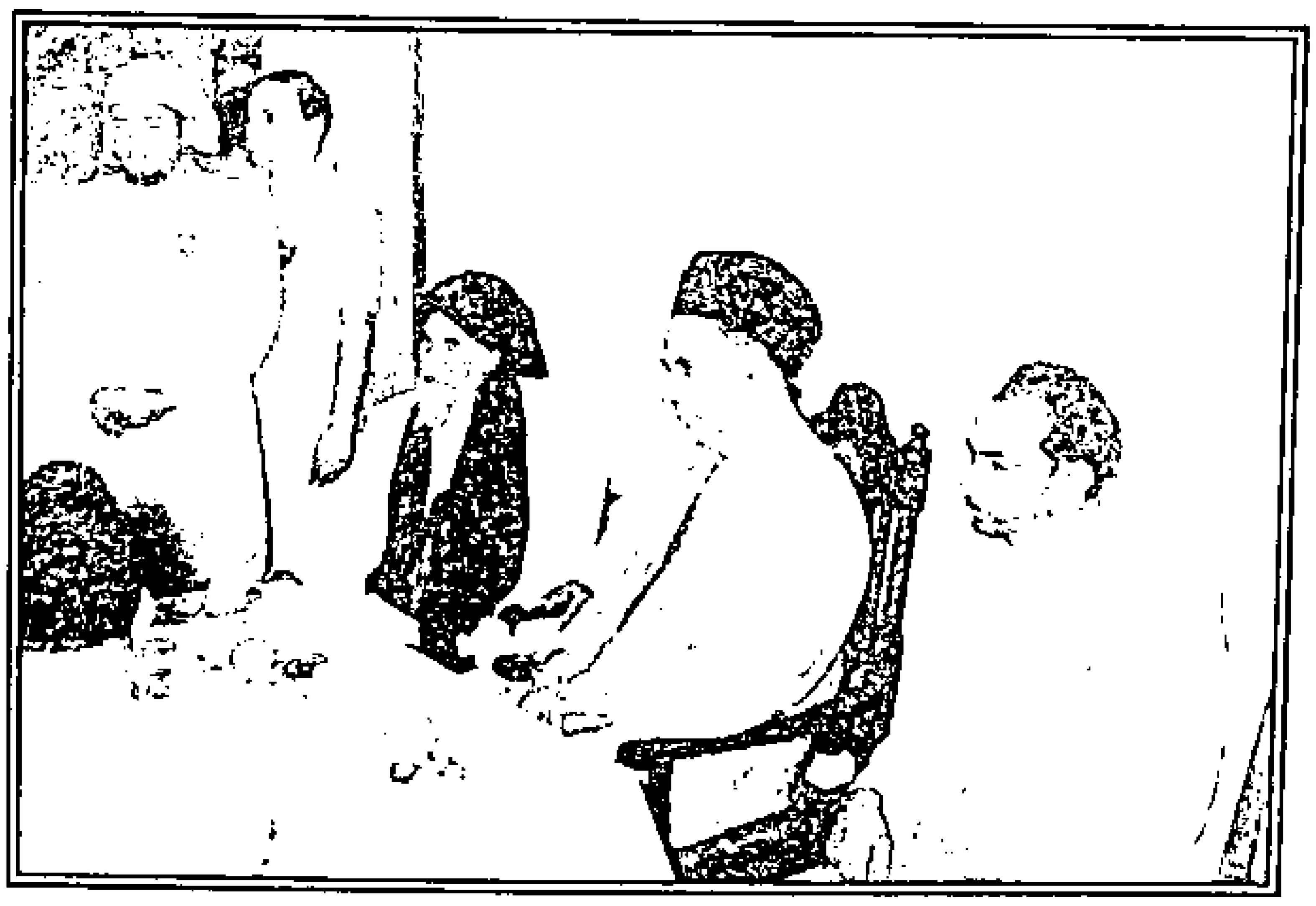

پیر سیّد عبدالقادر گیلانی سفیر عراق برائے پاکستان، مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے دفتر کے افتتاح کے موقع پر مولانا بدایونیؒ و آزاد بن حیدر نمایاں ہیں۔ (1963)

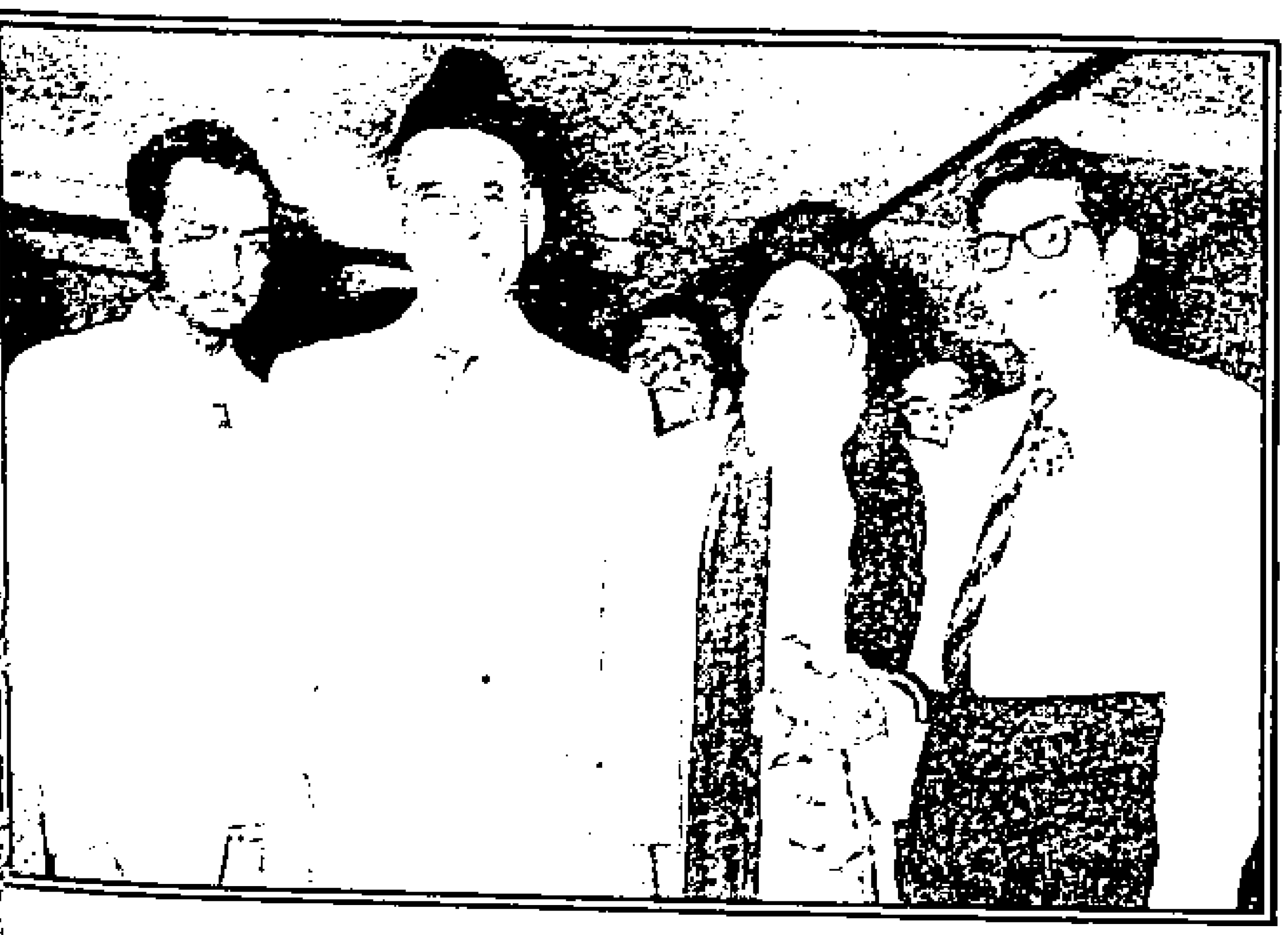

پیر سیّد عبدالقادری گیلانی سفیر عراق، مسلم بوائز سیکنڈری اسکول، دستگیر کالونی کے سنگ بنیاد کے موقع پر مولانا عبدالحامد بدایونیؒ و آزاد بن حیدر کے ہمراہ (1963ء)

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ○ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ○ اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ○ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ○ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ○

"پڑھو اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا، جمے ہوئے ایک خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو اور تمہارا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔ انسان کو علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔"

اللہ تعالیٰ نے جب پہلی وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی تو اس کا پہلا لفظ اقراء تھا۔ یعنی پڑھو۔ قرآن پاک میں ایسی بہت سی آیات ہیں جس میں مسلمانوں کو تعلیم کی ترغیب دی گئی۔ حضور سرورِ کائناتؐ نے جب مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی تو مسجد نبوی کے ساتھ ہیا یک جگہ مخصوص فرمائی، جہاں پر اصحاب صفہ بیٹھتے تھے اور تعلیم حاصل کرتے تھے۔ حضور خود بھی مسجد نبوی میں درس دیا کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے اپنی زندگی میں اس سلسلے کو جاری رکھا اور علم کی یہ روشنی مدینہ منورہ سے نکل کر نہ صرف عرب بلکہ عجم اور یورپ تک پھیل گئی۔ جنگوں اور غزوات میں جو غیر ملکی قیدی گرفتار ہوتے وہ عبرانی یا دوسری زبانیں جانتے۔ اگر وہ دس مسلمانوں کو اپنی زبان سکھا دیتے تو ان کو رہا کر دیا جاتا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی جیسی کہ میرے فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر (ترمذی شریف)۔ حضورؐ نے فرمایا کہ علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین جانا پڑے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ علم کے بارے میں صحابہ کرام و دیگر شخصیات کے مندرجہ ذیل اقوال بھی سامنے رکھنے چاہئیں۔

☆ شریف آدمی علم کی دولت حاصل کر کے متواضع ہو جاتا ہے اور شریر علم حاصل کر کے متکبر ہو جاتا ہے۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ) ☆ طالب دنیا کو علم پڑھانا رہزن کے ہاتھ تلوار بیچنا ہے۔ (حضرت عمر فاروقؓ) ☆ وہ علم ضائع ہے جس پر عمل نہ کیا جائے۔ (حضرت عثمان غنیؓ) ☆ علم وہ خزانہ ہے جس کا ذخیرہ بڑھتا ہی ہے۔ (حضرت علیؓ)

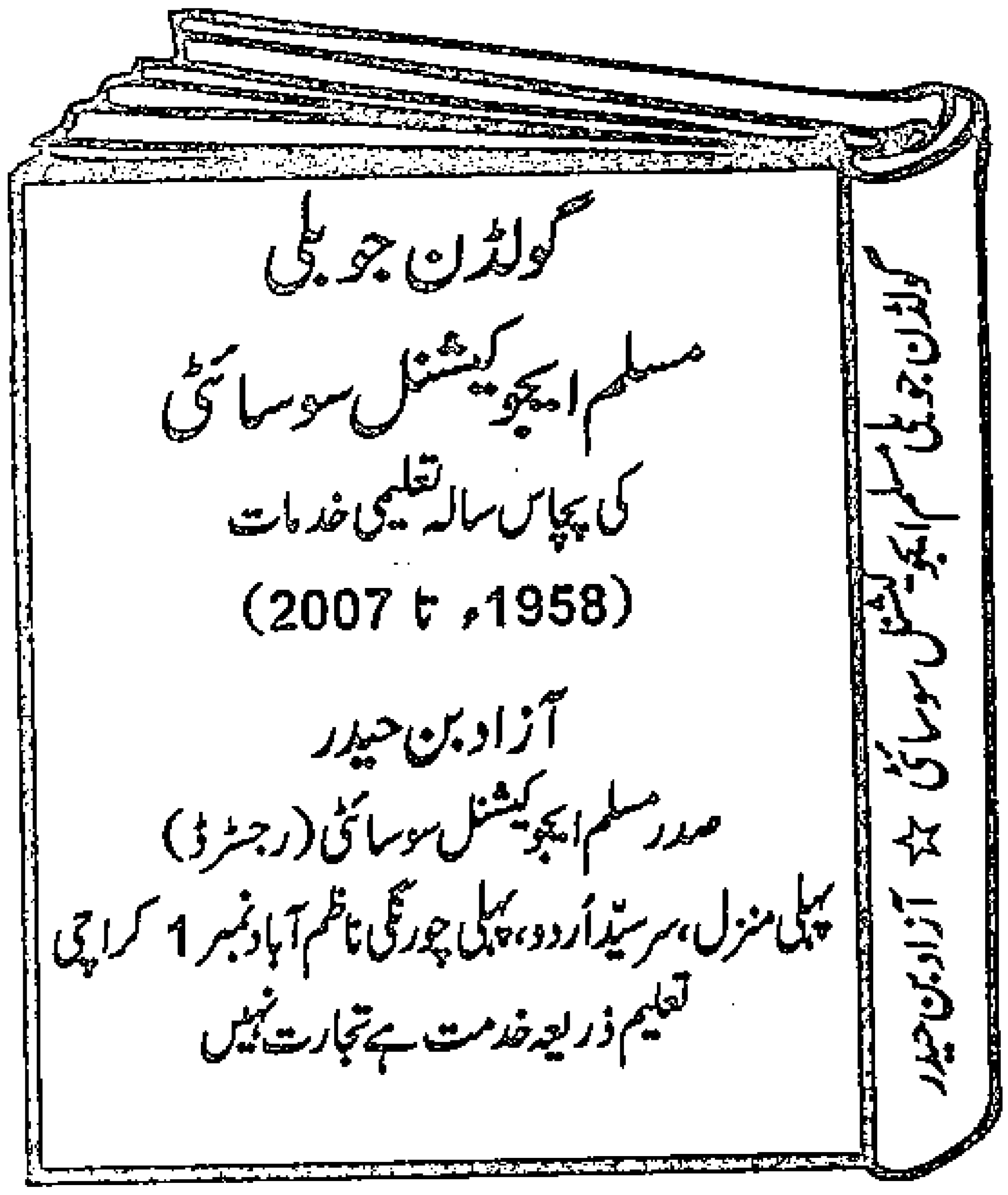

1857ء کے بعد مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھتے ہوئے برصغیر کے مصلح اعظم سرسید احمد خان نے مسلمانوں کو قدیم و جدید علوم سے آراستہ کرنے کے لیے تعلیمی جہاد کا آغاز کیا اور علیگڑھ یونیورسٹی کا مینارہ نور قائم کر کے پاکستان کی بنیاد رکھی۔ سندھ میں تعلیمی جہاد کا اغاز حسن علی آفندی نے شروع کیا۔ قائداعظمؒ نے فرمایا کہ علیگڑھ میرا اسلحہ خانہ ہے۔ قائداعظمؒ نے فرمایا علم تلوار سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ قیام پاکستان کے بعد پہلی تعلیمی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے فرمایا کہ تعلیم ہمارے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے، اگر ہم نے تعلیم حاصل کر کے دنیا میں اپنا مقام حاصل نہ کیا تو ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

قرآن پاک میں یہ ارشاد ہے "بحر و بر کا کوئی ایسا علم نہیں جو اس کتاب مقدس میں نہ ہو۔" قرآن پاک کے اس فرمان کی روشنی میں مسلمان سائنسدانوں نے انقلاب برپا کر دیا۔ جن میں جابر بن حیان (کیمسٹری کا بانی)، جن کو یورپ میں Geber لکھا

Marfat.com

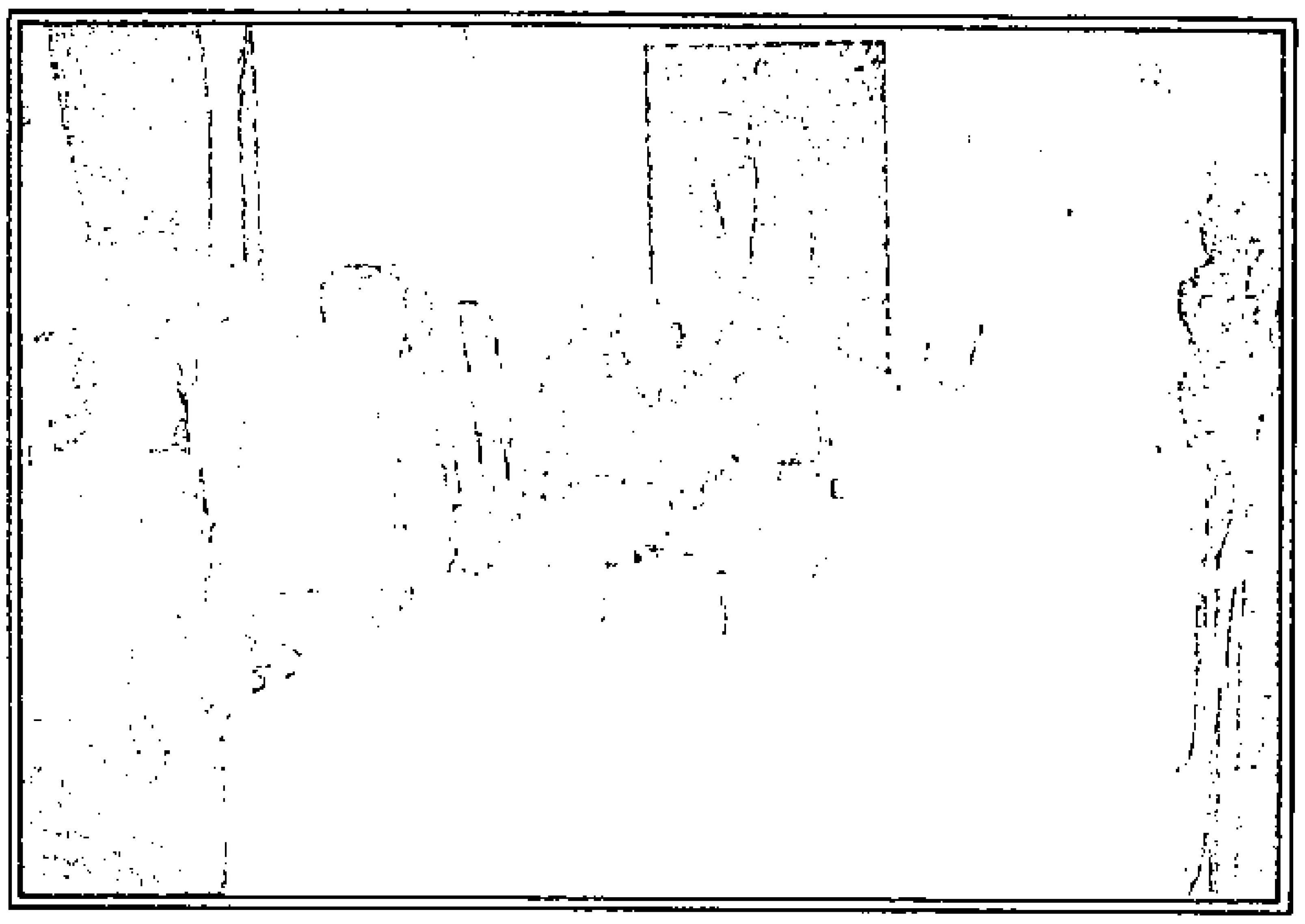

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ صدر مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی خطاب فرما رہے ہیں۔ ڈائریکٹر ایجوکیشن اے سی ایس گیلانی و آزاد بن حیدر نمایاں ہیں (1963ء)

پیر سیّد عبدالقادر گیلانی سفیر عراق برائے پاکستان، مسلم بوائز سیکنڈری اسکول دستگیر کالونی کے سنگ بنیاد کے بعد دُعا فرما رہے ہیں۔ آزاد بن حیدر اور مولانا بدایونیؒ نمایاں ہیں۔

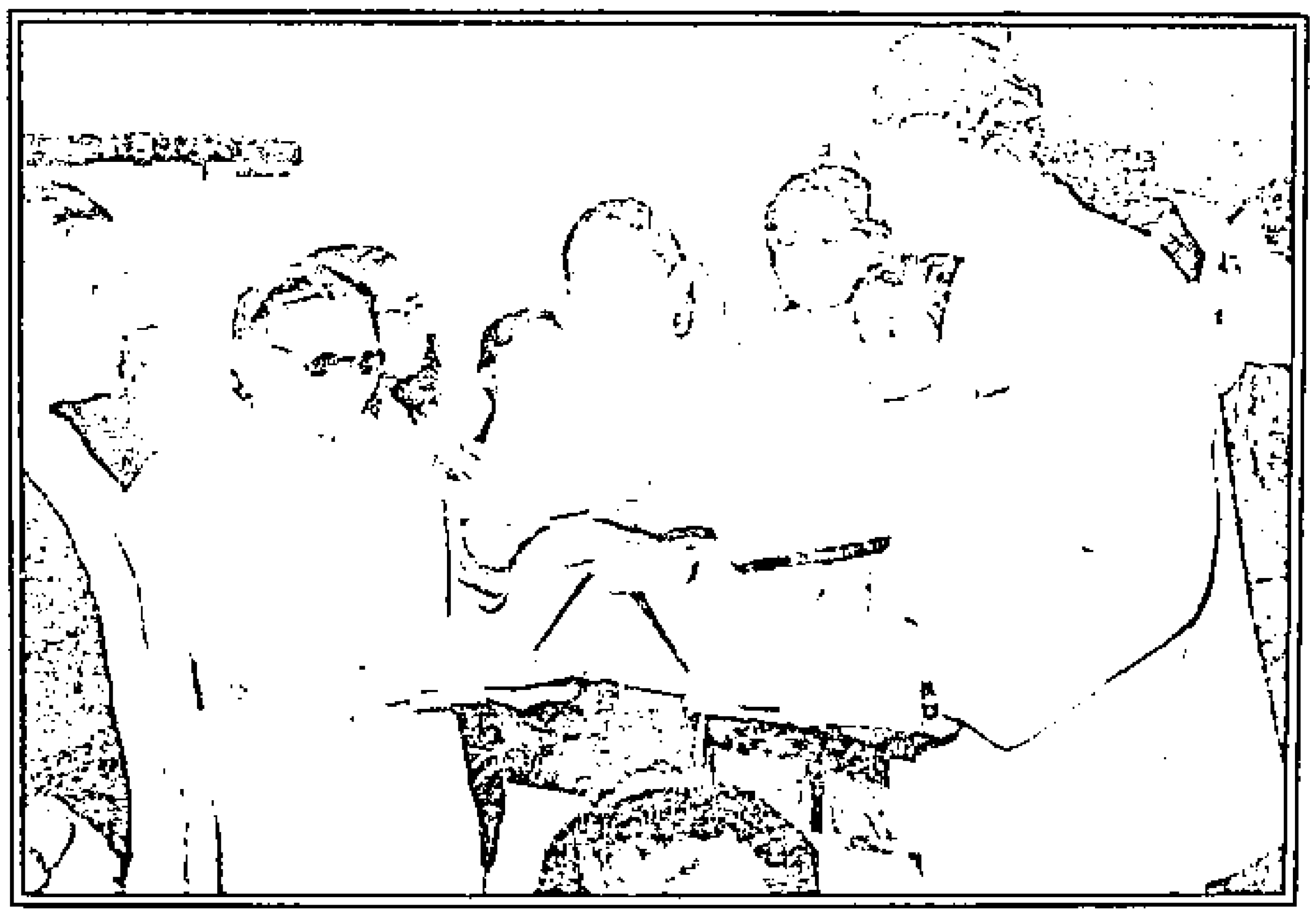

تحریک پاکستان کی رہنما بیگم خورشید حفیظ، مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے بانی رُکنیت قبول کرنے پر شکریہ کا خط دے رہے ہیں۔ (1963ء)

ڈاکٹر اے سی ایس گیلانی ڈائریکٹر ایجوکیشن کراچی کو سپاس نامہ پیش کیا جا رہا ہے۔ آزاد بن حیدر نمایاں ہیں۔ (1963ء)

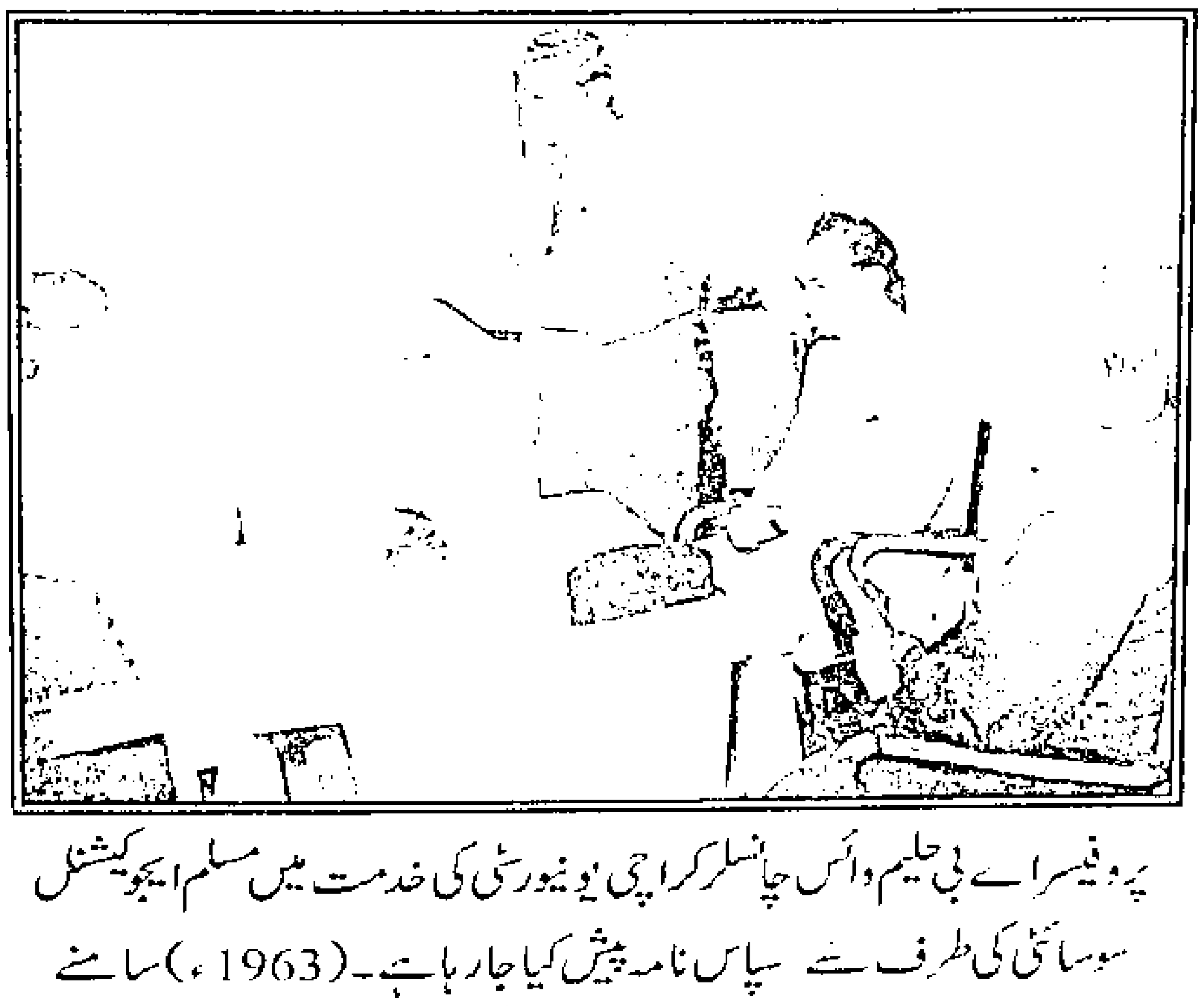

پروفیسر اے بی حلیم وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی کی خدمت میں مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی طرف سے سپاس نامہ پیش کیا جا رہا ہے۔ (1963ء) سامنے ڈاکٹر صفدر حسین ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز تشریف فرما ہیں۔

الحاج ابوبکر کاگونہ سفیر نائیجیریا برائے پاکستان، نیو ایرا سیکنڈری اسکول، صدر کے طالب علم کو انعام دے رہے ہیں۔ (1963ء)

Marfat.com

جاتا ہے۔ ابن رُشد جن کو یورپ میں Averes لکھا جاتا ہے۔ الخوارزمی کو الجبرا کا باپ کہا جاتا ہے۔ ابن سینا نے میڈیسن کی کتاب القانون لکھی، جس سے آج بھی یورپ فائدہ اٹھا رہا ہے۔ عمر خیام نے سال کو 365 دنوں میں تقسیم کیا۔ ابوبکر محمد بن ذکریا، ابوالہیثم، رازی کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ کیمسٹری، فزکس، ریاضی، میڈیسن، فلکیات، جغرافیہ، الجبرا و دیگر مضامین کے بانی مسلمان سائنسدان تھے۔ ان کی کتابوں کا ترجمہ کر کے یورپ نے فائدہ اٹھایا اور جب علامہ اقبالؒ یورپ گئے اور انہوں نے دیکھا کہ ہمارے آباء واجداد کی کتابوں کا ترجمہ کر کے علم حاصل کر کے عملی طور پر یورپ زمین سے آسمان تک پہنچ گیا ہے۔ علامہ مرحوم نے اپنے تاثرات ایک نظم میں بیان کیے، اس کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں، تو دل ہوتا ہے سیپارا

گولڈن جوبلی کے موقع پر میرا یہی پیغام ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے ساتھیوں کو تعلیمی مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ میں علامہ اقبالؒ اور فیض احمد فیضؒ کے شہر میں پیدا ہوا۔ مڈل تک تعلیم وہیں حاصل کی۔ اگرچہ کہ میں ایک متوسط گھرانے کا طالب علم تھا۔ میرے ددھیال میں تعلیم کا کوئی زیادہ شوق نہیں تھا۔ لیکن میرے ننھیال میں میرے نانا انیسویں صدی کے اوائل میں پشاور میں ڈپٹی پوسٹ ماسٹر تھے اور صدی کے اوائل میں میری ایک خالہ نے والد سے پردے کی اجازت لے کر ہیلتھ وزٹر کا کورس کیا اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئیں۔ میرے ایک خالہ زاد بھائی نے MBBS کر کے فوج میں ملازمت کی اور کرنل کے عہدے پر پہنچ کر ریٹائرڈ ہوئے۔ میں اور میرے بہن بھائی ان ننھیالی رشتہ داروں سے بہت متاثر تھے۔ لہٰذا میری بڑی بہن نے ٹیوشن پڑھا پڑھا کر بی اے، بی ایڈ کیا اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئیں۔ میرے چھوٹے بھائی شوکت علی نے بھی ملازمت کے ساتھ ساتھ اپنی تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ امریکہ سے پی ایچ ڈی کیا اور علامہ اقبال یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے عہدے پر پہنچ کر ریٹائرڈ ہوئے۔ میری چھوٹی بہن بھی ایک ٹیچر کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئیں۔ میں نے اپنے چھوٹے بھائی شوکت علی صدیقی اور مرحوم محبوب علی صدیقی کو سختی سے احساس دلایا کہ ہم نہ تو جاگیردار، نہ سرمایہ دار کے بیٹے ہیں۔ ہمیں تعلیم حاصل کر کے ہی اپنا مقام بنانا ہے۔ اگرچہ کہ میں تعلیم کے ساتھ ساتھ سیاست کے خارزار اور وکالت کے پیشے سے منسلک رہا لیکن میں نے تعلیمی میدان میں اہلیان کراچی کی جو تھوڑی بہت خدمت کی ہے وہ اسی اصول کے تحت کی ہے کہ ''تعلیم ذریعہ خدمت ہے تجارت نہیں۔'' الحمدللہ گزشتہ پچاس سالوں میں اوّل تو اسکول خسارے میں چلتے رہے لیکن اگر کہیں بچت ہوگئی تو وہ اسکولوں کی ترقی اور ترویج پر خرچ کردی گئی۔ میری اپنی ذاتی وکالت کی کمائی سے ہزاروں نہیں لاکھوں روپے تعلیمی اداروں پر خرچ کر دیئے گئے۔ اچھی کارکردگی کرنے والے اسکولوں کو گولڈ میڈل دیا جاتا رہا۔ ٹیچروں کو بونس دیا جاتا رہا۔ نیشنلائزیشن کے بعد اسکول کے بجائے اچھی کارکردگی دکھانے والے ٹیچر اساتذہ/لیڈر ٹیچرز کو گزشتہ 12 سال گولڈ میڈل اور دوسری ٹیچروں کو ایک لاکھ سے دو لاکھ تک نقد انعامات اور تین گولڈ میڈل لینے والے استاد/ٹیچر کو 2008ء میں عمرے کا ٹکٹ بھی دیا گیا۔ 100 فیصدی نتائج، 90 فیصدی، A+1 اور A گریڈ بس یہی میری روحانی تسکین کا باعث بنتے ہیں۔ میں اعزازی طور پر کام کرتا ہوں۔

نوٹ: آئندہ صفحات میں آپ جو تصویریں دیکھیں گے ان میں اکثر کے سن تو ریکارڈ کی بنیاد لکھے گئے ہیں جبکہ چند ایک یادداشت کی بنیاد لکھے گئے ہیں۔

Marfat.com

جناب جمیل الدین عالی کو آزاد بن حیدر سپاس نامہ پیش کر رہے ہیں۔
مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نمایاں ہیں۔(1964ء)

آزاد بن حیدر مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے ماہنامہ ''مشرق'' کے افتتاح پر
جمیل الدین عالی کا استقبال کر رہے ہیں۔(1964ء)

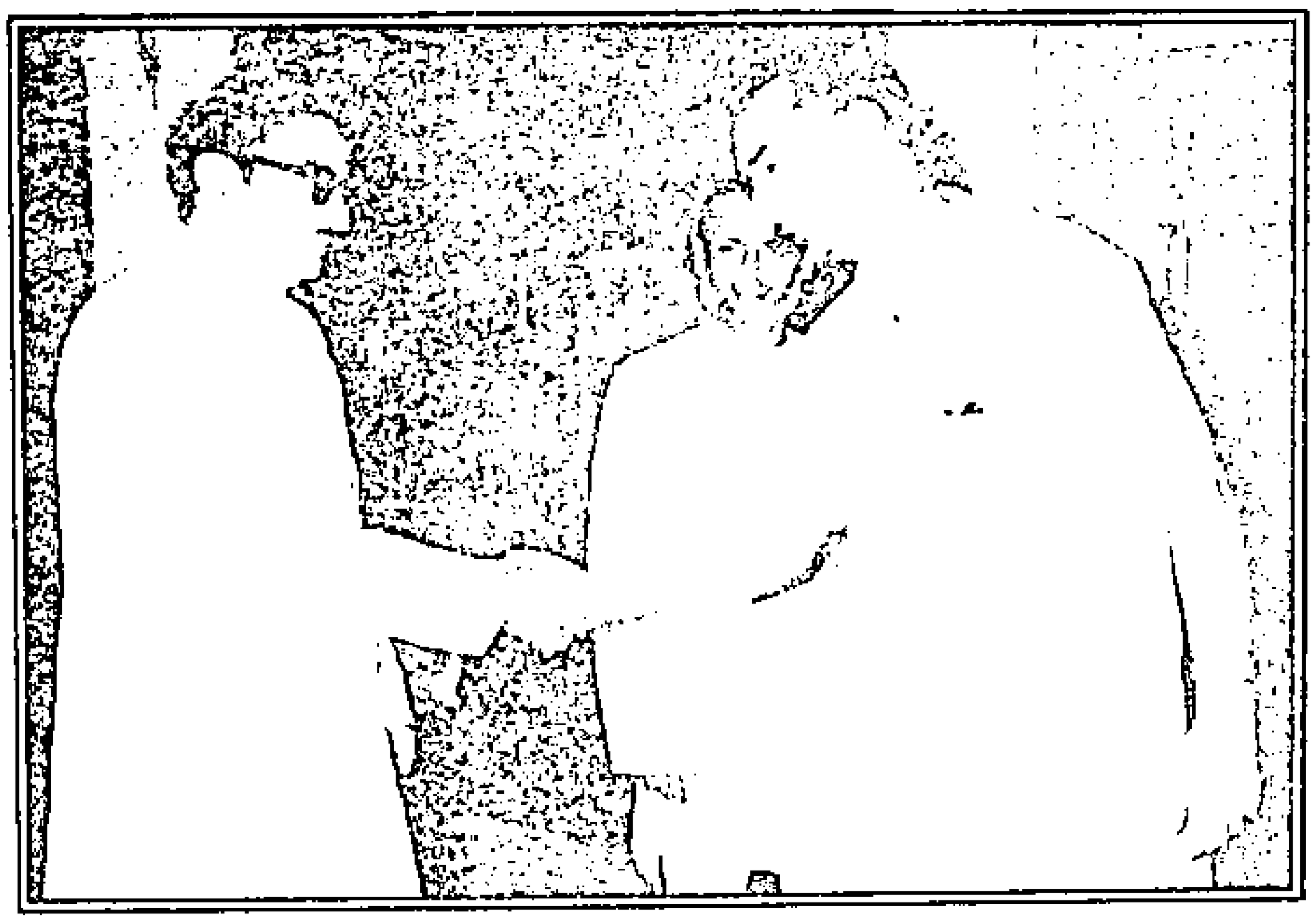

حکیم محمد سعید کا آزاد بن حیدر مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے ماہنامہ ''مشرق'' کے
افتتاح کے موقع پر استقبال کر رہے ہیں۔(1964ء)

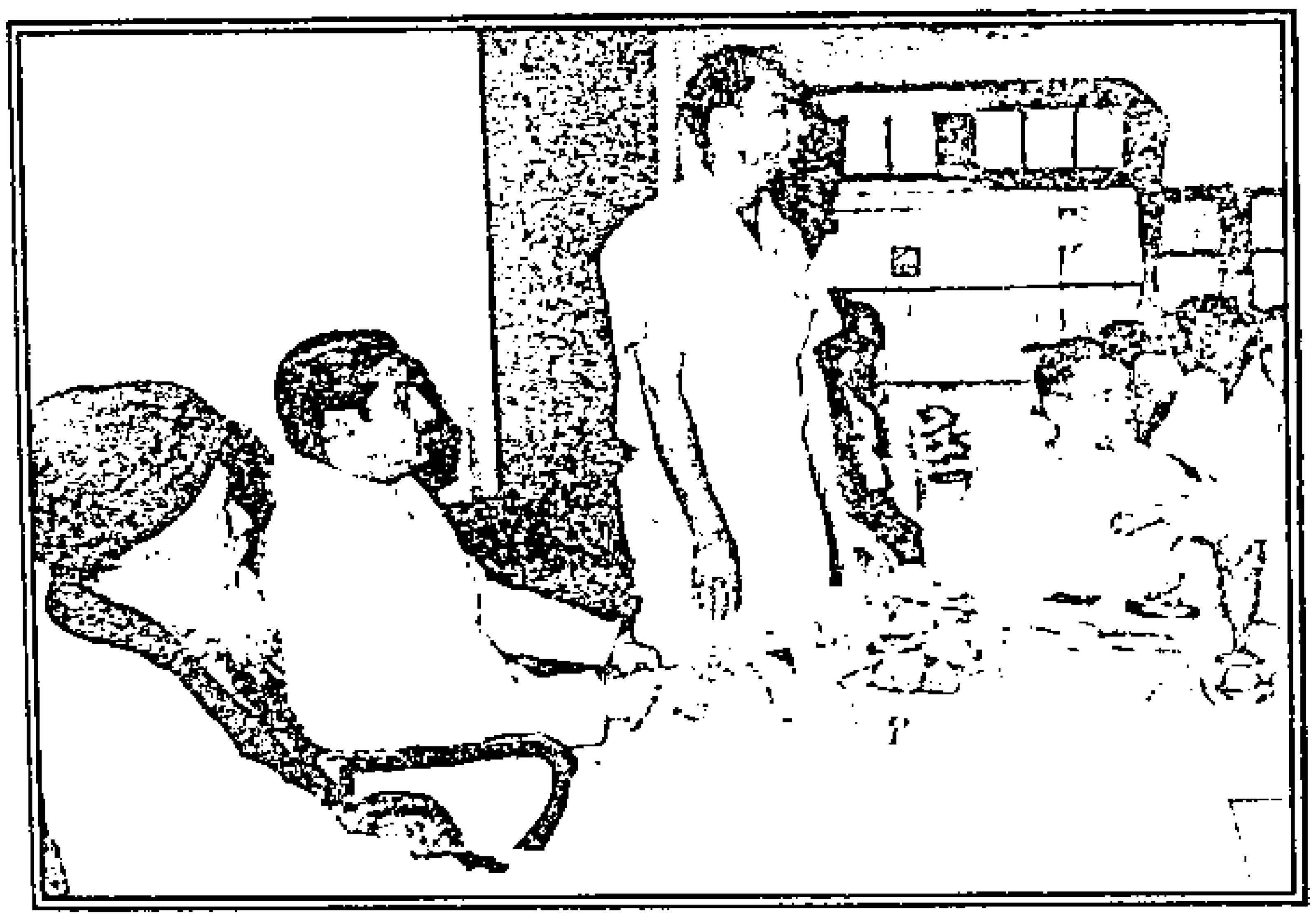

ماہنامہ ''مشرق'' کے افتتاح کی تقریب میں حکیم محمد سعید صدارت فرما رہے ہیں۔
آزاد بن حیدر خطاب کر رہے ہیں۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نمایاں ہیں۔(1964ء)

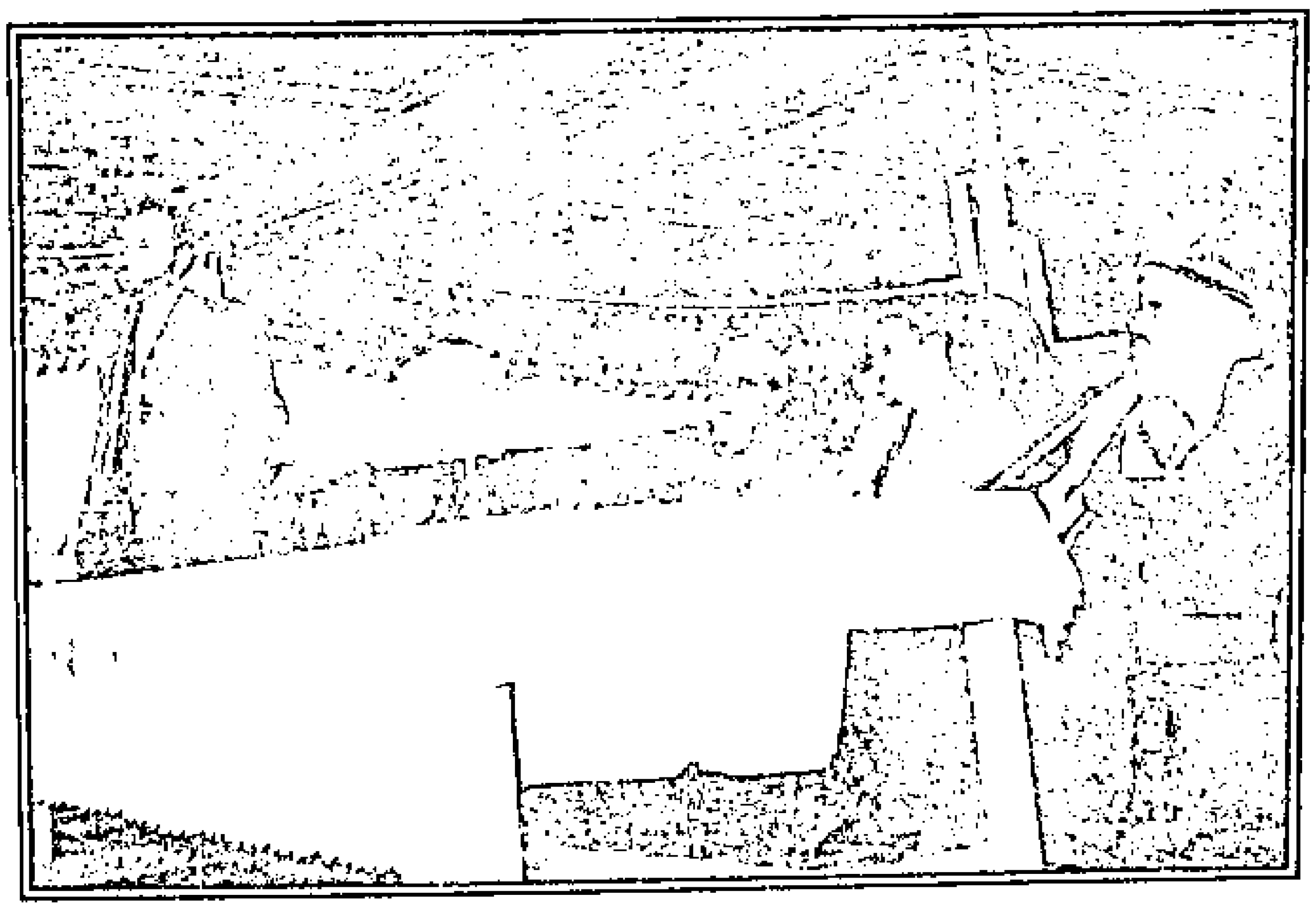

پرویز بٹ ایڈمنسٹریٹر بلدیہ، مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی سالانہ تقریب میں سیّد
حسین امام اور سفیر سعودی عرب تشریف فرما ہیں۔(1964ء)

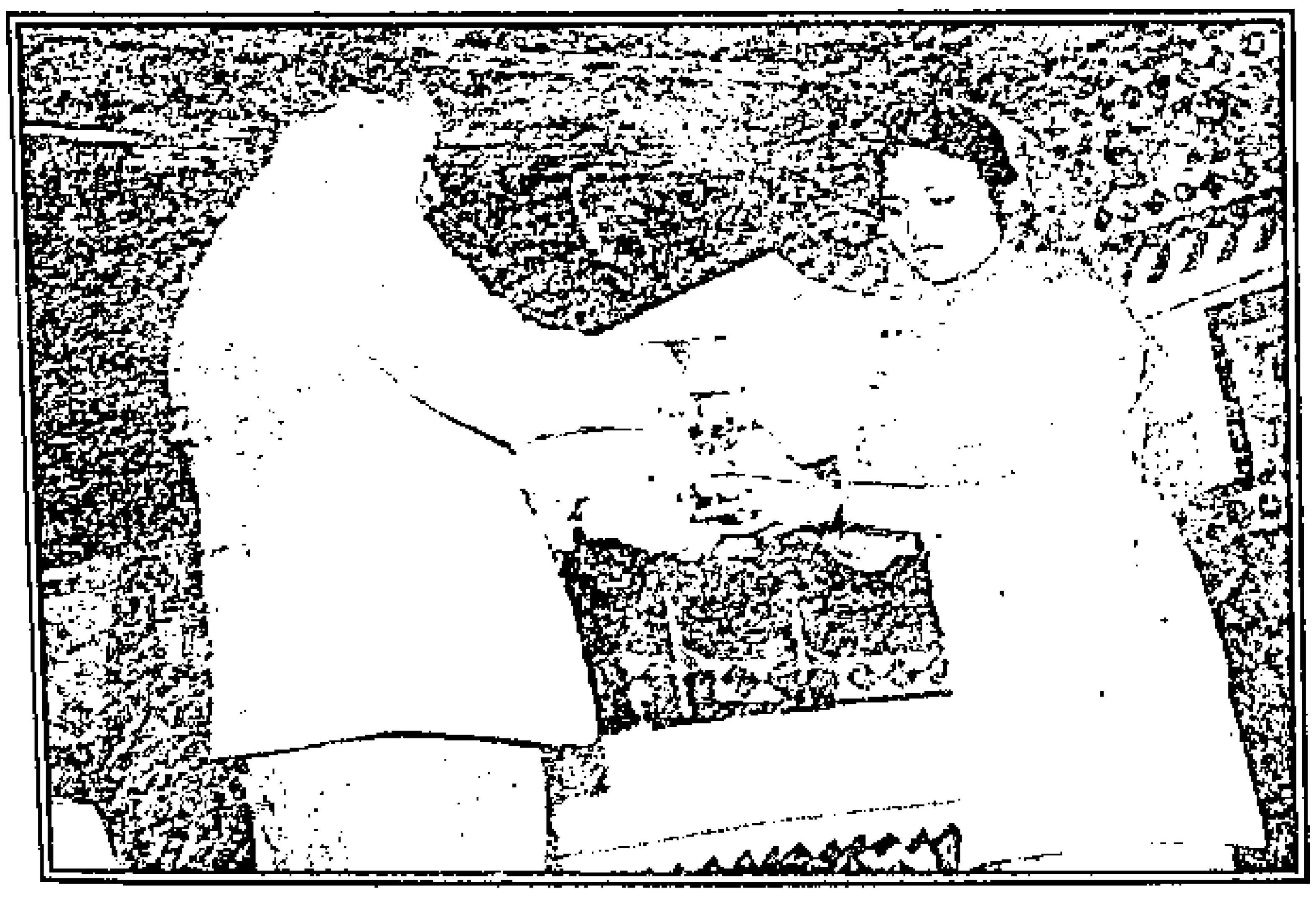

جناب پرویز بٹ میونسپل ایڈمنسٹریٹر، مسلم گرلز اسکول ناظم آباد کی طالبہ کو
انعام دے رہے ہیں۔(1964ء)

Marfat.com

یہ قصہ نصف صدی کا ہے　　　کوئی پل دو پل کی بات نہیں

مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی پچاس سالہ خدمات کا مختصر جائزہ

1958ء تا 2008ء

1954ء میں جب میں لیاری میں رہتا تھا اور سام کے اوقات میں فارغ ہوتا تھا اور لیاری کی بدترین تعلیمی حالت کا جائزہ لیتا تھا تو میں نے فیصلہ کیا کہ ایک نائٹ اسکول کھولا جائے۔ چنانچہ شاہین نائٹ اسکول کے نام سے ایک کمرے میں اللہ کے نام سے اس کا آغاز کیا۔ پندرہ بیس طالب علموں کا ایک گروپ بنایا۔ نویں اور دسویں کو انگریزی میں خود پڑھاتا تھا۔ جو دن میں ملازمت کرتے تھے، دو سال کے اندر اندر ان کو اس قابل بنا دیا کہ وہ میٹرک کا امتحان دے سکیں۔ الحمدللہ! اُنھوں نے پنجاب یونیورسٹی سے بحیثیت پرائیوٹ طالب علم میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اس زمانے میں اکثر و بیشتر طالب علم پنجاب یونیورسٹی ہی سے میٹرک کا امتحان دیتے تھے۔ ان بالغ طالب علموں کی فرمائش پر دریا آباد ہی میں ایک عمارت کرایہ پر لی اور صبح کے اسکول کا 1956ء میں آغاز کر دیا۔ اسکول کی رجسٹریشن کے لیے یہ لازمی تھا کہ ایک سوسائٹی رجسٹرڈ کرائی جائے، چونکہ صبح کے اسکول کا نام مسلم ہائی اسکول رکھا گیا تھا اس لیے سوسائٹی کا نام مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی تجویز کیا گیا۔

مولانا عبدالحامد بدایونی: اس سلسلے میں اپنے استاد مکرم مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی جو تحریک پاکستان کے عظیم رہنما تھے۔ مولانا بدایونی نے 1946ء میں سرحد کے ریفرنڈم میں فعال کردار ادا کیا اور قائداعظمؒ نے ان کو فاتح سرحد کا لقب عطا فرمایا۔ وہ قائداعظمؒ کے معتمد خاص تھے۔ انہیں یہ بھی سعادت حاصل تھی کہ 1940ء میں اُنھوں نے قراردادِ پاکستان کی تائید فرمائی تھی۔ وہ 1956ء میں جمعیت علمائے پاکستان کے صدر تھے۔ انھوں نے حوصلہ افزائی فرمائی اور مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے نام کو پسند فرمایا بلکہ اس کی صدارت بھی قبول فرمائی۔

سیّد حسین امام: سیّد حسین امام آل انڈیا مسلم اسٹیٹس کے صدر رہے تھے۔ اور مسلم لیگ اور تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ قائداعظمؒ کے رفیق کار رہے تھے اور مجھ پر انتہائی شفقت فرماتے تھے۔ جب ان کو بھی مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے قیام کی تجویز پیش کی گئی تو انھوں نے بھی اس کو نہ صرف سراہا بلکہ نائب صدر کے عہدے کو قبول فرمایا۔ خاکسار کو مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کا بانی سیکریٹری بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے ساتھ ہی بانی اراکین میں میرے والد محترم فرشتہ صفت انسان حیدر علی صدیقی قریشی، برادرم عزیزم شوکت علی صدیقی، میرے عم زاد بھائی ڈاکٹر شجاعت علی قریشی، کے علاوہ لیاری کے سوشل ورکرز محمد اسمٰعیل، لطیف اختر، محمد امین، ماسٹر مولا بخش، کیپٹن (ر) شمشیر علی خان بھی بنیادی اراکین تھے۔

پروفیسر اے بی حلیم: 1958ء کے پہلے سالانہ جلسے لیاری میں پروفیسر اے بی حلیم سابق وائس چانسلر علیگڑھ یونیورسٹی جو بہت ہی بہترین منتظم تھے انھیں لوگ عقیدت سے ابا حلیم کہتے تھے۔ وہ کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے اور میرے درخواست پر مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی سرپرستی قبول فرمائی۔ لیاری میں مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی ان شخصیات کی سرپرستی کی وجہ سے اور خاکسار کی مخلصانہ کوششوں کی وجہ سے بہار کالونی کے عوام نے اس کو بہت سراہا۔

مسلم گرلز سیکنڈری اسکول: 1960ء میں مسلم گرلز سیکنڈری اسکول کی ایک برانچ بہار کالونی کے مشرقی علاقے نزد ٹینری روڈ قائم کی گئی اور وہ بھی دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتی رہی۔ بہار کالونی میں ہی ہمارے دو پرائمری اسکول تھے جو 1970ء

Marfat.com

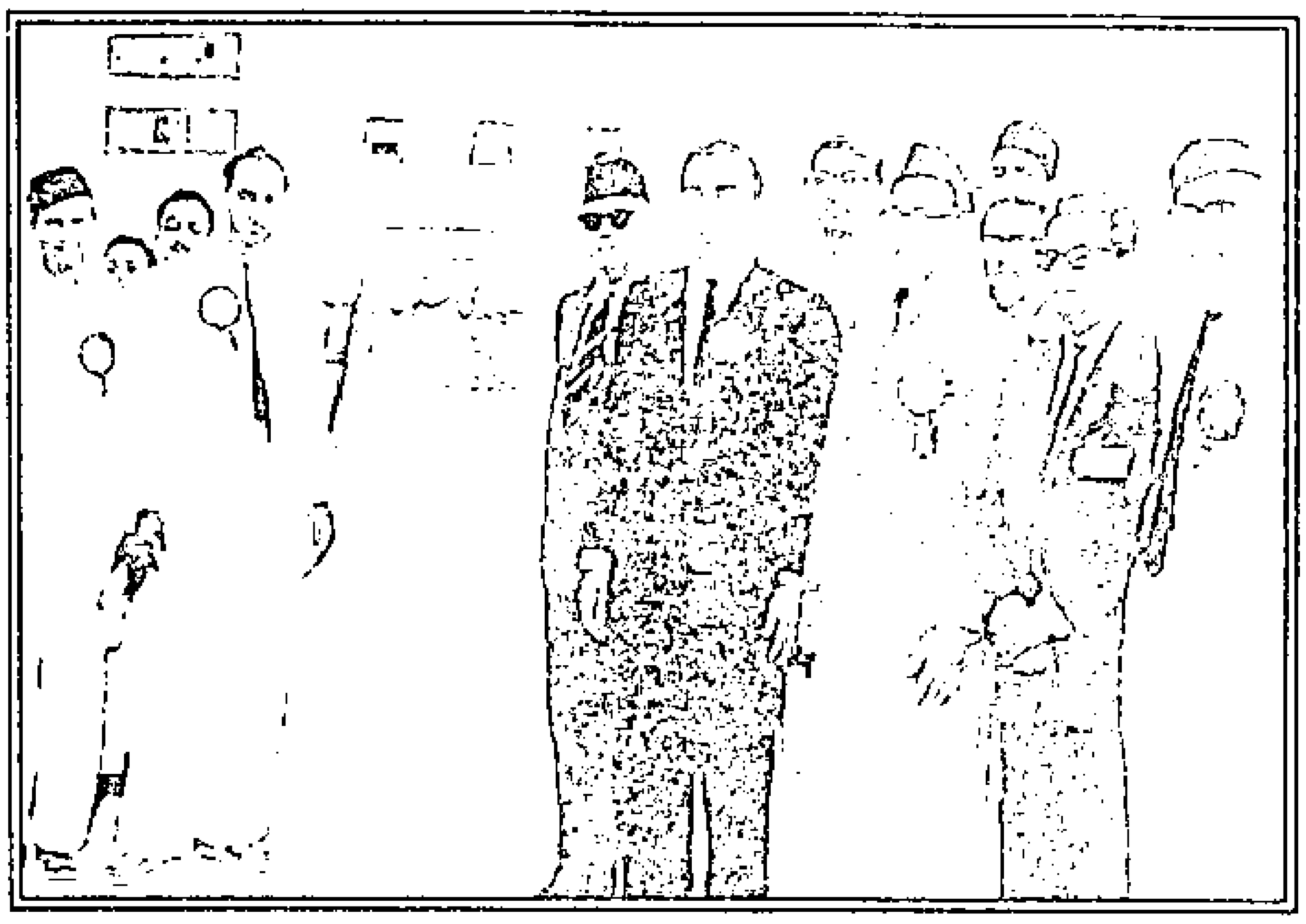

روئیداد خان کمشنر کراچی، مسلم گرلز اسکول ناظم آباد کے سنگ بنیاد کے موقع پر، سید حسین امام اور آزاد بن حیدر نمایاں ہیں۔(1964ء)

فخرِ ماتری و صفدر حسین ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے استقبالیہ میں تشریف فرما ہیں۔آزاد بن حیدر خطاب کررہے ہیں۔(1965ء)

جناب عدنان احمد میونسپل کمشنر کراچی کو مسلم گرلز سیکنڈری اسکول ناظم آباد کی ہیڈ مسٹریس خوش آمدید کہہ رہی ہیں۔(1966ء)

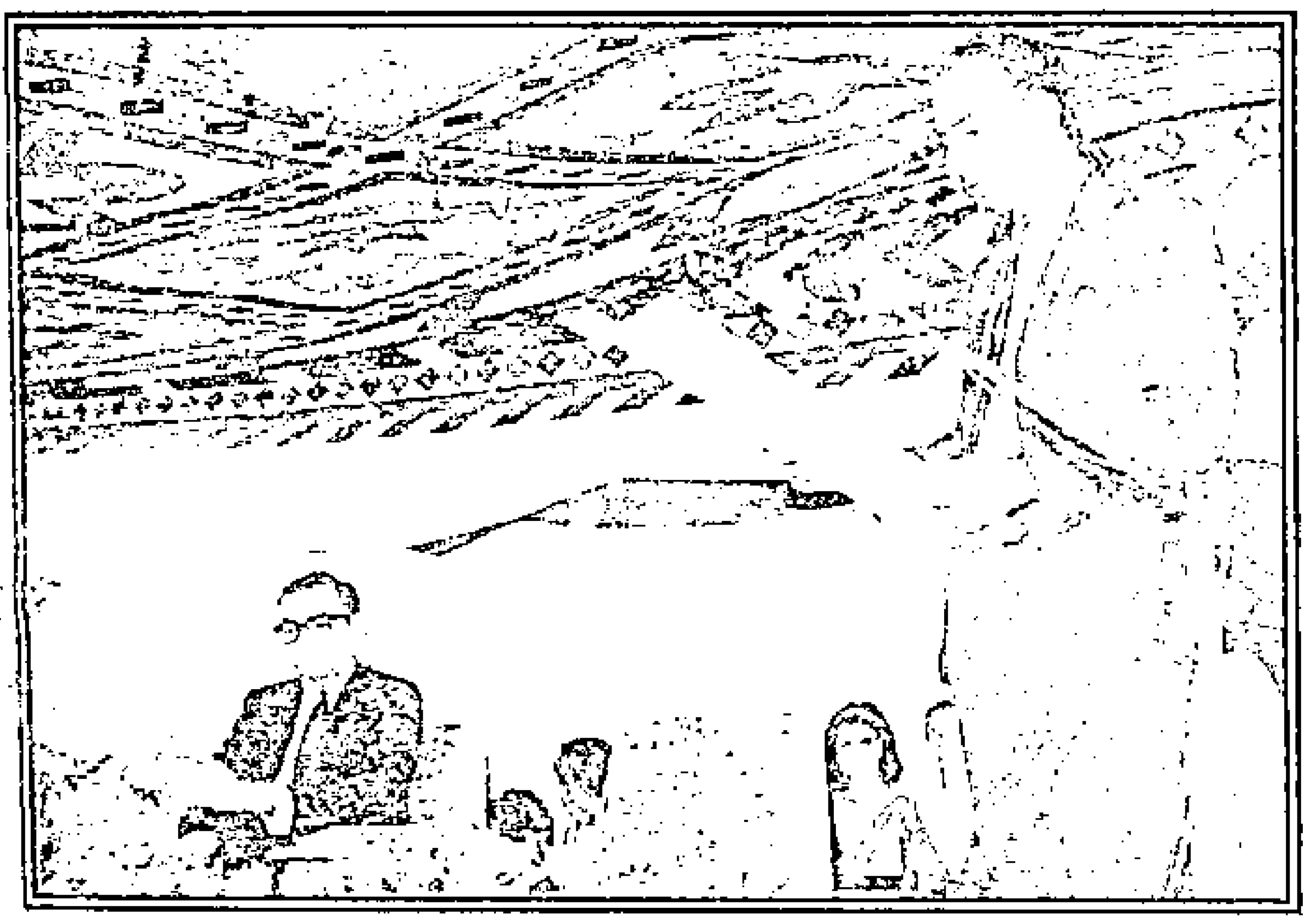

جناب آزاد بن حیدر، مسلم گرلز اسکول کی سالانہ تقریب میں عدنان احمد میونسپل کمشنر کو سپاس نامہ پیش کررہے ہیں۔(1966ء)

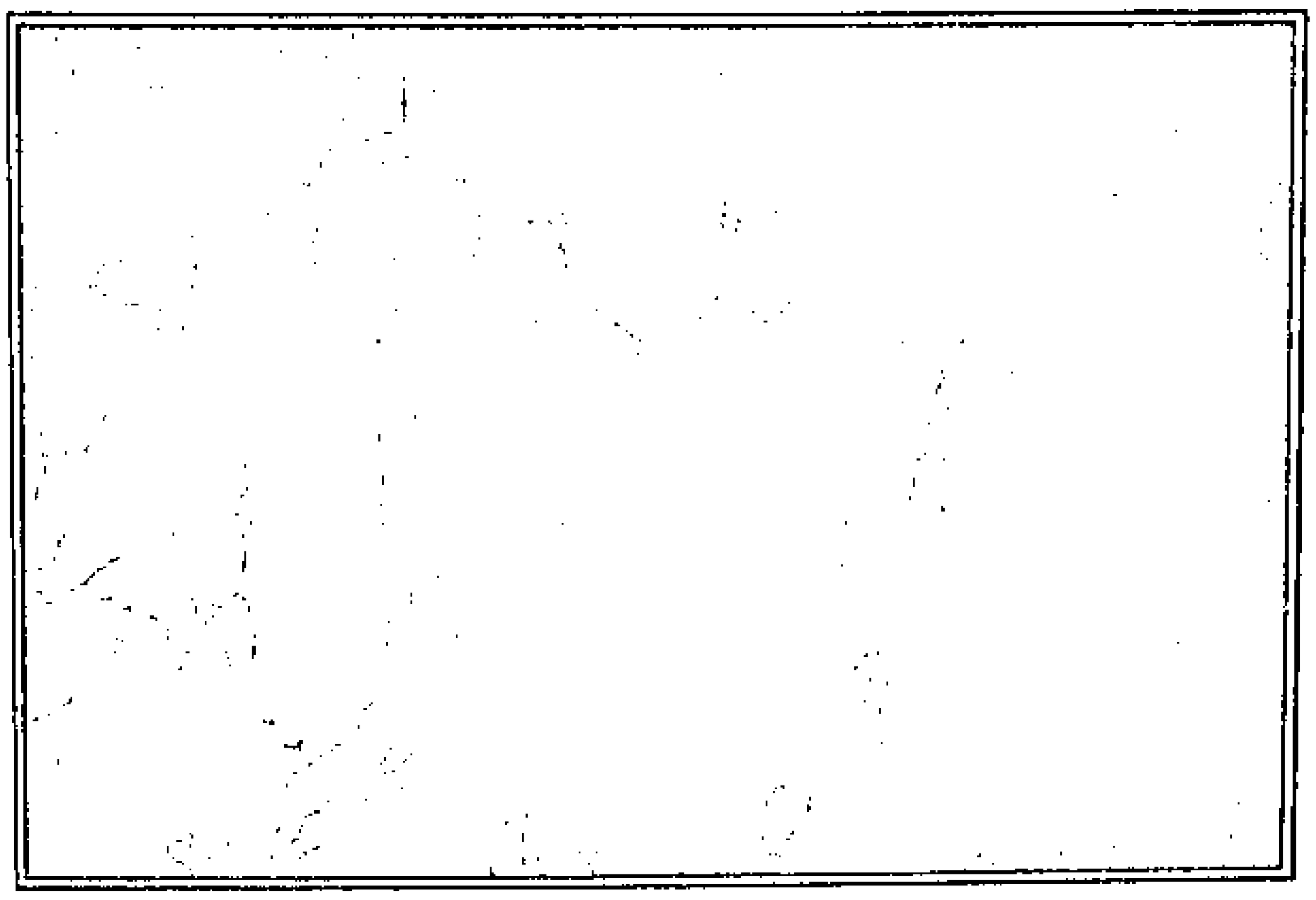

''اسلامی بینکاری'' کے مصنف ارشاد احمد، مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے استقبالیہ میں کیک کاٹتے ہوئے۔(1966ء)

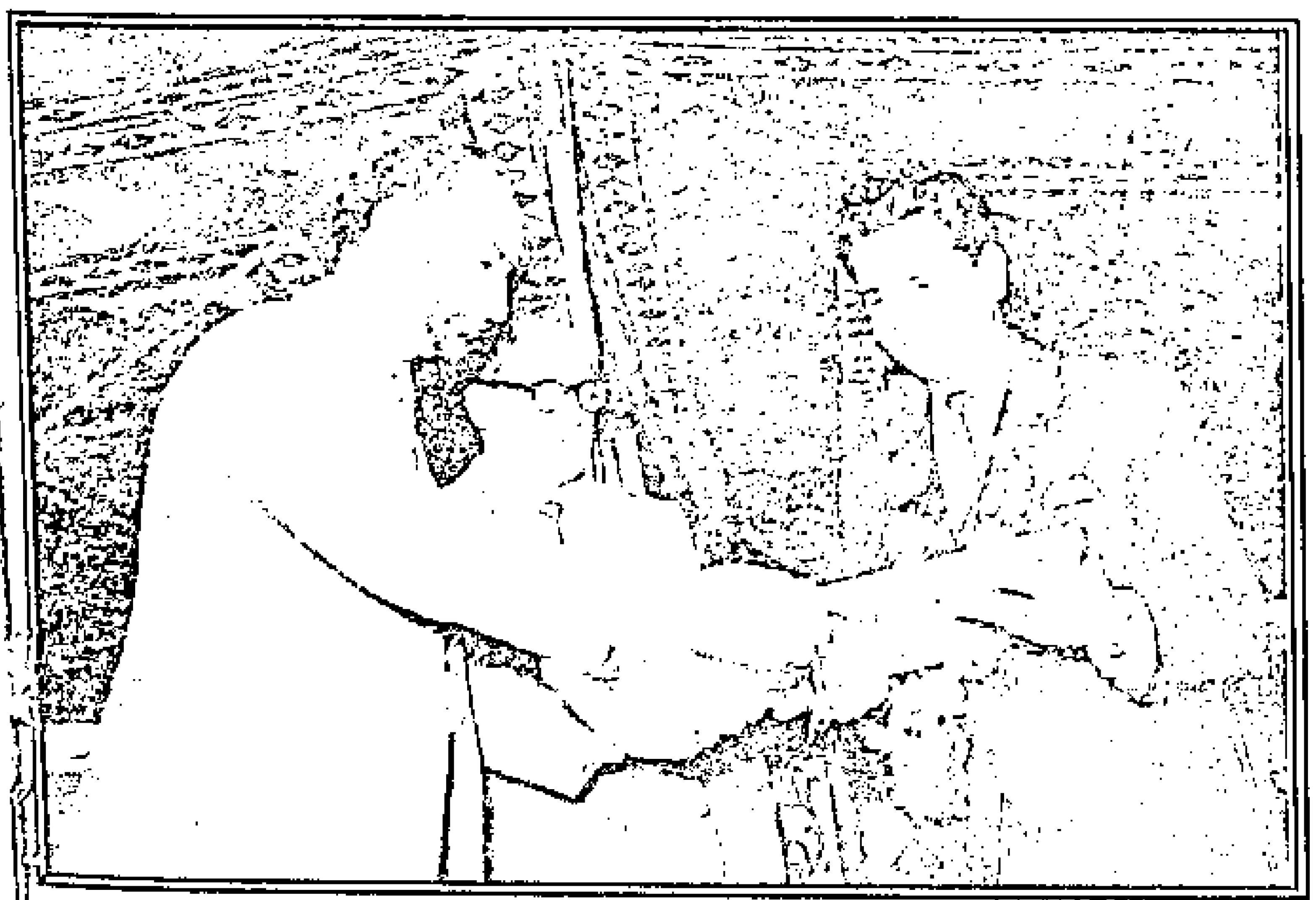

''اسلامی بینکاری'' کے مصنف ارشاد احمد کو مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے صدر آزاد بن حیدر سپاس نامہ پیش کررہے ہیں۔(1966ء)

Marfat.com

میں قائم کیے گئے تھے۔ اور وہ ابھی رجسٹرڈ نہیں ہوئے تھے۔ جب 1972ء میں سارے اسکول قومیا لیے گئے تو ان کو رجسٹرڈ ہونے کی وجہ سے نہیں قومیایا جاسکا۔ ان اسکولوں کی ہیڈ مسٹریس ایک بیوہ خاتون مسز نازنین تھیں اور دوسرے اسکول کی ہیڈ مسٹریس مسز دلیل تھیں۔ اسکولوں کی نیشنلائزیشن کے بعد یہ دونوں خواتین میرے گھر ناظم آباد تشریف لائیں اور میری بیگم صاحبہ کے سامنے اپنے مستقبل کے بارے میں فکرمندی اور پریشانی کا اظہار کیا۔ جب میں گھر واپس پہنچا تو میری بیگم صاحبہ نے ان کی حالت زار کا ذکر کیا تو میں نے اللہ کی رضا کی خاطر یہ دونوں اسکول ان بیوہ خواتین کو بطور عطیہ دے دیے۔

تعلیم ذریعہ خدمت ہے تجارت نہیں: ہم نے اس نصب العین کے تحت مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز کیا اور ہم اپنے اس نصب العین پر پچاس سال تک قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری خدمات کو قبول فرمائے۔

مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی عہد بہ عہد: 20 جولائی 1970ء کو مولانا عبدالحامد بدایونی صدر مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کا انتقال ہوگیا۔ 10 ستمبر 1970ء کو مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے اجلاس میں سید حسین امام صاحب کو صدر اور آزاد بن حیدر کو نائب صدر منتخب کیا گیا۔ محبوب علی صدیقی اکتوبر 1964ء سے اپریل 1968ء تک مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے خزانچی رہے۔ حافظ علی خان شیروانی فروری 1969ء سے مارچ 1970ء تک مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے جنرل سیکریٹری رہے۔ جنوری 1985ء کو سید حسین امام صاحب کا انتقال ہوگیا۔ 28 جون 1985ء کو تعزیتی اجلاس ہوا۔ 25 مارچ 1986ء کو آزاد بن حیدر صاحب مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے صدر منتخب ہوئے۔ جناب رضوان حسین مرزا خزانچی مقرر ہوئے اور سعید احمد شیخ صاحب جنرل سیکریٹری مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب کے انتقال کے بعد حنیف احمد ہاشمی صاحب 15 مارچ 1986ء کو خزانچی منتخب ہوئے۔ 14 فروری 1992ء کو طارق بن آزاد صاحب جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے۔ 16 مئی 1998ء کو ستارہ بیگم صاحبہ جنرل سیکریٹری منتخب ہوئیں اور سعید احمد شیخ صاحب نائب صدر منتخب ہوئے۔ 15 مئی 1998ء کو خولہ صدیقی صاحبہ جوائنٹ سیکریٹری منتخب ہوئیں۔ سعید احمد شیخ صاحب کے انتقال کے بعد طارق بن آزاد صاحب نائب صدر منتخب ہوئے۔

مسلم ہائی اسکول دریا آباد- بہار کالونی، لیاری: مسلم ہائی اسکول دریا آباد لیاری کی رجسٹریشن کا مرحلہ آیا تو میرے استاد محترم مولانا فضل الحق اپنے دو صاحبزادگان احسان الحق اور انعام الحق کے ساتھ سیالکوٹ سے کراچی تشریف لے آئے اور انھوں نے اسکول کا پورا انتظام سنبھال لیا۔ بعدازاں احسان الحق صاحب نے C.S.S. کا امتحان پاس کیا اور وہ پنجاب میں ڈپٹی کمشنر متعین ہوگئے۔ انعام الحق صاحب نے ہائی کورٹ پنجاب کے ایک جج کے ساتھ ایک ریڈر کا عہدہ سنبھال لیا۔ دو سال بعد مولانا فضل الحق صاحب واپس پنجاب تشریف لے گئے۔ طلباء کی تعداد بڑھتی چلی جارہی تھی اس لیے اسکی ایک شاخ مسلم بوائز سیکنڈری اسکول بہار کالونی نزد حنیف منزل قائم کی گئی۔ طلبا و طالبات اور والدین کے اصرار پر بہار کالونی کے اسکولوں کی دوسری شفٹ میں گرلز سیکنڈری اسکول قائم کیا گیا۔ بہار کالونی بڑا مردم خیز علاقہ تھا۔ یہ بہار کالونی 1946ء میں جب بہاریوں کا قتل عام ہوا، اُس وقت قائم ہوئی تھی۔ بہار کالونی میں بڑی نامور شخصیات قیام پذیر تھیں جن میں مولانا متین ہاشمی، والد بزرگوار ایس ایچ ہاشمی، میجر (ر) آفتاب حسین، صدر شعبہ اُردو، جامعہ کراچی کے علاوہ انیس الرحمٰن ایڈووکیٹ، کئی وکلاء، مجسٹریٹ، پروفیسرز، ادیب اور شاعر مقیم تھے۔ انھوں نے مسلم بوائز سیکنڈری اسکول و مسلم گرلز سیکنڈری

Marfat.com

مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی جانب سے جناب جاوید احمد پی آر او بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کے اعزاز میں استقبالیہ، ڈاکٹر یاسمین زبیری و آزاد بن حیدر نمایاں ہیں۔(1967ء)

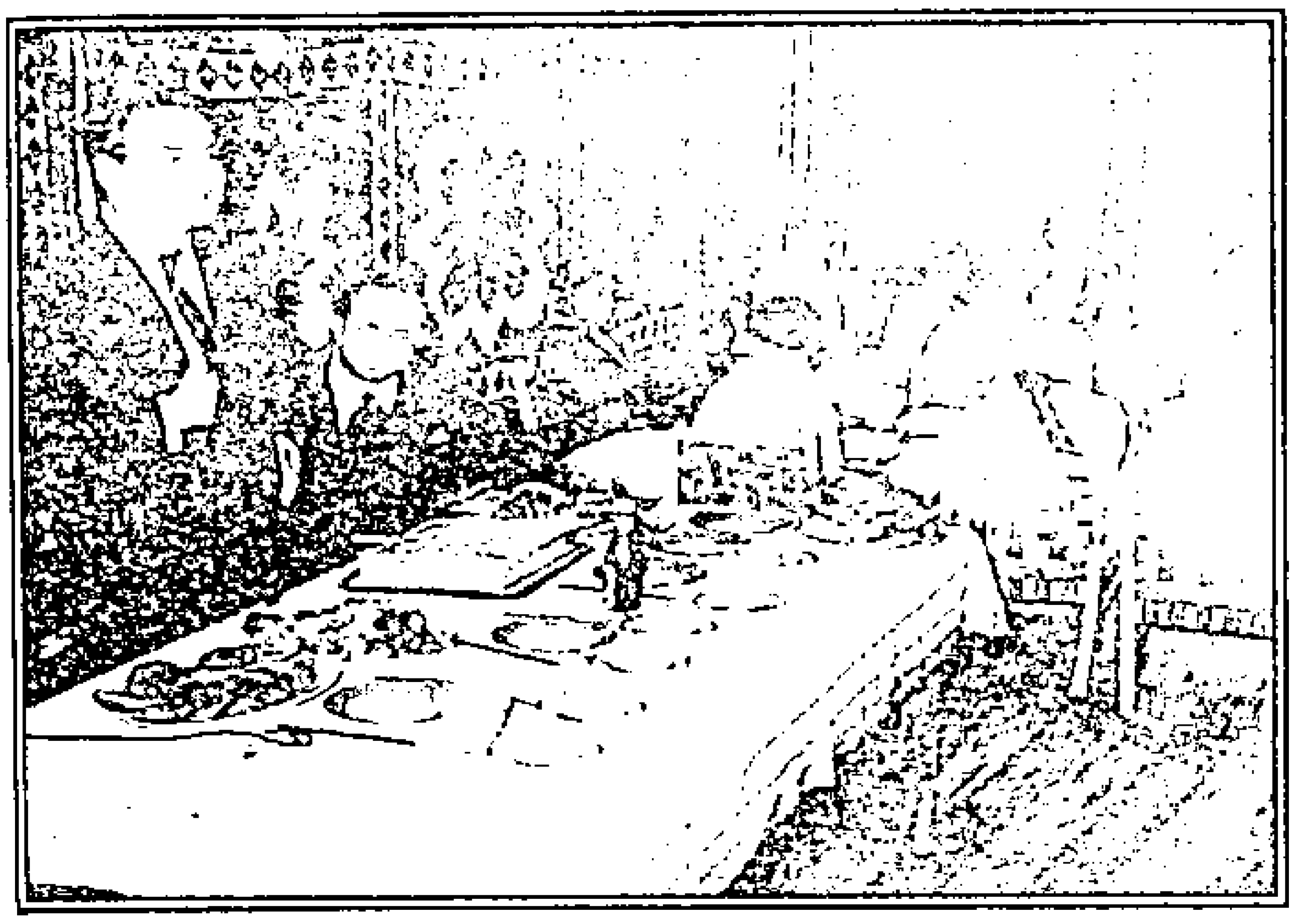

آغا حسن عابدی صدر یونائیٹڈ بینک، مسلم گرلز اسکول ناظم آباد کے سالانہ اجلاس سے خطاب کررہے ہیں۔(1967ء)

ڈاکٹر عقیلہ کیانی چیئرپرسن سوشل ڈپارٹمنٹ کراچی یونیورسٹی کے اعزاز میں استقبالیہ، آزاد بن حیدر خطاب کررہے ہیں۔(1967ء)

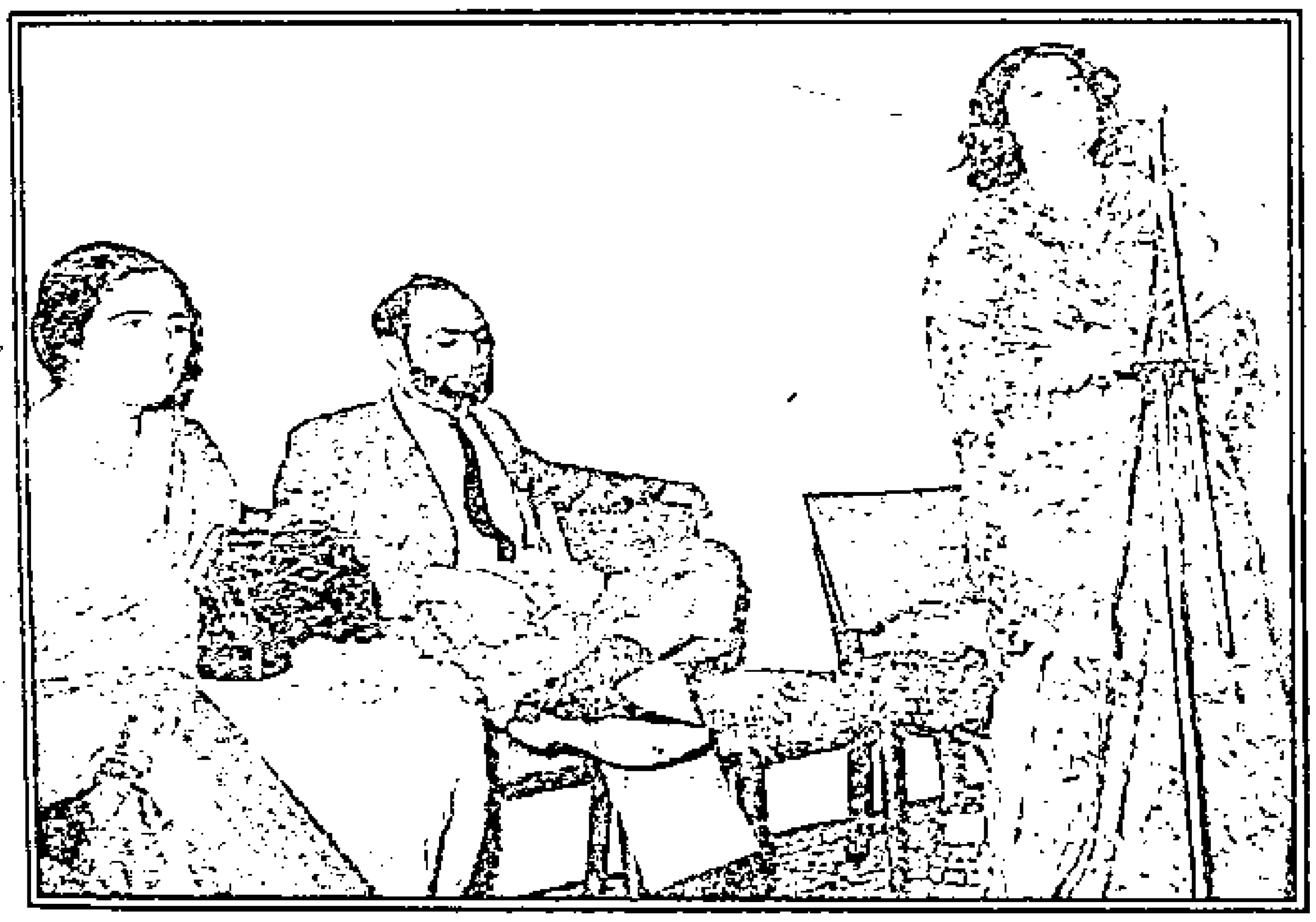

ڈاکٹر عقیلہ کیانی چیئرپرسن سوشل ڈپارٹمنٹ کراچی یونیورسٹی، مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے استقبالیہ میں تشریف فرما ہیں۔(1967ء)

جناب پرویز بٹ میونسپل ایڈمنسٹریٹر، مسلم گرلز سکول ناظم آباد میں کیک کاٹ رہے ہیں۔(1967ء)

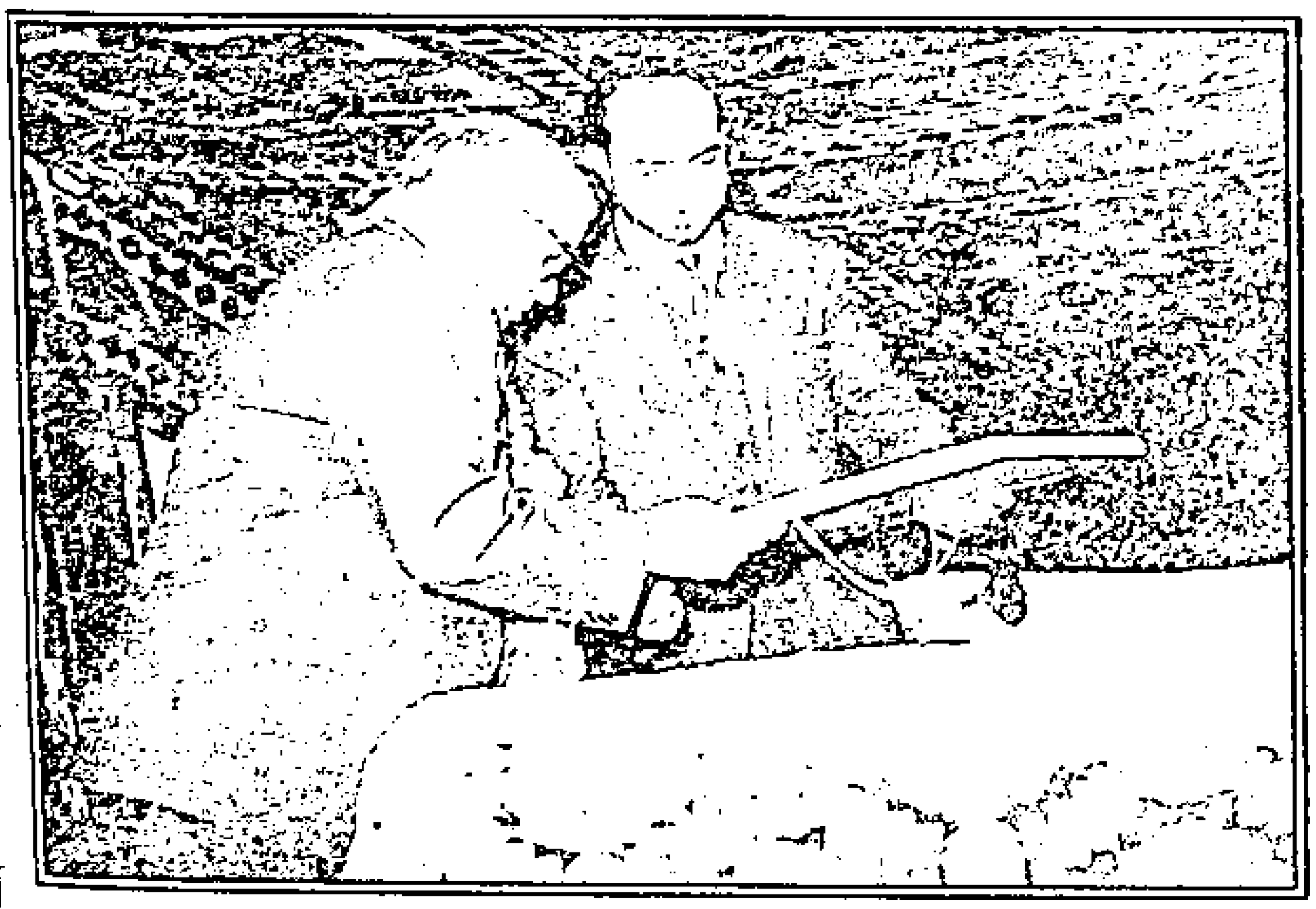

آزاد بن حیدر ممتاز دانشور، صدر نیشنل بینک ممتاز حسن صاحب کو مسلم گرلز اسکول ناظم آباد کی تقریب میں سپاس نامہ پیش کررہے ہیں۔(1968ء)

Marfat.com

اسکول کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کا دفتر: کراچی میونسپل کارپوریشن کی طرف سے مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کو بہادر شاہ مارکیٹ پہلی منزل پر 12 نمبر دفتر فروری 1963ء میں الاٹ کیا گیا۔ دفتر کا افتتاح عزت مآب پیر سید عبدالقادر گیلانی (سفیر عراق) نے فرمایا اور اس طرح مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کا دفتر جو پہلے دریا آباد سے بہار کالونی منتقل ہوا تھا اب 12 بہادر شاہ مارکیٹ میں منتقل ہو گیا۔ اور گزشتہ 45 سال سے یہیں پر قائم رہا۔ اب 2008ء میں اسے سرسیّد اُردو بازار ناظم آباد نمبر 1 منتقل کرنے کا پروگرام بنایا جارہا ہے۔

نیو ایرا بوائز سیکنڈری اسکول عقب ناز سینما ایم اے جناح روڈ: 1961ء میں نیو ایرا سیکنڈری اسکول میں شام کے وقت پروفیسر شاہین عربی کلاسیں چلاتے تھے۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ یہ اسکول جناب عبدالغفار میمن چلا رہے ہیں۔ لیکن اس کی انتظامیہ کا بُرا حال ہے۔ اگر آپ چاہیں تو وہ آپ کو کرایہ پر دینے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ مالک اسکول سے گفت وشنید ہوئی اور یہ اسکول ہمیں سات روپے ماہانہ پر مل گیا۔ اس کے اسٹاف کی اوورہالنگ کی گئی اور دو سالوں میں ہی صرف نویں دسویں کلاس میں ایک سو طالب علم داخل ہو چکے تھے۔ یہ اسکول صرف چھٹی تا میٹرک تک تھا اور قومیا جانے سے پہلے صدر کے درجہ اوّل کے اسکولوں میں اپنا ایک مقام بنا چکا تھا۔ معروف لیبر لیڈر عمر سیلیا اسی اسکول کے طالب علم رہے ہیں۔

بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کراچی کی موجودہ بلڈنگ: میں جن دنوں ناظم آباد نمبر 1 میں مقیم تھا، اخبار میں خبر پڑھی کہ بیگم محمودہ سلیم وزیر تعلیم مغربی پاکستان، کمشنر کراچی روئیداد خان اور چیئرمین بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن میجر (ر) قیصر حسین بختیاری کی موجودگی میں بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کا سنگ بنیاد پہلی چورنگی ناظم آباد نمبر 1 میں سرسیّد گرلز کالج کے عقب میں رکھا گیا ہے۔ ایک دو روز کے بعد جب میری طبیعت ذرا ٹھیک ہوئی تو میں اپنی بیگم صاحبہ کے ساتھ شام کو چہل قدمی کے لیے نکلا اور پہلی چورنگی پر بیگم محمودہ سلیم وزیر تعلیم مغربی پاکستان کے دست مبارک سے رکھا ہوا سنگ بنیاد دیکھا۔ ایک جھونپڑی میں ایک چوکیدار بیٹھا ہوا تھا۔ میں پیچ وخم کھاتا ہوا دوسرے دن بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن پی ای سی ایچ ایس پہنچا اور بختیاری صاحب جو میرے محسن تھے ان سے جا کر اس بات کا شکوہ کیا کہ کراچی کے لیے انھوں نے صرف دو اڑھائی ہزار گز کے پلاٹ پر بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کے لیے جگہ منتخب کی ہے جبکہ کراچی کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے اور وہ خود بھی ہمیشہ ایک عالی شان بورڈ کی عمارت تیار کرنے کا خواب دیکھتے رہے ہیں۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کی عمارت کسی بڑے پلاٹ پر بنائی جائے۔ وہ فرمانے لگے کہ چار پانچ سال کی خط و کتابت کے بعد بمشکل یہ پلاٹ ملا ہے۔ اب ہم کیا کر سکتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میں آپ کو ایک پلاٹ دلواتا ہوں۔ بشرطیکہ موجودہ پلاٹ سے بورڈ، مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے حق میں دستبردار ہو جائے۔ انھوں نے میری تجویز کو سراہا۔ میں نے ان کے پی اے مسٹر ایوب جو کہ پہلی چورنگی پر ہی مسلم گرلز سیکنڈری اسکول ناظم آباد نمبر 1 کے قریب رہائش پذیر تھے ان سے ایک خط کمشنر کراچی روئیداد خان صاحب کے نام لکھوایا۔ جو کے ڈی اے کے چیئرمین بھی تھے اور ایک بڑا پلاٹ جو پانچ، سات ایکڑ کے رقبہ کا تھا اس کا نمبر اپنے ذرائع سے حاصل کیا اور روئیداد خان صاحب کمشنر کراچی کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے عرض کیا کہ چند روز قبل آپ کی موجودگی میں بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کا سنگ بنیاد رکھا گیا ہے۔ کراچی کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے لہٰذا بورڈ کو ایک بڑا پلاٹ الاٹ کیا جائے۔ اس پلاٹ کا نمبر بورڈ آف ایجوکیشن کی درخواست میں لکھ دیا گیا ہے۔ انھوں نے اس

Marfat.com

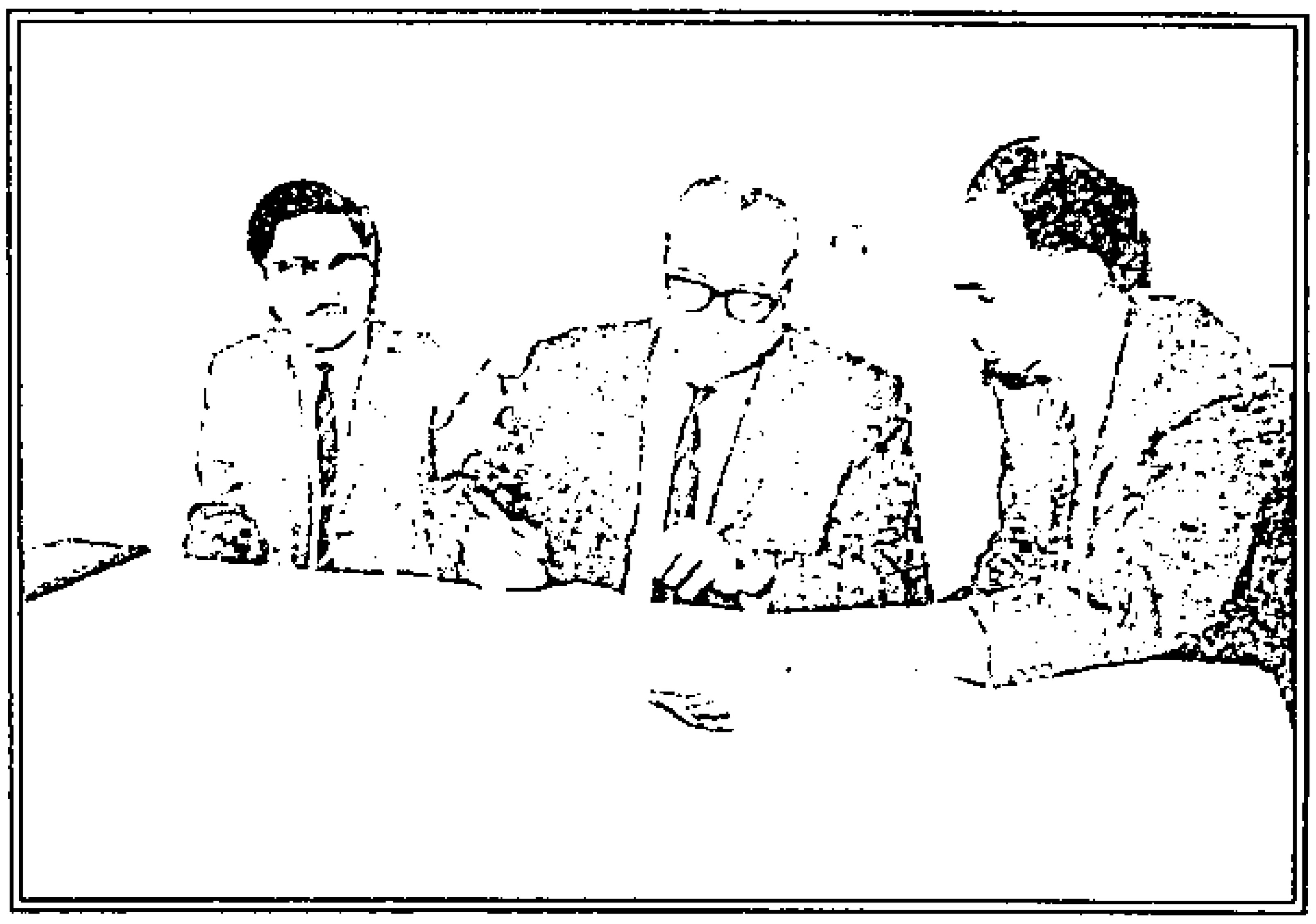

ڈاکٹر انعام اللہ خان سیکریٹری جنرل مؤتمر عالم اسلامی، استقبالیہ کے موقع پر اپنے تاثرات قلمبند فرما رہے ہیں۔ (1968ء)

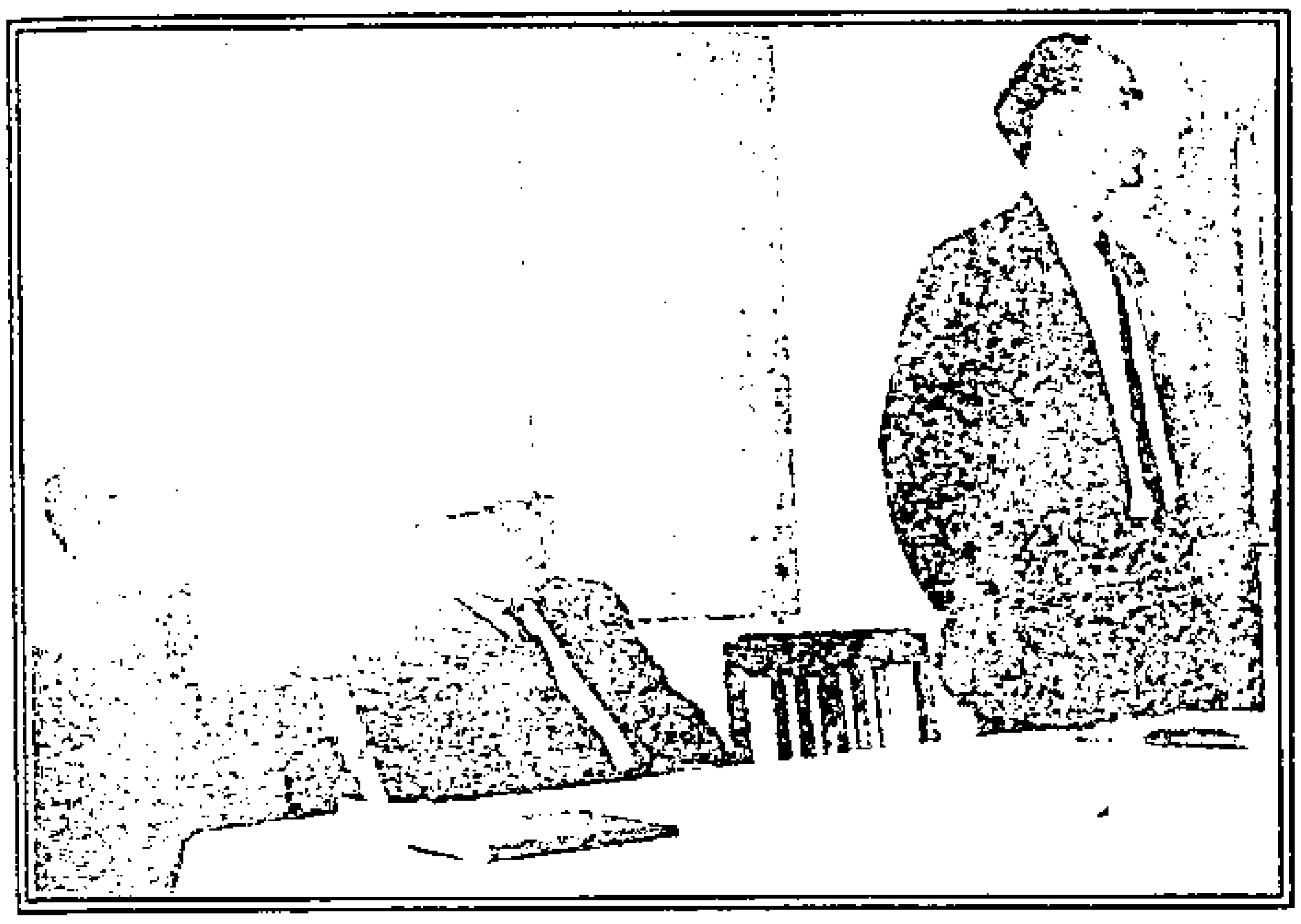

ڈاکٹر انعام اللہ خان سیکریٹری جنرل مؤتمر عالم اسلامی کے اعزاز میں استقبالیہ سے آزاد بن حیدر خطاب کر رہے ہیں۔ (1968ء)

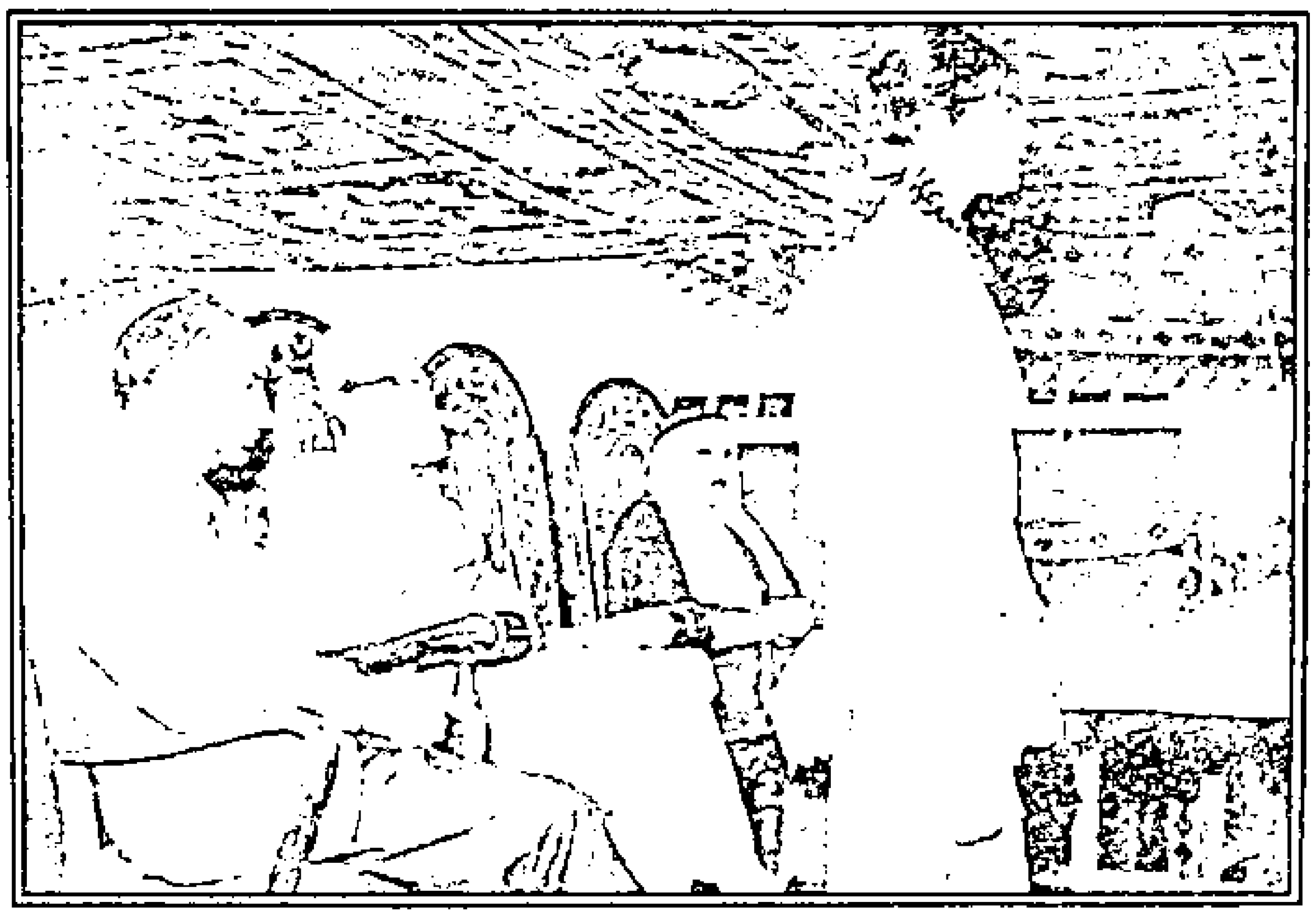

مسلم گرلز سیکنڈری اسکول کی طالبہ مہمانوں کا شکریہ ادا کر رہی ہیں، سید حسین امام وسفیر سعودی عرب اور آزاد بن حیدر نشست فرما ہیں۔

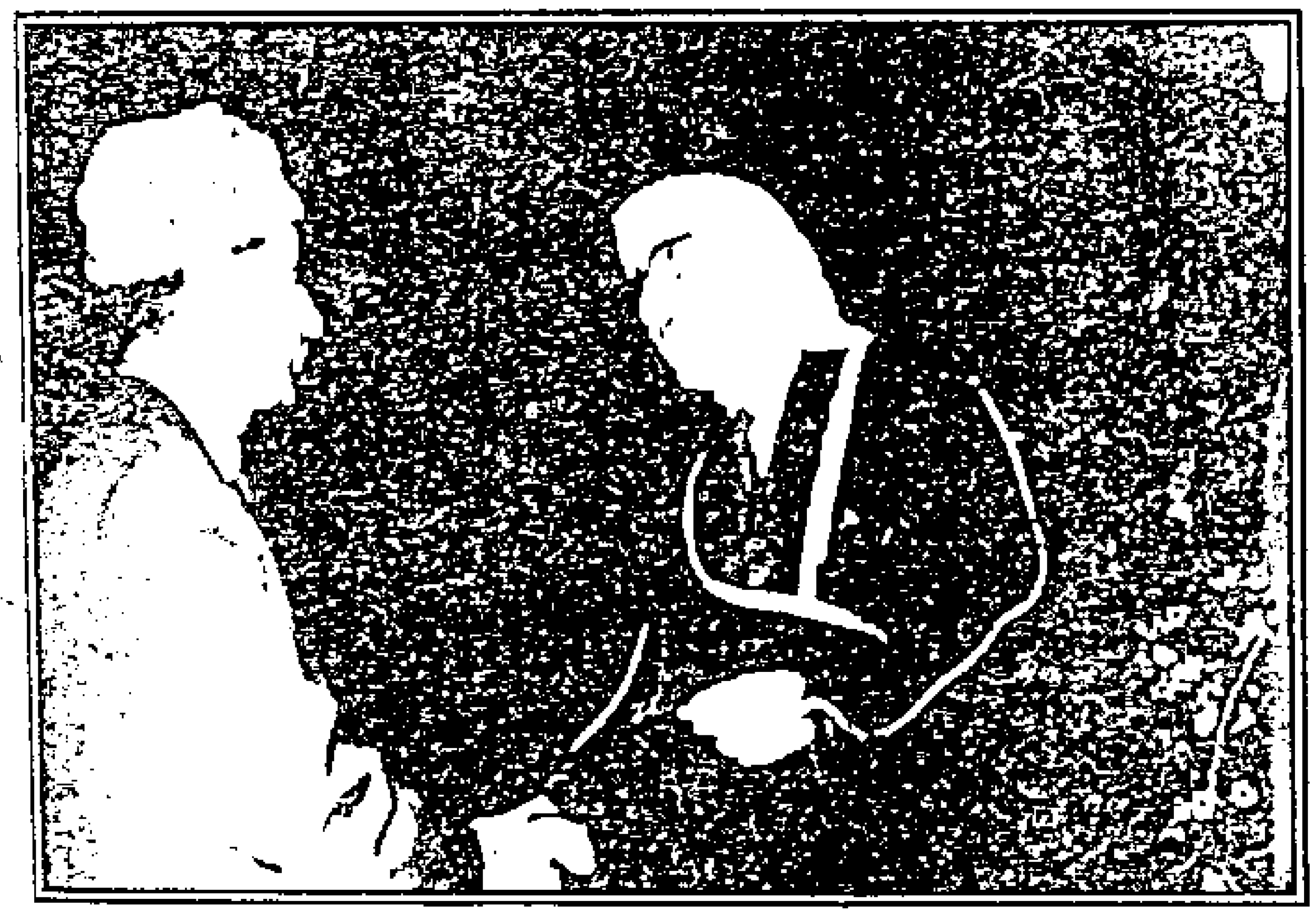

آزاد بن حیدر سعودی سفیر کا مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے استقبالیہ میں استقبال کر رہے ہیں۔

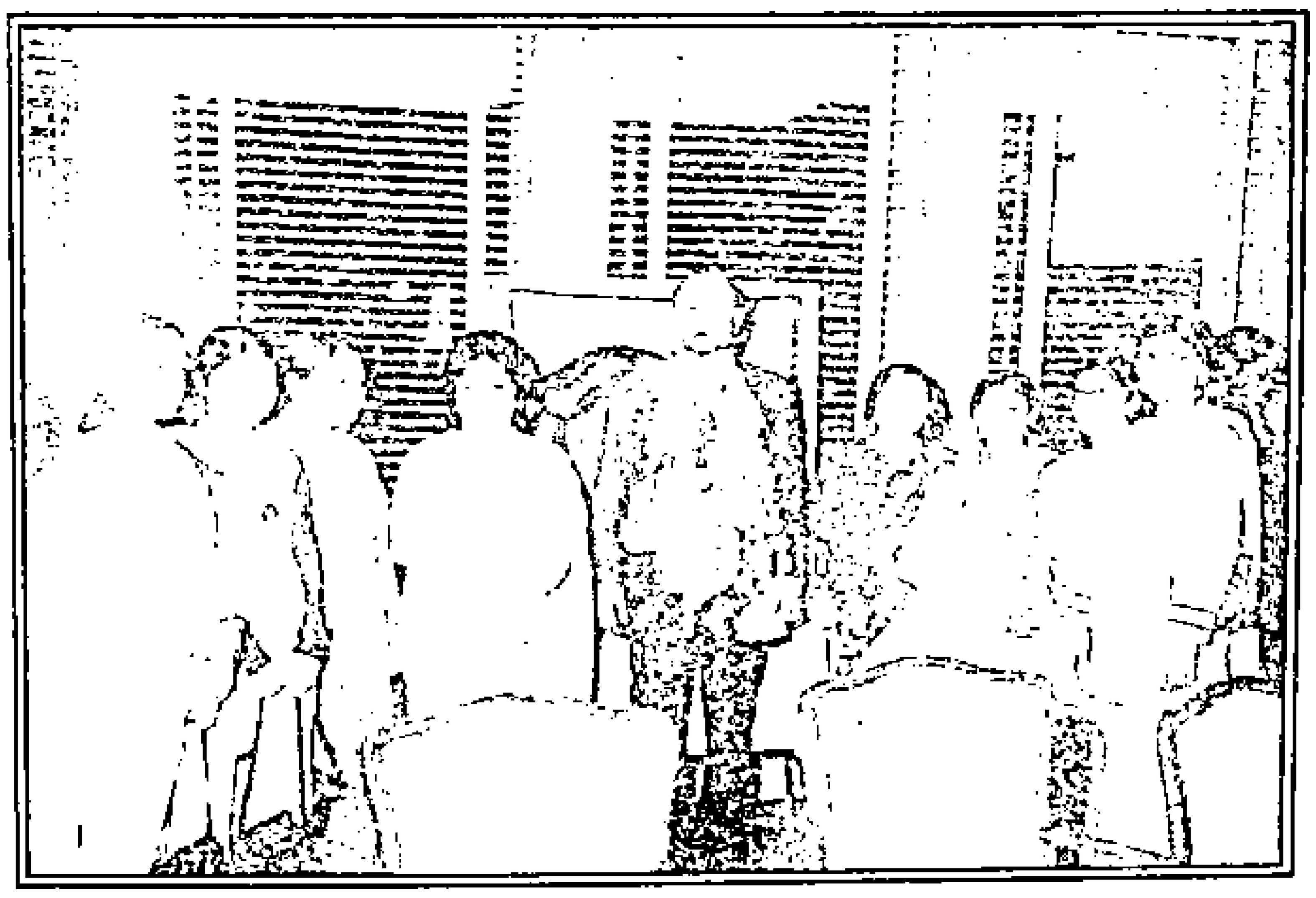

اسکولوں کی نیشنلائزیشن کے موقع پر آزاد بن حیدر نے اسکولوں میں مٹھائی تقسیم کی۔ اسکولوں کے اسٹاف نے ان کو شیزان ہوٹل میں الوداعی پارٹی دی۔ (1972ء)

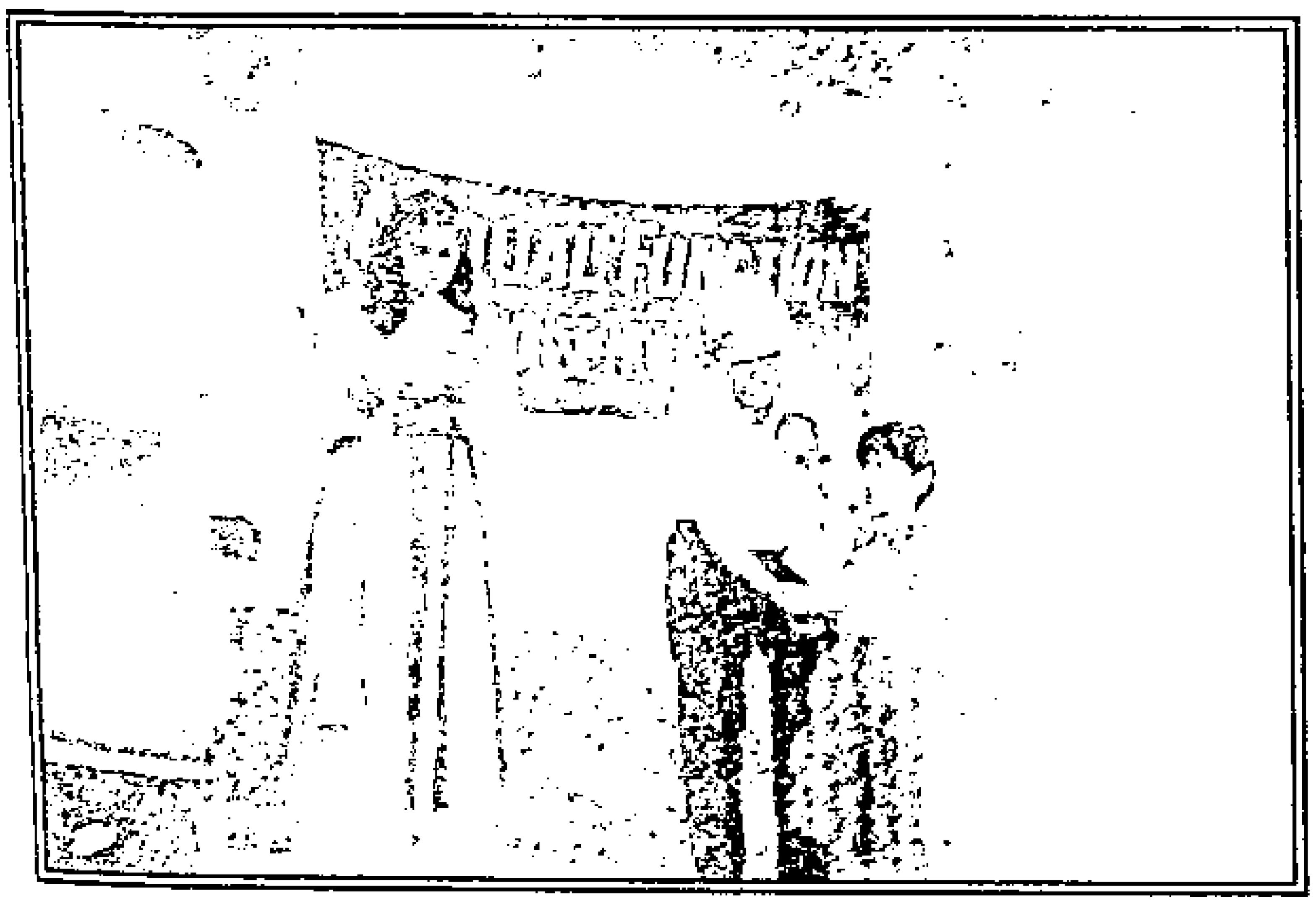

ڈاکٹر نظر کامرانی ریجنل ڈائریکٹر سندھ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، سالانہ اجلاس لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کی طالبہ کو انعام دے رہے ہیں، سائرہ خان پرنسپل نمایاں ہیں۔ (1992ء)

Marfat.com

معاملے کو کے ڈی اے کی گورننگ باڈی میں رکھنے کا آرڈر کر دیا۔ کمشنر صاحب کو میں نے یہ بھی بتایا کہ جب بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کو بڑا پلاٹ الاٹ ہو جائے گا تو مہربانی کر کے موجودہ پلاٹ ST-3 ناظم آباد نمبر 1 مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کو الاٹ کر دیجیے گا۔ اس طرح موجودہ پلاٹ 21 مارچ 1964ء کو مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کو الاٹ کر دیا گیا اور ایک ہفتے کے بعد جناب روئیداد خان کمشنر کراچی ہی نے اس کا سنگ بنیاد رکھا۔

مسلم بوائز سیکنڈری اسکول دستگیر کالونی: مسلم بوائز سیکنڈری اسکول بہار کالونی کی طرف سے پلاٹ کی الاٹمنٹ کے لیے ایک درخواست دی گئی اور بڑی جدوجہد کے بعد پلاٹ ST-10 بلاک 15 دستگیر کالونی فیڈرل بی ایریا میں اپریل 1963ء کو الاٹ ہو گیا۔ جس کا رقبہ ایک ایکڑ سے بھی زیادہ تھا۔ اس کا سنگ بنیاد عزت مآب پیر سید عبدالقادری جیلانی سفیر عراق برائے پاکستان نے رکھا اور اس کی استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین مسٹر عبیدالرحمٰن ایڈووکیٹ، چیئرمین یونین کونسل دستگیر کالونی تھے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی صدر مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی بھی اس موقع پر موجود تھے۔ اس اس اسکول کی تعمیر کے لیے پیسہ پیسہ جمع کر کے اس کی باؤنڈری وال بنائی گئی اور اس کے کلاس رومز بننے کے بعد بھی اس پر سیمنٹ کی چادریں ڈال دی گئیں۔ ابھی یہ اسکول زیر تعمیر تھا کہ زبردست طوفان آیا۔ فیڈرل بی ایریا کے صنعتی علاقے کے کئی کارخانوں اور مکانوں کی چھتیں اُڑ گئیں۔ اسکول کی عمارت کی دیواریں گر گئیں۔ حافظ فضل الرحمٰن صاحب منیجر دفتر میں آ کر زار و قطار رونے رہے تھے۔ میں نے کہا اللہ کو یہی منظور تھا۔ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ صبر کریں۔ مٹھائی کا ایک ڈبہ منگوایا گیا۔ شکرانے کی دُعا پڑھی گئی اور دوبارہ تعمیر کا آغاز کر دیا گیا۔ اسی طوفان میں ایک کانسٹیبل دستگیر کالونی سے طوفان کی زد میں آ کر اڑ گیا اور عزیز آباد کے ایک بجلی کے کھمبے سے ٹکرا کر شہید ہو گیا۔ ماشاء اللہ دو سالوں میں ہی صبح کی بوائز شفٹ سے ہاؤس فل ہو گیا اور دوسری شفٹ میں مسلم گرلز سیکنڈری اسکول نمبر 3 قائم کر دیا گیا اور ساتھ ہی میں دو مسلم پرائمری اسکول اور نیو ایریا پرائمری اسکول قائم کر دیے گئے۔ معروف ٹی وی پروڈیوسر قاسم جلالی دستگیر اسکول کے طالب علم رہے ہیں۔ ڈی ایس پی نیازی بھی دستگیر اسکول کے طالب علم رہے ہیں۔ اس اسکول کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ مفتی منیب الرحمٰن چیئرمین رویت ہلال کمیٹی یہاں کے طلبا کو پڑھاتے رہے ہیں۔

مسلم گرلز سیکنڈری اسکول نمبر 1 اور نمبر 2: خاکسار کی کاوش سے بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کو ناظم آباد نمبر 7 میں ایک بڑا پلاٹ الاٹ ہو گیا۔ خاکسار نے اس پلاٹ کی پہلی قسط بھی بورڈ سے لے کر جمع کرائی اور آج اس پُر شکوہ عمارت میں بنیادی کردار اس خاکسار کا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کراچی کے طالب علموں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرے۔ خاکسار کی اس جدوجہد کے نتیجے میں بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کا پلاٹ ناظم آباد نمبر 1 آخر کار مارچ 1964ء کو مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کو الاٹ ہو گیا اور اس طرح مسلم گرلز سیکنڈری اسکول ناظم آباد کی تعمیر کا آغاز ہو گیا۔ پلاٹ پر ایک چھوٹا سا دفتر قائم کر دیا گیا۔ ایک ہیڈ مسٹریس اور کاؤنٹنٹ کو بٹھا دیا گیا اور ''داخلے جاری ہیں'' کا بورڈ لگا دیا گیا۔ نہ باؤنڈری وال تھی، نہ کلاس رومز تھے۔ لیکن اللہ کے فضل سے روز لڑکیوں کے آٹھ دس داخلے ہو جاتے تھے۔ جس سے ڈیڑھ سو یا دو سو روپیہ روزانہ آمدنی ہو جاتی تھی۔ اس زمانے میں سیکنڈری کلاسز کی فیس آٹھ روپے ماہانہ تھی اور آٹھ روپے ہی داخلہ فیس تھی۔ پرائمری کی فیس پانچ روپے تھی۔ سیمنٹ کی بوری پانچ روپے کی آتی تھی اور ریتی کا ٹرک اٹھارہ روپے کا آتا تھا۔ مستری پانچ روپے لیتا تھا اور مزدور دو سے ڈھائی روپے لیتا تھا۔ اور سریا بھی بارہ سو روپے ٹن تھا۔ میرے ایک دوست مرحوم جان محمد پیرانی نے مجھے سریا اُدھار دینا شروع کر دیا اور مسٹر گزدر آرکیٹیکٹ نے جلدی جلدی نقشہ منظور کرا دیا۔ واٹر سیوریج بورڈ اور KESC والوں نے بھی تعاون فرمایا اور اس طرح عمارت کی تعمیر کا آغاز ہو گیا۔ اسکول

Marfat.com

حکیم محمد سعید نے لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے افتتاح کے موقع پر مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی تعلیمی خدمات کو سراہتے ہوئے پیغام ارسال کیا۔(1992ء)

محفوظ یار خان مشیر وزیر اعلیٰ سندھ، لائٹ ہاؤس مونٹیسوری ورلڈ کے بے بی شو سے خطاب کر رہے ہیں۔(1994ء)

میاں اختر پگاں والا مشیر وزیر اعلیٰ سندھ، لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے سالانہ جلسے کے موقع پر انعامات تقسیم کر رہے ہیں۔(1995ء)

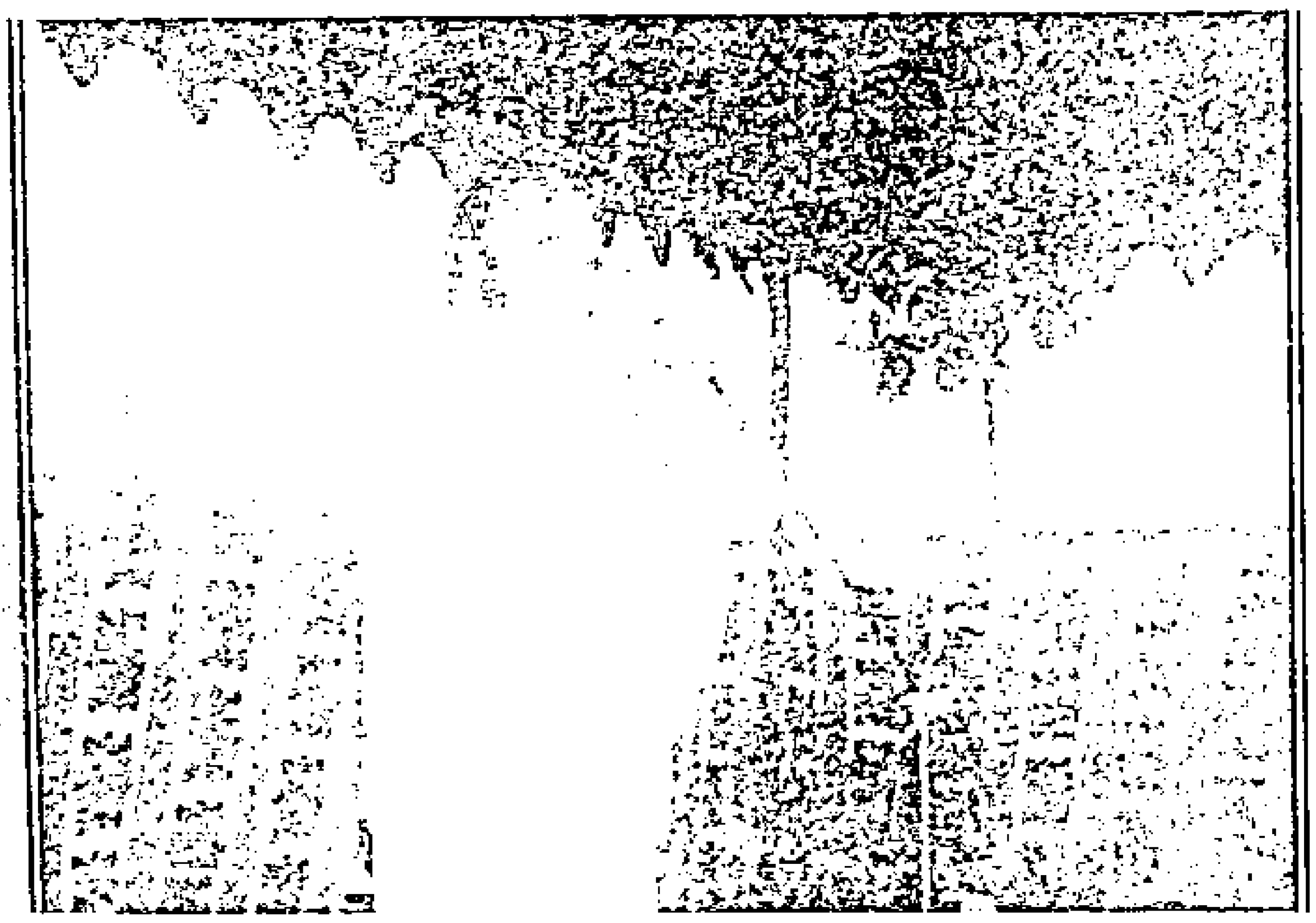

عبدالرزاق خان سابق اسپیکر سندھ اسمبلی، لائٹ ہاؤس پبلک اسکول ماڈل کالونی کے سالانہ جلسے سے خطاب کر رہے ہیں۔(1995ء)

ڈاکٹر عطیہ عرب سربراہ شعبہ عربی جامعہ کراچی، سالانہ جلسہ لائٹ ہاؤس مونٹیسوری ورلڈ اسٹوڈنٹس کے ہمراہ (1995ء)

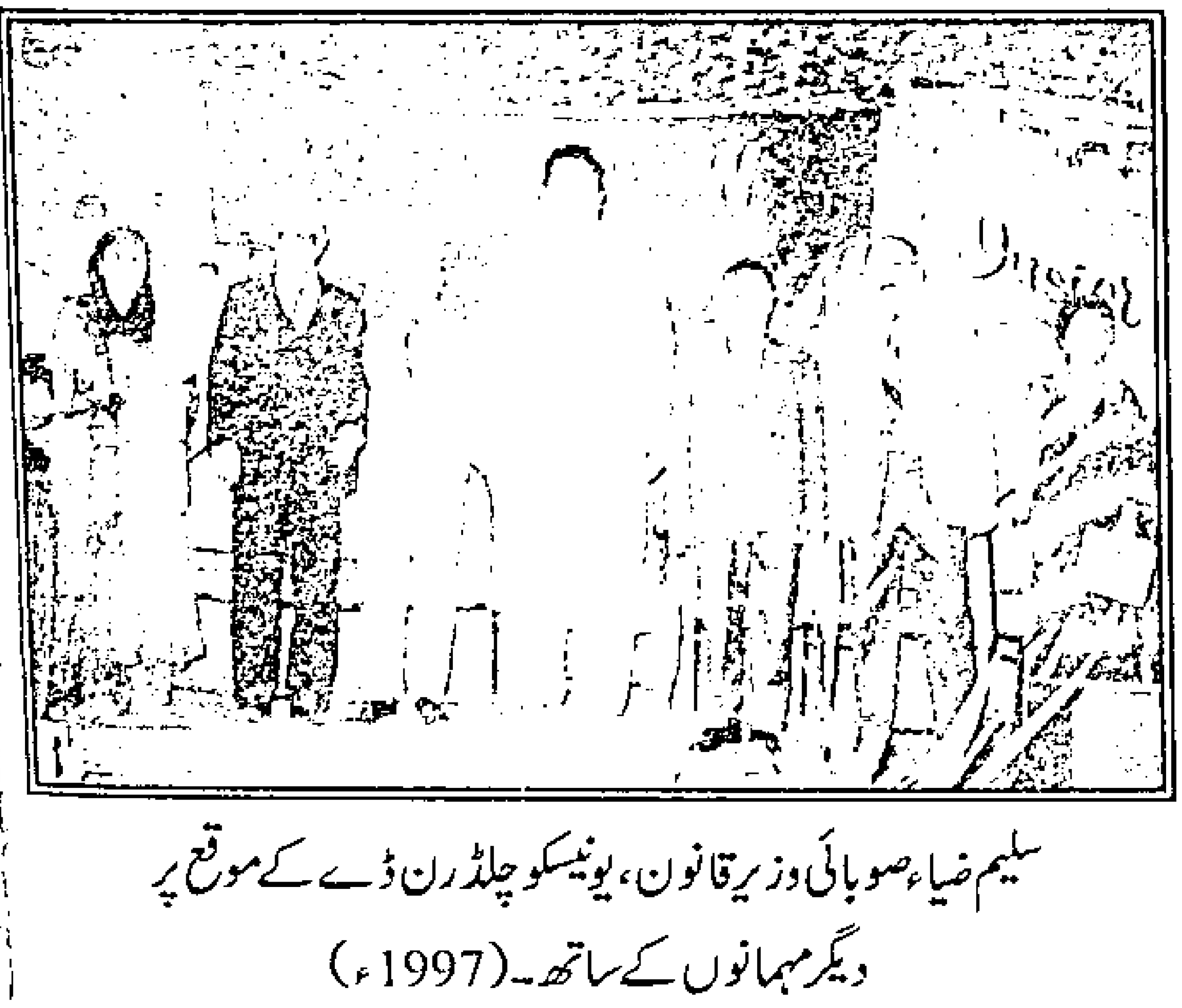

سلیم ضیاء صوبائی وزیر قانون، یونیسکو چلڈرن ڈے کے موقع پر دیگر مہمانوں کے ساتھ۔(1997ء)

Marfat.com

کے سامنے ہی پیٹرول پمپ کے پیچھے ناظم آباد نمبر 2 میں چیئرمین سیکنڈری بورڈ میجر (ر) قیصر حسین بختیاری بھی قیام پذیر تھے۔ جو تیزی سے اسکول کی تعمیر ہوتے دیکھ کر فرماتے کہ جنات کام کر رہے ہیں۔ مسلم گرلز سیکنڈری اسکول کے ایک طرف تو یہ بورڈ لگا ہوا تھا کہ ''داخلے جاری ہیں'' اور دوسری طرف بورڈ لگا ہوا تھا ''اسکول کا افتتاح یکم اگست کو ہوگا'' آتے جاتے لوگ بڑے حیران ہوتے تھے کہ پلاٹ خالی ہے، باؤنڈری وال بنی ہوئی نہیں ہے۔ کلاس رومز بھی نہیں ہیں، لیکن یکم اگست سے کلاسیں شروع ہوں گی۔ لیکن جو لوگ مجھے جانتے تھے ان کو یقین تھا کہ پہلی اگست کو گھنٹی ضرور بجے گی۔ میری سب سے پہلے حوصلہ افزائی مرحوم الطاف حسین بریلوی سیکریٹری آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس و بانی سرسیّد گرلز کالج نے فرمائی اور انھوں نے اپنی بیٹی کو اس اسکول میں داخل کرادیا۔ جب ہم ان کی بیٹی کا داخلہ فارم دکھاتے تو والدین بڑے یقین کے ساتھ اپنی بچیوں کو داخل کراتے۔ شب و روز کی محنت سے جولائی کے وسط تک کلاسوں کے ڈھانچے کھڑے ہوگئے لیکن اب مسئلہ چھت کا باقی رہ گیا تھا۔ چھت کے لیے نہ صرف سریئے بلکہ سیمنٹ اور مزدوری کے لیے کم و بیش تیس ہزار روپے کی ضرورت تھی لیکن نہ تو بینک بیلنس تھا، جیب خالی تھی، حالات کا جائزہ لیا اور دوستوں سے مشورہ کیا ان کے مشورے سے چھتوں پر سیمنٹ کی چادریں ڈال دی گئیں۔ رنگ و روغن کرادیا۔ بہار کالونی کا فرنیچر شفٹ کردیا گیا۔ ٹیچروں کا تقرر کرلیا گیا اور اللہ کی مدد سے، دوستوں کے تعاون سے یکم اگست کو اسکول کا آغاز ہوگیا۔ آہستہ آہستہ طالبات کی تعداد اتنی بڑھی کہ اس کی دوسری شفٹ میں مسلم گرلز سیکنڈری اسکول نمبر 2 قائم کیا گیا اور ساتھ میں صبح و شام کی شفٹ میں مسلم پرائمری اسکول اور نیو ایرا پرائمری اسکول بھی قائم کردیا گیا۔ اس طرح اس پلاٹ پر بیک وقت چار اسکول کام کررہے تھے۔

نیو ایرا پرائمری اسکول فریئر روڈ: 1963ء میں نوید کلینک فریئر روڈ سے متصل عمارت کی بالائی منزل پر ایک پرائمری اسکول چل رہا تھا۔ جس کے ایڈمنسٹریٹر ایک میمن تھے۔ مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی نے یہ اسکول بھی کرایہ پر لے لیا اور ایک سال چلانے کے بعد اس کے طلبا و طالبات کو نیو ایرا سیکنڈری اسکول عقب ناز سینما صدر منتقل کردیا گیا۔

نیو ایرا بوائز سیکنڈری اسکول خداداد کالونی: نیو ایرا بوائز سیکنڈری اسکول عقب ناز سینما ایم اے جناح روڈ کی طرف سے ایک پلاٹ کی درخواست دی گئی اور تقریباً بارہ سو گز کا پلاٹ خداداد کالونی میں ستمبر 1964ء میں الاٹ کردیا گیا۔ اس کی استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین عبدالباری جیلانی صاحب تھے جو اس وقت یونین کمیٹی کے چیئرمین تھے اور کمشنر کراچی سید دربار علی شاہ نے اس اسکول کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس اسکول کی تعمیر کی بھی یہی حالت تھی کہ کلاسیں بن جانے کے بعد اس پر سیمنٹ کی چادریں ڈال دی گئیں۔

1958ء سے 1971ء تک یہ تمام اسکول رجسٹرڈ اور ریکگنائز تھے اور پرائمری اسکولوں کو تقریباً چار ہزار تا پانچ ہزار سالانہ گرانٹ ملتی تھی۔ جبکہ سیکنڈری اسکولوں کو آٹھ سے دس ہزار روپیہ سالانہ گرانٹ ملتی تھی جس سے اسٹیشنری، لائبریری، کتابوں، سائنٹفک اسٹور اور فرنیچر والوں کے قرضے اُتار دیئے جاتے تھے۔

مسلم گرلز سیکنڈری اسکول پی آئی بی کالونی: جناب محمد عارف صاحب جو کہ مرکزی حکومت اسلام آباد میں ڈپٹی سیکریٹری تھے ان کا ایک مکان پی آئی بی کالونی میں کرائے پر لے کر مسلم گرلز سیکنڈری اسکول پی آئی بی کالونی قائم کیا گیا۔ اگلے سال جب خداداد کالونی میں نیو ایرا بوائز سیکنڈری اسکول قائم ہوگیا تو مسلم گرلز سیکنڈری اسکول پی آئی بی کالونی کو خداداد کالونی دوپہر کی شفٹ میں منتقل کردیا گیا۔

1968ء کا سیاہ دور: 1968ء میں سیاسی بنیادوں پر مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے خلاف ایک سازش کی گئی اور اس کا اسپیشل

Marfat.com

ریئر ایڈمرل ایم آئی ارشد سابق چیئرمین کے پی ٹی، بے بی شو کے موقع پر سالانہ جلسہ تقسیم انعامات میں انعام تقسیم کر رہے ہیں۔ سائرہ خان و میڈم خولہ صدیقی نمایاں ہیں۔ (1999ء)

مسز انیس خالد بانی چائلڈ ڈویلپمنٹ سینٹر لائٹ ہاؤس مونٹیسوری ورلڈ کے سالانہ جلسے میں انعام یافتہ اسٹوڈنٹس کے ساتھ (2000ء)

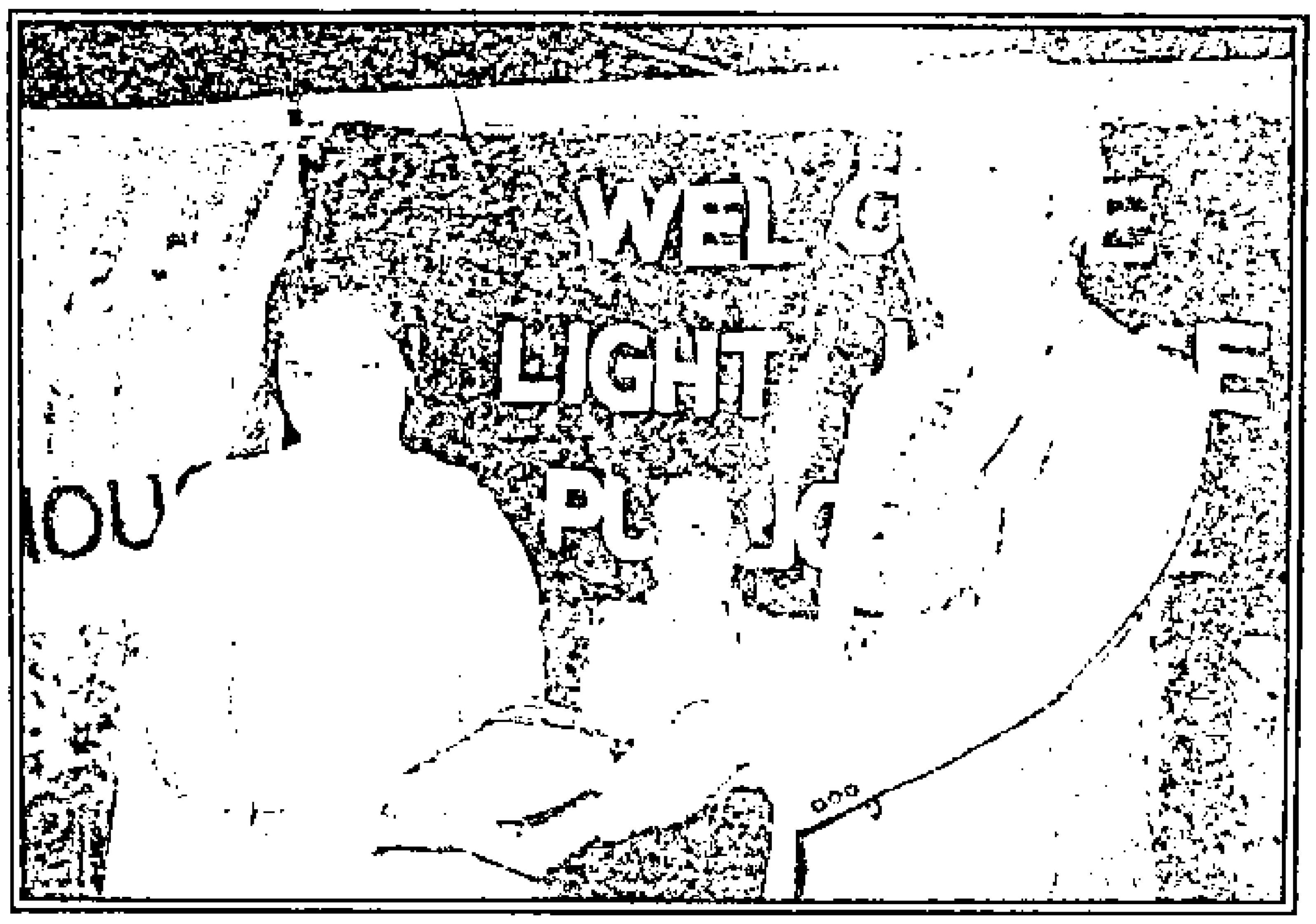

جناب محمد عزیز انصاری چیئرمین بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کراچی، لائٹ ہاؤس کے سالانہ جلسے میں اسٹوڈنٹس میں انعام تقسیم کرتے ہوئے۔ (2000ء)

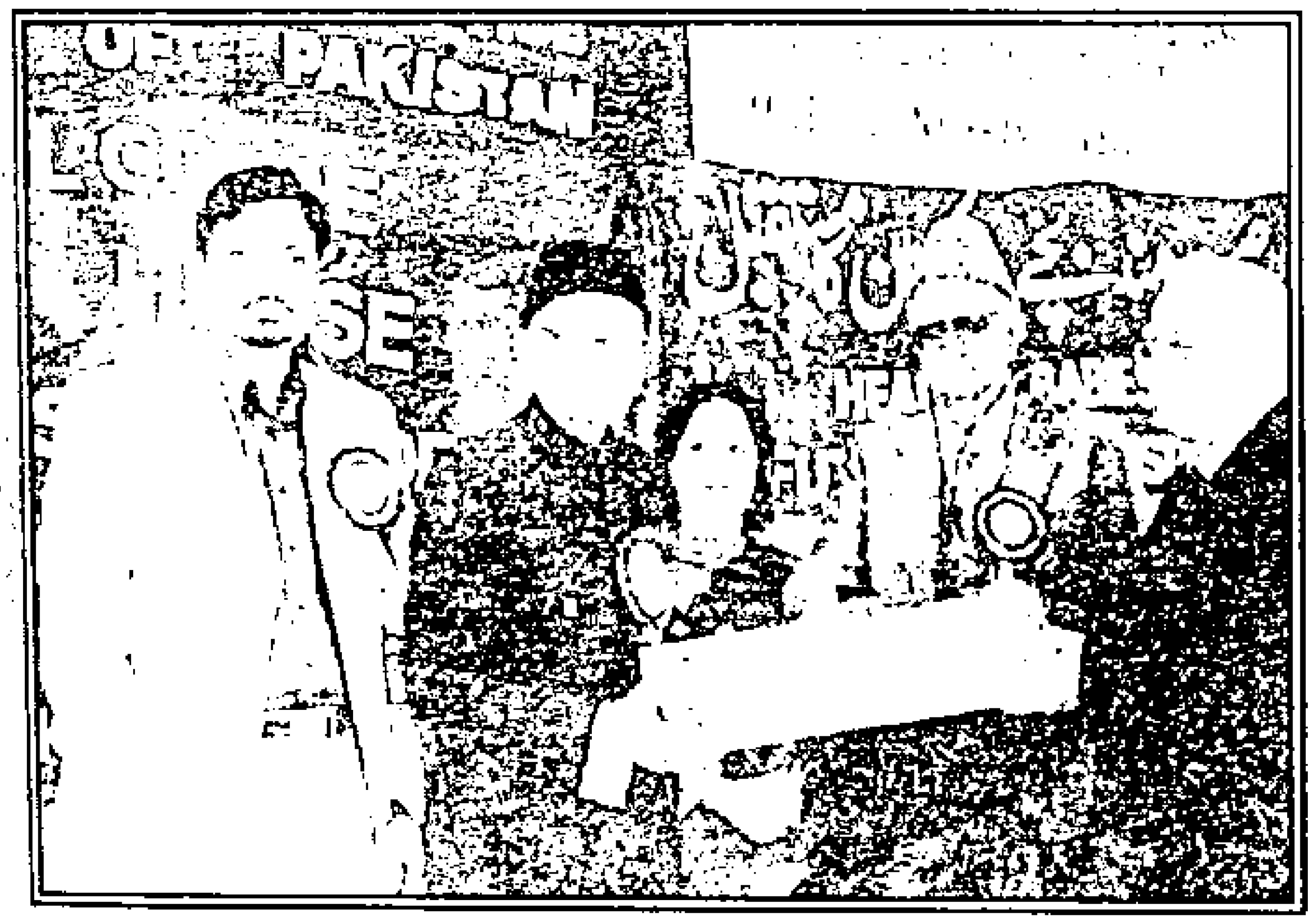

آزاد بن حیدر قطب الدین عزیز سابق وزیر پاکستان لندن ہائی کمیشن کو شیلڈ پیش کر رہے ہیں۔

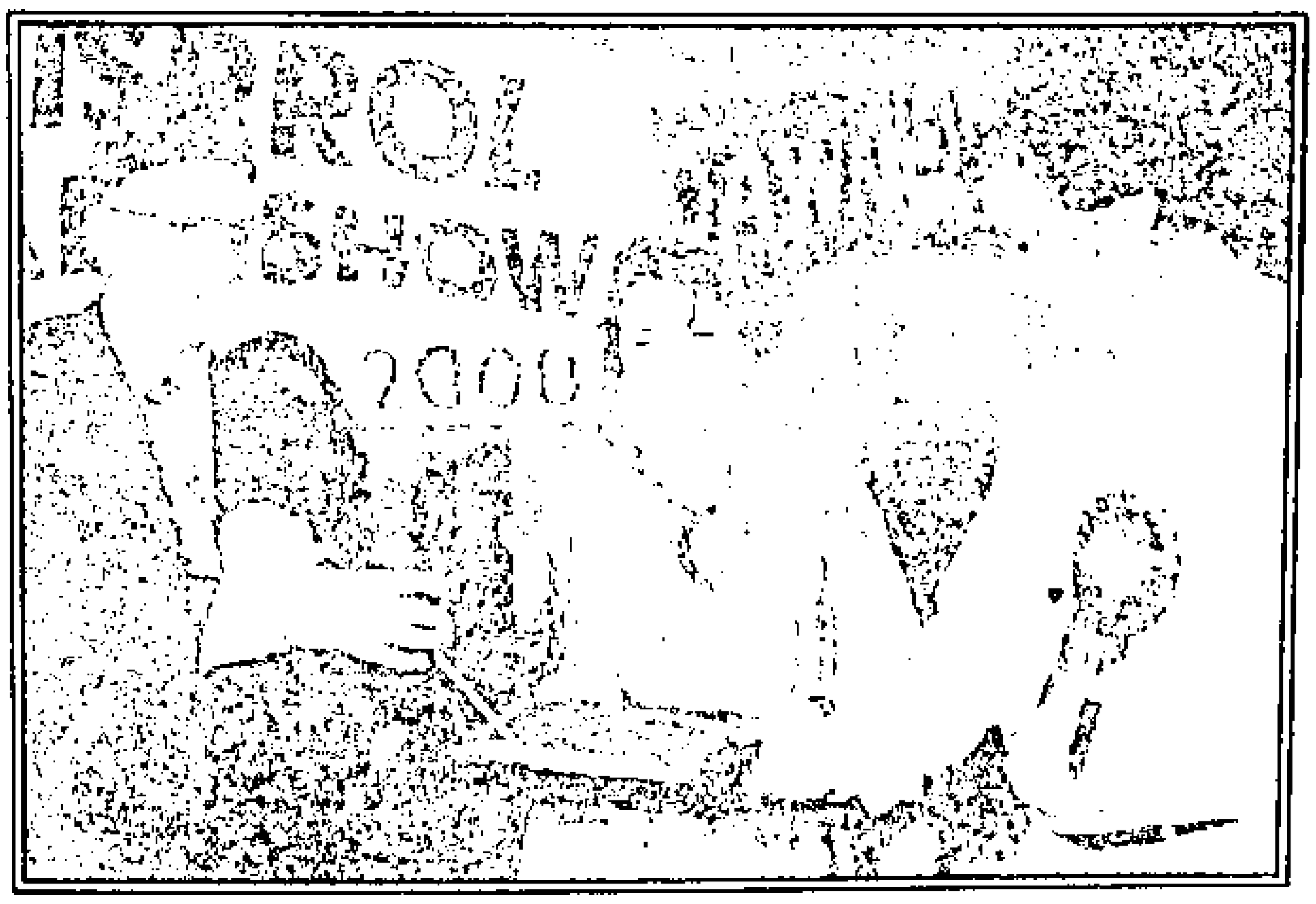

محترمہ مہتاب اکبر راشدی سیکریٹری محکمہ تعلیم سندھ یونیسکو، چلڈرن ڈے کے موقع پر آزاد بن حیدر شیلڈ پیش کر رہے ہیں۔ (2001ء)

طارق حسن نائب ناظم کراچی کو سالانہ جلسہ کے موقع پر آزاد بن حیدر صدر لائٹ ہاؤس پبلک اسکول شیلڈ پیش کر رہے ہیں۔ (2002ء)

Marfat.com

آڈٹ کرایا گیا۔ جس کی آڈٹ رپورٹ ون یونٹ کے مرکز لاہور بھیجی گئی۔ جہاں سے ایک سپریٹنڈنٹ میاں صاحب اور ان کے سیکشن آفیسر رؤف خان تشریف لائے اور بیس صفحے کی اسپیشل آڈٹ رپورٹ بہ نفس نفیس کراچی آکر مجھ سے وصول کرائی گئی۔ اسی رپورٹ میں لکھا تھا کہ آپ کے تمام اسکولوں کی گرانٹیں بند کردی گئی ہیں اور آپ پندرہ دن میں اس رپورٹ کا جواب دیں۔ اس وقت کے ڈائریکٹر ایجوکیشن یہ چاہتے تھے کہ ہمارے تمام اسکول کسی اور ادارے کو دے دیئے جائیں۔ مندرجہ بالا بیس صفحے کی اسپیشل آڈٹ رپورٹ کا جواب سترہ سو صفحوں پر مجھے تیار کرنا پڑا اور متعلقہ انسپکٹر کی معرفت اے جی سندھ کو بھیج دیا گیا۔ تین انسپکٹروں اور ایک سینئر Auditor پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی گئی جو ہماری جوابی رپورٹ کا روزانہ مطالعہ کرتی تھی۔ چونکہ ہمارے جواب میں نانشل رولز، آڈٹ رولز، O.A.D. Mannual و دیگر قواعد وضوابط کے مطابق سترہ سو صفحے کا عبوری جواب دیا گیا تھا۔ ان سے کوئی بن نہ پڑی اور انھوں نے سازش کردی کہ اسپیشل آڈٹ رپورٹ کو ک واپس لے لیا جائے اور ان کی گرانٹیں بحال کردی جائیں۔ گرانٹیں بحال ہوگئیں اور وہ سارا پیسہ ڈائریکٹر ایجوکیشن نے اپنی تحویل میں رکھ لیا۔ کیونکہ گرانٹ ڈائریکٹر ایجوکیشن کی تحویل میں تھی، اس لیے گزشتہ تین ماہ سے اسٹاف کو تنخواہیں نہیں دی جاسکیں۔ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ ہیڈ ماسٹرز اور ہیڈ مسٹریس کو دفتر میں بلا کر ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے نام ایک درخواست لکھی گئی اور اس میں یہ لکھا گیا تھا کہ آزاد بن حیدر گزشتہ تین ماہ سے ہمیں تنخواہیں نہیں دے رہے۔ لہٰذا ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ یہ درخواست خود میں نے ہاشمی صاحب سے ٹائپ کروائی اور ہیڈ مسٹریس مسلم گرلز ہائی اسکول نمبر1، نمبر2، نمبر3، نمبر4 کے علاوہ نیوایرا بوائز سیکنڈری اسکول ناز سینما خداداد کالونی اور مسلم بوائز سیکنڈری اسکول دستگیر کالونی کے ہیڈ ماسٹر صاحبان کے دستخط کروائے اور وہ یہ درخواست لے کر ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے دفتر پہنچ گئے۔ دوسرے ہی روز مجھے ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے دفتر طلب کیا گیا۔ جب میں نے ان کو صورتحال سے آگاہ کیا تو انھوں نے ڈائریکٹر ایجوکیشن کو طلب کیا اور انہیں حکم دیا کہ بذریعہ چیک تمام ٹیچروں کو تنخواہیں دے دی جائیں۔ اس طرح یہ معاملہ بھی حل ہوگیا۔ لیکن اس سیاہ دور میں مجھے مالی مشکلات نے توڑ کر رکھ دیا اور مجھ سے ایک گناہِ عظیم سرزد ہوگیا۔ مجھے اپنی بیگم صاحبہ کی چار طلائی چوڑیاں فروخت کرنا پڑیں۔ اگرچہ میں اس گناہ کا کئی گنا زیادہ ازالہ کر چکا ہوں، مگر آج بھی میرے دل میں احساسِ شرمندگی زندہ ہے۔ اللہ مجھے معاف فرمائے۔

1968ء قومیانے کی تحریک: پرائیویٹ اسکولوں اور کالجوں میں اساتذہ کا بہت استحصال کیا جاتا تھا۔ کم تنخواہیں دے کر زیادہ تنخواہوں پر دستخط لیے جاتے تھے۔ گرمیوں کی تعطیلات میں ان کو تنخواہیں نہیں دی جاتی تھیں۔ کوئی سروس رولز نہیں تھے۔ پروفیسر انیتا غلام علی نے اسکولوں اور کالجوں کو قومیائے جانے کی تحریک شروع کر رکھی تھی۔ اس پر میرا موقف یہ تھا کہ گرانٹ کے قواعد و ضوابط تبدیل کیے جائیں اور بجائے اس کے کہ خسارے کی بنیاد پر گرانٹ دی جائے نتائج کی بنیاد پر دی جائے اور گدھے گھوڑے کو برابر نہ سمجھا جائے۔ انہی دنوں میں خالق دینا ہال میں راجہ صاحب محمود آباد کی صدارت میں ایک جلسہ ہوا جس میں مرحوم اے ایم قریشی، عبدالقیوم خان اور کئی دوسرے پرائیویٹ اداروں کے مالکان نے شرکت کی۔ میں نے اس جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جو ادارے اچھے نتائج نہیں دیتے ان کی گرانٹ بند کردی جائے اور جو ادارے اچھے نتائج پیش کرتے ہیں صرف ان کو گرانٹ دی جائے۔ بصورت دیگر تعلیمی اداروں کو حکومت کی تحویل میں لے لیا جائے اور مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی رضا کارانہ طور پر اپنے ادارے حکومت کی تحویل میں دے دے گی۔ اس لیے کہ پرائیویٹ اسکول چلانے کے لیے نہ صرف چندے اکٹھے کرنے پڑتے ہیں بلکہ گرانٹ لینے کے لیے غیر قانونی ذرائع استعمال

Marfat.com

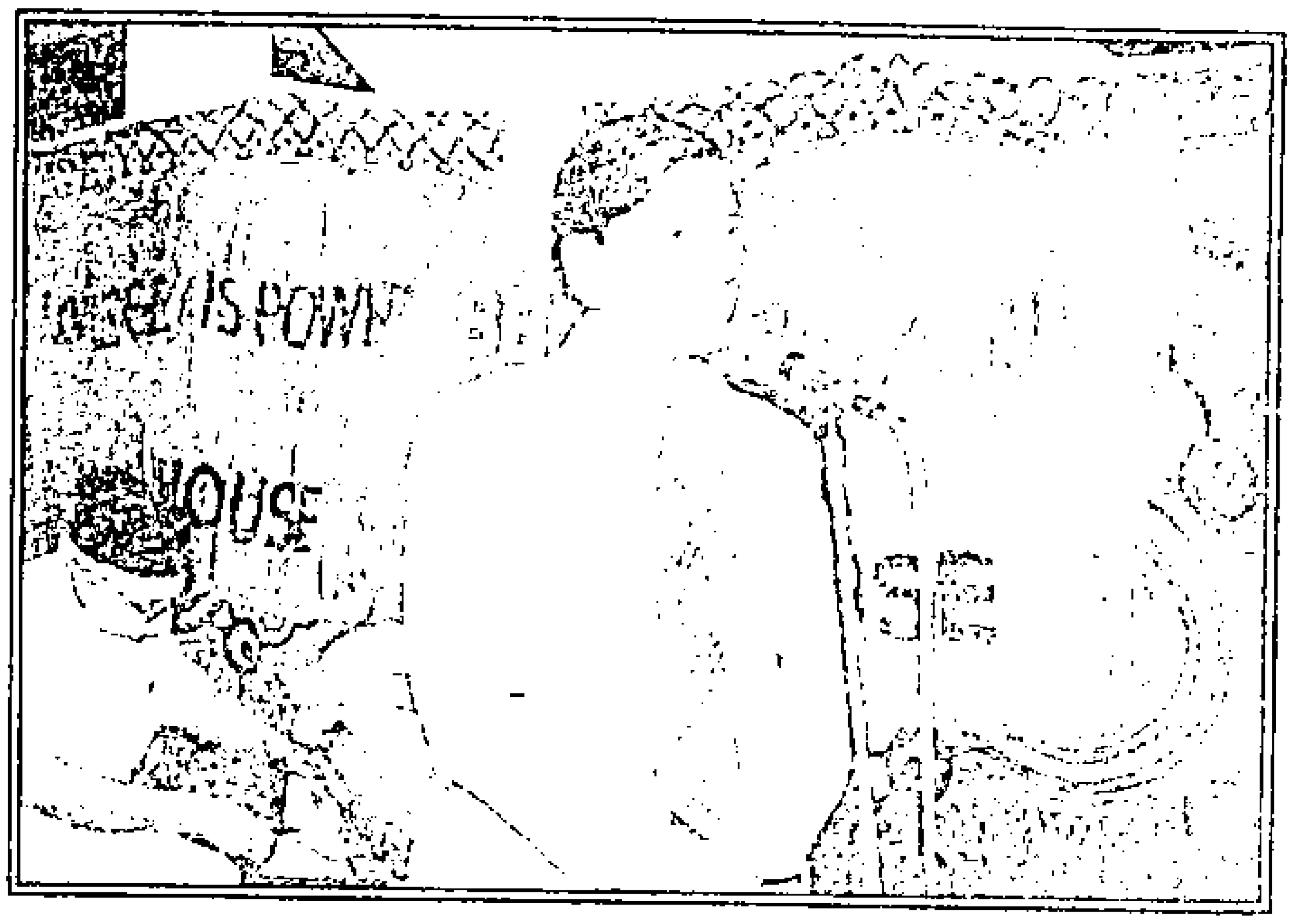

پروفیسر رئیس علوی ایڈیشنل سیکریٹری تعلیمات لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے سالانہ جلسے سے خطاب کر رہے ہیں۔(2002ء)

پروفیسر فرحت عظیم مہمانِ خصوصی، لائٹ ہاؤس مونٹیسوری ورلڈ کی سالانہ تقریب میں خولہ صدیقی و آزاد بن حیدر کے ہمراہ۔(2002ء)

جمشید انصاری مہمانِ خصوصی بے بی شو میں پرنسپل خولہ صدیقی کے ہمراہ(2002ء)

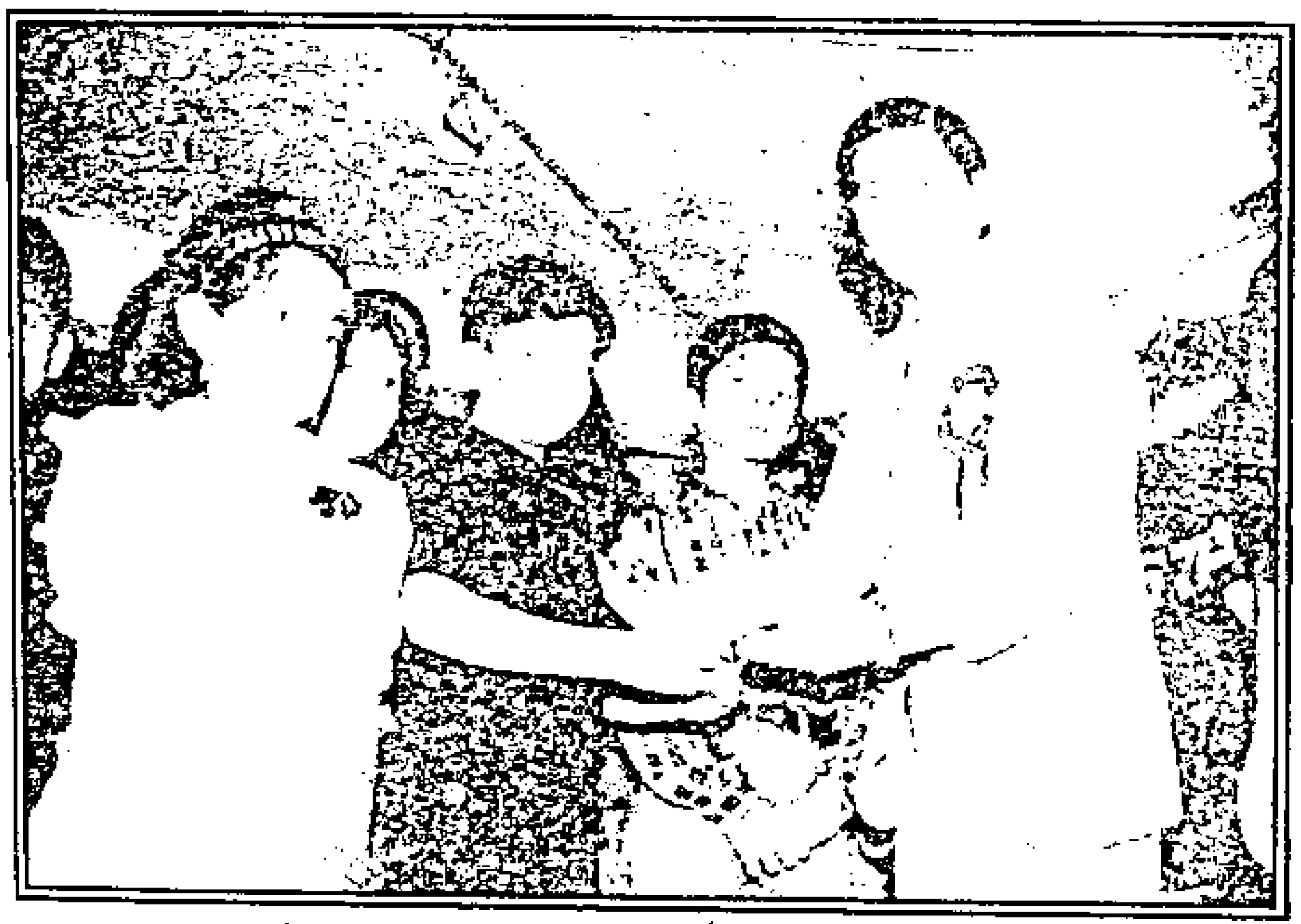

رئیس علوی ڈپٹی سیکریٹری ایجوکیشن لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات میں(2002ء)

ڈپٹی ڈائریکٹر ایجوکیشن مسز بدر شجاعت پرائیویٹ اسکولز کو بے بی شو کے موقع پر گفٹ پیش کیے گئے۔(2003ء)

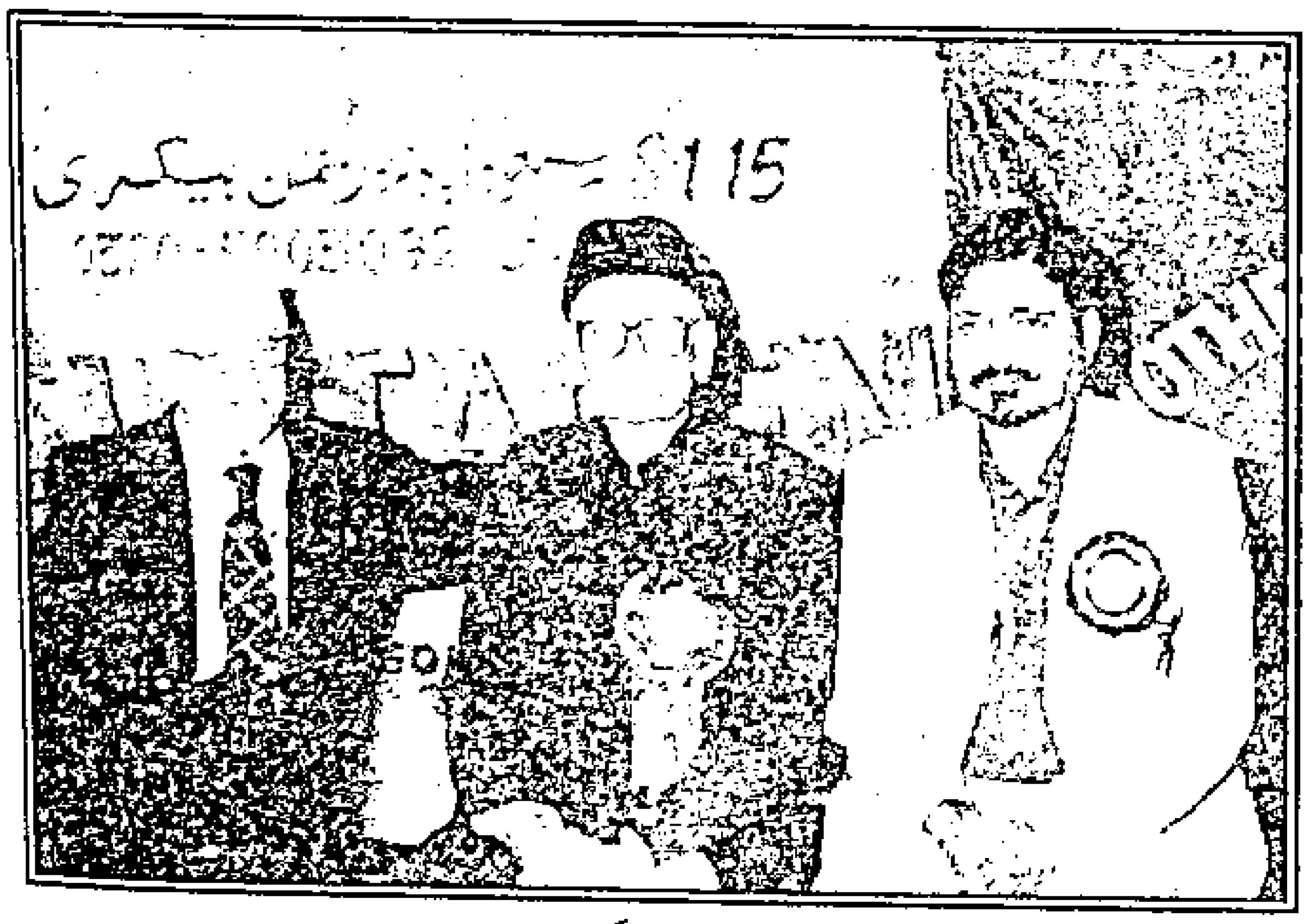

قطب الدین عزیز سابق وزیر ہائی کمیشن برائے پاکستان برطانیہ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے جلسے کی صدارت فرما رہے ہیں۔(2003ء)

Marfat.com

کرنے پڑتے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں عرض کیا گیا ہے۔ انیتا غلام علی کی قومیانے کی تحریک زوروں پر تھی۔ اور سرسید گرلز کالج میں ٹیچرز ایکشن کمیٹی کے تاج الدین صاحب اور کھٹک صاحب و دیگر خواتین و حضرات پیش پیش تھے۔ کمشنر کراچی نے سرسید گرلز کالج کی انتظامیہ کو حکم دیا کہ بھوک ہڑتالی کیمپ ختم کر دیا جائے۔ ہمارے ہیڈ ماسٹر محسن قادری، ٹیچر لیڈر تاج الدین صاحب اور کھٹک صاحب نے مجھ سے لاہور رابطہ کیا اور میں نے ان کو اجازت دی کہ بھوک ہڑتالی کیمپ مسلم گرلز سیکنڈری اسکول ناظم آباد میں لگا دیا جائے جو جون 1968ء کے دوسرے ہفتے میں لگایا گیا۔ لیکن 26 جون 1968ء کو یحییٰ خان کا مارشل لاء لگ گیا اور اس طرح بھوک ہڑتالی کیمپ ختم کر دیا گیا۔

1969ء میں مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے خلاف سازش

مذکورہ ڈائریکٹر آف ایجوکیشن نے ایک سازش تیار کی کہ مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی تعلیمی ادارے کسی اور تنظیم کی تحویل میں دیدیئے جائیں۔ اعلیٰ سطح کے کچھ خیر خواہ حضرات نے اس سازش سے آگاہ کر دیا۔ ہم نے مسلم ایجوکیشن بورڈ جس کے چیئرمین ڈاکٹر یاسین زبیری تھے ان کو مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی تمام عمارتیں معمولی سے کرائے پر دے دیں۔ مثلاً نیو ایرا سیکنڈری اسکول خداداد کالونی (رقبہ 1200 گز) کا کرایہ چھ سو روپے ماہانہ مقرر کیا گیا۔ اور مسلم بوائز سیکنڈری اسکول دستگیر کالونی رقبہ 5,800 گز، آٹھ سو روپے ماہانہ کرایہ پر دے دیا گیا اور مسلم گرلز سیکنڈری اسکول نمبر 1، نمبر 2 ناظم آباد نمبر 1 جس پر پکی چھت پڑی ہوئی تھی اور جس کا رقبہ تقریباً 1700 گز تھا وہ بارہ سو روپے ماہانہ کرایہ پر دے دیا گیا اور رینٹ ایگریمنٹ بنا کر تمام ادارے ڈاکٹر یاسین زبیری کی تحویل میں دے دیئے گئے۔ اور بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن سے 1969ء، 1970، 1971ء میں مسلم ایجوکیشن بورڈ ہی بحیثیت کرایہ دار اسکول کا انتظام سنبھالتا رہا اور مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کو بلڈنگوں کا کرایہ دیتا رہا۔

رہبر ملت اسکولز نئی کراچی: ٹاؤن کمیٹی نمبر 1 و ٹاؤن کمیٹی نمبر 2 نئی کراچی میں رہبر ملت اسکول کی پہلی شفٹ میں بوائز اسکول چلا رہی تھی۔ اور دوسری شفٹ میں رہبر ملت گرلز اسکول چلا رہی تھی لیکن دو تین ماہ سے اسٹاف کو تنخواہیں نہیں دی جا رہی تھیں۔ اس لیے اساتذہ نے بھوک ہڑتال کر رکھی تھی۔ نئی کراچی کے سماجی کارکنان اور میرے رفیق کار ڈاکٹر محسن اللہ خان، محمد ابراہیم اور زیڈ ایچ زمان نے مجھ سے رابطہ کیا اور اسکولوں کی حالت زار بتائی اور اساتذہ کی تنخواہیں دینے کے لیے مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی سرپرستی کی درخواست کی۔ لہٰذا 1970ء میں، میں نئی کراچی گیا۔ اساتذہ کی تین ماہ کی تنخواہیں تقریباً چوبیس ہزار روپے واجب الادا تھی۔ مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی نے ٹاؤن کمیٹی نمبر 1 کے چیئرمین رحمت علی اور ٹاؤن کمیٹی نمبر 2 کے چیئرمین عمردین قریشی سے رابطہ کیا۔ انھوں نے اس بات کی آمادگی ظاہر کی کہ دونوں ٹاؤن کمیٹیاں ایک قرارداد کے ذریعے رہبر ملت اسکولز کا انتظام مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے سپرد کر دیں گیں۔ لہٰذا قراردادیں منظور ہوئیں اور وہ ڈپٹی کمشنر کراچی کو ارسال کر دی گئیں۔ لیکن ایک طرف تو مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی سب ایجوکیشن کمیٹی معاملات کو مکمل طور پر کنٹرول نہ کر سکی اور دوسری طرف دو ہیڈ ماسٹروں کا آپس میں تنازعہ چل گیا اور یہ تنازعہ بڑھتے بڑھتے 1972ء تک پہنچ گیا۔ مقدمے بازی ہوئی۔ حکومت نے مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کو انتظامیہ تسلیم کر لیا تھا۔ اسی اثناء میں اسکولز قومیا لیے گئے۔

قائد ملت کالج نشتر روڈ: نشتر روڈ پر جام صاحب لسبیلہ کی ایک عمارت میں قائد ملت کالج چل رہا تھا۔ اس کے اسٹاف کی تنخواہیں بھی کئی ماہ سے نہیں دی گئی تھیں۔ لہٰذا اساتذہ بھوک ہڑتال پر تھے۔ کچھ اساتذہ نے ہم سے رابطہ کیا اور درخواست کی کہ کالج کو اپنی تحویل میں لے لیا جائے۔ جب میں نے سید حسین امام صاحب صدر مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی سے رابطہ کیا اور 1971ء کے وسط میں اساتذہ کو تنخواہیں دے دی گئیں، اور ایک انتظامی کمیٹی بنا دی

Marfat.com

لائٹ ہاؤس مونٹیسوری ورلڈ ماڈل کالونی کے بے بی شو میں
ڈاکٹر سعیدہ ملک وزیر برائے ترقی خواتین تشریف فرما ہیں (2003ء)

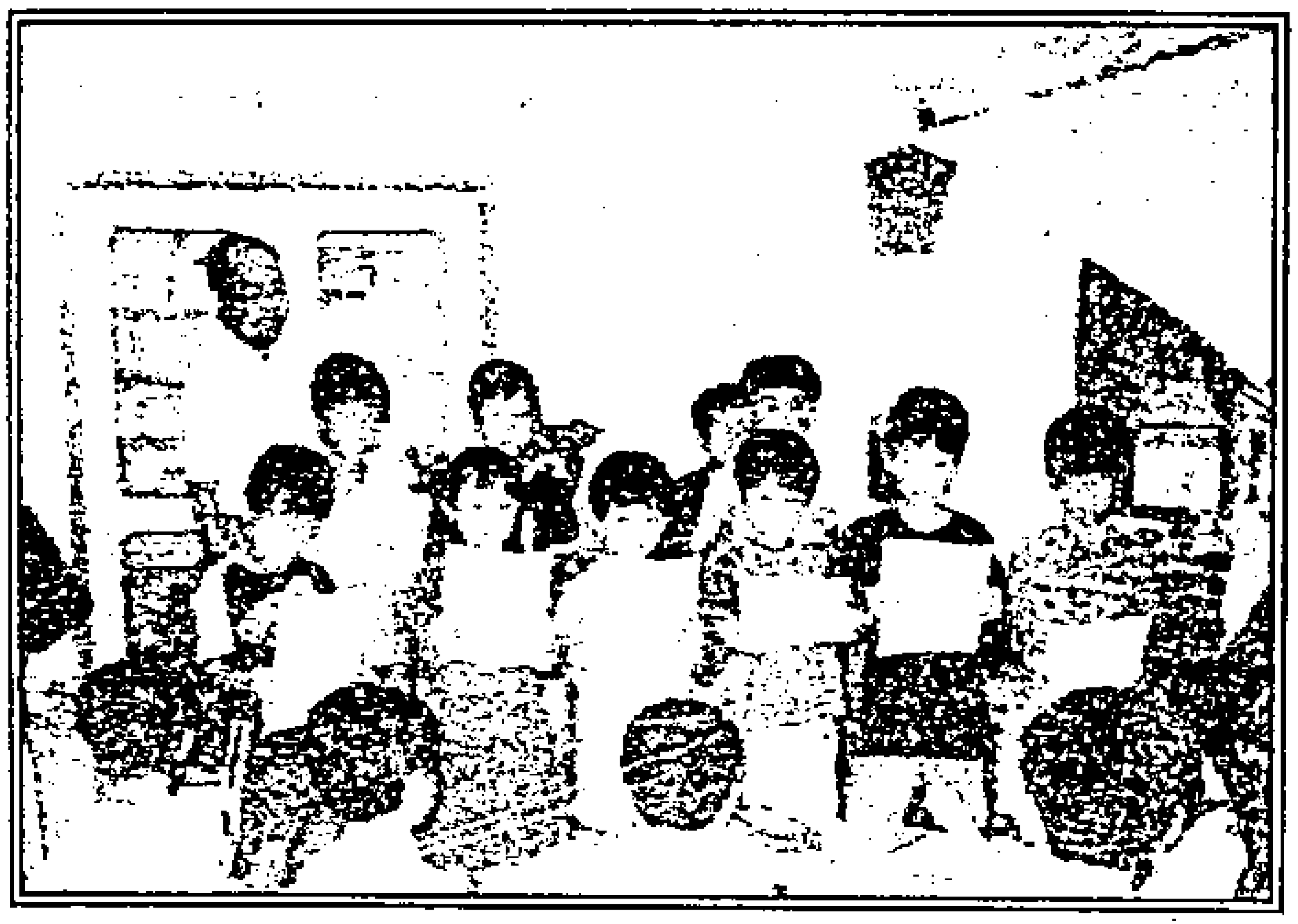

مونٹیسوری کے جاپانی بچوں نے لائٹ ہاؤس مونٹیسوری ورلڈ
کا مطالعاتی دورہ کیا (2003ء)

لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے صدر آزاد بن حیدر محترمہ بدر شجاعت
ڈپٹی ڈائریکٹر اسکولز کو سالانہ جلسہ میں شیلڈ پیش کر رہے ہیں (2003ء)

انوار احمد زئی ایڈیشنل سیکریٹری تعلیمات بین المدارس سیرت النبیؐ
تقریری مقابلوں میں انعام تقسیم فرما رہے ہیں، آزاد بن حیدر و
خولہ صدیقی نمایاں ہیں (2003ء)

مسز محفوظ یار خان سالانہ بے بی شو میں خولہ صدیقی کے ہمراہ (2004ء)

محترمہ خوش بخت شجاعت وائس چیئرپرسن آرٹس کونسل کو بے بی شو میں
آزاد بن حیدر شیلڈ پیش کر رہے ہیں۔ (2004ء)

Marfat.com

گئی۔ ابھی انتظامی امور طے کیے ہی جا رہے تھے کہ 1972ء میں اسکولوں کے ساتھ ساتھ یہ کالج بھی قومیا لیا گیا اور آج کل یہ کالج لیاقت آباد میں منتقل ہو چکا ہے۔

مارشل لاء ریگولیشن 118: دسمبر 1971ء میں مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن چکا تھا۔ 1972ء میں پیپلز پارٹی کی حکومت برقرار اقتدار آ چکی تھی۔ جس نے مارشل لاء ریگولیشن 118 کے تحت اسکولوں و کالجوں کو قومیانے کی پالیسی کا اعلان کیا اور تمام پرائیویٹ اسکول اور کالج اکتوبر 1972ء میں گورنمنٹ کی تحویل میں لے لیے گئے۔ میں اس زمانے میں سول اسپتال کراچی میں زیر حراست تھا۔ جس دن اس کا اعلان ہوا مجھے ضیاء الدین صاحب جو شام کو ایس ایم لاء کالج میں ملازم تھے، صبح کے وقت مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے آفس سیکریٹری تھے۔ انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا اور میں نے ان کو پیغام دیا کہ ڈاکٹر یاسین زبیری صاحب کو کہیں کہ تمام اسکولوں میں فریسکو مٹھائی کے دو دو سیر کے ڈبے بھیج دیں اور ساتھ ایک شکریہ کا لیٹر بھی بھیجیں۔ اس لیے کہ ہمارے اساتذہ نے اچھے نتائج دے کر اچھا مقام پیدا کیا ہے اور دعا کریں کہ ان کا مستقبل تابناک ہو اور شکریہ کے خط کی نقول وزیر تعلیم، سیکریٹری تعلیم، ڈائریکٹر آف ایجوکیشن، چیئرمین بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن، انسپکٹر آف اسکولز اور انسپکٹریس اسکولز کو بھی بھیج دیں۔ اس طرح کراچی میں یہ خبر تیزی سے پھیل گئی کہ نیو ایرا اسکول اور مسلم بوائز اسکول اور مسلم گرلز اسکول کے مالکان نے قومیانے کی خوشی میں اسٹاف میں مٹھائی تقسیم کی۔ پاکستان کے آئین کے مطابق تعلیم، صحت، مکان دینا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ لیکن بعدازاں یہ ثابت ہوا کہ قومیانے کی پالیسی نے تعلیم کا بیڑا غرق کر دیا۔ اس پالیسی کے تحت ان تمام اسکولوں کو نہیں قومیا گیا جو عیسائی مشنریوں کے تحت چل رہے تھے۔ یا جن کی فیسیں بیس روپے ماہانہ سے زیادہ تھیں۔ اس طرح اَپر کلاس کے لوگوں کو محفوظ رکھا گیا اور وہ تعلیمی ادارے جو بہت کم فیس لے کر عوام کی خدمت کر رہے تھے ان کو قومیا لیا گیا اور بعدازاں ان کا کوئی پُرسانِ حال نہیں تھا اور یہ قومیانے کی پالیسی ترقی معکوس ثابت ہوئی اور پاکستان تیس سال پیچھے رہ گیا۔

منی ڈائریکٹر آف ایجوکیشن: مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی نے اپنے اسکولوں کے لیے بہادر شاہ مارکیٹ میں ایک منی ڈائریکٹر آف ایجوکیشن قائم کیا ہوا تھا۔ جب میر تاج الدین اسسٹنٹ سیکریٹری بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن ریٹائرڈ ہوئے تو ان کی خدمات بحیثیت انسپکٹر آف اسکولز حاصل کر لی گئیں۔ وہ ہر دوسرے دن ایک اسکول کا معائنہ کرتے اور ہیڈ مسٹریس یا ہیڈ ماسٹر کو ہدایات دیتے اور اپنی انسپکشن رپورٹ مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کو دیتے۔ ان کی وفات کے بعد جناب فاروقی صاحب جو کراچی کے ڈپٹی انسپکٹر آف اسکولز تھے، ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد ان کی خدمات حاصل کر لی گئیں۔ وہ بوجہ علالت مستعفی ہو گئے۔ تمام ہیڈ ماسٹرز، ہیڈ مسٹریس کی ماہانہ میٹنگ ہیڈ آفس میں بلائی جاتی اور ان کے مسائل اپنے وسائل کے مطابق حل کر دیئے جاتے۔

حنیف احمد ہاشمی: حنیف احمد ہاشمی صاحب آج سے 45 سال قبل ہیڈ آفس میں آفس سیکریٹری تھے۔ بعدازاں ان کی دیانتداری، ایمانداری اور مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی سے وفاداری کی بناء پر انہیں خازن منتخب کیا گیا اور عنقریب ان کو Life-time Achievement Award دیا جائے گا۔ (50 ہزار روپے نقد، 50 ہزار میڈیکل الاؤنس اور تاحیات پنشن مقرر کی گئی ہے۔)

محمد رمضان کھوکھر: جناب رمضان صاحب ہمارے پارٹ ٹائم اکاؤنٹنٹ تھے اور سوسائٹی کے علاوہ تمام تعلیمی اداروں کا اکاؤنٹ گرمیوں کی تعطیلات میں فائنل کرتے۔ ان کا آڈٹ کراتے اور گرانٹ کے لیے ہر آڈٹ رپورٹ کے ساتھ تقریباً چوبیس چوبیس فارم ہر مد کے حساب سے تیار کر کے یکم اگست کو محکمہ تعلیمات میں پیش کرتے۔ وہ تھوڑا عرصہ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول

Marfat.com

کیمپس امیں بھی کام کرتے رہے اور غالباً 1996ء میں مستعفی ہو کر اپنے آبائی گاؤں چلے گئے۔ ان کی تاریخی خدمات ہمیشہ یاد رہیں گی۔

شیر علی خان: شیر علی خان ہمارے سب سے سینئر چوکیدار ہیں۔ انھوں نے 1962ء سے 1996ء تک کام کیا۔ کچھ عرصے کے لیے بلوچستان چلے گئے۔ آج بھی وہ ہمارے ویلفیئر فنڈ میں شامل ہیں۔ ان خدمات قابل فخر ہیں۔

مسز طاہرہ خان: مسز طاہرہ خان (بیگم کرنل ایس اے خان) جو انڈیا میں ایک معروف ماہر تعلیم تھیں، ایک انتہائی اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتی تھیں، انتہائی شریف النفس، خوش طبع، ملنسار، باخلاق اور باکردار خاتون تھیں۔ وہ اسکولوں کے ہیڈ کو دل موہ لینے والے انداز سے سمجھاتیں اور تھوڑے ہی عرصے میں تمام پرنسپلز ان کے گرویدہ ہو گئے۔ ان کے دور میں طلباء، طالبات، ٹیچرز اور والدین کی طرف سے کسی قسم کی شکایت انتظامیہ کو نہیں ملی۔ وہ بھی ہر دوسرے روز ایک اسکول کی انسپکشن کرتی تھیں۔ تمام اسکولوں کے ہیڈ ماسٹرز و ہیڈ مسٹریس کو ایک سالانہ بجٹ دے دیا جاتا تھا اور اس بجٹ کے مطابق اپنے مالی معاملات کو از خود سنبھالتی تھیں۔ اور ایک انٹرنل آڈیٹر مس فرخ تھیں جو ٹیچر ہونے کے ساتھ ساتھ انٹرنل آڈٹ کا کام بھی سرانجام دیتی تھیں چونکہ وہ بینک میں کام کرتی تھیں اس لیے وہ انٹرنل آڈٹ بخوبی سرانجام دیتی تھیں۔

قومیانے کے وقت ہمارے تعلیمی اداروں کی صورتحال:

جب اسکول قومیا لیے گئے تو مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے تمام تعلیمی اداروں میں ٹرینڈ گریجویٹ ہیڈ ماسٹرز یا ہیڈ مسٹریس تھیں اور کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں دیتے۔ نیشنلائزیشن کے وقت تقریباً تین سو طلبا نیو ایرا اسکول صدر میں تھے اور تین سو طلبا و طالبات نیو ایرا سیکنڈری اسکول و مسلم گرلز سیکنڈری اسکول خداداد کالونی میں تھے اور تقریباً ایک ہزار طلباء و طالبات ناظم آباد میں تھے اور آٹھ سو کے قریب طلبا و طالبات دستگیر کالونی میں تھے۔ ہمارے تین منیجر لیاری زون، مسٹر نسیم احمد۔ ناظم آباد زون، مولانا داؤد۔ دستگیر زون، حافظ فضل الرحمٰن۔ تمام اسکولوں کا اکاؤنٹ محمد رمضان کھوکھر تیار کرتے تھے۔ آڈٹ کرواتے اور جناب حنیف احمد ہاشمی کیش کو ڈیل کرتے۔ میں مہینے میں صرف ایک یا دو دن اسکولوں کو وزٹ کرتا۔

روشن ستارے: اس وقت نیو ایرا بوائز سیکنڈری اسکول ناز سینما کے پرنسپل جناب بخاری تھے۔ نیو ایرا بوائز سیکنڈری اسکول خداداد کالونی کے پرنسپل محمد انور رندھاوا، مسلم گرلز سیکنڈری اسکول نمبر 1 کی ہیڈ مسٹریس مسز نسرین ہاشم تھیں اور مسلم گرلز سیکنڈری اسکول نمبر 2 کی ہیڈ مسٹریس مسز ناظم تھیں۔ حافظ علی خان شیروانی مسلم بوائز سیکنڈری اسکول دستگیر کالونی کے ہیڈ ماسٹر تھے ان کے علاوہ مسٹر محسن قادری (جو بعد میں بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کے انسپکٹر مقرر ہوئے)۔ مسٹر محمد انور رندھاوا نے (پولیس انسپکٹر سے استعفیٰ دے کر) ہیڈ ماسٹر کا چارج سنبھالا۔ وہ بی اے، بی ایڈ تھے۔ نہایت شریف النفس انسان تھے۔

فہرست تعلیمی ادارے جو قومیا لیے گئے:

۱۔ نیو ایرا بوائز سیکنڈری اسکول، عقب ناز سینما
۲۔ نیو ایرا بوائز سیکنڈرا اسکول، خداداد کالونی
۳۔ مسلم گرلز سیکنڈری اسکول، خداداد کالونی
۴۔ مسلم گرلز سیکنڈری اسکول نمبر 1، ناظم آباد
۵۔ مسلم گرلز سیکنڈری اسکول نمبر 2، ناظم آباد
۶۔ نیو ایرا پرائمری اسکول، ناظم آباد
۷۔ مسلم پرائمری اسکول، ناظم آباد
۸۔ مسلم بوائز سیکنڈری اسکول، دستگیر کالونی
۹۔ مسلم گرلز سیکنڈری اسکول، دستگیر کالونی
۱۰۔ نیو ایرا پرائمری اسکول، دستگیر کالونی
۱۱۔ مسلم پرائمری اسکول، دستگیر کالونی
۱۲۔ قائد ملت بوائز کالج

Marfat.com

۱۳ رہبر ملت بوائز سیکنڈری اسکول، نئی کراچی

۱۴۔ رہبر ملت گرلز سیکنڈری اسکول، نئی کراچی

نوٹ: دو پرائمری اسکول بہار کالونی میں جو ابھی رجسٹرڈ نہیں ہوئے تھے ان کو نہیں سومیایا جاسکا۔ یہ دونوں پرائمری اسکول دو بیوہ ہیڈ مسٹریس مسز ناز نین و مسز وللیل کو عطیہ کے طور پر دیدیئے گئے۔

مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے حقوق کی قانونی جنگ: دسمبر 1972ء کے آخر میں مسلم ایجوکیشن بورڈ کے ڈاکٹر یاسین زبیری اور اسکولوں کے اسٹاف نے شیزان ہوٹل صدر کراچی میں مجھے ایک الوداعی استقبالیہ دیا اور 11 اسکولوں کی طرف سے ایک تین فٹ کی شیلڈ پیش کی گئی۔ اس موقع پر میں نے ایک قانونی نقطہ اُٹھایا کہ مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کا بحیثیت مالک اسکول جو کرائے دار ہیں ان سے رشتہ قائم رہے گا۔ اس سے قبل میں نے اپنے سینئر وکلاء غلام علی میمن اور حسین عادل کھتری، ظہوالحق صاحب جو بعد میں جسٹس ظہور الحق ہوئے۔ حسین عادل کھتری جو بعد میں جسٹس حسین عادل کھتری ہوئے۔ غلام علی میمن جو بعد میں بھٹو صاحب کے وکیل مقرر ہوئے۔ ان سے MLR118 پر رائے لیتا رہا۔ جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اسکولوں اور کالجوں کی تمام ملکیت حکومت کی تحویل میں ہوں گی لیکن میرے ذہن میں یہ نقطہ تھا کہ جو ملکیتیں ٹرسٹ، انجمن یا سوسائٹی کی ہیں ان کو قومیایا نہیں جا سکتا لیکن میرے موقف کو پذیرائی نہیں ملی۔ آخر کار مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی نے طوعاً و کرہاً مسلم ایجوکیشن بورڈ و محکمہ تعلیم تعلیم کے خلاف کرایہ وصول کرنے کے مقدمات داخل کر دیئے۔ جن کی پیروی میں خود کرتا رہا۔ آخر کار سالیسٹر سندھ و محکمہ قانون سے رائے لی گئی جنھوں نے مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے موقف کو تسلیم کیا۔ اور اس طرح سیکریٹری ایجوکیشن کے ہاں ایک میٹنگ ہوئی اور انھوں نے مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کو ماہانہ کرایہ دینے کی رضامندی ظاہر کی۔ اس طرح 1972ء سے 2002ء تک مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کو ماہانہ کرایہ ملتا رہا۔ جس کی کچھ رقم اسٹاف کو دے دی جاتی تھی اور بقیہ رقم غریب، نادار و یتیم بچوں کے تعلیمی اخراجات پورے کرنے کے لیے ادا کی جاتی رہی۔ 1992ء میں تین اور مقدمے داخل کر دیئے گئے اور دستگیر کالونی، ناظم آباد اور خداداد کالونی کی عمارتوں کو خالی کرانے کے لیے جدوجہد کی جاتی رہی اور کرایہ میں اضافے کا بھی مطالبہ کیا جاتا رہا۔ درجنوں پرائیویٹ اسکولز محکمہ تعلیم کے افسران کے حکم پر خالی ہوگئے تھے۔ آخر کار 2002ء میں محکمہ تعلیم حکومت سندھ نے بھی قانونی ماہرین کے مشورے سے عدالت میں ایک مصالحتی مشترکہ درخواست فائل کر دی۔ اس طرح عمارتیں خالی ہوگئیں اور اس کا ڈراپ سین ہوگیا۔ لیکن اس میں 30 سال کرایہ داری کے مقدمے اور اسکولوں کو خالی کرانے کے مقدموں میں صرف ہوگئے۔

مدینۃ العلوم اسکول کا قیام 1986ء: مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی نے ناظم آباد مسلم گرلز سیکنڈری اسکول کی پہلی منزل پر ایک ایسا اسکول بنانے کی تجویز حکومت کو پیش کی جس میں دینی و دنیاوی تعلیم ہو۔ کیونکہ کرایہ داری کے مقدمے کے سمجھوتے میں ایک شق موجود تھی کہ اگر مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی عمارت میں توسیع کرنا چاہے تو محکمہ تعلیم اس پر تعاون کرے گا۔ لہٰذا یہ اسکیم حکومت نے اور محکمہ تعلیم نے منظور فرمائی اور مسلم گرلز سیکنڈری اسکول ناظم آباد نمبر 1 کی پہلی منزل پر ایک اسکول 'مدینۃ العلوم اسکول' کے نام سے قائم کیا گیا۔ جس کا افتتاح سید غوث علی شاہ وزیر تعلیم نے فرمایا۔ لیکن اسکول کے اعلیٰ و ارفع مقاصد کے لیے نہ تو اس قسم کا منتظم مل سکا اور نہ ہی ایسا اسٹاف جو جدید و قدیم، دینی و دنیاوی تعلیم کو ساتھ لے کر چل سکے۔ آخر کار مدینۃ العلوم اسکول کو شاہین پبلک اسکول میں تبدیل کر دیا گیا۔ کئی سال تک اس اسکول کو کرایہ پر دیا گیا۔ مگر کرایہ داران نے کرایہ وقت پر نہیں دیا اور جو کرایہ ملتا تھا وہ بھی یتیم، نادار اور مستحق طلبا و طالبات و غریب لوگوں میں و مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے اسٹاف میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔

1972ء تا 1992ء مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی تعطل کا شکار: 1972ء تا 1992ء مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی مقدمے

Marfat.com

ڈاکٹر شوکت صدیقی سابق وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی
بے بی شو میں والدین کو انعامات دے رہے ہیں۔(2004ء)

مسز کشور اللہ والا سیکریٹری پاکستان مونٹیسوری ایسوسی ایشن کو
جناب آزاد بن حیدر شیلڈ پیش کر رہے ہیں۔(2005ء)

لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کیمپس-II کے سالانہ جلسہ میں مہمانِ خصوصی
نامور شاعر پروفیسر سحر انصاری کو آزاد بن حیدر گفٹ پیش کر رہے ہیں(2006ء)

لبنیٰ ہارون پرنسپل لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کیمپس-I، صوبائی وزیر
ڈاکٹر سعیدہ ملک کو گفٹ پیش کرتے ہوئے۔(2007ء)

جناب کے بی بھٹو ایڈووکیٹ چیئرمین کے بی بھٹو ٹرسٹ ٹھٹھہ
سالانہ جلسہ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول سے خطاب کر رہے ہیں۔(2007ء)

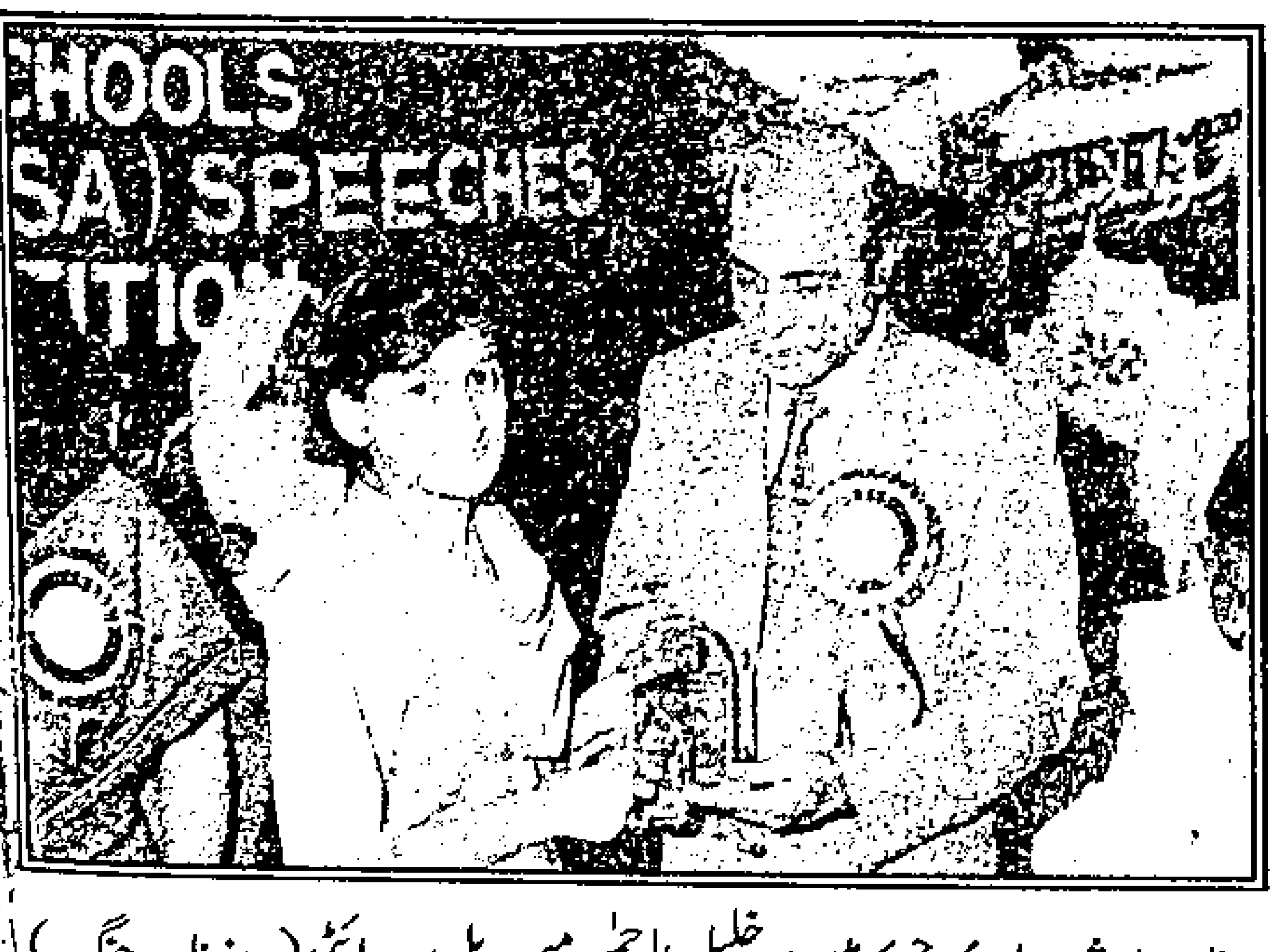

جناب ارشد صابری چیئرمین میر خلیل الرحمٰن میموریل سوسائٹی (روزنامہ جنگ)
لائٹ ہاؤس اسکول کی ایک طالبہ کو انعام دے رہے ہیں(2007ء)

Marfat.com

بازی میں اپنا وقت ضائع کرتی رہی۔ بس صرف چند یتیم، غریب و نادار طلبا و طالبات کو ماہانہ وظیفے و مالی امداد دیتی رہی اور کوئی قابل ذکر کام نہ کرسکی۔

روشنی کی نئی کرن۔ محمد اسلم امین: مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی تعلیمی سرگرمیاں 1960ء تا 1970ء تک عروج پر تھیں اور ہر سال ایک نیا اسکول قائم ہو رہا تھا اور متوسط طبقے کے عوام میں معیاری تعلیم دی جارہی تھی اور بہترین اسکول کو گولڈ میڈل و بونس دیئے جاتے تھے۔ اور 1972ء کے بعد مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کوئی نیا ادارہ قائم کرنے کی مالی پوزیشن میں نہیں تھی۔ 1992ء میں ایک انتہائی شریف النفس قومی جذبے سے سرشار، مخلص شخصیت اور میرے ہم زُلف محمد اسلم امین سے ملاقات ہوئی اور اُنھوں نے کہا کہ مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی اپنی سرگرمیوں کو بحال کرے اور وہ اس سلسلے میں دامے درمے قدمے سخنے ہر قسم کا تعاون کریں گے۔ چنانچہ انھوں نے اپنی ایک عمارت جو ماڈل کالونی ملیر کینٹ میں تھی معمولی کرایہ پر مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کو دیدی۔ نہ صرف عمارت کرایہ پر دی بلکہ ابتدائی ضروریات، فرنیچر و دیگر ساز و سامان بھی فراہم کیا۔ اس طرح ''لائٹ ہاؤس پبلک اسکول'' ماڈل کالونی ملیر کینٹ 1992ء میں قائم ہوا۔

مسز کلارا روز کی خدمات: لائٹ ہاؤس پبلک اسکول ابتدائی طور پر نرسری و کے۔ جی اسکول تھا اور مسز کلارا روز جو بی اے، سی ٹی ہونے کے ساتھ ساتھ پندرہ سالہ نرسری، کے۔ جی کلاسز کا تجربہ رکھتی تھیں انھوں نے بحیثیت پرنسپل انچارج لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کا انتظام سنبھالا اور میرے جونیئر ایم اے شاہین صاحب اس کے منیجر مقرر ہوئے۔ پہلے سال کی بڑی تگ و دو کے بعد پچاس طلبا و طالبات نرسری اور کے۔ جی اسکول میں داخل ہوچکے تھے۔ 1993ء میں اسی بلڈنگ میں پرائمری کلاسز کا آغاز کردیا گیا۔ مسز کلارا روز جن کو ان کے خاوند گاڑی پر سوسائٹی سے چھوڑ کر جاتے تھے اور پھر دوپہر کو لینے بھی آتے تھے وہ بیمار پڑ گئیں اور انھوں نے استعفیٰ دے دیا۔

ڈاکٹر عظمیٰ: ڈاکٹر عظمیٰ ایم بی بی ایس ڈاکٹر چائلڈ اسپیشلسٹ تھیں اور انکو بچوں کی تعلیم سے بہت زیادہ شغف تھا۔ انہیں درس و تدریس کا بھی اچھا خاصا تجربہ تھا۔ انھوں نے مسز کلارا روز سے چارج سنبھال لیا۔ وہ بہترین منتظم تھیں اور انتہائی با اخلاق تھیں۔ انھوں نے ٹیچروں میں ایک ٹیم اسپرٹ پیدا کی اور ایک کیپٹن کی حیثیت سے ان کی رہنمائی کرتی رہیں۔

طارق بن آزاد کی ناقابل فراموش خدمات: 1990ء تا 1992ء طارق بن آزاد صاحب نے مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے مرکزی دفتر کے تمام ریکارڈ کو 1958ء سے بہت سلیقے و طریقے سے ترتیب دیا اور فائلنگ ورک اس طریقے سے تیار کیا کہ سیکڑوں فائلوں میں سے کسی بھی فائل کی ضرورت ہوتی تو میں اور ہاشمی صاحب بآسانی تلاش کرلیتے۔ اس سے قبل وہ نارتھ ناظم آباد میں ہمارا ایک ذاتی اسکول "H" بلاک میں چلا چکے تھے اور اسکول کا تھوڑا بہت تجربہ بھی حاصل تھا۔ اب انھوں نے لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کی طرف بھی توجہ فرمائی اور وہ رضا کارانہ طور پر 1993ء تا 1996ء اپنی خدمات انجام دیتے رہے۔ وہ مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی سے نہ تو کرایہ آمد و رفت لیتے اور نہ کولڈ ڈرنک وغیرہ کے لیے کوئی پیسے لیتے۔ وہ اپنی ماہانہ پانچ سو روپے پاکٹ منی سے ہی نیشنل کوچ سے آتے اور جاتے رہے۔ صبح سات بجے اسکول کھول لیتے اور تین بجے تک اسکول میں رہتے اور ایک ایک پائی بچانے کی کوشش کرتے۔ یہاں تک کہ جو ٹیسٹ پیپر تیار ہوتے ان کو پنسل پر تیار کرتے اور آئندہ جب ٹیسٹ پیپر بننا ہوتا تو پنسل ورک کو ربڑ سے مٹا کر وہی کاغذ دوبارہ استعمال کرنے کے لیے ٹیچروں کو دیتے تھے۔ ان کی کوششوں سے اسکول دن بہ دن ترقی کرتا رہا۔ انھوں نے اسی عرصہ میں کراچی کیڈٹ اسکول پی ای سی ایچ ایس کا دورہ کیا اور ان کے منتظمین سے کافی رہنمائی حاصل کی۔

Marfat.com

لائٹ ہاؤس مونٹیسوری ورلڈ کا بانی - طارق بن آزاد:
طارق بن آزاد صاحب نے نرسری و کے جی سسٹم کے ساتھ ساتھ جب مونٹیسوری سسٹم کا مطالعہ کیا اور میری توجہ مونٹیسوری سسٹم کی طرف دلائی اور میں نے بھی مونٹیسوری سسٹم کا مطالعہ کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کے ننھے منھے بچوں کے لیے ڈاکٹر ماریہ مونٹیسوری کا طرزِ تعلیم بہت فائدہ مند ہوسکتا ہے۔ لہٰذا انتظامیہ نے طارق بن آزاد صاحب کی تجویز پر لائٹ ہاؤس مانٹیسوری ورلڈ کا 1994ء میں آغاز کردیا۔ مس سائرہ خان کے اخلاق، شفقت، خوش اخلاقی، ٹیم اسپرٹ کی وجہ سے اسکول کافی ترقی کرتا گیا۔ طارق بن آزاد صاحب نے اپنی کمپیوٹر کی تعلیم کی وجہ سے اسکول کو الوداع کہا۔

مسٹر ترمذی کا تقرر: مسٹر ترمذی آرمی پبلک اسکول و کراچی کیڈٹ اسکول کے پرنسپل رہ چکے تھے۔ اگرچہ اسکول کی آمدنی بہت ہی محدود تھی لیکن پھر بھی مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی یہ کوشش تھی کہ اچھے سے اچھا پرنسپل مقرر کیا جائے۔ مسٹر ترمذی نارتھ ناظم آباد سے آتے تھے۔ ان کو ٹیکسی کے آنے جانے کا کرایہ بھی انتظامیہ ادا کرتی تھی۔ لیکن چند ماہ بعد ہی ان کی بیگم بیمار ہوگئیں اور انہیں لندن جانا پڑا۔ مسٹر ترمذی انتہائی بااخلاق، باکردار، اور تجربہ کار شخصیت تھے۔ جب وہ اسٹاف سے گفتگو کرتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسے ان کے منہ سے پھول جھڑ رہے ہوں۔ ان کا تقرر ہمارے بجٹ بہت گراں تھا۔ شاید طارق بن آزاد صاحب نے اس کو محسوس کیا ہو مگر وہ اسکول کے معیار کی خاطر خاموش رہے۔ طارق بن آزاد دورانِ طالب علمی ہی یہ سبق سیکھ چکے تھے کہ

Boss is always right.

مسٹر وکٹر والٹر کا تقرر: مسٹر وکٹر والٹر پاکستان ایئر فورس اسکول میں نہ صرف ٹیچر بلکہ وائس پرنسپل رہ چکے تھے۔ ان کا تقرر جولائی 1994ء میں کیا گیا۔ لیکن بدقسمتی سے وہ اسکول کی بجائے اپنی مراعات اور ذاتی آمدنی کی طرف زیادہ توجہ دیتے تھے۔ باوجود یہ کہ ان کو ہدایات دی گئیں کہ وہ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے طلباء و طالبات کو ٹیوشن نہیں پڑھائیں گے لیکن وہ نہ صرف ٹیوشنز پڑھاتے رہے بلکہ والدین سے مراعات بھی حاصل کرتے رہے۔ ایک روز وہ ایک ٹیچر کو سخت ڈانٹ پلا رہے تھے، میں ان کے دفتر میں داخل ہوا اور ٹیچر کو اسٹاف روم بھیج دیا اور ان کو کہا Don't bark at the teacher۔ اس لیے کہ استاد روحانی باپ ہوتا ہے اور جو معاشرہ استاد کی قدر و منزلت نہیں کرتا وہ معاشرہ تباہ ہوجاتا ہے۔ اور معاشرے کے ساتھ ساتھ وہ ادارہ بھی تباہ ہوجاتا ہے۔ جب ان کے خلاف انکوائری شروع کی تو اُنھوں نے استعفیٰ دیدیا۔ ان کے دور میں اسکول بہت بدنظمی کا شکار ہوجاتا اگر طارق بن آزاد صاحب حالات پر قابو نہ پاتے۔

Principal should be an Educator not Dictator.

ونگ کمانڈر نثار احمد ایم اے، بی ایس سی، بی ایڈ کا تقرر:
لائٹ ہاؤس پبلک اسکول جو ایک طرف تو مسلسل خسارے میں چلا آرہا تھا اور دوسری طرف انتظامیہ کی یہ خواہش تھی کہ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کراچی کے صف اوّل کے اسکولوں میں شامل ہو۔ ونگ کمانڈر نثار احمد کا تقرر مئی 2000ء میں پندرہ ہزار ماہانہ پر کیا گیا۔ اور ان سے یہ اُمید وابستہ کی گئی کہ وہ اسکول کی انتظامیہ کو ازسرنو منظم کریں گے۔ ایک اچھی ٹیم بنائیں گے اور معیارِ تعلیم کو بلند کریں گے مگر باوجود ہدایات کے وہ نہ تو کبھی کلاسوں میں تشریف لے جاتے نہ ٹائم ٹیبل دیکھتے، نہ کاپیاں چیک کرتے، نہ اسٹاف کی نگرانی کرتے۔ بس صرف دفتر میں بیٹھ کر اسٹاف کو بلاکر، ٹیچروں کو بلاکر سٹ ڈاؤن، اسٹینڈ اَپ کرتے رہتے۔ جس سے ٹیچروں کے حوصلے پست ہوتے اور وہ شکایات لے کر انتظامیہ تک پہنچاتی رہتیں۔ جو ٹیچر کی عزت نہیں کرتا وہ میری نظر میں انسانیت کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

پس چہ باید کرد؟ (اب کیا کیا جائے؟)

مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی نے آرمی پبلک اسکول کے سابق

Marfat.com

پرنسپل کا بھی تقرر کر کے دیکھا۔ ایئر فورس کے اسکول کے وائس پرنسپل کا تقرر بھی کیا اور آخر کار نیوی کے ونگ کمانڈر کا بھی تقرر کیا اور یہ اُمید رکھی کہ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول ایک اعلیٰ معیاری اسکول بن سکے۔ مگر انتہائی مایوسی ہوئی۔ آخر کار انتظامیہ نے فیصلہ کیا کہ کسی سابق سرکاری ملازم کو اسکول کا پرنسپل مقرر نہ کیا جائے۔ بلکہ اپنے ہاں کے ہی کسی ٹیچر کی حوصلہ افزائی کی جائے اور اس کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ پرنسپل کا عہدہ سنبھال سکے۔

مس سائرہ خان کا سنہرا دور: مس سائرہ خان کو وکٹر والٹر پرنسپل کے دور میں شفٹ انچارج بنایا گیا اور انھوں نے بحیثیت شفٹ انچارج اپنے فرائض بخوبی انجام دیے۔ اور مسٹر وکٹر والٹر کے جانے کے بعد مس سائرہ خان کو قائم مقام پرنسپل کا چارج دے دیا گیا۔ وہ انتہائی خلیق، شفیق، ملنسار اور اسٹاف سے کام لینے کا فن بہت جلد ہی سیکھ گئیں اور وہ اس قابل ہو گئیں کہ وہ پرنسپل کا چارج سنبھالیں۔ ان کے دور میں انتظامیہ کو نہ تو اسٹاف سے، نہ والدین سے اور نہ ہی طلباء و طالبات سے کسی بھی قسم کی شکایت موصول نہیں ہوتی تھی۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ ہر کام کرنے سے پہلے طارق بن آزاد اور ان کے بعد مجھے اپنے اعتماد میں لیتیں، اپنے اسٹاف کو اعتماد میں لیتیں اور بہت غور و فکر کرنے کے بعد کوئی قدم اٹھاتیں۔ کتنی بڑی سے بڑی بھی پریشانی آجاتی وہ تحمل، بردباری اور بڑے احسن طریقے سے اپنے فرائض سر انجام دیتیں اور روزانہ کارکردگی سے انتظامیہ کو مطلع کرتیں اور اگلے روز کا پروگرام بنانے کے لیے روزانہ کی بنیاد پر مشاورت طلب کرتیں۔ ان کے دور میں اسکول کو چار چاند لگ گئے۔ انھوں نے مارچ 1995ء میں مسٹر وکٹر والٹر سے چارج لیا تھا۔ 21 نومبر 1993ء کو انھوں نے بحیثیت اسسٹنٹ ٹیچر کے اسکول جوائن کیا تھا۔ اور پورے پانچ سال بعد یعنی 21 نومبر 1998ء کو شادی کے بعد امریکہ جاتے وقت اسکول کا چارج چھوڑا تھا۔ ان کا پانچ سالہ ملازمت کا دور لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کا سنہری دور شمار کیا جاسکتا ہے۔ ان کو الوداعی تقریب میں گولڈ میڈل دیا گیا اور ان کی خدمات کو سراہا گیا۔ یاد رہے کہ مس سائرہ خان کے ساتھ تقریباً دو سال تک طارق بن آزاد صاحب نے بحیثیت ایڈمنسٹریٹر کام کیا اور ان کی خوش اخلاقی، حسن تدبر، عفو و درگزر، مستقل مزاجی، خلوص، محنت و نظم و ضبط کی خوبیوں سے متاثر ہوئے اور آپس میں مثالی ورکنگ ریلیشن شپ قائم کی۔ اسی طرح مسز خولہ صدیقی نے بھی تقریباً دو سال مس سائرہ خان کے ساتھ بحیثیت ایڈمنسٹریٹر کام کیا اور ان کی خوبیوں سے کافی استفادہ حاصل کیا۔

سائرہ خان کی کامیابی کا راز: سائرہ خان روزانہ لحہ بہ لحہ اپنی کارکردگی کی رپورٹ مجھے دیتیں اور اگلے روز کے پروگرام سے متعلق تبادلہ خیالات کرتیں۔ ان میں غرور، تمکنت، بڑائی کا شائبہ تک نہ تھا۔ وہ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے اسٹاف کی پسندیدہ ترین شخصیت تھیں۔ اس لیے کہ ان میں درگزر، عفو اور نظر انداز کرنے کی بدرجہ اتم صلاحیتیں موجود تھیں۔ وہ اسٹاف سے دوستی کو اسکول کی ترقی کے لیے استعمال کرتیں۔

Saira is Role Model for Educators.

لبنیٰ سیف - ایک مثالی خاتون: لبنیٰ سیف پہلے سول ایویشن اسکول میں بیالوجی پڑھاتی تھیں۔ ان کا لائٹ ہاؤس اسکول میں بطور ٹیچر تقرر کیا گیا۔ تھوڑے عرصے بعد انھوں نے سینئر ٹیچر کا مقام حاصل کیا اور بعد ازاں شفٹ انچارج اور کافی عرصے تک وائس پرنسپل اور لائٹ ہاؤس مونٹیسوری ورلڑ کی انچارج رہیں۔ وہ انتہائی ٹھنڈے دماغ کی خاتون تھیں۔ وہ دل سے فیصلے کرنے کے بجائے عقل سے فیصلے کرتیں اور انتظامیہ کی پالیسی کو من و عن قابل عمل بناتیں۔ وہ تھوڑے ہی عرصے میں طلبا و طالبات، اسٹاف اور انتظامیہ کی آنکھ کا تارا بن گئیں۔ انھوں نے جتنا عرصہ بھی ملازمت کی، انتظامیہ کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ انھوں نے بھی لائٹ ہاؤس پبلک اسکول میں ہی بی ایڈ کیا تھا۔ ان کے خاوند کینیڈا منتقل ہو گئے جس کی وجہ سے ان کو لائٹ ہاؤس

Marfat.com

پبلک اسکول کی ملازمت چھوڑنا پڑی۔ مگر ان کی یادیں ہمیشہ تازہ رہیں گی۔

لائٹ ہاؤس مونٹیسوری ورلڈ اور لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کیمپس II کا آغاز: مئی 2005ء میں ناظم آباد نمبر 1 میں اسکول کی پہلی منزل کرایہ دار سے خالی کرائی گئی اور لائٹ ہاؤس مونٹیسوری ورلڈ کیمپس II اور لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کیمپس II کا اللہ کے نام سے آغاز کر دیا گیا۔ اس کی تزئین و آرائش پر تقریباً 20 لاکھ روپے خرچ کیے گئے۔ 160 ٹیچروں کا انٹرویو لیا گیا۔ ان میں سے 18 ٹیچروں کی ایک ہفتے کی ورک شاپ منعقد کی گئی۔ ان کا تحریری ٹیسٹ لیا گیا اور ان میں سے 14 ٹیچروں کا تقرر کیا گیا۔ پہلے سال مونٹیسوری میں 30-25 بچے تھے اور کلاس I تا VIII پچاس بچے تھے۔ کل ماہانہ آمدنی تقریباً 55,000 روپے تھی جبکہ اخراجات ایک لاکھ چالیس ہزار روپے تھے۔ بہرحال Quanitity کے بجائے Quality کا خیال رکھا گیا۔ اساتذہ کو وقت پر تنخواہیں دی جاتی رہیں۔ معیار پر سمجھوتہ نہیں کیا گیا۔ سالانہ تقریباً دس لاکھ روپے کا نقصان ہوا (علاوہ کرایہ) اور دوسر سال تقریباً پانچ لاکھ کا نقصان ہوا (علاوہ کرایہ) الحمدللہ! اب یہ اسکول اپنے پاؤں پر کھڑا ہوتا جا رہا ہے۔

لائٹ ہاؤس ایجوکیشن بورڈ: کیمپس II کے لیے مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل لائٹ ہاؤس ایجوکیشن بورڈ تشکیل دیا گیا۔ چیئرمین آزاد بن حیدر، اراکین ڈاکٹر نظر کامرانی، ڈاکٹر شوکت صدیقی، ڈاکٹر اسحاق مدنی، محفوظ یار خان ایڈووکیٹ، ستارہ بیگم، طارق بن آزاد۔

مسٹر سلطان احمد صدیقی: مسٹر سلطان احمد صدیقی ایک انتہائی وفادار، دیانتدار شخصیت کے مالک ہیں۔ انھوں نے لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کیمپس I میں پہلے چار سال خدمات سرانجام دی تھیں۔ کچھ عرصہ کے لیے وہ اپنے کاروبار میں مصروف ہو گئے اور تین سال قبل عین اس دن جس دن ہم نے اخبارات میں اکاؤنٹنٹ کی اسامی کے لیے اشتہار دیا ہوا تھا، فرشتہ بن کر تشریف لے آئے اور منیجر اکاؤنٹس اور ایڈمنسٹریشن کا چارج سنبھال لیا۔ وہ اپنے شعبہ میں انتہائی دیانت داری سے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ سوسائٹی اور اسکولوں کی آمدنی میں اضافے کے لیے بھی فکرمند رہتے ہیں۔ انتہائی لاپروا ہیں۔ اپنی صحت کا بالکل خیال نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جرأت، ہمت عطا فرمائے تا کہ وہ قومی حدمات کو بہ احسن طریقے سے سرانجام دے سکیں۔

مسز مزنہ مسعود کی آمد: مسز مزنہ مسعود ایم اے، بی ایڈ ہیں اور ان کو درس و تدریس کا 12-10 سال کا تجربہ ہے۔ وہ کراچی کی ایک بہترین مونٹیسوری میں کام کرنے کا تجربہ حاصل کر چکی ہیں اور اب لائٹ ہاؤس مونٹیسوری ورلڈ میں جدید طرز تعلیم کا منصوبہ تیار کر رہی ہیں۔ وہ بچوں کی کتابوں کی بھی مصنفہ ہیں۔ وہ انتہائی خلیق دور اندیش، معاملہ فہم، خاموش طبع، کام کی لگن، احساسِ ذمہ داری میں کمال درجہ پر فائز ہیں۔ 2007ء میں اُنھوں نے لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کیمپس II کی وائس پرنسپل کا چارج سنبھالا اور خا[لد] جمیل صاحب نے کیمپس I میں مسز لبنیٰ سیف سے قائم مقام پرنسپل کا چارج سنبھالا۔ اس وقت مسز مزنہ مسعود قائم مقام پرنسپل کی حیثیت سے کیمپس II کا چارج سنبھالے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر مرحلے پر کامیابی عطا فرمائے۔

مسز خولہ صدیقی: مسز خولہ صدیقی ایم اے بی ایڈ، ایل ایل ہیں۔ 2006ء تا 2007ء کے وسط تک انھوں نے کراچی کے بڑے بڑے تعلیمی اداروں کی انتظامیہ میں کام کیا۔ ٹیچنگ میتھ کلاس ڈسپلن، انتظامی اُمور، درس و تدریس کے جدید طریقو[ں] سے آگاہی حاصل کی۔ وہ مونٹیسوری ڈائریکٹرز و ٹیچرز کی رہنمائی کرتی رہتیں اور اپنے تعلیمی معیار کو بڑھانے کے لیے نئے کورسز کرتی رہتی ہیں۔ جس سے ان کا نالج up to date ہوتا رہتا ہے۔ ان کی صلاحیتوں سے مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی ادارے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ وہ اپنے ماتحت عملے کو ب[ہ]

Marfat.com

شفقت، محبت اور پیار سے رہنمائی کرتی رہتی ہیں۔ مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے عہدیداران کا انتہائی احترام و ادب کرتی ہیں۔ وہ معاملہ فہم اور حالات اور جذبات پر کنٹرول کرنے کی بہت مہارت رکھتی ہیں۔ وہ نہ خود پریشان ہوتی ہیں نہ انتظامیہ کو پریشان کرتی ہیں۔ وہ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول سسٹم و مونٹیسوری سسٹم کی ڈائریکٹر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے حوصلہ، تدبر، مردم شناسی کے مزید جواہرات سے مالا مال کرے اور Respect & Get Respect کے اُصول کو قائم و دائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تھیوری میں انھوں نے کمال حاصل کرلیا ہے۔ اب وہ پریکٹیکل میں بھی ملکہ حاصل کرنے کی جدوجہد کررہی ہیں۔ اللہ ان کو اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے۔ (آمین، ثم آمین)

مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی خصوصی خدمات: مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی نے نہ صرف اپنے اسکولوں کی مالی معاونت کی ہے بلکہ مضافاتی بستیوں میں کئی اسکولوں کی بھی مدد کی ہے۔ شیر شاہ کے ایک اسکول کو پچاس ڈیسک بطور عطیہ دیئے گئے۔ اسی طرح کورنگی میں لیبر کالونی کے ایک اسکول کو پچاس ڈیسک بطور عطیہ دیے گئے۔ سعود آباد کے بھی ایک اسکول کو پچاس ڈیسک بطور عطیہ دیئے گئے۔ نئی کراچی، کمہارواڑہ کے ایک پرائمری اسکول کی تعمیر میں مالی مدد کی۔

الفضل سائنس بلاک فردوس کالونی: حسن اتفاق ہے کہ جس روز میری والدہ محترمہ فضل بیگم کا چہلم تھا اسی روز مسز رضیہ سلیم ڈائریکٹر آف ایجوکیشن نے اس بات کی فرمائش کی کہ مسلم گرلز سیکنڈری اسکول فردوس کالونی میں بڑے بڑے تین سائنس رومز بنا کر بطور عطیہ محکمہ تعلیم کو دے دیئے جائیں۔ آزاد بن حیدر صاحب نے اپنی ذاتی کمائی سے اپنی والدہ محترمہ کے نام سے الفضل سائنس بلاک تعمیر کرادیا اور آج بھی والدہ (مرحومہ) کے نام سے سنگ مرمر کی تختی اس اسکول میں لگی ہوئی ہے۔ اس سے قبل جب مسلم گرلز سیکنڈری اسکول ناظم آباد نمبر 1 و مسلم بوائز سیکنڈری اسکول دستگیر کالونی کی عمارتوں کو ایک عدالتی سمجھوتے کے تحت خالی کرایا جارہا تھا تو مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی نے ان کے منتقل ہونے سے قبل اسکولوں کی دو عمارتیں فردوس کالونی اور دستگیر کالونی میں تعمیر کرا کر محکمہ تعلیم کو بطور عطیہ دے دیں۔ جس کا اعتراف مسز رضیہ سلیم ڈائریکٹر آف ایجوکیشن نے ایک پریس کانفرنس میں کیا۔

مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی روئیداد دراصل اللہ کے ایک گناہگار ترین بندے اور آقائے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کے غلام درویش صفت، مخلص و مفلس حیدر علی اور فرشتہ صفت فضل بیگم کے بیٹے کی جدوجہد کی کہانی بھی ہے۔ آزاد بن حیدر کے والدین نے رزق حلال سے جس کو اس قابل بنایا کہ وہ تعلیمی میدان میں قوم کی کچھ خدمت کرسکے۔ وہ سولہ برس کی عمر سے تن وتنہا کراچی میں قیام پذیر ہیں۔ انھوں نے میٹرک، ایف اے، بی اے (آنرز)، ایم اے، ایل ایل بی کی تعلیم خود روزی کما کر حاصل کی اور وہ سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے لائف ممبر ہیں۔ یہ نہ تو خودستائی ہے اور نہ ہی کسی قسم کی تعریف مقصود ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اللہ کی مدد کے بغیر کوئی کام سرانجام نہیں پاسکتا۔

اللہ کی چاہیت ہی حقیقت ہے، باقی سب فریب ہے۔

قسمت نوع بشر تبدیل ہوتی ہے یہاں
اِک مقدس فرض کی تکمیل ہوتی ہے یہاں

☆

علم ہے کچھ اور شے اور آدمیت کچھ اور ہے
لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا

☆☆☆

Marfat.com

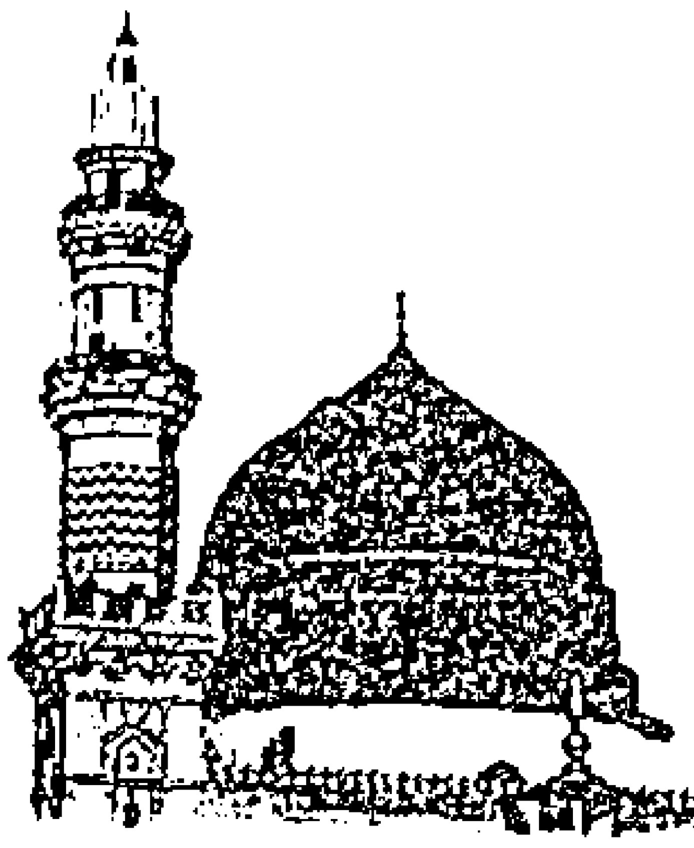

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اعترافِ خدمات

مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اہتمام چلنے والے مسلم ہائی اسکول بہار کالونی کراچی کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ جواں سال عالمِ دین علامہ جمیل احمد نعیمی اس اسکول میں بحیثیت انچارج شعبہ اسلامیات، کئی سال تک طلبہ کو اللہ کی واحدانیت اور سرکارِ دوعالم محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کی تعلیمات سے اور نعتیہ پروگراموں سے اسکول ہذا کو منور فرماتے رہے ہیں۔

آزاد بن حیدر ایڈووکیٹ
بانی سیکریٹری مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی (ر)
(۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۲ء)

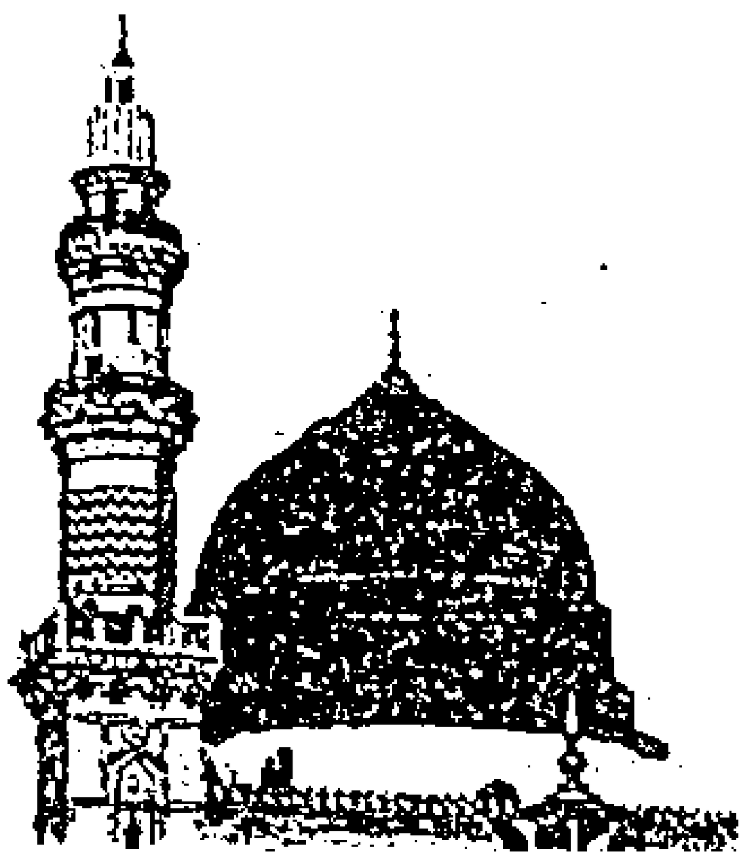

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

اعترافِ خدمات

مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر اہتمام چلنے والے مسلم بوائز سیکنڈری اسکول دستگیر کالونی کراچی کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ جواں سال عالم دین مولانا منیب الرحمٰن اس اسکول میں بحیثیت انچارج شعبہ اسلامیات، کئی سال تک طلبہ کو اللہ کی واحدانیت اور سرکارِ دوعالم محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کی تعلیمات سے اور نعتیہ پروگراموں سے اسکول ہذا کو منور فرماتے رہے ہیں۔

آزاد بن حیدر ایڈووکیٹ
بانی سیکریٹری مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی (ر)
(۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۲ء)

نوٹ: اللہ کی عنایت اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی رحمت سے مولانا جمیل احمد نعیمی اب اُستاد العلماء و ناظم تعلیمات و اُستاد الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔ مولانا منیب الرحمٰن اب فقیہہ ملت علامہ پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن مدظلہٗ العالی اب چیئرمین رویت ہلال کمیٹی کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے درجات مزید بلند فرمائے اور ان حضرات کے مفصل تعارف کے لیے مولانا محمد نصیر اللہ نقشبندی کی کتاب ''مطالعاتِ ابن عزیز'' ص ۲۱۶ و ۲۲۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

پیغامات

قاضی خالد علی، صوبائی وزیر تعلیم

"مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے صدر جناب آزاد بن حیدر صاحب میری سرپرستی نہ کرتے تو آج میں وزیر تعلیم نہ ہوتا"

محترم خواتین و حضرات آزاد بن حیدر صاحب کا آج کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات منعقدہ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول ماڈل کالونی میں، میں نے اپنی دیگر مصروفیات کو منسوخ کر کے ان کے حکم پر حاضر ہوا۔ مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی یوں تو کراچی کے کئی علاقوں میں اسکول چلا کر عوام کی خدمت کر رہی ہے لیکن میں آج صرف اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ میں ایک گوشے کو بے نقاب کروں۔ میٹرک کے بعد ہماری مالی حالت اچھی نہیں تھی لیکن آزاد بن حیدر صاحب نے مجھے حوصلہ دیا اور مالی تعاون فرمایا جس کی وجہ سے میں نے گریجویشن مکمل کی۔ مجھے لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات میں شرکت کا اعزاز ملا، اگر محکمہ تعلیم سے لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کو کوئی خدمت درکار ہو تو میں ہمہ وقت حاضر رہوں گا۔

(اقتباس تقریر مہمانِ خصوصی سالانہ جلسہ ہائٹ ہاؤس پبلک اسکول، 1996ء)

سلیم ضیاء، صوبائی وزیر قانون حکومت سندھ

"آزاد بن حیدر صاحب اہلیانِ کراچی کی خدمت میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔"

مجھے لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے آج کے سالانہ جلسے میں شرکت کر کے بہت خوشی ہوئی ہے۔ مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے صدر جناب آزاد بن حیدر صاحب میرے والد محترم میجر (ر) ضیاء الدین کے حلقہ احباب میں رہے ہیں اور اپنے والد صاحب سے میں ان کی اہلیانِ کراچی کے لیے سیاسی، سماجی و تعلیمی خدمات کے بارے میں سنتا رہا، لیکن آج لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات میں آکر ان کی عملی زندگی کو قریب سے دیکھا ہے۔ میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتا رہے۔

اگر تمام پرائیویٹ تعلیمی ادارے غیر تجارتی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے مقاصد کو سامنے رکھیں تو کراچی میں تعلیمی انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔ آخر میں کامیاب ہونے والے طلباء و طالبات، اساتذہ، والدین اور خصوصاً پرنسپل اور اسٹاف کو مبارکباد دیتا ہوں۔

(اقتباس تقریر مہمانِ خصوصی سالانہ جلسہ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول 1997ء)

Marfat.com

زیڈ اے نظامی، چانسلر سرسیّد یونیورسٹی کراچی

''سرسیّد احمد خان نے تعلیم کی شمع روشن کی لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کو سرسیّد کے مشن کو جاری رکھنا ہے''

آج سے چند ماہ قبل مجھے جناب آزاد بن حیدر صاحب نے سرسیّد کوئز پروگرام دیا۔ جسے لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے بچوں کے لیے شائع کیا گیا تھا۔ میں آزاد بن حیدر صاحب کو ایک سیاسی و سماجی رہنما کی حیثیت سے جانتا تھا۔ اگرچہ کہ ان کی تعلیمی سرگرمیوں سے تھوڑا سا واقف تھا لیکن آج مجھے لائٹ ہاؤس پبلک اسکول میں آکر بہت خوشی ہوئی بلکہ ان کی ذات کا ایک نیا رُخ میرے سامنے آیا اور یہ تعلیمی رُخ ہے۔ پرنسپل صاحبہ نے کمپیوٹر لیبارٹری کے بارے میں اسے اَپ ٹو ڈیٹ کرنے کا مطالبہ کیا ہے انشاءاللہ سرسیّد یونیورسٹی ان کی بھرپور معاونت کرے گی۔

آج طلباء و طالبات نے جس اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے میں اس سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میں کامیاب ہونے والے طلباء وطالبات کو مبارکباد دیتا ہوں خصوصاً ٹاپ ٹین اسٹوڈنٹس کو ان کی ٹیچرز و اساتذہ اور والدین کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(اقتباس تقریر مہمانِ خصوصی سالانہ جلسہ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول، 1998ء)

ریئر ایڈمرل (ر) ایم آئی ارشد، سابق چیئرمین کے پی ٹی

''لائٹ ہاؤس کی ٹیچرز ماؤں کو بچوں کی صحت کے بارے میں معلومات فراہم کر کے قومی فریضہ انجام دے رہی ہیں''۔

مجھے انتہائی مسرت ہوئی ہے کہ مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے زیر اہتمام چلنے والا تعلیمی ادارہ لائٹ ہاؤس مونٹیسوری ورلڈ ماؤں کو بچوں کی Health Awareness کے بارے میں ہر سال یونیسکو چلڈرن ڈے کی مناسبت سے بے بی شو کا انعقاد کرتے ہیں۔ آج ایک ماہ سے لے کر دو سال تک کے بچے سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ صحت مند بچوں کی ماؤں کو ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے انعامات بھی دیئے جارہے ہیں۔ صحت مند بچے ہی پاکستان کا مستقبل ہیں۔ ڈاکٹروں نے جن بچوں کی ماؤں کو انعامات کے لیے منتخب کیا ہے میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی لائٹ ہاؤس مونٹیسوری ورلڈ کی ٹیچرز اور خصوصاً ان کے سرپرست آزاد بن حیدر صاحب کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔

(اقتباس تقریر مہمانِ خصوصی یونیسکو چلڈرنز ڈے بے بی شو، 1999ء)

Marfat.com

طارق حسن، سٹی نائب ناظم

"صحت مند بچوں کی مائیں ساری قوم کے لئے باعث فخر ہیں۔ بے بی شو کا پروگرام ایک منفرد پروگرام ہے"۔

میرے بزرگ آزاد بن حیدر صاحب کی قومی سماجی خدمات قابل ستائش ہیں۔ لیکن بے بی شو کا پروگرام روشنی کی کرن ہے۔ آج کے اس پنڈال میں سینکڑوں خوبصورت بچے اپنی ماؤں کی گود میں بیٹھے ہیں۔ بعض کے ساتھ ان کے والد صاحبان بھی ہیں اور وہ نتیجہ کا بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔

دراصل اگر بچوں پر بچپن ہی سے ان کی صحت پر توجہ دی جائے تو بڑے ہو کر وہ ایک مضبوط جسم کے مالک ہو جاتے ہیں۔ ایک توانا جسم ہی ایک توانا دماغ رکھتا ہے۔ اور توانا دماغ ہی اپنے ملک کی بہتری کے لیے زیادہ سے زیادہ فائدہ مند ہو سکتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے جو بول نہیں سکتے لیکن ماں اپنے بچے کی ضرورت محسوس کر لیتی ہے۔

(اقتباس تقریر مہمان خصوصی بے بی شو 2001ء)

مہتاب اکبر راشدی، سیکریٹری ایجوکیشن سندھ

"مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے زیر اہتمام بے بی شو ایک صحت مند رجحان ہے"۔

مجھے آج کی تقریب میں چھوٹے چھوٹے خوبصورت صحتمند بچوں کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ سارے بچے خوبصورت ہیں۔ میرا دل کرتا ہے کہ میں سب کی نظر اُتاروں۔ مجھے پرائیویٹ اور سرکاری تعلیمی اداروں میں جانے کا اکثر موقع ملتا رہتا ہے۔ لیکن بے بی شو کا پروگرام ایک انوکھا پروگرام ہے اور یہ واقعی قابل ستائش ہے۔

میرے بزرگ آزاد بن حیدر صاحب نے مجھے بے بی شو میں مدعو کیا تو مجھے ایک دم خوشی ہوئی اور ایک طرف حیرت بھی ہوئی کہ آج تک تعلیمی اداروں میں اس اہم صحت مندانہ مقابلے کی طرف کیوں توجہ نہیں دلائی گی۔ یونیسکو چلڈرنز ڈے پر بے بی شو کا انعقاد واقعی قابل ستائش ہے۔

(اقتباس تقریر مہتاب اکبر راشدی، سیکریٹری ایجوکیشن، 2001ء)

Marfat.com

مسز رضیہ سلیم، ڈائریکٹر آف ایجوکیشن کراچی

''مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی نے محکمہ تعلیم کو دو اسکول بنا کر بطور عطیہ دیئے''۔

لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے طلباء وطالبات خوش قسمت ہیں کہ ان کی انتظامیہ یعنی مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی تعلیم کو ذاتی فائدے کے لیے نہیں چلا رہی ہے۔ حکومت سندھ کی خواہش پر مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی نے فردوس کالونی اور دستگیر کالونی میں دو اسکول بنا کر دیئے ہیں۔ جس سے تقریباً دو ہزار طلباء وطالبات کا مستقبل محفوظ ہو گیا ہے۔ جناب آزاد بن حیدر صاحب نے میری درخواست پر اپنی والدہ مرحومہ کے نام فردوس کالونی میں الفضل سائنس بلاک کے نام سے کیمسٹری، بیالوجی اور فزکس کے تین بڑے بڑے سائنس روم بنا کر دیئے ہیں۔ جس پر میں محکمہ تعلیم کی طرف سے اور اپنی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں نے پریس کانفرنس میں اس کا برملا اظہار کیا ہے۔ میں کامیاب ہونے والے طلباء وطالبات کو دلی مبارکباد دیتی ہوں۔

(اقتباس تقریر مہمانِ خصوصی سالانہ جلسہ تقسیم انعامات، 2002ء)

محمد عزیز انصاری، چیئرمین بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن

''اسکولوں کو قومیانے کی تحریک میں آزاد بن حیدر صاحب پیش پیش رہے''۔

1972ء سے قبل جب گورنمنٹ ٹیچر کی ایکشن کمیٹی پرائیویٹ اسکولز ٹیچر ایسوسی ایشن کے ساتھ مل کر قومیانے کی تحریک چلا رہی تھی تو میں اس وقت ایک پرائیویٹ اسکول کا ہیڈ ماسٹر تھا۔ مجھے یہ تعجب ہوا کہ تیرہ پرائیویٹ اسکولوں کے بانی جناب آزاد بن حیدر صاحب اس تحریک کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ میں اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ اس تحریک میں اس لیے مخلص ہیں کہ انھوں نے اپنے تعلیمی اداروں کو اپنے مالی فائدے کے لیے نہیں چلا رہے بلکہ وہ قومی جذبے سے سرشار ہیں۔ ایسے مخلص لوگ ناپید ہو چکے ہیں۔

میں کامیاب طلباء وطالبات کو خصوصاً ان کے اساتذہ لیڈی ٹیچرز اور ان کے والدین کو مبارکباد دیتا ہوں اور فیل ہو جانے والے طلباء وطالبات کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ بددل نہ ہوں اور آئندہ سال کی تیاری آج سے شروع کردیں۔ مجھے اُمید ہے کہ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے طلباء وطالبات اساتذہ و والدین لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کا نام روشن کرنے میں ایک دوسرے کا بھرپور تعاون کریں گے۔

(اقتباس تقریر مہمانِ خصوصی سالانہ جلسہ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول، 2002ء)

Marfat.com

پروفیسر رئیس علوی، ایڈیشنل سیکریٹری محکمہ تعلیمات حکومت سندھ

''لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے شاندار نتائج اس کے روشن مستقبل کی ضمانت ہیں۔''

لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کی پرنسپل صاحبہ نے جو سالانہ رپورٹ پیش کی ہے اس میں سب سے اہم بات اساتذہ کی نا صرف مالی حوصلہ افزائی بلکہ بہترین کارکردگی پر گولڈ میڈل پیش کیا جانا قابل ستائش ہے۔ تمام تعلیمی اداروں کو اساتذہ کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی نے ہمیشہ مڈل کلاس علاقوں میں اسکول کھول کر کراچی کی بہت بڑی خدمت کی ہے اور ان کا یہ اصول ''تعلیم ذریعہ خدمت ہے تجارت نہیں'' ایک زریں اصول ہے۔ تمام تعلیمی اداروں کو اس اصول کو اپنانا چاہیے۔ میں ہمیشہ آزاد بن حیدر صاحب کے جوش و جذبہ سے متاثر رہا ہوں۔ وہ ایک قومی کارکن ہیں اور قوم کا قیمتی اثاثہ ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ اسکول کا اسٹاف ان کی رہنمائی میں ترقی کرتا رہے گا۔

(اقتباس تقریر مہمانِ خصوصی سالانہ جلسہ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول، 2002ء)

انوار احمد زئی، ایڈیشنل سیکریٹری ایجوکیشن حکومت سندھ

''مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے روحِ رواں آزاد بن حیدر پرائیویٹ اسکولوں کیلئے مشعل راہ ہیں''۔

مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی نیشنلائزیشن سے پہلے اور اس کے بعد کی تعلیمی سرگرمیوں سے میں ہمیشہ متاثر رہا ہوں۔ تحریک پاکستان اور نظریہ پاکستان کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔

آج طلباء و طالبات نے سیرت النبیؐ کے تقریری مقابلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ حضور ﷺ معلم اخلاق ہیں اور ان کا پیغام دُنیا کے گوشے گوشے میں پھیل چکا ہے۔ قرآن اور سیرت النبیؐ ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول کے اسٹاف نے بہترین طریقے سے ڈسپلن کا مظاہرہ کیا ہے۔ انٹر اسکولز سیرت النبیؐ تقریری مقابلے جاری رہنے چاہئیں۔

(اقتباس تقریر مہمانِ خصوصی سالانہ جلسہ لائٹ ہاؤس پبلک اسکول، 2003ء)

Marfat.com

ڈاکٹر سعیدہ ملک، صوبائی وزیر محکمہ ترقی برائے خواتین

''لائٹ ہاؤس مونٹیسوری ورلڈ کا بے بی شو سندھ کے تمام تعلیمی اداروں کیلئے مشعل راہ ہے''۔

ہمارے بزرگ آزاد بن حیدر صاحب تحریک پاکستان کی ایک ممتاز شخصیت ہیں اور انھوں نے قیام پاکستان کے بعد کراچی کے کونے کونے میں کئی تعلیمی ادارے قائم کیے مگر لائٹ ہاؤس پبلک اسکول واقعی لائٹ ہاؤس ہے۔اس کی روشنی سے یہ علاقہ منور ہو رہا ہے۔خاص طور پر آج کا بے بی شو جس میں سینکڑوں چھوٹی چھوٹی بچیاں اور چھوٹے چھوٹے بچے اپنے چمکدار چہروں اور والدین کے ساتھ موجود ہیں۔ان کے روشن چہرے پاکستان کے روشن مستقبل کی ضمانت ہیں۔آخر کسی نہ کسی کو کسی خاص شعبے میں لیڈ کرنا ہوتا ہے اور یہ سعادت لائٹ ہاؤس مونٹیسوری ورلڈ کو نصیب ہوئی ہے۔میں لائٹ ہاؤس مونٹیسوری ورلڈ کی ٹیچرز اور انتظامیہ کو دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں اور اُمید کرتی ہوں کہ وہ ایسے پروگرام ہر سال مناتے رہیں گے۔یہ واقعی صحت مند مقابلہ ہے اور اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

(اقتباس تقریر ڈاکٹر سعیدہ ملک، صوبائی وزیر محکمہ ترقی برائے خواتین، 2003ء)

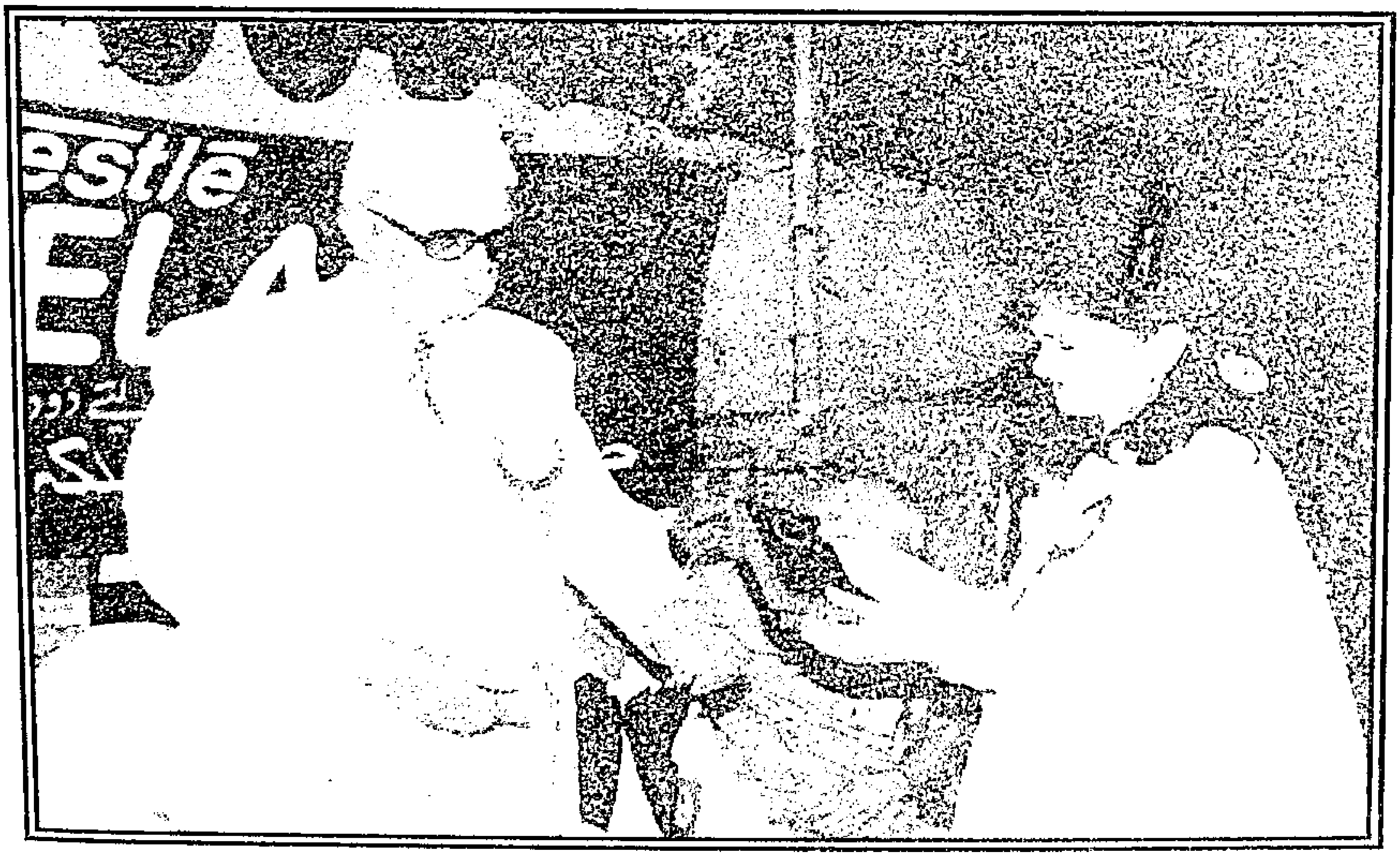

آزاد بن حیدر صدر لائٹ ہاؤس پبلک اسکول الوداعی تقریب میں مس سائرہ خان کو گولڈ میڈل پیش کرتے ہوئے۔(1998ء)

Marfat.com

Message

Muslim Educational Society is doing a remarkable work by establishing educational Institutions in Karachi

KHAN BAHADUR HAFIZ HABIBULLAH

There is dearth of Schools in Karachi, particularly good schools are very few. Along with the Government, it is our duty of the people to explore the avenues of educational and lend a helping hand to educational institutions.

Muslim Educational Society is doing a remarkable work by establishing educational institutions.

Speech
(25th Sep 1963)

Message

Muslim Educational Society is doing utmost for the advancement of Education

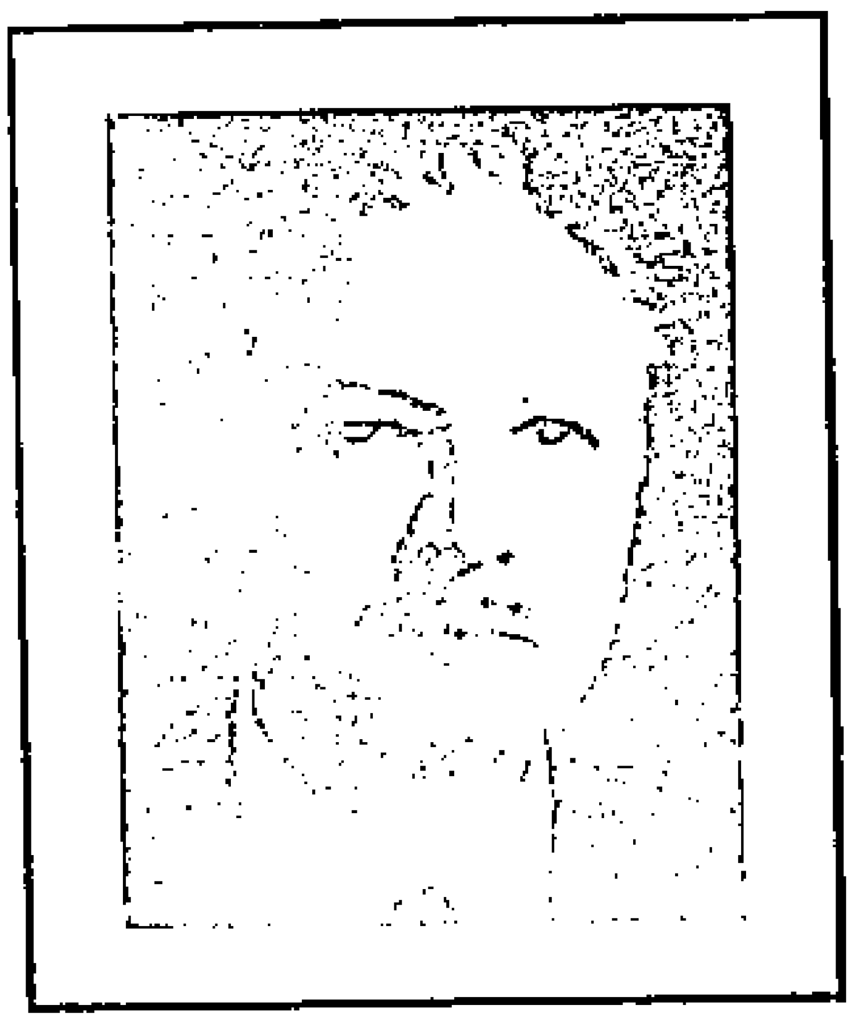

JUSTICE (R) INAMULLAH
EX. CHIEF JUSTICE
HIGH COURT OF WEST PAKISTAN

It is a very happy even that the Muslim Educational Society of Karachi has added yet another laurel to its very impressive record of social and educational Service of the country. The opening of Muslim Girls College which follows the establishment of Primary and Secondary schools and a college for the boys is an eloquent testimony of the constant endeavour of the society to do its utmost of the advancement of education at all levels. I wish the Society success and ever increasing prospertiy in all its laudable and benificent efforts.

(Sd/. Inamullah)
Ex. Chief Justice
High Court of West Pakistan

Marfat.com

Message

I wish the progress of Muslim Educational Society

M.A.H. ISPAHANI

Ispahani Building,
McLeod Road,
Karachi
February 4, 1967

Dear Mr. Azad Bin Haider,

Your letter of December 3, addressed to me c/o Dr. Azimi at Geneva was re-directed to Karachi. It reached me only yesterday. I am sure the opening ceremony of Muslim Girls College Nazimabad, was well attended and a great success. I wish the Institution good fortune and progress. May the girls attending the college at Nazimabad profit largely by the teaching which is imparted in your institution.

Sincerely yours
Sd/- M.A.H Ispahani

Message

Muslim Educational Society is well known for valuable services

MR KHALIL-UR-REHMAN
Editor Daily Jang &
Managing Director Jang Limited

I am indeed glad to know that the opening ceremony of Muslm Girls College, Nazimabad, will take place on December 23rd 1966. Muslim Educational Society, Karachi is well known for its valuable work in connection with imparting education to poor students of Karachi. I hope your Society will continue this great task and go ahead with its efforts serving the nation at large.

I wish every success to the society.

Marfat.com

Message

The foremost of the Muslim Educational Society is to impart Religious Education

I am glad to know that the Muslim Girls College, Nazimabad is being formally opened on December 23, 1966.
The Muslim Educational Society, Karachi is playing a praise worthy role in the field of education. Since its inception, it has opened 14 educational institutions which is a living proof of the constructive service of the Society. It is gratifying to note that the foremost aim of the society is to impart religious teaching to the students in order to build up their character and personally to enable them to shoulder future national responsibilities in a benefitting manner. I wish all success to new venture.

(Sd/- Mohammad Ali Khan Hoti)
Minister for Educational and Auqaf
Government of West Pakistan

Message

I wish all success to the Muslim Educational Society

Dear Mr. Azad Bin Haider,

Thank you very much for your letter of 26th November 1966 informing me of the opening ceremony of Muslim Girls College, Nazimabad. I have not been able to reply to your letter earlier on account of my pre-occupations and absence from Karachi. I regret very much of my inability to send you a message for the occasion on account of the limitation of time but I do hope that you have a successful function and that the institutions will render valuable services to the cause of female education.
I wish you all success in this important undertaking.

With best wishes,
Sincerely yours
Zulfikar Ali Bhutto
70, Clifiton,
Karachi
8th December 1966

Marfat.com

Message

Muslim Educational Society can be rightly proud of its achievements

Q.U.SHAHAB SQA, Cs-p
Secretary Education

I am very happy to learn that the Muslim Educational Society, Karachi, during the short span of its existence has been able to establish a number of Primary and Secondary Schools and college in Karachi. The establishment of yet another Institution viz the Muslim Girls College Nazimabad, is an achievement of which the Muslim Educational society can be justly proud. Old laurels don't stay fresh unless nursed by ceaseless urge for further achievements. The end product of our educational endeavour is the citizen of tomorrow. I hope the Muslim Educational Society will make its full contribution to this course.

I wish the Muslim Educational Society success in its laudable efforts.

(30th November 1966)

Message

Promotion of Girls Education is worth Praising

Dearest Azad Bin Haider,

By laying the foundation stone of Muslim Girls' School, the Commissioner of Karachi has opened a new chapter of your society. Educating girls in the present is a must. It is mostly needed in Nazimabad. You deserve congratulations not only from me but from every zealous national worker.

(19th April, 1964)

MR. ENVER ADIL
Commissioner Quetta Division

Marfat.com

Message

Muslim Educational Society
A Crusade against Illiteracy

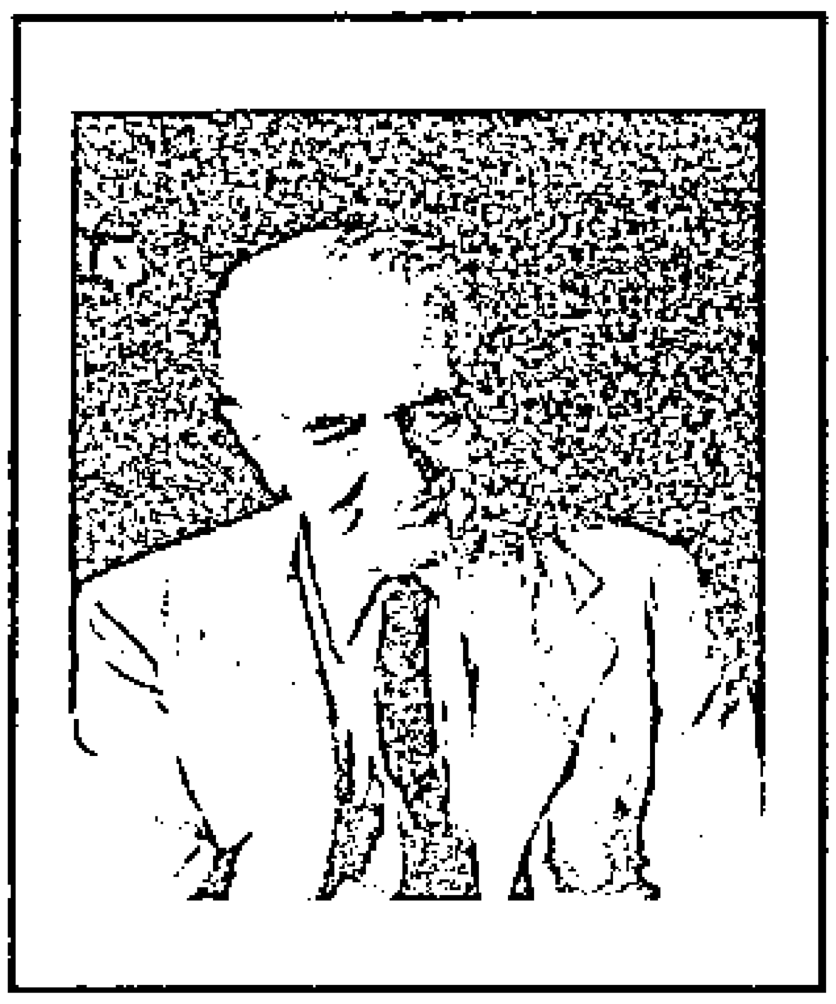

H.E SAADI ELDEM

Ambassador of Turkey in Pakistan

By enlightening the illiterate masses with Education your Society is playing a vital part in the progress of Nation. It is the duty of posterity to co-operate whole-heartedly with you. I appeal to them to take active part in this respect. The past and present of your Society speak of its glorious future.

(7th April, 1964)

Message

Services of Muslim Educational Society are Worth Praising

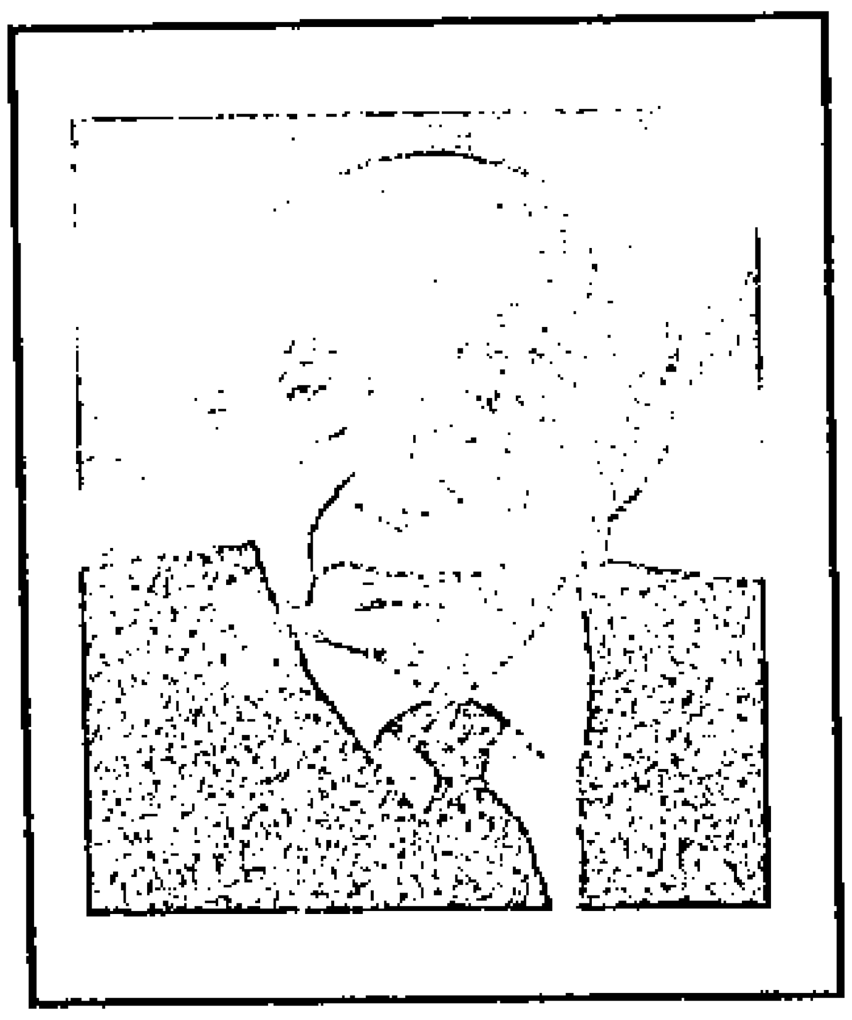

ROEDAD KHAN, C.S.P, T.Pk,

Commissioner Karachi.

Laying the foundation stone of Muslim Girls' Secondary School, I fell pleasure that I am sharing the foundation of an institution of the girls of our nation whose future will indeed be glorious (Insha Allah). The services rendered by this Society for the Karachi public, within so short a time are worth praising.

(17th April 1964)

Marfat.com

Message

Muslim Educational Society is giving equal weightage the education of boys and girls

I congratulate you on the occasion of laying the foundation stone of Muslim Girls School, Nazimabad. By paying equal attention towards the Education of boys and girls Muslim Educational Society is doing yeomen service to the country and the nation. I wish this society to go along the path of prosperity.

(8th April 1964)

DR. RAZIUDDIN SIDDIQUI
Vice Chancellor, Sindh University

Message

Muslim Educational Society is fully active

It gives me immense pleasure that Muslim Educational Society is fully active with the co-operation of learned personality like MoulanaBadayuni. I earnestly wish that your society should be able to render great service to the country and nation, and among the students left under your care sense of sacrifice and patriotism be inculcated.

Message
(16th October, 1963)

DR. ISHTIAQ HUSSAIN QURESHI
Vice Chancellor
Karachi University

Marfat.com

Message

Worthy are they who are serving with national spirit

Gentlemen, I feel immensely pleased that Muslim Educational Society has undertaken the task of imparting education in the underdeveloped colonies of Karachi. The selfless services done in the field of Education by the society in so short time are indeed praiseworthy. I hope that Muslim Educational Society will prove itself a torch bearer for its sister institutions.

Extract and Speech
(4th January 1958)

HABIB IBRAHIM REHMATULLAH
Ex. Governor of Sindh

Message

The Establishment of Muslim Educational Society is a good omen

Prof: A.B.A HALEEM
Vice Chancellor
Karachi University

I am very much pleased that Muslim Educational Society has come into being in the backward area of Lyari. The establishment of such an organization is good omen for the nation. Healthy type of schools are needed today for the gurdians of nations. I assure Moulana Abdul Hamid Badayuni, president of the society Mr. Azad Bin Haider, the dynamic personality of the society that I am always at their beck and call.

Speech
(15th July 1956)

Marfat.com

☆

نظر جو سوئے فلک آنحضورؐ کرتے ہیں
ملک تلاوت آیاتِ نور کرتے ہیں

مدد کو طیبہ سے آتے ہیں گیسوؤں والے
ہر اک بلا کو وہ دُنیا سے دُور کرتے ہیں

مدام کہتا ہے اشعارِ نعت دیوانہ
جسے حضورؐ عنایت شعور کرتے ہیں

نوائے بلبلِ سدرہ سے ہو گیا ثابت
ثناء حضورؐ کی وحش طیور کرتے ہیں

اُمید ہے کہ نہ ہوگی لحد میں تاریکی
ضیاء! حضورؐ سے ہم کسبِ نور کرتے ہیں

(شاعرِ آستانہ ضیاء القادری بدایونیؒ)

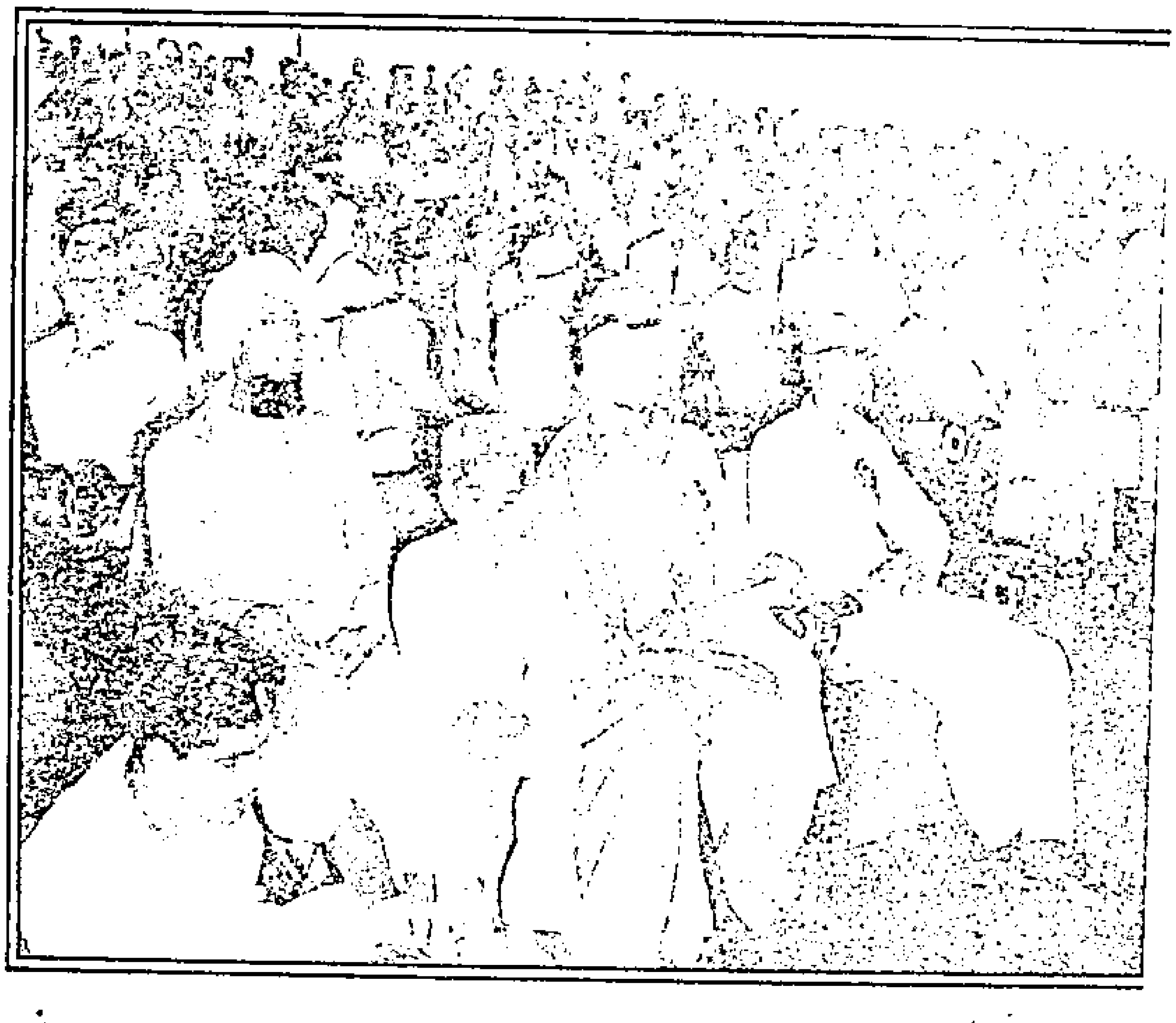

مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے زیرِ اہتمام شاعرِ آستانہ حضرت ضیاء القادری بدایونی (دائیں سے دوسرے) سامنے نشست جلوہ افروز ہیں۔

مولانا محمد یعقوب حسین، ضیاء القادری بدایونیؒ

(ولادت ۱۸۸۳ء۔ وفات ۱۹۷۰ء)

اُردو نعتیہ ادب میں آپ کا ایک خاص مقام ہے۔ آپ نے اپنی شاعری کو حمد و نعت کے فروغ کے لیے وقف کر دیا تھا۔ آپ کو یہ اعزازِ خاص بھی حاصل ہوا کہ قیامِ پاکستان کے بعد شہرِ قائد میں سب سے پہلے طرحی و غیر طرحی نعتیہ مشاعروں کا آغاز کیا۔ آپ کا مجموعہ نعت "تجلیاتِ نعت" شائع ہو کر عشاقانِ رسولؐ سے داد و تحسین حاصل کر چکا ہے۔ آپ کی نعتیہ شاعری میں ایک مومن کی فکر نمایاں ہے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔ آپ کے شاگردوں نے ساٹھ کی دہائی میں آپ کا غیر مطبوعہ کلام شائع کیا۔ دہلی سے ماہنامہ "آستانہ" شائع ہوتا تھا۔ آپ کو رسالے کے مدیر کی جانب سے "شاعرِ آستانہ" کا خطاب بھی دیا گیا تھا۔ آپ کا وصال شہرِ قائد میں ۱۹۷۰ء میں ہوا۔ (ماخوذ: اُردو حمد کا ارتقاء، طاہر سلطانی)

خاکسار نے سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونی القادریؒ کے ہمراہ ضیاء القادریؒ صاحب کی رہائش گاہ پر متعدد بار حاضری دی اور ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ (آزاد بن حیدر)

Marfat.com

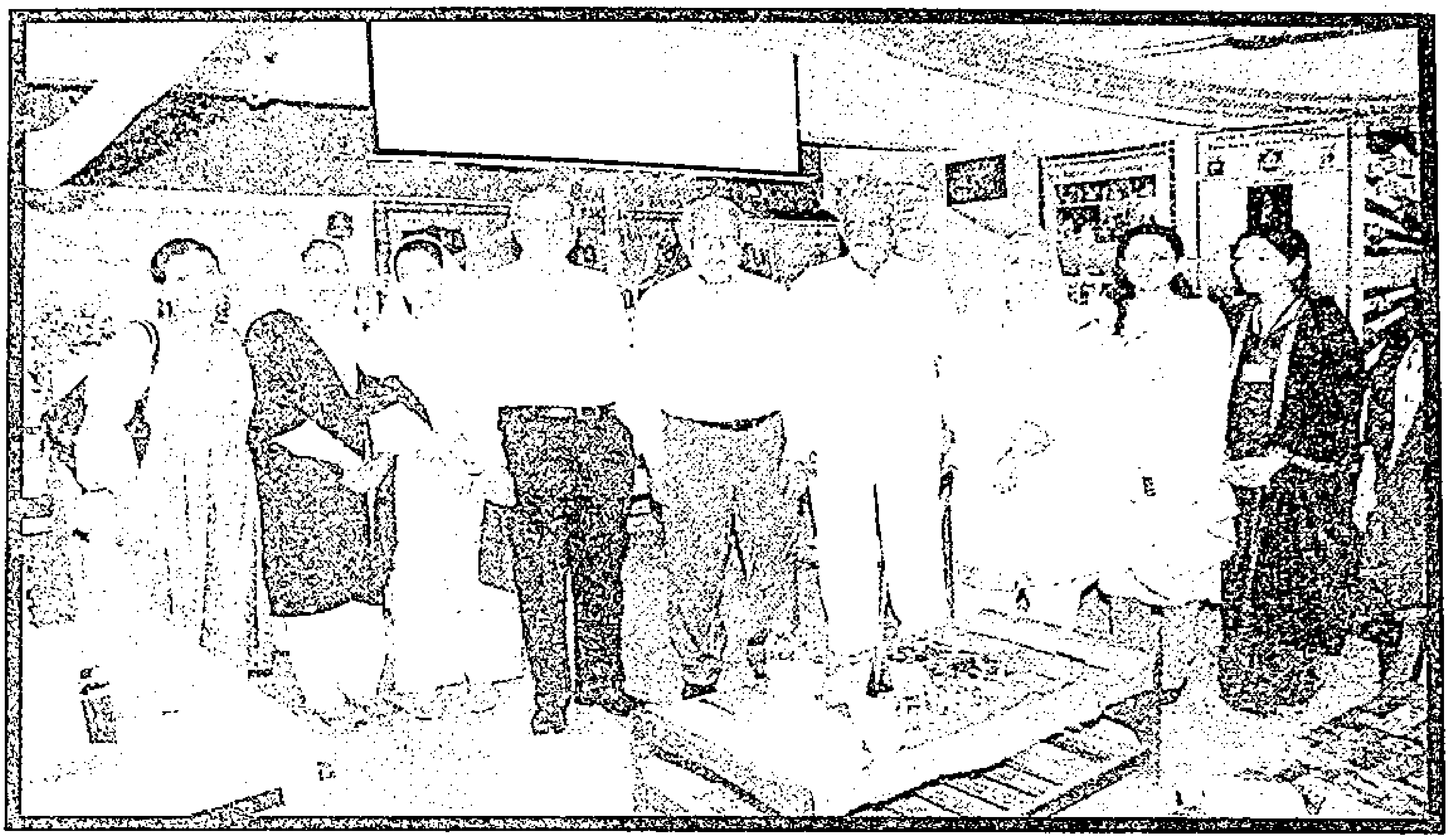

اقراء مانٹیسوری ٹیچرز ٹریننگ سینٹر کے پہلے کانووکیشن میں آزاد بن حیدر، بیگم آزاد بن حیدر، چیف گیسٹ جسٹس (ر) وجیہہ الدین کے ساتھ (2011ء)

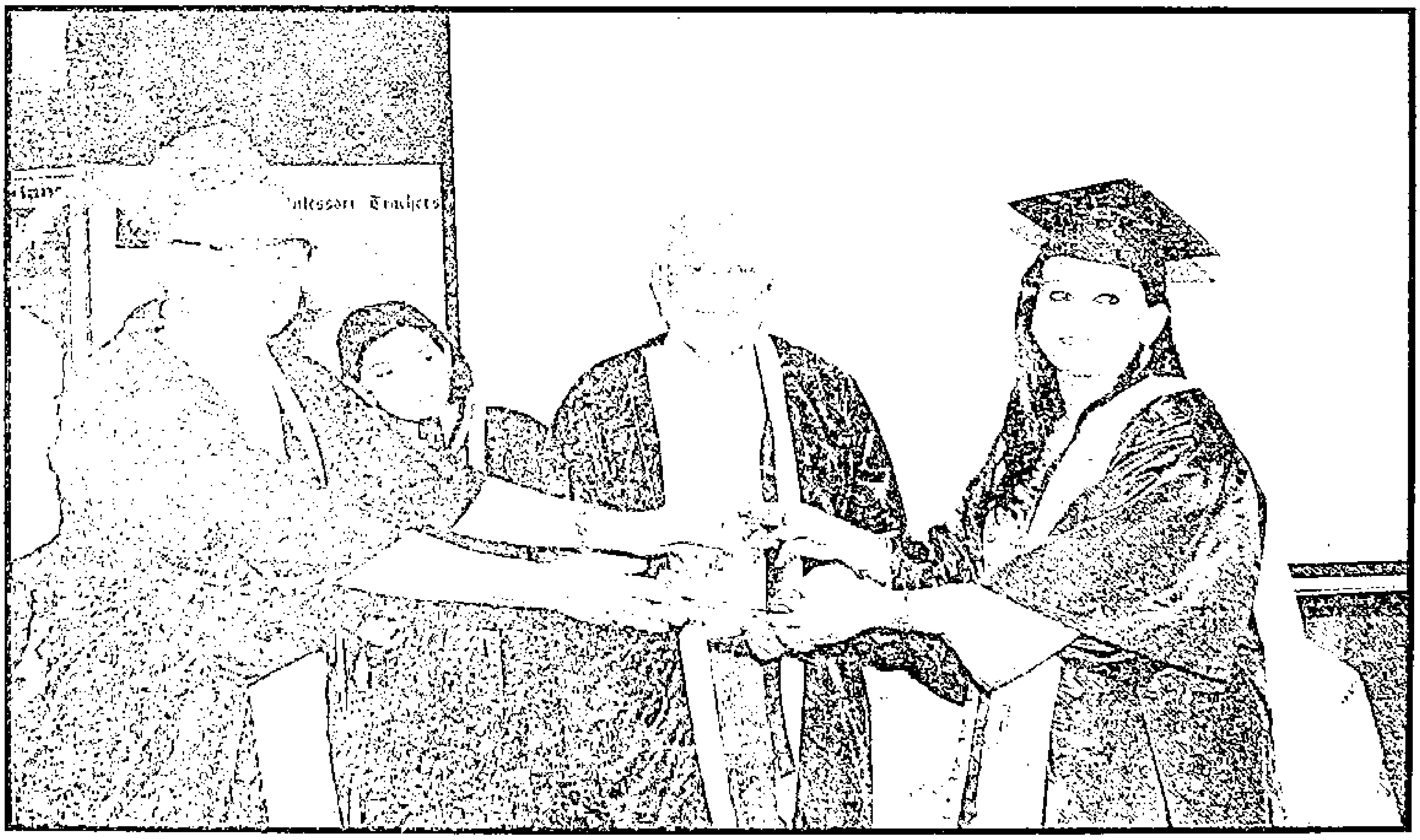

اقراء مانٹیسوری ٹیچرز ٹریننگ سینٹر کے پہلے کانووکیشن میں آزاد بن حیدر اور کے بی بھٹو ایک لیڈی ٹیچر کو شیلڈ پیش کر رہے ہیں۔ (2011ء)

Marfat.com

اقراء مانٹیسوری ٹیچرز ٹریننگ سینٹر کے دوسرے سالانہ کانووکیشن میں پوزیشن ہولڈرز بیدہ خاتون کو سابق ڈائریکٹر آف کالجز ہارون رشید شیلڈ پیش کر رہے ہیں۔ (2012ء)

اقراء مانٹیسوری ٹیچرز ٹریننگ سینٹر کے دوسرے سالانہ کانووکیشن میں مانٹیسوری ڈپلومہ ہولڈرز صدر IMI ٹرسٹ آزاد بن حیدر کے ساتھ (2012ء)

Marfat.com

اقراء مانٹیسوری ٹیچرز ٹریننگ سینٹر کے چوتھے سالانہ کانووکیشن میں آزاد بن حیدر ڈپلومہ ہولڈرز کے ساتھ (2013-14ء)

اقراء مانٹیسوری ٹیچرز ٹریننگ سینٹر کے چوتھے سالانہ کانووکیشن میں ڈپلومہ ہولڈرز کی ایک تصور (2013-14ء)

Marfat.com

اقراء مانٹیسوری ٹیچرز ٹریننگ سینٹر کے چھٹے سالانہ کانووکیشن میں پوزیشن ہولڈرز چیف گیسٹ میاں عبدالمجید کے ساتھ (2015ء)

اقراء مانٹیسوری ٹیچرز ٹریننگ سینٹر کے چھٹے سالانہ کانووکیشن میں پوزیشن ہولڈرز آزاد بن حیدر،
فرحانہ اویس اور سالم سلام انصاری ایڈووکیٹ کے ساتھ (2015ء)

Marfat.com

اقراء مانٹیسوری ٹیچرز ٹریننگ سینٹر کے ساتویں سالانہ کانووکیشن میں ٹاپ ٹین پوزیشن ہولڈرز
IMI ٹرسٹ کے عہدیداران آزاد بن حیدر کے ساتھ (2016ء)

اقراء مانٹیسوری ٹیچرز ٹریننگ سینٹر کے ساتویں سالانہ کانووکیشن میں ڈپلومہ ہولڈرز کی ایک تصویر (2016ء)

Marfat.com

مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے واجبات، قرضہ جات واثاثہ جات

گزشتہ 25 برسوں سے کراچی کے حالات خراب ہونے کی وجہ سے ہمارے معزز کرم فرما اور سرپرست جو عطیات دیتے رہتے تھے، کاروباری سرگرمیوں میں تنزل آگیا اور عطیات میں دن بدن کمی ہوتی گئی۔ حقیقتاً مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی تو 1972ء میں اسکولوں کو قومیا لیے جانے کے بعد عضوئے معطل ہوچکی تھی۔ تاہم تھوڑے بہت فنڈ سے یتیم و مستحق بچوں کو کاپیاں، کتابیں، بستے وغیرہ دیتے رہے اور آڈٹ کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ 1985ء میں ایک مخیّر شخص کی تحریک پر ماڈل کالونی میں ایک کرائے کا اسکول کھولا، جس میں مانٹیسوری سیکشن کی عمارت کی تعمیر پر قرضہ حسنہ لے کر 30 لاکھ روپے کی عمارت کھڑی کی گئی۔ سوسائٹی کے صرف تین پلاٹ تھے۔ ایک پلاٹ محکمہ تعلیمات حکومت سندھ کو واپس کیا گیا اور اس کے اسٹرکچر کی قیمت 40 لاکھ روپے ملی۔ محکمہ تعلیمات کو دو اسکولوں کی عمارتیں تعمیر کرکے دی گئیں۔ دوسرا پلاٹ قومیا لیے جانے کے بعد خالی پڑا تھا۔ اُس پر افغانیوں نے جھگیاں ڈالنا شروع کردیں۔ پولیس کی مدد سے اُن جھگیوں کو مسمار کرادیا گیا۔ عمارت بالکل تباہ ہوچکی تھی۔ فرقان ایجوکیشنل سوسائٹی نے ہم سے درخواست کی کہ وہ پلاٹ اُن کو Donate کردیا جائے۔ لٰہذا وہ پلاٹ Donate کردیا گیا اور انھوں نے اپنی مدد آپ کے تحت اُس پر عمارت تعمیر کی۔ ہر سوسائٹی، انجمن اور فاؤنڈیشن کے دستور العمل میں ایک شق ہوتی ہے کہ اگر کوئی سوسائٹی چل نہ سکے تو مستحکم ادارے کو وہ عطیہ کردی جائے تاکہ تعلیمی نظام جاری رہے۔

تیسرا پلاٹ جو کراچی بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کو خاکسار کی کوششوں سے پانچ ایکڑ سے بڑا پلاٹ الاٹ ہوا تھا اُس کے عوض بورڈ نے 2,500 گز کا بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کا پلاٹ جس پر سنگ بنیاد رکھا گیا تھا۔ وہ مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کو سرنڈر کردیا۔ جس پر اسکول کی تعمیر کی گئی۔ جو 1972ء میں قومیا لیا گیا۔ 15 سال قبل خاکسار نے ڈاکٹروں کے مشورے سے وکالت کا پیشہ چھوڑ دیا۔ اُس پر بھی جو اسکول چل رہا تھا وہ بھی قرضوں سے چل رہا تھا۔ اُس کو بھی ماہرین تعلیم کے ایک مستحکم گروپ کو مع قرضہ جات، واجبات واثاثہ جات کے حوالے کردیا گیا بشرطیکہ وہ تعلیمی نظام جاری رکھیں۔ مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کا دفتر بھی کئی سال سے بند پڑا ہوا تھا۔ اس کو بھی دس لاکھ روپے میں فروخت کردیا گیا اور یہ تمام حاصل شدہ رقوم تعلیمی مقاصد کے لیے استعمال کی گئیں۔ 1956ء تا 2014ء سوسائٹی کے اکاؤنٹ باقاعدہ آڈٹ کرائے جاتے رہے۔ اگر اس میں کوئی کوتاہیاں ہوئی ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے۔ آمین ثم آمین!

آزاد بن حیدر

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
یہ ہے شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ○

Marfat.com

باب ہشتم

جہاد بالقلم

1- نظامِ عمل
2- دعوتِ عمل
3- مرقع کانگریس
4- فلسفہ عباداتِ اسلامی
5- انتخابات کے ضروری پہلو
6- بالشویزم اور اسلام
7- جامع فتویٰ
8- کتاب وسنت غیروں کی نظر میں
9- بارگاہِ نبویؐ میں مشاہیر، علماء، شعراء کا خراجِ عقیدت
10- اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم کی مالی تقسیم
11- وفد حجاز کی رپورٹ
12- مسئلہ بینکاری اور سودا- ایک ضروری مقالہ
13- روزہ داروں کی خدمت میں
14- لاؤڈ اسپیکر، لاسکی، ٹیلی فون، تار کے متعلق علماء کرام کا فتویٰ
15- خطبہ صدارت، پاکستان کانفرنس 1941ء
16- خطبہ صدارت (بہ اجلاس برائے علوم الحدیث)
17- تبلیغ اسلام کی اہمیت وضرورت
18- عائلی قوانین پر علامہ محمد عبدالحامد بدایونی ؒ ایک مقالہ
19- سیرت نبویؐ پر ایک اہم مقالہ
20- مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے دستور واغراض
21- اسلامی دستوری خاکہ
22- دو قالب ایک جان: خانوادۂ قادریہ اور خانوادۂ علیمیہ کے تعلقات
23- مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ کا انٹرویو
24- The Philosophy of the Islamic Prayers

Marfat.com

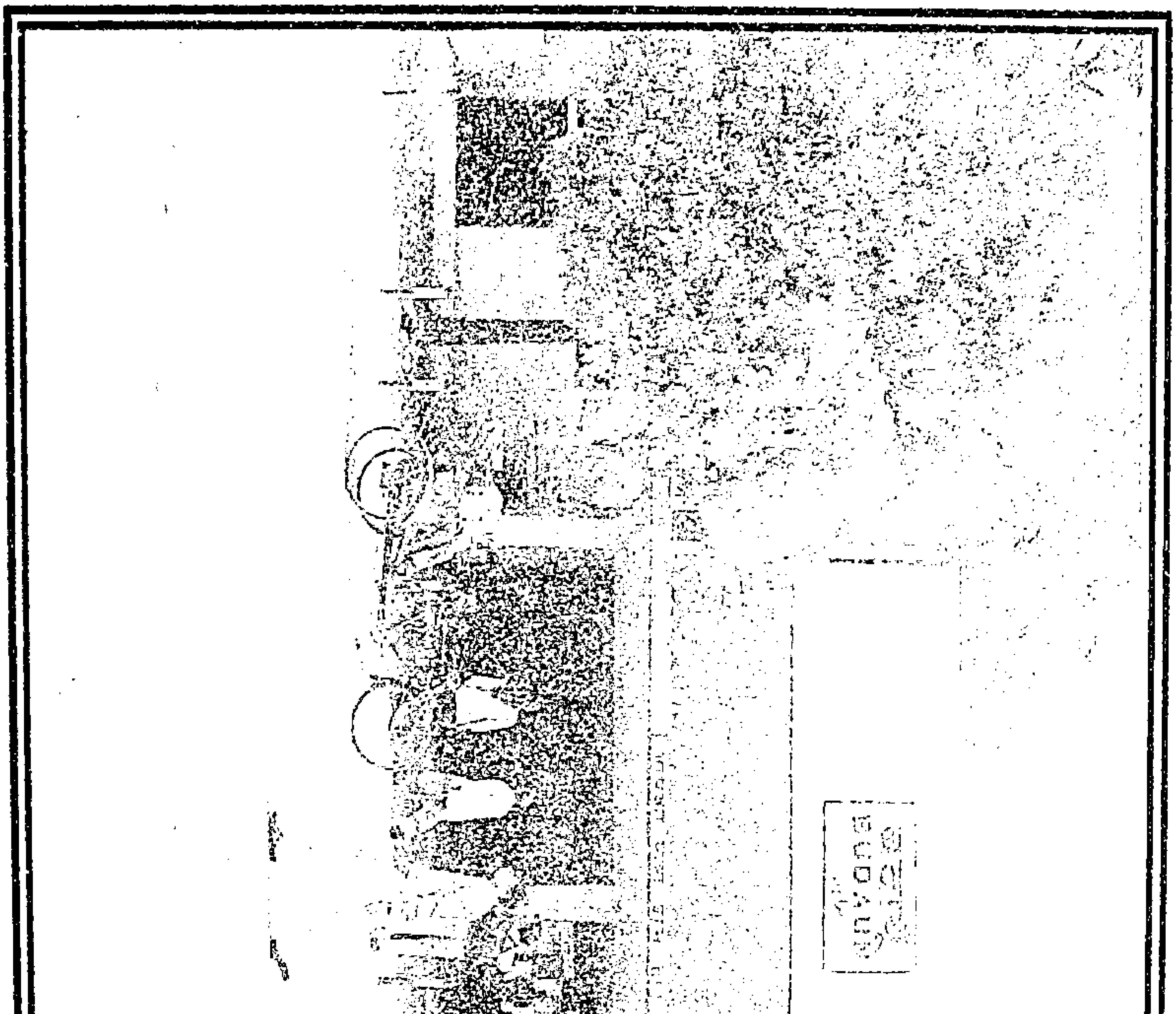

بدایوں کا ریلوے اسٹیشن تقسیم کے بعد

Marfat.com

تعارف مصنف

عالم ربانی شہید بغداد مولانا اسید الحق قادری بدایونی

حضرت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی (ولادت: ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء) ابن مولانا حکیم عبدالقیوم قادری جید عالم، شعلہ بیان خطیب، ملی قائد، مصنف اور صاحب طرز شاعر تھے۔ آپ کی تعلیم مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں، مدرسہ شمس العلوم بدایوں اور مدرسہ الٰہیات کانپور میں ہوئی۔ اساتذہ میں استاذ العلماء مولانا محب احمد قادری بدایونی، مولانا حافظ بخش قادری آنولوی، مولانا مفتی ابراہیم قادری بدایونی، مولانا مشاق احمد کانپوری، مولانا عبدالسلام فلسفی اور حضرت عاشق الرسول مولانا مفتی عبدالقدیر قادری بدایونی کے نام قابل ذکر ہیں۔

سرکار صاحب الاقتدار حضرت شاہ عبدالمقتدر قادری بدایونی قدس سرہٗ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور حضرت عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری قدس سرہٗ سے اجازت وخلافت حاصل کی۔

آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز مدرسہ شمس العلوم کے نائب مہتمم کی حیثیت سے کیا، پھر اپنے بڑے بھائی مجاہد آزادی مولانا عبدالماجد قادری بدایونی کے ساتھ ملی اور قومی تحریکات سے وابستہ ہوگئے۔ تحریک خلافت و ترک موالات کے سرگرم اراکین میں شامل رہے، بعد میں مسلم لیگ سے وابستہ ہوگئے اور قیام پاکستان کی جدوجہد میں نمایاں کردار ادا کیا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شریک ہوئے اور ناظم نشرواشاعت کی حیثیت سی اس تحریک کو مضبوط کیا۔ تقسیم کے بعد پاکستان ہجرت کر گئے، وہاں مہاجرین کی آبادکاری کے لئے مخلصانہ جدوجہد کی۔ ۱۹۳۸ء میں مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کی قیادت میں پاکستان کے لئے اسلامی ستور کا خاکہ مرتب کیا اور اس کے نفاذ کا مطالبہ لے کر بانی پاکستان محمد علی جناح صاحب سے ملاقات کی۔ قوم پاکستان کی دینی رہنمائی کے لئے جمعیۃ علمائے پاکستان کا قیام عمل میں آیا، آپ ابتداء سے جمعیۃ کے سرگرم رکن رہے، بعد میں جمعیۃ علمائے پاکستان کے صدر منتخب کئے گئے اور اپنی وفات تک اس عہدے پر فائز رہے۔ سعودی عرب، مصر، ایران، عراق، لبنان، شام، بیت المقدس، روس، چین برطانیہ، امریکہ اور سوئزر لینڈ سمیت دنیا کے بے شمار ملکوں کا دورہ کیا اور تبلیغ اسلام کا عظیم فریضہ انجام دیا۔

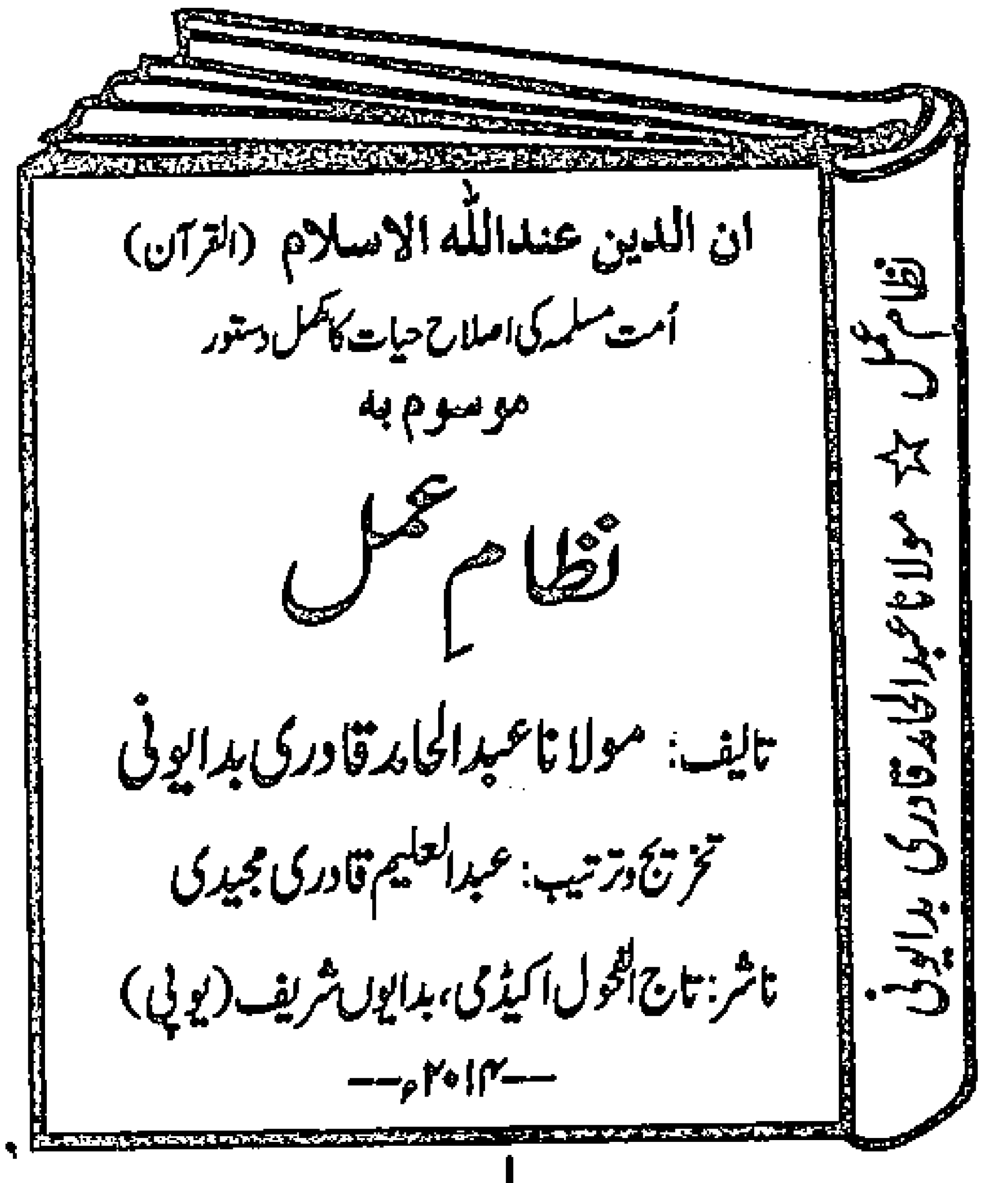

۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں ناموس رسالت کے ایک محافظ ومجاہد کی حیثیت سے قائدانہ کردار ادا کیا، جس کے نتیجے میں کراچی اور سکھر جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ قادیانیت کے فتنے سے عالم اسلام کو روشناس کرانے کے لئے عرب ممالک کے علماء وزعماء سے ملاقاتیں کیں اور ان سے ختم نبوت کے سلسلے میں فتاویٰ حاصل کئے۔

۱۹۵۲ء میں سعوی حکومت کی جانب سے مسجد نبوی کی توسیع کے بہانے گنبد خضریٰ کو منہدم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا، اس وقت حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی نے جمعیۃ علمائے پاکستان کے پلیٹ فارم سے تحفظ گنبد خضرا اور صیانت آثار مبارکہ کی ایک عالم گیر مہم چلائی، جس کے تحت پاکستان میں مختلف اجلاس کئے گئے۔ پھر حج (۱۳۷۱ھ/ ۱۹۵۲ء) کے موقع پر مولانا عبدالحامد بدایونی کی زیر قیادت جمعیۃ علمائے پاکستان کا ایک نمائندہ وفد حجاز روانہ ہوا،

Marfat.com

وہاں وفد نے متعلقہ اہم افراد کے علاوہ اس زمانے کے ولی عہد مملکت (بعد میں سعودی بادشاہ) امیر سعود بن عبدالعزیز سے ملاقات کرکے اپنے مطالبات پیش کیے۔ جس کے نتیجے میں سعودی حکومت انہدام گنبد خضری کے ارادے سے باز رہی۔

۱۹۵۲ء کی اس کامیاب تحریک کے بعد ۱۹۶۱ء میں پھر مولانا نے صحابہ واہل بیت کے منہدم شدہ مزارات کی تعمیر نو اور گنبد خضرا کے تحفظ وصیانت کے لئے عالم گیر مہم چلائی۔ پہلے آپ نے قبور ومزارات پر قبوں کے شرعی جواز پر ایک فتویٰ مرتب کیا، پھر ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش (جو اس وقت مشرقی پاکستان تھا) کا دورہ کر کے وہاں کے معتبر علماء ومشائخ سے اس فتوے پر تصدیق وتائید حاصل کی، ہندو پاک اور بنگلہ دیش کے ۲۵۹/ اکابر علمائے کرام نے اس فتوے پر دستخط کیے۔

پھر آپ نے عالم عرب اور ایران کا دورہ کیا اور وہاں کے سرکردہ علماء سے اس فتوے پر تصدیقیں اور تقریظات حاصل کیں، آپ نے سعودی حکومت سے مطالبہ کیا کہ قبوں اور مزارات کے انہدام پر روک لگائی جائے اور جو مزارات منہدم کردیئے گئے ہیں ان کو از سر نو تعمیر کر کے ان کے اوپر کتبے لگائے جائیں۔ مولانا کا فتویٰ، ہندو پاک کے علماء کی تصدیقات اور سعودی حکومت سے مطالبات کو یکجا کر کے بنام ''جامع فتویٰ'' کراچی سے شائع کیا گیا۔ پھر اس فتوے کا عربی ترجمہ کیا گیا اور اس پر علمائے عرب کی تقاریظ اور تصدیقات حاصل کی گئیں۔ مولانا بدایونی نے شاہ سعود کے نام ایک خط لکھا جس میں ان کو عالم اسلام کے علماء کے جذبات سے آگاہ کرتے ہوئے اپنے مطالبات پیش کیے۔ اس تمام مواد کو یکجا کر کے عربی زبان میں ''الجواب المشکور علی اسئلۃ القبور'' کے نام سے شائع کیا گیا۔

مزارات صحابہ واہل بیت کی حفاظت وصیانت کی اس تحریک کو عالمگیر بنانے اور عالم اسلام کی رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے آپ نے عالم اسلام کا دورہ کیا۔ یہ سفر ۱۷/ مئی ۱۹۶۱ء کو کراچی سے شروع ہو کر ۳۰/ جولائی ۱۹۶۱ء کو کراچی ہی میں ختم ہوا۔ کم وبیش ڈھائی ماہ کے سفر میں آپ نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، جدہ (سعودی عرب)، عمان (اردن) بیت المقدس، بیروت (لبنان) دمشق (شام) قاہرہ، اسکندریہ (مصر) بغداد، نجف کربلا (عراق) اور طہران، قم، مشہد، اصفہان، خراسان (ایران) کا دورہ کیا، ان بلاد کے علماء ومشائخ اور عمائدین مملکت سے ملاقاتیں کیں اور اپنی تحریک کے حق میں ان کی حمایت حاصل کی۔ اس سفر کی روداد ممالک عربیہ اور ایران کا سفر نامہ کے نام سے ۱۹۶۱ء میں کراچی سے شائع ہوئی ہے۔ سفر نامے کے مطالعے سے عالم اسلام کے علماء وزعماء کے درمیان مولانا عبدالحامد بدایونی کی اہمیت وقعت اور ان کی اس تحریک کی عالم گیریت کا اندازہ ہوتا ہے۔

میدان سیاست اور میدان خطابت کے ساتھ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی اپنی صلاحیتوں کے نقوش چھوڑے، جو مختلف دینی اور سیاسی موضوعات پر آج بھی قوم وملت کے لئے مشعل راہ ہیں۔ جو تصانیف اب تک ہمارے علم ومطالعے میں آئی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) فلسفہ عباداتِ اسلامی (مطبوعہ تاج الفحول اکیڈمی مئی ۲۰۱۲ء)
(۲) تصحیح العقائد (تاج الفحول اکیڈمی اس کو 'عقائد اہل سنت' کے نام سے اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں شائع کر چکی ہے۔) (۳) نظام عمل (۴) کتاب وسنت غیروں کی نظر میں (۵) اسلام کا زراعتی نظام (۶) اسلام کا معاشی نظام (۷) مرقع کانگریس (مطبوعہ ۱۹۳۸ء) (۸) مشرق کا ماضی و حال (۹) انتخابات کے ضروری پہلو (۱۰) الجواب المشکور (مطبوعہ تاج الفحول اکیڈمی ۲۰۱۳ء) (۱۱) اسلامک پر یرز (انگریزی) (۱۲) حرمت سود (۱۳) تاثرات دورۂ روس (۱۴) تاثرات دورۂ چین (۱۵) مشیر الحجاج (۱۶) بالشویزم اور اسلام (۱۷) دعوت

Marfat.com

عمل (یہ کتاب اردو میں ہے۔تاج الفحول اکیڈمی نے اس کو اردو کے علاوہ انگلش، ہندی، گجراتی اور مراٹھی میں بھی شائع کر دیا ہے۔(۱۸) جذبات حامد حصہ اول و دوم مجموعہ کلام نعت و مناقب) (۱۹) سفرنامہ ممالک عرب وایران۔

مولانا نے علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت کے لئے ایک عظیم منصوبے کے تحت کراچی میں "جامعہ تعلیمات اسلامیہ" قائم فرمایا۔

۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء میں وفات پائی، آپ کی نماز جنازہ شیخ المشائخ سید شاہ مختار اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سجادہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف نے پڑھائی، اور اپنے قائم کردہ ادارے جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں سپرد خاک کیے گئے۔قیام پاکستان کے لئے آپ کی جدوجہد کے اعتراف میں ۱۹۹۹ء میں حکومت پاکستان نے آپ کے نام کا ڈاک ٹکٹ جاری کیا ہے۔

تقریظ

حضرت شمس الافاضل مولانا سید دیانت حسین مدظلہ العالی

(شیخ الجامعہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ، عظیم آباد)

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونیؒ کی دیرینہ خدمات قومی و مذہبی سے تمام ہندوستان واقف وآگاہ ہے۔ان کا خاندان صدیوں سے علمی و مذہبی خدمات کا مرکز رہا ہے۔ممدوح کے آباواجداد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے کارنامے ہمیشہ یادگار رہیں گے۔

مولانائے محترم نے اپنی تازہ تالیف نظام عمل مرتب فرما کر مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے۔یوں تو دیگر مصنفین اور مؤلفین نے بھی اسلامی مسائل کو اردو میں جمع کیا ہے،لیکن آج کل کی تمام ضروریات کو اس انداز پر کہ مغربیت سے متاثر ہونے والے اصحاب بھی اسلام کی حقانیت و ہمہ گیری کے معترف ہو جائیں۔ مولانا کی یہ تالیف ہر لحاظ سے جامع ہے اور اس لائق ہے کہ ہمارے انگریزی مدارس کے طلباء استفادہ کریں۔میری دلی دعا ہے کہ مولانا کی یہ خدمت شرف قبول حاصل کرے۔

تقریظ نظام عمل

مولانا سیفی ندوی (ناظم اُردو اکاڈمی لکھنؤ)

اما بعد، برادر محترم حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی اَفادَنا بِاِرشادہٖ تصنیف مسمّیٰ بہ نظام عمل، کا میں نے کامل غور وخوض کے ساتھ بالاستیعاب مطالعہ کیا اور اس سے مستفیض ہوا۔جی تو یہ چاہتا تھا کہ ایک مفصل اور مبسوط تبصرے کی صورت میں جی کھول کر تصنیف کی داد دوں،لیکن اس خیال سے اختصار کو ترجیح دینا پڑی کہ خواہ مخواہ مصارف طباعت اور زیادہ بڑھیں گے اور نتیجے میں حسب تجربہ ناظرین کتاب تقریظ وتبصرہ پڑھنے کی زحمت بہت کم گوارا فرمائیں گے۔

بہرحال غائر مطالعے کے بعد میں کامل وثوق کے ساتھ مسلمانوں سے یہ ضرور عرض کروں گا کہ یہ کتاب ہر نوعیت سے قابل قدر ہے اور مسلمانوں پر مصنف کا ایک احسان ہے جس کا شکریہ محض اشاعت کتاب کی صورت میں ادا کیا جا سکتا ہے۔مجھے امید ہے کہ اس کی بیش از اشاعت سے آپ خدمت ملی اور تبلیغ دعوت اسلامی کا ثواب حاصل کریں گے۔ یقین ہے کہ یہ تصنیف اس دور کے نوجوانوں کے لئے خصوصی طور پر بہت زیادہ مفید ثابت ہوگی۔ مصنف مشاب نے مدارج عمر کی تقدیم وتاخیر کا لحاظ کرتے ہوئے بچپن سے موت تک کے تمام مسائل ضروریہ کو بہتر ترتیب سے کافی تفصیل اور استثناء واعتبار کے ساتھ واضح کر دیا ہے، ساتھ ہی موجودہ دور کی ضروریات اور جابجا ان مہمات مباحث پر بڑے حسن وخوبی کے ساتھ روشنی ڈالی ہے جو اکثر زمانۂ حاضرہ کے نوجوانوں میں ذہنی کشمکش پیدا کرتی ہیں۔مبحث کو شگفتہ اور دل نشین بنانے کے لئے مقررانہ انداز بیان کے ساتھ عبارت نہایت سلیس اور زوردار ہے۔

خشک مسائل سے لوگوں کی دلچسپیاں کم ہوتی جارہی ہیں اس لئے ضرورت تھی کہ ان باتوں کو نئی انداز اور نئے عنوان کے ساتھ

Marfat.com

پیش کیا جائے۔ 'نظام عمل' اس میں بہت کامیاب ہے۔ اسلامی زندگی کو ایک لائحہ عمل بنا کر اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے اور مسلمانوں کی تنظیم اس لائحہ عمل سے مدد لئے بغیر دشوار ہے۔

مسائل اور ابحاث کی صحت سے میں بالکل متفق ہوں، بجز دو ایک جگہوں کے جہاں صرف طریقۂ کار کے متعلق محض رائے کا اختلاف ہے۔ ترتیب و طباعت بہت عمدہ اور دل پسند ہے۔ کاش یہ کتاب ہر مسلمان کے گھر میں نظرتی اور ہر قلب مضمحل نظام عمل کی اہمیت سے باخبر ہو جاتا۔

تقریظ

مولانا سید سلیمان صاحب ندوی

مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کی تازہ تصنیف نظام عمل کو پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ مصنف نے دریا کو کوزے میں بند کیا ہے۔ مسلمانوں کی ساری ضرورتوں کو اس کتاب نے سوا دوسو (۲۲۰) صفحوں میں بیان کر دیا ہے اور یہ کوشش کی ہے کہ پیدائش سے موت تک ایک انسان کو ایک مسلمان انسان بننے کے لئے جو کچھ ضروری ہے وہ اس کو سب بتا دیا جائے۔

مضامین اختصار کے ساتھ سارے مسائل پر حاوی ہیں۔ طرز بیان صاف ہے، آیات و احادیث سے مدلل موجودہ ضرورتوں کو بھی سامنے رکھا گیا ہے۔ عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق اور سیاسیات کے پورے مباحث و تعلیمات اس میں مسلمانوں کو بتائے گئے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب جو مصنف کی بالغ نظری اور مسلمانوں کی خالص خدمات کے جوش عمل کی دلیل ہے مسلمان نوجوانوں میں پھیلے گی اور قبول خاص پائے گی۔

(۲۷ر رجب ۱۳۵۵ھ)

تقریظ

وحید العصر علامہ مولانا یعقوب بخش قادری راغبؔ بدایونی

مسلمانوں کی موجودہ پستی اور بدحالی پر جس قدر غور کیا گیا ہے وہ تھوڑا نہیں بہت ہے اور جس زمانے سے ان کی اصلاح کی کوششیں کی گئی ہیں اسے بھی برسیں گزر گئی ہیں۔ کہنے والوں نے بہت کچھ کہا اور لکھنے والوں نے دفتر کے دفتر لکھ ڈالے، لیکن مسلمان وہیں ہیں جہاں تھے اور ان کا جو قدم (خصوصاً ہندوستان میں) اٹھ رہا ہے وہ ترقی کی طرف نہیں بلکہ پستی کی طرف ہی، یہ کیوں؟ اس لئے کہ افراد کا رخ اپنے اعلیٰ نصب العین سے ہٹ گیا ہے اور ایسی حالت میں جب تک کہ عام مسلمانوں کو مسلمان رہنے اور اسلام پر قائم اور ثابت رکھنے کے لئے کوئی کوشش نہیں ہوگی وہ اپنے نصب العین کو نہ پہچان سکیں گے اور نہ اس کے حصول کی کوشش کر سکیں گے۔ مسلمانوں کی ترقی اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ وہ مسلمان رہیں اور کتاب و سنت کی طرف پھر پلٹ جائیں۔ یہ وہ اصل کلیہ ہے جس پر مسلمانوں کی دینی ترقیوں کی بنیاد قائم کی جا سکتی ہے اور دنیاوی اطمینان و سکون کی بھی کتاب و سنت کی طرف دعوت اصل میں ایک ایسی مبارک دعوت ہے۔ جس پر لبیک کہنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان سے تمسک رکھو گے گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب، دوسرے اپنے رسول کی سنت۔"

مسلمان جب سے کتاب و سنت سے ہٹ گئے ہیں افراد میں افراتفری پڑ گئی اور جماعت کا کوئی نظام باقی نہیں رہا۔ علماء نے یہ یقین کر لیا کہ محض کتابیں پڑھنے سے ہماری نجات ہو جائے گی خواہ عمل ہو یا نہ ہو۔ امراء نے علم دین کو بھی چھوڑا اور اس کے ماتحت عمل کو بھی۔ دیلمی کی ایک حدیث ہے جس کو میں نے کنز العمال میں دیکھا ہے، آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ "میر

Marfat.com

امت کے دو گروہ ہیں جب بگڑے تو سب بگڑ گئے اور جب صلاحیت پا گئے تو سب کے سب صالح، علماء اور امرا''۔ اب دیکھیے کہ ہمارے علما اور امراء کا کیا حال ہے؟ اور کس قدر سچائی سے آں حضرت ﷺ کی یہ پیشن گوئی ثابت ہوگئی کہ عوام کا طبقہ بگڑ کر بدترین حالت میں پہنچ گیا۔ عمل اب نہ دینی باقی رہا نہ دنیاوی، بے کاری میں بداخلاقی کا عموماً زور ہو ہی جاتا ہے اور جب افراد کے اخلاق بگڑ گئے تو قوم کی حالت کیوں کر سدھر سکتی ہے۔ اصلاح تو جب ہی ہو سکتی ہے جب نظامِ عمل قوم کے سامنے پیش کر دیا جائے۔

اسی ضرورت کے ماتحت میرے مکرم بھائی مولانا عبدالحامد قادری معینی بدایونی نے ''نظامِ عمل'' کے نام سے ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں مسلمانوں کی دینی اور دنیاوی زندگی کے سدھارنے کے لئے بہترین کاوش فکر و نظر صرف فرما کر آیات و احادیث کا ایک ذخیرہ جمع کر دیا ہے، ایک مسلمان کی زندگی میں جو جو ضرورتیں پیش آتی ہیں ان سب کے متعلق آیات کتاب الٰہی اور احادیث رسول مع ترجمہ درج کر دی ہیں، فقہ کے مسائل فرائض و عبادات اور معاملات کی بہترین تشریح فرما کر اپنے متنور ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر ان لوگوں کو جو اپنے کوئی روشنی والا سمجھتے ہیں اس بات کا یقین کرنا پڑے گا کہ وہ تاریکی میں تھے اور نورِ ہدایت یہ ہے جس کی تجلیاں اس کتاب سے ظاہر ہیں۔

کتاب کی فہرست مضامین دیکھ کر مولانا کی محنت کی جس قدر داد دی جائے کم ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو اجر جزیل دے کہ انہوں نے مسلمانوں کے اصلاح کی سعی مشکور فرمائی۔ کتاب ہر موضوع سے مکمل ہے۔ مولانا کے مسلسل سفر اور خدمت قومی کی مشغولی کے زمانے میں سوا دو سو صفحے (۲۲۵) کی کتاب مرتب ہو جانا ان کے شغف علمی کا ثبوت ہے۔ طباعت بہت اچھی ہے کہ پچاس سالہ مجھ بوڑھے نے بغیر عینک کے اسے پڑھ لیا۔

میری رائے میں یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اسے پڑھے، دوسروں کو سنائے، بچوں کے نصاب تعلیم میں داخل کی جائے۔ کیا اچھا ہو کہ ہمارے اسلامیہ مکاتب اور اسکولوں میں اس کتاب کو رواج دیا جائے تا کہ آئندہ نسلیں مسلمان رہیں اور مسلمان رہ کر ترقی کے اعلیٰ مدارج تک پہنچیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ برادر مکرم مولانا موصوف کو اجر جزیل عطا فرمائے اور عام و خاص مسلمانوں کو اس کتاب سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ (۱۳/ اکتوبر ۱۹۳۶ء/ رجب ۱۳۵۵ھ)

(۱۳/ اکتوبر ۱۹۳۶ء/ رجب ۱۳۵۵ھ)

تقریظ

شیخ الطلبا مولانا مفتی قدیر بخش صاحب بدایونی

(صدر المدرس مدرسہ تعلیم الاسلام ریاست جے پور)

محترمی و معظمی مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی مدظلہ العالی کی تازہ تالیف ''نظامِ عمل'' معلومات کا ایک ایسا نادر ذخیرہ ہے جس کو انسانی زندگی کا مکمل دستور العمل کہنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مولانائے محترم کو اگر اشغال مذہبی و قومی سے تھوڑا سکون میسر آ جاتا تو وہ اس تالیف میں ہمارے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے ان تمام شبہات کا ازالہ فرما دیتے جنہیں مغربی تعلیم نے اس نتیجے پر پہنچا دیا ہے کہ اسلام کے پاس انسان کی ترقی و عروج کا سامان نہیں، لیکن پھر بھی مولانا نے جگہ جگہ اس قدر دل چسپ بحثیں فرمائی ہیں کہ بہت سے شبہات دور ہو جاتے ہیں۔

اگر ہمارے نوجوانوں نے اس تالیف کا معائنہ فرمایا تو وہ بھی مولانائے بدایونی کی محنت کو سراہیں گے۔

میری دلی دعا ہے کہ یہ تالیف مبارک خاطر خواہ نتائج پیدا کرے اور مسلمان اس کے مطالعے کی طرف خصوصی توجہ مبذول کریں۔

Marfat.com

تقریظ

جناب نواب مسعود یار جنگ ڈاکٹر سید راس مسعود صاحب
(وزیر تعلیمات بھوپال اسٹیٹ)

میں نے اپنے محترم دوست مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی کی جدید تصنیف 'نظام عمل' کو شروع سے آخر تک بغور پڑھا اور کتاب کو اس قدر دل چسپ پایا کہ جب تک ختم نہ ہوگئی ہاتھ سے نہ چھوٹی۔ کتاب نہایت سلیس اردو میں لکھی گئی ہے جس سے ہر وہ شخص جو تھوڑی بہت اردو جانتا ہے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ میرے خیال میں ہر مسلمان کو اس کتاب کو پڑھنا چاہئے۔ مولانا صاحب موصوف نے عام فہم اردو میں مسلمانوں کی دینی اور دنیوی زندگی کا نقشہ نہایت دل چسپ پیرائے میں کھینچا ہے اور احادیث نبویہ و مسائل فقہیہ کو بہترین طریقے پر جمع کیا ہے۔ نیز فرائض وعبادات اور دیگر احکام اسلام پر نہایت جامع طور پر بحث کی ہے۔

میں اس تصنیف کو موجودہ دور میں جب کہ مسلمانوں کا ہر شعبۂ زندگی کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے ایک بہترین اصلاح کرنے والی کتاب سمجھتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ مولانا نے جس محنت اور جاں فشانی سے اس کتاب کو لکھا ہے وہ ہرگز بے کار نہ جائے گی اور جس اسلامی نظام، کو اس کتاب میں بتلایا گیا ہے اس پر مسلمان 'عمل' پیرا ہو کر اپنی معاشرتی، اخلاقی، اقتصادی غرض ہر طرح کی اصلاح کریں گے۔ میری دعا ہے کہ مولانا عبدالحامد صاحب قادری اسی طرح مسلمانوں کی خدمت عرصۂ دراز تک کرتے رہیں گے۔ (۲۱ر دسمبر ۱۹۳۶ء)

تقریظ

علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب
(آئی سی ایس پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور)

مولانا محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی نے نظام عمل کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اسلام دینی و دنیوی ہر قسم کی ترقیات کا مرکز ومخزن ہے اور قرآن کریم سارے جہاں کا مصلح ہونے کی حیثیت سے اپنے اندر علم وعمل کی وہ تمام دفعات رکھتا ہے جن کی دنیا والوں کو ضرورت ہے۔

نظام عمل دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں ایک سچے مسلمان کے لئے پیدائش سے لے کر موت تک کی زندگی کے فرائض، اس کی عبادات واعتقادات کے احکام اور شب وروز پیش آنے والے واقعات کے متعلق ضروری مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

دوسرا حصہ حقوق العباد کے متعلق ہے جو اسلامی زندگی کا ایک نمایاں اور امتیازی پہلو ہے۔ اس کی بدولت انسان معاشرت کے سیدھے سادے اصولوں سے واقف ہو کر یہ محسوس کر سکتا ہے کہ انسانی برادری کا رکن ہونے کی حیثیت سے اس پر کیا کیا فرائض عائد ہوتے ہیں۔

میرے خیال میں مولانا محمد عبدالحامد صاحب قادری تمام مسلمانوں کے شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایسی مفید کتاب لکھی ہے۔

تقریظ

جناب ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال (بیرسٹرایٹ لا لاہور)

جناب مولانا السلام علیکم!

آپ کی کتاب نظام عمل میں نے دیکھی۔ اس زمانے میں جب کہ احکام دین سے بے خبری عام ہوگئی ہے آپ کی کتاب عام مسلمانوں کے لئے ہدایت کا مرقع ثابت ہوگی۔

جزاک اللہ احسن الجزاء (۵ر نومبر ۱۹۳۶ء)

تقریظ

جناب مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی

کتاب نظام عمل کے مؤلف بدایوں کے ایک مشہور اور قدیم صاحب علم وصاحب طریق خاندان کے رکن ہیں اور خود بھی ماشا اللہ اپنے ہم چشموں میں ممتاز۔ قومی اور ملی خدمات میں تو عرصہ

Marfat.com

درازسے منہمک تھے۔ اب بعض مشاہیر قوم کی فرمائش پر ایک ایسی جامع تالیف پیش کرنے کے لئے قلم اٹھایا ہے جو آیات واحادیث کی روشنی میں زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہو اور یہ الزام بھی رفع ہو جائے کہ علمائے امت جو مواد پیش کرتے ہیں وہ یا تو اس درجہ مغلق ہوتا ہے جسے سمجھنا دشوار ہو اور یا کام کی باتیں کم حواشی زائد۔

ظاہر ہے کہ ایسے موضوع کے مبارک ومحمود ہونے سے کس کو اتفاق نہ ہوگا؟ موقع ہوتا تو ترتیب کتاب نیز بعض مسائل کے سلسلے میں جناب مؤلف سے کچھ عرض کرنے کی گنجائش تھی اور کسی تصنیفی کوشش میں اس کو گنجائش نہیں ہوتی۔

لیکن اب طبع کتاب کے بعد بہرحال اس کا تو موقع نہیں۔

حیرت اس پر ہوتی ہے اور داد اس پہلو سے دینے کو جی چاہتا ہے کہ اتنی شدید قومی وملی مصروفیتوں کے باوجود موصوف اتنی ضخیم ومفصل کتاب تیار کرنے کے لئے وقت کیوں کر نکال سکے۔

خدائے تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول وبارآور کرے اور وہ دین کی راہ میں بہتر سے بہتر خدمتوں اور اعلیٰ سے اعلیٰ کارگزاریوں کی توفیق سے انہیں سرفراز فرمائے۔

تقریظ

عالی جناب نواب محمد اسماعیل خان صاحب

(سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

محترمی برادر مکرم جناب مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی تقریباً اٹھارہ سال سے قومی، مذہبی تحریکات میں غیر معمولی شغف کے ساتھ شریک ہیں۔ حضرت امام العلماء مولانا شاہ عبدالماجد صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض صحبت اور معیت نے ان کے اندر قومی ومذہبی خدمات کا وہ مضبوط اور مستحکم جذبہ پیدا کر دیا ہے کہ اسلامی ہند کی تحریکات مذہبی وقومی ہیں، ان کی خدمات نمایاں قابل قدر وتحسین ہیں۔

سال گزشتہ مولانا ممدوح سے میں نے اور بعض مشاہیر نے تفصیلی مذاکرات میں عرض کیا کہ زبان اردو میں ایک ایسی تالیف کی شدید ضرورت ہے جو مسلمانوں کی دینی دنیوی ضروریات پر حاوی ہو اور جسے بطور نظام عمل کے قوم کے سامنے پیش کیا جاسکے۔ مولانا نے وعدہ فرمایا کہ میں اپنے قومی اشغال کے باوجود کوشش کروں گا کہ ایسی تالیف مرتب ہو۔

مقام مسرت ہے کہ مولانا نے ۳/ ماہ کی عمیق محنت فرما کر ۲۲۵ صفحات کی جامع کتاب نظام عمل مرتب فرمائی۔ میں نے اس تالیف کا بغور مطالعہ کیا، میں پوری بصیرت وقوت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مولانا نے ہماری تمام ضروریات کو سامنے رکھ کر سیر حاصل بحثیں فرمائی ہیں۔ قرآنی تعلیمات اور فرامین نبویہ کو اس انداز سے یکجا کیا ہے کہ ہمیں اپنی زندگی کا صحیح نصب العین معلوم ہو جائے۔

ہمارے نوجوان طبقے کے دل ودماغ پر موجودہ اور ناقص نصاب تعلیم کی وجہ سے جن خیالات کا ہجوم ہے اس کے دفعیے کے لئے مولانا کی یہ تالیف مشعل راہ ہدایت ہوگی۔ مولانائے محترم کو ان کی اس کامیاب محنت پر جس قدر مبارکباد دی جائے کم ہے۔

میں عام وخاص مسلمانوں اور تعلیمی اداروں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس تالیف کو اپنے ہاں منگوائیں، بلکہ نصابِ تعلیم میں داخل کریں اور مولانائے مکرم کو اس کا موقع دیں کہ وہ اس کتاب کے علاوہ دوسری مفید تصانیف ملک وقوم کے سامنے پیش کرسکیں۔

تقریظ

جناب مولانا ابوالجمال محمد جمیل احمد سوختہ قادری بدایونی

(امام سنی خواجہ مسجد، بمبئی)

رسالہ مبارکہ نظامِ عمل (مؤلفہ برادر معظم فاضل جلیل عالم نبیل حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری دامت برکاتہم) کو میں نے بالاستیعاب دیکھا۔ کتاب شروع سے آخر تک مسلمانوں کی اصلاح حیات کا مکمل دستور عمل ہے۔ جدید تعلیم یافتہ مسلم طبقہ جو ہنوز اسلامی صحیح تعلیم سے ناآشنا ہے۔ رسالے کی شان استدلال،

Marfat.com

اندازِ برہان سے لطف اندوز ہی نہیں، بلکہ حقیقی روحانی استفاضہ کر سکتا ہے۔

مولانا اپنے شغف علم و عمل کے لحاظ سے نہ صرف ہندوستان کے واحد فصیح و شیریں بیان واعظ و متکلم ہیں، بلکہ آپ نے کتاب میں بھی سلاست و لطافت زبان دانی اور ادبی جامعیت کے دریا بہا دیے ہیں۔ خدائے قادر و قیوم نے مولانا کے سینے میں اپنے اکابر و اخلاف کے نور باطن کی امانت پنہاں کر رکھی ہے جس کا اظہار نظام عمل میں موجود ہے۔

کاش! یہ کتاب عموماً مسلمانوں کی درس گاہوں میں خصوصاً ریاست ہائے اسلامیہ کے تمام مدارس میں زیر درس لائی جائے اور خدائے پاک علامہ بدایونی" کو اجر جمیل عطا فرمائے۔

تقریظ

جناب طبیب علی عبدالرسول شاکر

(ایڈیٹر نسیم سحر، جبل پور، روح رواں جماعت بوہرہ)

مخدومی مولانا مدظلہ العالی!

نظام عمل کا ایک نسخہ موصول ہوا۔ آپ کی عنایت کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کتاب کو میں نے مختلف مقامات پر دیکھا۔ کتاب کیا ہے مسلمانوں کی بہبودی اور ہدایت کے لئے بہترین دستور العمل ہے۔ آپ نے انسانی زندگی کے ہر شعبے کے لئے شریعت نبوی کی روشنی میں جو ہدایتیں تحریر فرمائی ہیں وہ نہایت نافع اور سود مند ہیں۔ باری تعالیٰ آپ کو اس دینی خدمت کے صلے میں اجرِ جمیل عطا فرمائے۔

☆☆☆

قطعہ تاریخ

کتاب لاجواب و بے بدل نظام عمل مؤلفہ فاضل اجمل عالم باعمل عارف اکمل حضرت مولانا قاری شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری مقتدری بدایونی دامت برکاتہم

لسان الحسان مولانا یعقوب حسین ضیا قادری بدایونی

محمد عبد حامد قادری آں فاضل یکتا
کہ مقبول است در ارباب دانش جاہ و اجلالش

دریں عہد مبارک کردیک تالیف لاثانی
یقیناً نیست در دنیائے علم و فضل تماثلش

ز قرآں آں چناں احکام یکجا کرد مولانا
مدون شد کتاب تازہ از تفصیل و اجمالش

ضیا اندیشۂ تاریخ تا کہ بشنو از ہاتف
بگو آیات قرآن و احادیث نبی سالش

۱۳۵۵ھ

☆☆☆

ولہٗ

کیا نظام عمل مرتب جناب حامد میاں نے جن کو
بجا ہے گر دورِ حاضرہ کا فقیہ کہیے امام کہیے

مسائلِ شرع کو مدون حدیث و قرآن سے کر کے یکجا
کتاب نادر لکھی وہ جس کو پیامِ خیرالانام کہیے

حیات انساں کا روح پرور درس نامہ ہے یہ صحیفہ
برائے تنظیم ملت حق جسے مکمل نظام کہیے

Marfat.com

عبارتیں عام فہم و دلکش جدا جدا مختصر مضامین
سلیس وسادہ زباں وہ جس کو پسند ہر خاص و عام کہیے

ضیا سنہ عیسوی و ہجری ہے گر نظامِ عمل کی لکھنا
نظام خیر و صلاح کہیے کتاب خیرالکلام کہیے

۱۹۳۶ء/۱۳۵۵ھ

☆☆

قطعہ تاریخ

(نظامِ عمل مصنفہ مولانا عبدالحامد صاحب عثمانی القادری بدایونی)
جناب منشی قمرالحسن صاحب قمر بدایونی

کیا عبد حامد نے وہ نیک کام
جو ہے حاصل سعی حسنِ عمل

لکھی وہ مفید اور بہتر کتاب
ہے وابستہ جس سے حیات و اجل

منور مرصع سیاق و سباق
دلائل سب اپنی جگہ بے بدل

مجھے فکر تاریخ ہجری کی تھی
کہا ہاتف غیب نے برمحل

قمر سوچنا کیا ہے لکھ دیجیے
مدلل مکلل نظام عمل

۱۳۵۵ھ

☆☆☆

قطعہ تاریخ نظام عمل

از مولوی مجتہدالدین صاحب عیش بدایونی

تصنیف کی وہ حامد عالی وقار نے
جو حاوی مسائل شرع شریف ہے

ہے ترجمہ کلام خدا و رسول کا
کیا خوب کارنامۂ دین حنیف ہے

تحقیق تامہ کا کیا ہے یہ اہتمام
ہے بے سند نہ کوئی روایت ضعیف ہے

یارب نصیب ہو اسے حسن قبول عام
اچھا مآل کاوشِ طبع منیف ہے

کس کس بیان واقعہ کی داد دیجئے
مضمون ہے لاجواب عبارت لطیف ہے

تصنیف ہے یہ ایسی ہی حیرت نہ کیجئے
مائل جو مدح خوانی پہ اس کی حریف ہے

تاریخ کا ہے حکم مگر اس کو کیا کرے
فرصت نہیں ہے عیش کو اور وہ نحیف ہے

پھر بھی خیال سال کیا اور یہ کہہ دیا
نسخہ نفیس و نادر و پاک و لطیف ہے

۱۳۵۵ھ

☆☆☆

Marfat.com

قطعہ تاریخ نظام عمل

از مولوی حاجی عبدالجامع صاحب جامی بدایونی

حضرت حامد فقیہ نامور مفتی دیں
ہادیٔ شرع پیمبر رہبر راہِ صواب

ذات والا وقف ہے بہر فلاح ملک و قوم
اس سراپا فیض سے ہے اک زمانہ فیض یاب

لکھتے رہتے ہیں رسالے نے بھی ہدایت کے لئے
ایک وعظ و پند ہی ان کا نہیں کار ثواب

وہ کیا ہے آج کل تالیف دستورالعمل
جس کا ماخذ فقہ اقوال نبی ام الکتاب

جس کے عامل دین اور دنیا کی پائیں نعمتیں
ان سے راضی ہوں نبی خوش مالک یوم الحساب

مستفید و کار آمد مستند ہر ایک بات
ہر کتاب فقہ کا بہتر سے بہتر انتخاب

جس کا ہر مضمون ہے سرمایۂ دین حنیف
مخزن صد حکمت و دانش ہے جس کا باب باب

کیا عقائد کیا فرائض کیا سنن کیا واجبات
جس میں ہر شئے کی ہدایت جس میں ہر شئے کا جواب

ہاتھ آیا خوب جامی مصرعہ تاریخ بھی
نادر و بے مثل ہے تالیف یہ احسن کتاب

۱۹۳۶ء

☆☆☆

بسم اللہ الرّحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

مقدمة الکتاب

زمانہ جسے بہتر معلم کہا گیا ہے وہ ہر قوم کو سبق دے رہا ہے کہ اپنے اندر ولولۂ عمل پیدا کرو، فطری طاقتوں کو کام میں لا کر آگے بڑھو، مردہ حسیات کی بجائے علم وعمل سے وہ جذبات پیدا کرو جن سے روحِ حیات تازہ ہو۔

محققین و مستشرقین بھی اپنی دماغی و ذہنی، عقلی وفکری قوتوں سے ایسا راستہ معلوم کرنا چاہتے ہیں جو مقصودِ اصلی تک پہنچا دے، چوں عقولِ انسانی مختلف ہیں اس لئے تحقیقات کے نتائج و تجربے بھی جدا جدا صورتوں میں رونما ہوتے ہیں۔

آج ایک جماعت ایک نظریہ قائم کرتی ہے دوسرا گروہ کل اس کے خلاف دستوربات وضع کرتا ہے۔

اس تمام جدوجہد کے بعد انسان کے سامنے وہ حقیقت آجاتی ہے جس کا نام مذہب یا خدائی قانون ہے۔ یہی وہ قانون ہے جو انسانی تخیلات سے بلند اور مستحکم ہے اور جسے خالق ارض وسماوات نے عالم انسانیت کے لئے قول فیصل کے طور پر تجویز فرمایا۔

مذہب نام ہے انسان کی زندگی کو مضبوط اور استوار کرنے کا۔ مذہب اگر ایک طرف اخلاق و عادات درست کرتا ہے تو دوسری جانب ترقی کے وہ تمام پوشیدہ خزانے بتاتا ہے جہاں ظاہری آنکھ نہیں پہنچ سکتی۔ مذہب انسان کو جوہر کامل بنانا چاہتا ہے۔ ایسا مذہب جو زندگی کے کسی خاص شعبے کو درست کر سکے، بقیہ امور میں رہنمائی کے لائق نہ ہو کامیاب نہیں ہو سکتا، نہ عقل آسانی قبول کر سکتی ہے۔ مذہب کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا کے سامنے مکمل نظام عمل پیش کرے تاکہ انسان اس وسیع دستور پر چل کر کامیاب ہو اور مقصود حیات تک پہنچ سکے۔ یہ عزت صرف قرآن کریم اور سیرتِ نبویہ کو حاصل ہے کہ اس نے دنیا کے سامنے

Marfat.com

جامع ہدایات پیش فرمائیں۔

آج محققین جس حقیقت کی تلاش میں سرگرداں ہیں ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سو برس پہلے ان تمام مشکلات کا حل پیش فرما چکے۔ مسلمانوں کے عروج و ترقی کی تاریخ شاہد ہے مکہ کے بادیہ نشین جن کی ابتدائی حالت فقر و فاقہ سے لبریز تھی اور جو حضرت ختم رسالت روحی لہ الفدا کے فیض صحبت و معیت اور اپنی قوت عمل کی بدولت محیر العقول ترقیاں کر گئے انہوں نے قرآنی نظام عمل پر گامزن ہو کر زمانے سے تسلیم کرا لیا کہ وہ اپنے پاس مکمل قانونِ حیات رکھتے ہیں اور اسلام ہی صحیح ترقیات کا مرکز و مخزن ہے۔ قرآن کریم آج بھی دنیا کو پیام دے رہا ہے کہ وہ سارے جہان کا مصلح ہے اور اپنے اندر دنیا کے لئے علم و عمل کی دفعات رکھتا ہے۔

اس اعلان کے بعد ہر دماغ میں سوال پیدا ہوگا کہ وہ نظام کیا ہے؟ یہی سوال ہماری اس تالیف کا محرم ہوا، مزید برآں عالی جناب نواب سر نظامت جنگ بہادر سابق وزیر سیاسیات حیدر آباد دکن، نواب مسعود جنگ، ڈاکٹر سید راس مسعود صاحب وزیر تعلیمات بھوپال، عالی مرتبت مسٹر شعیب قریشی مشیر المہام ریاست بھوپال، نواب محمد اسماعیل خاں سابق پرو وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ جیسے محترم حضرات کے ارشادات نے مجبور کیا کہ میں ایک ایسی جامع تالیف پیش کروں جو آیات و احادیث کی روشنی میں زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہو اور یہ الزام بھی دفع ہو جائے علمائے امت جو مواد پیش کرتے ہیں وہ یا تو اس درجہ مغلق ہوتا ہے جسے سمجھنا دشوار ہو یا کام کی باتیں کم حواشی زائد۔ یا زندگی کے لئے مکمل شکل میں کوئی ایسا نظام عمل پیش نہیں کیا جاتا جسے ہمارے دل و دماغ قبول کر سکیں۔

شبانہ روز کے قومی و مذہبی اشغال کے باعث اس قدر اہم تالیف کا مکمل ہونا ناممکن نہیں مگر دشوار ضرور تھا۔ خدائے قادر مقتدر کا فضل ہی شامل حال ہوا کہ گزشتہ ماہ صیام میں یہ تالیف مرتب ہوگئی۔

ہماری ہر تحریک کا دار و مدار قوت عمل پر ہے۔ مسلمان کسی زمانے میں قرآنی احکام کی بجا آوری، اطاعت نبوی میں ضرب المثل تھے وہ اسلامی نظام کی ترویج و تبلیغ میں اپنے عمل سے بنیان مرصوص کی طرح قائم ہو جاتے تھے۔

آج ہم ان واقعات کو قصہ کہانیاں سمجھ کر فراموش کر دیتے ہیں اور اپنے اندر ماضی کے حالات سے کسی قسم کی تبدیلی نہیں کرتے۔ یقین کیجئے ہم روزمرہ جس اطاعت و محبت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ امتحان عمل کا محتاج ہے۔ محبت رسمی چیز نہیں بلکہ محبت نام ہے رضائے محبوب کے لئے اپنی ہستی فنا کر دینے کا۔ سچ ہے: المحبة تحفة الٰهيّة ليس فيها للعبد اختيار

یہاں اس حقیقت کو بھی سمجھ لینا چاہئے کہ انسان کے نقطۂ خیال میں اشیائے علام کے مفید ہونے کی دو صورتیں ہوتی ہیں یا تو وہ اشیا خود ہی مقصود بالذات ہوں جیسے غلہ جس کی ہر حالت میں ضرورت ہوتی ہے یا بذاتِ خود تو مفید کار آمد نہ ہوں لیکن اشیائے مرغوب بہ کے حصول کا ذریعہ ہو سکتی ہیں جیسے روپیہ کہ اس سے مایحتاج مہیا کیا جاتا ہے۔ انسان کی ساری کوششیں ان دو قسموں کے حاصل کرنے میں مصروف ہیں۔ یہی حال نیکیوں کا ہے بعض نیکیاں مقصود بالذات ہیں جیسے سچائی، انصاف، شفقت، اطاعت وغیرہ اور بعض ان کے حاصل کرنے کا واسطہ جیسے نماز کا قیام و قعود یا روزے میں ترک غذا وغیرہ۔ عمومیت کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اخلاقی خوبیاں مقصود بالذات ہیں اور مذہبی عبادتیں ان کے تحصیل کا ذریعہ۔

عبادتوں کی غرض یہ ہے کہ انسان پر ان کا نمایاں اثر اور عملی فائدہ مرتب ہو۔ نماز اس حیثیت سے ادا کی جائے کہ قلب میں خوف و خشیت پیدا ہو، خدا ترسی آئے، کبر و نخوت کی بجائے انسانی ہمدردی و محبت کے جذبات پیدا ہوں، فواحش کے ارتکاب سے احتراز ہو۔ کیا یہ مناسب ہے ہم نماز تو پڑھیں اور دوسری برائیاں ترک نہ کریں، روزہ رکھیں اور صبر و حلم کی بجائے غصہ و بدمزاجی

Marfat.com

بڑھ جائے۔ فحش کلامی، غیبت و کذب بیانی سے کام لیا جائے، زکوٰۃ ادا کی جائے اور دوسرے اہم حقوق عباد سے روگردانی ہو۔ فریضۂ حج کے بعد بھی قلب خوفِ الٰہی سے خالی ہو، انکساری و محبت کی جگہ بغض و عناد کے جذبات پیدا ہوں؟

تن پروری خلق فزوں شدز ریاضت
جز گرمی افطار ندارد رمضاں ہیچ

اس باب میں حصور انور روحی الفدا کی تعلیم تو یہ بتاتی ہے کہ صرف غیبت سے روزہ، نماز، وضو سب کچھ فاسد ہو جاتے ہیں۔

اسلام نے جس قدر بھی اعمال و عبادات مقرر کیے ہیں ان کی غرض انسان کے اخلاق و عادات کی درستی اور اس کے اندر ملکوتی صفات پیدا کرنا ہے۔ عبادتیں انسان کو مقصود حیات تک پہنچانے کے لئے بہترین راستہ بتاتی ہیں۔ اگر مسلمان احکام اسلام کے پابند ہو کر اپنے اندر وہ صفات پیدا کریں جن کے لئے اسلام آیا اور دنیا میں انہیں ممتاز کر گیا تو یقیناً معرفت الٰہی حاصل ہوگی اور ہم ترقی روحانی اور اصلاح باطنی کی اس معراج کمال کو پہنچ جائیں گے جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

(۱) **فمن کان یرجو القاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً** (۱)

جب تک عبادتوں کے ساتھ دوسرے تمام خصائل حسنہ پیدا نہ ہوں ان کا صحیح نتیجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ میرے ان معروضات پر احادیث شریفہ کی روشنی میں غور فرمایئے۔

احیاء العلوم میں ہے: **من لم تنه صلوته عن الفحشاء والمنکر لم یزدد من اللّٰہ الاّ بُعداً** (۲)

جس شخص کو اس کی نماز نے ناپسندیدہ اور مکروہ باتوں سے نہ روکا اس نے اسے اللہ سے اور بھی زیادہ دور کر دیا۔

(۲) **کم من قائم حظه من صلوته التّعب و النصب** (۳)

بہت سے ایسے قیام کرنے والے ہیں کہ ان کی نماز سے ان کو بجز کوفت اور تکلیف کے کچھ حاصل نہیں۔

(۳) **لیس للعبد من صلوٰۃ اِلّا ما عقل منها** (۴)

بندے کے لئے اس کی نماز میں سے وہی ہے جو اس نے سمجھ کر کہا۔

(۴) **اِنّما الصلوٰۃ تمسکن و تواضع و تضرّع و تاّہ و تنادم** (۵)

بے شک نماز خاک ساری اور تواضع اور گریہ و زاری اور شرم ساری ہے۔

(۵) **من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للّٰہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ و شرابہ** (۶)

جو شخص قولاً عملاً جھوٹ نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پینا چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔

احادیث شریفہ کے مطالعے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو نماز روزہ مقصود بالذات ہیں وہ ان محاسن باطنی پر حاوی ہیں جن پر صفاتِ حمیدہ، اخلاق حسنہ کا انحصار ہے۔ جب تک عبادات کی صحیح کیفیت ولذات نہ پیدا ہو، انسان خصائل رذیلہ کو ترک نہ کرے وہ عبادات کی روح نہیں پا سکتا۔ یہی سبب ہے کہ ہم نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کی ادائیگی کے باوجود ان برکات سے محروم ہیں جن کا قرآن کریم اور احادیث نبویہ نے مژدہ سنایا تھا۔

بلاشبہ مسلم کی زندگی اگر قرآنی نظام عمل کی پابند ہو تو کامیابی و کامرانی اس کے قدم چومے گی، نکلنے والا سورج اس کے مناقب پڑھتا ہوا طلوع ہوگا۔ جب تک مسلمانوں میں روحِ حیات موجود رہی وہ دنیا کی ہر ملت سے آگے تھے، دنیا ان کی شاگرد اور وہ معلم تھے۔ ان کی عملی زندگی تاریخ کا ہمیشہ جلی عنوان بنی رہی۔ انہوں نے اپنی ہی زندگی کو درست نہیں کیا، بلکہ عالم انسانیت کی قسمت کو پلٹ دیا۔ بلاشبہ آج بھی ان کے یہاں یہ تمام خزانے اوراقِ کتب میں محفوظ ہیں۔ زندگی کی اصلاح و ترقی کا ہر شعبہ بدرجہ اکمل موجود ہے۔ ضرورت عملی اقدام اور قرآنی آیات و احادیث کے مطالعے

Marfat.com

کی ہے۔قومیں الفاظ سے نہیں، بلکہ عمل سے بنتی ہیں۔

دنیا کے مذاہب اسلامی نظامِ عمل سے متمتع ہو رہے ہیں اور بے خبر مسلمان اپنے گھر کی دولت سے محروم ہو کر سمجھ رہے ہیں کہ ان کے پاس کوئی دستورِ حیات موجود نہیں۔کاش ہمارے نوجوان اسلام کے زریں اصول کا بغور مطالعہ فرمائیں تو انہیں ماننا پڑے گا کہ دنیا میں جو بھی تحریکات پیدا ہو رہی ہیں وہ اسلام کا بتایا ہوا سبق ہے۔

مسلمانوں کی ضروریاتِ زندگی پر غور وفکر کرتے ہوئے میں نے اس کتاب کی تالیف شروع کی، تمام ضروری عنوانات کو آیات واحادیث اور مسائل کے ساتھ جمع کر دیا تاکہ پڑھنے والوں کو سہولت اور اسلامی نظام عمل سے واقفیت پیدا ہو سکے۔عبادات و فرائض وغیرہ کے عنوانات میں ایک حد تک طوالت ہوگئی، مگر یہ وہ اہم ضروریات ہیں جن کی مسلمانوں کو ہر وقت حاجت ہے پھر یہ کہ بار بار اس قسم کی تالیفات کا شائع کرنا آسان نہیں۔

آخری معروضہ: مؤلف کی یہ محنت اشاعت وطباعت کی صعوبتوں کے باوجود آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔اگر اہل علم، مدارس و مکاتب، عام وخاص مسلمانوں نے اعانت فرمائی تو دوسری مفید تصانیف پیش کرنے کا موقع حاصل ہو سکے گا۔خدائے قادر و مقتدر اس محنت کو قبول اور فقیر کو عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حتی الامکان اس کتاب میں پوری محنت و جاں سوزی و احتیاط سے کام لیا گیا، ممکن ہے کسی جگہ بشری غلطی ہو جائے۔اگر ایسی کوئی صورت ناظرین کو معلوم ہو تو فقیر کو مطلع فرمائیں دوسری اشاعت میں اصلاح کر دی جائے گی۔

مورخہ ۱۱/ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ/ مطابق ۶/ مارچ ۱۹۳۶ء در سفرا وجین وسورت تحریر نمود۔

فقیر محمد عبدالحامد قادری معینی بدایونی

خادم دار التصنیف، مولوی محلہ بدایوں

☆☆☆

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

ولادت، تربیتِ اطفال، عقیقہ وغیرہ

اسلام ایک ایسے نظام عمل کا نام ہے جس میں انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک کا ہر شعبۂ زندگی بدرجۂ اکمل موجود ہے۔اس رسالے کی تالیف کا مقصد بھی یہی ہے کہ از اوّل تا آخر فرائض وعبادات، اعتقادات، اصول وفرائض اور مسلم کی زندگی کا ہر عنوان ابواب کے ماتحت آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں آجائے اور جو ضروری تشریحات اور مسائل ہوں ان کو پیش کر دیا جائے تاکہ ہر شخص اس ایک رسالے کو پڑھ کر اسلامی نظامِ عمل سے کماحقہٗ واقف ہو جائے۔اب ہم بچپن کی زندگی سے رسالے کا آغاز کرتے ہیں۔

پیدائش: جب کسی مسلمان کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کے نہلانے دھلانے کے بعد داہنے کان میں اذان، بائیں میں اقامت حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلاۃ کہیں۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے کان میں سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آذان واقامت فرمائی۔اگر گھر کا کوئی بزرگ کہے تو زیادہ بہتر ہے۔بچے کے کان میں سب سے پہلی جو آواز جائے وہ خدا کا نام ہو۔

علماء نے اذان واقامت کے علاوہ ذیل کی دعائیں بھی پڑھنے کے لئے نقل فرمائی ہیں:

اللّٰھم اجعله برا تقیا وانبته فی الاسلام نباتا حسنا

یعنی اے اللہ تو اس کو نیک اور پاک کر اور اسلام میں اچھی طرح نشوونما پائے۔

اعیذہ باللّٰہ الصمد من شر حاسد اذا حسد

یعنی اس بچے کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں جو حسد کرنے والوں کی برائی اور حسد سے پاک اور بے نیاز ہے۔

Marfat.com

اللھم انی اعیذہ بک و ذریته من الشیطان یعنی خداوندا! اس بچے اور اس کی ذریت کو شیطان کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لئے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

عقیقہ: عقیقہ کرنا سنت ہے۔ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں بھی اس کا دستور تھا۔ اس وقت جانور کا خون بچے کے سر سے لگایا جاتا تھا۔ اسلام چوں کہ اس قسم کی خرابیوں کو دور کرنے آیا اس لئے حضور پاک نے جاہلیت کی بری رسموں کو مٹا کر جو عمدہ باتیں تھیں ان کو باقی رکھا۔ گھر کے بزرگ کو چاہیئے کہ وہ اذان وغیرہ دے کر شہد یا کھجور، چھوارہ چبا کر بچے کے تالو میں لگا دے۔ پیدا ہونے کے بعد سے ساتویں دن عقیقہ کرنا چاہیئے۔ اگر کسی وجہ سے ساتویں دن نہ ہو سکے تو چودہویں یا اکیسویں دن کرے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے یا دو مینڈھے (دُنبے) لڑکی کی جانب سے ایک جانور۔ قربانی کی طرح صحیح وتندرست اور فربہ ہونا چاہیئے۔ سرکارِ دوعالم علیہ السلام نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے عقیقے میں دو مینڈھے قربان کیے۔ حضور نے سیدہ (فاطمہ) رضی اللہ عنہا کو حکم دیا بچوں کا سر منڈا کر بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کر دیں۔ عقیقے کا جانور باپ خود ذبح کرے اگر کوئی غیر بھی کر دے تو جائز ہے۔

ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللھم ھذہ عقیقة ابنی (فلاں) یا بنتی (فلانة) بدمه ولحمها بلحمه وعظمها بعظمه و جلدها بحلده شعرها اللھم اجعلها فداء الابنی (یا) لا بنتی من النار بسم اللہ اللہ اکبر۔

اگر لڑکا ہے تو فلاں کی جگہ اس کا نام لیں، لڑکی ہے تو اس کا، ضمیروں کا فرق کر لیں۔ عقیقے کا گوشت ایک تہائی خیرات کر دے، باقی دو تہائی کچا تقسیم کر دے یا پکا کر احباب واعزہ کو کھلائے۔ ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی یہ لوگ جو گوشت نہیں کھاتے ہیں اس کی غرض فقط اس قدر ہے کہ اپنے بچے کی جان کا فدیہ وصدقہ تھا خود اپنے صدقے میں سے بلا ضرورت کیوں کھائیں، لیکن شرعاً ممنوع نہیں ہے۔ جانور کی ہڈی نہ توڑنی چاہیئے۔

ساتویں دن نام رکھنا بھی سنت ہے۔ حضور پاک علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کے ناموں پر نام رکھنا چاہیئے۔ گھاسی، بدھو، نتھو، خیرو، کلو وغیرہ جیسے مکروہ ناموں سے احتراز چاہیئے۔ قبیح اور خراب ناموں کو حضور انور علیہ السلام تبدیل فرما دیا کرتے تھے۔ نام کی تاثیر نام والے کے اندر ہوتی ہے۔ عجب نہیں کہ عمدہ اور برے اسماء کا اثر بچے کی عادات واطوار پر پڑے۔

اگر انسان کو مقدور ہو تو اس موقع پر دعوت وضیافت کر سکتا ہے جس کی ممانعت نہیں۔ ایسے موقع پر سودی قرضہ لے کر تقریبات کرنا معصیت ہے۔

احادیث عقیقہ: (۱) عن الحسن عن سمرة قال قال رسول اللہ علیہ السلام الغلام مُرْتَھِنٌ بعقیقة تذبح عنه یوم السابع ویسمٰی و یحلق راسه (۷) حسن سمرہ سے روایت کرتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا لڑکا اپنے عقیقے کے بدلے رہن رہتا ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور سر مونڈا جائے۔

(۲) عن سلمان بن عامر الضبی قال سمعت رسول اللہ علیہ السلام یقول مع الغلام عقیقة فاھر قوا عنه دماو أمیطوا عنه الاذی (۸) حضرت سلمان بن عامر الضبی روایت کرتے ہیں کہ میں نے آں حضرت علیہ السلام سے سنا، آپ علیہ السلام نے فرمایا لڑکے کی ولادت کے ساتھ عقیقہ ہے۔ اس کی طرف سے خون بہاؤ اور بالوں وغیرہ کی گندگی دور کرو۔

گندگی دور کرنے کا حکم اسی مصلحت سے فرمایا کہ بطنِ مادر میں بچہ جن آلائشوں کے ساتھ تھا اسی کو لے کر باہر آتا ہے جب تک صاف نہ کیا جائے گا گندگی رہے گی۔ اسی لئے

Marfat.com

غسل وختنہ وغیرہ کا حکم دیا گیا۔

(۳) وفی روایة داؤد والنسائی قال من ولد له ولد فاحب ان ینسک عنه فلینسک عن الغلام شاتین و عن الجاریة شاة (۹) ابوداؤد ونسائی میں یوں ہی آیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو میں پسند کرتا ہوں کہ اس کی جانب سے قربانی کی جائے، لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی جانب سے ایک بکری۔

ختنہ: ختنہ بھی شعار اسلامی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ چھوٹی عمر میں ختنہ کیا جائے۔ فقہا نے حکم دیا ہے کہ جو لوگ ختنہ نہ کرائیں ان سے بادشاہِ اسلام مقاتلہ کرے اس کے لئے کسی خاص وقت کا تعین تو نہیں ہے، البتہ اگر ابتداً کر دیا گیا تو بہت سے امراض کا بھی انسداد ہو جائے گا۔

تربیت اطفال و رضاعت: بچوں کی تربیت کا مسئلہ اس دور میں مختلف صورتوں کے ساتھ دائر ہے جن پر نقد و تبصرہ کا یہ محل نہیں۔ ہمیں صرف اس قدر عرض کرنا ہے کہ والدین کے لئے بچوں کی تربیت کا زمانہ ہی وہ زمانہ ہوتا ہے اگر اس کو صحیح راستے پر لگایا جائے تو بچے کارآمد ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں والدین کے لئے سب سے زیادہ ضروری مسئلہ یہ ہے کہ وہ بچوں کے سامنے اپنا خود بہتر نمونہ پیش فرمائیں تا کہ بچوں کی ذہنیت وطبیعت پر دوہرا اثر ہو۔ ایک کام سے ماں باپ بچے کو منع کریں اور خود اس کے عامل نہ ہوں اس صورت میں بچہ فطرتاً خیال کرے گا کہ اگر یہ چیز بری ہوتی تو سب سے پہلے ماں اور باپ کیوں اسے ترک نہ کرتے۔

بچوں کے دل پر ماں باپ ابتدا سے جو نقش قائم کریں گے وہ دیرپا ہوگا۔ اگر ان کے دل میں والدین نے نیک باتیں ڈال دیں تو سعادتِ دینی و دنیوی ان کو حاصل ہوگی اور اگر غفلت سے اولاد بگڑ گئی، بدوں کی صحبت میں پڑی رہی تو ضرور خدا کی نافرمانیاں کرے گی۔

بچہ جب زبان کھولے تو سب سے پہلے اللہ کہلوائیں اور آہستہ آہستہ اس کو نیک وبد سے واقف کریں۔ بات بات پر بچوں کو مارنا غلط ہے۔ بجائے مہمل اور بے اصل طوطا مینا کی کہانیاں سنانے کے ذہنی، اخلاقی واصلاحی تاریخی قصے سنائے جائیں تا کہ اس کے قلب میں ابتدا سے جوشِ مذہب، اسِ غیرت، عزم و استقلال، شجاعت بہادری، اطاعت الٰہیہ، محبت نبویہ کے جذبات پیدا ہوں۔ اگر اس رنگ پر بچوں کی تربیت کی جائے تو پھر یہ بچے آگے چل کر قوم کے بہترین فرزند کہلائے جا سکتے ہیں۔ کوئی اسکول یا مدرسہ بچوں کی زندگی کی اصلاح اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک والدین اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کریں۔

رضاعت: آیات: والوالدات یرضعن او لادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعة و علی المولودله رزقھن و کسوتھن بالمعروف لا تکلف نفس الا وسعھا لا تضار والدة بولدھا ولا مولودله بولده و علی الوارث مثل ذلک فان ارادا فصالا عن تراض منھما و تشاور فلا جناح علیھما وان اردتم ان تسترضعوا اولادکم فلا جناح علیکم اذا سلمتم ما اتیتم بالمعروف واتقوا اللّٰه واعلموا أن اللّٰه بما تعملون بصیر (۱۰)

جو شخص اپنی اولاد کو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے تو اس کی خاطر مائیں اپنی اولاد کو پورے دو برس دودھ پلائیں جس کا وہ بچہ ہے، اس پر دستور کے مطابق ماؤں کو کھانا کپڑا دینا لازم ہے۔ کسی کو تکلیف نہ دی جائے مگر وہیں تک کہ اس کی گنجائش ہو۔ ماں کو بچے کی وجہ سے نقصان نہ پہنچایا جائے۔ دودھ پلانے کا نان و نفقہ جیسا اصلی باپ پر ہے ویسا وارث پر ہے۔ اگر وقت سے پہلے دودھ چھٹانا چاہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں اگر (دایہ کا) دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دستور کے مطابق دینا طے کیا تھا ان کے حوالے کر دو۔ اللہ سے ڈرتے رہو، جان لو جو کچھ تم کرتے

Marfat.com

ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔

ان آیات میں رضاعت کے مسائل وغیرہ بیان کیے گئے۔

دودھ پلانے والی عورت میں حتی الامکان تمام باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس کے اطوار کیسے ہیں، حسب ونسب کیا ہے تاکہ بچے پر ان امور کا اثر نہ پڑے۔ جس طرح دودھ کی خرابی کا اثر بچے کی صحت پر ہوگا اسی طرح اعمال واطوار کا اثر بچے کی عادات پر بھی ہوگا۔ دودھ پلانے کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے اس کے احکام اس آیت میں بیان کیے گئے۔ اگر ماں معذور نہ ہو تو اس کے ذمے دودھ پلانا واجب ہے، اگر طلاق کے بعد عدت گزر چکی تو بلا اجرت دودھ پلانا واجب نہیں۔ دوسروں کی مثل اگر اجرت مانگے تو باپ کو دینا ہوگی، اگر ماں دودھ پلانے سے انکار کرے تو اس کو مجبور نہ کیا جائے گا۔ ہاں اگر پلانا چاہے تو باپ کو جائز نہیں کہ وہ دوسری عورت کا دودھ پلوائے۔ باپ کے ہوتے بچے کا خرچ باپ کے ذمے ہے اس کے بعد اگر بچے کا مال ہو تو اس سے ورنہ اس کے اعزہ وغیرہ کے ذمے۔ مشرکہ ونصرانیہ عورت کا دودھ ہرگز نہ پلائیں۔

احادیث: (۱) عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ من عال جارتین حتی تبلغا جاء یوم القیامۃ انا وھو ھکذا و ضم اصابعہ (۱۱) حضرت انس راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص دو لڑکیوں کا ان کے بالغ ہونے تک کفیل رہا قیامت کے روز میں اور وہ شخص اس طرح آئیں گے جیسے میری انگلیاں (یعنی میں اور وہ بے حد قریب ہوں گے)۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من کانت لہ انثی فلم یئدھا ولم یھنھا ولم یوثر ولدہ علیھا یعنی الذکور ادخلہ اللہ الجنۃ (۱۲) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد کیا جس کے ہاں بیٹی ہو اس نے اس کو نہ تو زندہ درگور کیا، نہ ذات کی حالت میں رکھا، نہ اولاد ذکور کو اس پر ترجیح دی خدائے تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

تعلیم وادب: (۱) عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لان یؤدب الرجل ولدہ خیر لہ من ان یتصدق بصاع (۱۳) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا اپنی اولاد کو ادب سکھانا ایک صاع خیرات سے بہتر ہے۔ یعنی چھوٹی چھوٹی تادیبی باتوں پر بھی ثواب ملے گا۔

(۲) عن ایوب بن موسی عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ ﷺ قال ما نحل والد ولدہ من نحل افضل من ادب حسن (۱۴) حضرت ایوب بن موسیٰ اپنے والد سے راوی ہیں اور وہ اپنے جد سے حضور ﷺ نے فرمایا کسی والد نے اپنی اولاد کو نیک ادب سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دیا۔

اولاد کے ساتھ محبت وشفقت: صحیحین میں حضرت انس کی حدیث کے الفاظ ہیں کہ حضور انور ﷺ حضرت ابراہیم (صاحبزادے) کی مزاج پرسی کو ابو یوسف لوہار کے گھر (جن کی بیوی صاحبزادے کو دودھ پلاتی تھیں) تشریف لے گئے آپ نے گود میں لے کر:

(۳) فقبلہ و شمہ ثم دخلنہ علیہ بعد ذلک و ابراھیم یجود بنفسہ فجعلت عینا رسول اللہ تذرفان فقال لہ عبدالرحمن بن عوف و انت یارسول اللہ ﷺ فقال یا ابن عوف انھا رحمۃ ثم اتبعھا باخری و قال ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا لفراقک یا ابراھیم لمحزونون (۱۵) چوما اور ان کے چہرے اپنا چہرہ اور ناک اس طرح رکھی کہ گویا کوئی شخص کسی چیز سونگھ رہا ہے اس کے بعد جو پھر ہمارا وہاں جانا ہوا تو ابراہیم حالت نزع میں تھے اور حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو

Marfat.com

بہہ رہے تھے، حضرت ابن عوف نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ رو رہے ہیں؟ فرمایا اے ابن عوف! یہ رحمت کا اثر ہے اور فرمانے لگے آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہوتا ہے اور ہم وہی کرتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہوتا ہے اور اے ابراہیم ہم تیرے فراق میں مغموم ہیں۔

بخاری میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک بار حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کو پیار فرما رہے تھے حابس کا فرزند اقرع تمیمی نے کہا میرے تو دس فرزند ہیں، مگر میں نے ان میں سے ایک کو بھی کبھی نہیں چوما یہ سن کر آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا:

(۴) من لا یرحم لا یرحم (۱۶) جو کسی پر مہربانی نہیں کرتا اس پر خدا بھی مہربانی نہیں فرماتا۔

(۵) اللھم ارحمھما فانی ارحمھما (۱۷) خداوندا ان دونوں پر نظر کرم فرمانا، کیوں کہ میں ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہوں۔

(۶) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت جاء تنی امراۃ و معھا ابنتان لھا تسألنی فلم تجد عندی غیر تمرۃ واحدۃ فاعطیتھا ایاھا فقسمتھا بین ابنتیھا ولم تاکل منھا ثم قامت فخرجت فدخل النبی ﷺ فحدثتہ فقال من ابتلی من ھذہ البنات بشئ فاحسن الیھن کُنَّ لہ سترا من النار (۱۸) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے پاس ایک عورت مانگنے آئی اس کے ہمراہ دو بچیاں تھیں، مگر میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہ تھا، میں نے اس کو وہ کھجور دے دی عورت نے آدھی آدھی دونوں میں تقسیم کر دی اور خود کچھ نہ کھایا اور اٹھ کر چلی گئی۔ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں اس واقعے کو بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ان لڑکیوں کی وجہ سے مبتلائے تکلیف ہو اور ان کے ساتھ سلوک کرتا ہے تو یہ اس کے لئے دوزخ کی آگ سے روک اور پردہ ہو جائیں گی۔

رسالے کا سلسلۂ ترتیب یہ تھا کہ بچپن ہی کے زمانے میں ضروری ضروری مسائل و احکام سے والدین بچوں کو باخبر کر دیں۔ اب ہم یہاں مستقلاً باب الایمان کے ماتحت ضروری ارکان وغیرہ کا بیان کریں گے۔

جس طرح ہر چیز کی اصل ہوتی ہے اسلام کے بھی اصول و ارکان ہیں جن پر اس کی بنیاد قائم ہے، جب تک ان کا وجود تحقیق نہ ہوگا اسلام ثابت نہ ہوگا۔ اس عظیم الشان قلعے کے جو بنیادی ستون ہیں پہلے ان کو سمجھنا اور یاد کرنا ضروری ہے۔

ایمان و اسلام کو اگرچہ اہل لغت دو جدا جدا لفظ ٹھہراتے ہیں، مگر نتیجہ دونوں کا یکساں ہے۔ اسی لئے شریعت میں ایک کی جگہ دوسرے کا اطلاق ہوتا ہے۔ جو مسلمان ہے اسے مومن بھی کہتے ہیں اور جو مومن ہے اسے مسلم بھی کہتے ہیں۔ ایمان دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے اور اسلام ظاہری اعمال کے بجالانے کا۔

یوں تو ایک شخص صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے سے داخل اسلام ہو جائے گا، لیکن دوسرے کلموں سے ایمانی قوت زیادہ ہوتی ہے جس کے متعلق اپنی اپنی جگہ احادیث درج ہوں گی۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: (۱) کلمہ طیبہ پڑھنا خدا کی وحدانیت کا قائل ہونا، حضور انور ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرنا (۲) نماز پڑھنا (۳) زکوۃ دینا (۴) حج کرنا (۵) ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔ اب ان ہی ارکان کو آگے بیان کیا جاتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

پہلا رکن ایمان

کلمہ طیب: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہیں ہے کوئی معبود قابل پرستش مگر اللہ کے۔ محمدؐ اس کے رسول ہیں۔

کلمۂ شہادت: اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہٗ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ عبادت کے قابل اللہ ہی ہے وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد (ﷺ) اس کے بندے و رسول ہیں۔"

کلمۂ تمجید: سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم "پاکی وحمد خدائے تعالیٰ کو ہے اور کوئی معبود برحق نہیں مگر اسی کی ایک ذات کے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ نہ کسی سے قوت اور نہ کسی طرف رجوع ہے، مگر اللہ کی طرف جو بڑی عظمت والا ہے۔"

کلمۂ توحید: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی و یمیت وھو علی کل شیٔ قدیر "کوئی معبود برحق بجز خدا کی ذات کے نہیں، وہ یکتا ہے اس کا شریک نہیں، اس کی سلطنت وحکومت ہے، اسی کے لئے تعریف ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

کلمۂ استغفار: سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ استغفراللہ ربی من کل ذنب و اتوبہ الیہ "اللہ ہی کو پاکی ہے اور وہی مستحق تعریف ہے۔ خدائے عظیم کے لئے پاکی ہے وہی قابل تعریف ہے۔ میں اللہ سے اپنے سب گناہوں کی بخشش کی دعا مانگتا ہوں۔"

کلمہ ردِ کفر: اللھم انی اعوذبک من ان اشرک بک شیئا وانا اعلم بہ واستغفرک لما لا اعلم بہ تبت عنہ و تبرات من الکفر والشرک والکذب والغیبۃ والبدعۃ والنمیمۃ والفواحش والبھتان والمعاصی کلھا واسلمت وامنت و اقول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ "خداوند! میں تیرے ساتھ کسی کو جان بوجھ کر شریک کرنے کی معافی و پناہ مانگتا ہوں اور تجھی سے طالب مغفرت ہوں ان گناہوں سے جو نادانستہ سرزد ہوئے، کفر و شرک اور جھوٹ اور غیبت اور بدعت اور گالی گلوچ اور برائی اور بہتان سے اور سب گناہوں سے توبہ اور بے زار ہوتا ہوں۔ میں نے اسلام اختیار کیا اور کہتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ کے اور محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں۔"

کلمۂ استغفار: استغفراللہ ربی من کل ذنبٍ اذنبتہ عمدا او خطا سرا و علانیۃ و اتوب الیہ من الذنب الذی اعلم و من الذنب الذی لا اعلم انک انت علام الغیوب و ستارالعیوب و غفار الذنوب و کشاف القلوب ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم "میں اپنے ان تمام گناہوں سے جو قصداً یا بھول چوک سے سرزد ہوئے ظاہر میں یا سب سے پوشیدہ کئے، خدا سے مغفرت چاہتا ہوں اور خداوند تو پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا، عیبوں کو چھپانے والا، گناہوں کا بخشنے والا اور دلوں کا کھولنے والا ہے۔ کوئی قوت و طاقت نہیں ہے مگر رب العزت صاحب عظمت ہی کی طاقت ہے۔"

ان کلمہ جات سے مسلمان کے قلب میں تازگی و زیادتی ایمان پیدا ہوتی ہے۔

ایمان مجمل: آمنت باللہ کما ھو باسمائہ و صفاتہ و قبلت جمیع احکامہ اقرار بلّسان و تصدیق بلقلب "میں خدا پر اور اس کے اسماء و صفات پر ایمان لایا اور میں نے اس کی احکام کو قبول کیا۔ میں نے زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کی۔"

ایمان مفصل: آمنت باللہ و ملئکۃ و کتبہ و رسلہٖ والیوم الآخر والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ و البعث بعدالموت. "میں خدا پر اس کے فرشتوں، اس کی

کتابوں، رسولوں، قیامت کے دن اور تقدیر الٰہی پر ایمان لایا۔ اس کے ہونے سے قبل خدا جانتا ہے اور ایمان لایا مرنے کے بعد زندہ ہونے پر۔"

عقائد

گزشتہ اوراق میں ایمان واعتقاد کے وہ کلمے جن میں عقائد کی سب اصولی و بنیادی چیزیں آگئیں درج ہو چکے ہیں، مگر یہاں ان کی ایک گونہ علیحدہ علیحدہ تصریح کی جائے تا کہ ہر رکن کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

اللہ: انسان ہوش سنبھال کر اپنی ان تمام فطری طاقتوں کے باعث جو اسے خلاق عالم نے عطا کیں اور جن کی بدولت اس کا رتبہ واعزاز عرشیوں سے افضل واعلیٰ ہو گیا اور اشرف المخلوقات ٹھہرایا گیا۔ اس کارخانہ عالم عالم کی ہر شئے کا جب مطالعہ کرتا ہے تو اس کی حقیقت سے نگاہ قلب میں یہ وجدان و کیفیت پیدا کرتی ہے کہ کل شی یدل علی صانعہ یعنی ہر شئے اپنے صانع اور بنانے والے کے وجود کو پکارتی ہے، کبھی تو وہ لہلہاتے ہوئے چمنوں کو دیکھ کر متحیر ہوتا ہے، کبھی سبزہ زقروں پر اس کی متعجب نگاہ جم جاتی ہے اور اس کا دل رنگ برنگ کے پھولوں کی مہک پر راغب ہو کر کہتا ہے کہ کیا زمین کی قوت، پانی کی طاقت، باغبان کی محنت نے یہ تختہ لگا دیا ہے؟ وہاں سے ہٹ کر وہ بہتے آبشاروں، ابلتے چشموں، خوف ناک سمندروں کے مدوجزر کو دیکھ کر سوچتا ہے کہ کیا یہی میرا مطلوب اصلی ہیں، یہاں بھی اس کا اطمینان قلب نہیں ہوتا تو وہ زمین سے نگاہیں بچا کر سیارگانِ شب سے باتیں کرتا ہے۔ یکایک اس کے سامنے حجلۂ عروسی سے نکل کر ماہتاب حسن نمودار ہوتا ہے جس کی جلو میں تمام ستارے اپنی رفتار کا تماشا دکھاتے ہوئے اپنی منزل سفر ختم کرتے ہیں اور یہ متلاشی حق پکارنے لگتا ہے انی لا احب الافلین۔

غرض سب کو دیکھ کر اور ہر طرف نقل و حرکت کے بعد پھر وہی ایک شئے انسانی دماغ و قلب میں حرکت کرتی ہے کہ ان سب مخلوقات سے ارفع واعلیٰ کوئی طاقت ہے جو میرے درد کا مداوا اور مرض کی دوا ہے۔ قلب پکارتا ہے کہ وہ اللہ ہے۔

قرآن کریم نے انسانی فہم وعقل کے مطابق جگہ جگہ روزمرہ کی مثالیں دے کر خدا کے وجود کے بے شمار دلائل دیے۔ اب رہی یہ بات کہ اللہ کیا ہے؟ اسے مختصراً یوں سمجھ لو اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے موجود ہے، ہمیشہ رہنے والا ہے، یہ نہیں کہ کسی نے اس کو موجود کیا، وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا اور سب حادث ہیں۔ ایک وقت ایسا تھا کہ کوئی نہ تھا پھر اس کی قدرت و حکم سے موجود ہو گئے۔ اب پھر ایسا وقت آئے گا کہ خدا کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا جو قدیم وازلی ہے وہی رہے گا۔ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن (۱۹)

نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ اس کا کوئی باپ ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں سب اسی کے تابع وفرماں بردار ہیں۔ اللہ کا کوئی شریک نہیں، اسی کا وجود واجب الوجود ہے اور اسی لائق ہے کہ اس کی عبادت و بندگی کی جائے۔ انسان کی تمام تدبیریں وذہنی فکری ارتقا ترقیات و ایجادات کی تمام بلند پروازیاں اس کی قوت وقدرت کے مقابلے میں سطحی و کمزور ہیں۔

اسی مختصری کیفیت کے ساتھ ایسے وجود کی کچھ صفات بھی ہیں اور وہ اپنے صفاتی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ زندگی، علم، قدرت، ارادہ، سننا، دیکھنا، کلام کرنا، پیدا کرنا یہ سب صفات بھی اس کی قدیم ہیں۔ عجز وجہل، کذب اور عام عیبی صفات ذاتِ الٰہی میں نہیں اور نہ ان کا ہونا ممکن۔ وہ جسم وجوہر وغیرہ سے پاک ہے۔ زمانہ جاہلیت سے بھی مبرا ہے۔

یہ بات کہ وہ عرش سے اوپر ہی اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی جہت ہے۔ عرش اور ماسوائے عرش جو کچھ ہے وہ اس کی مخلوق ہے وہ عرش یا ماسوائے عرش میں محدود نہیں۔ عرش میں مخلوقات سے زیادہ نورانیت ہے اس طور پر عرش آئینہ ظہور عظمت وکبریائی ہے،

Marfat.com

ورنہ عرش اور دیگر مخلوق مخلوق ہونے کے لحاظ سے مساوی ہیں۔ قلب مومن میں بھی اس کی تجلیات موجود ہیں۔ نحن اقرب الیه من حبل الوری (ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں) (۲۰) اس کی نزدیکی و قرب کی شاہد ہے۔

خدا کسی مجموعے کا نام نہیں جسے اتحاد ثلثہ باپ، بیٹا، روح القدوس یا روح، مادہ جیسے وجودوں کو قدیم بالذات مان کر مجموعے کا نام خدا رکھیں۔ نہ وہ کسی میں حلول کئے ہوئے ہے، نہ اس کے حصے تجزی ہو سکتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں بے مثل ہے اس کی خدائی کی نہ تجزی ہے نہ تقسیم، نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ سہیم۔

توحید و ردِ شرک: آیات: (۱) ومن یدع مع اللّٰه الٰها آخر لا برهان له به فانما حسابه عند ربه اِنّه لا یفلح الکافرون (۲۱) ''جو کوئی خدا کے سوا دوسرے معبود کو پکارے جسکی وہ اپنے خدا کے پاس کوئی دلیل نہیں رکھتا تو اس کا حساب پروردگار ہی کے پاس ہے جو کافروں کو فلاح نہیں دیتا۔''

(۲) قل هو اللّٰه احد اللّٰه الصمد لم یلد ولم یو لد ولم یکن له کفوا احد (۲۲) ''کہہ دو کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کے برابر ہے۔''

(۳) والٰهکم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحیم (۲۳) ''تمہارا معبود خدائے واحد ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بڑا رحم کرنے والا ہے۔''

(۴) واعبدوا اللّٰه ولا تشرکوا به شیئاً (۲۴) ''اللہ کی عبادت کرو کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو۔''

(۵) قل اندعو من دون اللّٰه مالا ینفعنا ولا یضرنا (۲۵) ''کہہ دو کیا ہم اللہ کے سوا ان کو پکاریں جو ہمارا نہ بھلا کر سکتے ہیں اور نہ ہمیں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔''

(۶) لو کان فیهما آلهة الا اللّٰه لفسدتا (۲۶) ''اگر آسمان و زمین میں خدا کے سوا کوئی معبود ہوتے تو ان میں فساد ہو جاتا۔''

شرک پر طلب برہان: (۱) اتخذوا من دونه آلهة قل هاتوا برهانکم (۲۷) ''کیا خدا کو چھوڑ کر انہوں نے اپنے معبود قرار دیئے ہیں ان سے کہو لاؤ اپنی دلیلیں۔''

(۲) اَمَّنْ یبدء الخلق ثم یعیده ومن یرزقکم من السماء والارض ءَاله مع اللّٰه قل هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین (۲۸) ''کون آفرینش کا آغاز کرتا پھر اسے لوٹاتا ہے؟ کون تمہیں آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا خدا کے سوا کوئی معبود ہے؟ اے پیغمبر! ان سے کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو دلیل لاؤ۔''

(۳) لا تجعل مع اللّٰه الها آخر فتقعد مذموما مخذولا (۲۹) ''نہ ٹھہرا اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ورنہ بیٹھا رہے گا مذموم و بے کس ہو کر۔''

(۴) قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا به شیئا (۳۰) ''کہہ دو آؤ میں سنا دو جو تم پر تمہارے خدا نے حرام کر دیا وہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔''

(۵) قل هذه سبیلی ادعوا الی اللّٰه علی بصیرة انا ومن اتبعنی (۳۱) ''کہہ دو یہ ہے میرا راستہ بلاتا ہوں اللہ کی طرف سمجھ بوجھ کر میں اور جتنے میرے تابع ہوں۔''

احادیث: (۱) عن معاذ قال یا رسول اللّٰه اخبرنی بعمل یدخلنی الجنة ویباعدنی من النار قال لقد سألتعن امر عظیم وانه یسیر علی من یسره اللّٰه تعالیٰ علیه تعبد اللّٰه ولا تشرک به شیئا و تقیم الصلوٰة وتوتی الذکوٰة و تصوم رمضان و تحج البیت الخ (۳۲) ''حضرت معاذ رضی اللہ عنہ روای ہیں میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے ایسا عمل

Marfat.com

بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کرے اور دوزخ سے دور کر دے۔ فرمایا تو نے ایک بڑے امر کو پوچھا یہ آسان ہے جس پر خدا آسان کر دے۔ خدا کی عبادت کر اور اس کے ساتھ شریک نہ کر، نماز پڑھ، زکوٰۃ دے، رمضان کے روزے رکھ، حج بیت اللہ کر۔"

(۲) و عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ثنتان موجبتان قال رجل یا رسول اللہ ما الموجبتان قال من مات یشرک باللہ شیئا دخل النار و من مات لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ(۳۳) "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دو باتیں دو چیزوں کی جواب کرنے والی ہیں۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ وہ دونوں باتیں کیا ہیں؟ ارشاد ہوا جو شخص خدا کے ساتھ شریک کرتا ہوا مر گیا وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور جو خدا کے ساتھ شریک نہ کرتا ہوا مرا وہ جنت میں داخل ہوگا۔"

(۳) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ کذبنی ابن آدم و لم یکن لہ ذلک و شتمنی ولم یکن لہ ذلک فاما تکذیبہٗ ایای فقولہ لن یعیدنی کما بدأنی و لیس اول الخلق باھون علیّ من اعادتہ واما شتمہ ایای فقولہ اتخذ اللہ ولدا وانا الاحد الصمد الذی لم الد ولم أولد ولم یکن لی کفوا أحد (۳۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا خداوند برتر فرماتا ہے ابن آدم نے مجھے جھٹلایا یہ اس کے لئے زیبا نہ تھا اس نے مجھے برا کہا اسے ایسا نہ چاہئے تھا میرے حق میں اس کی تکذیب یہ کہنا ہے کہ ہرگز دوبارہ زندہ نہ کرے گا مجھ کو جیسا کہ ابتدا کی، حالاں کہ نہیں ہے مجھ پر اول پیدائش دشوار اعادے سے اور اسکا مجھے برا کہنا یہ ہے کہ کہتا ہے اللہ نے اپنے لئے بیٹا بنایا، حالاں کہ میں ایک بے پرواہ ذات ہوں جس نے نہ جنا اور نہ جنا گیا اور نہ میرا کوئی ہمسر ہے۔

(۴) عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسم لا یؤمن عبد حتی یومن باربع یشھد ان لا الہ الا اللہ و انی محمد رسول اللہ ﷺ بعثنی بالحق و یؤمن بالموت و یؤمن بالبعث بعد الموت و یؤمن بالقدر(۳۵) "حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا مسلمان کامل الایمان نہیں ہوتا جب تک چار باتوں کا اقرار نہ کرے۔ خدائے وحدہٗ لاشریک کی گواہی میری رسالت کا اقرار اس صورت سے کہ خدا نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور موت پر ایمان لائے اور موت کے بعد قیامت اور قدر پر۔"

(۵) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ بنی الاسلام علی الخمس شھادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ و اقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج و صوم رمضان.(۳۶) "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے خدائے وحدہٗ لاشریک کی، گواہی محمد ﷺ کی عبدیت و رسالت کا اقرار، نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، حج ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا۔"

(۶) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال اتی اعرابی النبی ﷺ فقال دلنی علی عمل اذا عملتہ دخلت الجنۃ قال تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا و تقیم الصلوٰۃ المکتوبۃ و تؤدی الزکوٰۃ المفروضۃ و تصوم رمضان قال والذی نفسی بیدہ لا ازید علی ھذا شیئا ولا انقص منہ فلما ولی قال النبی ﷺ من سرہ ان ینظر الی رجل

Marfat.com

من اهل الحنة فلينظر الى هذا(۳۷)

''حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں، ایک اعرابی نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آ کر عرض کیا کہ مجھے آپ ایسا عمل بتائیں جسے اختیار کر کے جنت میں جاؤں۔ فرمایا خدا کی عبادت کر اور اس کے شریک نہ کر، نماز مفروصہ ادا کر، زکوٰۃ دیتا رہ، رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے عرض کیا خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس میں کمی یا زیادتی نہ کروں گا جب وہ شخص چلا گیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا جسے اچھا معلوم ہو کہ وہ جنتی کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ اس شخص کو دیکھ لے۔''

(۷) عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم مفاتيح الجنة شهادة ان لا اله الا الله(۳۸) ''معاذ بن جبل راوی ہیں فرمایا گیا جنت کی کنجیاں گواہی دینا اس کا ہے کہ نہیں کوئی معبود سوائے خدا کی ذات کے۔''

علامت ایمان: عن امامة ان رجلا سائل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ما الايمان قال اذا سرتک حسنتک و سائتک سیتک فانت مؤمن قال يارسول الله فما الاثم قال اذا حاک فی نفسک شی فدعه(۳۹) ''حضرت ابی امامہ سے مروی ہے ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے پوچھا ایمان کیا ہے؟ (یعنی ایمان کی علامت کیا ہے؟) فرمایا جب بھلائی تجھے بھلی معلوم ہو اور برائی سے تو ناخوش ہو اس وقت تو مومن ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گناہ کیا ہے؟ فرمایا جب تیرے دل میں کوئی چیز چبھے تو اس کو چھوڑ دے (یعنی بری معلوم ہو۔)

تزکیہ قلوب کا نظام (خشیت الٰہی وتقویٰ)

مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ہر وقت خدائے پاک کے احکام کا خیال کرتا رہے، اعمال صالحہ کا پابند ہو، اپنے دل میں اس کی تو عظمت قائم کرے، ہر عمل میں ڈرتا رہے۔ خدا سے ڈرنے کے یہ معنی ہیں کہ بندہ اس کی مرضی کا تابع ہو، کوئی کام اس کے خلاف نہ ہو۔ وہ باتیں جن کے نہ کرنے کا اسے حکم دیا گیا اس سے بچے یہی تقویٰ ہے۔ سوائے خدا کے خوف کے مخلوق کا خوف اس کے دل میں نہ آئے۔

آیات: (۱) و اما من خاف مقام ربه و نهى النفس عن الهوى فان الجنة هى الماوىٰ(۴۰) (جواب دہی کے لئے) کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکتا رہا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

(۲) فایای فارهبون(۴۱)

(۳) واتق الله(۴۲) اور اللہ سے ڈر۔

(۴) ولا يخشون احدا الا الله و كفى بالله حسيبا(۴۳)

وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے ہیں اور ان کا محاسب اللہ ہے۔

(۵) انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم(۴۴)

ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔

(۶) واذا تليت عليهم اياته زادتهم ايمانا (۴۵)

اور جب آیات تلاوت کی جائیں تو وہ آیتیں ان کا ایمان بڑھا دیں۔

(۷) ويخشون ربهم ويخافون سوء الحساب(۴۶)

اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں حساب کی سختی کا۔

(۸) اتخشونهم فالله احق ان تخشوه(۴۷)

کیا تم اس سے ڈرتے ہو، حالاں کہ اللہ اس بات کا زیادہ

Marfat.com

حق دار ہے کہ اس سے ڈرو۔

(۹) ان اکرمکم عنداللہ اتقکم(۴۸)

تم میں خدا کے نزدیک وہی عزت والا ہے جو متقی زیادہ ہو۔

توکّل: مسلمان کو بتایا گیا ہے کہ وہ خدا پر بھروسہ کرے، اپنی سعی و کوشش پر ہی نازاں نہ ہو۔ جس نے پیدا کیا ہے اس نے اپنے بندے کے لئے رزق بھی مقرر کر دیا ہے۔ توکل کے یہ معنی نہیں کہ ہاتھ پیر باندھ کر بیٹھ جائے، بلکہ خدا پر پوری طرح توکل بھروسہ کرے وہ ضرور عطا کرے گا۔ جو بندگانِ خدا اس کی اطاعت و محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے خدا ان کے پاس جس طرح چاہتا ہے رزق بھیجتا ہے۔

آیات:(۱) قل هو ربی لا اله الا هو علیه توکلت و الیه متاب (۴۹) تم ان سے کہہ دو وہی میرا پروردگار ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(۲) وتوکل علی الحي الذی لا یموت و سبح بحمده (۵۰)

اس پر بھروسہ رکھ جس کو موت نہیں اور تسبیح کر اس کی حمد کے ساتھ۔

احادیث: (۱)عن صهیب قال قال رسول اللہ ﷺ عجبا لامر المؤمن ان امره کله له خیر و لیس ذلک لا حد الا للمؤمن ان اصابته سراء شکر فکان خیر اله وان اصابته ضراء صبر فکان خیر اله(۴۱) ”حضرت صہیب رضی اللہ عنہ راوی ہیں رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا مومن کا عجیب حال ہے اس کے واسطے ہر کام میں بہتری ہے اور یہ چیز مسلمان کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں اگر اس کو خوشی ہو تو شکر کرے یہ بھی اس کے واسطے بہتر ہے اور اگر مصیبت پہنچے تو صبر کرے یہ بھی اس کے لئے بہتر ہے۔“

(۲) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لو انکم تتوکلون علی اللہ حق توکله لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصا و تروح بطانا(۵۲)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راوی ہیں، کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اگر تم خدا پر بھروسہ کرو گے تو وہ تم کو اسی طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے ہوتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے لوٹتے ہیں۔

(۳) عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ ﷺ ان الرزق لیطلب العبد کما یطلبه اجله(۵۳)

”حضرت ابی دردا رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا رزق بندے کو اسی طرح تلاش کرتا ہے جس طرح موت ڈھونڈتی ہے۔“

تسبیح: خدا کی تسبیح و تحمید بندے کا فرض ہے۔ قرآن حکیم اور احادیث نبویہ میں جگہ جگہ تسبیح کی تاکید کی گئی ہے اور اس کے بہتر و مناسب اوقات بھی بتا دیئے گئے ہیں، اگر خلوص نیت اور سچی خشیت و خوف کے ساتھ بندہ اپنے رب کی تسبیح کرتا رہے تو ضرور اس کا فیض حاصل کرے گا۔ الفاظ تسبیح یہ ہیں:

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

آیات: (۱) وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الفروب و من اللیل فسبحه وادبار السجود (۵۴)
”اپنے رب کی تسبیح وحمد کرو سورج نکلنے سے قبل اور غروب سے پہلے اور کچھ رات کے حصے میں اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد بھی۔“

(۲) و سبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل

Marfat.com

غروبها و من آنایٔ اللیل(۵۵) ''آفتاب نکلنے سے قبل اور ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ۔ اس کی تسبیح کرورات کے وقتوں میں۔''

(۳) فسبح و اطراف النهار لعلک ترضیٰ (۵۶) ''تسبیح کیا کرو دن کے اطراف میں (صبح وشام) تا کہ تم خوش ہوجاؤ۔''

''تسبیح کیا کرو دن کے اطراف میں (صبح وشام) تا کہ تم خوش ہوجاؤ۔''

(۴) سبح اسم ربک الاعلی الذی خلق فسوی (۵۷) ''اے پیغمبر! اپنے پروردگار عالی کے نام کی تسبیح کیا کرو جس نے (تمام مخلوقات کو) بنایا اور درست کیا۔''

(۵) فسبح بحمد ربک و کن من الساجدین(۵۸) ''پس تسبیح کرو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور سجدہ کرنے والوں میں ہوجاؤ۔''

(۶) لتؤمنوا باللّٰه و رسولهٖ و تعزروه و توقروه وتسبحوه بکرة واصیلاً(۵۹) ''تا کہ تم لوگ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کی تعظیم وتوقیر کرو اور اس کی تسبیح صبح وشام کرو۔''

(۷) فسبح باسم ربک العظیم(۶۰) پس تسبیح کر اپنے رب کی جو بڑا ہے۔

(۸) سبح للّٰه مافی السموات و ما فی الارض(۶۱) تسبیح کر اللہ کے واسطے اسی کا ہے جو کچھ زمین وآسمان میں ہے۔

احادیث: (۱) عن سمرة بن جندب قال قال رسول اللّٰه ﷺ احب الکلام الی اللّٰه اربع سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا اله الا اللّٰه واللّٰه اکبر لا یضرک بایهن بدات(۶۲) ''سب سے زیادہ محبوب کلام اللہ کے نزدیک چار ہیں: سبحان اللّٰه، والحمد للّٰه، ولا اله الا اللّٰه، واللّٰه اکبر اللہ پاک نہیں ضرر کرتا تجھ کو یہ کہ کسی نام کے ساتھ تو شروع کرے۔ یعنی خواہ پہلے سبحان اللہ کہے یا الحمدللہ یا لا الہ الا اللہ۔''

(۲) عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ من قال لا اله الا اللّٰه وحده لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شئ قدیر فی یوم مأة مرة کانت له عدل عشر رقاب و کتبت له مائة حسنة و محیت عنه مائة سیئة و کانت له حرزاً من الشیطان یومه ذلک حتی یمسی ولم یأت احد بافضل مما جاء به الارجل عمل اکثر منه(۶۳) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا حضور اکرم ﷺ نے جس نے لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر دن میں سو بار پڑھا اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور سو نیکیاں اس کے اعمال میں لکھی جائیں گی اور اسی طرح سو برائیاں دور کی جائیں گی۔ شیطان سے اس کو پناہ ہوگی اس دن شام تک نہیں لایا کوئی عمل اس چیز سے بہتر کہ نہ دے گا اس کو مگر وہ شخص کہ عمل کیا زیادہ اس سے۔''

(۳) عن جابر رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ من قال سبحان اللّٰه العظیم و بحمدهٖ غرست له نخلة فی الجنة(۶۴) ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس نے سبحان اللّٰہ العظیم وبحمدہ پڑھا اس کے لئے جنت میں کھجور کا درخت لگایا جاتا ہے۔''

(۴) عن جابر رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ افضل الذکر لا اله الا اللّٰه وافضل ادعاء الحمدللّٰه(۶۵) ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا تمام ذکروں میں افضل لا الہ الا اللہ ہے اور افضل دعاؤں میں الحمدللہ ہے۔''

Marfat.com

تسبیح میں خلوص اور اس کا نتیجہ: (۱) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ما قال عبد لا الہ الا اللہ قط مخلصا الا فتحت لہ ابواب السماء حتی تفضی الی العرش ما اجتنب الکبائر(۶۶) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں فرمایا جب بھی کوئی بندہ خلوص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہتا ہے خدا اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولتا ہے یہاں تک کہ وہ عرش کے قریب ہو جاتا ہے جب تک کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے۔''

(۲) و عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من قال حین یصبح و حین یمسی سبحان اللہ و بحمدہ مائۃ مرۃ لم یأت احد یوم القیامۃ بافضل مما جاء بہ الا احد قال مثل ما قال اوزاد علیہ(۶۷) ''جس نے صبح وشام سبحان اللہ وبحمدہ سو بار پڑھا نہیں لائے گا کوئی عمل بہتر قیامت میں اس چیز سے کہ لائے گا یہ شخص مگر وہ کہ کیا اس نے اس کی مانند یا اس پر زیادہ کیا۔''

توبہ واستغفار: اسلام دین فطرت ہے اس لئے اس کا ہر حکم اپنے اندر حقائق رکھتا ہے۔ چوں کہ بندہ بشری حیثیت سے عام طور پر اچھائی اور برائی دونوں کی قوت رکھتا ہے، اس لئے وہ اگر کسی وقت شہواتِ نفسانی، خدشاتِ شیطانی کے باعث گناہ ومعصیت میں مبتلا ہو جائے تو اب یہ نہیں کہ خطاؤں کی معافی کے لئے کوئی شکل ہی باقی نہ ہو۔ اسلام مقدس نے ایسے اوقات پر حکم دیا انسان اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرے اس کے الفاظ بھی معین کر دیئے گئے، اگر توبہ کے بعد انسان اس معصیت میں دوبارہ آلودہ نہ ہوا تو پھر صالح بندوں میں جا ملے گا اور خدائے رحیم وکریم اس کے لئے رحمت ورضوان کے دروازے کھول دے گا۔

توبہ اصل میں توبہ نصوح ہونی چاہئے۔ آج کل کی زمانے میں ہم صدہا بار توبہ کرتے ہیں اور پھر اسی معصیت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حالتیں درست فرمائے۔ اب ذیل میں توبہ و استغفار کے متعلق چند آیات واحادیث درج کی جاتی ہیں۔

آیات: (۱) واستغفراللہ ان اللہ کان غفورا رحیما(۶۸) ''خطاؤں کی معافی خدا سے چاہو، اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

(۲) ومن یعمل سوء او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما(۶۹) ''جس نے کوئی برائی کی یا اپنے نفس پر ظلم کیا پھر خدا سے مغفرت چاہی تو وہ خدا کو غفور ورحیم پائے گا۔''

(۳) استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ(۷۰) ''اپنے رب سے مغفرت مانگو پھر اسی کی طرف توبہ کرو۔''

(۴) یا ایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا(۷۱) ''اے ایمان والو! اللہ کی جانب میں خالص توبہ کرو۔''

(۵) وھوالذی یقبل التوبۃ عن عبادہ و یعفو عن السیات و یعلم ماتفعلون(۷۲) ''وہی اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا اور خطائیں معاف کرتا ہے اور جو تم کرتے ہو جانتا ہے۔''

احادیث: (۱) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ واللہ انی لاستغفراللہ و اتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ(۷۳) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں ایک دن میں استغفار وتوبہ خدا کی بارگاہ میں ستر سے زیادہ بار کرتا ہوں۔''

اس حدیث میں امت کو رغبت دلانا مقصود تھا آپ معصوم ہو کر ستر بار استغفار فرمائیں تو امت کو زیادہ سے زیادہ توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

(۲) عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله علیه(۷۴) ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بندہ جس وقت اعتراف گناہ کرکر پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔''

(۳) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان المؤمن اذا اذنب کانت نکتة سوداء فی قلبه ان تاب واستغفر صقل قلبه وان زاد زادت حتی تعلو قلبه فذالکم الران الذی ذکر الله تعالیٰ ''کلا بل ران علیٰ قلوبهم ما کانو یکسبون''(۷۵) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے ارشاد کیا جب مؤمن گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ ہو جاتا ہے، اگر توبہ و استغفار کرتا ہے تو اس کا دل صاف کر دیا جاتا ہے اور اگر گناہ زیادہ کرتا ہے تو وہ نکتہ زیادہ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل کو گھیر لیتا ہے۔ پس یہ ہے ران جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ''ہرگز نہیں یوں بلکہ زنگ باندھا ہے ان کے دلوں پر اس چیز نے کہ وہ کرتے تھے۔''

(۴) عن ابن عباس رضی الله قال قال رسول الله ﷺ من لزم الاستغفار جعل الله له من کل ضیق مخرجا و من کل هم فرجا و رزقه من حیث لا یحتسب(۷۶) ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس نے استغفار پڑھنا لازم کرلیا مقرر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے تنگی سے نکلنے کی راہ کو اور ہر غم سے خلاصی اور رزق دیتا ہے جہاں سے گمان بھی نہیں کرتا۔''

اولاد کی طرف سے استغفار و توبہ کا بدلہ: (۱) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الله عز و جل لیرفع الدرجة للعبد الصالح فی الجنة فیقول یارب انّی لی هذه فیقول باستغفار ولدک لک(۷۷) ''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے ارشاد کیا خدا نیک بندے کا درجہ بہشت میں بلند کرے گا، بندہ کہے گا اے پروردگار! یہ درجہ کہاں سے حاصل ہوا؟ ارشاد ہوگا تیرے فرزند کے استغفار کی بدولت۔''

(۲) عن عبدالله بن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ماالمیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ینتظر دعوة تلحقه من اب او ام او اخ او صدیق فاذ الحقته کان احب الیه من الدنیا ومافیها وان الله تعالیٰ لیدخل علی اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال وان هدیة الاحیاء الی الاموات الاستغفار لهم(۷۸) ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مردے کی حالت قبر میں ڈوبنے والے کی طرح ہوتی ہے (یعنی اس کا کوئی ہاتھ پکڑے) وہ فریادی باپ ماں، بھائی اور دوست کی دُعائیں پہنچنے کا منتظر ہوتا ہے جب دعا اس کے پاس پہنچتی ہے تو اس کو یہ بات دنیا و مافیہا سے زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہے۔ بے شک خدا (اجر) پہنچاتا ہے قبر والوں کو زمین والوں کی دعا کے باعث مثل پہاڑوں کے۔ زندوں کا مردوں کے لئے ہدیہ یہ ہے کہ وہ ان کے لئے استغفار کریں۔''

ملائکہ: فرشتے خدا کی مخلوق ہیں جن پر ہمیں ایمان لانے کا حکم ہوا۔ وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے جو کام ان کے لئے مقرر فرما دیئے گئے ہیں بلا کم و کاست ان کو انجام دیتے ہیں۔ وہ نہ م

Marfat.com

ہیں نہ عورت۔ کچھ تو وہ ہیں جو بجز تسبیح و تحمید کے اور کچھ نہیں کرتے۔ بعض کو خدا نے انبیاء و مرسلین پر وحی پہنچانے کے لئے مقرر فرما دیا ہے۔ ان فرشتوں کے حق میں خطا بھول چوک نہیں۔ وہ جو کچھ خدا کی طرف سے پہنچاتے ہیں حق ہے، اس میں احتمال کا محل ہی نہیں۔

فرشتوں کے متعلق کچھ آیات درج کی جاتی ہیں۔

آیات: (۱) الحمدلله فاطر السموات والارض جاعل الملئکة رسلا اولی اجنحة مثنٰی و ثلث و رباع یزید فی الخلق مایشاء (۷۹) ''تمام تعریفوں کا مستحق خدا ہے جس نے زمین و آسمان بنائے اور اس نے فرشتوں کو پیامبر بنایا جن کے دو دو تین تین چار چار بازو ہیں۔ بناوٹ میں جو چیز چاہے بڑھا دیتا ہے۔''

(۲) والملئکة یسبحون بحمد ربهم و یستغفرون لمن فی الارض (۸۰) ''فرشتے اپنے رب کی تسبیح اور تعریف میں لگے ہوئے ہیں۔ زمین والوں کے لئے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔''

(۳) من کان عدو الله و ملئکة و رسله و جبریل و میکل فان الله عدو للکافرین (۸۱) ''جو شخص خدا اور اس کے فرشتوں، رسولوں، جبرئیل و میکائیل کا دشمن ہو پس اللہ کافروں کا دشمن ہے۔''

(۴) و ان علیکم لحفظین کراما کاتبین یعلمون و تفعلون (۸۲) ''حالاں کہ تم پر ہمارے محافظ کراماً کاتبین مقرر ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ ان کو معلوم رہتا ہے۔''

(۵) له معقبات من بین یدیه و من خلفه یحفظونه من امر الله (۸۳) ''(انسان کے) آگے پیچھے خدا کی طرف سے حفاظت کے لئے فرشتے مقرر ہیں۔''

(۶) لا یعصون الله ما امرهم و یفعلون مایؤ مرون (۸۴) ''خدا ان کو جو حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔''

ان آیات شریفہ سے مختصراً فرشتوں کی نوعیت معلوم ہو جاتی ہے۔ مشہور فرشتوں میں حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل ہیں جن کے علیحدہ علیحدہ کام ہیں۔ اسلام سے قبل بعض جہال کا خیال تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اس مذموم خیال کی قرآن مجید میں باوقات مختلف تردید فرما دی گئی ہے۔ بعض افراد اس زمانے میں ملائکہ کے وجود ہی سے انکار کرتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں۔ اگر گنجائش ہوتی تو اس بارے میں مزید تشریح کی جاتی۔

جنات: فرشتوں کے علاوہ دوسرے گروہ کا نام جنات ہے جو فرشتوں سے ملتے جلتے ہیں۔

کتب الٰہیہ: تیسری چیز جس پر ایمان لانا ضروری ہے خدا کی وہ تمام کتابیں ہیں جو خدا نے قرآن مجید سے قبل اتاریں۔ صحیح اور کامل تعداد تو نہیں بتائی گئی، البتہ ان میں مشہور چار ہیں: (۱) توراۃ: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر (۲) زبور: حضرت داؤد علیہ السلام پر (۳) انجیل: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور آخر میں تمام کتابوں کا سرچشمہ خداوند برتر کی مکمل کتاب (۴) قرآن کریم: حضرت ختم رسالت محمد رسولؐ پر نازل ہوا۔ ان چاروں کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

لیکن اس چیز کو بھی سمجھتے جاؤ کہ قرآن مجید سے قبل ایک کتاب بھی ایسی نہ تھی جس میں تحریف و تبدیلی نہ کر دی گئی ہو۔ ہمارا ایمان ان کتب ماسبق پر ہے جو خدا کے یہاں سے ان حضرات پر نازل فرمائی گئیں۔ بالفعل یہ عزت سوائے قرآن مجید کے اور کتاب کو حاصل نہیں کہ وہ اپنی اصلی و حقیقی شان کے ساتھ موجود ہے۔

(۱) قل آمنا بالله وما انزل علینا وما انزل علی ابراهیم و اسمٰعیل واسحٰق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسٰی و عیسٰی والنبیون من ربهم لا نفرق بین

Marfat.com

احدمنهم و نحن له مسلمون(۸۵) ''اے محمد! کہہ دو ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا اور جو اتارا گیا ابراہیم واسماعیل واسحاق و یعقوب اور اولادِ یعقوب پر اور جو دیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ اور نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے۔ ہم فرق نہیں کرتے کسی ایک میں بھی اور ہم تو اسی کے حکم بردار ہیں۔''

(۲) یاایھاالذین آمنوا آمنوا باللّٰہ و رسوله والکتٰب الذی نزل علی رسوله والکتٰب الذی انزل من قبل و من یکفر باللّٰہ وملئکته و کتبهة و رسله والیوم الاخر فقد ضل ضلالا بعیدا(۸۶)''اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس کتاب پر جو اس پر اتاری گئی اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے اتری جو خدا اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت سے انکار کرے پس وہ بہت دور بھٹک گیا۔''

(۳) آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون کل آمن باللّٰہ وملئکته و کتبه و رسوله(۸۷) ''ہمارے پیغمبر ﷺ نے مان لیا جو ان پر پروردگار کی طرف سے اترا اور مسلمانوں نے بھی۔ سب کے سب ایمان لے آئے اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور پیغمبروں پر۔''

قرآن مجید: عالم انسانیت کو درس دینے والی آخر و مکمل کتاب۔ جس چیز نے مسلمانوں کو برباد کیا وہ قرآن کریم سے بے توجہی ہے جو کتاب سارے جہان کے لئے بشیر ونذیر ہو، جس کے دروازے بلاامتیاز ہر قوم وملت کے لئے کھلے ہوئے ہوں، جس میں عالم انسانیت کی دینی، دنیوی، اخلاقی، معاشرتی، علمی، تجارتی واقتصادی ضروریات زندگی کے ہر شعبے کو مکمل کرنے کا سامان ہو اس صحیفۂ الٰہی کے حقائق و معلومات سے مسلمان ہی بے خبر ہیں! بلاشبہ تلاوتِ قرآن پاک بھی باعث اجر وثواب ہے مگر قرآن کریم تو جگہ جگہ تعقلون تعلمون وغیرہ کی قیود لگا کر بتا رہا ہے کہ پڑھنے والا اس کے معانی ومطالب میں غور وفکر کرے۔ ہمیں اس کا تو شوق ہے کہ قرآن کریم عمدہ عمدہ غلافوں میں محفوظ رہے یا کبھی مصیبت و تکلیف کے وقت اوراقِ شریفہ کی ہوا دے دی جائے۔ یقین کیجئے مسلمانوں نے خدا کے اس آخر اور مکمل صحیفے پر عمل کرنے کے لئے دنیا کے ہر حصے کو ہلا ڈالا۔ آج بھی اگر ہم اپنی فوز وفلاح چاہتے ہیں تو احکامِ قرآنی سے باخبر ہو کر اس پر عمل کریں۔

فضائل قرآن وماہرین قرآن :

احادیث:(۱) عن عثمان رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ خیر کم من تعلم القرآن و علمه(۸۸) ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا تم میں وہ شخص ہی بہتر ہے جس نے قرآن کو سیکھ کر (دوسروں کو) سکھایا۔ (یہاں سیکھنے سے مراد قرآن کریم کی حقائق و دقائق بھی مراد ہیں)''

(۲) عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ الماهر بالقرآن مع السفرة الکرام البررة والذی بقرء القرآن و یتتعتع فیه و هو علیه شاق له اجران(۸۹) ''حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا قرآن کا ماہر ان فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو نیکوکار بزرگ ہیں اور جو قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور یہ بات اس پر گراں ہے اسے دوہرا اجر ہے۔''

ماہر تو افضل ہی ہے مگر اٹک کر پڑھنے والے کو اعتبار مشقت کے ثواب ہے۔

قرآن کریم کو ترتیل سے پڑھنے کا بدلہ:(۱) عن عبداللّٰہ بن عمر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یقال لصاحب القرآن اقراء وارتق ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا فان

Marfat.com

منزلک عند آخر آیة تقرأها (۹۰) ''حضرت عبداللہ بن عمر راوی ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا (قیامت میں) پڑھنے والے سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھ اور چڑھ جا (بہشت کے درجوں پر) اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے دنیا میں پڑھتا تھا پس تیرا درجہ آخر آیت کے نزدیک ہے کہ تو اس کو پڑھے گا۔''

صاحب قرآن سے یہاں مراد وہ شخص ہے جو قرآن کریم کی ہمیشہ تلاوت اور اس پر عمل کرتا ہے۔

(۲) عن ابی سعید قال قال رسول اللہ علیہ السلام یقول الرب تبارک و تعالیٰ من شغله القرآن عن ذکری و مسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین و فضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ علیٰ خلقه (۹۱) ''حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے جس کو باز رکھے قرآن میری اور سوال کرنے سے میں اس کو اور مانگنے والوں سے بہتر دیتا ہوں۔ کلام اللہ کی بزرگی تمام کلاموں سے ایسی ہے جیسے خدا کی تمام مخلوق پر۔''

من شغله القرآن سے مراد یہ ہے کہ جو شخص قرآن کریم یاد کرنے اور اس کے معانی سمجھنے میں مشغول رہے تو میں اس کو مانگنے والوں سے زیادہ دیتا ہوں۔

قرآن کریم پر عمل کرنے والوں کا درجہ: عن معاذ الجهنی قال قال رسول اللہ علیہ السلام من قرء القرآن و عمل بما فیه الیس والداه القیامة ضوء ه احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لو کانت فیکم فما ظنکم بالذی عمل بهذا (۹۲) ''معاذ جہنی راوی ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا جو قرآن کی تلاوت کرے اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرے اس کے ماں باپ قیامت کی دن تاج پہنائے جائیں گے جس کی روشنی آفتاب سے اچھی ہوگی جو دنیا میں ہمارے گھروں میں ہے۔''

جب تک قرآن کریم پر عمل کرتے رہو گے گمراہ نہ رہو گے:

(۱) عن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ علیہ السلام نزل القرآن علیٰ خمسة او جه حلال و حرام و محکم و متشابه و امثال فاحلوا الحلال و حرموا الحرام واعملوا بالمحکم وآمنوا بالمتشابه واعتبروا بالامثال (۹۳) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا قرآن نازل ہوا پانچ طریقوں کے ساتھ حلال، حرام، محکم، متشابہ، امثال۔ پس حلال کو حلال جانو اور حرام کو حرام جانو اور محکم کے ساتھ عمل کرو، متشابہ پر ایمان رکھو اور قرآنی مثالوں سے عبرت حاصل کرو۔''

(۲) عن مالک بن انس مرسلا قال قال رسول اللہ علیہ السلام ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب اللہ و سنة رسوله (۹۴) ''مالک بن انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں حضرت علیہ السلام نے فرمایا میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑتا ہوں جب تک تم ان دونوں سے تمسک کرتے رہو گے گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔''

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنه قال من تعلم کتاب اللہ من الضلالة فی الدنیا و وقاه یوم القیامة سوء الحساب و فی روایة قال من اقتدی بکتاب اللہ لا یضل فی الدنیا ولا یشقیٰ فی الاخرة ثم تلا هذه الایة فمن اتبع هدای فلا یضل ولا یشقیٰ (۹۵) ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ جس نے قرآن پاک کو سیکھا اور اس کے بعد جو کچھ قرآن میں ہے اس کی پیروی کی تو خدا دنیا میں اس کو ہدایت

Marfat.com

پر ثابت کرے گا اور گمراہی سے بچائے گا جب تک وہ دنیا میں زندہ ہے اور قیامت میں بھی بڑے حساب سے اس کے ساتھ مواخذہ نہ ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے جس نے کتاب اللہ کی پیروی کی نہ تو وہ دنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ آخرت میں اس پر عذاب ہوگا اس کے بعد قرآن کریم کی آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے جس نے قرآن پاک کا اتباع کیا وہ نہ تو گمراہ ہوگا اور نہ بدبخت ہوگا۔''

(۴) عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ لایؤمن احد حتی یکون ھواہ تبعالما جئت بہ(۹۶) ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا نہیں ہوتا تم میں سے کوئی کامل الایمان (اس وقت تک نہیں ہوسکتا) جب تک کہ اس کی خواہشات تابع نہ ہوں اس کی (قرآن مجید کی) جس کو میں لے کر آیا ہوں۔''

انبیاء ماسبق اور اسلام: یہ حقیقت ہے کہ انبیاء ماسبق کے درجات عالیات اور ان کے مراتب کی تصدیق کرنے میں اسلام سے زیادہ کسی نے حصہ نہیں لیا۔ مسلمان کے عقیدے میں ہر مقدس نبی کی عزت اور اس پر ایمان لانا فرض قرار دے دیا گیا۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام تک جس قدر انبیاء آئے ہمارا سب پر ایمان ہے۔ انبیاء کا کام بندوں کو صراط مستقیم دکھانا ہے اور توحید کا درس دے کر خدا تک پہنچانا ہے۔ اس اصول میں تمام انبیاء ایک ہی تعلیم دینے آئے، البتہ قوموں کے حالات و ضروریات کے لحاظ سے خاص خاص ہدایات جدا جدا رنگ میں پیش فرماتے رہے۔ بعض پیغمبروں پر ایمان لانا اور بعض کا انکار کرنا بے دینی اور کفر ہے مسلمان کا درجہ اس مرتبے میں بھی سب سے اعلیٰ ہے وہ بنی اسرائیل کی طرح نہیں ہے کہ اپنے باپ دادا انبیائے بنی اسرائیل کے علاوہ دوسرے انبیاء کا انکار کرے۔ اسلام تو ان الزامات کو بھی دفع کرتا ہے جو ان اقوام نے اپنے مقدس انبیاء پر لگا رکھے تھے۔

اب رہا یہ امر کہ بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی، یہ ایک مشاہدہ ہے کہ ہر انسان اپنے اندر مختلف النوع خصوصیات رکھتا ہے۔ ہر شخص مساوی درجات نہیں رکھتا کسی میں کوئی کمال ہوتا ہے کسی میں کوئی جوہر، لیکن اسلام کسی پیغمبر میں ادنیٰ نقص کا بھی قائل نہیں۔

(۱) اسمہ المسیح عیسیٰ بن مریم وجیھا فی الدنیا والاخرۃ و من المقربین ویکلم الناس فی المھد و کھلا و من الصالحین(۹۷) ''اس کا نام مسیح ابن مریم ہوگا جو دنیا و آخرت میں باعزت اور مقرب بندوں میں ہوگا اور گہوارے میں لوگوں سے باتیں کرے گا۔''

(۲) ماکان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما وماکان من المشرکین(۹۸) ''حضرت ابراہیم یہودی و نصرانی نہ تھے، بلکہ فرمانبردار بندے تھے، شرک کرنے والوں میں نہ تھے۔''

(۳) ان الذین یکفرون باللہ و رسلہ و یریدون ان یفرقوا بین اللہ و رسلہ و یقولون نؤمن ببعض و نکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولٰئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا والذین آمنوا باللہ و رسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولٰئک سوف یؤتیھم اجورھم و کان اللہ غفورا رحیما(۹۹) ''جو اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر اور تفریق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض سے کفر کرتے ہیں اور چاہتے ہیں (کفر و ایمان) بیچ کا راستہ اختیار کریں تو یہی لوگ کافر ہیں۔ کافروں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ اللہ اور اس کے

Marfat.com

رسولوں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی کے مابین تفریق نہ کی تو خدا ان کو عن قریب اجر دے گا اور خدا غفور و رحیم ہے۔''

حضرات انبیاء ماسبق کے درجات اور احادیث نبویہ :

عن ابن عباس قال جلس ناس من اصحاب رسول اللہ ﷺ فخرج حتی اذا دنا منهم سمعهم یتذاکرون قال بعضهم ان اللہ اتخذ ابراهیم خلیلا وقال آخر و موسٰی کلمه تکلیما و قال اخر فعیسٰی کلمة اللہ و روحه و قال آدم اصطفاه اللہ فخرج علیهم رسول اللہ ﷺ وقال قد سمعت کلامکم و عجبکم ان ابراهیم خلیل اللہ وهو کذلک و موسٰی نجی اللہ وهو کذلک عیسٰی روحه و کلمته وهو کذلک و ادم اصطفاه اللہ و هو کذلک الا وانا حبیب اللہ ولافخر الخ(۱۰۰)

''حضرت بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ کے اصحاب بیٹھے ہوئے آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے بعض صحابہ کہتے تھے بے شک اللہ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو خلیل بنایا، دوسرے کہتے موسیٰ علیہ السلام کو کلیم کیا، عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ و روح اللہ بنایا، آدم علیہ السلام کو صفی اللہ کیا۔ آپ تشریف لے آئے اور فرمایا میں نے تمہارے کلام اور تعجب کو سنا بے شک ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی تھے، موسیٰ نجی اللہ تھے اور وہ ایسے ہی تھے، عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی تھے، آدم صفی اللہ ہیں وہ ایسے ہی تھے۔ خبردار میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پر فخر نہیں کرتا۔''

رسالت محمدیہ : سرکاری ابد قرار حضور ﷺ کی ذات اقدس پر خداوند عالم نے نبوت فرما دی۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہر قسم کی نبوت آپ پر ختم ہو چکی اب جو شخص نبوت کے کسی حصے میں اپنے آپ کو ظاہر کرے وہ کافر ہے۔ آپ کا دین جملہ ادیان کا ناسخ ہے۔ آپ کی رسالت کسی قوم و قبیلے کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ آپ عالم گیر معلم بن کر تشریف لائے ہیں جس میں انسان کی تمام ضروریات و اصلاحات بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ہر شخص ہمہ قسم کے اسلامی حقوق حاصل کر سکتا ہے۔ ہر نبی و رسول اپنے زمانے میں آپ کی بعثت و رسالت کا اقرار لیتا رہا۔ آپ جیسا عالم انسانیت میں نہ کوئی ہوا اور نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔ بغیر آپ کی رسالت کا اقرار کیے انسان فلاح نہیں پا سکتا۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات میں آپ کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔ یہاں چند آیات موضوع کے ماتحت درج کی جاتی ہیں۔

آیات: (۱) قل اطیعوا اللہ و الرسول فان تولوا فان اللہ لایحب الکافرین (۱۰۱) ''(اے رسول!) کہہ دو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پس اگر نہ مانیں تو خدا نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا۔''

(۲) یا ایهاالذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول (۱۰۲) ''اے ایمان والو! خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔''

(۳) قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (۱۰۳) ''کہہ دو اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو میرا اتباع کرو تا کہ تم کو خدا دوست رکھے۔''

(۴) یا ایها الذین امنوا اطیعوا اللہ و رسوله ولا تولوا عنه و انتم تسمعون (۱۰۴) ''اے ایمان والو! خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس کے حکم سے سرتابی نہ کرو تم دراں حالیکہ سن رہے ہو۔''

احادیث: (۱) عن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفس محمد لا بیدہٖ یسمع بی احد من هذه الامة یهودی ولا نصرانی ثم یموت ولم

Marfat.com

یؤمن بالذی ارسلت به الاکان من اصحب النار (١٠٥)
''حضرت ابو ہریرہ راوی ہیں فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے، اس امت میں سے جو کوئی یہودی و نصرانی میری نبوت کو سن کر مر جائے اور اس پر ایمان نہ لائے جس کے ساتھ میں مبعوث ہوا ہوں تو وہ دوزخ والوں سے ہوگا۔''

(٢) عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ ثلثة لهم اجران رجل من اهل الکتاب آمن نبیه و آمن محمد والعبد المملوک اذا ادیٰ حق اللہ و حق موالیه و رجل کانت عنده امة یطأها فادبها فاحسن تادیبها و علمها فاحسن تعلیمها ثم اعتقها فتزوجها فله اجران(١٠٦)
''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تین اشخاص ایسے ہیں جن کا دوہرا اجر ہے ایک اہل کتاب میں سے جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور دوسرا وہ غلام جس نے خدا کا حق بھی پورا کیا اور اپنے آقا کا بھی، تیسرا وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو وہ اس سے محبت کرے اس کو ادب سکھاتا ہو اور شریعت کے مسائل سکھاتا ہو پھر اس کو آزاد کر کر نکاح کرے تو اس کے واسطے بھی دو ثواب ہیں۔''

(٣) عن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الاموضع تلک البنة فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بی البنیان و ختم بی الرسل (١٠٧) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا میری اور دیگر نبیوں کی مثال ایک محل کی طرح ہے جس کی دیوار اچھی بنائی گئی اور ایک اینٹ کی جگہ کھلی ہوئی چھوڑ دی گئی۔ گرد پھرنے لگے اس محل کے دیکھنے والے ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر تعجب کر رہے تھے۔ پس میں ہی اس اینٹ کا پورا کرنے والا ہوں اور مجھی پر خدا نے اس بنیاد اور رسالت کو ختم کر دیا۔''

(٤) عن جابر رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ اعطیت خمسالم یعطهن احد قبلی نصرت بالرعب مسیرة شهر وجعلت لی الارض مسجد او طهورا فایما رجل من امتی ادرکته الصلوٰة فلیصل و احلت لی المغانم ولم تحل لا احد قبلی و اعطیت الشفاعة و کان النبی یبعث الیٰ قومه خاصة و بعثت الی الناس عامة(١٠٨)
''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا پانچ باتیں مجھے ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو نہیں دی گئی۔ میں ایک مہینے کی راہ تک اپنے دشمنوں کے دل پر دہشت کے ساتھ فتح دیا گیا ہوں اور تمام زمین میرے لئے مسجد بنا دی گئی۔ میرے جس امتی کو جہاں نماز کا وقت آ جائے پس وہ وہیں نماز پڑھ لے، میرے لئے غنیمت حلال کی گئی اور مجھ سے پہلے کسی پر غنیمت حلال نہ تھی اور مجھے شفاعت عظمیٰ عطا کی گئی، ہر نبی مخصوص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں تمام انسانوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔''

(٥) عن ابی سعید رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ انا سید ولد ادم یوم القیامة ولا فخر و بیدی لواء الحمد ولا فخر و مامن نبی یومئذ ادم فمن سواه الا تحت لوائی و انا اول من تنشق عنه الارض ولا فخر (١٠٩) ''حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا میں قیامت میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور اس پر فخر نہیں کرتا، اس دن

Marfat.com

میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اس دن آدم اور ان کے ماسوا جس قدر بھی انبیا ہوں گے میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں ہی سب سے پہلے اپنی قبر سے اٹھوں گا اور اس پر فخر نہیں کرتا۔"

(۶) عن جابر رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ حین اتاہ عمر فقال انا نسمع احادیث من یہود تعجبنا افتریٰ ان تکتب بعضھا امتھو کون انتم کما تھوکست الیہود والنصاری لقد جئتکم بھا بیضاء نقیۃ ولو کان موسیٰ حیا ماوسعہ الا اتباعی (۱۱۰) "حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے عرض کیا کہ جس وقت ہم یہود کی حدیثیں سنتے ہیں تو ہم کو اچھی معلوم ہوتی ہیں کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے بعض کو لکھوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہود و نصرانیوں کی طرح حیران ہو (مطلب یہ کہ کیا دین اسلام میں کچھ کمی سمجھتے ہو جو دوسرے دین کے محتاج ہو) بے شک میں تمہارے پاس روشن اور صاف شریعت لایا ہوں، اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو سوائے میری پیروی کے کوئی دوسری چیز لائق نہ تھی۔"

اطاعتِ نبویہ: مذکورۂ بالا آیات و احادیث سے حضرت ختم مرتبت روحی لہ الفدا کے فضائل و خصوصیات کی مختصر کیفیت معلوم ہوگئی۔ اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ محض زبانی دعاوی سے اطاعت نبویہ کا اہم فریضہ پورا نہیں ہو جاتا، بلکہ اطاعت کے معنی یہ ہیں کہ مسلمان اپنے اعمال و افعال میں حضور ہادیٔ عالم ﷺ کی حیات شریفہ کا کلیتاً پابند ہو جائے، جب تک حضور کی ذات اقدس کے ساتھ اعمال میں اطاعت نہ کرے گا تکمیل نہ ہوگی۔ اس سلسلے میں ارشادات عالیات ملاحظہ ہوں:

(۱) عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ (۱۱۱)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات جس چیز کو میں لایا ہوں ﴿اس کے﴾ تابع نہ ہو جائیں۔"

(۲) عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین (۱۱۲) "حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت کامل مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اس کو اپنی اولاد، باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔"

(۳) حضرت عبدالرحمٰن ابی قراد کی حدیث میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا صحابہ نے آپ کے وضو کا پانی منہ پر ملنا شروع کر دیا، آپ نے پوچھا کس چیز نے تم کو اس فعل پر آمادہ کیا؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے تو ارشاد فرمایا: فلیصدق حدیثہ اذا حدث ولیؤ دامانتہ اذا ائتمن ولیحسن جوار من جاورہ (۱۱۳) یعنی ضروری ہے کہ جب بات کہے تو سچ بولے اور جب امانت سونپی جائے تو امانت ادا کرے اور ہمسایوں کے ساتھ اچھی ہمسائیگی کرے۔

قیامت: پانچویں بات جس پر ایمان لانا چاہئے مر کر اٹھنا ہے وہ دن جزا و سزا کا ہے۔ قوانینِ قدرت ارشاداتِ انبیاء پر جنہوں نے عمل کیا اس دن ان کو بہتر سے بہتر اجر ملے گا، جو راہِ حق سے محترز رہے اس کی سزا پائیں گے۔ اس دن آسمان و زمین پھٹ جائیں گے، تارے گر جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوں گے، قبروں سے مردے زندہ کئے جائیں گے، میدانِ قیامت میں جمع ہوں گے،

Marfat.com

اچھے اور برے سب ہی اس دن خدا کے سامنے حاضر ہوں گے، لمن الملک الیوم للّٰہ الواحد القھار (۱۱۴) کی صدا سے قلوب لرزتے ہوں گے۔

اس ہولناک دن میں انبیاء ورسل بھی نفسی نفسی پکاریں گے، اس دن خدا تاجدارِ مدینہ ﷺ کو یہ عزت دے گا کہ آپ انا لھا فرمائیں گے اور یوم محشر میں سب کی قیادت فرمائیں گے۔ اس دنیا میں انسان بے خبر ہو کر سمجھتا ہے کہ میں اپنے اعمال وافعال کا مختار ہوں، دیکھنے والا کون ہے؟ مگر خدا کے مقرر کردہ نگہبان فرشتے ایک ایک چیز کی دیکھ بھال میں ہیں۔ قیامت میں ہر چھوٹی بڑی چیز سامنے آجائے گی۔ قرآن کریم میں جہاں واقعہ قیامت کی ہولناکیوں اور دوبارہ زندہ ہو کر حساب وکتاب کے جابجا اذکار ہیں اسی کے ساتھ ان تخیلات کی بھی تردید کر دی گئی ہے کہ تم دوبارہ زندہ ہونے کو امر ممتنع سمجھ رہے ہو۔ ہم یہاں چند آیات ہی درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

(۱) منھا خلقنکم و فیھا نعید کم (۱۱۵) اسی مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹا کر لائیں گے۔

(۲) بلٰی قادرین علی ان نسوی بنا نه (۱۱۶) بلکہ ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور اصلی ٹھکانے پر بٹھادیں۔

(۳) افحسبتم انما خلقناکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون (۱۱۷) ''کیا تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ ہم نے تم کو کھیلنے کے لئے پیدا کیا ہے اور تمہیں ہمارے پاس لوٹ کر آنا نہیں ہے۔''

(۴) افعیینا بالخلق الاول بل ھم فی لبس من خلق جدید (۱۱۸) ''کیا ہم اوّل (بار) پیدا کرنے میں تھک گئے کہ قیامت میں دوبارہ پیدا نہیں کر سکیں گے۔ بلکہ (اصل بات یہ ہے) کہ یہ لوگ از سرِ نو پیدا کرنے کی طرف سے شک میں ہیں۔''

(۵) ولقد خلقنا الانسان من سللة من طین ثم جعلناہ نطفة فی قرار مکین ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشانٰه خلقا آخر فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین ثم انکم بعد ذلک لمیتون ثم انکم یوم القیامة تبعثون (۱۱۹) ''ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا پھر ہم نے اس کو حفاظت کی جگہ (رحم مادر میں) نطفہ بنا کر رکھا، پھر ہم ہی نے نطفے کا لوتھڑا بنایا، پھر لوتھڑے کی بندھی ہوئی بوٹی بنائی، پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہم ہی نے ہڈیوں پر گوشت مڑھا، پھر ہم ہی نے اس کو دوسری مخلوق بنا کر کھڑا کیا (سبحان اللہ) خدا بڑا ہی بابرکت ہے جو بنانے والوں میں بہتر بنانے والا ہے پھر اس کے بعد تم کو مرنا ہے پھر قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔''

جنت و دوزخ: اچھے اعمال کی جزا جنت ہے جس میں ہمیشہ رہنا ہوگا یہ مومن ومسلم کے لئے ہے اور جو اس دنیا میں احکام خدا کا انکار اور کفر کرتے رہے ان کے لئے دوزخ ہے۔

ان دونوں مقامات کی تفصیلات آیات واحادیث میں زیادہ سے زیادہ موجود ہیں اگر مسلمانوں کو معلومات میں اضافہ اور اپنی دینی ودنیوی فلاح کا شوق ہو تو قرآن کریم کو بغور مطالعہ فرمائیں تو جنت ودوزخ کی تفصیلات بآسانی سامنے آجائیں گی۔

تقدیر: مقدراتِ الٰہیہ میں سب کچھ مقرر کر دیا گیا اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ تقدیر وتدبیر کے پہلوؤں پر تبصرے کا محل نہیں اس کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ انسان اپنی سعی وکوشش پر نازاں نہ ہو بلکہ بشری جدوجہد کرنے کے بعد اپنے معاملات قضاوقدر پر چھوڑ دے۔

مسئلہ: تقدیر کو اس طرح سمجھنا کہ خلق خیر وشر سب کچھ مقرر کر چکا لہٰذا اب جو افعال سرزد ہوں گے اس کا مختار انسان نہیں اور نہ اس پر عذاب ہونا چاہئے۔ خدائے برتر نے انسان کو عقل وہوش عطا کئے،

Marfat.com

فہم وبصیرت کی قوت دی، برے بھلے کے امتیاز کرنے کی صلاحیت بخشی پس اعمال کی جزاوسزاانسان کے افعال پر ہے۔

جسمانی طہارت کا نظام

اسلام نے جسمانی طہارت و پاکیزگی کا جونظام قائم فرمایاوہ بھی اپنے اندر بہت سی خصوصیات رکھتا ہے۔ یہاں طبی فوائد بیان کرنا مقصود نہیں، البتہ اتنا عرض کرنا ہے کہ آج نئی تحقیقات والے بھی اپنے طریقۂ معالجات میں پانی کے علاج پر زور دے رہے ہیں اوراس علاج کوکہاجاتا ہے مقبولیت بھی حاصل ہورہی ہے۔ یہ ایک بدیہی چیز ہے، اگر انسان اپنے بدن کو جسمانی امراض سے محفوظ کرنا چاہتا ہے تو اس کو اپنے جسم کی صفائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جسم کو پانی سے دھونا، صاف کرنایاغسل کرنا بہترین کام ہیں۔ اسلام جس طرح روحانی امراض کا معالج ہی، اس نے جسمانی امراض دور کرنے کے طریقے بھی مستقل ابواب کے ساتھ قائم فرمائے جن میں وضو وغسل اپنی اپنی جگہ ایسے اعمال ہیں جن میں طہارت و پاکی کی تمام چیزیں آجاتی ہیں وہ مذہب جو روحانی طہارت چاہتا ہو کیسے ممکن تھا کہ وہ جسمانی طہارت کے عنوان کو تشنہ چھوڑ دیتا۔ نماز کے لئے وضو کو لازمی قرار دیا گیا۔

وضو کے پورے فرائض وسنن پر غور کروتو پتہ چلتا ہے کہ ۲۴/ گھنٹے میں پنج وقتہ نمازوں کے لئے منہ، ہاتھ چہرہ وغیرہ کے اعضا کو اچھی طرح دھونا جسمانی صفائی کے لئے کچھ کم ہے پھر پانی بھی وہ جس کا نہ تو رنگ متغیر ہوا ہو اور نہ اس کے ذائقے میں فرق آیا ہو تاکہ امراض کا شکار نہ ہو۔

فرائض سے قبل عالم انسانیت کے معلم حضرت سرکار عالم ﷺ نے سنن کو مقدم رکھنے میں اس حقیقت کو سامنے رکھا کہ ہاتھ دھوتے وقت پانی کو دیکھ لے کہ وہ کس حالت میں ہے۔ کلی کرنے میں پانی کا مزہ معلوم ہوجائے گا، ناک سے پانی کی بو وغیرہ کا اندازہ کرے پھر جسم کے حصے پر ادنیٰ نجاست باقی رکھنے کی اجازت نہ ہوئی، بلکہ اس کا دھونا یا صاف کرنا ضروری قرار دیا گیا۔ پس جولوگ مسلمانوں کو ملچھ اور نجس کہتے ہیں وہ مسلمانوں کی طہارت کے نظام کا معائنہ کریں اور غور کریں کیا ایک مرتبہ غسل کرنے اور بول و براز (پیشاب، پاخانہ) سے جسم اور کپڑے گندے رہنے میں پاکیزگی ہوگی یا اسلامی طہارت میں؟۔

منہ کی صفائی کے لئے سرکار عالم ﷺ نے مسواک کی تاکید فرمائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر صحابہ اپنے کانوں میں مسواک لگائے رہتے تھے۔ آج کل ولایتی برشوں نے جن کے متعلق طبا بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ صحت کے لئے مضر ہیں اور مذہباً بھی ناجائز ہیں اور ایسا رواج ہوا کہ مسواک کے استعمال کو فیشن کے خلاف سمجھا جاتا ہے، حالاں کہ حضور سرور عالم ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا اگر مجھے اپنی امت کی مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں مسواک کو ہر وضو میں لازم کردیتا۔ دوسری جگہ ارساد ہوا جس وضو میں مسواک کی جائے وہ ثواب میں بغیر مسواک والے سے ستر درجہ بڑھا ہوا ہے۔

اب مختصراًذیل میں وضو کے ضروریات وترکیب کا درج کرنا مناسب ہے۔ فریضۂ عبادت سے قبل ضروری ہے کہ بدن، کپڑا، جائے نماز پاک ہو۔

اونچی جگہ پر قبلہ رو ہوکر بیٹھے اور وضو کرنے سے قبل بسم اللہ کہے۔ سب سے اول تین بار دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھوئے، پھر تین کلیاں کرکے مسواک کرے، تین بار ناک میں پانی ڈالے (تاکہ بو کا احساس ہو) بائیں ہاتھ سے صاف کرے، تین بار منہ دھوئے جس کی حد پیشانی کے بالوں کی جڑ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہے، ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک سب جگہ پانی بہائے، دونوں ابرووں کے نیچے پانی بہائے، کوئی مقام خشک نہ رہ جائے، پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت، پھر بایاں اسی طرح تین بار دھوئے۔ انگلیوں کا خلال کرے اس کے بعد مسح کرے، عورتیں

Marfat.com

چھلا وغیرہ ہلا کر پانی پہنچائیں۔ اس کے بعد دونوں پاؤں ٹخنوں تک پہلے سیدھا پھر الٹا، چھنگلیا کا خلال بھی کرے، ختم وضو پر سورۂ انا انزلنا پڑھے۔ یہ دعا پڑھنا بھی مستحسن ہے:

اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین واجعلنی من عبادک الصالحین

واجعلنی من الذین لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون.

آیات: (۱) فیه رجال یحبون ان یتطھروا واللّٰه یحب المطھرین (۱۲۰) ''اس (مسجد قبا) میں ایسے لوگ ہیں جو خوب صاف ستھرے رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب صاف ستھرے رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

(۲) یا أیھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر و ثیابک فطھر والرجز فاھجر (۱۲۱) ''اے چادر لپیٹ کر لیٹنے والے اٹھو اور خدا کی عذاب سے ڈراؤ، اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک و صاف رکھو اور نجاست سے الگ رہو۔''

احادیث: مالک اشعریؓ سے مسلم میں روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: الطھور شطر الایمان پاک رہنا نصف ایمان ہے۔ (۱۲۲)

الا ادلکم علی مایمحوا اللّٰه به الخطایا و یرفع به الخطایا ویرفع به الدرجات قالوا بلٰی یا رسول اللّٰه قال اسباغ الوضوء علی المکارہ وکثرۃ الخطا الی المساجد وانتظار الصلوۃ بعد الصلوۃ فذلکم الرباط (۱۲۳) ''کیا میں ایسی چیزیں نہ بتاؤں جس سے خدا تمہاری خطاؤں کو معاف کرے اور درجات بلند کرے۔ صحابہ نے عرض کیا ہاں! فرمایا پورا وضو کرنا (یعنی تمام اعضاء پر اچھی طرح پانی پہنچائے) مشقت کے وقت (یعنی جاڑے کی شدت میں) اور مسجدوں میں کثرت سے قدم رکھنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ ہے رباط۔''

سرحد اسلام پر دشمنان اسلام کے مقابلے کی جگہ بیٹھنے کو 'رباط' کہتے ہیں جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ہے یا ایھا الذین امنوا اصبروا و صابروا ربطوا (۱۲۴) جو ثواب وہاں ملتا ہے وہی مساجد میں انتظار کرنے والوں کو ملے گا۔

مسائل طہارت وغیرہ: آیات واحادیث شریفہ کے بعد اس کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ طہارت کے ضروری احکام درج کر دیئے جائیں تاکہ مسلمان طہارت کے مسائل سے باخبر ہو جائیں، چوں کہ ناپاکی نجاست سے پیدا ہوتی ہے اس لئے سب سے مقدم چیز نجاست کا حال معلوم کر لینا ہے۔

نجاست: دو قسم کی ہے۔ حقیقی، حکمی۔ حقیقی جیسے پیشاب، پاخانہ، منی وغیرہ۔ حکمی جیسے انسان کا بے وضو ہونا، تمام بدن کا غسل میں ناپاک ہو جانا، عورت کا حیض ونفاس کی حالت میں ہونا۔

اسی طرح نجاست حقیقی کی دو قسمیں ہیں: غلیظہ، خفیفہ۔ غلیظہ کی مثالیں آدمی کا پیشاب، پاخانہ، گدھے کا پیشاب یا جن چار پایہ جانوروں کا گوشت حرام ہے ان کا پیشاب، بہتا ہوا خون، شراب، منی۔ یہ نجاست اگر ایک درہم کے برابر کپڑے یا بدن پر ہو تو اس قدر معاف ہے نماز ہو جائے گی، لیکن کپڑے اور جسم کا حصہ اس سے پاک کر لینا بہتر ہے۔

پانی کا بیان: نجاست حکمی کا دور کرنا یعنی وضو کرنا آسمان کے برسے ہوئے پانی، ندی، نالے، چشمے، کنوؤں، تالاب، دریا کے پانی سے درست ہے۔ اگر پانی میں صابن، زعفران وغیرہ اس طرح مل جائیں کہ پانی کا رنگ بے مزہ یا بو نہ بدلے اور پانی کے پتلے ہونے میں بھی فرق نہ ہوا تو وضو کر سکتا ہے اور اگر پانی پر دوسری چیزیں غالب آ گئیں رنگ، مزہ، بو ہو تو اس پانی سے وضو غسل صحیح نہیں ہوگا۔ جنگلوں میں جا بجا بارش کا پانی جمع ہو جاتا ہے اگر وہ تھوڑا ہے اور بظاہر اس میں نجاست نہیں معلوم ہوتی تو پاک ہے،

Marfat.com

وضو، غسل ان سے درست ہے، وہم وشک پر ناپاک نہیں ہوگا۔

مسائل کنواں: کنوئیں میں جب ناست گر جائے تو وہ پانی سے نکالنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ مختصراً یہاں چند احکام درج کئے جاتے ہیں:

☆ کبوتر کی بیٹ گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا، مرغی، بطخ کی بیٹ، کتے، بلی، بکری کے پیشاب سے نجس ہوگا، سب پانی نکالیں۔

☆ آدمی، کتا، بلی، بکری یا اس کے برابر جانور کنوئیں میں گر کر مرجائیں تو سب پانی نکالیں۔

☆ کوئی جانور چھوٹا ہو یا بڑا جیسے کبوتر، چوہا یا بکری وغیرہ کنوئیں میں گر کر مر جائے اور پھول پھٹ جائے تو سب پانی نکالا جائے۔

☆ چوہا چھپکلی گر کر مرنے سے تیس ڈول نکالیں۔

☆ بڑے چشمے والے کنوئیں کے پاک کرنے کا قول مفتی بہ یہ ہے کہ دو مسلمان عادل جن کو پانی میں مہارت ہو تجویز کر دیں کہ فی الحال اس میں اتنے ڈول پانی موجود ہے، اسی قدر پانی نکالنے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔

☆ بدن یا کپڑے پر نجاست پیشاب، پاخانہ، منی، خون وغیرہ لگ جائے تو اس کو پانی سے دھوئے، جس وقت نجاست دور ہو جائے کپڑا پاک ہو جائے گا۔

استنجا: جب سو کر اٹھے تو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک پانی سے دھو ڈالے۔ حدیث میں اس کی تاکید فرمائی گئی کہ نہ معلوم ہاتھ سوتے میں کہاں کہاں گیا ہو۔ استنجا پانی ڈھیلے دونوں سے کر سکتا ہے۔ اصل مقصود استنجے کا یہ ہے کہ نجاست بالکل دور ہو جائے۔ ڈھیلے سے استنجا کرنے میں بہت سی بیماریاں بھی جاتی ہیں اور پانی سے استنجا کرنے سے جسم اچھی طرح صاف ہو جاتا ہے۔ ہڈی، گوبر، خشک لید، کوئلہ، شیشہ، پختہ اینٹ، لکڑی، کھانے کی چیز، کاغذ سے استنجا کرنا منع ہے۔

نئی تہذیب کے دور میں کاغذ سے استنجا کرنا فیشن میں داخل ہو رہا ہے جو قطعاً گناہ ہے۔ اسی طرح کھڑے ہو کر پیشاب پاخانہ کرنا بھی منع ہے، اگر کوئی عذر ہو تو مضائقہ نہیں۔ قبلہ رو ہو کر پیشاب پاخانہ نہ کرے۔

حیض ونفاس واستحاضہ: جوان عورت کو فرج سے جو معمولی خون آتا ہے اسے حیض کہتے ہیں۔ اگر کسی مرض سے ہو اسے استحاضہ کہتے ہیں۔ بچہ ہونے کے بعد جو خون آئے اس کو نفاس کہتے ہیں۔ مدت حیض کم از کم تین رات تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس رات ہیں۔ اگر کسی عورت کو تین رات تین دن سے کم خون آیا وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ اسی طرح دس دن دس رات سے زیادہ خون آتا رہا وہ بھی استحاضہ ہے۔ نو برس سے کم عمر والی لڑکی کو حیض نہیں آتا اگر یہ خون دیکھیں تو استحاضہ ہے۔ حیض والی عورت نماز روزہ ادا نہ کرے۔ نماز کی قضا نہیں، البتہ پاکی کے بعد روزے قضا کرے۔

غسل

غسل کے فوائد گنانے کا یہ موقع نہیں۔ نہانے کے فوائد سے ہر شخص متفق ہے اور اب تو نئی تحقیقات کا زمانہ ہے بڑے بڑے امراض کا علاج تنہا غسل سے کیا جا رہا ہے۔ نہانا دھونا یقیناً انسان کی صحت کا محافظ ہے۔

غسل کے فرض: غسل میں تین فرض ہیں:

(۱) کلی کرنا، سارے منہ میں پانی پہنچانا (۲) ناک میں پانی پہنچانا (۳) سارے بدن پر ایک بار پانی ڈالنا۔

سہل طریقہ مسنونہ یہ ہے کہ نہانے سے قبل پہلے گٹے تک دونوں ہاتھ دھوئے، بدن پر نجاست ہو تو اس کو صاف کرے، استنجا کرے، ہاتھوں کو دھوئے، اس کے بعد وضو کرے۔ اگر کسی اونچی

Marfat.com

جگہ پر وضو کر رہا ہے تو وضو کے ساتھ پاؤں بھی دھولے ورنہ پاؤں غسل کے بعد دھوئے۔ وضو کے بعد تھوڑا پانی لے کر اپنا تمام بدن تر کرے اور سب جگہ پانی پہنچائے، کوئی مقام خشک نہ رہے۔ پھر تین بار سر پر پانی ڈالے اور تین دفعہ داہنے کندھے پر اور تین بار بائیں کندھے پر پانی بہائے۔ غسل کے بعد اپنی جگہ سے ہٹ کر پاؤں اگر نہ دھوئیں ہوں تو دھولے۔ غسل کے وقت قبلہ رو نہ ہو، پانی زیادہ نہ پھینکے اور نہ باتیں کرتا رہے۔ بند غسل خانہ میں اگر برہنہ نہائے تو درست ہے۔ کھلی ہوئی جگہ میں برہنہ نہانا مکروہ ہے۔ غسل کی نیت فرض نہیں۔

من جملہ طہارت و پاکی بدن سات چیزیں ہیں:
(۱) سارے سر پر بال رکھے یا منڈالے (۲) لبوں کے بال لبوں کی برابر رکھنا (۳) بغل کے بال زیادہ سے زیادہ ۴۰ دن کے اندر منڈانا چاہئے (۴) ناف کے نیچے کے بال صاف کرنا (۵) ناخن کٹوانا (۶) بوقت پیدائش ناف کاٹنا (۷) ختنہ کرنا۔

ڈاڑھی: ڈاڑھی مردوں کی علامت ہے۔ اس کا منڈوانا یا کتروانا یا خشخاشی باریک کرانا منع اور سخت گناہ ہے۔ احادیث شریفہ میں ڈاڑھی منڈانے اور حدِ شرعی سے کم رکھنے کی صورت میں سخت ممانعت فرمائی گئی ہے۔

تیمّم: وضو کا قائم مقام ہے۔ اسلام نے ہر بات میں آسانیاں پیدا کیں، اگر ایک میل تک آنے جانے میں پانی نہ مل سکے یا بیماری میں پانی استعمال کرنے سے جان کا خطرہ اور زیادتی مرض کا اندیشہ ہو اس وقت بجائے وضو کرنے کے تیمّم کر سکتا ہے۔

تیمّم کے تین فرائض: (۱) تیمّم کی نیت کرنا (۲) ایک بار زمین یا خاک پر ہاتھ مار کر منہ پر پھیرنا (۳) دوسری بار دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت پھیرنا۔

تیمّم کی ترکیب یہ ہے: دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور سارے منہ پر پھیرے، دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر مع کہنیوں کے پھیرے۔ اگر ہاتھ میں انگشتری ہو یا عورت تیمّم کر رہی ہو تو وہ چھلے انگوٹھی کو خوب ہلا کر انگلیوں میں خلال کرے، کوئی جگہ خالی چھوڑ نہ دے، ورنہ تیمّم نہ ہوگا۔ اس سے زیادہ اور کیا آسانیاں ہو سکتی ہیں؟ شارع علیہ السلام کے بعد کسی کو حق حاصل نہیں کہ احکام میں تغیر کرے۔

زمین کے علاوہ ریت، پتھر، گچ وغیرہ ان سب پر تیمّم درست ہے اور جو اشیاء مٹی کی قسم سے نہیں مثلاً سونا، چاندی، تانبا، پیتل، لکڑی وغیرہ ان پر تیمّم درست نہیں، البتہ اگر سونا چاندی مٹی میں ملے ہوئے ہوں یا ان پر گرد و غبار ہو کہ ہاتھ لگانے سے لگ جائے تو ان پر بھی تیمّم ہو سکتا ہے۔ جو چیزیں وضو کو توڑتی ہیں ان ہی سے تیمّم بھی ٹوٹتا ہے۔ اگر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا اور پانی مل گیا تو تیمّم نہ رہے گا۔

کن چیزوں سے غسل فرض ہوگا؟ (۱) منی کا شہوت سے نکلنا (۲) عضو تناسل کا عورت یا مرد کے مقام پر غائب ہونا (۳) خواب سے بیدار ہو کر منی کا دھبہ دیکھنا، خواب یاد ہو یا نہ ہو (۴) عورت کے ایام حیض و نفاس کا گزرنا۔

غسل کے فرض: (۱) کلی کرنا اور بلا روزے کے غرارہ کرنا۔
(۲) ناک میں پانی ڈالنا مگر روزے دار احتیاط کرے۔
(۳) تمام بدن پر ایک بار پانی بہانا۔

غسل کی سنتیں: (۱) دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا (۲) نجاست جہاں جہاں ہو اسے دھونا (۳) غسل سے قبل وضو کرنا (۴) تمام بدن کا ملنا اور تین بار پانی بہانا۔

وضو کے فرض: (۱) پیشانی سر کے بال جمنے کی جگہ سے ٹھوڑی تک منہ کا دھونا اور ایک کان سے دوسرے کان تک دھونا (۲) دونوں ہاتھ مع کہنیوں کے دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پاؤں مع ٹخنوں کے دھونا۔

Marfat.com

وضو کی سنتیں: (۱) بسم کہہ کر وضو کرنا (۲) دونوں ہاتھ تین بار دھونا (۳) مسواک کرنا (۴) تین مرتبہ کلی غرارہ کرنا (۵) ناک میں تین بار پانی ڈالنا (۶) ہر بار تازہ تازہ پانی لے کر تین بار ہر عضو کو دھونا (۷) وضو کی نیت کرنا (۸) ڈاڑھی کا خلال کرنا (۹) ہاتھ یا ان کی انگلیوں کا خلال کرنا (۱۰) سارے سر کا ایک بار مسح کرنا (۱۱) کانوں کا مسح کرنا (۱۲) جیسی ترتیب ہے اسی طرح وضو کرنا (۱۳) پے در پے دھونا اتنا وقفہ نہ ہونا کہ دھویا ہوا عضو خشک ہو جائے۔

وضو کے مستحبات: (۱) بعد بسم اللہ اعوذ باللہ پڑھنا (۲) ہر عضو کا سیدھا پہلے دھونا (۳) قبلہ رو بیٹھنا (۴) ہر عضو کے دھوتے وقت کلمہ پڑھنا (۵) انگوٹھی کو ہلا کر پانی پہنچانا (۶) گردن کا مسح کرنا (۷) ہر عضو کو ملنا (۸) مونچھوں پلکوں کو خلال کر کے تر کرنا (۹) نیت کرنا (۱۰) بغیر کسی کی مدد کے وضو کرنا (۱۱) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا (۱۲) وضو کر کے دو رکعت پڑھنا (۱۳) پانچوں وقت کا تازہ وضو کرنا (۱۴) بعد وضو کلمۂ شہادت آسمان کی طرف منہ کر کے پڑھنا

وضو کے مکروہات: (۱) سو کر اٹھنے کے بعد بغیر ہاتھ دھوئے برتن میں ڈالنا (۲) دنیا کی بات کرنا (۳) تین بار سے زیادہ دھونا یا ضرورت سے زائد کرنا (۴) منہ پر پانی مار کر چھینٹیں اڑانا (۵) دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا (۶) منہ دھوتے وقت آنکھوں وغیرہ کو زور سے بند کرنا (۷) نجس جگہ پر وضو کرنا (۸) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۹) استنجے کی جگہ وضو کرنا (۱۰) بائیں ہاتھ میں پانی لے کر کلی کے لئے منہ میں لینا یا ناک میں ڈالنا۔ (۱۱) وضو کے برتن کو مخصوص کر لینا کہ دوسرا ہاتھ نہ لگا سکے (۱۲) اعضا کو تین بار سے کم دھونا (۱۳) جس کپڑے سے استنجے کے بعد بدن صاف کیا تھا اس سے وضو کے بعد منہ ہاتھ خشک کرنا۔

وضو توڑنے والی چیزیں: (۱) ریح کا خارج ہونا (۲) خون پیپ نکل کر بہنا (۳) منہ بھر کر قے ہونا (۴) تھوک میں خون کا غالب ہونا (۵) اس طرح سہارا لے کر سونا کہ اگر وہ ہٹائی جائے تو سونے والا گر پڑے (۶) نشہ کھا کر متوالا ہونا (۷) رکوع سجدے والی نماز میں بالغ کا اتنی آواز سے ہنسنا کہ پاس والا سن لے (۸) چوٹ یا کسی صدمے سے بے ہوش ہو جانا (۹) پاگل ہو جانا (۱۰) مرد کی شرم گاہ کا عورت سے بے پردہ چھو جانا

عبادت و نماز

ہر مذہب و ملت میں عبادت کے طریقے معین ہیں، لیکن عبادت کی جو صورت اسلام نے تجویز فرمائی وہ دنیا جہان کی ملتوں سے نمایاں اور دل نشین ہے۔ عبادت جیسے اہم فریضے کی ادائیگی میں اونچ نیچ کے فرقہ وارانہ مکروہ جذبات شامل کر دیئے گئے تھے۔ رنگ و نسل کے امتیازات، دولت کی قلت و کثرت، آقا و غلام کی فوقیت عبادت میں بھی ایک کو دوسرے سے جدا کیے ہوئے تھی۔

انبیائے معصومین نے وحی الٰہی کے مطابق جو طریقہ ہائے عبادت مقرر فرمائے ان میں تبدیلی کر دی گئی، بلکہ بعض تو وہ تھے جو بت پرستی اور لہو و لعب کو عبادت ٹھہرانے لگے۔ چنانچہ مشرکین مکہ کعبے کے ارد گرد برہنہ ہو کر تالیاں اور سیٹیاں بجا کر چکر کاٹنے کو عبادت جانتے تھے، ان کے اس باطل خیال کو قرآن مجید نے اس طرح ظاہر فرمایا:

(۱) وما كان صلوتهم عند البيت الا مكاء أو تصدية (۱۲۵) ''ان کی نماز خانہ کعبہ کے گرد صرف سیٹیاں اور تالیاں بجانا تھی۔'' اسی طرح دوسرے موقع پر یوں فرمایا:

(۲) فخلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا (۱۲۶) ''پھر ان کے جانشین ایسے ہوئے جنہوں نے نماز ضائع کر دی اور خواہشات کے پیچھے چلنے لگے۔ قریب ہے کہ اس کی سزا پائیں گے۔''

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ اسلام سے قبل دوسری ملتوں نے عبادت کی روح کو فنا کر دیا تھا۔ پھر یہ بھی غور طلب امر ہے کہ دوسرے مذاہب کی عبادت کے لئے جس قسم کی شدید قیود عائد کی گئیں ان کو ہر انسان برداشت بھی نہیں کر سکتا۔ دین فطرت نے جو طریقۂ عبادت پیش فرمایا وہ اگر ایک طرف سکون قلب، خضوع وخشوع، خشیتِ الٰہی، طہارت وتقویٰ، تزکیہ نفس کی جہاں تلقین کرتا ہے وہیں یہ بھی بتاتا ہے کہ نماز نام ہے سراپا بندگی وعشق کا۔ نماز کے ہر رکن میں عاشقانہ والہانہ محبت کے نمونے موجود ہیں۔ قیام ورکوع، سجدہ وغیرہ یہ سب عاشقانہ انداز ہیں جنہیں نمازی اختیار کرتا ہے۔ حقیقت نماز بھی یہی ہے کہ بندہ انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ تمام خیالاتِ فاسدہ سے اپنے دماغ کو پاک کر کر مالک حقیقی کے دربار میں حاضر ہو کر اس کی تمام تر توجہ دیدارِ الٰہی کے حصول میں منعطف ہو۔ اس وقت بارگاہِ احدیت کے فیوض کی بارشیں آئیں گی اور قرآن حکیم کے اس فرمان کے مطابق کامیابی حاصل ہوگی۔

قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون (۱۲۷) ''یقیناً وہ ایمان دار کامیاب ہوئے جو اپنی نمازوں میں خشوع رکھتے ہیں۔''

بلاشبہ ایسی نماز معراج المومنین ہے جب تک اس قسم کے حالات نمازی پر وارد نہ ہوں نماز کی برکات سے محرومی رہے گی۔ اسلامی نماز کی ادائیگی میں نہ تو وہ شدید قیود رکھی گئیں جو دوسرے مذاہب میں تھیں، بلکہ وضو کا قائم مقام تیمّم ہوا۔ سخت بیمار وضعیف کے لئے قیام وقعود کی بجائے اشارات کا حکم بھی دے دیا گیا۔ نسل و رنگ کے تمام امتیازات نماز میں مٹا دیئے گئے۔ شاہ، گدا، آقا و غلام ایک صف میں جمع کر دیئے گئے اور انسانی تنظیم کا شبانہ روز درس دیا گیا۔

اسلامی نماز وعبادات کی اہمیت کا اس وقت صحیح اندازہ ہو سکتا ہے جب کہ دوسرے مذاہب کی عبادات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے۔ آج اگر مسلمان نماز کی حقیقی لذت حاصل کریں اور نماز کی روح ان میں پوری طرح موجود ہو تو دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کا یہی ایک اکیلا رکن مسلمانوں کے امراض کا علاج کر سکتا ہے۔

آیات: (۱) واقیموا الصلوة واتوا الزکوة وارکعوا مع الراکعین الخ (۱۲۸) ''نماز پڑھا کرو، زکوٰۃ دیا کرو اور جو رکوع کرتے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھکا کرو۔''

(۲) حافظوا علی الصلوٰة والصلوٰة الوسطی وقوموا للّٰہ قانتین (۱۲۹) ''تمام نمازوں کی (عموماً) اور بیچ کی نماز کی (خصوصاً) حفاظت رکھو اور اللہ کے آگے ادب سے کھڑے رہو۔''

حدیث سے ثابت ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے۔ کاروباری حالت کے لحاظ سے یہ وقت مشغولیت کا تھا اس لئے زیادہ تاکید فرمائی گئی۔

(۳) اقم الصلوة طرفی النھار وزلفاً من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات ذلک ذکری للذاکرین (۱۳۰) ''(اے نبی) دن کے دونوں سرے (یعنی صبح وشام) اور اوائلِ شب نماز پڑھا کرو، کیوں کہ نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔ ذاکرین کے حق میں ہمارا یہ فرمانا نصیحت ہے۔''

(۴) اقم الصلوة لدلوک الشمس الی غسق اللیل و قرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشھودا (۱۳۱) ''(اے پیغمبر) آفتاب ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر، عصر، مغرب، عشاء) کی نمازیں پڑھو اور قرآن پڑھو فجر کو۔''

یہاں قرآن الفجر سے فجر کی نماز مراد ہے۔ زوال سے غسق تک نماز کے حکم میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء چاروں نمازیں داخل

Marfat.com

ہیں، چوں کہ صبح کی نمازیں رات کے محافظ فرشتوں کی تبدیلی ہوتی ہے اس لئے اس کو مشہود فرمایا۔

(۵) فسبحٰن اللّٰہ حین تمسون و حین تصبحون و له الحمد فی السمٰوٰت والارض و عشیا و حین تظهرون(۱۳۲) ''پس اللہ کی تسبیح کیا کرو جب شام کرو اور جب صبح کرو۔ اسی کے واسطے حمد ہے زمین و آسمان میں اور (تسبیح کیا کرو) تیسرے پہر اور ظہر کے وقت۔''

یہاں تسبیح سے مراد یا تو خدا کی تقدیس و تنزیہ اور اس کی یاد میں مشغول ہونا ہے یا پانچوں نمازیں کیوں کہ نماز میں بھی تسبیح و تقدیس ہوتی ہے۔ تمسون سے مغرب و عشاء، تصبحون سے فجر، عشیا سے عصر اور تظهرون سے ظہر مراد ہیں۔

(۶) ویقیمون الصلوۃ و مما رزقنٰهم ینفقون (۱۳۳) ''اور درست رکھتے ہیں نماز کو اور جو ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

(۷) وقولوا للناس حسنا و اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ(۱۳۴) ''اور لوگوں سے نیک بات کہو اور درست کرو نماز کو اور زکوٰۃ دو۔''

(۸) وقال اللّٰہ انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ وآتیتم الزکوٰۃ(۱۳۵) ''اور اللہ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے۔''

احادیث: (۱) عن جابر رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ بین العبد و بین الکفر ترک الصلوۃ(۱۳۶)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا بندے اور کفر کے درمیان (حد فاصل) ترک کرنا نماز کا ہے۔''

اس حدیث میں تارک صلوٰۃ کے لئے وعید ہے۔

(۲) عن ابی امامة قال قال رسول اللّٰہ ﷺ صلوا خمسکم وصوموا شهر کم وادوا زکوٰۃ اموالکم و اطیعوا ذا امر کم تدخلوا جنة ربکم (۱۳۷) ''حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا پانچوں نمازوں کو پڑھو اور ماہ صیام کے روزے رکھو اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو اور صاحب حکم کی اطاعت کرو خدا کی بہشت میں جاؤ گے۔''

(۳) عن عبادة بن الصامت قال قال رسول اللّٰہ ﷺ خمس صلواتِ افترضهن اللّٰہ تعالیٰ من احسن وضوء هن و صلاهن لوقتهن واتم رکوعهن وخشوعهن کان له علی اللّٰہ عهد ان یغفرله ومن لم یفعل فلیس له علی اللّٰہ عهد ان شاء غفرله وان شاء عذبه(۱۳۸) ''حضرت عبادہ بن صامت راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا خدا نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے ان کے لئے اچھا وضو کیا اور وقت پر ان کو ادا کیا اور رکوع پورا کیا اور خشوع کیا اس کے واسطے اللہ تعالیٰ کا عہد ہے کہ اسے بخش دے اور جو ایسا نہ کرے اس کے لئے خدا کا عہد نہیں خواہ بخشے یا عذاب دے۔'' عہد سے مراد وعدہ ہے۔

نماز میں خلوص: عن ابی ذران النبی ﷺ خرج زمن الشتاء والورق یتهافت فاخذ بغصنین من شجرة قال فجعل ذلک الورق یتهافت قال فقال یا ابا ذر قلت لبیک یا رسول اللّٰہ قال ان العبد المسلم لیصلی الصلوۃ یرید بها وجه اللّٰہ فتهافت عنه ذنوبه کما تهافت هذا الورق من هذه الشجرة(۱۳۹)

''حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ راوی ہیں ایک دن حضور ﷺ نے جاڑے کے موسم میں اس وقت نکلے جب کہ پتے جھڑ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے درختوں کی دو شاخیں پکڑ لیں، پتے جھڑنے لگے، حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! میں نے عرض کیا حاضر

Marfat.com

ہوں یا رسول اللہ۔ بندۂ مسلم نماز پڑھے خاص اللہ کے لئے پس اس کے گناہ اسی طرح گرتے ہیں جیسے یہ پتے جھڑتے ہیں۔''

وجہ اللہ کی قید کے معنی یہ ہیں نماز میں خضوع وخشوع ہو، کسی کو دکھانے کی نماز نہ ہو، ریا سے خالی ہو تو اس نماز کی برکت سے گناہ پتوں کی طرح جھڑنے لگیں گے۔

نماز کس طرح پڑھنی چاہئے: عن ابی هريرة رضی الله عنه رجلا دخل المسجد و رسول الله ﷺ جالس فی ناحية المسجد فصلى ثم جاء فسلم عليه فقال له رسول الله ﷺ و عليك السلام ارجع فصلّ فانک لم تصل فقال فی الثلثة او فی اللتی بعدها علمنی یا رسول الله ﷺ فقال اذا قمت الى الصلوة فاسبغ الوضوء ثم استقبل القبلة فكبر ثم اركع حتى تطمئن راكعا ثم ارفع حتى تسوى قائما ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا ثم ارفع حتى تطمئن جالسا ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا ثم ارفع حتى تطمئن جالسا و فی رواية ثم ارفع حتى تسوى قائما ثم افعل ذلک فی صلوتک كلها (۱۴۰)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک شخص مسجد میں آیا رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک گوشے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نماز پڑھنے کے بعد وہ شخص آیا اور سلام کیا حضور ﷺ نے جواب سلام دیا اور فرمایا لوٹ جا تیری نماز نہیں ہوئی۔ دوبارہ جا کر اس شخص نے نماز پڑھی، بعد نماز آخر سلام کیا آپ ﷺ نے جواب سلام دے کر پھر فرمایا لوٹ تیری نماز نہیں ہوئی۔ اس شخص نے تیسری بار عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے نماز سکھایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو (پہلے) اچھی طرح وضو کر پھر قبلہ رو کھڑا ہو کر تکبیر کہہ، پھر قرآن میں سے جو تیرے لئے آسان ہو اس کو پڑھ، اطمیان سے رکوع کر، اس کے بعد سر اٹھا کر سیدھا کھڑا ہو، اس کے بعد اطمینان سے سجدہ کر اس کے بعد سر اٹھا کر اطمینان قلب کے ساتھ بیٹھ پھر اطمینان سے سجدہ کر۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا پھر اپنا سر اٹھا یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو پھر اسی طرح اپنی کل نماز میں کر۔''

یہاں پر بہت سی احادیث درج ہو سکتی تھیں، مگر بوجہ طوالت دوسرے موقع کے لئے چھوڑ دی گئیں۔ ان احادیث شریفہ کی غرض وغایت یہی ہے کہ نماز کے ارکان بخوبی ادا کئے جائیں اور مسلمان پورے خضوع وخشوع کے ساتھ نماز کا فریضہ ادا کریں تو ان کو دینی و دنیوی برکات حاصل ہوں گی۔ جب تک نماز کا یہ عالم نہ ہو نماز کے حقیقی نتائج کا پیدا ہونا مشکل ہے۔

اوقات نماز: سابقہ اوراق میں ہم نماز سے متعلق آیات جمع کر آئے ہیں ان میں پانچوں نمازوں کی فرضیت اور اوقات کا مختصر ذکر ہے۔ ان سطور میں کسی قدر تفصیل سے ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں تا کہ اوقات کے بارے میں ہر شخص آسانی سے معلومات حاصل کر سکے۔

عن عبداللّٰہ بن عمر قال قال رسول الله ﷺ وقت الظهر اذا زالت الشمس و كان ظل الرجل كطوله مالم يحضر العصر و وقت العصر مالم تصفر الشمس و وقت صلوة المغرب مالم يغب الشفق و وقت صلوة العشاء الى نصف الليل الاوسط و وقت صلوة الصبح من طلوع الفجر مالم تطلع الشمس فاذا طلعت الشمس فامسک عن الصلوة فانها تطلع بين قرنی الشيطان(۱۴۱)

''حضرت عبداللہ بن عمر راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ظہر کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب کہ آفتاب ڈھل جائے اور آدمی کا سایہ اس کے طول کے مانند ہو جائے جب تک عصر کا وقت نہ آجائے اور عصر کا وقت جب تک سورج زرد نہ ہو اور وقت نماز مغرب کا جب تک کہ نہ غائب ہو شفق اور نماز عشاء کا آدھی رات

Marfat.com

تک اور نماز فجر کا طلوع فجر سے آفتاب نکلنے تک جس وقت آفتاب طلوع ہو جائے تو نماز نہ پڑھے اس لئے کہ اس وقت شیطان اپنے دو سینگوں کے ساتھ نکلتا ہے۔''

تفصیل اوقات نماز

فجر: پچھلی رات کو صبح ہونے سے کچھ پہلے پورب میں آسمان کے کنارے سے اوپر کی جانب اٹھتی ہوئی لانبی سفیدی ظاہر ہوتی ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں۔ یہ سفیدی مٹ کر پھر چوڑی سفیدی پھیلی ہوئی نظر آتی ہے جو پھیلتی چلی جاتی ہے تھوڑی دیر میں سارا عالم روشن و منور ہو جاتا ہے اس کو صبح صادق کہتے ہیں۔ یہ چوڑی سفیدی جب ظاہر ہو تو فجر کا وقت آجاتا ہے اور آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہے، ذرا سا کنارۂ آفتاب نکلا فجر کا وقت ختم ہو گیا۔

ظہر: جب آفتاب سر کے برابر پہنچ کر پچھّم کی جانب ڈھل جائے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی شناخت دھوپ کے وقت آسان ہے، ہر شخص پہچان سکتا ہے۔ مثلاً یوں سمجھو جب سورج نکلتا ہے تو اس کی روشنی مکانات پر پڑے گی، اس وقت ہر چیز کا سایہ پچھّم کی طرف پھیلا ہوتا ہے، جتنا جتنا آفتاب بلند ہوگا ہر چیز کا سایہ خصوصاً لانبی چیز کا سایہ پچھّم کی طرف پھیلا ہوتا ہے وہ کم اور سمٹتا جائے گا ٹھیک دوپہر کو وہ سایہ اُتر کی سیدھ میں آتا ہے اور دوپہر ڈھلتے ہی پورب کو مڑنے لگتا ہے۔ جب دیکھو کہ سائے کا رخ پورب کی طرف ہو گیا سمجھو وقت ظہر ہو گیا۔ آخر ظہر کی حد یہ ہے ٹھیک دوپہر کو جتنا سایہ ہو اس کو چھوڑ کر جب تک بقول احناف مفتی دوگنا نہ ہو ظہر باقی ہے۔

عصر: جب سایہ دوگنا ہو گیا عصر کا وقت آ گیا۔ مثلاً ہاتھ بھر کی لکڑی برابر زمین میں گڑی ہو ٹھیک دوپہر کے وقت اس کا سایہ ایک بالشت تھا جب دیکھو دو ہاتھ ایک بالشت سایہ نظر آئے ظہر کا وقت باقی ہے اور جب اتنا سایہ آ گیا عصر کا وقت شروع ہو گیا۔

عصر کا آخر وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے لیکن جب تک سورج کی روشنی رہے، دھوپ میں زردی نہ پائے عصر پڑھ لے تاخیر نہ کرے۔ دھوپ کی زردی کے وقت عصر پڑھنا مکروہ ہے۔ علاوہ وقت عصر کے اور نماز قضا نفل اس وقت نہ پڑھے، اسی دن کی عصر آفتاب ڈوبتے وقت پڑھ سکتا ہے۔

مغرب: سورج ڈوبتے ہی مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور جب تک پچھّم میں آسمان کے کنارے پر شفق کی سرخی باقی رہے مغرب کا وقت رہے گا۔ نماز مغرب میں اتنی تاخیر کرنا کہ تارے خوب روشن ہو جائیں مکروہ ہے۔

عشاء: شفق اور سرخی و سفیدی جاتے ہی بلا توقف عشا کا وقت شروع ہو جاتا ہے بہتر یہ ہے کہ تہائی رات تک عشاء پڑھ لیا کرے۔

فجر کی نماز اتنی دیر کر کر پڑھنا بہتر ہے کہ روشنی پھیل جائے اور اتنا وقت باقی رہے کہ بقدر چالیس آیت فرض میں پڑھ سکے اور فرض پڑھ کر اتنا وقت باقی رہے کہ اگر نماز میں کوئی خرابی واقع ہو جائے تو پہلے نماز کی طرح اتنی ہی قرأت سے دوہرا سکے۔ گرمی کے موسم میں ظہر کو بہ دیر اور جاڑے میں اول وقت پڑھے۔

اذان: اسلام نے فریضۂ عبادات کی ادائیگی سے قبل اذان کو ضروری قرار دیا، ندا و اعلان میں بجائے اعمال و اطوار کے توحید و رسالت کا پیام دیا تاکہ انسان اپنے قلب و دماغ میں موحدانہ جذبات پیدا کر کر عبادت کے لئے حاضر ہو۔ یہ شانِ دعوت و پیام بھی دیگر مذاہب میں نہیں مل سکتی۔

اذان کے فضائل احادیث شریفہ میں بکثرت پائے جاتے ہیں جو مختصراً اپنی جگہ درج ہوں گے۔ اگر مؤذن کی آواز میں اثر ہو تو یہ صدا آسمان و زمین کو ہلا سکتی ہے۔ ہمارے مؤذنوں کو اوقات نماز اور مسائل وغیرہ کا ضروری علم ہونا لازمی ہے، جب تک روز مرہ کے مسائل کا علم نہ ہوگا صحیح اوقات پر اذان بھی نہ ہوگی۔ اس سلسلے میں مملکت آصفیہ دکن کا محکمۂ امور مذہبی قابل ستائش ہے کہ

Marfat.com

بغیر امتحان کے مؤذنین کا تقرر نہیں کیا جاتا، اگر ہمارے اطراف میں بھی اس کا نظم قائم کیا جائے تو مناسب ہوگا۔

واذا ناديتم الى الصلوة اتخذوها هزوا ولعبا ذلک بانهم قوم لا يعقلون (۱۴۲) ''جب تم اذان دے کر نماز کے لئے بلاتے ہو تو یہ (کفار) نماز کو ہنسی اور کھیل بناتے ہیں، یہ لوگ نا سمجھ ہیں۔''

احادیث: (۱) عن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قال المؤذن الله اكبر الله اكبر فقال احد كم الله اكبر الله اكبر ثم قال اشهد ان لا اله الا الله ثم قال اشهد ان محمداً رسول الله قال اشهد ان محمداً رسول الله ثم قال حی علی الصلوة قال لاحول ولا قوة الا بالله ثم قال الله اكبر قال الله اكبر ثم قال لا اله الا الله قال لا اله الا الله من قلبه دخل الجنة (۱۴۳)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جب مؤذن اللہ اکبر کہے تو تم میں سے ہر ایک اللہ اکبر کہے، جب وہ اشهد ان لا اله الا الله کہے تو تم بھی اشهد ان لا اله الا الله کہو۔ جب وہ اشهد ان محمداً رسول الله کہے تو تم بھی اشهد ان محمداً رسول الله کہو۔ جب حی علی الصلوٰة کہے تو تم لاحول ولا قوة الا باالله کہو اور جب الله اکبر کہے تو تم بھی الله اکبر کہو۔ جو شخص خلوص قلب سے لا اله الا الله کہے گا جنت میں داخل ہوگا۔''

(۲) عن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من قال حين يسمع النداء اللّهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمد ن الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محموداً الذى وعدته حلت له شفاعتی يوم القيامة (۱۴۴)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اذان سننے کے بعد اس دعا کو پڑھے تو میری شفاعت اس کے لئے واجب ہوگی۔ (یعنی اللّهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة آت محمدن الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محموداً الذى وعدته)

(۳) الامام ضامن والموذن موتمن اللّهم ارشد الائمة واغفر للمؤذنين (۱۴۵) ''حضور علیہ السلام نے فرمایا خداوند! ائمہ کو ہدایت دے اور مؤذنوں کی مغفرت فرما۔''

(۴) عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من اذن سبع سنين محتسبا كتب له براء ة من النار (۱۴۶) ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا جس شخص نے خدا کے واسطے ۷ برس اذان دی، لکھی جاتی ہے اس کے لئے دوزخ سے خلاصی۔''

تحریک مساجد: اگر اس وقت ہر صوبے و ضلعے کے اعداد فراہم کئے جائیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہماری غفلت ولا پرواہی سے ہزاروں مسجدیں ویران پڑی ہوئی ہیں۔ نئی مساجد کی تعمیر سے زیادہ ضرورت ویران مساجد کی آبادی کی ہے۔ ہم اپنے ہاتھوں مساجد کی بے حرمتی کرتے ہیں اسی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ دوسرے اپنے اغراض حاصل کرتے ہیں، جب تک مسلمانوں میں مساجد کی عزت وحرمت کا خود جذبہ پیدا نہ ہوگا اغیار واجانب سے حفاظت و صیانت کا مطالبہ فضول ہے۔ مساجد کی سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ غیر آباد مساجد نمازیوں سے آباد کی جائیں، ہمارے ائمہ ایسے ہوں جو روزمرہ نمازیوں کو مسائل دینیہ کے ساتھ ساتھ دوسرے اہم ضروریات کا درس دیں اور ہماری خرابیوں کی اصلاح کے وہ طریقے جو اسلامی نظام عمل میں موجود ہیں بیان کریں۔ اگر معمولی توجہ سے ہر

Marfat.com

مسجد میں نمازوں کے بعد مسلمانوں کو ان کی ضروریات سے باخبر کیا جاتا ہے تو ممکن نہیں کہ ان کی زندگی میں تبدیلی نہ ہو۔

اگر تنظیم مساجد کا کام رسم ونمائش سے ہٹا کر حقیقی صورت کے ساتھ شروع کیا جائے تو اس کے نتائج بہت جلد برآمد ہو سکتے ہیں۔ افسوس کہ ہم اپنی عبادت گاہوں کے نظام کی اہمیت سے بے خبر ہیں۔ وہ کون سی دینی و دنیوی ضرورت ہے جسے مساجد پورا نہیں کر سکتیں۔ قرونِ اولیٰ میں مساجد ہی تھیں جن میں فریضہ عبادت کی ادائیگی کے علاوہ مسلمانوں کی ضروریات کی تکمیل ہوتی۔ تحریک مساجد کو گزشتہ نمونے پر آگے بڑھانے کی ضرورت ہے، ورنہ سطحی اور وقتی ہنگامہ آرائیوں سے مساجد کی حقیقی اغراض ہرگز حاصل نہیں ہوسکتیں۔

آیات: (۱) انما یعمر مساجد اللّٰہ من آمن باللّٰہ والیوم الآخر و اقام الصلوۃ و آتی الزکوۃ ولم یخش الا اللّٰہ فعسی أولئک ان یکونوا من المھتدین(۱۴۷)

''اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد رکھتا ہے جو خدا اور قیامت پر ایمان لایا، نماز پڑھتا اور زکوٰۃ دیتا رہا، خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرا ایسے ہی لوگ قریب ہے کہ ہدایت پائے ہوئے لوگوں میں شامل ہو جائیں۔''

(۲) ومن اظلم ممن منع مساجداللّٰہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعٰی فی خرابھا اولئک ماکان لھم ان یدخلوھا الا خائفین لھم فی الدنیا خزیٌ ولھم فی الاخرۃ عذابٌ عظیم(۱۴۸)

''اس سے زیادہ ظالم کون جو مساجد اللہ میں خدا کے ذکر کرنے سے روکے اور مساجد کے اجاڑنے کی کوشش کرے۔ یہ لوگ اس قابل نہیں کہ مساجد میں گھسنے پاتے مگر ڈرتے ڈرتے۔ ان کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔''

احادیث: (۱) عن عثمان رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من بنیٰ للّٰہ مسجداً بنی اللّٰہ لہٗ بیتاً فی الجنۃ(۱۴۹) ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے واسطے مسجد بنائی خدا اس کے لئے بہشت میں گھر بناتا ہے۔''

(۲) عن ابی موسی قال قال رسول اللّٰہ اعظم الناس اجراً فی الصلوۃ ابعدھم فابعدھم ممشیً والذی ینتظر الصلوۃ حتی یصلیھا مع الامام اعظم اجراً من الذی یصلی ثم ینام(۱۵۰)

''ابی موسی رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ثواب کے اعتبار سے لوگوں میں بڑا وہ ہے جو دور سے نماز کے لئے چل کر آئے اور جوان میں بعید ہو اور وہ شخص کہ جو امام کے انتظار میں تاخیر سے نماز امام کے ساتھ پڑھے بڑا ہے درجے میں اس شخص سے جو نماز پڑھے اور سو جائے۔''

(۳) بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامۃ(۱۵۱) ''پس چاہیے کہ اس سے کہے کہ اللہ تجھ پر (وہ شئے) واپس نہ کرے، بے شک مسجدیں اسی کے واسطے نہیں بنائی گئیں۔''

داخلہ مسجد کی دعا: (۱) عن ابی اسید قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا دخل احد کم المسجد فلیقل اللھم افتح لی ابواب رحمتک واذا خرج فلیقل اللھم انی اسئلک من فضلک(۱۵۲)

''حضرت اسید راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو یوں کہے، خداوندا! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب واپس آئے تو کہے، خداوندا! میں تجھ سے تیرا فضل چاہتا ہوں۔''

(۲) عن ابی امامۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من خرج من بیتہ متطھراً الی صلوۃ مکتوبۃ

Marfat.com

فاجرہ کاجر الحاج الخ. (۱۵۳) ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص گھر سے وضو کر کرفرض کی نماز کے لئے نکلتا ہے تو اس کا اجر حج کرنے والے کے برابر ہے۔''

مسجد کی حرمت: عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من سمع رجلاً ینشد ضالة فی المسجد فلیقل لا رها الله علیک فان المساجد لم تبن لهذا(۱۵۴)

''جو شخص سنے کوئی شخص مسجد میں گم شدہ چیز کو تلاش کرتا پھرتا ہے پس چاہئے کہ اس سے کہے کہ اللہ تجھ پر (وہ شئے) واپس نہ کرے۔ بے شک مسجدیں اس کے واسطے نہیں بنائی گئیں۔''

جماعت: نماز جماعت کی تاکید جن حقائق کے باعث فرمائی گئی ان کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ تنظیم ملت، اتحاد و یگانگت، مودت و محبت کے جذبات کا بہترین درس عمل نماز با جماعت میں موجود ہے۔ شبانہ روز پانچ وقت مسلمانوں کو بارگاہِ واحدیت میں حاضر ہو کر امیر وفقیر سلطان و خادم کو ایک صف میں یکجا کر کر جو روحِ حیات نماز جماعت کے ذریعے پیدا ہو سکتی ہے۔ ہر محلے کے باشندوں کو دعوتِ حق کے پیام اور مرکز اسلام پر قائم کرنے کے لئے روزانہ کے اجتماع کا جماعت سے بہتر اور کیا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ پھر ہفتہ واری اجتماع یعنی نماز جمعہ یہ سارے شہر کے مسلمانوں کا وہ مقدس ومحترم فریضہ ہے جس کے خطبات میں مسلمانوں کو دینی و دنیوی، اخلاقی و معاشرتی، سیاسی وقومی غرض اسلامی احکام وضروریات کا درس دیا جانا مقصود ہے۔

نماز عیدین کو شہری آبادی کے علاوہ دیہاتی وقصباتی زندگی گزارنے والوں سے تعلقات کے استحکام، ان کے دکھ درد، حالات وضروریات سے باخبر رکھنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ آج اگر ٹھنڈے دل سے تفحص کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دوسری اقوام و ملل ہمارے ان فرائض و اصول ہی کو سامنے رکھ کر اپنا لائحہ عمل مرتب کر رہی ہیں، مگر وائے برحال ما کہ ہم اپنے حقائق سے غافل اور تعلیمات وارشادات نبویہ سے بعید ہوتے جا رہے ہیں۔ کاش! ہمیں اپنے آقا و مولیٰ روحی لہ الفداء کے ارشاداتِ عالیات پر عمل کرنے کا شوق ہوتا اور وقتی ہنگامہ آرائیوں کی بجائے نماز کو نماز باجماعت کے عملی طور پر پابند ہو جاتے تو مساجد اللہ جو کسی وقت کسی کی ملک نہیں ہو سکتیں، اغیار کی ان پر دست بردکیوں ہوتی۔ فتدبروا یا أولی الابصار

احادیث: (۱) عن ابن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ صلٰوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسعٍ و عشرین درجة(۱۵۵) ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا نماز جماعت نماز منفرد سے ستائیس درجے بڑھی ہوئی ہے۔''

(۲) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ والذی نفسی بیده لقد هممت ان آمر بحطب فیحطب ثم آمر بالصلوة فیوذن لها ثم امر رجلا فیؤم الناس ثم اخالف الی رجال و فی روایة لا یشهدون الصلوة فاحرق علیهم بیوتهم والذی نفسی بیده لو یعلم احدهم انه یجد عرقاً سمیناً او مر ماتین حنتین لشهد العشاء(۱۵۶) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے قصد کیا کہ کسی کو لکڑی جمع کرنے کا حکم کروں، جب وہ جمع ہو جائے تو نماز کا حکم دوں اور پھر اذان کہی جائے، پھر میں ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ امامت کرائے اور میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوئے، پھر ان کے گھروں میں آگ لگا

Marfat.com

دوں۔ خدا کی قسم اگر تارکین میں سے کسی کو ایک گوشت کی فربہ ہڈی یا دو عمدہ کھڑوں کے پائی کی امید ہوتی تو نماز عشا میں ضرور حاضر ہوتے۔''

اس قدر وعید کے بعد بھی ہمارا جماعت کی نماز سے دور رہنا بعید از دعویٰ محبت اسلامی ہے جس کے نتائج ہم بھگت رہے ہیں۔

(۳) عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال اتی النبی ﷺ رجل اعمٰی فقال یا رسول اللہ ﷺ انہ لیس قائدٌ یقودنی الی المسجد قال رسول اللہ ﷺ ان یرخص لہ فیصلی فی بیتہ فرخصَ لہ فلما ولی دعاہ فقال ہل تسمع النداء بالصلوة قال نعم قال فاجب (۱۵۷) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوئے اور کہا کہ مسجد تک میری راہنمائی کرنے والا نہیں، اس حالت میں رخصت دی جائے کہ گھر میں نماز پڑھوں۔ حضور ﷺ نے رخصت دے دی جس وقت وہ شخص چلا گیا تو فرمایا اس کو بلاؤ، جب واپس آ گیا تو فرمایا کیا تو اذان سنتا ہے؟ عرض کیا ہاں، فرمایا تو مسجد میں ضرور آ۔''

اگر ایک رکعت بھی پائی تو حسب ارشاد نبویہ اس نے جماعت کا ثواب پایا۔

(۴) من ادرک رکعة من الصلوة فقد ادرک الصلوٰة (۱۵۸) ''جس نے نماز کی ایک رکعت بھی (جماعت سے) پائی اس نے نماز کا ثواب پایا۔''

امامت: عہدۂ امامت ایک ایسی ذمہ داری کا عہدہ ہے جس کے لئے فرائض اور ضروری ہدایات ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے یہاں یہ اہم کام بھی پدری وراثت بن گیا ہے، خواہ شرعی نقائص بھی ہوں اور فرائض امامت کی اہلیت مذہبی موجود نہ ہو پھر بھی دعویٰ امامت و خطابت کے جذبات کارفرما ہوتے ہیں۔

امامت میں سب سے مقدم اعلم السنة، اقراء بالکتاب یعنی مسائل حدیث و احکام نماز سب سے زیادہ جاننے والا، سب سے زیادہ اچھا قرآن پڑھنے والا ہو، متقی و پرہیز گار ہو۔ فی الجملہ مسلمانوں میں ذی عزت ہو۔ جب تک امام میں یہ صفات نہ ہوں وہ امامت کا اہل نہیں۔ اب یہاں بعض احادیث شریفہ قرآن کریم کو قرأت و ترتیل سے تلاوت کرنے کی درج کی جاتی ہیں۔

(۱) عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لیس منالم یتغن بالقرآن (۱۵۹) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو قرآن کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا۔''

یہ حدیث مبارکہ مختلف رواۃ کے اسما سے آئی ہے۔ الفاظ ایک ہی ہیں اس لئے مؤلف نے صرف ایک روایت پر اکتفا کیا۔

(۲) عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ان ھذا القران نزل بحزن فاذا قرأتموہ فابکوا فان لم تبکوا تباکوا وقفوا بہ فمن لم یتغن بالقران فلیس منا (۱۶۰) ''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا یہ قرآن حزن و غم کے ساتھ نازل ہوا پس جس وقت تلاوت کرو تو روؤ اگر رونا نہ آئے تو رلاؤ اور خوش الحانی سے پڑھو جو خوش الحانی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔''

احادیث شریفہ کے علاوہ قرآن پاک بھی صاف طور پر فرما رہا ہے: ورتل القرآن ترتیلاً (۱۶۱)

صف کی پابندی: امام کو چاہئے کہ نماز شروع کرنے سے قبل مصلیوں کو صف کی درستی کی طرف مائل کرے۔ احادیث شریفہ میں صفوں کی درستی کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ صفوں میں جگہ خالی چھوڑ دیتے ہیں، کبھی صف اول

Marfat.com

میں کچھ حصہ خالی ہے تو کبھی دوسری اور تیسری میں جگہ باقی ہے، یہ بات شرعاً ممنوع ہے۔ احادیث اور کتب فقہ میں تسویہ صفوف کے عنوان پر زیادہ سے زیادہ احادیث و احکام ہیں۔ جابر بن عمرہ کی حدیث میں ہے :

(۱) قال رسول الله ﷺ الا تصفون کما تصف الملئکة عند ربها فقلنا یا رسول الله ﷺ و کیف تصف الملئکةعند ربها قال یتمون الصفوف الاولی و یتراصون فی الصف(۱۶۲)

"کیا تم خدا کے سامنے فرشتوں کی طرح صفیں نہیں باندھتے؟ ہم نے عرض کیا فرشتے کس طرح صفیں باندھتے ہیں اپنے رب کے نزدیک؟ فرمایا پورا کرتے ہیں پہلے صفوں کو اور صف میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔"

(۲) عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ صفوا صفوفکم وقاربوا بینها و حاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیده انی لاریٰ الشیطان یدخل من خلل الصف کانها الحذف(۱۶۳) "حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اپنی صفیں ملی ہوئی رکھو اور آپس میں ملے ہوئے کھڑے ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں دیکھتا ہوں کہ شیطان صفوں کے درمیان جگہ میں بھیڑ کے بچے کی طرح داخل ہوتا ہے۔"

نماز کے شرائط: گزشتہ اوراق میں نماز کی اہمیت و اوقات وغیرہ کی مختصر بحث کی گئی، لیکن جب تک شرائط نماز سے واقفیت نہ ہو قدم قدم پر دشواریاں ہوتی ہیں، اس لئے یہاں ان کا بیان ضروری معلوم ہوتا ہے۔

نماز کے سات شرائط: (۱) نمازی کے بدن کا پاک ہونا، حاجت غسل ہو تو نہالے، وضو نہ ہو تو وضو کر لے، بدن پر نجاست ہو تو پاک کر لے۔ (۲) بدن کی کپڑوں کا پاک ہونا۔ (۳) مصلیٰ جانماز کا پاک ہونا۔ (۴) مرد کو زیر ناف سے دونوں گھٹنے سمیت کپڑے سے چھپانا، عورت کو سوائے منہ کے دونوں پاؤں، ہتھیلیوں کا چھپانا۔ (۵) قبلہ رو ہونا (۶) نیت کرنا (۷) وقت کا ہونا، اس کو پہچاننا۔

نماز کے سات ارکان یا اندرونی فرائض: (۱) تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر کہنا) (۲) کھڑا ہونا۔ (۳) قرآن مجید کی کچھ آیتیں پڑھنا (۴) رکوع کرنا (۵) سجدہ (ناک اور پیشانی لگا کر) کرنا (۶) قعدۂ اخیرہ (اخیر کا) میں التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا (۷) نماز سے اپنے قصد اور فعل اختیاری سے نکلنا۔

نماز کے گیارہ واجبات: (۱) الحمد پڑھنا (۲) الحمد کے ساتھ سورت ملانا (۳) ہر فرض کو اپنے موقع پر ترتیب کے ساتھ ادا کرنا (۴) پہلی دو رکعتیں قرأت کے واسطے مقرر کرنا (۵-۶) دونوں قعدوں میں التحیات پڑھنا (۷) السلام علیکم کہہ کر سلام پھیرنا (۸) پہلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ کوئی سورت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا (۹) رکوع و سجدہ و دوسرے ارکان کا باطمینان ادا کرنا (۱۰) دو سجدوں کے درمیان میں کچھ بیٹھنا۔ جن نمازوں میں الحمد و سورت با آواز پڑھی جاتی ہے اس میں آواز سے پڑھنا، جن میں آہستہ ان میں آہستہ پڑھنا (۱۱) دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنے بیٹھنا، پے در پے ارکان ادا کرنا۔

نماز کی بارہ سنتیں: (۱) تکبیر اولیٰ ہر نماز اور چھ تکبیرات زوائد عیدین میں ہاتھ کانوں تک اٹھانا (۲) داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھ کر باندھنا (۳) سبحانک اللھم ولا اله غیرک تک پڑھنا (مقتدی کے لئے) (۴) بعد ثنا امام و منفرد دونوں کا اعوذ بالله من الشیطان الرجیم پڑھنا (۵) اعوذ بالله کے بعد بسم الله الرحمن الرحیم پڑھنا (۶) ہر رکعت میں قرأت سے فارغ ہو کر رکوع میں جاتے وقت، سجدہ کرتے وقت،

Marfat.com

سجدے سے سر اٹھاتے وقت دوسرے سجدے میں جاتے اور دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے وقت اللہ اکبر کہنا۔(۷) رکوع میں سبحان ربی العظیم سجدے میں سبحان ربی الاعلی کہنا (۸) رکوع سے سیدھا ہونے میں اکیلا نماز پڑھنے والا سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد کہے مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے۔(۹) اول سجدے سے اٹھ کر جلسے میں بقدر تین بار سبحان اللہ کہنے کے توقف کرنا (۱۰) بعد تشہد (التحیات) کے قعدۂ اخیرہ میں درود شریف پڑھنا (۱۱) ولا الضالین کے بعد آہستہ آواز سے آمین کہنا (۱۲) درود کے بعد کوئی دعا (جو احادیث و قرآن کریم میں آئی ہو) پڑھنا

نماز کے ۴۵ مستحبات: (۱) جب قد قامت الصلوۃ کہا جائے امام اس وقت تکبیر تحریمہ نیت کے ساتھ باندھ لے (۲) ہاتھ کے انگوٹھے سے کان کی لو چھو جائے (۳) آستین سے ہاتھ باہر نکالنا (۴) پہلے دونوں ہاتھ اٹھائے اور پھر تکبیر کہے (۵) اللہ اکبر کے الف میں خدا کی احدیت والوہیت کا تصور کرے (۶) اللہ کا لام پُر پڑھے (۷) اکبر کی 'ر' کو ساکن پڑھے (۸) اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ باندھے (۹) تکبیر میں امام جب حی علی الصلوۃ سنے نماز کے واسے اٹھ کھڑا ہو (۱۰) مرد دونوں ہاتھ زیر ناف، عورت سینے پر باندھے (۱۱) کھڑے رہنے میں سجدے کی جگہ دیکھے (۱۲) دونوں پاؤں میں چار انگل کا فرق رکھے (۱۳) فجر ظہر میں طوال، عصر و عشا میں اوساط، مغرب میں قصار پڑھے، بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا تو فرض ہیں (۱۴) اس سے زیادہ پڑھنا مستحب ہے (۱۵) فجر کے فرض میں پہلی رکعت دوسری سے لانبی ہو (۱۶) قرآن شریف حسب قواعد عرب پڑھے (۱۷) سفر میں جس قدر قرأت آسان ہو اسی قدر پڑھے (۱۸) ہر رکعت میں الحمد سے پہلے بسم اللہ پڑھنا (۱۹) حتی الوسع کھانسی روکنا (۲۰) جمائی نہ لینا (۲۱) امام کو اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ کم از کم پہلی صف والے سن لیں (۲۲) رکوع میں سر اور پیٹھ سرین کے برابر رہے (۲۳) رکوع میں پاؤں پر نظر رکھے (۲۴) نمازی رکوع و سجدہ میں تین بار تسبیح کہے (۲۵) مرد بازو، ران سے جدا، عورت ملا کر رکھے (۲۶) رکوع کر کے کھڑے ہونے میں ہاتھ لٹکے رکھے (۲۷) سجدہ جانے میں پہلے زمین پر وہ عضو رکھے جو زمین سے قریب ہو مثلاً پہلے گھٹنے رکھے (۲۸) سجدے سے اٹھنے میں جو عضو آخر میں رکھا تھا یعنی ناک اور ماتھا پہلے اٹھائے (۲۹) سجدے میں ہاتھ کی انگلیاں آپس میں ملی رہیں (۳۰) دونوں ہاتھوں کے درمیان سجدہ کرنا (۳۱) سجدے میں انگلیاں قبلہ رخ رکھنا (۳۲) بازو پیٹ سے، پیٹ ران سے، ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے سجدے کے وقت جدا رہیں، عورت ملا کر پڑھے (۳۳) پیشانی اور ناک دونوں سجدے کے وقت زمین سے لگانا (۳۴) سجدہ کرتے وقت ناک کی طرف نگاہ رکھے (۳۵) سجدے میں پاؤں کی انگلیاں زمین سے نہ اٹھنے پائیں (۳۶) بیٹھنے میں دونوں ہتھیلیاں رانوں پر رکھنا (۳۷) سلام میں اس قدر منہ پھیرنا کہ مقتدی رخسارے کی سفیدی دیکھ لیں (۳۸) سلام پھیرتے وقت دونوں مونڈھوں پر نظر رکھنا (۳۹) ہاتھ کی انگلیاں نشست میں زانو کے سرے تک پھیلائے رکھنا (۴۰) قعدے میں سینے کی جانب نگاہ رکھنا (۴۱) امام ہر سلام میں فرشتوں اور ادھر کے مقتدیوں کی نیت کرے (۴۲) مقتدی امام فرشتوں اور دوسرے مقتدیوں کی نیت کرے (۴۳) امام پہلا سلام بلند دوسرا پست کرے (۴۴) قعدے میں انگلیاں ہاتھ پاؤں کی قبلہ رخ رکھنا (۴۵) انگلیاں حسب عادت کشادہ رکھنا۔

مفسدات صلوۃ

نقشہ مفسدات فعلی جن سے نماز فاسد ہو جائے گی:

(۱) نماز میں سو گیا اور احتلام ہوا (۲) کسی عورت پر نگاہ پڑی اور مادۂ منی نکل آیا (۳) نماز کے اختتام سے قبل قصداً وضو توڑ ڈالا،

Marfat.com

کسی عضو سے خون بہہ نکلا (۴) نماز میں قرآن شریف دیکھ کر ایک آیت سے زیادہ پڑھا (۵) کچھ کھایا یا منہ کے اندر کی چیز چنے کے برابر نگل گیا (۶) عمل کثیر کیا مثلاً کسی نے نماز کے اندر دونوں ہاتھ لگا کر کوئی کام کیا یا ایک رکن میں تین بار مسلسل کوئی حرکت کی اس قسم کی باتیں عمل کثیر کہلاتی ہیں۔

نقشہ مفسدات قولی جن سے نماز باطل ہو جائے گی:

(۱) قعدے کے سوا کسی حال میں تمام کرنے کی نیت سے سلام پھیرنا چاہئے سہواً ہو یا عمداً (۲) زبان سے کسی کو جواب دینا (۳) درد یا مصیبت سے بلند آواز کے ساتھ رونا جسے دوسرا سن لے (۴) بلاضرورت جگہ صاف کرنا جس سے کوئی لفظ یا حرف نکل جائے جیسے اخ، اف، آہ، ہائے، اوہ (۵) یہ کلمات زبان سے نکل جائیں (۶) کسی نے دعا مانگی اس کے جواب میں آمین کہنا (۷) دوسرے کی چھینک کا جواب دینا (۸) امام کے علاوہ دوسرے کو لقمہ دینا (۹) امام کا اپنے مقتدی کے علاوہ دوسرے سے لقمہ لینا (۱۰) تعجب کی بات پر سبحان اللہ کہنا (۱۱) اچھی خبر سن کر الحمدللہ کہنا (۱۲) غم کی خبر پر انا للہ کہنا (۱۳) نماز کے اندر اذان کا جواب دینا (۱۴) کسی نے کہا خدا کے سوا کیا اور کوئی رب ہے اس کے جواب میں کلمہ پڑھ دیا (۱۵) دنیا کے کام کے لئے لاحول پڑھنا (۱۶) نماز میں نکاح وغیرہ کی دعا مانگنا (۱۷) ایسا قرآن پڑھنا جس سے معنی بدل جائے

نقشہ مکروہ تحریمی: (۱) بے کار کام کرنا (۲) انگلیوں کا توڑنا، چٹخانا (۳) ہاتھ اس طرح باندھنا کہ کہنیوں تک انگلیاں پہنچیں (۴) بے ضرورت چارزانو بیٹھنا (۵) خاک کے بچاؤ سے بار بار کپڑا سمیٹنا (۶) خواہ مخواہ انگلیاں آپس میں داخل کرنا (۷) بلاضرورت آستین چڑھانا (۸) رکوع میں بجائے سبحان ربی العظیم کے سمیع اللہ لمن حمدہ کہنا (۹) بغیر سلام کے دوسرا کام کر کے نماز سے باہر ہونا (۱۰) دونوں پاؤں کھڑے کر کر مڑ جانا (۱۱) بلاضرورت کوئی سورت ایک آیت تک پڑھ کے چھوڑ دینا (۱۲) منہ پھیر کر دیکھنا یا منہ پھیرنا (۱۳) آیتوں کو ہاتھ یا تسبیح پر شمار کرنا (۱۴) کسی واجب کا ترک کرنا

ان تمام صورتوں میں نماز دہرانا واجب ہے۔

سنت ونفل نمازوں کا مختصر بیان

سنت کی دو قسمیں ہیں مستحب اور مؤکدہ۔ شبانہ روز میں سنت مؤکدہ کی بارہ رکعتیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے: فجر سے قبل ۲، قبل فرض ظہر ۴ مابعد ۲، مغرب کے فرض کے بعد ۲، عشاء کے فرض کے بعد ۲۔ جمعہ سے قبل ۴ اور بعد ۶۔ ان سب میں فجر سے پہلے سنتوں کی تاکید اکید ہے، یہاں تک کہ کسی سنت کی قضا نہیں، مگر فجر کی قضا بھی ہے۔ عصر سے قبل بھی چار سنتیں ہیں مگر یہ مؤکدہ نہیں، بلکہ مستحب ہیں، اسی طرح عشا کے وقت فرض سے قبل اور مابعد فرض عشاء ۴ مستحب ہیں، خواہ پڑھے یا نہ پڑھے۔

تراویح: رمضان کے مہینے میں فرض عشا کے بعد بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے اس کی بھی بے حد تاکید فرمائی گئی ہے۔ اس کا ترک کرنا گناہ ہے۔ دو دو کی نیت یا چار کی نیت باندھے۔ ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھ کر ذکر الٰہی وغیرہ کریں اور ذیل کی تسبیح پڑھیں:

سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزت والکبریاء والعظمة والجبروت سبحان الملک الحی القیوم الذی لا ینام ولا یموت سبوحٌ قدوسٌ ربنا و رب الملئکة والروح

تراویح میں ایک قرآن کریم ختم کرنا بہتر ہے زیادہ جس قدر پڑھ جائیں بہتر، لیکن قرآن کریم کو اتنا تیزی سے پڑھنا کہ حروف قطع ہوں معصیت ہے۔

اُجرت: مسجد کے مصلیان کا یہ فرض ہے کہ وہ حفاظ کی خود اپنی جگہ خدمت کریں لیکن جو حفاظ بغیر دام لئے ہوئے تلاوت نہیں کرتے

Marfat.com

وہ بھی معصیت کرتے ہیں۔

نفل نمازوں میں اختیار ہے کہ خواہ بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر پڑھے۔

نمازِ اشراق: فجر کی نماز پڑھ کر مصلے پر بیٹھا رہے، درود شریف وغیرہ یا قرآن مجید تلاوت کرتا رہے، آفتاب نکل کر جب بلند ہونے لگے تو چار رکعت دو سلام سے یا دو ہی رکعت پڑھے۔ اس نماز میں ایک حج یا ایک عمرے کا ثواب ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اسی طور سے نماز ادا کرے، وقت گزارنے پر بھی پڑھی تو کچھ نہ کچھ ثواب مل جائے گا۔

چاشت کی نماز: جب آفتاب خوب بلند ہو جائے اور دھوپ میں تیزی آ جائے اس وقت کم سے کم دو یا زیادہ پڑھے تو آٹھ یا بارہ رکعت پڑھے اس نماز کے بھی احادیث میں فضائل مرقوم ہیں۔

اوابین: مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد چھ رکعت دو دو کی نیت سے پڑھے۔

تہجد: تہجد کی نماز میں حضور پاک ﷺ بے حد اہتمام فرماتے تھے۔ تمام تمام رات کھڑے رہے، پائے مبارک بھی سوج جاتے۔ نفل نمازوں میں اس نماز کی بے حد تاکید ہے اور سنت مؤکدہ ہے۔ حضور ﷺ نے کبھی اس کو ترک نہ فرمایا۔ حضور پاک ﷺ سے تہجد کی ۱۲ رکعات تک پڑھنا ثابت ہے، کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ ۱۲ ہیں۔

صلوٰۃ التسبیح: احادیث میں اس کا بھی بے حد ثواب درج ہے، اگر ہر روز نہ ہو تو ہفتے میں ایک بار، یہ بھی نہ ہو تو مہینے میں، سال بھر میں، عمر میں ایک بار پڑھ لے۔ چار رکعت کی نیت باندھ کر سبحانک اللّٰھم اور سورت پڑھ کر فارغ ہو تو رکوع سے پہلے پندرہ بار سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے۔ رکوع کی تسبیح کہہ کر پر دس بار سابق کی طرح سبحان اللّٰہ والحمد لِلّٰہ ـ الخ پڑھے پھر سجدہ کرے، سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد ۱۰ بار سبحان اللّٰہ والحمدِ للّٰہ ـ الخ پڑھے۔ سجدے سے اٹھ کر پھر دس بار پڑھے، پھر التحیات پڑھے، پھر اسی طرح چاروں رکعتیں پوری کرے۔ جو سورت چاہے پڑھے۔

نماز استخارہ: اس نماز کی بھی احادیث میں ترغیب و برکات آئی ہیں۔ نئے کام، سفر، شادی وغیرہ کے مواقع پر اس نماز کا پڑھنا مستحسن ہے۔ ہمارے یہاں سلاسل قادریہ و مقتدریہ معینہ میں مذکورہ بالا نمازوں کے علاوہ خاص خاص معمولات بھی مقرر ہیں جو بے حد کامیاب ہوئے ہیں۔ اس نماز کا طریقہ یہ ہے پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے اس کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے۔

اللّٰھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضل العظیم فانک تقدرو لا اقدر و تعلم ولا اعلم و انت علام الغیوب اللّٰھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیرٌ لی فی دینی و معاشی و عاقبۃ امر فاقدرہ لی ویسّرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی و معاشی و عاقبۃ امری فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدرلی الخیر حیث کان ثم ارضی بہٖ ان ھذا الامر کے لفظ پر اپنے مطلب کا بیان کرے اور ایک دفعہ یہی نماز پڑھ کر جس کام پر نیک نیتی سے رائے قائم کرے گا برکت ہوگی۔ اس کے بعد درود شریف پڑھتا ہوا سو جائے، شب میں مطلب و مدعا کے متعلق علم ہو جائے گا۔

نیت: دل سے نیت کرنا کافی ہے جس کے ساتھ ہی تکبیر تحریمہ کہی جائے۔ دل سے ہر نماز کی نیت اور زبان سے اس کے الفاظ ادا کرنا چاہئے۔ جس زبان میں چاہے الفاظ نیت ادا کرے، اچھا یہی ہے کہ عربی میں جو نیت ہے وہی کرے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

نویت ان اصلی للّٰہ تعالیٰ رکعتا سنۃ الفجر

Marfat.com

الیوم، سنت کے لئے رکعتا السنۃ فلاں کہے اور فرض کے لئے رکعتا الفرض کہے۔ مغرب میں ثلث رکعات فرض المغرب کہے۔ یہ الفاظ نیت وہی کہے جو اس کے معنی سمجھتا ہو، ورنہ معمولی طور پر ہر شخص اپنی زبان میں ہر نماز کی اس کے مطابق نیت کرے۔

قرأت: دن ورات میں پانچ نمازیں ہیں اور ان سب میں سترہ رکعتیں فرض ہیں جن کی ترتیب یہ ہے فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء۔ ان فرض کی رکعتوں میں فجر کی دونوں رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملا کر پڑھتے، عصر کی پہلی دو رکعتیں بھری اور پچھلی خالی یعنی صرف الحمد پڑھتے۔ مغرب میں دو رکعتیں بھری ہوئی پڑھتے۔ یہ حکم امام اور منفرد کا ہے۔ مقتدی امام کے پیچھے خاموش رہے۔ اکیلا نمازی فجر، مغرب، عشاء میں مختار ہے خواہ جہر کر کے پڑھے یا آہستہ۔

نماز میں ایک سورت قرآن کی پڑھنا فرض ہے اور بقدر تین چھوٹی آیتوں کے یا ایک بڑی آیت کے پڑھنا واجب ہے۔ صرف ایک ہی آیت پڑھ کر کفایت کرنا گناہ ہے۔ حالت سفر اور عجلت میں جس قدر موقع ہوا تنا پڑھ سکتا ہے۔

اطمینان کی صورت یہ ہوگی کہ فجر وظہر میں حجرات سے تا سورۂ بروج، عصر وعشا میں درمیانی سورتیں اور مغرب میں لم یکن سے قل اعوذ برب الناس تک جو چاہے پڑھے، کسی خاص سورت کو معین نہ کرے۔ امام کو مقتدیوں کی رعایت اور ان کے رغبت وشوق سب چیزوں پر نظر رکھتے ہوئے قرأت کرنا چاہئے۔ نہ تو اتنی طویل قرأت ہو کہ مقتدی گھبرا جائیں اور نہ اس درجہ مختصر جو معینہ مقدار سے کم ہو۔

سجدۂ سہو: ترک واجب سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے اور سجدہ کرنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ یہ سجدہ اس طرح کرے کہ آخر کی التحیات پڑھ کر سلام پھیرے اور پہلے سلام ہی کے بعد سجدے کرے۔ دوبارہ التحیات، درود شریف دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔ نماز میں جو چیزیں واجب ہیں ایک یا متعدد واجبات ترک کئے تو ایک ہی سجدہ سہو کافی ہوگا، البتہ فرض کے ترک سے نماز جاتی رہتی ہے۔ •

وتر: وتر کی تین رکعتیں ہیں جو عشا کے فرضوں اور سنن ونوافل کے بعد منفرداً پڑھی جاتی ہیں۔ رمضان المبارک میں امام کے ساتھ جماعت سے پڑھنا چاہئے۔

قضا نمازیں: جب کسی شخص کی نماز قضا ہو جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے، بلا کسی عذر کے قضا پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔ بہت سی نمازیں مہینوں یا سال کی قضا شدہ ہوں تو ان کی قضا میں عجلت کرے، جس وقت موقع پائے پڑھ لے۔ کسی نے ایک ہفتہ بھر کی نماز نہ پڑھی اب قضا پڑھنے لگا تو فرض کرو کہ پیر کی فجر سے نمازیں قضا ہوئی تھیں اور ایک شنبہ کی عشا تک ایک نماز بھی نہ پڑھی وہ دوشنبہ کی فجر کی نیت اس طرح کرے قضا پڑھتا ہوں دوشنبہ کی فجر فلاں تاریخ فلاں سال کی۔

کئی سال کی نمازوں کی قضا میں یہ صورت کرے کہ فجر کی قضا میں فجر کی نمازیں جتنی میرے ذمے تھیں ان میں جو سب سے اول ہے اس کی قضا پڑھتا ہوں اسی طرح ظہر وغیرہ۔

غسل ودفن میت ونماز جنازہ

مضامین کی ترتیب کے لحاظ سے اس جگہ غسل ودفن میت اور نماز جنازہ کے مسائل اور ترکیب بھی درج کی جاتی ہے۔

انسان کا جب آخر وقت ہو، سانس وغیرہ ٹوٹنے لگے، تمام اعضا ڈھیلے پڑ جائیں، کنپٹیاں بیٹھ جائیں تو جاننا چاہئے کہ اب موت کا وقت ہے۔ چت لٹا دیں، قبلے کی طرف منہ کر دیں، اس کے قریب دنیا کی باتیں قطعاً نہ کریں، بلکہ با آواز بلند کلمہ شہادت پڑھیں، بیمار سے نہ کہا جائے کہ تو بھی پڑھ، بلکہ خود سلسلہ جاری رکھیں تاکہ وہ سن کر کلمہ پڑھنے کے قابل ہے تو پڑھنا شروع کر دے گا۔ اس وقت سورۂ یٰسین بھی پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں

Marfat.com

وارد ہے کہ سورۂ یٰسین کی تلاوت سے مردے کی سختی میں کمی ہو جاتی ہے۔ جب روح پرواز کر جائے تو مردے کے ہاتھ پیر درست کر دیں، دونوں ہاتھ اپنی اپنی جگہ کر دیں، منہ کے بند کرنے کے لئے جبڑوں پر پٹی باندھنا بہتر ہے۔ منہ وغیرہ بند کرتے وقت بسم اللّٰہ وعلی ملۃ رسول اللّٰہ پڑھتے رہیں۔ غسل وغیرہ میں دیر نہ کریں، جب تک غسل نہ دیا جائے مردے کے پاس بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنا منع ہے۔

غسل میت: بیری کے پتوں کو پانی میں ڈال کر گرم کریں، کافور، پانی میں گھول دیں، جس تخت یا تختے پر میت کو لٹا کر غسل دینا ہے اس کو لوبان کا بخور دیں، ایک کپڑا ناف سے زانو تک ڈال دیں، جسم کے سارے کپڑے اتار دیئے جائیں، میت کو برہنہ نہ کریں، بلکہ یہ کپڑا غسل کے وقت پڑا رہے۔ پہلے استنجا کرائیں اگر نجاست ہو تو ڈھیلوں سے پاک کر دیں۔ غسل دینے والا مردے کے ستر کو ہاتھ نہ لگائے۔ تھیلیوں سے بدن صاف کیا جائے، استنجے کے بعد مردے کو وضو کرا دیں، کلی نہ کرائیں، نہ ناک میں پانی ڈالیں، گٹے تک ہاتھ دھلائیں۔ پہلے منہ دھلایا جائے اس کے بعد دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت پھر سر کا مسح پھر دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت منہ اور ناک کے نتھنوں میں روئی رکھ دیں۔ وضو سے فارغ ہو کر ڈاڑھی اور سر کے بالوں کو خطمی وغیرہ سے صاف کر دیں پھر مردے کو بائیں کروٹ لٹا کر نیم گرم پانی تین دفعہ سر سے پاؤں تک تمام بدن پر ڈالیں یہاں تک کہ پانی بائیں کروٹ تک پہنچ جائے، پھر داہنی کروٹ پر لٹایا جائے اور اسی طرح تین بار پانی ڈالا جائے، کسی خشک کپڑے سے مردے کا بدن صاف کر دیں۔

کفن: مرد کے واسطے تین کپڑے سنت ہیں: (۱) ازار (یا تہ بند) (۲) کرتا (کفنی) (۳) چادر

عورت کے لئے پانچ: (۱) کرتہ (۲) ازار (۳) سر بند (خمار اوڑھنی) (۴) چادر (۵) سینہ بند

ازار سر سے پاؤں تک ہوتی ہے اور چادر جو سب کے اوپر ہوتی ہے اسے پوٹھ کی چادر کہتے ہیں، وہ ازار سے ایک ہاتھ لانبی ہوتی ہے۔ کرتہ گلے سے قدم تک لیکن آستین وکلی وغیرہ نہیں ہوتی صرف گلے کی جگہ پھاڑ دیتے ہیں۔ سر بند تین ہتھ لانبا ہو، سینہ بند چھاتیوں سے رانوں تک لانبا چوڑا رکھیں تاکہ بدن سے لپٹ جائے۔ ایک چادر اس کے علاوہ رکھتے ہیں جو مردے پر ڈال دی جاتی ہے جسے بعد میں کسی محتاج وغیرہ کو دے دیں۔ یہ چادر کفن میں شامل نہیں ہے۔

کفن میں بھی لوبان کی دھونی دے دی جائے، خوشبو عطر وغیرہ لگا دیں، ہتھیلیوں وغیرہ اور ان جوڑوں پر کافور مل دیں جو سجدے میں رکھے جاتے ہیں۔

پہلے چادر بچھائیں پھر اس پر ازار، اس کے اوپر کرتہ اور اس پر مردے کو لٹائیں۔ کرتے کا گلہ چاک کر کر مردے کا سر اس میں سے نکال لیں پھر ازار مردے کی بائیں جانب سے لپیٹی جائے، پھر داہنی طرف سے۔ اس کے بعد اوپر والی چادر پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں۔ دھجی سے سر اور پاؤں کے حصے کو باندھ دیں، کمر بھی باندھ دی جائے۔

عورت کو کفنانے کی شکل یہ ہوگی عطر کافور وغیرہ لگائیں پھر چادر پر تہ بند اس پر کرتہ پھر اس پر میت کو لٹائیں۔ کرتہ پہنا کر سر کے بال کے دو حصے کر کے دائیں بائیں سینے پر ڈال دیں، پھر سر بند سر اور بالوں پر ڈال دیں، پھر ازار بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں۔ اس کے بعد سینہ بند باندھ دیں، پھر چادر اوپر والی پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی جانب سے لپیٹ کر تین جگہ دھجیوں سے باندھ دیں۔ سینے پر شجرہ یا بزرگوں کا کوئی تبرک بھی رکھ دیں۔ اس کی سند بھی اصولاً حدیث میں موجود ہے۔

نماز جنازہ: مردے کو نہلانا، کفن دینا، نماز جنازہ پڑھنا، دفن کرنا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔ اگر دو ایک بھی شریک ہو جائیں تو

Marfat.com

سب کے ذمے سے فرض اتر جائے گا۔

جب مردے کو غسل وغیرہ دے دیں تو امام میت کے سینے کے مقابل کھڑا ہو کر نماز پڑھائے جس میں چار تکبیریں ہیں۔ اللہ اکبر کہہ کر تسبیح پڑھے، پھر تکبیر کہہ کر درود شریف پڑھے، تیسری بار اللہ اکبر کہہ کر ذیل کی دعائے میت پڑھے:

اللّٰھم اغفر لحینا و میتنا و شاھدنا و غائبنا و صغیرنا و کبیرنا و ذکرنا و أنثانا – اللّٰھم من احییته منا فاحیه علی الاسلام و من توفیته منا فتوفه علی الایمان

چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دے۔

اگر جنازہ نابالغ کا ہے تو: اللّٰھم اجعله لنا فرطاً و اجعله لنا اجراً و اجعله لنا ذخراً و اجعله لنا شافعاً و مشفعا

لڑکی ہے تو اجعله کی جگہ اجلھا اور شافعاً کی جگہ شافعةً اور مشفعا کی جگہ مشفعة پڑھے۔

دفن: قبر دو قسم کی کھودی جاتی ہے بغلی یا صندوقی۔ جس جگہ کی مٹی سخت ہے بغلی کھودتے ہیں، ورنہ صندوقی۔ قبر اس قدر گہری ہو کہ انسان اس میں بیٹھ سکے۔ جب قبر تیار ہو جائے تو مردے کو قبر میں اتاریں۔ قبر میں اتارتے وقت بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ پڑھتے جائیں۔ میت کا منہ قبلے کی طرف کر دیں۔ عورت کی میت اتارنے میں پردہ کر لینا چاہیے۔ قبر کچی یا پختہ دونوں طرح کی بنا سکتے ہیں۔ گنبد وغیرہ بنانا بھی جائز ہے تا کہ زائرین وہاں بیٹھ کر قرآن خوانی وغیرہ کر سکیں۔

جس عورت کا خاوند مر جائے اس کو چار مہینے دس روز تک اپنے شوہر کا سوگ کرنا چاہیے۔ سوگ کے معنی سر پیٹنے یا سینہ کوبی کے نہیں ہیں، بلکہ ترک زینت، بناؤ سنگار نہ کرے، مہندی وغیرہ نہ لگائے، آواز سے رونا چلانا قطعاً منع ہے۔

تجہیز و تکفین کے بعد قرآن خوانی ایصال ثواب کرنا مردوں کے لئے امر مستحسن ہے خواہ تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں کیا جائے، یہ سب ایصال ثواب کی شکلیں ہیں، صحیح احادیث سے ایصال ثواب ثابت ہے۔

فاتحہ وغیرہ کے جو طریقے ہندوستان میں مروج ہیں وہ علی الاکثر صحیح ہیں۔ اگر تعین یوم وقت کے ساتھ فاتحہ نہ کی جائے تو پھر عموماً ایصال ثواب ہی بند ہو جائے گا۔ اس صورت میں پابندی رہتی ہے، البتہ قبرستان میں جا کر دل لگی، مذاق اور لہو ولعب کے طریقوں میں مبتلا نہ ہونا چاہیے، وہ مقام عبرت کا ہوتا ہے۔ ان معمولات کی ادائیگی سودی قرض وغیرہ سے نہ ہونی چاہیے۔ بزرگوں کی اعراس اور چراغاں وغیرہ بھی اہل سنت کے نزدیک جائز مباح ہے اور اس کی بھی اصل ثابت ہے۔ بزرگوں کے مزارات پر طوائفوں اور دوسری عورتوں کا جانا یقیناً بند کرنا چاہیے۔ صاحب قبر کو اپنا وسیلہ ذریعہ بنانا جائز ہے۔ قبر پر ہاتھ لگا کر ملنا بھی درست ہے۔

اعراس کے مواقع پر اکابر اولیاء اللہ کی سیرت اور ان کی عملی زندگی مجاہدات وریاضات، زہد واتقا، توکل، صبر، اکل حلال، اظہار حق وصداقت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، ذکر وشغل جیسے افعال پر حاضرین کو توجہ دلائی جائے تا کہ حضرات صوفیا کی حیات کا قلوب پر عملی نقش قائم ہو۔

اضلاع وقصبات کی تنظیم اور جمعہ کی اہمیت

نماز کے عنوان میں ہم مختصراً نماز کے اجتماع کی برکات پر اشارات کر آئے ہیں۔

پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ نماز جمعہ ہفتہ واری اجتماع ہے جس میں شہری و محلہ داری نظام کی درستی مقصود ہے۔ اس نماز کو عید المومنین بھی ٹھہرایا گیا۔ مسجد جامع میں زیادہ سے زیادہ اجتماع کی غرض یہ ہے کہ خطبات جمعہ میں مسلمانوں کو اہم ضروریات سے باخبر کیا جائے۔ افسوس کہ زبان عربی سے بے توجہی کا نتیجہ یہ ہے کہ خطبوں کے احکام سے مسلمان بے خبر رہتے ہیں اور اس عظیم

Marfat.com

الشان اجتماع کی حقیقی روح فنا ہو رہی ہے۔

اگر خطبوں کی اہمیت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ختم رسالت روحی له الفداء علیہ السلام کے زمانۂ اقدس میں مسلمانوں کی قلوب میں خطبات ہی اسلامی جوش و حمیت پیدا کرتے تھے اور آپ کا معمولِ شریفہ تھا کہ ضروریات کے مواقع خطبے میں احکام ارشاد فرماتے۔ کتبِ احادیث میں آپ کے مواعظ و خطبات کی تفصیلات موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبے میں ہر قسم کی قومی و مذہبی ضروریات بیان کی جاتیں۔ حضراتِ صحابہ پر بسا اوقات حضور انور علیہ السلام کی تقاریر کا یہ اثر ہوتا کہ بے اختیار ہو جاتے۔

خطبہ مردہ جسموں میں روح حیات پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ عربیت سے ناواقفیت اور پھر اماموں، خطبوں کا مسائل حاضرہ سے بے خبر ہونا بھی مسلمانوں میں جمود پیدا کر رہا ہے۔

اُردو خطبات کی بحث عرصے سے جاری ہے، مگر اب تک متفقہ طور پر اس کا آخری فیصلہ نہیں کیا گیا۔ بعض تو اس مسئلے میں یہاں تک تشدد اختیار کئے ہوئے ہیں کہ اگر کسی خطیب نے حالات کی اہمیت و ضرورت کے باعث عربی کے علاوہ دوسری زبان میں کوئی ہدایت کردی تو اس کے خلاف ہنگامہ برپا کیا جائے گا۔

خطبہ اصل میں وعظ و نصیحت کا نام ہے اس کو جزوِ عبادت نہ سمجھنا چاہئے۔ اگر ایسا ہوتا تو سرکار عالم علیہ السلام دورانِ خطبہ میں منبر سے اتر کر دوسرے کام کیوں فرماتے؟ اس کی مثالیں کتب احادیث میں متعدد ملتی ہیں۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ خطبے کو جزوِ عبادت ماننے کے متعلق فرماتے ہیں: ان الخطبة ذكر والمحدث والجنب لا يمنعان من ذكر الله ما خلا قراءة القران فی حق الجنب و ليست الخطبة نظير الصلوة ولا بمنزلة سطرها بدليل انها تودى غير مستقبل بها القبلة ولا يفسدها الكلام والخطبة كلها وعظ و امر بالمعروف.

یعنی خطبہ ایک ذکر ہے اور بلا وضو اور ناپاک آدمی کے لئے جب تک کہ تلاوت قرآن نہ ہو ذکر الٰہی میں کوئی ممانعت نہیں۔ خطبہ نہ تو نماز کی مثل ہے اور نہ اس کے اجزاء میں سے ہے، کیوں کہ خطبہ اس طرح دیا جاتا ہے کہ خطیب قبلہ رو نہیں ہوتا اور نماز کے لئے یہ ضروری ہے، نیز خطبے میں بات کرنے سے خطبہ فاسد نہیں ہوتا اور نماز اس کے برعکس ہے۔ خطبہ سراپا وعظ اور امر بالمعروف ہے۔

حضرت سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ عربی الفاظ کے علاوہ فارسی زبان میں خطبہ دینے کو جائز فرماتے ہیں۔

آج اگر عربی ہماری زبان ہوتی تو دوسری زبان میں خطبے کی حاجت ہی نہ ہوتی، جب دوسرے ممالک میں مسلمان فاتح کی حیثیت سے جاتے تو وہاں عربی سرکاری و لازمی زبان ہو جاتی جس کا سیکھنا ضروری تھا، اسی وجہ سے عجمی زبان میں خطبہ نہیں دیا گیا۔

اس مسئلے میں ایک شکل یہ بھی ہوسکتی ہے کہ عربی خطبے کے ساتھ ساتھ اردو میں ضروری ضروری احکام جمع کئے جائیں جن کو خطیب بیان کرے تاکہ عربیت کے فنا ہونے کا اندیشہ بھی نہ رہے اور خطبے کی اصل غرض بھی پوری ہو جائے اور مردہ قلوب میں ہر ہفتے حیاتِ تازہ پیدا ہو سکے، لیکن اس سلسلے میں اگر عربیت کو معدوم کرنے کا جذبہ کارفرما ہوا تو بلاشبہ وہ ایک ایسا مکروہ تخیل ہوگا جسے برداشت نہیں کیا جا سکے گا۔

اسکولوں کی تعلیم اور انگریزی کے رواج نے ام السنہ (عربی) کو شدید نقصان پہنچایا اس کی حفاظت بھی مسلمانوں کا فریضہ ہے، کیوں کہ اسلام نے زبان میں بھی وحدت قائم کی تھی جو تقریباً دوسری زبانوں کے باعث فنا ہو رہی ہے، اسے بھی اپنی جگہ تقویت دینی چاہئے۔

يا ايها الذين آمنوا اذا نودى للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله و ذروا البيع ذلكم خيرٌ لكم ان كنتم تعلمون فاذا قضيت الصلوة فانتشروا فى

Marfat.com

الارض وابتغوا من فضل الله واذكروا الله كثيرا لعلكم تفلحون الخ(۱۶۴) ''اے مسلمانو! جس وقت نماز جمعہ کی لئے اذان دی جائے تو ذکرالٰہی کے لئے لپکو اور اس وقت بیچنا چھوڑ دو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے بشرطیکہ تم سمجھو۔ جب نماز ختم ہو جائے تو زمین پر پھیل جاؤ اور خدا کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے خدا کی یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ۔''

احادیث: (۱)عن طارق بن شهاب قال قال رسول الله ﷺ الجمعة حق واجب على كل مسلم فی جماعة الا على اربعة عبد مملوك اوامرأة او صبى او مريض(۱۶۵)

''طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جمعہ ہر مسلمان پر جماعت سے واجب ہے مگر چار شخصوں پر۔ مملوک، غلام، عورت، بچے اور مریض پر واجب نہیں۔''

(۲) عن ابن مسعود ان النبی ﷺ قال لقوم يتخلفون عن الجمعة لقد هممت ان آمر رجلا يصلى بالناس ثم احرق على رجال يتخلفون عن الجمعة بيوتهم.(۱۶۶) ''ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے ان لوگوں کے حق میں جو جمعہ میں نہیں آتے فرمایا میں نے قصد کیا کہ ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو بلا ضرورت جمعہ ادا نہیں کرتے۔''

(۳) عن جابر ان رسول الله ﷺ قال من كان يومن بالله واليوم الآخر فعليه الجمعة يوم الجمعة الا مريض او مسافر اوامرأة او صبّى او مملوك فمن استغنى بلهو او تجارة استغنى الله عنه والله غنى حميد(۱۶۷) ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے پس اس پر جمعہ لازم ہے، مگر مریض، مسافر، عورت، بچے اور غلام پر نہیں۔ جو شخص لہو اور تجارت میں مشغول رہا خدا اس سے مستغنی ہے۔''

(۴) عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ خير يوم طلعت عليه الشمس يوم الجمعة فی خلق آدم و فيه ادخل ال جنة و فيه اخرج منها ولا تقوم الساعة الا فی يوم الجمعة(۱۶۸) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تمام دنوں سے بہتر دن جمعے کا ہے، اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے باہر کئے گئے اور جمعے کے دن قیامت برپا ہوگی۔''

(۵) عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ التمسوا الساعة اللتی ترجى فی يوم الجمعة بعد العصر الى غيبوبة الشمس(۱۶۹) ''حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ایک ساعت کے متلاشی رہا کرو۔''

(۶) عن ابی لبابة بن عبدالمنذر (اسمه رفاعة بن عبدالمنذر) رضی الله عنه قال قال النبی ﷺ ان يوم الجمعة سيدالايام واعظمها عندالله وهو اعظم عندالله من يوم الاضحى و يوم الفطر فيه خمس خلال الخ(۱۷۰) ''ابی لبابہ بن منذر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے، اللہ کے نزدیک عیدالفطر و عیدالضحیٰ سے بھی زیادہ بڑا ہے۔''

جمعے کے دن کثرت درود: عن ابی الدرداء رضی ا

Marfat.com

عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ اکثروا الصلوٰة علی یوم الجمعة فانه مشهود تشهده الملئکة وان احدا لن یصلی علی الا عرضت علی صلوته حتٰی یفرغ عنها قال قلت و بعدالموت؟ قال و بعدالموت ان اللّٰه حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللّٰه حیّ یرزق(۱۷۱)'' ابی درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا مجھ پر جمعے کے دن زیادہ درود پڑھا کرو، اس لئے کہ اس دن فرشتے درودوں کو میرے پاس پیش کرتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو درود بھیجتا ہے مجھ پر پیش کیا جاتا ہے جب تک فارغ ہو۔ میں نے عرض کیا بعد وصال بھی؟ فرمایا خدا نے زمین پر انبیاء کے جسدوں کا کھانا حرام کر دیا، اللہ کے نبی زندہ ہیں اور رزق دیے جاتے ہیں۔''

احکام: نماز جمعہ دو رکعت واجب ہے۔ شرائط جمعہ پائے جانے کی صورت میں ظہر ساقط ہو جاتی ہے۔ جمعے کی نماز سے قبل غسل کر کر پاک وصاف کپڑے پہن کر مسجد جامع میں جائے۔ اذان سنتے ہی دنیا کے کام چھوڑ دے، خرید وفروخت ترک کر دے۔

اذان کے بعد امام منبر پر جائے، مؤذن اس کے سامنے مقابل کھڑے ہو کر اذان دے۔ بعض افراد نے عالم اسلامی اور احکام ومسائل سے ہٹ کر دوسری راہ نکالی اور اس سلسلے میں جو کچھ کیا خدا توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

مؤذن جب اذان ثانی ختم کر لے امام کھڑے ہو کر دو خطبے دے جس میں احکام وضروریات بیان کرے، سامعین خموشی اور غور سے خطبہ سنیں، خطبے کے وقت سنن وغیرہ نہ پڑھیں۔ بات چیت بھی اس وقت منع ہے۔

ایک شہر میں متعدد جمعے جائز ہیں، مگر اولیٰ اور مستحسن یہی ہے کہ مسجد جامع میں زیادہ سے زیادہ اجتماع کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی جائے۔ کثرت درود کی احادیث میں تاکید فرمائی گئی ہے۔

عیدین کی نماز

اسلام نے جس طرح روحانیات وعبادات کی تعلیم دی وہیں مسرت وشادمانی کے طریقے بھی مقرر فرمائے۔ شرک وبدعت اور لہو ولعب یا دوسری اقوام کی طرح ان خاص خاص دنوں میں آفتاب پرستی، مہتاب پرستی وغیرہ سے بچایا اور حکم دیا کہ مسلمان توحید کے نشے میں سرشار ہو کر اپنی مسرت کا اظہار کریں۔ چناں چہ ہماری مسرت کے لئے عیدالفطر وعیدالضحیٰ کے دو دن مقرر ہوئے۔

نماز عیدالفطر: عیدگاہ جانے سے قبل سنت یہ ہے کہ کچھ کھا کر نکلے۔ صدقۂ فطر ادا کرنا چاہئے۔ فطرے کا بیان اپنی جگہ آئے گا۔ سب مسلمان کسی میدان میں جمع ہوں، امام امامت کرے، دو رکعت نماز عید پڑھائے۔ تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت باندھے سبحانک اللّٰھم تا ولا الہ غیرک پڑھ کر اور دونوں کانوں تک دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے پھر ہاتھ چھوڑ دے، دوبارہ اللہ اکبر کہے پھر اسی طرح تیسری بار اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ باندھ لے، پھر بسم اللہ کہہ کر الحمد اور سورت پڑھ کر رکوع کر کر کھڑا ہو جائے، پھر الحمد و سورت کے بعد تین تکبیریں کہہ کر رکوع کرے اور حسب معمول دونوں سجدے کر کر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اس کے بعد امام دو خطبے پڑھے جن میں احکام عید، فطرہ وغیرہ مذکور ہوں تاکہ جس کسی سے کوئی بات رہ گئی ہو وہ اب ادا کرے۔

بقرعید: بقرعید بھی مثل عیدالفطر کے ہے نماز دونوں کی یکساں ہے۔ بقرعید کے دن کچھ کھا کر نہ جائے، عیدگاہ سے آ کر مقدور ہو تو قربانی کرے جس کے احکام زکوٰۃ وغیرہ کے سلسلے میں آئیں گے۔

یہ عید بھی اپنی حقیقت کے لحاظ سے دنیا کے لئے سبق اندوز ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ملت ابراہیمؑ کے ماننے والے حضرت اسماعیل وابراہیم کی سنت پر خدا اور رسول کے احکام کی بجا آوری میں ہر وقت جانی قربانی کے لئے تیار رہیں اور سمجھ لیں کہ محبت کے دعوے

Marfat.com

کے بعد ہر عزیز سے عزیز چیز خدا کی راہ میں قربانی کرنی پڑے گی، ورنہ عید محض عمدہ لباس یا خوشبو و معانقہ ہی کا نام نہیں۔ اس عید میں ہمارے ائمہ وخطیب عید کی حقیقت کو مسلمانوں کے ذہن نشین کریں، محض جانوروں کی قربانی سے ہی محبت کے فرائض پورے نہیں ہوتے، بلکہ خدا عمل اور تقویٰ چاہتا ہے: لن ینال اللہ لحو مھا ولا دمائھا (۱۷۲) (اللہ کو ہرگز ہرگز ان کا گوشت اور خون نہیں پہنچے گا)

صحیح احادیث میں یہاں تک وارد ہے کہ حضور پاک ﷺ ان موقعوں پر مسلمانوں کی تنظیم فرماتے، عساکرِ اسلامیہ، جیوش و رضا کارانِ اسلام کی جمعیتیں قائم واستوار کی جاتیں۔ سرمائے کی فراہمی کا نظم ہوتا۔

سفر کی نماز: اسلام چوں کہ دین فطرت ہے اس نے انسان پر قوانین مذہب نافذ فرما کر سہولتیں بھی پیدا کر دیں۔ آج سے تیرہ سو سال قبل جبکہ موجودہ آسانیاں نہ تھیں، نہ تیز رفتار ٹرینیں، موٹریں، ہوائی جہاز وغیرہ تھے، بلکہ خشکی میں اونٹ، خچر اور دریاؤں میں کشتیاں جاری تھیں۔ ان صعوبتوں کو اگر اس وقت سوچا جائے تو اسلام کی نشر و اشاعت تبلیغ و ہدایت سلسلہ تجارت کی ترقیوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اسلام نے سفری حالت کے لئے نماز میں قصر کا حکم دیا اور سفر کی مسافت پر قصر کرنے کے احکام جاری کئے۔

جس وقت کوئی مسافر تین منزل یعنی ۳۶ کوس کے سفر کے ارادے سے نکلے تو شہر کی آبادی سے باہر ہو کر مسافر ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے حکم یہ ہے کہ ظہر، عصر، عشا کی فرض نمازوں میں بجائے چار کے دو رکعتیں پڑھے۔ اسلام نے جس طرح چار رکعتیں دو رکعتیں رکھیں اسی طرح مسافر کو روزمرہ کے افطار کی بھی اجازت دی گھر واپس ہو کر یا جہاں پندرہ دن ٹھہرنا ہے روزوں کی قضا کرے۔ سنن و نوافل میں قصر نہیں ہے۔ اگر موقع ہو تو پڑھے، مہلت نہ ملے تو چھوڑ دے۔ حتی الامکان وقت ملنے پر پڑھ لینا اچھا ہے۔ مغرب کے فرض اور وتر، فجر کے فرض پورے پڑھے۔

موجودہ زمانے میں خواہ تیز رفتار ٹرین ہی پر کیوں نہ سفر کرے سفر کا حکم رہے گا۔ ریل کے سفر میں افضل یہ ہے کہ جب وہ ٹھہر جائے تو نماز پڑھے اگر درمیان میں وقت جاتا رہا ہے یا جہاں ریل ٹھہرے گی نماز نہ پڑھ سکے گا تو قبلے کا صحیح رخ دیکھ کر پڑھ سکتا ہے۔ محتاط حضرات علماء اس نماز کے اعادے کا حکم دیتے ہیں۔

بیمار کی نماز: نماز کیلئے شرع نے اور بھی رعایتیں مقرر فرمائیں مثلاً بیمار کی نماز۔ فریضہ عبادت کی ادائیگی میں بیمار کو رخصت دی گئی کہ وہ شدید مرض کی حالت میں بجائے وضو کے تیمم اور پھر اگر کھڑے ہونے کے قابل نہیں بیٹھ کر، اگر اس کے بھی قابل نہیں تو لیٹ کر۔ رکوع وسجدہ اشارے سے ادا کرے۔

جسمانی عبادت کا نظامِ عمل یعنی روزہ

آج کل کے محققین اطباء و ڈاکٹر بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے جا رہے ہیں کہ روزہ انسان کے امراض کا بہتر علاج ہے۔ انسان کے بدن میں جب خون کی حدت و تیزی ہوگی تو وہ زیادہ سے زیادہ خواہشاتِ نفسانی میں مبتلا ہوگا۔ بدن کی قوت، غذا کی کثرت، خواہشات کی محرک ہوتی ہے۔ اگر ان سب چیزوں کو معتدل حالت پر قائم کر دیا جائے تو انسان کی حالت میں نمایاں فرق پیدا ہوگا۔ جتنی غذا کم کھائی جائے گی اتنی ہی انسانی صحت میں اضافہ ہوگا۔ ان سب ضروریات کو بدرجۂ اکمل روزہ پورا کرتا ہے۔

روزہ جسمانی امراض کا تنقیہ کرنے کے علاوہ مصائب و آلا[م] کا عادی بناتا ہے۔ تیس دن کے روزوں میں جس طرح بھوک پیاس کی تکالیف برداشت کیں اسی طرح روزہ سبق دیتا ہے کہ اگر قوم و مذہب، ملک و ملت کی خدمت کے لئے بھوکا پیاسا رہ کر فریضۂ خدمت انجام دینا ہو تو مسلمان ہر وقت اس کے لئے تیا[ر]

Marfat.com

رہے، نیز یہ کہ جب تک انسان پر بھوک وغیرہ کی تکلیف نہ ہوگی اسے دوسروں کی مصیبت کا احساس نہ ہوگا۔ روزہ غربا وفقرا ضرورت مندوں کی مصیبتیں یاد دلاتا ہے پھر اسے بھی سوچو کہ گرم سے گرم ملک اور موسم میں گھنٹوں کھانا پینا چھوڑ کر پہلے کی طرح چہار چند مسلسل ایک مہینہ عبادت میں مصروف رہنا کیا سچائی کا معیار نہیں ہے!۔

اسلام نے روزے دار کے لئے رعایتیں بھی رکھیں، بیمار و ضعفا وغیرہ کے لئے کچھ رخصتیں دیں تا کہ دین فطرت کی تعلیمات اس سلسلے میں بھی واضح ہو جائیں۔

فرضیت روزہ، مریضوں، مسافروں کو رخصت دین میں آسانیاں

آیات:(۱) یا ایها الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدة من ایام أخر و علی الذین یطیقو نه فدیة طعام مسکین فمن تطوع خیراً فهو خیر له وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون. (۱۷۳) ''اے ایمان والو! فرض کیا گیا روزہ تم پر جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم تقویٰ کرو اور وہ بھی مقررہ دنوں میں۔ جو تم میں سے مریض یا مسافر ہو تو دوسرے دنوں کی گنتی پوری کرلے اور جن کو کھانا دینے کا مقدور ہے ان پر ایک روزے کا فدیہ ایک محتاج کو کھانا کھلانا ہے۔ جو شخص نیک کام کرنا چاہے یہ اس کے حق میں بہتر ہے اور سمجھو تو روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔'' دوسری آیات میں فرمایا:

(۲) یریدالله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (۱۷۴) ''اللہ تو آسانی پیدا کرنا چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا۔''

مباشرت کا حکم: احل لکم لیلة الصیام الرفث الی نسائکم هن لباس لکم و انتم لباس لهن علم الله انکم کنتم تخانون انفسکم فتاب علیکم و عفا عنکم فالئٰن باشروهن وابتغوا ماکتب الله لکم (۱۷۵) ''رمضان کی راتوں میں بیویوں سے مباشرت کرنا تمہارے لئے جائز کر دیا گیا۔ عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو خدا نے جان لیا کہ تم چوری سے اپنا نقصان کرتے تھے پس خدا نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے درگزر کی تو اب ہم بستر ہو لیا کرو اور چاہو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا۔''

کھانے پینے کا وقت: وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر (۱۷۶) ''جب تک صاف نظر آنے لگے صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے اس وقت تک کھاتے پیتے رہو۔

روزے کا وقت: ثم اتموا الصیام الی اللیل (۱۷۷) ''پھر روزہ پورا کرو رات تک (یعنی غروب آفتاب تک)''

اعتکاف میں صحبت کی ممانعت: ولا تباشروهن و انتم عاکفون فی المسجد تلک حدود الله فلا تقربوها کذلک یبین الله آیته للناس لعلهم یتقون (۱۷۸) ''جب تک اعتکاف کے لئے مسجد میں بیٹھے ہوئے ہو تو ان سے مباشرت نہ کرنا، یہ خدا کی حدیں ہیں ان کے قریب بھی نہ جانا۔ خدا اپنی نشانیاں بندوں کو تقویٰ حاصل کرنے کی غرض سے صاف صاف بیان کرتا ہے۔''

احادیث نبویہ: (۱) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء و فی روایة فتحت ابواب الجنة و غلّقت ابواب جهنم و سلسلت الشیاطین و فی روایة فتحت ابواب الرحمة (۱۷۹) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روای ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جب رمضان آتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے جنت کے

Marfat.com

دروازے کھولے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیاطین قید کئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔"

(۲) عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من صام رمضان ايمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه و من قام رمضان ايمانا و احتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه و من قام ليلة القدر ايمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه.(۱۸۰)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رمضان کا روزہ ایمان اور طلب ثواب کے لئے رکھا اس کے گزشتہ گناہ معاف کئے جائیں گے اور جو تراویح میں ایمان وطلب ثواب کے لئے کھڑا ہوا اور جو لیلۃ القدر میں ایمان وطلب ثواب کے لئے عبادت کے واسطے کھڑا ہوا اور اس کے سابقہ گناہ بخشے جائیں گے۔"

(۳) عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ كل عمل ابن آدم يضعف الحسنة بعشر امثالها الى سبع مائة ضعف قال الله تعالىٰ الا الصوم فانه له وانا اجزی به يدع شهوته و طعامه من اجلی للصائم فرحتان فرحة عند فطره و فرحة عند لقاء ربه ولخلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسک والصيام جنة فاذا كان يوم صوم احد كم فلا يرفث ولا يصخب فان سابه احدٌ او قاتله فليقل انی امرؤ صائم(۱۸۱) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اولاد آدم کے ہر عمل کا ثواب دس گنا ہے سات سو تک۔ خدا نے فرمایا مگر روزہ میرے ہی لئے اور میں ہی اجز ادوں گا۔ اپنی کواہشات اور کھانے کو میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزے دار کو دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک خدا کے دیدار کے وقت۔ روزے دار کے منہ کی خوشبو مشک سے بھی بہتر ہے۔ روزہ سپر (ڈھال کے مانند) ہے۔ جب روزے کا دن ہو تو تم میں سے کوئی روزے دار فحش بات نہ کرے اور نہ بلند آواز سے چیخے، اگر اس کو کوئی برا بھی کہے یا لڑنے کا ارادہ کرے پس اس کو چاہئے کہ کہہ دے میں روزے دار ہوں۔"

ان احادیث شریفہ سے ماہ صیام اور روزے کی فضیلت کے ساتھ یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ روزے محض کھانے پینے کے ترک کا نام نہیں۔ روزہ نام ہے اپنی تمام خواہشات ولذات کے ترک کا۔ ایمان واحتساب کی قید صاف طور پر بتا رہی ہے کہ روزے خالصتاً لوجہ اللہ رکھے جائیں، یہ نہ ہو کہ روزہ رکھ کر فواحش کا ارتکاب کیا جائے، بات بات پر لڑائی جھگڑے ہوں، اکل وشرب کے ترک کے ساتھ ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان غرض تمام اعضا سے نیک کام لئے جائیں، آنکھ نامحرم پر نہ ڈالی جائے، پاؤں برے کام کی طرف متحرک نہ ہوں، کانوں سے ممنوعات نہ سنی جائیں۔ تاش، گنجفے، ہارمونیم، گراموفون، باجوں میں روزہ گزارنا رحمت الٰہی کو اپنے سے دور کرنا ہے۔ جو روپیہ لہو ولعب، تھیٹر، سنیما، جوئے خانوں میں برباد کیا جاتا ہے وہ صدقات وزکوٰۃ پر صرف کیا جائے، غریبوں کی امداد کی جائے تاکہ اجر وثواب میں اضافہ ہو۔

مذکورۃ الصدر آیات میں روزے کے فضائل اور وقت وغیرہ آ گئے ہیں، مگر آسانی کے خیال سے یہاں مختصراً چند احکام روزہ درج کئے جاتے ہیں۔

رمضان کا چاند دیکھتے ہی اسی شب میں ۲۰/ رکعت تراویح بعد فرض وسنت عشا با جماعت پڑھے اور امام کے پیچھے قرآن شریف کی سماعت کرے، صبح سے روزے رکھے۔ یہ روزے ہر مسلمان عاقل بالغ پر فرض ہیں، ان کا منکر کافر ہے۔ روزے کا

Marfat.com

وقت صبح سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک ہے۔ جب آفتاب ڈوبنے کا یقین ہو جائے اس وقت چھوارے یا کسی چیز سے افطار کرے۔ افطار کے وقت اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ کہہ کر افطار کرے۔

سحری جہاں تک ہو دیر کر کے کھائے، لیکن اتنی تاخیر بھی نہ کرے کہ صبح ہو جائے۔

نواقص روزہ: ماہ مبارک کے روزے میں قصداً کوئی غذا یا دوا کھا پی لی، کسی عورت سے صحبت کی یا مردنے پچھنے لگائے، فصد کھلوا کر کچھ کھا پی لیا، ان صورتوں میں روزے کے عوض ایک روزہ اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔ بھول کر کھانا وغیرہ کھا پی لینے سے قضا یا کفارہ کچھ نہ آئے گا۔

روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے لگاتار روزے رکھے، ساٹھ روزے نہ رکھ سکتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح وشام کھانا کھلائے، کھانے کے بجائے کچا اناج بھی دے سکتا ہے جس قدر اناج تقسیم کرتا ہے اگر اس کی قیمت ساٹھ فقیروں کو دے دے تو بھی کفارہ ہو جائے گا۔

اگر کوئی ایسا شخص ہے کہ نہ روزے رکھ سکتا ہے، نہ ایک غلام آزاد کر سکتا ہے، نہ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے تو وہ خدا کی بارگاہ میں توبہ کرے اور یہ نیت کرے جب استطاعت ہوگی کفارہ ادا کروں گا۔ اگر مقدرت ہو جائے تو کفارہ ادا کرے۔

روزے دار اگر دفعتاً ایسا بیمار ہو گیا کہ روزہ نہیں توڑتا تو جان جاتی ہے یا شدید بیماری ترقی کرے گی، سانپ کاٹ کھائے دوا نہیں پیتا تو مر جائے گا ان صورتوں میں توڑ ڈالے گناہ نہ ہوگا۔

سفر کی حالت میں جب نماز بھی قصر پڑھتا ہو اس وقت افطار کرے جس کی بعد میں قضا کرے۔ اگر سفر کی مشکلات پریشان کن نہیں ہیں اور روزہ رکھ سکتا ہے تو روزہ رکھ لے۔ حالت سفر میں اگر کسی جگہ پندرہ دن قیام کی نیت کر لی تو اس صورت میں روزہ رکھے۔ حاملہ عورت کو اگر اپنی یا بچے کی جان کا ڈر ہو تو اس وقت روزہ افطار کرے۔ حالت حیض میں بھی روزہ نہ رکھے بعد میں قضا روزے رکھے۔ ایسا بوڑھا کہ وہ روزے کی طاقت نہیں رکھتا یا ایسا کوئی مرض لاحق ہو گیا کہ اچھے ہونے کی امید نہیں، قوت زائل ہو رہی ہے ایسا شخص ہر روزے کے عوض ایک مسکین کو صدقۂ فطر کی برابر اناج دے دیا کرے اسی کا نام فدیہ ہے۔

دس یا گیارہ برس کی عمر والے لڑکے اور لڑکیوں سے روزہ رکھایا جائے۔ اگر پورے روزے نہ رکھ سکیں تو جس قدر ممکن ہو رکھیں۔ عادت کے لئے رکھوانا ضروری ہے۔

اعتکاف: اعتکاف کا حکم بھی آیاتِ مذکورہ سے ظاہر ہو چکا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے رمضان کے اخیر عشرے میں رمضان کی بیسویں تاریخ غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو اور ۲۹/ یا ۳۰/ چاند رات کے دن چاند کے بعد اپنے گھر آئے، مسجد میں اعتکاف کرے، عورت اپنے لئے خاص جگہ علیحدہ مقرر کر لے۔ معتکف شبانہ روز مسجد ہی میں رہے، دنیا کی فضول باتوں کے علاوہ بات چیت کرے۔

لیلۃ القدر: رمضان شریف میں ایک رات برکات کے لحاظ سے عجیب وغریب ہے جس میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ رمضان کی تاریخوں میں سے کوئی رات ہے۔ اس کی علامت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ اس کی صبح کو سورج کی روشنی مدھم پڑ جاتی ہے۔ اس شب میں ملائکہ کا نزول ہوتا ہے، تقسیم ارزاق ہوتی ہے، خدا فرماتا ہے کوئی مانگنے والا مانگے اور میں دوں، کوئی مغفرت چاہنے والا ہے وہ مغفرت طلب کرے میں مغفرت کروں، الی اخر۔ جو شخص اس رات کی عبادت سے محروم رہا وہ بڑی نعمتوں سے محروم رہا۔

نوافل کے روزے: نوافل کے روزوں میں بھی بڑا ثواب ہے۔ علیحدہ علیحدہ ان کی تفصیل کے لئے یہاں گنجائش نہیں۔ چند

Marfat.com

خاص خاص روزوں کا یہاں ذکر کئے دیتے ہیں۔(۱) محرم کی نویں اور دسویں تاریخ کے روزے کا بڑا اجر ہے۔(۲) بقرعید کی نویں یعنی عرفے کے روزے کا بھی ثوابِ عظیم ہے۔(۳) شعبان کی پندرہویں اور عید کے بعد چھ روزے رکھنے کا بھی بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔

حدیث میں ہے، جس نے رمضان کے بعد چھ روزے رکھے گویا اس نے تمام سال روزے رکھے۔(۱۸۲) علماء نے اس کی تشریح یوں کی ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے۔ رمضان کے تیس روزے تین سو کے برابر ہیں اور سال کے تین سو ساٹھ دن ہیں، رمضان کے بعد چھ روزے ساٹھ دن کے برابر ہیں تو اس طرح گویا سال بھر کے تین سو ساٹھ روزے رکھے۔

ہر مہینے میں ۱۳، ۱۴، ۱۵ / ایام کے روزوں کا بھی بڑا اجر ہے۔

عام طور پر اگر سال بھر میں رمضان کے تیس روزے ہی صحیح معنوں میں ایمان واحتساب کے ساتھ رکھے جائیں تو کافی ہیں۔ جب رمضان کے فرضی روزے ہی سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق نہ ہوں تو نوافل کا کیا پوچھنا۔

مالی عبادت کا نظام عمل یعنی زکوٰۃ

قرآن کریم نے جہاں دولت و سرمایہ جمع کرنے کے قوانین مرتب کئے وہیں سرمایہ داروں کے ساتھ غریب و نادار طبقے کو شامل کر دیا۔ غریبوں کے لئے مال کا ایک حصہ نکالنا واجب وفرض قرار دیا جسے اصطلاح شریعت میں زکوٰۃ کہتے ہیں۔ رقم زکوٰۃ کی وصولی و تقسیم کے لئے بیت المال کا قیام ضروری ٹھہرایا گیا تا کہ ایک نظام کے ماتحت انتظامات کئے جائیں۔ بیت المال ہی وہ انجمن ہو جو غریبوں کی ضروریات کی سربراہی کرے اور اس نظام میں غربا شریک وداخل ہو کر اپنی زندگی کو استوار کر سکیں۔

آج اگر تحریک زکوٰۃ اور بیت المال کی اہمیت کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی اس عظیم الشان تحریک میں دنیا کے غریب و نادار طبقے کی بقاء وتحفظ کا بدرجۂ اکمل سامان موجود ہے۔ قرآن حکیم اور احادیث نبویہ میں زکوٰۃ کی اہمیت پر زیادہ سے زیادہ تاکیدی احکام موجود ہیں، جن کی غرض و غایت فقط یہ ہے کہ ہماری زندگی کا دارومدار غربا کے نظام کی تکمیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں نماز کا ذکر ہے وہیں زکوٰۃ کا۔ نماز اور زکوٰۃ کو لازم وملزوم کر دیا گیا۔ ۸۲ جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر فرمایا گیا۔

آج اگر ملک میں ہمارا کوئی بیت المال ہو جو ہر سرمایہ دار سے زکوٰۃ کی رقم وصول کرے تو روز روز کے چندوں کا سسٹم اور انجمنوں کی متفرق متشتت صدائیں قطعاً بند ہو جائیں۔ ہزاروں بار بیت المال کی تحریکیں اٹھیں جو زینت قرطاس بن کر رہ گئیں۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ چند ایسے مخلص کارکن جن کی زندگی کا جز صرف تحریک زکوٰۃ اور قیام بیت المال ہو تجرباً ایک ضلع میں کام شروع کریں اور وہاں سے اس وقت تک نہ ہٹیں جب تک وہ نظام مکمل اور مستحکم نہ ہو جائے؟

افسوس کہ ہماری ہر تحریک ہنگامہ آرائیوں کی نذر ہو جاتی ہے۔ ہم اپنے ذاتی اغراض ومناصب کے لئے تو ملک میں متحرک ہو سکتے ہیں، لیکن اسلام کے ان زریں اصول کے اجرا و نفاذ پر ہماری ہمتیں پست ہو جاتی ہیں جن سے ہماری قوم کی تعمیر ہو سکے۔ یہی وہ کمزوری ہے جس نے ہمیں اپنے مرکز ترقی سے دور کر دیا۔ غرض کہ اسلام مقدس کی تحریک زکوٰۃ ہمارے امراض کا علاج ہے۔ کاش! ہم اس کے حقائق سے فائدہ حاصل کریں۔

آج غریب ومزدور اور سرمایہ داری کے درمیان جو جنگ ہو رہی ہے اس کا علاج اسلام اپنے نظام عمل میں ظاہر کر چکا۔ دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ اس جنگ کا خاتمہ اسی وقت ہوگا جب کہ اسلامی اصول کو اختیار کیا جائے، اگر دنیا اسلام کے پیغام کو سمجھتی اور اس پر چلتی تو بالشویزم ہی کی ضرورت پیش نہ آتی۔ سوشلزم

Marfat.com

کمیونزم، لینن ازم وغیرہ کی تحریکات عالم وجود ہی میں اس لئے آئیں کہ مغرب نے اسلام کے پیغام سے آنکھیں بند کرلیں یا اگر اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا بھی تو ان کے صحیح نتائج پر عمل نہ کیا اور نہ قرآنی نظام اور حضرت ختم رسالت محمد رسول اللہ ﷺ کے احکام پر عمل کرنے کے بعد اس قسم کی تحریکات کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

اسی سلسلے میں اگر احکام قرآنی اور فرامین نبویہ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ان ہنگاموں کے انسداد کی بہترین شکلیں نکل سکتی ہیں۔ قرآن حکیم اور احادیث شریفہ نے سرمایہ جمع کرنے اور اس کے اخراجات کے علیحدہ علیحدہ ابواب قائم کردیئے۔

آج بالشویزم کو ناز ہے کہ اس نے ایک ایسا طریقہ دریافت کیا ہے جس سے سرمایہ داروں کی قوت سلب ہوجاتی ہے، لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سرمایہ داری کی قوت گو ہاتھ سے نکل جاتی ہے مگر دوسری طرف جماعت کو لاانتہا قوت حاصل ہوتی ہے۔ اگر اس قوت کا غلط استعمال کیا گیا تو انفرادیت سے زیادہ ہولناک نتائج پیدا ہوں گے۔ چناں چہ چودہ سال کے زمانے میں اس کا موجودہ نظام کا یہ نتیجہ ہے۔

اقلیت چیخ رہی ہے کہ اکثریت نے اسے برباد کردیا۔ ہر وہ کام جو حد اعتدال سے گزر جائے اس کے نتائج مکروہ ہوتے ہیں۔ اسلام نے اس سرمایہ داری کے خلاف قدم بڑھایا جس سے قوم کے غریب ضرورت مندوں کو فائدہ نہ پہنچے۔ نیز اسلام نے ہر اس سرمائے کو جو کسی ایک شخص کی ملکیت میں رہتا تھا قانون وراثت جاری فرما کر سرمایہ دار کو مرنے کے بعد بہت سے حصوں میں منقسم کردیا۔ اسلام بڑے سے بڑے سرمائے کی اس طرح تقسیم کرتا ہے کہ ایک ہی وقت میں بہت سے افراد مستفید ہوسکیں۔ اس طرح وہ طاقت جو غریبوں کو نقصان پہنچاتی وہ یکسر سلب ہوجاتی ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی قانونِ وراثت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایک حصہ جو کل جائیداد کی ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو ایسے رشتہ داروں یا غیروں یا رفاہ عام کے کاموں کے لئے وصیت کرے جن کو ازروئے قانونِ وراثت حصہ نہ مل سکتا ہو، اس صورت میں بھی جائیداد سے مختلف افراد کو متمتع ہونے کا موقع دیا گیا۔

رسالے کے دوسرے عنوانات سامنے ہیں اس لئے ہم یہ بحث کسی دوسرے موقع کے لئے ملتوی کرتے ہیں۔ موضوع کے ماتحت آیات واحادیث درج کی جاتی ہیں۔

(۱) والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقو نھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا بحباھھم وجنوبھم و ظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فلوقوا ما کنتم تکنزون (۱۸۳) ''جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کے راستے پر خرچ نہیں کرتے تو ان کو عذاب دردناک کی خبر دے دو، جب کہ اس کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پر اس سے ان کی کروٹیں اور پٹھیں داغی جائیں گی اور (ان سے کہا جائے گا) کہ یہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا تو اپنے اندوختہ کا مزہ چکھو۔''

(۲) الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر کلا سوف تعلمون (۱۸۴) ''دولت کی فراوانی تم کو جب تک لہو و لعب میں مشغول رکھتی ہے قریب ہے کہ تم کو (نتیجہ) معلوم ہوجائے۔''

اسلام نے اس سرمایہ داری کی ممانعت فرمائی ہے جو خدا کے راستے میں صرف ہونے کی بجائے الماریوں، تجوریوں میں بند کر دی جائے۔ قوم تباہ حال، ہو، غریب فاقہ سے مریں مگر ان کی دولت نہ نکلے۔

زکوۃ سے متعلق احادیث شریفہ درج کرنے سے قبل یہاں مجھے وہ حدیث شریف بھی یاد آتی ہیں جسے حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں۔

Marfat.com

(۱) عن انس رضی الله عنه قال انی کنت امشی مع رسول الله ﷺ و علیه برد نحرانی غلیظ الحاشیة فاتیٰ، اعرابی النبی ﷺ فحبذه جبلة شدیدة فرجع نبی الله ﷺ فی نحرالاعرابی ثم نظرت الی صفحة عاتق رسول ﷺ قد اثرت بها حاشیة البرد من شدة جبذتها ثم قال یا محمد مرلی من مال الذی عندک قال النبی ﷺ المال مال الله(۱۸۵)

''جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک روز حضور ﷺ کے ساتھ چلا جا رہا تھا آپ قبیلۂ نجران کی حاشیہ دار چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ یکا یک ایک اعرابی (دیہاتی) نے آ کر حضور ﷺ کی چادر پاک کو قوت سے پکڑ لیا۔ حضور پاک ﷺ اس کی گردن پر گر گئے۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو حضور ﷺ کی گردن مبارک پر سخت گرفت کی وجہ سے نشان پڑ گئے۔ اس کے بعد اس نے کہا اے محمد ﷺ جو مال تمہارے پاس ہے اس میں سے میرے لئے بھی حکم کرو۔ حضور ﷺ نے فرمایا بے شک میرے پاس جو مال ہے وہ اللہ کا ہے اس کے بعد اس نے جو سوال کیا تھا وہ پورا فرما دیا۔''

صرف یہی ایک حدیث پاک ہماری نصیحت کے لئے کافی ہے۔ آقائے کونین نے غریبوں کے مالی حقوق کو سرمایہ داروں کے ساتھ کس طرح قائم کیا اور غربا کے ساتھ جو سلوک فرمایا آج کے زمانے میں اگر سائل ہم سے اس طور پر سوال کرے تو اسے جیل کی کوٹھڑی یا پاگل خانے میں بھجوانے کا سامان کیا جائے گا۔

(۲) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من آتاه الله مالا فلم یود زکوته مثل له ماله یوم القیامة شجاعا اقرع له زبیبتان یطوقه یوم القیامة ثم یاخذ بلهز متیه یعنی شدقیة ثم یقول انا مالک انا کنزک ثم تلا ولا یحسبن الذین یبخلون الخ (۱۸۶)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص کو اللہ نے مال دیا پس اس نے زکوۃ نہ ادا کی تو اس کے لئے اس کا مال قیامت میں سانپ بنا دیا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے، وہ سانپ بطور طوق کے اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا، پھر اس کے منہ کے دونوں حصے پکڑے گا پھر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر پڑھی یہ آیت، پھر نہ گمان کریں یہ لوگ کہ بخل کرتے ہیں الخ۔''

(۳) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال لما توفی النبی ﷺ واستخلف ابو بکر بعده و کفر من کفر العرب قال عمر بن الخطاب لابی بکر کیف تقابل الناس وقد قال رسول الله ﷺ امرت ان قاتل الناس یقولوا لا اله الله فمن قال لا اله الا الله عصم منی ماله و نفسه الا بحقه علی الله فقال ابو بکر والله لا قاتلن من فرق بین الصلوٰة والزکوٰة یؤدونها الی رسول الله ﷺ اقاتلتهمعلی منعهاقال عرفوالله ماهوالا رأیت ان الله شرح صدرابی بکر للقتال لعرفت انه الحق(۱۸۷)

''حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں جب حضور ﷺ کی وفات ہوئی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور اہل عرب نے کفر کیا۔ حضرت ابوبکر نے ان لوگوں سے جب لڑنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوبکر، تم ان لوگوں سے کس طرح لڑتے ہو، حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا میں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا اله الا الله کہیں یعنی اسلام لائیں، پھر جس نے لا اله الا الله کہا اس نے بچایا مجھ سے اپنا مال اور جان۔ مگر ساتھ حق اسلام کے اور حساب اس کا اللہ پر ہے پس کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم ہے البتہ لڑوں گا اس شخص سے کہ فرق کرے درمیان نماز اور زکوۃ کے اس لئے کہ

Marfat.com

زکوٰۃ مال کا حق ہے یعنی جیسے نماز حق نفس کا ہے۔ قسم ہے خدا کی اگر نہ دیں گے مجھ کو بکری کا بچہ جسے ادا کرتے تھے رسول خدا کی طرف تو لڑوں گا میں ان سے نہ دینے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، واللہ کوئی امر نہ تھا مگر میں نے یہ جانا کہ اللہ نے حضرت ابوبکر کا دل کھول دیا ہے (یعنی الہام کردیا) پس میں نے بھی جان لیا کہ ان لوگوں سے لڑنا حق ہے۔"

مسائل زکوٰۃ

زکوٰۃ کس مال پر واجب ہوتی ہے؟ اس مال پر جو بڑھنے والا ہو اس کی مقدار معین پر سال گزر جائے اور وہ مال اپنی ضرورت سے زائد اپنا ہو۔ بڑھنے کا مطلب یہ ہوا کہ اگر وہ مال تجارت میں لگادیں تو سال بھر میں کچھ فائدہ ہوجائے۔

جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اس قدر سونے چاندی کا زیور یا اس قدر روپیہ اشرفی موجود ہو اور ایک سال تک باقی رہے تو سال گزرنے پر اس کو زکوٰۃ دینا واجب ہے۔

سو روپے پر اڑھائی روپے زکوٰۃ ہوگی۔ ایک سو دس پر بھی ڈھائی روپیہ ایک سو بیس پر پونے تین روپے سونے چاندی کی مقدار پر زکوٰۃ ہوگی اسی مقدار کو نصاب کہتے ہیں۔

ساڑھے باون تولہ چاندی رائج الوقت سکہ روپے سے چھپن روپے ساڑھے نو آنے بھر ہوتی ہے۔ جب اس قدر روپے نقد یا اتنے کا زیور یا اس سے زائد ہو تو سال گزرنے پر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ نکال کر فقراء کو دے دے۔

زیور چاندی سونے کا: برتن، سونے چاندی کے سچا گوٹا ٹھپا ان سب پر زکوٰۃ ہے، خواہ استعمال میں رہیں یا محفوظ رکھے رہیں۔ سال بھر کے کھانے کو جو غلہ جمع کرلیا جائے یا پہننے کے کپڑے برتن وغیرہ سواری کے گھوڑے گھر کا فرش یا آلات اہل حرفہ کتب خانہ ان پر زکوٰۃ نہیں۔ ایسا جس کے پاس دس ہزار کا مال موجود ہے، مگر دس ہزار ہی کا قرض دار ہی اس پر زکوٰۃ نہیں۔

جواہرات وغیرہ تجارت کی غرض سے خریدے ہوں تو سال گزرنے پر قیمت کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہوگی۔ جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہوگی وہ سال گزرنے پر زکوٰۃ نکال دے۔ کل مال میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینا واجب ہے۔

مستحقین زکوٰۃ: جس کے پاس اس قدر روپیہ یا سامان تجارت موجود ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوئی اس کو زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور کھانا درست نہیں۔ زکوٰۃ دیتے وقت اچھی طرح تحقیق کرلے کہ یہ مستحق ہے یا نہیں۔ اگر دے دینے کے بعد اس کے مال دار ہونے کا علم ہوا تو دوبارہ زکوٰۃ نہ دینی چاہیے۔ جس جگہ رہتا ہے وہاں کے فقرا و مساکین یا وہ غریب جو کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے یا صاحب نصاب کے غریب رشتہ دار یا وہ طلبا جن کے پاس اپنی ضروریات کا سامان بھی نہیں ہوتا زکوٰۃ ان کو دی جائے، البتہ وہ طلباء جن کے پاس روپیہ موجود ہو وہ مستحق نہیں۔ زکوٰۃ دینے میں حتی الامکان پوری پوری احتیاط کرنی چاہیے۔

آج کل ہماری بدنظمیوں یا عدم تحقیق کی بنا پر کھاتے پیتے موٹے تازے جن کے گھروں میں کافی سے زیادہ دولت موجود ہو ان کو بھی زکوٰۃ کی رقوم دے دی جاتی ہیں یا یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ مستحقین کو تقسیم کریں گے۔ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کتنا دیتے ہیں اور کس قدر نہیں۔ زکوٰۃ دینے والا خود ہی اپنی جگہ پوری تحقیق سے ضرورت مندوں کو اپنے اہتمام سے دے تو بہتر ہے۔ بنی ہاشم، علوی، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل عبدالمطلب کی اولاد کو زکوٰۃ نہ دے۔

فطرہ یا صدقہ فطر: جو مسلمان آزاد اور اتنا مال دار ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا ایسا شخص جس کے گھر میں اسباب کے علاوہ اتنا سامان اور مکانات موجود ہیں کہ ان کی مالیت پر زکوٰۃ واجب ہوگی اس کو عید کے دن صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ ایسے شخص کو صدقہ یا زکوٰۃ

Marfat.com

یاز کوٰۃ لینا حرام ہے۔ اس صدقے کو صدقۂ فطر یا فطرہ کہتے ہیں۔

صدقۂ فطر اپنی طرف سے چھوٹی اور نابالغ اولاد کی جانب سے بشرطیکہ اولاد مال دار نہ ہو۔ صدقۂ فطر میں گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو انگریزی تول اَسّی (۸۰) کے سیر سے آدھی چھٹانک پونے دو سیر وزن ہوتا ہے احتیاطاً پورے دو سیر دے۔

اگر جَو یا اس کا آٹا وغیرہ دے تو پورے چار سیر ہر شخص کی جانب سے دے۔ ایک شخص کا صدقہ ایک ہی شخص کو دے، خواہ متفرق لوگوں کو دے دونوں طرح درست ہے۔

زکوٰۃ: صدقۂ فطر کفارہ و صدقہ نذر کے علاوہ جو کچھ کسی کو دے وہ صدقۂ نفل ہے۔ ان تمام صدقات دینے کے بے شمار فضائل ہیں جن کا ذکر اس مختصر رسالے میں مشکل ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اشارات پر ہی اکتفا کیا گیا۔

حج

عالم گیر اجتماع محبت و عشق کا عظیم الشان مظاہرۂ مودت و محبت کا نظامِ عمل: کسے خبر تھی کہ ایک ایسا خطہ جو وادِ غیر ذی زرع کے نام سے پکارا جاتا ہو، جس مقام پر دنیا کے مذاہب رُخ کرنے کے بعد ناکام واپس چلے گئے ہوں، جس کی بت پرستی تمام جہان کی تاریخ میں نمایاں حالت رکھتی ہو ایک وقت ایسا آئے گا کہ خدا کی رحمت کے بادل اس کے افق پر محیط ہوں اور رضوانِ الٰہی کی بارشوں سے شرک و کفر کا یہ حصہ انوار و برکات کا سرچشمہ بن جائے گا۔

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتحان عاشقی کا دور آیا اور اس عاشق صادق اور اپنے خلیل کی قربانی کے لئے وہی وادیٔ غیر ذی زرع تجویز ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام رب کی مرضی پا کر مع اہل و عیال مکہ کی پہاڑیوں کی طرف آ گئے۔ آپ نے اور آپ کے فرزند نے حضرت آدم علیہ السلام کے وقت کی نیو نکال کر چار دیواریں اٹھائیں اور کعبے کو ایک کوٹھڑی کی صورت میں بنا کر خضوع و خشوع سے عرض کرنا شروع کیا:

رب اجعل هذا بلدا امنا وارزق اهله من الثمرات من آمن منهم بالله واليوم الآخر (۱۸۸) ''اے میرے پروردگار! اس شہر کو امن والا شہر بنا دے اور اس کے رہنے والوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائیں پھل وغیرہ کھانے کو دے۔''

ربنا واجعلنا مسلمين لک ومن ذريتنا امة مسلمة لک وارنا مناسکنا وتب علينا انک انت التواب الرحيم ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم آياتک ويعلمهم الکتاب والحکمة و يزکيهم انک انت العزيز الحکيم(۱۸۹)

''ہمارے رب! ہم کو اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری نسل میں ایک گروہ ایسا پیدا کر جو تیرا حکم ماننے والا ہو اور ہمیں عبادت کے طریقے بتا اور ہمارے قصوروں سے درگزر فرما۔ بے شک تو ہی درگزر فرمانے والا مہربان ہے۔ اے ہمارے خدا! ان میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیج جو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب و حکمت کی باتیں سکھائے اور ان کے قلوب کی اصلاح کرے۔ بے شک تو صاحب اختیار اور صاحب تدبیر ہے۔''

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل علیہ السلام خدا کے ارشاد کے مطابق حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو مکہ میں خدا پر توکل فرما کر چھوڑ گئے۔ حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں دوڑتی پھرتی تھیں۔ یہی ادا رب العزت نے پسند فرما کر صفا و مروہ کے درمیان میں دوڑنا ساری دنیا کے حاجیوں کے لئے مقرر فرما دیا۔ حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل کی قربانی کے واقعے کو متعدد بار رؤیائے صادقہ میں ملاحظہ فرمایا۔ شیطان نے اس ارادے سے ہٹانے کی کوششیں کیں، آپ نے متعدد بار کنکریوں سے شیطان کو بھگایا۔ یہیں سے حج میں کنکریوں کا پھینکنا ضروری قرار دیا گیا۔ حج کے جس قدر معمولات ہیں وہ سب محبت و عشق کے مظاہرے ہیں جیسا کہ ہم

Marfat.com

گزشتہ ابواب میں ظاہر کر چکے ہیں۔

اسلام کے اصول اپنے اندر ہزاروں فوائد رکھتے ہیں، اسی طرح فریضۂ حج کی خصوصیات بھی دنیا جہان کی ملتوں سے جدا اور نمایاں ہیں۔ پنج وقتہ نمازوں، جمعہ وعیدین کے اجتماع میں ایک ضلع وشہر کے مسلمان یکجا ہوتے تھے۔ ضرورت تھی کہ عالم اسلامی کی سالانہ کانفرنس منعقد کی جائے جس میں ہر گوشۂ ملک سے وحدت کا رنگ لئے ہوئے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کے نعرہ ہائے عاشقی لگاتے ہوئے ایک ہی وضع میں فقیرانہ لباس پہن کر حضرت ابراہیم و اسماعیل کی سنتوں کو ادا کرنے کے لئے بڑے سے بڑا دولت مند حتی کہ بادشاہ وقت کا بھی وہی لباس ہو جو ایک فقیر کا ہے۔

غرض اس عالمگیر اجتماع میں جس کا نام حج ہے اس مقدس مقام پر جہاں حضرت ابراہیم واسماعیل امتحانات دے کر سرفراز ے جا چکے تھے دنیا کے مسلمانوں کو جمع کیا گیا اور ان سے حج کے فرائض و معمولات ادا کرا کر ذہن نشین کرایا گیا کہ تم میں سے ہر شخص کو ہماری خاطر اسماعیل بننا چاہئے اور حضرت ابراہیم کی طرح تم باپ بن کر اپنی اولاد کو ہماری رضا کے لئے پیش کرو۔

دُنیا کے ہر گوشے کے مسلمانوں کے اجتماع کی یہ بھی ایک بڑی غرض تھی کہ یکجا ہو کر تبادلۂ خیالات کریں اور اعانت و امداد کا عہد واثق کریں، ایک ملک دوسرے ملک کے دکھ درد میں شریک ہونے کا وعدہ کرے، حرمین کی زیارت اور فریضۂ حج کے بعد اپنی تمام کدورتوں خرابیوں کو دور کر کر پاک وصاف ہو کر واپس جائے۔

اسلام سے قبل بھی کعبۃ اللہ کا حج کیا جاتا تھا لیکن حضرت ابراہیم واسماعیل کی اولاد کا دعویٰ کرنے والوں نے اس گھر کو بت پرستی کا مرکز بنا رکھا تھا۔ حج کے موقعے پر اپنی تمام مشرکانہ عادات و اطوار کو فرائض حج میں داخل کر چکے تھے۔ اسلام نے ملت ابراہیمی کی بہتر باتوں کو اختیار کر کر کفار ومشرکین کی کفریہ ایجادات و اختراعات کو ختم کر دیا اور جو حج کے حقیقی اغراض تھے اسے از سر نو اختیار فرمایا اور عام طور پر ارشاد ہوا۔

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا (۱۹۰)

''اللہ کے لئے لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے جو شخص زادِ راہ کی استطاعت رکھے۔''

ہر مسلمان پر خدا نے فرض کر دیا کہ بشرط استطاعت عمر بھر میں ایک بار تو ضرور حج کر لے۔

(۱) وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوا رُؤُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۝ (۱۹۱)

''حج وعمرے کی نیت کر لی ہو تو اس کو پورا کرو اگر راستے میں) روک لئے جاؤ تو قربانی کرو جیسی میسر آئے اور جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے سر نہ منڈاؤ۔ پھر تم میں جو بیمار ہو یا رکی تکلیف میں ہو تو (اس پر) فدیہ ہے روزے یا خیرات یا قربانی۔ پھر جب باامن ہو جاؤ تو جو شخص نفع اٹھانا چاہے عمرے کو حج سے ملا کر تو جو کچھ میسر آئے قربانی کرے اور جسے میسر نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے رکھے زمانۂ حج میں اور سات جب تم لوٹو۔ یہ پورے دس ہوئے یہ اس کے لئے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ ہوں۔''

(۲) واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ شدید العقاب الحج اشہر معلومات فمن فرض فیہن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج وما تفعلوا من خیر یعلمہ اللہ، و تزو دوا فان خیر الزاد التقویٰ واتقون یا

Marfat.com

اولی الالباب لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فاذا افضتم من عرفات فاذ کروا اللّٰہ عندالمشعرالحرام واذکروہ کما ھدٰکم وان کنتم من قبلہ لمن الضالین ثم افیضوا من حیث افاض الناس واستغفروا اللّٰہ ان اللّٰہ غفور رحیم فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا اللّٰہ کذکر کم آباء کم او أشد ذکرا(۱۹۲)

''اور اللہ سے ڈرو اور جانے رہو کہ اللہ سخت عذاب والا ہے اور حج کے چند معلوم مہینے ہیں (یعنی شوال و ذیعقدہ اور ۹ دن ذی الحج کے ان ایام میں جب چاہے احرام باندھ لے اس سے قبل بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں) پس جس نے لازم کرلیا ان میں حج کو تو نہ عورت سے صحبت کرے نہ عدول حکمی اور نہ نزاع۔ ایام حج میں تم جو کچھ نیکی کرو گے اللہ اس کو جان لے گا۔ زادراہ لے لیا کرو۔ بے شک بڑا فائدہ خرچ لینے میں (سوال سے) بچنا ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو۔ اے عقل مندو! تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل چاہو (یعنی تجارت سے فائدہ حاصل کرنے میں کچھ گناہ نہیں) جب عرفات سے لوٹو تو اللہ کو یاد کرو، مشعر حرام کے پاس (مزدلفہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان مشعر حرام ہے) اور اس کو اس طرح یاد کرو جس طرح اس نے تم کو بتایا ہے، اس سے قبل تم ناواقف تھے۔ پھر چلو جہاں سے لوگ چلیں اور اللہ سے گناہ بخشواؤ۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ جب حج کے ارکان پورے کر چکے تو اللہ کا ذکر کرو جس طرح ذکر (کرتے تھے) اپنے باپ دادا کا، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ذکر۔''

ان آیات میں حج کے مختصر احکام آ گئے ہیں جن کی تفصیلات احادیث کے پیش ناظرین کی جائیں گی۔

احادیث: (۱) عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من حج للّٰہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ(۱۹۳) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے واسطے حج کیا پس نہ صحبت کرے اپنی عورت سے اور نہ فسق کرے تو لوٹتا ہے اس دن کی طرح کہ جنا اس کی ماں نے۔ یعنی گناہوں سے پاک وصاف ہو کر لوٹتا ہے۔''

(۲) عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینھما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ(۱۹۴) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ایک عمرہ دوسرے عمرے کا کفارہ ہے ان گناہوں کے لئے جو ان دونوں کے درمیان ہیں۔ حج مقبول کا بدلہ سوائے جنت کے نہیں۔''

نذر کا حج: (۱) عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال انی رجل النبی ﷺ فقال ان اختی، نذرت ان تحج وانھا ماتت فقال النبی ﷺ لو کان علیھا دین اکنت قاضیہ قال نعم قال فاقض دین اللّٰہ فھو احق بالقضاء(۱۹۵)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، اس نے عرض کیا میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور وہ مرگئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا گر اس پر قرض ہوتا تو کیا تو ادا کرتا، اس نے کہا ہاں۔ پس فرمایا خدا کا قرض ادا کر کہ وہ لائق تر ہے ساتھ ادا کرنے کے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نذر والے کے انتقال کے بعد ولی کو چاہئے کہ اس کی نذر پوری کرے۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یا ایھا الناس ان اللّٰہ کتب علیکم الحج فقام الاقرع بن حابس فقال أفی کل عام یا رسول اللّٰہ ﷺ قال لو قلتھا نعم لو جبت ولو وجبت لم تعملوابھا ولم تستطیعوا والحج مرۃ فمن زاد فتطوع(۱۹۶) ''حضرت ابن عباس سے

Marfat.com

مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو! خدا نے تم پر حج کو فرض کیا۔ اقرع بن حابس کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ کیا ہر سال؟ فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا اور واجب ہو جانے کے بعد تم اس پر نہ تو عمل کرتے اور نہ استطاعت ہی رکھتے۔ فرض حج ایک ہی بار فرض ہے، جو اس سے زیادہ کرے وہ نفل ہوگا۔''

استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو تنبیہ:

(۱) عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من ملک زاداً او راحلة تبلغه الی بیت اللہ ولم یحج فلا علیه ان یموت یهودیا او نصرانیا وذلک ان اللہ تبارک و تعالیٰ قال وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلاً(۱۹۷)

''حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول خدا علیہ السلام نے فرمایا جو شخص زاد و راحلہ کا مالک ہو کہ اس کو بیت اللہ تک پہنچائے اور (پھر بھی) حج نہ کیا پس نہیں ہے فرق اس پر اس بات میں کہ مرے یہودی ہو کر یا نصرانی ہو کر اور یہ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واجب ہے لوگوں پر خانہ کعبہ کا حج کرنا اس پر کہ طاقت رکھے راستے کی۔''

حج میں تعجیل کرے: (۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من ارادالحج فلیتعجل(۱۹۸)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا جو حج کا ارادہ کرے اس کو ادائیگی میں عجلت کرنا چاہیے۔''

والدین کی طرف سے حج: عن ابی زرین العقیلی انه اتیالنبی ﷺ فقال یا رسول اللہ ان ابی شیخ کبیر لا یستطیع الحج والعمرة ولا الظعن قال حج عن ابیک واعتمر (۱۹۹) ''حضرت ابی زرین العقیلی رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا میرا باپ بوڑھا ہے جو نہ تو حج و عمرہ کی طاقت رکھتا ہے اور نہ سوار ہونے کی۔ فرمایا اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ کر لے۔''

عظمت کعبہ: (۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لمکه ما اطیبک من بلد واحبک الی ولو لا ان قومی اخرجونی منک وما سکنت غیرک (۲۰۰) ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے مکہ کے حق میں فرمایا، کیا خوب شہر ہے اور تو مجھے بہت محبوب ہے اگر میری قوم (قریش) مجھے تیرے پاس سے نہ نکال دیتی تو میں تیرے سوائے کہیں نہ رہتا۔''

(۲) واللہ انک لخیر ارض اللہ واحب ارض اللہ الی اللہ ولولا الی خرجت منک و خرجت (۲۰۱)

''خدا کی قسم تو خدا کی زمین میں سب سے بہتر ہے اور خدا کو بھی سب سے زیادہ محبوب ہے اگر تیری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تجھ سے نہ نکلتا۔''

اُمت کی بھلائی کعبے کی تعظیم میں ہے: عن عیاش بن ابی ربیعة المخزومی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا نزال هذه الامة بخیر ما عظموا هذه الحرمة حق تعظیمها فاذا ضیعوا ذلک هلکوا(۲۰۲) ''عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی روایت فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ امت ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہے گی جب تک (کعبے) کی تعظیم کرتے رہیں گے جو اس کا حق ہے اور جب عظمت کو ضائع کر دیں گے ہلاک ہو جائیں گے۔''

ہتھیار چلانے کی ممانعت: عن جابر رضی اللہ عنہ قال سمعت النبی ﷺ یقول لا یحل لا حدکم ان یحمل بمکة السلاح (۲۰۳) ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، تم میں سے

Marfat.com

کسی کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ مکہ میں ہتھیار اٹھائے۔"
فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے جو خطبہ دیا اس کے الفاظ بھی قابل مطالعہ ہیں: ان مکة حرمها الله ولم يحرمها الناس فلا يحل لا مرئ يؤمن بالله واليوم الاخر ان يسفک بها دما ولا يعضدبها شجرة (۲۰۴) "بے شک خدا نے مکہ کو بزرگی دی، لوگوں کی وجہ سے بزرگ نہیں ہوا جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے مکہ میں خوں ریزی کرنا حلال نہیں اور نہ اس کے درخت کاٹے جائیں۔"

حرم مدینہ: (۱) عن ابی سعید رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال ان ابراهيم حرم مكة فجعلها حراماً و انی حرمت المدينة حراماً ما بين ماز ميها ان لا يهراق فيها دم ولا يحمل فيها سلاح لقتال ولا تخبط فيها شجرة الا لعلف (۲۰۵) "حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم بنا کر بزرگی دی اور میں نے مدینے کو حرم بنا کر بزرگی دی (مدینے کی دونوں سمتیں) وہاں خوں ریزی نہ کی جائے اور نہ لڑائی کے لئے ہتھیار اٹھایا جائے اور نہ مدینے کے درختوں کو جھاڑا جائے، البتہ جانوروں کے لئے (جائز ہے)۔"

(۲) عن سعد رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ انی احرم ما بين لا بتی المدينة ان يقطع عضامها او يقتل صيدها و قال المدينة خير لهم لو كانوا يعلمون لا يدعها احد رغبة عنها الا ابدل الله فيها من هو خير منه ولا يثبت احد علی لآوئها وجهدها الا كنت له شفيعا او شهيدا يوم القيامة. (۲۰۶) "حضرت سعد رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں مدینے کے دونوں کنارے کے سنگستان کے درمیان میں درختوں کے کاٹنے اور شکار مارنے کو حرام کرتا ہوں۔ مدینہ ان کے واسطے بہتر ہے۔ اس کو کوئی شخص بے رغبتی سے نہ چھوڑے گا مگر اللہ تعالیٰ بدلے گا اس شخص کو جو اس سے بہتر ہوگا۔ جو شخص مدینے میں رہ کر وہاں کی سختی مشقت پر ثابت قدم رہا تو میں قیامت میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کا گواہ بنوں گا۔"

حضورؐ کو مدینے سے غایت درجہ محبت تھی: عن انس رضی الله عنه ان النبی ﷺ كان اذا قدم من سفر فنظر الی جدران المدينة او ضع راحلته و ان كان علی دابة حركها من حبها (۲۰۷)
"حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں جب حضور پاک ﷺ سفر سے واپس آتے تو مدینے کی دیواروں کو دیکھتے اور اپنے اونٹ کو دوڑاتے اور اگر دابہ پر سوار ہوتے تو اس کو مدینے کی محبت میں تیز چلاتے کہ جلد مدینہ آ جائے۔"

مدینے والوں سے دھوکا کرنے کا بدلہ: عن سعد رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لا يكيد اهل المدينة احد الا انماع كما ينماع الملح فی الماء (۲۰۸)
"حضرت سعد راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مدینے والوں سے مکر کرے گا وہ گھل جائے گا اس طرح جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔"

زیارت مدینہ: (۱) عن رجل من آل الخطاب عن النبی ﷺ قال من زارنی متعمداً كان فی جواری يوم القيامة و من سكن المدينة و صبر علی بلالها كنت شهيداً و شفيعا يوم القيامة و من مات فی احد الحرمين بعثه الله من الأمنين يوم القيمة (۲۰۹) "حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میری زیارت قصد کر کے کی وہ قیامت کے دن میری ہمسائیگی میں ہوگا اور جو شخص مدینے میں رہ کر

کی سختیوں پر صبر کرتا رہا میں قیامت میں اس کا گواہ اور شفیع ہوں گا اور جو دونوں حرموں میں سے کسی حرم میں مرا اس کو خدا امن والوں میں اٹھائے گا۔"

(۲) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً من حج فزار قبری بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی (۲۱۰) "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے فرمایا جس نے حج کیا اور بعد انتقال میرے مزار کی زیارت کی تو اس کا زیارت کرنا ایسا ہی ہے جیسے میری زندگی میں زیارت کی۔"

مسائلِ حج

آیات و احادیث سے فریضۂ حج کی عظمت وغیرہ کا حال معلوم ہوگیا۔ اب یہاں مختصر طور پر مسائل حج درج کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین کو آسانی ہو۔

جس شخص کو خداوند عالم صاحب مقدرت کرے اور اس کے پاس اتنی دولت ہو کہ بال بچوں کے کھانے پینے کا خرچ دے کر راستے کا کرایہ وضروری اخراجات کا پورا صرفہ ہو وہ شخص عمر میں ایک بار حج کرے اور یہی حج فرض ہے۔ جب ایسی حالت ہو جائے تو فوراً حج کرے توقف نہ کرنا چاہئے۔

حج کے ارکان: یوں تو بہت سے ہیں ان میں سے ذیل کے افعال فرض ہیں: (۱) احرام باندھنا (۲) عرفات کے میدان میں ٹھہرنا (۳) دسویں تاریخ کو طواف خانۂ کعبہ کرنا جن کے بغیر حج نہیں ہوگا (۴) سعی (دوڑنا)۔

واجبات: جن کے نہ کرنے سے حج تو باطل نہیں ہوتا، البتہ قربانی کرنا لازم ہو جاتی ہے وہ حسب ذیل ہیں: (۱) میقات سے احرام باندھنا (۲) کنکریاں پھینکنا (۳) غروب آفتاب تک مزدلفہ میں ٹھہرنا (۴) رات کو مزدلفہ میں قیام کرنا (۵) منیٰ میں ٹھہرنا (۶) طواف رجوع و واپسی (۷) سر کے بال منڈوانا یا کتروانا۔ ان میں ایک چیز بھی اگر ترک ہوگئی تو قربانی لازم ہوگی۔

محظورات حج: وہ باتیں جن کا کرنا منع ہے۔ جب حج یا عمرے کی نیت سے احرام باندھ لے تو اس کو واجب ہے کہ: (۱) عورت کے ساتھ جماع کرنے اور دوسرے گناہوں سے بچے (۲) کسی سے لڑے نہیں (۳) خشکی کے جانور نہ شکار کرے (۴) کسی دوسرے کو شکار کرنے کے واسطے نہ کہے، نہ اشارے سے بتلائے (۵) خوشبو نہ لگائے (۶) ناخن نہ تراشے (۷) منہ اور سر نہ ڈھانکے (۸) سر اور ڈاڑھی کو کسی چیز سے نہ دھوئے (۹) سر کے بال نہ کتروائے، نہ منڈوائے (۱۰) کرتہ، ٹوپی، پاجامہ، اچکن، سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے (۱۱) سر پر عمامہ نہ باندھے (۱۲) موزے بھی نہ پہنے (۱۳) رنگین معطر کپڑا بھی نہ پہنے۔

عمرہ کرنا سنت ہے۔ طواف بیت اللہ کرنا، صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا بس اسی قدر عمرہ ہے۔

سامان سفر کے بعد حج کے لئے جب نکلے تو پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ پہلی میں الحمد، قل یا ایھا الکفرون، دوسری رکعت میں الحمد و قل ھو اللہ احد پڑھے، اس کے بعد اہل وعیال کو رخصت کرے اور ہر ایک سے کہے: بسم اللہ توکلت علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اللھم بک انتشرت و علیک توکلت وبک اعتصمت والیک توجھت اللّٰھم زودنی التقویٰ واغفرلی ذنبی ووجھنی اینما توجھت

آدابِ احرام: جب مقام یلملم جو عدن سے آگے ہے سامنے آ جائے تو غسل کرے، خط بنوائے، ناخن کتروائے، سلے ہوئے کپڑے اتار دے، ایک تہہ بند باندھ لے، ایک چادر اوڑھ لے، خوشبو لگائے، سواری پر سوار ہو کر حج کی نیت کرے اور با آواز بلند کہے

Marfat.com

: لبیک اللّٰھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک

آدابِ دخول مکہ طواف: مکہ معظمہ کے قریب پہنچ کر غسل کرے۔حج میں نو جگہ غسل کرنا سنت ہے: (۱) بوقت احرام (۲) داخلہ مکہ معظمہ کے وقت (۳) طواف زیارت کے وقت (۴) عرفات میں جانے سے قبل (۵) مزدلفہ میں تین غسل (۶) پتھر مارتے وقت (۷) طواف وداع کرنے سے پہلے۔

☆ الغرض غسل کے بعد مکہ معظمہ میں داخل ہو جس مقام سے خانہ کعبہ نظر آئے یہ دعا پڑھے:لا اله الا اللّٰه واللّٰه اکبر اللّٰھم انت السلام و منک السلام ودارک دارالسلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام اللھم ھذا بیتک عظمته و شرفته و کرمته اللّٰھم فزده تعظیما وزده تشریفا و تکریما وزده محابة وزد من حجة براً و کرامة اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتک وادخلنی جنتک واعذنی من الشیطان الرجیم۔

☆ مسجد حرام میں باب بنی شیبہ سے داخل ہو کر طواف کرے اور شروع میں یہ دعا پڑھے: اللّٰھم ایمانک بک و تصدیقا بکتابک ووفاءً بعھدک واتباعاً لسنة نبیک محمد ﷺ۔

☆ خانہ کعبہ پہنچ کر دروازے کے مقابل پہنچ کر کہے: اللّٰھم ھذا الحرم حرمک و ھذا الا من امنک و ھذا مقام العائذ بک من النار

☆ رکن عراقی پر پہنچ کر پڑھے:اللّٰھم انی اعوذبک من الشک والشرک والکفرو النفاق والشقاق و سوء الاخلاق و سوء المنظر فی الاھل والمال والولد۔

☆ میزاب کے نیچے آ کر کہے: اللّٰھم اظللنی تحت عرشک یوم لا ظل الا ظل عرشک اللّٰھم اسقنی بکاس محمد ﷺ شربة لا ظماء بعده ابداً۔

☆ رکن شامی پر کہے:اللّٰھم اجعله حجا مبرورا وسعیا مشکوراً و ذنباً مغفوراً و تجارة لن تبور یا عزیز یا غفور اغفر وارحم و تجاو زعما تعلم انک انت الاعز الاکرم۔

☆ رکن یمانی کی دعا:اللّٰھم انی اعوذبک من الکفر و اعوذبک من الفقر و من عذاب القبر و من فتنة الحیاة والممات واعوذبک من الخزی فی الدنیا والاخرة۔

☆ رکن حجر اسود کے درمیان کی دعا:اللّٰھم ربنا آتنافی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار و عذاب القبر طواف سے فارغ ہو کر حجر اسود اور دروازے کے درمیان کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھے: اللّٰھم یا رب العتیق اعتق رقبتی من النار واعذنی من کل سوء وقنعنی بما رزقتنی و بارک لی فیما آتیتنی.

☆ اس کے بعد درود شریف استغفار وغیرہ پڑھ کر دعائیں مانگیں اور مقام ابراہیم کے آگے دو رکعت نماز نفل ادا کرے پھر حجر اسود کا بوسہ دے۔ زمزم خوب سیر ہو کر پیئے۔ زمزم پیتے وقت بھی کہے:اللّٰھم اجعله شفاءً امن کل سقم واعطنی الاخلاص والیقین.

☆ پھر صفا کی طرف روانہ ہو جائے،صفا پر پہنچ کر جب خانہ کعبہ نظر آئے تو یہ دعا پڑھے :لا اله الا اللّٰه وحده لا شریک له له الملک واله الحمد یحیی و یمیت و ھو حی لا یموت بیده الخیر وھو علی

Marfat.com

کل شیئٍ قدیر. لا الہ الا اللّٰہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ واعز جندہ و حزم الاحزاب وحدہ لا الہ الا اللّٰہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون ۔

☆ صفا پر بھی دعائیں مانگے، جب مروہ کی طرف روانہ ہو تو یہ دعا پڑھے: رب اغفر و ارحم و تجاوز عما تعلم انک انت الاعزالاکرم اللّٰھم ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃً و وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔

جب گھر کی واپسی کا ارادہ کرے تو آخری طواف وداع کر کے مکہ معظمہ سے چلے۔

زیارت مدینہ منورہ: زیارت مدینہ طیبہ کے فضائل گزشتہ احادیث میں درج کئے جا چکے ہیں۔ بارگاہِ مدینہ کی حاضری کے شرف و بزرگی پر محامد پڑھنے کا موقع نہیں، ورنہ بہت سی ضروری باتیں عرض کی جا سکتی تھیں۔ یہ وہ مبارک مقام ہے جس میں آرام فرمانے والے کی ذات اقدس نے مکہ کو تمام عالم کا کعبہ بنا دیا، جس کے پائے اقدس کی وجہ سے خاک کی قسمیں کھائی گئیں صلی اللّٰہ علیک یا رسول مدینہ پاک کی ہی وہ سرزمین ہے کہ اگر آنکھوں کے بل کسی کو جانا نصیب ہو جائے تو کیا کہنا۔

پورے ادب و احترام سے یہ تصور کرتے ہوئے کہ سرکار رسالت مآب ﷺ میری نقل و حرکت ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ سفر کرے، درود شریف کثرت سے پڑھتا رہے، جب حرم مدینہ طیبہ سامنے آئے تو والہانہ انداز میں کہے :اللھم ھذا حرم رسولک فاجعلہ لی وقایۃ من النار و اماناً من العذاب وسوء الحساب ۔

اس کے بعد غسل کر کر شہر کے اندر داخل ہو اور آیہ کریمہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدقٍ واجعل لی من لدنک سلطانا نصیراً (۲۱۱) پھر مسجد نبوی میں حاضر ہو کر دو رکعت نماز منبر شریف کے نیچے پڑھے، ستون مبارک داہنے بازو کی برابر ہے۔ پھر شہنشاہ کونین روحی لہ الفدا اکے روضۂ مبارک کی حاضری و زیارت کا قصد کرے اور ادب و احترام کے ساتھ صلوٰۃ وسلام عرض کرے، اگر روضۂ مقدس کی جالیوں سے آنکھیں ملنے کا موقع مل جائے تو عاشقانہ انداز میں جو کچھ زبان یاری دے عرض کرے۔ اگر کسی نے سلام بھیجا ہے تو عرض کرے، السلام علیک یا رسول اللّٰہ من فلان السلام علیک یا رسول اللّٰہ پھر کسی قدر نیچے ہٹ کر بارگاہ حضرت صدیق وعمر رضی اللّٰہ عنہما میں ہدیہ سلام نیاز پیش کرے، پھر وہاں سے حضرات صحابہ کی زیارت و فاتحہ شریفہ پڑھتا ہوا دوسرے اشغال حسنہ میں مصروف ہو۔ کوشش یہی رہے کہ جب تک قیام ہو مدنی چاند کے جلوے آنکھوں کے سامنے رہیں۔ حرمین الشریفین کے باشندگان کی اعانت و خدمت جس قدر بھی ممکن ہو کی جائے۔

میں اس سلسلے میں اپنے مشاہدات کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ ہر سال سب سے زیادہ ممتاز اور مستحکم خدمات سلطنت آصفیہ دکن انجام دیتی ہے۔ لاکھوں روپیہ ساکنان مکہ و مدینہ کی ضروریات پر ہر سال ایک وسیع نظام کے ساتھ خرچ کیا جاتا ہے۔ فخر ملت جناب سر نظامت جنگ جیسے اکابر دکن حرمین شریفین میں حاضر ہو کر وہ مفید تدابیر جن سے مدینے کے باشندوں کے اقتصادی و مالی حالت درست ہو مرتب کر کر عملی جد و جہد کرتے ہیں۔ مدینہ طیبہ کے اندر سلطنت آصفیہ کی امدد سے پارچہ بافی کے کارخانے کا آغاز ہو چکا ہے۔ شرفائے مدینہ کے وہ بچے جن کے گھروں سے کسی زمانے میں صدہا نفوس پرورش پاتے تھے وہ آج اپنا پیٹ بھی نہیں بھر سکتے۔ پارچہ بافی کے کارخانے کھل جانے سے امید ہے کہ تھوڑے وقت میں اپنے خاندان کی پرورش کر سکیں گے۔

خدائے برتر مملکت آصفیہ کے تاجدار اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خاں کی عمر میں برکت عطا فرمائے جن کے قلب میں عالم

Marfat.com

اسلامی کی محبت کا نقش قائم ہے اور جن کے ہاتھ ارضِ حرم کی خدمت کے لئے بڑھا ہوا ہے۔

حقوق العباد کا نظام عمل

گزشتہ اوراق میں فرائض وعبادات کے ضروری امور درج ہوئے۔ اب انسانی معاشرت اور حقوق العباد کے وہ اہم شعبے جن پر مسلمانوں کی بقاء وحیات کا انحصار ہے درج کئے جاتے ہیں، جن سے انسان کو دوچار ہونا ہے اور یہی وہ چیز ہے جسے اسلام مکمل فرمانے کے لئے آیا ہے۔ یہ کوئی رسمی واعتقادی جذبہ نہیں، بلکہ ایک حقیقت ہے کہ حضور ختم مرتبت نے انسان کی حیات ومعاشرت کے قوانین کو قیامت تک کے لئے مکمل فرما دیا۔ معاشرتی نظام کی وہ زبردست دفعات مقرر کیں کہ اگر مسلمانانِ عالم ان پر عمل کریں تو ان کی زندگی کا ہر شعبہ دوسری اقوام کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ کامیاب ہوسکتا ہے۔

ماں باپ کے ساتھ سلوک: بدقسمتی سے اس زمانے میں اولاد اپنے والدین کی صحیح عزت وتکریم سے دور ہوتی جارہی ہے، جس کی وجہ سے طرح طرح کے نقصانات پیدا ہورہے ہیں۔ یہاں مختصر آیات واحادیث درج کی جاتی ہیں۔

آیات: (۱) واذ اخذنا میثاق بنی اسرئیل لا تعبدون الا اللّٰہ وبالوالدین احسانا و ذی القربٰی والیتامٰی والمساکین (۲۱۲) ''یاد کرو اس وقت کو جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتامیٰ ومساکین کے ساتھ سلوک کرو۔''

(۲) ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا (۲۱۳) ''ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ احسان کرنے کی وصیت کی۔ مشکل سے ماں نے اس کو اپنے پیٹ میں رکھا اور مشکل سے جنا۔''

(۳) واعبدوا اللّٰہ ولا تشرکوا بہ شیئاً وبالوالدین احسانا (۲۱۴) ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ شریک نہ کرو، والدین کے ساتھ سلوک کرو۔''

(۴) وقضٰی ربک الا تعبدوا الّا ایاہ وبالوالدین احسانا (۲۱۵) ''خدا نے تم کو حکم دیا کہ صرف اللہ کی ہی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ سلوک کرو۔''

(۵) وبراً بوالدیہ ولم یکن جباراً عصیا (۲۱۶) ''والدین کے ساتھ نیکی کرو اور ظالم ونافرمان نہ ہو۔''

(۶) و اوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیّا و برا بوالدتی (۲۱۷) ''مجھے وصیت کی نماز وزکوٰۃ کی جب تک میں زندہ ہوں اور والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی۔''

(۷) امّا یبلغن عندک الکبر احدھما او کلھما فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیٰنی صغیرا (۲۱۸) ''اگر والدین میں سے ایک بھی بڑھاپے کو پہنچ جائے تو ان کے سامنے ہوں ہم نہ کرنا اور نہ جھگڑنا اور ادب کے ساتھ ان سے بات کرو اور جھکائے رہو محبت وعاجزی سے پہلو اور ان کے حق میں دعا کرتے رہو، اے میرے پروردگار! جس طرح مجھے انہوں نے بچپن سے پالا اور میرے حال پر رحم کرتے رہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔''

اگر ماں باپ خلافِ خدا اور رسول حکم کریں تو ان سے اعراض کیا جائے: ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا وان جاھدک لتشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعھما (۲۱۹) ''ہم نے انسان کو وصیت کی کہ وہ والدین کے ساتھ برتاؤ کرے، اگر درپے ہوں کہ تو شریک ٹھہرائے جس کی تیرے پاس دلیل نہیں تو ان کا کہنا نہ مان۔''

Marfat.com

احادیث:(۱)عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال ما من ولد بار ینظر الی والدیہ نظرۃ رحمۃ الا کتب اللہ لہ بکل نظرۃ حجۃ مبرورۃ قالوا وان نظر کل یوم مائۃ مرۃ قال نعم و اللہ اکبر واطیب(۲۲۰) ''حضرت ابن عباس راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا فرزند ماں باپ کو جب محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو خدا اس کے لئے ہر نظر کے بدلے میں ایک حج مقبول کا ثواب لکھتا ہے۔صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اگرچہ ہر دن میں سو بار دیکھے؟ فرمایا ہاں خدا بزرگ و برتر اور زیادہ پاک ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(۲) رضی الرب فی رضی الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد(۲۲۱)''خدا کی رضا مندی باپ کی رضامندی اور خدا کی ناخوشی والد کی ناخوشی میں ہے۔''

(۳)عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ ان رجلا قال یا رسول اللہ ﷺ ما حق الوالدین علی ولدھما قال ھما جنتک و نارک(۲۲۲)''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں ایک شخص نے حضور ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا تیری جنت و دوزخ وہ دونوں ہیں۔''

(۴) عن عبداللہ بن عمرو قال جاء رجل الی رسول اللہ ﷺ فاستاذنہ فی الجھاد فقال احی والداک قال نعم قال ففیھما فجاھد و فی روایۃ رجع الی والدیک فاحسن صحبتھما (۲۲۳) ''حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اس نے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا تیرے والدین زندہ ہیں؟ کہا ہاں۔فرمایا ان کے حقوق کی حفاظت میں کوشش کر۔ ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ ان کی طرف لوٹ جا اور سلوک کر اور خدمت بجالا۔''

دایہ کی عظمت:عن ابی الطفیل قال رایت النبی ﷺ یقسم لحما بالجعرانۃ اذا قبلت امرأۃ حتیٰ دنت الی النبی ﷺ تبسط لھا رداء ہ فجلست علیہ فقلت من ھی فقالوا ھی امہ اللتی ارضعتہ.(۲۲۴)''ابی طفیل رضی اللہ عنہ راوی ہیں میں نے حضور ﷺ کو موضع جعرانہ میں گوشت تقسیم فرماتے ہوئے دیکھا۔اسی اثناء میں ایک عورت حضور کے قریب آئی تو آپ نے اس کے لئے اپنی چادر مبارک بچھادی جس پر وہ بیٹھ گئی۔میں نے عرض کیا کون ہے؟ تو لوگوں نے بتایا حضور ﷺ کی دایہ صاحبہ ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔

والدین کے مرنے کے بعد ان کی خدمت کا طریقہ:عن ابی اسید قال بینا نحن عند رسول اللہ ﷺ اذجاء ہ رجل من بنی سلمۃ فقال یارسول اللہ ھل بقی من برّابویّ شی ابوھما بہ بعد موتھما قال نعم الصلوٰۃ علیھما والاستغفار لھما وانفاذ عھد ھما من بعدھما وصلۃ الرحم اللتی لا توصل الا بھما واکرام صدیقھما(۲۲۵)''حضرت ابواسید کہتے ہیں ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ کا ایک شخص آیا اس نے عرض کیا والدین کے ساتھ زندگی بھر جو نیکی کرسکتا تھا کرچکا، کیا ان کے مرنے کے بعد بھی کوئی اور نیکی باقی ہے جو ان کے ساتھ کروں؟ فرمایا ہاں، ان کے حق میں دعا کرنا، بخشش مانگنا، ان کے عہد و پیماں کو پورا کرنا، ان کی محبت وخوشنودی کے لئے صلہ رحمی کرنا اور ان کے دوستوں کی تعظیم وتوقیر کرنا۔''

عورت پر اسلام کے احسانات:اسلام سے قبل اگر مختلف اقوام کی تاریخوں پر نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت بخوبی واضح ہوجاتی

Marfat.com

ہے کہ ایسا کوئی بدترین سلوک نہ تھا جو عورت کے ساتھ روا نہ رکھا گیا ہو۔ دنیا کی ہر ذلت اس مظلوم طبقے کے حصے میں آ چکی تھی۔ عورت مال واسباب بلکہ چوپایوں کی طرح بیچی اور خریدی جاتی تھی۔ ایک عورت سے خاندان کے تمام افراد اپنی خواہشات نفسانی پوری کرتے تھے۔ رسالے کی دیگر اہم ضروریات کی بنا پر ذیل میں چند اقتباسات اور ارشادات درج کئے جاتے ہیں۔

حکمائے یونان میں سقراط کی شخصیت سے کون بے خبر ہے اس کا مشہور قول ہے ''عورت سے زیادہ فتنہ وفساد کی اور کوئی چیز دنیا میں نہیں۔''

افلاطون کہتا ہے ''جتنے ظالم اور ذلیل مرد ہیں وہ نتائج کے عالم میں عورت ہو جاتے ہیں۔''

یونانی عام طور پر کہتے تھے ''سانپ کے ڈسنے کا علاج ممکن ہے، مگر عورت کے فساد کا دفعیہ محال ہے۔''

یوحنائے دمشقی کا قول ہے ''عورت شر کی بیٹی اور امن و سلامتی کی دشمن ہے۔''

یورپ جسے آج تہذیب وشائستگی کا گہوارہ کہا جاتا ہے اس کا عالم یہ تھا کہ ۵۸۶ء میں عیسائیوں کی ایک کونسل میں عورت کے متعلق بحث ہوئی۔ عورت کا جسم روح کے قابل بھی ہے یا نہیں۔ چند ماہ کے مباحثوں کے بعد تسلیم کیا گیا عورت میں روح موجود ہے۔ رومۃ الکبریٰ جو عیسائیت کا مرکز تھا وہاں عورتوں کی حالت لونڈیوں سے بدتر تھی اور کہا جاتا تھا حضرت حوا کی خطا کی وجہ سے عورت ہر سزا کی مستحق ہے۔

چین جو کسی زمانے میں تہذیب کا مخزن رہا، وہاں بھی یہ اعتقاد تھا کہ عورت اچھی ہو یا بری اسے مارتے رہنا چاہئے اور کسی عورت کا اعتبار نہ کیا جائے۔

ہندوستان میں عورت باندیوں کی طرح رکھی جاتی تھی، قمار بازیوں میں عورتوں کو دے دیا جاتا۔ دیوتاؤں کے سامنے اس کی قربانی کی جاتی، نیوگ جیسی شرمناک رسم کا رواج تھا، مردہ شوہروں کے ساتھ زندہ عورتیں آگ میں جلائی جاتیں۔

عرب عورت کے معاملے میں سب سے زیادہ آگے تھا۔ وہاں عورت کے ساتھ حیوانوں کا سا سلوک کیا جاتا۔ خاوند کے بعد اس کی تمام بیبیاں بیٹے کے نکاح میں آ جاتیں۔ الغرض اسلام سے قبل عورت پر وہ مظالم ڈھائے جا رہے تھے جن کو پڑھ کر انسانیت بھی شرماتی ہے۔

اسلام میں عورت کا مرتبہ: اسلام نے آ کر عورت کو انسانی حقوق سے مالا مال کیا۔ زن وشوہر کے تعلقات، وراثتی، معاشرتی، جماعتی، علمی حقوق کی بسیط اور مفصل ابواب قائم کیں، جس قدر مظالم عورتوں پر کئے جا رہے تھے ان سب کو یک لخت بند کیا اور اس صنف نازک کو قدر ومنزلت کا تاج پہنایا۔ زندگی کے شعبہ جات میں عورت کو حصہ دیا۔

آیات: یا ایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة و خلق منها زوجها وبث منهما رجالا کثیرا ونساء واتقوا الله الذی تساء لون به والارحام(۲۲۶) ''اے لوگو! اپنے خدا سے ڈرو جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیا کیا اور اس کا جوڑا بھی اس سے پیدا کیا اور دونوں سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں''۔

اعمال میں عورت ومرد کا درجہ: (۱) وعدالله المؤمنین والمؤمنات جنٰت تجری من تحتها الانهار(۲۲۷)
''خدا نے مومن مردوں اور عورتوں سے جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن میں نہریں بہتی ہوں گی۔''

(۲) ومن یقنت منکن لله و رسوله و تعمل صالحانؤتها اجرها مرتین واعتدنا لها رزقًا کریما(۲۲۸)
''تم میں سے جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور نیک عمل کرے گی تو ہم اس کو عطا کریں گے اجر دوبار اور

نے مہیا کر رکھی ہے اس کے لئے عزت کی روزی۔"

مرد عورت کے تعلقات: جہاں تک حقوقِ عورت کا تعلق ہے گزشتہ عنوان کے ماتحت ہم بحث کر آئے ہیں۔ اسلام مقدس نے عورت پر احسانِ عظیم فرمایا، اس کی معاشرت کو سطح مرتفع پر پہنچا کر عورت اور مرد کے درمیان جو فطری فرق تھا اسے سامنے رکھ کر زندگی کی تقسیم فرمادی۔ مرد کو اگر تدبیر منزل کے لئے معین کیا تو عورت کو گھر کے اندرونی انتظامات کی نگرانی وانتظام کے لئے تجویز کیا تاکہ یہ معاشرتی نظام تباہ نہ ہوجائے۔

بعض قوتیں مرد کے مقابلے میں عورت کے اندر نسبتاً کم ہیں اس لئے مرد کا درجہ بلند ہوا۔ اس کے یہ معنیٰ ہرگز نہیں کہ شوہر اپنی اس بلندی کے باعث عورت کو حقیر و ذلیل سمجھے۔ اسلام نے علیحدہ علیحدہ عنوانات کے ماتحت جانبین کی زندگی کے ابواب معین فرمادیے۔

نکاح

نکاح جماعتی افراد کے سامنے ایک ایسے معاہدے کا نام ہے جس کے بعد مرد وعورت پر اسلامی قانون کے ماتحت جائز حقوق قائم ہوجاتے ہیں۔ اسلام کے اس مبارک طریقے کے بعد وہ تمام خرابیاں جو اسلام سے قبل جاری تھیں بند ہوجاتی ہیں۔ حرام کاری کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ ایجاب وقبول کے ساتھ ہی مرد پر عورت کی خدمت، عورت پر مرد کی اطاعت لازم ہوجاتی ہے۔ اب ہم ذیل میں عنوان سے متعلق ضروری احادیث شریفہ درج کرتے ہیں۔

(۱) عن انس رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ المرأة اذا صلّت خمسها، واصامت شهرها واحصنت فرجها واطاعت بعلها فلتدخل من ای ابواب الجنة (۲۲۹) "حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس عورت نے پنج وقتہ نماز پڑھی اور مہینے بھر کے روزے رکھے اور پاک دامن رہی اور شوہر کی اطاعت کی تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے گی۔"

(۲) عن جابر رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ ثلثة لا یقبل لهم صلوة ولا یصعدلهم حسنة العبد الآبق حتی یرجع الیٰ موالیه فیضع یده فی ایدیهم والمراة الساخط علیها زوجها والسکران حتی یصحو (۲۳۰) "حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تین شخص ہیں جن کی نہ تو نماز قبول کی جاتی ہے اور نہ ان کی نیکیاں اوپر چڑھتی ہیں۔ بھاگا ہوا غلام جب تک اپنے آقاؤں کے پاس واپس آکر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر نہ رکھ دے۔ وہ عورت جس کا خاوند اس سے ناخوش ہو اور مدہوش یہاں تک کہ ہوش میں نہ آئے۔"

(۳) عن ابی هریرة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ ای النسآء خیر قال اللتی تسرّه اذا نظر و تطیعهٗ اذا امرولا تخالفه فی نفسها ولا فی مالها بما یکره (۲۳۱) "حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ سے پوچھا گیا عورتوں میں سب سے بہتر کون عورت ہے؟ فرمایا وہ جسے مرد دیکھ کر خوش اور شاداں ہو۔ شوہر کے حکم کو بجالائے اور اپنی جان و مال میں اس کی مخالفت نہ کرے جو اسے ناگوار ہو۔"

(۴) عن ام سلمة تقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ایما امرأة ماتت و زوجها عنها راض دخلتالجنة.(۲۳۲) "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو عورت اس حالت میں مری کہ اس کا شوہر اس سے خوش تھا تو وہ ضرور جنت میں جائے گی۔"

(۵) عن معاذ رضی اللہ عنه عن النبی ﷺ قال لا

Marfat.com

توذی امراۃ زوجھا فی الدنیا الا قالت زوجته من الحورالعین لا تؤذیه قاتلک الله فانما ھو عندک دخیل یوشک ان یغارقک الینا(۲۳۳)

''حضرت معاذ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں ستاتی ہے تو اس کی بیوی حور عین کہتی ہے خدا تجھے غارت کرے اس کو نہ ستا، اس لئے کہ وہ تیرے پاس مسافرانہ زندگی گزار رہا ہے قریب ہے تجھ سے جدا ہو کر ہم میں آ ملے۔''

مردوں پر عورتوں کے حقوق :

آیات: (۱) ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف(۲۳۴)

''عورتوں کا بھی مردوں پر اسی طرح حق ہے جیسا کہ مردوں کا عورتوں پر دستور کے مطابق۔''

(۲) ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا ومن یفعل ذلک فقد ظلم نفسه.(۲۳۵) ''ان عورتوں کو ستانے کے لئے نہ روکو، نہ زیادتی کرو ان پر۔ جس نے ایسا کیا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔''

(۳) ومتعوھن علی الموسع قدرہ و علی المقتدر قدرہ متاعا بالمعروف حقاً علی المحسنین(۲۳۶)

''ان کے ساتھ سلوک کرو مقدور والے پر اس کے مطابق اور بے مقدور پر اس کے مطابق سلوک کرنا دستور کے مطابق۔ یہ لازم ہے نیک لوگوں پر۔''

(۴) خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا(۲۳۷)

''خدا نے تم میں سے تمہارے لئے جوڑے پیدا کئے تا کہ تم اس سے سکون حاصل کرو۔''

(۵) وعاشروھن بالمعروف فان کرھتمو ھن فعسیٰ ان تکرھوا شیاً ویجعل الله فیه خیرا کثیرا(۲۳۸)

''عورتوں کے ساتھ خوبی سے رہو اگر وہ تم کو ایک ہی چیز ناپسند ہو اور خدا ان میں بہت سی خوبیاں پیدا کردے۔''

(۶) ھن لباسٌ لکم و انتم لباسٌ لھن (۲۳۹)

مردوں کو عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی ہدایات :

(۱) عن عمرو بن الاحوص عن ابیه قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم استوصوا بالنساء خیرا فانھن عند کم عوان لیس تملکون منھن شیئاً غیر ذلک الا یاتین بفاحشه مبینة فان فعلن فاھجروھنّ فی المضاجع واضربو ھنّ غیر مبرّحٍ فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا انّ لکم من نساء کم حقافاما حقکم علی نسائِکم فلا یوطئن فرشکم من تکرھون ولا یاذنّ فی بیوتکم لم تکرھون الا حقّھنّ علیکم ان تحسنوا الیھن فی کسوتھن وطعامھنّ(۲۴۰)

''حضرت عمرو ابن احوص اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا، عورتوں کے بارے میں میری وصیت قبول کرو، میں ان کے متعلق تم کو وصیت کرتا ہوں، کیوں کہ وہ تمہارے ہاتھوں میں قیدی کی طرح ہیں تم بغیر اس کے کہ خدا نے تمہاری لئے ان سے متمتع ہونا حلال کیا ہے اور کچھ اختیار نہیں رکھتے مگر ہاں جب کھلی ہوئی بے حیائی کی مرتکب ہوں اگر وہ ایسا کر گزریں تو ان کے ساتھ ہم بستری موقوف کردو۔ ناگوار اور نشان ڈالنے والی ضرب نہ مارو، بلکہ آہستہ سے مارو اگر وہ تمہارا کہا مانیں تو تم پہلو نہ ڈھونڈتے پھرو۔ بے شک تمہارا عورتوں پر یہ حق ہے کہ وہ ان لوگوں کے گھروں میں آنے اور تمہارے فرش پر دوسروں کو بیٹھنے کی اجازت نہ دیں جن کا آ کر تمہاری عورتوں سے باتیں کرنا تمہیں ناپسند ہو اور عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ انہیں اچھا کھلاؤ، اچھا پہناؤ۔''

(۲) عن ابی ھریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله

Marfat.com

ﷺ اکمل المومنین ایمانا احسنھم اخلاقاً و خیارکم لنسائھم (۲۴۱) ''حضرت ابی ہریرۃ رضی ال عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ کامل الایمان وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں اور تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیبیوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آئیں۔''

(۳) عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یفرک مومن مومنۃ ان کرہ منھا خلقا رضی منھا اخر (۲۴۲) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا ایمان دار مرد عورت کو ناخوش نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت سے ناخوش ہوگا تو دوسری سے خوش ہوگا۔''

مہر: اسلام نے مرد کے ذمے عورت کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ایک اور رقم بھی مقرر فرمادی جسے مہر کہتے ہیں اس کا ادا کرنا مرد پر لازم ہے۔ عورت نکاح ہوتے ہی اپنے مال کی مالک ہو جاتی ہے۔ اقل درجہ مہر دس درہم شرعی یعنی ۸/......... ہوتا ہے اس چیز کو مرد کی حالت پر رکھا گیا ہے۔ ہمارے یہاں اکثر و بیشتر خاندانوں میں ہزاروں کا مہر مقرر کراتے ہیں اور بسا اوقات مجلس نکاح میں زیادہ مہر پر اختلافات ہو جاتے ہیں، لڑکی والے اپنی ضد پر قائم رہتے ہیں حالانکہ یہ نہیں سوچتے کہ مرد کے ذمہ ایجاب وقبول کے بعد اس رقم کا ادا کرنا ضروری ہو جاتا ہے جو شخص ایجاب وقبول کے وقت یہ خیال کرے کہ مجھے ادا کرنا نہیں ہے صرف رسماً اقرار کر رہا ہوں وہ مجرم ہے۔

اسلام میں عورت کی عزت وعفت کا سامان: گزشتہ اوراق میں عورتوں کے اسلامی حقوق کا بیان کیا جا چکا ہے۔ عورت بحیثیت ماں کے بھی خاص عزت رکھتی ہے۔ حضورؐ ماں کی عزت وسلوک کو باپ سے مقدم رکھا۔ لڑکیوں کی تربیت بہنوں کی کفالت پر زور دیا، ہر عورت کی عفت کے لئے ایک سرپرست کو ضروری قرار دیا حتیٰ کہ جس عورت کا کوئی رشتہ دار نہ ہو اس کی سرپرستی مسلمان حاکم کے ذمے کر دی گئی۔ عورت کی عزت کے بارے میں حضور کا ارشاد ہے ''عورت کی عزت وہی کرتا ہے جو شریف النفس ہے اور اس کی توہین وہی کرتا ہے جو بدنفس ہے۔''

ان احکام کے ساتھ کیوں کر ممکن تھا کہ اسلام عورت کی عزت کے بقاء وتحفظ کے لئے دوسرے اہم قوانین نہ بناتا، چوں کہ عورت میں فطرتاً دل کشی ودل فریبی کے سب انداز پائے جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کی آواز جاذبیت رکھتی ہے، جو بغیر دیکھے قلب ودماغ پر خاص اثرات پیدا کر دیتی ہے۔ ادھر مرد اپنے اندر جذبات کی دنیا پوشیدہ رکھتا ہے، جب دونوں قوتیں بغیر کسی قانونی حد کے آزاد و بے حجاب ہوں گی اور خواہشاتِ نفسانی اپنا کام کریں گی۔ یہی وہ چیز تھی جسے اسلام مٹانا چاہتا تھا، لہٰذا اس نے احکامِ پردہ کو نافذ کیا۔

یہاں پردے کی کمیت وکیفیت پر تفصیلی بحث کا موقع نہیں۔ لیکن یہ ہمارا مذہبی فریضہ ہے کہ اس قدر ضرور گزارش کر دی جائے کہ موجودہ دور میں وہ بے پردگی جو یورپین تہذیب کی کورانہ تقلید کی طرف راہنما ہو یقیناً برباد کن ہے شریعت مطہرہ میں عورتوں کو جس قدر رخصت دی گئی تھی اگر اسی حد تک عمل ہوتا تو صحیح تھا، لیکن آج ہمارے یہاں عورتوں کو جس راستے پر لگایا جا رہا ہے اس کی حمایت اہل علم کی طرف سے نہیں ہو سکتی۔ غرض اس معاملے میں مرد و عورت دونوں کے لئے یکساں احکام ہیں۔ کیا مردوں کے لئے یہ زیبا ہے کہ وہ عورتوں کو آزادانہ طور پر تاک جھانک کریں؟۔

(۱) قل للمومنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذٰلک ازکی لھم انّ اللہ خبیر بما یصنعون و قل اللمومنٰت یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ماظھر منھا ولیضر بن بخمر ھنّ علٰی جیوبھن ولا یبدین زینتھن الا لبعو لتھن او آباء ھن او آباء

Marfat.com

بعولتھنّ او ابنائھنّ او ابناء بعولتھن او اخوانھنّ او بنی اخوانھنّ او بنی اخواتھن او نسائھنّ اوما ملکت ایمانھنّ او التابعین غیر اولی الاربة من الرّجال او الطفل الذین لم یظھروا علیٰ عورات النسآء ولا یضر بن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھن (۲۴۳)'' (اے پیغمبر) مسلمانوں سے کہہ دو اپنی نظریں نیچی رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے بہت پاکیزگی وصفائی کا سبب ہے۔ جو وہ کرتے ہیں خدا تمام باتوں سے خبردار ہے اور مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ بھی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور شرم گاہوں کو محفوظ رکھیں اور اپنی زیب وزینت کے مقامات کو نہ ظاہر ہونے دیں، مگر ان میں سے جو اعضا ضرورتاً ظاہر رہتے ہیں ان کے کھلے رہنے میں کچھ حرج نہیں اور اپنے گریبان و سینے پر دوپٹے ڈالے رہیں اور اپنے بناؤ سنگھار کے مواقع سر، سینہ اور پنڈلی وغیرہ کو کشادہ نہ کریں مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپوں یا شوہروں کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا بھتیجوں یا بھانجوں پر یا اپنے میل ملاپ کی عورتوں پر یا اپنی مملوکہ لونڈیوں پر یا گھر کے ایسے خدمت گاروں پر جن کو عورتوں سے کوئی حاجت نہیں (یعنی خواجہ سرا یا بوڑھے) یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی مخفی باتوں سے آگاہ نہیں اور وہ اپنے پاؤں اس زور سے نہ رکھیں جس سے ان کا مخفی زیور اور زینت معلوم ہو جائے۔''

(۲) یا ایھا النبی قل لازواجک و بنتک و نساء المومنین یدنین علیھنّ من جلا بیبھنّ ذلک ادنٰی ان یعرفن فلا یؤ ذین و کان اللّٰہ غفورا رحیما (۲۴۴)'' اے نبی! اپنی بیبیوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی چادروں کے گھونگھٹ نکال لیا کریں، اس لئے کہ الگ پہچان لی جائیں اور کوئی چھیڑے گا نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

(۳) وقرن فی بیوتکنّ ولا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولیٰ (۲۴۵)'' اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو زمانہ جاہلیت کی طرح سنگھار نہ دکھاتی پھرو۔''

ان آیات میں پردے کے ضروری احکام سب آ گئے اور جسم کے جن اعضاء کو ضرورت کے مطابق کھلے رکھنے کی اجازت دی گئی اس کی کیفیت بھی معلوم ہوگئی۔ پس ان صاف اور صریح احکام کے بعد وہ فریق جو نئی تہذیب اختیار کرنے کے شوق میں آیات کی تاویلات کر کر چاہتا ہے کہ مسلمان عورتیں عیسائی و نصرانی عورات کا نمونہ بن جائیں اس کا مدعا حاصل نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ جماعت مذہب کے خلاف اپنے اعمال تبدیل کرنا چاہتی ہے تو مذہب کو پردہ بنانا بے کار ہے۔ موجودہ زمانے میں جب کہ لامذہبیت و دہریت و الحاد کو جاری کرنے کی سعی جاری ہے موجودہ رواجی پردہ ہی عورت کی عفت اور عزت کا محافظ ہے۔

احادیث: (۱) عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ کل عین زانیةٌ وان المرأة اذا استعطرت فمرّت بالمجلس فھی کذا و کذا (۲۴۶) ''حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا (جو) آنکھ (نظر بد یا شہوت سے) کسی اجنبی مرد یا عورت کو دیکھتی ہے وہ زانیہ ہے اور عورت جب خوشبو مل کر کسی مجلس سے گزرتی ہے تو وہ بھی ایسی ویسی ہے۔''

(۲) ''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ کرو، کیوں کہ پہلی نظر (جو بے ارادے کے پڑ جائے) تمہارے لئے جائز ہے اور دوسری جائز نہیں''۔ (۲۴۷)

(۳) عن ام سلمة انھا کانت عند رسول اللّٰہ ﷺ اذ

Marfat.com

قبل ابن امّ مکتوم فدخل علیہ فقال رسول اللّٰہ ﷺ احتجبا منہ فقلت یا رسول اللّٰہ الیس ھوا اعمٰی لا یبصرنا فقال رسول اللّٰہ ﷺ افعمیا وان انتما الستما تبصرانہ (۲۴۸)'' حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں اتنے میں ابن مکتوم (جو جلیل القدر نابینا صحابی تھے) آئے اور سیدھے حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے، آپ نے حضرت ام سلمہ وحضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم دونوں پردہ میں ہو جاؤ۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ابن ام مکتوم نابینا نہیں کہ ہمیں نہیں دیکھتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم تو نابینا نہیں کیا تم اسے نہیں دیکھتیں۔''

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اہم ارشاد :

(۴) عن عمرۃ عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا قالت لو ادرک رسول اللّٰہ ﷺ ما احدث النساء لمنعھنّ من المسجد کما منعت نسآء بنی اسرائیل الخ (۲۴۹)'' عمرہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جو باتیں اب عورتوں نے ایجاد کی ہیں اگر رسول پاک اسے دیکھتے تو انہیں مسجدوں سے منع کر دیتے (یعنی نماز جماعت کے لئے حاضر ہونے سے) جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو منع کر دیا گیا۔''

عورتیں اگر قوم ومذہب کی خدمت کرنا چاہتی ہیں تو وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر بھی کر سکتی ہیں۔ ہماری موجودہ نسل کی صحیح تربیت بچوں کو ملت اسلامیہ کی خدمت کے لئے تیار کرنا، یتامیٰ، غربا کی دست گیری، عورتوں میں اسلامی وقومی ضروریات کا احساس پیدا کرنا اور اسی قسم کے دوسرے اہم معاملات عورتیں اپنے گھر میں انجام دے سکتی ہیں۔

زمانۂ گزشتہ میں آیۂ حجاب نازل ہونے کے بعد ہماری خواتین پردے میں رہ کر مجاہدین کے لئے کھانا پکاتیں اور دوسری اہم خدمات میں ان کا حصہ ہوتا۔

عورتوں میں عاملہ، زاہدہ، محدثہ، فقیہہ، شاعرہ سب ہی گزری ہیں۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ اسلامی ترقیوں میں ان کا ہاتھ بڑی حد تک شامل تھا کتاب کی ضخامت مانع ہے ورنہ اس موضوع پر عورتوں کا مستقل کارنامہ حیات قلم بند ہو سکتا تھا۔

کہا جاتا ہے مذہب ترقی کی راہ میں حارج ہے، حالانکہ مذہب کی بدولت ہمیں ترقی کی راہیں معلوم ہوئیں۔ مذہب اسلام سے قبل دنیائے انسانیت پر ترقی کا وجود نہ تھا مذہب نے آ کر تمام راستے کھولے۔ قرونِ اولیٰ اور اس کے بعد کے مسلمانوں نے مذہب کو ساتھ ساتھ لے کر جو ترقیاں کیں آج لا مذہبیت کی دوڑ دھوپ میں اس کا عشر عشیر بھی حاصل نہ ہوا۔ اصل میں مذہبیت ہی تھی جس نے مکہ کے بادہ نشینوں کو دنیا کے ہر حصے کا مالک بنا دیا۔ وہ کون سا فن تھا جسے مسلمانوں نے اپنے زمانے میں زندہ نہ کر دیا ہو۔ بتاؤ ان میں کبھی یہ جذبہ پیدا ہوا کہ مذہب ترقی میں سدِ راہ ہے۔ اصل میں یہ فتنہ اغیار کے مسلسل پروپیگنڈے اور غلط تعلیمات کی ترویج سے دماغوں میں بٹھایا گیا ہے۔

اگر ٹھنڈے دل سے اسلامی تاریخ اور احکام دین کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ترقیوں کا محرک ہے وہ ہمیں کبھی تو سیروا فی الارض کہہ کر تجربات ومشاہدات کی دنیا کی جانب لے جاتا ہے اور کبھی تسخیر سماوات والارض کی نوید دے کر ترقی کرنے کا شوق دلاتا ہے۔

افسوس کہ ہم اپنا سب کچھ کھو چکے، ورنہ آج جس قدر ترقیاں نظر آ رہی ہیں اگر ان کی تاریخی حیثیت معلوم کی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ان سب کے موجد ومحرک مسلمان ہی تھے اور آج بھی اگر

Marfat.com

قوتِ عملیہ پیدا ہو جائے تو یہ سب ترقیاں عود کر سکتی ہیں۔

تعدد ازدواج: اس عنوان پر بعض افراد مخالفین اسلام کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اس قسم کے سطحی و کمزور اعتراضات فرماتے ہیں جن کا یہاں نقل کرنا بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ چوں کہ عورت کی زندگی و معاشرت کا باب چل رہا ہے اس لئے چند ضروری امور پیش کئے جائیں گے۔

پہلی بات تو یہ سمجھ لینی چاہئے کہ اسلام نے متعدد شادیوں کو لازم نہیں فرمایا بلکہ حالات وضروریات کے مطابق رخصت دے دی۔ جس شخص میں وہ تمام شرائط موجود ہوں اسے اختیار ہے کہ اس دفعہ پر عمل کرے۔

فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی و ثلٰث و ربٰع فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ. (۲۵۰) ''پس نکاح کرو ان عورتوں سے جو پسند آئیں دو دو اور تین تین، چار چار۔ ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر اکتفا کرو۔''

ان لا تعدلوا کی قید اس مسئلے کو بخوبی واضح کر دیتی ہے کہ جو شخص اپنے اندر بیبیوں میں عدل و مساوات کرنے کی طاقت و صلاحیت رکھتا ہے اور مخصوص حالات وضروریات پیدا ہو جائیں اس وقت اسلام کے اس حکم سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک عورت سے اچھا سلوک کرے اور دوسری عورتوں سے کنارہ کش ہو جائے۔ مساوات وعدل کے معنی یہ ہیں کہ کسی کے حق میں کمی نہ کی جائے۔

اسلام چوں کہ دینِ فطرت ہے اس نے اپنے قانون میں ایسے امور رکھے جن کی حقیقت آگے چل کر دنیا تسلیم کرلے گی۔ تعدد ازدواج میں ازدیادِ نسل وقوم بھی مقصود ہے۔ آج دنیا کی وہ کونسی ملت ہے جو اپنی جماعت کی زیادتی نہ چاہتی ہو۔ حضرتِ ختم رسالت روحی الفداہ بھی نکاح کے باب میں فرماتے ہیں ''نکاح کر کر نسل بڑھاؤ تاکہ میں قیامت میں اور امتوں پر تمہاری کثرت سے فخر کروں۔''

گزشتہ جنگ یورپ نے اس قدیم اعتراض کا قلع قمع کر دیا۔ جب مرد میدان میں کام آگئے اور عورتیں زیادہ باقی رہ گئیں تو یورپ نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ دین فطرت کا حکم صحیح ہے۔ اس کے بعد زبان اعتراض پر اصرار کرے تو بجز اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے

ع منکر مئے بودن وہم رنگ مستاں زیستن

تعدد ازدواج کے اور بھی مختلف پہلو ہیں۔ عورت کے پاس حالت حمل اور دودھ پلانے کے زمانے میں شوہر کا اپنی خواہشات کے ارادے سے جانا طباً بھی سخت نقصان دہ ہے۔ ایسی صورت میں تعدد ازدواج ہی سے مرد اپنی جائز خواہشات پوری کر سکتا ہے۔

اگر چار عورتیں کسی کے نکاح میں ہوں تو وہ سال بھر تک متمتع ہو سکتا ہے۔

حضرت ختم رسالت روحی لہ الفداء کے تعدد ازدواج پر مخالفین اسلام نے اعتراضات کرتے وقت حقائق و مصالح سے اپنی آنکھوں کو قطعاً بند کر لیا، اگر وہ ٹھنڈے دل سے غور وفکر کرتے تو انہیں یہ مذموم بحث اٹھانے کی مطلق ضرورت نہ ہوتی۔

اس مسئلے پر اس طرح بھی غور کیجئے کہ آن حضرت ﷺ جس وقت خدا کے آخری پیام کو دنیا کے سامنے پیش فرما رہے ہیں یہ وہ وقت ہے جب کہ اہل عرب ہر قسم کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں، ایک متنفس کے قبول اسلام سے ان کے قلوب بے چین ہو جاتے ہیں۔ اس نازک ماحول میں شدید ضرورت تھی کہ عرب کے قبائل میں تبلیغ کی جائے چناں چہ اہل بصیرت جانتے ہیں ازواجِ مطہرات نے (جو مختلف خاندانوں کی تھیں) اس اہم فریضے میں کہاں تک مدد پہنچائی۔ پھر یہ کہ اہل عرب میں قدیم زمانے سے متعدد شادیوں کا دستور چلا آ رہا تھا اور وہ ان عورتوں پر سخت سے سخت مظالم ڈھا رہے تھے، آپ ﷺ نے ان سب چیزوں کا دروازہ بند کر دیا۔ مساوات قائم فرمائی، ان کے حقوق کو اپنے عمل سے ظاہر فرما دیا۔ اگر آپ ﷺ مختلف خاندانوں میں شادیاں نہ فرماتے تو اسلام کی

Marfat.com

اہم مقصد یعنی عورتوں کی تعلیم وناقص رہ جاتا۔ عورتوں کو حقیقی تعلیم دینے والا کوئی نہ تھا، آپ ﷺ نے معلم بن کران میں ایسی روح پیدا کردی کہ وہ سارے جہان کی معلّمہ بن گئیں۔ دین ودنیا کا ایک ایک مسئلہ ان کی روایت کا محتاج ہوگیا۔ حضور انور ﷺ نے بتایا کہ مسلمانوں کی عورتیں جب بہتر مائیں، بہتر بیبیاں، بہتر لڑکیاں بننا چاہیں تو ان کے لئے ازواجِ مطہرات کی زندگیاں نمونے کا کام دیں گی۔

اعتراض کا سب سے زیادہ اہم پہلو خواہشات نفسانی ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسے مختصراً یوں سمجھ لیجئے کہ انسان کی فطری امنگوں کا زمانہ ۲۵ سال تک ہوتا ہے، اس حصہ عمر میں جذبات ابھرتے ہیں، لیکن سرکار عالم ﷺ کی ۲۴ سالہ زندگی ریاضت، عبادت، مجاہداتِ نفس، خشیت الٰہی، زہد وتقویٰ میں صرف ہوتی ہے۔ آپ ﷺ سب سے پہلے شادی ۲۵ سال کے زمانے میں حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہما سے (جو آپ سے عمر میں بہت زیادہ بڑی تھیں) فرماتے ہیں۔ ان کے وصال کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہما کو جن کے مسلمان شوہر کا انتقال ہوگیا تھا اور وہ خاندان کے ہاتھوں محض مسلمان ہونے کی وجہ سے مبتلائے مصائب تھیں انہیں ان تکالیف سے بچانے کے لئے اپنے حرم نبوت میں داخل کیا۔ اس قسم کی مصالح تھیں جن کے باعث آپ ﷺ نے متعدد شادیاں فرمائیں۔

جو لوگ محض خواہشات نفسانی کے باعث مختلف عورتوں کے ساتھ تعلقات وابستہ رکھتے ہیں ان کی زندگی عمل، اخلاق، زہد و اتقا، خشیت الٰہی، خدمت خلق سے کوسوں دور ہوجاتی ہیں۔ کیا کوئی بڑے سے بڑا مخالف اسلام اس کا ثبوت پیش کرسکتا ہے کہ آپ کے زہد واتقاء، عبادات و ریاضت وغیرہ اشغال میں ازواجِ مطہرات کی وجہ سے ادنیٰ فرق آسکا؟۔

جو حال تجرد کی زندگی میں تھا اس سے زیادہ روشن پہلو آخر میں رہا یچ ہے:

ولَلآخرة خير لک من الاولىٰ(۲۵۱)

طلاق وخلع: ہم اوپر احادیث شریفہ کے سلسلے میں بیان کرآئے ہیں کہ اسلام نے مرد وعورت کے تعلقات کو بہتر سے بہتر بنانے کی تعلیم دی۔ اسی طرح عورت کی دل جوئی کو مرد کے لئے ضروری قرار دیا۔ انسان میں جہاں محبت وشفقت کے جذبات موجود ہیں وہیں اختلاف و بے زاری کی کیفیات بھی پائی جاتی ہیں، اسلام نے ان دونوں پہلوؤں کے لئے اپنی مکمل تعلیمات پیش فرمادی۔

جہاں تک نفس طلاق کا تعلق ہے اس کے بارے میں فرمایا گیا: ابغض الاشياء عندالله الطلاق(۲۵۲)

''مباح چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز خدا کے نزدیک طلاق ہے۔''

اسلام نے صرف ان ناگوار حالات میں جب کہ مرد وعورت کے درمیان کوئی نباہ کی صورت نہ ہو اور مصالحت وغیرہ سے بھی کام نہ چل سکتا ہو مرد کو حق دیا کہ وہ عورت کو طلاق دے لیکن اس حالت میں بھی عدل وانصاف کی تلقین فرمائی گئی اور طلاق کے لئے خاص قوانین بنادیے۔ یورپ کی طرح نہیں کہ جہاں ان باتوں پر کہ مرد داڑھی منڈاتا ہے یا نہیں، شوہر اخبار پڑھتا ہے یا نہیں، عورت کے سر پر پورے بال ہیں یا نہیں، عورت تھیٹر وسنیما میں جاتی ہے یا نہیں، ڈانس کھیلنے میں اسے مشق حاصل ہے یا نہیں، طلاقیں دی جاتی ہیں۔

جس طرح مرد کو حق طلاق دیا گیا ہے اسی طرح عورت کو خلع کی اجازت دی گئی۔ اگر خاوند اس کے حقوق ادا نہ کرتا ہو، اس پر مظالم کئے جارہے ہوں، خاوند مریض، دیوانہ ومجنون ہو (اور وہ شرائط جو احکام اسلام میں درج ہیں) پائے جاتے ہوں اس صورت میں عورت قاضی کے سامنے گواہ پیش کرے اور مرد سے طلاق لے لے۔ عورت کچھ مال اپنی طرف سے شوہر کو دے کر یا مہر معاف کرکر طلاق لے اس کا نام خلع ہے۔

Marfat.com

محکمہ قضایا نظام شرعی کی ضرورت: اسلامی حکومت کے فقدان اور مسلمانوں کی بے حسی و جمود نے محکمہ قضا یا نظام شرعی جیسے اہم ضروری شعبے کو اپنے ہاتھ سے نکال دیا۔ اسی کے یہ نتائج ہیں کہ آج مسائل خلع و طلاق وغیرہ میں نئے نئے قوانین کی تشکیل و توضیع کی ضروریات لاحق ہو رہی ہیں، حالاں کہ اسلامی قانون میں ان تمام مشکلات کا علاج موجود ہے۔

آج محکمہ قضا نہ ہونے سے مسلمان طرح طرح کے مصائب میں مبتلا ہیں۔ بعض جابر مردوں کی وجہ سے عورتوں پر عرصۂ حیات تنگ ہو رہا ہے۔ صوبۂ پنجاب میں اسی ایک چیز سے مخالفین اسلام نے فتنہ وارتداد کی تحریک کو کامیاب بنانے کی راہیں نکال لی ہیں۔

بلاشبہ ان تمام حالات میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے اندر جوش عمل اور ولولۂ مذہبی پیدا کر کر محکمۂ قضا یا نظام شرعی کی ترویج پر اپنی تمام قوت صرف کر دیں اور اس مطالبے کو تسلیم کرا کر چین سے بیٹھیں تا کہ ان تمام مسائل کے تصفیے و فیصلے کے لئے مسلسل قاضیوں کا تقرر عمل میں آئے۔ اسلامی شریعت کی رو سے ان تمام مسائل کا فیصلہ ہو اور عورتوں کا جائز حق خلع حاصل ہو سکے۔

اس سلسلے میں صرف وہ قانون پسند اور مقبول ہو سکے گا جو اسلامی احکام کے موافق ہو۔ آج اگر محکمہ قضا کا قیام حکومت تسلیم کر لیتی تو پھر کسی نئے قانون کی حاجت ہی نہ تھی، کیوں کہ اسلام میں تمام احکام موجود ہیں۔ ہم مسلمانوں کے پاس صرف قوت تنفیذ نہیں اس لئے حکومت کا سہارا لیا جا رہا ہے۔ ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہندوستان میں قانون شرع محمدی کا جس وقت رواج دیا گیا اس وقت بہت سے اسلامی احکام اس قانون میں نہیں لئے گئے، ورنہ جدید قانون کی مطلق حاجت نہ تھی۔

شادی بیوگان: بدقسمتی سے مسلمانوں میں بھی مشرکانہ تہذیب کی بدولت یہ قبیح خیال پیدا ہو گیا کہ بیوہ عورتوں کی شادیاں نہیں کرتے، صدہا ایسی عورتیں ہیں جن کی زندگیاں اس مہلک رسم کی وجہ سے برباد ہو رہی ہیں حالانکہ قرآن کریم نے صاف طور پر فرما دیا: وانکحوا الایامیٰ منکم (۲۵۳) ''(اپنی قوم کی) بیوہ عورتوں کا نکاح کر دیا کرو۔''

خود سرکار عالم ﷺ نے بیوہ عورتوں کے ساتھ عقد فرمایا اور اس کی سخت تاکید فرمائی کہ بیوہ عورتوں کا نکاح کیا جائے۔ افسوس! جہالت اور لامذہبیت مسلمانوں کو احکام خداوندی اور فرامین نبویہ کی تعمیل سے دور کئے ہوئے ہے۔ ہر قوم و جماعت کا فرض ہے کہ بیوگان کی شادی کا رواج دے۔

اضاعت نسل: تہذیب جدید کی یہ بھی برکات ہیں کہ بے حیائی کا نام حیا اور بے غیرتی کا نام تہذیب مقرر کیا گیا، گویا جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں۔ یورپ کے عیش پرست لوگ آئے، دن نئی نئی اختراعات میں مشغول ہیں۔ جہاں ان کا دماغ تحقیقات جدیدہ میں کامیاب ہوتا ہے وہیں فواحش کے ارتکاب کی جدت طرازیاں بھی عمل میں آ رہی ہیں۔ کچھ عرصے سے اس جماعت نے اضاعت نسل کا پروپیگنڈہ شروع کر رکھا ہے۔ ہمارے ملک کے بعض نادان جو اپنی اسلامی تہذیب کو قربان کر چکے ہیں اس کے رواج پر اپنا تمام زور قلم صرف کرتے نظر آ رہے ہیں۔ اصل میں یہ تمام تحریکات فواحش وزنا پر پردہ ڈالنے کی غرض سے پھیلائی جا رہی ہیں اور یہ مکروہ جذبات اس مغربی تعلیم کا نتیجہ ہیں جو ہماری بچیوں اور لڑکیوں کو دی جا رہی ہیں۔

مؤیدین و محرکین تعلیم مسلسل ٹھوکروں اور تلخ تجربوں کے بعد اب اس نتیجے پر پہنچ رہے ہیں کہ موجودہ طریقۂ تعلیم نے ہمیں اپنی منزل اصلی سے دور کر دیا۔ چناں چہ آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ رام پور اسٹیٹ میں علم برداران تعلیم نے دیرینہ غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے اصلاح نصاب کی تجاویز منظور فرمائیں۔ کاش مستقبل قریب میں یہ حضرات کوئی ایسا نصاب تعلیم پیش کرنے میں کامیاب ہوں جس میں اخلاقی و معاشرتی مسائل کے لئے

Marfat.com

اسلامی نقطۂ نظر واضح طور پر آ جائے۔

زنا: ولا تقربوا الزّنی انه کان فاحشة و ساء سبیلاً (۲۵۴) ''زنا کے پاس بھی نہ پھٹکنا، کیوں کہ وہ بے حیائی اور برا چلن ہے۔''

احادیث: (۱) عن زید بن خالد قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یامر فیمن زنی ولم یحصن جلد مائة و تغریب عام (۲۵۵) ''زید بن خالد رضی اللہ عنہ راوی ہیں میں نے حضور ﷺ کو اس شخص کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا جس نے زنا کیا اور وہ شادی شدہ نہ تھا اس کے سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک برس تک جلاوطن کیا جائے۔''

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ من وجدتموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به. (۲۵۶) ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم جسے قوم لوط کا عمل کرتے پاؤ تو فاعل و مفعول کو قتل کر ڈالو۔''

(۳) اذا اتت المراۃ المراۃ فهما زانیتان (۲۵۷) ''جب عورت عورت کے پاس آ کر چپٹی بازی کرے تو دونوں زانیہ کے حکم میں ہیں۔''

(۴) ناکح الید ملعون (۲۵۸) ''ہاتھ سے منی نکالنے والا ملعون ہے۔''

اس قسم کی بکثرت احادیث ملتی ہیں جن سے زنا وغیرہ کی تباہ کاریوں سے روکا گیا ہے۔ کتاب کی ضخامت نے مجبور کیا، ورنہ زنا کی وجہ سے جو بربادیاں پیدا ہوتی ہیں ان پر تبصرہ کیا جاتا۔ ان تمام مکروہات و فواحش سے بچانے کے لئے اسلام نے معاشرتی نظام میں طریقۂ نکاح قائم فرما دیا اور فطری خواہشات پوری کرنے کے جائز طریقے بتا دیے۔ آج مغرب میں تحریک آزادئ نسواں کی بدولت زنا کاری و عیاشی کے جو مظاہرے ہو رہے ہیں ان سے انسانیت بھی شرماتی ہے۔ اخبارات پڑھنے والے ان تفصیلات سے باخبر ہیں۔

حقوق عام اہل قرابت اور حسن سلوک: ذاتی مناقشات، جاہلانہ عادات و اطوار نے ہمارے قلوب سے اہل قرابت کے ساتھ سلوک کی روایاتِ مذہبیہ کو فنا کر دیا ہے۔ ایک خاندان میں اگر کوئی شخص دولت مند اور دوسرا غریب ہے تو وہ اپنی دولت کے نشے میں کوشش کرتا ہے کہ غریب اہل قرابت کا اثاثہ و جائیداد جس صورت سے ممکن ہو قبضے میں آ جائے۔ اس جذبے کے ماتحت بہت سے مکروہ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں، اگر دولت مند اشخاص نادار اہل قرابت کے ساتھ کوئی سلوک بھی کرنا چاہتے ہیں تو اس کی تہہ میں یہی غرض رہتی ہے کہ اس کی شہ رگ پر ایسا وار کیا جائے کہ کسی وقت یہ غریب اپنے جائز حقوق کا طالب ہی نہ ہو سکے۔ قرآن حکیم یا سرکار عالم ﷺ نے اہل قرابت کے جو حقوق مقرر فرمائے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی جو بہتر تعلیم دی ان سے ہم مسلمان دور ہیں، ورنہ اہل قرابت اور اہل خاندان ہی اسلام کا ایک اہم جزو ہیں۔ اگر اس جز کی حالت صحیح ہے اور حسن سلوک کے ساتھ یہ معاشرتی نظام باقی ہے تو سمجھ لیجئے کہ مجموعی حیثیت سے اس کا ساری قوم پر کیا اثر ہوگا۔ اس عنوان پر ارشادات باری تعالیٰ حسب ذیل ہیں:

(۱) لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن باللہ والیوم الآخر والملئکة والکتٰب والنبیین و آتی المال علی حبّه ذوی القربٰی والیتٰمی والمساکین و ابن السبیل الی آخر الایة (۲۵۹) ''نیکی یہ نہیں ہے کہ تم مشرق و مغرب کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی تو ان کی ہے جو اللہ اور آخرت اور فرشتوں اور کتاب اور انبیاء پر ایمان لائیں اور مال اللہ کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں، محتاجوں،

Marfat.com

مسافروں کو دیں۔''

(۲) و اذا حضر القسمة او لوا القربیٰ والیتامیٰ والمساکین فارزقو هم منه و قولوا لهم قولاً معروفاً(۲۶۰) ''اور جب تقسیم (ترکہ) کے وقت دور کے رشتہ دار اور یتیم بچے اور مساکین موجود ہوں تو اس میں سے ان کو بھی دے دیا کرو اور ان کو نرمی سے سمجھا دیا کرو۔''

(۳) وات ذالقربیٰ حقه والمسکین وابن السّبیل ولا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین و کان الشیطان لربه کفورا(۲۶۱) ''(اور اے پیغمبر) رشتہ دار اور غریب کو اس کا حق پہنچاتے رہو اور بے جا مت اڑاؤ۔ دولت کے بے جا اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان پروردگار کا بڑا ہی ناشکر ہے۔''

احادیث: (۱) عن انس رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ من احب ان یبسط له فی رزقه و ینساله فی اثره فلیصل رحمه(۲۶۲) ''حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا جو شخص اس کو دوست رکھتا ہے کہ اس کی روزی میں خدا وسعت اور عمر میں برکت دے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرتا رہے۔''

(۲) عن جبیر بن مطعم رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ لا یدخل الجنة قاطع رحم(۲۶۳) ''حضرت جبیر بن مطعم راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا جنت میں رحم کا قطع کرنے والا (یعنی جو شخص اہل قرابت کا پاس نہیں کرتا) داخل نہیں ہوگا۔''

(۳) دوسرے موقع پر صلۂ رحم کے فوائد پر ارشاد فرمایا: فان صلة الرحم محبّة فی الاهل مثراة فی المال منساة فی الاثر (۲۶۴) ''صلہ رحمی کرنے سے قرابت داروں میں محبت اور مال میں کثرت و برکت اور عمر میں زیادتی ہوتی رہتی ہے۔''

چھوٹے بڑوں کی عزت کریں: (۱) عن ابن عباس رضی الله عنه عن النبیﷺ قال لیس منا من لم ملؤقرالکبیر و یرحم الصغیر الخ (۲۶۵) '' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضورﷺ سے روایت کرتے ہیں آپﷺ نے فرمایا نہیں ہے ہم میں سے وہ شخص کہ نہ تعظیم کرے بڑے کی اور نہ رحم کرے چھوٹے پر۔

(۲) عن ابی امامة رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ البرکة فی اکابرنا فمن لم یرحم صغیرنا ویجل کبیرنا فلیس منّا(۲۶۶) ''حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا برکت ہمارے بڑوں میں ہے یعنی جو شخص کہ ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔''

(۳) عن انس رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ ما اکرم شاب شیخا من اجل سنه الا قیض الله له عند کبر سنه من یکرمه (۲۶۷) ''حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا جس جوان نے بوڑھے کی اس کے سن کی وجہ سے عزت کی خدا اس کے بڑھاپے کے وقت ضرور ایسا شخص مقرر کردے گا جو اس کی عزت کرے۔''

(۴) من اکرم اخاه المومن فکانما اکرم الله(۲۶۸) ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کی اس نے گویا اللہ کی عزت کی۔''

پڑوسی کے حقوق: (۱) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول اللهﷺ لا یؤمن والله لا یومن قیل من یا رسول اللهﷺ قال الذی لا یامن جاره بوائقه(۲۶۹) ''حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورﷺ نے فرمایا قسم

ہے ایمان نہیں لاتا، قسم ہے اللہ کی ایمان نہیں لاتا۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ کون؟ فرمایا وہ کہ جس کی برائیوں سے اس کا پڑوسی امن میں نہ ہو۔''

(۲) عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یدخل الجنۃ من لا یامن جارہ بوائقہ(۲۷۰)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا وہ شخص جنت میں نہیں داخل ہوگا جس کے پڑوسی برائیوں سے امن میں نہ ہوں۔''

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لیس المومن بالذی یشبع و جارہ جائع (۲۷۱) ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہے تو وہ کامل الایمان نہیں۔''

(۴) عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ خیر الاصحاب عنداللہ خیر ھم لصاحبہ و خیر الجیران عنداللہ خیر لجارہ (۲۷۲) ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا خدا کے نزدیک بہتر وہ دوست ہے جو اپنے دوستوں کے حق میں بہتر ثابت ہو اور خدا کے نزدیک بہتر وہ ہمسایہ ہے جو اپنے ہمسایہ کے حق میں بہتر ثابت ہو۔''

یتیموں کے ساتھ سلوک: آیات و احادیث نبویہ سے یتیموں کے ساتھ سلوک کرنے کا درجہ معلوم ہوگیا۔ اس طرف زمانے کے تلخ تجربوں کے بعد مسلمانوں کو احساس پیدا ہو رہا ہے کہ وہ اپنے یتیموں کا ہر جگہ نظام قائم کریں۔ اکثر مقامات پر یتیم خانے کھل رہے ہیں جن میں کثیر سرمائے کی ضروریات لاحق ہوتی ہیں، اگر ہر دولت مند اپنے اپنے ذمے چند یتیموں کا خرچ لے لے تو آج ہماری قوم کے یتیم تھوڑی توجہ میں بہت کچھ کارآمد ہو سکتے ہیں۔

بعض مقامات پر دیکھا گیا کہ ان بچوں سے بھیک منگوانے کا کام لیا جاتا ہے اور چھوٹی سے چھوٹی غم کی رسوم میں بھیج کر ان کی ذہنیت کو کمزور اور خراب کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ اصلاح طلب ہے۔

احادیث: (۱) عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من احسن الی یتیمۃ او یتیم عندہ کنت انا و ھو فی الجنۃ کھایتن و قرن بین الصبعیہ (۲۷۳)

''حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس نے یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے کے ساتھ سلوک کیا تو میں اور وہ شخص قیامت میں اس طرح ملے ہوئے ہوں گے جیسے میری یہ دو انگلیاں۔''

(۲) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ خیر بیت المسلمین بیت فیہ یتیم و یحسن الیہ و شربیت فی المسلمین بیت فیہ یتیم یساء الیہ (۲۷۴) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کے گھر میں بہتر مکان وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ سلوک کیا جائے اور برا گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی جائے۔''

قلب کی سختی کا علاج: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رجلا شکی الی النبی ﷺ قسوۃ قلبہ قال امسح راس الیتیم واطعم المسکین (۲۷۵) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ کی خدمت میں دل کی سختی کی شکایت کی گئی (اس کا علاج آپ نے اس طرح تجویز کیا) یتیم کے سر پر ہاتھ پھیر اور مسکین کو کھلا۔''

عیب پوشی کی تعلیم، ظلم کی ممانعت: عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال المسلم اخو المسلم لا

Marfat.com

یظلمہ ولا یسلمہ و من کان فی حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ و من فرج عن مسلم کربۃ فرج اللہ عنہ کربۃ من کربات یوم القیامۃ و من ستر مسلما سترہ اللہ یوم القیامۃ (۲۷۶) ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر ظلم نہ کرے اور نہ اس کو ہلاکت میں ڈالے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں سعی کرتا ہے خدا اس کا حاجت روا ہوتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان کے غم کو دور کرے اللہ تعالیٰ اس کے قیامت کے غموں میں کمی کرے گا۔ جو شخص کسی کا بدن ڈھانکے یا عیب پوشی کرے قیامت میں خدا اس کے عیب ڈھانکے گا۔''

اسلام اور غربت: کسی کو غربت کی وجہ سے ذلیل سمجھنا تعلیمات و ارشادات نبویہ کے مخالف ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ بدء الاسلام غریبا سیعود کما بداً فطوبیٰ للغرباء (۲۷۷) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اسلام غربت سے شروع ہوا اور جیسا شروع ہوا ویسا ہی ہو جائے گا۔ پس مبارک باد ہے غرباء کے لئے۔''

دوسرے کیلئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے تجویز کرو: عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد حتی یحب لا خیہ ما یحب لنفسہ (۲۷۸) ''حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم! نہیں ایمان لاتا کوئی جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی چیز دوست نہ رکھے جو اپنے لئے دوست رکھتا ہے۔''

اس حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح ایک شخص اپنے آپ کو بلا و مصیبت سے بچاتا ہے اور جو بہترین اپنے لئے چاہتا ہے وہی دوسرے کے لئے چاہے۔ یہ وہ چیز ہے جو فی زمانہ ناممکن سمجھی جاتی ہے، حالانکہ حضور انور کی تمام حیات شریفہ عمل صالح کا بہترین نمونہ تھی اور آپ ﷺ نے اپنی سیرت پاک کو ظاہر فرما کر دنیا کے لئے نظامِ عمل پیش فرمایا جب تک مسلمان اپنے اعمال میں وہ رنگ جو خدا کے رسول ﷺ نے فرمایا پیدا نہ کریں گے کامیاب نہیں ہو سکتے۔

غیبت کی ممانعت: پیٹھ پیچھے برا کہنا داخلِ زندگی کر لیا گیا ہے جس کے بغیر کام ہی نہیں چلتا۔ قرآن کریم و احادیث نبویہ میں سختی سے اس کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ سر دست سورہ حجرات کی آیت کا آخری حصہ ملاحظہ ہو۔

ایحبّ احدکم ان یا کل لحم اخیہ میتا (۲۷۹) ''بھلا تم کو یہ پسند ہو گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔''

غیبت کرنے سے جو شخص روکے اس کا اجر و ثواب: عن اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ من ذبّ عن لحم اخیہ بالمغیبۃ کان حقا علی اللہ ان یقیہ من النار (۲۸۰) ''اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص غائبانہ مسلمان بھائی کا گوشت کھانے سے دفع کرے خدا پر اس کا یہ حق ہے اول (دہلہ) میں اس کو آگ سے آزاد کر دے۔''

بجائے غیبت کے اصلاح کی کوشش کرو: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان احدکم مرآۃ اخیہ فان رأی بہ اذی فلیمط عنہ (۲۸۱) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم میں کا ہر شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے، اگر اس میں کوئی برائی دیکھے تو ضروری ہے کہ اس کو دور کرے۔''

وحدتِ اسلامی: اسلام کے ظہور سے قبل اعلیٰ و ادنیٰ کے امتیازات نے شیرازۂ عالم منتشر کر رکھا تھا اور اقوامِ زمانہ میں ایک ایسی خلیج حائل تھی جس کا دور ہونا ناممکن سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے

Marfat.com

اپنی فطری تعلیمات سے ان فتنوں کا انسداد کیا اور اعلان کر دیا کہ اولادِ آدم بحیثیت انسان مساوی ہے۔

عزت و ترقی کا مدار عمل صالح پر ہے، بلا امتیاز جو شخص بھی تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہو وہ صاحب عزت ہے۔ اسلامی برادری اور متحدہ قومیت کے نظام میں شاہ و گدا ایک ہیں۔ ایک مسلمان کسی ملک کا باشندہ ہو دنیائے اسلامی کا رکن ہے۔ اسود و احمر کے ساتھ اس کے حقوق قائم ہیں۔ رشتۂ اخوت و مساوات کی اس تعلیم نے کرۂ ارضی میں ایک انقلابِ عظیم برپا کر دیا، پست و ذلیل اسلام کی آغوش میں آ کر ذی عزت ہو گئے، جو محکوم و غلام تھے ان کے سروں پر حکومت و سلطنت کے تاج رکھ دیئے گئے۔

مسلمان وحدتِ اسلامی کے مقصد شریف کو لے کر جہاں گئے دنیا کی ہر ملت نے گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا۔ مسلمانوں کی اس عملی زندگی اور اصولِ مساوات نے تھوڑے عرصے ہی میں قلبِ ماہیت کر دیا۔ جب تک مسلمان اپنے اس زبردست طریقے کے عملاً پابند رہے کامیابی و کامرانی ان کے ساتھ رہی۔ جس دن سے انہوں نے نسبی و نسلی اعزاز پر فخر کرنا شروع کیا نکبت وادبار نے انہیں گھیر لیا۔ آج اگر پھر اسی رنگ پر لوٹ آئیں تو گزشتہ ترقیاں واپس آ سکتی ہیں۔

یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثٰی و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا انّ اکرمکم عنداللّٰہ اتقکم (۲۸۲) ''اے لوگو! ہم نے تم کو مرد و عورت کے جوڑے سے پیدا کیا اور تمہارے کنبے قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ خدا کے نزدیک تم میں سے وہی معزز ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو۔''

احادیث: (۱) **عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ المومنون کرجل واحد ان اشتکی عینه اشتکی کله و ان اشتکی راسه اشتکی کله** (۲۸۳) ''نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تمام مسلمان ایک ہی شخص کے حکم میں ہیں۔ اگر آنکھ دکھتی ہے تو سارا بدن دکھتا ہے، اگر سر میں درد ہو تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔''

(۲) **عن ابی موسٰی عن النبی ﷺ قال المومن کالبنیان یشد بعضه بعضا ثم شبک بین اصابعه** (۲۸۴) ''ابی موسیٰ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے بمنزلہ ایک مکان کے ہے۔ مضبوط رہتے ہیں بعض اجزائے مکان بعض پر۔ آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں داخل فرمائیں اور اس طرح وحدتِ اسلامی کو سمجھایا۔''

(۳) **عن عقبة بن عامر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ انسابکم هذه لیست بمسبة علی احد کلکم بنو ادم طف الصاع بالصاع لم تملؤه لیس لاحد علٰی احد فضل الاّ بدین و تقویٰ الخ** (۲۸۵) ''عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے نسب اس لئے نہیں ہیں کہ ان کی وجہ سے دوسروں کو برا کہا جائے تم سب آدم کی اولاد ہو برابر ایک صاع کے نہیں بھرتے تم اس صاع کو کسی کے واسطے نہیں ہے بزرگی مگر دین اور تقوے کے ساتھ۔''

(۴) **لا فضل لعربی علی عجمی ولا لا حمر علی اسود و کلکم من آدم و آدم من تراب** (۲۸۶) ''کسی عربی کو عجمی پر فوقیت نہیں اور نہ گورے کو کالے پر۔ تم سب اولادِ آدم ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے۔''

(۵) **عن جبیر بن مطعم ان رسول اللّٰہ ﷺ قال لیس منا من دعا الی عصبیته ولیس منا من قاتل عصبیة و لیس منا من مات علی عصبیة** (۲۸۷) ''جبیر بن مطعم راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں کو عصبیت کی

Marfat.com

طرف بلائے اور جو بسبب عصبیت کے قتل کرے یا عصبیت پر مرے وہ ہم میں سے نہیں ہے (یہ الفاظ تین بار ہر جملے کے بعد فرمائے)۔"

مفاخرت کی ممانعت: اس زمانے میں اکثر لوگ محض آباواجداد کے مناقب وفضائل پڑھ کر ہی طبیعتوں کو خوش کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے اسلاف کے کارناموں نے دنیا سے خراجِ تحسین حاصل کیا، لیکن ان کی حیات کا مطالعہ کر کر ہمیں اپنی حالت درست نہیں کرنی چاہیے، ورنہ اپنی بے عمل زندگی سے ہم اپنے بزرگوں کی روح کو ہرگز خوش نہیں کر سکتے۔ صرف نسب کی وجہ سے دوسروں کو ذلیل سمجھنا، اونچ نیچ کی لعنت میں مبتلا ہونا جہالت ہے۔ اسلام اس چیز کو مٹانے آیا تھا۔

احادیث: عن عیاض المجاشعی ان رسول اللّٰہ ﷺ قال ان اللّٰہ اوحی الی ان تواضعوا حتی لا یفخر احد علی احد ولا یبغی احد علی احد (۲۸۸) "عیاض المجاشعی رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا خدا نے میری طرف وحی کی کہ فروتنی کرو یہاں تک کہ نہ فخر کرے کوئی کسی پر اور نہ ظلم کرے کسی پر۔"

خدا اعمال دیکھتا ہے: عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ ینظر الی صورکم و اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم (۲۸۹) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا خدا تمہاری صورتوں اور مال کو نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تمہارے قلوب اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

شفقت ومہربانی: (۱) عن جریر بن عبداللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا یرحم اللّٰہ من لا یرحم الناس (۲۹۰) "حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں پر مہربانی نہیں کرتا خدا اس پر مہربانی نہیں کرتا۔"

(۲) عن عبداللّٰہ بن عمرو قال قال رسول اللّٰہ ﷺ الراحمون یرحمھم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (۲۹۱) "حضرت عبداللہ بن عمرو راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مہربانی کرنے والوں پر خدا رحمٰن مہربانی کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر مہربانی کرو آسمان والا تم پر مہربانی کرے گا۔"

اتحاد و اتفاق بین المسلمین: عن ابی الدرداء قال قال رسول اللّٰہ ﷺ الا اخبر کم بافضل من درجۃ الصیام والصدقۃ والصلوۃ قالوا بلٰی قال اصلاح ذات البین و فساد ذات البین ھی الحالقۃ (۲۹۲) "ابی درداء رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس عمل کی خبر نہ دوں جو روزہ اور صدقہ و نماز کے درجے سے افضل ہو؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں فرمائیے، ارشاد ہوا دو شخصوں کے درمیان صلح کرا دینا اور فساد ڈالنا درمیان دو شخصوں کے وہ ہے مونڈنے والا (یعنی دین میں خلل ڈالنے والا)۔"

کنز العمال میں حضور ﷺ کا حسب ذیل ارشاد موجود ہے:

یا ابا ایوب الا ادلک علٰی صدقۃٍ یرضی اللّٰہ و رسولہ موضعھا تصلح بین الناس اذا تفاسدوا و تقرب بینھم اذا تباعدو (۲۹۳) "اے ابا ایوب! کیا میں تمہیں ایسے صدقے کی طرف رہبری نہ کروں جو اللہ اور اس کے رسول کو راضی کردے (وہ یہ ہے کہ) جب لوگوں میں فساد پھیل جائے تو تم ان کی اصلاح کردو اور جب وہ دور ہو جائیں تو ان کو قریب کردو۔"

الحب فی اللّٰہ: کسی سے محبت کی جائے تو اس کی غرض یہی رہے خدا راضی ہو۔ آج کل کی سیاسی محبت نہیں جو اپنے اغراض کے لیے کی جائے اور ضروریات پوری ہونے کے بعد ساری عمر کا تعلق

Marfat.com

کردیا جائے۔

(۱) عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال النبی ﷺ من احب اخاللہ فی اللہ قال انی احبک للہ فدخلا جمیعا الجنۃ کان الذی احبّ فی اللہ ارفع درجۃ لحبّہ علی الذی احبہ(۲۹۴)

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص (اپنے مسلمان) بھائی سے اللہ کی خاطر محبت کرے اور اس سے کہے کہ میں تجھ سے خدا کے لئے محبت کرتا ہوں تو یہ دونوں شخص جنت میں داخل ہوں گے، اس لئے کہ خدا کے واسطے محبت کی تھی۔ محبت کے سبب اپنے دوست سے درجے میں بلند ہوگا۔''

حضرت ابوذر سے جو حدیث مروی ہے اس کا ایک حصہ یہ ہے:

(۲) ان أحب الاعمال الی اللہ تعالیٰ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ (۲۹۵) ''اعمال میں سب سے زیادہ محبوب عمل خدا کے نزدیک حب فی اللہ و بغض فی اللہ ہے۔''

حضرت مولائے کائنات کا وعظ تعلقات میں اعتدال رکھو: عن علی رضی اللہ عنہ یقول لا بن الکواء ھل تدری ماقال الاول أحبب حبیبک ھونا عسیٰ ان یکون بغضک یوما وابغض بغیضیک ھونا عسیٰ ان یکون حبیبک یوماً (۲۹۶) ''حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے ابن کو اسے فرمایا جانتے ہو حضور ﷺ نے کیا فرمایا؟ دوست سے اعتدال کے ساتھ دوستی رکھو شاید وہ کسی دن تمہارا دشمن ہو جائے اور اپنے دشمن سے بغض میں نرمی کرو شاید کسی دن وہ تمہارا دوست ہو جائے۔''

منافقت کی دوستی وملاقات: یہ زمانہ جس قسم کی سیاست کا ہے اس پر نقد و تبصرے کی حاجت نہیں ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ہم اپنی اغراض کے لئے رسمی دوستی و ملاقات میں کیسی کیسی سیاست برتتے ہیں، متضاد و مختلف عناصر کو خوش رکھنے والے احباب اپنی زندگی کے لئے اس اصول کو زرین اصول قرار دیتے ہیں کہ ایک سے ایک رنگ کی باتیں اور دوسرے سے دوسری تاکہ ہر فریق پر ہمارا اثر و رسوخ قائم رہے، حالاں کہ اس قسم کی دوستی کا راز قلیل عرصے میں فاش ہو جاتا ہے اس سلسلے میں حضور انور ﷺ کا ارشاد ملاحظہ ہو:

عن ابی الدّردا قال قال رسول اللہ ﷺ تجدون شرالناس یوم القیامۃ ذا الوجھین الذی یاتی ھؤلاء بوجہ و ھؤلاء بوجہٍ (۲۹۷) ''حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن بدترین انسان وہ ہوگا جو دو رویہ ہے۔ ایک جماعت کے پاس ایک طریق سے آتا ہے اور دوسری جماعت کے پاس دوسرے طریقے سے۔''

ذوالوجہین سے مراد وہ منافق ہے جو اپنی منافقت سے سب میں شریک ہونا چاہے۔

اس ایک حدیث نے ہماری معاشرت و تعلقات و محبت کے کتنے گوشوں پر روشنی ڈال دی اور ان بے اصولوں کی حیات پر کتنا زبردست تازیانہ لگا دیا جن کا مجلسی و جماعتی نظام میں کوئی مسلک و اصول نہیں ہے۔ خدا ہمیں با اصول زندگی اور مضبوط رائے کی توفیق عطا فرمائے۔

بہتر مسلمان کی علامتیں: (۱) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ ﷺ وقف علی ناس جلوس فقال الا اخبرکم بخیر کم من شر کم قال فسکتوا فقال ذلک ثلث مرّات فقال رجل بلیٰ یا رسول اللہ ﷺ اسبرنا بخیرنا من شرنا فقال خیر کم من یرجی خیرہ و یومن شرہ و شرکم من لا یرجی خیرہ ولا یومن شرہ (۲۹۸) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور پاک ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا بروں میں سے بہترین شخص کو نہ بتاؤں، صحابہ خاموش ہو گئے۔ حضرت ﷺ نے ۳ بار یہی جملے فرمائے تب ایک شخص نے عرض

Marfat.com

کیا کہ یا رسول اللہ! جو بروں میں سب سے بہتر ہو اسے بتائیے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس سے لوگ بھلائی کی امید رکھتے ہوں اور جس کی بدی سے محفوظ رہتے ہوں۔ بدترین وہ ہے جس سے بھلائی کی امید نہ کی جائے اور اس کی بدی سے لوگ امن میں نہ رہتے ہوں۔''

(۲) عن ابی هريرة رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال المومن مالف ولا خير فيمن لا يالف ولا يولف (۲۹۹) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا مومن محل ہے الفت ومحبت کا اس شخص کے لئے بھلائی نہیں ہے جو الفت نہیں کرتا یا وہ جس پر الفت نہیں کی جاتی۔''

کسی کو دے کر احسان نہ جتاؤ: عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ لا يدخل الجنة منان ولا عاق ولا مدمن خمر. (۳۰۰) ''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جنت میں کسی کو کچھ دے کر احسان جتانے والا داخل نہ ہوگا اور نہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا اور نہ ہمیشہ شراب پینے والا۔''

تعلقات بڑھانے کا مستحسن طریقہ: عن عائشة رضی الله عنها قالت قال النبی ﷺ تهادوا تحابوا فان الهدية تذهب الضغائن (۳۰۱) ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیتے رہو تا کہ باہم الفت ومحبت پیدا ہو۔ ہدیہ بغض وکینہ کو دور کرتا ہے''۔

نرمی: (۱) عن عائشة رضی الله عنها ان رسول الله ﷺ قال ان الله رفيق يحب الرفق و يعطی علی الرفق مالا يعطی علی العنف وما لا يعطی علی ماسوا (۳۰۲) ''حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ مہربان ہے اور مہربان کو دوست رکھتا ہے اور نرمی کرنے سے وہ چیز دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا اور نہیں دیا ماسوا نرمی کے۔''

(۲) عن جرير عن النبی ﷺ قال من يحرم الرفق يحرم الخير (۳۰۳) ''حضرت جریر سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص نرمی سے محروم ہے وہ نیکی سے محروم ہے۔''

حسن اخلاق: (۱) عن عبدالله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ ان من احبكم الیٰ احسنكم اخلاقا (۳۰۴) ''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے مجھے وہی شخص سب سے زیادہ محبوب ہے جو بہترین ہو خلق کے اعتبار سے۔''

(۲) ان من خياركم احسنكم اخلاقاً (۳۰۵) ''تم میں وہی بہترین ہیں جو اپنے اخلاق میں بہتر ہوں۔''

(۳) عن ابی الدرداء عن النبی ﷺ ان اثقل شیٔ يوضع فی ميزان المومن يوم القيام خلق حسن وان الله يبغض الفاحش البذیٔ (۳۰۶) ''حضرت ابی درداء راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میزان میں سب سے زیادہ جو بھاری شے رکھی جائے گی وہ خلق حسن ہے۔ بے شک خدا فحش گو اور بدگو کو دشمن رکھتا ہے۔''

گالی گلوچ کی ممانعت: سباب المسلم فسوق وقتاله كفر (۳۰۷) ''مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کا مار ڈالنا کفر ہے۔''

حضور انور روحی لہ الفدا کا وعظ عیب تلاش کرنے سے بچو: عن ابن عمر رضی الله عنه قال صعد رسول الله ﷺ المنبر فنادیٰ بصوت رفيع فقال يا معشر من اسلم بلسانه ولم يفض الايمان الیٰ قلبه لا تؤذوا المسلمين ولا تعيروهم ولا تتبعوا عوراتهم فانه من تتبع عورة اخيه المسلم تتبع الله عورته و من يتبع الله

Marfat.com

عورته يفضحه ولو فى جوف رحله (۳۰۸) ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور بلند آواز سے لوگوں کو پکارا اور فرمایا اے گروہ جو اسلام لایا اپنی زبان سے حالاں کہ نہیں پہنچا ہے (کمال) ایمان قلوب کی طرف، نہ ایذا دو تم مسلمانوں کو اور نہ ان کو عار دلاؤ (یعنی طعن نہ کرو) اور نہ ان کے عیب تلاش کرو۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب ڈھونڈے گا اللہ اس کے عیب ڈھونڈے گا، جس کے عیب خدا ڈھونڈے گا اس کو رسوا کرے گا اگرچہ وہ شخص اپنے گھر ہی میں کیوں نہ ہو۔''

مسلمان کا مذاق نہ اڑاؤ: لا تمارى اخاك ولا تمازحه ولا تعده موعداً فتخلفه (۳۰۹) ''حضور ﷺ نے فرمایا اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے نہ شک کرو اور نہ اس کا مذاق اڑاؤ اور نہ اس سے ایسا وعدہ کرو جس کا خلاف کرو۔''

جو بات آپس میں پھوٹ پیدا کردے اس سے بچو: عن ابى هريرة رضى الله عنه عن النبى ﷺ قال اياكم و سوء ذات البين فانها المحالقة (۳۱۰) ''حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا دو آدمیوں کے درمیان برائی ڈلوانے سے بچو، کیوں کہ یہ چیز دین میں تباہی ڈلوانے والی ہے۔

حسد کی ممانعت: کسی کی عزت اور ترقی کو دیکھ کر حسد کرنا یا دوسرے کو گرا کر خود اس کی جگہ پہنچنے کی مذموم کوشش کرنا ممنوع ہے۔ حسد کرنے سے انسان کی نیکیاں بھی ضائع ہو جاتی ہیں۔

عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اياكم والحسد فان الحسد ياكل الحسنات كما تاكل النار الحطب (۳۱۱) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا حسد سے بچو، اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھالیتا ہے جیسے لکڑی کو آگ۔''

دوسری جگہ بخاری میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا: ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا و فى رواية ولا تنافسوا (۳۱۲) ''نہ تو آپس میں حسد کرو اور نہ بغض رکھو اور نہ غیبت کرو، تم اللہ کے بندے آپس میں بھائی ہو۔''

غصہ پینا بڑی بہادری ہے: عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ليس الشديد بالصرعة انما الشديد الذى يملك نفسه عند الغضب (۳۱۳) ''حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا پہلوان وہ نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑے، بلکہ حقیقت میں پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پائے۔''

عن بهز بن حكيم عن ابيه عن جده رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الغضب ليفسد الايمان كما يفسد الصبر العسل (۳۱۴) ''بہز بن حکیم اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا غصہ ایمان کو اسی طرح فاسد کردیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو۔''

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا وعظ، غصے کی مذمت میں: عن عمر رضى الله عنه قال وهو على المنبر يا ايها الناس تواضعوا فانى سمعت رسول الله ﷺ يقول من تواضع لله رفعه الله فهو فى نفسه صغير وفى اعين الناس عظيم و من تكبر وضعه الله فهو فى اعين الناس صغير و فى نفسه كبير حتى لهو اهون عليهم من كلب او خنزير (۳۱۵) ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو! تواضع کرو، میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جس نے لوگوں کی تواضع خدا کے واسطے کی تو اللہ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے وہ اپنی نظر میں حقیر

Marfat.com

ہے اور لوگوں کی نگاہوں میں بزرگ ہے۔ جو شخص تکبر کرتا ہے تو خدا اس کی عزت کو پست کر دیتا ہے وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر اور اپنی نظروں میں بڑا ہے وہ کتے اور سور سے بھی زیادہ خوار ہے۔"

عیادت مریض: عن ابی هریرة رضی الله عنه ان النبی ﷺ قال اذا عاد المسلم اخاه او زاره قال الله تعالیٰ طبت و طاب ممشاک و تبرأت من الجنة منزلا (۳۱۶) "حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی عیادت کرتا ہے یا اسے دیکھنے جاتا ہے تو خدا فرماتا ہے اچھی ہوئی زندگانی تیری اور خوش ہوا چلنا تیرا اور لے لی بہشت تو نے ایک بڑی جگہ۔"

خلف وعدہ: عن ابن عباس رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لا تما اخاک ولا تمازحه ولا تعده موعداً فتخلفه (۳۱۷) "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے شک نہ کرو، نہ اس کا مذاق اڑاؤ اور نہ اس سے ایسا وعدہ کرو جس کا خلاف کرو۔"

اصدقوا اذا حدثتم و اوفو اذا وعدتم وادوا اذا آمنتم واحفظوا فروجکم و غضوا ابصارکم و کفوا ایدیکم (۳۱۸) "جب بات کہو تو سچ بولو، وعدہ کرو تو پورا کرو، امانت رکھی جائے تو ادا کرو، شرم گاہوں کی حفاظت کرو، نگاہیں نیچی رکھو اور اپنے ہاتھ کو تکلیف دینے سے روکو۔"

اسلام اور سادگی: اسلام نے اپنے متبعین کو ایک ایسی معاشرت سکھائی جسے امیر و غریب بہ آسانی اختیار کر سکتا ہے۔ شادی و غمی زندگی کے تمام حصوں میں سادگی کو لازم کر دو یا خود حضرت ختم رسالت روحی لہ الفدا کی حیات طیبہ سادگی کا نمونہ ہے۔

آپ بہ نفس نفیس تمام کام اپنے دست مبارک سے انجام دیتے، جس طرح بچپن میں بکریاں چرائیں اسی طرح نبوت کے بعد بھی بکریوں کا دودھ دوہا کرتے۔

احادیث: (۱) کان رسول الله ﷺ یخصف نعله و یخیط ثوبه و یعمل فی بیته کما یعمل احدکم فی بیته (۳۱۹) "حضور پاک اپنے دست مبارک سے جوتی درست فرماتے اور اپنا کپڑا سیتے اور اپنے گھر میں تمام کام اسی طرح کرتے جس طرح تم کرتے ہو۔"

(۲) "جب خدمت قومی کا وقت آتا سب سے پہلے خود ہر کام کو تیار ہوتے۔ غزوۂ خندق میں کھائی کھودنے میں آپ نے صحابہ کا ساتھ دیا یہاں تک کہ آپ کا صدر مبارک گرد آلود ہو گیا۔" (۳۲۰)

(۳) بخاری و ترمذی میں ہے: "حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا حضرت ﷺ کا بستر شریف کس چیز کا تھا؟ آپ نے فرمایا اوہوڑی کا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔" (۳۲۱)

اس سلسلے میں احادیث شریفہ بکثرت ملتی ہیں جن سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت سید الرسل ختم المرسلین ﷺ اور آپ کے اصحاب کبار کی حیات سادگی کا مرقع تھی اور ان نفوس قدسیہ نے اپنے اس جوہر سادگی کے ساتھ دنیا کو مسخر فرمایا۔ بلاشبہ اس دور ابتلا میں مسلمانوں کی کامیابی کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ وہ اپنے تمام اعمال زندگی اور طریقۂ معاشرت کو سادہ بنائیں۔ کیا ہماری روزمرہ کی زندگی پر لاکھوں روپیہ بے کار صرف نہیں ہوتا؟ پھر شادی و بیاہ غمی و موت کی رسوم مہلکہ میں مالی بربادیاں نہیں ہوتیں؟ جب تک ان ضروریات کو کم سے کم نہ کیا جائے مسلمانوں کی اقتصادی مالی مصیبتوں کا علاج نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

سچائی: صدقِ مقال کے عنوان میں اسلام کی تعلیمات ایک ضخیم کتاب کی محتاج ہیں اور یہی وہ زبردست اصول تھا جسے اختیار کرنے کے بعد مسلمان دنیا میں ممتاز ہوئے۔ دین و دنیا کا ہر پہلو اس عنوان سے وابستہ ہے۔ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں شدت کے ساتھ اس کی تاکید کی گئی۔

احادیث: ترغیب و ترہیب میں بروایت مسلم و بخاری مروی ہے حضور انور ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو ہمیشہ صدق پر جمے رہو، کیوں کہ صدق نکوکاری کی طرف لے جاتا ہے اور نکوکاری جنت کی طرف رہبری کرتی ہے جو شخص سچائی پر قائم رہتا ہے وہ بارگاہِ الٰہی میں صدیق لکھا جاتا ہے۔ خبردار جھوٹ سے بچو، کیوں کہ کذب بدکاری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری آگ کی طرف رہبری کرتی ہے اور جو شخص جھوٹا ہوتا ہے وہ بارگاہِ کبریائی میں کذاب لکھا جاتا ہے۔'' (۳۴۲)

سرکارِ ابد قرار کی حیات شریفہ صدق مقال کا نمونہ ہے۔ اعدا کی عداوت، کفار کے جبر و ظلم، مشرکین مکہ کی اکثریت غرض کسی موقعے پر بھی آپ نے سچائی کے جوہر کو جدا نہ ہونے دیا۔ آپ کی سچائی کا یہ عالم تھا کہ بچپن ہی میں صادق و امین کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔ جس سے جو وعدہ فرمایا وہ پورا کیا۔ پس ان حالات و واقعات کی روشنی میں ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ ہم اپنی اصلاح کریں۔

افسوس کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ آج کل ہماری زندگی میں کذب بیانی، غلط گوئی داخل ہو گئی ہے۔ جب تک مسلمان احکام قرآنی اور فرامین نبوی کے عامل رہے ان کو نہ تو تیروں کی بوچھار نے سچائی سے ہٹایا، نہ دشمنوں کی طاقت اس عظیم الشان اصول سے بعید کر سکی۔ وہ بیع و شرا تجارت و معاملات میں سچائی کو اختیار کر کر دنیا میں مشہور تھے۔ آج وہی قومیں جو کل تک اس جوہر صداقت کی وجہ سے مسلمانوں کی عزت کرتی تھیں اس کے نہ ہونے کے باعث متنفر ہیں۔

حکومت و سلطنت کے اسلامی اُصول یا اس کا نظام العمل

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں روحانی و مذہبی ہدایت کے احکام بھی ہیں اور سرداری و حکومت بھی، کیوں کہ انسان کے معاملات و مصالح کی جن بنیادی چیزوں کو اس نے پیش کیا ان کو اسی وقت پوری طرح عمل میں لایا جا سکتا ہے جب کہ قوت و حکومت حاصل ہوتا کہ عدل و انصاف کے ساتھ ان قوانین کو نافذ کیا جا سکے۔ اس عنوان کے ماتحت چند اصولی چیزوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

اسلام میں حکومت کا پہلا نظریہ یہ ہے کہ حکومت کو شخصی اختیارات یا توریث سے نکال کر قوم جمہور کے ہاتھ میں دے دیا گیا، اس طرح جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس جماعت کے صدر کو خلیفہ، امام، امیر، سلطان، بادشاہ کہتے ہیں۔ امیر و خلیفہ کے عزل و نصب کا اختیار کلی جمہور کو عطا کیا گیا۔ چنانچہ قرآن کریم اس باب میں صاف طور پر فرماتا ہے: وامرھم شوریٰ بینھم (۳۴۳) ''ان کا معاملہ آپس میں مشورے پر ہے۔''

مسلمانوں سے مشورہ کیا کیجیے: اسلام نے انسانی مساوات کے ماتحت ہر مسلمان کو امیر و سلطان سے مواخذے و مطالبے کا حق دیا۔ عام لوگوں کے علاوہ ایک جماعت ارباب حل و عقد کی قائم فرمائی جو دقائق و حقائق پر عمیق نظر رکھتی تھی جس کی بصیرت و معلومات وسیع تھیں۔ یہ جماعت مسائل حاضرہ ضروریات قومیہ پر اپنی دماغی و ذہنی قوتیں صرف کر کر تجاویز مرتب کرنے کے لیے معین ہوئی کہ بغرض منظوری و مشورہ جمہور کے سامنے پیش کرے۔ اسلامی حکمرانی کا یہ بنیادی اصول اس زمانے میں مقرر کیا گیا جب کہ تمام قومیں متشددانہ سلطنتوں کے پنجے میں گرفتار تھیں۔ اس اصولی حکمرانی کے نافذ فرمانے والے خود حضور اکرم ﷺ تھے۔ چناں چہ تمام

Marfat.com

سیاسی وانتظامی، دینی ودنیوی معاملات میں سرکار عالم ﷺ بغیر مشورے کے کوئی کام نہ فرماتے تھے۔

آپ کے خلفائے راشدین کا بھی یہی مسلک رہا۔ خلیفۂ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی بیعت کے بعد منبر پر تشریف لے جاکر جو پہلی تقریر فرماتے ہیں اس کا ملخص یہ ہے:

میرے سپرد تمہارے معاملات کئے گئے ہیں، حالانکہ میں تم میں سب سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر راہِ راست پر رہوں میری مدد کرنا، کج روی اختیار کروں تو مجھے صحیح راستے پر لگا دینا۔

اسی طرح حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں فرمایا: تم میں سے جو شخص مجھ میں کجی دیکھے تو مجھے درست کردے، اس پر ایک بدوی چلا اٹھا اگر تجھ میں کجی دیکھیں گے تو اپنی تلوار سے تیرے بل نکال دیں گے، اس پر آپؓ نے خوش ہوکر فرمایا خدا کا شکر کہ اس نے مسلمانوں میں ایسے لوگ پیدا کردیے ہیں جو عمر کی بل اپنی تلوار سے نکال سکتے ہیں۔

خدا نے جب اپنے رسول پر شوریٰ کو ضروری قرار دیا تو دوسرے مسلمانوں پر اور بھی ز ادہ لازمی ہوگیا کہ وہ اپنے کام شوریٰ سے انجام دیں۔

اسلام نے راعی ورعایا دونوں کے لئے واضح دفعات مقرر فرمادیں۔ جہاں رعایا اور جمہور کو یہ حق دیا کہ وہ آزادی سے اپنے معاملات امیر وسلطان سے ظاہر کرے وہیں حاکم وامیر کی اطاعت وفرماں برداری کا حکم بھی دیا۔ چناں چہ اس سلسلے میں ذیل کے احکام ملاحظہ ہوں:

اطاعتِ امیر: احادیث: (۱) ومن یطع الامیر فقد اطاعنی (۳۲۵) ''جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔''

(۲) ومن یعص الامیر فقد عصانی انما الامام جنة یقاتل من ورائه و یتقی به الخ (۳۲۶) ''اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ حاکم ڈھال کی جگہ ہے جس کی آڑ میں جنگ کی جاتی ہے اور اس کی وجہ سے آفات سے حفاظت ہوتی ہے۔''

(۳) من مات و لیس فی عنقه بیعة مات میتة جاهلیة (۳۲۷) ''جو شخص اس حالت میں مرا کہ اس کی گردن میں امامت کا طوق نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرا۔''

(۴) من بایع اماما فاعطاه صفقة یدہٖ و ثمرة قلبه فلیطعه ما استطاع الخ (۳۲۸) ''جو شخص کسی امام کی بیعت کرکے خلوص قلب کے ساتھ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دے تو اس پر لازم ہے کہ جہاں تک ہوسکے اس کی اطاعت کرے۔''

جابر امرا وسلاطین جو خلاف شرع احکام دیں: (۱) فاذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة (۳۲۹) ''جب خدا کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو نہ حاکم کی بات سنی جائے، نہ اس کا حکم مانا جائے۔''

(۲) افضل الجهاد کلمة حق عند سلطانٍ جائر (۳۳۰) ''سب سے بہتر جہاد یہ ہے کہ سلطان جائر کے سامنے کلمۂ حق کہے۔''

(۳) اعاذک اللّٰه من امارة السفهاء قال وما امارة السفهاء قال امراء یکونون من بعدی لا یهتدون بهدیتی ولا یستنون بسنتی فمن صدقهم بکذبهم واعانهم علی ظلمهم فاولئک لیسوا منی ولست منهم ولا یردون علی حوضی و من لم یصدقهم بکذبهم ولم یعنهم علیٰ ظلمهم فاولئک منی وانا منهم و سیردون علی حوضی (۳۳۱) ''کعب ابن عجرہ رضی اللہ عنہ سے حضور پاک ﷺ مخاطب ہوکر فرماتے ہیں خدا تجھے پناہ میں رکھے بے وقوف امیروں سے۔ کعب نے عرض کیا کیا ہے امارت

Marfat.com

بے وقوفوں کی؟ فرمایا میرے بعد ایسے امرا ہوں گے جو میرے طریقے پر نہ چلیں گے اور میری سنت پر قائم نہ ہوں گے، جو شخص ان کی تصدیق کرے باوجود ان کے جھوٹ کے اور ظلم میں ان کی اعانت کرے تو یہ لوگ مجھ سے نہیں اور نہ میں ان سے ہوں اور وہ لوگ میرے حوض پر وارد نہ ہوں گے۔ جو شخص ان امرائے وقت کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرے اور ان کے ظلم میں اعانت نہ کرے پس یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور وہ میرے حوض پر وارد ہوں گے۔

مذکورہ بالا حدیث شریف میں جس وضاحت سے ارشادات فرمائے گئے وہ ہمارے زمانے کے لئے سبق اندوز ہیں۔

مسلم میں عوف ابن مالک اشجعیؓ سے روایت ہے:

(۴) خیارکم ائمتکم الذین تحبونهم و یحبونکم و یصلون علیکم و شرار ائمتکم الذین تبغضونهم و یبغضونکم وتلعنونهم ویلعنونکم الخ (۳۳۲) ''تمہارے بہترین حاکم وہ ہیں جنہیں تم دوست رکھو اور وہ تم کو دوست رکھیں، تم ان کے لئے دعا کرو اور وہ تمہارے لئے۔ بدترین حاکم وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھے، تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔''

عدل وانصاف: چوں کہ عدل وانصاف قانون کی ترازو ہے اس لئے قرآن حکیم اور ارشادات نبویہ میں پوری شدت کے ساتھ اس کے قوانین موجود ہیں۔

(۱) و اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان الله نعما یعظکم به (۳۳۳) ''جب تم لوگوں کے درمیان حکم کرو تو انصاف کے ساتھ حکم کرو۔ خدا تم کو (اچھی بات کی) نصیحت کرتا ہے۔''

(۲) و ان حکمت فاحکم بینهم بالقسط ان الله یحب المقسطین (۳۳۴) ''اور اگر تو غیر مسلم لوگوں میں فیصلہ کرے تو انصاف سے فیصلہ کر۔ بے شک خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

احادیث: (۱) ''ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں ایک یہودی اور بشر مسلمان کے مابین نزاع ہوا۔ یہودی نے بارگاہِ رسالت میں استغاثہ کی تجویز پیش کی، بشر نے انکار کیا۔ بالآخر دونوں حاضر ہوئے، سرکار عالم ﷺ نے مکمل تحقیقات فرما کر یہودی کو بری کر دیا۔'' (۳۳۵)

(۲) فتح مکہ کے بعد بنی مخزوم کی ایک عورت فاطمہ بنت الاسود چوری کے جرم میں گرفتار ہوئی، آپ ﷺ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ یہ امر شرفائے قریش کو ناگوار ہوا انہوں نے چاہا سفارش کے ذریعے اسے بچالیں، بارگاہِ رسالت میں سفارش کی کسے جرأت ہوسکتی تھی۔ یہ معاملہ عدل وانصاف احکام الٰہی کی تنفیذ کا تھا۔ حضرت اسامہ بن زید کو آمادہ کیا گیا آپ ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن کر خطبے میں ارشاد فرمایا اگلی امتیں اس لئے تباہ ہوگئیں کہ جب کوئی خاندانی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور اس فعل کو کرتا تو سزا دی جاتی۔ خدا گواہ ہے اگر یہی فعل میری بیٹی فاطمہ نے کیا ہوتا تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ (۳۳۶)

اسلامی قانون میں اگر امیر وسلطان بھی مجرم ہو تو اسے قاضی کے یہاں سے سزا دیے جانے کا حکم ہوگا۔

امراء کو ہدایات نبویہ: (۱) عن ابی موسیٰ رضی الله عنه قال کان رسول الله ﷺ اذا بعث احداً من اصابه فی بعض امره قال بشروه ولا تنفروا ویسروا ولا تعسروا (۳۳۷) حضرت ابی موسیٰ راوی ہیں حضور ﷺ جس وقت کسی اصحاب میں سے حکم دے کر روانہ فرماتے تو ارشاد ہوتا

Marfat.com

لوگوں کو بشارت دو انہیں ڈراؤ نہیں، ان کے ساتھ آسانی کرو دشوار نہیں ڈالو۔

(۲) سلیمان بن بریدہ کی حدیث میں (جسے بخاری نے نقل کیا) مروی ہے جب کسی کو امیر بنا کر روانہ فرماتے تو ذیل کی ہدایات فرماتے: ''غنیمت میں خیانت نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، ناک کان نہ کاٹنا، بچوں عورتوں کو قتل نہ کرنا، جب مقابلے کا وقت آئے تو پہلے دعوتِ اسلام دینا اگر قبول کریں تو ان کے اسلام کو تسلیم کرنا اور انہیں ایذا نہ دینا، اگر انکار کریں تو ان سے کہا کہ مہاجرین کے ہمراہ ہجرت کر جاؤ اور جو مال دوسروں کے لئے ہے تم بھی مستحق ہو گے اور اگر اس سے بھی انکار کریں تو پھر جو خدا کا حکم ہے جاری کرنا۔'' (۳۳۸)

(۳) عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ الخ (۳۳۹) ''حضرت عبداللہ بن عمر راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا خبردار ہو جاؤ تم سب رعیت کے نگہبان ہو اور تم سب سے رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔''

(۴) عن معقل بن یسار قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ما من وال یکن رعیۃ من المسلمین فیموت وھو اش لھم الاحرم اللہ علیہ الجنۃ (۳۴۰) ''معقل بن یسار راوی ہیں، میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کوئی سردار مسلمانوں کی سرداری کرتا ہو دراں حالیکہ خیانت کرتا ہوا مر جائے اللہ اس پر بہشت حرام کر دے گا۔''

(۵) ان شر الرعاء الحطمۃ (۳۴۱) ''بدترین سردار وہ ہے جو ظالم ہو۔''

کمزوروں کے ساتھ تعلقات اور ان کے حقوق: یہ عنوان تفصیل کا محتاج تھا لیکن رسالہ تخیل سے بہت زائد ضخیم ہو چکا ہے اس لئے مختصراً عنوان پر اسلامی حیثیت سے بحث کریں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر قوت والا اپنے سے کمزور کو قابو میں کرنے کے لئے طاقت کا استعمال کرتا ہے، کمزوروں کی حمایت کے پردے میں اپنے اغراض حاصل کئے جاتے ہیں۔ اسلام کا نظریہ اس سلسلے میں بھی اتنا بلند ہے کہ اگر آج اس پر عمل کیا جائے تو دنیا سے فتنہ و فساد ختم ہو سکتا ہے۔

جن کمزوروں کو دنیا کی کسی ملت نے اپنے دامن میں جگہ نہ دی اسلام ان کے لئے مذہبی، اخلاقی، معاشرتی، قومی، وطنی ہر قسم کے حقوق مقرر کر چکا۔

ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین و نمکن لھم فی الارض (۳۴۲) ''اور ہم چاہتے تھے کہ احسان کریں ان لوگوں پر جو کمزور سمجھے گئے تھے ملک میں اور ان کو پیشوا بنا دیں اور ان کو وارث کر دیں اور زمین میں جما دیں۔''

قانون اسلام نے جس فراخ دلی سے کمزوروں کو حقوق سے مالا مال کیا دوسری ملت میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔

اسلام میں ترقی و عروج، عزت و عظمت کا دار و مدار اعمال پر ہے۔ جس طرح دیگر اعمال میں آقا و محکوم مساوی ہیں حکومت میں بھی اسلام رنگ و نسل کے امتیازات مٹاتا ہے۔

سرکار عالم ﷺ کی آخری وصیت: عن امّ سلمۃ رضی اللہ عنھا عن النبی ﷺ انہ کان یقول فی مرضہ الصّلوۃ و مما ملکت ایمانکم (۳۴۳) ''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں حضور ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا اے لوگو! نماز کی پوری پوری حفاظت کرنا اور لونڈی غلاموں کے حقوق کی رعایت کرنا اور ان کے ساتھ ہمیشہ نرمی کے ساتھ پیش آتے رہنا۔''

Marfat.com

غلاموں کے معاشرتی حقوق اور مساوات کی تعلیم: عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا صنع لاحدكم خادمه طعامه فليقعده معه فلياكل فان كان الطعام مشفوها قليلا فليصنع فی يده منه اكلة او اكلتين (۳۴۴) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جب تمہارا خادم کھانا تیار کر کے لائے دراں حالیکہ اس نے آگ کے سامنے بیٹھ کر آگ کی گرمی اور دھوئیں کی تکلیف اٹھائی اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاؤ، اگر کھانا کم ہو تو اس میں سے خدمت گار کے ہاتھ پر ایک یا دو لقمے ہی رکھ دو۔"

غرض سرکار عالم ﷺ نے خادموں، کمزوروں کے ساتھ خوش خلقی کو لازم فرمایا، مار پیٹ کرنے کی ممانعت کی، عفو و درگزر کی تاکید کی، سوسائٹی کے جملہ حقوق عطا کئے وہ قرآن میں ہمارے شریک نمازوں میں ہمارے ساتھی حج و روزہ مساجد و مدارس غرض زندگی کے ہر شعبے میں ان کے حقوق ہم پر لازم کر دیئے گئے۔

مسلمان بحیثیت حاکم اور دشمنوں کے حقوق: جب مسلمان حاکم و امیر کی حیثیت رکھتا ہو اور دنیا کی سلطنتیں اس کے سامنے خراج پیش کر رہی ہوں یا وہ میدانِ کارزار میں جنگ کر رہا ہو اس موقعے پر بھی عدل و انصاف، شفقت و مہربانی کی تلقین فرمائی گئی:

ولا يجرمنكم شنان قوم على الا تعدلوا اعدلوا هواقرب للتقوى واتقوا الله ان الله خبير بما تعملون (۳۴۵) "اور لوگوں کی عداوت تم کو اس جرم کے ارتکاب کی باعث نہ ہو کہ انصاف نہ کرو۔ (ہر حال میں) انصاف کرو انصاف پرہیزگاری سے قریب تر ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے باخبر ہے۔"

اسلام اور جنگ: یوں تو ہر سلطنت و حکومت اس امر کی مدعی ہے کہ وہ جنگ قیام امن اور رعایا کی بلند سطح پر پہنچانے کے لئے کرتی ہے، لیکن عمل اس کی تکذیب کرتا ہے۔ آج دنیا کی سلطنتوں کی تاریخ دیکھ جائیے اور اس حقیقت کا مطالعہ کیجئے کہ ابتداءً ہر حکومت نے اس قسم کے دعوے کئے لیکن فتح و نصرت کے بعد مفتوحہ اقوام کی فطری آزادی اور حقوق کو اپنی جابرانہ سیاست اور طریقۂ حکمرانی سے خاک میں ملا دیا۔ اس کے بالمقابل اسلام کا طریقۂ حکومت ملاحظہ طلب ہے۔ اسلام نے جس اصول کے تحت جنگ کرنے کی اجازت دی اس کی اہم دفعات ملاحظہ ہوں:

(۱) و قاتلوا فی سبيل الله الذين يقاتلو نكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين. (۳۴۶) "خدا کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔"

(۲) وقاتلوهم حتى لاتكون فتنة و يكون الدين كله لله فان انتهوا فان الله بما يعملون بصير. (۳۴۷) "(کافروں سے) لڑو یہاں تک کہ فتنہ موقوف ہو جائے اور دین کا معاملہ سراسر اللہ ہی کے لئے ہو جائے، اگر وہ باز آ جائیں تو اللہ ان کے کاموں کو اچھی طرح دیکھتا ہے۔"

آج کل امن کے نام پر جس قسم کے جذبات کارفرما ہیں ان سے ہر شخص جسے تھوڑی بصیرت بھی حاصل ہو واقف ہے۔ اسلام ان تمام آلائشوں سے پاک و صاف ہے، اس نے یا تو مدافعت کے لئے جنگ کا حکم دیا یا عدل و انصاف کی ترویج اور قیام امن کی خاطر میدانِ جنگ میں آنے کی اجازت دی اور وہ بھی اس طرح کہ محکوم اقوام کو بام ترقی پر پہنچانے کے لئے تمام اسباب فراہم کر دیے۔ جبر و ظلم کو قطعاً روک دیا، عورتوں، بوڑھوں، مذہبی پیشواؤں کی جان و مال اور مذاہب کے احترام کو باقی رکھنے کی سخت تاکید فرمائی۔

اس سلسلے میں اگر قرآن کریم اور احادیث نبویہ یا تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں نے

Marfat.com

جنگ کے قیدیوں کے ساتھ مراعات: اسلام نے جنگی قیدیوں کے ساتھ مراعات خصوصی رکھیں۔ مسلمانوں نے اپنے زمانہ حکومت میں قیدیوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ آج عام و خاص رعایا کے ساتھ نہیں برتا جاتا۔ مسلمان جو خود کھاتے تھے قیدیوں کو کھلاتے۔ جنگ بدر کے موقعے پر سرکار عالم ﷺ قیدیوں کی ضروریات وغیرہ کے معائنے کیلئے بہ نفس نفیس تشریف لے جاتے، بلکہ جن قیدیوں کو ہاتھ بندھنے میں تکلیف ہوتی ان کی تکلیف سے آپ ﷺ بے چین ہو جاتے۔ قرآن کریم نے بھی فاما منا بعد و اما فداء (۳۵۶) کا حکم دے کر واضح کر دیا کہ اس کے بعد انہیں چھوڑ دو یا فدیہ وصول کرو حتیٰ یضع الحرب اوزارھا (۳۵۷) یہاں تک کہ لڑائی ختم ہو جائے۔

حضور انور علیہ التحیۃ والثناء نے کمزور قیدیوں کے ساتھ جس درجہ شفقت و مہربانی کا برتاؤ کیا تمہیں دنیا کے اندر اس جیسی مثالیں مشکل سے ملیں گی۔ مشرکین مکہ سے زیادہ حضور کا کون دشمن جانی تھا جنہوں نے ہر امکانی تکلیف پہنچائی، مکی و مدنی زندگی میں کبھی اطمینان وسکون سے نہ بیٹھنے دیا اور وہ مظالم ڈھائے جن کی تفصیل سے آج انسانیت بھی شرمائے گی۔ فتح مکہ میں آپ جس قدر بھی سزائیں دیتے کم تھا، مگر اللہ غنی اس رحمت مجسم نے شدید سے شدید مصیبتیں اُٹھا کر بھی اس حالت میں کہ تمام مشرکین قیدیوں کی طرح حاضر تھے یہی فرمایا: لا تثریب علیکم الیوم (یعنی) آج کے دن تم پر کوئی زیادتی نہیں۔

انسان کتنا ہی حلیم الطبع ہو لیکن وہ قوت وغلبہ پا کر دشمنوں کو برباد کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے، مگر یہ اسلامی طرزِ حکومت ہی کا انداز تھا کہ سختی کی بجائے دامنِ رحمت میں سب کو چھپا لیا۔ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ

ترمذی شریف میں سرکار ابد قرار کے یہ جملے بھی مذکور ہیں:

لا تکونوا امعۃ تقولون ان احسن الناس احسنا و ان ظلموا ظلمنا ولکن وطنوا انفسکم ان احسن الناس ان تحسنوا وان اساء و افلا تظلموا (۳۵۸) ”تم امعہ نہ ہو جانا کہ یہ کہو کہ اگر لوگ نیکی کریں گے تو ہم بھی نیکی کریں گے مگر اپنے نفسوں کو اس پر قرار دو کہ لوگ نیکی کریں تو نیکی کرو اور برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔“

معاذ اللہ یہ الفاظ مبارک آج کل کی بدترین سیاست کی طرح نہ تھے، بلکہ سرکار عالم ﷺ اور آپ کے اصحاب کی حیات شریفہ ان الفاظ کی مکمل تفسیر تھی۔

قانون صلح: صلح کے بارے میں بھی اسلام کا نظریہ سب سے ارفع واعلیٰ رہا ہے جس کی مختصر مثالیں، ہم سابقہ عنوانات میں پیش کر آئے ہیں۔ قرآن کریم نے صلح کے متعلق صاف وصریح طور پر ارشاد کیا:

وان جنحوا للسلم فاجنح لھا و توکل علی اللہ (۳۵۹) ”اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی صلح کی جانب جھک جاؤ اور خدا پر بھروسہ کرو۔“

دشمنوں کی پناہ کا قانون: **وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ (۳۶۰)** ”اگر مشرکین میں سے کوئی شخص تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اسے پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ خدا کا کلام سن لے۔“

حتی یسمع کلام اللہ کی قید بھی قابل غور ہے۔ قرآن کریم اس چیز کو ظاہر کر رہا ہے کہ ان کو اچھی طرح احکام وغیرہ سے مطلع کیا جائے تا کہ وہ غور و فکر کر سکیں، یہ نہیں کہ جو قوم ہماری پناہ میں آنا چاہے تو اب ہم اس کی کمزوری کا احساس کرتے ہوئے اپنے مقاصد کی خاطر اس پر زیادہ سے زیادہ بوجھ ڈالتے چلے جائیں۔

مذہبی معاملات میں جبر و اکراہ کی ممانعت: اسلام نے جس

Marfat.com

طرح پولیٹیکل معاملات میں جبر واکراہ کی ممانعت فرمائی، مذہب کو جبراً قبول کرانے کی شدت سے مخالفت کی۔ چناں چہ اس مسئلے میں قرآنی آیات اور احادیث نبویہ میں واضح احکام موجود ہیں۔ یہ چیز انسان کے خود اپنے فیصلے پر چھوڑ دی گئی ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو مذاہب باطلہ کے معابد وغیرہ کا احترام باقی نہ رہتا۔ شاہانِ اسلام کے جبر وتشدد کے فرضی افسانوں کا منشار ہنے والی اقوام میں عناد پیدا کرنا ہے، ورنہ گورنمنٹ آف انڈیا اور مملکت آصفیہ میں آج بھی پرانی اسناد شاہی موجود ہیں جو بتا رہی ہیں کہ سلاطین و امرائے اسلام نے منادر وغیرہ کے لئے بھاری بھاری رقوم مقرر کیں اور باشندگانِ ہند پر مسلسل سرفرازیاں فرمائیں۔ عہدہ جات و مناصب عطا کرنے میں فراخ دلی سے کام لیا، مالیات جیسے اہم شعبے میں ہندوؤں کا عنصر غالب رکھا گیا۔ جن امراء و سلاطین اسلام کے تشدد کے غلط افسانے بیان کئے جاتے ہیں انہوں نے مراعات و حسن سلوک کی زبردست مثالیں چھوڑی ہیں۔ بے اصل تواریخ اور مذموم نصاب تعلیم میں اصل حقائق کا پتہ چلنا مشکل ہے اس کے لئے ہند کی صحیح تاریخوں کا مطالعہ ضروری ہے۔

بہادری کی تعلیم: اسلام نے اپنی طرف سے کسی قوم پر حملہ کر کے بربادی کی تعلیم نہیں دی، البتہ مسلمانوں کو بہادری، جرأت و ہمت، دشمن کے مقابلے و مدافعت کا حکم دیا اور اس کی تیاری کے مختلف طریقے بتائے۔ فن سپہ گری اور دوسرے شعبے جاری ہوئے جن میں مسلمان سب سے آگے تھے۔ افسوس کہ آج قدیم چیزیں آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہیں، وہ فنون لطیفہ جو شرفا کی اولاد کے لئے لازمی تھے آج ان کی جگہ اس قسم کے لہو ولعب جاری ہیں جن سے ان کے اندر بجائے قوت و طاقت کے جبن و نامردی پیدا ہو۔ کسی زمانے میں سیر وشکار وغیرہ کے لئے منزلوں پیادہ چلے جاتے تھے آج ایک قدم کے لئے ٹرام، موٹر سائیکل کی حاجت ہوگئی۔ یہی سبب ہے کہ یوماً فیوماً صحتیں خراب اور امراض جسمانی میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

اسلام نے ہمیں شہ سواری و تیر اندازی وغیرہ کی تعلیم دی، ہمارا فرض ہے کہ اپنے آبا و اجداد کی تعلیمات پر عمل کریں اور مبارک فنون کو زندہ کریں۔

حضور انور ﷺ کا وعظ شریف تیر اندازی کی دعوت:

(۱) عن عقبة بن عامر قال سمعت رسول الله ﷺ و هو على المنبر يقول اعدوا لهم ما استطعتم من قوةٍ الا ان القوة الرمى الا ان القوة الرمى الا ان القوة الرمى (۳۶۱) ''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ راوی ہیں میں نے حضور ﷺ کو منبر (شریف) پر (وعظ) فرماتے ہوئے سنا، کافروں سے مقابلے کے لئے جو چیز تم اپنی قوت سے کر سکو کرو۔ خبردار ہو قوت تیر اندازی کی ہے (یہ جملہ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔)''

(۲) عقبه بن عامر رضى الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ من علم الرمى ثم تركه فليس منا (۳۶۲) ''حضرت عقبہ بن عامر راوی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس نے تیر اندازی سیکھنے کے بعد چھوڑ دی پس وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

تیر اندازی کے علاوہ اور بھی دوسرے بہت سے مبارک طریقے ہیں جن کو اسلام نے بتایا اور ان کے حاصل کرنے کی ترغیب دلائی۔ تفصیلات کا یہ موقع نہیں، ہم پھر عرض کریں گے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ہر جگہ ان فنون شریفہ کا احیا کریں اور اپنے نوجوانوں بچوں کو کشتی، بنوٹ، تیر اندازی، سپہ سالاری کی تعلیمات کافی طور پر سکھائیں۔

Marfat.com

خلفائے اسلام کی زندگی

حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد امراء وسلاطین اسلام نے جس قسم کی عمیق خدمات انجام دیں ان کے ذکر کی تفصیلاً یا اجمالاً اس رسالے میں گنجائش نہیں۔ اس حقیقت کو مخالفین اسلام بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان نفوس قدسیہ نے اسلام پر جو احسانات کئے کہ وہ کسی حالت میں قابل فراموش نہیں۔ ان کی حیات کا ایک ایک لمحہ خشیت الٰہی، زہد و اتقا کا نمونہ اور خدمت خلق کے لئے وقف تھا، سادگی ان کی زندگی کا جز تھی، قومی حمیت و دینی خدمت کے لئے وہ وقف تھے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

قبول اسلام کے وقت آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو آپ نے اسلام اور قوم کی خدمت میں خرچ کر دیئے۔ یہی سبب تھا کہ حضور انور روحی لہ الفدا نے فرمایا جس قدر ابو بکر کے مال نے فائدہ پہنچایا کسی کے مال نے نہیں پہنچایا۔ خلافت کے بعد بھی اپنے دوش پر چادریں رکھ کر بغرض فروخت لے جایا کرتے تھے۔ جب کار ہائے خلافت کی وجہ سے آپ کا تمام وقت صرف ہونے لگا تو اصحاب کرام کو جمع کر کر فرمایا ''اب خلافت کا شغل تجارت کا موقع نہیں دیتا اور اہل وعیال کی کفالت نہیں کر سکتا۔'' صحابہ نے بیت المال سے آپ کے مصارف مقرر کر دیے۔ قبل خلافت محلے کی لڑکیاں بکریاں لا کر آپ سے دودھ نکلواتیں، خلیفہ ہو جانے پر بھی آپ نے اس خدمت سے اعراض نہ کیا۔ فرمایا اس عہدے سے میری کسی عادت میں فرق نہ آئے گا۔

آپ کے زمانہ خلافت میں حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک ضعیفہ کی خدمت کو جایا کرتے تھے، مگر جب اس کے یہاں پہنچتے تو معلوم ہوتا کہ آپ سے قبل کوئی دوسرا شخص خدمت انجام دے گیا۔ آپ پوشیدہ جگہ کھڑے ہو گئے، دیکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آ کر اس ضعیفہ کے تمام کام انجام دیے۔

ایک روز آپ کی اہل خانہ نے شیرینی کی فرمائش کی، ارشاد ہوا کہ ''میرے پاس دام نہیں ہیں'' انہوں نے عرض کیا ''اجازت ہو تو روزانہ خرچ میں سے بچا کر جمع کر لوں؟'' فرمایا ''اجازت ہے'' چند روز کے بعد جب کچھ پیسے جمع ہو گئے تو آپ کو دیے اور کہا کہ ''اب شیرینی لا دیجئے'' آپ کو جب معلوم ہوا کہ یہ ضروری مصارف سے زائد ہیں بیت المال میں جمع کر دیا اور اپنا وظیفہ اسی قدر کم کر دیا۔

اپنا تمام کام خود انجام دیتے، لوگوں نے عرض کیا کہ ''ہم کو کام کرنے کا حکم کیوں نہیں دیتے؟'' فرمایا: ان حبیبی علیہ السلام امرنی ان لا اسئل الناس شیئاً ''یعنی حبیب خدا ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگوں۔''

خلافت کے بعد عمرے کے لئے روانہ ہوئے تو کچھ لوگ آپ کے پیچھے پیچھے چلے گئے، فرمایا ''تم سب اپنی اپنی راہ چلو'' تمام لوگوں کو پیچھے چلنے سے روک دیا۔ ایک دن مدینے کے بازار میں کمر سے چمڑے کی معمولی پٹی باندھے ہوئے جا رہے تھے، ہم راہی نے دیکھ کر حیرت سے کہا کہ ''آپ کی کیا حالت ہے؟'' فرمایا ''اسلام کے اثر سے فضول تکلفات جاتے رہے۔''

سرکار عالم ﷺ کے وصال شریف کے بعد ارتداد کا جو فتنہ عظیم شروع ہوا اسے آپ نے اپنی مخصوص قابلیت سے فرو کیا۔

۱۳ھ میں ہرقل کی دو لاکھ فوج کا مقابلہ کرنا کچھ آسان کام نہ تھا، لیکن حضرت عمرو بن العاص، حضرت ابو عبیدہ، حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے شجاعات اسلام کی قوت کے سامنے نصرانیت کا فتح پانا مشکل ہو گیا۔ مسلمان کامیاب و منصور ہوئے۔ اہل روم نے ہر طرف جاسوس مقرر کر دیئے تھے، ایک جاسوس نے حالات کی تفتیش کے بعد جا کر کہا کہ ''مسلمانوں سے مقابلہ آسان نہیں وہ رات میں درویش و عابد ہیں، دن میں

Marfat.com

سوار۔ عدل وانصاف کا یہ عالم ہے کہ اگر ان کا شہزادہ چوری کرے تو اسے سزا دی جائے۔''

جیش اسامہ کی مہم ہو یا مسیلمہ کذاب کا مقابلہ ان میں کا ہر ایک واقعہ آپ کے حسن تدبر و خدمات کی بدیہی مثالیں ہیں۔ خدمت قومی کے سلسلے میں آپ کے ایثار کا یہ واقعہ بھی یہاں یاد کرنے کے قابل ہے۔ جیش اسامہ کی روانگی کے وقت حضرت اسامہ کو اونٹنی پر سوار کر دیا اور خود پیادہ پا روانہ ہوئے۔ حضرت اسامہ نے عرض کیا ''یا تو آپ بھی سوار ہو جایئے یا مجھے پیادہ پا چلنے کی اجازت دیجئے۔'' فرمایا ''میں ایک ساعت راہِ خدا میں قدم خاک آلود کروں گا تو کیا میری شان جاتی رہے گی۔''

بوقت روانگی لشکر کو نصیحت: میں تم کو دس باتوں کا حکم دیتا ہوں ان کو یاد رکھنا:

(۱) خیانت نہ کرنا (۲) دھوکہ نہ دینا (۳) سردار کی نافرمانی نہ کرنا (۴) کسی کے ناک کان نہ کاٹنا (۵) بچوں، بوڑھوں، عورتوں کو قتل نہ کرنا (۶) پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا (۷) مویشیوں کو بغیر ضرورت طعام ذبح نہ کرنا (۸) جو لوگ اپنے عبادت گاہوں میں گوشہ نشین ہوں انہیں اپنے حال پر چھوڑ دینا (۹) جب مختلف اقسام کے برتنوں میں تم کو لا کر کھلایا جائے تو خدا کا نام لے کر کھانا (۱۰) تم کو بعض ایسی قومیں ملیں گی جن کے سر کے درمیانی بال منڈے ہوں گے اور آس پاس پٹھے چھوٹے ہوں گے ان کو سزا دینا۔

ان فرامین میں جو ہدایات ہیں وہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے خود اس قدر روشن ہیں جن پر بحث کی مطلق حاجت نہیں۔ آپ ہی نے سب سے اول قرآن کریم کو جمع کیا اور اس کا نام مصحف رکھا، بیت المال قائم کیا۔ ۶۳/ سال کی عمر میں دو سال چند ماہ خلافت فرما کر جمادی الآخر ۱۳ھ میں وفات پائی۔

حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ فتوحات اسلامیہ اور اپنی دوسری خصوصیات کے لحاظ سے ہر طرح ممتاز ہے۔ آپ کے فضائل ومناقب سے احادیث نبویہ لبریز ہیں۔ فارقِ حق و باطل آپ ہی کی ذات اقدس تھی۔

اخلاق وعادات: مسکینوں، بیواؤں، یتیموں اور رعایا کا ہر وقت خیال رہتا تھا۔ ایک شب کو آپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا ''چلو مدینے کے باہر ایک قافلہ آیا ہوا ہے، ہم اور تم اس کی نگرانی کریں، ایسا نہ ہو کہ اطراف و جوانب کے لوگ ان کا مال چرا لے جائیں۔'' دونوں حضرات تشریف لے گئے اور تمام رات قافلے کی نگہبانی کرتے رہے۔

اسی طرح آپ کے غلام حضرت اسلم کا بیان ہے آپ شب کے وقت گشت کرنے کے لئے نکلے، ایک مقام پر آگ روشن ہو رہی تھی، وہاں خود بھی ٹھہر گئے اور مجھے بھی روکا۔ ایک عورت چولہے پر ہانڈی چڑھائے ہوئے بیٹھی تھی، بچے رو رہے تھے۔ آپ نے قریب جانے کی اجازت چاہی، اس نے اجازت دے دی۔ آپ نے حال پوچھا تو کہا ''سردی کی شدت ہے، بچے بھوک سے رو رہے ہیں، میں نے ان کی تسلی کے لئے ہانڈی چڑھا دی ہے، جب روتے روتے سو جائیں گے تو کچھ بندوبست کروں گی۔'' آپ نے فرمایا ''عمر تمہاری خبر گیری نہیں کرتے؟''

اس نے کہا ''عمر والی تو ہو گئے مگر ہمارے حالات سے غافل ہیں۔'' یہ سنتے ہی آپ اُٹھے اور بیت المال سے کھجوریں، گوشت، آٹا وغیرہ لے کر اسلم رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''میری پیٹھ پر رکھ دو۔'' انہوں نے کئی بار عرض کیا میں پہنچا دوں۔ فرمایا ''قیامت میں تم میرا بار نہ اٹھا سکو گے۔'' تمام چیزیں اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اور عورت کے سامنے پیش کر دیں۔ جب عورت فارغ ہو گئی تو بولی ''خلیفۃ

Marfat.com

المسلمین بننے کے لائق تم ہو نہ کہ عمرؓ۔"

اللہ غنی خدمت خلق کے لئے یہ اخلاق اور حسن سلوک تھا!۔

آپ نے غربا و مساکین کے لئے بلا امتیاز قید مذہب بیت المال سے روزینہ مقرر کر دیا تھا۔ اکثر شہروں میں مہمان خانے تیار کرائے، مدینے کے لنگر خانے کا بذات خود انتظام فرماتے، جب کوئی لاوارث بچہ مل جاتا تو اسے دودھ پلانے والی کے سپرد کر کے تمام مصارف خزانے سے معین فرماتے، غربائے امت اور مساکین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرتے۔ اپنا یہ حال تھا کہ کرتے میں اکثر چار چار پیوند لگے رہتے۔ اپنے لئے بیت المال سے فقط دو جوڑے موسم سرما و گرما کے لئے اور حج وغیرہ کا زادِ راہ اور اہل و عیال کا خرچ مقرر کیا۔ ایک دن صاحب زادے نے عرض کیا "بابا جان! آپ عمدہ کھانا تناول فرمایئے تاکہ آپ قوی رہیں اور اجرائے احکام بخوبی کرسکیں۔" فرمایا "میرے دو رفیق جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں ان کا یہ طریقہ نہ تھا، اگر میں ایسا شیوہ اختیار کروں تو ان سے نہ مل سکوں گا" ایک بار کاندھے پر مشک اٹھا کر چلے، لوگوں نے کہا "آپ یہ کیا کرتے ہیں؟" جواب دیا "میرے نفس میں خود پسندی آگئی ہے اس کو ذلیل و خوار کرتا ہوں۔"

اکثر فرماتے جو آدمی میرے عیوب سے مجھے مطلع کرے اس سے میں نہایت خوش ہوتا ہوں۔

خشیت الٰہی: خشیت الٰہی کا یہ حال تا کہ چہرے پر دو سیاہ داغ پڑ گئے تھے اور آیات قرآنی میں اس درجہ تدبر فرماتے کہ اکثر رو کر زمین پر گر جاتے تھے۔ باوجود سادگی کے سیاست، انتظام خلافت، نظم و نسق اس درجہ بہتر و اعلیٰ پیمانے پر تھا جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

آپؓ کے وقت کی اہم خصوصیات: آپ نے عدالتیں بنائیں، ممالک کو صوبوں پر تقسیم کیا، پیمائش جاری کی، نہریں جاری کیں، قاضی معین کئے، تجارت پر درآمد کا محصول دسواں حصہ مقرر کیا، سنہ و تاریخ ہجری کی تعین کی، مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ تک مسافر خانے اور کنوئیں بنوائے، شہروں میں سرائیں تیار کرائیں، مساجد میں وعظ و نصیحت کا طریقہ مستحکم کیا، نماز تراویح باجماعت سے ادا کی۔ نماز جنازہ میں چار تکبیروں کا اجماع، شب کو گشت کرنے کا طریقہ مقرر کیا، ممالک غیر کے تاجروں کو بلاد اسلامیہ میں تجارت کرنے کا اذن دیا، ائمہ و موذنین اور ملکی خدام کی تنخواہیں معین کیں، شراب کی حد میں ۸۰ دُرّے معین کئے، مجاہدین وغیرہ کے رجسٹر ترتیب دیئے، درہ بنایا، گھوڑوں کی زکوٰۃ، ضرورت مند مسافروں کے لئے ایک ایسا مکان بنوایا جس میں اشیا محفوظ رہتیں، ہجو کہنے پر تعزیر مقرر کی وغیرہ ذلک۔

مکمل انتظام عمل و حکام: آپ نے ممالک مفتوحہ کو صوبوں اور ضلعوں پر تقسیم فرمایا اور ان کے لحاظ سے حسب ذیل عہدہ دار مقرر کئے: (۱) والی (گورنر صوبہ) (۲) کاتب (میر منشی جو گورنر کا پیش کار ہوتا) (۳) کاتب دیوان (فوجی دفتر کا میر منشی) (۴) صاحب الخراج (مالیات کا افسر) (۵) صاحب الاحداث (پولیس افسر) (۶) صاحب بیت المال (افسر خزانہ) (۷) قاضی (صدرالصدور یا منصف)

اہل عرب ملکی خدمات پر معاوضے کو مذموم جانتے تھے، مگر آپ نے اصول سیاست دانی کے ماتحت اس رسم کو توڑ کر بیش از بیش سالانہ وظائف مقرر فرمائے۔

آپ کے عہد میں اسلامی اقتدار: آپ کے عہد میں دمشق، حمص، بعلبک، بصرہ، ابلہ، اردن، اہواز، مدائن، بیت المقدس، قنسرین، حلب، انطاکیہ، قرقیسیا، نصیبین، موصل، قیساریہ، مصر، تستر، اسکندریہ، نہاوند، آذربائیجان، ہمدان، طرابلس الغرب، کرمان، سجستان وغیرہ اور اس کے اطراف پر اسلامی اقتدار قائم ہوا اور یہ تمام فتوحات ۱۳ھ سے ۲۳ھ تک یعنی صرف دس سال کی مدت میں حاصل ہوئیں جس کی تفصیلات پیش کرنے سے ہم رسالے کی ضخامت کے باعث قاصر ہیں۔ البتہ اجمالی خاکہ حسب ذیل ہوسکتا ہے:

Marfat.com

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح	والیٔ شام	یعلی بن اُمیہ	والیٔ یمن
یزید بن ابوسفیان	والیٔ شام	علا بن الحضرمی	والیٔ یمن
حضرت امیر معاویہ	والیٔ شام	نعمان صاحب الخراج	والیٔ مدائن
حضرت عمرو بن العاص	والیٔ مصر	حذیفہ ابن الیمان	والیٔ مدائن
حضرت سعد بن ابی وقاص	والیٔ کوفہ	عیاض بن غنم فاتح جزیرہ	والیٔ جزیرہ
عتبہ بن غزوان (بصرہ کے آباد کرنے والے)	والیٔ بصرہ	عمرو بن سعد	والیٔ حمص
ابوموسیٰ اشعری	والیٔ بصرہ	خالد بن حرث صاحب بیت المال	اصفہانی
نافع بن عبدالحارث	والیٔ مکہ معظمہ	سمرہ بن جندب	سوق الاہواز
خالد بن العاص	والیٔ مکہ معظمہ	نعمان بن عدی	والیٔ میان
عثمان بن العاص	والیٔ طائف	علقمہ بن حکم	والیٔ ابلیا
علقمہ بن مجزر	والیٔ رملہ	قدامہ بن مظعون صاحب الخراج	بحرین

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فرامین: آپ امراء وعمال کو ان کے فرائض سے آگاہ فرماتے رہتے۔ ایک دن آپ نے خطبے میں فرمایا:

ألا وانی لم ابعثکم امراء ولاجبارین ولکن بعثکم ائمة الهدی یهتدی بکم فادوا الی المسلمین حقوقکم ولا تضربوهم فتذلو هم ولا تحمدوهم فتفتلوهم ولا تغلقوا الابواب دونهم فیاکل قویهم ضعیفهم ولا تستاثروا علیهم فتظلموهم "خبردار ہو! میں نے تم کو امیر وسخت گیر بنا کر نہیں بھیجا بلکہ امام ہدایت بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگ تم سے ہدایت پائیں، پس مسلمانوں کو ان کے حقوق ادا کرو، ان کو مار کر ذلیل نہ کرو، ان کی تعریف کر کے فتنے نہ ڈالو، ان کے لئے دروازے بند نہ کرو کہ زبردست لوگ کمزور کو کھالیں اور اپنے نفس کو ان پر ترجیح دے کر ظلم نہ کرو۔"

حکام وعمال کے حالات کی تحقیق بھی آپ کافی طور پر فرماتے۔ آپ کے دورِ خلافت کے ذمیوں، کافروں، غلاموں او رعایا کے حقوق وغیرہ کے لئے جو اہم قواعد اس وقت جاری ہوئے ان کی تفصیلات گنجائش نہ ہونے سے ترک کی جاتی ہیں۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

آپ فطری طور پر ذمائم وقبائح سے محترز تھے۔ اسلام سے پہلے بھی جاہلیت کا کوئی کام نہیں کیا۔ جود وسخا کا یہ عالم تھا کہ ہر شخص بلاتخصیص متمتع ہوتا۔ اپنی تجارت دولت کا اکثر وبیشتر حصہ قومی ومذہبی ضروریات پر صرف فرماتے رہتے۔ حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خدمت بھی اکثر اوقات فرماتے۔ ایک بار کئی دن تک اہل بیت کے ہاں فاقہ رہا۔ جب حاضر ہوتے تو حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حالات دریافت کئے انہوں نے فرمایا "چار دن سے آلِ محمد ﷺ نے کچھ نہیں کھایا"، رو کر جواب دیا "ایسے حادثے کی مجھے کیوں نہ اطلاع دی؟" اسی وقت کئی اونٹوں پر گیہوں، کھجور وغیرہ بار کرا کر تین سو درہم کے ساتھ لا کر پیش کئے۔ حضور انور ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے مسجد

Marfat.com

میں جا کر فرمایا ''اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی ان سے راضی ہو۔''

جب سے مسلمان ہوئے ہر جمعے کو ایک غلام آزاد کرتے رہے۔ غربا و مساکین اور قومی ضروریات کے لئے آپ کا ہاتھ کبھی نہ رکا۔ مدینے میں جس وقت قحط پڑا آپ کا مال شام سے آ رہا تھا، اس وقت آپ نے ایک ہزار انبار جو مکان میں جمع تھے باوجود تاجروں کے زائد سے زائد دام دینے کے فقرائے مدینہ پر صدقہ کر دیئے۔ سب کچھ ہونے کے باوجود مسجد کے فرش پر بغیر بستر کے آرام کرتے جس کی وجہ سے شانے پر اکثر سنگ ریزوں کے نشانات ہو جاتے۔

غلاموں کے حقوق کا خیال: ایک بار آپ نے غلام سے فرمایا ''میں نے ایک دن تیری گوشمالی کی تھی تو اس کا مجھ سے قصاص لے لے۔'' اس نے حکم کے مطابق آپ کے کان پکڑے، فرمایا ''زور سے پکڑ، کیوں کہ دنیا کا قصاص اچھا ہے، آخرت کا قصاص اچھا نہیں۔''

آپ کے عہد کی فتوحات اور بغاوتوں کا استیصال: حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے وصال شریف کے بعد جن مقامات پر بغاوتیں ہوئیں انہیں آپ نے فرو کیا اور دوبارہ ان ممالک پر اسلام کا تصرف ہوا۔ افریقہ میں آپ سے پہلے اسلامی حکومت قائم نہ ہوئی تھی۔ آپ کے عہد میں افریقہ پر مسلمانوں کا تسلط ہوا۔

☆ ۲۳ھ میں رے دوبارہ فتح ہوا۔ ☆ ۲۶ھ میں سابورو افریقہ فتح ہوا اور مسجد حرام کو وسیع کیا گیا۔ اندلس بھی اسی سنہ میں فتح ہوا۔ ☆ ۲۹ھ میں اصطخر فسا وغیرہ فتح ہوئے اور آپ نے مسجد نبوی کو وسیع کر کر نقشی پتھر سے بنوایا۔ اس کا طول ایک سو ساٹھ (۱۶۰) گز اور عرض ۱۵۰ گز رکھا گیا۔ ☆ ۳۰ھ میں ارض خراسان، نیشا پور، طوس وغیرہ فتح ہوئے۔

قرآن کریم کی عظیم الشان خدمت: ۳۰ھ میں آپ نے قرآن کریم کی محاورۂ قریش کے مطابق تحریر کرائی اور قرأت میں جو اختلافات تھے وہ دور کر دیئے۔ ام المومنین حضرت حفصہ کے پاس حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جمع کردہ قرآن پاک کا نسخہ موجود تھا وہ منگوایا گیا۔ حفاظ صحابہ اور تابعین نے پوری محنت اور کافی احتیاط سے قرآن کریم کی جمع و ترتیب کا اہم کام انجام دیا اور اس کے بعد بلاد و امصار میں نسخے بھیج دیئے گئے۔ یہ وہ عظیم الشان خدمت تھی جس پر مسلمانوں کی تمام نسلیں جس قدر فخر کریں کم ہے۔ یوں تو قرآن کریم سینوں میں محفوظ ہی تھا، لیکن حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پیدا ہونے والے تمام فتنوں سے محفوظ فرما دیا۔

قرآن کریم سے آپ کو حد درجہ عشق تھا اس کا آخری ثبوت آپ کا واقعۂ شہادت ہے۔ ۳۲ھ میں ترکوں نے خراسان وغیرہ پر چڑھائی کی۔ عبداللہ بن حازم نے چار ہزار کی فوج سے چالیس ہزار ترکوں کا شب کے وقت مقابلہ کیا اور ترکوں کو بھگا دیا۔ آپ نے جاگیریں مقرر فرمائیں، شہر پناہ بنوائی، جمعے کی اذان کا حکم دیا، سپاہی مقرر کیے، لوگوں کو قرآن پاک کی ایک قرأت پر متفق کر دیا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب احادیث میں بکثرت موجود ہیں۔ جو آپ پر طعن کرتے ہیں وہ حقیقت اور صداقت سے دور ہیں۔

آپ نے ۸۲ سال کی عمر میں ذی الحجہ ۳۵ھ میں شہادت پائی۔

حضرت سیّدنا مولیٰ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

ایک طرف حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منزل عشق طے کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور غار ثور میں فریضہ عشق و محبت ادا کیا۔ اسی طرح حضور مولا علی رضی اللہ عنہ شب ہجرت میں سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر شریف پر لیٹ گئے تاکہ آپ آقا و مولا پر خود کو نثار کر دیں۔

غزوۂ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں تاجدار عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔ آپ کو علم ظاہر و باطن عطا ہوا تھا۔ حضرت ابن

Marfat.com

عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''رسول اللہ ﷺ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے حاصل ہے، علی کا علم رسول اللہ ﷺ کے علم سے اور میرا علم علی کے علم سے'' الخ۔

خود حضور مولا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''کوئی آیت ایسی نہیں جس کے متعلق مجھے علم نہ ہو کہ وہ کس کے متعلق اور کہاں نازل ہوئی۔'' (۳۶۳)

علم فرائض میں بھی آپ بخوبی ماہر تھے۔ یمن کی طرف حضور پاک ﷺ نے جب آپ کو قاضی بنا کر بھیجا تو سینے پر دست مبارک رکھ کر یہ دعا دی: ''اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت دے اور زبان کو ثبات'' اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ کسی مقدمے میں آپ کی رائے خلاف صواب نہ ہوئی۔ فیصلے میں آپ ضرب المثل تھے۔ زہد و تقویٰ اس درجے تھا کہ کبھی آپ شرک و بت پرستی کے قریب نہ گئے۔ دس سال کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے۔ شجاعت و دلیری میں آپ مشہور ہیں۔ فتح خیبر کا واقعہ آپ کی شجاعت و دلیری کا شاہد ہے۔ عمرو بن ود جیسے مشہور پہلوان کو زیر کرنا آپ ہی کا کام تھا۔

حق پسندی: آپ نے اپنی گم شدہ زرّہ ایک یہودی کے پاس دیکھ کر طلب کی اس نے نہ دی۔ مقدمہ قاضی کی عدالت میں گیا۔ قاضی نے گواہ طلب کیے حضرت قنبر و امام حسن پیش کیے گئے۔ قاضی نے باپ کے حق میں بیٹے کی شہادت قبول نہ کی حالانکہ آپ اس وقت امیر المومنین تھے اور آپ ہی کی طرف سے قاضی شریح قاضی تھے۔ سبحان اللہ! اسلام کے قانون کا یہ حال تھا کہ امیر المومنین بھی قاضی کے سامنے پیش ہوتا۔

غرض حضرت سیّدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ اقدس فضائل و کمالات کا مجموعہ تھی۔ ۳۵ھ میں اصحاب کرام نے آپ سے بیعت کی۔ ذی الحجہ ۳۵ھ سے رمضان ۴۰ھ تک آپ کا زمانہ خلافت رہا۔ ۶۳ سال کی عمر میں ۴۰ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

حضور انور روحی لہ الفدا ﷺ کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبوب تھی۔ آپ حضور ﷺ سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔ آپ کے فضائل میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ہر فرد آپ کا احترام کرتا تھا۔ آپ نہایت درجہ سخی و کریم اور حلیم و بردبار تھے۔ ایک شخص کو لاکھ لاکھ دینار عطا فرما دیتے۔ کبھی کسی کے حق میں سخت کلمہ نہ فرمایا۔ مظلوموں، غریبوں پر غیر معمولی کرم فرماتے۔ آپ کا خلق اخلاق نبویہ کا نمونہ تھا۔

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت فرما کر اختلافات کا دروازہ بند کر دیا اور حضور مخبر صادق ﷺ کا یہ ارشاد علی یصلح اللہ بہ بین فئتین من المسلمین (۳۶۴) (یعنی اللہ تعالیٰ امام حسنؓ سے مسلمانوں کے دو فریق میں صلاح کرا دے گا) پورا ہو گیا۔

حسن اخلاق کی زبردست مثالیں: (۱) آپ دستر خوان پر بیٹھے ہوئے تھے ایک خادمہ حاضر ہوئی، آپ کی ہیبت سے مرعوب ہوگئی، ہاتھ سے پیالہ چھوٹ کر سر پر گر گیا، اس نے ادب سے عرض کیا ''والکاظمین الغیظ'' آپ نے سر جھکا کر فرمایا ''کظمت غیضی'' میں نے اپنا غصہ پی لیا، اس پر خادمہ نے کہا ''والعافین عن الناس'' جواب میں فرمایا ''عفوت عنک'' میں نے تجھے معاف کیا''۔ کنیز نے دریائے کرم کی طغیانی دیکھ کر عرض کیا ''واللہ یحب المحسنین'' فرمایا ''جا میں نے تجھے آزاد کیا۔''

(۲) ایک حاجت مند نے بجائے زبان سے سوال کرنے کے یہ شعر لکھ کر بھجوا دیے:

ماذا اقول اذا رجعت و قیل لی
ماذا اصبت من الجواد المفضل

جب واپس جاؤں گا تو لوگ پوچھیں گے، امام نے تجھے کیا

Marfat.com

دیا اس وقت کیا جواب دوں گا۔

ان قلت اعطانی کذبت و ان اقل
بخل الحواد بما لم یحسن

اگر یہ کہوں کہ امام نے میرے ساتھ سلوک کیا تو کذب بیانی ہوگیا اور اگر کہوں کہ محروم آیا تو مناسب نہیں۔

آپ نے دس ہزار درہم بھجوا دیے اور جواب میں تحریر فرمایا:

عاجلتنا فاتاک عاجل صبرنا
قلا وان امهلتنا لم تقلل

تیری عجلت کی وجہ سے زیادہ کا انتظام نہ ہوسکا، اگر مہلت دیتا تو تیرے سوال کے مطابق ملتا۔ اللہ اللہ سائل کی خواہش پر جود وسخا کا یہ عالم ہے۔

یہی اخلاق تھی جس کی وجہ سے سارا عالم گرویدہ و مسخر تھا۔ یہ اشعار بعض مورخین نے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے حالات میں بھی درج کئے ہیں۔

ہمیں مفصلاً بعد کے واقعات پر بحث کرنا مقصود نہیں ہے اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ ان حالات کا ذکر کریں جن میں عرصے سے تحقیق و تدقیق یا اختلافات کا سلسلہ چلا آ رہا ہے، بلکہ اس قدر تذکروں سے بھی صرف اس قدر مقصود تھا کہ حضرات خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسلامی نظریۂ حکومت کے موافق عدل و انصاف کے ساتھ جس قسم کی حکومت و خدمت فرمائی وہ سارے جہان کے لئے آج بھی نمونۂ ہدایت ہے۔ انہوں نے برسر اقتدار ہوکر بھی خود کو قوم کا خادم سمجھا اور اپنے اسلامی جذبات مذہبی احکام کے ساتھ وہ ترقیاں کیں جو آج دنیا میں نظر نہیں آتیں۔

کتاب کا اگر صرف موضوع بحث ہوتا تو ہم زیادہ سے زیادہ مواد پیش کر کر دکھا سکتے تھے کہ اسلامی حکومت و سلطنت دنیا جہان کی ملتوں سے نمایاں حالت رکھتی ہے۔ گزشتہ واقعات سے بھی اہل بصیرت و انصاف بہت کچھ فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔

منصب قضا اور اس کی ذمہ داریاں: یہ منصب اپنی ذمہ داریوں کے لحاظ سے اس درجہ اہم ہے جس پر سرکار عالم ﷺ نے شدید ہدایات فرمائی ہیں۔ اس زمانے میں اغیار کی دیکھا دیکھی اس نازک عہدے کے حصول میں انسان اپنی تمام دماغی و ذہنی تدابیر صرف کرتا ہے، جو شخص از خود اس عہدے کی فکر میں سرگرداں ہو اس کی بابت فرماتے ہیں:

(۱) من ابتغی القضاء و سأل (فیه شفعاء) و کل الٰی نفسه و من اکره علیه انزل اللّٰه علیه ملکاً یسدده (۳۶۵) ''جو شخص منصب قضا طلب کرے اور اس کا سوال کرے اپنے نفس کی طرف سونپا جاتا ہے (یعنی توفیق الٰہی اس کے ساتھ شامل نہیں ہوتی) اور جو زبردستی قاضی کر دیا جائے خدا اس کے ساتھ فرشتہ مامور کرتا ہے جو اسے درست رکھتا ہے (تاکہ وہ مقدمات میں صحیح فیصلہ کرے)۔''

احادیث میں اس کی بکثرت مثالیں موجود ہیں کہ آپ ﷺ نے از خود منصب قضا کی کوشش کرنے والوں کو مامور نہ فرمایا:

(۲) عن عبداللّٰه بن مسعود قال قال رسول اللّٰه ﷺ ما من حاکم یحکم بین الناس الا جاء یوم القیامة و ملک اخذ بقضاه ثم یرفع راسه الی السماء فان قال القه القاه فی مهواه اربعین خریفا (۳۶۶) ''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا نہیں ہے کوئی حاکم جو حکم کرتا ہے لوگوں کے درمیان مگر وہ قیامت کے دن اس طرح آئے کہ ایک فرشتہ اس کی گدی پکڑے ہوگا، پھر وہ فرشتہ آسمان کی طرف سر اٹھائے گا اگر خدا کہے گا تو اس قاضی کو ۴۰ برس کے گڑھے میں ڈال دے گا۔''

اس حدیث میں مبالغے کے طور پر فرمایا گیا ہے، ورنہ گھر کی کوئی تحدید حقیقتاً مقصود نہیں ہے اور یہ زجر و توبیخ ان قضاۃ

Marfat.com

لئے فرمائی گئی ہے جو عدل وانصاف میں خیانت کریں، قوم کا روپیہ ضائع کریں، معاملات میں صفائی نہ برتیں۔

قاضی کا فرض ہے کہ مقدمات میں بغیر لومت لائم کے خوف کے فیصلہ کرے۔ عزیز وقریب، دوست احباب، قومیت ونسل کے امتیازات وغیرہ سے متاثر نہ ہو۔ اس زمانے میں سفارشات کی گرم بازاری ہے، جو لوگ ان چیزوں سے متاثر ہو کر اور اپنی اہم ذمہ داری کے خلاف کرتے ہیں وہ عنداللہ ماخوذ ہوں گے۔ اس سلسلے میں ذیل کی حدیث بھی قابل مطالعہ ہے۔

عن سعيد بن المسيب رضي الله عنه ان مسلما و يهوديا اختصما الى عمر وارى الحق لليهودى فقضى له عمر به فقال له اليهودى والله انا نجد فى التوراة انه ليس قاضٍ يقضى بالحق الا كان عن يمينه ملك و عن شماله ملك يسدده انه و يوفقانه للحق مادام مع الحق فاذا ترك الحق عرجا و تركاه (۳۶۷) ''سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مسلمان اور یہودی جھگڑتے ہوئے آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حق یہودی کی طرف پا کر اس کے موافق فیصلہ صادر کیا۔ یہودی نے کہا ''خدا کی قسم تو نے حق فیصلہ کیا'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (خوش طبعی کے طور پر) درہ لگا کر پوچھا ''تو نے کیسے جانا کہ میں نے حق فیصلہ کیا؟'' یہودی نے جواب دیا کہ ''ہم توراۃ میں پاتے ہیں کہ جب کوئی قاضی حق فیصلہ کرتا ہے تو اس کے دائیں بائیں فرشتے رہتے ہیں جو اسے مضبوط کرتے ہیں اور حق کی توفیق دیتے ہیں جب تک قاضی حق کا فیصلہ کرے جب قاضی حق فیصلہ نہیں کرتا تو اسے چھوڑ کر آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔''

پنچایتی نظام: کسی زمانے میں مسلمانوں کا پنچایتی نظام اس درجہ مستحکم تھا کہ ان کے بڑے بڑے معاملات پنچایتی شوریٰ سے طے ہو جاتے تھے۔ آج بھی مسلمانوں کی بعض جماعتوں میں پنچایتی سلسلہ جاری ہے، مگر قابل اصلاح ہے۔

ان جماعتوں میں ہمارے شرفا اپنی شرکت کو عار سمجھتے ہیں، حالاں کہ یہی جماعتیں مسلمانوں کی جسم وجان ہیں اور ان اقوام کی اصلاح وخدمت ہماری زندگی کا سب سے بڑا رکن ہونا چاہئے۔ مقام مسرت ہے کہ تعلیم کے باعث اب ان میں بھی قابل قدر لوگ پیدا ہو رہے ہیں جو اپنی قوم کی فلاح و بہبود میں متحرک ہیں۔ خدا ان کی مساعی کو کامیاب فرمائے۔

ضرورت اس کی ہے کہ پنچایتی اقوام کے تمام مذہبی وقومی کاموں میں اشتراکِ عمل کیا جائے اور اخوت ومساوات اسلامی کے جذبات پیدا کئے جائیں۔ کوشش کی جائے کہ مقدمات و معاملات کا فیصلہ پنچایتوں کے ذریعے ہو، تصفیۂ مقدمات کے لئے ایسے اشخاص مقرر کئے جائیں جو اپنی قوم میں ممتاز اور ذی اثر ہوں اور احکام اسلامی کے ماتحت بلا کسی اثر وسفارش کے حق و صداقت کے ساتھ فیصلہ کریں۔ اس سلسلہ میں حضرت ہادیٔ عالم ﷺ کا ارشاد عالی قابل ذکر ہے جسے ابوداؤد نے نقل کیا ہے:

ان العرافة حق ولا بد للناس من عرفاء ولكن العرفاء فى النار (۳۶۸) ''بے شک چودہرات حق ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہوتی ہے، لیکن چودہری لوگ دوزخ میں ہیں۔''

حدیث شریف میں چودہرات کو حق ظاہر فرماتے ہوئے چودہری صاحبان کے لئے جو ارشاد ہوا ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنے فیصلوں میں عدل وانصاف سے تجاوز کریں۔ ان ہی کو دوزخی فرمایا گیا۔ حکام وامراء کے لئے عدل وانصاف کے مسائل وغیرہ سابق میں مذکور ہوئے ان کا اعادہ نہیں کیا جاسکتا۔

پنچایتی نظام ہمارے ملک میں اب بھی بہت کامیاب ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا جائے اور صحیح اصول کے ساتھ اس کی تنظیم کر دی جائے۔

Marfat.com

دعوتِ حق کا نظامِ عمل

حضرات علماء و مشائخین کا وجود گرامی اسلام کی خدمت اور دعوت حق کے لئے جزو لاینفک تھا۔ یہی وہ دو مقدس و محترم جماعتیں تھیں جن کے ذریعے اسلام سارے جہاں میں پہنچا۔

علماء و صوفیائے عظام اپنی زندگی کا مقصد اولین دعوت الی الحق سمجھتے تھے۔ وہ جہاں گئے اس فریضۂ حق کی انجام دہی میں مشغول رہے۔ اظہار حق و صداقت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر سے ان کو نہ دنیا کی سلطنتیں خوف زدہ کر سکیں، نہ دولت و کثرت نے ان کے ارادوں کو کمزور کیا۔ دعوت حق کا ایک نشہ تھا جس میں وہ سرشار تھے۔ یہی ایک چیز تھی جس نے انہیں دنیا کے ہر حصے میں پہنچایا اور کامیاب کیا۔ جب تک اس مقدس گروہ کے افراد میں یہ ولولۂ عمل رہا اپنے اور بیگانے ان کے دامن سے وابستہ رہے، جس دن سے یہ جذبۂ دینی کمزور ہوا ادبار و نکبت نے مسلمانوں کو گھیرا۔ آج بھی اگر ہمارے اندر ماضی کی شان پیدا ہو جائے اور اقوال کے علاوہ عملی کیفیات رونما ہوں تو پھر وہی رنگ پیدا ہو سکتا ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت (احادیث):

والذی نفسی بیدہ لتأمرون بالمعروف ولتنھون عن المنکر اولیو شکن اللہ ان یبعث علیکم عذابا من عندہ ثم لتدعنہ ولا یستجاب لکم (۳۶۹) ''قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم کو چاہیے کہ نیک کام کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو، ورنہ عن قریب خدا تم پر اپنا عذاب بھیجے گا، تم اس وقت دعا کرو گے گر قبول نہ ہوگی۔''

مبارک تھے وہ افراد جنہوں نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے اپنی عزیز جانیں قربان کر دیں۔ کیا اس مسئلے میں ہمیں اپنے اسلاف کے کچھ کارنامے یاد ہیں؟ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل و حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہما اور آپ کے اخلاف و متبعین کی مبارک زندگیاں حق و صداقت دعوت الی الحق کا وہ نمونہ دنیائے علم کے سامنے چھوڑ گئیں کہ جیتی دنیا تک اس کے نقوش باقی رہیں گے۔

محدثین، فقہا، علماء صوفیا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے احسانات دنیا فراموش نہیں کر سکتی، لیکن ان کی سوانح حیات پکار پکار کر کہہ رہی ہیں ''اگر ہمارے ساتھ تم کو صحیح نسبت غلامی ہے تو وہ طریقے اختیار کرو جن پر چل کر ہم نے بحر و بر کو ہلا ڈالا، تمہارا قول عملی صورت کے ساتھ ظاہر ہو۔''

قرآن کریم اور احادیث نبویہ فضائل علماء و عمل سے لبریز ہیں، مگر ان فضائل کے مصداق وہ ہیں جن کے حالات زندگی قرآنی نقطۂ نظر اور فرامین بارگاہ رسالت کے موافق ہوں۔ ہمارے حالات تو ان لوگوں کے مطابق ہوتے جا رہے ہیں جن کے لئے فرمایا گیا:

(۱) اتا مرون الناس بالبر و تنسون انفسکم (۳۷۰) ''تم لوگوں کو نیک کام کا حکم کرتے ہو اور اپنے نفس کو بھلا دیتے ہو۔''

(۲) لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتاً عنداللہ ان تقولوا مالا تفعلون (۳۷۱) ''ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے، خدا کو وہ بات حد درجہ ناپسند ہے کہ کہہ کر عمل نہ کرو۔''

صرف ان دو آیات کو سامنے رکھ کر ہم اپنی زندگی کے گوشوں کا مطالعہ کر جائیں اور پھر فیصلہ کریں کہ ہم کیا ہیں۔

اگلے جو کچھ کرتے تھے ان کی غرض خدا کی رضا تھی، آج ہماری ہر سعی کی غرض دنیا اور اس کے فوائد ہیں۔ وہ ایک حدیث کی تلاش میں سینکڑوں منزل طے کر ڈالتے، آج ہمیں کلمہ حق کے لئے اپنی بستی میں متحرک ہونا دشوار ہو رہا ہے، وہ مدینے سے دعوت حق کے لئے چین جانا کوئی بات نہ سمجھتے ہیں، قدم قدم پر عوارض و مشکلات گھیر لیتی ہیں۔ ان کا علم خدمت خلق کے لئے تھا آج ہمارا

Marfat.com

فضل دنیا میں نام و نمود، کسب دولت، حصول عزت و منصب جاہ کے لئے وقف ہے۔ان کی بارگاہِ علم میں دنیا کے سلاطین و تاجدار گردنیں جھکا کر حاضری کو سعادتِ دینی و اخروی سمجھتے تھے۔آج ہمارا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ دنیا کے تاجداران وقت کو ضمیر فروشی کر کر اپنی طرف مائل کریں تا کہ دولت و سرمائے کی راہیں پیدا ہوں۔

جس علم سے فقط دنیا مقصود ہو اس کا حال: عن ابی هريرة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ من تعلم علما مما يبتغى به وجه اللہ الا ليصيب به عرضا من الدنيا لم يجد عرف الجنة يوم القيامة يعني ريحها (۳۷۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ایسا علم جس سے اللہ کی رضا طلب کی جاتی ہے محض اس لئے سیکھے کہ دنیا کا اسباب حاصل کرے وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا۔

جس علم سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے اس کا حال: (۱) عن ابی درداء ان اشرالناس عنداللہ يوم القيامة عالم لا ينقفع بعلمه (۳۷۳) "ابی درداء رضی اللہ عنہ راوی ہیں قیامت کے دن خدا کے نزدیک لوگوں میں سب سے براوہ عالم ہوگا جس کے علم سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے۔"

(۲) عن ابن مسعود رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ ما من نبی بعثه اللہ فی امته قبلی كان له فی امته حواريون واصحب ياخذون بسنته و يعتدون بامره ثم انها تخلف من بعدهم خلوف يقولون مالا يفعلون و يفعلون مالا يومرون فمن جاهد هم بيده فهو مومن و من جاهدهم بلسانه فهو مومن ومن جاهدهم بقلبه فهو مومن وليس وراء ذلک من الایمان حبة خردل (۳۷۴) "حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ہر نبی کی امت میں سے پہلے جن میں وہ مبعوث ہوا اس کی یار و مددگار تھے جو اس کا طریق اختیار کرتے اور ان کے حکم کی پیروی کرتے، پھر ان کے بعد ان کے ناخلف پیدا ہوئے وہ لوگوں سے اس چیز کے لئے کہتے جسے خود نہ کرتے اور جس کا حکم ان کو نہ کیا گیا اسے کرتے۔پس جو شخص ان سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے پس وہ مومن ہے اور جو اپنی زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو ان سے اپنے قلب سے جہاد کرے پس وہ مومن ہے اور نہیں ہے اس کے سوا ایمان رائی کے دانے کی برابر"۔

(۳) عن زياد بن حدير قال لی عمر هل تعرف مايهدم الاسلام قال قلت لا قال يهدمه زلة العالم وجدال المنافق بالكتاب و حكم الائمة المضلين (۳۷۵) "زیاد بن حدیر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کیا تو جانتا ہے کیا چیز اسلام کو گرادیتی ہے؟ کہا نہیں، آپ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد کو علما کا پھسلنا (پھسلنے سے مراد علماء کا وامر و نواہی ترک کرنا ہے) اور منافق کا قرآن پاک سے جھگڑنا اور گمراہ سرداروں کا احکام دینا۔"

(۴) عن علی رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ يوشک ان ياتی علی الناس زمان لا يبقى من الاسلام الا اسمه ولا يبقى من القرآن الا رسمه مساجدهم عامرة و هی خراب من الهدیٰ علماء هم اشرمن تحت اديم السماء من عندهم تخرج الفتنة و فيهم تعود (۳۷۶) "حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا قریب میں لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا اسلام باقی نہ رہے گا مگر اس کا نام اور نہ باقی رہے گا قرآن مگر اس کی رسم (یہاں رسم سے مراد تجوید

Marfat.com

حروف اور لفظوں کو بغیر سمجھے ہوئے پڑھنا ہے) ان کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی اور حقیقت میں خراب ہوں گی (یعنی مسجدوں میں لوگ تو جمع ہوں گے مگر ان کو علم دین وغیرہ کا درس نہ دیا جائے گا۔ علماء کی ہدایت سے جو آسمان کے نیچے بدترین خلائق سے ہوں گے نکلے گا ان میں فتنہ اور وہ ان ہی میں لوٹے گا۔"

زہد و اتقا کا پروپیگنڈہ کرنے والے: اس نئی تہذیب کے زمانے میں ہر چیز کا پروپیگنڈے سے تعلق کر دیا گیا ہے۔ کچھ بدنصیب ایسے بھی ہیں جن کی عبادت زہد و اتقا، اعمال حج وغیرہ کا پروپیگنڈہ کرنے کے لئے ایجنٹ مقرر ہیں اور وہ خود بھی لوگوں کے سامنے ریاکاری کے عادی ہیں ایسے افراد کے متعلق فرماتے ہیں:

(۱) من سمع الناس بعمله سمع الله به سامع خلقه و حقره و صغره (۳۷۷) "حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنے اعمال لوگوں کو سنائے تو مخلوق کے کانوں میں خدا پہنچائے گا کہ یہ شخص ریاکار ہے اور اس کو حقیر و ذلیل کر دے گا۔"

ریاکار عابد و زاہد: (۱) عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله علیہ السلام يخرج فی آخر الزمان رجال يختلون الدنيا بالدين يلبسون للناس جلود الضان من اللين السنتهم احلى من السكر و قلوبهم قلوب الذياب الخ (۳۷۸) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا آخر زمانے میں ایسے لوگ نکلیں گے جو دنیا کو دین سے طلب کریں گے، لوگوں کے دکھانے اور نرمی کے اظہار کے لئے دنبے کے چمڑے پہنیں گے، ان کی زبان شکر سے زیادہ میٹھی ہوگی مگر ان کے قلوب بھیڑیوں کی طرح ہوں گے۔"

(۲) ان يسير الرياء شرك --- الخ (۳۷۹) "تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے۔"

(۳) ان الله يحب الابرار الاتقياء الا اخفياء --- الخ (۳۸۰) "خدا ان نیکوکار پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے جن کے حال خلق سے پوشیدہ ہیں۔"

ہمارا طریقۂ دعوت کیا ہو: مسلمانوں کو جس چیز سے شدید نقصان پہنچ رہا ہے وہ ہمارا غلط طریق کار ہے۔ داعی کے لئے لازمی ہے کہ وہ خوش گفتار بھی ہو، اس کا طریقہ کلام صاف اور دل نشین تعریضات سے پاک و صاف ہو، وہ اپنوں اور بے گانوں میں موعظتِ حسنہ کے ساتھ سامنے آئے، اوامر و نواہی، محرمات شرعیہ، حدود الٰہیہ میں پوری آزادی و قوت سے کام لے، سب و شتم (گالی گلوچ) سے محترز رہے۔ اس باب میں قرآن حکیم نے صاف طور پر فرما دیا۔

ادع الى سبيل ربک بالحكمة والموعظة الحسنة و جادلهم باللتی هی احسن (۳۸۱) "خدا کے راستے کی طرف اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور بہتر طریقے سے بحث کرو۔"

تقسیم کار: جن اقوام میں تقسیم کار کا اصول (جسے اسلام ہی نے پیش کیا تھا) موجود ہے ان کے تمام کام جاری ہیں۔ ہمارا عالم یہ ہے کہ جس ایک ہنگامی تحریک کی طرف میلانِ طبع ہوا ساری کی ساری قوم اس طرح متوجہ ہو جاتی ہے کہ دوسرے اہم سے اہم شعبے ناقص رہ جاتے ہیں۔ پھر یہ کہ ہر وہ کام جو ہمارے دائرۂ عمل اور قوت سے باہر ہے یا جس کے لئے ہم سے زائد موزوں افراد موجود ہیں اپنی قیادت و رہنمائی کے جنون میں انہیں پس پشت ڈال کر آگے بڑھتے ہیں جس کی وجہ سے باہمی کشمکش کی خلیج وسیع ہوتی ہے، اگر یہی چیز مابہ النزاع ہے تو بہتر صورت یہ ہو سکتی ہے کہ تحریکات کا ایک نقشہ تیار کر لیا جائے اور حلقہ جات تقسیم ہو کر اعلان ہو جائے کہ فلاں فلاں امور فلاں جماعت انجام دے گی، اگر جماعت واقعتاً اپنے فرائض کما حقہ انجام دینے کی صلاحیت پیدا

Marfat.com

لے تو پھر اختلافات کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

ہم میں کچھ لوگ تو تفقہ فی الدین درس وتدریس کے لئے معین ہوں اور کچھ ایسے ہوں جو اپنی زندگی دعوت الی الحق اشاعت دین کے لئے وقف کر دیں، کچھ وہ ہوں جو مجاہدانہ حالت کے ساتھ حق و باطل کے مقابلے کے لئے میدان عمل میں آئیں۔ اصول سب کے واحد طریقۂ کار مختلف ہو، ایک دوسرے کی راہ میں حارج نہ ہو۔ اس تقسیم کار کے اصول کو قرآن مجید نے اس طرح ظاہر فرمایا:

فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم (۳۸۲) ''کیوں نہ ان کی جماعت میں سے کچھ لوگ ایسے نکلیں جو دین میں سمجھ پیدا کریں اور اپنی قوم کو ڈرائیں۔''

آج اگر ہم قرآنی احکام کے ماتحت تقسیم کار کے زریں اصول پر عمل پیرا ہوں تو مستقبل قریب میں شاندار نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

مدارس وخانقاہوں کا نظامِ عمل

تبلیغ واشاعت دین کے لئے ہمارے مدارس و خانقاہوں نے جو عمیق خدمات انجام دیں تاریخ اس کی شاہد ہے۔ علماء و مشائخین ہی تھے جنہوں نے دنیا کے ہر حصۂ ملک میں پہنچ کر اسلام کی دعوت دی اور اپنے ولولہ عمل اور مجاہدات سے دنیا کو مسخر کر ڈالا۔ وہ نام ونمود سے دور حق وصداقت خلوص وللّٰہیت کا نمونہ تھے۔

ان کی خانقاہوں مین روحانی اور مذہبی تربیت دی جاتی، شاگردوں سے شدید ترین ریاضتیں کرائی جاتیں تاکہ مجاہدات کے عادی ہو کر اسلام کی خدمت میں ہر مصیبت برداشت کرسکیں۔ ایک موقع پر حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ليس الاعتبار ابلخرقة انما الاعتبار الحرقه.

''ہمارے یہاں خرقے کا اعتبار نہیں، بلکہ اعتبار خود کو جلا دینے کا ہے۔''

ان حضرات کے شاگردوں کو اس وقت تک خرقۂ خلافت نہ دیا جاتا جب تک وہ اپنے وجود کو عشق الٰہی میں فنا نہ کر دیتے۔ جس وقت یہ جماعت روحانی علوم کی تکمیل کر لیتی اور شیخ کی نظر میں یہ حضرات مکمل ہو جاتے تو ایک ایک حصۂ ملک دعوت وتبلیغ کے لئے تجویز فرما کر روانہ کیا جاتا۔ پھر یہ روحانی معلمین جہاں پہنچتے ان کی زندگی کا مقصد صرف خدمت خلق تھا۔ نہ تو انہوں نے اپنے مریدین کو جلب منفعت کا ذریعہ بنایا، نہ ان کو بلند عمارتوں، محلاتِ شاہی کا شوق تھا۔ وہ اپنی کملی اور ٹوٹی جھونپڑی میں بادشاہت کرتے تھے۔

آج بھی ان حضرات کی روحیں اپنی اپنی آرام گاہوں میں رہ کر رشد وہدایت فرما رہی ہیں، لیکن جو ان کے نام لیوا ہیں وہ اپنے جادۂ ہدایت سے کوسوں دور ہیں۔ کاش ہمارے صوفیائے کرام کی محترم جماعت اپنے اہم فرائض پر غور کرے اور خانقاہوں میں قدیم نظام عمل جاری کرے تو آج ہماری قوم کہاں سے کہاں پہنچ جائے۔ طلبائے روحانی جمع کئے جائیں، خلفا و مریدین کو سلف کی تعلیمات دے کر رشد وہدایت کے لئے ایک ایک گوشے میں پھیلا دیا جائے، اگر ہماری خانقاہیں اشاعت دین کے لئے متحرک ہو جائیں تو پھر قلیل عرصے میں ان کے نتائج بہتر سے بہتر رونما ہو سکتے ہیں۔

اعراس ومحافل وغیرہ میں اکابر اولیا اللہ کی خدا پرستی، خشیت الٰہی، اطاعت نبوی، خدمت خلق کے کارنامے سنائے جائیں، محض کشف وکرامات ہی پر تقاریر محدود نہ رکھے جائیں بلکہ ان حضرات کی زندگی کے تمام گوشے مریدین ومعتقدین کے سامنے پیش کئے جائیں تاکہ مردہ قلوب میں حیاتِ نو پیدا ہو۔ مجاہدات وریاضت کے طریقوں کی تعلیم دی جائے۔ مریدین وخلفا کو سادگی وایثار خدمت قومی ومذہبی کا عادی بنایا جائے۔ یہی وہ مبارک مقاصد تھے جن پر سبق مشائخین کبار نے عمل فرمایا۔

Marfat.com

اسلام کا تجارتی نظام

اسلام نے جس طرح عبادات واعتقادات مقرر فرمائے اسی طرح انسان کی دنیوی زندگی کامیاب بنانے کے لئے کسب معاش تجارت کو ضروری قرار دیا تاکہ انسان اپاہج اور بے عمل ہو کر نہ بیٹھ جائے۔ تجارت جیسے وسیع شعبے کے لئے حضرت ختم مرتبت روحی له الفدا ﷺ نے اسلام میں مستقل ابواب قائم کیں اور خود اپنی حیاتِ شریفہ اور رفقائے کار کی تجارتی زندگی پیش فرما کر دنیا کو اس حقیقت سے آگاہ کر دیا کہ جس فعل کو میں اور میرے صحابہ اختیار کریں وہ تمہارے لئے لائق تقلید وعمل ہے۔

بلاشبہ دنیا میں آج وہی قوم زندہ رہنے کی مستحق ہے جس کے اندر تجارت صنعت وحرفت کے سامان موجود ہوں۔ آج اگر مسلمان اپنی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ان کو معلوم ہوگا دنیا کا وہ کون سا حصہ تھا جہاں ان کے اسلاف تجارت کرتے ہوئے نہ پہنچے اور تجارت کے ہر شعبے کو اپنے ہاتھ میں نہ لیا۔ پس آج تجارت کے پیشے کو ذلیل سمجھنا حماقت وجہالت ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ دیانت داری و تندہی کے ساتھ اپنی ضروریات کے لئے ہر شہر وقصبے میں تجارتی شعبہ جات قائم کریں اور کسی پیشے کو اختیار کرنے میں احتراز نہ کریں۔

تجارت کے متعلق آیات واحادیث: قرآن کریم نے فکلوا مما رزقکم اللہ حلالاً طیباً (۳۸۳) ارشاد فرمایا جس سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ خدائے پاک بھی اسی رزق کو پسند فرماتا ہے جو کسب حلال اور پاک کمائی سے حاصل کیا جائے۔

قرآن کریم میں تجارت کے مختلف پہلو ظاہر کئے گئے ہیں۔ انسان کی روزمرہ کی زندگی میں امیر، غریب سب کو غلے سے تعلق رہتا ہے، لہٰذا ایسی دفعات مقرر کی گئیں جنہیں اختیار کرنے کے بعد تاجر کامیاب ہو سکیں۔ تجارت کا سب سے بڑا اصول جسے اسلام نے پیش کیا وہ سچائی وایمان داری ہے۔ مال جس کیفیت وحالت میں ہو مشتری کو اس سے مطلع کر کر فروخت کیا جائے۔

دورِ اوّل میں بھی کچھ ایسے غلہ فروش تھے جو آج کل کی طرح ناپ تول میں ایمان داری سے کام نہیں لیتے تھے، اس لئے قرآن کریم نے شدت سے قبیح فعل کو روکنے کی دفعات مقرر کیں۔

آیات: (۱) واوفوا لکیل والمیزان بالقسط (۳۸۴)
''انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ تول کرو۔''

(۲) ولا تنقصوا المکیال والمیزان (۳۸۵) ''ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو۔''

(۳) ولا تبخسوا الناس اشیاء ھم (۳۸۶) ''لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔''

(۴) اقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان (۳۸۷)
''انصاف کے ساتھ سیدھی تول تولو اور کم نہ تولو۔''

(۵) ویل للمطففین الذین اذا کتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او زنوھم یخسرون (۳۸۸)
''کم دینے والوں کی بڑی تباہی ہے کہ لوگوں سے یہ تول کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ناپ تول کر دیں تو کم دیں۔''

قرض دار کو مہلت: تجارتی سلسلے میں قرض کا سلسلہ لازمہ تجارت ہے اس کے بغیر نہیں چل سکتی۔ قرآن حکیم وارشادات نبویہ میں جگہ جگہ اس کی تاکیدات فرمائی گئیں، لیکن جس قدر حصے ہم درج کر رہے ہیں تاجر سے متعلق ہیں۔ ایک وہ پہلو بھی ہے جس کا تعلق خریدنے والے سے ہے، اسلام نے خریداروں کے لئے اصول مقرر فرما دیئے۔ اگر تاجر کے لئے ضروری ہے کہ وہ زبان کا سچا، ایمان دار، خریدار کی رعایت کرنے والا ہو اسی کے ساتھ خریدنے والوں کو بھی بتا دیا گیا کہ وہ وقت پر وعدہ پورا کریں۔ سود کی لعنت اور اس کی عادت نے طبائع کو یہاں تک خراب کر دیا ہے کہ معینہ اوقات میں ادائیگی ضروری نہیں سمجھتے۔ بنیوں کی قوم اپنی سرمایہ داری اور سودی کاروبار سے عمداً برسوں خموشی سے گزار دیتی ہے، لیکن

Marfat.com

مسلمان اپنی ابتدائی تجارت میں ادھار سسٹم کو دوسروں کی طرح کسی حالت میں نہیں چلا سکتے۔ مسلمان خریداروں کا قومی و مذہبی فریضہ ہے کہ وہ اپنے اندر قومی احساس پیدا کر کے اپنے بھائیوں کے کاروبار میں مدد پہنچائیں اور وقت پر رقوم کی ادائیگی کا انتظام کریں۔

کسب معاش و تجارت کے فضائل (احادیث):

(۱) عن رافع بن خدیج قیل یا رسول اللہ ﷺ ای الکسب اطیب قال عمل الرجل بیدہ و کل بیع مبرور (۳۸۹) ''رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا کون سا کسب افضل ہے؟ فرمایا انسان کے ہاتھ کی کمائی اور ہر وہ تجارت جو درست ہو (اور اس میں جھوٹ اور خیانت نہ ہو)۔''

احیاء العلوم میں ہے: (۲) علیکم بالتجارۃ فان فیھا تسعۃ اعشار الرزق (۳۹۰) ''تجارت ضرور کرو، اس میں رزق کا ۹/۱۰ حصہ ہے۔''

(۳) عن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ (۳۹۱) ''حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا حلال روزی کی تلاش فرض ہے بعد فرض (نماز، روزہ) کے۔''

مسلم میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

(۴) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ طیب لا یقبل الاطیبا وان اللہ امر المومنین ما امر بہ المرسلین الخ (۳۹۲) ''اللہ تعالیٰ پاک ہے پاک ہی چیزوں کو قبول فرماتا ہے۔ اس نے مسلمانوں کو وہی حکم دیا جو رسولوں کو دیا۔''

(۵) عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت قال النبی ﷺ ان اطیب ما اکلتم من کسبکم (۳۹۳) ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تمہارا سب سے پاک کھانا اپنے کسب سے ہے۔'' ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا:

(۶) من اکل طیبا و عمل فی سنۃ و امن الناس بوائقہ دخل الجنۃ (۳۹۴) ''ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس نے حلال کھایا اور طریقہ سنت پر عمل کیا اور لوگ اس کی زیادتی سے امن میں رہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

(۷) عن المقدام بن معد یکرب قال قال رسول اللہ ﷺ ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ و ان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ (۳۹۵) ''مقدام بن معد یکرب راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا نہیں کھایا کسی نے کوئی کھانا کبھی بہتر اس سے کہ اپنے ہاتھ کے کسب سے کھائے۔ بے شک خدا کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

ایمان دار تاجروں کا مرتبہ: عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء (۳۹۶) ''ابی سعید رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا سچا اور امانت دار سوداگر انبیاء صدیقین و شہداء کے ساتھ ہوگا۔''

تجارت میں بات بات پر حلف کی ممانعت: عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ایاکم و کثرۃ الحلف فی البیع فانہ ینفق ثم یمحق (۳۹۷) ''ابی قتادہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تجارت میں زیادہ قسم کھانے سے پرہیز کرو، کیوں کہ وہ اس وقت تو مال فروخت کرا دیتی ہے لیکن پھر نقصان دیتی ہے۔''

Marfat.com

تجارت اور حسن معاملت: تجارت کا کامیاب اصول یہ بھی ہے کہ تاجر معاملات میں خوبی ونرمی سے کام لے۔ آج وہ لوگ جو تجارتی کاروبار میں اخلاق سے کام لیتے ہیں بہ مقابلہ شدت کرنے والوں کے زیادہ کامیاب ہیں اور حقیقت میں یہ اصول اسلام ہی کا سکھایا ہوا ہے۔ چناں چہ فرماتے ہیں:

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال رحمه الله رجلا یمحا اذا باع واذا اشتریٰ واذا اقتضی (۳۹۸) ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا خدا اس پر رحم کرے جو بیع کرنے اور خریدنے اور تقاضا کرنے میں آسانی کرتا ہو۔''

اُدھار سودا لینا اور قرض دار کو مہلت دینے کی ہدایت: ادھار سودا لیتے وقت مدت کا تقرر صاف صاف طے ہونا چاہئے، بغیر مدت مقرر کئے ہوئے شرعاً بیع درست نہیں بجز تیار شدہ مکان کے کہ اس کی بیع کے وقت دیوار چھت وغیرہ سب شامل ہے یا اسی قبیل کی اور چند صورتیں۔ ادھار کے معاملے میں قرآن کریم کی تعلیم بالکل صاف اور واضح ہے۔ چناں چہ فرمایا گیا:

وان کان ذوا عسرة فنظرة الی میسرة (۳۹۹)
''اگر کوئی تنگ دست (تمہارا مقروض ہو) تو فراخی تک مہلت دو۔''

حضور انور روحی له الفداء ﷺ فرماتے ہیں:

عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال قال کان تاجر یداین الناس فاذا رایٰ معسرا قال لفتیانه تجاوزوا عنه لعل الله ان یتجاوز عنا فتجاوزالله عنه (۴۰۰) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ایک تاجر لوگوں سے قرض کا معاملہ کرتا تھا اس کا دستور تھا جب کسی کو تنگ دست دیکھتا تو اپنے کارندوں سے کہتا کہ اسے معاف کردو شاید خدا ہمیں معاف کرے، چنانچہ خدا نے اس کے قصور کو معاف کردیا۔''

جو قرض لے کر واپس نہ کریں ان کے لئے وعید: عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال من اخذ اموال الناس یرید اداء ھا ادی اللہ عنه و من اخذ یرید اتلافھا اتلفه اللہ علیه (۴۰۱)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں کے مال (بہ نیت ادائے قرض) لیتا ہے خدا اس سے ادا کرادیتا ہے اور جو مال ہضم کرنے کی غرض سے لیتا ہے خدا اس مال کو ہلاک کردیتا ہے۔''

تجارت کا عنوان ایک ایسا وسیع عنوان ہے کہ اس رسالے میں اس کی تفصیلات درج کرنا بوجہ ضخامت کتاب ممکن نہیں۔ آخر میں ہم اسلام کی اس ہدایت کو پھر دہرادینا چاہتے ہیں کہ اسلام نے بائع ومشتری دونوں کے لئے الگ الگ ہدایات دیں، بیچنے والے کے لئے ضروری قرار دیا کہ وہ سچائی، دیانت داری کے ساتھ تجارت کرے، کسی کو مال میں دھوکہ نہ دے، مال کی جو حالت ہو اس سے خریدار کو واقف کردے اور خریدار پوری طرح آگاہ ہو جانے کے بعد معاملت کرے۔ نہ تو تاجر ہی کو یہ چاہئے کہ وہ یک وقت زیادہ سے زیادہ نفع ایک ہی شخص سے حاصل کرے (اگرچہ اس کو اپنی چیز کی قیمت تجویز کرنے کا اختیار ہے) اور نہ خریدار ہی خوامخواہ تاجر کو تنگ کرے۔ اس اقتصادی تباہی کے دور میں اگر چند پیسوں کی زیادتی بھی مسلمان تاجر کے ہاں ہو تو اسی سے خرید مناسب ہے۔

گداگری اور کسب حلال: بدقسمتی سے ہمارے ملک کی اقتصادی وتجارتی تباہی نے گداگری کو ایک مستقل پیشہ بنادیا ہے، جن کے گھروں میں مال و دولت جمع ہے وہ بھی گداگری کو عجب عجب طریقوں سے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ گداگروں کی جماعت والے آئے دن جس قسم کے جرموں کا ارتکاب کرتے ہیں ان سے

Marfat.com

ہر ذی ہوش باخبر ہے۔ اسلام نے اس گداگری کے متعلق سخت سے سخت قوانین جاری کئے۔ یہاں عنوان کے ماتحت بخاری کی صرف ایک ہی حدیث شریف درج کی جاتی ہے:

لان یحتطب احدکم حرمة علی ظهره خیر له ان یسال احدا فیعطیه او یمنعه (۴۰۲) ''بے شک یہ بات کہ تم میں کوئی شخص اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لادے اس سے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے۔''

اسلام کا مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمان کو خود اپنے ہاتھ کی روزی کمانے کا عادی بناتا ہے۔ کسبِ حلال کے لئے کسی قسم کا جائز پیشہ کرے وہ اس کے لئے باعث برکت اور خدا کی خوشنودی کا سبب ہوگا۔ اس زمانے میں ہمارے اندر کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو چھوٹے چھوٹے کاموں یا پیشے کی وجہ سے دوسروں پر طعن کرتے ہیں۔ ہم اس سلسلے میں گزشتہ اوراق میں متعدد احادیث درج کر آئے ہیں ان کا اعادہ ضروری نہیں۔ اس موقعے پر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث پاک قابل نصیحت ہے جس میں آپ فرماتی ہیں۔

کان رسول اللہ ﷺ یخصف نعله و یخیط ثوبه (۴۰۳) ''یعنی حضور انور ﷺ (بوقتِ ضرورت) اپنی نعلین مبارک گانٹھ لیتے اور اپنا کپڑا سی لیتے۔'' یہ مبارک حدیث شریف ہر مسلمان کے سامنے رہنا چاہئے۔ یہ سب پیشے انسان کی گزر اوقات کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

فضول خرچیوں کی ممانعت: عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ تجارتی کاروبار میں ترقی شروع ہوتے ہی ہمارا ہاتھ فضول خرچیوں میں وسیع ہوتا ہے۔ جائز و ناجائز اخراجات کا کوئی سوال ہمارے سامنے نہیں رہتا۔ شادی بیاہ کی فضول رسموں، نام و نمود، عیش پرستی، خواہشاتِ نفسانی پر تجارت کا تمام نفع برباد کر دیتے ہیں۔ آمدنی سے زیادہ خرچ ہوتا ہے اور اسلام کی وہ سادگی اور میانہ روی جس کو اختیار کرنے کے بعد مسلمانوں نے ترقی کی آج اس کے ترک سے برباد ہو رہے ہیں۔ ہمارے دولت مند تاجروں کو پوری احتیاط سے دولت صرف کرنی چاہئے جو دولت محرمات و ممنوعات پر خرچ ہوتی ہے۔ کاش! اس کا ایک چوتھائی حصہ بھی قومی و مذہبی ضروریات پر خرچ کیا جائے تو اجر و ثواب کے ساتھ قوم کی کتنی اہم ضرورتیں پوری ہوں۔ ہم اپنی دولت بے جا طور پر صرف کرتے ہیں۔ کسی زمانے میں حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی دولت کو اسلام کی ضرورت پر زیادہ سے زیادہ صرف کرتے تھے۔ یہی طریقے آج دوسری قوموں میں جاری ہیں اسی لئے ان کی تحریکات کامیاب ہو رہی ہیں۔

وہ چیزیں جن کی تجارت منع ہے: اس دور میں دوسروں کی دیکھا دیکھی حلال وحرام کا امتیاز بھی مٹایا جا رہا ہے، حالاں کہ اسلام نے تجارت کے نظام عمل میں اسے بھی واضح کر دیا کہ کس چیز کی تجارت درست ہے اور کس کی ناجائز وحرام۔ یہاں مثال کے طور پر ہم چند چیزوں کا بیان کرتے ہیں:

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ یأتی علی الناس زمانٌ لا یبالی المرء ما اخذ منه أمن الحلال أم من الحرام (۴۰۴) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی اس کی پرواہ نہ کرے گا کہ مال لے گا اور یہ نہ خیال کرے گا کہ یہ مال حلال ہے یا حرام۔''

غلے کی تجارت کیلئے ہدایات: (۱) عن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من ابتاع طعاما فلا یبعه حتی یستوفیه (۴۰۵) ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص غلہ خریدے، جب تک اس کا قبضہ نہ ہو جائے بیچے نہیں۔''

(۲) عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ

Marfat.com

مر علی صبرة طعام فادخل یده فیها فنالت اصابعه بللا فقال ما هذا یا صاحب الطعام قال اصابته السماء یا رسول الله قال افلا جعلته فوق الطعام حتی یراه الناس من غش فلیس منی (۴۰۶) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا غلے کے ایک ڈھیر پر گزر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہاتھ مار کر دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں میں تری محسوس ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلے والے یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تر نہیں کیا بلکہ مینہ سے تر ہو گیا ہے۔ فرمایا تو نے بھیگے ہوئے غلے کو اوپر کیوں نہ رکھا تا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے۔ جو شخص دھوکہ دے وہ میرے طریقے پر نہیں۔''

ابن ماجہ کی ایک حدیث واثلہ بن اسقع سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۳) من باع عیبا لم یبینه لم یزل فی مقت الله ولم تزل الملئکة تلعنه (۴۰۷) ''جو شخص عیب دار چیز فروخت کرے اور خریدار کو آگاہ نہ کرے وہ ہمیشہ خدا کے عذاب میں مبتلا رہے گا اور اس پر فرشتے ہمیشہ لعنت کرتے رہیں گے۔''

حاجت سے زیادہ پانی پر میٹر لگانے والوں کیلئے صاف و صریح ہدایت: بعض بعض جگہ اس ترقی یافتہ زمانے میں نلوں کے پانی پر ٹیکس کے علاوہ میٹر لگائے جانے کی تجاویز زیر غور وعمل ہیں۔ آج سے چودہ سو برس قبل ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما گئے۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لا تمنعوا افضل الماء لتمنعوا به الکلأ (۴۰۸) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاجت سے زیادہ پانی سے لوگوں کو منع نہ کرو، کیوں کہ تمہارا منع کرنا چارے اور گھاس سے منع کرنے کا سبب ہوگا۔''

ممنوعات: اسی طرح احادیث میں جانوروں کی بیع میں اس امر سے منع فرمایا کہ دودھ کو اس غرض سے تھنوں میں نہ روکو کہ خریدار کو دودھ زیادہ معلوم ہو اور وہ دھوکا کھا جائے۔ ادھار کو ادھار کے ساتھ بیچنے کی بھی ممانعت فرمائی۔ کتوں کی بیع اور اس کی قیمت کھانے سے بھی منع فرمایا۔ اسی طرح مردے کی چربی سے غلے کو گراں بیچنے کی نیت سے روکنے کی بھی ممانعت فرمائی گئی۔ درخت کے پھل جب تک اچھی طرح نہ آجائیں اس سے قبل ان کی بیع ممنوع فرمائی۔ پچھنے لگانے کی اجرت کا حاصل کرنا بھی منع فرمایا۔ زانیہ کی اجرت بھی حرام ہے۔

شراب کی حرمت اور اس کی بیع وغیرہ کی ممانعت: شراب کو اسلام نے ام الخبائث ٹھہرایا جس کی وجوہات پر بحث کی گنجائش نہیں۔ شراب کے مضرات سے کون ناواقف ہوگا۔ اس کی حرمت کا قرآن کریم نے جگہ جگہ حکم دیا اور اسے رجس من عمل الشیطان (۴۰۹) ٹھہرایا۔ سردست یہاں چند احادیث شریفہ نقل کی جاتی ہیں:

(۱) عن انس رضی الله عنه قال لعن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فی الخمر عشرة عامرها و معتصرها وشاربها حاملها والمحلولة الیه وساقیها و بائعها و اکل ثمنها والمشتریٰ لها والمشتریٰ له (۴۱۰) ''حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے بارے میں دس شخصوں پر لعنت کی: (۱) شراب کے نچوڑنے والے (۲) نچڑوانے والے (۳) پینے والے (۴) اُٹھانے والے (۵) جس کی طرف اٹھائی گئی (۶) پلانے والے (۷) بیچنے والے (۸) اس کا مول کھانے والے (۹) مول لینے والے اور (۱۰) جس کے واسطے خریدی گئی۔''

Marfat.com

(۲) عن عائشة رضی الله عنها قالت سئل رسول الله ﷺ عن البیع و هو نبیذ العسل فقال کل شراب مسکر فهو حرام (۴۱۱) ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں حضور ﷺ سے شہد کی شراب کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا جو چیز نشہ کرے وہ حرام ہے۔''

(۳) ومن شرب الخمر فی الدنیا فمات و هو یدمنها لم یتب لم یشربها فی الاخرة (۴۱۲) ''جو دنیا میں ہمیشہ شراب پیتا رہا اور بغیر توبہ کئے مر گیا تو قیامت میں (کوثر) نہ پیئے گا۔''

(۴) کل مسکر حرام ان علی الله عهدا لمن یشرب المسکر أن یسقیه من طینة الخبال قالوا یا رسول الله وما طینة الخبال قال عرق اهل النار و عصارة اهل النار (۴۱۳) ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ہر نشے والی چیز حرام ہے اور تحقیق اللہ پر عہد ہے اس شخص کے بارے میں جو نشے کی چیز پیئے پلائے گا اس کو طینة الخبال ۔صحابہ نے پوچھا طینة الخبال کیا ہے؟ فرمایا دوزخیوں کا پسینہ اور وہ پیپ لہو جو دوزخیوں کے زخموں سے نکلے۔''

(۵) جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس چیز کا اکثر حصہ نشہ لائے اس کا تھوڑا بھی حرام ہے۔

بے جا عذرات کارد: بعض حضرات جو دوسرے سرد ممالک میں رہنے کے عادی ہیں وہ نصاریٰ کی تقلید سے شراب نوشی کے عادی ہو کر عذرات کرتے ہیں کہ بغیر شراب کے سرد ملک میں ہم کس طرح کام کر سکتے ہیں۔ تقریباً ایسا ہی ایک عذر دیلم حمیری نے سرکار عالم ﷺ کی بارگاہ عالی میں کیا۔ حضور ﷺ نے سماعت فرما کر جو جواب دیا وہ ذیل کی حدیث سے معلوم ہوگا۔

عن دیلم الحمیری قال قلت یا رسول الله انا بارض باردة و نعالج فیها عملا شدیداً و انا نتخذ شرابا من هذا القمح نتقوی به علی اعمالنا و علی برد بلادنا قال هل یسکر قلت نعم قال فاجتنبوه قلت ان الناس غیر تارکیه قال ان لم یترکوه قاتلوهم (۴۱۵) ''دیلم حمیری راوی ہیں میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ہم سرد زمین میں رہ کر سخت کام کرتے ہیں اور گیہوں سے شراب بناتے ہیں اور اس سے کاموں میں قوت حاصل کرتے ہیں اور سردی سے بچ جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا وہ نشہ لاتی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں فرمایا پس اس سے بچو۔ میں نے عرض کیا لوگ اس کے چھوڑنے والے نہیں (یعنی حلال جانتے ہیں) فرمایا اگر نہ چھوڑیں تو ان سے مقابلہ کرو۔''

ہم نے مختصراً چند احادیث شریفہ یہاں درج کر دیں جن سے حرمت شراب اور اس کی مختلف حیثیات آتی ہیں۔ کسی طاقت و حکم یا عادات واطوار سے حرام چیز حلال نہیں ہو سکتی۔ بدقسمت ہیں وہ مسلمان جو اُم الخبائث کے عادی ہیں۔ سینڈھی، تاڑی وغیرہ سب شراب کے حکم میں ہیں۔ خدا مسلمانوں پر رحم فرمائے کہ وہ اس شیطانی فعل سے محترز ہوں۔

اس قسم کی حرام چیزوں کے نفع وغیرہ سے جو صدقہ بھی دیا جائے گا وہ قبول نہیں ہوگا۔

ربٰو

سودی لین دین: موجودہ تجارتی دور میں کہا جاتا ہے بغیر سود کے کوئی تجارت نہیں چل سکتی۔ اس عذر کے ساتھ سعی کی جارہی ہے کہ علماء کسی نہ کسی طور سے سود کی حلت کا فتویٰ صادر کر دیں۔ احکام شرع میں نہ تو کسی حکومت کے لئے جائز ہے کہ وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دے اور نہ علما یہ کر سکتے ہیں کہ اس قسم کے عذرات کے باعث جواز کے پہلو نکالیں۔ تجارتی نظام عمل میں آیات و

Marfat.com

احادیث نبویہ سے صاف وصریح طور پر تجارت کے ہر گوشے پر وضاحت سے روشنی ڈال دی گئی ہے۔ رہا مسئلہ سود تو اس بارے میں بھی آیات و احادیث اور احکام فقہ موجود ہیں۔ یہاں تمام بحثوں کا درج کرنا مشکل ہے چند آیات واحادیث متعلق سود درج کی جائیں گی:

آیات (۱) الذین یا کلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس ذلک بانهم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل الله البیع و حرم الربوا (۴۱۶) ''جولوگ سود کھاتے ہیں (قیامت میں) نہ کھڑے ہوسکیں گے مگر اس شخص کی طرح جس کو شیطان نے اپنی جھپٹ سے مخبوط الحواس کردیا ہو۔ یہ اس قول کی سزا ہے کہ جیسا بیع کا معاملہ ہے ویسے ہی سود بھی ہے، حالاں کہ بیع کو خدا نے حلال کیا اور سود کو حرام۔''

(۲) یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله و ذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله و رسوله (۴۱۷) ''اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور جو سود (لوگوں کی طرف) باقی ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔''

(۳) وما آتیتم من ربا لیربو فی اموال الناس فلا یربو عندالله (۴۱۸) ''اور اے مسلمانو! تم جو سود دیتے ہو تا کہ لوگوں کے مال میں زیادتی ہو تو وہ (سود) خدا کے یہاں (پھولتا) پھلتا نہیں۔''

احادیث: عن جابر رضی الله عنه قال لعن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا و موکله و کاتبه و اشاهدیه وقال هسم سواء (۴۱۹) ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے، دینے والے، سود کی دستاویز لکھنے والے اور معاملہ کی گواہی دینے والے ان سب پر لعنت کی اور فرمایا کہ یہ ارتکاب معصیت میں برابر ہیں۔''

سودخوار قوموں کا حال: (۱) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اتیت لیلة اسری بی علی قوم بطونهم کالبیوت فیها الحیات تری من خارج بطونهم فقلت من هؤلآء اکلة الربوا (۴۲۰) ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میں میرا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ ایسے تھے جیسے بڑا گدا اور ان میں اژدہے تھے جو پیٹوں کے باہر کی جانب سے دکھائی دیتے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ سود خور ہیں۔''

(۲) عن عبدالله بن حنظللة غسیل الملئکة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم درهم ربواً یا کله الرجل و هو یعلم اشد من سنة وثلثین زنیة (۴۲۱) ''عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ راوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سود کا ایک درم بھی جان کر کھائے تو وہ بہت زیادہ ہے گناہ میں چھتیس زنا سے۔''

نظامِ وراثت

اسلام کا قانونِ وراثت بھی ایک ایسا مکمل قانون ہے جس کے تمام گوشے اپنے اندر جامعیت رکھتے ہیں، بلکہ اس قانون کی روشنی میں آج دوسرے مذاہب بھی اپنے لئے قوانین بنانا چاہتے ہیں۔ اس محدود رسالے میں اس اہم عنوان کے تحت مختصر بھی لکھا جائے تب بھی اوراق کثیرہ کی احتیاج ہوگی۔ مسلمانوں کی عام و خاص حالت پر نظر کرتے ہوئے وراثت کے چند اہم اور ضروری مسائل درج کئے جاتے ہیں تا کہ حقوق العباد کا یہ عنوان بھی اس سلسلے میں تشنہ نہ رہ جائے۔

اُصول وراثت: اپنے بعد کسی کو وارث کرنا یا کسی کا وارث ہونا، یہ امر اختیاری نہیں اگرچہ کسی کا یہ ارادہ ہو کہ میرے بعد فلاں

Marfat.com

وارث نہ ہو اس کا کوئی اعتبار نہیں، البتہ اگر زندگی میں بحالت ہوش وحواس کوئی جائیداد و بیع یا کسی کو ہبہ کردی جائے۔

وارثوں میں چھوٹے بڑے نفسِ وراثت میں سب برابر ہیں اور سب برابر حصہ پانے کے شرعاً مستحق ہوں گے۔ بعض بعض مقامات پر یہ طرز عمل کہ لوگوں نے اپنی جہالت سے لڑکی کو محروم الارث سمجھ لیا یا مقابلاً اس کو کچھ نہیں دیتے یا باپ کے بعد صرف بڑا ہی مستحق وراثت ہوا اور چھوٹے بھائی بڑے بھائی کے محض رحم وکرم پر ہوں خواہ وہ دے یا نہ دے شرعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں یا عورات کے مہر ادا نہ کرنے کا تخیل، اس سے بچنے کے لئے تقسیم مہرین کا اصول بھی ایجادی اصول ہے جسے تغافل کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے۔ وراثت میں وہی تقسیم قابل عمل ہے جو شریعت نے مقرر فرمائی۔

وارثوں کے اقسام اور ان کی تعریف: موجودہ حالت میں تین قسم کے وارث ہوتے ہیں: ذی الفروض، عصبہ، ذوی الارحام۔

ذوی الفروض وہ وارث ہیں جس کا حصہ شرع میں مقرر ہو جیسے چوتھائی، تہائی، چھٹا، آٹھواں۔

عصبہ اس وارث کو کہتے ہیں جس کا کچھ حصہ مقرر نہ ہو اور ذوی الفروض کے لینے کے بعد باقی سب کا مالک ہو یا ذوی الفروض نہ ہوں تب بھی کل مال یہ پالے۔ چوں کہ شریعت میں اولاد اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے، اسی لئے ماں کا نام نہیں لیا جاتا اور بیٹا اپنے باپ کا کہا جاتا ہے۔ بیٹا عصبہ ہی ذوی الفروض نہ ہوا، کیوں کہ اصلی وارث عصبہ ہی ہے۔

ذوی الارحام وہ وارث ہی ہیں جن کا کوئی حصہ معیّن نہیں اور ان میں اور میت میں تمام واسطے مرد کے نہ ہوں یا اگر تمام واسطے مرد کے ہوں تو خود عورت ہو جیسے نواسہ، نواسی، پوتی کی اولاد۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص دو قسم کا وارث ہو مثلاً عصبہ بھی ہو اور ذوی الارحام بھی۔ جیسے زید کی نواسی کلثوم جس کا باپ زید کا بھتیجا ہے وہ ماں کے لحاظ سے ذوی الارحام ہے اور باپ کے لحاظ سے عصبہ، کیوں کہ زید کے بھتیجے کی لڑکی ہے اسی طرح ایک شخص ذوی الفروض اور عصبہ میں سے ہو جیسے زید اور بنب دونوں بھائیوں کے لڑکا لڑکی ہوں اور ان دونوں میں علاقہ زوجیت ہو تو زید شوہر کی حیثیت سے ذوی الفروض ہے اور چچا کا بیٹا ہے اس واسطے عصبہ بھی ہوا۔

یہ مختصر اقسام جو درج کی گئیں وہ ہیں جن کے شرعی نکاح کے ذریعے سے میت کے ساتھ رشتے قائم ہوئے ہوں، اگر زنا کے سبب کوئی رشتہ لگ گیا جیسے حرامی بیٹا یا حرامی بھائی یا حرامی نواسہ، پوتا یہ لوگ میت کے وارث نہیں ہوتے، البتہ حرامی اولاد اپنی ماں کے ترکہ سے میراث پائے گی۔ اسی طرح لعان کی صورت میں اگر لڑکا ماں کے ساتھ ملا دیا جائے تو وہ اپنی ماں کا وارث ہوگا۔ متبنیٰ شرعی وارث نہ ہوگا۔ ان اقسام میں ترتیب ترکہ یوں رہے گی کہ اول ذوی الفروض اپنا اپنا مقرر حصہ لیں گے، اگر عصبہ نہ ہوں تو باقی پھر ذوی الفروض ہی بقدر اپنے حصے کے لیں گے اور جب ذوی الفروض وعصبہ سے کوئی زندہ نہ ہو تب ذوی الارحام کو ملے گا۔

موانع وراثت: کوئی شخص اپنے مورث کو جس کی میراث پاتا ہے اس کو قتل کر ڈالے وراثت سے محروم رہے گا۔

وارث اور مورث کے درمیان مذہبی اختلاف ہو جیسے باپ کافر ہے بیٹا مسلمان۔ باپ کے مرنے کے بعد بیٹا وارث نہیں ہوگا یا بیٹا مرے گا تو باپ وارث نہ ہوگا۔ وارثوں اور مورثوں کے درمیان یہ معلوم ہو کہ ان میں کون پہلے مرا اور کون پیچھے، مثلاً ایک جہاز کشتی وغیرہ میں ایک ساتھ ڈوب گئے۔ معلوم نہیں کس کی جان پہلے اور کس کی بعد میں نکلی یا کسی جنگ کے میدان میں خاندان کے چند اشخاص مارے گئے مثلاً زید باپ تھا اور عمر اس کا بیٹا تھا اور معلوم نہیں کہ دونوں میں پہلے کون مارا گیا۔ زید کے دو بیٹے ہیں خالد، ولید اور عمر کے بھی دو بیٹے ہیں سالم، حکم۔ اب زید کی میراث خالد اور ولید کو، عمر کی میراث سالم وحکم کو ملے گی، ان کو زید کی میراث سے کچھ نہ ملے

Marfat.com

گا، کیوں کہ ان کے باپ عمر کو زید کی میراث سے کچھ نہیں ملا تھا کہ یہ اس کے مستحق ہوں۔

ذوی الفروض کی تعداد اور ان کے حصے: قرآن کریم میں مقرر حصے چھ ہیں۔ آدھا، چوتھا، آٹھواں، دوتہائی، ایک تہائی، چھٹا۔

ان حصوں کے پانے والے ذوی الفروض بارہ ہیں۔ باپ، شوہر، دادا، بھائی، بہن، اخیافی یعنی شریک ماں کا، زوجہ، بیٹی، ماں، پوتی، پرپوتی، دادی، پردادی، سگی بہن، علاتی بہن (جو باپ میں شریک ہو) اخیافی بہن (ماں شریک بہن)۔

یہ سب رشتے مردے کے اعتبار سے ہیں۔ مردے کا باپ یا مردہ عورت کا شوہر یا مردے کا دادا، بھائی یا مردے کی زوجہ و قس علی ہذا۔

پہلا مرد ذوی الفروض میں سے مردے کا باپ ہے، اس کے تین حال ہیں یعنی تین صورتوں سے کمی بیشی کے ساتھ میراث پاتا ہے۔ میت کے باپ کے ساتھ میت کا بیٹا یا پوتا وغیرہ ہو تو ایک چھٹا حصہ باپ کو دیں گے اور باقی پانچ حصے بیٹا پائے گا اور اگر بیٹا نہ ہو، بلکہ پوتا پروتا ہو تو بھی باپ چھٹا حصہ لے گا۔

میت کے باپ کے ساتھ میت کی بیٹی یا پوتی ہو تو اس وقت باپ کو چھٹا حصہ دے کر بیٹی یا پوتی کے بعد جو بچے گا وہ بھی باپ لے گا اس صورت میں دو طرح سے میراث پائے گا۔ پہلے تو بہ حیثیت ذوی الفروض کے، پھر عصبہ بن کر باقی لے لے گا، اگر باپ کے ساتھ میت کا بیٹا، پوتا یا بیٹی، پوتی کوئی نہ ہو تو باپ عصبہ بن کر سب لیتا ہے اور اگر دوسرے ذوی الفروض ہوں تو ان سے جو کچھ بچے گا۔ سب باپ کا ہے مثلاً عورت مری اس نے باپ اور شوہر چھوڑا، ماسوا ان کے کوئی وارث نہ تھا تو اس صورت میں شوہر کو نصف ملے گا اور باقی نصف باپ کا ہے اور اگر شوہر بھی نہ ہو تو سب ترکہ باپ ہی کو ملے گا۔

دوسرا ذوی الفروض شوہر ہے، اس کے دو حال ہیں۔ آدھا کل جائیداد کا جب کہ شوہر کے ساتھ میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی۔ اس شوہر یا دوسرے شوہر سے کوئی نہ ہو چوتھائی۔ چوتھائی اور صورت یہ کہ شوہر کے ساتھ ان میں سے کوئی ہو یعنی بیٹا، بیٹی ہو یا عدم صورت بیٹا بیٹی کے۔ پوتا پوتی ہو تو اس وقت شوہر چوتھائی پائے گا۔ بیٹا بیٹی خواہ پہلے شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے ہوں ہر حال میں شوہر وارث کے حصے کو کم کر دیتے ہیں۔

تیسرا ذوی الفروض دادا ہے، اس کے بعینہ باپ کے ساتھ تین حال ہیں، لیکن اتنا فرق ہے کہ دادا باپ کے سامنے محروم ہوتا ہے اور باپ دادا کے سامنے پاتا ہے، کیوں کہ باپ مردے کی نسبت دادا کے لحاظ سے اصل ہے اور بلاواسطہ مردے سے منسوب ہے۔ دادا پردادا اس سلسلے میں چاہے جتنے دور کے ہوں سب دادا ہیں۔ جب نیچے درجے والے موجود نہ ہوں تو اوپر درجے والا میراث پاتا ہے وقس علی ھذا (باقی کو اسی پر قیاس کرلو)

چوتھا مرد ذوی الفروض ماں شریک بھائی یعنی ماں میت کی اور اس کی ایک ہو اور باپ دو ہوں اس کے بھی تین حال ہیں۔ اگر ایک بھائی ہو چھٹا حصہ پائے گا، دو یا دو سے زیادہ ہوں ایک ثلث لیں گے، میت کا لڑکا، پوتا، پروتا۔ پروتا ہو تو اس بھائی کو کچھ نہ ملے گا۔

ذوی الفروض عورتیں: پہلی عورت زوجہ ہے اس کے دو حال ہیں۔ شوہر مردے کی اولاد ہو لڑکی، لڑکا، پوتا، پوتی۔ اس عورت سے خواہ دوسری عورت سے تو زوجہ کو آٹھواں کل جائیداد کا اور اگر مردے کی اولاد نہ ہو تو زوجہ کو چوتھائی مال۔ ایک بیوی ہو یا دو تین چار ہوں، سب کو ایک ہی حصہ ملتا ہے یعنی ایک چوتھائی۔ یہ نہیں کہ ہر ایک کو اتنا جدا گانہ ملے۔ بیوی سے مراد ہے جس کے ساتھ نکاح صحیح طور پر ہوا ہو، اگر کوئی عورت بلا نکاح مرد کے تصرف میں ہو تو اس کو مرد کے ترکے میں سے کچھ نہ ملے گا۔

دوسری عورت ذوی الفروض میں سے بیٹی ہے، اس کے تین حال ہیں۔ اگر مردے نے ایک ہی بیٹی چھوڑی ہے تو اس کو آدھا

Marfat.com

مال ملے گا، اگر دو بیٹیاں یا اس سے زیادہ ہوں تو سب کو دو تہائی جائیداد ملے گی، اگر بیٹی کے ساتھ مردے کا بیٹا، بیٹی کا بھائی موجود ہو تو وہ بیٹا ان کو بھی عصبہ بنالے گا اور اس وقت بیٹی ذوی الفروض نہ رہے گی اور بیٹی کو بیٹے کے حصے کا آدھا حصہ برابر ملے گا یعنی روپے میں پانچ آنے، تین پائی بیٹی پائی گی اور ایک بیٹا برابر دو بیٹیوں کے سمجھا جائے گا۔ دو بیٹیوں کا حق بیٹا لے گا اور ایک کا بیٹی۔ سب بیٹیاں بیٹے کے ساتھ مل کر اسی حساب سے لیں گی یعنی ہر ایک کو بیٹے کا آدھا ملے گا، نہ یہ کہ سب کو ایک بیٹے کا آدھا مل جائے۔

تیسری ذوالفروض عورت پوتی ہے، اس کے چھ حال ہیں۔ آدھا کل جائیداد کا جب کہ ایک پوتی ہو، دو تہائی جب کہ ایک سے زیادہ ہوں پوتی کے ساتھ اس کے برابر کا یا اس سے نیچے کے درجے کا پوتا پروتا وغیرہ ہو تو پوتی عصبہ ہو جاتی ہے۔ یہ تین حال تو مثل بیٹی کے ہیں۔

ایک بیٹی کے ساتھ پوتی ہو تو پوتی کو چھٹا حصہ۔ دو بیٹیاں ہوں تو پوتی محروم ہے بشرطیکہ پوتی عصبہ نہ ہوئی ہو یعنی اس کے ساتھ کوئی پروتا نہ ہو۔ بیٹے کے ہوتے پر پروتی محروم ہوتی ہے۔ اسی طرح قریب کے پوتے کے ساتھ دور والی محروم رہتی ہے جیسے ایک مرد نے ایک پوتا چھوڑا اور دوسری پروتی موجود ہے تو پوتا وارث ہوگا اور پروتی محروم رہے گی۔

اس کی مثال یوں سمجھو ایک شخص دو بیٹیاں ایک پوتی، ایک پروتا چھوڑ کر مر گیا دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال ملا، باقی مال پوتا پوتی دونوں عصبہ ہونے کے لحاظ سے بانٹ لیں گے، پوتے کے دو حصے اور پوتی کا ایک حصہ ہوگا۔

اسی طرح اگر کسی نے دو بیٹیاں ایک پوتی، ایک پروتی، ایک پروتا چھوڑا تو اس پروتے کے سبب پروتی بھی عصبہ ہو گئی او رپوتی بھی پروتے کے ساتھ عصبہ ہوئی۔ اب ان وارثوں کو اس طرح مال تقسیم ہوگا کہ اول بیٹیوں کو دو تہائی دیں گے اور پوتا پروتی، پروتا یہ تینوں باقی ایک تہائی آپس میں بانٹ لیں گے۔ پروتے کو دو حصے ملیں گے اور پوتی پروتی ایک ایک حصہ پائیں گی۔ اسی طرح اگر کسی نے دو پوتیاں چھوڑیں اور ایک پروتی ایک پروتا، دو تہائی پوتیوں کا ہوا باقی پروتے کو دو حصے اور پروتی کو ایک حصہ ملے گا۔

بیٹیوں یا پوتیوں کا حق دو تہائی سے زائد نہیں۔ جب دو تہائی مال ان کو پہنچ گیا پھر کسی بیٹی یا پوتی کو کچھ نہیں پہنچتا۔ دو تہائی پہنچنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ سب ایک درجے کی ہوں جیسے دو بیٹیاں یا دو پوتیاں ہوں، دوسرے یہ کہ ایک بیٹی ہو اور اس کے ساتھ ایک دو پوتیاں ہوں یا ایک پوتی کے ساتھ ایک پروتی یا دو چار پروتیاں ہوں تو اس صورت میں بیٹی یا پوتی کو آدھا آدھا ملے گا اور پوتی پروتی کو چھٹا حصہ۔ آدھا اور چھٹا حصہ مل کر دو تہائی پورا ہو گیا، اب جو ان کے نیچے درجے کی رہ گئی ہیں وہ سب محروم ہوں گی۔

چوتھی عورت ذوی الفروض سے سگی بہن ہے، اس کے پانچ حال ہیں۔ تین حال تو مثل بیٹی کے ہیں یعنی آدھا ایک کا، دو تہائی جب ایک سے زیادہ دو یا تین چار ہوں، سگے بھائی کے ساتھ عصبہ ہوتی ہے۔ بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ خود عصبہ ہو جاتی ہیں۔ بیٹا یا پوتا اور باپ دادا ان سب کے سامنے محروم ہو جاتی ہیں۔

پانچویں عورت ذوی الفروض میں سے سوتیلی بہن جس کی اور میت کی ماں دو ہوں اور باپ ایک ہو یعنی علاتی بہن ہے، اس کے سات حال ہیں۔ چار تو سگی بہن کے مثل ہیں۔ یعنی ایک ہوتی تو آدھا پائے، دو یا اس سے زیادہ کو دو تہائی، ۳/ علاتی بھائی کے ساتھ عصبہ، ۴/ بیٹیوں کے ساتھ خود ہی عصبہ ہوتی ہیں۔

ایک سگی بہن کے ساتھ علاتی بہن کو چھٹا حصہ ملے گا۔ میت کی دو سگی بہنوں کے ساتھ جب یہ عصبہ نہ ہوں یعنی ان کے ساتھ ان کا حقیقی بھائی نہ ہو تو محروم رہتی ہیں، اگر بھائی ہو تو یہ عصبہ ہو کر بھائی کا آدھا لیں گی۔ میت کے بیٹے یا پوتے پروتے کے ہوتے یا میت کے باپ دادا، پردادا کے ساتھ یا میت کے سگے بھائی بہن

Marfat.com

کے ساتھ جب وہ بہن عصبہ ہوگئی ہو تو علاتی بہن محروم ہو جاتی ہے۔

چھٹی ذوی الفروض عورت میں ماں ہے، اس کے تین حال ہیں۔ میت کی ماں سے جب میت کا بیٹا یا پوتا ہو یا دو بھائی بہن یا دو سے زیادہ کسی قسم کے ہوں تو اس صورت میں ماں کا چھٹا حصہ ہے۔ جب یہ لوگ نہ ہوں اور شوہر باپ یا زوجہ اور باپ بھی نہ ہوں تو ماں کو کل مال کا تہائی حصہ ملے گا۔ جب میت کی ماں کے ساتھ میت کا شوہر اگر مرد ہے تو اس کی زوجہ اور باپ ہے تو باقی کا تہائی حصہ ماں کا ہے۔ یعنی پہلے ذوی الفروض کا حصہ نکال لیں گے پھر جو باقی رہے گا اس میں سے تہائی ماں کو دیں گے۔ اس کی دو صورتیں ہیں، پہلی صورت میں اول شوہر کو چھ کے آدھے تین دیے، اب تین باقی کا ایک تہائی ایک ماں نے لیا، باقی کے دو باپ عصبہ بن کر لے گا۔

دوسری صورت میں اول زوجہ کو کل مال کا چہارم حصہ دے کر جو بچا اس کا تہائی ایک ماں نے لے لیا باقی دو باپ نے لے لئے۔

ساتویں عورت ذوی الفروض سے جدہ ہے بشرطیکہ وہ جدہ فاسدہ نہ ہو، میت کی دادی یا نانی۔ دادی کے دو حال ہیں۔ چھٹا حصہ ایک دادی ہو یا اس سے زیادہ جب کہ ایک درجے کی ہوں میت کی ماں کے سامنے میت کی دادی محروم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح دادی کے آگے ماں کے سلسلے والی دادی محروم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح دادا ہو تو دادی محروم ہے، لیکن وہ دادی کہ میت کے باپ کی ماں ہے وہ میت کے دادا یعنی اپنے شوہر کے ساتھ حصہ لے گی اور قریب کے رشتے کی دادی خواہ وہ وارث ہو یا محروم دور کی دادی کو محروم کر دیتی ہے مثلاً دادی کے ہوتے پردادی محروم ہے۔

عربی میں نانی اور دادی دونوں کو جدہ کہتے ہیں جیسا کہ لفظ جد نانا اور دادا دونوں کو شامل ہے لیکن اردو میں نانی اور دادی دو لفظ جدا جدا ہیں۔ یہاں بھی برعایت عربی زبان کے جدہ کا لفظ لکھا گیا ہے، ورنہ ذوی الفروض کے عدد تیرہ ہو جاتے ہیں۔

اب یہ جاننا چاہئے کہ جدہ صحیحہ کون ہے اور جدہ فاسدہ کسے کہتے ہیں؟ جتنی نانیاں ایسی ہوں جن میں مرد بیچ میں نہ آئے وہ سب جدہ صحیحہ ہیں اور وارث ہوتی ہیں، اگرچہ ہمارے محاورے میں وہ نانیاں کہی جاتی ہیں جیسے ماں کی ماں اور ماں کی ماں کی ماں (علیٰ ہذا قیاس) اسی طرح اوپر تک چلے جاؤ یہ سب نانیاں ذوی الفروض سے ہوں گی جہاں بیچ میں مرد آ گیا اوپر کی تمام جدہ جدۂ فاسدہ ہو گئیں۔

خلاصہ یہ کہ نانیوں کا صرف مرد کا بیچ میں ہونا اس مرد کے اوپر کی عورتوں کو جدۂ فاسدہ بنا دیتا ہے اور دادیوں میں صرف مرد کا بیچ میں آنا جدۂ فاسدہ نہیں بناتا۔ البتہ اگر نانا ان جدۂ صحیحہ کے بیچ میں آ جائے تو سب جدہ فاسدہ ہو جائیں گی۔

جدہ صحیح وہ ہے کہ میت کے اور اس کے بیچ میں عورت کا واسطہ نہ ہو جیسے باپ کا باپ۔، باپ کے باپ کا باپ یہ سب جد صحیح ہیں اور جس دادا اور میت کے درمیان عورت آ جائے خواہ وہ جدہ صحیحہ ہو یا فاسدہ وہ دادا جد فاسد ہو جائے گا۔ جیسے باپ کی ماں کا باپ کے باپ کی ماں کا باپ یہ سب جد فاسد ہیں۔

آٹھویں عورت ذوی الفروض سے ماں شریک بہن یعنی اخیافی بہن ہے، اس کے تمام حالات مثل ماں شریک بھائی کے ہیں جیسا کہ ماں شریک بھائی کے بیان میں گزرا۔

ذوی الفروض کے یہ حصے جو اوپر بیان کئے گئے میت کے کل متروکہ کے ہیں جو بعد تجہیز و تکفین ادائے قرض و وصیت کے باقی بچے، خواہ وہ جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ، البتہ ایک ماں کی صورت باقی تہائی کی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

حجب و حرماں: جو شخص وارث اور اس کے حق کے درمیان آڑ بن جائے اور وارث کو اس کا حق نہ لینے دے اسے حاجب کہتے ہیں۔ حاجب وراثت اور مانع وراثت میں فرق ہے۔ مانع وراثت کے سبب سے صلاحیت وراثت ہونے کی نہیں رہتی اور حاجب وراثت کے سبب سے وراثت میں صلاحیت تو رہتی ہے لیکن خارجی چیز اس

Marfat.com

کے اور اس کے حق کے درمیان حائل ہو کر اس کو اپنا حق لینے سے روکتی ہے۔ اگر وہ حاجب نہ ہوتا تو یہ وارث اپنا حق لے لیتا۔ برخلاف مانع کہ اس شخص کی ذات میں ایک نقص پیدا کر دیتا ہے جس کے سبب یہ وارث نہیں ہو سکتا۔ جیسے میت کی بہن ایک ہو تو نصف پاتی ہے، اگر میت کے ساتھ میت کا بیٹا بھی ہو تو یہ بیٹا آڑ ہو جائے گا اور بہن وارث نہ ہوگی، اگرچہ بہن میں صلاحیت وارث ہونے کی تھی۔

بالفرض یہ بیٹا نہ ہوتا تو بہن بلاشبہ وارث ہوتی بخلاف اس کے کہ اگر یہ بہن کافرہ ہوتی خواہ بیٹا ہوتا یا نہ ہوتا وارث نہیں ہو سکتی، کیوں کہ کافرہ ہونے کی حالت میں وارث ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رہتی۔ علاوہ اس کے محروم اور محجوب ہیں۔

حجب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حجب نقصان یعنی کسی وارث کا حصہ بوجہ دوسرے کے کم ہو جائے، یہ حجب پانچ وارثوں کے حق میں ہوتا ہے۔ شوہر، زوجہ، ماں، پوتی، علاتی بہن۔ مثالیں اوپر گزر چکی ہیں۔

دوسری قسم حجب حرماں ہے۔ یعنی ایک وارث دوسرے وارث کے سامنے محروم ہو اس کے دو قاعدے ہیں۔ اول جس شخص کے وسیلے سے کوئی وارث میت کا رشتے دار ہوا ہے اس شخص کے ہوتے ہوئے یہ وارث محروم ہوگا جیسا کہ پوتا بیٹے کے ہوتے ہوئے اور دادا باپ کی موجودگی میں اور نانی ماں کے سامنے محروم ہیں، لیکن ماں کی اولاد یعنی بہن بھائی کے سامنے محروم نہیں ہوتی۔ یہ اس قاعدے سے استثنیٰ ہے، اگرچہ اصل یعنی ماں کے ہوتے ہوئے اس کی اولاد کو جو پہلے شوہر سے ہے محروم ہونا چاہئے۔

دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ایک قسم کی وارثوں میں سے قریب کا وارث بعید کا حاجب ہوگا اور بعید کو محروم کر دے گا جیسے کسی نے چار پوتے یا چار دادیاں چھوڑیں تو جو پوتا قریب ہے مثلاً بیٹے کا بیٹا وہ بیٹے کے پوتے کا حاجب ہوگا۔ وارثوں کے ایک قسم ہونے کی قید اس واسطے لگائی گئی ہے کہ پوتی قریبہ کے سامنے پر پوتا محروم نہیں اور بھائی کے سامنے دور کا پوتا محروم نہیں، اگرچہ بھائی میں ایک واسطہ ہے اور دو کے پوتے میں متعدد واسطے ہیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ وارث قریب مطلقاً وارث بعید کا حاجب نہیں بلکہ ایک نوع یا ایک قسم کے جو کوئی وارث ہوں ان میں سے جو قریب کا ہو اسی نوع کے وارث کا حاجب ہوگا۔

ذوی الفروض کے حصے نکالنے کا طریقہ: اوپر بیان کیا جا چکا ہے جس کا حصہ معین ہو وہ ذوی الفروض ہے اور کل عدد ذوی الفروض کے بارہ ہیں اور ہر ایک کا حصہ مفصلاً درج کیا جا چکا ہے۔ اب اگر چند حصے دار جمع ہوں تو ایک چھوٹے سے چھوٹا عدد جس سے سب حصے نکل سکیں گے اور اس سے سب کے حصے نکالیں گے اس عدد کا نام مسئلہ ہے۔

فرض کرو کہ سب حصے جمع ہوں تو چھوٹے سے چھوٹا عدد ۲۴ ہوگا اس سے سب حصے نکالیں گے مثلاً ۲۴ کے آدھے ۱۲، چوتھائی ۶، آٹھواں حصہ تین، تہائی آٹھ، ۲ تہائی سولہ، چھٹا حصہ چار ہوئی اس واسطے یہ مسئلہ چوبیس سے ہوگا۔

ہم نے مختصراً ضروری اور اہم امور وراثت سے متعلق لکھ دیے ہیں۔ اس رسالے میں مفصل بحث نہیں ہو سکتی، اسی لئے یہاں عول تصحیح اور اس کے قاعدے سے تخارج، مناسخہ وغیرہ کی بحثیں اور ان کے مسائل کی تفصیل نہیں درج کی جا سکی اس کے لئے مستقلاً فرائض کی کتابیں موجود ہیں جن کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ یک جائی ڈوبنے والے، یک جائی جل جانے والے یا دیوار وغیرہ کے انہدام سے مرجانے والے ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔

اگر قومی و مذہبی مجالس اور دوسری اسلامی تحریکات سے وقت ملا تو انشاء اللہ فرائض پر مستقل رسالہ ترتیب دینے کا خیال ہے جس قدر مواد یہاں پیش کیا گیا ہے اس سے ایک حد تک کام چل سکتا ہے۔

Marfat.com

وقف

کسی چیز کو اپنی ملک سے نکال کر بہ نیت ثواب اللہ کو اس کا مالک کر دینا اور جائیداد وغیرہ کے منافع کو خاص کر دینے کا نام وقف ہے۔ واقف کے لئے ضروری ہے کہ شرائط کا تعین کرے، جب وہ پوری ہو جائیں تو وقف کا اطلاق ہو جائے گا۔ مسئلہ وقف میں سب سے زیادہ اہم بات واقف کی ہدایات ہیں جیسا کہ فرمایا (نصّ الواقفِ کِنصِ المشارع) یعنی واقف کی ہدایات کا درجہ نص شارع کی طرح ہے۔

واقف کو چاہیے کہ شرائط ایسی مقرر کرے جو عندالشرع جائز ہوں ناچ گھر، گھر، چکلہ، شراب خانہ، جوئے خانہ وغیرہ کے لئے اگر وقف کیا گیا ہو تو ایسا وقف صحیح نہیں۔ حاکم شرع وغیرہ کو توڑ دینے کا حق حاصل ہے ورنہ دوسرے شرائط میں تبدیل نہیں کی جاسکتی۔

اسلامی نقطہ نظر سے وقف کی غرض یہ ہے کہ واقف کی ہدایات کے مطابق اعزا و احباب، عامہ مسلمین، مساجد، مقابر، مکاتب کو مال موقوفہ سے فائدہ پہنچایا جائے۔ متولی ایسے شخص کو بنائیں جو دیانت دار، دین دار، پرہیزگار اور منتظم ہو۔ اگر واقف نے تولیت اپنے خاندانی افراد یا دوسروں کے لئے معین کر دی ہے تو جب تک منشائے واقف کی خلاف ورزی نہ ہو کسی متولی کا عزل و نصب نہیں ہوسکتا۔ اگر خیانت وغیرہ کا جرم ثابت ہو جائے تو مسلمانوں کو یہ حق حاصل ہے کہ متولی کو علیحدہ کر کر دوسرے موزوں شخص کا انتخاب کر لیں۔ تولیت میں اگر واقف کی شرائط نہ ہوں تو اس صورت میں وراثت نہ ہوگی۔

یہ امر واقعہ ہے کہ آج کل ہماری اوقاف محتاج اصلاح ہیں۔ اکثر اوقاف نہ تو واقف کی منشا کے مطابق ہیں اور نہ متولی حضرات ہی اپنی ذمہ داریوں کا احساس فرماتے ہیں، بلکہ بعض اپنی حدود سے متجاوز ہو کر اوقاف کو اپنی ملکیت سمجھتے ہیں۔ یہ مذموم صورت قابل اصلاح ہے، لیکن اب غور طلب امر یہ ہے کہ طریقۂ اصلاح کیا ہو؟ جہاں تک تعلیماتِ اسلام کا تعلق ہے اس کی دفعات و قوانین میں اکثر و بیشتر شکلیں موجود ہیں۔ بدقسمتی سے ہم مسلمانوں نے اپنے مذہبی احکام کی طرف سے بے توجہی برتی اسی لئے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ بغیر قوانین بنوائے ہوئے ہمارے کسی نظام کی درستی نہیں ہوسکتی۔ اصلاحی تحریکات میں مخالف و موافق دونوں جماعتیں اپنے اغراض کی بدولت افراط و تفریط سے کام لیتی ہیں، مجوزین کا منشا یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے علاوہ دوسرے افراد کے وجود کو ختم کر دیں، اسی طرح مخالفین کے جذبات وحسیات میں شدت آجاتی ہے۔ اگر ہماری مذہبی و قومی جماعتیں تخریبی نظام پر قوتیں صرف کرنے کی بجائے قوم کی تعمیری ضرورتوں کے لئے مصروفِ عمل ہو جائیں تو ہماری معاشرت کے اکثر گوشے درست ہوسکتے ہیں۔

موجودہ مسئلہ وقف میں چند امور قابل غور ہیں:

(۱) کیا اسلامی احکام وقف ناقص ہیں جو دوسرے قانون کی ضرورتِ داعی ہو؟ (۲) کیا بغیر جدید قانون کے نظامِ وقف درست نہیں ہوسکتا؟ (۳) کیا جدید قانون کے بعد تمام انتظامات حسب منشائے واقف درست ہو جائیں گے؟ (۴) قانون وضع ہونے کے بعد قطع نظر حکومت کی مداخلت کے اس کے عملے کا وافر خرچ کا بار ہمارے اوقاف پر نہ پڑے گا؟ (۵) جدید قانون کے بعد مسلمانوں کو اپنے اوقاف میں کہاں تک اختیارات ہوں گے؟

اس قسم کے سوالات پر غور کرتے ہوئے اصلاحی قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اس بات سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ہمارے پاس احکام موجود ہیں لیکن قوت نفاذ نہیں ہے، جس کا حصول ضروری ہے۔

اس قسم کی مثالیں بھی موجود ہیں کہ بعض اوقاف حکومت کے زیر انتظام آ کر خوش نما ضرور معلوم ہوتے ہیں لیکن ظاہری نفاست مغربی تہذیب اور اس کی برکات کا اثر ان اوقاف پر اس طرح پڑ رہا ہے کہ جس آمدنی کا اکثر و بیشتر حصہ غربا، فقرا، مساکین، زائرین،

Marfat.com

مدارس و مکاتب پر صرف ہونا چاہیے تھا وہ اعلیٰ منتظمین و ملازمین کی تنخواہوں میں خرچ ہو رہا ہے اور قائم کردہ نظام وقف میں عام مسلمانوں کو مداخلت کا موقع نہیں۔ غاصب متولیوں کی دست برد سے بچا کر اگر یہ رنگ پیدا ہوا تو ہم اپنے اوقاف کی اصلاح کیا کر سکیں گے؟

لکھنؤ کے وقف امام باڑے وغیرہ کی کیفیت کس سے پوشیدہ ہے۔ آستانہ حضرت سیدنا سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ، آستانہ حضرت سیدنا غریب نواز علیہ الرحمۃ کی سرکاری کمیٹی کے نتائج کا کسے علم نہیں۔ حضرت سیدنا ملا طاہر سیف الدین صاحب امام بوہرہ کے وقف میں مداخلت کے واقعات بھی جنہیں معلوم ہیں وہ جانتے ہیں کہ ذاتی مقاصد و اغراض رکھنے والے اصحاب اپنی توقعات کو جب پورا نہ کر سکے تو وہاں بھی اصلاح کے پردے میں جماعتی تفریق شروع ہوگئی۔

بلاشبہ ہماری ہر تحریک کی کامیابی کا دار و مدار خلوص اور اپنی تنظیم یا قوت عمل پر منحصر ہے۔ قانونی شکل کو صرف اس حد تک بدرجہ مجبوری قبول کیا جا سکتا ہے کہ جو دفعات معین ہوں وہ اسلامی نقطہ نظر کے مطابق ہوں اور ابتدائی مراحل نفاذ میں حکومت مسلمانوں کی امداد کرے (جو اس کا فرض ہے) اور اس کے بعد خود مسلمان بغیر کسی امداد کے اسے چلائیں۔

فقیر ان جذبات اسلامی کو اپنے صوبے کی گورنمنٹ کے سامنے بھی وقف بل کی شہادت کے موقع پر بمقام لکھنؤ زیادہ تفصیل سے کہہ چکا ہے۔ (رسالہ چوں کہ تخیل سے بہت زیادہ بڑھ گیا ہے اس لئے اس موضوع کی تفصیلی بحث کسی دوسرے مستقل رسالے کی طباعت کے لئے ملتوی کرتے ہیں۔)

☆☆☆

آخری گزارش

خدائے قادر و مقتدر کے فضل و اعانت سے میں نے اپنی مسلسل سفری نقل و حرکت کے باوجود حتی الامکان مسلمانوں کی زندگی کے اہم شعبوں کو اس تالیف میں جمع کر دیا۔ مسائل کی تلاش و ترتیب میں پورے غور و فکر اور احتیاط سے کام لیا گیا ہے احادیث و فقہ وغیرہ کی پچیس تیس کتابوں سے امداد لی گئی ہے، کتاب کے مضامین میں مؤلف کی محنت کی شہادت دیں گے۔ اگر بشری غلطی پریس کی مشکلات کے باعث کوئی سہو ہو جائے تو ناظرین درست فرمالیں۔

اگر ہمارے مدارس و مکاتب تعلیم یافتہ طبقے اور عام و خاص افراد نے اس تالیف کی اشاعت میں میری مدد کی تو ان شاء اللہ بہت جلد دوسری مفید تصنیفات پیش کر سکوں گا۔ جب تک مصنفین کی راہ میں آسانیاں پیدا نہ کی جائیں گی، ان کے تخیلات کا پورا ہونا مشکل ہے۔ مبارک ہیں وہ ممالک جہاں قوم ہمت افزائی کرتی ہے اور مصنفین کے لئے ہر ممکن سہولت بہم پہنچاتی ہے۔

خدائے برتر کی بارگاہ میں میرا معروضہ ہے کہ مجھے امر حق کی توفیق عطا فرمائے اور جو احکام اسلامی اس تالیف میں جمع کیے گئے ہیں ان پر عمل کی توفیق دے۔

میں برادر مکرم جناب مولوی ظہور الحق صاحب قادری مالک عثمانی پریس و جناب قاضی عبدالسلام صاحب عباسی نیجر کا ممنون ہوں کہ انہوں نے پریس کی انتہائی دشواریوں کے باوجود اس تالیف کی طباعت میں محنت فرمائی اور محمد نبی خاں عرف میت مشین مین نے چھپائی بہتر کرنے کی کوشش کی۔

فقیر محمد عبدالحامد قادری

خادم دار التصنیف، مولوی محلہ بدایونی

۲۲ر رجب ۱۳۵۵ھ

Marfat.com

حواشی

☆ آپ ایک عرصے تک مدرسہ شمس العلوم بدایوں کے شیخ الحدیث رہ چکے ہیں۔
☆ آپ حضرت مولانا حافظ بخش تلمیذ تاج الفحول مولانا الشاہ عبدالقادر قادری بدایونی کے صاحب زادے ہیں۔

۱۔ الکہف : ۱۱۰

۲۔ احیاء العلوم الدین : کتاب اسرار الصلوٰۃ و مهماتها، باب بیان اشتراط الخشوع و حضور القلب۔ج ۱/ص۱۰۰

۳۔ احیاء العلوم الدین : کتاب اسرار الصلوٰۃ و مهماتها، باب بیان اشتراط الخشوع و حضور القلب۔ج ۱/ص۱۰۰

۴۔ احیاء العلوم الدین : کتاب اسرار الصلوٰۃ و مهماتها، باب بیان اشتراط الخشوع و حضور القلب۔ج ۱/ص۱۰۰

۵۔ احیاء العلوم الدین : کتاب اسرار الصلوٰۃ و مهماتها، باب بیان اشتراط الخشوع و حضور القلب۔ج ۱/ص۱۰۰

۶۔ صحیح بخاری : کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل به فی الصوم۔حدیث نمبر۱۹۰۳

۷۔ جامع ترمذی : ابواب الاضحی، باب من العقیقة۔حدیث نمبر۱۵۲۲

۸۔ صحیح بخاری: کتاب العقیقة، باب اماطة الاذیٰ عن الصبی فی العقیقة۔حدیث نمبر۵۴۷۲۔

۹۔ الف : یہ حدیث حضرت شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے جد سے روایت کی ہے۔دیکھیے سنن ابوداؤد: کتاب الضحایا، باب فی العقیقة۔حدیث نمبر۲۸۴۲۔

ب : یہ حدیث سنن نسائی میں ان الفاظ کے ساتھ ہے : من احب ان ینسک عن ولده فلینسک عنه عن الغلام شاتان و عن الجاریة شاة۔دیکھیے سنن نسائی : کتاب العقیقة، باب عن الغلام شاتان۔حدیث نمبر۴۲۱۷۔

۱۰۔ البقرہ: ۲۳۳

۱۱۔ صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والادب، باب فضل الاحسان الی البنات۔حدیث نمبر۶۶۹۵۔

۱۲۔ سنن ابوداؤد: کتاب الادب، باب فی فضل من عال یتامی۔حدیث نمبر۵۱۴۶۔

۱۳۔ جامع ترمذی:ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی ادب الولد۔حدیث نمبر۱۹۵۱۔

۱۴۔ جامع ترمذی:ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی ادب الولد۔حدیث نمبر۱۹۵۲۔

۱۵۔ الف: صحیح بخاری : کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ انا بک لمحزونون۔حدیث نمبر ب۱۳۰۳۔
ب: صحیح مسلم :الفاظ مختلف ہیں۔کتاب الفضائل، باب رحمة ﷺ الصبیان والعیال۔حدیث نمبر۶۰۲۵۔

۱۶۔ صحیح بخاری : کتاب الادب، باب رحمة الولد و تقبیله و معانقته۔حدیث نمبر۵۹۹۷۔

۱۷۔ مصنف سے شاید یہاں نقل کرنے میں تسامح ہوا ہے، کیوں کہ صحیح بخاری میں یہ حدیث حضرت اسامہ بن زید سے مروی ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مجھے اور حضرت حسن کو پکڑ کر اپنے زانوئے مبارک پر بٹھاتے اور اس طرح ارشاد فرماتے۔
دیکھیے صحیح بخاری : کتاب الادب، باب وضع الصبی علی الفحذ۔حدیث نمبر۶۰۰۳۔

۱۸۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الادب، باب رحمة الولد و تقبیله و معانقته۔حدیث نمبر۵۹۹۵۔
ب: صحیح مسلم : الفاظ مختلف ہیں۔کتاب البر والصلة، فضل الاحسان الی البنات۔حدیث نمبر۶۶۹۳۔

۱۹۔ الحدید:۳۔

۲۰۔ ق : ۱۶۔

۲۱۔ المومنون : ۱۱۷۔

۲۲۔ الاخلاص : مکمل۔

۲۳۔ البقرة : ۱۶۳۔

۲۴۔ النساء : ۳۶

۲۵۔ الانعام : ۷۱۔

۲۶۔ الانبیاء : ۲۲۔

۲۷۔ الانبیاء : ۲۴۔

۲۸۔ النمل : ۴۶۔

۲۹۔ بنی اسرائیل : ۲۲۔

۳۰۔ الانعام : ۱۵۱۔

۳۱۔ یوسف : ۱۰۸

۳۲۔ جامع ترمذی : ابواب الایمان، باب ماجاء فی حرمة الصلاة۔حدیث نمبر۲۶۱۶

۳۳۔ صحیح مسلم : کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات لا یشرک بالله شیئا دخل الجنة۔حدیث نمبر۲۶۹۔

۳۴۔ صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب سورة الاخلاص۔حدیث نمبر ۴۹۷۴۔

Marfat.com

۳۵۔ جامع ترمذی:ابواب القدر، باب ماجاء ان الایمان بالقدر۔ حدیث نمبر۲۱۴۵۔
۳۶۔ الف:صحیح بخاری : کتاب الایمان، باب دعالکم ایمانکم۔ حدیث نمبر۸۔
ب:صحیح بخاری : کتاب ایمان باب بیان ارکان الاسلام۔حدیث نمبر۱۱۳۔
ج:مشکوۃ المصابیح:الفصل الاول، کتاب الایمان۔حدیث نمبر۴۔
۳۷۔ الف:صحیح بخاری:کتاب الزکوۃ، باب وجوب الزکوۃ۔۱۳۹۷۔
ب:صحیح مسلم:کتاب الایمان، باب بیان الذی یدخل به الجنه۔ حدیث نمبر۱۰۷۔
ج:مشکوۃ المصابیح : الفصل الاول، کتاب الایمان۔حدیث نمبر۱۴۔
۳۸۔ الف:مشکوۃ المصابیح : الفصل الثالث : کتاب الایمان۔ حدیث نمبر۴۰۔
ب: منداحمد : ج ۳۶،ص ۴۱۸
۳۹۔ منداحمد : ج ۵ / ص۲۵۲۔
۴۰۔ النازعات : ۴۰
۴۱۔ النحل : ۵۱
۴۲۔ الاحزاب : ۳۷
۴۳۔ الاحزاب : ۳۹۔
۴۴۔ الانفال : ۳۔
۴۵۔ الانفال : ۲
۴۶۔ الرعد : ۲۱۔
۴۷۔ التوبۃ : ۱۳۔
۴۸۔ الحجرات : ۱۳۔
۴۹۔ الرعد : ۳۰۔
۵۰۔ الفرقان : ۵۸
۵۱۔ صحیح مسلم : کتاب الزهد، باب المؤمن امره کله خیر۔حدیث نمبر۷۵۰۰۔
۵۲۔ (الف) مشکوۃ المصابیح : فصل الثانی، کتاب الرقاق، باب التوکل والصبر۔حدیث نمبر۵۲۹۹۔
(ب)سنن ابن ماجہ:ابواب الزهد، باب التوکل والیقین۔ حدیث نمبر۴۱۶۴۔
۵۳۔ مشکوۃ المصابیح : الفصل الثالث، کتاب الرقاق، باب التوکل والصبر۔حدیث نمبر۵۳۱۲۔
۵۴۔ ق : ۴۰۔
۵۵۔ طٰہ : ۱۳۰۔
۵۶۔ طٰہ : ۱۳۰۔
۵۷۔ الاعلیٰ : ۳۔۱۔
۵۸۔ الحجر : ۹۸۔
۵۹۔ الفتح : ۹۔
۶۰۔ الواقعہ : ۷۴۔
۶۱۔ الحدید : ۱۔
۶۲۔ صحیح مسلم : کتاب الآدب، باب کراهیة التسمیة بالاسماء القبیحة۔حدیث نمبر۵۶۰۱۔
۶۳۔ الف:صحیح بخاری : کتاب الدعوات ، باب فضل التهلیل۔حدیث نمبر۶۴۰۳۔
ب :صحیح مسلم: کتاب الدعوات ، باب فضل التهلیل، حدیث نمبر۶۸۴۲۔
۶۴۔ جامع ترمذی : ابواب الدعوت، باب فی فضل سبحان الله و بحمده۔حدیث نمبر۳۴۶۴۔
۶۵۔ جامع ترمذی: ابواب الدعوت، باب ماجاء ان دعوة المسلم مستحابة۔حدیث نمبر۳۳۸۳۔
۶۶۔ جامعہ ترمذی: ابواب الدعوت، باب دعاء ام سلمة۔حدیث نمبر ۳۵۹۰۔
۶۷۔ الف: صحیح بخاری : ان الفاظ کے ساتھ دستیاب نہیں ہو سکی۔ دیکھئے : کتاب الدعوت، باب فضل التسبیح۔حدیث نمبر۶۴۰۵۔
ب :صحیح مسلم : کتاب الذکر و الدعاء، باب فضل التهلیل والتسبیح والدعاء۔حدیث نمبر۲۶۹۲۔
۶۸۔ النساء:۱۰۶۔
۶۹۔ النساء:۱۱۰
۷۰۔ ہود:۹۰۔
۷۱۔ التحریم:۸۔
۷۲۔ الشوریٰ۔
۷۳۔ صحیح بخاری: کتاب الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ الیوم واللیلة۔حدیث نمبر۶۳۰۷۔
۷۴۔ الف: صحیح بخاری: یہ ایک طویل حدیث کا جز ہے۔ کتاب التفسیر، باب لو لا اذ سمعتموه ظن المؤمنون و المؤمنات خیراً۔ حدیث نمبر۴۷۵۰۔
ب: صحیح مسلم: کتاب التوبة، باب فی حدیث الافک۔حدیث نمبر۷۰۲۰۔

Marfat.com

۷۵۔ جامع ترمذی: الفاظ میں قدرے فرق ہے۔ دیکھئے: ابواب تفسیر القرآن، باب من سورۃ ویل للمطففین۔حدیث نمبر ۳۳۳۴۔

۷۶۔ الف: سنن ابو داؤد: کتاب الوتر، باب فی الاستغفار۔ حدیث نمبر ۱۵۱۸۔

ب: سنن ابن ماجہ: ابواب الادب، باب الاستغفار۔ حدیث نمبر ۳۸۱۹۔

۷۷۔ مسند احمد: ج۱۶/ص۵۷۔۳۵۶۔

۷۸۔ شعب الایمان: ج۷/ص۱۶۔

۷۹۔ فاطر:۱۔

۸۰۔ الشوریٰ:۵۔

۸۱۔ البقرہ:۹۸۔

۸۲۔ الانفطار:۱۱۔

۸۳۔ الرعد:۱۱۔

۸۴۔ التحریم:۶۔

۸۵۔ آل عمران: ۸۴

۸۶۔ النساء:۱۳۶۔

۸۷۔ البقرہ:۲۸۵۔

۸۸۔ صحیح بخاری: کتاب فضائل القرآن، باب خیر کم من تعلم القرآن و علمہ۔حدیث نمبر ۵۰۲۷۔

۸۹۔ الف: ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ مثل الذی یقرا القرآن و ھو حافظ مع السفرۃ الکرم البررۃ و مثل الذی یقرا القرآن و ھو یتعاھدہ و ھو علیہ شدید فلہ اجران. کتاب التفسیر، باب سورۃ عبس۔حدیث نمبر ۴۹۳۷۔

ب: صحیح مسلم: کتاب فضائل القرآن، باب فضل ماھر القرآن والذی یتتعتع فیہ۔حدیث نمبر ۱۸۶۲۔

۹۰۔ الف: جامع ترمذی: ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء ان الذی لیس فی جوفہ من القرآن کالبیت الخرب۔۲۹۱۴۔

ب: مسند احمد: ج۱۱/ص۴۰۳

۹۱۔ جامع ترمذی: ابواب فضائل القرآن، باب الارجل یحملنی الی قومہ لا بلغ کلام ربی۔حدیث نمبر ۲۹۲۶۔

۹۲۔ الف: ابو دائود: کتاب فی الوتر، باب فی ثواب قراۃ القرآن۔ ۱۴۵۳۔

۹۳۔ الف: مشکوۃ المصابیح: الفعل الثالث، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔حدیث نمبر ۱۸۲۔

ب: شعب الایمان: ج۲/ص ۴۲۷

۹۴۔ مؤطا: ج/ص ۱۳۲۳۔

۹۵۔ جامع الاصول فی احادیث الرسول: ج۱/ل۸۱۔

۹۶۔ شرح السنۃ: ج۱/۹۸۔

۹۷۔ آل عمران: ۴۶۔۴۵۔ ۹۸۔ آل عمران: ۶۷۔

۹۹۔ النساء: ۱۵۲۔

۱۰۰۔ مشکوۃ المصابیح: الفصل الاول، کتاب الفضائل، باب فضائل سید المرسلین۔حدیث نمبر ۵۷۶۲۔

۱۰۱۔ آل عمران: ۲۲۔

۱۰۲۔ النساء: ۵۹۔

۱۰۳۔ آل عمران: ۳۱۔

۱۰۴۔ الانفال: ۲۰۔

۱۰۵۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا محمد ﷺ جمیع الناس و نسخ الملل۔حدیث نمبر ۳۸۶۔

۱۰۶۔ الف: کتاب العلم، باب تعلیم الرجل امتہ و اھلہ۔حدیث نمبر ۹۷۔

ب: صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب وجوب الایمان برسالۃ نبینا محمد ﷺ جمیع الناس و نسخ الملل۔حدیث نمبر ۳۸۷۔

۱۰۷۔ الف: صحیح بخاری: ان الفاظ کے ساتھ نہیں ہے۔ دیکھئے: کتاب المناقب، باب خاتم النبیین۔حدیث نمبر ۳۵۔۳۵۳۴

ب: صحیح مسلم: ان الفاظ کے ساتھ دستیاب نہیں ہوئی۔ دیکھئے: کتاب الفضائل، باب ذکر کونہ ﷺ خاتم النبیین۔حدیث نمبر ۵۹۵۹ تا ۵۹۶۴۔

ج: مشکوۃ المصابیح: الفصل الاول، کتاب الفضائل، باب فضائل سید المرسلین۔حدیث نمبر ۵۷۴۵۔

۱۰۸۔ الف: صحیح بخاری: کتاب التیمم، باب اول۔حدیث نمبر ۳۳۵۔

ب: صحیح مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب المساجد و مواضع الصلوۃ۔حدیث نمبر ۱۱۶۳۔

۱۰۹۔ جامع ترمذی: ابواب المناقب، باب سلوا للہ لی الوسیلۃ۔حدیث نمبر ۳۶۱۵۔

۱۱۰۔ الف: مسند احمد: ج۲۳/ص۳۴۹۔

ب: شعب الایمان: ج۱/ص۱۹۹۔

۱۱۱۔ شرح السنۃ: ج۱/ص۹۸۔

۱۱۲۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الایمان، حب الرسول من الایمان۔ حدیث نمبر ۱۵۔

ب: صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب وجوب محبۃ رسول اللہ ﷺ اکثر من

Marfat.com

الاہل والولد والوالد والناس اجمعین۔حدیث نمبر ۱۶۹۔

۱۱۳۔ الف: مشکوۃ المصابیح: الفصل الثالث، کتاب الآداب، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق۔حدیث نمبر ۴۹۹۰۔

ب: شعب الایمان: ج ۲/ص ۱۰۲۔

۱۱۴۔ غافر: ۱۶۔

۱۱۵۔ طٰہٰ: ۵۵۔

۱۱۶۔ القیامۃ: ۴۔

۱۱۷۔ المومنون: ۱۱۵۔

۱۱۸۔ ق: ۱۵۔

۱۱۹۔ ۱۱۹۔المومنون: ۱۲تا۱۶۔

۱۲۰۔ التوبۃ: ۱۰۸۔

۱۲۱۔ المدثر: ۱تا۵۔

۱۲۲۔ صحیح مسلم: کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء۔حدیث نمبر ۵۳۴

۱۲۳۔ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔دیکھئے: صحیح مسلم کتاب الطہارۃ، باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارہ۔ حدیث نمبر ۵۸۷۔

۱۲۴۔ آل عمران: ۲۰۰۔

۱۲۵۔ الانفال: ۳۵۔

۱۲۶۔ مریم: ۵۹۔

۱۲۷۔ المومنون: ۲۔۱۔

۱۲۸۔ البقرہ: ۴۳۔

۱۲۹۔ البقرہ: ۲۳۸۔

۱۳۰۔ ہود: ۱۱۴۔

۱۳۱۔ بنی اسرائیل: ۷۸۔

۱۳۲۔ الروم: ۱۸۔۱۷۔

۱۳۳۔ البقرہ: ۳۔

۱۳۴۔ البقرہ: ۸۳۔

۱۳۵۔ المائدہ: ۱۲

۱۳۶۔ صحیح مسلم: الفاظ قدرے مختلف ہیں۔دیکھئے:

الف: صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکافر علی من ترک الصلوۃ۔حدیث نمبر ۲۴۷۔

ب: جامع ترمذی: ابواب الایمان، باب ماجاء فی ترک الصلوۃ۔حدیث نمبر ۲۶۲۰۔

۱۳۷۔ الف: جامع ترمذی: ابواب الزکوۃ، باب ماذکر فی فضل الصلوۃ۔حدیث نمبر ۶۱۶۔

ب: مسند احمد: ج ۳۶/ص ۴۸۷۔

۱۳۸۔ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن صنابحی سے مروی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ابومحمد نے یہ گمان کرلیا کہ وتر ادا کرنا بھی فرض ہے، اس پر حضرت عبادہ بن صامت نے فرمایا کہ ''ابومحمد نے غلط گمان کیا ہے۔میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے''۔پھر آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔دیکھئے:

الف: سنن ابی داؤد: کتاب الصلوۃ، باب المحافظۃ علی الصلوات۔حدیث نمبر ۴۲۵۔

ب: مسند احمد: ج ۳۷/ص ۳۷۷۔

۱۳۹۔ مسند احمد: ج ۳۵/ص ۴۱۔۴۴۰۔

۱۴۰۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب القرات للامام والماموم فی الصلوات کلھا۔حدیث نمبر ۷۵۷۔

ب: صحیح مسلم: ان الفاظ کے ساتھ دستیاب نہیں ہو سکی، البتہ اسی معنی کی دو حدیثیں موجود ہیں۔دیکھئے: کتاب الصلاۃ، باب وجوب قراۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ۔حدیث نمبر ۸۸۶۔۸۸۵۔

۱۴۱۔ صحیح مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب ارقات الصلوات الخمس۔حدیث نمبر ۱۳۸۸۔

۱۴۲۔ المائدہ: ۵۸

۱۴۳۔ صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ۔ حدیث نمبر ۸۵۰۔

۱۴۴۔ صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب الدعا عند النداء۔حدیث نمبر ۶۱۴

۱۴۵۔ الف: جامع ترمذی: ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فی فضل الاذان۔حدیث نمبر ۲۰۷۔

ب: مسند احمد: ج ۱۴/ص ۴۸۵

۱۴۶۔ جامع ترمذی: ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فی فضل الاذان۔ حدیث نمبر ۲۰۶۔

۱۴۷۔ التوبۃ: ۱۸۔

۱۴۸۔ البقرۃ: ۱۱۴

۱۴۹۔ الف: صحیح بخاری: ان الفاظ کے ساتھ ہے من بنی مسجداً بنی اللہ له مثله فی الجنة۔دیکھئے: کتاب الصلاۃ، باب من بنی مسجداً۔ حدیث نمبر ۴۵۰۔

ب: صحیح مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب فضل بناء المساجد والحث علیھا۔حدیث نمبر ۱۱۸۹۔

۱۵۰۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب فضل صلوۃ الفجر فی جماعۃ۔حدیث نمبر ۶۵۱۔

Marfat.com

ب: صحیح مسلم: الفاظ میں قدرے فرق ہے۔ کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب فضل کثرۃ الخطا الی المسجد۔حدیث نمبر۱۵۱۳۔

۱۵۱۔ جامع ترمذی: یہ حدیث حضرت بریدہ اسلمی سے مروی ہے۔ دیکھئے: ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فی فضل العشاء والفجر فی الجماعۃ۔ حدیث نمبر۲۲۳۔

۱۵۲۔ صحیح مسلم: کتاب صلوۃ المسافرین و قصرھا، باب مایقول اذا دخل المسجد۔حدیث نمبر۱۶۵۲۔

۱۵۳۔ سنن ابوداؤد: کتاب الصلوۃ، باب فی فضل صلوۃ الجماعۃ۔ حدیث نمبر۵۵۸۔

۱۵۴۔ صحیح مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب النھی عن نشد الضالۃ فی المسجد۔حدیث نمبر۱۲۶۰۔

۱۵۵۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب فضل صلوۃ الجماعۃ۔ حدیث نمبر۶۴۵۔

ب: صحیح مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب فضل صلوۃ الجماعۃ۔حدیث نمبر۱۴۷۷۔

۱۵۶۔ صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب فضل صلوۃ الجماعۃ۔حدیث نمبر۶۴۴۔

۱۵۷۔ صحیح مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب یحب اتیان المسجد علی من سمع النداء۔ حدیث نمبر۱۴۸۶۔

۱۵۸۔ صحیح مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب من ادرک رکعۃ من الصلاۃ فقد ادرک تلک الصلوۃ۔حدیث نمبر۱۳۷۱۔

۱۵۹۔ صحیح بخاری: کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی واسروا قولکم اواجھروا بہ۔ حدیث نمبر۷۵۲۷۔

۱۶۰۔ یہ حدیث دراصل عبدالرحمن بن سائب سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اپنی آنکھ کی بینائی ختم ہوجانے کے بعد ہمارے پاس آئے۔ میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ "آپ کون ہیں؟ میں نے جواب میں انہیں بتایا تو انہوں نے فرمایا کہ "میں نے سنا ہے کہ تم قرآن بہترین آواز سے تلاوت کرتے ہو؟" پھر آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ دیکھئے: سنن ابن ماجہ: ابواب اقامۃ الصلوۃ، باب فی حسن الصوت بالقرآن۔حدیث نمبر۱۳۳۷۔

۱۶۱۔ المزمل: ۴۔

۱۶۲۔ صحیح مسلم: یہ حدیث حضرت جابر بن سمرہ سے مروی ہے۔ دیکھئے: کتاب الصلوۃ، باب الامر بالسکون فی الصلوۃ۔حدیث نمبر۹۶۸۔

۱۶۳۔ سنن ابوداؤد: کتاب الصلوۃ، باب تسویۃ الصفوف۔حدیث نمبر۶۶۷۔

۱۶۴۔ الجمعۃ: ۱۰۔۹۔

۱۶۵۔ سنن ابوداؤد: کتاب الصلوۃ، باب الجمعۃ للمملوک والمراۃ۔ حدیث نمبر۱۰۶۷۔

۱۶۶۔ صحیح مسلم: کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب فضل صلوۃ الجمعۃ۔حدیث نمبر۱۴۸۵۔

۱۶۷۔ سنن دارقطنی: ۲/ص۳۔

۱۶۸۔ صحیح مسلم: کتاب الجمعۃ، باب فضل یوم الجمعہ۔حدیث نمبر ۱۹۷۷۔

۱۶۹۔ جامع ترمذی: ابواب الجمعۃ، باب ما جاء فی فضل یوم الجمعۃ۔حدیث نمبر۴۸۹۔

۱۷۰۔ مشکوۃ المصابیح: الفصل الثالث، کتاب الصلوۃ، باب الجمعۃ۔ حدیث نمبر۱۳۶۳۔

۱۷۱۔ سنن ابن ماجہ: ابواب الجنائز، باب ذکر وفاتہ و دفنہ ﷺ۔ حدیث نمبر۱۶۳۷۔

۱۷۲۔ الحج: ۳۷۔

۱۷۳۔ البقرہ: ۱۸۴۔۱۸۳۔

۱۷۴۔ البقرہ: ۱۸۵۔

۱۷۵۔ البقرہ: ۱۸۷۔

۱۷۶۔ البقرہ: ۱۸۷۔

۱۷۷۔ البقرہ: ۱۸۷۔

۱۷۸۔ البقرہ: ۱۸۷۔

۱۷۹۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب یقال رمضان او شھر رمضان۔حدیث نمبر۱۸۹۹۔

ب: صحیح مسلم: کتاب الصیام، باب فضل شھر رمضان۔حدیث نمبر ۲۴۹۵۔

۱۸۰۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الصوم باب من صام رمضان۔ حدیث نمبر۱۹۰۱۔

ب: صحیح مسلم: کتاب صلوۃ المسافرین و قصرھا، باب الترغیب فی قیام رمضان و ھو التراویح۔حدیث نمبر۱۷۸۱۔

۱۸۱۔ ان الفاظ کے ساتھ صحیحین میں نہیں مل سکی، البتہ اسی معنی کی احادیث موجود ہے۔ دیکھئے:

الف: صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب فضل الصوم۔حدیث نمبر ۱۸۹۴۔/ کتاب الصوم، باب ھل یقول انی صائم اذا شتم۔ حدیث نمبر۱۹۰۴۔/

Marfat.com

ب: صحیح مسلم : کتاب الصیام، باب فضل الصیام۔ حدیث نمبر ۲۷۰۶-۰۷۔

۱۸۲۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال کان کصیام الدھر۔
دیکھئے: صحیح مسلم: کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال اتباعا لرمضان۔ حدیث نمبر ۲۷۵۸۔

۱۸۳۔ التوبۃ: ۳۵۔۳۴۔ ۱۸۴۔ التکاثر: ۱تا۳۔

۱۸۵۔ صحیح مسلم: کتاب الزکوۃ، باب اعطاء المؤلفة و من یخاف علی ایمانه ان لم یعط۔ حدیث نمبر ۲۴۲۹۔

۱۸۶۔ صحیح بخاری: کتاب الزکوۃ، باب اثم مانع الزکوۃ۔ حدیث نمبر ۱۴۰۳۔

۱۸۷۔ الف: صحیح بخاری : کتاب الایمان، باب الحیاء من الایمان۔ حدیث نمبر ۲۵۔
ب: صحیح مسلم : کتاب الایمان، باب الامر یقتال الناس حتی یقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله. حدیث نمبر ۱۲۴۔

۱۸۸۔ البقرہ: ۱۲۶۔

۱۸۹۔ البقرہ: ۱۲۹۔۱۲۸۔

۱۹۰۔ آل عمران: ۱۹۷۔

۱۹۱۔ البقرہ: ۱۹۶۔

۱۹۲۔ البقرہ: ۱۹۷تا۲۰۰۔

۱۹۳۔ الف: صحیح بخاری : کتاب الحج، باب فضل الحج مبرور۔ حدیث نمبر ۱۵۲۱۔
ب: صحیح مسلم: کتاب الحج، باب فضل یوم عرفة۔ حدیث نمبر ۳۲۹۱-۹۲۔

۱۹۴۔ الف: صحیح بخاری کتاب العمرة، باب وجوب العمرة و فضلها۔ حدیث نمبر ۱۷۷۳۔
ب: صحیح مسلم : کتاب الحج، باب لا یحج البیت مشرک۔ حدیث نمبر ۳۲۸۹۔

۱۹۵۔ یہ حدیث حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔
الف: صحیح بخاری کتاب الایمان و النذور، باب من مات و علیه نذر۔ حدیث نمبر ۶۶۹۹۔
ب: صحیح مسلم: ان الفاظ کے ساتھ دستیاب نہیں ہوسکی، البتہ اس معنی کی احادیث کے لئے دیکھئے: کتاب الحج، باب الحج عن العاجز۔ حدیث نمبر ۳۲۵۱-۵۲۔

۱۹۶۔ الف: سنن نسائی : کتاب مناسک الحج، باب وجوب الحج۔ حدیث نمبر ۲۶۲۱۔
ب: مسند احمد: ج ۴/ص ۳۹۲۔

۱۹۷۔ جامع ترمذی: ابواب الحج، باب ماجاء فی التغلیظ فی ترک الحج۔ حدیث نمبر ۸۱۲۔

۱۹۸۔ الف سنن ابو داؤد: کتاب المناسک الحج، باب التجارة فی الحج۔ حدیث نمبر ۱۷۳۲۔
ب: مسند احمد: ج ۳/ص ۴۳۶۔

۱۹۹۔ جامع ترمذی: باب الحج، باب ماجاء فی الحج عن الشیخ کبیر ۰۰۰۰۰۰۰۔ حدیث نمبر ۹۳۰۔

۲۰۰۔ جامع ترمذی: ابواب مناقب، باب فی فصل مکه۔ حدیث نمبر ۳۹۲۶۔

۲۰۱۔ جامع ترمذی: ابواب مناقب، باب فی فصل مکه۔ حدیث نمبر ۳۹۲۵۔

۲۰۲۔ سنن ابن ماجہ: کتاب المناسک، باب فضل مکة۔ حدیث نمبر ۳۱۱۰۔

۲۰۳۔ صحیح مسلم: کتاب الحج، باب النھی عن حمل السلاح بمکة من غیر حاجة۔ حدیث نمبر ۳۳۰۷۔

۲۰۴۔ الف: صحیح بخاری ان الفاظ کے ساتھ نہیں مل سکی، البتہ اسی مفہوم کی حدیث موجود ہے۔ دیکھئے : کتاب جزاء الصید، باب لا ینفر صید الحرام۔ حدیث نمبر ۱۸۳۳۔
ب: صحیح مسلم : کتاب الحج، باب تحریک مکة۔ حدیث نمبر ۳۳۰۴۔

۲۰۵۔ صحیح مسلم : کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینة۔ حدیث نمبر ۳۳۳۶۔

۲۰۶۔ صحیح مسلم: کتاب الحج، باب فضل المدینه و دعاء النبی ﷺ فیھا۔ حدیث نمبر ۳۳۱۸۔

۲۰۷۔ صحیح بخاری: کتاب فضائل المدینة، باب المدینة تنفی الخبث۔ حدیث نمبر ۱۸۸۶۔

۲۰۸۔ الف: صحیح بخاری : کتاب فضائل المدینة، باب اثم من کاد اھل المدینه۔ حدیث نمبر ۱۸۷۷۔
ب: صحیح مسلم: ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ من اراد اھل المدینة بسوء اذابه الله کما یذوب الملح فی الماء. کتاب الحج، باب تحریم ارادة اھل المدینة بسوء. حدیث نمبر ۱۳۸۷۔

۲۰۹۔ الف : مشکوۃ المصابیح : کتاب المناسک، باب حرم المدینة حرسھا اللہ تعالیٰ۔ حدیث نمبر ۲۷۵۵۔

Marfat.com

ب:شعب الایمان:ج۳/ص۴۸۸۔

۲۱۰۔ الف: مشکوۃ المصابیح : کتاب المناسک، باب حرم المدینة حرسها الله تعالیٰ۔حدیث نمبر ۲۷۵۶۔

ب:سنن کبریٰ:ج۵/ص۲۴۶۔

۲۱۱۔ بنی اسرائیل:۸۰۔

۲۱۲۔ البقرۃ:۸۳۔ ۲۱۳۔ الاحقاف:۱۵۔

۲۱۴۔ النساء:۳۶۔

۲۱۵۔ بنی اسرائیل:۲۳۔

۲۱۶۔ مریم:۱۴۔

۲۱۷۔ مریم:۳۲۔

۲۱۸۔ بنی اسرائیل:۲۳۔

۲۱۹۔ العنکبوت:۸

۲۲۰۔ مصنف نے یہاں پر صحیح مسلم کا حوالہ دیا تھا مگر تلاش بسیار کے بعد بھی راقم کو یہ حدیث دستیاب نہیں ہوسکی۔ البتہ مشکوۃ المصابیح میں یہ موجود ہے۔ دیکھئے: مشکوۃ المصابیح : الفصل الثالث، کتاب الآداب، باب البر والصلة۔حدیث نمبر ۴۹۴۴۔

۲۲۱۔ جامع ترمذی: ابواب البر والصلة، باب ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین۔حدیث نمبر ۱۸۹۹۔

۲۲۲۔ سنن ابن ماجہ : ابواب الادب، باب بر الوالدین۔ حدیث نمبر ۳۶۶۲۔

۲۲۳۔ صحیح بخاری: کتاب الجهاد، باب الجهاد باذن الوالدین۔حدیث نمبر ۳۰۰۴۔

۲۲۴۔ سنن ابو داؤد: کتاب الادب، باب فی بر الوالدین۔حدیث نمبر ۵۱۴۴۔

۲۲۵۔ سنن ابو داؤد: کتاب الادب، باب فی بر الوالدین۔حدیث نمبر ۵۱۴۲۔

۲۲۶۔ النساء:۱۔

۲۲۷۔ التوبة:۷۲۔

۲۲۸۔ الاحزاب:۳۱۔

۲۲۹۔ مشکوۃ المصابیح: الفصل الثانی کتاب النکاح، باب الباب، عشرة النساء وما لکل واحدة من الحقوق۔حدیث نمبر ۳۲۵۴

۲۳۰۔ سنن کبریٰ: ج۱/ص۳۸۹۔

۲۳۱۔ سنن نسائی: کتاب النکاح، باب ای النساء خیر۔حدیث ۳۲۳۳۔

۲۳۲۔ سنن ابن ماجہ: یہ حدیث حضرت مساور حمیری سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ حضرت ام سلمہ کو فرماتے ہوئے سنا۔ پھر یہ حدیث بیان فرمائی۔ دیکھئے : ابواب النکاح، باب حق الزوج علی المرأة۔حدیث نمبر ۱۸۵۴۔

۲۳۳۔ جامع ترمذی: ابواب الرضاع ، باب الوعید للمرأة علی ایذاء المرأة زوجها۔حدیث نمبر ۱۱۷۴۔

۲۳۴۔ البقرہ:۲۲۸۔

۲۳۵۔ البقرہ:۲۳۱۔

۲۳۷۔ الروم:۲۱۔

۲۳۸۔ النساء:۱۹۔

۲۳۹۔ البقرہ:۱۸۷۔

۲۴۰۔ سنن ابن ماجہ: ابواب النکاح، باب حق المرأة علی الزوج۔ حدیث نمبر ۱۸۵۱۔

۲۴۱۔ مشکوۃ المصابیح : الفصل الاول، کتاب النکاح، باب عشرة النساء وما لکل واحدة من الحقوق۔حدیث نمبر ۳۲۶۴۔

۲۴۲۔ صحیح مسلم : کتاب الطلاق، باب الوصية بالنساء۔ حدیث نمبر ۳۶۴۵

۲۴۳۔ النور:۳۱۔۳۰۔

۲۴۴۔ الاحزاب:۵۹۔

۲۴۵۔ الاحزاب:۳۳۔

۲۴۶۔ جامع ترمذی: ابواب الادب، باب ماجاء فی کراهية خروج المرأة متعطرة۔حدیث نمبر ۲۷۸۶۔

۲۴۷۔ جامع ترمذی: حدیث کے الفاظ یہ ہیں: یا علی لا تتبع النظرة النظرة فان لک الاولی و لیست لک الآخرة.
دیکھئے: ابواب الادب، باب ماجاء فی نظرة الفجاة۔حدیث نمبر ۲۷۷۷۔

۲۴۸۔ جامع ترمذی: ابواب الادب، باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال۔ حدیث نمبر ۲۷۷۸۔

۲۴۹۔ صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب انتظار الناس قیام الامام العالم۔ حدیث نمبر ۸۶۹۔

۲۵۰۔ النساء:۳۔

۲۵۱۔ الضحیٰ:۴۔

۲۵۲۔ شرح صحیح مسلم: یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے۔ ج۵/ص۲۵۔

۲۵۳۔ النور:۳۲۔

۲۵۴۔ بنی اسرائیل:۳۲۔

۲۵۵۔ صحیح بخاری: کتاب الحدود، باب البکران یجلدان و ینفیا

Marfat.com

حدیث نمبر ۱۴۳۱ ۔

۲۵۶۔ جامع ترمذی: ابواب الحدود، باب ماجاء فی حق اللوطی۔ حدیث نمبر ۱۴۵۶۔

۲۵۷۔ سنن کبریٰ: ج ۸/ص ۲۳۳۔

۲۵۸۔ الاسرار المرفوعۃ: ص ۳۶۰۔

۲۵۹۔ البقرہ: ۱۷۷۔

۲۶۰۔ سورۂ نساء: ۱۱۔

۲۶۱۔ بنی اسرائیل: ۲۷۔۲۶۔

۲۶۲۔ صحیح بخاری: کتاب الادب، باب من بسط له فی الرزق لصلة الرحم۔ ۵۹۸۶۔

۲۶۳۔ صحیح بخاری: کتاب الادب، باب الم القاطع۔ حدیث۔ ۵۹۸۶۔

۲۶۴۔ جامع ترمذی: ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی تعلیم النسب۔ حدیث نمبر ۱۹۷۹۔

۲۶۵۔ جامع ترمذی: الفاظ میں قدرے فرق ہے۔ دیکھئے: ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی رحمة الصبیان۔ حدیث نمبر ۱۹۲۱۔ ۱۹۱۹۔

۲۶۶۔ المعجم الکبیر: ج ۸/ص ۲۲۷۔

۲۶۷۔ جامع ترمذی: الفاظ میں قدرے اختلاف ہے۔ دیکھئے: ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی اجلال الکبیر۔ حدیث نمبر ۲۰۲۲۔

۲۶۸۔ احیاء علوم الدین:

ب: الف: صحیح بخاری: لفظ لا یامن تین بار ہے۔ دیکھئے: کتاب الادب، باب الم من لا یامن جاره بوائقه۔ حدیث نمبر ۶۰۱۶

۲۶۹۔ صحیح مسلم: ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ لا یدخل الجنة من لا یمن جاره بوائقه۔ دیکھئے: کتاب الایمان، باب بیان تحریم ایذاء الجار۔ حدیث نمبر ۱۷۲۔

۲۷۰۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان تحریم یذاء الجار۔ حدیث نمبر ۱۷۲۔

۲۷۱۔ شعب الایمان: ج ۳/ص ۲۲۵۔

۲۷۲۔ جامع ترمذی: ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی حق الجوار۔ حدیث نمبر ۱۹۴۴۔

۲۷۳۔ جامع ترمذی: ان الفاظ کے ساتھ ہے انا و کافل الیتیم فی الجنة کهاتین و اشار باصبعیه یعنی السبابة والوسطیٰ۔ دیکھئے: ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی رحمة الیتیم و کفالته۔ حدیث نمبر ۱۹۱۸۔

البتہ مشکوٰۃ المصابیح میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔ دیکھئے: الفصل الثانی، کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق۔

حدیث نمبر ۴۹۷۴۔

۲۷۴۔ سنن ابن ماجہ: ابواب الادب، باب حق الیتیم۔ حدیث نمبر ۳۶۷۹۔

۲۷۵۔ مسند احمد: ج ۱۴/ص ۵۵۸۔

۲۷۶۔ الف: صحیح بخاری: کتاب المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه۔ حدیث نمبر ۲۴۴۲۔

ب: صحیح مسلم: کتاب البر والصلة، باب تحریک الظلم۔ حدیث نمبر ۶۵۷۸۔

۲۷۷۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان ان الاسلام بدأ غریباً و سیعود غریباً۔ حدیث نمبر ۳۷۲۔

۲۷۸۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیه مایحب لنفسه۔ حدیث نمبر ۱۳۔

ب: صحیح بخاری: کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من خصال الایمان ان یحب لا خیه ما یحب لنفسه من الخیر۔ حدیث نمبر ۱۷۱۔

۲۷۹۔ الحجرات: ۱۲۔

۲۸۰۔ شعب الایمان: ج ۶/ص ۱۱۲۔

۲۸۱۔ جامع ترمذی: ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی شفقة المسلم علی المسلم۔ حدیث نمبر ۱۹۲۹۔

۲۸۲۔ الحجرات: ۱۳

۲۸۳۔ صحیح مسلم: کتاب البر والصلة، باب تراحم المؤمنین و تعاطفهم و تعاضدهم۔ حدیث نمبر ۶۵۸۔

۲۸۴۔ الف: صحیح بخاری کتاب الادب، باب تعاون المؤمنین بعضهم بعضاً۔ حدیث نمبر ۶۰۲۶۔

ب: صحیح مسلم: کتاب البر والصلة، باب تراحم المؤمنین و تعاطفهم و تعاضدهم۔ حدیث نمبر ۶۵۸۵۔

۲۸۵۔ الف: مسند احمد: ج ۲۸/ص ۵۱۔ ۲۵۰۔

ب: شعب الایمان: ج ۴/ص ۲۹۲۔

۲۸۶۔ عقد الفرید:

۲۸۷۔ سنن ابوداؤد: کتاب الادب، باب فی العصبیة۔ حدیث نمبر ۵۱۲۱

۲۸۸۔ صحیح مسلم: کتاب الجنة، باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا اهل الجنة و اهل النار۔ حدیث نمبر ۷۲۱۰۔

۲۸۹۔ صحیح مسلم: کتاب البر والصلة، باب تحریم ظلم المسلم و خذله۔ حدیث نمبر ۶۵۴۳۔

۲۹۰۔ الف: صحیح بخاری: کتاب التوحید، باب قول الله تبارک و تعالیٰ قل ادعوا الله او ادعوا الرحمٰن۔ حدیث نمبر ۷۳۷۶۔

Marfat.com

ب: صحیح مسلم: ان الفاظ کے ساتھ ہے: من لا یرحم الناس لا یرحمہ اللہ دیکھئے: کتاب الفضائل، باب رحمہ ﷺ الصبیان والعیال۔حدیث نمبر۶۰۳۰۔

۲۹۱۔ سنن ابوداؤد: کتاب الادب، باب فی الرحمۃ۔حدیث نمبر۴۹۴۱

۲۹۲۔ الف: سنن ابوداؤد: کتاب الادب، باب فی اصلاح ذات البین۔ حدیث نمبر۴۹۱۹۔

ب: جامع ترمذی: ابواب صفۃ القیامۃ، باب فی فضل صلاح ذات البین۔حدیث نمبر۲۵۰۹۔

۲۹۳۔ کنز العمال: ج۳/ص۵۹۔

۲۹۴۔ ادب مفرد: ص۱۹۲۔

۲۹۵۔ مشکوۃ المصابیح: الفصل الثالث، کتاب الآداب، باب الحب فی اللہ۔حدیث نمبر۵۰۲۱۔

۲۹۶۔ ادب مفرد: ص۴۴۷۔

۲۹۷۔ صحیح میں ان الفاظ کے ساتھ نہیں ہے، بلکہ قدرے فرق ہے۔ دیکھئے:

الف: صحیح بخاری: کتاب الادب، باب ما قیل فی ذی الوجھین۔ حدیث نمبر۶۰۵۸۔

۲۹۸۔ جامع ترمذی: ابواب الرؤیا، باب خیر کم من یرجی خیرہ و یؤمن شرہ۔حدیث نمبر۲۲۶۳۔

۲۹۹۔ الف: مسند احمد: ج۱۵/ص۱۰۶۔

ب: سنن کبریٰ: ج۱۰/ص۲۳۷۔

۳۰۰۔ سنن نسائی: کتاب الاشربۃ، باب الروایۃ فی المدمنین۔حدیث نمبر۶۵۷۵۔

۳۰۱۔ مشکوۃ المصابیح: الفصل الثانی، کتاب البیوع، باب من عرض علیہ ریحان۔حدیث نمبر۳۰۲۷۔

۳۰۲۔ صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ، باب فضل الرفق۔حدیث نمبر۶۶۰۱

۳۰۳۔ صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ، باب فضل الرفق۔حدیث نمبر ۶۵۹۸۔

۳۰۴۔ صحیح بخاری: کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عبداللہ بن مسعود۔حدیث نمبر۳۷۵۹۔

۳۰۵۔ الف: صحیح بخاری: کتاب المناقب، باب صفۃ النبی ﷺ۔حدیث نمبر۳۵۵۹۔

ب: صحیح مسلم: کتاب الفضائل، باب کثرۃ حیائہ ﷺ۔حدیث نمبر۶۰۳۳۔

۳۰۶۔ جامع ترمذی: ان الفاظ کے ساتھ دستیاب نہیں ہوسکی۔ دیکھئے: ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی حسن الخلق۔حدیث نمبر۲۰۰۲

۳۰۷۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الادب، باب ما ینھی من السباب واللعن۔حدیث نمبر۶۰۴۴۔

ب: صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان قول النبی ﷺ سباب المسلم فسوق و قتالہ کفر۔حدیث نمبر۲۲۱۔

۳۰۸۔ جامع ترمذی: ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی تعظیم المؤمن۔حدیث نمبر۲۰۳۲۔

۳۰۹۔ مشکوۃ المصابیح: الفصل الثانی، کتاب الآداب، باب المزاح۔ حدیث نمبر۴۸۹۲۔

۳۱۰۔ جامع ترمذی: ابواب صفۃ القیامۃ، باب فی فضل صلاح ذات البین۔حدیث نمبر۲۵۰۸۔

۳۱۱۔ سنن ابو داؤد: کتاب الادب، باب یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن۔حدیث نمبر۶۰۶۶۔

۳۱۲۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الادب، باب یایھا الذین امنوا اجتنبو کثیر من الظن۔حدیث نمبر۶۰۶۶۔

ب: صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الظن والتحسس۔حدیث نمبر۶۵۳۶۔

۳۱۳۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الادب، باب الحذر من الغضب۔حدیث نمبر۶۱۱۴۔

ب: صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ، باب فضل من یملک نفسہ عند الغضب۔حدیث نمبر۶۶۴۳۔

۳۱۴۔ الف: مشکوۃ المصابیح: الفصل الثالث، کتاب الآداب، باب الغضب والکبر۔حدیث نمبر۵۱۱۸۔

ب: شعب الایمان: ج۶/ص۳۱۱۔

۳۱۵۔ مشکوۃ المصابیح: الفصل الثالث، کتاب الآداب، باب الغضب والکبر۔حدیث نمبر۵۱۱۹۔

۳۱۶۔ جامع ترمذی: ان الفاظ کے ساتھ نہیں مل سکی۔ دیکھئے: کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی زیارۃ الاخوان۔حدیث نمبر۲۰۰۸۔ ان الفاظ کے لئے ملاحظہ کریں: مشکوۃ المصابیح الفصل الثانی، کتاب الآداب، باب الحب فی اللہ۔حدیث نمبر۵۰۱۵۔

۳۱۷۔ الادب المفرد: ص۱۴۲

۳۱۸۔ مشکوۃ المصابیح: یہ حدیث حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اضمنوا لی ستاً من انفسکم اضمن لکم الجنۃ پھر آپ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ دیکھئے: الفصل الثالث، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم۔حدیث نمبر۴۸۷۰۔

Marfat.com

۳۱۹۔ مصنف نے یہاں جامع ترمذی کا حوالہ دیا تھا، مگر راقم کو دستیاب نہ ہو سکی۔ اس کے لئے دیکھیں: مشکوٰۃ المصابیح: الفصل الثانی، كتاب الفضائل والشمائل، باب فی اخلاقه وشمائله ﷺ۔ حدیث نمبر ۵۸۲۲۔

۳۲۰۔ یہ حدیث حضرت براء بن عازب سے مروی ہے۔ الفاظ حدیث یہ ہے: ان النبی ﷺ ینقل التراب یوم الخندق حتی اغمر بطنه او اغبر بطنه يقول :

والله لو لا الله ما اهتدينا
ولا تصدقنا ولا صلينا
فانزلن سكينة علينا
وثبت الاقدام ان لاقينا
ان الألى قد بغوا علينا
اذا ارادوا فتنة ابينا

و يرفع بها صوته "ابينا ابينا" دیکھئے: صحیح بخاری: كتاب المغازی، باب غزوة الخندق و هی الاحزاب۔ حدیث نمبر ۴۱۰۴۔

۳۲۱۔ الف: صحیح بخاری: یہ دراصل ایک طویل حدیث سے ماخوذ ہے۔ دیکھئے: كتاب المظالم، باب الغرفة و العلية المشرفة۔ حدیث نمبر ۲۴۶۸

ب: جامع ترمذی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ۔ انما كان فراش النبی ﷺ الذی ینام علیه ادم حشوة لیف۔ دیکھئے: ابواب اللباس، باب ما جاء فی فراش النبی ﷺ۔ حدیث نمبر ۱۷۶۱

۳۲۲۔ الف: صحیح بخاری: الفاظ یہ ہے کہ ان الصدق یهدی الی البر وان البر یهدی الی الجنة و ان الرجل لیصدق حتی یکون صدیقا و ان الکذب یهدی الی الفجور وان الفجور یهدی الی النار حتی یکتب عندالله کذاباً۔ دیکھئے: كتاب الادب، باب ما ینهی عن الکذب۔ حدیث نمبر ۶۰۹۴۔

ب: صحیح مسلم: ان ہی الفاظ کے ساتھ ہے۔ دیکھئے: كتاب البر والصلة، باب قبح الكذب و حسن الصدق و فضله۔ حدیث نمبر ۶۶۳۷۔ متن سے قریب تر الفاظ کے لئے دیکھیں: حدیث نمبر ۶۶۳۹۔

۳۲۳۔ الشوریٰ: ۳۸۔

۳۲۴۔ آل عمران: ۱۵۹۔

۳۲۵۔ الف: صحیح بخاری: كتاب الجهاد، باب يقاتل من وراء الامام و يتقى به۔ حدیث نمبر ۲۹۵۷۔

ب: صحیح مسلم: كتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة۔ حدیث نمبر ۴۷۴۷۔

۳۲۶۔ مشکوٰۃ المصابیح: الفصل الاول : كتاب الامارة والقضاء۔ حدیث نمبر ۳۶۶۱۔

۳۲۷۔ صحیح مسلم: كتاب الامارة، باب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن و فی کل حال۔ حدیث نمبر ۴۷۹۳۔

۳۲۸۔ سنن ابوداؤد: كتاب الفتن، باب ذكر الفتن و دلائلها۔ حدیث نمبر ۴۲۴۸۔

۳۲۹۔ الف: صحیح بخاری: كتاب الاحكام، باب السمع والطاعة للامام مالم تكن معصية۔ حدیث نمبر ۷۱۴۴۔

ب: صحیح مسلم: كتاب الامارة، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصية۔ حدیث نمبر ۴۷۶۳۔

۳۳۰۔ الف: مشکوٰۃ المصابیح : الفصل الثانی، كتاب الامارة والقضاء۔ حدیث نمبر ۳۷۰۵۔

ب: سنن ابوداؤد: كتاب الحدود، باب الامر والنهی۔ حدیث نمبر ۴۳۴۴۔

۳۳۱۔ مصنف نے یہ حدیث صحیح بخاری کے حوالے سے بیان کی، مگر ہمیں اس میں دستیاب نہیں ہو سکی۔ ان الفاظ کے ساتھ دیکھنے کے لئے رجوع کریں: شعب الایمان: ج ۷/ص ۴۶۔

البتہ مشکوٰۃ المصابیح میں قدرے فرق کے ساتھ یہ حدیث موجود ہے۔ دیکھئے: الفصل الثانی، کتاب الامارۃ والسفھاء۔ حدیث نمبر ۳۷۰۰۔

۳۳۲۔ صحیح مسلم: كتاب الامارة، باب خيار الائمة و شرارهم۔ حدیث نمبر ۴۸۰۴۔

۳۳۳۔ النساء: ۵۸۔

۳۳۴۔ المائدہ: ۴۲۔

۳۳۵۔ تفسیر خازن

۳۳۶۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں کئی ٹکڑوں میں آئی ہے، لیکن قریب تر الفاظ کے لئے ملاحظہ کریں:

كتاب الحدود، باب كراهية الشفاعة فی الحد اذا رفع الی السلطان۔ حدیث نمبر ۶۷۸۸۔

اسی طرح : كتاب احاديث الانبياء، باب نمبر ۵۴۔ حدیث نمبر ۳۴۷۵۔

۳۳۷۔ بخاری میں ان الفاظ کے ساتھ نہیں مل سکی، البتہ اس معنی کی کئی احادیث موجود ہیں اور سب کے الفاظ متحد ہیں۔ ذیل میں وہ حدیث درج کی جاتی ہے: سعید بن ابی بردہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے میرے والد اور حضرت معاذ کو یمن بھیجا اور فرمایا۔ یسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا و تطاوعا۔ دیکھئے:

الف : صحیح بخاری : كتاب الاحكام، باب امر الولی اذا وجه اميرين الی موضع ان يتطاوعا ولا يتعاصيا۔ حدیث نمبر ۷۱۷۲۔

Marfat.com

ب: صحیح مسلم: کتاب الجهاد، باب فی الامر بالتیسیر و ترک التنفیر۔حدیث نمبر ۴۵۲۵۔۳۳۸۔

۳۳۸۔ صحیح بخاری:

۳۳۹۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الاحکام، باب قول اللہ تعالیٰ واطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔حدیث نمبر ۷۱۳۸۔

ب: صحیح مسلم: کتاب الامارة، باب فضیلة الامیر العادل۔حدیث نمبر ۴۷۲۴۔

۳۴۰۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الاحکام، باب من استرعی رعیة فلم ینصح۔حدیث نمبر ۷۱۵۱۔

ب: صحیح مسلم: اس میں ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ما من عبد یسترعیه الله رعیة یموت یوم یموت و هو غاش لرعیته الا حرم الله علیه الجنة۔دیکھئے: کتاب الامارة، باب فضیلة الامیر العادل۔حدیث نمبر ۴۷۲۹۔

۳۴۱۔ صحیح مسلم: کتاب الامارة، باب فضیلة الامیر العادل۔حدیث نمبر ۴۷۳۳۔

۳۴۲۔ القصص: ۵۔

۳۴۳۔ الف: ابوداؤد: ان الفاظ کے ساتھ ہے۔الصلاه الصلاه اتقوا الله فیما ملکت ایمانکم۔دیکھئے: کتاب الادب، باب فی حق المملوک۔حدیث نمبر ۵۱۵۶۔

ب: مسند احمد: ج۱۹/ص۲۰۹۔

۳۴۴۔ صحیح مسلم: کتاب الأیمان، باب اطعام المملوک مما یاکل۔حدیث نمبر ۴۳۱۷۔

۳۴۵۔ المائدہ: ۸۔

۳۴۶۔ البقرہ: ۱۹۰۔

۳۴۷۔ الانفال: ۳۹۔

۳۴۸۔ الانفال: ۶۱۔

۳۴۹۔ النحل: ۹۱۔

۳۵۰۔ النحل: ۹۲۔

۳۵۱۔ الف: مشکوٰۃ المصابیح: الفصل الثانی، کتاب الجهاد، باب الامان۔حدیث نمبر ۳۹۸۱۔

ب: سنن ابوداؤد: کتاب الجهاد، باب فی الامام یستحن به فی العهود۔حدیث نمبر ۲۷۵۸۔

۳۵۲۔ کنز العمال: ج۳/ص۳۴۷۔

۳۵۳۔ المعجم الصغیر: ج۲/ص۲۱۰۔

۳۵۴۔ الف: مشکوٰۃ المصابیح: الفصل الثانی، کتاب الجهاد، باب الصلح۔حدیث نمبر ۴۰۴۷۔

ب: سنن ابوداؤد: کتاب الخراج، باب فی التشدید فی جبایة الحزیة۔حدیث نمبر ۳۰۵۲۔

۳۵۵۔ التوبۃ: ۲۹ ۳۵۶۔ محمد: ۴ ۳۵۷۔ محمد: ۴۔

۳۵۸۔ جامع ترمذی: یہ حدیث حضرت حذیفہ سے مروی ہے۔دیکھئے: ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الاحسان والعفو۔حدیث نمبر ۲۰۰۷۔

۳۵۹۔ الانفال: ۶۱ ۳۶۰۔ التوبۃ: ۶

۳۶۱۔ صحیح مسلم: کتاب الامارة، باب فضل الرمی والحث علیه۔حدیث نمبر ۴۹۴۶۔

۳۶۲۔ صحیح مسلم: کتاب الامارة، باب فضل الرمی والحث علیه۔حدیث نمبر ۴۹۴۹۔

۳۶۳۔ المستدرک: کتاب معرفة الصحابة، باب ذکر اسلام امیر المومنین علی۔حدیث نمبر ۴۶۵۸۔

۳۶۴۔ صحیح بخاری: یہ حدیث حضرت نفیع بن حارث ثقفی سے مروی ہے۔دیکھئے: کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام۔حدیث نمبر ۶۳۲۔

۳۶۵۔ جامع ترمذی: یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔دیکھئے: ابواب الاحکام، باب ماجاء عن رسول الله ﷺ فی القاضی۔حدیث نمبر ۱۳۲۴۔

۳۶۶۔ مسند احمد: ج۷/ص۴۷۔۱۷۳۔

۳۶۷۔ مؤطا امام مالک: ج۴/ص۱۰۴۱۔

۳۶۸۔ سنن ابوداؤد: کتاب الخراج، باب فی العرافة۔حدیث نمبر ۲۹۳۴۔

۳۶۹۔ جامع ترمذی: ابواب الفتن، باب ما جاء فی الامر بالمعروف و النهی عن المنکر۔حدیث نمبر ۲۱۶۹۔

۳۷۰۔ البقرہ: ۴۴۔

۳۷۱۔ الصف: ۳۔۲۔

۳۷۲۔ سنن ابوداؤد: کتاب العلم باب فی طلب العلم لغیر اللہ۔حدیث نمبر ۳۶۶۴۔

۳۷۳۔ سنن دارمی: ج۱/ص۹۳۔

۳۷۴۔ صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان کون النهی عن المنکر من الایمان۔حدیث نمبر ۵۰۔

۳۷۵۔ سنن دارمی: ج۱/ص۸۲۔

۳۷۶۔ شعب الایمان: ج۲/ص۳۱۱

۳۷۷۔ شعب الایمان: ج۵/ص۳۳۱

۳۷۸۔ جامع ترمذی: ابواب الزهد، باب حدیث خاتلی الدنیا بالدین عقوبتهم۔حدیث نمبر ۲۴۰۴۔

Marfat.com

۳۷۹۔۳۸۰۔ مشکوۃ المصابیح:الفصل الثالث، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعة۔حدیث نمبر۵۳۲۸۔
سنن ابن ماجہ:ابواب الفتن، باب من ترجی له السلامة من الفتن۔حدیث نمبر۳۹۸۹۔
۳۸۱۔ النحل:۱۲۵ ۳۸۲۔ التوبۃ:۱۲۲ ۳۸۳۔ النحل:۱۱۴۔
۳۸۴۔ الانعام:۱۵۳ ۳۸۵۔ ہود:۸۴ ۳۸۶۔ ہود:۸۵۔
۳۸۷۔ الرحمٰن:۹ ۳۸۸۔ التطفیف:۱تا۳۔
۳۸۹۔ مسند احمد:ج۲۸/ص۵۰۲۔
۳۹۰۔ احیاء علوم الدین : کتاب آداب الکسب والمعاش، باب فی فضل الکسب والحث علیه۔ج۲/ص۳۵۔
۳۹۱۔ سنن کبریٰ:ج۶/ص۱۲۸۔
۳۹۲۔ صحیح مسلم : کتاب الزکوۃ، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب و تربیتها۔حدیث نمبر۲۳۴۶۔
۳۹۳۔جامع ترمذی:ابواب الاحکام، باب ماجاء ان الوالد یاخذ من مال ولده۔حدیث نمبر۱۳۵۸۔
۳۹۴۔جامع ترمذی:ابواب صفة الجنة، باب حدیث اعقلها و توکل۔ حدیث نمبر۲۵۲۰۔
۳۹۵۔صحیح بخاری : کتاب البیوع، باب کسب الرجل و عمله بیده۔ حدیث نمبر۲۰۷۲۔
۳۹۶۔جامع ترمذی:ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار۔حدیث نمبر۱۲۰۹
۳۹۷۔صحیح مسلم : کتاب المساقاة، باب النهی عن الحلف فی البیع۔ حدیث نمبر۴۱۲۶۔
۳۹۸۔صحیح بخاری: کتاب البیوع، باب السهولة والسماحة فی الشراء والبیع۔حدیث نمبر۲۰۷۶۔
۳۹۹۔ البقرۃ:۲۸۰۔
۴۰۰۔ صحیح بخاری: کتاب البیوع، باب من انظر معسراً۔حدیث نمبر۲۰۷۸
۴۰۱۔ صحیح بخاری: کتاب فی الاستقراض واداء الدیون، باب من اخذ اموال الناس یرید اداء ها او اتلافها۔حدیث نمبر۲۳۸۷۔
۴۰۲۔ صحیح بخاری: کتاب المساقاه، باب بیع الحطب والکلاء۔۲۳۷۴
۴۰۳۔ مشکوۃ المصابیح:الفصل الثانی، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی اخلاقه و شمائله ﷺ۔حدیث نمبر۵۸۲۲۔
۴۰۴۔ صحیح بخاری: کتاب الساقاة، باب من لم یبال من حیث کسب المال۔حدیث نمبر۲۰۵۹۔
۴۰۵۔ یہاں شاید مصنف سے راوی کا نام نقل کرنے میں تسامح ہوا ہے کیوں کہ صحیحین میں یہ حدیث حضرت ابن عمر سے مروی ہے، البتہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔
الف : صحیح بخاری : کتاب البیوع، باب الکیل علی البائع والمعطی۔حدیث نمبر۲۱۲۶۔
ب : صحیح مسلم : کتاب البیوع،باب بطلان بیع المبیع قبل القبض۔حدیث نمبر۳۸۳۶/۳۸۴۰۔
۴۰۶۔ صحیح مسلم:کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ من غش فلیس منا۔حدیث نمبر۲۸۴۔
۴۰۷۔ سنن ابن ماجہ: ابواب التجارات، باب من باع عیباً فلیبینه۔ حدیث نمبر۲۲۴۷۔
۴۰۸۔ الف: صحیح بخاری: کتاب المزارعة، باب ان صاحب الماء احق بالماء۔حدیث نمبر۲۳۵۴۔
ب: صحیح مسلم: کتاب المساقدة، باب تحریم الماء الذی یکون بالفلاة ویحتاج الیه لرعی الکلأ۔حدیث نمبر۴۰۰۷۔
۴۰۹۔ المائدہ:۹۰۔
۴۱۰۔ جامع ترمذی:ابواب البیوع، باب النهی ان یتخذ الخمر خلاً۔ حدیث نمبر۱۲۹۵۔
۴۱۱۔ الف: صحیح بخاری: کتاب الاشربة، باب الخمر من العسل و هو البتع۔حدیث نمبر۵۵۸۵۔
ب: صحیح مسلم: کتاب الاشربة، باب بیان ان کل مسکر خمر۔۵۲۱۱
۴۱۲۔ صحیح مسلم: کتاب الاشربة، باب عقوبة من شرب الخمر۔حدیث نمبر۵۲۲۴۔۵۲۲۲۔
۴۱۳۔ صحیح مسلم : کتاب الاشربة، باب بیان ان کل مسکر خمر۔ حدیث نمبر۵۲۱۷۔
۴۱۴۔ جامع ترمذی: ابواب الاشربة، باب ماجاء مااسکر کثیره فقلیله حرام۔حدیث نمبر۱۸۶۵۔
۴۱۵۔ سنن ابوداؤد: کتاب الاشربة، باب ماجاء فی السکر۔حدیث ۳۶۸۳
۴۱۶۔ البقرہ:۲۷۵ ۴۱۷۔ البقرہ:۲۷۹۔۲۷۸۔
۴۱۸۔ الروم:۳۹۔
۴۱۹۔ صحیح مسلم : کتاب المساقاة، باب لعن اکل الربا و مؤکله۔ حدیث نمبر۴۰۹۳۔
۴۲۰۔ سنن ابن ماجہ: ابواب التجارات، باب التغلیظ فی الربا۔حدیث نمبر۲۲۷۳۔
۴۲۱۔ مسند احمد: ج۳۶/ص۲۸۸۔

☆==☆==☆

Marfat.com

مدرسہ شمس العلوم ۔ گھنٹہ گھر ۔ بدایوں

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احوال واقعی

مسلمان مدت مدیدہ سے اپنی حیات کو استوار اور مضبوط بنانے کے لئے تدابیر سوچ رہے ہیں۔ اسلامی ہند کا شاید ہی کوئی دارہ ایسا ہو جس میں ہر سال اس مسئلہ پر غور و فکر کا اعلان نہ کیا جاتا ہو، گر افسوس! ہم صدہا مجالس کے بعد بھی آج تک یہ طے نہ کر سکے کہ ''مسلم کی زندگی کا لائحہ عمل کیا ہے؟'' ہم نے دوسروں کے تجویز کردہ معالجات تو پسند کئے لیکن دین و دنیا کے سب سے بڑے روحانی معلم شہنشاہِ کونین حضرت ختم رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدرت کے ارشاد سے جو نسخہ ہمارے لئے تجویز فرمایا اس کی طرف سے سب کی نظریں اوجھل ہو گئیں، جو صحیفہ قدرت ہمارے ہاتھوں میں چھوڑا گیا تھا اس میں نہ صرف یہ کہ مسلم کی زندگی کا لائحہ عمل موجود تھا بلکہ قدرت نے اپنے اس آخری مجموعے میں تمام جہاں کے لئے سرمایۂ حیات جمع فرما دیا۔ اگر ہمارے اندر قرآن کریم کی حقیقی روح موجود ہوتی تو صدیوں کا راستہ طے ہو کر اب سے بہت قبل منزلِ مقصود حاصل ہو گئی ہوتی۔ قرآن مجید نے زندگی کے وہ تمام منازل جن سے انسان کو سابقہ پڑتا ہے دنیا کے سامنے ظاہر کر دیئے اور ان تمام مباحث و مطالب کو سمجھانے کے لئے ایک ہستی ہماری معلم بنائی گئی جس کی حیاتِ طیبہ کا ایک ایک ورق قران پاک کی عملی تفسیر اور جس کی ذات والا صفات میں دین و دنیا کا ہر پہلو اپنے انتہائی کمال کے ساتھ موجود ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

ظاہری طور پر ہم قرآن کی تلاوت بھی کرتے ہیں مگر کبھی اس پر غور کیا وہ ہمیں کس طرف بلا رہا ہے؟

بلاشبہ آج دنیا کی مادّی حکومتوں کے قوانین میں آئے دن تغیرات ہوتے رہتے ہیں بلکہ ذاتی اغراض رکھنے والوں نے تو صحف الٰہیہ میں بھی اپنی آراء و افکار کو شامل کر کے تبدیل کر دیا۔ اگرچہ قرآن حکیم پر بھی باطل پرستوں کے گرم و سرد جھونکے پیہم آئے مگر یہ صحیفۂ قدرت محفوظ و مامون رہا اور ہمیشہ قدرت کی طرف سے اس کی پوری طرح صیانت ہوتی رہے گی کیونکہ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کا مستحکم وعدہ موجود ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ قانون وہی قانون کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے اور ہی کتاب دنیا میں مستحکم رہ سکتی ہے جس میں ہر ملت کے لئے عالم گیر تعلیمات موجود ہوں اور وہ خود بھی خدا کی طرف سے نازل ہونے کا دعویٰ کر رہی ہو۔

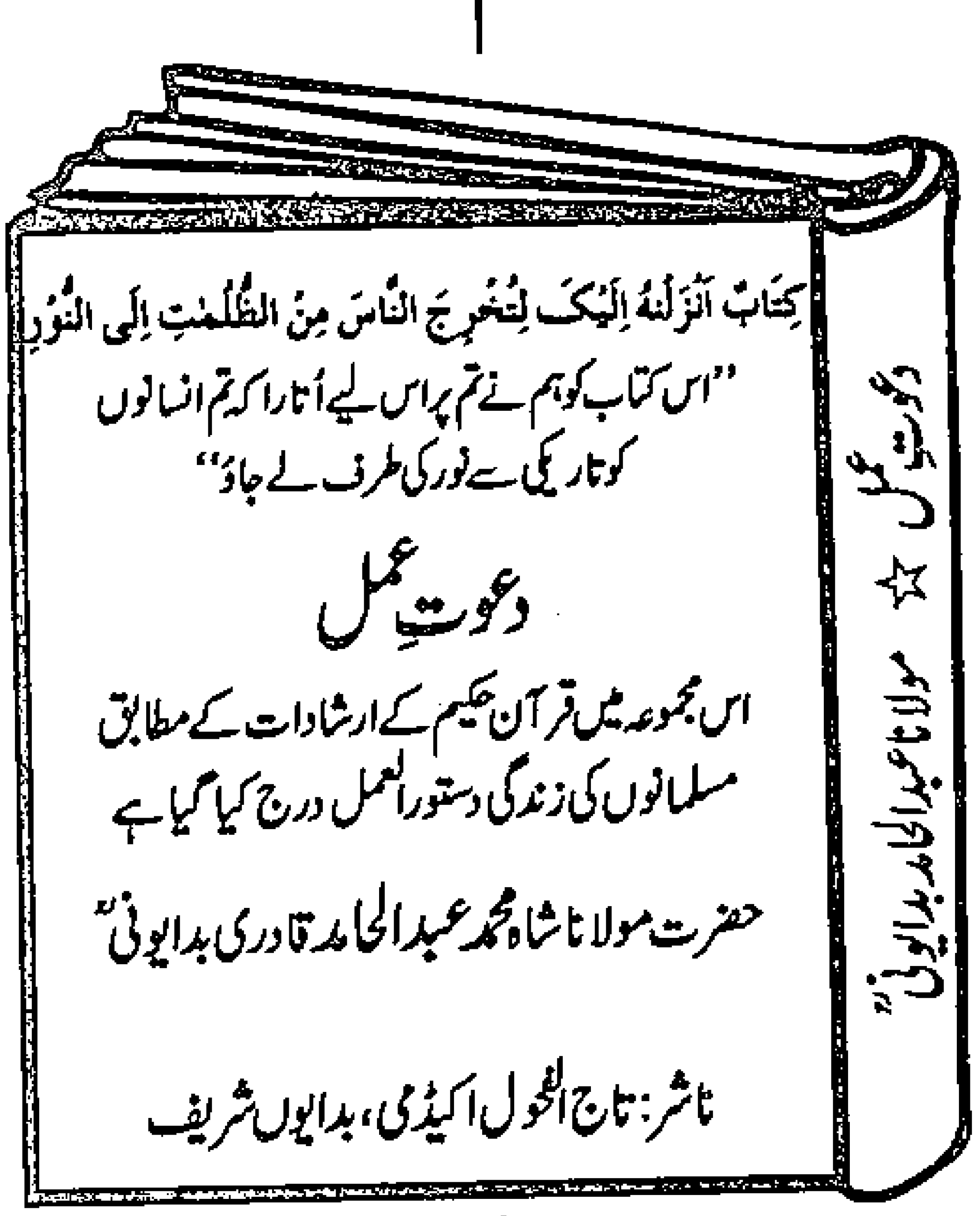

قرآن کریم کا بغور مطالعہ کرنے والا جانتا ہے کہ اس کی ہدایات سے بلا امتیاز قوم و ملت ہر شخص پوری طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے، قرآن کریم کر دروازہ ہر جماعت کے لئے کھلا ہوا ہے اور عالم کی اصلاح و ضرورت کے لئے قرآنی اوراق میں تمام اصول موجود ہیں جن کے تحت انسانیت کی تکمیل باآسانی ہو جاتی ہے اور قرآن کریم کے بعد کسی دوسرے اجمالی قانون کی جن کا دائرۂ عمل محدود و متعین ہو، ضرورت باقی نہیں رہتی۔ جتنا جتنا قرآن کریم میں ہم ڈوبتے ہیں قرآن کریم کی عالم گیر دعوتِ اصلاح و عمل کا دعویٰ صحیح ثابت ہوتا جاتا ہے بلکہ پورے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ آج دنیا میں جو بھی کوئی عمدہ اصول پیش کیا جائے گا وہ قرآن کریم کی پیش کردہ تعلیم کا نتیجہ ہوگا۔

جب تک مسلمانوں نے قدرت کے اس قانون کی دفعات

Marfat.com

پر عمل کیا وہ دنیا کی ہر ملت میں سب سے زیادہ ممتاز رہے۔

ایک وہ وقت بھی تھا کہ مسلمانوں کے پاس دنیا کی دولت و حشمت نہ تھی مادّی زیوروں سے بھی وہ پوری طرح آراستہ نہ تھے، جنگ کے میدانوں میں تلواروں کے بجائے خورمے کی لکڑیوں، اونٹوں کی ہڈیوں سے کام لے کر قیصر و کسریٰ کے تخت و تاج کے مالک و وارث بنے۔ جو قومیں کبھی مسلمانوں کی ظاہری سقم حالت کی وجہ سے مذاق اڑاتی تھیں وہی قرآنی اخلاق و سیرت محمدیہ پر چلنے والے مسلمانوں کا مضبوط عمل دیکھ کر ان کی غلام ہو جاتی تھیں۔ مسلمانوں نے قرآن کریم کو سینے سے لگا کر مذہبی جذبات و حسیات کے ساتھ بحر و بر کو مسخر کر لیا اور اس واہمہ کا قلع قمع کر دیا کہ ''مذہب ترقی کی راہ میں مانع ہے۔''

مجھے یہاں تہذیب جدید کی برکات و دہریت والحاد پر نقد و تبصرہ کرنا مقصود نہیں اس کے لئے دوسرے مواقع کافی ہیں بلکہ صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ مسلمان قرآن کریم کے بتائے ہوئے قوانین پر عمل کر کے آج بھی دنیا کی ہر قوم سے آگے ہو سکتے ہیں۔

آخر وہ نظام عمل کیا ہے؟ میں نے اپنے اس پندرہ سالہ حقیر قومی و مذہبی اشتغال کے زمانے میں بارہا دیکھا اور سنا کہ ہمارے قائدین کوئی پروگرام نہیں پیش کرتے۔

اگر چہ اپنی اپنی جگہ مسلمانوں کی ضروریات کے مطابق کچھ نہ کچھ ظاہر کیا گیا مگر لائحہ عمل کا سوال ہر طرف اٹھتا ہی رہتا ہے اس کا بظاہر حال صرف یہی سبب معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دماغ قرآنی پروگرام سے خالی ہو گئے ہیں یا اس کا وزن ہم نے کمزور کر دیا ہے۔

چنانچہ تحریک القرآن کے سلسلہ میں بھی بلدہ کے اکثر و بیشتر عمائد نے اس کا ذکر فرمایا۔

مجھے یہ دیکھ کر انتہائی مسرت ہوئی کہ محترمی والا جناب نواب نظامت جنگ بہادر عرصہ سے اس امر کے خواہش مند ہیں کہ مسلمان سطحی چیزوں کے بجائے کسی ٹھوس اور مضبوط عمل کو اختیار کریں، موصوف نے عمیق غور و فکر کے بعد طے کر لیا کہ مسلمانوں کو قرآن کریم کے ارشادات کی طرف اقدام کی دعوت دی جائے اور آپ کے رفیق صدیقی المکرّم جناب نواب بہادر یار جنگ بہادر نے بھی اپنی بلند ہمت اور مسلسل جدوجہد کو اسی طرف منعطف کر دیا ہے۔ نواب نظامت جنگ بہادر باوجود پیرانہ سالی کے قرآن کریم کی مستحکم خدمت کی طرف متوجہ ہیں عرصہ سے آپ کی خواہش تھی کہ قرآن کریم کے اوامر و نواہی لائحہ عمل کی شکل میں جمع کر دیئے جائیں۔ موصوف نے جامع عثمانیہ سلطان بازار کے جلسہ کے موقع پر اپنی محبت اور خاص اندازِ بیان سے مجھے مجبور کر دیا کہ میں ان کی اس دیرینہ خواہش کو پورا کروں۔

اگر چہ مجھے مسلمانانِ بلدہ کی محبت اور مجالس نبویہ کی کثرت اور علالِ طبع کی وجہ سے فرصت نہ تھی مگر الحمدللہ المقتدر یہ مختصر رسالہ ''دعوتِ عمل'' بلدہ ہی میں مرتب ہو گیا۔ تحریک القرآن کی اہم ضرورت کی بناء پر پہلا نمبر بلدہ ہی میں طبع ہو گیا۔ دوسرا حصہ انشاء اللہ بدایوں سے شائع ہو گا۔

حتی الامکان میں نے اس کی سعی کی ہے کہ قرآن کریم کے بعض خاص خاص مضامین جن کا مسلم کی زندگی اور عمل سے تعلق ہی اس رسالہ میں آ جائیں۔

عنوانات کے تحت متعدد آیات ہی لے لی گئی ہیں ورنہ قرآن کریم جیسا بحر ذخّار اور اس کے تمام مضامین و آیات کا کلیتہً یکجا کرنا آسان کام نہیں ہے۔ اسی لئے صرف آیات اور ان کے ترجمہ پر اکتفا کی گئی ورنہ ہر آیت پر مستقل مضمون لکھا جا سکتا تھا۔

مجھ سے اس عجلت میں جو کچھ ممکن ہوا مختصر مواد پیش کر دیا اس پروگرام پر اگر مجموعی قوت کے ساتھ عمل کیا جائے تو انشاء اللہ مستقبل قریب میں اس کے شاندار نتائج برآمد ہو جائیں گے اور مسلمانوں کو بیرونی معاونت کی احتیاج نہ رہے گی۔

اگر میرے اشغال نے موقع دیا تو انشاء اللہ اسی نہج پر دوسرا رسالہ احادیث نبویہ کا پیش کروں گا۔ والسلام!

مورخہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ

فقیر محمد عبدالحامد بدایونی

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ھو المقتدر

قرآن کریم خدا کی کتاب ہے

☆ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْہِ (۱)

یہ وہ کتاب ہے جس میں کچھ شک نہیں۔

☆ وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۲)

بے شک قرآن پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے۔

قرآن کریم کا مثل ممکن نہیں :

☆ وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ وَادْعُوْا شُھَدَآءَ کُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ o فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا (۳)

اگر تم ہماری (اپنے بندے پر) اس نازل کی ہوئی کتاب کے بارے میں شک کر رہے ہو تو اس جیسی ایک ہی سورۃ لے آؤ اور الا کے سوا اپنے حمایتیوں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو پھر اگر تم ایسا نہ کر سکے اور ہر گز نہ کر سکو گے۔

☆ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا۔ (۴)

کہہ دیجئے اگر جن و انس اس بات پر جمع ہو جائیں کہ قرآن کا مثل لائیں تو اس کا مثل نہیں لا سکیں گے اگرچہ ان میں ہر ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

☆ وبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ (۵)

حقانیت کے ساتھ ہم نے قرآن اُتارا اور حقانیت کے ساتھ اُترا۔

قرآن کریم کا مختلف اوقات میں نازل ہونا :

☆ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰہُ لِتَقْرَاَہٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُکْثٍ وَّ نَزَّلْنٰہُ تَنْزِیْلًا۔ (۶)

قرآن کو ہم نے متفرق طور پر اس لئے اتارا کہ تم اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اور ہم نے اس کو رفتہ رفتہ اتارا۔

قرآن کریم میں کجی نہیں :

☆ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا قَیِّمًا۔ (۷)

تمام تعریفیں خدا کے لئے ہیں جس نے اپنے بندہ پر کتاب اتاری اور اس میں ذرا بھی کجی نہ رکھی اور اس کو مستقیم (بنایا)۔

قرآن کریم آسان کر دیا گیا:

☆ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ۔ (۸)

ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا، کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

قرآن کریم تمام جہان کے لئے ہدایت ہے:

☆ تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا۔ (۹)

وہ ذات بڑی برکت والی ہے جس نے اپنے بندہ پر قرآن نازل فرمایا تا کہ وہ تمام جہاں کے لئے (اللہ کے عذاب سے) ڈرانے والا ہو۔

☆ یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَہٗ۔ (۱۰)

اے رسول جو کچھ تم پر نازل کیا گیا اس کو پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ کا پیغام نہ پہنچایا۔

قرآنی جامعیت :

☆ کُلٌّ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ (۱۱)

سب کچھ روشن کتاب میں موجود ہے۔

☆ وَلَقَدْ جِئْنٰھُمْ بِکِتٰبٍ فَصَّلْنٰہُ عَلٰی عِلْمٍ ھُدًی وَّرَحْمَۃً

Marfat.com

لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ۔ (۱۲)

ہم نے ان کو پہنچا دی کتاب جس میں مفصل بیان کیا ہے وہ ہدایت ورحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں۔

قرآن مجید میں کھلی ہوئی نشانیاں:

☆ وَكَذٰلِكَ اَنۡزَلۡنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ۔ (۱۳)

اسی طرح قرآن ہم نے کھلی ہوئی نشانیوں کے ساتھ اتارا۔

قرآن کریم عالم انسانیت کے لئے نصیحت وشفا ہے:

☆ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ مَّوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوۡرِ وَهُدًى وَّرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ (۱۴)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے نصیحت، دلوں کی بیماری کی شفاء اور ایمان والوں کے لئے ہدایت ورحمت آگئی۔

قرآن کریم میں غور کرو :

☆ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ۔ (۱۵)

ہم نے قرآن کریم عربی میں اتارا تاکہ تم لوگ سمجھ سکو۔

قرآن کریم کے ذریعہ عالم انسانیت کو گمراہی سے نکالنا :

☆ كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَیۡكَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ۔ (۱۶)

یہ (قرآن حکیم) ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے تمہارے اوپر نازل کیا تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالو۔

قرآن کریم کے ذریعہ فیصلہ جات :

☆ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَیۡنَ النَّاسِ (۱۷)

(اے محمد ﷺ) ہم نے تم پر کتاب برحق (اس لئے) اتاری ہے کہ تم لوگوں کے فیصلے اس کے ذریعے کرو۔

قرآن کریم کی اطاعت کرو :

☆ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوۡهُ وَاتَّقُوۡا لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ۔ (۱۸)

یہ مبارک کتاب ہم نے نازل فرمائی تو تم اس کی اتباع کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

قرآن کریم سے انحراف کرنے والوں کا حال :

☆ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ۔ (۱۹)

اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس کو رب کی آیتوں سے نصیحت کی گئی تو اس نے ان سے منہ پھیر لیا۔

قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے آداب :

☆ وَاِذَا قُرِئَ الۡقُرۡاٰنُ فَاسۡتَمِعُوۡا لَهٗ وَاَنۡصِتُوۡا لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ۔ (۲۰)

جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

قرآن پاک سے محبت کرنے والوں کا حال :

☆ وَاِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِیۡمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمۡ یَتَوَكَّلُوۡنَ۔ (۲۱)

جب ان پر خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

☆ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ۔ (۲۲)

جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں۔

☆ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ثُمَّ تَلِیۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ۔ (۲۳)

اس کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں ان لوگوں کی کھالوں پر، اپنے خدا سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور ان کے دل یادِ خدا کی جانب نرم ہوجاتے ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

قرآن کریم اور عمل اوامر

کیا جنت میں بغیر مشقت چلے جاؤ گے؟

☆ اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَالضَّرَّآءُ (۲۴)

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے، حالانکہ تم کو پیش نہیں آئی ان جیسی حالت جو تم سے پہلے گزرے لوگوں پر سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں۔

عمل کرنے والے مقصود تک پہنچیں گے :

☆ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهۡدِيۡهِمۡ الۡاَنۡهٰرُ فِىۡ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ۔ (۲۵)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیا ان کو خدا ان کے ایمان کی وجہ سے مقصود تک پہنچا دے گا، بہتی ہوں گی نہریں آسائش کے باغوں میں۔

رائی کے برابر بھی عمل باطل نہ ہوگا :

☆ وَاِنۡ كَانَ مِثۡقَالَ حَبَّةٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ اَتَيۡنَا بِهَا وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِيۡنَ۔ (۲۶)

اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اس کو لائیں گے اور ہم حساب کافی لینے والے ہیں۔

☆ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ۔ (۲۷)

خدا نے ایمان داروں سے وعدہ فرمایا ہے کہ تم میں جو بھی ایمان لائے اور نیک عمل کرے اس کو ملک میں خلیفہ بنائے گا جس طرح اگلوں کو خلیفہ بنایا تھا۔

عمل ہی سے جنت ملے گی :

☆ وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّةَ وَ لَا يُظۡلَمُوۡنَ نَقِيۡرًا۔ (۲۸)

جو شخص بھی نیک کام کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان رکھتا ہو وہی جنت میں جائیں گے اور ان پر تل برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔

خدا کو نہ بھلاؤ :

☆ وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنۡسٰهُمۡ اَنۡفُسَهُمۡ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔ (۲۹)

ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا، تو اللہ نے ان کو اسی بلا میں ڈالا کہ وہ اپنے آپ ہی کو بھول گئے، یہی لوگ فاسق ہیں۔

عمل مغفرت کا ذریعہ ہے :

☆ وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡ بِاللّٰهِ وَيَعۡمَلۡ صَالِحًا يُّكَفِّرۡ عَنۡهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدۡخِلۡهُ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ (۳۰)

جو خدا پر ایمان لاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے خدا اس سے اس کی برائیاں دور کرے گا اور ایسے باغوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ہمیشہ وہیں رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے۔

☆ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِيۡمٌ۔ (۳۱)

خدا نے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے واسطے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

نیکی کا بدلہ :

☆ مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيۡرٌ مِّنۡهَا۔ (۳۲)

جو شخص نیکی لے کر آیا اس کے لئے اس سے بہتر اجر ہوگا۔

عمل سے گناہ دور ہوں گے :

☆ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَلَنَجۡزِيَنَّهُمۡ اَحۡسَنَ الَّذِىۡ كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ۔ (۳۳)

Marfat.com

جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہم ضرور ان سے ان کے گناہ دور کر دیں گے اور یقیناً ان کو ان کے اعمال کا اس سے بہتر بدلہ دیں گے۔

عمل کرنے والوں کو بشارت کبریٰ :

☆ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ۔(۳۴)

جولوگ ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا ان کے لئے خوش خبری ہے دنیا کی زندگی اور آخرت میں۔

عمل کرنے والا خوف زدہ نہ ہوگا :

☆ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔(۳۵)

جواللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کئے تو اس پر کوئی خوف نہیں ہے اور وہ غمزدہ نہیں ہوگا۔

عمل کرنے والوں کے لئے خوش حالی :

☆ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ۔ (۳۶)

جو ایمان دار ہیں اور جنھوں نے نیک عمل کئے انہی کے لئے خوش حالی ہے اور اچھا ٹھکانہ ہے۔

اعمال میں خلوص کی تاکید :

☆ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ۔(۳۷)

کہہ دیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں اللہ کی اخلاص کے ساتھ عبادت کروں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

☆ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ۔ (۳۸)

کہہ دو میں خدا ہی کو پوجتا ہوں اسی کے لئے اپنی عبادت کو خالص بنا کر۔

☆ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (۳۹)

کہہ دو میری نماز اور عبادتیں، مرنا، جینا سب اللہ کیلئے ہے۔

مخلصین کا عمل ضائع نہیں ہوگا :

☆ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔(۴۰)

خدا مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

اصل نیکی کیا ہے ؟

☆ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ۔(۴۱)

نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنا منہ مشرق و مغرب کی طرف کرلو بلکہ نیکی اس شخص کی ہے جو اللہ، یوم آخرت، فرشتوں، کتابوں اور نبیوں پر ایمان لایا۔

خدا کے نزدیک ذی رتبہ کون ہے؟

☆ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ (۴۲)

تم میں خدا کے نزدیک زیادہ عزت والا وہی ہے جو زیادہ پرہیز گار ہو۔

خدا کی یاد :

☆ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا۔ (۴۳)

اے ایمان والو! خدا کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔

☆ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ۔ (۴۴)

اپنے رب کا نام لیتے رہو

☆ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ (۴۵)

خدا کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

☆ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ (۴۶)

Marfat.com

اپنے رب کی تسبیح کرتے رہو سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے اور رات و دن کی گھڑیوں اور طرفوں میں۔

خدا کے ذکر سے چین حاصل ہوگا :

☆ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب۔ (۴۷)

جو ایمان لائے ان کے قلوب خدا کے ذکر سے آرام پاتے ہیں۔ خبردار ہو جاؤ خدا کے ذکر سے قلوب کو چین حاصل ہوتا ہے۔

خدا کے ذکر سے بے توجہی معیشت کی تنگی کا باعث ہے:

☆ وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَإِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَعْمٰی (۴۸)

جس نے میری یاد سے منہ موڑا اس کی معیشت تنگ کر دی جائے گی اور ہم قیامت میں اس کو اندھا اٹھائیں گے۔

☆ وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْن۔ (۴۹)

جو شخص خدا کی یاد سے آنکھ چراتا ہے ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اس کا قرین ہوتا ہے۔

پہلو میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے :

☆ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ۔ (۵۰)

نہیں پیدا کئے اللہ نے کسی شخص کے لئے دو دل اس کے پہلو کے اندر

آخر مسلمان خدا کی طرف کب جھکیں گے :

☆ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ۔ (۵۱)

کیا مسلمانوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے قلوب جھک جائیں خدا کی یاد اور قرآن کے سامنے جو خدا کی طرف سے نازل ہوا۔ وہ ان جیسے نہ ہو جائیں جن کو ہم نے کتاب دی اور مدت دراز گزر جانے سے ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت سے فاسق ہیں۔

نماز

☆ حَافِظُوْا عَلَی الصَّلٰوةِ۔ (۵۲)

تمام نمازوں کی حفاظت کرو۔

☆ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ۔ (۵۳)

اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر قائم رہو۔

نماز بے حیائی سے روکتی ہے :

☆ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَر (۵۴)

بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

☆ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْن۔ (۵۵)

فلاح پائی ان ایمان والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔

روزہ :

☆ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْن۔ (۵۶)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

☆ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (۵۷)

اگر روزہ رکھو گے تو تمہارے لئے ہی بہتر ہوگا بشرطیکہ تم سمجھو۔

☆ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَر۔ (۵۸)

جو شخص تم میں سے رمضان کا مہینہ پائے تو ضرور روزہ رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں کی گنتی پوری کرے۔

Marfat.com

حج :

☆ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔ (۵۹)

اللہ کے لئے حج وعمرہ کرو (یعنی اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے)۔

☆ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ (۶۰)

حج کے چند مہینے ہیں جس نے لازم کرلیا ان میں حج کو اس کیلئے نہ تو عورت سے قربت جائز ہے نہ عدول حکمی، نہ نزاع (ایام حج میں) جو کچھ نیکی کرو گے خدا اس کو جانتا ہے۔

☆ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا۔ (۶۱)

جب حج کے ارکان پورے کر چکو تو خدا کا ذکر کرو جس طرح اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

زکوٰۃ :

☆ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُو الزَّكٰوةَ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (۶۲)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے نماز ادا کی زکوٰۃ دی انہیں کے لئے خدا کے یہاں اجر ہے۔ نہ ان کو کچھ ڈر ہے نہ وہ غمگین ہوں گے۔

موت سے قبل خرچ کر ڈالو :

☆ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ۔ (۶۳)

جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرو، اس سے پہلے کہ تم کو موت آجائے۔

☆ وَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔ (۶۴)

نیک بندوں کے مال میں سوال کرنے والوں اور بے سوالوں کا حصہ ہے۔

سرمایہ داروں کو زجر و توبیخ

☆ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ (۶۵)

جن لوگوں نے سونا چاندی جمع کرلیا اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، (اے محمد ﷺ) انہیں دردناک عذاب کی خبر دے دو۔

خدا کی راہ میں بہتر چیز خرچ کرو :

☆ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ (۶۶)

اے ایمان والو! جو کچھ تم نے کمایا ہو اس میں سے ستھری چیزیں (خدا کی راہ میں) خرچ کرو۔

خرچ کرنے والوں کا درجہ :

☆ اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ۔ (۶۷)

جو لوگ نماز ادا کرتے اور خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور ان ہی کے لئے خدا کے پاس درجات ہیں اور مغفرت و عزت کی روزی ہے۔

شہرت کے لئے خرچ نہ کرو :

☆ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ط لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ط (۶۸)

اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور ایذا دے کر اکارت نہ کرو اس شخص کی طرح جو لوگوں کے دکھاوے ک

Marfat.com

اپنا مال خرچ کرتا ہے اور خدا و آخرت پر ایمان نہیں لاتا، اس کی خیرات کی مثال اس چٹان کی طرح ہے جس پر مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا پانی برسا جس نے سپاٹ کر کے چھوڑ دیا جو کچھ کمایا تھا کچھ بھی ہاتھ نہ لگا۔

کسی کو کچھ دے کر احسان نہ جتاؤ:

☆ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (۶۹)

وہ لوگ جو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور دے کر احسان نہیں جتاتے اور نہ کسی کو بتاتے ہیں، انہیں کے لئے خدا کے یہاں اجر ہے نہ ان کو ڈر ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔

مسلم کی زندگی کا دینی و دنیوی پروگرام

حق بات کہو:

☆ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا۔ (۷۰)

جب بات کہو تو حق کہو۔

☆ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔ (۷۱)

اے ایمان والو! خدا واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو ایسا نہ ہو کہ لوگوں کی عداوت سے تم انصاف نہ کرو۔ ضرور انصاف کرو کہ پرہیزگاری کے قریب تر ہے۔

عہد پورا کرو:

☆ وَاَوْفُوْا بِعَھْدِ اللّٰہِ اِذَا عٰھَدْتُّمْ۔ (۷۲)

اللہ کا عہد جب کرو تو پورا کرو۔

نیک کام کا حکم:

☆ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ۔ (۷۳)

نیک کام کا حکم کرو، جاہلوں سے کنارہ کش ہو جاؤ۔

نیک کام میں مدد کرو:

☆ وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (۷۴)

نیکی و پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ گناہ و سرکشی میں مدد نہ کرو۔

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک:

☆ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْھَرْھُمَا وَ قُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا○ وَ اخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ (۷۵)

ماں باپ کے ساتھ سلوک کرو اگر وہ دونوں یا ان میں سے ایک بھی بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو ان کو اُف بھی نہ کہو اور نہ جھڑکو، ان سے ادب کی بات کہہ اور ان کے سامنے جھکا دے شفقت سے عاجزی کا بازو۔

قرابت داروں کے حقوق ادا کرو:

☆ وَبِذِالْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ (۷۶)

احسان کرو رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دور والے پڑوسیوں اور ہم نشین، رفیقوں اور مسافروں، غلاموں کے ساتھ۔

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور بعض اہم ارشادات:

☆ وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ (۷۷)

عورتوں کا بھی حق مردوں پر اسی طرح ہے جیسا کہ مردوں کا عورتوں پر دستور کے مطابق۔

قرآن:

☆ وَلَا تُمْسِکُوْھُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ

Marfat.com

فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ۔ (۷۸)

ان عورتوں کو ستانے کے لئے نہ روکو اور نہ ان پر زیادتی کرنے لگو جس نے ایسا کیا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

☆ وَمَتِّعُوْ هُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ۔ (۷۹)

انہیں خرچہ دو، مقدور پر اس کی حیثیت کے مطابق اور تنگ دست پر اس کی حیثیت کے مطابق یہ خرچہ مناسب طریقہ پر ہونا چاہئے یہ نیکوکاروں پر فرض ہے۔

☆ وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ۔ (۸۰)

آپس میں احسان کرنا نہ بھولو۔

☆ وَعَاشِرُوْ هُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْ هُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ (۸۱)

عورتوں کے ساتھ اچھائی کے ساتھ رہو اگر وہ تم کو ناپسند بھی ہوں تو کیا عجب ہے کہ تم کو ایک چیز ناپسند ہو اور خدا اس میں بہت سی خوبیاں پیدا کر دے

☆ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔ (۸۲)

عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

☆ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ (۸۳)

مردوں کو عورتوں پر فوقیت ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

☆ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ۔ (۸۴)

مرد عورتوں پر محافظ و نگراں ہیں۔

تعدادِ ازدواج اور عدل و انصاف :

☆ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً۔ (۸۵)

جو عورتیں پسند آئیں ان سے اپنی مرضی کے مطابق نکاح کر لو، دو دو اور تین تین اور چار چار ہاں اگر تم کو اندیشہ ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو ایک ہی پر اکتفا کرو۔

☆ وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا۔ (۸۶)

اگر تم کو میاں بیوی کی مخالفت کا اندیشہ ہو تو مقرر کر دو ایک منصف مرد کے کنبے سے اور ایک منصف عورت کے خاندان سے۔

نکاح بیوگان :

☆ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ۔ (۸۷)

اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کا نکاح کر دیا کرو

عورت کی عفت اور قرآن حکیم :

☆ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ۔ (۸۸)

مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر جو کھلا رہتا ہے اور ان کو چاہئے کہ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیں اور ظاہر نہ کریں اپنا سنگھار۔

عورت اور عمل صالح :

☆ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا۔ (۸۹)

تم میں سے جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل کرے گی تو ہم اس کو دو مرتبہ عطا کریں۔ اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی مہیا کر رکھی ہے۔

عورتوں کو معقول بات کرنے کا حکم :

☆ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔ (۹۰)

معقول بات کہا کرو۔

Marfat.com

گھروں میں رہنے کا حکم اور بے پردگی کی ممانعت :

☆ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی۔ (۹۱)

اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو زمانہ جاہلیت کی طرح سنگھار دکھاتی ہوئی نہ پھرو۔

عورتوں کو عملی تاکید :

☆ وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ رَسُوْلَه (۹۲)

نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو خدا اور رسول کی اطاعت کرو۔

خدا کا ذکر کرنے والی عورتوں سے اجر عظیم کا وعدہ :

☆ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِیْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِیْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰاکِرِیْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّ الذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (۹۳)

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور سچے مرد اور سچے عورتیں اور صابر مرد اور صابر عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

توبہ کرو تا کہ فلاح حاصل ہو :

☆ وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (۹۴)

اے مسلمانو! تم سب مل کر خدا کی بارگاہ میں توبہ کرو تا کہ فلاح پاؤ۔

بھلائی کرنے سے کامیابی ہوگی :

☆ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (۹۵)

بھلائی کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

درگزر کی تعلیم :

☆ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (۹۶)

معاف کر دو اور درگزر کر دو خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

تقویٰ کے ساتھ سیدھی بات کہو :

☆ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا۔ (۹۷)

اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور سیدھی سچی بات کہا کرو۔

تقویٰ ہی سے تمہارا امتیاز ہے :

☆ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ (۹۸)

اے ایمان والو! اگر خدا سے ڈرتے رہو تو وہ تمہارا ایک امتیاز پیدا کر دے گا اور تم سے گناہ دور کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور وہ بڑے فضل والا ہے۔

خدا خبیر ہے تقویٰ چاہتا ہے :

☆ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ (۹۹)

خدا سے ڈرتے رہو تم جو کچھ بھی کرتے ہو اس سے خدا باخبر ہے۔

Marfat.com

امانتیں حوالے کر دیا کرو :

☆ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (۱۰۰)

خدا تم کو حکم کرتا ہے کہ امانت داروں کی امانتیں دے دیا کرو۔

اخوت :

☆ وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا وَ اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا (۱۰۱)

دین کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور متفرق نہ ہو یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پس اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی تو تم بھائی بھائی ہو گئے۔

☆ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ۔ (۱۰۲)

مسلمان بھائی بھائی ہیں۔

آپس کی پھوٹ کا نتیجہ :

☆ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ۔ (۱۰۳)

آپس میں جھگڑا نہ کرو کیونکہ (اس طرح) ہمت پست ہو جائے گی اور تمہاری ہوا خیزی ہوگی۔

صلح :

☆ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوْا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ(۱۰۴)

اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو۔

☆ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ۔ (۱۰۵)

آپس میں صلح کر لو۔

باہمی شوریٰ :

☆ وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ۔ (۱۰۶)

ان سے کاموں میں مشورہ لیا کرو۔

تجارت واکل حلال :

☆ فَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا (۱۰۷)

خدا نے تمہیں جو روزی دی ہے اس میں سے حلال اور پاک (طریقہ) سے کھاؤ۔

تول میں کمی نہ کرو :

☆ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْٓ اَرٰکُمْ بِخَیْرٍ وَّ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ۔ (۱۰۸)

ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو میں دیکھتا ہوں تم کو آسودہ اور تم پر یوم محیط (یوم قیامت) کے عذاب کا اندیشہ کرتا ہوں۔

☆ وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَ ھُمْ۔(۱۰۹)

اے قوم! ناپ تول پوری پوری انصاف سے کیا کرو، لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔

تجارت کا کامیاب اصول تنگ دستی میں قرض دار کو مہلت :

☆ وَاِنْ کَانَ ذُوْ عُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔(۱۱۰)

اگر کوئی تنگ دست ہو تو مہلت دی جائے اس کی فراخی تک اگر قرضہ کا روپیہ معاف کر دو تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا اگر تم سمجھو۔

قرض کی تحریر :

☆ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا عَلَّمَہُ اللّٰہُ فَلْیَکْتُبْ وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ۔ (۱۱۱)

اے ایمان والو! جب تم قرض لیا کرو ایک مقررہ میعاد تک اس کو لکھ لیا کرو یا کوئی لکھنے والا انصاف سے تمہار۔

Marfat.com

درمیان لکھ دیا کرے اور نہ انکار کرے لکھنے والا اس بات سے کہ لکھ دے جس طرح اللہ نے اس کو سکھا دیا تو اس کو چاہیے کہ لکھ دے اور لکھوائے وہ شخص جس پر حق ہے۔

مال کی محبت خدا کی یاد سے غافل نہ کر دے :

☆ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ۔ (۱۱۲)

اے ایمان والو تم کو تمہارے مال غافل نہ بنا دیں۔

آخرت کی تجارت :

☆ اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ۔ (۱۱۳)

وہ لوگ جو خدا کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز ادا کرتے اور خرچ کرتے ہیں، جو ہم نے ان کو دیا (خدا کی راہ میں) خفیہ وعلانیہ وہ امیدوار ہیں ایسی تجارت کے جو کبھی ہلاک نہ ہوگی۔

☆ رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (۱۱۴)

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں تجارت وخرید وفروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتیں۔

حکومت وسیاست :

☆ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ۔ (۱۱۵)

زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

کمزوروں کو حکومت کی طاقت عطا کرنا :

☆ وَ نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ۔ (۱۱۶)

ہم ان لوگوں پر احسان کرنے کا قصد کرتے ہیں جو زمین پر کمزور ولاچار سمجھے گئے اور ہم ان کو پیشوا اور وارث بنائیں گے اور زمین میں ان کو قدرت وطاقت عطا فرمائیں گے۔

اسلام میں تلوار کا مقصد انسداد فتنہ ہے :

☆ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَكُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰهِ۔ (۱۱۷)

ان سے مقاتلہ کرو تاکہ فتنہ نہ رہے اور دین الٰہی کا طریقہ قائم ہو جائے۔

اپنی طرف سے زیادتی نہ کرو :

☆ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔ (۱۱۸)

جو تم سے خدا کی راہ میں لڑیں تم ان سے لڑو اپنی طرف سے زیادتی نہ کرنا خدا زیادتی کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔

جو تم سے نہ لڑیں ان کے ساتھ انصاف کرو :

☆ لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ وَلَمْ یُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۔ (۱۱۹)

اللہ تم کو ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے معاملہ میں نہ لڑیں اور تم کو تمہارے گھروں سے نہ نکالیں (تم ان کے ساتھ احسان کرو اور ان کے حق میں انصاف کرو) خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اگر دشمن صلح کرنا چاہیں تو صلح کر لو

☆ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (۱۲۰)

اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی صلح کی جانب جھک جاؤ اور خدا پر بھروسہ کرو۔

مسلمانوں کو بہادری کی تعلیم :

☆ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۱۲۱)

Marfat.com

اے مسلمانو! جب تم کسی قوم سے مقابلہ کرو تو ثابت قدم رہو خدا کا ذکر کثرت سے کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

☆ وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا۔ (۱۲۲)

اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور اسلامی سرحد کی نگہبانی کرو۔

جب مقابلہ کی ٹھان لو تو خدا پر بھروسہ کرو :

☆ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (۱۲۳)

بے شک خدا دوست رکھتا ہے توکل کرنے والوں کو۔

☆ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ (۱۲۴)

مسلمان ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔

مقابلہ میں پیٹھ نہ دو :

☆ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ۔ (۱۲۵)

اے ایمان والو! جب تمہارا کفار سے مقابلہ ہو تو ان کو پیٹھ نہ دکھانا۔

اقلیت واکثریت :

☆ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (۱۲۶)

اگر تم میں سے سو ہوں تو وہ ہزار کافروں پر غالب رہیں گے۔

مقابلہ میں خدا کا سہارا لو :

☆ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ۔ (۱۲۷)

خدا کا سہارا مضبوط پکڑے رہو وہی تمہارا اچھا کارساز و مددگار ہے۔

استقامت اور خدا کی امداد :

☆ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ۔ (۱۲۸)

جنہوں نے یہ کہا کہ ہمارا رب ہے اور جمے رہے تو ان پر اترتے ہیں فرشتے اور نہ خوف کرو اور نہ ڈرو ان کو جنت کی بشارت دے دو۔

قوموں کی ترقی کا راز :

☆ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ (۱۲۹)

اللہ تعالیٰ قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدلیں۔

قرآن کریم اور دوسری عبادت گاہوں کی عزت وحفاظت:

☆ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ (۱۳۰)

اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ہاتھ سے تو ضرور گرا دیے جاتے راہبوں کے خلوت خانے اور نصاریٰ کے گرجا اور یہود کے معبد اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔

اولی الامر کی اطاعت :

☆ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ (۱۳۱)

اے ایمان والو! خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں صاحب حکومت ہوں۔

حکام کو ہدایات قرآنی :

☆ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ۔ (۱۳۲)

جب تم حاکم بنو لوگوں میں تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، خد

Marfat.com

تم کو اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے۔

تم میں سے ایک جماعت داعیین حق کی ہونی چاہیے :

☆ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْ مُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (۱۳۳)

تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ جو بلاتا رہے نیک کام کی جانب، اچھے کاموں کا حکم کرے اور بری باتوں سے منع کرے۔

دعوتِ حق کا مستحسن طریقہ :

☆ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ۔ (۱۳۴)

خدا کے راستے کی طرف حکمت اور نیک نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور بہتر طریقے سے بحث کرو۔

☆ وَ لَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ (۱۳۵)

نہ جھگڑا کرو اہل کتاب سے مگر اس طرح کہ وہ نہایت عمدہ ہو۔

☆ و لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ (۱۳۶)

مسلمانو! برا نہ کہو ان کو جنہیں یہ کافر اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں۔

داعیین کی حالت :

☆ اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَ لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ۔ (۱۳۷)

جو خدا کا پیغام پہنچاتے ہیں وہ اسی سے ڈرتے ہیں اور سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتے۔

☆ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ (۱۳۸)

اللہ سے جاننے والے بندے ہی ڈرتے ہیں۔

☆ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۔ (۱۳۹)

کیوں نہ نکلیں ان کی جماعت میں سے چند لوگ جو دین میں سمجھ پیدا کریں اور ڈرائیں اپنی قوم کو جب وہ لوٹ آئیں ان کی جانب تاکہ وہ بچتے رہیں۔

داعیین کا دوسرا رخ :

☆ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ (۱۴۰)

تم لوگوں کو نیک کام کا حکم کرتے ہو اور اپنے نفس کو بھلا دیا حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا تم سمجھتے نہیں۔

☆ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ۔ (۱۴۱)

ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے۔ خدا کو وہ بات حد درجہ ناپسند ہے کہ کہو کر عمل نہ کرو۔

☆ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (۱۴۲)

سچائی میں جھوٹ کو نہ ملاؤ اور نہ حق بات کو چھپاؤ، جان بوجھ کر۔

جب بات کہو تو حق کہو اگرچہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہو :

☆ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى۔ (۱۴۳)

جب بات کہو تو حق کہو اگرچہ قرابت دار کیوں نہ ہو۔

نواہی

شیطان کی اقتداء نہ کرو :

☆ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ (۱۴۴)

اے ایمان والو! شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو وہ تو بے حیائی اور برے ہی کاموں کا حکم کرے گا۔

فواحش سے بچو :

☆ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (۱۴۵)

نہ پاس پھٹکو بے حیائی کے کاموں کے جو ظاہر و پوشیدہ ہوں۔

Marfat.com

زنا کی ممانعت :

☆ وَلاَ تَقْرَبُوْا الزِّنٰی اِنَّهُ کَانَ فَاحِشَةً وَّ سَآئَ سَبِیْلاً۔ (۱۴۶)

زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

شراب اور جوئے کی ممانعت :

☆ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ۔ (۱۴۷)

اے ایمان والو! شراب، جواء، بت اور جوئے کے تیر شیطانی کام ہیں ان سے بچتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

☆ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآئَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (۱۴۸)

شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کی وجہ سے تمہارے آپس میں دشمنی اور بغض ڈلوا دے اور تم کو خدا کی یاد سے روک دے تو کیا اب بھی باز نہ آؤ گے۔

ممانعت سود :

☆ وَمَا اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوْا عِنْدَاللّٰهِ۔ (۱۴۹)

یہ جو تم سود دیتے ہو لوگوں کو مال میں وہ نہیں بڑھتا، اللہ کے نزدیک۔

☆ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَاْکُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَاتَّقُوْا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (۱۵۰)

اے ایمان والو! دوگنا، چوگنا سود نہ کھاؤ اللہ سے ڈرو تا کہ فلاح پاؤ۔

سود خواروں کا حال :

☆ اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لاَ یَقُوْمُوْنَ اِلاَّ کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْ اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا۔ (۱۵۱)

جو لوگ سود کھاتے ہیں نہ کھڑے ہو سکیں گے (قیامت میں) مگر جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کے شیطان نے اپنی جھپٹ سے حواس کھو دیئے ہوں، یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ سودا گری بھی تو سود ہی ہے، حالانکہ خدا نے تجارت کو جائز رکھا اور سود کو حرام کر دیا۔

تہدید :

☆ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ۔ (۱۵۲)

اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے۔

غیبت کی ممانعت :

☆ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلاَ تَجَسَّسُوْا وَلاَ یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ۔ (۱۵۳)

اے مسلمانو! زیادہ گمان کرنے سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہے اور کسی کا بھید نہ ٹٹولا کرو اور تم میں کوئی کسی کی غیبت نہ کرے بھلا تم کو یہ پسند نہ ہوگا کوئی تم میں سے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔

خیانت نہ کرو :

☆ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْا اَمٰنٰتِکُمْ۔ (۱۵۴)

اے ایمان والو! خدا اور رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ آپس کی امانت میں جان بوجھ کر۔

بخل نہ کرو :

☆ وَلاَ تَجْعَلْ یدک مغلولة۔ (۱۵۵)

Marfat.com

اپنا ہاتھ باندھ کر نہ رکھو۔

اسراف بھی اچھا نہیں :

☆ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ۔ (۱۵۶)

فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

☆ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ۔ (۱۵۷)

اسراف نہ کرو خدا اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اپنا مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ :

☆ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ۔ (۱۵۸)

اپنا مال آپس میں ناحق نہ کھاؤ۔

یتیموں کا مال نہ کھاؤ :

☆ وَاٰتُوا الْیَتٰمٰٓی اَمْوَالَھُمْ۔ (۱۵۹)

یتیموں کو ان کے مال دے دو۔

☆ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا۔ (۱۶۰)

جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں پس وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں۔

مسلمان کا قتل :

☆ وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا۔ (۱۶۱)

مسلمان کو شایاں نہیں کہ مسلمان کا قتل کرے۔

معاشرت کی تعلیم

گھر میں بلا اجازت نہ جاؤ :

☆ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا۔ (۱۶۲)

اے ایمان والو! دوسروں کے گھروں میں نا جایا کرو تاوقتیکہ اجازت نہ لے لو اور سلام نہ کر لو گھر والوں پر۔

خدا کے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ :

☆ لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (۱۶۳)

اے ایمان والو! مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ۔

دوسروں کے راستہ پر نہ چلو :

☆ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (۱۶۴)

دوسروں کے راستوں پر نہ چلو اس لئے کہ وہ تم کو جدا کر دیں گے اس کی راہ سے، یہ ہے جس کا تم کو حکم دیا گیا ہے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

☆ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَآءَھُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَکَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ۔ (۱۶۵)

اگر تم ان کی خواہش پر چلے اس کے بعد کہ آ چکا تمہارے پاس علم تو تمہارا کوئی نہیں اللہ کے یہاں حمایت و مدد کرنے والا۔

☆ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ۔ (۱۶۶)

کفار و منافقین کا کہنا نہ مانو۔

غیروں کی تقلید کا نتیجہ :

☆ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَرُدُّوْکُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ۔ (۱۶۷)

اے ایمان والو! اگر تم کافروں کا کہنا مانو گے تو وہ تم کو الٹے پاؤں لوٹا کر لے جائیں گے پھر تم نقصان میں آ جاؤ گے۔

جنہوں نے خود اپنے مذہب کو کھیل بنا لیا ان سے کنارہ کش رہو

☆ وَ ذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَھُمْ لَعِبًا وَّ لَھْوًا وَّغَرَّتْھُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا۔ (۱۶۸)

ان لوگوں کو چھوڑ دو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے اور جن کو دنیا کی زندگی نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔

Marfat.com

اختتام

خدائے قادر و مقتدر کا شکر ادا کرتا ہوں اس کے فضل و کرم کی بدولت قلیل وقت میں میرے ہاتھوں سے یہ مجموعہ مرتب ہو گیا۔ اگر ان آیات کو ہر مسلمان ترجمہ کے ساتھ یاد کر کے اپنی زندگی کے لمحات میں غور و فکر کرتا رہے کہ میں نے اس لائحہ عمل کے خلاف کس طرح قدم اٹھایا اور کتنا موافق عمل کیا اور مجھے اب کیا کرنا چاہیے تو بلاشبہ ہماری اصلاح ہو جائے گی اور مقاصد جلیلہ میں نمایاں کامیابی نظر آنے لگے گی۔ میں نے اپنا فریضہ ادا کیا اب ہر طرف اس کی اشاعت مسلمانوں کا کام ہے۔

والسلام

فقیر محمد عبدالحامد بدایونی قادری

مولوی محلہ بدایوں (یوپی)

حوالہ جات

(۱) البقرۃ:۲ (۲) الشعراء:۱۹۲ (۳) البقرۃ:۲۳ (۴) بنی اسرائیل:۸۸ (۵) الاسراء:۱۷ (۶) الاسراء: ۱۰۶ (۷) الکہف:۱ (۸) القمر:۱ (۹) الفرقان:۱ (۱۰) المائدہ:۶۷ (۱۱) الھود:۶ (۱۲) الاعراف:۵۲ (۱۳) الحج:۱۶ (۱۴) یونس:۵۷ (۱۵) یوسف:۲ (۱۶) ابراہیم:۱ (۱۷) النساء:۱۰۵ (۱۸) الانعام: ۱۵۵ (۱۹) الکہف:۵۷ (۲۰) الاعراف:۲۰۴ (۲۱) الانفال:۲ (۲۲) الحج:۳۵ (۲۳) الزمر:۲۳ (۲۴) البقرۃ:۲۱۴ (۲۵) یونس:۹ (۲۶) الانبیاء:۴۷ (۲۷) النور:۵۵ (۲۸) النساء:۱۲۴ (۲۹) الحشر:۱۹ (۳۰) التغابن:۹ (۳۱) المائدہ:۹ (۳۲) القصص:۸۴ (۳۳) العنکبوت:۷ (۳۴) یونس:۶۴ (۳۵) المائدۃ: ۶۹ (۳۶) الرعد:۲۹ (۳۷) الزمر:۱۲ (۳۸) الزمر:۱۴ (۳۹) الانعام:۱۶۲ (۴۰) التوبہ:۱۲۰ (۴۱) البقرۃ:۱۷۷ (۴۲) الحجرات:۱۳ (۴۳) الاحزاب:۴۲ (۴۴) المزمل:۸ (۴۵) العنکبوت:۴۵ (۴۶) طٰہٰ:۱۳۰ (۴۷) الرعد :۲۸ (۴۸) طٰہٰ:۱۲۴ (۴۹) الزخرف:۳۶ (۵۰) الاحزاب:۴ (۵۱) الحدید:۱۶ (۵۲) البقرۃ:۲۳۸ (۵۳) طٰہٰ:۱۳۲ (۵۴) العنکبوت:۴۵ (۵۵) المومنون:۲ (۵۶) البقرۃ: ۱۸۳ (۵۷) البقرۃ:۱۸۴ (۵۸) البقرۃ:۱۸۵ (۵۹) البقرۃ:۱۹۶ (۶۰) البقرۃ:۱۹۷ (۶۱) البقرۃ:۲۰۰ (۶۲) البقرۃ:۲۷۷ (۶۳) التغابن:۱۰ (۶۴) الذاریات:۱۹ (۶۵) التوبہ:۳۴ (۶۶) البقرۃ:۲۶۷ (۶۷) الانفال:۴ (۶۸) البقرۃ:۲۶۴ (۶۹) البقرۃ:۲۶۲ (۷۰) الانعام:۱۵۳ (۷۱) المائدۃ:۸ (۷۲) النحل:۹۱ (۷۳) الاعراف:۱۹۹ (۷۴) المائدہ:۲ (۷۵) الاسراء:۲۴ (۷۶) النساء:۳۶ (۷۷) البقرۃ:۲۲۸ (۷۸) البقرۃ:۲۳۱ (۷۹) البقرۃ:۲۳۶ (۸۰) البقرۃ:۲۳۷ (۸۱) النساء:۱۹ (۸۲) البقرۃ:۱۸۷ (۸۳) البقرۃ:۲۲۸ (۸۴) النساء:۳۴ (۸۵) النساء:۳ (۸۶) النساء:۲۵۵ (۸۷) النور:۳۲ (۸۸) النور:۳۱ (۸۹) الاحزاب:۳۱ (۹۰) الاحزاب:۳۲ (۹۱) الاحزاب:۳۳ (۹۲) الاحزاب:۳۳ (۹۳) الاحزاب:۳۵ (۹۴) النور:۳۱ (۹۵) الحج:۷۷ (۹۶) المائدۃ:۱۳ (۹۷) الاحزاب:۷۰ (۹۸) الانفال:۲۹ (۹۹) الحشر:۱۸ (۱۰۰) النساء:۵۸ (۱۰۱) ال عمران:۱۰۳ (۱۰۲) الحجرات:۱۰ (۱۰۳) الانفال:۴۶ (۱۰۴) الحجرات:۱۰ (۱۰۵) الانفال:۱ (۱۰۶) ال عمران:۱۵۹ (۱۰۷) النحل:۱۱۴ (۱۰۸) ھود:۸۴ (۱۰۹) ھود:۸۵ (۱۱۰) البقرۃ:۲۸۰ (۱۱۱) البقرۃ:۲۸۲ (۱۱۲) المنافقون:۹ (۱۱۳) الفاطر:۲۹ (۱۱۴) النور:۳۷ (۱۱۵) الانبیاء:۱۰۵ (۱۱۶) القصص:۶ (۱۱۷) البقرۃ:۱۹۳ (۱۱۸) البقرۃ:۱۹۰ (۱۱۹) الممتحنۃ:۸ (۱۲۰) الانفال:۶۱ (۱۲۱) الانفال:۴۵ (۱۲۲) ال عمران:۲۰۰ (۱۲۳) ال عمران:۱۵۹ (۱۲۴) الرعد:۱۱ (۱۲۵) الحج:۴۰ (۱۲۶) النساء:۵۹ (۱۲۷) النساء:۵۸ (۱۲۸) ال عمران:۱۰۴ (۱۲۹) الرعد:۱۱ (۱۳۰) الحج:۴۰ (۱۳۱) النساء:۵۹ (۱۳۲) النساء:۵۸ (۱۳۳) ال عمران:۱۰۴ (۱۳۴) النحل:۱۲۵ (۱۳۵) العنکبوت:۴۶ (۱۳۶) الانعام:۱۰۸ (۱۳۷) الاحزاب:۳۹ (۱۳۸) الفاطر:۲۸ (۱۳۹) التوبۃ:۱۲۲ (۱۴۰) البقرۃ:۴۴ (۱۴۱) الصف:۳ (۱۴۲) البقرۃ:۴۲ (۱۴۳) الانعام:۱۵۲ (۱۴۴) النور:۲۱ (۱۴۵) الانعام:۱۵۱ (۱۴۶) الاسراء: ۳۲ (۱۴۷) المائدۃ:۹۰ (۱۴۸) المائدہ:۹۱ (۱۴۹) الروم:۳۹ (۱۵۰) ال عمران:۱۳۰ (۱۵۱) البقرۃ:۲۷۵ (۱۵۲) البقرۃ:۲۷۹ (۱۵۳) الحجرات:۱۲ (۱۵۴) الانفال:۲۷ (۱۵۵) الاسراء:۲۹ (۱۵۶) الاسراء:۲۷ (۱۵۷) الاعراف:۳۱ (۱۵۸) البقرۃ:۱۸۸ (۱۵۹) النساء:۲۷ (۱۶۰) النساء:۹۲ (۱۶۱) النساء:۹۲ (۱۶۲) النور:۲۷ (۱۶۳) النساء:۱۴۴ (۱۶۴) الانعام:۱۵۳ (۱۶۵) البقرۃ:۱۲ (۱۶۶) البقرۃ: (۱۶۷) ال عمران:۱۴۹ (۱۶۸) الانعام:۷۰ (۱۶۹) المائدۃ:۵۷ (۱۷۰) ال عمران:۱۱۸ (۱۷۱) المائدۃ:۲ (۱۷۲) القلم:۱۲ (۱۷۳) البقرۃ:۲۰۱ (۱۷۴) البقرۃ:۲۸۶ (۱۷۵) ال عمران:۸ (۱۷۶) ال عمران:۱۹۴ (۱۷۷) الاعراف:۲۳۱ (۱۷۸) ابراہیم:۴۱ (۱۷۹) طٰہٰ:۲۷

☆☆☆

Marfat.com

عرضِ ناشر

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے بازخواں ایں قصہ پارینہ را

جدید دُنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جس نے اپنی قومیت کا اظہار وطن اور نسل کی بنیاد پر نہ کیا ہو، لیکن ہماری دھرتی یہ واحد خطہ ہے جس نے تحریکِ پاکستان میں ارضی اور قومی رشتوں کو جھٹک کر صرف عقیدہ کی بناء پر مسلم قومیت کا ثبوت پیش کیا ہے۔ زیر نظر کتابچہ آج بھی (جو آج سے اکسٹھ سال اور قیام پاکستان سے آٹھ سال قبول شائع ہوا تھا) یہ دعوتِ فکر دے رہا ہے کہ تحریک پاکستان کی آزادی کے لیے کی جانے والی مساعی محض سیاسی ومعاشی نہیں بلکہ نظریاتی تھیں۔

پاکستان شناسی کے حوالہ سے وقت گزرنے کے ساتھ اِس بات کا احساس شدت سے بڑھتا جارہا ہے کہ ہم نے اپنی اساسی نظریہ کو فروغ دینے کی سرے سے کوئی منظّم و مؤثر شعوری کوشش کی ہی نہیں، یا باالفاظِ دیگر ہم نے آج تک تحریک پاکستان کی جامع تاریخ مرتب نہ کر کے اپنے ذہنی افلاس کی بدترین مثال مہیا کی ہے۔ اس کوتاہی کا ذمہ دار کون ہے؟

بقول مرحوم علامہ علاؤالدین صدیقی (۱۹۰۷ء-۱۹۷۷ء) سابق وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور، اس کوتاہی کے ذمہ دار بحیثیت قوم ہم سب ہیں اور آج کا نوجوان اس پیدا شدہ فکری بدحالی کے باعث یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ آخر پاکستان حاصل کرنے کا مقصد کیا تھا؟

بہر کیف یہ ایک مسلّہ حقیقت ہے کہ ہم نے اپنی تاریخ سے

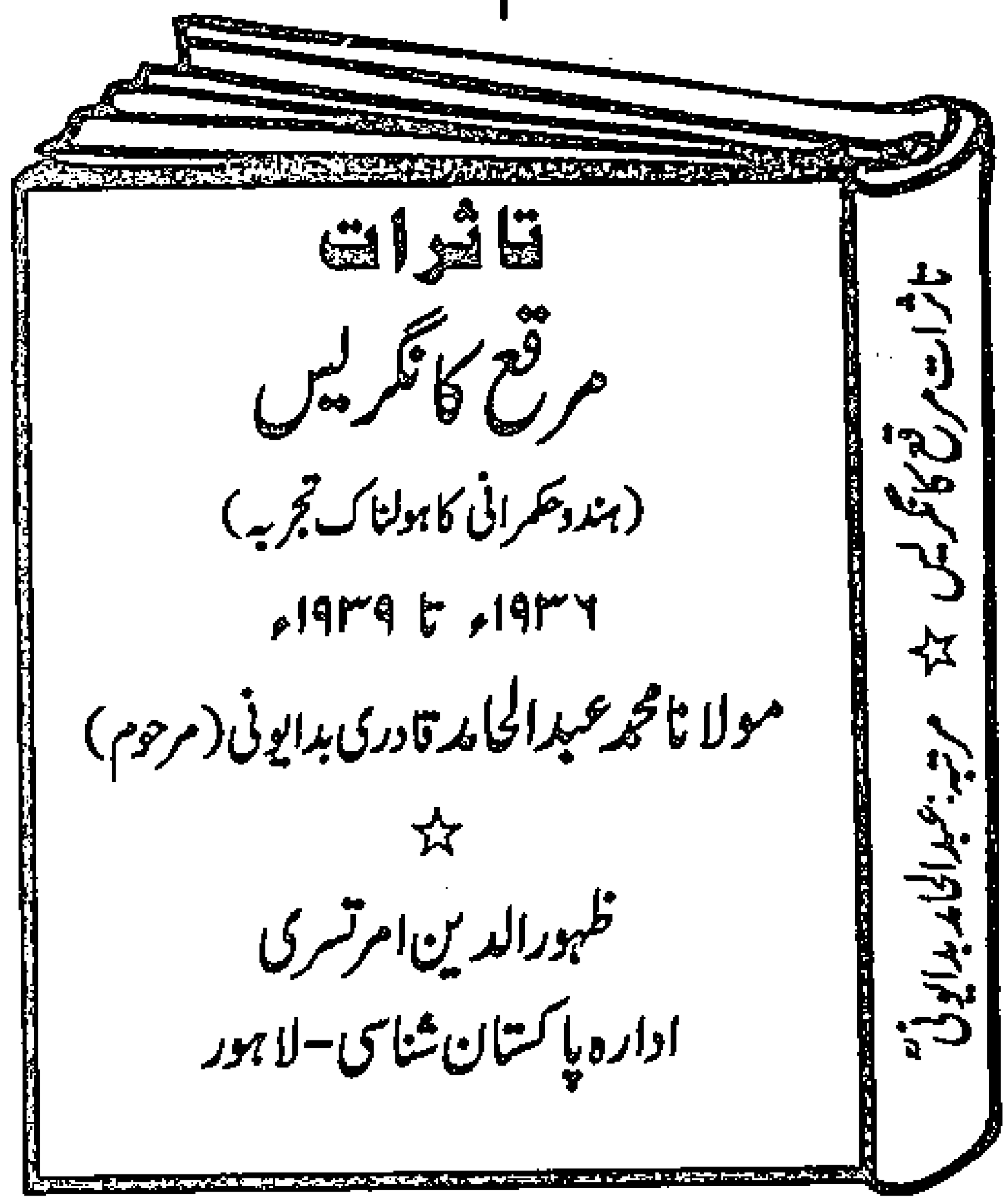

مجرمانہ غفلت کا اظہار کیا ہے اس لیے نئی نسل فکری افلاس کا شکار ہے اور اپنی تاریخ سے ناواقف ہے۔ اپنی تاریخ سے بے بہرہ اقوام فکری انتشار کا شکار ہوجاتی ہیں۔ صاحبانِ علم و دانش اور اربابِ اختیار کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ نوجوان نسل کو اپنے شاندار ماضی سے کٹنے سے بچانے کے لیے تحریک پاکستان اور تاریخ ملّی کے حقائق کو تعلیمی نصاب[1] کا حصہ بنائیں تا کہ وہ اس سے کسبِ فیض کے ساتھ مستقبل کے تقاضوں سے عہدہ براء ہو سکے۔

بلاشبہ استقبال کی نسلوں پر بھی یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اُن چہروں کو پہچاننے کی کوشش کریں جو عظمت کردار، استقامت

[1] نہ صرف نصاب تعلیم کا حصہ بنائیں بلکہ جنگ آزادی سن ستاون (۵۷ء) سے لے کر تحریک پاستان تک کے تمام اکابر اور زعماء کے احوال و آثار جمع کر. نے کے ساتھ کارکنوں، رضا کاروں، مجاہدوں اور گمنام اور گم کردہ خدامِ ملت کے تاریخی کردار کو صفحہ قرطاس پر منتقل کا جائے۔ ازیں علاوہ تحریک پاکستان کے دانشوروں کے ارشادو افکار اور آراء سے (جنہیں ہم کلیتاً نظرانداز کر چکے ہیں) بھی استفادہ کیا جانا چاہیے۔ آج ملکی معیشت کا مسئلہ ہر خاص وعام کے لیے سوہانِ روح بنا ہوا ہے کہ آئندہ کی نسلیں بھی قرضوں کی لپیٹ میں جکڑ دی گئی ہیں۔ مولانا بدایونی کے ایک ہم عصر حکیم یوسف حسن مرحوم مدیر ماہنامہ ''نیرنگِ خیال'' لاہور (۱۸۹۲ء-۱۹۸۱ء) اپنی مشہور کتاب ''اِسلامستان'' (طبع لاہور ۱۹۴۷ء) کے باب ''پاکستان'' میں .... ''پاکستان کے لئے مقدم فرض'' .... کے زیرِ عنوان یوں رقم طراز ہیں کہ: ''پاکستان کے لئے سرمایہ اپنے اندر سے مہیا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ غیر ملکی حکومتوں سے قرض لینے اور کارخانے کھولنے یا کاروبار چلانے کی کوشش کرنا ہمارے لئے مہلک ہوگا۔ غیر ملکی سرمایہ دار تیار بیٹھا ہے کہ ہم اس سے سرمایہ طلب کریں اور وہ سرمایہ دینے کے ساتھ ہی ہم سے سود کی ایک رقم بھی وصول کرے گا۔ اور ہمارے ملک کے اندر کارخانے اس انداز میں کھولے گا کہ سو پچاس سال تک اس کا تمام منافع ہڑپ کرتا رہے .... آزادی کو اقتصادی غلامی میں بدلنا بہت ہی بُری چیز ہے''

خط کشید جملہ دوبارہ پڑھیے اور ذرا سوچیے!!!
تفصیل کیلئے دیکھیے: ''اسلامستان'' از یوسف حسن، شائع کردہ نیرنگ خیال بک ڈپو، فلیمنگ روڈ، لاہور، اشاعت ۱۹۴۷ء

Marfat.com

اورحسن سیرت کا مظہر تھے اور پھران کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں جن کی بدولت آج ہم آزاد فضاؤں میں سانس لے رہے ہیں۔

لاریب مولانا عبدالحامد بدایونی نے پاکستان کی سالمیت کے تحفظ کے لیے قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔انھوں نے اپنی زندگی بحیثیت عالمی مبلغ بھی، اسلام کی اشاعت وترویج کے لیے وقف کررکھی تھی، وہ قیام پاکستان کے بعد بھی اس کے اساسی نظریہ سے ایک لمحہ کے لیے غافل نہ ہوئے اور پاکستان میں اسلامی آئین کے لئے جدوجہد کرنے والے قائدین میں اُن کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔یہ الگ بات ہے کہ اُس وقت کے صاحبانِ اقتدار واختیار، پاکستان کے اساسی نظریہ (جونظریہ اسلام ہے) سے انحراف کرتے رہے اور جس کا غالباً مولانا بدایونی مرحوم ومغفور کو ازحد احساس تھا۔ چنانچہ اس کا کچھ اندازہ اُن کی اس تحریر سے ہو جاتا ہے جب وہ اپنے سفرنامہ ''تاثراتِ روس'' (مطبوعہ کراچی ۱۹۵۷ء) میں اپنی قلبی کرب کا یوں اظہار فرماتے ہیں کہ

''جس ملک کو کتاب وسنت کی اساس پر بنایا گیا آج وہاں کتاب وسنت اور مذہب کے ساتھ کیا کھیل ہورہا ہے۔''

بہرکیف! وہ قیام پاکستان کے بعد اسے صحیح راستے اور منزل کی طرف گامزن رکھنے کے لیے مسلسل جدوجہد کرتے رہے۔

پیشِ نظر کتابچہ اگرچہ مختصر سہی، لیکن تاریخ اور تحریکِ پاکستان کے اِن اوراق بازیافتہ سے پتہ چلے گا اور بقول مدیر روزنامہ ''جنگ'' کراچی

''مولانا بدایونی کی زندگی نے اس برصغیر کی تاریخ پرحرکت و عمل اور مسلسل جدوجہد کے گہرے نقوش چھوڑے ہیں جن کی روشنی اور چمک دوسروں کو ہمیشہ ان مقاصد کی خاطر قربانی وایثار پر آمادہ کرتی رہے گی جن کے لیے پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔''

ایسی ہی برگزیدہ شخصیات کے لیے کہا گیا ہے کہ ع یہی
چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

مذکورہ بالا نقوش کو اپنا کر ہم یقیناً اپنی اصل منزل اور اس راستہ کی طرف گامزن ہو سکتے ہیں کہ جس منزل کو حاصل کرنے کے لئے ''بے مثال رشتوں اور جذبوں کی قربانی دی گئی، اربوں روپے کی جائیدادیں گنوائی گئیں، لاکھوں عزتیں لٹیں اور کروڑوں افراد کو آگ اور خون کے دریا سے گزرنا پڑا۔''

تحریک پاکستان کے عظیم مجاہد، بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کے رفیق اور جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی صدر مولانا محمد عبدالحامد بدایونیؒ نے صوبہ متحدہ آگرہ واودھ میں کانگریسی حکمرانوں کے عہد (۱۹۳۶ء تا ۱۹۳۹ء) میں مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کی تفصیل اپنی تالیف ''مرقع کانگریس'' مطبوعہ ۱۹۳۹ء میں بیان کی ہے۔ جسے پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔اس کتاب میں درج واقعات سے ہندو ذہنیت پوری طرح بے نقاب ہوجاتی ہے اور تحریک پاکستان کے جواز میں ایک برہان قاطع میسر آتی ہے۔

نئی نسل کو یہ بتانے کے لیے کہ کشمیر اور بھارتی مسلمانوں کے ساتھ ساتھ دیگر بھارتی اقلیتوں کو نشانہ ستم بنانا ہندو حکمرانوں کی فطرت ثانیہ کا مظہر ہے۔ہم علامہ بدایونیؒ کی تالیف لطیف کو ''ہندو حکمرانی کا ہولناک تجربہ'' کے عنوان سے جدید طرزِ طباعت سے آراستہ کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

اکابر ملت کی خدمات اور کارناموں کو اُجاگر کرنے کی ضرورت آج کہیں زیادہ ہے۔اس لیے احقر راقم السطور، قارئین و ناظرین سے اس وعدہ کے ساتھ رُخصت ہوتا ہے کہ ملک وملت کے اس خادم مکتبہ کی جانب سے حضرت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ (۱۸۹۸ء-۱۹۷۰ء) جو بیک وقت ''ایک جید عالم، ایک جادو بیان خطیب، ایک ممتاز سیاستدان، مصنف وادیب، اُستاذ و محقق، ہمدرد ومشفق مذہبی راہنما ہونے کے ساتھ تحریک پاکستان کے ایک پُرجوش وسرفروش سپاہی بھی تھے۔''

ظہورالدین امرتسری، ناظم ادارہ پاکستان شناسی

Marfat.com

مقدمہ

برطانوی حکمرانوں کو اس بات کا ادراک ہو چکا تھا کہ ایک دن انہیں بھی یہاں سے راج پاٹ کو چھوڑنا ہوگا، کیونکہ نہ ہی کوئی قوم ہمیشہ غلام رکھی جاسکتی ہے اور نہ ہی کوئی قوم ہمیشہ حکمران رہ سکتی ہے، اس لیے انھوں نے برہمن اور مسلمانوں میں موجود فطری اور قدرتی اختلاف کو اور بھی وسیع کرنے کی کامیاب کوششیں کیں اور برہمن کی اُس نے دل کھول کر سرپرستی کی تاکہ مسلمان کی اُبھرتی قوت کو کمزور رکھا جاسکے۔

بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی آزادی کی تحریکیں زور پکڑنے لگیں۔ جن سے زیادہ سے زیادہ قربانیاں دینے والوں میں مسلمان شامل تھے اور بہت جلد موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، جس سے اسلام، پیغمبر اسلام اور مسلم تمدن کے خلاف نفرت پھیلا کر مسلمان کی دل آزاری نہ کریں۔

جس پر مسلمان اکابرین نے اس رویہ کو دیکھ کر جلد ہی اپنی صف بندی ہندو سے الگ ہو کر، کرنا شروع کردی۔ اقتدار مسلمانوں سے چھیننے کی وجہ سے انگریز کو اس بات کا اچھی طرح علم تھا کہ مسلمان اس کا دوست اور حلیف نہیں ہوسکتا، اس لیے اس نے برہمن سے تو گٹھ جوڑ کیا تھا، لیکن ان بنیادی عقائد کو بھی باطل ٹھہرانے کے لیے کوششیں جاری رکھیں کہ وہ مسلم عقائد اور اقدار کو متنازعہ بنا دیں اور ان کے ازلی و ابدی ہونے کے تصور کو منسوخ قرار دیا جائے تاکہ مسلمانوں کی قوت کو کمزور کیا جاسکے۔ اس مقصد کے لیے اُنھوں نے

☆ حضور پاک سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو متنازعہ بنانے اور آپ کے قد کو چھوٹا کرنے کے لیے نئے عقیدوں کی آبیاری کی۔

☆ جہاد کو منسوخ کرانے کے لیے فتاویٰ جاری کرائے۔

☆ گاندھی کے عدم تشدد کے فلسفہ کی بنیاد بھی مسلمانوں کے اندر سے جہاد ایسے بنیادی عقیدے کو ختم کرنے کے مترادف تھا اور اس طرح مسلم انڈیا میں غلامی کو پختہ کرنے کے لیے مسلم عقائد کی فکری بنیادوں کو کمزور اور منہدم کرنے کی کوششیں کی گئیں۔

اس بات سے سب آگاہ ہیں کہ آزادی کی تحریکوں میں درمیانہ طبقہ کی مؤثر تعداد ہوتی ہے اور وہی راہنمایانہ کردار ادا کرتی ہے۔ چنانچہ متحدہ ہندوستان میں بھی اس طبقہ کے ہاتھ میں جنگ آزادی کی بھاگ ڈور تھی، درمیانہ طبقہ میں وکلاء، اساتذہ، علماء شامل ہوتے ہیں۔ انھیں عدالت، کالج، مدرسہ، مسجد، مندر، گوردوارہ اور گرجا میں تقریر کا موقعہ ملتا ہے اور لکھنے پڑھنے کی سہولتیں بھی اس طبقہ کے پاس وافر طور پر موجود ہوتی ہیں۔ چنانچہ جنگ آزادی میں یہی لوگ پیش پیش تھے۔

مسلم اکابر میں سرسیّد مرحوم وہ پہلی شخصیت تھے جنھوں نے برہمن کی صف بندی اور اس کی اُبھرتی ہوئی قیادت کی طاقت کو محسوس کرتے ہوئے، الگ مسلم تشخص کا پرچم بلند کر دیا، جس سے مسلم اہل الرائے کی بڑی تعداد نے اتفاق کیا اور بدلتے ہوئے حالات میں پادری اور برہمن کے اتحاد اور یک جہتی کو دیکھ کر اپنی صف بندی کو مسلم قومیت کی بنیاد پر منظّم کرنے کا آغاز کر دیا۔

بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ برہمن اِزم اور مسلم تہذیب کی اَلگ اَلگ شناخت صاف دکھائی دینے لگی اور مسلم دنیا کی نئی نسل اس فکر سے دلچسپی لینے لگی۔ انہی میں مولانا عبدالحامد بدایونی بھی تھے جو یوپی کے مردم خیز قصبہ بدایوں کے مشہور عثمانی خاندان میں ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے۔

بدایوں کئی حیثیت سے اہم قصبہ ہے، جہاں تصوف کے تمام سلاسل کے مراکز موجود ہیں اور ان میں سے کئی بزرگوں کے مزارات ہیں، اہلِ قلم کی بڑی تعداد بھی یہیں سے متعلق ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ بھی اسی مٹی کی دین ہیں۔ مشہور مؤرخ عبدالقادر بدایونی بھی یہیں پیدا ہوئے۔ چنانچہ

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونی پر قدرتی طور پر اس شہر کے مخصوص فکر و فلسفہ اور تصوف نے غیر معمولی اثرات ڈالے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بیک وقت کئی خوبیوں کے مجموعہ تھے۔ وہ عالم دین، سیاست دان، روشن خیال مفکر اور ایک ایسے قلم کار تھے، جو ہر موضوع پر موثر تحریر لکھنے کی قدرت رکھتے تھے۔ انھوں نے سیاست دان کی حیثیت سے کتابیں بھی لکھیں، اپنی شعلہ بیانی کی دھاک بھی بٹھائی، دینی موضوعات پر بھی قلم اُٹھایا، مذہبی اور سیاسی تنظیموں کی بنیادیں رکھیں۔ سیر وافی الارض کا مقام بھی حاصل کیا تھا۔ ایک صاحب طریقت بزرگ بھی تھے اور سفر نامہ نویس بھی!

ان کی زندگی کا آغاز، مسلم نشاۃ الثانیہ کے تصورات کو فروغ دینے سے ہوا۔ بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ہی متحدہ ہندوستان میں بہت جلد وہ موڑ آ گیا، جس میں اہل الرائے نسل کو فیصلہ کرنا پڑا کہ وہ کانگریس کا ساتھ دیں، جو گاندھی کی قیادت میں برہمن ازم کے احیاء کے لیے جدوجہد کر رہی ہے یا مسلم لیگ میں شامل ہوں، جس کے قائدین میں علامہ اقبالؒ ایسے لوگ شامل تھے۔ اور بالآخر قائداعظمؒ کی شخصیت نے مسلم تشخص کی الگ شناخت کے لیے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور اسے جاگیرداروں کی حویلیوں سے نکال کر ایک زندہ اور جاندار تحریک بنا دیا۔

مولانا بدایونی اس مقصد کے لیے مسلم لیگ میں شامل ہو کر اس جہاد میں شامل ہوئے، جس نے پاکستان حاصل کر کے ایک نئے دور کا آغاز کیا۔

مسلم لیگ اور قائداعظمؒ کے نزدیک مولانا مرحوم کا کیا مقام و مرتبہ تھا۔ اس کے لیے یہی کافی ہے کہ قائداعظمؒ ہمیشہ ان سے مشورہ کرتے، ان سے خط و کتابت جاری رہتی اور مسلم لیگ کا کوئی ایسا اجتماع دکھائی نہیں دیتا، جس میں انھیں تقریر کے لیے دعوت نہ دی گئی ہو۔ یہاں تک کہ ۲۸/اپریل ۱۹۴۴ء کو ہونے والے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجتماع میں بھی شرکت کی، جو سیالکوٹ میں ہوا، اور مسلم لیگ کی تاریخ میں یہ اجتماع ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس اجلاس میں مولانا بدایونی نے جو تقریر کی، اس اجتماع کے عینی شاہد آج بھی رطب اللسان ہیں۔ مولانا نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

''عصرِ حاضر کے تقاضوں کا بنظر عمیق اندازہ کریں اور اس حقیقت کو سمجھیں کہ قومی تشخص کو اُجاگر کر کے کامل اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت درپیش ہے۔ اس لیے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اور باہمی اختلافات کو ختم کر دیں۔ اپنی اجتماعی کاوشوں سے پاکستان دشمن طاقتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ یہ جنگ اسلامیانِ ہند کی دینی اور سیاسی جنگ ہے۔ آزاد اور خود مختار اسلامی مملکت کے قیام کی جنگ ہے جس کی کامیابی سے مسلمانوں کو ایک ایسا خطہ زمین ہاتھ آئے گا جہاں وہ آزاد فضا میں اپنے دینی شعائر سے عہدہ برا ہونے کے لیے شریعتِ اسلامیہ کو جاری و ساری کرنے کے مکمل طور پر مختار و مجاز ہوں گے''

(تحریک پاکستان میں سیالکوٹ کا کردار، از خواجہ محمد طفیل، مطبوعہ ادارہ مطبوعات تحریک پاکستان، سیالکوٹ، ۱۹۸۷ء، ص ۱۰۶-۱۰۷)

یہ موجودہ کتابچہ جہاں ان کی تجزیاتی شخصیت کا اہم عکس ہے وہیں ان کی خوبصورت طرزِ تحریر کا بھی ایک شاہکار ہے، جو اُن مظالم کی داستان کی تصویر کشی ہے، جو یوپی میں کانگریس (برہمن اِزم) کے اقتدار سے پھوٹنے والی تاریخی شہادتیں ہیں، جو بھرپور رپوٹ کا مقدمہ معلوم ہوتی ہیں حالانکہ اس وقت مولانا نوجوان سیاست دان، اُبھرتے ہوئے عالم دین، مسلم لیگی مقرر اور بدایوں کی مخصوص ادبی و سیاسی آب و ہوا میں پرورش پانے والے ایک سیاسی تجزیہ نگار تھے۔ اس کتابچہ کو اس انداز سے انھوں نے تحریر کیا ہے کہ اس سے ان کی اصابت رائے کا لوہا ماننا پڑتا ہے۔

اس زمانہ میں کانگریس نے مسلمانوں پر جس قدر مظالم کیے اس سے چھوٹے بڑے مسلمان اس قدر خائف ہو چکے تھے کہ کوئی فرد اس موضوع پر منہ کھولنے سے بچتا۔ چنانچہ ''سی پی میں کانگریس راج'' کے مؤلف حکیم اسرار احمد کریوی نے کتاب کا

Marfat.com

آغاز ہی بطور دیباچہ ایک ایسے خط سے کیا ہے، جس میں مکتوب نگار کی استدعا پر ان کا اسم گرامی شاملِ اشاعت نہیں کیا گیا۔ اس سے اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ مسلم مسائل کو اس زمانہ میں موضوع بنانا کس قدر مشکل امر تھا اور ان مشکلات میں کانگریسی راج کے مسلم دشمن کارناموں کا پردہ فاش کرنا ایک بڑی بات تھی اور ایک کارنامہ تھا جو ''مرقع کانگریس'' مرتب کر کے مولانا بدایونی نے سرانجام دیا۔ یہ راسخ الفکری ہے اور یہی کسی فرد کے مقام و مرتبہ سے آگاہی حاصل کرنے کا تھرمامیٹر ہے۔

مولانا ان لوگوں میں شامل ہیں، جو مستقبل کے بارے میں اس قدر باخبر اور مسلم قومیت کے بارے بہت زیادہ فکرمند تھے، جس کی وجہ سے اُنھوں نے ایک ایسے راہِ عمل کو اپنایا، اور ایک شاہراہ پر سفر کا آغاز کیا، جس پر کوئی کوئی فرد ہی دکھائی دیتا۔ یہ ان کی بصیرت کا فیصلہ تھا کہ کانگریس سے بھلائی کی توقع رکھنا سادہ لوحی ہی قرار دی جاسکتی ہے، سیاست سے آگہی نہیں۔ مسلم انڈیا میں اپنی صغرسنی ہی میں اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو لوہا منوا کر، صف اوّل کے مسلم اکابرین کے ہم سفر ہوگئے۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی کے پہلوؤں پر ان کی نظر اس قدر گہری تھی اور ان کی اصابتِ رائے اس قدر وقیع تھی کہ بہت جلد ہی اُنھیں آل انڈیا مسلم لیگ کی مرکزی مجلس عاملہ کا ممبر منتخب کرلیا گیا اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جب مولانا حسین احمد مدنی یوپی کانگریس کے نائب صدر تھے اس وقت مولانا بدایونی آل انڈیا مسلم لیگ کی سطح کے قائد بن چکے تھے۔

تحریک پاکستان، مسلمانوں کی قومی تحریک تھی، جس میں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے دوراندیش اور مستقبل پر گہری نظر رکھنے والے اکابر شامل تھے جن کی محنت، جدوجہد اور ملی درد نے اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کیا اور پاکستان معرضِ وجود میں آگیا۔

مسلم انڈیا کے مسلمانوں کی خوش قسمتی تھی کہ انھیں سرسیدؒ، علامہ اقبالؒ اور قائداعظم محمد علی جناحؒ ایسے راہنما مل گئے، جو اس بات تک پہنچنے میں بہت جلد کامیاب ہوگئے کہ کانگریس متحدہ ہندوستان کے تمام اہل ہند کی نمائندہ نہیں بلکہ کٹر ہندو اور نسل پرست جنونی مذہبی لوگوں کی نمائندہ ہے اور بنیادی طور پر کٹر ہندو، ذات پات کو اپنا عقیدہ سمجھنے والے بنیاد پرست ہیں، تنگ نظری میں یہودیوں سے بھی آگے۔ مسلم دشمنی میں اس معاملہ میں اپنے تمام ہم خیال اور ہم سفروں سے آگے ہیں۔ وسطی ایشیا سے آکر وادیٔ گنگ و جمن پر قابض ہوئے، لیکن دوسرے لوگوں کو غیر ملکی سمجھتے ہیں جنھوں نے اس دھرتی کو فکری حسن بخشا، اعلیٰ اور بلند مرتبہ تہذیب و ثقافت سے آشنا کیا، روحانی طور پر طمانیت بخشی، محبت، پیار، احسان، مساوات، برابری اور فکری توانائی کی دولت سے مالا مال کیا۔ بت پرستی کے کوڑھ کو ختم کرنے کے جتن کیے۔ ذات پات کے بتوں کو پاش پاش کیا۔ ربی توحید کے راگ الاپے، کچلے ہوئے انسانوں کو عظمت بخشی، برابری اور مساوات کے عمل کو جاری و ساری کیا۔ مسلم فکر کی یہی توانائیاں، برہمن راج کی راہ میں رکاوٹ تھیں جسے وہ رام راج قرار دے رہے تھے۔

کئی صدیاں پیشتر، رنگ، نسل، ذات پات کے بتوں کو صوفی درویشوں نے توڑا اور انسانیت کو سکھ کا سانس لینے کا موقعہ ملا، جو برہمن کے ''دین'' کے لیے ایک چیلنج تھا۔ مسلم راج کے خاتمہ کو برہمن نے اپنے لیے رحمت سمجھ کر فرنگی کی سرپرستی میں اپنے قدم جمانا شروع کردیے اور اپنی عددی برتری کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کو اچھوت اور ملیچھ بنانے کے خواب دیکھنا شروع کر دیے۔ کانگریس کا قیام اسی خواب کو مادی روپ دینے کی کوشش کا نام ہے۔ سب سے پہلے سرسیدؒ مرحوم کو اس خطرناک صورت کا ادراک ہوا۔ علامہ اقبالؒ نے سرسیدؒ کے خیالات کو ایک مربوط فلسفہ میں بدل کر اپنی شاعری، خطبات، خطوط اور مضامین کے ذریعہ اس فلسفہ کو مادی روپ بخشا اور قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس فکری تسلسل کو مسلم سیاست کے پرچم اور مستقبل میں بدل دیا، لیکن

Marfat.com

اس تمام فکری اور نظریات اور معاملات کو جن لوگوں نے عوام وخواص کے دل ودماغ کا حصہ بنایا، ان میں نواب بہادر یار جنگ، مہاراجہ سر علی محمد خاں آف محمود آباد، مفتی محمد برہان الحق جبل پوری، مولانا عبدالحامد بدایونی، خیری برادران اور کئی دیگر مسلم زعماء پیش پیش تھے، جنھوں نے متحدہ ہندوستان کے کونے کونے میں پاکستان کا تعارف کرایا۔ ہندو کی سیاسی بدکرداری، برہمن راج کے لیے جدوجہد سے مسلم دنیا کو آگاہ کیا۔ تقریر سے بھی اور تحریر سے بھی۔ یہ کتابچہ انہی تحریروں میں سے ایک تحریر ہے، جس نے مسلمانوں کی آنکھیں کھولیں اور یہ باور کرایا کہ کانگریس یعنی ہندو کو جب ۱۹۳۵ء ایکٹ کے تحت آدھا راج ملا، تو انھوں نے جو "کارنامے" سرانجام دیئے جن سے پورا مسلم انڈیا بلبلا اُٹھا، پیرپور رپورٹ، سی پی میں کانگریس راج اور مرقع کانگریس کے نام سے طبع ہونے والے لٹریچر نے تحریک پاکستان کو فکری غذا مہیا کرنے میں اہم رول ادا کیا اور اس بات کا ادراک ہوگیا کہ جب کانگریس کو پورا راج مل گیا تو پھر کیا ہوگا؟

قائداعظمؒ، لیاقت علی خانؒ اور دوسرے لیڈران کرام اپنی عظمت، سیاسی بلوغت اور منطقی دلائل اور استقامت کی وجہ سے تحریک پاکستان کے ستون ہیں لیکن جن لوگوں نے پشاور سے لے کر راس کماری تک اور کوئٹہ سے لے کر چٹا گانگ تک مسلم بیداری کے لیے بھاگ دوڑ کر کے مسلم انڈیا میں پاکستان کے قیام کو ممکن بنانے والوں میں مولانا عبدالحامد بدایونی ایسے لوگ ہی تھے۔ جنھوں نے قائداعظمؒ کی قیادت میں مسلم اُمہ کے ادھورے خواب کو شرمندہ تعبیر کیا اور آج ہم بھی اور بنگلہ دیش کے مسلمان بھی اپنی صوابدید پر جیون بنانے میں خودمختار اور آزاد ہیں۔

آغازِ کار میں تو بھارت نے قیام پاکستان کو اس لیے منظور کرلیا کہ مسلم انڈیا کے مسلمان اس قدر پسماندہ اور بے بہرہ ہیں کہ یہ نئی مملکت کو نہیں چلا سکیں گے اور مجبور ہوکر گھٹنے ٹیکیں گے، لیکن مسلم عوام نے ایثار سے ہندو کے ارادے خاک میں ملا دیئے۔ مگر وہ مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے میں کامیاب تو ہوگیا، مگر بنگلہ دیش سے مسلم تشخص کو ختم نہیں کر سکا اور آریہ ورش دو مسلم مملکتوں کے درمیان میں پھنسا ہوا ہے، جن میں کنفیڈریشن کے قیام کے آثار دکھائی دے رہے ہیں کیونکہ بنگلہ دیش اور پاکستان ایک ہی قوم ہے جو دو ملکوں پر مشتمل ہے۔

اس منزل پر پہنچنے کے لیے مولانا بدایونی ایسے راہنماؤں کی ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی ہے جو اکیسویں صدی میں مسلم پاکستان کو ایک مسلم ریاست میں تبدیل کریں جو انتشار اور فرقہ پرستی سے پاک، ایسی سرزمین ہو جو جاگیردارانہ اندھی اور جارحانہ سرمایہ داری سے پاک، صحیح معنوں میں مسلم ویلفیئر اسٹیٹ ہو جو ہر قسم کے استحصال سے پاک ہو۔

وسائل، ذہانت، علم و دانش کے حوالہ سے مالا مال، یقیناً پاکستان ہی وہ واحد مسلم ریاست ہے جو ۲۱ویں صدی میں قوموں کی امامت کا کردار ادا کرسکتی ہے اور یقیناً پاکستان اسی لیے معرضِ وجود میں آیا تھا۔

ظہورالدین خان، شکریہ کے مستحق ہیں کہ پاکستان میں وہ ایسے لٹریچر کی اشاعت کے لیے تیار برتیار رہتے ہیں، جس سے قومی شناخت بھی ہوتی ہے اور مسلم انڈیا میں ہندو کی کانگریس کے روپ میں مسلمانوں کے خلاف ہونے والی سازشوں سے آگاہی بھی ملتی ہے کیونکہ اپنے ماضی اور اپنے اکابرین کے کارناموں کے بارے میں آگاہی حاصل کر کے ہی کوئی قوم اپنے مستقبل کو سنوار سکتی ہے۔

حکومت پاکستان کی یہ ذمہ داری ہے کہ پاکستان شناسی کے حوالہ سے بھی جس قدر کتابیں طبع ہوئیں انھیں بار بار شائع کرنا چاہیے تاکہ قیام پاکستان سے پہلے اس نئی مملکت کے لیے کی جانے والی فکری جدوجہد سے ہر پاکستانی پوری طرح آگاہ ہوسکے۔

۱۴راگست ۲۰۰۰ء — سیّد سبط الحسن ضیغم

آلو مہار شریف ہاؤس، ۴۹-کوثر بلاک، اعوان ٹاؤن، ملتان روڈ، لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید: ہندو کانگریس کے لیڈروں کی ذہنیت کا اگر تاریخی طور پر مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت بخوبی ظاہر ہو جاتی ہے کہ کانگریس کے ہندو لیڈروں کے پیش نظر صرف ایک ہی چیز تھی۔ یعنی جس طرح ممکن ہو مسلمانوں کو اتنا کمزور کر دیا جائے کہ وہ سر ہی نہ اٹھا سکیں، بلکہ اس ملک میں اچھوتوں کی طرح ہندوؤں کے ماتحت ہو کر زندگی گزاریں، اس غرض کے لئے انگریزوں سے تعاون کیا گیا۔ انگریز بھی اس سیاست کو اپنے لئے مفید سمجھتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے پوری طرح ہندو قوم کی پشت پناہی کی۔ آہستہ آہستہ ہندو قوم انگریزوں کی امداد سے منظم ہوتی رہی۔ تعلیم اور مالی ترقیوں پر پہنچ جانے کے بعد کانگریس کے ہندو لیڈروں نے اصلاحات کا مطالبہ کیا، جس کا بعد میں سوراج نام رکھ دیا گیا اور دنیا کو پریس اور روپے کے زور سے یہ باور کرایا گیا کہ ہم ہندوستان کی مکمل آزادی چاہتے ہیں۔ مناسب ہوگا کہ یہاں ہندو لیڈروں کے سابقہ اقوال و بیانات اور پھر کانگریسی حکومت کے زمانہ میں جو مظالم مسلمانوں پر ہوئے انہیں علیحدہ علیحدہ عنوانات کے ماتحت پیش کر دیا جائے۔ تاکہ ہر شخص کی سمجھ میں آ جائے کہ آج جو کچھ ہو رہا ہے وہ قدیم جذبات کے ماتحت ہے اور ''سوراج'' فی الحقیقت انگریزی طاقت کے سائے میں مسلمانوں پر حکومت کرنے کے مترادف ہے۔

ہندو تہذیب اور سوامی ستیہ دیو: سوامی ستیہ دیو آریوں کے مشہور لیڈر اور کانگریس کے پرانے کارکن اپنی تقریر میں فرماتے ہیں: ''اگر بھارت میں سوراجیہ ہو سکتا ہے تو صرف ہندو تہذیب کے ذریعے ہو سکتا ہے، اس ملک کی چپہ چپہ زمین بتاتی ہے کہ اس ملک میں ہندو تہذیب ہے۔''

یہی سوامی جی دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''دھرم کے لحاظ سے یہ عین ضروری ہے کہ قرآن کی تعلیم اقوام عالم سے نابود کر دی جائے اور اس کی جگہ راشٹر دھرم کی تعلیم مسلمانوں کو دی جائے (اخبار تیج مورخہ ۲۰/ جون ۱۹۲۴ء)

صوبہ متوسط میں تقریر کرتے ہوئے سوامی جی ارشاد فرماتے ہیں: ''ہندوؤ! سنگھٹن کرو اور مضبوط بنو۔ اس دنیا میں طاقت کی پوجا ہوتی ہے۔ جب تم مضبوط ہو جاؤ گے تو یہی مسلمان خواہ مخواہ تمہارے قدموں پر اپنا سر جھکا دیں گے۔''

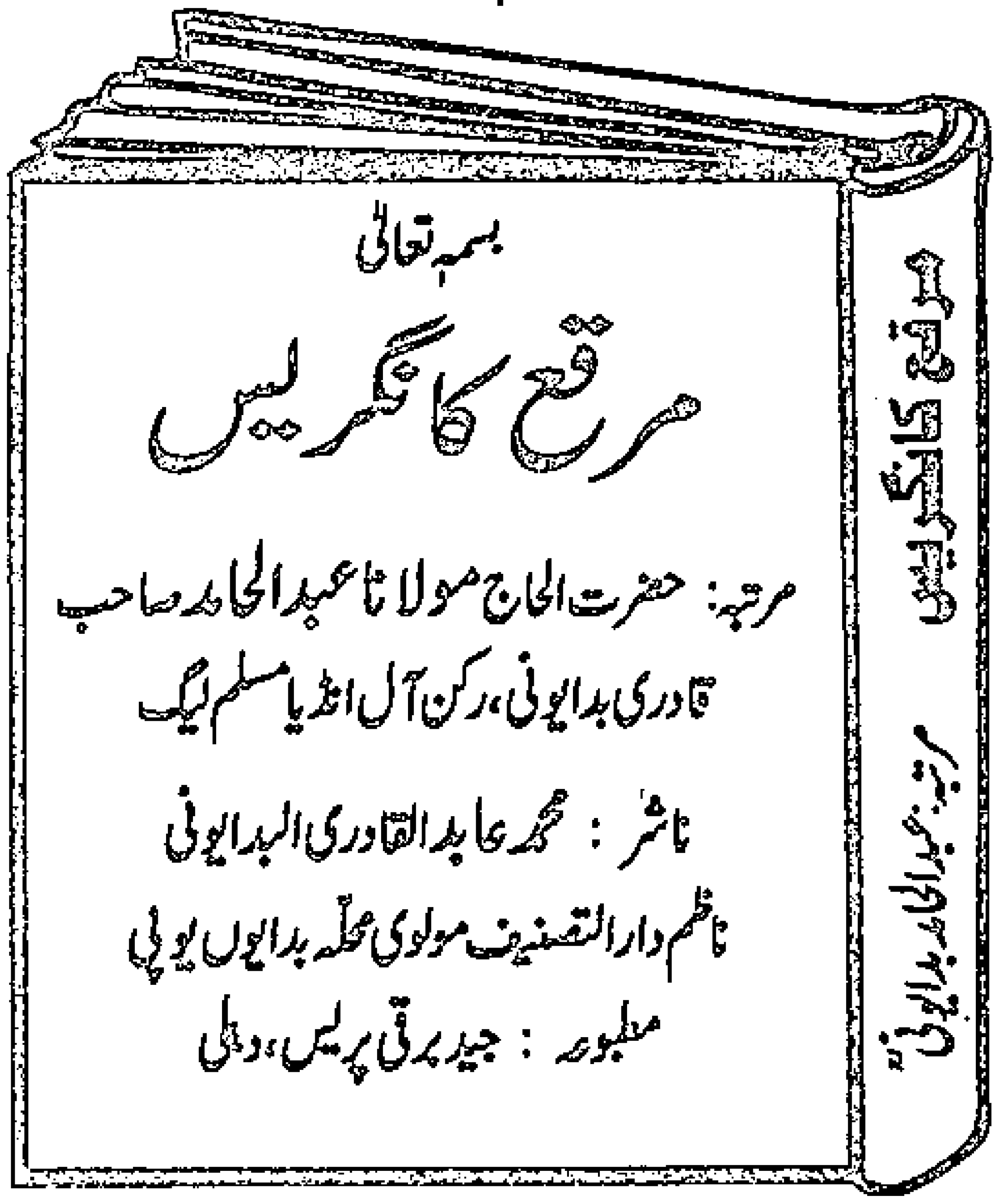

لالہ ہردیال اور اسلام: لالہ ہردیال ایم اے جن کو ایک وقت میں ہندوستان کا تاج پہنانا پسند کیا جاتا تھا اپنے بیان میں کہتے ہیں: ''جب تک پنجاب اور ہندوستان بدیشی نہ ہوں (یعنی) اسلام اور عیسائیت سے پاک نہ ہوگا۔ تب تک چین سے سونا نصیب نہ ہوگا۔ اسلام کی بدولت بلوے فساد ہوں گے بیس فیصدی کوئی ملک اسلام کے روڑے کو برداشت نہیں کر سکتا۔'' (ہندوراج کے منصوبے مطبوعہ پنجاب)

ہندوستان ہندوؤں کا ہے مسلمان بغیر حقوق طلب کئے ہمارا ساتھ دیں: ڈاکٹر مونجے فرماتے ہیں ''جس طرح انگلستان انگریزوں کا ہے اور فرانس فرانسیسیوں کا اور جرمن جرمنیوں کا اسی طرح ہندوستان ہندوؤں کا ہے اگر مسلمان کسی سودے اور لین دین کے بغیر اشتراک کرنا چاہتے ہیں تو ہندو ان کے دوش بدوش آگے بڑھیں گے ورنہ ہندوؤں کو تیار رہنا چاہئے کہ وہ آزادی کی

Marfat.com

جنگ میں بغیر کسی قوم کی مدد کریں۔''

سوراج ملنے پر ہندوؤں کے فیصلہ کو ماننا پڑے گا: لالہ ہردیال نے اپنے بیان میں کہا ہے:''آج کل کے ہندی مسلمان تو محض جملہ معترضہ ہیں ان کا یہی مستقبل ہے کہ آہستہ آہستہ شدھی کے ذریعہ دوبارہ ہندو قوم کے اندر شامل ہو جائیں جب ہندو سنگھٹن کی طاقت سے سوراجیہ لینے کا وقت قریب آئے گا تو جو ہماری پالیسی ہوگی اس کا اعلان کر دیا جائے گا، اس وقت سمجھوتہ کی ضرورت نہ ہوگی، بلکہ ہندو مہا سبھا اپنے فیصلہ کا اعلان کر دے گی۔''

مساجد کے سامنے باجہ کی تحریک اور مسٹر تلک کی ذہنیت: رولٹ کمیٹی کی رپورٹ میں جہاں گنپتی اور سیوا جی کی یادگار میں جلوسوں کا ذکر ہے وہیں یہ بھی تحریر ہے''تلک نے گنپتی اور سیوا کے میلہ اور مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے کی بنیاد ڈالی، ورنہ اس کے پہلے کبھی مسجدوں کے سامنے باجہ نہیں بجایا جاتا تھا۔''

ان دونوں میلوں میں جو اشلوک پڑھے جاتے تھے ان کا خلاصہ یہ ہے:''بدطینت لوگ قصائیوں کی مانند جلادوں کی طرح گایوں اور بچھڑوں کو ذبح کرتے ہیں۔ اٹھو اور گائے کی مدد کرو۔''

۱۲ر جون ۱۸۹۷ء کو ایک جلسہ مسٹر تلک کی موجودگی میں ہوا جس میں سیوا جی کے حالات پر تقریریں کی گئیں اور حسب ذیل ریمارک تلک جی نے دیئے:''سوال یہ ہے کہ کیا سیوا جی نے افضل خاں کو قتل کرنے میں کوئی پاپ کیا تھا۔ اس کا حال مہابھارت کے اوراق سے مل جاتا ہے، بھگوان کرشن کا صاف اپدش ہے، کہ نشٹ کام کرتے ہوئے بے شک اپنے گرداور رشتہ دار تک کو ہلاک کر دو تم پر کوئی الزام عائد نہیں ہو سکے گا۔ افضل خاں کے قتل میں سیوا جی کی اغراض پوشیدہ نہ تھیں اس نے جو کچھ کیا رفاہ عام کے لئے کیا اس لئے اس کے قتل کو گناہ نہیں کہا جا سکتا۔''

(ماخوذ از رولٹ کمیٹی رپورٹ)

گئوکشی کا انسداد ہر ہندو کا فرض ہے، مسٹر گاندھی کا بیان: ماخوذ از اخبار اسٹیٹس مین مورخہ ۹/ مارچ ۱۹۱۸ء''یہ خیال کرنا چاہئے کہ یورپین کے لئے گائے کشی جاری رہنے کی بابتہ ہندو کچھ بھی محسوس نہیں کرتے ہیں، میں جانتا ہوں کہ ان کا غصہ اس قوت کے نیچے دبا ہوا ہے جو انگریزی عمل داری نے پیدا کر دیا ہے مگر ایک ہندو بھی ہندوستان کے طول وعرض میں ایسا نہیں ہے جو ایک دن اپنی سرزمین کو گاؤکشی سے آزاد کرانے کی امید نہ رکھتا ہو، ہندو مذہب کو جیسا کہ میں جانتا ہوں اس کی روح کے خلاف ہے، کہ عیسائی یا مسلمان کو بزورِ شمشیر گاؤکشی چھوڑنے پر مجبور کرنے سے اغماض کرے گا۔''

یہی گاندھی جی لاہور کے بوچڑ خانہ تعمیر کے وقت دیش بندھو گپتا کو تار دیتے ہیں:''میں یقیناً لاہور چھاؤنی میں بوچڑ خانوں کے خلاف ہوں جیسا کہ دوسرے بوچڑ خانوں کے خلاف ہوں۔''

گاندھی جی کے نزدیک سوراج کے معنی: میں سوراج کے کتنے ہی معنی بتاؤں مگر میرے نزدیک سوراج کے صرف ایک ہی معنی ہیں یعنی رام راج۔''

پنڈت جواہر لال نہرو اور گاؤکشی کا انسداد: گاندھی جی کی طرح پنڈت جواہر لال نے لاہور کے بوچڑ خانہ کے معاملہ میں حسب ذیل تار دیا:''میں بوچڑ خانوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور اس کے قریب جاتا ہوا گھبراتا ہوں جو لوگ بوچڑ خانوں سے وحشت زدہ ہوتے ہیں ان کی حمایت کرتا ہوں۔''

پنجاب کانگریس کمیٹی کے صدر کا بیان: کانگریس گوارہ نہیں کر سکتی کہ کسی جماعت کے مذہبی حسیات میں ٹھیس لگے۔ کیونکہ بات مصدقہ ہے کہ ہندوؤں کے لئے گائے واجب الاحترام ہے اس لئے کانگریس برداشت نہیں کر سکتی کہ کھلے بندوں ایسا کام جاری ہو جس سے ہندوؤں کو نقصان پہنچے۔''

Marfat.com

مدراس اسمبلی میں گاؤکشی کے انسداد کی تجویز: مدراس کی اسمبلی میں جو نوٹس دیا گیا اس کا مفہوم یہ تھا:

''ہر وہ شخص جو گائے یا بچھڑے کو ذبح کرے یا ذبح کرنے کی ترغیب دے وہ مجرم ہوگا اس جرم کی سزا پچاس روپیہ جرمانہ یا پندرہ دن قید محض ہوگی۔

آریوں کی تحریک ستیہ گرہ میں اسلام کے خلاف بکواس: حیدرآباد دکن کے خلاف جو تحریک ستیہ گرہ شروع کی گئی۔ جس کی تائید وحمایت میں گاندھی جی اور پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنا تمام زور صرف کر دیا اس کے دوران میں ہندوستان کے عام مسلمانوں اور ان کے مقدس مذہب کے متعلق جو کچھ کہا اور لکھا گیا اس کے چند اقتباسات ہندو ذہنیت کا مرقع ہیں:

فروری ۱۹۳۸ء میں راما سوامی نے گلبرگہ کے مقام پر تقریر کرتے ہوئے یہ کہا:

(۱) ''مسلمانوں سے کہنا چاہئے کہ اپنے وطن عرب کو واپس جائیں اور وہاں جا کر ریت پھانکیں۔''

(۲) مسلمانوں کا کلمہ جھوٹا ہے (رام چندر دہلوی منقول از کتاب آریہ سماج کی تحریک صفحہ ۷)

(۳) ہندوؤں کو چاہئے کہ اپنے دشمن مسلمانوں کو کچل ڈالیں (نریندر پرشاد سکسینہ کی تقریر ۲۴ فروری ۳۷ء

(۴) اسلام کی صداقت کا ڈھنڈورا پیٹنے والو اپنی آنکھیں کھولو اور تمہارے مذہب کے شیطانی اصولوں کا عریاں رقص دیکھو۔'' (ویدک سندیش بمبئی ۳۸۰/۷/۱۰

آریہ سماجیوں کے گیتوں اور بھجنوں کے اقتباسات: (۱) ہم محمدؐ کے پیروؤں کو ایک لات مار کر ختم کر دیں گے۔ (۲) بہادر آریہ گاؤں میں گھومتے پھرتے ہیں تو مسلمان سور گلی کوچوں میں چھپ جاتے ہیں۔ (۳) مجھے مدینہ بلالو یہ کیا دعا ہے؟ اے مسلمانو! مدینہ میں کیا رکھا ہے اگر تم وہاں جانے کے خواہش مند ہو تو تمہیں ایسا کرنے سے کون روکتا ہے۔ اپنا بوریہ بستر لپیٹ کر چل دو پچھتانے کی ضرورت نہیں۔''

(منقول از کتاب آریہ سماج کی تحریک)

ہم نے جو مذکورہ بالا اقوال اور حوالہ جات پیش کیے ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے آج کل کے کانگریسی لیڈروں کے اقوال اور طرز عمل کا اگر معائنہ کیا جائے تو یہ نتیجہ نکل آئے گا، اقلیت کے صوبہ جات والے مسلمانوں پر جو مظالم ہوئے وہ قدیم ہندو ذہنیت کے ماتحت ہوئے اب ہم تمہیدی حصے کے بعد اپنے صوبہ متحدہ کے خاص خاص اضلاع کے حالات پیش کرتے ہی اور ہر منصف مزاج سے اپیل کریں گے کہ وہ ان حوادث پر غور کرنے کے بعد فیصلہ کرے کہ مدعیانِ عدم تشدد نے مسلمانوں پر جو بے پناہ مظالم کئے اور جن کا تدارک کانگریسی حکومت نے نہیں کیا، ان کو سامنے رکھ کر اگر مسلمان کانگریس کے ساتھ بغیر کسی معقول اور مساویانہ سمجھوتہ کے شریک نہیں ہونا چاہے تو مسلمانوں کا یہ رویہ کہاں تک صحیح یا غلط ہے۔

مسلمانوں کے مذہبی شعائر میں مداخلت اور کانگریسی حکومت کا مکروہ طرز عمل: میلۂ دوری کے نام سے ضلع بلیا میں شہر کے قریب ہی میونسپلٹی کے زیر اہتمام ہر سال کاتکی اشنان کے موقع پر ایک بہت بڑا میلہ لگتا ہے۔ جس میں مویشیوں کی خاص طور پر خرید و فروخت ہوتی ہے اور ہزاروں کی تعداد میں مویشی آتے ہیں۔

قصبہ دوری ضلع بلیا میں گئو پرستی کا مظاہرہ: ۱۹۳۸ء میں مسلم قصابان کی جماعت مویشیوں کی خریداری کے لئے میلہ میں حسب معمول پہنچی اور کئی ہزار کے مویشی خریدے جس وقت مسلمان قصابوں نے روپے ادا کر دیئے اور مویشیوں کو مال گاڑی میں بک کرانا شروع کر دیا تو یکایک ہندوؤں کی ایک منظم جماعت نے انبوہ کثیر کے ساتھ مقامی کانگریس کمیٹی کے صدر کی موجودگی میں ان قصابوں پر حملہ کر کے مویشیوں کو چھیننا شروع کر دیا۔ حملہ آور

Marfat.com

پہلے سے مسلح تھے، اور قصابوں کے پاس اپنی حفاظت کا کوئی سامان نہ تھا۔ مسلمان شدید مجروح ہوئے اور چند شہید بھی ہوئے اس واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیقات اور حملہ آوروں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے کانگریسی حکومت نے کوئی اقدام نہیں کیا۔ (خلاصہ بیان مولانا سیفی ندوی و متعدد کارکنان قومی و اخبارات و جرائد ہند)

زاہد آباد میں قربانی گاؤ پر بندش: زاہد آباد شہر گورکھپور کا ایک محلہ ہے یہاں کے مسلمانوں نے حسب معمول قربانی کرنی چاہی۔ جب ہندوؤں نے مخالفت کی تو مجسٹریٹ ضلع نے مسلمانوں پر ۱۴۴ لگا کر انہیں قربانی کرنے سے روک دیا۔ گورکھ پور کی مسلم لیگ نے حکام ضلع کو ہر چند سمجھایا کہ وہ مسلمانوں کو ان کے اس مذہبی حق کی ادائیگی سے نہ روکیں مگر اس پر توجہ نہ کی گئی مجبور ہو کر مسلمانوں نے اپنے شعائر مذہبی کے برقرار رکھنے کے لئے سول نافرمانی کا فیصلہ کیا اور مولوی فاروق صاحب ایم ایل اے و مولوی محمد رضوان اللہ صاحب ایم ایل اے رئیس اعظم گورکھپور نے دو سو رضا کاروں کے ساتھ اپنے آپ کو جیل خانہ کے لئے پیش کر دیا۔ تقریباً ایک سال تک مقدمہ جاری رہا۔ (خلاصہ بیانات و اطلاعات اہل گورکھ پور و اخبارات)

ضلع سہارن پور میں قربانی کی بندش: قصبہ بابو گنج ضلع سہارن پور کے مسلمان بستی سے باہر ایک باغ میں قربانی کیا کرتے تھے۔ ۱۹۳۸ء میں مسلمانان قصبہ بابو گنج نے جس وقت قربانی کرنی چاہی تو مجسٹریٹ ضلع نے حکماً قربانی کو روک دیا اور قصبہ کے ارد گرد پولیس کا پہرہ لگا دیا۔ مسلم لیگ ضلع سہارن پور نے اس بندش کے خلاف مظاہرہ شروع کر دیا۔ پندرہ سو مسلمان جیل خانہ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اگرچہ پولیس اور حکام ضلع فائرنگ کی دھمکیاں دے رہے تھے مگر مسلمان قصبۂ مذکورہ میں اپنا مذہبی حق حاصل کرنے کے لئے پہنچ گئے اور تمام مشکلات و مصائب کا عزم و ہمت سے پرامن طریقوں کے ساتھ مقابلہ کیا۔ (نظام گزٹ مورخہ ۱۵/ اگست ۳۹ء)

اٹاوہ ڈسٹرکٹ بورڈ کا فیصلہ انسداد گاؤکشی: اٹاوہ ڈسٹرکٹ بورڈ نے باوجود مسلمان ممبروں کی مخالفت کے اپنی اکثریت سے ذیل کا رزولیوشن پاس کیا: ”ضلع بھر میں کسی ایک جگہ بھی کوئی جانور جو نسل کشی، زراعت، دودھ دینے کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں، ذبح نہیں کیا جا سکتا۔“ (از اخبار حق مورخہ ۱۱/ جولائی ۱۹۳۹ء) مسلمان اٹاوہ نے کمشنر الہ آباد اور حکام متعلقہ کو اس فیصلہ کے خلاف اطلاعات بھیجیں اور سختی سے احتجاج کیا مگر شنوائی نہیں ہوئی۔

ضلع بارہ بنکی میں انسداد گاؤکشی: قصبہ درہرہ ضلع بارہ بنکی میں چالیس گھر مسلمانوں کے ہیں۔ مسمی عثمان نور باف نے اپنے لڑکے کی رسم ختنہ میں برادری کے کھانے کے واسطے ایک گائے گاؤں کے باغ میں (جہاں وقتاً فوقتاً مسلمان قربانی کرنے کے عادی تھے) ذبح کی۔ ہندوؤں کے دو ہزار کے مجمع نے عثمان پر حملہ کر دیا، مسلمانوں کے مکانات میں آگ لگا دی، مسلمانوں کا جانی و مالی نقصان کیا، مگر حکام ضلع نے کوئی خاص اطمینان بخش انتظام و انسداد نہیں کیا بلکہ سب انسپکٹر پولیس نے ہندوؤں کی حمایت کی۔ (بیانات اصحاب بارہ بنکی)

قصبہ ابراہیم پور ضلع بارہ بنکی: موضع ابراہیم پور کی مسجد کو ہندوؤں نے ہر طرف سے گھیر لیا۔ اور نماز عصر پڑھنے میں مداخلت کی۔ مسلمانوں نے بمشکل اپنی مسجد کو بچایا۔ سال بھر تک مقدمہ کی کارروائی ہوتی رہی، حکام مقامی نے مقدمہ کو طول دے کر سخت پریشان کیا۔

قصبہ دیوکلی ضلع بارہ بنکی کی مسجد کی توہین: اس موضع کی مسجد کی دیوار کو ہندوؤں نے یورش کر کے شہید کر دیا۔ عشاء کی نماز کے وقت ہندو مسجد میں گھس آئے، آگ لگا دی، پتھروں کی بارش کی

Marfat.com

سو ہندوؤں نے اس چھوٹے سے قصبہ کی مسجد پر یورش کی یہاں کے مسلمان عرصہ سے گیارہویں شریف کی فاتحہ کیا کرتے ہیں۔ ہندوؤں نے شہرت دی کہ گیارہویں کی فاتحہ میں گائے ذبح کر کے اس کا گوشت پکایا جائے گا۔ اور خود ہی اس کے لئے یہ سازش کی کہ ایک ہندو کے یہاں سے گائے کا بچھڑا لے کر ایک مسلمان کے مکان میں جب کہ وہ مکان پر نہ تھا بندھوا دیا۔ اور فوراً ہی پولیس کو بلوا کر اس مسلمان کو گرفتار کرا دیا۔ جب مقدمہ کی نوعیت ہوئی تو اس مسلمان نے اپنی شہادت میں صاف طور پر کہا کہ یہ بچھڑا میرے یہاں نہ پالا گیا اور نہ میری ملکیت میں ہے، پولیس نے جب اس بچھڑے کو مکان سے باہر نکال کر چھوڑا تو وہ سیدھا جس ہندو کے یہاں پلا ہوا تھا وہیں جا کر ٹھہر گیا اور کئی بار یہی صورت ہوئی کہ جب اس کو باہر سے چھوڑا جاتا، اپنے اسی ہندو مالک کے مکان پر جا کر دم لیتا۔ (بیانات کارکنان بارہ بنکی)

ضلع مظفر نگر میں مسجد کی توہین: ایام محرم میں ہندوؤں نے مسلمانوں پر شدید حملے کئے اور مسجد کے منارے گرا دیئے۔ گاؤں میں آگ لگا دی۔ حکام نے ہندوؤں کی جانب داری کی۔

(بیانات کارکنان مظفر نگر)

ضلع بریلی میں مسجد کے کواڑ جلا دیئے گئے: موضع مئو چندر پور ضلع بریلی میں ہندوؤں کی اکثریت نے تین بجے دن کو نخاسہ کے بازار میں مسلمانوں پر یکبارگی حملہ شروع کر دیا مسلمانوں کا مال واسباب بری طرح لوٹا گیا۔ اسی موضع میں ایک خوشنما مسجد بھی ہے۔ مسجد کے کواڑوں کو جلا دیا گیا۔ مسجد کے صحن اور کنویں میں پیشاب ڈال دیا۔ بلوائیوں نے ''مہاتما گاندھی کی جے کے'' نعرے لگائے۔ اس کے بعد ہی موضع پھلاسی کے مسلمانوں پر بھی حملہ کیا گیا۔ جس میں بہت سے مسلمان مضروب ہوئے۔

(رپورٹ کارکنان آنولہ واطلاع اخبار حق ۱۵/ مارچ ۳۹ء)

مسلمان زخمیوں کے ساتھ اسسٹنٹ سرجن کا برتاؤ: قصبہ مئو چندر پور کے زخمی مسلمان قصبہ آنولہ ضلع بریلی کے اسپتال میں داخل کئے گئے اسسٹنٹ سرجن جو ہندو تھا اس نے مسلمانوں کی مرہم پٹی سے بھی انکار کر دیا۔ بمشکل داخلہ ہو سکا اسسٹنٹ سرجن نے اس سے پیشتر کے مسلمان صحت یاب ہوں ہسپتال سے خارج کر دیا جب مسلمانوں نے حاکم پرگنہ سے شکایت کی تو مریضوں کو معائنہ کے لئے طلب کیا گیا۔ ٹکن خاں نامی جس وقت پیش ہوا تو اس کے بدن پر زخم موجود تھے اور پیپ بھرا ہوا تھا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے بھی معائنہ کر کے اپنے ہاتھ سے مرہم پٹی کی۔

(بیانات کارکنان آنولہ)

نظام ڈے پر ہنگامہ اور اسلام کے خلاف نعرے بازی: ۲۲ رجنوری ۱۹۳۹ء کو آریوں اور کانگریس کے ذمہ دار افراد نے آئی ایم اسکول قلعہ بریلی سے نظام ڈے کا ایک جلوس (جس میں چھ ہزار کے قریب ہندو تھے) نکالا۔ جلوس والوں کے ہاتھ میں بلم، تلواریں، لٹھ، تبر کافی تعداد میں تھے۔ اہالی جلوس نے ''اسلام برباد'' کے نعرے لگائے (اخبار حق ۳۹/۱/۱)

مسلمانوں نے ان اشتعال انگیز نعروں سے جلوس والوں کو روکا مگر ہندوؤں نے اور زیادہ اشتعال انگیزی سے کام لیا۔ عرصہ تک اس ہنگامہ کے اثرات بریلی شہر میں جاری رہے۔ بہت سے مسلمان جان سے مارے گئے۔ (حق مورخہ ۳۹/۱/۲۶) حکام نے کھلے بندوں ہندوؤں کی پشت پناہی کی۔ (بیانات کارکنان بریلی)

موضع راگھو پور میں اذان کی ممانعت: موضع راگھو پور ضلع بریلی میں حکام نے ہندوؤں سے ساز باز کر کے مسلمانوں کو اذان دینے کی ممانعت کر دی۔ اس حکم کے خلاف مسلمانان بریلی نے جلسے کر کے احتجاجی تجاویز پاس کیں۔ مگر حکام نے کوئی خاص توجہ نہیں کی۔ (اخبار حق مورخہ ۴/ اپریل ۱۹۳۹ء)

Marfat.com

ریلوے اسٹیشن پر مسلمان سفر کرنے والوں پر حملہ: اسٹیشن گھٹ پوری (R.K.R) پر جس وقت ٹرین آکر کھڑی ہوئی ہندوؤں نے ٹرین میں گھس کر مسلمانوں پر شدید حملے کئے جس میں بریلی کے خان صاحب سخاوت حسین صاحب رئیس بھی زخمی ہوئے۔ ہندو اسٹیشن ماسٹر نے حملہ آوروں کی امداد کی۔ اور انہیں اپنے آفس میں چھپایا۔

(بیان سخاوت حسین صاحب رئیس بریلی ومسافران)

ہنگامۂ بنارس۔ مسجد گیانباقی میں نمازِ جنازہ کی ممانعت: مسجد گیانباقی میں مسلمانوں کو نمازِ جنازہ وغیرہ پڑھنے سے روک دیا گیا، اسی طرح چوک کی مسجد کے بالکل مقابل چند گز کے فاصلے پر جدید مندر بنا کر مسلمانوں کی عبادت میں خلل ڈالا گیا۔ (بیانات و مشاہدات کارکنانِ بنارس) مساجد پر پابندیاں عائد کرنے کے علاوہ ایام محرم میں زبردست فساد ہوا۔

۳/ مارچ ۳۹ء کا فسادِ عظیم مسلمانوں کی جانی و مالی بربادیاں: بنارس میں دریائے گنگا کے کنارے پر ایک گھاٹ میر رستم علی گورنر بنارس نے تعمیر کرایا تھا۔ اس گھاٹ پر ہر سال محرم میں مسلمان تعزیوں کو لے جا کر ٹھنڈا کرتے تھے۔ دو سال سے ہندوؤں نے مسلمانوں کو گھاٹ پر جانے سے روک دیا۔ معاملات روز بروز طول پکڑ رہے تھے مگر دونوں طرف کے افراد کی مصالحانہ کوششوں سے فضا ٹھیک ہوگئی تھی کہ یکایک ۵/ محرم کو شب کے گیارہ بجے ایک مسلمان پان فروش پر ہندوؤں نے چھری سے حملہ کر دیا۔ ۶/ محرم کو مسلمانوں کا سالانہ جلوس نکل رہا تھا جس پر اینٹوں کی بارش شروع کر دی گئی۔ ایک مسلمان یکہ والے پر حملہ کر دیا گیا۔ ایک مسلمان کی دکان میں سانڈ (بیل) گھس آیا جس نے سامان خراب کر دیا اس ضعیف مسلمان دکان دار نے سامان بچانے کی خاطر سنڈ کو لکڑی سے مارا، جیسے ہی اس دکان دار نے سانڈ کو مارا قریب کے تمام ہندوؤں نے اس دکان دار پر حملہ کر دیا جس سے وہ سخت زخمی ہوا اس کے بعد مسلم دکان داران پر ہر طرف سے حملے شروع کر دیئے گئے۔ ایک مسلمان دکان دار کی دکان تھانہ چوک سے تین سو قدم کے فاصلہ پر تھی اس کے سامان کو لوٹ لیا گیا۔ بیس ہزار کا نقصان ہوا۔ مسلمان جفت فروشوں کی بھی دکانیں لوٹی گئیں۔ مسلمان محلوں کو پولیس کے پہرہ داروں نے ہر طرف سے گھیر لیا۔ مگر ہندوؤں کو آزاد چھوڑ دیا گیا۔ ان کی ہر طرح حمایت کی گئی اور مسلمانوں پر ہر قسم کی قیود اور پابندیاں عائد کی گئیں۔ ہندو مسلمانوں پر آزادی سے حملے کر رہے تھے اور مسلمانوں کو اپنی حفاظت کا موقع بھی نہیں دیا جاتا تھا۔ اس ہنگامہ میں ۶۰ ہزار روپے کا مسلمانوں کو نقصان ہوا بہت سے مسجدوں کی توہین کی گئی۔

(اخبار آواز بنارس ۱۴/ مارچ ۱۹۳۹ء)

ٹانڈہ ضلع فیض آباد میں مسلمانوں پر مظالم: ٹانڈہ ضلع فیض آباد کا مشہور قصبہ ہے جہاں مسلمان کپڑا بننے والے بکثرت آباد ہیں۔ مولوی حسین احمد صاحب بھی اسی قصبہ کے باشندہ ہیں۔ اس قصبہ میں ہندوؤں کی کوری قوم نے ایک جلوس نکالا جس میں کانگریس کے کارکنان بھی شریک ہوئے۔ یہ جلوس اس راستہ سے لایا گیا جہاں چوک کی مسجد واقع ہے اس راستہ سے کبھی ہندوؤں کا جلوس نہیں نکلا۔ جس وقت جلوس مسجد کے قریب آکر باجہ وغیرہ بجانے لگا تو مسلمانوں نے ہر طرح سے سمجھایا کہ نہ تو اس راستہ سے کبھی جلوس نکالا ہے اور نہ باجہ بجایا گیا ہے بہتر ہوگا کہ کسی دوسرے راستے سے جلوس لے جایا جائے۔ کوری قوم ابتداء تیار ہوگئی تھی مگر کانگریس کے افراد نے مسلمانوں کی خواہش کو کسی طرح قبول نہ کیا۔ اور کوریوں سے اصرار کیا کہ اسی راستہ سے جلوس لے چلو۔ اسی حالت میں ہندوؤں کے مکانات سے چند اینٹیں آئیں۔ پولیس اور حکام موقع پر پہنچ گئے، بجائے اس کے کہ اینٹیں

Marfat.com

پھینکنے والوں کی تحقیقات کی جاتی مسٹر رندھاوا نے مسلمانوں پر نہایت بے دردی کے ساتھ فائر کرنا شروع کر دیئے جس سے ایک مسلمان اسی وقت شہید ہو گیا جوتا پہن کر مسجد کے نمازیوں پر شدید حملے کئے گئے۔ داڑھیاں نوچی گئیں۔ مسلمانوں کو پانی پینے سے بھی روک دیا گیا۔ جب وہ پانی مانگتے تو کہا جاتا کہ پیشاب پیؤ اور وہ وحشیانہ مظالم کئے گئے جن کو تفصیل کے ساتھ درج کرنے سے روح کو تکلیف ہوتی ہے۔ (بیانات واطلاعات کارکنان و مسلمان ٹانڈہ)

مولوی احمد سعید صاحب دہلوی کا بیان: مولوی احمد سعید صاحب دہلوی کانگریسی ناظم جمعیۃ علماء کا جو بیان اخبار حق ۱۹/ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں شائع ہوا درج ذیل ہے۔

فیض آباد سے میں آج دوپہر کو ٹانڈہ پہنچا اور ٹانڈہ کے ذمہ دار حضرات کے علاوہ میں نے بعض مجروحین سے بھی ملاقات کی۔ ٹانڈہ کے مسلمانوں میں سخت خوف و ہراس ہے۔ مسلمانوں کے بعض محلوں میں خشت باری کے واقعات ہو رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں معلوم ہوا ہے کہ دو ہندو گرفتار بھی کئے گئے، مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ کی جانب سے مسٹر یارک کو، جو چیف کورٹ لکھنؤ کے جج ہیں تحقیقات کے لئے مقرر کیا گیا ہے، یہاں کے مسلمانوں کا خیال ہے کہ اگر مسٹر یارک کے ہمراہ ایک ہندو اور ایک مسلمان کا اضافہ کر دیا جائے تو نہ صرف مسٹر یارک کے کام میں آسانی کا مؤجب ہوگا، بلکہ یہ اضافہ ہندو اور مسلمان دونوں کے لئے مزید اطمینان کا مؤجب ہوگا۔ یہاں عام طور پر افواہ ہے کہ کمیشن تحقیقات کی کارروائی فیض آباد میں کرے گا اگر ایسا ہوا تو شہادتیں پیش کرنے اور گواہوں کو فیض آباد پہنچانے میں سخت دشواریوں کا سامنا ہوگا۔ یہ امر قابل تعجب ہے کہ مسٹر رندھاوا اور انکسار حسین کا ابھی تک یہاں سے تبادلہ نہیں کیا گیا۔ مسٹر رندھاوا سے مالیات کا شعبہ منتقل کر دیا گیا لیکن فوجداری کا شعبہ ابھی تک ان کی نگرانی میں ہے۔ اگر مسٹر رندھاوا اور انکسار حسین تحقیقات کے دوران میں اپنے عہدہ پر بحال رہے اور ان کا تقرر ٹانڈہ میں رہا تو کمیشن کے لئے صحیح شہادتوں کا مہیا کرنا مشکل ہوگا۔ اور ان دونوں کی موجودگی کمیشن کی تحقیقات پر اثر انداز ہوگی۔ زخمیوں کی حالت اگرچہ روبہ صحت ہے لیکن دو مسلمانوں کے چھرے ابھی تک نہیں نکل سکے ہیں غالباً ان دونوں کو آپریشن کے لئے لکھنؤ بھیجا جائے گا۔ جو دو مسلمان گولیوں کا نشانہ بنائے گئے تھے، ان میں سے ایک امرتسر کا رہنے والا تھا جو ہسپتال میں فوت ہو گیا۔ اس کی لاش مسلمانوں کو نہیں دی گئی۔ دوسرا مسلمان ایک عربی کا طالب علم ہے وہ اگرچہ خطرے سے نکل گیا لیکن ابھی تک اسے کامل صحت نہیں ہوئی ہے فائرنگ کے بعد جن مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا تھا، ان کی تعداد ۱۲۸ تھی، گرفتار شدگان میں سے ۹۰ رہا کر دیئے گئے ہیں مسلمان پولیس کے جانبدارانہ رویہ سے انتہائی غیر مطمئن ہیں۔

مولوی حسین احمد صاحب نائب صدر یو پی کانگریس کو بھی باشندگان ٹانڈہ نے شدید تقاضوں کے بعد بلایا۔ مولوی صاحب ممدوح نے جو بیان دیا اس میں یہاں تک فرمایا کہ مسلمانوں کی ڈاڑھیاں بلوائیوں نے مونڈ دیں۔ مسلمانوں سے یہ بھی کہا گیا کہ تم اپنے خدا کو بلاؤ وہ تمہاری آ کر مدد کرے۔'' مولوی وکیل الدین نائب صدر ٹانڈہ کانگریس کمیٹی نے بھی ان مظالم کے خلاف احتجاج کیا۔ اور وزیر اعظم یو پی کے پاس ایک وفد بھی لے کر آئے مگر کوئی توجہ نہیں کی گئی، اس بلوہ میں مسلمانوں کی کافی تعداد مجروح ہوئی۔

مسلمان ٹانڈہ کی امداد اور تحقیقات کے لئے یو پی پراونشل مسلم لیگ کے صدر نواب محمد اسمٰعیل خاں اور دوسرے محترم کارکنان مسلم لیگ نے خود جا کر واقعات کی تحقیقات کر کے اپنے بیانات شائع کئے۔ یو پی گورنمنٹ سے پراونشل مسلم لیگ کے حسب خواہش مسلمانانِ ٹانڈہ کا یہ مطالبہ تھا کہ ہندو انچارج کو جس نے فائر شروع کیا تھا فوراً تبدیل کر دیا جائے اور آزاد تحقیقات کرائی جائے۔ اسمبلی میں بھی اس مطالبہ کو برابر پیش کیا جاتا رہا مگر

Marfat.com

کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ حتیٰ کہ فائرنگ کے بعد وزیراعظم فیض آباد میں گئے۔ مسلمانوں نے ٹانڈہ آنے کی درخواست دی، وہ بھی منظور نہیں کی گئی جس ہندو افسر نے فائر کرایا تھا فائر کے بعد افسرانِ حکومت نے اس کا استقبال کیا۔ اور کسی نہج پر بھی مظلوموں کی فریاد کو نہیں سنا گیا آزاد تحقیقات کا مطالبہ بھی ٹھکرا دیا گیا۔ مظلومین ٹانڈہ پر مقدمات چلا کر ۲۴ مسلمانوں کو ایک سال قید کی سزا دی گئی۔ (خلافت ۳۶/۸/۶)

شہر کانپور میں ہولناک مظالم: کانگریس کانگریسی وزارت کے زمانہ میں کانپور کے اندر متعدد بار شدید بلوے ہوئے جن میں مسلمانوں پر غیر معمولی مظالم کیے گئے۔

۱۹۳۸ء کا بلوہ اپنی ہولناکیوں کے لحاظ سے اس قدر سنگین ہوا کہ اسے کانگریسی دور کی بدترین مثال سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ہر طرف قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ مسلمانوں کا خون بے دردی سے بہایا گیا۔ صدہا جانوں اور ہزاروں روپیوں کا نقصان ہوا، بانسمنڈی کی مسجد کے سامنے جس وقت ہندوؤں نے ہنگامہ کیا اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ہتھیاروں کی ممانعت کر دی تو سکھوں کی جماعت عام ہندوؤں کو سکھوں کی شکل میں لا کر آزادی سے قرولیوں کو استعمال کرتی رہی اور مسلمان چاقو بھی نہیں رکھتے تھے۔

مسجد مول گنج پر فائر: تیسرے شدید ہنگامہ کا آغاز اس طرح ہوا کہ ہندوؤں نے ۱۹؍ جون ۳۸ء کو رتھ جاترا کا جلوس نکالا جس میں ہزاروں کی تعداد میں ہندو شریک ہوئے۔ یہ جلوس مسجد مول گنج کے سامنے سے باجا بجاتا ہوا عین س وقت گزرا جبکہ نماز کا وقت ہو چکا تھا اور مسجد پر سرخ بتی جل چکی تھی جو اس کی نشانی تھی کہ نماز ہو رہی ہے۔ حکام کو بھی اس کا علم تھا کہ نماز ہو رہی ہے، مگر انہوں نے بھی جلوس کو نہیں روکا جو دو ایک مسلمان نیچے کھڑے تھے انہوں نے ہر چند سمجھایا کہ یا تو باجا کچھ دیر کو روک دیا جائے یا خاموشی سے جلوس نکال لیا جائے۔ اسی اثناء میں کچھ پتھر جلوس پر آ گئے جن کے متعلق کوئی ثبوت نہیں کہ وہ مسلمانوں ہی نے پھینکے تھے۔ مگر حکام نے فوراً ہی یہ فرض کر کے کہ یہ پتھر مسلمانوں نے پھینکے ہیں مسجد پر بے دریغ فائر کرنا شروع کر دیا۔ مسجد کی دیواروں پر گولیوں کے نشانات ہو گئے جو اب تک موجود ہیں، جو مسلمان نماز کے بعد اپنی جانیں بچا کر بھاگے ان پر بھی گولیاں چلائی گئیں۔ دو مسلمان اسی وقت شہید ہو گئے۔ ایک ضعیفہ عورت کو پولیس کے سپاہی نے کرچ مار کر شہید کر ڈالا۔ مسلمانوں کی بند مکانات پر بھی گولیاں برسائی گئیں۔

مسٹن روڈ کے قریب بڑے بڑے مسلمان تاجروں کی دکانیں لوٹی گئیں مگر پولیس نے کوئی توجہ نہ کی۔ ان خونیں واقعات نے پورے صوبے کے مسلمانوں کو مضطرب کر دیا۔ مسلمانانِ کانپور پرامن مظاہرے کر کے اپنے مصائب کو حکومت کے کانوں تک پہنچاتے رہے۔ پراونشل مسلم لیگ یوپی نے حالات کی اچھی طرح تحقیقات کر کے اسمبلی میں آزاد تحقیقات کا مطالبہ کیا۔ حکومت نے بجائے توجہ کرنے کے اس تجویز کا مذاق اڑایا۔ ان تمام حوادث پر حکومت نے مظلومین کانپور کی امداد کا یہ انوکھا طریقہ اختیار کیا کہ ٹی مسلم لیگ کے دفتر کی تلاشی لی۔ کانپور کے مسلم اخبارات سے ضمانتیں طلب کر کے ان کو مفلوج کر دیا۔ کارکنان مسلم لیگ پر مقدمات چلائے جس وقت اسمبلی میں مسلم لیگ نے التواء کی تحریک پیش کی تو اسے مسترد کر دیا گیا۔ مجبور ہو کر مسلمان ممبران نے واک آؤٹ کیا۔ صوبے کے اندر تقریباً تمام اضلاع میں یوم کانپور منا کر مظلومین کانپور کے مطالبات کی حمایت کی گئی مگر کانگریسی حکومت نے مسلمانان صوبہ متحدہ کے متفقہ احتجاج پر بھی توجہ نہیں کی۔ اور آزاد تحقیقات ہی کرائی گئی۔ حکام ضلع (کانپور) کا طرز عمل کھلم مسلمانوں کے خلاف رہا۔ (بیانات کارکنان و منقول از اخبار حق الامان و وحدت و خلافت و روری لغایۃ مارچ ۳۹ء)

ہلدوانی کی جامع مسجد کے سامنے باجہ اور فساد: مارچ ۱۹

میں ہلدوانی کی جامع مسجد کے سامنے بھگت سنگھ ڈے کے موقع پر کانگریسیوں نے باجہ کے ساتھ جلوس نکالا اور مسجد کے سامنے باجہ بجا کر ہنگامہ اور شور وغل مچانے لگے۔ مسلمانوں نے جب شور مچانے سے روکا تو ان پر جلوس والوں نے شدید حملہ کر دیا جس سے مسلمان مجروح ہوئے۔ (اخبار وحدت مورخہ ۲۹/مارچ ۱۹۳۹ء)

آگرہ کی جامع مسجد پر باجا اور فساد: ۲۱ مئی ۱۹۳۹ء کو ہندوؤں کی ایک بارات کا جلوس جامع مسجد آگرہ کے سامنے آ کر باجا بجانے اور شور وغل کرنے لگا۔ مسلمان مسجد میں نماز ادا کر رہے تھے۔ جب جلوس والوں نے پوری قوت کے ساتھ شور کیا تو مسلمانوں نے نرمی کے ساتھ روکا جس پر جلوس نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا ساٹھ آدمیوں کے چوٹیں آئیں۔ دکان داروں کے شیشے اور چینی کے سامان توڑ دئے گئے۔ (اخبار وحدت ۲۴ مئی ۱۹۳۹ء)

ضلع ہردوئی میں مسجد کا انہدام: قصبہ کھجولی ضلع ہردوئی میں ہندوؤں نے مسجد کو منہدم کر دیا۔ (رپورٹ کارکنان)

ضلع لکھنؤ میں مساجد کی بے حرمتی: عالم نگر اور نگرام کی مسجد کے دروازوں کو توڑ کر ہندوؤں نے دکانیں بنالیں اور غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ حکام وافسران نے ہندوؤں کی حمایت کی۔ (رپورٹ کارکنان لکھنؤ)

کاس گنج ضلع ایٹہ کی مسجد کو شہید کر دیا گیا: ضلع ایٹہ میں کاس گنج ایک مشہور قصبہ ہے یہاں کے ہندوؤں نے ایک تابوت نکال کر ہولی کے موقع پر مسلمان محلوں سے جلوس نکالا جس میں لاٹھیاں اور ڈنڈے آزادی سے استعمال کئے گئے۔ جلوس والوں نے ہر قسم کی اشتعال انگیز نعرے لگائے اور محلہ تکیہ کی مسجد کو شہید کر دیا۔ عورتوں کی توہین کی۔ مسلمانوں کو بری طرح مجروح کیا گیا۔ ہندو بلوائی آزادی سے اپنا کام کرتے رہے مگر حکام نے کوئی توجہ نہیں کی۔

ضلع مارہرہ ضلع ایٹہ کے مزارات کا انہدام: قصبہ مارہرہ شریف وہ مقام ہے جہاں سلسلۂ قادریہ کے زبردست اولیاء اللہ مدفون ہیں اور ہندوستان کے بڑے بڑے سلسلے یہاں سے جاری ہوئے ہیں اس جگہ کانگریس کے کارکنان کے اشتعال پر ہنود نے دیہاتی ہندوؤں کی شرکت میں بلاوجہ یوم عاشورہ ۲۱/مارچ ۱۹۳۹ء کو تعزیوں کے جلوس پر خشت باری کر کے تعزیوں کو گرا دیا جس پر بلوہ شروع ہوا۔ بلوہ گو فرو ہو گیا مگر ۲۱ کے بعد عرصہ تک مسلمانوں کے باغات اور کھیت تاراج کئے گئے اور بعض اولیاء اللہ کے مزارات بھی منہدم کر دیئے گئے مسلمانوں کی پیداوار اور کاشت کو نقصان پہنچایا گیا۔ مسلمان باشندگان مارہرہ کے مکانات میں آگ لگا دی گئی۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر بی این نگم نے یہ کہہ کر تمام کاغذات داخلِ دفتر کر دیئے کہ مسلمانوں نے خود آگ لگائی ہے، دیہات کے اکثر مسلمانوں کو ڈاڑھی منڈوانے اور چوٹیاں رکھنے پر مجبور کیا گیا، جس کی رپورٹیں پولیس میں موجود ہیں تمام ضلع کے دیہاتوں کے اندر ہندوؤں میں ہیجان پیدا کر کے اور مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلا کر ہولی کے دن مارہرہ ڈے منایا گیا۔ گو بلوہ کی ابتداء اہل ہنود کی طرف سے ہوئی مگر تعزیری پولیس جو قصبہ میں قیام کی گئی اس کا کل صرفہ صرف مسلمانوں پر عائد کیا گیا۔

تعزیری پولیس سے قصبہ میں کام لیا گیا۔ اس دوران میں کچھ عرصہ کے لئے پولیس مارہرہ سے چلی گئی لیکن پھر بھی پورا صرفہ مسلمانوں پر ڈالا گیا۔ مسلمانوں کے خلاف بلوے کے چار مقدمات تھے جن میں ۴۷ ملزمان تھے۔ اور اہل ہنود کے خلاف ایک مقدمہ جس میں صرف ۲۵ ملزمان تھے۔ مسلمانوں کے خلاف دو مقدمات چھوٹ گئے اور ۹ ملزمان بری ہو چکے ہیں، ایک مقدمہ ججی میں ہے جس میں ۱۹ ملزم ہیں۔ ایک مقدمہ مسلمانوں کے خلاف ایک اور مقدمہ اہل ہنود کے خلاف ابتدائی عدالت میں ہے جس میں ۴۶ ملزم مسلمان اور ۲۶ ہندو ہیں۔ ان مقدمات کی ۱۷

Marfat.com

پیشیاں ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے آمد ورفت کے مصارف کا زیادہ سے زیادہ بار پڑ رہا ہے، اول سے آخر تک حکام کا رویہ کانگریسی گورنمنٹ کے زیر اثر مسلمانوں کے خلاف اور ہندوؤں کی طرفداری میں رہا ہے۔(بیانات واطلاعات کارکنان مارہرہ)

کانگریسی ممبران اسمبلی اور حکام بدایوں کی مسلمانوں کے معمولات میں مداخلت: شہر بدایوں صوبۂ متحدہ کا وہ تاریخی مقام ہے جو شاہانِ اسلام کے زمانہ میں دہلی کا صوبہ رہا۔ یہاں کے مسلمانوں کے معمولات اور مراسم خاص اہمیت رکھتے ہیں بدایوں کے ہندوؤں کے تعلقات مسلمانوں کے ساتھ خوش گوار رہے، مسلمانوں کے معمولات میں ہندو شریک ہوتے تھے حتیٰ کہ محرم کے زمانہ میں ہندو اپنے مندروں میں باآواز سنکھ نہیں بجاتے تھے اور مندروں میں سنکھ نہ بجانے کے متعلق حکام بدایوں سرکاری نوٹس بھی جاری کیا کرتے تھے...........جن کی پابندی کی جاتی تھی مگر جب سے کانگریسی حکومت قائم ہوئی۔ بدایوں کے ہندو کانگریسی ممبران اسمبلی اور دیگر کارکنان کانگریس نے فضاء کو مسموم کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

محلہ شہباز پور بدایوں کی مسجد پر باجہ اور ہنگامہ: اپریل ۱۹۳۸ء میں ہندوؤں کا ایک جلوس جھنڈیون کا محلہ شہباز پور بدایوں کی مسجد کی طرف سے باجہ کے ساتھ گزرا۔ مسجد سڑک پر ہی واقع ہے مسلمان مسجد میں نماز کے لئے مجتمع تھے جس وقت جلوس مسجد کے سامنے باجہ بجاتا ہوا آیا تو مسلمانوں نے منع کیا کہ اذان ہو رہی ہے۔ باجہ یا تو بند کر کے لے جاؤ یا کچھ دیر توقف کرو مگر جلوس والے نہ مانے اور باجہ بجانے پر اصرار کرتے رہے۔ اسی اثناء میں کچھ اینٹیں آ گئیں جن کے متعلق نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کس نے پھینکیں مگر تحقیق کے بغیر مسلمانوں کو موردِ الزام ٹھہرالیا گیا اور ان کی گرفتاریاں عمل میں آئیں اور بہت مسلمانوں پر ہندو مجسٹریٹ اور ہندو سپرنٹنڈنٹ پولیس نے مقدمات چلائے۔

حیدرآباد ڈے میں اشتعال انگیز نعرے: ہندوؤں نے حیدرآباد ڈے منا کر اشتعال انگیز نعرے لگائے مسلمانوں نے ان اشتعال انگیز کارروائیوں کے انسداد کی طرف حکومت کو متوجہ کیا مگر بروقت کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

عشرۂ محرم میں حکام کا طرزِ عمل: عشرۂ محرم شروع ہونے سے قبل عام شہرت ہے کہ رکم سنگھ اور بدن سنگھ ایم ایل اے (کانگریسی) نے نگلۂ مشرقی میں (جو بدایوں سے ایک میل پر واقع ہے اور جہاں زیادتر ہندو آباد ہیں) ضلع کے دیہاتی ہندوؤں کو جمع کرنے کا سامان کیا (جس کی رپورٹیں حکام کے دفاتر میں آتی رہیں) مگر حکام نے اس کا انسداد نہیں کیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایس پی بدایوں سے رکم سنگھ ایم ایل اے کی روزانہ ملاقاتیں ہوتی رہیں جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ عشرۂ محرم میں لنگر کی گاڑیوں کی تعداد پر پابندی اور دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی۔ نگلۂ مشرقی کے مسلمان ہمیشہ سے محرم کے معمولات انجام دیتے تھے اس سال جس وقت نگلہ کے مسلمانوں نے علم نکالے حکام نے حکم دیا کہ علموں کو سرنگوں کر کے نکالا جائے جس وقت علموں کو جبراً سرنگوں کر کے نکالا گیا تو ہندوؤں نے تالیاں بجائیں اور مسلمانوں کا مذاق اڑایا۔ مسلمانوں نے ہندوؤں کے اس رویہ کی شکایت کی......تو کوئی توجہ نہیں کی گئی۔

مہندیوں کے بارہ میں ۱۴۴: نگلۂ مشرقی میں ہر سال مسلمان مہندیاں نکالتے تھے اور کبھی ۱۴۴ نہیں لگائی جاتی تھی مگر اس سال ۱۴۴ لگائی گئی جس کا مفہوم یہ تھا: ''نگلۂ مشرقی کی آبادی سے ریلوے کے پھاٹک تک مہندیاں بغیر روشنی اور جلوس کے نکالی جائیں گی۔'' اگرچہ اس قسم کا نوٹس سالہائے ماسبق کے دستور کے بالکل خلاف تھا اور یہ بعید از فہم تھا کہ بغیر روشنی وجلوس کے مہندی نکالی جاسکے۔ مگر مسلمانوں نے صبر اور ضبط سے کام لیا۔ چونکہ مسـ

Marfat.com

کارکنان ہمیشہ محرم کے انتظامات کیا کرتے ہیں اور حکام نے بھی اپنے خطوط میں ان سے فرمائش کی تھی کہ محرم کے انتظامات میں ہماری امداد کریں۔ اس لئے مسلم کارکنان انتظامات میں شریک ہوئے۔ جب مسلمان بدایوں مہندیوں کے جلوس کی شرکت کے لئے پہنچے تو مجسٹریٹ ضلع اور ایس پی بدایوں نے ریلوے کے پھاٹک سے مہندیوں کے جلوس وغیرہ کی ممانعت کر دی۔ جب ان کو جاری کردہ نوٹس کی طرف توجہ دلائی گئی تو انہوں نے کہا کہ اب ہمارا یہی حکم ہے۔ مسلم لیڈران نے حکام کو ہر طرح سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ ہر بات رکم سنگھ اور بدن سنگھ پر (جو وہاں موجود تھے) محول کر دیتے اور مسلمانوں کو ان دونوں کانگریسی ممبروں کی رائے کا پابند بنانے کے لئے مجبور کرتے رہے تقریباً رات کے دو بجے تک کوشش کی گئی کہ حکام ہندیوں کا جلوس نکالنے دیں مگر وہ راضی نہ ہوئے، رکم سنگھ نے شہر بدایوں کے رؤسا سے جس قسم کی بیہودہ گوئی مسلمانوں اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایس پی کی موجودگی میں کی وہ حد درجہ توہین آمیز تھی اسی کے ساتھ ساتھ ایس پی صاحب بدایوں مسلمانوں پر فائرنگ کی دھمکیاں دیتے رہے۔ جب مسلمان ہر طرح مایوس ہو گئے تو شہر کی طرف واپس آ گئے۔ صبح چھ بجے سے شہر میں ہر طرف فوج مامور ہو گئی۔ ۷ بجے کمشنر بریلی کی آمد کی خبر ملتے ہی عمائد و کارکنان مسلم لیگ کا ایک وفد کمشنر بریلی سے کوتوالی بدایوں میں جا کر ملا۔

کمشنر بریلی کا رویہ: وفد نے کمشنر کو تمام معاملات سمجھانے کی کوشش کی مگر انہوں نے وفد کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا وہ افسوسناک تھا۔ کمشنر نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایس پی نے جو کچھ انتظامات کئے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں میں موقع کا معائنہ نہیں کرنا چاہتا۔ جلوس وغیرہ کی بابتہ وفد نے جن امور کو پیش کیا، ان کو مسترد کر دیا گیا۔ وفد نے جامع مسجد کے جلسۂ عام میں پبلک سے سارے واقعات بیان کر دیئے جس پر مسلمانوں نے جلسہ عام میں اپنی مظلومی کے پیش نظر عاشورۂ محرم کے معمولات ملتوی کرنے کی تجویز اتفاق رائے سے منظور کی۔

حکام بدایوں کا رویہ: حکام نے کرفیو آرڈر لگا دیا۔ ملٹری مسلمانوں کے محلوں میں گشت کرتی رہی لیکن نگلۂ مشرقی جہاں ہندو بکثرت جمع تھے وہاں کوئی ملٹری نہیں تھی۔ پولیس والے جس مسلمان کو چاہتے گرفتار کر لیتے۔

مولوی اسرار الحق عثمانی کا اندوہناک واقعہ: ۷ محرم کو جس وقت نگلہ کی مہندیوں کے جلوس میں مسلمان شریک ہونے کے لئے گئے، مولوی اسرار الحق صاحب عثمانی بھی (جو حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ اور فقیر عبدالحامد قادری کے بھتیجے تھے) جلوس کے ہمراہ گئے چونکہ تمام رات حکام کے ساتھ گفت و شنید میں وقت صرف ہو گیا اور دوسرے دن کمشنر کی ملاقات اور جلسۂ عام میں کارکنان مصروف رہے اس لئے مولوی اسرار الحق صاحب کی طرف توجہ نہیں ہوئی جلسہ کے بعد وہ نظر نہ آئے تو تلاش شروع ہوئی جب وہ کسی جگہ نہ ملے تو جن لوگوں کے ہمراہ وہ جلوس میں گئے تھے ان سے تحقیق کی گئی۔ اسی اثناء میں نئی سرائے محلہ کے ایک ہندو مراد نے یہ شہادت دی کہ نگلہ پر مہندیوں کی رات میں مولوی اسرار الحق کو میرے سامنے قتل کر کے جلا دیا گیا۔ مسٹر اقتدار الدین بیرسٹرایٹ لاء ایم ایل اے اس مراؤ کو اپنے ہمراہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایس پی کے یہاں لے گئے اور اس سے موقع پر جانے اور مراؤ کی شہادت قلم بند کرنے کی خواہش کی۔ ایس پی صاحب بہ دقت موقع پر گئے۔ ہندو مراؤ نے جائے وقوعہ پر پہنچ کر جو کچھ دیکھا تھا وہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ ایس پی صاحب نے کچھ دیر کے لئے مراؤ کو علیحدہ لے جا کر باتیں کیں اس کے بعد اس کو مارنا شروع کر دیا۔ کان پکڑوا کر اٹھوایا بٹھوایا۔ اور طمانچے مارنے کے لئے کہا اور شہادت قلم بند نہیں کی جو اشیاء جلی ہوئی برآمد ہوئی

Marfat.com

تھیں ان کو بھی قبضہ میں نہیں کیا گیا۔

علمائے بدایوں اور رؤساء وکارکنان مسلم لیگ پر مقدمہ: فقیر عبدالحامد قادری مولانا خواجہ نظام الدین صاحب مولانا عبدالصمد صاحب مقتدری مولوی حافظ ظہور احمد صاحب مختار مولوی ظہور حسن صاحب رئیس۔ مولوی ابوالحسن صاحب قادری رئیس اور دوسرے ۲۹ مسلمانوں پر زیر دفعہ ۱۰۷ مقدمہ چلایا گیا۔ کئی ماہ تک مقدمہ کا سلسلہ جاری رہا۔ جج بدایوں سے نگرانی ہائیکورٹ کے لئے بھیجی گئی۔ مگر ہائی کورٹ نے نگرانی منظور نہیں کی، ۲۹ مسلمانوں کے علاوہ دوسرے اور مسلمانوں پر بھی ۱۸۸ر۱۴۳ کے مقدمات چلائے گئے اور چند کو سزائیں بھی ہوئیں۔

قاسم پور ضلع بدایوں کے بازار پر حملہ: قاسم پور کے بازار میں ہندوؤں کے ایک کثیر انبوہ نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ حملہ آور لاٹھیوں اور بلموں سے آراستہ تھے اور گاندھی جی کی جے کے نعرے لگا رہے تھے۔ متعدد مسلمان مجروح ہوئے۔

قصبہ بگرین ضلع بدایوں کے مسلمانوں پر حملہ: قصبہ بگرین میں بھی ہزار ہا ہندوؤں کے مجمع نے مسلمانوں پر حملہ کیا ایک سب انسپکٹر پولیس جو ڈیوٹی پر تھا۔ اس نے حملہ آوروں کو مسلمانوں پر حملہ کرنے سے روکا تو یہ تمام مجمع سب انسپکٹر پر حملہ آور ہو گیا، سب انسپکٹر کو ہر طرف سے ہندو بلوائیوں نے گھیر لیا۔ اس نے مجبور ہو کر اپنی جان بچانے کے لئے گولی چلائی۔

بازید پور ضلع بدایوں میں قربانی کی ممانعت: قصبہ بازید پور کے مسلمان ہمیشہ سے قربانی کیا کرتے ہیں اس سال کانگریس کی افراد کی پشت پناہی میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو قربانی کرنے سے روکا مسلمانوں نے مجبور ہو کر حکام ضلع (بدایوں) کو اطلاع دی۔ پولیس نے مجبور ہو کر گارڈ لگا دی اور ایک مجسٹریٹ کا تقرر کر کے قربانی کرادی گئی۔ قربانی کے بعد مسلمانوں کے کھیتوں کو اجاڑ اگیا۔

اوجھیانی ضلع بدایوں کی میونسپلٹی انسداد گاؤ کشی کا ریزولیوشن: قصبہ اوجھیانی کی میونسپلٹی میں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ ہندوؤں نے میونسپلٹی میں انسداد گاؤ کشی کی تجویز منظور کر دی۔

مسلمان بدایوں پر حکام کا دوسرا وار، ۲۵ ہزار کا ٹیکس: مسلمان بدایوں کا طرز عمل حالانکہ ہر طرح پر امن رہا اور ایک معزز فرزند اسلام مولوی اسرار الحق صاحب مرحوم کی شہادت کے مقابلہ میں ایک ہندو بھی نہیں مارا گیا۔ لیکن ان تمام حالات کے باوجود تقریباً محرم کے ۵ ماہ بعد تنہا مسلمانانِ بدایوں پر ۲۵ ہزار کا تعزیزی پولیس ٹیکس لگایا گیا۔ مسلمانوں نے پر امن طور پر حکام کو ٹیکس نہ لگانے کی تجاویز سے مطلع کیا۔ آل انڈیا مسلم کونسل نے بھی تعزیزی ٹیکس اٹھا لینے کی تجویز منظور کی مگر حکام بدایوں نے توجہ نہیں کی اور الٹا مسلمانوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ حکام سے معافی مانگیں۔

جونپور میں دفعہ ۱۴۴: کھیتا سرائے ضلع جونپور میں مسلمانوں پر دفعہ ۱۰۷ کے ماتحت مقدمہ چلایا گیا اور ہندوؤں کو آزاد چھوڑ دیا گیا۔ (اطلاعات کارکنان)

ضلع اُناؤ میں ۱۴۴: قصبہ پورہ ضلع اناؤ میں مسلمانوں پر دفعہ ۱۴۴ لگائی گئی اور ہندو مستثنیٰ رہے۔ (اطلاعات کارکنان)

الہ آباد کا فساد: الہ آباد میں متعدد بار ہندو مسلم فسادات ہوئے آخری بار یہ ہوا کہ مسلمانوں کی مساجد میں سور ڈالا گیا اور جس مسجد کی اس توہین سے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہو گیا مسلمانوں پر بری طرح حملے کئے گئے۔ حکام کا رویہ قابل اعتراض رہا۔ معزز مسلم ممبران میونسپل بورڈ نے مقامی حق تلفیوں سے تنگ آ کر استعفیٰ دے دیا۔ (اطلاعات کارکنان)

علی گڑھ کا عاشورۂ محرم بند: مسٹر مہتا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گڑھ جو سخت قسم کے ہندو ہیں انہوں نے ۵ مارچ ۳۹ کو محرم ہر قسم کے جلوس۔ اکھاڑوں وغیرہ کی ممانعت کر دی جس کی وجہ

Marfat.com

عاشورہ محرم بند ہوگیا۔ علی گڑھ میں ایک درباری تعزیہ نکلا کرتا تھا جس راستہ سے تعزیہ گزرتا تھا وہاں ایک ہندو نے مکان پر پرنالہ لگا کر راستہ کم کر دیا۔ جب تعزیہ نکالنے کی جگہ کم ہوگئی تو مسلمانوں نے پرنالہ اکھاڑنے کا مطالبہ کیا۔ مالک مکان ایک حد تک پرنالے اکھاڑ دینے کے لئے تیار ہوگیا تھا مگر مسٹر مہتا نے حکم دے دیا کہ بغیر ہماری اجازت کے پرنالے نہیں اکھاڑے جا سکتے چونکہ مجسٹریٹ اور کوتوال شہر دونوں کا رویہ مسلمانوں کے خلاف تھا اس لئے مسلمانوں نے مجبور ہوکر عاشورۂ محرم بند کر دینے کا فیصلہ کیا۔

عشرۂ محرم پر بندشیں عائد کرنے کے علاوہ اسی ہندو مجسٹریٹ کی ہندو پرستی کی بدولت قصبہ دادوں میں جہاں ہندو مسلمان رئیس وزمیندار کی زمینداری میں رہتے ہیں اور جہاں کے ہندوؤں نے عرصہ سے اس قصبہ میں سنکھ نہ بجانے کا تحریری معاہدہ کرلیا تھا سنکھ بجانے کی اجازت مل گئی۔ (بیانات واطلاعات کارکنان)

قطب پور ضلع علی گڑھ: ہندوؤں نے اس بہانہ سے کہ مسلمانوں نے ایک کنڑے کو زخمی کر دیا ہے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسجد کے مناروں کو برباد کیا اور مسلمانوں کی دکانوں کو لوٹا۔ پولیس نے ہندوؤں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ بلکہ برخلاف اس کے مسلمانوں سے زبردستی ایک راضی نامہ پر، جس میں سخت اور غیر مہذب شرائط تھیں دستخط کرا کے مقدمہ قائم نہ ہونے دیا۔ ان تمام واقعات سے ہندو اس قدر دلیر ہوگئے کہ مسلمانوں کو رات دن ان سے خطرہ لاحق ہوگیا، وہاں کے ایک بڑے مسلمان زمیندار نور محمد خاں صاحب نے اس صورت حال سے پریشان ہوکر ترک وطن کر دیا۔

مین پوری میں دفعہ ۱۴۴: مین پور میں بھی حکام نے صرف مسلمانوں پر ۱۴۴ لگائی اور ہندوؤں کو آزاد چھوڑ دیا گیا۔ مسلمانوں نے مجبور ہوکر تعزیے بند کر دیئے۔

پیلی بھیت: پیلی بھیت میں بھی مسلمانوں پر شدید حملے کئے گئے۔ مسلمانوں کی جانیں ضائع ہوئیں۔ کئی ماہ تک مقدمات کا سلسلہ مسلمانوں کے خلاف جاری رہا۔ مسلمانوں کی بہت سی نعشیں غائب کردی گئیں۔

رضا کاران مسلم لیگ کی کوششوں سے تالاب کے اندر سے عرصہ کے بعد نعشیں برآمد ہوئیں، حکام کا رویہ مسلمانوں کے خلاف رہا اور رضا کارانِ مسلم لیگ گرفتار کیے گئے۔ (اطلاعات و بیانات کارکنان)

فسادات میرٹھ: میرٹھ میں پہلی بار ۸ر مئی ۱۹۳۹ء کو ہندوؤں کی ایک بارات کے جلوس کی وجہ سے ہنگامہ ہوا جس کے واقعات اخبار وحدت دہلی مورخہ ۲۹ ر جولائی ۳۹ء یں مسلم لیگ کے کارکنان کی طرف سے حسب ذیل شائع ہوئے۔ "۸ر مئی ۱۹۳۹ء کو ہندوؤں کی ایک بارات جس میں ہندو یتیم خانے کے لوگ باجہ بجا رہے تھے گذری، بازار کی مسجد کے سامنے باجہ بجاتی ہوئی آئی۔ اس وقت عشاء کی اذان ہو رہی تھی۔ ایک مسلمان نے ہندو مجمع سے کہا کہ اذان ہو رہی ہے یا تو باجہ بند کر دیا جائے یا خاموشی سے جلوس گزر جائے۔ باجہ جماسٹر نے ۲۵۔۳۰ آدمیوں کے ساتھ اس مسلمان پر حملہ کر دیا اور ڈنڈوں اور لاٹھیوں سے اس غریب کو اس قدر مارا گیا کہ وہ زخمی ہوکر گر پڑا اور خون جاری ہوگیا۔ مضروب کو ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔

مسٹر ساورکر صدر ہندو مہا سبھا کی آمد پر زبردست ہنگامہ: مسٹر ساورکر صدر ہندو مہا سبھا جو مہاراج کرشن ایڈووکیٹ کے انتخاب میں میرٹھ آئے تھے ۳/ اکتوبر ۱۹۳۹ء کو ان کا جلوس نکالا گیا۔ اس سلسلہ میں جو زبردست ہنگامہ ہوا اس کی تفصیلات مسٹر سید محمد اشرف بیرسٹر ایٹ لاء سیکریٹری مسلم لیگ کے مطبوعہ بیان کے وہ چند ضروری حصے جو اخبار وحدت مورخہ ۱۰/ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں شائع ہوئے، درج کئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

''ہم کوتوالی گئے، جہاں مسٹر گل اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سے ملاقات ہوئی۔ ڈپٹی صاحب نے بیان کیا کہ ہندوؤں کا جلوس جس میں مسٹر ساورکر صاحب ایک گاڑی میں رونق افروز تھے، کوتوالی پر تقریباً چھ بجے شام کے وقت پہنچا، جہاں ان کو ایڈریس دیا گیا یہاں سے روانہ ہو کر مغرب کے وقت یہ جلوس مسجد کے نیچے پہنچا۔ وہاں ایک مسلمان دوڑا ہوا آیا اور شکایت کی کہ جلوس والے نماز کے وقت باجا بجا رہے ہیں، کوتوال صاحب موقع پر دوڑے ہوئے گئے تو دیکھا کہ نماز ہو رہی ہے باجہ بند ہے لیکن جلوس والے جے کارے لگا رہے ہیں۔ انہوں نے منع کیا۔ لیکن وہ نہیں مانے پھر ساورکر صاحب سے کہا گیا کہ آپ واپس چلے جائیں کیونکہ اندیشہ فساد ہے۔ ساورکر صاحب نے کہا کہ یہ حکم ہے یا آپ کی صلاح ہے؟ ڈپٹی صاحب نے کہا کہ آپ جو چاہیں سمجھ لیں لیکن میں یہی مناسب سمجھتا ہوں۔ اس پر ساورکر صاحب نے گاڑی میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ پولیس ہم کو زبردستی آگے جانے سے روکتی ہے ہم بھی مجبور ہو کر اس کا کہنا مانتے ہیں اس پر جلوس میں جوش پیدا ہوا اور نہیں نہیں کی آوازیں بلند ہوئیں تاہم ساورکر صاحب اترے اور کوتوالی کی طرف ۴۰ قدم چلے ہوں گے کہ جلوس میں سے شیم شیم کے نعرے بلند ہونے شروع ہو گئے اور ہندو ان کو پکڑ کر واپس لے گئے اور گاڑی میں بٹھا دیا اتنے میں میں نے کلکٹر صاحب جنٹ صاحب اور سپرنٹنڈنٹ کو فون کر دیا وہاں سے یہ لوگ مع پولیس کی امداد کے آ گئے۔ ساورکر صاحب کو کہا گیا کہ جلوس واپس جائے گا۔ ساورکر صاحب نے پھر کھڑے ہو کر گاڑی پر سے فرمایا کہ ہم کو زبردست جلوس نہیں نکالنے دیا جاتا، کلکٹر صاحب کہتے ہیں کہ جلوس واپس لے جاؤ ہم بھی یہی مناسب سمجھتے ہیں۔ جلوس میں نہایت جوش تھا اور نوجوان چلا رہے تھے۔ بہر حال ساورکر صاحب کو اتار کر پولیس کے گھیرے میں لے کر اور گاڑی کا انتظام کر کے جائے رہائش پر پہنچا دیا گیا۔

اس کے بعد کوتوالی سے چل کر ہم لوگ قاضی نجم الدین صاحب کے مکان پر آ گئے جہاں سے ہم کو معلوم ہوا کہ دس بارہ سال کے مسلمان لڑکے کو بے رحمی کے ساتھ لاٹھیوں وغیرہ سے زدو کوب کیا گیا، جس کی رپورٹ قاضی بشیر الدین صاحب ایڈووکیٹ نے رات کو تحریر کرا دی تھی قاضی صاحب کے مکان پر ناولٹی سنیما کے منیجر سے ملاقات ہوئی۔ متعدد لوگوں سے معلوم ہوا کہ بہت سے مسلمان زخمی ہوئے ہیں لیکن ڈر کی وجہ سے انہوں نے رپورٹ نہیں درج کرائی اور نہ معائنہ کرایا۔ اکثر لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ ہندوؤں کے محلوں میں چھتوں پر سے بہت سی اینٹیں برسائی گئیں جن سے لوگ زخمی ہوئے۔ اور ایک اینٹ کلکٹر کے موٹر پر لگی جس سے ان کی عینک ٹوٹ گئی اور آنکھ پر ضرب آئی۔ منشی سحاب احمد سب انسپکٹر کے بھی ایک اینٹ سر پر لگی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ انت رام کے چھتہ میں ایک ہندو بندوق لئے کھڑا تھا اور کلکٹر صاحب کو دیکھ کر چھپ گیا۔''

ہندوؤں کے اس جلوس میں باوجود پولیس اور ذمہ دار حکام کی موجودگی کے ہندو بلوائیاں نے جو رویہ اختیار کیا وہ اس کی دلیل ہے کہ عام ہنگاموں میں جہاں پولیس کا خاص نظم نہ ہوگا، یا جہاں پولیس کی مسلمانوں کو امداد نہ ہوگی مسلمانوں پر کیا سختیاں نہ ہوئی ہوں گی۔

باغپت ضلع میرٹھ میں بھی ایک ہندو راجپوت زمین دار نے مسلمان کاشت کاروں کو پریشان کیا اور وہاں بھی ایک ہنگامہ ہوا۔

موضع اعظم گڑھ میں مسلمانوں پر فائر مسجد کی دیوار پر گولیوں کے نشانات: موضع اعظم گڑھ میں جو فائرنگ کی گئی وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک خاص اہمیت رکھتی ہے اس واقعہ کی ابتدائی اطلاع جو عبدالقادر صاحب نے ۲۳ ر اکتوبر ۱۹۳۹ء کو ارسال کی اور جو اخبار وحدت مورخہ ۳۱ ر اکتوبر میں شائع ہوئی حسب ذیل ہے۔

''مورخہ ۲۲ ر اکتوبر کو ۱۲ بجے شب میں جب کہ مسلمان جمع

مسجد شاہی میں نماز شبینہ پڑھ رہے تھے۔ اسی وقت بھرت ملاپ کا جلوس گزرنے والا تھا۔ جلوس گزرنے کا وہی راستہ ہی اس پر مسلمانوں کو کوئی اعتراض نہ تھا مگر جب جلوس مسجد کے پھاٹک کے قریب پہنچا تو مسجد میں اور خود جلوس پر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ ڈپٹی کلکٹر و مسلح پولیس و حکام پر انتظاماً پہلے سے تعینات تھے پتھر پھینکے گئے اور فوراً ہی ہندو شور وغوغا کر کے اپنا رتھ گرا کر فرار ہوگئے۔ پتھر گرنے کی خبر اور شور سن کر کچھ مسلمان پھاٹک پر آئے تھے کہ افسر پولیس نے فائرنگ کا حکم دے یا۔ جا بجا دیواروں پر گولیوں کے نشانات موجود ہیں، پانچ چھ اشخاص زخمی ہوگئے دو کی نازک حالت ہے، مسلمان مسجد کے دوسرے راستہ سے باہر چلے گئے ۱۴۰ طلبہ بیرونی دور دراز کے رہنے والے جو اپنی ناداری کی وجہ سے رمضان شریف میں اپنے مکان پر نہ جا سکے تھے وہ مسجد میں رہتے تھے جس وقت مجروحین فرش پر تڑپ رہے تھے اسی وقت پولیس مجروحین اور طلباء کو گرفتار کر کے لاری میں اعظم گڑھ لے گئی۔ مسجد پر پہرہ لگا دیا گیا۔

صدر مسلم لیگ کا مفصل بیان: جناب عبدالباقی خاں صاحب وکیل ایم اے ایل ایل بی صدر ضلع مسلم لیگ نے حسب ذیل بیان ۳/نومبر ۱۹۳۹ء کو اخبار وحدت میں شائع کرایا۔

۲۳، ۲۴/اکتوبر ۱۹۳۹ء کی درمیانی شب میں بھرت ملاپ کا جلوس قریب ایک بجے شب کے شاہی مسجد قصبہ مئو کے پاس پہنچا۔ مسجد کے پھاٹک کے سامنے درخت پاکھر کی شاخ میں گیس لٹکا دی گئی، ہندوؤں نے جے کے نعرے بلند کئے۔ سنکھ بجایا اور درخت پاکھر کی شاخوں کو کاٹنا چاہا۔ اور اس کے ایک روز قبل ایک شاخ درخت حسب خواہش ہندو صاحبان کاٹی جا چکی تھی۔ راستہ بالکل صاف تھا۔ رتھ جانے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ ہندوؤں نے اس کے باوجود شاخ کاٹنے کے بہانہ سے رتھ کو وہاں روک دیا چند مسلمان جو وہاں بطور تماشائی شریک جلوس تھے۔ شاخ کے کاٹے جانے پر معترض ہوئے باہم گالم گلوچ کی نوبت آئی۔ اینٹ پتھر دونوں طرف سے چلنا شروع ہوگئے۔ مسلمان بوجہ اقلیت خائف ہو کر مسجد کے اندر پناہ گزین ہوئے ٹھاکر دوارہ سنگھ حاکم پرگنہ محمد آباد گہنہ نے مسلمانوں پر گولی چلانے کا حکم دے دیا۔ کافی تعداد میں فائرنگ ہوئی۔ مسجد کے اندر و باہر ۱۹ نشانات گولی کے نمایاں ہیں جن میں چار نشانات مسجد کے اندرونی حصہ کی دیوار میں جو تیسرے حصہ مسجد کی آخری پچھی دیوار پر پڑتی ہے اور تین درمیانی دیوار برآمدہ میں ایک دروازہ پر ہیں۔ اور جس دروازہ پر تین نشان موجود ہیں اور اس کے سامنے مسجد کی سب سے اندرونی دیوار پر دو گولیوں کے نشانات ہیں۔ اسی در میں اُتر اور دکھن دو دو فٹ کے رقبہ میں در سے صرف ۳ فٹ کے فاصلہ پر اندر فرش مسجد پر خون کی کافی مقدار موجود ہے۔ مجروحین گرے ہوئے پائے گئے۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مجروحین اسی مقام پر تھے۔ جب اور لوگوں کو گولی لگی کیونکہ برآمدہ میں گولی کے نشانات ہیں۔ لیکن خون کے دھبے پائے نہیں جاتے اور گولیاں مسجد کے اس اندرونی حصہ میں پڑنے کے یہ معنی ہیں کہ مسجد کے اس حصہ سے فائر ہوا ہے جو پوربی دیوار کے غسل خانہ کے کونے پر ہے اس کے علاوہ دس بارہ مسلمان اینٹ اور ڈھیلوں سے زخمی ہیں۔ تین مسلمان گولیوں سے مجروح ہوئے ہیں جن میں سے ایک صدر ہسپتال اعظم گڑھ میں بتاریخ ۲۵/اکتوبر ۱۹۳۹ء بجے شام شہید ہوگیا۔ جس کی عمر ۱۳ سال تھی اور جس کے سینہ میں گولی پار ہوگئی تھی اس کے ورثاء کو لاش مئو لے جانے سے روک دیا گیا اور جنازہ بلا مرضی و اطلاع مسلمانانِ شہر کے باہر دریا پار بمقام سدھاری قبرستان میں بھجوا دیا گیا علاوہ بریں ۱۳ مسلمانوں کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا۔ جن میں ۳ طالب علم جو اسی مسجد کے حجرہ میں شامل ہیں مسجد میں طلباء کے لئے حجرے بنے ہوئے ہیں، واردات کے وقت سے ۲۶/اکتوبر ۱۹۳۹ کو ۳ بجے شام تک مسجد پر مسلح پولیس تعینات رہی۔

Marfat.com

مصلحتاً ۲۶ ر اکتوبر کو ۴ بجے شام سے گارڈ ہٹالی گئی مئو کے مسلمان فائرنگ کے بعد اس قدر خوف زدہ ہوئے کہ اپنے مکان سے باہر نہیں نکلے ہیں، اس خطرہ سے کہ گرفتار کر لئے جائیں گے۔ اور پولیس برابر ان کو دھمکیاں دے رہی ہے۔ پولیس مسلمانوں کو گرفتار کر کے ہندو گواہان سے تھانہ میں علانیہ شناخت کراتی ہے مسلمانانِ مئو نے ۲۶ ر اکتوبر کو مکمل ہڑتال کی۔ ان کو موجودہ حکام کے طرز عمل سے سخت خطرہ ہے حسن اتفاق سے گولی چلوانے کے وقت کوئی مسلمان افسر وہاں موجود نہیں رکھا گیا ہے۔ مگر کلکٹر صاحب نے نہ معلوم کس مصلحت سے اس کی تفتیش جناب حشمت علی صاحب ڈپٹی کلکٹر کے ہاتھوں میں دے دی ہے۔ مسجد میں مسلمانوں کی تعداد صرف ۱۴۔۱۵ تھی۔ اور جلوس میں ہندو زائد از تین ہزار تھے، علاوہ اس کے اسی شب میں شہر اعظم گڑھ میں ایک خفیف سا ہنگامہ ہو گیا جس میں ہندوؤں کی سراسر زیادتی تھی۔ اس لئے کہ ان کے جلوس کا راستہ طے ہو چکا تھا، لیکن وہ لوگ معاہدہ کی خلاف ورزی کر کے متروک شدہ راستہ پر زبردستی بڑھ گئے چنانچہ اسی وقت ۱۴۴ نافذ کی گئی مگر باوجود اس کے دوسرے روز جلوس میں جو ۲۵۔۲۶ کی درمیانی رات کو نکلا اس میں ہندو بلوائی بجائے لاٹھیوں کے ہزاروں کی تعداد میں بانس کے پھلیلے جو لاٹھی کا کام ہر طرح دے سکتے تھے جھنڈی لگا کر جلوس میں لائے تھے، حکام نے تمام حالات دیکھتے ہوئے بھی ہندوؤں سے کوئی باز پرس نہیں کی باوجودیکہ مسلمانوں نے حکام کی توجہ اس ناجائز فعل پر دلائی۔ لیکن مقامی حکام کا رویہ مسلمانوں کی نگاہ میں قابل اعتراض تھا اور ہے۔"

یو پی میں خاکساروں پر بے پناہ مظالم بلند شہر فائرنگ کا مختصر خاکہ: کانگریسی عہد حکومت میں انتہائی کوشش کی گئی کہ مسلمان مسلم لیگ سے جدا ہو جائیں۔ اس مقصد کے لئے مختلف تحریکات اٹھائی گئیں۔ مسلم ماس کنٹیکٹ (تحریک رابطۂ عوام) کے ماتحت انتخابات وغیرہ میں پانی کی طرح روپیہ بہایا گیا۔ مگر مسلمانوں نے اپنی غریب مسلم لیگ کا دامن نہیں چھوڑا۔ دوسری طرف مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ہوئے۔ اس وقت بھی مسلمان لیگ سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ آخر میں مسلمانوں میں باہمی اختلافات کو بڑھانے کے لئے کبھی قریشی، کبھی انصاری اور کبھی دوسرے سوالات اُٹھائے گئے اس میں بھی ناکامی ہوئی تو مجلس احرار اور کانگریسی مسلمانوں کے ذریعہ شیعہ قضیہ کھڑا کیا گیا۔ یہ وہ آخری وار تھا جو انتہائی غور و فکر کے بعد کیا گیا تھا۔ صوبہ متحدہ کے سمجھ دار مسلمان اچھی طرح جانتے تھے کہ تبرا بازی اور مدحہ صحابہؓ کی تحریک دونوں طرف کے لئے ایسے ہی لیڈروں کے ہاتھوں میں ہے جو کانگریس سے خصوصی تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے سوائے لکھنؤ یا خال خال جگہوں کے اس تحریک کا خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ مسلم لیگ ان سب تحریکوں سے علیحدہ تھی۔ جب تبرا اور مدح صحابہؓ کی تحریک نے طول پکڑا تو خاکساروں کے لیڈر مشرقی صاحب نے اپنے بیانات میں سنی و شیعہ لیڈروں سے اپیل کی کہ وہ اس معاملہ کو بعجلت طے کریں۔ ورنہ مجبور ہو کر خاکسار میدان میں آئیں گے اور اس فتنہ انگیزی کا حل نکالیں گے، ان اعلانات نے کانگریسی حلقوں میں کھلبلی ڈال دی کیونکہ وہ تو صرف یہی چاہتے تھے کہ دونوں فرقوں کے اصحاب آپس میں لڑتے رہیں۔ اس سلسلہ میں پراونشل مسلم لیگ کے ذمہ دار کارکنان نے متعدد بار وزیر اعظم یو پی سے ملاقاتیں کر کے حل نکالنا چاہا مگر بلطائف الحیل ہر تحریک مصالحت کو ناکام کر دیا گیا۔ فقیر عبدالحامد قادری اور حضرت مولانا ظفر علی خان صاحب نے بھی دو ہفتے مسلسل مصالحت میں صرف کئے مگر خود غرض افراد نے ہر تحریک کو دبا دیا۔ آخر میں جب تعلقات بد سے بدتر ہوتے گئے تو مشرقی صاحب بانی تحریک خاکسار نے اپنی جماعت کو لکھنؤ پہنچنے کا حکم دیا اور وہ خود بھی لکھنؤ آئے خاکسار پرامن طور پر ہر جگہ اپنی پریڈ کرتے تھے۔ کانگریسی حکومت چونکہ اس تحریک خاکساران کو ہر طرح دبانا چاہتی تھی۔ اس

Marfat.com

اس نے خاکساروں پر مختلف قسم کی قیود عائد کر دیں۔ یعنی اخوت کے نشان، بیلچہ اور وردی کے استعمال کو قانوناً ممنوع قرار دیا مشرقی صاحب بھی گرفتار ہوئے اور ہزاروں کی تعداد میں خاکسار یو پی کی جیلوں میں ٹھونس دیئے گئے، خاکساروں کا مطالبہ یہ تھا کہ جس طرح سیوا سمتی، اگنی دل، مہابیر دل وغیرہ جماعتوں کو آزادی کے ساتھ پریڈ کرنے کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح خاکساروں کو حاصل ہے۔ مگر حکومت نے ہر قسم کے جبر و تشدد سے کام لیا۔ حالانکہ ہندوؤں کی دوسری جماعتیں آزاد تھیں مگر خاکسار مسلمان گرفتار کئے جا رہے تھے۔

چنانچہ حکومت یو پی نے لاء اینڈ آرڈر کے بہانہ سے خاکساروں پر ہر قسم کے دباؤ ڈالنے کے لئے جو کچھ طے کیا وہ اخبار وحدت مورخہ ۲۲ر اکتوبر ۱۹۳۹ء کے حوالہ سے حسب ذیل ہے۔

''یو پی کی کانگریسی حکومت نے طے کیا ہے کہ جب کبھی شہر میں خاکسار دستوں کی آمد کی خبر ملے تو امداد کے لئے فوراً فوج طلب کر لی جائے۔ حکومت کا خیال ہے کہ خاکسار امن و امان کے لئے شدید خطرہ ہیں۔ الخ حکومت نے طے کر لیا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کے شدید اقدامات کئے جائیں۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ امداد کے لئے فوج طلب کی جائے اس فیصلہ کے پیش نظر چار پلٹنوں کی ایک سپاہ اور لکھنؤ ڈسٹرکٹ پولیس کی چھ پلٹنیں آج صبح ریلوے اسٹیشن پر موجود تھیں۔'' (مورخہ ۱۸ر اکتوبر)

حکومت یو پی کے احکام و ہدایات کے مطابق ہر ضلع میں جہاں خاکساروں کے جتھے گئے وہاں اور جیلوں میں خصوصاً زیادہ سے زیادہ سختیاں کی گئیں۔ چنانچہ مولوی سر محمد یعقوب نے پریس کو جو بیان دیا اس میں فرمایا۔

''لکھنؤ اور دیگر مقامات پر جو تشدد اور سفاکانہ برتاؤ خاکساروں پر ہو رہا ہے اس کی کوئی مثال ہم کو برطانیہ کی کانگریسی تحریکات کو دبانے کی نہیں ملتی جس بے دردی سے خاکساروں کو زد و کوب کیا جا رہا ہے اور جس قسم کا برتاؤ جیلوں میں ان کے ساتھ ہو رہا ہے۔ کوئی تعجب نہیں کہ آج لکھنؤ میں واقعہ کربلا دہرایا جا رہا ہے۔''

اسی طرح ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے اپنے مختلف بیانات میں تحریک خاکساران کے معقول مطالبات اور کانگریس منسٹری کے مظالم کی وضاحت کی۔ پراونشل مسلم لیگ کے زیر ہدایت لیگ پارٹی نے بھی یو پی اسمبلی میں مختلف سوالات کئے اور بلند شہر فائرنگ کی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا مگر اس مطالبہ کا جو نتیجہ کانگریسی حکومت میں نکلا وہ سب پر عیاں ہے۔

علی گڑھ میں خاکساروں پر سختیاں: علی گڑھ میں بھی خاکساروں پر لاٹھی چارج کیا گیا۔ خاکساروں نے لاٹھیاں کھا کر بھی برداشت کیا۔ بعض خاکسار لاٹھیوں کے حملوں سے گر گئے اس کے بعد بھی پولیس نے مارنا بند نہیں کیا۔ پولیس نے بے دردی کے ساتھ بے ہوش خاکساروں کو گھسیٹ کر لاری میں ٹھونس دیا، جیسے مال گودام کے قلی بھی دیکھ کر سر دھن رہے تھے۔ میرے دوست اور بھائی مولانا سیفی ندوی صاحب کا بیان ہے کہ میں جس وقت موقع پر بھاگا ہوا پہنچا تو معلوم ہوا کہ بے ہوش ہونے کے بعد خاکساروں کی لاش پر تقریباً سات آٹھ منٹ تک لاٹھیوں کی بارش ہوتی رہی۔ (از اخبار سرگزشت و بیان مولانا سیفی ندوی)

کانگریسی دور حکومت میں عدل و انصاف کا خون۔ مسلمان ملازمین کے ساتھ زیادتیاں: کانگریسی حکومت کے اعلیٰ عہدہ داران اور ذمہ دار افراد نے کانگریسی کارکنان کی تحریکات پر مسلمان ملازمین کے ساتھ جس ہندو ذہنیت کا برتاؤ کیا اس کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ اگرچہ اس قسم کے واقعات کم و بیش ہر ضلع میں ہوئے ہیں اور بڑی حد تک یہ نتیجہ ہے ''گرین سرکلر کا'' جو صوبہ متحدہ کے تمام اضلاع میں جاری ہوا اور جس کی وجہ سے مقامی حکام کانگریس کمیٹیوں کے مشورہ کے پابند ہو گئے۔ حسب

Marfat.com

ذیل واقعات علی گڑھ اور بلند شہر میں ہر شخص کی زبان پر ہیں۔

ممتاز علی خاں سب انسپکٹر کا قتل۔ کانگریسی حکومت نے قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا: ممتاز علی خاں سب انسپکٹر کو جس بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک ایسا سنگین واقعہ ہوا ہے جسے علی گڑھ کے مسلمان کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ واقعات اس طرح بیان کئے جاتے ہیں کہ ممتاز علی خاں نے ڈاکوؤں کے ایک سردار کو جب کہ وہ موٹر میں بھری ہوئی بندوق لئے جا رہا تھا اور جس کا کانگریسی کارکن ہونا بھی بیان کیا جاتا ہے، ہاترس کے قریب گرفتار کیا۔ ممتاز علی خاں کو اس گرفتاری کے سلسلہ میں بطور انعام کنگ مڈل دیا گیا۔

جس دن گرفتاری عمل میں آئی اس دن ملکھان سنگھ (سابق سیکریٹری کانگریس کمیٹی) نے ڈاکوؤں کے رفقاء کی پناہ دہی کے انتظامات میں کافی حصہ لیا۔ چونکہ کانگریسی کارکنان ڈاکوؤں کے رفقاء کو بچانا اور ممتاز علی خاں کو پھانسنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے یوپی کی وزارت سے ممتاز علی خاں کے خلاف جب کہ وہ بلند شہر میں تھے مقدمہ چلوایا اور ایک بورڈ سب انسپکٹر مذکور کے خلاف بٹھایا گیا۔ حسن اتفاق سے بورڈ نے ممتاز علی خاں کو بری کر دیا۔

واقعہ قتل: قبل اس کے کہ انسپکٹر موصوف اپنے عہدہ کا چارج لیں ان کے مکان واقعہ پتا دیوی روڈ علی گڑھ پر ایک جماعت نے موٹر پر جا کر بندوق کی گولی سے شہید کر دیا، یہ موٹر نمائش کے میدان میں کھڑا کیا گیا۔ قتل کے بعد معمولی سی سرسری تحقیقات کی گئی۔ قاتل اب تک گرفتار نہیں ہوئے۔

حکومت ممتاز علی خاں کے کیس میں بورڈ تو بٹھا سکتی تھی مگر واقعہ قتل کی تحقیقات اور ایسی کارروائیاں جس سے قاتل گرفتار ہو کر سزائیں پاتے نہیں کر سکی۔

مسٹر ریاض الدین آئی پی ایس پر کانگریس منسٹری کا غصہ: مسٹر ریاض الدین آئی پی ایس بلند شہر محض اس جرم میں کہ انہوں نے کانگریس منسٹر کے احکام نافذ ہونے کے بعد ممتاز علی خاں سب انسپکٹر کو معطل کرنے میں تاخیر کی اور کاغذات متعلقہ کو افسران بالا کے پاس بھیج دیا۔ ضلع بلند شہر سے تبدیل کئے گئے اور اینٹی کرپشن کی طرف سے انسپکٹر معین کر کے ایک سال تک تحقیقات کرا کر پریشان کیا گیا۔ حالانکہ تحقیقات سے کوئی جرم ثابت نہ ہو سکا۔ ایک ایسے بڑے عہدہ دار کو جو انڈین پولیس کا مستقل افسر ہو۔ سال بھر تک پریشان کرنا اس کی کھلی ہوئی توہین و تذلیل اور فرقہ پرستی کی دلیل ہے۔

اسی طرح تحصیل داتا گنج ضلع بدایوں میں ایک مسلمان محرر جوڈیشل تحصیل دار داتا گنج کے خلاف رشوت ستانی کے الزام میں جامہ تلاشی لی گئی اور یہ تمام کام کانگریس کے ایم ایل اے رکم سنگھ نے بطور خود انجام دیئے۔ مجسٹریٹ جوڈیشل کے پاس کچھ برآمد نہیں ہوا۔ مگر حکام ضلع نے اس کی توہین وذلت پر کوئی توجہ نہیں کی۔

ہردوئی میں سب انسپکٹر پر مقدمہ: ضل ہردوئی میں کانگریس کے ہندو ممبر اسمبلی کی تحریک سے سلطان احمد خاں سب انسپکٹر پر ایک تفتیش کے سلسلہ میں مقدمہ چلایا گیا۔ جو بہت دنوں تک جاری رہا۔ عدالت جج سے سلطان احمد سب انسپکٹر بحال ہوا، باوجود بحال ہونے کے اگست ۳۸ء سے اگست ۳۹ء تک سلطان احمد خاں کو پریشان کیا گیا۔ سب انسپکٹر موصوف کی معطلی کے وقت سب انسپکٹر جنرل کا یہ حکم تھا کہ دوران معطلی میں نصف تنخواہ دی جائے گی مگر یوپی کی وزارت نے حکم دیا کہ صرف چوتھائی تنخواہ دی جائے نیز یہ کہ انسپکٹر مذکور از روئے قواعد بریت کی وجہ سے دورانِ مقدمہ اخراجات پانے کا بھی مستحق تھا۔ مگر یہ اخراجات بھی نہیں دیئے گئے۔

Marfat.com

کیا پولیس کے محکمہ میں صرف مسلمان ہی رشوت لیتے ہیں: یہ امر بھی قابل غور ہے کہ میرٹھ، مراد آباد، بارہ بنکی جونپور وغیرہ میں جس قدر بھی رشوت ستانی کے مقدمات چلائے گئے ان میں اکثر تقریباً مسلمان ہی ماخوذ ہوئے اور انہیں کو زیادہ تر پریشان کیا گیا اگر پولیس کے محکمہ میں رشوت کی لعنت جاری ہے تو اس کا ارتکاب ہندو ملازمین بھی کرتے ہوں گے۔ مگر واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ اس معاملہ میں بھی ہندو مسلم ذہنیت کام کرتی رہی۔ مسلمانوں کو باوجود جرم ثابت نہ ہونے کے دِق کیا گیا۔ ہندوؤں کی جنبہ داری کی گئی اور اس طرح کھلم کھلا تعصب کا مظاہرہ کیا گیا۔

ایم سی مہتا مجسٹریٹ کی صاحبزادی کا عقد اور مہذب رشوت ستانی: یہ بات علی گڑھ کے عوام اور خواص میں کافی طور پر مشہور ہے کہ ایم سی مہتا مجسٹریٹ علی گڑھ کی صاحب زادی کے عقد میں جو جوائنٹ مجسٹریٹ علی گڑھ کے ساتھ ہوا روسائے ضلع و شہر اور ماتحت افسروں سے چاندی کے برتن اور زیورات وغیرہ لئے گئے۔ حالانکہ کانگریسی حکومت نے اس قسم کے افعال کو قانوناً ممنوع قرار دیا تھا۔ مگر مسٹر مہتا کے خلاف نہ کوئی بورڈ بیٹھا نہ ضابطہ کی کارروائی عمل میں لائی گئی۔ (بیانات کارکنان علی گڑھ)

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

ناظرین فیصلہ کریں: مذکورہ بالا واقعات کے بعد ناظرین خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ جب ذمہ دار افسران کھلم کھلا ہنود کی جنبہ داری اور مسلمانوں کی مخالفت کرتے ہوں گے تو ان کے نیچے کام کرنے والے عملہ کی حالت اپنے ماتحتوں کے ساتھ کیا ہوگی۔ چنانچہ جن مقامات پر بلوے اور فسادات ہوئے ہیں ان میں مسلمانوں کی رپورٹیں لینے تک سے، زبانی انکار کیا گیا اور ہندوؤں کی امداد کی گئی۔

یوپی میں واردھا اسکیم: یوپی میں واردھا اسکیم کے مطابق طریقہ تعلیم کی ٹریننگ کرائی گئی، واردھا اسکیم کے خاص خاص عنوانات حسب ذیل ہیں:

(۱) مذہب اسلام کو کسی مذہب پر فوقیت نہیں۔ (۲) ہندو مذہب اور ہندو ریفارمروں کی زندگی کی برتری۔ (۳) گاندھی جی کا فلسفہ عدم تشدد خاص طور پر ذہن نشین کرایا جائے۔ (۴) ۷ سال سے ۱۴ سال کی عمر تک کے لڑکے اور لڑکیاں مشترکہ طور پر تعلیم پائیں۔ (۵) گانے اور بجانے کے ۴۵ منٹ لازمی ہوں۔

ہندوستانی زبان کا نمونہ وزرائے کانگریس کے الفاظ میں: چونکہ گاندھی جی کو اردو زبان سے صرف اس لئے نفرت ہے کہ وہ قرآن پاک کے حروف میں لکھی جاتی ہے، جس کے خلاف گاندھی جی عرصہ سے کوشش کر رہے ہیں۔ لہٰذا ان کے اس جذبہ کے ماتحت ہندوستان کی ترویج کو کانگریسی حکومت نے اپنے مقاصد زندگی کا اہم جزو بنا لیا۔ اب ہندوستانی زبان کے چند نمونے ملاحظہ ہوں جو اسمبلیوں، پبلک جلسوں اور سرکاری دفاتر میں استعمال ہوئے۔

(۱) مدعی کے بجائے جھگڑا اپلیھرو
(۲) مدعا علیہ // // جھگڑا اوجے
(۳) مقدمہ // // ٹنٹا
(۴) مثل // // پوتھی
(۵) صوبہ متحدہ // // جٹ پرانت
(۶) صدر محترم // // سبھا پتی مہودے

یوپی کے وزیر تعلیم آنریبل سمپورنانند کی ہندوستان میں تقریر: آنریبل مسٹر سمپورنانند وزیر تعلیم نے بنارس میں حسب ذیل تقریر فرمائی:

''آدھنک کال جس میں کہ ہم رہ رہے ہیں اس کی یہ بھی ایک شبتا ہے کہ شکشتر شمیا کے پرت لوگوں کو اگر شٹر بھت اور

Marfat.com

بیا پک ہو گیا ہے ادہکانش سے سنسار پر گھٹ ہوتی ہے۔ اور ترن سار ہم اپنی دیش میں بھی اس بشو بیاپی اندولن کے بھن بھن پہلوؤں کو دیکھ رہے ہیں اور ان کا ان بھوگ کر رہے ہیں......الخ‘‘

آنریبل مسز وجیا لکشمی پنڈت وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ کا مضمون برائے یوم خواندگی: وزیر موصوفہ کا وہ بیان جو انہوں نے یوم خواندگی کے لئے دیا اور رسالہ یوم خواندگی ۱۵ جنوری ۱۹۳۹ء کے صہ ۶ الغایۃ ۷ امطبوعہ انڈین پریس الہ آباد میں شائع ہوا درج ذیل ہے:

’’ہندوستان میں سوتنترتا کی لڑائی چل رہی ہے، ہماری یہ کوشش ہے کہ ہر پارکار سے ہم اپنے کو اس دن کے لئے تیار کر لیں۔ جبکہ آزاد ہو کر اپنے دیش کا انتظام ہم آپ کریں گے۔ آدیشک ہے کہ ہندوستان کے ہر ایک پرش اور استری کو اکشر گیان ہو۔ آج کل ہماری گری ہوئی حالت بہت کچھ اس لئے ہے کہ ہمارے ہزاروں بھائی بہن اکشر گیان سے رہتے ہیں اور ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے جو سنسار میں ہو رہی ہیں۔ اور جن کا اثر کسی نہ کسی روپ میں ہمارے اوپر پڑ رہا ہے آج کل اس پرانت میں ساکشرتا کا کام شروع ہوا ہے ہر ایک پڑھے لکھے استری پرش سے میرا یہ نویدن ہے کہ وہ آج کے دن یہ پرن کرلے کہ کم سے کم ایک آدمی کو وہ ساکشر کر دے اور جنہیں اکشر گیان نہیں ہے وہ کوشش کے ساتھ اپنے کو شاکشر بنا دے۔ یدی ہم سب مل کر اس کام کو اٹھائیں تو بہت تھوڑے سمے میں ہندوستان میں شاکشرتا پھیل جائے گی اور ہماری اُنت کی بنیاد پڑ جائے گی۔‘‘

ڈپٹی انسپکٹر مدارس علی گڑھ کا سرکلر: مسٹر بلونت سنگھ دیال انسپکٹر مدارس علی گڑھ نے حسب ذیل سرکلر نمبر ۷ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۳۹ء کو جاری کیا۔

’’بھوگول کی پراکوگک شکشا پرائمری ککشاروں بھوگول کی شکشا کا پرتمان روپ ودیارتھیوں کے لئے ڈینشپش تھکار نہیں ہے بھوگول کے جو سدانتھ انہیں بتائے جاتے ہیں انہیں ودیارتھی کاریہ روپ میں پروری ریت نہیں کر سکتے۔ ادھیاپکوں بھوگول شکشا کے لئے کیول کتابوں کا آش چریہ کر لیتے ہیں جس کا پرنام یہ ہوتا ہے روشک وشئے ودھارتھیوں کے لئے نتانت بنرس بن جاتا ہے۔ یہ شکشا دیدہ کرشت تھا اور پرکت نہ کشنر جیسے ویشوس رو چکتا ادت پن کرتے ہیں اور ارم بھک بھوگوک شکشا لابھ دیک بنانے کے لئے ادھیاپکوں کے پتھ پردرشتی پرایوگک بھوگول کا پمفلٹ بھیجا جاتا ہے اس میں بتلائے ڈھنگ سے کام کرنے میں ادھیاپک اتھا ودیارتھی ادھک لابھ نت ہو سکتے ہیں۔‘‘

ہندوستانی زبانوں کے محرکوں سے اپیل: بعض کانگریسی افراد کہتے ہیں کہ چونکہ اردو زبان کو عربی فارسی کے مشکل اور نامانوس الفاظ کا مجموعہ بنا دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم ایک ایسی ہندوستانی زبان جاری کرنا چاہتے ہیں، جسے ہر شخص باآسانی سمجھ سکے اور جو ملک کی متحدہ قومیت کی زبان ہو۔ کیا یہ حضرات ہمیں بتائیں گے کہ مذکورہ بالا زبان ہندوستانی کے جو نمونے پیش کئے گئے ہیں۔ یہی مشترکہ زبان بننے کے قابل ہے اور کیا اسی زبان کو عام طور پر آسانی سے بولا جا سکتا ہے؟

یقین کیجئے کہ آپ ہندوستان کے اندر ایک ہزار برس پہلے کی زبان کو اردو کی بجائے رواج دے رہے ہیں جو آپ کی فرقہ پرستی اور ہندووازم کا بدترین نمونہ ہے جسے کسی طرح بھی قومی اور مشترکہ خدمت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ آپ خود جس چیز کو چاہیں قومیت کہہ لیں مگر یہ چیزیں اردو کی پامالی و تباہی کے لئے کی جا رہی ہیں۔

صوبہ متحدہ میں مسلمانوں کے عہدوں اور ملازمتوں کا تناسب: (۱) صوبہ متحدہ کے کابینۂ وزارت کے اندر چار ہندو وزراء کو جو محکمے دیئے گئے وہ حسب ذیل تھے۔

امن عامہ، پولیس، مالیات، تعلیم، عدل، اصلاحات دیہی،

Marfat.com

زراعت، صنعت و حرفت، محکمہ مویشیاں، لوکل سیلف گورنمنٹ، صحت عامہ۔

مسلمان کانگریسی وزیروں کے متعلق۔ مال جیل تعمیرات اور آب پاشی کے محکمے تھے۔ یعنی جس قدر اہم محکمہ جات تھے وہ صرف ہندو وزراء کے سپرد کیے گئے اور معمولی محکمے مسلمانوں کو دیے گئے۔

(۲) صوبہ متحدہ میں گیارہ پارلیمنٹری سیکرٹری تھے جن میں صرف دو مسلمان رکھے گئے حالانکہ طے شدہ حقوق کے مطابق گیارہ مسلمان پارلیمنٹری سیکریٹری ہونا ضروری تھے، وزیر عدل، وزیر تعلیم اور وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ کے ساتھ کوئی مسلمان سیکرٹری نہیں رکھا گیا حالانکہ مسلمان وزراء کے ساتھ دو دو تین تین ہندو سیکریٹری رکھے گئے۔

اعلیٰ عہدوں پر جدید تقررات اور مسلمان

عہدہ	ہندو فیصدی	مسلمان فیصدی
ایڈووکیٹ جنرل	ہندو سو فیصدی	صفر
پرائیوٹ سیکریٹری	// //	// //
وزیر اعظم	// //	// //
ڈائریکٹر اطلاعات دیہہ	// //	// //
مشیر قانونی	// //	// //
افسر اعلیٰ انسداد رشوت ستانی	// //	// //

ملازمت میں ۱۴۶ وید اور صرف ۴۶ حکیم: جب صحت عامہ کے پیش نظر دیہاتوں کے لئے معالجین کو ملازم رکھنے کا حکومت یو پی نے اعلان کیا تو اس میں دانستہ ۱۴۶ وید صاحبان کے مقابلہ میں صرف ۴۶ یونانی اطباء لئے گئے۔ مریحی ہندوؤں اور کانگریسیوں کی جنبہ داری تھی۔ چونکہ وید صاحبان تقریباً کل کے کل ہندو اور ہندو زیادہ تر کانگریسی ہیں۔ اس لئے ملازمت میں ان کا حصہ تگنے سے بھی زیادہ رکھا گیا۔ اور یونانی اطباء جن میں ہندو بھی ہیں، مسلمان بھی۔ کانگریسی بھی ہو سکتے ہیں اور غیر کانگریسی بھی۔ ان کی تعداد اتنی کم رکھی گئی۔ جو ہندو اور کانگریسی ہی اطباء کے لئے کفایت کر کر سکے۔ اس حق تلفی پر جب بھوپ اندرا طبیہ کالج کے بانی شفاء الملک حکیم دلبر حسن خان صاحب نے اعتراض کیا تو بجائے انصاف کے ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ یو پی کی کانگریسی حکومت نے بھوپ اندرا طبیہ کالج کے ہفت سالہ الحاق کو بغیر کسی تحقیقات، اطلاع اور جواب طلبی کے توڑ دیا اور جب اس پر حکیم صاحب نے بذریعہ تار بارگاہِ حکومت میں احتجاج کیا تو ان سے تھرڈ کلاس میں سفر کرنے والی کانگریسی حکومت نے تحقیقات کے لئے دو ممبروں کا فرسٹ کلاس کا خرچ مبلغ تین سو روپے طلب کیا۔ حالانکہ اس کالج کو پٹیالہ گورنمنٹ باقاعدہ امداد دیتی ہے اور اس کے سند یافتگان کو لوکل باڈیز میں بطور طبیب ملازم رکھے جانے کے لئے پنجاب گورنمنٹ کے احکام صادق ہو چکے ہیں۔ میں نے خود حکیم صاحب سے مل کر وہ تمام مضامین، کاغذات اور خط و کتابت اصلاً و نقلاً دیکھی ہے جو استثناء کے لئے ضروری اور واقعہ کی مؤثر شہادتیں ہیں۔

(بیان مولانا سیفی ندوی) (مطبوعہ اخبار قومی گزٹ، دہلی)

محکمہ تعلیم کے اعلیٰ افسران:

۱۔ محکمہ تعلیم کے اعلیٰ افسران میں کوئی مسلمان نہیں!

۲۔ ڈپٹی ڈائریکٹر اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور پرنسپل اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے عہدہ جات پر تمام و کمال ہندو ہیں۔

۳۔ سیکریٹری انٹرمیجیٹ بورڈ اور رجسٹرار اردو مڈل امتحانات کے عہدوں پر بھی صرف ہندو فائز ہیں۔

۴۔ اس صوبہ میں ۱۰ پرنسپل انٹرمیجیٹ کالج ہیں جن میں نو غیر مسلم ہیں، اور صرف ایک مسلمان ہے جو مستقل نہیں کیا گیا۔ حالانکہ اس صوبہ میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ اور دوسرے مسلمان تعلیمی اداروں کی وجہ سے مسلمانوں میں اعلیٰ قابلیت

Marfat.com

محکمہ تعلیم میں مسلم امداد کا تناسب

شعبہ جات	تعداد رقم غیر مسلم	رقم فیصدی غیر مسلم	تعداد رقم مسلم	رقم فیصدی مسلم
امداد انٹرمیجیٹ کالج	۳۵۴۵۷۲ روپے	۹۱ء۸۴	۳۱۵۴۸	۸ء۱۶
؍؍ ؍؍ کالج نسواں	۸۷۱۴۰ روپے	۷۶ء۹۴	۲۶۷۷۲	۲۴ء۶
؍؍ ہائی اسکول	۱۲۸۹۲۰۲ ؍؍	۸۳ء۹۴	۲۴۳۰۴۱	۱۵ء۶
؍؍ ؍؍ ؍؍ نسواں	۱۵۱۸۳۱ ؍؍	۹۵ء۶۳	۷۲۷۲	۴ء۳۷
؍؍ مڈل اسکول انگریزی	۱۲۸۹۵۳۵ ؍؍	۸۶ء۹۵	۱۷۱۸۴	۱۳ء۵
؍؍ ؍؍ ؍؍ نسواں	۲۵۸۷۹۷ ؍؍	۹۴	۱۶۷۱۳	۶
خاص مدات آریہ	۷۴۴۰ ؍؍	سو فیصدی	صفر	صفر
پرتھی ندی سبھا وغیرہ				

کے لوگ بہت زیادہ موجود ہیں۔

۵۔ گورنمنٹ ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹروں کی کل تعداد اس صوبہ میں ۶۴ ہے جن میں صرف دو مسلمان ہیں یعنی ہندو ۹۶ فیصدی اور مسلمان چار فیصدی۔

۶۔ ہیڈ کلرک ۴۹ ہیں جن میں صرف چار ہیں یعنی ہندو ۹۰ فیصدی اور مسلمان دس فیصدی۔

مختلف عطیات

(الف) منجاب حکومت اس صوبہ میں صرف کتب خانوں کو مبلغ ۴۶ ہزار روپے سالانہ بطور مستقل امداد کے دیئے جاتے ہیں۔ جن میں سے ایک حبہ بھی کسی مسلم کتب خانہ کو نہیں ملتا۔

(ب) دو لاکھ روپے کے قریب متفرق امداد صرف غیر مسلم اداروں کو دی جاتی ہے لیکن مسلمانوں کو اس متفرق امداد میں سے ایک پیسہ نہیں دیا جاتا۔

ہندو مسلم بلوؤں کے متعلق پارلیمنٹری سیکریٹری کا جواب: لکھنؤ ۸ / فروری، یوپی اسمبلی کا اجلاس ٹھیک ساڑھے دس بجے شروع ہوا آنریبل بابو پرشوتم داس ٹنڈن اسپیکر یوپی اسمبلی

کانگریسی دور حکومت میں قتل، بلوؤں، چوریوں اور ڈکیتیوں کی تعداد

جرائم	۱۹۳۶ء	۱۹۳۷ء	۱۹۳۸ء	جنوری ۱۹۳۹ء لغایۃ جون ۱۹۳۹ء
قتل	۸۶۲	۱۰۰۴	۱۱۳۵	؍؍
بلوے	۱۴۶۴	۲ء۵۲	۲۷۵۰	؍؍
چوریاں	۲۸۳۱۶	۲۹۶۸۷	۳۴۷۴۵	؍؍
ڈکیتیاں	۴۱۲	۴۹۶	۷۰۴	۵۱۶

Marfat.com

چیئرمین تھے آج بھی سوالات اور جوابات کافی دلچسپ رہے مسٹر شوکت علی خاں ایم ایل اے (لیگ) نے یوپی میں فرقہ وارانہ فسادات کے بارہ میں متعدد سوالات کئے اور یہ دریافت کیا کہ کانگریس کے عہدے قبول کرنے کے وقت سے اب تک کتنے فرقہ وارانہ فسادات ہوئے اور ان سے پبلک کا کس قدر نقصان ہوا اور کتنے معاملوں میں لاٹھی چارج کیا گیا اور کتنی بار حکام کو مسلح پولیس یا فوج بلوانا پڑی اس کے جواب میں مسٹر سلیمان انصاری سیکریٹری وزیر اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا:

موجودہ حکومت کے عہد کے ابتدائی دور سے ۳۱ اکتوبر تک ہندو مسلم فسادات کی تعداد ۲۴ ہے۔ دو موقعوں پر پولیس کو لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ مسلح پولیس چھ موقعوں پر طلب کی گئی اور دو مرتبہ فوج بلوائی گئی۔ ان فسادات کے سلسلہ میں جو نقصانات ہوئے۔ ان کے متعلق حکومت کی طرف سے ایک نقشہ پیش کیا گیا ہے، اس نقشہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۳۱۷ روپیوں کی جائیداد کا نقصان ہوا ۷۸۷ مجروح اور ۵۴ ہلاک ہوئے۔" (بیان پارلیمنٹری سیکریٹری ماخوذ از اخبار حق لکھنؤ، مورخہ ۱۰ ار فروری ۱۹۳۹ء)

المختصر یہ ہے ان بے شمار انسانیت سوز مظالم و واقعات کا ہلکا ساخا کہ جو مدتوں کی غلامی کے بعد اپنے ولی نعمت اور استاد سیاست حضور انگریز بہادر کے بخشے ہوئے عارضی و معمولی اقتدار و اختیار کے بل بوتے پر اترا کر گزشتہ ڈھائی سال کے دوران حکومت میں ہندو کانگریس نے ہندوستان کے سات صوبوں میں نہیں، بلکہ صرف ایک صوبہ متحدہ آگرہ واودھ میں پوری مطلق العنانی اور بے باکی کے انداز میں بے خبر اور غیر منظم پا کر غریب مگر غیور مسلمانوں پر روا رکھے اور جن پر نظر رکھتے ہوئے ہندوستان کا ہر دردمند مسلمان یہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ کانگریس کی حکومت کیا تھی، چنگیز و ہلاکو کا دور نمرودی تھا جو گزشتہ غفلتوں کی سزا میں ہم پر مسلط کیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور حکومت سے نجات پانے کے بعد مسلمانوں کے سر ادائے تشکر کے لئے بارگاہ رب العزت میں جھک گئے اور مظلوموں، یتیموں اور بیواؤں نے خدا سے دعائیں مانگیں کہ اس نے جس طرح مسلم اقلیتوں کو اس عذاب سے نجات بخشی اسی طرح آئندہ ہندوستان میں مسلمانوں کو اور زیادہ قوت و تنظیم عطا فرما کر انہیں ہر آنے والے عذاب سے بچالے۔ ہاں قائداعظم و قائد دور حاضرہ مسٹر محمد علی جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ کے اعلان ''یوم نجات'' کا فلسفہ بھی یہی ہے، جس پر سارے ہندوستان کے کانگریسی اب بے طرح چراغ پا ہیں ـــــ مگر اب؟ ـــــ کیوں؟ ـــــ

تم تو کہتے تھے کہ میری داستاں کچھ بھی نہیں

خیر ان واقعات کے پیش کرنے سے میرا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ان سے ہندو مسلم کشیدگی میں اضافہ ہو بلکہ یہ صرف اس لئے ہے کہ مسلمان ان حالات کے پیش نظر بہت جلد زیادہ سے زیادہ منظم، باخبر اور صاحب قوت بن جائیں اور منصف مزاج ہندو کانگریس کی اس غلط روش کو محسوس کر سکیں، جس کی وجہ سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں اعتماد باہمی اور رواداری کے قیام کا تخیل باطل اور نتیجتاً ہندوستان کی آزادی امر محال بن جاتی ہے۔

مجھے امید ہے کہ میری اس تالیف و ترتیب سے ناظرین کتاب صحیح نتائج اخذ کریں گے۔

فقیر محمد عبدالحامد قادری، بدایونی
دارالتصنیف: مولوی محلہ بدایوں یوپی

☆☆☆

Marfat.com

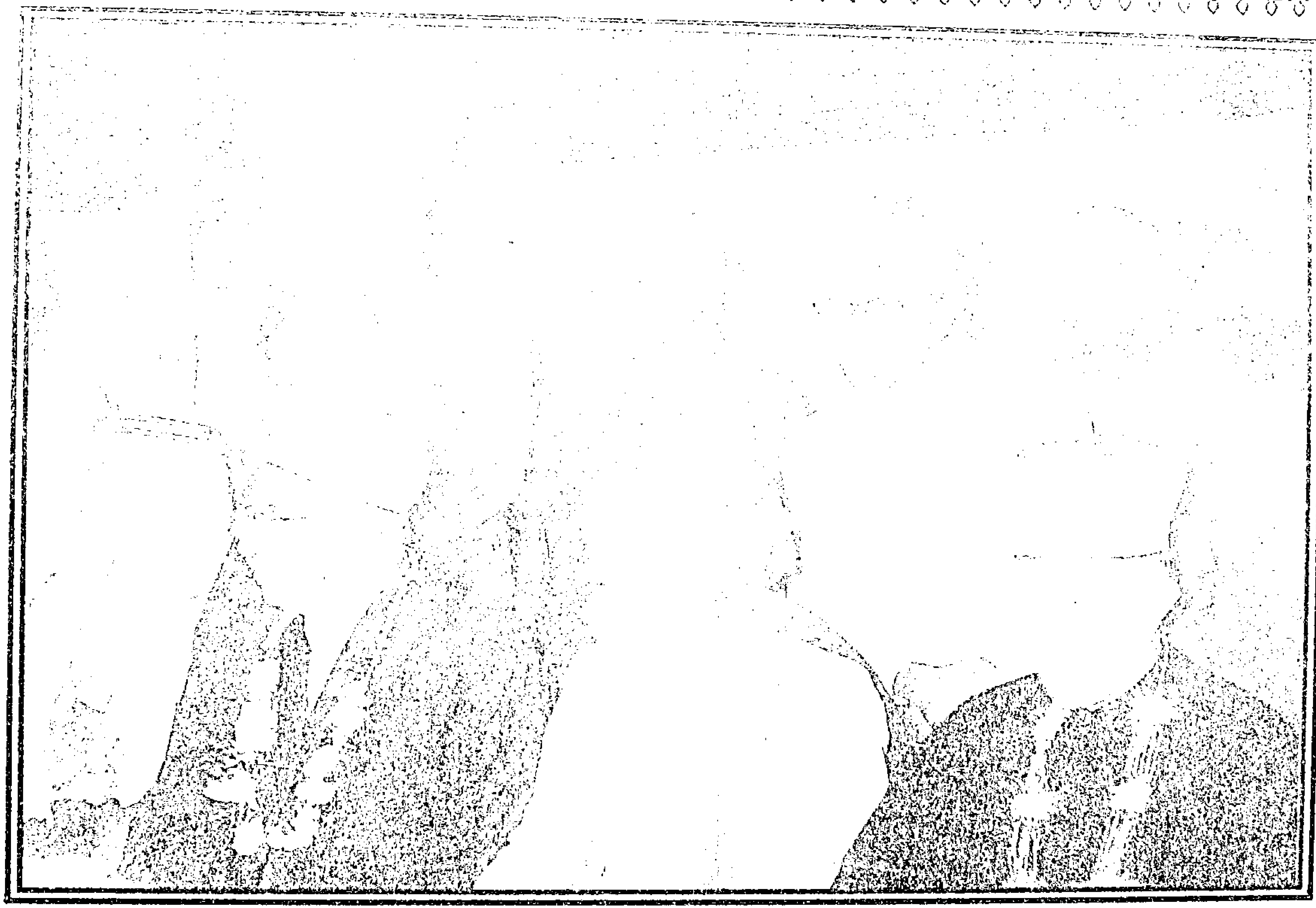

فلسطینی رہنماؤں کے اعزاز میں ایک استقبالیہ کی تصویر۔ درمیان میں مولانا عبدالحامد بدایونی (ایستادہ) دائیں طرف مولانا جمیل احمد نعیمی، اور بائیں طرف آزاد بن حیدر۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

نحمدهٗ و نصلی و نسلم علیٰ حبیبه الکریم و علیٰ الٰه و اصحابه اجمعین

مقدمہ

اسلام دین فطرت ہے اس کے احکام وعبادات میں حکمتیں پائی جاتی ہیں ان میں بعض ایسے ہیں جن پر ہماری نگاہیں پہنچ گئیں، بعض کی حقیقتیں اور اسباب عام طور پر سمجھ میں نہیں آتے لیکن روحانی علوم کے ماہرین ان سب کی گہرائیوں ماہیتوں اور سے باخبر ہیں۔ عصر حاضرہ میں حقائق اشیاء معلوم کرنے کے لئے شدید کاوشیں کی جا رہی ہیں، کوئی سمندروں کے نیچے پہنچ کر تحقیقات کر رہا ہے، کوئی چاند تاروں کی دُنیا کا علم حاصل کرنے کی فکر میں ہے۔

نظریہ یہ قائم ہوا ہے کہ جب تک نامعلوم اشیاء کی حقیقت کا مشاہدہ نہ کرلیا جائے ان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ ایتھر (مادہ) کا تسلیم کرلینا ممکن ہے ایتھر کو کس نے بنایا وہ کس طرح خلق ہوا اس کے ذرات کہاں سے آئے'' کس نے انہیں جمع کیا'' کون ان سب کو ایک نظام کے مطابق چلا رہا ہے، ایتھر خواہ انہیں نظر نہ آتا ہو وہ اس کی پوری طرح حقیقت ماہیت نہ بیان کرسکتے ہوں مگر اس کے باوجود ایتھر کے معتقد ہیں لیکن اس وسیع نظام کے چلانے والے خدا کے وجود کے منکر ہیں۔

اس مختصر سی تالیف میں اس کی گنجائش نہیں کہ باوجود باری تعالیٰ کے قدیم مادہ کے حادث ہونے پر دلائل عقلی پیش کئے جائیں، اگرچہ منطق کی ابتدائی کتابوں میں اس موضوع پر سیر حاصل بحثیں کی جاچکی ہیں اور حضرات متکلمین نے وجود باری تعالیٰ کو قدیم مادہ کو حادث قرار دینے میں اتنی محنت وکاوش فرمائی کہ اب یہ عنوان پامال ہوچکا ہے۔

انسان اور اس کا وجود، اس کی تخلیق بطن مادر میں ایک قطرہ سے اس کا بننا، مدت معینہ تک پرورش پانا، کائنات اور اس کے ذرات، سبزہ و نباتات، باغ و باغات، آسمان، چاند، سورج، ستاروں کا ایک نظام، سمندروں کی روانیاں، زمین اور اس کی پیداوار، یہ تمام اشیاء پیدا کرنے والے کی قدرت کے گواہ ہیں، اگر ایک تخت صانع کا پتہ دے سکتا ہے'' ایک گھڑی اپنے کاریگر پر دلالت کرتی ہے تو کیا اتنا بڑا عالم اپنے بنانے والے کا ثبوت نہیں؟

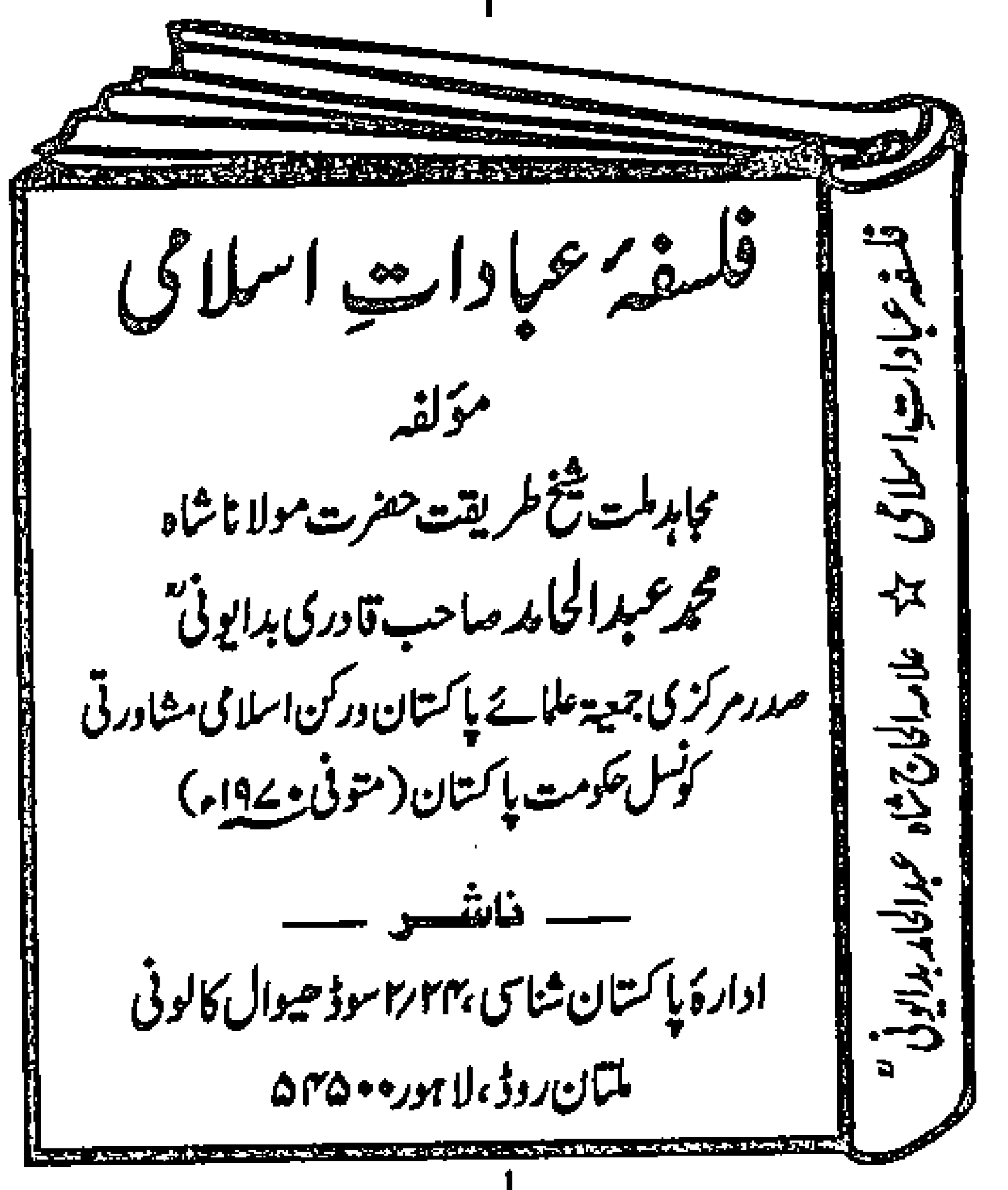

اب رہا ان اشیاء سے واقف وآگاہ ہو کر ان کو تسلیم کرنا اور بغیر نجانے بدیہیات سے انکار کرنا کور باطنی ہے، جب تک کسی مسئلہ کے اس کے علم وفن جاننے والے سے معلوم نہ کیا جائے یا جو قواعد وضوابط ایسے امور کی دریافت کے لئے وضع کردیئے گئے ہیں ان کے مطابق سعی نہ کی بجائے علوم کا حاصل کرنا ممکن نہیں۔

بغیر معینہ قوانین واصول کے اگر عمر صرف کردی جائے تب بھی نہیں کہا جاسکتا کہ تمام اشیاء کا علم حاصل کرلیا۔ پھر تحقیق کے نظریات مختلف، ایک محقق ومفکر ایک ہی شئے کی کچھ تعریف کرتا ہے دوسرا اس سے مختلف۔ آج ایک تحقیق ہے، کل اس کے خلاف، جب اتحاد فکر ونظر نہیں، دعاوی ومعتقدات میں یکسانیت نہیں'' تو ان تحقیقات پر ایمان لانا کس طرح صحیح ہوگا:

اگر آنکھوں میں نور وضیا، حاصل کرکے قوانین الٰہیہ کی تعلیم ہو تو کف دست کی طرح حقائق اشیاء کا علم ہوسکتا ہے۔ ان حقیقی

Marfat.com

علوم کو حضرات انبیائے کرام نے بارگاہِ قدس سے حاصل کیا اور اپنے مدارس روحانی میں تعلیم دی، تجربات و مشاہدات کرائے جو حقائق سمجھ میں نہ آتے تھے انہیں بخوبی سمجھایا آنکھیں جن چیزوں کو نہ دیکھ سکتی تھیں انہیں حجابات اٹھا کر دکھا دیا۔

عصر حاضرہ کے محققین سراب کو دریا سمجھ کر اس کی طرف دوڑ رہے ہیں مگر حقیقی چشموں سے دور بھاگ رہے ہیں۔ تمام مخلوقات از خود ایتھر سے نہیں نکل پڑی بلکہ کائنات اور اس کا سارا نظام خلاق عالم کے ماتحت چل رہا ہے۔ ایتھر اور اس کے ذرّات سب اسی کے پیدا کردہ ہیں وہی سب کا خالق اور قدیم ہے مخلوق حادث اختراعات وایجادات کرنے والوں نے بعض ایسی چیزیں تیار کیں جن کے تعلق دعویٰ تھا کہ یہ فنا نہ ہوں گی مگر دنیا دیکھ رہی ہے کہ وہ پامال ہوئیں، قوی سے قوی مصنوعات زلزلہ کے ادنیٰ جھٹکے، سیلاب کے معمولی طوفان، آندھیوں کے ادنیٰ جھونکے، بجلی کی کڑک، اس کی ایک شعاع مستحکم قلعوں کو، نہ ٹوٹنے والے پہاڑوں کو، فولادی کارخانہ کو تباہ کر دیتی ہے، سیلاب کی تیز موجیں آندھی کے جھونکے بڑے بڑے شہروں، آبادیوں کو برباد کر کے سبق دیتے ہیں۔

''اے فانی انسان، اپنی کمزور طاقت پر غرور کرنے والے انسان تو خدا کی دی ہوئی عقل، اپنی تحقیق سے پوشیدہ اشیاء کا تو علم حاصل کر رہا ہے مگر خالق عالم پر ایمان نہیں لاتا۔ موت کی ایک ہچکی تجھے ختم کر دیتی ہے، تیرے جسم و بدن سے جیسے ہی روح نکلے تو تو بیکار محض ہو جاتا ہے نہ تیری عقل کام آئی، نہ تیری اختراعات موت کے چنگل سے بچا سکیں، تو زمین و آسمان کو مسخر کرتا تھا اب نہ ہاتھ اٹھا سکتا ہے نہ ایک مکھی کو اڑا سکتا ہے۔ تو حقائق اشیاء کے معلوم کرنے اور اس کے جنون میں اب اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اپنی ایجادات و اختراعات سے فائدہ پہنچانے کی بجائے انسانوں کا خون کر رہا ہے تو خود کو مہذب کہتا ہے اور خود خلافِ انسانیت حرکات کا مرتکب ہو رہا ہے انسانوں کے ساتھ حیوانوں سے بدتر سلوک کر رہا ہے۔

''اے انسان یاد رکھ تو فنا ہو جائے گا مگر خالق کائنات موجود رہے گا تو ملوکیت، شہنشاہیت پر مغرور ہے۔ خود کو فرعون صفت بنائے ہوئے ہے یہ چاہتا ہے کہ دنیا تیرے سامنے سر جھکائے تجھے معبود سمجھے۔ تجھے خدا نے اپنا خلیفہ و نائب بنا کر اس لئے بھیجا تھا، کہ تو خدا کی نیابت کرتا تو بجائے نیابت کے خدا بن بیٹھا ہے۔ آج اپنی مادی طاقت وحکومت ایجادات پر اتنا نازاں ہے، کہ ہر قسم کے جبر واستبداد، ظلم وستم کرنے کو جائز سمجھتا ہے۔

وہ دن قریب ہے کہ عالم موجودات کا پیدا کرنے والا تخت حکومت پر جلوہ افروز ہو کر فرمائے:

"لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّار"

پس اے انسان تدبر سے کام لے خدا فراموش نہ بن، بلاشبہ کائنات تیرے لئے ہے مگر تیرا وجود بھی تو کسی کے لئے ہے؟ غور و فکر کر، قدرت کی پیدا کی ہوئی اشیاء کی حقیقت معلوم کرنا برا نہیں، مگر حقائق کے پیچھے خالق کائنات سے دور نہ ہو۔ قرآن کریم نے جگہ جگہ سوچنے سمجھنے کی دعوت دی، مشکل سے مشکل مسائل کو چھوٹی چھوٹے مثالوں میں سمجھایا، وہ ایجادات واختراعات کا مخالف نہیں "وَسَخَّرَ لَکُمْ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض" فرما کر بشری قوتوں کو کام میں لائے، زمین و آسمان کی تسخیر کی دعوت دیتا ہے لیکن اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ انسان تسخیر کے شوق میں خدا فراموش ہو جائے بلکہ اسکا فرض ہے کہ حقائق اشیاء کا جس قدر اور جتنا علم حاصل کرتا جائے وہیں خالق اشیاء کا یقین کرے، خدا کے احکام میں حکمتیں پوشیدہ ہیں حقائق مضمر ہیں بشرطیکہ عقل سلیم اور فکر صحیح سے کام لیا جائے۔

یہ تالیف کسی بنگلہ کوٹھی تفریح گاہ میں مرتب نہیں ہوئی بلکہ ایک ایسی جگہ اس کا سلسلہ شروع ہو کر انجام کو پہنچا جو شہر میں واقع ہوتے ہوئے بھی اہالیانِ شہر بلکہ شہری دنیا سے دور ہے نہ بچے ہیں نہ اہل و

Marfat.com

عیال حتیٰ کہ قلم ودوات کاغذ کی بھی نگرانی ہوتی ہے، لکھنے والا جو کچھ لکھتا ہے اسے بھی جانچا جاتا ہے یعنی ہم اور ہمارے رفقاء میں حضرت مولانا سید ابوالحسنات صاحب قادری اور دیگر علماء کارکنان بسلسلہ تحریک ختم نبوت اور تحفظ ناموسِ رسالت جیلوں میں محصور ہیں اور وہی ایسے خانہ بدوش کی زندگی کہ کبھی کراچی ہیں تو کبھی حیدر آباد وسکھر، لاہور میں بدلے جاتے رہتے ہیں۔ الحمد للہ اس زندگی میں بڑا سکون ملتا ہے۔ سب سے دور رہ کر توجہ یکسوئی کے ساتھ عبادت الٰہی یادِ مصطفویؐ میں رہتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمیں تیسری بار یہ سعادت ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کو ارتداد وکفر سے بچانے کے سلسلے میں حاصل ہوئی۔ اپنی اپنی کوٹھڑیوں، کمروں میں بند رہنا مصروف عبادت ہونا اس میں بڑا حظ وکیف حاصل ہوتا ہے۔ ہمارے معمولات یہ ہیں صبح چار بجے سے اٹھنا ذکر خفی کرنا، پھر تلاوت کلام پاک، ادائے نماز کے بعد ختم دلائل الخیرات شریف وقصیدہ غوثیہ۔

ساڑھے سات بجے اپنے کمرے میں چائے تیار کرنی غنیمت ہے کہ یہاں کے عمال نے ہمیں چولہے، وغیرہ کی اجازت دے دی ہے جو مکان سے منگوا لیا گیا ہے اسی پر کھانے کی سب چیزیں خود تیار کر لیتے ہیں اگر دروازے ناشتے سے قبل کھل جاتے ہیں تو تمامی رفقائے جیل ایک ساتھ بیٹھ کر ناشتہ کرتے ہیں۔ کچھ گھنٹے مسائل علمیہ وسیاسیہ پر مذاکرات رہتے ہیں۔ حضرت مولانا سید ابوالحسنات صاحب قادری نے ترجمہ اور تفسیر قرآن پاک کا سلسلہ شروع فرمایا ہے۔ میں اپنے کمرے میں مطالعہ کتب اور سلسلۂ تالیف وتصنیف جاری رکھتا ہوں۔

رات کی تنہائیوں میں جب خیالات مزار شیخ یا آستانہ حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ یا بارگاہِ مدینۃ الرسول منتقل ہو جاتے ہیں تو جیل کے پہرہ داروں کی جوتیوں کی آوازیں بھی بری معلوم ہوتی ہیں۔ اور بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے۔

بڑے مزے سے گزرتی ہے بیخودی میں امیر
خدا وہ دن نہ دکھائے جو ہوشیار ہوں میں

جیل جوار تکاب جرائم کرنے والوں کی سزا گاہ ہے وہیں رفع درجات اور توجہات کی یکسوئی کے لئے بہترین جگہ ہے۔ الغرض ہمارا شغل کراچی، سکھر، لاہور تمام مقامات کی جیلوں میں لکھنے پڑھنے کا رہا۔ حتیٰ کہ ماہانہ گیارہویں شریف بارہویں شریف اور دیگر معمولات انجام دینے میں کافی سے زیادہ لطف آیا۔ اگرچہ ساتھیوں میں حضرت مولانا سید ابوالحسنات صاحب قادری، صاحبزادہ سید فیض الحسن سجادہ نشین آلو مہار شریف علاوہ سب وہی ہیں جو قدم قدم پر نیاز گیارہویں، بارہویں عرس ونذر ونیاز سلام و قیام پر الجھتے رہے۔ البتہ مولانا عطاء اللہ شاہ ہماری محفلوں میں شریک رہتے سلام بھی پڑھتے فاتحہ کا کھانا بھی کھاتے۔ ان کے بقیہ دوسرے ساتھی جیل میں بھی ہمارے معمولات سے دور۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ تالیف جیل میں مرتب ہو کر ختم ہوگئی۔

ہر جگہ کے عمال کا طرز عمل ہمارے ساتھ اچھا رہا۔ لکھنے پڑھنے کی سہولتیں سب ہی میسر تھیں۔ بلکہ ہم لوگ اپنی مجلسوں کے لئے جو مٹھائیاں بناتے اس میں عمال و قیدیوں کو بھی شریک کرتے۔ ہمارے وارڈوں میں دن کی نمازوں میں دوسرے قیدیوں کو بھی شریک کرتے۔ ان میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اعمال حسنہ کی تبلیغ کرتے۔ ہماری مختصر تبلیغ کا الحمد للہ جیل کے قیدیوں پر اچھا اثر ہوا۔

جیل میں ہم پر اس انقلاب ذہنی کا کافی اثر ہے کہ کبھی وہ وقت تھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت رسالت اور حضور کے ناموس شریفہ کی حفاظت کفار ومشرکین کے زمانے میں ہم بہانگ دہل کر لیتے تھے، مگر آج ہماری بدبختی ہے کہ ایک ایسے فرقۂ ضالہ کے متعلق جس کے کفر پر پوری دنیائے اسلامی اور سارے فرقے متفق ہیں کچھ کہنا لب ہلانا منع ہے جس کی تخلیق برطانیہ کے

Marfat.com

اشاروں پر ہوئی اسے آزادئ تقریر حاصل ہم پر پابندی ــــــ مگر ہمیں یقین ہے کہ بہت جلد دنیا ہی میں ختم نبوت کے منکرین کو سزائیں ملیں گی۔ برطانیہ اور انگریزوں کے جن غلاموں نے اپنے خداوندوں کے اشارے پر ہم لوگوں پر مظالم ڈھائے ہیں وہ دیکھ لیں گے کہ نہ ان کی کرسیاں رہیں گی نہ وزارتیں اور عہدے۔ خدائے جل وعلیٰ میں استقامت عطا فرمائے اور ہمارا یہاں کا وقت عبادات میں صرف ہوتا رہے۔ باہر بھی جائیں تو ناموسِ مصطفیٰ کے داعی رہیں۔

ہم یہاں نہ تخریب پسندی کے تحت آئے نہ اپنا یہ عقیدہ کہ پاکستان کی سلمیت کو کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے۔ وطن عزیز کے خمیر میں ہمارا خون شامل ہے پس کیسے ممکن ہے کہ اپنے ملک کی ہم کسی وقت بھی تخریب چاہیں مانا کہ اتفاقی طور پر اس وقت ہمارے ساتھ تحریک ناموسِ نبوی کی حفاظت کی خاطر ایسے حضرات شامل ہیں جن کا سیاسی مسلک ہم سے مختلف تھا۔ بلاشبہ وہ تحریک قیام پاکستان کے مخالف اور کانگریس کے ہمنوا تھے اور ہمارا تعلق قائداعظم کی جماعت سے تھا۔ مذہبیات اور معتقدات میں بھی ہمارے ان کے درمیان اختلافات تھے اور اب بھی ہیں، لیکن حفاظت ناموس نبوی کا مسئلہ ایسا بنیادی مسئلہ تھا جس کے سبب سے ایک پلیٹ فارم بن گیا۔ دیگر مسائل سیاسی و مذہبی میں ان کی راہ دوسری ہمارا مطمع نظر اور۔

ہم تو یہاں رہ کر بھی گیارہویں شریف، بارہویں شریف، پچیسویں کے جلسے کریں گے۔ ختم قصیدہ بردہ شریف اور صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے گا۔ شیرینی پر نیاز دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے اوراد کے اختتام پر اپنی مملکت کے تحفظ و بقاء کی دعائیں ہوتی رہیں گی۔

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی
صدر مرکزی جمعیۃ علماء پاکستان

فلسفۂ عبادات

عبادات انسان کے نفس کو مہذب بناتی ہے، اخلاقِ ذمیمہ ترک کرا کر اچھی عادتیں پیدا کرتی ہے۔ انسان اتنی دیر دنیا اور اس کی لذات سے دماغ کو پاک وصاف کر کے خالق کی طرف متوجہ ہوتا ہے، جس طرح ایک بادشاہ کے خوش ہو جانے سے خادم و نوکر کی زندگی سنبھل جاتی ہے اور وہ خوشنودی حاصل کر کے مراتب حاصل کرتا ہے، اسی طرح عبادت انسان کی بندگی کا اظہار خالق کے قرب کا ذریعہ ہے، رضائے الٰہی کا سامان ہے جتنا جتنا وہ قرب حاصل کرے گا اتنا ہی معزز ہوگا، دل میں ایک سرور پیدا ہوگا قلب پر نورانی شعاعیں پڑنے سے اس کے اندر ایک انقلاب ہوگا۔ آنکھیں وہ سب کچھ دیکھنے لگیں گی جو نظر نہ آتا تھا اب اسے نہ صرف حقائق اشیاء کا علم ہوگا بلکہ خالق کی جلوہ افروزیوں، ضیا پاشیوں، حقائق کے دریاؤں میں غواصیاں کر سکے گا حجابات اٹھیں گے۔ بے پردہ جلوے پا کر خالق ومخلوق کا مشاہدہ ومعائنہ کرے گا، عبادت میں جس قدر مشق بڑھتی جائے گی، وجود خالق کا یقین ہوتا جائے گا، خودی مٹا کر خدائی کے راز سے واقف اور خدا سے متصل ہو جائے گا۔

جلوت وخلوت دونوں میں عبادت ہو سکتی ہے چونکہ اسلام اپنے متبعین میں اجتماعیت پیدا کرتا ہے اس لئے فرض عبادتوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا اور نوافل کو خلوت میں پڑھنے کا، نوافل اس لئے بھی مقرر ہوئے کہ اگر فرض میں کوئی کمی رہ جائے تو نفل عبادات انہیں پورا کر دیں۔

اذان

عبادات کو جماعتی صورت کے ساتھ ادا کرنے کے لئے منادی اعلان کرتا ہے: ''اے کاروبار دنیا میں مصروف رہنے والو! تمام کام چھوڑ کر خدائے بزرگ و برتر کی طرف جو سب سے بڑا اور لاشریک

Marfat.com

ہے آؤ اسی کی طرف دوڑو وہی تمہاری حاجتوں کو پورا کرتا ہے اسی کی طرف راہنمائی کرنے والے محمد اللہ کے رسول ہیں۔"

جو بندے اور خدا کے درمیان واسطہ ہیں انہوں نے ہم سب کو راہِ ہدایت دکھائی انہیں کی بدولت ہماری خرابیاں دور ہوئیں۔

پھر یہ ندا کرنے والا عبادت کے فوائد وثمرات کا ذکر کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے:

"تمہاری فوز وفلاح اسی میں ہے کہ تم خدا کی طرف آؤ مگر یاد رہے بدن کے اعضاء جسم کی ہر حرکت سے عاجزی ظاہر ہو زبان گواہی دے۔ مولا ہم شرمسار گناہگار جیسے بھی ہیں تیرے ہیں ہمارے عبادتیں تیرے اور فقط تیرے لئے ہیں تو ہمارا مقصود ہے۔"

منادی حاضرین وغیر حاضرین کو دعوت فوز وفلاح دے چکا جس قدر دربار میں حاضر تھے ان پر بارگاہ قدس کی عظمت وکبریائی کا خیال وتصور آیا تو وہ خوف زدہ ہو کر "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ" کہہ کر یقین کرتے ہیں کہ جب تک اس کی مدد نہ ہوگی بارگاہِ خداوندی میں کیسے پہنچوں گا۔ آداب شاہی کس طرح بجالاؤں گا میرے اندراتنی قوت کہاں کہ احکم الحاکمین رب کے دربار میں حاضری دے سکوں۔ ندا سن کر حاضرین آہستہ آہستہ کہنا شروع کرتے ہیں۔

"اے میرے رب اس کامل دعا، نماز اور حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور مرتبہ عالی عنایت فرما اور بلند درجہ عطا کر حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود میں جس کا تو نے وعدہ کیا ہے قائم فرما ان کی شفاعت ہمیں نصیب کر تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

گویا یہ ایک دعا نامہ تھی جو بارگاہِ الٰہی میں والہانہ انداز میں پیش کیا گیا عبادت اور اس سے قبل ندا واذان میں توحید کا اعلان کفر وشرک سے بیزاری کا اظہار کیا جاتا ہے۔ نہ یہاں ناقوس کا شور ہے نہ گھڑیالوں کا زور، نہ سیٹیاں ہیں نہ جھانجیں، نہ تثلیث کے نام پر دعوت نہ آتش وستارہ پرستی کا مظاہرہ بلکہ توحید اور خالص توحید ہے جس پر تمام مسلمان مجتمع ہوتے ہیں اور یہی ان کا شعارِ عبادت ہے۔

خوش بخت تھے وہ جو اس بلاوے پر تمام کاموں کو چھوڑ کر لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوگئے۔ بدنصیب ہیں وہ جو اپنی جگہ پتھر کی طرح جمے رہے کبھی ہماری اذانوں کی صدائیں شیاطین اور کفار کے دل ہلا دیتیں اور یہ نغمہ کعبہ سے شروع ہو کر عرش تک پہنچتا۔

"عرش تک پہنچی ہے کعبہ سے اذان کی آواز"

اذانوں کی آوازیں فضائے آسمانی میں گونجتی ہیں۔ دنیا کو بتاتی ہیں کہ موحدین کی عبادت کا وقت آ گیا۔ دنیا کے کلیجے ان صداؤں سے ہل جاتے ہیں خصوصاً اس وقت کی آذانیں جب کہ تارے جھلملا رہے ہوں، چاندنی دامن شب کو لپیٹ رہی ہو۔ صبح کا سہانہ وقت طائرانِ خوش الحان اپنی اپنی دہن میں توحید کے نغمے گا رہے ہیں اگر کوئی حجازی لہجہ میں یہ نغمۂ توحید گائے تو یہ نغمہ سارے نغموں کو دبا لیتا ہے قلوب مسخر ہو جاتے ہیں۔

اس ندا کے بعد منادی دوسرا اعلان کرتا ہے کہ تم سب کی یاد ہوتی ہے ایک صف میں کھڑے ہو جاؤ۔ اب تم سب کو دربار احدیت، میں پیش کرنے کے لئے امام آتا ہے جیسے ہی امام آیا مؤذن نے صفوں کو درست کر کے "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ" کہا۔

طہارت

سلاطین زمانہ کے درباروں میں جانے والے حاضری سے قبل غسل کرتے ہیں۔ منہ، ہاتھ، چہرہ دھوتے ہیں۔ بدن معطر کیا جاتا ہے۔ خوشنما صاف وشفاف لباس پہنتے ہیں۔ جب ہر امکانی درستی وصفائی ہوگئی تو دربار کی حاضری کا قصد کرتے ہیں۔ پھر بھی خیال ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ ہماری کوئی چیز بری معلوم ہو۔

پس اس احکم الحاکمین رب کے دربار میں حاضری کے لئے جو تمام مخلوق کا پیدا کرنے والا تمام طاقتوں قوتوں کا مالک ہے، ضروری ہے کہ اعضائے بدن کو اچھی طرح پاک وصاف کیا جائے۔

Marfat.com

جسم انسان میں اول ہاتھ ہیں جنہیں آگے بڑھانا ہوگا انہیں سے گناہوں میں پہل ہوتی ہے اس لئے حکم ہوا کہ ہاتھوں کی کثافت و معصیت کو توحید کے پانی سے دھو کر عہد کیا جائے کہ اب انہیں رب کی مرضی کے خلاف نہ بڑھاؤں گا ہاتھوں کے بعد زبان مصروفِ کلام ہوگی معروضات کے وقت وہ آلائشوں بدبوؤں سے پاک ہو یہی زبان ہے جو تیزی دکھاتی ہے اسی سے کلمۂ کفر کہا جاتا ہے۔ یہی چغل خوری، غیبت کرتی ہے۔ یہی آپس کے تعلقات کو خراب کرا کر دوست کو دشمن، وفادار کو باغی۔ مظلوم کو ظالم، بے گناہوں کو اسیر جور و جفا بناتی ہے۔ یہی فریب و دغا کا آغاز کر کے نظام عالم میں انتشار و اختلاف پیدا کرتی ہے۔ ضرورت ہے کہ مالک حقیقی کے دربار میں متحرک ہونے سے قبل اس کی معصیتوں کو دور کر دیا جائے اور بتا دیا جائے کہ یہاں کے آداب مقرر ہیں جن کے مطابق مصروف کلام ہونا پڑے گا۔

باغ وحدت کے مہکتے پھولوں کی خوشبو سونگھنے کا موقع ملے گا اس لئے ناک دھونا ضروری قرار دیا گیا کہ اب وہ ایسی خوشبو سونگھے جس سے دماغ و قلب معطر ہو جائیں، تمام کثافت و گندگی دور ہو جائے۔

بارگاہِ حقیقی میں چہرہ پیش کرنا ہے اس کا گرد و غبار دور کیا جانا لازمی ہوا آنکھ اس لئے وضع ہوئی تھی کہ اسے مطلوب حقیقی کی دید سے بہرہ اندوز کیا جاتا مگر اس آنکھ کو کیسے کیسے مکروہ مناظر کی طرف اٹھایا گیا۔ تمام معصیتوں سے کنارہ کش ہو کر آنکھ ذات باری تعالیٰ کے جلوؤں سے پرنور ہوا چاہتی ہے۔ اس لئے اس کے سابقہ گناہوں کو پانی سے دھویا گیا اور اس قابل بنایا گیا کہ وہ حسن مطلق کے انوار کا جلوہ دیکھے۔

آنکھ جب کسی پر پڑتی ہے تو ہاتھ بڑھتا ہے اسی سے رشوت لی جاتی ہے چوری کی جاتی ہے یہی عورتوں کی عصمت دری کرتا ہے یہی جام توحید کی بجائے شراب کے جام لیتا ہے یہی مخرب اخلاق اور ننگِ انسانیت کام کراتا ہے۔ یہی وہ ہے جس کی کہنیاں مطلوب کے سامنے بھیک مانگنے کے لئے بڑھتی ہیں اس لئے ضروری ہوا کہ کہنیوں سے اچھی طرح صاف کر کے دھویا جائے تا کہ پھر گناہ سرزد نہ ہوں۔

باریابی کے وقت فرامین شاہی کی تصدیق جہاں زبان سے کی جائے گی وہیں سر جھکا کر اقرار کرنا ہوگا۔ سر ہی ہے جس میں سودائے خام ہوتا ہے اسی کے ایک حصہ کو جسے دماغ کہتے ہیں مختلف قسم کے توہمات فاسدہ خیالات رذیلہ جمع ہوتے ہیں مسح کا حکم ہوا چونکہ سر سے عموماً کوئی خاص مخالفت سرزد نہیں ہوتی اس لئے متوسط درجہ کا حکم دیا گیا۔

پاؤں جسم کا زیریں حصہ ہیں یہی ہیں جو حرام کاریوں بداعمالیوں ہمہ قسم کی خرابیوں میں مبتلا ہوتے ہیں انہیں کو معصیتوں کی جانب متحرک کیا جاتا ہے عبادت میں انہیں پر ثابت قدمی کے ساتھ کھڑا ہونا ہے۔ جسم کے نمایاں حصے پاک و صاف ہو چکے تو آخری و زیریں حصہ کو گناہوں سے دھویا گیا تا کہ اب یہ باطل کی راہ سے ہٹ کر صرف صراطِ مستقیم پر چلیں۔

اسلامی طہارت کے اجزاء کی یہ مختصر کیفیت تھی جو پیش کی گئی جو بلاشبہ تمام اقوام و ملل کی طہارتوں سے افضل و اعلیٰ ہے بعض اقوام صبح کے نہانے کو جزو عبادت سمجھتی ہیں اور اسے بطور مثال پیش کرتی ہیں بلاشبہ غسل جسم کی کثافت کو دور کرتا کسل مٹاتا تر و تازگی پیدا کرتا ہے، لیکن اسلام صبح سے شام تک پانچ بار جسم کے اعضاء دھونے کا حکم دیتا ہے۔ پھر وضو کے علاوہ غسل کی علیحدہ تاکید کرتا ہے۔

لباس

ہمارے یہاں جسم کی پاکی کے ساتھ جگہ لباس کا پاک ہونا ضروری ہے اگر جسم پاک ہے اور لباس پر نجاست موجود ہے تو عبادت نہیں ہو سکتی۔ اگر لباس پاک ہے مگر جگہ پاک نہیں تب بھی عبادت ناجائز۔

Marfat.com

ہَوَن یا عبادت کے دوسرے مواقع پر گئو متر (گائے کا پیشاب) گوبر کا چھڑکنا آمیزش کرنا ضروری ہے۔ یہاں ادنیٰ نجاست قریب نہیں آنے پاتی۔ وہاں پیشاب، گوبر کے بغیر عبادت نہیں۔ وہ پیشاب کو طاہر مطہر مانتے ہیں۔ پس اس بیّن فرق کے بعد اندازہ کرو کہ اسلامی طہارت و عبادت کی مثال کسی دوسرے کے یہاں موجود ہے۔ آج کل کے ترقی یافتہ دور میں نجاست وگندگی کی احتیاط نہیں اور لوگ اسلامی طہارت کو چھوڑ کر نصاریٰ کی گندگی اختیار کر رہے ہیں۔

ستر: مرد و عورت کے اعضائے جسم کو معینہ و مقررہ حدود کے اندر رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ برہنہ ہو کر جذبات میں برانگیختگی نہ پیدا کریں آج اگر برہنگی عام ہو جائے تو پھر انسان و حیوان میں بہت کم فرق باقی رہے گا۔ جس طرح کوئی عقل و فہم والا عام برہنگی کو پسند نہیں کرتا اسی طرح یہ بات بھی تسلیم کی جائے گی کہ ایک سلطان و بادشاہ کے دربار میں جاتے وقت انسان برہنہ نہ ہو۔ جسم چھپا رہے گا تو بدن کی مخالفتیں دبی رہیں گی۔ مذہب اسلام نے باقتضائے ادب و تہذیب ستر چھپانا لازم کیا تاکہ اعضاء کی خواہشیں ظاہر نہ ہوں انہیں شور نہ کرنے دیا جائے بلکہ ان تمام مخالفتوں کو پردہ میں چھپائے رکھنے کا حکم دیا گیا۔ مومن اپنے جسم کے اعضائے پر حجابات ڈالے ہوئے بدن کو چھپا کر مولا کے دربار میں حاضر ہو۔ پورے ادب و احترام کے ساتھ بارگاہِ حبیب میں حاضری دی جائے۔

بعض اقوام مورتی پوجا کے وقت استھان جما کر لنگوٹ چڑھا کر جسم کو برہنہ کر کے مصروف عبادت ہوتی ہیں، لیکن اسلام حیا و شرم کے ساتھ آدابِ عبادت مقرر کرتا ہے چنانچہ ستر کا چھپانا ہمارے یہاں ضروری ہے۔

ستر کا چھپانا مواقع عبادت کے علاوہ بھی لازمی و ضروری ہے۔ اسلام نے مرد و عورت دونوں کے لئے ستر کا چھپانا ضروری قرار دیا۔ عصر حاضرہ کی تہذیب شیطانی میں مرد و عورت دونوں میں حیوان نما عریانی پیدا ہو رہی ہے۔ مردوں میں پائجامہ کی بجائے پتلون چلے اب پتلونوں کی بجائے نیکر ایجاد ہوئے جن میں نیم عریانیت ہے، عورت جو پردہ و حجاب کا سراپا بنائی گئی تھی اسے تہذیب مغرب نے یہاں تک برہنہ کر دیا کہ وہ پارٹیوں جلسہ گاہوں میں سینہ کھول کر رانوں، پنڈلیوں کو برہنہ کر کے دریاؤں، نہروں، سمندروں پر مردوں کے ساتھ ایک خاص برہنہ لباسِ غسل پہن کر شریک ہوتی ہے۔

تہذیب مغرب کی لعنتیں بدکاریوں، حرام کاریوں میں شبانہ روز اضافہ کر رہی ہیں جن کے نتائج تباہ کن ہوں گے۔ اسلام نے عبادات کے موقع پر ستر کا چھپانا لازم کیا۔

جہت کعبہ

دنیا کے سلاطین و شہنشاہ اپنی خصوصی رہائش و ملاقات کے لئے کسی ایک خاص شہر و مقام جگہ کو معین کرتے ہیں اور وہ مکان مرجع خلائق بن جاتا ہے کوئی نہیں کہتا کہ وہ جگہ کیوں معین کی گئی ہر شخص اسی سمت و مقام پر پہنچ کر ملاقات کر آتا ہے۔

خدائے برتر مکان و مکانیت سے مبرّا ہے جہت کعبہ کی غرض یہ ہے کہ عبادت گزار کا دل یکسوئی کے ساتھ مصروفِ عبادت رہے۔ اگر عبادت کرنے والے پر چھوڑ دیا جاتا کہ وہ جس طرف چاہے منہ کرے تو اسے اطمینان نہ ہوتا وہ سوچتا سمتیں مختلف ہیں آگے، پیچھے، دائیں، بائیں کی طرف منہ کروں خدا ہی جانتا ہے کہ اسے ان جہتوں میں کون سی مرغوب ہے۔ اس لئے جہت کا معین کرنا ضروری تھا، لیکن اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ کعبہ خدا کی عبادت کرنے کے لئے ایک سمت ہے۔ مقصودِ رب کعبہ ہے۔ اگر سفر میں سمت قبلہ نہ معلوم ہو اور کوئی بتانے والا نہ ہو تو نمازی خود سوچ کر جس طرف چاہے منہ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔

Marfat.com

تکبیرات سے آغاز عبادت

ایک کادم اپنے آقا کے حضور، ایک ملازم افسر کے سامنے، محکوم حاکم کے دربار میں اس کی عظمت وشان کا لحاظ کرتے ہوئے بہتر سے بہتر الفاظ میں خطاب کرتا ہے۔

احکم الحاکمین مالک حقیقی کے دربار میں بندہ مؤمن اپنی عجز و کمتری خدا کی برتری کا خیال کرتے ہوئے عرض کرتا ہے۔

اے مولا! تو سب سے بڑا ہے تیری کبریائی وعظمت میں کوئی شریک نہیں۔

دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔ حضوری کے وقت جب انوار قدرت کا ظہور ہوتا ہے تو شیاطین راستہ روک کر کہتے ہیں ہم دربار سے نکال دیئے گئے تجھے بھی نہ جانے دیں گے۔

ان کی شیطنت دیکھ کر ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم'' کہہ کر شیطان کو بھگایا جاتا ہے جب شیاطین بھاگتے ہیں تو نمازی آہستہ آہستہ کہتا ہے:

''اے اللہ جو رحمان ورحیم ہے میں تیرے ہی نام سے آغازِ عبادت کرتا ہوں۔'' اے خدا تو پاک ہے تعریف کے لائق تو ہی ہے، برکت والا نام تیرا ہی ہے۔ تو بزرگی وعظمت والا ہے، تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔''

جب دیکھا کہ توجہات منعطف ہو رہی ہیں تو بندے نے حمد وثنا کا گلدستہ پیش کرتے ہوئے عرض کیا:

''اے جہانوں کے پیدا کرنے والے رب تمام تعریفوں کا مستحق تو ہے تو ہی رحمان ورحیم ہے۔ یوم الحساب کا بھی تو مالک ہے۔ میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں تجھی سے مدد مانگتا ہوں۔ صراطِ مستقیم دکھا راہ بھی ان کی جن پر تو نے انعام کیا ان کی نہیں جو تیرے مغضوب وگمراہ تھے۔''

پھر قبولیت دعاء کے لئے آہستہ سے آمین کہتے ہیں۔

حمد کے بعد سورت کا ملانا: ایک حکیم کے پاس مریض جب حاضر ہوتا ہے تو وہ مرض کے حالات بیان کرتا ہے۔ طبیب نسخہ تجویز کر کے دوا پینے کی تاکید کرتا ہے۔ پرہیز اور استعمال کا طریقہ بتاتا ہے۔

انسان ہزاروں روحانی امراض میں مبتلا تھا اس نے طبیب حقیقی کی طرف رجوع کیا طبیب بغیر حالات سے مریض کے امراض واسباب مرض سے واقف تھا۔ اس نے پہلے سورۂ شفا تجویز کی سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کے دوسرے اجزاء نسخہ میں شامل فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ اس نسخہ کے پینے سے شفا ہوگی۔

پرہیز: طبیب مریض کی حالت کا اندازہ کرتے ہوئے ان اشیاء سے جو اس کے مرض کو بڑھانے والی ہوں پرہیز کی تاکید کرتا ہے۔ جسمانی امراض کے لئے پرہیز لازمۂ علاج سمجھا جاتا ہے ممنوع اشیاء سے پرہیز کرنا ہر بیمار ضروری سمجھتا ہے۔

شرک، کفر، فسق، ریا، تکبر، کینہ، حسد، جھوٹ، غیبت، شراب نوشی، قمار بازی، زنا کاری، سود خواری یہ وہ امراض تھے جو انسان کی روح اور اس کے تمام اخلاق وعادات کو خراب کر رہے تھے ان سب سے پرہیز کرنا تجویز فرمایا گیا۔

رکوع وسجود وقیام: حمد وسورت پڑھ چکا تو خیال آیا دیر سے ہاتھ باندھے عرض کر رہا ہوں۔ مناسب ہے سر جھکاؤں اور اب وہ جھکا اور عرض کرنے لگا۔ ''میرا رب بزرگ اور پاک ہے''

وہ سر جو کسی کے سامنے نہیں جھکتا اور اعضائے جسم میں معظم ہے اسے بھی مولا کے سامنے جھکا دوں۔ بے قراری بڑھتی جا رہی ہے، نہ کھڑے رہ کر چین آیا نہ رکوع میں تو اب اپنے مولا کی عظمت کا اعلان کر کے اس کے قدموں پر سر رکھ دیا سر جھکا دیکھ کر سرفراز کیا گیا۔ ارشاد ہوا کہ ایک آخری حالت باقی ہے کہ بیٹھ جا اور میرا جلوہ دیکھ۔

Marfat.com

اب یہ عاشق دیدار میں محو ہے بیٹھے بیٹھے جلوے دیکھ رہا ہے۔ایک ایک عضو کو مطلوب کے حضور جھکا کر اس کی طرف رخ کر کے مصروف جمال ہے اور یوں عرض کرتا ہے۔ ''تمام قولی بدنی مالی عبادتیں تیرے ہی لئے ہیں۔''

اتنا عرض کر چکا تو معاً خیال آیا جس نبی برحق کی بدولت یہاں تک پہنچ سکا ان کی بارگاہ میں سلام عرض کروں۔

ادھر سے فرمایا گیا نبی رحمت پر سلامتی ہماری طرف سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ کی نوید سنی۔اپنے آقا پر سلام سن کر دل نے کہا وہ جو اس دربار میں حاضر ہیں اور جو نہیں ہیں ان سب کے لئے سلامتی کی دعا کیوں نہ کروں۔

چنانچہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا میں سب کو شامل کر لیا۔عمومیت کے ساتھ خصوصیت ضروری تھی اس لئے وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْن میں نیک بندوں کی سلامتی کی دعا کی۔

توحید و رسالت اصل ایمان ہے اس لئے بندہ پھر مالک حقیقی کی ربوبیت اور اس کے رسول کی رسالت کے اقرار شہادت کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرنے لگا۔

''میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیرے بندے اور رسول ہیں۔''

اس اقرار پر گواہی کی ضرورت تھی سیدھے ہاتھ کی انگلی کو اٹھا کر اقرار شہادت کیا۔اسی لئے اس انگلی کو انگشت شہادت کہتے ہیں۔

درود شریف: جلوۂ ذات کا مشاہدہ ہو چکا اگرچہ وہاں غیر اور غیریت کو دخل نہیں مگر قدرت کو پسند نہ آیا کہ میرے دربار میں حاضر ہو کر ثناء و حمد کے گل دستے پیش ہوں اور اس کا معزز و منفتخر نبی یا اس کی وہ اولاد پاک جو اگرچہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْن میں شامل تھی مگر عمومیت اور مبہم انداز میں ان سب کو یاد کیا گیا اس لئے بصراحت ان سب کے لئے طلب رحمت کی دعا کرے۔

یوں عرض کرنا شروع کیا: ''خداوندا محمد اور ان کی اولاد پر رحمت نازل کر جیسے تو نے ابراہیم اور ان کی آل پر رحمت بھیجی تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔''

اللہ اللہ! حضور کی آل کا یہ درجہ بلند ہوا کہ نمازوں کے قعدوں میں ان کے لئے دعائیں کرنا داخل و شامل کیا گیا۔عبادت کا فریضہ ختم ہونے پر آیا تو وہ فرشتے جو حاضر تھے اور وہ جماعت والے جن کے ساتھ شریک ان سب پر سلامتی کی دعا کرتا ہوا دربار سے رخصت ہوا اٹھنے سے پہلے آخر دعا ان الفاظ میں مانگنے لگا: ''اے اللہ تو سلام ہے تجھی ہی سے سلامتی ہے تیری طرف سلامتی کے ساتھ لوٹنا ہے۔ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔مرنے کے بعد بھی ہمیں دارالسلام (جنت) میں داخل کر تو برکت و بزرگی والا ہے۔''

سنن و نوافل: فرض نمازوں کے علاوہ کچھ عبادتیں ایسی ہیں جنہیں سنت و نفل کہتے ہیں اگر فرائض میں کوتاہی ہوگئی تو نوافل و سنت ادا کر کے پورا کر لیا جائے ان میں بعض کی تاکید ہے۔نوافل وہ ہیں کہ اگر انہیں پڑھا جائے تو اجر و ثواب ہو نہ پڑھیں تو مواخذہ و عتاب نہیں۔مگر ایک ایسے بھی خدا کے صالح بندے تھے جن کی زندگی میں ایک بھی سنت و نفل قضاء نہ ہوئی۔

موعظت و عبرت: ایک ہمارے زمانے کے مسلمان ہیں جو نفل و سنت تو کجا فرائض کے تارک اور جان بوجھ کر عبادت و فرائض سے بھاگتے ہیں۔ان میں ایک طبقہ وہ ہے جو عدم ادائیگی پر نادم و ساکت ہے ایک وہ منافق و زندیق گروہ ہے جو عبادت کا مذاق اڑانے کو اپنا شیوہ بنا چکا ہے وہ مادی شہنشاہوں حاکموں کے سامنے سرو قد کھڑے ہونے کو صدر اجلاس کے سامنے آتے ہوئے سر جھکانے کو استقبال و خوش آمدید کے وقت ہاتھ باندھنے کو کپڑے کے ایک جھنڈے کے سامنے سر جھکانے پر متامل نہیں لیکن خدا

Marfat.com

کے سامنے سر نیاز جھکانا ان کے نزدیک کسر شان ہے۔ یہ اپنی دولت حکومت سلطنت امارت ریاست کو معیار برتری سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگ انہیں اپنا خدا سمجھیں ان کی ادنیٰ توہین نہ کریں ایک لفظ بھی ان کی شان کے خلاف استعمال نہ کریں لیکن جس خدائے برتر نے ان سب کو پیدا کیا اس کے حضور و بندی کے اظہار کو اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ یاد رکھو مطلقاً دولت و ثروت، حکومت، عہدہ جات معیار ترقی و برتری نہیں خدا کے نزدیک افضل و اعلیٰ مکرم وہ ہے جو خدا سے ڈرا ہو۔

چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا: ''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ'' پس افضلیت کا مدار نہ دولت پر ہے نہ حکومت پر بلکہ خدا کے نزدیک مرتبہ و عزت والا وہ ہے جو سب سے زائد خدا سے ڈرنے والا ہو۔ انسان دنیا میں صرف روزی کمانے دولت و ثروت یا حکومت ہی کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ اس کی تخلیق کی غرض خدائی ارشاد کے مطابق یہ ہے: ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ''

اعلیٰ اقتدار پانے والے افراد کا فرض ہے کہ وہ خود کو خدا کا نائب سمجھیں۔ اپنے اندر وہ صفات پیدا کریں جو خدا کے نائب میں ہونی چاہئیں۔ ملک و حکومت کا مالک خدا ہے اس نے نظام حکومت کے لئے جو قوانین بنائے ان پر سب سے پہلے خود چلنا پھر دوسروں کو چلانا ان کا کام ہونا چاہئے۔ اگر خدا کے یہ نائبین اپنے فرائض خدا کے ارشادات کے مطابق پورے نہ کریں تو عوام کا کام ہے کہ ایسے عناصر و افراد کو معزول کر دیں۔ اگر یہ لوگ فرائض و عبادت سے جان چرائیں یا دین کے ارکان کا استہزاء کریں اور لوگوں کو مجبور کریں کہ وہ ان کے سامنے جھکیں، ان کی اطاعت کریں۔ ایسے امراء کے لئے ارشاد نبویؐ ہے: ''لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ''

نظام الاوقات

انسانی ضروریات کے لئے قدرت نے رات و دن کا ایک پروگرام مقرر کر دیا ہے۔ رات آرام و راحت کے لئے دن اپنی ضروریات کی فراہمی کسب حلال، و تجارت اور دوسرے اغراض کے لئے ہے نیند موت کا ایک نمونہ ہے خدا ہی ہے جو رات بھر اپنے بندہ کی حفاظت کرتا ہے۔ سونے والے کے پاس نہ پہرہ دار ہیں نہ محافظ و نگراں۔ غور کرو اس سونے والے کو موذی جانوروں سے کون بچاتا ہے۔ اگر ایک حقیر چیونٹی کان، ناک میں گھس جائے۔ دماغ میں جا کر کاٹے تو انسان کا کیا حال ہو۔ اگر ایک موذی کیڑا کاٹے تو انسان کا خاتمہ ہو جائے۔

جو کچھ غذا کھائی اسے رات بھر میں معدہ کے اندر ہضم کرنے کا سامان کس نے کیا، پھر وہ سانسیں جو موت کے مشابہ تھیں۔ نیند کی حالت میں انسان کے ہوش و حواس بیکار تھے کون ہے جو اس کے شعور و حیات کو بیدار کرتا ہے۔ صبح اٹھا دماغ تر و تازہ ہوا۔ وہی عقل کی تیزی دماغ کی روانی شروع ہوگئی۔ رات بھر خدا نے بے شمار انعامات و احسانات کئے ان انعامات کا تقاضا ہے کہ انسان صبح سویرے اٹھے دوگانہ شکر بجا لائے۔ اول وقت اٹھنے کی مصلحت یہ ہے کہ تمام کام وقت پر مکمل ہو جائیں۔

فجر: ایک ایسے سہانے وقت پر اٹھنا جبکہ وحوش و طیور، چند پرند اپنی اپنی دھن میں گیت گا رہے ہوں جن کے نغموں سے فضا پر کیف ہو اور ان تمام نغموں پر اذانوں کے نغمے غالب آ رہے ہوں انسان اٹھ کر سب سے پہلے اپنے مالک کی عبادت کرے، صبح کی ہوا سے اپنے دل و دماغ کو معطر کرے خدا کی عبادت کے بعد تلاوت کلام پاک کرے۔ دن بھر کے کاروبار ضروریات کے لئے کتاب مجید سے ہدایات حاصل کرے مضامین قرآن پاک میں غور و فکر کرے۔ کچھ دیر ایسے ٹھنڈے وقت میں نقل و حرکت کر کے جسم میں

Marfat.com

توانائی پیدا کرے پھر اپنے کاروبار کا پروگرام بنا کر مصروف ہو جائے۔

صبح کی نماز اظہارِ شکرِ نعمت اور وقت کی پابندی و قیمت کا درس دینے کے لئے مقرر ہوئی مساجد میں صبح کے وقت جمع ہونے کے جو فوائد ہیں وہ مساجد کے عنوان میں آئیں گے۔

جو لوگ صبح کو اوّل وقت اٹھنے کے عادی ہیں ان کے تمام کام وقت پر ہوتے ہیں مگر عصر حاضرہ میں بڑے لوگوں کی صبح ۹ بجے کموڈ پر ہوتی ہے پاخانہ ان کا دارالاخبار ہوتا ہے جہاں وہ اخبارات کا مطالعہ فرماتے ہیں ایسے عیش پرست افراد جو وقت کی قدر و قیمت نہ سمجھیں۔ اول وقت پر اٹھ کر نظام اوقات کے پابند نہ ہوں وہ دوسروں سے اوقات کی پابندی پر کیوں مصر ہوتے ہیں۔ پہر نوع صبح کی نماز انسان کے پروگرام کو وقت پر شروع کرنے کے لئے مقرر ہوئی۔ صبح سے دوپہر تک وقت انسان کی ضروریات کے لئے مقرر کیا گیا۔

ظہر: دوپہر شروع ہوئی کھانا کھایا قدرے آرام کیا۔ صبح سے دوپہر تک دنیا میں مشغول رہا تھا اب آرام کے بعد ضروری ہوا کہ اس کا شکر ادا کرے مالک کی عبادت کرکے شام تک دنیوی کاروبار میں مصروف ہو جائے۔

عصر: شام کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنے اشغال میں مصروف ہو کر خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس لئے دنیا کی مصروفیت سے تھوڑی دیر کے لئے جدا کر کے امتحان کیا گیا کہ بندہ دولت و سرمایہ پرستی کرتا ہے۔ یا خدا کی عبادت کی طرف توجہ کرتا ہے پھر صحت جسمانی کے لحاظ سے بھی ضروری تھا کہ مسلسل ۳۔۴ گھنٹے کاروبار کی مصروفیت میں کسل و تھکاوٹ پیدا ہو گئی اسے وضو کے ذریعہ دور اور نماز کے قیام و قعود رکوع و سجود میں مصروف رکھ کر تروتازہ کیا گیا۔

مغرب: عصر کے فریضہ سے فارغ ہوا کاروبار کا حساب کتاب کیا آمد و خرچ ملایا دولت و سرمایہ کی زیادتی کا حال معلوم ہو کر ہو سکتا تھا کہ بندہ خدا سے غافل ہو جائے اس لئے غروب آفتاب کے بعد بارگاہِ حقیقی میں دن بھر کے احسانات و اکرامات کے اظہار تشکر کے لئے مغرب کی نماز ادا کی۔ مکان واپس آیا۔ اہل و عیال میں شامل ہو کر مسرتوں میں اضافہ کیا۔

عشاء: رات کو محوِ خواب ہونے سے پہلے دن بھر کے پروگرام اور نظام اوقات کی کامیابی کے بعد مولا کے دربار میں حاضر ہوا۔ سجدہ عبادت ادا کیا۔

جماعت اور اس کی حکمتیں: اسلام اپنے تمام فرائض و عبادات میں اجتماعی زندگی پیدا کرنے کا مجوز و محرک ہے جس طرح روزہ حج زکوٰۃ میں اجتماعیت پر زور دیا گیا، اسی طرح نماز جماعت کی شدید تاکید کی گئی جماعتی نماز بے شمار فوائد و برکات کی حامل ہے اگر فوجی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو نماز عسکری تربیت کا بہترین مرقع ہے اسلام زندگی کے ایک ایک شعبہ کے لئے ہدایات دیتا ہے۔ کس طرح ممکن تھا کہ وہ مسلمانوں کے فوجی نظام کی طرف توجہ نہ کرتا۔

نماز ایک روحانی پریڈ ہے جو ہر عاقل و بالغ نوجوان بوڑھے، شاہ و گدا سب پر دن میں پانچ بار لازم ہے۔ جس طرح فوج کا ایک ایسا افسر (جو فوجی قواعد کا ماہر ہو) فوجیوں کو ہر روز مشق کراتا ہے تاکہ وہ قواعد جنگ سے باخبر رہیں۔ ان کا نظم قائم رہے سستی نہ آنے پائے ہر وقت جنگ کے لئے آمادہ رہیں اپنے سردار کے ادنیٰ اشارہ پر کام کریں۔ اگر اس سردار سے کوئی غلطی ہو جائے تو تمام فوج پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح مسلمانوں کی روحانی پریڈ کے لئے ایک ایسا سردار منتخب کیا جاتا ہے جو اس روحانی پریڈ کے تمام قوانین کا عالم ہوتا ہے اگر یہ غلطی کرے تو تمام فوج پر امام کے ساتھ سجدہ سہو کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

اگر یہ سردار قوانین الٰہیہ میں عمداً غلطیاں کرے تو قوم کو اس کے معزول کرنے کا حق ہے۔ روحانی پریڈ شروع ہونے سے قبل اذان کہہ کر تمام فوج کو جمع ہونے کی دعوت دی گئی۔ اب بلا امتیاز سب ہی جمع ہو گئے۔ شانہ سے شانہ ملا کر صف بندی ہوئی امام و سردار آگے کھڑا ہوا، پوری فوج نے اس کی اقتداء کی شہنشاہ سلاطین کو بتایا گیا تم اپنی دولت وحکومت پر مغرور ہو کر دوسروں کو ذلیل سمجھتے ہو۔ ایک ایسا شخص جس کے پاس تمہاری طرح نہ دولت ہے نہ ثروت، مگر زہد و تقویٰ دینداری اور اطاعت ہیں۔ ہمارے نزدیک تم سب سے افضل و اعلیٰ ہے وہ تمہارا قائد بنایا جائے گا۔ تم کو اسی کی ماتحتی میں فرائض انجام دینا ہوں گے تم کو اس کے ادنیٰ اشارہ پر متحرک ہونا پڑے گا۔

جیسے ہی اس روحانی پریڈ کے لئے امام آگے بڑھا تکبیر کہی گئی امام و سردار نے روحانی تربیت شروع کر دی۔ علامہ اقبال نے اس منظر کو اس طرح دنیا کے سامنے پیش کیا:

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز
قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے!
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے!

نماز اگرچہ منفرداً بھی ہو سکتی تھی لیکن وہ مذہب جو دینی و دنیوی پروگرام میں اجتماع و تنظیم چاہتا ہو کس طرح ممکن تھا کہ وہ نماز میں جماعت پر زور نہ دیتا۔ نماز تنظیم (ڈسپلن) کا بہترین مرقع ہے۔ جس میں شبانہ روز پانچ مرتبہ، ملت اسلامی کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم نماز کی طرح ایک نظام میں منسلک رہو، ایک آواز پر جمع ہو جاؤ۔ جو ترتیب نمازوں میں قائم رہتی ہے اور ایک آدمی بھی صف سے باہر نہیں ہوتا یہی کیفیت دوسرے شعبہ جات زندگی میں پیدا کرو۔

جماعتی نماز کی یہاں تک تاکید تھی کہ ایک بار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ جو لوگ مساجد میں آ کر جماعت سے نماز نہیں پڑھتے انہیں آگ روشن کرا کر جلا دوں۔''

جماعتی نماز کی اس قدر تاکید صرف اس لئے تھی کہ مسلمان اجتماعی زندگی کے زیادہ سے زیادہ عادی رہیں تا کہ ان میں عسکری روح و جذبہ ترقی کرتا رہے۔

بچوں کو شروع سے اس روحانی تربیت کا عادی بنایا جائے اگر وہ گریز کریں تو انہیں سزا دی جائے۔

جماعتی نماز کا مقصد عبادت الٰہی کے علاوہ یہ بھی ہے کہ مسلمان اپنے اپنے محلوں کی مساجد میں جمع ہو کر باہمی الفت و محبت بڑھائیں امام انہیں روزمرہ کے پروگرام کی ہدایات دیتا رہے۔

ہفتہ میں ایک دن جمعہ کا مقرر کیا گیا تا کہ امام حالات کا جائزہ لے کر مسائل مہمہ پر قوم کو متوجہ کرتا رہے۔ ہیڈ کوارٹرس سے جو ہدایات اس کے پاس آئی ہوں انہیں ملت کے سامنے پیش کرے۔

اپنے ہفتہ واری خطبہ (ایڈریس) میں تنظیم ملت باہمی محبت پر زور دے جذبۂ جہاد پیدا کرے۔ عوام کے علاوہ عمال وحکام سردارانِ فوج کو عدل و انصاف عسکری نظام کے استحکام کی دعوت دے اور بتائے کہ عاملین انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ ہر رکعت میں کھڑا ہونا، جھکنا، سجدہ کرنا، بیٹھنا، اٹھنا، جہاں صحت جسمانی کے لئے مفید وہیں فوجی اعتبار سے پریڈ کا بہترین نمونہ ہے۔

نمازوں کے اوقات کی حکمتیں: فجر کی نماز کے لئے مسجد میں اس لئے جمع کیا گیا۔ کہ یادِ خداوندی کے بعد اول وقت محلّہ کی مساجد میں جو جماعتی ضروریات ہوں ان پر تبادلۂ خیالات کیا جائے۔ ایک پروگرام جو مرکز سے تجویز کیا گیا تمام محلوں میں شروع کیا جائے۔ مزید تغیر و تبدل کے لئے دوپہر کے اجتماع میں شریک ہو کر غور کیا جائے۔

حالات جنگ میں شبانہ روز فوج کو باوقاتِ مختلف ہدایات

Marfat.com

دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔اس لئے دوپہر سے رات تک تین بار جمع ہونے پر زور دیا گیا۔اس طرح سارے شہر کے عوام کو جو اس روحانی فوج کے رکن ہیں۔انہیں اطلاع بھی ہو جاتی ہے اور وہ شامل ہو کر اپنے مشورے بھی پیش کر سکتے ہیں۔نہ ٹیلی فون کی حاجت نہ لاؤڈ اسپیکر کی ضرورت نہ ان آلات سے وہ تمام کام پورے ہو سکتے ہیں۔بلاشبہ ہماری نمازیں اور ان کے اوقات فوجی تنظیم کی بہترین صورتیں ہیں۔

مساجد کی اہمیت: مساجد حقیقتاً ہماری روحانی مذہبی سیاسی تعلیمی اخلاقی عسکری شعبہ جات کے مرکز ہیں جہاں روزانہ پانچ بار، ہفتہ میں ایک بار، سال میں دو بار شہر وضلع کے مسلمان جمع ہوتے ہیں تاکہ انہیں کتاب وسنت کی روشنی میں عصر حاضرہ کی ضروریات سیاسی وقومی مسائل سے باخبر کیا جائے۔

مسلمانوں کی ترقیات مساجد ہی سے شروع ہوئیں، یہیں سفارتیں آکر ملاقاتیں کرتیں، مساجد ہی میں غیر اقوام سے معاہدات کی مسودے ترتیب دیئے جاتے یہیں ارباب حل وعقد (پارلیمنٹ) مجالس عمومی وکونسل) کے اجلاس منعقد ہوتے، یہیں جہاد کا پروگرام مرتب ہوتا، اسلامی فتوحات کے نقشے بنائے جاتے لاکھوں میل دور لڑنے والی فوجوں کو یہیں سے ہدایات جاتیں۔

پروگرام مرتب ہوتا، اسلامی فتوحات کے نقشے بنائے جاتے لاکھوں میل دور لڑنے والی فوجوں کو یہیں سے ہدایات جاتیں۔

مساجد کے منبروں کے خطبات مسلمانوں میں روح حیات جذبۂ جہاد پیدا کرتے یہیں سے معلمین ومبلغین کو دنیا کے ایک ایک حصہ میں تبلیغ واشاعت دین کے لئے روانہ کیا جاتا۔یہیں سیاسی وقومی اہم مسائل طے پاتے۔پریشان حال مہاجرین کا نازک مسئلہ جسے ہم برسوں میں حل نہیں کر سکے چند خطبات میں طے پا جاتا۔

الغرض مساجد ہی سے ہمارا عروج وابستہ تھا مگر آج وہی مساجد ہیں جن سے کام نہیں لیا جاتا ہمیں مساجد کی زیب وزینت آرائش وزیبائش کا تو شوق ہے لیکن عبادت گزاروں اور ان کے اندر ولولۂ عمل پیدا کرنے والے خطبا کی کمی ہے۔آج غربائے اسلام تو مساجد میں حاضر ہو جاتے ہیں لیکن امراوعمال جن کے ہاتھوں میں ملت کی قیادت اور باگ ڈور ہے وہ مساجد سے دور ہو چکے ہیں انہیں نہ عبادت سے غرض ہے نہ مساجد کی حاضری کا شوق اگر عمائد قوم کے اندر عبادت کا جذبہ پیدا ہو اور وہ مساجد میں حاضری کے پابند ہوں تو جہاں وہ فریضۂ عبادت کی سعادت حاصل کریں گے وہیں انہیں عوام سے روابط کا موقع ملے گا۔انہیں غریبوں کے حالات سے واقفیت ہوتی رہے گی وہ تحریکات مساجد سے باخبر ہوں گے۔عوام انہیں دیکھ کر متاثر ہوں گے اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں جمع ہوں گے۔

اگر آئمہ مساجد اور منتظمین تنظیم مساجد کی تحریک پر عمیق توجہات مبذول کریں تو بلاشبہ مساجد ایک نیا انقلاب اور مسلمانوں میں اگلی سی روحِ حیات تازہ کر سکتی ہیں۔

افسوس کہ آٹھ سال کی طویل مدت میں ہمارے یہاں امور مذہبی کا شعبہ نہ بن سکا جو ہماری مساجد کی تنظیم کرتا بہترین ائمہ اور خطبات کا انتظام کرتا اور مسلمانوں کے دینی شعبہ جات کھولتا، احکام دین کی ترویج ہوتی جو طاقتیں ملی تنظیم اور احیائے قومی پر صرف ہونی چاہئے تھیں وہ آج آپس کے مناقشات میں ضائع ہو رہی ہیں۔حتیٰ کہ ناموسِ نبویؐ جیسے اہم مسئلہ کو مجروح کیا جا رہا ہے۔جس ایک عنوان پر مسلمانوں کی حیات دینی ودنیوی کا انحصار تھا یہی وہ مسئلہ تھا جس پر مسلمانوں نے اپنی جان ومال عزت وآبرو سب کچھ قربان کر دیا۔

مذہب وسیاست: دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے دین ودنیا کا ہر پہلو انسانی حیات اور ضروریات کے

Marfat.com

لئے ایک مکمل ضابطہ پیش کیا کوئی ایک بھی گوشۂ حیات نہیں جسے اسلام واضح سے واضح شکل میں پیش نہ کرتا ہو۔ جہاں روحانی اخلاقی تعلیم دیتا ہے، وہیں تمدنی معاشرتی تعلیمی صنعتی اقتصادی تجارتی سیاسی مسائل پر مکمل اصول پیش کرتا ہے۔ دین و دنیا کو ساتھ لے کر چلتا ہے وہ دوسرے مذاہب کی طرح رہبانیت نہیں سکھاتا بلکہ وہ ہدایت کرتا ہے کہ جو مسلمانوں کا .... خطیب ہو وہی اس کا سیاسی قائد بھی ہو جب خطابت کا وقت آئے تو اس سے بڑھ کر کوئی خطیب نہ ہو، میدان کارزار میں جوہر شجاعت دکھانے کا موقع آئے تو وہ مجاہد اعظم ہو فوجوں کی قیادت کی ضرورت ہو تو وہ امیر لشکر ہو۔

اسلام کی پیش کردہ سیاست میں جو خلیفہ و امیر ہوگا وہی کاروبارِ سیاست معاملات حکومت انجام دے گا۔ مذہبی احکام کی تنقید و ترویج، مسند امامت، منصب قضا، سجادہ روحانیت پر متمکن ہونے کی ضرورت لاحق ہوگی وہی ان مناصب پر فائز ہوگا۔

بیک وقت وہ مسلمانوں کا روحانی امام بھی ہے اور سیاسی قائد بھی اسی لئے شرط ہے کہ جس شخص میں ساری صلاحیتیں موجود ہوں وہی مسلمانوں کا امیر و خلیفہ بنایا جائے۔

اسلام کے سیاسی و ملکی نظام کا چلانے والا احکم الحاکمین رب کے قوانین کا پابند ہو وہ قوم کا خادم اور خدا کا نائب ہے۔ اسلامی سیاست کی بنیاد زہد و اتقا، عدل و انصاف پر ہے۔

اسلام نہ شہنشاہیت کا حامی ہے نہ آمریت کا وہ استبدادیت کو پسند کرتا ہے نہ اسلامی سیاست میں خلافت و امارت کوئی وراثت ہے بلکہ اسلام ان سب سے ہٹ کر ایک ایسی خلافت پیش کرتا ہے جس کا تعلق براہ راست عوام اور جمہور سے ہے وہ اپنے میں سے جسے اہل سمجھتے ہوں اور جس کے اندر تمام صلاحیتیں پائی جاتی ہوں اس کو اپنا امیر و خلیفہ مقرر کریں۔ اسلام نے جمہور و خلیفہ کے لئے جدا جدا احکام صادر فرمائے۔

جہاں جمہور کو حق انتخاب عطا کیا وہیں یہ اختیارات بھی دیئے کہ اگر خلیفہ و امیر بھی کسی وقت راہ سے بھٹک جائے اپنے فرائض مفوضہ انجام نہ دے، عوام اس کی گرفت کریں اسے معزول کر دیں۔ یہی نہیں کہ مساجد کے منبروں پر خطبہ کی حالت میں اسے ٹوکیں اپنے شبہات دور کریں بلکہ بازاروں، گلیوں سڑکوں پر اگر وہ جا رہا ہو تو ایک غریب سے غریب فرد کو اس کا حق دیا کہ وہ خلیفۂ وقت کا راستہ روک کر اپنی مصیبت بیان کرے۔

ہر غریب امیر و خلیفہ سے جب چاہے ملے، آزادانہ طور پر تنقید و اعتراض کرے اگر خلیفہ وقت غلطی کر رہا ہے۔ اپنے فرائض منصبی انجام نہیں دے رہا ہی اسے بلاتکلف صحیح مشورہ دے۔ اگر جبر و ظلم کر رہا ہے تو کلمۂ حق بلند کرے۔ حدیث مبارکہ میں وارد ہے:

"اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ"

"سب سے افضل جہاد سلطان ظالم کے روبرو کلمہ حق کہنا ہے"

خلیفۂ وقت عوام اور جمہور کی اگر صحیح خدمت انجام دے رہا ہے تو وہ ان کا جائز خلیفہ ہے جس وقت بھی عوام دیکھیں کہ اس نے حقوق اللہ اور حقوق العباد سے روگردانی کی اسے معزول کر دیں۔ خلیفہ و امیر عوام کا ایک خدمت گزار اور خدا کے سامنے جواب دہ ہے اسے قوم میں سب سے زائد صالح ہونا چاہئے۔ جب جمہور اپنے میں سے صالح متقی اور جامع صفات کو امیر مقرر کر لیں تو قوم پر اس کی اطاعت لازم ہے۔ وہ جن احکام کو جاری کرے ملت کا فرض ہوگا کہ اس پر عمل کرے۔ مگر ایسا کوئی حکم و قانون جو حدود الٰہیہ کا مخالف ہو قوم اس پر ہرگز عمل نہ کرے۔ ارشاد ہوا: "لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ"

خلیفہ و امیر چونکہ خدا کا نائب ہے اس لئے وہ کوئی ایسا حکم جو احکام خداوندی کے مخالف ہو دینے کا مجاز نہیں۔ خلیفہ و امیر کی بھی مجلس مشاورت جسے اصطلاح شرح میں ارباب حل و عقد کہتے ہیں

Marfat.com

یہ جماعت ایسے افراد پر مشتمل ہوگی جنہیں کتاب و سنت اور تعلیمات و احکام دین میں مہارت ہو خلیفۂ وقت اس سے مشورہ کرے گا بعد میں جمہور و عوام سے بھی مشورہ لینا اس کے لئے ضروری ہے۔

اسلام نے نہ تو خلیفہ و امیر کو آمرانہ اختیارات دیئے کہ وہ ذاتی اختیارات سے جائز و ناجائز احکام جاری کرے نہ اس کا حق دیا کہ جبر و استبداد یا ذاتی عداوت پر لوگوں کو بلاثبوت و تحقیق مبتلائے مصائب کر دے۔ بلکہ اس کا فرض ہے کہ مجرم کو عدالت میں پیش ہو کر صفائی کا موقع دے۔ جس وقت جرم ثابت ہو جائے تب اسے سزا دی جائے۔

قرآن نے صاف الفاظ میں حکام و عمال کو تنبیہ فرمائی۔ "یہ نہ ہو کہ ذاتی عداوتوں مخالفتوں یا دشمنی پر سزائیں دو۔"

جس طرح اسلام نے یہ حق دیا کہ ملت کے ایک عام فرد پر قاضی کی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے ویسے ہی ایک معمولی سے معمولی فرد کو اجازت دی گئی کہ وہ خلیفۂ وقت پر قاضی کی عدالت میں مقدمہ چلا سکتا ہے۔

خلیفہ و امیر معصوم عن الخطا نہیں کہ اس سے مواخذہ نہ کیا جا سکے بلکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صلاح نیک یا غلطی سے آگاہ کرنے والے کو محسن بتایا۔

خلیفہ و امیر خدا کی طرف سے اس لئے مامور ہے کہ خدائی احکام نافذ کرے اپنے اعمال خدمت کا جائزہ لیتا رہے۔ وہ کہاں تک اپنے فرائض بجا طور پر انجام دے رہا ہے اور کہاں لغزش کر رہا ہے اگر اسے احساس نہ ہو تو قوم کا فرض ہے کہ اس کی غلطیوں سے مطلع اور متنبہ کرے۔

خلیفہ و امیر اپنوں بیگانوں کو جو بھی اس کی حدود میں ہیں ان کے حقوق کا ضامن ہے جہاں کہیں بھی انسانیت پر ظلم ہو رہا ہو اسے دفع کرے گا۔ غیر مسلم اقوام و مذہب کے لوگوں کے ساتھ ہر امکانی رعایات برتی جائے گی۔ کسی غیر مذہب کے فرد کو جبراً مسلمان نہیں بنایا جائے گا۔ اگر وہ مسلمانوں کے ذمہ میں آنا بھی پسند نہ کریں اور بغاوت پر آمادہ ہوں تو بلاشبہ ان سے جنگ کی جائے گی اگر ذمی ہو جائیں تو ان کی جان و مال عزت و آبرو مذہب اور ان کے معابد کی حفاظت مسلمانوں کے ذمہ واجب ہو جائے گی۔ سلاطین دہر سے عہد و میثاق، ممالک غیر سے تجارتی و سفارتی تعلقات قائم کرنے کا وہ مجاز ہوگا، مگر شرائط و معاہدہ جات ایسے ہوں گے، جو اسلام کی سربلندی، مملکت کی برتری عزت و وقار کو بڑھائیں یہ نہیں کہ اغیار و اجانب کے سامنے سجدہ ریزی کر کے سلطنت اسلامی کے وقار و عزت کو نقصان پہنچائیں اور بغیر نصاریٰ کے مشورے و حکم کے قدم نہ اٹھائیں۔

اسلامی فتوحات: خلفاء و امراء کا فرض ہے کہ وہ جہاں اپنی مملکت کے رہنے والوں کی خدمت انجام دیں وہیں وہ اسلامی احکام کی ترویج و اشاعت نیز فتوحات کے لئے سعی بلیغ کریں۔ اوامر پر عمل کرائیں منہیات سے باز رکھیں۔

اس سلسلہ میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے دور اول کا اوچٹتا ہوا نقشہ پیش کر دیا جائے ہمارے خلفاء نے باوجود موانع و مشکلات کے کس قدر شاندار فتوحات حاصل کیں۔ قلیل عرصہ میں دنیا کا نقشہ بدل دیا۔ واقعات شاہد ہیں جو ترقیاں بحالات موجودہ ہم صدیوں میں نہیں کر سکے وہ ہمارے روحانی پیشواؤں نے چند برسوں میں کیں۔ چنانچہ حضرت امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ایک ایسا مبارک اور تاریخی زمانہ ہے جس میں شرق سے غرب جنوب سے شمال تک اسلامی نظام قائم ہوا۔ آپ نے مکہ معظمہ سے لے کر ۲۲ لاکھ ۵۱ ہزار ۳۰ مربع میل یعنی مکہ معظمہ سے شمالاً ایک ہزار چھتیس میل شرقاً ایک ہزار ستاسی میل جنوباً چار سو تیراسی میل غرباً جدہ تک اسلامی حکومت کو وسیع کیا۔

Marfat.com

ان تمام ممالک میں کتاب وسنت کے احکام جاری کیے صیغۂ عدالت شعبۂ فوج، قضا وعدالت، محکمہ خارجہ، محکمہ فوج، مال گزاری اور اسی قسم کے بیسیوں شعبہ جات قائم کیے۔ ہر قسم کی اعلیٰ سے اعلیٰ ترقیاں کیں۔ دنیا کا ایک ایک حصہ کتاب وسنت کی ضیاء پاشیوں سے منور ہوا اس دور نے دنیا کی آنکھیں کھول دیں کہ ایک روحانی پیشوا مذہب اور سیاست دانوں کو ساتھ لے کر کس قدر شاندار ترقیاں اور انقلاب پیدا کرسکتا ہے۔

سادگی: ان فتوحات کے باوجود سادگی کا یہ عالم تھا کہ کبھی لباس فاخرہ استعمال نہ کیا۔ عبا میں اکثر و بیشتر پیوند لگے رہتے، غذا نہایت معمولی اور کم سے کم، اپنے لئے نہ کوئی محل تیار کرایا نہ فلک نما مکانات نہ شاہی تکلفات نہ تخت امیرانہ رکھا۔ باہر سے آنے والی سفارتیں۔ اپنے یہاں کی شاہانہ روایات کے مطابق سوچتیں جس امیر وخلیفہ نے دنیا کو زیروزبر کردیا وہ ایک ایسے شاندار محل میں رہتا ہوگا جو شاہانِ عالم سے کہیں زائد ممتاز ہوگا مگر وہ جب آتے تو دیکھتے کہ یہ عظیم المرتبت خلیفہ بجائے محل کے صحن مسجد کے سنگریزوں پر بغیر تکیہ وفرش کے سو رہا ہے نہ دربان ہیں نہ حاجب جو جانے والوں کو روکیں وہ اول تو اس خلیفۂ اعظم کو اس سادگی کے باعث پہچان نہ سکتے۔ دریافت کرنے پر بتایا جاتا تو ان کے حواس گم ہونے لگتے۔ وہ حیران ہوتے ایسا جلیل القدر خلیفہ جو دنیا کے بڑے حصہ پر حکومت کر رہا ہے اس کی سادگی کا یہ عالم پھر وہ یہ بھی دیکھتے کہ خلیفہ اپنوں بیگانوں دوستوں دشمنوں سب ہی کے ساتھ عدل و انصاف حسن اخلاق کے برتاؤ اور اپنے نیک کردار سے قلوب کو مسخر کرتا ہے۔

شہری آزادی: آپ کے دورِ خلافت میں ہر ایک فرد کو ہمہ قسم کی آزادی حاصل تھی ایک بدو برسر منبر تنقید واعتراض کرتا استفسارات کرتا رہتا جب تک کہ خاطر جواب نہ مل جاتا ٹوکتا رہتا۔

حاضرین مسجد میں سے ایک شخص نے آپ کو خطبہ دینے سے روک دیا اور کہا اے فاروق جب تک تم یہ نہ بتادو کہ اس وقت تم جو عبا پہنے ہو اس کا کپڑا کہاں سے آیا خطبہ نہ پڑھنے دیا جائے گا۔ آپ نے صاحبزادہ کی طرف اشارہ کیا انہوں نے کہا اے سائل اس کا جواب میں دیتا ہوں۔ میں بارہا باپ سے کہتا کہ عبا پھٹ چکا ہے اس کے پیوند گر رہے ہیں مجھے جواب ملا اتنا کپڑا کہاں کہ عبا تیار کراؤں میں نے اپنے حصہ کا کپڑا دے کر عرض کیا کہ جس قدر آپ کے پاس ہے اس کے ساتھ شامل کر کے بنا لیجئے۔ پس یہ عبا میرے حصہ کے کپڑے کو شامل کر کے بنایا گیا ہے۔ آپ خطبات میں اکثر و بیشتر فرماتے: ''اے لوگو! مجھے جس وقت غلط راستہ پر چلتے ہوئے دیکھو ٹوکو۔ سزا دو، اپنے حقوق کا مطالبہ کرو، غلطی کروں تو راہ راست پر لاؤ۔''

خدمت خلق: آپ کاموں کو ماتحتوں پر نہ چھوڑتے اکثر و بیشتر راتوں کو مدینہ کی گلیوں میں چکر لگاتے غریبوں کا حال معلوم کرتے بسا اوقات اہل ضرورت غرباء کے مکانات پر غلہ لاد کر پہنچاتے غلام عرض کرتا لوگ کیا کہیں گے خلیفۃ المومنین ہو کر کاندھوں پر بوجھ لادے جا رہا ہے۔ فرماتے تو یہاں کا خیال کرتا ہے۔ میں آخرت سے ڈر رہا ہوں جو بوجھ میرے کاندھے پر ہے اسے میں خود اٹھاؤں گا۔ کیا یہ واقعہ ہماری عبرت ونصیحت کے لئے کافی نہیں۔

ایک بار آپ رات کو شہر کا چکر لگا رہے تھے قافلہ میں ایک شخص کو گھبرایا ہوا دیکھا استفسار پر معلوم ہوا کہ اس کی بی بی کے یہاں ولادت قریب ہے عورت کی تلاش میں چکر کر رہا ہے مگر عورت نہیں ملتی آپ اتنا سن کر گھر آئے اپنی بی بی کو اٹھا کر قافلہ میں لے گئے انہوں نے زچگی کے تمام کام خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیئے۔

اس قسم کی بے شمار مثالیں آپ کے عہد میں ملتی ہیں جو ہماری چشم بصیرت کو کھول کر نصیحت کرتی ہیں کہ ہم اپنے معاشرے کو اوپر سے نیچے تک اسی انداز پر ڈھالیں۔

Marfat.com

بیت المال سے گزارہ: آپ جس وقت کار ہائے خلافت میں منہمک ہو گئے تو قوم سے کہا میں کوئی دوسرا ذاتی کام نہیں کر سکتا اس لئے میرے واسطے بیت المال سے ایک ایسا گذارہ مقرر کرو جو میرے مایحتاج کے لئے کافی ہو لوگوں نے عرض کیا آپ خلیفۃ المسلمین ہیں جس قدر مناسب سمجھیں مقرر فرمائیں ارشاد ہوا یہ ممکن نہیں کہ میں ضرورت سے زیادہ لوں کم سے کم گذارہ کر لینا چاہتا ہوں۔

بی بی نے ایک دفعہ عرض کیا عرصہ سے حلوہ نہیں کھایا کیا اچھا ہو کہ بیت المال سے گذارہ میں قدرے اضافہ کر لیا جائے۔ فرمایا ہم بغیر حلوہ کے زندگی گزار سکتے ہیں۔ بی بی مجبور ہو کر خاموش ہو گئیں۔

ضروریات روزمرہ میں سے کم کر کے ایک دن حلوہ بنایا آپ کے سامنے رکھا دریافت کیا یہ حلوہ کہاں سے آیا۔ عرض کیا کہ تھوڑا تھوڑا بچا کر تیار کیا ہے۔ فرمایا معلوم ہوا گذارہ میں سے بچایا جا سکتا ہے۔ اسی وقت اپنے گذارہ میں کمی کر دی۔ (یہ واقعہ دراصل خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے، جو سہواً سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب بیان کیا گیا ہے۔ (ناشر) فلسفۂ عبادات اسلامی، مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی، ادارہ پاکستان شناسی، ۲۴/۲ سوڈھیوال کالونی ملتان روڈ لاہور۔)

غور کرو جس شخص کے زمانۂ خلافت میں لاکھوں روپیہ آیا کروڑوں کے بیش قیمت سامان آئے اس کا یہ عالم کہ اپنی ذات کے لئے کم سے کم گذارہ لیتا ہے۔

آج ہمارے سلاطین و عہدہ داران کے ذاتی الاؤنس، دورے، بڑی بڑی تنخواہیں، روزمرہ کی ضروریات، شاہانہ پُرتکلف دعوتوں پارٹیوں پر ملک کا لاکھوں روپیہ خرچ ہو جاتا ہے۔

لوگوں کے حقوق کس طرح ادا کئے جاتے؟: بارگاہ فاروقی میں مصر سے شکایت آئی کہ حضرت عمرو بن عاص ؓ گورنر کے صاحبزادہ نے ایک قبطی کے بلاقصور جوش میں آ کر طمانچہ مار دیا اس نے استغاثہ کیا آپ نے طلبی کا حکم صادر فرمایا دونوں حاضر ہوئے واقعہ کی نوعیت معلوم کی۔ حضرت عمرو بن عاص ؓ کے صاحبزادہ نے اقبال جرم کیا۔ آپ نے حکم دیا قبطی حاضرین کے سامنے عمرو بن عاص ؓ کے صاحبزادہ کے طمانچہ لگائے۔

ممکن نہ تھا کہ آپ کسی ظلم کو برداشت فرمائیں۔ آپ نے ہر جگہ عہدہ داران کے کاموں کی نگرانی و تحقیقات کے لئے خاص خاص آدمی مقرر فرمائے تا کہ کسی پر ظلم نہ ہونے پائے۔

جب کسی عامل کو مقرر فرماتے اس کے مالیہ اور سامان کی تحقیقات کی جاتی جب وہ عہدہ پر مامور ہو کر کام شروع کرتا تو پھر تحقیقات ہوتی کہ اس کے سامان میں کوئی فرق ہوا یا نہیں۔ آپ کے دور میں عدل و انصاف کے دریا بہہ گئے مظلوم و بے کس افراد کی فوری دادرسی ہوتی حتیٰ کہ اگر کوئی شخص خلیفۂ وقت پر مقدمہ چلاتا تو اسے حق تھا متعدد مواقع پر آپ کو مقدمات میں طلب کیا گیا ایک بار قاضی کی عدالت میں آپ گئے وہ تعظیماً کھڑے ہو گئے آپ نے اسی وقت انہیں یہ کہہ کر معزول فرمایا:

''جو شخص لوگوں کے معاملات طے کرتے وقت بجائے خدا سے خوف کرنے کے مجھ سے ڈرتا ہو وہ عدل نہیں کر سکتا۔''

آج ہمارے ترقی یافتہ زمانہ میں کسی امیر و عامل پر تنقید کرنا۔ جائز مطالبہ کرنا رعایا اور عوام کے حقوق ادا کرنا ایک ایسا عنوان تھا کہ ہمارے خلفاء خدمت خلق کا جو نمونہ پیش کر گئے آج ترقی یافتہ دور کو بھی وہ خدمت کرنا نصیب نہ ہوئی جو ہمارے امراء و خلفاء انجام دیتے تھے۔

ہمارے وہ خلفاء جنہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع و محبت سے یہ درجہ ملا کہ وہ منصب خلافت پر متمکن ہوئے مسجد کے عابد بھی تھے اور مسند قضا و عدل کے سب سے بڑے عالم و

Marfat.com

فقیہ بھی تھے۔ وہی خلفاء و اکابرین جن کے ناموں سے دنیائے کافری تھراتی تھی ان سے مسجد نبوی میں ایک بدوی آزادی سے اپنے مطالبات ظاہر کرتا یہاں تک کہ وہ کہہ دیتا اے عمر تمہیں اس وقت تک تقریر کی اجازت نہ دی جائے گی جب تک تم یہ نہ بتادو کہ جو کرتا تم پہنے ہو یہ کپڑے تمہارے پاس کہاں سے آیا۔

اگرچہ اسلامی طرز حکومت شورائی و صدارتی نظام کے مابین ہے مگر قربان جایئے کہ جس خلیفہ کا انتخاب جماعت حل وعقد کر دیتی وہ جب عوام کے سامنے آتا تو جمہور کو اس کا حق تھا کہ وہ اپنا حق آزادی کے ساتھ طلب کر سکتے تھے۔ پھر یہ بات قابل یاد ہے کہ یہ حضرات خلفائے کرام خدمت خلق یہاں تک فرماتے کہ کوڑی جذامی ایسے معذور واپاہج جو چلنے پھرنے تک سے قاصر تھے ان کے منہ میں اپنی زبان پر حلوہ رکھ کر کھلاتے۔ کیسے ممکن تھا کہ رعایا کا کوئی فرد مضطرب ہو۔ اور انہیں چین آجائے۔ وہ اس وقت تک آرام نہ فرماتے جب تک کسی فریاد رس کی دادرسی نہ ہو جائے۔

اس رسالے میں اگر گنجائش ہوتی تو اسلام کے سیاسی نظام اور جمہوری وشورائی نظام ہائے حکومت پر مفصل بحث کی جاتی۔ فی الوقت چند اشارات پر ہی اکتفا کیا جا رہا ہے۔

خواص وعوام کے مابین ایک خلاء پیدا ہوتا چلا جاتا ہے جس سے مخالف عناصر فائدہ حاصل کرتے ہیں اسلام معاملات دینوی و دینی، حکومت وسیاست میں راست بازی کی تعلیم دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ حکام و عاملین خود کو قوم کا خادم و ملازم سمجھیں اور یہ خیال کریں کہ ان پر خدا اور مملکت کی طرف سے یہ لازم کیا گیا ہے کہ عوام کے ساتھ حسن تعلقات کے ساتھ رہیں معاملات میں دیانت داری عدل وانصاف کریں رشوت ستانی اقربا پروری مکر وفریب سے محترز ہوں۔ غلط وعدوں پر ضرورت مندوں کو نہ الجھائیں۔ عوام کی خدمت جس قدر اور جتنی ان کے سپرد کی گئی ہے اسے صداقت وسچائی کے ساتھ انجام دیں۔ ادنیٰ واعلیٰ کے ساتھ ان کا برتاؤ وہ ہو جو اسلام نے تعلیم کیا ہے وہ یہ سمجھیں کہ ہم قوم کا ایک جزو ہیں نہ قوم ہم سے علیحدہ ہے نہ ہم اس سے جدا اس کا دکھ درد ہماری مصیبت ہے۔ بڑی حد تک قوم کی اصلاح ملازمین وعمال پر منحصر ہے۔ اگر وہ بہتر اخلاق کو اپنا شعار زندگی بنائیں گے اور ضرورت مندوں، پریشان حالوں کی اعانت ودستگیری کریں گے تو قوم کے افراد کے قلوب کی گہرائیوں میں ان کا مقام ہوگا۔

غور کرو ہمارے وہ خلفائے کرام جو دراصل اسلام کے ستون تھے اور آج کی طرح ہزاروں کی تنخواہیں نہ پاتے تھے بلکہ معمولی سا گزارہ لیتے تھے شبانہ روز خدمت خلق میں وقف رہتے اور ہر ہفتہ جمعہ کے خطبہ میں قوم سے کہتے کہ ہمیں ہماری غلطی سے آگاہ کرو وہ معترض ونقد وتبصرہ کرنے والوں سے خوش ہوتے اور خدا کا شکر ادا کرتے کہ آج ہماری قوم میں ایسے افراد موجود ہیں جو ہمیں ہماری لغزشوں سے آگاہ کرتے ہیں پھر راتوں کی عبادت کے بعد دعائیں مانگتے کہ خدا تو ہمیں توفیق دے کہ ہم وہ کام کریں جس سے قوم خوش ہو اور حقوق العباد ادا کریں۔ پس قوم کی خدمت کرنا دراصل حقوق العباد کا ادا کرنا ہے۔ حقوق اللہ میں اگر کمی ہو جائے تو خدا معاف کرنے کا مجاز ہے، لیکن حقوق العباد کو اس وقت تک معاف نہیں کیا جائے گا جب تک بندے ہی معاف نہ کریں ——— ہماری ہاں تو خدمت قومی آپس کا دنگل بن گئی ہے۔ باہمی لڑائیوں سے اتنی فرصت کہاں کہ عوام سے ربط قائم ہو کبھی جو اصول بنیادی حیثیت رکھتے تھے انہیں توڑنا اور اپنی راؤں سے تبدیل کر دینا آسان کام ہے۔

الغرض مذہب اور سیاست ایک ایسا عنوان ہے جسے جدا نہیں کیا جا سکتا اگر اسلام سے سیاست کو جدا کیا گیا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اسلام کے جسم کو بے روح کر دیا جائے۔ اسلام آیا ہی اس لئے کہ اس کا غلبہ ہو احکام قرآنی دنیا میں نافذ ہوں۔ خدائی ارشادت کے ماتحت نظام عالم چلایا جائے ظلم وعدوان کو دور کیا جائے۔

Marfat.com

قرآن حکیم نے دنیا کے سامنے جو عظیم الشان سیاست پیش کی اس کی بنیاد عدل وانصاف پر ہے۔ انسان کی ناجائز خواہشات شیطان خیالات کافرانہ قوانین کے بتوں کو توڑ کر قوانین الٰہیہ کا اجراء صرف اسی وقت ممکن ہے جبکہ اسلام کے پاس اس کی اپنی حکومت ہو اور اسلامی حکومت وہی ہو سکتی ہے جس کی دفعات قانونی کتاب وسنت کے مطابق ہوں۔ اس کے عمال وعوام قرآن مجید، احادیث نبویؐ کے مقرر کردہ اصول سیاست کو اپنی زندگی کا جزو بنائیں، قائدین ماضی میں جو کچھ کہہ چکے دنیا کو جس مقصد کی دعوت دے چکے اسے یاد کریں عوام کے احساسات وخواہشات کا صحیح اندازہ لگائیں اور ایسے اقدامات ہرگز نہ کریں جن سے عوام میں بددلی پیدا ہونا بلکہ وہ اس کی کوشش کریں کہ ایسے مواقع بہم پہنچاتے رہیں جن سے ان کے اور عوام کے مابین ربط قائم رہے وہ ان کے دکھ درد میں شریک ہوں اور احکام اسلام کی بجا آوری میں ساعی ہوں۔ کم ازکم ہر ہفتہ جمعہ کی نماز میں عوام کے ساتھ شامل ہوں انہیں اپنے خیالات سے مستفید کریں اور ان کے جذبات و ضروریات سے خود باخبر ہوں۔

حقیقت حال یہ ہے کہ موجودہ دور کی جمہوریت ہو یا ڈکٹیٹر شپ ان تحریکات میں اسلامی شان کہیں بھی نہیں بلکہ انگریزوں نے ایک صدی کے اندر پہلے تو مجاہدین اسلام کا گلا گھونٹا۔ عام و خاص مسلمانوں علماء اور دیندار طبقہ جات کو مظالم کا شکار کیا آہستہ آہستہ زمانہ کے تغیرات کے ساتھ ساتھ ان کا طرز حکومت بدلتا گیا۔ اور ان کے سیاسی رجحانات اسلامیات دوسروں کے خیالات پر حاوی ہوتے چلے گئے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ انگریزوں کی قائم کردہ جمہوریت کو بعض علم سے تہی لوگ اسلامی جمہوریت کہنے لگے۔ ہمارے خیال میں نہ انگریزوں کی قائم کردہ جمہوریت کو اسلامی جمہوریت کہا جاتا ہے نہ انفرادیت اور ڈکٹیٹر شپ کو مذہبی مانا جا سکتا ہے، جو لوگ جمہوریت کے قائل ہو کر لوگوں کی آزادی پر ڈاکہ ڈالیں۔ جابرانہ قوانین کو کالا قانون کہنے والے خود ظالمانہ قوانین جاری کریں کیا یہ جمہوریت ہے؟

پاکستان کی تحریک میں شریک ہونے والے وہ مخلص علماء جنہوں نے کسی وقت نہ اپنی وزارتوں کا مطالبہ کیا اور نہ عہدے حاصل کرنے کی کوششیں کیں، وہ تحریک پاکستان کی حمایت میں ہر قسم کی پریشانیاں اٹھانے کے باوجود اپنی مملکت پاکستان کا دستور و قانون ایسا چاہتے ہیں جو کتاب وسنت اور احکام فقہی کے مطابق ہو۔ چنانچہ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان ۱۹۵۰ء سے لے کر اس وقت تک برابر اسی کی سعی کرتی رہی اور اپنی سالانہ کانفرنسوں میں منجملہ اور مطالبات کے سب سے بڑا مطالبہ یہی رہا کہ پاکستان کا دستور کتاب وسنت اور احکام فقہی کے مطابق بنایا جائے ملک میں ایک وزارتِ دینی بنائی جائے جو قوانین کو اسلام کے مطابق بنائے اور یہی وزارت ملک کے اندر اسلامی قوانین پر عمل کرائے، مساجد مکاتب عورتوں مردوں کے حقوق باہمی اور وراثت کے مسائل کا فیصلہ کرے یا کوئی اسلامی کونسل قائم کی جائے۔

زکوٰۃ

فرائض وارکان اسلام میں اگرچہ ہر فرض بذاتِ خود اپنے اندر جامعیت رکھتا ہے لیکن زکوٰۃ ایک ایسا رکن ہے جس پر عمل کر کے ان نازک اور پیچیدہ مسائل کو جن کی وجہ سے قتل وغارت گری تباہی وبربادی ہو رہی ہے حل کیا جا سکتا ہے۔ آج امارت، غربت، دولت کی مساوی تقسیم سرمایہ داری، غیر سرمایہ داری کے مابین جنگ عظیم برپا ہے، زکوٰۃ ان سب کا علاج کر سکتی ہے۔

اسلام امیروں غریبوں سب کے لئے جامع ہدایات رکھتا ہے وہ یہ نہیں چاہتا کہ دنیا پر غربت وافلاس طاری رہے یا انسانوں کو فقیر وسائل بنا دیا جائے۔ غریبوں کی خودداری مٹا کر کاسۂ گدائی یا دریوزہ گری کی عادت ڈالی جائے بلکہ اسلام صاف صاف الفاظ

Marfat.com

میں: ''وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ'' فرما کر ہر فرد پر کسب اور محنت لازم کرتا ہے۔ اسلام حکم دیتا ہے کہ انسان صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائے۔

چونکہ صلاحیتیں مختلف ہیں طبیعتیں جداگانہ ہیں ایک وہ ہے جو اپنی ذہنی وفکری قوتوں سے بہت کچھ حاصل کر لیتا ہے۔ دوسرا شبانہ روز محنت شاقہ عقل وفہم کے مطابق سعی پیہم کرتا ہے لیکن اتنا حاصل نہیں کر سکتا۔ پس یہ مسئلہ کہ دولت میں مساوی تقسیم ہو نہ فطرتاً صحیح ہے نہ عقلاً۔ جس طرح زندگی کے شعبہ جات میں ہم دیکھتے ہیں ایک حاکم ہے دوسرا محکوم۔ ایک عالم ہے دوسرا جاہل۔ ایک بہترین صناع اور اختراعات وایجادات کا موجد ہے دوسرا مزدور۔ جب ہر انسان صلاحیت وقابلیت کے لحاظ سے مختلف ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ہر شخص دولت مند ہو جائے یا ہر شخص غریب ہی ہو اگر کچھ غریب ہوں گے کچھ امیر۔ اسی طرح دولت وسرمایہ بعض کے پاس زائد ہوگا۔ بعض کے پاس کم۔

اسلام نے سرمایہ دار اور غریب دونوں کے لئے جدا جدا قوانین پیش فرمائے۔ یعنی سرمایہ جمع کرنا برا نہیں اسلام اس کی اجازت دیتا ہے کہ ہر شخص محنت سے روزی کمائے دولت وسرمایہ جمع کرے سرمایہ جمع کرنے میں اسلام نے تاکید فرمائی کہ مکر۔ دغا۔ ظلم وجبر سے دولت جمع نہ کی جائے اگر ایک شخص تجارت کرے اس کا فرض ہے کہ خریداروں سے مناسب نفع لے۔ بلیک مارکیٹ، چور بازاری، مکر وفریب سے قطعاً محترز رہے۔

ہر تاجر صدق مقال اکل حلال کو اپنی زندگی کا جزو بنائے، یہ نہ ہو کہ دغابازی وچالبازی سے اس کی کوشش کرے کہ رذیل اشیاء عمدہ سامان کے ساتھ ملا کر فروخت کرے، خریداروں کے ساتھ حسن معاملات سے پیش آئے۔ غریبوں کے لئے اس کی دولت وقف رہے غربا اور ضرورت مندوں کی مصیبت میں کام آئے ان کی تکالیف دور کرنے میں ہر وقت آمادہ رہے۔ غریبوں، مزدوروں سے جو کام لیا جائے معاہدہ وقرارداد سے زائد بار نہ ڈالا جائے جس قدر اُجرت فریقین میں طے پا گئی ہے وہ وقت پر ادا کی جائے اسلامی احکام میں یہاں تک تاکید کی گئی ہے کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے قبل اجرت دی جائے۔ آج کل کے سرمایہ دارانہ نظام میں ہو یہ رہا ہے کہ سرمایہ دار اور جاگیردار خود عیاشیاں کرتے ہیں اپنے محلات شاہی بناتے ہیں وہ غریبوں مزدوروں کے پسینے اور خون سے زیادہ سے زیادہ نفع اندوزی کرتے ہیں۔ غریبوں کے حقوق ادا نہیں کرتے وہ اگر محلوں میں بھی رہیں تو غریبوں کی رہائش وقیام کے لئے بھی ہر ممکن سہولتیں بہم پہنچائیں ان کی تکالیف دور کرنے کا انتظام کریں ان کی زندگی ومستقبل کو بہتر بنانے پر اپنی دولت وقتاً فوقتاً خرچ کرتے رہیں یہ نہ ہو کہ غریب کاشت کاروں مزدوروں پریشان حال غریبوں سے محنت شاقہ لیں اور ان کی ضروریات کی طرف آنکھیں بند کر لیں۔

یہ بات کسی طرح روا نہیں کہ ان کے ساتھ بہیمانہ سلوک کیا جائے انہیں ذلیل وخوار سمجھا جائے، بے آبروئی کی جائے، بیگار لی جائے انہیں انسانی حقوق سے محروم کر دیا جائے بلکہ جس طرح اپنی اولاد کے لئے تعلیم وتربیت کا نظم کیا جاتا ہے اسی طرح کاشتکاروں مزدوروں کے بچوں کی تعلیمی ضروریات کے تمام انتظامات مکمل کئے جائیں ان کی عزت وآبرو کو اپنی عزت سمجھا جائے۔ بجائے سخت گیری کے نرمی کی جائے جہاں خود زیادہ سے زیادہ سرمایہ یا نفع حاصل کرتے ہیں، انہیں مناسب ومعقول اجرتیں دیں ان کے جائز مطالبات کو پورا کریں۔

یہ ہے وہ طریقہ کار جو اسلام نے مقرر فرمایا اب رہا یہ مسئلہ کہ نفس سرمایہ داری جائز ہے یا نہیں۔ اسلام نفس سرمایہ حاصل کرنے کی ممانعت نہیں کرتا وہ ہر انسان کو حق دیتا ہے کہ تجارت وکسب کے ذریعہ جس قدر دولت پیدا کرنا چاہے کر سکتا ہے، اگر ایک سرمایہ دار اپنا پیسہ خرچ کر کے جاگیر یا علاقہ خرید کر مالکانہ قبضہ کرنا چاہے اسے حق ہے، ایک دولت مند اگر کارخانے کھولے مشینیں لگائے

Marfat.com

بلاشبہ اسے محروم نہیں رکھا جائے گا جس طرح مزدور کاشت کار کو اس کا حق ہے کہ وہ محنت و مزدوری کر کے سرمایہ حاصل کرے دولت مند کو بھی حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی دولت و سرمایہ سے تجارت و کاروبار کو بڑھائے۔ اسلام نفس سرمایہ داری کا مخالف نہیں البتہ وہ سرمایہ پرستی کا قلع قمع کرتا ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے سرمایہ و دولت کا جائز طریقہ سے حاصل کرنا ممنوع نہیں یہ امر کہ سرمایہ دار کی اس دولت و مملوکات کو جو یا تو اس نے اپنے دست و بازو کی محنت وقوت سے حاصل کیں یا اسے ترکہ و وراثت میں حاصل ہوئیں یا بطور انعام و حسن خدمت میں، جب وہ ان کا مالک ہو گیا تو اس کی دولت جاگیرات و اشیاء کو اس کے قبضہ سے نکال کر قومی ملکیت بنا دیا یا نیشنلائز کرنا کسی طرح جائز نہیں شریعت میں کسی کی ملکیت کو جبراً مالک و وارث کے قبضہ سے نکال کر غیر وارث کو دے دینا غصب ہے جس کا کسی بھی سلطنت و حکومت کو حق حاصل نہیں، اگر تمام انسان یکساں صلاحیتوں کے مالک نہیں ہو سکتے اور ان سب کی جدا جدا استعدادیں ہیں تو لامحالہ ہر انسان اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے دولت و سرمایہ حاصل کرے گا اگر ہر انسان کو حکومت و سلطنت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ قابلیت کے معیار پر اسے حصہ ملے گا تو پھر دولت کی مساوی تقسیم کس طرح ہو سکتی ہے، یہ عقلاً دونوں طرح غلط ہے فرق مراتب بہر طور قائم رہے گا۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ غریبوں کے عام انسانی حقوق اگر پامال کئے جا رہے ہوں ان پر جبر و تشدد کیا جا رہا ہو سرمایہ دار غریبوں، مزدوروں، کاشتکاروں سے وہ کام لے رہے ہوں جو انسانیت کے خلاف ہیں یا جن سے ان کی انسانیت تباہ ہو جائے بلاشبہ ان زیادتیوں کو دفع کیا جائے۔ شدائد و مظالم کرنے والوں کو قوانین کے ذریعے روکا جائے، لیکن کسی کے قبضہ و ملکیت کو باطل کرنا مالکانہ حیثیت کو ختم کر دینا قطعاً غیر صحیح ہے۔

اگر کسی بادشاہ و سلطان یا حکومت نے کسی شخص یا افراد کو کوئی علاقہ مخصوص شرائط کے لئے دیا ہے اور وہ شرائط پوری نہیں ہو رہی ہیں یا مالک و قابض اپنی عیاشیوں میں دولت برباد کر رہا ہے اسلام حکم دے گا کہ اس کی ان مکروہات کو روکا جائے لیکن نفس تملیک کو باطل نہیں کیا جائے گا۔

الغرض زکوٰۃ امارت و غربت کا بہترین علاج ہے آج اگر زکوٰۃ و صدقات کی تنظیم ہو اور صحیح نظام کے ساتھ غریبوں کی ضروریات کے لئے زکوٰۃ و صدقات وصول کئے جائیں اور ان کا مصرف معقول تجویز کیا جائے تو تمام پیچیدہ مسائل باآسانی حل ہو سکتی ہیں۔

اسلام ہر شخص کو کسب حلال کا حکم کرتا ہے پھر بھی ایسے بکثرت افراد ہوں گے جن کا کوئی ذریعہ معاش نہیں وہ اپنی صحت یا بیماریوں اور دوسرے عوارض کے باعث بیکار و محتاج ہیں اسلام نے ایسے غرباء پریشاں حالوں محتاجوں کو سرمایہ داروں کی دولت کے ایک حصہ کا مالک و مستحق قرار دیا جسے شرعی اصطلاح میں زکوٰۃ کہتے ہیں جو اصل سرمایہ پر سال گزرنے کے بعد ڈھائی روپیہ فیصد کے حساب سے وصول کی جائے گی اور یہ خدائی ٹیکس ہر صاحب نصاب سرمایہ دار پر واجب ہے اگر کوئی شخص دینے سے احتراز کرے تو اس کے خلاف مؤثر اقدامات کا حکم کرے۔

زکوٰۃ کی وصولی کا منظم طریقہ: اگرچہ ہر صاحب نصاب سرمایہ دار کو اس کا حق ہے کہ وہ رقم زکوٰۃ کو باختیار خود مستحقین پر صرف کرے لیکن انفرادیت سے تقسیم کی وہ اصل غرض جو اسلام کے سامنے ہے باطل ہو جائے گی۔ اسلام چاہتا ہے کہ تمام رقوم زکوٰۃ حکومت اسلامی کے بیت المال میں امیر و خلیفہ جمع کرائے اور منظم طریقہ سے غریبوں پر خرچ کیا جائے بیت المال کا قیام اور اس کا صحیح اہتمام و انصرام بغیر امیر کے اگرچہ مشکل ہے پھر بھی اگر ایک مملکت جو آزاد و خود مختار ہو مانا کہ انتخاب امیر نہ ہو، لیکن اگر وہ اس نظام کو اپنے ہاتھ میں لے کر اسلام کے صحیح اصول معینہ کے

Marfat.com

ماتحت زکوٰۃ کی وصولی وخرچ کا باقاعدہ انتظام کرے تو بہتر نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

زکوٰۃ کمیٹی:

۱۔ تحریک زکوٰۃ کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے ایک ایسی مؤثر کمیٹی بنائی جائے جس میں مختلف طبقات و معتقدات کے علماء شامل ہوں تا کہ وہ معتقدات مذہب کے مطابق رقوم زکوٰۃ کا تعین اور مالیات کے مصرف وغیرہ کی نگرانی کر سکیں۔

۲۔ کمیٹی میں چند سرمایہ دار اور چند عمال حکومت شامل و رکن ہوں تا کہ تمامی انتظامات کی دیکھ بھال کر سکیں۔

۳۔ یہ کمیٹی علماء کی رائے سے ایک مسودہ قانونی تیار کرے اور اس مسودہ کو مجلس قانون ساز کر کے ہر صاحب نصاب پر زکوٰۃ دینا لازم کرے۔

۴۔ یہ کمیٹی وصولی اور تقسیم کے قواعد اور خاکے ترتیب دے۔

۵۔ یہ کمیٹی سرمایہ داروں کے مالیات و آمدنی کی فہرستیں مرتب کرائے۔

۶۔ کمیٹی کے ارکان اور غریبوں کے مابین روابط مستحکم کئے جائیں ان کے دروازے غریبوں کے لئے کھلے رکھے جائیں تا کہ وہ بغیر کسی دشواری اور صعوبت کے اپنی ضروریات و تکالیف کا اظہار کر سکیں۔

زکوٰۃ دینے کا ایک اصلاحی خاکہ: بجائے اس کے کہ ہر غریب محتاج کو سال میں ایک بار وقتی طور پر نقد رقم دی جائے بہتر ہوگا کہ ''غریبوں کا صنعتی ادارہ'' قائم کیا جائے۔

۱۔ اس ادارہ کے ابتدائی مصارف صنعتی اشیاء کی فراہمی کا انتظام حکومت اپنے ذمہ لے۔ اسی طرح کچھ دنوں کے لئے دیانت دار محنتی عملہ کا نظم بھی حکومت کرے۔

۲۔ جس قدر سرمایہ وصول ہو اس میں سے کم از کم خرچ عاملین کے لئے نکالا جائے (جس کا تعین کمیٹی کرے) باقی تمام سرمایہ راس المال فنڈ کے کھاتہ میں جمع کیا جائے۔

۳۔ اس ادارہ میں مختلف قسم کی صنعتیں قائم کی جائیں جن میں ہر غریب کو شامل کیا جائے۔

۴۔ کام سیکھنے کی حالت میں راس المال سے ایک معینہ رقم دی جائے۔

۵۔ ہر غریب کی رقم اس کے نام پر سرمایہ محفوظ (فکس اکاؤنٹ) میں جمع رہے۔ شادی بیاہ غمی کے مواقع پر حسب ضرورت موقع ایک جزو (جو کمیٹی نے طے کیا ہو) دیا جائے۔

۶۔ اس صنعتی ادارہ کے مالک بھی غریب ہوں گے اور وہی صناع ومزدور بھی۔

۷۔ جس شخص کو کوئی دی جائے گی وہ ادارہ کا رکن ہوگا بغیر رکنیت مکمل کرائے ہوئے رقم کا مستحق نہ ہوگا۔

۸۔ لازم ہوگا کہ سوا محتاج اور اپاہجوں کے ہر غریب ادارہ میں کام کرے۔

۹۔ غریب عورتوں کی فہرستیں بھی ادارہ مرتب کرائے گا اور عورتوں کو یہ ادارہ چرخے کرگھے مشینیں معینہ شرائط کے ماتحت دے گا۔ مشینوں چرخوں کرگھوں سے جو اشیاء مصنوعات تیار ہوں گی ان کے لئے سامان بھی ادارہ فراہم کرے گا۔

۱۰۔ عورتیں جہاں مقیم ہوں گی انہیں وہیں سامان پہنچائے گا۔

۱۱۔ مرد و عورتیں جو سامان تیار کریں وہ ان کے حساب کے کھاتہ میں نام وار درج کیا جائے گا۔

۱۲۔ اس ادارہ کا تمام سامان بازاروں اور دیگر مقامات پر بھیج کر فروخت کرانے کا ہر امکانی انتظام کیا جائے گا۔

۱۳۔ سامان کی تقسیم و نگرانی کے لئے چند دیانت دار اور معتمد

Marfat.com

افراد مقرر کیے جائیں گے۔

۱۴۔ ہر کاری گر و مزدور کو فروخت شدہ اشیاء کی قیمتوں سے روزانہ اخراجات کے لئے ایک معینہ رقم دی جائے گی زر منافع راس المال میں جمع کیا جائے گا۔

۱۵۔ چھوٹے بچوں کے لئے ان کی عمر و بساط کے مطابق کام تجویز ہوں گے۔ اور انہیں بھی محنت کے لحاظ سے مالی حصہ دیا جائے گا۔

۱۶۔ اس ادارہ کے علیحدہ علیحدہ کھاتہ اور ناموار رجسٹر ہوں گے، جن میں اندراجات ہوں گے اسی طرح اشیاء و مصنوعات کی درآمد برآمد درج رجسٹر ہوگی۔

۱۷۔ حکومت کا ایک خاص عملہ حسابات اور کاموں کی جانچ کرے گا اور اس کی نگرانی کرے گا، کہ غریب وصنّاع و مزدور کام کر رہے ہیں یا نہیں جو لوگ عمداً بغیر کسی خاص وجہ کے غیر حاضر ہوں گے انہیں ادارہ سزا دینے کا مجاز ہوگا۔

۱۸۔ اگر ادارہ ترقی کر جائے تو ایک یتیم خانہ اور چند مدارس و مکاتب بھی جاری کرے گا۔

۱۹۔ نادار طلبہ کو ادارہ کی طرف سے تعلیمی وظائف دیئے جائیں گے، لیکن وہ اسی وقت وظیفہ پانے کے مستحق ہوں گے جبکہ تعلیمی اوقات کے علاوہ کچھ نہ کچھ وقت اس ادارہ کے صنعتی کاموں میں صرف کریں۔

۲۰۔ جو طلبہ تعلیم کے ساتھ ساتھ ادارہ میں کام کریں انہیں وظائف کے علاوہ حصے بھی دیئے جائیں گے اور ان کا ادارہ میں مالکانہ حصہ شامل کیا جائے گا۔

۲۱۔ جو لوگ اس ادارہ میں کام کریں گے ان کے لئے لازم ہوگا کہ ادارہ کی مسجد میں نماز باجماعت ادا کریں۔

۲۲۔ ادارہ کے چلانے والے ایسے افراد ہوں گے جنہیں صنعت و حرفت کا تجربہ ہو۔

۲۳۔ ادارہ کا ایک صدر، ایک ناظم، دو نائبین، ایک خزانچی ہوگا۔ منتظمہ کمیٹی کے ارکان کم از کم ۲۱ ہوں گے۔

۲۴۔ انتخابات عہدہ داران و ارکان ۳ سال کے لئے ہوں گے تا کہ ہر عہدہ دار پوری محنت کے ساتھ ادارہ کو چلا سکے اور اس کی قائم کردہ اسکیمیں نتیجہ خیز ہوں۔ اگر کوئی عہدہ دار یا رکن ادارہ کے مقاصد کی خلاف ورزی کرے یا بددیانتی کرے تو اسے کمیٹی علیحدہ کرنے کی مجاز ہوگی۔

۲۵۔ انتخابات محرم کے مہینہ میں بعد عاشورہ ہوا کریں گی۔

۲۶۔ کمیٹی ادارہ کے تفصیل قواعد مرتب کرے گی جو صدر و ناظم کی منظوری اور حکومت کے معین کردہ افراد کے مشورہ کے بعد شائع ہوں گی۔

۲۷۔ حکومت کا فرض ہوگا کہ وہ آنے والے مہاجرین کی جدید فہرستیں اس ادارہ کے پاس بھیجے اور مہاجرین کو مجبور کرے کہ وہ اس ادارہ میں شامل ہوں۔

یہ ایک ابتدائی خاکہ ہے اگر اس نوع پر حکومت اس ادارہ کا قیام عمل میں لا کر کام شروع کرائے تو ایک طرف غریب بھیک کی عادت سے بچ جائیں گے دوسری جانب وہ صنعت و حرفت سے باخبر ہوں گے اور ان میں کمانے کا جذبہ پیدا ہوگا۔

فطرہ چرم قربانی اور دیگر صدقات: ہر صاحب نصاب پر لازم کیا گیا کہ وہ نماز عیدالفطر ادا کرنے سے قبل فطرہ ادا کرے۔ فطرہ کی رقم پاکستانی سکہ سے بارہ آنہ فی کس ہوتی ہے۔

اسی طرح عیدالضحیٰ کے دن قربانی کے گوشت کا ایک حصہ کھالیں یا قیمت غریبوں کو دینا لازم ہے۔ اگر زکوٰۃ کی طرح فطرہ چرم قربانی کو منظم طور پر وصول کر کے غریبوں کے صنعتی ادارہ میں جمع کیا جائے تو اس کا سرمایہ وسیع سے وسیع تر ہوگا۔ اسی طرح ادارہ وقتاً فوقتاً خواص و عوام سے عطایا بھی وصول کر سکے گا اگر اس صنعتی ادارہ کو پوری توجہ سے جاری کیا جائے تو بہت تھوڑے عرصہ میں عوام و

Marfat.com

غریب اپنی پریشان حالیوں کو دور کر کے اپنا مستقبل شاندار بنا سکتے ہیں نیز امارت وغربت کے نا قابل مسائل کو زکوٰۃ کی تنظیم اور اس خاکہ کے ماتحت عمل کرنے سے طے کیا جا سکتا ہے۔

روزہ اور اس کے فوائد و برکات

ہر مومن پر لازم ہے کہ وہ رمضان المبارک میں تیس دن کے روزے رکھے۔ روزہ محض اسی کا نام نہیں کہ صبح سے غروب تک کھانا پینا ترک کر دے بلکہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کے فوائد بے شمار ہیں:۔

۱۔ روزہ دار کا نفس اپنے خالق کی اطاعت خواہشاتِ نفسانی کے ترک کی وجہ سے مہذب ہو جاتا ہے۔

۲۔ روزہ اخلاق کی درستی، عزم و ہمت، فدا کاری، قربانی کے جذبات پیدا کرتا ہے۔

۳۔ روزہ بھوکوں پیاسوں پریشان حال غریبوں کی تکلیف کا احساس کراتا ہے۔

۴۔ روزہ جہادِ نفس کا بہترین معلم ہے۔

۵۔ معالجین متفق ہیں کہ کم خوری صحت انسانی کے لئے بہترین نسخہ وعلاج ہے۔

۶۔ روزہ بہت سے امراضِ جسمانی کو دور کرتا ہے۔

۷۔ روزہ سبق دیتا ہے کہ جس طرح ایک مہینہ کامل خواہشات نفسانی کو ترک کیا اسی طرح محرمات وممنوعات سے ہمیشہ محترز رہنا چاہیے۔

۸۔ انسان عقل کی اطاعت کرتا تھا عقل نے جن امور کو جائز کیا وہ روزہ میں حرام ہو جاتی ہیں۔

۹۔ بی بی سے روزہ میں صحبت کرنا، کھانا پینا عقلاً روا تھا، لیکن روزہ نے ان سب کو حرام کر دیا۔

۱۰۔ روزہ سبق دیتا ہے کہ ہر مومن جہاد کے لئے تیار رہے جہاد کا موقع آ جائے تو جس طرح دن بھر بھوکا پیاسا رہ کر جہادِ نفس کیا اور تمام خواہشاتِ نفس کو ترک کیا میدان جنگ میں بھی بغیر کسی اضطراب کے بخندہ پیشانی تکالیف کا مقابلہ کرے۔

جس طرح رمضان میں دن بھر کے امتحانات کے باوجود رات کو تراویح اور قرآن پاک کی سماعت کرتا تھا ایسے ہی نماز و تلاوت کا عادی رہے۔ شراب۔ زنا۔ جوا۔ فسق و فجور۔ شرک و کفر جیسی بیماریاں جو انسان کی روح کو کمزور کر دیتی ہیں۔ کلیتاً ترک کرے۔ روزہ انسان کی بری عادات کو چھڑا کر خصائل حسنہ کا عادی بناتا ہے اگر مومن حقیقی طور پر روزہ رکھ کر اپنے عادات وجذبات کو درست کرے تو دراصل روزہ اس کی زندگی میں نمایاں انقلاب پیدا کر دے گا۔

غریبوں سے الفت پریشان حالوں کی پیاس و بھوک کی تکالیف سے عملاً آگاہ ہو کر غریبوں کے ساتھ الفت ومحبت پیدا کرے گا۔

روزہ اور اس کا احترام: ماہ رمضان المبارک برکاتِ روحانی کا مخزن ہے اس مہینہ میں جو معمولات مقرر کیے گئے ہیں، ان پر عمل کرنا ہر بڑے چھوٹے کا فرض ہے اس مہینہ میں روزہ اور روزہ داروں کا احترام ضروری قرار دیا گیا۔

جو بیمار وضعیف مسافر ہیں انہیں رخصت دی گئی لیکن اسی کے ساتھ حکم دیا گیا کہ وہ روزہ داروں کے سامنے نہ کھائیں حتیٰ کہ وہ لوگ جو اپنے گھروں میں ہیں اور شرعی حیثیت سے معذور ہیں ان کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ وہ روزہ داروں کا احترام کریں چہ جائیکہ بازاروں، دفتروں، ہوٹلوں میں آزادانہ طور پر کھانا پینا کس طرح پسند ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی مومن روزہ دار بھی موجود نہ ہو تب بھی عام طور پر ماہ رمضان کے دنوں میں غیر مذاہب کے لوگوں کے سامنے کھانا پینا بھی اپنے ایک فریضہ کی توہین کرنا ہے۔ ہوٹلوں، کھانے کی دکانوں پر رسمی طور پر پردے لٹکا کر کھانے پینے کی اجازت دینا

Marfat.com

ایک ایسی غلطی ہے جو لوگوں کو بجائے منع کرنے کے تحریک کرتی ہے۔ آج اگر قانوناً ماہِ صیام میں صبح سے شام تک ہوٹل بند کئے جائیں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ نظام حکومت میں کون سی خدانخواستہ خرابی پیدا ہو جائے گی۔ یہ مہینہ اپنی عظمت وتوقیر کے لحاظ سے سیدالشہود ہے۔ اگر اس کا صحیح احترام بھی ارباب حکومت نہیں کرا سکتے تو آخر مستقبل قریب میں دوسرے بنیادی واساسی مسائل دین میں کیا امید ہوسکتی ہے کہ جذباتِ دین کا احترام کیا جاسکے گا۔ زیادہ سے زیادہ جواب مسافروں کا ہوسکتا ہے اگر حکومت عام طور پر اعلان کردے کہ ماہ صیام میں صبح سے شام تک ہوٹل بندرہیں گے تو ہر مسافر خود ہی اپنا انتظام کرے گا۔

حکومت کا فرض ہے کہ وہ بے حرمتی کرنے والوں کو سزا دینے کی تجاویز مرتب کر کے ان پر عمل کرے حیرت ہے جو لوگ احترام ماہِ صیام پر زور دیں اور لوگوں کو رمضان میں دن کے حصہ میں ہوٹلوں کے اندر جانے سے روکیں ان کو تو مستوجب سزا قرار دیا جائے اور ماہِ صیام سے مذاق اور گستاخی کرنے والوں کے لئے ہمارے ہاں قانون میں کوئی سزا نہیں۔ شراب خانے۔ جوئے خانے۔ زنا کے اڈے آزادی سے ماہِ صیام میں کھلے رہتے ہیں۔

روزہ بداخلاقیاں دور کرنے کے لئے ہے مگر افسوس اس مقدس مہینہ میں مسلمان مکروہات کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ روزہ باہمی محبت بڑھانے کے لئے تھا مگر آج معمولی معمولی باتوں پر کشت وخون ہوتے ہیں۔

روزہ نفسانی خواہشات ولذات ترک کرنے کے لئے تھا مگر روزہ دار سنیما، تھیٹر، قحبہ خانوں کو بھی ترک نہیں کرتے۔ وہ ان محرمات اور لہو ولعب میں رمضان کی مبارک راتیں صرف کرتے ہیں مگر تراویح وعبادت سے بھاگتے ہیں۔ باجے گاجے ہر قسم کے ناچ رنگ اس مہینہ میں جاری رہتے ہیں اگر روزہ دار بری عادتیں ترک نہ کرسکے تو کیا انہوں نے روزہ کا حق ادا کیا ضرورت ہے کہ اس مہینہ میں ملک کے ایک ایک گوشہ میں قرآن کانفرنسیں منعقد کی جائیں، جن میں قرآنی تراجم ومعانی پیش کر کے فلسفہ قرآن پاک سے باخبر کیا جائے۔

اس مہینہ میں خصوصی اہتمام کے ساتھ یوم بدر منا کر مسلمانوں میں روحِ جہاد پیدا کی جائے افسوس ہمارے بااقتدار عناصر وافراد کو دوسرے شعبہ جات پر اوقات صرف کرنے کا موقع ہے، لیکن احکامِ دین کی ترویج کے لئے فرصت نہیں ہر سال انہیں توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ انسدادِ شراب نوشی اور محرمات کی بندش کے لئے قوتِ عمل سے کام لیں۔ چند سطحی بیانات کے علاوہ کوئی مؤثر اقدام نہیں کیا جاتا۔ آج اگر قانون حکومت سے کوئی شخص بغاوت، مخالفت کرے تو اسے سزا دی جائے گی، لیکن خدا اور رسولؐ سے بغاوتیں کی جائیں تو ان کی سزا نہیں۔

حج

حج زندگی میں ایک بار ہر اس مستطیع مسلمان پر فرض ہے جس کے پاس زادِ راہ سفر کے علاوہ اتنا سرمایہ ہو کہ عدم موجودگی میں اس کے اہل وعیال گزارہ کرسکیں۔ ایک حج کے علاوہ دوسرے حج نفلی حج کہلائیں گے ظاہری طور پر منیٰ، عرفات، مزدلفہ کا قیام، رمی جمار، سرمنڈانے، طواف کعبہ، سعی صفا ومروہ وغیرہ کرنے کا نام حج ہے مگر حقیقتاً حج مسلمانانِ عالم کی ایک بین الاقوامی سالانہ کانفرنس ہے جس کے اندر تمام دنیا کے مسلمان شریک ہو کر ایک دوسرے سے تبادلہ خیالات کریں باہمی اخوت ومحبت کا عہد ومیثاق کیا جائے ہر ملک اپنے اپنے یہاں کے حالات پیش کرے۔ ایک متفقہ لائحہ عمل بنایا جائے جس پر تمام ممالک کے مسلمان کاربند ہوں۔

طے کیا جائے کہ جس کسی ملک پر مصیبت آئے تمام ممالک اسلامی اس کی اعانت وامداد کریں گے۔ اسلامی عزت ووقار کی خاطر جسم واحد کی طرح یک جہتی سے کام کریں گے۔

Marfat.com

افسوس آج مجلس اقوام کی رکنیت کو مایہ ناز سمجھا جارہا ہے مگر حج جیسی بین الاقوامی کانفرنس سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا اگر میں یہ کہوں تو غالباً بے جانہ ہوگا کہ دنیائے اسلامی بظاہر آزاد مگر بباطن اسیر فرنگ ہے۔ نہ مجاہدانہ جوش و ولولہ ہے نہ اسلامی جذبۂ عمل نہ اپنی کوئی مختص مذہبی وقومی سیاست ہے۔ بلکہ ہمارے اعضا اغیار و اجانب کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں وہ لڑتے بھی ہیں تو خدا کے لئے نہیں بلکہ دشمنانِ دین کی خاطر، ہماری تمام توجہ کا مرکز اعداء بنے ہوئے ہیں جنہوں نے ماضی و حال میں ہماری بربادیاں کیں۔ مستقبل میں بھی وہ ہمارے درپے آزار رہیں گے۔ وہ اپنی اغراض کے لئے ہمیں لڑاتے ہیں ہماری وجہ سے اپنے آپ کو نقصان نہیں پہنچنے دیتے ان پر اعتماد کرنا توقعات وابستہ رکھنا بدعقلی و حماقت ہے کفار و مشرکین کسی وقت بھی ہمارے دوست نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم دو ایک جگہ نہیں صدہا مقامات پر ان کے ظاہر و باطن کی خبر دے چکا ہے پس انہیں اپنا بنانے میں جو وقت اور دولت صرف کی جارہی ہے اگر اس کی بجائے اجتماع حج پر دماغی طاقتیں صرف کی جائیں، برکات حج سے صحیح استفادہ کیا جائے تو نتائج بہتر سے بہتر پیدا ہوسکتے ہیں۔

حج کے واجبات وارکان کی حکمتیں: ہر حاجی یہ جانتے ہوئے کہ راستہ خطرناک سفر طویل ہے مگر وہ اہل وعیال جائیداد واملاک سرمایہ گھربار عزیز ترین اشیاء کو چھوڑ کر عشق ومحبت سے سرشار ہوکر ارادۂ سفر حج کر دیتا ہے اور متعلقین سے صاف الفاظ میں یوں کہتا ہے: اگر حرمین الشریفین میں موت بھی آجائے تو اس پر ہزار موتیں نثار، زندہ آیا دولت لازوال لے کر آؤں گا۔ مرا تو آغوشِ خداوندی بارگاہِ نبوی میں پہنچ جاؤں گا۔ ہنسی خوشی سب سے رخصت ہوتا ہے۔ احباب واعزا بندرگاہ تک آئے اکثر و بیشتر کی آنکھیں اس لئے اشکبار ہیں کہ ایک یہ خوش نصیب ہے جو دولت دارین حاصل کرنے جارہا ہے۔ ایک ہم ہیں کہ اس سعادت سے محروم۔

کسی کی زبان پر یہ مصرعہ ہے:

ع ”میں بھی یاد رکھنا کوچہ دلدار میں جاکر“

کوئی حسرت ویاس سے کہہ رہا ہے:

اک ہم ہیں کہ ایک ایک کا منہ دیکھ رہے ہیں
اک وہ ہیں کہ دوڑے گئے دیکھ آئے مدینہ

زائرین حرم سب سے رخصت ہوکر جہاز پر کیا چڑھے کہ اب ان کی دنیا ہی بدل گئی جذبات محبت کا ہجوم ہے بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرِیْھَا وَ مُرْسٰھَا کہہ کر روانہ ہوگئے۔ اب ایک ایک لمحہ تصور حرم میں اضطراب کے ساتھ گزر رہا ہے دل کو سنبھالا تو خیال ہوا، در حبیب تک پہنچنے سے پہلے اپنے آپ کو اس قابل بنالیں کہ قدوسین کی انگلیاں نہ اٹھیں، تکبیرات توبہ واستغفار میں وقت گزارا جارہا ہے۔ جدھر دیکھو ایک بحر ذخار ہے اگر سمندر کی ایک موج چاہے جہاز کو اپنی آغوش میں چھپالے مگر ان اللہ والوں کو نہ سمندر کا خوف نہ موجوں کا غم وہ ع ”کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھادیئے ہیں“ کہتے ہوئے چلے جارہے ہیں ہفتے اسی طرح گزر گئے مگر مستانِ عشق کو احساس بھی نہیں ہوا۔

امتیازات کا خاتمہ: پہلا نشانِ منزل محبوب (یلملم) قریب آتے ہی واقفانِ راہ نے مطلع کیا عشاقِ حرم نے لباس عاشقانہ پہننے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اللہ اللہ یہ منظر بھی کس قدر عجیب کتنا دلنشیں پُر تاثیر ہے۔ سب نے امتیازی ملبوسات اتار دیئے غسل کر کے بدن صاف کیا خوشبوئیں لگائیں عاشقانہ کفنیاں پہن لیں۔ نہ شاہ کا پتہ ہے نہ فقیر کا، سب بلاامتیاز اٹھتے بیٹھتے لبیک کے نعرے لگا رہے ہیں۔ یہاں سے سخت امتحانات شروع ہوگئے سر پر چادر ڈال سکتے ہیں نہ تاج شاہی، مچھر کاٹے تو اسے مارنا ممنوع، بی بی ساتھ ہے مگر ہم بستری حرام سرد ہوائیں چل رہی ہیں سر نہیں چھپا سکتے عاشقانِ صادق مردانہ وار ہر امتحان دے رہے ہیں چتون بگڑتی ہے نہ لب پر شکوہ وفریاد تا آنکہ ساحل مطلوب نگا

Marfat.com

کے سامنے آیا دل ہزاروں ہاتھ اچھلنے لگا ہر شخص کی خواہش ہے کہ وہ جلد سے جلد زمین پر قدم رکھے باری باری سب ہی اتر گئے۔

حجاج کے قافلوں کا منظر عجیب ہے موٹروں اونٹوں کی قطاریں ہیں جن کو یہ سواریاں میسر نہ آسکیں وہ پیادہ پا ہی چل کھڑے ہوئے۔

سرزمین حرم کا تاریخی منظر: یہی وہ خطہ ہے جہاں ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد بڑھتی رہی اسی سرزمین پر ایک قافلہ جس میں ایک بزرگ اپنی بی بی معصوم بچہ کو لئے ہوئے وادی غیر ذِی زَرْع میں تشریف لائے بی بی بچہ کو ابتلاو آزمائش کے لئے چھوڑ کر چلے گئے عورت ذات لق دق میدان میں بچہ کو لئے بیٹھی ہے بچہ پر بھوک پیاس کا غلبہ ہے نہ کوئی درخت ہے جس کے سایہ میں بیٹھ جائے نہ پانی ہے جس سے تشنگی بجھائے نہ غذا ہے جسے کھا سکے بچہ نے رونا شروع کیا۔ مامتا والی ماں پانی کی تلاش میں صفا و مروہ کے مابین چکر لگا رہی ہے۔ ادھر خدا کی شان دیکھئے ماں نے واپسی پر دیکھا بچہ کے پیروں تلے چشمہ جاری ہوگیا۔ عابدہ نے سمجھ لیا کہ خدا نے ہم پر فضل کیا ہماری اولاد کو بابرکت کیا۔ ادائے شکر کی غرض سے سربسجدہ ہوگئیں اور یہیں رہنے کا عزم فرمایا۔ چشمہ جاری ہوتے ہی پرندو چرند آنے لگے۔ ریگستان عرب کے رہنے والے وحوش وطیور کو بے آب و گیاہ میدان میں آتے دیکھ کر سمجھ گئے کوئی اُعجوبہ روزگار واقعہ رونما ہوا ہے چنانچہ لوگ ان کے پیچھے پیچھے ہوئے جیسے ہی صفا و مروہ کے قریب پہنچے دیکھا ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے سامنے بچہ لیٹا ہے جس کے پاؤں کے نیچے چشمہ جاری ہے یہیں پرندے جمع ہورہے ہیں۔

عورت کی شکل سے زہد و اتقا نمایاں چہرہ عظمت و برتری کا گواہ ادھر بچہ کی نورانی شکل دلوں کو اپنی طرف متوجہ کررہی تھی ہر آنے والا سمجھ گیا قسمت جاگ گئی یہ خاندان نبوت ہے جس کے تذکرے سنتے چلے آئے ہیں موجودہ نشانیاں گواہ ہیں کہ خدا اس سرزمین کو شرف وعظمت کا مرکز بنانا چاہتا ہے۔ ان سب نے احوال دریافت کئے شافی جوابات پاکر یہ لوگ یہیں مقیم ہوگئے۔ یہ چشمہ زمزم کے نام سے موسوم ہے جو ہر سال لاکھوں عشاق کو سیراب کرتا ہے اور اسی طرح اس کا فیض برابر جاری رہے گا اس کا پانی دنیا کے تمام پانیوں سے زیادہ صاف شفاف پرتاثیر زود ہضم ہے احادیث شریفہ میں اس کے فضائل بکثرت وارد ہیں۔

کعبہ اور اس کا طواف: کعبۃ اللہ اس کوٹھڑی کا نام ہے جسے حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اور آپ کے صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل ذبیح علیہما السلام نے عبادت الٰہی کے لئے تعمیر کیا یہ دونوں پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے اور تعمیر کرتے جس مقام پر عمارت کا سامان رکھ کر قدرے آرام کے لئے بیٹھے اس کا نام مقام ابراہیم ہے جو اس وقت تک ایک حجرہ کی شکل میں موجود ہے جس کے بارہ میں قرآن پاک نے فرمایا: ''مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ آمِنًا''۔

کعبہ کی دیوار میں (حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کے ہمراہ جنت کا ایک پتھر بھی آیا تھا) جسے حجر اسود کہتے ہیں نصب ہے یہی وہ پتھر ہے جس کے نصب کرنے پر حضرت ختم رسالت ارواحنا الفداء صلی اللہ علیہ وسلم کے اوائل عمر شریف میں قبائل عرب کے مابین جنگ عظیم شروع ہوجانے والی تھی مگر حضور انور نے اپنے حسن تدبر سے اس جنگ کو ٹھنڈا کردیا آپ نے فرمایا ''ایک چادر میں حجر اسود کو رکھا جائے قبائل کا ایک ایک نمائندہ چادر کا کونہ پکڑے اور میں حجر اسود کو نصب کردوں۔''

جنگ کے تمام بادل چھٹ گئے کشت وخون بند ہوگیا۔ اس ایک چھوٹے سے واقعہ نے اہل قریش کے قلب میں آپ کی عظمت کو بڑھادیا۔

اس واقعہ میں دنیا کو یہ بھی بتایا گیا بڈھے دادا نے کعبہ کی بنا رکھی، پوتا دست مبارک سے حجر اسود کو نصب کرکے تعمیر کعبہ میں حصہ لے رہا ہے اب جن ہاتھوں سے حجر اسود نصب ہوا ہے وہ کعبہ

Marfat.com

اور حجر اسود کے مراتب کو بڑھا دیں گے۔ انہیں ہاتھوں سے عالم انسانیت کا نظام قائم کیا جائے گا۔ انہیں کے چشم وابرو کی حرکتوں پر کعبہ سارے جہاں کا قبلہ قرار پائے گا۔

چونکہ حضور انور علیہ التحیۃ والثناء نے اس پتھر کو بوسہ دیا اسی لئے عام طور پر لوگ اسے بوسہ دیتے ہیں ورنہ حقیقتاً وہ پتھر ہی ہے جس میں نہ نفع کی طاقت ہے نہ ضرر کی۔

ایک بار حضرت امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''مجھے اچھی طرح علم ہے کہ تو ایک پتھر ہے جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بوسہ نہ دیتا۔''

کعبہ کے اردگرد وہ گول حصہ جس میں حجاج طواف کرتے ہیں مطاف کہلاتا ہے سات چکروں کو طواف کہتے ہیں۔ ہر چکر کی جداگانہ دعائیں ہیں کسی ایک دعا میں بیت اللہ کو مقصود اصلی سمجھ کر اس سے استعانت نہیں کی جاتی بلکہ حجاج ربّ بیت سے ہی طلب کرتے ہیں۔

طواف کا منظر: شاہ وگدا آقا و غلام مصروفِ طواف ہیں لیکن کوئی امتیاز نہیں کر سکتا کہ بادشاہ کون ہے اور فقیر کون، اس وقت سب ہی ایک در کے فقیر ہیں کسی امیر وسلطان کو اس کا حق نہیں کہ خود کو ممتاز کرنے کی غرض سے مطاف خالی کرائے اور دوسروں کو اتنی دیر طواف سے محروم کردے۔

سعی صفا و مروہ: صفا و مروہ کا مختصر ذکر اوپر ہو چکا ہے صفا و مروہ میں سعی حضرت بی بی ہاجرہ کی تقلید میں کی جاتی ہے۔ حضرت بی بی ہاجرہ کی سعی کو خدا نے اس درجہ مقبول فرمایا کہ وہی سعی دنیا کے حاجیوں پر ضروری قرار دی گئی۔

سعی اور طواف میں بعض وقت قدرے زور کے ساتھ ایک خاص انداز میں کندھے اٹھا کر چلنے کا حکم ہے اس میں اشارہ ہے کہ ایک عاشق محبوب کی طلب میں بعض وقت تیزی سے بھاگتا ہے جہاں دیدار ہونے لگا آہستہ آہستہ قدم ڈالنا شروع کرتا ہے۔ بسا اوقات فوجیں کامیابی و کامرانی کے بعد تیز رفتاری سے چلتی ہیں پھر وہی میانہ روی اختیار کرتی ہیں۔ نہ کسی کو دکھاوا ہے نہ نمود و نمائش بلکہ ایک عاشقانہ انداز ہے۔

منیٰ عرفات مزدلفہ کا قیام اور اس کے اسباب: حجاج مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر پہلی بار منیٰ میں مختصر قیام کرتے ہیں وہاں سے عرفات جا کر مصروفِ عبادت ہوتے ہیں عرفات ایک چٹیل میدان حشر کے مشابہ ہے، جہاں سایہ کا نام و نشان نہیں گرمی کی شدت، لو کے جھونکے آفتاب کی تمازت، جمع ہونے والوں میں افراتفری ایسی کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہیں اگر کوئی شخص بچھڑ گیا تو پھر ملنا دشوار۔ غنیمت ہے کہ یہاں جگہ جگہ مطوفین کے خیمے نصب ہوتے ہیں۔ ہر ایک کا نام نمایاں طور پر لکھا ہوتا ہے جسے دیکھ کر بھٹک جانے والے اپنا مقام پہچان لیتے ہیں۔

اگر اہل طریقت یہ کہیں تو کیا بے جا ہے کہ میدانِ حشر میں حضراتِ انبیاءؑ، صحابہ، اہل بیت تابعین اولیاء اللہ اپنے اپنے علم لئے ہوں گے تاکہ لوگ بھٹک نہ جائیں جس طرح میدانِ عرفات میں مطوفین جمع ہونے والوں کو آدابِ عبادت سکھاتے ہیں ضروریات ومہمات کے وقت مدد کرتے ہیں اسی طرح حضراتِ اولیاء اللہ اپنے مریدین کی دستگیری فرمائیں گے۔

غرض عرفات کا قیام ایک شدید امتحان ہے جو فضل خداوندی سے ختم ہوتا ہے۔ دن بھر حاضر رہنے والے خدا کے سامنے توبہ استغفار کرتے ہیں اور میدانِ حشر کا تصور کر کے کانپتے ہیں۔

پہاڑی کا خطبہ: اس پہاڑی پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جس میں مسلمانوں کو درس عظیم

Marfat.com

دیا اور اس خطبہ کی غرض یہ تھی کہ دنیائے اسلامی کے مسلمانوں کو مستقبل میں مہمات دینی وقومی سے آگاہ کرتے ہوئے ہر سال یادگاری نصیحتیں کی جائیں۔ اس خطبہ میں مسلمانوں کا امیر وخلیفہ دعوتِ جہاد دے، اخوت ومحبت باہمی اعانت پر تیار کرے اور ایسے پیغامات دے جو عالم اسلامی کے لئے شاہراہِ عمل کا کام دیں۔

مزدلفہ میں قیام: مزدلفہ کی مسجد مشعر حرام میں جس کا تذکرہ قران پاک میں بھی آیا ہے۔ یہاں حاضر ہوکر مغرب وعشاء ایک ساتھ ادا کی جاتی ہے۔

رات بھی مشعر حرام میں عبادت کرتے ہیں یہیں سے چنے کی برابر کنکریاں چن کر ساتھ لیتے ہیں تاکہ اگلے دن منیٰ میں (ان مقامات پر جہاں شیاطین نے حضرت ابراہیم خلیل کے ساتھ مکر و فریب کرنا چاہا اور آپ نے کنکریوں سے انہیں بھگایا) مارتے ہیں۔ صبح سویرے مزدلفہ سے بعجلت روانہ ہوتے ہیں۔ منیٰ جاتے ہوئے وہ وادی بھی آتی ہے، جہاں شیاطین اپنے گروہ لئے ہوئے جمع تھے حجاج منیٰ پہنچ کر رجماً للشیطان کہتے ہوئے شیاطین کو کنکریاں مارتے ہیں دسویں ذی الحج کو ارکانِ حج ختم ہوتے ہیں اور یہیں قربانیاں ادا کی جاتی ہیں۔

قربانی: اسلام سے قبل دوسری قوموں میں بھی قربانی کا رواج تھا وہ بتوں کے ناموں پر جانور قربان کرتے تھے۔ اسلام نے مشرکانہ صورت تبدیل کر کے ایسے انداز توحید وعشق پر قربانی کی بنیاد قائم کی جو دنیا کے لئے ایک فلسفۂ محبت بن گئی اور عالم انسانیت کو فدا کاری وایثار کا ایک عظیم الشان واقعہ یاد دلاتی ہے۔

واقعۂ قربانی: غور کرو ایک شفیق باپ جس نے اپنے فرزند کو پیار و محبت سے پرورش کیا جو اس کی آغوش کی زینت بنا جس کے اندر محترم ومعظم باپ کی تمام ادائیں موجود جس کا چہرہ حسن وانوار کا مرقع جس کی بات بات میں معصومیت ٹپکتی ایسے مظہر نور کے لئے اس کے والد حضرت سیدنا ابراہیم خلیل علیہ السلام کو خواب میں بتایا گیا اگر ہمیں عزیز رکھتے ہو دعویٰ محبت کرتے ہو تو فرزند کو ہماری راہ میں قربان کرو۔

آپ رویائے شریفہ کو دیکھ کر جیسے ہی بیدار ہوئے عزم و ہمت صبر و استقلال کے ساتھ اس ارشاد کی تعمیل کے لئے تیار ہوگئے چھری تیز کی صاحبزادہ کی طرف تشریف لاکر فرمایا: "اِنِّی اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّی اَذْبَحُکَ"

ادھر باپ جذبہ عاشقی سے سرشار ادھر بیٹا قربان ہونے کے لئے آمادہ باپ کا ارشاد سنتے ہی گردن جھکائی۔ جوش محبت وفدا کاری میں عرض کیا: "یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ"

حضرت خلیل ؑ آستین چڑھا کر، سینہ پر سوار ہوکر بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے لختِ جگر کے گلے پر چھری چلانے لگے۔ والد بزرگوار مصروف ذبح ہیں فرزند گرامی قدر تکبیر عاشقان پڑھ رہا ہے باپ ذبح کرنے پر آمادہ بیٹا ذبح ہونے میں مستعدی دکھا رہا ہے یکا یک حضرت جبرئیل امین ایک دنبہ لے کر حاضر ہوئے اور فرمایا اسے بجائے اسمٰعیل کے ذبح فرمائیں قربانی قبول ہوگئی آپ نے تعمیل ارشاد میں اسے ذبح کیا اس وقت سے یہ سنت ابراہیمی یادگار بن گئی دنیا کو سبق دے گئی کہ رضائے الٰہی کی خاطر جان مال سب کچھ قربان کرنے کے لئے آمادہ رہنا چاہیے۔ اسلام نے اس سنت شریفہ کو باقی رکھا تمام دنیا کے مسلمانوں پر قربانی لازم قرار دی گئی۔

قربانی کا اقتصادی پہلو: قربانی جہاں عزم وہمت فدا کاری کا سبق دیتی ہے وہیں اس کا اقتصادی پہلو بھی ہے قربانی اور ذبیحہ کے جانوروں کا گوشت کھالیں ہڈیاں آنتیں خون وغیرہ ایسی مفید اشیاء ہیں جن سے انسان کی اکثر وبیشتر ضروریات وابستہ ہیں لاکھوں کروڑوں روپیہ کا کاروبار چلتا ہے۔

اگر بھارت کی طرح قربانی وذبیحہ بند کر دیا گیا تو جہاں

Marfat.com

مسلمان ایک طرف اپنے مذہبی شعار سے محروم ہو جائیں گے وہیں ان کی تجارت جو چرم وہڈی غیرہ سے وابستہ ہے ختم ہو جائے گی۔ صنعتی ضروریات علیحدہ بند ہوں گی۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ سب لوگ جوتیاں پہننا چھوڑ دیں اور ضروریاتِ زندگی کے لئے چمڑہ کا استعمال ترک کر دیں۔ ملک میں مویشیوں کی بہتات سے جہاں مکھن دودھ دہی میں اضافہ وہیں اس کا بھی خطرہ ہے کہ یہ غول بیابانی بازاروں، گلیوں میں معرکۂ کارزار گرم نہ کر دے اور کہیں اپنے سینگوں سے بساط سیاست نہ الٹ دے۔

مسلمان جانوروں کی قربانیاں خدا کے نام پر کرتے ہیں جانور کے گوشت کو جزو بدن بناتے ہیں اور جانوروں کے گوشت کو اس مقام پر پہنچاتے ہیں کہ وہ انسان کے جسم کا عضو بن جاتا ہے۔

قربانی اور غریب: اسلام چونکہ غریبوں کی ہر موقع پر پشت پناہی کرتا ہے اس لئے اس نے عید قرباں کے موقع پر لازم کیا کہ ہر صاحبِ نصاب قربانی کا گوشت اور کھالیں غریبوں کو دے تاکہ ان کی ضروریات میں امداد پہنچے۔

حج کی بین الاقوامی حیثیت منیٰ میں قیام کے اسباب:

۱۔ ارکان حج ادا کرنے کے بعد منیٰ میں کئی دن کے قیام کی غرض یہ ہے کہ مسلمانانِ عالم اسلامی مذہبی سیاسی مسائل پر تبادلہ خیالات کر کے ایک متفقہ لائحہ عمل تیار کریں۔

۲۔ توحید و رسالت احکام اسلام کی تبلیغ واشاعت کا عہد و میثاق کیا جائے۔

۳۔ جہاد کے لئے ایک مشترکہ پروگرام بنایا جائے۔

۴۔ طے کیا جائے کہ اگر کسی ملک پر کفار یورش کریں تو تمام ممالک اسلامی اس کی مدد کریں گے۔

۵۔ ایک مستقبل سیاسی و مذہبی پروگرام ترتیب دیا جائے جس کے ماتحت ممالک اسلامی مشترک طور پر اقدامات کریں۔

۶۔ غیر مسلم ممالک کے ساتھ تعلقات کے لئے ایک واضح خاکہ کی ترتیب عمل میں لائی جائے۔

۷۔ اقتصادی وتجارتی کاروبار کے مسودات پر ایک مشترکہ لائحہ عمل تیار کیا جائے کہ غیر مسلم صناعوں، کمپنیوں کو ایسی شرائط پر ٹھیکے دیئے جائیں جن سے مفادات سلطنت اسلامی پر برا اثر نہ ہو اور اقوام غیر ہمارے ممالک میں دخیل نہ ہو جائیں۔

۸۔ اسی طرح سیاسی معاہدات اس نوع کے ہوں جن سے ممالک اسلامی کے سیاسی و مذہبی تجارتی موقف کو نقصان نہ پہنچے۔

۹۔ کسی حالت میں اسلامی اصول کو پامال نہ ہونے دیا جائے اسلامی روایات وخصوصیات باقی رہیں۔

۱۰۔ ہر ملک اپنی حدود میں مذہبی معاشرتی اختیار کرے باشندگان ملک کو اسلامی معاشرت کا پابند بائے محرماتِ شرعی کا کلیتہً استیصال کرے۔

۱۱۔ اگر آپس میں غلط فہمیاں پیدا ہو جائیں تو یہ اختلافات حج کی بین الاقوامی کانفرنس میں باہمی تبادلۂ خیالات سے طے کئے جائیں کسی بھی حالت میں اپنے معاملات کو اغیار و اجانب کی طرف رجوع نہ کیا جائے۔

۱۲۔ اس کانفرنس کی منیٰ میں تشکیل ہو۔

۱۳۔ ہر سال ایک ایک ملک کو موقع دیا جائے گا کہ وہ صدارتی فرائض انجام دے اسی طرح دوسرے عہدوں میں دیہی ستور قائم رکھا جائے۔

۱۴۔ صدر و ناظم سال بھر کے پروگرام مرتب کر کے ممالک اسلامیہ میں کام کریں گے۔

میں نے کئی سال کی حاضری میں اس قسم کے خاکے مرتب کئے مصر وشام وحجاز اور دیگر ممالک کے زعماء سے ان پر مشورہ کیا۔

Marfat.com

خصوصاً حضرت استاذ حسن بناء مصری کو ان مسائل سے بے حد شغف تھا وہ جب تک زندہ رہے ہر سال ان موضوعات کو زیر نظر رکھ کر منیٰ مکہ معظمہ مدینہ طیبہ میں اجتماعات کرتے رہے۔ افسوس کہ شہید مرحوم کے ساتھ یہ تحریک بھی شہید ہوگئی۔

مکہ معظمہ میں منجانب حکومت ایک شاہی دعوت ضرور ہوتی ہے جس میں دنیائے اسلامی کے منتخب افراد مدعو کیے جاتے ہیں۔ ضیافت کے تکلفات سب ہی ہوتے ہیں۔ قدیم اخلاق کے اچھے نمونے ضرور سامنے آتے ہیں، لیکن اتنے بڑے اجتماع میں سوا چند مختصر تقریروں کے سارا وقت شعر و شاعری میں گزار دیا جاتا ہے۔ ایسی کسی ایک تجویز یا لائحہ عمل پر مبادلۂ خیالات نہیں ہوتا جس سے مسلمانانِ عالم کے حالات درست ہوں۔

آخر میں ایک مختصر تقریر سلطان نجد و حجاز فرماتے ہیں جو قبولیت حج کی دعاء پر چند منٹ میں ختم ہو جاتی ہے۔ اس عظیم الشان اجتماع سے جو حقیقی نتائج برآمد ہونے چاہئیں وہ قطعاً فوت ہو جاتے ہیں۔ اس بین الاقوامی کانفرنس کی کامیابی کا بڑی حد تک انحصار حکومت حجاز کی استواری پر ہے اگر وہ متفق ہو کر مواقع پیدا کرے تو یہ تحریک عالم اسلامی میں بہترین نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ ممالک اسلامی ہر سال ایسے اجتماعات کا انعقاد چاہتے ہیں مگر حکومت حجاز عالمگیر اجتماع حج سے عالمگیر پروگرام نہیں بناتی اور نہ دوسروں کو دعوت دیتی ہے۔

عالم اسلامی کا انتشار: بدقسمتی سے ممالک اسلامیہ کا اپنا کوئی مشترکہ نظریۂ حیات نہیں اسی لئے وہ مغرب کا شکار ہیں۔ باہمی تباغض و تنافر کی وجہ سے شیرازہ منتشر ہے۔ اغیار فائدہ اٹھا کر ایک کو دوسرے کے خلاف لڑانے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ حیرت ہے کہ عالم اسلامی اپنے سرمایۂ حیات کو مغرب کی نذر کر رہا ہے جسے دیکھو وہ مجلس اقوام کی قیادت قبول کر رہا ہے۔

افسوس جس ملت نے دنیا کی قیادت کی وہ آج اپنے انشقاق وافتراق کی بدولت غیروں کے دامن میں پناہ لے کر اپنا مستقبل تاریک کر رہی ہے، مغربی لعنتیں اختیار کر رہی ہے۔

وطنیت کی بلائے عظیم ہر طرف عام ہے جسے دیکھو وہ وطنیت کے جذبہ سے سرشار ہے۔ عصبیت باہمی رقابت ترقی کر رہی ہے۔ ان تمام تحریکات میں کفر اپنا کام کر رہا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ مسلمانانِ عالم دوسری اقوام اور ممالک غیر سے تجارتی یا سیاسی تعلقات قائم نہ کریں یا مصنوعات و ایجادات سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ بے شک عصر حاضرہ کی ضروریات کے لحاظ سے تعلقات قائم کرنا ضروری ہیں، لیکن یہ کہاں کی دوراندیشی ہے کہ ہم کفار کو اپنی سیاسیات میں اس قدر دخیل کریں کہ ہمارا سیاسی و مذہبی موقف خراب ہو جائے اور مسلمان دنیائے مغرب کے اشارات پر متحرک ہوں وہ جہاں چاہیں ممالک اسلامی کو استعمال کریں۔ اغراض ان کی ہوں اور خون بہیں مسلمانانِ عالم کے۔

شاطرانِ یورپ کے ہاتھوں میں ہماری سیاست تجارت و صنعت ہے ہمارے بازاروں میں مصنوعات غیر ملکی پھیلی ہوئی ہیں۔ دوسروں کی ایجادات و اختراعات سے ہمارے ممالک نے ابھی تک اتنا بھی فائدہ نہیں اٹھایا کہ وہ اپنی اپنی جگہ یورپ کی اختراعات و ایجادات اپنے یہاں قائم کرتے۔

یورپ کے لوگ کہیں تجارت کے بہانے کہیں ٹھیکوں کے ذریعہ ہمارے ممالک میں داخل ہو کر اپنے پیر جما لیتے ہیں۔ وہ عالم اسلامی کو کسی ایک مشترک اور متحد نقطۂ نظر پر نہیں پہنچنے دیتے۔ نہ کسی عالم گیر تحریک کو کامیاب ہونے دیتے ہیں۔

فلسطین کے مسئلہ نے ایک عالمگیر صورت اختیار کی تھی مگر اسے بھی صیہونیت یہودیت کی نذر کر دیا گیا۔ یہ ہے اس دور کی مسلم کش سیاست کا سبق آموز حربہ جس سے ہماری آنکھیں کھلنا چاہئیں تھیں اگرچہ کفار کا یہ طرز عمل نیا نہیں بلکہ وہ آغازِ اسلام سے لے کر اب تک یہی طور و طریقے اختیار کرتے رہے۔

Marfat.com

مبارک تھے وہ جنہوں نے اپنے عزم راسخ عمل پیہم سے کفر کے تمام نقشوں کو خاک میں ملایا۔ دنیا پر مسلمانوں کی سیاست چھائی وہ جہاں بھی گئے اپنے اسلامی تمدن و معاشرت کو ساتھ لے گئے۔ اغیار ہمارے تمدن پر عمل کرنا فخر سمجھتے تھے۔ آج نہ ہمارا کوئی اسلامی تمدن باقی ہے اور نہ اس کی کوشش ہے کہ ہم اپنی روایات و معاشرت کو دنیا میں پھیلائیں بلکہ ہم اپنی تمام تہذیبی و معاشرتی صورتوں کو دوسروں پر قربان کرتے جارہے ہیں۔ یاد رکھو جو قوم اپنی روایات واصول کو چھوڑ دیتی ہے، وہ ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتی ہے۔

حج ہمیں ہر سال سبق دیتا ہے کہ ہم اپنے حالات تبدیل کریں اپنا ایک موقف قائم کریں۔ اسلامی تہذیب و تمدن کو زندہ کریں ہمارے پاس ایک مکمل ضابطہ حیات موجود ہے اسے دنیا میں پھیلائیں۔ ہم میں کا ہر چھوٹا بڑا اس جامع قانون پر عمل پیرا ہو۔

واپسی خانہ کعبہ: مسلمانانِ عالم فریضۂ حج کی ادائیگی طوافِ وداع کے بعد اپنے اپنے ملکوں کی جانب واپسی کا سامان کرتے ہیں۔ جدائی کا وقت عجیب رقت انگیز ہوتا ہے جسے دیکھئے اس پر فراق کے آثار نمایاں ہیں۔

کوئی بیت اللہ کے دروازہ پر رو رہا ہے تو کوئی مقامِ ابراہیم میں فریاد و زاری کر رہا ہے۔ کوئی میزابِ رحمت کے نیچے غلافِ کعبہ سر پر ڈالے ہوئے معروضات پیش کر رہا ہے۔ کوئی حجر اسود کو بار بار بوسے دے رہا ہے۔ کوئی زمزم ڈگڈگا کر پی رہا ہے کہ خدا جانے اب دوبارہ اس کے پینے کا موقع آئے یا نہ آئے۔ طواف کرنے والے طواف پر طواف کر رہے ہیں۔

اسی حالت میں حکم ملتا ہے جاؤ حج قبول ہوا۔ یہاں سے بارگاہِ رسالت نبویؐ میں حاضری دو۔ جو عہد و میثاق کئے ان کی تجدید مدینہ جا کر کرو اس کے دربار میں حاضری دو جس نے کائناتِ عالم کا نقشہ بدل دیا وہ ہمارے تمہارے درمیان واسطہ و ذریعہ ہیں انہیں کی بدولت تمہارے آباؤ اجداد دولت اسلام سے مالا مال ہوئے تم ہمارے رضوان و رحمت کے صرف اسی حالت میں مستحق ہو سکتے ہو جبکہ سید الانبیاء کی اطاعت اور اس کی حیات و سیرت پر عمل کرو۔

یہ راز و نیاز ہو رہے تھے کہ کسی نے پکارا ؎

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

اب ہر شخص مدینہ منورہ کی جانب چلا جا رہا ہے اگرچہ ان میں ایسے بھی ہیں جو حج سے قبل حاضری دے چکے ہیں، لیکن اکثر کا جذبہ یہ ہے ؎

مدینہ جاؤں پھر آؤں مدینہ پھر جاؤں
تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

جہاز کا طویل سفر معلوم بھی نہ ہوا لیکن دیارِ محبوب رب العلمین کے پونے دو سو میل کی مسافت لذتِ وصال کے شوق و ارمان کے باعث کسی طرح ختم نہیں ہوتی ہر شخص چاہتا ہے جلد از جلد حاضر دربار معلیٰ ہو جائے گرتے پڑتے ٹھہرتے ٹھہراتے آستانہ اقدس سامنے آیا بیتاب دل بے چین نگاہیں مچل مچل کر آقائے کونین کے حضور اپنی تمنائیں پوری کر رہی ہیں ہر طرف انوار رحمت برس رہے ہیں۔

ماں کی آغوش میں وہ آرام و راحت نصیب نہ تھی جو بارگاہِ رسالت میں میسر ہے۔ نہ کوئی غم ہے، نہ فکر شاہ و گدا در اقدس کے غلام بنے ہوئے کھڑے ہیں اچھے برے سب ہی حاضر ہیں مگر حضور کی رحمت سب کو گلے لگا رہی ہے۔

مدینہ طیبہ کا قیام آثار شریفہ سے عبرت و نصیحت: مدینہ منورہ کے قیام میں ہر قسم کی دولتیں مل رہی ہیں روحانی تصرفات ہو رہے ہیں۔ قلب و دماغ کی اصلاح، نفوس کا تزکیہ، ایمانوں کی جلا، غرض دین و دنیا کی ہر نعمت و دولت حضور پاک تقسیم فرما رہے ہیں۔ جس طرح عالم ظاہر میں باذن الٰہی عالم کے ایک ایک ذرہ پر

Marfat.com

آپ کو تسلط و اقتدار حاصل تھا۔ آپ جسے جو چاہتے عطا فرماتے اس وقت بھی حیوۃ النبی ہو کر جس کو چاہیں عطا فرما رہے ہیں۔

خوش بخت ہیں وہ آنکھیں جنہیں انوار رسالت دیکھنے کی طاقت ہے خوش نصیب ہیں وہ خالی دامن جن میں سرکار ابد اقرار کی عطا کردہ نعمتیں جمع ہو رہی ہیں۔ یہاں کے قیام میں عالم اسلامی کے افراد شبانہ روز پانچ بار اپنے اس عہد و میثاق کی تجدید کریں جو حرم کعبہ میں کیا گیا تھا۔

بقیع شریف میں حاضر ہو کر زمانہ کی بے ثباتی کا درس لیں۔

آسمان اسلام کے ان ستاروں کو جن کی روشنی تمام عالم میں پھیلی۔ حضرات اہل بیت کے وہ محترم افراد جن کے در کی خاک آج بھی ہر آنکھ کے لئے سرمۂ نور و بصیرت ہے۔ ان کے مزارات شریفہ پر حاضر ہو کر سلام نیاز پیش کریں ان کی انقلاب انگیز زندگی اطاعت نبویؐ کے ایک ایک پہلو کو یاد کریں۔

یہاں سے قبا نکل جائیں اور اسلام کے عہد اول کی یادگار مسجد میں حاضر ہو کر لطف عبادت حاصل کریں۔ مسئلہ ہجرت، انصار و مہاجرین کی اخوت، ایوب انصاریؓ جیسے خوش نصیب صحابی کے مبارک مکان حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے فقر و محنت کے واقعات یاد کریں اپنی ان بیبیوں کے لئے جن کی ہر ادا کافرانہ جن کے طور و طریق اسلام سے بعید ان کی اصلاح و درستی کے لئے یہاں بہت کچھ درس عبرت ملے گا۔ یہیں وہ چکی تھی جسے دست زہراؓ نے چلایا اور جو آج مقفل ہو کر نگاہوں سے اوجھل ہے۔

تاریخ اسلام کے اولین اوراق کا مطالعہ کرتے ہوئے شہدائے احد کی بارگاہوں میں حاضری دیں۔ اگرچہ آج ان سب کی قبور شریفہ کو منہدم کر کے ان کی ظاہری شوکت کو مٹا دیا گیا مگر شہداء کا یہ قطعہ مبارکہ ان کی عظمت و توقیر کی گواہی دے رہا ہے ان کے مزارات پر حاضر ہو کر سبق حاصل کریں کہ ان حضرات نے اسلام کی خاطر کیسی کیسی مصیبتیں جھیلیں۔ حاصل کرنے والے ان سے بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں مانا کہ نشانات مزارات مٹا دیئے گئے مگر وہ آج بھی درجات شہادت پا کر زندہ ہیں دیکھنے والی نگاہیں ان کی زیارت کرتیں اور سننے والے کان ان کے ارشادات سنتے ہیں ان سب کا یہی پیام ہوتا ہے کہ تمہاری دینی و دنیوی ترقی کا انحصار اطاعت نبویؐ پر ہے۔ اے حاضری دینے والو! ہم بھی تمہاری طرح انسان تھے ہم نے عمل پیہم یقین مستحکم اطاعت نبوی سے دنیا کو زیر و زبر کر دیا تم بھی اگر حقیقی ترقی چاہتے ہو تو اس کا واحد طریقہ کتاب و سنت کی پیروی ہے۔

ان سب حضرات کے آستانوں، مسجد قبلتین پر حاضر ہو کر مسجد نبوی میں حاضر ہوئے بارگاہِ صدیقیؓ و فاروقیؓ سے فیوض و برکات حاصل کئے یہ وہ مقدس رفقاء تھے جنہوں نے اپنے آقا کا زندگی میں ساتھ نہ چھوڑا اور یہی ارمان کیا کہ بعد انتقال حضرت سے قرب رہے۔ خدا کے فضل اور مولا کی رحمت سے بالآخر اس عزت سے سرفراز ہوئے اور اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَہ عزت و شرف پاتے رہیں گے۔ یہاں بھی وہی درس ملے گا کہ اگر تم عزت و کامرانی چاہتے ہو تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اطاعت کرو۔

ارشاداتِ عالیات: دربار رسالت میں مانگنے والوں کی ہر وقت بھیڑ لگی رہتی ہے جس نے جو طلب کیا اسے ملا۔ حضار آستانہ جب اپنے خالی دامن بھر چکے حضور پاک نے عالم ارواح میں فرمایا:

"حاضرین! تم جانتے ہو میں نے دنیائے انسانیت پر کیا کیا احسانات کئے کفر و شرک سے نکال کر توحید کا سبق پڑھایا۔ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تمہیں بھائی بھائی بنایا تم بداخلاق تھے تمہارے کردار و عمل کو درست کیا۔ تم خدا ناشناس تھے خدا کا عبادت گزار بنایا۔"

دنیا کے پاس کوئی مکمل ضابطہ حیات نہ تھا میرے ساتھ ایک جامع صحیفہ آیا جس میں ہر دور ہر زمانہ، ہر قوم و ملت کے لئے

Marfat.com

جوابات موجود ہیں۔ میری زندگی میرے ارشادات قرآن کی تفسیر ہیں بلاشبہ میرا آستانہ تم سب کا مرجع ہے ہر شخص میری رحمت سے حصہ پائے گا، تم گنہگار سہی مگر میرے نام لیوا ہو تم مجھ سے دور ہو چکے ہو مگر میری رحمت تمہیں اپنی طرف بلائے گی۔''

مگر سنو! بارگاہِ احدیت کی طرف سے تمہیں میرے پاس اس لئے بھیجا گیا ہے کہ تم اپنے اعمال وکردار کا جائزہ لو جو عہد ربِ کعبہ کے حضور کیا اسے تازہ کرو میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔

تم آج دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں ہو، لیکن تمہاری نہ کوئی وقعت ہے نہ وقار، تمہارا اپنا کوئی مستقل نظریہ حیات نہیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ مسلمانوں کا نظریہ قرآن و حدیث تھا ان کی زندگی قرآن کا نمونہ تھی مگر اب تمہیں ہو کہ کتاب مجید سے تمہیں نفرت ہے۔ تمہاری عبادت دنیا میں ضرب المثل تھی تم تلواروں کے سایہ میں، تیروں کی بارش میں خنجروں کے نیچے سجدۂ عبادت ترک نہ کرتے مگر اب تمہارے اندر ایسے بکثرت ہیں جو عبادت کے تارک ہی نہیں بلکہ عبادت کا مذاق اڑاتے ہیں جب وہ خدا کی یاد سے متنفر اور بعید ہیں تو خدا کو ایسے ناکارہ افراد کی کیا حاجت؟ تم ہی تھے کہ میرے متبعین کے ہاتھوں جام توحید پیا کرتے تمہارے وہ ہونٹ جو کبھی بدر واحد کربلا میں مدنی جام پیتے آج اُمّ الخبائث شراب کی بوتلیں پیتے ہو اور اس کی ترویج میں منہمک ہو۔ میں نے اس لعنت کو دنیا سے مٹایا شرابیوں اور شراب بیچنے والوں کو سخت سے سخت سزائیں دیں مگر آج تمہارے یہاں آزادانہ طور پر یہ شیطانی نجاستیں پھیل رہی ہیں۔

وہ وقت یاد کرو جب تم دنیا کے معلم اور دنیا تمہاری شاگرد تھی آج تم اپنے گھر کی دولت چھوڑ کر دوسروں سے وہ سبق لینے جا رہے ہو جو تمہیں برباد کر دے گا۔ تمہارے پاس قرآن مجید جیسی جامع کتاب موجود مگر تم دنیائے کفر سے بھیک مانگ رہے ہو، تمہارا سر ایک خدا کے سامنے جھکتا تھا آج تمہاری گردنیں کفر وشرک کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ کبھی تم دنیائے کفر وشرک کے ہادی تھے آج کفر وشرک تمہارا قائد ہے۔

تمہارا سب سے بڑا طرۂ امتیاز اسلام تھا مگر آج تم دین سے برگشتہ ہو رہے ہو تم اگر کوئی نیک کام کرتے ہو تو دوسروں کے دکھانے کے لئے۔ تمہاری عبادتیں اس لئے ہیں کہ لوگ تمہیں عابد کہیں۔ حج اس لئے کرتے ہو کہ لوگ حاجی کہیں۔ نہ تمہارے اخلاق صحیح نہ اعمال، میں نے اور میرے متبعین نے ہمہ قسم کی مصیبتیں اٹھا کر لاکھوں میل کا وسیع علاقہ، عظیم الشان حکومتیں تمہارے حوالہ کیں مگر تم نے عیش پرستیوں آپس کے جدال وقتال میں مبتلا ہو کر انہیں کفار کے قبضہ میں دے دیا۔

قرآن و حدیث پر تمہارا عمل تھا اور انہیں کو تم دنیا میں پھیلاتے اسی پر عمل کراتے مگر آج تمہارا عالم یہ ہے کہ تم اپنی ذاتی اغراض حصول جاہ و اعزاز کی خاطر مذہب کا نام لیتے ہو۔ اپنی حکومتوں کو اسلامی حکومتوں سے تعبیر کرتے ہو۔ مگر جب قوانین بناتے ہو تو ایسے جن کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں اور جو کتاب و سنت کے قطعاً منافی ہوں۔ تم حاملین دین کو اپنی ضرورتوں کے وقت مجبور کرتے ہو کہ وہ تمہاری اعانت کریں تمہاری سیاست کو مذہب کا جامہ پہنا کر پیش کریں عوام میں کامیاب بنائیں، لیکن اعزازات وعہدہ جات پانے کے بعد تم حق گو علماء کو ذلیل اور ان کی طاقتوں کو پامال کرتے ہو یا انہیں مجبور کرتے ہو کہ وہ تمہاری بے جا تائید کریں یاد رکھو جو دوسروں کو ذلیل کرتا ہے وہ خود بھی پامال ہوتا ہے۔ عزت وذلت خدا کے ہاتھ میں ہے۔

تم میں سے جو شخص قوم کا امیر و حاکم ہو وہ ملت کا خدمت گزار ہے۔ قوم کو حق ہے کہ اس سے آزادانہ طور پر جب چاہے اپنے حقوق کا مواخذہ واحتساب کرے جو شخص تمہاری غلطی ظاہر کرے، تمہیں نیک مشورے دے یا تنقید کرے وہ تمہارا دوست اور مخلص ہے۔

Marfat.com

تمہارے دروازے دولت مندوں کے لئے کھلے ہیں، مگر تم نے ان غریبوں کے لئے اپنے دروازوں پر حاجب و دربان بٹھا رکھے ہیں جن کے لئے میری یہ دعا تھی: ''اے خدا مجھے غریبوں میں زندہ رکھنا غریبوں میں مارنا، انہیں کے ساتھ حشر کرنا۔''

میں سید المرسلین محبوب رب العلمین ہو کر غریبوں کی عادت کو جاتا تمہارے امراء وسلاطین غرباء کے یہاں جانا کسر شان سمجھتے ہیں تم کفار ومشرکین سے ملنے کا وقت نکال سکتے ہو۔ جام شراب کے دور چلانے بے غیرتی اور بے حیائی کے مظاہروں کا تمہارے پاس وقت ہے مگر غریبوں سے ملنے کی فرصت نہیں۔

میری قوم کے یہی غریب ہیں جن کی بدولت تمہیں اعزاز و مناصب حاصل ہوئے مگر تم وقت نکل جانے پر ان کو ذلیل ورسوا کرتے ہو بے جا شبہات پر بسیر تحقیق حال کئے ہوئے لوگوں کو سزائیں دیتے ہو۔

تم مذہب اور سیاست کو اس لئے جدا کر رہے ہو کہ تمہاری بداعمالیوں پر پردہ پڑا رہے تم قوانین شرعیہ کا نفاذ اس لئے اور فقط اس لئے نہیں چاہتے کہ تمہارے اشغال شیطانی میں فرق آئے گا تم سے لوگ مواخذہ کریں گے۔

تم دوسروں کو سزائیں دیتے ہو اور یہ نہیں چاہتے کہ تمہیں بھی سزادی جائے۔

تم دوسروں کو مخالف اور انتشار پیدا کرنے والا ٹھہرا کر مبتلائے مصائب کرتے ہو مگر تم خود سب سے زیادہ افتراق پیدا کرتے ہو تم اپنے جتھے بنانا چاہتے ہو مگر دوسروں کو موقع نہیں دیتے کہ وہ اپنی جداگانہ تنظیم کریں۔ تم میں نہ خدا پرستی ہے نہ وطن اور اہل وطن کی صحیح محبت تمہارا مقصود تمہارا نفس ہے یہ حالتیں تمہاری تباہیوں کا سامان کریں گی وقت ہے سنبھل جاؤ۔

میں نے عورتوں کو حیا وشرم حجاب و پردہ میں رہنے کا حکم دیا مگر آج تمہاری عورتیں اس درجہ بے حیا ہیں کہ شیطان بھی ان سے شرماتا ہے۔ تم میں نہ جذبۂ عبادت ہے نہ شوقِ جہاد تم لڑتے ہو تو غیروں کی خاطر یا اپنے جاہ وعزت کے لئے سب سے پہلے جہاد نفس کرو، زہد وتقویٰ اختیار کرو پھر جہاد بالسیف اس نیت سے کرو کہ جن ممالک کو اپنے قبضہ میں لاؤ وہاں خدائی احکام وقوانین جاری کرو گے اگر تم کتاب وسنت کے قوانین کے بجائے کافرانہ قوانین جاری کرو گے تو خدائے قہار تمہاری بجائے جس کو چاہے گا تمہارے ملکوں پر قابض کردے گا۔

تخت وتاج، حکومتیں عارضی ہیں آج ایک کے پاس ہیں تو کل دوسرے کے، تم میں سے ہر اک فرد اپنے اعمال کا جائزہ لے کر اصلاح نفس کرے، جو عبادت گزار نہ ہو وہ فریضۂ عبادت ادا کرنے کا عہد کرے۔

زانی زن سے، شرابی شراب سے، چور چوری سے، سود خور سود خوری سے، ظالم اپنے ظلم سے توبہ کرے۔

باہمی محبت کا عہد کرو۔ حقوق العباد ادا کرنا اپنا سب سے بڑا فریضہ سمجھو۔ کفر وشرک پر تکیہ کرنا چھوڑ دو۔

یقین کرو میں اس عالم میں بھی تمہاری حالتوں سے باخبر ہوں جب عمل خیر کرتے ہو تو اس سے خوش ہوتا ہوں۔ جب تمہاری بداعمالیاں سامنے آتی ہیں تو میرا قلب اذیت پاتا ہے۔

میری اطاعت و پیروی کو اپنا شعار زندگی بناؤ۔ رضائے الٰہی کا انحصار میرے اتباع پر ہے۔

تم اگر فوز وفلاح چاہتے ہو، تو اسلام اور دین کو خدا اور فقط خدا کے لئے اختیار کرو یہ نہ ہو کہ آپ کی رقابتوں اور اپنے بچاؤ کی خاطر یا اپنے مستقبل کی ترقیوں کے لئے قوم کو ایک طرف فوز و فلاح کی دعوت دو اور ساتھ ہی ساتھ اپنے اعمال سے شبانہ روز مذہب کا مذاق اڑاؤ۔

اخلاص کے ساتھ کتاب وسنت پر عمل کرو۔

تمہاری تجارت اس وقت تک خدا کے نزدیک محبوب نہیں

Marfat.com

جب تک اس کے اندر دیانت داری نہ ہو۔

اکل حلال صدق مقال تمہاری زندگی کے اصول ہوں۔

جب کسی سے عہد کرو تو اسے پورا کرو، مظلوموں زیردستوں کے ساتھ احسان کرو ہر حالت میں عدل کرو۔ جب تک کامل تحقیق نہ کرو مظلوم کو صفائی کا موقع دو کسی کو سزا نہ دو۔

اپنے اندر عسکری و فوجی جذبہ پیدا کرو۔ تمہاری نمازیں۔ قربانیاں۔ حج۔ زندگی و موت خدا کے لئے ہو۔

اب تم مسجد نبویؐ میں اپنے گناہوں سے توبہ کر کے خدا کے سامنے جھک جاؤ۔ بعد نماز طلبِ مغفرت کرو۔ ہم تمہارے ساتھ آمین کہیں گے۔

عشاق کا معروضہ: حضور والا! آپ کے دربار عالیہ کی عزت و بلندی سے غلام واقف ہیں۔ یہاں کا ادب و احترام کرنا سب پر واجب ہے۔ ہمیں اس کی جرأت کہاں کہ معروضات کر سکیں مگر صرف اتنا عرض کرتے ہیں۔

بے شک ہم گنہگار ہیں بدکردار ہیں روسیاہ ہیں مذہب سے بعید ہیں جیسے بھی ہیں آپ کے ہیں اقراری مجرم ہیں۔ کعبہ سے اسی لئے حاضر ہوئے ہیں کہ معصیتوں کا اقبال و اظہار کر کے آپ کے حضور تائب و نادم ہوں اور حضور کو اپنا وسیلہ بنائیں۔

اے رحمت والے آقا!

ہمیں نہ دیکھ اپنے کرم و مہربانی کو دیکھ۔

''ہم اقرار و عہد کرتے ہیں کہ حضور کے ارشادات عالیات پر عمل کریں گے اگر سرکار لب ہلا دیں، دعا فرما دیں تو ہمارا بیڑا پار ہے۔''

یہ کہہ ہی رہے تھے درِ رحمت کھلا ندا آئی مایوس نہ ہو ہماری رحمت تمہیں اپنے دامن میں لے کر دربار احدیت میں پیش کرنے کے لئے آمادہ ہے مگر دیکھو عہد کے بعد بے وفائی نہ کرنا اپنے اپنے ملکوں میں جا کر برکات حج کو پھیلانا کتاب و سنت پر عمل کرنا فتح و نصرت تمہارے قدم چومے گی ہم تمہاری اعانت کریں گے۔

مدینہ منورہ سے مراجعت: آہ! وہ خطۂ مقدسہ جہاں ملائکہ سبوحین کے گروہ در گروہ ہر روز آسمانوں سے حاضر ہو کر نذرانہ سلام پیش کرتے ہیں، جہاں حضرات انبیاء کرام کی ارواحِ طیبات تشریف لاتی ہیں، جن کے در اقدس پر سلاطین جہاں حضرت اولیاء اللہ سر کے بل حاضر ہو کر معروضات کرتے ہیں جن کے دربار قدس میں حاضری کے لئے حضرت حق لے کر آداب مقرر فرمائے جس کی ہر ساعت نرالی انسان صبح کا سہانا وقت یاد کرتا ہے تو دل بھر آتا ہے نکلنے والا سورج پہلے گنبد خضرائے مقدس پر نچھاور ہوتا ہے تو ماہتاب دربارِ شریفہ سے اکرام و برکات حاصل کرتا ہے۔ مدینہ کی کون سی گھڑی ہے جسے انسان فراموش کر سکتا ہے۔

ہائے مدینہ سے مراجعت کا وقت ایسے کرب و درد اضطراب و پریشانی کا ہوتا ہے کہ بلامبالغہ ماں باپ کے مرنے کا اتنا غم نہیں ہوتا جس قدر روضۂ پاک سے رخصت ہوتے وقت صدمات ہوتے ہیں۔ آنکھیں اشکبار دل بے قرار قلب مضطرب لبوں پر فغاں، ہر ایک اپنی آنکھوں اور گردن کو جہاں تک روضۂ مبارک نظر آتا رہتا ہے اس وقت تک گنبد خضرائے مقدسہ کی جانب سے نہیں موڑتا اور رو رو کر یہی معروضہ کرتا ہے۔

مدینہ جاؤں پھر آؤں مدینہ پھر جاؤں
تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

سرکار ابد قرار روحی الفدا اسے تعلق رکھنے والے اور مشاہدات کی عزت سے سرفراز ہونے والے اچھی طرح واقف ہیں کہ آپ ہر ایک فدائی و عاشق کے آہ و کراہ کو ساعت فرما کر صبر و ضبط کی ہدایت فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

''جہاں بھی رہو گے ہم تم سے قریب رہیں گے تمہاری حرکات و سکنات کا مشاہدہ کریں گے اگر اعمال حسنہ کرو گے۔ ہمیں مسرت ہوگی۔ اگر خدانخواستہ مکروہ و مذموم اعمال و اخلاق اختیار

Marfat.com

کیے۔ ہماری روح کو اذیت پہنچے گی۔ جس طرح ہمارے روضہ پر تمہاری نسبت قائم تھی اور تم سوچتے تھے کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جو ہماری رضا جوئی کے خلاف ہو۔ یہی جذبہ اپنے اپنے وطنوں میں رکھنا۔ عبادات کی مداومت و پابندی ذکر و شغل کی مجلسیں تبلیغ و ہدایت امر بالمعروف نہی عن المنکر کی دعوت تمہاری زندگی کا مستقل معمول رہے۔"

علماء و مشائخ کو ہدایت: ہم نے اب تک عام طور پر خطاب کیا لیکن ہم اب ان سے خطاب کرتے ہیں جو ہمارے مندوب و قائم مقام ہیں جو ایک طرف تو مساجد اللہ میں ہزاروں سینکڑوں بندگانِ خدا سے تعلق رکھتے ہیں اور انہیں ہدایت کرتے ہیں، اور جو قریے قریے شہر شہر جا کر اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں اور دوسری طرف سجادوں اور خانقاہوں میں بیٹھنے والے مرشدین جن کے لاکھوں مریدین و معتقدین ہیں ان میں بہت سے ایسے ہیں جنہیں لوگ اپنے وطنوں میں بھی دیکھتے ہیں اور وہ ہماری پیشی میں حاضر ہوتے ہیں اور ہم سے ہدایات لے کر اپنے اپنے حلقوں میں جا کر کام کرتے ہیں۔

لیکن ایک بڑا حصہ ایسا بھی ہے جس نے وعظ و نصیحت رشد و ہدایت پیری و مریدی کو صرف جلب منفعت کا ذریعہ بنالیا ہے جب کبھی حق و باطل کا مقابلہ ہوتا ہے تو دنیا کمانے والے اپنے گھروں میں چھپے بیٹھے رہتے ہیں حالانکہ خدا کی طرف سے انسانوں کے معلم و ہادی و نگران وہ ہیں جب قوم کے امیر و غریب حاکم و بادشاہ ٹھوکر کھائیں تو ان کا فریضہ ہے کہ اپنی تمام اخلاقی قوتوں کے ساتھ بھٹکنے والوں کو راہِ راست پر لائیں اور اپنا فریضۂ حیات پورا کریں۔

عاملین کے فرائض: ہم نے حکومت کرنے والوں کو اپنے اعمال حیات سے درس دے کر بتا دیا کہ مسلمانوں کے عامل و حاکم کو کرسی سلطنت و عدالت پر بیٹھ کر اپنی تمام امکانی طاقت و قوت نہی عن المنکر اور امر بالمعروف میں صرف کرنا چاہیے اور اسلام قرآن مقدس اور ہمارے فرامین پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

ہر حاکم و عامل کا جائزہ لیتا رہے اپنی غلطیوں میں پشیمان ہو کر بارگاہ احدیت میں تائب ہو کر اقداماتِ خیر پر عمل کرے ان کا طرز عمل امیروں تاجداروں عاملوں کے ساتھ جیسا ہو اس سے کہیں زیادہ بہتر غریبوں ناداروں پریشان حالوں کے ساتھ ہونا چاہیے۔

كُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ "خدا کے دربار میں تم سب رعیت کے بارے میں سوال کیے جاؤ گے۔"

پس امر بالمعروف کرنے والے عالموں اور اے کتابیں پڑھانے والوں اور اے حلقہ جات ذکر کی محفلیں گرم کرنے والوں تمہارے اسلاف نے دنیا بھر میں پیادہ پا چل کر اسلام مقدس کی تبلیغ فرمائی مگر تم اپنے آبا و اجداد کے تبلیغی کاموں کو فراموش کر چکے ہو۔ اٹھو نیند سے بیدار ہو کر چپے چپے پر اسلام کو پھیلا کر ہماری دعائیں حاصل کرو۔

ملازمین کے فرائض: تم میں کے جو ملازمین ہیں وہ اپنے آقاؤں کی رضامندی و خوشنودی تو اس قدر کرتے ہیں کہ کسی وقت کوئی ایسا کام نہیں کرتے جو افسر کی احکام کے خلاف ہو وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے دفتر میں ہماری نگرانی اور دیکھ بھال کرنے والے موجود ہیں، دفاتر کے قوانین و ضابطے میں اگر کوئی کام آئین کے خلاف کیا تو اس کی سزا ملے گی لیکن ان لوگوں کو یاد کرنا چاہیے کہ خدائے قدوس کی طرف سے ہر انسان کے ساتھ نگہبان فرشتے معین ہیں جو اس کی ایک ایک ادا و عمل کو قلمبند کرتے ہیں اور کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کی اعمال ہمارے حضور نہ پیش کیے جاتے ہوں۔

یاد رکھو ہم تو اپنی شانِ رحمت و کرم سے عفو و درگزر کرتے ہیں، لیکن خدائے پاک کے دربار میں ہر عمل کی جزا ملے گی۔

جس خوف و خشیت کا اثر حرمین الشریفین میں ہر حاجی وزائر پر رہتا ہے اس کا عشر عشیر اگر اپنے شہروں، مکانوں، بازاروں اور زندگی گزارنے والے مقامات پر بھی باقی رہے تو بہت سی

Marfat.com

بداعمالیوں کی اصلاح ہوجائے۔

عام مسلمانوں سے خطاب: کیا مکہ اور مدینہ سے لوٹنے والے کے لئے یہ جائز ہے کہ نمازیں ترک کرے، جھوٹ بولے، معاملات میں جھوٹ اور فریب سے کام لے، وعدہ خلافی کرے، حقوق العباد ادا نہ کر۔ ایسے بہت سے ہیں جو دوسروں کے عیب تلاش کر کے بے نقاب کرتے ہیں مگر اپنی تاریک زندگی کی اصلاح کی جانب توجہ نہیں۔

ضرورت ہے کہ تم سب جسم واحد کی طرح زندگی گزارو، ہر ایک کے ساتھ محبت و اخلاق سے پیش آ ؤ پڑوسیوں کے حقوق والدین کی طرح اطاعت گھر والوں کی خدمت اصلاح معاشرہ کی تحریکات میں دلچسپی لیتے رہو، ماں باپ کی اطاعت کرو۔ بڑے چھوٹوں پر رحم کریں اور چھوٹے بڑوں کی عزت و توقیر کریں۔ جو ایسا نہیں کرے گا وہ ہم میں سے نہ ہوگا۔

ہر حاجی اعمال خیر کی عادت ثانیہ بنالے: جس طرح حج کے فرائض و معمولات میں ظاہری طور پر کتنی بھی پابندیاں ہوں انسانی جذبات و خواہشات فنا ہوتی ہوں عقل قدم قدم پر متوحش ہوتی ہو کہ فلاں بات ایسی کیوں ہو رہی ہے۔ کاٹنے والے کیڑوں کو کیوں مارا نہیں جاتا۔ جب حج سے پہلے بہت سے اعمال جائز تھے حج کے زمانہ میں کیوں ناجائز ہوگئے۔ لیکن ہر مؤمن و ایمان دار عقل و شیطان کے چکر سے نکل کر وہی کرتا ہے جو احکام حج ہیں اور روانگی سے واپسی تک ہمہ قسم کی آزمائشوں کو برداشت کرتا ہوا اپنا سفر ختم کرتا ہے۔

حج اور اس کے معمولات پر عمل کروا اور درس دیا گیا کہ جس طرح ہر حاجی ایام حج میں شیطانی قوتوں کے مقابلے میں مستعد رہتا ہے اسی طرح اسے اپنے وطن میں مراجعت کے بعد شیطانی فریب سے دور رہنا چاہیے۔ وہ حج کی واپسی کے بعد اخلاق کا مجسمہ بن جائے، دغا بازی فریب کاری کذب بیانی کی بجائے راست بازی اختیار کی جائے، حق گوئی کو اپنا شعار بنایا جائے۔

جس طرح حج میں گورے کالے شرقی و غربی، حجازی، عراقی، ترکی، شامی، مصری، فقیرانہ لباس پہن کر وحدت کی تسبیح کے دانے بنے ہوئے معمولات ادا کرتے تھے، اپنے اپنے اوطان میں عالم گیر برادری اور اخوت باہمی کے ساتھ کام کریں۔ کیونکہ وہ جسم واحد کے حکم میں ہیں۔ ان کی وحدت ابتداء سے قائم ہے۔ اس کا عالمگیر نظام اور ایک اسلامی بلاک ہے، جس میں بحیثیت مؤمن و مسلم سب کی مصیبت و راحت برابر ہے جس طرح کسی کے جسم کا ایک عضو درد کرتا ہے تو سارا جسم متاثر ہو جاتا ہے، ایسے ہی دنیائے اسلام کے کسی گوشے کے مسلمان کو تکلیف واذیت پہنچے تو وہ تکلیف پورے عالم اسلامی کی تکلیف ہونی چاہیے۔ حج یعنی بین الاقوامی سالانہ اجتماع میں جن معمولات کی مشق کرائی گئی تھی اس میں رضائے مولا کے لئے اولاد تک کی قربانی کا عملی نمونہ سکھایا گیا۔ پس مسلمان اپنے اپنے وطن و شہر میں رہ کر حق و صداقت اسلامی عزت و توقیر، مسلمانوں کی حفاظت و بقا کے لئے متحد و متفق ہو کر اقدامات کریں۔ اسلامی حکومتیں تمام حکومتوں کے مابین اخوت باہمی کے پروگرام پر عملی تدابیر و تجاویز مرتب کر کے ایک دوسرے کو زنجیر اتحاد میں پرونے کی سعی تبلیغ کرتی رہیں۔

اور یہ تمام اسلامی ملک اپنے مرکز کعبۃ اللہ سے وابستہ رہیں یہ مرکز اسلامی دبدبہ و شوکت دین داری و خدا پرستی محبت نبویؐ، عشق مصطفویؐ کا مظہر ہو جس طرح اس کی زمین دنیا جہاں کے لئے مامن ہے، ہر مؤمن و مسلم کے لئے بیرونِ حجاز بھی رحمت و محبت نمونہ پیش کرتی رہے۔ اس کے اندر یہ طاقت ہونی چاہیے کہ پوری دنیائے اسلامی کے نظام کو کتاب و سنت کے مطابق چلاتا رہے اور خود اس کا اپنا کردار و عمل ایک معیاری و مثالی نوعیت کا ہو یعنی اصحاب و اہل بیت اطہار علماء و صوفیہ کا نمونہ ہو۔

Marfat.com

اس مرکز سے ہر اسلامی ملک کو بروقت ہدایات جاتی رہیں۔

اس کے عاملین و نمائندگان ہر ایک ملک میں رہ کر نگرانی کریں کہ وہاں کی حکومت احکامِ الٰہی پر عمل کر رہی ہے یا نہیں۔

محرم شریف سے لے کر تا ذی الحجہ تمام مہینوں میں مسلمانانِ عالم کو ان مہینوں کی رعایت سے احکام دیئے جاتے رہیں۔

آخری گزارش

گزشتہ صفحات میں، میں نے عالم خواب و مکاشفات کی باتیں تھیں جن کے سلسلے کو اور وسیع کرنا تھا مگر ضخامت کتاب بڑھنے کے خوف نے روک دیا۔

ہمارا مقصد تھا کہ اس تالیف میں اسلام کے دوسرے احکام و قوانین کے مضمرات و حقائق پر بحث کروں مگر دوسری تالیف بھی مرتب کرنا ہے اس لئے ان بحثوں کو دوسرے صحبتوں کے لئے ملتوی کرتا ہوں۔ ارادہ یہ بھی ہے کہ فلسفۂ محرمات و ممنوعات بھی تحریر کیا جائے تاکہ ایک باریک بین معلوم کر سکے کہ جس طرح فرائض کے مضمرات ہیں اسی طرح محرمات و ممنوعات کے بھی اسباب و حکمتیں ہیں۔

امید کہ ناظرین کرام اس حقیر تالیف کو بغور مطالعہ فرمائیں گے۔ اگر بشری غلطی ہوگئی ہو تو فقیر کو مطلع فرماویں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی اصلاح کردی جائے۔

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی

صدر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان

ورکن اسلامی مشاورتی کونسل حکومت پاکستان

رجب المرجب ۱۳۸۳ھ

مطابق نومبر ۱۹۶۳ء

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے اپنی پوری زندگی حصول پاکستان کے لیے وقف کی تھی۔ تحریک پاکستان کے مرکزی لیڈروں سے لے کر ادنیٰ کارکنوں تک مولانا کی مخلصانہ اور بے لوث خدمات کے معترف ہیں۔ موصوف فرماتے ہیں ''ہندوستان کے مسلمانوں کی تمام خرابیوں کا واحد حل قیام پاکستان میں مضمر ہے۔ پاکستان دس کروڑ مسلمانوں کی زندگی اور موت کا سوال بن چکا ہے۔ ہم آزادانہ زندگی بسر کرنے کے لیے یا تو پاکستان حاصل کریں گے یا مٹ جائیں گے۔ دوٹوک فیصلہ کی گھڑی آ پہنچی ہے۔ ہم پاکستان کی راہ کے ہر روڑے کو ہٹا دینے کا عزم بالجزم کر چکے ہیں۔'' وزارتی مشن کو تنبیہ کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا ''اگر دس کروڑ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت (مسلم لیگ) کو نظرانداز کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کے نتائج نہایت المناک ہوں گے۔'' (الف۔ محمد جلال الدین قادری: خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس، مکتبہ رضویہ گجرات، ۱۹۷۸ء، ص ۳۱۵)

(ب۔ ہفت روزہ دبدبہ سکندری (رامپور)، ۱۰ مئی ۱۹۴۶ء، ص ۵)

ایک اور موقع پر مولانا بدایونیؒ نے فرمایا ''ہم طے کر چکے ہیں کہ ہندوستان کی سرزمین میں ایک ہی جھنڈا بلند ہوا اور وہ جھنڈا اسلام کا ہے، ہم پاکستان چاہتے ہیں اور پاکستان حاصل کر کے رہیں گے اور پاکستان کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہادیں گے۔''

(ہفت روزہ احوال، کراچی، ۱۶ تا ۲۲ اگست ۱۹۹۰ء، ص ۴۱) (کنزالایمان، لاہور، تحریک پاکستان نمبر، اگست ۱۹۹۵، ص ۱۹۹)

Marfat.com

ایک استقبالیے میں مفتی فلسطین خطاب فرمارہے ہیں۔ ان کے پیچھے مولانا جمیل احمد نعیمی۔ نشست پر مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ، بائیں جانب ایستادہ مولانا عمرالٰہی مٹھائی والے اور آزاد بن حیدر۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

گزارشِ احوال واقعی

تاریخ شاہد ہے کہ پاکستان کا قیام کوئی اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ اس کے پیچھے دوقومی نظریہ کی بنیاد پر برعظیم کے مسلمانوں کی ایک طویل جدوجہد ہے۔اس جُہدِ مسلسل کی قیادت مختلف ادوار میں ملّت کے جیّد رہنما کرتے رہے۔آزادی کی یہ جنگ برعظیم کے گوشہ گوشہ اور نگر نگر میں لڑی گئی۔ یہاں تک کہ ۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء کو قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں مسلمانانِ برعظیم نے اپنی منزل کو پالیا۔ ہمارے اسلاف نے بے شمار قربانیاں دے کر آزادی حاصل کی۔ تحریکِ آزادی کی سیکڑوں شخصیات ابھی تک پردۂ اخفاء میں ہیں اور ان گنت ایسے بھی لوگ ہیں جن کے کارہائے نمایاں تاحال یکجا نہیں کیے گئے۔

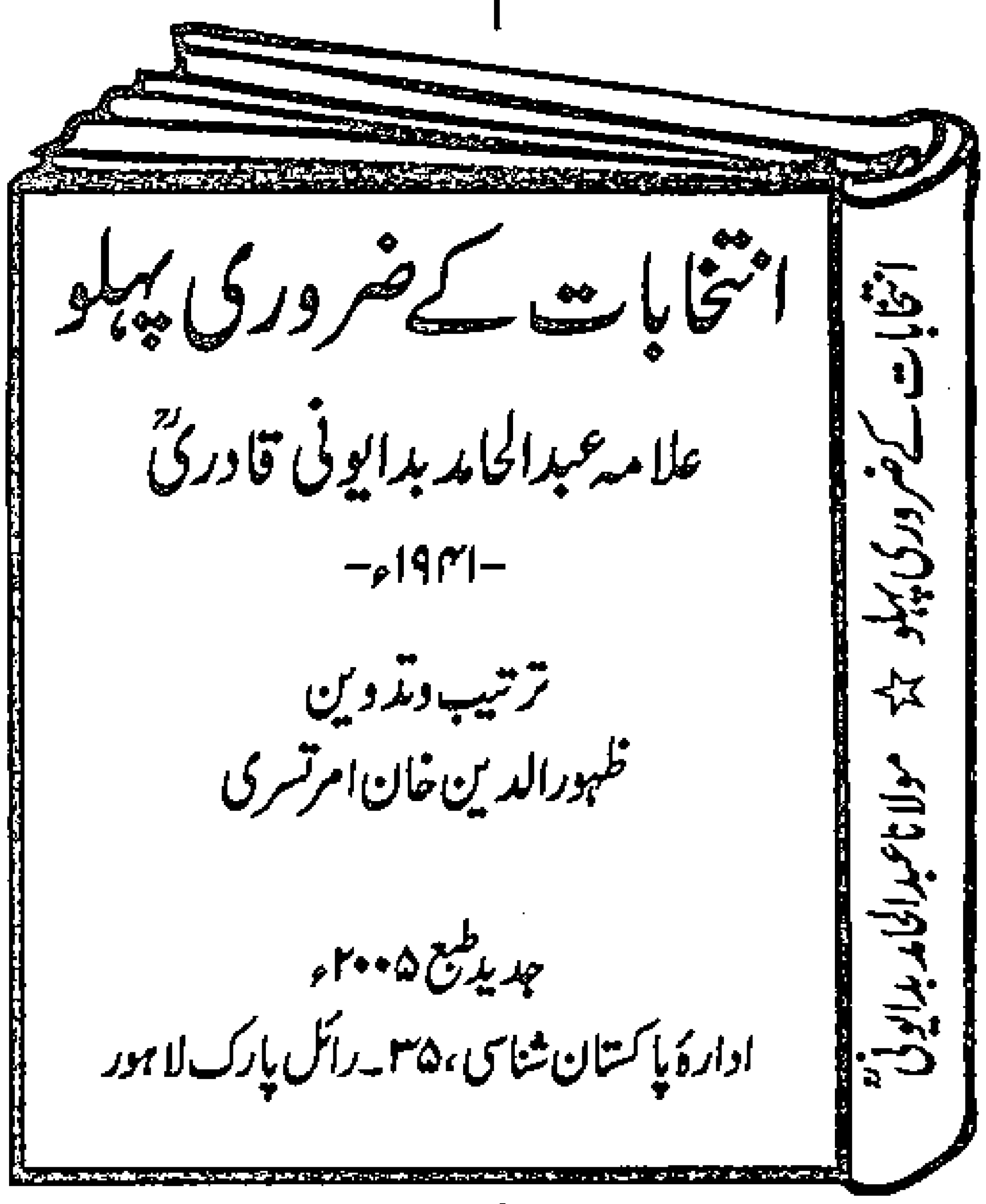

قیامِ پاکستان تاریخ کا کوئی معمولی واقعہ نہیں اور نہ ہی وہ لوگ کچھ کم اہمیت کے حامل ہیں جن کے مجاہدانہ کارناموں سے تحریکِ پاکستان کا قافلہ رواں دواں رہا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی اُن نمایاں ترین سیاسی اور مذہبی راہنماؤں میں سے ہیں جنہوں نے تحریکِ آزادی میں بھرپور حصہ لیا۔ ہم جہاں قومی سطح پہ تحریک قیامِ پاکستان کے مختلف ادوار اور مختلف پہلوؤں پر کوئی قابل قدر کام نہ کر سکے وہیں ''یہ بھی حقیقت ہے کہ علماء کے رول پر کوئی مبسوط اور مخصوص کام ابھی تک نہیں ہوا۔'' (۱) تحریکِ پاکستان کے بعض کارکنان کے خیال میں ''یہ کام مسلم لیگ کو کرنا چاہیے تھا کہ وہ اکابر تحریک پاکستان کے تاریخی کردار سے قوم کو آگاہ کرتی مگر ایسا نہیں ہوسکا جو قابلِ افسوس ہے۔'' چنانچہ آج ہمارے طالب علم ہی کیا کئی استاد بھی تحریکِ پاکستان کا مکمل شعور نہیں رکھتے......اور پروفیسر سید صغیر حسین کے بقول..... تعلیمی اداروں میں اساتذہ اور طلبہ تک وہ نہ رہے جو ہونے چاہئیں تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مقصدیت سے بے بہرہ نسل تیار ہوتی گئی۔ یہ عجیب طرفہ تماشا ہے کہ ہماری نصابی اور غیر نصابی کتب کو تحریکِ آزادی اور تحریکِ پاکستان کے حقیقی مجاہدین و قائدین کے احوال سے بوجوہ محروم رکھا گیا۔

بعض لوگ مسلسل اس کوشش میں ہیں کہ دوقومی نظریہ جو پاکستان کی اساس ہے، اس کا بطلان کیا جائے۔ حالانکہ دوقومی نظریہ حقیقتِ ثابتہ ہے، تحریکِ پاکستان کے جوش اور جذبہ کے پیچھے ''دینی عصبیت'' کارفرما تھی۔ تحریکِ پاکستان کے رہنما ''پاکستان کا مطلب کیا - لا الٰہ الا اللہ'' کا فلک شگاف نعرہ بلند کر رہے تھے۔ اس نعرے نے رنگ، نسل، علاقائیت، لسانی وفرقہ وارانہ اختلاف حرفِ باطل کی طرح مٹا دیئے تھے، لیکن اس نعرے کو عوام تک پہنچانا مسلم لیگ کے چوٹی کے عمائدین کے بس کی بات نہ تھی۔ وہ تو ''صاحب، سَر اور نواب'' تھے اور عوام سے الگ تھلگ رہتے تھے، ان تک ایک عام آدمی کی پہنچ نہ تھی..... یہ علماء ومشائخ ہی تھے جنہوں نے عوام کو باور کرایا کہ مسلم لیگ ''صاحبوں'' کی جماعت نہیں بلکہ یہ ان کی اپنی جماعت ہے جس کی اساس لا الٰہ الا اللہ پر اٹھائی گئی ہے۔ قراردادِ لاہور مولوی ابوالقاسم فضل الحق نے پیش کی تو اس کی تائید کرنے والوں میں مولانا عبدالحامد بدایونی پیش پیش تھے۔ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اگر علماء ومشائخ تحریکِ پاکستان میں شامل نہ ہوتے تو مسلم لیگ عوامی جماعت نہ بنتی اور نہ ہی اس جماعت کا

Marfat.com

پیغام لوگوں کے دلوں میں اتر تا۔'' (۲) چنانچہ وہ قائدین جنہوں نے پشاور سے لے کر راس کماری تک اور کوئٹہ سے لے کر چٹا گانگ تک مسلم بیداری کے لیے بھاگ دوڑ کر کے مسلم انڈیا میں پاکستان کے قیام کو ممکن بنایا اور قائد اعظم کی قیادت میں مسلم امہ کے ادھورے خواب کو شرمندۂ تعبیر کیا، ان میں حضرت بدایونی کا نام بہت نمایاں ہے۔

ایک مفکر کا قول ہے کہ وہ قوم جو اپنے اسلاف کے کارناموں سے بے خبر ہے اس قابل نہیں کہ دنیا میں زندہ رہے۔ بدقسمتی سے ہم ایک ایسی ہی قوم ہیں۔ اپنے محسنین کو ہم نے فراموش کر دیا ہے اور ان کے کارہائے نمایاں کو طاقِ نسیان بنا دیا ہے۔ حد یہ ہے کہ ہم نے بانی پاکستان تک کے فرمودات کو کُلیتاً نظر انداز کر دیا ہے، نتیجہ ظاہر ہے۔ دراصل ۱۹۴۸ء میں قائد اعظم کی وفات کے بعد مسلم لیگی زعماء ذاتی اغراض اور کرسی نشینی کی جنگ میں الجھ گئے اور ارباب بست وکشاد، اقتدار کی حریصانہ کشمکش (ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے) اور اختیار کی رسہ کشی کی تاریخ مرتب کرنے لگے اور مقصد حقیقی سے غافل ہو گئے۔ اصل پاکستان کے خواب کیا تھے اور تعبیر کیا نکلی۔ یہ ایک درد آمیز داستان ہے۔ چونکہ مذکورہ خرابی ہمارے ہاں ابتدا ہی سے در آئی تھی اس لیے تحریکِ پاکستان کے بعض بہی خواہ وقتاً فوقتاً اصلاحِ احوال کی جانب توجہ بھی دلاتے رہے، چنانچہ مجاہدِ تحریکِ پاکستان مولانا عبدالستار خاں نیازی (مرحوم) نے اپنی خود نوشت سوانح ''ہوتا ہے جادہ پیما'' میں اس کا ذکر کیا ہے جس کا یہاں تذکرہ بے جا نہ ہوگا اور بانی پاکستان کی وفات کے بعد کے نظریاتی، اخلاقی، ثقافتی اور سماجی قدروں کے زوال اور (اندرونی) سیاسی خلفشار کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ ''فکری انتشار اور ذہنی طوائف الملوکی کا احساس'' کے عنوان سے مولانا مرحوم لکھتے ہیں کہ:

''جس اجتماعی فساد اور ملّی انتشار کا احساس کرتے ہوئے ہم نے ۱۹۵۰ء میں آل پاکستان مسلم کنونشن کے ذریعے ملک کو ایک مربوط اور مبسوط منشور کے ذریعے وحدتِ فکر کی دعوت دی تھی، سرکاری درباری مسلم لیگ کو اس وقت اس کی اہمیت کا اندازہ نہ ہوا اور بدستور اقتدار کی چھینا جھپٹی اور کرسیوں کی تقسیم میں مگن رہے۔ بالآخر مسلم لیگ کی ہیئتِ انتظامیہ میں مُضمر خرابی میں کارپردازہائے جماعت کو مجبور کر دیا کہ وہ بھی بدلے ہوئے حالات میں قوم کو ایک قابلِ عمل اور مقبول اور پسندیدہ لائحۂ عمل پیش کریں۔ چنانچہ ۲۴-۲۵ نومبر ۱۹۵۶ء کو ہمارے کنونشن کے پورے ساڑھے چھ سال بعد مغربی پاکستان مسلم لیگ کانفرنس کا انعقاد باغ بیرون موچی دروازہ لاہور میں ہوا جس میں صدرِ مجلس استقبالیہ (میاں امیرالدین ۱۸۸۹ء تا ۱۹۸۹ء) نے اپنے خطبۂ استقبالیہ میں اعترافِ شکست کے طور پر کہا کہ: ''اس اہم اور نازک وقت میں ملک کو پھر اس قیادت کی ضرورت ہے جو اسلام کے ملّی تصوّرات اور اس کے اجتماعی نظام سے ہمدردی رکھتی ہو اور نیل کے ساحل سے لے کر کاشغر اور قسطنطنیہ سے کراچی اور انڈونیشیا تک پھیلی ہوئی عالمگیر مُسلم قومیت کی علمبردار اور جس کے عزائم مسلمانوں کی خواہشات اور تخیلات کا عکس اپنے اندر رکھتے ہوں۔ اس قسم کی قیادت کی ضرورت کو مسلم لیگ کے علاوہ اور کوئی جماعت پورا نہیں کرسکتی اور اس کانفرنس کا بھی یہی مقصد ہے کہ مسلم لیگ کس طرح اپنا پرانا مقام اس ملک کے مسلمانوں کی قیادت کے لیے پھر حاصل کرسکتی ہے؟

''یہ سوال جس قدر اہم ہے اُسی قدر مشکل ہے۔ اس کے صحیح جواب کے حصول کے لیے کافی فراخ حوصلگی اور جرأت کی ضرورت ہے۔ ہم کو اگر ایک روشن مستقبل کی بنیاد رکھنی ہے تو اپنے ماضی اور حال پر پوری ہمت اور صداقت کے ساتھ تنقید اور احتساب ناگزیر ہے۔ ہم آج یہاں اس لیے جمع ہیں کہ اپنے ماضی کے ہر اُس گوشہ کو تلاش کریں جو ہماری لغزشوں اور کمزوریوں سے داغدار ہے اور اپنی اور اپنے رہنماؤں کی ہر غلطی اور کمزوری کو ظاہر کریں، جس نے مسلم لیگ کی قیادت سے ملک کو محروم کر دیا۔ اگر آج ہم نے اپنے فرض میں کوتاہی کی اور چند عہدوں کی خاطر رہنماؤں سے خوف کھا کر حق بات کو چھپایا تو یقین کیجیے مسلم لیگ

Marfat.com

اس دلدل سے کبھی نہیں نکل سکتی۔ جس میں خود ہماری کوتاہیوں کی وجہ سے آج پھنس گئی ہے۔(۳)

''جب پاکستان بنا تو زمام کار سنبھالنے والوں میں اکثر ایسے لوگ تھے جو قوم کو اس کی منزل سے دور لے گئے اور'' پاکستان کے قیام کا مقصد پورا کرنے کے لیے کوئی ٹھوس بنیاد فراہم نہ کی۔''(۴)

اوپر کی سطور میں آپ نے سن پچاس اور چھپن کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائی، پھر کیا ہوا، یہ ایک طویل کہانی ہے۔ ''چھینا جھپٹی اور مفاد پرستی'' سے عبارت ہماری قومی تاریخ کا نوحہ لکھنے والے یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں: ''ملک پر مفاد پرستوں کی گرفت شروع ہی میں مضبوط ہو گئی تھی۔ متروکہ جائیداد زہرِ قاتل کی طرح معاشرے میں داخل ہو گئی اور حرص و ہوس کا بازار ایسا گرم ہوا کہ لوگوں کا حلیہ بدل گیا۔ نو دولتیوں، شعبدہ بازوں اور گرہ کٹوں کی بن آئی.... پھر یہ ظاہر ہونے لگا کہ مسلمانوں کا تہذیبی ورثہ وہ نہیں تھا جو تحریکِ پاکستان کے وقت بیان کیا گیا تھا اور اسلامی قدریں وہ نہیں تھیں جن کی تشریح علامہ اقبال اور قائداعظم نے کی تھی۔ گویا ان کی تفسیر قبائلی سرداروں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے پاس تھی اور جو بھی ان کے مفاد کا مخالف تھا وہ قوم و ملک کا مخالف ٹھہرایا گیا۔''(۵)

اور بقول سید سبط الحسن ضیغم .... ''پاکستان میں گزشتہ سالوں سے نکلسن، سنڈیمن، نیپئر، ہسن، گف، کچز اور ایچی سن کے پروردگان کاسہ لیسوں کی اولاد ہی کا راج ہے، جنہوں نے پاکستان کو انتہائی بدترین حالات سے دوچار کر کے ایسی دلدل میں پھنسا دیا ہے کہ ایک بار پھر لوگ مایوس اور پریشان دکھائی دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک بحران سے نکلتے ہیں تو دوسرے میں پھنس جاتے ہیں۔ آزادی کی قدر و قیمت اور اس کا احساس بھی انہی لوگوں کو ہوتا ہے جنہوں نے اس غیر معمولی نعمت کے لیے نسل در نسل خون دیا ہو۔''(۶) .....لیکن ایسا لگتا ہے کہ پاکستان، پاکستان دشمنوں کے لیے بنا ہے اور اس کے بنانے والوں کی اولادوں کا بھی آج پتہ نہیں چلتا۔ کیونکہ بقول سردار عبدالرب نشتر، منزل پر وہ لوگ قابض ہو گئے جو شریکِ سفر ہی نہ تھے۔

مذکورہ طبقہ، جو انگریزوں کے مراعات یافتگان خان بہادر اور سرداروں کی اولاد ہے، نے پاکستان کے لیے کوئی قربانی نہیں دی، لیکن حکمرانی کو اپنا دائمی حق سمجھتا ہے۔ آزادی یقیناً ایک بڑی نعمت ہے مگر انہوں نے بتدریج اس کی آزادی کو اقتصادی غلامی میں بدل دیا ہے۔ آج ملکی معیشت کا مسئلہ ہر خاص و عام کے لیے سوہانِ روح بنا ہوا ہے کہ آئندہ کی نسلیں بھی قرضوں کی لپیٹ میں جکڑ دی گئی ہیں .....اگر ایک طرف عام آدمی ہے جو فلاکت زدہ خستہ حال اور دو وقت کی نانِ جویں کا محتاج ہے تو دوسری جانب حکمران اور ان کے بھائی بند (سرمایہ دار اور جاگیردار) اللّے تللّے کر کے عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہیں لیکن بے کس، ناچار، مفلس و نادار عوام کو مجبور کر دیا گیا ہے کہ وہ بیروزگاری کو اپنی قسمت سمجھیں، اس غربت، بھوک، افلاس اور بیماری کو ہی اپنا مقدر تسلیم کر کے اس نظامِ زر کے تابع ہو جائیں۔ پچھلے ستاون (۵۷) سال سے یہ عمل جاری ہے۔''(۷) ......لیکن یہاں ہمیں اس بات کی بھی قطعاً کوئی پروا نہیں کہ سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام کے بارے میں بانی پاکستان کے خیالات کیا ہیں یا پھر انہوں نے لاکھوں غریب غرباء اور مسکینوں کے افلاس کو دور کرنے کے لیے کیا کہا ہے؟ ......اس مسئلہ کو وہ کس قدر اہمیت دیتے تھے اور اسلام کے معاشی نظام کو وہ کتنا مقدم سمجھتے تھے۔ چنانچہ آل انڈیا مسلم لیگ کے تیسویں (۳۰) سالانہ اجلاس منعقدہ دہلی ۲۴ اپریل ۱۹۴۳ء میں قائداعظم اپنے صدارتی خطبہ میں مسلمان سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو انہیں اپنے فرائض سے تغافل پر متنبہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''یہاں میں ان زمینداروں اور سرمایہ داروں کو تنبیہ کرنا چاہتا ہوں جو ہمارے خرچ سے بڑھے ہیں اور ایسے انتظامی طرز کے ذریعہ سے جو نہایت مجرمانہ اور پُرفساد ہے اور جس سے ان کو اس قدر خود غرض کر دیا ہے کہ ان سے بدلائل گفتگو کرنا دشوار ہے۔ عوام سے جلب منفعت ان کی رگ و پے میں داخل

Marfat.com

ہے۔ وہ اسلام کا درس (اسلام کے احکام) بھول گئے ہیں (یا وہ اسلام کی تعلیم کو فراموش کر بیٹھے ہیں)۔ لالچ اور خود غرضی نے ان کو ایسا کر دیا ہے کہ خود ان کو اپنی فربہی کے لیے دوسروں کے مفاد پامال کر ڈالنے میں کوئی باک نہیں ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہم آج بااختیار نہیں ہیں۔ آپ کہیں دیہات میں جایئے۔ میں نے دیہات دیکھے ہیں وہاں ہمارے لکھوکھا ہم قوم ہیں جنہیں بمشکل دن میں ایک مرتبہ غذا ملتی ہے۔ یہ تمدن ہے؟ یہ پاکستان کا حصہ ہے؟ کیا آپ یہ تصور کر سکتے ہیں کہ لاکھوں آدمی اس طرح لوٹے گئے اور ان کو ایک وقت بھی کھانا نہیں ملا ہے۔ اگر پاکستان کا تصور یہ ہے تو وہ مجھے نہیں چاہیے۔ اگر وہ عقل مند ہیں (یعنی امراء اور سرمایہ دار) تو انہیں چاہیے کہ دورِ حاضر کے حالات (نئے حالات) کے ساتھ ساز کریں (مطابق ڈھال لیں)۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو خدا ان کی مدد کرے (تو پھر اللہ ہی ان کی مدد کرے تو کرے یا پھر خدا ان کے حال پر رحم کرے) ہم تو ان کی (کوئی) مدد نہیں کریں گے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنے اوپر اعتماد کریں۔ ہمیں پس و پیش نہیں کرنا چاہیے وہ ہمارا مطمحِ نظر ہے، ہم اسے حاصل کریں گے۔''(۸)

اسلام نے معاشی مسئلہ پر شدید زور دیا ہے چنانچہ قائداعظم (اور تحریک پاکستان کے ہراول دستے کے دیگر مذہبی و سیاسی زعماء) نے بھی پاکستان کی مشن کو ہمیشہ اور ہر جگہ اہمیت دی ہے تاکہ معرضِ وجود میں آنے والی عظیم مملکت پاکستان میں عوام بالخصوص غریب طبقہ احساسِ محرومی کا شکار نہ ہو...... آج بھی تقاضائے وقت ہے کہ ہمیں اقبال و قائد کے فرمودات پر عمل پیرا ہو کر اپنی تمام تر توجہ اصلاحِ احوال کی جانب مرکوز کرنی چاہیے اور ان کی تشریحات کی روشنی میں صحیح معنوں میں، مسلم پاکستان کو حقیقی اسلامی فلاحی رفاہی ریاست (Muslim Welfare State) میں تبدیل کرنا چاہیے جس کے لیے پاکستان کا قیام عمل میں آیا تھا۔ ان رسائل کی از سرِ نو اشاعت کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح کے ممتاز، مخلص اور معتمد رفقاء سے بھی رہنمائی حاصل کی جائے جنہوں نے ان کی قیادت میں حصولِ مقصد کے لیے زبردست جدوجہد کی...... ''برصغیر میں مسلمانوں کی تحریکِ آزادی کا مقصد کیا تھا اور کیا قیامِ پاکستان سے وہ مقصد پورا ہو گیا؟'' اس سوال کا جواب مولانا بدایونی کی زبانی سنیے، وہ اپنے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں: ''برصغیر میں مسلمانوں کی تحریک کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو مذہبی، سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی آزادی حاصل ہو۔ ان کی سیاسی اور خارجی پالیسی اس قدر آزاد ہو کہ غیر ممالک اس میں مداخلت نہ کر سکیں، مسلمانوں کا معاشرہ اخلاقی اور مذہبی اعتبار سے اتنا بلند ہو کہ اس کی قدریں قرآن و حدیث کی قدروں سے متحد ہوں۔ قیامِ پاکستان سے منزل کی راہیں تو متعین ہو گئیں مگر مقصد ابھی پورا نہیں ہوا۔ جن اصولوں کے لیے ہندو مسلم جنگ کا آغاز ہوا تھا وہ ہنوز تشنہ ہیں۔ قیامِ پاکستان کے ذریعہ بعض مبادیات تو پورے ہو گئے، لیکن اغراض کلیتاً پوری نہیں ہوئیں۔''(۹)

مذکورہ اقتباس کے بعد یہ حوالہ بھی پڑھ لیجیے:

''عامۃ المسلمین نے حصولِ پاکستان کے جس قدر جدوجہد کی وہ صرف اس مقصد کے پیشِ نظر تھی کہ ''دولتِ پاکستان'' خالص اسلامی حکومت ہوگی اور اس کا دستور و نظام خالص اور صحیح اسلامی دستور و نظام ہوگا۔ مسلمانوں نے اس مقصدِ عظیم کے لیے جو قربانیاں کیں اور اس راہ میں ان کو جس قدر آلام و مصائب اور قیامت خیز خونی انقلاب سے دوچار ہونا پڑا۔ دنیا کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے، لیکن اگر اب بھی وہ مقصد حقیقی حاصل نہ ہوا تو یہ ملتِ اسلامیہ کی انتہائی بدقسمتی بلکہ اس کی موت ہوگی اور یہ سب قربانیاں خاک میں مل جائیں گی۔''(۱۰)

جیسا کہ پاکستانی حکمرانوں نے (فی الواقع) کبھی ایسی دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کیا کہ وہ صدقِ دل سے ''اسلام کے اعلیٰ و ارفع اصول جن کے عملاً نفاذ کے لیے پاکستان حاصل کیا گیا تھا'' کو کبھی انفرادی، اجتماعی، عوامی، حکومتی بلکہ کسی سطح پر بھی نافذ کرنے کی کوشش کرتے، تمام سابقہ حکومتوں خواہ وہ سول حکومتیں ہوں یا

Marfat.com

فوجی، مسلم لیگی یا غیر مسلم لیگی حکومتیں تھیں، نے پاکستان کے بنیادی اسلامی نظریہ سے مسلسل رُوگردانی کی حالانکہ پاکستان کی اساس ہی نظریاتی ہے اور یہ نظریہ اسلام ہے۔

اس طرح قیامِ پاکستان کا حقیقی مقصد حاصل نہ کرنے پر مولانا بدایونی بسوزِ دل ایک موقع پر اس کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ دیکھیے:

''جس ملک کو کتاب وسنت کی اساس پر بنایا گیا آج وہاں کتاب وسنت اور مذہب کے ساتھ کیا کھیل ہو رہا ہے۔''(۱۱)

ہر چارہ گر کو چارہ گری سے گریز تھا
ورنہ جو ہم کو دُکھ تھے کچھ لادوا نہ تھے

زیرِ نظر مطبوعہ تاریخی خطبۂ صدارت مولانا عبدالحامد بدایونی نے اگست ۱۹۴۱ء میں بھارت کے ضلع لدھیانہ میں منعقدہ ''پاکستان کانفرنس'' میں پڑھا تھا۔ اس پر ''گزارش احوال واقعی'' کے یہ صفحات قلم بند کیے جاچکے، تو مولانا بدایونی کی ایک اہم تالیف بعنوان ''انتخابات کے ضروری پہلو'' مطبوعہ عثمانی پریس بدایوں، ۱۹۳۶ء نظر سے گزری، جسے آل انڈیا مسلم لیگ کے دفتر روہیل کھنڈ سے شائع کیا گیا۔

۱۹۳۵ء کے ایکٹ کے تحت جوں جوں نئے آئین کے نفاذ کا وقت قریب آ رہا تھا، ہندوستان میں سیاسی سرگرمیاں تیز ہو رہی تھیں۔ کانگرس نے دسمبر ۱۹۳۶ء میں فیض پور (یو۔اے) کے مقام پر منعقد ہونے والے اجلاس میں بڑی ردّوکد کے بعد صوبائی اسمبلیوں میں اپنے نمائندے بھیجنے کا فیصلہ کیا تھا اور اس غرض کے لیے ایک کُل ہند پارلیمنٹری بورڈ بھی وضع کیا گیا، جس کے ذمّے یہ کام تھا کہ مجالسِ قانون ساز کے لیے موزوں کانگرسی امیدواروں کا انتخاب کرے۔ مذکورہ صوبجاتی انتخابات ۱۹۳۷ء میں سارے گیارہ صوبوں میں منعقد ہونے تھے، جس میں ووٹروں کی مجموعی تعداد ساڑھے تین کروڑ تھی جو ان علاقوں کی کل آبادی کا گیارہ عشاریہ پانچ (۱۱٫۵) فیصد تھا۔ مسلم لیگ نے بھی ان انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا اور اس فیصلے کی بنیاد یہ تھی کہ ''ملک کو اس وقت جن حالات کا سامنا تھا ان کے پیشِ نظر آئین میں صوبوں کے بارے میں شامل اسکیم، وہ جیسی بھی تھی، کا فائدہ اٹھایا جائے۔''(۱۲)

مورخہ ۲ جولائی ۱۹۳۵ء کو منظور کیا جائے والا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء برطانوی حکومت کی طرف سے ۱۹۴۷ء میں انتقالِ اقتدار تک ہندوستان میں نافذ رہا۔ اس قانون کی رُو سے صوبائی خودمختاری (جسے ۱۱ جنوری ۱۹۳۷ء کے عمومی انتخابات نے قابلِ اعتماد بنایا) عمل میں آئی اور اقلیتوں کے تحفظات کے سلسلہ میں گورنروں کو خاص اختیارات دیئے گئے۔ تب ہی سندھ کو بمبئی سے الگ صوبہ تسلیم کیا گیا۔ اس ایکٹ کا نفاذ یکم اپریل ۱۹۳۷ء سے ہوا۔

۱۹۳۵ء کے ایکٹ کے دو حصے تھے۔ ایک کا تعلق صوبائی اسمبلیوں سے اور دوسرے کا تعلق پورے ہندوستان میں ایک متحدہ فیڈریشن کی مرکزی اسمبلی کے ممبروں کا انتخاب صوبوں کی مجالس قانون ساز کے ذمّے تھا۔ اس لیے ظاہر ہے ان مجالس میں جس جماعت کے ارکان کی اکثریت ہوتی، وہی جماعت فیڈرل اسمبلی میں بھی اپنے نمائندے بھیج سکتی تھی۔

مسلم لیگ نے عمومی انتخابات کے لیے ۱۲؍اپریل ۱۹۳۶ء کو اپنے آل انڈیا کے بمبئی اجلاس میں مسٹر جناح کو اختیار دیا کہ ''وہ اپنی صدارت میں ایک مرکزی الیکشن بورڈ کا قیام عمل میں لائیں اور ہر صوبہ کے مقامی حالات کے پیشِ نظر مختلف صوبوں میں صوبجاتی الیکشن بورڈ قائم کر کے مرکزی بورڈ سے ان کا الحاق کریں۔''(۱۳) چنانچہ مسلم لیگ نے چؤن (۵۴) ارکان پر مشتمل ایک پارلیمانی بورڈ قائم کیا۔ مسلم لیگ نے بڑے غور وخوض کے بعد اپنا انتخابی منشور تیار کیا اور ۱۰؍جون ۱۹۳۶ء کو لاہور میں منعقدہ ایک جلسہ میں منظور کر کے مشتہر کیا۔ مسٹر جناح نے مختلف صوبوں کا دورہ کیا۔ ابتدا میں بورڈ میں مجلس احرار اسلام، جمعیت العلماء ہند (جسے کانگرس کا علماء ونگ کہنا زیادہ مفید رہے گا۔ (۱۴))، مسلم یونٹی بورڈ اور چند نام نہاد قوم پرست بھی شامل تھے لیکن جوں جوں انتخابات قریب آتے گئے ان جماعتوں کے قائدین اپنے مفادات میں

Marfat.com

مسلم لیگ سے الگ ہوتے گئے۔(۱۵) عمومی انتخابات میں مسلم لیگ کو سرحد، پنجاب اور سندھ میں ناکامی ہوئی مگر دوسرے صوبجاتی انتخابات میں ساٹھ تا ستر (۶۰ تا ۷۰) فیصدی نشستیں حاصل کرلیں۔(۱۶) ہندو لیڈر فتح سے بدمست ہو کر اس بات پر اصرار کرنے لگے کہ کانگرس ہی واحد قومی جماعت ہے۔ بلکہ وہ کسی دوسری جماعت کے وجود تک سے انکار کرنے لگے۔ یہ دراصل اس کوشش کی ایک کڑی تھی کہ کانگرس کا یہ دعویٰ تسلیم کرلیا جائے کہ صرف وہی انگریزی اقتدار کی وارث بننے کی حق دار ہے۔ جواہر لال نہرو نے ۱۹ مارچ ۱۹۳۷ء کو آل انڈیا نیشنل کنونشن (منعقدہ دہلی) میں اعلان کیا: ''آج ہند میں صرف دو طاقتیں ہیں: برطانوی سامراج اور انڈین نیشنلزم، جس کی نمائندگی کانگرس کرتی ہے۔''
اس پر جناح نے اپنے بیان میں واضح کیا کہ ایک تیسرا فریق بھی ہے، جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا.....اور وہ مسلمان ہیں۔

پنڈت نہرو نے مذکورہ کنونشن کے خاتمہ کے بعد اپریل ۱۹۳۷ء میں مولانا ابوالکلام آزاد کے مشورہ سے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے صدر دفتر الہ آباد میں ایک الگ محکمہ قائم کردیا جس کا نام مسلم رابطۂ عوام (مسلم ماس کنٹیکٹ) رکھا گیا۔ اس محکمہ کے نگران مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ تاریخ کے سابق پروفیسر ڈاکٹر محمد اشرف مقرر کیے گئے۔(۱۷) کانگرس نے مسلمانوں سے رابطۂ عوام قائم کرنے کے بہروپ میں جو کوششیں شروع کیں (۱۸) ان کا مقصد مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے، انہیں کمزور کرنے اور ان کی قوت کو ختم کرنے کی ایک سوچی سمجھی ہوئی تدبیر اور مسلمانوں کو ان کے مستند رہنماؤں سے جدا کردینے کی جدوجہد تھی۔

کانگرس کی غیر منصفانہ پالیسیوں اور جملہ فتنہ انگیزیوں کے باوجود آل انڈیا مسلم لیگ کے قائد محمد علی جناح، مسلم لیگ اور کانگرس میں ہمیشہ مفاہمت کے آرزومند رہے۔ ان کی مساعی کی بدولت انہیں ہندو مسلم اتحاد کے سفیر کے طور پر خراج تحسین پیش کیا جاتا تھا۔ انہوں نے انتہائی کوشش کی کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں (سیاسی امور میں) مصالحت و مفاہمت ہو جائے تاکہ متحدہ ہندوستان میں مسلمان باعزت زندگی بسر کرسکیں، لیکن ان کی یہ کوششیں بارآور نہ ہوئیں کیونکہ کانگرس اور مہاسبھائی ہندو لیڈروں نے ہر اس تجویز کی مخالفت کی جس میں مسلم حقوق کی پاسداری کی بات کی گئی ہو۔

جنوری ۱۹۳۵ء میں مسٹر جناح اور صدر کانگرس ڈاکٹر راجندر پرشاد (۱۸۸۴ء-۱۹۶۳ء) کے مابین فرقہ وارانہ مسائل پر گفتگو ہوئی۔ دو مہینہ کی خط و کتابت اور بات چیت کے بعد یہ کوشش بھی بے نتیجہ ثابت ہوئی اور کوئی سمجھوتا نہ ہوسکا......کانگرس اور مسلم لیگ میں اشتراکِ عمل کی تمام توقعات ختم ہوگئیں۔ حالانکہ مسٹر جناح اب بھی کانگرس سے آبرومندانہ مفاہمت کے خواہاں تھے..... درحقیقت، کانگرس ہندوستان کی کل آبادی کی ہندوستانی قوم ہونے کی مدعی تھی۔

تاہم ۱۹۳۷ء میں جب صوبائی مجالس آئین ساز کے انتخابات ختم ہوگئے اور وزارتیں قائم ہوگئیں، تو کانگرس کے مقابلہ میں ہر صوبہ کے مسلمانوں کو مرکزیت کا احساس ہوا، کیونکہ جولائی ۱۹۳۷ء تا اکتوبر ۱۹۳۹ء ڈھائی سال سے کم مدت کا وہ دور تھا جبکہ کانگرس وزارتیں، ہندوستان کے گیارہ صوبوں میں سے آٹھ (۸) صوبوں پر حکمران تھیں۔ ہندو مسلم تعلقات کی تاریخ میں انتہائی نازک زمانہ تھا۔ عنانِ حکومت ہندوؤں کے ہاتھ میں آگئی تھی۔ اس موقع کو انہوں نے کس طرح استعمال کیا اور ہندوستان کے سیاسی دستور و واقعات کی آئندہ روش پر اس کا کیا اثر پڑا۔ اسلامیانِ ہند کو ہندو حکمرانی کے تلخ ترین تجربہ سے گزرنا پڑا، بطور حکمران ہندو مظالم نے بعد کے سارے واقعات پر اپنا گہرا نقش چھوڑا۔

یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ اس زمانے میں کانگرس نے مسلمانوں پر جس قدر مظالم ڈھائے، اس سے چھوٹے بڑے سب مسلمان اس قدر خائف ہوچکے تھے کہ کوئی فرد اس موضوع پر منہ کھولنے سے بچتا۔ ایسے میں پہلے پہل حضرت بدایونی نے اپنی تصنیف ''مرقع کانگرس'' (مطبوعہ دہلی ۱۹۳۹ء) میں مسلمانانِ

Marfat.com

صوبہ متحدہ (یعنی جس میں نہ صرف مسلمانوں کے اقلیتی صوبجات بلکہ ان کے اکثریت والے صوبوں) پر ڈھائے جانے والے مظالم کی داستان بیان کی ہے اور کانگرسی راج کے مسلم دشمن کارناموں کا پردہ فاش کیا ہے۔ مولانا کی یہ تصنیف اب ہندو حکمرانی کا ہولناک تجربہ، آگرہ و اودھ کے مسلمانوں پر کانگرسی حکمرانوں کے مظالم (۱۹۳۶ء تا ۱۹۳۹ء) کے عنوان سے جناب سید سبط الحسن ضیغم کے گراں قدر مقدمہ کے ساتھ ادارۂ پاکستان شناسی لاہور سے شائع ہو چکی ہے، جس کے مطالعہ سے اس امر کا آج بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ کانگرس یعنی ہندو کو جب ۱۹۳۵ء ایکٹ کے تحت آدھا راج ملا تو انہوں نے کیا گل کھلائے؟ دل دہلا دینے والے مظالم سے پورا مسلم انڈیا بلبلا اُٹھا اور اس بات کا ادراک ہو گیا کہ اگر خدانخواستہ کانگرس کو پورا راج مل گیا تو مسلمان قوم کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جائے گا۔

نواب وقار الملک (۱۸۴۱ء-۱۹۱۷ء) نے ۱۹۰۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے افتتاحی اجلاس میں اپنی صدارتی تقریر میں اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ اگر ہندو برعظیم پر برسرِ اقتدار آ گئے تو وہ مسلمانوں سے اورنگ زیب کا بدلہ لیے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ نواب صاحب کی پیش گوئی ۱۹۳۷ء میں صحیح ثابت ہوئی جبکہ کانگرس نے آٹھ مختلف صوبوں میں برسر اقتدار آنے کے بعد مسلمانوں کے تہذیب و تمدن، ثقافت، زبان اور مذہب کو مسخ اور تباہ و برباد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

مشمولہ کتابچہ ''انتخابات کے ضروری پہلو'' اس دور کی یادگار ہے جب اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں نے قائداعظم کی قیادت میں منظم ہو کر آل انڈیا مسلم لیگ کے جھنڈے تلے تحریکِ پاکستان کا آغاز کیا..... ہندوستانی سیاست کے طالب علم جانتے ہیں کہ وہ یوپی ہی تھا جہاں سے مسلم لیگ کی تنظیم شروع ہوئی۔ مسٹر جناح نے اس صورت حال سے پورا فائدہ اٹھایا اور وہ تحریک شروع کی جس نے بالآخر پاکستان کے قیام کی راہ ہموار کی۔

مذکورہ رسالہ اگرچہ صرف سولہ (۱۶) صفحات پر مشتمل ہے، لیکن اس کی اہمیت و افادیت سے کسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ ایسے پمفلٹ، کتابچے، خطوط، انعقاد پذیر مختلف کانفرنسوں کے اشتہارات اور پروگرام، اجلاسوں کی روداد، قرارداد ہائے اور دعوت نامے جو وقتاً فوقتاً کسی جماعت یا تنظیم کی جانب سے شائع ہوتے رہے ہوں، اس جماعت کی تاریخ کو مرتب کرنے اور کسی تحریک کو سمجھنے کے لیے نہایت مفید اور ممد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

اس کتابچے کی تاریخی اہمیت اپنی جگہ..... اس کے جملے ہماری ایک قومی اور تاریخی ''بیماری'' کی نشان دہی اور اس میں وقت گزرنے کے ساتھ اضافہ کے ''زخم'' کو ہرا کر گئے ہیں۔

''ہمارے ملک میں جہاں تک روپے کے زور سے ووٹ خریدنے کا تعلق ہے، ہم صاف طور پر عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ اس لعنت کا جلد سے جلد خاتمہ ہونا ضروری ہے۔ ہماری قوم کے لیے خواہ اس طریقوں کو نمائندے اختیار کریں یا رائے دہندگان دونوں کے لیے یہ چیز ذلت و معصیت ہے۔''

حال ہی میں وطن عزیز میں منعقد ہونے والے بلدیاتی انتخابات میں دوسرے نازیبا اور شرمناک ہتھکنڈوں کے پہلو بہ پہلو ووٹوں کی خرید و فروخت کا بازار جس طرح گرم رہا اس کا اعتراف بڑے کرسی نشینوں نے بھی کیا ہے۔ وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات شیخ رشید صاحب نے جیو ٹی وی پر ''بعض جگہوں پر امکان'' کی آڑ لی، تو قائد حزب اختلاف حضرت مولانا فضل الرحمٰن سے جب حکومتی امیدواروں کی روپے کے بل پر کامیابی کے مقابل ان کے کچھ امیدواروں کے منتخب ہونے کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے بلا جھجک فرمایا: ''انہوں نے بھی اسی طریقے سے کامیابی حاصل کی ہے۔'' اناللہ.....

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

آئندہ صفحات میں قارئین کرام مطبوعہ رسالہ ''انتخابات کے ضروری پہلو'' اور مولانا عبدالحامد بدایونی کے ''تاریخی خطبۂ

Marfat.com

صدارت برائے پاکستان کانفرنس'' (منعقدہ ۳۰ راگست ۱۹۴۱ء بمقام رائے کوٹ، ضلع لدھیانہ) کے عکس علی الترتیب ملاحظہ فرمائیں گے۔ نیز حضرت بدایونی کے پیش کردہ خطبۂ صدارت پر مکرم خواجہ رضی حیدر صاحب نے ''مولانا عبدالحامد بدایونی اور تحریکِ پاکستان'' کے عنوان سے اور جناب سید محمد فاروق القادری نے ''چند تاریخی حقائق'' کے تحت جو صفحات تحریر فرمائے، وہ نہایت وقیع اور فکر انگیز ہیں، جس سے خطبہ کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ ادارہ ہر دو حضرات کا تہ دل سے ممنون ہے۔

ازیں علاوہ پروفیسر مجیب احمد، شعبۂ تاریخ، پنجاب یونیورسٹی لاہور اور جناب مختار جاوید منہاس ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں، جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں رہنمائی فرمائی۔ خدا ان کو سلامت رکھے اور سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

ظہور الدین خاں امرتسری

حوالہ جات

(۱) ایچ۔بی۔خان: ''برصغیر پاک و ہند کی سیاست میں علماء کا کردار'' (بیسویں صدی میں ۱۹۴۰ء تک) قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، اسلام آباد۔ طبع اوّل ۱۹۸۵ء: مقدمہ صفحہ۔ل۔

(۲) محمد اسلم، پروفیسر: گذارشِ احوالِ واقعی۔ ''تحریکِ پاکستان اور مشائخ عظام'' از محمد صادق قصوری۔ ریاض برادرز، طبع اوّل ۱۹۹۶ء، ص:۳-۷۔

(۳) امیرالدین، میاں: خطبۂ استقبالیہ، مغربی پاکستان مسلم لیگ ورکرز کانفرنس، مطبوعہ اردو پریس، لاہور ۱۹۵۶ء، ص:۴-۵ (عبدالستار خان نیازی، مولانا محمد۔ ''ہوتا ہے جادہ پیما'' قلمی مسودہ مملوکہ ظہور الدین خاں)

(۴) دیکھیے، انٹرویو، میر معظم علی علوی، ڈاکٹر از انجم الحسن عارف۔ ہفت روزہ ''زندگی'' لاہور۔ ۷ تا ۱۳ نومبر ۲۰۰۴ء، ص:۴، کالم ۴۔

(۵) اختر حسین رائے پوری، ڈاکٹر ''گردِ راہ''، مکتبہ دانیال، کراچی۔ طبع اوّل ۲۰۰۰ء، ص:۱۵۷-۱۵۸

(۶) روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۹ راکتوبر ۱۹۹۸ء بعنوان ''کالے خان شہید اور نکلسن کی یاد'' از سید سبط الحسن ضیغم۔

(۷) محمد اشرف لودھی، انٹرویو حکیم محمد موسیٰ امرتسری، مطبوعہ ماہنامہ ساحل، کراچی، مارچ ۱۹۹۳ء، ص:۲۵

(۸) ''حضرت قائداعظم کا خطبۂ صدارت''۔ شائع کردہ مسلم لیگ صوبہ پنجاب، مطبوعہ تعلیمی پرنٹنگ پریس، لاہور۔ اشاعت اوّل ۱۹۴۳ء، ص:۲۹-۳۰۔
قائداعظم کا پیغام (مرتب) قاسم محمود، سید۔ مطبوعہ الفیصل، لاہور۔ ۲۰۰۱ء، ص:۱۴۲۔
پاکستان تصور سے حقیقت تک (تالیف و ترجمہ) غلام حسین ذوالفقار، پروفیسر ڈاکٹر۔ بزم اقبال، لاہور۔ ۱۹۹۷ء، ص:۱۶۴۔

(۹) روزنامہ جنگ کراچی۔ استقلالِ پاکستان ایڈیشن، ۱۴ر اگست ۱۹۶۸ء انٹرویو مولانا عبدالحامد بدایونی، مرتبہ حافظ محمد اسلام۔

(۱۰) ''روئیداد مرکزی جمعیت العلماء پاکستان لاہور'' مرتبہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، مولانا۔ مطبوعہ امرت الیکٹرک پریس لاہور، ۱۹۴۹ء، ص:۱۲۔

(۱۱) تاثراتِ روس (مرتب) مولانا محمد عبدالحامد بدایونی، شائع کنندہ شاہ احمد نورانی صدیقی، مولانا۔ کراچی طبع اوّل، ۱۹۵۷ء، ص:۱۱۱

(۱۲) تحریکِ پاکستان، مرتبہ ڈاکٹر محمد عارف، مطبوعہ پروگریسو پبلشرز، لاہور۔ طبع اوّل ۱۹۹۴ء، ص:۱۶۶۔

(۱۳) ''مقصدِ پاکستان'' مرتبہ ظہیر الاسلام فاروقی، مجلسِ اخوت اسلامیہ پاکستان۔ لاہور۔ طبع اوّل، ۱۹۸۱ء، ص:۲۴۵۔

(۱۴) محمد اسلم، پروفیسر۔ ''تحریکِ پاکستان''۔ ریاض برادرز، لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۹۳ء، ص:۲۸۲۔

(۱۵) محمد اسلم، پروفیسر۔ ''تحریکِ پاکستان''۔ ریاض برادرز، لاہور۔ مطبوعہ ۱۹۹۳ء، ص:۲۸۴۔

(۱۶) ''قائداعظم'' مرتبہ محمد اشرف خاں عطا، مطبوعہ ملک دین محمد اینڈ سنز، لاہور۔ اشاعتِ اوّل، ۱۹۴۷ء، ص:۴۷۔ ''حیاتِ قائداعظم'' از چودھری سردار محمد خاں۔ لاہور پبلشرز یونائیٹڈ۔ طبع دوم ۱۹۴۹ء، ص:۲۸۲۔

(۱۷) بٹالوی، عاشق حسین۔ ''اقبالؒ کے آخری دو سال''، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور۔ بار سوم۔ ۱۹۷۸ء، ص:۳۷۶۔

(۱۸) یہ مذموم مساعی رنگ لائیں اور ۱۷ مئی ۱۹۳۷ء کو جمعیت العلماء نے اپنے الہ آباد کے اجلاس میں مولانا ابوالکلام آزاد کے مشورہ سے یہ فیصلہ کیا کہ ہندو کانگرس سے مکمل تعاون کیا جائے۔ چنانچہ جمعیت العلماء ہند غیر مشروط طور پر کانگرس کا اٹوٹ انگ بن گئی۔ (دیکھیے، خلیق الزماں چودھری۔ ''شاہراہِ پاکستان'' شائع کردہ انجمن اسلامیہ پاکستان، کراچی۔ ۱۹۶۷ء، ص:۶۲۸)

☆☆☆

Marfat.com

انتخابات کے ضروری پہلو

مسلم لیگ نمائندگی کی کیوں مستحق ہے: یہ ایک ایسا سوال ہے جو ہر شخص کے سامنے آئے گا اور ہر رائے دہندہ کا یہ حق ہے کہ مسلم لیگ سے دریافت کر کے اپنا اطمینان کرے۔

مسلم لیگ کے اصول:

۱۔ جدید آئین میں مسلمانوں کو جو کم سے کم حقوق دیے گئے ہیں، ان کا نفاذ کرائے، جو مطابات باقی ہیں انہیں حاصل کرے۔

۲۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو سیاسی طور پر منظم اور طاقتور کرے تاکہ وہ کانگرس کی طرح اپنے حقوق حاصل کر سکیں۔

۳۔ مسلمانوں کے تمدنی، معاشرتی، لسانی، قومی و مذہبی حقوق کی حفاظت کرے۔

۴۔ مسلمانوں کے اندر آزاد حکومت کی قوت پیدا کر کے انہیں اس قابل بنادے کہ وہ کامیابی کے ساتھ حکومت کر سکیں۔

۵۔ اصلاحی و معاشرتی ضروریات کو پورا کرے۔

۶۔ ہندوستان کے مشترکہ مسائل میں اپنے ہموطنوں کے دوش بدوش رہ کر کام کرے۔

۷۔ رائے دہندگان میں یہ جذبہ پیدا کرے کہ وہ اپنے ووٹ کی قدر و قیمت سے واقف ہو کر صرف ایسے افراد کو اپنا نمائندہ بنائیں جو شخصی حیثیت کی بجائے جماعت کے ماتحت رہ کر کام کریں۔

۸۔ رائے دہندگان کو اس طریقہ سے مرتب کرے کہ وہ انتخابات کے بعد بھی اپنے نمائندگان کے کاموں کا جائزہ لے کر خدمات کا محاسبہ کر سکیں۔

۹۔ ایسے ناکارہ لوگوں کو نہ جانے دیا جائے جو ذاتی اغراض لے کر جارہے ہوں۔

۱۰۔ جو لوگ لیگ کے فارم پر دستخط کر کے جائیں گے وہ لیگ کی موجودہ پالیسیوں اور ہدایت کے مطابق کام کریں گے۔ لیگ اپنے نمائندوں کی پوری خدمات کی نگرانی کرے گی۔ اگر ممبران سے لغزشیں ہوں گی تو ان کو علیحدہ کرنے کا حق لیگ کو ہوگا۔

۱۱۔ جو حضرات شخصی حیثیت سے اسمبلی میں جانا چاہتے ہیں، نہ ان کا ملک میں کوئی پروگرام ہے اور نہ وہ قوم کے سامنے جوابدہ ہو سکتے ہیں۔

۱۲۔ مسلم لیگ میں ہندوستان کے دیرینہ کام کرنے والے علماء و لیڈران شریک ہیں۔ جنہوں نے مسلم مطالبات وضع کرا کر ان کے حاصل کرنے کی کوششیں کیں۔ لیگ کے نامزد شدگان مسٹر محمد علی جناح کے مطالبات کے ماتحت کام کریں گے۔

۱۳۔ لیگ غریب، امیر، مزدور، زمیندار، کاشتکار، تاجر و مالداروں کے حقوق کا مکمل نقشہ اپنے سامنے رکھ کر اسمبلی میں نمائندگی کرائے گی۔

ان اصولوں کے بعد کیا رائے دہندگان کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ مسلم لیگ کے نمائندوں کو رائیں دیں۔

ہندوستان کا دستورِ اساسی اور ہمارے نمائندگان کا قومی فریضہ: گزشتہ چند برسوں کے اندر اندر ہندو مسلمانوں کے درمیان جس قدر نزاعات ہوئے، ان کا اصل سبب فقط یہ تھا، نافذ ہونے والے جدید دستور سے ہندوستان کی آنے والی قومیں اپنی سیاسی و قومی زندگی وابستہ کیے ہوئے تھیں۔

جو قومیں مسلمانوں سے تعداد، علم، دولت اور اپنے اتحاد و تنظیم میں آگے ہیں، ان کے اندر یہ جذبہ رہا کہ اصلاحات و قوانین میں جو کچھ ملنے والا ہے وہ صرف ہماری قوم کو مل جائے اور ہندوستان کی زبردست اقلیت ''مسلمان'' سے کوئی سمجھوتہ نہ ہو۔ رئیس الاحرار مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء کار نے مسٹر

Marfat.com

محمد علی جناح کے چودہ نکات پر اپنی لگاتار کوششوں سے ہندوستان کے مسلمانوں کو متفق کر دیا۔اس سلسلہ میں حضرت رئیس الاحرار نے اپنی جان تک قربان کر دی۔ مسلم کانفرنس بنی اور بن کر بگڑ بھی گئی۔

مگر کانگرس ملک کے اندرتن دہی کے ساتھ برابر کام کرتی رہی اور آج بھی سب سے زیادہ طاقتور جماعت کی حیثیت سے ملک میں موجود ہے۔جن اصلاحات وقوانین کے باعث ملک میں باہمی اختلافات جاری تھے، ان کے نفاذ کے لیے نئی اسمبلیاں مرتب کی جارہی ہیں۔اب غورطلب امر یہ ہے کہ ایسے نازک وقت میں ان قوانین سے مسلمانوں کو کیسے لوگ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

''کیا وہ افراد جو گزشتہ دور میں وزارتیں کرتے رہے اور مسلم مطالبات کے لیے ادنیٰ قربانیاں بھی نہ کیں یا وہ حضرات مسلمانوں کی خدمت کر سکیں گے جنہوں نے مسلم مطالبات وضع کرا کر اپنا سارا وقت مطالبات کے لیے گذار دیا اور ہر قسم کی قربانیاں انجام دیں۔یہی وہ جماعت ہے جس نے اس وقت بھی مسلم لیگ کے جسم میں نئی روح ڈال کر اس معیار پر پہنچا دیا کہ لیگ میں ہر طبقہ و خیال کے لوگ شریک ہو گئے۔لیگ ہی اس وقت ملک میں وہ منظم جماعت ہے جو مسلمانوں کی سیاسی تنظیم کرنا چاہتی ہے۔لیگ کے مقابلہ میں دو لوگ ہیں جو ابتداً لیگ کے جدید نظام میں شریک ہوئے اور گزشتہ دور میں مسٹر محمد علی جناح کے نکات کو اپنا جز وایمان سمجھتے رہے اور مسٹر محمد علی جناح کے آل انڈیا پارلیمنٹری بورڈ بنا دینے کے بعد ۲ ماہ تک اس نظام میں شریک رہے۔آج لیگ میں صرف اس بناء پر علیحدہ ہیں کہ لیگ میں مختلف الخیال حضرات کیوں شریک کیے گئے اور لیگ ان کے اغراض پر کیوں متحرک نہ ہوئی۔مقامِ حیرت وافسوس ہے کہ لیگ سے ہٹ کر یہ لوگ مہاسبھا جیسی متعصب اور مسلم کش جماعت میں شامل ہو گئے، جس کے لیے کسی زمانہ میں سخت سے سخت فتاویٰ صادر فرمایا کرتے تھے اور ان کی ہمنوا لیگ پارلیمنٹری بورڈ کو کانگرسی ظاہر کر کے خود اپنی اس حالت پر (مہاسبھا جیسی جماعت میں شریک ہیں) پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔زمیندار پارٹی مہاسبھا میں مدغم ہوگئی۔اس جماعت سے مسلمانوں کو کوئی توقع نہیں۔خلاصۂ کلام یہ ہے کہ:

نہ مسلمان کانگرس میں بغیر کسی معقول واطمینان بخش سمجھوتا کے جانا چاہتے ہیں اور نہ مہاسبھائی زمیندار پارٹی سے انہیں دلچسپی ہوسکتی ہے۔

اب صرف مسلم لیگ ہی ایک ایسی جماعت ہے جسے مسلمان اپنی رائیں دیں اور اس کے نظام میں شامل ہوں۔

ممبر کیوں منتخب کیے جاتے ہیں؟ یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ قانون ساز جماعتوں کی ممبری کوئی اعزازی عہدہ نہیں ہے۔ ہمارے ہاں ایسے آنریری مجسٹریٹ بھی ہوتے ہیں جو قانون و ضابطہ سے ناواقف ہونے کے باوجود کچھ نہ کچھ اپنا کام چلا لیتے ہیں۔حکومت انہیں خوش کر کے ان کے اثر سے فائدہ اٹھا لیتی ہے لیکن وہ ممبران جو اسمبلی وکونسل میں جاتے ہیں وہ ایسے آنریری مجسٹریٹوں سے مختلف ہیں۔

ممبران اسمبلی کا کام نازک اور مشکل ہوتا ہے۔وہ ملک کے اندر جس قدر جماعتیں ہیں ان کے لیے ایسے قوانین بناتے ہیں جن پر ملک کے عیش وآرام کا دارمدار ہے۔اس اہم مقصد کی انجام دہی کے لیے ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو قانون کی تمام پیچیدگیوں کو سمجھ سکیں اور جو ایک طالب علم یا محنتی وکیل کی طرح تمام کاغذات کا پوری طرح مطالعہ کرنے کے بعد مجالسِ قانون ساز میں جا کر بحث کریں اور جن کے سامنے اپنی قوم کا مفاد ہے اور کسی ایسے فیصلہ پر جو ملّی مفاد کے خلاف ہو اپنی پوری طاقت وقوت اور جماعتی نظم کے ساتھ اس کا مقابلہ کریں۔

اگر نمائندگان کسی جماعت کے ماتحت رہ کر اسمبلی میں گئے تو لیگ کو اختیار ہوگا کہ ممبران کو بغیر جماعت سے مشورہ اور اس کی رائے حاصل کیے ہوئے کسی معاملہ میں قدم نہ بڑھانے دے۔

Marfat.com

ان زندہ اصول پر مسلمانوں کی خدمت کرنے والی جماعت صرف مسلم لیگ ہے۔ جسے ہر مسلمان کو رائے دینی چاہیے۔

ممبروں کی قابلیت کا معیار: جب ہم کسی عزیز کا علاج کرانا چاہتے ہیں تو یہ نہیں سوچتے کہ ڈاکٹر کس قوم و برادری اور کس شہر کا ہے۔ دیسی ہے یا پردیسی بلکہ خواہش ہوتی ہے کہ جس طبیب و ڈاکٹر سے فائدہ ہوگا وہی ہمارے بیمار کا معالج رہے گا۔ اسی طرح ہم اپنے بچہ کی تعلیم کے لیے یہ چاہتے ہیں کہ استاد ایسے شخص کو بنائیں جو کافی قابلیت رکھتا ہو، پڑھانے کے ڈھنگ سے بخوبی واقف ہو۔ اسی طرح مسجد کے امام و خطیب، پیری مریدی کے لیے ایسے شخص کو منتخب کرتے ہیں جس میں ہماری بیماریوں کے دور کرنے کی ہم سے بہت زیادہ صلاحیت موجود ہو۔ غرض اس اصول کو زندگی کے مختلف حصوں پر منطبق کرنے کے بعد یہی نتیجہ نکلے گا کہ اصلاح و خدمت کے لیے اپنے سے زیادہ قابل اور مصلح کو پسند کیا جائے گا، ٹھیک اسی طرح انتخاب کے معاملے میں یہ سوچنا ہے کہ مجالس قانون ساز جیسی اہم جماعت میں ہمارے وہی نمائندے جائیں جن کے اندر سیاسی وقومی مسائل قانونی معاملات کی پوری بصیرت ہو اور جن کی سابقہ خدمات بھی ہمارے سامنے ہوں اور جو پوری قوت کے ساتھ اسمبلی میں جا کر ہمارا کام کرسکیں۔ اگر انہوں نے گزشتہ زندگی یا ملک کی اہم تحریکات میں کوئی حصہ نہ لیا ہوگا تو آئندہ ان سے توقعات قائم کرنے کا ذریعہ فقط یہی ہو سکتا ہے کہ وہ ملک کی کسی ذمہ دار جماعت سے اتحادِ عمل کرتے ہوئے ہمارے پابند ہو کر جائیں گے۔ ان کی گزشتہ زندگی میں جماعتی اشتراک تعاون کی مثالیں موجود ہیں تو آئندہ بھی ملک وقوم کی ترجمانی کی امید ہوسکتی ہے ورنہ اس علم وقانونی فکر و نظر سے، جس کا فائدہ مسلم قوم کو نہ پہنچا ہو بلکہ قومی خدمت و ایثار سے ان کا دامن خالی ہو، توقعات قائم نہیں کی جاسکتیں۔ ان کی آئندہ زندگی و خدمت کی تراز و جماعتی نظام پر لبیک کہنا ہے۔ اب ہمارے ملک کو صرف جماعتی نظام میں شریک رہ کر کام کرنے والوں کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت گزشتہ اسمبلی و کونسل کے ان امیدواروں کی وجہ سے اور بھی اہم ہوگئی کہ ہمارے نمائندوں نے سارواا یکٹ وغیرہ جیسے قوانین بنوا کر مسلمانوں کو مصائب میں مبتلا کر دیا۔ مسلم لیگ صرف ان ممبران کو بھیجنا چاہتی ہے جن کی قابلیت اور سابقہ خدمات موجود ہیں اور جو جماعت اور جمہور کے پابند ہو کر کام کریں۔

لہٰذا مسلم لیگ ہی اس کی مستحق ہے کہ اس کے نامزد شدہ ممبران کو رائیں دی جائیں۔

رائے دہندگان کا جائز مطالبہ

امیدواران کا پروگرام کیا ہوگا: ہر رائے دہندہ کا جائز حق ہے کہ وہ ہر اس نمائندہ سے جو رائیں طلب کرنے آئے، سوال کرلے کہ ''تمہارا پروگرام کیا ہوگا۔''

سجانے والا ہمارے قومی حقوق کو کہاں تک پورا کر سکے گا اور منتخب ہو کر اپنے حلقہ، ملک، صوبہ کے لیے کیا انجام دے گا۔

اس جائز اور صحیح مطالبہ کا اطمینان کیے بغیر اپنی رائے دے دینا زبردست جرم ہے۔ قدرت نے ہر شخص کو رائے دینے یا نہ دینے کا جس طرح مالک کیا ہے اسی طرح یہ فرض بھی ہم پر عائد ہوتا ہے کہ اپنی رائے کا صحیح استعمال کریں اور اپنے قائم مقام سے پروگرام معلوم کریں، پروگرام بھی ایسا ہو جس سے نہ تو حکومت کی اغراض پوری ہوتی ہوں اور نہ دوسرے ہموطنوں کی غلامی و پابندی کا ارتکاب ہو۔ اس سلسلہ میں ذاتی اعتبار سے شخصی پروگرام تجویز کرنا یا رائے دہنگان سے عظیم الشان پروگرام کی تفصیلات کا اعلان کرنا گزشتہ تلخ تجربوں کے بعد امید افزا نہیں ہوگا تاوقتیکہ امیدوار جماعتی حیثیت اور معینہ پروگرام کے ماتحت کام نہ کرے۔

اس وقت تک ملک میں چار جماعتوں کے پروگرام شائع

Marfat.com

ہو چکے ہیں:

۱۔ کانگرس ۲۔ مہا سبھا

۳۔ مہا سبھا کی برانچ زمیندار پارٹی ۴۔ مسلم لیگ

۱۔ ہندوستان کی تحریکِ آزادی کامل کا جہاں تک تعلق ہے، مسلمان اصولاً اس وقت بھی اس کے قائل ہیں مگر کانگرس کے گزشتہ و موجودہ طرزِ عمل سے اُس وقت تک کہ وہ مسلمانوں سے معقول سمجھوتہ نہ کرے، اس کے پروگرام میں شامل نہیں ہو سکتے۔

۲-۳۔ مہا سبھا ہندوستان کی تنگ نظر اور وہ متعصب جماعت ہے جس سے اتحاد و عمل ہونا دشوار تر۔ اس کا پروگرام ملت اسلامیہ کے سراسر منافی۔ مہا سبھا کی نورنظر جدید جماعت زمیندار پارٹی کا پروگرام مہا سبھائی جماعت کا ایک خوشنما نمونہ ہے۔

۴۔ اب رہی مسلم لیگ۔ اس کے پروگرام کو از اول تا آخر دیکھ جانے سے یہ چیز اچھی طرح سامنے آ جاتی ہے کہ لیگ کے پروگرام میں ملت اسلامیہ کے حقوق کی حفاظت کے کافی و وافی مسائل موجود ہیں۔ مسٹر محمد علی جناح کے چودہ نکات کو اکثر و بیشتر مباحث لیگ کے پروگرام میں پائے جاتے ہیں۔ جہاں تک ہندوستان کے غریب، مزدور، کاشتکار، زمیندار، تاجر و مالداروں کی زندگی کا تعلق ہے، ان کے لیے بھی لیگ کا پروگرام اطمینان بخش ہے۔ ان سب مسائل پر کام کرنے کے لیے لیگ کے نمائندے اسمبلی میں جانا چاہتے ہیں اور سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ وہ جماعتی حیثیت میں نمائندگی کریں گے۔

جو لوگ ذاتی وشخصی حیثیت سے جانا چاہتے ہیں، ان کے پروگرام کا لیگ کے پروگرام سے موازنہ کر کے صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

رائے دہندگان کے جائز حقوق کیا ہیں: بدقسمتی سے ہمارے رائے دہنگان اپنے حقوق و فرائض سے کما حقہ واقف نہیں۔ مسلم لیگ چاہتی ہے کہ انہیں آگاہ کر دے اور وہ اپنی رائے کی قدر و قیمت پہچان لیں اور یہ جذبہ ان کے اندر پیدا ہو جائے کہ ہمارا نمائندہ قوم کے احکام کا پابند ہونا چاہیے۔

یہ حقیقت بھی فراموش کیے جانے کے قابل نہیں کہ حکومت باشندگانِ ملک کی خدمت کے لیے ہے۔ اس کے افسران ہمارے نوکر ہیں، افسران کا فرض ہے کہ وہ اہلِ ملک کی بہبودی و خدمت کی ہر امکانی کوشش کریں۔

حکومت کے افسران کی تنخواہیں ہماری جیبوں سے نکل کر جاتی ہیں۔ کروڑوں روپیہ ٹیکس وغیرہ کے سلسلہ میں فراہم ہو کر خزانہ میں کیوں جاتا ہے۔ اس واسطے کہ ہمارے مفاد پر خرچ کیا جائے اور اہلِ ملک کی تجارت وصنعت وحرفت غریبوں کی ضرورت پر لگایا جائے۔ ہمارے ملک کا روپیہ ہمارے ہی وطن میں صرف ہو۔ ہماری تجارت دوسرے ممالک کی طرح آزاد ہو۔ فوج، پولیس، خزانہ و مال ہمارا ہو اور ہمارے ہموطن خاطرخواہ فائدہ اٹھا سکیں۔ ان تمام نازک اور اہم معاملات کی تکمیل کے لیے اسمبلی میں آپ کو ایسے امیدوار بھیجنے کی ضرورت ہے جو متفق اللسان ہو کر جماعتی قوت کے ساتھ ان حقوق کو پورا کرائیں۔ آپ کے روپیہ کو مذکورہ بالا جائز اور مفید کاموں کے علاوہ دوسرے ناجائز مقاصد پر خرچ نہ ہونے دیں۔ ان کی نظر اپنی قوم وملت کے مفاد پر ہے۔

یہ ہیں وہ امور جن کا رائے دہندگان کے حقوق سے گہرا تعلق ہے اور انہیں مسائل کی تکمیل کے واسطہ ہمارے نمائندوں کو اسمبلی میں جانا ہے۔

اس اصول کو مسلم لیگ اپنے پروگرام میں کافی وضاحت کے

Marfat.com

ساتھ ظاہر کر چکی ہے، اس کے نمائندے ان اصول سے اتفاق کرتے ہوئے اقرار ناموں کے ساتھ اسمبلی میں جا رہے ہیں۔ لہٰذا مسلم لیگ ہی اس قابل ہے کہ اس کے امیدواروں کو کامیاب بنایا جائے۔ اس کا امیدوار ہر جگہ پروگرام بتائے گا۔ اس پر اچھی طرح غور و فکر کرو اور جماعت کا ساتھ دو۔

ووٹ حاصل کرنے کی ناجائز ترکیبیں: ہم نہیں چاہتے کہ اس موقع پر ان حرکات کا ذکر کریں جو بدنصیبی سے بعض خودغرض سرمایہ دار لوگوں نے الیکشن کے سلسلہ میں اختیار کر رکھی ہیں اور جن کی وجہ سے مسئلہ انتخاب جیسا اہم معاملہ ایک بدترین لعنت سے تعبیر کیا جانے لگا ہے۔ چونکہ رائے عامہ کی اصلاح ہر سمجھدار فرد پر ضروری ہے، اس لیے چند اشارات پیش کیے جاتے ہیں۔

ہمارے ملک میں رائیں حاصل کرنے کا ایک مستقل فن بن گیا ہے جس کی درستی لیگ کا اصل منشا ہے۔

ہمارے ہاں بعض وہ ہیں جنہوں نے رائے حاصل کرنے سے قبل نہ کبھی مساجد میں قدم رکھا، نہ مدارس و یتیم خانوں کی خدمات کا عملی جذبہ پیدا ہوا۔ انتخابات کے موقع پہ ہر قسم کی ہمدردیوں کے ساتھ روپیہ بہانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام افعال امیدوار اپنی ہر دلعزیزی یا کامیابی کے لیے اختیار کرتے ہیں لیکن قانون سازی یا نمائندگی کے اہم فرائض سے ان چیزوں کو دور کی بھی نسبت نہیں۔ کارِ خیر یقیناً مستحسن لیکن انتخابات سے قبل اور اس کے بعد بھی اگر ایسی فراخدلی سے ہماری ضروریات پر نمائندگان کا روپیہ خرچ صرف ہو تب حقیقت ثابت ہو سکتی ہے۔

کارِ خیر کو فاتی ترقی و کامیابی کا زینہ بنایا اور قوم کے تمام درد و تکلیف کو صرف انتخابات کے وقت ظاہر کرنا ہرگز قومیت نہیں۔ بلکہ قوم کے ساتھ کھلی خودغرضی و فریب کاری ہے۔

ہمارے ملک میں جہاں تک روپے کے زور سے ووٹ خریدنے کا تعلق ہے، ہم صاف طور پر عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ اس لعنت کا جلد سے جلد خاتمہ ہونا ضروری ہے۔ ہماری قوم کے لیے خواہ ان طریقوں کو نمائندے اختیار کریں یا رائے دہندگان، دونوں کے لیے یہ چیز ذلت و معصیت ہے۔ جو لوگ ان مکروہ صورتوں سے کامیاب ہو جاتے ہیں وہ اسے کامیابی نہ سمجھیں بلکہ سمجھ لیں انہوں نے قوم و ملک سے بغاوت کی اور غریب افراد کو ایک ایسے راستے پر لگا دیا جس کی معصیت کا بار ان کے کندھوں پر ہے۔

بجائے روپے کے لالچ دیے جانے کے قوم کے سامنے یہ ممبران انتخاب سے قبل و بعد اپنی مخلصانہ خدمات کا نمونہ پیش کریں یا جماعتی لحاظ سے ایسے اصول پر رائے دہندگان کو دعوت دیں جن پر رائے دینے والے ٹھنڈے دل سے غور کے بعد فیصلہ کر سکیں۔

اگر ہمارے غریب عوام یہ چاہتے ہیں کہ رائے دہندگی میں سرمایہ داری کے ناجائز اثرات سے پاک ہوں یا اپنے غریبوں کو کسی وقت انتخاب میں پہنچا کر کامیاب کرائیں تو انہیں مذکورہ بالا لعنت سے اپنے حلقوں کو پاک کرانا چاہیے۔ اس اصول پر مسلم لیگ رائے دہندگان سے اپیل کرتی ہے کہ اپنی آزاد رائے کے تم مالک ہو۔ روپے سے اب آئندہ تمہاری رائے کسی کے پابند نہ ہو۔ یاد رکھو کہ سرمایہ داروں کے مقابلہ میں تمہارے غریب اور مستحق نمائندے نہ جا سکیں گے۔

فقیر محمد عبدالحامد قادری بدایونی

مولوی محلہ بدایوں

(مصنفہ: مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی، ورکنگ سکریٹری روہیل کھنڈ مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ، محمد سبحان بخش قادری، انچارج دفتر روہیل کھنڈ لیگ پارلیمنٹری بورڈ نے شائع کیا۔)

☆☆☆

Marfat.com

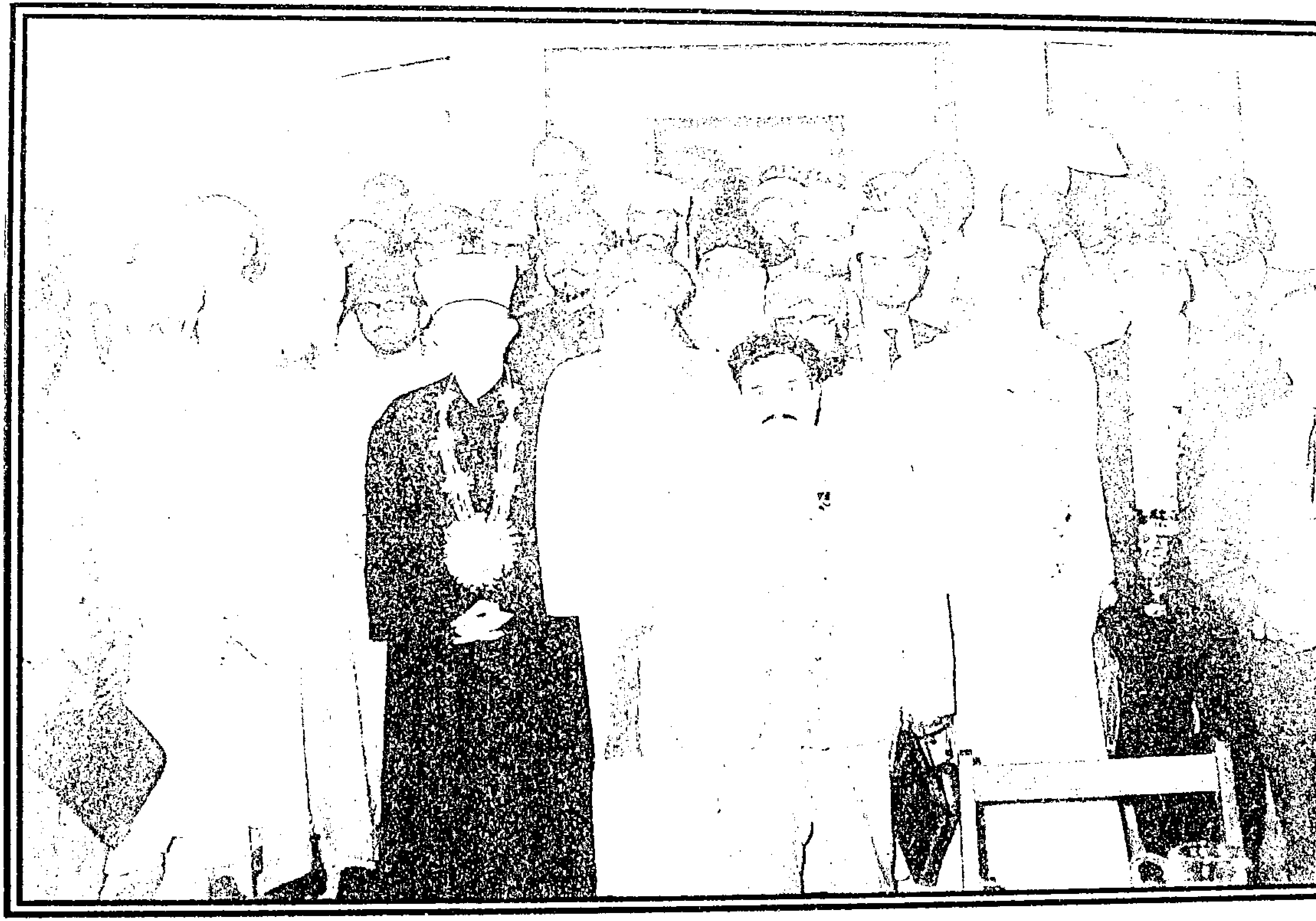

جمعیت علمائے پاکستان کے ایک استقبالیے کی تصویر۔ مفتی فلسطین، پیر صبغت اللہ مجددی، ایستادہ مولانا اقبال قادری، آزاد بن حیدر، مفتی غلام قادر کشمیری، مفتی فلسطین کے پیچھے مولانا جمیل احمد نعیمی بھی نظر آ رہے ہیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

مغربی تعلیم اور یورپ کے سیاسی پروپیگنڈہ نے دنیا کے ہر حصہ میں اپنے جراثیم پھیلا دیئے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ہندوستان کے باشندے بھی وہاں کی تحریکات سے متاثر ہوتے جارہے ہیں۔

ہمارے ملک میں طلباء کو جو نصاب تعلیم پڑھایا جاتا ہے۔ وہ عام طور پر یہ اثر پیدا کرتا ہے کہ انسان کی زندگی کے لئے مغرب کا مقلد ہونا کافی ہے۔ اور تقلید بھی بعض خاص عقائد وخیالات کی حد تک جس میں لامذہبیت الحاد و حریت کے جذبات نمایاں ہو جاتے ہیں، کاش ہمارے نوجوان مغربی تعلیمات سے فارغ ہو کر سائنس کی اختراعات و ایجادات میں کوئی عملی قدم اٹھاتے تو ملک کہاں سے کہاں پہنچتا۔ وہ کبھی تو مغرب کی جمہوریت کا (جو دراصل شہنشاہیت وملوکیت ہے) شکار ہوتے ہیں۔ کبھی فیسزم ان کے دماغوں پر مسلط ہوتا ہے۔ اور کسی وقت وہ بالشویزم (۱) میں غرق ہو جاتے ہیں۔ کبھی وہ گاندھی جی کے فلسفہ اہنسا (۲) کا مطالعہ کرتے ہیں۔ یہ تمام باتیں نتیجہ ہیں اس امر کا کہ قرآنی فلسفہ اور اسلام کے اصول سیاست وحکمرانی کی طرف سے توجہ ہٹ گئی۔ کاش قرآن مجید کے حقائق پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ دنیا کے ہر مذہب نے جس قدر بھی اصلاحات جاری کیں وہ دینِ فطرت ہی کے قائم کردہ اصول کو سامنے رکھکر مفکرین یورپ نے لامذہبیت کے باوجود تعلیماتِ اسلام سے اخذ تو کیا مگر عصبیت نے اس حقیقت کے اظہار سے روکدیا کہ ہم نے یہ چیز کہاں سے لی۔ حالانکہ انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اپنی تحریکات پیش کرتے وقت اس کا اظہار کر دیتے کہ ہم نے فلاں اصول کو اسلام سے لیا، ان مفکرین نے کہیں کہیں تو اپنے نظام میں اسلامی احکام کی گویا نقلیں ہی کیں۔ مگر اسلام کی شکل و صورت کو بالکل بدلکر۔ بعض نے افراط وتفریط سے کام لیا، اُسی کا یہ نتیجہ ہوا کہ آج حقیقت پر پردہ ڈالدیا گیا۔ لیکن صداقت کسی نہ کسی وقت اپنا رنگ دکھاتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل قریب میں قرآنی تعلیمات کا آفتاب دنیا کے ہر حصہ پر ضوفگن ہوگا۔ چنانچہ کارل مارکس (۳) نے جہاں جہاں لفظ اسٹیٹ بولا ہے، وہ دراصل اسلامی بیت المال کا چربہ ہے۔ غرضیکہ ہمارا یہ دعویٰ کہ اسلام دینِ فطرت ہونے کے لحاظ سے آج بھی دنیا کے ہر گوشے کے لئے ایسا لائحہ عمل پیش کرتا ہے جس پر چلنے کے بعد نہ بالشویزم ہی ضرورت باقی رہتی ہے اور نہ فیسزم (۴) ہی کی حاجت اور نہ مغربی جمہوریت کی۔

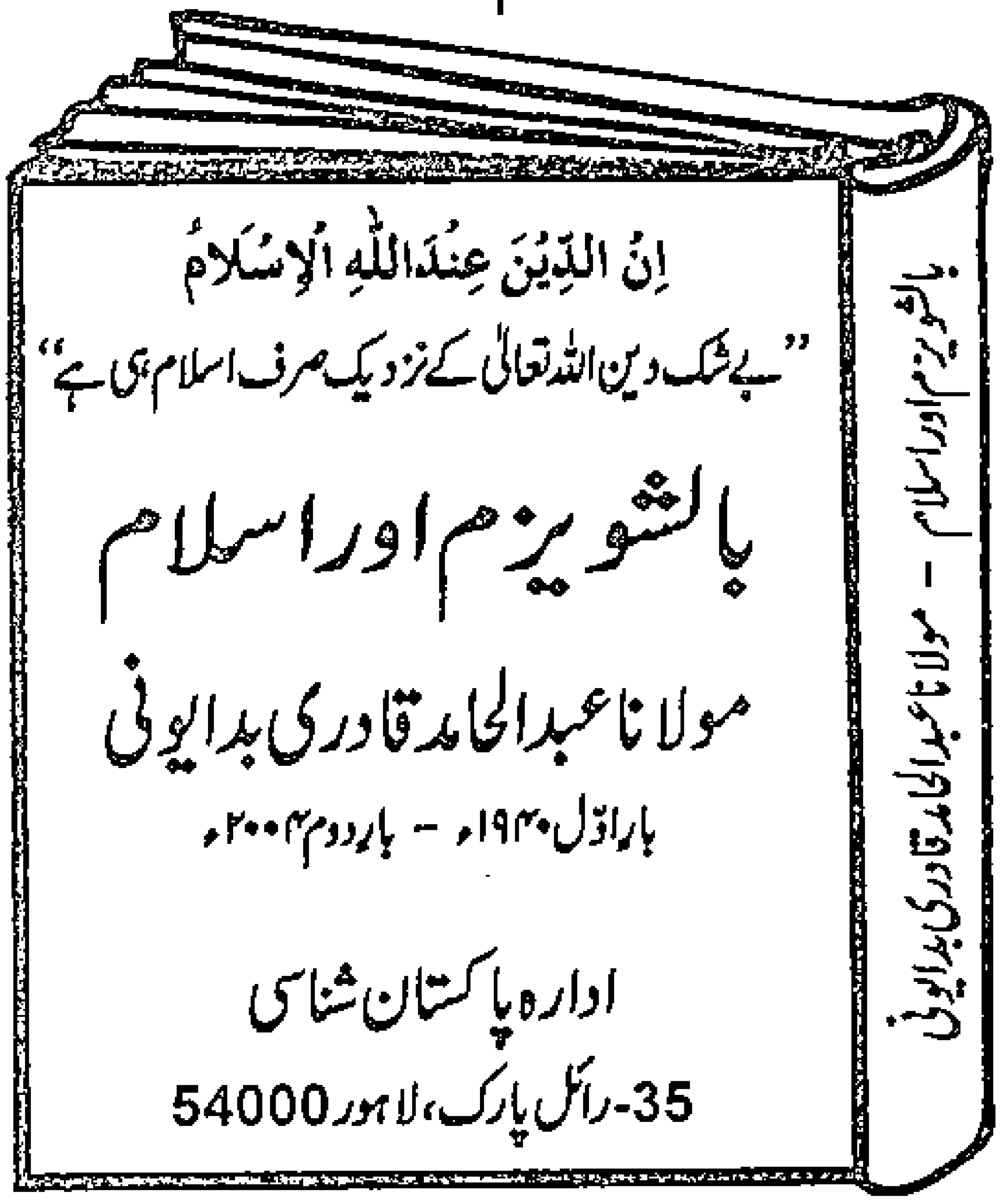

چونکہ بحالت موجودہ اسلامی نظامِ حکومت عملاً نگاہوں سے پوشیدہ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارے نوجوان ہر اس تحریک کا جو نئے انداز سے ان کے سامنے آتی ہے، گرمجوشی سے استقبال کرتے ہیں، اگر اُن کے سامنے مغربی تحریکات کے ساتھ ساتھ قرآنی فلسفہ اور اسلامی نظام حکومت کو جدید طرز سے پیش کیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ وہ بہت جلد اسلام کی طرف دوڑیں گے۔ ہم نے جیسا اوپر عرض کیا کہ ہندوستان میں یورپ کی اکثر وبیشتر تحریکات سامنے آتی رہیں۔ مگر نوجوانوں کو جس تحریک نے بڑی حد تک مسحور کر دیا وہ بالشویزم ہے۔ ہندوستان کے اندر بالشویزم کے مبلغین میں سب سے زیادہ نمایاں ہستی پنڈت جواہر لال نہرو (۵) کی ہے۔ انہیں کی کوششوں کا نتیجہ یہ

Marfat.com

ہوا کہ کانگریس پلیٹ فارم سے بالشویک (٦) عقائد پھیلائے گئے، حتیٰ کہ کانگریسی (٧) وزارتوں کے زمانہ میں کاشتکاروں اور زمینداروں کے لئے وہی اصول وضع کئے گئے جن کی بالشویزم مدعی یا مبلغ تھی۔ جس طرح روس میں سرمایہ کی تقسیم اور مذہب کے استیصال کے لئے مسلح قوتوں کا استعمال کیا گیا، اسی قسم کے واقعات کانگریسی دورِ حکومت میں رونما ہوئے۔

ان تمام حالات اور یورپین تحریکات پر غور وفکر کرتے ہوئے میرا عرصہ سے خیال تھا کہ بالشویزم کے متعلق ایک ایسا مواد یکجا کر دوں جسمیں بالشویک لیڈروں کے اقوال کی روشنی میں بالشویزم کو پیش کر کے اس کے بالمقابل قرآنی تعلیمات درج کر دی جائیں اور مختصر مختصر نوٹ ہر عنوان کے ماتحت دیکر ان جدید تحریکات پر تبصرہ بھی کر دیا جائے۔ ظاہر میں یہ کام بہت سہل تھا مگر ایک ایسے شخص کے لئے جس کی زندگی شبانہ روز قومی اشغال کے باعث سفروں میں گزرتی ہو مشکل تھا۔ مگر خدا کے فضل سے یہ مختصر رسالہ ٨ر نومبر ۴۰ء کو متحریک ریلوں ہی میں مرتب ہو گیا۔

میں نے اس رسالہ میں بالشویزم کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ حتی الامکان پوری محنت اور بالشویزم کے ذمہ دار محرکین کے اقوال کے ماتحت لکھا ہے ممکن ہے کہ بیس سال کے عرصہ میں بعض بعض امور میں تبدیلی ہو گئی ہو لیکن جہاں تک عقائد کا تعلق ہے آج بھی ہر بالشویک (٨) کارل مارکس۔ لینن (٩) روسی انقلابی، کمیونسٹ پارٹی کا بانی اور سوویت یونین کا پہلا حکمران اکتوبر ۱۹۱۷ء میں روس کی عبوری حکومت کا تختہ اُلٹ کر سوویت حکومت کی تشکیل کی جس کا وہ چیئر مین بنا۔ متعدد نظریاتی کتب تحریر کیں اور انقلابی تحریک کو منظم کیا۔ اس کا مقبرہ ماسکو کے سرخ چوک میں ہے۔ جہاں ہر سال لاکھوں لوگ اس کی حنوط شدہ لاش کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔) وغیرہ کو اپنا رہنما مانتا ہے اور اس کے عقائد وہی ہیں جو ان محرکین کے تھے۔ پس میرا ان محققین و مصلحین کے اقوال سے استدلال کرنا غلط نہ ہوگا۔

میں نے کوشش کی ہے کہ بالشویزم کے ہر عنوان کے بعد قرآنی تعلیمات پیش کر دوں تا کہ ناظرین اندازہ فرمالیں کہ بالشویزم نے اپنے نظام میں اسلام سے کیا باتیں اخذ کیں۔ اور رنگ وصورت کی تبدیلی اور اپنے ذاتی نظریات کے غلط طریقہ کار نے انہیں اصل منزل سے کس قدر دور کر دیا۔ میں آخر میں اپنے نوجوانوں سے مخلصانہ طور پر درخواست کروں گا کہ وہ اس رسالہ کو بغور پڑھ کر قرآنی حقائق کی طرف متوجہ ہوں۔ اور جس طرح وہ دوسرے علوم کے ریسرچ کرنے کا شوق رکھتے ہیں قرآنی احکام میں بھی پورا پورا تفحص کریں تو اُنہیں ماننا پڑے گا کہ قرآن پاک آج بھی دنیا کے ہر گوشے کے لئے ایسی تعلیم دیتا ہے کہ انسان اپنی زندگی کے ہر شعبہ کو ترقی پر پہنچا سکے۔ یقین کیجئے کہ نہ تو سوشلزم (حوالہ سوشلزم۔ اجتماعیت، اشتراکیت۔ معاشرتی تنظیم اور حکومت کا ایک نظریہ یا طریقہ جس میں ذرائع پیداوار اور تقسیم لوگوں کی اشتمالی ملکیت ہوتے ہیں اور انتظامی باگ دوڑ ریاست کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ سوشلزم کا اطلاق ایسی تمام تحریکوں پر ہوتا ہے جن میں کمیونزم، انارکی اور ہڑتالی اشتراکیت شامل ہیں۔ زمانہ قدیم میں اس کا سب سے بڑا شارح افلاطون تھا۔ جدید سوشلزم کو مارکس اور اینگلز (Engles) نے سائنسی بنیادوں پر استوار کیا۔) ذریعہ نجات ہو سکتا ہے۔ اور نہ یورپ کی جمہوریت بقائے حیات کا سبب ہو سکتی ہے۔ یہ تمام تحریکات دنیا کے امن وسکون کو تباہ کر رہی ہیں۔ ان بربادیوں کا علاج اگر ہے تو صرف قرآن حکیم کے اندر جس پر عمل پیرا ہونے کے بعد قتل وغارتگری کا دروازہ بند ہو جانا یقینی ہے۔

چونکہ رسالہ کو اختصار کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔ اس لئے ہر عنوان پر بحث اسی انداز سے کی گئی ہے۔ اگر آئندہ موقعہ ہوا تو اس سے زائد مباحث پیش کئے جائیں گے۔

۲۸ر نومبر ۱۹۴۰ء فقیر محمد عبدالحامد قادری بدایونی

Marfat.com

بالشویزم کی مختصر تاریخ اور اس کے عقائد

بالشویزم کا محرک اول کون ہے۔ اس کے متعلق ارباب تاریخ اپنی اپنی تحقیقات کے مطابق مختلف رائیں ظاہر کرتے ہیں۔ مجھے جس حد تک مواد مل سکا اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بالشویک خیالات پیش کرنے والوں میں لکرگس ہے جو افلاطون (۱۰) سے قبل گزرا ہے اور جسے اسپارٹہ کے مشہور مقنن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کے اجمالی حالات پلوٹارک (۱۱) یونانی کی کتاب پے رے لل لائیوز میں درج ہیں اور جس کا اردو ترجمہ مولوی ہاشمی فرید آبادی نے کیا ہے۔ جس کی تعلیمات و نظریات اکثر و بیشتر کتابوں میں موجود ہیں۔ اور اس کے بعد مزدک (۱۲) ایرانی ہے جو ۵۰۰ء کے قریب پیدا ہوا۔

لیکن موجودہ بالشویزم کے جسم میں نئی روح پیدا کرنے والا کارل مارکس ہے۔ اس شخص کے خیالات انتہا پسند تھے۔ اس نے اپنے جذبات کی اشاعت کے لئے مختلف قسم کی جماعتیں قائم کیں، وہ کبھی تو اخبارات میں مضامین لکھتا رہا اور کبھی جرمنی کے مزدوروں کی تنظیم میں مصروف رہا۔ پہلی مرتبہ اس نے League of just (اخوان العدل) کے نام سے جماعت قائم کی جس کا بعد میں اشتراکین نام رکھ دیا گیا، مارکس کو اسی زمانہ میں اقتصادیات کا ایک دوسرا ماہر Engels انجیلس مل گیا۔ جو مارکس کے بعد بالشویزم کا بہت بڑا محرک سمجھا جانے لگا۔ چنانچہ ۱۸۴۷ء میں مزدوروں کی جماعت نے ایک جلسہ کا نظم کر کے مارکس اور انجیلس (۱۳) سے درخواست کی کہ وہ بالشویزم کے آئین وقوانین مرتب کریں۔ ۱۸۴۸ء میں ان دونوں لیڈروں نے دستور تیار کر کے کمیونسٹ مینفسٹو شائع کیا جس میں درج تھا۔

"سرمایہ داروں نے جو ظلم وتشدد برپا کر رکھا ہے اس کا واحد علاج یہ ہے کہ دنیا سے جماعتی تفریق مٹا دیجائے۔ زندگی کے مصائب صرف جماعتی امتیازات کی بدولت ہیں۔ اور ان کا دفعیہ مزدوروں کی جماعت کا برسرِ اقتدار آ کر عالمگیر یکسانیت پیدا کرتا ہے۔"

اس تحریک کی غرض و غایت یہ ہے کہ دنیا سے ذاتی ملکیت اور شخصی و انفرادی حقوق فنا کر دیئے جائیں۔ اس طرح جب مزدوروں کی جماعت کو تسلط ہوگا تو آہستہ آہستہ سرمایہ داروں کی تمام جائیدادوں پر قبضہ کر لیا جائے گا، اور ملکی پیداوار کے تمام ذرائع مزدوروں کی حکومت کے ہاتھ میں دیدیئے جائیں گے۔

مارکس کا دوسرا نظریہ: سرمایہ داری کے متعلق کارل مارکس کا یہ نظریہ بھی تھا کہ "جس چیز کو منافعہ سمجھ کر سرمایہ دار اپنی جیب میں رکھتا ہے حقیقت میں وہ مزدوروں کی کمائی ہے۔ اس طرح سے سرمایہ دار مزدور کی کمائی کا ایک حصہ کاٹ کر اپنے پاس جمع کرتا چلا جاتا ہے، اور یہ سرمایہ مستقل سرمایہ کی شکل اختیار کر کے مزدور کو بے مائیگی کا پابند بنا دیتا ہے۔"

بالشویزم کیلئے مسلح قوت کا استعمال: کارل مارکس نے اس حقیقت کو صاف طور پر بتا دیا کہ بالشویزم بغیر مسلح قوت کے کامیاب نہیں ہوسکتی چنانچہ اس نے کہا:

"اشتراکی لوگ علانیہ طور پر کہتے ہیں کہ ان کے مقاصد صرف اسی شکل میں پورے ہو سکتے ہیں کہ موجودہ نظام کو مسلح قوتوں کے ذریعہ تباہ کر دیا جائے۔"

بالشویزم کا نظام حکومت: لینن ازم کا سب سے زیادہ اہم جز مزدور اور اس کی ڈکٹیٹر شپ ہے چنانچہ اسٹالن اپنی کتاب لینن ازم اور کتاب اسٹیٹ آف ریوولیشن میں لکھتا ہے۔ "ہم حکومت کے کل پرزوں کی پوری تخریب اس انداز سے چاہتے ہیں کہ مزدوروں کی مسلح جماعتیں اپنے ہاتھ میں عنان حکومت لے لیں"۔ ہم اس حقیقت کو ذرا بھی چھپانا نہیں چاہتے کہ جو انقلاب ہوگا وہ خونیں

Marfat.com

اور ہلاکت آفرین ہوگا۔

روسی کمیونسٹ پارٹی کا لاسلکی (۱۴) پیام: ۱۹۱۹ء میں تمام دنیا کے اشتراکی جماعت کے نام روسی کمیونسٹ پارٹی نے جو پیام بھیجا اس میں درج تھا۔" اس سعی و کوشش و جنگ کا اصول یہ ہوگا کہ ساری مزدور جماعت عملی اقدامات کے لئے نکل آئے، اور نظام سرمایہ داری کے خلاف خنجر و شمشیر توپ و تفنگ سے کام لیا جائے۔"

ڈکٹیٹر شپ (یعنی ملوکیت) کی حقیقت: اسٹالن (۱۵) لکھتا ہے۔" ڈکٹیٹر ایسی مختار کل ہستی کا نام ہے جس کا وجود ہی قوتوں کے ہجوم پر منحصر ہو اور یہ مطلق العنان اور آزاد ہستی کسی قانون اور کسی ضابطہ کی پابند نہ ہو۔ قانونی حکومت کرنے والے سُن لیں کہ ڈکٹیٹر شپ کے معنے غیر محدود قوت کے ہیں جو جبر و زبردستی پر مبنی ہو اور جسے آئین و قواعد شریعت سے کسی قسم کا سروکار نہ ہو۔"

پھر یہی لینن فاؤنڈیشن آف لینن ازم میں لکھتا ہے۔" مزدور کی ڈکٹیٹر شپ اس انقلاب پسند اور با اقتدار ہستی کا وجود ہے جس کی مطلق العنانی سرمایہ داری کو مکمل طور پر توڑ پھوڑ کر لوگوں سے بجبر منوائی جائیگی۔"

مزدوروں کی ڈکٹیٹر شپ جمہوریت کے انداز پر صاحبِ اقتدار ہستی نہ ہوگی جس کا انتخاب رائے عامہ سے کیا جائے۔"

اسلام کا نظامِ حکومت اور بالشویزم پر تبصرہ: ہم نے مذکورہ بالا عنوانات کے ماتحت بالشویزم کے نظام حکومت کے اصول پیش کر دیئے، اب یہاں اسلام کے نظام اور اس کی خاص خاص دفعات پر بحث کی جائیگی تا کہ ناظرین اسلامی حقائق پر سرسری نظر ڈالنے کے بعد فیصلہ کرسکیں کہ دینِ فطرت کے اصول کس قدر بلند اور کہاں تک عقلِ انسانی کے مطابق ہیں۔

اسلام نے کائنات عالم کے لئے ایک ایسا نظام پیش کیا جس میں انسان کے تمدنی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی، اخلاقی، مذہبی اور ہر قسم کے حقوق و آئین کا مکمل خاکہ آ گیا ہے۔ اسلام دراصل حکومتِ الٰہیہ کا قیام چاہتا ہے۔ اور اس کے لئے اس نے جو اصول پیش فرمائے وہ بھی اس قدر مستحکم ہیں جنہیں انسان کی وقتی و ہنگامی قیاس آرائیاں تبدیل نہیں کرسکتیں۔ اس ضابطۂ حکومت کے نفاذ کے لئے ایک رئیس ملت کا انتخاب کیا جاتا ہے جس کی حیثیت اشتراکیت (۱۶) کے مطلق العنان ڈکٹیٹر کی طرح نہیں ہوتی بلکہ وہ قوانین کا نگراں اور نافذ کرانے والا ہوتا ہے، جہاں تک قوانین کا تعلق ہے اُس کی اور ایک عام شخص کی حیثیت میں فرق نہیں ہوتا وہ قوانینِ الٰہیہ کی روشنی میں جملہ معاملات کا فیصلہ مشاورت سے کرتا ہے اس کی ایک پارلیمنٹ ہوگی جسے اصطلاح میں ارباب حل و عقد کہتے ہیں اور یہ جماعت اُن افراد پر مشتمل ہوتی ہے جو اسلامی احکام و مسائل میں تبحر رکھتے ہوں۔ ظاہری طور پر ایک غریب سے غریب فرد کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ خلیفۂ وقت یا امیر ملت سے استصواب و مواخذہ کرسکے۔

قرآن حکیم نے اسلامی حکومت کی بنیاد کے لئے ذیل کا حکم دیا،

(۱) وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (۱۷) ''اور حکومت میں مسلمانوں سے مشورہ لیا کرو''

(۲) وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ (۱۸) ''ان کی حکومت باہمی مشورہ سے ہے''

اسلامی حکومت میں عدل و انصاف: اسلامی نظام حکومت میں اشتراکیت کی طرح مسلح قوتوں یا جبر و اکراہ کی تعلیم نہیں دی گئی، بلکہ اسلامی حکومت کا دارو مدار عدل و انصاف پر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے اس بارہ میں فرمایا:

(۱) وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ ط (سورہ نساء)

جب انسانوں کے تم حاکم بنو تو حکم کیا کرو انصاف کے ساتھ، خدا تم کو اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے۔

Marfat.com

(۲) وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط (مائدہ)

اور لوگوں کی عداوت تم کو اس جرم کے ارتکاب کی باعث نہ ہو کہ تم انصاف نہ کرو (ہر حال میں) انصاف کرو۔ انصاف ہی پرہیزگاری کے قریب تر ہے، اللہ سے ڈرو۔

اسلامی نظام حکومت کے یہ وہ زرین اصول ہیں جن پر مسلمانوں کے خلفاء حکومت کرتے تھے، اس عدل و انصاف میں قومی عصبیت یا مذہبی افراد کی رعایت کا کوئی سوال نہ تھا۔ اگر ایک دشمنِ خدا اور مسلمان کے درمیان مقدمہ ہوتا اور یہ ثابت ہو جاتا کہ مسلمان مجرم ہے تو مسلمان کو سزا دی جاتی دوسری جگہ اسی مضمون کو اس طرح فرمایا گیا:

وَاِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ

یعنی اگر تو غیر مسلموں کے بارہ میں میں فیصلہ کرے تو انصاف سے فیصلہ کر بے شک خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، (مائدہ)

اسلامی قانون میں شاہ و گدا یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَیْسَ لِاَحَدٍ عَلٰی اَحَدٍ فَضْلٌ اِلَّا بِدِیْنٍ اَوْ تَقْوٰی

(مشکوٰۃ) یعنی کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے مگر دین یا تقویٰ سے۔

حضرت خلیفہ اولؓ کی تقریر: حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیقؓ جس وقت امیر منتخب ہوئے تو آپ نے فرمایا:

"اے لوگوں! میں تمہارا امیر مقرر ہوا ہوں، حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ میں تو صرف شریعت الٰہیہ کا اتباع کرنے والا ہوں۔ کوئی نئی بات پیدا کرنے والا نہیں ہوں اگر میں صحیح کام کروں تو میری مدد کرو۔ ورنہ مجھے سیدھا کر دو۔" (ابن سعد)

حضرت خلیفہ ثانیؓ کا ارشادِ گرامی: حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ فرماتے ہیں لَا خِلَافَةَ اِلَّا عَنْ مَشْوِرَةٍ یعنی خلافت صرف مشورہ سے ہے۔

اسلامی حکومت کا وہ اعلیٰ ترین دور جسنے انسانی عروج و ترقیات کے دروازے کھول دیئے۔ حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کا زمانہ خلافت ہے۔ یہی وہ مقدس دور ہے جس نے دنیائے حکومت کی رہنمائی فرما کر وہ قوانین جاری کئے جس کی آج نقلیں اتاری جارہی ہیں جس وقت تک قرآن حکیم کے اصول و قوانین پر عمل ہوتا رہا۔ دنیا عدل و انصاف اور ترقیات سے معمور رہی اُسکے بعد شہنشاہیت اور شخصی سلطنت قائم ہوگئی اپنے اغراض کیلئے ذاتی قوانین بنائے گئے جن کی وجہ سے فتنوں کا دروازہ کھل گیا اس خصوصی میں ان قوانین پر کسی تفصیلی بحث کا موقع نہیں۔ البتہ قوانین کے عنوانات درج کئے جاتے ہیں۔

اسلام کے جمہوری قوانین کی دفعات کا مختصر خاکہ:

۱۔ مجلس شوریٰ اور اس کے ارکان کے انتخاب کا طریقہ ۲۔ مجلس شوریٰ کے عام اجلاس ۳۔ عام رعایا کو مداخلت کا حق ۴۔ عہدہ داران کے تقررات کے لئے مجلس شوریٰ ۵۔ تقرراتِ عاملین ۶۔ محکمہ تحقیقاتِ عاملین

صیغۂ محاصل ۱۔ خراج کی وصولی کا طریقہ ۲۔ شرح لگان ۳۔ زمینداری و تعلقہ داری کے قوانین ۴۔ گرجاؤں اور دوسرے معابد کے حقوق کا تعین ۵۔ مالگذاری کی وصولیابی کا طریقہ ۶۔ بندوبست میں ذمیوں سے رائے لینا اور ان کی نمائندگی

صیغۂ عدالت مذہبیکے حقوق کی نگرانی ۱۔ محکمۂ قضا ۲۔ قواعدِ عدالت ۳۔ قضاۃ (۱۹) کا انتخاب ۴۔ عدالتوں کا طریقہ کار ۵۔ انسدادِ رشوت ستانی ۶۔ عدل و انصاف

صیغۂ فوج ۱۔ فوجداری و پولیس کے قوانین ۲۔ جیل خانے کی ایجاد ۳۔ بیت المال یا خزانہ ۴۔ پبلک ورکس ۵۔ محکمہ نہر

Marfat.com

۶۔ عام بھرتی کا قانون

غیر مسلمین کے ساتھ رعایت ا۔ ذمیوں (۲) ۲۔ معاہدات ۳۔ مذہبی امور میں آزادی

ان عنوانات کو پڑھکر ہر شخص بخوبی اندازہ کر سکتا ہے کہ اسلامی دورِ حکومت میں حضرات خلفائے اسلام نے انسانی تمدن و حکومت کے لیے کسی شدید محنت فرمائی، وہ کونسی ایسی پبلک ضرورت تھی جس کا نظم نہ فرمایا ہو، ہم دعوٰے سے کہہ سکتے ہیں کہ ان مقدس بزرگوں نے تمام دنیا کے لئے قرآنی روشنی میں وہ قوانین مرتب کر دیئے کہ دوسرے اہل مذاہب گو اقرار نہ کریں لیکن عملاً سب کو اسلامی تعلیمات ہی سے قوانین اخذ کرنا پڑتے ہیں۔ چونکہ رسالہ میں اختصار سے کام لینا ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا عنوانات پر تفصیل سے بحث نہیں کی گئی۔

سرمایہ داری: بالشویک (۲۱) نظام حکومت کے متعلق ہم نے بتایا تھا کہ وہ ہر قسم کے سرمایہ کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ اب یہاں سرمایہ داری کے بارے میں اسلامی احکام درج ہوں گے اس مسئلہ میں پہلی بات غور طلب یہ ہے کہ سرمایہ داری کوئی بُری شے نہیں ہے، البتہ وہ سرمایہ پرستی جس کی مہاجنوں (۲۲) اور سود خوروں کی طرح پرستش کی جائے اور ضرورتمند اور قرضدار کی زندگی ختم کرنے کے لئے جو اصول مہاجنی (۲۳) سسٹم میں برتے جاتے ہیں وہ بلاشبہ اس قابل ہیں کہ انہیں ختم کر دینا چاہیئے۔ اسلام نے ان تمام پہلوؤں پر غور کرتے ہوئے ایسے احکام صادر کئے کہ مہاجنی سرمایہ پرستی ختم کر دی گئی، سرمایہ انسان کے پاس دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جو بذریعہ وراثت حاصل ہو۔ دوسرا وہ جو اپنی کوشش و محنت یا تجارت وصنعت وغیرہ کے ذریعہ پیدا کیا جائے۔ اگر ایک شخص تجارت اور ذاتی جدوجہد سے جائز طور پر حاصل کرتا ہے تو اس دولت کو مطلقاً اسٹیٹ یا حکومت کے قبضہ میں کرنا خلاف عقل وفہم ہے۔

اسلام نے ایک طرف تو سرمایہ کو جائز طور پر محنت سے کمانے کی اجازت دی تو دوسری جانب اُسنے سرمایہ داروں پر لازم کر دیا کہ وہ غریبوں محتاجوں کی خدمت واعانت کو اپنا فرض سمجھیں تا کہ یہ غریب ونادار طبقہ تباہ نہ ہو جائے۔ اسلام نے اُس عیش پرستی کو جس میں دولت وسرمایہ کو بُری طرح برباد کیا جائے قطعاً منع کر دیا۔

موروثی سرمایہ اور قانونِ وراثت اسلامی: وہ سرمایہ جو کسی شخص کو وراثتہً ملے اس کے لئے اسلام نے مستقل قوانین مرتب کئے۔ مرنیوالے کے بعد جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کو بہت سے حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اس طرح جائیداد میں سرمایہ دارانہ اصول پر مستفید ہونے کی وہ قوت ہی باقی نہیں رہتی جو کسی فردِ واحد کی ملکیت میں آنے سے حاصل ہوتی ہے۔ بعض اقوام میں دستور ہے کہ جائیداد منقولہ صرف بڑے بیٹے کو ملتی ہے۔ اور بعض میں صرف اولاد نرینہ کا حق ہے۔ دوسروں کو حصہ نہیں ملتا۔ اسی طرح بعض اقوام میں حین حیاتی (۲۴) وراثت کی قید لگا دی گئی ہے۔ اور بعض نے مشترک خاندان میں وراثت محدود کی تا کہ غیر خاندان مستفید نہ ہو سکے اس طرح فرض کیجئے کہ ایک بڑا زمیندار مر جائے اور اسکی جائیداد کا تنہا مالک اس کا بڑا بیٹا ہو تو ظاہر ہے کہ گو مرنیوالا سرمایہ دار مر گیا۔ مگر اس کی سرمایہ داری بدستور قائم رہی صرف مالک بدل گیا۔ اس صورت میں سرمایہ داری بدستور قائم رہیگی۔ اگر اس سرمایہ داری کو ایک کے قبضہ سے نکال کر سو ورثاء پر تقسیم کر دیا جائے تو اس کی قوت ٹوٹ جائے گی۔ یہی وہ عظیم الشان اصول ہے جسے اسلام نے پیش کیا بلکہ اسلام نے تو ورثاء کے علاوہ بھی یہ حکم دیا کہ "موت سے قبل اپنی جائیداد کا وہ حصہ جو کل جائیداد کی ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو ان لوگوں کو جنہیں شرعاً حصہ نہیں پہنچ سکتا، یا پبلک کاموں کے لئے وصیت کر دیا جائے۔"

یہ شکل بھی جائیداد اور سرمایہ کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ اب تقسیم سرمایہ کے بارہ میں قرآنی احکام ملاحظہ ہوں:

Marfat.com

(۱) وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ○ (بنی اسرائیل)

قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا اور محتاج و مسافر کو بھی اور مال کو بے موقع فضول خرچی میں نہ اُڑانا۔

(۲) وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ ط وَالْأَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ط

اور ہر ایسے مال کے لئے جسے والدین اور رشتہ دار چھوڑ دیں ہم نے وارث مقرر کر دیئے ہیں اور جن لوگوں سے تمہارے عہد ہوں اُن کو اُنکا حصہ دیدو۔ (النساء)

ان احکام کے ماتحت اگر بنظر انصاف غور وفکر کیا جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اسلام نے تقسیم سرمایہ کے جو قوانین بنائے وہی انسانی زندگی کے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔ اگر ان احکام پر عمل کیا جائے تو نہ تو بالشویزم، کی طرح مالداروں کے مال پر غاصبانہ قبضہ ہی کی ضرورت باقی رہتی ہے اور نہ سرمایہ داری کے استیصال کے لئے جبر وتشدد یا مسلح قوتوں کے استعمال کی۔

بالشویزم کو ناز ہے کہ اس نے سرمایہ داروں کی قوت کو توڑ دیا۔ لیکن کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ اس نظام سے کل جو قوت سرمایہ داروں کو حاصل تھی۔ وہی اب ان کی جماعت یا ڈکٹیٹر کو نہیں مل گئی۔

سرمایہ داری پر دوسری توجیہ: دنیا میں کوئی چیز بھی اپنی اصل حقیقت کے اعتبار سے مضر نہیں۔ ہر شے کا حسن وقبح موقوف ہے اسکے صحیح یا غلط استعمال پر پس سرمایہ داری کے متعلق اشتراکیت کا یہ کہنا No Capital۔ سراسر لغو ہے۔

سرمایہ وغیرہ کو بالشویزم فنا کر دینے کی مدعی ہے حالانکہ خود بالشویک افراد اپنے نظام کو منوانے کے لئے سرمایہ اور حکومت کے محتاج ہیں۔ کیا ان کو بغیر سرمایہ اور حکومت کے کامیابی ہو سکتی ہے اور کیا ان کی حکومت کو سرمایہ دارانہ حکومت نہیں کہا جا سکتا اگر وہ نفس مذہب کو نہیں مانتے (جیسا کہ آئندہ اوراق میں ہم بحث کریں گے) تو ہم ان سے دریافت کرتے ہیں کہ اپنی جس تجویز کردہ اسکیم کو وہ لوگوں سے منواتے یا اس کی تبلیغ کرتے ہیں وہ بھی تو ایک قسم کا عقیدہ ہے۔

سرمایہ داری اور اسلام: سرمایہ سے جہاں ترقی وتمدن کا کام لیا جاتا ہے، ٹھیک اسی طرح سرمایہ سبب آلام بن جاتا ہے۔ اس لئے اسلام نے دونوں حیثیتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا کہ سرمایہ کسی انسان کا مقصود بالذات نہیں بلکہ اسے ضروریات انسانی کے لئے ایک ذریعہ سمجھنا چاہیئے۔

چونکہ سرمایہ سے بالطبع انسان کو محبت ہوتی ہے اور جب یہ محبت بڑھ جاتی ہے تو یہی مال سببِ معصیت بن جاتا ہے۔ اس لئے اسلام نے اسے خاص طور پر نظر میں رکھا، چنانچہ سرمایہ داری اور اس کے مصرف پر قرآن حکیم نے جو ہدایات دیں اس سلسلے میں مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ فرمایئے:

(۱) إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ

بے شک جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے اور نماز پڑھتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے ظاہر اور پوشیدہ طور پر خرچ کرتے ہیں تو وہ امیدوار ہیں ایسی تجارت کے جو کبھی ہلاک نہیں ہوگی۔ (سورہ فاطر)

(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ (البقرة)

اے ایمان والو (خدا کی راہ میں) عمدہ چیزوں میں سے جو تم نے تجارت سے کمایا خرچ کرو۔

وہ سرمایہ جو خرچ نہ کیا جائے:

(۳) وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن

Marfat.com

فَضْلِهٖ هُوَ خَيراً لَّهُمْ ط بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ط سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ط (آل عمران)

اور نہ سمجھیں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں جو اللہ نے ان کو دیا ہے کہ یہ ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ ان کے لئے برا ہے، عنقریب طوق بنا کر ڈالا جاویگا اس چیز کو جس پر انہوں نے بخل کیا قیامت کے دن۔

(۴) وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ o يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ o (توبہ)

اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور اس کو خرچ نہیں کرتے تو ان کو دردناک عذاب کی خبر دید یجئے۔ جس دن وہ تپایا جائیگا دوزخ کی آگ میں۔ پھر ان کے داغے جائیں گے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں۔ کہا جائے گا یہ ہے جو تم نے جمع کیا تھا۔

(۵) وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ o (البقرة)

جو لوگ خدا کی رضا جوئی کے لئے اپنی نیت ثابت رکھکر اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک باغ کی طرح ہے جو اونچے پر واقع ہے۔ اس پر زوروں کا مینہ پڑا تو وہ اپنا دو چند پھل لایا اور زور کا مینہ بھی نہ پڑا تو اسکو ہلکی پھوار بھی بس کرتی ہے۔ تم جو بھی کرتے ہو خدا اسے دیکھ رہا ہے۔

(۶) مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّئَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ o (البقرہ)

جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس کی مثال اُس دانہ کی ہے جس سے سات بالیں پیدا ہوں ہر بال میں سو دانے ہوں اللہ بڑھاتا ہے جس کیلئے چاہتا ہے اور خدا بڑی گنجائش والا ہے۔

(۷) وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْماً مَّحْسُوْراً o

اور اپنا ہاتھ نہ تو اتنا سکیڑو کہ گردن میں بندھا رہے اور نہ بالکل پھیلا دو (ورنہ) بیٹھے رہ جاؤ گے ۔۔۔۔۔۔ہی کریں گے اور تم تہی دست بھی ہو جاؤ گے۔ (سورہ بنی اسرائیل)

آیات بالا میں ایک طرف تو اُن سرمایہ داروں کو جن کی دولت سے غریب مستفید نہ ہوں اور جن کا سرمایہ تجوریوں میں بند رہے یا جس مال سے قومی و مذہبی ضروریات کی امداد نہ کی جائے شدید الفاظ میں وعید فرمادی۔

اور دوسری طرف ان مالداروں کی دولت کو سراہا جسے خدا کی مخلوق کی امداد پر خرچ کیا جاوے۔ کیا قرآن مجید کی ان چند ہدایتوں میں دنیا کے سرمایہ داران کے لئے سبق موجود نہیں ہے۔

بلاشبہ حقیقت شناس نظریں ان ہدایات کا استقبال کریں گی اور اُنہیں اقرار کرنا پڑے گا کہ قرآنی قوانین نے سرمایہ کی تقسیم بھی فرمائی اور غریب وضرورتمند انسانوں کو بھی بتادیا کہ ان کا حق سرمایہ داروں کے مال میں کس حد تک ہے۔ آج اگر اسلامی حکومت قائم ہو جائے تو دور فاروقی کی طرح ہر سرمایہ دار سے زکوۃ۔ عشر (۲۵) و خراج (۲۶) وصول کر کے بیت المال (۲۷) میں جمع ہو سکتا ہے۔ اور غریبوں، ضرورتمندوں کی تمام پریشانیاں رفع کی جاسکتی ہیں اور

Marfat.com

وہ بھی اس صورت کے ساتھ کہ زمیندارانہ (۲۸) اور تعلقدارانہ (۲۹) حقوق بھی باقی رہتے ہیں اور غریبوں کے حقوق وضروریات کا بھی تعین ہوسکتا ہے اور اُن تمام زیادتیوں کا جو سرمایہ دارانہ جبرو تشدد سے پیدا ہوتی ہیں انسداد کیا جاسکتا ہے۔ اگر اسلامی نظامی حکومت کے ماتحت ملک کا نظم کیا جائے تو دنیا دیکھ لے گی کہ آج سے تیرہ سو سال قبل سرمایہ دارانہ سسٹم اور پبلک ضرورتوں کے اسلامی قوانین وابواب کس درجہ مکمل ہیں۔

مزدور کا درجہ اسلام میں: قانونِ اسلام میں مزدور واجیر (۳۰) کے لئے بھی خاص دفعات رکھی گئیں تاکہ یہ طبقہ اپنے حقوق سے محروم نہ رہے۔ ہم ذیل میں اس عنوان کے ماتحت چند احادیث نبویہ نقل کرتے ہیں جن کے مطالعہ سے ناظرین اندازہ فرماسکتے ہیں کہ اسلام نے مزدوروں کی اجرت وغیرہ کے لئے کس قدر تاکید فرمائی۔

(۱) عن عبدِ اللّٰہِ بن عمرؓ قال قَالَ رسول اللّٰہِ ﷺ أُعْطُو الْاَجِیْرَ اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ یَجِفَّ عَرَقُهٗ.

کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عطا کرو مزدور کی مزدوری اس سے قبل کہ اُس کا پسینہ خشک ہو۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ (رواہ ابن ماجہ)

(۲) عن ابی ھریرۃؓ قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اللّٰہ تعالٰی ثَلٰثَۃ" اَنَا خَصۡمُھُمۡ یو مَ القِیامَۃِ رَجُل" اَعۡطیٰ بِیۡ ثُمَّ غَدَرَ وَ رَجُل" بَاعَ حُرّاً فَاَکَلَ ثَمَنَہٗ وَ رَجُل" اِسۡتَاجَرَ اَجِیۡرًا فَاسۡتَوۡ فٰی مِنۡہُ وَ لَمۡ یُعۡطِہٖ اَجۡرَہٗ. (رواہ البخاری)

"حضرت ابی ہریرہؓ راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ میں قیامت کے دن تین شخصوں سے جھگڑوں گا ایک تو وہ شخص جسنے میرے نام کے ساتھ عہد کیا اور پھر اُس عہد کو توڑ ڈالا۔ دوسرا وہ شخص جس نے بیچا ایک آزاد کو اور پھر کھایا اُس کا مال تیسرا وہ شخص جسنے مزدور کو مزدوری پر لگا کر اس کام لیا پورا پورا اور نہ دی اسکو مزدوری (روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے)"

ان دو حدیثوں کی روشنی میں اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلامی قانون میں مزدوروں کے حقوق اور اُنکی مزدوری ادا کرنے کی کس قدر سخت الفاظ میں تاکید کی گئی ہے۔

اسلامی حیثیت سے مزدوروں کی اجرت اور اُن کے کام کے تعین کے علاوہ از قسم بیگار (۳۱) وغیرہ کام لینا کسی طرح جائز نہیں جس قدر کام کی اجرت طے ہو اور جو اوقات معین ہوں اُن سے زائد کاموں کا بار ڈالنا اور وہ بھی بغیر اجرت کے یہ ایک ایسا جبرو تشدد ہے جو شرعاً روا نہیں ہوسکتا۔

رسالہ کے دوسرے مباحث اور پھر قلتِ گنجائش کے باعث اس عنوان کو اس قدر تحریر کرنے کے بعد ہم تفصیلی بحث کو دوسرے موقعہ کے لئے اٹھاتے ہیں۔

اسلام نے کسبِ حلال اور دست وباز و کی محنت ومزدوری سے کمانے کو بہترین اور پاکیزہ مال قرار دیا چنانچہ حدیث میں فرمایا گیا۔

اِنَ اَطۡیَبَ مَا اَکَلۡتُمۡ مِنۡ کَسۡبِکُمۡ یعنی بیشک زیادہ سے زیادہ پاک مال جو تم کھاؤ گے وہ ہے جسے تم کسب حلال سے حاصل کرو۔

اگر بالشویزم کے اصول کو مان لیا جائے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ انسان سے محنت وجفاکشی کا جذبہ مفقود کرنا چاہتی ہے۔

زکوٰۃ اور بیت المال: اسلام نے ایک طرف تو قانونِ وراثت کے ماتحت سرمایہ کو ہزاروں حصوں میں تقسیم کر دیا دوسری طرف اُس نے ہر اُس سرمایہ دار پر جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا زیورات یا روپیہ ہو سالانہ ٹیکس مقرر کردیا جسے اصطلاحِ شریعت میں زکوٰۃ کہتے ہیں اس طرح بھی اسلام نے غریبوں کو سرمایہ داروں کے سرمایہ میں داخل کر دیا۔ یہ رقم غریبوں، محتاجوں کی ضروریات پر خرچ کرنے کے لئے ہر سال

Marfat.com

نکالی جائیگی۔ چونکہ اسلام اسکی تقسیم کو ایسے منظم طور پر چاہتا ہے کہ غریب و مفلس محروم نہ رہ جائیں اس لئے رقم زکوٰۃ کے لئے اُس نے ایک عظیم الشان محکمہ کی بنیاد ڈالی جسے بیت المال کہتے ہیں جس کا نظم و انتظام امیر ملت یا خلیفۂ وقت کے سپرد کیا گیا۔ اس محکمہ میں ہر صاحب نصاب (۳۲) کا اندراج اور محتاجوں کے نام و پتے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اسلامی بیت المال (۳۳) ایک ایسا عظیم الشان محکمہ ہے کہ اُسکے ماتحت سرمایہ کی تقسیم و فراہمی اس صورت کی جاتی ہے کہ غرباء و فقراء پوری طرح مستفید ہو سکیں۔ اگر آج بھی مسلمانوں کے ہاتھ میں حکومت اور اُس کا انتظام ہو تو بیت المال میں رقمِ زکوٰۃ لاکھوں کروڑوں جمع ہو کر غرباء کی زندگی کا نظام بہتر سے بہتر شکل میں قائم ہو سکتا ہے اور جو لڑائیاں تقسیم سرمایہ کے سلسلہ میں جاری ہیں اُن کا خاتمہ بھی اسلام کی تحریک زکوٰۃ بآسانی کر سکتی ہے۔

خمس (۳۴)، عشر، خراج کا اسلامی قانون: حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں عشر و خراج وغیرہ کا ایک مستقل شعبہ کھولدیا۔ عشری اُس زمین کا نام تھا جو مسلمانوں کے قبضہ میں آتی ایسی زمینوں کے حسبِ ذیل اقسام تھیں۔

(۱) عرب کی زمین جس کے قابضین اوائل اسلام میں مسلمان ہو گئے تھے (۲) جو زمین کسی ذمی (۳۵) کے قبضے سے نکل کر مسلمانوں کے قبضہ میں آتی مثلاً وارث مر گیا یا مفرور ہو گیا یا بغاوت کی یا استعفادے دیا (۳) جو افتادہ زمین کسی حیثیت سے کسی کی ملک نہیں ہوتی تھی اور اُسکو مسلمان آباد کرتے تھے۔ ان تمام اقسام کی زمینیں عشری کہلاتی تھیں۔ ان زمینوں پر اصل پیداوار کا دسواں حصہ بطور زکوٰۃ کے لیا جاتا اگر یہ زمینیں ذمیوں کی قدیم نہروں سے سیراب ہوتیں تو ان سے خراج لیا جاتا اور اگر خود مسلمان نہریں کھود کر اُسے پانی دیتے تو ان زمینوں سے عشر لیا جاتا رقم عشر (۳۶) کسی حالت میں کم یا معاف نہیں ہوتی تھی یہاں تک کہ خود خلیفہ یا بادشاہ بھی معاف کرنا چاہے تو معاف نہیں ہو سکتا تھا۔

مال گذاری کا طریقہ: مالگذاری (۳۷) کی وصولی کا طریقہ بھی حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں یہ تھا کہ جب مالگذاری کی قسطیں کھلتیں تو تمام پرگنہ جات سے رئیس و زمیندار اور عرّاف طلب کئے جاتے اور وہ پیداوار کے لحاظ سے کل ملک کے خراج کا ایک تخمینہ پیش کرتے اُس کے بعد ہر ہر ضلع اور پرگنہ کا تخمینہ مرتب کیا جاتا جس میں مقامی زمیندار اور مکھیا (۳۸) شریک ہوتے یہ تخمینی رقم ان لوگوں کے مشورہ سے ہر ہر گاؤں پر پھیلائی جاتی۔

گرجاؤں وغیرہ کے مصارف: پیداوار جو ہوتی اُس میں سے اول گرجاؤں، حماموں کے مصارف اور مسلمانوں کی مہمانی کا خرچ وضع کر کے نکال لیا جاتا باقی جو بچتا اس میں سے جمع مشخصہ ادا کی جاتی ہر گاؤں پر جو جمع تشخیص ہوتی پٹوے سے اُسکا ایک حصہ گاؤں کے پیشہ وروں سے بھی وصول کیا جاتا۔

شرح لگان: لگان (۳۹) کی شرح گیہوں پر فی جریب (۴۰) یعنی پون بیگہ پر ۲ درم سالانہ۔ جو پر ایک درہم سالانہ، ترکاری پر ۳ درہم سالانہ، روئی پر ۵ درہم سالانہ، انگور پر ۱۰ درہم سالانہ، تلوں پر ۸ درہم سالانہ۔

خالصہ اراضیات: بعض اراضیات خالصہ کہلاتی تھیں اگر کسی شخص کو اسلامی خدمت کے صلہ میں جاگیر عطا کی جاتی تو ان خالصہ (۴۱) زمینوں سے دی جاتی ان جاگیرات پر بھی خراج (۴۲) یا عشر (۴۳) مقرر تھا۔ ابتدأ مابین صحابہ کرام اور سیدنا فاروق اعظم بڑی بحث رہی کہ ممالک مفتوحہ کی زمینیں آیا رعایا کے قبضہ میں رہیں اور اُنہیں آزاد چھوڑ دیا جائے یا ان اراضیات پر فاتحین کا حق ہے یا آئندہ نسلوں کا بھی حق ہوگا چنانچہ حضرات

Marfat.com

مہاجرین وانصارؓ کا ایک بڑا جلسہ ترتیب دیا گیا بحث ومباحثہ جاری رہا حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ نے آیہ مبارکہ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِھِمْ (۴۴) سے استدلال فرما کر زبردست تقریر کی تمام صحابہ کرام نے متفق اللسان ہو کر حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ کی رائے سے اتفاق کیا اُس کے بعد طے پایا کہ جو ممالک فتح کئے جائیں وہ فوج کی مِلک نہ ہوں بلکہ حکومت کے ملک ہوں گے اور پچھلے قابضین کو بے دخل نہیں کیا جائے گا۔

زمینداری و تعلقہ داری: جو لوگ قدیم زمانہ سے تعلقہ دار (۴۵) یا زمیندار تھے جس کو ایرانی زبان میں مرزبان اور دہقان کہتے تھے حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ نے انکی حالت بدستور قائم رہنے دی اور ان کے حقوق واختیارات کو بحال رکھا۔

غرض اسلامی حکومت کے زمانہ میں خراج وعشر اور زکوٰۃ کی وصولی کا شدت سے اہتمام تھا۔ ممکن نہ تھا کہ کوئی زمیندار، تعلقہ دار عشر وخراج ادا نہ کرے یہ تمام رقوم اسلامی حکومت وصول کر کے پبلک ضروریات پر خرچ کرتی۔ ابتداً خراج کی رقم آٹھ کروڑ سے دس کروڑ بیس ہزار درہم تک پہنچ گئی اس رقم کی وصولی وخرچ کا ایک مستقل نظام قائم تھا آج اگر مسلمانوں کو قوت حاصل ہو جائے اور وہ اسلامی حکومت قائم کر لیں تو دور فاروقی اور فقہائے کرام کی قائم کردہ دفعات کے ماتحت بہتر سے بہتر انتظامات کئے جاسکتے ہیں۔

عام خیرات وصدقات: زکوٰۃ کے علاوہ بھی اسلام نے ہر سرمایہ دار کو حکم دیا کہ وہ غریبوں فقیروں کی خدمات، خیرات و صدقات کے ذریعہ کرتا رہے، چنانچہ ایک عام حکم ذیل کے الفاظ میں دیا گیا ہے۔

(ا) وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً وَبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ط (۴۶)

''اور ماں باپ اور قرابت داروں، یتیموں اور محتاجوں اور قرابت والے پڑوسیوں اور پاس کے بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو لونڈی غلام تمہارے قبضہ میں ہیں انکے ساتھ سلوک کرتے رہو۔''

عید اور صدقہ فطر: عید کا دن جو مسلمانانِ عالم کی مسرت وخوشی کے اظہار کا دن ہے، اس موقعہ پر بھی اسلام نے غرباء کی خستہ حالیوں پر نظر کرتے ہوئے ہر اس مسلمان پر جس کے گھر میں اسباب کے علاوہ اتنا مال یا جائیداد مکانات موجود ہوں کہ انکی مالیت پر زکوٰۃ واجب (۴۷) ہوتی ہے۔ غریبوں کو صدقۂ فطر دینا لازم کر دیا۔ اگرچہ اس صدقہ فطر کی مقدار دیکھنے میں بہت کم یعنی ۲ سیر سے کچھ زیادہ گیہوں یا چار سیر جو ہوتی ہے لیکن فطرہ کا یہ غلہ اگر صحیح نظم کے ساتھ وصول کیا جائے تو ہر شہر وضلع کے غریب اور فقیروں کی ضروریات کو بآسانی پورا کیا جاسکتا ہے۔ صدقہ فطر میں نہ تو دینے والے کو کوئی گرانی ہوتی ہے اور نہ کسی قسم کا بار دوسری جانب غرباء کی ضروریات کا انتظام بھی بخوبی ہو جاتا ہے۔

پڑوسیوں کے حقوق: اسلام نے ہر مسلمان پر لازم کر دیا کہ وہ اپنے پڑوسی کی تکلیف ومصیبت کا خیال رکھے جو خود کھائے اس میں سے اپنے پڑوسی کو کھلائے سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسیوں کی اعانت کے لئے اس قدر تاکید فرمائی کہ آپ کے اصحاب کو خیال ہو گیا کہ پڑوسی مال کے وارث قرار دیئے جائیں گے۔

خدمتِ یتامےٰ: اسی طرح اسلام نے یتیموں کی خدمت گزاری اور ان کے حقوق کی ادائیگی کو لازم کر دیا تاکہ یہ غریب جماعت بھی سرمایہ سے مستفید ہو سکے۔

محاربات اور قومی ضروریات کے لئے سرمایہ داروں کے فرائض: غزوات ومحاربات اور عام پبلک ضروریات کے

Marfat.com

لئے ہر سرمایہ دار کے فرائض میں اس بات کو داخل کر دیا گیا۔ کہ وہ اپنے سرمایہ کا زیادہ سے زیادہ حصہ خرچ کرے۔ غرض ضروریات زندگی کے لئے کوئی ایسا شعبہ نہیں ہے جس میں اسلام نے سرمایہ کی تقسیم نہ کر دی ہو۔

اسلامی مساوات: بالشویزم جس قسم کی مساوات کی مدعی ہے اُس کو ہم نے ابتداً درج کر دیا اس کے بالمقابل اسلام نے جس مساوات کو پیش فرمایا وہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

تاریخ داں جانتے ہیں کہ جس وقت اسلام دنیا میں ظاہر ہوا اسوقت مساوات واخوت کے تمام رشتے منقطع ہو چکے تھے۔ اونچ نیچ اور نسبی امتیازات کے بندھنوں میں لوگ جکڑے ہوئے تھے، چھوت چھات کی لعنتیں جاری تھیں۔ یہ اسلام ہی کا صدقہ تھا کہ شاہ وگدا ایک صف میں آ کھڑے ہو گئے۔

حضرت بلال وصہیب اسلام لانے سے قبل غلام کہے جاتے تھے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر وحضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے اور فرماتے۔ ''ہمارا سردار آ رہا ہے۔'' حضرت مولائے کائنات سیدنا مولا علیؓ فرماتے۔ "بلال میرے اہل بیت میں سے ہے۔"

اسی طرح حضرت صہیب کے لئے حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا یہ میرے جنازہ کی نماز پڑھائیں۔ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت کے ساتھ پھوپی زاد بہن کا عقد کر دیا۔ جو اسی خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ انہی کے فرزند حضرت اسامہ سپہ سالار فوج مقرر ہوئے جن کی ماتحتی میں بڑے بڑے صحابہ نے کام کیا۔

حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ نے سفر بیت المقدس میں غلام کو اونٹ پر چڑھایا اور خود نکیل پکڑ کر پا پیادہ سفر فرمایا۔

پھر عدل وانصاف کی یہ مثال بھی کس قدر حیرت انگیز ہے کہ ایک بار گورنر مصر حضرت عمرو بن عاص کے صاحبزادہ نے ایک قبطی (۴۸) کے رخسار پر طمانچہ مار دیا۔ قبطی نے بارگاہ فاروقی میں استغاثہ کیا۔ بعد تحقیق حکم ہوا کہ قبطی گورنر مصر کے کلّے (۴۹) پر طمانچہ مارے۔ اس قسم کے واقعات سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کبار کی حیات میں صدہا ملتے ہیں، یہاں چند اشاروں پر ہی اکتفا کیا گیا۔ یہ تمام مبارک افعال قرآن کریم کی اس تعلیم کی روشنی میں تھے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ط

''اے ایمان والو ہم نے تم کو ایک ہی نوع کے مرد وعورت سے پیدا کیا تمہارے مختلف گروہ قبیلے صرف اس لئے بنائے گئے کہ تم ایک دوسرے کو پہنچان سکو، اللہ کے نزدیک تم سب میں وہی قابل عزت ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔''

اسلام نے انسانی فضیلت و برتری کا دارو مدار تقویٰ و پرہیز گاری پر رکھا جو اس معیار کے مطابق ہوگا وہی افضل ہے۔

انسانی مدارج: جہاں اسلام نے بحیثیت مسلمان سب کو مساوی حیثیت دی ہیں۔ مدارج کے فطری عنوان کو بھی ملحوظ رکھا اگر فرق مراتب پر عقل ونقل کے اعتبار سے غور کیا جائے تو یہ بات بآسانی سمجھ میں آسکتی ہے کہ انسانی طبائع اور اُن کے رجحانات ومیلانات مختلف ہیں۔ ایک بڑھی یا کاریگر معمار یا کوئی دوسرا حرفت کرنے والا شخص جس کی زندگی کا اکثر وبیشتر حصہ اپنے فن پر گزرتا ہے، کیا وہ سیاسیات اور دوسرے مسائل میں وہی مہارت وقابلیت رکھ سکتا ہے۔ جو اسے اپنے کام میں حاصل ہو، کوئی اپنے وقت کا بہترین سائنس داں ہے تو کوئی بہترین خطیب وسیاست دان ایک شخص کاشتکار ومزدور ہے تو دوسرا سرمایہ دار۔

اسلام کا نظریہ مدارج: بالشویزم اپنی جگہ مالی مساوات کی مدعی ہے مگر اسلام عقولِ انسانی کے مطابق مالیات میں بھی مدارج کے

Marfat.com

حسب ذیل قوانین مرتب کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

(۱) نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضاً سُخْرِيّاً ط (سورہ حٰم سجدہ)

ان کی روزی کو ہم نے تقسیم کیا۔ اور ہم نے ایک دوسرے پر فوقیت دی ہے تا کہ ایک دوسرے سے کام لیتا رہے۔

(۲) وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍط

تم اس امر میں کہ خدا نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے تمنا مت کرو۔ (النساء)

(۳) وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَآدِّي رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ أَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُونَ o (النحل)

اللہ نے تم کو ایک دوسرے پر رزق میں فضیلت دی ہے۔ جن کو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنے مال کا حصہ غلاموں کو اس طرح نہ دیں کہ مالک و مملوک سب برابر ہو جائیں کیا اس طرح اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔

(۴) وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ط

اگر خدا چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک جماعت بنا دیتا جو کچھ تمکو دیا گیا ہے اس لئے کہ تم آزمائے جاؤ پس نیکی کرنے میں سبقت کرو (المائدہ)

کیا بالشویزم مذہب کے مطابق ہے: ہندوستان کے اندر بھی بعض ایسے خوش فہم حضرات موجود ہیں جن میں بعض تو یہ کہتے ہیں کہ بالشویزم مذہب اسلام کے موافق ہے۔ کچھ وہ ہیں جن کا خیال یہ ہے کہ بالشویزم نہ اسلام سے جدا ہے نہ اس کے منافی، کچھ کا یہ دعوٰے ہے۔ کہ بالشویزم محض ایک سیاسی و اقتصادی تحریک ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ یہاں بالشویک محرکین ہی کے الفاظ میں اس موضوع کے ماتحت اقوال و بیانات اس کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ یہ تمام اصول قرآن مجید کے اندر بہتر سے بہتر حل کے ساتھ موجود ہیں۔

بالشویک کانفرنس میں مذہب کے خلاف فیصلہ: بالشویکونکی پانچویں کانفرنس میں جو اصول طے کیا گیا وہ حسب ذیل تھا۔ " مذہب، حکومت، کلیسا کے خلاف جنگ کرنا" چنانچہ سوویت روس نے ۱۹۲۳ء میں قحط سالی کے موقعہ پر حسب ذیل حکم دیا۔

"تمام عبادتگاہوں کی املاک ضبط کر لی جائیں"

صدر کانگریس کو خدا کے وجود سے نفرت: مذہب و خدا کے بارہ میں بالشویکوں کے جذبات اوپر درج کئے گئے۔ اب پنڈت جواہر لعل صدر آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے خیالات ملاحظہ ہوں، ڈاکٹر عالم کے مقدمہ لاہور میں جب پنڈت جی سے حلف اٹھوایا گیا تو آپ نے کہا۔ "مجھ سے وہ حلف اٹھوایا جائے جس میں خدا کا نام نہ آئے۔"

یہی پنڈت جی آل انڈیا کانگریس کے اجلاس منعقدہ لکھنؤ کے خطبہ میں کہتے ہیں۔ "ہم کو ایک نئے تمدن کی بنیاد ڈالنا ہوگی جو سرمایہ دارانہ تمدن سے بالکل مختلف ہوگا اس کے کچھ مناظر ہم کو روس کی حکومت میں ملتے ہیں،

ایک نئے تمدن کو میں اس اندوہناک زمانہ میں مستقبل کے لئے فال نیک سمجھتا ہوں مستقبل کے متعلق اگر امیدیں قائم ہو سکتی ہیں تو صرف روس ہی کی بدولت۔ سوشلزم پر میرا پختہ ایمان و عقیدہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کانگریس سوشلسٹ ادارہ بن جائے۔"

مسٹر ادھیکاری اور مذہب: مسٹر ادھیکاری جنہیں بعض افراد مجاہد کہتے ہیں۔ میرٹھ کے مقدمہ میں بیان دیتے ہوئے کہتے ہیں۔"

Marfat.com

مارکس کے پیرو اور مادہ پرست ہونے کی حیثیت سے ہم مذہب کے قطعی مخالف اور خدا کے منکر ہیں۔ مگر ہم یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مذہب کے خلاف محض ایک نظری اور خیالی پروپیگنڈہ سے مذہب کا استیصال نہیں ہوسکتا۔

"لینن اس بات پر زور دیتا ہے کہ مذہب کے خلاف جنگ کی جدوجہد طبقاتی جنگ کی بنیاد پر ہونی چاہیئے۔"

اسلام کے نزدیک مذہب کی اہمیت: جو خوش عقیدہ لوگ بالشویزم کو مذہب کے غیر منافی کہتے ہیں وہ مذکورہ بالا اقوال پر نظر ڈالیں کہ بالشویزم مذہب کے خلاف ہے یا موافق۔ جب مذہب اور خدا کے وجود سے بالشویزم کے محرکین کو قاطبۃً دشمنی ہو تو کیونکر۔ کوئی اشتراکی مذہب سے ذرہ برابر تعلق رکھ سکتا ہے۔

اسلام کی تعلیمات کی رو سے مسلمان کی سیاست، تجارت، اقتصادیات۔ اور زندگی کا ہر شعبہ مذہب سے وابستہ ہے وہ دنیا میں جیتا ہے تو مذہب اور خدا کے اقرار و تخیل پر اور اس کی زندگی کے تمام گوشے مذہب سے وابستہ ہیں وہ دنیا میں زندہ ہی اس لئے ہے کہ خدا کی ہستی و وجود کا خود اقرار کرے اور دوسروں سے تسلیم کرائے۔ پس بالشویزم ہو یا یورپ کے دوسرے سرپھرے منکرین خدا مسلمان کسی طرح بھی مذہب اور خدا سے اپنا تعلق منقطع نہیں کر سکتے۔ یہی وہ پہلا بنیادی اصول ہے جس کے بغیر ایمان نہیں ہوتا۔

بالشویکوں کے اصول معاشرت و اخلاق: اب تک تو مذہب وحکومت کے متعلق بالشویزم کے عقائد پیش کئے گئے اب ان کے اخلاقی اصول ملاحظہ ہوں۔ لینن نے ایک بار نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ہم ان تمام اخلاقی حدود کی مذمت کرتے ہیں جو کسی مافوق الفطرت عقیدہ کا نتیجہ ہوں، ہمارے خیال میں اخلاق کا نظریہ ہمیشہ جماعت کے مفاد کی جنگ کے موافق و ماتحت ہونا چاہیئے۔ ہر وہ حربہ جو قدیم غاصبانہ نظام معاشرت کے خلاف استعمال کرنا ضروری ہو عین اخلاق ہے اُسکے خلاف جو کچھ ہے وہ سب ناجائز ہے چنانچہ جماعتی مفاد کی خاطر جرائم کا ارتکاب دروغ بافی فریب دہی میں عین حق وصداقت ہے۔"

بداخلاقی کی ترویج: یوں تو عموماً سارے یورپین ممالک میں بد اخلاقیاں پھیل گئی ہیں اور علانیہ طور پر حرامکاری، زناکاری، شہوت رانی داخل زندگی ہے طرفہ یہ ہے کہ ان بداخلاقیوں کا نام فطرت رکھا گیا ہے جس کے دلائل عقلیہ پیش کئے جاتے ہیں چنانچہ ۱۹۰۷ء میں Artisy bashev (۵۰) اپنے ناول Sinina میں لکھتا ہے۔ "خواہشات نفسانی کو بلا قیود و پابندی فرو کرنا ہی عین فطری ہے اس کے لئے نہ ضمیر کی آواز کی پرواہ کرنی چاہیئے اور نہ خدا اور انسانوں کے وضع کردہ اصول سے ڈرنا چاہیئے۔ شراب خواری، زناکاری میں کوئی معیوب بات نہیں جس سے انسان خواہ مخواہ شرماتا پھرے۔ تندوتیز جذبات فحش کاری فطرتی جذبات ہیں اور جو چیز فطری ہو وہ کس طرح ناجائز ہوسکتی ہے۔"

عورت بھی مشترکہ ملکیت ہے: مذکورہ بالا مضامین وخیالات کا یورپ کے لامذہبوں پر جو کچھ اثر ہونا چاہیئے وہ وہاں کے اعمال سے ظاہر ہے شبانہ روز جس قسم کی بیحیائی و بے غیرتی کے جو مظاہرے ہوتے ہیں وہ ناقابل تحریر ہیں اشتراکیت کا سب سے زیادہ دلچسپ عنوان عورت کی مشترکہ ملکیت کا ہے چنانچہ ایلیگزنڈر ڈوکلیڈ اپنی کتاب Ten years in Sovet Rusia میں بادہ نوشی کی قسمیں گنا تا ہوا لکھتا ہے۔

"اس کا گہرا اور خطرناک اثر سلسلۂ ازدواج ومناکحت پر پڑا چنانچہ زمین، سرمایہ اور جائیداد کی طرح بالشویزم کی رو سے عورت بھی تمام افراد جماعت کی ملکیت ہے جس کی تقسیم حکومت کرتی ہے۔ کوئی شخص کسی عورت کو اپنی بیوی نہیں کہہ سکتا عورت حکومت کی

Marfat.com

ملکیت ہے اور سب کی بیوی ہے۔" اسی طرح جو حرامی بچے پیدا ہوں گے وہ حکومت کی اولاد سمجھے جائیں گے۔

اشتراکیت کا اخبار Prauda اپنے مقالہ میں لکھتا ہے۔" محبت کے معاملہ میں ہمارے نوجوان چند خاص اصول رکھتے ہیں جن کی تہ میں صرف یہ اصول کارفرما ہے کہ جس قدر زیادہ تم حدکو پہنچنے میں کامیاب ہوگے اُسی قدر تم اشتراکی (۵۱) ہو گے محبت کے معاملات میں جہاں تک ہو سکے اپنے اوپر کوئی قید عائد نہیں کرنی چاہیئے ہر لڑکی جو لیبر فیکلٹی میں داخل ہو اُس پر یہ لازم ہے کہ جب اُس کے نوجوان ساتھیوں میں سے کسی کی نظر انتخاب اُس پر پڑے تو وہ بغیر کسی حیلہ کے اپنے آپ کو اُس کے سپرد کردے۔"

نکاح وعقد سے آزادی: بالشویزم میں عقد و نکاح کی بندشوں سے بھی آزاد رکھا گیا ہے۔ البتہ اعداد وشمار کے لئے اتنا ضرور کردیا گیا ہے کہ کسی مجسٹریٹ کے روبرو اپنے ان تعلقات کی اطلاع کر دینا کافی ہے۔ رجسٹری اور غیر رجسٹری شدہ اولادوں میں کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا چنانچہ یہ بحثیں برناڈشاہ (۵۲) کی تصانیف میں نمایاں طور پر نظر آتی ہیں۔

شادی کے اغراض: بالشویزم کے نزدیک شادی کی غرض افزائش نسل یا حسن معاشرت نہیں بلکہ اس کا مدعائے اصلی محض تعیش ہے اگرچہ حرامکاری مغرب کے ہر حصہ میں پھیل چکی ہے اور جہاں جہاں تہذیب جدید کی برکتیں پہنچ گئی ہیں وہاں یوماًفیوماً ناجائز اولاد کا اضافہ ہورہا ہے کہیں کہیں حرامکاریوں پر پردہ ڈالنے کی غرض سے ایسے آلات بنادیئے گئے ہیں جن سے اولاد کا پیدا ہونا بند ہو جائے اور ان عیاشیوں اور توالد کی بندش پر برتھ کنٹرول کے عنوانات سے دلائل و براہین پیش کئے جارہے ہیں۔

فَیَا عجبًا "جنوں کا نام خرد رکھ دیا یا خرد کا جنوں۔"

روس میں تو حرامی بچوں کی پرورش کیلئے باقاعدہ ہسپتال کھول دیئے گئے ہیں اور ایسے بچوں کی تعداد کروڑوں سے متجاوز ہے۔

طلاق کی کثرت: یہ مرض بھی یورپ کی طرح روس میں عام ہو گیا ہے یورپین ممالک میں تو اتنی بات پر کہ شوہر اخبار نہیں پڑھتا اس لئے عورت مرد کو چھوڑ دیتی ہے۔ عورت کے سر پر پورے بال ہیں یا نہیں عورت سینما میں جاتی ہے یا نہیں۔ ڈانس کرنے میں اسے مشق ہے یا نہیں۔ ان سوالات و شکایات پر طلاقیں دیجاتی ہیں۔ Modern Rusia کا مصنف لکھتا ہے۔

" روس میں نصف چھٹانک مکھن حاصل کرنے کے مقابلہ میں طلاق حاصل کرنا آسان ہے صبح کو مرد اچھا خاصا خوش وخرم اپنی بیوی کو چھوڑ کر جاتا ہے شام کو واپسی پر گھر میں نہ بیوی ہے نہ بچے۔ صرف ایک اطلاعی پرچہ رکھا ہوا ہے کہ تمہارے ساتھ رہنا منظور نہیں بلکہ آج سے دوسرے کی آغوش منتخب کرلی گئی۔"

مرد و عورت میں سے کوئی ایک فریق عدالت میں جاکر اطلاع کردے کہ مجھے فریق ثانی کے ساتھ رہنا منظور نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ دوسرے فریق کو بھی اطلاع کی جائے۔ طلاق ہوجاتی ہے۔

عورت کے ساتھ دنیائے مذاہب کی بدسلوکیاں: اسلام سے پہلے دنیا کے ہر حصہ میں عورت کسی شمار و قطار میں ہی نہ تھی ایسا کوئی بدترین سلوک نہ تھا جو عورت کے ساتھ نہ روا رکھا گیا ہو۔ عورت مال و اسباب چوپایوں کی طرح بیچی و خریدی جاتی تھی۔

حکیم یونان سقراط (۵۳) کہا کرتا تھا۔" عورت سے زیادہ فتنہ وفساد کی اور کوئی چیز نہیں۔"

افلاطون کا قول ہے " جتنے ظالم اور ذلیل مرد ہیں وہ نتائج کے عالم میں عورت ہوجاتے ہیں۔"

یوحنائے دمشقی (۵۴) کہتا ہے۔ " عورت شر کی بیٹی اور امن وسلامتی کی دشمن ہے۔"

یورپ جسے تہذیب کا گہوارہ کہا جاتا ہے اور جس کی نقالی آج

Marfat.com

کل داخل حیات ہے وہاں ۵۸۶ء میں عیسائیوں کی کونسل میں کافی بحث ومباحثہ کے بعد طے ہوا۔ "عورت میں روح موجود ہے"

رومۃ الکبریٰ والوں کا عقیدہ تھا "عورت اچھی یا بُری اسے مارتے رہنا چاہیئے۔ اور کسی عورت کا اعتبار نہ کیا جائے۔"

ہندوستان ہندوستان میں عورت باندیوں کی طرح رکھی جاتی۔ قمار بازیوں میں عورت کو دیدیا جاتا، دیوتاؤں کے سامنے ان کی قربانی کی جاتی۔ نیوک (۵۵) جیسی شرمناک رسم کا رواج تھا

عرب: عرب عورت کے معاملہ میں سب سے آگے تھا وہاں عورت کے ساتھ حیوانوں کا سا سلوک کیا جاتا۔

اسلام میں عورت کا مرتبہ: اسلام نے عورت کو انسانی حقوق سے مالا مال کیا۔ زن وشوہر کے تعلقات، وراثتی، معاشرتی، جماعتی رائے دہی، علمی حقوق عورت کو عطا فرمائے اور جس قدر مظالم کئے جاتے تھے ان سب کا انسداد کیا۔ قرآن مجید کے خاص خاص احکام اس سلسلہ میں قابل ملاحظہ ہیں۔

(۱) یَا أَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُم مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالاً کَثِیْراً وَّنِسَاءً ج وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ط

اے لوگو اپنے خدا سے ڈرو جس نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اس کا جوڑا بھی اس سے پیدا کیا۔ اور دونوں سے بہت مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔ اللہ سے ڈرتے رہو۔ (النساء)

حسن سلوک:

(۱) وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

عورتوں کے ساتھ خوبی سے رہو (النساء)

(۲) وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (البقرۃ)

عورتوں کا حق بھی مردوں پر اسی طرح ہے جیسے مردوں کا عورتوں پر دستور کے مطابق۔

(۳) وَلَا تُمْسِکُوْھُنَّ ضِرَاراً لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ ط

ان عورتوں کو ستانے کے لئے نہ روکو اور نہ زیادتی کرنے لگو ان پر جس نے ایسا کیا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ (البقرۃ)

حیا وغیرت اور ناموس کی حفاظت: حدیث میں ارشاد ہوا (خیارکم خیارِ لنسآءِھم) تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیبیوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آئے۔

(۱) وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی ط (الاحزاب)

جمی رہو اپنے گھروں میں اور نہ سنگھار دکھاتی پھرو زمانہ جاہلیت کی طرح۔

(۲) وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ (النور)

مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ نگاہوں کو نیچا رکھیں اور شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں۔ اور اپنی زیب وزینت کے مقامات کو ظاہر نہ ہونے دیں۔

فحش کاری کی ممانعت:

(۱) اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِئَۃَ جَلْدَۃٍ (النور)

زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد ان میں سے ہر ایک کے سو سو دُرّے لگاؤ۔

(۲) قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ ۔ (الاعراف)

میرے رب نے حرام کیا ہے تمام فحش باتوں کو جو علانیہ اور پوشیدہ ہوں۔

Marfat.com

(۳) وَلاَ تَقْرَبُواْ الزِّنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلاً ۝ (بنی اسرائیل)

زنا کے پاس بھی مت جاؤ۔ کیونکہ وہ بےحیائی اور بُرا چلن ہے

نکاح: اسلام نے تمام فحش کاریوں کو ختم کر کے مرد وعورت کے مابین ایک معاہدہ کا اصول مقرر کیا جس کا نام نکاح ہے اور اس کے لئے فرمایا۔

(۱) فَانْكِحُواْ مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ (سورہ النساء)

عورتیں جو تمہیں پسند ہوں اُن سے نکاح کرو (علاوہ محرمات کے)

(۲) مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ وَلاَ مُتَّخِذِيْ أَخْدَانٍ (المآئدہ)

صرف اس طریق پر کہ انہیں بیویاں بنا کر رکھو نہ کہ علانیہ بدکاری کرو یا خفیہ آشنائی رکھو۔

غرض اسلام نے ان تمام فواحش کو جو مرد وعورت اختیار کریں ممنوع قرار دیدیا اور نکاح کی سنت جاری کر کے مرد وعورت کو اجازت دی کہ وہ اپنی خواہشات جائز طور پر پوری کریں۔ اور نکاح کے لئے بھی محرمات اور غیر محرمات کی قید لگادی۔ بالشویزم کی طرح نہیں کہ اس میں ماں بہن کا امتیاز بھی اُٹھ گیا۔

طلاق: چونکہ لڑائی جھگڑہ کا ہونا بدیہی امر ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے جہاں عورتوں کے حقوق کی طرف متوجہ کیا وہیں یہ اختیار بھی مرد وعورت کو عطا کیا کہ اگر نباہ کی کوئی شکل ہی نہ ہو تو طلاق یا خلع سے کام لیا جا سکتا ہے۔ اسلام نے نہ تو بالشویزم اور یورپ کی طرح طلاق کو عام کر دیا اور نہ ممنوع بلکہ نفس طلاق کے بارہ میں ارشاد نبویہ یہ ہے۔

اَبْغَضُ الْحَلاَلِ اِلَی اللّٰهِ الطَّلاَقِ "اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ شئے طلاق ہے۔"

اختلاف کے دفعیہ کا طریقہ:

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُواْ حَكَماً مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَماً مِّنْ أَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَا اِصْلاَحاً يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْماً خَبِيْراً ۝ (النساء)

"اگر تم کو میاں بی بی میں جھگڑا کا اندیشہ ہو تو مرد کے کنبہ سے ایک پنچ اور عورت کے کنبہ سے ایک پنچ کرا دینے کا ہوگا تو اللہ ان کے سمجھانے بجھانے سے دونوں میں الفت پیدا کر دے گا۔ اللہ دلی ارادوں سے واقف ہے۔"

طلاق کب دیجائے:

وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلاًّ مِّنْ سَعَتِهٖ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعاً حَكِيْماً ۝ (النساء: ۱۳۰)

"اور اگر میاں بی بی میں صلح کی کوئی صورت نہ ہو تو ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اللہ دونوں کو بے نیاز کر دیگا۔ اللہ بڑی گنجائش اور حکمت والا ہے۔"

طلاق کے بعد بھی حسنِ معاملات کی تعلیم:

(۱) مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلاَ يَخْرُجْنَ اِلاَّ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ط (سورۃ الطلاق: ۱)

(عدت میں) ان کو گھروں سے نہ نکالو اور وہ خود بھی نہ نکلیں۔ مگر یہ کہ کھلم کھلا کوئی بے حیائی کا کام نہ کریں۔ (تو نکالدینے میں کوئی مضائقہ نہیں)

(۲) وَلاَ يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُواْ مِمَّا آتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئاً اِلاَّ اَنْ يَّخَافَا اَلاَّ يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ط

اور جو تم ان کو دے چکے ہو اس میں سے تم کو کچھ بھی لینا جائز نہیں۔ مگر یہ کہ میاں بی بی کو خوف ہو کہ خدا نے میاں بی بی کے سلوک کی جو حدیں ٹھہرائی ہیں ان پر قائم نہیں رہ سکیں گے۔

Marfat.com

ان مختصر آیات کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام طلاق کے بعد بھی مرد پر احسان کرنے کی کس قدر قیود لگاتا ہے بالشویزم کی تحریک آزادی نسواں دراصل عیاشیوں حرامکاریوں کی ترویج کے لئے ہے۔ اور اس خاص شعبہ میں بالشویزم اور یورپ کے دوسرے ممالک میں انگریزوں کے اکثر و بیشتر طریقے اسی حرامکاری کے سلسلہ قائم کر دیئے گئے ہیں۔

نفسِ مذہب کے استیصال میں بالشویزم چونکہ کھلم کھلا اعلانات کرتی ہے۔ اس لئے وہ ہر طرح قابل تردید ہے۔ یورپ کے اور ملک بھی بڑی حد تک مذہب کو خیرباد کہہ چکے ہیں۔ اور ان کے پیش نظر بھی یہی چیز ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ مذہب کو فنا کر دیا جائے۔ پس مذہب کے استیصال کے لئے خواہ بالشویزم سامنے آئے یا یورپ کے لامذہب عناصر اسلام اور مسلمان ان سب کا مقابلہ کریں گے۔ کیونکہ مسلمان کی زندگی کے ہر شعبہ پر دینِ فطرت حاوی ہے جس کے بغیر مسلمان کی زندگی حیوانیت کے مترادف ہے۔

رسالہ کے طول کا خوف مانع ہے اس لئے میں اب ان بحثوں کو یہیں ختم کرتے ہوئے اپنے نوجوانوں اور عام و خاص مسلمانوں سے مؤدبانہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ دین فطرت کے اصول وقوانین کا مطالعہ کریں اور قرآن مجید اور احادیث سے اپنی زندگی کی وہ راہیں جن سے ترقی حاصل ہو معلوم کریں۔ ان کے امراض کا علاج نہ بالشویزم ہے۔ نہ انگریزوں کی جمہوریت۔ اور نہ جرمن کا سوشلزم۔ اُن کی بلندی و برتری، حکومت وسیاست کے لئے اسلام اور صرف اسلام ہے۔

نوجوانانِ اسلام سے درخواست: میں نے اس مختصر رسالہ میں جو مواد پیش کیا ہے مجھے یقین ہے کہ ہمارے نوجوان طلباء اس پر پوری طرح غور وفکر فرمائیں گے۔ قومی اشغال اگر اجازت دیتے تو میرا قصد تھا کہ اس تالیف میں اسلامی حکومت کے عنوان کے ماتحت تفصیلی بحث کرتا۔ مگر افسوس ہے کہ فی الحال یہ ارادہ خاطر خواہ طریقہ سے پورا نہ ہوا۔

لیکن نوجوانانِ اسلام یقین فرمائیں کہ وہ جس آزادی کے حصول کا جذبہ اپنے قلب میں رکھتے ہیں اور حاکمانہ حیثیت اختیار کرنے کے لئے اُن کے دماغوں میں جو کیفیت موجود ہے وہ ان کے عزائم ومساعی کی بدولت مستقبل قریب میں کسی نہ کسی نوعیت سے پوری ہوگی، آل انڈیا مسلم لیگ اجلاس (۵۶) لاہور کے بعد سے اب تک اسلامی حکومت کے قیام کے لئے جو جدوجہد کر رہی ہے۔ اگر ہمارے نوجوانوں نے اس تحریک میں مسلم لیگ کا ہاتھ بٹایا تو انشاء اللہ تعالیٰ فتح ونصرت حاصل ہوگی۔ اور ہم پوری ایک صدی کے بعد کم از کم ہندوستان کے چند صوبجات میں ہی اسلامی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

اس عظیم الشان مقصد کے لئے بہت کچھ قربانیاں ادا کرنی پڑیں گی۔ اور اپنے قومی نظام کی تمام کڑیوں کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرنا ہوگا۔

اے نوجوانانِ ملت اسلامیہ! اپنی اخوت مذہبی کے جذبات سے لبریز ہو کر اسلامی حکومت کے قیام کے لئے اپنے قائد مسٹر محمد علی جناح کے مشوروں کے ماتحت آگے بڑھو، مستقبل تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ ہندوستان کی تاریخ تمہارے عملی اقدامات کے لئے بے چین ہے۔

اگر تمہارے دست وبازو کی قوتیں دماغی وذہنی طاقتیں آل انڈیا مسلم لیگ سے وابستہ رہ کر قومی نظام کی تعمیر واستواری پر صرف ہوں تو مجھے یقین ہے کہ تم برسوں کا کام مہینوں میں کر لو گے۔

ہندوستان میں اسلامی حکومت کے قیام کا جو نقشہ مذہبی حیثیت سے دماغوں میں تھا۔ الحمد للہ کہ پرونشل مسلم لیگ صوبہ متحدہ نے اس کی ترتیب کے لئے ایک ایسی کمیٹی مرتب کر دی ہے جس میں ملک کے بہترین دل ودماغ شریک ہیں۔ جو مغرب کی تما

Marfat.com

تحریکات کو سامنے رکھتے ہوئے اس قسم کا پروگرام پیش کرنا چاہتے ہیں جس میں ہماری زندگی کا ہر شعبہ آجائے۔ اور اسلامی احکام کے مطابق یورپ کے نظریات کا حل بھی ہو جائے۔

اس عظیم الشان مقصد کو تعجیل کے ساتھ پورا نہیں کیا جا سکتا۔ پھر بھی کمیٹی کے افراد کوشش کریں گے کہ پوری طرح تمام تحریکات کا مطالعہ کرتے ہوئے ہماری ضرورتوں کے لئے جامع پروگرام پیش کریں۔ اور آل انڈیا مسلم لیگ کی منظوری کے بعد مسلمانانِ ہند کے سامنے اُسے پیش کیا جائے۔

چونکہ میری یہ تالیف نومبر کے وسط میں ہی پریس کو جا چکی تھی اس لئے اسے طبع کر دیا گیا۔ آئندہ اس قسم کے مباحث پر جو کچھ تحریر ہوگا وہ پروگرام کمیٹی کی طرف سے اپنے وقت پر شائع ہوگا۔

فقیر محمد عبدالحامد قادری معینی بدایونی

حوالہ جات

(۱) بالشویزم (Bolshevism) کیمونزم کا روسی نام، اس اصطلاح کا استعمال پہلی بار ۱۹۰۳ء میں لندن میں منعقدہ روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے اجلاس میں ہوا۔ اس میں کارل مارکس کے پیروؤں کو اکثریت حاصل ہوئی تھی اس لیے ان کو بالشویک (اکثریت والے) کہا گیا۔ ان کے مقابلہ میں اقلیت کو منشویک کہا گیا۔ بالشویکوں کا لیڈر لینن تھا۔ ۱۹۱۷ء کے روسی انقلاب کے بعد بلشویک پارٹی کا نام کمیونسٹ پارٹی ہو گیا۔)

(۲) اہمسا، اہنسا۔ ایک ہمہ گیر اخلاقی کلیہ جو تمام جانداروں پر لاگو ہوتا ہے۔ قدیم زمانہ میں گوتم بدھ اور جدید دور میں مسٹر گاندھی اہنسا کے بڑے پرچارک تھے کہ تمام انسانوں کو مل کر بھائیوں کی طرح رہنا چاہئے۔ ہر قسم کے ظلم و تشدد، جنگ وجدل اور زور آوری سے گریز کرنا چاہئے۔)

(۳) مارکس، کارل (Karl Marks)۔ (۱۸۱۸ء۔۱۸۸۳ء) جدید سوشلزم کا بانی جرمنی میں پیدا ہوا۔ بون اور برلن یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی، فلسفہ میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری لی۔ متعدد کتابیں لکھیں۔ جرمنی میں سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی بنانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ آخری چند برس اپنی مشہور کتاب "سرمایہ" (داس کپیتال) کی تصنیف میں بسر کئے۔ لندن میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوا۔)

(۴) فاشزم (Fascism) فسطائیت، فاشئیت: ایسا نظام حکومت جس کا سربراہ کوئی آمر آمر مطلق ہو، جس کی خصوصیت معاشی و معاشرتی طبقہ بندی ہو، جارحانہ قومی پالیسیاں نسل پرستی کے زیر اثر ترتیب دی جائیں اور ہر طرح کی تنقید و مخالفت کو طاقت سے دبا دیا جائے۔ تحریک فسطائیت جس کا سربراہ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۴۳ء تک اٹلی میں مسولینی تھا۔)

(۵) ۱۸۸۹ء۔۱۹۶۴ء (۶) روس کی اشتراکی جماعت

(۷) ۱۹۳۷ء تا ۱۹۳۹ء (۸) حوالہ روس کی اشتراکی جماعت کا فرد

(۹) لینن (۱۸۷۰ء۔۱۹۲۴ء)

(۱۰) افلاطون۔ یونان کا ایک بہت بڑا اور نہایت مشہور حکیم، جو ارسطو کا اُستاد اور سقراط کا شاگرد تھا۔ الہیات میں بہت سے رسالے لکھنے کے باعث افلاطونِ الٰہی مشہور ہے۔ ۴۳۰؟ قبل مسیح میں بمقام ایتھنز پیدا ہوا اور تقریباً اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

(۱۱) پلوٹارک (Plutarch) (۴۶؟۔تقریباً ۱۲۰ء) یونانی سوانح نگار اور انشائیہ پرداز۔ اس کا عظیم کارنامہ "Paral lel LIves" ہے جو یونانی اور رومی افراد کی چھیالیس (۴۶) جوڑوں اور اکیلے افراد کی چار سوانح عمریوں پر مشتمل ہے۔ اس کے اخلاقی مجموعے "Moralia" میں اخلاق، ادبی اور تاریخی موضوعات پر مکالمے اور انشائیے ملتے ہیں۔ (جامع اردو انسائیکلوپیڈیا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء)

(۱۲) مزدک (۴۸۷ء۔۵۲۸ء) ایرانی فلسفی، پ۔ نیشاپور، باپ کا نام بامداد تھا۔ خراسان کے شہر نساء میں قباد اول کے عہد حکومت میں پیغمبری کا دعویٰ کیا اور ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی جو ارکان ثلاثہ آگ پانی اور خاک پر مشتمل تھا۔ اس مذہب کے عقیدوں میں سب سے اہم عقیدہ اشتراکیت ہے۔ یعنی دنیا بھر میں جتنے انسان پیدا ہوتے ہیں ان کے حقوق مساوی ہیں۔ اس کے عقیدے کے مطابق ایک مرد اپنی ماں، بہن اور بیٹی سے شادی کر سکتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک عورت مرد کی کمزوری ہے۔ ایران کے مذکورہ بادشاہ نے مزدکی تحریک کی بہت مدد کی۔ اس کے بیٹے خسرو نوشیرواں نے مزدک اور اس کے لاکھوں پیروؤں کو بڑی بے دردی سے قتل کر دیا۔)

(۱۳) اینگلس (Engels) (۱۸۲۰ء۔۱۸۹۵ء) جرمن ماہر عمرانیات کارل، مارکس کے ساتھ اشتمالیت مارکس کا بانی، ۱۸۴۵ء سے ۱۸۵۰ء تک اس نے یورپ میں انقلابی تحریکوں کو منظم کیا۔ مارکس کے ساتھ متعدد امور میں تعاون کیا۔ خصوصاً "اشتمالی منشور" ۱۸۴۸ء۔ (Communism Manifesto) کی تیاری میں۔ نیز اس نے مشہور کتاب "سرمایہ" (Das Kapital) کی دوسری اور تیسری جلد مکمل کی۔

(۱۴) لاسلکی (Wireless) وہ مشین جو تار کے بغیر ہوا کی لہروں کے دوش پر پیغامات ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتی ہے۔ چونکہ برقی رو ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہے۔ اس لئے یہ ہزاروں میل دور لگی ہوئی تاروں کو متاثر کرتی ہیں۔ جنگ کے دنوں میں بھی

Marfat.com

وائرلیس سے کام لیا جاتا ہے)

(۱۵) اسٹالن، جوزف (۱۸۷۹ء۔۱۹۵۳ء) روسی سیاسی لیڈر۔ جارجیا کے ایک گاؤں گوری میں پیدا ہوا۔ ۱۸۹۶ء میں سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں شامل ہوا۔ ۱۹۰۳ء میں پارٹی دو حصوں میں تقسیم ہوگئی تو بالشویک پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے انقلاب میں سرگرم حصہ لیا۔ مختلف عہدوں پر فائز رہا۔ ۱۹۴۱ء میں سوویت یونین کا وزیر اعظم بن گیا۔ اسی سال نازی جرمنی نے سوویت یونین پر حملہ کیا تو اس نے، سپریم کمانڈر کی حیثیت سے روسی افواج کی کمان کی۔ (فیروز سنز اردو انسائیکلوپیڈیا۔ طبع سوم لاہور ۱۹۸۴ء، ص ۷۵۳

(۱۶) حوالہ۔ ایک جماعتی نظریہ فکر یا اس کے بموجب طریقۂ نظام جس کے تحت حقوق ملکیت ایم عام جماعتی مفادات میں من حیثیت المجموع منتقل ہو جاویں، مشترک جماعتی حقوق ملکیت کی حکمت عملی جس کی ابتداء ۱۷۸۹ء کے انقلاب فرانس سے ہوئی۔

(۱۷) حوالہ سورۃ آل عمران، ۱۵۹ (۱۸) حوالہ سورۃ شورہ، ۳۸

(۱۹) حوالہ۔ قاضی کی جمع

(۲۰) اسلامی حکومت کا وہ غیر مسلم شہری جو جزیہ ادا کرے

(۲۱) روس کی انقلابی جماعت کی اس انتہا پسند اکثریت کا نام جس نے ۱۹۰۳ء میں جماعت کی اقلیت (مینشویکی) چھوڑ کر اپنی ایک علیحدہ مستقل انقلابی جماعت اس نام سے قائم کی تھی۔

(۲۲) مہاجن: بڑا آدمی، غنی، دولت مند، بیوپاری، سوداگر، صراف، ساہوکار، ہنڈی والا، بینکر، خزانچی (۲۳) ساہوکاری۔ سوداگری

(۲۴) حین حیات: ساری زندگی۔ عمر بھر۔ زندگی بھر۔ زندگی کا زمانہ

(۲۵) عشر: دسواں حصہ (۲۶) خراج: محصول زمین

(۲۷) شاہی خزانہ، خزانۂ عامرہ، سرکاری خزانہ، مال گھر

(۲۸) مالکانہ (۲۹) مالکانہ

(۳۰) اُجرت پر کام کرنے والا مزدور، تنخواہ پانے والا۔ محنتی

(۳۱) وہ کام جو زبردستی مزدوری کے بغیر کیا جائے

(۳۲) اتنا مال جس پر زکوٰۃ دینا واجب ہو

(۳۳) اسلامی بیت المال: وہ خزانہ جس سے عام مسلمانوں کی مدد کی جائے

(۳۴) پانچواں حصہ، پنجم

(۳۵) مسلمانی حکومت کے غیر مسلم شہری

(۳۶) دسواں حصہ (۳۷) مالگذاری: زمین کا سرکاری محصول ادا کرنا

(۳۸) مُکھیا: چودھری، سرغنہ، سردار، سرکردہ افسر

(۳۹) لگان: سرکاری محصول

(۴۰) زمین ناپنے کا پیمانہ، ہندوستانی ساٹھ اور انگریزی پچپن گز کی زنجیر، جو بیس گٹھے کی ہوتی ہے

(۴۱) سرکاری زمین (۴۲) محصول زمین (۴۳) دسواں حصہ

(۴۴) اور وہ جوان (یعنی مہاجرین والانصار کے اس میں قیامت تک پیدا ہونے والے مسلمان داخل ہیں) کے بعد آئے۔ (سورۃ الحشر: ۱۰)

(۴۵) جاگیردار، علاقہ دار (۴۶) سورۃ النسآء: ۳۶

(۴۷) واجب: ضروری، لازم، فرض ہونا (اصطلاحِ فقہ) وہ فعل جس کا بلاعذر چھوڑنے والا عذاب کا مستحق ہو۔

(۴۸) قبطی: قدیم مصری قوم کا باشندہ (۴۹) کلے: سر، گال، رخسار

(۵۰) آرٹسی باشف (۱۸۷۸ء۔۱۹۲۷ء): روسی مصنف جو اپنے ہیجان انگیز ناول سینائن (مطبوعہ ۱۹۰۷ء، ترجمۂ انگریزی ۱۹۱۴ء) کی بناء پر دفعتہً مشہور ہوگیا۔ انقلاب اکتوبر ۱۹۱۷ء کے بعد ملک سے باہر چلا گیا۔

(۵۱) منسوب بہ اشتراکیت، نظریہ اشتراکیت کا حامی یا پیرو کار، سوشلسٹ

(۵۲) شاہ، جارج برنارڈ (۱۸۵۶ء۔۱۹۵۰ء) اینگلو آئرش ڈرامہ نگار اور نقاد، پ۔ ڈبلن، بیس سال کی عمر میں لندن گیا۔ ۱۸۷۹ء اور ۱۸۸۳ء کے درمیان پانچ ناول لکھے جو مدت بعد ایک اشتراکی رسالہ میں چھپے۔ کارل مارکس کی کتاب داس کیپٹال' سے متاثر ہو کر اشتراکی بن گیا۔ ۱۸۸۵ء میں فیبئین سوسائٹی میں شامل ہوا جو اشتراکی عقائد کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اسی سال قائم کی گئی تھی۔ ۱۹۲۵ء میں ادب کا نوبل انعام ملا۔

(۵۳) سقراط: (Socrates) (۴۶۹۔۳۹۹ ق م) یونانی فلسفی، مصلح اور دانشور۔ تیس برس کی عمر میں اس نے اپنے آپ کو تشکک کے خلاف جہاد، نیکی اور صداقت کے جذبہ کو بیدار کرنے کے لئے وقف کر دیا۔ سقراط کے مخالفوں نے اس پر الزام لگایا کہ وہ بے دین ہے اور دیوتاؤں کو نہیں مانتا۔ ایتھنز کے سینٹ میں اس پر مقدمہ چلا، سقراط نے اپنی وکالت آپ کی۔ سینٹ نے اسے موت کی سزا دی۔ اس نے معافی مانگنے سے انکار کر دیا اور حوصلہ کے ساتھ زہر کا پیالہ پی لیا۔ سقراط کا سب سے ممتاز شاگرد افلاطون تھا۔

(۵۴) یوحنا دمشقی (۶۷۶ء۔۷۴۹ء) اموی دور کا ممتاز عیسائی عالم، امیر معاویہؓ اور ان کے بیٹے یزید کا ہم عصر تھا، دمشق کا مالی انتظام اسی کے ذمہ تھا۔ خلیفہ ہشام کے عہد تک وہ اس منصب پر قائم رہا، متعدد کتابیں لکھیں۔ ایک رسالہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی۔۔۔ اور انسانی آزادی اور خودمختاری کا ذکر کیا ہے۔ (اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء، ص ۱۹۰۵

(۵۵) ہندوؤں میں ایک رواج جس کے مطابق اگر کسی عورت کا شوہر نہ ہو یا اپنے شوہر سے اولاد نہ ہو تو وہ عورت اپنے دیور یا اپنے شوہر کے کسی ہم گوتر (ہم قبیلہ) سے اولاد پیدا کر لیتی تھی۔ (ہندی اردو لغت، ص ۴۴۸

(۵۶) منعقدہ ۲۱ تا ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء بمقام منٹو پارک، لاہور

☆☆☆

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

ابتدائیہ

از مولانا اسید الحق قادری

خانوادۂ قادریہ عثمانیہ بدایوں شریف ہر دور میں ایسے افراد قوم وملت کو دیتا رہا ہے جنہوں نے عظیم الشان پیمانے پر دین وملت کی خدمات انجام دی ہیں، یوں تو اس خانوادے کی علمی، دینی اور روحانی خدمات کا دائرہ آٹھ صدیوں پر محیط ہے مگر گزشتہ دو صدیوں میں اس خانوادے میں جن نفوس قدسیہ نے جنم لیا ہے ان میں سے بعض شخصیات ایسی ہیں کہ ان کے ذکر کے بغیر برصغیر کی علمی، دینی، قومی اور ملی تاریخ مکمل نہیں کہی جاسکتی۔ ان حضرات نے علمی، عملی اور تحریری وتقریری ہر سطح پر اپنی خدمات کے نقوش چھوڑے ہیں، یہ نقوش آج بھی درخشندہ وتابندہ اور گم گشتگان راہ کے لئے مشعل راہ ہیں۔ زیر نظر کتاب کے مصنف نبیرۂ سیف اللہ المسلول حضرت مولانا عبدالحامد قادری بدایونی کا شمار بھی ان ہی قد آور اور تاریخ ساز شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ خانوادۂ عثمانیہ قادریہ کے ایسے چشم و چراغ ہیں کہ جن کی قومی وملی اور دعوتی وتبلیغی خدمات کا دائرہ ہندو پاک سے نکل کر عرب وایران اور روس وچین تک پھیلا ہوا ہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ خانقاہ قادریہ اور مدرسہ قادریہ بدایوں نے اپنے اکابر واسلاف کی علمی وروحانی روایات کو نہ صرف یہ کہ برقرار رکھا ہے بلکہ ان کو روشناس خلق کرانے کا اہتمام بھی کیا ہے۔ اسلاف شناسی کی اس تحریک کے سلسلے میں خانقاہ کے ذیلی ادارے تاج الفحول اکیڈمی نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں، زیر نظر کتاب بھی اسی تحریک اسلاف شناسی کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب مدرسہ قادریہ کے ایک فرزند کی کاوشوں کا نتیجہ ہے اور آج نصف صدی بعد مدرسہ قادریہ ہی کے ایک فرزند کے ترجمہ اور ترتیب جدید کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔

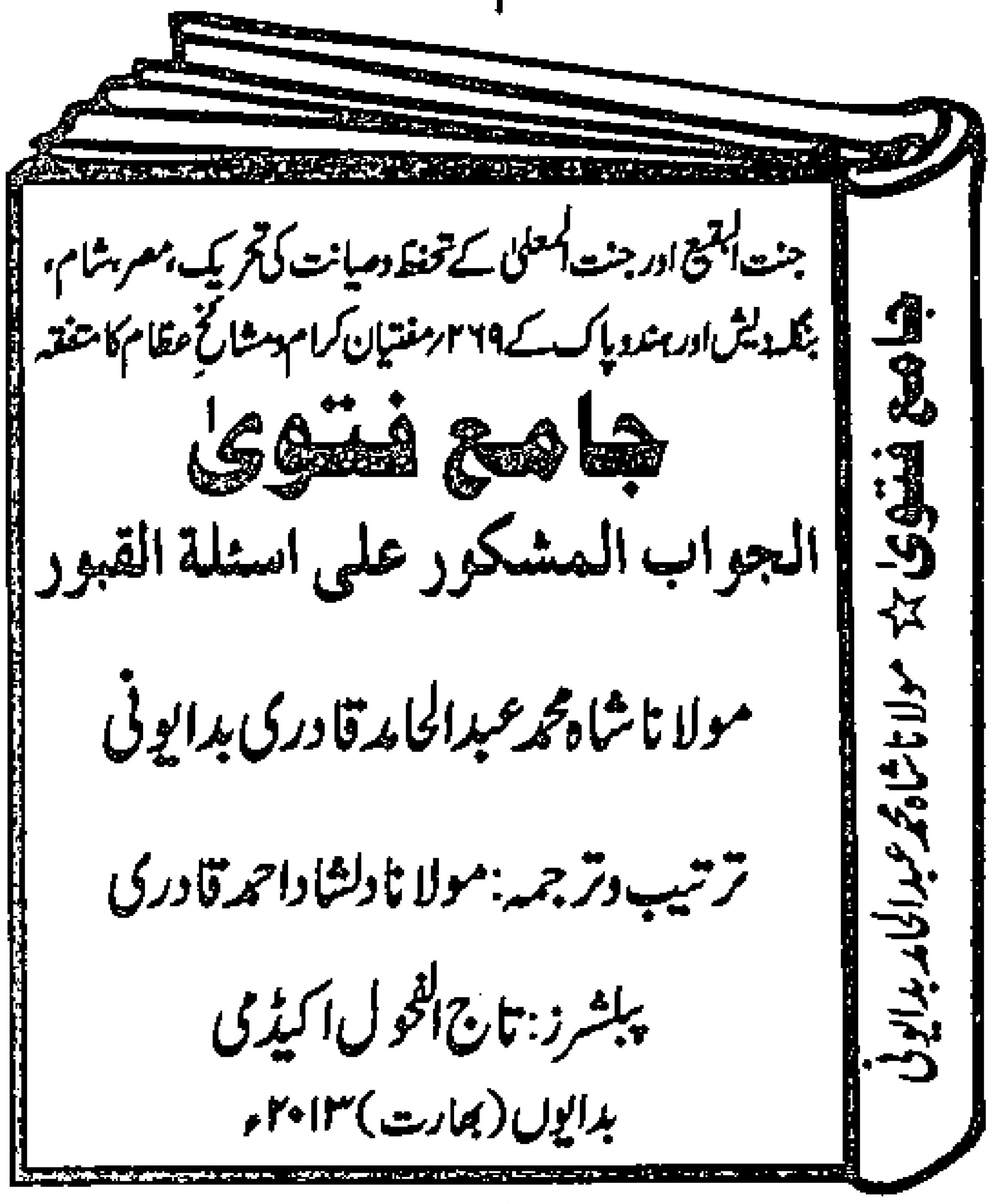

اس کتاب سے یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ مدرسہ قادریہ کے فضلاء اور خانوادۂ قادریہ کے افراد نے اپنی فتح ونصرت کے جھنڈے کیسی کیسی بلند چوٹیوں پر نصب فرمائے ہیں۔

☆☆☆

مختصر تعارف

حضرت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی (ابن عبدالقیوم قادری، ابن حکیم مرید جیلانی ابن مولانا محی الدین عثمانی ابن سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول قادری بدایونی) خانوادۂ قادریہ عثمانیہ کے چشم و چراغ، سرزمین بدایوں کے نامور فرزند، جید عالم، شعلہ بیان خطیب، ملی قائد، شیخ طریقت، مصنف اور صاحب طرز شاعر تھے۔

ولادت، تعلیم وتربیت، بیعت واجازت: آپ کی ولادت سنہ ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء میں ہوئی۔ تعلیمی مراحل مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں، مدرسہ شمس العلوم بدایوں اور مدرسہ الٰہیات کانپور میں طے کیے، اساتذہ میں استاذ العلماء مولانا محب احمد قادری بدایونی،

Marfat.com

مولانا حافظ بخش قادری آنولوی، مولانا مفتی ابراہیم قادری بدایونی، مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا عبدالسلام فلسفی اور حضرت عاشق الرسول مولانا مفتی عبدالقدیر قادری بدایونی کے نام قابل ذکر ہیں۔ حضرت مولانا شاہ مطیع الرسول عبدالمقتدر قادری بدایونی قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور حضرت عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری قدس سرہ سے اجازت و خلافت حاصل کی۔

قومی وملی خدمات: آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز مدرسہ شمس العلوم کے نائب مہتمم کی حیثیت سے کیا، پھر اپنے بڑے بھائی مجاہد آزادی مولانا عبدالماجد قادری بدایونی کے ساتھ ملی اور قومی تحریکات سے وابستہ ہوگئے، تحریک خلافت وترک موالات کے سرگرم اراکین میں شامل رہے، بعد میں مسلم لیگ سے وابستہ ہوگئے اور قیام پاکستان کی جدوجہد میں نمایاں کردار ادا کیا، آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شریک ہوئے اور ناظم نشر واشاعت کی حیثیت سے اس تحریک کو مضبوط کیا۔ تقسیم کے بعد پاکستان ہجرت کر گئے، وہاں مہاجرین کی بازآبادکاری کے لئے مخلصانہ جدوجہد کی، ۱۹۴۸ء میں مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی کی قیادت میں پاکستان کے لئے اسلامی دستور کا خاکہ مرتب کیا اور اس کے نفاذ کا مطالبہ لے کر بانی پاکستان محمد علی جناح صاحب سے ملاقات کی، قوم پاکستان کی دینی رہنمائی کے لئے جمعیۃ علمائے پاکستان کا قیام عمل میں آیا، آپ ابتدا سے جمعیۃ کے سرگرم رکن رہے، بعد میں جمعیۃ علمائے پاکستان کے صدر منتخب کئے گئے اور اپنی وفات تک اس عہدے پر فائز رہے، سعودی عرب، مصر، ایران، عراق، لبنان، شام، بیت المقدس، روس، چین، برطانیہ، امریکہ اور سوئٹزرلینڈ سمیت دنیا کے بے شمار ملکوں کا دورہ کیا اور تبلیغ اسلام کا عظیم فریضہ انجام دیا۔

قلمی خدمات: میدان سیاست اور میدان خطابت کے ساتھ تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی اپنی صلاحیتوں کے نقوش چھوڑے، جو مختلف دینی اور سیاسی موضوعات پر آج بھی قوم وملت کے لئے مشعل راہ ہیں، چنانچہ آپ نے مختلف دینی اور سیاسی موضوعات پر ۲۰ سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں، جن میں بعض تصانیف کے اسماء درج ذیل ہیں۔

(۱) دعوت عمل، (۲) نظام عمل، (۳) فلسفہ عباداتِ اسلامی، (۴) کتاب وسنت غیروں کی نظر میں، (۵) مرقع کانگریس، (۶) مشیر الحجاج، (۷) تصحیح العقائد، (۸) اسلام کا زراعتی نظام، (۹) اسلام کا معاشی نظام، (۱۰) مشرق کا ماضی و حال، (۱۱) انتخابات کے ضروری پہلو، (۱۲) الجواب المشکور، (۱۳) اسلامک پیریئرز (انگریزی)، (۱۴) حرمت سود، (۱۵) تاثراتِ روس، (۱۶) تاثراتِ چین، (۱۷) ممالک عربیہ اور ایران کا سفر نامہ، (۱۸) سفر نامہ بلاد یورپ و عالم اسلامی (۱۹) بالشوزم اور اسلام وغیرہ۔ علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت کے لئے ایک عظیم منصوبے کے تحت کراچی میں ''جامعہ تعلیمات اسلامیہ'' قائم فرمایا۔

وفات: ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں وفات پائی، آپ کی نماز جنازہ شیخ المشائخ سید شاہ مختار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب سجادہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف نے پڑھائی، اور اپنے قائم کردہ ادارے جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں سپرد خاک کئے گئے۔ قیام پاکستان کے لئے آپ کی جدوجہد کے اعتراف میں ۱۹۹۹ء میں حکومت پاکستان نے آپ کے نام کا ڈاک ٹکٹ جاری کیا ہے۔

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور تحریک تحفظ گنبد خضراء

سعودی حکومت کی جانب سے بقیع شریف اور جنت المعلی کے مزارات کے انہدام اور دیگر آثار ومشاہد کو ڈھانے اور مٹانے کی مہم تو حجاز پر سعودی قبضے کے فوراً بعد ۲۶۔۱۹۲۵ء ہی میں شروع ہوگئی تھی۔ اس پر زبردست عالم گیر احتجاج بھی ہوا تھا۔ اس سلسلے میں امام وقت مولانا عبدالباری فرنگی محلی، مجاہد آزادی مولانا عبدالماجد بدایونی اور حضرت عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر بدایونی کی جدوجہد اور خدمات نمایاں ہیں۔ اس سلسلے میں علمائے مدرسہ قادریہ بدایوں نے رسائل بھی تصنیف فرمائے تھے، جن میں مفتی ابراہیم قادری بدایونی کا رسالہ ''البناء المتین فی احکام قبور المسلمین'' اور مفتی حبیب الرحمٰن قادری بدایونی کا رسالہ ''شارحۃ الصدور فی احکام القبور'' قابل ذکر ہیں☆{ ☆ اول الذکر رسالہ بدایوں سے ۱۳۴۴ھ میں شائع ہوا تھا، تاج الفحول اکیڈمی نے ۲۰۰۸ء / ۱۴۲۹ھ میں مولانا دلشاد احمد قادری کی تحقیق وتخریج کے ساتھ دوبارہ شائع کیا ہے۔ جب کہ دوسرا رسالہ نعیمی پریس مرادآباد سے ۱۳۴۵ھ میں شائع ہوا تھا، تاج الفحول اکیڈمی کے زیر اہتمام ۲۰۰۹ء / ۱۴۳۰ھ میں مولانا رضا قادری کی تحقیق و تخریج کے ساتھ دوبارہ سائع ہو چکا ہے۔} ان کے علاوہ مفتی حبیب الرحمٰن قادری بدایونی نے دو اور رسالے ''حرمین شریفین اور والی نجد'' اور ''حالات وعقائد وہابیہ نجدیہ'' تصنیف فرمائے تھے۔ حضرت مولانا عبدالماجد بدایونی نے اس سلسلے میں خلافت کمیٹی کے وفد کے ساتھ حجاز ومصر کا دورہ بھی کیا تھا۔

ملک کی تقسیم کے بعد پاکستان میں جمعیت علمائے پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو اس میں مولانا عبدالحامد بدایونی ایک اہم اور فعال رکن کی حیثیت سے شریک تھے۔ جمعیۃ کے پلیٹ فارم سے بھی مولانا عبدالحامد بدایونی نے حجاز مقدس کے آثار ومشاہد کے تحفظ وصیانت کی تحریک کو جاری رکھا۔

۱۹۵۲ء میں بعض اخبارات سے معلوم ہوا کہ سعودی حکومت پوری مسجد نبوی کو شہید کر کے نئی مسجد تعمیر کرنے کا منصوبہ تیار کر رہی ہے۔ اس تجدید وتوسیع کی زد میں گنبد خضرا بھی آ جائے گا، پھر معلوم نہیں کہ دوبارہ سعودی حکومت کس انداز میں روضہ رسول کی تعمیر کرے، اس کے علاوہ مسجد نبوی اور روضۂ رسول ﷺ کے سلسلے میں اور بھی کئی قسم کے شکوک وشبہات تھے، جنہوں نے ہندوپاک کے خوش عقیدہ مسلمانوں کو بے چین کر دیا۔

۱۹۵۲ء کا وفد حجاز: ان حالات میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی نے جمعیۃ علمائے پاکستان کے پلیٹ فارم سے تحفظ گنبد خضرا اور صیانت آثار مبارکہ کی ایک عالم گیر مہم کا آغاز کیا، جس کے تحت پاکستان میں مختلف اجلاس کیے گئے، پھر حج (۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء) کے موقع پر مولانا عبدالحامد بدایونی کی زیر قیادت جمعیۃ علمائے پاکستان کا ایک نمائندہ وفد حجاز روانہ ہوا، وہاں وفد نے متعلقہ اہم افراد کے علاوہ اس زمانے کے ولی عہد مملکت (بعد میں سعودی بادشاہ) امیر سعود بن عبدالعزیز سے ملاقات کی اور اپنے مطالبات پیش کیے۔

جمعیۃ علمائے پاکستان نے اس سلسلے میں جو جدوجہد کی اس کی مکمل رپورٹ ''مسجد نبوی اور آثار مبارکہ کے بقا وتحفظ کا مطالبہ'' کے نام سے مولانا محمد محسن فقیہ شافعی (ناظم اعلیٰ جمعیۃ علمائے پاکستان) نے مرتب کی تھی، جو حضرت مولانا شاہ احمد نورانی (ناظم دفتر جمعیۃ علمائے پاکستان) کے زیر اہتمام کراچی سے ۱۹۵۲ء/۱۳۷۲ھ میں شائع ہوئی تھی۔ یہی رپورٹ عربی اور فارسی میں بھی شائع کی گئی تھی، عربی رپورٹ ۳۸ صفحات پر اور فارسی رپورٹ ۳۲ر صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ دونوں رپورٹیں بھی صفر ۱۳۷۲ھ میں شائع ہوئی ہیں۔

یہاں ہم اردو رپورٹ کی مدد سے اس تحریک کا مطالعہ کریں گے تاکہ مولانا عبدالحامد بدایونی کی جدوجہد اور اس کے عالم گیر اثرات روشنی میں آسکیں۔

Marfat.com

اس رپوٹ کے آغاز میں گنبد خضرا کی اہمیت وعظمت پر چند عنوانات کے تحت روشنی ڈالی گئی ہے، مثلاً قبہ خضرا اور مزار اقدس کی عظمت واہمیت، مسجد نبوی اور اس کا ادب، قبہ خضرا کی زیارت کا درجہ، مسجد نبوی کی توسیع وتعمیر، سلطنت ترکیہ کی بے مثال خدمت، حکومت مصر کے اقدامات وغیرہ۔ ان عنوانات پر گفتگو کرنے کے بعد مرتب اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے لکھتے ہیں:

پاکستان میں جیسے ہی گزشتہ رمضان المبارک میں مصری اخبارات اور مراسلات سے یہ خبریں آئیں کہ نقشوں کے مطابق نیا حرم نئی مسجد بننے والی ہے اور گنبد خضرائے مقدسہ خطرے میں ہے، جمعیۃ علمائے پاکستان کے حلقوں اور عام وخاص مسلمانوں میں سخت بے چینی پیدا ہوگئی، جمعیۃ علمائے پاکستان نے اپنی متعدد مجالس عاملہ میں مذاکرات کئے، ابتدأ تحقیقات کے ممکن ذرائع استعمال کئے گئے، آخر میں طے پایا کہ حج کے زمانے میں جمعیۃ علمائے پاکستان کا ایک وفد حسب ذیل اشخاص پر مشتمل روانہ کیا جائے جو حجاز مقدسہ حاضر ہوکر بعد ادائے حج مدینہ منورہ حاضر ہوکر حالات کا مشاہدہ کرے اور عمال حکومت سے مل کر مسلمانان پاکستان کے جذبات دینی اور اضطراب سے آگاہ کرے۔

(۱) مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ عبدالحامد صاحب قادری بدایونی (قائد وفد)

(۲) مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی صاحب داد صاحب سندھ

(۳) حضرت مولانا مخدوم محمد شفیع صاحب سجادہ نشین علاقہ ریاست خیر پور

(۴) حضرت مولانا سید عبدالسلام صاحب باندوی

(۵) حضرت مولانا فدا حسین صاحب پنجاب

(۶) حاجی سیٹھ ولی محمد صاحب

(۷) سید علی اصغر صاحب لاہور (مسجد نبوی اور آثار مبارکہ کے تحفظ کا مطالبہ : ص ۹۔۱۰)

وفد نے سفر کی تیاریاں شروع کر دیں، اس سلسلے میں مولانا عبدالحامد بدایونی نے عربی زبان میں ایک کتابچہ تیار کیا جس میں گنبد خضرا کی تاریخی اور مذہبی اہمیت واجاگر کیا گیا تھا اور سعودی حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے اس کے تحفظ وصیانت کا مطالبہ کیا گیا تھا، مرتب لکھتے ہیں:

حضرت قائد وفد (مولانا عبدالحامد بدایونی) نے مسجد نبوی کے سلسلے میں ایک عربی یادداشت قلم بند کی، جسے کئی ہزار کی تعداد میں طبع کرایا گیا تا کہ اسے سفر حج میں تقسیم کیا جائے۔ (ص : ۱۰)

مولانا عبدالحامد بدایونی کی زیر قیادت یہ وفد ۲۲/اگست ۱۹۵۲ء/ ۱/ ذوالحجہ ۱۳۷۱ھ کو کراچی سے روانہ ہوکر مکہ مکرمہ پہنچا، مکہ مکرمہ پہنچ کر وفد نے اپنا کام شروع کیا، مولانا فقیہ لکھتے ہیں:

مکہ معظمہ پہنچتے ہی ارکان وفد نے طواف وغیرہ سے فراغت پائی، دوسرے دن مدینہ منورہ سے آئے ہوئی حجاج سے ملاقاتیں کر کے مسجد نبوی کے حالات معلوم کئے، قائد وفد (مولانا عبدالحامد بدایونی) نے مکہ معظمہ اور منیٰ کے قیام میں ایران، مصر، ترکی، عراق لبنان، شام، ہندوستان کے مشاہیر اور عالی مرتبت مسٹر مسعود قائم مقام سفیر پاکستان سے ملاقاتیں کیں، تحریک مسجد نبوی کے سلسلے میں تبادلۂ خیالات کیا، ان سب نے جمعیۃ علمائے پاکستان کے وفد کو اس کے اقدام پر مبارک باد دی۔ (ص:۱۱)

شیخ محمد سرور الصبان نائب وزیر مالیات سے ملاقات:

وفد نے سعودی حکومت میں حج وزیارت کے معاملات کے مدیر اور مالیات کے نائب وزیر شیخ محمد سرور الصبان سے ملاقات کی، ملاقات کے تفصیل لکھتے ہوئے مولانا فقیہ رقم طراز ہیں:

اراکین وفد نے مکہ معظمہ میں ۱۵/ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ مطابق ۶/ ستمبر ۱۹۵۲ء حضرت شیخ محمد سرور الصبان صاحب نائب وزیر مالیات ومدیر شؤ والحج سے ملاقات کی، ممدوح حسب عادت قدیم اخلاص ومحبت سے پیش آئے۔ قائد وفد نے اغراض ومقاصد وفد

Marfat.com

بیان کیے، مطبوعہ یادداشت کے سلسلے میں دیر تک تبادلہ خیال کیا، ممدوح نے اپنی ہمدردی اور اعانت کا وعدہ فرمایا۔ (ص:۱۱)

مفتی اعظم مصر اور شیخ رمضان بوطی سے ملاقات: اس وقت مصر میں سرکاری طور پر علامہ شیخ حسنین مخلوف مفتی مصر کے عہدے پر فائز تھے، مفتی موصوف اس حج میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ دمشق (شام) کے معروف عالم دین حضرت شیخ سعید رمضان بوطی بھی تشریف لائے ہوئے تھے، وفد نے ان دونوں حضرات سے ملاقات کی، مرتب لکھتے ہیں:

قائد وفد (مولانا عبدالحامد بدایونی) نے مصری ہوٹل میں حضرت علامہ حسنین مخلوف مفتی دیار مصر اور شامی و مصری علماء زعماء استاذ سعید رمضان صاحب سے ملاقات کا وعدہ لے کر دوسرے روز ہوٹل میں ملاقات کا نظم کیا، مفتی صاحب مدظلہٗ کو اگرچہ اس دن ریڈیو سے تقریر فرمانی تھی مگر باوجود اس کے آپ نے اراکین وفد سے ملاقات فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میں خود مولانا بدایونی کی قیام گاہ پر آؤں گا۔ حضرت مفتی صاحب حسب وعدہ تشریف لائے، دیر تک مسجد نبوی اور قادیانیت کے متعلق گفتگو فرماتے رہے۔ (ص:۱۱-۱۲)

شیخ صالح قزاز انچارج محکمہ تعمیرات سے میٹنگ: ۱۰ر ستمبر کو وفد مدینہ منورہ پہنچا، وہاں اراکین وفد نے مسجد نبوی کی تعمیرات کا جائزہ لیا اور انہدام کی ان اطلاعات کو درست پایا جو ان کو پاکستان میں مل رہی تھیں، شیخ صالح قزاز اس وقت محکمہ تعمیرات کے دفتر کے انچارج تھے، وفد نے ان سے ملاقات کر کے حالات پر تبادلہ کیا۔

قائد وفد اور اراکین نے تمام حالات کا مشاہدہ کرنے کے بعد حضرت شیخ صالح قزاز انچارج دفتر محکمہ تعمیر مسجد نبوی کو لکھا کہ جمعیۃ علمائے پاکستان کا وفد جو مسجد نبوی کے مشاہدے کے لئے پاکستان سے آیا ہے، آپ سے ملنا چاہتا ہے، ممدوح قائد وفد سے بخوبی واقف تھے، مطلع ہوتے ہی وقت دیا، اراکین وفد ان کے دفتر میں گئے، علمائے پاکستان کا وفد مسلمانان پاکستان کے حسیات مذہبی سے آگاہ کرنے حاضر ہوا ہے، اراکین وفد نہ تو حکومت سعودی عربیہ کے انتظامی امور میں مداخلت کرنا چاہتے ہیں نہ وہ توسیع کے مخالف ہیں۔ (ص: ۱۵)

مولانا عبدالحامد بدایونی نے شیخ صالح قزاز سے ملاقات کے دوران مندرجہ ذیل مطالبات پیش کیے:

(۱) مسجد نبوی کی مستحکم عمارت کو نہ توڑا جائے۔

(۲) جو حصہ عمارت قابل مرمت ہے اس کی درستی کر دی جائے۔

(۳) دیواری علی حالہا قائم رکھی جائیں۔

(۴) قبلہ رو دیوار کو جس طرف گنبد خضرائے مقدسہ اور مآثر شریفہ واقع ہیں ہرگز نہ توڑا جائے اور نہ ان مآثر میں کوئی تغیر و تبدل کیا جائے بلکہ انہیں اپنی جگہ قائم حالت رکھا جائے۔

(۵) کسی جدید دیوار کی بلندی اسی فٹ ہرگز نہ کی جائے کیوں کہ اگر ایسا ہوا تو قبہ خضرا چھپ جائے گا۔

(۶) جن نئے نقشوں کے مطابق تعمیر ہوگی وہ ہمیں دیے جائیں۔

(۷) قبہ خضرائے مقدسہ، ریاض الجنۃ، محراب النبی ﷺ، منبر شریف، استوانات باقی و محفوظ رکھنے کی ہمیں تحریر دی جائے۔

شیخ صالح قزاز نے پوری گفتگو بغور سماعت کی، مصری انجینئر جو اس پروجیکٹ پر کام کر رہے تھے، ان کو بلا کر ارکان وفد سے ان کی ملاقات کروائی، مجوزہ نقشے وغیرہ دکھائے، مولانا بدایونی نے مطالبہ کیا کہ نقشوں کی کاپی انہیں دی جائے، اس پر شیخ قزاز نے کہا کہ: جب تک حکومت کی منظوری نہ ہو نقشے نہیں دیے جاسکتے۔ (ص:۱۶)

مولانا بدایونی نے واپس آتے ہی نقشوں کے حصول کی جدو جہد شروع کی، بالآخر اس میں کامیابی ملی، رپورٹ میں لکھتے ہیں:

قائد وفد (مولانا عبدالحامد بدایونی) نے قیام گاہ واپس

Marfat.com

آتے ہی معالی الوزیر شیخ عبداللہ بن سلیمان و حضرت شیخ محمد سرور الصبان کی خدمت میں نقشے دیے جانے کی اجازت طلب کی۔ تیسرے دن اجازت آ گئی۔ (ص:۱۶)

ترکی: پاکستانی وفد کے علاوہ ترکی سے بھی ایک وفد حجاز پہنچا ہوا تھا، وہ بھی مسجد نبوی اور گنبد خضرا کے انہدام کے منصوبوں کی وجہ سے تشویش کا شکار تھا، اس نے پاکستانی وفد کی موجودگی میں شیخ صالح قزاز سے ملاقات کی، لکھتے ہیں:

ترکی کا ایک وفد ہماری موجودگی میں جناب شیخ صالح قزاز صاحب اور مصری انجینئر سے ملا جس کے ارکان نے مسجد نبوی کی مستحکم و مضبوط عمارت توڑنے کے وجوہات و اسباب معلوم کئے اور اس قدر رویا کہ دوسرے افراد بھی رونے لگے۔ (ص : ۱۶)

شیخ صالح قزاز سے مفتی مصر کا مذاکرہ: مفتی دیار مصریہ شیخ حسنین مخلوف نے بھی شیخ قزاز سے ملاقات کر کے اپنی تشویش کا اظہار کیا: حضرت علامہ شیخ حسنین مخلوف مفتی دیار مصر بھی بعض مشاہر مصر و انجینئروں کے ہمراہ شیخ صالح قزاز سے ہماری موجودگی میں ملے، آپ نے فرمایا کہ ''مسجد نبوی کی مضبوط و مستحکم عمارت کو توڑنا بعید از عقل ہے اور بے جا اسراف ہے، جہاں جہاں مرمت کی ضرورت تھی وہ کر دی جاتی۔'' (ص : ۱۶)

شیخ قزاز کا مکتوب: ارکان وفد نے شیخ قزاز سے دوبارہ ملاقات کی، نقشے حاصل کرنے کی اجازت مل چکی تھی، چنانچہ شیخ قزاز نے مجوزہ عمارت کا نقشہ اور اس کے بارے میں ایک وضاحت تحریر قائد وفد کے حوالے کی، رپورٹ میں لکھتے ہیں:

وفد کی روانگی کے وقت دفتر محکمہ تعمیرات مسجد نبوی کی جانب سے ہمیں ایک نقشہ اور ایک مراسلہ دیا گیا۔ گنبد خضرائے مقدسہ و آثار شریفہ کے محفوظ رکھنے اور تبرکات میں کسی قسم کا تغیر نہ کرنے کے بارے میں جناب شیخ قزاز صاحب نے ہمیں ذیل کا مراسلہ عنایت کیا۔ (ص : ۱۷)

محکمہ تعمیرات کے مراسلے میں تعمیر و توسیع کے منصوبے کو وضاحت سے بیان کیا گیا تھا، مراسلے کی یہ سطور خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

قد اصدرت الحكومة بياناً رسمياً نشرت الصحف المحلية و اذاعته مسحة الاذاعة العربية السعودية نفت فيه نفياً باتاً ما نشرته صحيفة "اقدام" عن هدم القبة الخضراء الشريفة واكد فيه ان القبة الخضراء الشريفة باقية على حالها لا تمس بحال من الاحوال. (ص : ١٧)

ترجمہ: حکومت نے ایک آفیشل بیان جاری کیا ہے، جس کو مقامی اخبارات نے شائع کیا اور سعودی ریڈیو اسٹیشن نے نشر کیا ہے، اس بیان میں اس خبر کی تردید کی گئی ہے جو ''اقدام'' نامی اخبار میں گنبد خضرا کے انہدام کے بارے میں شائع ہوئی ہے۔ حکومت کے بیان میں اس بات کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ گنبد خضرا اپنی حالت پر باقی رہے گا اور اس کو کسی بھی حال میں نہ چھیڑا جائے گا۔

اراکین وفد کی وزیر مالیات سے ملاقات: شیخ قزاز کے یہاں کامیابی حاصل کرنے کے بعد وفد نے سعودی وزیر مالیات سے ملاقات کی، اس ملاقات میں شیخ سرور الصبان بھی وفد کے ہمراہ تھے۔ وزیر موصوف نے مشورہ دیا کہ اس سلسلے میں وفد کی ایک ملاقات ولی عہد مملکت شہزادہ سعود بن عبدالعزیز سے بھی ضروری ہے، رپورٹ میں لکھتے ہیں:

قائد وفد نے مسجد نبوی کے معاملات پر گفتگو کی اور اغراض و مقاصد وفد بیان کئے، آپ نے فرمایا کہ ''میں وفد کا استقبال کرتا ہوں، میں نے آپ کا تار ملتے ہی ولی عہد معظم سے آپ حضرات کی ملاقات کا مسئلہ طے کر لیا تھا، میرے نزدیک آپ کے وفد کا ولی عہد معظم سے ملنا ضروری ہے کیوں کہ وہی آپ کے پیش کردہ مسائل کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔'' (ص : ۲۲)

Marfat.com

ولی عہد مملکت شہزادہ سعود بن عبدالعزیز سے ملاقات:

۲۳ ستمبر کو وفد نے سعودی ولی عہد (بعد میں بادشاہ مملکت) شہزادہ سعود بن عبدالعزیز سے ملاقات کی، یہ ملاقات ولی عہد کے محل میں ہوئی۔ رپورٹ کے مطابق شہزادے نے اخلاق و محبت سے وفد کا استقبال کیا، قائد وفد مولانا عبدالحامد بدایونی نے رسمی گفتگو کے بعد اراکین وفد کا تعارف کرایا، وفد کی آمد کے اغراض و مقاصد بیان کئے، آپ نے فرمایا: جمعیۃ علمائے پاکستان کا یہ وفد آپ کی خدمت میں مخلصانہ طور پر مسلمانان پاکستان کے قلبی و مذہبی حسیات پیش کرنے آیا ہے۔ ہم نہ انتظامات حکومت میں مداخلت کرنے آئے ہیں، نہ کسی قسم کی خلیج پیدا کرنا چاہتے ہیں بلکہ وہ خبریں جو پاکستان میں مصری اخبارات کے ذریعے مسجد نبوی کے متعلق پہنچیں ان کے بارے میں ایک مطبوعہ یادداشت حاضر خدمت کر چکے ہیں۔ (ص:۲۲-۲۳)

ولی عہد مملکت نے کہا کہ "آپ کی یادداشت میں دیکھ چکا ہوں، آپ تفصیلاً اپنے مطالبات اور مقاصد بیان کیجئے۔"

نجدی امیر کے دربار میں بدایونی فقیر کا اعلانِ حق: ولی عہد مملکت کے دربار میں مولانا عبدالحامد بدایونی نے پوری ایمانی جرأت اور پورے یقین و اعتماد کے ساتھ اپنی تحریک کے اغراض و مقاصد اور اپنے مطالبات پیش کئے، آپ نے فرمایا:

(۱) ہمیں حیرت ہے کہ جب ابتداً مصر و پاکستان کے انجینئروں کی یہ رپورٹیں تھیں کہ مسجد نبوی کی عمارت بجز چند حصوں کے زیادہ سے زیادہ مضبوط ہے جس کی مرمت ہونی چاہئے تو یک بارگی مضبوط دیوار، دالان ستون، منارے کیوں توڑے گئے۔ دروں کو کھول کر بہ آسانی توسیع کی جا سکتی تھی، چوں کہ مسجد نبوی سے پورے عالم اسلام کو عقیدت ہے، مناسب ہے کہ تعمیر کے اہم مسئلے کی تکمیل کے لئے عالم اسلامی کے ماہر انجینئروں پر مشتمل کمیٹی بنا کر تعمیر و مرمت کا کام اس کے سپرد کیا جائے۔

(۲) حالات کے مشاہدے اور نقشے کو دیکھ کر ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ایک منہدمہ دیوار کے بعد بقیہ دیواریں اور منارے گرائے جانے والے ہیں، ان کی جگہ جدید دیواریں بنائی جائیں گی، ان کی بلندی ۸۰/فٹ رکھی جائے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ گنبد خضرا ڈھک جائے گا، ایسا ہرگز نہ ہونا چاہئے۔

(۳) چونکہ مسجد نبوی کا ہر حصہ مضبوط و مستحکم ہے اس لئے کسی دوسرے حصے کو نہ توڑا جائے کیوں کہ خواہ مخواہ توڑنے اور بنانے میں غیر معمولی اسراف ہوگا جو شرعاً صحیح نہ ہوگا۔

(۴) گنبد خضرائے مقدسہ، ریاض الجنہ، منبر اقدس، استوانات کو قطعاً تبدیل نہ کیا جائے۔

(۵) جدید دیواروں کی بلندی ۸۰/فٹ نہ کی جائے۔

(۶) اگر قبۃ الخضر ا اور تبرکات و مآثر شریفہ منہدم نہ کئے جائیں گے تو جناب والا ان اطلاعات کی تردید فرمائیں جو مصری اخبارات نے شائع کی، خصوصیت سے اخبار المصور مصری مؤرخہ ۱۵/ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ کا شائع شدہ نقشہ اور وہ تین سطریں جو اس نے نقشے کے نیچے تحریر کی ہیں، اس کی پرزور تردید کی جائے اور تردید کی ایک کاپی ہمیں دی جائے، نیز مسلمانان پاکستان کے لئے ایک واضح تحریری بیان قبہ خضر اور دیگر مآثر شریفہ کی حفاظت کے بارے میں دیا جائے تاکہ ہم مسلمانان پاکستان اور عالم اسلامی میں اسے شائع کر سکیں اور مسلمانوں کو مطمئن کر سکیں۔ (ص: ۲۳-۲۴)

حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کی اس جرأت مندانہ اور دو ٹوک گفتگو کو امیر سعود نے پورے غور اور سنجیدگی سے سماعت کیا، اس کے بعد انہوں نے کہا:

میں صمیم قلب سے آپ حضرات کے مخلصانہ جذبات کی قدر کرتا ہوں، آپ میری جانب سے پاکستان مسلمانوں کو سلام محبت پہنچا دیجئے۔ حکومت سعودیہ عربیہ کی جانب سے اس سے قبل متعدد

Marfat.com

بارقبہ خضرا باقی رکھنے کے متعلق اعلانات کئے جا چکے ہیں، حکومت کی ہرگز یہ رائے نہیں کہ گنبد خضرا یا دوسرے مآثر میں تبدل وتغیر کیا جائے، آپ ہمارے وعدے پر یقین کیجئے، انجینئروں کی کمیٹی کے مسئلے کو میں اس لئے قبول نہیں کر سکتا کہ مختلف ممالک کے انجینئروں کی کمیٹی بنائی گئی تو آپس میں اختلاف ہوگا، ایک ملک کا انجینئر ایک رائے دے گا دوسرا اس سے مختلف، اس طرح تعمیر کا کام بند ہو جائے گا۔ اخبار المصور مصری نے جو نقشہ اور نوٹ شائع کیا وہ غلط ہے۔ (شیخ محمد سرور الصبان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا) جلد از جلد اخبار المصور مصری کی تردید کی جائے۔ (ص : ۲۴)

مولانا بدایونی نے کہا کہ اس تردید کی ایک کاپی ہمیں بھی بھیجی جائے، ساتھ ہی آپ نے مطالبہ کیا کہ:

''ہمارے جن معروضات کو قبول کیا گیا ہے، ان کے متعلق آپ ایک واضح تحریری بیان ہماری واپسی سے قبل ہمیں عطا فرمائیں تا کہ ہم مسلمانانِ پاکستان کو مطمئن کر سکیں۔ (ص : ۲۴)

شہزادہ سعود نے اس مطالبے کو تسلیم کیا اور کہا کہ یہ واضح بیان آپ کو بھیج دیا جائے گا۔

وفد کی پاکستان واپسی: گنبد خضرا کے تحفظ اور آثار مبارکہ کی حفاظت وصیانت کے سلسلے میں یہ وفد اپنی جدوجہد مکمل کرنے کے بعد ۲۴ ستمبر ۱۹۵۲ء کو واپس کراچی پہنچا۔ اگلے روز کراچی میں جمعیۃ علمائے پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس طلب کیا گیا جس میں مولانا بدایونیؒ نے سفر حجاز کی تفصیلات بیان کیں۔ مجلس عاملہ نے مولانا عبدالحامد بدایونی کی اس عظیم کامیابی پر مبارک باد کی تجویز پاس کی۔ (ص:۲۶)

۲۷ ستمبر کو مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا شاہ احمد نورانی نے پاکستان میں سعودی سفیر سید عبدالحمید خطیب سے ملاقات کی، انہیں اپنے دورۂ حجاز اور ولی عہد مملکت سے ملاقات وغیرہ کی تفصیلات بتائیں اور ان سے مطالبہ کیا کہ مصری اخبارات میں گنبد خضرا کے انہدام کی جو خبریں شائع ہو رہی ہیں سفارت خانے کی جانب سے ان کی تردید شائع کی جائے۔ سفیر موصوف نے وعدہ کیا کہ وہ اس سلسلے میں اپنا بیان پریس میں دیں گے۔ لیکن اگلے ایک ہفتے تک سعودی سفیر کا کوئی بیان اخبارات میں نظر نہیں آیا، جب ان سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ''میرے نزدیک اخبارات میں کوئی ایسی بات شائع نہیں ہوئی ہے جس کی میں تردید کروں۔'' (ص : ۲۶۔۲۷)

امیر سعود بن عبدالعزیز کے نام مولانا بدایونی کا تار: ولی عہد مملکت شہزادہ سعود بن عبدالعزیز نے اراکین وفد سے ملاقات کے وقت جس وضاحت بیان کا وعدہ کیا تھا وہ بھی اب تک جمعیۃ کو موصول نہیں ہوا تھا، ادھر سعودی سفیر کا یہ غیر ذمے دارانہ طرز عمل سامنے آیا، لہٰذا مولانا عبدالحامد بدایونی کی جانب سے ۴ اکتوبر کو شہزادہ امیر سعود اور شیخ سرور الصبان کے نام تار ارسال کیا گیا، مولانا بدایونی نے امیر سعود کے نام تار میں لکھا:

مسلمانان پاکستان آپ کے تحریری واضح بیان کا بے چینی سے اظہار کر رہے ہیں۔ گنبد خضرائے مقدسہ اور مآثر شریفہ کے سلسلے میں جن مطالبات کو قبول کیا گیا ہے، اس کے متعلق براہ کرم جلد واضح بیان روانہ فرمایا جائے۔ (ص : ۲۷)

۱۰ اکتوبر کو شیخ سرور الصبان کی جانب سے مولانا بدایونی کے تار کا جواب موصول ہوا، انہوں نے لکھا کہ ''بیان واضح جاری کر دیا گیا ہے۔'' (ص : ۲۷)

آرام باغ کراچی میں جلسہ عام: ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۲ء تک امیر سعود ولی عہد مملکت سعودی عرب یا ان کے کسی نمائندے کی جانب سے ایسا واضح اور تسلی بخش بیان موصول نہیں ہوا، جس کا ان سے مطالبہ ان سے کیا گیا تھا اور انہوں نے اس بیان کے جاری کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ دوسری طرف ۱۰ اور ۱۲ اکتوبر کے روزنامہ جنگ میں سعودی سفارت خانے کی جانب سے بعض متضاد اور مشکوک بیانات سامنے آئے، اس صورت حال کے پیش نظر ۱۳

Marfat.com

اکتوبر کو جمعیۃ علمائے پاکستان نے آرام باغ کراچی میں مولانا عبدالحامد بدایونی کی زیر صدارت ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا، جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ رپورٹ کے مطابق اس جلسے میں صدر اجلاس مولانا عبدالحامد بدایونی کے علاوہ مولانا مفتی صاحب داد، علامہ مخدوم ناصر جلالی، حضرت مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا قاری احمد حسین فیروز پوری اور الحاج صالح محمد صاحب نے تقریریں کیں۔ آخر میں حسب ذیل تجاویز منظور کی گئیں:

(۱) مسلمانان کراچی کا یہ جلسہ عام جمعیۃ علمائے پاکستان کے اس اقدام پر کہ اس نے مسجد نبوی کے سلسلے میں اپنا ایک وفد مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کی قیادت میں حجاز مقدس روانہ کیا، جس نے انتہائی تدبر و خوش اسلوبی سے حجاز مقدس میں گنبد خضرائے مقدسہ اور دیگر آثار شریفہ کے تحفظ و بقاء کے مطالبات ولی عہد معظم کی خدمت میں پیش کر کے منظور کرائے صمیم قلب کے ساتھ مبارک باد پیش کرتا ہے۔
اس سلسلے میں ولی عہد حکومت حجاز نے مطالبات تسلیم کرتے ہوئے واضح تحریری بیان بھیجنے کا جلد وعدہ فرمایا تھا مگر وہ ہنوز نہیں آیا جس کی وجہ سے اضطراب بڑھ رہا ہے۔ سعودی سفارت خانہ پاکستان کے جو متضاد بیانات و ذاتیات سے لبریز شائع ہو رہے ہیں۔ یہ جلسہ عام ان سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سعودی عربیہ سے پرزور خواہش کرتا ہے کہ وہ جلد از جلد ایک واضح بیان صدر جمعیۃ علمائے پاکستان کے نام روانہ کرے تا کہ مسلمان پاکستان مطمئن ہو سکیں۔

(۲) یہ جلسہ عام ممالک اسلامی اور حکومت پاکستان اور مقامی و بیرونی اخبارات سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ گنبد خضرائے مقدسہ اور مآثر شریفہ کی حفاظت و بقا کے لئے حکومت حجاز کو متوجہ کریں اور پرزور خواہش کریں کہ خوامخواہ مسجد نبوی کی مضبوط اور مستحکم حسین عمارات کو نہ توڑا جائے۔ (ص: ۳۳)

شہزادہ سعود اور شیخ الصبان کے نام دوسرا تار اور اس کا جواب: ۱۳؍ اکتوبر کے اس عظیم الشان جلسے کے بعد ۱۴؍ اکتوبر کو پھر یاددہانی کے طور پر جمعیۃ علمائے پاکستان کی جانب سے شہزادہ سعود بن عبدالعزیز (ولی عہد مملکت سعودی عرب) اور شیخ محمد سرور الصبان (نائب وزیر مالیات، حکومت سعودی عرب) کے نام تار کیا گیا، اس تار میں ان کو ان کا وعدہ یاد دلایا گیا اور تعمیر کے سلسلے میں واضح بیان جاری کئے جانے کی درخواست کی گئی۔
اس تار کے جواب میں ۱۶؍ اکتوبر کو مولانا بدایونی کے نام شیخ الصبان نائب وزیر مالیات کا حسب ذیل تار موصول ہوا۔
آپ کی رغبت کے مطابق ایک واضح و مفصل بیان صادر ہو گیا ہے جو بذریعہ ڈاک آپ کو بھیجا گیا ہے (ص: ۳۲)

مولانا بدایونی کے نام امیر سعود بن عبدالعزیز کا جوابی تار: مولانا بدایونی کے اس دوسرے تار کے جواب میں ۱۹؍ اکتوبر کو شہزادہ سعود (ولی عہد مملکت) کا مندرجہ ذیل تار مولانا کے نام موصول ہوا: ہم نے جس واضح بیان کا آپ سے وعدہ کیا تھا اس کی بابت ہم نے سفارت خانہ پاکستان و ہندوستان کو ایک ہی الفاظ میں ہدایت کر دی ہے کہ وہ بیان شائع کر دیں، ہم یقین کرتے ہیں کہ اس بیان کے بعد مفسدین اور اللہ و رسول کے دشمنوں کا پروپیگنڈہ بند ہو جائے گا۔ (ص: ۲۷)

صدر مؤتمر اسلامی کا مکتوب بنام امیر سعود بن عبدالعزیز: صورت حال کی نزاکت دیکھتے ہوئے پروفیسر ابو بکر حلیم صدر و مؤتمر عالم اسلامی (وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی) نے امیر سعود بن عبدالعزیز کے نام خط روانہ کیا، انہوں نے لکھا:
"میں نے مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی صدر جمعیۃ علمائے پاکستان سے مسجد نبوی کے بارے میں تفصیلی گفتگو کی اور مسجد نبوی کے بعض اہم اجزاء کے انہدام اور جمعیۃ کے وفد سے

Marfat.com

ملاقات میں ولی عہد معظم نے جو کچھ وعدے گنبد خضرائے مقدسہ و دیگر آثار مبارکہ کی بابت کئے اور یہ ارشاد کیا کہ وہ وفد کے پہنچتے ہی تحریری واضح بیان روانہ فرمائیں گے، مگر وہ بیان اب تک نہ ملنے کی وجہ سے مسلمانوں میں سخت اضطراب ہے۔ میں جناب والا سے درخواست کرتا ہوں کہ براہ کرم جلد حسب وعدہ اپنا واضح تحریری بیان مولانا عبدالحامد صاحب قادری صدر جمعیۃ علمائے پاکستان کے نام روانہ فرمائیں تاکہ مسلمانان پاکستان مطمئن ہوں۔ (ص : ۳۵)

سعودی سفارت خانے کی پریس کانفرنس: عوامی دباؤ کی وجہ سے سعودی سفارت خانہ دفاعی پوزیشن میں آ گیا، اسی درمیان شہزادہ سعود کے عوامی جاری کردہ احکامات بھی سفارت خانے کو موصول ہو گئے، لہٰذا گومگو کی یہ کیفیت ختم کرتے ہوئے سعودی سفارت خانے نے ایک پریس کانفرنس طلب کر کے معاملات پر صفائی پیش کی، اس پریس کانفرنس سے عوام میں برپا خلجان اور بے چینی دور ہوئی، رپورٹ میں لکھتے ہیں: جلسہ عام کے بعد سفارت خانہ سعودی عربیہ نے ایک پریس کانفرنس بلائی، پریس کے نمائندگان کے استفسارات کے بعد سفارت خانے نے ان تمام منظور شدہ مطالبات کا ذکر کیا جو جمعیۃ علمائے پاکستان کا وفد قبول کروا چکا تھا۔ کاش اس سے قبل ہی وہ تفصیلی بیان اور اخبار المصور کی تردید فرما دیتے تو خواہ مخواہ اختلافات کیوں پیدا ہوتے (ص : ۳۴)

حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کی یہ تحریک بالآخر کامیابی سے ہمکنار ہوئی، سعودی حکومت نے گنبد خضرا اور ترکوں کی تعمیر کردہ قدیم عمارت کو منہدم نہ کرنے کا جو وعدہ مولانا عبدالحامد بدایونی اور ارکان وفد سے کیا تھا اس کو پورا کیا گیا۔ گنبد خضرا آج بھی اپنے تمام تر تقدس و نورانیت کے ساتھ اپنی جگہ پر جلوہ فگن ہے اور انسان تو انسان قدسیان فلک کے لئے بھی قبلہ محبت اور کعبہ عقیدت ہے۔

زیر نظر کتاب 'جامع فتویٰ' میں آزاد بن حیدر (ناظم نشر و اشاعت مرکزی انجمن تبلیغ اسلام کراچی) اس تحریک کی کامیابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جلالۃ الملک معظم (شاہ سعود بن عبدالعزیز) نے اب سے ۶ رسال قبل تعمیر مسجد نبوی کے سلسلے میں مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے وفد کی ملاقات میں پاک و ہند کے جذبات ساعت فرما کر احکام دے دیئے تھے کہ نہ تو گنبد خضرائے مقدسہ حکومت سعودیہ منہدم کرانا چاہتی ہے اور نہ تبرکات شریفہ میں کوئی تغیر و تبدل کیا جا سکتا ہے۔ (جامع فتویٰ : ۳۵)

۱۹۵۴ء کا وفد حجاز: اس تحریک کے ۲ رسال بعد ۱۹۵۴ء میں حج کے موقع پر جمعیۃ علمائے پاکستان کا ایک اور وفد مولانا عبدالحامد بدایونی کی زیر قیادت حجاز گیا، وفد نے مسجد نبوی اور دیگر آثار کا معائنہ کیا، واپس آ کر وفد نے اپنی رپورٹ پیش کی، اس میں لکھتے ہیں: ارکان وفد کو مسرت ہے کہ جمعیۃ کے سابقہ وفد سے حکومت سعودیہ نے سمت قبلہ کی عمارت اور مآثر شریفہ، گنبد خضرا مقدسہ نیز چہار جانب کی دیواروں کو گنبد شریف سے بلند نہ کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اس پر حکومت قائم ہے اور کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدیل مآثر مبارکہ کی حصوں میں نہیں کیا گیا۔ (سالانہ رپورٹ جمعیۃ علمائے پاکستان ۱۹۵۵ء: بحوالہ ماہنامہ مجلہ بدایوں، ص ۷، شمارہ جولائی ۱۹۹۵ء)

حضرت اقدس والد گرامی مدظلہٗ نے فرمایا کہ حضرت مولانا ضیاء الدین قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے مدینہ منورہ میں ان کے دولت خانے پر جب جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے تقریباً ہر بار فرمایا کہ ''امت اسلامیہ پر یہ مولانا عبدالحامد بدایونی کا احسان ہے کہ ان کی بروقت مداخلت اور پرزور تحریک کے نتیجے میں سعودی حکومت گنبد خضرا کے انہدام سے باز رہی، اگر مولانا گنبد خضرا کے تحفظ کی یہ تحریک نہ چلاتے تو خدا جانے کیا صورت حال ہوتی۔''

جنت البقیع اور جنت المعلیٰ کی حفاظت و صیانت کی تحریک: ۱۹۵۲ء کی کامیاب تحریک کے بعد ۱۹۶۱ء میں پھر مولانا

Marfat.com

عبدالحامد بدایونی نے صحابہ واہل بیتؓ کے منہدم شدہ مزارات کی تعمیر نو اور گنبد خضرا کے تحفظ وصیانت کے لئے عالم گیر مہم چلائی، پہلے آپ نے قبور ومزارات پر قبوں کے شرعی جواز پر ایک فتویٰ مرتب کیا، پھر ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش (جو اس وقت مشرقی پاکستان تھا) کا دورہ کرکے وہاں کے معتبر علماء ومشائخ سے اس فتوے پر تصدیق وتائید حاصل کی، ہندو پاک اور بنگلہ دیش کے ۲۵۹ ر اکابر علما نے اس فتوے پر دستخط کئے۔ فتوے کی تصدیق کرنے والوں میں علمائے بدایوں، علمائے فرنگی محل وغیرہ کے علاوہ مفتی اعظم (بریلی)، محدث اعظم (کچھوچھ)، حافظ ملت (مبارک پور)، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا احمد سعید کاظمی، مفتی مظہر اللہ نقشبندی (دہلی) اور مولانا برہان الحق جبل پوری وغیرہ جیسے اکابر شامل ہیں۔

پھر آپ نے عالم عرب اور ایران کا دورہ کیا اور وہاں کے سرکردہ علما سے اس فتوے پر تصدیقیں اور تقریظات حاصل کیں، آپ نے سعودی حکومت سے مطالبہ کیا کہ قبوں اور مزارات کے انہدام پر روک لگائی جائے اور جو مزارات منہدم کردیے گئے ہیں، ان کو از سر نو تعمیر کرکے ان کے اوپر کتبے لگائے جائیں۔ مولانا کا فتویٰ، ہند وپاک کے علما کی تصدیقات اور سعودی حکومت سے مطالبات کو یکجا کرکے بنام ''جامع فتویٰ'' کراچی کے شائع کیا گیا۔ پھر اس فتوے کا عربی ترجمہ کیا گیا اور اس پر علمائے عرب کی تقاریظ اور تصدیقات حاصل کی گئیں۔ مولانا بدایونی نے شاہ سعود کے نام ایک خط لکھا جس میں ان کو عالم اسلام کے علماء کے جذبات سے آگاہ کرتے ہوئے اپنے مطالبات پیش کئے۔ اس تمام مواد کو یکجا کرکے عربی زبان میں ''الجواب المشکور علی اسئلۃ القبور'' کے نام سے شائع کیا گیا۔

ممالک عرب اور ایران کا سفر: مزارات صحابہ واہل بیت کی حفاظت وصیانت کی اس عالم گیر تحریک میں قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحامد بدایونی کے ساتھ تھے، عالم عرب اور ایران کا یہ دورہ ۱۹۶۱ء میں ہوا تھا، اس زمانے میں چونکہ جمعیۃ علمائے پاکستان پر پابندی لگی ہوئی تھی☆ {☆ ۱۹۵۸ء کے مارشل لا کے دوران ایوب خاں نے تمام سیاسی جماعتوں کو کالعدم قرار دے دیا تھا، اس کی زد میں جمعیت علمائے پاکستان بھی آگئی تھی، لہٰذا جمعیت کے ارکان نے ایک متبادل جماعت ''انجمن تبلیغ اسلام'' کے نام سے تشکیل دی، اس میں مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا شاہ احمد نورانی کے علاوہ علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری اور مفتی سید شجاعت علی قادری وغیرہ شامل تھے، ۱۹۶۴ء میں تمام سیاسی جماعتیں بحال کردی گئیں، لہٰذا جمعیت پھر سے سرگرم عمل ہوگئی۔} اس لئے مرکزی انجمن تبلیغ اسلام کی جانب سے یہ وفد بھیجا گیا تھا، یہ وفد تین ارکان پر مشتمل تھا:

(۱) حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی (قائد وفد)

(۲) قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی (رکن)

(۳) مولانا عمر الٰہی دہلوی (رکن)

یہ سفر ۱۷ر مئی ۱۹۶۱ء کو کراچی سے شروع ہوکر ۳۰ر جولائی ۱۹۶۱ء کو کراچی ہی میں ختم ہوا، کم وبیش ڈھائی ماہ کے سفر میں اس وفد نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، جدہ (سعودی عرب)، عمان (اردن)، بیت المقدس، بیروت (لبنان)، دمشق (شام)، قاہرہ، اسکندریہ (مصر)، بغداد، نجف کربلا (عراق) اور طہران، قم، مشہد، اصفہان، خراسان (ایران) کا دورہ کیا، ان بلاد کے علماء ومشائخ اور عمائدین مملکت سے ملاقاتیں کیں۔ سفر سے واپسی پر مولانا بدایونی نے اپنے اس طویل سفر کی روداد قلم بند کی، جو ممالک عربیہ اور ایران کا سفر نامہ'' کے نام سے ۱۹۶۱ء میں مرکزی انجمن تبلیغ اسلام کراچی کے زیر اہتمام شائع ہوئی۔ یہ سفرنامہ ہمارے پیش نظر ہے، ہم اس سے بعض اقتباسات نقل کرتے ہیں تاکہ مولانا کی اس تحریک کی اہمیت اور عالم گیریت کا اندازہ ہوسکے۔

Marfat.com

تحریک کا آغاز: سفرنامے کے آغاز میں لکھتے ہیں: جنوری و فروری ۱۹۶۰ء میں میرے اور بعض احباب کے درمیان تبادلہ خیالات ہوا، جس کے بعد طے پایا کہ بقیع شریف کے قبب وقبور کی حفاظت اور مزارات حضرات اہل بیت اطہارؓ کے تحفظ و بقاء وضریح مزار حضور فاطمہ سید الزہراؓ کے لئے منظم جد و جہد کی جائے۔ اس سلسلے میں تجویز ہوا کہ ایک فتویٰ مرتب کروں اور بعد اس کے مرکزی انجمن تبلیغ اسلام کا ایک وفد مغربی و مشرقی پاکستان میں حضرات علمائے کرام کے دستخط حاصل کرے۔ چنانچہ ۱۹/ مارچ ۱۹۶۰ء سے یہ تحریک شروع کی گئی اور ۱۱/اپریل کو تمامی انتظامات مکمل کرنے کے بعد مرکزی انجمن تبلیغ اسلام کے وفد نے پہلے مغربی پھر مشرقی پاکستان کا دورہ کیا۔ کئی ماہ تک یہ دورہ جاری رہا ازاں بعد ہندوستان کا دورہ کیا گیا۔ الحمدللہ پاک و ہند کے علماء و مشائخ نے تحریک سے اتفاق کرتے ہوئے فتوے کے تصدیقات فرمائیں اور اپنی شاندار آراء کا اظہار فرمایا۔ (ص : ۱۔۲)

وفد کراچی سے روانہ ہو کر سب سے پہلے سعودی عربیہ پہنچا، وہاں حج بیت اللہ (سنہ ۱۳۸۰ھ) اور زیارت مدینہ منورہ کی سعادتیں حاصل کیں۔

مکہ مکرمہ میں علمائے عرب سے ملاقاتیں: حج کے ایام میں مولانا بدایونی کی طبیعت علیل رہی، اس لئے منیٰ کے دوران قیام علماء ومشائخ سے ملاقاتیں نہ ہوسکیں، لکھتے ہیں:

منیٰ کے سہ روزہ قیام میں شدید علالت کے باعث ممالک اسلامیہ کے لوگوں سے ملاقاتوں کا کام نامکمل رہا۔ البتہ مکہ معظمہ حاضر ہو کر جانے والے افراد سے حرم شریف اور اپنی قیام گاہ پر مختلف دعوتیں کر کے ملاقاتیں رہیں، خود بھی علماء مشائخ سے ملتے جلتے رہے۔ (ص:۴)

مزید لکھتے ہیں: ہم لوگ منیٰ سے واپس آ کر بعد حج مکہ معظمہ میں مقیم رہے، اس زمانے میں مختلف ممالک کے علما سے تبادلہ خیالات کیا جاتا رہا، خصوصیت سے مصر وشام وسوڈان والوں سے باتیں کافی کی گئیں۔ (ص : ۴)

مدینہ منورہ میں بھی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا، لکھتے ہیں: حرم شریف میں ہر نماز کی حاضری کے وقت جاننے والے اور ایسے افراد و علماء مل جاتے جن سے ہماری تحریک کا تعلق تھا، ہم وقت کا تعین کرتے، اگلے دن باتیں کرتے، یا تو اپنی قیام گاہ پر ان حضرات کو بلاتے یا خود ان حضرات کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ (ص:۵)

بیت المقدس کا سفر: حج وزیارت کی سعادتیں حاصل کرنے کے بعد یہ قافلہ عمان کے راستے بیت المقدس کے لئے روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر وفد نے اپنی تحریک کے سلسلے میں کام شروع کر دیا، لکھتے ہیں:

ہم نے مسجد اقصیٰ میں بعض بعض علمائے کرام سے ملاقاتیں کر لی تھیں لیکن جی چاہتا تھا کہ ایک اجتماع ایسا ہو جس میں یہاں کی مشہور و معروف شخصیتیں یکجا ہو کر باتیں کر سکیں، چنانچہ ہم نے اپنی قیام گاہ پر حالیہ مفتی اعظم فلسطین اور دیگر مشاہیر کو مدعو کیا، الحمدللہ اجتماع خاصا اچھا رہا۔ (ص : ۱۳)

آگے لکھتے ہیں: علمائے قدس سے دیر تک مباحث و مذاکرات جاری رہے، ہم نے اپنے مشن کی داغ بیل ڈال دی۔ فتوے کی کاپیاں مفتی صاحب اور دیگر علمائے قدس کی خدمات میں پیش کر دیں۔

حضرت مفتی صاحب نے وعدہ فرمایا کہ میں ان شاء اللہ جو اب مرتب کر کے روانہ کروں گا، تفصیلی تبادلہ خیالات اور اپنی تحریک کی اعانت کا وعدہ لے کر ہم لوگ بیت المقدس سے واپس ہوئے۔ (ص ۱۳۔۱۴)

بیروت کا سفر: بیت المقدس سے یہ وفد عمان ہوتا ہوا بیروت پہنچا، لکھتے ہیں: بیت المقدس سے بذریعہ ہوائی جہاز عمان آئے،

Marfat.com

یہاں کام کیا، کچھ زمین بنائی، پھر لبنان میں مصروف رہے۔ (ص ۱۴) بیروت میں چھ دن قیام رہا۔ (ص۱۴)

چھ دن کے قیام میں مقامی علما و مشائخ سے ملے، یہاں کے علما و مشائخ بیرونی افراد سے باتیں کرنے میں جھجکتے ہیں، حکومت بھی تقریباً نیم عیسائی ہے۔ (ص۱۴) یہاں کے قیام میں قبب وقبور کی تحریک کی تبلیغ کی گئی، لوگوں کو ہم نوا بنایا گیا۔ (ص : ۱۵)

دمشق (شام) کا دورہ: بیروت کے بعد یہ کاروانِ شوق شام (سیریا) کی راج دھانی دمشق پہنچا، لکھتے ہیں: ہم نے دوسرے ہی دن سے علماء و مشاہیر سے ملاقاتیں شروع کر دیں۔ (ص : ۱۶) شام کی بزرگ ترین شخصیت جو علم و فضل و روحانیت کے لحاظ سے بلند پایہ ہے وہ ہے مولانا سید عبدالوہاب صاحب قبلہ کی ذات گرامی، آپ شام کے چوٹی کے عالم و درویش ہیں۔ (ص : ۱۸)

حضرت (سید عبدالوہاب) سے نفس تحریک پر مفصل تبادلہ خیالات ہوا، چنانچہ علمائے شام کا اجتماع طے ہوگیا، تمامی علمائے کرام مدعو کئے گئے، پہلے ہمارا مرتب کردہ جواب پڑھا گیا، حضرات علما نے ہمارا مرتب کردہ جواب بہت پسند کیا، بعد سماعت تصدیقات وتوثیقات فرمائیں۔ (ص : ۱۸)

علمائے مصر سے ملاقاتیں: شام میں اپنی تحریک کی کامیاب تبلیغ اور علمائے شام کی تصدیقات حاصل کرنے کے بعد مولانا عبدالحامد بدایونی اپنے رفقاء کے ساتھ قاہرہ (مصر) پہنچے۔ لکھتے ہیں: دو چار دن کے اندر اندر قاہرہ کے احباب کو علم ہوگیا، اب ہر طرف سے لوگ ملنے آنے لگے، ضیافتیں شروع ہوگئیں، پرانی اور جدید جماعتیں جس قدر یہاں ہیں، سب سے ملنا ہوا، استاذ محترم الحاج محمود ربیع معلم الفقہ جامعہ ازہر اور دیگر علمائے مصر سے تفصیلی ملاقاتوں میں کام کا خاکہ طے ہوگیا۔ کئی پارٹیوں میں ہماری تحریک پیش ہوگئیں اور ہر حلقے میں بے حد پسند کی گئیں۔ (ص : ۲۰)

مصری وزیر اوقاف سے ملاقات: عالم عرب کے علمی اور حکومتی دونوں حلقوں میں مولانا عبدالحامد بدایونی اپنا اثر و رسوخ رکھتے تھے، مصر میں وزارتِ اوقاف کی جانب سے ان کا پرجوش استقبال کیا گیا، آپ نے مصری وزیر اوقاف سے ملاقات کر کے ان کو اپنے مشن سے آگاہ کیا اور ان کی حمایت حاصل کی، لکھتے ہیں: اسی دن وزارتِ اوقاف سے ۳/۴ عمال ہوٹل تشریف لائے اور ہمیں ہمارا پروگرام جو وزارت اوقاف نے آثار اور تاریخی مقامات کے مشاہدہ و معائنے کا مقرر کیا تھا، اس سے مطلع کیا اور وزیر صاحب سے ملاقات کے وقت و تاریخ سے باخبر کیا۔

پہلے ہم نے اور رفقاء نے وزیر موصوف سے وزارت اوقاف کے دفتر جا کر ملاقات کی، ملاقات میں ایک دوسرے وزیر اور ایک ازہر کے فاضل بھی موجود تھے۔ مختلف مسائل علمی پر مذاکرات شروع ہوگئے، گنبد خضرائے مقدسہ کے بوسیدہ پردوں کا مسئلہ چھیڑا گیا اور کافی دیر تک تبادلہ خیالات رہا، پھر تحریک تحفظ قبب وقبور صحابہ واہل بیت آ گئی، اس پر بھی سیر حاصل بحث ہوگئی، وزیر صاحب محترم اور دوسرے وزیر و عالم سب ہم سے متفق ہوگئے۔ (ص : ۲۱۔۲۲)

شیخ الازہر سے ملاقات: عالم عرب میں شیخ الازہر کی شخصیت اور رائے کی جو قدر و قیمت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، اس لئے ضروری تھا کہ اپنی تحریک کو باوزن اور پراثر بنانے کے لئے شیخ الازہر کو اعتماد میں لے کر ان کی حمایت حاصل کی جائے، لہٰذا مولانا عبدالحامد بدایونی نے شیخ الازہر سے ملاقات کر کے ان کو اپنی تحریک کے بارے میں بتایا۔ مولانا نے سفرنامے میں شیخ الازہر کا نام ذکر نہیں کیا ہے، ہماری معلومات کے مطابق اس زمانے میں علامہ شیخ محمود شلتوت شیخ الازہر کے منصب پر فائز تھے۔ مولانا لکھتے ہیں: دوسرے دن شیخ الازہر سے ہم لوگ ملے، ایک گھنٹے کے قریب شیخ ازہر سے باتیں رہیں۔ (ص : ۲۲)

Marfat.com

اسکندریہ میں جلسہ عام سے خطاب: ارکان وفد نے قاہرہ کے بعد مصر کے دوسرے بڑے شہر اسکندریہ کا بھی دورہ کیا اور وہاں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کیا، مولانا رقم طراز ہیں: وزارت اوقاف نے ہمارا اسکندریہ کا پروگرام مرتب فرمایا، جہاں عالم اسلامی کے ۲۰۰ طلبہ کی طرف سے منعقد کردہ جلسۂ عام میں شریک ہو کر ہمیں ایک تقریر کرنا تھی۔ شبان المسلمین کے صدر محترم بھی اس جلسے میں شریک تھے۔ بڑا اچھا اجتماع تھا، ہماری تقریر کے بعد صدر شبان المسلمین نے باوجود بڑھاپے کے نوجوانوں کی طرح بڑی پر جوش تقریر فرمائی۔ (ص : ۲۳)

جمعیۃ الرابطۃ الاسلامیۃ کی میٹنگ: قاہرہ میں جن اہم تنظیموں نے مولانا کی تحریک کی حمایت کی، ان میں جمعیۃ الرابطۃ الاسلامیۃ کا نام نمایاں ہے، مولانا نے لکھا ہے کہ:

جمعیت رابطۂ اسلامیہ کی طرف سے زیر نگرانی حضرت علامہ ربیع صاحب ہمارے اعزاز میں ایک بڑی دعوت دریائے نیل کے کنارے مقام جیز ان میں ہوئی۔ جہاں چائے کے بعد حضرت علامہ ربیع نے ہم لوگوں کو تعارف کراتے ہوئے تحریک حفاظت قبب وقبور اور فتوے کی تیاری کا حال بتایا اور ہم سے تقریر کی خواہش کی، ہم نے اور مولانا نورانی میاں صاحب نے مفصل طور پر شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی، جو علماء اس جلسے میں موجود تھے ان سب نے اعانت وحمایت کا وعدہ فرمایا۔ (ص : ۲۴)

العشیرۃ المحمدیۃ کی جانب سے جلسہ عام: مصر کے معروف عالم اور شیخ طریقت حضرت شیخ محمد ذکی ابراہیم (ولادت: ۱۹۰۶ء/ وفات: ۱۹۹۸ء) نے العشیرۃ المحمدیۃ کے نام سے ایک صوفی اور خانقاہی تنظیم تشکیل دی تھی، اس تنظیم نے ارکان وفد کے اعزاز میں ایک جلسہ عام کا انعقاد کیا اور تحریک کو اپنے تعاون کی یقین دہانی کروائی، مولانا رقم طراز ہیں:

العشیرۃ المحمدیۃ قاہرہ کی جاب سے ایک جلسہ عام ہمارے اعزاز میں ترتیب دیا گیا، یہ انجمن قاہرہ کی سب سے پرانی اور خالص مذہبی انجمن ہے، ایک ماہانہ رسالہ "المسلم" بھی نکالتی ہے، اس کے ارکان وعہدے داران اچھا تعمیری کام کر رہے ہیں۔ ساڑھے نو بجے شب سے ساڑھے بارہ بجے شب تک جلسۂ عام جاری رہا۔ اگرچہ اس دن ہماری طبیعت خراب تھی مگر اس اجتماع میں شریک ہونا پڑا۔ ہماری صحت کی خرابی کے باعث نورانی میاں نے مفصل تقریر کی، تحریک قبب وقبور کا بھی تقریر میں ذکر آ گیا، جو حضرات علماء موجود تھے، ان میں سے بعض کے دستخط ثبت ہوئے، اجتماع نتیجہ خیز رہا۔ (ص : ۲۴-۲۵)

سفر عراق: مصر میں اپنی تحریک کی کامیاب تبلیغ اور علمائے مصر کی تائید وتصدیق حاصل کر کے وفد نے عراق کا رخ کیا۔ بغداد شریف میں نقیب الاشراف حضرت پیر ابراہیم گیلانی (صاحب سجادہ درگاہ غوث الاعظم) سے ملاقات ہوئی، لیکن کچھ نا معلوم وجوہ کی بنیاد پر وفد نے عراق میں دوسرے علماء ومشائخ سے ملاقات نہیں کی، مولانا لکھتے ہیں:

مسٹر خٹک (سفیر پاکستان) سے جلد بغداد میں ملاقات کر کے ضروری حالات معلوم کرنا تھے، تقریباً دو گھنٹے تک باتیں رہیں، اکثر وبیشتر مسائل معلوم ہو گئے، لیکن ہم نے عراق کے اندر طے کر لیا ہے کہ سوائے مزارات کی حاضری کے دوسرے معاملات میں نہ پڑیں گے۔ (ص : ۲۷)

گو کہ عراق میں علماء ومشائخ سے ملاقات کر کے اپنی تحریک کے سلسلے میں کوئی پیش رفت نہیں کر سکے صرف مزارات کی حاضریاں ہی کیں، لیکن یہاں بھی اپنے مشن اور تحریک کو فراموش نہیں کیا، نجف اشرف میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری کی کیفیت لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں: آخر میں معروضہ کیا کہ جنت البقیع، احد شریف اور جنت المعلیٰ کے قبب وقبور کی جو تحریک شروع

Marfat.com

کی ہے اس میں کامیابی حاصل ہو۔ (ص : ۲۹)

مولانا عبدالحامد بدایونی ایران میں: ایران کے دارالحکومت طہران میں ایک ایرانی عالم علامہ فلسفی سے مولانا بدایونی کے روابط پہلے سے تھے، مولانا نے مصر سے ہی علامہ فلسفی کو تفصیلی خط لکھ کر اپنی تحریک اور ایران کے پروگرام سے مطلع کر دیا تھا، طہران پہنچ کر علامہ فلسفی سے ملاقات ہوئی۔ علامہ موصوف نے فرمایا: صبح نو بجے سے علمائے ایران اور مجتہدین کرام بغرض ملاقات تشریف لائیں گے اور بعض وہ بزرگ ترین شخصیتیں بھی تشریف لائیں گی جو نہ تو شہنشاہ کے دربار میں جاتی ہیں نہ کسی کے استقبال میں شریک ہوتی ہیں، مگر چونکہ آپ لوگ مزارات حضرات اہل بیت اطہار وصحابہ کرامؓ کی تعمیر وحفاظت کا اہم کام شروع کرنے کی تحریک لے کر آئے ہیں اس لئے تمام اکابر ایران علماء مشاہیر اس تحریک میں پوری دلچسپی لینے کے لئے تشریف لائیں گے۔ (ص : ۳۲)

پروگرام کے مطابق اگلے روز صبح نو بجے علما کا اجتماع ہوا، اجتماع کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے مولانا بدایونی نے لکھا ہے: چنانچہ صبح نو بجے سے اکابر علماء ومشائخ تشریف لانے لگے، جب ڈیڑھ سو سے زیادہ کا اجتماع ہوگیا تو ہم نے ایک تقریر کی، جس میں صورت حال کو واضح کیا، اپنے مرتب کردہ فتوے کا ذکر کیا، مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی القادری نے ہمارا مرتب کردہ فتویٰ اور علامہ ربیع مصری کا مقدمہ سنایا، اکابر علماء ومشائخ نے دونوں فتوے گہری دلچسپی کے ساتھ سنے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ (ص:۳۳)

بادشاہ ایران رضا شاہ پہلوی سے ملاقات: ۱۹۶۱ء میں ایران پہلوی خاندان کے زیر حکومت تھا، محمد رضا پہلوی کا دور تھا، اپنی تحریک کو مضبوط کرنے کے لئے ضروری تھا کہ بادشاہ ایران سے ملاقات کر کے ان کو اپنی تحریک اور مشن سے آگاہ کیا جائے، مولانا نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا، بادشاہ نے وفد کو ملنے کا وقت دیا، وقت مقررہ پر ارکان وفد شاہی محل میں پہنچے اور بادشاہ ایران سے تفصیلی مذاکرات کئے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے اپنی آمد کے مقصد اور اپنے موجودہ مشن کے بارے میں تفصیل سے بتایا، حضرت شاہ احمد نورانی نے انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ کیا، مولانا بدایونی لکھتے ہیں: ہم نے گزشتہ دس سال کے کاموں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ اب سے ۶/۷ سال قبل جمعیۃ علمائے پاکستان نے ایک وفد حجاز مقدس بھیجا تھا، دو ماہ کی لگا تار کوششوں کے بعد کامیابی حاصل کی، گنبد خضرائے مقدسہ انہدام سے بچ گیا اور آثار شریفہ اور تبرکات نبویہ برقرار رہے، اس وقت سے یہ تحریک میرے قلب میں جاگزیں تھی کہ بقیع واحد وجنت المعلیٰ میں ہزار ہا صحابہ کرام واہل بیت عظام کے منہدم مزارات وقبب کی صیانت وحفاظت وبقا کے لئے کچھ کرنا چاہئے چنانچہ اس مرتبہ ایک فتویٰ مرتب کیا، جس پر ابتداً پاک وہند کے علما کے دستخط کرائے گئے، فریضہ حج سے فارغ ہو کر ہم لوگ جدہ شریف سے سیدھے قدس، لبنان، عمان، بیروت، دمشق، مصر واسکندریہ، بغداد گئے، ان سب مقامات پر علمائی کرام کے دستخط حاصل کئے، علمائے مصر کی تصدیقات کرائیں، فتوے پر مقدمہ لکھوایا، آخر میں ہم لوگ ایران حاضر ہوئے ہیں، الحمدللہ کہ اس بارے میں سب سے زیادہ دلچسپی کا مظاہرہ حضرات علمائے ایران نے فرمایا اور طے کیا کہ اس سلسلے میں ایک فتویٰ بزبان فارسی وعربی شائع کیا جائے گا، ہماری تجویز یہ ہے کہ ایک وفد یہ فتویٰ طہران سے شہنشاہ معظم کا گرامی نامہ لے کر جائے جس میں جلالۃ الملک المعظم سعود کو لکھا جائے کہ وہ مزارات صحابہ واہل بیت اطہار کو پختہ بنوائیں، ہر ایک مزار پر کتبات لگائے جائیں جن پر نام کندہ ہوں تاکہ زائرین کو سہولت ہو۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے انگریزی زبان میں مفصلاً تمامی امور پر روشنی ڈالی، دیر تک موضوعات پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ (ص : ۳۴۔۳۵)

مشہد مقدس میں علما کی نشست: ایران کے شہروں طہران اور

Marfat.com

قم کے بعد یہ وفد مشہد مقدس پہنچا، یہاں حضرت امام علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہما کا مزار مبارک ہے۔ مولانا لکھتے ہیں: قم کے بعد ہم لوگ مشہد مقدس کے لئے ہوائی جہاز سے روانہ ہوئے، مطار (ایئرپورٹ) پر گورنر کے نمائندے اور علمائے کرام کے اجتماع نے استقبال کیا۔ (ص:۳۶)

یہاں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے حضرت امام علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزار پر حاضری دی، اس کے بعد علماء کی ایک نشست ہوئی، لکھتے ہیں: پھر ایک طویل نشست حضرات علماء کی رہی جس میں تحریک کا پس منظر ہم نے بیان کیا، حضرات علمائے طہران وقم کی تائیدات کا ذکر کیا، مشہد کے علماء و مجتہدین کرام نے پوری گرم جوشی کے ساتھ اعانت، اشتراک، حمایت و تائید کا یقین دلایا۔ (ص : ۳۶)

مشہد مقدس کے بعد وفد نے اصفہان اور خراسان کا بھی دورہ کیا، بالآخر دو ماہ سے زیادہ کا یہ طویل سفر ۳۰ رجولائی ۱۹۶۱ء کو کراچی پہنچ کر اختتام پذیر ہوا۔

اس روداد سفر سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مولانا عبدالحامد بدایونی نے تحریک تحفظ گنبد خضریٰ کو عالمی سطح پر متعارف کرانے اور عالمی رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے کیسی عظیم الشان جدوجہد کی ہے۔ اس سفر نامے سے مشائخ وعلمائے عرب کی نظر میں مولانا عبدالحامد بدایونی کی قدر و منزلت اور عالم عرب کے علمی اور حکومتی حلقوں میں ان کے اثرات کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

کچھ کتاب کے بارے میں: گزشتہ اوراق میں ذکر ہوا کہ مولانا عبدالحامد بدایونی نے پہلے ایک فتویٰ مرتب کیا تھا، جس پر ہند و پاک کے دوسو سے زیادہ علماء کے دستخط تھے، انجمن تبلیغ اسلام کراچی نے اس فتوے کو ''جامع فتویٰ'' کے نام سے شائع کروایا تھا۔ اس کے آغاز میں لسان الحسان مولانا ضیاء القادری کا قطعۂ تاریخ ہے، اس کے بعد حضرت مولانا سید عبدالسلام باندوی کی ایک تعارفی تحریر ''ایک ضروری یادداشت'' کے نام سے ہے پھر مولانا عبدالحامد بدایونی کا فتویٰ اور علمائے ہند و پاک کی تصدیقات ہیں۔ آخر میں ''آخری گزارش'' کے عنوان سے آزاد بن حیدر (ناظم نشر واشاعت انجمن تبلیغ اسلام کراچی) کی ایک تحریر ہے۔

الجواب المشکور میں سب سے پہلے شاہ سعود بن عبدالعزیز کے نام مولانا بدایونی کا خط ہے۔ پھر علامہ محمود ربیع از ہری اور شیخ حافظ تیجانی کی تقاریظ ہیں۔ اس کے بعد مولانا کے فتوے کا عربی ترجمہ اور علماء دمشق وعلمائے ہند و پاک کی تصدیقات ہیں، علمائے ہند و پاک میں سے بعض نے تصدیق کے ساتھ ساتھ اپنی طرف سے مسئلے کی وضاحت کے لئے کوئی عبارت بھی لکھی تھی، یہ عبارت ''جامع فتویٰ'' میں شامل ہے، مگر الجواب المشکور میں صرف علماء کے نام لکھنے پر اکتفا کیا گیا ہے ان کی تائیدی عبارتیں درج نہیں کی گئی ہیں۔

الجواب المشکور کی اشاعت کے بعد اسی زمانے میں سعودی عرب کے ایک بڑے مفتی شیخ محمد بن ابراہیم بن عبداللطیف آل الشیخ نے اس کا جواب ''شفاء الصدور فی الرد علی الجواب المشکور'' کے نام سے لکھا تھا، یہ جواب ہماری نظر سے گزرا ہے، یہ جواب اسی طریقے اور منہج پر لکھا گیا ہے جو سلفی و وہابی علماء کا عام انداز ہے، جس کی رو سے گزشتہ ۱۲۰۰ برس میں چند علما و شیوخ کے علاوہ باقی پوری امت کے علماء و مشائخ یا تو کافر ومشرک قرار پاتے ہیں یا کم از کم گمراہ و بدعتی۔

الجواب المشکور کا ایک نسخہ کتب خانہ قادری میں موجود تھا، جب کہ جامع فتویٰ، ممالک عربیہ اور ایران کا سفر نامہ، اور ۱۹۵۲ء کے وفد حجاز کی رپورٹ بنام ''مسجد نبوی اور آثار مبارکہ کے بقاوتحفظ کا مطالبہ'' مکرمی جناب محمد احمد ترازی نے کراچی سے فراہم کئے ہیں۔ اس کرم فرمائی پر میں جناب موصوف کا بے حد ممنون ہوں۔

ترتیب جدید: ترتیب جدید میں ہم نے ''جامع فتویٰ'' کو اصل

Marfat.com

مان کر فتوے کا اردو متن، علمائے ہند و پاک کی تصدیقات، مولانا سید عبدالسلام باندوی اور آزاد بن حیدر کی تحریریں اسی سے لی ہیں۔ شاہ سعود کے نام مولانا بدایونی کا خط اور علمائے مصر و شام کی تقاریظ اور تصدیقات الجواب المشکور سے لی گئی ہیں، یہ مواد عربی میں تھا مگر اصلی عربی متن شامل کتاب کرنے کی کوئی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آئی اس لئے اس کا صرف اردو ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

کتاب کی ترتیب جدید اور ترجمے کا کام عزیزم مولانا دلشاد احمد قادری (مدرس مدرسہ قادریہ) نے انجام دیا ہے، اس سے پہلے بھی وہ کئی اہم کتابوں کی تخریج و تحقیق کا کام کر چکے ہیں اور اس وقت بھی اپنے تحقیقی کام میں مصروف ہیں۔ رب قدیر عزیز موصوف کو دارین کی برکات عطا فرمائے اور ان کو دین متین کی مزید خدمات کی توفیق ارزانی فرمائے۔

الجواب المشکور کا اردو ترجمہ اور کمپوزنگ ۲۰۰۹ء ہی میں ہوگئی تھی، جشن زریں کے موقع پر اکیڈمی جو ۵۰؍ کتابیں منظر عام پر لانے والی تھی ان میں یہ کتاب بھی شامل تھی، اس لئے باقی کتابوں کے ساتھ ساتھ اس کا بھی ٹائٹل شائع ہوگیا تھا۔ مگر کسی وجہ سے کتاب اس وقت شائع نہیں ہو پائی، پھر اس کا کام التواء میں پڑ گیا۔ اللہ رب العزت کا کوئی کام حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا، یہ اسی کی شان ہے کہ وہ شر میں بھی خیر کا پہلو پیدا کر دیتا ہے۔ ۲۰۰۹ء میں کتاب کی اشاعت نہ ہونا ہی بہتر ہوا، کیوں کہ اس وقت میرے پیش نظر صرف الجواب المشکور تھی، مجھے "جامع فتویٰ"، سفر نامہ اور وفد حجاز کی رپورٹ کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا، یہ تینوں اہم چیزیں ابھی چند ماہ پہلے ہی دستیاب ہوئی ہیں، اگر اس وقت کتاب شائع ہوگئی ہوتی تو کتاب اور ہمارا مقدمہ دونوں ادھورے رہتے۔

رب قدیر و مقتدر اس کتاب کو اسلام و سنیت کے لئے نافع بنائے۔ تاج الفحول اکیڈمی کی ان دینی خدمات کو شرف قبول عطا فرمائے اور اراکین ادارہ کو دین و سنیت کی مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ — اسید الحق قادری

۲۱؍ مارچ ۲۰۱۳ء — خانقاہ قادریہ بدایوں

☆☆☆

ازلسان الحسان مولانا یعقوب حسین صاحب ضیاء القادری

(وفات: ۱۹۷۰ء)

حضرت مولانا عبدالحامد عالی وقار
ملت حق اہلسنّت کے ہیں مخلص رہنما
آپ سنی قادری عینی معینی شیخ ہیں
ہیں سواد اعظم و دین مبین کے مقتدا
آپ کے جد نے بہادر شاہ کے فرمان پر
اعتقادی مسئلوں پر ایک فتویٰ تھا لکھا
میئنے یہ فتویٰ لکھا ہے اکمل التاریخ میں
سو برس کے بعد پھر وہ عہد سابق آ گیا
سعی مولانا سے پھر لکھا گیا فتویٰ جدید
تھی ضرورت جس کی اس دوران میں بے انتہا
عالم اسلام کے کل مفتیان باوقار
متفق جس پر ہیں یہ فتویٰ ہے وہ حق آشنا
کاش اس فتویٰ پہ ہو مکہ مدینہ میں عمل
قبریں اصحاب نبی کی پھر بنیں رب العلاء
ہم کو احکام شریعت پر چلا رب کریم
ہوں ہماری سمت رحمت کی نگاہیں اے خدا
بار ور ہو سعی مولانا خدائے مقتدر
کاش ہو ان کو عطا اس سعی پیہم کا صلا
ہے اگر سال طباعت کا تخیل ذہن میں
مجمع اخلاق فتویٰ کہیئے اس کو اے ضیا

۱۳۸۱ھ

Marfat.com

ایک ضروری یادداشت

جاننے والے جانتے ہیں کہ سابق میں حکومت سعودیہ عربیہ کے بعض عاقبت نااندیش ملازمین نے مزارات صحابہ واہلِ بیتِ اطہارؓ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا اور کس طرح عالم اسلام کے جذبات مجروح ہوئے۔ عرصے سے یہ بات بھی دیکھی جارہی ہے کہ حرمین الشریفین میں سرکاری واعظین معمولات وعقائد اہل سنت پر شدید ورکیک حملے کرتے ہوئے اعلانات کرتے ہیں کہ استعانت قبور کو جائز کہنے والے لوگ کافر ومشرک ہیں جن کے پاس شرعاً کوئی دلیل نہیں۔ اس لئے حضرت علامہ مجاہد ملت مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی مدظلہ العالی نے محنت شاقہ فرما کر ایک استفتاء مرتب فرمایا، پاک و ہند کے علمائے کرام نے اس کی تصدیقات وتوثیقات فرمائیں۔ ازاں بعد حضرت علامہ بدایونی نے اپنے چند افراد واحباب کے ساتھ بعد ادائے حج عالم اسلامی کا دورہ فرمایا، مقام مسرت ہے کہ شام، دمشق، مصر، ایران اور عراق کے حضرات علمائے کرام نے اپنی اپنی رائیں ثبت فرمائیں جو عربی و فارسی فتوے کے ساتھ شامل ہیں۔ مطبوعہ فتاویٰ جلالۃ الملک المعظم سلطان السعود والی نجد وحجاز کی خدمت گرامی میں روانہ کئے جائیں گے ان فتاوے میں علمائے اہل سنت نے اپنے معتقدات کی تائید میں الحمدللہ کافی سے زیادہ دلائل جمع کردیئے ہیں۔ کاش علمائے نجد وحجاز ان کا مطالعہ فرما کر صحیح اقدامات فرمائیں۔

بحیثیت مسلمان پاک و ہند وعالم اسلامیہ کے مسلمانوں کا بھی حرمین الشریفین میں وہی حق ہے جو حکومت حجاز کو حاصل ہے۔ علمائے پاک وہند حکومت سعودیہ عربیہ کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن اس کا انہیں حق ہے کہ ان کے عقائد ومذہبی معاملات میں سعودیہ عربیہ کے افراد مداخلت نہ کریں۔

ہمارے مطالبات

۱۔ گنبد خضرائے مقدسہ کے پرانے اور بوسیدہ پردے تبدیل کر کے مصر سے آئے ہوئے پردے وغلاف ڈالے جائیں۔

۲۔ بقیع شریف، احد شریف جنت المعلیٰ میں حضرات صحابہ کرام، حضرات اہل بیتِ عظام، اولیائے انام کی منہدم شدہ قبور کو از سر نو پختہ کر کے قبور پر کتبے لگائے جائیں، جس پر ہر بزرگ کا نام وتاریخ وسال درج ہو۔ خصوصاً سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، حضور سیّدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا، سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو پختہ کرایا جائے۔ جو حضرات ضریحات لگانا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہونی چاہئے۔

۳۔ جو امور ومسائل شریعت مطہرہ سے ثابت ہیں ان کی ممانعت ختم ہونی چاہئے۔

۴۔ مسلمانوں کو اس کی عام اجازت ہونی چاہئے کہ وہ اپنے عقیدے کے مطابق مزارت شریفہ پر حاضر ہوں۔

۵۔ حکومت سعودیہ عربیہ نے جس طرح مسجد نبوی کی توسیع اور حرم کعبہ کی تعمیر وتزئین پر کروڑہا روپیہ خرچ کر کے عالم اسلامیہ کی ہمدردیاں حاصل کیں، اسی طرح اس کا یہ بھی فریضہ ہے کہ قبور شریفہ کو پختہ کرائے، اگر وہ ایسا نہیں کرسکتی تو پاک و ہند کے افراد کو اجازت دے کہ وہ اپنے اہتمام سے تعمیر کرادیں۔

۶۔ حضرات اہل سنت کے معمولات وعقائد میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہونا چاہئے۔

۷۔ حرمین الشریفین میں واعظین وعلمائے حرم کی ان تقاریر کو بند کیا جائے جو وہ کھلے بندوں طبقۂ اہل سنت کے خلاف کرتے ہیں۔

امید ہے کہ ہمارے مخلصانہ مشوروں کو قبول فرمایا جائے گا۔

الحاج مولانا سید عبدالسلام صاحب قادری باندوی
سجادہ نشین سلسلۂ عالیہ قادریہ

Marfat.com

مکتوب مولانا عبدالحامد بدایونی
بنام شاہ سعود بن عبدالعزیز آل سعود

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ واصحابہ اجمعین

بہ خدمت صاحب الجلالہ شاہ سعود بن عبدالعزیز آل سعود
(بادشاہ مملکت عربیہ سعودیہ)

بعد ماھوا المسنون!

میں آپ کی خدمت میں کچھ معاملات اس یقین و اعتقاد کے ساتھ پیش کر رہا ہوں کہ آپ مقام رسالت مآب ﷺ کی تعظیم و تکریم کرنے میں لوگوں میں سب سے زیادہ کوشاں ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو حرمین شریفین کی حفاظت و صیانت کا شرف عطا فرمایا ہے، لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جو بات اس سے متعلق ہو اور جس کو وہ حق سمجھتا ہو آپ کے حضور پیش کرے اور اللہ تعالیٰ، رسول اکرم ﷺ، ائمہ مسلمین اور عامۃ الناس کے لئے جو دینی خیر خواہی اس سے مطلوب ہے اسے بخوبی ادا کرے۔

بادشاہ محترم! مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں کچھ ایسے امور ظہور پذیر ہوئے ہیں جن کے سبب ہر مسلمان کا دل بے چینی و بے قراری کا شکار ہے، حضور اکرم ﷺ سے محبت کرنے والی ہر آنکھ خون کے آنسو رو رہی ہے۔

وہ حجرۂ نبوی جو بہ اتفاق امت روئے زمین کا سب سے بہتر حصہ ہے اور اس میں وہ ذات گرامی آرام فرما ہے جو ہر اس چیز سے اشرف و اعلیٰ ہے جسے عدم سے وجود نصیب ہوا اور وہ ذات اطہر مسلمانوں کے ہر شاہد و مشہود سے مکرم و معزز ہے۔ یہ حجرۂ مبارک اس شاہراہ پر واقع ہے جو آمد و رفت کے لئے کھلی ہے، وہیں پر عدالت، لائبریری اور امام حرم کا گھر تعمیر کیا گیا ہے۔ اسی سڑک پر موٹر گاڑیاں برق رفتاری سے دوڑتی ہیں، حرم نبوی شریف کے امام کی گاڑی انہیں لے کر اسی شاہراہ پر دوڑتی نظر آتی ہے، نیز پا پیادہ اور غافل لوگ وہاں لہو و لعب کے آلات کے ساتھ اپنی آوازیں بلند کرتے ہوئے بھاگتے ہیں۔ یہ آواز نہ صرف یہ کہ عبادت کرنے والوں اور زیارت کرنے والوں کو تکلیف پہنچاتی ہے، بلکہ نبی مکرم ﷺ کی ذاتِ اطہر کے لئے بھی باعث تکلیف ہے، وہ نبی جو خاتم النبیین ہیں، مقام محمود پر فائز اور حوض کوثر کے مالک ہیں، آپ کو اس دن شفاعت عظمیٰ کا تاج پہنایا جائے گا جب لوگ مالک الملک کے روبرو پیش ہوں گے اور ہر انسان کے گلے میں اس کے عمل کی کتاب لٹکا دی جائے گی، اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا (اور وہ سب سے سچی بات کہنے والا ہے) کہ: ہر انسان کا نوشتہ ہم نے اس کے گلے میں لٹکا رکھا ہے اور ہم اس کے لئے روز قیامت ایک کتاب نکالیں گے جسے وہ اپنے سامنے کھلا ہوا پائے گا، (پھر اس سے کہا جائے گا کہ) اپنا دفتر عمل پڑھ، آج تو خود اپنی باز پرس کے لئے کافی ہو۔

اے صاحب جلالت و عظمت! کوئی امام آپ کے لطف و کرم کی وجہ سے خواہ کتنا ہی بلند مرتبہ حاصل کر لے مگر وہ حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہا کے مقام و مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا جو اللہ کے رسول ﷺ کی محبوب زوجہ مطہرہ ہیں، جنہوں نے جبریل امین کو دیکھا اور سید الملائکہ نے آپ کو سلام پیش کیا ہے، آپ خود ارشاد فرماتی ہیں کہ "حضور ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے میرے علاوہ جبریل امین کو نہیں دیکھا۔" تمام ازواج مطہرات میں صرف آپ ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ کے بستر مبارک پر وحی الٰہی نازل ہوئی، آپ وہی ہیں جن کے بارے میں حضرت امام زہری فرماتے ہیں کہ "اگر حضرت عائشہ کے ساتھ تمام عورتوں کا علم جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ کا علم افضل و اعلیٰ ہوگا"، آپ وہی ہیں جن کے بارے میں حضرت عطا

Marfat.com

بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ ''حضرت عائشہ لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہ اور میں رائے کے اعتبار سے احسن ہیں۔'' آپ وہی ہیں جن کے بارے میں ابوعمر ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ ''حضرت عائشہ علم فقہ، علم طب اور فن شعر تینوں علوم میں یکتائے روزگار تھیں۔'' آپ وہی ہیں کہ جب صحابہ کرام کو کوئی مشکل مسئلہ پیش درپیش ہوتا تو اس کا حل انہیں آپ ہی کے پاس ملتا۔ امام ترمذی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ''ہم اصحاب رسول اللہ ﷺ کو بھی کسی حدیث میں اشکال پیدا ہوتا تو ہم اس کا علم حضرت عائشہ کے پاس پا لیتے۔'' بلاشک وشبہ آپ ہی کے متعلق حدیث پاک میں آیا ہے کہ ''تم اپنا آدھا دین حمیرا (یعنی حضرت عائشہ) سے اخذ کرو۔'' حضرت مسروق کہتے ہیں کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کے اجلۂ صحابہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے علم میراث کے بارے میں سوال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔'' ابن حزم نے جب ان صحابہ کے نام ذکر کئے جن سے احکام کے متعلق فتاویٰ بکثرت مروی ہیں تو اپ نے حضر عائشہ کو تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم پر مقدم رکھا۔

لہٰذا میں (مولانا عبدالحامد بدایونی) کہتا ہوں کہ حرم نبوی کے امام اور ان کے مہمان نبی کریم ﷺ کے مقام و مرتبے کو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ نہیں جانتے، جب کسی کے کھڑاؤں کی آواز آئی تو آپ نے ان غافلین کو ملامت کرتے ہوئے فرمایا کہ ''تم نے رسول اللہ ﷺ کو ان کی آرام گاہ میں تکلیف پہنچائی ہے'' اور ان گاڑیوں وغیرہ کا شور اس بڑھئی کے شور و پکار سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے جو کسی دروازے کو صحیح کر رہا تھا تو حضرت عائشہ صدیقہ نے اس کو ڈانٹ دیا تھا، یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسے جنت البقیع کی طرف لے گئے تاکہ وہ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک سے دور (یہ شور و پکار والا) کام کرے۔

حرم نبوی کے امام اور ان کے مہمان نبی کریم ﷺ کے مقام و مرتبے کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے زیادہ نہیں جانتے، جن کی یہ شان تھی کہ آپ جس راستے پر چلتے شیطان اسے چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کر لیتا، آپ امت مسلمہ میں محدث وملہم کے منصب عظیم پر فائز ہیں، قرآن عظیم انیس مقامات پر آپ کی منشا کے مطابق نازل ہوا۔ آپ وہی ہیں کہ جب آپ نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں دو شخصوں کو دیکھا جو زور زور سے باتیں کر رہے تھے تو آپ نے ان سے ان کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا وہ دونوں مسافر ہیں، آپ نے ان سے فرمایا ''اگر تم دونوں مسافر نہ ہوتے تو میں اس درّے سے تمہاری خبر لیتا۔'' اس لئے کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے:

اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند مت کرو اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح زور سے تم ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کرتے ہو، کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو، بے شک جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، ان ہی لوگوں کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے خاص کر لیا ہے، انہی کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

گویا حضرت فاروق اعظم حضور ﷺ کے حق میں بعد وصال بھی ادب و تعظیم ویسا ہی واجب سمجھتے تھے جیسا کہ آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں تھا۔

اے صاحب جلالت! وہ میلا اور بوسیدہ پردہ جو نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے قریب پیتل کی جالی پر پڑا ہوا ہے، اسے پڑے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا مگر اسے نئے پردے سے نہیں بدلا گیا، حالانکہ وہ نور ایمان سے معمور دلوں کو صاحب قبر ﷺ کی جانب کھینچتا ہے۔ اجلۂ علمائے کرام کے متعدد فتوے اور ان کے درست و صحیح اقوال موجود ہیں جنہوں نے کعبے کے پردے پر قیاس کرتے ہوئے قبر انور پر پردے ڈالنا جائز قرار دیا ہے۔ یہ فتویٰ جو

Marfat.com

آپ کی خدمت میں ارسال کیا جا رہا ہے، اس میں بھی آپ ان اقوال علما کو دیکھیں گے۔ نیز اس میں آپ اس چیز کو ملاحظہ کریں گے جو مقام رسول علیہ السلام کے لئے لازم وضروری ہے۔

آپ کے متعلق ہمارا یہی حسن ظن ہے کہ آپ رسول اللہ علیہ السلام سے محبت کرنے والے ہیں اور ہر اس چیز کی پیروی کرنے والے ہیں جو رسول اللہ علیہ السلام کی عظمت ومقام کے لائق ہے لیکن آپ صرف یہ چاہتے ہیں کہ اس سلسلے میں شرعی دلیل پیش کی جائے، تو میں امید کرتا ہوں کہ جو کچھ اس فتوے میں لکھا گیا ہے وہ اس شخص کے لئے کافی ہے جو ہمہ تن گوش ہو کر سنے۔

ہم آپ کی جانب سے درج ذیل باتوں کے منتظر ہیں:

(۱) جنت البقیع، جنت المعلیٰ اور احد میں صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور ائمہ کرام کی قبریں دوبارہ بنائی جائیں، ساتھ ہی ان حضرات کی قبروں پر ان کے نام کی تختیاں لگائی جائیں۔

(۲) بلند پتھر رکھ کر موٹر گاڑیوں کے لئے اس سڑک کو بند کر دیا جائے تا کہ وہ گاڑیاں باب السلام سے آگے داخل نہ ہوں جو عدالت کے دروازے کے سامنے ہے۔ اسی طرح گاڑیوں کا دخول باب عمر، باب مجید اور باب عثمان کے صحن میں بھی بند کر دیا جائے۔ نیز حرم نبوی کے ارد گرد ہارن وغیرہ کا استعمال بند کر دیا جائے۔

(۳) از سر نو پردے بنا کر حضور علیہ السلام کے روضے پر ڈالے جائیں جو دلوں میں عظمت اور خوشنمائی پیدا کریں، تا کہ یہ دلالت کریں کہ آپ اللہ سبحانہ اور رسول اللہ علیہ السلام کی محبت میں سرشار۔

(۴) ان جاہل خطبا کو وعظ گوئی سے منع کیا جائے جو ائمہ اربع پر لعن طعن کرتے ہیں، اپنے خطبات میں تقلید کا انکار کرتے ہیں اور حرم نبوی شریف میں بھی کچھ پاس وادب نہیں کرتے۔

ان شاء اللہ ان امور کے سبب اللہ آپ کی بے دین دشمنوں پر مدد کرے گا اور آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

۲۹ محرم الحرام سنہ ۱۳۸۱ھ — آپ کا خیر خواہ

۱۳ رجولائی ۱۹۶۱ء — **محمد عبدالحامد البدایونی**

صدر انجمن تبلیغ اسلام، جمعیۃ علمائے پاکستان

کراچی، پاکستان

☆☆☆

مقدمہ

علامہ شیخ محمود حسن ربیع، استاذ ازہر شریف (قاہرہ، مصر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

امابعد! فاضل جلیل حضرت شیخ عبدالحامد بدایونی صدر جمعیت علمائے پاکستان کی خدمت میں مندرجہ ذیل سوالات پیش کئے گئے:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ از روئے شرع صحابۂ کرام، رسول اللہ علیہ السلام کے اہل بیت عظام اور اس امت کے اولیائے ذوی الاحترام کی پختہ قبریں بنانا، ان پر گنبد تعمیر کرنا، چادریں ڈالنا اور ان کی قبروں کے پاس چراغاں کرنا کیسا ہے؟ نیز ان حضرات کے مزارات کی زیارت اور انہیں سلام کرنا کیسا ہے؟

علامہ عبدالحامد بدایونی نے مذکورہ بالا سوالات کے دو جوابات عنایت فرمائے جو سینوں کو ٹھنڈک، دلوں کو راحت اور عقل کو اطمینان بخشنے والے ہیں۔ یہ فتویٰ مقدمے کے بعد ان شاء اللہ آپ کے باصرہ نواز ہوگا۔

انہوں نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ میں ان کے فتوے پر ایک مقدمہ تحریر کروں، میں ان کے اس حسن اعتماد پر مشکور وممنون ہوں۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ زیر نظر صفحات میں میں ان باتوں

Marfat.com

کے علاوہ کچھ لکھوں جن کو میں اپنی تصانیف اور مضامین میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں، خصوصاً اپنی کتاب ''کشف الشبہات عن اھداء القرأۃ وسائر القرب للاموات'' میں میں نے ان مسائل پر بہت شرح و تفصیل سے لکھا ہے۔ اس قسم کے مسائل ماضی میں بھی اور آج بھی لوگوں کے درمیان افتراق وانتشار کا سبب بنتے رہے ہیں۔ کبھی ان مسائل کی وجہ سے خوں ریزی کی نوبت بھی آ جاتی ہے، حالاں کہ اسلام ایسے لوگوں اور اس قسم کی خوں ریزی سے بالکل بری ہے۔

ایک مومن اس جماعت کے ساتھ کتنا ہی حسن ظن سے کام لے جس نے مسلمانوں کی جماعت اور سواد اعظم سے خروج کیا ہے لیکن اس کا حسن ظن اس خیال پر غالب نہیں آ سکتا کہ زائرین قبور اور عمارت بنانے والوں پر نکیر کرنے والوں کا مقصد حقیقی مسلمانوں کے دل سے ایمان کو جڑ سے اکھاڑ دینا ہے، اس مقصد کے تحت کہ اسلام میں نہ کوئی ولی مقرب رہے، نہ کوئی عالم قابل تعظیم اور نہ ہی کوئی عارف مکرم و معظم، اس سے تو دین اسلام ایک عام اور سطحی دین ہو جائے گا جو دلوں سے بہ آسانی نکل جائے گا اور روحوں سے یکسر ختم ہو جائے گا۔ اگر ایسا نہیں تو پھر اس قوم کا کیا ہوگا جو کوئی بات نہیں سمجھتی۔

علامہ نجم الدین الغیطی سے بعض قبور مملوکہ کو دیواروں سے گھیرنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: اگر گھیرنے سے مراد قبر کے اردگرد گھر یا گنبد وغیرہ بنانا ہے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے، جب کہ زمین عمارت تعمیر کرنے والے کی ملکیت میں ہو، لہٰذا جس طرح قبر پر عمارت تعمیر کرنا مکروہ ہے ٹھیک اسی طرح اسے عمارت سے گھیرنا بھی مکروہ ہے۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے قبر کو تعمیر کرنے سے منع فرمایا''، لیکن جب قبر پر آدمی یا قبر بجو وغیرہ کا خوف ہو یا سیلاب میں غرق ہونے اور میت کے ظاہر ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس پر بلا کراہت عمارت بنانا جائز ہے۔ البتہ مسبلۃ قبرستان میں عمارت تعمیر کرنا حرام ہے اور اسے منہدم کر دیا جائے گا جیسا کہ مجموع وغیرہ کتب میں ہے۔ اگر چہ عزیزی اور روضہ کے کلام سے ظاہر ہے کہ مسبلۃ قبرستان میں عمارت بنانا مکروہ ہے اور مسبلۃ مراد وہ جگہ ہے جو عوام الناس کے دفن کے واسطے متعین کی گئی ہو، وہ وقف کی جگہ نہ ہو کیوں کہ موقوفہ زمین میں عمارت بنانا قطعاً حرام ہے۔

قارئین محترم! آپ دیکھ رہے ہیں کہ زیر بحث مسئلے نے موقوفہ زمین میں بھی حرمت سے آگے تجاوز نہیں کیا۔ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، ایسے مسئلے میں اس شخص پر حتمی طور پر نکیر کرنا اور جس نے قبر پر عمارت بنائی اسے طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا درست نہیں ہے۔ جس کی وضاحت آئندہ صفحات میں آ رہی ہے۔ قبروں اور گنبدوں کو بت اور زائرین قبور کو مشرک کہنے والوں کو یہ غلو ایک فریب ہے، جس کا اولاً شیطان نے قصد کیا پھر اس فرقے کی طرف القا کر دیا، یہ فرقہ اس فریب میں اپنی تھوری تک غرق ہو کر مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گیا۔

حق بات یہ ہے کہ قبروں پر عمارت بنانے، ان کی زیارت کرنے، ان کو برکت کی خاطر چھونے اور ان کا بوسہ لینے والوں کی تکفیر کرنے کے دعوے میں اس فریق کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ ان کے یہ دعوے مردود ہیں۔

اس امت کے بہت سے ائمہ کرام نے صالحین کی قبروں کو چھونے، بوسہ لینے اور ان پر رخسار ملنے کو مباح قرار دیا ہے، یہاں تک کہ برکت حاصل کرنے کے ارادے سے ان کے آستانوں کی چوکھٹ کو چومنا جائز قرار دیا ہے، البتہ بعض ائمہ کرام نے ان امور سے منع کیا ہے، لیکن انہوں نے ان امور کو صرف مکروہ کہا ہے، حرام

Marfat.com

کا حکم بھی نہیں لگایا جا سکتا چہ جائے کہ ان کو کفر قرار دیتے۔ بغیۃ المسترشدین میں ہے کہ: حافظ عراقی نے فرمایا کہ برکت حاصل کرنے کے قصد سے مقامات مقدسہ کو چومنا، صالحین کی دست بوسی اور قدم بوسی کرنا مقصد اور نیت کو دیکھتے ہوئے مستحسن و محمود ہے۔

علامہ محمد بن سلیمان کردی مدنی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ: احادیث صحیحہ اور آثار صریحہ مقامات مقدسہ کو چومنے کے جواز پر دلالت کرتے ہیں اور یہ بات منقول ہے کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب مسجد نبوی میں داخل ہوتے تھے تو منبر رسول ﷺ کے اس حصے کو چھوتے جس کو نبی کریم علیہ السلام اپنے دست مبارک سے پکڑا کرتے تھے۔

علمائے مناسک نے صراحت فرمائی ہے کہ رکن یمانی کو بھی چھونا اور بوسہ لینا سنت ہے، جس میں حجر اسود بھی نصب نہیں ہے۔ حالاں کہ یہ (وہابی) لوگ کہتے ہیں کہ حجر اسود کے علاوہ کسی اور چیز کو بوسہ دینا جائز نہیں ہے۔ ایک روایت میں ہے اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے رکن یمانی کو چھوا اور اس کو چوما۔

اور یہ بات محدثین وفقہا کے نزدیک ثابت شدہ ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث اپنی شرطوں کے ساتھ معمول بہ ہے۔ حدیث مذکور کی تائید و توثیق بہت سے صحابہ کرام کے فعل سے بھی ہو رہی ہے۔ امام حاکم نیشاپوری نے روایت بیان کی اور اس کو صحیح قرار دیا (اگرچہ دیگر حضرات نے اسے ضعیف مانا ہے) کہ: نبی کریم ﷺ نے رکن یمانی کا بوسہ لیا اور اس پر اپنے رخسار مبارک کو رکھا۔

بعض حضرات نے اس حدیث کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حجر اسود کو چومنے پر محمول کیا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "کتاب الام" وغیرہ میں فرمایا کہ: بیت اللہ کے کسی بھی گوشے کو چومنا بہتر ہے، لیکن اتباع رسول ﷺ زیادہ پسندیدہ ہے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے مؤطا میں فرمایا: میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ جو شخص خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ جب اپنے ہاتھ کو رکن یمانی سے اٹھائے تو اس ہاتھ کو اپنے ہونٹوں پر رکھ لے۔

امام زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں: ابن ابی صیف یمانی شافعی سے مصحف قرآن اور قبور صالحین کو چومنے کا جواز منقول ہے۔

علامہ سید سمہودی کی خلاصۃ الوفا میں ہے: اسماعیل تیمی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ابن منکدر کو صمات کی بیماری ہو گئی تو وہ کھڑے ہوتے اور اپنے رخسار کو نبی کریم ﷺ کی قبر پر رکھ دیتے، اس سلسلے میں جب انہیں ٹوکا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی قبر کے وسیلے سے شفا حاصل کر رہے ہیں۔

حاشیۃ الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح میں ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر صبح قرآن کریم کو لیتے اور اسے چومتے اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ قرآن کو چومتے اور اپنے چہرے پر اسے ملتے اور یہ ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے ہاتھ کو حضور ﷺ کی قبر انور پر رکھتے تھے۔ نیز سند جید کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب ملک شام سے حضور ﷺ کی زیارت کے لئے آئے تو رونے لگے اور اپنے چہرے کو صحابہ کی موجودگی میں حضور انور ﷺ کی قبر شریف پر ملنے لگے اور کسی صحابی نے ان کے اس فعل پر نکیر نہیں فرمائی۔

ایسا ہی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کیا جس وقت وہ سرزمین روم سے آئے (یعنی اپنا چہرہ قبر انور پر رکھا۔ جب لوگوں نے اس بارے میں ملامت کی تو) آپ نے ملامت کرنے والوں سے فرمایا کہ تمہیں عاشقوں کے طرز عمل سے کس نے ناواقف کر دیا۔ پھر آپ نے گویا زبان حال سے فرمایا:

أمر علی الدیار دیار سلمی
أقبل ذا الجدار و ذا الجدار
وما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیار

Marfat.com

ترجمہ : میں دیارِ سلمیٰ پر گزرتا ہوں، کبھی اس دیوار کو اور کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں۔ دیار کی محبت میرے دل میں جاگزیں نہیں ہوئی ہے بلکہ دیار میں رہنے والے کی محبت میرے دل میں بس گئی ہے۔

امام حمیدی کی کتاب الجمع بین الصحیحین اور سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ چھڑی سے حجر اسود کی جانب اشارہ فرماتے اور اس چھڑی کو چوم لیتے تھے۔

اب یہ لوگ غور وفکر کریں کہ حضور ﷺ چھڑی کا بوسہ کیوں لیتے تھے؟ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس چھڑی سے حجر اسود کی جانب اشارہ فرمایا تھا۔

شیخ منصور البھوتی حنبلی (جن کی جلالت شان اور قدر ومنزلت تیرے لئے کافی ہے) کتب 'الاقناع' کے حاشیے میں فرماتے ہیں کہ: ابراہیم حربی جو امام احمد بن حنبل کے اصحاب میں ہیں، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے حجرۂ مبارکہ کو چومنا مستحب ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی فرماتے ہیں: صالحین اور اولیائے کرام کے مزارات پر چادریں، عمامے اور کپڑے وغیرہ چڑھانے کو فقہائے کرام نے مکروہ کہا ہے۔ فتاوی الحجہ میں ہے کہ ''قبروں پر چادریں ڈالنا مکروہ ہے۔'' لیکن ہم (یعنی علامہ شامی) کہتے ہیں اگر چادریں وغیرہ چڑھانے سے عام لوگوں کی نگاہ میں ان کی تعظیم مقصود ہوتا کہ وہ لوگ اس صاحب قبر کو، جس پر چادر چڑھائی گئی ہے، حقیر و معمولی نہ سمجھیں اور غافل زائرین کے دلوں میں خشوع اور ادب میں اضافہ ہو تو یہ جائز ہے، اس سے روکنا مناسب نہیں کیوں کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہ چیز ہے جس کی اس نے نیت کی ہے۔

چادر وغیرہ ڈالنا اگر چہ بدعت ہے جو سلف میں نہیں تھی لیکن یہ فقہا کے اس قول کی قبیل سے ہے جو کتاب الحج میں ہے کہ ''طواف وداع کے بعد مسجد حرام سے باہر نکلنے تک الٹے پیر لوٹے'' کیوں کہ اس میں بیت اللہ کی تعظیم ہے۔ منہاج السالکین میں مذکور ہے کہ لوگ طواف کے بعد جو الٹے پیر لوٹتے ہیں اس کے متعلق نہ کوئی سنت مروی ہے اور نہ کوئی اثر صحابی، اس کے باوجود ہمارے اصحاب نے ایسا کیا ہے۔ جیسا کہ شیخ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ کی کتاب ''کشف النور عن اصحاب القبور' میں ہے۔

رہا آثار نبی ﷺ سے حصول برکت تو تم اس کے بارے میں خوب گفتگو کرو اس میں کوئی حرج نہیں۔ حاشیہ الایضاح سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب الیضاح نے حضور علیہ السلام کی قبر مبارک چھونے اور اس کا بوسہ لینے کو منع کیا تو علامہ عزابن جماعہ نے امام احمد بن حنبل کے اس قول کی روشنی میں اس پر اعتراض کیا کہ ''حضور انور ﷺ کی قبر مبارک کو چھونے اور بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔'' اور (عز بن جماعہ نے) محبّ طبری اور ابن ابی الصیف کے اس قول سے معارضہ کیا کہ

(محبّ طبری اور ابن ابی صیف فرماتے ہیں)''قبر مبارک کا بوسہ لینا اور اسے چھونا جائز ہے اور اسی پر علمائے صالحین کا عمل ہے''۔ اور (عز بن جماعہ نے) امام تقی الدین سبکی کے اس قول سے (معارضہ کیا) کہ ''قبر شریف کے نہ چھونے پر امت کا اجماع نہیں ہے۔'' پھر آپ (عز بن جماعہ) نے مروان بن حکم کے آنے کی حدیث ذکر کی ہے جس میں ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی قبر شریف پر چپٹا ہوا تھا اور اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ وہ شخص حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل، امام نسائی اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

یہ بات بھی صحت کے ساتھ منقول ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وضو کے بچے ہوئے پانی پر جمع ہو جاتے اور اس پانی سے برکت حاصل کرتے اور جب حضور ناک صاف کرتے یا تھوکتے تو صحابہ اسے لے لیتے اور برکت کی غرض سے اسے بدن پر مل لیتے تھے۔

امام بخاری اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے کہ عروہ بن

Marfat.com

مسعود ثقفی جب صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور ﷺ کے پاس آئے پھر اپنی قوم کی جانب لوٹے تو اہل مکہ سے کہا: اے میری قوم! میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی بادشاہوں کے پاس بھیجا گیا ہوں، میں نے وہاں کسی کو نہیں دیکھا جو کسی کی ایسی تعظیم و تکریم کرتا ہو جیسا محمد (ﷺ) کے صحابہ ان کی تعظیم کرتے ہیں، وہ جب ناک صاف کرتے ہیں تو وہ اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں اور اسے اپنے چہروں پر مل لیتے ہیں، جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے صحابہ آپ کے وضو کے پانی کو حاصل کرنے کے لئے لڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور اس پانی سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے صحابہ کو ان باتوں سے منع نہیں فرمایا۔ صحابہ کرام کے ادب کا عالم یہ تھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی جانب ٹکٹکی باندھ کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔

امام بخاری اور دیگر محدثین کرام کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ جب آں حضرت ﷺ اپنے سر مبارک کا حلق کراتے تو صحابہ کرام بال کاٹنے والے کے ارد گرد جمع ہو جاتے اور حصول برکت کی نیت سے ان بالوں کو اپنے درمیان تقسیم فرما لیتے اور آپ ﷺ نے صحابہ کے اس فعل پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔

امام بخاری اور دیگر محدثین کے نزدیک یہ بھی ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ حضرت عباس کے حوض پر تشریف لائے تا کہ اس سے پانی پیئیں تو حضرت عباس نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو حکم دیا کہ وہ حضور ﷺ کے لئے گھر سے دوسرا پانی لائیں جو اس پانی کے علاوہ ہو جس سے لوگ پیتے ہیں، اس لئے کہ حضرت عباس نے لوگوں کے استعمال شدہ پانی کو گندہ سمجھا اور آپ سے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ ﷺ اس پانی کو دیگر ہاتھوں نے چھوا ہے ہم آپ کے پاس دوسرا پانی لاتے ہیں'' تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''نہیں میں مسلمانوں کی برکت اور اس چیز کو چاہتا ہوں جس کو ان کے ہاتھوں نے چھوا ہے۔''

جب آپ ﷺ یہ بات فرما رہے ہیں تو پھر دوسروں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ ہر مسلمان کے لئے نور اور برکت ہے اور ہم غیر اللہ کی تاثیر کا اعتقاد نہیں رکھتے ہیں۔

امام شعرانی 'المیزان الکبریٰ' میں لکھتے ہیں: سیدی علی الخواص بعض اوقات اسی برتن سے وضو کرنے کا قصد فرماتے جس سے وضو کرنے والوں کے وضو کا پانی بہتا تھا اور آپ فرماتے میں اس سے وضو کر کے مسلمانوں کے آثار سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

اے عقل والو! غور و فکر کرو کہ صالحین کے آثار سے برکت طلب کی جاتی ہے اور اس میں نہ شرک ہے اور نہ اس میں کسی قسم کی حرمت ہے۔ قاضی عیاض علیہ الرحمہ شفا شریف میں لکھتے ہیں: روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منبر شریف پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹھنے کی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھتے پھر ہاتھ کو اپنے چہرے پر رکھتے (یعنی ہاتھ سے چہرے پر مسح کرتے) اس چیز سے حصول برکت کے لئے جس سے نبی کریم ﷺ کا جسم اطہر اور آپ کے کپڑے مس ہوئے تھے۔

شہاب کہتے ہیں کہ: اس روایت کو ابن سعد نے نقل کیا ہے اور یہ روایت انبیاء و صالحین کے آثار اور ان سے متعلق چیزوں کے ساتھ حصول برکت کے جواز پر دلالت کر رہی ہے جب کہ کسی فتنے اور کسی عقیدے کے فساد کا اندیشہ نہ ہو۔

اسی پر اس روایت کو محمول کیا جائے گا جس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے اس درخت کو کاٹ دیا جس کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تھی تا کہ لوگ اس کی وجہ سے فتنے میں مبتلا نہ ہو جائیں اس لئے کہ وہ عہد جاہلیت سے قریب تھے، لہٰذا ان دونوں روایتوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔ عصر حاضر کے ان جاہلوں کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ جنہوں نے اس طرح کی باتوں (یعنی انبیاء علیہم السلام اور صالحین کے آثار سے برکت) کا انکار کیا ہے اور اسی معنی میں مندرجہ ذیل شعر میں فرمایا:

Marfat.com

أمر علی الدیار دیار سلمی
أقبل ذا الجدار و ذا الجدار
وما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیار

(ترجمہ : میں دیارِ سلمی پر گزرتا ہوں، کبھی اس دیوار کو اور کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں۔ دیار کی محبت میرے دل میں جاگزیں نہیں ہوئی ہے بلکہ دیار میں رہنے والے کی محبت میرے دل میں بس گئی ہے۔)

آثار نبی ﷺ سے حصول برکت کی غرض سے امام مالک علیہ الرحمہ مدینہ منورہ میں کسی سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے، اس امید پر کہ آپ کا جسم اس مٹی سے مس ہو جائے جس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چلے تھے۔ نیز آن حضرت ﷺ کی تعظیم کے سبب بھی آپ ایسا کرتے تھے جیسا کہ آپ کا قول اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ فرماتے ہیں "میں اللہ تعالیٰ سے شرم کرتا ہوں کہ میں اس مٹی کو چوپائے کے کھر سے روندوں جس میں حضور ﷺ آرام فرما ہوں۔"

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے جو بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

یہ حضور ﷺ کا وہ جبہ ہے جو حضرت عائشہؓ کے پاس تھا۔ جب حضرت عائشہؓ کا وصال ہو گیا تو میں نے اسے لے لیا، ہم اسے مریضوں کے لئے دھوتے ہیں (یعنی اس جبے کو دھو کر مریضوں کو پلاتے ہیں) اور اس سے شفا حاصل کرتے ہیں۔

بخاری و مسلم میں ہے: ترجمہ: حضرت عبداللہ بن موہب سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری بیوی نے حضرت ام سلمہؓ کے پاس پانی کا ایک پیالہ لے کر بھیجا تو حضرت ام سلمہؓ چاندی کی ایک شیشی لائیں جس میں حضور نبی کریم ﷺ کا موئے مبارک تھا جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور بیماری ہوتی تو ایک برتن حضرت ام سلمہؓ کے پاس بھیجا جاتا، آپ اس میں موئے مبارک کو ڈبوتیں اور وہ آدمی اسے پی لیتا، میں نے شیشی میں غور سے دیکھا تو اس میں چند سرخ بال دیکھے۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت سہل بن سعد سے منقول ہے کہ آپ نے حضور انور ﷺ سے ایک چادر شریف مانگی جس کو حضور زیب تن فرمائے ہوئے تھے، تو صحابہ نے سہل بن سعد کو حضور ﷺ سے چادر طلب کرنے پر ملامت کی، تو آپ نے کہا 'میں نے آپ ﷺ سے چادر کا سوال اس لئے کیا ہے تاکہ اس میں مجھے کفن دیا جائے۔' ابو غسان کی روایت میں ہے کہ حضرت سہل بن سعد نے کہا "میں حضور ﷺ کی اس زیب تن کی ہوئی چادر کی برکت کا طلب گار ہوں، شاید اس میں مجھے کفن دیا جائے۔" حضرت سہل بن سعد کی مراد یہ تھی کہ یہ چادر ان کی قبر میں اللہ رب العزت کی رحمت کا سبب ہے تاکہ ان سے اس چادر کی برکت کے باعث عذابِ الٰہی دور ہو جائے۔

(قابل غور بات یہ ہے کہ) چادر ایک ایسی چیز ہے جس سے وجاہت، دعا اور شفاعت وغیرہ کوئی چیز متصور نہیں ہو سکتی، سوائے اس کے کہ چادر مبارک حضور ﷺ کی ذات اقدس کے آثار میں سے ایک اثر ہے۔ صحیحین میں حضرت ام سلیم سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ حضرت ام سلیمؓ کے پاس تشریف لاتے تھے اور آپ کے یہاں قیلولہ فرماتے تھے، حضرت ام سلیمؓ ایک چمڑے کا فرش بچھا دیتیں تاکہ آپ اس پر قیلولہ کریں، حضور کو بہت پسینہ آتا تھا، حضرت ام سلیمؓ اس پسینے کو جمع کر کے اپنی خوشبو میں ملا لیا کرتی تھیں۔ آں حضرت ﷺ نے فرمایا۔ اے ام سلیمؓ یہ تم کیا کرتی ہو؟ آپ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم اپنے بچوں کے لئے اس پسینے کی برکت کے خواہش مند ہیں، تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ام سلیم تم نے ٹھیک کیا ہے۔

علامہ ابن الملک حدیث مذکور کے تحت "شرح مصابیح" میں

Marfat.com

فرماتے ہیں: حدیث مذکور میں علمائے کرام، مشائخ عظام اور صلحا کے آثار مبارکہ کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے جواز پر دلیل ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ: حضور ﷺ نے بال کاٹنے والے سے فرمایا کہ بال کاٹو، تو اس نے بال کاٹے، رسول اللہ ﷺ نے ان بالوں کو حضرت ابوطلحہ انصاریؓ کو عطا فرمایا اور کہا ان کو لوگوں میں تقسیم کردو۔

مسند احمد بن حنبل میں ام سلیم سے روایت ہے کہ: نبی کریم ﷺ نے ان کے مشکیزے سے پانی پیا، تو آپ نے اس مشکیزے کا منہ کاٹ کر رکھ لیا۔ یعنی حضور ﷺ کے دہن مبارک کی برکت کی غرض سے۔ علمائے کرام نے ایسا ہی ذکر کیا ہے جن میں علامہ حلبی بھی شامل ہیں۔ انہوں نے شرح منیہ میں اس کو ذکر کیا ہے۔

صحیح یہ ہے کہ محدثین کے نزدیک مسند احمد کی روایت حسن کے درجے سے کم نہیں ہے، جیسا کہ علامہ محقق نے التحفۃ میں صراحت کی ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی نے حاشیہ درمختار میں کھڑے ہو کر پانی پینے کی بحث میں نقل کیا ہے کہ: ابن ماجہ اور امام ترمذی نے حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت کبشہ کے پاس تشریف لائے، آپ کے پاس ایک مشکیزہ تھا جو اوپر لٹکا ہوا تھا تو حضور علیہ السلام نے اس سے کھڑے کھڑے پانی پیا، حضرت کبشہ نے مشکیزے کا منہ کاٹ لیا، وہ اس کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک کے مقام کی برکت چاہتی تھیں۔ امام ترمذی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

صحیح بخاری اور مسند احمد بن حنبل وغیرہ کتب احادیث میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ:

جب حضور علیہ السلام کی تکلیف (مرض وصال) سخت ہوگئی تو میں آپ پر کچھ تلاوت کرتی تھی اور آپ کے برکت کی غرض سے آپ کے ہاتھ کا مسح کرتی تھی۔

قاضی عیاض علیہ الرحمہ شفا شریف میں لکھتے ہیں: صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کے آثار شریفہ کو بہت مہنگی قیمت پر اپنے پاکیزہ مالوں سے خریدتے، جیسا کہ حضور ﷺ کی وہ چادر مبارک جس کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب بن زہیر کے وارثین سے خریدا تھا اور اس چادر کو بحفاظت رکھا، جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے ان لوگوں سے فرمایا جو آپ کے اردگرد تھے کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو رسول اللہ ﷺ کی اس چادر مبارک کو (غسل کے بعد) میرے جسم سے ملا کر رکھنا، پھر تم جس کپڑے میں چاہو مجھے کفن دے دینا اور یہ رسول اللہ ﷺ کے ناخن مبارک کا تراشہ ہے، اسے میں نے حفاظت سے رکھا ہے، ان ناخنوں کو تراشے کو پیس کر خوب باریک کر کے میری کھلی ہوئی آنکھوں، ناک، منہ اور میرے کانوں پر رکھ دینا، پھر مجھے میرے پروردگار کے فرشتوں کے درمیان چھوڑ دینا۔

اسی طرح بہت سے صحابہ کرام نے وصیت کی کہ انہیں رسول اکرم ﷺ کے آثار مبارکہ کے ساتھ دفن کیا جائے، حضور ﷺ کے آثار سے اللہ کی بارگاہ میں برکت طلب کی جاتی ہے۔

صحیح مسلم میں ہے: رسول اللہ ﷺ جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو مدینے کے خادم برتن لے کر آ جاتے جن میں پانی ہوتا تھا اور رسول اللہ ﷺ (برکت کی غرض سے) اس میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے۔

امام ابن الجوزی اپنی کتاب ''بیان المشکل من الحدیث'' میں فرماتے ہیں: صحابہ کرام (اس طرز عمل سے) حضور ﷺ سے برکت چاہتے تھے۔ لہٰذا عالم دین کے لئے مناسب ہے کہ عوام جب اس سے اس طرح کی کوئی برکت چاہیں تو انہیں بدظن و ناکام نہ کریں۔

Marfat.com

یہ تمام امور نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص نہیں ہیں جیسا کہ بعض خوارج بغیر دلیل کے اپنی عادت کے مطابق گمان کرتے ہیں (بلکہ اولیاء وصلحاء سے بھی اس قسم کی برکت حاصل کی جاسکتی ہے) ان امور کے حضور ﷺ کے ساتھ خاص نہ ہونے کی صراحت شرح صحیح مسلم امام نووی، شرح صحیح مسلم قاضی عیاض اور ابن ملک حنفی شارح المصابیح کے کلام سے ظاہر ہے۔

بخاری شریف میں ہے: ابن سیرینؒ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ میں نے عبیدہؓ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور ﷺ کا ایک موئے مبارک ہے جو حضرت انسؓ یا ان کے گھر والوں کے توسط سے حاصل ہوا، حضرت عبیدہؓ نے کہا کہ حضور ﷺ کا موئے مبارک میرے نزدیک دنیا اور مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

امام بخاری نے یہ بھی روایت کی ہے کہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے خادم تھے، نے یہ وصیت کی کہ ان کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک دفن کئے جائیں۔

اور ان کی منشا صرف یہی تھی کہ اپنی قبر میں موئے مبارک کے توسط سے اللہ رب العزت کی جانب متوجہ ہوں۔

علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''شفا'' میں حضور علیہ السلام کے معجزات کی فصل میں بیان کیا ہے کہ: حضرت خالدؓ بن ولید کی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کا ایک موئے مبارک تھا، وہ جس جنگ میں شریک ہوتے تھے اس بال کی برکت سے انہیں تائید غیبی حاصل ہوتی تھی (یعنی انہیں فتح نصیب ہوتی تھی۔)

اب ان جاہل لوگوں سے پوچھا جائے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ذوات مطہرہ کو وسیلہ بنانے کے منکر ہیں کہ جب حضرت خالدؓ بن ولید کی صرف نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک کے وسیلہ و برکت سے تائید وامداد کی جاتی ہے تو کیا خود ذات اطہر ﷺ کو وسیلہ نہیں بنایا جاسکتا؟

حضور اکرم ﷺ کی ذات انور سے حصول برکت کی غرض سے علماء کرام نے ان کنوؤں اور مساجد کے پاس آنا سنت قرار دیا ہے جن کنوؤں سے رسول اللہ ﷺ پانی پیا کرتے تھے اور جن مسجدوں میں آپ ﷺ نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (سفر میں) ٹھہرنے کے لئے ان مقامات کو تلاش کرتے تھے جہاں حضور ﷺ نے نزول فرمایا تھا۔ یہ جملہ چیزیں ثابت شدہ ہیں۔

اسی طرح علمائے کرام نے جنت البقیع اور شہدائے احد کی زیارت کو سنت قرار دیا کیوں کہ جنت البقیع اور شہدائے احد کی زیارت میں اللہ کے رسول ﷺ سے ایک قسم کا تعلق ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام اور آپ ﷺ کے اہل بیت سے تعلق حضور ﷺ ہی سے تعلق رکھنا ہے۔ نیز فقہاء نے فرمایا ان تعلقات و وسائل کی برکت سے حاجتیں اور آرزوئیں پوری ہوتی ہیں۔

علماء نے مساجد وغیرہ کی زیارت کے متعلق فرمایا ہے کہ آثار کو دیکھنا صاحب آثار کے تصور کو پختہ کرتا ہے اور کسی کے دیار کا دیدار کرنا اہل دیار سے تعلق میں اضافہ کرتا ہے۔ لہٰذا ان مقامات کی زیارت کرنا فضل میں اضافے کا باعث ہوتا ہے اور حضور ﷺ سے قرب معنوی کے تصور کو مزید جلا بخشتا ہے۔ ارباب قلوب ان آثار کے مشاہدے میں گویا حضور ﷺ کا دیدار کرتے ہیں اور یہ کیفیت اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک ان آثار کی زیارت نہ کی جائے۔ یہی کامل اور پختہ راستہ ہے۔

پہلا مسئلہ: قبروں پر عمارت اور گنبد وغیرہ بنانا: اب ہم سوال کے اصل موضوع کی جانب آتے ہیں جو قبروں پر عمارت اور گنبد تعمیر کرنے سے متعلق ہے۔ سب سے پہلے تو میں عرض کروں گا کہ ان اشیاء کے جواز میں محدثین وفقہا کے اقوال ظاہر وباہر ہیں، حتیٰ بعض فقہا نے فرمایا کہ اگر بناعلی القبور فخر ومباہات کے طور پر ہو

Marfat.com

تو بھی جائز ہے۔ جیسا کہ درمختار اور اس کے حاشیہ ردالمختار میں مذکور ہے۔ بعض فقہائے کرام نے عمارت کے جواز کی صراحت فرمائی ہے اگر چہ وہ عمارت گھر ہی ہو اور یہی مذاہب اربعہ (شافعی، مالکی، حنفی و حنبلی) وغیرہ کے محقق علماء کا قول ہے۔ ابن حزم اپنی کتاب 'محلی' میں لکھتے ہیں کہ: اگر قبر پر گھر یا دیوار تعمیر کی جائے تو اس میں کراہت نہیں ہے۔

فقہ حنبلی کی کتاب ''الفروع'' میں ابن مفلح نے یہی فرمایا ہے اور صاحب مستوعب ومحرر نے ذکر کیا ہے کہ اپنی ملکیت میں گنبد، گھر، باڑ وغیرہ بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیوں کہ ان سب کے باوجود اس میں دفن کرنے کی اجازت ہے۔ علامہ خطاب نے شرح مختصر میں لکھا ہے کہ یہی ابن قصار اور فقہائے مالکیہ کی ایک جماعت کا قول ہے۔

یہ حکم تو عامۃ الناس کی قبور کا ہے، صالحین کی قبروں پر گنبد وغیرہ بنانے کے متعلق علامہ رحمانی فرماتے ہیں کہ عمارت بنانا جائز ہے اگر چہ گنبد کی شکل میں ہو تا کہ لوگ زیارت کریں اور برکت حاصل کریں۔

امام حلبی فرماتے ہیں۔ اگر چہ یہ عمارت زمین مسبلہ میں بنائی جائے اور یہی مفتی بہ قول ہے اور شیخ زیادی نے بھی اسی کا حکم دیا ہے۔

علامہ علی ابن احمد حداد 'مصباح الانام وجلاء الظلام' میں لکھتے ہیں کہ جس شخص نے اس شہر والوں کی تکفیر کی جس میں گنبد وغیرہ کی تعمیر کی جاتی ہے اور ان گنبدوں کو بتوں سے تعبیر کیا تو ایسا شخص متقدمین ومتاخرین، اکابر علماء، صلحاء اور تمام مسلمانوں کی تکفیر کرنے والا اور صدہا سال کے انبیاء وصلحاء کے اجماع سکوتی کی مخالفت کرنے والا ہے۔

اب تیمیہ کے شاگرد ابن مفلح حنبلی کتاب الفصول میں لکھتے ہیں کہ: قبر پر گنبد اور چار دیواری اگر اپنی ملکیت میں بنائی جائے تو جائز ہے اور اگر مسبلہ زمین میں بنائی جائے تو بے فائدہ تنگی کرنے کے سبب مکروہ ہے، کیوں کہ مسبلہ کا استعمال ایسی چیز میں ہو جائے گا، جس کے لئے وہ وضع نہیں کیا گیا ہے۔

ابن قیم حنبلی نے ابن مفلح کے بارے میں کہا ہے کہ ''روئے زمین پر میں کسی کو نہیں جانتا جو فقہ حنبلی کو ابن مفلح سے زیادہ جانتا ہو۔''

(امام ابن مفلح نے جو یہ فرمایا کہ مسبلہ زمین پر گنبد وغیرہ تعمیر کرنا بے فائدہ تنگی کے سبب مکروہ ہے) تو ابن مفلح کا قول ''بے فائدہ'' یہ اس صورت میں ہے جب کہ صاحب قبر غیر عالم اور غیر ولی ہو اور اگر صاحب قبر عالم یا ولی ہو تو اس کے لئے مستحب ہے، کیوں کہ ان حضرات کے مزارات کی زیارت کا انبیاء کرام کے مثل قصد کیا جاتا ہے اور اس عمارت کے ذریعے زائر گرمی، سردی، بارش اور تیز ہوا سے محفوظ رہتا ہے کیوں کہ وسائل کا وہی حکم ہوتا ہے جو ان کے مقاصد کا ہوتا ہے۔ شرح تورپشتی علی المصابیح میں ہے کہ: سلف صالحین نے مشائخ کرام اور مشہور علماء کی قبر پر عمارت تعمیر کرنا مباح قرار دیا ہے تا کہ لوگ ان کی زیارت کریں اور اس عمارت میں بیٹھ کر آرام کریں۔

شرح زین العرب علی المصابیح میں بھی ہے کہ: سلف صالحین نے مشہور ومعروف علمائے کرام ومشائخ عظام کی قبور پر عمارت بنانے کو جائز قرار دیا ہے، تا کہ لوگ ان کی زیارت کریں اور جو ان کی قبور کے پاس عمارت ہیں ان میں بیٹھ کر راحت حاصل کریں، سرائے اور مساجد کی طرح۔

کتاب 'مختصر المقنع' اور فقہ زیدیہ کی کتاب 'المنتزع المختار' اور اس کے حواشی میں ہے کہ: میت کی قبر کو ایک بالشت سے زیادہ اونچا کرنا مکروہ ہے اور یہ کراہت اس وقت ہے جب کہ میت غیر عالم وفاضل ہو، لیکن اگر یہ مستحق لوگوں کی تعظیم وتکریم کے مقصد سے ہو تو قبر کو بلند کرنے میں کوئی حرج نہیں، جیسے وہ مشاہد وگنبد جو ائمہ کرام اور فضلائے عظام کے لئے تعمیر کئے جاتے ہیں۔ اگر کسی ایسے شخص نے جو قبے اور تابوت کا مستحق نہیں ہے وصیت کی کہ اس

Marfat.com

کی قبر پر گنبد اور تابوت بنایا جائے تو مؤید باللہ فقیہ کا قول ہے کہ اس کی وصیت پر عمل کیا جائے گا کیوں کہ یہ کام مباح ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی وصیت پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

نوادر الاصول میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر سال حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر آتی تھیں اور اس کی مرمت واصلاح کرتی تھیں تا کہ اس کا نشان مٹ نہ جائے۔

ابن قداح مالکی کے فتاویٰ میں ہے کہ جب میت اہل خیر میں سے ہو تو اس پر کوئی علامت بنا دینا بہتر ہے اور یہ علامت تعمیر خاص ہی ہو سکتی ہے۔ البحر الذخار جو فرقہ زیدیہ کے نزدیک معتمد علیہ کتب میں سے ہے، اس میں ہے کہ فضلاء کی قبروں پر مسلمانوں کے استعمال کے لئے قبے اور مشاہد بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

شیخ الاسلام علامہ بیجوری نے شرح ابن قاسم الغزی (علی متن ابی شجاع) کے حاشیے میں فصل الجنائز کے اندر فرمایا جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے کہ: قبر پر عمارت تعمیر کرنا مکروہ ہے، جب کہ اس زمین کے علاوہ میں ہو جو عام لوگوں کے دفن کے لئے معین کی گئی ہے اور اگر یہ فعل زمین موقوفہ میں کیا تو حرام ہے، اس لئے کہ ایسا کرنا لوگوں پر تنگی کا باعث ہے۔ اب خواہ وہ عمارت گنبد کی شکل میں ہو یا گھر یا مسجد وغیرہ کی شکل میں۔ قبر پر معروف ترتیب کے ساتھ پتھر رکھنے کا بھی یہی حکم ہے۔ ہاں انبیائے کرام اور شہداء و صالحین وغیرہ کو بعض حضرات نے اس حکم سے مستثنیٰ رکھا ہے۔ اگر کسی ارض مسبلہ میں کوئی تعمیر پائی گئی اور میت کے متعلق کوئی علم نہیں تو عمارت کو باقی رکھا جائے گا، اس احتمال کی وجہ سے کہ شاید اس عمارت کو کسی حق کے سبب زمین کے مسبلہ بننے سے پہلے بنایا گیا ہو اس پر قیاس کرتے ہوئے جو کلیسہ وغیرہ کے سلسلے میں طے کیا گیا ہے۔ قبر پر چھتری لگانا مکروہ ہے، اس لئے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایسی چھتری کو ہٹا کر فرمایا تھا کہ ''میت کو اس کے عمل کے سایہ میں رہنے دو۔''

قبر پر ٹیک نہ لگایا جائے، نہ اسے روندا جائے اور نہ اس پر کچھ لکھا جائے اگر چہ اس کے سرہانے تختی پر ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن ''شرح البھجۃ'' میں ہے کہ قبر پر میت کا نام لکھنے کی کراہت قابل غور ہے، بلکہ امام زرکشی نے فرمایا کہ قبر پر میت کا نام اور اس کی تاریخ وفات لکھنے میں کراہت کی کوئی علت نہیں خصوصاً جب کہ میت علما وصالحین میں سے ہو جیسا کہ لوگوں میں رائج ہے۔

شیخ محمد امین الکردی 'تنویر القلوب' کی فصل الجنائز میں فرماتے ہیں کہ: موقوفہ قبرستان میں عمارت بنانا حرام ہے سوائے نبی، شہید اور عالم وغیرہ کے۔

شیخ رضوان العدل بیبرس اپنی کتاب ''روضۃ المحتاجین لمعرفۃ قواعد الدین'' کی فصل دفن المیت میں فرماتے ہیں کہ: قبر کو ایک بالشت بلند کرنا سنت ہے تا کہ قبر کو پہچانا جائے اور اس کی زیارت و تعظیم کی جائے، قبر کے اندرونی یا بیرونی حصے کو پکی اینٹوں وغیرہ سے تعمیر کرنا مکروہ ہے اور یہ کراہت اس صورت میں ہے جب کہ زمین مسبلہ یا موقوفہ نہ ہو اور اگر زمین مسبلہ یا موقوفہ ہے تو قبر کے اندرونی یا بیرونی حصے کو تعمیر کرنا حرام ہے اور حاکم پر لازم ہے کہ اس عمارت کو منہدم کر دے۔ مشہور پتھروں کو معروف ترکیب کے ساتھ رکھنے کا بھی یہی حکم ہے، اب وہ خاص ترکیب چار پتھروں کی ہے۔ یہ حرمت اس وقت ہے جب کہ قبر اکھاڑنے یا اس میں دیگر میت کو دفن کرنے کا اندیشہ نہ ہو، ورنہ قبر کو پختہ کرنے میں کوئی حرمت و کراہت نہیں اور صالحین جیسے انبیاء کرام و شہدائے عظام وغیرہ کی قبور اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، لہٰذا ان پر حصول برکت اور لوگوں کے زیارت کرنے کی غرض سے عمارت بنانا جائز ہے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ (عمارت بنانا جائز ہے) خواہ وہ عمارت قبے کی شکل ہی میں کیوں نہ ہو۔ علامہ حلبی نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ شیخ زیادی نے شیخ زفزاف کو مجاورین کی ترتیب کے سلسلے میں اسی کا حکم دیا تھا، لیکن معتمد یہی ہے کہ مسبلہ اور موقوفہ زمین پر گنبد بنانا جائز نہیں

Marfat.com

ہے۔ رہا یہ کہ شیخ زیادی نے اس کا حکم دیا تھا (جیسا کہ پیچھے گزرا) تو اس میں احتمال ہے کہ آپ نے ان لوگوں کی تقلید کی ہو جو اس کے جواز کے قائل ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قبہ قرافہ (قبرستان کا نام) میں نہیں ہے بلکہ وہ ابن عبدالحکم کے گھر میں ہے۔

شیخ سلامہ العزامی نے شیخ امین الکردی کی سوانح میں لکھا ہے (جو 'تنویر القلوب' کے آغاز میں شائع ہوا ہے) کہ: شیخ محمد امین الکردی رضی اللہ عنہ کو قرافہ مجاورین (قبرستان کا نام) میں امام المحلی اور امام تاج الدین سبکی کی قبروں کے پاس دفن کیا گیا اور ان کی قبر پر مزار بنایا گیا تاکہ زندہ حضرات زیارت کریں اور قبر بے حرمتی، دھنسنے یا کھودے جانے سے محفوظ و مامون رہے، جیسا کہ آج کل مصر کے قبرستانوں میں ہوتا ہے۔ یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ ان اغراض کی وجہ سے بہت سے اہل علم محققین نے قبروں پر عمارت بنانے کی اجازت دی ہے اور قبر پر عمارت بنانے کی ممانعت میں جو کچھ وارد ہوا ہے اس کو (ان اہل علم محققین نے) خاص قرار دیا ہے، اور عام حکم کو مخصوص معتبر چیزوں کے ساتھ خاص کرنا یہ کتاب وسنت میں شائع وذائع ہے جس میں اہل علم وفضل میں سے کوئی شک نہیں کرے گا اور جن حضرات نے حدیث میں وارد نہی کی تخصیص کی صراحت فرمائی ہے، ان میں حافظ کبیر، فقیہ متقن امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ بھی ہیں جو متاخرین شوافع میں سے ہیں اور جس چیز کا انہوں نے انکار کیا ہے وہ چیز باتفاق امت باطل ہے اور ان امور کی میں سے بحمد اللہ کچھ بھی منکر میں سے نہیں ہے۔

دوسرا مسئلہ: قبروں پر غلاف اور چادر وغیرہ ڈالنا: علامہ شیخ بیجوری اپنے مذکورہ حاشیے کی فصل 'تحریم لبس الحریر' (ریشم پہننے کی حرمت) میں فرماتے ہیں کہ: کعبہ اور انبیائے کرام کی قبروں پر ریشم کا غلاف ڈالنا جائز ہے، جب کہ وہ نقدسے خالی ہو (یعنی غلاف سونے، چاندی کے تار وغیرہ سے نہ بنا ہو) اور بعض حضرات نے انبیاء کرام کی قبروں کو مستثنیٰ کیا ہے۔ لیکن 'المحشی' میں اس کے خلاف ہے۔

شیخ رضوان العدل اپنی کتاب 'روضة المحتاجین' کے باب 'بیان حکم الاوانی و تحلیتها بالذهب والفضة' میں فرماتے ہیں کہ: خانۂ کعبہ اور تمام مساجد کو سونے چاندی سے مزین کرنا اور ان پر ریشم کا غلاف چڑھانا حرام ہے۔ علامہ بلقینی سے ان تمام چیزوں کا جواز منقول ہے اس لئے کہ اس میں شعائر اسلام کی تعظیم اور کفار و مشرکین کو غیظ و غضب میں ڈالنا ہے۔

شیخ محمد امین الکردی تنویر القلوب کی فصل تحریم اوانی الذهب والفضة و لبس الحریر میں لکھتے ہیں کہ "کعبے پر ریشم کا غلاف ڈالنا بالاتفاق جائز ہے اور اسی طرح انبیاء ومرسلین کی قبروں پر بھی۔"

تیسرا مسئلہ: قبروں پر چراغ جلانا: اس مسئلے کے متعلق شیخ بیجوری مذکور کتاب کی فصل 'احکام النذور' میں لکھتے ہیں کہ اگر کسی مسجد وغیرہ پر روشنی کرنے کے لئے تیل یا شمع کی نذر مانی تو یہ نذر صحیح ہے بشرطیکہ وہاں وہ لوگ ہوں جو اس سے نفع حاصل کریں۔ جیسے نمازی یا کوئی سونے والا وغیرہ، ورنہ یہ نذر درست نہیں کیوں کہ اس میں مال کا ضیاع ہے اور یہ تفصیل اس صورت میں بھی ہوگی جب کسی نے اپنی خریدی ہوئی چیز چراغ جلانے کے لئے وقف کر دی ہو۔

چوتھا مسئلہ: اصحاب قبور کی زیارت اور انہیں سلام کرنا: علامہ شیخ امین الکردی 'تنویر القلوب' کی فصل 'زیارۃ القبور' میں فرماتے ہیں: "مسلمان مردوں کے لئے زیارت قبور سنت ہے، کیوں کہ اس سے موت اور آخرت یاد آتی ہے اور دل کے فساد کی اصلاح ہوتی ہے، نیز قرآن کی تلاوت سے میت کو نفع حاصل ہوتا ہے۔ (زیارت کا یہ جواز اس حدیث سے ثابت ہے جس کو) امام مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب تم ان کی زیارت کرو۔" خصوصاً انبیاء کرام و اولیائے عظام اور اہل خیر کی قبور کی زیارت

Marfat.com

سنت ہے۔ عورتوں کے لئے ان کے جزع وفزع اور قلت صبر کے باعث زیارت قبور مکروہ ہے، کراہت اس صورت میں ہے جب کہ ان کا اجتماع غیر محرم کے ساتھ نہ ہو، ورنہ تو عورتوں کے لئے زیارت قبور حرام ہے، لیکن نبی کریم ﷺ و دیگر تمام انبیاء کرام نیز علماء و اولیا کے مزارات کی زیارت کرنا عورتوں کے لئے مستحب ہے۔ زیارت قبور کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ زیارت کرنے والا باوضو ہو اور قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہ کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ

اور قرآن سے جو بھی میسر ہو اسے پڑھے، اس لئے کہ قرأت قرآن میت کے لئے تین مقامات میں نفع بخش ہے۔ جب کہ قرآن میت کے سامنے یا عدم موجودگی میں پڑھا جائے۔ لیکن اس کو پڑھنے کے بعد میت کے لئے دعا یا اس کا قصد ہو اور دعا نہیں کی تو اس قرأت قرآن کو میت کے لئے صدقہ کرے، تو یہ اس کے لئے نفع بخش ہے اور اس کا ثواب میت کو پہنچے گا۔ زائر قبر سے اتنا قریب ہو جتنا صاحب قبر کی زندگی میں قربت اختیار کرتا تھا اور پھر اپنا منہ میت کی جانب کرتے ہوئے اسے سلام کرے، اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ''کوئی اپنے ایسے مؤمن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جو اسے دنیا میں پہچانتا تھا پھر سلام کرتا ہے تو وہ اسے صاحب قبر اسے پہچان لیتا اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔'' اس حدیث کو ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ پھر زائر کعبے کی طرف متوجہ ہو اور میت کے لئے یہ دعا کرے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الاَجْسَادِ الْبَالِیَۃِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَۃ التی خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْیَا وَھِیَ بِکَ مُؤْمِنَۃٌ اَدْخِلْ عَلَیْھَا رَوْحًا مِنْکَ وَسَلَاماً مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَ ھُمْ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَھُمْ.

''اے ان بوسیدہ جسموں اور ان بوسیدہ ہڈیوں کے رب! یہ جسم دنیا سے حالت ایمان میں گئے ہیں، تو ان پر اپنی جانب سے سلامتی اور تازگی داخل فرما اور مجھے ان کے اجر سے محروم نہ فرما اور ان کے بعد ہمیں آزمائش میں مبتلا نہ فرما، ہماری اور ان کی بخشش فرما۔''

علمائے مغرب نے اس سلسلے میں توسع اختیار کیا ہے۔ علامہ الطیب بن کیران اپنے رسالے میں فرماتے ہیں کہ ''بہت سے مشائخ کرام نے صالحین کی قبور پر قبے بنانے اور ان پر ریشم وغیرہ کے غلاف ڈالنے اور ان پر چراغ روشن کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔'' سید عبدالقادر الفاسی فرماتے ہیں کہ ''لوگ مشرق سے لے کر مغرب تک صالحین اور ائمہ اسلام کی مقابر پر عمارتیں بناتے رہے ہیں جیسا کہ یہ مشہور و معروف ہے اس میں ایک تو یہ کہ اللہ کی حرمات کی تعظیم ہے، دوسرے یہ کہ اللہ کے بندوں کے لئے نفع کا حصول ہے جو ان کو اولیاء اللہ کی زیارت کی وجہ سے ہوتا ہے، تیسرے یہ کہ اس میں قبروں کو روندنے، ان پر چلنے اور کھودنے وغیرہ جیسے مفاسد کو دفع کرنا ہے، مزید یہ کہ ان چیزوں سے ان کے مزارات کی حفاظت بھی مقصود ہے۔ اگر سابقہ امتیں اس طرح انبیائے کرام کی قبروں کی حفاظت کرتیں تو ان کے نشان نہ مٹتے اور ان سے ناواقفیت نہیں ہوتی۔ بلکہ تساہلی اور عدم اعتنائی کے باعث بہت سے اولیاء و علماء کی قبروں کے نشانات مٹ گئے۔ سیدی عبدالقادر الفاسی 'نوازل البرازلی' میں 'مسائل الصلوٰۃ' کی فصل میں لکھتے ہیں کہ علامہ عزالدین سے مساجد میں زینت کی غرض سے موم بتیاں اور چراغ نصب کرنے اور ان پر پردے لٹکانے کے متعلق دریافت کیا گیا کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور یہی عمل علماء اور اہل صلاح کے مشاہد و مقابر میں کرنا کیسا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ''مساجد کو موم بتیوں اور چراغوں سے مزین کرنے میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ یہ بھی احترام و اکرام کی ایک قسم ہے، ان پر پردے لٹکانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں اگر چہ وہ ریشم کے ہوں، کیوں کہ ممکن ہے کہ ریشم کی زینت کا الحاق سونے اور چاندی کے

Marfat.com

چراغوں کی زینت سے کریں اور یہ چیز ایک قول کی رو سے جواز کی متحمل ہے۔ اس لئے کہ ریشم کا حکم سونے چاندی کے مقابلے کمتر اور ہلکا ہے۔ اسی باعث ریشم سے بنی ہوئی چیز کا استعمال اس صورت میں جائز ہے جب کہ ریشم مغلوب اور کم ہو، لیکن ایسا سونا چاندی میں کرنا جائز نہیں، کعبے پر ہمیشہ تعظیم واحترام کے سبب پردہ پڑا رہتا ہے، لہٰذا اس کو دیگر مساجد کے ساتھ ملحق کرنا بعید نہیں، اگرچہ کعبے کی حرمت وعزت تمام مساجد سے زیادہ ہے، اب رہا علماء اور اہل خیر کے مشاہد ومقابر کا حال تو ان کا حکم گھروں کے حکم کی طرح ہے تو جو چیز گھروں میں جائز ہے وہ ان میں بھی جائز ہے اور جو وہاں جائز نہیں وہ یہاں بھی جائز نہیں۔ (علامہ شیخ امین الکردی کی 'تنویر القلوب' کا خلاصہ ختم ہوا)

اگر ہم چاہیں تو اس سلسلے میں بے شمار علماء وفقہا اور مشائخ عظام کے اقوال پیش کر سکتے ہیں جن کی یہاں وسعت وگنجائش نہیں ہے، لہٰذا ہم ان ہی اقوال وعبارات پر اکتفا کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

علمائے کرام ومشائخ عظام کے ان اقوال وعبارات سے معلوم ہوگیا کہ صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، اولیاء اور علماء کی قبروں پر عمارت بنانا جائز ہے اور ان پر غلاف وغیرہ ڈالنا بھی جائز ہے۔ اگر زمین مسبلہ یا موقوفہ ہو تو گنبد کا بنانا مختلف فیہ ہے، وہاں چراغ جلانا جائز ہے، اگر نمازی، طالب علم یا کسی سونے والے یا وہاں سے گزرنے والے کو فائدہ ہو۔ زیارت قبور اور اصحاب قبور کو سلام کرنا بلا اختلاف مستحب ومستحسن ہے۔

کتبہ خادم العلم بالازہر الشریف

محمود حسن ربیع

مدرس ازہر شریف، مصر

۲۰ محرم الحرام، ۱۳۸۱ھ

تقریظ

صاحب الفضیلۃ والارشاد

داعی اسلام مولانا شیخ محمد حافظ التیجانی

قاہرہ، مصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دنیا میں عیسائی تبلیغی مشن کا جوش وخروش، اسلام پر ان کے حملے اور مسلمانوں کے خلاف پیہم کوششیں کسی بیان کی محتاج نہیں ہیں۔ سامراجی طاقتیں عیسائی مبلغوں کو بلاد اسلامیہ پر قبضہ کرنے ان پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔

ان کے اجتماعات میں منظم میٹنگیں ہوتی ہیں جن میں اپنی سابقہ کارگزاریاں پیش کرتے ہیں اور قوت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے کے لئے خاکہ تیار کرتے ہیں۔ (ان کی ایک میٹنگ میں) ان کا ایک لیڈر ہاتھ میں قرآن لے کر کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ جب تک یہ کتاب مسلمانوں کے ہاتھوں میں رہے گی اور جب تک محمد ﷺ کی قبر ان کے درمیان موجود ہے، عیسائیت مسلمانوں کے شہروں پر غالب نہیں آ سکتی، لہٰذا ان سامراجی طاقتوں نے قرآن اور مسلمانوں کے بطور دستور حیات قرآن پر عمل کرنے کے خلاف بغض وکینے کی بنیاد پر کام کرنا شروع کر دیا۔ ان تمام بلاد اسلامیہ میں جہاں انہوں نے قدم جما لئے یا وہاں جہاں ان کا کچھ اثر ونفوذ قائم ہوگیا۔

اب قبر نبی (ﷺ) کے منہدم کرنے کا مسئلہ باقی رہا تو ان سامراجی طاقتوں نے دیکھا کہ اگر یہ خود قبر شریف منہدم کریں گے تو سارا عالم اسلام بیدار ہو کر ان کے خلاف متحد ہو جائے گا اور یہی وہ سب سے بڑی چیز ہے جس کا ان سامراجیوں کو خطرہ ہے، کیوں کہ اگر روح اسلامی بیدار اور متحد ہوگئی اور دینی غیرت کے ساتھ

Marfat.com

ان کی قوتیں اللہ کی خاطر متوجہ ہوگئیں تو کوئی طاقت ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکے گی۔ یہ سامراجی طاقتیں وحدت اسلامی کو پارہ پارہ کیئے بغیر بلاد اسلامیہ پر غالب نہیں آسکتیں۔ لہٰذا ان کی خبیث فکر نے یہ راہ نکالی کہ کوئی ایسا طریقہ تلاش کیا جائے جس کے ذریعے نبیٔ اسلام ﷺ کی قبر اسی قوم کے ہاتھوں منہدم کرادی جائے جو اپنے آپ کو اسلام کی جانب منسوب کرتی ہے اور یہ انہدام بھی اسلامی غیرت کے نام پر ہو۔

صالحین کے مقابر کو منہدم کرانے کو اس رخ سے دیکھا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا تھا کہ وہ کسی بلند قبر کو دیکھیں تو اسے زمین کے برابر کردیں۔ حالاں کہ اس کے بعد بھی تم بعض صحابہ کی قبروں کو دیکھو گے کہ وہ زمین کے ہموار نہیں کی گئیں۔ (اس کی دلیل یہ ہے کہ) بعض صغیرالسن صحابہ بعض صحابہ کی قبروں کو پھلانگنے کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ جن حضرات نے یہ کہا کہ قبروں کو زمین کے برابر کرنے کا حکم منسوخ ہے کیوں کہ یہ ابتدائے اسلام میں تھا تو ان پر کوئی مواخذہ نہیں۔

نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں مدفون ہیں۔ اس بارے میں مسلمانوں کے مابین کوئی نزاع و اختلاف نہیں اور وہ حجرہ عمارت سے محیط ہے، نیز یہ کہ وہ عمارت چھت والی ہے، اب خواہ اس کی چھت ہموار ہو یا گنبد کی شکل میں ہو، بہر حال وہ زمین سے بلند ہے۔ اس بات میں کوئی فرق نہیں ہے کہ پہلے حجرہ بنایا جائے پھر اس میں کسی انسان کو دفن کیا جائے یا پہلے دفن کیا جائے پھر اس پر حجرے کی تعمیر کی جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حجرے میں اس وقت دفن کیا گیا جب کہ اس پر عمارت تعمیر تھی، گویا یہ سنت عملیہ ہے، جس پر اجماع ہو چکا ہے اور کوئی اس سلسلے میں نزاع و اختلاف نہیں کرسکتا۔

اس معاملے کو اگر سیاسی نقطہ نظر سے دیکھئے تو صحابہ کے مزارات کو منہدم کرنا ان کا مقصود و مراد نہیں ہے بلکہ مقصود بالذات حضور ﷺ کی قبر شریف کو ڈھانا ہے۔ اس لئے بعض نے حضور اکرم ﷺ کی قبر مبارک کو منہدم کرنے کا ارادہ بھی کیا، اگر عالم اسلام کی قوت، ان کا زبردست احتجاج اور بعض سیاسی شخصیات کی مداخلت نہ ہوتی تو یہ لوگ آں حضرت ﷺ کی قبر شریف کو منہدم کردیتے۔

اس قسم کے معاملات میں ممکن ہے کہ ایک ایسی نظر سے دیکھا جائے جو ان تمام معاملات کی جامع ہو اور وہ ہے اسلام کے خلاف عیسائی مشینری کے مقاصد، اسلام کے خلاف مبلغانِ مسیحیت کا خبث باطنی اور اسلام کے خلاف سامراجی طاقتوں کی سازشیں۔

لہٰذا وہ افراد جو دشمنان اسلام کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے کام کررہے ہیں کتنا ہی غیرت اسلامی کا مظاہرہ کریں مگر وہ ملامت سے نہیں بچ سکتے اور ان کی پیشانیاں ان دشمنوں کے ساتھ شرکت کی تہمت سے داغ دار رہیں گی۔ ان کی مثال تو اس شکاری کی طرح ہے جو چڑیا کو ذبح کررہا ہے اور ٹھنڈک کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں، تو جاہل شخص یہ گمان کرتا ہے کہ یہ چڑیا پر شفقت و مہربانی کے سبب رو رہا ہے۔ لہٰذا (جو افراد گنبد خضریٰ کو ڈھانے کے درپے ہیں) ان کا حال ان کے دعوے (کہ یہ کام اسلامی غیرت کی بنیاد پر کررہے ہیں) کی تکذیب کررہا ہے۔

محمد الحافظ التیجانی

القاہرہ (مصر)

☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتویٰ

مولانا عبدالحامد قادری بدایونی

صدر جمعیۃ علمائے پاکستان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ حضور آقائے کونین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اصحاب واہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین و صالحین کے مزارات شریفہ پر چادریں ڈالنا یا ضریح بنا کر اس نیت سے رکھنا کہ قبور شریفہ ممتاز رہیں یا ان پر قبے بنانا تا کہ زائرین باطمینان وسکون کلام اللہ شریف یا اوارد و وظائف پڑھ سکیں، صحیح ہے یا نہیں اور کیا قبور صالحین کی زیارت کے لئے حاضر ہونا درست ہے یا نہیں۔ براہ کرم مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب: الحمد الله الذی نزل الكتاب و یتولی الصالحين و الصلوٰة والسلام على رسوله الكريم سيدنا محمد افضل المرسلين و نور مبين و علىٰ آله و صحبه اجمعين:

امابعد! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کبار وحضرات اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین وشہداء وصلحا اولیاء کے مزارات شریفہ پر ضریحات بنانا، چادریں ڈالنا، چراغاں کرنا، قبے بنانا جائز ومستحب اور باعث اجر وثواب ہے۔

غلاف وضریح کی عرض یہ ہے کہ لوگ قبروں کا احترام کریں۔ ضریحات سے قبور متعارف وممتاز ہوں جن سے ہر زائر کو علم ہو جائے کہ یہ قبور صالحین ہیں۔ مزارات پر قبے بھی اسی لئے تعمیر کئے جاتے ہیں کہ زائرین وہاں بیٹھ کر تلاوت کلام پاک، وظائف پڑھیں، قبور شہداء وصلحا پر جا کر ایصال ثواب کرنا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ آپ نے اور آپ کے اصحاب واہلبیت نے زیارت قبور کے لئے بہ کثرت احکام صادر فرمائے اور ان کے زمانے میں قبور پر خیام لگا کر ممتاز کیا گیا۔

مزارات شریفہ پر غلاف وضریحات ڈالنا اور ان کی زیارت کرنا: مزارات صلحا و شہداء اتقیاء و اولیا، پر غلاف و ضریحات کی غرض صاحب قبر کی عظمت اور قبر کی توقیر ہے نیز ان قبور شریفہ کو ممتاز کیا جاتا ہے تا کہ زائرین حاضر ہو کر ایصال ثواب کر سکیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل زیر نظر رکھنا چاہئے:

میت کو ایصال ثواب اور سماع موتیٰ: عن عباد بن ابی صالح ان رسول الله صلی الله عليه وسلم كان يأتی قبور الشهداء باحد على رأس كل حول فيقول سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار وقال وجاء ها ابوبكر ثم عمر ثم عثمان فلما قدم معاوية بن سفيان حاجآ جآء هم قال وما كان النبی صلی الله عليه وسلم اذ واجه الشعب قال سلام عليكم بما صبرتم فنعم اجر العاملين. (رواه ابن شيبة وفاء الوفاء)

''عباد بن ابی صالح سے روایت ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہدائے احد کی قبور کی زیارت کے لئے تشریف لایا کرتے تھے راوی نے کہا حضور کے بعد ابو بکر صدیقؓ پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے بھی ایسا ہی کیا جب حضرت معاویہؓ بن سفیان حج کے لئے تشریف لائے راوی نے کہا جس وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی کے سامنے تشریف لاتے تو سلام علیکم فنعم اجر العالمین فرماتے۔''

مردے سنتے اور پہچانتے ہیں: عن ان عباسؓ عن النبی صلی الله عليه وسلم ما الميت فی قبره الاشبيه الغريق المتغوث ينتظر دعوة من اب وام او صديق ثقة فاذا

Marfat.com

لحقته کان احب الیه من الدنیا و مافیها لان عز و جل لیدخل علی اهل القبور من دعاء اهل الدنیا امثال الجبال و ان هدیة الاحیاء للاموات الاستغفار لهم والصدقة عنهم (رواه الدیلمی فی مسند الفردوس والبیهقی)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور پاک سے روایت فرمایا۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ نہیں ہے مردہ اپنی قبر میں مگر مثل ڈوبنے والے کے، طالب فریادرس ہے انتظار کرتا ہے۔ باپ، ماں یا دوست کی دعا کا تو جب دعاء اسے پہنچتی ہے تو اسے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ دنیا والوں کی دعاء سے اہل قبور پر پہاڑ جیسے خیر و برکت اورانوار داخل کرتا ہے اور بے شک مردوں کے لئے زندوں کا تحفہ ان کے لئے مغفرت چاہنا اور صدقہ دینا ہے۔''

۱. عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما من احد یمر بقبر اخیه المؤمن کان لیعرفه علیه الاعرفه ورد علیه السلام. (وفاء الوفاء)

''حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں گزرتا کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر پر مگر وہ اسے پہچانتا ہے اور جب سلام کیا جائے تو پہچان کر جواب سلام دیتا ہے۔''

۲. ان المیت لیسمع قرع نعالهم اذا انصرفوا. (رواه مسلم)

''اور جب لوگ دفن کر کے واپس ہوتے ہیں تو وہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔''

مذکورہ بالا احادیث شریفہ سے حضرات اولیاء کرام، صلحاء و اتقیائے عظام کی ارواح طیبات کا ادراک وشعور ہونا ثابت ہوا، نیز یہ بھی معلوم ہوگیا کہ انہیں زائرین کی حاضری کا علم ہوتا اور ایصال ثواب سے مسرت حاصل ہوتی ہے۔

قبور پر گنبد بنانا، مزارت پر خیام وضریحات لگانے کا بھی یہی منشاء ہے کہ قبور ممتاز ہوں اور زائرین باطمینان وسکون ایصال ثواب کر سکیں۔

۱. مات الحکم بن العاص فی خلافة عثمان فضرب عثمان و علی قبره فسطاطا فی یوم صائف فتکلم الناس فیه فقال عثمان قد ضرب فی عمر علی قبر زینب بنت جحش فسطاط فهل رائیتم عائباً عابه ذلک (الاصابة : ج:۲، ص ۹۲)

''حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں حکم بن العاص کا انتقال ہوا، ان کی قبر پر گرمی میں خیمہ لگایا گیا تو لوگوں نے اس کے متعلق کچھ کلام کیا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں حضرت زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ لگایا گیا تھا تو کیا تم نے کسی کو دیکھا تھا کہ اس پر اعتراض کیا یا کسی عیب لگانے والے نے اس پر عیب لگایا؟''

۲. لمامات عثمان بن مظعون اخرج بجنازة فدفن امر النبی صلی اللہ علیه وسلم رجلاً ان یاتیه بحجر فلم یستطع حمله فقام الیها رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و حسر عن ذراعیه قال المطلب قال الذی یخبرنی عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کانی انظر الی بیاض ذراعی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حین حسر منها ثم حملها فوضعها عند رأسه فقال اعلم بها قبر اخی و ادفن الیه من مات اهلی.

(رواه ابو داؤد ص ۴۵۷، جلد دوم)

''جب حضرت عثمان بن مظعون نے وفات پائی اور انہیں دفن کیا گیا تو حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ایک

Marfat.com

پتھر لانے کا حکم فرمایا مگر وہ صحابی بھاری ہونے کی وجہ سے اٹھا نہ سکے تب آپ خود تشریف لے گئے۔ آپ نے آستینیں چڑھائیں راوی نے کہا۔ جب آپ نے کلائیوں سے کپڑا اٹھایا تو گویا میں آپ کی کلائیوں کی سفیدی دیکھتا ہوں پھر آپ نے اس پتھر کو اٹھا کر حضرت عثمان بن مظعون کے سر کے قریب رکھ دیا اور فرمایا اس پتھر سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان کرتا ہوں اور میرے اہل میں جو وفات پائے گا اس کے پاس دفن کروں گا۔''

۳۔ علامہ عینی عبدۃ القاری میں تحریر فرماتے ہیں: و ضرب عمرؓ قبر زینب بنت جحش فسطاطاً.
''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ لگایا۔''

۴. و ضرب محمد بن الحنفية على قبر ابن عباس فسطاطاً.
''محمد بن حنفیہ نے حضرت ابن عباس کے مزار پر خیمہ نصب فرمایا۔''

۵. تفسیر روح البیان میں ہے: فبناء القباب على قبور الاولياء والصلحاء ووضع الستر والعمائم والثياب على قبورهم امر جائز. ''اولیاء وصلحاء کی قبروں پر قبے بنانا، چادریں وعمامے کپڑوں کا ڈالنا ایک امر جائز ہے۔''

علامہ محقق ابن ہمام صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں:

۱. الاتفاق على حرمة مسلم ميتة كحرمته حياً.
''یہ امر متفق علیہ ہے کہ مردہ مسلمانوں کی عزت زندہ کی طرح کی جاتی ہے۔''

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے ابن شیبہ روایت فرماتے ہیں: اذى المؤمن فى موته كا ذاء فى حياته.

''مومن کو مرنے کے بعد اذیت دینا ایسا ہے جیسے اسے زندگی میں اذیت پہنچائی۔''

۳۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کو اذیت پہنچانے سے منع فرمایا۔ حضرت عمارہ بن حزم سے مروی ہے۔ رأنى جالساً على قبر فقال يا صاحب القبر انزل لا توذ صاحب القبر ولا يوذيک. ''اے قبر پر بیٹھنے والے قبر سے اتر اور صاحب قبر کو ایذا نہ پہنچا نہ وہ تجھے ایذاء پہنچائے۔''

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ صاحب قبر کو ایذا نہ پہنچائی جائے، دوسرے یہ کہ صاحب قبر بھی اذیت پہنچا سکتا ہے۔ احادیث شریفہ، اقوال صحابہ وعلماء اتقیا سے یہ بات بدرجۂ اتم محقق ہے کہ اہل قبور کو شعور وادراک ہوتا ہے۔ وہ سلام کا جواب دیتے ہیں، تلاوت کلام پاک سے انہیں مسرت حاصل ہوتی ہے۔ ان کے لئے ایصال ثواب کرنا دین دنیا کی بڑی نعمت ہے۔ وہ دفن کے بعد واپس جانے والوں کی جوتیوں کی آواز سنتے ہیں، شہدائے کرام کے لئے قرآن پاک نے فرمایا۔ انہیں مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں۔ تم نہیں جانتے وہ خدا کے پاس سے رزق پاتے ہیں۔ خصوصاً انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ شہداء اور غیر انبیاء سے کہیں زیادہ افضل ہے، وہ بدرجۂ اتم حیات وافضل ہیں۔ ایک جگہ حدیث میں وارد ہے۔

ان الله تعالىٰ حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء. (عن ابی داؤد) ''بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے جسد کا کھانا حرام کر دیا۔''

حضرت ائمہ وفقہا مجتہدین کے بعض اقوال شریفہ غلاف و چادر وغیرہ ڈالنے کے بارے میں: حضرت ائمہ کرام و مجتہدین عظام نے غلاف کعبہ سے استناد فرماتے ہوئے مزارات پر چادریں، غلاف وضریحات ڈالنے کو جائز ٹھہرایا چنانچہ تنقیح

Marfat.com

الفتاوی الحامدیہ میں علامہ محمد بن عابدین نے کشف النور عن اصحاب القبور۔ مصنفہ علامہ نابلسی قدس سرہ سے نقل فرمایا:

ا۔ ان کان القصد بذلک التعظیم فی اعین العامة حتیٰ لا یحتقروا صاحب ھذا القبر الذی وضعت علیه الشیاب والعمائم و جلب الخشوع والادب لقلوب الغافلین الزائرین لان قلوبھم حاضرة عندالحضور فی التأدب بین یدی اولیاء اللہ تعالیٰ المدفونین فی تلک القبور کما ذکرنا من حضور روحانیتھم المبارکه عند قبورھم فھو امر جائز لا ینبغی النھی عن لان الاعمال بالنیات ولکل امر مانویٰ.

ا۔ ''یعنی اگر چادر وغیرہ ڈالنے سے عوام کی نگاہ میں مزارات اولیاء کرام کی عظمت پیدا کرنا ہوتا کہ جس مزار پر کپڑے عمامے رکھے جائیں اس کو ولی کا مزار جان کر اس کی تحقیر سے باز آئیں اس لئے کہ زیارت کرنے والے غافلوں کے دلوں میں خشوع وادب پیدا ہو کیونکہ مزارات اولیاء کی حاضری کے وقت ان کے دل ادب کے لئے تابعدار نہیں ہوتے، ہم بیان کر چکے ہیں کہ مزارات کے پاس اولیائے کرام کی روحیں حاضر ہوتی ہیں تو اس نیت سے چادریں وغیرہ ڈالنا جائز ہے جس سے ممانعت نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے اس کی نیت پر بدلہ ہے۔''

۲۔ صاحب ردالمختار فرماتے ہیں: ولکن نقول الآن اذا قصد به التعظیم فی عیون العامة کی لا یحتقروا صاحب القبر و لجلب الخشوع والادب الغافلین الزائرین فھو جائز.

''لیکن اس وقت ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر چادر وغیرہ ڈالنے سے عوام کی نگاہوں میں مزارات کی عظمت پیدا کرنا ہو کہ وہ صاحب قبر کی تحقیر نہ کریں اور غافلوں کے دلوں میں خشوع و ادب پیدا ہو تو جائز ہے۔''

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

۳۔ قد اباح السلف البناء علیٰ قبر المشائخ والعلماء المشھورین لیزورھم الناس ولیستریحوا بالجلوس فیه.

''اسلاف کبار نے مشائخ وعلماء کی قبر پر بنا کو جائز رکھا ہے تا کہ لوگ زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر استراحت کریں۔''

مزارات پر چراغاں کرنا: خانقاہوں، مزارات پر روشنی کرنا درست ہے تا کہ زائرین آرام وسکون کے ساتھ قرآن خوانی کر سکیں۔ حضرات علمائے متقدین نے حضرت تمیم داری صحابی رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے سند لی ہے۔ علامہ عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

ا۔ وکان التمیم الداری من افاضل الصحابه وله مناقب و ھو اول من اسرج المسجد.

''حضرت تمیم داری افاضل صحابہ میں ہیں جن کے بہت سے مناقب ہیں۔ آپ وہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے مسجد نبوی میں چراغاں کیا۔''

انہیں حضرت تمیم داری کے متعلق اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ کے صفحہ ۲۶۲ پر جو عبارت درج ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہا سراج غلام تمیم داری نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم حاضر ہوئے۔ ہم سب تمیم داری کے پانچ غلام تھے۔ میرے آقا نے مجھے حکم دیا تو میں نے مسجد نبوی کو زیتون کے تیل سے چراغ جلا کر منور کر دیا۔ اس سے پہلے مسجد نبوی میں خورمہ کی لکڑی جلا کر

Marfat.com

تھی، حضور نے فرمایا۔ تمہارا نام کیا ہے، میں نے عرض کیا فتح، فرمایا نہیں اس کا نام سراج ہے۔

عارف باللہ حضرت عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

واما اذا کان موضع القبور مسجداً او کان قبر ولی من الاولیاء و عالم من المحققین تعظیماً لروحه المشرفة علی قرب جسده کاشراق الشمس علی الارض اعلاماً للناس انه ولی لیتبر کوا اویدعوا الله تعالیٰ عنده فیستجاب لهم فهو امر جائز لا منع منه والاعمال بالنیات. (حدیقة الندیة)

"قبرستانوں میں چراغوں کے جلانے کی ممانعت صرف اس صورت میں ہے کہ بالکل نفع سے خالی ہو ورنہ اگر وہاں مسجد ہے یا گزرگاہ ہے یا کوئی بیٹھتا ہے یا کسی عالم وولی ومحقق کا مزار ہو اس کی روح مبارک اپنا پرتو ڈالتی ہے جیسے زمین پر آفتاب اس کی تعظیم کے لئے چراغاں کیا جائے تا کہ لوگ جانیں کہ یہ ولی اللہ کا مزار ہے اس سے برکت حاصل کریں اور اس کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں تا کہ ان کی دعا قبول ہو تو یہ جائز ہے جس کی ہرگز ممانعت نہیں ہر کام کا دارومدار نیت پر ہے۔"

مذکورہ بالا اقوال شریفہ سے امور مستفسرہ کی ایک حد تک وضاحت ہوگئی۔ اس سے زیادہ کے لئے کتب شریفہ میں تفصیلات موجود ہیں، پس صلحاء واتقیاء کی زیارت کرنا۔ انہیں شعور وادراک ہونا، ان کی قبور کا احترام واعزاز کرنا ثابت الاصل ہے اور ان کی قبروں پر غلاف ڈالنا ضریح بنانا صحیح ہے۔ حضرات اہل سنت کے مشاہیر علماء وصوفیاء نے ہر ایک عنوان پر تفصیلی رسائل تحریر فرمادیئے ہیں۔ یہ فتویٰ مختلف مسائل پر مختصراً قلم بند کیا گیا ہے اور اس کے اندر دلائل بھی اختصار سے ہی درج کئے گئے ہیں۔

العبدالفقیر المجیب الحقیر
محمد عبدالحامد القادری المعینی البدایونی

تصدیقات علمائے کراچی

[1] الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین صلی الله علیه وسلم : حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کا جواب حق و صواب ہے۔ قبور اولیاء کا احترام، ان کی عظمت کے اعتبار کے لئے چادر و غلاف ڈالنا، زائرین کے آرام کے لئے قبے بنانا شرعاً مستحب ہے۔ والله تعالیٰ اعلم و علمه اتم واحکم (محمد عمر النعیمی)

[2] حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری مدظلہ کا یہ جواب حق وثواب ہے۔ بزرگان دین کے قبروں کی زیارت کرنا موجب برکت ہے اور ان کے مزارات کو ممتاز کرنا تمام دیار و امصار اسلامی میں اچھا سمجھا جاتا ہے۔ وما راٰہ المسلمون حسنا فهو عندالله حسن والله تعالیٰ اعلم. (فقیر عبدالمصطفیٰ ازہری غفرلہ شیخ الحدیث، دارالعلوم امجدیہ، کراچی)

الجواب صحیح :

[3] محمد مظفر احمد غفرلہ دارالافتاء فریئر روڈ، کراچی [4] رضاء المصطفیٰ، خطیب نیومیمن مسجد، کراچی [5] فقیر ناصر جلالی۔ [6] محمد حسن حقانی، خطیب مکرانی مسجد، کراچی [7] حکیم مقصود حسن قادری رضوی پیلی بھیتی [8] محمد شفیع غفرلہ اوکاڑوی، خطیب عیدگاہ، کراچی [9] فقیر ضیاء القادری [10] فقیر غلام قادر کشمیری [11] جمیل احمد النعیمی خطیب صرافہ مسجد، کراچی [12] المجیب مصیب شاہ احمد النورانی صدیقی القادری [13] فقیر عبدالسلام قادری (سجادہ نشین سلسلہ قادریہ) [14] سید نورالاسلام قادری [15] فقیر شاہ امیر احمد واعظ قادری جودھپوری [16] فقیر محمد شریف [17] محبوب رضا خطیب کھوری گارڈن، کراچی [18] محمد محسن فقیہ الشافعی [19] سید شجاعت علی (خطیب ناظم آباد، کراچی)

Marfat.com

تصدیقات علمائے حیدرآباد سندھ، شہداد پور و سکھر

[20] حضرات اولیاء کرام و علمائے عظام مذکورات مندرجہ بالا سے متفق اور اس پر عامل ہیں۔ ان کے پاس دلائل واثبات کے لئے کافی مواد موجود ہے۔ میرا اصول یہ ہے کہ میں مزارات بزرگان طریقت پر حاضری دیتا اور بعض سے استفادہ کرتا ہوں (صبغتہ اللہ پیر ایرانی) [21] هذا هوالحق والحق احق ان يتبع : العبد الضعيف فقیر محمد عبدالحمید قادری بریلوی عفی عنہ (خطیب میمن مسجد، شہداد پور)

علماء ضلع سکھر و پیر گوٹھ

[22] باسمه تعالى شانه نحمده و نصلي و نسلم على حبيبه الكريم و على آله و اصحابه واتباعه اجمعين :

امابعد: ایک تازہ فتوی مرتبہ حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی صدر مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام کراچی، نظر سے گذرا جس میں واضح کیا گیا ہے کہ مقربین بارگاہ احدیت کے مزارات پر بغرض امتیاز و شرعی تعظیم قبب وغیرہ عمارات قائم کرنا بلاشبہ مسنون و مستحسن فعل ہے، تاکہ ان کے مخلص و معتقدین اطمینان و آرام کے ساتھ قرآن خوانی یا تسبیح و تحلیل وغیرہ اذکار وادعیہ ادا کر کے ایصال ثواب کا شرف حاصل کر سکیں اور دنیا دیکھے اور عزت حاصل کرے کہ صحیح معنوں میں خدا پرست اور خدا تعالی کی طرف بلانے والے حضرات کا مقام کتنا بلند و ممتاز ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورۂ جاثیہ میں قرآن مجید نے مجرمین و منکرین کو نہایت وضاحت سے تنبیہ فرمائی۔

"ام حسب الذين اجتر حوالسيئات ان نجعلهم كالذين آمنوا و عملواالصلحت سوأء محياهم ومماتهم ساء ما يحكمون" (سورۂ جاثیہ، پارہ ۲۵، رکوع ۱۸)

"کیا جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کی زندگی و موت ان کے برابر ہو جائے کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں۔"

یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ محبوبان الہی جل شانہ کی زندگی بھی ممتاز ہے اور ممات بھی ممتاز ہے۔

زندہ جاوید ہیں سوز محبت کے قتیل
یہ شرر ٹھنڈے نہیں ہوتے ہیں بجھ جانے کے بعد

امتیازی شان ظاہر کرنے کے لئے خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام اور تابعین عظام نے مزاراتِ مقدسہ پر عمارات تعمیر کرائیں۔ خیمے لگوائے جیسا کہ فتوی مذکور میں درج ہے اور مزید یہ کہ صحیح بخاری، جلد اول، صفحہ ۲۸۶۔ باب قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے اپنی گورنری کے وقت جو ولید بن عبدالملک کے زمانے میں تھے، حضور انور علیہ الصلوۃ والسلام کے روضۂ مقدسہ کی دیواریں از سر نو تعمیر کرائیں جب کہ حضرت فاروق اعظمؓ کی تعمیر کردہ دیواریں گر پڑیں جو کچی اینٹوں کی تھیں۔

"لما سقط عليهم الحائط في زمن الوليد بن عبدالملك اخذوا في بنائه. (الحديث)

اس کے تحت امام محدث علامہ بدرالدین محمود عینی نے تحریر فرمایا۔ اول من "بنى جداراً عمر بن الخطاب" اور علامہ نورالدین علی سمہودی، متوفی ۱۰۱۱ھ، خلاصۃ الوفا، مطبوعہ قاہرہ، ص ۱۹۶ فصل "فيما يتعلق بالحجرة المنيفة" میں تصریح فرماتے ہیں کہ "لم يكن على عهد النبي صلى الله عليه وسلم حائطاً فكان اول من بنى عليه جدا راً عمر بن الخطاب" یعنی روضۂ نبوی کی پہلی دیواریں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے تعمیر کرائیں اور مزارات پر تعمیر عمارات شان نبوت و رسالت سے مخصوص نہیں کیوں کہ حضرات شیخین کے مزارات بھی اسی روضۂ مقدسہ میں ہیں۔

روضۂ مقدسہ و کعبہ معظمہ پر زائرین کا احترام کے ساتھ نظر جمائے رکھنا ایک بابرکت قربت ہے، جیسا کہ خلاصۃ الوفاء، مطبوعہ قاہرہ، صفحہ ۹۰ میں ہے: "ويدام النظر الى الحجرة الشريفة

Marfat.com

فانه عبادة قياساً على الكعبة فاذا كان خارج المسجد ادام النظر الى قبتها مع المهابة والحضور." یعنی ہر زائر کا خلوص قلب اور ادب سے حجرۂ شریفہ کی طرف ہمیشہ نظر کرنا ایک قربت ہے اسے کعبہ پر قیاس کیا گیا ہے۔ پھر اگر زائر مسجد نبوی سے باہر ہے تو گنبد خضرا کی طرف نظر رکھے اور کیوں نہ ہو کہ جس مزار کو حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اقدس سے مس ہونے کا شرف حاصل ہے، کعبہ معظمہ اور عرش سے رتبے میں بڑھ کر ہے جیسا کہ درمختار اور ردالمختار میں تصریح ہے۔ "ماضم اعضائه عليه الصلوٰة والسلام فا نه افضل مطلقاً حتى من الكعبة والعرش والكرسى" (جلد۱، صفحہ۱۷۸، آخر کتاب الحج)

یعنی جو جگہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدن مبارک سے ملی ہوئی ہے وہ بہر حال سب سے افضل و اعلیٰ ہے اور وہ کعبہ معظمہ عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔ علامہ شامی تشریح فرماتے ہیں:

"قال فى اللباب والخلاف فيما عدا موضع القبر المقدس فماضم اعضائه الشريفة فهو افضل بقاع الارض بالاجماع". یعنی مزار شریفہ کے علاوہ دوسرے مقامات کی افضلیت میں اختلاف ہے کیونکہ جو مقام اعضائے شریفہ سے متصل ہے وہ تو اجماعاً ساری زمین سے افضل ہے ہی۔ "وآخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيدالمرسلين و خاتم النبيين محمد و آله و اصحابه و اتباعه اجمعين- حررہ محمد صاحب دادخاں غفرلہ رب العباد (جامعہ راشدیہ، پیر گوٹھ)

[23] الجواب صحیح : فقیر محمد صالح (خطیب جامع مسجد درگاہ شریفہ، پیر گوٹھ، ضلع سکھر) [24] الجواب صحیح :الفقیر عبدالصمد غفرلہ اوحد [25] الجواب صحیح : کریم بخش مدرس جامعہ راشدیہ، پیر گوٹھ

تصدیقات علمائے بلوچستان

[26] مذکورہ بالا جوابات حضرت علامہ بدایونی مدظلہ عالی صحیح و درست ہیں۔ صحیح عقیدہ قرآن و حدیث کی روشنی میں وہی ہے جو حضرت مجیب اول نے تحریر فرمایا "خداوند تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایمان کی حلاوت و روشنی عطا فرمائے آمین۔" سید عبدالرزاق بخاری خطیب جامع مسجد پیر بخاری کوئٹہ۔[27] الجواب صحیح : سید اللہ رکھا (خطیب جامع مسجد۔ میاں محمد اسماعیل اسلام آباد، کوئٹہ)[28] اطہر القادری عفی عنہ[29] میر افضل کوٹلوی۔ [30] طاہر القادری۔[31] سید عبدالولی (خطیب مسجد حنفیہ)[32] محمد اسماعیل

تصدیقات حضرات علماء کرام ریاست بہاول پور

[33] الجواب صحیح : گل محمد قادری (خطیب جامع مسجد)[34] فقیر سید علی اکبر بخاری (خطیب جامع مسجد)[35] فقیر محمد نواز (مفتی و صدر المدرس مہتمم دار العلوم جامعہ محمدیہ رضویہ رحیم یار خان)[36] علی بخش (مدرس مدرسہ جامعہ رضویہ)[37] غلام قادر (امام مسجد، خواجگان)[38] محمد مہر اللہ افغانی، [39] عبدالکریم (مدرس جامعہ رضویہ)[40] فقیر غلام قادر (امام مسجد مدنی)[41] فقیر محمد اللہ (امام عیدگاہ)[42] احمد حسن (خطیب عباسی مسجد)[43] قاری ابوالحسن خطیب۔

تصدیقات علمائے ڈیرہ غازی خان

[44] قد اصاب فيما اجاب : فقیر غلام جہانیاں (مفتی و صدر المدرس دار العلوم معینیہ، جامع مسجد ڈیرہ غازی خاں)

[45] الجواب صحيح والمجيب نجيح : فقیر کلیم اللہ عفی عنہ (مدرس۔ مدرسہ معینیہ)[46] احمد یار علی عفی عنہ (نائب مدرس مدرسہ معینیہ) [47] عبدالنبی المختار (مدرس مدرسہ معینیہ) [48] فقیر حافظ اللہ یار فریدی (مدرس مدرسہ معینیہ)

[49] الجواب الصحيح : فقیر غلام حیدر عفی عنہ [50]

Marfat.com

حضرت علامہ مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کا جواب بلا ریب حق وصواب ہے۔ بزرگان دین کے مزارات پرانوار پر قبے تعمیر کرنا غلاف چڑھانا بزرگان دین کی سنت ہے اور حضور سیدنا یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی ما رآہ المومنون حسناً فھو عنداللہ حسن کے مطابق ہے۔ زیارت بزرگان دین آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت قولی وفعلی ہے۔

انہ یاتی علی قبور الشھداء فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ھکذا یفعلون.

خلاصہ بزرگان دین کے مزارات اور حاضری دینا سنت قولی وفعلی ہے اور روضہ جات وغیرہ بنانا مؤمنین وصالحین کا فعل ہے۔ جس کی تائید میں آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وارد ہے۔ ''ھذا ما عندی العلم عنداللہ.'' احمد حسن قریشی (مفتی و خطیب مرکزی جامع مسجد، ڈیرہ غازی خان)

تصدیقات علمائے ملتان وسیالکوٹ وتونسہ شریف

[51] ھذا ھوالحق احق بالا تباع ان ھذا لھوالحق المبین: سید مسعود علی قادری (مفتی مدرسہ انوار العلوم) [52] الفقیر السید احمد سعید کاظمی (مہتمم وشیخ الحدیث مدرسہ انوار العلوم) [53] الجواب الصحیح : امیر علی خان گیاوی (مدرس ومفتی مدرسہ انوار العلوم) [54] الجواب الصحیح : عبدالکریم (مدرس انوار العلوم) [55] الجواب الصحیح : فقیر غلام مصطفیٰ (مدرس انوار العلوم) [56] الجواب الصحیح : فقیر سید سعادت علی (مدرس مدرسہ انوار العلوم) [57] الجواب الصحیح : محمد جان (مدرس انوار العلوم) [58] الجواب الصحیح : فقیر محمود سدیدی (مدرس انوار العلوم) [59] محمد منظور احمد خاں (مدرس مدرسہ انوار العلوم) [60] حامد علی خان نقشبندی مجددی [61] الجواب ھوالصواب : سید حیدر حسین شاہ (علی پور سیداں ضلع سیال کوٹ) [62] جزاہ اللہ خیراً من کتب ھذا الجواب بالصواب : غلام نظام الدین محمود سلیمانی (سجادہ نشین، تونسہ شریف) [63] غلام فخر الدین نظامی [61] غلام محی الدین۔

تصدیقات علمائے لاہور وگجرات وسرگودھا

[65] بلاشبہ مزارات مقدسہ کی تعظیم واحترام ہر مسلمان پر واجب اور تقویٰ القلوب کی علامت ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے :

''و من یعظم شعائر اللّٰہ فانھا من تقوی القلوب.''

مخدوم فاضل حضرت علامہ اجل محقق مجیب مدقق مجیب لبیب کے جوابات حق وصواب ہیں۔

انی مصدق لذلک: محمد حسین نعیمی (مہتمم دارالعلوم جامعہ نعیمیہ، لاہور)[66] الجواب الصحیح: قاری غلام رسول (جامعہ نعیمیہ، لاہور) [67] المجیب مصیب: غلام معین الدین نعیمی غفرلہ [68] محمد یوسف (خطیب مسجد شاہ غوث) [69] محمد اسماعیل۔[70] محمد فاروق سیالوی (خطیب جامع مسجد)[71] سید طالب حسین شاہ نقش بندی (خطیب جامع مسجد مغل پورہ، لاہور)[72] قاری عبدالحمید قادری[73] سید محمد اشرف کاظمی (خطیب جامع مسجد، مدرس انجمن نعمانیہ)

[74] ھذا ھوالحق والحق احق ان یتبع :ارشد پناہوی القادری (خطیب جامع مسجد وناظم اعلیٰ اسلامی اکادمی)[75] الحمدللہ الولی الماجد والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد الحامد و علی آلہ و صحبہ و ابنہ الغوث الاعظم شیخ الاماجد و بعد قد طالعت ھذہ العجالۃ النافعۃ التی الفھامۃ العلامۃ المجاھد الحاج الشاہ محمد عبدالحامد القادری البدایونی فوجد تھا موافقۃ للحق والصواب و للّٰہ علی ما اقول شھید : محمد اعجاز رضوی (خادم العلم فی الجامعۃ النعیمیہ، لاہور) [76] من اجاب فقد اصاب: احمد حسن (خطیب عیدگاہ، گجرات)[77] الجواب

Marfat.com

صحیح و صواب والمجیب اللبیب مصیب و مثاب: محمد سعید احمد خان نقشبندی (مدرس نعمانیہ، لاہور) [78] فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہ (ناظم و مفتی حزب الاحناف، لاہور) [79] الجواب صحیح : فقیر عزیز احمد القادری (مفتی وخطیب عیدگاہ، لاہور) [80] محمد مختار اشرفی (گجرات) [81] المجیب مصیب : سید محمود احمد رضوی [82] فقیر غلام قادر اشرفی (خطیب) [83] الجواب صحیح : سید احمد شاہ (مدرس خدام الصوفیاء) [84] پیرزادہ سید حامد علی شاہ (خطیب سرگودھا) [85] حصول برکت وقبولیت دعا وغیرہ مصالح خیر کی نیت سے قبور صلحاء پر حاضری نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اپنا یہ فعل حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر شریفہ کے ساتھ صریحاً بیان کر دیا ہے۔ کما قال الشامی۔ اللہ و رسولہ اعلم: موسیٰ محمد قادری (خطیب جامع مسجد، حسن آباد) [86] فقیر محمد (خطیب جامع مسجد مسلم پارک، لاہور) [87] عبدالغفور خطیب [88] محمد اللہ دتا (خطیب جامع مسجد حنفیہ) [89] احمد علی قصوری (خطیب جامع مسجد قلعہ گوجر سنگھ) [90] نور محمد (خطیب جامع مسجد، گورنر ہاؤس) [91] صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری (سجادہ نشین، شرق پور شریف)

تصدیقات علمائے لائل پور

[92] الجواب صحیح : فقیر محمد معین الدین شافعی غفرلہ (خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام، لائل پور) [93] ابوالجیب محمد ابراہیم رضوی غفرلہ [94] لاریب فیہ من اجاب الجواب صحیح و صواب والمجیب مصیب و مثاب واللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم : محمد قاسم قادری [95] فقیر ابوسعید محمد امین غفرلہ (خادم دارالافتاء، جامعہ رضویہ، لائل پور)

تصدیقات علمائے منٹگمری

[96] الجواب صحیح : ابوالخیر محمد نور اللہ (دارالعلوم حنفیہ) [97] المجیب مصیب : ابوالضیاء محمد یار (صدر المدرسین ادارالعلوم حنفیہ) [98] محمد صدیق (مہتمم دارالعلوم حنفیہ) [99] صح الجواب : محمد رمضان نوری (مدرس دارالعلوم حنفیہ) [100] ابوالبقا محمد حبیب اللہ (مدرس دارالعلوم حنفیہ) [102] محمد نصر اللہ (مدرس دارالعلوم حنفیہ)

[103] ہاشم علی نوری [104] عبدالرسول [105] سید محمد اشرف البخاری (دارالافتاء دارالعلوم حنفیہ)

تصدیقات علمائے گوجرانوالہ

[106] حضرت علامہ بدایونی کا ترتیب دیا ہوا جواب حق و صواب ہے، ہم لوگ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ محمد شریف خطیب جامع مسجد، کرشنا نگر [107] محمد اسحٰق [108] محمد شریف (خطیب جامع مسجد نور)

تصدیقات علمائے کشمیر

[109] محمد امین الدین قریشی [110] عبدالکریم عفی عنہ (ضلع میرپور، کشمیر) [111] ہم سب لوگ حضرت مولانا بدایونی صاحب مدظلہ کے فتوے کی تصدیقات کرتے ہیں۔ الحاج بلور جمیر (خطیب آزاد کشمیر)

تصدیقات علمائے راولپنڈی

[112] محمد عارف اللہ قادری (مہتمم دارالعلوم احسن المدارس)

[113] محمد اکرم [114] خادم العلماء محمد اسرار الحق (مہتمم مدرسہ اسرار العلوم) [115] سید ابوتراب محمد قاسم شاہ (خطیب جامع مسجد [116] حکیم ولی حسین (خطیب نورانی مسجد)

[117] حافظ عبدالغفور غفرلہ [118] ابوالخیر حسین الدین

[119] صوفی غلام محمد نقشبندی [120] حافظ تاج محمد قادری

[121] محمد حاجی فضل الٰہی [122] محمد نعمان (مدرس احسن المدارس) [123] محمد روشن (جامع مسجد رحمانی)

Marfat.com

تصدیقات علمائے پشاور

[124] سید محمد امیر شاہ (سجادہ نشین درگاہ عالیہ)[125] گل محمد (خطیب جامع مسجد غوثیہ)[126] حافظ فضل محمود (خطیب جامع مسجد نمک منڈی)[127] سید مبارک شاہ گیلانی [128] گل فقیر احمد (خطیب جامع مسجد)[129] محمد فضل اللہ [130] محمد فضل الرحمٰن (خطیب مسجد قوت الاسلام)

تصدیقات علمائے مشرقی پاکستان

ہم لوگ حضرت مولانا بدایونی کے مرتب کردہ فتوے کی تصدیق کرتے ہیں۔

تصدیقات علمائے کھلنا

[131] محمد محی الدین (مدرسہ رضائے مصطفیٰ)[132] محمد عبدالاحد (پیش امام مسجد) [133] فضل کریم مصری [134] محمد عبدالوہاب [135] محمد علیم الدین مرشد آبادی [136] منیر احمد خطیب [137] محمد اسلام غفرلہ [138] احمد کبیر (مدرس سالم پور) [139] علاؤالدین (ضلع ٹیپارہ) [140] محمد مظفر احمد (مدرس مدرسہ خیریہ) [141] محمد خورشید عالم (مدرس مدرسہ خیریہ)

تصدیقات علمائے چاٹگام

[142] محمد فرقان (محدث مدرسہ عالیہ، چاٹگام) [143] محمد نذیر احمد (مدرس مدرسہ سبحانیہ) [144] جمال الدین احمد [145] محمد شمس الدین (مدرس مدرسہ سبحانیہ) [146] محمد مقبول احمد فاروقی (مدرس مدرسہ سبحانیہ) [147] علی اکبر (مدرس مدرسہ سبحانیہ) [148] محمد یونس (مدرس مدرسہ سبحانیہ) [149] محمد عبدالمعبود (مہتمم مدرسہ) [150] سید محمد شمس الاسلام کاظمی [151] محمد صابر احمد (مدرس) [152] محمد ابوبکر صدیق (مدرس مدرسہ عالیہ) [153] سید محمد عزیز الحق القادری شیر بنگال [154] محمد صدیق احمد [155] سید شمس الہدیٰ [156] محمد الطاف الرحمٰن [157] محمد مصطفیٰ غفرلہ [158] محمد ادریس (مہتمم مدرسہ) [159] محمد فیض احمد (خطیب چوک مسجد) [160] محمد وقار الدین (پرنسپل جامعہ احمدیہ سنیہ) [161] محمد شہاب الدین (خطیب) [162] جعفر احمد [163] صدیق القادری (مہتمم مدرسہ ضیاء العلوم) [164] محمد عبدالمنعم (مدرسہ عالیہ) [165] محمد فیض الرحمٰن

تصدیقات علمائے ڈھاکہ

[166] محمد شفیع حجۃ اللہ انصاری فرنگی محلی [167] محمد عنایت اللہ (خطیب وکٹوریہ پارک) [168] محمد وحید اللہ عفی عنہ [169] محمد یحییٰ علمی (خطیب ڈھاکہ)

تصدیقات حضرات علمائے اعلام ہندوستان

حضرات علمائے بدایوں

[170] بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اما بعد۔ حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری مدظلہ العالی کا جواب صواب ہے اور دلائل سے مزین ہے۔ بلاشبہ اولیائے کرام شعائر اللہ ہیں، ان حضرات کی عظمت وتوقیر قلوب کا تقویٰ ہے۔ **من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب** (القرآن)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے 'الطاف القدس' میں تحریر فرمایا کہ شعائر اللہ عبارت از قرآن وکعبہ وقبور اولیاء ہست وہر چہ منسوب بخدا۔

علامہ نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کی 'جواہر العقد' میں ہے "علماء شعائر اللہ ہیں"۔ لہٰذا ان شعائر دین مبین کی قبروں پر غلاف ڈالنا، قبے بنانا، زائرین کی نماز باجماعت کے لئے مسجدیں تعمیر کرنا، حاضرین اور تلاوت کلام پاک کے لئے روشنی کرنا سب مستحسن اور موجب اجر ہیں۔ اس لئے ان امور کے کرنے کا مقصد نہ فخر ومباہات ہے نہ نام ونمود بلکہ آیت اللہ کی عظمت اور زائرین کی راحت رسانی ہے۔ یہ اغراض صحیح ہیں۔ غرض صحیح کے لئے قبر کو بلند کرنے کا جواز علامہ ابن حجر محدث کی فتح الباری کی اس عبارت سے ظاہر ہے۔

Marfat.com

"اذا اعلی القبر لغرض صحیح لا بقصد المباهاة جاز"
علامہ ملا علی قاری محدث نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے صفحہ ۳۷۰ اور علامہ طاہر محدث نے مجمع البحار، جلد دوم، صفحہ ۷۶ پر قبوں کی غرض صحیح لکھ کر اباحت کا فتویٰ دیا ہے اور اسے اسلاف کبار نے نقل فرمایا ہے۔

"اباح السلف البناء علی قبور المشائخ والعلماء المشهورین لیزورهم الناس ویستریحو الجلوس فیه.
(مرقاۃ) (مجمع بحار الانوار دوم میں ہے)

"فقداباح السف ان یبنیٰ علی قبور المشائخ والعلماء المسلمین لیزورهم الناس و یستریحون بالجلوس فیه. "(اسی طرح چراغاں کرنے سے زائرین کی راحت، تلاوت کریم، فاتحہ خوانی کی سہولت اور غلاف وضریحات چڑھانے سے اظہار شرف صاحب قبر کا ہے۔ جو شعار اسلامی ہے۔(**واللہ اعلم بالصواب**)

محمد ابراہیم شمسی پوری فریدی (خادم الحدیث وصدر المدرس مدرسہ شمس العلوم، بدایوں) [171] الجواب صحیح : فقیر خواجہ نظام الدین قادری کان اللہ لہ (خادم الخدام آستانہ قادریہ، بدایوں شریف) [172] فقیر محمد عبدالحمید سالم قادری (مدرسہ قادریہ، بدایوں شریف) [173] المجیب مصیب : محمد طاہر القادری عفا اللہ عنہ (امام جامع مسجد شمسی، بدایوں شریف) [174] حاجی عبدالرحیم قادری بدایونی [175] الجواب حسن صحیح : محبوب حسن (مدرس مدرسہ شمس العلوم) [176] الجواب صحیح : محمد عبدالغنی لطیفی (صدر المدرسین، داتا گنج، ضلع بدایوں) [177] الجواب حق وصواب: سید آصف علی بدایونی [178] عبدالرشید غفرلہ

تصدیقات حضرات علمائے بریلی

[179] "الاحاکم الاحکام والعلم عندربنا العلام وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ الکرام الفقیر : مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ [180] محترم مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کا جواب حق ہے۔ سوالات مذکورہ کے لئے جواب کافی ہے جسے زیادہ منظور ہو وہ رسالہ اعلیٰ حضرت مجدد ملت حیات اموات فی سماع الاموات ملاحظہ کرے۔ ثناء اللہ اعظمی (صدر المدرس مدرسہ مظہر اسلام، مسجد بی بی جی، بریلی) [181] الجواب الصحیح : تحسین رضا مدرس (مدرسہ مظہر الاسلام، بریلی)[182] المجیب مصیب : محمد اعظم غفرلہ (مدرسہ مظہر الاسلام، بریلی) [183] الجواب حق وصواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب: معین الدین امروہی عفی عنہ [184] الجواب صواب: خواجہ مظفر حسین مظہر [185] محب الرضاء مدرس (مدرسہ مظہر الاسلام) [186] المجیب مصیب: مظفر حسین رضوی غفرلہ [187] الجواب صحیح : محمد شریف الحق امجدی خان رضوی (دار الافتاء، بریلی شریف)

تصدیقات علمائے مرادآباد

[188] الجواب حق وصواب: محمد یونس نعیمی (مہتمم جامعہ نعیمیہ، مرادآباد)[189] المجیب مصیب : محمد اجمل قادری (مفتی بلدہ، سنبھل)[190] ذلک کذلک : (محمد حسین مدرس مدرسہ عربیہ)

تصدیقات حضرت علماء دہلی

[191] حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری دام مجدھم کا جواب صحیح و مدلل بدلائل واضحہ ہے۔ بفحوائے حدیث پاک "انما الاعمال بالنیات"، عمل کی صحت کا مدار نیات پر ہوتا ہے، پس اس نیت سے اہل اللہ کی قبور پختہ بنانا اور ان پر چادریں ڈالنا کہ نگاہ عوام میں ان کا اعزاز واکرام باقی رہے۔ اور لوگ ان سے فیوض حاصل کریں، بلاشبہ جائز ہے اور محض تزئین کی نیت سے ناجائز، نیز اسی نیت سے اور زائرین کی آسائش اور دیگر نیات مباحہ متعینہ کے ساتھ ان پر قبے بنانا بھی جائز ہے۔ جو لوگ اس مسئلے میں بعض احادیث اور بعض عبارات فقہیہ سے شبہ پیش کرتے ہیں، ان کا میں

Marfat.com

اپنے رسالہ میں جواب دے چکا ہوں، اسے ملاحظہ فرمالیں۔ رہا زیارت مقابر اولیاء اللہ پر جانا، اس کے استحسان پر جملہ اہل سنت کا اتفاق ہے۔ اس میں کسی کو کیا کلام ہوسکتا ہے اور قبر پر روشنی سے اس کے اردگرد کی روشنی ہے، زائرین کے لئے اور یہ بھی جائز ہے۔ حضرت مولانا بدایونی کے فتوے کا یہی خلاصہ ہے جس میں اہل سنت کے لئے شبہ کی گنجائش نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (امام اہلسنّت) مفتی محمد مظہر اللہ عفا اللہ

[192] ابوالحسن زید فاروقی (سجادہ نشین شاہ ابوالخیر صاحب، جامع مسجد فتح پوری، دہلی)[193] مشرف احمد غفرلہ (مفتی فتح پوری، دہلی)[194] محمد عبدالرب (صدرالمدرس نعمانیہ مدرسہ)

تصدیقات علمائے راجپوتانہ مالوہ

[195] الجواب حق وصواب: محمد رضوان الرحمٰن غفرلہ (مفتی مالوہ)[196] المجیب مصیب: سید عبدالحق قادری (دھوراجی، کاٹھیاواڑ)[197] الجواب الصحیح: فقیر محمد حنیف الرحمٰن قادری (خطیب جامع مسجد شاہ پور، جے پور)

[198] ذلک ذلک: فقیر مختار حسین القادری و چشتی [199] محمد ضیاالحق فریدی نظامی (سیکھر، جے پور ریاست)

تصدیقات علمائے لکھنؤ فرنگی محل

[200] من اجاب فقد اصاب: محمد شفیع الانصاری (فرنگی محل)[201] محمد ہاشم انصاری (فرنگی محل)[202] المجیب مصیب الجواب صحیح: فقیر محمد صبغۃ اللہ شہید انصاری [203] محمد رضا انصاری (فرنگی محل)

تصدیقات علمائے گونڈہ

[204] مجھے حضرت مجیب اول کے جواب سے حرف بحرف اتفاق ہے۔ محمد دانش علی فریدی لکھیم پوری (صدرالمدرس مدرسہ عربیہ، تلسی پور، ضلع گونڈہ) [205] صحیح الجواب: عبدالنبی الہاشمی گورکھپوری[206] المجیب مصیب: محمد احمد حسین گونڈوی (مدرسہ عربیہ) [207] الجواب حق وصواب: ابوتراب حسین قادری (مفتی ومدرس مدرسہ عربیہ)

تصدیقات علمائے بنارس والہ آباد

[208] المجیب مصیب: محمد شمیم اشرف خان قادری (شیخ الادب جامعہ حبیبیہ، الٰہ آباد)[209] الجواب صحیح: محمد سلیمان غفرلہ (مدرس جامعہ رضویہ، مدن پورہ، بنارس) [210] الجواب صحیح: محمد نعیم اللہ خان (مدرس عربیہ، دریاآباد، ضلع الٰہ آباد) [211] قد صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ احکم واتم: فقیر ابوالمعالی شمس الدین احمد رضوی جونپوری خادم مدرسہ حمیدیہ بنارس [212] صوفی محمد سلیم اللہ قادری (امام شاہی مسجد بنارس)[213] الجواب حق: محمد باقر علی خان اشرفی (صدرالمدرس جامعہ فاروقیہ، بنارس) [214]ذلک کذلک: محمد نعمت اللہ قادری[215] قد اصاب من اجاب: محمد عبدالعزیز خاں (صدر مدرس جامعہ حبیبیہ، الٰہ آباد)[216] الجواب الصحیح والمجیب نجیح: محمد یونس نظامی قادری [217] الجواب صحیح: سید شاہ عزیز احمد (خانقاہ حلیمیہ، الٰہ آباد) [218] مشتاق احمد نظامی (پاسبان، الٰہ آباد)

تصدیقات علمائے کان پور

[219] نعم ما قال المجیب: فقیر محمد حسن عثمانی اشرفی الحنفی (خطیب جامع مسجد، کان پور)[220] الجواب صحیح: شاہ سید علی احمد قادری نقشبندی [221] الجواب صحیح: فقیر محمد محبوب اشرفی غفرلہ[222] قد اجاب من اجاب: فقیر غلام مصطفیٰ وارثی [223] المجیب مصیب: فقیر عبدالسمیع غفرلہ (صدرالمدرس مدرسہ حنفیہ، قلی بازار، کان پور)

تصدیقات علمائے کچھوچھ فیض آباد

[224] الجواب مصیب: (محدث اعظم ہند) ابوالحامد سید محمد

Marfat.com

اشرف جیلانی [225] الجواب صحیح: سید مظفر حسین کچھوچھوی [226] قد صح الجواب: سید محبوب اشرف کچھوچھوی [227] ذلک کذلک: محمد حسین رضوی اعظمی

تصدیقات علمائے مبارک پور

[228] الجواب ھوالصواب والمجیب مصیب و مثاب: عبدالعزیز عفی عنہ (صدر المدرس دار العلوم اشرفیہ، مبارک پور)[229] الجواب صحیح: عبدالمنان اعظمی (دار العلوم اشرفیہ، مبارک پور)[230] المجیب مصیب: عبدالرؤف غفرلہ (مدرس مدرسہ دار العلوم اشرفیہ، مبارک پور)

تصدیقات علمائے بندیل کھنڈ

[231] الجواب مصیب: وجود القادری [232] صحیح الجواب: خادم العلماء سید محمد احسن ربانی [233] من اصاب فقد اجاب: پیرزادہ سید مظہر ربانی غفرلہ [234] الجواب صحیح: حافظ سعید الدین (سجادہ نشین) [235] ذلک کذلک: پیرزادہ سید غازی ربانی غفرلہ [236] فقیر شمس الحق قادری [237] الجواب الصحیح: عبدالتواب صدیقی (صدر المدرس جامعہ قادریہ)

تصدیقات علمائے سی پی

[238] اولیائے کرام کے مزارات پر غلاف و چادریں ڈالنا، قبے بنانا، ان کی زیارت کے لئے جانا جائز و مستحسن ہے۔ (محمد عبدالرشید غفرلہ (مفتی جامعہ عربیہ اسلامیہ، ناگپور) [239] المجیب مصیب: (مفتی اعظم) محمد برہان الحق قادری (جبل پور)[240] من اجاب فقد اصاب: محمد عبدالجلیل النعیمی (صدر المدرس جامعہ عربیہ، ناگپور) [241] الجواب صحیح: غلام محمد خاں غفرلہ (دارالافتاء جامعہ عربیہ، ناگپور) [242] صحیح الجواب: سید محمد اشرف (صدر المدرس جامعہ عربیہ، ناگپور)

تصدیقات علمائے مغربی بنگال

[243] المجیب مصیب: خادم العلماء غلام رسول القادری (صدر المدرس، فیض العلوم، جمشید پور، ٹاٹانگر)

[244] الجواب حق و صواب: محمد حسین (خطیب ٹاٹانگر)

[245] فقیر شمس الہدیٰ قادری

تصدیقات علمائے کلکتہ

[246] الجواب صحیح: محمد مظفر الدین غفرلہ (کولوٹولہ اسٹریٹ) [247] ذلک کذلک: محمد انصار حسین (خطیب)[248] الجواب صواب: محمد عبدالرحیم [249] الجواب صحیح: محمد رمضان حسین قادری

تصدیقات علمائے بمبئی

[250] اللہ تعالیٰ مجیب محترم کو اجر دے مسائل کو واضح سے واضح الفاظ میں پیش فرمایا۔ فقیر محمد عاصم اشرفی (ناظم تبلیغ سیرت، مدن پورہ)[251] المجیب مصیب: حکیم شمس الاسلام [252] صح الجواب: ابو الضیاء قادری (خطیب) [253] فقیر بدرالدجیٰ القاری (خطیب مسجد)

تصدیقات علمائے مدارس و حیدر آباد دکن

[254] حضرت علامہ بدایونی کا جواب حق و ثواب ہے۔ فقیر محمد خلیل الرحمٰن غفرلہ المنان [255] حضرت مولانا بدایونی کا مرتب کردہ فتویٰ صحیح ہے جس پر علماء و مشائخ اہل سنت کا دیرینہ عمل ہے۔ بلاشبہ حضرات صحابہؓ و اہل بیتؓ و علماء و مشائخ کی قبور شریفہ کو پختہ کرنا چاہئے۔ ان کے قبے پر قبور کو نمایاں کیا جائے۔ جس قدر مسائل کو مولانا بدایونی نے پیش فرمایا وہ حق ہیں۔ (بادشاہ حسینی)

[256] المجیب مصیب: محمد حسین جیلانی (گلبرگہ شریف)

تصدیقات علمائے مدراس

[257] المجیب مصیب: فقیر محمد خلیل الرحمٰن [258] الجواب صحیح: عبدالرحیم قادری [259] صح

Marfat.com

الجواب: عبدالمتین قادری

تصدیقات علمائے کرام دمشق (شام)

[260] الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

و بعد: میں اس مبارک رسالے پر مطلع ہوا اور اس کے مشمولات سے خوشی و مسرت حاصل ہوئی اور میں اس میں درج امور کی مکمل تائید و توثیق کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو تمام مسلمانوں کی جانب سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ محمد حمدی الجوھجانی (دمشق)

[261] اس فتوے پر میں مطلع ہوا اور اس کی تائید و تصدیق کرتا ہوں۔ احمد عبدالدائم (مشیر محکمہ شرعیہ، دمشق) ۱۷ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ [262] مجھے اس رسالے کے مندرجات پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، اس میں ایصال ثواب، قبر پر چادر وغیرہ ڈالنے کے جواز پر واضح ثبوت موجود ہے، نیز صاحب قبر کا زائرین کو پہچاننے پر بھی بین ثبوت ہے، ہم نے اس فتوے کو اہل سنت و جماعت کی کتابوں کے مطابق پایا: محمد سعید البرہانی (دمشق) [263] محمد صبحی الجزرانی (سابق قاضی قدس شریف) [264] میں اس فتوے پر آگاہ ہوا اور اس کی مکمل تصدیق و تائید کرتا ہوں: عبدالھادی الصباغ (المدرس الدینی فی دائرۃ الفتویٰ العامۃ، دمشق) [265] میں نے اس فتوے کا مطالعہ کیا اور میں اس کی تائید کرتا ہوں: الحاج یعقوب بن الیاس (امام جامع الشمسی مہاجرین، دمشق) ۱۷ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ [266] بعد حمدہ تعالیٰ میں نے اس محکم و مناسب فتوے کو شریعت اسلامی کی روح پر پایا۔ اس میں انبیائے کرام و سلف صالحین کی تکریم و تعظیم پر مبنی امور ہیں، ہم اللہ رب العزت سے قوی امید کرتے ہیں کہ وہ ان انبیاء و اولیاء کے وسیلے سے ہمیں دنیا و عقبیٰ میں نفع عطا فرمائے گا میں تمام جوابات کے درست ہونے کی پوری تائید و تصدیق کرتا ہوں: عبداللہ ابراہیم الغلائینی (مفتی منطقہ قطنا، شام) ۱۸ محرم الحرام ۱۳۸۱ھ

[267] میں نے اس رسالے کے مشمولات کو دیکھا اور میں اس کی مکمل تائید کرتا ہوں، کیوں کہ یہ سنت مطہرہ کے موافق ہے اور یہ توفیق اللہ ہی کی جانب سے ہے: عبدالوہاب الصلاحی (صدر جمعیۃ مدارس التربیۃ الاسلامیۃ، خطیب جامع الحلبونی، دمشق) [268] محمد انیس الصلاحی (امام و خطیب جامع الثقفی، دمشق) [269] میں اس فتوے پر مطلع ہوا اور اس کی تصدیق و تائید کرتا ہوں۔ العبد الفقیر خالد سویملی (امام جامع الارناؤط، دمشق)

☆☆☆

آخری گزارش

فتوے کے بہت سے دستخط اس وقت ہندوستان سے آئے جب کہ فتویٰ پریس میں طبع ہو چکا تھا، اس لئے ہم معافی خواہ ہیں کہ وہ دستخط شامل نہ ہو سکے۔

پاک و ہند، قدس، دمشق، شام، مصر، عراق و ایران کے ہزارہا علماء و مشائخ نے ان فتاوے کی تصدیقات فرمائی ہیں۔ پورے عالم اسلامی کے مسلمانوں کا مطالبہ ہے کہ جلالۃ الملک المعظم السعود، حضرات صحابہ کرام، حضرات اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حضرات صلحاء و اتقیاء کے ان مزارات کو جو جنت المعلیٰ، جنت البقیع اور احد شریف میں منہدم کئے گئے، براہ کرم دوبارہ بنوائیں۔ ہر مزار پر ایک کتبہ لگایا جائے تاکہ ہر زائر اسے پڑھ کر اطمینان و سکون سے ایصال ثواب کر سکے۔ مزارات شریفہ پر پولیس کا پہرہ ختم کیا جائے تاکہ اپنے اپنے مذہبی معتقدات کے مطابق لوگ ایصال ثواب کر سکیں۔ اگر شہنشاہ سعود اپنے صرفہ سے یہ قبور شریفہ تیار نہیں کرا سکتے تو پاک و ہند اور عالم اسلامی کو اجازت دیں کہ وہ تیار کرائیں، مسلمانوں کے معتقدات و مسائل میں دخل دینے کا حق کسی سلطنت کو نہیں ہے۔ حرمین شریفین کی حاضری میں ہر طبقہ اپنے معتقدات کے مطابق معمولات ادا کرنے کا مجاز ہے۔ اسی طرح عالم اسلامی کے مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ گنبد خضریٰ

Marfat.com

کے وہ بوسیدہ پردے جو سالہا سال سے لٹک کر پارہ پارہ ہو چکے ہیں، انہیں اتار کر مصر سے آئے ہوئے نئے پردے لگائے جائیں۔

حرمین الشریفین میں جو تقاریر طبقۂ اہلسنت کے خلاف کی جاتی ہیں انہیں روکا جائے، ہر طبقہ خیال کو اس کا حق دیا جائے کہ وہ حاضری حرمین الشریفین کے مواقع پر حسن اخلاق کے ساتھ مواعظ شریفہ جاری رکھے اور مسائل دینی کی تبلیغ کر سکے۔ حج کے موقع پر خصوصیت کے ساتھ ایسی تقاریر کا ہونا جن سے جذبات میں اشتعال پیدا ہو فوراً بند ہونا چاہئیں۔ اگر جلالۃ الملک السعود المحترم اس واضح مسئلہ کا بغور مطالعہ فرمائیں تو ہمیں امید ہے کہ ان کی مسالم طبیعت و مزاج ہمارے مخلصانہ مشوروں کو قبول فرما کر قبروں، قبوں کی تعمیر کا حکم صادر فرمائیں گے تاکہ پاک و ہند اور عالم اسلام کے جذبات و خیالات میں سکون پیدا ہو اور تمام مسلمان دعائیں کریں۔

جس طرح جلالۃ الملک المعظم نے اب سے ٦ سال قبل تعمیر مسجد نبوی کے سلسلے میں مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کے وفد کی ملاقات میں پاک و ہند کے جذبات سماعت فرما کر احکام دے دیئے تھے کہ نہ تو گنبد خضرائے مقدسہ حکومت سعودیہ منہدم کرانا چاہتی ہے اور نہ تبرکات شریفہ میں کوئی تغیر و تبدل کیا جا سکتا ہے۔ شہنشاہ معظم کے اس حکم عالی کے بعد پاک و ہند اور عالم اسلامی کے مسلمانوں کے جذبات میں سکون پیدا ہو گیا اور آج تک دنیائے اسلامی جلالۃ الملک المعظم کو دعائیں دیتی ہے۔ ہمیں یہ بھی علم ہے کہ جلالۃ الملک المعظم عالم اسلامی کے جذبات و عقائد کی قدر و عزت فرماتے ہوئے ایسا کوئی اقدام نہیں فرمانا چاہتے جس سے وہ رنجیدہ ہوں۔

پس ان حالات کا اقتضا ہے اگر جلالۃ الملک المعظم حضرات صحابہ کرام و حضرات اہلبیت اطہار کے قبور کو از سر نو تعمیر کرا دیں اور طبقۂ اہل سنت کو جو دنیائے اسلام میں بھاری اکثریت رکھتا ہے، اس کے دل کی گہرائیوں میں تعمیر قبب و قبور اور اہل سنت کے معمولی کی ادائیگی میں رخصت و آزادی کا دیا جانا یہ ایک ایسا مبارک اقدام ہوگا جسے دنیائے اسلامی کبھی بھی فراموش نہیں کر سکے گی۔

پھر یہ بات قابل غور ہے کہ ہر متمدن ملک اپنے تاریخی آثار اور یادگاروں کی حفاظت کرنا اپنے لئے ضروری سمجھتا ہے، اس کے لئے آثار قدیمہ کے مستقل شعبے حکومت میں قائم ہیں۔ اگر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے نسبت رکھنے والے آثار بطور تاریخ محفوظ رکھے جا سکتے ہیں تو تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضرات صحابہ کرام و حضرات اہل بیت اطہار کے قبب و قبور عالم اسلامی میں محفوظ رکھے گئے ہیں۔ تاکہ اس طرح ہمارے مشاہیر کی یاد اور عظمت باقی رہے اور ان کی قبور سے لوگ استفادۂ روحانی کرتے رہیں۔ اگر قبب بنے ہوں گے تو وہاں زائرین سکون و طمانیت کے ساتھ بیٹھ کر تلاوت کلام پاک کریں گے، اس طرح اہل قبور کی ارواح شریفہ کو ایصال ثواب ہوتا رہے گا۔

تعمیر قبب و قبور میں بہت سی مصالح شرعیہ پوشیدہ ہیں جن پر شرک کے نظریہ سے ہٹ کر ٹھنڈے دل سے غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں امید واثق ہے کہ جلالۃ الملک المعظم جو اپنی فراست، تدبر و فہم، اخلاق، عالمگیر اتحاد کے قائل و عامل ہیں، فتویٰ کے مسائل اور ہمارے معروضات پر توجیہات خصوصی مبذول فرمائیں گے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جلالۃ الملک المعظم بااختیار حیثیت رکھتے ہیں اگر وہ کسی چیز کو کرانا چاہیں تو علماء اور غیر علماء کی مجال نہیں کہ وہ کوئی غلط اقدام فرامین شاہی کے بعد کر سکیں۔ اس بارے میں اگر جلالۃ الملک المعظم نے صحیح اقدام فرما لیا تو عرصہ دراز کی کشمکش دور ہو جائے گی اور اختلافات ختم ہو جائیں گے۔ ہم نے یہ معروضات بر بنائے اخلاص پیش کئے ہیں۔ امید و یقین ہے کہ ان پر جلد غور فرما کر اقدامات فرمائے جائیں گے۔

آزاد بن حیدر - ایم اے
ناظم نشر و اشاعت مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام
نمبر ٢١٤ - پیر کالونی، کراچی

Marfat.com

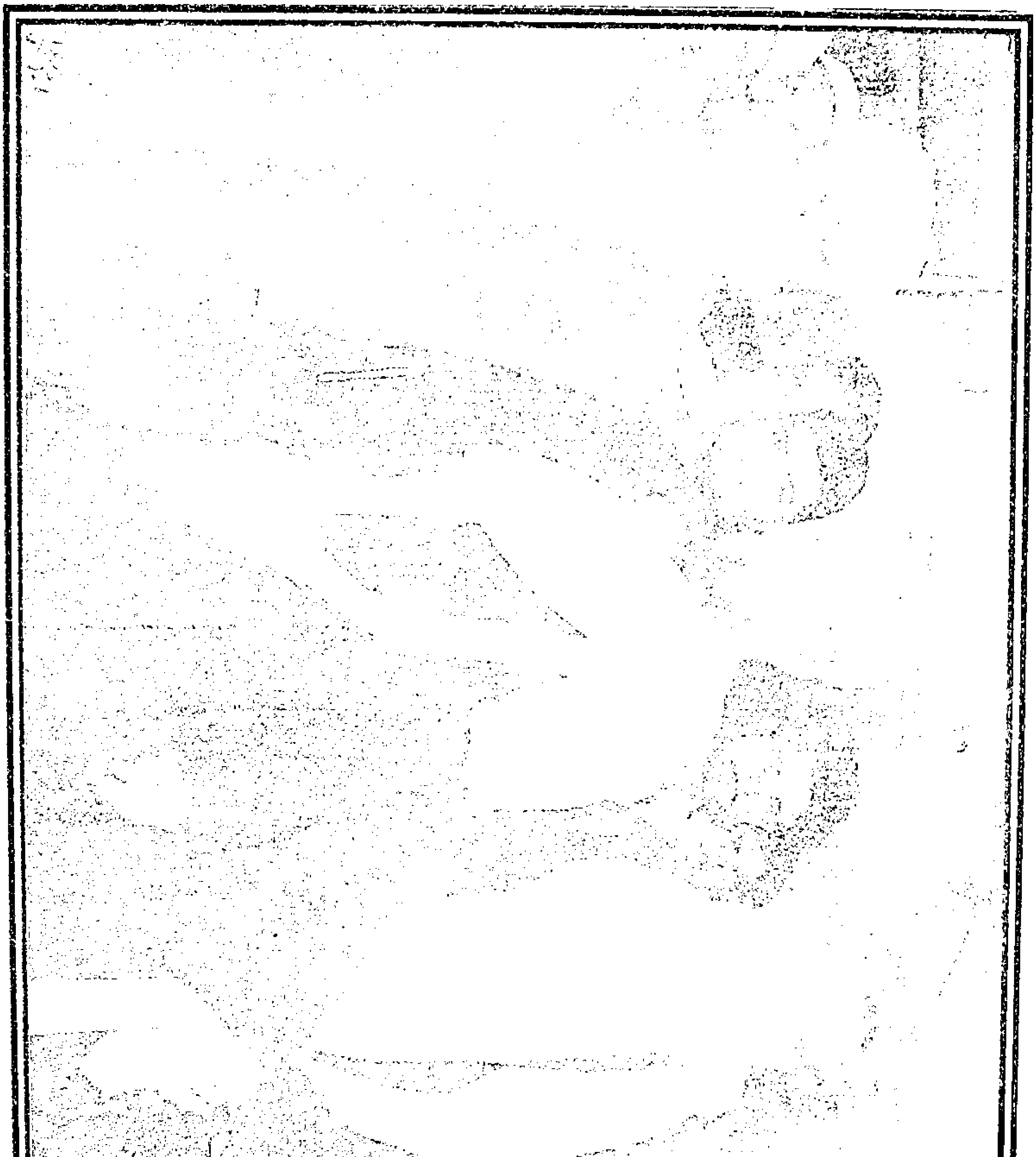

پیر صبغت اللہ مجددی کے اعزاز میں استقبالیہ۔ دائیں سے بائیں آزاد بن حیدر، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ موجود ہیں۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

وَلَا رَطۡبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِیۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم خاتم النبیین

علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

قرآن مجید وہ صحیفۂ قدرت ہے جو عالم انسانیت کی ہدایت کے لئے مکمل قانون کی شکل میں نازل ہوا۔ یہی نہیں کہ قرآن کریم نے ریگستانِ عرب کو منور کر دیا بلکہ کرۂ ارض کی ظلمت وتاریکی کو دور کر کے سارے زمانہ کو بقعۂ نور بنا دیا۔

قرآن کے نزول سے قبل دنیا میں ہر طرف باطل مسلط تھا۔ خدا پرستی کی جگہ بتوں کی پوجا ہو رہی تھی۔ بدکاریاں، بے حیائیاں کھلے بندوں جاری تھیں۔ اخلاق ختم ہو چکے تھے۔ وہ کون سی بدی تھی جو انسان نے اختیار نہ کر لی ہو۔ تمدن مٹ چکا تھا۔ انسان اپنے خالق کو بھول کر شیطان کے پھندے میں مبتلا ہو گیا تھا۔ بندے اور خدا کا تعلق قطعاً فنا ہو گیا تھا۔ ایک بھی دین ایسا نہ تھا جو اپنی اصلی صورت وحالت کے ساتھ باقی رہ گیا ہو۔

ان حالات میں ریگستان عرب سے فاران کی چوٹی سے عبداللہ کے گھر سے کعبہ کے در و دیوار سے ایک ذاتِ مطہر و اکمل (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نغمۂ توحید سنایا اور زمانہ کو دعوت دی کہ میں خدا کی ایک ایسی جامع کتاب لے کر مبعوث ہوا ہوں جو قیامت تک کے لئے اپنے اندر دستورِ حیات رکھتی ہے۔ اور کوئی تر و خشک چیز ایسی نہیں ہے جو اس کتاب مجید میں موجود نہ ہو۔

توحید، خدا پرستی، خشیت، بندہ اور خالق کا تعلق، اخلاقیات و عبادات معاملات، حقوق العباد، مسائل وراثت، تجارت، کسب حلال، تقسیم دولت و سرمایہ، امیر و غریب، حکومت، سلطنت، جمہوریت و مساوات، عدل و انصاف، طریقۂ حکمرانی، قوانین فوجداری و مالی، علم تاریخ، علم ہیئت و فلکیات، علم نجوم، ریاضی، سائنس، تسخیر سماوات والارض، انشاء و قلم، علم البحر، علم الارض جیسے فنون کو قرآن حکیم روزمرہ کی زبان میں ادا فرما گیا اور جس کی تفسیر حضور ہادئ عالم رحمت مجسم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقوالِ مبارکہ سیرت طیبہ سے فرمائی۔ مسلمانوں کے

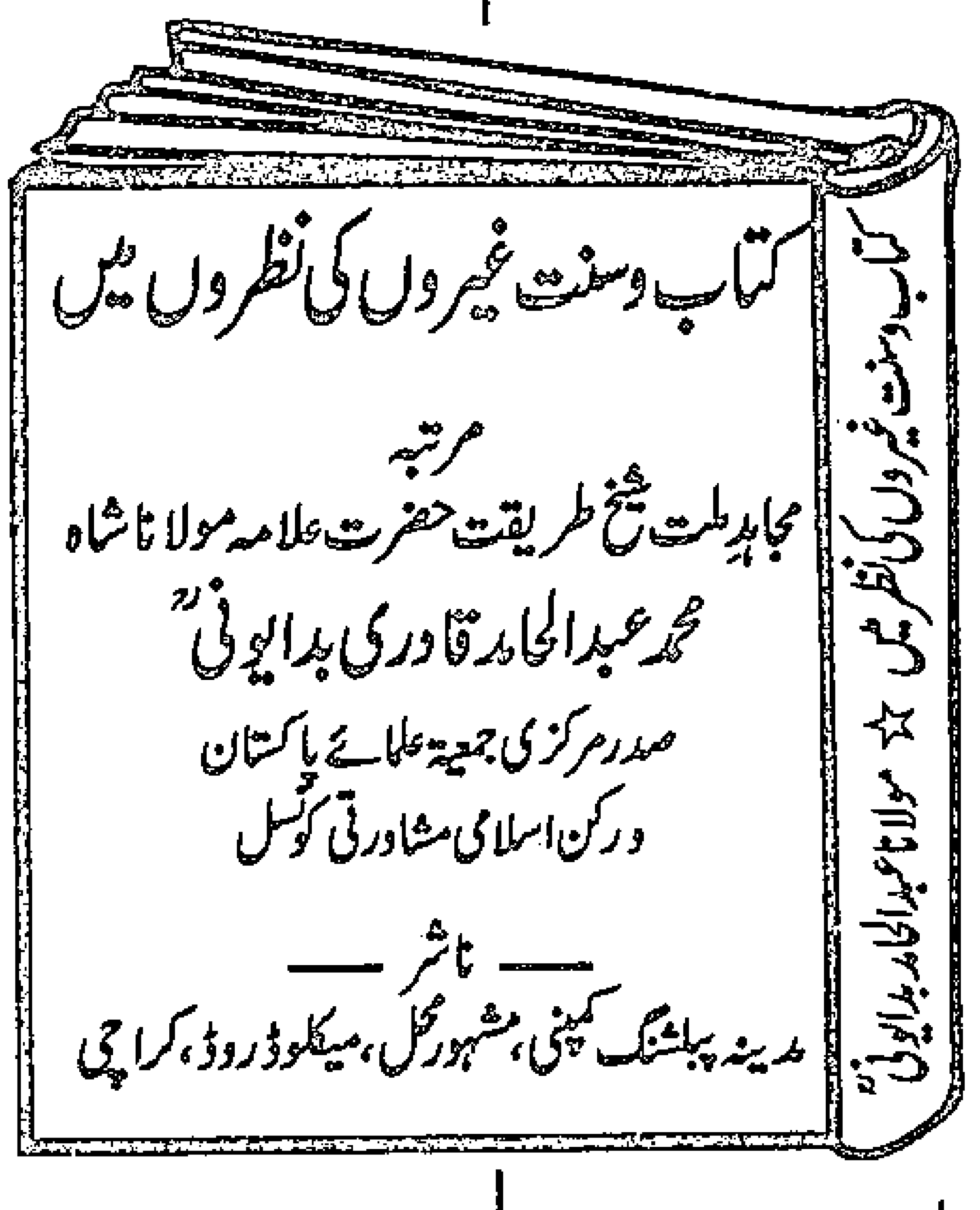

پاس قرآن وسنت کے دو زبردست خزانے موجود تھے جس کی بدولت انہوں نے عرب کی جاہلیت ہی کو نہیں بلکہ تمام دنیا کی ضلالت و گمراہی کو دور کر دیا اور ان تمام خرابیوں بداعتقادیوں کو مٹا دیا جو قرآن کریم کے نزول سے قبل دنیا میں جاری تھیں۔ یہ قرآن وسنت ہی کا صدقہ ہے کہ سارا جہاں مسلمانوں کی علمی دولت سے مالا مال ہوا۔ مسلمان دنیا بھر کے معلم تھے اور ساری دنیا ان کی شاگرد۔

یورپ جسے آج اپنے علوم پر فخر و ناز ہے اگر تاریخِ ماضی کی ورق گردانی کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یورپ والے بھی قرآن کریم اور احادیث کے طفیل علم سے آشنا ہوئے۔

یہ مسلمانوں کا ہی طرۂ امتیاز تھا کہ انہوں نے بلا امتیاز مذہب و ملت دنیا کو علوم قرآن اور احادیث و سیرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا اور کسی قسم کی عصبیت کو قریب نہ آنے دیا۔ ان کی علمی یونیورسٹیوں میں بغیر کسی روک ٹوک کے لوگ آزادانہ طریقہ سے تعلیم پاتے۔

مسلمان کرۂ ارض کے جس حصہ میں گئے اور کامیاب ہوئے

Marfat.com

تو صرف قرآن مجید اور احادیث نبویہ سیرت طیبہ کے اصول و قوانین کے ماتحت۔ جس کتاب وسنت پر دنیا نے صدہا برس تک عمل کیا اور تسلیم کیا کہ قرآن وحدیث کا قانون انسانی فطرت اور انسان کی تمام ضروریات کے لئے ایک جامع وہمہ گیر قانون ہے اور اس قانون سے سرقہ کر کے آج بھی دنیا کی قومیں متمدن بن رہی ہیں۔ کتاب وسنت کا دریا سارے جہاں کو اس وقت بھی سیراب کر رہا ہے۔

حیرت ہے کہ آج مسلمان ہی اپنے گھر کے خزانہ کو چھوڑ کر غیروں کی دریوزہ گری نقالی کر رہے ہیں اور یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ قرآن وحدیث عصر حاضرہ کے لئے معاذ اللہ مفید نہیں۔

دراصل یہ اختلال دماغی اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کے اس نصاب سے پیدا ہوا جو انگریزوں نے سوچی سمجھی پالیسی کے ماتحت جاری کیا تھا۔ جس کا تلخ تجربہ کرنے کے بعد رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر جیسا قائد پکار اٹھا کہ جب تک ہمارے ملک سے انگریز کے مروجہ نصاب تعلیم کو تبدیل نہ کیا جائے ہم فلاح نہیں پا سکتے۔

ہمارا ایک اسلامی مملکت بنانے کے بعد سب سے بڑا فرض یہ تھا کہ ارباب علم وبصیرت ماہرین قرآن وحدیث اور واقفین تعلیم جدید بیٹھ کر ایک بہتر نصاب تعلیم تیار کرتے جو علوم دینیہ قرآن و حدیث وفقہ اور دوسرے علوم عربیہ اور علوم جدیدہ کا حامل ہوتا مگر انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس طرف سے ہماری نگاہیں بند رہیں۔ انگریز کے جانے کے بعد ہماری اونچی سطح کے لوگ انگریزوں کے نقوش پر چلنا زندگی کا سب سے بڑا اصول بنائے ہوئے ہیں۔

اگر جلد از جلد اس اہم ضرورت کی طرف مشترکہ طریقہ سے غور وفکر کر کے اقدامات نہ ہوئے تو ہم ترقی کرنے کی بجائے انہیں لعنتوں میں مبتلا ہو جائیں گے جن کے چھٹکارہ کے لئے ایک اسلامی مملکت بنائی تھی۔

عصر حاضرہ کے ان تمام حالات وخیالات کا اندازہ کرتے ہوئے کہ انگریزوں کے پڑھائے ہوئے سبق کی آموختہ کو دُہرانا ہماری قوم کے خصوصی دماغوں کا مزاج بن گیا ہے۔

یعنی مذہب ودین سے بیزاری، کتاب وسنت کو ناقص اور وقت کی ضروریات کے منافی سمجھنے کے خیالات زبانوں پر آتے رہتے ہیں اور بوالعجبی یہ ہے کہ ایسا کہنے والے وہ لوگ ہیں جنہیں کتاب وسنت کے قوانین وعبادات معانی ومطالب کا بھی معمولی علم نہیں۔ یہ افراد کتاب وسنت کے پیش کردہ اصول وقوانین کو تسلیم کرنے کے لئے تو تیار نہیں لیکن اگر وہی باتیں اغیار کی زبان وقلم سے ادا ہوں تو انہیں بغیر کسی قیل وقال کے قبول کر لیتے ہیں۔

مناسب معلوم ہوا کہ کتاب وسنت کی ہمہ گیری قرآن مجید و سیرت طیبہ نبویہ کے متعلق مستشرقین ومحققین، فضلاء واہل فکر کے خیالات یکجا کر دئے جائیں۔

اگرچہ جیل کی پابندیوں میں کتابوں کا ذخیرہ ومواد مشکل تھا مگر پھر بھی اللہ کا نام لے کر بعض کتابوں رسائل واخبارات کی مدد سے قیام جیل کے زمانہ میں جہاں دوسری تالیفات مرتب کیں وہیں یہ تالیف بھی تیار ہوگئی تاکہ باہر نکل کر اس کی اشاعت کا انتظام کروں۔

ممکن ہے کہ یہ تالیف بھٹکنے والوں کے لئے مفید راہ ہو سکے۔

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

قرآن کریم اوراس کے قوانین کے متعلق محققین یورپ کے افکاروخیالات

ڈاکٹر راڈویل: ڈاکٹر راڈویل دیباچہ قرآن میں لکھتے ہیں۔ ''قرآن انتہائی گہری سچائی ہے جو الفاظ میں بیان کی گئی ہے اور باوجود مختصر ہونے کے قوی اور صحیح رہنمائی والہامی حکمتوں سے مملو ہے۔'' (دیباچہ قرآن) (ماخذ تاریخ القرآن)

قرآن تمدن کا جھنڈا اڑاتا ہے: ڈاکٹر ہٹلر کہتے ہیں: ''اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو تمدن کا جھنڈا اُڑاتا ہے اور تعلیم دیتا ہے کہ انسان جو نہ جانتا ہواس کو سیکھے۔ استقلال، استقامت، عزت، نفس لازمی ہیں اس کی خصوصیات میں شائستگی اور تمدن کی سب سے بڑی بنیاد ہے۔'' (ادب العرب) (ماخذ تاریخ القرآن)

وہ آداب واصول جو فلسفۂ حکمت پر قائم ہیں، ان میں کوئی ایسا جز نہیں جو قرآن میں نہ ہو: موسیوسیدیو تحریر کرتے ہیں: ''وہ آداب واصول جو فلسفۂ حکمت پر قائم ہیں، جن کی بنیاد عدل وانصاف پر ہے جو دنیا کو بھلائی انصاف کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک جز بھی ایسا نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔ قرآن اعتدال درمیانہ روی کا راستہ سکھاتا، گمراہی سے بچاتا، اخلاقی کمزوریوں سے نکال کر فضائل کی روشنی میں لاتا، انسانی زندگی کے نقائص کو کمالات سے بدل دیتا ہے۔'' (ادب العرب) (ماخذ تاریخ القرآن)

قرآنی احکام عقل وحکمت کے مطابق ہیں: برٹش انسائیکلوپیڈیا: ''قرآن کے احکام عقل وحکمت کے مطابق واقع ہوئے ہیں اگر انسان چشم بصیرت سے انہیں دیکھے تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے کفیل ہو سکتے ہیں۔'' (ماخذ تاریخ القرآن)

قرآنی دستور مکمل ہے، انسانی حیات کے لئے اس کے اندر سب کچھ موجود ہے: جان ڈیون، پورٹ دی گریٹ ٹیچر میں تحریر کرتے ہیں: ''حضرت مسیح (علیہ السلام) کے بعد دنیا کی اخلاقی حالت تباہ ہوگئی تھی۔ ہر طرف جہالت کی گھٹائیں چھارہی تھیں، ہر سمت بے چینی، بدامنی کے شرارے بلند تھے، پتھروں کو قابل پرستش سمجھا جاتا تھا۔ فحش باتوں سے قطعاً پرہیز نہیں کیا جاتا تھا۔ ان حالات میں حضرت محمدؐ پیدا ہوئے اور ۶۱۱ء میں انہوں نے قرآن کی اشاعت کی یہ ایک آسان اور عام فہم مذہبی قانون ہے جس میں انسانی زندگی کی اصلاح کے لئے سب کچھ موجود ہے۔ اس کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ اس کی تعلیمات فطرتِ انسانی کے مطابق ہیں۔ اس مذہبی قانون نے ایک طرف روح کی اصلاح کے لئے ہدایت کی دوسری طرف دنیوی ترقی کے بیش بہا اصول تعلیم کئے۔'' (دی گریٹ ٹیچر) (ماخذ تاریخ القرآن)

قرآن نے دنیا کو علوم وفنون سکھائے، وحشیوں کو پرہیزگار بنادیا: مسٹر اسٹین پی لین پول۔ گائیڈنس آف ہولی قرآن میں لکھتے ہیں: ''قرآن کو حضرت محمدؐ نے ایسے نازک وقت میں دنیا کے سامنے پیش کیا جبکہ ہر طرف تاریکی، جہالت کی حکمرانی تھی۔ اخلاقِ انسانی کا جنازہ نکل چکا تھا۔ بت پرستی کا ہر طرف زور تھا۔ قرآن نے ان تمام گمراہیوں کو مٹایا جن کو دنیا پر چھائے ہوئے مسلسل چھ صدیاں گذر چکی تھیں۔ قرآن نے دنیا کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی۔ اصول مذہبیت علوم وحقائق سکھائے۔ ظالموں کو رحم دل وحشیوں کو پرہیزگار بنایا۔ اگر یہ کتاب شائع نہ ہوتی تو انسان اخلاق تباہ ہو جاتے اور دنیا کے باشندے برائے نام انسان رہ جاتے۔'' (گائیڈنس آف ہولی قرآن) (ماخذ تاریخ القرآن)

Marfat.com

قرآن مکمل قانون ہے جس میں انسانی زندگی کی ہر شاخ کیلئے ہدایات ہیں: پروفیسر ہربرٹ وایل: ''قرآن جو اخلاقی ہدایتوں، دانائی کی باتوں سے بھرا ہوا ہے، ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش ہوا جبکہ ہر طرف جہالت کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ زمین پر ایسی کوئی جگہ نہ تھی جہاں نیکیوں کا رواج ہو اور کوئی جماعت ایسی نہ تھی جو سیدھے راستہ پر چلتی ہو۔ قرآن نے عالم انسانیت کی زبردست اصلاح کی وحشیوں کو انسانِ کامل بنادیا۔ جن اشخاص نے اس کے مضامین پر غور کیا ہے وہ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ایک مکمل قانون ہدایت ہے۔ انسانی زندگی کی کوئی بھی شاخ لے لیجئے۔ ناممکن ہے کہ اس شعبہ میں اس کی تعلیمات رہنمائی نہ کرتی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو ایک سمجھدار آدمی بیک وقت دنیوی اور روحانی ترقی کر سکتا ہے اگر ان اخلاق کو لے لیجئے جو شرفِ انسانیت ہیں۔ مثلاً راست بازی، پرہیز گاری، رحم و کرم، عفت و عصمت، قرآن میں یہ سب ہدایتیں موجود ہیں اور اگر ان اخلاق کو لیجئے جن کا تعلق دنیوی ترقی سے ہے۔ مثلاً محبت، شفقت، عزم و استقلال، جرأت شجاعت تو ان ہدایتوں سے بھی قرآن معمور ہے۔ بہرکیف وہ ایک حیرت انگیز قانونِ ہدایت ہے۔'' (لیکچر اِن اسلام) (ماخذ تاریخ القرآن)

قرآن شرائع و قوانین کی انسائیکلوپیڈیا ہے: ڈاکٹر موریس فرانسیس کہتے ہیں: ''یہ کتاب (قرآن) تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے جو کتابیں تیار کی ہیں ان سب میں بہترین کتاب ہے۔ اس کے نغمے انسان کی خیر و فلاح کے متعلق فلسفۂ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں۔ خدا کی عظمت سے اس کا حرف حرف لبریز ہے۔ قرآن علماء کے لئے ایک علمی کتاب، شائقین علم لغت کے لئے ذخیرۂ لغات، شعراء کے لئے عروض کا مجموعہ اور شرائع و قوانین کا عام انسائیکلوپیڈیا ہے۔ یہ کتاب ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت سارے جہاں سے اسے بے نیاز کئے ہوئے ہے۔ یہ بات واقعی ہے اور اس کی واقعیت کی بڑی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے انشاء پردازوں، شاعروں کے سر اس کتاب کے آگے جھک جاتے ہیں۔ اس کے عجائبات روز بروز نئے نکلتے ہیں اور اس کے اسرار کبھی ختم نہیں ہوتے۔'' (تاریخ القرآن)

علوم فلکیات، طب، ریاضی، فلسفہ قرآن نے سکھائے: پروفیسر ڈیپوزٹ، لائف آف محمد الکس لوازن حصہ اوّل، ص ۳۵ میں تحریر کرتے ہیں: ''ہم پر واجب ہے کہ ہم اس امر کا اعتراف کریں کہ علوم طبیہ، فلکیہ، فلسفہ، ریاضی وغیرہ جو قرنِ دُھم میں یورپ تک پہنچے، وہ قرآن سے مقتبس اور اسلام کی بدولت ہیں۔

آنحضرت نے باوجود اُمّی ہونے کے ایک ہی وقت میں تین عظیم مقاصد قومیت، دیانت، شہنشاہیت کی بنیاد ڈالی۔ اس کے علاوہ ایک ایسی کتاب دنیا کے سامنے پیش کی جو بلاغت کا زبردست نشان، شریعت کا واجب العمل دستور اور دین و عبادات کا قابل یقین فرمان ہے۔ یہ وہ مقدس کتاب ہے جو اس وقت دنیا کے ۱/۶ حصہ میں معتبر اور مسلم سمجھی جاتی ہے۔ اس کی انشاء و حکمت کو معجز نما مانا جاتا ہے۔ قرآن ایک معجز نما کتاب ہے۔'' (بحوالہ لائف آف محمد الکس لوازن، حصہ اوّل، ص ۳۵)

قرآن ایک لازوال معجزہ ہے جو مردوں کو زندہ کرتا ہے: ڈاکٹر سیل: ''قرآن انتہائی لطیف و پاکیزہ زبان ہے۔ اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسان اس کی مثل نہیں لاسکتا۔ یہ لازوال معجزہ ہے جو مردہ زندہ کرنے سے بہتر ہے۔'' (تاریخ القرآن)

قرآن کے مضامین ہمہ گیر اور ہر زمانہ کے لئے موزوں ہیں: ڈاکٹر سمویل جانسن ''قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر اور ہر

Marfat.com

زمانہ کے لئے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانہ کی تمام صدائیں خوانخواہ اس کو قبول کر لیتی ہیں اور وہ محلوں، ریگستانوں، شہروں، سلطنتوں میں گونجتا پھرتا ہے۔" (ماخذ تاریخ القرآن)

قرآن علوم طبعی سے موافقت رکھتا اور مذاہب کے ساتھ انصاف، رواداری سکھاتا ہے: گستولیبان: "قرآن کی تعلیم علوم طبعی سے موافقت رکھتی ہے اس کا اثر یہ ہے کہ وہ انسان کے اخلاق کو نرم اور انسان میں نیکی و انصاف مذاہب کے ساتھ رواداری پیدا کرتی ہے۔" (ماخذ اُسوۃ النبیؐ ص ۳۳)

قرآن کے احکام عقل وحکمت کی مطابق ہیں: پاپولر انسائیکلوپیڈیا: "قرآن کی زبان بالحاظ لغت عرب نہایت فصیح ہے اس کی انشا کی خوبیوں نے اب تک اسے بے نظیر ثابت کیا ہے۔ اس کے احکام اس قدر عقل وحکمت کے مطابق ہیں کہ اگر انسان انہیں چشم بصیرت سے دیکھے، تو وہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے لئے کفیل ہو سکتے ہیں۔" (پاپولر انسائیکلوپیڈیا)

قرآن نے ظالموں کو رحم دل، جاہلوں کو عالم بنا دیا: مسٹر ٹامس کارلائل: قرآن ایک آسان عام فہم مذہبی کتاب ہے۔ یہ ایک ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی جبکہ طرح طرح کی گمراہیاں مغرب سے مشرق شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی تھیں۔ انسانیت، شرافت، تہذیب وتمدن کا نام مٹ چکا تھا۔ ہر طرف بے چینی، بدامنی نظر آتی تھی، نفس پروری کی ظلمتوں کا طوفان آچکا تھا۔

قرآن نے اپنی تعلیمات سے امن وسکون، محبت کے جذبات پیدا کئے، بے حیائی کی تاریکیاں مٹ گئیں، ظلم کا بازار ٹھنڈا ہو گیا۔ ہزاروں گم راہ راہ راست پر آ گئے۔ بے شمار وحشی شائستہ بن گئے۔ اس کتاب نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ جاہلوں کو عالم، ظالموں کو رحم دل، عیش پرستوں کو پرہیزگار بنا دیا۔ (دی پاپولر ریجن آف دی ورلڈ)

اسلامی شریعت اعلیٰ درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے: برٹش انسائیکلوپیڈیا: "شریعت اسلام نہایت اعلیٰ درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے۔ قرآن میں قوانین دیوانی، فوجداری، باہمی سلوک، مسائل نجاتِ روح، رعایا کے شخصی حقوق، نفع رسانی خلائق پر قرآن حاوی ہے۔" (اپالوجی فار محمدؐ اینڈ قرآن)

اسلامی قانون ہر زمانہ میں رائج ہو سکتا ہے: مسٹر وائل مصنف ہسٹر آف دی اسلامک پیپل: "رسول کریمؐ نے مسلمانوں کو ایسے مذہب کے شیرازہ میں منسلک کر دیا جس میں صرف خدائے واحد کی پرستش اور ابدی نجات کی تعلیم تھی اور مکمل شریعت سے بہرہ اندوز کیا اور اس قانون کا عامل بنا دیا جو ہر زمانہ میں یکساں منفعت کے ساتھ نافذ ورائج ہو سکتا ہے۔" (تاریخ القرآن)

قرآن کا جہاں سایہ پڑا حرام کاریاں مٹ گئیں: ڈاکٹر ایزک ٹیلر: "افریقہ کے جن وحشی مقامات پر اسلام کا سایہ پڑا وہاں سے زنا، قمار بازی، دختر کشی، عہد شکنی، قتل وغارت گری، وہم پرستی، شراب خواری ہمیشہ کے لئے جاتی رہی مگر اس ملک کے دوسرے حصہ پر کسی غیر مذہب نے قدم جمایا تو ان لوگوں کو رزائلِ مذکورہ بالا میں اور زیادہ راسخ کر دیا" (وینسٹ جیمس گزٹ لندن، ۸ر اکتوبر ۱۸۸۷ء)

قرآن کسی مذہب کے مسائل میں دست اندازی نہیں کرتا: ایڈورڈ گبن مشہور مؤرخ: "اسلام نے کسی مذہب کے مسائل میں دست اندازی نہیں کی، کسی کو ایذاء نہیں پہنچائی، کوئی مذہبی عدالت خلاف مذہب والوں کو سزا دینے کے لئے قائم نہیں کی۔ نہ اسلام نے کبھی لوگوں کے مذہب کو بجبر تبدیل کرنے کا قصد کیا۔ ہاں اس نے اپنے مسائل کو جاری کرنا چاہا مگر جبراً نہیں جاری کیا۔ اسلام قبول کرنے سے لوگوں کو فتح مندوں کے برابر حقوق

Marfat.com

حاصل ہو جاتے تھے اور مفتوحہ سلطنتیں ان شرائط و قیود سے بھی آزاد ہو جاتی تھیں جو ہر ایک فتح مند ابتدائے دنیا سے حضرت محمدؐ کے زمانہ تک ہمیشہ عائد کرتا تھا۔'' (زوال سلطنتِ رومۃ الکبریٰ)

قرآن اجتماعی، سوشل احکام کا کامل مجموعۂ قوانین ہے: موسیو اوجین کلافل: ''قرآن مذہبی قواعد و احکام ہی کا مجموعہ نہیں بلکہ اس میں اجتماعی و سوشل احکام بھی موجود ہیں جو انسانی زندگی کے لئے بہر حال موزوں اور مفید ہیں۔ یہ مجموعۂ قرآن قوانین دنیا کی ملکی مذہبی تمدنی ہدایتوں کے لئے کافی ہے۔ ہم حیران ہوتے ہیں کہ ایسا عظیم الشان ملکی تمدنی نظام جس کی بنیادِ کامل اور سچی آزادی پر سے کس طرح قائم کیا گیا۔'' (باطل شکن، ص ۱۳۱، تاریخ الفقہ، ص ۱۴۸)

مذکورہ بالا اقتباسات یورپ کے محققین وفضلا کے پیش کئے گئے۔ ان پر نظر ڈالنے کے بعد آج ہمارے ہاں کا وہ طبقہ جو شبانہ روز اسلامی قوانین کا مذاق اڑانے کو اپنا سب سے بڑا کارنامہ سمجھتا ہے اور جس نے غالباً حقیقتاً قرآنی مطالب و معانی کے مطالعہ پر غور و فکر کے ادنیٰ لمحات صرف نہیں کئے اور یا جس کا دراصل عیش پرستی خواہشاتِ نفسانی واتی کے کوئی مشرب ہی نہیں۔ استاد اول انگریز نے اسکولوں، کالجوں میں جو نصاب پڑھا دیا، وہی دماغ پر مستولی ہے لیکن یورپ میں جہاں مذہب اسلام کا مذاق اڑانے والے بستے تھے، وہیں ایسے محققین بھی موجود تھے جنہوں نے باوجود اپنی عصبیت کے کتاب وسنت کے قوانین وشریعتِ اسلامیہ کی جامعیت اور قوانین مذہب اسلام کو سرچشمۂ ہدایت مانا اور اس کا اقرار کیا کہ قرآن بلاشبہ ایک کامل و اکمل دستور حیات ہے جو ہر عصر کے لئے اپنے ہدایات جاری کر سکتا ہے۔

کاش! ہمارے ہاں کا یہ عنصر یورپ کے فضلاء و محققین کے مذکورۂ بالا اقتباسات پر غور و فکر کرے۔

مفکرین یورپ کے اقوال و بیانات آپ نے پڑھے۔ غور کیجئے یہ اسی یورپ کے محققین ہیں جن کے بعض متعصب افراد قرآن حکیم کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر تعلیماتِ قرآنی سے منحرف کیا کرتے تھے مگر تھوڑے عرصہ کے بعد یورپ کے اندر ایسے اربابِ فکر پیدا ہوئے جنہوں نے بجائے مخالفت کے قرآنی مضامین میں غور و خوض کرنا شروع کیا پھر کیسے ممکن تھا کہ تفحص کے بعد ان پر فرقانِ حمید کے تاثرات پیدا نہ ہوتے۔

پس آج ہمارے یہاں کا وہ طبقہ جو شبانہ روز ملائیت کا نام لے کر اسلامی تعلیمات ہی کو جاری نہیں ہونے دینا چاہتا۔ ہم اس طبقہ کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ قرآن کرم کے مطالعہ کا شوق پیدا کرے۔ جن علوم کی قرآن مجید کی فہم و بصیرت کے لئے ضرورت ہے اسے حاصل کرے۔ پھر ممکن نہیں ہے کہ اس پر قرآن کریم کا رنگ نہ چڑھے اگر یہ بھی نہیں تو آج جس یورپ کو وہ اپنا کعبۂ مقصود بنا چکا ہے وہیں کے اربابِ تحقیق کے اقوال و بیانات سے سبق لے۔ اب ذیل میں ہندو فضلاء و زعماء کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں۔ (مؤلف)

قرآن ایک ایسا روح افزا پیام ہے جس کی مثال نہیں ملتی: پروفیسر دویجا داس: ''قرآن ایک ایسا جامع اور روح افزا پیام ہے کہ ہندو دھرم اور مسیحیت کی کتابیں اس کے مقابلہ میں بمشکل کوئی بیان پیش کر سکتی ہیں۔'' (معجزاتِ اسلام، ص ۱۰)

قرآن معاشرتی سیاسی اخلاق کا مجموعہ ہے: لالا لاجپت رائے: ''میں قرآن کی معاشرتی، سیاسی، اخلاقی، روحانی تعلیم کا سچے دل سے مداح ہوں۔'' (ماخوذ رسالہ مولوی ۱۳۵۲ھ)

قرآن کی تعلیمات میں کوئی عیب نہیں وہ انسانی تہذیب کے معیار کے مطابق ہے: پروفیسر شانتا رام صاحب بی اے، پروفیسر اندرا کالج بمبئی: ''قرآن کی تعلیمات نہایت آسان، عام فہم، انسان کی فطرت کے مطابق ہیں۔ ایک

Marfat.com

ہٹ دھرم بھی اس کی تعلیمات میں کوئی عیب نہیں بتلا سکتا جو انسانی تہذیب کے اسٹینڈرڈ سے گرا ہوا ہو۔'' (محمد صاحب جیون چتر)

اگر کوئی کتاب کام آئے گی تو وہ صرف قرآن ہے:

جناب گرونانک جی صاحب: (۱) پت ان پوجا دن منجم جب دن کا ہے جنیوناد ہود ہوتا ک چڑھاؤ سچ دن سوج نہ ہوئے کل، پران کتب قرآن پوتھی پنڈے رہے''۔ ''یعنی پوجا پاٹ کام نہیں دے سکتی، چھوت چھات بیکار ہے، جنیو اشنان، ماتھے پر تلک لگانا کچھ کام نہ آئے گا اگر کوئی کتاب کام آئے گی تو وہ قرآن ہے۔ جس کے آگے پوتھی پران کچھ بھی نہیں۔'' (نور ۲۵ء بحوالہ گرنتھ صاحب)

(۲) ''رہی کتاب ایمان وی سچی کتاب قرآن۔'' (جنم ساکھی والا) یعنی: ''امان کی کتاب قرآن ہے۔''

(۳) ''توریت انجیل زبور ترے سن دئے وید۔ رہے قرآن کل جگ میں پردار۔'' (گرنتھ صاحب بحوالہ نور ۲۵ء) یعنی ''توریت انجیل زبور یہ سب دیکھئے مگر نجات کی کتاب قرآن ہی ہے۔''

قرآن نے اپنی روشنی پھیلا کر دنیا کا نقشہ بدل دیا: جناب فیروز شاہ- ایم اے فاضل پارسی جماعت ایڈیٹر جام جمشید: ''جہاں اس کتاب (قرآن) کی سب سے پہلے اشاعت ہوئی وہ ملک ساری دنیا سے زیادہ خراب حالت میں تھا۔ اس کی عام فہم تعلیمات نے دنیا کی کایا پلٹ دی اور انصاف و تہذیب کی روشنی پھیل گئی۔'' (ماخذ تاریخ القرآن، ص ۱۱)

دعوت الی القرآن: مذکورۂ بالا عنادین کے تحت آپ نے مختلف مذاہب و ملل کے فضلاء و محققین کے خیالات وافکار پڑھے۔

قرآن مجید کے بارہ میں جو دائرۂ اسلامی میں داخل نہ تھے، انہیں اس کا شوق تھا کہ وہ صحیفۂ مقدسہ کے بحرِ بیکراں میں غوطے لگا کر بے بہا موتی نکالتے۔ انہوں نے اپنی اپنی فکر و تفحص کے لحاظ سے بہتر نتائج پیدا کئے اور اس حقیقت کا صاف الفاظ میں اظہار کیا کہ قرآن مجید ایک جامع و اکمل قانون ہے جو عالم انسانیت کی زندگی کے لئے ہر دور میں پورا اترتا ہے خواہ زمانہ کتنا ہی متغیر کیوں نہ ہو جائے مگر قرآنی قوانین مشعل راہ ہیں۔

مگر افسوس کہ ہماری اپنی نظریں خیرہ ہیں۔ قرآن پاک کا نور تو سارے عالم کی اقوام پر اپنی روشنی ظاہر کر کے اعتراف کرالے۔ مگر آج ہمارے افراد بلا جھجک کہیں کہ قرآن عصر حاضرہ کے لئے موزوں نہیں۔

فیا عجباہ ''جنوں کا نام خرد اور خرد کا نام جنوں''

کاش! قرآن مقدس کو عصر حاضرہ کے مطابق پورا نہ اترنے کا دعویٰ کرنے والے اس کے معانی و مطالب کا پہلے مطالعہ کرتے، علم القرآن سے واقفیت حاصل کرتے یا ماہرینِ قرآن مجید سے رجوع کر کے حقائقِ قرآن سے کماحقہ واقف ہوتے تو آج انہیں ایسا کہنے کا مقع نہ ملتا۔ یہ طبقہ نہ تو خود قرآن مقدس پر غور کرانا ہے نہ ماہرین سے رجوع اور الشادین و مذہب کو ملائیت کا نام لے کر بدنام کرتا ہے۔

یہ خلیج جو قیام مملکت پاکستان کے بعد پیدا ہوئی ہے اس کا قائم رہنا یا بڑھتے رہنا نفسِ پاکستان کے لئے تباہ کن ہے۔ جس قدر بھی جلد ممکن ہو دماغوں کو صلاحیت کی طرف مائل کر کے اسے دور کیا جائے۔

قرآن کریم کے بعد احادیثِ نبویہ کی ضرورت: قرآن کریم نے قوانین کو کہیں مجملاً اور کہیں قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ قرآن کریم کے قوانین و ہدایات کا انحصار احادیثِ نبویہؐ اور اقوال صحابہؓ و اہل بیت کرامؓ و روایات کے راویان پر ہے۔ جن کے سامنے سرکار ابد قرار ارواحنا لہ الفدا نے قرآن کریم کے معانی و مطالب پیش فرمائے جن کے بغیر قرآن کریم کا مفہوم حقیقی طور پر سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ احادیث نبویؐ روایاتِ صحابہ و اہل بیت

Marfat.com

رضوان اللہ علیہم اجمعین دراصل قرآن کی شرح ہیں۔ پھر یہ کہ احادیث نبوی سے انکار کرنا گویا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری حیاتِ طیبہ اور مسائل دینی سے انحراف ہے۔ وہ کون سا ایسا مسئلہ ہے جس کے لئے احادیث شریفہ کی حاجت نہیں۔ کیا قرآن حکیم نے حضور سرور کائنات علیہ التحیہ والصلوٰت کے ارشادات پر عمل و قبول کرنے کے لئے نہیں فرمایا۔ قرآن حکیم صاف صاف الفاظ میں فرماتا ہے:

''ما اتاکم الرّسول فخذوہ ومانھکم عنہ فانتھوہ

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ''

قرآن شریف کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال واعمال ارشادات طیبات ہی اسلام کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں۔ مخالفین حدیث کہتے ہیں کہ چونکہ احادیث میں اختلافات ہیں اس لئے انہیں نہیں مانا جاسکتا۔ حالانکہ حضرات محدثین کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ان تمام احادیث کو جو موضوع تھیں جدا کردیا۔ اور بعض وہ احادیث جن کے معانی میں ظاہر بینوں کو تضاد نظر آتا تھا تطابق کی تحقیق فرما کر سارے توہمات کو دور کردیا۔ اگر ان کتب احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو پھر اشکالات وتوہمات کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

حضراتِ محدثین کرامؒ نے تدوین حدیث فرما کر وہ زبردست خدمت انجام دی جو رہتی دنیا تک یادگار بنی رہے گی۔

حضراتِ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے فن اسماء الرجال ترتیب دے کر ہزارہا افراد پر جرح کر کے ایک واضح تاریخ تیار کردی اور راویوں کے ضعیف وقوی ہونے کے جس قدر پہلو تھے انہیں بے نقاب کردیا۔

جن احادیث میں بظاہر تضاد نظر آتا تھا یا معانی صریح نہ تھے، ان کے اندر تطبیق پیدا فرمائی، احادیث کی جامع شروح تحریر فرمائیں، مستقل فن حدیث قائم کیا اور آنے والے افراد کے لئے وہ ایک ایک گوشہ واضح فرما گئے جس کے بعد کسی واہمہ کی گنجائش ہی نہ رہی۔ ان کے احسانات کی قدر اور عظیم الشان خدمات پر خراج تحسین پیش کرنے کی بجائے نفس احادیث کی مخالفتوں پر بعض ایسے ناواقف جنہیں نہ قرآن مجید کے علوم کا درک نہ دیگر علوم و فنون میں دسترس، وہ الحاد و بے دینی کی پشت پناہی کے لئے احادیث پر وار کرتے نظر آرہے ہیں۔ افسوس وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر احادیث نبویہؐ کا انکار کیا جائے تو اسلام کے عقائد واحکام اور سیرتِ طیبہ سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ پوری تعلیمات جو حضور انور علیہ التحیۃ والثناء نے اُمت کو دیں۔ کیا صرف قرآن مجید سے معلوم ہوں گی۔ قرآن کریم اور وحی الٰہی کی تفصیلات بغیر احادیث کے نہیں مل سکتیں اور جو کتاب وسنت سے معلوم نہ ہو اس کے لئے اجماع قیاس سے معلومات ملے گی۔ (مؤلف)

ذیل میں سیرت طیبہ کے متعلق بیانات پیش کئے جاتے ہیں۔

دُنیا میں جس قدر پیغمبر آئے ان سب میں پیغمبر اسلامؐ سب سے زیادہ ممتاز رُتبہ رکھتے ہیں: مسٹر میجر آرتھر گلن مورنڈ: ''حضرت محمدؐ بلاشبہ اپنے مقدس زمانہ میں ارواحِ طیبہ میں سے تھے۔ وہ صرف مقتدر رہنما ہی نہ تھے بلکہ تخلیق دنیا سے اس وقت تک جتنے صادق سے صادق اور مخلص سے مخلص پیغمبر آئے، وہ ان سب سے بھی ممتاز رتبہ کے مالک تھے۔'' (استقلال فروری ۱۹۳۶ء)

مصلح اعظمؐ ہر قسم کی عزت واحترام کے مستحق تھے: روس کے مشہور انشاء پرداز مسٹر کونٹ سیو ٹالسٹائی: ''اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہوسکتا کہ محمدؐ حقیقت میں بڑے عظیم الشان مصلحین میں سے تھے۔ آپ نے نسل انسانی کی بہترین خدمت انجام دی۔ یہ آپ ہی کو فخر حاصل ہے کہ ایک ملک کو صداقت کی روشنی سے منور کردیا۔ تمام عرب کو خانہ جنگیوں سے نکال کر جن میں وہ مبتلا تھے، امن وآرام کی زندگی بسر کرنی سکھائی۔ آپ نے عربوں کو متقی

Marfat.com

وباخدا اوران کوانسانی قربانی ایک دوسرے کے قتل وغارت کی بری رسوم سے نجات بخشی۔ آپ نے دنیا کے لئے ترقی وتمدن کے دروازے کھول دیئے۔ یقیناً اتنا مہتم بالشان کام سوائے اس شخص کے اور کوئی نہیں کرسکتا جس کو خدا کی طرف سے غیر معمولی طاقتیں عطا ہوئی ہوں۔ ایسی شخصیت ہرقسم کے عزت واحترام کی مستحق ہے۔'' (مسلم راجپوت ۸/۱ ص ۴)

مخلص وصادق رسولؐ کی سیرت وکردار: مسٹر سرولیم میور لائف آف محمدؐ میں لکھتے ہیں: ''حضرت محمدؐ کے اخلاص وصداقت کا یہ زبردست ثبوت ہے کہ ان کا مذہب سب سے پہلے قبول کرنے والے ان کے دلی دوست اور گھرانے کے لوگ تھے۔ یہ سب کے سب ضرور ان کے روزمرہ کے حالات گھریلو زندگی سے بخوبی واقف ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ جولوگ دوسروں کو دھوکہ وفریب دینے کی غرض سے مکاری وعیاری سے کام لیتے ہیں توان کے ان اقوال میں جو محض دوسروں کے سنانے کے لئے مجمع عام میں کہا کرتے ہیں اور گھر کی چہار دیواری کے اندر ان کے اعمال میں عموماً ہمیشہ فرق ہوا کرتا ہے اگر محمدؐ کی غرض وغایت فریب اور دھوکہ سے کام لینا ہوتا تو یہ ممکن نہ تھا کہ ان کے دوست واحباب اوران کے قریبی رشتہ داروں کو جو ان پر سب سے پہلے ایمان لائے ان کی ریاکاری وعیاری کا پتہ نہ چل جاتا۔'' (لائف آف محمدؐ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاسی الجھنوں کو سلجھا کر ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت قائم کی: جناب ڈاکٹر مارگیلیوس: ''میں محمد کو دنیا کے بہت بڑے لوگوں میں شمار کرتا ہوں۔ انہوں نے قبائلِ عرب سے ایک عظیم الشان سلطنت قائم کرکے بہت بڑی پولیٹیکل گتھی کو سلجھایا اور میں ان کی کماحقہٗ تعظیم وتکریم کرتا ہوں۔'' (اسلام اور علمائے فرنگ، ص ۴۰)

پیغمبر اسلامؐ سچے نبی خلوص وایثار کی جیتی جاگتی تصویر تھے: جناب ڈاکٹر جی ڈبلیو لیٹرز: ''اگر سچے رسول میں ان علامتوں کا پایا جانا ضروری ہے کہ وہ ایثارنفس خلوص نیت کی جاگتی تصویر ہو۔ اپنے نصب العین میں یہاں تک محو ہو کہ طرح طرح کی سختیاں جھیلے، انواع واقسام کی صعوبتیں برداشت کرے۔ لیکن اپنے مقصد کی تکمیل سے باز نہ آئے۔ ابنائے جنس کی غلطیوں کوفوراً معلوم کرے اوران کی اصلاح کے لئے اعلیٰ درجہ کی دانشمندانہ تدبیر سوچے اور ان تدابیر کو قوت سے عمل میں لائے تو میں نہایت عاجزی سے اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہوں کہ حضرت محمدؐ خدا کے سچے نبی تھے اوران پر وحی نازل ہوتی تھی۔''

راست باز اور سچے مصلح: جناب داکٹر ای اے فریمن: ''اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمدؐ بڑے پکے راست باز اور سچے ریفارمر تھے۔'' (معجزات اسلام، ص ۶۷)

پیغمبر اسلامؐ کی تبلیغ: جناب مسٹر گبن: ''ہرانصاف پسند یقین کرنے پر مجبور ہے کہ محمدؐ کی تبلیغ وہدایت سچائی اور خیرخواہی پر مبنی تھی۔''

ظاہری شان وشوکت کوحقیر سمجھتے تھے: ''محمدؐ صاحب شاہی شان وشوکت کو بالکل حقیر سمجھتے تھے۔''

اپنے کام خود کرتے: ''گھر کے ادنیٰ کام اپنے آپ کرتے تھے۔ آگ سلگاتے، جھاڑو دیتے، دودھ دوہتے، اپنی جوتیاں گانٹھتے، کپڑوں میں اپنے ہاتھ سے پیوند لگاتے، جو کی روٹیاں کھاتے، مہمان کو اچھا کھلاتے مگر آپ کے گھر میں اکثر مہینے آگ نہ سلگتی، دودھ وشہد بہت پسند تھا۔ کھجوریں پانی معمولی خوراک تھی۔'' (اُسوۃ النبیؐ، ص ۳۷)

ذلیل وحقیر قوم کو نظم وتمدن کا پیکر بنا کر اتحاد کی رسی میں جکڑ دیا: جناب مسٹر مورس: ''محمدؐ نے ایک گم راہ قوم کو جس کا صدیوں سے کوئی نظم وتمدن نہ تھا۔ جو حقیر وذلیل ہوچکی تھی، اخلاص

Marfat.com

واتحاد کی رسی میں جکڑ کر بام ترقی پر پہنچا دیا۔ وہ اپنی جان و مال اور سب کچھ ان پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اہل انصاف کو یقین ہے کہ خدا نے ہی ان کو اصلاح پر مامور کیا تھا۔''

مذہب اور رائے کی آزادی دی تمدنی حقوق قائم کئے: جناب مسٹر موسیو اوجین کلوفل: ''محمدؐ نے تمام دنیا کو فتح کرنا اسلام کا بول بالا کرنا چاہا، مگر غیر مذاہب والوں پر کسی طرح کا جبر و ستم کرنا روا نہیں رکھا۔ انہیں مذہب اور رائے کی آزادی عطا کی اور ان کے تمدنی حقوق قائم رکھے۔'' (اسلام اور علمائے فرنگ، ص ۹)

انسانیت کا محسنِ اولؐ: جناب ڈاکٹر ایڈورڈ مونٹے: ''دنیا اعمال کی فضائے ہستی میں آپ ہی (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) ایک نادر وجود ہیں۔ آپ ہی کی ہستی ایسی مفصل و مشرح ہے جس کے حالات ہم تک صحیح اور بالتفصیل پہنچے۔ انسانی اخلاق کی جو اصلاح آپ نے فرمائی۔ اجتماعیات کے اندر جو انقلاب آپ کی تعلیم نے پیدا کیا۔ سوسائٹی کے تزکیہ اعمال کی تطہیر کے لئے جو اسوہ حسنہ پیش کیا، وہ آپ کو انسانیت کا محسن اول قرار دیتا ہے۔'' (معجزات اسلام، ص ۴۶)

دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک: سر ولیم میور: ''محمد اپنے حلقۂ اثر اور دائرہ حکومت میں ہر چند پورے اختیارات رکھتے تھے لکن پھر بھی مفسدین سے مقابلہ کرتے ہوئے آپ ہمیشہ انصاف رحم دلی کو پیش نظر رکھتے تھے۔ جب آپ کے مطالبات خوشی سے تسلیم کر لئے جاتے تو آپ دشمنوں سے بھی حسن سلوک سے پیش آتے۔ ابنائے وطن نے جس طرح سرکشی کی وہ ایک ظالم حکمران کے لئے کافی وجہ ہو سکتی تھی کہ وہ ان سب کو تباہ و برباد کر دیتا۔ لیکن محمدؐ نے سوائے چند مجرموں کے باقی سب کو عام معافی دے دی اور تمام گزشتہ مظالم پر خاک ڈال دی آپ کا تحمل اخلاقِ انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کتب مقدسہ سماویہ میں بنی اسرائیل میں سے کوئی نبی بھی سوائے ایک کے محمدؐ جیسا عالی مقام رفیع المرتبہ جلیل الشان معلوم نہیں ہوتا۔'' (اسوۃ النبی، ص ۳۸)

کسی قوم کی تاریخ میں عفو و کرم کی مثال نہیں ملتی: جناب آرتھر گلیمن ایم اے: ''محمدؐ کی بزرگی ظاہر اور سچائی ثابت ہے۔ فتح مکہ کو دیکھو تو معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت محمدؐ نے اہل مکہ کے ساتھ کس قدر رحم و کرم سے کام لیا۔ محمدؐ کی یہ کامیابی حقیقت میں مذہب کی فتح تھی نہ کہ سیاست کی۔ جب مغرور سردارانِ قریش آپ کے سامنے لائے گئے تو آپؐ نے کہا، اب تم مجھ سے کس سلوک کی توقع رکھتے ہو۔ سب نے کہا رحم کی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا، اچھا جاؤ تم سب آزاد ہو۔ کسی قوم کی تاریخ میں عفو و کرم کی ایسی زبردست نظیر تلاش سے بھی دستیاب نہیں ہو سکتی۔'' (اُسوۃ النبیؐ، ص ۳۶)

شجاعت کا مجموعہ: جناب اسٹینلی لین پول اپنے لیکچر آف محمدؐ میں کہتے ہیں: ''محمدؐ کی شخصیت رحم و شجاعت دونوں کا مجموعہ ہے۔ وہ اکیلے برسوں اپنے ہم وطنوں کی نفرت کا مقابلہ کرتے رہے۔ وہ اس قدر خلیق تھے کہ ہر ایک سے محبت کے ساتھ ملتے اگر کوئی شخص ہاتھ ملاتا تو دوسرے شخص کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ خود پہلے کبھی علیحدہ نہ کرتے۔ وہ غیروں کے ساتھ شفقت کرتے، اُن کی بے ریا دوستی و ہمدردی، عظیم فیاضی، شجاعت، بسالت بیشک مستحق تعریف ہے۔ اُن پر ظلم و عیش پرستی کے الزامات عائد کیے جاتے ہیں لیکن تحقیق کی بنا پر ہم کہنا چاہتے ہیں کہ یہ سب بے سروپا ہیں بیشک محمدؐ کی شخصیت عظیم و جلیل تھی۔'' (اسپچز آف محمدؐ، اُسوۃ النبیؐ، ص ۲۶)

جو تعلیمات پیغمبر اسلامؐ کی ہیں وہ کسی اور مذہب میں نہیں پائی جاتیں: جناب مسٹر کلارک: ''حضرت محمدؐ کی تعلیمات ہی کو یہ خوبی ملی ہے کہ اس میں وہ تمام اچھی باتیں موجود ہیں جو دیگر مذاہب میں نہیں پائی جاتیں۔'' (میزان التحقیق، ص ۲۳)

Marfat.com

اعلیٰ سے اعلیٰ مذہب صرف اسلام ہے: آرٹسٹ ہیکل جرمنی: ''اعلیٰ سے اعلیٰ توحید کا مذہب جو دنیا میں پایا جاتا ہے وہ اسلام ہے۔''

ضلالت و گمراہی سے صرف غار حرا کی آواز نکال سکتی ہے: جناب پروفیسر مارس: ''کوئی چیز عیسائیانِ روم کو اس ضلالت کے خندق سے جس میں وہ گرے پڑے تھے، نہیں نکال سکتی تھی بجز اس آواز کے جو سرزمین عرب میں غارِ حرا سے آئی۔'' (رسالہ مولوی، دہلی، ربیع الاوّل ۱۳۵۱ھ)

دنیا کے انسانوں میں سب سے زیادہ متبرک انسانؐ: جناب مسٹر گیسٹو لیبان: ''حضرت محمدؐ بے انتہا صاحب الرّائے تھے۔ آپ نے چاند کے دو ٹکڑے کئے، آفتاب کو غروب سے لوٹا دیا، یا یہ کہنا کہ حضرت محمدؐ دھوکہ باز یا جادوگر تھے، میرے نزدیک یہ ایسا احمقانہ قول ہے کہ ایک منٹ کے لئے نہیں ٹھہر سکتا، کوئی شبہ نہیں کہ حضرت محمدؐ نے ملک عرب میں وہ نتائج پیدا کئے جو کوئی مذہب قبل اسلام جن میں یہود و نصاریٰ دونوں شامل ہیں پیدا نہ کر سکا۔ آپ نے وحشی اقوام کی زبردست اصلاح کی اور بے انتہا سلوک کیا اگر اشخاص کی بزرگی و وقعت کا اندازہ ان کے کاموں سے کیا جاسکتا ہے تو ہم کہیں گے کہ حضرت محمد دنیا کے متبرک آدمیوں میں خاص فوقیت رکھتے ہیں۔

بعض مورخوں نے تعصب مذہبی کی وجہ سے آپ کے کاموں کی پوری وقعت نہیں کی لیکن فی زمانہ خود مورخین یورپ انصاف کرنے پر آمادہ ہوگئے ہیں۔ چنانچہ ہمارے طبقہ کے سربر آوردہ شخص اور مستند مورخ موسیو بارتھیمی نیٹ ہیلر نے نہایت تحقیق کے بعد حضرت محمدؐ کے متعلق لکھا ہے کہ محمدؐ اپنے زمانہ کے عربوں میں سب سے زیادہ سلیم الفہم، سب سے زیادہ باخدا اور سب سے زیادہ رحم دل شخص تھے آپ نے جو کچھ حکومت حاصل کی، وہ محض اپنی ذاتی فضیلت کی وجہ سے تھی، جس مذہب کی آپ نے اشاعت کی، وہ ان اقوام کے لئے جنہوں نے اسے قبول کیا، ایک نعمتِ عظمیٰ بن گیا۔'' (اُسوۃ النبیؐ ص ۳۲)

آپ کی سیرت و کردار بے مثال تھی: مسٹر واشنگٹن اروِنگ: اپنی کتاب محمدؐ اور ان کے جانشین کہتے ہیں: ''آپ خوراک کے معاملہ میں بہت سادہ اور پرہیزگار تھے۔ روزوں کے پوری طرح پابند تھے۔ آپ کبھی لباسِ فاخرہ نہیں پہنتے تھے (جو ہلکے لوگ نمائش کے لئے کرتے ہیں) اور یہ لباس کی سادگی آپ میں تکلف سے نہیں تھیں بلکہ آپ سچے دل سے ایسے حقیر امتیازات کو لاپروائی کی نظر سے دیکھتے تھے۔ پرائیوٹ معاملات میں آپ انصاف پسند تھے۔

آپ دوستوں، اجنبیوں، دولت مندوں، غرباء، طاقتوروں، کمزوروں سے عدل کا سلوک کرتے تھے۔ عام لوگ آپ کو محبوب رکھتے تھے اس لئے کہ آپ ان سے نہایت مہربانی سے پیش آتے۔ ان کی مشکلات کو سنتے تھے۔

آپ کی جنگی فتوحات نے آپ میں کوئی فخر و نمود پیدا نہیں کیا۔ اپنی اعلیٰ سے اعلیٰ طاقت کے زمانہ میں آپ کے اخلاق و اطوار شکل و صورت میں وہی سادگی پائی جاتی تھی جیسے کہ آپ کی سخت سے سخت تکلیف اور بے کسی کے دنوں میں تھی۔ شاہانہ شان و شوکت کو اختیار کرنا تو ایک طرف رہا آپ اس بات پر بھی ناراض ہوتے کہ کسی مجلس میں آئیں تو غیر معمولی عزت کی علامت کا اظہار کیا جائے۔'' (برگزیدہ رسولؐ ص ۳۴)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سیرت: مسٹر مارکس ڈاڈ: ''محمدؐ آخری پیغمبر ہوئے ہیں۔ آپ اخلاق نہایت اعلیٰ تھا۔ آپ کے نزدیک دنیوی وجاہت کوئی چیز نہ تھی۔ آپ جس طرح حسن تہذیب و اخلاق کے ساتھ اچھے کپڑے پہننے والوں کا

Marfat.com

خیر مقدم کرتے، اسی طرح ایک بوسیدہ لباس والے کی عزت کرتے۔ آپ اپنے غلاموں پر نہایت مہربان تھے۔ اپنے مقلدین سے محبت کرنے والے اور اجنبیوں کے لئے بہت دلکش تھے۔ آپ کی خدمت میں ہر شخص باریاب ہوسکتا تھا۔ آپ کے حالاتِ زندگی پر محققانہ نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو گردو پیش کے لوگوں کے جذبات کا بہت خیال تھا۔ آپ کے لئے کسی سائل کو محروم واپس کرنا سخت دشوار تھا۔ آپ ذلیل سے ذلیل شخص کی بھی دعوت رد نہ کرتے تھے۔ ہم نہایت احترام کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی ذات سرچشمۂ خیر و برکت تھی۔ زندگی کے آخر زمانہ میں جب آپ بہت کمزور ہوگئے تو آپ کی چچا عباسؓ نے تجویز کیا کہ آپ مسجد میں کسی اونچے مقام پر تشریف رکھیں تا کہ لوگ آپ کو گھیر نہ لیں۔ آپ نے فرمایا نہیں میں اپنی عبا سمیٹ کر اس وقت تک ان لوگوں سے علیحدہ نہیں ہوسکتا جب تک اللہ مجھے ان کے درمیان سے اُٹھا نہ لے۔

آپ متکبر انسانوں میں سے نہ تھے جو ملاقات کے وقت دو انگلیاں اور اپنی چھڑی کا سر ہلا دیتے ہیں بلکہ وہ ہمہ تن متوجہ ہو جاتے تھے اور جب تک ہاتھ ملانے والا ہی اپنا ہاتھ علیحدہ نہ کرتا وہ مصافحہ سے اپنا ہاتھ جدا نہ کرتے۔

آپ بچوں پر بہت شفقت کرتے تھے اور جو بچے راستہ میں مل جاتے تھے۔ ان کے سروں پر ہاتھ پھیر کر بے انتہا محبت کا اظہار فرماتے تھے۔

کوئی شک نہیں کہ محمدؐ بے مثل خلیق اور نیک ریفارمر تھے۔ آپ کی زندگی میں صبر و شکر کا عجیب مرقع نظر آتا ہے۔ آپ کے معصوم بچے ابراہیم کی موت واقع ہوئی، اس چھوٹی سی نعش کو دایہ کی گود میں دیکھ کر رقت انگیز لہجہ میں آپ نے فرمایا: ''ہر ذی روح کا یہی انجام ہے، صبر و شکر اختیار کرنا بہتر ہے۔'' ہم ان کی قابل احترام شخصیت سے محبت کرتے ہیں۔'' (اُسوۃ النبیؐ ص ۲۹)

پیغمبر اسلامؐ کی رسالت میں کوئی شبہ نہیں: مسٹر سیل: ''میں نے اپنی تحقیقات میں کوئی ثبوت ایسا نہیں پایا جس سے محمدؐ کے دعویٰ رسالت میں شبہ پیدا ہو یا ان کی مقدس ذات پر فریب و مکر کا الزام لگایا جاسکے۔''

فضلا و محققین یورپ کے بکثرت اقوال سیرت نبویہ پر سامنے ہیں مگر اس مختصر تالیف میں ان سب کا یکجا کرنا طول کے باعث ہوگا۔ اس لئے ہم نے مذکورہ بالا اقتباسات ہی پر اکتفا کیا۔

اب ذیل میں ہندو فضلاء کے بیانات پیش کئے جاتے ہیں۔ کاش ہنگامہ و فساد کرنے والے عناصر اپنے مشاہیر کے اقوال مبارکہ پر نظر کرتے ہوئے مسلمانانِ عالم کے پیشوائے اعظم حضرت سیدنا محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے سبق حاصل کریں اور اہانت دین اسلام کے ارتکاب سے محفوظ ہوں اور اپنے ملک میں مسلمانوں کے ساتھ شیر و شکر ہو کر رہیں۔ (مؤلف)

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے جس قدر حیرت انگیز ترقیاں اور فتوحات حاصل کیں، وہ سب قرآن حکیم اور احادیث نبویہ پر عمل کی بدولت تھیں۔ جب تک مسلمانانِ عالم قرآن کریم اور احادیث نبویہ کو اپنی زندگی کا اصول بنا کر گامزن نہ ہوں گے کبھی فوز و فلاح نہیں پا سکتے۔ مقام حیرت ہے کہ عصرِ حاضرہ میں عوام و غرباء کو فریب میں مبتلا کرنے کے لئے کتاب و سنت کا نام لے کر بڑے بڑے دعوے کئے جاتے ہیں اور دوسری طرف کتاب و سنت کا رد بھی خود اپنی ہی زبانوں سے کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہی افراد شبانہ روز یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ کتاب و سنت ناقص ہیں وہ آج کے وقت کی ضروریات کے لئے کافی نہیں۔ ہمارے یہ عناصر خداوندانِ مغرب کے دساتیر و قوانین کو اپنا سرچشمہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے ہم ذیل میں فضلا و محققین یورپ کے وہ اقوال جو انہوں نے کتاب و سنت کی جامعیت پر تحریر کئے پیش

Marfat.com

کرتے ہیں تاکہ کتاب وسنت کا مذاق اڑانے والا گروہ انہیں پڑھ کر صحیح رائے قائم کرے۔ (مؤلف)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نصب العین انتہائی بلند ہے: ملرٹین اپنی کتاب کے صفحات ۲۷۶ و ۲۷۷ پر لکھتا ہے: ''دنیا میں کسی انسان نے برضا ورغبت یا طوعاً وکرہاً محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نصب العین سے بلند نصب العین اپنے سامنے کبھی نہیں رکھا۔ یہ نصب العین عام انسانی سطح سے بہت بلند تھا۔ مافوق البشر نصب العین۔ یہ نصب العین کیا تھا؟ خدا اور بندے کے درمیان جو توہمات کے پردے حائل ہو چکے تھے، انہیں ایک ایک کر کے اٹھا دینا اور اس طرح خدا کو انسان کے سینہ میں سمو دینا اور انسان کو خدائی صفات کے رنگ میں رنگ دینا، باطل خداؤں کے ہجوم میں پاک خدا کا مقدس ومعقول تصور پیش کرنا آج تک کبھی کسی انسان نے اس طرح کی ہمت نہیں کی کہ اس قسم کے عظیم الشان کام کا بیڑہ اٹھائے جو اس طرح انسانی مقدرت سے باہر ہو اور اس کے ذرائع اس قدر محدود ہوں، اس لئے کہ یہ اس وقت جب اس نے اس اہم فریضہ کا تصور کیا تھا اور نہ اس وقت جب اس کی عملی تشکیل کے لئے قدم اٹھایا تھا، اس کے پاس اپنی ذات یا صحرا کے ایک گوشہ میں بسنے والے مٹھی بھر انسانوں سے زیادہ کوئی ساز وسامان اور ذریعہ ہی نہ تھا۔ اس فقدان ذرائع کے ساتھ آج تک کبھی کسی انسان نے دنیا میں اس قسم کا عظیم اور مستقل انقلاب نہیں پیدا کیا۔ وہ انقلاب جس کا نتیجہ یہ تھا کہ دو سو سال کے اندر اندر اسلام عملاً واعتقاداً تمام عرب پر حکمرانی کر رہا تھا اور اسی لئے خدا کے نام پر ایران، خراسان، مغربی ہندوستان، شام، مصر، شمالی افریقہ کے وہ تمام علاقہ جو اس وقت تک معلوم ہو سکا تھا۔ بحر روم کے متعدد جزائر اور ہسپانیہ تک کو فتح کر لیا۔

اگر نصب العین کی بلندی وسائل کی کمی اور نتائج کی درخشندگی انسانی بلوغ کا معیار ہیں تو وہ کون ہے جو اس باب میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلہ میں کسی انسان کو پیش کر سکے۔

دنیا کے اور بڑے بڑے انسانوں نے صرف اسلحہ، قانون یا سلطنتیں پیدا کیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ مادی قوتوں کی تخلیق کر سکے جو اکثر اوقات خود ان کی آنکھوں کے سامنے راکھ کا ڈھیر ہو کر رہ گئیں۔

لیکن اس انسان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے صرف جیوش و عساکر، مجالس قانون ساز، وسیع سلطنتوں، قوموں اور خاندانوں ہی کو حرکت نہیں دی بلکہ ان کروڑوں انسانوں کو بھی، جو اس زمانہ کی آباد دنیا کے ایک تہائی حصہ میں بستے تھے اور ان سے بھی زیادہ اس شخصیت نے قربان گاہوں، دیوتاؤں، مذاہب و مناسک، تصورات ومعتقدات بلکہ روحوں تک کو ہلا دیا۔ اس نے ایک ایسی کتاب کی اساس پر جس کا ایک ایک لفظ قانون کی حیثیت رکھتا ہے، ایک ایسی قومیت کی بنیاد رکھی جس نے دنیا کی مختلف نسلوں اور زبانوں کے امتزاج سے ایک مستقل جماعت پیدا کر دی۔

یہ لاثانی امت اور باطل خداؤں سے سرکشی وتنفر خدائے واحد کے لئے والہانہ جذبہ وعشق۔ یہ ہیں دنیا میں اس عظیم الشان ہستی کی یادگاریں۔

افسانوی خداؤں کے ہجوم میں ایک خدا کے تصور کا اعلان بجائے خود ایک ایسا معجزہ تھا کہ جونہی یہ الفاظ اس منادی کرنے والے کی زبان سے نکلے، اس نے تمام باطل خداؤں عبادت گاہوں کو تباہ کر دیا اور ایک تہائی دنیا میں آگ لگا دی۔ اس کی زندگی، اس کے مراقبات توہم پرستی کے خلاف، اس کی مجاہدانہ سعی و کاوش اور باطل خداؤں کے غیظ وغضب کو حقارت کی ہنسی سے ٹھکرا دینے کی جرأت، مکی زندگی میں متواتر تیرہ برس تک تمام مصائب کے مقابلہ میں استقامت، مخالفین کی تکذیب وتمسخر کا خندہ پیشانی سے استقبال۔ یہ تمام مشکلات اور پھر ان کے بعد ہجرت۔ پھر اس کی مستقل دعوت وتبلیغ، اپنے مقصد کی کامیابی پر یقین محکم اور

Marfat.com

نامساعد حالات میں اس کی مافوق البشر جمعیتِ خاطر، فتح و کامرانی، تحمل وعفو سلطنت بنانے کے لئے نہیں بلکہ اپنے الٰہیاتی مقصد کی کامیابی کے لئے، اس کی امنگیں اور آرزوئیں وجد و کیف کی دنیا میں اس کی متواتر نمازیں، دعائیں اپنے اللہ سے راز و نیاز کی باتیں، اس کی حیات و ممات اور بعداز مرگ اس کی مقبولیت۔ یہ تمام حقائق کس قسم کی زندگی کی شہادت دیتے ہیں؟

کیا ایک افتراء پرداز کی زندگی کی یا ایسے انسان کی زندگی کی جسے اپنے دعوے کی سچائی پر غیر متزلزل ایمان ہو اس کا یہی کوہ شکن ایمان تھا جس نے اس میں ایسی لرزہ انگیز اور بے پناہ قوت پیدا کر دی تھی اس لئے اپنے عقیدہ کو زندہ اور پائندہ بنا کر دکھا دیا۔

اس چیز کی وضاحت کے لئے کہ کیا نہیں ہے وہ اِلّا اور یہ لا کا ایک حصہ دنیا سے باطل خداؤں کے مٹانے کے لئے خواہ اس میں تلوار کی بھی ضرورت کیوں نہ پڑے اور دوسرا حصہ خدائے حقیقی کی مسند جلال بچھانے کے لئے بہت بڑا مفکر، بلند پایہ خطیب، پیغامبر، مقنن، سپہ سالار، تصورات و معتقدات کا خاتم، صحیح نظریۂ حیات کو علی وجہ البصیرت قائم کرنے کا ذمہ دار، اس نظام کا بانی جس میں باطل خدا ذہنوں تک کی دنیا میں دخل نہ پا سکیں۔

محمدؐ کے تاریخی کارنامے: ڈاکٹر چارلس ایسوی کا مقالہ جسے امریکہ کے ایک سہ ماہی رسالہ مسلم ورلڈ نے اپریل ۱۹۵۰ء میں شائع کیا: ''آج دنیا میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم کا کام (مع اپنے تمام مشتقات کے) ہر دوسرے نام سے بڑھ کر چلا ہوا ہے جو خود ایک روشن دلیل ہے۔ اسلام کے اقتدار کی۔ اسلام بہت پھیلا ہوا ہی نہیں (مراکش سے چین اور ترکستان سے جنوب مشرقی ایشیا تک) بلکہ بڑا زندہ مذہب بھی ہے وہ اپنے پیرووں پر نہ صرف اپنی گرفت ہی قائم کیے ہوئے ہے بلکہ اس میں روز افزوں ترقی بھی ہو رہی ہے۔ اس کا تبلیغی پہلو کبھی بھی ضعیف نہیں رہا۔ یہاں تک کہ آٹھویں نویں صدی میں جو مسلم سلطنتوں کے سیاسی ضعف کا بدترین زمانہ تھا۔ اسے نمایاں کامیابیاں حاصل رہیں اور آج بھی افریقہ کے استوائی علاقوں جنوب مشرقی ایشیاء میں اسے برابر تبلیغی کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں۔'' (ص ۸۴)

برنولٹ اپنی تصنیف ''تشکیل انسانیت'' Briffault The Making of Hamonity میں لکھتا ہے:

یورپ کی نشاۃ ثانیہ عربوں کے اثر کی رہین منت ہے: ''یورپ کی حقیقی نشاۃ ثانیہ پندرہویں صدی میں نہیں ہوئی بلکہ عربوں کے اثر اور ہسپانیہ کی اسلامی ثقافت کے تجدیدی دور کی رہین منت ہے۔ اس نشاۃ ثانیہ کا گہوارہ اطالیہ نہیں بلکہ اسلامی ہسپانیہ تھا۔ یورپ بربریت کے اسفل ترین گہرائیوں میں گر کر جہالت اور ذلت کی تاریکیوں میں ڈوب چکا تھا جبکہ اسلامی دنیا کے شہر بغداد، قاہرہ، قرطبہ وغیرہ تہذیب و تمدن کی سرگرمیوں کے درخشندہ مرکز بن رہے تھے اور وہیں اس حیاتِ نو نے آنکھ کھولی۔ جو بعد میں انسانی ارتقاء کی ایک نئی شکل اختیار کرنے والی تھی۔ جوں ہی ان کی ثقافت یورپ پر اثر انداز ہوئی وہاں ایک نئی حرکت ظہور پذیر ہوئی۔

آکسفورڈ کے مدرسہ فکرین ان ہی (ہسپانوی مسلمانوں) کے جانشینوں کے زیر اثر راجر بیکن نے عربی زبان اور عربی سائنس سے استفادہ کیا۔

تجرباتی طریقۂ کار (استوائی) سے یورپ کو متعارف کرانے کا سہرا نہ تو راجر بیکن کے سر ہے نہ ہی اس کے بعد اس کے ہم نام کے۔ سر راجن بیکن مسیحی یورپ میں مسلم سائنس اور تجرباتی طریقہ کے مبلغین میں سے ایک تھا جس نے کبھی یہ تسلیم کرنے سے انکار نہیں کیا کہ عربی زبان اور عربی سائنس ہی اس کے ہمعصروں کے لئے حقیقی علم کا ذریعہ تھی۔

Marfat.com

یہ بحث کہ تجرباتی طریقہ کا بانی کون نامور تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ مغربی تہذیب وتمدن کے ماخذوں سے متعلق عظیم ترین اجزاء میں سے ہے۔

بیکن کے زمانہ تک عربی کا تجرباتی طریقہ کار عام رواج پا چکا تھا اور سارے یورپ میں بڑی سرگرمی سے اس طریقہ کار کا ذوق پیدا کیا جا رہا تھا۔

موجودہ تہذیب اس مہتم بالشان عطیہ یعنی سائنس کے لئے عرب تہذیب کی رہین منت ہے۔ البتہ اس عطیہ کے ثمرات بڑی مدت میں تیار ہوئے۔

ہسپانوی ثقافت کے انحطاط کے بہت عرصہ بعد اس غیر معمولی قدوقامت کے پودے نے پوری بالیدگی حاصل کی، نہ صرف سائنس ہی نے یورپ کو نئی زندگی عطا کی بلکہ اسلامی تہذیب کے گوناگوں اثرات نے بھی اس کی خوابیدہ روح کو گرمی حیات بخشی۔ اگرچہ یورپ کی تمدنی نشوونما میں کوئی بھی ایسا شعبہ ایسا نہیں جس پر اسلامی تمدن کا فیصلہ کن اثر نہ پایا جائے۔ تاہم یہ امر قطعی ہے کہ اس دورِ جدید کی خصوصی قوت اور اس کی کامیابی کا راز یہی طبعی سائنس اور سائنسی رجحانات ہیں جو اسے عربوں سے ورثہ میں ملے۔

ہماری سائنس پر عربوں کا احسان انقلاب انگیز اور محیرالعقول سائنسی نظریات وایجادات نہیں بلکہ عرب تمدن کا ہماری سائنس پر اس سے کہیں عظیم تر احسان ہے کیونکہ خود اس کا وجود ہی ان کا شرمندۂ تخلیق ہے۔

یونانیوں نے علم ہیئت اور علم ریاضی دوسرے ممالک سے مستعار لئے مگر ان علوم کو یونانی ثقافت کبھی بھی راس نہ آئی۔ انہوں نے ان علوم کو ترتیب دیا اور نظریات بھی قائم کئے۔ مگر مثبت علم کی تحقیق، سائنس کے دقیق طریقے، تفصیلی اور طولانی مشاہدے اور تجربات کے صبر آزما مراحل۔ یونانی طبائع کی برداشت سے باہر تھے۔ جس کو ہم سائنس کہتے ہیں۔ اس کا آغاز یورپ میں تجسس کا ذوق تحقیقات کے نئے اصول تجربات کے انوکھے طریقوں، مشاہدوں اور ریاضی کی پیمائشوں پر مبنی تھا۔ جن سے یونانی محض ناواقف تھے اور جن سے یورپ کو عربوں نے متعارف کرایا۔

عرب نہ ہوتے تو یورپ کی تہذیب وجود میں نہ آتی: بہت ممکن ہے اگر عرب نہ ہوتے تو موجودہ یورپی تہذیب بھی وجود میں نہ آتی۔ یہ تو بالکل یقینی امر ہے کہ عربوں کے بغیر یورپی تہذیب کبھی وہ حیثیت اختیار نہ کر پاتی جو وہ آج ارتقاء کی سابقہ منزلوں پر فوقیت پا رہی ہے۔

اسلام کے عقائد عقل کی اساس پر قائم ہیں: فرانس کا مشہور مستشرق ایڈورڈ مونٹیٹ: ''اسلام جوہری اعتبار سے ایک عقلی و فکری دین ہے کیونکہ عقلی اسلوب (Ratwealism) کا مطلب یہ ہے کہ عقائد و افکار عقلی ونطق کی میزان میں پورے اترتے ہوں اور انہیں ماننے سے انسانی فطرت کو کسی قسم کا بار محسوس نہ ہو۔ دین اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے مجموعی عقائد منطق اور عقل کی اساس پر قائم ہیں۔ خدا کو ماننے کے بعد اس کی توحید کا عقیدہ خالص عقلی ہے جسے وجدانی والہامی ہدایات سے مدد ملتی ہے۔ اسلام کی اشاعت میں ہمیشہ دو باتوں کو دخل حاصل رہا ہے۔ ایک اس کی سادہ قابل فہم اور فطری تعلیم، دوسرے اس کے عقلی و منطقی دلائل۔ اس کی سادہ تعلیم سے افریقہ کے وحشیوں نے بھی فائدہ اٹھایا اور اس کی عقلی تعلیم نے بوعلی سینا، فارابی، ابن رشد اور بیکن پیدا کئے۔ (پریچنگ آف اسلام از آرنلڈ)

اسلام کی بدولت یورپ جدید تہذیب کا قائد بنا: مسٹر این رائے اپنی کتاب The Historial Role of Islam میں لکھتا ہے: ''تاریخ کے غیر جانبدارانہ اور صحیح مطالعہ کے بعد مسلمانوں کے مذہب وکلچر سے نفرت کرنا نہایت معیوب ہوگا۔ ایسا کرنا تاریخ کو جھٹلانا اور ملک کے سیاسی مستقبل پر ضرب لگانا ہوگا۔

Marfat.com

مسلمانوں ہی کے ذریعہ یورپ جدید تہذیب کا قائد بنا۔ اب تک یورپ والے علمائے اسلام کے مرہون منت ہیں۔ بد قسمتی سے ہندوستان اسلامی کلچر کے گراں بہا ترکہ سے فائدہ نہ اٹھا سکا کیونکہ وہ اس قابل نہ تھا۔ اب ہندوستان کی نئی زندگی کے دور میں دونوں فرقوں کا فرض ہے کہ تاریخ کے اس یادگار صفحہ سے سبق لے کر اپنی تنگ نظری دور کریں۔ یقیناً دونوں کی موافقت سے ایک نیا رجحان اور نئی ذہنیت پیدا ہوگی۔

سر تھامس آرنلڈ اپنی کتاب The Islamic farlh P.S.O میں لکھتا ہے: تبلیغ کا انتظام نہ ہونے کے باوجود اسلام کی ترقی کے اسباب: مسلمانوں نے کبھی منظم تبلیغ نہیں کی، کبھی غیر ممالک میں ان کے تبلیغی وفو نہیں گئے۔ سلاطین اسلام نے بھی تبلیغ میں انفرادی حصہ نہیں لیا اور کروڑوں پونڈ کجا ہزاروں پونڈ بھی اس مقصد کے لئے مخصوص نہیں کئے گئے مگر اس پر بھی اسلام کی اشاعت حیرت انگیز ہے۔ سچ پوچھئے تو اسلام کے مقابلے میں مسیحیت صرف اس لئے زندہ رہی کہ اس کے بچانے کے لئے اربوں پونڈ صرف کیا گیا۔ اسلام کی بسرعت اشاعت کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ مبلغین اسلام کا عمل دوسروں کے لئے ایک مستقل کشش رکھتا تھا۔ ان کی مدلل گفتگو، ان کی راست بازی اور راست روی، ان کی رحم دلی و رواداری، ان کی عبادت بدن کی پاکیزگی، ان کی دیانت وخلوص اور مذہب کے لئے ان کا جوش وخروش وہ چیزیں تھیں کہ اچھوں اچھوں کو مسلمان بناگئیں۔

اسلامی عبادت کی سادگی پر ایک شخص نے خوب ریمارک کیا ہے: Win uood reade

''مسلمانوں کی عبادت اس قدر سادہ ہے کہ اس سے زیادہ سادگی کا تصور ہی نہیں ہوسکتا۔ نماز کو دیکھئے۔ اس میں گانے اور ناچنے کی کوئی گنجائش نہیں اور شراب و کباب تو کہنا ہی کیا، غیر لوگوں کو ایسی عبادت بے مزہ معلوم ہوگی۔ لیکن جو لوگ اپنی عبادتوں میں موسیقی اور رقص بلکہ شراب و کباب کا بھی استعمال کرتے ہیں وہ گواہی دیں گے کہ اسلامی عبادت کی سادگی میں کس قدر دل کشی اور جاذبیت ہے۔ بادہ خوار بھی سمجھ سکتا ہے کہ پرہیزگاری کیا چیز ہے اور جن لوگوں نے رقص و سرود کی عبادت میں شرکت کی ہے، وہی بتا سکتے ہیں کہ اسلام کی بے کیف نماز حقیقی اعتبار سے کس قدر پُر کیف ہے اور محویت کا طاری کرنا تو اس کا ایک معمولی کرشمہ ہے۔

گیارہویں صدی عیسوی کا ایک انگریزی سیاح جوزف ٹامسن لکھتا ہے: ''جب دریائے نائگیر میں ہماری دخانی کشتی چڑھاؤ پر جا رہی تھی تو دو سو میل تک کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جو میرے خیال میں کسی طرح کی تبدیلی پیدا کرتی کیوں کہ بت پرستی کے ساتھ مردم خوری اور شراب کی تجارت زور پر تھی لیکن جب ساحل کا نشیبی ملک پیچھے رہ گیا اور میں وسط سوڈان کی شمالی سرحد پر پہنچا تو لوگوں کی سیرت وصورت میں مجھے ترقی معلوم ہوئی۔ مردم خوری موقوف ہوتے ہی بت پرستی بھی رخصت ہوئی۔ شراب کی تجارت بھی ختم ہوئی اور لوگوں کے بدن پر کپڑے زیادہ صاف نظر آنے لگے اور صورتوں میں ایسی متانت پائی گئی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اخلاقی ترقی شروع ہوگئی ہے اور ہر چیز سے معلوم ہوتا تھا کہ ضرور کوئی خاص بات ہے جس نے ان وحشیوں پر قدرت پاکران کی قلب ماہیت کردی ہے۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ یہ خاص بات اسلام ہے۔'' (پریچنگ آف اسلام، آرنلڈ، ص ۳۵۸)

مسلمانوں کی عبادت و مساجد کا اثر قلوب پر کیا پڑتا ہے؟

ارنسٹ ہیکل فلسفی اور سائنس دان جو تمام مذاہب کا منکر ہے، اپنی کتاب معمہ کائنات "The Riddle of Universe" کے پندرہویں باب میں لکھتا ہے:

''ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ محمدی مذہب نے تاریخی ارتقاء کے مختلف ادوار میں توحید خالص کی جوہریت کو بڑی احتیاط سے محفوظ رکھا ہے۔ یہودیت اور عیسائیت پر اسے اس اعتبار سے

Marfat.com

خاص فوقیت حاصل ہے۔ ہمیں آج بھی اسلامی توحید کی روح اس کی نماز میں، اس کی تبلیغ میں، اس تعمیرات اور اس کی مساجد میں صاف نظر آ سکتی ہے۔ جب میں پہلی مرتبہ ۱۸۷۸ء میں سفر پر نکلا اور قاہرہ، سمرنا، بروسہ اور قسطنطنیہ کی مساجد کو دیکھنے کا اتفاق ہوا تو مجھے مساجد کی اندرونی و بیرونی سادگی، ان کی خوبصورتی، ان کی سجاوٹ بہت پسند آئی۔ ان مساجد کی سادگی کا مقابلہ کرو اُن کیتھولک گرجاؤں سے جن کے اندرونی حصے تصاویر اور مجسّموں سے لبریز ہیں اور جن کے بیرونی حصے انسانی اور حیوانی تصاویر سے لتھڑے ہوئے ہیں اور پھر خدا کے سامنے خاموش عبادت، رقت آمیز طریقے سے قرآن کی تلاوت، کہاں گرجاؤں کا شور وغل اور تھیٹر کے سے مظاہرے اور کہاں مساجد کی خاموش فضا اور عبادت گزاروں کی شائستہ عبودیت۔'' (ص ۲۸۳)

اسلام نے جس توحید کا سبق دیا اس کی مثال نہیں ملتی: مسٹر ایمرین جو اپنے دور کا ایک سیاسی مفکر ہے، اپنی کتاب "The anatomy of the peace P.78" پر لکھتا ہے: ''اسلام نظریہ توحید کا سب سے بڑا علم بردار ہے۔ جس قرآن نے صدیوں تک دنیا کے مختلف لوگوں کو توحید کا سبق دیا اور کوہ اطلس سے ہمالیہ تک انسانی وحدت کا صور پھونکا، بالآخر اس نیشنلسٹ (قومی) گروپ میں شامل ہو گئے جن کا معبود قوم (وطن) ہے اور پھر مسلمانوں نے قوم پرستی (Nationalism) کو وہ درجہ دیا جس کے سامنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہیچ ہو کر رہ گئی۔ ترکی میں پان تورانزم کو فروغ ہوا، جنوب میں پان عرب تحریک شروع ہوئی جو صرف عرب قبائل کو اپنے دائروں میں لے سکتی تھی۔ مشرق میں ہندوستان ہے، جہاں کے مسلمانوں کو نیشنل فیلنگ (قومی احساس) کا خوگر بنایا جا رہا ہے اور اس کے لئے نیا نعرہ ایجاد ہوا ہے یعنی پہلے ہندوستان بعد میں مسلمان۔

سویت روس کے مسلمانوں میں سویت نیشنلزم کا پیغام کام کر رہا ہے۔ یہ لوگ سوائے اس کے کچھ نہیں چاہتے کہ اپنے قومی بتوں کی پرستش کریں اور ان کی اپنی نیشن اسٹیٹ ہو مگر یہ دنیا کی کتنی بڑی ٹریجڈی ہے کہ نیشنلزم (وطنیت) کو آفاقیت کی جگہ دی جا رہی ہے اور عالمی مشن چند گروہوں میں محدود کیا جا رہا ہے۔ دراصل یہ نیشنلزم قبائلیت کا دوسرا نام ہے جو تمام مصیبتوں تباہیوں کی جڑ ہے۔''

مسلمان خود کو خدا کے حوالے کر دے یہ انسانیت کے لئے بہترین تعلیم ہے: ایچ جی ویلز تاریخ عالم کا مصنف اپنی کتاب (First and Last Things P.76) پر لکھتا ہے: ''اسلام کی یہ تعلیم کہ ایک مسلمان سب کچھ خدا کے حوالے کر دے اور اپنے اندر (نماز وغیرہ کے ذریعے) تنظیم پیدا کرے۔ گو عقلی اعتبار سے محدود ہی کیوں نہ ہوں لیکن وہ انسانیت کے لئے ایک بہترین اور قابل احترام تعلیم ہے۔ اسلام کی اسپرٹ موجودہ دنیا کے تمام تقاضوں کی تکمیل کرتی ہے۔ اس لئے رڈیارڈ سمپلنگ نے جب خدا کے تصور کو پیش کرنا چاہا تو اسے اسلام کے پیش کئے ہوئے خدا کے سوا کوئی اور خدا نہ مل سکا۔''

برطانوی امریکی لٹریچر کی سب سے بڑی خرابی: انگلستان کا شہرہ آفاق دہریہ جوزف میکاب مصنف ریشنلسٹ انسائیکلوپیڈیا کے صفحہ ۲۵ پر لکھتا ہے: ''برطانیہ اور امریکہ کے تاریخی لٹریچر میں سب سے بڑی خرابی یہ نظر آتی ہے کہ اس میں عرب و ایران کے تمدن کے عظیم الشان آثار کو دانستہ چھپایا گیا ہے۔ خود ہمارے ملک انگلستان کے جن ممتاز اہل قلم اشخاص نے کیمبرج میڈیول ہسٹری مرتب کی ہے، انہوں نے بھی عربوں کی شاندار تمدنی و علمی خدمات کے لئے صرف سو صفحات وقف کئے ہیں حالانکہ عیسائیوں کے معمولی اور چھوٹے کارناموں کے تذکرے ہیں، اس تاریخ کے سیکڑوں صفحات بھرے پڑے ہیں۔ اسی طرح کوئی برطانوی اسکالر

Marfat.com

ایسا نہیں ملتا جس نے عربوں کی علمی خدمات پر بھرپور بحث کی ہو یا انہیں سراہا ہو حالانکہ یہ واقعہ ہے کہ ۹۰۰ء سے ۱۰۵۰ء تک جو مسیحیت کا تاریخ ترین زمانہ ہے، عربوں نے اپنے شاندار تہذیب کو پرتگال سے ہندوستان تک پھیلایا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کا تمدن ہر اعتبار سے یونانی تمدن پر بہت بڑی فوقیت رکھتا تھا۔ آج اسپین کی کل آبادی دو کروڑ چالیس لاکھ ہے مگر عربوں کے زمانہ میں نصف اسپین کی آبادی تین کروڑ سے کسی طرح کم نہ تھی اور انہوں نے اس حصہ کو خوشحالی اور علم کی دولت سے مالا مال کر رکھا تھا۔

عربوں کے زمانہ میں صقلیہ (سسلی) کی آبادی اس وقت کے انگلستان سے تقریباً دوگنی تھی۔ اس میں بھی عربی تہذیب و تمدن کا گلشن خوب لہلہایا اور ساتھ مصر، ایران و شام میں بھی اس کی خوشبو پھیلی۔ اس وقت مسلمانوں کے زیرنگیں کوئی ملک ایسا نہ تھا جس کی آبادی ڈھائی لاکھ سے دس لاکھ تک نہ پہنچی ہو۔ حالانکہ اس زمانہ میں لندن پیرس اور روم کی آبادی تیس تیس ہزار سے زائد نہ تھی۔

ان تمام ممالک میں مطالعہ کے لئے سیکڑوں کتاب خانے تھے جن میں کتابوں کی لاکھوں جلدیں ہر وقت موجود رہتی تھیں۔ بھلا اس وقت کے عیسائی ممالک عرب تمدن کا کیا مقابلہ کر سکتے تھے!

عرب یونیورسٹیوں میں سائنس کی عام تعلیم دی جاتی تھی جس کا یورپ کے عیسائیوں اور علم دوستوں نے خیر مقدم کیا ہے اور اسے سیکھ کر اپنے کلاسوں میں بھی سائنس کی اشاعت کی۔ یہ میرا ہی خیال نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر جی سارٹن نے اپنی کتاب انٹروڈکشن ٹو دی ہسٹری آف سائنس میں اور ڈاکٹر ایس۔ ایچ۔ ولیم نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔

مزید لکھتا ہے: ''عربی تمدن نے اپنے زیر اثر ممالک میں رواداری، آزادی، سماجی انصاف، صفائی، ہمدردی اور عام خوش حالی کو جس طرح عام کیا ہے اس کی نظیر عیسائی دنیا صدیوں تک نہ پیش کر سکے گی۔ مغربی مؤرخوں نے عربوں کی ان شاندار خدمات اور بے نظیر تمدن کو دبانے اور مٹانے کی کوششیں کی ہیں، اور اس کی جگہ ایسے جھوٹے واقعات گھڑے ہیں جن سے یہ ثابت ہو کہ عیسائیت ہی نے دنیا کو یہ نعمتیں عطا کی ہیں۔ وہ چلتے چلتے عرب تمدن کا جوڑ صرف صلیبی جنگوں سے ملا دیتے ہیں اور یہ بات بھول جاتے ہیں کہ صلیبی جنگوں سے پہلے عربوں نے سسلی کی راہ سے اٹلی کو علم تمدن سے مالا مال کیا۔

خلاصہ یہ کہ اسپین اور سسلی کا عربی تمدن ہی وہ روشن چراغ تھا جس نے سارے یورپ کو بیدار ہونے میں مدد دی اور اسے اپنی جہالت و توہمات سے نجات پانے کا موقع ملا۔

صرف مذہب اسلام ہی وہ دین ہے جو عقلی مزاج سے رابطہ قائم کر کے خدا کے وجود پر روشنی ڈالتا ہے: ڈاکٹر ڈبلیو۔ آر۔ یتھور ایک دہریہ سے گفتگو کرتا ہے۔ دہریہ خدا کے وجود کے تمام دلائل سے بے اعتنائی کا اظہار کرتا ہے اور آخر میں کہتا ہے: ''میں نے ہر مذہب کے دلائل کا مطالعہ کیا اور ہر مذہب نے مجھے دور پھینکنے کی کوشش کی۔ خدا کے وجود پر جو دلیل زبردست سمجھ کر پیش کی گئی، وہی دلیل سب سے زیادہ کمزور اور خام ثابت ہوئی، صرف خدا کا وہ تصور جسے اسلام پیش کرتا ہے، ایک ایسا تصور ہے جس کے سامنے ٹھہرنے، جس پر غور کرنے اور جسے سننے کو جی چاہتا ہے۔ صرف یہ ہی مذہب ایسا ہے جو عقلی مزاج سے ربط قائم کر کے خدا کے وجود پر روشنی ڈالتا ہے۔''

مسلمانانِ عرب خداداد اوصاف سے متصف اور شائستہ صفات کے حامل تھے: ڈاکٹر لوتھر اپنی تصنیف جدید دنیائے اسلام میں لکھتا ہے: ''عرب اپنی حکومت کے مستحکم کرنے کے طریقے خوب جانتے تھے۔ یہ کوئی خون کے پیاسے وحشی نہ تھے جو لوٹ مار اور غارت گری کے خواہش مند ہوتے۔ برخلاف اس کے وہ جبلی طور پر خداداد اوصاف سے متصف اور ان شائستہ صفات کو جو

Marfat.com

قدیم تہذیبوں سے حاصل ہو سکتی تھیں، سیکھنے کے متمنی تھے۔ یہ فاتحین اور مفتوحین ایک ہی مذہب کے پیرو ہو گئے۔ ایک دوسرے مناکحت کرنے لگے اور سرعت کے ساتھ ایک دوسرے میں ضم ہو گئے۔ اس اختلاط سے ایک جدید تمدن یعنی عربی تہذیب پیدا ہوئی۔ عرب کی طبعی قوت نے یونانی، رومی، ایرانی تہذیب کو مستحکم کر دیا اور عربی ذہانت اور اسلامی روح نے اس پر جلا کر کے اپنی تہذیب میں ملا لیا۔

پہلی تین صدیوں ۶۵۰ سے ۱۰۰۰ء) میں بلادِ اسلامی دنیا کے سب سے زیادہ مہذب اور سب سے زیادہ ترقی یافتہ حصے تھے۔ ان میں جابجا رونق، شہر عالی شان، مسجدیں اور پُرسکون درسگاہیں تھیں جن میں دنیائے قدیم کی حکمت کی حفاظت اور قدر کی جاتی تھی۔ نصرانی مغرب سے جو ازمنۂ مظلمہ کی تاریک شب میں چھپا ہوا تھا، اسلامی مشرق کا کھلا ہوا تقابل تھا۔''

میں پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات کو سب سے بہتر سمجھتا ہوں: گاندھی جی نے اپنے ایک بیان میں جو رسالہ ایمان پٹی ضلع لاہور اگست ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا تحریر کیا: ''وہ روحانی پیشوا تھے بلکہ میں ان کی تعلیمات کو سب سے بہتر سمجھتا ہوں۔ کسی روحانی پیشوا نے خدا کی بادشاہت کا پیغام ایسا جامع نہیں دیا جیسا کہ پیغمبر اسلام نے۔''

حضور ﷺ کی بعثت تاریخ کا ایک معجزہ ہے: پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق ایم اے لیکچرار الٰہ آباد یونیورسٹی کا بیان جسے ربیع الاول ۱۳۵۶ھ میں رسالہ پیشوا دہلی نے شائع کیا: ''میں حضرت پیغمبر اسلام ﷺ کی بعثت کو ان کی شخصیت اور ان کے کارنامہ ہائے زندگی کو تاریخ کا ایک معجزہ سمجھتا ہوں۔''

آپ اپنے زمانہ کے بہت بڑے پیغمبر، توحید کے علم بردار اور حقانیت کے طرف دار تھے: جناب پنڈت ہردے پرشاد کا بیان جسے رسالہ پیشوا دہلی نے ربیع الاول ۱۳۵۶ھ میں شائع کیا: ''اگر مجھ سے کوئی دریافت کرے کہ حضرت محمد ﷺ کون تھے؟ تو میں اس کے جواب میں برملا کہوں گا کہ آپ اپنے زمانہ کے بہت ہی بڑے بزرگ پیغمبر اور توحید کے علم بردار حقانیت کے طرف دار، سچائی کے دل دادہ اور ایشور کے پرستار تھے۔ آپ کی اصلاح قابل داد تھی اور تا قیامت رہے گی۔''

دوسرے نبی روحانی بادشاہ تھے اور حضور ﷺ روحانی شہنشاہ تھے: جناب بھگت راؤ صاحب ایڈووکیٹ مری ماخوذ غازیان ہند، ص ۱۱۸: ''سری رام چند بھگوان کرشن جی گورو نانک، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ یہ سب روحانی بادشاہ تھے اور میں کہتا ہوں کہ ان میں ایک روحانی شہنشاہ بھی ہے جس کا مقدس نام محمد ﷺ تھا جس کے معنی ہیں حمد کیے گئے اور جس کی پوری زندگی کے متعلق کچھ کہنا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہر ایک ریفارمر نے آ کر دنیا میں بہت کچھ کیا مگر حضرت محمد ﷺ نے دنیا پر اس قدر احسان کیے ہیں جن کی مثال نہیں مل سکتی۔''

آپ کی سیرت ہر اعتبار سے سبق آموز ہے: جناب پنڈت سیتا دھاری صاحب: ''پیشوائے دین اسلام حضرت محمد ﷺ کی زندگی دنیا کو بے شمار قیمتی سبق پڑھاتی ہے اور تقریباً آنحضرت کی زندگی ہر حیثیت سے دنیا کے لئے سبق آموز ہے بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھ، سمجھنے والا دماغ، محسوس کرنے والا دل ہو۔'' (معجزاتِ اسلام، ص ۶۴، بحوالہ بحر نبوت، ۱۹۱۶ء)

آپ نے مال و دولت پا کر بھی عیش نہ کیا: جناب لالہ پریم جس رائے صاحب بی اے دہلوی: ''اسلام کے بانی کو جن مصیبتوں تکلیفوں کا سامنا ہو، وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ آپ کو جن سخت سے سخت مصیبتوں دکھوں سے گزرنا پڑا، ان میں سے شاید کوئی بھی نہیں گذرا۔ آپ اگرچہ روم و ایران کے بادشاہوں کے فتح کرنے والے تھے۔ بادشاہی خزانے آپ کے سامنے پڑے ہوئے تھے مگر آپ نے بادشاہوں کی طرح عیش و آرام کرنے کی

Marfat.com

بجائے بھوک پیاس اور غریبی کو ہنسی خوشی سے برداشت کیا۔ آپ کے پاس مال و دولت کی کمی نہ تھی مگر آپ کو فطرتاً مال و دولت دنیا کے عیش و آرام سے کوئی دلچسپی نہ تھی، اسی طرح اگر آپ کے ماننے والے آگے چل کر مال و دولت کی طمع نہیں کرتے تو ہندو مسلمانوں کی ایسی تفریق قائم نہ ہوتی جواب ہے۔'' (رسالہ مولوی ۱۳۵۲ھ)

حضورؐ کا فیض دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچا غلاموں کے حقوق بھائیوں کے برابر ہو گئے: جناب بابو جگل کشور صاحب بی اے، ایل ایل بی: ''حضرت محمدؐ کی زندگی، آپ کی تعلیم کی بنیادی چیزوں کو دیکھ کر ہر شخص آسانی سے اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ آپ نے دنیا پر بہت کچھ احسانات کیے ہیں اور دنیا نے بہت کچھ آپ کی تعلیمات سے فائدہ اٹھایا ہے۔ صرف ملک عرب ہی پر حضرت کے احسانات نہیں بلکہ آپ کا فیضِ تعلیم و ہدایت دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچا۔ غلامی کے خلاف سب سے پہلے آواز حضرت ہی نے بلند کی اور غلاموں کے متعلق ایسے احکام جاری کیے کہ ان کے حقوق بھائیوں کے برابر کر دیئے۔

عورتوں کا درجہ بلند کر دیا: آپ نے عورتوں کے درجہ کو بلند کر دیا۔ سود کو قطعاً حرام کر کے سرمایہ داری کی جڑ پر ایسا کلہاڑا مارا کہ اس کے بعد یہ درخت اچھی طرح پھل نہ لا سکا۔ سود خوری ہمیشہ دنیا کے لئے لعنت رہی ہے۔

مساوات: مساوات کی طرف ایسا عملی قدم اٹھایا کہ اس سے قبل دنیا اس سے بالکل ناآشنا واقف تھی۔

توہمات کا قلع قمع: حضرت محمدؐ نے نہایت پرزور طریقہ سے توہمات کے خلاف جہاد کیا نہ صرف یہ کہ اپنے پیروؤں کے اندر سے اس کی بیخ و بنیاد اکھاڑ کر پھینک دی بلکہ دنیا کو ایک ایسی روشنی عطا کی کہ توہمات کے بھیانک چہرے اور اس کے خد و خال سب کو نظر آ گئے۔'' (تاریخ القرآن)

آپ کی زندگی کا مقصد موت و حیات کے متعلق اہم زاویوں کا پرچار تھا: جناب پنڈت وشونرائن: ''دولت و عزت، جاہ و حشمت کی عدم خواہش سے آنحضرتؐ نے اسلام کی بنیاد ڈالی۔ شاہی تخت و تاج ان کے نزدیک ایک ذلیل و حقیر شے تھی۔ تخت شاہی کو آپ ٹھکراتے تھے۔ دنیوی وجاہت کے بھوکے نہ تھے۔ ان کی زندگی کا مقصد تو موت و حیات کے متعلق اہم زاویوں کا پرچار تھا۔ (اخبار مدینہ، بجنور، جولائی ۱۹۲۳ء)

آنحضرتؐ کی سیرت طیبہ: جناب لالہ سرداری لال: ''زمانۂ جاہلیت کی زہریلی آب و ہوا اور ایسے ہلاکت خیز ماحول میں ایک شخص پرورش پا کر جوان ہوتا ہے اور اس کی یہ حالت ہے کہ اس کے مقدس ہاتھوں نے کبھی شراب کو نہیں چھوا۔ اس کی پاک نگاہ کبھی نسوانی حسن و جمال کی دل فریبیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوئی، وہ کبھی قتل و غارت میں شریک نہیں ہوا، کبھی کسی کو برا نہیں کہا، کسی کی دل آزاری نہیں کی، قمار بازی میں کبھی حصہ نہیں لیا اور لوگ جن گناہوں میں مبتلا تھے۔ ان میں سے ایک بھی اس نے اختیار نہیں کیا۔'' (اخبار مدینہ، بجنور، جولائی، ۱۹۲۳ء)

اسلام کی وحدانیت ایک آتش خیز پہاڑ تھا: جناب لالہ لجپت رائے: ''اسلام کی وحدانیت کیا تھی ایک آتش خیز پہاڑ تھا۔ جس کی ابلتی ہوئی لہر کے سامنے نہ بت پرستی ٹھہری نہ آتش پرستی، نہ انسان پرستی ٹھہری نہ عیسیٰ پرستی ٹھہری، جہاں تک یہ پہنچی راستہ میں صفائی کرتی چلی گئی۔'' (مہرشی دیانند اور ان کا کام، مصنفہ: لالہ لاجپت رائے)

آپ نیک ترین پیغمبرؐ اور رحم دل تھے: جناب پنڈت دو بیکا سند جی سیلون نواسی: ''میں نے جہاں تک تاریخوں کا مطالعہ اور چھان بین کی۔ میری تحقیق میں ثابت ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی پیشوا حضرت محمدؐ بڑے نیک اور رحم دل دھرماتما تھے۔ تاریخ سے

Marfat.com

ثابت ہے کہ آپ کے ظاہر ہونے سے پہلے دنیا تاریکی میں پڑی ہوئی تھی۔ یورپ میں ایک بہت بڑا بت ڈون تھا، لوگ اسی کو ایشور مانتے تھے۔ اصلی پرماتما کو بھولے ہوئے تھے۔

ایران میں آگ کی پوجا پاٹ کی جاتی تھی۔ اصلی خالق سے کوئی واسطہ ہی نہ تھا۔ چین کے رہنے والے اپنے بادشاہ کو خدا کا نائب سمجھتے۔ عرب میں پتھروں کی پوجا ہوتی۔ پتھروں کو چھوٹا خدا سمجھا جاتا۔ زنا کاری، نشہ بازی، ڈاکہ زنی، خونخواری، جنگ و جدال انسانی اخلاق بنے ہوئے تھے۔ ایسے حالات میں حضرت محمدؐ نے جنم لیا۔

بڑے بے انصاف ہیں وہ لوگ جو ان کی ذات پر خودغرضی کا الزام لگاتے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ کیا وہ پرماتما کے واسطے کیا اور پرماتما کے ہی حکم سے کیا۔ آج دنیا میں ان کے ماننے والے کروڑوں کی تعداد میں ہیں جو ایک خدا کے ہی آگے سر جھکاتے اور اس کی پرستش کرتے ہیں۔

حضرت محمدؐ کی تعلیم نے جو اثر دکھلایا اور ان کے سبب جو برکتیں دنیا میں پھیلی ہیں۔ ان کا ثبوت عرب کے لوگوں کے اخلاق واطوار سے ملتا ہے کہ وہ کیسے ملن سار، مہمان نواز اور کیسے مہذب ہوگئے۔ (اُسوۃ النبیؐ، ص ۱۴۱)

اسلامی اصولوں پر عمل کرنے سے دنیا میں امن پھیل سکتا ہے: جناب راما راؤ صاحب بی اے ایل ایل: ''لیگ آف نیشن نے دنیا میں امن پھیلانے کی بے حد کوشش کی ہے لیکن اگر اسلامی اصول پر کوشش کی جاتی تو دنیا میں کبھی کا امن پھیل چکا ہوگا۔'' (رسالہ ایمان، جون ۱۹۳۶ء)

پیغمبرِ اسلام نے دنیا کے علمی کارناموں کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا: جناب پنڈت گوری شنکر مصر: ''حضرت محمدؐ کے جنم سے پہلے قریب قریب تمام دنیا پر اندھیرا چھایا ہوا تھا اور بجائے علم کے وہم کی پوجا ہو رہی تھی۔ پرانے علوم تہذیب وتمدن کے نقوش مٹ رہے تھے۔ اوہام کا دور دورہ تھا۔ ایسے وقت میں آپ نے عرب میں جنم لے کر دنیا کے علمی کارناموں کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ اس بارے میں آپ کی تعلیم ہے کہ ایک عالم کی روشنائی شہید کے خون سے بہتر ہے۔ گویا ایک عالم کا وجود اس شخص سے بہتر ہے جو اپنے ملک و وطن کی خدمت میں مارا جائے۔ (رسالہ مولوی دہلی ۱۳۵۲ھ)

آپ کی وطن پروری: جناب لالہ پنا لال صاحب کپور دہلوی: ''اسلام کے بانی کی زندگی میں مجھے جو چیز سب سے زیادہ پیاری لگتی ہے وہ آپ کی وطن پروری ہے جہاں سے ہمارے مسلمان بھائی بہت کچھ سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ وطن پروری میں آپ کا ایک مشہور مقولہ ہے۔ ''وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے۔''

ایک دفعہ آپ کا عرب کے سرداروں نے بائیکاٹ کر دیا اور سب نے اتحاد کیا کہ کوئی شخص آپ سے اور آپ کے خاندان سے تعلق نہ رکھے۔ اس فیصلہ کے بعد آپ ایک پہاڑی میں پناہ گزیں رہے اور سخت سے سخت تکالیف اٹھائیں۔ جب مکہ میں قحط پڑا تو یہی لوگ آپ سے دعا کرانے آئے اور کہا کہ اے محمدؐ آپ کے وطن کے لوگ پریشانی و تکلیف میں مبتلا ہیں، بچے بھوکے ہیں، آپ خدا سے بارش کی دعا کریں۔ آپ نے دعا کی خوب بارش ہوئی جس سے قحط دور ہو گیا۔ الخ۔ (رسالہ مولوی دہلی ۱۳۵۲ھ)

دینی بزرگی دنیوی عظمت ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑی ہے: جناب لالہ شبن داس: ''حضرت محمدؐ کی شان میں میرے جیسے ناچیز کا گزارش یا عرض کرنا گستاخی بے ادبی چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ کیونکہ حضرتؐ ولیوں کے ولی، پیروں کے پیر، آسمانِ نبوت کے سورج، ہادیانِ مذاہب کے سرتاج، رہنمایانِ

Marfat.com

دین کے رہبر تھے۔

جس طرح آفتاب کو کسی چراغ کی ضرورت نہیں ہوتی، اسی طرح کسی انسان کی مدح سرائی اس کی عظمت کو بڑھا نہیں سکتی۔ دینی بزرگی دنیوی عظمت ان کے حضور ہاتھ باندھے کھڑی ہیں۔ اگر کسی کے نام کروڑہا انسان سر کٹوانا سعادت خیال کرتے ہیں تو وہ حضرت محمدؐ ہیں۔ اگر دن میں پانچ مرتبہ ارادت وسچائی کے ساتھ کسی کا نام ورد ہوتا ہے تو وہ بھی رسولؐ مقبول ہیں اگر دنیا بھر کی بے شمار مسجدوں کے مؤذن جن کے لئے نام کی اذان دیتے ہیں تو وہ یہی خاتم المرسلین ہیں۔ اگر کسی کے نام پر کروڑوں تلواریں میانوں سے نکل کر چمک جاتی ہیں تو وہ یہی سرورِ کائنات ہیں۔'' (نظام المشائخ ۴/۶،ص ۲۳)

بانی اسلامؐ نے وحدانیت و مساوات کے اصول دنیا کو سکھائے، اس کا سہرا آپؐ کے سر رہا: جناب لالہ رام چندر بی اے، ایل ایل بی، لاہور: ''وحدانیت و مساوات یہ دونوں بے بہا اصول دنیا کو حضرت بانی اسلام نے دیئے۔ حضرت محمد علیہ السلام انسانی جماعت کے سب سے بڑے رہنما اور ہادی ہیں۔ جب تک وحدانیت اور مساوات کے اصول دنیا کو دستیاب نہیں ہوتے اس وقت تک فیض رسانی کا سہرا محمد علیہ السلام کے سر رہے گا۔'' (معجزاتِ اسلام،ص ۶۷)

جمہوریت و مساوات اخوت کا درس پیغمبرؐ اسلام نے دیا: جناب لالہ رام لال ورما صاحب، ایڈیٹر اخبار تیج دہلی: ''جمہوریت، اخوت، مساوات یہ عطیات ہیں جو حضرت محمدؐ نے بنی نوع انسان کو عطا کئے۔'' (تاریخ القرآن)

عالم گیر اخوت کا درس سب سے پہلے اسلام ہی نے دیا: جناب مـ ـاے نگایا تھن برہما: ''اسلام توحید ذات باری تعالیٰ کا علم بردار ہے۔ یہ ایک ایسا بلند تخیل ہے جو دوسرے مذاہب میں موجود نہیں ہے۔ قرآن پاک کی ہر سورت میں خدا کا حسین و جمیل تخیل موجود ہے۔ عالم گیر اخوت کا درس سب سے پہلی اسلام ہی نے دیا اسلام انسانی زندگی میں ایک زندہ طاقت ثابت ہوسکتا ہے۔'' (تاریخ القرآن)

رسولِ عربیؐ کی تعلیم نے عربوں کو تمام مغربی دنیا کا استاد بنا دیا: جناب ڈاکٹر گوکل چند، پی ایچ۔ڈی، بیرسٹرایٹ لا، لاہور: ''غیر تربیت یافتہ اہل عرب میں جب رسولِ عربیؐ کی تعلیم نے نئی روح پھونک دی تو وہ ساری مغربی دنیا کے استاد بن گئے اور فتح و نصرت کا پھریرا ایک طرف بنگال دوسری طرف ہسپانیہ میں لہرانے لگا۔'' (آریہ مسافر جالندھر، دسمبر ۱۹۱۲ء، ص ۱۱)

اعلیٰ اخلاق: جناب بابو مکٹ دھاری پرشاد، بی اے۔ایل ایل بی، وکیل گیا، بہار: ''حضرت محمدؐ کی تعلیمات کی طرح آپ کے اخلاق بھی بہت بلند تھے۔'' (تاریخ القرآن)

آپ کا ہر قول و فعل راستی کے سانچہ میں ڈھلا ہوا تھا: جناب راجہ رادھا پرشاد صاحب بی اے، ایل ایل بی بیتلو تھو اسٹیٹ: ''آپ کا ہر قول وفعل استقامت وراستی کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا اور آپ کا کوئی قدم اخلاق کے جادۂ مستقیم سے منحرف نہ تھا۔'' (تاریخ القرآن)

رسول کریمؐ کی زندگی سراپا عمل ہے: جناب ہز ہائنس مہاراجہ نرسنگھ گڈھ: ''حضرت محمدؐ کی زندگی سراپا عمل اور ایثار کا مرقع ہے۔ حضورؐ نے جہالت کی اصلاح فرمائی اور اسے اپنی انتھک کوششوں سے جگمگا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا میں پیغمبر اسلام کا نام روشن ہے۔'' (رسالہ ایمان پٹی لاہور۔ جون ۱۹۳۶ء)

حضورؐ کی زندگی انسانیت کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے: جناب لالہ برج موہن سروپ بھٹناگر فیروز آبادی: ''حضرت محمدؐ کی زندگی انسانیت کا اعلیٰ ترین نمونہ ہونے کے ساتھ ہی عمل سے مالا مال

Marfat.com

ہے۔ انہوں نے فرض شناسی، خدمت انسانی کی زندہ مثال پیش کی۔ تیس سال کے قلیل عرصہ میں بت پرستی، توہم پرستی کو مٹا کر وحدانیت کا سبق پڑھایا۔" (رسالہ پیشوا، ربیع الاوّل ۱۳۵۶ھ)

حضورؐ کے ساتھ تائید غیبی شامل تھی جو لازمۂ نبوت ہے: جناب پنڈت امرناتھ زتشی دیال باغ۔ آگرہ: "سیرتِ نبوی کو بنظرِ غور دیکھنے سے یہ بات باآسانی ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ پیدائش سے لے کر وفات تک ہر حال میں آنحضرت کو تائید غیبی حاصل رہی جو کہ لازمۂ نبوت ہے" (رسالہ پیشوا، ربیع الاوّل ۱۳۵۶ھ)

آپ کی زندگی اخلاق عالیہ اور ایثار وقربانی کا نمونہ تھی: جناب ڈاکٹر جے کارام برہما: "حضرت محمدؐ نے اخلاق عالیہ کی تلقین ہی نہیں کی بلکہ ان اصولوں پر عمل بھی فرمایا، ان کی زندگی ایثار وقربانی کی زندگی تھی۔" (رسالۂ پیشوا، ربیع الاوّل ۱۳۵۶ھ)

حضورؐ کی سیرت طیبہ میں حکومت پا کر بھی فرق نہ آیا: جناب مسٹر جگل کشور گتہ، بی اے۔ ایل ایل بی، وکیل دہلی: "کوئی شخص نیک نیتی کے ساتھ محمدؐ کی زندگی کا مطالعہ کرنا چاہے تو اس کے لئے بے حد سامان موجود ہے اور وہ اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ فی الواقع حضرت محمدؐ دنیا کے بہت بڑے آدمی تھے۔ انہوں نے دنیا کو بہت کچھ فائدہ پہنچایا جہاں تک ان کی زندگی کا تعلق ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ساری عمر نہایت سادہ زندگی بسر کی، کسی قسم کا عیش و آرام نہیں کیا حالانکہ ایک وقت وہ بھی تھا کہ سارا جزیرۃ العرب آپ کے قبضہ میں آ گیا اور آپ پورے حجاز کے بادشاہ ہو گئے۔

ہزاروں لاکھوں روپیہ آپ کے پاس آتا مگر اس کے باوجود آپ کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ وہی کھجور کے جھونپڑے میں رہنا، پیوند کے کپڑے پہنا، جو کی روٹی کھانا وہ بھی پیٹ بھر کے نہیں، ٹاٹ پر سونا، اپنے کپڑے خود دھو لینا، جوتی خود گانٹھ لینا، اپنے لئے کوئی امتیاز جائز نہ رکھنا، نہ مسند نہ گاؤ تکیہ نہ دربان و چوبدار، زمین پر سب کے برابر بیٹھنا، جس نے آپ کو اس طرح نہ دیکھا ہو وہ آپ کو پہچان نہیں سکتا تھا کہ اس مجمع میں محمدؐ کون سے ہیں؟

۲۳ سال کی مدت کو دیکھو اور اس انقلاب کو دیکھو جو محمدؐ نے پیدا کر دیا۔ آپ کے اس کارنامہ کو دیکھنے اور ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے بعد ناممکن ہے کہ آپ کی عظمت اور بڑائی دل میں اپنی جگہ نہ پیدا کرے۔

یہ کیسی حیرت انگیز بات ہے کہ جو ملک دنیا میں سب سے بدتر حالت میں پڑا ہوا تھا اور جس کے باشندوں کا شمار حقیقتاً انسانوں میں نہیں ہوتا تھا وہ ملک اور وہ قوم صرف ایک شخص کی کوششوں سے صرف ۲۳ سال کی مختصر مدت کے اندر اس قدر بدل گئی کہ جانوروں سے انسان اور انسان سے دیوتا بن گئے جو کسی شمار وقطار میں نہ تھے وہ دنیا کو ہدایت کا سبق دینے لگے، جو قتل و غارت کا پیشہ کرتے تھے۔ وہ حکمران بن گئے، دنیا کے تخت وتاج ان کے قدموں پر نثار ہونے لگے جن پر جہالت سایہ فگن تھی۔ وہ علم کی مشعل ہاتھ میں لے کر دنیا کو علم کا درس دینے لگے۔

یہ حیرت انگیز انقلاب کیا معمولی انسانی کوششوں سے ہو سکتا ہے۔ جب تک قدرت کی طرف سے اس انسان پر برکت و نصرت نازل نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ میں حضرت محمدؐ کا خاص مقبول بندہ کہتا ہوں کہ جن کو خدا نے اپنے ایک مشن پورا کرنے کے لئے بھیجا جس کی اس وقت ضرورت تھی اور حضرت محمدؐ اس مشن کو پورا اور کامیاب بنایا۔" (رسالہ مولوی، دہلی، ۱۳۵۳ھ)

ذات پات، اونچ نیچ کے بندھن ٹوٹ گئے امیر وغریب ایک ہو گئے: جناب پنڈت رگھبر دیال: "حضرت محمدؐ جس دیس میں پیدا ہوئے، وہ ذات پات کے بندھنوں میں جکڑا ہوا تھا۔ عرب قوم اونچ نیچ کے جنجال میں پھنسی ہوئی تھی۔ وہ ایک دوسرے

Marfat.com

پر ذات کی وجہ سے گھمنڈ کرتے۔ دوسرے کو ذلیل و خوار سمجھتے۔ مگر حضرت محمدؐ نے ایسا عملی قدم اٹھایا کہ تھوڑے عرصے میں سب کو ایک کر دیا۔ آقا و غلام میں کوئی تمیز نہ رہی۔

میرا تو خیال ہے کہ آپ کا صرف یہی ایک کام ایسا ہے جس پر آپ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ اگر آپ اور کچھ نہ کرتے صرف یہی کام ان کو دنیا کا مہاپُرش اور مصلح ثابت کرنے کے لئے کافی تھا۔

ذات پات کے بندھنوں کو توڑنا عرب جیسے وحشی انسانوں قبیلوں کو ایک کر دینا کوئی آسان کام نہ تھا بلکہ پہاڑوں سے ٹکرانا تھا مگر آپ نے یہ کام ایک تھوڑے عرصہ میں ہی کر دکھایا اور آپ کو اپنے مشن میں عظیم کامیابی نصیب ہوئی۔ میں ان کے اصول اور کارناموں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بے شک آپ نے غیر معمولی شکتی سے کام لے کر عرب کی تاریک زمین میں ایک عظیم الشان انقلاب کر دکھایا۔'' (رسالہ مولوی، دہلی ۵۲، ۱۳۵۲ھ، ص ۱۲۶)

اسلام میں رنگ و نسل کا امتیاز نہیں: جناب سر پی سی رائے نائٹ ڈی ایس سی ایڈنبرگ پی ایچ ڈی ال ال ڈی: ''سب مذاہب سے زیادہ اسلام میں مساوات کا اصول پایا جاتا ہے۔ یہ مکمل طور پر سب انسانوں کو برابر بناتا ہے۔ اسلام قبول کرتے ہی تم میں اور کسی دوسرے مسلمان میں فرق نہیں رہ جاتا۔ اسلام میں رنگ کا کوئی امتیاز نہیں۔ اسی فراخدلی کی پالیسی کی وجہ سے اسلام نے بحر الکاہل کے کناروں سے لے کر اٹلانٹک کے کناروں تک تمام دنیا میں ترقی کی۔ ان دنوں جزیرہ ملایا میں اسلام حیرت انگیز رفتار سے ترقی کر رہا ہے۔ اس کی ترقی کا باعث تلوار یا قرآن نہیں کیونکہ اس ملک میں کبھی بھی مسلمانوں کا راج نہیں رہا بلکہ قرآنی تعلیم کے ماتحت اس کی فراخ دلی سب کے لئے برابری کی پالیسی ہی اس کی ترقی کا سبب بنی۔'' (رسالہ کوانتی لاہور سے اخبار اُردو بمبئی، ۳۰ر اپریل ۱۹۳۸ء نے نقل کیا)

اسلام کے دروازے سب کے لئے کھلے ہیں۔ ہر انسان اسلام کے ماتحت زندگی بسر کر سکتا ہے: شری راج وید پنڈت گرادھر پرشاد شرما: ''میری رائے میں اگر کسی مذہب کو اخوتِ باہمی اخلاق و تہذیب اور اتحاد کی دولت کثرت سے عطا کی گئی ہے تو وہ مذہب کا سردار اسلام ہے۔ اسلام کی فیاضی، کشادہ دلی اس کا امتیازی نشان ہے۔ وہ امیر و غریب سب کو اپنے شفیق آغوش میں پناہ دیتا ہے، اس کے دروازے سب کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ ہر خیال و رنگ کا انسان اس کے زیر سایہ آرام و راحت کی زندگی بسر کر سکتا ہے۔'' (اخبار راجپوت، جون ۱۹۳۵ء)

اسلام نے عورت کا مرتبہ بلند کر دیا: جناب پنڈت رام چندر راؤ لکھیم پورکھیری منیجر ریاست بجوا: ''اسلام میں عورت کا مرتبہ بلند ہے صرف اسلام ہی ایک ایسا واحد مذہب ہے جس میں ہر ایک انسان بلاتفریق قوم برابر قرار دیا گیا۔''

(رسالہ پیشوا، ربیع الاوّل ۱۳۵۶ھ)

عورت پر حضورؐ کے احسانات: سوشیلا بائی: ''حضرت محمدؐ نے ایک سے زیادہ ایسے کام کئے ہیں، جن کی بدولت کمزوروں، بے کسوں کو ابھرنے اور ترقی کرنے کا موقع مل گیا۔ ایک فرقہ جس کی حالت قابل رحم تھی وہ عورتوں کا تھا۔ عورتوں کی حالت غلاموں سے بھی گئی گزری تھی۔ مرد غریب عورتوں کو انسان ہی نہ سمجھتے تھے۔ حضرت نے لوگوں کو بتایا کہ مرد و عورت انسانی جنس کے دو برابر کے حصہ دار ہیں اور مرد عورت کی اور عورت مرد کی زینت ہے۔'' (اخبار الامان، ۱۷ جولائی ۱۹۳۳ء)

آپ روحانی پیشوا بھی تھے اور جرنیل و کمانڈر بھی: کملا دیوی، بی اے بمبئی: ''اے عرب کے مہاپرش آپ وہ ہیں جن کی شکتا سے مورتی پوجا مٹ گئی اور ایشور کی بھگتی کا دھیان پیدا ہوا۔ بے شک آپ نے دھرم سیوکوں میں وہ حالت پیدا کر دی کہ ایک

Marfat.com

ہی سمے کے اندر وہ جرنیل، کمانڈر اور چیف جسٹس بھی تھے اور آتما کے سدھار کا کام بھی کرتے تھے۔ آپ نے عورت کی مٹی ہوئی عزت کو بچایا اور اس کے حقوق مقرر کیے۔ آپ نے اس کی دکھ بھری ہوئی عزت کو بچایا اس کے حقوق مقرر کیے۔ اس دکھ بھری دنیا میں شانتی اور امن کا پرچار کیا اور امیر وغریب سب کو ایک سبھا میں جمع کیا۔" (اخبار الامان، ۱۷ رجولائی ۱۹۳۳ء)

"کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ اس عنوان سے صدہا کتابیں لکھی جاچکی ہیں اور ثابت کیا جاچکا ہے کہ حضور ختم مرتبت روحی لہ الفداء نے کسی ایک موقع پر بھی اپنی طرف سے جنگ کا آغاز نہیں فرمایا بلکہ جب کفار ومخالفین نے آپ کو تلوار اٹھانے پر مجبور کیا اس وقت آپ نے تلوار اٹھائی مگر فتح یاب ہو کر عدل وانصاف، اعلیٰ اخلاق، کامل تدبر وسیاست کے ساتھ اپنے دشمنوں کو معاف فرمایا اور انہیں وہ حقوق عطا فرمائے جو اسلام سے قبل حاصل نہ تھے۔"

(مؤلف)

ذیل میں تلوار کے عنوان پر بعض بیانات پیش کیے جاتے ہیں۔

یہ غلط ہے کہ اسلام تلوار کی زور سے پھیلا: جناب پروفیسر رام دیو صاحب بی اے، سابق پروفیسر گروکل کانگڑی، ایڈیٹر ویدک میگزین کے شعبہ کے وہ خاص الفاظ جو لاہور میں دیا گیا: "یہ غلط ہے کہ اسلام محض تلوار سے پھیلا یہ امر واضح ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی۔ اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے تو آج کوئی پھیلا کر دکھائے۔ حضرت محمدؐ نے عرب میں ایک قسم کا یقین بھر دیا تھا اس کی ایک مثال سنیے۔ ایک غلام کو جو مسلمان ہو چکا تھا۔ اس کا آقا دھوپ میں بٹھا کر اس کی چھاتی پر پتھر رکھ کر پوچھا کرتا تھا کہ بتا تو محمد کو چھوڑے گا یا نہیں لیکن غلام صاف انکار کرتا تھا۔"

اسلام تلوار کا نہیں بلکہ امن کا پیغام ہے: جناب لالہ رام لال ورما صاحب قائم مقام ایڈیٹر اخبار تیج دہلی: "ہم نے تلوار کا چرچا بہت سنا ہے اور مثال کے طور پر جہاد کا مسئلہ ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے، گویا کہ اسلام کی نشر واشاعت اور اس کی بقا وترقی کا انحصار تلوار پر ہے، ایسا کہنا اسلام کی تردید کرنا ہے اس غلط اور شرانگیز عقیدہ کے حامیوں نے حضرت محمدؐ کی زندگی کے واقعات کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور صداقت سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ اسلام میں تلوار کی اتنی ہی جگہ ہے جو کسی مذہب میں ہو سکتی ہے۔ اسلام میں تلوار کا استعمال جائز ہے مگر صرف وہیں تک جو صداقت و سچائی کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ اسلام میں امن وآشتی، صلح وراستی کی جگہ تلوار سے کہیں بالاتر ہے۔ اسلام تلوار کا نہیں بلکہ امن کا پیغام ہے۔" (رسالہ مولوی، دہلی، ربیع الاوّل ۱۳۵۱ھ)

اسلام کی رواداری کی مثال نہیں ملتی جہاد میں نقصان نہ پہنچانے کا حکم: جناب لالہ دیش بندھو صاحب، ایڈیٹر اخبار تیج دہلی: "حضرت محمدؐ کی پوری زندگی میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملتا کہ آپ نے کسی قوم تو قوم کسی ایک شخص کو بجبر مذہب میں داخل کرنا تو کجا کبھی کسی کو اس کی اجازت بھی دی ہو۔ خیر یہ تو مذہب میں داخل کرنے نہ کرنے کا معاملہ تھا۔ مسلمانوں کا سلوک غیر قوموں کے ساتھ اتنا روادارانہ رہا ہے کہ اس کی مثال کسی دور میں نہیں ملتی۔ اسلامی جہاد کو بری صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ جب فوجیں بڑھیں تو راہ میں کسی کو نقصان نہ پہنچائیں۔ دشمن کو پناہ دینے میں بخل نہ کریں۔

عورتوں، بیماروں، بچوں، بوڑھوں، پجاریوں سے تعرض نہ کریں یہ کتنے اعلیٰ کام ہیں۔ جنگیں ہمیشہ ہوتی رہیں گی مگر کسی قوم نے دشمن پر کبھی رحم نہیں کیا۔ رحم کیسا بلکہ پوری سنگ دلی لوٹا، جلایا، برباد کیا مگر حضرت محمدؐ کے وقت میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔"

Marfat.com

اسلام نے امن و امان کے لئے اپنی پوری قوت صرف کی: جناب مسٹر بلدیو سہائے بی اے : ''اگر کسی مذہب نے امن و امان کو اپنا فرض قرار دیا ہے اور اس کے قیام کے لئے پوری قوت صرف کی تو وہ صرف اسلام ہے۔'' (رسالہ ایمان، ۱۸ر مئی ۱۹۲۵ء)

بنی نوع انسان اسلام کا سرمایۂ امتیاز ہے: مسز سروجنی نائیڈو: محمدؐ کے اہل وطن نے سسلی پر حکومت کی اور مسیحی اسپین پر سات صدیوں سے زائد زمانہ تک کوس لمن الملک بجایا لیکن انہوں نے کسی حالت میں بھی رعایا کے حق عبادت و پرستش میں دست اندازی نہیں کی۔ وہ عیسائیت کا احترام اس لئے کرتے تھے کہ قرآن کریم انہیں غیر مسلموں سے رواداری کا برتاؤ کرنا سکھلاتا تھا۔ دنیا کے بڑے بڑے مذہب کم وبیش ایثار علی النفس کی تعلیم دیتے ہیں مگر اسلام اس بارہ میں سب سے آگے ہے۔ بنی نوع انسان کی خدمت اسلام کا سرمایۂ امتیاز ہے۔ اسلام نے عالم گیر اخوت کا جو اصول دنیا کے سامنے پیش کیا۔ دنیا اسی اصول کی پیروی کرنے سے خوش حال ہو سکتی ہے۔'' (اخبار الامان، دہلی، ۱۷ر جولائی ۱۹۳۲ء)

روزہ، غسل و وضو کا فلسفہ: جناب مسٹر ٹی آسنھا ایم، اے میمو برما: ''اسلام کا دنیا کو سب سے بڑا تحفہ ایک خدا کی پرستش ہے۔ اسلام خدا کو ایک ذات اور بلاشریک مانتا ہے۔ پانچ وقت کی نماز پڑھنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اسلام پاک وصاف کپڑوں، پاک جسم کے ساتھ عبادت کرنے کا حکم دیتا ہے۔ بغیر وضو کے نماز جائز نہیں۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ آنکھ، ناک کے بہت سے امراض ان کو نجس اور ناپاک رکھنے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ جسم کے لئے ایک دفعہ غسل کافی نہیں۔ چند گھنٹوں کے بعد وبائی امراض کے جراثیم ہمارے بدن پر آ بیٹھتے ہیں۔ خاص کر ان حصوں میں جو کپڑوں سے باہر رہتے ہیں۔ وضو ان اعضاء کو پاک وصاف کرتا ہے۔

رمضان کے روزے رکھنا، ان سے روحانی و جسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ بہت سے ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ اکثر بیماریاں جسم کے اندر ایک قسم کے زہر جمع ہو جانے سے ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر ہدایت کرتے ہیں کہ ہر بیماری تین سے لے کر سات دن تک فاقہ کرنے سے اچھی ہو جاتی ہے۔ اس حکمت کا نام ہماری طب میں قدرتی علاج ہے۔ اسلام نے اس علاج کو مذہب کا جز بنا دیا۔ (ایمان، مئی ۱۹۳۵ء)

مذکورۂ بالا بیان پر وہ حضرات خصوصی توجہ مبذول کریں جو اسلامی عبادات اور وضو وغیرہ کا مذاق اڑاتے ہیں۔ حیرت وافسوس ہے کہ آج اسلام کے نام لیواؤں میں بھی ایسے افراد ہیں جو دین کی ہر بات کا استہزاء اپنا کارنامہ سمجھتے ہیں۔ جس دین نے طہارت و پاکیزگی صفائی کے بہترین طریقے بتائے جس کی اچھائی کا غیر اعتراف کریں اور اپنوں کو وہی بات عیب نظر آئے، کوئی استنجے کے ڈھیلے کا مذاق اڑائے اور کوئی قیام وقعود کا۔ مگر یاد رکھو قوت و حشمت، اقتدار و سلطنت، تخت و تاج عارضی ہیں مگر اسلام دوام رکھتا ہے۔ اس کے ارکان و عبادات، عقائد و احکام باقی رہیں گے۔ تم ملائیت کا نام لے کر اسلام کو جتنا چاہو بدنام کر لو مگر اسلام سربلند ہو کر رہے گا۔''

پیغمبر اسلامؐ کا ظہور بنی نوع انسان کے لئے خدا کی رحمت تھا: بدھ مذہب کے پیشوائے اعظم جناب مانگ تونگ صاحب: ''حضرت محمدؐ کا ظہور بنی نوع انسان پر خدا کی ایک رحمت تھا۔ لوگ کتنا بھی انکار کریں مگر آپ کی اصلاحات عظیم سے چشم پوشی ممکن نہیں، ہم بدھی لوگ حضرت محمدؐ سے محبت کرتے اور ان کا احترام کرتے ہیں۔'' (معجزات اسلام، ص ۶۶)

Marfat.com

میں آپ کے شاندار کارناموں کی تحسین کرتا ہوں: جناب بوکباؤ نائٹ صاحب بدھ لیڈر: ''میں حضرت پیغمبر اسلام کو خراج عقیدت ادا کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ کوئی شخص جو حضرت پیغمبر اسلامؐ کے حالاتِ زندگی پڑھے، وہ آپ کے شاندار کارناموں پر تحسین کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ حضرت کی زندگی ازحد مصروف زندگی تھی جو قابل تحسین کارناموں سے لبریز ہے۔''

آنحضرتؐ پاکیزہ زندگی کی بے نظیر مثال ہیں، سکھ فضلاء کا خراج عقیدت: جناب سردار جوند سنگھ جی ''دنیا میں آنحضرتؐ رسولِ عربی پاکیزہ زندگی کی بے نظیر مثال ہیں۔'' (مدینہ، جولائی ۱۹۳۳ء)

حضورؐ پاک اعلیٰ درجہ کے ریفارمر اور مذہبی پیشوا تھے: جناب سردار رام سنگھ صاحب امرتسری: ''حضرت محمدؐ نے دنیا میں آ کر بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اعلیٰ درجہ کے ریفارمر اور اپنے وقت کے بڑی مذہبی پیشوا تھے۔ آپ نے عرب سے بت پرستی کو دور کیا اور بہت سے کام آپ کی زندگی سے وابستہ ہیں۔ آپ نے عرب سے غلامی کی انسانیت سوز رسم کو مٹایا۔ اسلام کے پیروؤں کو تعلیم دی کہ غلاموں کو آزاد کرنا بڑا ثواب ہے۔ کوئی شخص پیدائشی غلام ہونے کی وجہ سے امام یا خلیفہ بننے سے محروم نہیں ہو سکتا۔ سب سے پہلے دنیا کو آپ ہی نے جمہوریت سے آشنا کیا اور وطن کے متعلق فرمایا کہ وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے۔ وطن والوں سے محبت کرنا ایمان ہے اور اہل وطن سے غداری یا نفرت یا ترک تعلق کرنا ناجائز ہے۔ اس تعلیم کا آپ نے یہودیوں کافروں سے معاہدات کر کے اور ان سے محبت و رواداری کا سلوک کر کے مسلمانوں کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ قائم کر دیا۔'' (رسالہ مولوی، ربیع الاوّل ۱۳۵۱ھ)

آپؐ کی شخصیت تمام انصاف پسند مذاہب میں مقبول رہی ہے: جناب سردار کشن سنگھ صاحب اور جناب گرونانک جی: ''اس بعثت کے بعد صفحۂ ارض پر ایک جدید تہذیب و ترقی کا ظہور ہوا۔ پھر زیادہ تعجب خیز امر یہ ہے کہ اس تہذیب کے بانی وہی لوگ تھے جو کچھ دنوں پہلے بالکل وحشی تھے اور تہذیب کی ہوا ان کو نہیں لگی تھی لوگ دن ورات شرابیں پیتے، آپس میں کشت و خون کے سوا ان کا کوئی کام ہی نہ تھا۔ معمولی بات پر بھی قبیلے کے قبیلے کٹ مرتے۔ لڑکی کی ولادت کے بعد ہی اس کا گلا گھونٹ دیا جاتا تھا۔ غلاموں، لونڈیوں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کی کوئی حد نہ تھی۔ جہالت کی انتہا یہ تھی کہ دادا پردادا کا بدلہ پوتے پر پوتے سے لیتے تھے۔

ان حالات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسی معمولی تعلیم کا اثر نہ تھا بلکہ حضرت محمدؐ کو خدا کی طرف سے خاص مدد اور ہدایتیں تھیں کہ باوجود غیر تعلیم یافتہ ہونے کے ایسی کایا پلٹ کر دکھائی کہ جس سے ہم یہاں مان لینے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمدؐ ضرور بندگانِ خدا کی ہدایت کے لئے خدا کے بھیجے ہوئے تھے۔ حضرت محمدؐ کی شخصیت عظیم شخصیت تھی۔ چنانچہ ہمارے آقا سردار گورو نانک صاحب جن کی مذہبی رواداری اور بے لاگ انصاف پسندانہ تعلیم کو ایک دنیا نے مانا ہے۔ انہوں نے حضرت محمدؐ کی سیرت کے مطالعہ کے بعد ان کی تعریف میں جو لکھا ہے وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت محمدؐ کی شخصیت دنیا کے تمام انصاف پسند اور غیر متعصب مذاہب میں پسندیدہ اور مقبول رہی ہے۔ انہوں نے فرمایا:

ڈھٹا نور محمدی ڈھٹا نبی رسول
نانک قدرت دیکھ کر خودی گئی سب بھول

(اخبار خلافت، بمبئی، ۲۸ نومبر ۱۹۲۹ء)

مذکورہ بالا بیانات سبق آموز ہیں: یورپ و ہندوستان کے زعماء و محققین کے جو اقوال قرآن مجید اور سیرت نبویہ کے متعلق پیش کیے گئے، ان میں ان لوگوں کے لئے جو شبانہ روز احادیث

Marfat.com

نبویہ کا انکار کرتے رہتے ہیں بہت کچھ سبق موجود ہے۔ مقام حیرت ہے کہ غیر دریائے قرآنی اور تعلیمات نبوی کی گہرائیوں میں پہنچ کر گوہر مراد پاتے ہیں اور نام کے مسلمانوں کو قرآن وحدیث کے انوار نظر نہیں آتے۔

حالات کا اقتضا ہے کہ ناقدین اور اہل علم کے طبقات میں باہمی مذاکرات کا سلسلہ قائم کیا جائے تاکہ اہل علم اور ناقدین اخلاق ومحبت کے ساتھ تبادلۂ خیالات کا سلسلہ شروع کریں اگر ان مذاکرات کا سلسلہ بر بنائے محبت اور مسائل کو سمجھنے کے لئے کیا گیا تو ان مذاکرات کے نتائج محمود ہوں گے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک مسلمان قرآن حقائق کو بزبان رسالت سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ وہ صحیح ترقی کے منازل پر نہیں پہنچ سکتے۔

ہمارے نصاب تعلیم میں ابتدا سے لے کر آخر تک ایسی کتابیں رکھنی چاہئیں جو طلباء کو مہلک اثرات سے محفوظ کردیں اور حضرات معلمین بھی کتاب وسنت کے اثرات کے تحت کام کریں تو ہمارے طلباء ذہنی وفکری اعتبار سے صحیح راستے پر گامزن ہوں گے۔ ہمارے طلباء کو مسائل دینی، سیرت نبویہ، معانی قرآن حکیم بتانے کے لئے اب ایسے علماء کی ضرورت ہے جو اسلام مقدس کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ اور عصر حاضرہ کے مسائل سے بھی واقفیت رکھتے ہوں اور ان کی نظریں دنیائے مذاہب پر بھی ہوں اور وہ مختلف زبانوں میں تحریری وتقریری کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

وقت کا اہم تقاضا ہے کہ ہماری حکومت حیدر آباد کے دارالترجمہ کی طرح تالیف وتصنیف کا ایک مستقل محکمہ قائم کرے جو متقدمین اور حالیہ زمانہ کے فضلاء وعلماء ومحققین کی معرکۃ الآراء تصانیف وتالیفات کے تراجم کرتا رہے تاکہ مختلف علوم وفنون کے خزانے زبان اردو میں جمع ہوجائیں۔ اس دارالترجمہ کو محض تالیف وتصنیف کے کام پر ہی لگایا جائے، ملک کے تجربہ کار آزمودہ کار مصنفین اس ادارہ میں لائے جائیں۔

ہمارے ملک نے ۱۶ سال میں باوجود گوناگوں مشکلات کے کافی ترقیات کی ہیں۔ ہزارہا اسکول وکالج اور یونیورسٹیاں قائم کیں جن پر کروڑوں روپیہ سالانہ خرچ ہو رہا ہے اور بعض فنون میں بھی ہمارا ملک خاطر خواہ آگے بڑھ رہا ہے۔ اخبارات وجرائد ورسائل بھی بہتر سے بہتر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ لیکن تالیف وتصنیف کا معیاری کام ابھی ہمارے یہاں نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہمارے پاس ایک ایسا جامعہ جو علوم عربیہ قدیمہ کے ساتھ علوم جدیدہ کی تعلیم دے، اس کے فضلاء تمام مذاہب اور ان کی زبانوں سے واقف ہوں اور دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچ کر اسلام مقدس کو پیش کرسکیں موجود نہیں۔

عصر حاضرہ کا اقتضا ہے کہ ارباب حکومت اور ہمارے خواص وعوام ان تعمیری ضروریات پر عملی اقدام فرمائیں۔

کراچی میں حکومت نے کافی روپیہ خرچ کر کے ایک ادارہ تحقیقات اسلامی کے نام سے قائم کیا اور اس ادارے کے اندر قدیم وجدید کتابوں کا نادر ذخیرہ بھی جمع کردیا۔ حکومت کی جانب سے اس ادارے پر لاکھوں روپیہ سالانہ خرچ کیا جارہا ہے۔ اگر ہماری حکومت چاہے تو اس ادارے ہی کو تالیف وتصنیف کا بھی مرکز بنا سکتی ہے اور اس ادارے میں پاکستان وبیرون پاکستان کے فاضل مصنفین ومترجمین کو مجتمع کیا جاسکتا ہے۔

ایک مصنف ومؤلف، مضمون نگار، مترجم کے لئے سب سے پہلے کتابوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب ہمارے پاس اس ادارے میں نادر سے نادر کتابیں بھی موجود ہیں تو حضرات مؤلفین کی دشواریاں باقی نہ رہیں گی۔ پھر مؤلفین کو کتابیں لکھنے کے بعد فراہمی سرمایہ کی سب سے بڑے دشواری لاحق ہوتی ہے۔

ادارہ تحقیقات اسلامی کے لئے ہماری حکومت دل کھول کر

Marfat.com

روپیہ خرچ کرتی ہے۔

شعبۂ تالیف و تصنیف اور اس کے بہترین عملی کے لئے اپنے بجٹ میں مزید اضافہ کر دے تو یہ ادارہ علمی اور تاریخی مذہبی، معاشرتی ہر صنف کی کتابیں ترجمہ کر کے ملک میں پھیلا سکتا ہے۔

اگر حکومت پاکستان ہماری اس تجویز کو قبول فرمائے تو پھر یہ ادارہ ہر طرف سے بہترین فضلاء، علماء، مصنفین و مؤلفین اور ہمہ قسم کی اعلیٰ صلاحیتیں رکھنے والوں کو حیدر آباد کی طرح اس ادارے میں جمع کرے۔ ہماری یہ بھی رائے ہے کہ کتابیں لکھنے والے، ترجمہ کے شعبہ میں کام کرنے والے مذہبی تاثرات رکھتے ہوں اور وہ پاکستان قوم میں جو چیزیں پیش کریں اس نہج پر بیان کریں جن سے پڑھنے والوں کے ذہنوں پر مذہب کے اچھے تاثرات پیدا ہوں۔

یورپ کے متعصبین اور دوسرے ملکوں کے ناقدین نے اسلام مقدس پر جو الزامات لگائے ہیں ان سب کا مکمل رد کیا جائے یہی دارالتصنیف تاریخ اسلام اور تاریخ مشاہیر اسلام کے عنوانات پر تاریخی کتابیں بھی مرتب کرے اور یہ کتابیں اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں داخل نصاب کی جائیں۔

صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صدر مملکت پاکستان کے زمانے میں بہت سے اچھے تعمیری کاموں کا آغاز ہو چکا ہے۔ ان کی توجہات سے جامع تعلیمات اسلامیہ کراچی۔ جامعہ اسلامیہ بہاول پور۔ جامعہ اسلامیہ راولپنڈی میں قائم ہو رہے ہیں۔

اسی طرح اگر فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صاحب ادارۂ تحقیقات اسلامیہ میں تالیف و تصنیف کا بہترین شعبہ کھولنے کی طرف ادنیٰ توجہات مبذول فرمائیں تو حیدر آباد سے بھی زیادہ اچھا دارالترجمہ کھولا جا سکتا ہے۔ جس پر قوم ہمیشہ خراج تحسین پیش کرتی رہے گی۔

ہر ملک کے فضلاء علماء مؤلفین، مصنفین، مترجمین اسی وقت پوری طرح اپنی صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہیں جب حکومت پشت پناہی کرے۔ دارالترجمہ کا پروگرام جو اعلیٰ سے اعلیٰ پیمانے پر شروع کیا جائے اس کے لئے ایک مرد آہنی کی اعانت کی حاجت ہے۔

اگر تفحص و تلاش کا سلسلہ شروع کیا جائے تو پاکستان کے مختلف حصوں میں حضرات علماء کرام کی جماعتوں میں ہی اپنے اپنے رنگ کے بہترین مؤلف موجود ہیں جن سے علوم القرآن، علوم نبوی، فقہ و تفسیر، کلام و منطق کے بہت سے علوم پر کتابیں تیار کرائی جا سکتی ہیں۔ اسی طرح مؤلفین و مصنفین بھی چوٹی کے مل سکتے ہیں۔

اگر شعبۂ تصنیف و تالیف اور دارالترجمہ کا کام اعلیٰ پیمانے پر شروع ہو گیا تو ہمارا ملک بیرونی دنیا کی کتابوں کا محتاج نہ رہے گا۔ دارالترجمہ دنیا کے علوم و فنون کے تراجم زبان اردو میں جمع کر دے گا۔

بابائے اُردو مولانا عبدالحق مرحوم کی صحیح یادگار جہاں اُردو کالج ہے، وہیں ہم خیال کرتے ہیں کہ دارالترجمہ ان کی روح کو زیادہ سے زیادہ خوش کرے گا۔

اور ہم حیدر آباد کے جس دارالترجمہ کو یاد کر کے روتے ہیں اس کی صحیح یادگار قائم ہو جائے گی۔

میں نے اپنی اس چھوٹی سی تالیف میں جو جیل خانہ کی زندگی میں منجملہ دو تین کتابوں کے ایک ہے، دارالترجمہ کی بحث کو منضبط کر دیا جو بظاہر میری کتاب سے بے تعلق بات ہے۔

مگر میں چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں علمی و ادبی فنی، تاریخی تمام علوم و فنون کے خزانے جمع ہوں تا کہ ہم دنیا کو بتا سکیں کہ ہمارے ملک میں فنی اعتبار سے کیا کچھ ہو رہا ہے۔

فقیر محمد عبدالحامد قادری بدایونی

Marfat.com

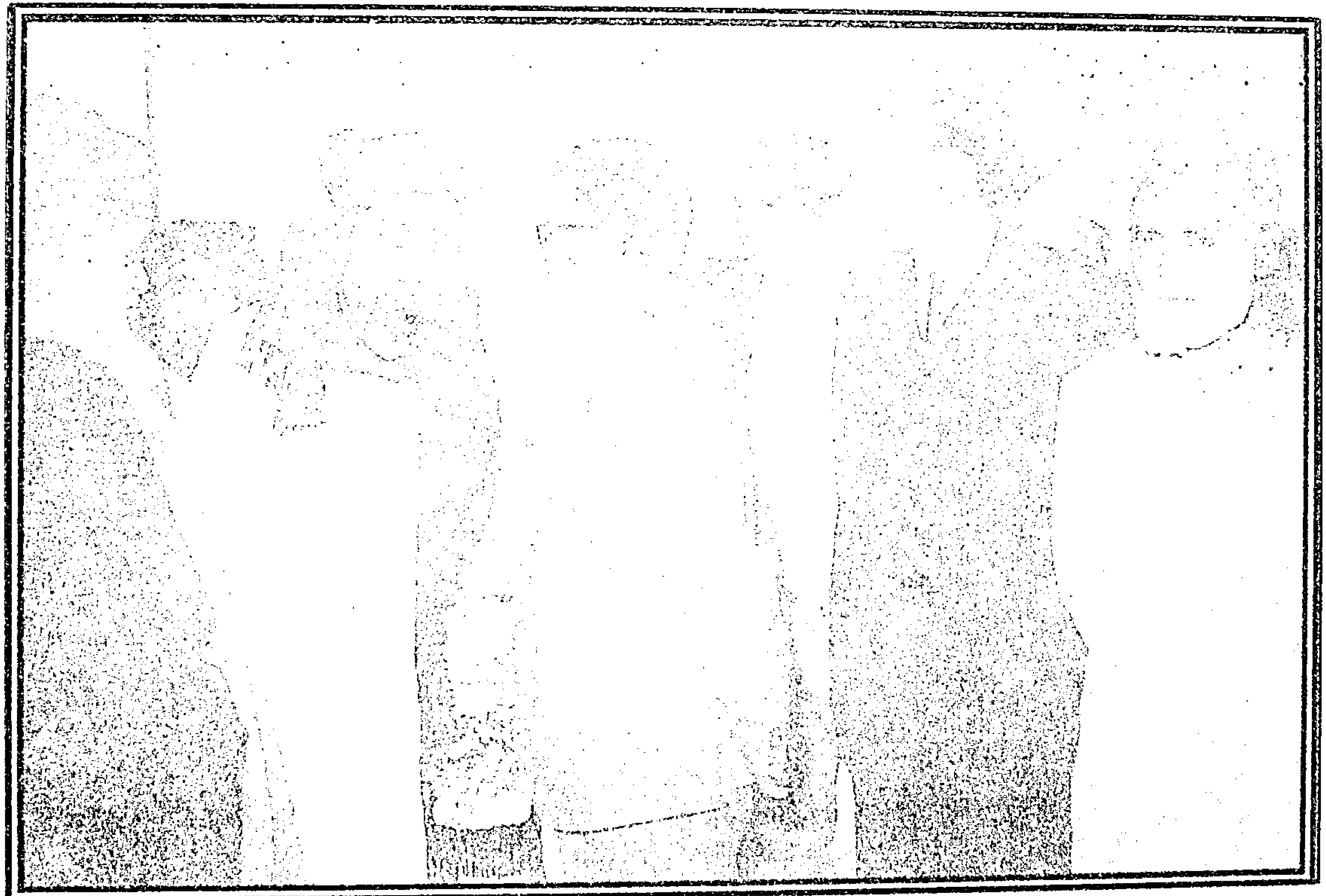

سفیر شام کے اعزاز میں استقبالیہ۔ دائیں سے بائیں حاجی رفیع، نگران تعمیری کمیٹی جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ، آزاد بن حیدر، علامہ شاہ احمد نورانی کے پیچھے مفتی غلام قادر کشمیری اور مولانا عبدالحامد بدایونیؒ

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ٥

مجلس استقبالیہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کا شعبہ نشر واشاعت اس امر پر متاسف ہے کہ گزشتہ تین سال میں بعض مالی حالات کی نامساعدت کے باعث عید میلاد کے عظیم الشان سالانہ جلسوں کی رودادیں ناظرین کرام تک نہ پہنچ سکیں، اس سال بھی اگرچہ طوفانی بارش نے بارہویں شریف کے تاریخی اجتماع کا سارا پنڈال اور تمام انتظامات درہم برہم کر دیئے۔

اور ایسی ہمت شکن صورتیں رونما ہوگئی تھیں کہ رپورٹوں کی طباعت کا مسئلہ معرضِ التواء میں پڑنے کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ مگر حضور رحمۃ اللعالمین کی رحمت وکرم فرمائی نے غیبی طریقے پر ہماری اعانت فرما دی جس سے ہم اس قابل ہوگئے کہ حسب دستور سالہائے ماسبق یوم سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور یوم عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مصورہ رپورٹیں پیش کر رہے ہیں۔

تاکہ کراچی و پاکستان کے باہر کے رہنے والے شیدائیان نبویؐ اور محبانِ اہل بیت اطہار مستفید ہوسکیں اور ان میں بھی ان مجالس کے منعقد کرنے کا جذبۂ راسخ پیدا ہو۔

اس سال عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعقاد پر کارکنان اور حضرات معطیان نے کافی دلچسپی لی اور بڑی ہمت افزائی فرمائی۔ اخبارات وجرائد نے کلیتہً تعاون فرمایا۔ حکومت نے بھی مجالس میلاد اور عید یوم میلاد کے اہتمام میں خصوصی دلچسپیاں لیں۔ چراغاں کا اہتمام کیا۔ عید میلاد نبوی کے دن تعطیل عام کی گئی اور ہر مسلمانان کراچی نے ہر محلے میں بڑے بڑے جلسوں کا اہتمام کیا۔

لیکن ۱۲ ربیع الاوّل شریف کی شب مبارک میں ہمارا عرصہ سے یہ معمول ہے کہ شہر کراچی کا سب سے بڑا مشترکہ جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علامہ بدایونی اور ان کے رفقائے کار کی محنت سے تاریخی نوعیت کا جلسہ منعقد ہوتا ہے۔ اس بار ۶۰ ہزار نشستوں کا اہتمام کیا گیا۔ جس وقت پنڈال تیار ہوگیا تو عین گیارہ تاریخ کو ایسی موسلہ دھار بارش آگئی کہ جہانگیر پارک میں اسٹیج، شامیانے، لائٹ کی ٹیوبیں اور تمام اشیاء خراب ہوگئیں۔ گھٹنوں گھٹنوں پانی کھڑا ہوگیا۔ شہر کے راستے دریا بن گئے۔ گاڑیاں رک گئیں۔ کارکنان مجلس عید میلاد نبویؐ کی تمام محنتیں ضائع ہوئیں۔ کافی نقصانات اٹھانا پڑے جو سامان آ چکا تھا اس کے بل ادا کیے گئے۔ مجبوراً شب میں بذریعہ اخبارات ریڈیو جلسہ کے التواء کا اعلان کیا گیا۔ اسی شب میں عالی مرتبت جناب مسٹر حبیب الرحمٰن صاحب صدر منتخب و جناب ڈاکٹر محمود حسین صاحب سے گفتگو کر کے طے کر لیا گیا کہ اب یہ جلسہ مبارک بتاریخ ۲۷ ستمبر ۱۹۵۹ء منعقد کیا جائے۔ صدارتیں بدستور قائم رہیں گی۔

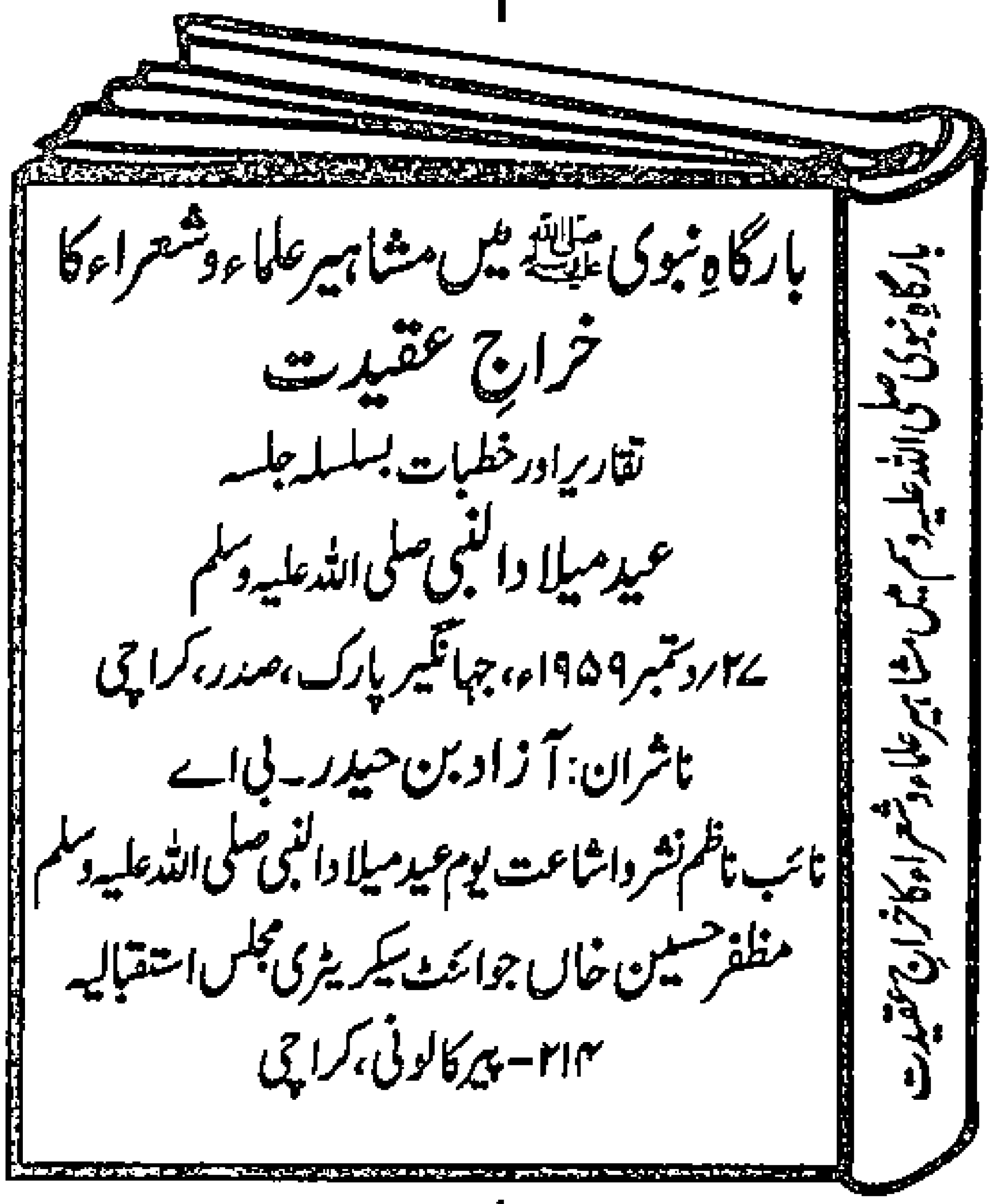

ایک دو ہفتہ کی مہلت میں سرمایہ کی اس کمی کو جو بارش کی وجہ سے پیدا ہوگئی تھی دور کرنا اور پھر از سر نو انتظامات کرنا سہل نہ تھا۔ لیکن خدائے قدوس نے اپنے حبیب کے عید ولادت کے لئے برکت فرمائی، کارکنان اگرچہ پریشان وسراسیمہ تھے لیکن تمام کام باحسن وجوہ انجام تک پہنچ گئے۔ کارڈوں کی دوبارہ طباعت اور سارے نظام کا از سر نو آغاز ہوا۔ الحمدللہ تعالیٰ اجتماع مبارکہ کی تاریخ تک تمام چیزیں پایۂ تکمیل کو پہنچ گئیں۔ اخبارات اور ریڈیو نے ہماری ہمتوں اور عزائم میں اضافہ کر دیا۔ جہانگیر پارک کو پنڈال کمیٹی کے منتظمین نے حد درجہ آراستہ کیا اور اسے بقعۂ نور بنا دیا۔

Marfat.com

کرنل جمال ناصر صاحب صدر جمہوریہ متحدہ عربیہ مصر کے تاریخی بیان نے جو حضرت علامہ بدایونی کے نام موصول ہوا تھا، اس نے عید میلاد کے جلسۂ مبارکہ کی اہمیت میں اور بھی اضافہ کر دیا۔

عزت مآب حضرت طہٰ فتح الدین صاحب سفیر متحدہ عربیہ قاہرہ سے حضرت علامہ بدایونیؒ، جناب آزاد بن حیدر صاحب بی۔اے نے مل کر عید میلاد کے جلسۂ شریف کی نوعیت پر سوا گھنٹے تک ملاقات جاری رکھی۔ سفیر محترم نے اپنی شرکت اور صدر جمہوریہ کی تقریر خود پڑھنے کا وعدہ فرمایا۔ اسی طرح حضرت محترم سفیر حجاز و محترم سفیر عراق نے وعدۂ شرکت فرمایا۔

پہلا جلسۂ عام: ۲۷ رستمبر ۵۹ء کو جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شاندار اجتماع شام ساڑھے پانچ بجے زیر صدارت جناب محترم ڈاکٹر محمود حسین صاحب صدر جامعہ ملیہ منعقد ہوا۔ حضرت سید محمد الحسینی مدنی اور جامعہ ملیہ کے قاری صاحب نے قرأت فرمائی۔ جامعہ کے ایک بچے نے نعت پڑھی جو بے حد پسند کی گئی۔

حضرت مجاہد ملت علامہ بدایونیؒ نے افتتاحیہ تقریر فرمائی اور جشن عید میلاد النبی کی اہمیت کے عنوان پر بصیرت افروز خیالات پیش فرمائے۔

جناب ڈاکٹر محمود حسین صاحب نے پر مغز خطبۂ صدارت پڑھا جس کے اندر حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ کے وہ عنوانات زیر بحث لائے گئے جن پر چل کر آج کے مسلمان بھی کامیابی و کامرانی تک پہنچ سکتے ہیں اس خطبے میں سیرت طیبہ کے بعض اہم واقعات اس انداز میں پیش کئے گئے تھے کہ جس میں نہ کوئی مضمون آفرینی و مبالغہ تھا، سیدھے سادے انداز میں اہم ترین موضوعات پر روشنی ڈلی گئی۔ عوام و خواص کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ سیرت نبویہ پر عمل پیرا ہوں اپنی زندگی و معاشرے کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کا پابند بنائیں۔ جب تک سیرت طیبہ کو زندگی کا جزو نہ بنایا جائے گا، نکبت و ذلت رہے گی جس دن مسلمان اپنے آقا و مولاؐ کے نقش قدم آپ کے اخلاق شریفہ کو اپنا دستورِ حیات بنائیں گے کامیابی ان کے قدم چومے گی۔

وقت کا اہم ترین تقاضا ہے کہ مسلمان سیرتِ مطہرہ پر عمل کریں خدا ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

صلوٰۃ والسلام پر یہ جلسہ مبارکہ ختم ہوا۔

محکمہ ریڈیو کے انتظامات: محکمۂ ریڈیو پاکستان نے دوبارہ انتظامات فرمائے۔ عملے کے افراد نے شام ہی کو اپنی لائنیں بچھا دیں۔ کرنٹ وغیرہ چیک کر لیا۔ مائیکروفون ٹیسٹ کر لئے گئے۔ برابر ہی میں ریڈیو کی اصحاب کی نشستوں کا انتظام خصوصی تھا۔ جہاں یہ حضرات متمکن ہوئے۔

مجلس استقبالیہ کی طرف سے نظام اوقات حوالہ کیا گیا۔ حضرت علامہ بدایونیؒ و آزاد بن حیدر نے پروگرام کے بعض ضروری مضامین پر تبادلہ خیالات کیا۔

مجلس استقبالیہ محکمہ ریڈیو کا شکریہ ادا کرتی ہے کہ اس نے عید میلاد النبیؐ کے اس جلسۂ عام کی تقاریر وغیرہ کے ریکارڈ فرمانے کا انتظام کیا۔ ریڈیو پاکستان نے جلسہ کا آنکھوں دیکھا حال مع تقاریر وغیرہ کے ۲۸ رستمبر کو بعد نماز مغرب ۷ بجے نشر کیا۔

عوام و خواص میں عقیدت و محبت کا جوش و ولولہ: عوام و خواص کے لئے عید میلاد نبوی کا یہ مبارک اجتماع توجہات کا مرکز بنا ہوا تھا۔ عشاق بارگاہِ نبویؐ کے انبوہ در انبوہ جہانگیر پارک چلے آ رہے تھے۔ ۹ بجے شب تک تمام پنڈال حاضرین سے لبریز ہو گیا۔ ڈائس کے مہمان بھی بکثرت تشریف لانے لگے۔ حتیٰ کہ خصوصی مہمانوں کی نشستوں کا محفوظ رکھنا دشوار ہو گیا۔

محترم سفیر مصر کی تشریف آوری: بیرونی مہمانوں میں سب سے پہلے جمہوریہ عربیہ مصر کے سفیر محترم تشریف لائے۔ علامہ بدایونیؒ اور مسٹر سید حسین امام نے آپ کا استقبال کیا۔ جیسے ہی آپ پنڈال میں داخل ہوئے عوام نے جوش محبت میں نعرۂ ہائے تحسین سے خیر مقدم کیا۔ زاں بعد عزت مآب سید عبدالقادر گیلانی سفیر عراق و عالی مرتبت جناب سفیر حجاز صاحب تشریف لائے۔

Marfat.com

صدر محترم کی آمد: صدر محترم ٹھیک ساڑھے نو بجے تشریف لائے۔ علامہ بدایونیؒ جناب سید حسین امام صاحب مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی و دیگر حضرات نے استقبال کیا۔ دروازے سے پنڈال تک حیدری رضا کاروں کی جماعت استقبال و انتظام کی رونق کو دوبالا کر رہی تھی۔ صدر محترم کے داخلہ پر عوام وخواص نے نعرہ ہائے تکبیر بلند فرمائے۔

تلاوتِ کلام پاک: جناب قاری احمد علی صاحب لکھنوی نے مصری لہجہ میں کچھ ایسے دلنشیں انداز کے ساتھ قرأت شروع کی کہ سفرائے عالم اسلامی اور سارا مجمع وجد کرنے لگا۔

صدر استقبالیہ کا خطبہ: جناب سید حسین امام صاحب نے حسب ذیل استقبالیہ دیا۔

حاضرین کرام! آج کا یہ جشن عید میلاد نبویؐ اس ذات اقدس سے تعلق رکھتا ہے جو کہنے کے لئے ایک اُمی تھی جس نے کسی انسان سے دولفظ بھی نہ سیکھے تھے۔ جو کسی کا شاگرد نہ تھا لیکن علوم الٰہیہ اور فیوض وتجلیاتِ خداوندی سے اس کا قلب اطہر علوم وفنون کا مخزن تھا۔ قدرت نے اپنے حبیب مکرمؐ پر یہ انعامات فرمائے کہ آپ اُمّی ہو کر بھی کائنات ارضی اور پورے عالم انسانیت کے معلم کامل تھے۔ اس لئے ضرورت ہے مخزن علوم کی عید ولادت کے اس جلسۂ مبارک کی صدارت ایسے شخص کے سپرد کی جائے جو وزیر تعلیمات ہو۔ میں ان الفاظ کے ساتھ جناب مسٹر حبیب الرحمٰن صاحب وزیر تعلیمات ونشریات کا اسم گرامی تجویز کرتا ہوں۔ آپ نے صدر محترم کے صدارتی بیج لگایا۔

صدر جمہوریہ عربیہ کا پیام خصوصی: جناب آزاد بن حیدر بی۔ اے نے مائیکروفون سے اعلان کیا کہ آج کے جلسے کے لئے جناب کرنل جمال ناصر صدر جمہوریہ عربیہ نے جو خصوصی پیام حضرت علامہ بدایونیؒ کے نام روانہ فرمایا۔ وہ عزت مآب جناب طٰہٰ فتح الدین صاحب سفیر جمہوریہ عربیہ مصر سنائیں گے۔ چنانچہ آپ نعرہ ہائے تکبیر میں تشریف لائے۔ عربی زبان میں آیا ہوا یہ پیام پڑھا

عن جمال عبدالناصر
رئيس الجمهورية العربية المتحدة
الى الشعب الباكستانى الشقيق، فى ذكرى
مولد الرسول الكريم

ان ميلاد النبى (ص) ذكرى من اعزالذكريات على الأمة الاسلامية، و مناسبة نغتنمها دائماء لنجد دما ضعف فينا من قوة، وما خمد فينا من حيرية، وما تفد فينا من طاقة :

والحق الذى لامراء فيهٔ ان الحنين لهذه الذكرى العطرة، يا خذ علينا و سنا من شتى اقطارها، كلما تلفتنا حولنا نراينا المثل التى بعث من اجلها الرسل، و فى مقدمتهم خاتمهم محمد بن عبدالله، ورائنا القيم التى من اجلها انزلت الكتب، و فى مقدمتها، قرآن احكمت آياته و فصلت تفصيلا، كلما رأينا هذه وتلک، تعصف بها اهواء البشر وتمتحنها خطوب ولد تها أمواج عارمة من الحقد، والحفيظة والموجدة و كلما راينا ميراث النبوة يكادينسى، فى غمرة الهلع الذى ولده فى نفوس الناس، ظلم الانسان لا خيه الانسان، و عزوف الأقرباء عن اصطناع الحكمة والموعظة الحسنة والتجاوُهم الى العنف والقوة، لفض ماشجر بينهم من خلافبا لقهر ولاذلال، فكانت النتيجة الحتمية، تلک الحرب الضروس، التى اندلهيبها، ساخنة وباردة، عبرالزمن مرات و مرات حتى جلبت على الانسانية احزانا يعجز عنها الوصف، ولوان أُولئک الذين اسرافوا على انفسهم و على الناس، تدبروا سيرة محمد الله عليه وسلم و امعنوا النظر فيما تركه من سنن، و ما خلفه من ميراث اذن لسعدوا وسعدالناس معهم ، ولما تجرع العالم من جراء مسلكهم الخشن، كؤوس الذل والفقر

Marfat.com

والخوف ولو فروا على البشرية دماء ضحاياها ودموع ثكلاها وزفرات مشرديها.

ولو انهم فعلوا، ما استنزفوا دماء شعب وماهد واقواه، ولتركوا كلا ينعم بما افاء الله عليه من نعم، بعيدا عن الاستغلال والسليزة والتسلط.

ولوانهم فعلوا ، ما اخرجوا شعبا من دياره ظلما وعدوا نا ليعيش على صدقات المحسنين وذوى الضمائر، بينما المجرم يلهويغير زجراوعقاب.

ولوانهم فعلوا، لتركوا كل شعبيحيا الحياة التى تناسب طبيعته وظروفه، و تاريخه ولكفوا اعن اشاعت الفشة، والدعوة الى الهدم والتخريب.

ولوانهم فعلوا، لاخذوا انفسهم بالتسامح، ولعاشوا معانى سلام و حسن جوار، ولضموا قواهم للعمل المثبر، والتعاون الخلاق، لكى تصل البشرية الى ذروة الرخاء وقمة الرفاهية.

لقد دعا نبينا الى العدل والقسطاس ودعاء البرو الرحمة، ودعا التسامح والاخاء، ودعا الى التعاون ودفن الاحقاد، ودعا الى التخاذ العمل الصالح مقياسا يعلوا على الأجناس والملل والا لوان، و دعا الى حرمة الجوار و مساندة الضعيف والمظلوم و ذى الحاجة ، ودعا الى احترام الانسان كانسان، والى الدفاع عن الحق للحق.

الاما احوجنااليوم، الى رجل محمد صلى الله عليه وسلم ليقود سفيتة الحياة وسط تلك العواصف والانواء، بحكمة البالغة، وروحه السمحة، و عقل الرشيد، اذن لهبت علينا الريح رخاء، والفتحت ابواب السماء بخير منهم، ولهئي لنا من أمرنا رشد.

فلنتواص جميعا، فى ذكرى ميلاده الكريم، للعمل لسنته، ليبايع بعضنا بعضا على أن نجعل من المبادئ التى يشير بها، والمثل التى عاش من اجلها، والقيم التى قاتل بشرف و امانة ذواعا عنها، دستور النزل على احكامه، و نبرا سالانضل عن هديه وميثاقاتعض عليه بالنواجز، و تقاتل دفاعا عنه حتى الموت. والله نسأل يلهما وقومنا الرشد، و ان يجنبنا و قومنا الزلل.

وان يمنحنا القوة ولتوفيق حتى نحقق مافيه خيرالاسلام وعزة المسلمين.

والله يحفظكم : ويرعانا

جمال عبدالناصر

ترجمہ: ''عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لئے بزرگ ترین عید ہے۔ اس یوم سعید کو ہم ہمیشہ مبارک سمجھتے ہیں۔ اس لئے کہ اس دن ہم ایک طرف تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہیں تو دوسری جانب امتی ہونے کے اعتبار سے اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے ہیں۔

اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ مسعود و مطر ساعت ہماری آرزوؤں کو مہکاتی ہوئی آتی ہے۔ اس موقع پر جب ہم اپنے ماحول کا مطالعہ اور تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہیں کہ کن اسباب و وجوہات کی وجہ سے رسولوں کی بعثت ہوئی جن کے سرخیل حضرت ختمی مرتبت تھے اور کن بے راہ رویوں کو دور کرنے کے لئے کتابیں نازل ہوئیں جن میں سے کامل ترین کتاب قرآن پاک ہے۔ یقین کیجئے یہ کتاب ہمارے ماحول کی تاریکیوں کو دور کر سکتی ہے۔ اے کاش بھٹکے ہوئے مسلمان حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر گہری نظر سے غور وفکر کرتے اور آپ کے احکام پر عمل پیرا ہو جاتے تو آج خود بھی ایک مبارک منزل پر گامزن ہوتے اور ان کے دوسرے بھائی بھی۔ تو کامیابی وفلاح ان کے ساتھ ہوتی۔

آج کا انسان اگر حضور کے بتائے ہوئے راستوں پر چلے تو دنیا میں امن وآشتی چین کا دور دورہ ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات کی تعلیم دی

Marfat.com

ہے کہ ہم عفو و درگزر سے کام لیں۔ ہمسایوں کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھیں۔ ایک دوسرے سے تعاون اور نیکی کریں، کمزوروں کی دستگیری، مظلوموں کی اعانت محتاجوں کی حاجب روائی کریں، انسان کی عزت کرنا، حق بات پر قائم رہنا، حق کی سعی کرنا اور اسی قسم کے مبارک اصول حیات پر اگر ہم سب کا عمل ہو اور ہم اگر ان پاکیزہ اصول کو اپنا دستورِ حیات بنائیں تو دنیا بقعۂ نور بن جائے اور ہم دوسری قوموں سے فوقیت حاصل کریں۔

آج کے دن ہم سب ولادت باسعادت کا ذکر کرتے ہوئے آپس میں عہد کریں کہ ہم اپنی زندگی کا رخ اس منزل کی طرف موڑ لیں گے جو ہمیں حضور نے بتائی ہے اور اس عہد پر مضبوطی سے قائم رہیں۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ہماری قوم کو ہدایت فرماتا رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ذلت سے محفوظ فرمائے اور ہمیں ایسے کام کرنے کی توفیق بخشے جس میں اس کی اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی ہو۔

خدا ہم سب کا ناصر و محافظ ہو۔"

جمال عبدالناصر

جمہوریہ عربیہ مصر کے وزیر صحت کا برقیہ مولانا بدایونی ؒ کے نام: جناب عبدالکبیر وزیر صحت جمہوریہ عربیہ کا حسب ذیل برقیہ مولانا بدایونیؒ کے نام موصول ہوا۔ "ہمیں یہ معلوم ہو کر کہ آپ عید میلاد نبوی اور یومِ حسینؓ کراچی میں بڑے پیمانہ پر منا رہے ہیں مسرت ہوئی۔ جمال ناصر صدر جمہوریہ کا مفصل بیان بذریعہ ہوائی جہاز بتوسط جناب چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھیجا جارہا ہے۔

صدر مملکت پاکستان کا پیام: عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہویں اجلاس کا دعوت نامہ موصول ہوا۔ آپ کے دعوت نامہ کا شکریہ، اپنی مسلسل مصروفیات کے باعث عدم شرکت کا افسوس ہے۔

جناب آغائے حسین اعلیٰ وزیر محلات ایران کا تار: یہ معلوم ہو کر کہ کراچی میں آپ مرکزی پیمانے پر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منا رہے ہیں۔ ہز مجسٹی شاہ ایران اپنی دلی مسرت کا اظہار فرماتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ آپ اور برادرانِ پاکستان میلادِ نبوی کی سعادت حاصل کریں۔ ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

جنرل محمد اعظم خاں وزیر بحالیات کا پیام: میں یوم میلادُ النبی کی مجلس استقبالیہ کے صدر و اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے جہانگیر پارک میں منعقد ہونے والے مبارک جلسۂ عید میلاد النبیؐ میں شرکت کی دعوت دی۔ مجھے اس اجتماع میں شریک ہو کر بے حد مسرت ہوتی لیکن انتہائی افسوس ہے کہ چند ضروری امور میں پہلے ہی سے مصروف ہونے کے باعث شریک نہ ہوسکوں گا۔

حضرت مولانا سعید الملت وحضرت مولانا صبغت اللہ صاحب فرنگی محلی کے پیغامات: خدائے پاک یوم حسینؓ اور عید میلاد النبی کے پاکیزہ جلسوں کو کامیاب بنائے اور آپ کی مساعی اتحاد کو بار آور فرمائے اور ملت پاکستان کو سیرت نبویہؐ و سیرت حضراتِ اہل بیتؓ پر چل کر کامیابی حاصل فرمائے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان جب تک سیرت نبوی اور حضرات اہل بیت اطہار پر نہ چلیں گے کامیاب نہیں ہوسکتے۔ یہ پاکیزہ سیرتیں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں خدا ہم سب کو ان پر چلنا نصیب فرمائے۔

آپ یوم سیدنا حسینؓ و یوم عید میلاد النبی کی پاکیزہ تحریکات میں جس اخلاص و عقیدت سے کام کر رہے ہیں۔ خدائے برتر اس کی جزائے خیر اور ملت اسلامیہ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یقین جانئے کہ میں دور بیٹھ کر بھی ان تحریکات کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔

شہید انصاری فرنگی محلی، آزاد بن حیدر صاحب بی۔ اے

Marfat.com

نے تمام پیامات پڑھ کر سنائے۔

شعراء اور مناقب پڑھنے والوں کا خراجِ عقیدت

حضرت بہزاد لکھنوی۔ استاد قمر جلالوی۔ جناب مولوی مصطفےٰ حسنین صاحب صدیقی۔ جناب عبدالرزاق روشن۔ سید نثار علی صاحب نے نعتیہ کلام پڑھا جو بے حد پسند کیا گیا۔

صدر محترم کا خطبۂ صدارت: صدر محترم جناب مسٹر حبیب الرحمٰن صاحب وزیر تعلیمات ونشریات حکومت پاکستان جن کی اصل زبان بنگلہ ہے، اس کے باوجود آپ نے زبان اردو میں بڑی روانی کے ساتھ حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا۔

حضرات! میں آپ سب لوگوں کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے اس مبارک جلسہ میں آنے کی دعوت دی اور اس پاک نبیؐ کے ذکر میں مجھے بھی شریک کیا گیا۔ میں اردو بہت کم جانتا ہوں اس لئے شاید آپ تک اپنے خیالات پہنچانے میں مجھ سے کچھ کمی رہ جائے۔ میں اس کے لئے آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ پھر بھی میری کوشش ہوگی کہ اپنے خیالات کو بہتر سے بہتر طریقے پر آپ کے سامنے پیش کرسکوں۔

آج کا دن انسان کی تاریخ کا سب سے اہم دن ہے۔ اسی دن عرب کے ریگستان سے ایک شخص اٹھا اور صرف اپنی قوتوں کے سہارے انسانیت کا پرچار کرنے۔ دنیا کو تہذیب سکھانے۔ ظلم کی زنجیر توڑنے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ اس کے پاس نہ ہتھیار تھے نہ دولت تھی نہ ساتھی تھے۔ خدا کی سونپی ہوئی صرف ایک امانت تھی، قیامت تک رہنے والی توحید کی وہ امانت جس کو سینے سے لگائے ہوئے اس نے صرف اپنے عمل اپنے کردار کے ذریعہ دنیا کو خدا کا پیام پہنچایا اور بہت جلد دنیا میں ایسا زبردست انقلاب لایا کہ کفر کی تمام قوتیں اس کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوگئیں۔ دنیا اس کی کامیابیوں کو دیکھ کر حیرت میں رہ گئی۔ کفر مٹنے لگا۔ حق کی آواز بلند ہوتی گئی۔ اسلام کی روشنی عرب کے ریگستان سے نکل کر یورپ و ایشیا میں پھیل گئی اور وہاں بھی اللہ اکبر کی آواز سنائی دینے لگی۔

آج ہم اس عظیم الشان شخصیت کی پیدائش کا دن منارہے ہیں۔ حضرات! آج کا دن تمام مسلمانوں بلکہ پوری دنیا کے لئے ایک مبارک دن ہے۔ ہمیں دلوں کو ٹٹول کر یہ دیکھنا چاہئے کہ ہم اسلام کے بتائے ہوئے راستے پر سچے دل سے چل رہے ہیں یا نہیں۔ یہ دن صرف تقریریں کرنے اور سلام بھیجنے اور میلاد کی محفلوں میں شریک ہونے کا نہیں ہے بلکہ اپنے عمل اپنے کردار پر نظر ڈالنا چاہئے اور پھر یہ سوچنا چاہئے کہ اللہ کے حبیب نے ہمیں جو سبق دیا ہے اس پر کسی حد تک ہم نے عمل کیا۔ ہمیں اس دن یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ حضور نے جو امانت ہمیں سونپی تھی کیا ہم اس کی حفاظت کررہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سچائی پر عمل کرنے اور برے کاموں سے بچنے کی تعلیم دی ہے۔ لیکن کیا واقعی ہم ایسا کرتے ہیں۔ ہمارے نبی نے بتایا ہے کہ سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور برابر کا درجہ رکھتے ہیں لیکن ہم چھوٹے، بڑے اور بہت سے طبقوں میں بٹے ہوئے ہیں اخلاق کی تعلیم کو بھول چکے ہیں۔ آپس کا وقار قریب قریب ختم ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قوم جس کی ترقی پر دنیا رشک کرتی تھی جس کی قوت دنیا کی بڑی سے بڑی حکومتیں بھی مان چکی تھیں آج اسے دوسری قوموں کی مدد کی ضرورت ہے۔

حضرات! پاکستان وہندوستان میں مسلمانوں نے دو سو برس تک ٹھوکریں کھائی ہیں، غلامی کی زندگی بسر کی ہے۔ یہاں تک کہ خود اپنی تہذیب اپنے اصول اپنے طور پر طریقوں کو بھول گئے ہیں اب ہم اس مدت کی غلامی کے بعد آزاد ہوئے ہیں اور ہمارا قومی جھنڈا لہرا رہا ہے۔ تکبیر کی آوازیں بلند ہورہی ہیں اور ہمیں رسول اللہ کے بتائے ہوئے اصول پر اپنی زندگی بنانے کا موقع ملا ہے۔ ہمیں یہ نہ بھولنا چاہئے کہ اگر ہم کچھ بھی اپنے فرض سے ہٹے تو آزادی ہم سے پھر چھن جائے گی۔

حضرات! یہ آزادی اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے اور ہمارا ملک اسی وقت محفوظ ہوسکتا ہے جب آپ رسولؐ کے بتائے ہوئے

Marfat.com

راستے پر چلیں جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا:
آیئے ہم پھر اسلام کی پرانی تاریخ دہرائیں اور دنیا کو دکھا دیں کہ سوتی ہوئی قوم جب جاگتی ہے تو بڑی سی بڑی مشکل بھی اس کا راستہ نہیں روک سکتی، وہ ترقی کی منزل کی طرف بڑھتی ہی جاتی ہے۔
حضرات! آپ جانتے ہیں کہ آج ہماری زندگی کے ہر حصے میں انقلاب آ چکا ہے پرانا زمانہ ختم ہو گیا ہے اور ترقی کا نیا دور شروع ہوا ہے۔ ہم اچھائی و برائی کو پہچاننے لگے ہیں۔ ہمیں اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ لہٰذا آیئے ہم ایک مرتبہ پھر یہ عہد کریں کہ رسول اللہ کے بتائے ہوئے اصولوں یعنی ایمان۔ اتحاد۔ سچائی۔ اخلاق۔ مساوات اور صبر سے کام لیں اور اپنی سماجی۔ سیاسی۔ روحانی زندگی کو بہتر بنائیں۔ یقین کیجئے کہ اگر ہم سچے دل سے ان اصولوں پر قائم رہے تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں نہ ہٹا سکے گی۔
آخر میں آپ حضرات کا پھر بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو حضور کی اچھی تعلیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور خدا سے یہ بھی دعا ہے کہ یہ ملک اور ہماری ملت سچی مسلمان بن سکے اور یہ پاک سرزمین صحیح معنوں میں پاک بن جائے اور ترقی کے راستے پر تیزی سے چل کر دنیا کی ایک بڑی قوم بن جائے۔

حضرت پیر سید عبدالقادر گیلانی سفیر عراق کی تقریر: صدر کے خطبہ کے بعد حضرت محترم عالی مرتبت پیر سید عبدالقادر گیلانی سفیر عراق نعرہ ہائے تکبیر و نعرۂ رسالت کی صداؤں میں تشریف لائے۔ اور آپ نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

صدرِ محترم برادرانِ عزیز! اس مبارک مہینے میں دنیا کی تاریکیوں کو نور سے بدلنے اور بھٹکی ہوئی قوموں کو راہِ ہدایت پر لانے کے لئے باری تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبر خاتم الانبیاء سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ آپ تمام کمالات وصفات کے حامل ہو کر دنیا میں تشریف لائے۔ آپ کے ورودِ شریفہ کی غرض یہ تھی کہ مکارم اخلاق کی تکمیل اور انسانیت کو سعادت مندی نصیب ہو۔ آپ کی حیاتِ مبارکہ جمال و جلال کی مظہر اتم تھی۔ صدق و علم کی بہترین مثال تھی۔ جس طرح آج ساری دنیا مسرق سے مغرب تک پریشانیوں میں مبتلا ہے ناامیدیاں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں اس سے کہیں زیادہ حضور کے ظہور قدسی سے قبل دنیا تاریک ہو رہی تھی۔ حق و صداقت کے نام لینے والوں کا وجود عنقا ہو گیا تھا۔ ظلم و تشدد، جبر و استبداد سے لوگ آپس میں لڑلڑ کر تباہ ہو رہے تھے۔ انسانی اخلاق اور اس کی تمام قدریں تباہ ہو چکی تھیں۔ مساوات و اخوت کے رشتے ٹوٹ گئے تھے۔ پاکیزہ صفات کی بجائے بداخلاقیاں بداعمالیاں ہر ایک حصہ میں جاری تھیں۔ ہر طرف ظلمت ہی ظلمت پھیلی ہوئی تھی۔ یکبارگی زمین و آسمان میں خدا کا ایک نور مبین روشن ہوا جس کی چمک نے دنیا کو امید و ہدایت سے معمور فرما دیا۔ لوگ ایک دوسرے کی عزت کے محافظ ہو گئے۔ انسانیت نے اعلیٰ اخلاق کی دولتیں پائیں۔ حضورِ خاتم الانبیاء محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاکیزہ تعلیماتِ شریفہ سے انسان کو اشرف المخلوقات کے رتبے اور درجے تک پہنچا دیا۔ آپ نے باہمی اخوت و محبت ہر ایک کے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دی۔ خدائے برتر کے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو از سر نو قائم کر دیا۔ اخلاقِ شریفہ بھی ایسے کہ اپنے بیگانے سب ہی ان سے مالا مال ہوئے۔ گالی کے جواب میں رحمت۔ ظلم کی بجائے عفو و ترحم آپ کا شیوہ رہا۔
انبیائے کرام کے وہ سارے کمالات جو انہوں نے دکھائے، وہ سرکار والا تبار کی ایک اکیلی ذاتِ شریفہ میں بدرجۂ اتم موجود تھے۔ آپ غریبوں، مسکینوں میں گزر فرماتے، دعا فرماتے تو مجھے مسکینوں میں محشور فرمانا۔ حضور نے علم و عمل کی تمام دولتیں دنیا کے ایک ایک گوشہ میں پہنچا دیں۔ خالق و مخلوق کے مابین صحیح تعلق فرمایا۔ آپ کی تعلیم سے ہر ایک انسان خواہ امیر ہو یا غریب، سلطان ہو یا گدائے بے نوا۔ آقا ہو یا غلام سب فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔
آپ کی سیرتِ طیبہ نے بتایا کہ مسلمان خلوت و جلوت میں کیسی زندگی گزارے۔ وہ کسی بھی گوشے میں کیوں نہ ہو، اس کے

Marfat.com

اخلاق و عادات بہتر ہوں۔ وہ اعمال کے اعتبار سے ہر جگہ ممتاز حیثیت میں رہے۔ اس کے قول و عمل میں یگانگت ہو۔ نیک عاداتِ حسن اخلاق وسچائی مسلمانوں کا زیور ہوں۔ آج کی دنیا بھی اس بزرگ و برتر ہستی سے ہدایت حاصل کرسکتی ہے۔ حضور نے خدا کی وسیع زمین کو اخلاقِ حسنہ سے مالا مال فرما دیا۔ پریشانوں، بے اطمینانوں کو طاقت وسکون عطا فرمایا۔ بے ٹھکانوں بے سہاروں کی ہمت بندھائی۔ انہیں انسانیت کے حقوق سے مالا مال فرمایا۔ دنیا کے ہر ایک حصے میں امن وسکون راحت واطمینان پیدا فرما دیا۔

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهٖ   كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ   صَلُّوا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ

خدا ہم سب کو اس نور مبین کی روشنی سے حصہ عطا فرمائے اور ہماری زندگی حضور شہنشاہِ کونین کی سیرت طیبہ کے مطابق ہو۔ آمین، ثم آمین۔

حضرت مولانا سید محمد دہلوی : برادرانِ گرامی! آج کے مبارک اجتماع اور ولادتِ باسعادت کے عظیم الشان موقع پر ہر ایک فرد پر بنتا ہے کہ حضور سیدِ کونین کی بارگاہِ عالی میں جو مکمل انسانیت میں سب سے یگانہ اور بے مثال تھے۔ نذرانہ عقیدت پیش کرے اور حضرت ختمی مرتبت کے فضائل وشمائل پیش کر کے اپنے لئے سامانِ نجات حاصل کرے۔ مناسب ہوگا کہ ہم یہاں سب سے پہلے انسان کے وجود پر کچھ فکر کریں۔

سامعینِ کرام! ایک دانے کی نشوونما میں پانی نے، بارش نے، ہوا نے، زمین نے، کسان کے ہاتھ نے، دانے کی پیداوار میں جو قوت صرف کی اس میں کسان کا احسان، زمین، آفتاب، ماہتاب، ستاروں، ہوا، نسیم سحری کے احسانات اور اس کے ابھرنے، پرورش پانے میں کس کس کے اور کس قدر احسانات تھے۔

لیکن ہمارا محترم ومعظم نبی کسی کا احسان لینے والا نہ تھا جبکہ وہ تو خود احسان کرنے والا تھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذاتِ اقدس اس وقت وجود میں آئی جب نہ آفتاب تھا نہ ماہتاب نہ کروبین کی آوازیں تھیں۔ نہ کرسی تھی، نہ زمین تھی، نہ زمان تھا نہ ملائکہ کی تجلیات تھیں۔ ایک ذات تھی بنانے والے کی اور ایک ذات تھی بننے والی کی۔ (نعرۂ تکبیر۔ اللہ اکبر۔ نعرۂ رسالت یارسول اللہ، وقت کم ہے، حضرات علامہ بدایونی آپ مجھے وقت میں مقید نہ فرمائیں۔

مولانا جاری رکھیئے۔

برادرانِ گرامی! دیکھئے ایک نقطہ ہے اس سے ایک دائرہ چلا۔ آدمؑ آئے وہ نقطہ آگے بڑھا نوحؑ تشریف لائے وہ اور آگے بڑھا۔ کیا دائرہ مکمل ہوا؟ جواب نہیں۔

سیدنا ابراہیمؑ تشریف لائے دائرہ پھر بھی مکمل نہ ہوا۔ آخر نقطہ سے نقطہ مل گیا جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو وہ دائرہ مکمل ہوا۔ اب جو بھی آئے گا وہ اس نبی کا پیرو ہوگا۔ نبی نہیں ہوگا۔

حضور انور خدائے برتر سے انوارِ قدرت کا سراپا نور ہیں اب روشنی جسے بھی لینی ہوگی اسی نور سے اکتساب کرے گا۔

جس طرح سورج نکلنے کے بعد تارے چھپ جاتے ہیں اسی طرح سارے انبیائے کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پوشیدہ ہوگئے۔ آپ کا نور ہر طرف محیط ہوگیا۔ خدائے برتر ہم سب کو اس نور شریفہ کی روشنی سے منور فرمائے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ مولانا بدایونی اور ان کے مخلص رفقاء کی تمام کوششیں بارآور ثابت ہوں۔

فضیلۃ الاستاذ السید عبدالحمید الہاشمی

کلچر سکریٹری، سفارت خانہ جمہوریہ عربیہ متحدہ کی تقریر کا ترجمہ

تمام تعریفیں اس خدائے برتر کے لئے جو تمام عالمین کا رب اور زمین وآسمان کا خالق ہے اور درود وسلام ہمارے اس آقا ومولا پر جن کا اسم گرامی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو اولین و آخرین کے سردار اور حضرات انبیاء ومرسلین کے خاتم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عالمین کے لئے رحمت ونور بنا کر بھیجا اور تمام جہانوں

Marfat.com

کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔

اے میرے کرم فرما بھائیو آپ پر سلام خدائی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔

یہ وہ جلسۂ شریفہ اور مجلس سعیدہ ہے جسے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ولادتِ مقدسہ سے نسبت ہے جس پر تمام عالم کے شرقی و غربی مسرتیں منا رہے ہیں۔ حضور کی ذاتِ اقدس ہمارے قلوب کے لئے ہدایت اور نور مبین ہے۔ خدا نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

تمام انبیاء پر خدا کا فضل عظیم ہوا، ان میں سے ہر ایک مقام رفیع رکھتا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کلیم الرحمٰن تھے تو سیدنا عیسیٰ روح اللہ، اسی طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا مقام خدا کے نزدیک ان تمام انبیاء میں سب سے بڑا اور عظیم ترین، آپ حبیب اللہ تھے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم یتیم پیدا ہوئے۔ آپ کو تمام انسانوں، حضرات اصحاب واہل بیتؓ کا مربی و مرشد بنایا۔ آپ کی تربیت خدائے قدوس نے فرمائی۔ آپ ایک مسکین قبیلے کے محترم فرد تھے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ خداوند تو مجھے مسکینوں میں ہی زندہ رکھنا اور مسکینوں ہی میں محشور کرنا۔

آپ کی خدمت میں پہاڑ سونے کے بنا کر پیش کئے گئے مگر آپ نے انکار فرمایا۔ کیونکہ آپ دنیا کے طلب گار نہ تھے بلکہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے طلب گار تھے جس کے قبضے میں زمین و آسمان کے لشکر کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ حضور پاکؐ ہمارے پاس اسلام لے کر تشریف لائے۔ وہ ہمیں حکم دیتا ہے کہ خدائے واحد کی عبادت واطاعت کی جائے، تمام انسانوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آیا جائے۔ اسلام کے ظہور وولادت کے وقت ایک نور پھیلا۔ حضور نے قلوب کو جمع کیا، جانوں کو ایک کیا۔ حضورؐ نے صحابہ کے مابین محبت قائم کی۔ وہ آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ چھوٹے بڑے میں فرق نہ رہا، خواہ کوئی مال دار ہو یا فقیر۔ دور کا رہنے والا ہو یا قریب کا باشندہ ہو۔ ہاشمی ہو جیسے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ یا قریشی جیسے حضرت ابوبکر وعمرؓ یا سلمان فارسی اور بلال حبشی اور حضرت صہیب رومی، یہ سب کے سب ایک سلکِ اُخوت میں پرو دیئے گئے۔ اخوت ومحبت باہمی کا رشتہ انتہائی مضبوط و مستحکم کر دیا گیا۔

حضرات! ذکر ولادت باسعادت کے مبارک اجتماع میں مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ آپس میں متحد ہوں۔ ہمارا خدا ایک۔ کتاب ایک۔ قبلہ ایک۔ رسول ایک تو چاہئے کہ امت بھی ایک و وطن بھی ایک ہو۔

میں دمشق کا ہوں۔ میرے والد اور والدہ ہیں، تمام اعزہ و اقارب ہیں مگر میں پاکستان میں پردیسی نہیں ہوں کیونکہ پاکستان میں بھی میرے اہل اخوان ہیں۔ جیسا کہ پاکستان وطن ہے، یہاں کے ہر بسنے والے مسلمان کا ویسے ہی دوسرے مسلمان کا بھی وطن ہے۔

علامہ اقبال پاکستان کے مشہور شاعر تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے مسلمانوں کو دعوت دی کہ وہ اپنی تمام قوتوں کو یکجا کر کی اپنی حکومت بنائیں جس کا نام پاکستان ہو۔

الحمدللہ کہ پاکستان مل گیا، خدا اسے مضبوط و مستحکم فرمائے۔

علامہ اقبال نے دوسری دعوت یہ دی کہ مسلمانانِ عالم ایک رشتے میں منسلک ہو جائیں، مراکشی، سوڈانی، شامی، مصری، عراق، انڈونیشی پاکستانی جسم واحد کی طرح ہیں۔ ایک دوسرے کے مابین اسلام کا رشتہ سب سے زیادہ مضبوط و مستحکم رشتہ ہے۔ اقبال نے تو یہاں تک کہہ دیا ۔

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

خدائے برتر عیدِ ولادت نبویؐ کے طفیل مسلمانوں کو متحد رکھے۔

مجاہد ملت حضرت علامہ بدایونی کی تقریر: صدر محترم اور حضرات! مجھ سے قبل بہت سی علمائے کرام اس اجتماع مبارکہ میں حضور شہنشاہ کونین کی بارگاہ شریفہ میں عقیدت کے پھول پیش فرما چکے، وقت اپنی آخری منزل پر آچکا پھر بھی ارشاد ہے کہ میں بھی

Marfat.com

کچھ کہوں۔

بزرگانِ ملت! آج اس وجود گرامی کا تذکرۂ ولادت با سعادت ہے جس نے انسانیت کو زندہ کیا۔ انسانوں کو اس کے درجات سے آگاہ کیا، انسانیت کے شرف و وقار کو سمجھایا اور بتایا۔ اے ذراتِ ارضی سے بننے والے انسان، جہانِ انسانیت میں تو سب سے زیادہ شرف وعزت کا مالک ہے۔ اس نے بندے اور خدا کے ٹوٹے ہوئے رشتے از سر نو جوڑے، توحید و رسالت کے مضامین سمجھائے۔ انسان کو بتایا تیرے اندر قدرت کی قوتیں پوشیدہ ہیں۔ تیرے پاس وہ جواہر پارے موجود ہیں کہ تو اگر عقل و فکر سے کام لے تو ایک طرف خدا کی زمین کا وارث و مالک ہوگا۔ دوسری جانب تیری فکری وشعوری صلاحیتیں متحرک رہیں تو بحر و بر تیرا ہوگا۔ کائنات میں جو کچھ ہے وہ تیرے زیرنگیں ہے۔ تو سب سے پہلے خود کو پہچان پھر اپنے رشتے کو خالق کائنات سے وابستہ کر، اپنے اعمال وعادات میں توازن پیدا کر۔

خاتم الانبیاء سرور کونین ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لئے معلم بن کر تشریف لائے۔ آپ نے مردہ انسانیت میں محیر العقول انقلاب عظیم پیدا فرمادیا۔

آپ کو اگر معلم اخلاق کی حیثیت سے دیکھا جائے تو فرمانے والے نے فرمایا۔ وانک لعلی خلق عظیم اور قرآن عظیم کی شرح وتفصیل بیان کرنے والے نے ارشاد فرمایا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مکارِمَ الْاَخْلَاق، جب پوری دنیا کا معاشرہ تباہ ہو چکا تھا تو اصلاح معاشرے کے لئے حضور سے بڑھ کر کوئی معلم اخلاق نہ تھا۔ اس ذاتِ اقدس نے قولاً عملاً ایسی حیات پیش فرمائی جو دنیا کے ہر ایک فرد کے لئے راہنما تھی وہ ایک طرف سب سے بڑا عابد تھا تو دوسری جانب میدانِ شجاعت کا شہ سوار۔

جس طرح اس کی زبان مبارک تلوار سے زیادہ کام کرتی تھی اسی طرح محاربات وغزوات میں جب وہ بے نیام ہوتی تو دنیا کی طاقتور سے طاقتور قوموں کی گردنوں کو جھکا دیتی، وہ از خود کسی پر حملہ نہ فرماتا۔ مگر جب حدود الٰہیہ توڑی جاتیں تو ذات رسالت بحیثیت قائد قوم قیادت فرماتی اس نے قوم میں عسکری وفوجی روح پیدا کی اور ایسے ضابطے مقرر فرمائے کہ خلق خدا کے خون کو بہائے بغیر نظام عسکری پورے جاہ وجلال کے ساتھ باقی رہے۔ اس نے اپنی حیات مبارکہ سے فوجی سپہ سالاروں کو درس بصیرت دیا۔ اس نے بتایا کہ ہمارا فلسفۂ جنگ یہ ہے کہ ہماری لڑائی کسی سے دشمنی اللہ کے لئے ہوتی ہے اور دوستی بھی خدا کی رضاجوئی کے لئے۔ اس نے بتایا کہ ایک فوجی مسلمان جب دشمن سے لڑ رہا ہو اس وقت بھی فریضۂ عبادت سے غافل نہ ہو۔ اس نے دشمنوں کو رعائیتیں دیں، فاتح ہو کر مفتوحین پر رحمتوں کی بارشیں برسائیں۔

جب وہ ترتیب قوانین کی جانب متوجہ ہوا تو اس نے قرآن حمید جیسی جامع کتاب کے ماتحت لائحہ عمل بنایا اور اس انداز پر کہ آج کے مقننین بھی اس کے خوشہ چین ہیں۔ اس کا ہر عمل کائنات ارضی کے لئے رہنما ہے۔ اس نے بتایا کہ ایک مومن کی شان یہ ہونی چاہئے کہ عبادت کا وقت آنے پر اس سے بڑھ کر کوئی عابد و زاہد نہ ہو۔ جب تصفیۂ مقدمات کی کرسی پر متمکن ہو تو عدل و انصاف میں اپنے بیگانے کی رعایت نہ کی جائے ہر قیمت پر انصاف کیا جائے۔ تجارتی کاروبار کو محرمات وممنوعات سے بچا کر چلایا جائے۔ تجارت پیشہ طبقہ کاروبار میں صداقت۔ سچائی کو کسی وقت ہاتھ سے نہ جانے دے ہر ایک کے ساتھ اخلاق ومحبت سے پیش آئے۔ مال پر نفع لینے میں اگرچہ تاجر کو حق دیا گیا کہ وہ اپنے سامان کی قیمت جتنی چاہے لے سکتا ہے لیکن نہ اتنی کہ خریدار کے اختیار سے باہر ہو۔ تاجر تجارت بھی کریں اور جہاں پہنچیں اسلام کی تبلیغ کریں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم۔ بحیثیت تاجر۔ بحیثیت قائد فوج۔ بحیثیت مقنن۔ بحیثیت قاضی۔ بحیثیت باعتبار حاکم وعادل۔ باعتبار شوہر۔ بحیثیت محبوب۔ باعتبار حسین اور دیگر صفات حسنہ میں دنیا بھر سے بے مثال تھے۔ آپ کی حیاتِ مقدسہ ہر دور کے لئے رہنمائے کامل ہے۔ وقت نہیں ورنہ

Marfat.com

حضور کی حیاتِ مقدسہ کے دوسرے گوشے پیش کیے جاتے۔ مقام مسرت ہے کہ آج کا جلسہ جناب مسٹر حبیب الرحمٰن صاحب جیسے مخلص وزیر تعلیمات کی زیر صدارت ہو رہا ہے جن کا دل الحمدللہ مذہبی جذبات سے لبریز ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے رفقاء کو موجودہ دور میں اخلاص و نیک نیتی کے ساتھ کام کا موقع عطا فرمائے۔ پاکستان دینی اعتبار سے ترقیات کرے۔ ہمارا معاشرہ سیرت نبوی پر عامل ہو۔ ہمارے یہ جلسہ ہائے عید میلاد نبوی عمل خیر کے داعی رہیں۔

میں آخر میں جناب سیٹھ حاجی داؤد ناصر، سید حسین امام، سید یوسف رضا، مظفر حسین خان، آزاد بن حیدر، حاجی محمد طیب فاروقی اور تمام کارکنان کا مشکور ہوں کہ ان حضرات نے کافی محنت کے ساتھ دونوں دینی تقریبات انجام دیں۔ خصوصاً حیدری منڈل کے رضا کار قابل ستائش ہیں۔ اسی طرح اخبارات اور ریڈیو کی اعانت و ہمدردی کا ہماری مجلس استقبالیہ پر خصوصی اثر ہے۔ جناب حیدری صاحب جنہوں نے پنڈال کو بارونق بنایا قابل شکریہ ہیں۔ پاکستان پائندہ باد

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی تقریر: حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی سجادہ نشین نے اپنی مختصر مگر پر مغز تقریر میں فرمایا۔ آج کے دن دنیائے اسلامی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن عید میلاد منا رہی ہے اور اپنے سرور و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے۔ حضور شہنشاہ کونینؐ کے دربار میں نذرانۂ عقیدت پیش کر رہی ہے۔ آج ہم مدینہ کے آقا جہاں و عالم کے پیشوا۔ رسولوں نبیوں کے سردار حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرۂ جمیلہ کر کے سیرت طیبہ سے اپنے حالات کو استوار کرنا چاہتے ہیں۔ آج اس ذات گرامی کی سیرت و زندگی پر کچھ کہا جا رہا ہے۔ جو حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے محبوب کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے میلاد کی مسرت نبیوں، رسولوں، فرشتوں، آسمانوں، زمینوں نے منائی۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی گنہ گاریوں کے باوجود حضور کا ذکر کر کے اپنے ایمانوں کی جلا کریں۔ آج کے اس دربارِ شریفہ میں ہر چھوٹا بڑا حضور کی رحمتوں سے مالا مال ہونے کے لئے حاضر ہے۔

ہمارے غریب بھی ہیں۔ تاجر بھی ہیں۔ مقنن بھی ہیں۔ وزیر بھی ہیں۔ صاحبان دولت بھی ہیں۔ یہ سارے کے سارے حضور انور کی فیض پاشیوں، کرم فرمائیوں کی توقعات لے کر حاضر ہیں اور بارگاہِ حضور سید عالم میں معروضہ کرتے ہیں کہ ہمارے حق میں دعا فرمائی جائے۔ ملت پاکستان اور اس کا معاشرہ خالص اسلامی معاشرہ ہو۔ ہمارے اخلاق و عادات اعمال کو کردار سیرت طیبہ کے موافق ہوں۔ حضور ہمارے سلام نیاز قبول فرمائیں۔ اپنی ملت کے افراد کا اجتماعی ہدیۂ عقیدت شرف قبولیت پائے۔ پاکستان طاقتور ہو اور مسلمانانِ پاکستان سیرت نبویہ پر عامل ہو کر دینی و دنیوی فلاح پائیں۔

تقریر حضرت مولانا جوہر: قال اللہ تبارک و تعالیٰ، ولقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجوا الله واليوم الاخر – الخ

ارشاد خداوندی ہے کہ یقیناً تمہارے لئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں اچھی پیروی ہے خصوصاً اس کے لئے جو خدا کی مغفرت اور روز حشر اس کی بارگاہ میں پہنچنے کی امید رکھتا ہو......تا آخر آیت۔

قدرت کی احتیاط غور کرنے کے قابل ہے کہ صرف ''اسوہ'' پر اکتفا نہ کیا بلکہ اسے ''حسنہ'' کے وصف سے موصوف کر دیا تا کہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ پیغمبر اکرمؐ کا کردار حسن ہی حسن ہے وہاں غیر حسن کی گنجائش نہیں ہے اور خدا کی مغفرت اور اس کے سامنے حاضر ہونے کی امید کا تذکرہ یہ بتاتا ہے کہ وہی اس اسوہ حسنہ سے فیض یاب اور بہرہ مند ہو سکتا ہے، جو خدا سے ملنے اور اس کی مغفرت سے فائدہ اٹھانے کا خواہاں ہے اور ایسا شخص وہی ہو سکتا ہے جو پیغمبر اکرمؐ کی تقلید کرتا ہو اور ان کی مخالفت سے گریزاں ہو۔ کسی کے کردار کی گفتگو جب بھی کی جاتی ہے یہ بات یقیناً پیش نظر رہتی ہے کہ اس کا اعتقاد اور اس کا علم کس منزل میں ہے۔ ہم عالم سیاست میں اسی کو قائد بناتے ہیں جو علم سیاست سے بہرہ ور اور

Marfat.com

اخلاص وخداترسی میں ممتاز قوم ہو اور اسی منزل میں قوم اس کے اتباع پر بے تکلف وتردد قدم اٹھاتی ہے۔ یہ ایک عام قانون ہے جو ہر قوم میں مشترک ہے۔ کسی خاص قوم سے خصوصیت نہیں رکھتا۔ خداوند عالم اپنے حبیبؐ خاص کے کردار بلند وخلاق عظیم کی تصدیق اور اس کے واجب الاتباع ہونے کو مذکورہ بالا آیات میں بیان فرماتا ہے، گویا اس میں اشارہ قریب بہ صراحت ہے کہ تم اپنے نبیؐ کی ذات اقدس میں صفات خدا کا جلوہ پاؤ گے۔ جیسے اس کی ذات ہر نقص وعیب سے بری ہے، اسی طرح اس کا رسول عالم امکان میں ہر برائی سے پاک ہے۔ اس سلسلہ میں ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے۔ ذات اقدس الٰہی نے اپنے حبیب سے فرمایا کہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ۔ اے رسول! کہہ دو کہ میں تم جیسا بشر ہوں اور ایسا ہوں کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اس آیت سے بعض افراد اسلام یہ مطلب نکالتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ ہر بات میں ہم جیسے ہیں۔ یہ غلطی یہاں سے پیدا ہوئی ہے کہ لفظ بشر کو صحیح طریقہ سے نہیں سمجھا گیا ہے۔ لغت میں بشر کے معنی جسم انسان کے ہیں۔ امام راغب اصفہانی اپنی مفردات میں لکھتے ہیں البشر جُثَّۃ الانسان بشر انسان کے پیکر کا نام ہے، اور قرآن مجید بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ انی خالق بشراً من طین فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین میں ایک بشر مٹی سے بنانے والا ہوں جب اس کی بشریت مکمل کرلوں اور اس میں اپنی پیدا کی ہوئی روح پھونک دوں تو اس کے سامنے سجدے میں جھک جانا۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بشر مٹی سے بنتا ہے مادی چیز ہے، اور روح اس سے الگ شے ہے اور روح ہی سے ادراک وتعقل ہوتا ہے۔ لہٰذا پیغمبرؐ سے یہ کہلوانا کہ میں تم جیسا بشر ہوں اس مقصد کو واضح کررہا ہے کہ صرف مادی ترکیب اور توالد تناسل تک میں تم جیسا ہوں۔ اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن جہاں روح اور نفس کی گفتگو ہے وہاں تمہارے اور میرے اندر فرق ہے۔ مجھ پہ وحی آتی ہے تم پر نہیں آتی اور نہ آسکتی ہے۔ اگر اس دعوے میں سچے ہو تو وحی اُتروا کے دکھاؤ۔ اگر بجائے بشر مثلکم انسان مثلکم ہوتا تو چونکہ انسانیت میں ادراک اور تعقل بھی داخل ہے اور انسان وہ بشر ہے جس میں روح ہو، لہٰذا وہاں کہنے والا کہہ سکتا تھا کہ ہم اور پیغمبر ہر بات میں برابر ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ مثلیت فقط بشریت میں ہے۔ یوحٰی الیَّ۔ یہ ایسا وصف ہے جو صرف پیغمبروں کے لئے مخصوص ہے، اس میں غیر نبیؐ اس کا شریک نہیں ہے۔ اور اسی عدم شرکت کا نتیجہ ہے پیغمبر حاکم ہے اور غیر پیغمبر محکوم اور حاکمیت مقتضی کہ نبیؐ اپنے غیر سے علم وعمل میں بالاتر ہوتا کہ پیروکرنے والے اس کے مطیع رہیں اور اس امر سے مطمئن کہ وہ سوائے حسن کسی غیر حسن امر کی جانب نہ لے جائے گا۔ پیغمبر اکرمؐ کی پیروی کے محل میں خدائے حکیم ہمیں آیتوں سے مطمئن فرماتا ہے۔ (۱) وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحیٌ یُوْحٰی۔ اور وہ (پیغمبر) خواہش نفس سے کلام نہیں کرتا اس کا کلام صرف وحی ہوتا ہے جو اس پر نازل ہوتی ہے۔ اس آیت نے واضح طور پر بتا دیا کہ پیغمبرؐ اسلام کی ہر گفتگو وحی خدا ہوتی ہے۔ ان کی بشریت آزاد بشریت نہیں ہے۔ مقید ہے، بشریت صرف ہمارے اس کے لئے ہے ورنہ وہ جناب وحی کی منزل ہیں اور ہم سے کہیں بالاتر ہیں، اگر ان کی بشریت آزاد ہوتی اور انہوں نے اپنے نفس مطہر کو وحی الٰہی کا بالکل تابع نہ بتا دیا ہوتا تو ہم ان کے ہر قول میں تامل کرتے۔ اس آیت نے تامل کی جگہ باقی نہ رکھی۔ یہ قول کا عالم ہے۔ (۲) عمل کے متعلق کئی مقامات پر پیغمبر سے کہلوایا ہے۔ ان اتبع الا ما یوحی الی، میں اسی بات کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل ہوتی ہے اس آیت میں رفتار وعمل کا وحی میں منحصر میں ہونا مذکور ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ کا کوئی قدم وحی کے دائرہ سے باہر نہ گیا، جب کوئی کام کیا وحی کے اندر۔ یہاں سے ایک بافہم انسان نتیجہ نکال سکتا ہے کہ ذاتِ اقدس الٰہی ہر عیب سے منزہ اور ہر نقص سے بری ہے وحی اس ذات اقدس کے ارشادات ہیں جو عیب ونقص سے پاک ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ کا قول انہیں ارشادات

Marfat.com

عالیہ کے اندر اور فعل انہیں کے تابع ہیں لہٰذا آپ کا ہر قول اور ہر عمل عیب ونقص سے پاک ہے، لہٰذا بندگانِ خدا اس جناب کی ذات سے باہر اسوۂ حسنہ کو نہیں پا سکتے۔ اگر خدا کے سچے بندے بننا چاہتے ہو تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں اور بس۔ ہاں! یہ جناب اگر کسی اور کی پیروی کی فرمائش کر دیں تو وہ بھی انہیں کے قول کی پیروی ہے جس میں نقص کی گنجائش نہیں۔ (۳) بات یہ کہ قول وعمل دونوں علم کے تابع ہیں، ایک شخص اپنے قول وعمل کو وحی کے مطابق کرتا ہے لیکن وہ اصل وحی کو ہی پورے طور سے نہیں سمجھتا۔ یہاں یہ کہنے کی گنجائش پیدا ہوتی ہے کہ اس کی نیت اپنے قول وعمل میں پاک اور خالص ہے کہ مطابق وحی چاہتا ہے لیکن کیا کرے اس کا علم ہی کم ہے، اگرچہ اس شبہ کا جواب ماینطق اور ان اتبع والی آیتوں سے نکل سکتا ہے۔ لیکن خداوند عالم نے سورۂ نساء میں اپنے حبیب خاص کے لئے ایک ایسی آیت وارد فرمادی جس کے بعد یہ شبہ ہمیشہ کے لئے کافور ہو گیا۔ ارشاد ہے وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ۔ اے میرے حبیب! خدا نے تم کو وہ سب کچھ بتا دیا جو تم نہیں جانتے تھے۔ اگر اثباتی صورت میں یوں کہتا کہ میں نے تم کو یہ بتایا اور بتا دیا تو انہیں مذکورہ چیزوں تک محدود ہو کے رہ جاتا۔ یہاں جو کچھ تم نہیں جانتے تھے۔ فرع کے دائرہ کو لامحدود کر دیا اور ساری لاعلمی کو سمیٹ کر فرمادیا کہ۔ یہ تم سے دور ہے۔ لہٰذا اب تم میں بقدرت خدا کوئی لاعلمی باقی نہیں رہی، زمین کے ذرات سے لے کر کائنات کی وہ محدود فضاؤں تک پر تمہارا علم محیط ہے اور تم عالم امکان کے اندر سب سے زیادہ جاننے والے ہو۔ جو ایسا عالم ہو اس سے وحی کا کون سا گوشہ پوشیدہ رہا ہوگا؟ کوئی نہیں۔ لہٰذا وحی کے فقرات میں جو بھی مشیتِ خداوندی ودیعت ہے اس سے خاتم النبیین واقف ہیں اور اسی پر گفتگو بھی کرتے ہیں اور اسی پر عمل بھی اور یہ کہ آپ کی ہر گفتگو مشیت خدا ہے اور ہر عمل مشیت خدا ہے۔ اس توضیح کے بعد اندازہ فرمائیں کہ حضرت کے اسوۂ حسنہ کی بلندی کہاں تک ہے اور جوان جناب کا پیرو بنے وہ مرتبہ کائنات میں کس بلندی پر ہوگا۔

خداوند عالم مسلمانوں کو حضور اکرم کی پیروی کرنے اور سچا مسلمان بننے کی کرامت فرمائے۔ فقیر محمد مصطفیٰ، پرنسپل جامع امامیہ ناظم آباد کراچی۔

تقریر جناب مولانا نجفی صاحب: صدر محترم اور معزز حاضرین! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو ایک معاشرہ نواز کی حیثیت سے دیکھا جائے۔ ایک مفکر کی حیثیت سے مطالعہ کیا جائے۔ ہادی عالم کے رتبہ پر غور کیا جائے۔ کسی بھی حیثیت میں آپ کی حیات کا مطالعہ کیا جائے، میرا طرزِ خیال یہ ہے کہ حضور کی ذاتِ شریفہ خدائے پاک سے ہر حالت میں وابستہ ہے لہٰذا حضور کو خدا سے الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا۔

یقیناً یہ زیادتی ہوگی ثقافت پر۔ تاریخ پر۔ کہ حضور انور کو خدا سے جدا کر کے مطالعہ کیا جائے اور صرف ایک ریفارمر و مصلح کی حیثیت ہی سے آپ کا مشاہدہ کیا جائے۔ لوگ اس راہ میں ٹھوکر کھاتے ہیں اور حضور کی بشریت کے عنوان کو متبذل حیثیت میں پیش کرتے ہیں۔ بلاشبہ بشریت کی ایک منزل ہے لیکن یوحیٰ الیّ کا جو درجۂ عظیم ہے کیا عام وخاص انسانیت وہاں تک پہنچ سکتا ہے آپ پر نزول وحی کے بعد اب نہ کسی کا یہ مقام کہ اس پر وحی آئے نہ اب کوئی پیغمبر ہو سکتا ہے۔ آپ ایسے انسان کامل تھے جس کا مثیل ممکن نہیں۔ ایک طرف حضور کی زلفوں کو واللیل چہرے کو والشمس سے تعبیر کیا گیا۔ کہیں آپ کی حرکات وسکنات کو اپنی طرف منسوب فرمایا گیا۔ اس نے اگر اپنے ہاتھوں سے کنکریاں پھینکیں تو فرمانے والے نے فرمایا۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ یہ تعلقات، یہ نسبتیں بتا رہی ہیں کہ اسے خدا سے الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا جبکہ اس کی ذات بابرکات اتنی اعلیٰ وارفع ہو تو ہمیں اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا چاہئے حضور نے ہمیں سکھایا۔ اے مسلمانو تم خلوت میں ہو یا جلوت میں خلوص کے جام چھلکاتے رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ خلوت میں کچھ اور جلوت میں کچھ اور۔ اپنا ظاہر وباطن یکساں رکھنا۔ بھائی بھائی

Marfat.com

کا ساتھ دینا کُلُّ مُؤمنٍ اُخوۃٌ کا پرچم سارے عالم میں لہرانا۔

اے لوگو تم خوش ہو یا کبیدہ خاطر، غضب کی کیفیت ہو یا خوشی کا عالم، عدل کا دامن نہ چھوڑنا۔ انصاف کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا۔ ہر حالت میں توازن قائم رکھنا۔ یہ نہیں کہ ثروت و دولت نصیب ہوئی تو اتنے اڑے کہ اترنا مشکل ہوگیا۔ گرے تو اس قدر کہ اٹھا نہ جائے۔ دولت مندوں کے لئے ایک بڑا سبق ہے۔ اقتصادی حالت اچھی ہو تو اکڑ جاتے ہیں۔ ہمارے آقا و مولا نے سکھایا۔ اگر کوئی نیچے درجہ کا دامن پھیلائے تو دامن بھر دو۔ قطع تعلق کرے تو بھی خلوص سے پیش آؤ۔ اگر خاموشی ہے تو منزل فکر بن جاؤ۔ اگر تکلم کرو تو ایسے موتی نچھاور کرو کہ دنیا اس سے دامن بھرے، منہ سے پھول برسیں۔ منہ سے کوئی کلمہ ایسا نہ نکلے کہ کسی انسان کے دل کو ٹھیس لگے۔ جب وہ معلم اخلاق تشریف لایا تو اس کی آمد آمد ایسی انداز سے ہوئی کہ ملائکہ نے صفیں باندھیں، انبیاء تعظیم کو کھڑے ہوگئے۔ آدم سجدے میں جھک گئے، ابراہیم عشق کے پھول لئے ہوئے، یوسف جمال کو فرش راہ کئے ہوئے، عیسیٰ نے دم بھرا، آتش کدہ گل ہوا، کسریٰ کے کنگرے سجدہ ریز ہوگئے، وہ معلم کامل آیا جس نے انسان کی قسمت کو چمکا دیا۔

پس آج کے دن عہد کرو کہ ختمی مرتبت کی سیرت طیبہ کو اپنا شعار حیات بناؤ گے، ان کی ہر ادا سے تمہیں محبت ہوگی فکر و تخیل میں ان کا تصور ہوگا، عادات و اطوار حیات نبویہ کے پابند ہوں گے۔

یہ مجالس شریفہ دعوتِ عمل دیتی ہیں، سیرت طیبہ اپنی طرف بلاتی ہے، خدا ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

ڈاکٹر طاہر سیف الدین صاحب کا عربی قصیدہ: ڈاکٹر سیدنا طاہر سیف الدین صاحب کا تازہ عربی قصیدہ جناب الشیخ ابراہیم الشیخ محمد بھائی محمد دیوان پڑھ رہے ہیں۔

صلوٰۃ والسلام: آخر میں حضرت علامہ بدایونی و مولانا شاہ احمد نورانی صاحب نے اپنے رفقاء کے ہمراہ صلوٰۃ والسلام شروع کیا۔ ۴۰ ہزار عشاق نبویؐ نے سلام میں شرکت کی۔ آخر مین حضرت مجاہد ملت نے اپنے مخصوص انداز میں پاکستان اور عالم اسلامی کے لئے دعا فرمائی۔ کارکنان کا شکریہ ادا کیا۔ ایک بجے یہ جلسہ مبارکہ ختم ہوا۔

عوام وخواص سے مخلصانہ اپیل

آخر میں ہم پاکستانی عوام وخواص سے مخلصانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ مجالس و محافل کے خطبات و تقاریر مضامین پر غور و فکر کریں۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں فکر و عمل کی جو دعوت دی گئی ہے اس پر لبیک کہیں۔ ہر ایک شخص اپنی زندگی کو سیرت نبویہ کے مطابق بنائے۔ محرمات و ممنوعات سے محترز رہنے کی سعی بلیغ کرے۔ مملکت پاکستان سے شراب خواری، جوئے بازی، رشوت ستانی، زنا کاری و عیاشی، بے حیائی و بے غیرتی کی لعنتوں کو پاکستان سے خارج کرنے کی مہم تیز سے تیز تر کی جائے۔

اگر ہر روز ہر گھر میں ایک آیت، ایک حدیث نبویؐ یاد کرائی جائے اور ہر ایک مسلمان معاشرے سے ایک عیب کو دور کرنے کا عہد کرے تو تھوڑی سی مدت میں عیوب کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔ مجالس پاک میں شریک ہونے والا ہر مسلمان سیرت نبویہؐ پر چلنے کا عہد و میثاق کرے تو بلا شبہ معاشرے اور اخلاق کی درستی با آسانی ہوسکتی ہے۔ مجالس عید میلاد نبوی علم و اصلاح کی داعی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر میلاد خفتگی و سراسیمگی کو دور کر کے متحرک ہونے کا سبق دیتا ہے۔ ہر سال اس تذکرۂ جمیلہ پر ملت اسلامیہ اپنے جوشِ عقیدت کا مظاہرہ کرتی ہے۔ لاکھوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ جس کی غرض یہ نہیں کہ وقتی ہنگامہ آرائیاں ہو جائیں بلکہ اصلی و حقیقی غایت یہ ہے کہ ہر ایک مومن سیرت نبویہؐ پر عمل پیرا ہو۔ حیات مقدسہ سن کر اپنی زندگی میں انقلاب کرے۔

انشاء اللہ سالِ آئندہ کوشش کی جائے گی کہ عید میلاد نبویؐ کے آخری جلسے میں سیرتِ نبویہ کے عنوان پر ایک بہترین تالیف شائع کی جائے۔

آزاد بن حیدر۔ بی اے
مظفر حسین خاں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

کس نہ گردد درجہاں محتاجِ کس
نکتۂ شرع مبیں این است و بس

ایک فطری مذہب ہونے کی حیثیت سے اسلام نے معاش مسئلے کو اپنی بھرپور توجہ کا مرکز بنایا ہے۔ قرآن مجید میں انفاق فی سبیل اللہ، یعنی مستحق اور غریب لوگوں کی خبر گیری، انہیں اپنی آمدنی میں شریک کرنے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کے بارے میں عنوان بدل بدل کر جس قدر تاکید کی گئی ہے اغلباً وہ دوسرے مسائل کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے۔ اسلامی انقلاب کے دورِ آغاز کی مکی سورتیں بالخصوص اس موضوع سے بھری ہوئی ہیں۔ انسانوں پر انسانوں کی حکمرانی، قیصر وکسریٰ کی استبداد اور شدید معاشی ومعاشرتی تفاوت نے عام لوگوں کو جن مصائب ومشکلات میں مبتلا کر رکھا تھا اور جس طرح وہ جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزار رہے تھے اسلام کی دعوت ان کے لیے ایسا پیغام رحمت بن کر آئی کہ وہ دیوانہ وار اس کی طرف لپکے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس معاشرے کی بنیاد رکھی وہ اونچ نیچ، بندہ ومولیٰ، غلام وآقا کے تصور سے یکسر پاک تھا، آپ نے اپنی مبارک زندگی قصداً عام آدمی کی سطح سے بھی نیچے اتر کر گزاری۔ اللہ کا حبیب اور کائنات کا محبوبؐ ساری زندگی چٹائی کے فرش، مٹی کے برتنوں، معمولی کپڑوں، انتہائی سادہ کچے گھر اور عام آدمی کی خوراک پر فخر کرتا رہا۔ آپؐ نے اپنی پہلی تربیت کردہ جماعتِ صحابہ میں یہی روح پھونکی، خلفائے راشدین اور عام صحابہ کی انتہائی سادہ اور تکلفات سے عادی زندگیاں اسلام کی معاشی تعلیمات کا حقیقی نمونہ تھیں۔ آگے صحابہ کرام کے عملی جانشینوں یعنی صوفیۂ کرام، "غم ہیچ ندارم کہ ندارم ہیچ" کی عملی تصویر رہے۔ سرورِ عالم ﷺ کی اپنی حیاتِ طیبہ، حضرت ابوذر غفاریؓ کا مال ودولت کے خلاف تاریخی احتجاج، امام ابوحنیفہ کا مزارعت کے خلاف فتویٰ، صوفیہ کی خدا مست زندگیاں، شیخ جلال الدین (۱) تھانیسری کا اراضی ہند کے بارے میں تاریخی فتویٰ اسی تسلسل کی کڑی ہیں۔

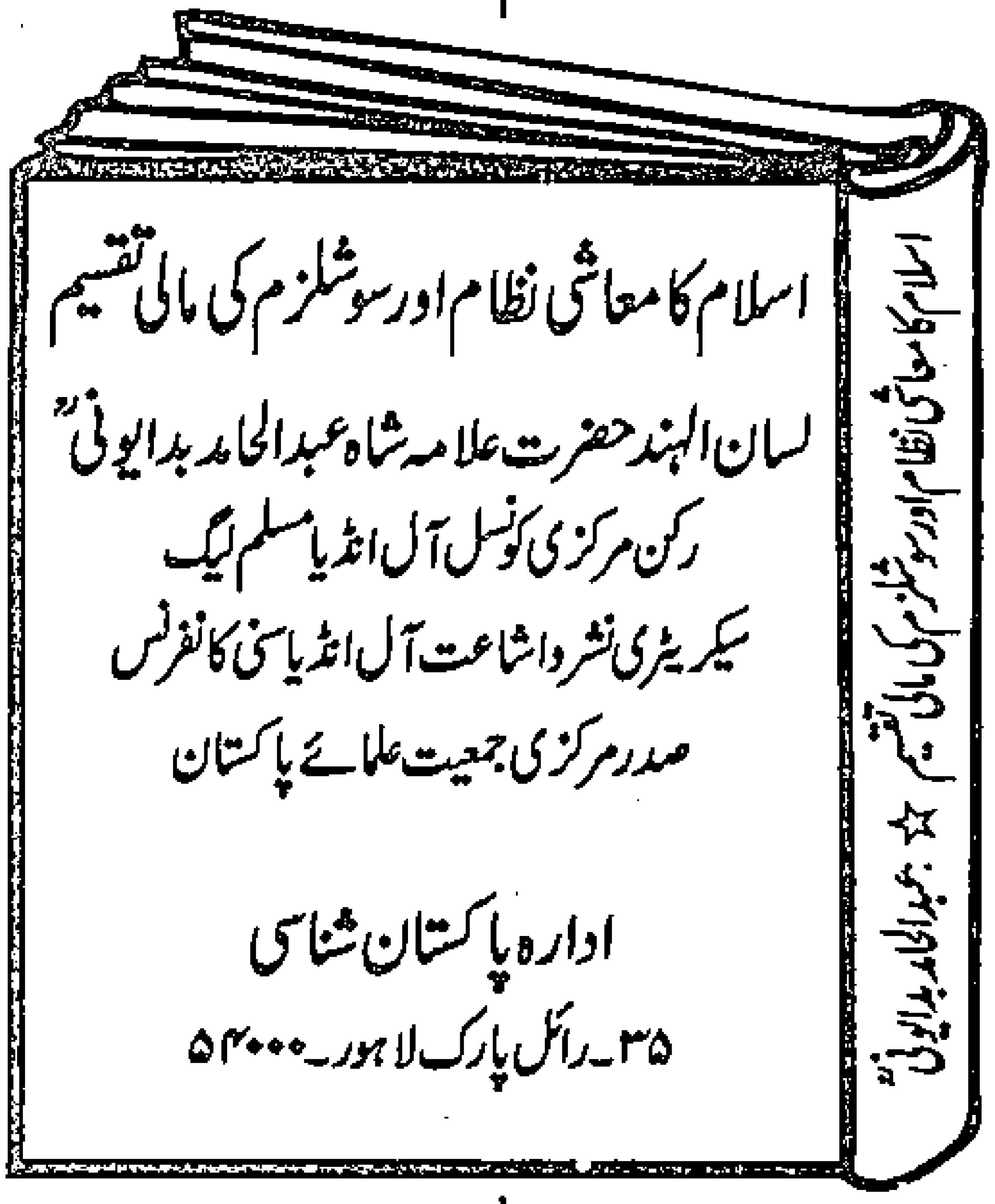

خلافتِ راشدہ کے بعد مسلمانوں میں ملوکیت در آئی اور بادشاہوں نے قیصرو کسریٰ کے طرزِ عمل اپنا لئے تو عام مسلمانوں نے اپنی عقیدت ومحبت کا رخ ان مشائخ وصوفیہ کی طرف پھیرا جو فقرِ محمدیؐ کے نمونہ تھے، انہیں محبتوں و عقیدتوں کے خراج ملے ان کے ہاتھوں پر مخلوقِ خدا نے بیعت کی، ہر چند تلواروں کے خوف سے سرِ حکمرانوں کے سامنے جھکے مگر عام مسلمانوں کے دل ہمیشہ ان لوگوں کے ساتھ رہے جو اپنی درویشانہ زندگیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے حقیقی جانشین تھے۔

عام مسلمانوں ملوکانہ اداؤں کے مظہر اور مال دولت کے پجاری شاہوں سے کبھی سمجھوتہ نہ کیا، ان کا نصب العین اور معیار ہمیشہ سیرتِ طیبہ رہی۔ قرآن مجید نے اَلْاَرْضُ لِلّٰہ کہہ کر زمین پر انسانوں کی ملکیت کے دعوؤں کی نفی کی تو حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْم فرما کر زمین کے وسائل میں بنی نوع انسان کے تمام افراد کو شامل کر لیا گیا۔

اس دور کا انسان معاشی حیوان کہلاتا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں

Marfat.com

ہے کہ کسی ملک کا عام انسان غربت، افلاس، ظلم اور محرومیوں کی چکی میں پس رہا ہو اور صرف حکمرانوں کے ٹھاٹھ باٹھ دیکھ کر ملک کو خوش حال قرار دے دیا جائے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے بطور تہدید فرمایا تھا کہ کا دالفقرُ اَنْ یکون کفرا "تنگ دستی کفر کے قریب پہنچا دیتی ہے۔"

اسلام ایک رفاہی فلاحی حکومت کا تصور پیش کرتا ہے چونکہ اسلام حکومت خدائی احکام کے نفاذ کی ذمہ دار اور امین ہوتی ہے لہٰذا اس کا فرض ہے کہ وہ ریاست کے ہر فرد کے لئے بنیادی حقوق، روزی، رزق، علاج، معالجہ، گھر وغیرہ کی ذمہ داریاں قبول کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا (سورۂ ھود) فرما کر یہ ذمہ داری زمین میں اپنے خلفاء پر ڈال دی ہے۔

استحصال، امیر کو امیر اور غریب کرنے والی تمام شکلوں کو اسلام نے سختی سے رد کر دیا ہے۔ مزارعت، آڑھت، کرائے پر مکان دینا، غیر حاضر زمین دار کا تصور، لامحدود جاگیرداری ایسے مسائل ہیں کہ اب ان کے بارے میں اسوہ اور سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی روشنی میں دوبارہ غور و خوض کیا جانا چاہئے جب تک ان کے بارے میں صاف، دوٹوک اور لگی لپٹی کے بغیر نظریات نہیں اپنائے جائیں گے ملت اسلامیہ بالخصوص پاکستان کے مسائل بڑھتے جائیں گے۔

یہ سب کچھ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا اس سے احادیث کے ذخیرے بھرے ہوئے ہیں قرآن مجید کی تعلیمات واضح ہیں۔ شدید ضرورت ہے کہ اس رخ کو جو حقیقی ہے سنت و اسوۂ رسول کے زیادہ قریب ہے اور وقت کی ضرورت ہے سامنے لایا جائے تاکہ بقول اقبالؒ

جو حرف قُلِ الْعَفو، میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار!

کا مظاہرہ ہو۔

اسلام کے نزدیک اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے ایک ضابطہ ہے چنانچہ علامہ نے کہا ہے

آب و نانِ ماست از یک مائدہ
دودۂ آدم "کَنَفْسٍ وَّاحِدَہ"

انتہائی خوش آئند بات ہے کہ میرے دیرینہ دوست، محبّ، نایاب اور نادر کتابوں اور موضوعات کے عاشق ظہور الدین خان امرتسری نے نامور عالم دین، قائداعظم کے معتمد، قافلہ تحریک پاکستان کے فردِ فرید، ادیب، خطیب، مجاہد مولانا عبدالحامد بدایونی کا ۱۹۶۹ء میں اس حساس اور اہم ترین موضوع پر لکھا ہوا رسالہ "اسلام کا معاشی نظام" تلاش کر کے دوبارہ چھاپ رہے ہیں، جہاں یہ رسالہ ہمارے بالغ نظر عالم دین کی دور اندیشی، وسعت نظری اور حالات و واقعات پر گہری نظر کی غمازی کرتا ہے ٹھیک وہاں اس بات کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ بانی پاکستان قائداعظم کے قریب ترین رفقاء اور معتمد علیہ سرکردہ لیڈروں کا نقطۂ نظر کیا تھا اور وہ پاکستان کو کس قسم کا نظام دینا چاہتے تھے۔

میں اس رسالہ کی اشاعت پر ظہور الدین خان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ملک کے اربابِ بست و کشاد سے اپیل کرتا ہوں کہ اگر اس ملک کو ایک فلاحی رفاعی مملکت میں تبدیل کرنا ہے تو بنیادی اور ہمہ گیر تبدیلیاں کیجئے۔

بدلنا ہے تو مئے بدلو نظامِ مئے کشی بدلو
وگرنہ جام و مینا کے بدل جانے سے کیا ہوگا

فقیر سید محمد فاروق القادری

۱۳/اگست ۲۰۰۳ء
سجادہ نشین خانقاہ قادریہ گڑھی اختیار خان
ضلع رحیم یار خان

Marfat.com

بنام جہاں دار جہاں آفریں

عرض ناشر

تحریک پاکستان کو عوامی طاقت بنانے میں جن عناصر کا دخل تھا ان میں علمائے کرام کو یقیناً امتیازی مقام حاصل تھا۔ مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی علیہ الرحمہ (۱۱رنومبر ۱۹۰۰ء - ۲۱رجولائی ۱۹۷۰ء) اس قافلہ کے سالار تھے جن کی حمایت سے مسلم لیگ کی تحریک کو بڑی تقویت ملی۔ مولانا بدایونی اور جمہوری مسلمانوں نے جب کھل کر مسلم لیگ اور قائداعظم کی تائید وحمایت اس شرط پر کی کہ پاکستان میں قرآن وسنت پر مبنی نظامِ حکومت ہوگا جس کی یقین دہانی قائداعظم (۲) نے ان حضرات کو کرائی تھی۔ تمام مسلمان ایمان داری سے یہ بات سمجھتے تھے کہ اسلام کا دستور العمل ہی ان کے تمام مسائل کا حل ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ انگریز کی حکومت اختیار کرکے مسلمانانِ ہند بے شمار معاشی، (۳) سیاسی، تمدنی، ثقافتی، سماجی، مذہبی اور متعدد اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہو چکے تھے۔ مسلم زعماء کی ان تمام پہلوؤں پر نظر تھی۔ اگر قائداعظم کے ارشادات وخطبات کا ہم (بتدریج) بالاستیعاب مطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی حالت زار پر بے حد متفکر تھے۔ چنانچہ آل انڈیا مسلم لیگ کے ۳۰ ویں سالانہ اجلاس منعقدہ (۴) دہلی، ۲۴راپریل (؟) ۱۹۴۳ء میں قائداعظم اپنے صدارتی خطبہ میں مسلمان سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو انہیں اپنے فرائض سے غفلت برتنے پر تنبیہ کرتے ہوئے یوں ارشاد فرماتے ہیں:

''یہاں میں ان زمین داروں اور سرمایہ داروں کو تنبیہ کرنا چاہتا ہوں جو ہمارے خرچ سے بڑھے ہیں اور ایسے انتظامی طرز کے ذریعہ سے جو نہایت مجرمانہ اور پرفساد ہے اور جس سے ان کو اس قدر خودغرض کر دیا ہے کہ ان سے بدلائیل (بدلائل) گفتگو کرنا دشوار ہے۔ عوام سے جلب منفعت ان کی رگ وپے میں داخل ہے وہ اسلام کا درس (اسلام کے احکام) بھول گئے ہیں (یا وہ اسلام کی تعلیم کو فراموش کر بیٹھے ہیں)۔ لالچ اور خودغرضی نے ان کو ایسا کر دیا ہے کہ خود ان کو اپنی فربہی کے لئے دوسروں کے مفاد پامال (پامال) کرڈلانے میں کوئی باک نہیں ہے۔ یہ سچ ہے کہ ہم آج بااختیار نہیں ہیں۔ آپ کہیں دیہات میں جایئے۔ میں نے دیہات دیکھے ہیں وہاں ہمارے لکھوکھا ہم قوم ہیں جنہیں بمشکل دن میں ایک مرتبہ غذا ملتی ہے۔ یہ تمدن ہے؟ یہ پاکستان کا حصہ ہے؟ کیا آپ یہ تصور کر سکتے ہیں کہ لاکھوں آدمی اس طرح لوٹے گئے اور ان کو ایک وقت بھی کھانا نہیں ملا ہے۔ اگر پاکستان کا تصور یہ ہے تو وہ مجھے نہیں چاہئے۔ اگر وہ عقل مند ہیں (یعنی امراء اور سرمایہ دار) تو انہیں چاہئے کہ دورِ حاضر کے حالات (نئے حالات) کے ساتھ سازکریں (مطابق ڈھال لیں)۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو خدا ان کی مدد کرے گا (تو پھر اللہ ہی ان کی مدد کرے تو کرے یا پھر خدا ان کے حال پر رحم کرے) ہم تو ان کی (کوئی) مدد نہیں کریں گے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اپنے اوپر اعتماد کریں۔ ہمیں پس وپیش نہیں کرنا چاہئے وہ ہمارا مطمح نظر ہے ہم اسے حاصل کریں گے۔''

یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا اقتباس (جو فی نفسہٖ کسی تبصرہ کا محتاج نہیں) حضرت قائداعظم کے تیس (۳۰) صفحات پر محیط خطبۂ صدارت کا آخری حصہ ہے جسے آنریری سیکریٹری صوبہ مسلم لیگ پنجاب، سید خلیل (۵) الرحمٰن نے جولائی ۱۹۴۳ء میں تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر شائع کیا تھا، لیکن یہ بات راقم الحروف کے لئے بڑی حیران کن ہے کہ ''خطبات قائداعظمؒ'' کے مرتب اور مشہور مؤرخ سید رئیس احمد جعفری ندوی نے خدا جانے کس بنا پر اس کو نظرانداز کیا ہے اور اسی طرح قائداعظم پر شائع ہونے والی بعض دوسری کتب میں اس اہم خطبہ کو صرفِ نظر کر دیا گیا ہے۔ افسوس بقول ڈاکٹر محمد باقر مرحوم، جہاں پاکستان کے عوام کو علم سے بے بہرہ رکھا جا رہا ہے وہیں

Marfat.com

افراسیاب خٹک کے بقول، ہمارے حکمران طبقوں نے صرف ہمارے حال کے سماجی، معاشی اور فکری استیصال پر ہی اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ ہمیں اپنے ماضی کے بارے میں کنفیوز کرنے میں بھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔" افسوس قائداعظمؒ کے مذکورہ فرمودات بھی کبھی ہمارے حکمرانوں کے پیش نظر نہیں رہے کیونکہ "ان کا واحد مقصد حیات تو اپنے اقتدار کا دوام اور اپنے ذاتی دشمنوں کا زوال ہوتا ہے۔"

آج کہ جب وطن عزیز میں غریب آدمی کا جینا دوبھر کر دیا گیا ہے اور جاگیردارانہ نظام، سرمایہ دارانہ نظام کے ساتھ مل کر اس ملک میں اپنے پاؤں پھیلا رہا ہے ایسے میں (ضرورت اس امر کی ہے کہ) قائداعظم علیہ الرحمۃ کے ان فرمودات کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ نیز اسلامی نظامِ معیشت پر کتب شائع کی جائیں۔ زیر نظر کتابچہ "اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم کی مالی تقسیم" کی دوبارہ اشاعت اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

ادارہ پاکستان شناسی، برادر مکرم شاہد عامر قادری زید مجدہ (نبیرہ مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ) کا تہہ دل سے ممنون ہے کہ موصوف نے پیش نظر کتابچہ کے علاوہ حضرت بدایونی کا تالیف کردہ رسالہ "بالشویزم اور اسلام" (جس میں بالشویزم کے اصول پر مدلل بحث کے ساتھ اسلامی تعلیمات کو محققانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے) بھی بغرض اشاعت عنایت فرمایا او رتحریک پاکستان کے سلسلہ میں اسلامیان ہند کی عظیم جدوجہد (جو ہمارا بے بہا ورثہ ہے) سے متعلق بعض دستاویز فراہم کی ہیں جن کی اشاعت سے وہ نقوش واضح ہوسکیں گے جنہیں دھندلا دیا گیا ہے۔

صاحبزادہ سید محمد فاروق القادری بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے وقیع اور فکر انگیز انداز میں زیر نظر کتابچہ پر ابتدأ چند صفحات تحریر فرمائے جس سے اس کی افادیت دوچند ہوگئی ہے۔ خدا ان کو سلامت رکھے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔

ظہوالدین خان امرتسری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

نحمدهٗ و نصلی علٰی رسوله الکریم ط

خاتم النبیین علیه الصلوٰة و التسلیم

اسلام مقدس اور اس کا صحیفہ قرآن مجید، فرقانِ حمید چونکہ عام انسانیت کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات بن کر نازل ہوا اس کے اندر جامعیت کے ساتھ تمامی احکام پائے جاتے ہیں۔ ولادت و پیدائش کو اگر لیجئے تو اس کے متعلق واضح ہدایات ملتی ہیں۔ پیدائش کے بعد بچے کے کانوں میں ندائے توحید و رسالت پہنچائی جاتی ہے۔ پھر رضاعت و دودھ پلانے کے مسائل وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے۔ ماں باپ کو حکم دیا گیا کہ بچے کی بہترین تربیت کریں اسے سمجھاتے رہیں کہ تمام کاموں کا تعلق پیدا کرنے والے سے ہے۔ جس قدر اس کا شعور ترقی کرتا جائے اسے تعلیم دی جاتی رہے کہ ہر انسان اپنے خالق کے سامنے جواب دہ ہوگا۔ اور اس کا حساب لیا جائے گا۔ ہوش سنبھال کر اس قدر علم حاصل کرنے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے جس سے انسان اچھے برے میں امتیاز کر سکے۔

اسلامی معاشیات: جو دین زندگی کے تمام شعبہ جات کے لئے ایک مکمل نمونہ پیش کرتا ہو کیسے ممکن تھا کہ وہ معاشیات و اقتصادیات کی تعلیم نہ دیتا۔ اسلام نے معاش کے ہمہ گیر اصول ظاہر فرمائے۔ اس نے ہر شخص کو بتایا کہ وہ کمر ہمت باندھ کر خدا پر بھروسہ کر کے اپنا رزق حاصل کرے۔ اس امر پر یقین رکھے کہ پیدا کرنے والا مجھے رزق عطا فرمائے گا۔ وہی تمام وحوش وطیور اور انسانوں کو روزی دیتا ہے۔

رزق خدا کے ہاتھ میں ہے:

وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزۡقُهَا وَيَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَمُسۡتَوۡدَعَهَا. (سورۂ ہود)

"اس کا رزق اللہ پر ہے۔ اور وہ جانتا ہے کہ کب تک کس کو

زمین پر ٹھہرنا اور کب اس کی طرف لوٹتا ہے۔"

انسان کے لئے وہی ہے جو وہ کوشش کرے

لَیسَ لِلاِنسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعیَهٗ سَوفَ یُرٰی

(سورۃ النجم)

"نہیں ہے آدمی کے لئے مگر وہی جو اس نے کمایا اور یہ کہ وہ اپنی کوشش عنقریب دیکھے گا۔"

اسلام نے ایک انسان کو اس کا حق دیا ہے کہ وہ معاشی اور تجارتی۔ صنعتی وحرفتی ترقیاں کرتا رہے۔ معاشیات کے شعبہ جات میں جس قدر بھی اسے عروج حاصل ہو وہ اپنی معاشی راہوں میں خدائے پاک کے قوانین معاشیات پر عمل پیرا ہو۔ اپنی دولت میں غریبوں۔ محتاجوں، پریشان حالوں، ضرورت مندوں۔ ذوی القربیٰ کو شامل رکھے۔ جس طرح اپنے اہل وعیال کی ضرورتوں کو مقدم رکھتا ہے اسی طرح دوسرے ضرورت مندوں کا خیال رکھے۔

معاشیاتِ اسلامی میں فرقِ مراتب: معاشیاتِ اسلامی میں اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ اسلام عام طور پر کسب حلال اور کسبِ معیشت کے لئے سب کو موقع دیتا ہے اور بحیثیت انسان کے تلاش معاش میں سب کو آزادی ہے لیکن فطری طور پر ہر ایک کی صلاحیتیں مختلف ہیں۔

خدائے برتر نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے:

(۱) وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعضَكُم عَلٰی بَعضٍ فِی الرِّزقِ فَمَا الَّذِینَ فُضِّلُوا بِرَآدِّی رِزقِهِم عَلٰی مَا مَلَكَت اَیمَانُهُم فَهُم فِیهِ سَوَآءٌ اَفَبِنِعمَةِ اللّٰهِ یَجحَدُونَ O

(سورۃ نحل)

"اللہ نے تم کو ایک دوسرے پر رزق میں فضیلت دی۔ جن کو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنے مال کا حصہ غلاموں کو اس طرح نہ دیں کہ مالک ومملوک برابر ہو جائیں۔ کیا اس طرح اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔"

(۲) نَحنُ قَسَمنَا بَینَهُم مَّعِیشَتَهُم فِی الحَیٰوةِ الدُّنیَا وَرَفَعنَا بَعضَهُم فَوقَ بَعضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعضُهُم بَعضاً سُخرِیّاً (سورہ زخرف پارہ ۲۵)

"ان کی روزی کو ہم نے تقسیم کر دیا دُنیا کی زندگی میں اور ہم نے ایک دوسرے پر فوقیت دی تا کہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔"

ان دو مبارک آیتوں میں انسانی فضیلت اور کسی کو اس قدر دے دینے کی ممانعت کی گئی کہ مالک ومملوک برابر ہو جائیں پھر دوسری آیت میں خداوند قدوس نے معیشت کی تقسیم کو اپنے ہاتھ میں رکھا۔ بعض کو بعض پر اس لئے فضیلت دی کہ ایک دوسرے سے کام لیتا رہے۔

سوشلزم: آج سوشلزم۔ کمیونزم تحریکات۔ عوامی حقوق کی مساوات کا دعویٰ کرتی ہیں اور تقسیم کو اپنے ہاتھ میں لے کر جو طاقت سرمایہ داروں کے ہاتھ میں تھی وہ اپنے چند ارکان کے قبضے میں دینے کی حامی ہیں۔ اور دعویٰ یہ ہے کہ ہم سب کو برابر اور مالی مساوات قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جن ممالک میں کمیونزم۔ سوشلزم کی حکومت ہے اور جنہیں حکومت کرتے ہوئے برسہا برس گزر گئے وہاں بھی امیر وغریب۔ دولت مند ومحتاج ہر قسم کے لوگ موجود ہیں۔ جب خدائے تعالیٰ کا فلسفہ ہی یہ جاری ہے کہ سب برابر نہیں ہوسکتے تو سوشلزم کا دعویٰ مساوات قطعاً بے اصل اور غلط ہے۔

سوشلزم تحریک کا اصل پس منظر: سوشلزم تحریک کو غریبوں، مزدوروں کے نام پر پیش کیا جا رہا ہے مگر ان تحریکات کے قائدین کے خیالات قابل ملاحظہ ہیں۔

لینن لکھتا ہے: "سرمایہ داروں کی غیر مرئی قوتوں نے انسان کے ذہن میں ایک ڈر کی صورت پیدا کر دی ہے جس سے ایک حاکم

Marfat.com

اعلیٰ کی بنیاد پڑتی ہے۔ اسے آدمی نے خدا کے نام سے پکارنا شروع کر دیا۔ تو جب تک خدا کا خیال ذہن انسانی سے فنا نہ کر دیا جائے گا یہ لعنت کسی طرح دور نہیں ہو سکتی۔''

یہی لینن مارکس کے حوالے سے اپنے ایک مضمون میں جو ماہنامہ ''لیبر'' میں ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا لکھتا ہے: ''مذہب لوگوں کے لئے افیون ہے۔ اس لئے مارکس کے نظریئے کے مطابق تمام مذاہب وکلیسا سرمایہ داروں کے آلہ کار ہیں۔ جن کے ذریعے فرد اور جماعت کے حقوق پامال کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا مذہب کے خلاف جنگ کرنا ہر اشتراکی کے لئے ضروری ہے تاکہ مذہب کا وجود مٹ جائے۔''

اسی لینن نے اپنی تقریروں میں زور دیا کہ ''ہر خاص و عام اشتراکی کی زندگی کا نصب العین یہ ہونا چاہئے کہ وہ ہر ممکن کوشش سے خدا کے غلبے وتسلط کو چھین لے کیونکہ اشتراکی نظام کا بدترین دشمن خدا کا وجود ہے۔''

یہی لینن لکھتا ہے: ''ہم ان تمام اخلاقی حدود کی مذمت کرتے ہیں جو کسی مافوق الفطرت عقیدے کا نتیجہ ہیں ہمارے خیال میں اخلاق کا نظریہ ہمیشہ جماعت کے مفاد کی جنگ کے موافق ہونا چاہئے۔ ہر وہ حربہ جو قدیم غاصبانہ نظام معاشرت کے خلاف اور مزدوروں کی تائید میں استعمال کرنا ضروری ہو عین اخلاق ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ ہے وہ سب کچھ ناجائز ہے۔ چنانچہ جماعتی مفاد کی خاطر جرائم کا ارتکاب۔ دروغ بیانی۔ فریب دہی عین صداقت ہے۔''

آرٹی باشیوا اپنی کتاب میں لکھتا ہے: ''خواہشات نفسانی کو بلاقید و پابندی فرو کرنا ہی عین فطرت ہے۔ اس کے لئے نہ ضمیر کی آواز کی پروا کرنا چاہئے نہ خدا اور انسانوں کے وضع کردہ اصول سے ڈرنا چاہئے۔ شراب نوشی۔ زنا کاری کوئی معیوب باتیں نہیں ہیں۔ جن سے انسان خواہ مخواہ شرماتا پھرے۔ تیز اور تند نفسانی جذبات فطری جذبات ہیں جو چیز فطری ہو وہ کس طرح ناجائز ہو سکتی ہے۔''

یہ ہیں سوشلزم اور کمیونزم لیڈروں کے الفاظ جن سے صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ جماعتیں غریب مزدوروں کا نام لے کر اوّل تو خداوند تعالیٰ کے وجود کے خلاف تبلیغ کو اپنا سب سے بڑا فریضہ سمجھتی ہیں اور ان کے نزدیک مذہب افیون کی گولی ہے۔ شراب نوشی، زنا کاری ان کے نزدیک کوئی عیب نہیں۔

کوئی ذی عقل وہوش انسان ان تحریکات کے محرکین کی تائید کس طرح کر سکتا ہے۔ ہاں وہی حمایت کرے گا جو محرمات کا عادی ہوگا۔ اسلام مقدس وراثت میں دولت کو ایک ہاتھ سے نکال کر بہت سے ہاتھوں میں دے دیتا ہے۔ جو دولت ایک جگہ سمٹی ہوئی تھی اسے مختلف افراد میں بانٹتا ہے۔ دولت و اموال کی تقسیم بھی اس صورت کے ساتھ کہ ایک فریق کو زیادہ سے زیادہ دولت مند بنا دیا جائے اور دوسرے کو بالکلیہ محتاج کر دیا جائے اسلام مقدس۔ فرق مراتب قائم رکھتے ہوئے اکتساب دولت و اموال کو ہر ایک شخص کی کوشش پر محول کرتا ہے۔ اسلام نے صاف طور پر ارشاد فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ط

''بے شک اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق جس کے لئے چاہے اور تنگی کرتا ہے۔'' (سورہ الروم)

رزق میں کشادگی اور وسعت دینا خدا کے اختیار و قبضے میں ہے البتہ اس نے ذرائع واسباب تجویز کر دیئے۔

اسلام کا تجارتی نظام: اسلام مقدس نے تجارت کرنے کا حکم دیا۔ اس سلسلے میں قرآن مجید کی مختلف آیتیں ہماری رہنمائی فرماتی ہیں۔ عام کلیہ کے طور پر ارشاد فرمایا: وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ''تمہارے لئے وہی ہے جو تم نے کمایا۔'' (بقرہ)

تجارت میں ایمان داری کی شرط: اسلام مقدس نے تاجروں

Marfat.com

کو ایمان داری کی ہدایات کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

(۱) فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلاَ تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَ هُمْ (سورہ اعراف)

''انصاف کے ساتھ پوری پوری ناپ تول کیا کرو۔لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔''

کم دینے والوں کی تباہی:

(۲) وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ (سورہ المطففین، پ:۳۰)

''کم دینے والوں کے لئے بڑی تباہی ہے لوگوں سے لیں تو پورا پورا لیں اور جب انہیں ناپ تول کر دیں تو کم دیں۔''

تجارت واحادیث نبویؐ

(۱) عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم انّ الله طيب لا يقبلُ اِلَّا طَيِّبًا وَاَنَّ اللّٰهَ اَمَرَا المؤمنين ما امربهِ المرسلين۔ (رواه المسلم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا پاک ہے وہ پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے۔اس نے مسلمانوں کو وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا تھا۔''

(۲) عن رافع بن خديج قيل يا رسول الله صلی الله عليه وسلم ای الكسب اطيب قال عمل الرجل بيده وَ كُلّ بيعٍ مبرور. (رواه احمد)

''رافع ابن خدیج راوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کون سا کسب افضل ہے فرمایا انسان کے ہاتھ کی کمائی اور ہر وہ تجارت جو درست ہو۔جس میں جھوٹ فریب نہ ہو۔''

(۳) عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من اكل طيبًا و عمل فی سنة و امن الناس بوائقه دخل الجنة.

''حضرت ابوسعید خدری راوی ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حلال کھایا اور طریق سنت پر عمل کیا اور لوگ اس کی زیادتی سے امن میں رہے تو جنت میں داخل ہوا۔''

(۴) عن جابر ابن عبدالله ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال رحمه الله رجلا سمحًا اذا باع واذا اشتریٰ واذا اقتضٰی (رواه البخاری) ''حضرت جابر ابن عبداللہ راوی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا اس پر رحم کرے جو بیچنے اور خریدنے میں آسانی پیدا کرتا ہو۔''

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسب حلال کا بہترین طریقہ تجویز فرمایا:

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں روحانی اور مذہبی پیشوا تھے وہیں آپ تجارتی معاملات میں بھی بہترین معلم تھے۔آپ کی حیات مبارکہ میں ایک انصار صحابی پیش ہوئے جن کے پاس ٹاٹ کے دو ٹکڑے۔ایک پینے کا پیالہ تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا تو آپ نے حکم دیا وہ چیزیں میرے پاس لاؤ۔جب یہ لے آئے تو عرض کیا یا رسول اللہ ٹاٹ کے دو ٹکڑے ہیں۔ایک کو اوڑھتا ہوں ایک کو بچھاتا ہوں۔پیالے سے پانی پیتا ہوں اور کوئی سامان نہیں ہے۔آپ نے پیالہ لے کر ارشاد فرمایا:

من يشتری هٰذَيْنِ. ''ان دونوں کو کون خریدتا ہے؟''

ایک صحابی نے عرض کیا: اَنَا اٰخِذُ هما بدرهم میں ایک درہم کو خریدتا ہوں۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا: من يزيد علی درهم ''ایک درہم میں کون اضافہ کرتا ہے۔''

Marfat.com

دو درہم کو بولی ختم ہوگئی۔حضور نے ارشاد فرمایا:

اشترِ بھٰذا طعامًا فَا نبذهُ الٰی اهلک واشتر بالآخر قدومًا فاتنی به.

''اس سے اناج خریدو اور اپنے گھر والوں کے پاس ڈال دینا۔اور ایک درہم سے ایک کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حاجت مند انصاری نے ایسا ہی کیا کلہاڑی خرید کر حضور کی خدمت اقدس میں پیش کی۔آپ نے دست مبارک سے اس کے اندر ایک لکڑی ٹھونک دی اور صحابی سے ارشاد فرمایا:

''اذْ هَب فَاحْتَطِبْ وَبِع وَلَا رَینک خمسة عشر یومًا.'' ''جاؤ لکڑیاں کاٹ کر لاؤ اور بیچو۔پندرہ دن سے پہلے میں تمہیں نہ دیکھوں۔''

پندرہ دن تک یہ انصاری معاش پیدا کرتے رہے۔جب پندرہ دن گزر گئے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ''یارسول اللہ پندرہ دن میں دس درہم کی آمدنی ہوئی جس میں چند درہم کے کپڑے خریدے اور چند درہم کا غلہ خریدا۔'' حضور نے ارشاد فرمایا:

هٰذا خَیرٌ لَکَ من ان تَجی والمسئلة نقطة فی وجهک یوم القیامة (رواہ ابو داؤد والترمذی)

''یہ بھلا ہے تمہارے لئے اس بات سے اس حال میں کہ قیامت کے دن بھیک کے باعث تمہاری چہرے پر ایک داغ بنا ہوا ہو۔''

حضور کی اس حکیمانہ نصیحت پر عمل کرنے سے اس صحابی کی معیشت سنور گئی۔

کسب حلال: طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة.

''حلال کسب کا کرنا فریضہ ہے ایک فریضہ کے بعد'' جائز کسب کرنے کی صدہا مثالیں موجود ہیں،جن کو ہم چھوڑتے ہیں۔

اسلام میں اشیاء کی معاشی تقسیم: حضرات فقہائے کرام نے سمندر، چاند، ہوا اور آگ تک کی تقسیم کے مسائل کو پھیلا کر بیان فرمایا ہے اور اس طرح تقسیم فرمائی ہے کہ ان چیزوں کا بنی آدم میں کوئی مالک ہے یا نہیں۔اگر مالک نہیں ہے تو قبضہ کرنے کے بعد بنی آدم اس کا مالک ہوسکتا ہے یا نہیں اس طرح جن چیزوں کا کوئی مالک ہے اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔مالک کی مرضی کے بغیر اسلام ان پر دوسروں کو قبضہ کرنے کی اجازت دیتا ہے یا نہیں۔اگر دیتا ہے تو اس کی کئی شکلیں ہیں اور اگر نہیں دیتا تو ان چیزوں کے مالک ہونے کے قانونی ذرائع کیا ہیں۔

سمندر کے پانی سے نفع حاصل کرنا: الا نتفاع بماء البحر کا لانتفاع بالشمس والقمر والهوا

''آفتاب سے استفادہ کی نوعیت وہی ہے جو آفتاب۔ ماہتاب اور ہوا سے استفادے کا حکم ہے۔یعنی ہر شخص کو ان سے استفادے کا حق حاصل ہے۔''

معلوم ہوا کہ سمندر، ہوا وغیرہ اور پانی آفتاب، ماہتاب اور فضا کا کوئی مالک نہیں۔اسی طرح ہوا کے پرندے، جنگل کے جانور، سمندر کے حیوانات ان سب کا کوئی مالک نہیں ہے۔یہی حال جنگلی پہاڑوں، درختوں اور دیگر نباتات کا ہے۔

قاضی ابو یوسف ''کتاب الخراج'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''اذا کان فی المغازر والجبال علی الاشجار او فی الکهون فلا شئ فیه وهو بمنزلة الثمار تکون فے الجبال والاودیة''

''جب یہ چیزیں صحرا اور پہاڑوں، درختوں یا پہاڑوں کے غاروں میں ہوں تو ان پر کچھ نہیں ہے۔یعنی حکومت ان پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کر سکتی اور اسی طرح کا حال ان پھلوں کا ہے جو پہاڑوں اور وادیوں میں ہوں۔''

ارضیات و معاشیات: صاحب بدائع تحریر فرماتے ہیں:

Marfat.com

"والارض فی الاصل نوعان مملوکة والارض مَبَاحَةٌ غیر مملوکة والمملوکة نوعانِ عامرة وخرابُ المباحة ایصنانو عان نوعٌ هو من مرافقة البلد والمحتطباتهم و مرعٰی مراثیهم و نوع لیس مرافقها والمسمّٰی بالموات." ترجمہ : زمین کی اصلاً دو قسمیں ہیں۔ایک وہ زمین جو کسی کی ملکیت ہے۔دوسری قسم مباح یعنی جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو۔جو زمین کسی کی ملکیت ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ایک آباد اور دوسری غیر آباد۔اسی طرح غیر مملوکہ مباح کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو لکڑی کے حاصل کرنے کی جگہ ہو،مویشیوں کی چراگاہ ہو۔دوسری جس کا شمار موافق خطے سے نہ ہو۔اس کا نام الموات ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ زمینیں بعض غیر مملوکہ بھی ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ جب ان پر کسی کا قبضہ نہیں تو ان کے مملوک ہونے کے کیا معنیٰ ہو سکتے ہیں؟ ابوداؤد شریف میں مروی ہے: من سبق مالم یسبق الیه مسلم فهوا حق به "جس پر کسی مسلمان کا پہلا قبضہ نہ ہو جو پہلی بار قبضہ کرے گا وہی اس کا حق دار ہوگا۔"

چاند، ہوا آگ سے انتفاع: ھدایہ میں ہے:من سبقت یدیه الیه ملکه "پہلی دفعہ جس کا قبضہ ہوگا وہی اس کا مالک ہوگا۔" مگر اس عام قانون کے باوجود بعض چیزیں ایسی ہیں جنہیں اسلامی احکام کے تحت خاص شرائط کے ساتھ اس قانون سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔مثلاً آفتاب۔ماہتاب۔ہوا وغیرہ اس کا کوئی مالک نہیں ہوتا۔

سورج، چاند اور ہوا سے نفع حاصل کرنے سے نہیں روکا جا سکتا: ہدایہ میں ہے:"الانتفاع بالشمس والقمر والهواء فلا یمنع من الانتفاع به علٰی ای وجه شاء. "آفتاب، ماہتاب اور ہوا سے کسی کو نہیں روکا جا سکتا۔جس طرح چاہے ان سے استفادہ کرے۔"

بعض امور ایسے ہیں جن پر خواہ کسی کا قبضہ بھی ہو جائے لیکن عام مفاد کے لئے یہ قرار دیا گیا ہے کہ انفرادی حیثیت سے ان کا کوئی مالک نہیں ہو سکتا۔بلکہ انہیں مفاد عامہ کی خاطر پراپرٹی قرار دیا جائے گا۔

پانی، گھاس، آگ میں لوگ شریک ہیں: حدیث شریف میں وارد ہے:"الناس شرکاء فی الماء والکلا والنار" "تین چیزوں میں لوگ ایک دوسرے کے ساتھی اور شریک ہیں۔پانی، گھاس، آگ۔" (صحاح)

چنانچہ اس حدیث شریف کے ماتحت یہ چیزیں عوام کی سمجھی جاتی ہیں: ا۔ پانی ۲۔آگ ۳۔گھاس ۴۔ایسے معاون جن کی پیداوار کے حاصل کرنے میں کسی محنت و مشقت کی ضرورت نہیں ہوتی اور عام لوگوں کی ضرورت کی اشیاء ان سے برآمد ہوتی ہیں۔ ۵۔آبادی کی چراگاہیں۔ ۶۔جنگل (جن کا کوئی مالک نہ ہو۔) ۷۔آبادی کے اطراف کی ایسی زمینیں جس میں آبادی کرنے والے اپنا کاروبار کرتے ہیں جیسے کھلیان لگایا جاتا ہے۔ ۸۔شوارع عام، یعنی عام راستے۔ ۹۔آب پاشی کے خزانے۔

ایسی چیزیں نہ حکومت کسی کی انفرادی ملکیت میں دے سکتی ہے اور نہ ان کا مالک بنا سکتی ہے۔انفرادی ملکیت اس پر طاری نہیں ہو سکتی۔جب دوسرے گاؤں والوں کا نقصان ہو جن کی طرف یہ چراگاہ منسوب ہے۔

آگ کو حدیثوں کے اندر مفادِ عامہ کی مشترکہ چیز قرار دیا گیا ہے۔فقہائے کرام نے صراحت فرما دی ہے کہ جس نے آگ سلگائی اسے اس کا حق نہیں ہے کہ دوسروں کو تاپنے سے روکے۔

عام راستے: اسلامی قانون دانوں نے اسلامی فقہ کا یہ متفقہ فیصلہ بیان کیا ہے:"ما کان من التوارع والطرقات والرحال بین العمران فلیس لاحد احیاً به"۔"راستے، کوچے،

Marfat.com

شہر کے میدان، چوک جو آبادیوں کے درمیان ہوتے ہیں ان کے متعلق کسی کے لئے جائز نہیں کہ ان کو آباد کرے۔"

کسی شخص کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ انفرادی حیثیت سے ان پر قبضہ کر کے اپنی ملکیت بنائے البتہ اس قسم کی سڑکوں اور گزرگاہوں پر بیٹھ کر عام طور سے جو لوگ خرید و فروخت کرتے ہیں اور سڑک اتنی کشادہ ہے کہ راہ گیروں کو کوئی تنگی نہیں پیدا ہوتی تو ایسی صورت میں کشادہ اور وسیع مقامات میں بیٹھ کر خرید و فروخت کی آسانی حاصل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ جانے والوں کی راہ میں تنگی نہ پیدا ہو۔ اس قسم سڑکوں پر شہر کے عام باشندے استفادہ کر سکتے ہیں۔ حکومت کو بھی اس کا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ سڑکوں، مسجدوں کے احاطے میں جسے رحاب المساجد کہا جاتا ہے اس قسم کے کاروبار کی اجازت دے سکتی ہے۔

بنجر اور غیر آباد مردہ زمینوں کا قانون: اسلامی قوانین میں ایسی غیر آباد زمینوں اور علاقے جن کا کوئی مالک نہ ہو خواہ وہ کبھی آباد نہ ہوئی ہوں یا آباد ہونے کے بعد اس طرح ویران ہوگئی ہوں کہ ان کا کوئی مالک نہ رہا ہو ایسی زمینوں کو اسلامی احکام میں موات مردہ زمین کہتے ہیں۔ ایسی تمام زمینیں عام باشندوں کا مشترکہ سرمایہ ہیں۔ ترمذی شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے۔ "من احیا ارضًا میتة فھی لهٗ"۔ "کسی مردہ۔ غیر آباد زمین کو جو آباد کرے گا یہ زمین اسی کی ہوگی۔"

فقہاء کرام نے اجماع کیا ہے کہ "ان الموات یملک بالاحیاء"۔ (مغنی، ص ۱۴۷) "مردہ زمین کا آباد کرنے والا اس کا مالک ہو جائے گا۔"

اس قسم کی زمینوں کو جب اس کے مالک چھوڑ کر لاپتہ ہو گئے ہوں اور وہ زمینیں اسلامی حکومت کے انتظام میں آگئی ہوں تو وہ اب پرانے مالکوں کی ملک سے نکل کر اللہ اور اس کے رسول کی ملک میں داخل ہو جائیں گی۔ ایک ایسی زمین جو اسلامی عہد میں کسی خاص شخص کی ملکیت تھی لیکن اس کا مالک غیر آباد کر کے لاپتہ ہو گیا ایسی زمین کے متعلق فقہا کرام نے فتویٰ دیا۔

"انھا تملک بالاحیاء و ھو مذھب ابی حنیفة و مالک"۔ (مغنی) "آباد کرنے سے وہ زمین مملوکہ بن جاتی ہے۔ یہی امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا مذہب ہے۔"

دجلہ، فرات جیسے بڑے دریاؤں میں زمینیں باہر نکل آتی ہیں اگر ان کے آباد کرنے میں کسی کا نقصان نہیں تو ان کا حکم بھی بنجر زمینوں کا ہے۔ ایسی زمینوں پر جب کسی کا مالکانہ تسلط ہو گیا تو امام ابو یوسفؒ تحریر فرماتے ہیں:

مالک کے قبضے کے بعد اسے نکالنا جائز نہیں: "فلا یحل لمن یاتی من بعد ھم من الخلفاء ان یرد ذالک ولا یخرجه من یدمن ھو فی یده. وارثًا او مشتیریاً۔" "بعد کے جو خلفاء ہوں ان کے لئے جائز نہیں کہ کسی امام کی عطا کی ہوئی جاگیر کو اس شخص سے واپس لیں جس کے قبضے میں جاگیر خواہ بطور وراثت یا خریداری پہنچے۔"

کسی حکومت کے لئے یہ جائز نہیں کہ مملوکہ زمین قبضہ کرنے والوں سے چھینے۔ اسی طرح بنجر اراضی پر جس کا قبضہ ہو جائے اس کے متعلق کتب فقہ میں حسب ذیل عبارت موجود ہے۔

"وَلَیْسَ للامام ان یخرج شیئاً من ید احد۔"

"امام و حکومت کو اس کا اختیار نہیں کہ کسی کے قبضے اور ملکیت سے زمین کو چھین لے۔"

امالک خود اپنی زمین کو کاشت کرائے یا اپنے بھائی کو دے دے: صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم میں ہے:

"عن جابر رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من کانت له ارض فلیزْرعھا له لیمنحھا اخاه فان ابی فلیمسک ارضة۔"

"یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مالک یا تو خود

Marfat.com

اپنی زمین کی کاشت کرے یا اپنے بھائی کو کاشت کے لئے دے دے۔ اگر وہ کاشت کرنے سے انکار کرے تو اپنی زمین اپنے لئے رکھے۔"

اس حدیث شریف میں بلند اخلاقی کی تعلیم دی گئی۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی ملکیت سے نہ تو خود نفع اٹھائے نہ دوسرے کو نفع اٹھانے دے اور زمین کو غیر آباد رکھے۔ اسلامی معاشیات کے یہ بعض اجزاء تھے جنہیں مختصر طریقے سے درج کیا گیا۔ اسلامی نقطہ نظر سے زمین اور اس کی سب چیزیں خدائے پاک نے انسان کے فائدے کے لئے بنائی ہیں اس لئے انسان کا فطری حق ہے کہ زمین سے اپنا حق حاصل کرے اس حق میں تمام انسان برابر کے شریک ہیں۔ اسلامی اعتبار سے بحث تملیک کی ہے کہ قبضہ اگر جائز ہوا ہے تو کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ جائز قبضے اور تملیک کو باطل کردے۔

زمینات سے عشر لینے کا قانون: اسلام نے جہاں یہ حکم دیا کہ پورے تجارتی سرمایہ پر ڈھائی فی صد سالانہ زکوٰۃ وصول کی جائے اسی طرح زمینوں کی زرعی پیداوار پر دس فی صد یا پانچ فی صد حصہ لیا جائے گا۔ بعض معدنیات کی پیداوار کا بیس فیصد حصہ حاصل کیا جائے گا اور یہ سارا کا سارا احتاجوں کی ضروریات پر خرچ کیا جائے گا۔ اسلام مقدس فرد اور جماعت کے مابین ایسا توازن قائم کرنا چاہتا ہے جس میں فرد کی شخصیت اور اس کی آزادی برقرار رہے۔ اور اجتماعی مفاد کے لئے اس کی آزادی نقصان رساں نہ ہو۔ اسلام کسی ایسے معاشی نظام کو قبول نہیں کرتا جو فرد کو جماعت میں گم کر دے۔ اسلام معاشیات کے باب میں جو اصول تجویز کرتا ہے اس کے اندر زہد، تقویٰ، صبر و توکل، سچائی خدا ترسی کے احکام شامل ہیں۔ یہ غرض اسلامی معاشیات کی ہرگز نہیں کہ فرد کے ہاتھ سے نکال کر چند افراد کے ہاتھ میں دولت منتقل کر دی جائے۔ معاشیات کے سلسلے میں قرآن حکیم نے فرمایا۔

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا (سورۂ نحل)

" کھاؤ تم اس رزق سے جو تمہیں حلال و پاکیزہ عطا کیا گیا۔"

معاشی ترقیات کے اسلامی اصول: اسلام مقدس نے ایک مسلماں کو اس کا حق دیا ہے کہ وہ معاشی، تجارتی۔ صنعتی و حرفتی ترقیات کرتا رہے۔ اور جائز طور پر منافع حاصل کرے۔ مگر خیال رہے کہ وہ اپنی دولت میں غریبوں، محتاجوں، پریشان حالوں کو شامل رکھے اور ان سب کے حقوق ادا کرتا رہے اور رفاہِ عامہ کی ضرورتیں جتنی بھی ہوں ان پر نگاہ رکھتے ہوئے جس قدر ممکن ہو ان گوشوں پر خرچ کرتا رہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ عام طور پر تاجر و دولت مند معاشیات سے ہٹ کر عیاشی اور بے جا حرکات شنیعہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ دولت مندوں کے لئے سب سے مقدم اموال و دولت کا راہِ حق میں خرچ کرنا ہے۔ جہاد جیسے اہم ترین اسلامی رکن کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی دولت کو زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا افضل ترین عبادت ہے۔ موجودہ دور میں حالات شاہد ہیں کہ دولت کی فراوانی شیطانی مکروہات و ممنوعات کو دعوت دیتی ہے۔ شراب نوشی، عیاشی، حرام کاری، رقص و سرود اور دیگر محرمات میں ہمارا دولت مند طبقہ منہمک ہے۔ تجارت کا پیشہ انبیاء و مرسلین کا مبارک پیشہ ہے۔ اس لئے ہمارے تاجروں کے اعمال پاکیزہ ہونے چاہئیں۔

سونے چاندی کو راہ خدا میں نہ خرچ کرنے والوں کا حال:

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ط هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ○

ترجمہ: "جو لوگ سونے چاندی کو راہِ خدا میں صرف نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے۔ جس دن وہ تپایا جائے گا آگ میں پھر داغ دیئے جائیں گے ان کے ماتھے

Marfat.com

پیٹھیں اور کہا جائے گا کہ یہ ہے جو تم نے جمع کیا تھا۔'' (سورہ توبہ)

قرآن کریم اور اسلام نے معاشیات کے سلسلے میں جہاں دولت و ثروت۔ مال و اسباب جمع کرنے کی اجازت دی وہیں اِنفاق مال کے سلسلے کی تفصیلی ہدایات بھی دیں۔ اسلام نے ان جابر سرمایہ پرستوں کے غرور کے بت کو توڑا جنہوں نے دولت کے نشے میں غریبوں کو سطحِ انسانیت سے نکال دیا تھا۔ اسلام نے انہیں اجتماعی زندگی میں داخل ہونے کا مقام عطا فرمایا۔ حسنؓ، بلالؓ، صہیبؓ اور زیدؓ کو انسانیت کے تمام زیوروں سے مالا مال کیا۔ اور غریب و امیر کو ایک صف میں شامل کر دیا۔ لیکن باوجود اس کے مالی مساوات قائم کر دینے کا نہ اسلام داعی نہ اس کا مبلغ۔ اسلام معاشیات کے سلسلے میں جائز طریقے سے کاروبار کرنے۔ اکتساب معاشی کے صحیح پہلو اختیار کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اسلام کا معاشی نظام سود خوری۔ شراب نوشی۔ زنا کاری عیاشی اور محرمات کے ذریعے سے جو آمدنی پاک وصاف ہو اس کے حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

مسئلہ سود:

(۱) اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ

ترجمہ: ''جو لوگ سود کھاتے ہیں نہ کھڑے ہو سکیں گے (قیامت کے دن) مگر اس شخص کی طرح جسے شیطان نے اپنی جھپٹ سے مخبوطُ الحواس کر دیا ہو۔ یہ اس قول کی سزا ہے کہ جیسا بیع کا معاملہ ہے ویسا ہی سود بھی ہے۔ حالانکہ بیع کو خدا نے حلال کیا اور سود کو حرام۔''

(۲) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ج (سورۂ بقرہ، پ: ۳)

ترجمہ: ''اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور جو سود دوسرے لوگوں پر باقی ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو خدا اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔''

عن جابر رضی الله عنه قال لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم اٰکل الرّبٰوا و موکله و کاتبه وشاهدیه و قال لهم سواء.

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نے ارشاد فرمایا سود لینے دینے والے اس کی دستاویز لکھنے والے معاملۂ سود کی گواہی دینے والے ان سب پر حضور نے لعنت بھیجی۔ اور فرمایا کہ ارتکابِ معصیت میں یہ سب برابر ہیں۔''

شراب: شراب کو شریعت میں اُمُّ الخبائث فرمایا گیا ہے۔ جو تمام برائیوں اور خباثتوں کی جڑ ہے۔ وہ تھوڑی ہو یا بہت۔ اس کا ایک قطرہ تک حرام ہے۔ دواءً بھی پینا حرام ہے۔

عن دیلم بن حمیری قال قلت یارسول الله انا بِاَرض باروة ونعالج فیها عملاً شدید او نتخذه شرابا من هٰذا القمح نَتقویٰ به علٰے اعمالنا و علٰی برد بلادنا قال هَلْ یسکر قلت نعم ه قال فاجتنبوا قلت انّ الناس غیر تارکیه قال ان لم یترکوه قاتلواهم. (رواه ابو داؤد)

''حضرت دیلم ابن حمیری نے روایت فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم سرد زمین کے رہنے والے ہیں جہاں سخت محنت کا کام کرتے ہیں۔ ہم گیہوں سے قوت حاصل کرنے کے لئے شراب بناتے ہیں تا کہ سرد مقام پر کام کر سکیں۔ آپ نے فرمایا کیا وہ شراب نشہ لاتی ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ حضور نے فرمایا اس سے بچو۔ میں نے عرض کیا لوگ اسے چھوڑنے والے نہیں۔ آپ نے جواب دیا اگر نہ چھوڑیں تو انہیں قتل کر دو۔ اس حدیث سے بخوبی واضح ہو گیا کہ سرد ملکوں میں جہاں شراب

Marfat.com

پینے پر انحصارِ حیات ہے وہاں بھی شراب حرام ہے۔''

اسی طرح دواء بھی اسے استعمال نہ کرنا چاہئے۔ پس ایسی نجس چیز کا کاروبار کرنا اس کاروبار کی معاونت کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ آج شراب فیشن میں داخل ہوگئی ہے۔ پارٹیوں، دعوتوں، شادیوں، ہوٹلوں، بازاروں میں کثرت سے اس کا استعمال ہونے لگا ہے۔ جب تک اس لعنت سے ہمارا ملک پاک صاف نہ ہوگا، معاشرے کے اندر گندگیاں بڑھتی رہیں گی۔ معاشی لحاظ سے شراب کو اپنی معاش بنانا اور اس کی تجارت کرنا حرام ہے۔

فقہا کا مقام: فقہ اسلامی جس کی طرف سے عام طور پر انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ بیزار اور متوحش کر دیا گیا ہے۔ کاش وہ کتب فقہ کے تفصیلی احکام و مسائل کا مطالعہ کرتا تو اسے علم ہو جاتا کہ فقہائے عظام نے مسائل فقیہ کی تحقیق و تشریح میں کیسی کیسی عقلی دلیلیں پیش فرمائیں۔ فقہ کی مشہور کتاب ''ہدایہ'' جو چوٹی کی کتاب ہے اس کتاب کی بحثیں دلائل کے اعتبار سے اس قدر منطقی قسم کی دی گئی ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہدایہ ایک منطق کی کتاب ہے۔ فقہائے کرام نے اپنی عمریں مسائل کی تحقیق و تدقیق اور مسائل کی ترتیب و تبویب اور ان کی تشریحات میں صرف فرمائیں وہ انہیں کی ہمت تھی۔ فقہائے کرام نے سارے علوم کی تکمیل کی۔ تفسیر قرآنی میں کافی طور پر ڈوبے پھر احادیث نبویہ کی تلاش اور اس کی تحقیق میں اپنا کافی وقت صرف کیا۔ ہزاروں حدیثیں زبانی یاد کیں۔ پھر قرآن و حدیث دونوں کو ملا کر ان دونوں کے درمیان تطابق پیدا کیا۔ اسماء الرجال کا پورا فن مرتب کیا جس کے ماتحت ہزاروں راویوں کے حالات گویا ان کی تاریخ مرتب ہوگئی۔ قیاس اور اجتہاد کا عنوان قائم کیا۔ قیاس اور اجتہاد کے لئے جو شرائط تجویز فرمائیں آج ان قیود کو سامنے رکھتے ہوئے ہر عالم بھی مجتہد ہونے کا مدعی نہیں ہوسکتا، چہ جائیکہ عامی اور چند ادیب مؤرخ نامہ نگار یا اپنے اندر کسی جدید علم میں کمال رکھنے والے افراد۔

پھر حضرات محدثین و فقہائے کرام کا ایک ایک حدیث کی تلاش اور حدیث کے حصول کے شوق میں سینکڑوں میل کا سفر کرنا۔ راستوں کی ناہمواریاں۔ صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے احادیث نبویؐ کی سماعت کرنا اور ان احادیث کی جانچ پڑتال اور معیارِ حدیث پر پوری اترنے کے بعد ان احادیث کو اپنے حافظے میں محفوظ کرنا اور ان احادیث کو کتابوں میں اس طرح یکجا کر دینا کہ ایک فقیہ و محدث و عالم مسائل کے تلاش کرنے والے کو پوری تحقیق و عنوانات کے ماتحت سارا مواد مل جاتا ہے جسے پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان فقہا نے ہمارے زمانے کی ضروریات کو سامنے رکھ کر یہ تحقیق فرمائی ہے۔

اسلامی معاش کے مسائل کا خلاصہ: کتاب و سنت اور کتاب فقہ میں اسلامی معاشی نظام پر اس قدر تفصیل کے ساتھ آیات و احادیث اقوالِ فقہا و مجتہدین موجود ہیں کہ معاش کے سارے پہلو بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ ان احکامات و تعلیمات کا ماحصل یہ ہے کہ معاش اور کسب حلال کے لئے جائز اقدامات کرتے رہنا تجارت و کسب حلال میں رضائے باری تعالیٰ کو سامنے رکھنا لازمی و لابدی ہے۔

دولت کا مصرف: ایک کسب کرنے والا اگر لاکھوں کروڑوں روپے بھی کمائے تو اسلام اسے اس کی اجازت دیتا ہے۔ مگر انفاق مال کے لئے زکوٰۃ، حج کرنا، غریبوں بے کسوں، محتاجوں، مزدوروں، اجیروں کے حقوق ادا کرنا۔ رفاہِ عامہ کے کاموں پر خرچ کرنا راہ جہاد میں اپنی دولت زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کو لازم فرماتا ہے۔

دولت کی تقسیم: دولت زیادہ سے زیادہ یا کم سے کم اسلام کسی بھی دولت کو فرد واحد کے پاس دواماً محفوظ نہیں رہنے دیتا۔ بلکہ اس دولت مند کے ورثا میں تقسیم کر کے دولت کے ٹکڑے کرتا ہے تاکہ

Marfat.com

جو دولت ایک فرد میں سمٹی ہوئی تھی وہ پشت در پشت وارثوں میں بٹ جائے۔ نفسِ سرمایہ داری بری چیز نہیں۔ البتہ سرمایہ پرستی ناجائز۔ غیر محمود ہے سرمایہ دار اور سرمایہ پرستی میں فرق عظیم ہے۔ جو مال جائز طور پر ایک شخص نے کمایا تو ایسے کمانے والے کو سرمایہ دار کہتے ہیں۔ مطلقاً سرمایہ داری نہ ممنوع ہے نہ ناجائز۔ البتہ وہ سونا اور چاندی جو تجوریوں میں بند کر دیا جائے اور اس پر سود در سود وصول کیا جائے وہ اسلامی معیشت میں ناجائز و حرام ہے۔

اسلام کا قانونِ ملکیت: اسلام نے کسی چیز پر تملیک کی شرط لگائی ہے تو جب وہ مالک کو جائز طور پر حاصل ہو جائے تو اب مالک کے قبضے سے نکال کر کسی دوسرے کے قبضے میں دینا تقسیم کرنا ناجائز و ناروا ہے۔ مالک زمین دار ہو یا سرمایہ دار اس کے قبضہ سے جبر و ظلم کر کے سوشلزم کے نام پر جو دولت نکالی جائے اور مالی مساوات کے دعوے کے تحت سوشلزم کے چند قائدین کو ان کا مالک و متصرف قرار دے دیا جائے یہ بات عقل و شعور، دیانت، اخلاق انسانی، تہذیب و شائستگی کے خلاف ہے۔ مذکورہ بالا عنوانات اور ان کے متعلق پیش کردہ مختصر بحثوں سے واضح ہو گیا کہ مالی مساوات نہ کہیں قائم ہے نہ کی جا سکتی ہے۔ سوشلسٹ تحریک کا پس منظر ہر پاکستانی کو یاد رکھنا چاہیے۔ یہی ہے کہ انسان خدا دشمن بن کر مذہب کو فنا کرنے میں مشغول ہو جائے۔ شراب نوشی۔ زنا کاری عام ہو جائے۔ فحش کاری۔ بے حیائی۔ بے غیرتی۔ رقص و سرود جگہ جگہ پھیل جائے۔

عورت اور پردہ: قرآن کریم نے حکم صادر فرمایا کہ عورتیں پردہ میں رہیں پردہ عورت کی حفاظت و عزت کے لئے لازم کیا گیا۔

سورۂ نور اور سورۂ احزاب میں مختلف آیات پردہ کے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ مثلاً چند آیات درج ذیل ہیں۔

(۱) یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ط ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ط وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا O (سورۂ احزاب)

''اے نبی اپنی بیبیوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی چادروں کے گھونگھٹ نکال لیا کریں اس لئے کہ الگ پہچان لی جائیں گی اور کوئی چھیڑے گا نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

(۲) وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی. (سورہ احزاب)

''اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو زمانۂ جاہلیت کی طرح سنگھار نہ دکھاتی پھرو۔''

آیت نمبر۲ میں یہ ارشاد فرمایا کہ ''زمانہ جاہلیت کی طرح سنگھار نہ دکھاتی پھرو''۔ موجودہ زمانہ میں بھی جن بے پردگیوں کا مظاہرہ ہوتا ہے وہ زمانۂ جاہلیت کی تقلید ہے۔ سوشلزم وغیرہ تحریکات میں عورت کا آزاد پھرنا معاشرے کا جزو بنتا جا رہا ہے۔ جب عورت مردوں کے ساتھ نشست و برخاست کرے گی اور آزادانہ حیثیت سے زندگی بسر ہو گی تو اس کے نتائج بد سے بدتر ظاہر ہوں گے خاص طور پر عورت کی پاک دامنی خطرہ میں پڑ جائے گی۔

عورت کی پاک دامنی: احادیث نبوی میں پاک دامنی کے متعلق ارشاد ہوا۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَلْمَرْءَۃُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَھَا وَصَامَتْ شَھْرَھَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَھَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَھَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ. (متفق علیہ)

''حضرت انسؓ راوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا جس عورت نے پنج وقتہ نماز پڑھی اور مہینہ بھر کے روزے رکھے اور پاک دامن رہی اور شوہر کی اطاعت کی تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔''

زنا: اسی طرح اسلام کے نزدیک زنا ایک شدید قسم کی نجاست ہے جس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے:

وَلَا تَقْرَبُواْ الزِّنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلاً.

(بنی اسرائیل) ''زنا کے پاس بھی نہ پھٹکنا کیوں کہ وہ بے حیائی اور برا چلن ہے۔''

اسلام مقدس نے عورت کو تاریکیوں، ذلتوں سے نکال کر تمامی حقوق انسانیت سے مالا مال فرمایا۔ عورت ایک معلمہ فقیہہ۔ محدثہ۔ مورخہ منتظمہ۔ سب کچھ بنائی گئی۔ اسلام سے قبل مردوں کے ہاتھوں عورت کے ساتھ بد سے بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔ ان سارے مظالم سے قرآن کریم اور ارشاداتِ نبویہ میں نجات دلانے کا ایک مکمل ضابطۂ حیات عورت کے لئے تجویز فرمایا حدود مقرر فرمائیں جن پر مرد و عورت دونوں کو چلنا پڑے گا۔ اس نے ان حدود میں عورت و مرد کو پاکیزہ زندگی سکھائی پاک دامنی کو لازم کیا۔ نامحرم مردوں کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا اپنے حسن کی نمائش کرنا ان سارے کاموں کو غیر کے سامنے انجام دینے کی ممانعت فرمائی۔

احادیث، متعلق زنا: سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا جیسی نجاست کے متعلق سخت تاکیدی احکام صادر فرمائے۔

چنانچہ ارشاد ہوا۔ عن زید بن خالد قال سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلم یا مرفمن زنٰے وَلَم یحصن جلد مائة وَ تغریب عام. (رواہ البخاری) ''زید بن خالدؓ راوی ہیں، میں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس شخص کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا جس نے زنا کیا اور وہ شادی شدہ نہ تھا اس کے سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک برس تک جلاوطن کیا جائے۔''

لواطت کا ردِ عمل: عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وجد تمرُہ یعمل عملَ قوم لوطٍ فاقتلوا الفاعِلَ والمفعولُ بہ. (ترمذی) ''حضرت بن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضورؐ نے فرمایا تم جسے قوم لوط کا عمل کرتے پاؤ تو فاعل و مفعول کو قتل کر ڈالو۔''

اس قسم کی بکثرت احادیث و آیات شریفہ موجود ہیں جن سے زنا کاری کی تباہ کاریوں سے روکا گیا ہے۔ ان تمام محرمات اور بداعمالیوں سے بچانے کے لئے اسلام نے معاشرتی نظام قائم کیا اور نکاح کا طریقہ تجویز فرمایا۔ سوشلزم اور کمیونزم تو زنا کاری کو کوئی عیب نہیں بتاتا۔ بلکہ اس کے اندر عورت حکومت کی ملک ہے ایک عورت بہت سے مردوں سے تعلقات رکھ سکتی ہے اسی طرح مرد

پس سوشلزم بدکاریوں بداعمالیوں ونجاستوں ناپاکیوں کا مخزن ہے جس کے اندر خواہشاتِ نفسانی کو بلا قید و پابندی فرو کرنا ہی عین فطرت ہے۔

پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس تحریک میں خداوند برتر کے وجود کو ختم کرنے اور اس کے خلاف تبلیغ کرنا سوشلسٹ تحریک کا جزو اعظم ہے۔ جسے کوئی بھی مذہب پرست فرد کسی طرح برداشت اور قبول نہیں کر سکتا۔ دین داری حشر ونشر وقبر مرنے کے بعد دوبارہ جینا حساب و کتاب کا معاملہ تو ان تحریکات کے مجوزین و معاونین کے یہاں سرے سے موجود نہیں۔ اسلام مقدس کے احکام سے سوشلزم تحریک قدم قدم پر ٹکراتی ہے۔ جس کی تفصیلات اگر ہم یہاں نقل کریں تو کتاب صرف ان عنوانات پر کافی اوراق لے لے گی۔ اس لئے اختصار پر اکتفا کیا گیا۔

اسلام مقدس پاکیزہ اخلاق و عادات اعمال حسنہ کا داعی

Marfat.com

ہے۔ اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اصحاب کبار تابعین و اولیائے کاملین نے بہترین سیرت و کردار پیش کیا جو اعمال شنیعہ سے پاک تھا۔ اسلام نے معاشرے پر جو پابندیاں عائد کیں ان پر شاہ و گدا تاجر و بادشاہِ وقت، عامل، عالم، صوفی، درویش سب ہی کو عمل کرنا لازم قرار دیا گیا۔

معاشرے کو تمام عیوب سے پاک و صاف رکھا گیا۔ اور اسلامی معاشرہ کے لئے مفصل ابواب و فصول تشریحات و تفاصیل کے ساتھ پیش کر دی گئیں۔

پاکستان جو کتاب و سنت کی بنیاد پر حاصل ہوا اور جسے دستور کا جزو قرار دے دیا گیا وہاں سوشلزم کی لعنت کسی طرح برداشت و قبول نہیں کی جا سکتی نہ اسے یہاں پہنچنے کا موقع دیا جائے گا۔ یہ ہے پاکستان کے عوام و خواص کے جذبات کا خلاصہ۔

فقیر محمد عبدالحامد القادری

صدر مرکزی جمعیۃ علماء پاکستان و
رکن اسلامی مشاورتی کونسل
۳/ اپریل ۱۹۶۹ء

حوالہ جات

(۱) ''شیخ جلال الدین تھانیسری (۸۹۶-۹۸۹ھ/ ۱۴۹۱-۱۵۸۱ء) پاکستان و بھارت کے ایک مشہور بزرگ، شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے خلیفہ۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ آخری دور میں علوم رسمیہ سے اعراض کر کے خلوت نشین ہو گئے۔ تلاوت قرآن اور نوافل کا التزام کر لیا تھا۔ ''تحقیق ارضی الہند'' ان کی ایک کتاب ہے۔'' (اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور ۱۹۸۷ء۔ص ۴۷۱)، نیز تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے۔ ''اسلام کا نظامِ ارضی'' از مفتی محمد شفیع، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ۱۹۷۹ء (ظہورالدین)

(۲) حضرت قائداعظمؒ اور حضرت مشائخ و علماء کے درمیان اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں غالباً پہلا اور آخری تحریری معاہدہ مانکی شریف میں ہوا جس میں فریقین نے باضابطہ دستخط ثبت کئے۔'' (دیکھئے۔ شریف فاروق : چند یادیں بحوالہ روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۲/ ستمبر ۱۹۸۴ء، مضمون بعنوان ''امین الحسنات حضرت پیر مانکی شریفؒ'') نیز اس معاہدہ کی تصدیق، آل انڈیا سنی کانفرنس (اجلاس اجمیر منعقدہ ۵-۶/ رجب ۱۳۶۵ھ/ ۷-۸/ جون ۱۹۴۶ء) میں سید محمد محدث کچھوچھوی کے خطبۂ صدارت (الخطبۃ الاشرفیہ للجمہوریۃ الاسلامیہ، مطبوعہ مراد آباد، ۱۹۴۶ء) سے ہو جاتی ہے۔ ظہورالدین

(۳) معاشی طور پر مسلمان قوم اس قدر مفلوک الحال ہو چکی تھی کہ اپنی ضروریاتِ زندگی کے لئے ان کی نوے (۹۰) فی صدی سے زیادہ آبادی ہمسایہ قوم (یعنی ہندو مہاجنوں) سے سودی قرض لینے پر مجبور تھی۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ''خطبہ صدارت جمعیت عالیہ آل انڈیا کانفرنس'' از مفتی الشاہ محمد حامد رضا خاں قادری، مطبوعہ مطبع اہل سنت بریلی ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۵ء)

(۴) دیکھئے: ''قائداعظم کا پیغام'' مرتبہ سید قاسم محمود، مطبوعہ الفیصل، لاہور جنوری ۲۰۰۱ء، ص ۱۴۲

پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی تالیف ''پاکستان تصور سے حقیقت تک'' شائع کردہ بزم اقبال، لاہور (طبع ۱۹۹۷ء) میں مذکورہ اجلاس کی تاریخ ۲۴/ مارچ ۱۹۴۳ء نہیں ۲۴/ اپریل ہے۔ ظہورالدین

(۵) سید خلیل الرحمٰن ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۲ء تک پنجاب مسلم لیگ کے جنرل سکریٹری رہے۔ قرارداد لاہور کے بعد نیشنل کانگریس اور ان کے حواری نیشنلسٹ مسلمانوں نے نظریہ پاکستان کی مخالفت میں بے پناہ واویلا مچایا تھا۔ اس کا موثر دفاع کرنے میں سید صاحب کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ مرکزی کابینہ میں بطور وزیر مملکت کام کرتے رہے۔ آپ کی قومی خدمات کے اعتراف میں حکومت پنجاب نے ۱۹۸۸ء میں ''تحریک پاکستان گولڈ میڈل'' سے نوازا۔'' (قاسم محمود، سید۔ ''انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا۔ مطبوعہ الفیصل، لاہور طبع سوم ۲۰۰۱ء ص ۴۷۸)

☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

تحریک پاکستان ہندوستان کے ہر گوشے میں الحمدللہ اس قدر مقبولیت حاصل کر چکی ہے کہ اب اس کے دلائل دینے کی مطلق ضرورت نہیں۔ مسلمانانِ ہند کے دل کی یہ آواز ہے کہ مستقبل قریب میں اسلامی حکومت کا قیام عمل میں آئے اور کتاب و سنت اور احکامِ فقہی کی روشنی میں مسائل دینی کی ترویج ہو۔ لیکن یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ہماری تحریک کے اصل خدوخال اور ہمارے کوائف و حالات کی گہرائیوں سے عالم اسلامی ہنوز پوری طرح واقف نہیں۔ نہ ہماری طرف سے اس وقت تک ممالک اسلامیہ میں نشرواشاعت کا منظم طور پر کام ہو سکا، نہ اب تک ہمارے پاس ہندوستان میں اپنا کوئی عربی و فارسی اخبار ہے جس کے ذریعہ ہم مسائل قومیہ کی تبلیغ کر سکیں۔ اس کے بالمقابل ہمارے حریفوں کی کوششیں پوری طرح ان ممالک میں جاری ہیں۔ ضرورت اور شدید ضرورت ہے کہ ممالک اسلامیہ میں مؤثر تدابیر عمل میں لائی جائیں اور ایسے طریقے اختیار کیے جائیں کہ وقتاً فوقتاً دنیائے اسلامی کے اصحاب سے مذاکرات و تبادلہ خیالات، اتحاد و اُخوت کے روابط مستحکم ہو سکیں۔ انھیں جذبات کے پیشِ نظر ہمارا عرصہ سے خیال تھا کہ ایک وفد ممالک اسلامیہ میں بھیجا جائے جسے مسائل حاضرہ میں درک ہو اور جو وہاں کی زبان سے بھی واقف ہو اور اپنے اخراجات کا خود ہی نظم کرے۔

یہ امر بھی قابل غور تھا کہ یہ وفد کہاں سے اور کس طرح کام کا آغاز کرے اور بیک وقت پورے عالم اسلامی کا اجتماع [illegible] کس طرح میسر آ سکے۔ مقام فخر و ناز ہے کہ دین قیم نے جس طرح ہفتہ میں جمعہ اور سال میں عیدین کی نمازوں میں مسلمانوں کو مجتمع فرمایا اسی طرح دنیا کے مسلمانوں کو سال میں ایک بار فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے جس عظیم الشان اُخوت کی بنیاد ڈالی اور کعبۂ مطہرہ کو دنیا کے مسلمانوں کا مرکز اعلیٰ بنا دیا تا کہ یہاں حاضر ہو کر شرقی و غربی شاہ و گدا ایک ہوں اور امتیازات شاہانہ کی لعنت دور ہو جائے۔

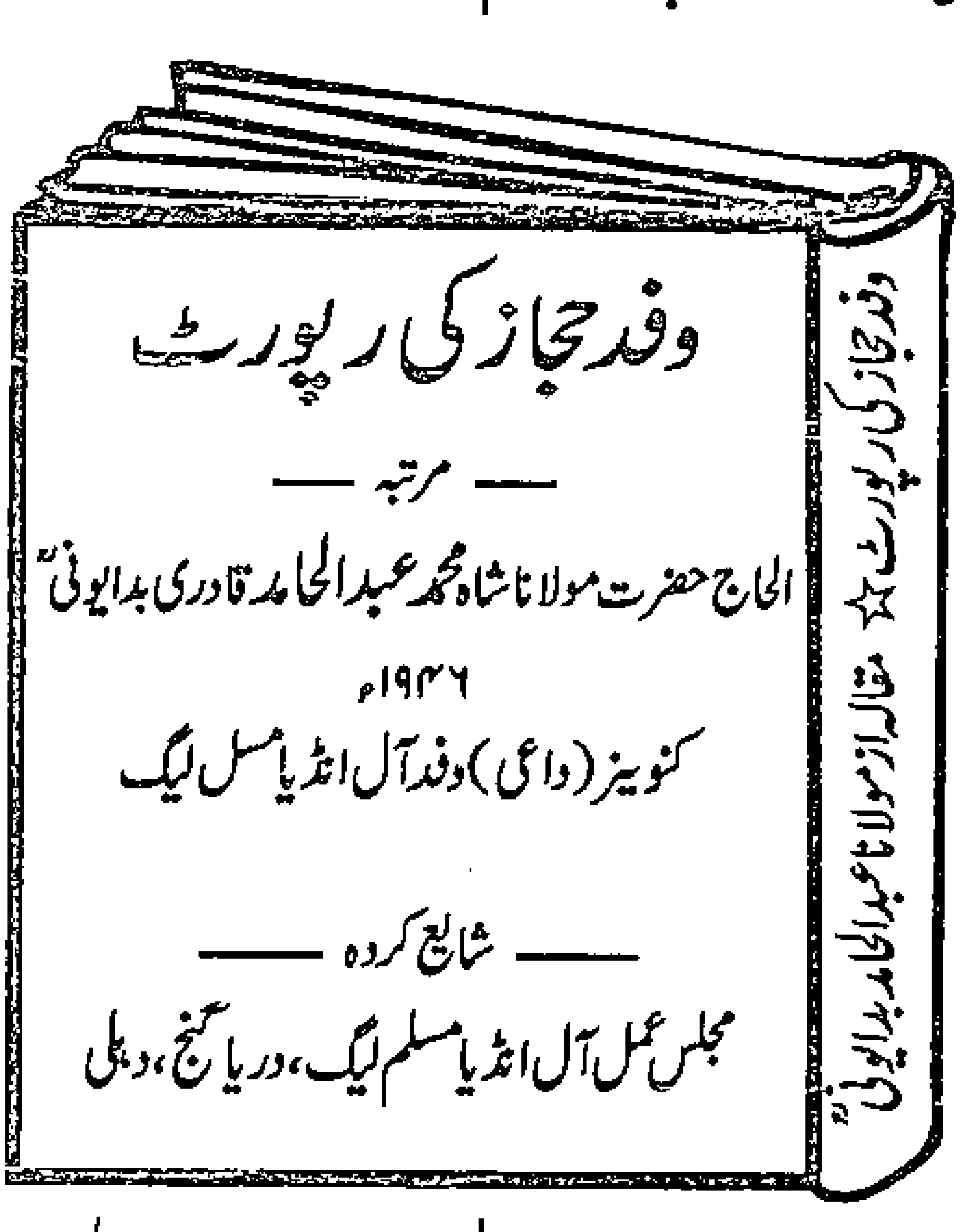

مختلف اقطاعِ عالم کے مسلمان باہم تعلقات قائم کریں۔ ایک دوسرے کے حالات سے باخبر ہوں اور مفادات باہمی کی تجاویز پر مشاورت کریں اور ایک نظام میں منسلک ہو کر دنیا کے ہر گوشے میں اعلائے حق کی تبلیغ کریں۔

ان تمام پہلوؤں پر نظر کرتے ہوئے ہم نے اکابر و زعمائے مسلم لیگ میں فخر ملت جناب محمد اسمٰعیل خاں صاحب صدر مجلس عمل آل انڈیا مسلم لیگ دہلی جناب مسٹر لیاقت علی خاں سیکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ سے ان موضوعات پر تبادلہ خیالات کیا۔

اسی عرصہ میں حکومت حجاز کے شائع شدہ اخراجات کی فہرست سے معلوم ہوا کہ اس سال ہر حاجی پر ۶۶ روپے فیس قرنطینہ جدہ کے علاوہ ۶-۸-۴۸۶ ٹیکس لگانا تجویز کیا گیا ہے جس کے ادا کیے بغیر کوئی حاجی ارضِ مقدس میں داخل نہیں ہو سکتا اور ۵۰/ ایسے حجاز جن کے پاس رقم ٹیکس نہ تھی انہیں جدہ پر روک دیا گیا۔ مسلمانوں کے قلوب میں اضطراب پیدا ہو گیا۔

جس کعبہ مقدسہ کا دروازہ بلا روک ٹوک اور بغیر کسی شرط کے تمام دنیا کے لیے کھولا گیا وہاں ٹیکس لگانا معصیت عظیم ہے جس کا

Marfat.com

انسداد ہمارا فرضِ اوّلین ہے۔ ابھی تک تو کامران کے قرنطینہ کی فیس پر ہی مسلمانوں کو اعتراض تھا لیکن سعودی حکومت کی طرف سے حجاج پر ٹیکس لگانے کی اطلاعات نے اہل علم اور طبقہ خواص کو جو ٹیکس کے نتائج و عواقب سے اچھی طرح واقف تھا پریشانی میں ڈال دیا۔

دوسری جانب مغل لائن کے جہازوں میں ہر سال حجاج کی شدید تکالیف کی اطلاعات آتی تھیں۔ ان کا بھی تقاضا تھا کہ ان تکالیف کا پوری طرح مشاہدہ کیا جائے۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے ہماری تجویز پر غور کیا اور حسب ذیل ارکان پر مشتمل وفد تجویز ہوا۔

عبدالحامد بدایونی، مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، شیخ عبدالطیب حیدر صاحب بمبئی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے سیکریٹری جناب مسٹر لیاقت علی خاں صاحب نے وفد کی روانگی سے قبل جلالۃ الملک ابن سعود کی خدمت میں اس مضمون کا تار روانہ فرمایا ''آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے تین علماء پر مشتمل وفد حجاز آنا چاہتا ہے جو حجاج کے ٹیکس اور تسہیل حجاج کے مسائل پر آپ سے تبادلہ خیالات کرے گا۔ کیا حکومت سعودیہ وفد کا آنا پسند کرے گی۔''

دو ہفتے کے اندر حکومت سعودیہ کے دیوان کی طرف سے حسب ذیل جواب عالی جناب مسٹر لیاقت علی خاں صاحب کے نام موصول ہوا۔ ''حکومت سعودیہ آپ کے ارشاد کے مطابق ہندوستانی مسلمانوں کے وفد کو خوش آمدید کہتی ہے اور اس کو ہر قسم کی سہولتیں دینے اور جس وقت بھی وہ ملنا چاہے اس سے ملنے کے لیے تیار ہے۔''

اس اُمید افزا جواب آنے پر اراکین وفد نے باوجود قلت وقت ایک ہفتہ کے اندر سفر کا انتظام کر لیا۔

اس موقع پر ہم حضرت ملا طاہر سیف الدین صاحب کا شکریہ ادا کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں کہ آپ نے اپنی جماعت کی طرف سے حالات کے نامساعد اور فسادات بمبئی کی پریشانیوں کے باوجود جناح شیخ عبدالطیب حیدر صاحب کا انتخاب فرمایا اور اراکین وفد کے لیے جدہ، مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ میں سہولتیں بہم پہنچانے کے لیے ہدایات جاری فرمائیں اور طے فرمایا کہ شیخ عبدالطیب صاحب شرالہ جہاز سے روانہ ہو کر وفد سے مکہ معظمہ میں مل جائیں۔ ہم دونوں ارکان نے اپنی روانگی کے لیے دہلی و میرٹھ سے ۸/ اکتوبر مقرر کی۔

محترمی جناب نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب اور مسٹر لیاقت علی خاں صاحب سے تفصیلی گفتگو کے بعد دہلی سے روانگی ہوگئی اور لاہور ہوتے ہوئے ۱۰/ اکتوبر کو کراچی پہنچ گئے۔ ۱۴/ اکتوبر تک کراچی میں قیام رہا۔

پورٹ حج کمیٹی کراچی پر تبصرہ: ہم نے اپنے سہ روزہ قیام کراچی میں رپورٹ حج کمیٹی کے کاموں کا جہاں تک جائزہ لیا اس کے مطابق ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کے اندر کافی نقائص ہیں وہ جیسا کہ چاہئے نہ حجاج کے آرام و آسائش کا پوری طرح انتظام کرتی ہے اور نہ جہازوں میں حجاج کی تکالیف و مصائب کی طرف اس کی نظر ہے۔ اس کے عملے میں بعض ایسے تند خو اور بدمزاج افراد مامور ہیں جن کا طرزِ عمل حجاج کے ساتھ بُرا رہتا ہے۔ پھر دفتر میں مختلف زبانیں نہ جاننے والوں کی وجہ سے افغانی بنگالی حجاج کو سخت دشواریاں ہوتی ہیں۔ حاجی کیمپ میں ہر جگہ غلاظت اور صفائی کا معقول انتظام نہ ہونے کی وجہ سے حجاج کی صحت آغاز سفر ہی سے خراب ہو جاتی ہے۔

حج بکنگ آفس: ہمیں یہ دیکھ کر انتہائی مسرت ہوئی کہ جناب مسٹر سیّد لال شاہ بخاری حج آفیسر انتہائی اخلاص و محبت کے ساتھ حجاج کی خدمت میں منہمک رہتے ہیں اور انہیں حجاج کی کوئی ضرورت بتائی جائے وہ پوری توجہ سے اس پر عمل کرتے ہیں۔ مسٹر گپتا کا طرزِ عمل بھی حجاج کے ساتھ خلق و محبت کا رہتا ہے۔ مسٹر اے آر قادری، مسٹر مظہر، مسٹر صدیقی جیسے مخلص محنتی نوجوان بھی پوری

Marfat.com

مستعدی سے کام کرتے ہیں۔

حج بکنگ آفس کا فرض ہے کہ وہ ہر جہاز میں گنجائش کا صحیح اندازہ کرتے ہوئے حجاج کو سوار ہونے کی اجازت دے تاکہ حجاج بھیڑ بکریوں کی طرح نہ بھرے جائیں۔ اس امر کا جائزہ لیے بغیر حاجیوں کو سوار کر دینے کے بعد جو شدید تکالیف حجاج کو ہوتی ہیں وہ ناقابل بیان ہیں۔ حج بکنگ آفس میں حجاج کی جو درخواستیں آتی ہیں ان پر ٹکٹ دیئے جانے کے متعلق ہمیں مختلف قسم کی شکایات موصول ہوئیں۔ ضرورت ہے کہ آفس اس معاملہ میں ایسا طرزِ عمل اختیار کرے جس سے حجاج کے حقوق تلف نہ ہوں۔

جہاز اکبر کی روانگی گورنر سندھ کی آمد: اکبر جہاز ۱۴؍اکتوبر کی شام کو ۴ بجے روانہ ہونے والا تھا مگر گورنر سندھ کی آمد و معائنہ کے باعث اسے دو گھنٹے لیٹ کر دیا گیا۔ یہ پہلا واقعہ ہے کہ کسی گورنر نے حجاج کے جہاز پر آنے کی زحمت گوارا فرمائی۔ کاش گورنر سندھ جہاز کے اندر تشریف لا کر حجاج کی تکالیف کا مطالعہ فرماتے۔ گورنر عین نماز کے وقت تشریف لائے تھے۔ اس لیے ارکانِ وفد کا ملنا مشکل تھا۔ پھر بھی جناب مولانا عبدالعلیم صدیقی نے نیچے تشریف لے جا کر فرمایا وفد آپ کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ آپ نے حجاج کی قابل رحم حالت دیکھنے کی زحمت گوارا فرمائی۔ جواباً انھوں نے کہا "یہ ثواب کا کام ہے۔"

اکبر جہاز بعد مغرب ۱۳۷۳؍حاجیوں کو لے کر روانہ ہوا۔ جہاز میں مذکورہ بالا مسافروں کو اس طرح بھرا گیا تھا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کارگو کی گانٹھیں دبا دبا کر ایک دوسرے سے پیوست کر دی گئی ہیں اور بے جان سامان کی طرح زبردستی ٹھونسا گیا ہے۔ پھر طرفہ یہ کہ افغانی حجاج کے ساتھ سامان زائد کو کسی حصہ میں آنے جانے کی گنجائش بھی مشکل تھی۔ اسی وجہ سے انتظامات میں بھی ہمہ قسم کی دشواریاں ہو گئیں۔

اکبر جہاز کے خاص خاص عمال: اکبر جہاز کے خاص خاص عمال یہ تھے۔ مسٹر گبن (کیپٹن)، مسٹر گریک چیف آفیسر، مسٹر عبدالرحمٰن صدیقی چیف کلرک، ڈاکٹر محمد خاں، ڈاکٹر پالکی والا (پارسی)

مسٹر گبن نہایت شریف اور بااخلاق انگریز کپتان ہیں چونکہ ہماری کیبن کے پاس ہی ان کی کیبن ہے اس لیے ہم نے اندازہ کیا کہ وہ ہر اس کام میں جو حجاج کی ضرورت سے متعلق ہو پوری توجہ و ہمدردی کرتے ہیں۔

مسٹر عبدالرحمٰن صدیقی چیف کلرک نہایت محنتی اور مخلص ہیں۔ شبانہ روز حجاج کی ضروریات پر اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔ اسی طرح جناب ڈاکٹر محمد خاں صاحب کی ڈاکٹری خدمات بھی قابل تحسین و مبارکباد ہیں۔ اس سال ماشاء اللہ دونوں نے ہمارے ساتھ حج بھی ادا کیا۔ ڈاکٹر پالکی والا بھی اپنے فرائض پوری محنت سے انجام دیتے ہیں۔

جہاز میں راشن کی قلت حجاج میں اضطراب: اکبر جہاز کے مسافروں کے لیے کمپنی نے فی حاجی دو روٹیاں کھانے میں تجویز کی تھیں۔ چونکہ اس جہاز میں زیادہ حصہ افغانیوں کا تھا ان کے لیے کسی طرح بھی یہ غذا کافی نہ تھی۔ ان کے اندر سخت اضطراب ہوا اور قریب تھا کہ ہنگامہ ہو جائے اراکین وفد نے معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے کر کیپٹن کو مشورہ دیا کہ وہ وائرلیس سے کمپنی کو اطلاع دے کر واپسی کے راشن میں سے سامان لینے کی منظوری حاصل کرے۔ چنانچہ دن بھر میں منظوری آ گئی اور حجاج کو حسب خواہش خوراک ملنے لگی۔

نماز کی تکلیف: اکبر جہاز میں مسجد کا انتظام نہیں۔ کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں سو آدمی بھی جماعت سے نماز ادا کر سکیں۔ ہم نے اپنی کیبن کے سامنے کپتان سے کہہ کر ایک مختصر جماعت کا انتظام کر لیا تھا ورنہ اس حصہ پر کسی کو آنے کی اجازت نہیں ہے۔

مغل لائن کے جہاز میں حجاج کو تکالیف اور ہماری سفارشات:

۱۔ ایک معمولی سمجھ رکھنے والا انسان بھی جانتا ہے کہ ہندوستانی

Marfat.com

کا اوسط قد ۶ فٹ اور سینہ بازو کی چوڑائی عموماً ۳ فٹ ہوتی ہے۔ اس طرح ایک آدمی کو صرف چت لیٹنے کے لیے کم از کم ۱۸ مربع فٹ جگہ درکار ہوگی۔ اگر سامان مختصر ہو تو اور ۲+۳ فٹ کا بکس ہی قرار دیا جائے تو کم از کم ۲۴ مربع فٹ جگہ ہونی چاہیے۔ مگر جہاز ران کمپنی کی طرف سے صرف ۱۶ مربع فٹ جگہ ہر حاجی پا سکتا ہے۔ جس قدر مجموعی

جاتا ہے۔ غسل خانوں کی تعداد میں معقول اضافہ کی ضرورت ہے اور نلوں کی صورت ذیل کی طرح نصب ہونا چاہیے۔ اگر اس شکل سے نلوں کی تنصیب ہو تو بیک وقت دس آدمی بیٹھ کر وضو کر سکتے ہیں۔ ان نلوں کو ہر نماز سے ایک گھنٹہ قبل کھلنا اور ایک گھنٹہ بعد تک جاری رہنا چاہیے۔

۵۔ میٹھے پانی کے نل بھی جہازوں میں کم سے کم ہوتے ہیں اور وہ

	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱

جگہ حجاج کے لیے تجویز کی جاتی ہے اس کے اندر وہ مقامات بھی شامل ہیں جہاں انجن یا چولہوں کی گرمی کے سبب کسی انسان کا رہنا اور پھر ۹-۱۰ دن مسلسل گزارنا بڑی بات ہے۔ تھوڑی دیر کھڑا ہونا ہی دشوار ہے۔ مگر حاجی ان دوزخ نما حصوں پر بھی گزارا کر یتے ہیں۔

۲۔ کہا جاتا ہے کہ مغل لائن کمپنی جہاز میں وسعت کا انتظام کر رہی ہے اور چند نئے جہاز تیار کرا رہی ہے۔ ضرورت ہے کہ کمپنی مسلم لیگ کے سامنے ان جہازوں کے نقشے رکھے تاکہ غور کیا جا سکے کہ ان جہازوں میں حجاج کی کیا کیا ضروریات موجود ہیں اور وہ قابل اطمینان بھی ہیں یا نہیں۔ اگر قبل سے جہازوں کی پوری نوعیت معلوم نہ ہو سکی تو پھر بعد میں ان کے اندر ترمیم و اضافہ ممکن نہ ہوگا۔

۳۔ الف ڈیک (عرشہ) کلاس کے حاجیوں کے لیے کم از کم ۶ فیصدی پاخانے ہونے چاہئیں۔

۴۔ وضو کے لیے کھاری پانی کے نل ایک ایک فٹ کے فاصلہ پر لگانا ضروری ہیں تاکہ ڈیک کے حاجیوں کے لیے وضو کرنے میں آسانی ہو۔ غسل خانوں میں اگر ایک شخص غسل کرتا ہے تو لازمی طور پر اندر سے بند کر لیتا ہے۔ بعض اوقات وضو کے لیے بیک وقت غسل خانہ کے سامنے ۲۰-۲۰ حاجی کھڑے رہتے ہیں۔ جماعت کا وقت انتظار میں نکل

بھی بہت کم اوقات کے لیے کھلتے ہیں۔ اگر پانی کا ذخیرہ بڑا ہو تو پانی بافراط حجاج کو مل سکتا ہے۔ میٹھے پانی کے نلوں میں معتد بہ اضافہ کی ضرورت ہے بسا اوقات لوگ پیاس کی شدت سے سخت تکلیف پاتے ہیں۔

۶۔ ایک نل گرم پانی کا بھی ہونا ضروری ہے جس کا تعلق اسٹیم پائپ سے ہو۔

۷۔ میت کے لیے ایک غسل خانہ علیحدہ ہونا چاہیے جو اتنا کشادہ ہو کہ میت کو باآسانی لٹا کر غسل دیا جا سکے۔

۸۔ ڈیک کے نیچے والے درجوں میں جو پنکھے لگائے گئے ہیں وہ اس قدر کم ہیں کہ کسی طرح بھی حاجیوں کے لیے کافی نہیں۔ نیز ڈیک کے بعض درجے انتہائی تاریک رہتے ہیں۔ روشنی اور پنکھوں میں معتد بہ اضافہ کی ضرورت ہے۔ کم از کم دوگنا ہونا تو لازمی ہے۔ ہر پنکھے کا بٹن علیحدہ ہونا چاہیے تاکہ کوئی شخص جس وقت بند کرنا چاہے بند کرے اور جب ضرورت ہو کھول لے۔ جب تک پنکھا اپنے مرکز سے بند نہ کیا جائے بند نہیں ہو سکتا۔

۹۔ ڈیک کے درجوں میں کوڑے کے ڈبوں میں اضافہ ہونا چاہیے۔

۱۰۔ جہازوں میں روشن دان بہت چھوٹے ہیں انہیں اگر وینٹی لیشن (بادکشی) کی صورت میں کر دیا جائے تو روشنی و ہوا میں خاطر خواہ اضافہ ہو جائے گا۔

Marfat.com

۱۱۔ اوپر کے ڈیک پر پردہ کے نیچے رات کے وقت روشنی کی ضرورت ہے کیونکہ بغیر اس کے آنے جانے والوں کو تکلیف ہوگی۔

۱۲۔ ہر جہام میں براڈ کاسٹنگ سسٹم ہونا چاہیے۔ اسی طرح میکروفون (آلہ مکبر الصوت) اور ریڈیو (لاسکی) کا انتظام ہونا چاہیے۔

۱۳۔ ہر جہام میں مسجد کے لیے ایک مخصوص

۱۴۔ ہر جہاز میں کمپنی کی طرف سے کچھ گائیڈز (راہنما) ہونا ضروری ہیں جو دورانِ سفر حاجیوں کی راہنمائی کریں کیونکہ بہت سے ایسے حاجی ہوتے ہیں جن کا پہلا سفر ہوتا ہے انھیں جہاز کے نہ راستے معلوم ہوتے ہیں اور نہ غسل خانوں، پاخانوں، شفاخانوں وغیرہ کا علم ہوتا ہے۔

۱۵۔ فرسٹ کلاس (درجہ اوّل) کے جو کیبن اکبر جیسے جہازوں میں بنائے گئے ہیں ان کے سامنے بیٹھنے اُٹھنے کی کوئی علیحدہ جگہ نہیں سوائے اس کے کہ وہ کیپٹن سے اجازت لے کر برج کیبن کے سامنے جا کر آرام کریں بسا اوقات فرسٹ کلاس والے اپنے کیبن کو جیل خانہ سمجھنے لگتے ہیں۔

۱۶۔ ہر فرسٹ کلاس میں ایک گھنٹی ہونا چاہیے تا کہ کیبن بوائے کو بوقت ضرورت بلایا جاسکے خصوصاً فرسٹ کلاس میں سفر کرنے والی پردہ نشین عورتوں کو بغیر گھنٹی کے سخت تکلیف ہوتی ہے اسی طرح ان کے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کے لیے خاص جگہ ہونا چاہیے۔

۱۷۔ ڈیک کلاس کی عورتوں کے لیے مخصوص جگہ ہونا چاہیے۔ جہاں صرف عورتیں ہی رہ سکیں۔

۱۸۔ مستورات کے لیے پاخانوں اور غسل خانوں کو قطعاً دوسرے غسل خانوں سے علیحدہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ مشترکہ پاخانوں اور غسل خانوں سے ان کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔

۱۹۔ فرسٹ کلاس کے کیبن بوائے علی العموم غیر مسلم ہوتے ہیں انھیں پاکی و ناپاکی کا خیال نہیں ہوتا ان کے ہاتھ کا پانی پینے اور کھانے میں تکلیف ہوتی ہے اس لیے چیف اسٹورڈ اور بوائے جو ڈائننگ سیلون میں کام کرتے ہیں وہ سب کے سب مسلمان ہونے چاہئیں۔ اگر کچھ عیسائی رکھے بھی جائیں تو وہ صرف یوروپین کے لیے مخصوص طور پر مامور ہوں۔ اکثر اوقات جہازوں میں ذبیحہ کے واقعات پیش آجاتے ہیں۔ یہ لوگ مرغیوں کے ذبح کرنے کے بجائے گردن توڑ دیتے ہیں اور ان کا گوشت فرسٹ کلاس کے مسلمان پسنجروں کو بھی کھلانا چاہتے ہیں جیسا کہ اسلامی جہاز میں ہوا، اس لیے کمپنی کا فرض ہے کہ بوائے اور چیف اسٹورڈ وغیرہ مسلمان مقرر کرے۔

جہازوں میں مسلمان ملازمین کا اوسط: جہازوں میں ادنیٰ درجہ کی ملازمتوں کے علاوہ مسلمانوں کو اعلیٰ درجے کی ملازمتیں بھی ملنا ضروری ہیں کوئی وجہ نہیں کے کپتان کا عہدہ مسلمانوں کو کیوں نہ دیا جائے۔ عام طور پر ہر جہاز میں چیف کلرک، ڈاکٹر ٹالی کلارک جس سے حجاج کو ہر وقت کا سابقہ رہتا ہے ان سب کو مسلمان ہی ہونا چاہیے۔

۲۰۔ اکبر میں جو ہسپتال بنایا گیا ہے اس کے اندر سیٹیں اس قدر ملی ہوئی رکھی گئی ہیں کہ میت کا اپنی سیٹ سے باہر تک لانا مشکل ہے اور پھر اوپر سے میت کو نیچے اُتارنا سخت مشکل کام ہے۔ زینہ پر سے لانا ناممکن، اس کے لیے ایک ہی طریقہ ممکن ہے کہ دروازوں کے برابر ایک صندوق ہو جس میں میت یا مریض کو لٹا دیا جائے اور وہ صندوق لفٹ کی طرح بجلی سے نیچے اُتارا یا چڑھایا جاسکے۔ (ہم نے اکبر میں واپسی کے وقت جبکہ ۴-۴ موتیں روزانہ ہو رہی تھیں، خود اپنے ہاتھوں سے میت کو اُتروایا ہے اور اس تکلیف کا اندازہ کیا)۔

۲۱۔ اکبر کے ہسپتال میں مریضوں کی دیکھ بھال اور میت کے غسل دینے کے لیے صرف دو مرد اور ایک عورت مامور ہے

Marfat.com

جو قطعاً ناکافی ہے۔

۲۲۔ ہر جہاز کے ہسپتال میں ایک مسلم لیڈی ڈاکٹر اور چند مسلمان عورتیں ہونی ضروری ہیں۔

۲۳۔ ہسپتال میں نئی دوائیں کم ہیں۔ ضرورت ہے کہ جس وقت جہاز روانہ ہو تو نئی دوائیں اسے دی جائیں۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے جو شیڈول (جدول) تیار کیا ہے اس پر غور و مطالعہ کر کے دیکھنا چاہیے جو دوائیں اس کے اندر نہ ہو وہ منگوانی ضروری ہیں۔

۲۴۔ حجاج کے لیے جو اشیاء کمپنی فراہم کرتی ہے اس کی جانچ نہیں ہوتی ضرورت ہے کہ منجانب پورٹ حج کمیٹی اسے چیک کیا جائے۔

۲۵۔ رسمی طور پر ہر جہاز میں ایک امیرالحج بنایا جاتا ہے جسے نہ کسی قسم کا کوئی اختیار ہوتا ہے نہ اس کے پاس کوئی عملہ ہوتا ہے جو اس کی امداد کر سکے۔ بسا اوقات وہ تنہا دوڑتے دوڑتے، گھبرا جاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ اسے اختیارات دیدیئے جائیں اور چند افراد اس کی امداد کے لیے مامور ہوں۔ ہر سال امیرالحج کی رپورٹ نئے امیرالحج کو دی جائے تاکہ وہ سابقہ امیرالحج کی رپورٹ کے مطابق دیکھ سکے کہ کمپنی نے کہاں تک عمل کیا۔

۲۶۔ پلگرمس (زائرین) کے قانون کی کتاب کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرا کر رپورٹ حج کمیٹی کی طرف سے ہر امیرالحج کو دیا جائے تاکہ وہ حجاج کی ضروریات ان قوانین کے مطابق پوری کرا سکے۔

۲۷۔ ہر فرسٹ کلاس کے اندر ضروریات کی ایک فہرست لگانی چاہیے اور اس میں یہ بھی ہدایات ہوں کہ فرسٹ کلاس پسنجر (مسافر) کو کیا کیا سامان ملے گا اور کس کس وقت وہ تبدیل ہوگا۔

جہازوں میں کھانے کی بدنظمی اور اُس کا حل: مغل لائن کا شاید ہی کوئی ایسا جہاز ہو جس میں عام و خاص طور پر حجاج کو کھانے کی تکالیف نہ ہوتی ہوں۔ اگر کھانا اچھا بھی پکتا ہے تو بوقت تقسیم حجاج کو اچھی حالت میں نہیں ملتا۔ تقسیم کنندگان گڑبڑ کرتے ہیں۔ طریقہ تقسیم بھی غلط ہے۔ اگر جہاز میں کھانا کھلانے کی ایسی کوئی جگہ مخصوص ہو جس میں سو آدمیوں کو صف میں بٹھا کر قرینہ سے کھلایا جائے تو ہر مسافر کو اپنی مرضی کے مطابق تمام اشیاء مل سکتی ہیں۔ عام طور پر سالن کی شکایت ہوتی ہے اس کا بھی یہ حل ہو سکتا ہے کہ علیحدہ علیحدہ دیگچیوں میں تری نکالی جائے اور ہر سالن کے برتن میں حسب ضرورت ڈال دی جائے۔ تقسیم کنندگان کے اخلاق اچھے ہونے کی ضرورت ہے۔ بعض افراد بہت بُری طرح سے حاجیوں کے ساتھ برتاؤ کرتے ہیں۔ تقسیم کنندگان کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ اس میں بھی معقول اضافہ ہونا چاہیے۔

مغل لائن کے جہازوں کی تاخیر نے سینکڑوں حاجیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا: اس سال مغل لائن کے جہازوں کی تاخیر نے حاجیوں کو ہر قسم کی مصیبتوں کا شکار کیا۔ اوّل تو ان کا راشن ختم ہو گیا۔ روپیہ علیحدہ سب صرف ہوا۔ بھیک مانگنے پر مجبور ہوئے اور بعد میں سینکڑوں آدمی بیمار ہو کر موت کا شکار ہو گئے۔ یہ تکالیف صرف اس وجہ سے ہوئیں کہ مغل لائن نے حج کے بعد ایک تو اپنے بعض جہازوں کو مصر وغیرہ بھیج دیا اور پھر اس کے بعد بھی حاجیوں کے جہاز سوڈان، یمن، بحرین وغیرہ دوسری ضروریات کے لیے بھیجے جاتے رہے۔ آئندہ مصیبتوں سے بچنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہو سکتا ہے کہ مغل لائن حکومت سعودیہ سے اوقات روانگی جہاز میں مشورہ کر کے ایسی قطعی تاریخیں طے کرے کہ جن پر پابندی سے جہاز جدہ سے روانہ ہوں اور حجاج کو مصائب و تکالیف کا سامنا انتظار میں نہ کرنا پڑے۔

اکبر جہاز میں واپسی کے وقت جدہ سے روانہ ہوتے ہی یعنی ۱۸ر دسمبر سے ۲۲ر دسمبر تک گیارہ موتیں ہوئیں۔ اگر کمپنی کے جہازوں

Marfat.com

میں تاخیر نہ ہوتی تو اس قدر مصیبتیں نہ آتیں۔ مغل لائن کے جہازوں کی یہ بدنظمی اب اس قابل نہیں ہے کہ اسے فراموش کر دیا جائے۔ جلد از جلد ان معاملات پر مسلم لیگ کو توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

جہاز اکبر میں خصوصی حضرات کو عصریہ: اکبر جہاز میں کابل، ہرات، مزار شریف، قندھار، میمنہ، اچک زئی، اندرخوئی، افریقہ، جاوہ، مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ کے اکابر علماء و مشائخین بکثرت ہم سفر تھے۔ مقاصد وفد کا ان حضرات میں پیش کرنا ضروری معلوم ہوا۔ اس لیے طے کیا گیا کہ مخصوصین کا انتخاب کر کے منجانب وفد فرسٹ کلاس کے سیلون میں چائے پر مدعو کیا جائے۔ چنانچہ پچاس کے قریب افراد کو مدعو کیا گیا۔ تمام مدعوین شریک ہوئے۔ چائے نوشی کے بعد حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی اور احقر نے مسئلہ پاکستان اور اغراض وفد (پر) تقریریں کریں۔ پیرزادہ حاجی شاہ سیّد مظفر حسین صاحب اور مسٹر صدیقی نے بھی اظہارِ خیال کیا۔ حضرت قاضی صاحب قندھار نے دعائیہ تقریر فرمائی۔

الحمد للہ یہ اجتماع اغراضِ وفد کے لیے بے حد مفید و موثر رہا۔ اس اجتماع کے بعد جدہ تک مسائل حج پر وفد کی کیبن کے سامنے روزانہ جلسے ہوتے رہے۔

کامران کا قرنطینہ، سول ایڈمنسٹریٹر سے مکالمہ: حکومت ہند کی طرف سے ہر حاجی کو پاسپورٹ ملتے وقت حکم ہے کہ وہ ٹیکے لگوائے اور ڈاکٹری سرٹیفکیٹ حاصل کرے تب پاسپورٹ ملتا ہے۔ اس کے بعد مطلقاً اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ کامران کا قرنطینہ اور اس کے نام سے تین روپیہ فی حاجی ٹیکس لیا جائے۔ دنیا بھر سے آنے والے جہاز سوائے ہندوستان کے حجاج کے کامران پر نہ ٹھہرائے جاتے ہیں اور نہ ان سے کوئی فیس وصول کی جاتی ہے اور اب تو خواہ مخواہ کامران پر محض رسمی صورت ہوتی ہے۔ ڈاکٹری معائنہ بھی برائے نام۔ ہمارے نزدیک کامران کا قرنطینہ قطعاً غیر ضروری اور حجاج کے لیے خواہ مخواہ مصیب کا سبب ہوتا ہے جسے ختم ہونا چاہیے۔ جیسے ہی اکبر جہاز کامران پر ٹھہرا سول ایڈمنسٹریٹر کا اور ڈاکٹری عملہ آیا۔ آخر میں سول ایڈمنسٹریٹر میجر ڈی ٹی ایم بی ایس تھامسن جہاز پر آئے۔ کپتان صاحب سے ان کو وفد کا اکبر میں جانا معلوم ہو گیا۔ کیپٹن کے کمرہ میں ارکان وفد سے جہازوں کی خامیوں اور حجاج کی تکالیف کے موضوع پر تقریباً ایک گھنٹہ تک گفتگو ہوئی۔ اُنھوں نے فرمایا کہ اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جو جہاز مغل لائن نے حجاج کے لیے تجویز کیے ہیں وہ بدترین جہاز ہیں۔ حجاج کو یقیناً سخت تکالیف ہوتی ہے۔

کامران سے حکومت سعودیہ کو وفد کی طرف سے برقیات: وفد کی طرف سے جلالۃ الملک ابن سعود اور دوسرے ضروری افراد کی خدمت میں برقیات کامران سے روانہ کیے گئے جس میں جدہ پہنچنے کا صحیح وقت تحریر کیا گیا تا کہ انہیں وقت کے وقت نظم میں کوئی دشواری نہ ہو۔

جدہ پر وفد کا استقبال: ۲۴ر اکتوبر کی صبح کو اکبر جہاز جدہ پہنچا۔ جہاز پر مسٹر شاہجہاں وائس قونصل اور جناب فضل حسین صاحب خموسی نے وفد کا استقبال کیا۔ لانچ پر اراکین وفد جدہ کے پلیٹ فارم پر آئے۔ وہاں جناب مجددی صاحب اور دوسرے افراد نے وفد کا حکومت کی طرف سے استقبال کیا اور اطلاع دی کہ جلالۃ الملک نے حکم صادر فرمایا ہے کہ اراکین وفد مسلم لیگ حکومت کے شاہی مہمان ہوں گے اور ان کے لیے جدہ ہی میں سرکاری انتظام کر دیا گیا ہے۔ جدہ ہوٹل میں ہمارا سامان پہنچایا گیا۔ آج دوپہر کا کھانا اراکین وفد نے مسٹر شاہجہاں وائس قونصل کے ساتھ کھایا۔

صاحب السعادہ جناب شیخ محمد سرور صاحب مدیر شیون الحج نے جلالۃ الملک کی طرف سے فون پر وفد کی خیریت دریافت کی۔

جدہ میں وفد کا سہ روزہ قیام: جدہ پر اُترتے ہی حجاج کی تکالیف و مصائب کا آغاز ہو جاتا ہے۔ وفد کے لیے ضروری تھا کہ چند روز جدہ میں قیام کر کے ان تکالیف پر عبور حاصل کرے تا کہ مکہ

Marfat.com

معظمہ کے قیام میں ان اُمور پر حکومت سعودیہ کے متعلقہ افراد سے گفتگو کر سکے۔ وفد نے جس قدر معلومات بہم پہنچائیں وہ کسی دوسری جگہ تفصیل سے درج ہوں گی۔

مصر و عراق و ترکی کے قونصلات سے ملاقاتیں: مصر و عراق و ترکی کے وزراء اور قائم مقاموں سے وفد نے ملاقات کا نظم کیا۔ سب سے پہلے ہزا ایکزیلنسی اُستاذ احمد بے وزیر المفوض مصر سے وفد ملا۔ مقام مسرت ہے کہ وزیر ممدوح کے قلب میں ہندوستان کے مسلمانوں کی تحریک پاکستان کا پہلے سے نقش موجود تھا اور وہ ہماری تحریک کا کافی مطالعہ فرماتے رہے ہیں۔ بلکہ بلادِ عربیہ کے لوگوں میں ان مسائل کی توضیح بھی فرماتے ہیں۔ ہمارے قلوب پر ہزا ایکزیلنسی کی تفصیلی تقریر کا گہرا اثر ہوا۔ مذہبی و قومی دونوں جذبات رکھتے ہیں اپنی تمام ہمدردیوں کا وعدہ فرمایا اور اصرار کیا کہ آپ حضرات کو مصر ضرور جانا چاہیے۔

ان کی ایک گھنٹہ کی ملاقات کے بعد داماد اوغلو قائم مقام وزیر المفوض ترکی سے ملے۔ صاحب موصوف سوائے ترکی زبان کے دوسری زبان نہیں جانتے۔

ان کے یہاں کے عربی ترجمان کے ذریعہ گفتگو شروع ہوئی۔ ابتداء ''ترکی اور اسلام'' کے عنوان پر انھوں نے اظہارِ خیال فرمایا اور کہا کہ ہمیں اعدائے اسلام بدنام کرتے ہیں کہ ہمارا اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ ہم اپنی زندگی و موت اسلام سے وابستہ کیے ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہندوستان کے مسلمانوں کی قربانیوں اور ترکی کی معاونت کا مسئلہ زیر بحث آ گیا۔ انھوں نے فرمایا کہ ہم ہندی مسلمانوں کی ان گراں قدر خدمات کو نہیں بھول سکتے۔ ہمارے دل میں آج بھی ان کی قدر و منزلت ہے۔ وفد نے مسئلہ پاکستان اور مسلمانانِ ہند کے سیاسی حالات بتائے۔ ممدوح بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو ان حالات میں وہی کرنا چاہیے جو انھوں نے کیا۔ ہم مسلمانانِ ہند کی تحریک پاکستان کو پسند کرتے ہیں۔ یہ گفتگو بھی دلچسپ رہی۔ قائم مقام حکومت عراق سے بھی تبادلہ خیالات رہا۔ وہ نہایت ہوش مند نوجوان ہیں اور ہمارے مسائل سے باخبر ہیں اور نسبتاً ہمارے مسائل کا دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ علم رکھتے ہیں۔ عربی مطبوعہ بیانات کی کاپیاں ان سب حضرات کی خدمت میں پیش کر دی گئیں۔

مکہ معظمہ کے لئے روانگی: ۲۶؍اکتوبر ۱۹۴۶ء کی شام کو اراکین وفد مکہ معظمہ کے لیے روانہ ہو گئے اور بعد عشاء پہنچ گئے۔ بابُ السلام کے سامنے حرم شریف کے بالکل متصل نہایت اچھے مکان کے اندر ہمیں ٹھہرایا گیا۔ حکومت کی طرف سے ہمارے آرام و راحت کا تمام سامان موجود تھا۔ جناب شیخ عبدالسلام غالی مدیر اور شیخ جمیل احمد صاحب نائب مدیر اکثر و بیشتر ہماری مزاج پرسی کے لیے تشریف لاتے اور ہر وقت خدمت کے لیے ۳-۴ ملازمین علیحدہ مقرر تھے۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ حرم شریف اس قدر قریب تھا کہ جب چاہا حاضر ہوئے۔ ورنہ تیسری منزل سے حرم شریف کا ہر حصہ سامنے رہتا تھا۔

مدیر شیون الحج سے ملاقات: صاحب السعادہ جناب شیخ محمد سرور صاحب مدیر (مدیر وزیر مالیہ) ہی نے جو حجازی حکومت کے اندر اپنی بصیرت و جامعیت کے لحاظ سے فرد ہیں ہمارے وفد کے لیے ہر ممکن سہولت کا نظم فرمایا۔ اُترتے ہی مزاج پرسی فرمائی۔ ۲۷؍اکتوبر کو اراکین وفد ان سے ملنے گئے۔ انتہائی محبت و اخلاق سے پیش آئے اور تقریباً ایک گھنٹہ تک مذاکرات رہے۔ معلوم ہوا کہ جلالۃ الملک وفد سے ملنے کی خواہش فرما رہے ہیں اور کل صبح ہی ملاقات کا وقت معین کر دیا گیا ہے۔

جلالۃ الملک سے پہلی ملاقات: چونکہ وفد کے تیسرے رُکن جناب شیخ عبدالطیب صاحب ہنوز مکہ معظمہ نہیں پہنچے تھے اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اصل معاملات ان کی آمد پر شروع کیے جائیں۔ پہلی ملاقات محض رسمی سلام و مزاج پرسی کے لیے ہو

Marfat.com

جائے۔ موٹر وقت پر آچکی تھی۔ ۹ بجے اراکین وفد قصر جلالۃ الملک پر پہنچ گئے۔ چند منٹ کے بعد ہی قصر کے بالائی حصہ پر بلایا گیا اور شاہی دربار میں جو مغربی تہذیب کا مرقع تھا جلالۃ الملک نے ہم سے ملاقات فرمائی۔ سلام و مصافحہ کے بعد وفد کو اپنے قریب ہی بٹھایا اور بیٹھتے ہی مسلمانانِ ہند کے سیاسی مسائل و حالات پر استفسارات شروع فرما دیئے۔ اگرچہ آج کی ملاقات میں ہمارا ارادہ زائد وقت صرف کرنے کا نہ تھا۔ مگر جلالۃ الملک نے اپنے سوالات فرما کر ہمیں موقعہ عطا فرمایا۔ تفصیل کے ساتھ پوری طرح مسلمانانِ ہند کے سیاسی مسائل ہم نے عرض کر دیئے۔ مسئلہ پاکستان کے تمام موضوعات پیش کر دیئے۔ کانگریس اور حکومت کا طرزِ عمل، فسادات و ہنگاموں کی تفصیلات بیان کر دیں۔

جلالۃ الملک کا پیغام مسلمانانِ ہند کے نام: جلالۃ الملک کوائف سن کر بے حد متاثر ہوئے اور فرمایا کہ میں وفد کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اس نے حجاز مقدس آ کر مجھے ان تمام حالات سے باخبر کیا۔ میری دلی دعائیں مسلمانانِ ہند کے ساتھ ہیں اور میں ان کی قدر کرتا ہوں۔ جو قوم مسلمانانِ ہند کی مخالفت کر رہی ہے وہ میرے نزدیک یہودیوں سے مشابہ ہے اسپر مسلمانوں کو ہرگز اعتماد نہ کرنا چاہیے اور تقسیم ہند کی تحریک کو برابر جاری رکھنا چاہیے۔ خدا مسلمانانِ ہند کو ضرور کامیابی عطا فرمائے گا۔

آخر میں اراکین وفد نے عرض کیا کہ ہم جن مقاصد پر تفصیلی گفتگو کرنا چاہتے ہیں ان اُمور پر بعد فراغت حج ہمیں موقع دیا جائے تاکہ ملک بھی فرصت پالیں اور ہم بھی اطمینان سے ان اہم مسائل پر مذاکرات کر سکیں۔ جلالۃ الملک نے وفد کی تجویز کو پسند فرمایا۔

غسل کعبۃ اللہ کے موقع پر مسلمانانِ ہند کے لئے دُعا: ۷ رذی الحجہ کو غسل کعبۃ اللہ شریف کی اہم رسم ادا کی جاتی ہے اور وہ وقت بلاشبہ بڑا ہی بابرکت ہوتا ہے۔ مخصوص ہی اس کے اندر شریک کیے جاتے ہیں۔ جلالۃ الملک نے اراکین وفد کو بھی مدعو فرمایا۔ چونکہ بعد غسل دعا کی جاتی ہے اس لیے ہماری تجویز ہوئی کہ اس بابرکت موقع پر ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے دُعا کی جائے۔

جلالۃ الملک نے سب سے پہلے ایک جھاڑو لے کر بیت اللہ شریف کو غسل دیا۔ اس کے بعد احقر نے ہندوستان کے مسلمانوں کی فتح ونصرت اور پاکستان کے حصول کی دُعا کی۔ جلالۃ الملک اور تمام اعیان و زعمائے مصر وغیرہ نے پُر جوش طریقہ سے دُعا میں شرکت کی۔ شیخ ازہر بھی اس دُعا میں تشریف فرما تھے۔

جلالۃ الملک کے طواف کی نوعیت: غسل بیت اللہ شریف کے بعد جلالۃ الملک نے ایک خاص نوعیت سے طواف شروع کیا۔ وہ حرم کعبہ جہاں شاہ و گدا کے امتیازات کو اسلام نے مٹا دیا وہاں جلالۃ الملک نے باندازِ شاہانہ ربڑ کے پہیوں والی سائیکل نما گاڑی پر سوار ہو کر پولیس اور فوج کے جوانوں کے ساتھ اس صورت سے کہ پہلے مطاف کو دوسرے طواف کرنے والوں سے خالی کرا دیا گیا، طواف فرمایا۔ ہمارے قلب پر اس کا بہت گہرا اثر ہوا اور ہم لوگ دیر تک اس ہیئت پر افسوس کرتے رہے۔ اور شہنشاہیت کی اس مذموم بدعت پر آنسو بہاتے رہے۔

قصر جلالۃ الملک میں دعوت: اسی دن شب میں جلالۃ الملک کی جانب سے عالم اسلامی کے مشاہیر کو دعوت دی جاتی ہے۔ اراکین وفد کو بھی خصوصیت کے ساتھ مدعو کیا گیا۔ آج شیخ عبدالمطلب صاحب رکن وفد بمعیت جناب صالح بھائی صاحب شیرالہ جہاز سے تشریف لے آئے تھے اور وفد سے مکہ معظمہ پہنچ کر مل گئے۔ چنانچہ اس دعوت خصوصی میں تینوں ارکان نے شرکت فرمائی۔

یہ دعوت بھی مغربی طرز کی تھی اراکین وفد کو صف اوّل میں ممتاز جگہ دی گئی۔ تقریباً عالم اسلامی کے ہر حصے کے خصوصی افراد موجود تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ اس دعوت سے فائدہ اٹھایا جائے گا اور عالم اسلامی کو ایک دوسرے سے تعارف و مودت کا موقع ملے گا۔

ضیافت کے بعد قصیدہ خوانی شروع ہوگئی اور شعراء کو بجائے

Marfat.com

احسنت و مرحبا کے تالیوں سے دادِ سخن دی جانے لگی۔

مختصر سی دو ایک تقریریں ہوئیں وہ بھی محل فضائل و مناقب ہی پر ہوئیں۔ افسوس ہے کہ اتنے بڑے اجتماع سے جو فوائد حاصل کرنے چاہیے تھے ان کی طرف توجہات منعطف نہ ہوئیں۔ منقبت خوانی کے بعد رُخصت ہونے سے قبل اراکین وفد نے مختلف ممالک کے زعماء سے بعجلت ملاقاتیں کیں اور تفصیلی ملاقاتوں کا پروگرام اسی وقت تجویز ہو گیا۔

وفد کے اصلی کام: وفد نے اپنے اصل اغراض و مقاصد کا کام مکہ معظمہ پہنچتے ہی شروع کر دیا تھا۔ ممالک اسلامیہ کے زعماء و علما سے تفصیل کے ساتھ تبادلہ خیالات جاری تھا، اور الحمدللہ بڑی حد تک وفد کامیاب ہوا۔

وفد کی طرف سے جلالۃ الملک کی خدمت میں جو عریضہ پیش کرنا تھا اس کے لیے ضروری تھا کہ تمام حالات پر کافی عبور حاصل کر لیا جائے تاکہ مسائل کی ترتیب و بحث کے وقت سہولت ہو۔

حجاج کی تکالیف وضروریات: اس سے قبل کہ ہم دوسرے مباحث پیش کریں ضرورت ہے کہ حجاج کی تکالیف وضروریات کا ایک خاکہ درج کر دیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ دیوانگان حرم کو جدہ سے اُترتے ہی کن کن مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور انہیں کیا کیا ضروریات پیش آتی ہیں۔

ایکسچینج (مبادلہ) کا اہم مسئلہ:

۱۔ جدہ سے اُترتے ہی ہر حاجی کو اپنے یہاں کے نوٹ حکومت سعودیہ کے ریال میں تبدیل کرانا پڑتے ہیں اس تبادلہ میں بینک اور صراف حجاج سے لاکھوں روپیہ کما لیتے ہیں۔ ابتداً ہمارے پہنچنے کے وقت حکومت ہند کے سو روپے کے نوٹ کے بدلے میں ۸۲ ریال ملتے تھے۔ اور یہ حالت تقریباً حج کے بعد کئی ہفتے تک جاری رہی جس کی تفصیلی بحث دوسری جگہ درج ہوگی۔

۲۔ جدہ پر حجاج کے آرام و راحت کا کوئی معقول انتظام نہیں۔ کسٹم آفس میں حجاج کو سامان کی وجہ سے گھنٹوں پریشان ہونا پڑتا ہے۔ پولیس کی رشوت کا بازار کھلے بندوں گرم رہتا ہے۔ مطوفین علیحدہ پریشان کرتے ہیں۔ نہ کوئی انکوائری آفس ہے جہاں کوئی بات دریافت کی جا سکے نہ رضا کاروں کا کوئی نظم ہے۔

۳۔ جدہ سے مکہ معظمہ کے آنے جانے میں ڈرائیور حجاج سے غیر معمولی رشوتیں وصول کرتے ہیں۔

۴۔ جدہ پر کوئی گائیڈ (راہنما) نہیں جو انہیں ضروریات سے آگاہ کرے۔

۵۔ جدہ میں پانی کی قلت بھی پریشان کرتی ہے۔

۶۔ جدہ سے مکہ معظمہ منیٰ عرفات مزدلفہ مدینہ طیبہ کے راستوں میں بسا اوقات مختلف قسم کے حادثات ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹروں اور مہندسین کے گشت کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے تکالیف ہوتی ہیں۔ (اگر وہ مستقلاً گشت کرتے رہیں تو حجاج کو امداد مل جائے)

۷۔ حرم شریف میں غلاظت دور کرنے اور صفائی کا معقول انتظام نہیں۔

۸۔ بیت اللہ شریف کے اندر داخلہ کے لیے شیبی نے فی حاجی تین روپے کا ٹیکس لگا رکھا ہے یہ ایک ایسی بدعت ہے جس کا بند کرنا ضروری ہے۔

۹۔ اسی طرح استلام حجر اسود کے موقعہ پر پولیس عموماً ان کے لیے سہولت پیدا کرتی ہے جو اسے رشوت دیں۔

۱۰۔ جلالۃ الملک کے طواف کے لیے پورے مطاف کو بہ جبر خالی کرایا جاتا ہے اور پولیس والے اس قدر تشدد کرتے ہیں کہ بعض وقت حجاج کے چوٹیں آجاتی ہیں اور جلالۃ الملک اپنی ایک بائیسکل نما گاڑی پر بیٹھ کر طواف کرتے ہیں۔ یہ طریقہ

Marfat.com

حد درجہ مکروہ اور قابل اصلاح ہے۔

۱۱۔ منیٰ مزدلفہ میں خواتین کی امداد کے لیے کوئی مسلمان ڈاکٹرنی نہیں۔ چند مسلمان ڈاکٹرنیوں کی ضرورت ہے۔ اور اسی طرح مکہ معظمہ مدینہ طیبہ میں حکومت کی طرف سے ہندوستانی ڈاکٹروں کی معقول تعداد کی ضرورت ہے تاکہ ہندوستانی حجاج کو خاطر خواہ آرام ہو سکے۔

۱۲۔ مطوفین، پولیس، حجاج کے مابین جو ہنگامے ہوتے ہیں ان کے تدارک اور فیصلے کے لیے کوئی ایسی ہنگامی عدالت نہیں جہاں فوری طور پر رجوع کر کے فیصلہ کر دیا جائے۔ ضرورت ہنگامی عدالتوں کی ہے۔ قاضی صاحب کی عدالت میں ہر شخص کا رجوع کرنا مشکل ہوتا ہے۔

۱۳۔ اگر حجاج اور مطوفین کے درمیان نزاع ہو تو معاملہ شیخ المطوفین کے پاس جاتا ہے علی العموم شیخ المطوفین اپنے ہم جنس کا زیادہ خیال کرتے ہیں اور تصفیہ معاملات میں عدل و انصاف کا ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔

۱۴۔ بعض خاص خاص قوموں کے لیے (اصحاب تقریر) مقرر ہیں جن کو چھوڑ کر وہ قومیں کسی دوسرے کو اپنا مطوف نہیں بنا سکتیں خواہ وہ مطوف حجاج کو کتنا ہی ستائیں مگر ایسے حجاج کسی طرح بھی ان کی مطوفی سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ یہ چیز بھی قابل اصلاح ہے۔

۱۵۔ مطوفین کے بعض وکلاء ارکان حج سے پوری طرح واقف نہیں نہ صحت الفاظی ہی کی طرف ان کی نگاہ ہوتی ہے۔ اکثر اوقات مسائل نہ جاننے کی وجہ سے حجاج کے ارکانِ حج ہی میں خلل واقع ہو جاتا ہے اسکی بھی اصلاح ہونی چاہیے۔

۱۶۔ صفا و مروہ کو خدا نے شعائر الٰہی میں فرمایا اور مسعیٰ جہاں سعی کی جاتی ہے وہاں موٹروں کی اس قدر کثرت ہوتی ہے کہ بوڑھے اور مستورات کے لیے سعی کرنا مشکل۔ اس کی بھی اصلاح ہونی چاہیے۔

۱۷۔ مسعے اور حرم شریف کی دیواروں سے متصل شب کو بول و براز کیا جاتا ہے اس کی بھی اصلاح ہونی چاہیے۔

۱۸۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں ڈاک خانوں اور تار گھروں کی بیحد کمی ہے جس کی وجہ سے حجاج کو سخت تکلیف ہے۔ اگر متعدد ڈاک خانے اور تار گھر ہوں تو یہ زحمت مٹ جائے۔

۱۹۔ اکثر اوقات ڈاک خانے والے حجاج سے ٹکٹ کے دام لے کر اپنی جیب میں رکھ لیتے ہیں اور بعد میں خطوط تلف کر دیتے ہیں اس کا انسداد ہونا چاہیے۔

۲۰۔ حرم شریف میں حجاج کو بیک وقت مسائل دینی اور ضروری معلومات سے مطلع کرنے کا کوئی انتظام نہیں اور نہ بغیر حصول اجازت کسی قسم کا اجتماع ہو سکتا ہے۔ اگر حرم شریف اور اس کے باہر مختلف مقامات پر لاؤڈ اسپیکر لگا دیے جائیں تو ان کے ذریعہ اعلانات میں سہولت ہو سکتی ہے۔

۲۱۔ بلدیہ کی طرف سے شہر اور اس کی گلیوں میں روشنی اور صفائی کا انتظام قابل اصلاح ہے۔

۲۲۔ موٹروں کی ہنوز قلت ہے اور بسا اوقات اس کی وجہ سے حجاج کو کافی انتظار کرنا پڑتا ہے اس میں معقول اضافہ ہونا چاہیے۔

۲۳۔ عرفات و مزدلفہ و منیٰ یہ سب مقامات ہیں یہاں منجانب حکومت ریڈیو کی خبروں کے تراجم کے لیے کچھ ملازمین مقرر ہیں۔ جو شبانہ روز خبروں کے علاوہ دنیا کے ریڈیو اسٹیشنوں سے گانے کا پروگرام جاری رکھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے عبادت میں خلل واقع ہوتا ہے۔

۲۴۔ کچھ عرصہ سے خواص اور مہمانانِ سلطانی کو ۸ ویں ذی الحجہ کو بجائے منیٰ میں قیام کرنے کے عرفات پہنچا دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

حالانکہ احادیث میں اس تاریخ پر عرفات ٹھہرنے کی تاکید ہے یہ خلاف سنت فعل قابل اصلاح ہے۔

یہ وہ چند اور خاص خاص تکالیف ہیں جنھیں اراکین وفد نے انسدادِ ٹیکس کے ساتھ ساتھ یکجا کیا اور طے کیا کہ مدیر شیون الحج جن سے ان تمام اُمور کا تعلق ہے ان کی خدمت میں پیش کر کے ان کا انسداد و علاج کرانا ضروری ہے۔

منیٰ کے قیام میں عالم اسلامی سے وفد کی ملاقاتیں:

ارکانِ حج پورا کرنے کے بعد منیٰ میں تین دن کا قیام ہوتا ہے۔ اس سہ روزہ قیام میں وفد نے مصر، لبنان، سوریا، سوڈان، ترکی، عراق، افریقہ، جاوہ، برما وغیرہ کے خصوصی حضرات سے ملاقاتیں کیں اور وقتاً فوقتاً اپنی قیام گاہ پر سب کو مدعو کیا۔

جلسہ اخوان المسلمین مصر، مصر کے مشہور قائد الاستاذ حضرت حسن بنا ہر سال منیٰ اور مکہ معظمہ میں انجمن اخوان والمسلمین کی جانب سے جلسہ عام کرتے ہیں جس کے اندر ممالک اسلامی کے مختلف حضرات شرکت کرتے ہیں۔ وفد کے ارکان کو بھی مدعو کیا گیا۔ اراکین وفد نے اس جلسہ میں جو گویا مؤتمر اسلامی کی ایک شان پیدا کر رہا تھا شرکت کی اور مصر کے اس زعیم و قائد کی تمام تحریکات کا علم حاصل کیا جس قدر بھی زعما وہاں موجود تھے سب سے تبادلہ خیالات ہوا۔ موضوع پاکستان پر سیر حاصل گفتگوئیں ہوئیں۔ سب نے اظہارِ ہمدردی فرمایا۔ مطبوعہ بیان کی کاپیاں جو ہمارے ساتھ تھیں وہ کافی تعداد میں تقسیم ہوئیں۔

وفد کی طرف سے زعما کو دعوتیں: منیٰ سے واپسی کے بعد اراکین وفد نے ممالک اسلامیہ کے زعما کو مختلف مواقع پر رُباط مُلّا طاہر سیف الدین اور اپنی قیام پر چائے کے لیے مدعو کیا تا کہ یکجائی طور پر مقاصد پیش کر سکیں اور ان حضرات کی اعانت حاصل ہو۔

الحمدللہ کہ زعمائے عالم اسلامی نے ان دعوتوں میں شرکت فرمائی اور ہمارے مسائل اور اغراض میں اپنی دلی ہمدردیوں کا تقریروں کے اندر پوری قوت سے اظہار کیا۔ دعوتوں میں ممالک اسلامیہ کے جو حضرات شریک ہوئے ان میں کے خاص خاص اسماء حسب ذیل ہیں:

الاستاذ شیخ نجیب سراج مدرسۃ الولایہ (حلب)، شیخ سعید الحافظ (دمشق)، شیخ درویش العجلانی (دمشق)، شیخ عارف عثمان (دمشق)، شیخ محمد امین الاتاسی (حمص)، شیخ نہاد الملک (حماء)، شیخ درویش بک المعظم (دمشق)، شیخ عبدالحمید سعد (حماء)، شیخ نجیب الناطور محکمہ شریعہ (بیروت)، شیخ شخ بکر کرامہ (مصر)، شیخ نصوح البارددی (لبنان)، شیخ واصف بکر کرامہ (مصر)، شیخ مصطفیٰ یافی (بیروت)، شیخ سمیع (مصر)، شیخ عبدالحمید الحسینی (دمشق)، شیخ سلیم الحداد (سوریا)، شیخ شمسی (دمشق)، شیخ زکی زعبول (بیروت)، شیخ نجیب (حلب)، شیخ الاستاذ شیخ حسن بنا (قائد مصر) (مصر)، شیخ محمد جید (حمص)، شیخ مفتی احمد طاہر (سوڈان)، شیخ عبدالنافع سباعی (حمص)، شیخ سیّد شمس المامور عبدالحمود احمد ناصر (سوڈان)، شیخ ابراہیم ناطور (سوڈان)، شیخ محمد عثمان ابراہیم النعیم (سوڈان)، شیخ محمد حامد (حماء)، شیخ عثمان مصطفیٰ تاجر (سوڈان)، شیخ محمد علی مراد (حماء)، شیخ توفیق آفندی حسن پاشا مہندس (سوڈان)، شیخ محمد جندل (حمص)، شیخ حسن آفندی مفتش (مصر)، شیخ ممدوح شبلی (دمشق)، شیخ حکیم پاشا عبدالعزیز آفندی (سوڈان)، شیخ اسمٰعیل آفندی (عراق)، شیخ محمود ابراہیم خطیب حلوان (مصر)، احمد فرخ اللہ مہندس (سوریا)، محمد صلاح رئیس التحریر جریدہ سوریا حلوان (مصر)، ابوسعید الحاج ناظر سکۃ الحدید (سوریا)، عیروض صحفی استاذ الکلیہ (حلب)، الاستاذ محمد عبداللہ البروک (مصر)، سیّد صالح وکیل الاخوان المسلمین (مصر)، عبدالباسط محمد علی حلوان (مصر)، فرحان سیّد ابوالعلا (امیوا مصر)، الاستاذ ابراہیم زغلول (مصر)، عبدالعزیز العلی تاجر (کویت)، الاستاذ عبداللہ موسیٰ تقے حلوان (مصر)

Marfat.com

الاستاذ حضرت حسن بنا مصری و حضرت علامہ یافی نے ہماری تقاریر کے بعد انتہائی گرم جوشی سے تحریک پاکستان کا استقبال کیا اور اپنی اپنی تقاریر میں وفد کو یقین دلایا کہ ہم لوگ اپنے اپنے مقامات پر جا کر تحریک پاکستان کو سمجھائیں گے اور مسلم لیگ سے اپنا رابطہ اتحاد قائم کریں گے۔ وفد کے ساتھ جو مطبوعہ بیان گیا تھا وہ سب کی خدمت میں پیش کیا گیا اور کافی تعداد میں کاپیاں ممالک اسلامی کے لیے دیدی گئیں۔ انشاء اللہ یہ اجتماع مستحکم اثرات قائم رکھیں گے۔

مصری ہوٹل میں دعوت شیخ ازہر سے ملاقاتیں: زعمائے مصر کی طرف سے مصری ہوٹل میں جو عظیم الشان دعوت ہوئی اراکین وفد کو بھی مدعو کیا گیا۔ اس موقع پر شیخ ازہر اور دوسرے اکابر وزعماء سے تفصیلی ملاقاتیں کی گئیں۔ اسی طرح جاوہ، افریقہ کے احباب کے جلسوں اور دعوتوں میں اراکین وفد شرکت کرتے رہے اور اپنے مقاصد کی تبلیغ میں مصروف رہے۔

شیبی صاحب کی بہیمیت، ایک ضعیفہ کو پھینک دیا، موت واقع ہوگئی: جیسا کہ ہم گزشتہ اوراق میں بیان کر چکے ہیں کہ شیبی صاحب نے بیت اللہ شریف کے داخلہ پر تین روپے کا ٹیکس لگا رکھا ہے اور وہ اس روپیہ کے وصول کیے بغیر کسی کو بیت اللہ شریف میں نہیں جانے دیتے۔ پنجاب کی طرف سے ایک ضعیفہ عورت زینہ پر دوسرے حجاج کے ساتھ چڑھ گئی۔ اس کے پاس اس وقت تین روپے نہ تھے۔ شیبی صاحب اور ان کے متعلقین نے اُسے اوپر سے نیچے پھینک دیا۔ ملتزم شریف کے نیچے فرش پر گر گئی سر پھٹ گیا۔ شفاخانہ پہنچائی گئی جہاں اس کا انتقال ہوگیا۔ کہا جاتا ہے کہ خاص ترکیبوں سے معاملہ کو بغیر سزا کے ختم کر دیا گیا۔

اراکین وفد کی وزیر مالیہ سے ملاقات: چونکہ اراکین وفد عریضہ کا مسودہ تیار کر چکے تھے اور تمام حالات پر الحمدللہ بصیرت حاصل ہو چکی تھی اس لیے ضروری ہوا کہ اب جلالۃ الملک سے ملاقات کا نظم کر لیا جائے۔ اس لیے صاحب المعالی جناب عبداللہ بن سلیمان وزیر مالیہ سے وفد نے ملاقات کی اور تفصیلی تبادلہ خیالات ہوا۔ وزیر موصوف نے آل انڈیا مسلم لیگ کو مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ اس نے بہترین افراد کا انتخاب کر کے اپنا وفد بھیجا۔ ہم لوگ چاہتے ہیں کہ آپ کے مفید مشوروں سے مستفید ہوں۔ تبادلہ سکہ کے اہم موضوع پر دیر تک تبادلہ خیالات ہوا۔ اس کے بعد طے ہوا کہ ۱۶ رنومبر کو جلالۃ الملک سے وفد کی ملاقات ہوگی۔

جلالۃ الملک سے وفد کی ملاقات، عریضہ کی پیشکش، مسلمانانِ ہند کو پیام: وفد کے تینوں ارکان ۱۶ رنومبر کی صبح کو ۱۰ بجے وزیر مالیہ کی معیت میں قصر جلالۃ الملک پہنچے۔ دربارِ شاہی میں چند منٹ کے بعد ہی بلا لئے گئے۔ الحاج جناب مولانا کرم علی و جناب الحاج مولوی عبدالرؤف صاحب عباسی مدیر حق کو بھی ہمارے ساتھ ہی ملاقات کے لیے بلا لیا گیا۔ اراکین وفد کو جلالۃ الملک نے اپنے برابر جگہ دی اور ابتدائی رسوم کے بعد اس دربار میں جہاں وزیر مالیہ، دیگر عمال و شیوخ موجود تھے وفد کی طرف سے عربی زبان میں جو عریضہ پیش کیا گیا اس کا لفظی ترجمہ اور بعد کے سوالات و جوابات درج ذیل ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بجناب جلالۃ الملک عبدالعزیز آل سعود والی نجد و حجاز!

کتاب کریم و سنت نبی مامون (ﷺ) کے مطابق ہم حسب ذیل معروضہ پیش کرتے ہیں۔

جلالۃ الملک! سب سے پہلے ہم رب العزت جل جلالہٗ کی اس زبردست عنایت کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں حرم شریف اور کعبہ معظمہ کی حاضری کی سعادت بخشی۔ اس کے بعد صمیم قلب کے ساتھ اس حکومت شاہانہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے دربار میں باریاب ہونے اور مسلمانانِ ہند کی طرف سے نیابتہ اور اس آل انڈیا مسلم لیگ کے وفد کی حیثیت سے یہ عریضہ پیش کرنے کی عزت بخشی جو ہندوستان کی سب سے زیادہ بلکہ واحد

Marfat.com

سیاسی نمائندہ جماعت ہیچو مستعمرین و کفار و مشرکین ہند سے آزادی حاصل کرنے کی ساعی اور ایسی حکومت اسلامی کی تشکیل کی فکر میں ہے جو کتاب و سنت کے قوانین پر مبنی ہوں۔ اور یہ سب قائد ملت مسٹر محمد علی جناح کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

جلالۃ الملک! ہم اس وقت ہندوستان کو ایسی اندوہناک حالت میں چھوڑ کر آئے ہیں کہ اعداء دین و ملت نے جابجا ظلم و ستم، قتل و غارت گری کا طوفان بپا کر رکھا ہے۔ مسلمانانِ ہند اس وقت چکی کے دوپاٹوں کے درمیان دانہ کی طرح پیسے جا رہے ہیں جس کے اسباب اور ہندوستان کے سیاسی حالات ہماری اس اپیل سے ظاہر ہیں جو ہم نے مسلمانانِ بلادِ اسلامیہ کی خدمت میں پیش کی ہیں (اور جس کی ایک کاپی عریضہ کے ساتھ بھی منسلک کر دی گئی ہے)

جلالۃ الملک! مسلمانانِ ہند جن مصائب سے اس وقت دوچار ہیں اور جس کی مدافعت کے لیے سرگرم کار اور جانوں کی بازی لگا چکے ہیں۔ اس کا اصل سبب صرف یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین و شعائر اسلام کی حفاظت کے متمنی ہیں تاکہ وہ دین پر قائم رہ سکیں اور ارکان اسلام و قوانین دینی پر پوری حریت کے ساتھ عمل پیرا ہو سکیں۔ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کے قلوب اپنے وطن سے محبت و تعلق کے باوجود ہمیشہ حرمین الشریفین کے نام اور کعبہ مطہرہ کے ذکر سے پھڑک اُٹھتے ہیں۔ جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ان میں معمولی درجہ کا مسکین بھی اپنی ضروریات زندگی کو کم کرتے ہوئے اپنی حلال آمدنی کا پیسہ پیسہ جمع کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ ندائے محبت پر لبیک کہے اور دعائے ابراہیم (فاجعل افئدة من الناس تهوى اليهم) کا مصداق بن کر بیت اللہ الحرام میں حاضری، فریضہ حج کی بجا آوری اور شرف زیارت مسجد نبوی (ﷺ) کی سعادت پائے۔

اغنیا و صحاب مال کو تو دنیوی اشغال کا ہجوم بسا اوقات مانع و خارج ہوتا ہے۔ لیکن مالی نقطہ نظر نے ادنیٰ اور اوسط درجے کا مسلمان اپنے جذبہ صادقہ دین میں ایک مجنون و عاشق کی طرح دیوانہ وار ارضِ حرم کی طرف دوڑتا اور بلبل کی طرح اس گلشن اور پروانہ کی طرح اس شمع پر اپنی جان قربان کرنے کے لیے بے چین رہتا ہے۔

جلالۃ الملک! ہمیں انتہائی مسرت ہے کہ حجاز مقدس قطاع الطریق، غارت گری و لوٹ مار سے محفوظ ہے اور لوگ مابین مکہ معظّمہ و مدینہ طیبہ سونا اُچھالتے ہوئے جاتے اور رہزنوں کا خطرہ قلب میں نہیں پاتے ہیں یہی وجہ ہے جس نے مسلمان عالم کے دلوں سے بالعموم اور مسلمانانِ ہند کے قلوب سے بالخصوص ان دیگر شکایات کو ایک گونہ بھلا دیا ہے جو ان کو بعض مسائل مختلف فیہ میں تھیں اور وہ جلالۃ الملک کے ہر ایسے حکم پر جو کتاب و سنت کے مطابق ہو سر تسلیم خم کرنے کے لیے تیار ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں اور ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ امن طریق کے قیام اور سلطنت کے نظام کے لیے دولت سعودیہ پر مصارف کا بار ہے اور بہت ممکن ہے کہ معاون ذہب اور پٹرول او کسٹم اور دیگر ذرائع وسائل آمدنی سلطنت کے مصارف کے لیے ناکافی ہوں۔ ہم اس امر کا بھی یقین رکھتے ہیں کہ ارضِ حرمین محترمین کی حفاظت و حراست اور نظام سلطنت کی زبردست خدمت تمام مسلمانانِ عالم کے واجبات دینی میں سے ہے اور یقیناً ہر چھوٹے بڑے مسلمان کا فرض اوّلین ہے کہ اس امر عظیم کے لیے وہ بوجہ اللہ جان و مال کی ہر قسم کی قربانی کے واسطے ضرور حاضر رہے لیکن دوسری جانب ہمارے پیش نظر یہ امر بھی ہے کہ ان دیوانگان محبت کے لیے جو نشہ دینی و عشق الٰہی میں چور ہو کر عازم حرمین محترمین ہوں ہر قسم کی آسانیاں پہنچانا اور وابستہ محبت کو دیگر قیود سے آزاد رکھنا اور باب حرم کو ان کے لیے کھلا رکھنا بفحوائے ارشادِ خداوندی ان طهر بيتي للطائفين والعاكفين والركع السجود

Marfat.com

پاسبان حرمین محترمین کے فرائض دینی میں داخل ہے اور بحکم سواء العاکف فیه والباد باہر سے آنے والوں اور یہاں رہنے والوں میں مساوات قائم رکھنا لازم ہے اور شاید کہ قرآن عظیم میں عشر و زکوٰۃ کو ایسی حراست وحفاظت کی خدمات کی وجہ سے فرض کیا گیا ہو۔ چونکہ ہم زمانہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خلفائے راشدینؓ و تابعین مہدیؒ تک خیر القرون میں کہیں بھی اس کا ذکر نہیں پاتے جس کو آج کوشان کے ٹیکس اور سوم حکومت کے نام پر بیت الحرام میں باہر کے آنے والوں سے لیا جاتا ہے۔

نیز اس سلسلہ میں ہم جلالۃ الملک ہی کے ان کلمات کو نقل کرتے ہیں جو جلالۃ الملک نے حجاز میں داخل ہوتے وقت ارشاد فرمائے اور دیوان جلالۃ الملک نے اس کی اطلاع اپنے برقیہ مورخہ ۱۰/۱ اکتوبر ۱۹۲۴ء میں زعیم ملت مولانا شوکت علی مرحوم کو حسب ذیل الفاظ میں دی۔

جلالۃ ملک کا بیان: ''ہم نے حجاز مقدس میں صرف اس لیے دست درازی کی ہے کہ اسلامی مقامات کو غیر مسلم مداخلت سے محفوظ رکھ کر عبادت میں سہولت بہم پہنچائیں اور حجاج کو آرام دے کر تمام دُنیائے اسلام کے اطمینان کا باعث بنیں۔''

ہم جلالۃ الملک کے اس ارشاد کو بھی یاد دلاتے ہیں جو نجد سے مکہ معظمہ میں تشریف آوری کے وقت علماء و کبراداعیان کے مجمع میں فرمایا اور جس کا خلاصہ رئیس دیوان جلالۃ الملک نے مرحوم مولانا شوکت علی کو ۲۳ رنومبر ۱۹۲۴ء کے برقی ذریعہ پہنچا۔

میری غرض ظالمانہ ٹیکس دور کرنا ہے: ''قرآن کریم کے ارشاد اور سنت نبوی (ﷺ) پر عمل کرتے ہوئے اعلان کرتا ہوں کہ میں مکہ معظمہ پر قبضہ کرنے نہیں جارہا ہوں بلکہ اس ارض مقدس پر قدم رکھنے والوں کو مظالم اور نا قابل برداشت ٹیکسوں کی مصیبت سے نجات دلانے جارہا ہوں کہ شریعت خداوندی کا احیاء کروں اور اپنی قوتِ بازو سے احکام الٰہی نافذ کروں۔ اب مکہ معظمہ میں بجز شریعت کوئی سلطان نہ ہوگا۔ سب کو شریعت کی پابندی لازم ہوگی۔''

جلالۃ الملک! علمائے معاشیات کے اس نظریہ کے ماتحت ضروریات حیات کا جس قدر نرخ کم ہوگا اور وصولی میں آسانی ہوگی۔ خریداری زائد اور نفع معقول ہوگا۔ حج پر بھی جس قدر مصارف کم ہوں گے حجاز کی راہ میں جتنی آسانیاں پیدا ہوں گی ان کو اخلاقِ نبوی واتباع سنت اور اسلام کے برگزیدہ شائع پر عمل کے سبب مسلم کامل کا نمونہ بنائیں گی۔ نیز حجاج کی کثرت سے حرمین محترمین کی تجارت میں ترقی ہوگی، اور تبرعات وخیرات اور جو مال کہ حجاج یہاں صَرف کریں گے اس سے اہالی ملک اور خود سلطنت کو بھی بیش از بیش فوائد حاصل ہوں گے۔

جلالۃ الملک! اگر چہ یہ اجتماع بغرض عبادت ہوتا ہے لیکن مسلمانانِ عالم کو زنجیر اتحاد میں وابستہ کردینے کا یہی واحد ذریعہ ہے۔ اور وحدت اسلامی کا اسی میں راز مضمر ہے اگر مسلمانانِ عالم توجہ کریں تو شریعت غرّا کی روشنی میں سیاسی علمی معاشی امور میں تبادلہ خیال کرتے ہوئے حج سے بہترین فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ امر بہت زیادہ غور طلب ہے کہ کفار و ملاحدۂ عالم بالعموم اور وہ مستعمرین جو بلادِ اسلامیہ ان کے قبضہ میں آچکے ہیں بدقسمتی سے ہندوستان نہی ملکوں میں سے ایک ہے۔ بالخصوص مسلمانوں کے اس اجتماع میں اپنے لیے خطرۂ عظیم محسوس کرتے ہیں اور اس کو معاندانہ نظروں سے دیکھتے اور موت کی طرح اس سے ڈرتے اور اس کی راہ میں روڑے اٹکانے کی فکر کرتے رہتے ہیں کہ اگر اس کو روک نہ سکیں تو کم از کم آنے والوں کی تعداد ہی کو کم کردیں۔ نظر برآں اگر وہ تفریق بین المسلمین کے ماتحت حجاج بیت اللہ کو روکنے یا اس اجتماع کو معطل کرنے یا حجاج کی تعداد گھٹانے یا دولت سعودیہ کو حجاج سے...... جو نفع ہوتا ہے اور مسلمان عالم اس ٹیکس دینے پر راضی وخوشی ہیں اپنے ارادوں کی تکمیل کے لیے حجت بنائیں اور اپنے ممالک کے آنے والوں پر ٹیکس لگائیں اور خدانخواستہ اپنے

Marfat.com

ارادوں میں کامیاب ہو جائیں تو ظاہر ہے کہ حسب دلخواہ آسانی کے ساتھ اس فرض کا ادا کرنا مسلمانانِ عالم کی استطاعت سے باہر ہو جائے گا۔ جو اس قدر محاصل کے زیر بار نہیں ہو سکتے اور عشاق اپنے جذبہ عشق کے ماتحت تڑپتے رہ جائیں گے اور حکومت حجاز اہالی حرمین محترمین ان تجارتی و مالی فوائد سے محروم ہو جائیں گے جو ان کو ہر سال ہوتے ہیں۔ اسی طرح دشمنانِ اسلام کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ حجاج کی تعداد کم سے کم رہ جائے گی۔ اس میں شک نہیں کہ ان کا گناہ انہیں کفار و ملاحدہ پر ہوگا جن کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا: ان الذین یصدون عن ذکر اللہ اور دوسری فرمایا و من اظلم ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ و سعی فی خرابھا۔

ملک جلیل عربی! ہمیں یاد ہے عرصہ ہوا کہ حکومت ہند نے اس قسم کا ارادہ کیا کہ ہر حاجی پر ٹیکس لگائے چونکہ حکومت جانتی تھی کہ اس قسم کے ٹیکس سے ادائے فریضہ میں رکاوٹ یا دِقتیں پیدا کی جا سکتی ہیں اس وقت مسلمانانِ ہند کی طرف سے علمائے دین کی قیادت میں سخت احتجاج کیا گیا۔ اس ٹیکس کی حرمت پر فتاویٰ دیئے گئے بعض ائمہ سلف نے تو اس باب میں یہاں تک فرمایا جیسا کہ فتاویٰ ظہیریہ میں منقول ہے کہ وللقادر علی الحج ان یمنع بسبب المکس جو شخص حج پر قدرت رکھتا ہو اگر حج پر ٹیکس لیا جائے تو اسے حج سے روک دیا جائے۔

بالآخر حکومت ہند کو اس کی جرأت نہ ہوئی وہ حج کے آنے والوں پر کسی قسم کا کوئی ٹیکس لگائے یہاں تک کہ حجاج بیت اللہ کے پاسپورٹ پر بھی کوئی فیس نہیں لی جاتی اگر وہ اپنے ضلع سے حاصل کرے۔ قرنطینہ کامران کے نام سے جو جزوی رقم لی جاتی ہے وہ بھی زیر غور ہے کہ حکومت ابتدائی منزل پر امتحان صحت و ٹیکہ وغیرہ ہونے کے بعد اسے کیوں لیتی ہے۔ ایک خاص اور اہم بات یہ بھی ہے کہ تمام اقوام عالم معاہدہ کلیسا اور دینی و تاریخی زیارت گاہوں پر حاضری دینے والوں کی راحت رسانی کے انتہائی انتظامات اور کرایوں میں خاص رعایتیں دیتی ہیں۔

جلالۃ الملک! ہمیں ڈر ہے کہ اجنبی حکومتیں جلالۃ الملک کے معین کردہ ٹیکسوں کو اپنی غرض کے لیے حجت نہ بنالیں اگرچہ دول اسلامیہ کے باشندے اس اندیشہ کو اپنے دل و دماغ میں نہ لاتے ہوں لیکن مسلمانانِ ہند جو ابھی تک غیر مسلم حکومت کی ماتحتی میں ہیں انہیں یہ خطرہ دامن گیر ہے اسی لیے مسلمانانِ ہند و ملایا، جاوا، افریقہ اور ان تمام بلاد کے مسلمانوں کی طرف سے جن پر غیر اسلامی حکومتیں مسلط ہیں آپ کی خدمت میں ملتمس ہیں کہ حق مطوفین و زمازمہ وسائل خیریہ کے ساتھ ساتھ باسم رسوم حکومت باہر سے آنے والے حجاج سے جو ٹیکس لیا جاتا ہے اس پر نظر ثانی کریں اور آپ کی حکومت ذرائع و وسائل آمدنی کی دوسری تدابیر پر غور کرے اور یہ بہت آسانی سے ممکن ہے اگر ان اہل علم کو جو علوم حیات و معیشت میں دستگاہ رکھتے ہیں اس خدمت پر مامور کیا جائے۔

ہماری یہ گزارش مکرمت خسروانہ پر اعتماد کرتے ہوئے محض بطریق استرحام ہے اور جلالۃ الملک کو مسلمانانِ عالم کے ساتھ جو رابطہ خاص ہے اس کی بناء پر ہمیں قوی اُمید ہے کہ اس باب جلالۃ الملک کا جواب شاہانہ ان ٹیکسوں کی معافی اور لازمی راحتیں بہم پہنچانے کے اعلان کی صورت میں ہوگا۔

جلالۃ الملک! حرمین محترمین کی سرزمین پر قدم رکھنے کے بعد حجاج کا واسطہ اولاً مطوفین سے ہوتا ہے اس میں شک نہیں کہ یہ سلسلہ زمانہ قدیم سے جاری ہے اور چونکہ مطوف ان ضیوف الٰہی کے لوازم و ضروریات میں ان کی خدمت بجالاتے ہیں اس لیے ھل جذاء الاحسان الا الاحسان کے مطابق حاجی بھی اپنی مقدرت کے مطابق نذر و ہدایا پیش فرماتے ہیں۔ لیکن نہایت افسوس ہے کہ بعض مطوفین نے اس خدمت شریفہ کو پیشہ اور حرفہ بنا لیا ہے اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ بعض حجاج کو مطوفین کے ہاتھوں

Marfat.com

انتہائی تکالیف کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ مالی نقصان روحانی تکلیف علیحدہ ہوتی ہے۔ بالخصوص ان مطوفین سے جو اصحاب تقریر ہیں۔ (بعض خاص قوموں بستیوں کے لیے مخصوص مطوف ہیں کہ حاجی ان کے سوا کسی کو مطوف نہیں بنا سکتا یہ اصحاب تقریر کہلاتے ہیں) پھر ایک مصیبت اور ہے کہ اگر حاجی شیخ المطوفین کے پاس اپنے مطوف کی شکایت لے جاتا ہے تو وہ ہم جنس ہونے کے سبب مطوف کی حمایت کرتا ہے اور حاجی و مطوف کا فیصلہ عدل و انصاف سے نہیں کرتا۔ اس موقع پر ہمیں بے حد مسرت ہوئی کہ جلالۃ الملک نے اس سال خصوصیت کے ساتھ ایک عہدہ ''مدیر شیون الحج'' قائم فرما دیا ہے کہ وہ حجاج کے معاملات کی دیکھ بھال کرے۔ مگر ہم اس سلسلہ میں مزید اس قدر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مدیر شیون الحج کی سیادت میں ایک اعزازی کمیٹی اور بنائے جائے جس میں مختلف ملکوں کے ان مہاجرین میں سے متقی و پرہیزگار نمائندے اس طرح شامل کیے جائیں کہ ایک جاوا کا، ایک ملایا کا، ایک افریقہ کا، ایک مصر کا، ایک سوریا، ایک عراق کا، ایک ہندوستان کا، تاکہ یہ ارکان اپنے اہل وطن کی آواز پہنچا سکیں اور اپنے اہل وطن سے متعلق تجاویز ان کی خدمت میں پیش کر سکیں اور رئیس ادارہ بحیثیت مدیر عامہ شیون الحج یہ سب تجاویز جلالۃ الملک کی خدمت میں پیش کر سکیں۔

ہم عرض کر چکے ہیں کہ حکومت ہند نے اس آخری دور میں اسی اصول پر ایک اعزازی کمیٹی مسلم ارکان مرکزی اسمبلی بنائی کہ وہ معاملات حج اور حجاج کی راحت رسانی و نقل و حرکت جہاز پر سوار ہونے تک کے جملہ معاملات پر نظر رکھے۔

ہمیں یقین ہے کہ جلالۃ الملک کو حجاز میں اس قسم کے قابل افراد کے انتخاب میں کوئی دقت نہ ہوگی۔

جلالۃ الملک! انتہائی ہمدردی و اخلاص کے باعث ہم چند اور اُمور خدمت سامی میں پیش کرتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ یہ امور اب تک آپ کے کانوں میں نہ پہنچے ہوں گے ورنہ اس کا ازالہ فرما دیتے۔

(الف) کعبہ معظمہ کا دروازہ کھولنے کے بعد حاجی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ملتی جب تک کہا یک معینہ رقم نہ پیش کر دے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ طریقہ نہایت نامناسب اور شرعاً ناجائز ہے۔ یہی استلام حجر کے وقت بھی ہوتا ہے۔

(ب) جلالۃ الملک کے ارادۂ طواف بیت اللہ کے وقت پولیس کے سپاہی حجاج و طائفین کو بُری طرح بجبر قوت اور غایت بیدردی کے ساتھ مطاف سے نکالتے اور مطاف کو خالی کراتے ہیں ہمیں یقین ہے کہ جلالۃ الملک کی حفاظت نفس اور شاہانہ مقام کے اعتبار سے یہ ضروری سمجھا گیا ہو۔ اگر جلالۃ الملک کے ارادۂ طواف سے چند گھنٹے قبل لزوماً اس امر کا اعلان کر دیا جائے تو طواف کرنے والے جلالۃ الملک کے مسجد حرام میں پہنچنے سے قبل ہی مطاف کو خود بخود خالی کر دیں۔

(ج) آخر میں ہم یہ امر بھی آپ کے کان میں پہنچانا ضروری سمجھتے ہیں کہ مسعیٰ (صفا و مروہ کے درمیان سعی کی جگہ) میں موٹروں کا ہجوم و مرور اور پھر بازار مسعیٰ میں خریداروں کی زیادتی بالخصوص دو سبز ستونوں کے درمیان جہاں ہر حاجی کو دوڑنا پڑتا ہے سعی کرنے والوں کے لیے انتہائی تکلیف و تشویش کا سبب ہوتا ہے خصوصیت کیساتھ بوڑھے اور کمزور لوگوں کے لیے سعی کرنا انتہائی دشوار ہو جاتا ہے۔ ہمیں معلوم ہوا کہ جلالۃ الملک نے اس طرف خاص توجہ فرمائی ہے اور ہمیں اُمید ہے کہ اس باب میں جلالۃ الملک اپنا فرمان صادر کر کے حجاج کو اس تکلیف سے بچائیں گے۔

اس کے بعد ہم جلالۃ الملک کی خدمت میں اس جرأت تقدیم کی معافی طلب کرتے ہیں اور پوری توقع رکھتے ہیں کہ جلالۃ الملک ہماری گزارشات پر خصوصی توجہ کریں گے۔ آخر میں ہم خدمت گرامی میں ان نوازشوں اور مہمان نوازیوں کا شکریہ ادا

Marfat.com

کرتے ہیں جو ہمارے دوران قیام میں فرمائی گئیں اور سب سے آخر میں ہم ان اُمور کے عنوانات کی تکرار کرتے ہیں جو ہم نے پیش کیے ہیں۔

(۱) مسئلہ رسوم حکومت (ٹیکس) (۲) حجاج کے معاملات کی نگرانی اور شکایات سننے کے لیے مہاجرین و مقیمین میں سے ہر ہر ملک کے منتخب افراد پر مشتمل ایک کمیٹی کا (جلالۃ الملک کے ماتحت) تقرر (۳) داخلی کعبہ پر ٹیکس۔ استلام حجر کے وقت کی رشوت کا انسداد (۴) مطاف خالی کرانے کا انسداد (۵) مسعیٰ میں مرور سیارات (موٹروں کے گزرنے) کا انسداد۔

محمد عبدالحامد القادری بدایونی

محمد عبدالعلیم الصدیقی میرٹھی

شیخ محمد عبداللطیف

جلالۃ الملک کا جواب: وفد کے عرضیہ کے جواب میں جلالۃ الملک نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔ ''وفد نے اس عریضہ میں جو کچھ لکھا وہ حرف بحرف صحیح ہے اور میں اُس کے ایک ایک کلمہ سے متفق ہوں جن اُمور کی طرف وفد نے توجہ دلائی ہے میں انشاء اللہ اس پر عمل کروں گا۔ واللہ باللہ تاللہ ٹیکس اور جمرک (کسٹم) حرام ہے حرام ہے اور اس میں میرا کوئی حصہ نہیں اور میں اپنے نفس کے لیے اس میں سے ایک پیسہ بھی نہیں لیتا۔ (وزیر مالیہ عبداللہ بن سلمان کی طرف اشارہ کر کے کہا) میں نے منع کر دیا ہے کہ کوئی لقمہ حرام کا میرے نزدیک نہ آئے۔''

پھر فرمایا ''میں جانتا ہوں اور قطعاً جانتا ہوں کہ رسوم حکومت اور جمرک یقیناً حرام ہے مکث لینا قطعاً حرام حرام ہے۔ مگر میں وفد کے ارکان اور دنیائے اسلام سے کہتا ہوں کہ مجھے اس بلا سے چھڑاؤ یقیناً یہ بڑا گناہ ہے جو میرے سر پر ہے مگر میں کیا کروں مجھے ایسا کوئی طریقہ سمجھاؤ جس سے میں اس معصیت سے بچ جاؤں میں ان بلاد مقدسہ کی کس طرح حفاظت کروں۔ یہ روپیہ میں لے کر ان شیوخ پر تقسیم کرتا ہوں جو راستہ میں لوٹ مار کرتے تھے (جو شیوخ سامنے بیٹھے تھے ان کی طرف اشارہ کیا) اگر ایسا نہ کروں تو لوٹ مار کریں گے۔ یہ روپیہ مختلف ہستیوں پر تقسیم ہوتا ہے اور حجاج کی راحت کے سامان پر بھی خرچ ہوتا ہے میں پھر کہتا ہوں کہ ٹیکس کا لینا حرام ہے مگر ان شیوخ کو کثیر رقم دینے کا کہاں سے انتظام کروں۔''

وفد کا جواب: ہمیں خوشی ہے کہ جلالۃ الملک کو اس کی حرمت کا اقرار ہے جب یہ امر واضح ہے کہ ٹیکس لگانا حرام ہے تو یقیناً ارباب حل وعقد کا فرض ہے کہ وہ دوسرے ایسے وسائل پیدا کریں اور ایک ایسی حقیقت ترتیب دی جائے جس میں ماہرین مالیات و معاشیات شریک ہوں اور حجازی حکومت کے مالیہ کی ترقی کے ذرائع پیدا کریں۔ اور فعل حرام ترک کر کے ایسی صورتیں پیدا کریں جس سے ضروریات واخراجات کا محمود پہلو نکل آئے۔

اگر جلالۃ الملک پسند فرمائیں تو ہندوستان، مصر، شام، عراق وغیرہ کے افراد کو جمع فرمائیں اُن کے سامنے حکومت کے میزانیہ اور اس کی مدارت کو رکھیں تا کہ وہ غور کر کے مفید تدابیر پیش کریں۔ یہ مسئلہ تمام عالم اسلامی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے ہمارے نزدیک ہر ملک کے اربابِ بصیرت سے استفادہ رائے کرنا لازمی ہے بغیر اس کے فوری طور پر کسی حل اور اقتراحات وتجاویز کا پیش کرنا مشکل ہے۔ البتہ چند نقاط جو ہم نے غور وفکر کے بعد یکجا کیے ہیں انہیں کسی دوسرے موقعہ پر پیش کر سکتے ہیں۔

جلالۃ الملک کا جواب: ''بلادِ اسلامیہ میں کس کو بلایا جائے وہ دین سے بیگانہ اُن کے آپس میں اختلاف ہوتا ہے مؤتمر عمومی جس میں مولانا محمد علیؒ وغیرہ شریک تھے اس میں بھی ہم نے دیکھا کہ مسلمانوں میں اختلاف رہا۔''

وفد کا جواب: ''جب یہ معلوم ہو چکا کہ ٹیکس حرام اور سرمایہ کی ضرورت تو اب غور طلب امر یہ ہے کہ مصارف کو کس طرح کم کیا

Marfat.com

جاسکتا ہے۔اور جائز آمدنی حاصل کرنے کے کیا طریقے ہوسکتے آپ موقعہ دیجیے کہ دنیا کے اہل رائے اس پر غور کریں۔''

جلالۃ الملک کی گریز: جلالۃ الملک نے اصل مسئلہ سے گریز کرتے ہوئے فرمایا ''میں تو کہتا ہوں کہ آج مسلمان شراب خواری اور دوسرے حرام اُمور پر جس قدر خرچ کر رہے ہیں اگر وہ ترک کردیں اور وہ رقم حرمین شریفین کے اخراجات کے لیے دے دیں تو بھی یہاں کا کام چل جائے۔''

وفد کا جواب: ''یہ نقطہ پھر بھی محتاج غور ہے اور اس پر اس وقت فکر کی جا سکتی ہے کہ میزانیہ سامنے ہو اور بصحوائے لکل فن رجال (ہر کارے دہر مردے) جو ماہرین فن ہیں وہ اس پر غور کرکے یقیناً بہترین حل پیش کرسکتے ہیں۔اس باب میں کوئی نہ کوئی اقتراح نکال سکتے ہیں جس طرح معدنِ ذہب سونے کی کانوں اور پیٹرول کی آمدنی نکالی گئی۔اس طرح دوسرے ذرائع آمدنی نکلے جاسکتے ہیں۔''

جلالۃ الملک کا جواب: ''میں تو ارکان وفد سے کہتا ہوں کہ آپ سوچیے اور مجھے اس بلا (ٹیکس) سے نجات دلایئے آمدنی کا اضافہ کی صورت بتایئے میں مقروض ہوں امریکہ کا بسا اوقات تین تین ماہ کی ملازموں کی تنخواہیں نہیں دے سکتا۔مجھ پر قرضہ ہے۔موٹروں کی شراکت کے حالات پر غور کیجیے خطیر رقم امریکہ کو دی گئی ہے کہ جدید سیارات (موٹریں) منگائیں تاکہ حجاج کو راحت ملے مگر صرف رسوم حکومت (ٹیکس) کے متعلق ہیں مجبور ہیں آپ لوگ کوئی دوسرا ذریعہ آمدنی بتایئے۔''

وفد کا جواب: اگر جلالۃ الملک ماہرین فن کو مختلف بلاد سے بلائیں اور اس کا موقعہ دیں تو حل یقیناً نکل سکتا ہے۔اور اگر یہی ارشاد اصرار رہے کہ ہم ہی کوئی حل بتائیں تو انشاء اللہ دو ایک دن میں ہم اپنی تجاویز پیش کردیں گے اور اراکین وفد اپنا یہ فرض خوش اسلوبی سے انجام دیں گے کہ آپ کے اس پیغام کو ہندوستان اور دوسرے ممالک میں پہنچائیں ممکن ہے کہ کوئی عمدہ حل پیدا ہو جائے اور حجاج ٹیکس نہ دینے کی تکلیف اور ایک فعل حرام اور معصیت سے بچ جائیں۔

جلالۃ الملک کا پیام: ہندوستان کے مسلمانوں کو میرا پیام دیجیے کہ میری دعائیں اور ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں خدا اُنھیں اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

وفد کی واپسی: تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کی ملاقات کے بعد اراکین وفد واپس ہوئے۔دروازہ پر وزیر مالیہ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ آج آپ مجھ سے تفصیلی ملاقات کریں۔اراکین وفد نے مغرب کے بعد کا وقت تجویز کردیا۔

وزیر مالیہ سے وفد کی ملاقات اور گفتگو: ۱۶رنومبر کی شام کو بعد مغرب حسب وعدہ اراکین وفد وزیر مالیہ کے بنگلے پر پہنچے۔اور ملاقات شروع ہوگئی۔وفد کی طرف سے کہا گیا ''آج ملک کی ملاقات اور گفتگو سے ہمیں مسرت بھی ہوئی اور انتہائی رنج و تکلیف بھی۔''

وزیر مالیہ: تکلیف کیوں ہوئی؟

وفد کا جواب: خوشی تو اس امر کی ہوئی کہ ملک میں قبولِ حق کی بدرجہ اتم استعداد موجود ہے، وہ حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھ کر آزادانہ طور پر اظہارِ خیال فرماتے ہیں۔ٹیکس کی حرمت کا اقرار اور پھر حلف کے ساتھ اس کا اظہار کرنا اس طرزِ عمل سے ہمارے قلب پر گہرا اثر پڑا۔رنج اس سے ہوا کہ مالی نقطہ نظر سے حکومت سعودیہ اس قدر مجبوری کے عالم میں ہے کہ نہ صرف یہ کہ وہ ارتکابِ حرام پر مجبور ہے بلکہ دوسرے بھی اس کے حکم کے ماتحت اس پر مجبور کیے جارہے ہیں۔ہماری دلی تمنا ہے کہ حکومت قوی ہو اس لیے کہ حجاز مرکز اسلام ہے مصر و شام، عراق، ہندوستان کی ترقی و مضبوطی سے اگرچہ فی الجملہ مسلمانوں کی بھی ترقی ہے لیکن حرمین محترمین عالم اسلامی کے قلب کی حیثیت رکھتے ہیں اگر تمام اعضاء قوی ہوں تب بھی قلب کا ضعیف ہونا سبب ہلاکت ہوسکتا ہے۔جلالۃ الملک کا یہ فرمانا کہ مجھ پر اتنا قرض ہوگیا ہے کہ بعض اوقات اپنے ملازمین کو

Marfat.com

مہینوں تنخواہیں نہیں دے سکتا ہمارے لیے یہ جملے پتھر کی لکیر ہیں۔

وزیر مالیہ کا جواب: آپ حضرات کو اس قدر اثر نہ لینا چاہیے۔ انشاء اللہ بہتر ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ جلالۃ الملک کی طبیعت نہایت درجہ حق پسند ہے میں تو ان کے گھر کا پروردہ ہوں اور آج ۴۸ برس سے ان کی خدمت میں ہوں، میں جانتا ہوں اور یقیناً جیسا جلالۃ الملک نے فرمایا ان کا یہی حکم تھا کہ جمرک (کسٹم) اور ٹیکس کی رقم ان کے ذاتی خرچ میں نہ آئے بلکہ اس وقت آپ کو یاد ہوگا کہ کچھ شیوخ بیٹھے تھے اور ان کی طرف اشارہ کر کے انھوں نے فرمایا کہ ٹیکس کی رقم زیادہ تر شیوخ پر تقسیم کی جاتی ہے حقیقت یہ ہے کہ حجاز میں کوئی آمدنی کی صورت ہی نہیں ہے۔ پیٹرول اگر ہے تو نجد کے علاقہ میں سونا ہے تو نجد میں حجاز کے لیے جو اوقاف تھے ان کو وہاں کی حکومتیں کھا رہی ہیں۔ ترکی میں حرمین کے نام پر کتنے ایسے اوقاف ہیں جن پر حکومت نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اسی طرح عراق کی حکومت وہاں کے اوقاف پر قابض ہے۔ ان بدوین قبائل کو جیسا کہ جلالۃ الملک نے فرمایا اگر روپیہ تقسیم نہ کیا جائے تو پھر لوٹ مار شروع کر دیں گے۔ جلالۃ الملک نے جیسا کہ فرمایا آپ حضرات کوئی تجویز بتایئے امریکہ اور یورپ کے کنائس وغیرہ حکومت کے خرچ سے نہیں چل رہے ہیں بلکہ قوم اُن کی مدد کرتی ہے اور چندے دیتی ہے۔ حجاز کی بھی لوگوں کو اسی طرح مدد کرنی چاہیے۔

وفد کا جواب: اس میں شک نہیں کہ حجاز کی خدمت اس کی حفاظت مسلمانانِ عالم کا فرض ہے اور جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے، مسلمانانِ عالم خدمت حرمین سے کسی وقت غافل نہیں اور خصوصیت کے ساتھ ہندوستان اپنے حصہ کے ادا کرنے میں کسی ملک کے پیچھے نہیں رہا ہے آج بھی اگر ہندوستان سے مطالبہ کیا جائے تو وہ ہر خدمت کے لیے تیار ہو جائے گا۔

آپ جیسی وسیع معلومات رکھنے والے پر روشن ہے کہ اس قسم کی امداد کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ اوّلاً یہ کہ دینے والے کو صحیح اور حقیقی ضرورت کا علم ہو۔ ثانیاً یہ کہ اُسے اعتماد حاصل ہو کہ اس کی امداد صحیح مصرف پر صرف کی جائے گی۔ تحریک خلافت کی مثالیں انہیں یاد ہیں کہ جزیرۃ العرب کی آزادی وتحفظ کی خاطر انہوں نے لاکھوں روپیہ دے ڈالا لیکن جب مسلمانوں کے سرمایہ میں کچھ لغزشیں ہوئیں تو مسلمانوں پر بُرا اثر ہوا مگر پھر بھی مسلمان حرمین محترمین کے لیے سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن مسلمانانِ عالم کو پہلے حجاز کی تمام ضروریات تو معلوم ہوں اور وہ آمد وخرچ اور میزانیہ سے کماحقہ واقف ہو جائیں اور سابق اخراجات کی نوعیت کا انہیں تفصیل سے علم ہو جائے۔ ثالثاً معاف فرمایا جائے لوگوں کو کامل اعتماد نہیں ہے کہ جو رقم جس مصرف کے لیے حجاز کو دی جائے گی وہ اس کام پر بھی صرف ہوگی یا نہیں بلکہ بڑی حد تک جو واقعات سامنے آتے ہیں ان سے یقین ہو گیا ہے کہ ہماری رقم کا مصرف صحیح نہ ہوگا۔

بصورت بترع امداد کی صورت بھی اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جبکہ ہر ملک کا نمائندہ یہاں موجود ہو۔ آمد وخرچ پر تفصیل سے نظر ڈالی جائے میزانیہ کی ترتیب میں نمائندگان حصہ لیں اور اپنے اہل ملک کو مطمئن کر دیں۔

بحالات موجودہ ذرائع ووسائل آمدنی کی صورت وہی ہے جو ہماری عرض داشت میں لکھا گیا ہے کہ بلادِ اسلامیہ سے ماہرین اقتصادیات بلائے جائیں وہ یہاں کے حالات کا موازنہ کریں اور وسائل آمدنی پر اپنی رپورٹ پیش کریں۔

تیسری شکل یہ ہے کہ یہیں کے مدبرین جمع ہو کر غور کریں اور تجاویز مرتب کریں۔

وزیر مالیہ نے پھر وفد کے ارکان سے اس کی تجاویز دریافت کیں، وفد نے تجاویز کے خاص خاص عنوانات اور اس کی تفصیلات بتائیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ تجاویز نہایت معقول ہیں بہتر ہوگا کہ آپ اپنے قائد مسٹر محمد علی جناح کے ذریعہ ان تجاویز

Marfat.com

کو عرب لیگ کے پاس بھجوائیں اور وہ عرب لیگ کے ذریعہ ہمارے یہاں بھیج دیں۔

وفد کا جواب: ہم نہیں سمجھتے کہ اس طویل مسافت اور بعید راستہ کو کیوں اختیار کیا جائے۔ ایک اقتصادی لائحہ عمل بنایا جائے۔ وہ اقتصادی لائحہ عمل ایک ایسی تجارتی کمپنی کے قیام کے لیے اساس بنے گا جس کے حصص تمام عالم اسلامی پر تقسیم کیے جائیں اور اس کمپنی کا راس المال ایک ہزار ملین ریال عربی ۱۰۰ کروڑ ہو۔ اور پہلی قسط ۱۰ کروڑ عربی ریال رکھی جائے۔ اس میں چند حصے اعزازی طور پر مصالح دینی وعمرانی حرمین محترمین اور میزانیہ حجاز کے لیے عالم اسلامی کے حساب پر مخصوص کیے جائیں۔ نیز تقسیم منافع میں بھی اس کے لیے ایک خاص حصہ مقرر کیا جائے۔

اس لمیٹڈ کمپنی کے تجارتی وسیع نظام میں حسب ذیل چیزیں آسکتی ہیں۔

۱۔ یہ کمپنی ایسے تجارتی جہاز بنائے جو اقطار عالم اسلامی سے موسم حج میں حجاج کو حجاز تک لانے لے جانے کے کام آئیں اور بعد میں تجارتی سامان کا کام کریں۔ آگے چل کر یہی جہاز بحری بیڑہ کا کام دیں۔

۲۔ مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ اور جدہ کے درمیانی یہ کمپنی ریل نکالے اور اس کی تعمیر کرے۔

۳۔ مختلف قسم کی صنعتیں جیسے بافت چمڑے کی مصنوعات قربانی کے گوشت کے تحفظ وغیرہ کا کام کرے۔

۴۔ مختلف فیکٹریاں قائم کرے۔

۵۔ کان کنی اور معادن کے متعلق تحقیقات کا کام بھی کیا جائے تاکہ بلادِ عربیہ کو زیادہ سے زیادہ منافع حاصل ہو اور اس کے منافع سے شیوخ اور ابنائے قبائل کو شرع اسلامی کے مطابق نقادی وغیرہ تقسیم کر کے ان کی زرعی و صنعتی حالت کو درست کیا جائے۔

اگر جناب کی توجہاتِ عالیہ سے یہ کام جاری رہا تو ہمیں یقین ہے کہ حجاز اور مملکت سعودیہ بہت جلد مساعدت کی طلب سے مستغنی ہو جائے گی جو وہ اُن اجنبیوں سے کر رہی ہے جو ان بلادِ مقدسہ کی بھلائی نہیں چاہتے اور جیسا کہ جناب والا کو معلوم ہے کہ تاریخ اس کی شاہد ہے۔ عرب کی عزت اسلام کی عزت ہے اُمت محمدیہ (ﷺ) کی آنکھیں اور ہمارے پیچھے ہندوستان کے مسلمان اُن نتیجوں کا انتظار کر رہے ہیں جن کا آپ فرمان صادر کریں۔

محمد عبدالحامد القادری بدایونی

عبدالعلیم الصدیقی

حکومت سعودیہ کا میزانیہ: حکومت سعودیہ کے میزانیہ کی دُرستی واستواری کے لیے وفد کی طرف سے جو گفتگو ہوئی وہ سابقہ اوراق پر ناظرین مطالعہ فرما چکے۔

اراکین وفد نے حکم کے آمد و خرچ کی تفصیلات سرکاری طور پر حاصل کرنا چاہئیں مگر وہ بعض وجوہ سے دستیاب نہ ہوئیں۔

البتہ خارجی طور پر انتہائی کوشش سے آمدنی کے جو اعداد مل سکے وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ عشروز کوٰۃ معدن اندھب، پیٹرول	۱۳ر ساڑھے تیرہ کروڑ
۲۔ حجاج سے ٹیکس کی آمدنی	۴ر کروڑ
کل	۱۷ر کروڑ

اگر صرف اسی آمدنی کو صحیح مان لیا جائے اور یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ صدقات، خیرات اوقاف سے کسی قسم کی آمدنی نہیں ہوئی تب بھی ۱۷ کروڑ کی آمدنی معمولی نہیں ہے۔ اگر ایک حکومت اور اس کے اطمینان اخراجات کی فراوانیوں اور اپنے ذاتی اخراجات اور موارث شاہی کے بے پناہ لوازمات و تعمیرات پر پانی کی طرح روپیہ نہ بہائیں تو یقیناً اس آمدنی کے اندر نظامِ سلطنت کو مضبوط سے مضبوط کیا جا سکتا ہے اور پبلک ضروریات بھی اچھے پیمانہ پر چلائی جا سکتی ہیں۔

Marfat.com

ہندوستان کی ریاستوں میں اسلامی ہند کی یادگار حیدرآباد دکن کی ریاست کی آمدنی بھی تقریباً حجازی حکومت کے مساوی ہے آج وہاں علمی اور دینی یونیورسٹی و کالج اور بیسیوں دوسرے شعبہ جات بہتر سے بہتر حالت میں جاری ہیں اور اعلیٰ ملازمین کی تنخواہیں بھی معقول ہیں۔ پھر پبلک کے دوسرے شعبہ جات کا نظام بھی بہتر سے بہتر پیمانہ پر جاری ہے اس کے بالمقابل حجاز میں نہ کوئی کالج ہے نہ یونیورسٹی نہ پبلک ضروریات کا خاطر خواہ نظم موجود ہے۔

حجاز کی آمدنی میں موٹروں، اونٹ کے کرایوں وغیرہ کی مدات کی تعداد بھی شامل کی جائے تو آمدنی میں معتد بہ اضافہ ہوگا۔

چونکہ ہمیں آمد و خرچ کی تفصیلات نہیں دی گئیں اس لیے ہم ان اجزاء پر اس سے زائد بحث کرنا نہیں چاہتے۔

یقیناً حکومت حجاز کی حالت ہر طرح قابل اصلاح ہے اور مسلمانانِ عالم یہ چاہتے ہیں کہ سرزمین حجاز جہاں کعبۃ اللہ ہے اس ارضِ مقدس اور وہاں کی حکومت کو زیادہ سے زیادہ قوی دیکھیں اور دنیا کے لیے ہر لحاظ سے بہترین نمونہ بن سکے۔

وفد جلالۃ الملک اور وزیر مالیہ اور دوسرے اعیانِ سلطنت کے اُن مواعید کے پورا ہونے کا انتظار کرے گا جو اس سے کیے گئے ہیں۔ اگر خدانخواستہ ان پر عمل درآمد نہ ہوا تو بلاشبہ مسلمانانِ ہند کا فرض ہوگا کہ وہ مناسب اقدامات شروع کریں۔

حجاج کے آرام و راحت کے متعلق وفد کی تجاویز: جن اہم اُمور و سائل کا تعلق براہِ راست جلالۃ الملک سے تھا وفد نے اُنھیں جلالۃ الملک کی خدمت میں پیش کیا۔ حجاج کے آرام و راحت کے متعلق وفد نے جو تجاویز مرتب کیں چونکہ ان کا تعلق صاحب العادہ جناب شیخ محمد سردار الصبان صاحب مدیر شیون الحج سے تھا اس لیے وہ ان کی خدمت میں پیش کی گئیں۔ ہمیں انتہائی مسرت ہے کہ ہماری تجاویز کو جناب مدیر صاحب نے قبول فرمالیا اور وعدہ فرمالیا کہ انشاء اللہ سال آئندہ میں ان پر ضرور عمل کیا جائے گا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ ہم نے حجاز مقدس کے اس سفر میں ہر قسم کے افراد و اشخاص کا بنظر غائر مطالعہ کیا لیکن شیخ محمد سردار الصبان صاحب کو اپنی بصیرت، معاملہ فہمی، حجاج کی تکالیف کے انسداد اور ان کے لیے سہولتوں کے فراہم کرنے میں بے مثل پایا ہمیں اُمید ہے کہ ممدوح شیون الحج کے مدیر کی حیثیت سے سال آئندہ تک ہماری تجاویز پر عمل درآمد کرانے میں کامیاب ہوں گے۔

وفد کی تجاویز: ایکسچینج (تبادلہ سکہ) جدہ کے ساحل پر اُترتے ہی منجملہ دیگر تکالیف کے ہر حاجی کو تبادلہ سکہ جات میں کافی نقصان ہوتا ہے حجاز میں کام کرنے والے بینک اور صراف ریال کا بھاؤ چڑھا دیتے ہیں۔ حج سے پہلے بھاؤ کم ہوتا ہے۔ ہمارے پہنچنے پر ہندوستانی حکومت کے سو روپے کے بدلے میں ۸۶ ریال ملتے رہے۔ اس طرح حجاج کو لاکھوں روپے کا خسارہ ہوتا ہے۔ ہماری تجویز ہے کہ حکومت سعودیہ ہندوستان کے سو روپے میں ۱۰۰/ ریال ہی دے۔

ا۔ (بعد بحث و مباحثہ قرار پایا کہ اگر حکومت ہند ہر حاجی کی رقم کو اپنے یہاں جمع کرکے پاسپورٹ کے ساتھ حج آفیسر کے دستخط سے ایک رسید دیدے کہ اتنی رقم حاجی سے وصول ہوئی تو حکومت سعودیہ حجاز میں پہنچتے ہی اس رسید پر اتنے ہی ریال ہر حاجی کو دیدے گی) ہمارے خیال میں یہ تجویز حجاج کے لیے مفید ہوگی کسی دوسری تجویز پر حکومت سعودیہ متفق نہیں معلوم ہوتی تجربتاً اگر اس تجویز پر عمل کرایا جائے تو مناسب ہوگا۔ اگر آئندہ دوسری تدابیر عمل میں لائی جاسکتی ہیں۔

۲۔ جدہ پر اُتر کر ہر حاجی کو انتہائی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ منجانب حکومت سعودیہ ساحل جدہ پر مدارس کے نوجوان طلبا کو پہلے سے تربیت دے کر مامور کیا جائے جن میں بنگالی، جاوی، کابلی، ہندوستانی جاننے والے طلبا ہوں۔ یہ طلبا بندگارہ پر حجاج کے سامان اُتروانے اور دیکھ بھال میں مدد

Marfat.com

کریں اور ان کے بازوؤں پر نشاناتِ خصوصی لگائے جائیں یہ طلبا کسٹم آفس میں گھنٹوں جو تکالیف ہوتی ہیں ان سے حاجیوں کو بچائیں۔ پولیس کی رشوت ستانی کا انسداد کریں، مطوفین کے مکانات کے پتے وغیرہ بتائیں اور حجاج کی دوسری ضروریات میں امداد کریں۔

۳۔ اگر حکومت سعودیہ پسند کرے تو ہم ہر سال ہندوستان سے تربیت یافتہ نوجوان بھیج سکتے ہیں جو یہاں کے انتظامات میں مدد دیں۔

۴۔ جدہ پر خصوصیت کے ساتھ انکوائری آفس کھولے جائیں جن کے اندر مختلف زبانیں جاننے والے موجود ہوں اور ان دفاتر پر جلی حروف میں بخط عربی اور اُردو ان کے نام درج ہوں۔

۵۔ ان دفاتر پر حاجیوں کے متعلق خاص خاص ہدایات ہر زبان میں درج کر کے لگائی جائیں اور اسی قسم کے آفس مکہ معظمہ، منیٰ، عرفات، مزدلفہ، مدینہ طیبہ میں بھی کھلے جائیں۔

۶۔ موسم حج سے قبل منجانب حکومت سعودیہ مختلف زبانوں میں ایسی کتابیں طبع کرا کر بھیجی جائیں جن میں مسائل حج، شرح اخراجات، ضروری ہدایات ہر مقام کے نقشے بھی شامل کیے جائیں تا کہ ہر حاجی اُن کو پڑھ کر معلومات حاصل کرے اور اخراجات کا صحیح اندازہ کر سکے۔

۷۔ موٹروں کے ڈرائیور (سواک) راستوں میں علی العموم ہر حاجی سے کرایہ کے علاوہ غیر معمولی رشوتیں لے کر پریشان کرتے ہیں اور پھر عربی نہ جاننے کے باعث وہ پریشان ہوتے ہیں اس لیے آئندہ ہر گاڑی پر ایک ایسا نگراں مقرر کرے جو حجاج کی زبان سے بھی واقف ہو اور ڈرائیوروں کی رشوت کا انسداد کر سکے۔

۸۔ روانگی کے وقت جو اجازت نامہ دیا جاتا ہے وہ بھی علی العموم ڈرائیور کے پاس ہی رہتا ہے جس کے وجہ سے بھی حجاج ستائے جاتے ہیں۔ آئندہ یہ ورق مرور بھی اُسی نگراں کی تحویل میں دیا جائے۔

۹۔ جدہ سے مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے راستے میں مہندسین اور ڈاکٹروں کی موٹریں زیادہ تعداد میں گشت کرتی رہیں تا کہ درمیان راہ میں جو حادثات پیش آتے ہیں ان کا فوری حل ہو سکے۔ ان موٹروں پر نمایاں نشان ہو اور عربی اُردو میں عبارت تحریر کر دی جائے۔

۱۰۔ منیٰ، مزدلفہ، جدہ، مدینہ طیبہ میں لیڈی ڈاکٹرنیاں بھی مقرر کی جائیں تا کہ وہ بروقت خواتین کی امداد کر سکیں۔

۱۱۔ مطوفین، پولیس، حجاج کے مابین جو ہنگامے ہوتے ہیں ان کا فوری طور پر تدارک کرنے کے لیے حرم شریف کے قریب ایک ہنگامی عدالت قائم کی جائے جو معاملات و نزاعات کا تصفیہ کرے۔

۱۲۔ دیکھا جاتا ہے کہ بعض مطوفین ضرورت سے زیادہ حاجیوں کو تنگ کرتے ہیں۔ پھر بھی حاجی ادنیٰ رائے اصل کر کے کسی دوسرے کو اپنا مطوف نہیں بنا سکتا ضرورت ہے کہ ایسا قانون بنایا جائے کہ ہر حاجی آزاد ہو جسے چاہے اپنا مطوف بنا لے اور علاقہ داری، صوبہ جاتی قید سے رہا ہو جائے۔

۱۳۔ بعض وکلائے مطوفین مسائل حج سے باخبر نہیں ہوتے۔ دعاؤں میں صحت الفاظی کا خیال نہیں کرتے اس لیے آئندہ سے ہر وکیل کے لیے لازم کیا جائے کہ وہ کچھ دنوں کورس پڑھ کر سند حاصل کرے۔

۱۴۔ حجاج کو احکامِ حج اور دوسرے ضروری اعلانات سے باخبر کرنے کے لیے حرم شریف میں اور اس کے باہر مختلف مقامات پر آلہ نشر صوت نصب کیے جائیں۔

۱۵۔ منیٰ مزدلفہ، مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ میں مکانات کے علاوہ چند ہوٹل کھولے جائیں جہاں ضروریات کا سب سامان موجود

Marfat.com

ہوتا کہ حجاج کرایہ دے کر آرام پائیں اور سامان کی زیادتی سے بچ جائیں۔

ہم آخر میں حضرت مدیر ممدوح کا پھر شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ان تجاویز کو منظور فرمایا۔ اور ہمیں ان تجاویز کے متعلق اپنا ایک مکمل بیان بھیجنے کا وعدہ کیا جو ہمیں واپسی مدینہ منورہ تک موصول نہ ہو سکا۔ عنقریب موصول ہو جائے گا۔ اور وہ ہم کو ان امور کے متعلق وقتاً فوقتاً اطلاعات روانہ فرماتے رہیں گے۔

سفر طائف: تین دن کے لیے اراکین وفد طائف شریف گئے تاکہ اس تاریخی مقام کی زیارت کریں جہاں حضرت ختم رسالت ﷺ نے تبلیغ دین کی خاطر پتھر کھائے اور جہاں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا مزارِ مبارک ہے۔ طائف شریف حجاز کا سرد پہاڑی مقام ہے جہاں حجاز والے موسم گرم گزارتے ہیں۔ یہاں وہ عالیشان محل بھی دیکھا جو جلالۃ الملک کے صاحبزادے کے لیے تعمیر ہو رہا ہے اور جس پر پانی کی طرح روپیہ بہایا جا رہا ہے۔

حرم شریف میں دعائیہ جلسوں کا انتظام: طائف شریف سے واپسی پر اراکین وفد نے حرم شریف میں مصلّٰے حنفی کے اندر دعائیہ جلسوں کا انتظام کیا۔ ۲۴ رنومبر لغایت ۲۸ رنومبر روزانہ دعائیہ جلسے ہوتے رہے۔ دعا کے ساتھ ساتھ مسلمانانِ ہند کے مسائل بھی بیان کیے گئے۔ پاکستان کی وضاحت کی گئی۔ ان جلسوں کا الحمدللہ بہت اچھا اثر ہوا۔

ہندوستانی حجاج کی ضروریات میں امداد: اراکین وفد اگرچہ اہم معاملات میں مصروف تھے مگر اپنے اشتغال کثیر کے باوجود ہندوستانی حجاج کی تکالیف کے انسداد کا بروقت جو علاج کر سکتے تھے اس سے غافل نہ رہے اور جو اہم واقعات ان کے علم میں لائے گئے ان پر حکومت سے مل کر تبادلہ خیالات کیا اور امداد پہنچائی۔

جدہ سے جس وقت مغل لائن کے چند جہازوں کے طوفان سے خراب ہونے کی خبر آئی اور حجاج پریشان ہوئے تو قائداعظم محمد علی جناح اور مسٹر لیاقت علی خاں صاحب کو بذریعہ برقیات توجہ دلائی اور مغل لائن والوں سے برابر گفتگو جاری رکھی۔ وائس قونصل حکومت ہند سے حجاج کی سہولت کے لیے جو ممکن کوششیں ہو سکتی تھیں کیں۔

جلالۃ الملک سے آخری ملاقات اور ہندو مسلمانوں کے نام پیام: ۳ ردسمبر کو اراکین وفد آخری بار جلالۃ الملک سے رخصتی ملاقات کے لیے ملنے گئے ان کی مہمان نوازی اور توجہات کا شکریہ ادا کیا۔ جلالۃ الملک نے اس آخری ملاقات میں یہی فرمایا۔

''مسلمانانِ ہند کو میری طرف سے پیام دیدیجیے کہ میری ہمدردیاں اور دعائیں تحریک پاکستان کی کامیابی کے ساتھ ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کو ہندوؤں سے بالکل اسی طرح کے قصانات ہوں گے جیسے فلسطین میں یہودیوں سے عربوں کو ہوئے۔ مسلمان قطعاً نہ گھبرائیں جرأت ہمت سے کام کیے جائیں خدا اُن کی مدد ضرور کرے گا۔''

وفد مصافحہ کے بعد واپس ہوا۔

دیوان جلالۃ الملک کی طرف سے نوابزادہ صاحب کے نام مکتوب: دیوان جلالۃ الملک کی طرف سے نوابزادہ صاحب کے نام ایک خط دیا گیا جس کا مضمون دہلی آکر معلوم ہوا۔ حسب ذیل ہے۔

جناب مکرم لیاقت علی خاں صاحب! خدا آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

مجھے جناب کا خط ۸ ر اکتوبر ۱۹۴۶ء جو آل انڈیا مسلم لیگ کے موقر وفد کے ہاتھ بھیجا گیا تھا موصول ہوا۔ وفد مذکور نے مناسک حج کو ادا کیا اور اسی دوران میں جلالۃ الملک اور اہلیانِ سلطنت کی طرف سے پوری مہربانی اور عزت سے نوازا گیا۔ جلالۃ الملک سے وفد کی ملاقات کے وقت بیت الحرم میں داخل ہونے والے مسلمانوں کے حالات کے متعلق گفتگو ہوئی اور جلالۃ الملک

Marfat.com

نے وفد کو بتا دیا ہے کہ وفد کی تجاویز جلالۃ الملک کی طرف سے عنایاتِ لازمہ کے ساتھ نوازی جائیں گی۔

ہمارے سلام کو قبول فرمائیے۔

دستخط

رئیس دیوان جلالۃ الملک

جدہ پر گودی اور میٹھے پانی کا انتظام: روانگی مکہ معظمہ سے قبل ہمیں یہ مسرت افزا خبر ملی کہ جلالۃ الملک نے حجاج کی تکالیف کا احساس کر کے جدہ پر گودی جانے اور پیر فاطمہ سے جدہ تک میٹھے پانی لانے کا انتظام کرنا طے کر لیا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ خود متعدد بار جدہ تشریف لائے مہندسین کو با اوقات مختلف بلا کر مشورے ہوئے اگر ایسا نظم ہو گیا تو حجاج کی بہت سی تکالیف میں کمی ہو جائے گی۔

وزیر مالیہ اور مدیر شیون الحج سے آخری ملاقاتیں: صاحب المعالی جناب عبداللہ بن سلیمان وزیر مالیہ اور جناب شیخ محمد سردار الصبیان مدیر شیون الحج سے آخری ملاقاتیں کی گئیں اور اراکین وفد نے مدینہ طیبہ کی واپسی کے عزم سے مطلع کر دیا۔ واپسی اور مدینہ منورہ میں قیام وغیرہ کے انتظامات میں ہمارے لیے ہر ممکن سہولت بہم پہنچائی گئی۔

مدینہ طیبہ کا قیام حرم نبویہ میں جلسہ دُعائیہ: صوبہ بہار کی متوحش خبریں برابر مل رہی تھیں۔ ضرورت تھی کہ مدینہ منورہ میں بھی احباب سے تبادلہ خیالات کے بعد حرم نبویؐ میں مناسب جگہ پر جلسہ یوم الدعا کا نظم کیا جائے۔ چنانچہ ۱۲/ دسمبر ۴۶ء کو باب مجیدی کے سامنے جلسہ کا نظم کیا گیا اور کافی اشاعت کی گئی۔ جلسہ بعد نمازِ عشاء شروع ہوا، اراکین وفد نے مدنی تاجدار محبوب کردگار (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور میں مسلمانانِ ہند کی طرف سے استغاثہ کیا۔

جلسہ میں کافی تعداد شریک ہوئی اور اچھے اثرات پیدا ہوئے۔

ارکانِ وفد نے دار الصناعۃ (حیدرآباد دکن) دار الایتام، انجمن نہر زرقا کے جلسوں میں شرکت کی اور ان جلسوں میں بھی مسلمانانِ ہند کے حالات اور پاکستان پر تبصرہ کیا۔

احقر آٹھ دن کے قیام و حاضری مدینہ منورہ کے بعد واپسی کے ارادہ سے جدہ آیا۔ مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی گیارہ ہفتہ مزید مدینہ منورہ میں مقیم رہیں گے اور اس کے بعد مصر وغیرہ جائیں گے۔ شیخ عبداللطیف صاحب جدہ سے بذریعہ طیارہ عراق ہو کر بمبئی واپس ہوئے۔

حکومت سعودیہ اور اس کے عمال کا شکریہ: آخر میں ہم پھر ایک بار صمیم قلب کے ساتھ حکومت سعودیہ کی مہربانی اور الطاف شاہانہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ وزیر مالیہ جناب عبداللہ بن سلیمان کی عنایات و توجہات کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں۔

صاحب العادہ جناب شیخ محمد سردار الصبان صاحب مدیر شیون الحج کی عنایات کو تو ہم کسی طرح فراموش ہی نہیں کر سکتے۔ انھوں نے اراکین وفد کے کام میں جس قدر سہولتیں بہم پہنچائیں اور تسہیل حجاج کے پروگرام اور تجاویز میں جس بلند آہنگی کے ساتھ لبیک فرمایا اور آئندہ عمل کرانے کا وعدہ کیا ہم قلب صمیم کے ساتھ شکریہ پیش کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ وہ ہم کو ہماری تجاویز پر جو عمل ہوتا رہے گا اس سے مطلع فرمائیں گے۔

جدہ کا ہندوستانی قونصل آفس: ہم نے جدہ میں آتے جاتے چند یوم قیام کیا جہاں اور تکالیف دیکھیں وہیں، اس مسئلہ پر بھی غور کیا کہ قونصل خانہ حکومت ہند کا تعلق براہِ راست لندن سے رکھا گیا ہے جس کی وجہ سے انتظامات و اختیارات میں دشواریاں ہیں۔ (نامکمل)

(دستاویز آل انڈیا مسلم لیگ (۱۹۲۰-۴۷ء) ترتیب و تالیف: ڈاکٹر ندیم شفیق ملک، فکشن ہاؤس، لاہور، کراچی، حیدرآباد)

☆☆☆

Marfat.com

البیان

محمد رضاء الحسن قادری
مسلم کتابوی لاہور 0321-9425765

للداعی إلی الله

صاحب الفضیلة والإرشاد الأستاذ الشیخ

محمد عبد العلیم الصدیقی القادری

رئیس وفد الرابطة الإسلامیة المندبة ومندوب مسلمی الملایو

والجزائر الشرقیة وبلاد شرق وجنوب أفریقیة

إلی المملکة السعودیة

٢٦٨ بیت العلم محلة المشائخ

الهند

(ایم فل مقالہ "تحریک پاکستان میں مولانا عبدالحامد بدایونی کا کردار" از محمد اجمل بھٹی رضوی، صفحہ 147، شعبہ تاریخ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم ○

صدر محترم، حضرات علماء کرام، برادرانِ گرامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں سب سے پہلے صدر مملکت پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب اور وزارتِ قانون حکومت پاکستان کی خدمت گرامی میں نزولِ قرآن کانفرنس کے انعقاد پر ہدیہ تہنیت وتبریک پیش کرتا ہوں۔ اگر چہ سال کے تمام دنوں میں مسلمانانِ عالم کا ایک بڑا حصہ روزانہ قرآنِ کریم کی کچھ نہ کچھ تلاوت کرتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ قرآن کریم کے معانی ومطالب سے بذریعہ تفاسیر تھوڑی بہت آگاہی حاصل کی جائے۔ مگر ہر قرآن کریم پڑھنے والے پر ضروری ہے کہ وہ غور وغوض کے ساتھ کچھ تلاوت کرے۔ کتاب حمید سے زندگی کا ہر مضمون تلاش کیا جائے۔

جب قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا کے آخری اور جامع صحیفے میں کائنات عالم کے لیے دینی و دنیوی ہدایات موجود نہ ہوں۔ مبارک تھے وہ نفوس قدسیہ اور لائق تحسین تھے وہ مفسرین جنھوں نے اپنی زندگی قرآنی مضامین یکجا کرنے میں صرف کردی اور فہرست مضامین کے ساتھ قرآنی حروف، نقطے، زیر وزبر، آیات، رکوع، سورتوں کی تعداد اور حرفوں کی میزان تک جوڑ کر بنادی اور قرآن کریم کے اس گلدستے کو زیادہ سے زیادہ آراستہ کرکے دنیا کے سامنے پیش کردیا اور تلاش وجستجو کرنے والوں کے لیے بہترین راہیں کھول دیں۔

حضراتِ مفسرین کرام، اپنے سینوں کے اندر علوم قرآن کا ایک خزانہ محفوظ رکھتے تھے۔ یہ نہیں کہ قرآن کریم پر ہر ایک رہرو موشگافیاں شروع کردے۔ ایک ایسا شخص جسے عربی لغت، علم البلاغۃ، علم الادب، علم النحو، علم التفسیر، علم الحدیث، معانی وبیان کا علم نہ ہو اور صرف ونحو سے بھی واقفیت نہ رکھتا ہو اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ قرآن کریم کے مطالب ومعانی پر قیاس آرائیاں کرے۔ قرآن کریم کے مطالعے کے لیے ضرورت ہے صرف ونحو، علم وادب، معانی وبیان، منطق اور علم الکلام سے واقفیت حاصل کی جائے۔ اس کے بعد اسے قرآن کریم کی تلاوت اور معانی کی تشریح میں سرور وکیف حاصل ہوگا۔ جب تک نقد وتبصرہ کرنے والا ضروری علوم قرآن سے واقف نہ ہو اس کا کچھ لکھنا بیکار ہوگا۔

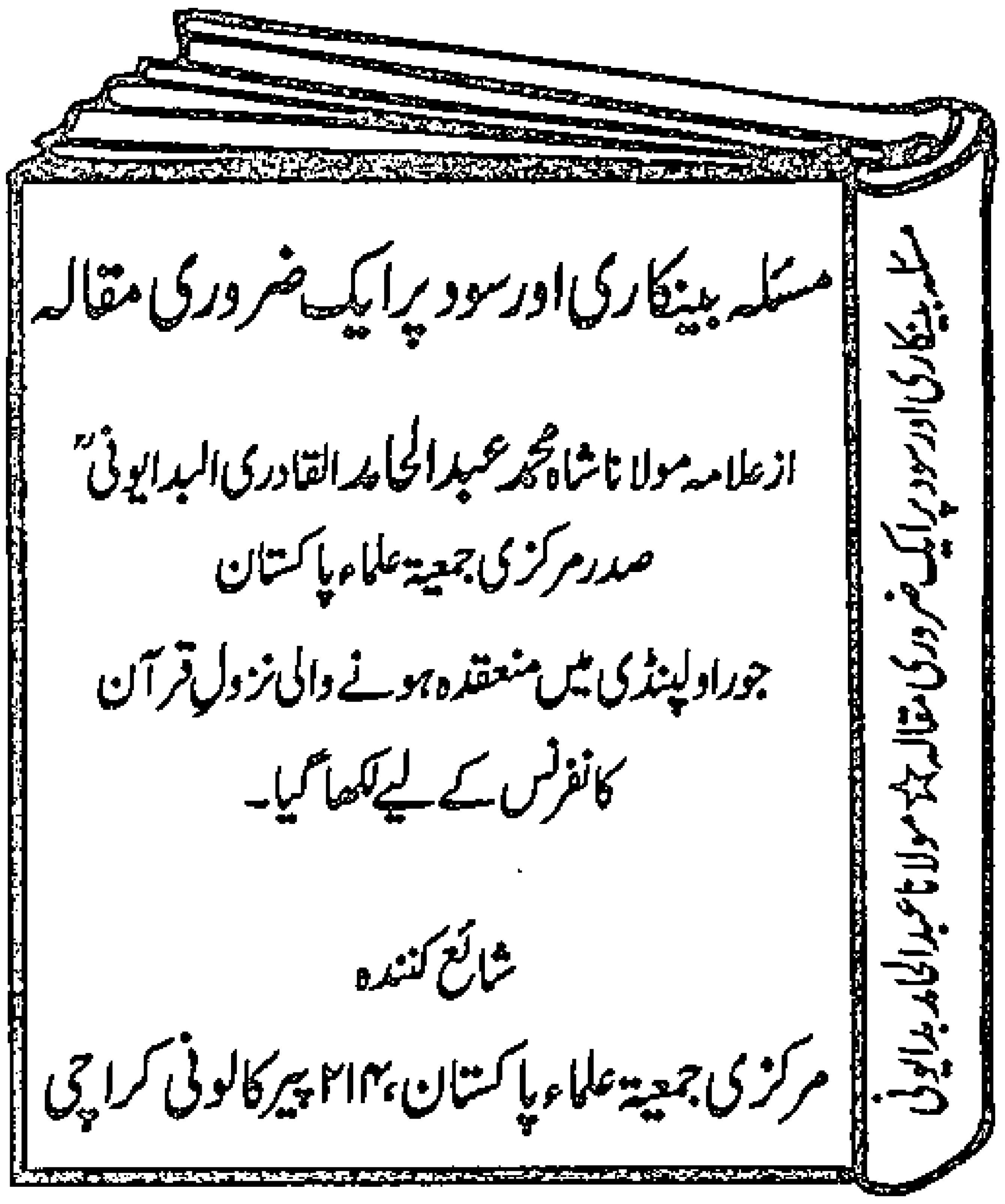

حضراتِ گرامی! ہمارے زمانے میں اگر چہ مسائل بے شمار پیدا ہوگئے ہیں جن پر ہمیں قرآنِ کریم سے ہدایات حاصل کرنا ضروری ہے، چونکہ حضرات منتظمین کانفرنس نے مضامین کا تعین فرما دیا ہے اس لیے میں اپنے مقالات کے لیے دو عنوان ایک بینکاری، دوسرا عائلی قانون تجویز کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ ایسے مسئلے ہیں کہ پاکستان کے شرقی وغربی دونوں حصوں کے علماء مجوزمن ومحرکین قوانین کے درمیان اچھے خاصے اختلافات رونما ہوچکے ہیں۔ فہرست مضامین میں اگر چہ یہ دو عنوان نہ رکھے گئے ہوتے تو میں اپنے لیے یہ عنوان نہ رکھتا۔ یہ عنوانات اس لیے بھی اپنے تجویز کیے کہ مسائل مذکورہ کے متعلق آیات واحادیث،

Marfat.com

اقوال مفسرین و محدثین پیش کر دیئے جائیں تاکہ بیرونی علماء ہمارے پیش کردہ مقالات پر نظر ڈالتے ہوئے اپنے ارشادات ظاہر فرمائیں۔ ہم ان سے استفادہ کریں اور وہ ہماری تحقیق کو سامنے رکھیں۔ یہ بات سب کو ذہن میں رکھنی چاہیے کہ پاکستان کا مطالبہ اور اس کا حصول دو جداگانہ وجود تسلیم کرنے پر ہی تیار نہ تھی حالانکہ مسلمان مذہبی، تہذیبی، معاشرتی، ثقافتی، تعلیمی لحاظ سے ہندوؤں سے قطعاً مختلف تھے۔ ملت اسلامیہ موحد تھی اور مشرکین ہند کے ساتھ برسہا برس سے نظریاتی اختلافات جاری تھے۔ مقام مسرت ہے کہ قائداعظم مسٹر محمد علی جناح کی قیادت میں عام و خاص مسلمانوں، سیاسی رہنماؤں، علماء و اہل سنت کی شدید کاوشوں، محنتوں کے بعد پاکستان حاصل ہوگیا۔ تقریباً دس سال تک قدم قدم پر ہم سب نے قوم سے اسلامی ثقافت اور جداگانہ وحدت برقرار رکھنے کے لیے تبلیغ کی کہ ہم ایسا پاکستان چاہتے ہیں جس کی بنیاد کتاب وسنت پر ہو۔ مقام مسرت ہے کہ خان لیاقت علی خان مرحوم سابق وزیراعظم نے قراردادِ مقاصد منظور کرائی جس کے اندر کتاب وسنت کو دستور کا جزو قرار دیا گیا۔ اس کے بعد ہر پاکستانی پر لازم ہوگیا کہ جو اُمور کتاب وسنت میں حرام قرار دیئے گئے ہیں وہ پاکستان کے دستور میں بھی حرام ہی رہیں گے۔ جن چیزوں کو قرآن وحدیث نے حلال فرمایا انھیں حرام نہیں کیا جاسکتا۔ قرآنِ مقدس یا ارشاداتِ نبویؐ سے ہٹ کر کسی ایسی راہ کا اختیار کرنا جو نصوص قطعیہ، حضرات صحابہ کرامؓ، تابعین، مفسرین، محدثین، فقہا عظام کے خلاف ہو۔ اس پر کسی طرح عمل نہیں ہوسکتا۔ قرآن مقدس ایک ایسا جامع صحیفہ ہے جو الی یوم القیامة دنیا کا راہنما ہے۔ حضور خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو قرآن کریم کے اوّل وآخر شارح اور مفسر اعظم کی حیثیت رکھتے ہیں، قرآن کریم کے الفاظ کے وہی معنی لیے جائیں گے جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سے اصحابِ کبار تک پہنچے۔ حضرات صحابہؓ و اہل بیت اطہارؓ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک جملے اور لفظ کے حافظ تھے۔ ان تک جو جملے پہنچے ان کے اندر تغیر لفظی کرنا کفر ہے۔ پس آیات قرآنی و ارشادات نبویؐ کا وہی مضمون صحیح مانا جائے گا جو حضرات صحابہ و حضرات اہل بیت اطہارؓ سے ہم تک پہنچا ہے۔ حضرات علماء کرام کی نہ جائیداد کا معاملہ ہے نہ کسی سے ذاتی پرخاش وعداوت۔ ہم سب کا اس پر پورا پورا ایمان ہے۔

ما آتکم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوه

البتہ اگر کوئی شے کتاب وسنت اور فقہ میں نہیں ملتی، تو ایسے مسئلے میں مجتہد کو حق اجتہاد حاصل ہے۔ لیکن مجتہد میں ان شرائط کا ہونا لابدی ہے جو اس کے لیے مقرر ہیں۔ یہ نہیں کہ ہر ایسا شخص جس نے چار کتابیں پڑھ لیں، قدرے لکھنا، بولنا آگیا وہ مجتہد بن بیٹھا اور اپنی ذاتی تحقیق پر کتاب وسنت سے ہٹ کر قرآن کا مفہوم کچھ سے کچھ بیان کردے۔ ان بنیادی نکات کے سمجھ لینے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ علماء حق اُسی بات کو حرام کہیں گے جسے کتاب وسنت اور فقہا کرام نے حرام ٹھہرایا ہو جو بات کتاب و سنت نے حرام کردی وہ کسی طرح حلال نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ ربٰو اور سود

ہمارے زمانے میں سود کے متعلق ماہرین معاشیات اور تعلیمی طبقات کے افراد مختلف نظریات پیش کرتے ہیں۔ ایک طبقہ کہتا ہے کہ سود اور ربٰو دو مختلف چیزیں ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ بینک جو روپیہ راس المال سے زیادہ دیتا ہے وہ سود نہیں بلکہ معاوضہ ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ عصر حاضرہ کی کوئی تجارت بغیر سود کے چل نہیں سکتی۔ بعض نے سود مرکب سود مفرد کی ایک اختراعی بحث کا آغاز فرمادیا۔ حضرات علماء کرام کا موقف وہی ہے

Marfat.com

جو اوپر تمہید میں ظاہر کیا گیا۔ چونکہ سود، شراب، زنا اور ان محرمات کے متعلق جن کی بابت کھلی ہوئی آیات اور واضح احادیث موجود ہیں۔ ان کی حرمت کو حلت میں تبدیلی کرنے کا حق کسی فرد یا جماعت کو نہیں پہنچتا۔ ہماری قدیم تاریخ بتاتی ہے کہ جب مسلمانوں کا علمی پرچم تمام دنیا میں اُڑ رہا تھا اور جب کہ وہ بہت سی اشیاء کے موجد اور مؤسس تھے اور کائنات کو مسخر کرنے کے اقدامات میں مشغول تھے اس وقت بھی اُنھوں نے اس امر کی مکروہ کوشش نہیں کی کہ حرام کو حلال یا حلال کو حرام کر دیا جائے۔ نہ وہ اس کے لیے کبھی آمادہ ہوئے کہ قرآن کریم جیسے صحیفۂ کامل کو دوسری تعلیم میں مدغم کر دیں۔ مسلمان اسلام پر قائم رہتے ہوئے بھی ساعی رہے کہ انھوں نے دوسروں کو اپنے اندر جذب کیا۔ پس ہماری ترقیات واختراعات اگر کتاب وسنت کے ارکان کے مخالف ہیں تب تو نا قابل قبول ہوں گی۔ ہم نے اختراعات کے مخالف، نہ تسخیر سموات والارض کے، نہ سائنسی تحقیقات کے اگر اختراعات اسلام سے نہیں ٹکراتیں تو ہم خواہ مخواہ ان کو ناجائز نہیں کہتے۔ سود قلیل ہو یا کثیر وہ سود ہی ہے اور حرام ہے۔ یہ عذر کہ کوئی تجارت بغیر سود کے نہیں چل سکتی اس ترقی یافتہ زمانے میں بھی بعض ایسی حکومتیں موجود ہیں جو اگرچہ اسلامی اصول پر ایمان نہیں رکھتیں مگر وہ بغیر سود کے تجارت چلا رہی ہیں۔ یہ کہنا بھی سراسر غلط ہے کہ فلاں ملک میں سود جائز ہو گیا تو ہم بھی اسے جائز کر دیں۔ ہمیں تو اُن ملکوں میں بعض ایسے بھی نظر آتے ہیں جہاں رمضان اگر شدید گرمی میں واقع ہو جائے تو بعض لوگوں نے فتویٰ دے دیا کہ روزہ ترک کر دیا جائے۔ علماء صرف ان اُمور کو تسلیم کریں گے جو کتاب و سنت کے ماتحت ہوں۔ سود خواری، ایک ایسے تحریک ہے جس کے بارے میں قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر سخت وعیدیں فرمائیں۔ مثلاً ارشاد ہوا:

"الذین یا کلون الربوٰ لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس"۔ ذالک بانهم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل الله البیع و حرم الربوا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا "یا ایها الذین آمنوا اتقوالله و ذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین۔ فان لم تفعلوا فاذبوا بحرب من الله و رسوله" (سورۂ بقرہ)

ایک اور جگہ فرمایا "یا ایها الذین آمنوا لا تاکلو الربوا" تیسری جگہ فرمایا "یا ایها الذین آمنوا لا تاکلو الربوا اضعافا مضاعفة۔ واتقوالله لعلم تفلحون" (آل عمران)

عربی لغت میں ربوا کے معنی زیادتی اور اضافے کے ہیں۔ اہل عرب ربوا کے لفظ کو اس زائد رقم کے لیے استعمال کرتے تھے جو ایک قرض خواہ قرض دار سے مہلت کے معاوضے میں وصول کرتا تھا۔ جسے ہمارے الفاظ میں سود کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم کے نزول کے زمانہ میں بھی سودی کاروبار حسب ذیل شکلوں میں جاری تھا جن کو ربوا کہا گیا۔

۱۔ ایک شخص دوسرے کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرتا اور قیمت دینے کے لیے ایک وقت مقرر کر لیتا۔ مدت گذر جانے کے بعد رقم ادا نہ ہوتی تو مزید مہلت دیتا اور قیمت میں اضافہ کر دیتا۔

۲۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کو قرض دیتا اور طے کرتا کہ اتنی مدت میں رقم اصل سے زیادہ ادا کرے گا۔ انہیں معنوں میں

Marfat.com

قرآن کریم نے ربوا کا لفظ استعمال کیا ہے۔

حضرت امام فخر الدین رازی اور سود: حضرت امام فخر الدین رازی، ابن جریر، زمخشری، بیضاوی، ابن عربی جیسے فضلا و مفسرین، محدثین نے واضح طور پر سود کے متعلق کافی بحثیں فرمائی ہیں لیکن امام فخر الدین علیہ الرحمہ نے مسئلہ ربوا اور سود پر جو فاضلانہ دلائل پیش فرمائے وہ قابل ستائش ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ''ربوا کے معنی زیادتی کے ہیں۔ ربوا کی حرمت اس معاہدے کی وجہ سے ہوتی ہے جو اہل عرب میں ربوا کے نام سے کہا جاتا تھا۔ سود کے حرام ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ربوا اس کا مقتضی تھا کہ انسان کا مال بغیر کسی عیوض کے لیا جاتا۔

جب کوئی شخص ایک درہم کو دو درہم کے بدلے میں نقد یا اُدھار فروخت کرتا ہے تو وہ یہ زیادہ رقم بغیر کسی عیوض کے لیتا ہے۔ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے مال کی حمت اس کے خون کی طرح ہے اس لیے کسی دوسرے کا مال بغیر کسی عوض کے لینا موع ممنوع ٹھہرایا گیا۔ فقہا کرام نے ربوا کی دو قسمیں کی ہیں۔ (۱) ربوا نسیہ (۲) ربوا فضل۔ جاہلیت میں ربوا نسیہ اسے کہتے تھے کہ ایک شخص اپنا مال دوسرے کو دیتا اور ایک مقدار معین کا ہر ماہ فائدہ حاصل کرتا۔ اس کا رأس المال بھی باقی رہتا تھا۔ قرض خواہ ادائیگی مدت پوری ہونے پر قرض کا مطالبہ کرتا۔ اگر مقروض اس وقت ادا نہ کرسکتا تو مدت ادائیگی میں زیادتی کردی جاتی۔ اور اس زیادتی پر رقم بھی لی جاتی۔ اس زمانے میں اسی قسم کا ربوا جاری تھا۔

سود اور احادیث نبوی

۱۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ ﷺ آکل الربوا و موکله و کاتبه و شاهداه قال هم سواء (مسلم شریف)

۲۔ عن عبداللہ ابن حنظلة غسیل الملائکه قال قال رسول اللہ ﷺ درهم ربوا یا کله الرجل وهو یعلم اشد من ستة و ثلاثین زنیة رواه احمد و دارقطنی و روی البیهقی فی شعب الایمان عن ابن عباسؓ و زاد و قال من نبت لحمه من السحط فالنار او لی به (دارقطنی)

۳۔ عن ابن ابی هریرة قال قال رسول اللہ ﷺ اتیت لیلة اسریٰ بی علی قوم بطونهم کاالبیوت فیها الحیات تری من خارج بطونهم فقلت من هولآء قال یا جبریل قال هولاء آکلة الربوا (ابن ماجه)

۴۔ عن عبادة ابن الصامت قال قال رسول اللہ ﷺ الذهب بالذهب والفضة بالفضة و البر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمروالملح بالملح مثلا بمثل سواء یسواء یداً بید والفضل ربوا فاذا اختلت هذه الاصناف فبیموا کیف شئتم ان کان یداً بید–

وقال صاحب الدرالمختار (وما نص) الشارع (علی کو نه کیلیاً) کبر و شعیر و تمر وملح (او وزنیاً) کذهب او فضة (فهو کذالک)– لا یتغیر (ابدا فلم یصح بیع یحنطة و زنا کما لوباع ذهبا ینذهب او فضة بفضة کیلا) و لو (مع التساوی) لان النص اقوی من العرف فلا یترک الاقوی بالادنی (و مالم ینص علیه حمل علی العرف) و عن الثانی اعتبار

Marfat.com

العرف مطلقاً و رجحه الكمال و خرج عليه هعدى آفندى استقراض الدراهم عدداً و بيع الدقيق و زنا فى زماننا يعنى بمثله و فى الكافى الفتوى على عادة الناس البحر (من حاشية ردالمختار، ص ۲۵۱، من الجلد الرابع، مطبع معارف)

علمائے کرام نے کتاب وسنت اور احکام فقہ کی تحقیق میں اپنی عمریں صرف کر دیں۔ ان کی تحقیقات، معلومات، صحابہ کرام، اقوالِ آئمہ کے تحت کی گئیں۔ ان سب نے سود کو حرام ٹھہرایا۔ خواہ وہ تجارتی ہو یا غیر تجارتی۔ فقہا کرام اور علماء اعلام نے عقلاً نقلاً سود کے مضرات پر کافی تحقیق سے بحثیں فرمائیں۔ جن میں ظاہر فرمادیا گیا کہ قرآن حکیم اور ارشادِ نبویؐ میں سود کن اسباب و وجوہ سے حرام کیا گیا۔ بلاشبہ سود ایک ایسی لعنت ہے جس سے انسانیت کا شیرازہ منتشر اور برباد ہو جاتا ہے۔

سود خوار انسانی مؤدت، باہمی محبت سے دور ہو جاتا ہے۔ پس جو رقم بھی راس المال پر زائد لی جائے وہ سود ہی ہے۔ منافع نہیں ہے۔ سود مرکب، سود مفرد کی جو بحث اٹھائی گئی وہ ذاتی و انفرادی شخصی بحث ہے۔ کوئی بھی ذی ہوش عالم جو کتاب وسنت کی حقیقت سے باخبر ہے وہ سود کو حرام ہی سمجھتا رہے گا۔ جب کبھی کسی حرام شئے کو حلال کرنے کی کوشش کی جائے گی تو علماء حق اپنا فریضہ ادا کریں گے۔ ایک مرتبہ بھی اگر کسی حرام شئے کو بطیّب خاطر حلال کر دیا گیا تو پھر وہ تمام محرمات جنھیں نصوص قطعیہ نے حرام قرار دیا تھا حلال ہو جائیں گی۔ خدا ہم سب کو حق وصداقت کی راہ دکھائے اور اس پر چلائے۔ آمین۔

جہاں تک مملکت پاکستان کی سالمیت و استحکام اور دشمنوں سے اپنی مملکت کو محفوظ و مامون رکھنے کا تعلق ہے علماء اہل سنت، مشائخ طریقت نے تاسیس پاکستان کے وقت سے لے کر اب تک شدید سے شدید محنت شاقہ اور بھارت کی یورشوں کے باوجود پاکستان کی گراں قدر اور ٹھوس خدمات انجام دیں۔ بھارت اور پاکستان کی جنگ میں بھی اُنھوں نے ہمہ قسم کی قربانیاں دیں اور جسم واحد کی طرح دشمن کا مقابلہ کیا۔ آئندہ بھی ہر فرد اپنے وطن کی عزت کے لیے تمام قربانیاں دینے کے لیے تیار ہے۔

فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب صدرِ مملکت پاکستان اپنی گراں قدر خدمات، سیاسی تدبر، خارجی سیاست کے تحت بہت سے بہتر کام کر رہے ہیں۔ ہم میں کا ہر فرد اس کی ستائش وتعریف کرتا ہے۔ بلاشبہ ممدوح کی خدمات پاکستان کی تاریخ کا ایک زرّیں باب ہے۔ اس ازعان اور یقین کے ساتھ ساتھ ہم اتنا ضرور عرض کرنا چاہتے ہیں کہ کبھی کبھی بعض غیر ذمہ دار افراد اپنے ذاتی تخیلات کو صدرِ معظم کی طرف منسوب کر کے بدنامی کا باعث ہوتے ہیں۔ ایسے بیانات و مضامین سے احتراز مناسب ہے۔ منتظمین کانفرنس یقیناً مستحق مبارکباد ہیں کہ اُنھوں نے مسائل کے بیان پر فریقین کو اظہارِ خیال کا موقع عطا فرمایا۔ خدا کرے کہ یہ کانفرنس پاکستان اور عالم اسلامی کے لیے بہترین نتائج پیدا کرے۔ والسلام۔

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی

صدر، مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان

۲۱۴۔ پیر کالونی کراچی

☆☆☆

Marfat.com

- ١٧ -

بسم الله الرحمن الرحيم

وصلى الله على سيدنا ومولانا محمد النبي الصادق الأمين وعلى آله وأصحابه أجمعين

من وفد الرابطة الاسلامية الهندية (آل أنديا مسلم ليج)

إلى حضرة صاحب الجلالة الملك آل سعود المعظم

بعد إهداء ماهو مسنون بحسب الكتاب الكريم وسنة النبي المأمون نعرض مايأتى :-

أيها الملك الجليل : إنا نشكر الله تعالى جلت قدرته على عنايته الكبرى بأن أتاح لنا الشخوص إلى هذا الحرم الشريف ونيل هذه السعادة الكبرى بالمثول أمام الكعبة المطهره ومن ثم نشكر من صميم قلوبنا حكومتكم العليا الملكية التى أتاحت لنا أيضا المثول بين يديها لرفع هذا العرض نيابة عن عموم مسلمى الهند بصفتنا مندوبين من قبل الرابطة الاسلامية الهندية (آل أنديا مسلم ليج) التى هى من أقوى الجمعيات الاسلامية القائمة بجميع شئون السياسة الاسلامية فى الهند ولا ريب أنها الجمعية الوحيدة التى تسعى لتحرير الشعوب الهندية من قيود المستعمرين والهندوك المشركين وتشكيل حكومة إسلامية على منهاج الكتاب والسنة كل ذلك بفضل مجهودات الزعيم الاسلامى الكبير صاحب العزة الدكتور محمد على جناح حفظه الله تعالى.

ياصاحب الجلالة أنا تركنا الهند فى هذا الوقت العصيب تجتازه موجات من القتل والفوضى والاضطراب والمظالم التى شنها

— ٢٧ —

(ج) وآخر مانعرضه على مسامع جلالتكم أيضا هو ازدحام السيارات والباعة وأصحاب السلع ازدحاما شديدا يعرقل السعى وذلك من بداية الميل الأخضر ويجعل أمر هذا السعى شاقا ومتعبا على الطاعنين والمسنين من كبار السن والعجزة ـ وقد علمنا بأن جلالتكم قد وضع هذه المسألة موضع الاهتمام والعناية من لدن جلالتكم وإن أمرا ساميا سيصدر للعمل على إزالتها

وبعد فهذا ماعنى لنا رفعه لجلالتكم ملتمسين العفو فيما أقدمنا عليه ولنا وطيد الأمل فى مراحم جلالتكم أن تنظروا إليه بعين العطف والرحمة أدام الله جلالتكم ذخرا للعروبة والاسلام وتقبلوا جزيل شكرنا وعظيم امتناننا لحكومتكم العالية الملكية على مالقيناه من حسن الوفادة والضيافة . ونعيد فنذكر على مسامع جلالتكم ما التمسنا النظر فى شأنه

مسألة الرسوم ـ تعين هيئة استشارية للاشراف على راحة الحجاج وسماع شكاويهم من المهاجرين المقيمين تحت ظل جلالتكم رسم دخول الكعبة المشرفة واستلام الحجر الأسود معاملة الحجاج بالقسوة عند إخلاء المطاف ثم مسألة مرور السيارات بالمسعى عند الازدحام.

محمد عبد العليم الصديق القادرى

رئيس الوفد

محمد عبد الحامد القادرى البدايونى — محمد عبد الطيب

سكرتير الوفد — عضو الوفد

(ایم فل مقالہ "تحریک پاکستان میں مولانا عبدالحامد بدایونی" کا کردار" از محمد اجمل بھٹی رضوی، صفحہ 149-148، شعبہ تاریخ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

برادران گرامی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے ہم کو شرقی ہو یا غربی۔ جنوبی ہوں یا شمالی اس کا موقع عطا فرمایا کہ خدائے بزرگ و برتر کے مقدس ومحترم مہینے رمضان المبارک کا استقبال کر رہے ہیں۔ خدائے پاک کے اس مقدس مہمان پر دنیائے اسلامی کے سلاطین وشہنشاہ صدقے کئے جائیں تو کم ہے۔ جس متبرک مہینے میں خدائے ذوالجلال کا صحیفۂ آخر نازل ہوا، وہ ہر دور، ہر زمانہ، ہر قرن و ہر عصر کے لئے جامع قوانین رکھتا ہے، اگر شاہ وقت ہے تو اس کے لئے بھی کتابِ حمید میں احکام موجود ہیں۔ اگر تاجر و دولت مند اور غریب یا طالب علم اور استاذ ہے، آقا وغلام ہے اختراعات کے شائقین کے لئے بھی اس کے فرامین موجود ہیں۔ پس ایسے جامع صحیفے کے معانی ومطالب میں غور وفکر کے لئے رمضان المبارک کا مہینہ تجویز ہوا۔ جس میں ہر چھوٹا بڑا اپنے اندر قرآنی سمجھ پیدا کرے اور قرآنِ مقدس کے پاکیزہ ترین مفہوم کو اچھی طرح سے سمجھنے کی کوشش کرے۔ افسوس کہ مسلمانوں نے قرآنی زبان کی تفہیم وتعلیم کی جانب سے اپنی توجہات منتشر کر دیں۔ جس کے نتائج نہایت غیر محمود نکلے۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کے اس خزنہ کی معلومات سے محرومی رہی، تو دوسری طرف عالم اسلامی سے بغیر زبان عربی کے تعلقات منقطع ہو گئے۔ مدت دراز کی غفلت کے بعد پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد عالم عرب کے ساتھ اتحاد اور اخوت بڑھ رہی ہے وہ لوگ جب ہمارے یہاں آتے ہیں یا ہمارے افراد ان کے ملکوں میں پہنچتے ہیں تو بغیر عربی کے سخت مشکلات لاحق ہوتی ہیں۔ رمضان المبارک ہر ایک کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ عربی سیکھے۔ ہر مسلمان قرآنی ترجمے اور مطلب سمجھنے کا وقت نکالے۔

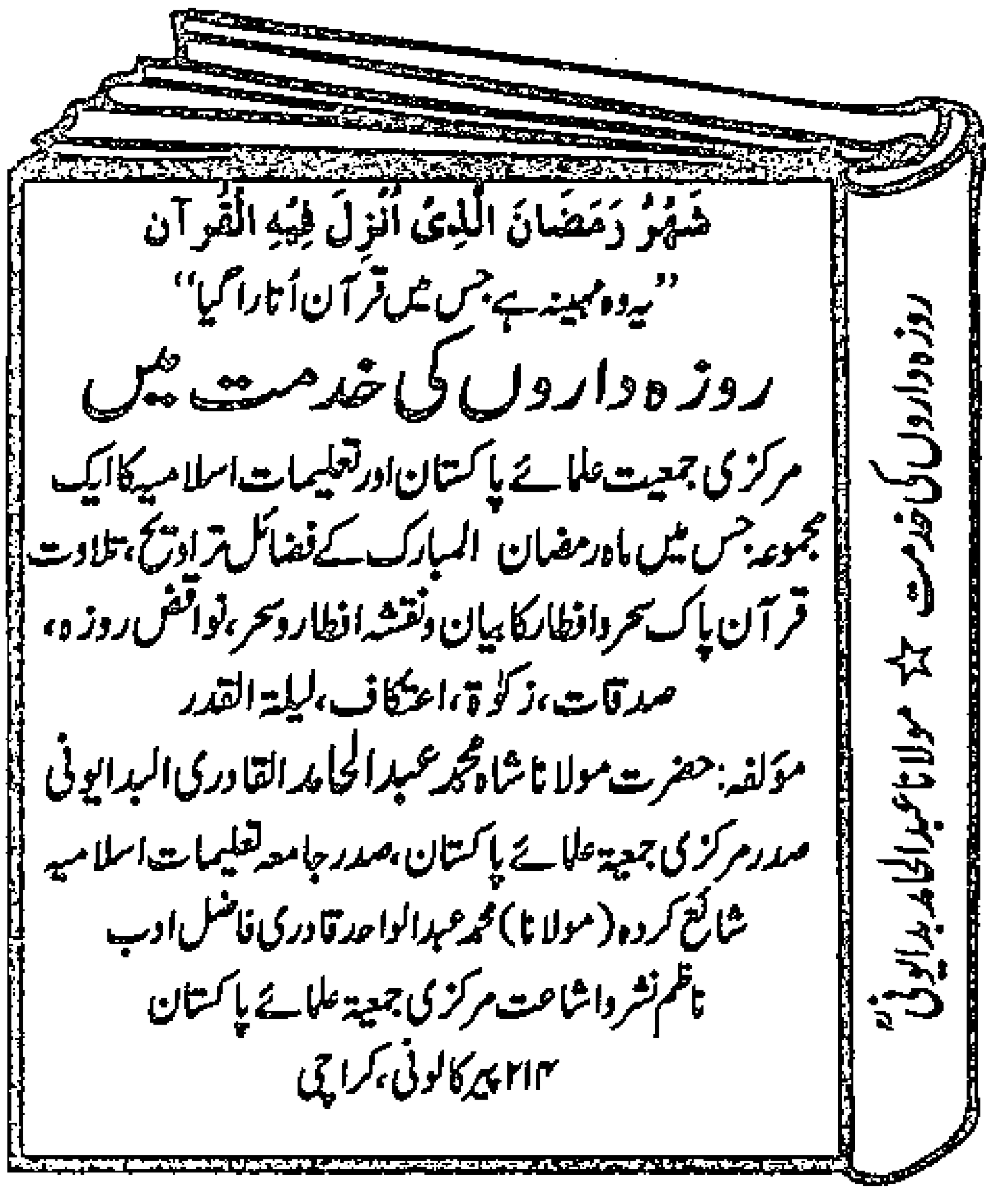

روزہ اور قرآن حکیم:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ

(بقرہ پارہ ۱)

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ جو لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت ہے اور واضح دلائل اس میں موجود ہیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ پس جو شخص تم میں سے اس ماہ میں ہو اس کو ضروری ہے کہ روزہ رکھے اور بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا اتنا ہی شمار کر کے (روزے رکھے)۔

قرآن واحادیث نبوی

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ كُلُّ عَمَلِ بَنِیْ اٰدَمَ لَهُ الصِّیَامُ فَاِنَّهُ لِیْ وَاَنَا اُجْزِیْ بِهٖ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهُ اَوْ قَاتَلَهُ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخُلُوْنُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ. لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُهُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ. (متفق علیه)

حضرت ابو ہریرہؓ نقل فرماتے ہیں کہ مجھے رسول مقبول صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ رب العزت فرماتا ہے آدمی کا ہر عمل اس کا ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ ایک ڈھال ہے۔ پس جو آدمی روزے کے درمیان بیہودہ باتیں نہ بکے اور شور وشغب نہ کرے۔ اگر کوئی اس کے ساتھ گالی گلوچ یا جھگڑ کرے تو وہ اس سے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جو اسے حاصل ہوں گی ایک تو افطار کے وقت خوش ہونا ہے۔ دوسری خوشی اس وقت ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملے گا۔ اس وقت اپنے روزے سے خوش ہوگا۔

(۲) عَنْ اَبِیْ السَّعِیْدِ الْخُدْرِیْ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ یَصُوْمُ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا بَاعَدَاللّٰہِ بِذَالِکَ الْیَوْمَ وَجْھَهٗ عَنِ النَّارِ. سَبْعِیْنَ خَرِیْفاً. (متفق علیه)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس ایک دن کی وجہ سے اس کو جہنم کی آگ سے بقدر ستر سال کی مسافت کے دور کر دیتا ہے۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

یہ وہ مقدس مہینہ ہے جس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیاطین کا آسمان پر چڑھنا بند کر دیا جاتا ہے۔ اس میں ایک رات ایسی بھی آتی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ روزہ دار کو لڑنا جھگڑنا نہ چاہئے۔

رویت ہلال: مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ عام طور پر ہر مہینے میں اور خاص طور پر رمضان المبارک اور عید کا چاند دیکھنے کا اہتمام کریں اور ایسے متقی اشخاص جن کی شہادت قابل قبول ہو وہ چاند ضرور دیکھیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے:

(۱) عَنْ اَبِیْ هریرة رضی اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صُوْمُوْ الِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا بِرُؤْیَتِہٖ فَاِنْ غَبِیَ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلاَ ثِیْنَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نے ارشاد فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھنے پر ہی روزوں کا افطار کرو۔ اگر تمہیں چاند دیکھنے میں بادل مانع ہو تو شعبان کے پورے تیس روزے شمار کرلو۔ (متفق علیہ)

پس مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ارشاد نبوی کے مطابق اپنی آنکھوں سے چاند دیکھیں اور اس کے بعد روزہ رکھیں۔

چاند دیکھنے کی دعا

(۱) عَنْ طَلْحَةَ ابنِ عُبَیْدِاللّٰه رَضِیَ اللّٰه عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَایَ الْهِلَالَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَیْنَا بِالْاَیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ هِلَالُ رُشْدٍ وَخَیْرٍ.

(رواہ الترمذی) وقال حدیث حَسَن

حضرت طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اے اللہ طلوع فرما ہم پر یہ چاند امن اور ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ۔ (اے، چاند) میرا اور تیرا پروردگار حق تعالیٰ ہے۔ (الٰہی) ہدایت و خیر کا چاند ہو۔

(روایت کیا ترمذی نے اور کہا یہ روایت حسن ہے)

ہر مسلمان مرد اور عورت پر سوائے مریض اور مسافر کے واجب ہے کہ چاند دیکھ کر روزے شروع کردے۔ اگر عورتیں مہینے سے ہوں تو وہ روزہ چھوڑ دیں، بیمار اور عورتیں روزہ داروں سے چھپ کر کھانا کھائیں تاکہ روزے کی حرمت باقی رہے۔ جو لوگ

Marfat.com

بازاروں، ہوٹلوں اور دکانوں پر آزادی سے کھاتے پیتے ہیں وہ شرعاً مجرم اور سزا کے مستحق ہیں۔ اس مہینے میں تمام ہوٹل اور دکانیں شام تک بند رہنی چاہئیں۔ شراب کی بیع اور شراب ہر مہینے میں عام طور پر رمضان المبارک میں خاص طور پر بند ہونی چاہئے۔

تراویح: رمضان المبارک کے مہینے میں قیام رمضان یعنی تراویح کا پڑھنا ایک بڑی نعمت ہے۔ علماء اہل تسنن اور فقہائے احناف کے نزدیک ۲۰ رکعتیں مستحب اور سنت ہیں۔

(۱) عَنْ اَبِیْ هریرة رضی اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ ذَنْبِهٖ. نَوَیْتَهٗ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا جو کوئی ایمان کی رو سے بہ نیت ثواب رمضان کا قیام (یعنی تراویح پڑھے) اس کے تمام اگلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (متفق علیہ)

قرآن کریم کو اچھی آواز سے پڑھنے کا درجہ: ہمارے یہاں تمام مساجد میں کوشش کی جاتی ہے کہ حفاظ ایسے ہوں جو اچھی آواز سے پڑھیں اور جنہیں قرآن کریم خوب یاد ہو۔ بعض لوگ کم علمی کے باعث اچھی آواز کو گانے سے تعبیر کرتے ہیں۔

(۱) عَنْ اَبِیْ هریرة رضی اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَیْئٍ مَا اَذِنَ لنبی حَسَنِ الصَّوْتِ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ یَجْهَرُوْا بِهٖ. (متفق الیه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے حضور پاک سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کے سننے کی طرف اتنا متوجہ نہیں ہوتا جتنا اس خوش آواز نبی کے قرآن سننے کی طرف جو خوش الحانی اور بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے۔

(۲) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیْ رضی اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ اوتیتُ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِیرِ اٰلِ دَاوٗدَ (متفق علیه) وَ فِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْرَ اَیْتَنِیْ وَاَنَا اَسْتَمِعُ لِقِرَاٰتِکَ الْبَارِحَةَ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو حضرت داؤد علیہ السلام کے مزامیر (سروں) میں سے ایک مزمار (سُر) عطا کی گئی ہے۔ کیونکہ حضرت ابوموسیٰ کی آواز نہایت سریلی تھی اس لئے آپ نے ان سے ایسا فرمایا۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضور نے حضرت ابوموسیٰ سے فرمایا تھا کہ اگر تم مجھے رات اپنی قرأت اور قرآن سناتے دیکھ لیتے تو بڑے خوش رہتے۔

(۳) عَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ بَشِیْرُ ابنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا.

حضرت ابولبابہ بسیر ابن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا جو قرآن کریم کو اچھے طریقے سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔ (رواہ ابوداؤد)

(معنی یتغنی : یحسن صوته) یتغن کے معنی یہ ہیں کہ اپنی آواز کو اچھا کر کے قرآن پڑھنا۔

ان دو حدیثوں سے ثابت ہوا کہ قرآن کریم کو اچھی آواز سے پڑھنا چاہئے۔ ایک صحابی کو حضور نے قران پڑھنے کا حکم دیا۔ وہ بولے کہ میں آپ کے سامنے کس طرح قرآن پڑھوں۔ پھر بھی آپ نے پڑھنے کا حکم دیا تو انہوں نے سورۂ نساء پڑھی۔ حضور نے فرمایا اب میرے لئے کافی ہے۔ جب میں نے مڑ کر دیکھا تو حضور کی مبارک آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔

اگر کسی شخص نے امام کے پیچھے فرض ادا نہیں کئے تو وہ وتر بھی علیحدہ پڑھے۔

Marfat.com

سحر: شب کے آخری حصے میں اٹھ کر تھوڑا سا ضرور کھائے اور کلّی وغیرہ کر کے کہے۔ بِصَومِ غَدٍ نَوَیتُ اب صبح سے غروب آفتاب تک کھانا پینا مباشرت کرنا حرام ہے۔ روزے کی حالت میں غیبت کرنا، گالیاں بکنا سخت مذموم فعل ہے۔ ہر ایک روزے دار ضبط نفس سے کام لے۔ ریڈیو پاکستان نے رمضان المبارک میں سحری کے بعد کلام اللہ شریف کی تلاوت، نعتِ نبوی اور بعض بعض تقاریر کا اہتمام کیا ہے۔ یہ اہتمام قابل تحسین ہے۔ ماہ صیام کی حرمت کا تقاضا ہے کہ اس مہینے ریڈیو سے فلمی گانے اور غیر اخلاقی فلمیں ڈرامے قطعاً بند کر دیئے جائیں۔ اگر مصری حکومت کی طرح دن اور رات میں باوقات مختلف قرآن کریم کی تلاوت کرائی جائے تو بہتر ہوگا۔ دن میں دنیوی اور تجارتی کاروبار میں مشغولیت کی اجازت ہے۔

افطار: احادیث میں وارد ہے کہ روزے دار کو افطار کے وقت ایک مسرت ہوتی ہے۔ جب آفتاب غروب ہو جائے تو کہے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمتُ وَ عَلٰی رِزقِکَ اَفطَرتُ ۔ افطار کھجور یا چھوہارے سے کرنا مسنون ہے۔ افطار کے بعد کوئی چیز جس سے نشہ پیدا ہوتا ہو قطعاً احتراز کرنا چاہیئے۔

نواقضِ روزہ: روزے میں قصداً کھانا، پانی پینا، دوا پینا، صحبت کرنا، پچھنے لگوانا، فصد کھلوانا۔ ایسا انجکشن جس میں غذا ہونا جائز ہے۔ اگر کسی شخص نے کوئی ایسا کام کیا جس کا کرنا روزے میں حرام تھا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے لگاتار روزے رکھے۔ اگر اس قدر روزے نہیں رکھ سکتا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ کھانے کی بجائے قیمت یا اناج بھی دے سکتا ہے، اس مہینے میں خاص طور پر شراب پینے، جوا کھیلنے اور حرام کاریوں سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اگر ایسا نہ کیا تو عنداللہ مجرم ہوگا اور روزے کا حق ادا نہ کیا۔ ہر روزہ دار کو چاہیئے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ اخلاقِ ذمیمہ کو اخلاقِ حسنہ بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

تمام نمازوں کے بعد آزادیٔ کشمیر، فلسطین اور پاکستان کی حفاظت و بقاء کے لئے دعائیں کی جائیں۔ اس مہینے کے جمعوں میں تمام خطباء اور علماء اصلاحِ نفس کی دعوت دیتے ہوئے جذبۂ جہاد پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

صدقات وزکوٰۃ: رمضان المبارک میں صدقات وزکوٰۃ نکالنے کا اہتمام کرنا بہترین اجر وثواب کی بات ہے۔ ہر صاحب نصاب کوشش کرے کہ رقم زکوٰۃ مستحقین کو پہنچ سکے۔ سب سے مقدم اپنے خاندان کے معذور ومحتاج افراد ہیں پھر مدارس عربیہ مقدم ہیں۔ کیونکہ ان تمام مدارس کا انحصار مسلمانوں کے دولت مند طبقے اور ان کی زکوٰۃ پر ہے اور کالجوں کے لئے بڑی بڑی امدادیں ہیں اور فیسوں سے ہزاروں روپے انہیں فراہم ہوتے ہیں مگر مدارس عربیہ محض زکوٰۃ وصدقات، فطرے اور فطروں اور قربانی کی کھالوں پر چلتے ہیں۔

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی: جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی میں الحمدللہ چھ سو طلباء کی نشستوں کا انتظام ہو گیا ہے اور ان کی رہائش گاہیں، علماء اور قاریوں کے کمرے تیار ہو گئے ہیں، ایک بڑا ڈائننگ ہال تیار کیا جا رہا ہے، عظیم الشان صدر دروازہ جسے فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب کے اسم گرامی سے منسوب کیا جائے گا، تیار ہو رہا ہے۔ جامعہ کا تعلیمی نظام صدر محترم کے ہاتھوں آغاز ہوگا۔ ممدوح نے مارچ ۱۹۶۷ء میں افتتاح کا وعدہ فرمالیا ہے۔

مصری قاریوں کی آمد اور شعبۂ قرأت کا آغاز: مصری حکومت کی جانب سے حضرت الاستاذ قاری عبدالرحمٰن الہرّی اور جناب قاری الفتوح صاحب دو مشہور استاذوں کو جامعہ میں تعلیم دینے کے لئے بھیج دیا ہے۔ اگر چہ یہ زمانہ تعطیل کا ہوتا ہے پھر بھی جامعہ نے کوشش کر کے ان کی اقامت کا انتظام کر دیا ہے اور جلسۂ قرأت زیر صدارت ہزایکسیلنسی سفیر سعودیہ عربیہ ترتیب دے کر شعبۂ قرأت کا آغاز کر دیا ہے۔ شعبۂ قرأت میں ایسے طالب

Marfat.com

علموں کی ضرورت ہے جو کچھ عربی بول سکتے ہوں، وہ رمضان المبارک کے اندر اپنے اپنے نام میرے پاس ۲۱۴ پیر کالونی میں تشریف لاکر درج کرادیں۔ تاکہ کافی تعداد میں طلبہ ہوجائیں اور بعد رمضان یہ شعبہ تیزی سے کام شروع کردے۔ انگریزی اور اردو داں حافظوں اور تجوید سے شوق رکھنے والوں کو بھی داخل کر لیا جائے گا۔ اگرچہ انہیں زبان کی دشواری ہوگی۔

جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں داخلہ: جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا نظام تعلیم مارچ ۱۹۶۷ء سے آغاز ہوگا۔ فارغ التحصیل عالموں کو علوم جدیدہ پڑھائے جائیں گے اور علوم جدیدہ کے فارغوں کو علوم قدیمہ پڑھائیں گے۔ اس لئے مدارس عربیہ کے اور اسکولوں کالجوں، یونیورسٹیوں کے طلباء اپنے اپنے نام درج رجسٹر کرائیں تاکہ مارچ سے پہلے داخلہ مکمل ہو جائے۔ جامعہ میں دو قسم کے افراد داخل ہوں گے ایک تو وہ جو صرف تعلیمی نصاب پورا کریں اور تعطیل کے بعد اپنے مکان واپس چلے جائیں گے۔ دوسرے وہ جو جامعہ کے دارالاقامہ میں مستقلاً رہیں اور تعلیم حاصل کریں گے۔ ایسے لوگوں کا انتظام کھانے کے لئے جامعہ کی طرف سے کیا جائے گا۔ غیر مستطیع طلباء سے کھانے کی رقم نہیں لی جائے گی۔ مستطیع طلباء سے رقم لی جائے گی۔ مدارس عربیہ اور دیگر طلباء کو داخلہ کے وقت اپنی اسناد اور سرٹیفکیٹ دکھانا ضروری ہوں گے۔ ہم چھ سو طلباء کا داخلہ چاہتے ہیں اور مارچ ۱۹۶۷ء سے پہلے پہلے ہمارے پاس مستعد اور ہونہار افراد اپنا نام درج رجسٹر کرائیں۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ چھ سال کا نصاب پڑھا کر اس قابل کردے گا کہ یہاں کے مستند افراد اور طلباء دنیا کے ملکوں میں جا کر اسلامِ مقدس کو بہتر سے بہتر انداز کے ساتھ ان زبانوں میں پیش کرسکیں گے جو وہاں بولی جاتی ہیں۔ جامعہ کے نصاب میں مذاہب عالم کی معلومات حاصل کرنا ضروری رکھا گیا ہے۔

ہمارے دولت منداور وہ سرمایہ دار جو اس چیز کو پسند کرتے ہیں کہ اندرونِ ملک اور بیرونی ممالک میں کامیاب تبلیغ کی جائے وہ جامعہ کے تعمیری اور تعلیمی فنڈ میں جامعہ کی اعانت فرمائیں اور اپنے عطیات، رقوم زکوٰۃ وفطرہ صدر جامعہ تعلیمات اسلامیہ ۲۱۴ پیر کالونی روانہ فرمائیں۔ اس وقت عراق سے ۲۵ ہزار روپیہ حکومت کویت کی جانب سے دو لاکھ روپیہ، سعودی عربیہ کی طرف سے ۷۵ ہزار روپیہ، حکومت پاکستان کی جانب سے ایک لاکھ دس ہزار روپیہ اور مختلف معطیان کی جانب سے تقریباً چالیس ہزار روپیہ موصول ہوا جس کے ذریعے جامعہ کی عمارات تیار کی جارہی ہیں۔ تعمیر کے مکمل ہونے کے بعد تعلیمی ضروریات کے لئے کافی روپیہ درکار ہوگا۔ اس لئے سرمایہ دار حضرات اور تمام مسلمان جامعہ کی اعانت کے لئے رقوم زکوٰۃ وصدقات جامعہ کو روانہ فرمائیں۔ حکومت پاکستان نے جامعہ کو ٹیکس سے مستثنیٰ کردیا ہے۔

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان: مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان جو ۱۹۴۸ء میں قائم ہوئی اب تک مسلمانوں کی خدمت کررہی ہے۔ اصلاحی، اخلاقی، مذہبی، قومی اور عالم اسلامی کے مابین تعلقاتِ اخوت ومحبت پیدا کرنے کی تحریکات میں نمایاں خدمات انجام دیتی رہی ہے۔ حضرت مفتی اعظم السید الامین الحسینی۔ ہر ایکزیلنسی جناب صدر ابورقیبہ، سفرائے عالم اسلامی مشاہیر عالم جو بھی کراچی تشریف لاتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً ان سب کو مدعو کرتی رہتی ہے۔ نیز حکومت پاکستان کی عام قومی ضروریات کی انجام دہی میں خاص طور پر مسئلہ کشمیر اور جہاد کشمیر کو کامیاب بنانے میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ جمعیۃ نے گزشتہ جنگ میں تیرہ اشخاص پر مشتمل وفد لڑائی کے تمام مورچوں اور محاذات کشمیر پر روانہ کیا۔ وفد نے دو لاکھ روپے کا سامان لحاف وغیرہ اور کئی ہزار روپے مہاجرین کشمیر میں تقسیم کئے۔ کوئی بھی اسلامی اور دینی تحریک ایسی نہیں جس میں جمعیۃ نے حصہ نہ لیا ہو۔ محرمات اور ممنوعات واصلاح معاشرہ و درستیٔ اخلاق کی تحریکات جمعیۃ کے سامنے ہمہ وقت رہتی ہیں۔ اس

Marfat.com

سلسلے میں جمعیۃ کو ہزارہا روپیہ اشاعت وطباعت پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اہل دولت کا فرض ہے کہ وہ اس مذہبی جمعیت کو جملہ رقوم دفتر مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان ۲۱۴ پیر کالونی کے پتے پر روانہ فرمائیں۔

اعتکاف: رمضان المبارک کی بیس تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو اور ۲۹ یا ۳۰ کو چاند ہونے کے بعد گھر واپس آئیں۔ نو یا دس روز تک اعتکاف میں رہیں، استغفار اور توبہ کرتے رہیں، کلام پاک کی تلاوت اور دیگر معمولات ووظائف میں وقت گزاریں۔ مسجد میں جہاں اعتکاف کے لئے بیٹھے ہوں وہاں باتیں کرنا تو جائز ہے مگر دنیوی باتوں سے احتراز کیا جائے۔

لیلۃ القدر: لیلۃ القدر رمضان المبارک کی ۲۱۔۲۳۔۲۵۔۲۷ یا ۲۹ ویں رات میں سے کوئی ایک رات شب قدر ہے۔ علماء ومشائخ کی اکثریت ۲۷ ویں شب کی قائل ہے۔ یہی وہ رات ہے جس میں حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ سماء دنیا کی طرف نزول فرما کر ارشاد فرماتا ہے: ''ہے کوئی مانگنے والا، وہ مانگے اور میں دوں۔ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا مغفرت چاہے اور میں اس کی مغفرت کروں۔'' یہی وہ رات ہے جسے ہزار راتوں سے افضل بتایا گیا ہے۔ اس رات میں عبادت، توبہ، استغفار اور خدائے پاک سے اپنے گناہوں پر مغفرت اور معافی کی دعائیں کی جائیں۔

عیدالفطر: عیدالفطر کے چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ چاند دیکھنے کے بعد اگلے دن صبح کو نماز عید پڑھنے کے لئے جائیں۔ نکلنے سے پہلے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے فطرہ ادا کرے۔ جس کی مقدار ایک روپیہ چار آنے ہوتی ہے۔ محتاجوں اور غریبوں کو تقسیم کر کے عید کی نماز کو جائیں اگر کسی وجہ سے نماز سے قبل فطرہ ادا نہ ہوا تو بعد میں بھی دیا جا سکتا ہے۔ نماز کے لئے ایک راستے سے جائیں اور دوسرے راستے سے واپس آئیں۔

ترکیب نماز: دو رکعت نماز کی نیت کی جائے۔ امام پہلی رکعت میں سُبۡحٰنَکَ اللّٰھُمَّ کے بعد اپنے دونوں ہاتھ دونوں کانوں تک تین دفعہ اٹھائے گا اور تکبیر کہے گا تیسری تکبیر پر ہاتھ باندھ لے گا اور قرأت ختم کر کے رکوع اور سجود کرے گا، دوسرے رکعت میں پہلے قرأت کرے گا جب قرأت پوری ہو جائے گی تو تین تکبیریں کہے گا ہر مرتبہ ہاتھ اٹھا کر چھوڑتا رہے گا چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع وسجود وتشہد کرے گا، تشہد ودرود کے بعد سلام پھیرے گا، سلام کے بعد بغیر دعا مانگے ہوئے منبر پر جا کر دو خطبے پڑھے گا۔ ان خطبوں میں احکام عید بیان کئے جائیں گے۔ دوسرے خطبے میں حضرات خلفاء اربعہؓ کے ناموں کے بعد تمام امت محمدیہؐ کی مغفرت، دین ودنیا میں برکت اور سلطنت پاکستان اور عالم اسلامی کے لئے دعا مانگے گا۔

معانقۂ عید: خطبہ ختم کر کے سب مسلمان معانقہ کریں گے۔ احادیث شریفہ میں معانقے کے فضائل آئے ہیں۔

عید کے دن شہروں کی گلیوں اور چوراہوں پر فرشتے مامور کر دیئے جاتے ہیں جو نمازیوں کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

شش عید کے روزے: احادیث نبوی میں شش عید کے روزوں کا درجہ وثواب بکثرت مذکور ہے جس کی حضور پاک نے تاکید فرمائی ہے۔ یہ روزے مسلسل اور غیر مسلسل دونوں طرح رکھے جاتے ہیں۔

اپیل: رمضان کے تمام جمعوں اور ہر نماز کے بعد مساجد کے امام اور علماء مسجدوں میں جہادِ نفس اور تزکیۂ نفس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپیل فرمائیں کہ ہر مسلمان اپنے اخلاق وعادات کو کتاب وسنت کے مطابق بنائے۔

معاشرے کو ہر ایک خدا کے احکام کے مطابق ڈھالے۔

مملکت پاکستان میں محرمات وممنوعات کے انسداد کے لئے اپنا عملی کردار پیش کیا جائے۔

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

فقیر محمد عبدالحامد القادری بدایونی

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

مقدمہ: (از) مولانا عبدالحامد بدایونی

صدر جمعیۃ علمائے پاکستان صوبہ سندھ وکراچی

مغربی سائنس اور اس کے اختراعات وایجادات نے نت نئے مسائل کا دروازہ کھول دیا ہے اور بعض ایسی اشیاء جو آج سے قبل انسانی زندگی کے لئے ضروری نہ تھیں، داخل حیات بنتی جا رہی ہیں۔ انسان اپنے تخیلات فکر سے ایجادات واختراعات پر جتنا جتنا توجہ سے کام لے گا، ہزاروں نامعلوم اشیاء تحقیقات ومشاہدات میں آتی چلی جائیں گی مگر پھر بھی انسان کا علم محدود رہے گا۔ کیا آج کا محقق ومفکر انسان کہہ سکتا ہے کہ اس نے تمامی اشیاء کا علم حاصل کر لیا۔ تحقیقات کرنا، اشیاء کی کُنہ معلوم کرنا برا نہیں۔

خلاق عالم نے انسان کو عقل کا وہ جوہر لطیف عطا فرمایا کہ اس کے ذریعے سے وہ تسخیر سماوات والارض کر سکتا ہے لیکن ان تمام ترقیات کے باوجود انسان سے ایک بالاتر طاقت ہے جو بتا رہی ہے کہ حقائق اشیاء معلوم کرنے کی دھن میں انسان اپنے سے برتر طاقت کو فراموش نہ کرے۔ موجودات عالم کی ہر شئے میں انسان کے لئے بصیرت ہے اگر وہ حقائق کی تلاش و جستجو میں خالق کائنات کو فراموش کر گیا تو اس نے فطرت کی بخشی ہوئی طاقتوں کا غلط استعمال کیا۔ ترقی یافتہ انسانوں کا فرض ہے کہ وہ خدا فراموش نہ ہو جائے۔ بلکہ تحقیقات واختراعات میں اس کا ایقان اور بڑھتا جائے اور وہ ان اشیاء کی تلاش میں یہ یقین کرے کہ درحقیقت اس کی مثبت جدوجہد ہی مخزن ومرکز ہے۔

لیکن مادیت اور سائنس میں ڈوبنے والا انسان علوم جدیدہ کا ماہر جس قدر بھی اختراعات کر رہا ہے، اس کا مآل کار انسانیت کی بلندی نہیں بلکہ پستی ہے، انسانیت نہیں درندگی وحیوانیت ہے۔ انسانوں کی فلاح و بہبود نہیں، بربادی وسفاکی، بے رحمی و بداخلاقی ہے، انسانیت کے لئے ننگ و رسوائی ہے۔ آلات و ایجادات کے ذریعہ انسانیت کی بربادی وتباہی کی جاتی ہے۔ ایٹم بموں کے ذریعے مہذب انسان انسانیت کا خون بہاتے ہیں جس کے ذریعے آباد شہر ویرانے بنائے جاتے ہیں۔ کیا ایسی اختراعات و ایجادات کرنے والے انسانوں کو انسان کا خطاب دینا بھی صحیح ہو سکتا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہیں کہ ان بربادیوں سفاکیوں سے حیوانیت بھی شرماتی ہے۔

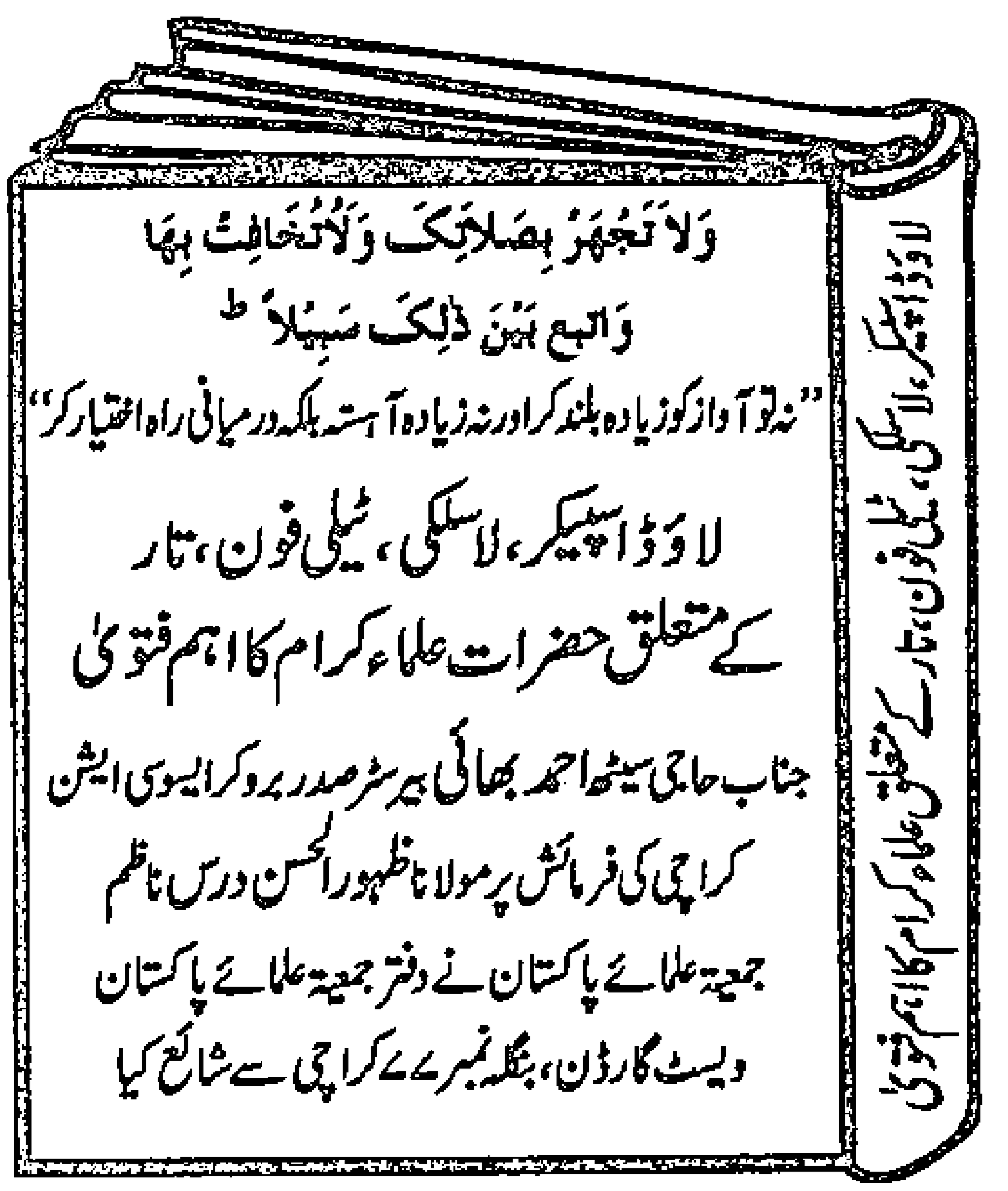

اگر یہ ترقیات انسانی زندگی اور معیشت کے آرام و راحت اور رفاہ عامہ کے لئے ہوتیں تو محل اعتراض نہ تھا، افسوس کہ ان اختراعات وایجادات کو مذہبی شعائر و ارکان فرائض و واجبات کے اندر بھی داخل کیا جا رہا ہے اور مذہبی طبقہ کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ مذہبی ضروریات وفرائض تک میں انہیں داخل کرے۔

آلہ بکر الصوت لاؤڈ اسپیکر ہی کو لے لو۔ اس میں شک نہیں کہ آواز کی بلندی ونشر کے لئے بہترین ایجاد ہے جسے دنیوی و سیاسی ضروریات کے لئے استعمال کیا جائے تو اعتراض نہیں۔

لیکن یہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے نماز میں قاری کی قرأت، تکبیرات، رکوع وسجود کی ہر ادا، اس کے ذریعے ہی نشر ہو، کسی طرح صحیح نہیں۔ تمامی عبادت کے ارکان واجزاء اس آلہ کے ذریعے معلوم ہوں۔

ریڈیو، لاسلکی ٹیلیفون، تار کے ذریعہ رؤیت ہلال کی شہادت وتاریخ کا تعین، یہ وہ مسائل ہیں جن کو ان آلات کے ذریعے حل

Marfat.com

کیا جانا زیر غور ہے۔ جن کے باعث خوامخواہ فرائض وارکان سنن و نوافل میں رخنہ پڑے گا۔

خطبہ: خطبہ کی شرعی صورت یہ ہے کہ خطیب جس وقت خطبہ دے تو حاضرین خاموش بیٹھے رہیں، جو سنتے ہیں وہ بھی اور جو نہیں سنتے وہ بھی خموش رہیں۔ احکام دین اور مسائل شرعیہ کی تبلیغ ہر ہفتہ خطبہ میں ہونی چاہئے، خطبہ اگر لاؤڈ اسپیکر سے دیا جائے تو مباح ہوگا۔

نمازِ قرأت وغیرہ: آلہ بکرالصوت خواہ امام کے سامنے ہو یا پیچھے یا دیوار میں نصب ہو۔ امام کی قرأۃ، تکبیرات، رکوع وسجود وغیرہ کا آلہ بکرالصوت لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے مکروہ وممنوع ہوگا، امام کی توجہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز کی طرف رہے گی اور وہ خشوع و خضوع جو نماز کے لئے درکار ہے قطعاً فوت ہو جائے گا۔ یہ آلہ کی خرابی کے احتمالات بھی ہیں اگر آلہ بگڑا تو کوئی سجدہ میں ہوگا تو کوئی رکوع میں جہاں تک کہ آواز کی بلندی کا تعلق ہے، اس سلسلے میں قرآن حکیم فرماتا ہے۔

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا
وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ؕ

''(جہری نمازوں میں) نہ تو آواز کو زیادہ بلند کر اور نہ زیادہ آہستہ بلکہ درمیانی راہ اختیار کر۔''

قرآن مقدس جہری نمازوں میں درمیانی آواز سے حکم دیتا ہے اور لاؤڈ اسپیکر رفع صوت کرتا ہے تو یہ شکل آیۃ شریفہ کے مطابق نہ ہوگی۔

تکبیرات: تکبیرات کے لئے سلف صالحین نے بڑے مجمعوں کے اندر مکبرین کی تاکید و تنظیم فرمائی ہے۔ یہ صورت آج بھی ہونی چاہئے۔ اگر قبل سے تکبیرات کے لئے مکبرین کا انتظام کیا جائے تو بڑی سے بڑی جماعت میں آواز پہنچ سکتی ہے۔

ریڈیو۔ لاسلکی۔ ٹیلی فون تار کے ذریعے شہادت: ریڈیو، لاسلکی تار کے ذریعہ رویت کی شہادت کا اعلان شرعاً غیر صحیح ہوگا۔ خبر وحکایت کی حد تک بھی اس پر وہی احکام ہوں گے جو فقہائے کرام نے دیئے ہیں۔ خبر و شہادت میں کھلا ہوا فرق ہے۔ موجودہ دور کے وہ لوگ جو علما سے کج بحثی کرتے ہیں، کیا حالیہ عدالتوں میں قانون کی رو سے کوئی جج ایک ایسے شخص کی شہادت لے سکے گا جو عدالت کے سامنے موجود نہ ہو۔ کیا باہر سے ٹیلی فون، لاسلکی تار کے ذریعہ شہادت قبول کر لی جائے گی۔ اگر موجودہ قوانین میں ایسی شہادت قابل قبول نہیں ہوسکتی تو پھر اسلام میں ایسی شہادت کس طرح قبول ہوسکتی ہے۔ پھر شہادت بھی ایک ایسے اہم فریضہ کے متعلق جو لاکھوں کروڑوں مسلمانوں سے متعلق ہو۔ جب ہمارے جدید زمانہ کے قوانین کی رو سے شھود کا سامنے ہونا ضروری ہے تو اسلام اپنے قانون کے مطابق ایسی شہادت کو جو ریڈیو۔ لاسلکی ٹیلی فون کے ذریعہ دی جائے کس طرح قبول کر سکتا ہے۔

جمعیۃ علمائے پاکستان صوبہ سندھ و کراچی عرصہ سے ان مسائل پر غور کر رہی تھی۔ سال گزشتہ بھی لاؤڈ اسپیکر کا یہ مسئلہ حضرت علامہ مولانا مفتی داؤد صاحب نائب صدر جمعیۃ علمائے سندھ کے پاس آیا حضرت ممدوح نے نہایت محنت سے مسئلہ مرتب فرمایا، اتفاق سے اس وقت حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور حضرت مولانا محدث صاحب کچھوچھوی بھی کراچی تشریف لائے ہوئے تھے۔ ہر دو بزرگوں نے اس مسئلہ کی تصدیق فرمائی۔ اس سال مذکورہ بالا عنوانات دائر ہوئے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ ان مسائل پر ایک بار حضرات علمائے کرام کافی بحث و مذاکرہ فرمالیں اور اس کے بعد فتاویٰ مرتب ہوں۔ چنانچہ ۲۰ ر رمضان المبارک کو جمعیۃ علمائے پاکستان صوبہ سندھ کے دفتر میں حضرات علمائے کرام کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوا، کئی گھنٹے کے بحث و مباحثہ کے بعد مسائل پر الحمدللہ تمام علماء متفق ہوگئے اور طے پا گیا۔ چھ افراد پر مشتمل کمیٹی استفتاء مرتب کر کے جمعیۃ علمائے پاکستان کی جانب سے فتوے شائع کرے۔

Marfat.com

الحمدللہ حضرت مولانا صاحب داد صاحب مفتی کی کاوش اور اراکین کی مسلسل توجہ کی بدولت فتاوے مرتب ہو گئے جسے جمعیۃ قبل عید شائع کرنا چاہتی تھی مگر کاپی نویسوں کا اخبارات کے خاص نمبروں کے باعث فراہم ہونا ناممکن ہو گیا اس لئے بعد رمضان وعید فتویٰ شائع ہو سکے گا۔ امید کہ مسلمانان کراچی اس فتویٰ پر عمل کریں گے۔

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی

صدر جمعیۃ علمائے پاکستان صوبہ سندھ وکراچی

☆☆☆

استفتاء مرسلہ میاں عبدالرحیم عثمان کلرک، صدر کراچی بذریعہ مولانا محمد احسن صاحب ملتانی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں، اگر بروز جمعہ مروجہ اذان اول لاؤڈ اسپیکر پر حدود مسجد میں دلوائی جائے، یہ اذان بھی محراب کے سامنے ہو تو کیا وہ نتیجہ حاصل نہیں ہوتا جو حدود مسجد سے باہر اذان دلوانے کا تھا، بلکہ اس سے بدرجۂ اتم حاصل ہوتا ہے اگر اس خاص حالت کذائیہ میں مستمراً وعادتاً وابداً اذان دلوانے کا انصرام واہتمام کرلیا جائے تو شرعی نقطہ نظر سے کوئی قباحت ہے یا نہیں اگر خلاف اولیٰ ہے تو کیا ہمیں اس نتیجۂ انفع واظہر کو ترک کر دینا چاہئے جو ہمیں حاصل ہو سکتا ہے جبکہ حدود مسجد سے باہر اذان دلوا کر لاؤڈ اسپیکر کو محراب تک لانے کے لئے وہ حدیث مانع ہوتی ہے گردنوں پر سے پھاندنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ نیز اذان ہوتے ہی نمازی ادائے سنت کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جواب مفصل اور فیصلہ کن ضروری ہے۔

فقط والسلام عبدالرحیم

الجواب : هو الملهم للسداد

احادیث وآثار سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ سے آج تک اذان کا مسنون طریقہ مسجد سے باہر متصل بلند مینار یا مقام پر کہنا پایا جاتا ہے۔ آلہ بکر الصوت جو اندرون مسجد ہو اور آواز نکالنے والا ڈبہ ساؤنڈ بکس مسجد سے باہر ہو تو اذان کا اصلی مقصد بے شک پورا ہو سکتا ہے مگر مستمراً وعادتاً وابداً ایسا کرنے سے مسنون طریق اور سنت کی اہمیت کے خلاف ایک نئی بدعت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلمها احدث قوم بدعته الا رفع مثلها من السنة فتمسدو بسنة خير من احداث بدعة - رواه احمد مشکوۃ، ص ۳۱، ہدایہ جلد اول، ص ۲۷ میں مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی علیہ الرحمۃ علامہ نورالدین سمہودی قدس سرہٗ کی وفاء الوفا باخبار المصطفیٰ سے نقل فرماتے ہیں کہ ويشهد كذلك مارواه ابن اسحٰق و ابو داؤد و البهيقى ان امراء ة عن بنى النجار قالت كان بيتى الحول بيت حول المسجد و كان بلال يوذن عليه كل هذاة الحديث وروىٰ بن عمر بن ابى بردة الاسلمى قال من السنة الاذان فى المنارة والاقامة فى المسجد وروى غيره ان الاذان فى زمنه صلى الله عليه وسلم كان علىٰ اسطوانة فى دار عبدالله بن عمر اللتى فى قبلة المسجد قال ابن زبالة حدثنى محمد بن اسمٰعيل وغيره قال كان فى دار عبدالله بن عمر اسطوانة فى قبلة المسجد يوذن عليها بلال يرقى عليها باقتاب والا سطوانة مربحة قائمة الىٰ اليوم و هى فى منزل عبدالله بن عمر يقال لها المطار انتهىٰ۔

اور مسلمانوں کو ہمیشہ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ جو کام خوشنودی خدا اور رسول کے لئے کیا جائے جبکہ وہ کام طریق مسنون سے بھی ادا ہو سکتا ہے تو خواہ مخواہ سنت کے خلاف انجام دینا بالکل قبیح ومنع ہے اور فمن رغب عن سنتى فليس منى متفق علیہ، مشکوٰۃ، ص ۲۷ کی وعید شدید اس پر گواہ ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان نوایجاد چیزوں سے نفع اٹھانا بالکل منع ہے بلکہ وہ اپنی

Marfat.com

جگہ جائز مباح الاصل ہیں۔ مگر شرعی عبادات میں ہر جگہ اپنی خواہش کے مطابق اسے ضروری سمجھنا بھی خلاف انصاف وعقل ہے اور جہاں ممانعت نہ ہو جائز بلا اشتباہ ہے لیکن نماز میں قرأت کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال مکروہ ومنع ہے کیونکہ قرأت میں ایسا تصنع وتکلف اور زیادہ بلند آواز میں جو حضور قلب اور خشیت وتذلل کے منافی ہے منع ہے، اس لئے قرآن مجید نے صاف اعلان فرمایا کہ وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ وَلاَتُخَافِتْ بِهَا وَابتغ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلاً ط (آخر سورہ بنی اسرائیل)

''یعنی جہری نماز میں نہ تو آواز کو زیادہ بلند کر اور نہ زیادہ آہستہ بلکہ درمیانی راہ اختیار کر۔''

ایسے صریح احکام کے خلاف اپنی خواہشاتِ نفسانیہ کے مطابق دین متین میں مداخلت کرنا بدیہی البطلان ہے۔

☆☆☆

سُنّی کانفرنس چھپوند (ضلع اٹاوہ) منعقدہ ۱۱ فروری ۱۹۴۶ء

زیر صدارت: حضرت مولانا ابوالمحامد سید محمد محدّث کچھوچھوی

تقاریر: حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدّین مراد آبادی

حضرت مولانا محمد عبد الحامد قادری بدایونی

گزشتہ صفحات میں مذکورہ بالا سنی کانفرنس کا خطبہ صدارت سید محمد محدث کچھوچھوی درج ہو چکا ہے۔ اس اجلاس کی دو اہم تقریروں کا خلاصہ جو مولانا اعزاز حسین، ناظم سنی کانفرنس چھپوند (ضلع اٹاوہ) نے تلمبند کیا تھا، درج ذیل ہے۔

''سنی کانفرنس چھپوند کا آخری شاندار اجلاس ۱۱ فروری ۴۶ء کو بعد نماز عشا شروع ہوا۔ حاضرین کی تعداد ہزارہا تھی .... حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی (ناظم اعلیٰ، آل انڈیا سنی کانفرنس) نے اپنی فاضلانہ تقریر میں مسلمانوں کو بتایا کہ وہ احکام اسلام کی پابندی کرتے ہوئے پاکستان کے حصول کی کوشش کریں اور اپنے اندر اسلام کی اطاعت کا جذبہ پیدا کریں اگر مسلمان دین متین کا جذبہ پیدا کر کے متحرک ہو گئے تو مستقبل قریب میں پاکستان کا مل جانا دشوار نہیں اس کے بعد آپ نے کانگریس کی ہندوانہ ذہنیت پر تبصرہ فرمایا۔ آپ کے بعد حضرت صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب مفتی اعظم نے اہل سنت کی تفسیر اور اتحاد واتفاق پر زبردست تقریر فرمائی۔

تمام نمبر حضرت مولانا شاہ محمد عبد الحامد صاحب قادری بدایونی (پروپیگنڈہ سکریٹری

(ایم فل مقالہ ''تحریک پاکستان میں مولانا عبدالحامد بدایونی'' کا کردار'' از محمد اجمل بھٹی رضوی، صفحہ 150، شعبہ تاریخ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور)

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

برادرانِ ملت!

مجھے دلی مسرت ہے کہ آپ حضرات نے اپنے جوشِ محبت اور جذبۂ مودت کے ساتھ اس اجتماع میں نہ صرف شرکت کا موقع دیا بلکہ میرے سر اس اہم خدمت کی ذمہ داری بھی عائد کر دی جسے عرف عام میں صدارت کہا جاتا ہے۔ میں اپنے عمیق جذبات اور منت پذیری کے ساتھ عرض کروں گا کہ پنجاب جیسے وسیع خطے اور مردم خیز صوبہ میں مجھ سے بہت زیادہ اہلیت رکھنے والے حضرات موجود تھے، جنہیں یہ خدمت سپرد کی جاسکتی تھی۔ صدارت پر اظہارِ تفکر و امتنان ایک رسمی اور واجبی معمول ہے جو ادا کیا جاتا ہے مگر پورے خلوص اور محبت کے ساتھ آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے صدر بنا کر میری عزت افزائی فرمائی۔

لدھیانہ کی اہمیت: لدھیانہ پنجاب کے ان مخصوص اضلاع میں سے ایک ضلع ہے جو تحریکِ خلافت سے اب تک برابر قومی و ملی تحریکات میں پیش پیش رہا ہے۔ یہاں کے اکابر اور نامور علماء و زعماء برابر ملکی سیاست میں حصہ لیتے رہے ہیں اور اس وقت بھی منہمک ہیں اگرچہ ہمارے ان کے مطمحِ نظر میں فی الحال اختلاف ہے تاہم ان کی مساعی بطور خود خدمات کی مناد ہیں۔ میری دلی دعا ہے کہ ان حضرات کی کوششیں ملت اسلامیہ کی تعمیر اور تنظیم میں اشتراکِ عمل کا پیش خیمہ ثابت ہوں۔ اس کانفرنس کے اغراض و مقاصد جیسا کہ اخبارات و مراسلات سے ظاہر ہوا، یہ ہیں کہ مسئلۂ پاکستان پر روشنی ڈالی جائے اور شبہات و اعتراضات کا ازالہ کرتے ہوئے ایک بسیط تبصرہ کر دیا جائے۔

تاریخ ماضی کا تذکرہ: حضرات! تقسیم ہند کی تجویز پر بحث کرنے سے قبل مناسب ہوگا کہ آپ کے سامنے تاریخِ ماضی کے چند اوراق پیش کر دیے جائیں تا کہ نتائج نکالنے میں آسانی ہو۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے مسلمانانِ ہند کی اب تک کیا خدمات انجام دی ہیں۔

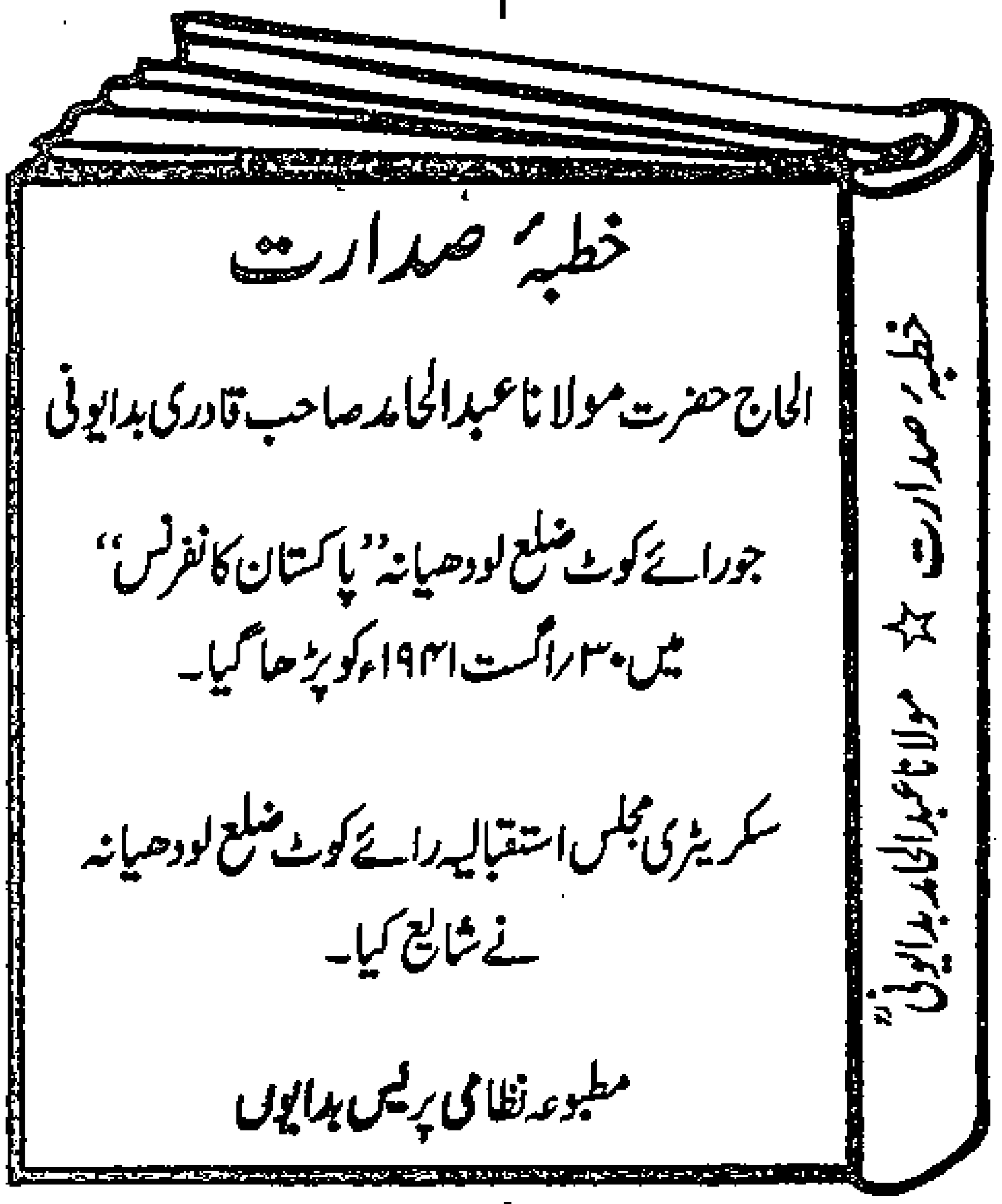

اٹھارویں صدی کے آخر میں مسلمانوں کا سیاسی زوال اپنی آخری حدود کو پہنچ چکا تھا۔ دہلی کی سلطنت جسمِ بے روح سے زیادہ نہ تھی، اُدھر انگریز مسلمانوں کے قلب و دماغ سے ایک ہزار سالہ دورِ حکومت کے خیالات فنا کرنے میں مصروف تھے۔ دوسری جانب ابنائے وطن دیرینہ مسلم دشمنی کے باعث مسلمانوں کی حیاتِ ملی کو فنا کرنے کی فکر میں تھے۔ اس لیے ہر وہ تحریک جو مسلمانوں کے خلاف شروع ہوتی وہ اس کا ساتھ دیتے۔ اب نہ بہادر شاہ باقی تھے نہ دہلی کی سلطنت کا حشمت و جلال، البتہ رنگون کے پولو گراؤنڈ کے کنارے گھوڑے کی ٹاپوں سے روندھا ہوا ایک مزار نظر آرہا تھا جس سے درد و کرب کے ساتھ یہ صدا آرہی تھی۔

پے مغفرت پڑھے فاتحہ بھلا اے ظفر یہاں آن کر
وہ جو ٹوٹی قبر کا تھا نشان اُسے ٹھوکروں سے مٹا دیا

۱۸۵۷ء کا ہنگامہ مسلمانوں کی سلطنت ہی نہیں مٹا گیا بلکہ اسلامی عزت و اقتدار کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ جو قوم ایک ہزار سال تک ہندوستان میں حکومت کر چکی تھی اسے غلامی کی زنجیروں میں جکڑ گیا۔

Marfat.com

تاریخ کے اوراق میں ہماری ترقی و زوال کی جو درد انگیز داستانیں موجود ہیں، یہاں ان کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ کرنا غم و اضطراب کا باعث ہوگا۔ انگریزوں نے اپنے تسلط کے بعد ابنائے وطن کو مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے آگے بڑھایا۔ تعلیم، ملازمت، تجارت، حکومت کے ہر شعبہ میں انہیں ترقی کا موقع دیا گیا اور مسلمانوں کو پستی میں ڈالا گیا۔

قیامِ کانگرس: ۱۸۸۰ء میں بامداد حکومت کانگرس کمیٹی قائم ہوئی جس کا کام فقط تاجِ برطانیہ کی وفاداری تھا۔ اسی طرح ۱۸۸۸ء میں انڈین ایسوسی ایشن اور محبانِ وطن جیسی جماعتیں اپنی قوم کے حقوق کے لیے بنائی گئیں۔ مگر مسلمانوں کا نہ کوئی نظام تھا نہ سیاسی و قومی ادارہ جو ان کی دستگیری کرتا۔ چند باخدا اور حق گو علماء جو طوقِ غلامی کو توڑنا چاہتے تھے، پہلے ہی ختم کیے جا چکے تھے۔ علومِ دینیہ کے مراکز کی روح نکال دی گئی تھی۔ غرض یہ دور مسلمانوں کے لیے انتہائی المناکیوں کا مرقع تھا۔

انگریزی تعلیم: تھوڑے عرصہ بعد انگریزی تعلیم کی تحریک شروع ہوئی۔ مسلمان بھی اس کی تحصیل کے لیے آمادہ کیے گئے۔ مغربی تعلیم اگرچہ مسلمانوں کے مستقبل کی تباہی کا پیش خیمہ تھی، جس نے غلامی اور مغربیت کی زنجیریں پہنا دیں مگر اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ تعلیم یافتہ طبقہ مغرب کی سیاست سے باخبر ہوگیا۔ اب آہستہ آہستہ ہماری قوم میں راجہ محمود آباد، مولانا محمد علی، ڈاکٹر اقبال، مسٹر محمد علی جناح، مولانا حسرت، مولانا شوکت علی، مولانا ظفر علی خاں جیسے زعماء بھی پیدا ہوگئے جس کے قلوب ملی و قومی جذبات سے لبریز تھے اور جو مغربی سیاسیات میں بھی پوری مہارت حاصل کر چکے تھے۔

مسلمانوں کی سیاسی زندگی کا آغاز: مسلمانانِ ہند کی سیاسی تنظیم کی داغ بیل نواب محسن الملک اور نواب وقار الملک نے ڈالی۔ انہوں نے اپنی مسلسل تقاریر سے مسلمانوں کے مردہ قلوب میں قوت پیدا کر دی۔

ادھر ۱۹۰۵ء میں حکومت کی طرف سے تقسیمِ بنگالہ کا اعلان کیا گیا جس کے ماتحت مشرقی بنگالہ کو ترقی کے مواقع حاصل ہو جاتے، مگر ابنائے وطن نے اس کے خلاف سخت شورش برپا کر دی۔ اسی زمانہ میں لارڈ منٹو نے جدید اصلاحات کے لیے ایک کمیشن بٹھایا۔ نواب محسن الملک نے اپنے اپنے اثرات سے مسلم زعماء کو جو مختلف گوشوں میں منتشر تھے، مجتمع کر کے ایک میموریل مرتب کیا جس میں مسلمانوں کی گذشتہ عظمت، تاریخی اہمیت، جداگانہ حقِ انتخاب، موثر نیابت، تعین نشست وغیرہ پر زور دیا گیا تھا۔ گورنر جنرل کے روبرو پیش کیا جو عرف عام میں شملہ ڈیپوٹیشن کے نام سے موسوم ہے۔

مسلم لیگ کا قیام: اس وفد کے بعد طے کیا گیا کہ مسلمانوں کے ان حقوق کو منظم طور پر حاصل کرنے کے لیے ایک سیاسی ادارہ بنایا جائے، چنانچہ ۳۰ دسمبر ۱۹۰۶ء کو ڈھاکہ میں نواب وقار الملک کی صدارت میں آل انڈیا مسلم لیگ کی بنیاد پڑی۔ نواب محسن الملک اور ان کے رفقائے کار نے تھوڑے عرصہ میں شدید محنت کرنے کے بعد مسلم لیگ کے مقاصد کو سارے ملک میں پہنچا دیا۔ اور ہندوستان کے صوبہ جات میں آل انڈیا مسلم لیگ کی کانفرنسیں منعقد ہونے لگیں۔ حسب ذیل مقامات پر ابتدائی سنین میں مسلم لیگ کی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

۱۹۰۷ء میں بمقام کراچی، ۱۹۰۸ء میں بمقام امرت سر ۱۹۰۹ء میں بمقام دہلی، ۱۹۱۰ء میں بمقام ناگپور۔ ان مجالس کی وجہ سے آل انڈیا مسلم لیگ کو غیر معمولی ہمدردیاں حاصل ہوگئیں۔

ابنائے وطن مسلم لیگ کی تنظیم کو کسی طرح پسند نہ کرتے تھے اور ملک کے مختلف گوشوں میں ہندو مسلم تنازعات کا سلسلہ بڑھتا جا رہا تھا، جس سے فضا حد درجہ مکدر ہو چکی تھی۔ مسلم رہنما برابر مسلمانوں کو صبر و تحمل کی نصیحت کر رہے تھے مگر دوسری جانب سے یورشیں ہو رہی تھیں۔ وہ مسلمانوں میں اضطراب کا باعث تھیں۔

Marfat.com

مسٹر گوکھلے اور مسلمانوں کے حقوق کا اعتراف: ۱۹۰۷ء میں مسٹر گوکھلے نے ہندو مسلم اتحاد کے لیے دورہ کیا۔ علیگڑھ کی تقریر میں انہوں نے کہا: ''چونکہ مسلمانوں کا گروہ تعداد میں ہندوؤں سے کم ہے لہٰذا ان کو خوف ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم انگریزوں کی حکومت سے نکل کر ہندوؤں کی حکومت میں آ جائیں، یہ خیال ایسا نہیں ہے جسے مذاق میں اڑایا دیا جائے۔ جو حالت بلحاظ مردم شماری اس وقت مسلمانوں کی ہے اگر یہی ہندوؤں کی ہوتی تو ہم بھی وہی پالیسی اختیار کرتے جس پر مسلمان عمل کر رہے ہیں۔''

رئیس الاحرار مولانا محمد علی کی سیاسیات میں شرکت: ۱۹۱۰ء کا وہ مبارک سال تھا جس میں مولانا محمد علی ملازمت ترک کر کے، ریاستوں کے عہدہ جات کو ٹھکرا کر ملتِ اسلامیہ کی خدمات کے لیے سیاسیات میں شامل ہوئے۔ اگرچہ وہ مسلم لیگ کی تاسیس کے وقت بھی موجود تھے لیکن ۱۹۱۰ء میں میدانِ سیاست کے اندر آ کر مولانا نے اپنی قابلیت اور خداداد ذہانت سے جس قسم کی خدمات شروع فرمائیں، انہوں نے ہوا کا رخ ہی پلٹ دیا۔

تقسیمِ بنگالہ کی تنسیخ کا اعلان: ۱۹۱۱ء میں حکومتِ ہند نے دہلی کی تاجپوشی کے دربار کے موقع پر مسلمانوں سے مشورہ کیے بغیر تقسیمِ بنگالہ کی تنسیخ کا اعلان کر دیا۔ حالانکہ لارڈ کرزن خود بنگالہ جا کر مسلمانوں کو یقین دلا چکے تھے کہ وہ اس تقسیم کی رو سے ایک علیحدہ اسلامی صوبہ قائم رکھیں گے۔ اسی طرح اس وقت کے وزیر ہند نے بھی کہا کہ بنگال کی تقسیم کا مسئلہ ناقابلِ تنسیخ ہے۔

اس تنسیخ کے اعلان نے مسلمانوں میں اضطراب انگیز جذبات پیدا کر دیے اور اس امر کا یقین کر لیا گیا کہ حکومت ابنائے وطن سے متاثر ہو کر اپنے مواعید و اعلانات کی بھی پروا نہیں کرتی۔ تقسیمِ بنگالہ کے معاملہ میں مسلمان اپنی آواز برابر اٹھاتے رہے۔

۱۹۱۳ء میں آگرہ کے اندر آل انڈیا مسلم لیگ کا جو سالانہ اجلاس سر ابراہیم رحمت اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا، وہ اجتماعی حیثیت سے تاریخی اجلاس تھا۔ اس اجلاس میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی، مسٹر محمد علی جناح، مسٹر فضل الحق جیسے اکابر شریک ہوئے۔ اس اجلاس میں مسلمانوں کے حقوق وغیرہ کے اہم معاملات پیش ہوئے۔ فیض آباد میں قربانی گاؤ کی بندش پر سخت احتجاجی تجویز منظور ہوئی۔

مسجد کانپور کا المناک واقعہ: اسی زمانہ میں مچھلی بازار کی مسجد کا وہ دردناک واقعہ رونما ہوا جس نے ہندوستان کے مسلمانوں میں سخت ہیجان پیدا کر دیا۔ مسجد پر گولیوں کی بارش مسلمانوں کا بے دردی سے قتل و مجروح ہونا، یہ ایسے واقعات تھے جس نے مسلمانانِ ہند کے جذبات میں ایک نیا طوفان برپا کر دیا۔ حکومت یوپی نے یہ اقدام کر کے مسلمانوں کی آنکھوں کو کھول دیا۔

وہ حضرات علمائے کرام و مشائخین عظام جو اپنی خانقاہوں اور مدارس میں بیٹھ کر خدمت کر رہے تھے اور میدانِ سیاست میں نہ آتے تھے، باہر نکل آئے۔ چنانچہ مولانا آزاد سبحانی، حضرت مولانا عبدالباری، حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قادری بدایونی، حضرت مولانا فاخر الہ آبادی جیسے مقدس و محترم حضرات بھی نکل کھڑے ہوئے۔ مسلمانوں نے اس حادثہ کے بعد یقین کر لیا کہ ہمارے معابد بھی اس دور میں محفوظ نہیں رہ سکتے۔ مسلمانوں کی خفتہ قوتیں بیدار ہو گئیں۔

جنگِ طرابلس و بلقان اور مسلمانانِ ہندوستان: عین اس وقت جبکہ مسلم زعماء اپنی ملت کے شیرازہ کو مجتمع کر رہے تھے، اقوامِ یورپ اسلامی سلطنتوں کو پامال کرنے میں منہمک ہو گئیں۔ جنگِ طرابلس کے حالات نے مسلمانانِ ہند کے قلوب کو بے چین کر دیا۔

ان کے خیالات کے اظہار پر ہر قسم کی پابندیاں تھیں مگر ممکن نہ تھا کہ جنگِ طرابلس کے خونی حادثہ سے بے چین نہ ہوتے۔ مسلمانانِ ہند نے ہر گوشہ سے اپنے بھائیوں کی حمایت اور امداد کی

Marfat.com

کوششیں شروع کر دیں۔

ابھی طرابلس کے مظلوموں کا غم نہ گیا تھا کہ جنگِ بلقان شروع ہوگئی۔ روس اور اٹلی عالمِ اسلامی پر قبضہ کرنے کی دھمکیاں دینے لگے۔ مغربی اقوام نے متحدہ طور پر ترکوں کی تباہی و بربادی کے لیے ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیئے جو مظالم مسلمانوں پر ہوئے۔ اس کا مختصر حال بحوالہ کامریڈ مورخہ ۸ فروری ۱۹۱۳ء سنیے:

''مسلمانوں کا قتلِ عام کیا گیا۔ مسلمان عورتوں کو جبراً عیسائی بنایا گیا، ان کے خاوندوں کو قتل کر دیا گیا۔ دو لاکھ چالیس ہزار مسلمان شہید کیے گئے۔''

اس جنگ کو تمام عیسائی دنیا نے صلیبی جنگ سے تعبیر کیا۔ مسٹر اسکوئتھ وزیر خارجہ برطانیہ نے اپنی تقریر میں یہاں تک کہہ دیا:

''ساتویں صدی سے سترھویں صدی تک مغرب کو جو صدمات اسلام نے پہنچائے ہیں، اب ان سب کے بدلہ کا وقت ہے۔ اس لیے ایک طرف ترکی اور دوسری طرف پرشیا سے اسلامی طاقت کو تباہ کیا جائے گا۔''

ممکن نہ تھا کہ ہندوستان کے مسلمان جو عالمِ اسلامی کی برادری کے ایک رکن ہیں، ان حالات سے متاثر نہ ہوتے، اسی زمانہ میں نواب وقار الملک نے علیگڑھ انسٹی ٹیوٹ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ تو آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے کہ ان واقعات کے دیکھنے کے بعد جو اس وقت مشاہدہ میں آ رہے ہیں، مسلمانوں کو یہ مشورہ دینا کہ وہ گورنمنٹ پر بھروسہ کریں، لاحاصل مشورہ ہے۔ اب زمانہ اس قسم کے اعتماد کا نہیں رہا۔''

اُدھر مولانا ابوالکلام کی خطابت، مولانا محمد علی، مولانا ظفر علی خاں کی پُرجوش تقاریر نے مسلمانوں میں زبردست جذبات پیدا کر دیئے۔ ایک طبی وفد ڈاکٹر انصاری کی صدارت میں روانہ کیا گیا۔ دوسرا وفد مسلمانانِ مدراس نے بھیجا۔ وفد نے ترکی جا کر مجروحین کی ہر قسم کی امداد کی۔ اس وفد کے پہنچنے سے مسلمانانِ ہندوستان اور عالمِ اسلام کے ٹوٹے ہوئے رشتے قائم ہوگئے۔

تحریکِ خدامِ کعبہ نے ملک کے ہر گوشہ میں، مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی وغیرہ کی کوششوں سے مسلمانوں کے اندر ولولۂ عمل پیدا کر دیا۔ اِدھر مولانا محمد علی کا اخبار ''کامریڈ'' مسلمانوں میں نئی کیفیت پیدا کر رہا تھا۔ حکومت نے مولانا کے اخبار کامریڈ کو پریس ایکٹ کا شکار کیا۔ مولانا نے جس پامردی و استقلال سے مقابلہ کیا، وہ قابلِ مثال تھا۔

خادمِ کعبہ کی تحریک عرصہ تک جاری رہی، جس میں مسلم لیگ کے اکثر و بیشتر زعماء شریک رہے۔ اگرچہ ان بیرونی مساعی کی وجہ سے مسلمانوں کی توجہات عالمِ اسلامی کی طرف منعطف تھیں مگر آل انڈیا مسلم لیگ اپنا کام کرتی رہی۔

ہندو مسلم اتحاد کی مساعی: ۱۹۱۵ء میں مولوی مظہر الحق صاحب بیرسٹر ایٹ لا کی صدارت میں مسلم لیگ کا اجلاس منعقد ہوا۔ یہ اجلاس اس لحاظ سے ایک تاریخی اجلاس تھا کہ پنڈت مالویہ سریندر ناتھ بزجی، مسز اینی بسنٹ، مسٹر گاندھی مسلم زعماء کے ساتھ بیٹھے اور ہندو مسلم مسائل پر غور و مشورہ کیا گیا۔ بعد غور و فکر بعض حل تلاش کیے گئے۔

میثاقِ لکھنؤ: ۳۰ دسمبر ۱۹۱۶ء میں بمقام لکھنؤ آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس زیر صدارت مسٹر محمد علی جناح منعقد ہوا۔ اس اجلاس کے زمانہ میں آل انڈیا کانگرس کا بھی اجلاس ہو رہا تھا۔ اسی سال کانگرس کمیٹی نے آل انڈیا مسلم لیگ سے مسلمانوں کے حقوق کے متعلق میثاق کیا اور بنیادی مسائل کو تسلیم کیا۔

مسلمانوں کے اہم مسائل کو ہندو لیڈران سے تسلیم کرا لینا صرف مسٹر محمد علی جناح کی شخصیت ہی کا کام تھا۔ اس میثاق سے آل انڈیا مسلم لیگ کی حیثیت مسلمانوں کی نمائندہ جماعت کی ہوگئی۔

مولانا محمد علی و شوکت علی پر حکومت کا نزلہ: جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا، حکومت ہند نے مولانا محمد علی کے اخبار پر مقدمہ چلایا۔ حکومت آغازِ جنگ سے ہی مولانا اور ان کے برادر معظم کو مشتبہ

Marfat.com

نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

جیسے جیسے جزیرۃ العرب اور ترکوں کے خلاف جنگ کا سلسلہ بڑھتا گیا۔ حکومتِ قوانین کو سخت سے سخت بناتی گئی۔ ڈیفنس ایکٹ کے ماتحت مولانا اور ان کے برادر معظم کو مہرولی میں نظر بند کر دیا گیا۔ اور مولانا ظفر علی خاں کو ان کے صوبہ میں۔ مولانا محمد علی اور شوکت علی کو چھنڈ واڑہ بھیج دیا گیا۔ ۱۹۱۶ء میں مولانا ابوالکلام آزاد اور دوسرے علماء بھی اسیر کیے گئے۔

تحریکِ خلافت اور کانگرس: ترکی کی تباہی و بربادی کے اشارات اوپر آپ سن چکے، جزیرۃ العرب کا مقدس خطہ یورپ کے زیرِ نگین لایا جانے والا تھا۔ اور وہاں کے پیدا شدہ حالات سے تمام دنیائے اسلام میں ہیجان عظیم برپا تھا۔ اس لیے مسلم زعماء ہند نے طے کیا کہ مسئلہ خلافت اور جزیرۃ العرب کی حفاظت کے لیے مجلسِ خلافت قائم کی جائے چنانچہ اس کا قیام عمل میں آیا۔

مولانا محمد علی، مولانا ابوالکلام آزاد، حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قادری بدایونی، مولانا نثار احمد کانپوری، مولانا فاخر الہ آبادی، حکیم اجمل خان صاحب، ڈاکٹر سید محمود، نواب محمد اسمٰعیل خاں، حضرت مولانا عبدالباری صاحب اور دوسرے علماء و اکابر نے پورے ہندوستان میں مجالسِ خلافت قائم کر دیں۔ مسلمانوں میں جیسا عظیم الشان جوش اس تحریک نے پیدا کیا وہ کسی دوسرے دور میں نظر نہیں آتا۔ اسی زمانہ میں جلیانوالہ باغ کے حادثہ نے ابنائے وطن کو بھی حکومت کی طرف سے مضطرب کر دیا۔

اس لیے فیصلہ کیا گیا کہ مجلس خلافت اور آل انڈیا کانگرس کمیٹی دونوں مل کر آزادئ وطن حفاظتِ جزیرۃ العرب کا کام کریں۔ ہندو لیڈران کا مسلمانوں کو ساتھ لے کر کام کرنا کچھ آسان نہ تھا مگر مولانا محمد علی جیسے بلند ہمت بزرگ نے اقدام کیا۔

سب سے پہلے مسٹر سی آر داس کو ہموار کیا گیا، اس کے بعد مسٹر گاندھی پر مولانا نے اثرات ڈالے، سب سے زیادہ دشواری انہی کو تیار کرنے میں ہوئی۔ وہ کسی طرح حکومت کے مقابلہ پر آنے کے لیے تیار نہ ہوتے تھے۔ مگر مولانا کے زورِ بیان اور قوتِ تقریر کے سامنے وہ ٹھہر نہ سکے، مجبوراً مسلمانوں کے ساتھ ہو گئے۔ اب خلافت کمیٹی اور کانگرس دونوں نے متفقہ کوششیں شروع کر دیں۔

علی برادران اور مسلم زعماء نے ابنائے وطن کے اتحاد کی خاطر اس زمانہ میں جو رواداریاں برتیں وہ اپنی حدود سے بھی تجاوز ہو گئی تھیں۔ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے گاندھی جی کی لیڈری چمکائی گئی۔ مجھے یاد ہے کہ ہمارے یہاں کے پوسٹروں کے عنوانات اس وقت یہ تھے:

''مولانا عبدالباری کا فتویٰ اور گاندھی جی کا حکم۔''

مسلمانوں نے عزیز سے عزیز چیز بھی ہندو مسلم اتحاد کے لیے قربان کر دی اور وہ مثالیں پیش کیں جو دنیا میں یادگار رہیں گی۔ تحریکِ خلافت نے حکومت کے ایوانوں میں ہلچل ڈال دی، مسلمانوں کا مستقبل روشن ہو گیا۔

مسٹر گاندھی اور ان کے رفقاء کا طرزِ عمل: عین اس وقت جبکہ حکومت آزادئ ہند کا اعلان کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔ مولانا محمد علی اور ان کے رفقاء جیلوں میں بند تھے۔ گاندھی جی نے چوری چورا کے حادثہ کا بہانہ ڈھونڈ کر بارودلی تجویز کے ماتحت تحریک کو ختم کر کے ملک کو ہمیشہ کے لیے غلامی میں دھکیل دیا۔ گاندھی جی کا یہ فیصلہ سوچا سمجھا ہوا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ اگر مسلمانوں کے اشتراک سے آزادی حاصل ہوئی تو پھر ہندو راج کے منصوبے ختم ہو جائیں گے۔ اس لیے انہوں نے عجلت کے ساتھ مسلمانوں کی تمام قوت کو ختم کر دیا۔

شدھی و سنگھٹن: ادھر گاندھی جی نے تحریک کو ختم کیا اُدھر حکومت

Marfat.com

کے اشارے سے سوامی شردھانند اور مالونجی نے شدھی و سنگھٹن کا بگل بجا دیا۔ جاہل و بے خبر مسلمانوں کو آریہ بنایا جانے لگا اور کھلم کھلا اس کی تبلیغ ہونے لگی کہ مسلمان ناپاک ہیں۔ ان عرب سے آنے والوں کو یا ہندوستان سے نکال دیا جاوے یا ہندو دھرم میں لے آیا جائے۔ اس تحریک کے ابتدائی دور میں حضرت برادر معظم مولانا عبدالماجد صاحب قادری اور میں گاندھی جی سے ملے۔ کئی گھنٹہ تک انہیں سمجھایا کہ اس تحریک کو روکیں ورنہ ہماری قومی تحریکِ آزادی خاک میں مل جائے گی۔ مگر وہ کسی طرح آمادہ نہ ہوئے۔ چنانچہ ہم دونوں بھائیوں نے اسی وقت سے کانگرس کو چھوڑا۔ مسلمانوں کو ان کے مذہب سے نکالنا کسی طرح گوارا ہو سکتا تھا۔ مجبوراً حضرت برادر معظم نے آگرہ میں مجلس نمائندگان تبلیغ فرما کر فتنۂ ارتداد سے بچانے کی مساعی جاری کر دیں۔ نواب عبدالوہاب خاں، مولانا سید غلام بھیک نیرنگ، مولانا سید عبدالحی نے اس تحریک میں پوری محنت سے کام کیا۔

شدھی و سنگھٹن کی تحریکات کے بعد وہ مسلم زعماء جو کانگرس میں تھے، آہستہ آہستہ کانگرس سے مستعفی ہونے لگے۔ چنانچہ مولانا ظفر علی خاں، مولانا حسرت، ڈاکٹر سیف الدین کچلو بھی کانگرس چھوڑنے پر مجبور ہوئے، انہیں مواقع پر ایک بار مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے بیان میں فرمایا:

''ہم اسے مسلمانوں کی سب سے بڑی غلطی سمجھتے ہیں کہ ہمیشہ انہوں نے دو ہی راستے دیکھے: گورنمنٹ پہ اعتماد یا ہندوؤں اور کانگریس میں شرکت۔''

اسی طرح جمعیت علماء دہلی جو آج کانگرس میں شریک ہے، شدھی کے زمانہ میں علاقہ ارتداد میں پہنچ کر مسلمانوں کو اس لعنت سے بچانے پر مجبور ہوئی اور کلکتہ کے اجلاس میں اس نے تجویز منظور کی۔

''چونکہ برادرانِ وطن کے مخالفانہ طرزِ عمل سے منافرت کی خلیج وسیع ہو رہی ہے، اس لیے مسلمان اپنے بل پر ملک کو آزاد کرائیں۔''

غرض شدھی تحریک نے پورے ہندوستان کے اندر ہندو مسلم تنازعات بڑھائے مگر کانگرسی اربابِ بسط و کشاد خاموشی سے دیکھتے رہے۔ مولانا محمد علی و شوکت علی اس فضاء میں بھی کانگرس کے اندر رہ کر کانگرسی ہندوؤں کو آزادئ وطن کی طرف مائل کرتے رہے۔ انہوں نے ایسی حالت میں جبکہ سارا ملک شدھی تحریک کی وجہ سے کانگرس سے متنفر ہو چکا تھا، کانگرس کو نہ چھوڑا۔

نہرو رپورٹ: جب تک نہرو رپورٹ سامنے نہ آئی وہ کانگرس سے علیحدہ نہ ہوئے۔ مولانا نے نہرو رپورٹ کے وقت ہندو لیڈران پر اپنی پوری پوری قوت صرف کر دی کہ وہ حقیقی مقصد آزادئ وطن کی طرف متحرک ہوں مگر جب نہرو رپورٹ میں ہندو راج کے منصوبوں کو مولانا نے دیکھ لیا تو وہ کانگرس سے مستعفی ہو کر اپنی ملّت کی خدمت میں منہمک ہو گئے اور اس قوت سے انہوں نے ملت اسلامیہ کی خدمت کی کہ کانگرس کا سارا قلعہ منہدم ہو گیا۔

مسلم کانفرنس کا قیام: چونکہ اس طرف مسلم لیگ کے عہدہ داران میں باہمی کشمکش اور اختلافات پیدا ہو گئے تھے۔ جو کسی طرح طے نہ ہوتے تھے۔ اس لیے مسلم زعماء کا ایک بڑا حصہ اس طرف چلا گیا کہ ایک دوسرا ادارہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے بنانا چاہیے جس میں پرانے تجربہ کار زعماء جنہوں نے قربانیاں کی ہیں اور ہر قسم کی صلاحیت رکھتے ہیں، شامل ہوں۔ چنانچہ مسلم کانفرنس کا قیام عمل میں آیا۔

اس ادارے نے نواب اسمٰعیل خاں، مولانا شوکت علی، مولانا شفیع داؤدی، راجہ صاحب سلیم پور اور دوسرے اکابر کی طرح مسلسل کوششوں کی بدولت چند سال کے اندر غیر معمولی ہر دلعزیزی حاصل کر لی اور اس کے ماتحت مسلم حقوق کی تدوین و ترتیب وغیرہ کا کام شروع کر دیا گیا۔

مسٹر محمد علی جناح، مولانا محمد علی اور ملک کے دوسرے اکابر نے مجتمع ہو کر مسلم حقوق کا جو خاکہ مسلم کانفرنس میں ترتیب دیا، وہی

Marfat.com

آ گے چل کر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں اساس کے طور پر سامنے آیا۔

راؤنڈ ٹیبل کانفرنس: راؤنڈ ٹیبل کانفرنس سے قبل بھی مسلم زعماء برابر کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح ہندو لیڈران مسلم حقوق پر سمجھوتا کرلیں مگر وہ راضی نہ ہوئے۔ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں بھی مولانا محمد علی نے انتہائی کوشش فرمائی کہ سمجھوتا ہو جائے مگر گاندھی جی نیشنلسٹ پارٹی اور سکھوں کو آمادہ کرلینے کا بہانہ کر کے سمجھوتا سے محترز ہو گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وزیر اعظم برطانیہ ثالث قرار پائے۔

۱۹۳۵ء ایکٹ: حکومت نے ۳۵ء میں جو ایکٹ بنایا تھا، وہ اگرچہ بحیثیت مجموعی ہر جماعت کے نزدیک قابل استرداد تھا مگر اس کے بالمقابل کوئی دوسرا حل اس وقت تک نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ ہندو مسلم سمجھوتہ نہ ہو۔ اس لیے کانگرس اور مسلم لیگ اس سے استفادہ پر مجبور تھیں۔ اگرچہ اس ایکٹ میں مسلم مطالبات کو قبول نہیں کیا گیا تھا مگر قایدِ ملت ہندیہ مسٹر محمد علی جناح کے چند اہم نکات تسلیم کرلیے گئے تھے۔

اتحاد مسلمین کی مبارک تحریک اور مسلم لیگ کی تنظیم جدید: راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں سید الاحرار مولانا محمد علی کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس حادثہ نے مسلمانانِ ہند کی کمر توڑ دی اور عام طور پر سمجھا جانے لگا کہ اب مسلمانوں کا کوئی سیاسی ناخدا باقی نہیں رہا مگر قدرت نے یہ خدمت مسٹر محمد علی جناح کے سپرد کردی تھی۔

مسٹر جناح کا تدبر، سیاسی فکر، حق گوئی، بے لوثی مخالفوں کے نزدیک بھی تسلیم شدہ تھے۔ جناح نے وقت کی تمام نزاکتوں کا احساس کرتے ہوئے سب سے پہلی چیز جو پیش کی وہ ملتِ اسلامیہ کا اتحاد تھا۔ اس وقت ملک میں مسلمانوں کی مختلف سیاسی جماعتیں موجود تھیں جو جداگانہ راستوں پر گامزن تھیں۔ ملت کو ضرورت تھی کہ ان کا ایک ہی نظام ہو۔ لہٰذا مسٹر جناح نے مسلمانانِ ہند کے سب سے زیادہ قدیم اور واحد نمائندہ ادارہ مسلم لیگ ہی کو منظم کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کے لیے انہوں نے خلافت کمیٹی، یونیٹی بورڈ، جمعیت علماء مجلس اتحاد و ملت، مجلس احرار وغیرہ کے ذمہ دار لیڈران کو مولانا شوکت علی کی قیام گاہ قرول باغ میں مجتمع کیا اور یہ خواہش کی کہ جدید انتخابات کے لیے مسلمانوں کی تمام سیاسی جماعتوں کو مسلم لیگ کے ساتھ متحد ہو کر کام کرنا چاہیے۔ ان کی اس دعوت پر سب سے زیادہ آمادگی مولانا شوکت علی اور ان کے رفقاء کار نواب محمد اسمٰعیل خاں اور چودھری خلیق الزماں نے کی۔ اس کے بعد جمعیت علماء اور مجلس اتحادِ ملت، احرار وغیرہ کی جماعتیں بھی متحد الخیال ہو گئیں۔ اس مقصد کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ بنایا گیا جس کا مینفسٹو بھی ان تمام جماعتوں کے نمائندگان نے وضع کیا۔ انتخاباتِ عمومی کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے اعلان کردیا گیا۔ مسلمانوں میں جماعت کے ماتحت انتخابات کا ہونا ایک نیا اور پہلا تجربہ تھا جو مسلم لیگ نے شروع کیا مگر مولانا شوکت علی اور ان کے رفقائے کار و ارباب جمعیت علماء اور دوسری مجالس کے اشتراکِ عمل سے مسلم لیگ کو ہر جگہ نمایاں کامیابی ہوئی۔

جمعیت علماء کے بعض وہ افراد جو آج کانگرس میں چلے گئے ہیں، انتخابات کے وقت مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد جماعت بتا کر کہتے تھے کہ جو مسلمان مسلم لیگ میں شامل نہ ہوگا وہ جہنمی ہے لیکن تھوڑے عرصہ بعد ان کے اقوال اس کے برعکس ہو گئے۔

جنرل انتخابات کے موقع پر کانگرسی حضرات کی روش بھی مسلم لیگ کے ساتھ کچھ بری نہ تھی۔ عام طور پر کانگرس اور مسلم لیگ کے طرزِ عمل سے معلوم ہوتا تھا کہ انتخابات کے بعد دونوں جماعتیں متحدہ طور پر نظامِ حکومت اس طرح پر چلائیں گی کہ اقلیتی جماعتیں بھی اطمینان کے ساتھ اپنے حقوق سے مستفید ہو سکیں۔

نتیجۂ انتخاب: کانگرس نے یہ دیکھ کر کہ انتخابات میں اس کو امید سے زیادہ کامیابی ہوئی، مغرورانہ روش کے ساتھ مسلم لیگ کو نہ صرف یہ کہہ کر ٹھکرا دیا بلکہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کر کے

Marfat.com

اسمبلیوں میں خالص ہندو راج شروع کر دیا۔ اسمبلی ہال میں اردو کی بجائے خالص سنسکرت کے اندر تقاریر ہونے لگیں۔ دفاتر میں جہاں جہاں انگریزی وزارتیں تھیں، گویا ہندو راج قائم ہو گیا۔

کانگرسی وزارتوں کے کارنامے: ساتوں صوبوں میں جہاں کانگرس کی حکومت تھی، مسلمانوں کی زبان، مذہب، کلچر، معابد و مساجد وغیرہ کے ساتھ جو سلوک ہوا، اس کی تفصیلات سے ہندوستان کا ایک ایک گوشہ مضطرب ہو گیا۔

یوپی، بہار، سی پی کے اندر جس قسم کے مظالم مسلمانوں پر ڈھائے گئے ان کے اثرات صدیوں تک زائل نہیں ہو سکتے۔

کانگرس اور انگریزوں کا شریفانہ معاہدہ: کانگرسی وزارتوں کے زمانہ میں جو کچھ مصائب مسلمانوں پر آ رہے تھے، صوبجات کے گورنران نے جو خموشی اختیار کی، اس کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ انگریزوں اور کانگرس کے مابین یہ خفیہ معاہدہ ہو گیا تھا کہ اگر کانگرس انگریزوں کے خاص خاص حقوق میں مداخلت نہ کرے تو گورنران اکثریت و اقلیت کے معاملات میں مداخلت نہ کریں گے۔ مسلمانوں کو جہاں کانگرسی وزارتوں سے شکایت ہے، وہی گورنران کے اس طرزِ عمل سے سخت تکلیف ہے کہ انہوں نے مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ہوتے ہوئے کوئی مدافعت نہ کی۔ کیا اس طرزِ عمل کے بعد مسلمانوں کے قلوب میں ان کی طرف سے کوئی گنجائش ہو سکتی تھی۔

مسلمانوں کے عزم و ثبات: مقامِ مسرت ہے کہ ان مظالم کے باوجود اقلیت والے صوبوں کے مسلمانوں میں کسی قسم کا چین پیدا نہیں ہوا بلکہ وہ اپنی تاریخی و مذہبی روایات کے ماتحت پامردی کے ساتھ ان حملوں کا مقابلہ کرتے رہے۔

ضمنی انتخابات میں کانگرس کو ہزیمتیں: عمومی انتخابات کے بعد کانگرس نے برسرِ اقتدار آ کر کبھی تو ملک کے سامنے پیٹ اور روٹی کا سوال اٹھایا کبھی متحدہ قومیت کو پیش کیا مگر اسے اپنے ہر حربہ میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

اب وہ اس کی بھی مدعی ہوگئی کہ مسلمانوں کے نمائندگان منتخب کرنے کا تنہا اسی کو حق حاصل ہے۔ مسلمانوں کے جماعتی وجود سے بھی پنڈت جواہر لال نہرو جیسی سمجھدار شخص کی زبان سے انکار ہونے لگا۔ کانگرس نے لیگ کے مقابلہ میں جس قدر بھی الیکشن لڑے، ان سب میں سوائے بجنور کے انتخابات کے ہر جگہ ناکامی ہوئی۔

مجلس خلافت اور مسلم لیگ: انتخاب مسلم لیگ یا تنظیم مسلم لیگ کی ہر سعی میں مولانا شوکت علی اور ان کی جماعت خلافت کے ارکان کی مسلسل محنت نے مسلم لیگ کی شخصیت کو مقبول عام و خاص بنا دیا۔ مجلس خلافت اور اس کا اخبار وعملہ مسلم لیگ کی خدمت کے لیے وقف ہو گیا۔ مولانا شوکت علی اور مجلس خلافت کی یہ عدیم النظیر قربانیاں تاریخِ مسلم لیگ میں ہمیشہ یادگار رہیں گی۔

مسلم لیگ کی تنظیمِ جدید اور دستوری تبدیلیاں: مسلم لیگ کی ابتدائی ہمدردیاں انتخاب کی وجہ سے بڑھ گئی تھیں۔ مگر ضرورت اس بات کی داعی تھی کہ مسلم لیگ کے نظام کو آئینی حیثیت سے ایسا بنا دیا جائے کہ غریب سے غریب مسلمان کو ان ادارہ میں داخل ہونے کا موقع مل جائے۔

چنانچہ آل انڈیا مسلم لیگ کونسل وغیرہ نے طے کیا کہ ہر وہ عاقل و بالغ مسلمان جو ۲ روپے فیس رکنیت ادا کر دے، مسلم لیگ کا رکن ہو سکتا ہے۔ شہر، ضلع، صوبہ اور مرکز میں عام رائے سے نمائندگان منتخب ہوا کریں گے۔

قانون کی اس تبدیلی سے ہر مسلمان کے لیے دروازہ کھول دیا۔ بہت آسانی سے پورے ہندوستان کے اندر مسلم لیگ کا باقاعدہ اور مضبوط نظام قائم ہو گیا۔

آزادی کامل کا نصب العین: مسلمانوں کا وہ آزاد خیال طبقہ

Marfat.com

جس نے ملک کی تحریکات میں اپنی عمر کا اکثر و بیشتر حصہ صرف کیا اور ہر قسم کی قربانیاں کرتا رہا۔ اس کا شروع سے خیال تھا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے نصب العین میں بصراحت آزادی کامل کے الفاظ داخل کیے جائیں۔ چنانچہ لکھنؤ کے اجلاس میں حسب تحریک مولانا حسرت موہانی آل انڈیا مسلم لیگ کے نصب العین میں آزادی کامل کے الفاظ داخل ہو گئے۔

اس تبدیلی کے بعد مسلم لیگ کی طرف آزاد خیال طبقہ تیزی کے ساتھ بڑھنے لگا۔

مسلم لیگ اور کانگرس کا اصل اختلاف: مسلم لیگ اور کانگرس کے مابین شروع سے اب تک یہ اختلاف چلا آ رہا ہے کہ کانگرس چاہتی ہے کہ پورے ہندوستان پر اس کا اقتدار ہو۔ وہ جس قسم کا قانون چاہے وضع کرے۔

تمام اقلیتیں اس کے سامنے سر تسلیم خم کریں۔ مسلم لیگ چاہتی ہے کہ دستور حکومت ایسا ہو جس میں مسلمانوں کو اپنے کلچر، زبان، تہذیب و تمدن، مذہب وغیرہ جیسے اہم معاملات میں پوری آزادی ہو اور وہ حکومت میں شریک ہو کر اپنی ملت کے حقوق پورے کرا سکیں۔

اگر مسلم لیگ ان عنوانات کے تسلیم کرانے پر اصرار نہ کرتی تو اندیشہ تھا کہ جس طرح مسلمان مغربیت سے متاثر ہو کر بہت کچھ کھو چکے، ہندو تہذیب کے زیر اثر آ جاتے، یہ وہ اہم فریضہ تھا جو علمائے کرام کے لیے مختص تھا۔

کانگرس کی طرف سے مرکز کا مطالبہ: چونکہ ہندوستان کے پانچ صوبوں میں مسلمانوں کی حکومت ہے اور وہ آزادی کے ساتھ اپنی ملت کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اس لیے کانگرس نے کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی کا مطالبہ کیا تا کہ ہندو اکثریت کی بدولت مسلمان صوبوں کو ان مرکز کے ماتحت کمزور کر دیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنی قوت کے ساتھ اس مطالبہ کی مخالفت کی۔

تقسیم ہند یا پاکستان: حضرات! میں نے سابقہ اوراق میں کسی حد تک تفصیل سے جن مسائل کو پیش کیا، اس کی غرض فقط یہ تھی کہ آپ ۱۹۰۶ء سے لے کر ۱۹۴۰ء کے حالات پر غور کرتے ہوئے اندازہ لگائیں کہ آل انڈیا مسلم لیگ نے مسلمانانِ ہندوستان کی کس طرح خدمت کی اور ہندو ذہنیت کا عالم مسلمانوں کے ساتھ ہر دور میں کیا رہا۔

ہندو زعمائے کانگرس نے کسی وقت بھی ایسا شریفانہ معاہدہ، جس پر وہ قائم رہ کر مسلمانوں کو مطمئن کرتے، نہیں کیا۔ ان صورتوں میں مسلم زعماء کے لیے ضروری تھا کہ کوئی ایسا راستہ نکالیں جو مسلمانوں کے مستقبل کو قوی تر بنا دے۔ سب سے پہلے اس حل کو حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۲۷ء میں ہمارے صوبہ کے مشہور مقام الہ آباد میں اپنے خطبہ کے اندر مبسوط طریقہ سے پیش فرمایا۔

پاکستان کا تصور جو علامہ نے پیش کیا تھا وہ ہندوستان سے نکل کر یورپ میں بھی مشتہر ہوا۔ وہاں کے انگریزی اخبارات نے اس پر متعدد تبصرے بھی کیے۔

لیکن ہمارے ملک کے حالات کی رفتار کچھ ایسی تھی کہ اس مقصد پر فوری توجہ نہ ہو سکی۔ پہلی بار سندھ مسلم لیگ کانفرنس میں سیٹھ عبداللہ ہارون نے اپنے خطبۂ صدارت میں اسے ظاہر کیا۔ سندھ پراونشل مسلم لیگ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے پاس اپنی تجویز بھیج دی۔ اس وقت سے اس پر آل انڈیا مسلم لیگ کی سب کمیٹی غور کرتی رہی۔ کافی غور و فکر کے بعد تقسیمِ ہند و پاکستان کی معرکۃ الآراء اور مشہور تجویز لاہور کے تاریخی اجلاس میں پیش ہو کر منظور ہوئی چونکہ تجویز بہت طویل ہے، اس لیے میں خلاصہ پیش کرتا ہوں۔

اس تجویز کے اندر جو چند اہم نکات ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ جہاں بلحاظ اقتدار مسلمان اکثریت میں ہیں مثلاً شمالی مغربی

Marfat.com

اور ہندوستان کے مشرقی علاقوں کو آزاد ریاستوں کی حیثیت سے ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح متحد کیا جائے کہ ان سے ہر ایک وحدت خودمختار ہو۔

۲۔ ان آزاد علاقوں اور خودمختار وحدتوں کے دستور میں اقلیتوں اور ان کے مذہبی، ثقافتی، معاشی، سیاسی، انتظامی اور دیگر حقوق و مفادات کی حفاظت کے لیے انہی کے مشورہ سے مؤثر تحفظات مہیا کیے جائیں۔

۳۔ ہندوستان کے دیگر علاقوں میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں دستور میں ان کے لیے معین اور موثر تحفظات شامل ہوں تاکہ ان کے مذہبی ثقافتی اور دیگر حقوق خود ان کی مشورت سے محفوظ ہوں۔

حضرات! پاکستان کی تجویز کی جو اہم مدات تھیں وہ میں نے آپ کے سامنے پیش کیں۔ ان میں وہ کون سی چیز ہے جسے ناواجب کہا جاسکتا ہے۔ بات اتنی صاف اور سیدھی ہے کہ ہر سمجھدار اور منصف مزاج بہت آسانی سے باور کرسکتا ہے۔ جن صوبوں میں مسلمان اکثریت میں ہیں وہاں پوری آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی، ثقافتی اور دیگر حقوق سے مستفید ہوں اور جہاں ہندو اکثریت میں ہیں وہاں وہ یہ دونوں آزاد ریاستیں اپنی اقلیت کے مذہبی، معاشی حقوق کو اس کے مشورے سے پورا کریں۔

یقین کیجیے کہ اگر اس اصول پر آئین حکومت وضع ہو تو ہندوستان کے باشندوں کی شبانہ روز کی خلش اختلاف بآسانی دور ہوسکتی ہے۔ مگر ہندو لیڈران نے اس معقول تجویز کے خلاف زمین و آسمان سر پر اٹھا لیا اور ہر قسم کے اعتراضات کا سلسلہ شروع کردیا گیا۔

پاکستان اسلامی حکومت: حضرات! اس عنوان کے تحت میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے پوری آزادیٔ رائے کے ساتھ یہ عرض کردوں کہ ہمارے سامنے چند ملازمتوں یا عہدہ جات کا ہی سوال نہیں ہے بلکہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ مغربی جمہوریت اور اس کی تعلیم نے ہم مسلمانوں کو اپنی اصل منزل سے بہت دور کردیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے آزاد منطقوں میں جہاں ہماری اکثریت ہو، اسلامی قوانین کے ماتحت حکومت الٰہیہ قائم کریں جس میں عدل و انصاف کارفرما ہو۔

جہاں اپنے مسلمانوں کے لیے ایسے قوانین نافذ کیے جائیں جو قرآنی ارشادات کے مطابق ہوں۔ وہیں جو غیر مسلم اقلیت ہمارے صوبوں میں آباد ہو، اس کو ترقی کا پورا موقع دیں۔ اگر ہمارے یہ جذبات بھی دوسروں کو بُرے معلوم ہوتے ہوں تو ہوں۔

جب ہمارا کلچر، ہماری تہذیب اقوامِ مغرب اور اصنام پرستوں سے مختلف، ہمارے مذہبی احکام دوسرے مذاہب سے علیحدہ، طریقۂ زندگی، موت و حیات کے معمولات میں فرق اور سب سے بڑی چیز یہ کہ تصورِ الوہیت میں دوسروں سے اشتراک نہیں تو فرمائیے کہ ہمارے لیے کیا یہ ضروری نہیں کہ ہم اسلامی صوبجات میں اپنی دنیا دوسروں سے علیحدہ بنائیں تاکہ اغیار و اجانب ہماری ملت کے مخصوص حقوق میں حارج اور دخیل نہ ہوں۔

مجھے ان حضرات کی حالت پر حد درجہ افسوس ہوتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اسلامی حکومت کا درمیان میں نام نہ آنے پائے۔

اصل میں مغرب کے جراثیم نے دماغوں کو اس درجہ خراب کردیا ہے کہ آج اسلامی حکومت کا تصور کرنے میں طبائع خوف زدہ ہوتی ہیں۔ اسلام سے اگر حکومت سیاست کو جدا کردیا جائے تو آپ غور کیجیے کہ یہ اسلامی تعلیم پر کس درجہ کھلا ہوا حملہ ہوگا۔ اسلام جہاں پہنچا اس نے حکومت الٰہیہ قائم کی۔ حکومتِ الٰہیہ نام ہے عالمِ انسانیت پر رحم و کرم کا اور ان قوانین کے اجراء کا جن سے دنیا قتل و غارت گری سے ہٹ کر ایک روحانی دولت سے مالا مال ہوجائے۔ آج ہم پر بہت سے ایسے قوانین مسلط کردیے گئے ہیں

Marfat.com

جو اسلامی قوانین کے منافی ہیں۔ ہم پاکستان میں کم سے کم اپنے لیے وہ دستور وضع کرنا چاہتے ہیں جو اسلامی احکام کے ماتحت ہو۔

یہ ہے اسلامی حکومت کا خلاصہ۔

شبہات کا ازالہ: اگرچہ اب تک مسئلۂ پاکستان پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات کافی طور پر دیے جا چکے ہیں مگر پھر بھی سلسلۂ شبہات جاری ہے، اس میں یہاں خاص خاص اعتراضات کو لیتا ہوں:

۱۔ کہا جاتا ہے کہ تجویز تقسیم ہند نا قابلِ عمل ہے، جس کا کہیں وجود نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ اعتراض کرنے والا تاریخ اقوام سے بھی ناواقف ہے۔ آسٹریا، ہنگری میں جہاں ایک ہی مذہب کے پیرو عرصہ سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جنگِ عظیم کے بعد دارسیلز کانفرنس میں حقِ حکومت کے تسلیم کیے جانے پر پانچ مختلف ممالک مثلاً زیکوسلوویکیا، ہنگری، آسٹریا، پولینڈ اور یوگوسلاویہ میں منقسم ہو گئے۔

عربوں، آرمینوں اور یونانیوں نے جنگِ عظیم کے بعد علیحدہ شکل اختیار کر لی۔

روس میں وہاں کی مختلف قومیتوں نے پانچ مملکتیں فن لینڈ، استھونیا، لیٹوویا، لیتھونیا، پولینڈ بنائیں۔ یہی حال ہالینڈ اور بیلجیم کا ہے اور اسی ہندوستان سے برما، سیلون بھی جدا کیے جا چکے ہیں۔ خود ہندوستان کی صوبہ جاتی تقسیم موجود ہے۔

۲۔ دوسرا اعتراض یہ ہے کہ پاکستان سے ہندوستان کی آزادی ختم ہو جائے گی۔ ایک صدی سے ہندوستان کی قومیں برسرِ پیکار ہیں۔ آج تک کسی کو آزادی حاصل نہ ہوئی۔ مسلم لیگ کی اس تجویز پر اگر عمل کیا جائے تو دونوں قومیں متحدہ طور پر آزادی کا مطالبہ کر کے آزادی حاصل کر سکتی ہیں۔

۳۔ کہا جاتا ہے کہ حکومت اس مطالبے کو تسلیم نہ کرے گی۔ حکو؟ مت تو ہمیشہ ہر مطالبہ کرنے والے کے ساتھ اپنا ایک خاص طرزِ عمل اختیار کرتی ہے اور جب یہ دیکھتی ہے کہ اس مطالبہ کی پشت پر عوام کی طاقت ہے تو چار و ناچار اسے قبول کرنا پڑتا ہے۔ مسلم عوام کی طاقت آل انڈیا مسلم لیگ کی اس تجویز کے ساتھ ہے۔ ان شاء اللہ مستقبل قریب میں حکومت کو مسلمانانِ ہند کا یہ مطالبہ قبول کرنا پڑے گا۔

۴۔ چوتھا اعتراض اقلیت کے صوبوں کے مسلمانوں کو متوحش کرنے کے لیے اٹھایا گیا ہے کہ انہیں ہجرت کرنا پڑے گی۔ لاہور کی تجویز میں کسی جگہ بھی ہجرت کا سوال نہیں ہے اور نہ اس کی ضرورت ہوگی۔ مسلم لیگ نے اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کے واسطے تحفظات کا مطالبہ کیا ہے نہ کہ ہجرت کا۔

حضرات! آپ فریقِ مخالف کے پیدا کردہ توہمات میں مبتلا نہ ہوں۔ پاکستان ہم نے اپنے فائدہ کے لیے تجویز کیا ہے۔ اس میں مخالفین کی طرف سے جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس کی دلیل ہے کہ وہ بھی پاکستان کے مسلمانوں کے لیے مفید سمجھتے ہیں ورنہ مخالفت کیوں کرتے۔

پاکستان کے فوائد:

۱۔ یہ تجویز ہندوستان کے دستوری اور فرقہ وارانہ مسئلہ کا بہترین حل ہے۔

۲۔ اس کے ذریعہ ہندوستان کی ہر قومیت کو ایک وطن مل جاتا ہے جہاں وہ آزادی سے زندگی بسر کر سکتی ہے۔

۳۔ اس کے ذریعہ اقلیتی اقوام اکثریت والی قوموں کی دستبرد سے محفوظ ہو جاتی ہیں۔

۴۔ اس تجویز پر عملدر آمد ہو تو جملہ اقوام متحد ہو کر آزادیٔ کامل کا مطالبہ کر سکتی ہیں۔

مجلس احرار سے خطاب: میں مجلسِ احرار کے بعض ذمہ دار حق

Marfat.com

گو اکابر کے ان اعلانات کا، جو انہوں نے کانگرسی ذہنیت اور پاکستان کی حمایت میں فرمائے، خیر مقدم کرتے ہوئے درخواست کروں گا کہ یہ حضرات سابقہ اختلافات کو فراموش کر کے پاکستان جیسے اہم مقصد کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ سے تعاون فرمائیں اور اپنی عملی قوتوں سے ملتِ اسلامیہ کے بقا و تحفظ کے مسائل کو حل فرمانے میں ہماری اعانت کریں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا پلیٹ فارم ہر مسلمان کے لیے کھلا ہوا ہے۔ جو شخص بھی مسلم لیگ کی رکنیت قبول کر لے وہ اس ادارہ سے اپنی قوم کی صحیح رہنمائی کر سکتا ہے، جس کے لیے نہ کسی تجارتی سودے کی ضرورت ہے نہ شرائط و مفاہمت کی۔

مسلم لیگ کے اصول پر کار بند ہونا اور اس کے حلقہ میں شامل ہو جانا ہی تمام راستے کھول دے گا۔ میری دل دعا ہے کہ وہ اوقات جلد آئیں جبکہ ہمارے دیرینہ رفقائے کار مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر مجتمع ہو کر ملتِ اسلامیہ کی زیادہ سے زیادہ خدمات انجام دیں۔

کارکنانِ مسلم لیگ اور نوجوانانِ ملت سے خطاب:

حضرات! آپ نے میرے خیالات کو جس سکون اور توجہ کے ساتھ سنا، میں صمیم قلب کے ساتھ اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کارکنانِ مسلم لیگ اور نوجوانانِ ملت سے درخواست کرتا ہوں کہ پاکستان ہماری سیاسی زندگی کا وہ بنیادی عنوان ہے جس کے لیے ہمیں ہر قسم کی تکالیف کے لیے تیار ہونا چاہیے۔ اس تجویز کے دامن میں ہماری آزادی کا مستقبل پوشیدہ ہے۔

آج ہمارے آباء و اجداد کی مقدس ارواح ہم سے مخاطب ہو کر کہہ رہی ہیں کہ ہم نے ہندوستان میں انتہائی قربانیاں کر کر حکومتِ اسلامی کو قائم کیا، ہمارے اخلاف بھی اسی عظمتِ رفتہ کو حاصل کرنے کی کوششیں کریں۔ مسلمانوں کی تاریخ نوجوانوں کی مساعی سے لبریز ہے۔

اگر غازی محمد بن قاسم جیسا نوجوان اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ محیط ہند پر اسلامی پرچم لہرا سکتا ہے تو کیا اے نوجوانانِ ملت! تم پاکستان نہیں بنا سکتے۔ یقین کرو کہ اگر تمہاری ہمتیں بلند، ارادے قوی ہوں تو تم پورے ہندوستان میں انقلاب عظیم برپا کر سکتے ہو۔ ضرورت اس کی ہے کہ تمہارے اندر مذہبی جوش و ولولہ ہو اور نظم و ضبط کے جذبات، اپنے قائد کی ہدایات پر کار بند ہونا تمہاری ترقی کا پیش خیمہ ہوگا۔ جو امر جماعتی حیثیت سے مسلم لیگ طے کرے تم اس پر پورے جوش کے ساتھ کار بند ہو۔

آج اگر تمہاری جماعتیں اپنے اپنے ضلع میں ہفتہ کے اندر صرف ایک دن مسلم لیگ کی تنظیمی و تعمیری ضرورتوں کی تکمیل پر خرچ کریں تو ہر ضلع کہاں سے کہاں پہنچ جائے۔

ہر شہری اور ضلع لیگ کے نظام میں تمہاری محنتیں شامل ہوں تو یقین کرو کہ وہ عناصر جو بعض وقت جماعتی فیصلہ جات سے منحرف ہوتے ہیں، ان کو انحراف کی جرأت نہ ہو۔ یہ اس کا نتیجہ ہے کہ ہمارے نوجوان کاموں کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے۔

حالات بتا رہے ہیں کہ اب متضاد عناصر لیگ میں نہیں رہ سکتے، ہم میں جو شخص بھی شامل ہوگا اسے جماعت کے فیصلہ کا پابند ہونا پڑے گا۔

اب میں آپ سے دعا کرتا ہوں کہ خدا مسلمانوں کے مقاصد کو پورا فرمائے۔

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی

(تحریک پاکستان میں مولانا عبدالحامد بدایونی کے کردار کے ایک جھلک، ترتیب و تدوین: ظہور الدین خاں امرتسری، ص ۶۲ تا ۹۳ ادارہ پاکستان شناسی، لاہور دسمبر ۲۰۰۵ء)

☆☆☆

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

مقام مسرت ہے کہ آج جبکہ دنیا میں ایک طرف دہریت و مادیت کی قوتیں سر اٹھائے ہوئے ہیں تو دوسری طرف طبقاتی و منافرتی لڑائیاں جاری ہیں لیکن پاکستان میں علماء اور دیگر تعلیم یافتہ عناصر میں باہمی اشتراک واتحاد کا جذبہ کارفرما ہے۔

تعلیم جدید کے ماہرین میں ایسے بہت سے افراد موجود ہیں جو اسلام مقدس اور تعلیمات نبوی سے خصوصی لگاؤ رکھتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ علمائے کرام اور معلمین اسلام کی خدمت میں دونوں دوش بدوش حصہ لیں۔ یہ جذبہ حد درجہ قابل قدر اور نتیجہ خیز ہے۔

یقین کیجئے جس قدر ایک دوسرے سے قریب ہوگا اور باہمی مذاکرات کے سلسلے جاری رہیں گے اتنی ہی غلط فہمیاں رفع ہوتی جائیں گی۔ اگر ہم اور آپ پاکستانی مستقبل کو شاندار اور مستحکم کرنا چاہتے ہیں تو نظریاتی سطح پر کلی اتفاق اور اسلامی اقدار و نظام کی تحقیق وترویج کے بارے میں باہمی اشتراک و یک رنگی لازمی ہے۔

میں منتظمین کانفرنس کو صمیم قلب کے ساتھ مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس منزل کی سمت ایک اہم قدم اٹھایا ہے۔

اسلامی اصول کا تجزیہ کرتے ہوئے جو عنوانات کانفرنس کے مختلف اجلاسوں میں بحث کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں وہ اسلام کی ہمہ گیری وعظمت کو آشکار کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوں گے۔

علم الحدیث

حضرات! اس اجلاس میں زیر غور موضوع علم الحدیث ہے جس کی اہمیت ہمارے نزدیک دوگونہ ہے۔ ایک اعتقادی، دوسرے اصولی۔ میں یہاں اعتقاد پر زور دینا چاہتا ہوں اس لئے کہ اعتقاد و عقیدہ دنیا کے تمام مذاہب کی اساس ہے۔ ہم میں سے کوئی فرد بھی ایسا نہیں ہوسکتا جو ذاتِ باری تعالیٰ پر ایمان بالغیب اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین نہ رکھتا ہو۔

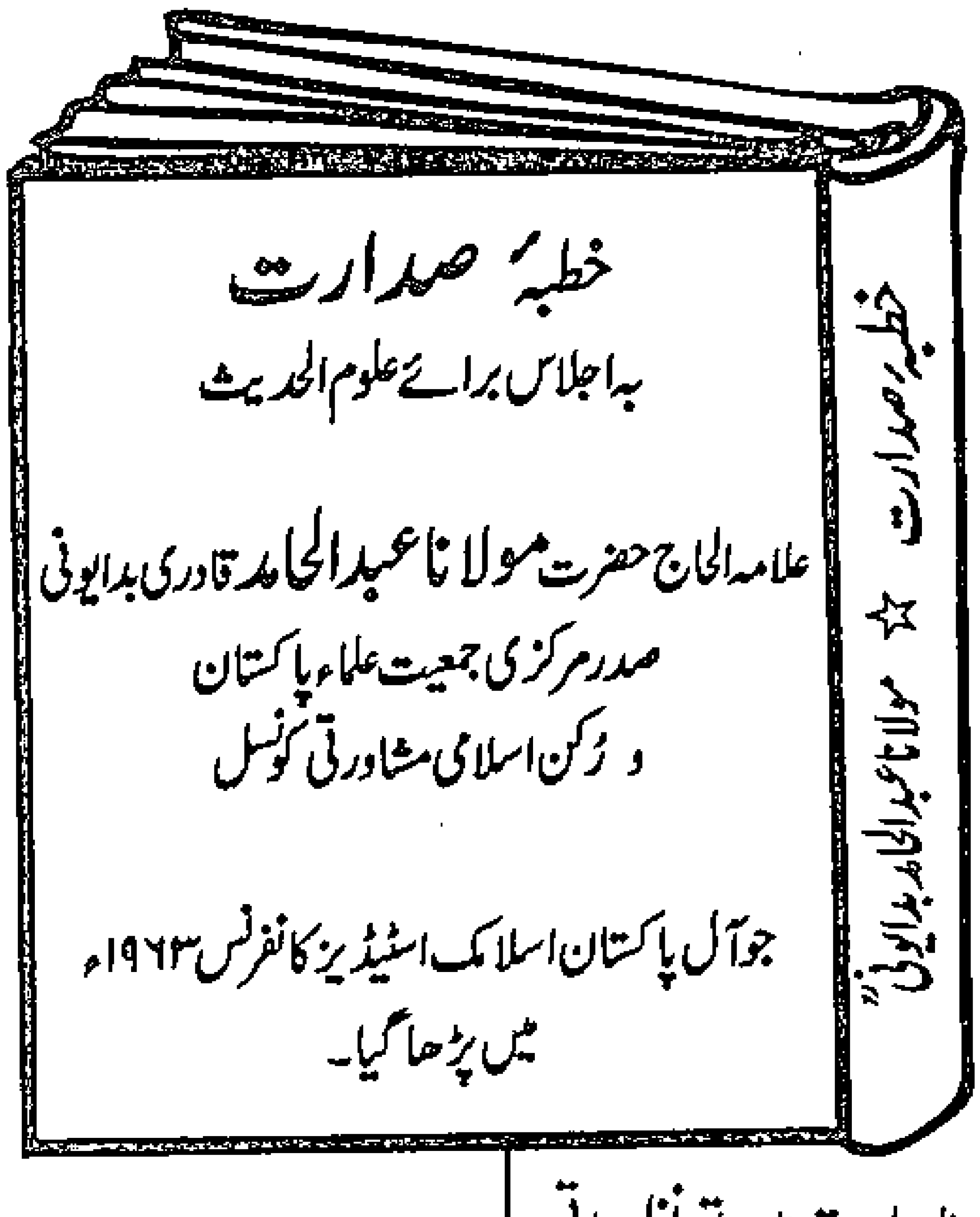

ایمان کی یہی روشنی ہے جو فکر انسانی کو شتر بے مہار اور عمل انسان کو ہلاکو کی تلوار بننے سے روکتی ہے جسے اعتقاد و عقیدہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ہم اور آپ اسی اعتقاد وعقیدہ کے حامل مسلمان ہیں اسی لئے اپنے اذکار و افکار سے مسلمات ایمانی اور اسلام کے بارے میں اپنی معلومات کو بڑھانے یہاں جمع ہوئے ہیں جن لوگوں نے قرآن کریم اور حیات نبویہ کا بغور مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ جس طرح قرآن پاک ایک ایسا جامع صحیفہ ہے جس سے انسانی زندگی کے لئے ہر قسم کی ہدایت ملتی ہے، اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود گرامی ایک ایسی پاکیزہ شخصیت ہے جو قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کی شارح ومفسر ہے۔ حضور کی شخصیت اور حدیث کو اگر قرآن کریم سے جدا کر دیا جائے یا یہ عقیدہ قائم کرلیا جائے کہ قرآن کے بعد حدیث کی ضرورت ہی نہیں تو معانی قرآن و شریعت مطہرہ اور تمام مسائل عبادات و معاملات، اخلاقیات وجود باری تعالیٰ اعمال و افعال میں کون سا ایسا مسئلہ ہے جو حضور کے ارشادات عالیہ کے بغیر مکمل

Marfat.com

ہو یا سمجھ میں آجائے۔ علوم القرآن پر عبور حاصل کرنا بلاسنت و حدیث کے ماننے اور بغیر حضور کی ہدایت و بشارت کے محال ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے موجودہ دور میں ایسے عناصر موجود ہیں جو حدیث کے کلیتہً منکر ہیں ان کے نزدیک کلام الٰہی کی ترسیل میں جبرئیل علیہ السلام اور حضور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام و مرتبہ ایک ہی ہے۔ کلام الٰہی کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعہ نازل ہونے پر ہر مسلمان کا ایمان ہے۔

منکرین حدیث میں بھی کوئی جرأت نہیں کرسکتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین تک صرف کلام الٰہی پہنچا دیا کرتے تھے اور آیات کے معانی و مطالب حضرات صحابہ کرام بغیر حضور کے بتائے ہوئے اپنی عقل وفہم کے مطابق اخذ کرلیا کرتے تھے۔ یہ حقیقت ثابتہ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریفہ آیات قرآنی کے معانی واسرار کی حامل تھی اور تمام صحابہ کرام حضور کے ارشادات وعمل کی ہدایت ہی میں علوم واحکام قرآنی سے استفادہ فرماتے تھے۔

حضور پاک کی احادیث وسنت ہی کا یہ درجہ تھا کہ حضرات محدثین ومحققین وشارحین نے قرآن کریم کے ساتھ ساتھ احادیث کو احکام فقہ کی بنیاد قرار دے کر مسائل ترتیب دیئے اور انہی اصول واساسات پر ہمارے دین کی تمام بحثیں ابواب وفصول کی شکل میں قائم ہوئیں۔ احادیث مصطفیٰ کو ترک کر کے قرآن حکیم کو سمجھنا بے عقلی، کج فہمی وجہالت ہے۔

اُصولی طور پر ہر موضوع کے کچھ اپنے مبحث ہوتے ہیں او رہر علم وفن کے کچھ اصول ہوتے ہیں۔ اسی طرح علم الحدیث کے چند بنیادی حدود ہیں جن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

علم الحدیث کے ہر طالب العلم پر یہ بات روشن ہے کہ حدیث و فقہ کی ترتیب و تبویب فرمانے والے جو بزرگ بھی گزرے ان سب کی ایک ایسی تاریخ ہے جس کا سلسلہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک روایات صحیحہ کے ساتھ مل جاتا ہے۔

اسی طرح عقلی وفکری نقطۂ نظر سے یا فلسفیانہ انداز میں زندگی اور اسلام کا مطالعہ تاریخی اعتبار سے کوئی نئی بات نہیں۔ علامہ رازی، علامہ غزالی، حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت شیخ محدث دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اجمعین آج سے صدیوں پہلے اپنے ایمان ومعتقدات کی پختگی کے ساتھ اپنے دور کے علوم ومسائل پر عبور رکھتے تھے۔ حضرات محدثین وفقہا نے ایک ایک حدیث کی تلاش وجستجو اور تحقیق میں شدید سے شدید امتحانات دیئے، مصائب و آلام برداشت کئے، ضعیف وقوی احادیث کو علیحدہ علیحدہ کیا، حدیث کے متعلق فنون ترتیب دیئے، موضوعات جوزی کے نام موضوع احادیث باآسانی ضعیف وقوی احادیث کا پتہ لگایا جائے۔ لوگ ریسرچ کرنے کا لفظ تو بولتے ہیں، محدثین کرام سے بڑھ کر کون ریسرچ کرے گا۔

حضرات! یہ بات درست ہے کہ آج کے مسائل اور زندگی کی الجھنیں زیادہ اہم اور شدید ہیں۔ معاشرت ومعیشت میں بحرانی کیفیت ہے، ملک اور اس کے رہنے والے ایک عبوری دور سے گزر رہے ہیں اور عصر حاضر میں بعض ایسے علوم وفنون ہیں جنہیں ترک نہیں کیا جاسکتا اور نہ یہ ہوسکتا ہے کہ جدید مسائل سے ہم نگاہیں بند کرلیں۔ جہاں تک شریعت مطہرہ ہمیں اجازت دے گی ہم ان مسائل کے سلسلے میں غور کریں گے جس رستے میں شریعت مطہرہ کے کھلے ہوئے احکام مخالفت یا موافقت کے موجود ہوں گے ہم شریعت کے بتائے ہوئے راستے کے خلاف ہرگز نہیں چل سکتے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ وقتی مصلحتوں اور عارضی مسائل کے حل کی خاطر ہم کتاب وسنت یا فقہ کی بنیاد وفکر کو کمزور کردیں۔ یاد رکھئے ہمیں اپنے دکھ درد کا حل یا تو بحیثیت مسلمان قرآن وحدیث کی روشنی میں ڈھونڈنا پڑے گا یا بے دین وملحد اور کافرنما فرد کی حیثیت میں کتاب وسنت کو معاذ اللہ ترک کر کے آگے بڑھنا پڑے گا۔ یہ

Marfat.com

بات نہ صرف نامعقول بلکہ جاہلانہ ہوگی کہ ہم گڑھے گڑھائے اور لکھے لکھائے غیروں کی نظریات اِدھر اُدھر سے مستعار لیں اور انہیں اجتہاد کے نام پر اسلامی وقرآنی حل سے تعبیر کریں۔

اجتہاد:

بلاشبہ اجتہاد ایک ثابت شدہ حقیقت ہے لیکن اجتہاد کے اصول وآئین میں بھی ہمارے یہاں ایک ایسا عنصر بھی ہے جو قدم قدم پر اجتہاد کا خواہاں ہے۔ اس نے اجتہاد جیسے اہم اور نازک مسئلے کو کھیل بنالیا ہے۔ کچھ لوگ دینی قیود سے آزاد ہوئے اور محرمات کی ترویج یا اپنی نظریہ سازی کو مستند بنانے اور غلط وگمراہ کرنے والے مسائل پر قرآنی لیبل لگا کر اجتہاد کا دم بھر کر شریعت مطہرہ کی اساسوں کو ڈھانا چاہتے ہیں حالانکہ مجتہد ہونے کے لئے سخت سے سخت شرائط اور کڑی قیود ہیں۔ مجتہد کے لئے قرآن کریم کے معانی ومطالب کا مکمل طور پر علم ہونا، احادیث نبوی کا ماہر ہونا، علوم دین، مسائل فقہی سے کامل طور پر واقفیت رکھنا ضروری ہے۔

سب سے بڑھ کر تقویٰ، دیانت داری، راست بازی، اصابت رائے کے باعث عامۃ المسلمین کا اعتماد واعتبار علماء وفقہا کی رائے اور مسئلہ سے اتفاق، یہ ایسے جامع قیود ہیں کہ حضرات علماء کرام میں سے بھی ہر ایک عالم مجتہد ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ وہ جو علوم القرآن۔ قواعد عربی اور احادیث وفقہ سے ناآشنائے محض ہوں۔

موجودہ حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ علمائے قدیم وجدید باہمی مشورت اور غور وخوض سے اسلام کے ہر پہلو کا مطالعہ کریں لیکن اسلام کے جو حدود ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے کام کریں۔ کسی حالت میں بھی روح اسلام نہ مٹنے پائے۔

مجھے امید ہے کہ اس کانفرنس اور اس کے مذاکرات و مقالات ہمارے نیک مقاصد کو پورا کریں گے۔

حضرات آخر لمحات میں انتہائی اخلاص سے اتنا عرض کر کے بیٹھنا چاہتا ہوں کہ پاکستان ایک ایسی نظریاتی مملکت ہے جو مسلمانوں کی جداگانہ اساس پر اس لئے حاصل کی گئی تاکہ یہاں کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں یہاں کے قوانین بنیں گے۔ پس ہم میں کا ہر ایک فرد عہد کرے کہ اپنی زندگی کو کتاب و سنت اور ضابطہ اسلامی فقہ شریفہ کے مطابق بنائے۔ ہماری تعلیم اور اس کے تمام شعبہ جات میں کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کے مضامین لازمی طور پر داخل ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

(خطبۂ صدارت (بہ اجلاس برائے علوم الحدیث)، از: علامہ الحاج حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی، آل پاکستان اسلامک اسٹڈیز کانفرنس ۱۹۶۳ء، بمقام سندھ یونیورسٹی حیدرآباد سندھ)

☆☆☆

مولانا کوثر نیازی مرحوم رقم طراز ہیں ''تحریک پاکستان کے مقررین میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا جمال میاں فرنگی محلیؒ، علامہ علاء الدین صدیقیؒ اور مولانا محمد بخش مسلمؒ کے نام بھی نظرانداز نہیں کیے جاسکتے۔ قائداعظمؒ کے پیغام کو عام کرنے کے لیے ان حضرات نے ملک کے طول وعرض میں تقریریں کی ہیں''۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۱۰/مارچ ۱۹۸۳ء) (کنزالایمان، لاہور، تحریک پاکستان نمبر، اگست ۱۹۹۵ء ص ۱۹۶)

Marfat.com

اجلاس سُنّی کانفرنس

پھپھوند منعقدہ ۲۰۔ مئی ۱۹۴۶ء

زیر صدارت:- پیرزادہ حضرت بشیر میاں صاحب خیرآبادی

مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی ناظم نشر و اشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس

کی تقریر کا خلاصہ

نوٹ: سنی کانفرنس پھپھوند کے جلسہ میں مولانا سید مصباح
حسن زیب آستانہ پھپھوند نے مولانا بدایونی سے فرمایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس
بنارس کی پاس کردہ تجاویز مسائل حاضرہ اور وزارتی ڈیلی گیشن کی سفارشات
نیز مسئلہ پاکستان پر اہل سنت و جماعت کے موقف پر روشنی ڈالیں۔
چنانچہ آپ نے اپنی تقریر میں جو ارشاد فرمایا، اسے مولانا سید اعزاز حسن،
سیکرٹری ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس پھپھوند نے ضبط تحریر میں لا کر طبع کرا دیا۔

مسنونہ خطبہ کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا "آل انڈیا سنی کانفرنس چاہتی ہے کہ مشائخ و
خصوصیت میں باہمی ارتباط پیدا ہو ہماری خانقاہوں کو تبلیغ و اشاعت کا مرکز بنایا جائے
[illegible] سے ہر مرید ایک جذبہ دینی لے کر جائے۔ مدارس دینیہ منظم ہوں عنقریب
[illegible] سنی کانفرنس کے مجوزہ پروگرام کے مطابق) ایک دارالمبلغین بدایوں میں کھولا جائے
جہاں سے مبلغین تیار کر کے مختلف قطعات میں روانہ کئے جائیں گے۔

[illegible] سنی کانفرنس مسائل حاضرہ اہل مذہبی حیثیت سے راہنمائی کرے گی ہماری
[illegible] میں اسلامی حکومت کے قیام کے لئے طے کر چکی ہے کہ اکثریت والے صوبجات

(ایم فل مقالہ "تحریک پاکستان میں مولانا عبدالحامد بدایونی" کا کردار" از محمد اجمل بھٹی رضوی، صفحہ 151، شعبہ تاریخ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

قرآن کریم نے جگہ جگہ دین متین کی اشاعت و تبلیغ کا حکم صادر فرمایا۔ اسلامی تبلیغ ایک ایسا اہم فریضہ تھا جسے حضور سید کونین آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شدید سے شدید مشکلات و مصائب میں بھی ادا کیا۔ جب مکہ معظمہ کفار قریش آپ کے جان کے پیاسے تھے اور جب خدائی احکام کی تبلیغ کرنا جرم عظیم تھا۔ اس وقت بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فریضہ تبلیغ فرماتے رہے۔

تاریخ وسیر وحدیث کی کتابوں میں یہ واقعہ بکثرت جگہ مروی ہے کہ جب کفار مکہ نے حضور کی تبلیغ کو بجبر و تشدد روکنا شروع کیا۔ اس زمانے میں ایک بار حضرت ابو طالب جیسے شفیق و مخلص و فدائی چچا نے فرمایا۔ بیٹے تکلیف مالیطاق ندو یعنی اتنا بوجھ جسے میں نہ اٹھا سکوں مجھ پر نہ ڈالو۔

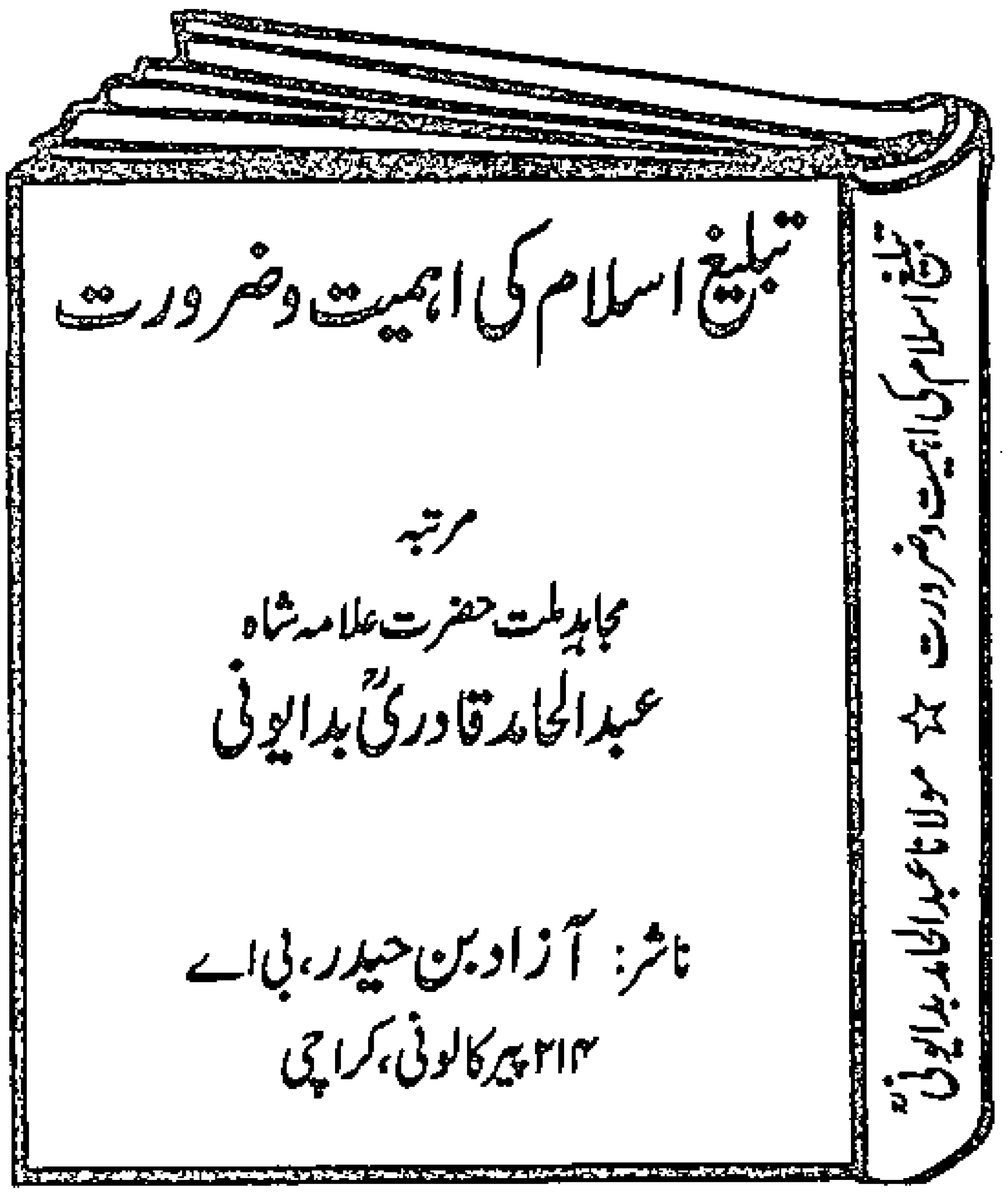

مقام غور ہے پورے مکہ کی آبادی میں حضور کا سوائے حضرت ابو طالب کے دوسرا رفیق ومعاون نہ تھا۔ جب ان کی طرف سے یہ ممانعت ہوئی ہوگی تو دنیائے ظاہر کا تو یہی فتویٰ ہوگا کہ خموشی و سکوت بہتر تھا۔ مگر آفریں ہے اس مبلغ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس کا سہارا خدا پر تھا۔ اس ذات اقدس نے چچا کو مخاطب کر کے فرمایا:

يَا عَمِّ واللہ لو وضعوا الشمس فی یمینی والقمر فی لیسَاری وَللہ ما اترک ھذاالامر۔ ترجمہ: ''اے چچا اگر کافر ومشرکین سورج کو میرے سیدھے ہاتھ پر اتار لائیں دوسرے پر چاند اتار کر رکھ دیں تب بھی فریضہ تبلیغ اسلام سے باز نہیں آسکتا۔''

جس ذات گرامی نے ابتدائی دور مکہ میں تبلیغ کے فریضے سے کسی وقت کنارہ کشی نہ فرمائی وہ بعد کے آنے والے وقت وترقی اسلام کے بعد اس اہم فریضے کی ادائیگی سے کیوں کر خموش رہ سکتی تھی۔ چنانچہ مکہ معظمہ کی ہجرت سے قبل آپ نے وفد مدینہ منورہ سے مذاکرات فرما کر اپنے مبلغین مدینۂ پاک روانہ فرمائے۔ یہ مبلغین کرام سیرت نبویہ کا نمونہ کامل تھے۔ اخلاق وعادات حسنہ کے لحاظ سے سراپا صداقت تھے۔ تعلیمات نبویہ احکام قرآنیہ پر کامل عبور تھا۔ حضور کی سیرت شریفہ ان کی زندگی کا جز تھی۔ وہ مدینہ منورہ گئے اور تھوڑے ہی عرصے میں وہاں اسلام پھیلنے لگا۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک تشریف لے گئے اور اسلام کو طاقت حاصل ہوگئی تب بھی ہر ایک گوشہ میں حضور نے مبلغین مامور فرمائے جو لوگوں کو احکام قرآن کریم کی تعلیم دیتے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جانثاروں نے قوت وحکومت کے بعد بھی تبلیغی خدمات کو ترک نہ فرمایا۔ دنیائے اسلامی کی سلطنتیں تبلیغ اسلام کو منظم طور پر شروع کرنا جمہوری نظام حکومت کے خلاف سمجھتی ہیں۔ اسی وقت انہیں بلکہ جب ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا غلبہ ہو چکا تھا اس وقت بھی ہمارے سلاطین نے تبلیغ دین کی طرف سے انتہائی بے توجہی کی۔ مگر آفریں ہے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان نمائندگان فقر وتصوف کو جو ہندوستان میں تشریف لائے اور یہاں اپنے تبلیغی مرکز بنائے۔ ان کی خانقاہیں دراصل تبلیغی کالج تھیں جہاں ان سے شدید سے شدید ریاضتیں، محنتیں کرائی جاتیں، ان کی زندگی کے ہر ایک گوشے کو مکمل کیا جاتا اور پورے ہند کے بعید سے بعید مقامات پر تبلیغ کے لئے مامور فرمایا جاتا۔ اگر درویش وصوفی اور اولیاء اللہ نے تبلیغ نہ فرمائی ہوتی تو

Marfat.com

مسلمانوں کا نام ونشان ہی باقی نہ رہتا۔ بلاشبہ ہمارے سلاطین اسلام نے مشرکین ہند سے بڑی بڑی معرکہ آرائیاں کیں۔ دشمنوں کو شکستیں دیں لیکن ان کی تلواریں دلوں میں نہ اتر سکیں۔ دلوں کے اندر تعلیمات اسلامی کا جذبہ صرف کمبل پوش فقراء وصوفیا نے پیدا کیا۔

آج دنیائے اسلامی میں ہزاروں یونیورسٹیاں، لاکھوں اسکول اور مدارس موجود ہیں مگر افسوس کہ ایسا کوئی ایک تبلیغی مرکز نہیں جہاں سے مبلغین تربیت پا کر دنیا کے ایک ایک گوشے میں جائیں۔ اس کی کوششیں تو ہر طرف ہو رہی ہیں کہ جدید ترقیات ہوں اور لامذہبیت اور بے حیائی کی تبلیغ کے صدہا اڈے موجود ہیں جس پر کروڑوں روپیہ برباد ہو رہا ہے۔

پھر طرفہ یہ کہ مسلمانانِ عالم جس مغربی قوم کی تقلید کے جنون میں مبتلا ہیں خود اس عیسائی قوم نے جس کے پاس اپنی صحیح اور مکمل کتاب تک موجود نہیں اور وہ اپنے نبی کی حیاتِ مقدسہ کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کر سکتی، انہوں نے اپنے اپنے ممالک میں مشنری سوسائٹیاں تیار کیں ہیں جن پر یورپ کے سرمایہ داروں کا کروڑوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔

وہ جماعتیں مسلمانوں کے ممالک اور شہروں، بستیوں میں کھلم کھلا اپنی تبلیغ کر رہی ہیں اور اب تو تبلیغ عیسائیت کے لئے غریبوں میں دودھ، شکر زندگی کی اشیاء پیش کی جا رہی ہیں۔ حد ہوگئی کہ بیت المقدس فلسطین کے مہاجر کیمپوں میں فقیر نے چند سال پہلے جا کر خود مشاہدہ کیا کہ ان عرب مہاجر خاندانوں میں، عیسائیوں کی جماعتیں کام کر رہی ہیں، مسلمانوں کے بچے صبح اٹھ کر انجیل مقدس پڑھتے ہیں۔ ہر سال عیسائی مشنری سوسائٹیاں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے مختلف قسم کے تعمیری کام کر رہی ہیں۔

حتیٰ کہ عیسائیوں کے مبلغین اسلامی سلطنت کے دارالخلافہ میں پہنچ کر اپنے مذہبی جلسوں میں جاہل مسلمانوں کو مکر و دجل کے ساتھ شفا دینے کے لئے مدعو کرتے ہیں اور بے غیرت و بے خبر مسلمانوں کی ایک معقول تعداد ان کے پاس پہنچتی اور جو کچھ وہ معتقدات ظاہر کرتے ان پر ایمان لاتی ہے۔ دیہات وقصبات میں عیسائیوں کا کام اندرونی طور پر تیزی سے ہو رہا ہے۔ مگر ہمارے یہاں منظم طور پر کچھ نہیں۔ علماء پر لوگ الزام تو لگاتے ہیں۔ لیکن موجودہ زمانے میں جبکہ ایک بڑے سے بڑا سرمایہ دار وکیل بغیر اپنی فیس لئے ہوئے چند منٹ کو کام کرنے کے لئے تیار نہیں، علماء بھی انسانی ضروریات رکھتے ہیں۔ کاش کوئی ایک منظم ادارہ ہو جو مبلغین کو فکر معاش سے بے نیاز کر دے اور یہ ادارہ عصر حاضرہ کی ضروریات وحالات کے مطابق مبلغین تیار کرے اور پھر انہیں ایک ایک گوشے میں پہنچنے کا انتظام کیا جائے۔ مختلف زبانوں اور مذاہب عالم سے واقفیت رکھنے والے عالم ہوں جن سے کام لیا جائے تب مخالفین کی کمر ٹوٹ سکتی ہے۔ انہیں تاثرات وخیالات کے تحت میں نے مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام رجسٹرڈ کی بنیاد ڈالی۔ جو سیاسیات کی مکروہات اور موجودہ سوشل تحریکات سے بھی قطعاً تعلق نہ رکھے گی۔ حالیہ تحریکات سے علیحدہ رہ کر خالص تبلیغی کام کرے گی۔ ملت کے سمجھ دار اور دولت مند حضرات کا فریضہ ہے کہ وہ تحریک تبلیغ کی طرف فوری طور پر متوجہ ہوں۔ تحریک تبلیغ کا حکومت کے مسائل ومعاملات سے کوئی تعلق واختلاف نہیں ہوگا۔ ہمارے مشاہیر ولیڈر اپنا کام کریں۔ ہم اپنا تبلیغی کام جاری رکھیں۔

تبلیغی تحریکات میں ہمارے ادارے یا مبلغین کی طرف سے کوئی ایسا اقدام نہ ہوگا جو حکومت کے نظام میں مخل ہو۔ پس ضرورت ہے کہ اسلامی تبلیغ کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے دردمند حضرات فوری توجہات مبذول فرمائیں۔

مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام تبلیغی ضروریات پر پوری نظر رکھتی ہے اگرچہ ہمارے پاس فی الوقت کوئی سرمایہ نہیں مگر پھر بھی ہم اپنے مبلغین مقرر کر رہے ہیں جو مختلف حصوں میں جا کر کام کریں گے۔ کم از کم ڈیڑھ سو روپیہ ماہانہ ایک مبلغ پر ہم کو خرچ کا انتظام کرنا ہے اور باہر

Marfat.com

بھیجنے میں ان کے اخراجات سفر کا علیحدہ سے انتظام کرنا ہوگا۔ تجربات شاہد ہیں کہ جب تک مستقلاً کام کرنے والوں کی خدمت نہ کی جائے وہ اپنا پورا وقت نہیں دے سکتے اور فی زمانہ اخراجات اس قدر آتے ہیں جن کا کسی ادارے کے لئے اٹھانا دشوار ہو جاتا ہے۔

پھر بھی ہماری کوشش ہے کہ کم از کم تین مبلغوں کی ایک سال کی تنخواہ کے لئے رقم ہمارے پاس جمع ہو جائے یا ان کی تنخواہوں کی ادائیگی کا انتظام کرلیا جائے۔ تو ہم ان مبلغین کو علیحدہ علیحدہ حصوں میں روانہ کر دیں۔ یہ مبلغین مرکزی انجمن تبلیغ الاسلام کو ہفتہ وار رپورٹیں پہنچیں گے اور ہم سے ہدایات حاصل کریں گے۔ جہاں ان کے علاوہ مرکزی دفتر سے خصوصی علماء بھیجنے کی ضرورت ہو تو اس کا بھی انتظام کیا جائے گا۔

تبلیغی ضروریات سے آپ حضرات کو باخبر کر دیا گیا ہے۔ اہل ثروت حضرات کا فریضہ ہے وہ جلد اعانت فرمائیں۔ آخر میں یہ پہلو بھی زیر نظر رکھئے کہ جب اسلام نظریاتی لحاظ سے ایک ایسا جامع مذہب جو کائنات عالم کا مصلح و معلم ہونے کی تمام صلاحیتیں اپنے اندر رکھتا ہے اور ہر انسان کی دینی و دنیوی، اقتصادی و معاشی، علمی تہذیبی اخلاقی و ادبی تاریخ و ثقافتی ضروریات کے لئے اپنے پاس ایک لائحہ عمل رکھتا ہے تو اس کے ماننے والوں کا فریضہ ہے کہ وہ انسانیت کو لا دینیت لا مذہبیت کے اس سیلاب سے بچائیں۔

قرآن مقدس سیرت نبویہ جب ہر دور ہر زمانے کے لئے ہادی ہیں اور ان کے اندر انسانیت کی فوز و فلاح کے لئے ہمہ قسم کے ہدایات و قوانین موجود ہیں تو ایسی صورت میں بجائے اس کے کہ مسلمان کمیونزم و اشتراکیت کی لعنتوں کا شکار ہوں، قرآن عظیم اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کو لے کر اٹھیں۔ قرآن کریم کی دعوت کا علم اپنے ہاتھ میں لے۔

ہماری خانقاہیں، خانقاہی نظام قدیم کی طرف رجوع کریں۔ حضراتِ صوفیائے کرام خانقاہوں سے نکلیں۔ بحر و بر میں توحید و تبلیغ کی دعوت دینے کا عزم کریں۔ اسلام کے سیدھے سادے تبلیغی اصول پر کاربند ہوں۔

کیا سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ و حضرت خواجہ خواجگان سیدنا معین الدین سنجری و حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے متبعین کا یہ فریضہ نہیں کہ وہ تبلیغی خدمات کے لئے اپنے بزرگوں کی یاد تازہ کریں۔

فقیر محمد عبدالحامدؒ القادری البدایونی

صدر مرکزی انجمن تبلیغ، اسلام کراچی

---

۱۴ اپریل ۱۹۷۰ء میں مفتی اعظم پاکستان ابوالبرکات حضرت علامہ سید احمد شاہؒ کی دعوت پر جمعیت علماء پاکستان کے تمام گروپوں کے تمام سربراہ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں تشریف لائے لیکن حضرت علامہ عبدالحامد بدایونیؒ کسی نجی مصروفیت کی بنا پر تشریف نہ لا سکے البتہ اُنھوں نے ایک پیغام کے ذریعے اجلاس کے فیصلے کے احترام اور عمل کرنے کے حوالے سے یقین دہانی کرادی تھی۔

(سہ ماہ انوارِ رضا، قائد اہل سنت نمبر، جلد ۹، شمارہ ۳، ۲۰۱۵ء، ص ۲۱۶)

Marfat.com

سنی کانفرنس کراچی منعقدہ ۱۲-۱۳ اکتوبر ۱۹۴۶ء

زیر صدارت :- مولانا قاری شاہ غلام رسول قادری

مولانا عبدالحامد بدایونی کی تقریر کا خلاصہ

از قلم: محمد جعفر علی العلوی مہتمم جمعیت [illegible] قادریہ کراچی

حضرت مولانا الحاج شاہ عبدالحامد صاحب قادری بدایونی (پروپیگنڈا سکریٹری آل انڈیا سنی کانفرنس) دامت برکاتہم نے اپنی پرجوش و ولولہ انگیز تقاریر میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے دیرینہ کانشلاس کی بارہ تیرہ سالہ سیاسی و مذہبی خدمات اور تعاون خیر کی درخشندہ کامیابیوں کا تذکرہ فرمایا جو "مسلم لیگ" کو حاصل ہوئیں۔ دوران تقریر آپ نے علمبرداران ملت کانگریسی مسلمانوں اور ہندو لیڈروں کی مسلم کش پالیسی پر تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو کانگریسیوں کے "کوئیٹ انڈیا" والے نعرے کو یاد رکھنا چاہئے جو جو عبوری حکومت کے جلووں سے سوراج مانگنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا ہے، اور ہندوستان کی مقبول عام "اردو زبان" کی تخریب کے لئے آسان و سہل اردو تلفظ کی بجائے ہندی انتہائی ناگفتہ بہ تلفظات کو اس میں جبراً ٹھونسا جا رہا ہے۔ ہندو پاکستان کے بننے سے کیوں ڈرتے ہیں اس لئے کہ ان کو "افغانستان بابون" سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں یہ سارے ہندوستان پر قبضہ نہ جمالیں مجھے تحریک خلافت کے لیڈروں سے گفت و شنید کرنے کا بھی موقع ملا ہے اور میں ان کے ساتھ شریک کار رہا ہوں۔

(ایم فل مقالہ "تحریک پاکستان میں مولانا عبدالحامد بدایونی کا کردار" از محمد اجمل بھٹی رضوی، صفحہ 152، شعبہ تاریخ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور)

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ

خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

امابعد۔ میں سب سے پہلے حضرات منتظمین نزول قرآن کانفرنس کو اس اجتماع کے مدعو کرنے اور پاکستان اور بیرونی علماء کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ یہ امر اور بھی قابل مسرت ہے کہ اس کانفرنس میں بعض وہ مسئلے شامل فرما دیئے گئے جن پر کئی سال سے پاکستان کے دونوں حصوں میں کافی بحث ومباحثہ جاری تھا۔ یہ طریقہ بہتر اور محمود ثابت ہوگا۔ کہ کانفرنس میں مجوزین اور مخالفین دونوں یکجا ہو کر دلائل شرعیہ سے لبریز مقالات و خیالات پیش فرمائیں۔

بیرونی علماء کرام ہمارے دلائل پر غور وفکر فرمائیں گے اور پاکستانی علما بیرونی محترم مہمانوں کے افکار عالیات پر غور وتفحص کریں گے۔ خدا کرے کہ باہمی مذاکرات کے بہترین نتائج برآمد ہوں گے اور کوئی مشترکہ راستہ نکل آئے۔

عائلی قوانین میں بعض ایسی تجاویز شامل ہوگئی ہیں جو کتاب و سنت اور فقہاء کرام کی تحقیقات کے قطعاً منافی ہیں۔ حالانکہ ایک سہل طریقہ یہ ہوسکتا تھا کہ قوانین کے مسودات علوم دینیہ کے ماہرین سے مشورہ کے بعد سامنے آتے۔ مشہور مقولہ ہے لکل فن رجال حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ آپ کے ارشادات عالیات دنیائے انسانیت کے لئے عموماً اور مسلمانان عالم کے لئے خصوصاً آخری درجہ رکھتے ہیں۔ کسی عالم۔ مفسر، محدث۔ فقیہہ۔ امیر وسلطان۔ عامل کے لئے قوانین شرعیہ میں ایسی کوئی تبدیلی کرنا جو کتاب وسنت کے خلاف ہو جائز نہیں۔

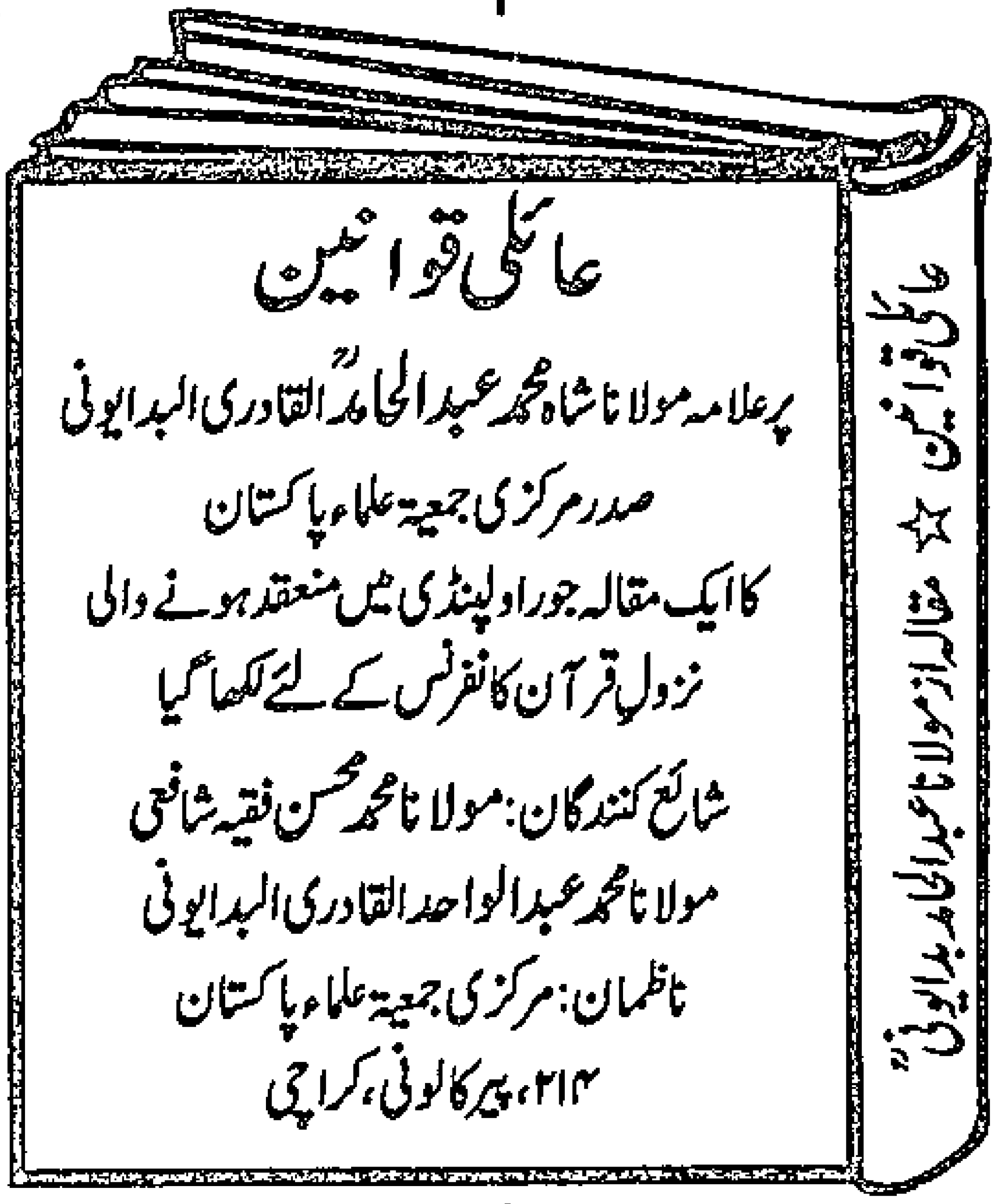

عائلی قانون: عائلی قوانین سے لوگ اس لئے متوحش ہیں کہ وہ تیرہ سو برس سے کتاب وسنت۔ ارشادات نبوی اور احکام فقہ سنتے اور پڑھتے چلے آئے ہیں کہ حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے۔ جن باتوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ملت اسلامیہ کے لئے حرام کیا۔ وہ آخر وقت تک حرام ہی رہیں گے اور جسے حلال کر دیا گیا وہ حلال رہے گا۔ عائلی قوانین کی دفعات میں وراثت۔ نکاح۔ طلاق۔ عمر۔ تعدد ازدواج جیسے اہم ترین عنوانات کے متعلق واضح سے واضح احکام کتاب وسنت میں موجود ہیں۔ ان احکام خداوندی کے بعد اگر کچھ دفعات ایسی ہیں جو خدا اور خدا کے رسول ؐ کے احکام کے خلاف تھیں تو مسلمانوں میں ہیجان پیدا ہونا لازمی تھا۔ ہم نے جہاں تک ان دفعات کا مطالعہ کیا ہم بھی اس نتیجے پر پہنچے کہ ان قوانین میں بہت سی لغزشیں ہوگئی ہیں۔ مشہور مقولہ ہے۔ لکل فن رجال۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ان قوانین کی اشاعت سے پہلے پاکستان کے کتاب وسنت کے ماہرین سے مذاکرات کر لئے جاتے۔

پوتے اور نواسے نواسیوں کی وراثت کا مسئلہ: موجودہ عائلی قانون میں ان پوتوں، پوتیوں، نواسے، نواسیوں کو دادا، دادی، نانا، نانی کا وارث قرار دیا گیا ہے جن کے ماں باپ مرچکے

Marfat.com

ہوں۔ یہ قاعدہ قرآن کریم کی قاعدے کے صریح خلاف ہے۔

(۱) قرآن مجید ایک مورث کے ترکے میں ان حصہ داروں کے حصے مقرر فرماتا ہے جو مورث کی وفات کے وقت زندہ ہوں۔ لیکن عائلی قانون کی دفعہ ۴ ان وارثوں کو حصہ دلاتی ہے۔ جو مورث کی زندگی میں وفات پا چکے ہیں اس کے معنی یہ ہوئے کہ فوت شدہ رشتے دار کو مورث کی وفات کے وقت فرضی طور پر زندہ ٹھہرا دیا گیا اور اسی مفروضے کی بناء پر ان کا حصہ نکالا گیا اور حصہ نکالنے کے بعد انہیں مردہ تسلیم کیا جائے گا۔

(۲) قرآن کریم میں جن رشتے داروں کے حصے مقرر کر دیئے گئے ہیں بیٹوں بیٹیوں کے علاوہ ماں باپ۔ شوہر۔ بیوی اور مورث کے کلالہ ہونے کی صورت میں بھائی بھی شامل ہیں۔ لیکن عائلی قانون صرف بیٹوں اور بیٹیوں کو اس امتیاز کے لئے منتخب کرتا ہے کہ وہ اپنے اس مورث کے حصے میں سے جوان کی زندگی میں مرگیا ہے۔ اس کی موت کے وقت تو زندہ تصور کیے جائیں اور بعد میں مردہ تسلیم کیے جائیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا قانون قرآن کریم کی کس آیت و نص سے لیا گیا۔

(۳) قرآن کریم کی رو سے ایک مورث کے ترکے میں اس کے تمام بیٹے اور بیٹیوں کے حق سے قطع نظر اس کے کہ وہ صاحب اولاد ہیں یا نہیں شادی شدہ ہیں۔ بالغ ہیں یا نابالغ۔ ان کے جو حقوق مقرر ہیں انہیں کے مطابق ترکہ تقسیم ہوگا۔ عائلی قانون میں یہ امتیاز بھی برتا گیا ہے کہ جو بیٹے بیٹیاں مورث کی زندگی میں لاولد فوت ہو چکے ہیں انہیں تو حصہ وصول کرنے کے لئے زندہ فرض نہیں کیا گیا۔ البتہ جو اولاد چھوڑ گئے ہیں ان کا حصہ وصول کیا جائے اس امتیاز کی قرآن کریم اور قانون میراث سے کوئی اجازت نہیں ملتی۔

(۴) قانون میں یہ امتیاز بھی رکھا گیا ہے کہ وہ فوت شدہ صاحب اولاد بیٹوں اور بیٹیوں کی صرف اولاد کو حصہ دیتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید کی رو سے اگر مورث کے مال میں ان کا کوئی حق ہے تو ان کے ماں باپ یا ان کی بیوی اور ان کے شوہر کو بھی حصہ پہنچے گا۔ ایک متوفیہ بیٹی کا حصہ نکالا جائے تو اس کا شوہر بھی حصہ دار ہوگا اور اس کی ماں بھی حق دار ہوگی اور وہ متوفیہ باپ سے حصہ پا رہی ہو اور اس کا باپ بھی حق دار ہوگا اگر وہ متوفیہ ماں سے حصہ پا رہا ہو۔ نانا سے صرف نواسوں اور نواسیوں کو حصہ دلانا اور دوسرے وارثوں کو چھوڑ دینا قرآن حکیم کے خلاف ہے۔

اگر دادا۔ نانا۔ پوتوں۔ پوتیوں۔ نواسے نواسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے طور پر جائیداد و اموال میں سے کچھ دینا چاہیں تو انہیں اسلام نہیں روکتا لیکن بحیثیت وارث کے وہ حقوق نہیں پا سکتے۔

قرآن کریم میں اگر کوئی بات واضح نہیں ہوئی تو حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بعد آپ کے خلفاء۔ صحابہ۔ تابعین اور علماء و مجتہدین کو موقع تھا۔ اگر یہ چیز صحیح ہوتی تو وہ جزئیات فقہ میں اس کا ضرور فرماتے۔ حضرات فقہاء کرام کا بعد والی نسلوں پر یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ہر مسئلے کے لئے جزئیات مرتب کر دی ہیں۔ پس اگر پوتے پوتیوں نواسے نواسیوں کا ترکے میں کوئی حق ہوتا تو فقہا کرام ضرور اس کا ذکر فرماتے۔

نکاح کے لئے قیود: آرڈیننس کی دفعہ ۵ میں لازم کیا گیا ہے کہ تمام نکاح جو کسی علاقے میں اس علاقے کی یونین کونسل کے مقرر کردہ رجسٹرار کے ہاں درج کیے جائیں۔ خلاف ورزی کرنے

Marfat.com

والوں کو تین ماہ قید یا ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی جاسکتی ہے۔ فرض کیجئے ماں باپ میں کوئی ایک مر رہا ہے اور مرنے والا یہ چاہتا ہے کہ میری موت سے پہلے لڑکی یا لڑکے کا نکاح ہو جائے۔ ایسی حالت میں کوئی ایک عالم جو رجسٹرار قاضی نہ ہو وہ نکاح پڑھا دیتا ہے اور بعد نکاح ایسے عوارض پیش آ جاتے ہیں کہ سب گھر والے باہر چلے جاتے ہیں اور چند سال گزر جانے کے بعد واپس آتے ہیں اور آنے والوں میں لڑکا لڑکی جن کا نکاح پڑھا دیا گیا تھا، ان کے اولاد ہو جاتی ہے اور ان کا باپ مر جاتا ہے۔ تو از روئے قانون جو نکاح درج رجسٹر نہیں ہوا۔ مرنے والے وارث کو باپ کا حصہ دلائے گا یا نہیں۔ اگر نہیں تو یہ قانون یقیناً خلاف شرع سمجھا جائے گا۔ شرعاً اس قسم کی پابندیاں قطعاً غیر ضروری ہیں۔ رجسٹریشن کے جہاں مفید پہلو ہیں وہیں اس کے مضرات بھی ہیں۔ اگر کوئی دھوکے باز نکاح کا رجسٹریشن کرا دے اور گواہ بھی اس کے رنگ کے ہوں تو کیا مطلق رجسٹریشن مفید ہوگا۔ البتہ ضروری ہے کہ ہمارے قاضی اور خطبہ خوان فلسفۂ نکاح۔ مسائل نکاح۔ حقوق زوجین سے باخبر کریں۔ ایسا اگر کیا جائے تو خطبات سے بہت کچھ مفید کام لئے جاسکتے ہیں۔

مسئلہ طلاق: عائلی قانون کی دفعہ سات میں حکم دیا گیا ہے جو شخص اپنی بیوی کو کسی صورت میں طلاق دے یعنی وہ طلاق رجعی ہو یا غیر رجعی یا طلاق مغلظہ۔ طلاق دینے والے کو نسل کے چیئرمین کو اپنے اس فعل کی اطلاع کرنی چاہئے۔ دوسری شق میں طے کیا گیا ہے کہ اگر چیئرمین کو اطلاع نہیں دی گئی تو اسے ایک سال کی قید یا پانچ ہزار روپے جرمانے کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔ تیسری اور پانچویں شق میں طے کیا گیا ہے کہ طلاق کی مدت طلاق دینے کے وقت سے نہیں شروع ہوگی بلکہ یونین کونسل کے چیئرمین کو نوٹس ملنے کے بعد سے شروع ہوگی اور وہ عورت کے غیر حاملہ ہونے کی صورت میں نوے دن کی ہوگی۔ اور حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل تک یا نوے دن تک۔ یعنی اس مدت کے اندر رجوع کا حق ہوگا۔ گویا یونین کونسل کا چیئرمین نوٹس کے بعد تین دن کے اندر اندر ایک پنچائیت مقرر کرے گا۔ جو زوجین کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کرے گی اور ناکام ہونے کی صورت میں طلاق نافذ ہوگی۔ یہ شرائط شریعت مطہرہ کے قوانین کے خلاف ہیں۔ کیونکہ اسلام طلاق سے قبل جانبین میں مصالحت کا حکم دیتا ہے۔ طلاق رجعی اسی لئے دی جاتی ہے کہ اس طلاق کے دوران مصالحت ہوسکتی ہے۔ طلاق کے بعد مصالحت بالکل بے معنی چیز ہے۔ پھر یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ مصالحت کرانے والا چیئرمین قرآن واحادیث احکام فقہی سے بھی واقف ہے یا نہیں۔ بہر حال طلاق کے بعد مصالحت کا مسئلہ بالکل بیکار و بے معنی ہے۔ سورۂ بقرہ میں آیت ۲۲۷ سے لے کر ۲۴۱ تک اور سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۴۹ میں اور سورۂ طلاق کی پہلی سات آیتوں میں طلاق کے بعد کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ ان آیتوں میں ایک بھی ایسی آیت نہیں جسے قاضی یا چیئرمین کے فیصلے پر طلاق کے فیصلے کو معلق ٹھہرایا گیا ہو۔ پس شرعاً یہ بات کسی طرح جائز نہیں کہ طلاق کے بعد چیئرمین یا قاضی زوجین کے مابین مصالحت کی کوشش کرے۔ دفعہ سات میں جن شقوں کا ذکر کیا گیا ان کی ایک دفعہ میں بتایا گیا ہے کہ عدت کی مدت غیر حاملہ کے لئے نوے دن ہے حالانکہ قرآن مجید میں اس کی مدت تین حیض مقرر کی گئی ہے۔ دفعہ تین میں حاملہ عورت کی مدت عدت وضع حمل پر ختم ہو جاتی ہے اور غیر حاملہ کی نوے دن نہیں بلکہ تین ماہ رکھی گئی ہے۔ جو احکام قرآن کے قطعاً خلاف ہے۔

Marfat.com

ناکوں کی عناوین: عائلی قانون کی دفعہ ۱۲ میں لڑکے اور لڑکی عمریں برائے نکاح جو مقرر کی گئی ہیں ان کا یہ تعین صحیح نہیں۔ اسلام دین فطرت ہے۔ اس نے اجازت دی ہے کہ اگر کوئی ولی مر رہا ہے اور وہ مرنے سے پہلے لڑکے یا لڑکی کا نکاح کرنا چاہتا ہے تو شرعی حیثیت سے ایسا کرنے کا حق ہے مگر عائلی قانون کی رو سے ولی کا حق باقی رکھنے کی بجائے اسے سزا یا جرمانہ کا مستحق قرار دے دیا گیا ہے۔ بعض افراد کہتے ہیں کہ ولی کا پڑھایا ہوا نکاح تو باقی رہے گا مگر اس کے خلاف قانون فعل کا ارتکاب کیا اس لئے وہ جرمانہ یا سزا کا مستحق ہوگا۔ یہ عجیب سی بات ہے کہ نکاح کو صحیح مانا جائے اور ولی کو مجرم قرار دے دیا جائے۔ اس دفعہ کو ہونا اس طرح چاہئے کہ ولی کو بضرورت شدیدہ نابالغ کا نکاح پڑھانے کا حق ہے البتہ جو لوگ چھوٹے چھوٹے بچوں یا بچیوں کے نکاح کا کاروبار کرتے ہیں انہیں ثبوت ملنے پر سزا دی جاسکتی ہے۔ علماء یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ عام طور پر چھوٹی عمر میں شادیاں نہ کی جائیں لیکن کسی ولی کو اس کے جائز حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

تعداد ازدواج: تعداد ازدواج کی دفعہ ۶ پر بحث کرنے سے قبل ضروری ہے کہ یہ بات سمجھ لی جائے کہ اسلام مقدس کے نزدیک تعدد ازدواج کا فلسفہ کیا ہے۔ اسلام سے پہلے دنیائے مذاہب میں ان گنت شادیاں اور بیویاں ہوتی تھیں شادی کے بعد بھی زنا کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ گو بیوں کی تاریخ کا سب کو علم ہے۔ بعض ایسے مقامات بھی تھی جہاں باپ کے مرنے کے بعد بیٹے اپنی ماں سے متمتع ہوتے تھے۔ معاشرے کے لئے کوئی ضابطۂ حیات ہی موجود نہ تھا تا آنکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اللہ کی آیت کو اس طرح تلاوت فرمایا۔ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربٰع وان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ - اس آیت میں صاف طور پر بتا دیا گیا کہ چار بیویاں وہی کر سکتا ہے جو چاروں کے اخراجات برداشت کر سکتا ہو اور ان کے ساتھ عدل وانصاف کا حکم دیا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خلفاءؓ۔ صحابہؓ۔ اہل بیتؓ تابعینؒ۔ اتقیا نے چار شادیاں کیں اور عدل وانصاف کر کے دکھا دیا۔ آج بھی اگر کوئی صاحب دولت و مال عدل وانصاف اور مساوات کر سکتا ہے تو اس کے لئے متعدد شادیاں کرنا درست ہونا چاہئیں جیسا قرآن مجید اور احادیث میں ظاہر فرمایا گیا۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمایا نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ تا کہ قیامت کے دن میں تمہاری اکثریت پر فخر کروں۔ ایسے واضح احکام کے بعد کسی کو یہ کیسے حق پہنچتا ہے کہ جس چیز کو شریعت نے جائز ٹھہرایا اس چیز کو ناجائز قرار دیا جائے۔ تعدد ازدواج کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اگر ایک عورت سے بچہ پیدا نہیں ہوتا تو اولاد کی خاطر دوسرا نکاح کرنے کا صاحب استطاعت شخص مجاز ہوگا۔

اس قانون میں چند اور دفعات بھی ایسی ہیں جو قوانین اسلامی سے ٹکراتی ہیں۔ علماء پاکستان اپنی شرعی ذمے داریوں کو سامنے رکھتے ہوئے بربنائے اخلاص ان سے اختلاف کرتے ہیں نہ بربنائے تخریب جب تک ان غیر اسلامی دفعات میں ترمیم نہ کی جائے گی، ملت اسلامیہ کے ایک بڑے حصہ کو جائز طریقے سے اختلاف کا حق ہے۔ موجودہ حکومت کے بہت سے ایسے کارنامے یقیناً موجود ہیں جن پر بجا طور پر فخر کیا جاسکتا ہے۔ عائلی قانون کی ان دفعات کو جو علماء کے نزدیک غیر شرعی ہیں اگر تبدیل کر دیا جائے تو کوئی اختلاف باقی نہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فقیر محمد عبدالحامد قادری بدایونی

☆☆☆

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

حضور سید صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور قدسی سے قبل کائنات عالم میں حضرات انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش کردہ تعلیمات مسخ ہو چکی تھی، کتب الٰہیہ کے احکام ارشادات کو لوگوں نے نسیاً منسیاً کر دیا تھا۔ ہر طرف ظلمت و تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ نیکی کی بجائے بدی، حق کی جگہ کفر وظلمت کا دور دورہ تھا۔ قتل و غارت گری محیط تھی، بحر و بر میں فسادات کی گرم بازاری تھی۔ دنیا کا کوئی گوشہ بھی ایسا نہ تھا جہاں حق و صداقت اپنی اصلی صورت کے ساتھ موجود ہو۔ حتیٰ کہ کعبۃ اللہ جیسا مقدس گھر جو عبادت الٰہیہ کی خاطر تعمیر کیا گیا تھا صد ہا بتوں کا مرکز بن چکا تھا۔

جس مقام سے توحید کی منادی ہونا چاہیے تھی ناقوس بجتے تھے، خدائے واحد کے سامنے سر عبودیت جھکانے کی بجائے اصنام پرستی کی جاتی تھی، خدا کی پاکیزہ سرزمین شرک کی آلائشوں سے نجس کی جارہی تھی۔

اخلاقیات کی تمام اعلیٰ قدریں مٹ چکی تھیں جہاں حضرت صفی اللہ و حضرت خلیل اللہ علیہما السلام کے پاکیزہ ہاتھوں سے توحید کی بنیاد رکھی گئی، وہاں ہر آن شرک و بت پرستی پھیل رہی تھی۔ خدا پرستی چھوڑ کر یہاں کے باشندے اعمال و کردار کے لحاظ سے اس قدر گر گئے تھے کہ حرام کاریاں، بداعمالیاں ان کی زندگی کا جز و لاینفک بن گئی تھیں۔ نسل کشی کا یہ عالم تھا کہ ماؤں کی گود سے لڑکیاں زبردستی چھین کر زندہ درگور کی جاتیں۔ جوئے بازی میں عورتوں کا ہار جانا، فواحش و محرمات پر افتخار کرتے ہوئے قصائد پڑھنا اپنی بداعمالیوں سفاکیوں کے گیت گانا داخل حیات ہو گیا تھا۔ عدل و انصاف مساوات و اخوت معدوم تھے، تہذیب و تمدن کا نام اس وقت کی دنیا سے معدوم ہو چکا تھا۔ اس گندے ماحول میں کسے خبر تھی کہ اس سرزمین سے ایک ایسا معلم کامل کا ظہور ہوگا جو قلیل مدت میں تمام خرابیوں کو دور فرما کر نہ صرف حجاز کے گوشوں بلکہ ساری دنیا کو انوار و برکات سے معمور فرما دے گا، جو تہذیب و شائستگی و اخلاقات کے لحاظ سے بدترین افراد سمجھے جاتے تھے۔ انہیں تمدن و تہذیب اخلاقیات، اعمال و عبادات، تجارت و صنعت، حکومت و سلطنت، جمہوریت و مساوات کا ایسا معلم و استاد بنا دے گا جس سے دنیا تمتع حاصل کرے گی، اس کی سیرت و کردار، اس کا لایا ہوا صحیفہ پوری کائنات کا قلب ماہیت فرما دے گا۔

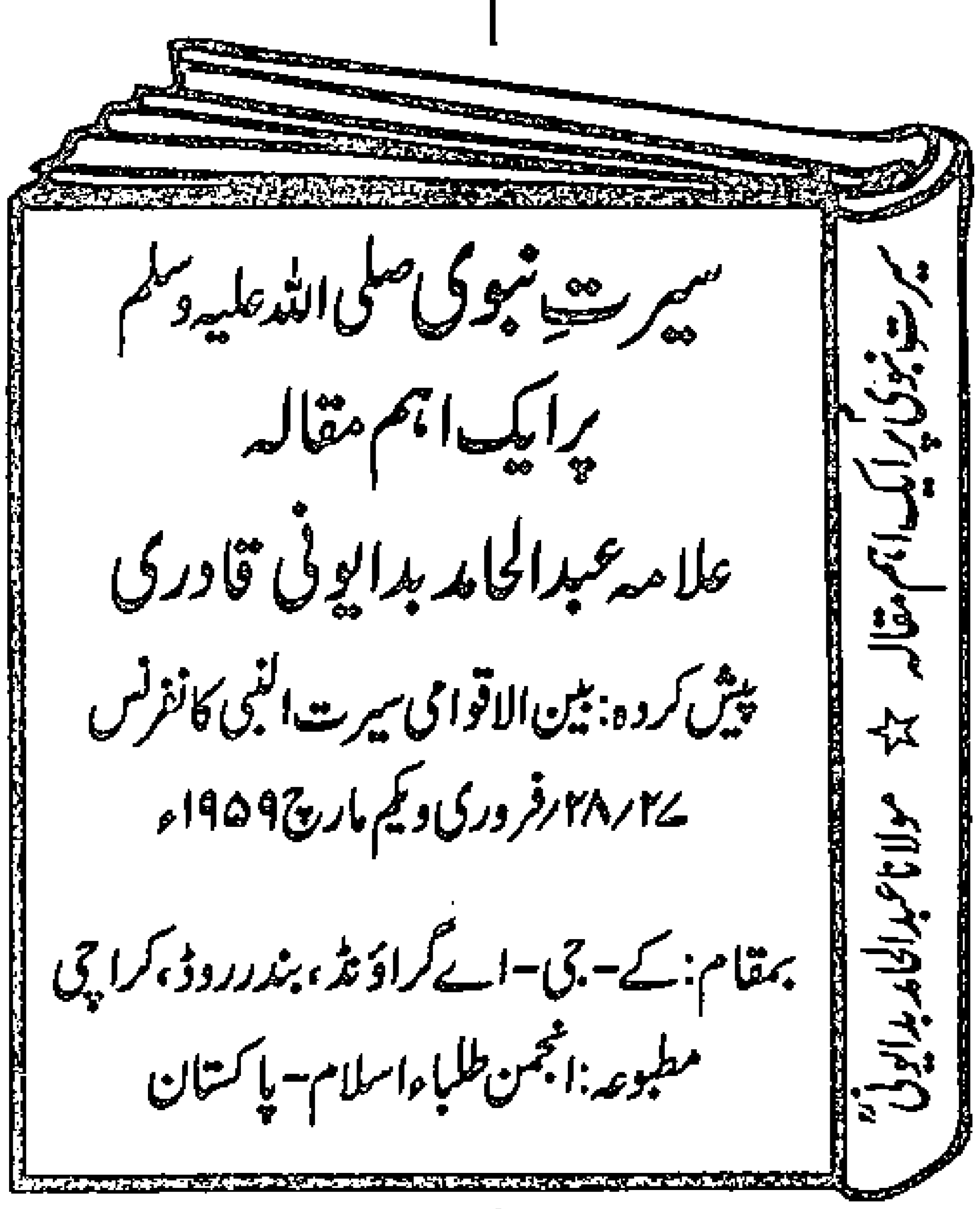

کتاب مجید اور سیرت نبویہؐ: قرآن مقدس حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا وہ کامل و مکمل صحیفہ ہے جس کے اندر انسانیت کے ہر گوشے حیات کا قانون یا ہدایات موجود ہے۔ سیرت نبویہ گویا قرآن مقدس کی تفسیر وتشریح ہے اگر کسی جگہ اجمال تھا تو سیرت نبویہ اور ارشادات عالیہ نے متن قرآن کی وضاحت فرمائی۔

قرآن حمید اپنی جامعیت کے لحاظ سے ایک ایسا دستور و ضابطہ الٰہی ہے جس میں ہر قسم کے علوم وہدایات موجود ہیں جیسا کہ فرمایا گیا۔ کل فی کتاب مبین ولا رطب ولا یا بس الا فی کتاب مبین — جب کتاب حمید میں ہر چیز کا بیان روشن موجود ہے حتیٰ کہ کوئی تر وخشک چیز ایسی نہیں ہے جو اس کے اندر موجود نہ ہو اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر قرآنی مفہوم ومطالب

Marfat.com

کا جاننے والا نہیں۔ جب آپ اس کے عالم اور معلم تھے تو پھر سیرت نبویہ میں دین و دنیا کی بہتری فوز و فلاح کا وہ کون سا ایسا راستہ ہوگا جس کی ہدایت نہ ہوں۔

سیرت نبویہ کی جامعیت: حضرت انبیاء و مرسلین کرام علیہم السلام خدائے برتر کے سچے رسول تھے۔ ان کی تعلیمات شریفہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ میں وہ نمایاں فرق ہے کہ وہ مقدمین خاص خاص زبانوں، مخصوص قبائل و اقوام کے لئے تشریف لائے اور چند ہدایات و تعلیمات ارشاد فرمائیں۔ ہمارے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور و بعثت کا وہ وقت ہے جبکہ دنیا جہاں پر تاریکیاں پھیلی ہوئی تھیں، ضرورت تھی کہ ایک ایسا رسول برحق تشریف لائے جو اپنی سیرت سے ساری دنیا کو مستفیض فرما دے۔ وہ ایک طرف سب سے بڑا موحد ہو، رب العزت تبارک و تعالیٰ سے اس کا ہر آن قرب خاص ہو۔ اس کے اخلاق کائنات کے انسانوں سے اعلیٰ ترین ہوں۔ وہ جمیع مخلوقات کا معلم بن سکے۔ اس کی تعلیمات ایسے انداز پر پیش ہوں کہ عالم و جاہل سب استفادہ کر سکیں۔ وہ اپنے وقت کا سب سے بڑا خطیب بھی ہو اور دنیائے عدل و انصاف کا سب سے بڑا عامل و منصف ہو۔ اگر علوم الٰہیہ حاصل کرنا ہو تو اس کی درس گاہ سے الٰہیات کی تعلیم دی جا سکے۔ عقل و برہان والے مجتمع ہو کر کلام کریں تو وہ براہین و دلائل سے طمانیت کر سکے۔ امراء و سلاطین تاجداران وقت، سیاست داں، میدان محاربات کے ماہرین آئیں اور وہ اپنی زندگی کے لئے ہدایات چاہیں تو وہ ان کی تسلی کر سکے، واضعان دساتیر و قوانین اس کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو انہیں ایک مکمل خاکہ دیا جائے۔ ارباب تجارت معلومات حاصل کرنا چاہیں تو اس کی سیرت مبارکہ نہایت تفصیل کے ساتھ دفعات پیش کر سکے۔ عالم فلکیات سے دلچسپی رکھنے والے اس سے افلاک کے احوال پر گفتگو کریں، اہل نجوم ستاروں کی دنیا سے متعلق استفسارات کریں، دریاؤں، سمندروں، پہاڑوں، فنون اعجاز و اشجار والے اکتساب کرنا چاہیں۔ ان کا دامن وسیع سے وسیع تر ہو، علم الشعر والادب کا طائفہ علوم مناظرہ و مجادلہ کرنے والوں کا گروہ آئے اور وہ فصاحت و بلاغت و مناظرانہ رنگ میں بات کرے تو دربار نبوت میں خراج عقیدت پیش کرتا ہوا رخصت ہو۔ جو کچھ کہا جا رہا ہے لفاظی یا واعظی نہیں بلکہ حقائق ہیں۔ عناوین مذکورہ بالا کو سامنے رکھ کر اگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سیرت مبارکہ کا مطالعہ کیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ حضور کے ارشاداتِ عالیات اور آپ کا عمل و کردار ہر دور کے لئے باعث مثال و ذریعہ نجات و کامرانی ہے، آپ نے دنیا کے طبقات کے لئے ایک ایسی جامع سیرت چھوڑی ہے کہ نظریات عالم میں اگر کوئی بھی طبع ہو اس کے لئے ذخیرہ معلومات موجود ہے۔ ایک ایسا ہادی و معلم جس کا دائرہ تعلیم و اصلاح پورے عالم سے متعلق ہو جو کائنات کا رسول بن کر آیا ہو کیسے ممکن ہے کہ اس کی سیرت کے گوشے اس قدر جامع نہ ہوں جو عالم کے لئے نمونہ بن سکیں۔ اس لئے قرآن حکیم نے فرمایا **لقد کان لکم فی رسول اللہ اُسوۃ حسنۃ**۔ ایک مومن دین و دنیا کی ہر راہ کے لئے سیرت نبویہ سے استفادہ کر کے ہدایت لے سکتا ہے۔

یقین کیجئے سیرت نبویہ زندگی کے ہر موڑ پر ہماری رہنمائی کر سکتی ہے۔ لیکن اس حقیقت کو ہر وقت سامنے رکھنا ضروری ہے کہ قرآن مقدس یا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا وہ کسی حالت میں جائز و درست نہیں ہو سکتیں اور ناجائز حرام ہو سکتا ہے۔ سیرت مقدسہ نے احکامِ خداوندی کے ماتحت جو حدود مقرر کر دی ہیں انہیں کے تحت ہمیں رہنا پڑے گا۔

تعمیر نو کرتے ہوئے بھی ہمارا یہی فریضہ ہوگا کہ نظریات جدیدہ کی ترتیب کے وقت ہم یہ دیکھیں کہ قرآنی نظریات و سیرت طیبہ کی دفعات سے تو ہمارے نظریات نہیں ٹکراتے اور اصول شرع پر تو ٹھیس نہیں لگتی۔

Marfat.com

سیرت نبویہ ؐ کی پہلی اساس حفاظت توحید اور تبلیغ و اشاعت: جس طرح انبیاء کرام کی اساس دعوت توحید اور اس کا تحفظ تھا۔ سیدالانبیاء فخر الرسول حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے توحید کا پیام پیش فرمایا اور شدید سے شدید مواقع ومشکلات کے باوجود توحید کی تبلیغ جاری رکھی۔ اعلانِ نبوت سے قبل یعنی بچپن کے زمانے سے ظہور نبوت تک حضور انور نے توحید کا سبق دیا۔ کسی وقت بھی آپ کا بت پرستی سے ادنیٰ تعلق نہیں تھا، نہ آپ نے اصنام باطلہ سے خود کو وابستہ کیا۔ آپ بچپن ہی سے شرک وبت پرستی سے متنفر تھے۔ جب حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ کھلم کھلا دین کی تبلیغ فرمائیں۔ اس حکم کے بعد حضور پاک نے توحید کی دعوت منظم طور پر شروع فرمادی۔ بت پرستی اور شرک کا رد ہر موقع پر کرنا شروع کر دیا۔

اہل مکہ بت پرستی کے خلاف دعوت وتبلیغ کو برداشت نہ کر سکے دعوت حق کے روکنے کی خاطر انہوں نے بھی سختی سے اقدامات کا آغاز کر دیا۔

چھوٹے چھوٹے بچوں کو آپ پر مامور کر دیا گیا۔ وہ طفلانہ حرکات ناشائستہ کرتے مگر حضور پاک تبلیغ ترک نہ فرماتے۔ تا آنکہ اہل مکہ نے ایک وفد ترتیب دیا جو حضرت ابو طالب کے پاس پہنچا، کہنے لگا۔ تمہارے بھتیجے نے ہمارے معبودوں کے خلاف جہاد شروع کر دیا ہے جو ہمارے لئے نا قابل برداشت ہے اگر تم نے فوری طور پر انہیں اس دعوت سے نہ روکا تو ہمارے تمہارے درمیان ایسی جنگ چھڑ جائے گی جو سارے عرب کو تباہ کر دے گی۔ بہتر ہے کہ اس آگ کو فوراً ٹھنڈا کر دو ورنہ اس کے نتائج خطرناک ہوں گے۔

یہ وہ وقت تھا جب مکہ معظمہ میں ہر چہار جانب حضور شہنشاہ کونین کی مخالفتیں جاری تھیں سوائے ابو طالب کے۔ ظاہری طور پر کوئی دوسرا معاون ومددگار نہ تھا ابو طالب حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ بیٹا (تکلیف مالایطاق) نہ دو اتنا بوجھ، ڈالو جتنا میں اٹھا سکوں۔ حضور انورؐ نے چچا کے ان خیالات کو ساعت فرما کر پوری قوت وعزم کے ساتھ جواب دیا۔

''اے چچا! خدا کی قسم اگر وہ سورج کو سیدھے ہاتھ پر رکھ دیں اور چاند کو الٹے ہاتھ پر تب بھی میں فریضہ تبلیغ ترک نہ کروں گا۔ چچا بھتیجے کے عزم وثبات کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔ اب کفار کی سختیاں فزوں تر ہو گئیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مساعی تبلیغ کا سلسلہ بڑھا دیا۔

سفر طائف اور تبلیغ: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے ہر حصے میں تشریف لے جا کر تبلیغ فرماتے تا آنکہ حضور نے سفر طائف فرمایا اور وہاں کے عوام وخواص کو توحید کا پیام دیا۔ وہاں کے لوگوں نے حضور پر یورشیں کر دیں تا آنکہ آپ سخت مجروح ہوئے، اسی حالت میں مکہ معظمہ واپس آئے، تکالیف کے بعد آپ کی ہمت و جرأت اور بڑھ گئی۔ تا آنکہ وہ وقت شروع ہو گیا کہ آپ کا آوازہ تبلیغ کامیابیوں کی راہوں پر پہنچ گیا۔ مکہ معظمہ میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے، اِدھر اُدھر مدینہ منورہ سے وفود آنے شروع ہو گئے اور ایک اچھی تعداد مشرف باسلام ہو گئی۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت فیصلہ: حضور انور وحی الفداء کو خدائے برتر نے قوت فیصلہ ممتاز حیثیت میں عطا فرمائی تھی۔ آپ کی اصابت رائے دیانت وتدبر کے سب معترف تھے۔ آپ کی ابتدائی زندگی میں مکہ معظمہ کے اندر حجر اسود کی تنصیب کے موقع پر قبائل عرب میں شدید نزاع واختلاف پیدا ہوا، قریب تھا کہ قبائل دست وگریباں ہو کر ایک دوسرے کو ختم کر دیں، کہ ان کے بعض افراد نے طے کیا کہ کل صبح سویرے جو شخص سب سے پہلے حرم میں داخل ہوگا، وہ ہمارا حکم ہوگا۔ قدرت الٰہی کی طرف سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو یہ شرف دیا گیا کہ آپ سب سے پہلے سے حرم میں داخل ہوئے آنے والوں کا انتظار فرماتے

Marfat.com

رہے۔ جب سردارانِ قریش آئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور تشریف فرما ہیں، سب نے متفق طور پر آپ کو اپنا حاکم مقرر فرمایا۔ آپ نے حکم دیا ایک چادر لائی جائے اور تمام قبائل سے ایک ایک نمائندہ منتخب کیا جائے جو چادر پکڑے، سب نے چادر پکڑ کر اسے اٹھایا۔ حضور نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو پہلے چادر میں رکھا، دیوار کعبہ تک چادر کو اُٹھوایا اور حجر کو اپنے ہاتھ سے دیوار میں نصب فرما دیا۔ آپ کے اس فیصلے نے قبائل کی جنگ عظیم کو ختم کر دیا۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت جج: حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکی و مدنی زندگی میں ہر موقع پر مہمات نازک و مقدمات کا فیصلہ بغیر خوف لومۃ لائم فرماتے اور کسی کی طرف داری نہ فرماتے جو امر حق ہوتا اس کے مطابق تجویز کر دیتے۔ ایک بار یہودی اور منافق مسلمان میں نزاع ہوا۔ یہودی نے تجویز کیا کہ یہ مقدمہ بارگاہِ رسالت میں رجوع ہو جو فیصلہ ہوگا اس پر میں عمل کروں گا چنانچہ یہ معاملہ حضور کے پاس پہنچا، آپ نے مقدمہ کی تحقیقات فرمائی اور یہودی کو بے قصور ٹھہرا کر اسے کامیاب کیا۔ اسی طرح ایک ہاشمیہ نے چوری کی آپ نے واقعات کی جانچ پڑتال فرما کر اس کے ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ صادر فرمایا۔ منافقین اور کفار نے اس فیصلے کا علم حاصل کر کے طعن شروع کئے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی دشمنوں کی تبلیغ سے متاثر ہو کر مضطرب ہو گئے، آپ کی خدمت اقدس میں حضرت سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو مامور کیا۔ حضرت زید نے حاضر ہو کر بارگاہ رسالت میں معروضہ کیا کہ حضور اپنے فیصلے پر نظر ثانی فرمائیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے زیدؓ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ جس طرح گزشتہ زمانے میں بڑوں کی سزائیں معاف کر کے چھوٹوں پر تکالیف ڈال دی جاتی تھیں، جس کی پاداش میں عذاب الٰہی آتا تھا، کیا میں بھی ویسا ہی کروں۔ قسم ہے خدا کی اگر یہ فعل میری بیٹی فاطمہ نے کیا ہوتا تو اسے بھی یہی سزا تجویز کرتا۔ حضور پاک کی سیرت طیبہ اسی قسم کے فیصلہ جات سے لبریز ہے۔ نیز مسلمانوں کے ہی نہیں بلکہ اقوام و ملل کے فیصلے اس خوبی سے فرمائے کہ دنیائے عدل حیران رہ گئی۔ آپ اگرچہ ظاہری طور پر امی تھے مگر حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ کے دربار عالی سے اکتساب علم فرماتے۔ آپ کو کائنات عالم کے علوم عطا کئے گئے۔ آپ نے فیصلہ جات کے لئے مستقل دستور و قواعد مرتب فرمائے اور قرآن حکیم کی اساس پر ان کو ظاہر فرمایا۔

حضورؐ انور بحیثیت امین: کفار و مشرکین عرب اگرچہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ سلم سے شدید اختلاف رکھتے تھے مگر آپ کی صفاتِ حسنہ پر یقین رکھتے تھے۔ اس وقت عرب میں ایک آدمی بھی ایسا نہ تھا جو امین و خزانچی بن کر لوگوں کی رقوم کو بحفاظت رکھ سکے اور وقت پر ادائیگی کر سکے اس اہم کام کے لئے ایک ذات نبوت ہی تھی جس پر مخالفین، مخاصمین کو اعتماد تھا، چنانچہ قوم کی امانتیں آپ کے پاس جمع ہوتیں اور جب کوئی شخص طلب کرتا بلاتوقف اپنی امانتیں حاصل کرتا۔

حضور پاک کو امانتوں کا غایت درجہ خیال تھا یہاں تک کہ بوقت ہجرت مدینہ منورہ آپ نے حضرت مولائے کائنات سیدنا شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کے بستر مبارک پر آرام فرمائیں اور حضور کے ہجرت فرمانے کے بعد مکہ والوں کی تمام امانتیں علیحدہ علیحدہ پہنچائیں۔

ان مثالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مومن دیانت داری اختیار کریں۔ جس کی امانتیں ہوں ان میں تغافل نہ ہو بغیر کسی منافع و اجر کے رقوم جمع کی جائیں اور ان کی ادائیگی میں کوئی دشواریاں نہ ہوں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت تاجر: حضور پاک نے تجارتی شعبے کو بدرجہ اتم کامیاب فرمایا۔ تجارت کرنے والوں کے

Marfat.com

لئے قواعد مرتب فرمائے۔ تجارت کسب حلال کو ضروری قرار دیا اور خود بہ نفس نفیس تجارت کو ایسے نہج پر چلایا جو دنیا کے لئے ایک مثالی حیثیت بن گیا۔ مکہ معظمہ میں بی بی خدیجہ ایک مشہور تاجرہ و دولت مند تھیں انہوں نے حضور کی دیانت و امانت صداقت اخلاق حسنہ کا تذکرہ سن کر خواہش کی کہ حضرت ان کا مال تجارت باہر بیچ آئیں۔ حضرت نے ان خواہش کو قبول فرمایا، آپ نے یہ تجارتی سفر شروع فرمایا جو دنیائے تجارت اور آپ کی تجارتی زندگی کا پہلا اقدام تھا۔ انتہائی دیانت داری محنت و جانفشانی کے ساتھ حضور نے کارہائے تجارت انجام دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو کامیاب فرمایا۔ مراجعت سفر پر بی بی خدیجہؓ کو جب رپورٹ ملی اور منفعت کے حالات معلوم ہوئے تو وہ بے حد خوش ہوئیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیام عقد دیا جسے حضورؐ نے قبول فرمایا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کو صحیح بنیادوں پر قائم فرمایا، اس کے لئے ضوابط مقرر کئے اور ارشاد فرمایا:

یعنی تجارت ضرور کرو اس میں رزق کا ۱۱/ ۹ حصہ ہے (احیاء العلوم) حضرت عبداللہ راوی ہیں، حضور نے فرمایا حلال روزی کی تلاش کرنا فرض ہے بعد فرض کے۔

ایمان دار تاجروں کا مرتبہ: حضرت ابن سعید راوی ہیں حضور نے فرمایا۔ سچا اور ایمان دار سوداگر انبیاء و صدیقین و شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (رواہ ترمذی)

آپ نے تاجروں کو ہدایت فرمائی کہ زیادہ قسم کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ وہ اس وقت تو مال فروخت کرا دیتی ہے لیکن پھر نقصان ہوتا ہے۔ (رواہ مسلم)

تجارت میں حُسنِ معاملت چاہئے: حضور انور نے تاجروں کو حکم دیا کہ وہ تجارت میں حسن معاملات کریں اور اخلاق و محبت سے تجارت چلائیں چنانچہ ارشاد فرمایا: جابر بن عبداللہ راوی ہیں، حضور نے فرمایا۔ خدا اس پر رحم کرے جو بیچ کرنے اور خریدنے اور تقاضا کرنے میں آسانی کرتا ہے۔ تجارت میں دھوکہ فریب دینا شرعاً ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ حضور نے ہر ہر موقع پر تاجروں کو نصیحت فرمائی کہ وہ مال کی نوعیت کا اظہار خریدار پر کر دیں۔ معاملات صحیح رکھیں اگرچہ مالک کو اپنی چیز کی قیمت تجویز کرنے کا اختیار ہے اور خریدار کو قبول کرنے نہ کرنے کا۔ لیکن ایسا سودا کرنا جس میں نفع زیادہ سے زیادہ اور اور چیز بری سے بری دینا ممنوع ٹھہرایا گیا۔ جس طرح تاجروں کو ہدایات تھیں اسی طرح تجارت کرنے والوں کی راہ میں سہولتیں پیدا کرنا بھی لازمی تھا۔

خوانخواہ ایسی قدر عائد کرنا جن سے تجارت پیشہ طبقہ سراسیمہ ہو جائے اور کاروبار تجارت میں سوائے نقصان و خسارہ کے منافع حاصل کرنے کے ذرائع مسدود ہو جائیں، ایسے طریقے بھی بلاشبہ سیرت طیبہ نے ممنوع قرار دیئے۔ الغرض سیرت نبویہ نے تجارت عنوانات پر مکمل ہدایات دیں اور تاجروں کو سبق دیا کہ وہ دیانت داری کے ساتھ تجارت کریں، لین دین میں دغابازیاں نہ کریں۔ ان کے معاملات صداقت و ایمان داری کے ساتھ جاری رہیں۔ وہ جس ملک میں جائیں ان کا اسلامی کردار و اخلاق باقی رہے، وہ ہر جگہ پہنچ کر اسلام کی تبلیغ کریں، دوسروں کی مصیبت میں کام آئیں، جہاں دوست سے اپنی ذات و خاندان کو فوائد پہنچائیں، ان کی دولت اسلام کے لئے وقف رہے۔ چنانچہ سیرت مطہرہ پر عمل کرنے والوں میں حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا عثمان غنی اور احباب اہل بیت اطہار نے دولت کا جو مصرف راہ خدا اور قومی خدمت کے لئے معین فرمایا، وہ اسلام کا سنہری باب ہے، وہ اسلام کی سربلندی کے لئے اپنا سب کچھ پیش کر دیتے، حتیٰ کہ خود فاقہ کرنا پسند کرتے مگر اسے گوارہ نہ کرتے کہ اسلامی عظمت و فتوحات میں دولت صرف نہ ہو۔ پھر یہ تاجر دنیا کے جس حصے میں جاتے ان کی سیرت و کردار سیرت نبویہ کے مطابق ہوتی۔ یہ

Marfat.com

تجارت بھی کرتے اور اسلام کی تبلیغ یعنی پس ہمارے تاجروں کا فرض ہے کہ تجارت کے ساتھ تبلیغی کوشش جاری رکھیں۔ دولت ضرور اکٹھی کی جائے، اسلامی نقطہ نظر سے جائز ہے مگر اس طرح نہیں کہ غریب عسرت میں اور دولت اس کی خدمت واعانت سے غافل ہو۔

حضور انورؐ بحیثیت قائد فوج: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بالطبع ہر موقع پر جنگ اور محاربات کو پسند نہ فرماتے تھے، لیکن جب دشمن سر پر آجاتا اور ترویج اسلام کی راہ میں مشکلات پیدا کرتا، یا مسلمانوں پر اقدام کر دیتا تو حضور پاک بحیثیت قائد فوج کے جلوہ افروز ہوتے لیکن آپ کی یہ ہدایات تھیں کہ آغازِ جنگ سے پیشتر ان کے سامنے اسلام پیش کر دیا جائے۔ جزیہ کے لئے کہو اگر وہ دونوں چیزوں میں سے کوئی چیز قبول نہ کریں تو خدا پر بھروسہ کر کے کفر کا مقابلہ کرو لیکن میدانِ جنگ میں بوڑھوں، عورتوں، بچوں کے قتل سے شدید احتیاط کی جائے۔

مدینہ منورہ پہنچ کر جب مسلمانوں کا مضبوط مرکز قائم ہو گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قبائل و جماعتوں سے معاہدے فرمائے حتیٰ الامکان اپنی طرف سے کسی لڑائی کا آغاز نہ فرمایا جب کفار کسی طرح بھی آمادہ صلح وامن نہ ہوئے اور یہی تہیہ کر لیا کہ اسلام کو قوت وطاقت کے ذریعے ختم کریں تب حضور نے مقابلہ فرمایا۔

جس قدر غزوات ہوئے، ان سب میں جنگ کی حالت میں قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک فرماتے، خود قیدیوں کی حالت ملاحظہ فرماتے، ان کی تکالیف دور کرتے اور فتح مند ہو کر ہمیشہ قیدیوں کو آزادی دیتے۔ اسلامی افواج کو رزم بزم دونوں مواقع پر ہدایات تھیں کہ وہ کسی قوم سے اگر لڑائی کرے تو غرض خوشنودی الٰہی ہو۔ اپنی ذات شامل نہ ہو۔ اسلامی اخلاق و کردار ہر حالت میں باقی رہیں، شراب کی لعنت سے محفوظ رہیں۔

ان کی پیشانیاں جنگ میں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے خمیدہ رہیں۔ یہ نہ ہو کہ شراب کی لعنت کا شکار ہو کر فریضہ عبادات ترک کیا جائے۔ ایک جماعت کفار کا مقابلہ کرتے تو دوسرے فریضہ عبادات ادا کرے، جب یہ فارغ ہو تو دوسری جماعت مصروف جنگ ہو جائے۔ ہر سپاہی اور ہر قائد فوج اسلامی کردار کا بہترین نمونہ پیش کرے۔

اور یہ بات پیش نظر رہے کہ ہم جن رقبہ جات کو دشمن سے حاصل کریں گے وہاں حدود الٰہیہ جاری کریں گے۔

سیرت نبویہ پر اولاً خود عامل ہوں گے بعد میں دوسروں سے عمل کرائیں گے۔

تاریخ شاہد ہے کہ اسلامی افواج جہاں گئیں انہوں نے سیرت نبویہ کا پرچم بلند کیا اور ہر ایک گوشے میں اسلامی احکام جاری کئے۔

الغرض سیرت نبویہ میدان کارزار میں بھی اپنی مثالی حیثیت پیش کرتی ہے۔ کتاب وسنت کے احکام کی ترویج ان کا اولین فریضہ حیات تھا۔ جب تک مسلمان سیرت نبویہ پر عامل رہے کامیاب ونصرت ہمارے قدم چومتی رہی۔ اگر ہم تعمیر نو کے خواہاں ہیں اور وہ کتاب وسنت اور سیرت نبویہ کے نقوش پر چلائی گئی تو بلاشبہ فوز وفلاح کی ضامن ہوگی اور اگر سیرت نبویہ سے ہٹ کر آغاز کار ہوا تو اس کا انجام خسران وبربادی ہوگا۔

آخر میں خدائے برتر سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سب کو سیرت طیبہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری زندگی کا ہر شعبہ حضور کی سیرت طیبہ کے مطابق ہو۔

ضرورت ہے کہ عصر حاضر میں سیرت طیبہ کے تمام حصص سے مسلمان واقف ہوں۔ ہمارے مدارس و مکاتب، اسکولوں کالجوں یونیورسٹیوں میں عربی زبان اور سیرت شریفہ تاریخ اسلام کو لازمی مضمون قرار دیا جائے تاکہ ہمارے طلباء کے اذہان ودماغ سیرت مقدسہ کے تمام عناوین سے باخبر ہو سکیں۔

☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمعیۃ کا نام: اس جمعیۃ کا نام مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان ہوگا۔ جس کا صدر دفتر کراچی ہوگا۔

مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کے اغراض ومقاصد:

۱۔ حضراتِ متقدمین اہل سنت ومشاہیر طریقت مدینۃ الاولیاء بدایوں۔ مراد آباد۔ بریلی کے عقائد حقہ کی روشنی میں تبلیغ دین کرنا۔

۲۔ کتاب وسنت فقہ اسلامی کی اشاعت کرنا۔

۳۔ پاکستان کے ہر حصہ میں جشن عید میلاد نبویؐ۔ حضراتِ خلفائے اربعہ وحضرات اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین واولیائے کاملین و مشاہیر اسلام کی یادگاریں منانے کا اہتمام کرنا اور مسلمانوں میں مذہبیت و روحانیت پیدا کرنا۔

۴۔ مشائخ وعلمائے اہل سنت کی تنظیم کرنا۔

۵۔ مسلمانوں کے عوام وخواص کے بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح کرنا۔

۶۔ پاکستان میں شرعی عدالتیں وزارتِ مذہبی قائم کرانا تاکہ مسلمانوں کے معاملات شرعی حیثیت سے طے ہوسکیں۔

۷۔ مساجد واوقات کی تنظیم کرنا۔

۸۔ پاکستان اور کراچی میں مدارس عربیہ قائم کرانا اور ایک علوم عربیہ کا ایسا کالج قائم کرانا جس میں علومِ عربیہ کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ پڑھائے جائیں تاکہ طلباء عصر حاضرہ کی ضروریات کے مطابق ہر ملک میں جاکر تبلیغ وتعلیم کی خدمات انجام دے سکیں۔

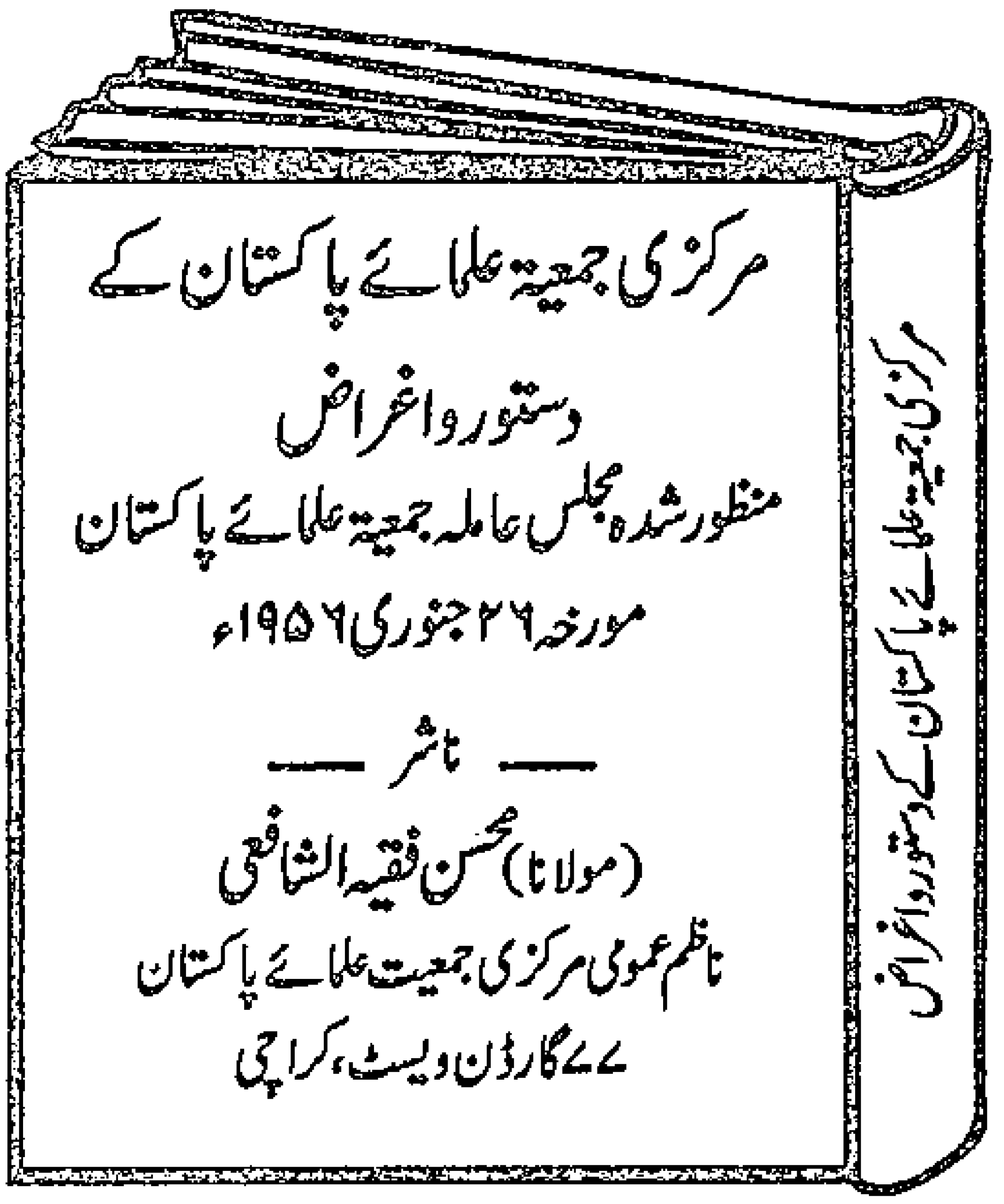

۹۔ پاکستان میں ایک ایسا علمی ثقافتی ادارہ قائم کرنا جو ملک اسلامیہ سے ثقافتی علمی تعلقات قائم کرے۔

۱۰۔ پاکستان کے مصنفین کی تصانیف کو عالم اسلامی میں اور عالم اسلامی کے مؤلفین کی تصانیف کو پاکستان میں پھیلائے۔

۱۱۔ ایک جریدہ جاری کرنے کا اہتمام کرنا۔

۱۲۔ مسلمانوں کی زندگی کے تمام شعبوں میں اسلامی طرزِ حیات کو فروغ دینا۔

۱۳۔ زندگی کے شعبہ جات کا مذہبی حیثیت سے جائزہ لینا۔

۱۴۔ ممالک اسلامیہ سے روابط پیدا کرنا۔

۱۵۔ وقتاً فوقتاً ممالک اسلامیہ میں جمعیۃ کا لٹریچر شائع کرنا۔

۱۶۔ عالم اسلامی کی اہم تحریکات کی پاکستان میں اشاعت کرنا اور فوقتاً فوقتاً ممالک اسلامیہ کے لئے پاکستان میں ایام منانا۔

۱۷۔ عالم اسلامی میں وفود بھیجنا

۱۸۔ حجاج کے لئے سہولتیں بہم پہنچانا۔

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کا نظام: مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کا نظام حسب ذیل ہوگا۔

۱۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان۔

۲۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی مجلس منتظمہ۔

۳۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی مجلس عاملہ۔

۴۔ صوبجاتی جمعیۃ علمائے پاکستان۔

۵۔ صوبجاتی واضلاعی مجالس منتظمہ ومجالس عاملہ۔

Marfat.com

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی مجلس منتظمہ

۱۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی مجلس منتظمہ کی مجموعی تعداد ۶۰ ہوگی۔ جس کی نمائندگی حسب ذیل ہوگی۔

پنجاب	۱۰
سرحد	۱۰
مشرقی پاکستان	۱۰
کراچی وسندھ	۲۲
ریاست ہائے بلوچستان وپاکستان	۸

۲۔ مرکزی جمعیت علمائے پاکستان تمام صوبجاتی شاخوں کی سرپرست ونگراں ہوگی، شاخیں اس کی تجویز کردہ پالیسی اور اغراض ومقاصد کے تحت کام کریں گی۔

جمعیت کی رکنیت:

۱۔ ہر وہ مسلمان جو اغراض ومقاصد کی دفعہ ایک کا قائل ہو رکن عام ہو سکے گا۔

۲۔ رکنیت منتظمہ وعاملہ کے لئے یا تو مستند عالم ہو یا واعظ وامام یا تاریخ اسلام اور مذہبی علوم کی واقفیت رکھتا ہو، ذہن وفکر کے لحاظ سے مذہبی جذبات رکھتا ہو۔

۳۔ عام رکن ۴ سال اور مجلس منتظمہ وعاملہ کا رکن ایک روپیہ ماہانہ چندہ رکنیت ادا کر کے قرطاس رکنیت پر جس وقت دستخط ثبت کردے گا باقاعدہ رکن ہو جائے گا۔

۴۔ اگر کوئی رکن کسی وجہ سے اپنا چندہ رکنیت ادا نہ کر سکا ہو اور وہ سالانہ کانفرنس میں شریک ہونا چاہے تو ایک ماہ قبل اپنی فیس رکنیت مرکزی دفتر میں روانہ کردے۔

۵۔ وہ کسی ماتحت شاخ کا نمائندہ ہے تو اپنے ہمراہ سند نمائندگی لائے۔

مجلس منتظمہ:

۱۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی مجلس منتظمہ کے ۶۰ ارکان کا جلسہ جمعیۃ مرکزیہ کی سالانہ کانفرنس کے موقع پر ہوا کرے گا۔

کورم:

۲۔ مجلس منتظم کا کورم بشمولیت کراچی وسندھ ۱۷ ہوگا۔

۳۔ پہلی مرتبہ جبکہ کورم پورا ہو جائے تو اس کے بعد دوسرے اجلاس کے لئے کورم کی شرط نہ ہوگی۔

۴۔ مجلس منتظمہ کے اراکین کے سامنے سال بھر کی روداد یں۔ مجلس عاملہ کی تجویز یں اور وہ اہم امور جنہیں صدر وناظم اور دفتر نے مرتب کیا ہو پیش کئے جائیں گے۔

۵۔ اراکین مجلس منتظمہ میں سے اگر کوئی رکن مجلس عاملہ کی روداد میں کوئی اہم ترمیم کرانا چاہے اور وہ ترمیم صدر کے نزدیک ضرور ہو تو وہ ہو سکے گی۔

۶۔ کانفرنس میں پیش ہونے والی تجاویز مجلس منتظمہ کی منظوری کے بعد پیش ہو سکیں گی۔

۷۔ مجلس منتظمہ میں تجاویز مقررین کے نام تجویز ہوا کریں گے۔

۸۔ مجلس منتظمہ میں صرف وہی تجاویز پیش ہو سکیں گی جنہیں ارکان نے کم از کم پندرہ دن قبل مرکزی دفتر میں بھیج دیا ہو اور اگر تجاویز ایک ہی مضمون کی موصول ہوں گی تو استقبالیہ کمیٹی اور صدر کے مشورے سے ان میں انتخاب کرلیا جائے گا۔ جو تجویز اپنی جامعیت کے لحاظ سے ضروری ہوگی۔ وہ مجلس منتظمہ کے سامنے پیش ہو کر اور بعد منظوری کانفرنس میں پیش ہوں گی وقت کے وقت اگر کوئی رکن تجویز پیش کرنا چاہے تو صدر کی اجازت سے پیش کر سکے گا۔

Marfat.com

۹۔ مجلس منتظمہ کے ارکان و مندوبین سالانہ اجلاس میں انتخاب وعہدہ داران کریں گے۔

۱۰۔ اگر کسی وجہ سے مرکزی جمعیۃ کا سالانہ اجلاس نہ ہو سکے تو تاانعقاد سالانہ کانفرنس سابقہ عہدہ داران و ارکان بدستور رہیں گے۔

۱۱۔ مجلس منتظمہ کے ارکان کا انتخاب اور مرکزی جمعیۃ میں نیابت کا اصول صوبجاتی دفعات کے تحت ہوگا۔ یہاں صرف اتنا کافی ہوگا کہ ۱۰ ارکان جو مجلس منتظمہ میں شامل ہوں گے وہ اپنے اپنے صوبجات سے منتخب ہو کر مرکز میں آئیں گے۔

مجلس عاملہ اوراس کے اختیارات: مجلس عاملہ کے اختیارات وفرائض حسب ذیل ہوں گے۔

۱۔ مجلس عاملہ کو صدر مرکزی با اختیار خود تجویز کرنے کا مجاز ہوگا۔

۲۔ مجلس عاملہ صدر کے بنائے ہوئے لائحہ عمل کے مطابق جمعیۃ مرکزیہ کے کاموں کو مکمل کرنے والی جماعت ہوگی۔

۳۔ ہر رکن عاملہ کا فرض ہوگا کہ وہ پوری دلچسپی سے کام کرے اور اغراض ومقاصد جمعیۃ کا مبلغ وداعی ہو۔

۴۔ ہر رکن کے لئے لازم ہوگا کہ وہ ۱۲ روپیہ سالانہ چندہ رکنیت ادا کرے گا۔

۵۔ مجلس عاملہ جمعیۃ کا سالانہ بجٹ تیار کرے گی حسابات آمد وخرچ منظور کرے گی۔

۶۔ صدر کے تجویز کردہ لائحہ عمل کو منظور کرے گی۔

۷۔ مسائل مہمہ کو طے کرے گی۔

۸۔ سالانہ اجلاس اور دیگر مسائل کے متعلق تجاویز منظور کرے گی۔

۹۔ وقتاً فوقتاً ملک میں جس قدر مذہبی وقومی مسائل پیش ہوں یا اہم یادداشتیں مرتب کی گئی ہوں ان کی منظوری دے گی۔

۱۰۔ ناظم وصدر کی سفارشات کی منظوری دے گی۔

۱۱۔ سالانہ کانفرنس عمومی جلسوں کے انتظامات میں صدر وناظم کو مشورے دے گی۔

۱۲۔ اگر کسی وقت دستور کے اندر صدر وناظم کو کوئی اہم تبدیلی کرنا ہو تو اس کی منظوری دے گی۔

۱۳۔ اگر کسی وقت اہم اور جدید مسائل پیدا ہوں تو اپنی رائے سے انہیں طے کرے گی۔

۱۴۔ مجلس عاملہ کے جلسے سال میں کم از کم آٹھ ضرور ہوا کریں گے لیکن ضروریات داعی ہوں تو صدر وناظم کے مشورے اور حالات کے مطابق صدر وناظم جب بلانا چاہیں بلانے کے مجاز ہوں گے۔

اختیارات صدر: مرکزی جمعیۃ کے صدر کو حسب ذیل اختیارات ہوں گے۔

۱۔ صدر اغراض و مقاصد جمعیۃ کے تحت تمام پالیسی اور نظام مرتب کرے گا۔

۲۔ جمعیۃ کی تمام شاخوں کی نگرانی کرے گا اور ان میں وقتاً فوقتاً ہدایت جاری کرے گا۔

۳۔ صوبہ جات پاکستان اور عالم اسلامی میں وقتاً فوقتاً دورے کرے گا۔

۴۔ مذہبی وقومی تحریکات پر بیان دے گا اور ملک میں جمعیۃ کے لیے رائے عامہ پیدا کرے گا۔

۵۔ مذہبی وملی مفادات کے لیے وزراء وعمال اور مشاہیر عالم اسلامی ودیگر ممالک کے نمائندگان سے ملاقاتیں کرے گا۔

۶۔ مجلس عاملہ، مجالس منتظمہ کی صدارت کرے گا۔

۷۔ اگر کسی وقت مجالس عاملہ یا مجالس منتظمہ میں کسی مسئلہ پر ارکان کی رائیں مساوی ہوں تو فیصلہ صدر کی رائے پر ہوگا۔

۸۔ سالانہ بجٹ اور حسابات صدر کی منظوری سے عاملہ میں پیش

Marfat.com

ہوں گے۔

۹۔ ملازمین کا عزل ونصب اس کے مشورے سے ہوگا۔

۱۰۔ اگر کوئی رکن جمعیۃ کے اغراض ومقاصد کی کھلی ہوئی مخالفت کرتا ہے اور جمعیۃ سے متصادم ہو اور مفاہمت پر آمادہ نہ ہو تو صدر جمعیۃ اُسے رکنیت سے محروم کردینے کا مجاز ہوگا۔

۱۱۔ ناظم عمومی اور دوسرے نظما کے کاموں کی تقسیم صدر کرے گا۔

۱۲۔ جمعیۃ کی سالانہ کانفرنسوں اور مجالس عمومی کے لئے تمام لائحہ عمل صدر مرتب کرے گا۔

فرائض نائب صدر: صدر کی عدم موجودگی میں نائب صدر کے وہی فرائض ہوں گے جو صدر کے تھے۔

فرائض ناظم عمومی: ناظم عمومی کے فرائض واختیارات حسب ذیل ہوں گے۔

۱۔ ناظم عمومی صدر جمعیۃ اور مجلس عاملہ کی تجویز کردہ پالیسی و ہدایات ومشورے کے مطابق دفتر مرکزی جمعیۃ اور ماتحت شاخوں کو ہدایات۔ ایجنڈے۔ مراسلات۔ احکام جاری کرے گا۔

۲۔ کانفرنسوں۔ مجالس عاملہ۔ مجالس منتظمہ۔ جلسہ ہائے عمومی کے انتظام و انصرام ناظم عمومی اپنے دوسرے نظما کے اشتراک عمل سے کرے گا۔

۳۔ اخبارات وجرائد رسائل وغیرہ میں جمعیۃ کی کارروائیاں شائع کرائے گا۔

۴۔ حسابات آمد وخرچ کا رجسٹروں میں اندراج کرے گا۔

۵۔ مجالس عاملہ۔ مجالس منتظمہ۔ سالانہ کانفرنسوں کی رودادیں مرتب کرے گا۔

۶۔ ممالک اسلامیہ ودیگر بلاد میں جمعیۃ کی تحریکات کی اشاعت کرے گا۔

۷۔ صدر کے مشورے سے اخراجات جمعیۃ کے لئے فنڈ فراہم کرے گا۔ عطیات اور چندوں کی رقوم بینک یا ڈاک خانہ میں جمع کرائے گا اور درآمد برآمد کی رقوم پر بینک سے نکالنے والے حسابات پر صدر کے ساتھ اپنے دستخط کرے گا۔ جو رقوم بینک یا ڈاک خانہ جات میں جمع کی جائیں گی۔ ان کا سود وصول نہیں کیا جائے گا۔

۸۔ ۲۵ روپے سے ۵۰ روپے تک کے تقررات با اختیار خود زیادہ رقوم کا مشاہرہ صدر اور مجلس عاملہ کی منظوری سے کرے گا۔

۹۔ سالانہ رودادیں شائع کرے گا۔ وہی تمام امور کا ذمہ دار ہوگا۔

۱۰۔ ہر حالت میں ناظم کا صدر سے اشتراک عمل کرنا ضروری ہوگا۔ کیونکہ صدر و ناظم کے اشتراک واتحاد کے بغیر نظام جمعیۃ کامیاب نہیں ہوسکتا۔

نائب ناظم: نائب ناظم کے فرائض ناظم کی عدم موجودگی میں وہیں ہوں گے جو ناظم کے تھے۔

ناظم نشر واشاعت: صدر کے تجویز کردہ تقسیم کار کے مطابق ناظم نشر واشاعت نشریات وغیرہ کا انتظام کرے گا۔ جلسہ ہائے جمعیۃ اور بیانات کی روانگی واشاعت کے انتظامات کا ذمہ دار ہوگا۔

ناظم دفتر: ناظم دفتر۔ دفتر کے حسابات۔ رجسٹرات، فائلوں، رسیدات دوسرے ضروری کاغذات کی امثلہ کا ذمہ دار ہوگا۔

سرپرست ومعاونین: ملک کے وہ مشائخ طریقت اور مشاہیر علماء ومشائخ جو پاکستان میں آباد ہیں، ان کی بزرگانہ اعانت اور قیمتی مشورے جمعیۃ کے لئے رہنما کا کام دیں گے۔ ان کے ارشاداتِ عالیات جمعیۃ مرکزیہ کے لئے ایک اعلیٰ مقام رکھیں گے۔ وقتاً فوقتاً کانفرنسوں اور اہم ملاقاتوں میں وہ وفود کی رہنمائی فرمائیں گے اور اپنے اپنے حلقہ ہائے طریقت وعلم سے جو

Marfat.com

ہدایات دفتر مرکزی کو ملیں گی، ان پر غور و عمل کرنا جمعیۃ اپنا فرض سمجھے گی۔

جمعیۃ کی ماتحت شاخیں اور ان کا نظام: مرکزی جمعیت کا نظام ترکیبی حسب ذیل ہوگا۔

(۱) ضلع واری جمعیتیں (۲) صوبجاتی جمعیتیں

ضلع واری جمعیتیں:

۱۔ ہر ضلع یا قصبہ و شہر میں جہاں کم از کم ۵۰ ممبران ۴/ آنے سالانہ دینے والے بن جائیں۔ وہاں جمعیۃ کی ابتدائی شاخ ہوسکتی ہے۔

۲۔ ابتدائی جمعیۃ بنانے کا طریقہ یہ ہوگا کہ پہلے ارکان عام بنائے جائیں جس وقت ان کی تعداد کم از کم ۵۰ ہو جائے تو یہ ممبران اپنے میں سے ایک مجلس منتظمہ بنائیں گے جس کی تعداد ۳۰ ہوگی۔

۳۔ مجلس منتظمہ صدر نائبین صدر ناظم عمومی کا انتخاب کرے گی۔

۴۔ انتخاب صدر کے بعد صدر مجلس عاملہ بنائے گا۔ ضلع واری جمعیۃ کے ارکان عاملہ کی تعداد گیارہ ہوگی۔

۵۔ مجلس منتظمہ کے جلسے سال میں دو ہوں گے ان جلسوں میں مجلس عاملہ کی کارروائیاں پیش ہوں گی۔

۶۔ مجلس منتظمہ اپنے صوبہ کے لئے نمائندہ منتخب کرے گی، انتخاب کے بعد صوبہ کے دفتر کو اطلاع کرے گی۔

مجلس عاملہ:

۱۔ اضلاعی مجلس عاملہ اپنے صوبہ اور مرکز کے بنائے ہوئے دستور اور اغراض کے مطابق ضلع میں کام کرے گی۔

۲۔ صدر کے تجویز کردہ پروگرام کے مطابق مجلس عاملہ تجاویز مرتب کرے گی۔

۳۔ حسابات آمد و خرچ کی منظوری دے گی۔

۴۔ جس قدر اہم ضروریات اور مسائل درپیش ہوں ان پر فیصلے کرے گی۔

۵۔ ہر مجلس عاملہ کے کم از کم مہینہ میں چار جلسے ہوں گے۔

۶۔ مجلس عاملہ اپنے صوبہ کے لئے ایک نمائندہ صوبہ کی مجلس منتظمہ کے لئے منتخب کرے گی۔

۷۔ ضلع کے حالات کے مطابق تجاویز وغیرہ مرتب کر کے شائع کرائے گی اور صوبہ و مرکز کے پاس تمام کارروائیاں روانہ کرائے گی۔

صدر کے اختیارات:

۱۔ ضلع واری جمعیتوں کے صدر کے اختیارات صوبجاتی اور مرکز کے صدر کے اختیارات کی روشنی میں ہوں گے۔

۲۔ صدر ہر جمعیۃ میں ایک فعال شخص ہوگا کیونکہ وہی ہر قسم کے عملی و تنظیمی خاکے بنائے گا۔ مرکز و صوبہ کے ہدایات و اغراض کے ماتحت جمعیۃ کو فعال ادارہ بنائے گا۔

۳۔ مجالس عاملہ و منتظمہ کی صدارت کرے گا۔

۴۔ حساب آمد و خرچ اور تمام انتظامی امور اس کی منظوری سے طے ہوں گے۔

فرائض ناظم عمومی: ضلع واری ناظم عمومی کے فرائض و اختیارات حسب ذیل ہوں گے۔

۱۔ ناظم عمومی ضلع کی جمعیۃ کی تمام روداد یں مرتب کرے گا۔

۲۔ رجسٹرات حسابات آمد و خرچ مرتب کرے گا۔

۳۔ صوبہ اور مرکز وغیرہ سے مراسلت کرے گا۔

۴۔ جلسوں کے ایجنڈے وغیرہ جاری کرے گا۔

۵۔ صدر جمعیۃ کے مشورے اور احکام کے مطابق تمام کارروائیاں کرنے کا مجاز ہوگا۔

Marfat.com

۶۔ جو عام و خاص اختیارات مرکزی جمعیۃ کے ناظم عمومی کے درج ہیں ان کی روشنی میں ضلع داری ناظم کے اختیارات ہوں گے۔ ہر ضلع کی جمعیۃ ان کے تحت اختیارات مرتب کر کے صوبہ کی جمعیت کے پاس بھیجیں گی اور وہ اپنی ترمیمات کر کے ضلع کی جمعیۃ کے دفتر میں بھیج دے گی۔

۷۔ ہر ضلع کا ناظم اپنے یہاں صوبہ اور مرکز کی تجاویز و ہدایات پر کاربند ہوگا۔

نائب ناظم: ناظم عمومی کی عدم موجودگی میں نائب ناظم کے وہی فرائض ہوں گے جو ناظم عمومی کے تھے۔

صوبجاتی جمعیتیں:

(۱) ہر صوبہ کی ایک جمعیۃ ہوگی جو اضلاع کے نمائندگان پر مشتمل ہوگی اور اس کی دو جماعتیں ہوں گی۔

(۲) مجلس منتظمہ

(۳) مجلس عاملہ

مجلس منتظمہ:

۱۔ ہر صوبہ میں ایک مجلس منتظمہ ہوگی جو اس کے اضلاع اور اپنے صوبہ کے دارالخلافہ کی کمیٹی کے ارکان پر مشتمل ہوگی۔

۲۔ اضلاع کے نمائندگان اور مقامی مرکزی کمیٹی کے ارکان پر مجلس منتظمہ مشتمل ہوگی۔

۳۔ مجلس منتظمہ کا سال میں ایک جلسہ کانفرنس کے زمانہ میں ہوا کرے گا۔

۴۔ اگر صوبہ کی مجلس عاملہ یا صدر چاہے یا مجلس منتظم کے ۱/۴ ارکان تحریری درخواست صدر کے پاس بھیجیں تو مجلس منتظمہ کے متعدد اجلاس ہو سکتے ہیں۔

۵۔ جلسۂ منتظمہ میں تمام مسائل اور تجاویز پیش ہوا کریں گی اور مجالس عاملہ کی کارروائیاں اس کے اندر سنائی جائیں گی۔ اگر کوئی رکن روداد میں کوئی اہم ترامیم کرانا چاہے تو صدر کی منظوری سے ترمیم ہو سکے گی اور ضروری ہوگا کہ ۱/۴ حصہ ارکان کا اس سے متفق ہو۔

۶۔ مجلس منتظمہ اپنے صوبہ کا سالانہ انتخاب عہدداران کرے گی۔

۷۔ مجلس منتظمہ سالانہ کانفرنس کے لئے ان تجاویز پر غور کرے گی جو انعقاد کانفرنس سے کم از کم پندرہ دن قبل صوبہ کے دفتر میں موصول ہوگئی ہوں۔

۸۔ اگر کوئی رکن بروقت تجویز پیش کرنا چاہے تو باجازت صدر پیش کر سکتا ہے۔

۹۔ ہر رکن کے لئے لازم ہوگا کہ وہ صوبہ کی فیس رکنیت چھ روپے سالانہ ادا کرے۔

۱۰۔ مجلس منتظمہ سالانہ کانفرنس کے لئے مقررین و مجوزین کے اسمائے گرامی تجویز کرے گی۔

مجلس عاملہ:

(۱) صوبجاتی عاملہ کے ارکان کی تعداد ۲۱ ہوگی جنہیں صدر صوبہ خود تجویز کرے گا۔

(۲) صوبجاتی عاملہ کے اجلاس صدر ناظم کے حکم کے مطابق حسب ضرورت سال میں متعدد ہوا کریں گے۔ جن کا ایجنڈا ناظم و مشورۂ صدر جاری کیا کرے گا۔

صوبجاتی جمعیتوں کے عہدہ داران: صوبجاتی جمعیتوں کے عہدہ داران حسب ذیل ہوں گے جنہیں مجلس منتظمہ کانفرنس کے سالانہ اجلاس کے وقت منتخب کرے گی۔

۱۔	صدر	ایک
۲۔	نائبین صدر	حسب ضرورت
۳۔	سرپرست جمعیت	حسب ضرورت
۴۔	ناظم عمومی	ایک

Marfat.com

۵۔ نائبین ناظم حسب ضرورت
۶۔ ناظم نشرواشاعت ایک
۷۔ ناظم دفتر ایک

ان عہدہ داران کے اختیارات صدر مرکزیہ و اضلاعی صدروں کے اختیارات سے ملتے جلتے ہوں گے۔

۸۔ صوبجاتی جمعیتیں اور ان کے عہدہ داران اپنی ماتحت شاخوں کے نظام کو مضبوط و مستحکم کریں گے۔

۹۔ اپنی تمام رودادیں مرکزی دفتر کے پاس روانہ کریں گے۔

۱۰۔ سالانہ کانفرنس منعقد کریں گے۔ جس میں تمام مذہبی وقومی معاملات زیر بحث لائیں گے۔ کانفرنس کے موقع پر مجلس منتظمہ عہدہ داران کا انتخاب کرے گی۔

۱۱۔ صوبجاتی جمعیتیں مرکزی دفتر کو تمام اہم ضروری معاملات سے مطلع کریں گی۔

جمعیۃ کا حسب ذیل قرطاس رکنیت ہوگا جس پر ارکان دستخط کر کے دفتر جمعیۃ کو دیں گے اور ناظم فیس رکنیت لے کر دفتر میں جمع کرے گا۔

☆☆☆

قرطاس رکنیت

جمعیۃ علماء پاکستان

میں جمعیت علمائے پاکستان کے اغراض و مقاصد سے اتفاق کرتے ہوئے اس کی رکنیت قبول کرتا ہوں۔

نام معہ ولدیت ______________________

پتہ ______________________

تاریخ ____________ سنہ ____________

فیس رکنیت ____________ بابتہ سال ____________

دستخط رکن ______________________

دستخط ناظم ____________

دستخط صدر ____________

Marfat.com

اخبار دبدبۂ سکندری رامپور نمبر ۱۲ جلد ۸۰

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کا دورہ نانپارہ و بہرائچ

از جناب جوائنٹ سکریٹری صاحب مسلم لیگ بہرائچ

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی پر اپیگنڈہ سکریٹری آل انڈیا سنی کانفرنس ۵ فروری کو محمود نگر لکھنؤ کے عام جلسہ میں شریک ہو کر نانپارہ کے لئے روانہ ہوئے ۶ فروری کو نانپارہ پہنچے اسی دن شب کو نانپارہ میں ایک عظیم الشان جلسہ مسلم لیگ منعقد ہوا۔ پنجاب کے اراکین وفد کی تقریروں کے بعد حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری نے ایک ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔ حاضرین نے متفقہ طور پر پاکستان کی حمایت و تائید کا اعلان کیا۔ [illegible]

حضرت مولانا بدایونی کی تقریر پسند کی گئی [illegible] نانپارہ سے بہرائچ تشریف لائے [illegible]

[illegible]

مولوی [illegible] خان صاحب وکیل کے حلقہ میں کام کریں گے۔

سنی کانفرنس صوبہ یو۔ پی کا خصوصی اجلاس

[illegible] سنی کانفرنس صوبہ یو۔ پی [illegible]

[illegible] آل انڈیا مسلم لیگ [illegible] حضرت مولانا [illegible] مدظلہ العالی کے دوبارہ [illegible] پر اظہار مسرت [illegible]

[illegible]

تجویز: جمہوریت اسلامیہ صوبہ [illegible] حضرت مولانا [illegible] محمد برہان الحق صاحب صدر مسلم لیگ جبل پور مدظلہ العالی کی خدمت میں [illegible] جبل پور اور سندھ کی بالخصوص مذہبی و ملی رہنمائی [illegible] مسلم لیگ [illegible] کے استحکام [illegible] مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور مسلم لیگ کے مقصد کی حمایت کا غیر معمولی ذریعہ تصور کرتا ہے۔

اکابر آل انڈیا سنی کانفرنس

کی حمایت سے

مسلم لیگ کی عملی حمایت

سے نواب بہادر یار جنگ (م سنہ ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء) اپنے مکتوب محررہ ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۴۴ء میں مولانا مفتی محمد برہان الحق جبل پوری مدظلہ العالی (خلیفہ امام احمد رضا بریلوی) کو تحریر کرتے ہیں:

"یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آپ حضرات نے آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے اجلاس کی ذمہ داری بھی اپنے اوپر لی ہے، میں اس عنایت کے لئے سب کا ممنون ہوں۔"

(مکاتیب بہادر یار جنگ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۷ء، ص ۵۰،۴۰)

نوٹ: نواب بہادر یار جنگ، قائد اعظم، قائد ملت اور سردار عبدالرب نشتر کے وہ خطوط جو انہوں نے اکابر اہل سنت کے نام تحریر کئے، زیر ترتیب کتاب "تاریخ آل انڈیا سنی کانفرنس" کا حصہ بنیں گے۔ ان شاء اللہ

(ایم فل مقالہ "تحریک پاکستان میں مولانا عبدالحامد بدایونی" کا کردار" از محمد اجمل بھٹی رضوی، صفحہ 153، شعبہ تاریخ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور)

Marfat.com

اسلامی دستوری خاکہ

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ

قائداعظم کے وصال سے ذرا پہلے شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابوالحسنات محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ، مفتی صاحبداد خان رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ قمرالدین رحمۃ اللہ علیہ سیالوی اور علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ پر مشتمل ایک وفد نے پاکستان کو ایک اسلامی وفلاحی ریاست بنانے کے لیے ایک جامع دستور خاکہ مرتب کر کے ایک یادداشت کی صورت میں قائداعظم کو پیش کیا۔ تحریکِ پاکستان کے ممتاز رہنما اور جمعیت علمائے پاکستان کے سابق صدر علامہ عبدالحامد بدایونی کے مطابق پوری تفصیل کے ساتھ مسائلِ حاضرہ اور اسلامی دستور پر قائد اعظم اور شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے مابین مذاکرہ رہا۔ قائد اعظم نے وفد کو یقین دلایا کہ مملکتِ پاکستان کا دستور کتاب وسنت کے مطابق ہوگا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ نگرانی جمعیت علمائے سندھ کراچی کی جانب سے ۱۹۴۹ء میں اسلامی دستور کا خاکہ مرتب کر کے شائع کیا گیا جس میں تجویز کیا گیا کہ:

☆ مملکتِ پاکستان کا دستور قرآن کریم اور شریعتِ محمدیہؐ کے مطابق ہوگا۔

☆ اسلامی قوانین کے مطابق ہر عاقل وبالغ مسلمان کو اس کا حق ہوگا کہ وہ ایک مطبوعہ فارم پر دستخط کر کے رائے دہندہ بن جائے۔

☆ یہ رائے دہندگان ایک ایسی مجلسِ عمل ترتیب دیں گے جن میں متدین اور نیک اہلِ علم ہوں گے۔ یہ مجلسِ عمل اربابِ فکر ونظر، صاحبِ بصیرت، اہلِ علم اور قانونِ شریعت کے ماہرین کو مجالسِ قانون ساز کے لیے نمائندہ تجویز کرے گی۔

☆ ہر مجلسِ عمل مقامی حکومتوں اور صوبہ جاتی مجالس دستور ساز کے لیے جو ارکان منتخب کرے گی اس کے اندر ماہرین قوانین شرع کو نمائندگی دینا لازمی ہوگا۔

☆ رائیں حاصل کرنا اور فراہم کرنے کے جو مغربی اصول رائج ہیں، انہیں قطعاً مسدود کیا جائے گا اور بغیر کسی جبر وتشدد اور پروپیگنڈہ بازی کے حق رائے دہی حاصل ہوگا۔

☆ رائے دہندگان کی تنظیم کے لیے ایک مجلسِ عمل مرتب کی جائے گی جو اپنے اپنے رقبہ جات کے ذی فہم اور دیندار مسلمانوں پر مشتمل ہوں گے۔

☆ صوبجات مملکت پاکستان کے نمائندگان ایک مرکزی دستور ساز تجویز کریں گے جس کے اندر مذہبی اور دُنیوی سیاستدان اور دوسرے اربابِ فکر ونظر اور علماء شامل ہوں گے۔ اس مجلس میں نصف تعداد علماء کی ہوگی تا کہ وہ نظامِ مملکت کے آئین واصول کو مذہبی حیثیت سے جانچتے رہیں اور جو شعبے ان کے متعلق کیے گئے ہوں ان کے متعلق مجلس دستور ساز میں صحیح راہنمائی کر سکیں۔

☆ یہ مجلس مملکت کا ایک ایسا جامع دستور بنائے گی جس کے اندر زندگی کا ہر شعبہ موجود ہو اور یہی مجلس، مجلس وزراء اور امراء کے لیے ہدایت واصول مرتب کرے گی۔

☆ امیر کے ساتھ اربابِ حل وعقد کی ایک ایسی جماعت جس کے ارکان کم از کم گیارہ ہوں گے، مقرر ہوگی، جس کے اندر چھ ارکان ماہرین قوانینِ شریعت ہوں گے تا کہ نظامِ مملکت کو اسلام کے مطابق چلایا جا سکے۔

(سہ ماہی الزبیر بہاولپور شمارہ نمبر ۳، ۴، ۲۰۱۲ء، صفحہ نمبر ۴۱-۴۲، اردو اکیڈمی بہاولپور)

☆☆☆

Marfat.com

دستوری سفارشات کے حامی اور مویدین علماء کرام

۲۲ نکات اور ان سفارشات پر دستخط کرنے والے ۳۱ مقتدر علمائے کرام کے اسمائے گرامی بھی ذیل میں دیئے جا رہے ہیں ___ تاکہ ماضی میں کی جانے والی ماضی مذکور (جو تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے) کا کچھ اندازہ ہو سکے کہ اسلامی نظام کی جدو جہد متحدہ میں ہمارے علماء (مختلف مکتبہ ہائے فکر کے باوجود) اجتماعی شکل میں اپنے فرض منصبی سے کس طرح بہ طریق احسن عہدہ برا ہوئے تھے۔

۱۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ۔
۲۔ مولانا احمد علیؒ (امیر انجمن خدام الدین، شیرانوالہ دروازہ، لاہور)
۳۔ مولانا محمد بدر اعظمؒ (استاذ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ، اشرف آباد، ٹنڈو الہیار، سندھ)
۴۔ مولانا شمس الحق افغانیؒ (وزیر معارف، ریاست قلات)
۵۔ مفتی محمد شفیعؒ (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام مجلس دستور ساز پاکستان)
۶۔ مولانا مفتی محمد حسن (مہتمم مدرسہ اشرفیہ، نیلا گنبد، لاہور)
۷۔ مولانا محمد یوسف بنوریؒ (شیخ التفسیر دار العلوم اسلامیہ، اشرف آباد، سندھ)
۸۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ (مجلس احرار اسلام، پاکستان)
۹۔ مولانا احتشام الحق تھانوی (مہتمم دار العلوم الاسلامیہ، اشرف آباد، سندھ)
۱۰۔ مولانا اطہر علی (صدر عامل جمعیۃ علماء اسلام، مشرقی پاکستان)
۱۱۔ پیر صاحب محمد امین الحسناتؒ (مانکی شریف، سرحد)
۱۲۔ مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونیؒ (صدر جمعیۃ علماء پاکستان، سندھ)
۱۳۔ مولانا محمد ادریسؒ (شیخ الجامعہ، جامعہ عباسیہ، بہاول پور)
۱۴۔ مولانا خیر محمدؒ (مہتمم خیر المدارس، ملتان شہر)
۱۵۔ حاجی خادم الاسلام محمد امینؒ (المجاہد آباد، پشاور، صوبہ سرحد خلیفہ حاجی ترنگ زئی)
۱۶۔ قاضی عبدالصمد سربازیؒ (بلوچستان)
۱۷۔ مولانا ابو جعفر محمد صالحؒ (جمعیت حزب اللہ، مشرقی پاکستان)
۱۸۔ مولانا راغب احسنؒ (نائب صدر جمعیۃ علماء اسلام، مشرقی پاکستان)
۱۹۔ مولانا محمد حبیب الرحمٰنؒ (نائب صدر جمعیۃ المدرسین، سرسینہ شریف، مشرقی پاکستان)
۲۰۔ مفتی جعفر حسینؒ مجتہد (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام مجلس دستور ساز، پاکستان)
۲۱۔ مفتی حافظ کفایت حسینؒ مجتہد (ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان، لاہور)
۲۲۔ مولانا محمد اسماعیلؒ (ناظم اہل حدیث پاکستان، گجرانوالہ)
۲۳۔ مولانا حبیب اللہؒ (جامعہ دینیہ دار الہدیٰ ٹھیڑی، خیر پور میرس)
۲۴۔ مولانا محمد صادقؒ (مہتمم مدرسہ مظہر العلوم، کھڈہ، کراچی)
۲۵۔ پروفیسر عبدالخالق (رکن بورڈ تعلیمات اسلام، مجلس دستور ساز، پاکستان)
۲۶۔ مولانا شمس الحق فرید پوریؒ (صدر مہتمم مدرسہ اشرف العلوم، ڈھاکہ)
۲۷۔ مفتی محمد صاحب دادؒ (سندھ مدرسۃ الاسلام، کراچی)
۲۸۔ مولانا محمد ظفر احمد انصاریؒ (سیکریٹری بورڈ آف تعلیمات اسلام مجلس دستور ساز، پاکستان)
۲۹۔ پیر صاحب محمد ہاشم مجددیؒ (ٹنڈو سائیں داد، سندھ)
۳۰۔ مولانا داؤد غزنویؒ (جمعیۃ اہل حدیث، مغربی پاکستان)
۳۱۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی (امیر جماعت اسلامی پاکستان) [1]

[1] دعوت اتحاد مطبوعہ ۱۹۶۹ء، ص ۱۶۔۱۷

Marfat.com

دو قالب ایک جان

مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ، مجاہد تحریک پاکستان مولانا عبدالحامد بدایونیؒ

خانوادۂ قادریہ اور خانوادۂ علیمیہ تعلقات و روابط

مولانا اُسید الحق قادری بدایونی

اتر پردیش کا شہر ''بدایوں'' رقبے کے اعتبار سے چھوٹا مگر اپنی علمی و روحانی تاریخ، شعری و ادبی روایت، مردم خیزی اور مخصوص تہذیبی و ثقافتی وراثت کے اعتبار سے اسلامیات، ادبیات اور عمرانیات کے ماہرین و محققین کے لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے، عہد وسطی اور اس کے بعد تک یہ شہر اہل اللہ اور اہل علم و فضل کا مرکز توجہ رہا، اس کی اسی اہمیت کے پیش نظر اس کو تاریخ کی کتابوں میں بجا طور پر ''مدینۃ الاولیا'' اور ''قبۃ الاسلام'' لکھا جاتا ہے۔ اس شہر میں بے شمار علمی اور روحانی خانوادے عالم اسلام کے مختلف مراکز سے ہجرت کر کے آئے اور بدایوں کو اپنی علمی، روحانی اور اصلاحی جدوجہد کا مرکز بنایا۔ بدایوں میں اولیاء و شہدا کے مزارات، قدیم مساجد اور مدرسوں و خانقاہوں کے باقیات آج بھی اس شہر کی عظیم تاریخ کا پتہ دیتے ہیں۔ عالم اسلام سے ہجرت کر کے بدایوں کو اپنا وطن بنانے والے خانوادوں میں ایک اہم خانوادہ ''خانوادۂ عثمانیہ'' بھی ہے جس کو خانوادہ قادریہ بھی کہا جاتا ہے۔ امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد امجاد سے ایک بزرگ حضرت قاضی دانیال قطری ساتویں صدی ہجری کے اوائل میں یہاں تشریف لائے اور سلطان قطب الدین ایبک کی جانب سے بدایوں کے قاضی مقرر کیے گئے۔ آپ کی اولاد میں علم و فضل اور تصوف و روحانیت کا ایسا تسلسل قائم ہوا کہ آج آٹھ صدیوں بعد بھی یہ خانوادہ اپنی علمی اور روحانی میراث کا امین و محافظ ہے۔ اس خانوادے میں ہر دور میں اہل علم و فضل پیدا ہوتے رہے اور اپنے اپنے زمانے میں دین و ملت کی بیش بہا خدمات انجام دیتے رہے۔ حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، مجاہد انقلاب آزادی مولانا فیض احمد بدایونی اور حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادری بدایونی اسی خانوادۂ قادریہ عثمانیہ کے متاخر اکابر میں ہیں۔

زیر نظر مضمون میں ہم اسی خانوادۂ عثمانیہ قادریہ کے بعض اکابر کے ساتھ خانوادۂ علیمیہ کے علماء و اکابر کے تعلقات و روابط اور قومی و ملی کاز میں ان حضرات کی مشترکہ جدوجہد پر روشنی ڈالیں گے۔

خانوادۂ علیمیہ سے حضرت مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، آپ کے برادران گرامی حضرت مولانا احمد مختار میرٹھی، حضرت مولانا نذیر احمد خجندی اور آپ کے فرزندان گرامی قائد اہلسنّت مولانا شاہ احمد نورانی اور حضرت مولانا محمد جیلانی صدیقی مراد ہیں۔

موضوع کی اہمیت: ہمارے خیال میں یہ موضوع تین پہلوؤں سے اہمیت کا حامل ہے:

(الف) ہمارے ناقص مطالعے کی حد تک اب تک خانوادۂ قادریہ یا خانوادۂ علیمیہ کے مورخین و سوانح نگاروں نے اس گوشے پر باضابطہ کچھ نہیں لکھا ہے، اس لیے جماعتی تاریخ میں اس کو ایک نیا پہلو قرار دیا جا سکتا ہے۔

(ب) اس مضمون میں پیش کردہ مواد کا ایک حصہ یا تو بالکل

Marfat.com

نایاب ہے یا کم یاب ہے، کچھ حوالے ایسے ہیں جو کم وبیش ۸۰/۷۰ برس بعد منظر عام پر آ رہے ہیں، اس لحاظ سے موجودہ نسل کے لیے یہ بالکل نئی معلومات ہیں۔

(ج) بیسویں صدی کے نصف اوّل کی قومی وملی سیاست اور آزادی کے بعد عالمی منظرنامے پر علمائے اہلسنّت کے قائدانہ کردار کے چند اہم گوشے بھی اس مضمون کے ذریعے منظر عام پر آ رہے ہیں۔

مبلغ اسلام کے معاصر قادری علماء: حضرت مبلغ اسلام کے زمانہ حیات (ولادت: ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء- وفات: ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء) میں یوں تو خانوادۂ قادریہ بدایوں میں کئی اکابر واصاغر علماء ومشائخ موجود تھے، لیکن جن حضرات سے حضرت مبلغ اسلام کے معاصرانہ اور مخلصانہ تعلقات وروابط کا تاریخی ثبوت ملتا ہے وہ یہ تین عظیم المرتبت شخصیات ہیں۔

(۱) نبیرۂ سیف اللہ المسلول حضرت مولانا عبدالماجد قادری بدایونی (ولادت: ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۷ء- وفات ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء)

(۲) عاشق الرسول حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر قادری بدایونی (ولادت: ۱۳۱۱ھ/۱۸۸۴ء - وفات: ۱۳۷۹ھ/۱۹۶۰ء)(۳) مجاہد آزادی حضرت مولانا عبدالحامد قادری بدایونی (ولادت: ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء -۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء)

مخلصانہ تعلقات وروابط کی بنیادیں: خانوادۂ قادریہ کے ان تینوں اکابر اور خانوادۂ علیمیہ کے درمیان ایک سے زیادہ قدر مشترک ایسی تھیں جو باہم خلوص ومحبت اور قوم وملت کے لیے مشترکہ جدوجہد کی بنیاد بن سکتی تھیں۔ مثلاً

(الف) خانوادۂ قادریہ کے یہ تینوں اکابر اور حضرت مبلغ اسلام تقریباً ہم عمر ہیں ان کے سالہائے ولادت میں کوئی زیادہ تفاوت نہیں ہے۔

(ب) مسلک اہل سنت، مذہب حنفیت اور مشرب قادریت یہ تینوں ایسی نسبتیں ہیں جو ان دونوں خانوادوں میں مشترک ہیں، انہیں مشترکہ نسبتوں کی وجہ سے ان حضرات کے درمیان مکمل طور پر ذہنی اور فکری ہم آہنگی تھی جو مضبوط رشتہ خلوص و محبت کی اہم بنیاد بنی۔

(ج) خانوادۂ قادریہ کے مذکورہ تینوں اکابر گہرے علمی رسوخ کے علاوہ ملی اور سیاسی بصیرت بھی رکھتے تھے، ساتھ ہی ان کے دلوں میں ملت اسلامیہ ہند کا درد، ملت کے مستقبل کی فکر اور اُمت اسلامیہ کی عظمت رفتہ کی بحالی کا جذبہ بھی تھا جس کے نتیجے میں یہ حضرات قومی، ملکی اور سیاسی حالات کے سامنے محض خاموش تماشائی بننے کی بجائے آگے بڑھ کر ملت کی قومی اور سیاسی خدمت کے لیے میدانِ عمل میں اُتر آئے۔ ادھر مبلغ اسلام اور آپ کے برادرانِ گرامی بھی ان تمام اوصاف کے بدرجۂ اتم حامل تھے، ملت کی سیاسی زبوں حالی کا درد اور ہندی مسلمانوں کے روشن مستقبل کا خواب ان حضرات کو ذہنی وفکری طور پر اتنا قریب لے آیا کہ بیسویں صدی کے نصف اوّل کی جس ملی وسیاسی تحریک میں ہم مذکورہ اکابر بدایوں کو سرگرم جہاد دیکھتے ہیں وہیں مبلغ اسلام اور ان کے برادران گرامی بھی ان تحریکوں میں نمایاں کردار ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اس ابتدائی اور تمہیدی گفتگو کے بعد اب ہم ان حضرات کے تعلقات وروابط اور مختلف سیاسی وملی تحریکات میں ان کی مشترکہ جدوجہد کا تاریخی تسلسل کے ساتھ جائزہ لیں گے۔

تحریک خلافت کی متحدہ جدوجہد: تحریک خلافت اور تحریک ترکِ موالات کے جواز وعدم جواز سے قطع نظر اس تاریخی حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ برصغیر کی مسلم سیاست میں ان دونوں تحریکوں نے ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ ان تحریکات کے اثرات نے اسلامیانِ ہند کو سیاسی طور پر بیدار کیا اور ان کو جدوجہد آزادی کے قومی دھارے میں شامل کیا۔ خانوادۂ قادریہ بدایوں شریف کی

Marfat.com

سابق الذکر تینوں شخصیات نے ان تحریکوں میں نمایاں حصہ لیا اور ان کو بامِ عروج تک پہنچایا۔ مبلغ اسلام اور آپ کے برادران گرامی مولانا احمد مختار میرٹھی (وفات: ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۸ء) اور مولانا نذیر احمد خجندی (وفات: ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء) میں امام وقت مولانا قیام الدین عبدالباری فرنگی محلی، رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر اور خانوادۂ قادریہ کے ان اکابر کے شانہ بشانہ ان دونوں تحریکوں میں شامل رہے اور قوم وملت کی عظیم الشان خدمات انجام دیں، پروفیسر مسعود احمد نقشبندی لکھتے ہیں:

خدمت اسلام کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا (عبدالعلیم) میرٹھی علیہ الرحمہ نے سیاسیات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

تحریک خلافت اور ترکِ موالات میں شریک رہے۔(۱)

تحریک خلافت میں سرگرم حصہ لینے کے ساتھ ساتھ خانوادۂ علیمیہ کے افراد نے تحریک خلافت کے لیے سرمایے کی فراہمی کی خاطر جدوجہد بھی کی، مولنا محمود احمد رفاقی نے لکھا ہے: ''آپ (مولانا شاہ احمد مختار صدیقی) نے اور آپ کے دونوں چھوٹے بھائیوں مولانا نذیر احمد خجندی اور مولانا شاہ عبدالعلیم نے ۱۹۲۱ء میں مرکزی خلافت فنڈ میں تین لاکھ کا چندہ جمع کیا۔''(۲)

خانوادۂ قادریہ بدایوں شریف میں تحریک خلافت کے سلسلے میں نمایاں خدمات حضرت مولانا عبدالماجد قادری بدایونی کی ہیں، آپ رکن مرکزی مجلس خلافت، صدر مجلس خلافت صوبہ متحدہ، رکن وفد خلافت برائے حجاز اور صدر خلافتی تحقیقاتی کمیشن مقرر کیے گئے۔ اس کے علاوہ کئی مقامات کی خلافت کانفرنس آپ کی زیر صدارت منعقد کی گئیں۔ خلافت کی تبلیغ کے سلسلے میں آپ نے ملک گیر دورہ کیا اور خلافت کے موضوع پر کم وبیش پانچ کتابیں تصنیف فرمائیں۔ شوال ۱۳۳۹ھ/ جون ۱۹۲۱ء میں آپ نے خلافت کانفرنس کے سلسلے میں بہار، بنگال اور کرناٹک کا طویل دورہ کیا۔ اس دورے کی تفصیلات آپ نے اپنے سفرنامے ''المکتوب'' میں درج کی ہیں۔(۳) اس سفرنامے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸؍جون ۱۹۲۱ء کو بلگام (کرناٹک) میں مولانا عبدالماجد بدایونی کی زیر صدارت خلافت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مولانا محمد علی جوہر وغیرہ کے ساتھ مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم میرٹھی نے بھی شرکت فرمائی۔ آپ نے نہ صرف کانفرنس میں شرکت فرمائی بلکہ مولانا عبدالماجد بدایونی کے لیے تحریک صدارت کی تائید بھی کی، مولانا عبدالماجد بدایونی لکھتے ہیں: ''تلاوت قرآن کے بعد مولوی قطب الدین صدر خلافت کمیٹی بلگام نے خطبہ صدارت استقبالیہ پڑھا، مولانا محمد علی صاحب نے ایک مختصر تقریر میں میری صدارت کی تحریک کی اور اپنی محبت سے جو کچھ جی میں آیا کہا۔ تائید مولوی عبدالعلیم میرٹھی نے کی اور کہا مولانا عبدالباری وعبدالماجد جیسے علماء کی ہم کو ضرورت ہے۔''(۴)

اس کانفرنس میں مولانا محمد علی جوہر نے اپنی تقریر کے بعد یہ تجویز پیش کی: ''ضلع بلگام کی خلافت کانفرنس کا یہ جلسہ اس امر کا اعلان کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہے کہ مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی فوج میں نوکر رہنا قطعاً حرام ہے اور ہر مسلمانکو اس گورنمنٹ کی فوج میں داخل ہونا یا بھرتی کرانا نیز کسی اور طرح کی فوجی مدد دینا ازروئے شرع شریف ناجائز ہے اور اگر یہ گورنمنٹ برطانیہ اسلامیہ انگورہ کے خلاف جنگ کرے گی یا اس کے خلاف یونانیوں کو اعلانیہ وخفیہ مدد دے گی تو اس حالت میں ہمارا فرض ہوگا کہ کانگریس کی معیت میں قانون شکنی کا آغاز کریں اور دسمبر میں احمد آباد کانگریس کے موقع پر ہندوستان کی کامل آزادی اور اس ملک میں جمہوری حکومت کے قیام کا اعلان کردیں۔''(۵)

اس تجویز کی تائید مولانا عبدالعلیم میرٹھی نے فرمائی، مولانا عبدالماجد بدایونی لکھتے ہیں: ''ڈاکٹر سیف الدین کچلو صاحب اور مولوی عبدالعلیم میرٹھی اور دو ہندو لیڈروں نے تائید کی اور عام جلسے نے عہد کیا کہ ہم ایسا ہی کریں گے۔''(۶)

Marfat.com

اجلاس مؤتمر اسلامی کانپور: اسی طرح خانوادۂ قادریہ اور خانوادۂ علیمیہ کے افراد مؤتمر اسلامی کے اجلاس کانپور میں بھی قوم و ملت کی فکرمندی اور اس کی چارہ سازی کے لیے شانہ بشانہ اور قدم بہ قدم آتے ہیں۔ مؤتمر اسلامی کا یہ اجلاس ۲۱، ۲۲ دسمبر ۱۹۲۹ء کو کانپور میں منعقد ہوا۔ اس کی صدارت جناب اے ایچ غزنوی ممبر مجلس قانون ساز نے فرمائی۔ اس کانفرنس کے انعقاد کا اصل مقصد برطانوی حکومت کے ذریعے پاس کیے گئے ''سارداا یکٹ'' کے خلاف احتجاج تھا، اس ایکٹ میں بہت سے ایسے قوانین تھے جو اسلام کے عائلی قوانین کے مخالف تھے، مؤتمر اسلامی کے اس اجلاس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ مسلمانوں کو سارداا یکٹ سے مستثنیٰ کیا جائے، اس کانفرنس کی مختصر روداد سید ذاکر علی (سیکریٹری مجلس استقبالیہ مؤتمر اسلامی کانپور) نے ''مختصر روائداد اجلاس مؤتمر اسلامی'' کے نام سے مطبع مجیدی کانپور سے ۱۹۳۰ء میں شائع کی تھی۔ یہ روداد ہمارے پیش نظر ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اجلاس میں: ''چار سو سے زائد نمائندگان نے صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ (موجودہ یوپی) کے علاوہ صوبہ ہائے برما، آسام، بنگال، بہار، مدراس، پنجاب، سرحد، بمبئی، گجرات، سندھ، وسط ہند صوبہ متوسط، راجپوتانہ شہر بمبئی، شہر کلکتہ و ریاست ہائے ہند سے شرکت فرمائی۔'' (۷)

اس اجلاس میں علمائے بدایوں کے علاوہ حضرت مولانا قطب الدین عبدالوالی فرنگی محلی کی معیت میں علمائے فرنگی محل، برادر مبلغ اسلام مولانا نذیر احمد خجندی صدیقی، مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم میرٹھی، مولوی ابوالقاسم سیف بنارسی (غیر مقلد) مفتی کفایت اللہ دہلوی صدر جمعیت علمائے ہند (دیوبندی مکتب فکر) اور مولوی نصیرالدین نجفی لکھنؤ (شیعی مکتب فکر) وغیرہ نے شرکت کی۔ (۸)

اس اجلاس میں چھ تجاویز پاس کی گئیں۔ یہاں ہم صرف ان تجاویز کا ذکر کریں گے، جن کی تحریک یا تائید میں علمائے بدایوں اور خانوادۂ علیمیہ کے افراد شامل تھے۔ پہلی تجویز حسب ذیل ہے:

تجویز (۱): اس مؤتمر اسلامی کی رائے میں جو مسلمانانِ ہند کی پورے طور پر نمائندہ ہے سارداا یکٹ مداخلت فی الدین ہے اور مسلمانانِ ہند ملت اسلامیہ پر اس کے نفاذ کو ہرگز گوارا نہیں کر سکتے اور اس قانون کے متعلق حکومت کا جو رویہ رہا ہے اس کو سخت مذموم قرار دیتے ہوئے یہ مؤتمر اسلامی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ مسلمانوں کو اس ایکٹ کی نفاذ کی تاریخ سے پہلے ہی کلیۃً مستثنیٰ کر دیا جائے۔ (۹)

یہ تجویز مولانا آزاد سبحانی نے پیش کی، اس کی تائید مولانا نذیر احمد خجندی (برادر مبلغ اسلام)، مولانا قطب الدین عبدالوالی فرنگی محلی اور مولانا عبدالصمد مقتدری بدایونی وغیرہ نے فرمائی۔ (۱۰)

تجویز (۲): یہ مؤتمر اسلامی اپنی منظور کردہ تجاویز کی تنقید اور سارداا یکٹ کے نفاذ سے مسلمانوں کو مستثنیٰ کرانے کے واسطے دیرمناسب وضروری تدابیر اختیار کرنے کے لیے مسلمانانِ ہند کی ایک نمائندہ کمیٹی حسب ذیل اشخاص کو مقرر کرتی ہے اور اس کو اختیار دیتی ہے کہ اپنے ارکان میں حسب ضرورت اضافہ کرتی رہے اور ہر جگہ مسلم رضا کاروں کی ایک ایسی منظم جماعت قائم کرائے گی جو مذکورہ بالا تجاویز و تدابیر پر خود بھی عامل ہو اور تمام مسلمانانِ ہند کو ان پر عمل کرانے کے لیے آمادہ کرے نیز یہ مؤتمر اس کمیٹی کو یہ اختیار دیتی ہے کہ ان تمام کاموں کے لیے مسلمانانِ ہند سے مالی اعانت کی استدعا کرے اور حسب ضرورت جمع کردہ سمائے کو صرف کرے، مؤتمر ہٰذا جمعیت علماء و نیز ان تمام کمیٹیوں کو جو مختلف مقامات پر اس ایکٹ کی مخالفت کے لیے قائم کی گئی ہیں، دعوت دیتی ہے کہ وہ اس وسیع نظام ملی کے ساتھ اشتراکِ عمل کریں۔ (۱۱)

اس تجویز کے محرک مولانا محمد علی جوہر تھے اور تائید مولانا عبدالعلیم صدیقی، مولانا شاہ محمد فاخر الہ آبادی اور مولانا عبدالصمد مقتدری بدایونی وغیرہ نے فرمائی۔ (۱۲)

Marfat.com

تجویز (۵): یہ اسلامی مؤتمر تجویز کرتی ہے کہ اگر تاریخ نفاذ ساردا ایکٹ تک اس کے نفاذ سے مسلمانوں کو مستثنیٰ نہ کیا جائے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ حکومت کے مقابلہ میں قانون شکنی کے ان قابلِ عمل اور مؤثر طریقوں پر کاربند ہوں جو کانفرنس کی مقرر کردہ کمیٹی بتقاضائے حالات تجویز کرے۔ (۱۳)

اس تجویز کی تحریک مولانا عبدالعلیم صدیقی نے فرمائی اور تائید مولانا حسرت موہانی نے کی۔ (۱۴)

اس مؤتمر میں تجویز نمبر ۲ کے تحت جس کمیٹی کی تشکیل کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے اس کے ممکنہ ارکان کے لیے ۸۸ علما کے ناموں پر شرکائے مؤتمر کا اتفاق ہوا، ان میں چند نام یہ ہیں: مولانا محمد علی جوہر (کنوینر کمیٹی)، مولانا قطب العین عبدالوالی فرنگی محلی، مولانا عبدالماجد بدایونی، مولانا عبدالقدیر بدایونی، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا عبدالصمد مقتدری بدایونی، مولانا نعیم الدین مرادآبادی، مولانا حامد رضا خاں بریلوی، مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، مولانا نذیر احمد خجندی (برادر مبلغ اسلام)، حضرت سید پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مولانا ظفر الدین بہاری، سیّد شاہ فاخر الٰہ آبادی، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی وغیرہ۔ (۱۵)

مولانا عبدالحامد بدایونی اور مبلغ اسلام: مولانا عبدالحامد قادری بدایونی خانوادۂ قادریہ بدایوں کے وہ عظیم فرزند ہیں جن کی قومی و ملی خدمات کا دائرہ ہند و پاک سے لے کر ممالک عربیہ، یورپ اور روس و چین تک وسیع ہے۔ آپ مولانا حکیم عبدالقیوم قادری بدایونی (ابن حکیم مرید جیلانی ابن مولانا محی الدین قادری ابن مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی) کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ مدرسہ قادریہ بدایوں، مدرسہ شمس العلوم بدایوں اور مدرسہ الٰہیہ کانپور میں تحصیل علم کی۔ اساتذہ میں مولانا عبدالقدیر بدایونی، علامہ محبّ احمد بدایونی (تلمیذ تاج الفحول)، مولانا حافظ بخش قادری آنولوی (تلمیذ تاج الفحول) اور مولانا مشتاق احمد کانپوری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ حضرت مولانا شاہ مطیع الرسول محمد عبدالمقتدر قادری بدایونی سے شرف بیعت حاصل کیا اور حضرت مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی نے اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ تحریک خلافت و ترک موالات کے زمانے میں اپنے بڑے بھائی مولانا عبدالماجد بدایونی کی نگرانی اور تربیت میں رہ کر ان تحریکات میں حصہ لیا۔ شدھی تحریک کے زمانے میں اسلام کے ایک داعی اور مبلغ کی حیثیت سے نمایاں خدمات انجام دیں۔ بعد میں مسلم لیگ سے وابستہ ہوئے اور قیام پاکستان کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان ہجرت کی اور جمعیت علمائے پاکستان کے صدر منتخب ہوئے۔ تحریک ختم نبوت میں ایک مردِ مجاہد کی طرح حصہ لیا جس کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ تحریک پاکستان میں مولانا عبدالحامد بدایونی کی خدمات کے اعتراف میں ۱۹۹۹ء میں حکومت پاکستان نے ان کے نام کا ڈاک ٹکٹ جاری کر کے ان کی خدمت میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ (۱۶)

مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی اور آپ کے صاحبزادے قائد اہلسنّت مولانا شاہ احمد نورانی کے ساتھ آپ کے نہایت گہرے مراسم تھے۔ مختلف قومی و ملی تحریکات میں یہ حضرات ایک ساتھ نظر آتے ہیں۔ بالخصوص قیام پاکستان کی تحریک میں ان دونوں حضرات نے نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان دونوں حضرات کے درمیان کیسا رشتہ خلوص و محبت تھا اس کا اندازہ نواب مشتاق احمد خاں کے ایک بیان سے ہوتا ہے۔

نواب مشتاق احمد خاں، مولانا بدایونی اور مبلغ اسلام: معروف سفارت کار اور ادیب نواب مشتاق احمد خاں اور حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کے درمیان گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ نواب صاحب سے مبلغ اسلام کی پہلی ملاقات حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی ہی کے توسط سے ممکن ہوئی۔ نواب صاحب مبلغ

Marfat.com

اسلام سے اپنی پہلی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

۱۹۴۸ء کا مئی یا جون کا مہینہ تھا۔ حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی مرحوم کے ہمراہ ایک بزرگ میرے ہاں تشریف لائے۔ تعارف ہوا تو پتہ چلا کہ وہ حضرت شاہ عبدالعلیم صدیقی مشہور مبلغ اسلام ہیں۔ جنھوں نے نہ صرف ایشیا اور افریقہ بلکہ یورپ کے بیشتر ملکوں میں پرچم اسلام لہرانے کی سعادت حاصل کی ہے، حتیٰ کہ خود پاکستان میں مسلمانوں کو حقیقی معنوں میں مسلمان بنانے کے کام میں بھی قابل قدر پیش رفت کی ہے۔

مولانا عبدالحامد بدایونی سے میرے گہرے دوستانہ مراسم تھے اور اُنھوں نے پاکستان میں میرے سفارتی مشن سے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔ دورانِ گفتگو حیدرآباد کا ذکر چل نکلا تو مولانا عبدالحامد صاحب نے فرمایا کہ شاہ عبدالعلیم صدیقی صاحب مظلوم قوموں کی حمایت میں ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔ چنانچہ کشمیر اور فلسطین کے مسائل میں انھوں نے بڑا مفید کام کیا ہے۔ اس لیے انہیں یقین ہے کہ مملکت حیدرآباد (جو اس وقت خطرات میں گھری ہوئی ہے) کے موقف کو عالمی برادری کے سامنے پیش کرنے میں بھی شاہ صاحب کا تعاون حاصل ہوگا۔ (۱۷)

اس سے نہ صرف حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی اور مبلغ اسلام کے باہم رشتہ خلوص ومحبت کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ مولانا عبدالحامد بدایونی مبلغ اسلام کی صلاحیتوں سے کس حد تک واقف تھے۔ حیدرآباد کے معاملے کو عالمی سطح پر متعارف کروانے کے لیے ان کی نگاہ انتخاب مبلغ اسلام پر ہی پڑی۔

آل انڈیا سنی کانفرنس: صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی کی کوششوں سے اپریل ۱۹۴۶ء میں بنارس کی سرزمین پر ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں بڑی تعداد میں علماء ومشائخ اہلسنّت نے شرکت فرمائی۔ یہ کانفرنس امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی صدارت میں منعقد ہوئی جب کہ محدث اعظم حضرت سیّد محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی صدر مجلس استقبالیہ تھے۔ آپ نے صدر مجلس استقبالیہ کی حیثیت سے خطبہ صدارت استقبالیہ پیش فرمایا جو بعد میں کانفرنس کی مختصر روداد کے ساتھ شائع کیا گیا۔ اس روداد سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کانفرنس میں ''دوہزار علماء ومشائخ اور ساٹھ ہزار سے زیادہ عوام نے شرکت کی۔'' (۱۸)

یہ کانفرنس کئی نشتوں پر مشتمل تھی۔ تیسری نشست ۲۹ راپریل ۱۹۴۶ء کو بوقت ۹ بجے شروع ہوئی جس میں چند تجاویز منظور کی گئیں جن میں پہلی تجویز مندرجہ ذیل ہے:

آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پُرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء ومشائخ اہلسنّت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار رہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔ (۱۹)

اس کانفرنس میں ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی گئی جس کو یہ ذمہ داری دی گئی کہ وہ مجوزہ اسلامی حکومت (پاکستان) کے لیے لائحہ عمل مرتب کرے، یہ کمیٹی ۱۳ ارکان پر مشتمل تھی۔ خانوادۂ قادریہ کی نمائندگی کرتے ہوئے اس میں مولانا عبدالحامد بدایونی کو شامل کیا گیا، آپ کے ساتھ مبلغ اسلام بھی اس کمیٹی کے اہم رکن تھے۔

تجویز نمبر ۲ اور مجوزہ کمیٹی حسب ذیل ہے:

تجویز (۲) : یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لیے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے: (۱) حضرت مولانا شاہ سیّد ابوالحامد سیّد محمد صاحب محدث ہند کچھوچھوی (۲) صدرالافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب (۳) حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مولوی شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب (۴) حضرت

Marfat.com

صدر الشریعہ مولانا مولوی محمد امجد علی صاحب (۵) حضرت مبلغ اعظم مولانا مولوی عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی (۶) حضرت مولانا مولوی عبدالحامد صاحب قادری بدایونی (۷) حضرت مولانا مولوی سید شاہ دیوان آل رسول خاں صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف (۸) حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب لاہو (۹) حضرت مولانا شاہ قمرالدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف (۱۰) حضرت پیر سید عبدالرحمٰن صاحب بھرچونڈی شریف (سندھ) (۱۱) حضرت مولانا شاہ سید زین الحسنات صاحب مانکی شریف (۱۲) خان بہادر حاجی بخشی مصطفیٰ علی صاحب (مدراس) (۱۳) حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب لاہور۔ (۲۰)

مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کی تجویز پر آل انڈیا سنی کانفرنس کے لیے مندرجہ ذیل عہدے داران کا انتخاب کیا گیا: حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھ شریف (صدر)، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی (ناظم اعلیٰ)، حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی (ناظم نشرواشاعت) (۲۱)

یہ بھی ان دونوں حضرات کے درمیان مضبوط رشتہ اخلاص اور ایک دوسرے کی صلاحیتوں پر اعتماد کی دلیل ہے کہ مبلغ اسلام نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے ناظم نشرواشاعت کے عہدے کے لیے مولانا عبدالحامد بدایونی کا نام پیش فرمایا۔

دارالمبلغین بدایوں شریف: بنارس کی سابق الذکر سنی کانفرنس میں ایک تجویز یہ بھی منظور کی گئی تھی کہ زمانے کے حالات اور تقاضوں کے پیش نظر اہل سنت کا ایک ''دارالمبلغین'' قائم کیا جائے۔ جس میں مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ اور انگریزی تعلیم یافتہ طلبہ کو دعوت وتبلیغ کے لیے خصوصی تربیت دی جائے۔ اس اہم کام کے لیے ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی گئی جس کا کنوینر حضرت مولانا عبدالحامد قادری بدایونی کو مقرر کیا گیا۔ اس میں مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی بھی ایک رکن کی حیثیت سے شامل کیے گئے۔ اس مجوزہ دارالمبلغین کا قیام بدایوں میں ہونا تھا، مولانا عبدالحامد بدایونی کو یہ ذمہ داری بھی دی گئی کہ وہ اس کا ایک عبوری خاکہ مرتب کریں اور اس کے اخراجات وغیرہ کا تخمینہ لگا کر مکمل رپورٹ آئندہ آل انڈیا سنی کانفرنس اجمیر شریف میں پیش کریں۔

مولانا عبدالحامد بدایونی نے اس مجوزہ دارالمبلغین کا عبوری خاکہ مرتب کر کے اجمیر شریف کی سنی کانفرنس میں پیش کیا۔ یہ کانفرنس جون ۱۹۴۶ء میں منعقد ہوئی۔ اس کے دو تین ماہ بعد مولانا بدایونی اور مبلغ اسلام حجاز (سعودی عربیہ) ایک مخصوص مشن پر روانہ ہو گئے۔ وہاں سے واپسی کے بعد جدوجہد پاکستان کی مصروفیات رہیں، اور چند ماہ بعد اگست ۱۹۴۷ء میں ملک کی تقسیم عمل میں آ گئی۔ اس لیے دارالمبلغین کا خاکہ صرف کاغذ کی زینت ہی بنا رہ گیا۔ اس کو عملی جامہ پہنانے کی نوبت نہیں آئی۔

مولانا عبدالحامد بدایونی نے اس مجوزہ ''دارالمبلغین' کا جو عبوری خاکہ مرتب فرمایا تھا اس کی ایک نقل خود مولانا بدایونی کے قلم کی لکھی ہوئی کتب خانہ قادری بدایوں شریف میں محفوظ ہے۔ یہ خاکہ باریک قلم سے لکھے ہوئے فل اسکیپ کے چار صفحات پر مشتمل ہے۔ آخر میں مولانا بدایونی کے دستخط بھی ہیں۔ مولانا عبدالحامد بدایونی اس کی تمہید میں لکھتے ہیں: عرصے سے اس اہم ضرورت کا احساس کیا جاتا ہے کہ طبقہ اہل سنت کا ایک ایسا مرکزی دارالمبلغین قائم کیا جائے جس کے اندر فارغ التحصیل عربی طلبہ، انگریزی خواں اور دوسرے طلبہ کو معینہ نصاب کے ماتحت تعلیم دی جائے اور یہ مبلغین جاہل و غافل مسلمانوں کو دیہات وقصبات میں جا کر احکام دین سے باخبر کریں اور اصلاح معاشرت واخلاق کو مؤثر کوششیں کریں۔ چھوٹے چھوٹے مدارس و مکاتب قائم کریں، اسی طرح شہروں میں مستحکم طور پر تبلیغ کا انتظام کیا جائے۔ دارالمبلغین ایسے معیاری مبلغ تیار کرنا چاہتا ہے جو ایک طرف دیہات میں کامیاب تبلیغ کر سکیں اور دوسری طرف مغربی الحاد و

Marfat.com

دہریت کا استیصال کر کے مغربی طبقات میں جا کر کام کر سکیں، نئے نئے مسائل و تحریکات کے بالمقابل تعلیمات اسلامی کی جامعیت اور برتری ثابت کریں۔ اسی طرح سیاسی تحریکات سے ہمارے مبلغین کو کافی طور پر باخبر رکھا جائے تا کہ وہ اس شعبے میں بھی مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کر سکیں۔ اگر تبلیغی تحریکات میں مختلف مذاہب اور فرق باطلہ سے مناظرہ و مکالمہ کا موقع پیش کیا جائے تو ہمارے مبلغین اس سے پیچھے نہ رہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے قابل اور معیاری مبلغین کی تیاری کے لیے ایک بڑے سرمایے کی ضرورت ہوگی۔ طلبہ کو وظائف دیے جائیں گے۔ اساتذہ کو معقول مشاہرہ دینا ہوگا، ایک لائبریری رکھنا پڑے گی جس میں مبلغین و اساتذہ کی ضروریات کی مفید اور اہم کتابیں موجود ہوں، اس عظیم الشان مقصد کے لیے آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس نے دارالمبلغین کے قیام کی تجویز منظور کی اور بدایوں مرکز قرار پایا، جس کی نگرانی اور تنظیم کے لیے حسب ذیل افراد کی کمیٹی بنائی گئی۔ (جس میں اضافے کا حق دیا گیا ہے) (۱) حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی مبلغ جاپان (۲) حضرت مولانا شاہ سید محمد صاحب محدث کچھوچھ شریف (۳) حضرت مولانا صبغۃ اللہ صاحب شہید فرنگی محل لکھنؤ (۴) مولانا ابراہیم علی صاحب چشتی، لاہور (۵) پروفیسر مولوی سلیم چشتی صاحب (۶) عبدالحامد قادری کنوینر بدایوں۔ (۲۲)

اجمیر شریف کی سنی کانفرنس: بنارس میں کامیاب سنی کانفرنس کے تقریباً دو ماہ بعد اجمیر شریف کے سالانہ عرس کے موقع پر آل انڈیا سنی کانفرنس کا ایک اور عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا۔ یہ اجلاس رجب ۱۳۶۵ھ/ جون ۱۹۴۶ء میں شاہجہانی مسجد درگاہ غریب نواز میں منعقد ہوا۔ اس میں بڑی تعداد میں علماء ومشائخ اور عوام نے شرکت کی۔ حضرت محدث اعظم نے خطبہ صدارت پیش فرمایا جو بعد میں "الخطبة الاشرفیه للجمهوریة الاسلامیة" کے نام سے اہل سنت برقی پریس مراد آباد سے اواخر ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا۔ یہ خطبہ صدارت راقم کی دسترس میں نہیں آسکا۔ ورنہ اس کانفرنس کی مزید تفصیلات سامنے آتیں۔ اس کانفرنس کے ایک اجلاس کی صدارت حضرت دیوان سید آل رسول علی خاں اجمیری (متوفی ۱۹۷۳ء) نے بھی فرمائی۔ اس میں مبلغ اسلام اور حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی دونوں حضرات نے شرکت کی اور خطاب بھی فرمایا۔ اس کانفرنس کے بارے میں محمد صادق قصوری لکھتے ہیں:

حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر اجمیر میں "سنی کانفرنس" منعقد کی، یہ کانفرنس آپ (دیوان صاحب) کی زیر صدارت مسجد شاہجہانی واقع درگاہ معلیٰ اجمیر شریف میں دو دن جاری رہی، اس میں ہزاروں علماء ومشائخ اور ایک لاکھ سے زائد عوام نے شرکت کی۔ اس تاریخی کانفرنس سے خطاب کرنے والوں میں سے چند اسمائے گرامی یہ ہیں: (۱) حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی (۲) مبلغ اسلام حضرت شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (۳) ابوالمحامد حضرت سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی (۴) فخر اہل سنت حضرت مولانا محمد عبدالحامد بدایونی۔

سنی کانفرنس کا موضوع بنارس سنی کانفرنس کی منظور کردہ تجاویز پر اعتماد، پاکستان کا حصول، مہاسبھائی تحریک کے مظالم کے خلاف احتجاج اور نفرت، اعراس مقدسہ کے لیے اصلاحی پروگرام وغیرہ امور تھے۔ (۲۳)

محمد صادق قصوری صاحب نے منظور کردہ تجاویز کے ذیل میں اعراس مقدسہ کے لیے جس اصلاحی پروگرام کا ذکر کیا ہے یہ دراصل "اولیائے کرام کے اعراس کا نظام نامہ" کے عنوان سے ایک ۱۵ نکاتی قرارداد تھی جو علماء ومشائخ کے اتفاق سے کانفرنس میں پاس ہوئی۔ اس قرارداد کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ قادریہ بدایوں میں محفوظ ہے۔ جو مولانا عبدالحامد بدایونی کے قلم کا ہے۔ ممکن ہے کہ بعد میں اس کی اشاعت بھی کی گئی ہو۔ یہ قرارداد آج ساٹھ ستر

Marfat.com

سال بعد بھی اپنے اندر بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے اسلاف ابتدا ہی سے اعراس میں ہونے والی بے اعتدالیوں اور خلاف شرح اُمور کے سخت مخالف تھے اور ان بدعات وخرافات سے بزرگوں کی بارگاہوں اوران کے اعراس کو پاک وصاف کرنے کے لیے کوشاں بھی تھے۔

یہ قرارداد اگر اس وقت شائع ہوگئی ہو تو ممکن ہے کہ بعض پرانے ذخائر میں موجود ہو اور اگر شائع نہیں ہوئی تھی تو آج جماعتی تاریخ کے طلبہ اور شائقین کے لیے یہ بالکل نئی چیز ہوگی۔ اس کی اسی اہمیت کے پیش نظر ہم طوالت کے باوجود اس کو یہاں پورا نقل کر رہے ہیں تاکہ محفوظ ہو جائے۔

اولیائے کرام کے عرسوں کا نظام نامہ: سنی کانفرنس کے خصوصی اجلاس منعقدہ اجمیر شریف میں پیش ہوکر منظور ہوا۔

دربار حضرت سیّدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ میں بموقعہ عرس شریف ۶، ۷ جون ۱۹۴۶ء آل انڈیا سنی کانفرنس کا اجلاس خصوصی زیر صدارت حضرت دیوان سید آل رسول صاحب سجادہ نشین مدظلہ العالی منعقد ہوا، اولیائے کرام کے آستانوں کی اصلاح کے لیے حسب ذیل ابتدائی نظام نامہ پیش ہوکر منظور ہوا۔

۱۔ خانقاہوں اور درگاہوں میں امورِ غیر شرعی رسماً وعملاً ممنوع قرار دیے جائیں۔

۲۔ طوائفوں کو بے پردہ اور نامحرموں کے ساتھ داخل ہونے اور گانے بجانے سے روکا جائے۔

۳۔ مستورات کے لیے مخصوص اوقات مقرر کیے جائیں جن میں وہ زیارت کریں، ان اوقات میں مردوں کو اجازت داخلہ نہ ہو، مردوں کے ساتھ عورتیں مختلط نہ ہوں۔

۴۔ قوالی وغیرہ اذان کی پہلی تکبیر کے وقت بند کر دی جائے اور جب تک نماز باجماعت سے پوری طرح فراغت نہ ہو جائے مجالس موقوف رہیں۔

۵۔ کوشش کی جائے کہ عرس میں آنے والے نمازوں کی پابندی کریں۔

۶۔ خانقاہوں کی طرف سے زائرین کے لیے مصلّوں اور وضو کے پانی کا معقول انتظام کیا جائے۔

۷۔ ہر عرس میں مجالس کے علاوہ حلقہ ذکر کا اہتمام ہو۔

۸۔ عرسوں میں حضرات اولیائے کرام کی سوانح حیات، مجاہدانہ حالات، تبلیغی کارناموں، شوق عبادت، خدا پرستی جیسے اہم عنوانات پر تقریروں کا انتظام کیا جائے۔

۹۔ ہر آستانے پر تبلیغ واشاعت کا نظم کیا جائے، تاکہ خانقاہیں تبلیغ کا مرکز بن سکیں، خلفاء ومریدین میں تبلیغ واشاعت کا جذبہ پیدا کیا جائے۔

۱۰۔ ہر آستانے پر عقائد حقہ اہل سنت کا زائرین کو سبق دیا جائے اور صرف ایسے ہی مقررین کو اجازت تقریر دی جائے جو بزرگانِ دین کے ساتھ عقیدت رکھتے ہوں۔

۱۱۔ اور جو مقررین عرس وفاتحہ، نذر ونیاز، میلاد مقدسہ، قیام وغیرہ کو ناجائز سمجھتے ہیں انہیں تقریر کی اجازت نہ دی جائے۔

۱۲۔ عرسوں کے انتظامی اور غیر انتظامی امور اور خانقاہی معاملات میں کسی ایسے عنصر کو داخل نہ کیا جائے جو مشائخین کرام اور صوفیائے عظام کا عملاً یا اعتقاداً مخالف ہو۔

۱۳۔ حضرات سجادہ نشینان اپنی وضع واطوار کو متقدمین کے مبارک طریقوں کے مطابق بنائیں۔

۱۴۔ ختم کلام پاک، میلاد نبویہ کا زیادہ سے زیادہ رواج دیا جائے تاکہ ہر آنے والا خدا کی خشیت اور حضور ختمی مرتبت اروا حنا لہ الفدا کی عظمت ومحبت وتوقیر کا نقش اپنے دل میں قائم کرے، اور سیرت نبویہ وحالات صحابہ واولیائے کرام سے باخبر ہو اور واپس جا کر اپنے اپنے حلقے میں مبلغ بن سکے۔

۱۵۔ حضرات مشائخین وسجادگان مذکورہ بالا اُمور کی تکمیل کے

Marfat.com

لیے اپنے مشورے ونگرانی میں ایک مؤثر کمیٹی قائم کریں۔

فقیر محمد عبدالحامد بدایونی

ناظم نشرواشاعت آل انڈیا سنی کانفرنس

کراچی سنی کانفرنس: اجمیر شریف کی اس سنی کانفرنس کے بعد کراچی میں ایک عظیم سنی کانفرنس منعقد کی گئی جس میں یہ دونوں حضرات شریک ہوئے اور خطاب فرمایا۔ یہ سنی کانفرنس ۱۲ر اکتوبر ۱۹۴۶ء کو ''بزم صوفیہ سندھ'' کے زیر اہتمام عید گاہ بندر روڈ کراچی میں منعقد ہوئی، محمد صادق قصوری لکھتے ہیں:

اس بزم (بزم صفیہ سندھ) کے زیر اہتمام ۱۲ر اکتوبر ۱۹۴۶ء کو عید گاہ بندر روڈ کراچی میں ایک عظیم الشان ''سنی کانفرنس'' منعقد ہوئی جس میں مبلغ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی، مجاہد تحریک پاکستان مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا ناصر جلالی دہلوی و دیگر مقتدر علمائے اہل سنت نے شرکت کی۔ (۲۴)

بنارس، اجمیر شریف اور کراچی کی ان سنی کانفرنسوں کی روداد دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کی ملک گیر کامیابی اور مقبولیت میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی اور مبلغ اسلام کی کوششوں کا ایک بڑا حصہ ہے۔

۱۹۴۶ء کا وفد حجاز: ۱۹۴۶ء کے نصف آخر تک مطالبہ پاکستان پوری توانائی اختیار کر چکا تھا۔ اسی درمیان سنہ ۱۳۶۵ھ کے حج کا زمانہ آگیا، آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عمل نے طے کیا کہ یہ ایک اچھا موقع ہے کہ مطالبہ پاکستان کو عالم اسلام کے سامنے پُرزور انداز میں پیش کیا جائے اور پاکستان کے حق میں عالمی رائے عامہ ہموار کی جائے۔ اس اہم کام کی ذمہ داری حضرت مولانا عبدالحامد قادری بدایونی اور مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی کے سپرد کی گئی۔ مجلس عمل نے ایک وفد تشکیل دیا جس کے کنوینر مولانا بدایونی تھے اور مبلغ اسلام اس کے ایک اہم رکن کی حیثیت سے وفد میں شامل تھے۔ سید نور محمد قادری لکھتے ہیں: مولانا (عبدالحامد) بدایونی اور ان کے رفقا کا ایک عظیم کارنامہ ۱۹۴۶ء میں حج کے موقع پر جا کر اسلامی ممالک کے مشاہیر کے سامنے تحریک پاکستان کو متعارف کروانا تھا۔ اس وفد کے کنوینر مولانا بدایونی تھے اور ممبران میں مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اور ابوالطیب حیدر شامل تھے۔ اس وفد کو آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عمل نے ترتیب دیا تھا۔ اس وفد نے مکہ شریف اور مدینہ شریف میں مسلمان ممالک سے آئے ہوئے مشاہیر سے نجی ملاقاتوں کے علاوہ حجاج کرام کے عام جلسوں سے بھی خطاب کیا، امیر حجاز ابن سعود سے تفصیلی ملاقات کی، مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے جملہ مسائل و امور کی وضاحت کی۔ واپسی کے بعد مولانا بدایونی نے اس وفد کی مصروفیات اور کارکردگی کے متعلق ایک مفصل رپورٹ بنام ''وفد حجاز رپورٹ'' مرتب کی جسے مسلم لیگ کی مجلس عمل نے دہلی سے شائع کیا۔ (۲۵)

سید نور محمد قادری نے ''وفد حجاز کی پورٹ'' (۲۶) کے حوالے سے جو معلومات درج کی ہیں ان کے مطابق ۲۶ر اکتوبر ۱۹۴۶ء (یکم ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ) کو یہ وفد مکہ مکرمہ پہنچا۔ ۲۸ر اکتوبر کو مولانا عبدالحامد بدایونی اور مبلغ اسلام نے شاہ ابن سعود سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کا احوال لکھتے ہوئے مولانا عبدالحامد بدایونی رقم طراز ہیں:

۹ ربجے اراکین وفد قصر جلالۃ الملک پہنچ گئے۔ چند منٹ کے بعد ہی قصر کے بالائی حصے پر بلایا گیا اور شاہی دربار میں جو مغربی تہذیب کا مرقع تھا جلالۃ الملک نے ہم سے ملاقات فرمائی۔ سلام و مصافحہ کے بعد اپنے قریب ہی بٹھایا اور بیٹھتے ہی مسلمانانِ ہند کے سیاسی مسائل و حالات پر استفسارات شروع فرمادیے۔ تفصیل کے ساتھ پوری طرح مسلمانانِ ہند کے سیاسی مسائل ہم نے عرض کردیے۔ مسئلہ پاکستان کے تمام موضوعات پیش کر دیے۔ کانگریس اور حکومت کا طرزِ عمل، فسادات اور ہنگاموں کی تفصیلات بیان کردیں۔ جلالۃ الملک کوائف سن کر بے حد متاثر ہوئے اور

Marfat.com

فرمایا کہ میں وفد کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اس نے حجازِ مقدس آکر مجھے ان تمام حالات سے باخبر کیا، میری دلی دُعائیں مسلمانانِ ہند کے ساتھ ہیں۔(۲۷)

حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی اور مبلغ اسلام کے اس وفد نے شاہ ابن سعود کے علاوہ عالم اسلام کے جن علماء وعمائدین سے ملاقاتیں کیں ان میں بعض یہ ہیں: (۱) شیخ حسن البناء قائد الاخوان المسلمون (مصر) (۲) شیخ نجیب سراج (حلب، شام) (۳) شیخ محمد امین الاتاسی (حمص، شام) (۴) شیخ درویش العجلانی (شام) (۵) شیخ ابراہیم ناطور (سوڈان) (۶) شیخ محمد جندلی (حمص، شام) (۷) شیخ عارف عثمانی (دمشق، شام) (۸) شیخ بکر کرامہ (مصر (۹) شیخ زکی زعبول (بیروت) (۱۰) شیخ توفیق آفندی (سوڈان) (۱۱) شیخ حسن آفندی (مصر (۱۲) شیخ اسماعیل آفندی (عراق) (۱۳) شیخ استاذ ابراہیم زغلول (مصر) (۱۴) شیخ عبدالباسط محمد علی (حلوان، مصر)۔(۲۸)

قیام پاکستان اور ہجرت: ایک طویل جدوجہد کے بعد بالآخر ملک تقسیم ہوا اور ایک نئی مملکت ''پاکستان'' وجود میں آئی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی اور مبلغ اسلام دونوں ہی حضرات نے مشترکہ طور پر قیام پاکستان کی تحریک میں اہم کردار ادا کیا تھا اس لیے اب اس نوازئیدہ مملکت کو اسلامی قوانین کے مطابق چلانا اور اس کو ایک خالص اسلامی حکومت بنانا ان علماء کی اہم ذمہ داری تھی اور دراصل پاکستان کے لیے ان حضرات کی کوششیں اور جدوجہد اسی خاطر تھیں کہ ان حضرات نے پاکستان کی صورت میں ایک ایسی آزاد مملکت کا خواب دیکھا تھا جس کی بنیادیں کتاب وسنت کے اُصولوں پر قائم ہوں۔ چنانچہ قیام پاکستان کے بعد بہت سے مقتدر علماء ومشائخ کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی اور حضرت مبلغ اسلام نے اپنے وطن، عزیز و اقارب اور اپنی جائیداد کی پرواہ کیے بغیر محض اسلامی حکومت کی خاطر پاکستان ہجرت کی تاکہ وہاں جا کر مملکت اسلامیہ کی جدوجہد کو مزید توانائی بخشی جائے۔

پاکستان کا اسلامی دستور: قیام پاکستان کے فوراً بعد ۱۹۴۸ء میں مبلغ اسلام اور حضرت مولانا بدایونی نے قیام پاکستان کے اصل مقصد ''اسلامی حکومت کے قیام'' کے لیے اپنی کوششیں شروع کر دیں۔ چنانچہ مبلغ اسلام کی قیادت میں کراچی میں علماء ومشائخ کی ایک کانفرنس منعقد کی گئی جس میں پاکستان کے لیے آئین اسلامی کا ایک جامع خاکہ تیار کیا گیا، اس پر علماء ومشائخ کے اتفاق کے بعد مبلغ اسلام کی قیادت میں علما کے ایک وفد نے بانی پاکستان مسٹر محمد علی جناح سے ملاقات کر کے آئین کا وہ مسودہ ان کے سامنے پیش کیا اور مطالبہ کیا کہ جلد از جلد اس کو اسمبلی میں منظوری کے لیے پیش کیا جائے۔ خلیل احمد رانا لکھتے ہیں:

کراچی میں پورے پاکستان کے علماء ومشائخ کی ایک عظیم کانفرنس منعقد ہوئی، مبلغ اسلام عبدالعلیم میرٹھی کی نگرانی میں علامہ عبدالحامد بدایونی، علامہ ابوالحسنات قادری، مفتی صاحب دادخان، علامہ سید احمد سعید کاظمی، خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ اور بہت سے علماء ومشائخ نے ایک جامع دستور آئین اسلامی کا مسودہ تیار کیا، اس پر علماء نے تائیدی نوٹ لکھے۔ مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی، مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی، مخدوم ناصر جلالی پر مشتمل علماء ومشائخ کے وفد نے حضرت قائداعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ مسودۂ آئین اسلامی پیش کیا۔(۲۹)

گویا قیام پاکستان کے سلسلے میں مبلغ اسلام اور حضرت مولانا بدایونی نے مشترکہ جدوجہد کی اور قیام پاکستان کے بعد بھی یہ رشتہ اُخوت وتعاون منقطع نہیں ہوا بلکہ اب اس مشترکہ جدوجہد کا رُخ پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام اور اس مملکت خداداد میں اسلامی دستور کے نفاذ کی طرف ہو گیا۔

جمعیت علمائے پاکستان: قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں

Marfat.com

جمیعت علمائے ہند کی طرز پر علمائے اہل سنت نے ''جمعیت علمائے پاکستان'' کی بنیاد ڈالی۔ مبلغ اسلام اور حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی اس کے بانیان میں تھے۔ حضرت مولانا ابوالحسنات قادری کو جمعیت کا مرکزی صدر اور علامہ سید احمد سعید کاظمی کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ جبکہ مولانا عبدالحامد بدایونی کو کراچی زون اور سندھ کا صدر نامزد کیا گیا۔ بعد میں کسی وقت مولانا عبدالحامد بدایونی کو جمعیت علمائے پاکستان کا مرکزی صدر منتخب کیا گیا۔ اس عہدۂ جلیلہ پر آپ اپنی وفات (۱۹۷۰ء) تک فائز رہے۔ (۳۰) آپ کے بعد کچھ عرصے تک شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی جمعیت کے صدر رہے اس کے بعد قائد اہل سنت حضرت شاہ احمد نورانی جمعیت علمائے پاکستان کے صدر منتخب ہوئے، آپ بھی تا حیات اس عہدے کو زینت بخشتے رہے۔

۲۵، ۲۶ ؍اگست ۱۹۵۱ء کو آرام باغ کراچی میں جمعیت علمائے پاکستان کا ایک اہم اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس میں مبلغ اسلام نے شرکت کی۔ ''ملت کے مسائل اور علماء و مشائخ کی ذمہ داری'' کے عنوان سے آپ نے ایک اہم علمی خطبہ ارشاد فرمایا۔ (۳۱) اس اجلاس میں مولانا عبدالحامد بدایونی کی شرکت کی صراحت تو کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزری مگر قرین قیاس یہی ہے کہ وہ بھی مبلغ اسلام کے ساتھ اس اجلاس میں شریک رہے ہوں گے۔ کیوں کہ جمعیت کا یہ اجلاس کراچی میں منعقد ہوا اور اس وقت آپ جمعیت کے کراچی زون کے صدر تھے۔ لہٰذا مولانا بدایونی کے اس اجلاس میں شریک نہ ہونے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

مبلغ اسلام کی وفات اور قائد اہل سنت: ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء میں حضرت مبلغ اسلام نے وصال فرمایا۔ حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کے لیے آپ کی وفات صرف ایک عالم اور دانشور کی وفات نہ تھی بلکہ یہ ایک جاں نثار دوست، صاحب نظر مشیر اور ایک مخلص ساتھی کی جدائی تھی۔ حضرت مولانا بدایونی کو آپ کی وفات سے جو صدمہ ہوا ہوگا اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ حضرت مبلغ اسلام کی وفات کے وقت آپ کے لائق و فائق فرزند قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کی عمر محض (سنہ ہجری کے مطابق) ۳۰ برس تھی، یہ آپ کے شباب کا زمانہ تھا۔ حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی نے اپنے مخلص دوست مبلغ اسلام کی اس نشانی کو اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ تعمیر پاکستان اور مملکت اسلامیہ کی تشکیل کی جدوجہد میں آپ کی سرپرستی قائد اہل سنت نے میدانِ عمل میں قدم رکھا۔ حضرت قائد اہل سنت بھی حضرت مولانا بدایونی کا ازحد احترام کرتے اور اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ ان کا دست و بازو بن گئے۔

قائد اہل سنت اور مولانا عبدالحامد بدایونی: حضرت علامہ شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالحامد بدایونی کے تعلقات و روابط خود ایسا وسیع موضوع ہے جو ایک مستقل مضمون کا متقاضی ہے۔ یہاں ہم صرف چند واقعات پر اکتفا کرتے ہیں۔ انیس سو پچاس کی دہائی میں تعلیم و تربیت کے مراحل طے کرنے کے بعد قائد اہل سنت میدانِ عمل میں قدم رنجا فرما چکے تھے۔ جمعیت علمائے پاکستان کے ایک سرگرم کارکن کی حیثیت سے آپ نے میدانِ عمل میں قدم رکھا۔ ۱۹۵۲ء کے زمانے کی بات کرتے ہوئے محمد احمد ترازی لکھتے ہیں: ''مولانا شاہ احمد نورانی اس زمانے میں علامہ عبدالحامد بدایونی کے نائب کے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ جمعیت علمائے پاکستان سندھ کے سیکریٹری نشر و اشاعت بھی تھے۔'' (۳۲)

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی قائد اہل سنت اپنی نوجوانی کے باوجود اکابر علماء بالخصوص مولانا عبدالحامد بدایونی کے شانہ بشانہ میدانِ عمل میں نظر آتے ہیں، اپنے ایک انٹرویو میں آپ نے فرمایا: ''میں اُس زمانے (۱۹۵۳ء) میں پاکستان میں تھا اور کراچی میں اس تحریک کے دوران مولانا عبدالحامد بدایونی مرحوم اور دیگر علماء کے ساتھ شریک رہا۔ آرام باغ میں جمعہ کے دن اس

Marfat.com

مہم کا آغاز کیا گیا اور میں اس میں پیش پیش تھا۔ رضا کاروں کو گرفتاری کے لیے تیار کرنا اور دیگر انتظامی اُمور میری ذمہ داریوں میں شامل تھے۔'' (۳۳)

۱۹۵۷ء کا دورۂ روس: ۱۹۵۷ء میں مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کو روسی علماء کی جانب سے دورۂ روس کا دعوت نامہ موصول ہوا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے جمعیت علمائے پاکستان کے افراد کا ایک وفد ترتیب دیا جس میں حسب ذیل ارکان شامل تھے: مولانا عبدالحامد بدایونی (قائد وفد)، مولانا محمد جیلانی صدیقی ابن مبلغ اسلام (رکن وفد)، مولانا شاہ احمد نورانی (رکن وفد)، سید عبدالمنعم عددی (رکن وفد)، جناب راغب احسن (نمائندہ وزارتِ خارجہ پاکستان)، جناب عبدالوہاب (نمائندہ وزارتِ خارجہ پاکستان)، سید افتخار علی (ڈپٹی سیکریٹری بحیثیت لیزان آفیسر)۔ (۳۴)

یہ وفد ۲۷ر جون ۱۹۵۷ء کو کراچی سے کابل کے لیے روانہ ہوا۔ تین روز افغانستان میں گزار کر ۳۰ر جون کو تاشقند پہنچا۔ ۳۰ر جون سے ۲۳ر جولائی تک اس وفد نے تاشقند، سمرقند، اسٹالن آباد، ماسکو اور لینن گراڈ کا دورہ کیا۔ اس کے بعد انگلینڈ، سوئٹزرلینڈ اور شام ہوتا ہوا سعودی عرب پہنچا، جہاں عمرہ اور زیارت سے مشرف ہو کر ۱۸ر اگست کو واپس کراچی پہنچا۔

اس سفر کی روداد مولانا عبدالحامد بدایونی نے ''تاثراتِ روس'' کے نام سے قلم بند فرمائی، جو جمعیت علمائے پاکستان نے ۱۹۵۷ء ہی میں شائع کر دی تھی۔ اس سفرنامے کے سرورق پر شائع کنندگان کی حیثیت سے حضرت علامہ شاہ احمد نورانی اور مولانا محمد جیلانی صدیقی کے اسمائے گرامی درج ہیں۔ اس روداد سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت یہ دونوں حضرات جمعیت علمائے پاکستان میں ناظم نشر و اشاعت کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے تھے۔

یہاں یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ اس وفد کے ارکان میں حضرت علامہ شاہ احمد نورانی اور ان کے بھائی مولانا محمد جیلانی کی شمولیت پر وزارتِ خارجہ کے نمائندے جناب راغب احسن کی جانب سے اعتراض بھی کیا گیا کہ یہ دونوں ابھی نوجوان ہیں، اور اس وفد میں ان دونوں کی شرکت مناسب نہیں ہے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے اس اعتراض کو اہمیت نہ دی اور باصرار ان دونوں حضرات کو اپنے ساتھ روس لے گئے۔ خود مولانا بدایونی اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وہ (راغب احسن نمائندہ وزارتِ خارجہ) شکوہ کرتے ہیں کہ جمعیت کے وفد میں دو نوجوان لڑکے مولانا نورانی میاں اور مولانا جیلانی میاں کو کیوں لیا گیا؟ یہ وہی لڑکے تھے جو ازاوّل تا آخر آپ کے (راغب احسن) کی ساری ضروریات پوری کراتے تھے اور آپ کے مفہوم کو پیش کرتے۔'' (۳۵)

مدینہ منورہ میں عرسِ علیمی: ۱۹۵۷ء کے اسی دورے میں جس وقت جمعیت علماء کا یہ وفد مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھا۔ اسی دوران قائد اہل سنت حضرت شاہ احمد نورانی نے مدینہ منورہ میں عرس علیمی کی تقریبات منعقد کیں۔ حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی بھی اس عرس میں شریک تھے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین صاحب قبلہ اور مولانا شاہ احمد نورانی صاحب صدیقی کے زیر اہتمام حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کے عرس شریف کا اہتمام کیا گیا۔ نیچے کا تمام حصہ اشخاص سے بھر گیا تھا۔ مدینہ طیبہ کے مشہور نعت خواں حضرات نے برزنجی شریف کا ختم کیا۔ جناب بہزاد صاحب لکھنوی نے نعتیں پڑھیں، بڑی پُرلطف محفل شریف رہی۔۔ ہر شخص کے دل و دماغ پر اچھے تاثرات رہے۔ آخر میں مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کی جانب سے عام دعوت طعام ہوئی۔'' (۳۶)

جنت المعلیٰ اور جنت البقیع کی حفاظت و صیانت کی تحریک: سعودی حکومت کی جانب سے بقیع شریف اور جنت

Marfat.com

المعلیٰ کے مزارات کے انہدام اور اہل بیت اطہار کے مزارات کے قبوں کو ڈھانے کی مہم شروع ہوئی تو حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی نے ان مزارات کی حفاظت وصیافت کے لیے عالم گیر مہم چلائی۔ پہلے آپ نے قبور ومزارات پر قبوں کے شرعی جواز پر ایک فتویٰ مرتب کیا۔ پھر ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش (جو اس وقت مغربی پاکستان تھا) کا دورہ کر کے وہاں کے معتبر علماء ومشائخ سے اس فتوے پر تصدیق وتائید حاصل کی۔ آپ نے سعودی حکومت سے مطالبہ کیا کہ قبوں اور مزارات کے انہدام پر روک لگائی جائے اور جو مزارات منہدم کردیے گئے ہیں ان کو ازسرنو تعمیر کر کے ان کے اوپر کتبے لگائے جائیں۔ مزارات صحابہ واہل بیت کی حفاظت وصیافت کی اس عالم گیر تحریک میں حضرت مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحامد بدایونی کے ساتھ تھے۔ عالم عرب اور ایران کا یہ دورہ ۱۹۶۱ء میں ہوا تھا، اس زمانے میں چونکہ جمعیت علمائے پاکستان پر پابندی لگی ہوئی تھی (۳۷) اس لیے مرکزی انجمن تبلیغ اسلام کی جانب سے یہ وفد بھیجا گیا تھا۔ یہ وفد تین ارکان پر مشتمل تھا۔ حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی قائدوفد تھے۔ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی اور مولانا عمرالٰہی دہلوی وفد کے ارکان تھے۔ یہ سفر ۱۷مئی ۱۹۶۱ء کو کراچی سے شروع ہو کر ۳۰ر جولائی ۱۹۶۱ء کو کراچی ہی میں ختم ہوا۔ ڈھائی ماہ کے سفر میں اس وفد نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، جدہ، عمان (أردن)، بیت المقدس، بیروت (لبنان)، دمشق (شام)، قاہرہ، اسکندریہ (مصر)، بغداد، نجف، کربلا (عراق) اور تہران، قم، مشہد، اصفہان، خراسان (ایران) کا دورہ کیا۔ ان بلاد کے علماء ومشائخ اور عمائدین مملکت سے ملاقاتیں کیں۔ اس وفد نے عالم اسلام کی جن اہم شخصیات سے ملاقاتیں کیں ان میں شہنشاہ ایران، شیخ الازہر، حضرت نقیب الاشراف پیر ابراہیم گیلانی، مفتی اعظم فلسطین اور شیخ سید عبدالوہاب شامی قابل ذکر ہیں۔ (۳۸)

شاہ ایران سے ملاقات کے وقت مولانا عبدالحامد بدایونی نے اپنی آمد کے مقصد اور اپنے موجودہ مشن کے بارے میں تفصیل سے بتایا، حضرت شاہ نورانی نے انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔ مولانا بدایونی لکھتے ہیں:

''ہم نے گزشتہ دس سال کے کاموں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ اب سے ۶، ۷ سال قبل جمعیت علمائے پاکستان نے ایک وفد حجاز مقدس بھیجا تھا۔ دو ماہ کی لگا تار کوششوں کے بعد کامیابی حاصل کی۔ گنبد خضرائے مقدسہ انہدام سے بچ گیا اور آثار شریفہ اور تبرکات نبویہ برقرار رہے۔ اس وقت سے یہ تحریک میرے قلب میں جاگزیں تھی کہ بقیع واحد وجنت المعلیٰ میں ہزارہا صحابہ کرام و اہل بیت عظام کے منہدم مزارات وقبب کی صیافت حفاظت و بقا کے لیے کچھ کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس مرتبہ ایک فتویٰ مرتب کیا، جس پر ابتداً پاک و ہند کے علما کے دستخط کرائے گئے۔ فریضہ حج سے فارغ ہو کر ہم لوگ جدہ شریف سے سیدھے قدس، لبنان، عمان، بیرون، دمشق، مصر، اسکندریہ، بغداد گئے ان سب مقامات پر علمائے کرام کے دستخط حاصل کیے۔ علمائے مصر کی تصدیقات کرائیں۔ فتوے پر مقدمہ لکھوایا۔ آخر میں ہم لوگ ایران حاضر ہوئے ہیں۔ الحمدللہ کہ اس بارے میں سب سے زیادہ دلچسپی کا مظاہرہ حضرات علمائے ایران نے فرمایا اور طے کیا کہ اس سلسلے میں ایک فتویٰ بزبان فارسی وعربی شائع کیا جائے گا، ہمارے تجویز یہ ہے کہ ایک وفد یہ فتویٰ تہران سے شہنشاہ معظم کا گرامی نامہ لے کر جائے جس میں جلالۃ الملک المعظم سعود کو لکھا جائے کہ وہ مزارات صحابہ واہل بیت اطہار کو پختہ بنوائیں۔ ہر ایک مزار پر کتبات لگائے جائیں جن پر نام کندہ ہوں تاکہ زائرین کو سہولت ہو۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے انگریزی زبان میں مفصلاً تمامی اُمور پر روشنی ڈالی۔'' (۳۹)

صحابہ واہل بیت کے مزارات اور اسلامی تاریخ کی عظیم

Marfat.com

یادگاروں کی حفاظت وصیافت کی اس عالم گیر تحریک کو حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی اور حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کی زندگی کا ایک اہم کارنامہ قرار دیا جانا چاہیے۔

قائد اہل سنت کا عقد مسنون: حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی اور خانوادۂ علیمیہ کے درمیان ایسا گہرا رشتہ خلوص ومحبت تھا کہ جب قائد اہل سنت حضرت شاہ احمد نورانی کے نکاح کی تقریب منعقد ہوئی تو ایجاب وقبول حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی ہی سے کروایا گیا۔ یہ ان دونوں خاندانوں کے درمیان انتہائی گہرے اور مضبوط رشتوں کی دلیل ہے۔

حضرت قائد اہلسنّت کا عقد مسنون حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کی پوتی اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن قادری مدنی کی صاحبزادی سے مدینہ منورہ میں ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں ہوا تھا۔ دیگر علماء ومشائخ کے ساتھ حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی بھی اس تقریب سعید میں موجود تھے، وہ اس تقریب کے چشم دید واقعات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عقد مسنون کی یہ تقریب سعید اگرچہ سادہ مگر پُر وقار تھی جو کہ قطب مدینہ کے دولت کدے پر بروز اتوار ۲۵/ذوالحجہ ۱۳۸۳ھ مطابق ۱۹/مئی ۱۹۶۳ء بعد مغرب منعقد کی گئی تھی۔ جس سے علمائے کرام ومشائخ عظام کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کا شرف حاصل کیا۔ یوں یہ سعادت احقر جمیل احمد نعیمی اور مفتی غلام قادر صاحب صابری کشمیری (مرحوم) کو حاصل ہوئی کہ ہم دونوں موصوف کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواجہ شریفہ سے نکاح کی تقریب میں لے کر آئے۔ خطبہ نکاح تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ نے پڑھایا اور ایجاب وقبول مجاہد ملت علامہ محمد عبدالحامد صاحب قادری علیہ الرحمہ نے کرایا، نیز دعائے اوّل قائد اہل سنت کے تجوید کے مدنی استاذ محترم شیخ حسن الشاعر علیہ الرحمہ اور دُعائے ثانی مشروبات کے بعد (یعنی دودھ وغیرہ) قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین علیہ الرحمہ نے فرمائی اور اس طرح یہ بابرکت محفل اختتام پذیر ہوئی۔'' (۴۰)

قائد اہل سنت کا استقبال: ۱۹۶۵ء میں قائد اہل سنت حضرت شاہ احمد نورانی نے افریقی ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس دورے میں آپ کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا، مالاگوسی، ماریشس اور سرینام تشریف لے گئے۔ یہ دورہ گیارہ ماہ کا تھا۔ جب آپ اس کامیاب تبلیغی دورے سے واپس پاکستان تشریف لائے تو حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی نے آپ کے اعزاز میں ایک جلسہ استقبالیہ منعقد کیا۔ جلسہ استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے قائد اہل سنت نے اپنے تبلیغی دورے پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا:

''اپنے گیارہ ماہ کے قیام کے دوران جہاں بھی گیا میں نے محسوس کیا کہ افریقی مسلمان اسلام کو اسی طرح پسند کرتے ہیں جس طرح قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے پسند کیا۔ سینگال، تنزانیہ، نائیجریا، مڈغاسکر، کانگو، چاڈ، واہوامی، آئیوری کوسٹ کے لوگ اچھی عادت کے حامل ہیں اور اپنی عادت کی وجہ سے وہ روز بروز اسلام کے قریب ہوتے جارہے ہیں۔'' (۴۱)

آخری بات: گزشتہ صفحات میں پیش کی گئی خانوادۂ قادریہ اور خانوادۂ علیمیہ کے درمیان تعلقات و روابط کی یہ داستان صرف کتب خانہ قادریہ بدایوں میں موجود مواد کے سرسری مطالعے کا نتیجہ ہے۔ اس سلسلے میں پرانے ذخائر کھنگالے جائیں، آزادی سے قبل کے اخبارات و رسائل کی فائلیں دیکھی جائیں، اور خود خانوادۂ علیمیہ کے ذاتی اور آبائی ذخیرے پر تحقیق کی جائے تب کہیں جاکر یہ طویل داستان مکمل ہوسکتی ہے۔ جو کچھ تاریخی شواہد پیش کیے گئے ان سے بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خانوادۂ قادریہ اور خانوادۂ علیمیہ کے درمیان کیسی مسلکی، مشربی، ذہنی اور فکری ہم آہنگی تھی اور ان دونوں خانوادوں نے مشترکہ طور پر ملک و ملت اور دین ومسلک کی کیسی بیش بہا خدمات انجام دیں ہیں۔

Marfat.com

رب قدیر و مقتدر ہمارے ان اسلاف و اکابر کی دینی خدمات قبول فرمائے، ان کو بہتر سے بہتر اجر عطا فرمائے اور ہمیں بھی اپنے ان اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین و ملت کی خدمت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

راقم الحروف خانوادۂ قادریہ بدایوں کے ایک ادنیٰ فرد کی حیثیت سے اس مضمون کی توسط سے پیغام محبت اور دعوت اتحاد و اشتراک عمل دیتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ خانوادۂ قادریہ اور خانوادۂ علیمیہ کے موجود افراد کو چاہیے کہ اپنے اسلاف کی طرح ایک مرتبہ پھر اپنے درمیان رشتہ خلوص و محبت اور باہم اشتراک و تعاون کی اسی روایت کو زندہ کریں جس کی تاریخ نصف صدی پر محیط ہے۔

☆☆☆

حواشی

۱۔ تقدیم ''مبلغ اسلام علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری''، خلیل احمد رانا، ص ۸، کراچی ۱۹۹۴ء

۲۔ تذکرہ علمائے اہل سنت، محمود احمد رفاقتی، ص ۳۲، خانقاہ قادریہ اشرفیہ، بھوانی پور، مظفر پور، بہار، ۱۳۹۱ھ

۳۔ یہ سفر نامہ ''المکتوب'' کے نام سے ۴۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس کو منشی مشتاق احمد (ناظم قومی دارالاشاعت میرٹھ) نے میرٹھ سے ۱۹۲۱ء میں شائع کیا۔

۴۔ المکتوب: عبدالماجد بدایونی، ص ۱۹، قومی دارالاشاعت، میرٹھ، ۱۹۲۱ء

۵۔ مرجع سابق، ص ۲۸، ۲۹

۶۔ مرجع سابق، ص ۲۹

۷۔ مختصر روئیداد اجلاس موتمر اسلامی، سید ذاکر علی، ص ۲، مطبع مجیدی، کانپور، ۱۹۳۰ء

۸۔ مرجع سابق، ص ۴، ۳

۹۔ مرجع سابق، ص ۵

۱۰۔ مرجع سابق، نفس صفحہ

۱۱۔ مرجع سابق، ص ۶

۱۲۔ مرجع سابق، نفس صفحہ

۱۳۔ مرجع سابق، ص ۷

۱۴۔ مرجع سابق، نفس صفحہ

۱۵۔ مرجع سابق، ص ۸ تا ۱۰

۱۶۔ تفصیل کیلئے دیکھئے: (الف) تذکرہ اکابر اہلسنت پاکستان، عبدالحکیم شرف قادری، ص ۲۰۲ تا ۲۰۹، مطبوعہ کانپور

(ب) تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار، محمد صادق قصوری، ص ۵۳ تا ۵۹، لاہور، ۲۰۰۸ء

(ج) گلدستہ عقیدت، عابد القادری، کراچی، ۱۹۷۱ء

(د) مولانا عبدالحامد بدایونی کی سیاسی اور ملی خدمات، سید نور محمد قادری، ادارہ پاکستان شناسی، لاہور، ۲۰۰۲ء

۱۷۔ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، نومبر، دسمبر ۱۹۷۸ء، ص ۴۳، ۴۷، ۴۷، بحوالہ مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری، از خلیل احمد رانا، ص ۲۸، کراچی ۱۹۹۴ء

۱۸۔ مختصر رپورٹ خطبہ صدارت جمہوریہ اسلامیہ، ص ۱، سرورق، اہلسنت برقی پریس، مراد آباد، ۱۹۴۶ء

۱۹۔ مرجع سابق، ص ۲۹

۲۰۔ مرجع سابق، نفس صفحہ

۲۱۔ مرجع سابق، ص ۳۶

۲۲۔ عبوری خاکہ دارالمبلغین قلمی، بقلم عبدالحامد بدایونی، ص ۱، مخزونہ کتب خانہ قادریہ، بدایوں

۲۳۔ تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار، محمد صادق قصوری، ص ۶۴۶، ۶۴۷ لاہور، ۲۰۰۸ء

۲۴۔ مرجع سابق، ص ۳۴۳

۲۵۔ مولانا عبدالحامد بدایونی کی سیاسی اور ملی خدمات، سید نور محمد قادری، ص ۵۵، ۵۷، ادارہ پاکستان شناسی، لاہور، ۲۰۰۲ء

۲۶۔ مولانا عبدالحامد بدایونی کا یہ رسالہ دہلی سے جنوری ۱۹۴۷ء میں شائع ہوا تھا، چند سال قبل خدا بخش لائبریری پٹنہ میں راقم نے اس کا مطالعہ کیا تھا، خدا بخش میں اس کا نمبر Acc52586 ہے۔ فی الحال یہ پیش نظر نہیں ہے۔

۲۷۔ وفد حجاز کی رپورٹ، عبدالحامد بدایونی، ص ۱۷، بحوالہ مولانا عبدالحامد بدایونی کی سیاسی اور ملی خدمات، سید نور محمد قادری، ص ۸۵، ادارہ پاکستان شناسی، لاہور، ۲۰۰۲ء

۲۸۔ مرجع سابق، ص ۲۳، ۲۴، بحوالہ سابق، ص ۵۹، ۵۸

۲۹۔ مبلغ اسلام علامہ شاہ محمد عبدالعلیم قادری، خلیل احمد رانا، ص ۴۸، ۴۹، کراچی، ۱۹۹۴ء

۳۰۔ جناب محمد صادق قصوری نے ''تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار'' (ص ۲۹۹) میں لکھا ہے کہ حضرت مولانا ابوالحسنات قادری کی وفات

Marfat.com

(۱۹۲۱ء) کے بعد مولانا بدایونی باتفاق رائے جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی صدر منتخب کیے گئے۔ لیکن مولانا عبدالحامد بدایونی کی کتاب ''تاثرات روس'' ۱۹۵۷ء میں شائع ہوئی اس کے سرورق پر اور کتاب میں متعدد مقامات پر مولانا کے ساتھ ''صدر مرکزی جمعیت علمائے پاکستان'' لکھا ہے۔

۳۱۔ مبلغ اسلام علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری، خلیل احمد رانا، ص ۵۵، کراچی، ۱۹۹۴ء

۳۲۔ تحریک تحفظ ختم نبوت صدیق اکبر تا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی، محمد احمد ترازی، ص ۳۱۲، اُفق پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۹ء

۳۳۔ عہد رواں کی عبقری شخصیت، ص ۸۷، بحوالہ تحریک تحفظ ختم نبوت صدیق اکبر تا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی، محمد احمد ترازی، ص ۳۱۳، اُفق پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۹ء

۳۴۔ تاثراتِ روس، عبدالحامد بدایونی، ص ۴، مرکزی جمعیت علمائے پاکستان، کراچی، ۱۹۵۷ء

۳۵۔ مرجع سابق، ص ۱۱۱

۳۶۔ مرجع سابق، ص ۱۰۰، ۹۹

۳۷۔ ۱۹۵۸ء کے مارشل لاء کے دوران ایوب خان نے تمام سیاسی جماعتوں کو کالعدم قرار دے دیا تھا، اس کی زد میں جمعیت علمائے پاکستان بھی آ گئی تھی۔ لہٰذا جمعیت کے ارکان بالخصوص مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا شاہ احمد نورانی نے ایک متبادل جماعت ''انجمن تبلیغ اسلام'' کے نام سے تشکیل دی۔ اس میں علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، مفتی سید شجاعت علی قادری وغیرہ شامل تھے۔ ۱۹۶۴ء میں تمام سیاسی جماعتیں بحال کر دی گئیں۔ لہٰذا جمعیت پھر سے سرگرمِ عمل ہو گئی۔

۳۸۔ اس سفر کی روداد مولانا عبدالحامد بدایونی نے ''ممالک عربیہ اور ایران کا سفرنامہ'' کے نام سے ترتیب دی تھی جو مرکزی انجمن تبلیغ اسلام کراچی سے ۱۹۶۱ء میں شائع ہوئی۔ یہ سفرنامہ پیش نظر ہے، مذکورہ معلومات اسی سے ماخوذ ہیں۔

۳۹۔ ممالک عربیہ اور ایران کا سفرنامہ عبدالحامد بدایونی، ص ۳۴، ۳۵، انجمن تبلیغ اسلام، کراچی، ۱۹۶۱ء

۴۰۔ حیات جمیل مع افکار جمیل، فیض الرسول رضا نورانی، ص ۲۱۴، مکتبہ اہل سنت لاہور، ۲۰۰۸ء

۴۱۔ تحریک تحفظ ختم نبوت صدیق اکبر تا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی، محمد احمد ترازی، ص ۳۵۹، اُفق پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۹ء

☆☆☆

تاریخ ساز نورانی کارنامے

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے اُجالا کر دے

قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ اوصاف و محاسن اور کارناموں کا حسین مرقع تھے۔ آپ کے کارناموں کو احاطہ تحریر میں لانے کے لیے کئی دفتر چاہیے تاہم سطور ذیل میں چند ایک تاریخ ساز کارنامے پیش کیے جاتے ہیں:

☆ تحریک قیام پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے مسلمان نوجوانوں پر مشتمل ''نیشنل گارڈ'' تنظیم قائم کی۔

☆ خانقاہ رشیدیہ میں ۱۹۴۵ء میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس میں شرکت کی۔

☆ عام انتخابات ۱۹۴۶ء میں میرٹھ ڈویژن سے مسلم لیگ کے امیدوار قومی اسمبلی شہید ملت خان لیاقت علی خان کو کامیاب کروانے کے لیے انتخابی مہم میں کردار ادا کیا۔

☆ پاکستان معرض وجود میں آنے سے کچھ عرصہ پہلے صوبہ سندھ کے معروف روحانی بزرگ حضرت پیر سید صبغۃ اللہ قادری پگاڑو شہید نے حصول آزادی کے لیے انگریز کے خلاف علم جہاد بلند کیا جس کے پاداش میں انگریز نے آپ کو باغی قرار دے کر ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ پیر صاحب کی گدی کو غیر قانونی قرار دے دیا۔ رہائشی مکانات کے نام و نشان مٹا دیئے اور پیر سید مردان علی شاہ المعروف پیر پگاڑا صاحب کو بچپن میں ملک بدر کر کے فرانس پہنچا دیا گیا۔ قیام پاکستان کے بعد پیر صاحب کے لاکھوں عقیدتمندوں اور مریدوں (جن کو عرف عام میں حر مجاہدین کہا جاتا ہے)۔ نے پاکستان سے بیزاری کا اظہار کیا اور اپنے محبوب کی تلاش میں نکل پڑے۔ ایسی صورتحال ملک و ملت کے لیے خطرناک اور کمزوری کا سبب بن سکتی تھی۔ اس صورتحال پر قابو پانے اور استحکام پاکستان

Marfat.com

کے لیے ۱۹۵۲ء کو قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ نے آٹھ علماء پر مشتمل ایک وفد کی قیادت کرتے ہوئے اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان خواجہ نظام الدین سے ملاقات کی اور پیر جو گوٹھ (سندھ) کی گدی بحال کرائی اور حکومتی اثر ورسوخ سے فرانس سے پیر سید مردان علی شاہ المعروف پیر پگاڑا صاحب کو پاکستان میں لایا گیا۔

☆ ۱۹۵۵ء میں سعودی عرب کے حکمران شاہ فیصل ہندوستان آئے تو انھوں نے عام رواج کے مطابق گاندھی کی سمادھی پر پھول چڑھائے۔ ۱۷ر مارچ ۱۹۷۲ء کو وزیر اعظم پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے معروف سوشلسٹ راہنما لینن کی قبر پر پھول چڑھائے۔ دورہ بھارت کے دوران جنرل محمد ضیاء الحق نے رنگون (انڈیا) میں مہاتما بدھ کے مندر پر گھنٹیاں بجائیں جو ایک غیر اسلامی رسم تھی۔ قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ نے ۱۹۵۸ء کو دورہ روس کے دوران سوشلسٹ لیڈر لینن کی سمادھی پر پھول چڑھانے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ آپ واحد غیر ملکی تھے جنھوں نے انکار کیا۔

☆ ۱۹۷۰ء میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام کل پاکستان "سنی کانفرنس" ٹوبہ ٹیک سنگھ منعقد ہوئی جس میں علماء مشائخ اور عوام نے بھرپور ذوق وشوق سے شرکت کی۔ قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ کی کوشش سے مدینہ منورہ سے آپ کے سسر حضرت علامہ مفتی فضل الرحمٰن مدنیؒ خصوصی طور پر پاکستان "سنی کانفرنس" میں شرکت کے لیے آئے، کانفرنس سے عربی زبان میں خطاب کیا جبکہ اُردو ترجمہ امام نورانی صدیقیؒ نے پیش کیا۔

☆ آپ نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر یحییٰ خاں سے ملاقات کی اور ملک کی نازک صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے کرنے کا انھیں مشورہ دیا۔

☆ فوجی افسروں کی موجودگی میں آپ نے یحییٰ خاں کو ڈانٹ پلا دی۔ میز سے شراب اُٹھانے اور آئندہ شراب نوشی سے باز رہنے کی ہدایت کی۔

☆ قومی اسمبلی میں آپ نے خطاب کے دوران جبکہ وزیر اعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو بھی موجود تھے۔ آپ کے پان کھانے پر طنز ہوئی تو آپ نے برملا جواب دیا: پاکستان کھاتا ہوں شراب تو نہیں پیتا۔

☆ پہلی تعارفی ملاقات میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے کہا: اچھا یہ مولانا نورانی ہیں جو حکومت کے کاموں سے کیڑے نکالتے ہیں۔ تو آپ نے بلا تاخیر جواب دیا: حکومت اپنے کاموں میں کیڑے نہ پڑنے دیا کرے تو ہمیں نکالنے کی کیا ضرورت۔

☆ ۱۹۷۰ء میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے سیکولرازم کے تحت روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ لگا کر عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ عام انتخابات میں اکثریت حاصل کر کے بلا مقابلہ وزیر اعظم بننے کا خواب دیکھ کر پاکستان کو نقصان پہنچانے کا سوچنے لگے تو قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ "نظام مصطفیٰ" کا جھنڈا لے کر میدان عمل میں نکل آئے اور بھٹو ازم کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے مقابلے میں وزارتِ عظمیٰ کا الیکشن لڑا اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسلامی اقدار وشعائر اور وطن عزیز کا دفاع کیا۔

☆ ۱۹۷۰ء کی قومی اسمبلی میں امام نورانی صدیقیؒ قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

☆ ۱۹۷۰ء کی قومی اسمبلی کے افتتاحی اجلاس میں تحفظ ختم نبوت اور آئین کو اسلامی بنانے کے لیے آواز بلند کی۔

☆ پارلیمانی لیڈر، قائد حزب اختلاف اور دستور ساز کمیٹی کے رکن ہونے کی حیثیت سے آپ نے تدوین آئین کے لیے ۲۸۰ دفعات اور ۲۰۸ ترامیم پیش کیں اور آخر میں آئین میں پائی جانے والی کمزوریوں پر نوٹ بھی تحریر فرمایا۔

Marfat.com

☆ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے موقعہ پر قادیانیوں کے راہنما مرزا ناصر الدین کو قومی اسمبلی میں لایا گیا تو انھوں نے اپنے مؤقف پیش کرنے کے دوران تحذیر الناس (مصنف مولوی محمد قاسم نانوتوی) اور تقویۃ الایمان (مصنف مولوی محمد اسماعیل دہلوی) کتب کا سہارا لینا چاہا تو امام نورانی صدیقیؒ نے فوراً کہا: ایک عرصہ پہلے ہمارے علماء ان کتب کے مصنفین کو کافر قرار دے چکے ہیں۔ آپ کے اس جواب سے اسمبلی میں سناٹا چھا گیا اور مرزا ناصر الدین اس قدر بدحواس ہوا کہ بار بار پانی پینے کے علاوہ کچھ بھی نہ کر سکا۔

☆ قومی اسمبلی میں بحث کے دوران آپ نے مرزا ناصر الدین کے ۳۶۰ سوالات کے الگ الگ جواب دیے۔

☆ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کرنے کے موقع پر آپ نے قادیانیوں کے لاہوری گروپ اور دوسرے قادیانیوں گروپوں کی طرف سے پچاس لاکھ (ایک روایت کے مطابق ایک کروڑ روپے) کی پیش کش کو ٹھکرا دیا اور فرمایا: اے ظالمو! تمھیں ہمارے سامنے آنے کی جرأت کیسے ہوئی؟ جاؤ یہاں سے نکل جاؤ ہمارا سودا بازارِ مصطفیٰ ﷺ میں ہو چکا ہے۔ اور تمہاری پیش کش ہمارے جوتے کی نوک پر۔ ہمارے جوتے کی نوک تمہاری پیشکش سے زیادہ قیمتی ہے۔

☆ امام نورانی صدیقیؒ کی جدوجہد سے آئین میں مسلمان کی تعریف پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، سربراہ وطن عزیز کا مسلمان ہونا اور اسلامی دفعات کو شامل کیا گیا۔

☆ آپ کی قرارداد ختم نبوت پر حکومت کی طرف سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے نتیجے میں پچاس ہزار قادیانی تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔

☆ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں پارلیمانی لیڈروں کو ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن میں براہِ راست اپنا نقطہ نظر عوام کے سامنے پیش کرنے کی دعوت دی گئی تو امام نورانی صدیقیؒ نے حکومت کو وعدہ خلافیوں، آئینی کمزوریوں اور حکومت کی گمراہ کن پالیسیوں پر جرأت مندانہ تنقید کی اور اپنی طرف سے اصلاحی نقطہ نظر بھی تفصیل سے پیش کیا۔

☆ امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ کی کوششوں سے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کی سند کو حکومت پاکستان نے ایم اے عربی و اسلامیات کے مساوی تسلیم کیا۔ اس سند کے حامل علماء کرام فوج میں اور تعلیمی اداروں میں بھرتی ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کی کوششوں سے ۱۸ رمئی ۱۹۷۳ء بمطابق سرکاری حکمنامہ: P.A.O. 67.73 کے ذریعے مندرجہ ذیل اکتیس (۳۱) مدارس اہل سنت کے فارغ التحصیل علماء وفضلاء کی اسناد کو بھی افواج پاکستان اور سرکاری تعلیمی اداروں میں بھرتی کے لیے منظور کیا گیا:

☆ جامعہ رضویہ مظہر اسلام، فیصل آباد ☆ جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد ☆ جامعہ انوار العلوم عربیہ، ملتان ☆ جامعہ مظہر العلوم، ملتان ☆ جامعہ تجوید القرآن، لاہور ☆ جامعہ نعیمیہ لاہور ☆ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ☆ جامعہ نعمانیہ رضویہ لاہور ☆ جامعہ غوث العلوم، لاہور ☆ دار العلوم حزب الاحناف، لاہور ☆ جامعہ صدیقیہ سراج العلوم، لاہور ☆ جامعہ شمسیہ فیض العلوم، لاہور ☆ جامعہ برکات العلوم، لاہور ☆ جامعہ قدوسیہ، لاہور ☆ دار العلوم فریدیہ، بصیر پور ☆ جامعہ فریدیہ، ساہیوال ☆ جامعہ اشرف المدارس، اوکاڑہ ☆ جامعہ عنائیتیہ، خانیوال ☆ جامعہ نوریہ رضویہ، بھکھی شریف ☆ جامعہ غوثیہ نعیمیہ، گجرات ☆ جامعہ رضویہ سراج العلوم، گوجرانوالہ ☆ جامعہ حنفیہ رضویہ، سیالکوٹ ☆ جامعہ شمس العلوم، سیال شریف ☆ جامعہ محمدیہ غوثیہ، بھیرہ ☆ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، راولپنڈی ☆ جامعہ سراج

Marfat.com

العلوم، خانپور ☆ جمعہ اویسیہ رضویہ، بہاولپور ☆ جامعہ غوثیہ رضویہ، سکھر ☆ جامعہ رکن الاسلام مجددیہ، حیدرآباد ☆ جامعہ غوثیہ، پشاور ☆ جامعہ رحمانیہ رضویہ، ہری پور ہزارہ۔ (محمد سلیم مست: فاتح مرزائیت، ص ۲۷)

☆ ۱۹۷۷ء کو تحریک نظامِ مصطفیٰ چلی تو اس کے روح رواں آپ ہی تھے۔ اس تحریک کا نام تجویز کیا، قیادت کی، اس موقع پر گرفتار کیے گئے اور گرم ترین علاقہ گڑھی خیرو (سندھ) کی ٹوٹی پھوٹی جیل میں رکھے گئے جہاں پانی جیسی بنیادی سہولت سے بھی محروم کیا گیا لیکن آپ نے حکمران طبقہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: نظام مصطفیٰ کے لیے ہم ان سے بھی زیادہ تکالیف اور مشکلات کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہیں۔

☆ جناب صاحبزادہ پیر امن الحسنات شاہ بن پیر محمد کرم شاہ الازہری کے مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ کا مسئلہ حل کروایا۔

☆ صاحبزادہ علامہ ارشد سعید کاظمی صاحب کو صدام یونیورسٹی بغداد میں داخلہ دلوایا۔

☆ ۱۹۷۸ء کو کل پاکستان ''سنی کانفرنس'' ملتان منعقد کر کے فعال کردار ادا کیا اس موقع پر علماء و مشائخ نے متفقہ طور پر آپ کو ''قائد اہل سنت'' کا لقب دیا۔

☆ ۱۹۷۹ء میں جمعیت علمائے پاکستان کے زیر اہتمام کل پاکستان ''میلاد مصطفیٰ کانفرنس''، مصطفیٰ آباد (رائے ونڈ) منعقد کر کے اہل سنت کو متحد اور بیدار کرنے کے لیے کردار ادا کیا۔

☆ کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کے میئر کی طرف سے دیے گئے ایک استقبالیہ میں آپ نے ''اسلام بیسویں صدی کے چیلنج کو قبول کرتا ہے'' کے موضوع پر انگریزی میں خطاب کیا۔ خطاب کے اختتام پر کیپ ٹاؤن کے میئر نے امام نورانی صدیقی کو ''سفیر اسلام'' کا خطاب دیا۔

☆ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے بعد جنرل محمد ضیاء الحق کے، گیارہ سالہ دورِ اقتدار میں بھی آپ واحد لیڈر تھے جو قائد حزب اختلاف کا کردار ادا کرتے رہے۔ مطلق العنان حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق بات کہتے رہے اور اپنی جماعت کا پیغام ''مقامِ مصطفیٰ کا تحفظ اور نظامِ مصطفیٰ کا نفاذ'' گھر گھر پہنچایا۔

☆ جنرل محمد ضیاء الحق کی طرف سے وفاق اور صوبوں میں وزارتوں اور گورنریوں کی پیش کش کو ٹھکرا دیا اور فرمایا: یہ طرزِ عمل ہمارے اسلاف کے طریقہ کے خلاف ہے لہٰذا شب خون مارتا ہوا میں غیر آئینی اور غیر جمہوری حکومت میں شامل نہیں ہو سکتا۔

☆ آپ نے ایشیا کے واحد نمائندہ کی حیثیت سے عراق، ایران جنگ بند کروانے کے لیے اقوامِ متحدہ کے جنرل سیکریٹری سے مذاکرات کیے۔

☆ آپ نے ''حنفی یونیورسٹی بغداد'' کی نصابی کمیٹی کے رکن ہونے کی حیثیت سے یونیورسٹی میں حنفی طلباء کے داخلہ کو یقینی بنانے کے لیے فعال کردار ادا کیا۔

☆ آپ کی جرأت مندانہ، ولولہ انگیز اور بے لوث قیادت میں جمعیت علماء پاکستان (جو ایک پسماندہ تنظیم تصور کی جاتی تھی) چاروں صوبوں میں فعال اور صف اوّل کی سیاسی جماعت بن گئی۔

☆ ورلڈ اسلامک مشن کی طرف سے آپ کی ادارت میں ماہنامہ ''دی مبیج'' کا اجراء ہوا جو کثیر تعداد میں شائع ہوتا رہا اور دُنیا بھر میں اس کی ترسیل مفت کی جاتی تھی۔ علاوہ ازیں دس لاکھ سے زائد مذہبی کتب شائع کروا کر دُنیا میں مفت تقسیم کروائیں۔

☆ ۱۹۹۰ء میں وطن عزیز میں لسانیت اور فرقہ واریت کا طوفان اُمنڈ آیا جس کے نتیجہ میں معزز شہریوں کا جانی و مالی نقصان ہوا اور خانہ جنگی کی فضا قائم ہو گئی جس سے وطن عزیز کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ ایسی صورتحال میں امام نورانیؒ اپنے رفقاء کے ساتھ آگے بڑھے اور مختلف مذہبی جماعتوں پر مشتمل ''ملی یکجہتی کونسل'' کے نام سے تنظیم قائم کی۔ تمام جماعتوں کے سربراہوں کو

Marfat.com

ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے ان میں احساس ذمہ داری کا تصور اُجاگر کیا جس کے سبب عداوت محبت میں، انتقام عفو و درگزر میں اور قتل و غارت امن و آشتی میں تبدیل ہوگئی۔ امام نورانی صدیقی ؒ نے ملت اسلامیہ کو بھولا ہوا سبق پھر یاد دلایا:

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بہ خاکِ کاشغر

☆ عالم کفر (یہودیت وعیسائیت) اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے دیدہ سے جدید حربے اور طریقے استعمال کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں امریکہ اور دیگر غیر اسلامی ممالک مؤثر انداز میں سرپرستی اور مالی امداد کر رہے ہیں۔ عالم کفر کا مقابلہ کرنے اور عالمی سطح پر اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کے لیے امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ نے ۱۹۷۲ء میں ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی اور دنیا بھر میں اس کی شاخیں قائم کر کے امریکہ وغیرہ کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا۔

☆ آپ کی سرپرستی میں دنیا کے ۶۷ ممالک میں اٹھارہ سو (۱۸۰۰) کے لگ بھگ دینی مدارس اور مساجد قائم کی گئیں۔ جن میں لاکھوں طلبا علوم اسلامیہ کی تحصیل میں مصروف عمل ہیں۔

☆ حضرت امام نورانی صدیقیؒ کی سرپرستی میں چالیس (۴۰) سے زائد تنظیمیں دنیا بھر میں سرگرم عمل ہیں۔

یہ تمام نورانی کارنامے کتاب ''شاہ احمد نورانی'' مؤلف مولانا ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی، ''ایک عالم، ایک سیاستدان'' مؤلف سید محمد حفیظ قیصر، مجلّہ ''انوارِ رضا'' از ملک محبوب الرسول قادری، ''گلہائے حسن عقیدت'' از علامہ مہر محمد خان، ہمدم اور ماہنامہ ''کنز الایمان'' لاہور شمارہ مارچ ۲۰۰۴ء ص ۲۰۴ سے ماخوذ ہیں۔ (قصوری)

(سہ ماہی انوارِ رضا، جوہر آباد، قائد اہل سنت نمبر، تاریخ ساز نورانی کارنامے، ص ص ۲۹۹-۳۰۵)

☆☆☆

علامہ شاہ احمد نورانی کی نورانی خدمات

یہی ہے آرزو تعلیمِ قرآن عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے اونچا پرچمِ اسلام ہو جائے

ربّ کائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات کی حیثیت سے تخلیق فرمایا تو جہاں اس کے لیے خورد و نوش کی بے شمار چیزوں کا انتظام فرمایا وہاں اس کی تعلیم و تربیت کا بھی اہتمام فرمایا۔ تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام ہیں جبکہ اس سلسلہ کی آخری کڑی حضور پُرنور، شافع یومِ محشر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ آپؐ نے تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے حوالے سے فرمایا:

خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَه

''تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن کی تعلیم حاصل کی اور (دوسروں کو) اس کی تعلیم دی۔''

بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً ''تم میری طرف سے پہنچا دو اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔''

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ

''عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر ہے۔''

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا لہٰذا آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ اُمتِ محمدیہ کی تعلیم و تربیت اور تبلیغِ اسلام کے فریضہ کی ذمہ داری صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، آئمہ کرام، اغیاث، اقطاب، اولیاء، مجددین اور علماء ربانی پر عائد ہوتی ہے۔ یہ سب لوگ اپنے اپنے ادوار میں ملتِ اسلامیہ کی تعلیم و تربیت اور تبلیغ و تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے، دے رہے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

مجددِ دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلویؒ نے عالمی تبلیغی دورے کے لیے اپنے خلیفہ مجاز مبلغِ اعظم حضرت محمد عبدالعلیم صدیقیؒ (متوفی ۱۹۵۴ء، والدِ گرامی امام شاہ احمد نورانیؒ) کا انتخاب فرمایا اور انہیں عالمی تبلیغی دورے کے لیے روانہ فرمایا۔ علومِ اسلامیہ اور عصری علوم کے جامع ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف زبانوں پر بھی عبور رکھتے تھے۔ انھوں نے یکے بعد دیگرے مختلف ممالک میں تبلیغی دوروں کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کا اندازِ تبلیغ علمی، تحقیقی اور عقلی و منطقی ہونے کے علاوہ مقامی زبان کی ادبی چاشنی سے بھی معمور اور دل نشیں ہوتا۔ مسلم و غیر مسلم سب لوگ دلچسپی سے آپ کا خطاب سننے کے لیے جلسوں میں آتے اور اسلامی افکار و حقائق سے فیض یاب ہوتے۔ غیر مسلم لوگ نورانی خطاب سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے بلکہ بہت سے لوگ اسلام قبول کر لیتے۔

قائدِ ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ مبلغ ابن مبلغ، عظیم باپ کے عظیم بیٹے اور بے شمار خوبیوں اور صلاحیتوں کے مالک تھے۔ آپ حافظِ قرآن تھے، قاریٔ قرآن بھی، عالمِ ربانی تھے مبلغِ اسلام بھی، مفسرِ قرآن تھے، محدثِ زمان بھی، مفتی تھے مدبرِ عوام بھی، انھوں نے اپنی تعلیم مکمل کرتے ہی بیس سال کی عمر میں تبلیغی خدمات انجام دینے کا آغاز کیا جو تا وصال جاری رہا۔ عالمی تبلیغی دوروں کا سلسلہ اپنے والدِ گرامی مبلغِ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقیؒ کے وصال کے بعد ۱۹۵۵ء میں شروع کیا۔

کامیاب عالمی مبلغِ اسلام، ماہر علومِ اسلامیہ، ماہر عصری علوم وفنون، خلوص ومحبت، اعتدال و رواداری کے اوصاف حضرت قائد اہل سنت میں بطور کمال پائے جاتے تھے۔ سطور ذیل میں آپ کی علمی تبلیغی خدمات کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

بیرون ممالک میں مذہبی خدمات کی جھلکیاں: ۱۹۴۶ء میں تحریکِ قیامِ پاکستان کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لیے حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ نے نوجوانوں پر مشتمل ''نیشنل گارڈ'' کے نام سے تنظیم قائم کی۔ اس تنظیم کے ارکان جلسوں اور جلوسوں کا اہتمام کرتے اور مسلم لیگی راہنماؤں کو بحفاظت اسٹیج پر لانے اور واپس گھر چھوڑ کر آنے کی خدمات سرانجام دیتے۔

☆ ۱۹۵۸ء میں آپ علماء ازہر کی دعوت پر مصر تشریف لے گئے۔ عالم اسلام کی عظیم یونیورسٹی ''جامعہ ازہر'' اور دیگر جامعات کا دورہ کیا اور علماء کے مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔ یہ آپ کا پہلا غیر ملکی دورہ تھا۔

☆ ۱۹۵۸ء میں پاکستان میں متعین روسی سفیر اور مفتیٔ اعظم روس مفتی ضیاء الدین بابا خانوف کی خصوصی دعوت پر علماء اہل سنت کے وفد کے ہمراہ روس کا تفصیلی دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران آپ نے غیرتِ ایمانی اور حمیتِ دینی کا عظیم الشان مظاہرہ کیا۔ وہ اس طرح کہ روسی حکومت کی روایت کے مطابق روس کے مشہور قومی لیڈر اور سوشلسٹ راہنما ''لینن'' کی سمادھی پر پھول چڑھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ''ایک کافر کی یادگار پر پھول چڑھانا، اس کی تعظیم کرنا ہے جو ہمارے مذہب میں جائز نہیں۔'' اس دورے کے دوران آپ نے علماء روس اور مسلمانوں کی ممتاز شخصیات سے ملاقاتیں کیں اور تبادلہ خیال کیا۔ مسلمانوں کے اکثریتی علاقہ ''زنجبار'' میں سوشلسٹوں کے خونی انقلاب کی تباہ کاریوں، مسلمانوں پر ڈھائے گئے مظالم، مساجد کی بے حرمتی، اسلامی اقدار و روایات کی پامالی اور مزارات کی توہین وتذلیل کا قریب سے مشاہدہ ومطالعہ کیا۔

☆ ۱۹۵۹ء میں عرب ریاستوں کا طویل خیرسگالی دورہ کیا اور ممتاز علماء وراہنماؤں سے ملاقاتیں کیں اور تبادلہ خیال کیا۔

☆ ۱۹۶۱ء میں سری لنکا اور شمالی افریقہ کا تبلیغی دورہ کیا اور تاریخی

Marfat.com

خدمات انجام دیں۔

☆ ۱۹۶۲ء میں نائیجیریا کے وزیر اعظم احمد ڈبلیو شہید کی خصوصی دعوت پر تین ماہ کا تفصیلی تبلیغی دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران یوگنڈا، ماریشس، کینیا اور صومالیہ میں اجتماعات سے خطاب کیا اور اسلام کا پیغام پہنچایا۔

☆ ۱۹۶۳ء میں ترکی، فرانس، مغربی جرمنی، برطانیہ، چین اور سپین کا تبلیغی دورہ کیا۔

☆ ۱۹۶۴ء میں امریکہ، کینیڈا اور جنوبی امریکہ کا تفصیلی تبلیغی دورہ کیا اور اسلام کی روشنی پھیلائی۔

☆ ۱۹۵۳ء تا ۱۹۶۴ء آپ ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کے جنرل سیکریٹری کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیتے رہے۔

☆ ۱۹۶۸ء میں آپ نے یورپ کا تفصیلی دورہ کیا۔ اس دورہ کے دوران تاریخی خدمت یہ سرانجام دی کہ مشہور قادیانی رسالہ ''اسلامک ریویو، لندن'' کے ایڈیٹر سے ٹرینی ڈاڈ میں چھ گھنٹے تک مناظرہ کر کے شکست فاش دی جس کے نتیجہ میں وہ کتابیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔

☆ ۱۹۶۸ء میں آپ مفتی اعظم فلسطین سیّد امین الحسینی ؒ کے جنرل سیکریٹری بنے اور اسرائیل کے خلاف جہاد میں عملی حصہ لیا۔

☆ ۱۹۶۹ء میں آپ نے قادیانی فتنہ کے خلاف اخباری بیان جاری کیا۔ اسلام کے خلاف قادیانیوں کی سرگرمیوں اور سازشوں کو تفصیل سے بیان کیا اور ملت اسلامیہ کو اس فتنہ کو کچلنے کے لیے بیدار ہونے اور میدانِ عمل میں اُترنے کی دعوت دی۔

☆ ۱۹۷۱ء میں حجاز مقدس (سعودی عرب) اور دیگر عرب ممالک کا تبلیغی دورہ فرمایا۔ اس دورے کا دورانیہ تقریباً ڈیڑھ ماہ تھا۔

☆ ۱۹۷۲ء میں مکہ مکرمہ میں دارارقم کے تاریخی مقام پر ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی جس کے آپ چیئرمین اور علامہ ارشد القادری (انڈیا) جنرل سیکریٹری مقرر ہوئے۔

☆ ۱۹۷۳ء میں آپ نے ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین کی حیثیت سے امریکہ، افریقہ، یورپ، کینیا، برطانیہ، جنوبی امریکہ، کینیڈا، مغربی جرمنی، اسپین، تیونس، لیبیا، الجزائر، مصر، سعودی عرب اور ترکی کا تفصیلی دورہ کیا۔ اس دورے کے دوران تقریباً ایک لاکھ میل کا سفر کیا۔ چھ سو سے زائد تقریریں کیں اور کثیر تعداد غیر مسلموں نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر آپ کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

☆ ۱۹۷۴ء میں بریڈفورڈ (برطانیہ) کے مشہور سینٹ جارجز ہال میں عالمی اسلامی کانفرنس کی صدارت کی۔ اس کانفرنس میں مختلف ممالک سے متعلق پچاس ممتاز علماء جمع ہوئے۔ جنھوں نے متفقہ طور پر آپ کو ورلڈ اسلامک مشن کا صدر منتخب کیا۔ آپ نے چوبیس سے زائد ممالک میں مشن کی شاخیں قائم کیں اور کنوینر مقرر کیے جن میں بھارت، سری لنکا، انڈونیشیا، تنزانیہ، پرتگال، صومالیہ، جنوبی افریقہ، سینی گال، نائیجیریا، مصر، شام، عراق، افغانستان، مغربی جرمنی، فرانس، ہالینڈ، انگلینڈ، امریکہ، سرینام، ارجنٹائن، سعودی عرب، ٹرینی ڈاڈ اور پاکستان شامل ہیں۔ آپ ورلڈ اسلامک مشن کے سربراہ کی حیثیت سے تاحیات خدمات سرانجام دیتے رہے۔ مشن کی شاخوں کو دنیا بھر میں بالخصوص یورپ اور امریکہ میں خوب منظّم و فعال کیا۔

☆ ۱۹۷۸ء میں امام نورانی ؒ نے کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کا دورہ کیا۔ کیپ ٹاؤن کے میئر اور شہریوں کی طرف سے عظیم

Marfat.com

الشان استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا۔ آپ نے اس استقبالیہ میں ''اسلام بیسویں صدی کے چیلنج کو قبول کرتا ہے'' کے موضوع پر انگریزی زبان میں تاریخی خطاب فرمایا۔ جس میں اسلام کی جامعیت، اکملیت اور حقانیت کو خوب واضح فرمایا۔ کیپ ٹاؤن کے میئر نے اپنی جوابی تقریر میں آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا اور ''سفیرِ اسلام'' کا خطاب دیا۔ اس دورے کے دوران ۱۰۵ غیر مسلموں نے آپ کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

☆ ۱۹۷۹ء میں برمنگھم (برطانیہ) میں عظیم الشان ''نظامِ مصطفیٰ ؐ کانفرنس'' میں شرکت کی اور تاریخ ساز خطاب فرمایا۔ برطانیہ کی تاریخ میں یہ مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع تھا جس میں مفتی اعظم قبرص ڈاکٹر رفعت مصطفیٰ اور ترکی کے ڈاکٹر محمد یوجل نے بھی شرکت کی اور خطاب کیا۔

☆ ۱۹۸۰ء میں امریکہ کا دورہ کیا اور امریکہ کے مشہور شہر ''نیویارک'' میں کولمبیا یونیورسٹی کے انٹرنیشنل ہال میں ''اسلام کی ہمہ گیریت'' کے موضوع پر انگریزی میں تاریخی خطاب کیا۔ آپ کے خطاب سے متاثر ہو کر یونیورسٹی کی ایک خاتون پروفیسر نے اسلام قبول کیا۔ نیویارک سے ریاست ٹرینی ڈاڈ کے مسلمانوں کی خواہش پر ٹرینی ڈاڈ ایئرپورٹ پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ کا عظیم الشان استقبال کیا گیا اور ریاست میں عام تعطیل کا اعلان کیا گیا۔ یہاں پچیس دن تک قیام رہا اور چالیس اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ ٹرینی ڈاڈ سے سرینام، آساد اور آئی لینڈ کا دورہ کرتے ہوئے جرمنی گئے جہاں اسلامک سینٹر کی جامع مسجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے انگریزی میں خطاب فرمایا۔ کولمبیا یونیورسٹی میں ''افغانستان میں روسی جارحیت اور افغان مہاجرین'' کے موضوع پر تاریخ ساز خطاب کیا۔

بعدازاں کیلیفورنیا اور لاس اینجلس کا دورہ کیا۔ ورلڈ اسلامک مشن کی چوتھی کانفرنس کی صدارت کی جو پاپ ایڈن ہال ہالینڈ میں منعقد ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں دنیا بھر سے ممتاز علماء اور اسکالرز نے شرکت کی۔ آپ نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا ''ورلڈ اسلامک مشن پوری دنیا میں اسلام کا پیغام پھیلانے اور مسلمانوں کے درمیان باہمی اُخوت استوار کرنے کے لیے وجود میں آیا ہے۔''

☆ ۱۹۸۱ء میں مسلمانوں کی دعوت پر آپ کینیا کے دورے پر روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے مکہ مکرمہ میں عمرہ کی سعادت حاصل کی پھر مدینہ منورہ میں بارگاہِ نبویؐ میں حاضری دی بعدازاں کینیا، ماریشس، جنوبی افریقہ، زمبابوے، ملاوی، جزائر فجی، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، ہانگ کانگ اور سنگاپور کا طویل دورہ کیا جس کا دورانیہ چھ ماہ تھا۔

☆ ۱۹۸۲ء میں امام نورانی ؒ نے ماریشس کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس دورے کے ۴۵ اجتماعات سے خطاب کیا۔ تمام خطابات ریڈیو ماریشس نے براہِ راست نشر کیے۔ دورہ کے اختتام پر علیمیہ مشنری کالج ماریشس کا معائنہ بھی کیا۔

☆ ۱۹۸۳ء میں امام نورانی ؒ نے ڈربن (جنوبی افریقہ) کا دورہ کیا، جہاں عالمی میلادِ مصطفیٰ ؐ کانفرنس'' سے خطاب کیا۔ دارالعلوم علیمیہ رضویہ ڈربن کی عظیم الشان عمارت کا افتتاح کیا۔ حضرت علامہ فضل الرحمٰن مدنی نے سعودی عرب سے شرکت کی۔ کیپ ٹاؤن کے اجتماعات میں آپ نے خصوصی خطاب کیا جس کے نتیجہ میں چار سو (۴۰۰) مرزائیوں نے تائب ہو کر آپ کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے والے خواتین و حضرات کو قرآن پاک اور ترجمہ قرآن ''کنزالایمان'' کے نسخے پیش کیے گئے۔ ہالینڈ کے مشہور شہر ہیگ' جہاں انٹرنیشنل کورٹس

Marfat.com

آف جسٹس کا دفتر بھی ہے، کے پاس کالج فار مسلم اسکالرز کا افتتاح کیا۔ ہالینڈ کے ایک ماہ کے دورے کے دوران سینکڑوں اجتماعات جن میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے، خطاب کیا۔ یہاں بھی بہت سے قادیانیوں اور عیسائیوں نے تائب ہوکر آپ کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کیا۔ وہاں سے لندن گئے اور وہاں برلن ہال میں عظیم الشان اجتماع سے تاریخ ساز خطاب کیا۔ بعدازاں وکٹوریہ پارک مانچسٹر، اسلامک لرننگ سینٹر ایڈی لیڈ، اسلامک کونسل آف برطانیہ اور آکسفورڈ میں مختلف پروگراموں اور اجتماعات سے خطاب کیا۔ خطابات سے متاثر ہوکر مسلمان ہونے والے خواتین و حضرات کے آپ نے اسلامی نام تجویز فرمائے۔

☆ ۱۹۸۴ء میں حضرت قائد اہل سنتؒ نے ماریشس کا تبلیغی دورہ کیا جہاں کثیر تعداد غیر مسلموں نے آپ کے دست اقدس پر اسلام قبل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اجمیر شریف میں حاضری کی غرض سے براستہ بمبئی واپس تشریف لائے۔ بمبئی ایئرپورٹ پر پانچ دن انتظار کیا لیکن ہندوستانی حکومت نے اجازت نہ دی۔ اسی سال آپ نے برطانیہ کا بھی دورہ کیا جہاں چھ تاریخی مساجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆ ۱۹۸۵ء میں ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ کے زیراہتمام ویمبلے ہال، لندن میں عظیم الشان ''حجاز کانفرنس'' منعقد ہوئی جس میں مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے چار ہزار علماء و مشائخ اوراکابر نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں اہم شخصیات میں سے نبیرہ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں الازہری، علامہ ارشد القادری، سید آل مجتبیٰ اجمیری، علامہ ابو طاہر علاء الدین گیلانی، مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خاں نیازی، پیر سید برکات احمد شاہ آف جلال پور، صاحبزادہ فیاض الحسن سجادہ نشین حضرت سلطان باہوؒ، پیر معروف حسین نوشاہی، پروفیسر غلام سیدین، علامہ ڈاکٹر محمد احمد بداوی (مصر)، صاحبزادہ عتیق الرحمٰن فیض پوری (آزاد کشمیر)، اور علامہ سید ہاشم رفاعی (کویت) وغیرہم نے شرکت کی اور خطاب کیا۔ اس کانفرنس کی صدارت ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین، قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ نے کی۔ آپ نے اپنے صدارتی خطاب میں سعودی حکومت پر زبردست تنقید کی اور مطالبہ کیا کہ ہر مسلمان کو اپنے عقیدے کے مطابق حجازِ مقدس میں رہنے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ حجاز مقدس میں رہنے والے سنی مسلمانوں کا محفلِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ منعقد کرنے، دلائل الخیرات شریف کا وظیفہ پڑھنے اور کنزالایمان کا مطالعہ کرنے کے باعث حجازِ مقدس سے اخراج کی پالیسی سعودی حکومت کو ترک کرنی چاہیے۔

اسی سال آپ نے ایمسٹرڈیم (ہالینڈ) میں تاریخی ''جامع مسجد طیبہ'' کی تکمیل پر افتتاح کیا۔ یہ یورپ کی پہلی مسجد ہے جس میں باقاعدہ پانچ وقت لاؤڈ اسپیکر میں اذان اور جمعۃ المبارک کا خطبہ ہوتا ہے۔

اسی سال آپ نے حکومتِ سری لنکا کی خصوصی دعوت پر سری لنکا کا تبلیغی دورہ کیا جس کا دورانیہ دو ہفتے تھا۔

☆ ۱۹۸۶ء میں آپ نے برطانیہ، ہالینڈ اور ماریشس کا تبلیغی دورہ کیا۔ اسی سال ایران عراق جنگ بند کرانے کی غرض سے ورلڈ علماء کانفرنس کی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کرنے کے لیے عراق گئے۔ اسی سال فرانس، جرمنی، برطانیہ، جنوبی افریقہ اور کینیا کا طویل دورہ کیا۔

☆ ۱۹۸۷ء میں ہالینڈ کا تبلیغی دورہ کیا جہاں ایک عظیم الشان و تاریخی مسجد کا افتتاح کیا اور کئی اجتماعات سے خطاب کیا۔

Marfat.com

وزارتِ اوقاف، عراق کی خصوصی دعوت پر عراق کا تبلیغی دورہ کیا۔ لیبیا میں ''بین الاقوامی اسلامی کانفرنس'' میں شرکت کی اور ایران عراق جنگ بندی کے حوالے سے کرنل نذافی سے ملاقات کی۔ علاوہ ازیں اسی سال یورپ اور برطانیہ وغیرہ ممالک کا بھی تبلیغی دورہ کیا۔

☆ ۱۹۸۸ء میں آپ نے برطانیہ کا تبلیغی دورہ کیا اور وہاں جامع مسجد لسٹر کا سنگ بنیاد رکھا جو بیس لاکھ پونڈ سے پانچ سال کے عرصے میں مکمل ہوئی۔

☆ ۱۹۸۹ء میں بھارت کا طویل دورہ کیا۔ جہاں مختلف شہروں میں اجتماعات سے خطاب کیا۔ دارالعلوم علیمیہ احمد آباد میں جلسہ عام کی صدارت کی اور خطاب فرمایا۔ آپ نے اسلام کی حقانیت، جامعیت، اصلاحی، معاشی اور سماجی نظام کے حوالے سے تفصیلی روشنی ڈالی۔ علاوہ ازیں ''ہندومت اور اسلام کا تقابلی جائزہ'' کے موضوع پر بھی مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔ اسی سال آپ نے سوئٹزرلینڈ اور لیبیا کا بھی تبلیغی دورہ کیا۔ علاوہ ازیں ''جامعۃ الازہر'' (مصر) اور مساوات یونیورسٹی کے سینٹ کے اجلاسوں میں رکن کی حیثیت سے شرکت کی۔

☆ ۱۹۹۰ء میں عراقی صدر صدام حسین کی خصوصی دعوت پر ''بین الاقوامی مسلم کانفرنس'' بغداد میں مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی اور تاریخی خطاب فرمایا۔ اپنے خطاب میں عالم اسلام کو درپیش مسائل اور اس کے سدباب کے لیے تجاویز پیش کیں۔

☆ ۱۹۹۳ء میں جب بھارت میں تاریخی ''بابری مسجد'' شہید کی گئی تو حضرت قائد اہل سنتؒ نے اس سانحہ پر سب سے پہلے صدائے احتجاج بلند کی پھر آپ کی تقلید و اعلان پر عالم اسلام سراپا احتجاج بن گیا۔ آپ نے اس موقع پر ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین کی حیثیت سے بھارتی حکومت کو پیش کش کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ: ''ورلڈ اسلامک مشن کو اپنے خرچے پر اسی جگہ مسجد بنانے کی اجازت دی جائے ، ہم ایسی ہی مسجد بنائیں گے جیسی پہلے تھی۔''

☆ ۱۹۹۶ء میں آپ نے ناروے میں عظیم الشان مسجد کا افتتاح کیا جو اس خطے کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ اس طرح دنیا کے آخری کونے میں بھی پرچم اسلام لہرایا اور اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اسی دوران پوپ جان ہال (جو مذہب عیسائیت کے سب سے بڑے رہنما تھے) نے افریقہ کا دورہ کیا اور اعلان کیا کہ: اگلی صدی میں افریقہ کا مکمل مذہب عیسائیت ہوگا'' عالم اسلام سے صرف قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ نے اسے چیلنج کیا اور ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین ہونے کی حیثیت سے علان کیا ''آئندہ صدی میں افریقہ میں عیسائیت نہیں بلکہ اسلام ہی بڑا مذہب ہوگا۔''

آپ ہر سال ربیع الاوّل شریف میں ماریشس جاتے جہاں عید میلا دالنبیؐ کے جلوس کی قیادت فرماتے اور محافلِ میلادِ مصطفیؐ سے خطاب فرماتے۔ وزیراعظم ماریشس نے آپ کے حضور خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ''ربیع الاوّل میں مولانا شاہ احمد نورانی ماریشس تشریف لاتے ہیں تو آپ کا استقبال سربراہِ مملکت کی طرح ہوتا ہے اور ماریشس میں امن وسکون کا سہرا مولانا نورانی کے سر پر ہے۔''

☆ ۲۰۰۳ء میں آپ نے آئرلینڈ کا تبلیغی دورہ کیا۔ اس موقع پر مختلف مقامات پر عظیم الشان کانفرنسوں کی صدارت کی اور خطاب فرمایا۔ اس دورے کا دورانیہ ڈیڑھ ہفتہ تھا۔ یہ آپ کی زندگی کا آخری دورہ تھا۔

(افکار نورانی، ص ۳۰ تا ۳۱، یادوں کے نقوش، ص ۳۰۲-۲۹۸)

Marfat.com

قائدِملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی ؒ نے ورلڈ اسلامک مشن کے چیئرمین ہونے کی حیثیت سے دنیا بھر میں دینی مدارس، مساجد، یونیورسٹیوں اور لائبریریوں کا جال بچھا کر تاریخی اور قابلِ تقلید خدمات انجام دیں۔ آپ کی سرپرستی میں ۱۸۰۰ کے لگ بھگ مرکزی دینی مدارس اور مساجد قائم ہوئیں۔ آپ کی سرپرستی میں چلنے والے ہزاروں اداروں میں سے چند ایک کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ ☆علیمیہ دارالعلوم (ماریشس) ☆علیمیہ اسلامک مشن کالج (ماریشس) ☆مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ، جارج ٹاؤن (امریکہ) ☆آل ملایا مسلم مشنری سوسائٹی (ملائشیا) ☆حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام (ماریشس) ☆ورلڈ اسلامک مشن (ماریشس) ☆حلقہ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام سیلون (سری لنکا) ☆ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن (گیانا) ☆اسلامک مشنریز گلڈ (ساؤتھ امریکہ) ☆حنفی مسلم سرکل، پریسٹن (برطانیہ) ☆دارالعلوم جامعہ مدینۃ الاسلام، ڈین ہاگ (ہالینڈ) ☆دارالعلوم علیمیہ، ضلع بستی (انڈیا) ☆ ورلڈ اسلامک مشن، کراچی (پاکستان)، ☆الصفہ اسلامک یونیورسٹی، لاہور (پاکستان) ☆علیمیہ انسٹیٹیوٹ، کراچی (پاکستان) ☆ورلڈ تبلیغی کالج، گلشن اقبال، کراچی (پاکستان) ☆بابا فرید الدین گنج شکر ویلفیئر ایجوکیشن سوسائٹی (پاکستان) ☆ المرکز الاسلام، لاہور (پاکستان) (محمد امین نورانی، مولانا: عہدِ رواں کی ایک عبقری شخصیت، ص ۱۴۹)

وطن عزیز میں مذہبی خدمات کی جھلکیاں: عالمی سطح پر آپ کی مذہبی و تبلیغی خدمات کی طرح وطن عزیز کے اندر بھی مذہبی خدمات کا ایک طویل سلسلہ ہے، جن کا احاطہ تحریر میں لانا دشوار ہے تاہم آپ کی چند خدمات سطورِ ذیل میں نہایت اختصار کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں:

☆ ۱۹۴۹ء میں آپ اپنی تعلیم مکمل کر کے پاکستان تشریف لائے۔ کچھی میمن مسجد، کراچی میں امامت وخطابت اور درس وتبلیغ کا سلسلہ شروع کیا جو تاحیات جاری رہا۔ پاکستان میں تشریف لاتے ہی آپ نے پہلا اخباری بیان قادیانیوں کے خلاف جاری کیا تھا۔

☆ ۱۹۴۹ء میں جامع مسجد آرام باغ، کراچی میں تین روزہ ''سنی کانفرنس'' منعقد کی جس میں پیر پگارا کو وطن واپس لانے اور ان کی گدی بحال کرنے کا مطالبہ کیا، جس پر حکومت کی طرف سے فوری عمل ہوا۔

☆ ۱۹۵۳ء میں تحریکِ ختم نبوت میں اہم اور فعال کردار ادا کیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

☆ ۱۹۷۰ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل پاکستان ''سنی کانفرنس'' میں فعال کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۰ء میں جمعیت علماء پاکستان کی منشور ساز کمیٹی تشکیل دی گئی جس کا آپ کو چیئرمین منتخب کیا گیا۔ آپ نے جمعیت کے منشور میں مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی اصطلاحات پہلی مرتبہ شامل کیں۔

☆ ۱۹۷۰ء میں ہی مفتیٔ اعظم پاکستان ابوالبرکات حضرت علامہ سیّد احمد شاہ اشرفیؒ امیر حزب الاحناف لاہور کی کوششوں سے جمعیت علماء پاکستان کے تمام گروپ اکٹھے ہوئے تو حضرت امام نورانی ؒ نے مشترکہ سربراہی اجلاس کی صدارت کی اور سب دھڑوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا۔ اسی سال آپ نے سابق صدرِ مملکت مسٹر یحییٰ خاں سے ملاقات کے موقع پر بارعب لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر فرمایا ''شراب خانہ خراب کو یہاں سے ہٹاؤ ورنہ ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔''

☆ ۱۹۷۲ء میں جمعیت علماء پاکستان کے پارلیمانی لیڈر اور رکن قومی اسمبلی کی حیثیت سے قومی اسمبلی کے اجلاس سے

Marfat.com

پہلا خطاب کیا اور اپنے خطاب کے دوران قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا بھرپور مطالبہ کیا۔

☆ ۱۹۷۳ء میں تحریکِ نفاذِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی منزل کو قریب تر کرنے کے لیے قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی جماعتوں پر مشتمل ''متحدہ قومی محاذ'' کے نام سے اتحاد تشکیل دیا جس کے آپ جنرل سیکریٹری جبکہ خان ولی خان صدر مقرر ہوئے۔ آپ نے قائدِ حزب اختلاف کی حیثیت سے مرکزی کردار ادا کیا۔

☆ ۱۹۷۳ء میں آپ آئینی کمیٹی کے رکن منتخب ہوئے اور وطن کو آئینی لحاظ سے ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' کا نام دیا۔

☆ ۱۹۷۳ء کے آئین میں اسلامی دفعات شامل کرنے بلکہ پورے آئین کو اسلامی بنانے کے لیے تاریخی جدوجہد کی۔ صدرِ مملکت، وزیرِاعظم، وفاقی وصوبائی وزراء اور ارکانِ اسمبلی کے لیے اُٹھایا جانے والا حلف نامہ آپ نے تحریر کیا۔

☆ ۱۹۷۳ء کے آئین کے لیے آپ نے دوصد (۲۰۰) سے زائد ترامیم ودفعات مرتب کیں جو مستقل طور پر آئین کا حصہ قرار پائیں۔

☆ ۱۹۷۳ء کے آئین میں سربراہِ مملکت کا مسلمان ہونا اور مسلمان کی جامع مانع تعریف شامل کروائی۔

☆ ۱۹۷۴ء میں چلائی جانے والی ''تحریکِ ختمِ نبوت'' میں آپ نے فعال اور فیصلہ کن کردار ادا کیا۔

☆ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے آپ نے قومی اسمبلی میں قرارداد پیش کی۔ آپ کی جہدِ مسلسل سے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء میں آئینی طور پر حکومت پاکستان کی طرف سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

☆ ۱۹۷۴ء میں ہی حضرت امام نورانی صدیقی ؒ نے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کی سند کو حکومت کی طرف سے ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی کے مساوی تسلیم کروا کر علما کرام پر احسانِ عظیم فرمایا لیکن اس پر عمل درآمد ضیاء الحق کے دور میں ہوا۔

☆ ۱۹۷۷ء میں ''پاکستان قومی اتحاد'' کے نام سے ایک اتحاد قائم ہوا جس کے منشور میں ''نفاذِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ'' کو پہلی ترجیح قرار دیا گیا اور ۱۹۷۷ء میں مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف چلائی جانے والی تحریک کے لیے ''تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ'' کا نام آپ نے تجویز فرمایا تھا۔

☆ ۱۹۷۸ء میں مدینۃ الاولیاء، ملتان میں کل پاکستان ''سنی کانفرنس'' منعقد کر کے آپ نے اہم کردار ادا کیا۔

☆ ۱۹۷۹ء میں ''کل پاکستان میلاد مصطفیٰ ﷺ''، مصطفیٰ آباد (رائے ونڈ) منعقد کر کے تاریخی خدمت انجام دی اور اہل سنت کو اپنے حقوق کے حصول کے لیے بیدار کیا۔ عاشقانِ رسول کریم ﷺ کی مشہورِ زمانہ تنظیم ''دعوتِ اسلامی'' آپ نے قائم فرمائی اور تاحیات اس کی سرپرستی وتہذیب فرماتے رہے۔

☆ ۱۹۸۴ء میں آپ نے ''یارسول اللہ کانفرس'' لاہور میں شرکت فرمائی اور تاریخ ساز خطاب فرمایا۔ سابق صدرِ مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کو سگریٹ نوشی سے آپ نے نجات دلوائی۔

☆ ۱۹۹۵ء میں تمام اسلامی جماعتوں پر مشتمل ''ملی یکجہتی کونسل'' قائم کر کے تمام مکاتبِ فکر کے درمیان پائی جانے والی نفرت، عداوت، کدورت اور بغض وکینہ کو حرفِ غلط کی طرح ختم کر کے باہم شیر وشکر بنا کر وطنِ عزیز میں پائی جانے والی قتل وغارت کی فضا کو ختم کیا۔

☆ ۲۰۰۱ء میں ''ملی یکجہتی کونسل'' کو ''متحدہ مجلس عمل'' کا نام دیا گیا جو تاریخِ پاکستان میں پہلا مذہبی اور سیاسی اتحاد ہے۔

Marfat.com

اس اتحاد نے قائدِ ملت اسلامیہ کی قیادت میں بائیں بازو کی قوتوں کے مقابلے میں ''عام انتخابات'' میں حصہ لیا اور زبردست کامیابی حاصل کی۔ (فیض الرضا نورانی، مولانا: افکارِ نورانی، ص ۳۱)

۶۶ سال تک آپ نے جناح جامع مسجد کراچی، میں رمضان المبارک میں نمازِ تراویح میں قرآن سنانے کی سعادت حاصل کی، لیکن ایک پائی تک نذرانہ وغیرہ وصول نہیں کیا۔

خدمتِ لوح وقلم: قائدِ ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی ؒ نے بھرپور، ہنگامہ خیز اور نہایت مصروفیت سے زندگی گزاری جس کے باعث تصنیف وتالیف کے لیے وقت بہت کم ملا۔ چونکہ آپ قرطاس وقلم کی اہمیت اور افادیت سے خوب واقف تھے اس لیے تحریری میدان میں بھی اپنے موضوع کے لحاظ سے گراں قدر اور قابلِ تحسین خدمات انجام دیں۔ آپ کی تصانیف مبارکہ انگریزی اور اُردو میں ہیں، تصانیف کے نام مع مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہیں:

☆ دی سیل آف پرافٹ (مہرِ نبوت) ....(انگریزی)

آپ نے اس کتاب میں ایک سو سے زائد آیات قرآنی اور تین سو سے زائد احادیث مبارکہ سے عقیدہ ''ختم نبوت'' کو ٹھوس بنیادوں پر ثابت کیا ہے۔ قادیانیوں کی تاویلات اور مغالطوں کا بھی دنداں شکن جواب دیا ہے۔

☆ جیس کرائسٹ ان دی لائٹ آف قرآن (حیات مسیح قرآن کی روشنی میں) ....(انگریزی)

قادیانی لوگ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے ''وفاتِ عیسیٰ ؑ'' کو ثابت کرتے ہیں۔ قائدِ اہلِ سنت ؒ نے اس کتاب میں مضبوط دلائل وشواہد سے ''حیاتِ عیسیٰ ؑ'' کو ثابت کر کے قادیانی عزائم اور ان کے گمراہ کن پروگراموں کے سامنے مضبوط چٹان کی طرح بند باندھ کر تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے۔

☆ جیل کے دن جیل کی راتیں ....(اُردو)

اس کتاب میں آپ نے مشہورِ زمانہ قید کے دوران حکومتی مظالم کی تفصیل اور اپنے نظریہ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی وضاحت کی ہے۔

☆ ترجمہ قرآن وتفسیر ....(انگریزی)

(خلیل احمد رانا، نورانی میاں کی تبلیغی مصروفیات، ص ۳۵)

حضرت امام نورانی ؒ عدم فرصت کی بنا پر اپنی تصانیف کو شائع نہ کرا سکے لیکن آپ کی یہ تصانیف مبارکہ غیر مطبوعہ مسوّدات کی شکل میں محفوظ ہیں۔ کاش ورلڈ اسلامک مشن یا جمعیت علماء پاکستان یا کوئی اور اشاعتی ادارہ ان کتب کی اشاعت کا اہتمام کرے تاکہ یہ علمی ورثہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو سکے۔

علاوہ ازیں امام نورانی ؒ کے ہزاروں خطبات (جو کیسٹوں کی شکل میں موجود ہیں)، بے شمار بیانات (جو اخبارات کے صفحات پر محفوظ ہیں)، مقالات (جو مختلف رسائل میں محفوظ ہیں)، اور سینکڑوں انٹرویوز (جو اخبارات و جرائد کے صفحات کی زینت ہیں) کو جمع کر کے کتابی شکل میں ''افکارِ نورانی'' کے نام سے شائع کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ (یہ علمی سرمایہ بارہ ضخیم جلدوں سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے)۔ کاش آپ کے جانشین حضرت صاحبزادہ شاہ اَنس نورانی، چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن وسرپرست جمعیت علماء پاکستان اس طرف توجہ فرمائی اور یہ عظیم خدمت سرانجام دینے کا اہتمام فرمائیں۔

نشر واشاعت کے حوالے سے خدمات: قائدِ اہلِ سنت امام شاہ احمد نورانی ؒ کی سرپرستی میں سینکڑوں ادارے قائم ہوئے جنہوں نے نشر واشاعت کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ کی سرپرستی میں اور ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام لاکھوں کی تعداد میں مختلف زبانوں میں مذہبی واسلامی کتب شائع کر کے مفت تقسیم کی گئیں۔ آپ کی سرپرستی میں کثیر تعداد میں ماہانہ

Marfat.com

رسائل شائع ہوتے رہے جن میں سے چندایک نام مندرجہ ذیل ہیں:

☆ ماہنامہ الدعوہ: یہ رسالہ انگریزی اور عربی زبان میں آپ کی سرپرستی میں مفکرِ اسلام حضرت سیّد شاہ فرید الحق کی ادارت میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام شائع ہوتا ہے اور اس کی مفت ترسیل کی جاتی ہے۔ اسی پرچے کا ایک انگلش ورژن ''دی مسیج انٹرنیشنل'' کے نام سے شائع ہوتا ہے۔

☆ ماہنامہ الجمعیۃ: یہ رسالہ آپ کی سرپرستی میں اور جمعیت علماء پاکستان کے شعبہ نشر واشاعت کے زیر اہتمام لاہور سے شائع ہوتا تھا۔ اس پرچہ میں آپ کے اہم خطبات اور پیغامات شائع کیے جاتے تھے۔

☆ ماہنامہ احوال وآثار: یہ رسالہ آپ کی سرپرستی میں محمود قادری کی ادارت میں لاہور سے شائع ہوتا رہا۔ اس رسالہ نے آپ کے افکار اور خدمات کی اشاعت کے حوالے سے اہم کردار ادا کیا۔

☆ ماہنامہ ترجمانِ اہلِ سنت: یہ رسالہ جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی راہنما علامہ جمیل احمد نعیمی کی ادارت میں کراچی سے شائع ہوتا رہا۔ اس رسالہ نے تحفظِ مقامِ مصطفیٰ، نفاذِ نظامِ مصطفیٰ اور جمعیت علماء پاکستان کی تنظیم واستحکام کے حوالے سے گرانقدر خدمات انجام دیں۔

☆ ہفت روزہ اُفق: یہ رسالہ آپ کی سرپرستی اور جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی راہنما اور ممتاز صحافی جناب ظہور الحسن بھوپالی کی ادارت میں کراچی سے شائع ہوتا رہا۔ اس رسالہ نے افکارِ نورانی کی ترجمانی اور جمعیت علماء پاکستان کے تنظیمی اُمور کے حوالے سے اہم خدمات انجام دیں۔

☆ ندائے اہلِ سنت: یہ رسالہ جمعیت علماء پاکستان کے راہنما جناب قاری زوار بہادر کی ادارت میں لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ اس رسالہ نے مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ، نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور افکارِ نورانی کی ترجمانی کا حق ادا کیا۔

☆ ماہنامہ لانبی بعدی: یہ رسالہ آپ کی سرپرستی اور محمد افضل رشید نقشبندی صاحب کی ادارت میں لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ جو تحفظِ ختمِ نبوت اور تحفظِ مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے قابل تقلید خدمات انجام دے رہا ہے۔

عالمی علمی اداروں میں رُکنیت: قائدملتِ اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی ''بہت سے عالمی تعلیمی اداروں کے رُکن کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیتے رہے۔ اس سلسلے میں آپ نے یوں فرمایا: بغداد شریف میں سیّدنا امام اعظمؓ سے منسوب ایک کالج ہے ''کلیۃ الشرعیۃ الاعظمیۃ'' عام طور پر ''کلیہ اعظمیہ'' کہا جاتا ہے۔ یہاں سے علماء تربیت پاتے ہیں، میں اس کا رُکن ہوں۔ ایک یونیورسٹی ہے ''جامعہ صدام الاسلامیہ'' کی سینٹ یعنی انتظامی کمیٹی کے ۲۵ رُکن ہیں جن میں ۱۲؍ارکان باہر کے ہیں، ان میں سے ایک میں ہوں۔ بھارت کے ممبر ابوالحسن ندوی ہیں۔ ان کے علاوہ مصر، افریقہ اور امریکہ سے بھی کچھ حضرات اس کے رکن ہیں۔ لیبیا میں ایک کالج کا نام ''الدعوت الاسلامیہ'' ہے۔ اس کا بھی ممبر ہوں۔ قاہرہ کے ''جامعہ ازہر'' کا میں تین برس رکن رہا۔ دوسرا انتخاب عمل میں آسکتا تھا مگر میں نے خود اس کا رکن بننا قبول نہ کیا کیونکہ ''جامعہ ازہر'' کے سرکاری علماء نے مقامی علماء کی مرضی کے خلاف خلیج کی جنگ میں عراق کے خلاف فتویٰ دیا تھا۔ میں نے ان کے ساتھ چلنے سے انکار کردیا اور لکھ کر بھیج دیا کہ میرا نام اب اس ادارے کے ارکان میں پیش نہ کیا جائے، ورنہ میں چاہتا تو کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔''

(فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکارِ نورانی، ص ۲۸۲)

بین الاقوامی یونیورسٹیوں میں لیکچرز: امام نورانی نے بہت سی بین الاقوامی یونیورسٹیوں میں تاریخ ساز لیکچرز دیئے جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: ☆ کیلی فورنیا یونیورسٹی، امریکہ ☆ بین الاقوامی یونیورسٹی، نیویارک ☆ آکسفورڈ یونیورسٹی، برطانیہ۔

Marfat.com

تکمیل مقاصد: مبلغ اعظم ابن مبلغ اعظم، عظیم باپ کے عظیم بیٹے اور جانشین ہونے کی حیثیت سے آپ نے عالمی سطح پر اپنی تبلیغی سرگرمیوں کے جو اہداف و مقاصد متعین کیے تھے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ اسلام کی حقانیت اور اس کا پیغامِ امن و سلامتی دنیا کے تمام انسانوں تک پہنچانا۔

☆ اسلام کے خلاف عیسائی راہنماؤں کی مذموم تحریک اور ناپاک عزائم کا عالمی سطح پر سدباب کرنا تاکہ مسلمانوں کا ایمان محفوظ ہو سکے۔

☆ قادیانی فتنہ کی عالمی سطح پر سرکوبی کرنا اور اسے کچلنا تاکہ دوبارہ سر اُٹھا کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک کوشش نہ کرسکیں۔

الحمدللہ! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنایت سے حضرت امام نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ان تمام مقاصد میں بطریقہ احسن کامیاب ہوئے۔ آپ نے تقریباً نصف صدی تک عالمی سطح پر تبلیغی خدمات انجام دے کر دنیا بھر میں اسلام کی شمع فروزاں کی اور مستقل بنیادوں پر اسلام کا نورانی پرچم بلند کیا جو کبھی سرنگوں نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(سہ ماہی انوار رضا، جوہر آباد، قائد اہل سنت نمبر، امام نورانی کی مذہبی خدمات، ص ص ۱۳۸-۱۵۵)

☆☆☆

علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی

بن مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

''جماعت اہل سنت کے بانی خطیب اعظم حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا 32واں سالانہ دو روزہ مرکزی عرس مبارک جامع مسجد گل زارِ حبیب، گلستانِ اوکاڑوی (سولجر بازار) کراچی میں حسب سابق ماہِ رجب کی تیسری جمعرات و جمعہ بمطابق 7 اور 8 مئی 2015ء مولانا کوکب اوکاڑوی اکادمی (العالمی) اور گل زارِ حبیب ٹرسٹ کے زیر اہتمام والہانہ عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ ان کی ذات کثیر الصفات اور ان کی خدمات کثیر الجہات تھیں۔ ان کی شاہکار تصنیف ''ذکر جمیل'' آج بھی عشق رسول میں مستغرق کر دیتی ہے۔

اجتماع میں ایصالِ ثواب کرتے ہوئے :

☆ سڑسٹھ ہزار (67,000) قرآن کریم

☆ اڑتیس لاکھ (38,00,000) قرآنی سورتیں

☆ چار لاکھ اُنیس ہزار پانچ سو (4,19,500) قرآنی آیات

☆ ستائیس کروڑ (27,000,000) دُرود شریف

☆ دو کروڑ (2,00,00,000) کلمہ طیبہ اور

☆ 64 لاکھ (64,00,000) مختلف متعدد اَوراد و اذکار کے وِرد، اَن گنت طواف، عمرے، نوافل اور نیکیوں کا ہدیہ پیش کیا گیا۔

عقیدت مندوں نے ایصالِ ثواب کے لیے مکہ مکرمہ میں عمرہ و طواف کیے اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی فاتحہ خوانی کی۔ ایصالِ ثواب میں مجلس خواتین گل زارِ حبیب کا حصہ نمایاں تھا۔ اختتامی دُعا علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی نے کی۔ جمعہ 8 مئی 2015ء کو دنیا بھر کے 43 ممالک میں عقیدت و احترام سے مساجد و مراکزِ اہلسنّت میں سالانہ عالمی یومِ خطیب اعظم منایا گیا اور اجتماعی طور پر ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ خوانی ہوئی۔ جموں اور کشمیر میں بھی 100 سے زیادہ مقامات پر ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کشمیر کے سیّد خورشید شاہ کے زیر اہتمام سالانہ عالمی یومِ خطیب اعظم منایا گیا۔ برطانیہ میں بھی 200 مساجد و مراکز میں یومِ خطیب اعظم منایا گیا۔

(الخطیب، کتابی سلسلہ، یادگاری مجلہ (33واں سالانہ عرس مبارک)، مولانا اوکاڑوی اکادمی العالمی، گلزارِ حبیب ٹرسٹ کراچی، ص 6-7)

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونی کے کامیاب دورۂ حجاز پر قائد اعظم کی مبارک باد

اخبار وحدت سکندری (رحیم یار خان) نمبر ۱۳ جلد ۸

مطبوعہ ۱۲ مئی ۱۹۴۷ء

قائد اعظم سے حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کی ملاقات

وحدت سکندری کے رپورٹر کی اطلاع ہے

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کی تشریف آوری پر ۳ مئی کو حضرت ممدوح نے قائد اعظم سے وقت لیا ... ملاقات کا سلسلہ جاری رہا جس میں پاکستان ... پر تبادلۂ خیالات ہوا۔ قائد اعظم نے مولانا ... کو یقین دلایا کہ ... ہوں کہ پاکستان کا دستور ... اسلام و قرآن کریم کے مطابق ہوگا ... اور ہمیں ... ایک وقت ... تسلیم کرے گی۔

قائد اعظم نے حضرت مولانا کی ان خدمات پر جو آپ نے عرب و حجاز میں انجام فرمائیں مبارکباد دی ... حضرت مولانا ... کی حضرت پیر صاحب ... کی تشریف ... کراچی ... کریں گے۔

پاکستان بن کر رہے گا

حالات کا پورے صبر سے انتظار کرنا چاہیے

حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کا بیان

مرسلہ: رپورٹر وحدت سکندری

میں دیکھ رہا ہوں کہ مسلم لیگ ... کے فیصلہ جات معلوم کرنے کے لیے ... مسلمانان ہند کو اپنی تنظیم جاری رکھنا چاہیے ... اور پورے صبر و ہمت کے ساتھ وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔ انشاء اللہ وہ وقت قریب آ چکا ہے ... قائد کی کامیاب سیاست و وکالت کے بہترین نتائج دیکھیں گے۔ الحمد للہ کہ قائد ملت ... مسٹر محمد علی جناح ... معاملات ... ہیں۔ مجھے ... یہ امر باعث مسرت ہے کہ ... دستور ... قرآنی نظام ... ملاقات ... سیاسی ... خیالات کیا اور میں اس ملاقات میں ... قائد اعظم نے ... کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ ... اسلام ایک مکمل قانون کا نام ہے جس میں دین و دنیا کا تمام نظام موجود ہے ... ضرورت نہیں کہ ہم ... یا مغربی ... قوانین کی تقلید کریں ... مستقبل ... قرآنی و سنت کے مطابق ... فرمایا۔

دنیا کے مالک کے سپوتوں کا اسلام اور اس کے قوانین پر عمل کرنے کے لیے ایک ماحول پیدا ہوتا ہے۔

میں نے ... دیکھا کہ مسٹر جناح ... اسلامی و قرآنی سیاسیات کے علم بردار ... ان کے حیات و عادات میں اسلامی ... کا رنگ غالب آ رہا ہے ... ہم ... کہ اسلام ... میں آ کر اسلامی حکومت کریں ... کے نظام میں رہ کر ہر قربانی کے لیے تیار رہیں ...

(دستخط حضرت مولانا) فقیر محمد عبدالحامد قادری بدایونی ... ۳ مئی ۱۹۴۷ء

پانڈامیں سنی کانفرنس کا پاکستانی اجلاس

۳ مئی ۱۹۴۷ء ... بعد نماز ... ایک اجلاس ہوا ... پاکستان کے حصول کا عملی پروگرام ... اسلامی ... کی تیاری ... سنی کانفرنس کی کامیابی ... جدوجہد کا اعلان ... مسلمانوں کے لیے ... سیاسی اتحاد ... پاس ہوئی۔

پانڈامیں عرس سرکار امانت رحمۃ اللہ علیہ

۲۸-۲۹-۳۰ مئی ۱۹۴۷ء مطابق ۶-۷-۸ رجب ... کو شان تیاری سے ہوگا جس میں متعدد علماء و مشائخ ... تشریف لا رہے ... حضرت امانت ... اور ... سے فائدہ اٹھانے کے لیے اور ... فیوض و برکات روحانی سے ... مقصود کو پورا فرمانے کے لیے تشریف لائیں۔

(ایم فل مقالہ "تحریک پاکستان میں مولانا عبدالحامد بدایونی کا کردار" از محمد اجمل بھٹی رضوی، صفحہ 154، شعبہ تاریخ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور)

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا خصوصی انٹرویو

سرحد میں سرخ پوشوں کا زور کس طرح ٹوٹا

سوال نمبرا: آپ کے خیال میں برصغیر میں مسلمانوں کی تحریک آزادی کا مقصد کیا تھا اور کیا قیام پاکستان سے وہ مقصد پورا ہو گیا؟

جواب: برصغیر میں مسلمانوں کی تحریک کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو مذہبی سیاسی اقتصادی اور معاشرتی آزادی حاصل ہو ان کی سیاسی اور خارجی پالیسی اس قدر آزاد ہو کہ غیر ممالک اس میں مداخلت نہ کر سکیں مسلمانوں کا معاشرہ اخلاقی اور مذہبی اعتبار سے اتنا بلند ہو کہ اس کی قدریں قرآن و حدیث کی قدروں سے متحد ہوں قیام پاکستان سے منزل کی راہیں تو متعین ہو گئیں مگر مقصد ابھی پورا نہیں ہوا جن اصولوں کے لئے ہندو مسلم جنگ کا آغاز ہوا تھا وہ تا ہنوز تشنہ ہیں قیام پاکستان کے ذریعے بعض مبادیات تو پورے ہو گئے لیکن اغراض کلیتاً پوری نہیں ہوئیں۔

سوال نمبر۲: ۱۹۴۰ء میں لاہور میں منعقد ہونے والا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس کن حضرات کی تحریک پر منعقد ہوا اور ان میں کون لوگ پیش پیش تھے؟

جواب: ۱۹۴۰ء میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس پنجاب صوبائی مسلم لیگ کی درخواست اور خان لیاقت علی خان اور ملک برکت علی مرحوم کی تحریک پر لاہور میں ہونا طے پایا تھا۔ اجلاس میں نواب اسمٰعیل خان، علمائے بدایوں اور علمائے فرنگی محل خاص طور پر پیش پیش تھے۔

سوال نمبر۳: اس اجلاس کے موقع پر آپ کے احساسات اور جذبات کیا تھے؟

جواب: اس اجلاس کے موقع پر ہندوستان کے مسلم اقلیتی صوبوں کے رہنماؤں کی طرح میرے بھی یہی جذبات تھے کہ قیام پاکستان کے ذریعے مسلمان آزاد ہو کر اپنے معاشرہ کو اسلامی بنا سکیں گے اور پوری آزادی کے ساتھ پاکستان میں کتاب و سنت کے مطابق عمل درآمد ہو گا۔ ہمیں احساس تھا کہ قیام پاکستان سے مسلم اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کو ظاہری طور پر کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ لیکن مسلم اکثریتی صوبوں کے مسلمان ہندو غلبہ سے نجات حاصل کر سکیں گے۔ لاہور میں جو قرارداد منظور ہوئی اس میں ''پاکستان'' کا لفظ نہیں تھا۔ لیکن اجلاس لاہور سے بہت پہلے کراچی میں مسلم لیگ کا جو اجلاس ہوا تھا اور جس میں مرحوم سر شیخ عبداللہ ہارون اور شیخ عبدالمجید سندھی نے نمایاں حصہ لیا تھا اس میں ''پاکستان'' کا لفظ پہلی مرتبہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے لیا جا چکا تھا۔ بعد قرارداد لاہور کا نام ہی قرارداد پاکستان پڑ گیا۔

سوال نمبر۴: اس اجلاس میں، یا اجلاس کے موقع پر پیش آنے والا کوئی ایسا واقعہ بتائیے جس نے آپ کو متاثر کیا ہو اور اب تک آپ کو یاد ہو؟

جواب: اجلاس لاہور کی دو باتیں ایسی تھیں جنہوں نے مجھے بڑا متاثر کیا تھا۔ اول مسلم اقلیتی صوبوں کے رہنماؤں کا جذبہ ایثار و قربانی دوم نواب بہادر یار جنگ مرحوم کی وہ یادگار تقریر جس نے

Marfat.com

خواص اور عوام دونوں میں جدوجہد کے لئے ایسا جذبہ ابھارا کہ چند ہی مہینوں میں ہندوستان کا گوشہ گوشہ قیام پاکستان کے مطالبہ سے گونج اٹھا تھا۔

سوال نمبر ۵: قرارداد پاکستان کی لاہور میں منظوری کے بعد مخالفین کا ردعمل کیا تھا؟

جواب: قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد سے مسلم لیگ اور پاکستان کی مخالفت نے اس قدر زور پکڑا تھا کہ برصغیر کے ہر شہر قصبہ گاؤں بلکہ ہر گلی کوچے میں مباحثوں کا آغاز ہوگیا تھا۔ انگریزوں اور ہندوؤں کے علاوہ خود مسلمانوں میں مختلف طبقوں کی طرف سے پاکستان کی زبردست مخالفت کی گئی۔ ان میں پنجاب کی مجلس احرار، سرحد کی سرخ پوشوں کی تنظیم، مسلم لیگ سے نکل کر کانگریس میں شریک ہوجانے والے دیوبندی علماء پیش پیش تھے۔ ان سب کا گٹھ جوڑ ہوگیا اور جمعیت علمائے ہند ان سب کو لے کر مسلم لیگ کے مقابلے پر آگئی اور برصغیر میں باقاعدہ کھلی جنگ شروع کردی عمومی اور خصوصی اجلاسوں میں مسلم لیگ اور پاکستان کی شدت سے مخالفت کی جانے لگی۔ علماء اور مشائخ نے جو مسلم لیگ کے ساتھ تھے اس یلغار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور جب آگے چل کر عام انتخابات کا مرحلہ آیا، تو مسلم لیگ کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں۔ اور ہمیں زبردست کامیابی ہوئی، ہماری کس حد تک مخالفت کی گئی اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس زمانہ میں صوبہ سرحد میں کانگریسی خان وزارت قائم تھی اور صوبہ سرحد میں سرخ پوشوں نے ایسی فضا پیدا کردی تھی کہ مسلم لیگی کارکنوں کے قافلے جب تحریک پاکستان کی تبلیغ کے لئے پہنچتے تھے تو ان پر مساجد کے دروازے بند کردیئے جاتے تھے، بارہ بارہ چودہ چودہ گھنٹے یہ قافلے بھوکے پیاسے گھومتے اور کام کرتے تھے۔ خود میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ ٹوپی کے مقام پر جب میں علماء اور کارکنوں کے ساتھ پہنچا تو ہمیں مسجد میں گھسنے نہیں دیا گیا، سرخ پوش قائدین اور ان کی قیادت میں جمع ہونے والے ہجوم نے ہم سے پوچھا کہ ہم سرحد کیوں آئے ہیں۔ میں نے کہا آپ مسجد کا دروازہ ہمارے لئے کھولیں اور اپنے میں سے چند افراد مقرر کریں جو ہم سے پاکستان کے بارے میں جس قدر سوال پوچھنا چاہیں پوچھیں ہم تشفی بخش جواب دیں گے۔ چنانچہ اس تجویز پر عمل ہوا۔ مسجد میں بہت بڑا اجتماع ہوا۔ سرخ پوشوں نے جو جو سوال اٹھائے میں نے نہ صرف ان کے اطمینان بخش جواب دیئے بلکہ اور بھی بہت سے سوالات قائم کرکے ان کے جوابات دیئے۔ اس اجتماع کی کامیابی کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ عام انتخابات میں ٹوپی سے مسلم لیگ کو ستر فیصد ووٹ ملے تھے۔ کم و بیش یہی حال تمام صوبہ جات کا تھا۔

سوال نمبر ۶: جب قرارداد پاکستان لاہور میں منظور ہوئی تو کیا اس وقت برصغیر کی تقسیم کا نقشہ آپ کے ذہن میں تھا جس کے مطابق ۱۹۴۷ء میں پاکستان کی حد بندی ہوئی؟

جواب: جی نہیں۔ ہم سمجھتے تھے کہ مغربی پاکستان میں صوبہ سرحد سے دہلی تک کا علاقہ شامل ہوگا۔ اور مشرقی پاکستان میں پورا بنگال اور پورا آسام کا صوبہ شامل ہوگا۔ قائداعظم سے جب کبھی ہماری پاکستان کے نقشے کے بارے میں بات ہوتی تھی تو وہ تفصیلات بتائے بغیر اصولی بات کرتے تھے۔

سوال نمبر ۷: آپ کے خیال میں ریڈکلف ایوارڈ میں پاکستان کے ساتھ کیا کیا ناانصافیاں کی گئیں؟

جواب: پاکستان کے ذریعے ہم برصغیر کو مسلم اکثریت اور ہندو اکثریت کے صوبوں کی گروپ بندی کرنا چاہتے تھے کہ برصغیر کے

Marfat.com

صوبے تقسیم کیے جائیں مگر ۳؍جون کو پاکستان کا مطالبہ اس شکل میں منظور کیا گیا تھا کہ مسلم اکثریتی صوبوں کو مسلم اکثریتی اور ہندو اکثریتی اضلاع کی بنیاد پر تقسیم کر دیا گیا تھا۔ پھر ریڈکلف ایوارڈ میں اس اصول کو بھی نظر انداز کر دیا گیا تھا اور ضلعوں کی تحصیلیں تک تقسیم کر دی گئیں۔ اس طرح مسلمانوں کے ساتھ دو ناانصافیاں ہوئیں۔ اول یہ کہ صوبے تقسیم کیے گئے۔ دوم یہ کہ اضلاع تقسیم کیے گئے۔ ایک اور مصیبت یہ پیش آئی کہ ریڈکلف کمیشن کے سامنے مسلمانوں کا کیس پیش کرنے میں بعض حضرات نے کوتاہی کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جن تحصیلوں پر مسلمانوں کا جائز حق تھا وہ بھی انہیں نہ مل سکیں اور کشمیر تک بھارت کو گزرگاہ میسر آسکی۔

سوال نمبر ۸: آپ کے نزدیک تحریک پاکستان کا سب سے نازک مرحلہ کون سا تھا اور اس کی کیا وجوہ تھیں؟

جواب: تحریک پاکستان کو سب سے زیادہ نازک مرحلہ ۳؍جون ۱۹۴۷ کو پیش آیا تھا۔ مسلمانوں کا مطالبہ اس طرح منظور کیا جا رہا تھا کہ ان کے اکثریتی صوبوں کی تقسیم تجویز کی گئی تھی اور صورت حال یہ تھی کہ اگر مسلمان یہ حل قبول نہ کرتے تو انگریزوں کی طرف سے اور ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کے مطالبہ کو ماننے کا کوئی امکان نہ تھا۔ یعنی صورت حال یہ تھی کہ یا تو مسلمان صوبوں کی تقسیم کے ساتھ پاکستان پر رضامند ہو جاتے یا پھر مسلم اکثریتی صوبوں کو ہندو اکثریتی صوبوں کے انتداب میں دینے پر راضی ہو جاتے۔ ظاہر ہے کہ یہ بڑی کٹھن منزل تھی۔ چنانچہ مسلم لیگ کے بہت سے زعماء اس کٹے پھٹے پاکستان کے لئے تیار نہ تھے۔ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں اور پھر آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس دہلی میں کئی لیڈروں نے بند کمروں کے جلسوں میں صوبوں کی تقسیم کے اصول پر سخت اعتراضات کیے۔ احتجاج کیے۔ مگر قائداعظم نے مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے دلائل سے مخالفین کو مطمئن کیا اور اس طرح یہ نازک مرحلہ سر ہو گیا۔

سوال نمبر ۹: کہا جاتا ہے کہ قرارداد پاکستان ۱۹۴۰ء کے ذریعہ ''دو مسلم منطقے'' قائم کرنے کی تجویز منظور ہوئی تھی۔ پھر اپریل ۱۹۴۶ء میں اسمبلیوں کے لئے منتخب اراکین کے کنونشن میں جو قرارداد پیش ہوئی اس میں مسلمانوں کے لئے ''ایک خود مختار مملکت'' کے قیام کی تجویز منظور ہوئی آپ کے نزدیک اس کی تاریخی حقیقت کیا ہے؟

جواب: یہ صحیح ہے کہ اجلاس لاہور مارچ ۱۹۴۰ء میں جو قرارداد منظور ہوئی تھی۔ اس میں مسلم اکثریتی منطقوں کے قیام کی تجویز پیش کی گئی تھی۔ یہی نہیں بلکہ اپریل ۱۹۴۱ء میں مدراس کے سالانہ اجلاس میں بھی جو قرارداد منظور ہوئی تھی اس میں ''دو آزاد مملکتوں'' کی اصطلاح تھی لیکن اس اجلاس میں جب پاکستان کو مسلم لیگ کا مقصد قرار دیا گیا تو قرارداد میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی علاقوں کو اکٹھا کر کے مسلمانوں کے آزاد وطن بنائے جائیں گے۔ قائداعظم کی ستمبر ۱۹۴۴ء میں جو گاندھی جی سے خط و کتابت ہوئی تھی اس میں گاندھی جی نے قرارداد لاہور کی وضاحت طلب کرتے ہوئے پوچھا تھا ''کیا دونوں منطقوں میں شامل آزاد ریاستیں'' ایسے یونٹ ہوں گی جن کی کوئی وضاحت نہیں۔'' قائداعظم نے جواب دیا تھا ''نہیں وہ پاکستان کی شریک یونٹ متصور ہوں گی۔'' اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قائداعظم کے ذہن میں دونوں علاقوں پر مشتمل ''ایک پاکستان'' کا تصور تھا اور اسی تصور کو اپریل ۱۹۴۶ء میں اسمبلیوں کے منتخبہ مسلم لیگی اراکین کے کنونشن میں پیش کیا گیا تھا۔''

(ہفت وار ''المدینہ'' کراچی اگست ۱۹۷۱ء)

☆☆☆

Marfat.com

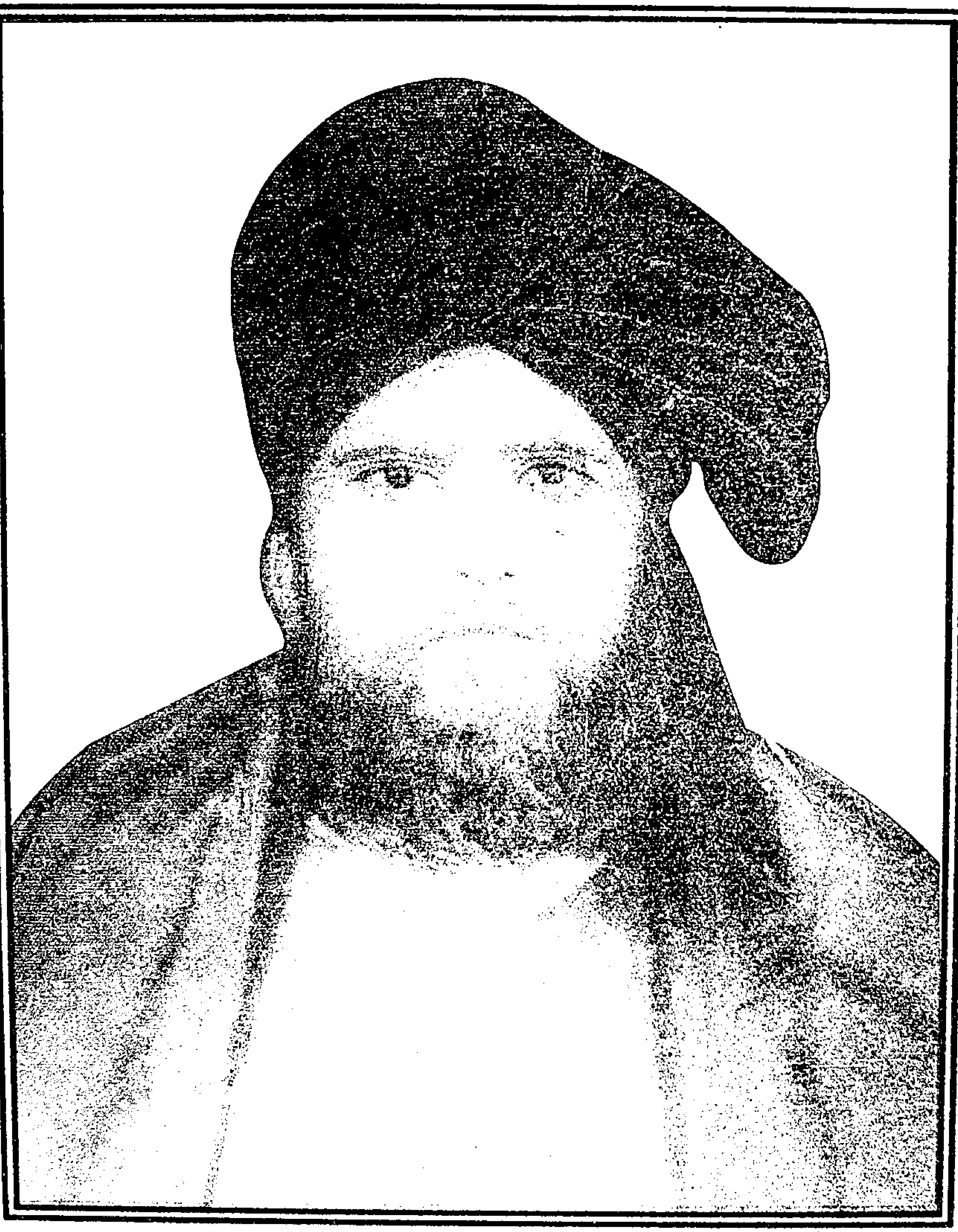

مولانا عبدالماجد بدایونیؒ برادرِ بزرگ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ

Marfat.com

THE PHILOSOPHY OF THE ISLAMIC PRAYERS

Mujahid-e-Millat Hazrat Maulana Shah Muhammad Abdul Hamid Qadri Badayuni

President: Jamia Talemat-e-Islamia, Karachi.
Markazi Jamiyat-e-Olama-e-Pakistan
Member : Islamic Advisory Council, Government of Pakistan.

Marfat.com

All Rights Reserved

FIRST EDITION

Printed JANUARY 1970

Published by

Maulana ABDUL HAMID QADRI BADAUNI

214 PIB Colony, KARACHI.

Printer : M. K. USMANI

Press : Technical Printers

Address : Koocha Haji Usmani, McLeod Road, Karachi.

Phone : 237708

Marfat.com

CONTENTS

PREFACE	5
INTRODUCTION	9
THE PHILOSOPHY OF PRAYERS	10
"The Prayer is being Ushered."The Taharat (Purification)	13
Dress	14
The Covering of Human Body.	14
Facing Towards the Kaba	15
The Commencement of Frayer with the Takbir.	15
The Kneeling, Prostration and standing	17
The Supererogatory and Additional Prayers.	19
A Lesson	19
THE TIME PROGRAMME	20
THE CONGREGATION AND ITS WISDOM.	21
The Importance of Mosques	24
Religion & Politics	25
The Islamic Conquests	28
Zakat: The Poor Tax	34
Fasting and its Reverence	40
HUJJ (Pilgrimage)	41
The Wisdom of Hajj and its formal Performances	42
The End of all Distinctions.	43
The Historic Background of the Holy Land	43
KABA & ITS ROUNDING	44

Marfat.com

CONTENTS

The scene of the Tawaf (Rounding)	45
The Abode in Mina, Arafat and Mazdalplia and the Reasons thereof.	45
The Stay at Muzdalfa	46
The Event about the Sacrifice	46
The Economic Aspect of the Sacrifices	47
Sacrifice and the Poor.	47
The International Status of Hujj	47
Reasons for the stay at Mina	47
The Disruption of the Islamic World	49
THE RETURN FROM THE KABA'	50
The Stay at Medina and Lessons from the Sacred Movements	51
The Grandest Sermons	52
The Return from Madina, the Lighted	55
Instructions for the Olamas and Saints	56
The Duties of Magistrates (& Collectors)	57
The Duties of the Servants.	57
Address to Muslim Public	57
The Final Appeal	59

☆☆☆

Marfat.com

In the Name of God, the Beneficent and Most Merciful. Glory and praise be to His Beneflcient Friend, his descendants and Companions - to all of them.

PREFACE

Islam is the natural religion; we find all sorts of wisdom in its injunctions and prayers. There are some which we have been able to comprehend; there are others whose realities and logic are ordinarily beyond comprehension. But experts of spiritual learnings are fully aware of the depth and realities of them. In this modern age serious efforts are being made to know the truths about material objects. One is plunging down into the oceans to make researches; and there are people anxious to acquire knowledge about the moon and the stars.

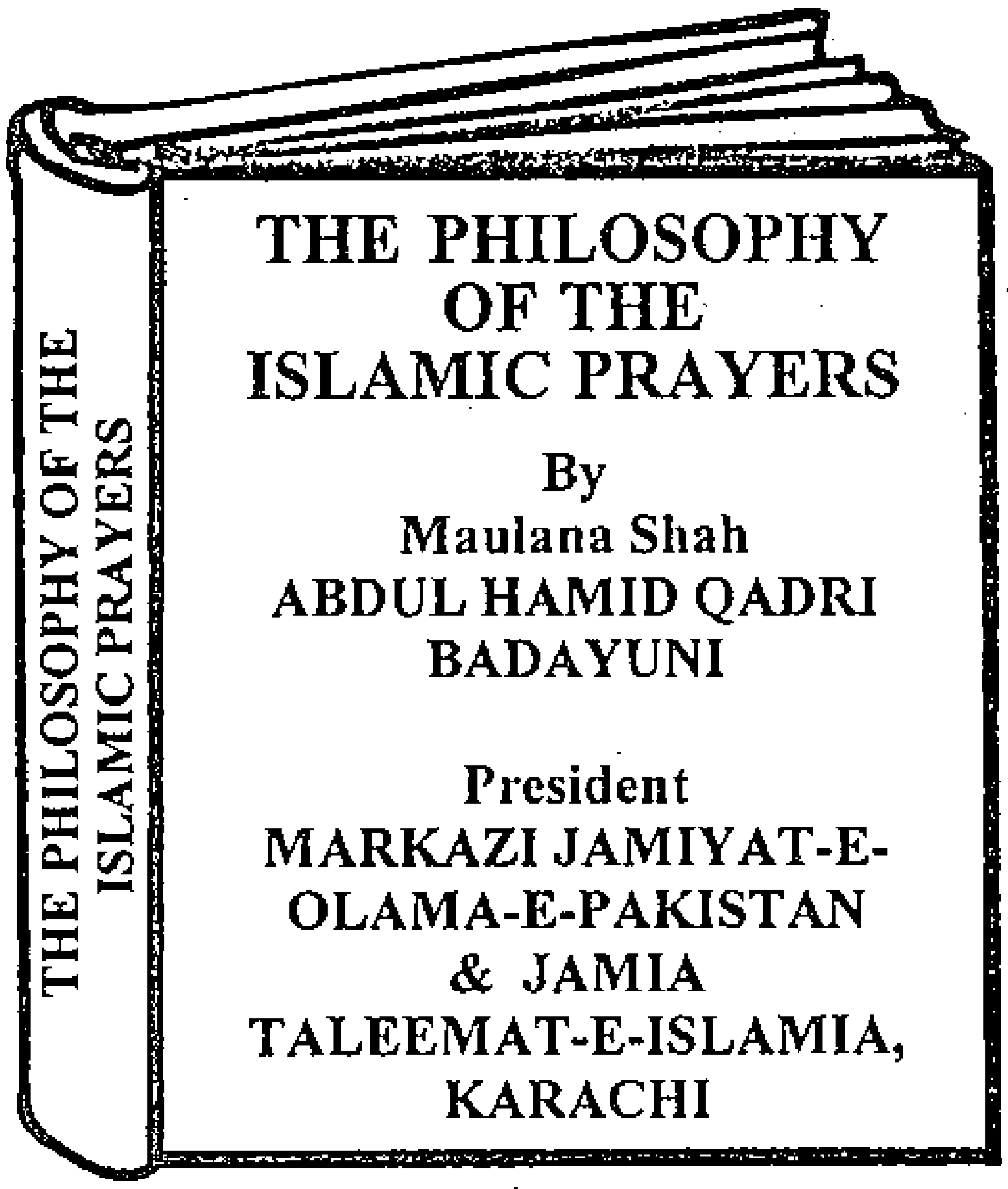

A theory has been established that as long as the realities of unknown matters are not observed by sight, their existence should not be accepted. It is acceptable to believe in the existence of ether (matter). But who created the ether? How was it created? Wherefrom its ingredients come? Who collected them? And who is making it workable according to a system? Ether may not be visible to them; they may not be able to explain its properties and functions; but besides all these, they believe in the existence of ether. But they deny the existence of the God, working up this vast system of the cosmos.

The limitations of space in this brief essay does not afford much philosophical arguments about the eternal existence of God and the unstability of matter although sufficient discussions are found in the elementary books of Logic, and the logicians of Islam have laboured so much in proving the eternal existence of the Almighty and the mullity of matter' that the subject has become stale.

Man, his existence, his creation in mother's his birth, womb out of a drop, his growth in the wound till a specified period; the Universe and its practicies; the green and vegetables, the gardens, the sky, the moon, the sun, and the stars, all working in a system ; flowings of the oceans, the earth and its produce, all these are witnesses to the power of the Creator. If a plank can point out to a manufacturer; a watch is a proof of its maker, then, is not such a big universe a proof for its own Creator?

Now the point worth consideration is to acknowledge the fact after acquiring knowledge and information about the things created; and to refuse to accept palpable truths without knowledge is dark blindness; So long as a particular problem of art or science is not learnt form one who knows it or efforts are made to learn the same in accordance with its rules and regulations., it is not possible to acquire knowledge.

Without following the prescrided laws and principles, even if one spends a life

Marfat.com

over it, it cannot be said that he has acquired the knowledge of all things. Again, there are difference of ideologies in reseaches. One specialist or philosopher defines a certain thing in a particular way, and the other differs from him. Today there is one researched idea, tomorrow it changes. When there is no unanimity in thought and idea, no agreement or oneness in propositions and beliefs, how would it be proper to have faith in such researches.

If education of the Laws of God, is imparted after the attainment of celestial light in the eyes, truth about matters may be obtained as visible as the palm of one's hand. The holy prophets acquired these truthful knowledges from the Holy Presence, and gave instructions in their spiritual schools. Experiments and observations were made and fully explained the truths which people were unable to understand; and what the eyes could not see, were shown after lifting the curtains.

Modern philosophers are running about considering the universe as ethern; but, are running away from the real springs. The entire creation did not come out of ether by itself, rather, the cosmos and its entire system is running under a Creator of the World. Ether and its particles, all are His Creations. He is the Creator of all and Eternal; and the Creatures are perishable. The designed and inventors manufactured certain things, about which it was claimed that they would never perish but the world is seeing that they were trampled. The strongest of productions were shattered to pieces by a slight tremor of the earthquake, ordinary storm of the flood, simple, blast of a hurricane; a thunder of electricity or a current demolishes stron forts, unbreakable mountains ; destroys iron mills; the heavy

currents of a flood and storms teach the following lessons by destroying cities and annihilating population.

"O perishable man, v/ho boasts of his humble strength! You are acquiring knowledge of matters through the wisdom granted by God, but you do not believe in the Creator of the world. One (tremble) of Death puts an end to you. As soon as the soul goes out of your body, you become worthless. Neither your wisdom helped you not your inventions could save you from the clutches of Death; you were trying to contest the earth and the sky, you could not move your hand ; you can't even remove a fly. In your madness to learn the realities of matters, you have reached such a limit that instead of utilising from your inventions and manufactures, you are shedding the blood of human beings. You call yourself civilized, but commit inhuman actions; you are meeting out to human beings, treatments worse than animals."

"O Man! Remember that you would perish ; but the Creator of the world will exi-t. You are proud of kingship and Imperialism ; you have converted yourselves like Pharaoh wishing the world to bow before you and consider you worth worshipping, God had sent you as His Vice-Gerant on the earth so that you might represent Him ; but instead of being the Agent of God. you have converted yourself as God. Today, you are so proud of your material power and government that you consider lawful all your

Marfat.com

oppressions and tyrannies."

"The day is near when the Creator of the Universe, sitting on the throne of his Government, shall declare >

"For whom is today the governance of the Universe! For one God, Almighty."

So, O Man! Adopt deliberation. Don't forget God. No doubt the Universe has been created for you, but your existence is also intended for somebody else; think and consider! It is not wrong to know the realities of objects created by Nature; in quest of the realities don't go away from the Creator of Universe. The Quran has, in a number of places, invited its readers to think and ponder. It has explained the most difficult of problems by small simple illustrations. It does not oppose inventions and manufactures. Having, said "And has given under your control all that is found in the sky and the earth," it has invited the utilisation of the earth and the sky by the exercise of human powers. But this does not mean, that in his enthusiasm for the conquest, Man should become God-forgetting; rather, it is his duty that he should believe in the existence of God in-as-much as he acquires the knowledge of the truths about matters and things. There are wisdoms in the injuctions of God and truths concealed therein, the only condition being that one should take up the work with an intelligent mind a correct thinking.

This essay was compiled, not in any comfortable residence, but in a jail, far from the city and family, where even pen and paper etc. arc supervised and watched; and even the writing is scrutinised. The writer, and his friends, Huzrat Maulana Syed Abdul Hasnat Saheb Quadri and other learned men (olamas) were imprisoned in connection with the dispute regarding the Khatme-Nabu-wat and Tahafuz - Namus-e-Resalut (i.e., the belief concerning the closure of Prophethood and security of the prestige of the Prophet). We lived like nomads, sometimes in one jail and sometime in another, at Karachi, Hyderabad, Sukkur and Lahore. This life afforded us great solace; and by His grace, we spent our times in communion with God and commemoration with the Prophet, (peace be upon Him). Thank God that this grace was conferred upon us for the third time in our struggle to preserve the honour of the Prophet and save Islam against atheism and infidelity. It was a matter of great solace to spend all our days, and hours in communion, prayers and religious practices.

Sometimes, when we were allowed to sit together after breakfast or otherwise, we discussed learned problems and politics. Maulana Syed Abdul Hasnat Ouadri commenced to recite translations from the Quran and its commentaries. The .present writer studied books and compiled articles and treaties.

During the nights when thoughts were diverted towards the sepulcher of His Holiness Ghause-Azam (may God be pleased with him) or to Medina in the Court of the Prophet, (peace be upon him), even the sand of the shoes of jail guards or wardens were distressing and the writer un-eventually used.

With great joy the hours are passed in Selflessness, O Ameer!

بڑے مزے سے گزرتی ہے بے خودی میں امیر

Marfat.com

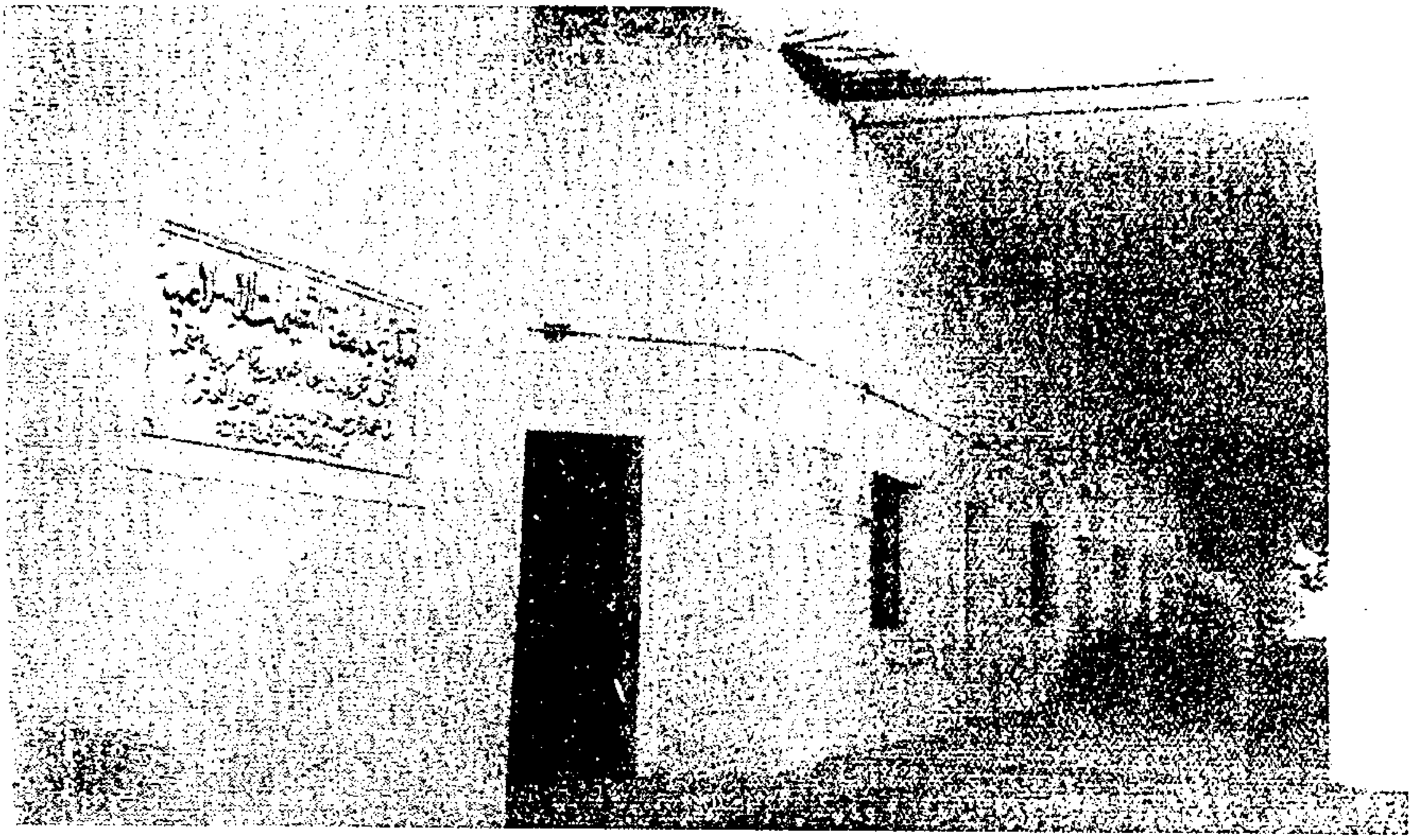

Library and rooms of the Jamia-Taleemat-e-Islamia.

Shaikh Abdul Aziz Mubarak and Shaikh Mohammad Bin Abdul Latif at the premises of the Jamia. Mr. Azad Bin Haider first from right side. (16th September, 1968)

Marfat.com

May not God show me the day when I come to my senses!

خداوہ دن نہ دکھائے جو ہشیار ہوں میں

The Goal, which is a place for the confinement of the criminals, is nevertheless, the best place for acquiring for loftiness of positions and tranquility of communions. In short, the writer was busy all the time in the prisons of Karachi, Sukkur and Lahore, in reading and writing so much so that greater pleasure were felt in the observance of sacred eleventh day (of the birth of Hazrat Gaus-e-Azam) and the holy twel-veth day (of the birth of Prophet, peace be upon him); althongh some of our friends differed in certain matters from regularly the Urs, Neaz, and Salam etc. Maulana Ataulla Shah always attended our assemblies, recited Salams, and partook of the Fateha meals.

The publication of the treaties could be completed after six years. The English translation of the book is being published on behalf of the Jamia-Talimat-e-Islamia, Karachi. The author is very thankful to Maulvi Syed Mohammad Mujtaba Bihari, who has rendered it into English with great care and deligence ; and has further collaborated with the author. Although he has grown sufficiently old, but as far as religious zeal is concerned, he far outstrips the youth. May God grant him the reward for this labour; and the honour of popular welcome to this humble compilation.

"The Jamia-Talimat-e-Islamia", is a missionary institution which provides students who along with Islam, have sufficient knowledge about other religions, and may be capable of presenting holy Islam in the English and the French language. Buildings have been constructed for the preliminary works, and Quaris and teachers from Egypt and Pakistan have commenced the teaching works. The Jamia provides all the necessities of the pupils. If God pleases, different books and tracts would be published on behalf of this institution.

Faqir Muhammad Hamid Qadri Badayuni

(Original was printed Badayuni with type material in 1970 and the same has been computerized in 2016.

All efforts have been made in proof reading but human being can err. Please Excuse. Please also note that the matter has not been edited to maintain the original matter.)

Azad Bin Haider, Advocate?

☆☆☆

INTRODUCTION

Jamia Talimat-e-Islamia is an educational Institution, wherein besides ancient Arts and Sciences, instructions are given in modern arts and sciences as well. Different world languages are also taught ; and world religions are also studied. Special attention will be given to writing, and debates. A comparative study of religions also will be arranged.

Twenty buildings of this University have been completed. Ten rooms have been already constructed for teaching classes, wherein every room has the capacity for seating sixty boys. A Library has been built wherein four thousand books gifted by the Government of Egypt

Marfat.com

have been provided. Eight rooms have been constructed for the students' boarding homes. There is one hall wnerein one hundred boys can dine together, at one time. Three languages are ready for foreign teachers. A splendid gate has also been constructed.

Four lacs cf rupees have already been spent on these buildings. The Government of Pakistan has exempted the Jamia from taxes. Students living in the boarding are provided with breakfast and meals. There is a good arrangment for water and light. Similarly all sorts of amenities have been provided for the teachers. Students are given scholarships as well. The Jamia has been visited by the renowned and learned olamas and leaders of Hijaz, Syria, Egypt, Lybia, Palestine, Iraque and Kuwait, Iran, Turkey, Russia and China. A deputation of Jamia has also toured these countries. The Govern-ment of Pakistan, Kuwait, Saudi Arabia, Iraque, Egypt and Nigeria have contributed valuable amounts, whereby the buildings for the Jamia have been constructed. The Jamia now needs considerable assistance for teaching the ancient and modern sciences and philosophies and for running the various departments,

It is expected that the capitalist personages will pay their immediate attention towards this object.

(Maulana) Abdul Hamid
Quadri Badayuni
Chairman
JAMIA TALIMAT-E-ISLAMIA KARACHI.

THE PHILOSOPHY OF PRAYERS

Prayer makes the "Self" of Man civilized. It produces virtuous habit by discarding the vicious manners. For the time being, (as long as he offers prayer) man turns towards his Creator, after cleansing away the world and its pleasures from his mind. As a king's pleasure revives the life of a courtier or servant, and with the good-will of the Sovereign, he acquires higher positions, so, prayer is the profession of the servitude of man, the ways of acquiring nearness to God and provision for the goodwill of God. He will be honoured in accordance with his nearness to God there would be exhilaration in his heart; a change will occur in his heart on account of the shedding of bright rays over his heart. His eyes would be able to see what were not visible to him, so far. Now he will not only have the knowledge about the realities of matters, rather, he will be able to dive deep into, the Creator's shedding lectures and occurs of truths; curtains will be drawn up ; and he would witness and study the Creator and created with the uncovered inner brightness. He will have faith in the existence of God in consonance with his practices of prayer. Having annihilated his "Self", he will become aware of the secrets of Godhood, and would be united with God.

Prayers may be made both in the privacy or publicly. As Islam begets collectivism among its followers, so, it has ordained its followers to offer the compulsory prayers in congregation, and the additional ones in Privacy. The

Marfat.com

additional prayers have been enjoined to compensate the deficits, if any, in the compulsory prayers.

The Call is made for the Prayer (Azan) to offer the prayers in congregation the crier announces accordingly

"O ye who are engrossed in the worldly business! Come, leaving all your works, towards God; the Great and Noble, who is the Greatest having no partner; come towards Him ; He provides all your wants. Mohammad, the Prophet of God is the guide towards him. He is the intercessor between man and God. Heshowed us all the way to righteousness. On account of him (i.e., his teachings) our ills were removed."

Again this announcer, reminding the benefits and proofs of prayer, proclaims:

"Your happiness and prosperity lies in the fact that your come towards God. But remember that humility should be cast from every movement of your body. The tongue should affirm that 'O Lord, we, shameful sinners, what ever we might be, are yours ' (humble servants); our prayers are for Thou and simply for Thou Thou art our sole Object."

The Announcer has finished his call for peace and prosperity. Those present in the Court (i.e. mosque), imagining the. mightiness of the Holy Presence, were filled with awe and exclaiming 'There is no power or strength save with God', believe that they won't -reach His Presence unless helped by Him. How should they offer their respects to the King ? What strength there is to appear in His Court ?

Having heard the Call, they begin to murmur slowly :-"O My God! grant this perfect Call for prayer, and Mohammad (peace be upon him), the intercessor, high grace and if lofty position. Let Mohammad (peace be upon him) occupy the place of the praised one, as You have promised. Let us enjoy - his intercession. Thou does not against promise."

In short, this was a supplication offered before the Holy Presence in a manner of extacy. Prayer, and before it the Call for prayer, are the proclamations of the Unity of God and expression -of repugnance from idolatory and infidelism. There is neither the rore of the trumpet, nor the tinklings of the bells, nor. whistles, nor brasses; neither it is an invitation in the name of Trinity ; nor, demonstrations of Fire or Star worshippings. Rather, it is Unity, pure Unity, whereupon all Muslims gather; and this is the manner of their prayer.Fortunate were those who came to this invitation, leaving all their businesses; appeared saying "I am present" ! Unfortunate are -those-- who stuck to their post like stones. There was ' a' - time when' our Call for the prayers used to shake the hearts of the satans and infidels? ; and this music commencing from, the Kaba, would reach the throne of God !

The sound of the Call vibrates in the atmosphere. It points to the world that it is the time of prayer for the Unitarians, The heart of the world shudders from these calls; Specially, when the Stars are twinkling and the moonlight be overtopping the skirts-.of the night; the graceful time of the morn, when the melodious birds chant the musics of the Unity : and if, any one sings the musical song of Unity in the Hejazi (Arabic) tune, then this-music overcomes all other musics and hearts begin to throb.

Marfat.com

Lunch in honour of Hazrat Shaikh Sayyad Ahmad Ismail Kiftaru,
Mufti-e-Azam Syria. (11th February, 1966)

Al-Haaj Maulana Ibrahim Khushtar Being garlanded at a lunchin his honour at the office of the Markazi Jamiyyatul Olama-e-Pakistan. (8th May, 1969)

Marfat.com

After this Call, the Announcer proclaims another one to say that all those present have been asked to appear (before God) and so they should stand in a file. The Imam (Leader of the Prayer) now comes to usher you all in the Court of the One. As soon as the Imam comes forward, the Crier, having placed the file in order, speaks out.

"The Prayer is being Ushered."

The Taharat (Purification).

Those who have to attend in the Courts of worldly kings, take baths, before their appearance; wash their mouths, hands, and faces; perfume their bodies with it's (Scents) ; and put on beautiful, clean and elegant dress. When all possible cleanness and polish is done, they start for the Court-de-Royal. Notwithstanding, they suspect if there be anything unworthy in appearance. Accordingly, to appear in the Court of the One who is the Creator of all that is created, and holder of all powers, it is incumbent that one should wash and purify all the parts of his body.

In the body of man, hands come first, which would be stretched forward. During the commission of Sins, the hands are polluted first. So, it has been ordained that the dirtiness and sinfulness; of the hands, should be first washed out with the water of Unity and covenanted that these hands would never again be stretched against the Will of God. After hands, the tongue would be engaged in communion with God, hence, it should be clean of any pollution or stink. It is the tongue which expresses sharpness. Words of infidelity are spoken out of it; it commits lying and back-biting ; after disrupting mutual relationships, it turns the friend into foe. Thefaithful into a revolter, the oppressed into oppressor; and the innocent, a prisoner of oppression and tyranny. This tongue, by adventing dishonesty and fraud, creates disturbances and disagreements in the system of the Universe. It is, therefore, essential that before moving it in the Holy Presence of the True Lord, its sinfulness should be removed and it should be told that, there are certain fixed manners of decorum for the Gourt to be in commune accordingly. There would be occasions to smell the flowers of the garden of Unity (of God), it has been made compulsory to wash the nostrils so that it may now smell the perfume that may exhilerate the mind and the heart, and remove all the dirts and filths.

The face has to be presented before the Court of the True Lord, therefore it becomes essential to remove its dirts and filths. Eyes were formed to imbibe the vision of the True Love ; but to what ugly scenes this eye was lifted up ! Turning away from all sins, this eye now wants to be filled up with the all pervading rays of the Almighty. Hence, all its past sins have been washed by water, and it has been made able to see the lustre of the Absolute Beauty.

When the eye falls on any object, the hands stretch out. Bribe is taken with it; theft is committed ; it assaults the chastity of woman; instead of drinking the bowl of the Unity (of God), it takes up the glass of wine ; it commits acts, immoral and shameful for humanity. This is the past of the body whose elbows are stretched out for begging before the object of love ;

Marfat.com

therefore, it became essential that the elbows be washed fully of the sins, so that no sin be committed again.

At the time of appearance while it is confirmed with the tongue, it has to be declared by a bow of the head as well. It is the head which is filled with raw materials. To a portion of this . head, which is called the brain and wherein different sorts of re-volting whims and degenerating thoughts are gathered, it has been ordained to massage. As ordinarily, no special disobedience is com-mitted by the head, so a moderate order has been given.

Foot is the lowest part of the body. It is this part of the body which is involved in sinful acts and all sorts of evil doings. They are moved towards sins. Upon them, one has to stand steadfastly during the prayer. When the prominent parts of the body have been washed and purified, then the last and the lowest part Was washed of the sins, so that it may, after discarding the wrong path, tread upon the straight way.

This is the short description of the various factors of the Islamic Purification which is undoubtedly better and nobler than the purifications practiced by other nations and cults. Some nations consider it a part of prayer to take a bath in the morning, and point it as an example of purification. No doubt, bathing removes the dirts of the body and fatigue ; creates freshness. But Islam ordains to wash the parts of the body, five times from morn till night. Besides ablution, it enjoins bathings (on fixed and proper occasions).

Dress

Amongst as (Muslims), besides the purity of the body, it is' essential that the dress and the place of worship should also be clean (and pure). If the body is purified, but there is pollution on the dress, the prayer will not be accepted ; if the dress is pure but the place of worship is polluted, even then, the prayer would be inadmissible.

Amongst the Hindus, it is essential, on the occasions of Hawan (i.e. the lighting of the sacred fire) or other prayers, to sprinkle "Gau-Mitter" (the urine of the cow) and besmear with the cow-deng. But here, (in Islam) not even in minimum pollution is allowed. There, (i.e., amongst the Hindus) no prayer is allowed without the urine or refuse of the cow. The Hindus accept (cows) urine as pure and purifying. Therefore, after this evident difference, consider if there exists amongst any other sect, any example like the Islamic purity and prayer. In the modern civilized age, there is no consideration about impurity and filth; and people are adopting the filthiness of the Christians, leaving aside the Islamic purity.

The Covering of Human Body.

It is essential to cover certain parts of the bodies of male and female persons and keep them under control within certain fixed limits so that they may not create undesirable sensations by their nakedness. If nakedness or nudity be commonly extant, there would be little difference between man and animal. Accordingly as no one possessing wisdom and understanding, prefers general nudity, it

Marfat.com

would be similarly appreciated that while going to appear in the court of a ruler or king, a man should not be naked. If the body would be covered, the animus of the body will remain ^sap-pressed. The religion of Islam has with a view to morality and civility made it incumbent to cover the special parts of the body;so that their sentiments may not b; expressive. They may not-be allowed to irritate ; rather, it has been ordained to keep all these exciting parts under cover. The faithful should appear in the court of his Lord placing full coverings on the particular parts .of his body, so that the presence may be with full ctiquate and respect.

Some nations offer prayers at the time of idol-worship by squatting in the lion-cloth (Langoat) with naked body. But Islam has prescribed the manners of offering prayers with due regard, to modesty and civility. Therefore it is essential amongst us (Muslim) to cover special parts of the body. To cover up certain parts of the body is essential otherwise also besides at the times of prayers. Islam has enjoined every male and female to cover the special parts. According to modern Satanic etiquette, animal like nakedness is growing. In male persons pant was introduced instead of paijamas, and now knicker has been invented instead of pant, which is half-nakedness. Woman, who'was made an embodiment of privacy and secrecy, the Western etiquette has turned her naked so far that she mixes with male persons with open breast in social parties and meetings; and un-covering her ankles and thighs, going men to baths in rivers, streams, and seas putting on a special naked bathing suit. The curse of Wesstern manners are daily increasing vices and sins, which would result in destruction.

Facing Towards the Kaba

The Kings and Emperors of the world fix up a city or abode or place for their special residence and meeting place ; and that place turns into a rendezvous for the visit of the people. Nobody questions why the place was chosen. Everybody goes towards the same place for a meeting.

God the Great, is above the fixation of a place or position of space. The fixing of the direction of the Kaba is for the purposeof producing equanimity of heart for him who prays. If it had been left for the worshipper to turn his face to whatever direction, he willed, then he would not have obtained satisfaction. He would 1 have pondered about the different directions : "forward, backwards. right and left : to which I should face." Only God knows which-direction would have been preferable to him. Therefore, it was necessary to fix up a particular direction. But consider it fully that the Kaba is only a direction for offering prayers to God. The real object is the God of Kaba. If in a journey, the direction of Kaba cannot be determined, then the worshipper after determining himself can offer his prayer facing as he decides.

The Commencement of Frayer with the Takbir.

Every servant in presence of his master, or officer, and every subordinate in the court of a lord, addresses, in accordance with the dignity, in the choicest of words.

Marfat.com

In the Court of the Ruler of rulers, and the Real Lord, a faithful servant, remembering his humbleness and inferiority, and the superiority of God, submits as fallows:-

"O Lord, you are the greatest of all; none as a partner in. year: greatness and dignity."

Raising both of his hands up to the ear, he absolves, himself.of his sins. When the flash of providence glimmers in the moment of Presence before God, then Satans stand in the way saying, we were expelled from the Court, we won't allow you to enter. Seeing,

their devility, they were made to run away by saying "I take refuge in the. God, from the pelted Devil." (A-Uzo-billahe-Menash Shoitanir Rajeem).

When the Satans run away, the worshipper mutters slowly:

"O God, who is beneficent and Merciful, I commence the prayer with your Name. O God, thouart: chaste: thou only art fit for praise: thy name only is worthy of blessing: thouart worthy ofgreatness and dignity : none save thee deserves worship."

When it is found that attention is being offered,' the' faithful,:, servant submits by presenting the bouquet of: Praise and hymm to God:

"O God, Creator of the World! Thou deserve all praise. Thou only art Beneficient and Merciful. Thou art the Lord of the Day of Judgment. I worship thou only. I solicity grace from thou only. Show me the straight Path : the path of those whom Thou hast endowed with gifts: not the ways of those who were damned by Thee and went astray."

For the acceptance of the prayers, they now say "Amen", slowly.

To add a portion from the Quran after the Praise:-

When a patient appears before a physician, he describes the conditions of his disease. The physician prescribes a receipt and asks the patient to use the medicine, and explains the details of its use and abstinence.

Man was suffering from thousands of maladies. He turned towards the True Physician. The physician know, the maladies of the patient without leaving him, and was aware of the causes of the disease. He prescribed first the opening chapter and afterwards added other portions from the Quran, stating that the use of this prescription would cure the disease.

The abstenances :- The physician, considering the conditions of the patient, asks the patient to abstain from the use of articles that aggravate the disease. Abstenance is considered an essential part of treatment. Every patient considers it essential to abstain from the use of forbidden goods.

Believing in the partnership of Godhood, infidelity, voluptuousness, show, vanity, hatred, avaris, felony, falsehood, backbiting, drinking (wine), gambling, adultery and usuary were diseases polluting the soul of man, and corrupting all his manners and behaviour. It was ordained to abstain from all these vices.

Marfat.com

The Kneeling, Prostration and standing.

When the praise & the Quranic-piece were finished, it came to mind that he had been standing with folded hands forsometimes, hence it would be proper to stand bending low his head.Now he bent and began to submit.

"My God is Great and Chaste." The head that does not bend before anybody else, and is superior to all the parts of the body, should also be still lowered before the Lord. Restlessness is growing : no comfort was obtained by standing; neither by bending; now, declaring the greatness of the Lord, the head was placed on His foot. On the sight of the head prostrated, he was honoured and told that the last performance now remains: Sit up and see My Graceful Presence!

Now the lover of God is engrossed in His Vision and while sitting beholds the flash of His Light. Bending every part of his body towards the objective presence, facing the beatitude of His grace, makes his submission as follows:- "All my strength, physical and pecuniary prayers are for them. On uttering so much, it is reminded that Salam (Benediction) should be offered to the prophet whose teaching could bring to this Court of God. But it was said on behalf of God, that beneficence (Salam) would be offered to the prophet of Mercy on behalf of God. The happy tidings of "Peace be upon you, O Prophet" was heard. Hearing the offer of peace upon Our Lord, the heart felt why the prayer for peace may not be offered for all those who are present in this court.

Consequently all were included in the prayer : Peace be upon us. With the generality, some specialty was also required, hence in the prayer "and peace be on the pious servants of God" all pious persons were included.

Unity and Prophet hood are the roots of Faith.

The, again, turned to affirm the maintenance of the real Master and the prophethood of His Messenger and began to submit as follows:-

"I bear witness that there is no God except Thou; and that Muhammad is your servant and Messenger."

A witness was required for this affirmation, so, stretching up a finger of the right hand this affirmation of evidence was made. The finger is therefore called, the finger of Evidence.

Darud Sharif (Benedictions to the Prophet). The flash of presence has been witnessed. Although there is no place for any foreign body, but the Providence did not likethat our appearing in His Court, should present boqueas of Praise and hymn, but his dignified and venerable prophet or those of his children who nevertheless, being included in the above prayer, by general implication, should now be expressively mentioned in the prayer for the supplication of the blessings of God. He began to submit thus:-

"O God! bestow mercy on Muhammad and his progeny as you had blessed Ibrahim, and his children : Thou art the glorified Being."

Gracious God! The progeny of Muhammad has been so much exalted that it has been enjoined to pray for them during sittings on the occasions of the prayer (Namaz). When the function of the

Marfat.com

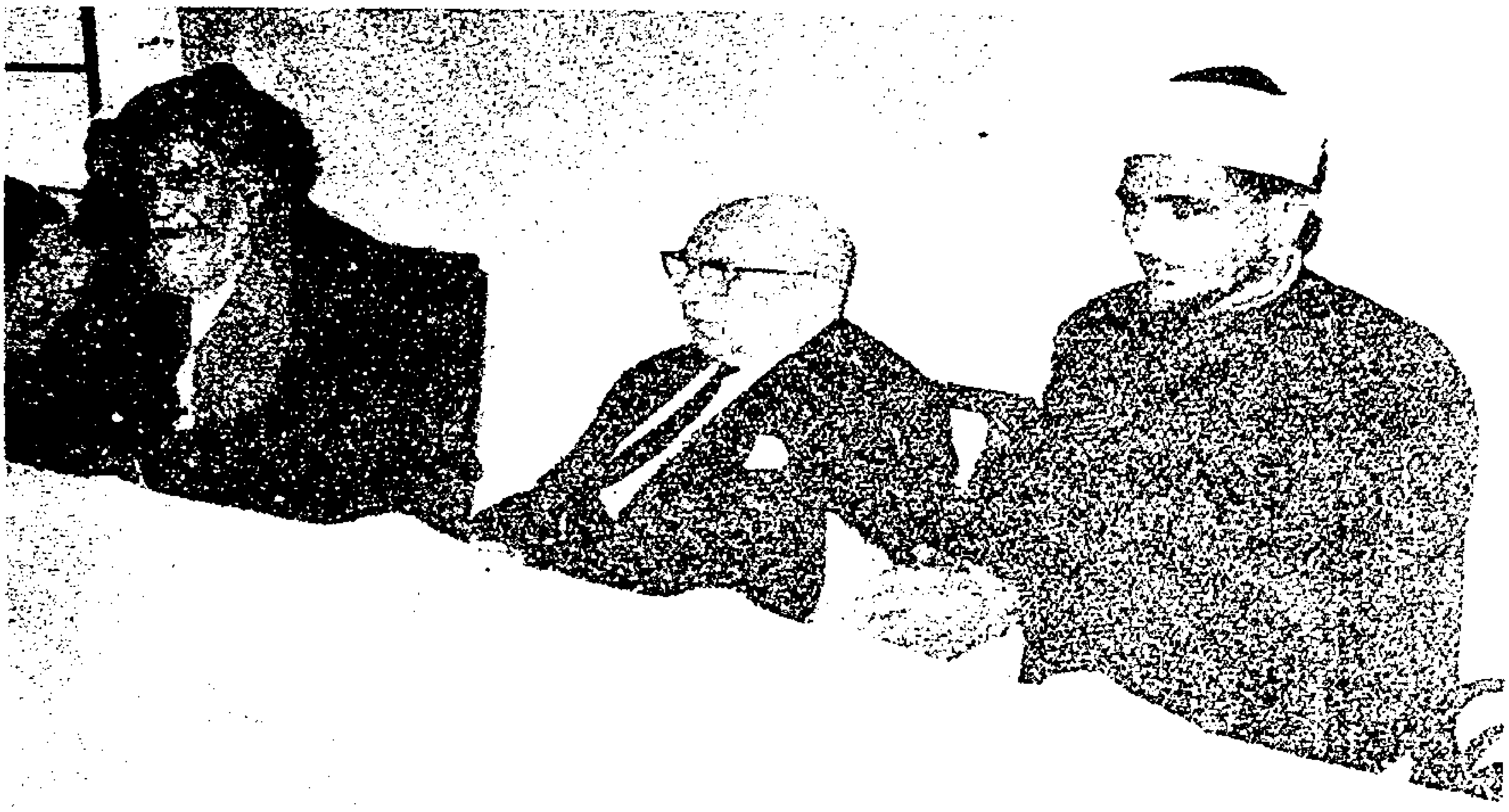

Dr. Nuruddin along with Qari Abdur Rahman at the premises of the Jamia.

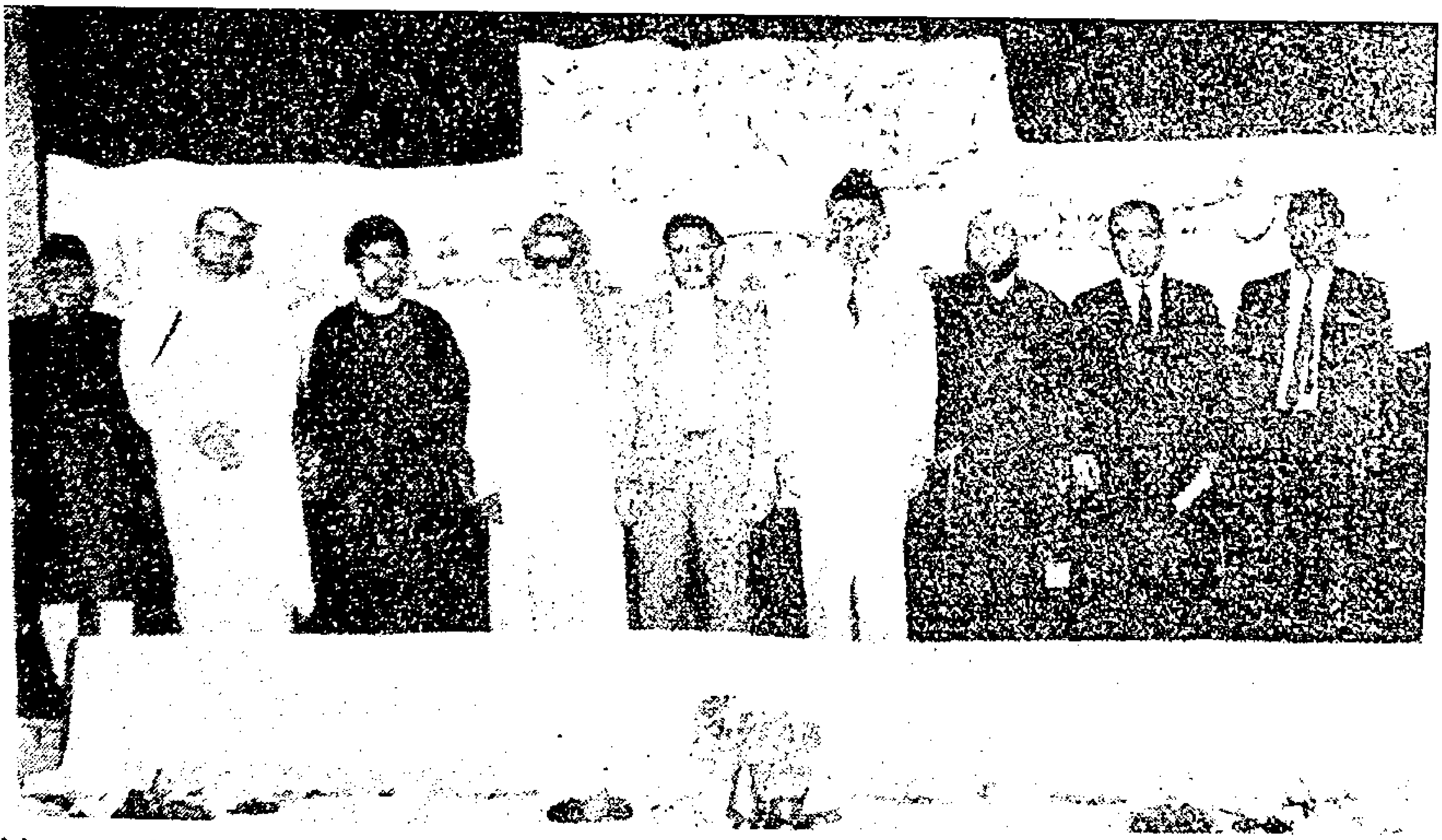

Hazrat Shaikh Abdul Qadir Geelani along with the Iraqian delegation at a joint lunch in their honour at the premises of the Jamia Taleemat-e-Islamia.

(Mr. Azad Bin Haider, First from Right Side)

Marfat.com

prayer was near the end, the worshipper took leave of the court after praying for blessing on the angels that were present and the assembly which he had joined. Before rising he prayed in the following words:-

"O God! Thou art Peace; peace is from Thou and unto Thee. Unto Thou it is to return with Peace. Keep us alive with peace: and even after death, allow us to enter the House of Peace (Paradise). Thou art Beneficent Almighty Being."

The Supererogatory and Additional Prayers.

Besides compulsory prayers, there are certain additional prayers which are called Sunnat and Nafils. If there be any difficiency in the compulsory prayers, it would be removed by offering Sunnat and Nafil. Some of them are insisted upon. Nafil prayers are those which if performed would be compensated, if not performed, there would be no offence or punishment. But there was a pious man, who never in life forg'ot to perform a Sunnat or Nafil prayer.

A Lesson.

In our times, there are Muslims who, what to speak of the Sunnat and the Nafil, have given up even the Compulsory prayers, and run away from worship and other injunctions.

Amongst them, there is one group which is sorry and keeps quiet over it, but there is one hypocrite and heretic section which is in the habit of laughing over prayers. They do not hesitate in standing up before the material emprors or rulers, in bowing their heads before the president of a meeting; in shaking their hands at the time of reception or welcome; or in bowing before a flag of cloth : but to bow the humble head before God is insulting for them. They consider this wealth, power, kingship, nobility and government, a criterion of greatness: and want that people should consider them as their God. The public should not insult them even slightly: should not utter a single word against their dignity. But consider it an insult for themselves to express humility and servitude in presence of God, the Great, who has created them all. Remember affluence and wealth, government and offices alone are not the criterion for progress and greatness. Before God, he is the greatest, most dignified, and noble who fears Him. Accordingly it has been stated in the Quran:-

"The noblest amongst you is the one who fears God most." Therefore, superiority does not depend on wealth or governance; rather, before God, he holds dignity and honour who fears God, most of all. Man has not been sent to the world only for earning his livehood, affluence, wealth or governance; but the purpose of his creation, according to the injuction of God is:

"I have not created the Gin and Man but for service."

Those who occupy the sovereign power must consider themselves as Vice-Regents of God. They should cultivate for themselves manners and qualities suitable for the representatives of God. God is the Lord of the country and Government. Their duty should be, first, to act themselves in accordance with the laws which God has propounded for the

Marfat.com

systems of Government, and afterwards to direct others to tread upon the same paths. If these agents of God do not act according to the order of God, it is the duty of the common people to suspend such factors. If these people hesitate to perform their duties and prayers, make a but of the religious practices and compell people to bow before them or obey their whims.

THE TIME PROGRAMME

Nature has, for the sake of human wants, fixed up a programme of work for man. The night is for rest and relaxation; the day for the provision of necessities, righteous earnings trade and other purposes. Sleep is an illustration of death. It is God only who keeps watch over His servant, the whole night. There is no watchman, guard, or protector of the sleeping one. Consider who protects the sleeping man from dreadful beasts? If an insignificant ant creep into the nostril and bite in the brain, what would be the condition of man. If a harmful insect bite man may come to an end.

Who has arranged for the digestion of all the food that one has taken during the night. Again, the breath which appeared like death; the sense and perception of man which were useless during sleep, who is then who awakens the senses to life. He gets up in the morning and the brain is refreshed. The same quickness of intelligence and flow of brain commenced. The whole night God has showed innumerable gifts and blessings. In due obedience to the above blessings, man should early morning offer two-prayers in thankgiving. The significance of awaking in the early hours is that all duties may be fulfilled in due time.

The Morning Prayer :-To wake up at such a serene moment when the beasts and birds, the grazing cattles and fowls sing their own melodies, whose music saturate the atmosphere which is superceded by the music of the crier for prayers, man should on rising offer prayer to his God, first of all. He should perfume his mind with the fragrance of the morning brease. After offering prayers to God, he should recite some portion of the Quran. He should seek guidance from the Holy Book for his day's business and necessities. He should ponder over the meanings of the Holy Quran. He should imbibe some energy by walking and moving about at such a cool hour; and thereafter, busy himself in work according to a programme.

The morning prayer has been fixed in order to express thanks for the blessing of God and teach punctuality and valueof time. The benefits of the gathering in a mosque in the morning will be discussed under the heading "mosque". Those who are in the habit of rising early in the morning, do all their work punctually. But in modern times, big people commence their morning time in their privy closet at 9 a. m. which serves them as a reading room for the newspaper. Such worshipers of luxury, who do not understand the value of time, may not be in the habit of following the programme of time punctually, why should they expect punctuality from others. However, the morning prayer has been fixed up for commencing the human programme of work with punctuality. The time between morning and midday has been fixed for

Marfat.com

work of necessity.

The Noon Prayer.-The mid-day commenced, food is taken and one rests awhile. As he (i. e., a Musalman) was busy in the worldly affairs from the morn till noon, now after rest, it was necessary, that he should thank God for it, and after offering prayers to the Lord, should again busy himself in worldly business till the evening.

The Afternoon Prayer:-The evening time is such that, being engrossed in his business a man is apt to forget God. Therefore, disconnecting him from the affairs of the world for sometime, he was put to a test whether he is a man worshipping capital wealth, or attends towards praying God. Further, for reasons of health as well, it was essential that after being engaged in business for 3 to 4 hours and getting fatigued and tired, it should be removed by ablution and refreshed and released by standing, sitting, bowing and prostrating before God.

The Evening Prayer:-Having finished the duty of the Afternoon, he (the Muslim) made up his business accounts and examined the day's income and expenditure; having known the additions in his capital and wealth, it was probable that he might have' forgotten God, therefore, after sunset, he offered the Sunset Prayer for the real Lord in expression of thanksgiving for the whole day's blessings and munificience. He returned home and added to his happiness by mixing with his family.

The Night Prayer:-before going to sleep, after fulfilling with success the whole day's programme of work, he appears before the Court of the Lord, and prostrates before him in prayer.

THE CONGREGATION AND ITS WISDOM.

Islam, in the performance of all its duties and prayers, includes and propagates congregational and community life. Congregational prayers have been insisted upon in the same manner as the Community ideas in fasting, Hujj, and the Zakat (poor-tax). Prayers in Congregation is full of innumerable advantages. If you look with a military eye, the Namaz, (Islamic form of prayer) is the picture of the best military discipline. Islam provides directions for each and every department of life. How was it possible for it not to pay attention towards the Military Training.

The Prayer (Namaz) is a spiritual parade, which is compulsory for every sane person, adult, old, King or beggar, five times daily. As a military officer (who is expert in Military Rules) calls the army to parade exercises everyday, so that the army may be aware of the military rules; be well-organized; may not remain idle; be ready to fight all times; and should act on the slightest hint from their officers. If the officer make any mistake, the entire army is affected. Exactly in the same way, for the purpose of the exercise of spiritual parade amongst the Muslims such an officer is selected who is learned in all the rules of the spiritual parade. If he (the leader of the prayer) make any mistakes, the entire army has to offer an additional prostration for the fault, with the Imam (i.e., the Leader).

If this leader commits willful mistakes in godly laws, then the people have the

Marfat.com

Lunch in honour of Shaikh Abdul Aziz Mubarak and Shaikh Mohammad Bin Abdul Latifat the Premises of the Jamia Taleemat-e-Islamia. (16th December 1968)

Molana Abdul Hamid Badayuni is presenting Garland to Dr.Mahmood Hasan Ambassador of UAR, at Jamia Taleemat-e-Islamia Karachi.

Marfat.com

right to suspend him. Before the commencement of the spiritual parade, invitation was given to the army by the Call for the prayer. Now, every one has gathered without distinction. They stand in rows, shoulder to shoulder. The Imam (or Chieftain) stood up in the front. The entire army followed him. The Emperor and the King were made to understand that they considered others degraded because of their wealth and power ; but a person who has unlike you, neither wealth nor riches, but possesses piety, faithfulness and obedience, is better and dignified, and would be made your Leader. All of you shall have to perform the religiousduties, under his command; and you shall have to move on his slight hint or beconing.

Soon as the Imam advanced forward for the spiritual parade, Praise of God was chanted, the Imam and Chief commenced the spiritual training. Dr. Iqbal has presented the scene before the world in the following way:-

If the prayer-time accoured during a fight,
The Hejazi (Arab) nation, facing towards the Kaba,
Kissed the ground;

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

In One file stood up Mahmud (the King) and Ayaz (the slave),
There were neither any slave, nor any master;
The slave, the master, the poor and the rich,all turned into one;
When they reached Thine (i.e. Gods) audience,
all became one

.Although, prayer might have been performed individually, but for a religion which wanted collectivism and organisation in worldly as well as religious programmes, how was it possible for such a religion not to insist upon congregation in prayer. The Nemaz (prayer) is the best picture of discipline whereby the Islamic society is ordained five times every day and night to be bound on one system like the Nemaz (prayer), to collect together on one call; to create in other venues of life, the same order as prevails in the prayer files where not a single person stands outside the line.

The congregational prayer was so much stressed upon that once the Holy Light (Prophet) said, "I wish that I could light a fire and burn those who do not come to the mosque to offer the prayer in congregation."

The congregational prayer was insisted upon so that Muslims I may acquire the habit of collective life as much as possible, and the military spirit may be infused in them.The children should be trained to this spiritual drill and punished if they avoided it.

One of the objects of the collective prayer, besides the prayer to God, is that Muslims should gather together in the mosque, in their colony, and enhance their mutual affection and regard. The Imam (Leader) should give them their daily direction.

Every week, the Friday, was particularly fixed so that the Imam, after surveying the general conditions, should address the nation on important problems: and inform the congregation about the directions received from the Headquarters.

Marfat.com

In his Khutba (i.e. address), the Imam should lay stress on social organisation, and mutual affection. He should inculcate the spirit of struggle for the sacred cause of Islam. Besides the public, he should enjoin upon the government officials and military heads to administer justice and equity; he should further invite the attention towards strengthening the army; and should point out that on no account justice should be allowed to go out of hands. In every single form of the prayer, to stand up, to bow, to prostrate, to sit up and again rise up, are, besides being beneficial to physical health, the best illustration of a parade from the military point of view.

The Wisdom ia fixing up the Times for Prayer.

People were gathered in the mosque for the Morning prayer, so that after recollecting God, people should have an exchange of opinions with respect to the community needs of the colony. Any programme which may be proposed by the Head Quarter, may be commanded for execution. Farther changes in it may be discussed in the gathering at noon.

During a war, it becomes necessary to issue instructions to the army at different times, therefore it was enforced upon to gather three times from midday to the night. Thereby, all the citizens of the town who are members of this spiritual army, receive information, and they offer their advise also during the gathering. There is no need of telephone, nor of the loudspeaker, Neither can these instruments fulfill all the requirements. Undoubtedly one Nemaz, (prayers) and their timing are the best model for the army organisation.

The Importance of Mosques

Mosques are, in reality, the centre of our spiritual, religious, political, educational and military departments, where, Muslim]residing in a city and district gather five times in a day, one in a week and twice in a year ; so that they may be imformed of their political and national problems, in the light of the Book (Quran) and the Traditions of the Prophet.

The development of Muslims began from the mosque. Here ambassadors of foreign countries used to meet. All the treaties with the foreign nations were drafted and discussed in the mosque; herein assemblies of diplomatic personages and public leaders were held which were in fact the parliaments of General Assemblies and of those days. Programmes for the religions were determined here; Islamic conquests were planned and mapped out; and armies fighting thousands of miles away were instructed from this place (the mosques).

The sermons from the pulpits in the mosques resulted in infusing spiritual, life and rousing ambitions to join the jehad (the religious wars of conquest). Teachers and missionaries were sent in each and every part of the world for the purpose of propagating the religion of Islam. Here all the political and national problems were solved. The most delicate problems "of the suffering immigrants which we have not been able to solve in years, were settled in a few sermons.

In short, our development was connected with the mosque But, today, there are the same mosques which are not

Marfat.com

utilised properly. We are eager to furnish well and decorate the mosques; but there is want of sermons creating practical enthusiasm within the worshippers. To day the poor section of the Muslims do appear in the mosques, but the nobles and officials, who hold the sway of the community in their hands live away from the mosques. They have nothing to do with prayers nor have the desire to appear in the mosque. If the eagerness to offer prayer be created in them and they become habituated to appear in the mosque, then while they would obtain the grace of performing the duty of offering prayers, they would be familiar with the common people. They would be aware of the conditions of the general public and the proposals contemplated in the mosques. The people would be impressed by seeing them attending the mosque and would gather in larger numbers.

If the Imams and the Managers of the mosques give their deep attentions to the affairs of the mosques, then undoubtedly mosques would herald fresh revolutions and a new spiritual life amongst the Muslims.

It is a pity that during the long period of 8 years, the department of Religious Affairs could not be established, which could have organised our mosques, providing the best Imams, and sermons, and would have opened other different religious departments. Religions laws may have been promulgated. The strength which ought to have been spent over the organisation of community, is being wasted in mutual strifes, so much so that even the prestige of the. Prophet is . also being wounded. This was the one subject whereupon the religious and secular life of Muslims was dependant and for which Muslims have ever sacrificed their wealth, honour, and everything else.

Religion & Politics

Amongst all the religions of the world, Islam is the religion which has propounded a complete system of Code for every,human aspect of religious or secular lives. There is not a single aspect of .life which Islam does not represent in the most explicit shape. While it teaches moral and spiritual manners, it also presents perfect principles for civil, social, educational, industrial, economic and political problems. It advances with the religion and world, taking both along itself. It does not, like other religions preach asceticism; rather, it directs that whosoever be the Imam or priest of Muslims, must also be their political Leader. When it be the time for delivering a sermon, none should surpass him in performing the service; if occasions arise to display his valour in the battlefield, he may prove to be the greatest of the warriors and if it be required to lead the army, he may be able to perform the duty of a commander of the army.

In the political ideal propounded by Islam, one who is appointed the Khalifa or Head or Head of the Muslim State, will perform all the political duties or business of the Government. The enforcement and execution of political orders, the status of Imamat (or leadership of the prayers), the Department of Justice and the occupation of the spiritual seat, if necessary, all would be represented by him.

At one and the same time he is the

Marfat.com

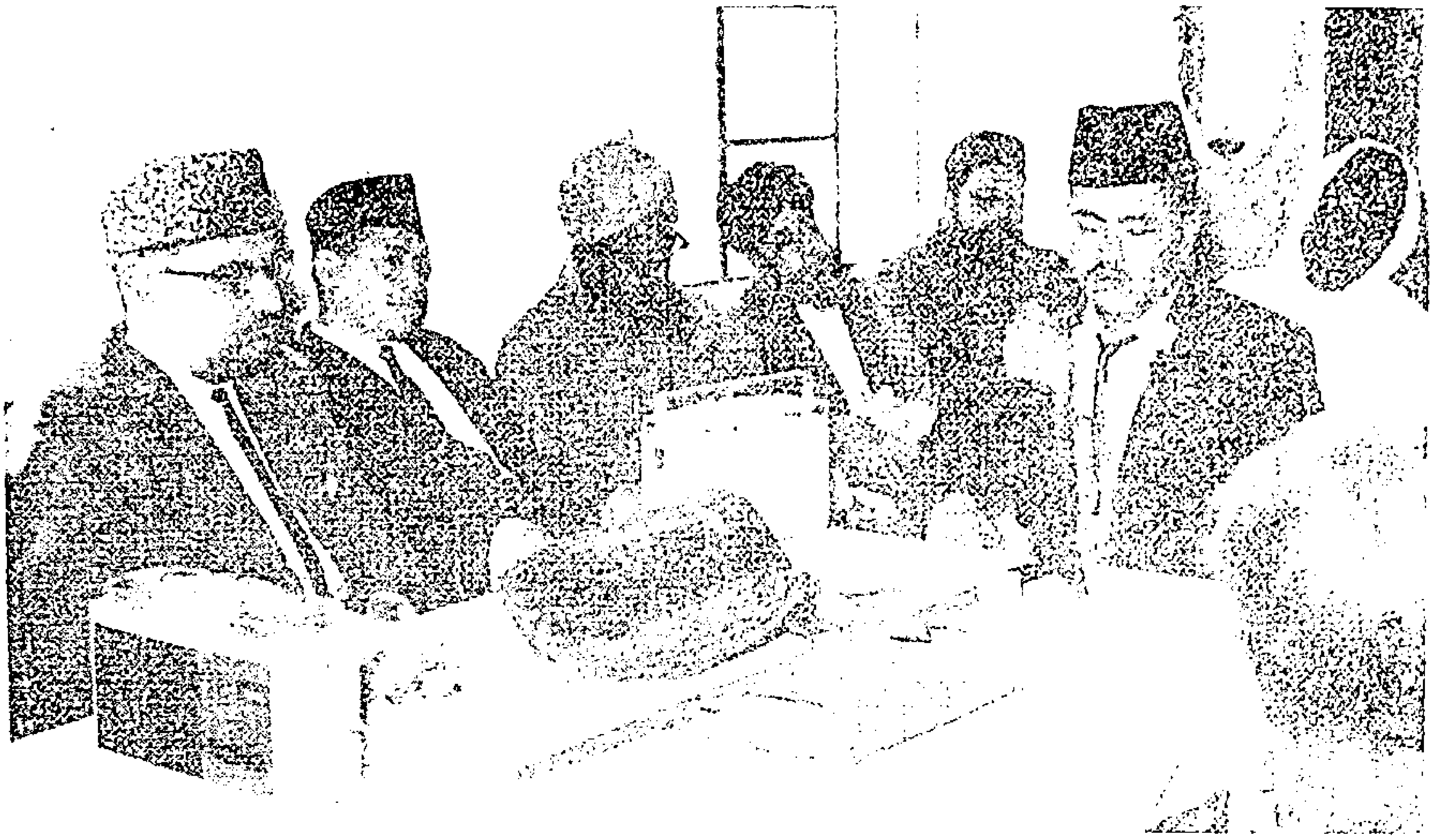

Reputed scholars with the Commisioner of Karachi at a meeting of the Jamia seated (from left to right Commisioner Karachi, Qari Alvi, "Allama Azhari, Mufti Ghulam Qadir, Maulana Khalil Ahmad, Ambassador of Nigeria, and Haji Nazir Ahmed. (2nd February 1966)

Mufti-e-Azam Palestine, Hazrat Mufti Muhammad Amin al-Husaini, at the premises of the Jamia Taleem-e-Islamia. (22nd February, 1968)

Marfat.com

spiritual head of Muslims as well as their political Leader, therefore it is binding that only he who holds all the above qualities shall be appointed the Leader or Khalifa of Muslims.

One who administers the political and governmental system of Islam must be a follower of the Laws of the Ruler of Rulers (God); he should be a servant of the nation, and a vice-gerent of God. Islamic politics is based upon piety, justice and equity.

Islam does not support Imperialism or dictatorship; it does not like tyranny; neither, in Islamic politics, Khalifat or Emmaret may be inherited. Rather, Islam, keeping aloof from all those, presents such a system of Khalafat (Government) which is connected directly with the people and the nation. They should appoint from amongst themselves one who possesses all the above qualities, as their Emir or Khalifa. Islam has enjoined separate orders for the people and the Khalifa (or vice-gerent of God).

While the people have been given the right to elect their Khalifa, they have also been given the right to hold him guilty and suspend him if the Emir or Khalifa goes astray. Not only that they (the people) can question him when delivering a sermon from the pulpit, in the mosque, in order to remove their doubts, but that even when he be going about in the market and the lanes of a city each and every one of the people has been given the right to stop the Khalifa of his time and submit before him his grievances.

Every poor or rich man may meet a Khalifa whenever he may desire; he may freely criticise and express his objections if the Khalifa is going wrong. If the Khalifa is not doing his duties, he (the public) should advise him rightly without hesitation. If the Khalifa is displaying oppression, he (the Muslim commoner) should raise the voice of Truth. It is stated in the holy Tradition of the Prophet.

"The most preferable jehad (war) is to speak a word of Truth in the presence of a tyrant (king). If the ruling Khalifa is doing rightful service of the people, he is the legitimate Khalifa (or representative of God. Whenever the people find that he is desisting from acting in accord with the Rights of God and the Rights of the people, they should suspend him.

The Khalifa or Amir (the ruler) is a servant of the people and responsible before God. He must be the most pious person of the community. When the people have appointed a pious, spiritual and all-worthy person as their Amir (Ruler), the community is bound to obey him. Whatever orders, the ruler issues, it would be the duty of the nation to act accordingly. But if there be any order or law transgressing the limits of God, the nation should not act upon it. It has been ordained. "The created beings have no obedience to what is sinful before God."

As the Khalifa or Amir is the representative of God, therefore, he is not entitled to pass orders that are in opposition to the orders of God. The Advisory Council of the Khalifa or Amir, which is in religious phrasialogy, called "Persons who solve Problems", will consist of members proficient in the knowledge of the Book (Quran), and traditions, and in education and the tenets of Religion. The ruling Khalifa would

Marfat.com

consult this body; and afterwards, it is essential for him, to consult the general public.

Islam has neither allowed the Khalifa or Amir to exercise dictatorship powers so that he may pass legal or illegal orders by his personal wishes; nor, he has the right to put people in trouble by his compulsion and oppression on the basis of his personal enmity without proof or inquiry. Rather, it is his duty to allow the accused person to appear before a court of justice and give him the opportunity to clear his position. When the offence is proved, he should be punished.

The Quran has, in clear words, warned the rulers and officers:-

"Let it not occour that punishments be given on personal enmities or differences,"

As, Islam has given the right to sue any individual of the society in the court of a judge, similarly, the most ordinary person has been given the right to sue the Reigning Khalifa in the court of a judge.

The Khalifa or Amir is not innocent of guilt so that he may not be apprehended; rather, the Lawgiver (peace be upon him) has pointed out that one who offers a good dvice or draws attention to a mistake is a benefactor.

The Khalifa or Amir has been appointed by God to promulgate God's orders. He should scrutinise his own acts and services; he should see how far he is performing his duties properly and when he is defaulting. If he does not realise this, it is the duty of the nation to inform and warn him of his defaults. The Khalifa or Amir is the custodian of the rights of his fellowmen and foreigners who live in his juridiction. Wherever humanity may be oppressed, it is his duty to remove it. Every possible linenery would be observed with non-Muslims and followers of religions other than Islam. No followers of a foreign religion shall be converted to Islam by compulsion. If they do not want to come under the shelter of Muslims, and intend to revolt, then, no doubt, war shall have to be declared against them. If they declare allegiance, then it would be incumbent upon Muslims to protect their lives, properties, honours, religion aud place of worship. Treaties and alliances with the kings of the world, commercial relation and diplomatic negotiations are permitted for him; but the terms of argeements should be such as would enhance the prestige, honour, dignity and reputation of Islam; not that by prostrating before the foreigners the prestige of the Islamic State be allowed to suffer; and no step could be taken without consulting the Christian Rulers.

The Islamic Conquests

It is the duty of the Khalifas and Amirs that while rendering services to the inhabitants of states, they should strive their best to promulgate the tennets of Islam, and also try to extend their, conquests. They should induce people to act according to the injunctions of God and refrain from the acts forbidden.

In this connection it seems proper to place before the eyes a cursory picture of the first phase of Islam, inspite of difficulties and hardships, what grand conquests were obtained by our Khalifas. In a short period, the map of the world was changed. Facts are evident. The developments which we cannot acquire in

Marfat.com

centuries." during the present times, our spiritual leaders obtained the same in a few years. Wherefore, the reign of Hazrat Amirul Mominin (the holy leader of the Faithfuls), our Lord, Faruque-e-Azam (the Second Khalifa) is such a noble and historic reign, wherein, from the East to the West, and from the South to North, Islamic system of Government was established. He extended Government to22,51,030 (twenty two lacs,"fifty one thousand, and thirty) square miles from Mecca i. e., calculating from Mecca, one thousand thirty six miles on the North; one thousand eighty seven miles on the East, four hundred and eighty-three miles on the South, and on the West, upto Jeddah.

In all these centuries, orders, in accordance with the book Quran) and the traditions were promulgated. The department of justice, army, foreign matters, revenue and many other branches were established. All sorts of highest developments were made. Every part of the world was enlightened by the flash of the Book and the Tradition. The epoch opened the eyes of the world to the fact as to how, a spiritual leader, taking religion and politics together can acquire glorious results, and create a revolution.

Simplicity: Inspite of all those conquests, simplicity was so prominent, that he (Hazrat Faruque-e-Azam) never used gorgeous dress. Mostly his gown had patches; the food was very simple and least in quantity; he never built any palace, nor skyscrapers, no royal formalities ; never kept a ruler's throne. Ambassadors from outside used to imagine that the Amir or Khalifa who had made the world topsy turvey, must be living in a palace far more grand then those of the rulers of the world, but when they arrived, they found that this Khalifa of high dignity, is sleeping, instead of a palace, on the stony sands in the courtyard of the Mosque without a bed and a pillow. There is no door-keeper or usherer to prevent the incommers. In the first instance, they could not recognise the Great Khalifa owning to this simplicity. On inquiry, when they were pointed out to him, they used to be illusionised; they would wonder if such a magistic Khalifa who rules a great part of the world, was so simple; again, they would see the Khalifa attracted the hearts of all persons, his countrymen and foreigners, friends and foes, by behaving with all of them justly and courteously displaying his nobis manners.

The Civic Liberty: During his reign of Khilafat, every individual enjoyed all sorts of liberties. A Bedvine used to criticise and raise objections, when the Khalifa would be on the pulpit, and would not stop till he had received a satisfying answer. One of the persons present in the mosque, stopped him from delivering the sermon and said: "O Faruque ! unless you give us how you obtain the cloth for the gown you are wearing, you would not be allowed to deliver the sermon." He pointed to his son who said, "O questioner ! I am giving the answer of this. I several times told my father that his gown was worn and the patches were shedding away, he answered when so much cloth could be found as to make a gown. I offered him my share of the cloth, and requested him to join it with what he had himself. So,

Marfat.com

Members of the Lybian delegation at the gate of the Jamia.

Hazrat Shaikh Mohammad Sarur al-Saban along with Maulana Badayuni at the Premises of the Jamia. (10th February, 1968)

Marfat.com

this gown was prepared by joining the cloth appertaining to my share."

More often, he used to say during his Sermon: "O people ! whenever you see me going wrong, stop me, punish me demand your right and put me on the straight path when I go astray."

Service of the people : He did not leave the work to his subordinates. Mostly, he used to go about in the lanes of Medina to know the conditions of the poor. On many occasions, he used to carry the load of grains to the houses of the poor. His slave would object to it saying people will say, in astonishments what ! even on being the Khalifa of the faithful, he is carrying the load over his shoulders. He used to reply : "You think of this world, I am fearing the hereafter. I shall bear myself the load which is upon my shoulders." Is not this event sufficient for our lesson and advice?

One night he was going round the city, when he saw in a camp, a person in anxiety. On inquiry, it transpired that his wife was in the labour pain, and so he was in search of a woman, but no woman was available. Hearing this, he returned home and took his wife to the camp. She performed all the services during the delivery.

Such innumerable instances are found in his reign which open our inner eyes and admonish us to recast our society from the top to the bottom, on the same model.

Maintenance from Baitul Mal *(the Public Treasury):* When he became engrossed with the duties of the Khilafat, he told the people that he could not do any private business, so they should provide from the Public Treasury so much amount as to suffice his needs. People said: you are Khalifa of Muslims, you should fix as much as you think proper. He answered, it is not proper that I should take more than I need. I want to take as little as possible.

His wife once urged that she had not eaten sweet puddings for ng, it would be good if some increment is made in their allowancefrom the public treasury. He said, we can pass our days without sweet pudding (Halva). The wife was helplessly quiet.

His wife, having saved something from the daily needs; one day prepared Halwa. He inquired how she had got that. She said by saving a little day to day. He said, it appears, something may be saved from the maintenance. At once, the maintenance was curtailed.

Consider! A person, during whose reign of Khilafat, there was collection of lacs of rupees, and costly provisions of crores of rupees were obtained ; he draws the least amount of maintenance for himself.

Today, the personal allowances of our kings and officials, their tours, big salaries, daily requirements, royal and sumptous dinners and parties cost lacs of rupees of the country.

How Public Right was granted: A complaint was received from Egypt in the Faruqui Court, that the son of the Governor, Huzrat Umar-bin-A's had in his zeal, slapped a copt without any fault. The copt filed a complaint. He issued summons and both appeared. He became aware of the nature of the event. The son of Huzrat Amra-bin-A's pleaded guilty. He ordered that the copt should slap the son

Marfat.com

of Amra-bin-A's publicly.

It was not possible for hirn to bear any oppression. He appointed special persons to watch it and inquire into the work of all his officers in every place so that none may be oppressed.

Whenever he appointed any magistrate, inquiries were made about his wealth and properties. When, after being appointed, the officer commenced work, again inquiries were made if there were any difference in his assets. In his reign, rivers of justice followed. Oppressed and helpless persons were listed to at once ; so much so that if any person wanted to sue the reighning Khalifa, he had the right to do so. On several occasions, he was summoned. Once when he appeared before the Ouazi (Judge), he (Judge) stood up to honour him. The Khalifa at once suspended him saying : "A

person who, while administering public affairs, fears me instead of

God, cannot do justice."

To day, in the progressive age, it is dangerous to criticise any ruler or magistrate, or to put forth legitimate demand or public rights. The model which our Khalifas have left behind, cannot be found in the modern developed age.

Our Khalifas, who got this position by following the Lord of the World (the Prophet) and by cultivating his love, were a priest in the mosque, and the greatest jurists who sat in the courts of law and justice. The same Khalifas or nobles, by whose name, the infidel world used to shudder, was accosted by a Beduin freely and fearlessly about his demands; to the extent that the Khalifa was not allowed to speak unless he explained how he got the cloth for the gown he was wearing.

Athough the Islamic system of Government is a compromise between the democratic and the Presidential systems: but it was wonderful that when the Khalifa who was elected by a college of the notables, appeared before the public, the people had the right to put forth their demands freely. Again, it is to be remembered that these worthy Khalifas served the general public to the extent of feeding helpless persons like lepers by putting sweet puddings on their own lips. How was it possible for them to have consolation when any individual of his subjects was in distress? They did not take rest unless they had done justice to the complainant.

If the space for this essay had allowed, full discussions might have been made about the political and democratic systems of Government according to Islam, but for the present, it is considered sufficient to point out only a few instances.

A vacuum is being created between the common people and the specialised groups, whereby the opposite factors are benefitting. Islam teaches truthfulness in all matters, secular or religious, Governmental or political. It requires that officials and magistrates should consider themselves as servants and employees of the nation; and should know and consider that it has been enjoined upon them on behalf of God and the State that they should deal with the public with graceful manners; should act justly in affairs; must abstain from bribe-taking, nepotism and fraud. They should not involve needy people in false promises. They should

Marfat.com

perform the services entrusted to them with truthfulness. They should treat the high and as directed by Islam. They should consider themselves as a member of the community, the nation not being separate from them nor they from the nation; the sufferings of the people are their own. To a great extent, the well-being of a nation, depends on the employees and officers of the State. If they would adopt better manners of life, and would assist and help the needy, they would make their abode in the hearts of the individuals of the nation.

Consider! Those Khalifas of ours who were in reality pillars of Islam, and did not draw their salaries in thousands; rather, accepted ordinary amounts for maintenance, devoted themselves day and night in the service of the people and every week, on the occasion of the Friday prayer used to say to the people to inform them of their faults. They were pleased with their critics and commentators; and thanked God that there are persons present in the community who warned them about their failings. During nights they used to pray like this: "O God, give me the grace to act so that the nation may be pleased and their rights may be fulfilled." So to serve the people is really to give the people their rights. If there be anything short in performing services to God, Is able to forgive it; but the rights of the people cannot be forgiven unless the people themselves forgive them. In our country, service of the people has become a wrestling ground. Where is the time from mutual conflict to be in contact with the common people. The principles of Government and life which sometimes occupied the basic position, it is easy now to change the same according to individual opinion.

In short, Religion and politics are subjects which-cannot be separated. If politics is separated from religion, it means that the body of Islam is made devoid of soul, Islam came in order to occupy the supreme position, so that, the Quranic injunctions may be promulgated in the world ; the world order may be administered in accordance with God's pronouncements (decrees) ; and oppression and tyranny be expelled from the world. The lofty politics which the Quran, a Book full of wisdom, has presented, is based on justice and equity. The promulgations of Divine Laws are only possible when Islam is in possession of its own Government after removing illegal satanic desires, the idols of heretic laws. And, only that state may be called Islamic whose sections of laws are framed according to the Book (Quran) and the Traditions. Its officers and people make the political principles enunciated by the Quran and Traditions a part of their lives: Whatever the leaders have instructed in the past, and the goal unto which they have invited, must be remembered. They should estimate correctly the feelings and propensities of the people and should not taken such steps as would spread discontentment amongstthe public; rather they should try to find out occasions for contactbetween themselves and the people. They should join hands with

them in moments of application and distress, and try to help them inthe observance of Islamic injunctions. At least, once in a week, theyshould join

Marfat.com

them in the Friday Prayer, exchange their thoughts withthe people; and be themselves informed about the feelings and needsof the Public.

The Truth is that, in modern democracies or dictatorships, no- where, the Islamic aspects are found. Rather, firstly the English, during one hundred years, strangled the warriors of Islam. Muslim servants (learned people) and the religious group was hunted withoppression; slowly with the change of time their system of Government changed; and their political ideas overshadowed the Islamic ideology and the result was that the democracy established by Englishmen was considered Islamic Democracy by men devoid of Islamic learning. In our opinion, neither the democracy installed by

Englishmen can be called Islamic Democracy, nor monarchy or dictatorship can get religious sanction. Those who, in spite of their belief in democracy, rob people of their freedom, those who calling the oppressive laws black laws, themselves promulgate tyrannical laws, can they call it democracy?

The sincere olamas (learned people) who joined the Pakistan Movement, but at no time, demanded the formation of their ministries, neither made any attempt to secure posts, they inspite ofbearing all miseries for supporting the Pakistan Movement, want

such a constitution for the state of Pakistan as would confer to theBook (Quran) and the Traditions. Consequently, the Central Jamiat-ul-Olama of Pakistan, from 1950 upto this time, has been strugglingand in its annual sessions, besides other demands, the greatest demand was that the Constitution of Pakistan should be framed in conformity with the Book (Quran) and the Traditions. A religious Ministry should be established in the country which would frame the laws in accordance with Islam; and this Ministry should see that the Islamic laws are executed in the country: should administer mosques primary schools, mutual rights of men and women, and problems of inheritance.

Zakat: The Poor Tax

Although, considering the compulsory injunctions and other ingredients of Islam, every compulsory injunction contains universalism in itself, but Zakat (the poor tax) is an injunction, by observing which those delicate problems can be solved which have been causing murders, loot and destructions. Today, there is a great war between wealth, poverty, equal distribution of wealth, capitalists and labour. Zakat can solve all these problems.

Islam is a complete code of instructions for the rich and the poor. It does not want that poverty and destitution should envelop the world; or that people should be turned into beggars: or that the poor should, after filling their self respect be habituated to go about with begging bowls, from door to door. Rather, Islam by instructing that: "Yours is what you have earned'1 had made it the duty of every individual to earn and labour. Islam orders that man should profit by his skill.

As there are differences in skill and temperaments differ; there is one who serves much owing to his intelligence and thinking power; there is another who

Marfat.com

works hard, day and night according to his wisdom and intelligence but cannot acquire as much; therefore the proposition that wealth should be divided equally is neither true in nature, nor in wisdom. As we see in departments of life, one is an officer, the other is a subordinate; one is learned, the other is ignorant; one is the best artist, and inventor of new things and discover the other is a labourer. When every man is different in view of capabilities and skills, then how is it possible that everybody should become wealthy or that everybody should happen to be poor. If therebe some poor people, some will be rich. Similarly, some will have more wealth and capital, and some less.Islam has propounded different laws for the capitalist and thepoor. It is not bad to hoard capital, Islam permits that everybody could earn by his labour and enhance capital. While hoarding capital, one should not do it with deceit, fraud, duress and oppression. I a man earns wealth by trading, it is his duty to take reasonable profit from the purchasers. He must fully abstain from black-marketing, smuggling, fraud and deceipt.

Every trader should make it a part of his life to speak the truth and eats the legitimate food. It should not be that by deceipt and cunning he would attempt to sell by smuggling rotten goods with better materials. He should deal with decent manners with the customers. His wealth should be a trust for the poor. He should help the poor and the needy in their distress, and should be always prepared to be of service to them. Whatever work be taken from the poor and labourers, should not be made a burden over and above the contract and agreement made. Whatever remuneration is fixed by the parties should be paid in time. In Islamic injunctions, it has been emphasised so much that the remuneration of a labourer must be paid before his perspirations have dried up. But in the capitalists systems of the day, what is done is that the capitalists indulge themselves in prostitutions and build palaces for themselves. They earn maximum profits with the help of the perspirations and blood of the labourers. They don't pay the rights of the poor. Even if they reside in palaces they should provide every possible facility for the resi

dence and living for the poor and remove their distress. They should sometime spend their wealth for the betterment of future life of the poor. It should not be that while they take hard labour from the poor labourers and cultivators, they shut their eyes from their wants.

On no account it is proper to treat these like animals and they be treated with contempt and meanness. They should not be dishonoured; should not be compelled to work without remuneration. They should not be deceived from human rights. Rather, all arrangements for the educational needs of the children of the labours and cultivators must be made in the same way as is done for the education of the children of the capitalists themselves. Instead of rashness, politeness should be adopted. Whereas they (the capitalists) earn maximum profits and capital, the labourers should be given proper

and reasonable remuneration and their legitimate demands must be fulfilled.

Marfat.com

This is the method of work which Islam has provided. Now there remains the question if capitalism itself is lawful or not Islam does not forbid the acquisition of capital. It permits every man to amass as much wealth as he wants by dint of trade or earning. If a capitalist, by spending his money, wants to purchase a tenament or state and possess it as landlord, he has the right to do so. If a wealthy person opens a factory and installs machines, no doubt he would not be denied the right to do so. As the labour and cultivator have the right to acquire capital by labour and diligence, the wealthy person also has the right to increase his business and trade by the investment of his capital. Islam is not opposed to capitalism by itself. No doubt it wants to annihilate and crush the worship of capitalism.

From the Islamic point of view, it is not prohibited to acquire capital and wealth" by legitimate means. To nationalise that wealth and property of the capitalist which he has either acquired by the dint of his own labour, diligence and power, or if has acquired any property by inheritance, or gifts in lieu of a good service, is not allowed in any way. According to religion, to take away any property from its owner or heir by force, and give to any non-heir; is usurpation, which no state or government have got the power to do. If all men cannot afford to possess equal skills and they enjoy different capacities, every man would acquire wealth and capital according to his suitability and capability; if every man cannot have the power to rule but will get a space according to his ability, then how the division of wealth can take place equally. This is false by reason and history. The difference of Status shall remain whatsoever.

Yes, it is true that if the general human rights of the people are being trampled, they are being oppressed; or the Caliphate be taking such works from the poor labourers and cultivators as are against humanity or which is likely to destroy the humanity; undoubtedly such excesses should be removed. Those who oppress and tyranise, should be controlled by legislation. But its manifestly wrong to nullify the possession or property of any one and to put an end to the proprietory status.

If any king or ruler or Government has granted to any person or individuals, any state on certain special terms, and the conditions are not fulfilled; or the landlord or possessor is Wasting his wealth in prostitution, Islam would order the stoppage of these (profane) acts: but the right of proprietorship itself would not be extinguished.

In short, Zakat (the poor-tax) is the best remedy for richness and poverty. If, today, Zakat (the poor-tax) and charity are properly organised, and if Zakat (the poor-tax) and charities are collected in a rightly organised manner and their proper use be suggested, then all the intricate problems can be solved easily.

Islam ordains everybody to earn legitimately. Still, there are persons who have no means of livelihood. They become needy and unemployed for reasons of health, illness, or other maladies. Islam has made such poor, distressed, and destitute persons, partners

Marfat.com

and rightful sharers of the wealth of the Capitalists; which is called Zakat, in religious technology, which would be realised at the rate of 2-1/2 (two and a half) percent on the nett capital. This divine tax is compulsory on every assessable person. If anybody refuses to pay it, effective measures are ordered to be taken against him. The organised system of the Realisation of Zakat.

Although every assessee capitalist has the right to disburse the amount of Zakat (the poor tax) according to his own determination, but by this individual distribution, the real purpose which Islam has in view would be destroyed. Islam wants that the entire amount of Zakat (poor tax) be collected through the Emir or Khalifa and deposited in the public treasury; and be disbursed over poor persons in an organised way. Notwithstanding the difficulty of stablising such a Treasury, and its management and administrative without an Amir, still, if a state which is free and independent, even if the Amir (Ruler) be not elected, if he takes up this institution in his hands and make a proper legal arrangement to collect and disburse according to the real principles fixed by Islam, better results may be obtained.

The Zakat (Poor Tax) Committee

(1) To make the Zakat (poor tax) movement successful, it is necessary, at first, to appoint such an effective Committee, wherein olamas (learned men) of different groups and permission join, so that, they may fix up the amounts of Zakat in accord with the religious beliefs and watch the financial expenditure and other matters related to it.

(2) Some capitalists and some officers must also join the Committee as members so that they may supervise the earlier management.

(3). This Committee should prepare a bill in consultation with the olamas, and after approving the Bill, the Legislature would make it compulsory for every assessable person to pay the poor tax.

(4) The Committee will prepare rules and forms for collection and distribution.

(5) This Committee would prepare lists of the wealth and income of the capitalists.

(6) Relation between the members of the Committee and the poor must be made strong by keeping their doors open for the poor, so that they (the poor) may ventilate their grievances and difficulties without any hinderance.

A Reformed Plan for the Payment of Zakat.

Instead of paying a cash amount once a year to every poor and needy person, it would be better to open a "Technical Factory for the Poor."

(1) The Government should take up the initial expenditure for the Institution to provide manufacturing materials.

(2) Out of the capital realised, the minimum amount should be set apart for expenses on the management (which the Committee will) the rest of the amount will be deposited in the Ledger as capital.

(3) This Institution will establish all sorts of manufactories wherein the poor

Marfat.com

shall be employed.

(4) During the period of training, a fixed amount will be paid from the capital.

(5) The amount appertaining to every poorman will be kept in deposit as the fixed reserved fund (or Fixed Deposit). On the occasions of marriage and deaths, a part of the amount (as decided by the Committee) according to need would be paid.

(6) The poor will be the owner of this manufactory, as well as its arrists and labourers.

(7) The person to whom any amount is paid must be a member of the institution. Unless he has completed the terms for the membership, he will not be entitled to receive the amount.

(8) It would be compulsory that, save and except the needy and disabled, every poor person should work in the Institution.

(9) The Institution shall compile a list of poor women and shall provide shutle wheels, looms and machines to these women under prescribed terms. The raw material and other provisions for goods manufactured by these machines, thread-wheels and looms and will also be provided by the institution.

(10) The materials will be provided at the place where the women would reside.

(11) The account of articles manufactured by men, and women, shall be entered in their personal ledger.

(12) Every possible arrangement will be made to sell the goods manufactured by the institution by transporting them to market and other places.

(13) To distribute and supervise the articles some honest and diligent persons will be employed.

(14) Every artisan or labourer shall receive afixed amount daily for his maintenance from the proceeds of the goods sold, and the amount of profit shall be deposited as capital.For young boys, work will be determined according to their age and ability ; and they would also be given a monetary share according to their labour

(15) For young boys, work will be determined according to their age and ability; and they would also be given a monetary share according to their labour.

(16) There will be separate Account Folios and personal Ledgers for this institution, wherein proper accounts will be recorded. Similary the import and export of materials and goods shall be entered into registers.

(I7) A special officer of the Government shall examine the accounts and works and see that the poor artisans or labourers are doing their work or not. Those who absent themselves deliberately will be liable to be punished by the institution.

(18) If the institution develops, it will open an orphanage and several primary and secondary schools.

(19) Destitute students will receive stipends from the institution; but they will be entitled to get stipends only when they would spend some time in works of art in the institution.

(20) Those students who along with their

Marfat.com

education would work in the institution, will get, besides the stipend, a share in the institution.

(21) Those who work in the institution shall have to offer the prayers in congression, in the mosque.

(22) The promoters of the institution shall be those who have experience in manufacture industry.

(23) The institution shall have a president and Secretary, two assistants and a treasurer. The members of the Managing Committee shall not be less than twenty one.

(24) The election, of office bearers and members shall be" for three years only so that every officer may work up the institution with full vigour and the scheme prepared by him may be effective. If any office-bearer or member acts against the object of the institution or proves dishonest, the Committee shall be empowered to remove him.

(25) Elections would take place in the month of Muharram after the 10th day.

(26) The Committee will frame the detailed rules, which will be published after the approval of the President and the Secretary and the consultation of persons appointed by the Government.

(27) It will be the duty of the Government to send to the Institution, a list of new immigrants and compel! the immigrants to join the institution.

It is a preliminary picture. If according to this plan, the Government starts the work by establishing the institution, then, on one side the poor would be freed from the habit of begging, and on the ether side they would be invited into industries and manufacture, and a feeling for earning their livelihood, will be fostered in them.

Fitra (Charity given on Eid day) and the sacrificial skins (or hides) and other charities.

Every assessable person (Muslim) has been enjoined to pay Fitra (charity) before offering the Id-ul Fitr prayer. The amount of the Fitra (Charity tax) amounts to twelve annas per head in Pakistani coin.

Similarly on the occasion of the Id-Azha, (The Festival of Sacrifices; a portion of the Sacrificial meat, skin, or price thereof, is incumbent to be offered to the poor, if like the Zakat (the poor tax), the skins and hides of the animals sacrificed are collected in an organised way and deposited in the technical "institution for the Poor, its capital would expand greatly by leaps and bonds. Similarly, the institution will be able to collect donations from the nobles and commoners as well. If this technical institution is founded with full attention, then in a very few years, the poor and common people would, after removing their affliction, can make their future dignified. Moreover, the insoluble problem of wealth and poverty, can be solved by organising the Zakat wording to the above plan and working accordingly.

Fasting, its Utility and Blessings

It is incumbent upon every faithful to fast in the month of Ramzan for 30 days. Fasting never means only giving up eating and drinking from early morning till the setting of the sun. Rather, Fasting is such

Marfat.com

an act of prayer which has innumerable benefits

(1) The feelings (spirit) of he who observes fast becomes decent on account of obedience to his Creator and forsaking the passions of the self.
(2) Fasting generates the spirits of reforming the moral character, ambition and courage, devotion and sacrifice.
(3) Fasting generates feeling with respect to the sufferings of thehungry,hirsty and affliction of the destitute poor persons.
(4) Fasting is the best teacher for warring with the self.
(5) Physicians are unanimous in accepting that frugal dieting is the best recipe and treatment for human health.
(6) Fasting cures many physical ailments.
(7) Fasting gives the lesson that inasmuch as you have given up for one month, the passions of the self, you should similarly abstain from all sinful and forbidden acts.
(ft) Man was obeying reason, but things permissible by reason, are forbidden in fasting.
(9) In the eye of reason, it was proper to cohabit with a wife, to eat and drink, but fasting has forbidden all these acts.
(10) Fasting teaches the lesson that every one shall be ready for the Religious War ; If occasions arise for such a war, a faithful should face all sufferings in the battlefield as well without any anxiety. Similarly, as he had fought with his self by keeping hungry and thirsty for the whole day, and by giving up all passions of the self.

A faithful must be in the habit of offering prayers and reciting the Quran as in Ramzan, in spite of undergoing a test for the whole day, he used to listen the Quran during the "Trawih" in the night. He should shun eating, wine, fornication, vulgarity and frivolities, shirk (i.e. partnership with God) and infidelity, diseases which wholly weaken human soul. Fasting, after removing man's bad habits, makes a man habituated to virtuous qualities. If a faithful, by fasting in the proper way, corrects his habits and feelings, then, in reality, fasting would bring a grand revolution in his life.

It will create affection for the poor, being actively aware of the sufferings of the poor in hunger and thirst.

Fasting and its Reverence

The holy month of Ramazan is the source of spiritual blessings. It is the duty of every young and old person to act according to the routine prescribed for this month. It has been made essential to repeat the fast and the fasting persons in this month.

Those who may be sick and weak travellers have been exempted ; but never-the-less, they have been ordered not to eat in the presence of those fasting ; so much so that those who live at home and are exempted according to religious law, for them also it is laid down that they should have respect for those who be fasting ; that to speak about those who freely act and drink in offices and hotels : how can this be appreciated. If there be no faithful fasting person present even then,

Marfat.com

to eat and drink freely in the month of Ramzan in presence of the followers of other faiths, is to blaspheme one's own religious duty. To permit eating and drinking in hotels by drawing down a curtain formally is a blunder which instead of forbidding, induces people to eat and drink merrily. If today hotels are closed by legistalion, during the month of Ramzan from morning till evening, it does not come to reason, what wrong will happen to the system of Government. This month, in consideration of its dignity and respect is the Lord of the Months. If the Government officers cannot manage to keep rightful dignity of this month, then what expectations can there be in the near future, that respect for the religious feeligs will be maintained with respect to other basic problems of the Faith. The best that can be said is the care of travellers. If the Government makes a general announcement that, in Ramzan, hotels will remain closed from morning till evening, then every passenger will make his own arrangement.

It is the duty of the Government that it should punish every offender, and execute it. It is wonderful that those who insist on paying respects to the month of Fasting and stop people from going into hotels during the day should be considered liable to punishment, and there be no punishment in our country for those who disgrace and blaspheme the month of Fasting. Wine-shops, gambling horses, and brothels are freely open during the month of Fasting.

Fasting has been prescribed to remove immorality, but it is regretable that Muslims make a demonstration of forbidden practices. Fasting was persisted to enhance mutual affection : but to-day, bloodshed occurs on very trivial matters,

Fasting was ordained to give up passionate drinks and tastes; but those who fast do not shun cinemas, theatre and even brothels. They spend the sacred nights of Ramzan in the pursuit of these forbidden frivolities but flee from "Trawih" (the prayer in Ramzan to recite and hear the Quran). Drums (Pipes), music and dances of every kind continue in this month. If those who fast cannot give up these evil habits, have they justified the fasting. It is necessary that in this month Quranic conferences be held in every- corner of the country, wherein the people may be o informed of the philosophy of the Holy Quran, by propagating the translation and meaning of the Quran.

In this month, by celebrating the "Badar" Day. after making special preparations, the spirit of ".Jehad" should be fostered among Muslims. Our ruling authorities and individuals have time to devote on other departments, but they have no time to propagate the commandments of the religion. Every year their attention is drawn to exercise their active efforts for prohibition of drinking and immoral acts. Save and except the issuing of a few superficial statements, no effective steps are taken. If, today, any body disobeys or revolts against the laws of the Government, he would be punished. But if the revolt is against God or his Prophet, there is no punishment.

HUJJ (Pilgrimage)

Hujj (or Pilgrimage to Mecca), once

Marfat.com

in life, is incumbent on that well-to-do Muslim, who besides expenses for the journey, has capital sufficient to maintain his family during his absence. Besides one Hujj, other Hujjs would be called Nafli (voluntary). Apparently, to scujarn at Mena, Arafat and Muzdalphe, to throw stone-pieces, to shave, to go round the Kaba, and to run between the Safa and the Merwa, is called Hujj. But, in reality, the Hujj is an international conference of the Muslims of the world wherein all the Muslims of the world would join and exchange thoughts; and agreements and contracts should be made for mutual brotherhood and love. Every country should represent the conditions of his country. An agreed programme of work should be prepared whereupon the Muslims of all countries should act.

It should be agreed that all Muslim countries should assist and help if any other Muslim country is oppressed ; and that they would unite as one body to work in homogeniety for the sake of Islamic honour and prestige.

It is a pity that, today, it is considered a point of dignity to be a member of the United Nations; but no advantage is being derived from the international conference like the Hujj. It would not be improper, if I say that the Muslim world appears to be free outwardly, but inwardly, it is a slave of Europe and America. There is neither, the warriors' zeal or ambition; neither the Islamic enthusiasm for action; neither its own special religious and national politics. Rather, everybody is playing into the hands of the foreigners. Even if they fight, it is not for the sake of God; but for the enemies of the Faith- The pivot of all our attentions are our enemies who have brought about our destructions in the past as well as the present. In future also, they would be our persecutors. They make us fight between ourselves for their own ends. They don't allow themselves any loss for our sake. To depend upon them, and to have expectations is foolishness and stupidity. The atheists and the idolators can never be our friends. The Quran has not in one place or two, but on hundreds of occasions, informed of their outer and inner motives. So, the time and money which is, spent on making them friends, if spent on applying mental powers on the occasion of the Hujj assemblage, and the blessings of Hujj, be utilised, better and better results may be accrued.

The Wisdom of Hajj and its formal Performances

Every Haji-knowing that the path is dangerous and journey long; but he, leaving his wife and children, propertics; capital, homestead, and dearest possessions, irnbured with love and attachment, intends to take up the journey for Hujj and in clear words tells his dependents, "if death comes to me in the Holy places, thousands of deaths are sacrificed over it, if I return alive." I shall-come back with eternal wealth: If I die, I will enter the God's lap and in the court of the Prophet. Smilingly and happily he bids farewellto all. Some friends and relatives came up to then post-some of their eyes shed tears because he was fortunate in going to obtain the wealth of both the worlds, and there are they who are denied the virtue of it. Some have this stanza on their lip:

Marfat.com

"Remember me also in the streets of the Beloved." Some is saying mournfully:

"I am the one who is looking at every faces,

He is the other who ran up and has visited Medina."

As soon as the pilgrims for the holy places embarked on the ship, their world was changed. There is a rush'of devotional feelings. They sailed off saying: "In the name of God its sailing and anchoring." Now each of every moment is spent in imagining about the holy places with anxiety. When he consoled his heart, he began to think that before arriving at the gate of Beloved (i.e. the Prophet, peace be upon him) he should prepare himself to the extent that the holy spirit may not point out their fingers at him; he began to spend his time in repentance and absolving prayers.

Wherever you cast your eyes, there is the roaring sea. If a wave of the ocean want, the ship may be enveloped in its lap. But for those people who have resigned themselves to God, the ocean has no threats to offer, nor the waves beget any mortification. They said on saying

"We have left the boat to you, and have lifted the anchor." Weeks ended like that, but the devotees of love did not feel anything.

The End of all Distinctions.

As soon as first, road-post of the Beloved, (i.e., the Prophet's loving abode, peace be upon him) approached, (i.e., Yelumlum) the guides of the way informed. The lovers of the Holy Land, began to put on the dress of Love. Lo! by God! what wonderful, heart-felt, and effective their sight is! All have discarded their distinguishing dresses. They have cleaned the body after taking baths; have besmeared with scents; have put on loving coffins. There is no distinction of the king or the beggar. All of them are loudly chanting, sitting or standing, the chants of "Labbaik" (O God, I am present!) From this place serious tasks have commenced. No scarf can be placed over the head, nor the crown. If the mosquito bite, it is forbidden to kill it. The wife is accompanying, but it is unlawful to cohabit. Cold winds are blowing, but the head cannot be covered. The true lovers are mainly undergoing every test or discipline; their features are not disturbed, nor there is any complaint on their lips. When the desired shore came in sight, the heart began to bounce heavily. Everybody wants to land as quickly as possible. One by one all of them land.

The Historic Background of the Holy Land

It is the country where the race of the Father of Man, Hazrat Adam, (peace be upon him) spread out. On this land, a posse of men arrived wherein came an old man, with his wife and an innocent child, in the land of the uncultivated; and left the wife and the child to struggle and suffer. A woman is sitting alone in the vast space with the child. The child is overwhelmed with hunger and thirst. There is no tree to sit in shade; neither water to quench the thirst; nor food to eat. The child begins to cry. The loving mother runs between the (mountains) Safa and Merwa in search of water. On the other hand, sec the grace of God; the mother, on return finds a stream

Marfat.com

flowing under the feet of the child. The pious woman understood that God had blessed them and showed graces over her progeny. To offer thanks, she prostrated herself and decided to reside at the place. As the spring flowed, birds and cattle began to cluster. The residents of the Arabian desert, seeing the cattle and the birds coming towards the waterless and grassless plains understood that something most wonderful had happened. Consequently people followed. As soon as they reached near the Safa and the Merwa, they saw a woman sitting, a child lying in front, under whose feet a spring was flowing: and the birds clustered round.

The woman's appearance was prominently abstentious and pious: and her face was expressive of dignity and nobility. On the other hand, the bright face of the child attracted everyone towards himself. Everyone who came thought that fortune had awakened. This is the family of the Prophet whose tales they have been listening. The present signs were witnesses to the effect that God wanted to make the land a centre, of nobility and dignity. They inquired about the circumstances and having received satisfactory answers, decided toe reside at the place. This spring is called by the name of "Zumzum" which saturates lacs of devotees every year, and, similarly, its munificence will extend for ever. Its water is purest of all the waters of the world, most effective and digestive. Its beneficeness are mostly described in the holy traditions.

KABA & ITS ROUNDING

The Kaba of God, is the name of that room which our Lord, Ibrahim Khalil (Abraham, the Friend of God) and his son, Huzrat Ismail, who was asked scarify for God, (peace be upon both) constructed for the prayer of God. Both of them would carry stones and construct. The place where they used to rest a while after keeping the building material, is named "the place of Abraham" which is still, preserved as a closet, wherefore, the Quran said "He who enters it is in safety". There is a stone embeded in the wall of Kaba, called "The Black Stone" (which came from the heaven with the Father of Man, Huzrat Adam our lord). This is the stone for placing which, during the early days of our last prophets, (my soul be sacrificed upon him)" a great fight was about to break amongst the Arab tribes; but, the Bright Being (i.e. Muhammad, peace be upon him) cooled down the fight with his sagacious proposal. He said, "Let the stone be placed on a sheet of cloth; a representation of every tribe should catch hold of a corner of the sheet and lift it up; I would set the stone in the wall." All the clouds of war disappeared and bloodshed stopped. This small incident increased his (Muhammad's, peace be upon him) dignity in the hearts of the people of Ouraish. This incident, it was explained to the world, that the old grandfather (Abraham) had laid the foundation of the Ka'ba, and the grandson, by setting the Black stone with his sacred hands is taking part in constructing the Ka'aba. Now the hands that have set in the Black stone, will en-hance the dignities of the Ka'ba, and the Black Stone. These hands will establish the programme of humanity and, with the moment of their eyes, and

Marfat.com

eybrowes, the Ka'ba shall be appointed as "Qibla" (or focus) for the whole world. Because the holy Being (i.e. the prophet, peace be upon him) had kissed the Stone, therefore, generally people kiss it, otherwise, it is a simple stone which has neither the power to benefit anybody or to harm.

Once, the Leader of the Faithful, our Lord, Faruque, the Great, said while addressing the Black Stone.

"I know very well that you are a stone which can neither do benefit nor harm. If I had not seen the Prophet of God, peace be upon him, kissing you, I would not have kissed."

The round piece of land about the Ka'ba which the pilgrims go round, is called "Mataf", the place for rounding. The Twaf (Round) consist of going around seven times. There are special prayers for each circle. In none of the prayers, any redress is sought, considering the House of God (i.e. the Ka'ba) as the real object. Rather, the pilgrims supplicate the Lord of the House Himself (i.e. God only).

The scene of the Tawaf (Rounding)

The King and the beggar, the servant and the slave all are engaged in the Rounding ; nobody can distinguish as to who is the king, and who the beggar. All of them, at the time, are beggars on the same door. No Amir or King has any right to get the Mataf (or Rounding place) vacated to show himself as prominent ; and stop others for the time from rounding up.

The Rounding between the Safa and the Merwa.A brief discussion about the mountains, the Safa and the Merwa has been given above. At the Safa and the Merwa the running of Huzrat Bibi Hajra is immitated. The running about of Huzrat Bibi Hajra has been so much appreciated by God, that the same running has been compulsorily prescribed for the pilgrims.

In the running and the Rounding, it is ordained to go about with some force lifting up the shoulders. The implication is that a lover, sometime runs fast in quest of the beloved. When the presence is perceived, he steps slowly and slowly. Sometimes the armies march briskly after the conquest and again adopt moderate movements. It is not to show to anybody and neither to demonstrate or parade.

The Abode in Mina, Arafat and Mazdalplia and the Reasons thereof.

The pilgrims first halt a little, at Mina, a distance of three miles from Mecca. From there they go to Arafat and engage themselves in prayer. Arafat is barren space like the space of Day of Resurrection, where there is no trace of a shade. The intensity of the heat, the stropes of hot air, the heat of the sun, the exasperations of those who gather there to the extent that if any one is left behind , he cannot be found out, It is a con-solation that, at places, the tents of the guides are erected. Every guide's name is written in prominent letters, seeing which, those who are led astray, recognise their halting stations.

What objection there would be, the Man of the Way (i. e., Sufees) say, that in the desert of the Resurrection, the prophets, the companions, the Family members, the Followers, and the Saints of

Marfat.com

God, will be hoisting their flags so that people may not be led astray. As the guides teach the manners of prayers to those who cluster in the desert of Arafat, and help them in their needs, Similarly, the saints of God would catch the hands of their disciples.

In short, the sojourn at the Arafat is a serious test which ends by the grace of God. Those who remain present during the whole day offer their repentance before God, and imagine about the desert plain of the day of Resurrection.

The Sermon on the Mount

The Holy Light (the Prophet, peace be upon him), during the Farewell pilgrimage, delivered the historic sermon wherein he gave the great lesson to Muslims. The purpose of this sermon was that, in future, the Muslims of the Islamic world be receiving memorable sermons every year, informing them of the religious and national problems. In this sermon, the Leader (Amir) and Khalifa of the Muslims should invite Muslims for the Jehad (Religious War) ; should induce them for brotherhood and affection and mutual help; and should give such messages as would lead to the High Way of Actions for the Islamic world.

The Stay at Muzdalfa: Reaching the mosque of Muzdalfa,which is called Mashare-Haram, and which has been described in the Quran, the sunset and the night prayers are offered together.

The whole night prayers are offered at Masha're -Haram. From here pieces of sand stones, like grams, are gathered, so that the next day at Mina, they may be struck against (at the places where then Satans wanted to beguile Abraham with fraud, and Abraham had compelled them to flee by pelting with sand-stones). The departure is made only morning. While going to Mina, the valley is passed where satans had gathered in groups. On reaching Mina, the pilgrims strike the satans with sand-stones, shouting, "Pelting for the Satans'. On the 10th of lunar month of Hujj, the formalities of the Hujj are completed and sacrifices are made here.

Sacrifices: Before the advent of Islam, there was the custom of sacrifices amongst other nations. They used to sacrifice animals in the name of idols. Islam, after changing the heathen or idola-torous form of the sacrifices, has laid the basis of sacrifices on such a model of the Unity and love of God, which has turned to become a philosophy of Love and Devotion and reminds the world and humanity a great event pertaining to abnegation and sacrifice.

The Event about the Sacrifice: Consider! An affectionate father, who had brought up his son with love and affection ; a son who adorned the laps of his father, who embodied in himself all the virtues of his revered and noble father; whose face was a mirror of beauty and brightness ; and whose speech showered innocence ; about such an object of brightness, it was told in dream to his father, our Lord, Huzrat Ibrahim, Friend of God, peace be upon him, that if he, (Abraham) loved God, he should sacrifice his son in God's path.

As soon as (Abraham) woke up after having the dream, with perfect will, courage, patience and constancy, he prepared himself for the execution of the

Marfat.com

order. He grasped the knife and said, advancing towards his son "I saw in the dream that I was sacrificing you".

On one side the father was stopped with the feeling of love and devotion to God. On the other hand, the son was ready to be sacrificed. As soon as he heard the orders of his father, he bowed his head, and uttered in the estacy of affection and renunciation

"O Father, do as you have been ordered. You would surely find me, by the Grace of God, one of those who forebear."

Huzrat Khalil (Abraham) turning his sleave, sat on the breast, and uttering "In the name of God : God is Greatest" began to ply the knife over the throat of his own piece of kidney (son). The Reverend Father is busy in slaughtering ; the highly dignified son, is chanting the hymns of love; the father willing to slaughter; the son showing readiness in being slaughtered. Suddenly, the angel Huzrat Gabriel, appeared with a Ram and said : "Sacrifice this instead of Ismail ; the sacrifice has been accepted." He (Abraham) sacrificed it in obedience to the direction. From that time this act of Abraham is commemorated. The world has been taught a lesson that in order to fulfill God's will, one should be ready to sacrifice his life, wealth and everything. Islam has kept up this noble tradition. Sacrifice has been made compulsory for all Muslims throughout the world.

The Economic Aspect of the Sacrifices

Inasmuch-as, sacrifice teaches the lesson of earnestness, courage and renunciation, it has its economic aspect as well. The meat of the sacrificed and slaughtered animals, its skins and hides, bones, intestines, blood, etc. all are such useful matters which involve a good deal of human needs and business of lacs and crores of rupees are carried thereby.

If sacrifice and slaughter of animals are forbidden as in Bharat (India), then v/hereas on one side, Muslims will be denied the performance of a religious rite, on the other hand, their trades comprising of skins, hides, and bones will be finished : and the industrial requirements appertaining to these will also be stopped. How is it possible that all the people would give up the wearing of shoes, and use of leather for the necessities of life ? With the abundance of cattle in the country, there will be, no doubt, increase in butter and milk, but at the same time there is likehood of the danger that the wild hordes may not turn the markets and the streets into the field of battle and turn down the chess-board and politics by their horns.

Muslims sacrifice the cattle in the name of God ; make their flesh a portion of their bodies, and place them in a position where it becomes a particle of their bodies.

Sacrifice and the Poor.

Whereas Islam supports the back of the poor on all occasions, therefore, it has made it obligatory on all persons assessable to make sacrifices, to offer meat, and skins to the poor, so that they may be helped in their needs.

The International Status of Hujj

Reasons for the stay at Mina :
Inasmuch as, in the preceding pages, a big

Marfat.com

discussion has been made on the International status of Hujj, in view of the importance of the subject, it is necessary to make further discussions on the subject and present a concise programme :

(1) To stay at Mina, after the performance of the Hujj, for several days means that Muslims of the world should after an exchange of thoughts, prepare an unanimous plan of action.

(2) There should be an agreement and a covenant to adhere to the Unity of God, Prophethood, and the propagation and publicity of the Islamic orders.

(3) A joint programme should be chalked out for the Holy War.

(4) It should be decided that if the infidels make any aggression upon a Muslim country, all Muslim countries should help it.

(5) A permanent political and religious programme be arranged whereunder, all Muslim countries should proceed to work.

(6) An elaborate plan should be prepared for execution with respect to the relations with the non-Muslim countries.

(7) A joint programme of action should be prepared for agreement with respect to contracts for economic and commercial business, to the effect that, contracts to the non-Muslim industrialists should be given on such terms which may not have adverse effects on Muslim states, and the foreigners may not intervene in our states.

(8) Similarly, political treaties may be made in such a way as not to offend the political, religious and commercial positions of the Muslim states.

(9) In no condition, Islamic principles should be trodden down ; and Islamic traditions and specialties may subsist.

(10) Every country should adopt religious culture within its bounds; the people of the country must adhere to Islamic manners and the ties forbidden by religion must be wholly uprooted.

(11) If there be any misunderstanding, between the Muslim countries, it should be settled by mutual discussions in the international Conference during the Hujj. In no conditions mutual affairs be referred to the foreigners.

(12) This conference should be organised at Mina,

(13) Every year, a particular country may be given the opportunity to preside over the deliberations : and the same connection may be applied for other offices.

(14) The President and the Secretary will arrange for the annual programme of works in the various Islamic states.

I have prepared such plans during my attendance in several years; and consulted the learned people (Olamas) from Egypt, Syria, and Hejaz and other countries; Specially my teacher, Huzrat Buna' of Egypt. Pie had great interest with these problems, and as long as he lived, he organised conferences keeping the above objects in view. It is pity, that this movement also died when he was martyred.

In Mecca, a royal dinner is ordinarily given on behalf of the Government wherein the elites of the Islamic world are

Marfat.com

invited. All the pomps of a banquet are observed. Models of conservative moralities are necessarily visible before the eyes ; but, in such a bio-gathering, all the time is spent in reciting poetry besides a few brief speeches. On no such resolutions or programme of worlc any discussion is made which would reform the conditions of the Muslims of the world.

In the end, a brief speech is made by the king of Naj'd and Hejaz which is finished in a few minutes after prayers rot the acceptance of Hujj. The natural results which must have been .produced by this grand assemblage, are wholly lost. The success of this international Conference, to a great extent, depends upon the strength of the Hejaz Government. If they agree to create occasions for the same, this scheme can produce the best results in the Islamic world. The Muslim countries want to hold such conferences every year; but, the Hejaz Government does not prepare any universal programme at the world-gathering on the occasion of Hujj and does not invite other countries.

The Disruption of the Islamic World.

Unfortunately, the Islamic world has no united ideology of life; therefore, they are a prey to the West. Their union is disrupted due to mutual dislike and hatred. The enemies are successful in utilising them to fight against one another. It is wonderful that the Islamic world is bestowing its life - capital to the West. Whomsoever you find, he is accepting the lead of the United Nations'.

It is a pity, that the nation which acted as the Leader of the World, is today, because of its differences and separations, .taking shelter in the lap of foreigners, and making its future dark. They are adopting western curses.

The great epidemic of Homeland is common on every side. Whomsoever you see, he is intoxicated with patriotic feelings. Prejudice is developing mutual hatred. In all these schemes, infidelity is doing its work. I do not say that Muslims should not have commercial or political relations with other nations; or should not benefit by their inventions and manufactures. Undoubtedly, it is necessary to have relations according to the needs of the modern times; but, how far is it prudent to allow, the un-believers to interfere in our politics to the extent over own political and religious status are undermined; and Muslims move about on the directions of the Western world. They are allowed to utilise the Muslim states as they like. The object is theirs, but the Muslims shed their own blood.

The Racketeers of Europe are handling our politics, commerce and industry. In our markets, foreign producers are scattered our countries have not so far profited by the foreign inventions and. manufacture, as to manufacture and invent themselves like Europe. The Europeans strengthen their foot-hold, in our countries by entering somewhere so through commerce and somewhere through contracts. They dont allow the Islamic world to unite upon anypoint of view: nor, is they allow any universal scheme one to be successful

The Palestine question had adopted a world-wide phase, but also was consigned

Marfat.com

to the Jewish Zionism. This is the lessonthe Muslim-crushing politics of this age, which ought toopened our eyes, although this behavior of the infidels is not have they have been adopting the same ways and manners new; from the beginning of Islam.

Blessed were those who, by their firm will, and continued trampled into dust all the plans of infidelity. Muslim politic swayed the world. Wherever they went, they carried with "'themselves, Islamic civilization and culture. The foreigners took pride in acting according to our civilization. Today, there is neither any Islamic civilization; nor, there is any attempt that We should spread our tradition and culture in the world. Rather, we are sacrificing all our cultural and social manner to those of others. Re-member, the nation which gives up its traditions and principles of life-, becomes degenerated and hateful for ever.

The Hujj teaches us every year that we should change our conditions. We should establish our own status: and revive Islamic culture and civilization. A complete code of life is possessed by us. We should spread it throughout the world. Every young and old person amongst us should act according to the code.

THE RETURN FROM THE KABA'

The Muslims of the world, after performing the Hujj, and the farewell rounding (of the Kaba') prepare to return towards their respective countries. The time of departure is awfully heart-rending. You would find in everybody the pangs of separation.

Someone is weeping at the gates of the House of God; someone at the place of Abraham; some one is offering his supplications. under the Mizaba-Rehmat, after covering his hand by the wall of the Kaba'. Some one is kissing the Black-stone, again and again. Some one is drinking the Zum Zum to his heart's content, thinking, he may or may not get the opportunity to drink it again. The Rounders are going round the Kaba', again and again.

While in such a light, it is announced that "the Hujj is accepted: Go and make your appearance in the court of the Prophet. Whatever covenants you have entered into here, ratify it by going to Medina and approving in the court of him who changed the map of the world. He is the intercessor between you and Me. Due to his efforts, your forefathers were enriched by the wealth of Islam. You can deserve her goodwill and grace, only. When you obey the Leader of the prophets and act according to his life and teachings." These communions were going on, when somebody cried out:-

"O Hajis! Come and see the Dome of the Emperor; you have already seen the Kaba,'

Now see the Kaba of Kaba' "-Now everybody is advancing towards Medina although there are people amongst themselves who have already visited before the Hujj, but the majority is feeling that:-

"May I go to Medina; return; and go again. Let my whole life end in this way."

The long journey of the ship was not felt, but the distance of one hundred and seventy-five miles to the land of the

Marfat.com

Beloved of the God of the world, owing to the yearning and desires of meeting, would not come to end, so it appears. Everybody wants to be present in the Grand court as soon as possible. Staggering and staying, the Holy Place came in sight. The anxious heart, and restless eyes were wandering round the presence of the Master of the two worlds, quenching their ambitions. On all sides the flash of graces were showing.

The comfort and solace available in the court of the Prophet was such as were not found in the lap of mother. There is no anguish, no sorrow. The king and the beggar are standing as slaves of the Holy Gate-the good and the bad, all are present. But the Grace of the holy presence is embracing all of them.

The Stay at Medina and Lessons from the Sacred Movements.

Every sort of wealth and munificence is acquired during the stay of Medina. Spiritual influences are worked up; reformation of the heart and mind, purification of the self, polishing of faiths; in short, every spiritual or world blessing is being distributed by the Holy Being (i.e. the soul of the Prophet, peace be upon him). As he (the Prophet) in the world of appearance, with the permission of God, had full possession and sovereignty over every particle of this world, and used to give away whatever and whomsoever, he willed; similarly, he is distributing whatever he wills to whomsoever he wants, as if in a living state.

Fortunate are the eyes who have the power to see the light of the prophethood. Fortunate are the laps wherein are collected the blessed gifts of the Eternal Lord (the Prophet). The inhabitants of the Islamic world, during their stay at this place, five times daily, should renew the covenant made in the court at Ka'ba.

They should have the lesson of the instability of times (world) by presenting themselves at the sacred graveyard of "Baqui". They should present themselves at the sacred tombs of the stars of the firmament of Islam whose lustre spread all round the world and the capable progenies of the sacred family of the Prophet, whose thresh-holds dusts even today serves as a receipt of light and prudence for every eye.

From here, the pilgrims should go to "Quaba", and appearing at the memorable mosque of the period of Islam, should embibel the ecstasy of prayer. They should recollect the question of Hijrat (emigration of the Prophet from Mecca to Medina), the brother-hood of the Muhajir (immigrants) and the Ansars (friends and helpers), the house of the fortunate companions like Ayub Ansari, and the events of the poverty and labour of the Lady of the Women of the World (Fatima, Al-Zahra, may God be pleased with her). Many pathetic lessons may be discussed here for the reformation of those housewifes whose every behaviours is faithless, and whose manners are far from the ways of Islam. There was the grinding wheel which the hands of Zohra (God be pleased with her) played, and which being looked up, is out of sight at present.

Studying the first pages of the history of Islam, they should attend the place of the martyr of "Uha'd". Although, at

Marfat.com

present the sacred graves of all of them have been levelled and their apparent grandeur has been defaced, but this sacred plot of the martyrs is still a witness to their greatness and honour. The pilgrims should present themselves on their tombs, and should learn the lesson what suffering they endured for Islam. Those who want to learn may learn many things from there. Never mind if the traces of tombs have been defaced, but even today they are alive, having got the dignities of martyrdom. Those who have eyes, see them; and those who are able to hear, listen to them. All of them have the same message that your religious and secular progress depends upon your obedience to the Prophet. "O attendants ! We also were human beings like yourself. We upturned the world by the consistency of action, firmness of belief, and obedience to the Prophet. If you also want real progress, its only way is to follow the Book and the Tradition.

All the pilgrims attended the places of the above named; they attended the mosque having two directions (Kiblas) ; they returned to the Prophet's Mosque ; they acquired the spiritual beneficences from the Court of Siddique and Faroque (God be pleased with them). They were such sacred comrades who never relinquished the companionship of their Lord (the Prophet) ; and their only ambition was to lie, after death, close to their Master. By the grace of God and the blessing of the Master (the Prophet), they were at last, honoured by this grace; and shall be honoured till the day of Resurrection. Here also the same lesson will be obtained If you want honour and victory, then follow and obey the Brightest Being (the Prophet).

The Grandest Sermons

There is a crowd of supplicents at all times in. the Court of the Prophet. Everyone gets what he prays for. When the attendants had fitted their aprons, the Holy Being, thus spoke in the world of the spirits (Souls):

"O Attendants ! You know what benedictions I have bestowed over the world of Humanity, Pulling out of Infidelity and polytheism, I have taught the lesson of Unity. You were enemies of one another, I have made you brethren ; you were immoralised, I have reformed your manners, and characters; you did not know God, I have made you God's worshippers. "The world had no complete code of life ; a complete Book came with me, wherein there are solutions for every age and clime, and for every nation and community. My life is a commentary of my revelations in the Quran. Undoubtedly my threshold is a rendevous for all of you. Everybody shall have a share from my blessings. You may be a sinner, but you take my name ; you have gone away from me, but my blessing will recall you towards itself.

"But hearken! From the Court of God (Mecca) you have been sent to my presence so that you may take stock of your acts and character. You should renew the covenant, you made with the God of the Ka'ba.

"Your figure has give up to carores (millions) in the world; but you have neither honour, nor dignity. You have no

Marfat.com

permanent ideology of your own. There was a time when the ideal of Muslims was to follow the Quran and the Traditions. Their life was a model of the Quran. But now you hate the Quran (the Holy Book). Your prayer was proverbial in the world. You would not give up prostration even under the shadow of the sword, the shower of arrows, and under the knives. But there is a majority amongst you who, not only give up prayers, but laughs at the prayer. When they hate and live off from recollecting God, then, what need God has for such worthless being. It were you who used to drink the cup of Unity (of God) from the hands of my followers; your lips that sometime used to drink the cup of Medina (i.e. Islam) in Badar, Uhud and Kerbala, today, you drink "The Mother of Vices" bottles of wine, and are busy in propagating it. I removed this curse from the world. I gave some punishments to drinkers and traders of wine; but today; these Satanic pollutions are being spread freely. "Remember the time you were teachers of the world, and the world was your pupils. Today you are, after giving up your own riches, going to learn that iesson from others which would destroy you. You possess a complete Book, like the Holy Quran, but you are begging from the world of the Infidels. Your head lowered before One God, but today your heads are lowering in prostration before infi-delism and polytheism. Sometimes you were the guides of the world of Infidelism and polytheism, now they are guiding you.

"Your greatest plume of distinction was Islam, but today you are indifferent from the religion. If you do anything virtuous, it is to show to others. Your prayers are only meant for being called religious ; you perform Hujj so that people may call' you a Haji. Neither your manners are correct, nor your actions. I and my followers, after suffering all kinds of afflictions, made over to you territories extending over millions of miles and Government of lofty grandeures ; but you made over the possessions of them to the infidels, by engaging yourselves in mutual fightings and massacres.

"You were acting according to the Quran and the Traditions; and you should have propagated that in the world and acted upon them. But today you are in such a state that for the sake of your personal gains, status and honour. You take the name of religion ; you call your Governments, Islamic. But when you begin to frame laws, you frame such ones as have not even a far-fetched touch with Islam, and which are wholly against the Book and the Traditions. You compell the Trustees of religion (i.e., Olamas) at the time of your need, to help you by presenting your politics in the garb of Religion and make it popular with the masses. But after acquiring honours and offices, you disgrace the truthful olamas (Savants) and trample their powers; or you compell them to support you unlawfully. Remember, He who disgraces, is liable to be trodden himself. Honour and Disgrace are in the hands of God.

Whosoever amongst you, may became the leader of ruler of the Community (or nation), he is the servant of the Community. The nation has the right to take accounts andexamine the adminis-tration of their rights by the ruler.

Marfat.com

Whosoever points out your mistake and gives you good advice, is your sincere friend.

Your doors are open for the rich ; but you have placed guards and door-keeper for those poor people for whom my prayer was : "O God! keep me alive amongst the poor, let me die amongst them, and make my resurrection with them."

"I, being the Leader of the prophets, and beloved of God of both the worlds, used to go to see (unique after) the poor patients. Your nobles and rulers consider it insulting to go to the poor. You can find out time for visiting the infidels and idolators ; you have time to enjoy the bouts of wine-cups and disgraceful and shameful performances, but you have no time to meet the poor subjects.

"It is these poor people of my nation, on whose account you have acquired honour and dignified offices. But after the lapse of time, you put them to disgrace and disrepute. You punish people on illegal doubts without proper inquiry.

"You are separating religion and politics so that your misdeeds might be covered. You do not want the promulgation of Religious Laws, simply because your Satanic deeds will be affected and people would question you. You punish others, and you don't want that you also should be punished.

"You oppress others by calling them apparents and mischievous but you yourselves create greatest differences ; you want to create your own groups, but do not allow others opportunities to organise themselves. You have neither the will-to-worship-God neither patriotism nor the rightful love for the people of your country; your object is your "Self". These circumstances will provide for your destruction. There is yet time : take care of yourself.

"I ordered the females to live with modesty under curtains. But, today, your females are so immodest that even satans feel shyof them.You have neither the feeling for worship, nor the desire to carry religious war. Even when(you fight, you do so for others or for your own status and prestige. Fight with your "Self" first of all ; acquire purity and piety ; then fight with the sword, with the intention that whatever country you conquer, you would propagate the laws and covenants of God therein. If you will, instead of the laws of the Book and the Traditions, propagate the laws of the infidels, and break the bonds of God, the Avenger God, will establish whomsoever He wills in countries.

"The Throne, the Crown and Governments are temporary matters; today they are in possession of one and tomorrow in that of others. Every one of you, should take stock of his actions and reform himself. He who is not habituated to offer prayers, should covenant to perform the duty of offering prayers.

"The adulterer should express penitence from adultery, the drunkard from wine, the theif from larcenay, the userer from usery, and the tyrant from oppression.

"Make contracts for mutual affections. Consider the fulfilment of public rights as your greatest duty. Give up depending upon infidelity and polytheism.

"Believe me that even in this world (of Spiritualism) I am aware of your circumstances. When you do a good act, I

Marfat.com

am happy over it; and when your misdeeds come in my view, my heart is aggrieved.

"Make my obedience and following the habit of your life. The pleasure of God depends upon my following.

"If you want success and prosperity, then accept Islam and Religion for God, and . for God only. May it not come to pass, that, owing to mutual envy, and self-protection or for the progress of your future, on one side you invite the nation towards succcess and prosperity, but on the other side, along with all these you blaspheme the religion by your own acts, day and night.

"Act upon the Book and the Tradition with sincerity."

Your commerce is not loveable before God unless there is honesty within it

Taking food sanctioned by religion, and speaking the truth should be the principles of your life.

"Whenever you make an agreement with any person, fulfil it. Do good to the oppressed and the depressed. Do justice in every way. Do not punish anybody until you have made complete inquiry and have given opportunity to the oppressed to defend himself."

"Generate military and army spirits amongst yourselves. Your prayers, sacrifices, Hajj, and your life and death should be for God only.

"Now you bow yourself before God in the Prophets' Mosque, after offering penitence from your sins, pray for your salvation. I will say "Amen" with you."

"The supplication of the Lovers."

"O Lord ! your servant is aware of the dignity and loftiness of your Grand Court. It is incumbent upon all to respect and show reverence to this place. We have no venture to take submissions but supplicate only this much :-

"No doubt we are sinful and wicked, black-faced and away from religion (faith). Whatsoever we are, we are yours; we plead guilty. We have come here from Ka'ba so that after making confessions of our sins, may express penitence in your presence, and make you our intercessor.

"O Beneficient Master !"

"'Don't look upon us ; keep in view your bounty and kindness,

"We promise and covenant that we would act upon your noble injunctions. If your Lordship open your lips and pray for us, we would obtain our salvation and cross the sea."

While the above was being uttered, the door of blessings opened and a voice came.

"Don't he hopeless. My blessing is ready to take you in its lap to present it in presence of the Court of Oneness ; but, see ! don't do faithlessness after this covenant. After returning to your countries, propagate the blessings of Hujj, aet upon the Book and the tradition. Conquest and victory will kiss your feet; I will help you."

The Return from Madina, the Lighted.

O! the sacred land, where the groups of the chanting angels attend everyday from the heavens to offer Salam (peace), where the sacred souls of the Holy Prophets do come, on the sacred doors of which, the kings of the world, and Saints of God appear bowing their heads, to make submission ; for the attendance of

Marfat.com

which sacred Court the Almighty has fixed proper manners; where every moment is unique. When a man recollects the charming time of the morn, the heart is filled with joy. The rising sun first shows itself on the Sacred Green Dome ; the moon obtains blessings and munificance from the honourable court. What moment of Madina there is which a man can forget.

"Oh ! the moment of return from Medina, is so filled with anguish the mortification as one does not experiment such grief even at the time of the deaths of parents as at the time of bidding farewell to the sacred Dome. The eyes become full of tears, the heart grows restless, wailing on the lips. Everybody tries not to turn away his eyes from the holy Dome as long as he can have a look at it, and prays while weeping:-

"May I go to Madina, return, and go again. Let my whole life end in this way." These who have spiritual commissions with the Eternal Master (my soul be sacrificed upon him) and have blessed with his presence, knows it fully that he (the holy Prophet), after listening to wailings of every devoted and lover, addresses thus :-

"Wherever you would be,. I would be near you. I would be witnessing your movements and quietness. If you would perform virtuous acts, it would give me happiness. If, God forbid, you would adopt bad habits or manners, my soul, will be afflicted,As you had spiritual connections with me on my tomb and you used to think that you may not do anything which may be against my will, you must keep similar sentiments in your homelands. The constant observance of prayers the permanent sittings for communions, and preachings and propagations for doing good and showing evils should be the fixed programme of your life."

Instructions for the Olamas and Saints.

"I have, till now, addressed, generally; but now I address those who are our deputees and successors who are one side, are connected in the mosques of God, with thousands of the people of God, and guide them and go from village to village and city to city to propagate Islam ; and on the other hand, there are those spiritual guides who sit in Khanquahs (monastries) and on carpets of (Sainthood) who have millions of disciples and followers. There are many amongst them whom people see in their homelands but they attend my audience, and after taking instructions from me go to work in their jurisdictions.

But there is a great majority also such as has adopted the function of spiritual guidance and converting into disciples, as means for private gains. Whenever, there is a competition between the truth and the Falsehood, then those who want to earn the worldly profits, they sit concealed in their homes ; although, they have been appointed as teachers, guides, and guardians of the people, on behalf of God. When the leaders, the poor, the rulers and kings of the nation, stumble, it is their (the deputees of God's) duty to bring those going astray to the right path, after manipulating all their moral powers.

The Duties of Magistrates

Marfat.com

(& Collectors).

I have taught the Rulers by giving lessons from my own life actions that Muslim officers and Magistrates, while sitting in their chairs of Government and justice, should exercise all their available powers and influences, to stop vices and order to do the good ; and to act in accordance with the Holy Quran and my injunctions.

Every officer or Magistrate must look into his own acts. Being ashamed of his own mistakes, and expressing penitance in the Court of the One (God) should take steps to do good. Whatever may be their behaviour with the rich, the traders, or other officers of the state, their approach to the poor, the needy and the struggling sufferers must be better :

"All of you will be questioned by God about your subjects".

"So, you officers who are appointed to order for the good, and you who read books, and you who warm the sittings of groups holding spiritual Communion, your ancestors travelled round the earth on foot to progagate sacred Islam ; but you have forgotten the missionary works of your forefathers. Wake up from your sleep, and obtain my blessings by spreading Islam on every portion of the globe."

The Duties of the Servants.

"Those of you who are servants work for the pleasure and goodwill of their master so much as not to do anything at anytime, that may be against the orders of the officer; they understood that there were supervisors in their office to watch over them ; and if they do anything against the official rules and regulations, they would be punished. But they should remember that there are appointed, on behalf of Holy God, guardian angels, who record each and every actions of his, and there is none whose actions are not placed before me."

"Remember, I forgive them because of my beneficient position but in the Court of God every action will be computed."

If even a decimal of the fractional impressions of what prevails upon every Haji and visitor of the holy places, during the visit, remains in him in his city, home, and market, many misdeeds would reformed.

Address to Muslim Public

Is it lawful for these who have returned from Mecca and Medina to give up prayers ; or to speak falsehood, to have recourse to falsehood and fraud in their bargains ; to abrogate promises ; not to perform the public rights. There are many who struggle to discover others ills, but there is no attention to reform ones own deed life.

"It is necessary that all of you live as one body. Treat everybody with love and good manners. Take interest in the rights of the neighbours, in obedience to parents, in the service of the -members of the family and in the schemes of reforming the society. The elders should have-mercy for the young ; and the young should honour and respect the elders. He who does not act like that, is not one of us."

Every Haji should make virtue his sacred Nature.

As by the duties imposed during the Hujj, and by its daily routine, however restrictions may there be, human passions

Marfat.com

and desires are annihilated : at every step, wisdom is bewildered as to why such a thing is happening ; why biting insects are not killed ; when many acts were lawful before the Hujj why it becomes illegitimate during the Hujj. But every faithful and honest person, coming out of the whirl of wisdom and satan does according to the injunctions about Hujj ; and from starting to returning completes his journey forbearing all sorts of sufferings.

Act in accordance with the Hujj and its daily routine. It has been taught that as every Haji becomes ready to face the - satanic powers during the Hujj, so after his return home, he should remain aloof from devilish frauds. He should, after his return from the Hujj, become embodiment of good morals. Instead of fraud, smuggling, falsehood, he should adopt honesty and truthfulness should become his habit and manners. As during the Hujj, the white and black, the eastern and the western, the Hejazis and the Iraquis, the Turks, the Syrians, and the Egyptians, putting the beggars garb were performing daily routines of counting the heads of the Unity (of God), so should they, in their own homelands, work with the spirit of universal family relation-ship and mutual brotherhood ; because, they are in the order of one-body ; their unity is established from the beginning; they have an universal organization and one Islamic block wherein, owing to the states of being faithful and Muslim, the afflictions or comforts of all are the same. A when a part of anybody feels a pain, the whole body is affected, so if the Muslims of any part of the world suffer from any sort of affliction, then the suffering should be the affliction of the entire Muslim world. The routine which was brought into practice during to period of the Hujj, therein, in order to please God, it was taught as an illustration, to sacrifice even one's child. Therefore, Muslims while living in their home-lands and towns, must unite to take steps for propagating truth and righteousness, the Islamic honour and prestige, and for the defence and prosperous existence of the Muslims. The Muslim states should make utmost struggle for linking themselves in a chain of unity by preparing a practical scheme to promote mutual brotherhood and union of all the states.

And all these Islamic States must be attached with their centre, the Ka'ba of God. This centre must be a focus of Islamic dignity and guidance, faithfulness, God-workshipping, and love and attachment of the Prophet' (Mustafa) (peace be upon him) 'as the land (Ka'ba) is a place of shelter for the entire world. This (Islamic Centre) must dufuse examples of blessings and love outside the Hejaz for every faithful Muslims, and must have the strength to guide the whole Islamic world, according to the Book and the Traditions ; and its own action and character must be of a model of high standard and of an exemplary nature : i,e. it is must be a model of the companions and the holy family members of the Prophet, olemas and Sufis.

From this centre, instructions should be issued always to, every Islamic country. Its agents and representatives should be deputed in every country to watch if the states be acting according to God's

Marfat.com

commands or not.

From the pious month of Muharram upto the month of Zil-Hujja, the Muslims of the world would be given instructions, accordingly, befitting the exigencies of these months.

The Final Appeal

In the foregoing pages, conversations that take place in dream and communion have been described, which might have been extended, but the fear of making the book voluminous thereby prevented it.

It was one object to discuss in this compilation, the intricacies of other commandments and laws of Islam and its truthfulness, but as other compilations are also in view, therefore these matters have been postponed for a later compilation. It is also intend that the philosophy of the unlawful and the forbidden (acts) should also be brought into writing; so that a keen observer may know that there are reasons and wisdom in the unlawful and the forbidden things as well as there are secrets in the compulsory Divine Commands,

It is hoped that the readers would go through this humble compilation attentively. If there be any human mistakes, the humble compiler may be informed so that it may be corrected in the next issue.

Fakir Mohammad Abdul Hamid Al-Quadri, Al-Badayuni
President, Jamiat Ulama-e-Pakistan, & Member, Islamic Advisory Council, Government of Pakistan.

OFFICE BEARERS OF THE JAMIA TALEEMAT-E-ISLAMIA KARACHI

☆ **Maulana Abdul Hamid Qadri Badayuni,**
President.

☆ **Sayyad Hussain Imam,**
Vice President.

☆ **Azad Bin Haider M.A, LL. B Vakil,**
General Secretary,

Member of the Managing Committee,

☆ **Prof. A.B.A Halim,**
Ex-Vice Chancellor,
Karachi University.

☆ **Maulana Qazi Himayatullah Haidari**

☆ **Allama Alauddin Siddiqui,**
Vice Chancellor,
Punjab University, Lahore

☆ **Maulana Mufti Ghulam Qadir Kashmiri,**

☆ **Mohd. Abid Al-Qadri, M.A.**

☆ **Mohd, Zahidul Qadri**

☆☆☆

Marfat.com

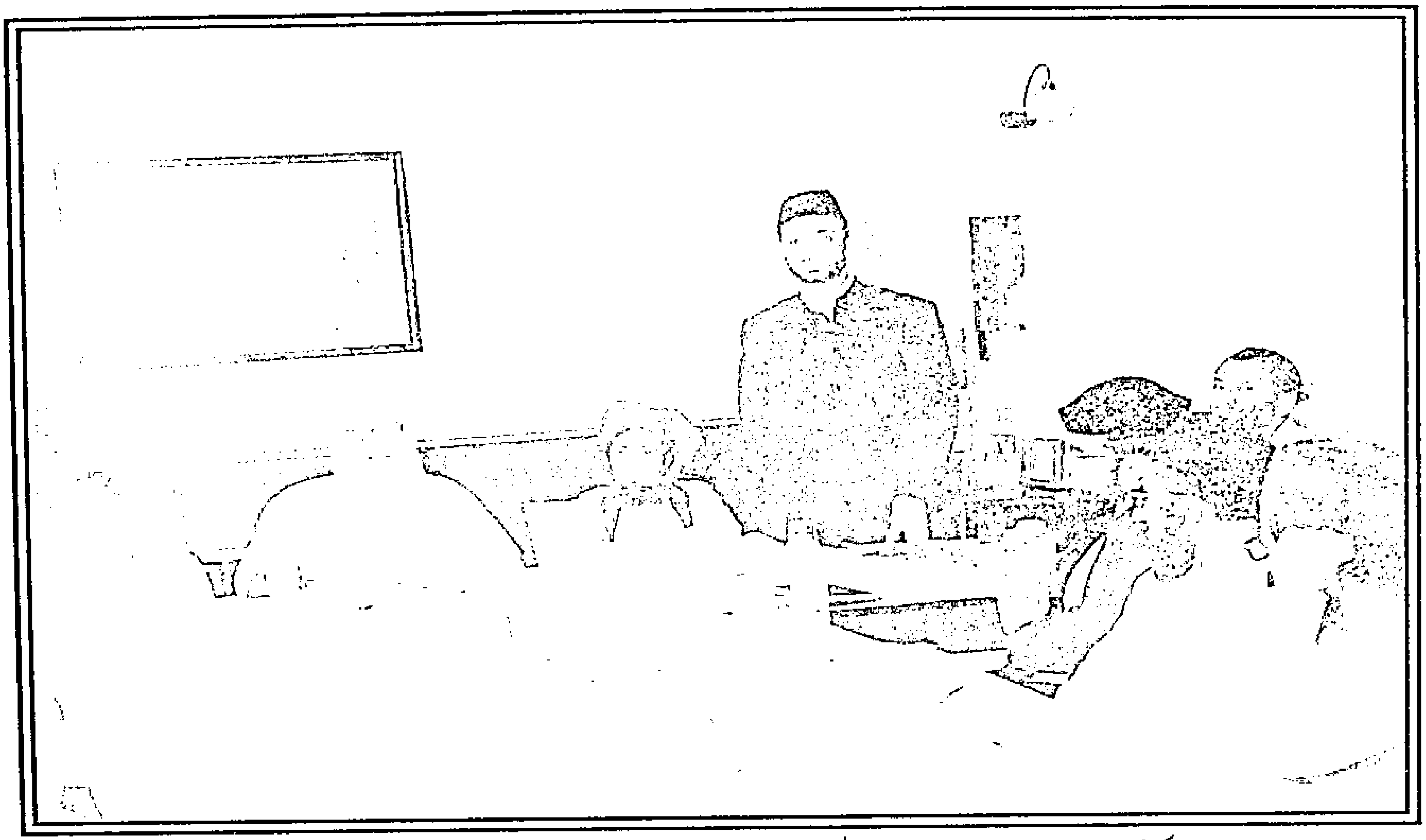

جمعیۃ العلمائے کشمیر کے زیر اہتمام جبیس ہوٹل میں ایک استقبالیے سے آزاد بن حیدر خطاب کر رہے ہیں۔
مفتی غلام قادر کشمیری، پیر بابا ذہین شاہ تاجیؒ و مولانا سیفی ندوی نمایاں ہیں۔

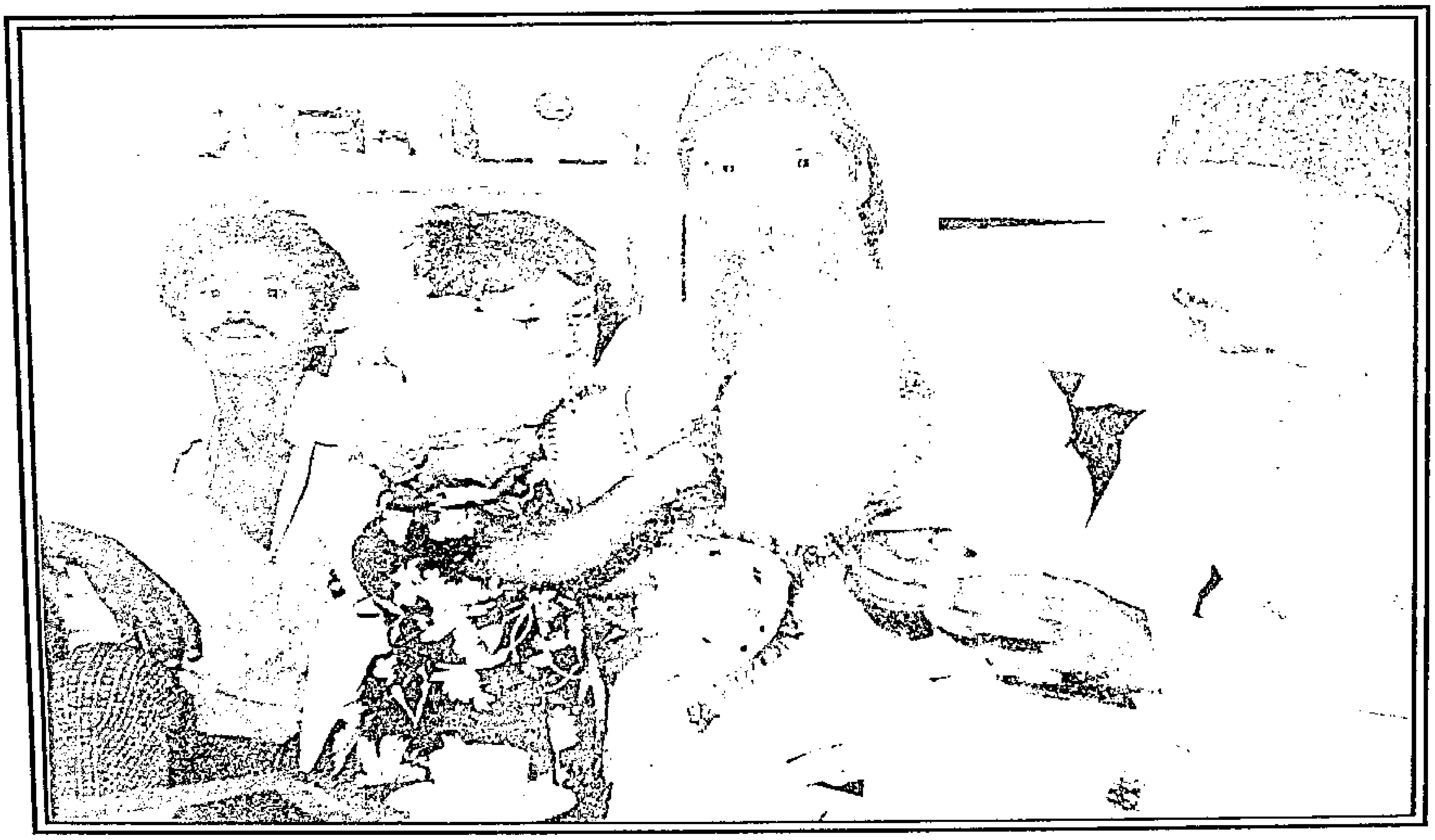

قومی اتحاد کے نامزد اُمیدوار برائے قومی اسمبلی مولانا حسن حقانیؒ کو نیو کراچی کی ایک بچی ہار پہنا رہی ہے۔
صوبائی اسمبلی کے نامزد اُمیدوار آزاد بن حیدر نمایاں ہیں۔ (۱۹۷۷ء)

Marfat.com

باب نہم

سیّدی ومرشدی
مولانا عبدالحامد بدایونی القادریؒ
کا
عظیم بین الاقوامی مشن

جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ

UNIVERSITY OF ISLAMIC STUDIES

منگھوپیر روڈ، کراچی (پاکستان)

Marfat.com

جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کے سنگ بنیاد کے موقع پر آزاد بن حیدر صدرِ پاکستان محمد ایوب خان کا استقبال کر رہے ہیں۔
درمیان میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ ایستادہ ہیں۔ (۳/ستمبر ۱۹۶۲ء)

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

یادداشت

منجانب صدر جامعہ تعلیمات اسلامیہ، کراچی

بخدمت گرامی عظیم المرتبت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب

صدر مملکت پاکستان

جناب والا! عصر حاضرہ میں تخیلات و نظریات حد سے زیادہ بدل چکے ہیں تعلیم جدید پانے والا طبقہ فکری و عقلی نقطۂ نظر سے فلسفیانہ انداز میں ہر مسئلہ کو سمجھنا اور مطالعہ کرنا چاہتا ہے۔

یہ حال کچھ ہمارے زمانے کی پیداوار نہیں بلکہ اس وقت بھی یہی کیفیت تھی جبکہ تفسیر و حدیث و فقہ کے ساتھ علم کلام و معقول و فلسفہ کو شامل کیا گیا۔ چونکہ اسلام مقدس دین فطرت ہے اور اس کے داعیات و اصول فہم و فکر اور عقل کے مطابق ہیں اسی لئے علامہ رازیؒ، علامہ غزالیؒ، حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت شیخ محدث دہلویؒ، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنے تبحر علمی طرز استدلال سے معقولین و ارباب فلسفہ و کلام پر فتوحات حاصل کیں اور منکرین حدیث و قرآن کی گردنوں کو اسلامی فلسفے کے سامنے جھکا دیا۔ اندلس و قرطبہ، بغداد کے علمی مراکز کے علوم القرآن و علوم نبوی کو مشعل راہ بنا کر بہت سے علوم مرتب کئے حتیٰ کہ دوسری اقوام کے لئے مردہ علوم کو اپنی مسیحائی سے زندہ کر دیا۔

ارباب تحقیق جانتے ہیں کہ ہمارے محققین و مفکرین مہندسین شبانہ روز مختلف قسم کی تحقیقات و اختراعات میں مصروف تھے۔ انہوں نے بیسیوں نئی نئی چیزیں ایجاد کیں اور چار دانگ عالم کو قرآن کریم ارشادات نبوی کی روشنی سے منور فرما دیا۔ وہ قرآن حکیم کے اس ارشاد کو و سخرلکم مافی السموات والارض بھی سامنے رکھتے تھے اور دوسری جانب ان آیات کا بھی مطالعہ فرماتے تھے جن میں حقائق اشیاء معلوم کرنے اور غور و خوض کا حکم دیا گیا تھا۔ وہ قرآنی سرچشمۂ ہدایت سے سیراب ہو کر کائنات ارضی میں پھیل گئے جہاں کہیں بھی گئے قرآن کو اپنا دستور ارشادات نبوی کو اپنا ہادی بنائے رہے۔ آج عربی انگریزی، جرمنی تالیفات کا مطالعہ کرنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ عرب دنیا کے معلم رہے۔ انہوں نے پوری دنیا کو تمدن دیا۔ علوم و عرفان کے خزانے لٹائے، بلاتفریق ملت سب پر یکساں بارشیں کیں۔

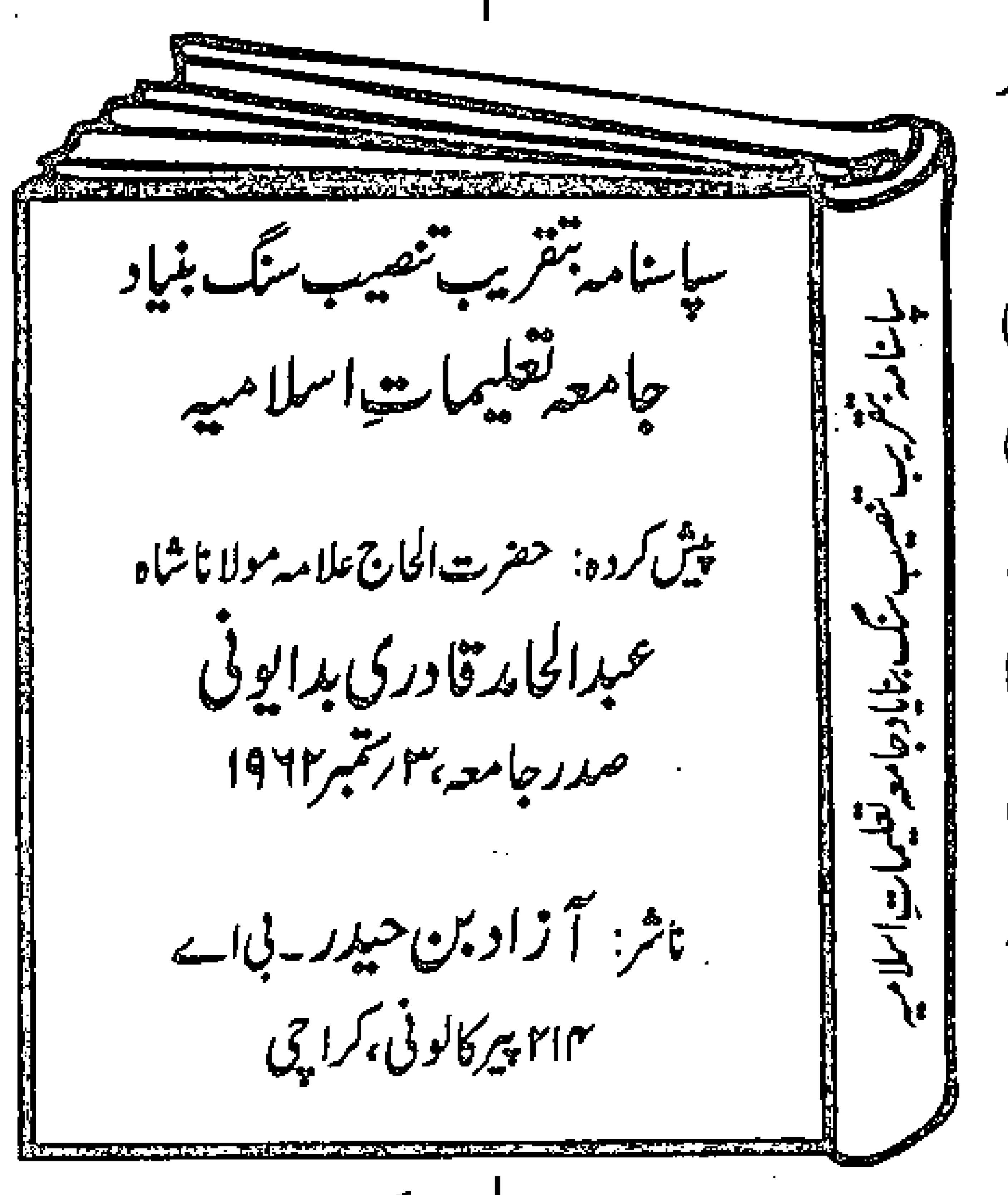

یہ اشارے صرف اس لئے کئے گئے کہ پتہ چل جائے کہ حاملین دین نے علوم القرآن اور علوم نبوی کو دوسرے علوم میں گم نہیں کیا بلکہ دوسرے علوم کو اپنے ہاتھ میں لے کر قرآن کریم کی ضیاء پاشیوں سے منور کر دیا۔

عصر حاضرہ کے علمائے اعلام نہ تو مسائل جدیدہ سے اپنی نگاہیں پھیرے ہوئے ہیں نہ وہ نظریات جدیدہ سے منہ چھپانا چاہتے ہیں۔ اجتہاد اسلامی نظام کا بنیادی مسلک ہے اور جدید سے جدید تر شعور و علوم سے مسلح ہو کر کائنات کی تسخیر کرنا اور پھر اس میں روحانیت پیدا کرنا ہمارا دستور رہا ہے لیکن آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایجادات و اختراعات مادی ترقی کی روشنی سے خیرہ ہو کر بعض ایسی قوتیں بھی کام کر رہی ہیں جن کا منشا یہ ہے کہ اختراعات و ایجادات اور نئے نظریات کی روشنی میں احکام قرآن کریم بدل دیئے

Marfat.com

جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کے سنگ بنیاد کے موقع پر صدرِ پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کو مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور آزاد بن حیدر جلسہ گاہ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ (۳ر ستمبر ۱۹۶۲ء)

Marfat.com

جائیں۔ اسی طرح احادیث مصطفیٰ سے کھیل کیا جائے اور مسلمانوں کی ان دو سب سے بڑی اہم بنیادوں کو سائنس و جدید نظریات کے اس طرح ماتحت کر دیا جائے کہ قرآن و حدیث کی ثانوی حیثیت ہی نہیں بلکہ اس سے بھی کم تر ہو جائے۔ ایسی تمام تحریکات دراصل افرنجیت و مغربیت کی پیداوار ہیں جنہیں مسلمانوں پر نہیں ٹھونسا جا سکتا نہ ہمارے قومی و ملی مزاج کے مطابق ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ اسلام اور اسلامی شعائر سے بڑی حد تک واقف نہیں اور علماء عوام سے قریب ہوتے ہوئے اس طبقے سے قدرے دور ہیں۔ ہمیں اس بُعد کو دور کرنے اور صورت حال کو بہتر بنانے کی ضرورت کا شدید احساس ہے۔ اگر ہمارا جدید تعلیم یافتہ طبقہ یا ہمارے متجددین وقت اس سلسلے میں کوئی بہتر طریقۂ کار نکال کر اقدامات کریں تو حضرات علمائے کرام اسے خوش آمدید کہنے کو تیار ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ حضرات علماء سے رابطہ قائم کریں۔ تفہیم و مذاکرات جاری رکھیں اور بنیادی طور پر اپنے قلوب میں کتاب مجید، ارشاداتِ نبوی، احکام فقہی کی اہمیت قائم کریں تا کہ ایسی فضا پیدا ہو کہ علمائے ملت ان سے تبادلہ خیالات کے ذریعے اور نئے نئے نظریات و مسائل پر اپنی آگاہی و بصیرت سے ایسے دستور وحل کی ترتیب و تشکیل میں مدد دے سکیں جو قومی و ملی ضرورت و مزاج کے مطابق ہو اور قرآن و سنہ کی حدود کے اندر ہو۔ ہمارا اختلاف نہ تو ذاتی ہے نہ انفرادی ہماری زندگی کی بنیاد احکام دین اور کتاب و سنت پر ہے۔ آج اگر ہم سے (بلا سمجھے بوجھے) اختلاف کرنے والے کتاب و سنت اور احکام خداوندی کو اپنا دستور بنالیں اور محرماتِ شرعیہ کے ارتکاب سے احتراز کریں تو ہم اور وہ متحد و طریقے سے کام کر سکتے ہیں۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان مرکزی انجمن تبلیغ اسلام انجمن تعلیم الاسلام کے ادارے کب سے ان ہی کوششوں میں منہمک ہیں کہ تحقیقاتی و ایجاداتی اداروں کے ساتھ ساتھ ایک ایسا معیاری و مثالی تبلیغی کالج کراچی میں قائم کیا جائے جس میں علوم قدیمہ اور علوم جدیدہ کے ۱۰۰ فارغ التحصیل طلباء داخل کیے جائیں۔ اس کالج کا نام جامعہ تعلیمات اسلامیہ تجویز کیا گیا۔ ہم نے سب سے پہلے اس جامعہ کے لئے گورنمنٹ پاکستان سے زمین حاصل کرنے کی درخواست کی۔ مقام مسرت ہے کہ جناب مسٹر مدنی، کمشنر کراچی نے اپنی علم دوستی، کالج کی اہمیت کا اندازہ فرماتے ہوئے ہمیں ۲۵ ہزار روپے میں زمین دیئے جانے کی منظور صادر فرمائی۔ ہم نے منگھو پیر روڈ پر اس زمین کا قبضہ حاصل کر لیا۔

طلباء کی رہائش و قیام و طعام وغیرہ کے جملہ انتظامات جامعہ کی طرف سے کئے جائیں گے۔ علوم قدیمہ کے فارغ التحصیل طلباء اس کالج میں فلسفہ، سائنس، جغرافیہ اور دوسرے علوم نیز زبان انگریزی، جرمنی، فارسی، انڈونیشی اور مذاہب عالم کے لٹریچر پر عبور حاصل کریں گے۔ اسی طرح علوم جدیدہ کے فارغ التحصیل طلباء کو علوم القرآن، علوم نبوت، علم الفقہ، فلسفۂ اسلام منطق تاریخ اسلام اور ایک منتخب نصاب جو کم از کم ۵ سال کا ہوگا، پڑھا جائے گا۔ طلباء کو ایسی تربیت و تعلیم دی جائے گی کہ وہ میعاد مقررہ گزارنے کے بعد اقطاع عالم میں پہنچ کر اسلام مقدس کو بہتر سے بہتر انداز میں پیش کر سکیں اور قومی زندگی کے ہر شعبے میں دینی و دنیوی دونوں لحاظ سے ہر طرح کامیاب ہو سکیں۔

ہمارا ارادہ ہے کہ اساتذہ کرام کو ممالک اسلامیہ سے بھی بلائیں اور اپنے ملک کی بہترین شخصیتوں سے بھی استفادہ کریں۔ مسلمانوں کے جس جس طبقے میں جو بہترین شخصیتیں ہمیں مل سکیں انہیں ہم کالج میں مدعو کریں گے اور ان کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔ انشاء پرداز، مقالہ نگار، تاریخ دان، فلسفی و منطقی، مقررین و مصنفین، مشاہیر علماء و خطباء زعماء کی تقاریر و مقالات حاصل کر کے کالج کی طرف سے طبع کرائے جائیں گے۔

اس کالج کے یوں تو ۳۶ شعبے ہوں گے منجملہ ان کے چند

Marfat.com

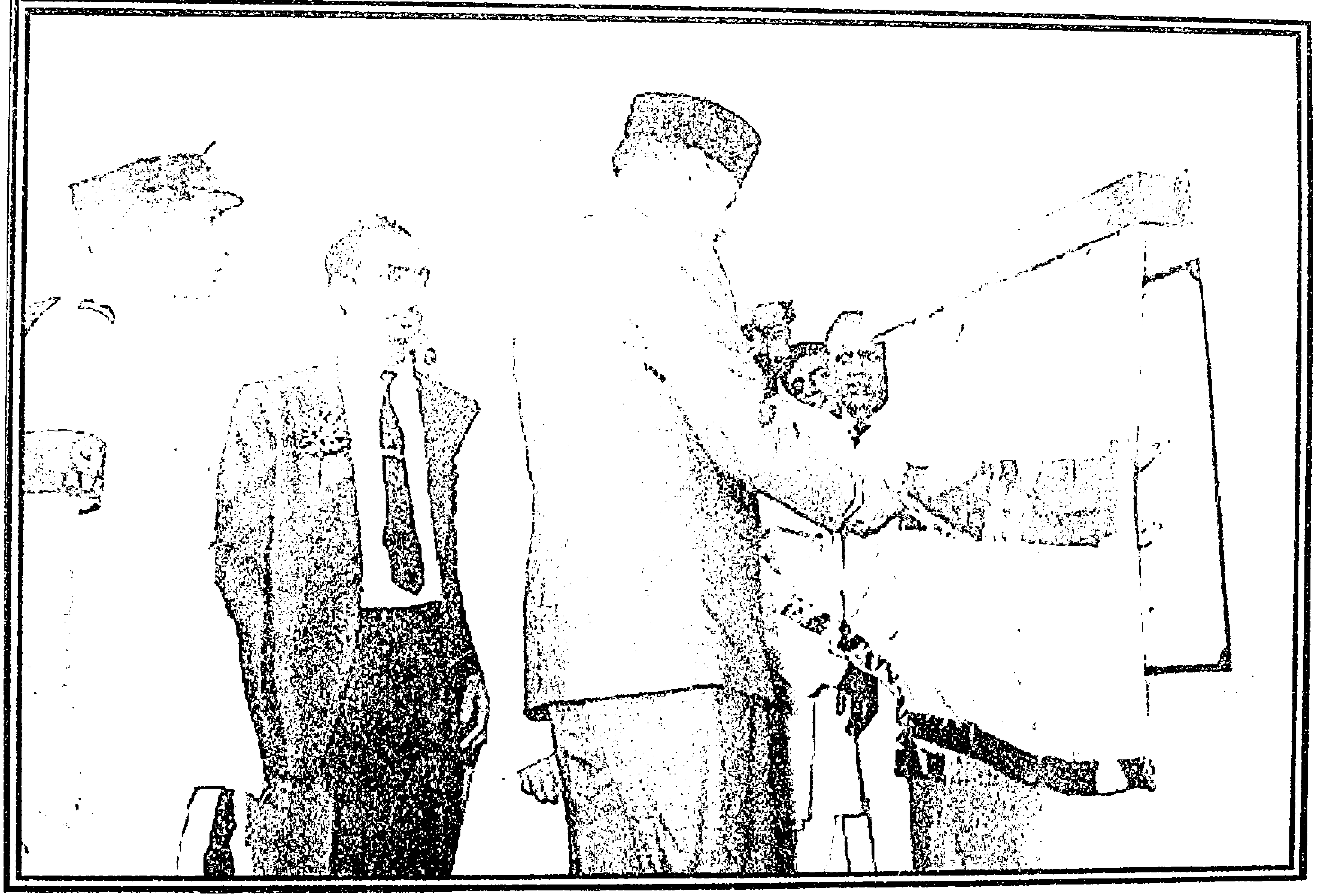

جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کے افتتاح پر تختی کی نقاب کشائی صدرِ پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان،
ان کے پیچھے آزاد بن حیدر نمایاں ہیں۔ (۳ر ستمبر ۱۹۶۲ء)

Marfat.com

خصوصی شعبہ جات وتعمیرات کا ذکر کرنا یہاں مناسب ہوگا۔
(۱) شعبۂ قرآن وحدیث (۲) شعبہ فقہ (۳) شعبہ فلسفہ ومنطق (۴) شعبہ فلسفہ جدید (۵) شعبہ تاریخ (۶) شعبہ سائنس (۷) شعبہ قوانین اسلامی (۸) شعبہ لسانیات (۹) شعبہ عسکر (۱۰) شعبہ صنعت و حرفت (۱۱) دارالافتاء (۱۲) دارالمطالعہ (۱۳) دارالمصنفین (۱۴) پریس (۱۵) شعبہ علوم جدیدہ (۱۶) شعبہ دارالمطالعہ (۱۷) جامع مسجد (۱۸) لائبریری (۱۹) وسیع ہال (۲۰) طلباء واساتذہ کے رہنے کے اعلیٰ قسم کے کمرے

کالج کی عمارت کا نقشہ تیار ہو چکا ہے۔ تعمیرات کے سلسلے میں ہم ملک کے مختلف حضرات سے تبادلۂ خیالات کر چکے ہیں۔ عمال حکومت پاکستان، سرمایہ داران تاجران۔ سفرائے عالم اسلامی سب ہی نے ہم سے امید افزاء وعدے فرمائے ہیں۔ انجمن تعلیم الاسلام کے اراکین نے اس تاریخی ومثالی کالج کے سنگ بنیاد کی رسم کے لئے صدر مملکت پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب سے درخواست کی جسے ممدوح نے قبول فرمالیا۔ ہم صمیم قلب کے ساتھ ممدوح محترم کی خدمت گرامی میں ہدیۂ تبرک پیش کرتے ہوئے یقین کرتے ہیں کہ جناب والا کی توجہات عالیات ہمارے اس تعلیمی وتبلیغی ادارے پر مبذول رہیں گی۔

ہم صدر مملکت پاکستان کی تشریف آوری اور رسم سنگ بنیاد ادا فرمانے کا صمیم قلب کے ساتھ شکریہ پیش کرتے ہیں۔ ازاں بعد جناب مسٹر مدنی سابق کمشنر کراچی مستحق شکریہ ہیں کہ آپ نے جامعہ کے معاملات میں کافی دلچسپی لی۔ ہمیں افسوس ہے کہ ان کا تبادلہ ہوگیا۔ خدا کرے کہ وہ مستقبل میں بہتر سے بہتر منصب پر پہنچیں اور مذہب وملت ملک وقوم کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔

ازاں بعد تمامی سفرائے عالم اسلامی خصوصاً نبیرۂ حضور سیدنا غوث الاعظمؒ، حضرت پیر عبدالقادر گیلانی سفیر عراق کے ہم ممنون ہیں۔ نیز ہمارے علمائے اسلام وسرمایہ داران وتجار کی اعانت و شرکت ہم سب کے لئے باعث مسرت ہے۔

ہم صدر مملکت پاکستان سے استدعا کرتے ہیں کہ جناب والا اپنے گرانقدر خیالات سے مستفید فرمائیں اور جامعہ کا سنگ بنیاد رکھیں۔

محمد عبدالحامد القادری البدایونی
صدر جامعہ تعلیمات اسلامیہ
سیّد حسین امام (نائب صدر)
آزاد بن حیدر ایم۔اے (سکریٹری)
واراکینِ جامعہ

میری معلومات اور مشاہدہ کے مطابق جہاں تک بریلوی مکتبہ فکر کا تعلق ہے اس مکتبہ فکر کے علمائے کرام ومشائخ عظام نے اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے ساتھ بحیثیت اجتماعی تحریک پاکستان کی دل وجان سے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایمان کی حد تک حمایت کی۔ ان حضرات میں خاص طور پر امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پور شریف سیالکوٹ اور حضرت پیر قمر الدینؒ سیال شریف ودیگر سجادہ نشین حضرات نے بھی بھرپور تعاون اور مدد کی۔ حضرت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا کرم علی ملیح آبادیؒ، حضرت مولانا برہان الحقؒ (سی پی) غرضیکہ دو چار کے سوا سب علمائے بریلوی کی تحریک پاکستان میں شاندار اور مثالی خدمات ہیں۔ (عبدالمجید سچ جالندھری)

(مجلہ اوج لاہور، ۹۱-۱۹۹۰ء، قرار دادِ پاکستان گولڈن جوبلی نمبر، ص ۴۴۸) (کنز الایمان، لاہور، تحریک پاکستان نمبر، اگست ۱۹۹۵، ص ۱۹۱)

Marfat.com

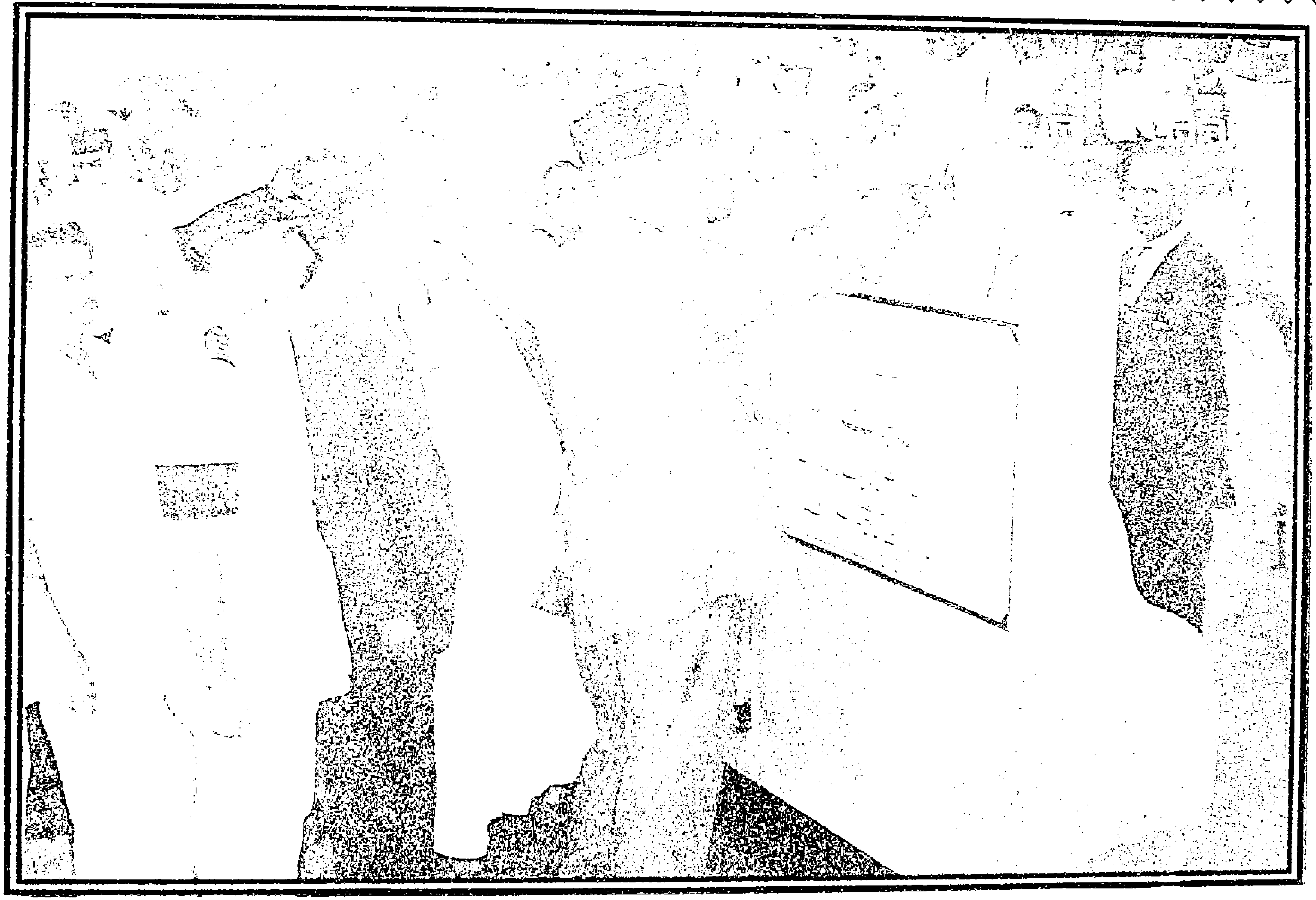

صدرِ پاکستان ایوب خان جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں۔
مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، آزاد بن حیدر نمایاں ہیں۔ (۳/ستمبر ۱۹۶۲ء)

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نحمده و نصلي على رسوله الكريم

"طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة"

تقسیم ہند کے بعد تقریباً دس بارہ سال مہاجر طبقہ جس طرح عبوری دور کے پیچ وخم سے گزرا، اسی طرح مقامی طبقہ کو بھی نتیجتاً نشیب وفراز سے دو چار ہونا پڑا۔ وہ اظہر من الشمس ہے چنانچہ صدر مرکزی جمعیۃ العلمائے پاکستان ورکن اسلامی مشاورتی کونسل حضرت علامہ الحاج مولانا شاہ محمد عبدالحامدؒ صاحب القادری البدایونی ادام اللہ ظلہم العالی بھی طبقۂ مہاجر کے ایک فرد، رہنمائے اعظم اور سرپرست ہیں۔ آپ بھی اگرچہ سب کی طرح انقلابی حوادث اور لطمات مخالف کی زد میں رہے بارے قومی فرائض کے ان خصائص سے کبھی غافل نہ رہے جن سے آپ کی عملی زندگی کی ابتدا ہوئی اور جن کے لئے آپ نے اپنی زندگی کو وقف کررکھا ہے، ازانجملہ مطالبۂ پاکستان کا عنوان اوّلیں، کہ :

"اسلامی زندگی کو قرآن وسنت کے سانچہ میں ڈھالنا"

اگر یہ نہ ہوتو پاکستان کے حصول کی خاطر انواع واقسام کے ایثار اور دل ہلا دینے والی قربانیاں یہ سب کچھ بے معنی ولایعنی ہو کر رہ جاتا ہے۔

انجمن تعلیم الاسلام: بظاہر اجتماعی لیکن بباطن انفرادی تدبر کے ساتھ پاکستان کو پاکستان بنانے کی راہیں ہموار کرتی رہی اور آخر سنہ ۶۱ء میں ایک کامیاب قدم اٹھایا، کہ عالی جناب جی اے مدنی چیف کمشنر کراچی اور دیگر عمال حکومت کو عصرانہ پر مدعو کر کے سپاسنامہ کی زبان سے دل کی بات کہہ ڈالی۔ قاضی محمد حمایت اللہ رکن انجمن نے بھی ایک قصیدہ تاثرات سے بھرپور پیش کیا۔ محترم جناب مدنی صاحب کمشنر کراچی نے سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"مولانا بدایونی ان قابل قدر کارکنان میں سے ہیں جنہوں نے تحریک خلافت سے لے کر قیام پاکستان تک اپنی بیش از بیش خدمات قوم وملت کے لئے وقف کیں، تحریک قیام پاکستان میں جس قدر عملی خدمت مولانا بدایونی نے فرمائی اس کی مثال نہیں ملتی۔ مجھے افسوس ہے کہ ایسے قابل قدر فرد کو حصول اراضی میں دشواریوں کا سامنا ہوا۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ کوشش کرتا ہوں کہ آپ کو مناسب مقام پر اچھی اراضی قیام جامعہ کے لئے مل جائے۔"

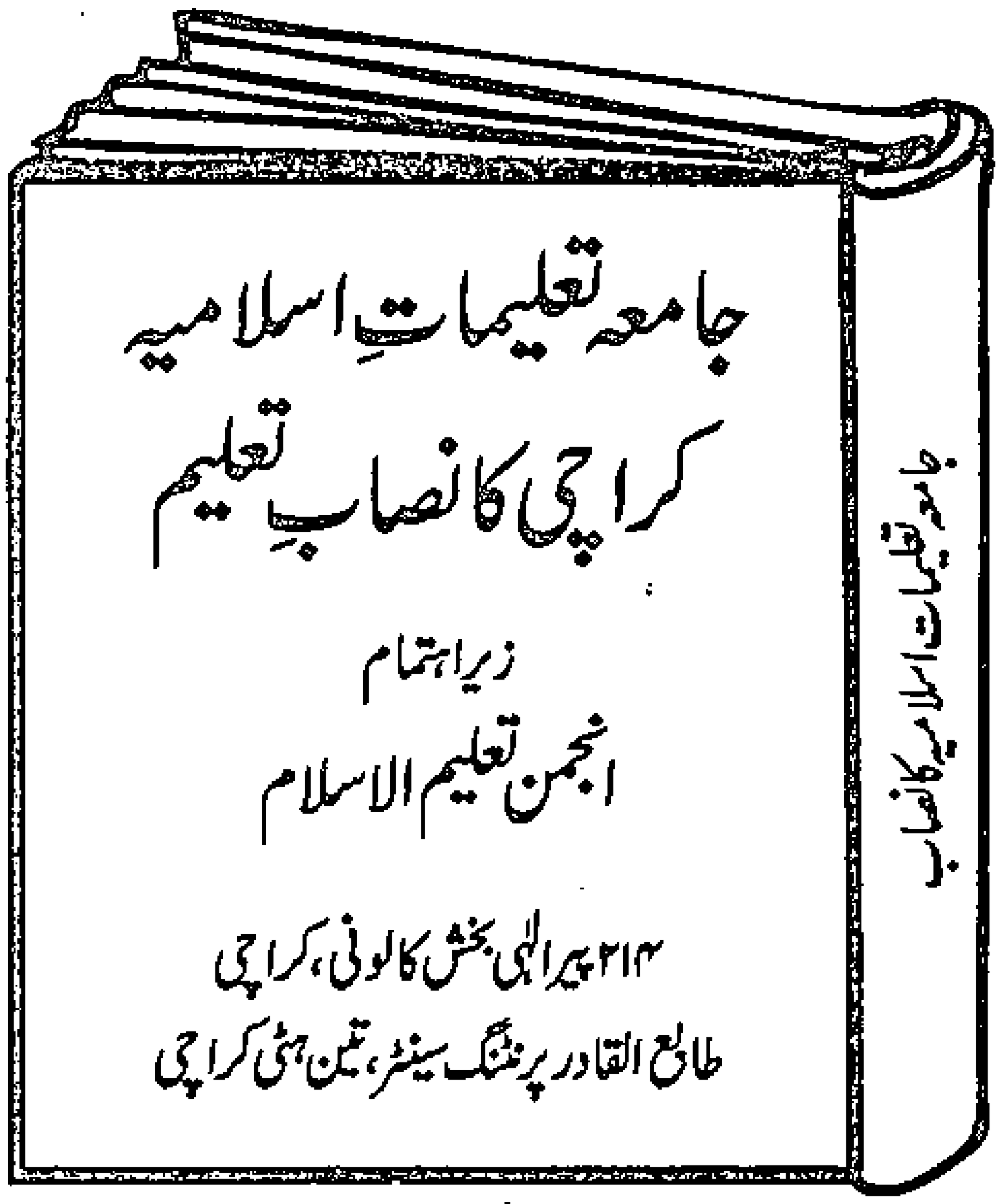

چنانچہ ایک مہینہ کے اندر اندر منگھو پیر روڈ پر ۱۱۵ ایکڑ اراضی دیئے جانے کے مراحل ختم ہوگئے اور اس کا سہرا مدنی صاحب کے سر رہا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور انہیں مراتب عالیات سے سرفراز فرمائے۔ (آمین)

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے بنیادی اغراض ومقاصد

حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عبدالحامدؒ صاحب قادری بدایونی صدر وموسس جامعہ تعلیمات اسلامیہ جو رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر اور زعیم الہند مولانا شوکت علی صاحب خادم کعبہ اور نواب محمد اسماعیل خان صاحب کے ساتھ تحریک خلافت میں شریک رہے اور اس تحریک کے بعد ۱۹۳۷ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک قیام پاکستان اور مسلم لیگ کی تنظیم میں خان لیاقت علی خان صاحب کے ہمراہ شریک رہے۔ علمائے اہل سنت میں آپ پہلے وہ عالم وشیخ تھے جس نے ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں قیام پاکستان کے لئے

Marfat.com

عملی جدوجہد شروع کی۔ کوئی ایک صوبہ اور ضلع ایسا نہ تھا جہاں آپ نے نمایاں خدمات انجام نہ دی ہوں۔ اسی زمانہ میں آپ حجاز مقدس، عراق و مصر کے دورہ پر بھی گئے جہاں آپ نے تحریک مسلم لیگ اور پاکستان کو روشناس کرایا۔ ۱۹۴۷ء میں آپ ہجرت فرما کر کراچی تشریف لے آئے۔ یہاں بھی آپ نے مختلف تحریکات میں حصہ لیا۔ اور ایک ایسا منصوبہ تیار کیا کہ پاکستان میں ایک تبلیغی جامعہ اور ادارہ قائم کیا جائے جو علوم قدیمہ و علوم جدیدہ کے ساتھ عالمی زبانیں سکھائے اور مذاہب عالم سے روشناس کرائے۔ اس مقصد کے لئے انجمن تعلیم الاسلام کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔ اس کے اغراض و مقاصد میں ایک جامعہ کا قیام ضروری قرار دیا گیا تا کہ یہاں کے فارغ التحصیل علماء وطلباء پاکستان میں اولاً و مغربی ممالک میں ثانیاً اور دنیائے اسلامی میں عموماً دورے کر کے اسلام مقدس کو بہتر سے بہتر انداز میں پیش کریں۔ اس جامعہ کا نام ''جامعہ تعلیمات اسلامیہ'' ہو۔ دس سال کا طویل زمانہ حصول مکانات میں صرف ہو گیا مگر جامعہ کے لئے کوئی موزوں عمارت نہ مل سکی تا آنکہ جناب محترم مدنی صاحب کمشنر کراچی کی توجہات خصوصی کے باعث دس ایکڑ زمین جامعہ کے لئے مل گئی۔

رسم سنگ بنیاد: طے پایا کہ عالی مرتبت فخر ملت پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب سے درخواست کی جائے کہ جامعہ کا سنگ بنیاد رکھنے کی عزت بخشیں، ایک عرض داشت روانہ کی گئی، مقام مسرت ہے کہ ممدوح نے اراکین جامعہ کی درخواست کو شرف قبولیت عطا فرمایا، آپ نے تشریف ارزانی فرمائی، گورنر مغربی پاکستان، وزرائے مملکت، کمشنر کراچی و دیگر مشاہیر وزعماء، تجار و علماء بکثرت شریک ہوئے۔

علامہ بدایونی ادام اللہ فیوضھم نے ایک سپاسنامہ پیش کیا جس کے ذریعہ جامعہ کے اغراض و مقاصد روشن کئے گئے، ازاں بعد صدر محترم نے سپاسنامہ کا بہترین تاثرات میں جواب دیا۔ جامعہ کے قیام اور اس کے قیام کی مساعی کو نہایت وزنی الفاظ میں سراہا اور فرمایا کہ میری توجہ جامعہ کے ساتھ مبذول رہے گی اس کے ساتھ ہی ایک لاکھ روپے کے گرانقدر عطیہ کا اعلان فرمایا۔ یہ اجتماع ایک تاریخی حیثیت کا اجتماع تھا۔

یوں تو حضرت مولانا بدایونی کی تاریخ اس قسم کے اجتماعات سے لبریز رہی ہے مگر قیام جامعہ کی تحریک آپ کا ایک کارنامۂ عظیم ہے جس پر جناب موصوف کو جس قدر بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ یہ یادگار ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والی یادگار ہے۔

ہم سب کی صمیم قلب سے دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مولانا محترم کو صحت کاملہ کے ساتھ تادیر عملی خدمات انجام دینے کے مواقع عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت علامہ بدایونی دامت برکاتہم نے شہر کے مقامی سرمایہ داروں سے سردست کوئی اپیل نہیں فرمائی بلکہ بطور آغاز حضرت پیر سید عبدالقادر صاحب گیلانی سفیر عراق کی وساطت سے حکومت عراق سے تحریک کی گئی، کئی ہزار روپے کا عطیہ حکومت عراق سے وصول ہوا، بعد میں مختلف بینکوں اور حضرات معطیان نے اپنے اپنے عطایا سے سرفراز فرمایا۔

مولانائے محترم چار ارکان پر مشتمل ایک وفد لے کر عالم اسلامی کے دورہ پر روانہ ہوئے۔ مصر، ترکی، انگلینڈ، الجیریا، نائیجیریا، تیونس، حجاز مقدس، کویت اور عراق کا دورہ فرمایا تا کہ ان ممالک کا نظام تعلیم دیکھا جائے اور حسب موقع جامعہ کی اعانت کے لئے بھی تحریک کا آغاز کیا جائے۔ چنانچہ یہ وفد ایک مہینہ سے زیادہ کا پروگرام پورا کر کے لوٹا، بفضلہ تعالیٰ وفد کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی، حکومت مصر نے دو قاری اور پانچ ہزار کتابیں دینے کا وعدہ فرمایا، سعودی عربیہ اور کویت نے مالی اعانت کا وعدہ فرمایا جو امید افزاء حیثیت سے کامیاب ہوا۔

جامعہ کا محل وقوع: جامعہ کا محل وقوع نہایت پر فضا، کشادہ و مرتفع

Marfat.com

مقام منگھو پیر روڈ نزد بنارس کالونی ہے، آب و ہوا حد درجہ لطیف، صحت بخش اور معتدل ہے۔ یہ جگہ شہر سے باہر بھی ہے۔ پرسکون ہونے کے اعتبار سے اور شہر سے متصل بھی ہے۔ ذرائع آمد و رفت کے لحاظ سے اس کا پیش منظر اور چپ و راست عمارت کے لئے کھلے ہوئے شارع عام کے رخ پر ہیں اور پس منظر قدرتی، جاذب نظر و مفید صحت ہے جو قسمت ہی سے نصیب ہوتی ہے۔ دراصل ایسے جامعہ کے لئے جس کے مقاصد دنیا کی تمام یونیورسٹیوں سے جداگانہ اور بلند تر ہوں ایسی ہی جگہ کی ضرورت تھی جو باری تعالیٰ کی عطائے خاص ہے۔

اگرچہ پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے اس اراضی میں حد درجہ مد و جزر تھا کئی ہزار روپے ناہموار زمین کی درستی میں خرچ ہوئے۔ پھر نقشہ بنانے پر بھی ہزار ہا روپے کا صرفہ آ گیا ابتداءً تعمیر کا کام غیر معمولی دشوار تھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دس بڑے کمرے جن میں ہر ایک کمرہ کے اندر ساٹھ طلباء و مدرسین کے قیام کے لئے۔ ان کے یمین و یسار دو عالیشان لائبریری روم ہیں اور وسط میں ایک وسیع و شاندار دروازہ ہے جس کا نام ''باب ابوب'' تجویز کیا گیا ہے۔

معاونین کرام کے اسمائے گرامی

حکومت پاکستان، حکومت سعودی عربیہ، حکومت کویت، حکومت عراق، حکومت مصر، جمید سیٹھ صاحب ڈائریکٹر حبیب بینک، جناب ممتاز حسن صاحب ڈائریکٹر نیشنل بینک، حافظ ٹیکسٹائل ملز، جناب سیٹھ قاسم دادا صاحب، جناب سیٹھ محمد علی ٹرام والا، جناب سیٹھ محمد علی مل والا، مسٹر ایم۔ اے اصفہانی، اسماعیل سیٹھ صاحب، جناب معصوم جہاز والے، جناب ایم۔ اے قریشی ممبر اسمبلی، جناب سیٹھ نعمان بندوق والا، جناب سیٹھ آدم جی صاحب، جناب عبدالرحمٰن صاحب منسٹری آف ایجوکیشن، جناب خواجہ محمد اسحٰق صاحب فینسی فاؤنڈیشن، جناب حاجی نذیر صاحب، حضرت پیر دیول صاحب، جناب حافظ فضل دین صاحب، جناب سیٹھ ہاشم یونس صاحب، جناب سیٹھ حاجی سلیمان صاحب کوچین والا، جناب کرنل ظہیر الدین احمد صاحب، جناب حاجی غفار صاحب، جناب حاجی سید ناصر علی شمس صاحب، قاضی محمد ابراہیم صاحب، حکیم محمد سعید صاحب دہلوی، حکیم محمد تقی صاحب دہلوی، جناب حاجی محمد الیاس صاحب، جناب ڈاکٹر میر اسد علی صاحب جیسے مشاہیر و عمائد نے جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی گرانقدر اعانت فرمائی اور جب کبھی جامعہ کو ضرورت لاحق ہوتی ہے یہ حضرات دست تعاون دراز فرماتے ہیں۔

فجزاهم الله خير الجزاء

تخمینہ تعمیر: نقشہ کے مطابق جامعہ کی عمارت کا تخمینہ ایک کروڑ بیس لاکھ ہوا تھا لیکن ماہرین فن کا اندازہ ہے کہ دو کروڑ کے اوپر جائے گا اور ممکن ہے کہ تین کروڑ ہو جائے کیونکہ وہ تخمینہ آج سے سات برس پہلے کا ہے اور گرانی کا یہ عالم ہے کہ سابسال اور ماہ بماہ سے گزر کر اب روز بروز پر آ گئی ہے۔ بہر حال گزشتہ پنجسالہ منصوبہ میں جتنی تعمیر مکمل ہو چکی ہے وہ پیش نظر تصویر سے ظاہر ہے۔ اب آئندہ پنجسالہ منصوبہ کے تحت اس عمارت میں اضافہ کا سلسلہ ہر سال انشاء العزیز جاری رہے گا۔ اور اللہ نے چاہا تو مستقبل قریب میں ہی اس جامعہ کو ایک مثالی اسلامی یونیورسٹی کی حیثیت حاصل ہو جائے گی۔ یہاں یہ عرض کرنا بے جانہ ہوگا کہ ہمچو قسم مہمات کا سر کرنا انفرادی قوت سے ممکن نہیں، جہاں تک انفرادی قوت کا تعلق تھا وہ بحمدللہ حضرت شیخ الجامع کے قوائے استبدادی کا مظہر ہے، اب ملک و ملت کے ہر فرد پر برابر کی ذمہ داری ہے کہ حسب استطاعت سہارا لگائے۔

جامعہ بہاول پور کا مختصر تعارف: جامعہ اسلامیہ بہاول پور یوں تو ایک قدیم درس گاہ ہے جس کی تفصیلات یہاں بے محل ہیں، اجمالاً اتنا بتا دینا کافی ہے کہ قیام پاکستان اور بالخصوص مارشل لا کے بعد سے جو تبدیلیاں ظہور پذیر ہوئی ہیں، ان کے سبب اسے ایک

Marfat.com

جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد سفیر عراق برائے پاکستان پیر سید عبدالقادر گیلانی رح دُعا فرما رہے ہیں۔ دائیں سے بائیں مفتی غلام قادر کشمیری، مولانا عبدالحامد بدایونی، آزاد بن حیدر اور گورنر مغربی پاکستان نواب امیر محمد خان کالاباغ نمایاں ہیں۔ (۳/ستمبر۱۹۶۲ء)

Marfat.com

نمایاں مقام حاصل ہوگیا ہے۔اس خصوص میں شیخ الجامعہ ڈاکٹر سید حامد حسن صاحب بلگرامی کی مساعی جمیلہ ہرگونہ قابل ستائش ہیں کہ موصوف نے اپنی سوجھ بوجھ اور غیر معمولی ذہانت سے جامعہ کے نظم و درس کی ایسے حسین انداز میں شیرازہ بندی کی کہ اسے ایک جامعہ کی پوزیشن دلا کر ۱۹۶۳ء میں صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے مبارک ہاتھوں اس کا افتتاح کرایا۔ اس جگہ صدر محترم کے خطبۂ افتتاحیہ کا اقتباس تاریخ پاکستان میں آب زر سے لکھنے کے لائق ہے، ملاحظہ ہو۔

''پاکستان کی بنیاد مذہب پر ہے، ہم نے مذہب اور تمدن کو محفوظ کرنے کے لئے پاکستان کا مطالبہ کیا اور خداوند کریم نے اپنی مہربانی سے ہمیں پاکستان جیسی نعمت بخشی، اس لئے ہمارے علماء کا یہ اخلاقی، قومی بلکہ مذہبی فرض ہے کہ وہ اسلام کے دائمی اور سچے اصولوں کو اس زمانہ کی ضرورت اور تقاضوں پر چسپاں کر کے دکھائیں کہ اسلام کے اصول اٹل اور سچے ہیں۔''

ان خیالات میں علمائے پاکستان کے لئے ایک صلائے عام ہے کہ اس وقت اگر علمائے کرام اور دیگر مشاہیر پاکستان نے باہمی یکجہتی کے ساتھ اپنے فرض کو ادا نہ کیا اور سفینۂ ملت کو مخالف امواج کے تھپیڑوں سے ہوشمندی کے ساتھ نہ بچایا تو اس کے غلط سمت پر بہہ جانے کی تمام تر ذمہ داریاں ان سب پر عائد ہوں گی لہٰذا قابل صد مبارک باد ہیں وہ نفوس قدسی جنہوں نے اس وجدان کو اپنا نصب العین بنایا اور ذاتی مفاد سے اعراض کیا۔ بقول شیخ سعدی:

نظر خدای بیناں ز سر ھوا نباشد
سفر نیاز منداں ز سر خطا نباشد

پھر انہیں نفوس میں وہ جوہر قابل اذہان بیش از بیش درخور داد وسپاس ہیں جو قدیم تار کو جدید پود کے ساتھ ترکیب دے کر ایسا چفت و دیدہ زیب لباس تیار کر دیں جسے نہ ملا کر شرعی کہا جا سکے اور نہ ٹیڈی پتلون، مگر ماضی، حال اور مستقبل ہر دور کی تہذیب اس لباس کو اپنا کر فخر و ناز کرے۔

صدر ایوب کے مفہوم کی گیرائی اور دینی مدراس کے نصابات میں قدیم و جدید امتزاج کی پذیرائی میں شیوخ جامعۂ بہاولپور کو ہی شرف اولیت حاصل ہوا۔ یہ الگ بات ہے کہ نصاب کے عرض و طول میں آگے چل کر اوقات کار کی وسعت کے بقدر کچھ قطع و برید کرنا پڑے یا مرتبہ نصاب ہی سازگار ہو جائے۔ اگر ترتیب نصاب اور تدریس میں ہم آہنگی قائم ہو جائے، اس کا تعلق معیاری، محنتی اور کار آزما اساتذہ سے ہی، قدرت ارزانی فرمائے۔

جامعہ بہاولپور کے نصابات میں ان تمام قدروں کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے جن کی آج زندگی کے ہر گوشہ میں اور ہر موڑ پر ضرورت پیش آتی ہے، بالفاظ دیگر اس جامعہ کا فارغ التحصیل بیک وقت ایک مسجد کا ملا یا خطیب بھی ہو سکتا ہے اور ایک وزارت یا نظامت کا مدبر بھی۔ پبلک سروس کمیشن کی ڈگری اکثر سائن بورڈ یا زینت دیوار ہو کر رہ جاتی ہے، لیکن اس جامعہ کا فاضل علمی اور عملی حیثیت سے ملک و ملت کی کسی خدمت میں پیچھے نہ رہے گا، بلکہ یوں کہئے کہ اس کے اندر ہر درجہ کے صغیر و کبیر سے قریب تر ہونے کی صلاحیتیں اجاگر ہو جائیں گی اور بشرط اخلاص اسی میں قرب خدا و رسول کا راز مضمر ہے۔ ہمیں تعصباتی نقطۂ نظر سے ہٹ کر مشاہداتی آئینہ میں دیکھنا چاہئے کہ دور حاضرہ و آئندہ میں وہی شخص زیادہ سے زیادہ مقام رفیع حاصل کر سکتا ہے جو بین الاقوامی قابلیت کے ساتھ بین الکلیاتی صلاحیت کا بھی مالک ہو، اور یہ جامعیت کسی حد تک بحمد للہ اس نصاب کو حاصل ہے۔

سب سے زیادہ صراحت کے ساتھ قابل بیان و لائق اطمینان امر یہ ہے کہ جامعہ بہاول پور کے جملہ درجات و امتحانات تعلیمی بورڈ اور یونیورسٹی سے سرکاری طور پر باقاعدہ تسلیم شدہ ہیں یعنی اس جامعہ کی ڈگریوں کو بعینہٖ وہی مقبولیت حاصل ہوگی جو عام یونیورسٹیوں کی ڈگریوں کو حاصل ہے۔ یوں کہئے کہ ایک سکہ رائج

Marfat.com

الوقت ہے۔

اس سلسلے میں جامعہ بہاول پور کا آخری اجلاس مئی ۱۹۶۷ء میں زیر صدارت خان عبدالرشید خان صاحب چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف، چیئرمین بورڈ آف گورنرز جامعہ اسلامیہ لاہور میں منعقد ہوا، جس میں جامعہ بہاول پور کو نصاب تعلیم کے اعتبار سے ایک اسلامی یونیورسٹی کی حیثیت سے ممتاز فرمایا گیا۔

الحاق کی غایت اور اس کے فوائد: جامعہ بہاول پور کے تعلیمی مدارج و معیار کا جائزہ لینے کے بعد جب آپ جامعۂ تعلیمات اسلامیہ کراچی کے معیار علوم وفنون اور مقاصد عالیہ کا بنظر غائر جائزہ لیں گے تو بلاشبہ اسے دنیا کی تمام یونیورسٹیوں میں ما بہ الامتیاز پائیں گے۔ اس لئے کہ ہر یونیورسٹی اپنی مروجہ زبانوں میں سے کسی ایک زبان میں امتحان لیتی ہے یا زیادہ سے زیادہ اس کے ساتھ ایک کلاسیکی زبان شامل کر لی جاتی ہے مگر جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی نے اس عمومیت سے ہٹ کر ایک ایسا تعلیمی منصوبہ تیار کیا جو اپنی نظیر آپ ہے، قدیم وجدید کا امتیاز تو آج سے ایک ہزار برس پہلے بھی موجود تھا، جیسے رودکی نے ایک جگہ کہا ہے:

فسانہ گشت و کہن شد حدیث اسکندر
سخن نو از کہ نورا حلاوتے است دگر

یہ مہم تو جامعہ بہاول پور نے ایک حد تک سر کر لی ہے اور اب اس میں چار چاند لگانے کا سہرا بفضلہ تعالیٰ جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی کے سر ہے اور وہ ہے اپنے طلبا کو ہفت زبان بنانے کا انصرام اور یہی اس جامعہ کا اولین مقصد ہے جس کا بنیادی خاکہ آج سے پانچ سال قبل اپنے اعلامیہ میں پیش کیا جا چکا ہے چونکہ قدیم جغرافیہ میں دنیا کو ہفت اقلیم (سات حصوں) میں تقسیم کیا گیا ہے لہٰذا ساری دنیا پر تفوق حاصل کرنے کے لئے کم از کم سات زبانوں سے واقف ہونا ضروری ہے۔ جامعہ کا قیام اس کے اغراض و مقاصد اور منشور واعیہ تھا جو ازیں قبل کسی بھی دوسرے گوشے سے پیش نہ ہو سکا، الحمدللہ علی احسانہ کہ اس پانچ سال کی مدت میں جامعہ کے خادموں کی متعدد کوششیں مشکور ہوئیں، مثلاً

۱۔ جامعہ کی عمارات کی تیاری ۲۔ جامعہ کے لیئے کئی ہزار کتابوں کی فراہمی ۳۔ اطراف و اکناف عالم میں جامعہ کا تعارف اور ممالک اسلامی سے روابط ۴۔ اساتذہ کا تقرر اور تعلیم کا آغاز ۵۔ جامعہ بہاول پور سے الحاق (گویا اپنے جامعہ کی سرکاری طور پر تسلیم شدہ حیثیت) ۶۔ سنگ بنیاد کی تنصیب صدر مملکت محمد ایوب خان کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ ۷۔ بیرونی معلمین و متعلمین کے لئے قیام و طعام کا انتظام ۸۔ ایک عظیم الشان لائبریری کا قیام جسے جمہوریہ عربیہ متحدہ کے نام پر معنون کئے جانے کی رسم جناب محترم ڈاکٹر محمود حسن العروسی سفیر جمہوریہ عربیہ متحدہ نے ادا فرمائی۔ ۹۔ ترتیب نصابات، ہر علمی ادارہ اور جامعات کے لئے ضروری ہے کہ ان کے نصابات نہایت غور وفکر کے ساتھ بنائے جائیں، خاص طور پر ایک ایسا جامعہ جو اپنے اغراض و مقاصد میں واحد اور منفرد ادارہ ہو، اس کے نصابات کا جامع اور مکمل ہونا از حد ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں نصاب کمیٹی اور اس کے ارکان میں قاضی محمد حمایت اللہ صاحب حیدری قابل مبارک باد ہیں کہ آپ نے ترتیب نصاب کے عنوان پر اپنا زیادہ سے زیادہ وقت صرف فرمایا۔

ہاں تو اس امر کو مزید وضاحت کے ساتھ عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس جامعہ کو سرکاری طور پر "تسلیم شدہ" ہونے کی حیثیت حاصل نہ ہوتی تو اس میں زندگی کے آثار نمودار نہ ہوتے۔ اس کے لئے ارکان جامعہ کو شدید مساعی کا سامنا ہوا، مثلاً ۱۹۶۶ء میں محترم شیخ الجامعہ علامہ بدایونی نے لاہور جا کر چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف جناب خان عبدالرشید خان صاحب سے ملاقات کر کے الحاق کے مسئلہ پر تبادلۂ خیالات کیا۔ اس کے بعد ۱۶ مئی ۱۹۶۷ء کو جامعہ کا ایک وفد جناب مزاری صاحب سیکریٹری وزارت تعلیمات حکومت پاکستان سے ملا، تفصیلی مذاکرات جامعہ کے متعلق ہوئے،

Marfat.com

جناب مزاری صاحب نے مواعید فرمائے اور ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ میں جو کچھ کرسکتا ہوں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے متعلق ضرور کروں گا۔

۲۸رمئی ۱۹۶۷ء کو ہماری نصاب کمیٹی کی ایک میٹنگ زیر صدارت محترم پروفیسر اے۔ بی۔ اے حلیم منعقد ہوئی جس میں حسب ذیل ارکان نے شرکت فرمائی: ا۔ حضرت مولانا بدایونی صدر جامعہ، ۲۔ پروفیسر اے بی اے حلیم صدر نصاب کمیٹی، ۳۔ جناب سید حسین امام صاحب نائب صدر جامعہ، ۴۔ مولانا منتخب الحق صاحب رکن نصاب کمیٹی، ۵۔ آزاد بن حیدر صاحب سیکریٹری جامعہ، ۶۔ قاضی محمد حمایت اللہ رکن جامعہ ونصاب کمیٹی

اس میٹنگ میں چیف ایڈمنسٹریٹر صاحب اوقاف اور سیکریٹری صاحب وزارت تعلیمات کے صائب مشوروں پر غور کیا گیا اور متفقہ طور پر طے پایا کہ شیخ الجامعہ بہاول پور جناب ڈاکٹر سید حامد حسن صاحب بلگرامی کو کراچی تشریف ارزانی کی دعوت دی جا کر اپنے جامعہ کا باضابطہ معائنہ کرایا جائے اور بالمشافہ الحاق کے موضوع پر گفتگو کر کے ایک ہی نشست میں کوئی نتیجہ اخذ کرلیا جائے۔

الحمدللہ والمنۃ کہ محترم بلگرامی صاحب نے ہماری دعوت کو بصمیم قلب قبول فرمایا اور ۴ جولائی ۱۹۶۷ء کو جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی میں ایک شاندار عصرانہ ترتیب دیا گیا جس میں موصوف نے الحاق کی درخواست کو خوش آمدید کہتے ہوئے الحاق کے افادات وطریق کار کی وضاحت فرمائی اور اپنی مبسوط و جامع تقریر میں زریں و پائیدار مشوروں سے نوازا اور فرمایا کہ جامعہ بہاول پور کے نصاب کو جامعہ کراچی میں رائج کرنے کے حتمی طور پر یہ معنی ہوں گے کہ جو پوزیشن جامعہ بہاول پور کے فارغ التحصیل کی میدان عمل میں ہوگی بعینہ وہی تسلیم شدہ پوزیشن جامعہ تعلیمات کراچی کے فارغ التحصیل کی ہوگی البتہ لازمی مضامین کو علی حالہ برقرار رکھتے ہوئے اختیاری مضامین میں حسب ضرورت ترمیم و اضافہ کا پورا پورا حق ہوگا۔

صاحب موصوف کی اس دلآویز تقریر نے ارکان جامعہ کو صد گونہ طمانیت بخشی اور فرمایا کہ آپ کے جامعہ کا الحاق کوئی ذاتی مفاد پر مبنی نہیں ہے بلکہ ملک وقوم کی خدمت کرنے اور دین وملت کا کھویا ہوا وقار حاصل کرنے کا جذبۂ ایثار جو آج ہمارے آپ کے دلوں میں جوش زن ہے اسے ملک کے ہر شیخ وشاب کے دل میں بیدار کرنا ہے اور اس مقصد کے لئے بڑی شاقہ محنت درکار ہے۔ اسی لئے ہم آپ کے الحاق کو لبیک کہتے ہیں اور مشترکہ اور متحدہ طریقے سے کام کا ارادہ رکھتے ہیں۔

نصابات کی مختتم ترتیب: نصاب کمیٹی نے پراسپیکٹس کے ضوابط کو ملحوظ رکھ کر جامعہ بہاول پور کے لازمی مضامین کو ان کی اصلی ترتیب میں برقرار رکھتے ہوئے اختیاری اور اضافی مضامین کو جس غور وتفحص سے ترتیب دیا ہے وہ لائق تحسین ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ ہر مضمون کی جامعیت وافادیت قائم رکھی گئی ہے اور غیر ضروری ابواب وفصول کو حذف کر کی اس قدر سہل الحصول بنا دیا ہے کہ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ قابلیت بہم پہنچائی جاسکے اور طالب علم کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو۔ اس امر کا بھی ترتیب نصاب میں بلیغ اہتمام کیا گیا ہے کہ نفسیاتی طور پر طالب علم کی دلچسپی اور رغبت قائم رہے تاکہ اس کی حس مشترکہ کو نقصان نہ پہنچے۔

درسیات کے شعبے: ا۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی کے تدریسی شعبے، ۲۔ شعبۂ حدیث، ۳۔ شعبہ تفسیر، ۴۔ شعبۂ فقہ، ۵۔ شعبۂ لسانیات، ۶۔ شعبۂ تقابل ادیان، ۷۔ شعبۂ ریاضی، ۸۔ شعبۂ افتاء، ۹۔ شعبہ فلسفہ (سائنس)، ۱۰۔ شعبۂ بین الاقوامی سیاست (پولیٹکس)، ۱۱۔ شعبۂ اقتصادیات (اکنامکس)، ۱۲۔ شعبۂ علوم جدیدہ، ۱۳۔ شعبہ خطاطی، ۱۴۔ شعبہ ترجمہ وتصنیف و تالیف، ۱۵۔ شعبہ صحافت، نشر واشاعت، ۱۶۔ شعبۂ ثقافت، ۱۷۔ شعبۂ تبلیغ و مناظرہ، ۱۸۔ شعبۂ طب (ہومیوپیتھی)، ۱۹۔ شعبۂ ورزش جسمانی

Marfat.com

آزاد بن حیدر اور مولانا جمیل احمد نعیمی وفاقی وزراء عبداللہ المحمود اور لال میاں کا جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں استقبال کر رہے ہیں۔

Marfat.com

(فزیکل ٹریننگ)

السنہ تعلیمی: عربی، فارسی، اردو، انگریزی، فرانسیسی، انڈونیشی، جرمنی، چینی، روسی۔

مندرجہ بالا زبانوں میں بعض کے نصابات زیر ترتیب ہیں ان کا سلیبس بشکل ضمیمہ شائع کیا جائے گا۔ ملکی اور علاقائی زبانوں میں تعلیم شروع ہو چکی ہے۔

اب ملت کے ہر فرد کا اخلاقی فرض ہے کہ اپنی ذات سے اور اپنے اعزا و احباب کی معیت سے تعلیم میں شامل ہونے کی کوشش کرے تا کہ ہمارا ملک ہر لحاظ سے اقوام عالم کو صلائے عام دینے کے قابل ہو جائے۔

یہ امر بھی جامعہ کی انتظامیہ کے پیش نظر ہے کہ قوم کے وہ فرزند جو ملازم پیشہ ہیں یا کاروباری طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور جامعہ کے تعلیمی نظام الاوقات کی پابندی نہیں کر سکتے ان کے لئے فاضل اوقات میں تعلیم کا ایک ایسا سلیبس ترتیب دیا جائے جس کے ذریعہ کم سے کم وقت میں کام پورا ہو سکے اور وہ جامعہ کے القاب سے تشنہ کام نہ رہیں۔ اس کے لئے ایک ذیلی شعبہ قائم کرنا ہوگا۔ لہٰذا ذوق مند حضرات اپنی خواہسات اور فرصت کے اوقات ناظم جامعہ کے نام لکھ کر بھیجیں۔ درخواست میں مندرجہ ذیل امور کی وضاحت ضروری ہے۔ ۱۔عمر، ۲۔مشغولیت، ۳۔موجودہ تعلیمی قابلیت، ۴۔سکونت، ۵۔مطلوبہ وقت

اراکین گورننگ باڈی: ۱۔حضرت علامہ الحاج مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب القادری البدایونی ادام اللہ ظلہم۔ صدر، مؤسس و مہتمم، ۲۔جناب سید حسین امام صاحب، ۳۔جناب آزاد بن حیدر صاحب، ۴۔ پروفیسر ابوبکر حلیم صاحب، ۵۔ محمد عابد القادری بدایونی صاحب، ۶۔ قاضی محمد حمایت اللہ صاحب حیدری، ۷۔مولانا فاضل شمسی حیدرآباد سندھ، ۸۔حضرت مولانا احمد سعید صاحب کاظمی، ۹۔مولانا عبدالواحد صاحب قادری فاضل ادب، ۱۰۔مولانا مفتی غلام قادر صاحب کشمیری، ۱۱۔شیخ الجامعہ (پرنسپل)، ۱۲۔منجانب جامعہ بہاول پور، ۱۳۔ نمائندہ جامعہ بہاول پور، ۱۴۔ استاذ منجاب جامعہ تعلیمات اسلامیہ، ۱۵۔محمد زاہد القادری

ارکان نصاب کمیٹی: ۱۔حضرت علامہ الحاج مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب القادری صدر جامعہ تعلیمات اسلامیہ، ۲۔سید حسین امام صاحب، ۳۔ پروفیسر ابوبکر حلیم صاحب، ۴۔ محمد عابد القادری صاحب، ۵۔ آزاد بن حیدر صاحب، ۶۔ قاضی محمد حمایت اللہ صاحب حیدری، ۷۔مولانا احمد سعید صاحب کاظمی، ۸۔مولانا فاضل شمسی صاحب، ۹۔مولانا منتخب الحق صاحب

اساتذہ کرام: حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب مصری، حضرت قاری عبدالفتوح صاحب، قاری حکیم محمد فیاض الحسن صاحب، مولانا معراج الدین صاحب، ماسٹر محمد یونس صاحب۔

نظم و نسق: دورِ حاضرہ کے قوانین کو جانتے، سمجھتے اور ملحوظ رکھتے ہوئے کسی تعلیمی ادارہ کا نظم و ضبط قائم رکھنا آسان نہیں، قدم قدم اور لحہ لحہ خطرات و حادثات کا سامنا رہتا ہے، کہیں کساد بازاریاں ہیں تو کہیں باغیانہ سرگرمیاں، ایسی ایسی غیر متوقع چیزیں پیش آتی رہتی ہیں جن کا کبھی سان گمان نہیں ہوتا مگر ان کے مدافعات سخت دشوار و ناگوار ہوتے ہیں، اس لئے لازمی ہے کہ نظم و نسق نہایت درجہ بہتر و معقول ہوتا کہ ادارہ کا ڈسپلن (نظام) خود بخود قائم رہے یا تو کوئی افتاد پیش نہ آئے اور آئے تو اپنا دفاع ساتھ لائے۔ انشاء اللہ۔

اسٹاف کے ارکان کا تقرر، تقرر کے ضابطے، پروانہ تقرری، ذاتی فائل جس میں اس رکن کی درخواست، اسناد اصل یا مصدقہ نقل، پروانہ تقرری کی دستخط شدہ نقل اور رخصت وغیرہ کی درخواستیں شامل ہوتی ہیں۔ اسٹاف کا مسٹر رول اور قبض الوصول وغیرہ بہت سے متعلقات ہیں جو محکمۂ تعلیمات کی جانب سے ''ایجوکیشن کوڈ'' کے نام سے ایک کتابی شکل میں شائع ہو چکے

Marfat.com

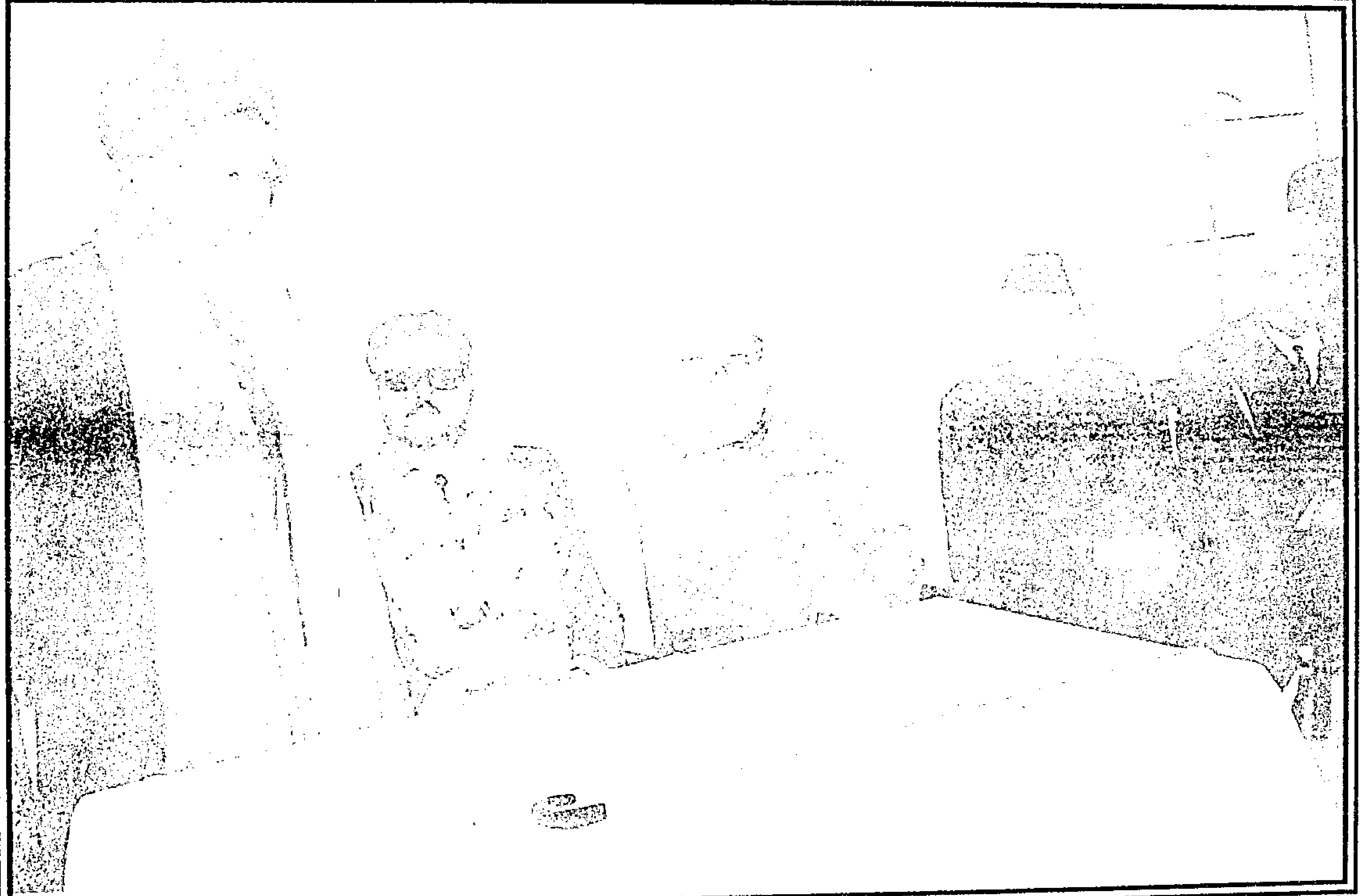

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے ایک استقبالیے میں دائیں سے بائیں آزاد بن حیدر، پروفیسر اے بی حلیم،
سید حسین امام اور سفیر شام موجود ہیں۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ خطاب فرمارہے ہیں۔

Marfat.com

ہیں۔ پھر ان میں وقتاً فوقتاً تنسیخ یا اضافے ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہوتے رہتے ہیں۔

ڈائری، کمولیٹو ریکارڈ، پروگریسو رپورٹ، انرولمنٹ رجسٹر حاضری، ٹیسٹ ماہانہ، سہ ماہی، امتحان ششماہی و سالانہ۔

طلباء: داخلہ فارم، داخلہ کے ضابطے، حاضری کے رجسٹر ذاتی فائل، قوانین رخصت، بورڈنگ، لاجنگ اور لائبریری وغیرہ۔

آئیڈنٹیٹی کارڈ (شناخت نامہ)

تاریخ پیدائش کا دستاویزی ثبوت

جس درجہ تک کے لئے داخلہ لیا ہو اس مدت کو پورا کرنے کی شخصی و تحریری ضمانت، حلف وفاداری

(نوٹ) طلباء و اساتذہ کے قوانین محکمہ تعلیمات کے منظور شدہ ایجوکیشن کوڈ کے مطابق ہوں گے۔ لیکن بیشتر شقیں جامعہ کے لازمات و لاحقات کے حسب حال قائم کر کے قاعد و ضوابط ترتیب دینے کے لئے ایڈہاک کمیٹی کی تشکیل ناگزیر ہوگی۔

نظام الاوقات: نظام الاوقات سے مراد اوقات درس ہیں عرف عام میں اسے ٹائم ٹیبل کہا جاتا ہے اور وہ چند قسموں پر مشتمل ہے۔

ا۔ جنرل ٹائم ٹیبل: یہ جامعہ کے دفتر میں ایک بڑے نقشہ کی شکل میں آویزاں ہے، اس میں جامعہ کے کل شعبے، درجات، ساعات اور مضامین مندرج ہیں۔ اس کے ذریعے ہر وقت یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ اس وقت کس درجہ میں کیا مضمون پڑھایا جا رہا ہے، درس کا آغاز کس وقت ہوتا ہے، وقفہ تفریح کب ہے اور چھٹی کتنے بجے ہوتی ہے۔

۲۔ کلاس وائز ٹائم ٹیبل: یہ بھی نقشہ کی شکل میں ہے، اس میں اس کلاس کے مضامین، اوقات اور اساتذہ کے نام ہیں اور یہ ہر کلاس میں آویزاں ہوتا ہے۔

۳۔ پرسنل ٹائم ٹیبل: یہ ہر استاد کے پاس رہتا ہے اس کے مطابق مضامین کی تیاری ہوتی ہے اور پیریڈ تبدیل ہوتے ہیں۔

۴۔ ٹیچرس وائز ٹائم ٹیبل: یہ بھی جامعہ کے دفتر میں ہے۔ اس کے ذریعے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کون استاد کس درجہ میں اپنے فرائض انجام دے رہا ہے اور پیریڈ کا گھنٹہ بجنے کے بعد کہاں جائے گا اور اس کی جگہ کون استاد آئے گا، اس طرح منظم صورت میں سلسلہ تعلیم بتدریج جاری رہتا ہے اور کوئی لمحہ ضائع نہیں ہوتا۔

۵۔ سبجیکٹ وائز ٹائم ٹیبل: اس میں جامعہ کے مبادیات سے

درجات و نصابات

مبادی:

ا۔	جماعت اول مبادی	=	پنجم و ششم	سال اول و دوم
۲۔	جماعت دوم مبادی	=	ہفتم ہشتم	سال سوم و چہارم
۳۔	جماعت ثانوی	=	نہم و دہم	سال پنجم و ششم
۴۔	جماعت اعلیٰ ثانوی	=	یازدہم و دوازدہم	سال ہفتم و ہشتم
	(اجازۂ اول)			
۵۔	اجازۂ ثانی	=	بی اے، پریویس اور فائنل	سال نہم و دہم
۶۔	تخصص	=	ایم اے پریویس اور فائنل	سال یازدہم و دوازدہم

Marfat.com

وفاقی وزراء عبداللہ المحمود اور لال میاں کو استقبالیہ میں خوش آمد کہتے ہوئے آزاد بن حیدر تقریر کر رہے ہیں۔
مولانا عبدالحامد بدایونیؒ تشریف فرما ہیں۔

Marfat.com

ملتہیات تک کے کل مضامین اس ترتیب سے درج کیے گئے ہیں کہ کون سا مضمون ہفتہ میں کتنی بار پڑھایا جاتا ہے۔ بعض مضامین ہفتہ میں صرف ایک بار کافی ہوتے ہیں، بعض ہفتہ میں دو بار اور بعض روزانہ۔ بالعموم لازمی مضمون میں روزانہ کا التزام ہوتا ہے۔

نصاب قرأۃ وتجوید: ۱۔تحفۃ الاطفال،۲۔جزری،۳۔فوائد مکیہ،۴۔متن شاطبیہ،۵۔مفتاح القرآن رفیق،۶۔تعلیم المعلم۔

نصاب جماعت اوّل: مساوی بہ پنجم وششم

قرآن شریف: (۱) قواعد اُردو: مصباح القواعد صرف، فتح محمد جالندھری- (۲) قواعد فارسی: صفوۃ المصادر معرا- (۳) قواعد عربی: کتاب الصرف، حافظ عبدالرحمٰن امرتسری- (۴) تصحیح العقائد، مدینہ پبلشنگ ہاؤس- (۵) گلزار دبستان (فارسی)- (۶) عربی القرأۃ الرشید جزء الاول- (۷) (ریاضی) ابتدائی حساب برائے جماعت پنجم وششم- (۸) پہاڑے ۲۰ تک- (۹) فلسفہ: ابتدائی سائنس برائے جماعت پنجم وششم- (۱۰) معاشرتی علوم برائے جماعت پنجم وششم- (۱۱) انگریزی (Middle Stage English Book-I)- (۱۲) قواعد انگریزی (Art of English Translation Part-I)- (۱۳) (کفایت) ڈرائنگ نمبر ۱،۲- (۱۴) خوش خطی اُردو نمبر ۱،۲- (۱۵) انگلش کاپی رائٹنگ نمبر ۱،۲- ۱۔کاپیاں مجلد سنگل لائن ۲،۔ کاپیاں مجلد ڈبل لائن ۲، ۳۔ کاپیاں مجلد فور لائن ۲، ۴۔کاپیاں مجلد چوخانہ (چھوٹا) ۲، ۵۔کاپیاں انٹرویو۲۔

نصاب جماعت دوم (مساوی بہ ہفتم وہشتم):

قرآن شریف: (۱) قواعد اردو: مصباح القواعد نحو، فتح محمد جالندھری- (۲) قواعد فارسی: مصدر فیوض- (۳) قواعد عربی: کتاب النحو، حافظ عبدالرحمٰن امرتسری (۴) اُردو: نظام عمل، مدینہ پبلشنگ ہاؤس- (۵) فارسی: کتاب فارسی برائے ہشتم، شیخ عبدالصمد- (۶) عربی: القرأۃ الرشیدہ، جزء الثانی- (۷) ریاضی: آسان حساب مع جیومیٹری و الجبراء، برائے جماعت ہفتم وہشتم- (۸) فلسفہ: سائنس، برائے جماعت ہفتم وہشتم- (۹) معاشرتی علوم، برائے ہفتم وہشتم- (۱۰) زراعت و باغبانی: برائے ہفتم و ہشتم- (۱۱) انگریزی (Middle Stage English Book-II)- (۱۲) قواعد انگریزی (Art of English Translation Part-II)- (۱۳) ڈرائنگ: کتابت ڈرائنگ نمبر ۳،۴- (۱۴) خوشخطی اردو: نمبر ۳،۴- (۱۵) انگلش کاپی رائٹنگ نمبر ۳،۴ (کاپیاں مجلد مطابق نصاب جماعت اوّل)

نصاب ثانوی: جماعت نہم: (نصاب تعلیم پر علیحدہ کتابچہ لکھا گیا تھا جو ناپید ہو چکا ہے۔)

پرچہ ۱	۱۔	قرآن شریف پارہ دوم	
// ۲	۲۔	مشکوٰۃ شریف	
	۳۔	مجموعہ صد احادیث	سید احمد سعید کاظمی
// ۳	۴۔	نورالایضاح	
	۵۔	اصول الشاشی	
// ۴	۶۔	قرأۃ الرشیدہ جزء الثانی	
	۷۔	قصیدۃ البردہ	
	۸۔	ترجمتین عربی اردو	

Marfat.com

//	۵	۹۔	تسہیل الکافیہ	
		۱۰۔	تاریخ اسلام	ڈاکٹر حمید الدین
//	۶	۱۱۔	گلستان سعدی	(باب پنجم و ششم خارج)
//	۷	۱۲۔	اردو کا نیا حساب	(مطبوعہ سیکنڈری بورڈ پنجاب)
		۱۳۔	کنورسیشن۔مضمون نویسی۔خط۔ درخواست۔ کہانی۔مکالمہ۔ملخص نویسی	
//	۸	۱۴۔	معاشرتی علوم	(برائے جماعت نہم)
//	۹	۱۵۔	Secondarz Stage English Book One	
		۱۶	Stories of Modern Adventure or Life of the Great Prophetﷺ	
		۱۷۔	Gulliver's Travels Part 1	
		۱۸۔	Poetry Book Part 1 (Prescibed)	
		۱۹۔	Applied Grammar	
//	۱۰	۲۰۔	جنرل سائنس	(اے۔ایم سعید کراچی) نظر ثانی شدہ

نصاب برائے جماعت دہم: (نصاب تعلیم پر علیحدہ کتابچہ لکھا گیا تھا جو ناپید ہو چکا ہے۔)

پرچہ	۱	۱۔	قرآن مجید پارہ سوم تا آخر	
؎		۲۔	قرآن مجید پارہ سوم تا آخر سورۂ بقرہ	
//	۲	۳۔	مشکوٰۃ شریف	(مطبوعہ اصح المطابع)
		۴۔	سراجی	
//	۳	۵۔	قدوری	
		۶۔	نورالانوار	
//	۴	۷۔	نادی الادب	نثر و نظم
//	۵	۸۔	تسہیل الکافیہ	
//	۶	۹۔	بوستان	
//	۷	۱۰۔	اردو کا نیا نصاب حصہ دوم (مطبوعہ سیکنڈری بورڈ لاہور)	

Marfat.com

//	۸	۱۱۔	معاشرتی علوم
//	۹	۱۲۔	جنرل سائنس حصہ اول (مطبوعہ ایم اے سعید) نظر ثانی شدہ
//	۱۰	۱۳۔	Part 1
			Secondary Stage English Book Two
		۱۴۔	Seven Inventors of th Principles of Islam
		۱۵۔	Poetry Part ii (Prescribed by the Board)
		۱۶	Gulliver's Travels Part ii
		۱۷۔	Applied Grammar

اجازہ اوّل: مساوی یازدہم (فرسٹ ایئر): (نصاب تعلیم پر علیحدہ کتابچہ لکھا گیا تھا جو ناپید ہو چکا ہے۔)

پرچہ	۱	۱۔	تفسیر جلالین نصف اوّل	
//	۲	۲۔	مشکوٰۃ شریف	(اصح المطابع)
		۳۔	اصول حدیث مقدمہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	
//	۳	۴۔	کنز الدقائق	
		۵۔	حسامی	
//	۴	۶۔	سبع معلقات	(پہلے تین معلقے)
		۷۔	انتخاب از مختارات	ابوالحسن ندوی
//	۵	۸۔	ترجمتین عربی اردو	
		۹۔	Intermediate Stage English Book One	
//	۶	۱۰۔	Applied Grammar	
		۱۱۔	The Holy Prophet	
		۱۲۔	Poetry Book Part one (Prescribed by the Board)	
پرچہ	۷	۱۳۔	تلخیص المفتاح مکمل	
		۱۴۔	قال اقول	
		۱۵۔	مرقات	
//	۸	۱۶	تاریخ اسلام	(ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ)

Marfat.com

	۱۷۔	اقتصادیات	
// ۹	۱۸۔	گنجینۂ ادب	فارسی نثر
	۱۹۔	گنجینۂ سخن	فارسی نظم
// ۱۰	۲۰۔	سفینۂ ادب	اردو نثر و نظم (مصنف حمید احمد خان)

نوٹ : پرچہ ہفتم سے دہم تک اختیار ہیں ان میں سے صرف دو لینا ہیں۔

Note: Paper 6- English Course according to Intermidate sysllabi of the Punjab Board. (Part 1)

اجازہ دوم مساوی بہ دوازدھم (سیکنڈ ایئر): (نصاب تعلیم پر علیحدہ کتابچہ لکھا گیا تھا جو ناپید ہو چکا ہے۔)

پرچہ ۱	۱۔	تفسیر جلالین از پارہ ۲۱ تا ۳۰	
	۲۔	الفوز الکبیر	
// ۲	۳۔	مشکوٰۃ شریف	
	۴۔	شرح نخبۃ الفکر	
// ۳	۵۔	شرح وقایہ	
	۶۔	حسامی	
// ۴	۷۔	دیوان حماسہ	
	۸۔	العبرات	
// ۵		ترجمتین	عربی اردو
// ۶		(Paper English according to Intermediat Syllabi Part II Prescribed by the Punjab Board.)	
	۹۔	Intermediate Stage English Book Two	
	۱۰۔	The Teaching of Islam	
	۱۱۔	Poetry Book Part II (Prescribed by the Board)	
	۱۲۔	Composition, Translation and appied Grammar.	
// ۷	۱۳۔	مختصر المعانی	(اختیاری)

Marfat.com

//	۸	۱۴۔	شرح تہذیب	
		۱۵۔	ہدیہ سعیدیہ	
//	۹	۱۶	تاریخ اسلام	ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ
		۱۷۔	اقتصادیات	
//	۱۰	۱۸۔	گنجینۂ ادب فارسی نثر	
		۱۹۔	گنجینۂ سخن فارسی نظم	
//	۱۱	۲۰۔	سفینۂ ادب اردو نظم ونثر	

نوٹ: پرچہ اول سے ششم تک سب مضامین لازمی ہیں۔ پرچہ ہفتم سے یازدہم تک اختیاری ہیں ان میں سے صرف دو پرچے لینا ہیں۔

اجازہ سوم مساوی بی اے سال اوّل: (نصاب تعلیم پر علیحدہ کتابچہ لکھا گیا تھا جو ناپید ہو چکا ہے۔)

پرچہ	۱	۱۔	تفسیر بیضاوی شریف	(پارہ دوم تاختم سورۂ بقرہ)
//	۲	۲۔	ابوداؤد شریف	
		۳۔	ابن ماجہ شریف	
//	۳	۴۔	ترمذی شریف	
		۵۔	نسائی شریف	
//	۴	۶۔	توضیح	
		۷۔	ہدایہ	(جلد ثالث)
//	۵	۸۔	شرح عقائد	
//	۶			

B.A. Previous :
English Paper as per syllabi __
Prescribed by the Punjab Universty

۹۔ An Anthology of English Prose
by : Muhammad Sadiq.

۱۰۔ Muhammad The Holy Prophet ﷺ
by : Hafiz Ghulam Sarwar.

۱۱۔ Uses and Abusage
by : Eric Partridge.

۱۲۔ A Guide to Pattern and Usage in English, by : A.S. Hornby (O.U.P)

۱۳۔ A Practical English Grammar for foreign students, by : A.J Thomson.

Marfat.com

پرچہ ۷	۱۴۔	معین المنطق	(اختیاری) مدینہ پبلشنگ ہاؤس)	
	۱۵۔	شرح ہدایۃ الحکمہ	علامہ خیرآبادی	
// ۸	۱۶	تاریخ اسلام	ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن	
	۱۷۔	اقتصادیات		
// ۹	۱۸۔	مقامات حریری	پہلے پندرہ مقامے	
	۱۹۔	الکافی فی العروض والقوافی	کاملی	
// ۱۰		ترجمتین عربی اردو		

نوٹ: مندرجہ بالا اختیاری پرچوں میں سے صرف دو پرچے لینا ہیں

اجازہ چہارم (مساوی بی اے فائنل): نصاب تعلیم پر علیحدہ کتابچہ لکھا گیا تھا جو ناپید ہو چکا ہے۔

پرچہ ۱	۱۔	تفسیر بیضاوی شریف پارہ اول مع سورہ فاتحہ	
// ۲	۲۔	مؤطا امام مالک	
	۳۔	صحیح بخاری شریف	
// ۳	۴۔	طحاوی شریف	
	۵۔	مسلم شریف	
// ۴	۶۔	ہدایہ	جلد اول
	۷۔	مسلم الثبوت	
// ۵	۸۔	شرح مواقف	

B.A Final
English Course Prescribed by the
University of Punjab

۹۔ A Book of English Prose,
by : Dr. Imdad Husain.

// ۶ ۱۰۔ Muhammad the Holy Prophet. ﷺ
By "Hafiz Ghulam Sarwar.

۱۱۔ Usage and Abusage,
by : Eric Partridge. Or
the Concise Usage to Abusage,
by ; Eric Patridge.

۱۲۔ A Guide to Pattern & Usage in English
by : A.S. Hornby

Marfat.com

		۱۳۔	A Practical English Grammart for foreign students, by : A. J. Thomson and A.V. Martinet.		
″	۷	۱۴۔	رشیدیہ	(مناظرہ)	(اختیاری)
″	۸	۱۵۔	فلسفۂ جدید		
″	۹	۱۶	تاریخ اسلام	ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن	
		۱۷۔	اقتصادیات		
		۱۸۔	الکامل للمبرد	حصہ اول	
		۱۹۔	دیوان متنبّی		
″	۱۰	۲۰۔	ترجمتین	عربی اردو	

درجہ تخصص (ایم۔اے):

تخصص کے سات شعبے ہیں، ہر شعبہ کے امتحان میں آٹھ پرچے ہوتے ہیں، تفصیلات ہر شعبہ کے ساتھ شامل ہیں۔

شعبے: ا۔ تخصص فی التفسیر (۲) تخصص فی الحدیث (۳) تخصص فی الادب العربی (۴) تخصص فی الفقہ والقانون (۵) تخصص فی التاریخ (۶) تخصص فی اللغتین (۷) تخصص فی التبلیغ۔

نصابات، براہ راست نصابِ تعلیم جامعہ اسلامیہ بہاول پور سے منتخب کیے ہیں۔

دستخط: اے، بی، اے حلیم
(پریسیڈنٹ نصاب کمیٹی)
جامعہ تعلیمات اسلامیہ، کراچی

نوٹ: ابتداء میں جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کے لیے جو نصاب شائع کیا گیا تھا، ۱۹۶۵ء میں مشرقِ وسطیٰ کے دورے کے بعد جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کے نصاب کو از سر نو مرتب کرنے کے لئے حافظ حکیم محمد سعید، پروفیسر اے بی حلیم، بہاولپور یونیورسٹی کے وائس چانسلر، مولانا شاہ احمد نورانی کی خدمات سے بھی استفادہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ میں مختلف مذاہب، سائنس وٹیکنالوجی، بزنس ایڈمنسٹریشن، اگریکلچرل ریفارمز اور بین الاقوامی زبانوں پر تعلیم دینے کے لئے مختلف شعبہ جات قائم کرنے کی سعی کی گئی۔ جو Feed-back لیا گیا اُس کا مسودہ بھی دستیاب نہیں ہوسکتا۔ (آزاد بن حیدر)

☆☆

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی خصوصیات
”اہل ثروت کے لئے لمحہ فکریہ“

از مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری بدایونی مدظلہم العالی
صدر جامعہ تعلیمات اسلامیہ

کراچی جیسے ۳۶ لاکھ کی مردم شماری کے وسیع ترین شہر میں جہاں یونیورسٹی، کالج، و اسکولوں کی بہتات ہے اور تا ایندم ضروریات علمی یوماً فیوماً بڑھتی جا رہی ہیں۔ حکومت پاکستان اپنی تمام تر توجہات تعلیمی معاملات وضروریات پر مبذول کر رہی ہے، تعلیمی مسائل میں علوم دینیہ عربیہ کتاب وسنت، تفسیر وحدیث، فقہ اسلامی، منطق، فلسفہ وعلوم متداولہ پر خاطر خواہ توجہ منعطف نہیں ہو رہی ہے علوم جدیدہ بھی کامل طور شروع ہونے والے ہیں۔

اس جامعہ کا خاکہ پہلی بار فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب

Marfat.com

صدر مملکت پاکستان کی خدمت گرامی میں جس وقت پیش کیا گیا، ممدوح نے فوری توجہ منعطف فرمائی اور تشریف ارزانی بھی فرما کر ایک لاکھ کا گرانقدر عطیہ برائے تعمیر عطا فرمایا۔

اس وقت سے اب تک ہمیں چار لاکھ کے قریب عمارات وغیرہ پر خرچ پڑے۔ اب جبکہ ہم تعلیمی دور کے آغاز کرنے میں مصروف ہیں اور تعمیری سلسلے کو ایک حد پر پہنچا کر روک دیا گیا ہے، نہ تو حکومت ہی کی جانب سے امدادی ہاتھ بڑھ رہا ہے اور نہ محکمۂ اوقاف ہی توجہ صرف کر رہا ہے، حالانکہ امداد و اعانت کا وقت اب شروع ہوا ہے، ایسے حالات میں کہ جامعہ کو اساتذہ کے اندر اضافہ کرنا ہے، سائنس کا پورا سامان خریدنا ہے، اور دیگر شعبہ جات پر کافی سرمایہ کی ضرورت ہے، عملے میں معتدبہ اضافے کرنا ناگزیر ہیں، حکومت پاکستان کا محکمہ تعلیم اور محکمہ اوقاف جلد از جلد جامعہ کو سالانہ گرانٹ عطا فرمانے کے احکام جاری فرمائے۔

اور ہماری سابقہ درخواستوں پر کارروائی فرمائی جائے۔ ارباب دولت وثروت خاص طور پر مالی اعانت کی جانب توجہات صرف فرمائیں۔

فقیر محمد عبدالحامد القادر البدایونی

صدر جامعہ تعلیمات اسلامیہ کراچی

امام اہلسنّت مولانا احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے خلیفہ مولانا مفتی محمد برہان الحق نے ایک انٹرویو میں فرمایا (صوبہ سرحد کا ریفرنڈم بڑے جوش وخروش سے لڑا گیا تھا۔ مجھے خاص طور پر علماء کے اس وفد میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ مسلم لیگ کی جانب سے مولانا صبغت اللہ، مولانا عبدالحامد بدایونی اور دیگر نامور علماء نے مشترکہ طور پر صوبہ سرحد کا دورہ کیا اور پاکستان کے قیام کی افادیت عوام کو ذہن نشین کرائی۔ الحمدللہ ریفرنڈم کھدر کا کرتہ اور کھدر کی ٹوپی پہننے والے ہار گئے اور سبز ہلالی پرچم والے تائید الٰہی سے یہ ریفرنڈم جیت گئے جبکہ کانگریس اور اس کے حامی عناصر کے پاس مسلم لیگ سے کہیں زیادہ وسائل تھے اور اثر ورسوخ بھی بہت زیادہ تھا۔

مولانا سے ریفرنڈم کے دوران کسی مزاحمتی کوشش کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنھوں نے فرمایا ''خدا کا شکر ہے کہ ہم بڑے عزم وولولے کے ساتھ طوفانی دورے کرتے رہے۔ پشاور کے جلسہ عام میں، میں نے ایک لہراتے ہوئے جھنڈے کو دیکھ کر حاضرین سے کہا، جس صوبے میں ۹۵ فیصد سے زیادہ آبادی مسلمانوں کی ہے اور وہاں مسلمان غیور بھی ہیں اور اسلام کے شیدائی بھی وہاں ہمیں اپنے سروں پر غیر مسلم تحریک کا پرچم لہراتے ہوئے دیکھ کر ندامت بھی ہو رہی ہے اور افسوس بھی۔ لوگوں نے اس صاف گوئی کا بڑا اثر قبول کیا۔''

مولانا نے کہا ''اس کے بعد لوگوں کے جوق در جوق ہم سے ملنے آئے، انہیں عجیب طرح کی غلط فہمیوں میں مبتلا رکھا گیا تھا۔ جب مسلمانوں کے جداگانہ قومی تشخص کی تحریک کا اصل مقصد اور پاکستان مقصد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ انھیں ذہن نشین کرایا گیا تو وہ جوق در جوق سبز ہلالی پرچم تلے اکٹھے ہوتے چلے گئے۔ ریفرنڈم کی کامیابی نے حالات کا نقشہ بالکل پلٹ کر رکھ دیا۔''

(ہفت روزہ اخبارِ جہاں (کراچی) ۱۶ تا ۲۲ مئی ۱۹۸۳ء، ص ۱۵) (کنزالایمان، لاہور، تحریک پاکستان نمبر، اگست ۱۹۹۵، ص ۲۱۳)

Marfat.com

جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کا مختصر تعارف

آزاد بن حیدر

1946ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا ایک عظیم الشان اجلاس بنارس میں منعقد ہوا۔ جس میں ہزاروں مشائخ، علماء و لاکھوں سنی مسلمانوں نے شرکت کی۔ محدثِ کچھوچھوی حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادیؒ، فخر اہلسنّت شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھیؒ نے اہم کردار ادا کیا۔ پیر جماعت علی شاہؒ نے صدارت فرمائی۔ اور سورہ مریم کی تلاوت فرمانے کے بعد تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ ولی وہ ہوتا ہے جس سے سوادِ اعظم محبت کرے۔ ہندوستان کا سوادِ اعظم قائداعظم سے محبت کرتا ہے۔ اس لیے میں قائداعظم کو ولی اللہ کہتا ہوں۔ دوسرے لوگ جو کہیں کہتے رہیں۔

اسی کانفرنس میں ایک اہم فیصلہ ہوا، کہ ایک دارالمبلّغین قائم کیا جائے گا۔ دارالمبلّغین کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

دارالمبلّغین: آل انڈیا سنّی کانفرنس کا یہ اجلاس مسلمانوں کی اہم ضرورتوں پر نظر کرتے ہوئے تجویز کرتا ہے کہ ایک دارالمبلّغین قائم کیا جائے، جس میں واعظین و مبلّغین پیدا کیے جائیں جو تبلیغ و اشاعت کا بہترین کام کرسکیں۔ اس دارالمبلّغین میں فارغ التحصیل یا ادنیٰ درجہ کے عربی و فارسی جاننے والوں کو داخل کیا جائے جو تقریر و مکالمہ کا مذاق رکھتے ہوں۔ نیز ایسے اشخاص کو بھی داخل کیا جاسکتا ہے جو مغربی تعلیم سے واقف ہوں، تاکہ نصاب کی تعلیم مکمل کر کے مغربی طبقات میں بآسانی تبلیغ کرسکیں۔ اس دارالمبلّغین کا نصاب مرتب کرنے کے لیے حسب ذیل حضرات کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔

حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھیؒ، حضرت علامہ مولانا صبغۃ اللہ صاحب شہید انصاری فرنگی محلیؒ، حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونیؒ۔

مولانا عبدالحامد صاحب قادریؒ اس کمیٹی کے ناظم ہوں اور دارالمبلّغین کا مرکز بدایوں ہو۔

یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا کے لیے مناسب وظائف کا انتظام کیا جائے۔

مجلس چہارم ۳۰/اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۹ بجے صبح تا ایک بجے دوپہر اندرونِ باغ فاطمان حسب ذیل تجاویز بالتفاق آراء منظور ہوئیں۔ (خطبات آل انڈیا سنّی کانفرنس، ۱۹۲۵ء تا ۱۹۴۷ء، محمد جلال الدین قادری، گجرات، ۱۹۷۸ء، صفحہ ۲۸۶)

1946ء سے 1960ء تک سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کس قدر مصروف رہے وہ آپ اس کتاب میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ لیکن دارالمبلّغین کا قیام اُن کے ایک گوشے میں قائم رہا۔ پہلے 1957ء میں انجمن تبلیغ الاسلام قائم کی۔ مشرقی و مغربی پاکستان میں اس کی شاخیں قائم کیں۔ اور اس کے بعد جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کا خاکہ مرتب کیا گیا۔ الحمدللہ! 15 ایکڑ زمین منگھو پیر روڈ کراچی پر الاٹ ہوگئی۔ صدر ایوب خان نے سنگ بنیاد رکھا۔ ایک نصاب تیار کیا گیا۔ 1965ء میں مشرقِ وسطیٰ کے دورے پر تشریف لے گئے۔ مکے، مدینے، تیونس، عراق، کویت کی جامعات خصوصاً جامعہ ازہر کا دورہ فرمایا اور جامعہ ازہر کے معیار پر نصاب کی تیاری شروع کردی۔ جسے جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ میں نافذ کرنا تھا۔ لیکن رضائے الٰہی 20 جولائی 1970ء

Marfat.com

کو وہ اس جہانِ فانی سے تشریف لے گئے اور ان کا مشن نہ صرف ادھورا رہ گیا بلکہ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ جس کی تفصیل آپ اسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی خادم 18 برس ان کے سیکریٹری، انجمن تبلیغ الاسلام، انجمن تعلیم الاسلام کے سیکریٹری کی حیثیت سے اپنے خدمات سرانجام دیتا رہا۔ 1956ء میں اُنہی کی صدارت میں مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ سوسائٹی کے سرپرست اعلیٰ فضیلت مآب پیر عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سفیر عراق برائے پاکستان، سیّد حسین امامؒ اسی سوسائٹی کے نائب صدر اور پروفیسر اے بی حلیمؒ سرپرست مقرر ہوئے۔ جبکہ اس سوسائٹی کا بانی جنرل سیکریٹری یہ خادم مقرر ہوا۔ سوسائٹی نے 1956ء تا 1970ء کراچی میں 11 اسکول لڑکیوں اور لڑکوں کے لیے قائم کیے۔ 1972ء میں یہ تمام اسکول قومیا لیے گئے۔ سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے انتقال کے بعد سیّد حسین امام صاحب مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے صدر منتخب ہوئے۔ جب اسکول قومیا لیے گئے تو اُس وقت یہ خاکسار سوسائٹی کا صدر تھا۔ کیونکہ یہ تمام اسکول ایک مشن کے تحت کام کر رہے تھے اور وہ مشن تھا "Education is a Service, Not Business" یہ تمام اسکول گورنمنٹ گرانٹس، چندوں اور عطیات سے چلتے تھے اور اس میں کوئی ذاتی منفعت نہیں تھی۔ اس لیے اسکولوں کے قومیا جانے پر سوسائٹی نے تمام اسکولوں میں فریسکو سے مٹھائی خرید کر تقسیم کر دی اور تمام اسٹاف کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے انتہائی جانفشانی سے اسکولوں کے معیار کو بہتر سے بہتر بنایا اور اس مراسلے کی نقل وزیر تعلیم سندھ، چیئرمین بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن، ڈائریکٹر ایجوکیشن اور تمام انسپکٹرس اور انسپکٹروں کو ارسال کی گئی۔ جس سے کراچی کے تعلیمی حلقوں میں ایک حیرت ناک اور خوش گوار تاثر قائم ہوا۔ مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی گولڈن جوبلی رپورٹ (1958ء تا 2008ء) اسی کتاب میں قارئین کی خدمت میں پیش کی گئی ہے۔

سوسائٹی کے اسکولوں کے اہم جلسوں کی صدارت سیّدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ ہی فرماتے تھے۔ ان اسکولوں میں اسلامیات، دینیات، کردار سازی پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔ یہ ہماری اور طلبہ کی خوش قسمتی ہے کہ لیاری کے اسکولوں میں مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ العالی صبح اسمبلی کے بعد قرآن و حدیث کی روشنی میں طلبہ کو لیکچر دیا کرتے۔ جبکہ دستگیر کے اسکول میں مولانا منیب الرحمٰن (مفتی منیب الرحمٰن مدظلہٗ العالی، چیئرمین رویت ہلال کمیٹی) بصیرت افروز لیکچر سے طلبہ کی کردار سازی میں اہم کردار ادا کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

سوسائٹی کے تحت چلنے والے ادارے حکومت کے منظور شدہ نصاب کے مطابق تعلیم دیتے تھے اور اکثر و بیشتر جب خاکسار سیّدی و مرشدی کو پیر الٰہی بخش کالونی کراچی سے کسی اسکول کے جلسے کی صدارت کے لیے لاتا تو اکثر سیّدی و مرشدی اس خیال کا اظہار کرتے کہ موجودہ اسکولوں، کالجوں اور جامعات کا نصاب تحریک پاکستان کے مقاصد سے مطابقت نہیں رکھتا۔ لہٰذا ایک ایسا تعلیمی ادارہ قائم کرنا چاہیے جس میں نا صرف درسِ نظامی کا اہتمام کیا جائے بلکہ پانچ صدیاں قبل مسلمان سائنسدانوں نے جو کام کیا اور جس سے یورپ نے استفادہ حاصل کیا مجوزہ تعلیمی ادارے میں ریسرچ سینٹر قائم کیا جائے۔ جس طرح حضور سرورِ کائنات آقائے نامدار فخر موجودات اصحابہ صفہ کو مدینے میں قیدیوں سے مختلف زبانیں سکھائیں اسی طرح مجوزہ تعلیمی ادارے میں شعبہ لسانیات قائم کیا جائے۔ (سیّدی و مرشدیؒ مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری میرٹھیؒ سے بہت متاثر تھے اور بین الاقوامی زبانوں پر اُن کے عبور کو ہمیشہ سراہتے تھے۔ روس کے دورے کے دوران اُن کے صاحبزادے جیلانی میاںؒ اور شاہ احمد نورانیؒ کی بھی مختلف

Marfat.com

زبانوں پر عبور سے وہ بہت متاثر تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کے مبلّغین بھی مختلف زبانوں پر عبور حاصل کریں۔ نا صرف گفتگو کر سکیں بلکہ تقریریں بھی کریں۔) فارسی، عربی، فرانسیسی، جرمنی، افریقہ میں بولی جانے والی زبانیں بھی سکھائی جائیں اور ان زبانوں میں تقریری مقابلے کرائے جائیں اور ایسے عالم دین تیار کیے جائیں جو مختلف زبانوں میں عبور رکھتے ہوں اور چیمبرز آف کامرس سے مل کر پاکستان کی ایسی مصنوعات کو فروغ دینے کے لیے ہمارے مبلّغین مختلف ممالک میں جائیں اور سفارت خانوں کے کمرشل کونصلرز سے مل کر نا صرف پاکستان کی مصنوعات کو فروغ دیں بلکہ اپنے رزقِ حلال کے ساتھ ساتھ تبلیغی اُمور کو بھی سرانجام دیں۔ سیّد و مرشدی اس قسم کے بہت سارے خیالات کا اظہار فرماتے رہے۔

آخر کار انجمن تبلیغ الاسلام کی داغ بیل ڈالی گئی۔ جس کے صدر سیّد و مرشدیؒ تھے۔ سید حسین امامؒ نائب صدر تھے اور خاکسار اسی انجمن کا سیکریٹری مقرر ہوا۔ اس کے علاوہ مجلس منتظمہ کے اراکین بھی مقرر ہوئے۔ لیکن سینٹرل بورڈ آف ریونیو کی Advice پر اس انجمن کا نام ''انجمن تبلیغ الاسلام'' سے تبدیل کر کے ''انجمن تعلیم الاسلام'' رکھ دیا گیا۔ اور مندرجہ بالا عہدیداروں اور مجلس منتظمہ کے اراکین میں بھی کوئی ردوبدل نہیں کیا گیا۔ اور وقتاً فوقتاً مجلس منتظمہ میں اضافہ کیا جاتا رہا۔ فیلڈ مارشل صدر ایوب خان نے 3 ستمبر 1962ء کو اس کا سنگ بنیاد رکھا اور ایک لاکھ روپے عطیہ بھی عطا فرمایا۔ فضیلت مآب پیر سیّد عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عراق کی حکومت کی طرف سے ایک لاکھ روپے عطیہ عطا فرمایا۔ 1965ء کے دورے کے بعد کویت، سعودی عرب، مصر اور نائیجریا نے بھی مالی معاونت فرمائی۔ جس کی وجہ سے تعمیراتی کام جاری رہا۔

شروع میں کمشنر کراچی جی اے مدنی (نواب اسمٰعیل خاں کے صاحبزادے) نے پانچ ایکڑ زمین الاٹ فرمائی۔ لیکن کیونکہ مولاناؒ ایک عظیم بین الاقوامی درس گاہ کا منصوبہ بنائے ہوئے تھے اس لیے میری تجویز پر مزید 10 ایکڑ زمین الاٹ کروائی گئی۔

1965ء میں جمعیت العلماء پاکستان کا ایک سہ رُکنی وفد جس کے سربراہ سیّد و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ تھے۔ سیّد حسین امامؒ رُکن تھے اور خاکسار اس وفد کا سیکریٹری تھا۔ وفد مشرقِ وسطیٰ، نائیجریا و لندن جانے کا مقصد مختلف جامعات کے نصاب کا مطالعہ کرنا تھا۔ خصوصاً جامعہ ازہر، مکہ یونیورسٹی اور مدینہ یونیورسٹی۔ لیکن وزارتِ خارجہ نے تعاون کرتے ہوئے وفد سے درخواست کی کہ جہاں جہاں بھی ممکن ہو سکے کشمیر اور فلسطین کے مسئلے کو بھی اُجاگر کیا جائے۔ ان مقاصد کے تحت وفد نے مصر، تیونس، لندن، نائیجریا، سعودی عریبیہ، عراق، ترکی اور کویت کا دورہ کیا۔ اور ان حکومتوں سے نصاب کی تیاری میں مدد کرنے کی اپیل کی اور ان کو پیشکش کی کہ اپنی اپنی حکومتوں کی طرف سے جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ میں ایک ایک بلاک بنائیں اور اس بلاک پر اپنے ملک کا پرچم لہرائیں۔ اُن تمام ممالک کو یقین دلایا کہ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ عالم اسلام کی ایک بین الاقوامی یونیورسٹی ہوگی۔ ادھر نقشے کے مطابق تعمیرات کا کام شروع ہو گیا تھا اور پریس سینٹر (عقب جنگ اخبار بلڈنگ) کے مالک حاجی رفیع الدین مرحوم تعمیرات کی نگرانی فرما رہے تھے۔ مصر میں صدر جمال ناصر مرحوم، وزیر تعلیم مصر اور شیخ الجامعہ مصر سے ملاقات کے بعد جب ابھی ہم دورہ کرتے کرتے نائیجریا پہنچے تو حاجی رفیع الدین مرحوم نے اطلاع فرمائی کہ مصر سے چار قاری اور سینکڑوں کتابیں آ گئی ہیں۔ سیّدی و مرشدیؒ نے ان کو کہا کہ ان کی رہائش اور کھانے پینے کا فوراً انتظام کیا جائے اور وفد کے کراچی واپس آنے کے بعد عربی و قرأت کی کلاسوں کا فوراً اجرا کیا جائے۔

وفد کی واپسی پر فنڈز تقریباً ختم ہو رہے تھے مختلف مخیّر

Marfat.com

حضرات سے رابطہ کیا گیا اور ان سے عطیات حاصل کر کے تعمیرات کا کام جاری رکھا گیا۔ سیّدی و مرشدیؒ کی زندگی میں ہی 10 کلاس رومز تعمیر ہو چکے تھے۔ ہر کلاس روم میں 60 طالب علموں کی نشستوں کا اہتمام کیا گیا۔ حکومت مصر کی طرف سے عطیہ کی جانے والی چار ہزار کتابوں پر مشتمل ایک لائبریری بھی قائم ہو چکی تھی۔ طلبہ کی رہائش کے لیے آٹھ کمرے بھی تعمیر ہو چکے تھے۔ ایک بڑا ڈائننگ ہال بھی تعمیر کیا جا چکا تھا۔ جس میں ایک ہی وقت میں 100 طلبہ کھانا کھا سکتے تھے۔ غیر ملکی اساتذہ کے لیے تین رہائشی کمرے بھی تعمیر ہو چکے تھے اور ایک انتہائی شاندار صدر دروازہ بھی تعمیر ہو چکا تھا۔ بجلی و پانی کا وافر انتظام تھا۔ طلبہ کو ماہانہ وظیفے بھی دیئے جا رہے تھے۔

2 فروری 1966ء کو نائیجیریا کے سفیر نے جامعہ کا دورہ فرمایا۔

11 فروری 1966ء کو شام کے مفتی اعظم حضرت شیخ سیّد احمد اسمٰعیل نے جامعہ کا دورہ فرمایا۔

3 فروری 1968ء کو متحدہ عرب جمہوریہ (مصر) کے سفیر ڈاکٹر محمود حسن نے جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے مکتبہ کا افتتاح فرمایا۔ لیبیا کے ایک وفد نے بھی اسی سال جامعہ کا دورہ فرمایا۔

10 فروری 1968ء کو حضرت شیخ محمد سرور الصبان نے جامعہ کا دورہ فرمایا۔

22 فروری 1968ء فلسطین کے مفتی اعظم حضرت مفتی محمد امین الحسینی نے بھی جامعہ کو شرفِ قبولیت فرمایا۔

16 ستمبر 1968ء کو شیخ عبدالعزیز مبارک اور شیخ محمد بن عبداللطیف نے جامعہ کا دورہ فرمایا اور اس بین الاقوامی مشن کو سراہا۔

8 مئی 1969ء کو الحاج مولانا ابراہیم خوشتر بھی جامعہ میں تشریف لائے اور جامعہ کے مقاصد کو سراہا۔

مصر کے قاری عبدالرحمٰن اور سفارت خانے کے ڈاکٹر نورالدین کو جامعہ میں استقبالیہ دیا گیا۔

ان تمام وفود و شخصیات نے جامعہ تعلیمات اسلامیہ کو عالم اسلام کی ایک منفرد یونیورسٹی بنانے کے لیے دامے درمے قدمے سخنے تعاون کا یقین دلایا۔

مختلف اسلامی سفارت خانوں سے خط و کتابت جاری تھی اور ایک کثیر رقم ملنے کی توقع تھی۔ چند اسلامی ممالک اپنے اپنے ملک کے بلاک تعمیر کرنے پر راضی ہو گئے تھے۔ چیمبر آف کامرس کو بھی اس بات پر راضی کر لیا گیا تھا کہ پاکستان کی مصنوعات جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کے مبلغین مختلف ممالک میں جا کر فروخت کریں گے۔ اور ہر آرڈر پر جامعہ کو معقول رقم دی جائے گی۔ بعض بینکوں نے بھی بلڈنگ کی تعمیر کے لیے عندیہ دے دیا تھا کہ وہ اپنے بینک کے نام سے ایک ایک بلاک تعمیر کریں گے۔ وفاقی و صوبائی حکومت کے علاوہ کراچی میونسپل کارپوریشن بھی سالانہ گرانٹ دینے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ مغربی و مشرقی پاکستان کے بہت سے مخیّر حضرات نے راجہ صاحب محمود آباد اور مولانا جمال میاں فرنگی کے توسط سے کافی رقم ملنے کی توقع تھی۔ جامعہ ازہر کے نصاب کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک شعبہ لسانیات قائم کیا جا رہا تھا۔ جس میں فرانسیسی، جرمنی، انگریزی، فارسی، عربی و افریقن زبانوں کے ماہرین کی خدمات حاصل کی جا رہی تھیں۔

ایران، ترکی اور دیگر ممالک سے گفت و شنید کا سلسلہ جاری تھا کہ رضائے الٰہی سے 20 جولائی 1970ء کو سیّدی و مرشدیؒ بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہو گئے اور ان کا عظیم مشن ادھورا رہ گیا......!

اب نہ آوازِ جرس ہے نہ گردِ کارواں
یا تو منزل رہ گئی یا رہ گئے منزل سے ہم

آزاد بن حیدر

Marfat.com

باب دہم

مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ

Marfat.com

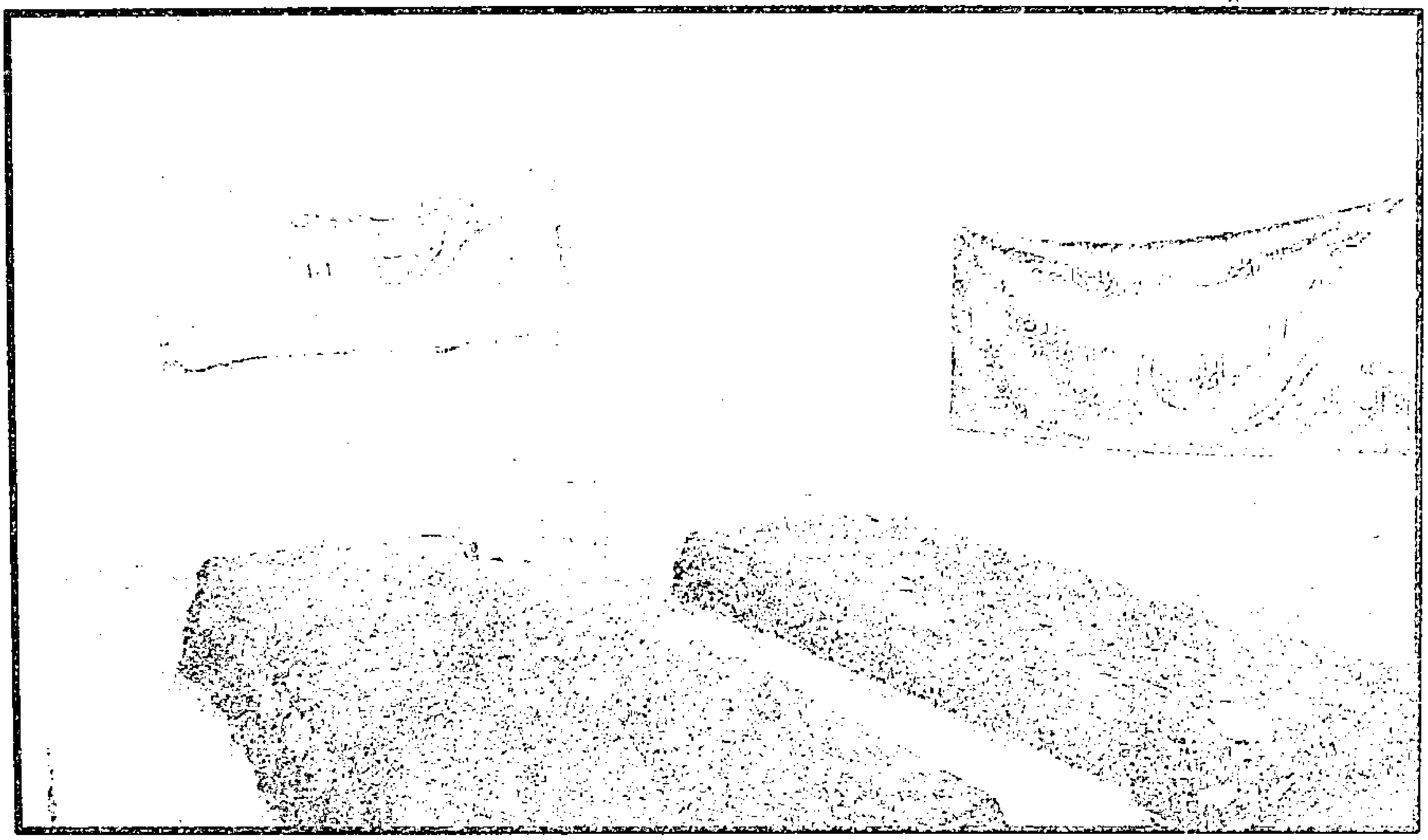

مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے ۴۴ ویں سالانہ عرس مبارک کی تصویر۔ شاہ تراب الحق نے خطاب فرمایا۔ (۱۶/ مارچ ۲۰۱۴ء)

خادم (طاہر سواتی) مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے ۴۴ ویں سالانہ عرس کے موقع پر فاتحہ خوانی کر رہے ہیں۔ (۱۶/ مارچ ۲۰۱۴ء)

Marfat.com

آہ جنت نشاں الحاج مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی

۱۳۹۰ھ

صابر براری

مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی ۱۸۹۸ء مطابق ۱۳۱۸ھ کو بدایوں (یوپی) انڈیا میں پیدا ہوئے۔ ان کے بچپن ہی میں ان کے والد مولانا عبدالقیوم ریل کے حادثے میں شہید ہوگئے تھے، اس لئے ان کی پرورش ان کے برادر بزرگ مولانا عبدالماجد بدایونی نے کی جو بے مثال خطیب تھے۔ مولانا بدایونی نے مدرسہ شمس العلوم بدایوں سے سند فراغت حاصل کی اور مولانا شاہ مطیع الرسول اور مولانا عبدالمقتدر بدایونی سے خلافت پائی۔ ایک عرصہ تک جامعہ شمس العلوم میں مدرس و مفتی کے فرائض انجام دیئے۔

سیاسی زندگی کا آغاز تحریک خلافت اور تحریک فلسطین سے کیا۔ ۱۹۱۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ سے وابستہ ہوئے۔ ۱۹۴۰ء میں لاہور میں قائداعظمؒ کی صدارت میں منعقدہ اجلاس میں شرکت کی اور قرارداد پاکستان کے حق میں ولولہ انگیز تقریر کی۔ مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا شوکت علیؒ اور نواب اسمٰعیل خاں کے شانہ بشانہ قومی خدمت انجام دی۔ آپ کو فن خطابت میں کمال حاصل تھا۔ ۱۹۴۶ء میں غیر منقسم ہندوستان کی سوادِ اعظم اہل سنت کی منعقدہ سنی کانفرنس بنارس میں اس کے بعد قائداعظمؒ کے حکم پر صوبہ سرحد کے ریفرنڈم کے مواقع پر نمایاں خدمات انجام دیں جس پر قائداعظمؒ نے فاتح سرحد کی خطاب سے نوازا۔

۱۹۴۶ء میں نواب زادہ لیاقت علی خاں کی خواہش پر نظام دکن نواب میر عثمان علی خان سے مل کر قائداعظم سے ملاقات پر راضی کیا۔ ایک عرصہ تک جمعیت العلمائے پاکستان کے صدر رہے۔ ۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے ضمن میں قید و بند کی سختیاں برداشت کیں۔ کراچی میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ قائم کیا۔

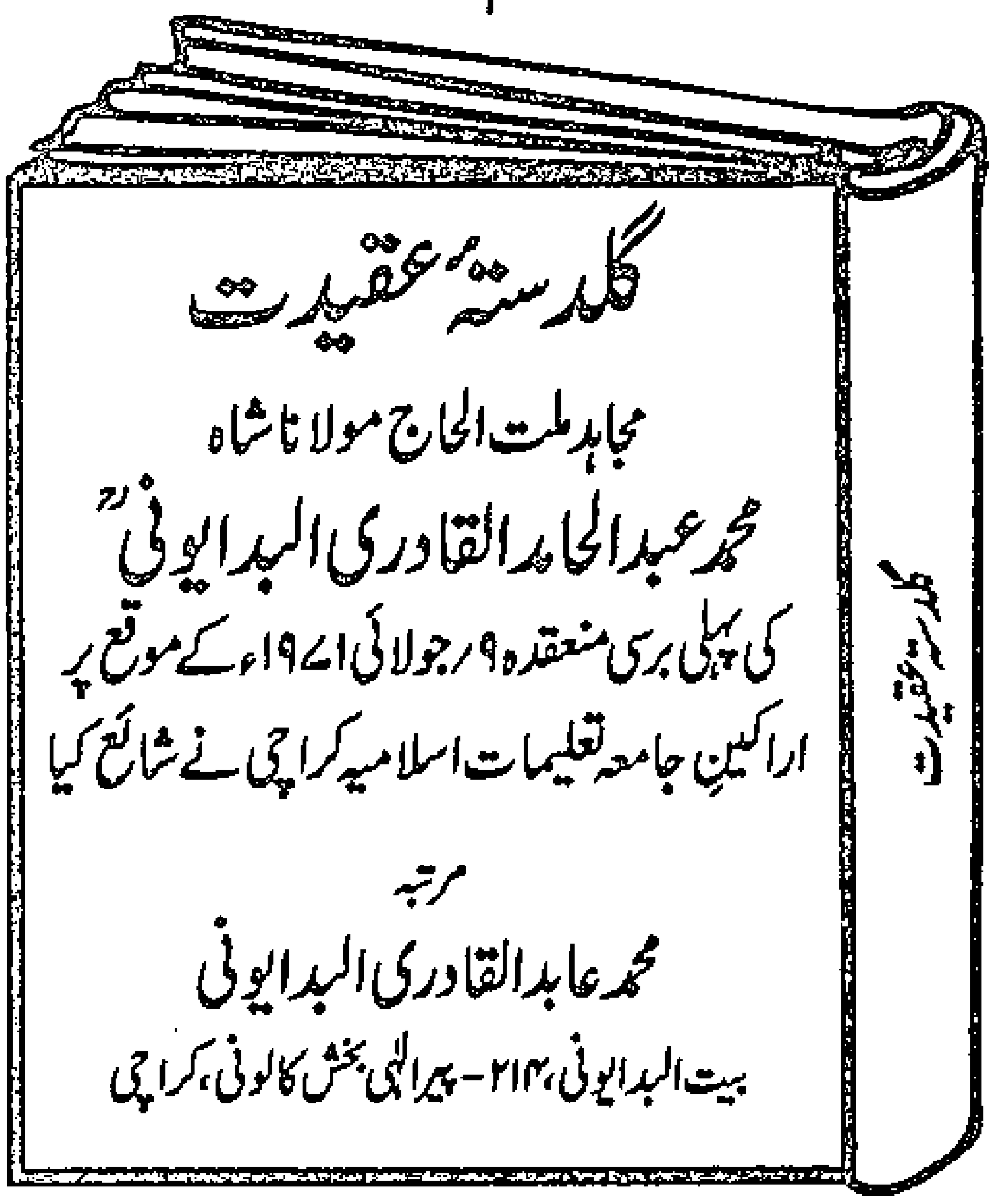

ان کی تصانیف میں تصحیح العقائد، فلسفہ عباداتِ اسلامی، اسلام کا زراعتی نظام، اسلام کا معاشی نظام اور سوشلزم مشہور ہیں۔

۲۱؍جولائی ۱۹۷۰ء، مطابق ۱۴؍جمادی الاول ۱۳۹۰ھ کراچی میں وفات پائی۔

Marfat.com

خلشِ غم

۱۹۷۰ء

صابر براری قادری

آ=۱	آہ مولانا بدایونی عدم کو چل دیئے	آپ کی فرقت میں ہے مغموم ہر خورد و کلاں
غ=۱	غوثِ اعظمؓ کے درِ اقدس سے وابستہ تھے آپ	ظلِ عبدالمقتدرؒ تھا آپ پر سایہ کناں
ک =۲۰	کی زیارت روضۂ سرکار کی بائیس بار	کس قدر تھے آپ شیدائے شہِ کون و مکاں
ک=۲۰	کی اعانت آپ نے اس وقت مسلم لیگ کی	تھے مخالف اس کے جب عالمِ فلاں ابن فلاں
آ=۱	آپ تھے اک رہنما تحریک پاکستان کے	اور تحریک خلافت کے بھی تے روحِ رواں
آ=۱	آپ تھے ہم عصر جوہرؔ اور بہادر یار جنگ	آپ بھی تھے بالیقیں اک واعظِ شعلہ بیاں
ر=۲۰۰	رہبر اعظم، شہید ملت و نشتر سبھی!	آپ کی خدمات کے تھے معترف اور قدرداں
ع=۷۰	عظمتِ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے	آپ نے جھیلی ہیں قید و بند کی بھی سختیاں
ز=۷	زندگانی وقف کردی دین و ملت کے لیے	تھا ضعیفی میں بھی حاصل آپ کو عزمِ جواں
آ=۱	آپ کو بخشے خدا فردوس میں اعلیٰ مقام	صبر کی توفیق پائیں آپ کے پسماندگاں
ء=۹	طیبہ و بغداد کے جلوے ہوں ان کی قبر میں	نور افشانی کرے ان کی لحد پہ آسماں
س=۶۰	سالِ رحلت کو ہے صابر سبز گنبد کی صدا	''عالم مشہور حامد عازم باغِ جناں''
۱۳۹۰ھ		۱۹ ۷۰ عیسوی

(نوٹ: پہلے مصرعوں کے حروف اوّل کے اعداد جمع کر کے ۱۳۹۰ھ سنِ رحلت حاصل ہوتی ہے۔)

(تاریخ رفتگاں ۱۹۴۷ء۔۱۹۸۵ء، از۔صابر براری، مطبوعہ ادارۂ فکر نو کراچی، فروری ۱۹۸۶ء روزنامہ آغاز، کراچی، ۷۰ء)
(ماہنامہ مجلّہ ''الواقعہ'' کراچی، اکتوبر، نومبر / ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ، ۲۰۱۱ء شمارہ نمبر ۷)

Marfat.com

قومی اخبارات کا خراجِ عقیدت

روزنامہ جنگ کراچی ۲۴؍جولائی ۱۹۷۰ء

مولانا عبدالحامد بدایونی کی رحلت اس برصغیر کے مسلمانوں کے لئے ایک انتہائی غم انگیز سانحہ اور ملک وملت کا ایک ناقابل تلافی نقصان ہے جسے پاکستان کے عوام، علماء سیاسی رہنماء، طلباء اور مرحوم کے ارادت مندوں نے یکساں طور پر بڑی شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ اسلام پاکستان اور ملت مسلمہ کے لئے انہوں نے جو خدمات انجام دی ہیں وہ کبھی نہیں بھلائی جاسکتیں۔ مولانا کا شمار ان گنی چنی شخصیتوں میں ہوتا ہے جو مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی کے ساتھ تحریک خلافت میں بھی شریک تھے، پھر تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قیام پاکستان کے بعد بھی اسے اصل راستے اور منزل کی طرف گامزن رکھنے کے لئے مسلسل جدو جہد کرتے رہے تھے۔ آزادی کی جدوجہد اور تحریک پاکستان کا وہ ایک روشن باب تھے جو ان کی زندگی کے ساتھ ختم ہوگیا۔ قرارداد پاکستان کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے مولانا کی خطابت نے جو جوہر دکھائے تھے، آپ کے طویل دوروں او مسلسل جدوجہد نے برصغیر کے مسلمانوں میں آزادی کی لگن اور ایک علیحدہ وطن کے حصول کی جو تڑپ پیدا کردی تھی اسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکے گا۔ پھر جب صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کا نازک مرحلہ پیش آیا تو مرحوم نے اپنا سارا وقت، صلاحیتیں اور زورِ بیان اس کے لئے وقف کردیا۔ تحریک پاکستان سے مسلمانانِ عالم کو متعارف کرانے کے لئے مشرق وسطیٰ کا دورہ کیا۔ مولانا کا شمار ان اکتیس علماء میں ہوتا ہے جو ۱۹۵۱ء میں اس چیلنج کا جواب دینے کے لئے جمع ہوئے تھے، کہ اسلامی دستور کی بنیادوں کے بارے میں خود علمائے اسلام کے درمیان اتفاق نہیں پایا جاتا اور ۲۲ نکات اسلامی آئین کی اساس کے طور پر پیش کردیئے تھے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت میں حصہ لیا اور قید وبند کی مصیبتیں برداشت کیں۔ ۱۹۶۲ء میں اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن نامزد ہوئے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد مولانا نے علماء کے اس وفد کی قیادت کی جس نے آزاد کشمیر کا دورہ کیا تھا اور مہاجرین کے لئے ایک گراں قدر رقم پیش کی تھی۔ مولانا بدایونی ایک جید عالم ایک جادو بیان خطیب، ایک ممتاز سیاست دان، مصنف و ادیب، استاذ و محقق، ہمدرد و مشفق مذہبی رہنما ہونے کے ساتھ تحریک پاکستان کے ایک پرجوش وسرفروش سپاہی بھی تھے۔ ان کی زندگی نے اس برصغیر کی تاریخ پر حرکت وعمل اور مسلسل جدوجہد کے گہرے نقوش چھوڑے ہیں جن کی روشنی اور چمک دوسروں کو ہمیشہ ان مقاصد کی خاطر قربانی وایثار پر آمادہ کرتی رہے گی۔ جن کے لئے پاکستان حاصل کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی مغفرت ورحمت سے نوازے اور بلند درجات عطا کرے۔

☆☆☆

روزنامہ حریت کراچی ۲۴؍جولائی ۱۹۷۰ء

حضرت مولانا عبدالحامد قادری بدایونی ۲۰؍جولائی کو کراچی میں رحلت فرماگئے۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا بدایونیؒ ایک عالم اور خطیب کی حیثیت سے بڑا اثر رکھتے تھے وہ اہل علم کے خاندان سے تھے اور اپنے خاندان کی

Marfat.com

روایات کے مطابق انہوں نے مسلمانوں کی دینی اور دنیوی رہنمائی کو ہمیشہ اپنا فرض سمجھا۔ ان کے بڑے بھائی مولانا عبدالماجد تحریک خلافت کے سرگرم رکن تھے۔ مولانا عبدالحامد کا جوانی کا زمانہ تھا۔ انہوں نے بھی اس تحریک میں پورے جوش و خروش سے حصہ لیا اور مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی جیسے ولولہ انگیز رہنماؤں کے ماتحت رہ کر کام کرنے سے انہیں رابطہ عوام کے سلسلے میں جو تجربہ اور بصیرت حاصل ہوئی وہ آگے چل کر مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کے کام آئی۔ آپ یوپی کی صوبائی عاملہ اور مسلم لیگ کے رکن تھے۔ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کے حق میں جو رابطہ مہم چلائی گئی اس میں مولانا کی خدمات قابل قدر ہیں۔ پاکستان میں شمولیت کے لئے سرحد اور سلہٹ میں جب ریفرنڈم ہوا تو قائداعظمؒ نے آپ کو بھی ان علاقوں میں رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے بھیجا اور آپ نے یہ فرض بڑی خوش اسلوبی اور کامیابی سے پورا کیا۔ ۱۹۴۶ء میں مسلم لیگ کی جانب سے حج کے موقع پر ایک وفد بھیجا گیا تھا تا کہ عالم اسلام کو تحریک پاکستان اور اس کے محرکات سے آگاہ کیا جائے۔ حضرت مولانا بدایونیؒ اس وفد کے سیکریٹری تھے۔ آپ نے اس حیثیت سے عالم اسلام کے دورے میں تحریک پاکستان کے مقاصد کی تشریح اور مسلمانانِ عالم کی رائے عامہ کو ہموار کرنے میں ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۸ء میں وہ پاکستان تشریف لائے اور پھر ہمیشہ کے لئے یہیں کے ہو رہے۔

پاکستان میں آپ نے جمعیت علمائے پاکستان کی تشکیل اور تنظیم میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ آپ اسلامی مشاورتی کونسل کے ممبر بھی رہے اور تقریر کے ذریعے پند و نصائح اور وعظ و تبلیغ کے سلسلے کو آخر دم تک جاری رکھا۔ وہ پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام سے گہری دلچسپی رکھتے تھے اور اسی وجہ سے پاکستانی سیاست میں علماء کے سرگرم حصہ لینے کے قائل تھے۔

آپ نے اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لئے جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کا ایک عظیم منصوبہ تیار کیا تھا لیکن یہ منصوبہ ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا۔

حکومت اور صاحب وسیلہ حضرات کو چاہیے کہ وہ مولانا مرحوم کی اس یادگار کو مکمل کرائیں تا کہ ان کی روح مطمئن ہو اور قوم کی طرف سے خراج عقیدت کے طور پر ایک مستقل یادگار قائم رہے۔ ہم مولانا حامد بدایونی مرحوم کے پسماندگان، عقیدت مندوں اور احباب کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دست بدعا ہیں کہ وہ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند کرے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆☆

روزنامہ جسارت کراچی ۲۴ر جولائی ۱۹۷۰ء

جنگ آزادی اور تحریک پاکستان کے ایک ممتاز رہنما مولانا عبدالحامد بدایونی انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی موت سے قوم جنگ آزادی میں شریک ایک اور سپاہی سے محروم ہوگئی ہے۔ جدو جہد آزادی کے ابتدائی دنوں میں دوسرے رہنماؤں کی طرح مرحوم نے بھی کانگریس میں کام کیا لیکن ہندوؤں کی عیارانہ چالوں اور بدنیتی کو محسوس کر کے علی برادران نے کانگریس سے علیحدہ اختیار کی تو مولانا مرحوم بھی اس جماعت سے کنارہ کش ہو گئے اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے سرگرم عمل ہو گئے۔ ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن بن گئے انہوں نے انتخابات سے پہلے ہر ضلع کا تفصیلی دورہ کیا اور عوام کو تحریک پاکستان کی اہمیت سے واقف کرایا۔ ان دوروں سے تحریک کو بڑی تقویت پہنچی۔ انہوں نے یہ ذمے داری بڑے مشکل حالات میں قبول کی تھی

Marfat.com

کیونکہ اس وقت علماء کا ایک بڑا طبقہ کانگریس کا ہم نوا بنا ہوا تھا۔ مولانا کی ان ہی خدمات کے پیش نظر قائداعظمؒ نے انہیں آل انڈیا مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا رکن مقرر کیا اور اس وفد میں بھی شامل کیا جس نے نواب بہادر یار جنگ کی قیادت میں شمال مغربی صوبہ سرحد کا دورہ کر کے کانگریس کے طلسم سامری کو توڑا اور جس کے نتیجے میں سرحدی عوام مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع ہو گئے انہوں نے ایک موقع پر حجاز مقدس، مصر، شام، لبنان اور عراق کا دورہ کر کے مسلمانوں کو تحریک پاکستان سے روشناس کرایا۔ قیام پاکستان کے بعد بھی وہ مسلسل نظام اسلام کی کوشش کرتے رہے۔ اپنے خاندانی روایات کے پیش نظر وہ ساری عمر مذہبی اور سیاسی تحریکوں میں شریک رہے۔ وہ ان ۳۱ علماء میں شامل تھے جنہوں نے بائیس نکاتی منشور پر دستخط کر کے قوم کو صحیح منزل کی نشاندہی کی تھی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی بھی ان لوگوں میں سے تھے جو برصغیر میں احیاء و بقائے اسلام کے لئے مکمل وخودمختار اسلامی ریاست کے قیام کو ضروری سمجھتے تھے۔ ایک ایسے وقت جب کہ قوم اپنی اس منزل کی طرف بڑھنے کے لئے کوشاں ہے، ان کی موت ایک قومی نقصان ہے۔

مولانا نے ۶۲ء میں منگھو پیر روڈ پر جامعہ تعلیمات اسلامی کی بنیاد رکھی اور اپنی زیادہ تر توانائیاں اسی کے لئے صرف کرتے رہے۔

☆☆☆

تحریک آزادی کے صف اول کے رہنما انتقال فرما گئے

(ماہنامہ رضائے مصطفےٰ، گوجرانوالہ کا اداریہ)

دنیائے سنیت میں یہ خبر نہایت غم واندوہ کے ساتھ سنی گئی کہ پاکستان کے نامور ممتاز عالم دین مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب بدایونی بعمر ۷۲ سال ۱۵ر جمادی الاول مطابق ۲۰ر جولائی بروز دو شنبہ مبارک اس دنیائے فانی سے انتقال فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

آپ کی وصیت کے مطابق جامعہ تعلیمات اسلامیہ منگھو پیر روڈ کے احاطہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔ پیر کالونی کے بلدیہ پارک میں حضرت مولانا محمد مختار صاحب سجادہ نشین کچھوچھہ شریف نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے۔

آپ کی صحت اگرچہ کافی عرصہ سے کمزور تھی لیکن اس کے باوجود آخر وقت تک آپ دینی قومی، ملکی اور سیاسی مصروفیتوں میں حصہ لیتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر طبقہ نے آپ کی رحلت سے ملک میں خلاء محسوس کیا اور آپ کی وفات پر تعزیتی بیانات جاری کئے۔

مولانا مرحوم بڑے فعال اور جامع اوصاف تھے اور مذہب و سیاست میں آپ کو بڑی دسترس حاصل تھی اس لئے نامور علماء میں شمار ہونے کے علاوہ سیاسی لیڈروں میں بھی آپ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔

آپ سیف زبان عالم و صاحب قلم فاضل تھے بے شمار مذہبی وسیاسی اجتماعات سے خطاب کرنے کے علاوہ آپ کے قلم سے بکثرت تصانیف ورسائل بھی منظر عام پر آ چکے ہیں۔ آپ کا دل عشق حبیب و دردِ ملت سے معمور تھا چنانچہ سخت علالت کے باوجود آپ نے آخری مرتبہ بھی حرمین طیبین کی حاضری دی حالانکہ وہ پہلے ۲۲ مرتبہ حرمین کی حاضری دے چکے تھے۔

جہاں بھی مسلمانوں پر ظلم ہوتا تھا متعلقہ ممالک کے سفیروں سے مل کر اس ظلم کو بند کرانے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ نے تحریک خلافت تحریک پاکستان، تحریک آزادیٔ کشمیر اور تحریک فلسطین میں بھرپور حصہ لیا اور اتحاد عالم اسلام کے لئے کوشاں رہے۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں گھر گھر جا کر چندہ، گرم کپڑے اور دیگر اشیائے ضرورت جمع کر کے ۱۸ علماء کے وفد کے ساتھ محاذ جنگ پر

Marfat.com

تشریف لے گئے اور نقد و سامان کی صورت میں مہاجرین وستم رسیدہ افراد کی امداد فرمائی۔

آپ نے تعلیماتِ اسلامیہ کے فروغ کے لئے ''جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ'' کے نام سے کراچی میں ایک وسیع دینی درسگاہ قائم فرمائی اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ مرحوم کی حسنات کو قبول فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

ہائے بدایوں اب تیری عظمت خیالی رہ گئی!

(بدایوں سے شائع ہونے والے ہفتہ وار'ذوالقرنین' کا اداریہ)

دین و دانش کے حلقہ میں یہ خبر نہایت رنج وغم کے ساتھ سنی جائے گی کہ مولانا شاہ عبدالحامد قادری بدایونی بروز پیر بتاریخ ۲۰ر جولائی کراچی میں بعمر ۷۲ سال رحلت فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

مدینۃ العلم بدایوں نے ہر دور میں فہیم و ہوشمند لوگوں کو جنم دیا ہے اور اس خاک پاک سے وہ علماء و فضلاء، شعراء، سیاستدان، مورخین اور صحافی پیدا ہوئے جن کا طوطی سارے ہندوستان میں بولا۔ مولانا عبدالحامد قادری مرحوم بھی اسی خطہ یونان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ بدایوں کے معروف خاندان عثمانیان کے فرد تھے۔

آپ کے والد بزرگوار حکیم عبدالقیوم صاحب اپنے دور کے ثقہ بزرگ اور منفرد مقرر تھے۔ آپ کے برادر بزرگ مولانا عبدالماجد صاحب بھی اپنے دور کی اہم سیاسی شخصیت تھے۔ ان کی تقریر کا ایک خاص ڈھنگ تھا۔ برصغیر کی سیاسی تاریخ میں ایسا باکمال جادو بیان مقرر ہمیشہ زندہ جاوید رہے گا۔

مولانا عبدالحامد قادری مرحوم کو سیاسی بصیرت ورثہ میں ملی تھی۔ آل انڈیا خلافت کمیٹی، آل انڈیا جمعیت العلمائے ہند، آل انڈیا جمعیت العلمائے اسلام، آل انڈیا کانگریس کمیٹی اور آل انڈیا مسلم لیگ تمام سیاسی جماعتوں سے مولانا مرحوم کا گہرا تعلق رہا۔

مولانا کی تمام زندگی مسلمانوں کی فلاح و ترقی کی مساعی سے عبارت رہی۔ انہیں اپنی تحریر اور تقریر سے قوم کو بامِ عروج تک پہنچانے کی لگن رہی۔ ان کی متعدد تصانیف میں تصحیح العقائد، نظام عمل، مشیر حجاج، تاثرات چین، تاثراتِ روس، خصوصاً لائق تذکرہ ہیں۔

مولانا ۱۹۴۷ء میں پاکستان چلے گئے تھے اور کراچی میں مقیم تھے۔ وہاں انہوں نے جمعیت العلمائے پاکستان کی بنیاد ڈالی اور اس کے صدر رہے۔ انہوں نے پاکستان کی سرزمین پر بھی دینی اور تبلیغی خدمت کا کام زور وشور سے جاری رکھا۔ وہ حکومت پاکستان کی اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن بھی رہے۔ کراچی میں انہوں نے کئی لاکھ روپے سے ایک عربی درس گاہ (یونیورسٹی کے انداز پر) جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے نام سے قائم کی۔

مولانا مرحوم کو اپنی زندگی کے آخری ایام میں اسی ادارہ کی بقاء وجلا کی دھن تھی۔ بلاشبہ یہ جامعہ آئندہ نسلوں کو اس محسن دین و طریقت اور پیکر علم و کمال کی یاد دلاتی رہے گی۔ مولانا خلوص و محبت کا پیکر تھے اور اس سلسلے میں اپنے اسلاف کے حسن اخلاق کا مکمل نمونہ تھے۔ چنانچہ نہ صرف برصغیر بلکہ بیشتر دنیائے اسلام میں مولانا مرحوم کی وفات حسرت آیات پر مسلمانوں کی آنکھیں اشک بار ہیں۔ خصوصاً سرزمین بدایوں کے لئے یہ حادثہ بڑا صبر آزما ہے۔

اہل بدایوں کو ناز ہے کہ نہ صرف دنیائے اسلام بلکہ تمام یورپ میں آپ مولانا بدایونی کے نام سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ خدا تعالیٰ مولانا مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

☆☆☆

Marfat.com

ابا میاں اور یہ یادگار مجلّہ

عابد القادری بدایونی

میرے والدِ محترم مجاہدِ ملت حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد القادری البدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدماتِ جلیلہ کسی ایک شعبہ اور جہت تک محدود نہ تھیں بلکہ ان کی زندگی سراسر جہد و عمل سے عبارت تھی۔ نصف صدی سے زیادہ عرصے تک وہ اس برصغیر کی ان تمام تحریکوں سے وابستہ رہے جو مسلمانوں کی سیاسی بیداری کو اپنا نصب العین بنائے ہوئے تھیں۔

ایسی متحرک، ایسی فعال، ایسی ہمہ گیر اور ایسی بے لوث ہستی کی خدمات کا اس مجلّہ میں احاطہ کرنا درحقیقت ایک انتہائی مشکل مرحلہ ہے۔

مولانائے محترم کے قدیم و مخلص رفقائے کار، ان کے متبعین، محبّین اور لواحقین کے تعاون سے جو مضامین حاصل ہو سکے ہیں ان کو اس مجلّہ میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں، میں ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن کے سربراہ جناب حکیم محمد سعید صاحب (ستارۂ امتیاز) کی عالمانہ اور محققانہ تجویز اور فرمائش کی بڑی قدر کرتا ہوں اور مجھے خداوند تعالیٰ کی ذات سے اُمید ہے کہ مستقبل قریب میں حکیم صاحب موصوف کی تجویز کی تکمیل ضرور ہو جائے گی۔

والد ماجد علیہ الرحمۃ کے انتقال کے وقت سے آج تک جن فاضل ہستیوں نے میرے والد کی زندگی کے مختلف واقعات قلم بند فرمائے ان کا میں شکر گزار ہوں نیز ان اخبارات و جرائد کی بھی قدر کرتا ہوں جنھوں نے اس سلسلے میں مضامین شائع فرمائے، ساتھ ہی معذرت خواہ ہوں کہ اس مجموعہ میں بہت سی قابل قدر تحریریں شامل کرنے سے قاصر ہوں۔ اس مجموعہ میں شامل مضامین کے بعد احقر نے اپنے لئے تحریری گنجائش کم رکھی تھی۔ پھر بھی حصولِ سعادت کے جذبہ کا تقاضہ ہے کہ والد محترم کی زندگی کی چند جھلکیاں بطور خراجِ عقیدت پیش کروں۔

مسلم لیگ کو مقبول بنانے اور قیامِ پاکستان کی خاطر جو قربانیاں والد مرحوم نے انجام دی ہیں وہ سب کی سب ہمارے ذہنوں میں محفوظ نہیں رہ سکیں کیونکہ والد ماجد کا یہ بلند کردار تھا کہ وہ اعلیٰ مقاصد کے لیے قربانیاں دے کر ان کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ اُنھوں نے اپنی آسودہ حالی اور گھر کی تمام آسائش و آرام کو خیر باد کہہ کر انتہائی صعوبت اور آزمائش کی سیاسی زندگی اختیار کی۔ وہ علی گڑھ یونیورسٹی کے طلباء کے ساتھ مسلم لیگ کے نمائندوں کو انتخابات میں کامیاب کرانے کے لیے شہر شہر بھی گئے اور گاؤں گاؤں بھی۔ ان سفروں میں اونٹ کی سواری پر بھی قناعت کرنا پڑی اور بیل گاڑی میں بھی سفر کیا اور کہیں میلوں پیدل بھی چلنا پڑا۔ دن بھر سفر اور مختلف مقامات پر تقاریر کے بعد رات میں جب کسی گاؤں میں سونے کی مہلت ملتی تو زمین پر گھاس پھونس بچھا کر چند لمحوں کے لیے سو لیتے۔

وہ دنوں نہیں بلکہ مہینوں ہم سے دور رہ کر مسلم لیگ کے لیے سرگرم عمل رہے۔ قومی مشن ان کی نظر میں سب سے افضل تھا اور اس بحرِ ذخار میں ہم اہلِ خاندان کی حیثیت ان کے لیے قطرۂ آب کی سی تھی۔ عیدین کے موقع پر ہر باپ کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ ان کی خوشیوں میں شریک ہو۔ لوگ دور دراز ملکوں سے اس دن کے لیے رُخصت لے کر اپنے گھر پہنچتے ہیں مگر ہمارے والد ماجد کا یہ عالم تھا کہ وہ اس موقع پر بھی ہمارے ساتھ عید نہیں مناتے تھے۔ چونکہ صوبہ بنگال کے مسلمانوں کی فرمائشوں پر مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی جگہ کلکتہ کی عیدگاہ میں اُنھیں نمازِ عید پڑھانے کا فریضہ انجام دینا ہوتا تھا۔

Marfat.com

کردار کی بلندی کا یہ عالم تھا کہ ان کاوشوں کا ذکر بھی کبھی والد صاحب کی زبان تک نہ آیا کیونکہ ان کی زندگی کا وطیرہ قوم کی خدمت کرنا تھا نہ کہ احسان جتا کر داد و ستائش کی تمنا کرنا۔

۱۹۴۶ء میں قائد اعظمؒ اور قائد ملتؒ نے آل انڈیا مسلم لیگ کی جانب سے مولانا صاحب مرحوم کی قیادت میں ایک وفد مشرقِ وسطیٰ بھیجا تاکہ معرضِ وجود میں آنے والی مملکت پاکستان کے لیے فضا ہموار کی جائے۔ مرحوم شاہ سعود نے موسم حج کی وجہ سے وفد کی سہولت کی خاطر ایک طیارہ مخصوص کر دیا تھا۔ اس طیارہ میں سیٹیں لکڑی کے تختوں کی تھیں، میں شریکِ سفر تھا۔ مجھے ان سخت سیٹوں پر بیٹھنے سے بڑی تکلیف ہو رہی تھی۔ والد مرحوم نے میری یہ کیفیت بھانپ لی، فرمایا: ''بیٹے! تمہارے باپ نے قومی خدمت کی انجام دہی میں جب پہلی مرتبہ اونٹ پر سواری کی تو تین دن تک کولھوں پر ورم رہا تھا لیکن کسی سے اس واقعہ کا ذکر تک نہیں کیا۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ جب کسی اعلیٰ مقصد کے لیے تم کوئی مشقت اُٹھاؤ تو ضبط و ہمت سے کام لو اور اپنی تکلیف کا کسی پر اظہار تک نہ ہونے دو، ورنہ یہ احساس تمہیں پست ہمتی کی طرف لے جائے گا اور اس مقصد کی بلندی پر بھی اثر پڑے گا۔'' حق تو یہ ہے کہ والد صاحب مرحوم انتہائی مخالف ماحول اور نامساعد حالات میں بھی ہمت ہارنے والے انسان نہ تھے اور ان کی بلند ہمتی کا ثبوت یہ ہے کہ باوجود فالج کا حملہ اور آنکھ میں کینسر ہونے کے وہ ایک علمی ادارہ ''جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ'' کو قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

مولانا مرحوم اپنی زندگی میں اس جامعہ کی ضرورت اور افادیت سے متعلق ہمیشہ یہی فرماتے تھے کہ ''مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوتا کہ جدید علوم و فنون حاصل کرنے والے مسلمان امامت، خطابت اور فتوے سے بے بہرہ ہوں اور اسی طرح یہ بھی مجھے گوارا نہیں کہ دینی علوم کا فارغ التحصیل صرف مسجد کی امامت تک ترقی کر سکے۔'' چنانچہ اس جامعہ میں جدید و قدیم علوم کا بڑا حسین امتزاج موجود ہے۔ اسی انفرادیت کی وجہ سے جامعہ کا باضابطہ الحاق اسلامک یونیورسٹی بہاولپور سے مولانا مرحوم نے خود اپنی زندگی میں کرایا۔ اس جامعہ میں تعلیم پانے والے طلبا میٹرک سے لے کر ایم اے تک اسناد لینے کے مستحق ہیں اور ان کی یہ اسناد مغربی و مشرقی پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں اور تعلیمی بورڈوں نے تسلیم کی ہیں۔

والد ماجد مرحوم کی اس علمی یادگار کی خدمات کو سراہتے ہوئے حکومت پاکستان نے سال رواں میں جامعہ کے ایک طالب علم کے لیے الازہر یونیورسٹی میں ڈاکٹریٹ کرنے کا ایک وظیفہ دینے کی پیش کش کی ہے۔

اس مجلہ کے اجراء میں شیخ المشائخ حضرت بابا ذہین شاہ تاجی مدظلہ العالی، عم محترم جناب سیّد حسین امام صاحب، عم محترم مولانا جمال میاں فرنگی ملی صاحب، عزت مآب پروفیسر ابوبکر احمد حلیم صاحب، جناب جی اے مدنی صاحب، جناب سیّد ہاشم رضا صاحب اور نواب زادہ جناب افتخار احمد عدنی صاحب کی حوصلہ افزائیوں کے لیے میں ان تمام اصحاب کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔

جناب حکیم محمد تقی صاحب دہلوی مالک مشہور آفسٹ پریس کراچی کے بے پناہ خلوص و تعاون کا بھی میں بہت شکر گزار ہوں کہ اگر وہ اتنے قلیل وقت میں اس مجلّہ کی طباعت و تیاری کا بیڑا نہ اُٹھاتے تو ہماری تمام کوششیں رائیگاں جاتیں۔

آخر میں اگر محترم سیّد محمد فاروق احمد صاحب کی کرم فرمائی کا اعتراف نہ کروں تو جرم ہوگا۔ حقیقتاً اس مجلّہ کی تدوین میں ان کا سب سے بڑا دخل ہے اور ان ہی کے تعاون سے ہم اس کو آپ تک لانے میں کامیاب ہو سکے۔ مولانا فاروق صاحب نے ایک مضمون بھی اس مجلّہ کے لیے دیا ہے۔ اس مضمون کی اہمیت و خصوصیت یہ ہے کہ یہ خود والد محترم کی زندگی میں لکھا گیا تھا اور والد محترم نے جابجا اپنے قلم مبارک سے اس کی اصلاح بھی فرمائی تھی۔

☆☆☆

Marfat.com

مکتوب گرامی

از حضرت پیر طریقت وارثِ دربارِ غوث

السیّد عبدالقادر الگیلانی دام ظلہم الاقدس

(سفیر عراق برائے پاکستان)

مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ ارجمند عابد قادری نے ان کے سالانہ عرس کی تقریب منعقد کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ مولانا مرحوم کی ملتِ اسلامیہ کے لیے خدماتِ جلیلہ اور سلسلہ قادریہ سے ان کا روحانی تعلق بلاشبہ اس امر کے متقاضی ہیں کہ تقاریب منعقد کر کے ان کی یاد اور ان کے مشن کو زندہ رکھا جائے۔ مولانا مرحوم سے میری پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب میں بحیثیت سفیر عراق ۱۹۴۸ء میں پہلی بار پاکستان آیا، مجھے یہاں آئے ہوئے چند ہی یوم ہوئے تھے کہ ایک دن مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور مولانا عبدالعلیم صدیقیؒ میرے پاس تشریف لائے۔ دونوں حضرات جس محبت اور خلوص سے ملے اس کے اثرات میں آج بھی اپنے دل میں پاتا ہوں۔ بعدۂ ان حضرات نے میرے اعزاز میں ایک بہت شاندار دعوت کا اہتمام کیا جس میں علمائے کرام، مشائخ اور اکابرین نے شرکت فرمائی۔ اس کے بعد دونوں حضرات میرے پاس برابر تشریف لاتے رہے۔ مولانا عبدالعلیم صدیقیؒ کچھ عرصہ بعد انتقال فرما گئے لیکن مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی تشریف آوری کا سلسلہ ان کی تاحیات جاری رہا۔

مرحوم نے اپنے انتقال سے تقریباً ایک ماہ قبل باوجود علالت اور نقاہت کے میرے یہاں ۱۶رجون ۱۹۷۰ء کو سالانہ گیارہویں شریف میں نہ صرف شرکت فرمائی بلکہ حسب سابقہ تقریر فرمائی۔ مولانا مرحوم کو میرے ساتھ جو محبت تھی یقیناً وہ ان کی سیّدی و مولائی وجدّی حضور غوث الاعظم شیخ السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گہری اور پُر خلوص عقیدت کی وجہ سے تھی۔ مولانا کے خاندان کا سلسلہ قادریہ سے قدیم تعلق رہا ہے۔ مولانا عبدالقدیر بدایونیؒ اور مولانا بدایونیؒ متعدد بار درگاہ شریف پر حاضر ہوئے اور غوث الاعظمؒ کے فیض سے باریاب ہوئے۔

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ بلاشبہ میرے اہلِ بیت سے تھے۔ میں نے ہمیشہ ان کو اپنے خاندان کا ایک فرد سمجھا۔ میرے اخی السید یوسف الگیلانی متولی الاوقاف القادریہ بغداد ۱۹۶۹ء میں جب یہاں تشریف لائے تو مولانا نے ان کے ساتھ بھی ایسی ہی محبت کا اظہار کیا جیسے کہ وہ ان کے برادرِ حقیقی تھے۔ یہ اسی خلوص کا نتیجہ تھا کہ میرے بھائی کو جب مولانا کی وفات کی خبر ملی تو اُنھوں نے فوری طور پر جذبات سے پُر ایک تعزیت نامہ ارسال کیا۔

مولانا بدایونی ایک عالم باعمل اور صاحب شریعت بزرگ تھے۔ قرآنی احکامات اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سختی سے پابند۔ مولانا بدایونیؒ کو جو رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق حقیقی تھا اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ وہ جب کبھی ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اہل بیتؓ یا حضور غوث الاعظمؒ کا ذکر فرماتے، ان کے اشک جاری ہو جاتے اور آواز رُکنے لگتی اور یہی عشق اور محبت انھیں ہر سال مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ لے جاتی۔ بغداد شریف، کربلائے معلیٰ، نجف اشرف اور دیگر مقاماتِ مقدسہ پر بھی وہ متعدد بار حاضر ہوئے۔

میں آخر میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ پر رحم فرمائے اور جنت مکان کرے اور اللہ تعالیٰ ان کے ورثاء اور معتقدین کو مولانا مرحوم کا مشن پورا کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثمہ آمین!

وآخر دعونا ان الحمدُ لِلّٰہ رب العالمین

☆☆☆

Marfat.com

٦

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على نبينا سيد المرسلين وعلى آله واصحابه الأكرمين والعاقبة للمتقين .

وبعد فقد علمت بمزيد الأسى وعميق الحزن وانا خارج العراق بنبأ انتقال الشيخ الجليل والعالم النحرير والمجاهد الكبير حجة الأسلام والمسلمين مولانا الشيخ عبد الحامد البدايوني القادري الى الرفيق الأعلى . ان خسارة العالم الاسلامي لعظيمة جدا بهذه الفاجعة المؤلمة وان وقعها لشديد ليس في الباكستان وحدها بل في جميع اقطار العالم الاسلامي . وقد تمر سنين عديدة قبل ان يعوض المسلمون بشخصية رائدة كبيرة وزعيم ديني مجاهد كشخصية الشيخ البدايوني الذي لم يباريه في جهوده ونضاله في خدمة الفكرة الاسلامية ونشر الدعوة المحمدية الا القلة من رجال الدين حفظهم الله . حيث قد تجاهل الفقيد العزيز في عمله ومجاهداته كل شئ يتعلق بصحته وراحته الشخصية مما سبب له متاعب اثرت كثيرا على نشاطه الجسماني . وكان رحمه الله رغم ما يعانيه من مرض يضرب الامثال في التضحية والفداء مما جعل من ذاته الكريمة قدوة حسنة في ميدان الجهاد الاسلامي والدعوة للاصلاح .

واني اذ اتقدم بمجالس العزاء للأحزان العلماء الاعلام ومحبي واقارب الفقيد الكبير اعبر عن مشاعري القلبية وحزني العميق ومشاعر القادريين عموما داعيا المولى العلي القدير ان يتغمد الفقيد برحمته ورضوانه ويسكنه فسيح جناته ويوفقنا واياكم لخدمة الاهداف والغايات النبيلة التي جاهد وضحى الفقيد في سبيلها طيلة حياته وان يجعل حياته مثالا يقتدي به العاملون في طريق خدمة الامة الاسلامية والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته .

الفقير اليه تعالى الأحقر ،

يوسف الكيلاني

Marfat.com

چند تعزیتی پیغامات

(جو مرحوم کی وفات کے فوراً بعد تار کے ذریعے موصول ہوئے)

۱۔ ''حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی کے اچانک انتقال کی خبر مجھے ابھی ابھی معلوم ہوئی ہے، مولانا بدایونی علیہ الرحمہ جید عالم و فاضل تھے اور مسلمان قوم میں ان کا بہت بڑا مقام تھا۔ خدا تعالیٰ مولانا کی روح پرفتوح پر اپنے فضل و کرم کی بارش کرے۔'' (سفیرِ عراق برائے پاکستان)

۲۔ حضرت مولانا بدایونی علیہ الرحمۃ کے انتقال پر ملال پر تعزیت پیش کرتا ہوں۔ (سفیر مصر)

۳۔ مولانا بدایونی صاحب کے اچانک انتقال کی خبر مجھے بھی ابھی معلوم ہوئی ہے۔ مولانا علیہ الرحمہ جید عالم و فاضل تھے اور مسلمان قوم میں ان کا بہت بڑا مقام تھا۔ خدا تعالیٰ مولانا مرحوم کی روح پرفتوح پر اپنے فضل و کرم کی بارش کرے۔ (سفیر مراکش)

۴۔ مولانا عبدالحامد بدایونی صاحب کے انتقال سے مجھے ذاتی طور پر شدید صدمہ اور قلق ہوا ہے۔ بارگاہِ ایزدی میں دعا گو ہوں کہ خدا ان کو جنت الفردوس میں مقام علیین میں عطا فرمائے۔ آمین۔ (مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی) امیر جماعت اسلامی، پاکستان

۵۔ مولانا بدایونی صاحب کی وفات سے مجھے سخت صدمہ ہوا ہے۔ مولانا علیہ الرحمہ نے مملکت پاکستان اسلام کی عظمت اور اسلامی مشاورتی کونسل کے لئے گراں قدر خدمات انجام دی تھی۔ اسلامی مشاورتی کونسل کو مولانا مرحوم و مغفور کی جدائی سے نا قابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ خدا کرے مولانا کو جنت فردوس میں اعلیٰ مقام ملے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین (علامہ) علاؤ الدین صدیقی، صدر اسلامی مشاورتی کونسل حکومت پاکستان، وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۶۔ افسوس کے پاکستان اور پاکستانی قوم کے ایک مقتدر مذہبی پیشوا اور جید عالم اور فاضل سے محروم ہوگئی۔ باری تعالیٰ مولانا علیہ الرحمہ کے خاندان کو اس غیر معمولی صدمہ کو برداشت کرنے کی ہمت دے اور مرحوم پر اپنے فضل و کرم کی بارش فرمائے، آمین۔ (مولانا) فضل الرحمٰن مدنی، مدینہ منور

۷۔ علامہ مولانا عبدالحامد القادری البدایونی کے انتقال کی خبر سے میں غیر معمولی طور پر قلبی صدمہ محسوس کرتا ہوں یہ حادثہ نہ صرف میرے لئے بلکہ پوری ملت پاکستان کے لئے ایک نا قابل تلافی نقصان ہے۔

(مولانا جمال میاں فرنگی محلی)

۸۔ مولانا عبدالحامد القادری البدایونی کے انتقال پر ملال کی خبر سے مجھے دلی صدمہ ہوا۔ میں آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ (پیر فضل عثمان مجددی نقشبندی) فرزند حضرت ملائے شور بازار۔ افغانستان

۹۔ مولانا بدایونی صاحب کے انتقال کی خبر سے مجھے شدید صدمہ ہوا ہے۔ وہ صف علماء کے ایک ممتاز عالم اور قوم کے زبردست خدمت گزار تھے۔ (مولانا صاحبزادہ فیض الحسن)

۱۰۔ آپ کے والد محترم کے وصال کی خبر سن کر مجھے دلی صدمہ ہوا ہے۔ آل پاکستان شیعہ کانفرنس اور ذاتی طور پر میری جانب سے آپ اس سانحے پر دلی تعزیت قبول فرمائیں۔

(سید مظفر علی شمسی، سیکریٹری آل پاکستان شیعہ کانفرنس)

Marfat.com

۱۱۔ حزب الایمان داؤدی بوہرہ جماعت کے تمام اراکین کو مولانائے محترم کی وفات کی خبر سن کر دلی صدمہ پہنچا۔ مولانا کے اٹھ جانے سے نہ صرف اہل سنت الجماعت بلکہ حزب الایمان کو بھی بڑا شدید صدمہ پہنچا ہے۔ ہماری جانب سے تعزیت قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔ (فدا علی)

۱۲۔ مولانا عبدالحامد بدایونی کے افسوسناک انتقال کی خبر پڑھ کر زبردست صدمہ پہنچا۔ اس سانحے کے موقع پر میری جانب سے دلی تعزیت قبول فرمائیں۔ باری تعالیٰ ان پر اپنے انوار وتجلیات کی بارش فرمائے۔ آمین (راجہ حامد مختار، چیف ایڈمنسٹریٹر محکمہ اوقاف حکومت ، مغربی پاکستان)

۱۳۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہٗ العالی ابن حضرت مولانا شاہ ضیاء الدینؒ نے برقی پیغام بھیجا: ''افسوس کہ پاکستان اور پاکستانی قوم ایک مقتدر مذہبی پیشوا اور جید عالم اور فاضل سے محروم ہوگئی۔ باری تعالیٰ مولاناؒ کے خاندان کو اس غیر معمولی صدمہ کو برداشت کرنے کی ہمت دے اور مرحوم پر اپنے فضل وکرم کی بارش فرماء۔ آمین''

☆☆☆

از حامد علی قریشی ، بانی وناظم انجمن حیات الاسلام (پاکستان) کلفٹن روڈ، نیوٹاؤن۔ کراچی

سلام مسنون! آپ کو ایک ایسے عالم دین اور سیاسی لیڈر علامہ عبدالحامد القادری بدایونی کی زوجہ محترمہ ہونے کا فخر حاصل ہے، نیز ان کی صاحبزادی اور ان کے صاحبزادگان مولانا زاہد القادری اور عابد القادری جیسے فرزندار جمند جیسی اولادیں آپ کی معیت وسرپرستی میں چھوڑی ہیں۔ یہ حضرت مولانا مرحوم و مغفور کی خیر وبرکتوں کا نتیجہ کہا جاسکتا ہے۔

حضرت مرحوم نے دینی اور سیاسی وسماجی جو خدمات اپنی زندگی میں مقدور بھر انجام دی ہیں وہ رہتی دنیا تک مسلمانانِ عالم کے لئے بالعموم اور مسلمانانِ پاکستان کے لئے بالخصوص مشعل راہ رہیں گی۔

مولانا مرحوم سے میرا سیاسی اور سماجی تعلق بہت پرانا تھا اور ان کی زندگی تک یہ تعلق وابستہ رہا۔ مولانا جب کبھی دہلی تشریف لاتے تھے تو دہلی کے مشہور ومعروف ادارہ حیات الاسلام کی مذہبی علمی اور میری سماجی وسیاسی خدمت کو بہت بہت سراہتے تھے۔ کراچی میں بھی وہ گاہے گاہے اس ادارہ میں اور میرے مکان پر تشریف لاتے رہے۔ میری ان کی عمر میں صرف دو سال کا فرق ہے، وہ مجھ سے دو سال بڑے تھے۔ ان کی تمام تکلیفیں اور ان کے علاج وغیرہ کا بھی مجھی علم تھا۔ لیکن میں صرف ان سے دو سال چھوٹا ہونے کے باوجود زیادہ ضعیف ہوگیا ہوں۔ حادثاتِ زمانہ اور ذاتی مشاغل اور اپنے اس نئے وطن میں پریشانیوں کے انبار میں اتنا معذور کردیا ہے کہ اپنے ایسے مکرم ومحترم دوستوں سے بھی دوری رہی۔

مولانا کے انتقال اور ان کے اسپتال میں داخلہ کی اطلاع مجھ کو خود سیونتھ ڈے اسپتال میں ملی۔ اسپتال سے واپس آنے کے بعد بھی نقاہت وکمزوری میں مبتلا ہوں۔ مستقبل قریب میں کمزوری دور ہونے پر اللہ تعالیٰ نے موقع بخشا تو آپ کے گھر پر بھی حاضر ہوں گا اور مولانا مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر بھی جانے کی ہمت کروں گا۔

بیگم صاحبہ! زندگی کے بعد موت اٹل ہے، اس سے کسی کو نہ مفر ہے اور نہ انکار۔ یہ تو خدا کا انعام ہی سمجھنا چاہئے۔ ان کی طرف سے میری زندگی بھی انعام اور موت بھی انعام۔ اہل اللہ یوں تسلیم کرتے ہیں کہ اس زندگی کی موت، موت ہی نہیں ہے بلکہ اس موت کو ابدی زندگی کہا گیا ہے۔ انسان کی زندگی اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسان کے لئے ایک مختصر سا امتحان ہے اور یہ مواقع بطور ایک ڈیوٹی کے ہر انسان کو زندگی بھر حاصل رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو جو کام جس زندگی کے حامل انسان سے لینا مقصود ہوتا ہے۔

Marfat.com

وہ اس وقت تک لیتے ہیں اور پھر اپنا کام لے کر انسان کو ابدی زندگی سے نواز دیتے ہیں۔ اس لئے ائمہ اسلام نے موت کو بھی انعام کہا ہے۔

میرا خط میرے مولانا سے تعلق کی بنیاد پر زیادہ طویل ہو گیا لیکن پھر بھی میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مولانا کی تمام خدمات کو ان کے دینی مشاغل کو اور ان کی سیاسی و سماجی خدمات کو خوب خوب نوازا اور قبول فرمایا۔ میری طرف سے اور انجمن حیات الاسلام کے تمام اداروں میں ان کے رنج وغم کا احساس ان کے لئے قرآن خوانی اور ان کے لئے دعائے مغفرت اور آپ کے لئے اور صاحبزادی اور صاحبزادگان کے لئے دعائیں صبر وشکر۔ اس تحریر کے ذریعہ ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ یہ میرا خط ایک رسمی تعزیت کا خط نہیں ہے بلکہ ان صفتوں کا حامل ہے کہ جو مولانا کے انجمن حیات الاسلام کے لئے جذبات قدیم سے وابستگی رہی۔

مکرر آنکہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو صبر وشکر کی مزید توفیق ارزانی کریں اور مولانا کے تمام متعلقین کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی بخشیں۔

والسلام ونیاز...... حامد علی قریشی

آج کل کانگریسی مولویوں کی جانب سے یہ بے بنیاد پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ سنی بریلوی علماء ومشائخ تحریک پاکستان کے مخالف تھے۔ آخر میں ہم مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی کے انٹرویو کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جو موضوع زیر بحث کے متعلق حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

''مولانا شاہ احمد نورانی سے سوال کیا گیا کہ بعض اخبارات میں اس قسم کا مواد شائع کیا جا رہا ہے جس میں قائداعظمؒ، علامہ اقبالؒ اور دوسرے مسلم لیگی قائدین کو مرتد اور کافر کہا گیا تھا اور یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ اس قسم کا فتویٰ صادر کرنے والے آپ کے اکابرین میں شامل ہیں۔ مولانا نورانی میاں نے جواب میں اس بات کی نفی کی اور کہا کہ ان کے اکابرین نے کبھی قائداعظمؒ، علامہ اقبالؒ اور مسلم لیگی قائدین کو کافر اور مرتد نہیں کہا بلکہ اس کے برعکس ان کے اکابرین نے دو قومی نظریہ، تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کی کھلم کھلا اور پُرجوش وپُرزور انداز میں حمایت کی اور اس سلسلہ میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور مولانا ابوالحسنات قادریؒ کا خاص طور پر نام لیا جو تحریک پاکستان میں پیش پیش تھے۔ انھوں نے اس سلسلہ میں آگے چل کر یہ بھی کہا ان کے علاوہ خواجہ قمرالدین سیالویؒ، پیر صاحب گولڑہ شریفؒ، دیوان آل رسولؒ آف اجمیر، مولانا احمد سعید کاظمیؒ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقیؒ، مولانا نعیم الدین مراد آبادیؒ، مولانا سید محمد اشرف کچھوچھویؒ، پیر صاحب مانکی شریفؒ اور پیر بھرچونڈی شریفؒ بھی ہمارے اکابرین میں شامل ہیں اور ان میں سے کسی نے بھی حضرت قائداعظمؒ، علامہ اقبالؒ اور دوسرے مسلم لیگی زعماء کو کبھی کافر اور مرتد نہیں کہا۔ نورانی میاں کا کہنا تھا کہ ہم یہ زبان استعمال ہی نہیں کر سکتے۔ ہم اور ہمارے اکابر تو ہمیشہ سے دو قومی نظریہ کے مؤید اور مسلم لیگ کے حامی اور حمایتی رہے ہیں۔ اس لیے ہماری یا ہمارے بزرگوں کی جانب سے قائداعظم اور علامہ اقبال کی اہانت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ہفت روزہ اُفق (کراچی) ۴ تا ۱۰ جون ۱۹۷۹ء، ص ۶) (کنزالایمان، لاہور، تحریک پاکستان نمبر، اگست ۱۹۹۵، ص ۲۱۵، ۲۱۸)

Marfat.com

786
92

سنی رضوی سوسائٹی
SUNNI RAZVI SOCIETY
FOUNDED 1965

FOUNDER AND CHIEF PATRON
HIS EMINENCE
MAULANA HAFIZ MUHAMMAD IBRAHIM KHUSHTAR
SIDDIQUI QUADRI RAZVI
JUMMAH MOSQUE
PORT LOUIS — MAURITIUS

28, SIR EDGAR LAURENT STREET,
PORT LOUIS — MAURITIUS
—o—
MADRASA AZHAR-UL-ULOOM
MADINA COLONY, WALTON, LAHORE
WEST PAKISTAN.

23rd Jamadi-ul-Awwal 1390
Date 28th July 1970

His Highness,
President General, A. M. Yahya Khan,
President House,
Rawalpindi,
<u>WEST PAKISTAN.</u>

Your Highness,

As soon as Radio Pakistan announced the very sad news that Hazrat Maulana Abdul Haamid Badayuni Qadri , president of Jamiat-Ulama-e-Pakistan and member of the Islamic Advisory Council Government of Pakistan, was no more, the whole atmosphere of the Jummah Mosque and the Sunni Razvi Society of Port Louis, Mauritius, took a face of gloom and mourning. The Khateeb of the Jummah Mosque and Founder Patron of the Sunni Razvi Society, Maulana Hafiz Alhaj Muhammad Ibrahim Khushtar, Siddiqui Qadri Razvi declared with tears in his eyes, that with the passing away of Maulana Badayuni the golden time of religious and political vision in the Indo-Pak sub-continent had sufferred a a terrible set-back. The inestimable contribution and the continuous struggle of the late Maulana during the movement for the creation of Pakistan marked a glorious episode in History. After the founding of Pakistan, the ceaseless efforts of the late Maulana to gain international recognition for the country and to mould the laws of the new nation according to Islamic precepts, can never be ignored. The creation of the Central Jamiat-Ulama-e-Pakistan was also the result of his mature vision in religion and his political foresight. By his personal efforts and his exceptionally good qualities he always became part of every important work in the Indo-Pak sub-continent. The Government of Pakistan would only do justice to the late Maulana if it paid special attention to the maintenance and progress of the Jamiah Taalimaat-e-Islamiah, Karachi, which is a memory of his knowledge and contribution. The publication of a commemorative book based on the life of the late Maulana which would benefit the religion and the nation in the sub-continent and which would serve as a guide to the present aswell as the future generations of Pakistan would be most appropriate.

On the night of Thursday 22nd July prayers were said for the departed soul of the late Maulana at the Jummah Mosque, Port Louis and in the great congregation of Jummah Prayers a further Faateha was held.

....../-

Marfat.com

۱۵

Messages of condolescenses were forwarded to the widow, Begum ana Badayuni and the bereaved family, as well as to Maulana Muhammad in, General Secretary of Central Jamiat-Ulama-e-Pakistan, Karachi.

With anticipated thanks, kindest regards, salaams on behalf of self Brethren and Sisters in Mauritius and in particular from His Eminence ana Hafiz Alhaj Shah Muhammad Ibrahim Khushtar Siddiqui Qadri Razvi.

I remain,
Yours faithfully,

A. M. ESMAIL (AHMED)
for Hon. Secretary

The General Secretary Central Jamiat-Ulama-e-Pakistan, Maulana Muhammad Mohsin, Karachi, Pakistan.
His Excellency, The Acting High Commissioner for Pakistan in Mauritius, Anglo Mauritius House, 7th Floor, Intendance Street, Port Louis, Mauritius.

بلدیہ کراچی

بلدیہ کراچی کے اجلاس منعقدہ بتاریخ ۳۰/جولائی ۱۹۷۰ ء کی کاروائی کا اقتباس

موضوع :
قرارداد نمبر ۱۵۶۳ مورخہ ۳۰/جولائی ۱۹۷۰ ء

بلدیہ کراچی کا یہ اجلاس مولانا مولوی عبدالحامد قادری بدایونی کی وفات پر رنج و افسوس کرتا ہے۔ موصوف کی وفات سے پاکستان ایک دیرینہ تحریک پاکستان کے بے باک اور انتھک مجاہد اور ایک صف اول کے عالم دین سے محروم ہوگیا ہے خداوند مرحوم کو جوار رحمت میں اعلی مقام عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے ۔"

باتفاق رائے منظور ہوئی

یاد داشت:
صحیح اقتباس مرسل ہے: (۱) برائے فوری ضروری کاروائی
(۲) حساب کار (اکاؤنٹنٹ)

Marfat.com

۱۶

REGIONAL COOPERATION FOR DEVELOPMENT
The Secretariat
5-Vassal Shirazi, North of Boulevard, Tehran
Cable ADDRESS : ARCIDEVELOP
Tel. 625614 - 623152
P. O. Box : 3273

TARY GENERAL

Our Ref: ....
Date ۲۶ اگست ۷۰ء

مکرمی - تسلیم

پاکستان کے اخباروں میں آپ کے پدر بزرگوار مولانا حامد بدایونی مدظلہ کی مو
ن خبر پڑھ کر مجھ کو بہت ہی صدمہ ہوا - مولانا مرحوم سے مجھے عرصہ دراز سے نیاز
حاصل تھا اور ان کو بھی مجھ سے ذاتی لگاؤ تھا اور ہمیشہ شفقت سے پیش آتے
ن کی موت یقیناً ملک اور قوم کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے - ان کی خدمات کو کبھی
بھلایا جا سکتا - ان کی موت سے ہم ایک عظیم مذہبی رہنما سے بھی محروم ہو گئے ہیں
ن کی فراست - دور اندیشی بے لوث خدمات ملک و مذہب سے محتاج پوشیدہ
نہیں -

باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ا
آپ کو اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے -

آپ کا شریک غم

۷۸۶
مرکزی جمعیت اہلسنت کراچی پاکستان
گلی مقابل آرٹیلری میدان ... روڈ

۷۸۶

نمبر شمار .... جمعیت علمائے پاکستان کراچی .... کراچی

حضرات علمائے کرام و دیگر اکابرین السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

یہ خبر وحشت اثر ... کہ حضرت مولانا عبدالحامد مرحوم و مغفور نے رحلت کی اور دار ... کو لبیک کہہ کر ہم سے مفارقت کی بے حد صدمہ دل کو رنج ہوا دل کی دنیا میں تلاطم ... دیکھ سامنے اندھیرا چھا گیا تمام دن عجیب حالت رہی نہ کسی سے بات کرنا اچھا معلوم ہوتا ... بھاگتا تھا یہی کیفیت جمعیت اہل سنت کے تمام ارکان کی یہی حالت تھی مولانا مرحوم جیسے ... جید لوگ دور میں صد درجہ ضرورت تھی حضرت مولانا جیسا کہ اس دور میں مذہب اہلسنت ... کا نظر نہیں آتا بعض سنی علماء کو دنیاوی اغراض نے گھیر لیا ہے جو سنی علماء دینے آگے ... رکھتے ہیں جن علماء کو ... کا خدا سمجھا جاتا تھا اغیار کے پہلو بہ پہلو امتیاز کا کلمہ پڑھ رہے ہیں

مولانا مرحوم نے اپنے آخری بیان میں اہلسنت کو اغیار سے روشناس کرانے کے لیے ... اپنا صحیح ... حکم کر دیا۔ حضرت مولانا مرحوم کی آخری نصیحت ... بنائے پاکستان ... مرتب کر کے پاکستان بنایا اور اسکو مضبوط کیا۔ قحط الرجال ہے افسوس صد افسوس دنیا کہتی ... یہاں جو آیا اسکو یقیناً جانا ہے اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مرحوم و مغفور کو درجہ ... فرمائے اور انکے اخلاف کو انکے قدم بقدم چلنے اور انکو صبر جمیل و اجر جزیل عطا ...

محمد ظفر احمد ...

Marfat.com

۱۸

یا اللہ جل جلالہٗ

یا رسول اللہ

نوٹ - حضرت مولانا صاحب کا آخری خط جو ... کو لکھا گیا

از دفتر اسلامیہ عربیہ انوار العلوم بیرون کچہری روڈ ملتان شہر

تاریخ ... سنہ ۱۳ھ مطابق

مکرمی سلمہ مسعود علی قادری

عزیزم ... سلمکم اللہ تعالیٰ ۲۳/۶/۳

عرصہ کے بعد بیمار ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت مولانا مرحوم کا انتقال ہو گیا ... مجھے
جس قدر صدمہ ہوا وہ بیان نہیں کیا جا سکتا مجھے یہ خیال قطعاً نہ تھا کہ اس قدر جلد وہ
ہم سے جدا ہو جائیں گے مشیت ایزدی میں کسی کا کوئی چارہ نہیں ہے اب سوائے اس کے کہ ہم ان کے لئے
صدقات و خیرات سے ایصال ثواب کریں اور کچھ نہیں کر سکتے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ
جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب لوگوں کو صبر جمیل عطا فرمائے - آمین - میں نے آج صبح
نماز کے بعد مدرسہ کے طلبہ سے کہا کہ قرآن خوانی شروع کر دیں چنانچہ ... قرآن مجید
... مدرسہ منظر الاسلام ... انوار القرآن - خیر المعاد
قرآن خوانی کر رہے ہیں - ... فارغ ہو گئے - قرآن خوانی کے بعد نعت خوانی
ہوئی اور آخر میں مختصر سوانح حیات بیان کر کے مدرسہ کی چھٹی کر دی - آپ کی
تسلی کے لئے لکھتا ہوں کہ بحمد اللہ مولانا صاحب کے لئے مدرسہ انوار العلوم میں ۸ قرآن
... ہو چکے ہیں - منظر الاسلام میں ۵ اور ... مدرسوں کی رپورٹ
نہیں ملی ہے اندازہ ہے کہ دو تین جگہ کم از کم ۱۰ قرآن ختم ہو جائیں گے
گویا ۲۰ قرآن پاک کا ثواب بحمد اللہ مولانا مرحوم کی روح کو پہنچ چکا ہے
اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مرحوم کی مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں مقام مرحمت
فرمائے ... تشریف ... افسوس ہے کہ ... بیمار رہنے سے جو کچھ ہوا ...
... میں ہو سکتا تھا - اب میرا دل تم سے ملنے اور تمہیں دیکھنے کو چاہتا ہے
... کوشش کروں گا کہ جلد از جلد ... ہو سکوں - امید ہے کہ تم ...

Marfat.com

۱۹

سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور

23.7.70

محترمہ

سلام مسنون ۔ مجھے اور دیگر اراکین وعہدیداران انجمن حمایت اسلام لاہور کو آپ کے شوہر نامدار مولانا سید عبدالحامد صاحب قادری بدایونی کے انتقال پُرملال کی خبر معلوم کرکے سخت صدمہ ہوا ہے ۔ مرحوم انجمن کے معاملات میں گہری دلچسپی رکھتے تھے اور انجمن کے سالانہ جلسوں میں شمولیت فرما کر حاضرین کو اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرمایا کرتے تھے ۔ مرحوم کی وفات سے انجمن اپنے ایک دیرینہ بہی خواہ سے محروم ہو گئی ہے ۔ ہم سب کی بارگاہ الٰہی میں صدق دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے ۔ ہمیں آپ سے اور مرحوم کے دیگر پسماندگان سے دلی ہمدردی ہے ۔ والسلام

مخلص

آنریری سکرٹری انجمن

24/7/70

بخدمت محترمہ بیگم صاحبہ
مولانا سید عبدالحامد صاحب قادری بدایونی
صدر جمعیت العلمائے پاکستان
نمبر 214 پیر کالونی ۔ کراچی

Marfat.com

از مرکزی دفتر انجمن نعمانیہ پاکستان

بالمقابل تھانہ پولیس۔ اندرون ٹکسالی دروازہ لاہور

نمبر ۔۔۔۔۔۔

تاریخ 21/7/70

دار العلوم جامعہ نعمانیہ میں جلسہ تعزیت

حضرت مجاہد ملت مولانا عبدالحامد صاحب قادری کی رحلت پر اساتذہ و طلبا دار العلوم جامعہ نعمانیہ کا اجلاس بصدارت شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خان صاحب منعقد ہوا۔ حضرت علامہ مرحوم کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ایصال ثواب کیا گیا اور ان کے پسماندگان مولانا حامد القادری اور مولانا زاہد القادری و دیگر اعزہ سے اظہار ہمدردی کیا گیا مولا تعالیٰ حضرت کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر و اجر دے

پاکستان ایک عظیم و جلیل مجاہد سے محروم ہو گیا جس کا بدل ناممکن ہے

[illegible]

سیکرٹری

22.7.70

انجمن نعمانیہ پاکستان لاہور

Marfat.com

۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان

حدیث منزل ۵، ایبک روڈ، انارکلی، لاہور

حوالہ نمبر ______ فون نمبر ۵۳۹۲۵ مورخہ 21-10-70

محترمہ بیگم مولانا عبدالحامد مرحوم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے آپ کے عظیم شوہر مولانا عبدالحامد بدایونی کی وفات کی خبر سن کر سخت صدمہ محسوس ہوا۔ میں اور میرے رفقاء آپ کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور آپ سمیت جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

(میاں) فضل الحق

ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

Marfat.com

۲۲

سید احمد سعید کاظمی
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہاولپور

مورخہ [illegible] ۱۹۷۰ء

عزیزان محترم دینی پناہ محمد عابد میاں، محمد زاہد میاں صاحبان دام مجدہما!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔

ابھی ابھی آپ کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالحامد القادری البدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر پڑھی دل پر صدمہ کی شدید ضرب محسوس ہوئی۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون" حضرت کی ذات گرامی بقیۃ السلف تھی جس کی برکتوں سے پوری قوم محروم ہو گئی۔ حضرت کا وجود گرامی پوری ملت کیلئے باعث تقویت تھا جس کا فقدان سب کیلئے موجب صد رنج و ملال ہے۔ ممدوح کے اخلاق حسنہ کی یاد [illegible] اہلسنت کیلئے آنحضرت کا وجود گرامی باعث صد فخر و مباہات تھا۔ پوری زندگی ملک و ملت کی خدمت میں گزاری آخری لمحات بھی اسی لگن میں گزرے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے باوقار بااخلاق عظیم و جلیل عالم دینی و سیاسی رہنما کی رحلت ملک و ملت کیلئے ایک شدید سانحہ اور عظیم المیہ ہے مولا تعالیٰ حضرت کی مغفرت فرما کر رضات الفردوس کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے اور حرمین طیبین کی برکتوں سے حضرت کے مرقد اطہر کو متبرک فرما کر جہاں آپ زیارت کیلئے حضرت ممدوح ہر سال بے تابی سے حاضری دیتے تھے، اور پسماندگان آپ حضرات کو صبر جمیل اور اس پر اجر جزیل عنایت فرمائے آمین ثم آمین۔

آخر میں گذارش ہے کہ حضرت نے اپنی پوری زندگی کی کارکردگی کو انتہائی محنت سے محفوظ رکھا تھا جس میں آپ کے قیمتی مقالات و مضامین و تصانیف بھی شامل ہیں آپ کی کوشش یہ ہونی چاہئے کہ اس پورے ریکارڈ

Marfat.com

۲۳

کی منشاء مبارک کے مطابق ترتیب دینے کی سعی مشکور فرمائیں۔ اور حضرت ممدوح ان جواہر پاروں کو جو منتشر چھوڑ گئے ہیں انہیں مکمل ترتیب کی کوشش کریں۔ حضرت علیہ الرحمہ کی علمی و عملی یادگار کا تحفظ و بقا دراصل ان کی حیات جاوداں کا حقیقی سوانح نامہ ہو سکتا ہے۔

راقم علیل ہے ورنہ فوراً حاضر ہوتا۔ انشاء اللہ جب حضرت کے ایصال ثواب کے لیے جلسہ منعقد کیا جائے گا۔ اطلاع ملنے پر حاضری ہوگی۔ لیکن یہ حاضری کس قدر رنج و الم کے ساتھ ہوگی ناقابل بیان ہے۔ شاید اسی لئے میں کسی کا چارہ نہیں مجھ جیسا کمزور انسان بھی کیا ہو سکتا ہے۔ جملہ متعلقین کرام کو میری طرف سے تعزیت مسنونہ عرض کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور حضرت قدس سرہ کی روحانیت کے انوار و برکات آپ کے شامل حال ہوں۔ آمین۔

آپ کا مخلص

[illegible]

Phone : 67885

11-C, Bahawalpur House,
LAHORE

SYED ABBAS HYDER ABIDE

مکرمی جناب محمد عابد القادری صاحب

السلام علیکم!

آپ کے والد محترم کے انتقال کی خبر سن کر مجھے دلی صدمہ ہوا ہے۔ وہ عالم دین، درویش اور محب اہل بیت تھے۔ انہوں نے قیام پاکستان، اتحاد اسلام اور تبلیغ دین کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں۔ ان پر آپ اور ہم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ جو کام انہوں نے چھوڑا ہے اسے آپ بدرجہ اولیٰ جاری رکھیں گے۔ خدا آپ کو صبر دے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

Marfat.com

۲۸

786
92

Maulana Hafiz Al-Haj Shah Muhammad
Ibrahim Khushtar Siddiqui Qadri Razvi
Chief Founder Patron - The Sunni Razvi Society
and
Khateeb Jummah Mosque
PORT LOUIS - MAURITIUS

MADRASA AZHARUL ULOOM
MADINA COLONY N... TON
LAHORE W. PAKISTAN

...A ADDRESS
...AH MOSQUE
...MAURITIUS

Date 27/7/70

برادر گرامی قدر صاحب زادہ ...

سلام مسنون

[illegible]

Marfat.com

۲۵

P.O. Box 237
Abu Dhabi
25/7/70

عزیزم ۔ [illegible] السلام علیکم

میں آپ کے غم میں پوری طرح
شریک ہوں ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں
جگہ عطا کرے ۔ اور آپ سب کو صبر و حوصلہ ۔ خصوصاً
اس لئے کہ آپ پر اب مولانا مرحوم کی جانشینی کی گراں
ذمہ داریاں ہیں

مولانا مرحوم کے علم و فضل اور ان کی
گرانبہا قومی و ملی خدمات جن سے آپ واقف ہیں
کچھ لکھنا مرا منصب نہیں ۔ اس سے تو دنیا
واقف ہے ۔ مجھے ان کی مبارک ذات سے ارادت
معمولی نیاز مند کی حیثیت سے عقیدت و احترام
کا تعلق تھا یہ تعلق میرے لئے باعث فخر ہے اور اس
رابطے سے میں آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں

آپ کا مخلص

قائداعظم کے رفیقِ کار

سیّد حسین امام صاحب کے تاثرات

مولانا عبدالحامد بدایونی (مرحوم) کی زندگی ایک مجاہد کی زندگی تھی۔ جنگ آزادی جو احیائے اسلام کے لئے لڑی جارہی تھی اس میں مولانا نے گرانقدر خدمات انجام دیں۔ قیام پاکستان کے بعد اسلامی قدروں کو عمل میں لانے کے لئے کوشاں رہے۔ کبرسنی اور بیماری کے باوجود معرکۂ حق و باطل میں ہمیشہ نمایاں رہے۔ اسلام اختلاف برائے اختلاف کا قائل نہیں مگر اس کے ساتھ اسلام حق کے لئے جاں سے گزر جانے کا بھی سبق دیتا ہے۔ مولانا مرحوم اسلام کے اسی اصول پر کاربند تھے۔

حکومت وقت سے تعاون واشتراک بھی کرتے تھے اور اس کے ساتھ اختلاف اتنا شدید کرتے تھے کہ حکومت انہیں پس زنداں ڈال دیتی تھی۔ آج بھی ہمیں ختم نبوت اور مسئلہ چاند پر مولانا مرحوم کا عظیم کردار یاد آتا ہے۔ مولانا مرحوم اپنے عزم و حوصلہ اور یقین سے وہ کام لیا کرتے تھے جو دوسرا ان جیسا شاید نہ کر سکے۔ ان کی یادگار جامعہ کا قیام ایک ایسا کارنامہ ہے جو ان لوگوں کے لئے روشن مثال ہے جو دینی اور دنیوی تعلیمات کے حسین امتزاج سے نوجوان کو مرصع کرنے کے خواہش مند ہیں۔

مولانا عبدالحامد بدایونی (مرحوم) کی شخصیت چہار پہلو تھی۔ بیک وقت مولانا۔ دینی روحانی۔ علمی اور سیاسی خدمات انجام دیا کرتے تھے۔ پاکستان میں ان جیسا مقرر شاید ہی دوسرا ہو جو سامعین کو اپنی آواز کے زیر و بم اور ہاتھ کی جنبش سے کبھی ہمہ شعلہ بنا دیتے تھے اور کبھی ہمہ شبنم۔ مولانا مرحوم کی زندگی سے جو سبق ملتا ہے وہ یہ ہے کہ زندگی عمل کا نام ہے۔ اگر عمل میں یقین و ایمان کی صداقت ہو تو زندگی عظیم ہے ورگرنہ کارِ شیطان ہے۔ بشر اولیٰ انسان کامل۔ سراپا رحمت کے نقش قدم پر چلنے والا یہ امتی جس کا نام عبدالحامد تھا آج ہم میں نہیں ہے لیکن وہ راہ آج بھی موجود ہے جو اس نے اس عظیم شاہراہ جو مدینہ سے نکلی ہے ملانے کی کوشش کی تھی۔ اس پر چلو کہ مدینہ ہی ہماری منزل ہے۔''

☆☆☆

آل انڈیا سنی کانفرنس سے جمعیت علماء پاکستان تک: جمعیت علماء پاکستان کا سارا سفر ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' کے نام سے ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد تحفظ پاکستان و ترویج نظریہ پاکستان ایک الگ ضرورت تھی جس کے پورا کرنے کے لیے ۱۹۴۸ء میں ملتان میں تحریک پاکستان کے انہی مجاہدوں نے آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام بدل کر جمعیت علماء پاکستان رکھ دیا جس کے پہلے صدر مجاہد کشمیر مولانا ابوالحسنات سید احمد قادریؒ اور ناظم اعلیٰ مولانا سیّد احمد سعید کاظمیؒ مقرر کیے گئے۔ بعدازاں حضرت علامہ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، حضرت شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالویؒ، حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزارویؒ، خطیب اسلام مولانا پیر سیّد فیض الحسن آلو مہار شریفؒ، حضرت پیر سیّد محمود شاہ گجراتیؒ، حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانیؒ، حضرت علامہ پروفیسر شاہ فرید الحق، حضرت صاحبزادہ شاہ محمد انس نورانی کے بعد اس وقت حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر صاحبزادہ محمد زبیر، حضرت صاحبزادہ شاہ محمد اویس نورانی اور جناب قاری محمد زوار بہادر اس سفر کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

(سہ ماہ انوارِ رضا، قائد اہل سنت نمبر، جلد ۹، شمارہ ۳، ۲۰۱۵ء، ص ۳۷)

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

روزنامہ جنگ، ۲۴/جولائی ۱۹۷۰ء

تگ و تازِ حریّت کے نڈر، بے خوف اور اولوالعزم مجاہد، جس نے اداسیوں میں رچی شام کو صبح آزادی کی جھلملاتے رنگ و نور میں بدلنے کا سامان کیا۔ شام زلف افسوں کی دھڑکتی ساعتوں کو منزل نو کی بشارتیں دینے والے مجاہد پُرعزم نے دورِ مصلحت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی جب بدیسی حکمران حقوق بھی صدقات کی طرح بانٹ رہے تھے۔ نوحہ غم کو نغمہ شادمانی میں بدلنے کی جدوجہد کی۔

موافق ہے عجب تیرے خمستاں کی ہوا ساقی
کہ آتا غم زدہ ہوں اور جاتا شادماں ہوں میں

مولانا بدایونی نے تحریک خلافت ۱۹۱۹ء سے سیاست میں حصہ لینا شروع کیا تھا۔ جنگ عظیم اول ۱۹۱۴ء میں ترکی کی شکست نے مسلمانانِ عالم کے لیے عام طور پر اور مسلمانانِ برصغیر کے لیے خصوصاً نئے مسائل کا شکار بنا دیا تھا۔ حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی قائم کردہ ''مجلس موید الاسلام'' سرگرم عمل ہوگئی۔ اس تنظیم کی تحریک پر مسلمانانِ برصغیر نے اپنے مطالبات مرتب کرنے کا آغاز کیا۔

علماء کا پہلا اجتماع: مختلف مکاتیب فکر کے علماء کا پہلا اجتماع جسے علماء کا پہلا سیاسی جلسہ کہا جا سکتا ہے، لکھنؤ میں منعقد ہوا۔ اس میں علمائے فرنگی محلی کے علاوہ مولانا ولایت حسین الہ آبادی، مولانا حامد رضا خاں بریلوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا سید آقا حسن مجتہد اور مولانا عبدالحامد بدایونی کے علاوہ بے شمار علمائے کرام نے شرکت کی۔ مولانا صبغت اللہ شہید جو شعر و شاعری سے شغف رکھتے تھے، شعر و شاعری کی محافل کو چھوڑ کر اپنا تمام تر وقت ''انجمن موید الاسلام'' کی تنظیم اور اردو رسالہ ''النظامیہ'' کی ادارت اور ترتیب کے لیے صرف کر رہے تھے اور مولانا عبدالحامد بدایونی، جو اس وقت ایک جوان رعنا تھے، کے ساتھ ملک کے طول و عرض کے سیاسی دورے کر رہے تھے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی اپنے وقت کے بہترین مقرر اور معروف خطیب تھے......!

پہلی کامیاب تقریر: مولانا عبدالحامد بدایونی نے اپنی ملّی زندگی کی تقریر جناب سردار علی صابری کے مطابق ۱۹۱۸ء میں اجمیر میں کی تھی، یہ عرس کا موقع تھا......

تحریکِ خلافت: بمبئی کے چند مخیّر سیٹھوں، سیٹھ احمد صدیق کھتری اور سیٹھ عمر سوبانی نے ۱۹۱۹ء کے آغاز میں مظلوم ترک بھائیوں کی امداد کے لیے ''خلافت کمیٹی'' کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ اس مقامی تنظیم کو آل انڈیا سطح پر منظم کرنے کا خیال مولانا عبدالباری فرنگی محلی کو آیا۔ اس مقصد کے لیے مولانا نے آل انڈیا مسلم لیگ کانفرنس کا اہتمام کیا، جس کے جملہ اخراجات کا مولانا نے خود بندوبست کیا۔ اس اجلاس میں خلافت کمیٹی بمبئی کو آل انڈیا خلافت کمیٹی کا نام دے کر اس کو برصغیر تک وسعت دے دی گئی۔ اس کا صدر دفتر بمبئی میں ہی رکھنے کا فیصلہ ہوا۔ اس کی شاخیں پورے برصغیر میں قائم کی گئیں۔ آل انڈیا خلافت کمیٹی کی پہلی شاخ مولانا ظفر الملک علوی ایڈیٹر ''الناظر'' کی مساعی سے لکھنؤ میں قائم ہوئی۔

سید مختار حسین بیرسٹر اس کے صدر اور سید رشید الدین مودودی (ان کا مولانا مودودی سے کوئی تعلق نہ تھا) اس کے سیکرٹری منتخب ہوئے۔ اس کا دفتر برائے لکھنؤ حضرت حیدر کی محل سرا کے قریب قدیم وضع کے ایک چھوٹے سے مکان میں قائم کیا گیا۔ مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی آفس سیکرٹری بنائے گئے۔ لکھنؤ کانفرنس میں بمبئی خلافت کمیٹی کو آل انڈیا بنانے کا فیصلہ کیا گیا تھا، ان کانفرنس میں مولانا عبدالحامد بدایونی بھی موجود تھے۔ اس

Marfat.com

اجلاس میں آپ نے بھی حاضرین سے خطاب کیا تھا۔ نوجوان عبدالحامد کو اپنی جولانیاں دکھانے کے لیے اسٹیج مل گیا تھا۔ آپ نے یوپی کے شہروں اور قصبات میں ''خلافت کمیٹی'' کے دفاتر قائم کرنے میں بڑی سرگرمی دکھائی۔ آپ کبھی اکیلے اور کبھی اپنے بھائی کے ساتھ برصغیر کے دورے کرتے تھے۔

جناب سردار علی صابری لکھتے ہیں کہ: ''مولانا عبدالحامد جوانی میں خوب صورت اور جامہ زیب تھے۔ آواز میں ترنم تھا اور جب کبھی اپنے استاد اور بڑے بھائی مولانا عبدالحامد قادری بدایونی کے مخصوص والہانہ انداز میں الفاظ کی بے پناہ تکرار کے ساتھ جھوم جھوم کر تقریر کرتے تھے تو سارے مجمع پر چھا جاتے تھے۔

خلافت سودیشی اسٹور لمیٹڈ: مولانا حسرت موہانی نے ۱۹۲۰ء میں کان پور میں ''خلافت سودیشی اسٹور'' دس لاکھ روپے کے منظور شدہ سرمائے سے قائم کیا۔ اس اسٹور کا افتتاح جناب شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے فرمایا۔ ڈائریکٹروں کے بورڈ میں خان بہادر حافظ محمد حلیم، وائس چیئر مین حافظ ہدایت حسین اور منیجنگ ڈائریکٹر مولانا حسرت موہانی تھے۔ خلافت اسٹور مستقل انقلابی ادارہ بن گیا۔ یہاں مسلم لیگ، خلافت اور کانگرس کے زعماء کا اجتماع رہنے لگا۔ بالآخر یہ انتہا پسندوں کا مرکز بن گیا۔ یہاں شوکت عثمانی، اکبر علی، ہوتی ورما، خیالی رام، جگد مہا پرشاد، کامریڈ ستیہ اور بھگت سنگھ جیسے انقلابی آنے لگے۔ سودیشی اسٹور تجارتی ادارے کی بجائے سیاسی اکھاڑا بن گیا۔ سردار بھگت سنگھ کا اصلی نام سردار بختاور سنگھ تھا اور سردار کشن سنگھ کے فرزند تھے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے تحریک خلافت میں مسلمانانِ برصغیر کو بیدار کرنے میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت: تحریکِ خلافت کی افسوسناک ناکامی کے بعد مولانا نے مسلم لیگ میں شرکت اختیار کر لی۔ آپ ۳۰ دسمبر ۱۹۱۸ء کے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس دہلی میں شریک ہوئے۔ اس اجلاس کی صدارت کے فرائض شیر بنگال مولوی اے کے فضل الحق نے انجام دیے اور ڈاکٹر مختار احمد انصاری استقبالیہ کمیٹی کے صدر تھے۔

اس اجلاس میں مولانا عنایت اللہ فرنگی محلی اور مولانا صبغت اللہ شہید کے علاوہ مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا ثناء اللہ امرتسری نے پرجوش اور ایمان افروز تقاریر کیں۔ مولانا نے حضرت قائد اعظم کے مشن اتحاد بین المسلمین اور آل انڈیا مسلم لیگ کے پیغام کو گھر گھر پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا بدایونی کو بصیرت، بصارت اور فراست سے نوازا تھا۔ آپ نے ملتِ اسلامیہ ہند کی نشاۃ الثانیہ کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا تھا۔

دورۂ سرحد: مولانا نے حضرت قائد اعظم کے حکم پر ۱۹۳۸ء میں مولانا شوکت علی اور مولانا جمال میاں فرنگی محلی کے ساتھ صوبہ سرحد کا تفصیلی دورہ کیا۔ صوبہ سرحد میں ان دنوں مسلم لیگی امیدوار ضمنی انتخابات میں حصہ لے رہے تھے، ان حضرات نے پشاور، مردان، ہری پور اور بنوں کا دورہ کیا جس کے نتیجے میں مسلم لیگ کو کامیابی ہوئی۔

قراردادِ پاکستان: مولانا عبدالحامد بدایونی نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کے آل انڈیا مسلم لیگ کے عہدِ آفرین اجلاس میں شرکت فرمائی۔ آپ سے قیامِ پاکستان کے بعد اس اجلاس کے تاثرات معلوم کیے گئے تو مولانا نے فرمایا کہ: ''اجلاس لاہور کی دو باتیں قابلِ ذکر ہیں: اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کا جذبۂ ایثار و قربانی، جنہوں نے یہ جانتے ہوئے کہ ان کے صوبے مملکت پاکستان کا کبھی حصہ نہیں بنیں گے پھر بھی وہ تحریکِ پاکستان میں پیش پیش تھے۔ دوسرے نواب بہادر یار جنگ کی یادگار تقریر جس میں حصولِ پاکستان کی جدوجہد کے لیے طوفانی پیغام تھا۔''

مولانا نے قراردادِ پاکستان کی اشاعت و حمایت میں ایک .... رابطہ عوام تحریک چلائی۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہندو کانگرس کے سرمائے اور اس سرمائے سے خریدے ہوئے مسلمان گماشتوں کے زہریلے پراپیگنڈے کا توڑ علمائے حق

Marfat.com

اور مشائخ عظام نے اپنی اپنی سطح پر اپنے اپنے طریق سے اپنے اپنے حلقے میں کیا۔ اگر مسلم لیگ کو حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی و حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی اور دیگر بے شمار علمائے حق کی حمایت حاصل نہ ہوتی تو حصولِ پاکستان کی جدوجہد میں کامیابی ناممکن تھی۔ مسلم لیگ کو اپنی تمام تر محبوبیت کے باوجود فرنگی جبروت اور ہندو مزدویت کا سامنا تھا اور ان کے علاوہ اس دونوں دونوں، طاقتوں کے زرخرید گماشتوں سے بھی نبرد آزما ہونا پڑا۔

۱۹۴۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ نے اسلامی ممالک میں تحریکِ پاکستان کے مقاصد کی تشہیر کے لیے مولانا نے تفصیلی دورہ کیا۔

۱۹۴۶ء کے انتخابات: مولانا بدایونی نے ۱۹۴۶ء کے تاریخ ساز انتخابات میں عظیم خدمات انجام دیں۔ آپ نے سرحد، پنجاب، بلوچستان اور یوپی میں مسلمانوں کو پاکستان کے حصول کی ضرورت اور اہمیت سے آگاہ کیا۔ صوبہ سرحد کے ریفرنڈم میں مسلم لیگ کے وفد میں بطور خاص حضرت پیر صاحب مانکی شریف کی خواہش پر مولانا بدایونی کو بھیجا گیا تھا۔ آپ نے سرحد کے غیور مسلمانوں کو ہندو کانگرس اور اس کے زرخرید ایجنٹوں غفار خان اور ڈاکٹر خان صاحب کی ریشہ دوانیوں اور ان کے مذموم عزائم سے آگاہ کیا۔ آپ کو آپ کی شعلہ نوائی جادو بیانی اور حق گوئی کی پاداش میں سرحد کی کانگرسی حکومت نے ناپسندیدہ عناصر کی فہرست میں شامل کر دیا لیکن آپ پوری جراٴتِ ایمانی اور بے خوفی سے مصروف عمل رہے۔ قائداعظم نے آپ کو ''فاتح سرحد'' کا خطاب عطا کیا تھا۔

گلشنِ اسلام میں تازہ بہار آ ہی گئی!

قائداعظم کے ساتھ سیالکوٹ کا دورہ: مولانا بدایونی نے حضرت قائداعظم کے ساتھ سیالکوٹ کا دورہ کیا اور وہاں ہندو کانگرس کی ذیلی جماعت ''مجلس احرار'' کا زور اور سحر ختم کیا۔

علماء کا وفدِ حجازِ مقدس: ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک وفد حج کے موقع پر سعودی عرب روانہ کیا تھا تا کہ اسلامی ممالک کے رہنماؤں اور مقتدر شخصیات سے مل کر انہیں قیامِ پاکستان کے مقاصد سے روشناس کرائے۔ اس وفد میں مولانا بدایونی کے علاوہ شاہ عبدالعلیم میرٹھی وغیرہ شریک تھے۔

مولانا عبدالحامد وفدِ حجاز کے کنوینر تھے۔ قائداعظم نے مولانا کو ان کے کامیاب دورے پر مبارک باد دی اور ان کی خدمات کو سراہا جو آپ نے سرزمین حجاز جا کر انجام دیں۔ (اخبار دبدبہ سکندری، رام پور، ۲۱ مئی ۱۹۴۷ء)

دستورِ اسلامی: حضرت قائداعظم نے مولانا سے ۳ مئی ۱۹۴۷ء کو دورانِ گفتگو اسلامی حکومت کے دستور و آئین پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''اسلام ایک ایسے مکمل قانون کا نام ہے جس میں دنیا کا تمام نظام موجود ہے، ہمیں مطلقاً اس کی ضرورت نہیں کہ ہم بالشویزم یا مغرب کے دوسرے قوانین کی تقلید کریں۔ ہمارا مستقبل اور ہمارا دورِ حکومت وہی کامیاب ہوگا جو قرآنی دستور کے مطابق ہو۔ سوشلزم اور مغرب کے قوانین ہمارے مرض کا علاج نہیں۔ ایک وقت آئے گا جب کہ ساری دنیا قرآن اور اسلام کی جامعیت کو تسلیم کرلے گی۔'' (وفد حجاز رپورٹ۔ مرتبہ مولانا محمد عبدالحامد بدایونی۔ شائع کردہ مجلس عمل آل انڈیا مسلم لیگ، دریا گنج دہلی)

قیامِ پاکستان: قیامِ پاکستان کے بعد مولانا بدایونی نے کراچی میں سکونت اختیار کرلی۔ آپ مملکت پاکستان کی تعمیر اور استحکام میں سرگرم ہوگئے۔ آپ نے ''قرارداد مقاصد'' کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے جگہ جگہ تقاریر فرمائیں۔

اسلامی ممالک کا دورہ: آپ نے متعدد بار عالم اسلام کا دورہ کیا اور انہیں مسئلہ کشمیر کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ مولانا بدایونی اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن اور اوقاف بورڈ مغربی پاکستان کے ممبر تھے۔

عاشقِ رسول ﷺ: مولانا بدایونی عشقِ مصطفٰے ﷺ سے سرشار تھے جب بھی جناب رسالت مآب ﷺ کا ذکر اقدس ہوتا اور آپ کا نام آتا تو مولانا کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔

فریضۂ حج: حضرت مولانا بدایونی نے ۲۲ مرتبہ حج بیت اللہ کی

Marfat.com

سعادت عظیم حاصل کی۔ دینِ اسلام کا یہ فرزند جلیل ۲۰ جولائی ۱۹۷۰ء کو کراچی میں انتقال کر گیا۔ اہل علم اور اہل دانش نے بڑا سوگ منایا۔ عامۃ المسلمین نے بھی اس سوگ میں شرکت کی۔

تحریک ختم نبوت: تحریک ختمِ نبوت میں مولانا نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس ضمن میں آپ گرفتار بھی ہوئے۔ آپ کو ایک سال تک سکھر اور کراچی کے زندان میں قید رکھا گیا۔ اسی نظر بندی کے دوران آپ نے ''کتاب وسنت غیروں کی نظر میں'' اور ''فلسفہ عبادات اسلامی'' دو نادر کتابیں تصنیف کیں۔

دورہ غیر ممالک: آپ نے مصر، ترکی، روس، چین، انگلستان، الجیریا، نائیجیریا، تیونس، حجاز مقدس، کویت، عراق اور ایران کا تفصیلی دورہ کیا، وہاں کے نظام تعلیم کا مشاہدہ ومطالعہ کیا۔

دورۂ آزاد کشمیر: ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران آپ نے آزاد کشمیر کا علماء کے ایک وفد کے ساتھ دورہ کیا۔ اس وفد میں مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا جمیل احمد نعیمی، مولانا محمد محسن فقیہ شافعی، مولانا سید خلیل احمد قادری شامل تھے۔

جب ہندو نمرودیت نے مسلمانانِ برصغیر کو ان کے دین مبین سے برگزشتہ کرنے کے لیے انہیں تحریص وتحریف اور تبلیغ سے ہندو بنانے کے لیے اپنی ناپاک ''شدھی تحریک'' کا آغاز کیا تو مولانا بدایونی ایک پُرعزم مجاہد کی طرح اس سیلاب کفر وضلالت کو روکنے کے لیے اس کے آگے ایک چٹان بن کر ڈٹ گئے۔ آپ نے اپنی شعلہ نوائی سے مسلمانوں کو اس فتنۂ ارتداد کے عواقب سے آگاہ کیا۔ آپ نے جیسا کہ یہاں کہا جا چکا ہے، تحریکِ پاکستان کی عظیم جدوجہد میں حصہ لیا۔ آپ نے مسئلۂ فلسطین کے سلسلہ میں بھی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ نے ۱۹۴۶ء کی آل انڈیا ''سنی کانفرنس بنارس'' میں سرگرم حصہ لیا۔

خراجِ عقیدت: مولانا عبدالحامد بدایونی کی رحلت اس برصغیر کے مسلمانوں کے لیے انتہائی غم انگیز سانحہ اور ملک وملت کا ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ جسے پاکستان کے عوام، علماء، سیاسی رہنما، طلبہ اور مرحوم کے ارادت مندوں نے بڑی شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ اسلام، پاکستان اور ملت مسلمہ کے لیے انہوں نے جو خدمات انجام دیں، وہ کبھی نہیں بھلائی جا سکتیں۔ مولانا کا شمار ان گنی چنی شخصیتوں میں ہوتا ہے جو مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کے ساتھ تحریکِ خلافت میں بھی شریک تھے۔ پھر تحریکِ پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد بھی اسے اصل راستے اور منزل کی طرف گامزن رکھنے کے لیے مسلسل جدوجہد کرتے رہے۔ آزادی کی جدوجہد اور تحریکِ پاکستان کا وہ ایک روشن باب تھے، جو ان کی زندگی کے ساتھ ختم ہو گیا۔ قراردادِ پاکستان کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے مولانا کی خطابت نے جو جوہر دکھائے تھے، آپ کے طویل دوروں اور مسلسل جدوجہد نے برصغیر کے مسلمانوں میں آزادی کی لگن اور علیحدہ وطن کے حصول کی جو تڑپ پیدا کر دی تھی، اسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔ پھر جب صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کا نازک مرحلہ پیش آیا تو مرحوم نے اپنا سارا وقت، صلاحیتیں اور زورِ بیان اس کے لیے وقف کر دیا۔

تحریکِ پاکستان سے مسلمانانِ عالم کو متعارف کرانے کے لیے مشرقِ وسطیٰ کا دورہ کیا۔ مولانا بدایونی ایک جید عالم، ایک جادو بیاں خطیب، ایک ممتاز سیاست دان، مصنف اور ادیب، استاذ و محقق و ہمدرد و مشفق مذہبی رہنما ہونے کے ساتھ تحریکِ پاکستان کے ایک پُرجوش اور سرفروش سپاہی بھی تھے۔ ان کی زندگی نے اس برصغیر کی تاریخ پر حرکت وعمل اور مسلسل جدوجہد کے گہرے نقوش چھوڑے ہیں، جن کی روشنی اور چمک دوسروں کو ہمیشہ ان مقاصد کی خاطر قربانی وایثار پر آمادہ کرتی رہے گی، جن کے لیے پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی مغفرت و رحمت سے نوازے اور بلند درجات عطا کرے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۲۴ جولائی ۱۹۷۰ء)

☆☆☆

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونیؒ

ایک جید عالم اور مستند مفتی، منجھے ہوئے سیاست داں بھی

(آج مولانا عبدالحامدؒ بدایونی القادری مرحوم کا چہلم ہے۔ یہ مضمون اسی سلسلے میں شائع کیا جا رہا ہے۔)

(حریت میگزین، (ص ۱۲) ۳۱ر اگست ۱۹۷۰ء)

آدمی گزر جاتا ہے لیکن اس کے نقوشِ پارہ جاتے ہیں۔ وہ بحیثیت انسان جس قدر بلند ہوتا ہے اسی قدر اس کے نقوش دیرپا اور گہرے ہوتے ہیں۔ کہیں خوبیاں غالب آتی ہیں اور کہیں برائیاں۔ خوبیاں نہ صرف توشۂ آخرت ہوتی ہیں بلکہ پیچھے آنے والوں کے لئے نشان منزل کا بھی کام دیتی ہیں لیکن برائیاں۔ آخرت کی صحیح حالت کو خدا ہی جانتا ہے لیکن دنیا والے تھوتھو کرنے سے تادم آخر باز نہیں آتے اور اس دنیا میں تو یہی اعمال کی کسوٹی ہے۔

مولانا عبدالحامد بدایونی القادری جب زندہ تھے تو ایسے حضرات کی بھی کمی نہ تھی جو ان کی باتوں کا تمسخر نہ کرتے ہوں۔ لیکن جونہی انہوں نے ۲۱ر جولائی ۱۹۷۰ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ اپنے اور پرائے سب ہی غم میں مبتلا تھے۔

مولانا نے تقریباً ۷۲ سال قبل بدایوں کے ایک مشہور قادری خاندان میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد ماجد حکیم عبدالقیوم صاحب قادری اپنے وقت کے نہ صرف معروف طبیب بلکہ مشہور عالم دین بھی تھے۔ حکیم اجمل خان صاحب کی تحریک پر ان کی شادی دہلی کے ایک ذی علم گھرانے میں سید بہاؤ الدین صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی تھی جو کہ مولانا بدایونی کی والدہ ماجدہ تھیں اور یہ ان ہی خاتون کی تربیت اور نگہ داشت تھی جس نے مولانا عبدالحامد بدایونی کو پروان چڑھایا۔ انہوں نے نوعمری ہی سے ملکی سیاست میں عملی حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ فارغ التحصیل ہوئے

چند ہی برس گزرے تھے کہ تحریک خلافت کا آغاز ہوگیا۔ اسی دوران شمس العلماء خواجہ حسن نظامی اجمیر شریف پہنچے تو وہاں کسی نوجوان کی تقریر کا چرچہ سنا۔ جہاں کہیں جاتے اسی تقریر کا تذکرہ پاتے۔ لہٰذا انہوں نے اس نوجوان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی اور دوسرے دن ایک اٹھارہ انیس سالہ نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے کہا گیا: ''یہ عبدالحامد ہیں، مولانا عبدالماجد بدایونی کے چھوٹے بھائی'' تحریک خلافت کے دوران جس طرح ہمہ گیر شہرت علی برادران کو ملی تھی، کچھ اسی قسم کا چرچہ بدایونی برادران کو بھی ہونے لگا تھا۔ تحریک خلافت نے مولانا عبدالحامد بدایونی کی شخصیت کو نہ صرف مذہبی اعتبار سے بلکہ سیاسی اعتبار سے بھی متعارف کرایا۔

دنیا کا طریقہ ہے کہ جہاں مداح اور بہی خواہ منڈلانے لگتے ہیں وہاں بدخواہوں کی بھی کمی نہیں رہتی۔ جہاں نعرہ ہائے تحسین بلند ہوتے ہیں وہاں حسد کی گیلی لکڑیاں بھی سلگتی رہتی ہیں۔ مولانا کی شہرت برصغیر کے گوشہ گوشہ میں پھیل چکی تھی اور بالخصوص محافل میلاد میں شرکت کے لئے ہر سو سے دعوت نامے آنے لگے تھے۔ متعدد بار حیدر آباد دکن کی محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شرکت کے لئے گئے۔ اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خان آخری تاجدار دکن بنفس نفیس ان محافل میں شرکت فرمایا کرتے تھے اور مولانا کی تقاریر سے بے حد محظوظ ہوتے۔ کسی نے ان کے گوش

Marfat.com

گزار کیا کہ مولانا عبدالحامدؒ بدایونی صرف رٹی رٹائی تقاریر کرتے ہیں۔ لہٰذا ایک مرتبہ محفل میلاد کے اختتام پر جاتے ہوئے مولانا عبدالحامد بدایونی سے فرمانے لگے۔ ''بہت عمدہ تقریر تھی۔ میں تمہاری یہ تقریر پھر ایک بار سنوں گا۔'' مولانا بہت حاضر دماغ اور نکتہ رس تھے۔ جملہ کی تہہ کو پا گئے۔ مؤدبانہ عرض کیا۔ ''سرکار کی کرم نوازی ہے جب چاہیں شرف سماعت عطا فرمائیں۔ موضوع تو یہی ہوگا لیکن الفاظ یہ نہ ہوں گے۔''

مولانا تقسیم کے بعد مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں شرکت کرنے کے لئے کراچی تشریف لائے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔

مولانا نے حکومت کے ایماء پر متعدد اسلامی ملکوں کے دورے بھی کیے۔ روس اور چین بھی گئے لیکن ہر جگہ ملکی اور ملی مفاد پیش نظر رکھا۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اسلامی ملکوں میں پاکستان اور کشمیر کے لئے رائے عامہ ہموار کرنے میں مولانا کی خدمات کسی بھی دوسرے قائد اور عالم سے کم نہ تھیں۔

☆☆☆

قائد اہلسنّت امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ نے تحریک قیام پاکستان اور استحکام پاکستان کے حوالے سے والد گرامی اور دیگر اکابر کی جدوجہد کو یوں واضح فرمایا۔ ہمارے بزرگوں نے ۱۹۳۰ء سے ہی اس (تحریک قیام پاکستان کی) طرف توجہ دینا شروع کی۔ ان کی سوچی سمجھی رائے تھی کہ مسلمانوں کو انگریزوں کی غلامی کے ساتھ ساتھ ہندو ساہوکاروں کی اقتصادی گرفت کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور بیک وقت دونوں سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کو اپنا نصب العین قرار دینا چاہیے۔ اس طرح حصول پاکستان کی جدوجہد کے پہلے مرحلے میں ہمارے بزرگوں نے مسلمانوں کے سواد اعظم اہلسنّت کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کیا۔ امیر ملت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہؒ، حضرت سید محدث کچھوچھویؒ، مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالحامد بدایونیؒ، غزالی زماں حضرت سیّد احمد سعید شاہ کاظمیؒ اور دوسرے بے شمار علماء و مشائخ کبار نے سنیوں کو منظم کرنے کے لیے ملک بھر کے طوفانی دورے کیے۔ میرے والد محترم مولانا محمد عبدالعلیم صدیقیؒ نے ایک سال سے زائد کا عرصہ پورے ملک کے تنظیمی دورے میں گزارا۔ اس جدوجہد کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے اور سنی کانفرنسیں منعقد ہونے لگیں۔ ان کانفرنسوں کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ گئی کہ اس دور کے کچھ نام نہاد مسلمان ''قوم پرستی'' کی آڑ میں کانگریس کے ساتھ تھے اور مسلمانوں کے لیے الگ وطن کے قیام کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ اس طرح انگریز حکومت کو یہ تاثر دیتے تھے کہ مسلمانوں کی اکثریت ان کے ساتھ ہے، تو ہمارے بزرگوں نے اس کا حل یہ نکالا کہ سنی کانفرنسوں کا سلسلہ شروع کیا جائے اور ان میں قیام پاکستان کی حمایت کی جائے۔ چنانچہ ۱۹۴۶ میں بنارس سنی کانفرنس نے قیام پاکستان کو یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ (فیض الرسول رضا نورانی، مولانا: افکار نورانی، ص ۲۲۸)

(سہ ماہ انوار رضا، قائد اہل سنت نمبر، جلد ۹، شمارہ ۳، ۲۰۱۵ء، ص ۱۱۲-۱۱۳)

Marfat.com

مولانا عبدالحامد بدایونی ـــــ سچے صوفی مشرب مسلمان

نہرو رپورٹ کے خلاف ان کی پرجوش مہم کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکے گا

سردار علی صابری

۱۹۱۷ء کا ذکر ہے میں امین آباد ہائی اسکول لکھنؤ کی نویں یا دسویں جماعت میں زیر تعلیم تھا۔ لکھنؤ میں اس وقت تک بڑی لکھنویت تھی۔ قدیم تہذیب و معاشرت کے گہرے نقوش کچھ دھندلے تو ضرور ہوگئے تھے مگر زائل نہیں ہوئے تھے۔ اسکولوں کے نوعمر طالب علموں کو بھی شعر و شاعری کا چسکہ تھا۔ پھر ہمارے تو فارسی کے ٹیچر ہی تھے ملک کے ایک نامور ترین شاعر جناب عزیز لکھنوی۔ شہر کے اسکولوں میں جب کبھی مقابلے کے مشاعرے ہوتے ہمارا امین آباد ہائی اسکول ہمیشہ بازی لے جاتا۔

پندرہ سولہ سال کی عمر میں میرا شوق غزل گوئی خبط کی سرحدیں چھونے لگا، کیسا لکھنا کیسا پڑھنا ہر وقت مشق سخن جاری رہتی۔ اردو ڈرامے کے شہرہ آفاق موجد سید آغا حسن امانت مصنف اندر سبھا کے فرزند و جانشین جناب سید عباس حسن فصاحت لکھنوی سے اپنی تک بندیوں پر اصلاح لیتا اور انہی کے بھتیجے اچھے صاحب شہرت مرحوم کے ساتھ شہر کے مشاعروں میں شریک ہوتا۔ شاعری کے اسی خبط میں میری دوستی مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی سے ہوئی جو عمر میں مجھ سے کئی سال بڑے تھے اور سند فضیلت بھی حاصل کر چکے تھے۔

انہی کے ذریعہ صرف یہی نہیں کہ فرنگی محل مین میری آمد و رفت شروع ہوئی بلکہ بتدریج مستقل قلبی تعلق قائم ہوگیا اور حضرت مولانا سلامت اللہ فرنگی محل کے دیوان خانے میں جو دار العلوم و العمل فرنگی محل کے مہمانوں اور معتقدین کا مستقل مہمان خانہ تھا، روزانہ میرے دو تین گھنٹے گزرتے تھے۔

ابو تراب خاں کے کٹرے میں نواب حکیم شمس الدین کے ہاں مشاعرہ ہونے والا تھا۔ میں فرنگی محل میں مولانا صبغت اللہ شہید کے مشورے سے مشاعرے میں شرکت کا پروگرام بنا رہا تھا۔ اچانک ''السلام علیکم'' کی پرزور مگر سریلی آواز سے ہم دونوں چونک پڑے۔ ہمارے سامنے ایک صاحب معانقہ کے لئے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے کھڑے مسکرا رہے تھے۔ اٹھتی جوانی، سبزہ آغاز، سبک کھڑا نقشہ، اچھا گورا رنگ، چہرے پر وجاہت کے نمایاں آثار۔ چھوٹی مہری کا پاجامہ چکن کا کرتہ، شیروانی کے بٹن کھلے ہوئے سر پر ایک خاص قسم کی سفید ٹوپی میں ڈھی ہوئی جسے آپ گول اور دو پلڑی ٹوپی کی درمیانی قسم کہہ سکتے ہیں۔ عمر میں مولانا صبغت اللہ شہید سے دو تین سال چھوٹے ہوں گے اور مجھ سے کوئی دو تین سال بڑے ہوں گے۔

مولانا صبغت اللہ بے ساختگی بلکہ بے تابی کے عالم میں یہ کہتے ہوئے اٹھے، ارے حامد میاں تم آگئے اور دونوں بڑی گرم جوشی سے بغل گیر ہوگئے۔

یہی وہ سبزہ خط حامد میاں جن سے میری ملاقات ۱۹۱۷ء میں حضرت مولانا سلامت اللہ فرنگی محلی کے دیوان خانہ میں ہوئی تھی، بعد میں مجاہد ملت الحاج حضرت مولانا عبدالحامد قادری بدایونی بن کر پاکستان اور ہندوستان کے دینی و سیاسی مطلع پر جگمگائے۔

مولانا صبغت اللہ شہید نے ۱۸۔۱۹ سال کے نووارد نوجوان

Marfat.com

سے میرا تعارف بھی کرایا۔ ایک مقامی ہائی اسکول کی نویں یا دسویں جماعت میں پڑھنے والے طالب علم کا تعارف ہی کیا۔ مگر حامد میاں مجھ سے بہت اخلاق سے ملے۔ میرے الٹے سیدھے شعر سنتے رہے اور واللہ عالم ازراہ اخلاق میرا دل بڑھانے کے لئے یا ازراہِ شوخی مجھے ''نبانے'' کے لئے خوب داد دیتے رہے۔ خاص کر میرا ایک شعر انہیں بہت پسند آیا۔ اس واقعہ کو نصف صدی سے زیادہ مدت گزر جانے پر بھی ان کے ذہن میں محفوظ رہا۔ شعر آپ بھی سن لیجئے۔

موافق ہے عجب تیرے خمستاں کی ہوا ساقی
کہ آتا غم زدہ ہوں اور جاتا شاداں ہوں

تھوڑی دیر بعد ہم تینوں حضرت باری میاں (امام الوقت حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی) کے دیوان خانہ میں حاضر ہوئے اور وہاں مجھے مولانا حامد میاں کے برادر محترم و استاد خطیب ملت حضرت مولانا عبدالماجد قادری بدایونی کی دست بوسی کا شرف پہلی مرتبہ نصیب ہوا۔

دو تین گھنٹوں کی اس پہلی ملاقات ہی میں مولانا حامد میاں اور میں اپنے اپنے دلوں میں ایک دوسرے کی کشش محسوس کرنے لگے۔ اس کے بعد مولانا عبدالحامد جب کبھی اپنے برادر محترم کے ساتھ لکھنؤ تشریف لاتے تو مجھے ضرور مطلع فرما دیتے اور فرنگی محل میں ہماری کافی طویل ملاقاتیں ہوتیں۔

فرنگی محل کے عقب میں پارچہ والی گلی سے گزر کر چوک کی جانب بہت قدیم زمانے کی ایک سرائے ''بانس کی سرائے'' کے نام سے مشہور تھی اب تو اس کا وجود بھی باقی نہیں رہا ہوگا۔ ایک بوڑھے کبابی کی اس سرائے کے نکڑ پر دکان تھی، کباب کی نرم اور ملائم ٹکیاں مولانا کو بہت پسند تھیں۔ مولانا کے زمانہ قیام میں دو تین دن تک اس دکان سے کباب ضرور منگوائے جاتے تھے اور کباب خوب اچھی طرح سینکوا کر لانے کی خدمت حضرت مولانا صبغت اللہ شہید کے ایک بہت بوڑھے موروثی خدمت گار کو تفویض تھی۔ ابتداء میں شعر و شاعری کے علاوہ ہم تینوں دوستوں کی بات چیت زبان، تاریخ و تصوف کے مسائل تک محدود رہتی تھی لیکن جنگ عظیم میں ترکوں کی شکست کے بعد مسلمانوں کے لئے نئے مسائل پیدا ہوگئے۔ حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محل کی قائم کردہ مجلس موید الاسلام سرگرم عمل ہوگئی تھی اس کی تحریک پر مسلمانان ہند کے مطالبات مرتب کرنے کے لئے مختلف مکاتب فکر کے علمائے دین کا پہلا سیاسی جلسہ لکھنؤ میں منعقد ہو چکا تھا جس میں علمائے فرنگی محل کے علاوہ حضرت مولانا عبدالماجد قادری بدایونی، مولانا ولایت حسین الٰہ آبادی، مولانا حامد رضا خان بریلوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مولانا سید آقا حسن مجتہد لکھنوی وغیرہ شریک تھے۔ مولانا صبغت اللہ شہید کی توجہ شعر و شاعری کی طرف سے ہٹ چکی تھی اور اب ان کا بیشتر وقت انجمن موید الاسلام کی تنظیم اور رسالہ انتظامیہ کی ترتیب و ادارت میں گزرتا تھا اور مولانا عبدالحامد بدایونی نے اب بڑے بھائی حضرت مولانا عبدالماجد بدایونی کے ساتھ سیاسی دورے شروع کر دیئے تھے۔ حضرت مولانا عبدالماجد بدایونی اپنے عہد کے ایک بہترین خطیب و مقرر تھے۔ مولانا عبدالحامد اپنے بڑے بھائی کے رنگ میں بدلنے کی مشق کرتے تھے اور ایک مقرر کی حیثیت سے ان کی شہرت آہستہ آہستہ بڑھتی جاتی تھی۔

جہاں تک مجھے یاد ہے مولانا عبدالحامد نے جلسہ عام میں پہلی کامیاب تقریر اپریل ۱۸ء میں اجمیر شریف میں عرس کے موقع پر کی تھی اور اس کی تعریف میں نے بعض علمائے فرنگی کی زبان سے سنی تھی، جو حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے عرس میں حاضر تھے۔

جہاں تک میری یادداشت کا تعلق ہے مولانا عبدالحامد

Marfat.com

بدایونی آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں پہلی مرتبہ دسمبر ۱۹۱۸ء میں شریک ہوئے۔ یہ اجلاس امام الوقت حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی زیر صدارت دہلی میں منعقد ہوا تھا اور اس کی استقبالیہ کمیٹی کے فرائض ڈاکٹر مختار احمد انصاری نے انجام دیئے تھے۔ مسلم لیگ کے اس مشن میں فرنگی محل سے حضرت مولانا عنایت اللہ اور حضرت مولانا صبغت اللہ شہید نے نوجوان مقرروں میں اپنے اپنے دوست مولانا عبدالحامد بدایونی اور بزرگوں میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کی پرجوش تقریروں کی تعریف کی تھی حالانکہ خود مولانا صبغت اللہ بھی اچھے مقرر تھے۔

۱۹۱۹ء کے آغاز پر بمبئی کے چند مخیر سیٹھوں نے مظلوم ترکوں کی امداد کے لئے خلافت کمیٹی کے نام سے ایک مقامی جماعت قائم کی جس کے روح رواں سیٹھ احمد صدیق کھتری اور سیٹھ عمر ربانی تھے۔ اس مقامی جماعت کو آل انڈیا بنانے کا خیال اس سے پہلے مولانا عبدالباری فرنگی محلی کو ہوا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے لکھنؤ میں بڑے پیمانہ پر آل انڈیا مسلم لیگ کانفرنس طلب کی جس کے انتظامات اور مہمانداری کے کثیر مصارف حضرت باری میاں نے خود برداشت کئے۔ (افسوس ہے کہ چوہدری خلیق الزماں نے اپنی انگریزی کتاب Path way to Pakistan میں اس واقعہ کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے اور حضرت باری میاں کے اس کارنامے کو چھپانے کی کوشش کی ہے، اس کانفرنس میں بمبئی کی چھوٹی سی مقامی خلافت کمیٹی کو آل انڈیا کمیٹی بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ صدر دفتر بمبئی میں رکھنا منظور ہوا اور قرار پایا کہ اس کی شاخیں سارے ممالک میں قائم کی جائیں۔ نوزائیدہ آل انڈیا خلافت کمیٹی کی پہلی شاخ مولانا ظفر الملک علوی مرحوم ایڈیٹر الناظر کی انتھک کوششوں سے لکھنؤ میں قائم ہوئی، حضرت باری میاں عہدہ قبول کرنے سے بہت گھبراتے تھے۔ چنانچہ سید ممتاز حسین بیرسٹر مرحوم لکھنوی خلافت کمیٹی کے پہلے صدر اور سید رشید الدین مودودی پہلے سیکریٹری مقرر ہوئے۔ دفتر فرنگی محل میں حضرت ملا حیدر کی محل سرائے کے قریب قدیم طرز کے ایک چھوٹے سے مکان میں تھا اور مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی آفس سیکریٹری کے فرائض انجام دیتے تھے۔

لکھنؤ کی جس کانفرنس میں بمبئی کی خلافت کمیٹی کو آل انڈیا بنانے کا فیصلہ کیا گیا اس میں مولانا عبدالحامد بدایونی بھی شریک تھے اور ان کی پرجوش تقریر سننے کا اتفاق مجھے پہلی مرتبہ ہوا۔ نوجوان عبدالحامد بدایونی کو سیاسی سرگرمیوں کے لئے نیا میدان مل گیا۔ انہوں نے کبھی تنہا اور اکثر اپنے برادر مرحوم کے ساتھ خلافت کمیٹی کی شاخیں قائم کرنے کے لئے ملک کے طویل دورے شروع کئے۔ یہ واقعہ ہے کہ کم از کم یو پی کے عرض وطول میں کوئی شہر یا بڑا قصبہ ایسا نہیں جہاں خلافت کمیٹی قائم کرنے میں مولانا بدایونی نے بالواسطہ یا بلاواسطہ حصہ نہ لیا ہو۔

مولانا عبدالحامد جوانی میں خوبصورت اور جامہ زیب تھے، آواز میں ترنم تھا اور جب کبھی اپنے استاد اور بڑے بھائی حضرت مولانا عبدالماجد قادری کے مخصوص والہانہ انداز میں الفاظ کی بے پناہ تکرار کے ساتھ جھوم جھوم کر تقریر کرتے تھے، سارے مجمع پر چھا جاتے تھے۔

حالات تیزی سے بدل رہے تھے جولائی ۱۹۲۰ء میں سودیشی مصنوعات کی ترقی کے لئے سید الاحرار حضرت مولانا حسرت موہانی نے دس لاکھ روپے کے منظور شدہ سرمایہ سے کانپور میں لمیٹڈ فرم قائم کی جس کا نام ''خلافت سودیشی اسٹور'' تھا۔ شیخ الہند حضرت مولانا سید محمود الحسن دیوبندی (اسیر مالٹا) نے اس کی رسم افتتاح انجام دی۔ ایک حصہ کی قیمت دس روپے تھے۔ ڈائریکٹروں کے بورڈ کے چیئرمین کانپور کے مشہور مخیر تاجر بہادر حافظ ہدایت حسین

Marfat.com

بیرسٹر اور مینیجنگ ڈائریکٹر خود مولانا حسرت موہانی۔

میں حضرت سیدالاحرار کی زنجیر عقیدت میں منسلک تو دو سال پیشتر ہو چکا تھا اور یہ عقیدت بڑھتی جا رہی تھی، حضرت سیدالاحرار کے حکم پر میں نے ۱۹۲۰ء میں اپنی کالج کی تعلیم کو ترک موالات کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھا دیا۔ حضرت مولانا مجھے لکھنؤ سے کانپور لے آئے اور چونکہ میرا مضمون کامرس تھا چالیس روپے ماہوار پر اپنے خلافت سودیشی اسٹور لمیٹڈ میں اکاؤنٹنٹ مقرر کر دیا۔

حضرت سیدالاحرار کی سیاسی مصروفیتیں بڑھتی جا رہی تھیں۔ مہینے میں مشکل سے چند روز کانپور میں قیام کا موقع ملتا تھا۔ ترک موالات اور تحریک خلافت کے سلسلہ میں طوفانی دوروں کا سلسلہ آئے دن جاری رہتا تھا اور اب میں خلافت سودیشی اسٹورز میں عملی طور پر منیجری کے فرائض انجام دیتا تھا سیاسی سرگرمیاں نقطہ عروج پر پہنچیں، مولانا کے لئے اسٹور کی دیکھ بھال تقریباً ناممکن ہوگئی اور سیاہ سفید کا سارا اختیار میرے ہاتھ میں آ گیا۔

میری نوعمری اتنی بھاری ذمے داریوں کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی اور مجھے ندامت کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ میری بعض غلطیاں خلافت سودیشی اسٹورز لمیٹڈ کے لئے جو حضرت سیدالاحرار کی زندگی کا عظیم تعمیری کارنامہ تھا بہت مضر بلکہ تباہ کن ثابت ہوئیں لیکن اس کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ کانگریس خلافت اور مسلم لیگ کے تمام ممتاز ہندو مسلم لیڈران اور مسٹر ہوتی ورما، خیالی رام، اکبر علی، شوکت عثمانی، جگدمبا پرشاد، کامریڈ ستیہ بھگت جیسے انقلاب پسندوں کمیونسٹوں اور کالے پانی کی سزا کاٹے ہوئے لوگوں سے میری ذاتی واقفیت ہوگئی اور بعض سے گہرے دوستانہ تعلقات قائم ہوگئے۔ خلافت اسٹور انتہا پسندوں کا مستقل مرکز بنا ہوا تھا۔ صف اوّل کا کون ایسا سیاسی رہنما نہ تھا جو قومی تحریکوں کے سلسلہ میں کانپور آتا اور حضرت سیدالاحرار سے ملنے کے لئے خلافت اسٹور نہ پہنچتا۔ حضرت سیدالاحرار چونکہ سیاسی سرگرمیوں کی بناء پر زیادہ تر باہر رہتے تھے اس لئے آنے والوں کی خاطر مدارت کے فرائض میں ہی انجام دیتا تھا۔

بہرحال خلافت سودیشی اسٹورز کی حیثیت محض ایک تجارتی فرم کی نہ تھی بلکہ یہ ایک مستقل سیاسی وانقلابی ادارہ بنا ہوا تھا جس کی تفصیلات کے لئے ایک طویل کافی مضمون کی ضرورت ہے۔

اسی خلافت اسٹورز میں ایک واقعہ ایسا ہوا جس نے میری مولانا عبدالحامد بدایونی سے کم وبیش تین سال کی دوستی کو اس قدر مستحکم بنا دیا کہ پچاس برس تک اس میں بال برابر رخنہ نہ پڑا۔ بات یہ ہوئی کہ ۱۹۲۱ء کے اواخر میں حضرت سیدالاحرار کے ایک بہت پرانے سکھ دوست سردار کشن سنگھ کے فرزند سردار بختاور سنگھ (جنہوں نے بعد میں سردار بھگت سنگھ کی حیثیت سے ہندوستان کی سیاسی تاریخ میں کبھی نہ مٹنے والی شہرت حاصل کی) پنجاب سے کانپور آئے ہوئے تھے اور خلافت اسٹورز میں مقیم تھے۔ ایک دوست کے ہونہار فرزند کی حیثیت سے مولانا ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مولانا کی بارگاہ میں یہ نیا خصوصی تقرب میں برداشت نہ کرسکا۔ رشک کی آگ بھڑکی اور میں نے سردار بھگت سنگھ سے لڑنا جھگڑنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ان سے ایک دن میری باقاعدہ مار پیٹ ہوئی اور سردار بختاور سنگھ عرف بھگت سنگھ خلافت اسٹورز میں قیام ترک کر کے لالہ گنیش شنکر ودیارتھی ایڈیٹر ہندی پرتاب کے پاس چلے گئے (ودیارتھی جی صوبہ کے بہت مشہور کانگریسی لیڈر تھے اور ان کا رجحان انقلاب پسندی کی جانب تھا اور کاکوری (ضلع لکھنؤ) کی مشہور سیاسی ڈکیتی کا سارا منصوبہ انہی کے اخبار پرتاب کے دفتر میں بنا تھا۔ ودیارتھی جی کانپور کے خوفناک ہندو مسلم فساد (۱۹۳۲ء) میں ہندوؤں کے محلوں میں گھرے ہوئے مسلمانوں کو نکالنے کی کوشش میں متعصب ہندوؤں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے

Marfat.com

تھے اوران کی لاش دو دن کے بعد مسلمانوں نے شناخت کر کے کانگریس کے دفتر پہنچائی تھی۔

سردار بھگت سنگھ سے میری فری اسٹائل کے وقت حضرت سیدالاحرار سیاسی دورے پر کہیں باہر گئے ہوئے تھے، چند روز بعد کانپور واپس آئے اور میں نے یہ واقعہ گوش گزار کیا تو قدرتی طور پر مولانا کو بہت صدمہ ہوا۔ کیونکہ آنجہانی سردار بھگت سنگھ ایک تو مولانا کے پرانے دوست سردار کشن سنگھ کے بیٹے تھے اور پھر مولانا کے پاس بطور مہمان مقیم تھے۔ میرے ایک دو سیاسی حریفوں کو بھی موقع خوب ہاتھ آیا۔ انہوں نے ۱۸، ۱۸ اور ۱۹، ۱۹ سال کے دو لڑکوں کی دھول دھپا کو اس قدر بڑھا چڑھا کر پیش کیا کہ حضرت سیدالاحرار مجھ سے درحقیقت ناراض ہو گئے اور دن بھر بات نہ کی، دوسرے دن گفتگو کی نوبت آئی تو میں نے زندگی میں پہلی اور آخری مرتبہ محسوس کیا کہ حضرت مولانا کے دل میں میری جانب سے تکدر پیدا ہو گیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت سیدالاحرار کو مجھ سے اتنی ہی محبت تھی جتنی ایک شفیق باپ کو اپنے لاڈلے بیٹے سے ہو سکتی ہے اور اس پدرانہ شفقت کے کئی عینی شاہد اب بھی موجود ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ مجھ پر سیدالاحرار کی خفگی جو بالکل جائز اور میری اخلاقی تربیت کے لئے تھی، ایک دو دن سے زیادہ نہ رہ سکتی تھی لیکن میں اوائل شباب میں بہت ہی تنک مزاج اور آگ کا پرکالہ تھا پھر کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ کا معاملہ عین اس وقت جب کہ میں خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے اور سیدالاحرار کے دامن شفقت سے محروم ہو جانے کا تہیہ کر چکا تھا جناب مولانا عبدالحامد قادری جو کئی دن سے کانپور آئے ہوئے تھے اور اپنے بڑے بھائی کے ساتھ حاجی محمد سعید صاحب تاجر بانس منڈی کے ہاں مقیم تھے، خلافت اسٹورز میں براجمان ہوئے۔ خلاف معمول اسٹور کا جو بجھا سا ماحول دیکھا تو سب کچھ سمجھ گئے۔ وہ سردار بھگت سنگھ سے میری فری اسٹائل کے وقت موجود بھی تھے۔ انہوں نے کسی تمہید کے بغیر میری طرف داری میں تقریر شروع کر دی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی کی میں نے کئی پر جوش تقریریں سنی تھیں لیکن ایک ملزم کی صفائی میں وکیلانہ بحث سننے کا اتفاق پہلی بار ہوا تھا۔ انہوں نے میری بے گناہی بلکہ مظلومی ثابت کرنے کے لئے اپنی خطابت کے پورے جوہر صرف کر دیئے اور آخر میں انہوں نے جھومنے کے انداز میں اپنے بالائی حصہ جسم کو جنبش دے کر بڑے ڈرامائی طریقے سے کہا کہ مولانا یہ نہ بھولئے کہ سردار علی کے والد کی وفات کو ابھی صرف چند ماہ گزرے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اسے اپنے باپ سے کس قدر محبت تھی۔ یہ غم نصیب سردار علی آپ کی نورانی شکل میں اپنے باپ کا جلوہ دیکھ کر تسکین حاصل کرتا ہے اگر یہ آپ پر بھی ناز نہ کرے تو کہاں جائے گا۔

سیدالاحرار مولانا حسرت موہانی رحم و کرم کی منہ بولتی تصویر تھے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی کی پر جوش تقریر اور خاص کر آخری الفاظ سے متاثر ہو گئے۔ میری طرف دیکھا آنکھوں میں آنسو جھلک رہے تھے۔

فرمایا، میاں سردار علی تم اتنی سی بات پر روٹھ گئے۔

اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ پچاس برس کے بعد یہ واقعہ لکھتے وقت میرا چہرہ آنسوؤں سے تر ہے اور میں رو رو کر لکھ رہا ہوں کہ حضرت سیدالاحرار کے پرنور چہرے میں مجھے اپنے پیارے اور بہت ہی پیارے باپ کی شبیہ صاف نظر آئی۔ منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی، تیورا کر سیدالاحرار کے قدموں میں گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ پتہ نہیں کتنی دیر بے ہوش رہا۔ آنکھ کھلی تو میرا سر سیدالاحرار کے زانوئے پاک پر تھا اور مولانا عبدالحامد بدایونی میرے چہرے کو جو ہوش میں لانے کے لئے پانی کے چھینٹوں سے تر تھا، اپنی عبا کے دامن سے پونچھ رہے تھے۔

Marfat.com

بات آ گئی گئی ہوگئی مگر مولانا عبدالحامد بدایونی کی اس دوست نوازی کا بہت گہرا نقش دل پر جم کر رہ گیا۔ میں نے بارہا مولانا سے جذبۂ ممنونیت کا اظہار کیا اور مولانا بھی کبھی کبھی بہت ہی بے تکلف پرانے دوستوں کی محفل میں مجھے چھیڑنے کے لئے کہتے تھے ___ صابری بھائی کی تقدیر اچھی تھی جو اس دن میں ٹھیک وقت پر خلافت اسٹور پہنچ گیا ورنہ آج نہ یہ ایڈیٹر ہوتے نہ لیڈر۔ نمبردار جی گاؤں کی چوپال میں پیال کے بچھونے پر آلتی پالتی بیٹھ کر اپنے مدریہ (دیہاتی قسم کا حقہ) گڑگڑاتے ہوتے۔

دسمبر ۱۹۲۱ء کی آخری تاریخوں میں مجھے پہلی مرتبہ کانگریس خلافت کمیٹی اور آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس (احمد آباد) میں شرکت کا موقع ملا۔ سیدالاحرار مولانا کئی دن پیشتر محترمہ بیگم صاحبہ اور اپنی صاحبزادی عزیزہ نعیمہ بیگم سلمہا کے ساتھ احمد آباد روانہ ہو چکے تھے۔ مجھے خلافت اسٹور کی مصروفیتوں کی وجہ سے کانپور میں رکنا پڑا۔ کانگریس سیشن کی مقررہ تاریخ سے دو دن پہلے میں پنجابی سوداگران دہلی کے محترم لیڈر گرو محمد رفیق خلافتی رہنما شیخ محمد قاسم اور پنڈت رام پرشاد مطرا کی نوے سال کی بہت بوڑھی والدہ کے ساتھ جو سہارے کے بغیر چل پھر بھی نہیں سکتی تھی، الٰہ آباد روانہ ہوا۔ آنجہانی پنڈت رام پرشاد مطرا کانپور کے مشہور ہندی شاعر، کانگریسی لیڈر اور کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کی فاؤنڈیشن کمیٹی کے ممبر تھے۔ سیدالاحرار مولانا حسرت موہانی انہی کے مکان میں کرایہ پر رہتے تھے۔ اس زمانہ میں پنڈت رام پرشاد جی جیل میں تھے۔ انہوں نے مجھے پیغام بھیجا تھا کہ وہ چونکہ کانگریس سیشن میں شریک نہیں ہوسکتے ہیں اس لئے میں ان کی نوے سالہ معذور ماں کو اپنے ساتھ احمد آباد لے کر جاؤں اور وہاں گاندھی جی کے سپرد کردوں۔

آگرہ اسٹیشن پر مولانا عبدالحامد قادری بدایونی کو دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ وہ اپنے بڑے بھائی حضرت مولانا عبدالماجد قادری بدایونیؒ، مولوی عبدالصمد مقتدری اور پارٹی کے دیگر افراد کے ساتھ احمد آباد جارہے تھے اسی زمانے میں بی بی اینڈ سی آئی ریلوے میں انٹر کلاس نہ تھا۔ میں تھرڈ کلاس میں سفر کررہا تھا اور مولانا عبدالحامد کے پاس سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ تھا۔ لیکن انہوں نے آگرہ سے احمد تک پورا سفر ہمارے ساتھ تھرڈ کلاس میں طے کیا۔ پنڈت رام پرشاد مطرا کی نوے سالہ بوڑھی ماں ہماری پارٹی کے لئے تکلیف دہ ثابت ہورہی تھیں۔ میں جوانی میں بہت ہی جھلا تھا، مجھے پنڈت جی کی والدہ کی وجہ سے الجھن ہوتی لیکن ازراہِ لحاظ کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔ گرو رفیق مجھ سے عمر میں بہت بڑے تھے اور مولانا حسرت موہانی کے بعد کانپور میں سب سے زیادہ گرو صاحب اور حافظ ہدایت حسین بیرسٹر مرحوم کا احترام کرتا تھا۔

گرو جی مجھے بہت چاہتے تھے، میری پریشانیوں سے انہیں پریشانی ہوتی اور میرے زور سے چٹکیاں لے کر زیرلب مجھے برا بھلا کہتے۔ پنجابی سوداگران دہلی کے معزز رکن اور خلافتی رہنما شیخ محمد قاسم (جو بحمداللہ کانپور میں بخیریت ہیں) فطری طور پر بہت خوش مزاج ہیں، ان پر طنز و مذاق کا دورہ پڑتا اور وہ کمپارٹمنٹ کے سارے مسافروں کو بڑے مزے لے لے کر اس اونٹ کی کہانی سناتے تھے جس کے گلے میں رسی بندھی تھی اور رسی میں لکڑی کا ایک ٹکڑا تھا۔ کسی خطرے کے موقع پر اونٹ تو جھاڑیوں سے نکل آیا لیکن گردن کی رسی اور لکڑی کا ٹکڑا ایسا پھنسا کہ اونٹ کی بھی شامت آ گئی لیکن مولانا عبدالحامد بدایونی کی حالت مختلف تھی۔ انہوں نے جب مجھے پریشان اور دوستوں کے مذاق کا نشانہ دیکھا تو نیم اپاہج بڑی بی کی دیکھ بھال اپنے ذمے لے لی۔

اس سفر میں مولانا عبدالحامد کی شرافت نفس اور بوڑھوں کے احترام کا یہ واقعہ کبھی فراموش نہ کیا جاسکے گا کہ غالباً ریلوے اسٹیشن نند پر پنڈت جی کی ماں نے مجھ سے کہا کہ بیٹا میرے اشنان کا

Marfat.com

انتظام کردو، میں اشنان کئے بغیر ناشتہ نہیں کر سکتی۔
خیال فرمایئے کہ نوے سال کی نیم اپاہج خاتون کے غسل کا اہتمام ٹرین میں کہاں اور کس طرح کیا جائے۔ میں نے معذوری ظاہر کی۔ مولانا عبدالحامد نے فرمایا۔ اماں جی۔ کوئی بات نہیں اشنان کا انتظام ابھی کرتا ہوں۔

اتفاق سے ہمارے کمپارٹمنٹ میں تقریباً سبھی مسلمان تھے مولانا عبدالحامد نے باہر نکل کر بہت مختصر سی تقریر کی کہ یو پی کے مشہور دیش بھگت پنڈت رام پرشاد مطرا جیل میں ہیں اور ان کی سو برس (مولانا نے یہی عمر بتائی تھی) کی بوڑھی ماتا جی اپنے بیٹے کی نمائندگی کے لئے کانگریس سیشن میں شریک ہونے احمد آباد جا رہی ہیں، ان کے لئے اشنان کا انتظام کرنا ہے۔ ٹرین کانگریس ڈیلی گیٹوں اور والنٹیر وں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ مولانا کی چھوٹی سی تقریر سن کر بہت سے ہندو والنٹیر پنڈت رام پرشاد مطرا اور بھارت ماتا کی جے پکارتے ہوئے دوڑ پڑے۔ ان میں ہندو خواتین بھی شامل تھیں۔ پنڈت جی کی ماں کو ہاتھوں ہاتھ نیچے اتارا گیا۔ مولانا عبدالحامد کے حکم کی تعمیل میں والنٹیر وں نے ٹرین کی روانگی ملتوی کردی۔ کئی برہمن دیوتا اشنان کے لئے پانی کی بالٹیاں بھر لائے، پلیٹ فارم پر اس کا انتظام کیا گیا۔

لکھنؤ میں حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی کی جدوجہد اور مرحوم راجہ سید علی احمد والیٔ سلیم پور کی دریا دلی سے آل انڈیا انجمن خدام الحرمین قائم ہوئی۔ مولانا عبدالحامد قادری بدایونی نے اس سلسلہ میں نہایت جوش وخروش سے کام کیا۔ طویل دورے کر کے ہندوستان میں انجمن خدام الحرمین کی شاخیں قائم کیں اس کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔ اسی سلسلہ میں سلطان ابن سعود سے ملنے کے لئے مولانا عبدالحامد اپنے بڑے بھائی کے ساتھ حجاز بھی گئے تھے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی کی شادی کوچہ پنڈت دہلی میں خان بہادر ڈپٹی بہاؤ الدین کے گھرانے میں ہوئی تھی۔ جب میں نے بعض تکلیف دہ حالات کی بناء پر کانپور کو خیر باد کہہ کر دہلی میں مستقل سکونت اختیار کی تو مولانا سے میری طویل ملاقاتیں آئے دن ہوتی رہتی تھیں۔ سائمن کمیشن کے سلسلہ میں جب آل انڈیا مسلم لیگ، جناح لیگ اور شفیع لیگ کے دو ٹکڑوں میں منقسم ہوگئی اور علامہ اقبالؒ موخر الذکر لیگ کے جنرل سیکریٹری مقرر ہوئے تو مولانا عبدالحامد قادری بدایونی نے شفیع لیگ میں گرم جوشی سے حصہ لیا اور نہرو رپورٹ کی مخالفت میں سیدالاحرار حسرت موہانی کے ساتھ حضرت مولانا عبدالماجد قادری، مولانا عبدالحامد قادری اور مولانا آزاد سبحانی کے طویل دوروں پر پرجوش تقریروں کی یاد کبھی فراموش نہ کی جا سکے گی۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ کی زیر قیادت آل انڈیا مسلم لیگ کے نشاۃ ثانیہ پر مولانا عبدالحامد نے تحریک پاکستان کو کامیاب بنانے کے لئے جوش وخروش کے ساتھ حصہ لیا اور مسلم لیگ کے پیغام کو ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہنچایا، اس سے کون واقف نہیں۔

پاکستان بن جانے پر بھی مولانا عبدالحامد قادری بدایونی اگر چہ بوڑھے ہو چکے تھے لیکن ان کی قومی سرگرمیوں میں کوئی کمی نہ آئی۔ وفات سے کچھ عرصہ پیشتر آنکھ میں کینسر ہوگیا تھا جس کے آپریشن کے لئے وہ لندن گئے تھے لیکن دوستوں کی شدید مخالفت کے باوجود لکھنے پڑھنے کا سلسلہ پوری تندہی سے جاری رکھا۔

مولانا عبدالحامد قادری بدایونی سچے صوفی مشرب مسلمان تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ پاک سے گہرا قلبی تعلق تھا، آئمہ اطہار اور اولیاء کرام سے بے پناہ عقیدت تھی۔ میری نظر میں ان کا ایک بہت بڑا دینی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے صرف یہی نہیں خود دو درجن کے قریب حج کئے اور روضۂ اقدس پر حاضری کی سعادت حاصل کی بلکہ متعدد افراد کو اس سعادت سے مشرف ہونے کا اپنی کاوشوں سے موقع فراہم کیا۔

☆☆☆

Marfat.com

ہے اگرچہ اب کئی سال سے بیماری اور نقاہت کی وجہ سے مولانا عام جلسوں میں شرکت کرنا پسند نہیں کرتے تھے لیکن طبیعت کی خرابی کے باوجود اگر کسی جلسہ میں تقریر کرنے کھڑے ہو جاتے تو وہی مسحور کن انداز اختیار کرتے جو عہد شباب سے چلا آ رہا تھا۔

مولانا عبدالحامد بدایونی کا عوام سے براہ راست تعلق پچاس سال سے اوپر رہا۔ انہوں نے غیر ممالک کے سفر بھی کیے۔ ظاہر ہے کہ کچھ لوگوں کو ان کے طریقۂ کار سے اختلاف بھی رہا ہوگا اور یہ دعویٰ بھی نہیں کیا جاسکتا کہ ان کی پوری پبلک لائف غلطیوں اور خامیوں سے پاک رہی لیکن یہ اعتراف ان کے ہر حریف اور حلیف کو رہا کہ وہ ایک بلند پایہ مقرر اور یگانۂ روزگار خطیب تھے اور انہوں نے شہرت و ناموری کے بہت سے مراحل نہایت خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ طے کیے۔ ان کا شمار ہندوستان کے صف اول کے قومی کارکنوں میں ۱۹۱۷ء سے ہی ہوتا تھا لیکن آل انڈیا مسلم لیگ میں شمولیت کے بعد ان کے جوہر اور کھلے۔ سیاسی پلیٹ فارم ہو تو ہر لیڈر سے اچھی تقریر، وعظ و تلقین کی مجلس ہو تو بڑے بڑے جید عالم منہ دیکھتے رہ جائیں۔ دل بغض، کینہ اور عناد سے بالکل خالی۔ اکثر مرتبہ ایسا ہوا کہ کسی بات پر بے حد خفا ہیں لیکن جب اس کی وضاحت کی گئی اور بات مولانا کی سمجھ میں آ گئی تو وہی شفقت و عنایت سارے گلے شکوے ختم۔

مولانا عبدالحامد بدایونی عالم باعمل اور صوفی باصفا تھے۔ اولیاء اللہ سے بے حد عقیدت تھی۔ ان کے دم سے قال اللہ اور قال الرسول کی محفلیں آباد تھیں۔ مولانا عبدالحامد بدایونی کو منگھو پیر روڈ پر جامعہ تعلیمات اسلامیہ (جس کے وہ بانی ہیں) کے احاطہ میں سپردِ خاک کیا گیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ پروردگارِ عالم ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور ہم سب کو ان اعمال کی توفیق عطا فرمائے جن پر انسانیت فخر کرے، اخلاق کو جن پر ناز ہو۔ الوداع مولانا بدایونیؒ۔ بے شک:

عالم میں تم سے لاکھ سہی تم مگر کہاں

☆☆☆

مولانا عبدالحامد القادریؒ تحریک پاکستان کے مخلص اور بے لوث کارکنوں میں سے تھے۔ آپ نے تحریک خلافت سے لے کر تحریک پاکستان تک مخلصانہ خدمات سرانجام دیں۔ آپ مسلمانوں کے لیے جذبہ ایثار رکھتے تھے اور مسلمانوں کا دُکھ شدت سے محسوس کرتے تھے۔ اسی جذبہ کے تحت آپ نے سماجی، سیاسی اور اخلاقی ہر انداز سے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے کام کیا۔

مولانا عبدالحامد القادریؒ آل انڈیا مسلم لیگ کے اہم رکن تھے اور صوبائی جمعیت علماء کے ناظم اعلیٰ بھی رہے۔ قیام پاکستان سے قبل آپ نے وہ تمام مراحل بڑے احسن انداز سے طے کیے جن میں سے تحریک پاکستان کے بڑے بڑے مجاہدین کو گزرنا پڑا۔ آپ نے تقریباً تمام تاریخی کانفرنسوں اور اجلاسوں میں شرکت کی۔ ۲۳ ر مارچ ۱۹۴۰ء کو ہونے والی قرارداد پاکستان کے جلسے کے لیے آپ لاہور تشریف لائے او جلسہ میں شرکت کی۔ علی برادران کے ساتھ مل کر آپ نے مختلف قومی اُمور سرانجام دیئے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی آپ نے خدمات کا سلسلہ جاری رکھا اور مرکزی جمعیت علمائے پاکستان وصدر جامعہ تعلیماتِ اسلامی مشاورتی کونسل کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیئے۔

(کاروانِ شوق، جلد دوم، اقبال احمد قریشی، ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، یونیورسٹی آف دی پنجاب، صفحہ 85-86)

Marfat.com

اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر

سیّد محمد فاروق احمد

حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری البدایونی مدینۃ الاولیاء بدایوں کے اس روحانی خاندان کے بزرگ تھے جو مدینہ منورہ سے دہلی قیام کرتا ہوا شاہانِ دہلی کے حکم پر بدایوں میں بحیثیت مفتی مقیم ہوا۔ اس خاندان کے افراد ابتدا ہی سے علم و فضل کے مرکز رہے۔ بدایوں جیسے علمی شہر میں جسے ''مدینۃ الاولیاء'' کے نام سے پکارا جاتا تھا جہاں اکابر، علماء اور جل صوفیاء رونق بخش تھے اور جو حضرت مولانا سید احمد صاحبؒ اور سید شاہ عرب صاحبؒ و حضرت محبوب الٰہی، نظام الدین اولیاءؒ کی جائے پیدائش اور مدفن رہا۔ یہاں مولانا بدایونیؒ کے آباء و اجداد نے تشریف لا کر علمی، مذہبی، تدریسی، روحانی اور طریقت کی محفلوں میں ایک نئی رونق پیدا کردی۔ یہ علمی خاندان پورے یوپی ہی میں نہیں بلکہ اقطائے ہند میں مشہور و مسلم علمی خاندان تھا۔ مولانا بدایونی صاحب کے جد اعلیٰ مولانا مجید قادری رحمۃ اللہ علیہ مارہرہ شریف (ضلع ایٹہ) کے خاندانِ سعادت سے بیعت تھے اور وہیں سے سند خلافت حاصل فرما کر بدایوں میں روحانی سلسلہ کے مجاز ہوئے۔

آپ کے خاندان میں حضرت مولانا فضل رسول صاحب قادری، مولانا غلام محی الدین صاحب، مولانا مرید جیلانی صاحب، حضرت مولانا تاج الفحول، مولانا عبدالقادر صاحب قادر، حضرت مولانا مطیع الرسول، حضرت شاہ عبدالمقتدر قادری و حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قادری و حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب سجادہ نشین آستانہ قادریہ بدایوں اور پورے ہندوستان میں فیض روحانی پہنچاتے رہے۔ اس خاندان کا قدیم مدرسۂ قادریہ تھا جہاں سے سیکڑوں فاضل علماء فارغ ہو کر نکلے، بعد کی ضروریات کے باعث مولانا عبدالحامد بدایونی کے والد بزرگوار حضرت مولانا شاہ عبدالقیوم صاحب قادری نے طلباء کی علمی اور تعلیمی ضروریات بڑھ جانے کے باعث جامع شمسی بدایوں میں بڑے پیانے پر مدرسۂ شمس العلوم قائم کیا۔ جہاں سیکڑوں طلباء حلقۂ درس میں شریک ہوتے۔ مولانا عبدالقیوم صاحب نے اپنے چچا صاحب قبلہ مولانا عبدالقادر صاحب سے تکمیل فرمائی اور دہلی میں سند طب حاصل فرمائی۔ حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم مولانا عبدالقیوم صاحب کے ہم سبق رہے۔ مولانا عبدالقیوم صاحب کو بارگاہِ نبویؐ اور سیدنا غوث الاعظمؒ کی ذات قدسیہ میں شغف تھا۔ شاید ہی کوئی دن ایسا ہو جس میں آپ شرفِ زیارت سے مالا مال نہ ہوتے ہوں۔ یہ خاندان ردِ وہابیہ اور دیگر بد مذہب فرقوں کے رد میں ممتاز تھا۔ مولانا عبدالقیوم صاحب ہندوستان کے اہل سنت کے طبقے کی تنظیم اور ذکر رسولؐ کی بلندی میں سربکف رہتے تھے۔ پٹنہ میں علماء کا ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہونے والا تھا۔ جس میں شرکت کے لئے آپ تین سو علماء کی ہم رکابی میں پٹنہ (بہار) تشریف لے گئے۔ راستے میں ایک اسٹیشن پر نماز عصر کے لئے اُترے اور جماعت کے ختم کے بعد گاڑی میں چڑھ ہی رہے تھے کہ گاڑی چل دی اور آپ ریل کے پہیوں میں لپٹ گئے۔ بدقت دشواری ٹرین کو روکا گیا۔ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب کئی سو علماء کے ساتھ ٹرین کے باہر تشریف لائے اور ملاحظہ فرمایا کہ مولانا عبدالقیوم صاحب پہیئے میں لپٹے ہوئے ہیں اور یا غوث کا ذکر فرما رہے

Marfat.com

ہیں۔ انتہائی مشکل سے جسم مبارک کو نکالا گیا اسٹیشن کے قریب ہسپتال میں ایک انگریز ڈاکٹر مامور تھا جس نے پہلے تو زخموں کی کثرت کے باعث مایوسی ظاہر کی، بعد میں کچھ سوچ کر ستر ٹانکے لگائے۔ دس دن کے قیام میں زخم مندمل ہونے لگے۔ مولانا کو جب بھی ہوش آتا یہی فرماتے کہ مجھے پٹنے سے لے چلئے تاکہ میں اس تاریخی اجلاس کی زیارت کرسکوں۔ ڈاکٹر نے ہر چند منع کیا مگر آپ کا اصرار اس کے انکار پر غالب آیا۔ چنانچہ آپ تمام اکابر علماء کی ہمراہی میں پٹنہ تشریف لائے۔ تمام علماء چشم براہ تھے۔ جلسہ انتہائی اہتمام و جوش سے منعقد ہوا۔ حکیم صاحب کی چار پائی ڈائس پر رکھی گئی۔ آپ نے تمام تقاریر سماعت فرمائیں، صلوٰۃ والسلام کے موقع پر گریہ طاری ہوا اور آپ جوش میں آکر مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہوگئے۔ آپ کا کھڑا ہونا تھا کہ تمام ٹانکے ٹوٹ گئے اور عین اسی معراجِ عشق وعقیدت کے عالم میں آپ کی روح قیودِ جسم سے آزاد ہوکر عالم بالا کو پرواز کرگئی۔

مولانا عبدالحامد القادری البدایونیؒ نے ایسے بزرگ خاندان میں پرورش پائی۔ ابتداً اپنے آبائی اجدادی مدرسۂ قادریہ میں اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا عبدالمقتدر صاحب سے کتابیں پڑھیں۔ ازاں بعد حضرت مولانا محبّ احمد صاحب، مولانا حافظ بخش صاحب، مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب، مولانا مشتاق احمد صاحب کانپوری، (اولاد حضرت مجدد الف ثانیؒ) مولانا واحد حسین صاحب اور مولانا عبدالسلام صاحب فلسفی سے تعلیم حاصل کی۔ آخر زمانے میں الٰہیات کی تکمیل اور قرأت قرآن شریف کے شوق میں آپ دو سال تک مدرسہ الٰہیہ کانپور میں مقیم رہے اور وہاں سے بدایوں آکر مدرسہ شمس العلوم کے نائب مہتمم مقرر ہوئے۔ تقریر۔ خطابت اور وعظ گوئی آپ کے خاندان کا ہمیشہ طرۂ امتیاز رہا۔ چانچہ مدرسہ شمس العلوم کے سالانہ جلسوں میں آپ کی تقاریر خصوصی اہمیت کی حامل ہوتی تھیں۔

تین سال تک مدرسۂ شمس العلوم میں مولانا بدایونی صاحب درس دیتے رہے اور اسی کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے مختلف مذہبی اور قومی جلسوں میں بھی شریک ہوتے رہے۔

مولانا کا خاندان اور جذبہ جہاد: حضرت مولانا عبدالحامد القادری کے اجداد کبار ایک طرف تو تصوف اور علم کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ تو دوسری طرف کافروں سے دلی نفرت رکھتے تھے۔ ان میں اکثر و بیشتر افراد تو ایسے تھے جو انگریزوں سے کسی قیمت پر ملنا تک گوارا نہ کرتے تھے۔ برصغیر میں انگریزوں کے داخلے اور قبضے کے وقت مولانا بدایونی صاحب کے ایک محترم بزرگ حضرت مولانا فیض احمد صاحب بدایونی نے علامہ فضل حق خیر آبادی کے ساتھ (جن کے خاندان سے مولانا بدایونی کے اجداد علمی حیثیت سے وابستہ تھے) انگریزوں کے خلاف کھلم کھلا تحریک شروع کی۔ اس وقت سے لے کر حضرت مولانا عبدالمقتدر صاحب کی حیاتِ مبارکہ تک یہ حال رہا کہ آپ طلباء اور مریدین سے اکثر و بیشتر فرمایا کرتے، انگریزوں سے جہاد کی تیاری کرو۔ چنانچہ حریت و آزادی کے جذبات خاندانِ مجیدی کے تمام افراد میں موجود تھے تاآنکہ انگریزوں نے ترکوں کو ختم کرنے کے لئے جو ناپاک کوششیں کیں۔ حضرت مولانا عبدالمقتدر صاحب قادری جیسا ولیٔ کامل راتوں کو ترکوں کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگا کرتا۔ (ایڈیٹو ریانوپل) کی فتح کی خوشی میں ایک عظیم الشان جلسہ ترتیب دیا گیا جس میں پچاس ساٹھ ہزار افراد جامع مسجد شمسی بدایوں میں جمع تھے۔ حضرت مولانا عبدالمقتدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس جلسہ میں دعا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ "انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے۔ جو انگریز ہمارے مقدمات مقدسہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ سن لیں ایک دن ایسا آئے گا کہ

Marfat.com

انگریزوں کو ہندوستان چھوڑنا پڑے گا۔ اور جو ہاتھ مقامات مقدسہ پر گولہ باری کر رہے ہیں مستقبل میں لندن کے قلعے پر بھی گولے برسائیں گے۔'' یہ وہ وقت تھا جب کہ لوگ انگریزوں کے خلاف کوئی جملہ بھی نہ نکال سکتے تھے۔

اسی زمانے میں حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی خادم کعبہ کو پہلی بار لکھنؤ سے حضرت مولانا مقتدر صاحب کی خدمت اقدس میں روانہ فرمایا۔ یہ دونوں بھائی بدایوں تشریف لا کر آستانہ عالیہ قادریہ کے ان کمروں میں ٹھہرائے گئے جہاں مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی اور دیگر علماء فضلاء قیام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا مقتدر صاحب (جن کا اکثر و بیشتر وقت یاد الٰہی اور اس کے بعد پڑھنے پڑھانے میں گزرتا تھا) نے حضرت مولانا عبدالماجد صاحب القادری و حضرت مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی کو حکم دیا کہ علی برادران کی خاطر تواضع میں کمی نہ کی جائے آخر میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ بعض چیزیں خود اپنے ہاتھ سے تیار کریں گے۔ فراغت طعام کے بعد اپنے خاندان کے بڑوں اور چھوٹوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ''علی برادران اسلام کے سچے اور مخلص مجاہدین ہیں جو انگریزوں کے خلاف صف آراء ہیں۔ اپنے خاندان کے لوگوں کو عموماً اور مولانا حامد میاں، مولانا ماجد میاں کو خصوصاً حکم دیتا ہوں کہ یہ دونوں انگریزوں کے خلاف تحریکات میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ چنانچہ مولانا بدایونی صاحب اور آپ کے برادر بزرگ مولانا ماجد بدایونی نے اپنے پیر و مرشد کے حکم کے مطابق ہندوستان کے ایک ایک گوشہ میں پہنچ کر تحریک خلافت کو مستحکم اور مضبوط کیا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی ڈسٹرکٹ کمیٹی خلافت کمیٹی بدایوں کے جنرل سیکریٹری رہے۔ یوپی، خلافت پراونشل کمیٹی اور سینٹرل خلافت کمیٹی بمبئی کی مجلس عاملہ کے رکن رہے اور پورے ہندوستان کے صوبجات میں تحریک خلافت کے پیغام کو مقبول بنانے میں منہمک رہے۔

تحریک خلافت مسلمانوں کی زندگی میں ایک ایسی عظیم الشان تحریک تھی جس نے ہندوستان اور عالم اسلامی کے ٹوٹے ہوئے رشتوں کو ایک مرتبہ پھر جوڑ دیا اور مسلمان جسم واحد کی طرح ایک ہوگئے۔ ترکوں کی امداد اور تحریک آزادی کو مؤثر بنانے کے لئے علی برادران اور زعمائے خلافت نے گاندھی جی کو انتہائی کوششوں کے بعد اپنے ساتھ شامل کیا اور ہزار ہا روپیہ گاندھی کی لیڈری اور ہندو مسلم اتحاد کی خاطر خرچ کیا لیکن تجربے اور مشاہدے نے اس چیز کو واضح کر دیا کہ گاندھی جی اور ہندو قوم مسلمانوں کی اس تنظیم کو کسی طرح گوارا نہ کر سکے۔ پنڈت مالویہ، پٹیل اور تمام ہندو زعماء ہر موقع پر در پردہ اس عظیم تحریک کے خلاف سازشوں میں مصروف رہے۔ چنانچہ ایک طرف چوری چورا کا ڈھونگ رچایا گیا تو دوسری طرف متھرا، آگرہ وغیرہ کے اضلاع میں مسلمانوں کو آریہ بنانے کی منظم مہم شروع کی گئی اور وہ گاندھی جی جنہیں علی برادران میدان سیاست میں لائے تھے، شردھانند کی تحریک آریہ سماج سے خلا ملا کی باتیں کرنے لگے۔ دوسری جانب اسمبلی میں نہرو رپورٹ پیش ہوگئی۔ یہ رپورٹ مسلمانانِ ہند کی غیرت قومی کے لئے ایک چیلنج تھی۔ مولانا محمد علی اس رپورٹ کے بعد اور علامہ بدایونی صاحب شدھی کے آغاز کے وقت کانگریس سے علیحدہ ہوگئے اور جہاں جہاں شدھی کا کام کیا جا رہا تھا، ان حلقوں میں پہنچ کر مستقل طریقے سے تبلیغی جدوجہد شروع کر دی اور مرکزی تبلیغ الاسلام انبالہ و آگرہ کی جمعیت میں ایک فعال رکن کی حیثیت سے شریک ہوگئے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ تحریک خلافت نے اپنے تمام کارکنوں کے اندر باہم محبت و اخلاص کی ایک لہر دوڑا دی تھی۔ بایں ہمہ کہ

Marfat.com

تحریک خلافت بعض وجوہات کے باعث ایک مستقل سیاسی تحریک کی حیثیت حاصل نہ کرسی مگر ہندوستان کے مسلمان کے قلوب و اذہان میں آزادی کی بے انتہا تڑپ پیدا کرنے میں تحریک خلافت کے کردار کو کوئی بھی غیر جانبدار مؤرخ نظر انداز نہیں کرسکتا۔

مسلم کانفرنس اور مولانا بدایونیؒ: ہندوؤں کی روایتی تنگ نظری اوران کی متعصبانہ تحریکات نے مسلمانوں کی آنکھیں کھول دیں اور اب ان میں بیداری کا جذبہ تیزی سے پرورش پانے لگا۔ پڑوسی قوم کی عہد شکنی اور سازشی ذہنیت کی بناء پر وہ مجبور ہوئے کہ اپنا ایک جداگانہ نظام عمل قائم کریں۔تحریک خلافت کے بعد ہز ہائی نس آغا خان کی صدارت میں مسلم کانفرنس کی بنیاد پڑی جس کے پہلے جنرل سکریٹری مولانا شفیع داؤدی تھے اور خلافت کے تمام زعماء جن میں مولانا بدایونی صاحب صف اول میں شامل تھے مسلم کانفرنس کی تحریک میں شریک ہوگئے۔تاآنکہ لندن میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس منعقد ہوئی۔اس کانفرنس کی معرکۃ الآراء تقریر رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر کی تھی جو یادگار زمانہ سمجھی گئی۔ جسے مولانا بدایونی نے مجلس خلافت کمیٹی بدایوں کی جانب سے کتابی شکل میں شائع کیا۔

رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر کا اس کانفرنس کے زمانے میں انتقال ہوگیا اور آپ کی میت بیت المقدس میں دفن کی گئی۔ لندن کانفرنس کے بعد مسٹر جناح نے مسلمانان ہندوستان کے مطالبات کو وزنی اور مؤثر بنانے کے لئے اولاً مولانا شوکت علی صاحب اور نواب اسماعیل خان صاحب سے مشورے کئے اور طے کیا کہ مولانا شوکت علی کی قیام گاہ واقع قرول باغ دہلی میں ہندوستانی مسلمانوں کی مختلف جماعتوں کو مدعو کیا جائے۔ چونکہ مولانا بدایونی یوپی میں جمعیۃ علماء کو منظم فرماچکے تھے۔لہٰذا وہ اس کی طرف سے مندوب ہوکر دلی کانفرنس میں شریک ہوئے اور بعدۂ خلافت کی وہ جماعت جو ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت کی حیثیت رکھتی تھی،اس کے اکثر و بیشتر افراد مسٹر جناح کے مؤید ہوگئے۔ مسٹر جناح نے طے فرمایا کہ ہونے والے انتخابات میں مسلمانوں کی نمائندگی صرف مسلم لیگ کرے گی۔تمام صوبہ جات میں پارلیمنٹری بورڈ تشکیل دیئے گئے اور انتخابی دورے شروع ہوگئے۔ جمعیۃ علمائے ہند دلی جو کانگریس پرستی میں مشہور و یگانہ حیثیت رکھتی تھی اس کے چند ارکان کچھ دنوں تک مسٹر جناح کے ساتھ رہے لیکن بعد میں یہ تمامی افراد کانگریس کے ہم نوا ہوگئے۔علامہ بدایونی صاحب یوپی، سی پی، بہار، اڑیسہ، بنگال، آسام، بمبئی، کراچی، سندھ، بلوچستان، پنجاب، صوبہ سرحد کے دورافتادہ مقامات پر مسلم لیگ کے انتخابات میں نمایاں طور پر لیگ کے لئے سرگرم عمل رہے۔خان برادران کے مقابلے میں جو معرکہ ہوا اس میں مولانا بدایونی صاحب کی گراں قدر خدمات ایسی ہیں کہ آپ کو ''فاتح سرحد'' کا خطاب دیا گیا۔ اسی طرح سلہٹ، بنگال جہاں مولانا حسین احمد ٹانڈوی کا اثر خاص تھا اور جسے مولانا کا حصن حصین کہا جاتا تھا، علامہ بدایونی نے کانگریسی طائفے کے مقابلے میں الحمدللہ شاندار طریقے سے مسلم لیگی امیدوار کو کامیاب بنایا۔ ہندوستان کے تمام گوشوں میں مسلم لیگ کانفرنسیں ہوئیں۔ ان کانفرنسوں میں مولانا بدایونی صاحب شریک ہوتے اور مسلم لیگ کو مستحکم کرنے اور پاکستان کے قیام کی تحریک کو نہایت ہی مؤثر اور دل نشیں انداز میں پیش فرماتے۔

یہ خصوصیت مولانا بدایونی صاحب کو ہی حاصل رہی کہ آپ مسلم لیگ کے اسٹیج سے ہمیشہ مذہبی داعیات پیش کرتے رہے۔ مولانا کی تقریروں میں ہمیشہ یہ پہلو نمایاں رہتا کہ ہم ایسا پاکستان بنانا چاہتے ہیں جہاں کتاب وسنت کے مطابق حکومت کی جائے اور جہاں ایسا معاشرہ تیار کیا جائے جو حرام کاریوں سے دور ہو۔ اور فواحش کا مرتکب نہ ہو۔مولانا بدایونی صاحب مسلم لیگ کانفرنس

Marfat.com

منعقدہ لکھنؤ ۱۹۳۷ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک مسلم لیگ اور قیام پاکستان کی تحریک میں سراپا مشغول رہے۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ اور خان لیاقت علی خانؒ نے ایک وفد سعودی عربیہ مولانا بدایونی صاحب کی سربراہی میں روانہ کیا۔ جو ظاہری طور پر تو حاجیوں کا ٹیکس بند کرانے کے سلسلے میں بھیجا گیا مگر اصل غرض یہ تھی کہ حجاج کرام اور دنیائے عرب کو پاکستان اور مسلم لیگ کے موقف سے روشناس کرایا جائے۔ چنانچہ علامہ بدایونیؒ صاحب، مولانا عبدالعلیم صاحب صدیقی اور سیدنا طاہر سیف الرحمٰن (روحانی پیشوا جماعت بوہرہ) کے نمائندے ملا عبدالرسول صاحب نے شبانہ روز جدوجہد کی۔ الحمدللہ کہ وفد اور سلطان ابن سعود کے مابین کامیاب مذاکرات ہوئے۔ سلطان ابن سعود نے وفد کے نقطۂ نگاہ کو توجہ سے سننے کے بعد تسلیم کرلیا کہ حاجیوں پر ٹیکس لگانا ناجائز ہے۔ اس وفد کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف تو مصر۔ عراق۔ شام۔ انڈونیشیا کے لوگ مسلم لیگ اور پاکستان کے موقف سے متعارف ہوگئے اور دوسری طرف سلطان ابن سعود نے ۴۰۰ روپے سے زیادہ کا حج ٹیکس ختم کردیا۔ تا آنکہ پاکستان مولانا شوکت علی، علامہ بدایونی، نواب اسماعیل خان اور تمام ارکانِ خلافت کی قربانیوں اور مساعی کی بدولت بن گیا۔ اگرچہ ہندوستان کے ہندوؤں نے پاکستان بنانے کے جرم میں مسلمانوں کا قتل عام شروع کردیا اور ان کو ہر طرح مجبور کیا کہ وہ پاکستان کے قیام سے باز آجائیں مگر؟

ع اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

پاکستان بن گیا۔

مولانا بدایونی صاحب اور کانگریسی حکومت کی یلغار: کیونکہ علامہ بدایونی صاحب مسلم لیگ کی صف اول اور علماء کی طرف سے کانفرنس کے میدانوں میں اکثر و بیشتر علمائے کلمۃ الحق کے داعی تھے اور آپ نے کسی وقت بھی دامن اسلام کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ مولانا کی راہ میں طرح طرح کی الجھنیں ڈالی گئیں۔ اور پھر ایسی حالت میں جب کہ قائداعظم، خان لیاقت علی خاں، اکثر و بیشتر افراد کو پاکستان لے جانے کی تحریک کا آغاز کر چکے تھے۔ ہندوؤں کی ہمتیں زیادہ سے زیادہ بڑھ گئیں۔ ضلع بدایوں پورے یوپی میں مسلمانوں کی اکثریت اور حمیت اسلامی کی وجہ سے مشہور تھا اس لئے کانگریس نے اندرون خانہ طے کیا کہ یوپی کے اضلاع میں جہاں جہاں مسلمانوں کا زور ہے اسے توڑ دیا جائے۔ گائے کی قربانی ہندوؤں کے لئے سب سے بڑی تکلیف دہ بات تھی۔ مولانا بدایونی صاحب کے مکان میں اندرونی محل برسہا برس سے قربانی ہوتی چلی آرہی تھی۔ مقامی حکام نے پہلے تو مسلم لیگ کے ان ممبروں کو جو اس کے سہارے پر ہمیشہ محرک رہا کرتے تھے، آمادہ کیا کہ وہ ایک جلسہ کر کے طے کریں کہ اس سال قربانی نہ ہوگی۔ مولانا بدایونی صاحب نے جامع شمسی بدایوں میں نماز جمعہ پڑھا کر اپنی تقریر میں فرمایا۔ قربانی مسلمانوں کا مذہبی شعار ہے جسے ترک نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کانگریس نے قربانی بند کرنے کا کوئی فیصلہ کیا ہے۔ اگر فیصلہ بھی کرلے تب بھی مسلمانوں پر قربانی کرنا واجب ہوجائے گا۔ حکام کے کاسہ لیسوں نے کلکٹر ضلع کو باور کرادیا کہ شہر میں ایک بھی قربانی نہ ہوگی اور نہ مولانا بدایونی صاحب قربانی کریں گے۔ ازاں بعد اس قصائی برادری کو جس کی اکثریت مولانا بدایونی صاحب کے خاندان سے بیعت تھی، مجبور کیا کہ وہ مولانا بدایونی صاحب کے ہاں قربانی کرنے نہ جائے۔ مولانا بدایونی صاحب نے نماز عیدالاضحیٰ پڑھا کر اپنے خطبے میں فرمادیا کہ ''میں قربانی جس طرح سے ہمیشہ کرتا رہا ہوں اسی طرح کروں گا۔ ہر مسلمان اپنے ضمیر اور عقیدے کے مطابق عمل کرنے کا مجاز ہے۔'' چنانچہ جامع مسجد سے آکر قربانی ادا کی۔ شہر میں جیسے ہی خبر

Marfat.com

پہنچی تو دیگر محلے کے مسلمانوں کا بھی حوصلہ بڑھا اور پھر ہر محلے میں مسلمانوں نے ہمت و بہادری سے فریضۂ قربانی ادا کیا۔ اس واقعے کے بعد کلکٹر اور محکمہ پولیس مولانا کے خلاف مختلف قسم کے اقدامات کا ارادہ رکھتا تھا مگر مولانا قربانی کے واقعے کے بعد ہی مسلم لیگ کے اہم جلسے میں شرکت کے لئے لکھنؤ آ گئے اور پھر لکھنؤ سے مجالس محرم پڑھنے بمبئی تشریف لے آئے جہاں کے لئے آپ کی تقاریر پہلے سے طے تھیں اور ادھر مولانا کے پیچھے پیچھے وارنٹ گرفتاری پھرتا رہا۔ بمبئی سے مولانا سیدھے کراچی کے لئے عزم ہو گئے۔ کیونکہ یہاں مسلم لیگ کا وہ اہم جلسہ ہونے والا تھا جس میں ہندوستان کے لئے علیحدہ اور پاکستان کے لئے جدا مسلم لیگیں بننے والی تھیں۔ اسی درمیان میں تحریک ہجرت زور شور سے جاری تھی اور گاڑیوں میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا۔ چند افراد بدایوں سے آ گئے۔ جن سے مولانا بدایونی کو یو پی کے حالات کا علم ہوا۔ آپ نے قائداعظمؒ اور خان لیاقت علی خانؒ سے مشورہ کیا۔ ہر دو قائدین نے یہی رائے دی کہ آپ ہرگز ہندوستان واپس نہ جائیں اور اہل وعیال کو بھی جلد کراچی بلا لیں۔ مولانا نے اس مشورے کو قبول کرتے ہوئے کراچی میں مستقلاً رہنے کا ارادہ کر لیا اور جب سے کراچی میں مقیم رہے۔ (جناب محترم سید ہاشم رضا ایڈمنسٹریٹر کراچی نے آپ کو گارڈن ویسٹ میں ایک مکان الاٹ کر دیا)

مولانا بدایونیؒ کی کراچی میں مصروفیات اور مشاغل

مرکزی مہاجرین کمیٹی کا قیام: کیونکہ مہاجرین کا ایک سیلاب سراسیمگی کی حالت میں کراچی کی طرف چلا آ رہا تھا اور اس کا کوئی نظام موجود نہ تھا اس لئے مہاجرین کو شدید پریشانیوں اور مصیبتوں کا سامنا تھا۔ اس لئے مولانا بدایونی صاحب نے اپنی پہلی قیام گاہ واقع آدم مسجد میں تقریباً ہندوستان کے ہر صوبے اور علاقے کے نمائندوں کا ایک عظیم الشان جلسہ مدعو کر کے مرکزی مہاجرین کمیٹی کی بنیاد ڈالی اور تھوڑے ہی عرصے میں مرکزی مہاجرین کمیٹی کی سب سے بڑی جماعت بن گئی۔ جس کے عمومی جلسے میدان آرام باغ اور شہر کے بڑے بڑے حصوں میں منعقد ہوتے۔ مہاجرین کی ضروریات کو پورا کیا جاتا اور مستقل دوڑ دھوپ کر کے ارباب حکومت سے ضروریات پوری کرائی جاتیں۔ بدقسمتی سے اس وقت عمال میں بعض افراد مہاجر کش ذہنیت کے بھی تھے جنہیں مہاجرین کی تنظیم کسی طرح پسند نہ تھی۔ اور وہ مہاجرین کے مطالبات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ مسائل میں مسلسل پیچیدگیاں بڑھتی گئیں۔ مگر مرکزی مہاجرین کمیٹی نے طے شدہ مطالبات کا کام جاری رکھا۔

مولانا بدایونی صاحب کی گرفتاری: یہ حالات کی انتہائی ستم ظریفی اور مقام حیرت ہے کہ مولانا بدایونی صاحب جیسے شخصیت، جسے انڈیا میں کانگریس حکومت گرفتار نہ کر سکی اور جس شخص نے اپنی زندگی کے دس قیمتی سال مسلم لیگ اور پاکستان کے لئے قربان کر دیئے۔ اس کو چند خود غرض عمال نے اپنے ذاتی جذبہ کے تحت کراچی جیل میں سیفٹی ایکٹ کے تحت تین ماہ کے لئے ڈال دیا۔ مولانا بدایونی صاحب کراچی جیل کے اس کمرے میں رکھے گئے جہاں کبھی مولانا محمد علی جوہر رکھے گئے تھے آپ نے کراچی جیل میں قیدیوں کی تعلیم، ان کی اخلاقی حالت کی درستی اور تحریک نماز میں اپنا بیشتر وقت صرف کیا اور جیل والوں کو نمازی بنا دیا۔ مولانا نے کراچی جیل میں یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، یوم حسینؓ، یوم سیدنا غوث الاعظمؒ جیسی تقاریب کی ابتدا بھی کی۔ تین مہینے کی مدت گزارنے کے بعد مولانا جیل سے باہر آئے۔

جشن میلاد نبویؐ اور مولانا بدایونیؒ: مولانا بدایونی نے ابتداً

Marfat.com

جمعیۃ علمائے پاکستان کے قیام کے بعد جشن میلا دنبوی کی تحریک کو اپنے ہاتھ میں لیا اور جمعیۃ علمائے پاکستان اور مرکزی مہاجرین کمیٹی کی جانب سے پہلے سال جلوس نبوی عظیم الشان جلسہ میلا د اور شہر میں چراغاں کرنے کا اہتمام کیا۔ خواجہ شہاب الدین صاحب اور مسٹر محمد ایوب کھوڑو (اس وقت کے وزیر اعلیٰ سندھ) سے ملاقاتیں کیں۔ خواجہ برادران نے اوّل تو عید میلاد اور چراغاں پر مذہبی حیثیت سے بعض شبہات کا اظہار فرمایا لیکن مولانا بدایونی صاحب کے دلائل اور معلومات سے لبریز مضمون سننے کے بعد آرام باغ کے جلسے عام میں شریک ہونے کا وعدہ کرلیا۔ یہ پہلا جلسہ کراچی کی تاریخ میں عدیم المثال جلسہ تھا جس میں خواجہ ناظم الدین، خواجہ شہاب الدین اور مسٹر ایوب کھوڑو نے شرکت کی۔ اسی طرح جو جلوس اس سال مسٹر ایوب کھوڑو کی قیادت میں نکالا گیا اس جیسا جلوس کراچی میں پھر کبھی نہیں نکلا اور نہ اس جیسا چراغاں کبھی ہو سکا۔ مولانا بدایونی کا یہ اقدام اول ان کی کراچی کی زندگی میں ایک بہترین اقدام تھا جو طبقہ اہل سنت کے معمولاتِ دیرینہ کے لئے ایک مستقل شاہراہ بن گیا۔

دستور سازی اور مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان: جمعیۃ علمائے پاکستان نے جس وقت میلاد کانفرنس کامیابی کے شاتھ ختم کر لی اس وقت پاکستان کے دستور کا مسئلہ شروع ہو چکا تھا۔ جمعیۃ علمائے پاکستان نے تقریباً ۷ یا ۸ عظیم الشان سالانہ کانفرنسیں منعقد کیں۔ جن میں صوبہ سرحد، سندھ، بلوچستان، پنجاب، مشرقی پاکستان کے علماء اور مشائخ سیکڑوں کی تعداد میں شریک ہوتے رہے۔ (حضرت نور المشائخ پیر طریقت ملائے شور بازار۔ فضل عمر فاروق مجددی افغانی، حضرت پیر شاہ آغاز صاحب، عبداللہ صاحب فاروقی مجددی سرہندی، حضرت پیر بھر چونڈی شریف، حضرت پیر ہمایوں صاحب، حضرت پیر مشوری صاحب، حضرت مولانا ابوالحسنات صاحب قادری، حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب کاظمی، حضرت مولانا سید مسعود علی صاحب قادری، صاحبزادہ فیض الحسن صاحب، مولانا قاری طفیل احمد صاحب اور مقامی علماء و مشائخ کافی تعداد میں شرکت فرماتے رہے اور اپنے خیالات عالیہ سے سرفراز فرماتے رہے۔) جمعیت کی ان کانفرنسوں میں اور عمومی جلسوں میں بتایا جاتا رہا کہ جن لوگوں نے پاکستان بنایا ہے اور اس کے لئے قربانیاں دی ہیں ان کی متفقہ خواہش ہے اور مطالبہ ہے کہ پاکستان کا وہی دستور قابل قبول ہوگا۔ جو کتاب وسنت اور فقہ کے مطابق ہو۔ جمعیۃ علمائے پاکستان نے تمام مشائخ علماء کو اپنے پلیٹ فارم پر یکجا کرلیا۔

کشمیر کانفرنس میں وزرائے حکومت پاکستان خواجہ شہاب الدین اور نواب مشتاق احمد گورمانی بھی شریک ہوتے رہے۔ سردار محمد ابراہیم خان اور دوسرے بڑے بڑے زعماء جمعیۃ علمائے پاکستان کے جلسوں میں شریک ہوئے۔ جمعیۃ علمائے پاکستان کی کانفرنس آرام باغ اور جہانگیر پارک اور ککری گراؤنڈ میں منعقد ہوا کرتی تھی جس میں کراچی کے لاکھوں مسلمان شریک ہوتے رہے اور سب کا یہی متفقہ مطالبہ رہا کہ دستور وہی قابل قبول ہوگا جو کتاب وسنت اور احکام فقہ کے مطابق ہو۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے دستور کے سلسلے میں اپنے مسودات شائع کر کے حکومت کے حوالے کئے۔ (۳۳ علماء کا جو اجتماع کراچی میں دستور کی ترتیب کے لئے منعقد ہوا اس کے اندر علامہ بدایونی، مولانا مفتی صاحب داد خان صاحب نے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی طرف سے نمائندگی فرمائی۔) جمعیۃ علمائے پاکستان کے اغراض و مقاصد میں پاکستان کی حفاظت وصیانت داخل تھی۔ چنانچہ پاکستان کی تبلیغ واشاعت کے ساتھ اس کے وفود نہ صرف پاکستان بلکہ مصر، حجاز، عراق، ترکی، لندن، روس، چائنا، الجزائر، تیونس،

Marfat.com

کویت، ایران، بحرین بھی گئے اور انتہائی مفید خدمات انجام دیتے رہے (اور آج تک ان ممالک کے علماء، مشاہیر علامہ بدایونی کو یاد فرماتے ہیں۔ مصر، عراق، سعودی عربیہ، تیونس، کویت وغیرہ سے خط و کتابت رہتی ہے) جمعیۃ علمائے پاکستان نے حسب ذیل مشاہیر عالم اسلامی سے ملاقاتیں کیں اور ان میں سے اکثر کو اپنے یہاں کے اجتماعات میں مدعو بھی کیا: ا۔ مفتی اعظم فلسطین سید امین الحسینی ۲۔ جناب محترم بورقیبہ۔ صدر حکومت تیونس ۳۔ شہنشاہ ایران ۴۔ شہنشاہ فیصل ۵۔ وزرائے کویت و بحرین ۶۔ شیخ محمد سرور الصبان۔ سیکریٹری جنرل، رابطہ عالم اسلامی۔

عالم اسلامی کے طلبا اور قائدین بھی جمعیۃ علمائے پاکستان کے اجتماعات میں شریک رہے۔ مملکت پاکستان کے گورنر جنرل اسکندر مرزا، جناب سردار عبدالرب نشتر مرحوم، ڈاکٹر سیدنا طاہر سیف الدین صاحب امیر جماعت بوہرہ، مسٹر آغا اصفہانی، علامہ رشید ترابی و دیگر فرقہ کے بہت سے زعماء جمعیت کے اسٹیج پر لاکر خطاب کرتے رہے جناب دین محمد صاحب گورنر سندھ اور دوسرے اکابر بھی جمعیۃ کے جلسوں میں شریک ہوتے رہے۔

مولانا بدایونی صاحب نے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کو پوری دنیائے اسلامی میں متعارف کراتے ہوئے دنیائے اسلام کے جمعیۃ علمائے پاکستان کے تعلقات کو مستحکم بنیاد پر قائم کر دیا اور مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے کاموں میں پاکستان کے علاوہ عالم اسلامی کے مسائل خاص طور پر سامنے رہے۔ عالم اسلامی کا شاید ہی کوئی اہم مسئلہ ایسا ہو جس میں جمعیۃ العلمائے پاکستان کی آواز اور اعانت شامل نہ رہی ہو۔ جمعیۃ علمائے پاکستان وقتاً فوقتاً مختلف چودہ ارکان پر مشتمل جو وفد مولانا بدایونی کی قیادت میں حجاز مقدس بھیجا گیا۔ اس سلسلے کے مضامین بزبان عربی، فارسی اور ترکی اور اردو میں شائع کیے گئے۔ اسی طرح جن جن ممالک میں مولانا بدایونی صاحب نے پہنچ کر کام کیا ان کی روئیدادیں بھی مختلف زبانوں میں شائع ہوتی رہیں۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان اصلاح اخلاق، معاشرہ اور انسدادِ محرمات کے لئے پوری سرگرمی سے کام کرتی رہی۔ یوم انسداد محرمات اور بداخلاقیوں کی روک تھام کے لئے علامہ بدایونی مسلسل قلمی جہاد فرماتے رہے۔

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے اپنی حکومت کو وقتاً فوقتاً یہی مشورہ دیا کہ وہ کتاب و سنت اور احکام فقہ کی روشنی میں کام کرے اور ایسے مسودات تیار کرائے جو کتاب و سنت اور احکام الٰہی کے مطابق ہوں چنانچہ حکومت پاکستان نے ایک بنیادی و اساسی کام یہ کیا کہ ایک اسلامی مشاورتی کونسل قائم کر دی جس کے حضرت علامہ بدایونی بھی ایک رکن تھے اور آپ پوری آزادی کے ساتھ محرمات کے انسداد اور بندشوں کے متعلق اپنی سفارشات قلمبند فرما کر کونسل کو دیتے رہتے تھے۔ شراب نوشی، سود اور دیگر محرمات کے خلاف آپ حکومت کو اپنی سفارشات دیتے رہتے ہیں۔

جب کبھی ہندوستان یا اس کے معاونین کی طرف سے پاکستان کے خلاف کوئی اقدام کیا جاتا تو جمعیۃ علمائے پاکستان پوری قوت کے ساتھ اپنے شدید ردعمل کا اظہار کرتی۔ ۱۹۶۵ء میں جب بھارت نے یکبارگی پاکستان پر فوجی حملہ کر کے جنگ کا آغاز کیا اور پاکستان نے اپنی مدافعت کی تو سب سے پہلے علامہ بدایونی اور مرکزی جمعیت علمائے پاکستان نے اس لڑائی کو جہاد مقدس کے نام سے یاد کر کے پوری ملت پاکستان کو آمادہ جہاد کیا۔ تمام مشائخ و علماء نے الحمدللہ اپنا فرض ادا کیا اور مریدین و معتقدین وطلباء میدان میں ہو گئے اور دشمن کے دانت کھٹے کر دیئے۔

مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے کسی وقت بھی اپنے مذہبی موقف کو ترک نہ کیا اور نہ کبھی پاکستان کی سالمیت اور حفاظت کے جذبے سے اپنے کو خالی رکھا۔

Marfat.com

جہاد اور مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان: ستمبر ۱۹۶۵ء میں جس وقت ہندوستان نے پاکستان کے خلاف جنگی اقدامات کئے تو سب سے پہلے مرکزی جمعیت علمائے پاکستان نے اس لڑائی کو جہاد قرار دے کر انتہائی سرگرمی کے ساتھ پوری قوم کو پاکستان کی حفاظت کے لئے تیار کیا۔ مولانا بدایونی صاحب اور مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کی مجلس عاملہ اور تمام مشائخ و علمائے اہل سنت پورے جوش و جذبے کے ساتھ میدانِ عمل میں آ گئے۔ علامہ بدایونی صاحب نے ایک وفد ترتیب دیا جس میں کراچی۔ لاہور۔ پنڈی اور دیگر شہروں کے چودہ علماء شامل ہوئے اور علامہ بدایونی صاحب کی سرکردگی میں یہ وفد فیلڈ مارشل ایوب خاں سے ملتا ہوا آزاد کشمیر اور مغربی پاکستان کے جنگی علاقہ جات میں ایک ماہ تک دورہ کرتا رہا۔ دو لاکھ روپے سے زیادہ کا سامان اور گیارہ ہزار روپے نقد آزاد کشمیر کے صدر کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

مرکزی جمعیۃ علماء اور عالم اسلامی کی تحریکات: مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان جہاں اندرونِ پاکستان مذہبی اور قومی معاملات میں مشغول اور ملت مسلمہ پاکستان کے معاشرے کی اصلاح و درستی میں مشغول رہی۔ وہ ۵۷ء سے لے کر اب تک مسلسل علام اسلامی کے مسائل میں بھی دلچسپی لیتی رہی پاکستان میں عالم اسلامی کے جس قدر مشاہیر تشریف لائے ان سب کو اپنے یہاں مدعو کرتی رہی۔ علامہ بشیر ابراہیمی الجزائری، مفتی اعظم فلسطین اور سربراہان ممالک اسلامیہ کو جمعیۃ علمائے پاکستان کے صدر مولانا بدایونی صاحب مدعو کرتے رہے۔ مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کے مؤقر وفود متعدد بار سعودی عربیہ، مصر، عراق۔ (یو کے، روس، چین) جزائر، تیونس، نائیجیریا، کویت، ایران، بحیرین جیسے ممالک میں جا کر کام کرتے رہے۔ پاکستان و عالم اسلامی سے تعلقات کو مستحکم رکھنا جمعیۃ کا اولین فریضہ رہا۔ سربراہان ممالک اسلامیہ میں ہز میجسٹی شاہ فیصل (سعودی عربیہ) جمال ناصر صدر جمہوریہ مصر۔ صدر عراق۔ صدر تیونس۔ شہنشاہ ایران۔ شیخ کویت۔ شیخ بحرین سے علامہ بدایونی صاحب اور ان کے رفقاء نے ملاقاتیں کیں۔ وفود میں مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کے زعماء و علماء بھی شریک رہے۔ مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کے صدر مولانا بدایونی صاحب تمام علماء سے اتحاد کی تحریک کو عملاً مستحکم کرتے رہے۔

یہودیوں اور عربوں کی جنگ: مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان مولانا بدایونی صاحب کی قیادت میں ایک ایسی متحرک۔ زندہ جماعت رہی جس نے کسی وقت بھی عالم اسلامی کے معاملات سے بے پروائی اختیار نہیں کی۔ جیسے ہی عربوں اور یہودیوں کی جنگ کی اطلاعات اخبارات میں شائع ہوئیں سب سے پہلے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے عربوں کی اس لڑائی کو جہاد قرار دیا اور بڑے بڑے پوسٹر شائع کئے۔ اولاً مجلس عاملہ کے ارکان کا ایک جلسہ منعقد کیا گیا۔ بعدازاں میدان آرام باغ میں کراچی کی بارہ سیاسی جماعتوں کے اشتراک عمل سے مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان کا ایک اہم جلسہ سفیر شام کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں پوری قوت کے ساتھ یہودیوں کے حملے کی شدید مذمت کی گئی اور عربوں کی حمایت کا اعلان کیا گیا۔ اس کے بعد مرکزی جمعیۃ علمائے پاکستان نے عربوں کی امداد کے لئے ایک تحریک مساجد میں شروع کی۔ ایک ہفتے کے اندر اندر ڈھائی ہزار روپے کے کمبل شرق اردن روانہ کئے گئے اور کئی صد روپیہ صدر پاکستان کے عرب فنڈ میں جمع کیا گیا۔ مولانا بدایونی صاحب یہودیوں کی جنگ کے آغاز سے لے کر اس وقت تک اپنے بیسیوں بیانات میں عرب اتحاد پر زور دیتے ہوئے برابر کہہ رہے ہیں کہ بیت المقدس تمام عالم اسلامی کے مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے اس لئے بیت المقدس کی جنگ تمام عالم کے مسلمانوں کی جنگ ہے۔ الحمد للہ حکومت پاکستان کا موقف نہایت عمدہ اور واضح رہا۔ جسے عربوں نے بھی کافی پسند کیا۔ جمعیۃ

Marfat.com

علمائے پاکستان جب تک بیت المقدس اور اس کے علاقے عربوں کو واپس نہ مل جائیں خاموشی سے نہ بیٹھے گی۔

مولانا بدایونی اور اصلاح قوانین پاکستان: چونکہ حضرت علامہ بدایونی صاحب حکومت پاکستان کو شروع سے یہ مشورہ دیتے چلے آئے ہیں کہ وہ اپنے دستور کو کتاب وسنت کے مطابق بنائے اس لئے حکومت پاکستان نے کئی سال ہوئے قوانین کی درستی کے لئے ایک بورڈ بنایا جس کا نام اسلامی مشاورتی کونسل رکھا۔ مولانا بدایونی صاحب اس مشاورتی کونسل میں شروع سے لے کر اس وقت تک ایسی تجاویز پیش کرتے رہے کہ جن سے پاکستان کا دستور کتاب وسنت کے مطابق ہو جائے۔ جب بھی اسلامی مشاورتی کونسل اپنی مفصل رپورٹ شائع کرے گی اس وقت معلوم ہوگا کہ مولانا بدایونی صاحب نے کیا کیا مسودات ترتیب دیئے۔

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا قیام: علامہ بدایونی صاحب کی یوں تو تمام تر زندگی تبلیغی۔ علمی۔ مذہبی۔ روحانی خدمات سے عبارت رہی لیکن پاکستان میں قیام کی غرض مولانا بدایونی صاحب کے نزدیک یہی تھی کہ پاکستان میں ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جس میں علوم قدیمہ۔ علوم جدیدہ دونوں کو یکجا کیا جائے۔ علوم قدیمہ کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ کی تعلیم بھی دی جائے۔ علماء کو عربی کے علاوہ چار پانچ عالمی زبانیں بھی سکھائی جائیں اور مذاہب عالم سے بخوبی واقف کرایا جائے۔ اس جامعہ میں ایک وسیع لائبریری بھی ہو۔ اس مقصد کے لئے مولانا بدایونی صاحب نے پہلے تو آٹھ سال تک ہندوؤں کی جائیداد متروکہ میں ایک ایسی وسیع عمارت حاصل کرنا چاہی جس میں جامعہ کے سارے نظام کو شروع کیا جاسکے۔ مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی اس لئے منگھو پیر روڈ، پر دامن کوہ میں پچھتر ہزار گز زمین حکومت پاکستان سے حاصل کی گئی۔ اس زمین کے دیئے جانے میں نواب اسماعیل خان صاحب کے بڑے صاحبزادے مسٹر مدنی آئی سی ایس کی کوششوں کو خاص دخل رہا اور فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب صدر پاکستان کی خدمت گرامی میں جامعہ کا یہ خاکہ جناب مسٹر مدنی کی کوشش سے پہنچا۔ ممدوح نے جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا سنگ بنیاد رکھنا منظور فرمالیا۔ سنگ بنیاد کا یہ جلسہ ایک تاریخی قسم کا جلسہ ہوا۔ جس میں صدر مملکت پاکستان نے جامعہ کے خاکے کو بہت پسند فرمایا اور جامعہ کی تعمیر کے لئے ایک لاکھ روپے کے گرانقدر عطیہ کا اعلان فرمایا اس وقت سے اب تک چار لاکھ روپے کے قریب کی عمارت تیار ہو چکی ہے جس میں ایک وسیع لائبریری۔ نو بڑے کمرے۔ ہر کمرے میں چار طالب علم کے رہنے کی جگہ رکھی گئی ہے۔

ایک عظیم الشان دروازہ اور سات کمرے طلباء کی رہائش کے لئے ایک بڑا ڈائننگ ہال۔ تین بنگلے اساتذہ کرام کے قیام کے لئے بنائے جاچکے ہیں۔ مصر سے دو بہترین قاری تشریف لا چکے ہیں جنہوں نے تجوید وقرأت کا درس دینا شروع کر دیا ہے۔ ایک پاکستانی قاری اور ایک پاکستانی عالم مقرر ہو چکے ہیں۔ درس نظامی کا آغاز ہو چکا ہے۔ معینہ نصاب کے مطابق عنقریب کام شروع ہونے والا ہے۔ طوفانی بارشوں کے باعث تعمیر اور نصاب جامعہ کے شروع ہونے میں تاخیر ہوتی رہی۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ مولانا بدایونی صاحب کی زندگی کا ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی یاد برسہابرس تک قائم رہے گی۔

عالم اسلامی میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے وفد کا دورہ: عربی۔ انگریزی۔ فارسی زبانوں میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا لٹریچر بیرون پاکستان اگرچہ کافی تعداد میں بھیجا جاتا رہا مگر ضرورت تھی کہ ایک موقر وفد عالم اسلامی میں دورہ کر کے جامعہ کے اغراض و مقاصد سے دنیائے اسلام کو آگاہ کرے۔ چنانچہ ایک وفد مولانا بدایونی صاحب کی قیادت میں اور سید حسین امام صاحب، آزاد بن حیدر اور بیگم بدایونی صاحب پر مشتمل حسب ذیل ممالک کے دورے پر روانہ ہوا۔ مصر، ترکی، یوکے، الجزائر، تیونس، سعودی

Marfat.com

عربیہ، کویت، عراق، ایران، نائیجیریا میں دورہ کرتا ہوا مشاہیر عالم اسلامی اساتذہ کرام، یونیورسٹیوں، کالجوں، مدرسوں میں دورہ کر کے ہر جگہ کے نصابات معلوم کرتا رہا۔ جامعہ کے علمی، عملی اقدامات وخصوصیات پر مشاہیر سے مذاکرات ہوتے رہے۔ طلباء، اساتذہ، منتظمین سے کھل کر باتیں ہوئیں۔ اس دورے میں وفد کے ارکان کو کافی سے زیادہ مفید معلومات حاصل ہوئیں۔ جہاں جہاں جو چیز بھی مفید اور بہتر معلوم ہوئی۔ مولانا بدایونی صاحب اور ارکان وفد نے اس کو نوٹ کر لیا۔ اگر ہم اس دورے کے مقامات کے جدا جدا حالات نوٹ کریں تو اس کے اندر روحانی، علمی، صنعتی اشیاء ونوادرات کا بیش بہا خزانہ موجود تھا اس لئے کہ بارہ ملکوں میں جو خصوصی نوادرات ہیں ان کے حالات پر کچھ لکھنا خود ایک مستقل کتاب کا اہتمام ہے اس سے زیادہ کی اس مختصر تذکرہ میں گنجائش نہیں۔

ہر جگہ کے افراد نے جامعہ سے تعاون کرنے کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت پیر سید عبدالقادر گیلانی صاحب سفیر عراق کی تحریک پر تقریباً چھبیس ہزار روپیہ حکومت عراق کی جانب سے ستر ہزار روپیہ سعودی عربیہ کی حکومت کی طرف سے، ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ حکومت کویت کی جانب سے جامعہ کو وصول ہوئے۔ حبیب بینک کراچی نے بیس ہزار روپیہ، نیشنل بینک کراچی نے بیس ہزار روپے، حافظ ٹیکسٹائل ملز نے تقریباً دو ہزار روپے عطا فرمائے۔ دیگر عطیات بھی موصول ہوتے رہے۔ اب تک جامعہ میں چار لاکھ روپے سے زیادہ کا تعمیری کام ہو چکا ہے۔ ایک وسیع لائبریری تیار ہوگئی ہے جس میں حکومت مصر کی طرف سے پانچ ہزار کتابیں عنقریب موصول ہونے والی ہیں۔ خود مولانا بدایونی صاحب نے اپنے ذاتی کتب خانے کو جس میں تقریباً تین ہزار کتابیں موجود ہیں۔ جامعہ کے لئے وقف کر دیا ہے۔ طلباء کی تعلیم کے لئے نو وسیع کمرے تیار ہو چکے ہیں۔ ہر کمرے میں ساٹھ طلباء کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ سات کمرے طلباء کی رہائش کے لئے مکمل ہو چکے ہیں۔ سو طلباء کے کھانے کے لئے تین وسیع کمرے بنائے جا چکے ہیں۔ ستر ہزار روپے کی لاگت سے جامعہ کا ایک وسیع دروازہ تعمیر ہو چکا ہے۔ مصر کے دو بہترین قاری تشریف لا چکے ہیں جنہوں نے شعبہ تجوید وقرأت کا آغاز فرما دیا ہے۔ درس نظامی کی تعلیم کے لئے ایک پاکستانی مدرس مامور ہو چکا ہے۔ تعلیم شروع کر دی گئی ہے۔ بیرونی طلباء بھی داخل ہو چکے ہیں جن کے قیام وطعام کا انتظام جامعہ خود برداشت کرتا ہے۔ عنقریب جامعہ میں علوم جدیدہ، علوم قدیمہ کی تعلیم کا آغاز ہو جائے گا اور جن اغراض و مقاصد کے تحت جامعہ کو قائم کیا گیا ہے اس کی تکمیل ہونے لگے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل قریب میں یہ جامعہ تبلیغی کام پاکستان اور عالم اسلامی اور ممالک غیر میں شروع کر دے گا۔ مولانا بدایونی صاحب کی زندگی کا یہ علمی کارنامہ قابل ستائش اور اس کا محتاج ہے کہ عالم اسلامی مملکت پاکستان زیادہ سے زیادہ تعاون فرمائیں۔

ہم نے انتہائی اختصار کے ساتھ مولانا بدایونی صاحب کی خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے چند گوشوں پر ہی اکتفا کیا۔ ورنہ آپ کی حیات گرامی کے معمولات وسیع سے وسیع تر ہیں جن پر قلم اٹھایا جائے تو بہت کچھ لکھنے کی گنجائش ہے۔ سیاسی طور پر ۱۹۱۸ء سے ۱۹۶۶ء تک شاید ہی کوئی دور ایسا گزرا ہو کہ آپ خاموش رہے ہوں۔ روزانہ عالمی، وطنی، مسائل دینی وقومی پر اپنے مقالات ومضامین کی اشاعت کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ تو دوسری طرف مجالس و محافل مذہبی، علمی، تاریخی تقاریر کا سلسلہ علیحدہ جاری رہتا ہے۔ خاص طور پر گیارہویں اور بارہویں شریف میں روزانہ چھ چھ تقاریر کا اوسط تیار رہتا ہے۔ آپ کی تقاریر میں بایں ہمہ کو مولانا بدایونی صاحب کی عمر اب ستر سال سے متجاوز ہو چکی ہے مگر جوش تقریر کے لحاظ سے تقریر اب بھی جوان معلوم ہوتی ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

تحریک پاکستان کے ایک مجاہد

عبدالعزیز عرفی

آدمی گزر جاتا ہے لیکن اس کے نقوشِ پارہ جاتے ہیں۔ وہ بحیثیت انسان جس قدر بلند ہوتا ہے اسی قدر اس کے نقوش دیرپا اور بلند ہوتے ہیں، اپنے اور پرائے سب ہی کی توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں، کہیں خوبیاں غالب آتی ہیں کہیں برائیاں۔ خوبیاں نہ صرف توشۂ آخرت ہوتی ہیں، بلکہ پیچھے آنے والوں کے لئے نشانِ منزل کا بھی کام دیتی ہیں، لیکن برائیاں، آخرت کی صحیح حالت تو خدا ہی بہتر جانتا ہے لیکن دنیا والے تھو تھو کرنے سے تادم آخر باز نہیں آتے، اور اس دنیا میں تو یہی اعمال کی کسوٹی ہے۔

مولانا عبدالحامد بدایونی القادری جب زندہ تھے تو ایسے حضرات کی بھی کمی نہ تھی جو ان کی باتوں کا تمسخر نہ کرتے ہوں، ان پر نکتہ چینی کے تیر نہ برساتے ہوں، لیکن جونہی انہوں نے ۲۱ر جولائی ۱۹۷۰ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اپنے اور پرائے سب ہی غم کی تصویر بن گئے۔ سب ہی کی آنکھیں اشک آلود ہو گئیں، ایسے اختلافات ہر عظیم ہستی کے ساتھ ہوا ہی کرتے ہیں، لیکن بعد میں اس کی عظمت ہی تمام عیوب پر غالب آجاتی ہے اور یہی بہتر انسان کے بہتر مسلمان ہونے کی دلیل ہے۔

مولانا عبدالحامد بدایونی ایک جید عالم اور مستند مفتی ہی نہ تھے بلکہ ایک منجھے ہوئے سیاست داں! اپنے عہد کی ایک تاریخ ایک تحریک! ان کی نظروں میں بلندی، خیالات میں وسعت اور افکار میں آفاقیت تھی! ان کا قلب جس طرح اپنوں کے لئے دھڑکتا تھا، اسی طرح دوسروں کے لئے بھی، اس لئے کہ انہیں اسلام عزیز تھا، اسلام کی سربلندی کے خواہاں تھے، اور ملت اسلامیہ کی سرفرازی ان کا مقصد حیات تھی۔

مولانا نے تقریباً ۷۲ سال قبل بدایوں کے ایک مشہور قادری خاندان میں آنکھ کھولی، آپ کے والد ماجد حکیم عبدالقیوم صاحب قادری اپنے وقت کے نہ صرف معروف طبیب بلکہ مشہور عالم دین بھی تھے، حکیم اجمل خان صاحب کی تحریک پر ان کی شادی دہلی کے ایک ذی علم گھرانے میں سید بہاؤ الدین صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی تھی جو کہ مولانا بدایونی کی والدہ ماجدہ تھیں اور یہ ان ہی خاتون کی تربیت اور نگہداشت تھی جس نے مولانا عبدالحامد بدایونی کو پروان چڑھایا۔ چونکہ جب ان کی عمر بیس یوم سے زیادہ نہ ہوئی تھی کہ ان کے والد ماجد کسی مذہبی جلسہ میں شرکت کے لئے دہلی سے پٹنہ جاتے ہوئے ریل کے حادثہ کا شکار ہو گئے تھے، اس وقت آپ کے بڑے بھائی مولانا عبدالماجد بدایونی القادری بمشکل بارہ یا تیرہ برس کے ہوں گے لیکن اس باہمت خاتون نے حالات کا دلیرانہ مقابلہ کیا، دونوں بھائیوں نے ابتدائی تعلیم بدایوں کے جدی مدرسہ قادریہ میں حاصل کی اور مدرسہ شمس العلوم بدایوں سے فارغ التحصیل ہوئے، دونوں بھائیوں کو باری تعالیٰ نے فن خطابت سے بے انتہا نوازا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ مولانا عبدالماجد بدایونی جب کبھی تقریر کرتے ہوتے تو نہ صرف مطالب و معانی کے لحاظ سے بلکہ اپنی اعلیٰ وشستہ زبان اور انوکھے انداز بیان سے سامعین کو مسحور کر دیتے تھے، یہی کچھ حال مولانا عبدالحامد بدایونی کا تھا۔ انہوں نے نوعمری ہی سے ملکی سیاست میں عملی حصہ لینا شروع کریا تھا۔ فارغ التحصیل ہوئے چند ہی روز گزرے تھے کہ برصغیر میں تحریک خلافت کا آغاز ہو گیا۔ اسی دوران شمس العلماء خواجہ حسن نظامی اجمیر شریف پہنچے تو وہاں کسی نوجوان کی تقریر کا چرچا سنا جہاں کہیں جاتے اسی تقریر کا تذکرہ سنتے، لہٰذا انہوں نے اس نوجوان سے ملنے کی خواہش ظاہر کی اور دوسرے

Marfat.com

دن ایک اٹھارہ انیس سالہ نوجوان کا تعارف کراتے ہوئے کہا گیا۔ ''یہ عبدالماجد بدایونی کے چھوٹے بھائی عبدالحامد ہیں۔

تحریک خلافت کے دوران جس طرح ہمہ گیر شہرت علی برادران کو ملی تھی، کچھ اسی قسم کی شہرت بدایونی برادران کی بھی ہونے لگی تھی۔ تحریک خلافت نے مولانا عبدالحامد بدایونی کی شخصیت کو نہ صرف مذہبی اعتبار سے بلکہ سیاسی اعتبار سے بھی متعارف کرایا۔ جہاں ایک طرف محافل میلاد النبیؐ میں ان کا رقت آمیز اور عشق زدہ ذکر حبیب مسلمانوں کے قلوب میں تڑپ پیدا کر دیتا تھا، وہاں سیاسی جلسوں میں ان کی اخوت اسلامیہ اور سربلندی دین سے معمور تقریریں ملت نا آشنا دلوں میں بھی ایک لامتناہی جذبہ ابھار دیا کرتی تھیں۔ دنیا کا طریقہ یہ ہے کہ جہاں مداح اور بہی خواہ منڈلانے لگتے ہیں وہاں بدخواہوں کی بھی کمی نہیں رہتی، جہاں نعرہ ہائے تحسین بلند ہوتے ہیں وہاں حسد کی گیلی لکڑیاں بھی سلگتی رہتی ہیں، مولانا کی شہرت برصغیر کے گوشے گوشے میں پھیل چکی تھی بالخصوص محافل میلاد میں شرکت کے لئے ہر سو دعوت نامے آنے لگے تھے، متعدد بار حیدر آباد دکن کی محافل میلاد النبی ﷺ میں سرلت کے لئے گئے۔ اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خان آخری تاجدار دکن بنفس نفیس ان محافل میں شرکت فرمایا کرتے تھے اور مولانا کی تقاریر سے بے حد محظوظ ہوتے کسی نے ان کے گوش گزار کیا کہ مولانا عبدالحامد بدایونی صرف رٹی رٹائی تقاریر کرتے ہیں۔ لہٰذا ایک مرتبہ محفل میلاد کے اختتام پر جاتے ہوئے مولانا عبدالحامد بدایونی سے فرمانے لگے۔ ''بہت عمدہ تقریر تھی، میں تمہاری یہ تقریر پھر ایک بار سنوں گا۔''

مولانا بہت حاضر دماغ اور نکتہ رس تھے۔ جملہ کی تہہ کو پا گئے۔ ''سرکار کی کرم نوازی ہے، جب چاہیں شرف سماعت عطا فرمائیں۔ موضوع تو یہی ہوگا، لیکن الفاظ یہ نہ ہوں گے۔''

ملکی سیاست میں حصہ لینے سے مولانا عبدالحامد بدایونی کے خیالات میں وسعت اور افکار میں آفاقیت کا رنگ جھلکنے لگا تھا۔ جس نے انہیں اپنے ملک کے علماء ہی نہیں بلکہ دیگر ممالک کے علما سے بھی ممیز کر دیا تھا اور وہ ہر فرقہ اور ملک میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے جن کی مساعی جمیلہ سے جمعیت علمائے ہند کے مقابلے میں جمعیت علمائے اسلام کا قیام وجود میں آیا ہر شخص جانتا ہے کہ اول الذکر کانگریس کی ہم نوا اور مطالبہ پاکستان کی سخت ترین مخالف جماعت تھی اور مولانا حسین احمد مدنی کی قیادت میں بیشتر علمائے دیوبند اس مملکت اسلامیہ کی مخالفت میں سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے تھے، لیکن باری تعالیٰ نے انہیں میں سے حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ جیسے عظیم عالم دین کو پاکستان کی حمایت میں کھڑا کیا، یہ ایک حقیقت ہے کہ تقسیم سے قبل مولانا عبدالعلیم صدیقیؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ اور مولانا ابن حسن جارچویؒ جیسے عالی نظر اور وسیع الخیال علماء اگر کھل کر میدان سیاست میں نہ آتے تو مسلم لیگ کو اپنی تمام تر ہر دل عزیزی کے باوجود کانگریس اور برطانوی سامراج سے ٹکر لینا آسان نہ ہوتا۔ یہ انہی علمائے کرام کی عظمت تھی کہ انہوں نے اسلام کی سرفرازی اور سرخروئی کے لئے اپنے اختلافات کو بھلا کر ایک دورے کی معیت میں دور دراز کے سفر کئے۔ ایک ہی پلیٹ فارم سے تقریریں کیں، ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر ہی نہیں بلکہ ایک دوسرے کی اقتداء میں باجماعت نمازیں پڑھیں اور ملت کو بتا دیا کہ.........ہم مختلف العقائد ہوتے ہوئے بھی ایک ہی رسول کی امت میں سے ہیں اور ایک ہی قرآن وسنت کے علم بردار ہیں، اور اس وقت نہ کوئی سنی تھا اور نہ شیعہ اور نہ دیوبندی اور نہ بریلوی۔ کاش ہمارے علماء عظام آج بھی وقت کی نزاکت کو پہچانیں کہ آج کا تقاضا ۴۷ء کے تقاضے سے زیادہ شدید ہے۔

مولانا عبدالحامد بدایونی نے ۱۹۳۷ء کو لکھنؤ سیشن سے باقاعدہ عملی طور پر مسلم لیگ میں حصہ لیا اور تقسیم ہند تک آل انڈیا

Marfat.com

مسلم لیگ کے سرگرم ممبر رہے۔ مسلم لیگ کے وفود میں انہوں نے برصغیر کے چپہ چپہ کا سفر کیا، مسلم لیگ کے مفہوم کو گوش گزار کیا، اسی مقصد کے لئے مسلم لیگ کی طرف سے علماء کا ایک وفد لے کر مشرق وسطیٰ گئے اور تقریباً تمام اسلامی ملکوں کے رہنماؤں کو مسلم لیگ کا نقطۂ نظر سمجھایا، ۴۶۔۱۹۴۵ء کے تاریخی انتخابات میں ان کی خدمات میں ناقابل فراموش ہیں، آسام و بنگال کی سرزمین مولانا عبدالحمید بھاشانی کے نعروں سے گونج رہی تھی تو سرحد و پنجاب، سندھ و بلوچستان یوپی و دلی میں مولانا عبدالحامد بدایونی کی طوفانی تقاریر ملت اسلامیہ کو آمادۂ جہاد کر رہی تھیں۔

۱۹۴۵ء میں شہید ملت لیاقت علی خاں جنرل سیکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے مولانا بدایونی کو حیدر آباد دکن بھیجا کہ وہ کسی طرح قائداعظمؒ اور نظام دکن کی ملاقات کے لئے راہ ہموار کریں، چونکہ کچھ عرصہ قبل ان دونوں کے تعلقات ناخوشگوار ہو گئے تھے اور یہ بات ملت اسلامیہ کی جدوجہد پر اثر انداز ہو رہی تھی، میر عثمان علی خاں آخری تاجدار دکن علماء کے بڑے قدر دان تھے، مولانا عبدالحامد بدایونی کو نہ صرف ان کے بڑے بھائی عبدالماجد بدایونی کی وجہ سے اچھی طرح جانتے تھے، بلکہ خود مولانا کی علمیت اور خطابت کے مداح تھے، لہٰذا مولانا بدایونی کو شرف باریابی حاصل کرنے میں کوئی دقت نہ ہوتی، اس ملاقات کے وقت مولانا کے صاحبزادے محمد عابد قادری بھی ان کے ساتھ تھے، مولانا نے رسمی اور ادھر ادھر کی چند باتیں کرنے کے بعد موقع پاتے ہی قائداعظم کا ذکر چھیڑ دیا۔ میر عثمان علی خان تو جیسے بارود میں چنگاری پڑ جائے بھڑک اٹھے او ر قائداعظم کی مخالفت میں طرح طرح کے اعتراضات کرنے لگے اور جوں جوں سمجھاتے نظام دکن کا پارہ چڑھتا ہی جاتا۔ مولانا نے بازی ہاتھ سے جاتے دیکھی تو قدرے توقف کیا اور پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے دست بستہ عرض کیا۔ ''سرکار آپ کے اعتراضات لفظ بہ لفظ صحیح ہیں لیکن کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم شریعت کی حدود سے تجاوز کر کے غیبت کا شکار ہو جائیں۔'' نظام کا غصہ پانی پانی ہو گیا۔ مولانا بدایونی ملت عثمانیہ کی جدوجہد، برصغیر کی سیاست اور دولت عثمانیہ کی سیاست کا تذکرہ کرتے ہوئے پھر اپنے اسی موضوع پر آ گئے اور جب وہاں سے رخصت ہوئے تو اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خاں نظام دکن برصغیر کے ''وکیل مسٹر جناح'' سے ملاقات کے لئے راضی ہو چکے تھے۔

مولانا تقسیم کے بعد مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں شرکت کرنے کے لئے کراچی تشریف لائے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ یقینی طور پر پاکستان کو ان کی ضرورت تھی، کیونکہ دستور سازی کے لئے ضرورت اس امر کی تھی کہ تمام فرقوں کے علمائے کرام حکومت کے ساتھ متفقہ تجاویز پیش کریں، چونکہ دشمنانِ اسلام ان کے اختلافات کے پیش نظر اسلامی دستور کی تدوین کو ہمیشہ ناممکن کہتے رہتے، لہٰذا جن علمائے کرام کی کاوشوں سے یہ اجلاس کراچی میں منعقد ہوا اور جس میں تاریخ ساز بائیس نکات کی منظوری مسلمانوں کے تمام فرقوں کے علمائے عظام نے دی ان تمام کاوشوں میں مولانا عبدالحامد بدایونی کے مساعی جمیلہ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

مولانا نے حکومت کے ایماء پر متعدد اسلامی ملکوں کے دورے بھی کئے، روس اور چین بھی گئے لیکن ہر جگہ ملکی اور ملی مفاد پیش نظر رکھا، یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اسلامی ملکوں میں پاکستان اور کشمیر کے لئے رائے عامہ ہموار کرنے میں مولانا کی خدمات کسی دوسرے قائد اور عالم سے کم نہ تھیں۔

ملکی سیاسی میں حصہ لینے اور بالخصوص بعض حکومتوں سے تعاون کرنے کی وجہ سے ان کی شخصیت پر اعتراضات بھی ہوئے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جب وقت آیا تو جیل جانے سے بھی گریز نہ کیا۔

ایوب حکومت کے آخری وقت تک مدح خواں رہے۔ یہ صرف ان کی وضع داری تھی، اسلامی نظام سے متعلق ایوب خان

Marfat.com

صاحب کی باتوں پر بھروسہ کرتے رہے لیکن نوشتۂ دیوار نہ پڑھ سکے، انہوں نے بلاشبہ اپنے باغ میں کھلا ہوا پہلا گلاب کا پھول ایوب خان کو پیش کیا۔ جبکہ موصوف اپنی انتخابی سرگرمیوں میں مصروف تھے، لیکن صدر مملکت کی خوشنودی کی خاطر کوئی ایسی بات نہیں کی جس پر انگشت نمائی کی جائے نہ کبھی ایسی بات کی جو ان کے ملک کے خلاف ہو اور نہ کبھی اسمبلی کا ممبر بننے کی خواہش کی حالانکہ ایوب خان صاحب کے دورِ جمہوریت میں یہ کام مشکل نہ تھا۔ وہ آسانی سے نیشنل اسمبلی میں ایوب لیگ کے ٹکٹ پر جا سکتے تھے، لیکن یہ ان کا منصب نہ تھا۔ ان جیسے علماء کا منصب اسمبلیوں کی ممبری سے کہیں زیادہ بلند ہوتا ہے، اگر قوم کو ضرورت ہوتی تو ایسی ہستیاں خود کو پیش نہیں کرتیں بلکہ مدعو کی جاتی ہیں۔

تقسیم کے بعد جہاں اور بہت سی خلاف توقع باتیں ظہور میں آئیں جن سے ملک وقوم کو نقصان پہنچا وہاں ہم فرقہ واریت کی وباء سے بھی محفوظ نہ رہ سکے۔ دیو بندی، بریلوی تنازع پہلے کبھی کبھار ہی سننے میں آتا تھا۔ بلاشبہ اس کا وجود عرصۂ دراز سے چلا آ رہا تھا، لیکن عوام اس سے بہت کم متاثر ہوئے تھے اور حصول پاکستان کی جدوجہد کے دوران تو یہ جیسے معدوم ہی ہو گیا تھا، لیکن تقسیم کے بعد نہ صرف دیو بندی بریلوی بلکہ مقلد، غیر مقلد، وہابی، سنی اور شیعہ، تمام فرقوں نے قلعہ بندیاں کر لیں، مولانا بدایونی کا تعلق بریلوی مکتبۂ فکر سے تھا لیکن ان کی ابتدا ہی سے وسیع الخیالی اور کشادہ قلبی نے انہیں محصور نہیں ہونے دیا۔ وہ ابتدا ہی سے اپنے مسلک پر قائم رہے، تمام فرقوں کے علماء سے ملتے ان کی مجالس میں شرکت کرتے، ضرورت پڑنے پر مشورہ کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی سے ان کی چپقلش کون نہیں جانتا لیکن اس کے باوجود دونوں ایک دوسرے کا پاس اور لحاظ کرتے۔ چین گئے تو اس وفد میں تھانوی صاحب کو بھی شامل کر لیا۔ ظاہر ہے کہ وہاں دونوں ساتھ رہے ہوں گے، ساتھ ہی نشست و برخاست رہی ہوگی اور ساتھ ہی نمازیں پڑھی ہوں گی۔

غالباً ۱۹۶۱ء کا ذکر ہے، عراق کے سابق صدر مرحوم عبدالسلام عارف پاکستان تشریف لائے ہوئے تھے۔ کراچی کے سرکاری مہمان خانہ میں ایک دعوت ظہرانہ ان کے اعزاز میں تھی، جس میں کراچی کے بیشتر علمائے کرام بھی مدعو تھے۔ ابھی مہمان خصوصی کے آنے میں دیر تھی، مولانا بدایونی بوجۂ علالت ایک گوشہ میں کرسی پر براجمان تھے اور دیگر مہمان ان کے اردگرد کھڑے ان کی پرمزاح باتوں سے محظوظ ہو رہے تھے، اسی دوران مولانا احتشام الحق صاحب بھی تشریف لے آئے۔ میزبان ضیافت سے ملنے کے بعد جونہی ان کی بدایونی صاحب پر نظر پڑی تو ان کی طرف چلے آئے۔ قریب آتے ہوئے سلام کیا۔ بدایونی صاحب کو بوجہ علالت کرسی سے اٹھنے میں تامل تھا۔ سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمانے لگے: ''مولانا! آج آپ میرے مسلک پر ہیں اور میں آپ کے مسلک کے مطابق بیٹھے ہوئے سلام کا جواب دیتا ہوں، برا نہ مانئے گا۔''

دونوں ہی ہنس دیئے اور قریب کھڑے ہوئے لوگ بھی محظوظ ہوئے۔

بدایونی صاحب سچے عاشق رسول تھے، ان کی باتوں، سے ان کے اعمال سے، ان کے افکار سے اور ان کے کردار سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جھلکتی تھی۔ رسالت مآب ﷺ کا نام اقدس زبان پر آتا اور ان کی آنکھیں نم ہو جاتیں، آواز گلوگیر ہونے لگتی، یہ فیضانِ عشق رسول ﷺ تھا کہ وہ بچپنے سے نماز بہ پابندیٔ وقت پڑھتے۔ پانی کا سفر ہو یا ریل کا، بری سفر ہو یا ہوائی، ان کی نماز قضا نہ ہوتی۔

۲۲ فروری ۱۹۷۰ء کو راقم الحروف اور مولانا بعد ادائیگی حج ایک ہی ہوائی جہاز میں کراچی آ رہے تھے۔ دورانِ سفر مولانا کسی

Marfat.com

حاجت سے جاتے ہوئے میرے قریب سے گزرے تو، میں نے مولانا سے دریافت کیا، مولانا عصر کا وقت جا رہا ہے اور ہم تو مغرب کے بھی کافی دیر بعد کراچی پہنچیں گے۔'' نماز کس طرح ادا کی جائے۔'' فرمانے لگے۔ ''میں بھی وضو کرنے جا رہا ہوں۔ سیٹ پر بیٹھے بیٹھے نماز ادا کروں گا، یہی تو اسلام کی خوبی ہے۔''

فی زمانہ کسی کو اتباعِ شریعت کا نمونہ کہنا تو کسی حد تک مشکل ہی معلوم ہوتا ہے، نہ ہی مولانا کی طرف یہ بات کہی جا سکتی ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی امور پر اتباعِ شریعت کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے۔ غالباً ۶۴ء میں فالج کا پہلا حملہ ہوا، بعد صحت یابی تبدیلئ آب و ہوا اور علاج کی غرض سے لندن گئے اور اپنے بڑے صاحب زادے عابد قادری کے ساتھ قیام کیا جو پہلے ہی سے بغرضِ تعلیم وہاں مقیم تھے۔ ایک شام عابد صاحب کے چند انگریز دوست مولانا سے ملاقات کرنے آ گئے ان کے ہمراہ ایک خاتون بھی تھیں، جوں ہی وہ لوگ کمرے میں داخل ہوئے اس خاتون نے بغرضِ مصافحہ ہاتھ بڑھائے اور مولانا کے سامنے پہنچ گئیں۔ عابد کی پیشانی پر پسینہ ہی تو آ گیا، جسم میں سناٹا کہ ابا میاں اس معاشرے سے ناواقف آج ضرور نظریں نیچی کرا دیں گے لیکن مولانا کی حاضر دماغی اور فراست نے نہ تو شریعت کا دامن چھوڑا اور نہ عابد کو خفت اٹھانی پڑی، بقول عابد کے مولانا نے اپنے گلے میں پڑے ہوئے رومال کو کچھ اس تیزی سے اس طرح سنبھالا کہ وہ رومال ان کی اور اس خاتون کے ہاتھوں کے درمیان جیسے خود بخود آ گیا۔ کچھ اسی قسم کا واقعہ دورِ ایوب میں شاہ فیصل کی آمد پر چکلالہ ایئر پورٹ پر بھی ہوا تھا جبکہ معززین شہر کی قطار میں کھڑی ایک پاکستانی خاتون نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو شاہ فیصل نے مصافحہ سے انکار کر دیا اور پھر ان خاتون کو مصافحہ کی خاطر اپنے ہاتھ سے دوپٹا لپیٹنا پڑا۔ دوسرے دن یہ واقعہ تمام اخباروں میں جلی طور پر شائع ہوا۔

یہ عشقِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھا کہ جو مولانا بدایونیؒ کو بار بار مکہ اور مدینہ لے جاتا۔ ۲۲ حج ادا کئے اور ہر بار طواف طیبہ زیارتِ گنبد خضرا اور مواجہ شریف پر مؤدبانہ آنسوؤں کی نذرِ عقیدت، خراجِ محبت اور تجدید غلامی۔ ۲۲/اپریل ۱۹۶۵ء کو راقم الحروف بعد فریضۂ حج کراچی آ رہا تھا اور اسی دن مولانا مکہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے تھے، ایئر پورٹ پر ملاقات ہوئی، بہت کمزور اور نحیف معلوم ہو رہے تھے۔ خیریت دریافت کی، فرمانے لگے۔ ''نقاہت بہت ہوگئی ہے، کئی دن سے بخار میں مبتلا تھا، آج مدینہ جا رہا ہوں، ان ہی کے دربار کی حاضری تو یہاں لے آتی ہے۔ گھر ٹیلی فون کر دینا کہ بخیریت ہوں، بیماری کا ذکر نہ کرنا۔ مدینے سے واپسی پر اطلاع کر دوں گا۔''

مولانا مرحوم کا خاندان کئی پشتوں سے سلسلۂ قادریہ سے منسلک ہے، ان کے خاندان کا بچہ بچہ حضور غوث الاعظم دستگیرؒ کا شیدائی رہا ہے، اسی ماحول میں پرورش پائی اور اسی میں تربیت، اپنے ایک چچا اور بدایوں کی خانقاہِ قادریہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر صاحب سے بیعت ہوئے اور ان ہی سے خلافت پائی، بدایونی صاحب کے خود اپنے مریدوں کی تعداد کئی ہزار ہوگی، مولانا جس محبت، احترام اور عقیدت و ادب سے سیدنا و مرشدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، پیرانِ پیر غوث الاعظم دستگیر قدس سرہٗ کا ذکر فرماتے وہ ان ہی کا حصہ تھا۔ وہ شمع غوثیت کے پروانے اور ایک عظیم شیدائی تھے، شاہ جیلان کے اذکار و وظائف کے سختی سے پابند، ان کی تعلیمات کے عامل قادریت کے پیکر، محبت سب کے لئے، نفرت نہ اپنے سے نہ غیر سے قلب میں کشادگی، خیالات میں وسعت، یہی تعلیمات سے غوث الاعظم کا نچوڑ ہے اور یہی ماحصل، بغداد شریف، کربلائے معلٰی اور نجف اشرف میں بار بار حاضری دی اور شرفِ قبولیت پایا، سلسلہ قادریہ کی خلافت مل چکی تھی، مسند مرشدی پر سرفرازی تھی لیکن ۱۹۵۴ء یا

Marfat.com

۱۹۵۵ء میں نقیب الاشرف حضرت پیر ابراہیم الگیلانی صاحب سجادہ درگاہِ عالیہ نے بغداد شریف میں ایک خصوصی تقریب منعقد کی اور نہ صرف خلافت عطا فرمائی بلکہ جبہ و دستار سے بھی نوازے گئے۔

یہ مولانا بدایونی کا والہانہ عشق تعلق قلبی اور گہری عقیدت ہی تھی کہ جلسے میں یا جلوس میں، عام یا خاص محفل میں اپنوں یا غیروں کی موجودگی میں، مریدوں یا عالموں کی نشست میں جب کبھی اور جہاں کہیں سفیر عراق سیدی و مرشدی حضرت السید القادر گیلانی سے ملاقات ہوتی تو بے تابانہ اپنے ہاتھ ان کے قدموں کی طرف بڑھادیتے۔ سیدی ہمیشہ منع فرماتے لیکن وہ ہاتھ تو خود بخود بڑھتے تھے، ان کے منع کرنے پر ایک دن فرمانے لگے ''آپ غوث الاعظم کے شہزادے ہیں اور میں ان کے غلاموں کا غلام ان ہی قدموں سے تو ہم نے سب کچھ پایا ہے۔''

ایک موقع پر سیدی و مرشدی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے مولانا سے درخواست کی کہ وہ ایسا نہ کریں۔ مولانا آب دیدہ ہوگئے۔ بھری مجلس میں فرمانے لگے۔ ''میں ان سب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ قطع نظر آپ کے روحانی مدارج عالیہ کے جو مجھ سے پوشیدہ نہیں میں آپ کے قدم نہیں چھوتا۔ ان میں تو جھلک ہے میرے آقا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی۔ جن کی رگوں میں خون تھا، امام حسنینؓ کا اور جولاڈلے تھے اپنے نانا اور احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء سید الاصفیاء اور حبیبِ خدا کے..........'' اور پھر ان قدموں کی طرف جھک گئے۔

عشق و مستی نے کیا ضبطِ نفس مجھ پر حرام
کہ گرہ غنچے کی کھلتی نہیں بے موج نسیم
(اقبالؒ)

☆☆☆

جمعیت علمائے ہند کا قیام دسمبر ۱۹۱۹ء میں عمل میں آیا۔ اس کے قیام کی مختصر تاریخ اور غرض و غایت تحریک پاکستان کے رہنما اور قائد اعظمؒ کے معتمد ساتھی حضرت مولانا عبدالحامد قادری بدایونیؒ (م ۱۹۷۰ء) کی زبانی سنئے، آپ فرماتے ہیں: ''دہلی کی جمعیت علمائے ہند جسے مولانا عبدالباریؒ (م ۱۹۲۵ء) اور مولانا محمد علیؒ (م ۱۹۳۱ء) اور حضرت مولانا عبدالماجد صاحبؒ (م ۱۹۳۱ء) رحمۃ اللہ علیہم کے مقدس ہاتھوں قائم ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے قیام کی غرض فقط یہ تھی کہ سیاسی جماعتوں اور ان کے سیاسی مسائل کو شریعت مطہرہ کی روشنی میں جانچا جائے اور مذہبی احکام کے ساتھ حضرات علماء مسلمانوں کی سیاسیات میں رہنمائی فرمائیں۔ افسوس کہ یہ جماعت مشرکین ہند کی دوستی کی بدولت مسلمانانِ ہند سے کٹ کر کانگریس کی آغوش میں جا پڑی۔ یہی سبب تھا کہ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب قادری و مولانا محمد علی نے ''توسیع نظام علماء'' اور اس کے بعد ''جمعیت علماء کانپور'' قائم کی جس میں ہندوستان کے ہر گوشہ کے علماء و مشائخین نے امداد و اعانت فرمائی۔ یہ جمعیت اپنے محرکین کی حیات و ممات کے بعد بھی کام کرتی رہی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی نشاۃِ ثانیہ کے بعد جمعیت برابر مسلم لیگ کی تحریکات کی تائید کرتی رہی۔ اس کے ذمہ دار حضرات مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اپنا اسلامی فرض ادا فرما رہے ہیں۔ شملہ کانفرنس کے موقع پر اس جمعیت نے ہر گوشہ کے علماء و مشائخین کی آواز مسٹر جناح کی تائید میں حاصل کر کے وائسرائے تک پہنچائی یہ مانا کہ ''جمعیت علماء کانپور'' زمانہ حیات کی طرح نمایاں نہ رہی جس کا سبب فقط یہ ہوا کہ اس کے ذمہ دار کارکنان آل انڈیا مسلم لیگ کی تحریکات میں منہمک ہوگئے اور لیگ کے پلیٹ فارم سے اپنے فرائض کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔''

(اخبار دبدبۂ سکندری، رامپور، ۵ ستمبر ۱۹۴۵ء، ص ۶) (ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست، حصہ اوّل، محمد جلال الدین قادری، مکتبہ رضویہ لاہور، صفحہ ۴۸-۴۹)

نوٹ: مولانا موصوف کے مذکورہ بالا بیان کی تائید میں بیس کے قریب دیگر اکابر علمائے بدایوں کے اسماء درج ہیں۔ (قادری)

Marfat.com

قطعاتِ تاریخِ وفات

راغب مرادآبادی:

آہ ذاکرِ محمد مولانا عبدالحامد بدایونی

۱۳۹۰ھ

ہو کیوں نہ غمِ وفاتِ عبدالحامد
اسلام تھا کائنات عبدالحامد
راغبؔ متبسم ہے پسِ پردہ مگر
نصرت آئیں حیات عبدالحامد

۱۳۹۰ھ

☆☆☆

دردکاکوری:

آہ بدایونی حامد کر گئے رحلت انا للہ
اے مرے اللہ۔ انکو جگہ دے۔ اپنی جوار رحمت میں
دردِ دل کو۔ سالِ رحلت۔ ہاتف غیبی نے یہ سنایا
عالم و فاضل، صاحبِ وقعت عبدالحامد جنت میں

۱۳۹۰ھ

☆☆☆

سید سیفی ندوی:

عبد حامد سراپائے جہد و یقیں
عالمِ دین و سرمایہ اہل دیں
سرفرازے کہ ملت از و سر بلند
داشت بر آستانِ محمد جبیں
خاک پاک بدایوں فرد زندہ باد
سر بر آورد از و آفتابے چنیں

خوش برفت از جہاں سوئے دارالبقا
شد جہاں از جدائی ذاتش غمیں
ہاتفم گفت سیفی ز سال وصال
منبر عبد حامد بہشت بریں

☆☆☆

تاریخ وفات

هو القادر المقتدر اله العالمين

۱۳۹۰ھ

اسمه في الارض حامدلقا

۱۳۹۰ھ

انتقل الى رحمة الله حامدا

۱۳۹۰ھ

لبيب ادخله رحمة الله

۱۳۹۰ھ

دارالمومنين عند مليک مقتدر

۱۳۹۰ھ

ہادی القادری، حیدرآباد دکن:

عبد حامد معینی عثمانی
قادریت سے جس کو نسبت ہے
وہ جگہ گوشۂ حکیم شہید
جس کا علم و عمل وراثت ہے
زور بازوئے حضرتِ منظور
جس کی ضرب المثل خطابت ہے

Marfat.com

جس کی گفتار پر کہیں سامع
بارک اللہ کیا فصاحت ہے
عشق سرکار دو جہاں دل میں
جو کہ طغرائے اہل سنت ہے
لب پہ ہردم درود و ذکر حبیب
بس یہی دو جہاں کی نعمت ہے
حق کی رحمت سے مدح خوانِ رسول
داخل مطربان جنت ہے

۱۳۹۰ھ

☆☆☆

الحاج مولانا سید فتح علی حیدری قادری تاجی المخلص خوشتر:

صدرِ علماءِ پاکبازانِ رسول
فی الجملہ سوالات اہم را مسئول
حامد بخدا بنام عبدالحامد
در وصف و ثناء نبی دائم مشغول
خوش رو و خوش اوقات چو نقش ابرار
خوش رو و خوش اخلاق چو اخلاقِ رسول
تاریخ وفات او نوشتم خوشتر
حامد بہ شفاعتِ رسولِ مقبول
تھا محبّ حیدری جو چل بسا
کلمۂ توحید وہ پڑھتا ہوا
مولوی حامد غلام مصطفٰے
نیک طینت نیک خو باطن صبا

۱۳۹۰ھ

☆☆☆

حضرت صابر براری ثم کراچوی:

آہ ! مولانا بدایونی عدم کو چل دیے
آپ کی فرقت میں ہے مغموم ہر خورد وکلاں
آپ تھے تحریک پاکستان کے اک رہنما
اور تحریک خلافت کے بھی روحِ رواں
قائداعظمؒ، شہید ملتؒ و علمائے دیں
آپ کی خدمات کے سب رہنما تھے قدرداں
عظمتِ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے
آپ نے جھیلی ہیں قید و بند کی بھی سختیاں
اس سے بہتر اور کیا تاریخ ہم صابرؔ کہیں
''عالم مشہور حامدؔ عازم باغِ جناں''

۱۹۷۰ء

☆☆☆

عزیزؔ حاصل پوری :

یہ کیا ہوگیا آج؟ بارِ اللہ
نظر آرہی ہے غمیں پُرنگاہ
دل افسردہ، افسردہ چہرے اُداس
ہوئی سوگ میں کس کے؟ دنیا تباہ
کراچی میں فرما گئے انتقال
بدایوں کے ایک صاحبِ عزّ و جاہ
مسلماں کی چاہتے تھے فلاح
رہی زندگی بھر یہی اِک چاہ
کہو ہائے کے بعد سے تاریخِ مرگ
''اُٹھے اِک علامۃ العصر آہ''

۱۳۹۰ھ

☆☆☆

Marfat.com

نقشہ ضلع بدایوں (۱۹۴۷ء)

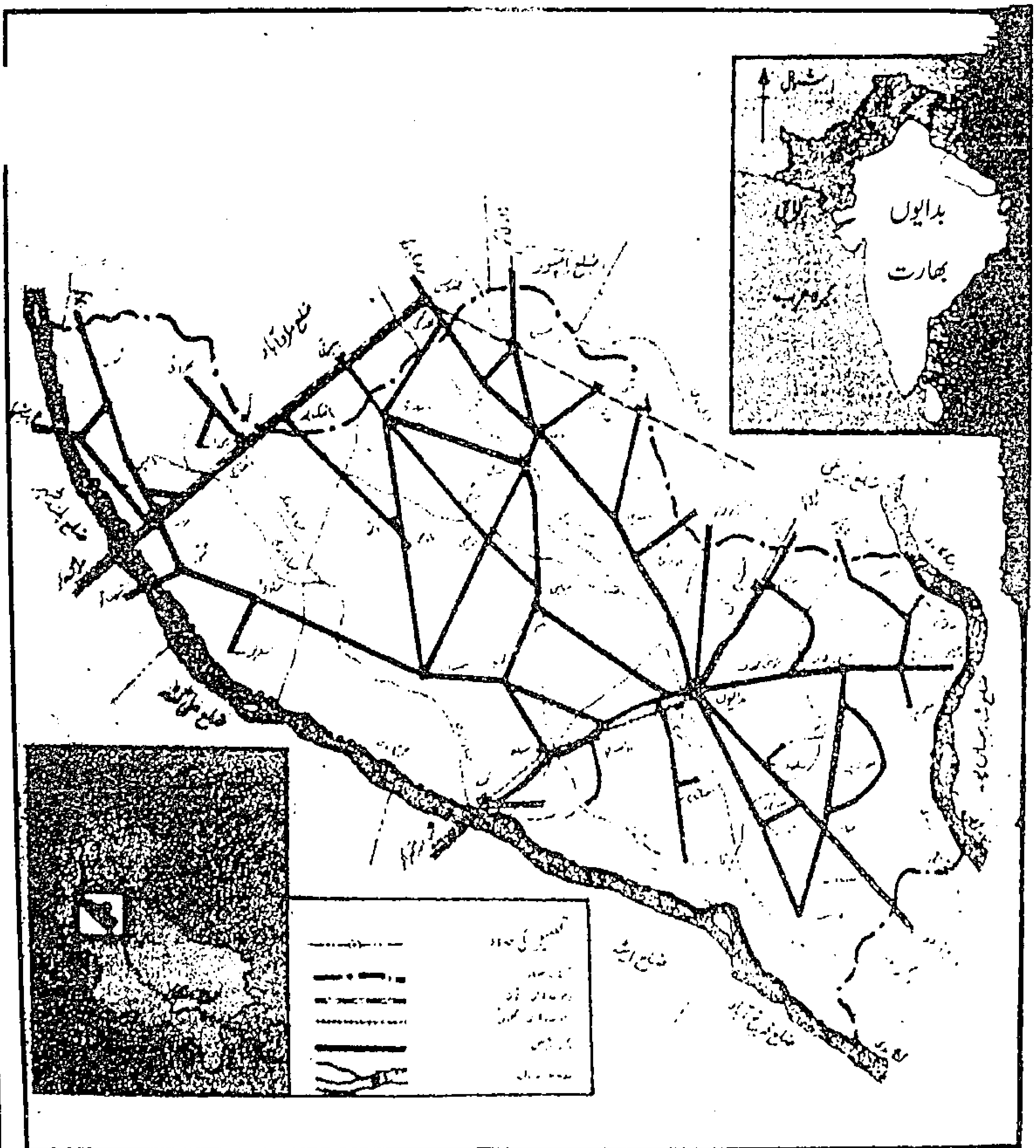

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 1

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

Marfat.com

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

داستانِ غم

☆ جامعہ ازہر کی طرز پر تعمیر ہونے والے جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کی 5 ایکڑ زمین عابد قادری نے ڈیڑھ کروڑ روپے کے عوض فروخت کر دی۔

☆ چائنا کٹنگ کر کے ایک ایک افغانی آٹھ آٹھ، دس دس، پندرہ پندرہ پلاٹ لیز کر دیئے۔

☆ چائنا کٹنگ کا نقشہ کراچی بلڈنگ اتھارٹی نے رد کر دیا۔

☆ عابد قادری اور اس کی نام نہاد انجمن نے ''جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ'' کی زمین پر قائم ''بدایونی کالج'' 1500 روپے ماہانہ کرایہ پر ڈپٹی کمشنر اور ایک NGO کے حوالے کر دیا۔

☆ اینٹی کرپشن نے 1345 صفحات پر مشتمل رپورٹ تیار کر رکھی ہے۔

☆ جامعہ کی زمین پر جوتوں کی پشتون مارکیٹ بن چکی ہے۔

☆ جامعہ کی زمین پر عوامی نیشنل سندھ کا دفتر قائم ہو چکا ہے۔

☆ جامعہ کی عمارت پر ANP کا سرخ جھنڈا لگا دیا گیا ہے۔

☆ جامعہ (اب کالج) کو نذرِ آتش کر دیا گیا ہے۔

☆ مجاہدِ ملت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار خستہ حالت میں ہے۔

Marfat.com

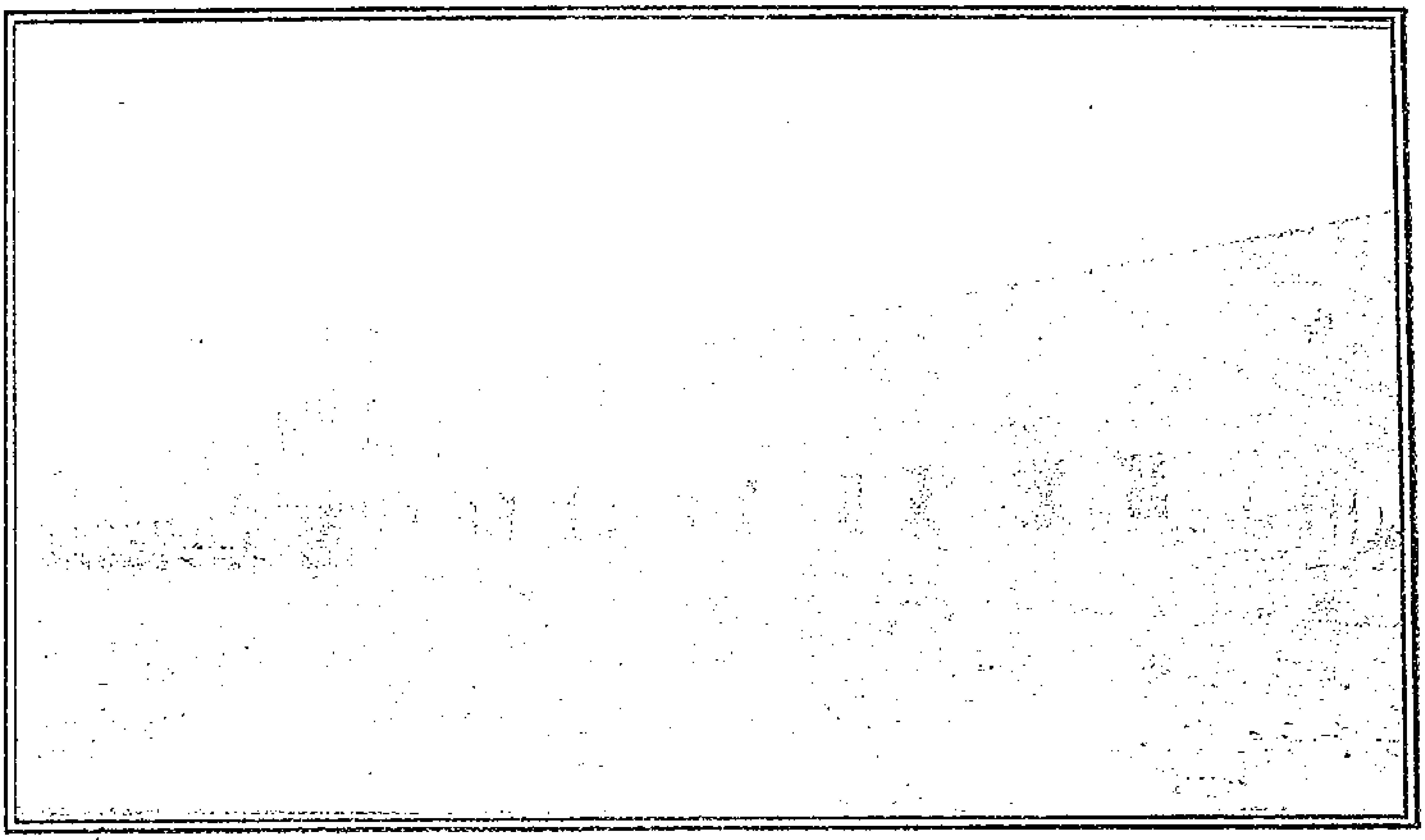

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی خستہ حالت عمارت نظر آتش ہونے سے پہلے، مرکزی دروازے پر ANP کا پرچم لہرا رہا ہے۔

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی عمارت کو آگ لگائے جانے کا منظر

Marfat.com

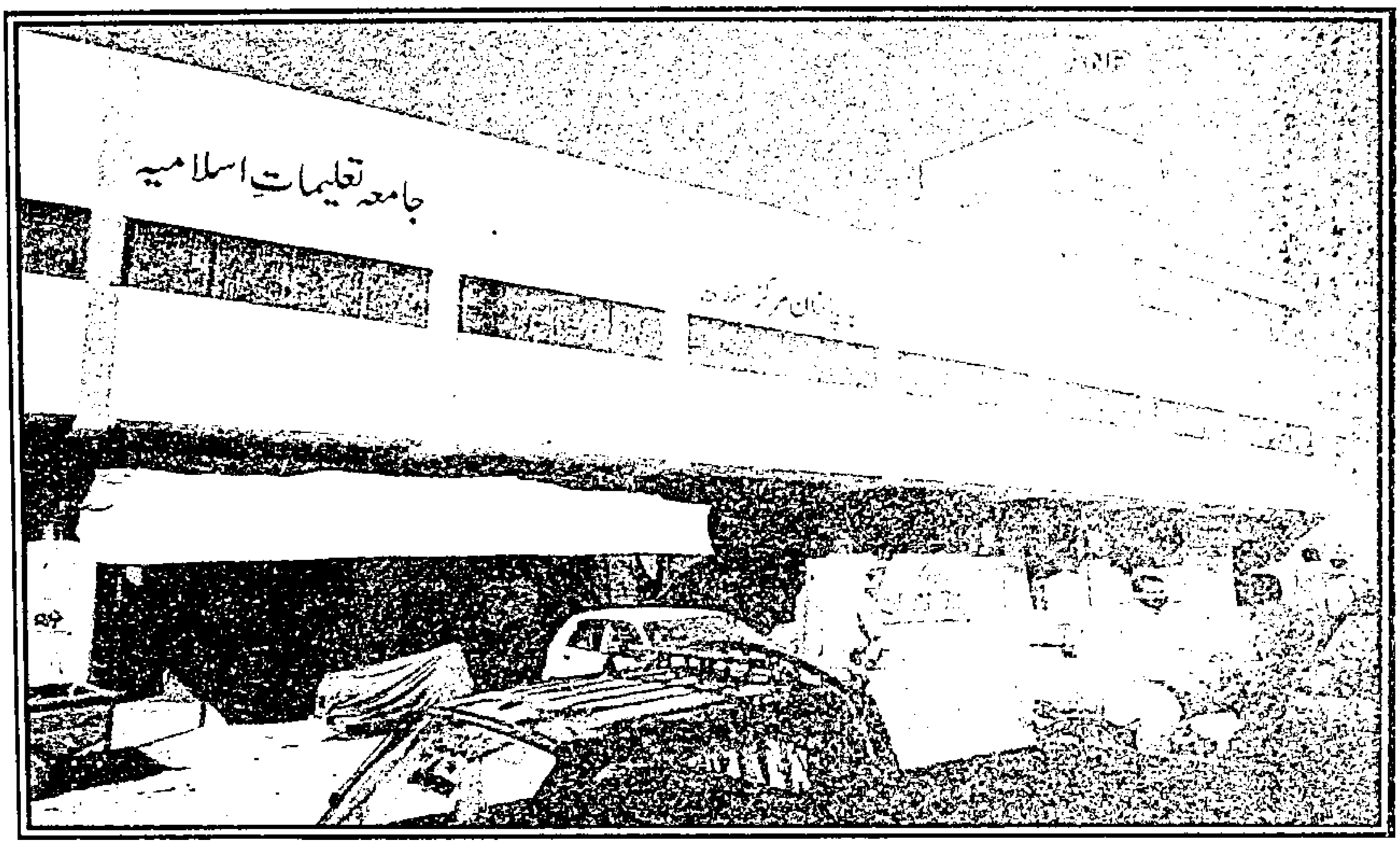

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی زمین پر پشتون مارکیٹ کی تصویر، جس پر ANP کا پرچم لہرا رہا ہے۔

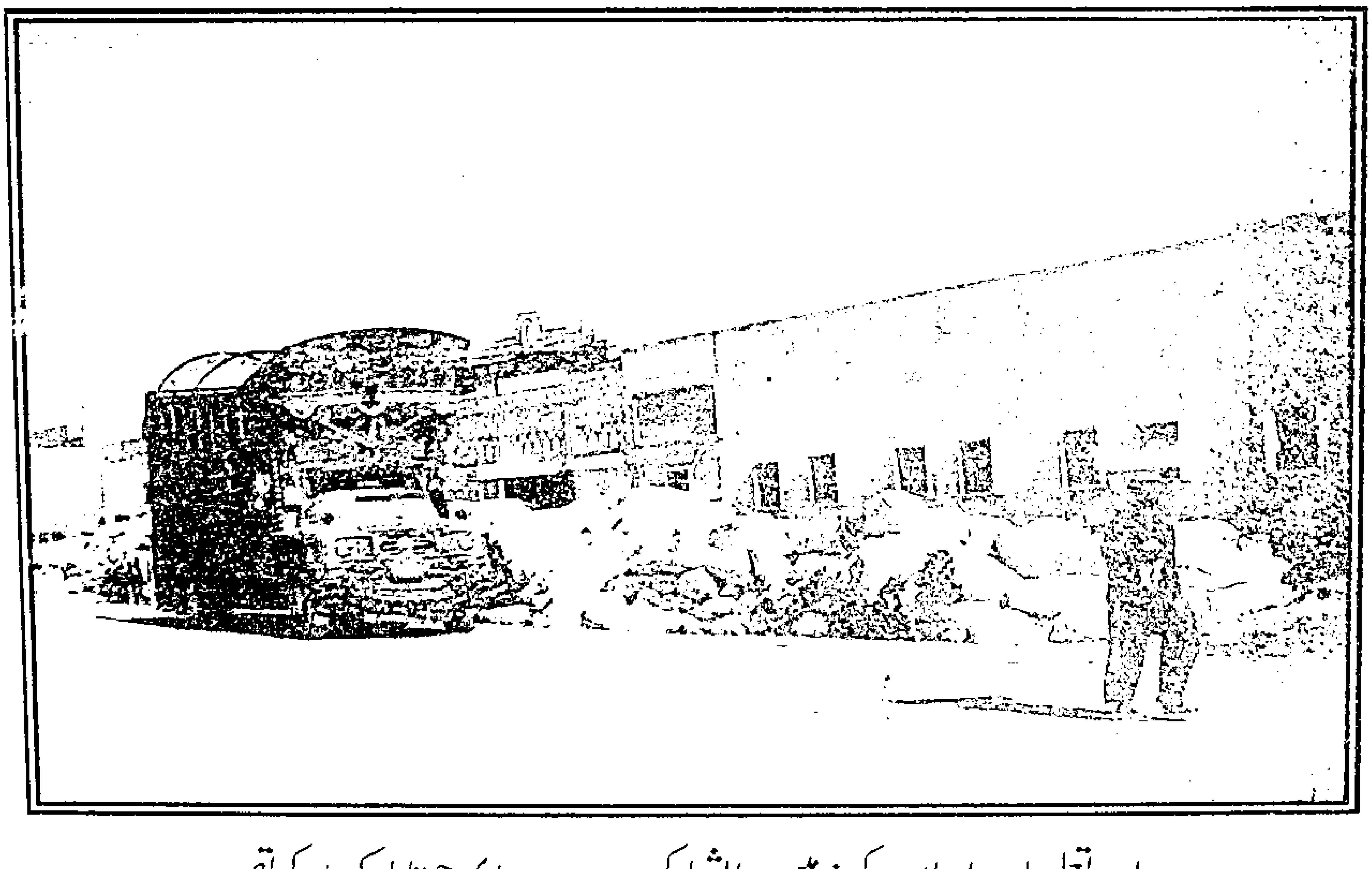

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی زمین پر ایشیا کی سب سے بڑی جوتا مارکیٹ کی تصویر

Marfat.com

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

6 فروری 2016ء کو ڈان نیوز چینل نے جناب طاہر سواتی کا انٹرویو نشر کیا۔ ہم نے طاہر سواتی صاحب سے درخواست کی کہ وہ ہمیں اپنا ایک مضمون عنایت فرمائیں جو بلا تبصرہ شائع کیا جا رہا ہے۔ (آزاد بن حیدر)

طاہر سواتی
سیکریٹری سندھ شہری فیڈریشن

میں 1960ء سے، جوہر کالونی منگھو پیر روڈ کراچی میں رہائش پذیر ہوں۔ میری تعلیم پرائمری تک ہے اور ذریعہ معاش کے سلسلے میں پہلے میں اپنے چچا کے ساتھ دکان چلاتا رہا ہوں۔ بعد میں ماربل ہینڈی کرافٹ کا کام بھی کرتا رہا۔ اس کے علاوہ ایک اخبار میں رپورٹر کی حیثیت سے بھی کچھ عرصہ کام کیا۔ آج کل میں ایک آفس میں بطور مدد گار کام کر رہا ہوں۔

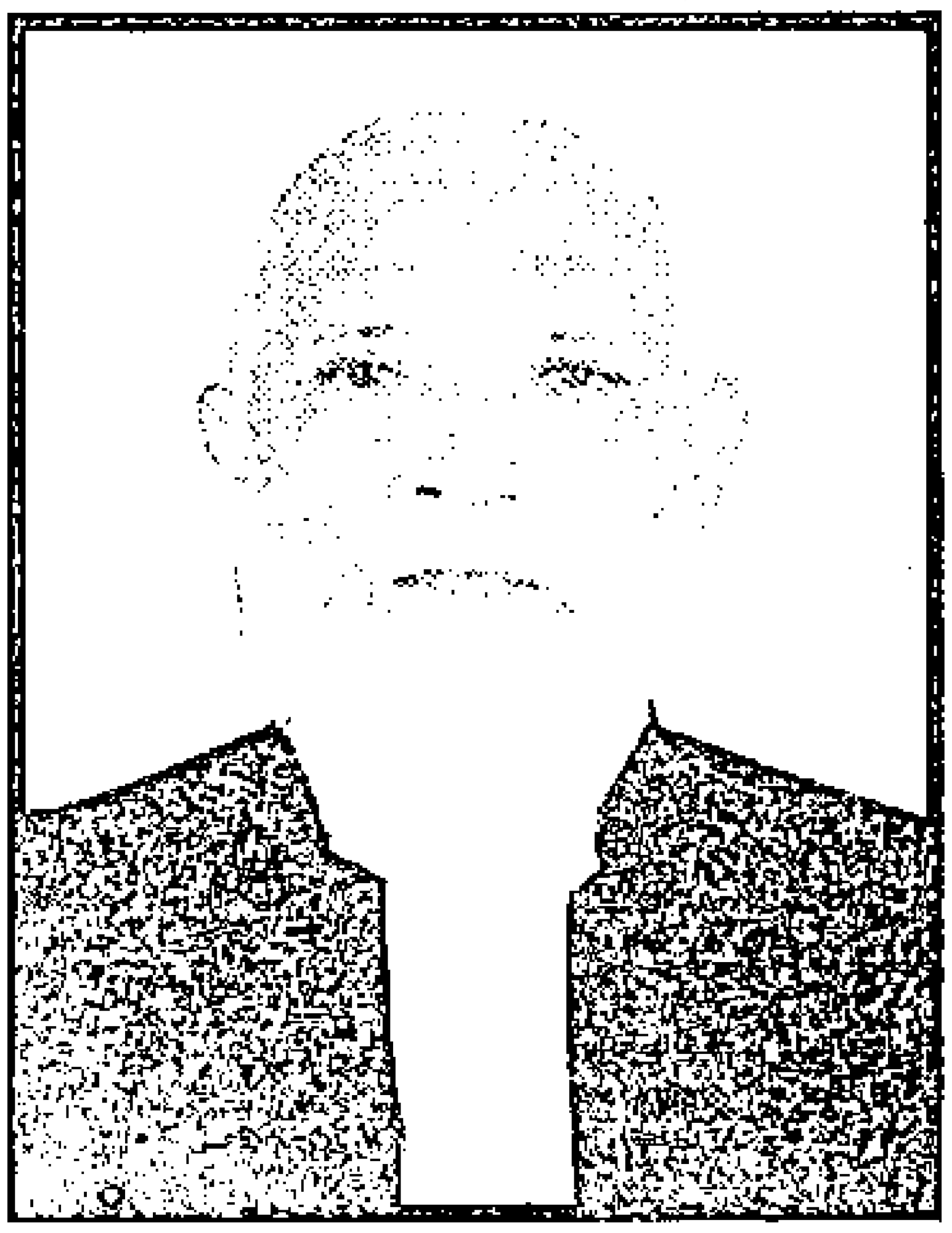

1979ء سے سماجی کاموں میں دلچسپی لینا شروع کی اور عوام کے مسائل پر مختلف محکموں میں اُردو میں ہی درخواستیں لکھ کر دیتا تھا جس پر کچھ لوگوں کے مسائل حل ہو جاتے تھے۔ خاکسار کی آئیڈیل شخصیت تحریک پاکستان کے رہنما مولانا عبدالقدوس بہاری تھے جو مولانا عبدالحامد بدایونی القادریؒ کے ساتھ دوستانہ مراسم رکھتے تھے اور قیامِ پاکستان سے قبل اندرونِ سندھ کے ایک دورے پر دونوں اکٹھے گئے۔ مولانا عبدالقدوس بہاری اکثر و بیشتر مولانا عبدالحامد بدایونی القادریؒ کے کارناموں سے آگاہ کرتے تھے۔ جس سے میں بہت متاثر تھا۔

مولانا عبدالقدوس بہاری تحریک پاکستان کے رہنما تھے۔ 1946ء میں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کے حکم پر سندھ آئے تھے اور یہاں پر ہونے والے الیکشن میں انھوں نے کام کیا۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ سندھ میں جو ہزاروں کی تعداد میں حُر مجاہدین جیلوں میں قید کیے گئے تھے، مولانا قدوس بہاری نے دہلی بذریعہ ٹیلی گرام قائداعظم کو اس سلسلے میں آگاہ کیا اور بتایا کہ وائسرائے سے کہا جائے کہ حُروں کو آزاد کیا جائے تاکہ وہ الیکشن میں حصہ لے سکیں۔ قائداعظم نے وائسرائے ہند سے تحریری درخواست کی۔ جس پر سندھ میں حُروں کو رہا کر دیا گیا۔ حُروں کی رہائی کے نتیجے میں الیکشن میں مسلم لیگ کے حق میں بہتر نتائج برآمد ہوئے۔ بہار میں قیام پاکستان سے قبل 1946ء میں جو فسادات ہوئے تھے مولانا قدوس بہاری نے اُن کی آبادکاری کے لیے کراچی میں لیاری میں بہار کالونی کے نام سے آبادی قائم کی اور یہاں ایک مسجد بھی قائم کی جس کا سنگ بنیاد

Marfat.com

علامہ شبیر احمد عثمانی نے رکھا تھا۔ مولانا قدوس بہاری نے مہاجروں کی آبادکاری کے لیے باقاعدہ ایک کیمپ قائم کیا تھا جس میں قائداعظمؒ، اسلامیہ کالج کے بانی اے ایم قریشی، جناب محمود ہارون اور یوسف ہارون کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ قائداعظمؒ نے مولانا عبدالقدوس بہاری کو مہاجرین کی آبادکاری کے لیے بذریعہ چیک اپنی طرف سے پانچ ہزار روپے کا چندہ دیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد مولانا عبدالقدوس بہاری مہاجرین کی آبادکاری کے لیے کام کرتے رہے۔ مولانا قدوس بہاری نے اندرونِ سندھ اور کراچی میں اربوں روپے کی متروکہ املاک کا سراغ لگایا اور جائیدادیں حکومت کو دلوائیں۔ اس کے علاوہ مولانا شب و روز قومی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ عدالتوں میں پبلک رائٹس کے لیے بلامعاوضہ مقدمات لڑتے تھے۔ میں نے مولانا عبدالقدوس بہاریؒ کو ایک عظیم شخصیت کی حیثیت سے پایا ہے۔ میں اس دور میں مولانا کے نقش قدم پر ہی تھوڑا بہت کام کر رہا ہوں اور میرا لوگوں سے رابطہ رہتا ہے۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ اب اس دور میں مولانا عبدالقدوس بہاری جیسا مخلص آدمی کوئی نہیں ہے۔ عبدالقدوس بہاری صاحب کو مندرجہ ذیل اشعار پسند تھے۔

ہو قید مقامی تو نتیجہ ہے تباہی
رہ بحر میں آزادِ وطن صورتِ ماہی
ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیراہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

جبکہ میرا پسندیدہ شعر یہ ہے:

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے مولانا عبدالقدوس بہاری، مولانا عبدالحامد بدایونی القادریؒ سے بہت متاثر تھے اور اکثر و بیشتر ان کے کارناموں کا ذکر فرماتے رہتے تھے۔ اُنھوں نے بتلایا کہ ہندوستان کے کونے کونے میں مولانا عبدالحامد بدایونی نے تحریک پاکستان، نظریہ پاکستان اور دوقومی نظریے کے خلاف علم بلند کیے رکھا۔ اور 23 مارچ 1940ء کو قراردادِ لاہور کی تائید فرمائی۔ قائداعظمؒ کے بہت قریبی ساتھیوں میں سے تھے اور اُن کی خدمات تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔

جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ، کراچی

جب مجھے پتا چلا کہ منگھوپیر روڈ پر میری رہائش گاہ کے قریب ہی قصبہ کالونی میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ نے جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ قائم کیا اور اس کا سنگِ بنیاد صدرِ پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے رکھا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی القادریؒ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کو جامعہ ازہر کی طرز پر عالم اسلام کے لیے ایک بہت بڑی علمی درس گاہ بنانا چاہتے تھے۔ لیکن جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ جو 15 ایکڑ زمین پر قائم ہونا تھا، اُس کے اگرد گرد لینڈ مافیا نے قبضہ کرنا شروع کر دیا ہے اور سینکڑوں دکانیں بن گئی ہیں اور جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کی حدود میں ہی **باچا خان مرکز، عوامی نیشنل پارٹی سندھ زون** کا دفتر بھی قائم ہو گیا ہے تو مجھے بہت صدمہ پہنچا کہ مولانا بدایونیؒ کے مشن کو تہس نہس کیا جا رہا ہے۔ تو میں نے اللہ کا نام لے کر مختلف محکموں سے دستاویز حاصل کرنا شروع کیں، تاکہ غیر قانونی لینڈ مافیا سے زمین واگزار کرائی

Marfat.com

جاسکے۔ لیکن جوں جوں میں مختلف سرکاری دفاتر میں جاتا رہا، معلومات اور دستاویز اکٹھی کرتا رہا تو مجھے پتہ چلا کہ اس سب کا ماسٹر مائنڈ اُن کا صاحبزادہ عابد قادری ہے۔ مسٹر عابد کی غیر قانونی، غیر اخلاقی سرگرمیوں کی وجہ سے آج جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کے ایک بڑے حصے پر ایشیا کی سب سے **بڑی جوتا مارکیٹ** بن گئی ہے۔ اب یہ ناچیز اپنی ادنیٰ سے کاوشوں کا ذکر کرتا ہے اور یہ جتنی بھی دستاویزات پیش کی جارہی ہیں یہ میں نے اکثر سرکاری محکموں سے حاصل کیں اور بہت سے اخبارات کے ایڈیٹروں کو دیں۔ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کو نذر آتش کرنے کے بعد ڈان نیوز چینل نے میرے ساتھ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کا دورہ کیا۔ اُن کو میں نے یہ تمام دستاویز دیں، پھر ڈان نیوز نے میرا ایک گھنٹے کا انٹرویو نشر کیا اور اُس کی خستہ حالی کی تصاویر پر ساتھ ساتھ نشر کرتے رہے۔ اس کے بعد رینجرز، پولیس اور سرکاری محکمے بھی حرکت میں آئے تو میں نے سوچا کہ شاید اللہ تعالیٰ میری کاوشوں کو قبول فرمائے گا۔ لیکن ابھی بھی مجھے اپنی سرگرمیاں جاری رکھنا پڑ رہی ہیں۔ کاش کہ میرے ساتھ کوئی تعاون فرمانے کے لیے کھڑا ہو جائے۔ یا میری سرپرستی کرے۔ تو مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے اُمید ہے کہ میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کو اس کی اصل حالت میں لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگرچہ کہ مجھے بہت مالی پیش کش بھی کی جاتی رہی ہے اور میری جان کو بھی خطرہ ہے مگر یہ جان تو اللہ کی امان ہے۔ اور جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ، انجمن تعلیم الاسلام کی امانت ہے۔ دُعا کریں کہ اللہ مجھے صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب میں اپنی ادنیٰ تحریک کا ذکر کررہا ہوں۔ 1999ء میں، میں نے ڈپٹی کمشنر ڈسٹرکٹ ویسٹ اور کے ڈی اے ماسٹر پلان ڈیپارٹمنٹ سے قصبہ ٹاؤن شپ کا لے آؤٹ پلان حاصل کیا۔ جس میں جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ، رقبہ 15 ایکڑ پلاٹ نمبر ST-1، بلاک B-5 کے ڈی اے اسکیم نمبر 27 ایمنٹی پلاٹ کی حیثیت سے ظاہر ہے۔ اس کے بعد ان ثبوتوں کے ساتھ فروری 2000ء میں چیف سیکریٹری سندھ کو درخواست دی۔ چیف سیکریٹری نے اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کو جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی زمین ہڑپ کرنے کے جرم میں ملوث DMG کے افسر نوید کامران بلوچ، بلڈر نصر اللہ افغانی اور مسٹر عابد سمیت انجمن تعلیم الاسلام کے دیگر عہدیداروں کے خلاف انکوائری کا حکم جاری کیا۔ اینٹی کرپشن نے مختلف محکموں سے ضروری ریکارڈ حاصل کیا۔ چھان بین کی گئی اور ملزمان کے خلاف مجاز اتھارٹی سے کیس رجسٹرڈ کرنے کی اجازت طلب کی۔ نوید کامران بلوچ، عابد قادری، مختار مسرور برڑو، بلڈر نصر اللہ افغانی، نصیر خان افغانی سمیت 17 افراد کے خلاف کیس درج کرنے کی سفارش کی۔ چونکہ بڑے ملزم کا تعلق DMG گروپ سے تھا لہٰذا اس کے خلاف کیس درج کرنے کی منظوری دینے کے بجائے معاملہ کو التوا میں ڈال دیا گیا ہے۔ دستاویز 30 جنوری 2004ء غلام قادر تھیبو کی انکوائری رپورٹ جو 1345 صفحات پر مشتمل ہے وہ ہمراہ منسلک کی جارہی ہے۔ اس کے صفحہ اوّل پر صاف لکھا ہوا ہے کہ عابد قادری صاحب نے 15 ایکڑ زمین نصر اللہ خان افغانی کو ڈیڑھ کروڑ روپے میں فروخت کردی گئی۔ یہ رپورٹ خادم کی اور جناب ایس ایم فاروق احمد نائب صدر انجمن علامہ شاہ احمد نورانی کے بیان کے بعد تیار کی گئی۔

(دستاویز نمبر A ملاحظہ فرمائیں۔)

انکوائری رپورٹ میں مندرجہ ذیل دستاویز دیکھی ہیں۔

Marfat.com

☆ پہلے انجمن تبلیغ الاسلام رجسٹرڈ کرائی گئی جس کو 20 جنوری 1962ء کو 5 ایکڑ زمین الاٹ کی گئی۔ (دستاویز نمبر B منسلک ہے) مزید 10 ایکڑ زمین 10 اپریل 1963ء کو الاٹ کی گئی۔ (دستاویز نمبر C)

☆ انجمن تبلیغ الاسلام کا نام تبدیل کر کے انجمن تعلیم الاسلام رکھا گیا۔ جس کی شق E کے مطابق جامعہ از ہر طرز پر ایک اسلامی یونیورسٹی قائم کرنا تھا۔ (ملاحظہ فرمائیں دستاویز نمبر D)

☆ انجمن تبلیغ الاسلام کے بانی ممبران میں مولانا محمد شفیع (اوکاڑوی)، مولانا عبدالمصطفیٰ (الازہری)، مولانا جمیل احمد (نعیمی)، مولانا محمد حسن (حقانی) شامل تھے۔ (دستاویز نمبر E ملاحظہ فرمائیں)

☆ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی وفات کے بعد ایک لسٹ تیار کی گئی جس میں سیّد حسین امام صاحب کو صدر دکھایا گیا۔ پروفیسر اے بی حلیم صاحب، ڈاکٹر افضال حسین قادری صاحب، جی اے مدنی صاحب، آزاد بن حیدر وکیل، سید ناصر شاہ میر وکیل، محمود العزیز اور پروفیسر نیاز احمد صدیقی بنیادی اراکین میں شامل کیے گئے۔ جس کی شق نمبر T میں اس بات کا عزم کیا گیا کہ تمام عہدیداران مرحوم مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے مشن کے مطابق اپنے فرائض سرانجام دیں گے۔ (ملاحظہ کریں دستاویز نمبر F)

(اس دستاویز میں آزاد بن حیدر صاحب کو جنرل سیکریٹری دکھایا گیا ہے۔ جس پر ان کے دستخط نہیں ہیں۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ نے دستخط کیوں نہیں کیے؟ تو اُنھوں نے بتلایا ''کہ اخی الکریم کو حسین امام صاحب کی رہائش گاہ پر مشورہ دیا تھا کہ آپ انجمن تعلیم الاسلام کے دستور و منشور پر عمل کریں۔ دستور کے مطابق پہلے میرے دستخط سے ایجنڈا جاری کریں۔ اور میٹنگ کے پہلے گزشتہ کارروائی کی تصدیق ہوگی۔ اور حاضر عہدیداران و اراکین مجلس عاملہ کے دستخط ہوں گے اور بانی اراکین مولانا جمیل الدین نعیمی، مولانا محمد حسن حقانی و دیگر بانی اراکین کو بھی میٹنگ میں بلایا جائے گا۔ اور اگر آپ تاحیات خازن یا قائم مقام جائنٹ سیکریٹری بننا چاہتے ہیں تو بانی اراکین، عہدیداران کی منظور حاصل کرنا ہوگی۔ اُنھوں نے اپنے آپ کو پیش کیا کہ وہ خود انجمن تعلیم الاسلام کے دفتر آ کر آپ کی پوری مدد کریں گے۔ اُنھوں نے فرمایا کہ ٹھیک ہے میں آپ کو اطلاع کروں گا کہ کب آنا ہے۔ یہ غالباً 1971ء کی بات ہے۔ تادمِ مرگ عابد قادری صاحب نے مجھے کبھی نہیں بلایا۔ اللہ اُن کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔)

☆ اس کے بعد انجمن تعلیم الاسلام کی ایک اور فہرست تیار کی گئی جس میں خود ساختہ صدر عابد قادری کو دکھایا گیا اور جنرل سیکریٹری زاہد قادری کو دکھایا گیا۔ اسی فہرست میں عفان قادری ولد زاہد قادری، مشہود قادری ولد عابد قادری، شاہد عامر قادری ولد عابد قادری، عارف قادری ولد عابد قادری بھی ممبران دکھائے گئے۔ (دستاویز نمبر G ملاحظہ فرمائیں)

یہ انتہائی افسوس ناک جعل سازی ہے کہ بانی ممبران مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا جمیل احمد نعیمی، مولانا محمد حسن حقانی، پروفیسر اے بی حلیم، ڈاکٹر افضال حسین قادری جناب جی اے مدنی، آزاد بن حیدر

Marfat.com

وکیل، سید ناصر شاہ میر وکیل اور یو پی کے چیئرمین محمود العزیز کو بانی اراکین کو جعل سازی سے حذف کر دیا گیا۔ اور خود اپنے بیٹوں بھتیجوں کو انجمن تعلیم الاسلام میں شامل کر لیا گیا۔

☆ مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ کی انگریزی کتاب ''فلاسفی آف پریرز'' کے آخر صفحے پر جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے عہدیداران کے نام لکھے گئے ہیں۔ جس میں آزاد بن حیدر وکیل صاحب کو جنرل سیکریٹری دکھایا گیا ہے۔

(ملاحظہ کیجیے دستاویز نمبر H)

☆ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کا سنگ بنیاد صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے اپنے دست مبارک سے 3 ستمبر 1962ء کو رکھا اور ایک لاکھ روپے کا عطیہ عنایت فرمایا۔ دوسرے دن ڈان اخبار اور جنگ اخبار نے نقاب کشائی کی تقریب اور خبر شائع کی۔ **(ملاحظہ فرمائیے دستاویز نمبر I اور J)**

☆ نوید کامران بلوچ اس کیس کا بڑا ملزم ہے۔ اور اس کا ماسٹر مائنڈ عابد قادری ہے۔ اس نے ایک کروڑ روپے رشوت لے کر اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے ایمنٹی پلاٹ پر غیر قانونی طور پر لینڈ مافیا کو سب لیزیں جاری کرنے کے لیے NOC جاری کیا۔ (NOC کے لئے **دستاویز نمبر K دیکھیے)**

☆ انجمن تعلیم الاسلام کے خود ساختہ صدر عابد قادری کی جانب سے دی گئی ایک جھوٹی درخواست پر نوید کامران بلوچ نے NOC (پانچ ایکٹر زمین) جاری کیا۔

☆ عابد قادری چائنا کٹنگ کا باوا آدم ہے۔ چائنا کٹنگ کے ملزمان کی تفصیل پلاٹوں کے حساب سے ہمراہ لف ہے۔ جس میں مختلف افغانوں کو پانچ پانچ، دس دس پلاٹ سب لیز کیے گئے ہیں۔

(دستاویز نمبر L ملاحظہ کیجیے)

☆ جب چائنا کٹنگ کا نقشہ کراچی بلڈنگ اتھارٹی کو دیا گیا تو 22 نومبر 2007ء کو کراچی بلڈنگ اتھارٹی نے ''بدایونی کالج'' پر لینڈ مافیا کی غیر قانونی تعمیر کا نقشہ مسترد کر دیا۔ **(دستاویز نمبر M)**

☆ ایک فراڈی حضور بخش میمن جو کلفٹن پر رہتا تھا اُس کو پہلے تو انجمن تعلیم الاسلام کا آفس سیکریٹری بنایا گیا۔ اور پھر اس کو رشوت کے طور پر ایک پلاٹ لیز کر دیا گیا۔ **(لیز کے صفحہ اوّل کی کاپی دستاویز نمبر N پر ملاحظہ فرمائیں۔)**

☆ ڈپٹی کمشنر غربی نے 29 جنوری 1999ء کو کمشنر کراچی کو خط لکھا کہ زمین کو بورڈ آف ریونیو کی شرط نمبر 19 لینڈ گرانٹ پالیسی 1975ء کے خلاف ہے۔ **(دستاویز نمبر O ملاحظہ کیجیے)**

☆ چائنا کٹنگ کا مندرجہ بالا نقشہ جو کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کو دیا گیا اُس پر صاحبزادہ عابد قادری مرحوم کے دستخط ہیں۔ **(دستاویز نمبر P ملاحظہ کیجیے)**

☆ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی نے یہ نقشہ نامنظور کر دیا تھا۔ مختیار کار کراچی غربی نے وہ نقشہ ڈپٹی کمشنر غربی کو پیش کیا گیا۔ اُس نے 1438 مربع گز پرائمری اسکول کے استعمال میں دکھایا گیا۔ 6706 مربع گز کالج اور کھیل کے میدان کے لیے دکھایا گیا۔ اور مولانا کے مزار کا رقبہ 2,022 مربع گز دکھایا گیا۔ 17.72 ایکڑ لینڈ مافیا سے بچانے کا دکھایا گیا۔ جبکہ لینڈ مافیا نے 17.28 ایکڑ پر قبضہ دکھایا گیا۔ (نقشے کی کاپی دستاویز

Marfat.com

نمبر Q پر ملاحظہ کیجئے)

☆ ستمبر 2015ء میں کالج کو ایک سازش کے تحت آگ لگا دی گئی۔ کالج کے پرنسپل نے 15 ستمبر 2015ء کو تھانہ پیر آباد میں ایف آئی آر نمبر 544/15 درج کرائی۔ (ایف آئی آر دستاویز نمبر R ملاحظہ فرمائیں)

(اس کے علاوہ ناچیز نے مختلف محکموں سے اور بھی دستاویز اکٹھی کی ہوئی ہیں۔ وہ بوقت ضرورت کام آئیں گی۔)

اس جعل سازی اور فراڈ کے بے نقاب کرنے کے لیے میں نے جتنے بھی محکمے ہیں سب کو درخواستیں مع ثبوت دیں۔ اور یہ ثبوت اخبارات کو بھی دیئے گئے۔

میرے پاس اخبارات کے جتنے بھی تراشے ہیں وہ تمام تراشے ہمراہ منسلک ہیں، غور فرمائیں۔ اخبارات نے اپنا حق ادا کیا۔

☆ روزنامہ عوام، کراچی، 8 اکتوبر 1997ء (حوالہ 1)

☆ روزنامہ جنگ، کراچی، 22 ستمبر 1997ء (حوالہ 2)

☆ روزنامہ عوام، کراچی، 16 فروری 1998ء (حوالہ 3)

☆ روزنامہ جنگ، کراچی، 22 جولائی 1999ء (حوالہ 4)

☆ روزنامہ خبریں، کراچی، یکم جون 2001ء (حوالہ 5)

☆ روزنامہ کائنات، کراچی، 2 جون 2001ء (حوالہ 6)

☆ روزنامہ جسارت، کراچی، 4 جون 2001ء (حوالہ 7)

☆ روزنامہ اُمت، کراچی، 3 ستمبر 2002ء (حوالہ 7)

☆ روزنامہ جنگ، کراچی، 17 دسمبر 2004ء (حوالہ 9)

☆ دی نیوز، کراچی، 24 فروری 2005ء (حوالہ 10)

☆ دی اسٹار، کراچی، 29 اپریل 2005ء (حوالہ 11)

☆ روزنامہ جرأت، کراچی، یکم اگست 2005ء (حوالہ 12)

☆ روزنامہ اُمت 4 اگست 2005ء (حوالہ 13)

☆ روزنامہ ایکسپریس، کراچی، یکم ستمبر 2005ء (حوالہ 14)

☆ روزنامہ کائنات/خبریں، کراچی، 20 دسمبر 2005ء (حوالہ 15)

☆ روزنامہ ڈان، کراچی، 3 اپریل 2006ء (حوالہ 16)

☆ روزنامہ ڈان کراچی، 19 فروری 2007ء) (حوالہ 16A)

☆ روزنامہ انجام/ڈیلی نئی بات، کراچی، 10 جون 2014ء (حوالہ 17)

☆ روزنامہ جنگ، کراچی، 29 ستمبر 2015ء (حوالہ 18)

☆ روزنامہ اُمت، کراچی، یکم اکتوبر 2015ء (حوالہ 19)

☆ روزنامہ نوائے وقت، کراچی، 20 اکتوبر 2015ء (حوالہ 20)

☆ روزنامہ جانباز/دُنیا/جسارت/امن 2 اکتوبر 2015ء/ جنگ 3 اکتوبر 2015ء (حوالہ 21)

☆ روزنامہ ایکسپریس، نوائے وقت، عوام، جہانِ پاکستان 3 اکتوبر 2015ء (حوالہ 22)

☆ روزنامہ جسارت، ایکسپریس، قومی اخبار، عوام، جانباز 6 اکتوبر 2015ء (حوالہ 23)

☆ روزنامہ جسارت، کراچی، 25 جنوری 2016ء (حوالہ 24)

☆ روزنامہ ڈان، کراچی، 25 جنوری 2016ء (حوالہ 25)

☆ روزنامہ نوائے وقت، آغاز، شمال، خبریں، 29 فروری 2016ء (حوالہ 26)

☆ روزنامہ اُمت، کراچی، 29 فروری 2016ء (حوالہ 27)

☆ روزنامہ امن، نوائے وقت کراچی، 29 فروری 2016ء (حوالہ 28)

Marfat.com

☆ روزنامہ ڈان، کراچی، 27 اپریل 2016ء (حوالہ 29)

میرے پاس مزید انتہائی ضروری دستاویز ہیں جن سے یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کے ایمنٹی پلاٹ پر لینڈ مافیا نے عابد قادری، زاہد قادری اور ان کی نام نہاد خودساختہ انتظامیہ نے ڈپٹی کمشنر ویسٹ نوید کامران بلوچ و دیگر سرکاری عہدیداروں کے ساتھ مل کر غیر قانونی قبضہ کیا ہوا ہے۔

بدایونی کالج کو آگ لگائی گئی: ستمبر 2015ء میں جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ جو بعد میں بدایونی کالج بنا اور اب گورنمنٹ ڈگری کالج بن گیا ہے اس کی 10 ایکڑ اراضی پر قابض افغانی لینڈ مافیا نے پرانے جوتوں سے بھری ہزاروں بوریاں کالج کی دیوار کے ساتھ ڈھیر لگا کر رکھ دیں اور کالج کو آگ لگادی۔ کالج کے کمپیوٹر لیب اور متعدد کمرے جل کر خاکستر ہو گئے۔ کالج کے پرنسپل نے اس دہشت گردی کے خلاف 15 ستمبر 2015ء کو تھانہ پیر آباد میں ایف آئی آر نمبر 544/15 درج کروائی۔ (حوالہ 33)

یاد رہے کہ یہاں پر پہلے پختون مارکیٹ بن چکی ہے اور اور ANP سندھ کا صوبائی ہیڈکوارٹر اور باچا خان مرکز کافی عرصے سے قیام ہو چکا ہے۔

کراچی کی مختلف مذہبی، سیاسی اور سماجی تنظیموں نے اخبارات میں لینڈ مافیا اور انتظامیہ کے خلاف سخت احتجاج کیا۔ روزنامہ ڈان انگلش کی رپورٹ اور 6 فروری 2016ء کو ڈان نیوز چینل نے پہلے جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کی زمین کا میرے ہمراہ دورہ کیا۔ اور اس کے بعد آن ایئر میرا انٹرویو نشر کیا۔ اس کے بعد رینجرز، پولیس اور تمام محکموں کے افسروں میں کھلبلی مچ گئی۔ رینجرز نے وہاں کا دورہ کیا اور لینڈ مافیا کو خبردار کیا۔

مجھے اب لینڈ مافیا، سرکاری ملازمین اور انجمن کے عہدیداروں کے خلاف کاروائی کا انتظار ہے۔ اور میں ہر محکمے میں قانونی چارہ جوئی کے لیے سرگرداں ہوں۔ اور انشاءاللہ جب تک میں اپنے نیک مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتا میں آخری دم تک قائداعظم کے رفیق کار، نظریہ پاکستان کے مبلغ مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ کے مشن کو کامیاب بنانے کے لیے اپنی جان تک دے دوں گا۔

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی زمین پر پشتون مارکیٹ تعمیر کرنے والی لینڈ مافیا بدایونی کالج کو تباہ و برباد کر کے اس پر قبضہ کرنا چاہتی تھی۔ لیکن اس مرتبہ اخبارات نے اس مسئلے کو بھرپور طریقے سے نمایاں کر کے پیش کیا۔ روزنامہ DAWN کراچی کی خاتون رپورٹر محترمہ فائزہ الیاس صاحبہ نے بدایونی کالج کی حالت زار کو خود آ کر دیکھا۔ فوٹوگرافر فہیم صدیقی صاحب ان کے ہمراہ تھے۔ خاتون رپورٹر نے کالج کے اساتذہ سے معلومات حاصل کیں۔ کالج کی نذرِ آتش کی گئی عمارت، تباہ شدہ کمپیوٹر لیب کو دیکھا۔ خاتون رپورٹ کالج میں دو گھنٹے تک موجود رہیں۔ اس موقع پر لیکچرار حیات خان نے خاتون رپورٹر کو بتایا کہ ایک دن نصیر افغانی اپنے ساتھ مسلح گارڈز کے ساتھ کالج آیا اور کہا کہ ہم نے یہ کالج خرید لیا ہے اس کو خالی کر دو۔

نظریہ پاکستان کا پرچار کرنے والی مسلم لیگی اعلیٰ قیادت، علمائے تحریک پاکستان خصوصاً علمائے اہلسنت، نبی آخرالزماں کے اُمتی، پیرانِ پیر حضرت عبدالقادر گیلانی ؒ کے پیروکار، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں ؒ کے جانثار اور تمام محب وطن عوام سے میری درخواست ہے کہ وہ تحریک پاکستان، نظریہ پاکستان، فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونی ؒ کی قائم کردہ اس عظیم درسگاہ اور اثاثے کو

Marfat.com

بچانے کے لیے میدانِ عمل میں آئیں۔ ہم 1999ء سے اس سلسلے میں جدوجہد کر رہے ہیں اور ہمارے پاس تمام ریکارڈ موجود ہے۔ میں آخری دم تک "جامعہ تعلیمات اسلامیہ" کی بحالی کے لیے کام کرتا رہوں گا۔ آپ سے ہر قسم کا تعاون کروں گا۔

آج 20 جولائی 2016ء بروز بدھ آزاد بن حیدر صاحب مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے مزار پر میرے ساتھ فاتحہ خوانی میں شریک ہوئے۔

میں آزاد بن حیدر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے یقین دلایا کہ مولانا بدایونی کے مزار کی مرمت کے لیے ایک کمیٹی بنائیں گے اور فوری طور پر ایک لاکھ روپے کا فنڈ فراہم کریں گے۔ مزید جو بھی خرچ ہوگا اس کی ذمہ داری لیں گے۔ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے درجات کو بلند کرے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ میرے مشن کی کامیابی کے لیے دعا فرمائیں تاکہ مجھ جیسے اللہ کے گناہ گار بندے پر اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ادنیٰ ترین غلام کی حیثیت سے میں اپنی زندگی میں ہی سرخرو ہوسکوں۔

نوٹ: میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر یہ حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ میں نے جو کچھ بھی اپنے بیان میں لکھا ہے یہ بالکل سچ ہے۔ اگر کسی شخص کو کسی قسم کا بھی شک یا اعتراض ہو تو وہ میرے خلاف عدالت سے رجوع کرسکتا ہے۔

Md

طاہر سواتی

جنرل سیکریٹری سندھ شہری فیڈریشن

محمد عابد القادری البدایونی (مرحوم)

اللہ تعالیٰ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے صاحبزادے مسٹر عابد قادریؒ کو کے گناہ کبیرہ وصغیرہ معاف فرمائے۔ اور جامعہ تعلیمات اسلامیہ کو بحال فرمائے اور ہمیں بحالیٔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی تحریک کو تیز سے تیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

Md

طاہر سواتی

جنرل سیکریٹری سندھ شہری فیڈریشن

Marfat.com

A

ANTI-CORRUPTION ESTABLISHMENT
HEADQUARTER'S
Barrack No. 14, Court Road, Saddar,
Karachi

Tel # 9204266
10-Comp(K)2001/-1084
30 January 2004

To: The Chairman,
Enquiries & Anti-Corruption Establishment,
Government of Sindh

Subject: **Complaint # GO-10/2001 of ACE, Karachi Against Naveed Kamran Baloch Ex-D.C West**

Ref: Letter # SO(AC)2-12/2000 dated 14-01-2004.

1 **Background.** Enquiry into the matter was taken up on application of Muhammad Tahir General Secretary, Sindh Shehri Federation dated 17-02-2000 and with the permission of ACC-I accorded on 28-02-2001.

2. **Allegation.** In 1962, DC West allotted plot measuring 15-00 acres to Moulana Abdul Hamid Badayooni Trust for Islamic Mission College. After his death, D.C Naveed Kamran Baloch issued NOC to his son Abid Qadri and other office bearers of trust for sub-leasing 5-00 acres out of 15-00 acres after accepting bribe who sold the same to Nasrullah Khan (Afghani) for Rs 1½ crores.

3 **Enquiry**

a. Applicant Muhammad Tahir supported contents of his application and stated that after transfer of DC Naveed Kamran Baloch his successor D.C Tariq Niazi vide letter dated 27-01-1999 sent report to Commissioner Karachi suggesting cancellation of sub-lease, registration of case and to demolish 300-350 shops constructed by Haji Nasrullah.

Vice President SM Farooqu Ahmed of Anjuman Allama Shah Ahmed Noorani, Sub Registrar Aziz-ur-Rehman and Tapedar Muhammad Yousuf Kalwar were examined

Enquiry revealed that:-

i. In 1962-63, Plot # ST-1, measuring 15 acres of Mangho Pir Road near Banaras Chowk Karachi was allotted to Abdul Hamid Badayuni founder of Anjuman Taleem-ul-Islam vide orders # 192/62 & 770/63 dated 20-01-1962 and 10-04-1963 for Islamic Mission College with condition that if Anjuman Taleem-ul-Islam fails to utilize the land for specific purpose within 3 years, the same will be resumed back, by the Government.

ii. In 1997, Anjuman Taleem-ul-Islam, passed a resolution #6/97 to sub-lease 5 acres of land to encroachers who raised construction and thereafter management moved DC West to approve the said resolution.

Marfat.com

B

OFFICE OF THE DEPUTY COMMISSIONER
K A R A C H I

No.Rev/ 127 /62.

Karachi, the 2nd JANUARY: 1962.

READ.

Application dated 13-12-1961 from Mr. Abdul Hamid Badayuni, President, Markazi Anjuman-e-Tablighul Islam Karachi requesting grant of 5-0 acres of land for Islamic Mission College from deh Orangi.

Letter No.HM/2259 dated 13-12-1961 from the Mukhtiarkar of Karachi.

Letter No.19(176)/61-Rev dated 13-1-1962 from the Commissioner's Secretariat.

ORDER OF THE DEPUTY COMMISSIONER KARACHI.

...

An area of 5-0 acres of land from Nhclass No.7 of deh Orangi as shown red in the sketch is hereby granted on 99 years lease to the Anjuman Tablighue Islam Karachi for establishment of Muslim Missionary Collage and allied institutions on payment of occupation value of 50 paisas per sq.yd. on the following conditions.

1. That if the Anjuman fails to utilize the land for the specific purposes for which it has been granted, within three years from the date of grant, the land shall be resumed.

2. The grantees will pay the ground rent at the rate of Rs.50/- per acre per annum plus usual cesses.

3. The building plans will have to be got approved from the Karachi Development Authority immediately.

for Deputy Commissioner, Karachi.

Copy to:-

(1) The Secretary to Commissioner Karachi with reference to his No.19(176)/61-Rev. dated 13-1.1962.

(2) The applicant. He should appear before the Mukhtiarkar to execute the agreement within a week.

(3) Mukhtiarkar of Karachi

Marfat.com

C

OFFICE OF THE DEPUTY COMMISSIONER
K A R A C H I.

No.Rev(Orangi)/ 770 of 1963.

Karachi, the 10th April, 1963.

READ.

Application from Maulana Abdul Hamid Badayuni requesting for lease of additional land measuring 10.0 acres from Naclass No.7 of deh Orangi for establishing of Muslim Missionary College and allied institutions.

Letter No.5 (11)/62-HM/ 147/63, dated 22.1.1963 from the Mukhtiarkar of Karachi.

Letter No.19/176/61-Rev dated 30/3/1963 from the Commissioner's Secretariat Karachi conveying the approval of the Commissioner of Karachi.

ORDER OF THE DEPUTY COMMISSIONER OF KARACHI.

***

An additional area of 10-0 acres from Naclass No.7 of deh Orangi shown blue in the sketch is hereby granted to the Anjuman Tablighul Islam Karachi for establishment of Muslim Missionery College and allied institutions for a period of 99 years on payment of occupation value at 50 paisas per sq yds and on the following terms and conditions.

1) That if the Anjuman fails to utilise the land for the specific purposes for which it is granted, within three years from the date of grant, the land shall be resumed.

2) The grantee shall pay the altered assessment at Rs.1/- per acre per annum plus usual cesses.

3) The building plans shall be got approved from the Karachi Development Authority.

Sd/- 13/4

For Deputy Commissioner, Karachi.

To

1. The Mukhtiarkar of Karachi.
2. Moulana Abdul Hamid Badayooni, President Anjuman-e-Taleem-ul-Islam, Karachi.
3. Town Planner, K.D.A.

....

Marfat.com

D

MEMORANDUM
OF
THE ANJUMAN TALEEM-UL-ISLAM

1. NAME: The name of the Anjuman shall be "THE ANJUMAN TALEEM-UL-ISLAM".

2. ADDRESS: The Head Office of the Anjuman shall be at 204, Pir Illahi Bakhsh Colony, Karachi, with offices, if any, at such other places, as the Anjuman may decide in course of time.

3. THE AIMS & OBJECTS: of the Anjuman will be as under:-

(a) To promote and develop religious education in Pakistan and other countries and to undertake such measures as may help in better understanding of the Holy Quran and Sunnah.

(b) To establish, Madarasas, schools, Jamias, like the present Jamia Talimat Islamia, Manghopir Road, Kara[illegible] Libraries, Islamia Colleges and other institutions imparting religious and all allied education in Pakistan and other countries.

(c) To build mosques, if possible, and/or to facilitate study and teachings of Holy Quran and Sunnah in Mosque

(d) To set up Darul-Ulooms and Darul Moalimeens, comp[illegible] ing of experts on Religious education and other le[illegible] ings related thereto and/or having a bearing thereo and to produce teachers and scholars on Islam and other allied learnings in Pakistan.

(e) And further to found, establish and develop educatio institutions of all types on Islamic lines on Primar Secondary and University level and in particular to the foundation for establishing an Islamia Universit on the lines of "Jamia Azhar".

(f) To promote, advance and propagate the teachings of Islam in Pakistan and other countries of the world.

(g) To publish books, magazines, periodicals and other literatures on Islam and the teachings of the Holy Quran and Sunnah, as well as on secular subjects.

(h) To adopt ways and means to eradicate social evils, immoral and unislamic habits and to help reforming the Society in accordance with the teachings of Islam

(j) To encourage research work on Islam and other allied subjects among Muslims of Pakistan and other countr[illegible]

(k) To devise ways and means to further the cause of th Anjuman and to secure all facilities and co-operati from the Government and other countries.

(l) To subscribe to affiliate and co-operate with any other Jamia-Anjuman whether incorporated or not, who objects are similar to those of the Anjuman and to advance the cause of religious and other allied education in Pakistan on Islamic Lines.

(m) To procure, take on hire or lease or purchase any la building moveable or immoveable property, for the us and purposes of the Anjuman.

(n) To appeal to people, collect funds, aids and donati for the Anjuman with the permission of the authorit and to spend the same in the best interest of the A

(o) To enter into, sign, execute any contract, [illegible]

Marfat.com

E

classical and modern literatures to propagate the teachings of the Holy Quran and Sunnah in Pakistan and abroad.

4. This Anjuman will be a purely religious organization and shall have no connection in whatsoever a form with any political body of Pakistan.

5. That, the management of the Anjuman has been entrusted to the following persons of the Governing Body:-

		Address.	Occupation.
1.	Maulana Abdul Hamid Badauni, President.	214, P.I.B. Colony, Karachi.	Education in the Islamic Teachings.
2.	Maulana Mohammad Shafi, Secretary.	Near Achi Qabar, Bombay Bazar, Karachi.	Education in the Islamic Teachings.
3.	Maulana Abdul Salam, Treasurer.	Qadri Manzil, near Lasbela House, Karachi.	-do-
4.	Maulana Abdul Mustafa, Member, Managing Committee.	Darul Uloom Amjadya Feeroz Shah Street, Karachi.	-do-
5.	Maulana Mufti Mohammed Omer, Member, M.C.	Behind Kamleen Market, Robson Rd. Karachi.	-do-
6.	Maulana Jamil Ahmed, Member, M.C.	Khatib Sabz Masjid, Sarrafa Bazar, Karachi.	-do-
7.	Maulana Mohammad Hassan, Member, M.C.	Khatib Makrani Masjid, P.I.B. Colony, Karachi.	-do-
8.	Maulana Umer Ilahi, Member, M.C.	39, Jiwaji Building, Aslam Road, Karachi.	Business.
9.	Maulana Mehboob Raza, Member, M.C.	Khatib Khori Garden Masjid, Karachi.	Educatio the Isla Teachin

We, the following persons whose names, addresses and occupations are mentioned hereunder are desirious of being formed into an Anjuman and have subscribed our hands to the Memorandum of the Anjuman ——

Marfat.com

F

S.NO.	NAME OF SUBSCRIBERS	ADDRESS & DESIGNATION OF SUBSCRIBERS.	SIGNATURE	NAME, ADDRES & DESIG. OF WITNESSES.
1.	Syed Hussain Imam	President		F
2.	Prof. A.B.A.Haleem	Member (Former Vice Chancellor, University of Karachi).	ABA Haleem	
3.	Dr.Afzal Hussain Qadri	Dean of the Faculty of Science, University of Karachi. Member.		
4.	Mr.G.A.Madani, S.Pk., SQA, CSP (Rtd),MPA	Member		
5.	Mr.Mohammad Abid Qadri s/o Late Moulana Abdul Hamid Badayuni.	Life Treasurer-cum-Acting Joint Secretary.		
6.	Mr.Mohammad Zahid Qadri s/o late Moulana Abdul Hamid Badayuni.	Member		
7.	Qazi Mohammad Himayatullah Hydari	Member		
8.	Mr.Azad Bin Hyder, M.A.	Member, General Secretary		
9.	Mr.Syed Nasir Shahmir Barrister-at-Law.	Member	S. N. Shahmir	
10.	Mr.Abdul Wahid Osmani	Member		
11.	Mr.Mahmudul Aziz	Member		
12.	Prof.Niaz Ahmed Siddiqui M.A., LL.B.	Member		
13.	Mr.Syed Abdul Hafiz (Managing Director UFP)	Member		
14.	Mr.Ibne Hassan Burney (Executive Vice-President United Bank Ltd.)	Member		
15.	Mr.Obaidul Haq Qadri Section Officer, Ministry of Foreign Affairs.	Member		

Marfat.com

G

TO WHOM IT MAY CONCERN.

This is to certify that this Office is in receipt of intimation from Mr.Hazoor Ali Memon,Office Secretary of "ANJUMAN TALEEM-UL-ISLAM " Karachi registered under Societies Registration Act 1860 vide No.KAR-1003,dated 28.1.1960,intimating the names of new Office-Bearers and Members of the Managing Committee and also new Office premises as per following resolutions approved in the General Body Meeting held on 14.1.1995:-

RESOLUTION NO.1

The Office premises has been changed from " 214, P.I.B. Colony, Karachi to new premises at: " 4B-5/9, Nazimabad,Karachi

RESOLUTION NO.2

The following Office-bearers and members have been elected for the year 1995-98.

S.NO. NAME WITH FATHER'S NAME	ADDRESS.	DESIGNATION.
1.Mr.Abid Qadri S/O Moulana Abdul Hamid Qadri Budayuni.	4B-5/9,Nazimabad,Karachi.	PRESIDENT.
2.Syed Mohammad Farooq S/O Syed Shafiq Hussain.	-do-	VICE-PRESIDENT.
3.Mr.Mohammad Zahid Qadri S/O Moulana Abdul Hamid Budayuni.	-do-	GENERAL SECRET.
4.Mr.Inam-us-Samad S/O Mohammad Abdul Samad.	-do-	JOINT SECRETARY FINANCIAL ADVIS
5.Syed Tariq Ahmed S/O Syed Sajjad Ahmed	-do-	TREASURER.
6.Syed S.M.Shahmir S/O Syed Fayazuddin Shahmir.	-do-	MEMBER & LEGAL ADVISOR.
7.Syed Masood Naqvi S/O Syed Subt Ali Naqvi.	-do-	MEMBER.
8.Mr.Jamshed Ali S/O Mohammad Yasin	-do-	-do-
9.Mr.Abul Qasim alias Rais Ahmed S/O Abul-Hassan Qadri.	-do-	-do-
10.Dr.Mohammad Kamrn Qadri S/O Mohammad Abid Ali Qadri.	-do-	-do-
11.Dr.Affan Qadri S/O Mohammad Zahid Qadri	-do-	-do-
12.Mr.Mashood Qadri S/O Abid Ali Qadri	-do-	-do-
13.Mr.Shahid Amir Qadri S/O Mohammad Abid Ali Qadri.	-do-	-do-
14.Mr.Arif Qadri S/O Mohammad Abid Ali Qadri	-do-	-do-
15.Mr.Yousuf Hussain Qadri S/O Yacoob Hussain Qadri.	-do-	-do-

REGISTRAR JOINT STOCK COMPANIES SEAL OF THE SINDH

This Certification of the receipt of the intimation is issued under Section-19 of the Societies Registration Act 1860.

This has been noted and kept in the Office record.

15/3/95

(ABDUL GHANI RAGHANI)
PROVINCIAL REGISTRAR JOINT STOCK COMPANIES.
SINDH: KARACHI.

Marfat.com

H

OFFICE BEARERS
OF
THE JAMIA TALEEMAT-E-ISLAMIA
KARACHI

☆ **Maulana Abdul Hamid Qadri Badayuni,**
President.

☆ **Sayyad Hussain Imam,**
Vice President.

☆ **Azad Bin Haider M.A, LL. B Vakil,**
General Secretary,

Member of the Managing Committee,

☆ **Prof. A.B.A Halim,**
Ex-Vice Chancellor,
Karachi University.

☆ **Maulana Qazi Himayatullah Haidari**

☆ **Allama Alauddin Siddiqui,**
Vice Chancellor,
Punjab University, Lahore

☆ **Maulana Mufti Ghulam Qadir Kashmiri,**

☆ **Mohd. Abid Al-Qadri, M.A.**

☆ **Mohd, Zahidul Qadri**

☆☆☆

Marfat.com

DAWN
MOHAMMAD ALI JINNAH
KARACHI
Tuesday, September 4, 1962
3 Rabi-us-Sani, 1382
Editor: ALTAF HUSAIN

I

President Mohammad Ayub Khan praying for the success of the Jamia Ta'limat-i-Islamia whose foundation stone he laid on Manghopir Road in Karachi yesterday. Behind him is Governor Amir Mohammad Khan, and with back to the camera is the Iraqi Ambassador, Al Syed Abdul Kadir Al Gaylani. In front of the Ambassador is Maulana Abdul Hamid Badayuni, President of the Jamia.— Dawn photo.

Healthy balance between Islam, science needed

AYUB LAYS CORNER STONE OF JAMIA

By Dawn Staff Correspondent

President Mohammad Ayub Khan last evening emphasized the need for striking a healthy balance between the teachings of the Quran and the Sunnah and modern science so that "as we progress in the field of science, we will not lose contact with our precious religious heritage."

He was speaking at the foundation-stone laying ceremony of the Jamia Taleemat-i-Islami, an institute of Islamic and modern learnings being established on the Manghopir Road, last evening.

Before laying the foundation-stone, the President announced a donation of Rs 1 lakh on behalf of the Pakistan Government, for the Jamia.

Those present at the ceremony included West Pakistan Governor Malik Amir Mohammad Khan, Central Finance Minister Abdul Qadir, heads of diplomatic missions from the Muslim countries, leading ulema, high officials, prominent citizens, industrialists, businessmen.

PROGRESS OF SCIENCE

President Ayub said: "Science has made tremendous progress—man has not only orbited the earth but is reaching for the

the quagmire of stagnation."

He said actually there was no conflict between science and religion. "The only way out of this crisis is that our highly educated sections as well as our Ulema should, in their own way, try to find out the ultimate objective which has been lost in the welter of confused thought."

The President observed that they should try to understand both each other's point of view and that of the scientist in a spirit of sympathy and understanding, draw closer together and then forge ahead.

"This, in fact," he pointed out "is the purpose of the Advisory Council of Islamic Ideology."

Referring to a mention made in faith, President Ayub Khan said: "In the history of every religion there comes a time when its educated sections apply the cold test of reason to the solution of religious problems."

The President said the question, however, arose that if religious divines of yore could persuade the rationalists of their times and if in accordance with divine injunctions they could successfully probe into the mysteries of heaven and earth, why it was not possible today.

The President felt that during the early period of Islam the rationalists and the religious divines were not so wide apart as they were today.

He said that Pakistan has still much leeway to make up. "There is the greatest need to fall in step with scientific progress and to meet the requirements of the times."

The President said it was a matter of pleasure that the institute has undertaken to accomplish the great task. There are not many institutions devoted to research in the field of religion and other sciences, but hoped the new

MAULANA BADAYUNI

Earlier, Maulana Abdul Hamid Badayuni, President of the Jamia, in his address of welcome said that the Jamia Taleemat-i-Islamia will be built on an area of 25,000 yards of land provided by the Commissioner of Karachi.

He said there will be in all 26 sections in the institution, for which plans have already been prepared. It will have lodging and boarding arrangements for the students.

Maulana Badayuni said that efforts were being made to invite teachers from other Islamic countries, besides those from Pakistan, for the institution.

Marfat.com

J

روزنامہ جنگ کراچی

مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۶۲ء

علماء اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ ایک دوسرے کا نقطۂ نظر سمجھنے کی کوشش کریں!

جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں صدر کی تقریر، ایک لاکھ روپے کے سرکاری عطیہ کا اعلان

کراچی ۴ ستمبر صدر ایوب خاں نے اپیل کی ہے کہ ہمارا اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ اور ہمارے علمائے کرام ہمدردی اور دیانت داری سے ایک دوسرے کا نقطۂ نظر سمجھنے کی کوشش کریں اور ایک دوسرے سے قریب آکر ترقی کی جانب قدم بڑھائیں صدر ایوب آج سہ پہر جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب میں تقریر کر رہے تھے انھوں نے حکومت کی طرف سے جامعہ کو ایک لاکھ روپے دینے کا اعلان کیا صدر نے کہا کہ جہاں تک میں نے غور کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کے پہلے دور میں عقلی نقطۂ نظر رکھنے والا اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ جو مسائل کو عقلی نقطۂ نظر سے حل کرنا چاہتا تھا اور اس وقت کے

[illegible]

صدر ایوب

علمائے دین اپنے انداز فکر میں ایک دوسرے سے اسقدر دور نہیں تھے جتنے کہ آج ہو چکے ہیں اس لئے قرآن و سنت سے حرکت و عمل کا سبق لینے کی بجائے آج ہم جمود اور انفعالی کا شکار ہیں اس بحران سے نکلنے کی جو صورت میرے ذہن میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ اور ہمارے علمائے کرام اپنی اپنی جگہ کھوئی ہوئی منزل کا سراغ لگائیں اور ہمدردی اور دیانت داری سے ایک دوسرے کا نقطۂ نظر معلوم کرنے کی کوشش کریں اور ایک دوسرے سے قریب آکر ترقی کی جانب قدم بڑھائیں اسلامی شاندار تاریخ کا اصل مقصد بھی یہی ہے۔ خدا کرے آپ اس مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوں ہمارا ملک ابھی اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہوا ہمیں نئی سائنسی ایجادات اور وقت کے تقاضوں کو پورا کرنے کی بے حد ضرورت ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم قرآن اور سنت کی تعلیمات اور نئی سائنس میں ایک خوشگوار توازن اور اعتدال پیدا کریں اور سائنسی ترقی کے ساتھ ساتھ اپنے بیش بہا مذہبی ورثے کو بھی سنبھالے رکھیں ہمارے ملک میں مذہبی اور فکری علوم پر تحقیق کرنے والے ادارے کم ہیں اس لئے مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے کہ یہ اسلامی اور تبلیغی کالج جس کا سنگ بنیاد رکھنے کا اعزاز مجھے بخشا گیا ہے اس بڑے کام کو تکمیل تک پہنچانے کا بیڑہ اٹھا چکا ہے خدا کرے یہ ادارہ اسلامی روایات کے مطابق ترقی کرے اس سے قبل مولانا بدایونی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔

صدر ایوب جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں

آزاد بن حیدر صاحب نمایاں ہیں۔

Marfat.com

OFFICE OF THE DEPUTY COMMISSIONER KARACHI WEST.

NO: ACW/SCM/- 542/ 97, Karachi, the 22 th July 1997.

K

To,

The President,
Anjuman-e-Taleemul Islam Trust,
K a r a c h i.

SUBJECT:- PERMISSION TO SUB-LEASE AREA IN TO SMALL PLOTS.

With reference to your application dated nil you are hereby informed that requisite permission to sub-lease the area of 05-0 acres out of the total area of 15-0 acres already granted to Anjuman-e-Taleemul Islam Trust, on 99 years lease is hereby accorded to you as per conditions No. 19, of the Land Grant Policy of 1975, as the occupancy having been fully paid.

However the sub-leasees shall be subject to the same terms and conditions and the sub-lessees shall continue to pay the ground rent at the rate of Rs. 50/- per acre per annum for the area of 5-0 acres and Re. 1/- per acre per annum for the area of 10-0 acres respectively together with other cesses payable to Government. However Resolution No. 6 of 1997 furnished by you is hereby approved accordingly.

DEPUTY COMMISSIONER
KARACHI WEST.

Marfat.com

L

S. #:	NAME	ADRESSES	PLOTS #: ALLOTTED
1	Shah Khan S/o Shah Doola.	ISI Islamia Colony Mangho Pir Road Karachi.	R-135 / R-123 / R-44 / S-35 / S-32.
2	Noorullah Khan S/o Haji Mir Jan.	Metrovil Sides.	R-36 / R-28 / R-23 / R-50 / R-08 / R-07.
3	Syed Muhammad Agha S/o Syed Rahim-u-Ddin.	Madive Colony Frontier Colony Karachi.	A-270 / R-30 / R-29 / R-52.
4	Muhammad. Daud S/o Muhammad Usman.	Afridi Colony Mangho Pir Road Karachi.	R-19 / R-18 / S-37 / S-36 / S-33/ R-60/R-59.
5	Mir Afghan S/o Haji Mir Jan.	Metrovil Site Karachi.	D-78 / R-14 / R-13 / R-06 / R-05/ S-48/S-05.
6	Naseer Khan S/o Haji Nasarullah Khan.	Metrovil Site Karachi.	R-03/R-02/R-01/ S-43/S-08/S-06/R-76/ R-20/R-12/R-11/R-04/ R-82/R-81/R-80/R-79/ R-78/R-77/R-84 / R-83.
7	Wali Muhammad S/o Mosa Khan.	D-436 Frontier Colony #: 03 Metrovil Site Karachi.	R-34/R-72/S-46/S-44/S-34/S-09/R-91/R-86/R-85/R-141/R-95/R-94/R-93/R-92.
8	Haji Sher Muhammad Khan S/o Zaman Khan.	525 Islamia Colony #: 01. 430 Mohdi Market Korangi #: 06. 115 Block 09 Metrovil Site Karachi.	S-41 / R-66 / R-65 / R-55 / R-54.
9	Haji Sher Muhammad Khan S/o Madho.	230 Islamia Colony Mnagho Pir Road Karachi.	R-73/R-72/R-71/R-70/R-69/R-68/R-67/R-101/R-100/R-99/R-98/R-97/R-96/R-94/R-107/R-106/R-105/R-104/R-103/R-102/R-17/S-50/R-109/R-108.
10	Mossa Khan S/o Haji Ramzan.	G-44, Block #: 03 Metrovil Site Karachi.	R-45/R-10/S-39/S-30/S-07/S-04/R-142/R-33/R-26.
11	Channar Gul S/o Haji Pirgul.	15 Block #: 04 Metrovil #: 01 Site Karachi.	R-43/R-148/R-64/R-63.
12	Abdul Hameed S/o Din Muhammad.	Muhammad Jan Afridi Goth Mangho Pir Road Karachi.	R-129 / R-122 / R-121 / R-131 / R-130.
13	Hazoor Bux @ Hazoor Ali Memon.	L-735 Block #: 01, Kehkashan Clifton Karachi.	S-02
14	Jan Muhammad S/o Usman.	720 Islamia Colony #: 01 Mangho Pir Road Karachi.	S-20/S-19/S-18/S-23/ S-22/S-21/S-26/S-25/ S-24/S-45/S-27/S-28.
15	Wali Shah S/o Umar Shah.	Bhitai Compound Light.	R-140 / R-139.

Marfat.com

M

Karachi
Building Control
Authority

کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی

Civic Centre, Annexe, Universi
Gulshan-e-Iqbal, Karachi-5, (Pa
Phone : 9230326 - 9230329
www.kbca.gov.pk

No:KBCA/DCB(Site Town)/2007/82

Dated: 22-11-2007

To,

The Town Municipal Officer,
Site Town,
Karachi.

Subject: **UNAUTHORIZED CONSTRUCTION IN PAKHTOON MARKET NEAR BADAYOON COLLEGE, SITE TOWN, KARACHI.**

Reference: Letter No.TMO/ST/PS/473/2007 Dated: 15-11-2007. Received on 20-11-2007

With reference to the above-cited letter it is forwarded that the subject matter mentioned market had been constructed by encroaching the Amenity plot, existing since about last 20 years and the encroachment is now going on, as first floor is under construction. The matter is already under enquiry before the competent authority and in this regard a detail report has also been prepared by the then DC-West, vide letter No.DC(W)/PA-34/99 Dated: 29-01-1999 (copy attached as ready reference).

The removal of encroachment is dealt by the lesser and Authority nominated by the government, Anti Encroachment Cell, C.D.G.K within their jurisdiction under law.

It is requested that the case may please be referred to the concerned authority for removal of the Encroachment under its statutory responsibility, please.

21/11/2007

Deputy Controller of Buildings

Marfat.com

N

Serial No. 5293
Presented at the Office of the Sub-Registrar T Div. IX Karachi between the hours of ... and ... am/pm on the 8-9-97

INDENTURE OF SUB-LEASE.

Sub-Registrar T. Div. Karachi

This INDENTURE OF SUB-LEASE is made at Karachi on this 8th day of Sept, 1997 BETWEEN THE ANJUMAN TALEEM-UL-ISLAM, Registered under Societies Registration Act 1860 (Certificate of Registration No. KAR - 1003 of 1959-1960, Dated: 28-01-1960) having its Registered Office at 4-B-5/9, Nazimabad No.4, Karachi, through ;its President Mr.Muhammad Abid Qadri Son of Moulana Abdul Hamid Badayuni, muslim, Adult, Resident of 4B-5/9. NAZIM ABAD, KARACHI, hereinafter called the "LESSEE" (which expression shall wherever and whenever the context so permits, mean and include their heirs, successors, exeuters, administrators, persons holding Office and deriving title under its registered By-Laws, in force and applicable from time to time its representatives, ~~transferees~~ and assigns) of the ONE PART;

AND

MR./~~MRS./MISS~~. HAZOOR BUX URF HAZOOR ALI S/O,~~W/O,D/O~~, WAZARI KHAN Muslim, Adult, Holding N.I.C.No 409-52-019419 Resident of L-735 BLOCK-1 KD-KASHAN - CLIFTON KARACHI hereinafter called the "SUB-LESSEE" (which terms and expression shall whenever and wherever the context so permits, mean and include his/her heirs, successors, administrators, executors, legal representatives, attorney ... nts and assigns) of the OTHER PART.

Marfat.com

OFFICE OF THE DEPUTY COMMISSIONER & D.M. KARACHI WEST.

No.DCW/PA/ 34 /99 Karachi, the 27/1/January 1999.

To

The Commissioner,
Karachi Division,
Karachi.

Date 29. 1. 99

SUB:- **IMPROPER UTILIZATION OF LAND GRANTED TO MOLANA ABDUL HAMID BADAYUNI TRUST M/S ANJUMAN TALEEM-UL-ISLAM DEH ORANGI.**

It is submitted that one Mr. Abdul Hamid Badayouni, President Anjuman Taleem-ul-Islam, Karachi was granted 5 acres land for Islamic mission college vide order No. Rev(Orangi)/192/62 dated 20th January 1962. The land was granted on the condition that if the Anjuman failed to utilize the land for the specific purpose for which it was allotted within three years, the land will be resumed back to the Government. Additional, 10 acres was also allotted vide D.C. office order. No. Rev (Orangi)770/63 dated 10.04.1963 on the same conditions. The said trust paid the usual rent/cess/charges on the land, but did not utilize the land for the purpose it was allotted for more than 35 years.

In 1997 the Anjuman requested through its president that it might be allowed to sub-lease an area of 5 acres as it had been encroached upon and passed a resolution No.6 of 1997 to this effect. This was approved by D.C. West vide his order No.ACW/SCM/594/96 dt 22.06.97. However it was clarified that the said permission did not authorize conversion of the land for commercial purposes in accordance with the condition No.19 of the land grant policy 1975, vide D.C.Office No.ACW/SCM/774/97 dt:09.09.97, which was addressed to the Commissioner Karachi.

The land grant policy 1975 accorded recognition to only following types of leases i.e. 1. For residential purposes 2. For commercial/ petrol pumps/ cinemas 3. For Industrial purposes. The said land grant policy is silent for lands granted for charitable purpose. A reference may be moved in this regard to the Board of revenue for the status of lands granted for charitable purpose and whether the said status can be altered by reference to condition 19 of land grant policy 1975.

It is pertinent to mention that proper course of action for the Anjuman was the removal of the encroachments through legal remedies instead of sub-leasing the land which is illegal and smacks of a malafide intent. Moreover, according to the conditions of the lease, the land should be resumed back to the Government because of the failure to use it for the specific purpose for which it was initially allotted and within the stipulated time. The resolution of a private body is not at all binding on the Government and the Revenue officers should have ensured the fulfillment of the conditions of the allotment/ lease.

Marfat.com

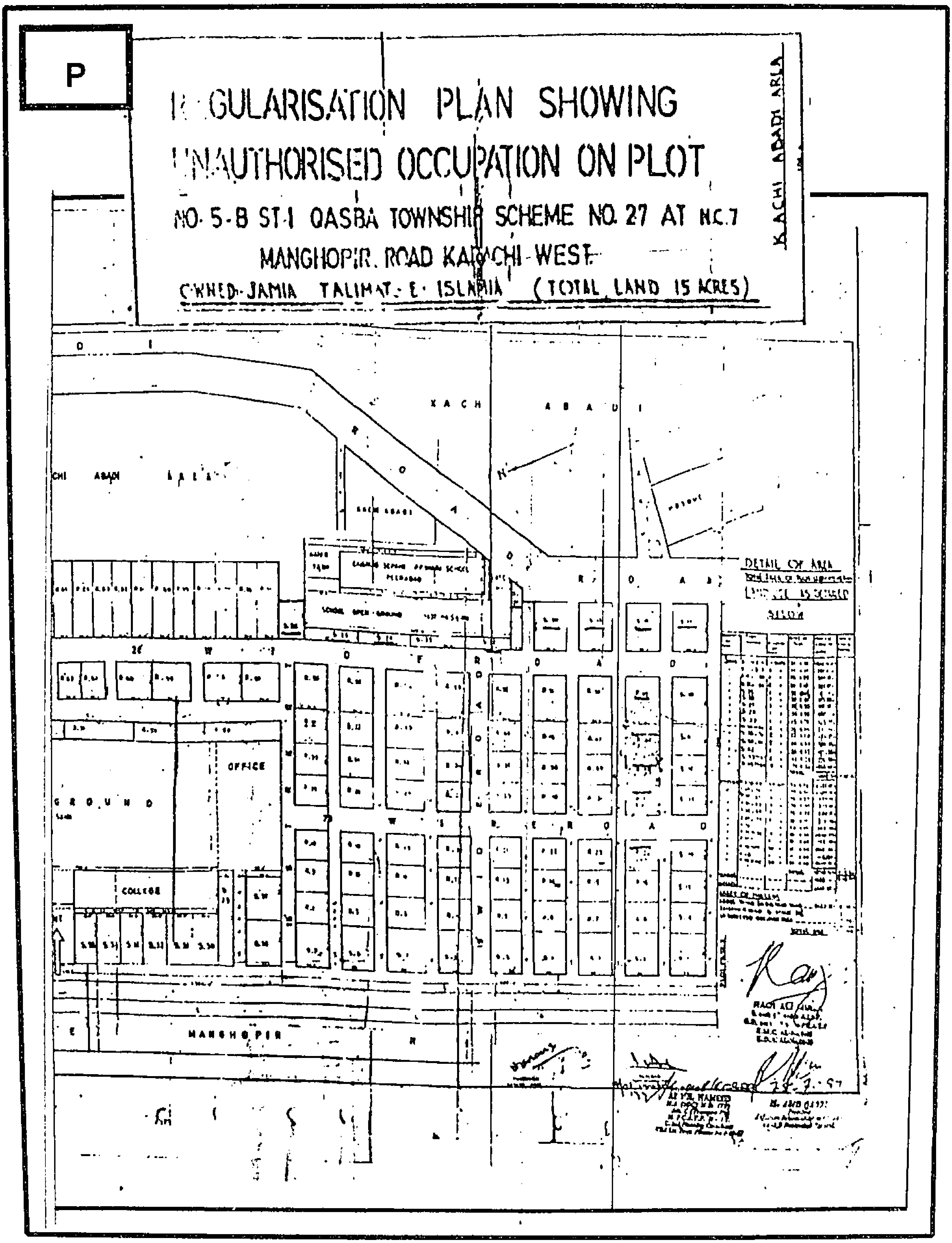
P
REGULARISATION PLAN SHOWING
UNAUTHORISED OCCUPATION ON PLOT
NO. 5-B ST-I QASBA TOWNSHIP SCHEME NO. 27 AT N.C.7
MANGHOPIR ROAD KARACHI-WEST
OWNED-JAMIA TALIMAT-E-ISLAMIA (TOTAL LAND 15 ACRES)
KACHI ABADI AREA
KACHI ABADI
ROAD
OFFICE
GROUND
COLLEGE
MANGHOPIR
DETAIL OF AREA

Marfat.com

MAP

RAIN WATER

MANCHOPIR ROAD

LEGEND OF LAND USE

1 TOTAL AREA OF PLOT = 1320 X 495 = 15 ACRES.

2 EXISTING PRIMARY SCHOOL BUILDING ——— AREA = 1438.00 SQ. YDS. SHOWN THUS

3 " COLLEGE BUILDING AND PLAY GROUND ——— " 6706.00 " " "

4 " MAZAR OF MULLAHA ABDUL HAMID BADAYANI ——— " 2022.00 " " "

5 AREA COMPOUNDED TO SAVE FROM ENCROACHMENT S.NO.5. 13148.00 " " "

6 AREA " TO SAVE " ENCROACHMENT S.NO.6 = 14051.00 - 7.72 ACRES. "

7 ABADI ON ENCROACHED LAND ——————— 7.28 "

8 TOTAL 15. ACRES

8. CONSTRUCTION UPTO ROOF LEVEL SHOWN THUS

9. CONSTRUCTION UPTO PLINTH FOUNDATION " "

TAPEDAR
TAPO_MANCHOPIR KA WEST.

MUKHTIARKAR
KARACHI WEST.

Q

Marfat.com

R

بعدالت جناب علاقہ مجسٹریٹ صاحب تھانہ پیر آباد، کراچی

ایف آئی آر نمبر: 544/15 تھانہ: پیر آباد ضلع: ویسٹ تاریخ وقت وقوعہ: مورخہ 13-09-2015

بوقت 1500 بجے

۱۔	تاریخ وقت رپورٹ رپٹ نمبر 28	تاریخ 15-09-2015 بوقت 1515 بجے	۶۔ تھانہ سے روانگی کی تاریخ اور وقت	ذریعہ ڈاک
۲۔	نام وسکونت اطلاع دہندہ مستغیث	مسمی پروفیسر نسیم افسر (پرنسپل) گورنمنٹ ڈگری سائنس اینڈ کامرس کالج اورنگی ٹاؤن شپ، کراچی فون نمبر: 0321-8741018		
۳۔	مختصر کیفیت جرم مع دفع ومال اگر کچھ کھو گیا	بجرم دفعہ 427/447/448/34 ت پ		
۴۔	برآمدگی	بمقام بیرونی گیٹ کالج گورنمنٹ ڈگری سائنس اینڈ کامرس کالج اورنگی ٹاؤن شپ نزد مین منگھو پیر روڈ، کراچی جانب شمالی بفاصلہ ½ 1 کلومیٹر از تھانہ		
۵۔	کاروائی متعلقہ تفتیش اگر اطلاع درج کرنے میں کچھ وقت ہوا ہو تو اس کی وجہ بیان کی جائے	تفتیش مقدمہ Sio صاحب تھانہ ہذا کریں گے۔		

دستخط: انگریزی عہدہ: ASI

اس وقت ایک عدد تحریری درخواست نمبری C316/15 بتاریخ 15-09-2015 بنام نسیم افسر (پرنسپل) گورنمنٹ ڈگری سائنس اینڈ کامرس کالج اورنگی ٹاؤن شپ کراچی 75800 نمبر 159، تاریخی 14-09-2015 جناب SHO تھانہ پیر آباد عنوان اطلاع برائے آتش زدگی گورنمنٹ ڈگری سائنس اینڈ کامرس کالج اورنگی ٹاؤن، کراچی جناب والا میں بحیثیت پرنسپل آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہو کہ گورنمنٹ ڈگری سائنس اینڈ کامرس کالج اورنگی ٹاؤن کے سامنے تجاوزات کی صورت میں جوتے اور گیس سیلنڈر رکھے جاتے ہیں اس سلسلے میں متعلقہ حکام کو کئی بار آگاہ کیا جاچکا ہے اور اس خدشے کا اظہار بھی کیا گیا تھا کہ کسی وقت بھی یہاں پر آگ اور کوئی حادثہ رونما ہوسکتا ہے۔ کل بروز اتوار بوقت 3 بجے شام کو کالج کے باہر موجود جوتوں کے ڈھیر میں آگ لگ گئی جس سے کالج میں موجود کئی کلاسیں اور کمپیوٹر لیب مکمل طور پر جل چکے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ نامعلوم افراد کے خلاف FIR درج کریں اور کالج کے باہر موجود ان شرپسندوں عناصر کو جو مختلف صورتوں میں تجاوزات کررہے ہیں انہیں ہٹا کرتادیبی کاروائی کی جائے پروفیسر نسیم افسر دستخط انگریزی مہر انگریزی پروفیسر نسیم افسر پرنسپل گورنمنٹ ڈگری سائنس اینڈ کامرس کالج اورنگی ٹاؤن شپ کراچی موبائل نمبر 0321-8741018 نوٹ اس درخواست کے ساتھ حکام بالا اور متعلقہ اداروں کو لکھی گئی تمام درخواستیں منسلک ہیں۔

کاروائی پولیس من ASI تصدیق کرتا ہوں موصولہ درخواست لفظ بلفظ تحریر کی گئی مضمون رپورٹ سے جرم دفعہ 427/447/448/34 ت پ کا ہونا پایا جاتا ہے۔ الہٰذا مقدمہ عنوان بالا نامعلوم ملزمان کے خلاف درج کیا آئندہ تفتیش SIO صاحب تھانہ ہذا کریں گے۔ نقول حسب قاعدہ تقسیم ہونگی۔

۱

Marfat.com

8-اکتوبر 1997 | Daily Awam Karachi

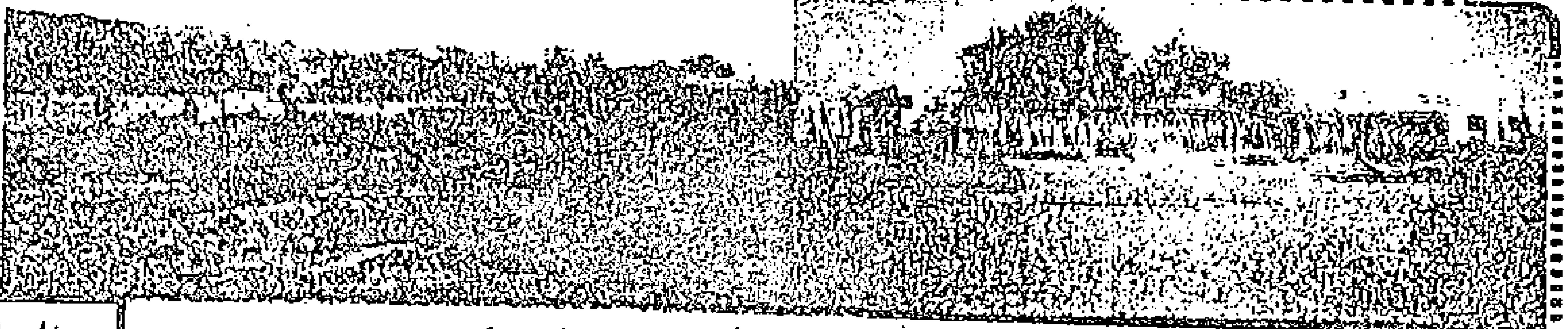

مولانا عبدالحامد بدایونی ٹرسٹ اور کالج کی زمین پر قبضے کے لئے بنیادیں کھودی جا رہی ہیں

حوالہ 1

لینڈ مافیا کا بدایونی ٹرسٹ کے رفاہی پلاٹ پر قبضہ

کراچی کی انتظامیہ ناکام ہو چکی

لینڈ مافیا نے پیر آباد تھانے کے سامنے سرکاری اسکول کی عمارت منہدم کردی' قبضہ کرانے میں اہم سرکاری اور سیاسی شخصیات ملوث ہیں

قبضہ کارروائی کے خلاف تمام اعلیٰ شخصیات سے رابطہ کیا گیا لیکن بااثر مافیا کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی: ٹرسٹ کے جنرل سیکرٹری ذاکر حسین

کراچی (امتیاز خان فاران / حیات عزیز نقوی) کراچی انتظامیہ لینڈ مافیا کے خلاف کارروائی میں ناکام ہو گئی ہے گورنر' وزیر اعلیٰ' کمشنر کراچی کے علم میں لائے جانے کے باوجود پیر آباد تھانے کے سامنے منگھو پیر روڈ مدنی چوک پر لینڈ مافیا نے سرکاری اسکول منہدم کر کے تحریک پاکستان کے رہنما فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونی ٹرسٹ کے رفاہی پلاٹ جامعہ تعلیمات اسلامیہ حامد بدایونی کالج کی کروڑوں روپے کی زمین پر قبضہ کرلیا جس کے بعد مذکورہ زمین پر رات دن کھلے

بقیہ نمبر 1 صفحہ 3

بقیہ 1

عام مارکیٹ کی تعمیرات جاری ہیں۔ دکانوں کی قیمتیں پانچ تا دس لاکھ روپے اور اس سے زائد بھی ہیں لینڈ مافیا کے اسی گروپ پر گزشتہ ماہ اسی مقام پر پولیس پارٹی اور ایس ڈی ایم پر حملہ کرنے اور سرکاری اسکول منہدم کرنے کے خلاف مقدمات نمبر 194/97 اور 143/97 درج ہیں۔ اطلاعات کے مطابق اس عمل میں ضلع کی اہم سرکاری اور سیاسی شخصیات کا نام بھی لیا جا رہا ہے جنہوں نے نقد و دکان کی صورت میں مفاد حاصل کیا۔ ذرائع کے مطابق ضلع کی اہم شخصیات نے 20 لاکھ روپے نقد بھی وصول کئے ہیں۔ اس ضمن میں مولانا عبدالحامد بدایونی ٹرسٹ کے جنرل سیکرٹری ذاکر حسین نے عوام کو بتایا کہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا سنگ بنیاد فیلڈ مارشل ایوب خان نے 3 ستمبر 1962ء میں رکھا تھا جہاں دینی تعلیم کے لئے ادارہ قائم کیا گیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ لینڈ مافیا کی قبضہ کارروائی کے خلاف تمام اعلیٰ شخصیات سے رابطہ کیا گیا پریس کلب کے سامنے مظاہرے بھی کئے لیکن بااثر لینڈ مافیا کے خلاف کوئی عملی کارروائی نہیں کی گئی۔ انہوں نے بتایا کہ بعض عناصر قبضہ کا جواز پیدا کرنے کے لئے ٹرسٹ کا نام استعمال کر رہے ہیں جو غلط ہے ٹرسٹ کی زمین پر اس قسم کی تعمیرات نہیں ہو سکتیں حکومت اسے قبضہ میں لے کر وہاں اسپتال و اسکول قائم کرے۔ نمائندہ عوام نے اس سلسلے میں جب تعمیرات کے ذمہ داروں سرزمین خان اور نصر اللہ کابلی سے رابطہ کی کوشش کی تو سائٹ پر قائم رابطہ آفس میں موجود ایک شخص نے اپنا نام بتائے بغیر کہا کہ اس بارے میں ٹرسٹ کے لوگوں سے معلوم کیا جائے ہم تمام لوازمات پورے کر کے کام کر رہے ہیں اب تو کافی رقم خرچ ہو چکی ہے لوگ ایسے ہی شور مچا رہے ہیں اس سے کام تھوڑی رکے گا۔ نصر اللہ کابلی نے فون پر رابطہ کے دوران کہا کہ میرا تعمیرات سے کوئی تعلق نہیں میں نے تو ٹرسٹ کے لوگوں اور قابضین کے مابین مفاہمت کروائی ہے۔ جبکہ اس صورتحال سے متعلق علاقہ تھانہ نے کوئی بھی معلومات فراہم کرنے سے معذوری ظاہر کرتے ہوئے کہا ہم قانون کے مطابق کارروائی کر رہے ہیں۔

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی اراضی 75 ہزار گز پر مشتمل ہے

ادارے کا سنگ بنیاد 3 ستمبر 62ء کو صدر ایوب خان نے رکھا تھا

ضیاء الحق کے دور حکومت میں سندھ حکومت نے عمارت کو اپنی تحویل میں لے لیا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا قطعہ اراضی تقریباً 75 ہزار گز پر مشتمل ہے جس کے ایک حصے پر کالج کی عمارت اور مولانا عبدالحامد بدایونی کا مزار قائم ہے مذکورہ جگہ انجمن تعلیم الاسلام کی درخواست پر حکومت نے

بقیہ نمبر 3 صفحہ 3

دی تھی اس کا سنگ بنیاد صدر ایوب خان نے 3 ستمبر 1962ء کو رکھا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی کے انتقال کے ایک برس بعد 1971ء میں یہاں درس و تدریس کا آغاز ہوا جو بعد ازاں رک گیا تھا لیکن جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں حکومت سندھ نے اس ادارے کو اپنی تحویل میں لے لیا اور وہاں گورنمنٹ عبدالحامد بدایونی کالج قائم کردیا کچھ عرصہ بعد کالج کے نام سے مولانا بدایونی کا نام نکال دیا گیا۔

سیاسی رہنماؤں پر مشتمل کمیٹی بھی بے بس

کراچی (اسٹاف رپورٹر) مولانا عبدالحامد بدایونی ٹرسٹ کی رفاہی زمین پر لینڈ مافیا کے قبضے کے خلاف عوامی نیشنل پارٹی ضلع غربی کے صدر امین خان' پیپلز لیبر بیورو غربی کے صدر

بقیہ نمبر 4 صفحہ 3

بقیہ 4

شوکت علی سموں' پیپلز پارٹی شہید بھٹو گروپ کے صدر علی سرور' وسیم رشید' ایوب خان مسلم لیگی رہنما جاوید اقبال پر مشتمل ایکشن کمیٹی تشکیل دی گئی تاہم ایکشن کمیٹی بھی کوئی اہم اقدام نہیں کر سکی۔

بدایونی ٹرسٹ کی زمین پر قبضے کیخلاف 5 مقدمات درج ہو چکے ہیں

تجاوزات کی وجہ سے مولانا عبدالحامد بدایونی کے مزار کو جانے والا راستہ بند ہو چکا ہے

لینڈ مافیا نے اسکول کی عمارت بھی منہدم کردی' ٹھیکیدار اور چوکیدار کو قتل کی دھمکیاں

کراچی (اسٹاف رپورٹر) مولانا عبدالحامد بدایونی ٹرسٹ کی زمین پر قبضے کے سلسلے میں لینڈ مافیا کے خلاف پیر آباد تھانے میں 1993ء سے اب تک پانچ سے زائد مقدمات نمبر 145\93' 204\93' 11\94' 194\97' 143\97ء قائم ہو چکے ہیں لیکن مقدمات کے ساتھ ساتھ تجاوزات کے

بقیہ نمبر 2 صفحہ 3

بقیہ 2

قیام کا عمل بھی جاری ہے تجاوزات کے باعث مولانا الحامد بدایونی کے مزار کی جانب جانے والے راستے بھی تقریباً بند ہو گئے ہیں۔ 26 جولائی 97ء کو گورنمنٹ سپاہی بوائز سیکنڈری اسکول کے ہیڈ ماسٹر عبدالباری خان لودھی نے تھانہ پیر آباد کے ایس ایچ او کو دی گئی درخواست میں انہوں نے بتایا کہ لینڈ مافیا کے افراد نے کالج سے متصل اسکول کی زیر تعمیر عمارت منہدم کردی کراچی ویسٹ کے تعمیراتی محکمہ نے اطلاع ملنے پر اس کی موقع پر رپورٹ بھی تیار کی جبکہ لینڈ مافیا کے ارکان نے ٹھیکیدار اور چوکیدار کو قتل کرنے کی بھی دھمکی دی ان لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ زمین ہم نے دو کروڑ روپے میں خریدی ہے۔

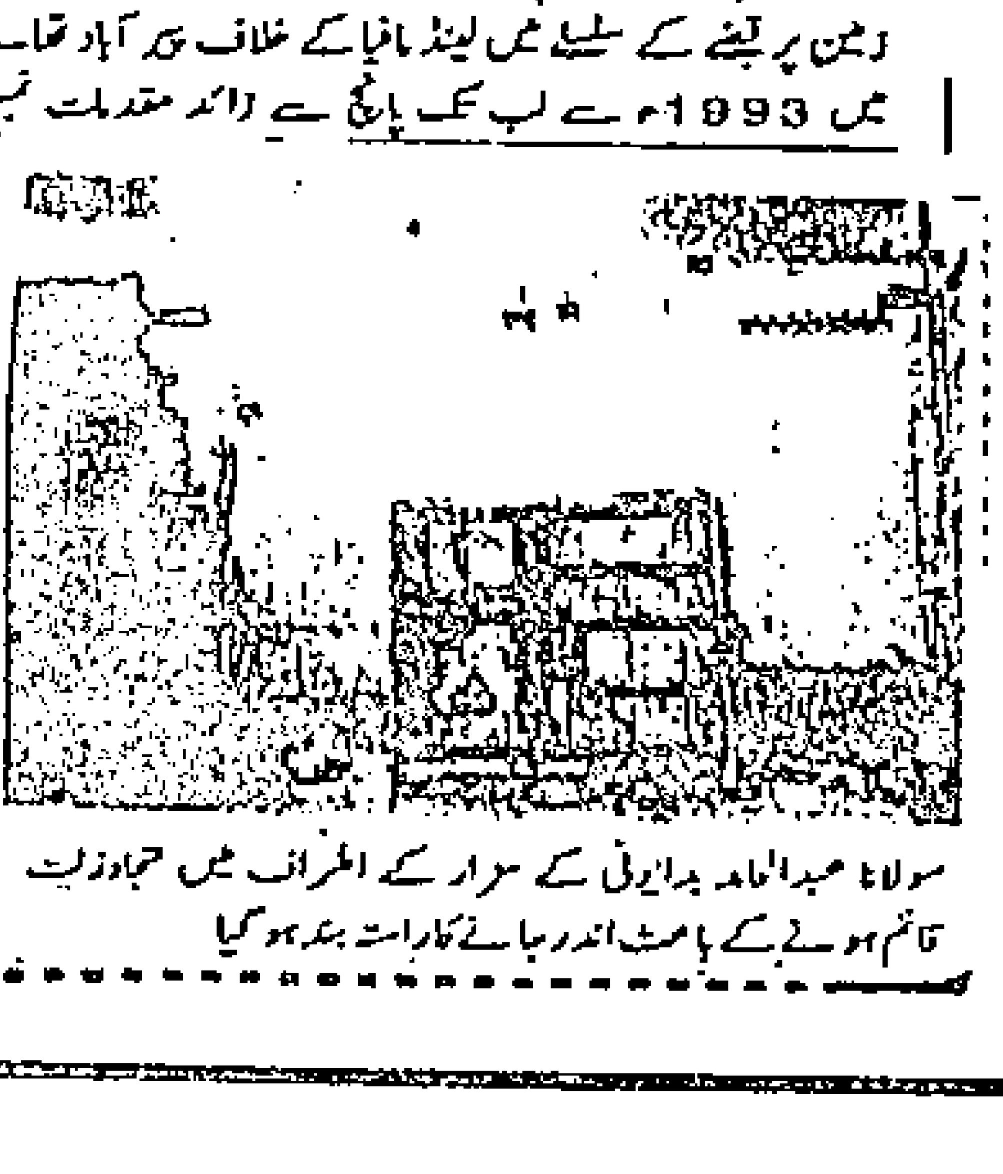

مولانا عبدالحامد بدایونی کے مزار کے اطراف میں تجاوزات قائم ہونے کے باعث اندر جانے کا راستہ بند ہو گیا

Marfat.com

حوالہ 2

عوام

پیر 19/ جمادی الاول 1418ھ 22/ ستمبر 1997ء

حکومت حامد بدایونی کالج کی زمین سے ناجائز قبضہ ختم کرائے، قاری رضا المصطفیٰ

کراچی (پ ر) حکومت تحریک پاکستان کے عظیم رہنما اور بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے رفیق کار مولانا حامد بدایونی کی تعمیر کردہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی جامعہ حیثیت کو بحال کرنے کا خصوصی اعلان کرے اور زمین سے ناجائز قبضہ ختم کرائے۔ ان خیالات کا اظہار تحریک عوام اہلسنت پاکستان کے سرپرست اعلیٰ و ممتاز عالم دین مفتی قاری رضا المصطفیٰ اعظمی نے تحریک کے زیر اہتمام مولانا حامد بدایونی کے سالانہ یوم کے سلسلے میں نورانیہ رضویہ میں منعقدہ ایک خصوصی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا جس کی صدارت تحریک کے بانی و مرکزی چیئرمین حاجی محمد حنیف بلو کر رہے تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بعض عناصر اس اہم جامعہ کی قیمتی اراضی پر قبضہ کرنے کی مذموم کوششیں کر رہے ہیں اور اپنے مقصد میں کامیابی کیلئے حکومت کے بعض مفاد پرست عناصر سے مل کر تحریک پاکستان کے مخلص رہنما کے مشن کو ٹھیس پہنچا رہے ہیں جس کا حکومت کو فوری نوٹس لینا چاہئے۔

THE DAILY JANG KARACHI

روزنامہ جنگ کراچی

بانی میر خلیل الرحمٰن

جلد 6 ... پیر 19/ جمادی الاول 1418ھ 22/ ستمبر 1997ء نمبر 257

[illegible]

لینڈ مافیا کا نوٹس لیا جائے، مولانا حامد بدایونی کے سالانہ یوم پر رہنماؤں کا خطاب

کراچی (پ ر) تحریک عوام اہلسنت پاکستان کے سرپرست اعلیٰ مفتی قاری رضا المصطفیٰ اعظمی نے کہا ہے کہ حکومت تحریک پاکستان کے رہنما اور قائداعظم محمد علی جناح کے رفیق کار مولانا حامد بدایونی کے نام سے جامعہ عبدالحامد بدایونی کی سابقہ حیثیت بحال کرنے کا اعلان کرے۔ وہ تحریک کے زیر اہتمام مولانا حامد بدایونی کے سالانہ یوم کے سلسلے میں نورانیہ رضویہ میں منعقدہ ایک خصوصی اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ جس کی صدارت تحریک کے بانی و مرکزی چیئرمین حاجی محمد حنیف بلو نے کی۔ مفتی رضا المصطفیٰ اعظمی نے کہا کہ بعض عناصر جامعہ کی اراضی پر قبضہ کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں انہیں حکومت کے بعض مفاد پرست عناصر کی بھی حمایت حاصل ہے اور حکومت کو اس کا فوری نوٹس لینا چاہئے اس موقع پر حاجی محمد حنیف بلو نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ 75 ہزار گز پر مشتمل جامعہ کی اراضی پر ناجائز قبضے اور لیز ختم کرنے کی ہم کسی کو اجازت نہیں دیں گے اور ہم ایسے عناصر کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مولانا حامد بدایونی کے مزار اور دیگر ملحقہ جگہ اور راستے پر تجاوزات ختم کر دیں بصورت دیگر اہلسنت اور مولانا

بقیہ۔ مولانا حامد بدایونی

کے عقیدت مند کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے اجتماع سے مولانا اشرف گورمانی مولانا ریاض الدین قادری، مولانا قاری غلام رسول قادری اور مولانا عبدالمصطفیٰ سرور اعظمی نے بھی خطاب کیا۔ دریں اثنا مولانا عبدالحامد بدایونی اکیڈمی کے جنرل سیکریٹری ذاکر حسین نے کہا ہے کہ پٹیل پاڑہ چوک پر تحریک پاکستان کے رہنما مولانا عبدالحامد بدایونی کے نام پر حاصل کی گئی جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی زمین پر لینڈ مافیا کے ذریعے قبضہ کرانے اور تجاوزات کی ذمہ دار ضلع غربی کی انتظامیہ ہے اور اگر حکومت نے فوری طور پر تجاوزات کا خاتمہ نہ کیا تو سماجی تنظیموں کے تعاون سے وزیر اعلیٰ ہاؤس پر مظاہرہ کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ کی حکومت مولانا عبدالحامد بدایونی کی خدمات کے اعتراف میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی زمین سے تجاوزات کا خاتمہ کرے۔ دریں اثنا کیڈمی کا ایک ہنگامی اجلاس پیر 22/ ستمبر کو شام 4 بجے ریگل مینشن میں ہوگا جس میں آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے گا۔ دریں اثنا دارالعلوم امجدیہ کے مہتمم اور مرکزی جمعیت علمائے پاکستان کے سینئر نائب صدر مفتی ظفر علی نعمانی نے کہا کہ معماران پاکستان کے ناموں سے منسوب اداروں کو مٹانے کی ہر سازش کو ناکام بنا دیا جائے گا چاہے اس کے لئے علمائے اہلسنت کو کتنی ہی بڑی قربانی دینی پڑے وہ آج دارالعلوم امجدیہ میں علمائے کرام کے ہنگامی اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ اجلاس میں تحریک پاکستان کے رہنما علامہ مولانا عبدالحامد بدایونی (مرحوم) کے نام سے منسوب منگھوپیر روڈ پر جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی ہزاروں گز زمین پر لینڈ مافیا کے قبضے اور مارکیٹوں کے قیام پر انتظامیہ کی مجرمانہ خاموشی پر تشویش کا اظہار کیا۔

Marfat.com

حوالہ 3

روزنامہ عوام

16 فروری 1998

قبضہ مافیا نے ٹرسٹ کی زمین کروڑوں میں بیچ ڈالی

قابضین اور عبدالحامد بدایونی ٹرسٹ

حامد بدایونی ٹرسٹ کی 75 ہزار گز زمین پر قبضہ کرنیوالے گروہ کا سرغنہ افغان نژاد شخص ہے، 600 دکانیں تعمیر کی جا رہی ہیں

افغانی تاجروں نے زمین کے ایک حصے کی 400 دکانوں کا ساڑھے چار کروڑ میں سودا کیا، دو کروڑ کی ادائیگی کی جا چکی ہے

کراچی (امتیاز خان تاران / اسٹاف رپورٹر) حامد بدایونی | ٹرسٹ قصبہ کی زمین کا ساڑھے چار کروڑ میں سودا ہو گیا اور اب

1

ٹرسٹ کی زمین پر کے ای ایس سی کے تاروں سے غیر قانونی کنڈا سسٹم کے ذریعہ ۲۰۰ سے زیادہ سرچ لائٹوں کی مدد سے رات دن کام جاری ہے۔ قابضین کو بااثر سیاسی شخصیات محکمہ ریونیو ڈی سی آفس کے اعلیٰ افسران کی سرپرستی حاصل ہے۔ قابضین نے دکانیں تعمیر کرنے کے لئے سرکاری اسکول بھی توڑ ڈالا۔ قابضین اور خریداروں کا تعلق افغانستان سے ہے۔ تحقیقات اور سروے کے مطابق یہ کارروائی آٹھ ماہ قبل لینڈ مافیا کے گروہ نے شروع کی جس کا سربراہ حاجی نصراللہ کابلی بتایا جاتا ہے جو افغانی نژاد ہے اس کے ساتھ ایک ہندو سرمایہ دار سیٹھ گرا افراد پارٹنر ہیں بدایونی ٹرسٹ کی ۷۵ ہزار گز سے زائد زمین پر چھ سو سے زائد دکانیں تعمیر کر رہے ہیں۔ اس بارے میں عابد القادری نے نمائندہ عوام کو بتایا کہ میں تو والد کا مشن آگے بڑھانا چاہتا ہوں تاہم ٹرسٹ کی زمین پر دکانوں کی تعمیر سے متعلق انہوں نے کہا یہ ان کے علم میں نہیں اس بارے میں رشید اختر سے رابطہ کریں میں نے انہیں پاور آف اٹارنی دیا ہوا ہے۔ تمام کوششوں کے باوجود رشید اختر نامی شخص سے رابطہ نہیں ہو سکا کیونکہ وہ ظاہر نہیں ہونا چاہتا۔ اطلاعات کے مطابق نیو حاجی کیمپ فیبر مارکیٹ کے افغانی تاجروں نے ایک حصے کی چار سو دکانوں کا سودا ساڑھے چار کروڑ روپیہ میں کیا ہے جس میں دو کروڑ کی ادائیگی ہو چکی ہے باقی رقم دکانوں کا قبضہ دینے پر ادا ہوگی جس کے لئے دن رات کام ہو رہا ہے سب سے افسوسناک صورتحال یہ ہے کہ لینڈ مافیا نے دکانوں کی تعمیر کے لئے سرکاری اسکول کو بھی توڑ ڈالا جس کے بارے میں متعلقہ افسران اور ڈی سی آفس کو علم ہے مگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی جبکہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ بااثر افراد نے حامد بدایونی کالج بھی شفٹ کرا دیا ہے۔ واضح رہے کہ گورنر سندھ معین الدین حیدر نے کمشنر کراچی سیکنڈری ایجوکیشن، ڈائریکٹر کالجز کو تجاوزات کے خاتمے، جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے لئے اہل افراد کے تقرر اور کالج کا نام تبدیل نہ کرنے سے متعلق خطوط کے ذریعے ہدایات کیں مگر ان پر بھی عمل نہیں ہوا۔ نمائندہ عوام کے رابطے پر ڈی سی آفس کے ذمہ داروں نے الزامات کی تردید کی اور کہا کہ رپورٹ اوپر بھیج دی گئی ہے جبکہ ٹرسٹ کی زمین پر دکانیں تعمیر کرنے والوں کا موقف ہے کہ ہم تمام قانونی لوازمات پورے کرنے کے بعد ... کر رہے ہیں ٹرسٹ کے لوگوں سے پوچھا جائے ہم نے تو بہت رقم خرچ کر دی ہے شور مچانے یا لیٹر کے ذریعے تو کام نہیں رکے گا۔

Marfat.com

حوالہ 4

جنگ کراچی
جلد 63 جمعرات 8/ربیع الثانی 1420ھ 22/ جولائی 1999ء نمبر 197

مولانا عبدالحامد بدایونی تحریک پاکستان کا روشن ستارہ تھے

قیام پاکستان کے سلسلے میں ان کی جدوجہد ناقابل فراموش ہے، مجلس مذاکرہ سے مقررین کا خطاب

کراچی (پ ر) تحریک پاکستان کے رہنما مولانا عبدالحامد بدایونی کی برسی بدھ کو عقیدت واحترام سے منائی گئی اس موقع پر مختلف تنظیموں کے رہنماؤں وکارکنوں نے مولانا بدایونی کے مزار پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔ تحریک عوام اہلسنت اور مولانا عبدالحامد بدایونی اکیڈمی کے زیر اہتمام مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی جس سے سابق وفاقی وزیر حاجی حنیف طیب، سابق رکن قومی اسمبلی حافظ محمد تقی، حاجی حنیف بلو، ذاکر حسین اور معین خان نے خطاب کیا۔ حاجی حنیف طیب نے اپنے خطاب میں کہا کہ مولانا بدایونی نے نظریہ اسلام اور پاکستان کیلئے جو خدمات انجام دیں وہ بھلائی نہیں جاسکتیں آپ پرجوش مبلغ اور سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ انہوں نے کہا کہ مولانا بدایونی تحریک پاکستان کا روشن ستارہ تھے لیکن افسوس کہ حکومت بانیان پاکستان کے اداروں اور ان کی یادگاروں کی حفاظت نہیں کرسکی۔ مولانا بدایونی کی دینی درسگاہ

باقی صفحہ 10 کالم 1 پر

بقیہ۔ حامد بدایونی

جامعہ تعلیمات اسلامیہ اور اس سے ملحقہ کئی ایکڑ زمین ومزار مبارک کے اطراف میں لینڈ مافیا نے ناجائز تجاوزات قائم کرلی ہیں یہ امر حکومت اور پوری قوم کیلئے باعث شرم ہے۔ حافظ محمد تقی نے کہا کہ مولانا بدایونی نے برصغیر کی تاریخ پر حرکت و عمل اور مسلسل جدوجہد کے گہرے نقوش چھوڑے اور انگریزوں کے خلاف قیام پاکستان کے سلسلے میں جو تاریخ ساز کردار ادا کیا وہ عالم اسلام اور پاکستان کے مسلمان ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ تحریک عوام اہلسنت کے چیئرمین حاجی حنیف بلو نے کہا کہ جو حکومت اکابرین ملت کے اداروں اور یادگاروں کی حفاظت نہ کرسکے اسے اقتدار میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت فوری طور پر تجاوزات کے خاتمے کیلئے اقدامات کرے۔ اس موقع پر ذاکر حسین نے اپنے خطاب میں اورنگی ٹاؤن کا نام مولانا عبدالحامد بدایونی ٹاؤن رکھنے کا مطالبہ کیا۔ دریں اثناء مولانا بدایونی کی برسی کے سلسلے میں خصوصی اجتماع 22/ جولائی کو مدرسہ اہلسنت میں ہوگا

Marfat.com

حوالہ 5

KHABRAIN
خبریں
جمعہ 8 ربیع الاول 1422ھ یکم جون 2001ء 19 جیٹھ 2058 ب

مسلم مشن کالج کی 15 ایکڑ اراضی پر لینڈ مافیا کا قبضہ

1962-63ء میں حکومت نے مولانا عبدالحامد بدایونی کے قائم کردہ انجمن تعلیم الاسلام کو کالج کے قیام کیلئے بنارس چوک کے قریب پلاٹ 5B-st-1 الاٹ کیا تھا

[illegible]

بلڈر نے غیر قانونی سودے بازی اور اجازت نامے رفاہی پلاٹ پر کمرشل پشتون مارکیٹ تعمیر کی، عوام کی نشاندہی پر گھپلوں کے ثبوت چیف سیکریٹری کو فراہم

[illegible]

کراچی (وقائع نگار) منگھو پیر روڈ پر مسلم مشن کالج کے لئے الاٹ کی گئی 15 ایکڑ اراضی پر لینڈ مافیا کے ایک گروپ نے قبضہ کر لیا ہے بلڈر نصر اللہ افغانی نے سابق ڈپٹی کمشنر نوید کامران بلوچ اور انجمن تعلیم الاسلام کے عہدیداروں کے ساتھ مل کر غیر قانونی طور پر زمین کا سودا کیا بلڈر نے فلاحی مقاصد کے لئے مختص زمین پر پشتون مارکیٹ تعمیر کروا کر شہریوں سے کروڑوں روپے وصول کر لئے بدعنوانی کی اطلاع ملتے ہی چیف سیکریٹری سندھ اور چیئرمین گورنر انسپکشن ٹیم بریگیڈیئر نے اعلیٰ تحقیقاتی ٹیم کو تحقیقات کرنے کا حکم دیدیا ہے تفصیلات کے مطابق 1962ء اور 63ء میں حکومت نے تحریک پاکستان کے رہنما مولانا عبدالحامد بدایونی کی قائم کردہ انجمن تعلیم الاسلام کو مسلم مشن کالج کے قیام کے لئے بنارس چوک کے نزدیک دیہہ اورنگی تپہ منگھوپیر اسکیم نمبر 27 میں منگھو پیر روڈ پر 15 ایکڑ پر مشتمل پلاٹ نمبر 1-5B-st الاٹ کیا تھا مولانا حامد بدایونی اس پلاٹ پر جامعہ الازہر کی طرز پر مسلم مشن کالج کے نام سے ادارہ قائم کرنا تھا مگر اچانک مولانا حامد بدایونی کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادوں اور انجمن تعلیم الاسلام کے عہدیداروں نے مولانا کے مشن کو فراموش کر دیا جس کے بعد 1997ء میں انجمن تعلیم الاسلام کے عہدیداروں نے میٹروول سائٹ کے علاقے میں رہائش پذیر معروف بلڈر نصر اللہ افغانی سے اس پلاٹ کا غیر قانونی سودا کر لیا اور سابق ڈپٹی کمشنر غربی نوید کامران بلوچ نے بھاری رشوت لے کر اس رفاہی پلاٹ کی منتقلی اور سب لیزیں جاری کرنے کے لئے اجازت نامہ جاری کر دیا جبکہ پاکستان کے مروجہ قانون کے مطابق اور لینڈ رولز کے تحت کسی بھی فلاحی مقصد کے لئے مختص پلاٹ کو فروخت کرنا یا کسی کے نام منتقل یا سب لیز پر دینا قانونی جرم ہے اور مذکورہ کوئی بھی اقدام کرنے کا کوئی افسر مجاز نہیں ہے مگر سابق ڈپٹی کمشنر نوید کامران بلوچ نے انجمن تعلیم الاسلام کے عہدیداروں کی غیر قانونی سودے بازی اور اجازت نامے سے بلڈر نصر اللہ افغانی اور اس کے ساتھیوں نے رفاہی حیثیت کے حامل مذکورہ پلاٹ پر کمرشل پشتون مارکیٹ تعمیر کر لی ہے واضح رہے کہ پلاٹ پر غیر قانونی تعمیرات کے سلسلے میں علاقے کے لوگوں اور قومی اخبارات نے بھی نشاندہی کی تھی لیکن پوری انتظامی مشینری نے اس قیمتی فلاحی پلاٹ کے تحفظ کے لئے کوئی اقدام نہیں کیا بلکہ الٹا بلڈر کی سرپرستی کی مگر کرپشن کے خلاف عرصہ دراز سے سرگرم تنظیم سندھ شہری فیڈریشن کے رہنماؤں نے مذکورہ پلاٹ کے سلسلے میں کیے گئے گھپلوں کے تمام دستاویزی ثبوت چیف سیکریٹری سندھ کو فراہم کر دیئے جس کے بعد گزشتہ روز چیف سیکریٹری سندھ نے ایک اعلیٰ سطح کا ہنگامی اجلاس طلب کر کے دستاویزات کا بغور جائزہ لینے کے بعد انکوائری کمیٹی مقرر کر دی ہے اور مذکورہ بدعنوانیوں کا پتا چلانے کی غرض سے شروع کی جانے والی انکوائری کا نمبر DACE-GO-10/COM (K)2001-2663/66 الاٹ کیا گیا اجلاس میں چیئرمین گورنر انسپکشن ٹیم بریگیڈیئر ناصر، چیئرمین اینٹی کرپشن پولیس مسعود الرحمٰن، ڈائریکٹر اینٹی کرپشن رمضان چنا اور سیکریٹری سروسز سمیت دیگر اعلیٰ افسران نے شرکت کی اجلاس میں سابق ڈپٹی کمشنر غربی نوید کامران بلوچ، انجمن تعلیم الاسلام کے عہدیداروں اور بلڈر نصر اللہ افغانی کے خلاف مکمل انکوائری کی منظوری دیدی ہے۔

Marfat.com

حوالہ 6

Daily Kainaat Karachi 02 JUNE 2001

287

سابق ڈپٹی کمشنر غربی کے خلاف تحقیقات شروع

رفاہی پلاٹ کی غیر قانونی الاٹمنٹ کا الزام

موصوف نے اورنگی ٹاؤن قصبہ کالونی اسکیم نمبر 27 میں واقع اسلامی مشن یونیورسٹی کیلئے مختص اراضی افغانیوں کو الاٹ کر دی

[illegible]

کراچی (اسٹاف رپورٹر) اورنگی ٹاؤن بنارس چوک کے قریب کروڑوں روپے مالیت کے رفاہی پلاٹ کو افغانیوں کو غیر قانونی الاٹمنٹ کرنے اور مذکورہ رفاہی پلاٹ پر کے ڈی اے ٹاؤن پلاننگ اور کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کی جانب سے جاری کیے جانے والی این او سی نقشے کے بغیر سیکڑوں دکانوں پر مشتمل پشتون مارکیٹ تعمیر کروانے کے الزام میں سابق ڈپٹی کمشنر غربی کے خلاف اعلیٰ سطح پر تحقیقات شروع کر دی گئیں۔ سابق ڈپٹی کمشنر غربی کامران عدیم بلوچ پر الزام ہے کہ انہوں نے اورنگی ٹاؤن قصبہ کالونی اسکیم نمبر 27 منگھوپیر روڈ پر واقع مولانا عبد

باقی نمبر 2 صفحہ 6 پر

بقیہ نمبر 2

الحامد بدایونی ٹرسٹ کے زیر انتظام اسلامی مشن یونیورسٹی کے لئے الاٹ شدہ کئی ایکڑ پر مشتمل پلاٹ نمبر 5 بی' ایس ٹی ون کو غیر قانونی طور پر افغان پٹھانوں کو الاٹ کر دیا۔ واضح رہے کہ کالج کے لئے مختص مذکورہ پلاٹ کی کسی فرد کے نام منتقلی یا سب لیز خلاف قانون اور اختیارات کے غلط استعمال کے زمرے میں آتا ہے سابقہ ڈپٹی کمشنر کامران عدیم بلوچ کی جانب سے متعدد بے قاعدگیوں اور بد عنوانیوں کے الزامات پر ڈائریکٹر اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کے جاری کردہ لیٹرز DACE-GO-10/COMP(K)2001/2663/66 کے ذریعہ مذکورہ سابقہ ڈپٹی کمشنر کے خلاف تحقیقات شروع کر دی گئی ہیں یہ بھی افواہیں گردش کر رہی ہیں کہ منظور شدہ نقشے اور کے بی سی اے کی جانب سے این او سی برائے تشہیر و فروخت کے بغیر 300 سے زائد دکانوں پر مشتمل پشتون مارکیٹ کی تعمیر میں کے بی سی اے کے متعلقہ کنٹرولر سرکل اسے علی بلند قادری اور ان کے ماتحت افسران نے بھاری رشوت وصول کی ہے اورنگی ٹاؤن کے سنجیدہ حلقوں نے ڈائریکٹر جنرل کے ڈی اے اور چیف کنٹرولر آف بلڈنگز سے اپیل کی ہے کہ اسلامی مشن کالج کے لئے مختص مذکورہ اراضی پر تعمیر شدہ غیر قانونی پشتون مارکیٹ کو منہدم کر کے کروڑوں روپے مالیت کی رفاہی اراضی واگزار کرائی جائے۔

الانصاف

جمعہ 8 ربیع الاول 1422ھ یکم جون 2001ء

سابق ڈپٹی کمشنر غربی اور دیگر کے خلاف تحقیقات

اورنگی میں مولانا عبدالحامد بدایونی ٹرسٹ کی اراضی ہڑپ کرنے کا الزام ہے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کراچی نے مولانا عبدالحامد بدایونی ٹرسٹ کو الاٹ کی گئی قیمتی اراضی ہڑپ کرنے اور اس جگہ پشتون مارکیٹ تعمیر کرنے کے الزام میں سابق ڈپٹی کمشنر غربی کامران بلوچ، ٹرسٹ کے عہدیداروں اور بلڈر نصر اللہ افغانی کے خلاف تحقیقات شروع کر دی ہے۔ سندھ شہری فیڈریشن کے مطابق حکومت نے تحریک پاکستان کے رہنما عبدالحامد بدایونی کی قائم کردہ انجمن تعلیم اسلام کو مسلم مشن کالج کے

(باقی صفحہ 2۔ نمبر 3)

قیام کے لئے بنارس چوک کے نزدیک دیہہ اورنگی قصبہ ٹاؤن اسکیم نمبر 27 میں منگھوپیر روڈ پر 15 ایکڑ رقبے پر مشتمل پلاٹ نمبر 5B-ST الاٹ کیا تھا۔ مولانا بدایونی اس پلاٹ پر جامعہ ازہر کی طرز پر مسلم مشن کالج کے نام سے ادارہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد انجمن تعلیم اسلام کے عہدیداروں نے پیٹرول سائٹ کے علاقے میں رہائش پذیر بلڈر نصر اللہ افغانی سے اس پلاٹ کا سودا کر لیا اور سابق ڈپٹی کمشنر غربی نوید کامران بلوچ نے بھاری رشوت لے کر غیر قانونی طور پر اس رفاہی پلاٹ کی منتقلی اور سب لیز یں جاری کرنے کے لئے اجازت نامہ جاری کر دیا۔

THE STAR | Friday, June 1, 2001

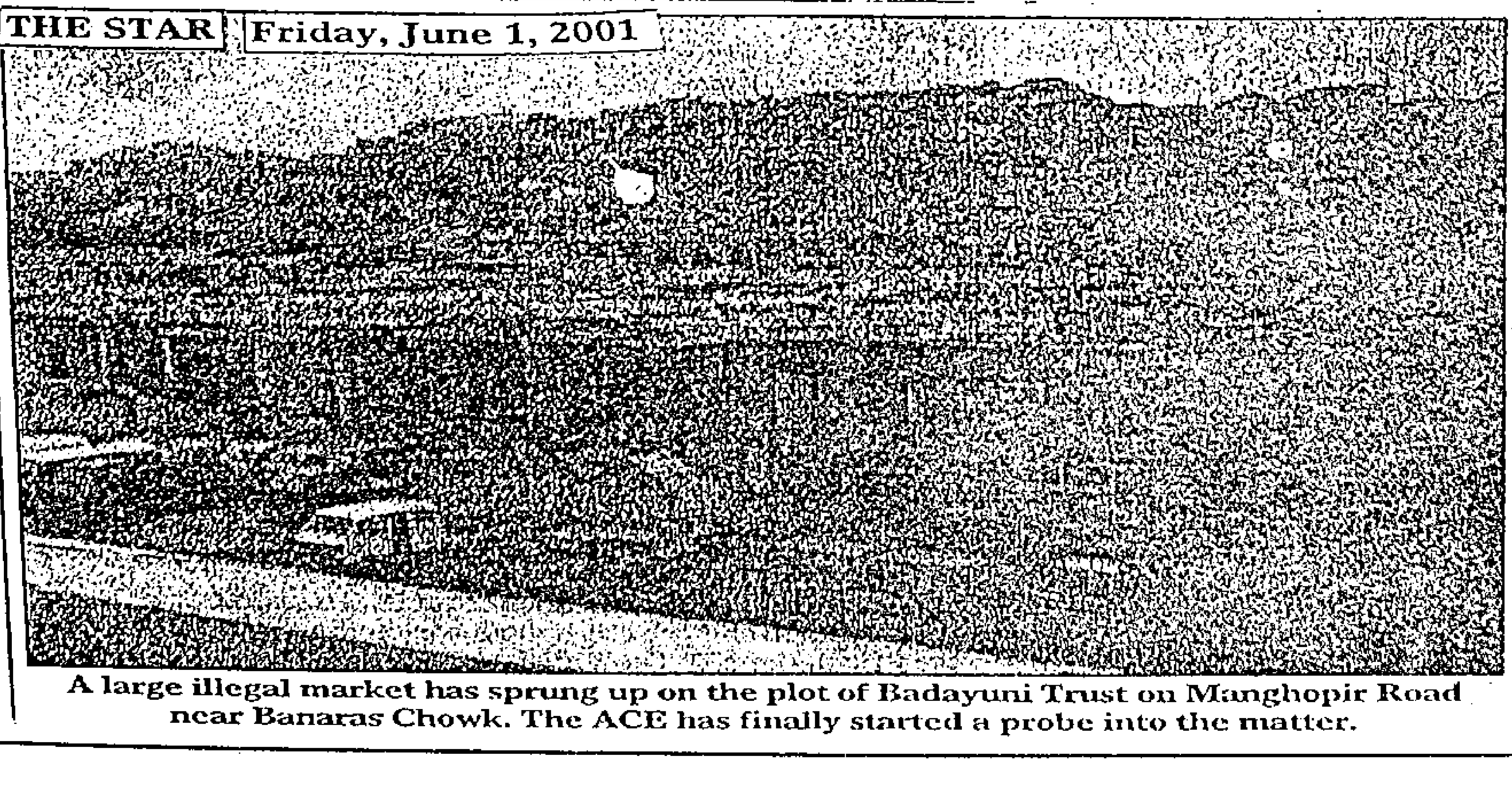

A large illegal market has sprung up on the plot of Badayuni Trust on Manghopir Road near Banaras Chowk. The ACE has finally started a probe into the matter.

Marfat.com

87 کروڑ کی 15 ایکڑ زمین غیر قانونی فروخت

بنارس چوک کے قریب یونیورسٹی کیلئے مختص زمین پر ایک ہزار دکانیں قائم ۔ سابق ڈی سی غربی سمیت 15 افراد ملوث ہیں

کراچی (کوآپریٹو رپورٹر) اسلامک یونیورسٹی کے لئے الاٹ کی گئی 87 کروڑ روپے مالیت کی 15 ایکڑ سرکاری زمین خلاف قانون تجارتی مقاصد کے لئے فروخت کردی گئی یہ انکشاف اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کی خفیہ تحقیقاتی رپورٹ میں کیا گیا ہے باخبر ذرائع نے امت کو بتایا کہ سابق صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے حکم پر بذریعہ آرڈر نمبر 192/62 اور 770/63 انجمن تعلیم الاسلام کے بانی مولانا عبدالحامد بدایونی کو منگھوپیر روڈ بنارس چوک کے قریب 15 ایکڑ زمین اسلامک یونیورسٹی کی تعمیر کے لئے الاٹ کی گئی تھی ذرائع

باقی صفحہ 7 کالم 7 پر

بقیہ 2 سرکاری زمین / فروخت

کے مطابق مذکورہ زمین کی الاٹمنٹ اس بات سے مشروط تھی کہ اگر انجمن تعلیم الاسلام 3 سال میں یونیورسٹی (اسلامک مشن کالج) تعمیر کرنے میں ناکام رہی تو حکومت مذکورہ زمین واپس لے لے گی ذرائع نے بتایا کہ انجمن یونیورسٹی کے قیام میں ناکام رہی مولانا عبدالحامد بدایونی کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے اور انجمن کے صدر مولانا عابد قادری نے 1997ء میں ڈپٹی کمشنر غربی نوید کامران بلوچ سے 15 ایکڑ زمین کی سب لیز جاری کرنے کی منظوری حاصل کرکے زمین کو تجارتی استعمال کے لئے فروخت کرنا شروع کردیا جس پر منگھوپیر کے سماجی کارکن طاہر سواتی نے چیف سیکریٹری سندھ کو بذریعہ درخواست حقائق سے آگاہ کیا اور بالآخر اینٹی کرپشن کے انسپکٹر اظہر سموں نے اوپن انکوائری کی اور اپنی خفیہ تحقیقاتی رپورٹ ڈپٹی ڈائریکٹر اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کو 18 اپریل 2002ء کو بذریعہ لیٹر نمبر ACK/SI/GO-10/2001/084 KARACHI بھجوائی ذرائع نے بتایا کہ کے ڈی اے کے نقشے میں تاحال یونیورسٹی کو الاٹ کیا جانے والا پلاٹ ST-1 سیکٹر 15-B اسلامک یونیورسٹی کے نام سے ہی منسوب ہے لیکن وہاں اب تقریباً ایک ہزار غیر قانونی دکانیں تعمیر کی جاچکی ہیں ذرائع کا کہنا ہے کہ منگھوپیر میں کے ڈی اے نے تجارتی پلاٹ 12 ہزار روپے فی مربع گز کے حساب سے فروخت کئے ہیں اس اعتبار سے 15 ایکڑ سرکاری زمین کی قیمت 87 کروڑ 12 لاکھ روپے بنتی ہے جس کی غیر قانونی فروخت کا الزام سابق ڈپٹی کمشنر غربی نوید کامران بلوچ سابق مختیارکار غربی سرور احمد، پٹیدار منگھوپیر محمد یوسف کلور سمیت 15 مختلف افراد پر عائد کیا گیا ہے اور اس کیس کے تحقیقاتی افسر اظہر سموں نے اینٹی کرپشن کمیٹی ون سے بجرم دفعہ 409/468/420/471/34PPC r/w5(2)ActII1947 مقدمہ درج کرکے مذکورہ ملزمان کی گرفتاری کی اجازت طلب کی ہے۔

روزنامہ امت کراچی

منگل ۲۴ جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ ۳ ستمبر ۲۰۰۲ء

حوالہ 7

پیر ۱۱ ربیع الاول 1422 ہجری 4 جون 2001

مولانا بدایونی ٹرسٹ کی زمین پر پلازہ بنانے کی تحقیقات شروع

زمین مسلم مشن کالج کے نام پر حاصل کی گئی مولانا کے انتقال کے بعد منصوبہ ختم کردیا گیا

97ء میں انجمن تعلیم الاسلام کے عہدیداروں نے زمین بیچ کھائی، افغان بلڈر اور سابق ڈی سی بھی ملوث

کراچی (اسٹاف رپورٹر) اینٹی کرپشن کراچی نے انجمن تعلیم الاسلام کے موجودہ عہدیداروں، سابق ڈپٹی کمشنر ضلع غربی نوید کامران اور افغانی بلڈر نصر اللہ افغانی کے خلاف مولانا عبدالحامد بدایونی ٹرسٹ کی قیمتی زمین میں سنگین بدعنوانی کرکے مسلم مشن کالج کے بجائے شاپنگ پلازہ بنانے پر انکوائری شروع کردی ہے، اینٹی کرپشن کے ذرائع کے مطابق 1962ء اور پھر 1963ء میں تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما مولانا عبدالحامد بدایونی کی انجمن تعلیم الاسلام کو دو مرحلوں میں 15 ایکڑ اور پھر 10 ایکڑ زمین الاٹ کی گئی تھی، اس زمین پر مسلم مشن کالج کے نام سے علوم جدیدہ کے فروغ کے لئے شاندار ادارہ بنایا جانا تھا، اس زمین کی الاٹمنٹ کے وقت یہ شرط تھی کہ اگر مذکورہ زمین پر 3 برس کے عرصے میں مطلوبہ کام نہ ہوا تو یہ زمین خود بخود سرکاری ملکیت ہوگی، مولانا عبدالحامد بدایونی کے انتقال کے بعد ان کا مسلم مشن کالج والا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکا 1997ء میں انجمن تعلیم الاسلام کے بعض عہدیداروں نے ایک افغانی بلڈر نصر اللہ افغانی کے ہاتھوں یہ پلاٹ فروخت کردیا، اس وقت کے ڈپٹی کمشنر کراچی غربی نوید کامران بلوچ نے مبینہ طور پر خطیر رشوت لے کر تجارتی مقاصد کے لیے مختص اس پلاٹ کی منتقلی و دیگر امور کے لئے این او سی جاری کردی، اس پلاٹ پر بلڈر نصر اللہ افغانی نے کم از کم ساڑھے 3 سو دکانوں پر مشتمل مارکیٹ بنائی ہے، سندھ شہری فیڈریشن نے اس بدعنوانی کے ثبوت شواہد جمع کرکے انہیں چیف سیکریٹری سندھ کو پیش کردیا، چنانچہ فروری 2000ء میں ہونے والے اینٹی کرپشن کمیٹی نمبر ون کے اجلاس میں اس معاملے کی تحقیقات کا حکم دیا گیا کچھ عرصہ تک تحقیقات کا حکم بھی سردخانے کی نذر رہا لیکن سندھ شہری فیڈریشن کی طرف سے کی گئی جدوجہد سے بالآخر اینٹی کرپشن کے عملے نے اس معاملے کی انکوائری شروع کردی ہے۔

Marfat.com

حوالہ 9

جمعہ 17 / دسمبر 2004ء

جنگ
انٹرنیٹ ایڈیشن
www.jang.com.pk
ای میل کا پتہ
E-mail-editorjang@jang.com.pk
کراچی: 021-2637111 ...... فیکس 021-2636066

عبدالحامد بدایونی کو قومی تاریخ میں جائز مقام نہیں مل سکا، شاہ تراب الحق

کراچی (پ ر) جماعت اہلسنت کراچی کے امیر علامہ سید تراب الحق قادری نے کہا ہے کہ تحریک پاکستان اور عالم اسلام کے اتحاد کے لیے عبدالحامد بدایونی کی جدوجہد بلاشبہ ہماری قومی تاریخ کا سنہری باب ہے لیکن افسوس مولانا عبدالحامد

10 تراب الحق

بدایونی کو ہماری قومی تاریخ میں جائز مقام نہیں مل سکا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مولانا عبدالحامد بدایونی کی یاد میں منعقدہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ کانفرنس میں حاجی محمد حنیف طیب، شاہد عامر قادری، علامہ سید سعادت علی قادری، مفتی محمد اطہر نعیمی، علامہ ابرار احمد رحمانی، علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی، پیر سید احمد علی شاہ سیفی، سید وجاہت رسول قادری، حافظ سید فاروق احمد قادری، سید مختار علی اجمیری، ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی، سید محمد فاروق قادری، ڈاکٹر منظور الدین احمد، قطب الدین عزیز، خواجہ رضی حیدر، ڈاکٹر آل حسن زیدی، پروفیسر ڈاکٹر منظور احمد، بریگیڈیئر ڈاکٹر سید خالد محمود، پروفیسر سراج الاسلام بخاری اور مولانا سید سبطین حیدر نے خطاب کیا۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے کہا کہ مولانا عبدالحامد بدایونی نے تحریک آزادی اور تحریک خلافت میں بھی گراں قدر خدمات انجام دیں اور ان کا شمار قائداعظم کے بااعتماد اور معتبر رفقاء میں ہوتا تھا اور نازک موقعوں پر قائداعظم ان سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ حاجی محمد حنیف طیب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اکابرین کے کردار کو فراموش کرنا مجرمانہ غفلت ہے اور اسلاف کے کارناموں کو بھلا دینے سے ہم ترقی کے منازل طے نہیں کر سکتے۔ ان کا بڑا کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے تحریک پاکستان کو عوامی تحریک بنانے کے لیے قائداعظم کی درخواست پر پورے ملک میں طوفانی دورے کیے جس سے عوام میں شعور بیدار ہوا۔ دریں اثناء اس موقع پر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، محمد اسلم غزالی، محمد حسین لاکھانی اور قاضی نور الاسلام شمس بھی موجود تھے۔ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان الازہری سجادہ نشین بریلی شریف (بھارت) 17 دسمبر کو نماز جمعہ میمن مسجد مصلح الدین گارڈن میں پڑھائیں گے۔

Marfat.com

THE NEWS

حوالہ 10

Thursday, February 24, 2005

Influentials get away in land fraud cases

By Zabe Azkar Hussain

KARACHI: Corrupt influential people are so powerful that they easily save their skin even after the conclusion of inquiries against them, as has happened in the case of allotment of an amenity plot — reserved for the establishment of Islamic university near Banaras Chowk — to certain people for commercial purposes.

In this case the Anti-Corruption Establishment (ACE) Sindh had held certain officials of the Board of Revenue and others responsible for violating rules and regulations in the allotment of the plot. No action has even been taken against the accused.

In this case, Director, ACE, Ghulam Qadir Thebo had concluded in the detailed report that 15 acres of land were allotted to the Anjuman Taleemul Islam Trust (ATIT) for amenity purpose and the then deputy commissioner in collusion with Mukhtiarkar and others illegally sub-leased five acres to certain beneficiaries. In spite of the clear conclusion drawn on January 30, 2004, no action was taken against the accused.

In its conclusion, the report suggests: "In view of the evidence brought on record, it is established that 15 acres of land was allotted to the ATIT for amenity purpose but DC Naveed Kamran in collusion with Mukhtiarkar Masroor Ahmed Buriro, Tapedar Yousuf Kalwar illegally sub-leased five acres land to beneficiaries, hence prima facie case is made out against them.".

The report further said: "It is therefore proposed that permission may be accorded to place the matter before ACC (Anti-Corruption Court)-1, seeking permission to register a case against DC Naveed Kamran, Mukhtiarkar Masroor Ahmed Buriro, Tapedar Yousuf Kalwar, 15 beneficiaries and to abate the proceedings against Maula Abid Qadir, President of ATIT, who has expired."

The inquiry report along with relevant papers (1,345 leaves) was submitted to the chairman, Enquiries & Anti-Corruption Establishment (No SO (AC) 2-12/20-00 Dated 14-01-2004), for his consent in registering the case against the accused, but no action was taken.

The inquiry was held in this case after the Sindh Shahri Federation (SHF) General-Secretary Tahir Sawati and other SHF members had raised voice against certain builders and officials involved in the allotment of amenity plot for commercial purpose.

The inquiry had mentioned this very fact that Sawati had moved an application for holding an inquiry to this effect. Tahir Sawati told The News that he had moved heaven and earth to get a legal inquiry held and finally that inquiry unearthed corruption but the case was not registered against the accused.

He said that the Chief Minister Sindh Dr Arbab Ghulam had now taken up such cases against the officials of the Board of Revenue involved in wrong deeds, and he expected the case he had raised should also be taken by the government.

Marfat.com

حوالہ 11

THE STAR

Regd. No. SS-021, Price Rs 6.00, Pages 6, Karachi, Friday, April 29, 2005, Rubi-

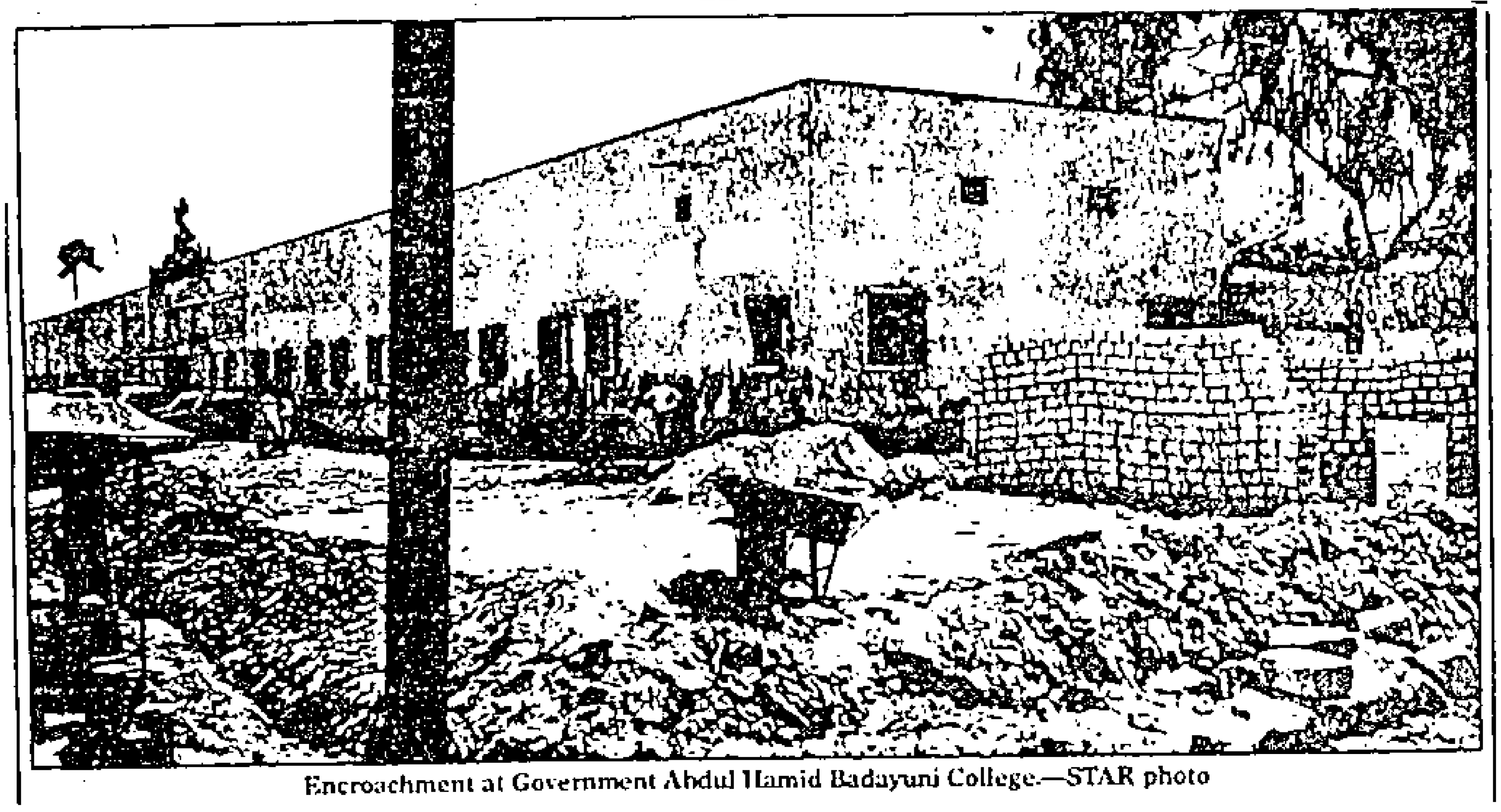

Encroachment at Government Abdul Hamid Badayuni College.—STAR photo

Land mafia grabs college land in Orangi

STAR REPORT

The landgrabbers mafia has occupied a major portion of the open land that belongs to Government Abdul Hamid Badayuni College, which is the only government-run degree college in Orangi Town.

There is no boundary wall around the college, and the open space is literally up for grabs. The members of the land mafia have encroached on a major portion of the land and begun construction work.

Residents said land grabbers had already encroached on a 10-acre land allotted for a religious school near Badayuni College and a commercial market had been set up on the encroached land.

The continuous negligence of the city government and collusion by corrupt officials of the land department had given a free hand to the land grabbers to encroach on these amenity plots.

The land grabbers in connivance with land department officials have started the construction work on the land belonging to the college which has also created unrest among students and can lead to a law and order situation in the college.

The concerned MNA, MPA city nazim/town nazim and other high-ups of the city administration have taken no notice of this act which will deprive the state of land worth millions.

The students said that due to the absence of boundary wall, miscreants had ruined the college building and left no window, door or furniture of the college intact. On many occasion furniture and others equipment was stolen from the college building. The college resembles an abandoned and condemned building more than an educational institution where students are acquiring an education.

Drug addicts consider the college a safe haven and hang around the building and college which has added to further deterioration of the atmosphere.

Marfat.com

حوالہ 12

پیر 24/ جمادی الثانی 1426ھ، یکم اگست 2005ء

اینٹی کرپشن پر ڈی ایم جی افسر کو بچانے کا الزام

سابق ڈی سی نوید کامران ودیگر نے اسلامی یونیورسٹی کے پلاٹ پر کمرشل مارکیٹ بنادی

ڈی ایم جی افسر پر جرم ثابت ہوا تو اے سی سی ون کیس رجسٹرڈ کرنے کی منظوری نہیں دے رہی

کراچی (پ ر) 30 جولائی 2005ء کو اینٹی کرپشن کمیٹی ون کا اجلاس ملتوی کئے جانے کے باعث مختلف محکموں کے خلاف تیار کئے گئے 160 سے زائد کرپشن کے کیسز التواء کا شکار ہوگئے۔ سندھ شہری فیڈریشن نے الزام عائد کیا ہے کہ بااثر افراد کی مداخلت پر ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ کے ایک اہم افسر کو جو اینٹی کرپشن کراچی کی انکوائری نمبر GO-10/2001.SO(AS)2-12/2000 میں ملزم ثابت ہوگیا ہے انسدادی کارروائی سے بچانے کیلئے اینٹی کرپشن کمیٹی ون کا اجلاس مسلسل ملتوی کیا جارہا ہے۔ سندھ شہری فیڈریشن نے اپنے اعلامیہ میں انکوائری GO-10/2001 کے تفصیلات بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ 1997ء میں سابق ڈپٹی کمشنر ویسٹ نوید کامران بلوچ بلڈر نصراللہ خان اور دیگر افراد نے تحریک پاکستان کے رہنما اور ممتاز عالم دین مولانا عبدالحامد بدایونی کو بنارس چوک کے قریب اسلامی یونیورسٹی کے قیام کے لئے الاٹ کئے گئے پندرہ ایکڑ رقبے پر مشتمل پلاٹ نمبر ST-1 کو غیر قانونی اقدامات کے ذریعے ہڑپ کرکے اس پر کمرشل مارکیٹ بنانے کا جرم کیا ہے۔ مورخہ 17-02-2000 کو سندھ شہری فیڈریشن کی جانب سے پیش کی گئی شکایت پر اور ٹھوس دستاویزی ثبوت دستیاب ہونے پر اینٹی کرپشن کراچی نے چار سال قبل اس کیس کی انکوائری مکمل کرکے ملوث ملزمان کے خلاف کیس رجسٹرڈ کرنے کے لئے اینٹی کرپشن کمیٹی ون سے منظوری حاصل کرنے کیلئے CFR پیش کی ہے شہری فیڈریشن نے اعلامیہ میں کہا ہے کہ چونکہ انکوائری میں ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ ڈی ایم جی کا افسر ملزم ثابت ہوگیا ہے اس لئے اے سی سی ون کیس رجسٹرڈ کرنے کی منظوری دینے کے بجائے بار بار اجلاس ملتوی کر رہی ہے۔

روزنامہ جرأت کراچی

Daily JURA'AT

Marfat.com

روزنامہ امت

امت روزنامہ کراچی

جمعرات ۲۷ر جمادی الثانی ۱۴۲۶ھ ۴ر اگست ۲۰۰۵ء

حوالہ 13

15 ملزمان کیخلاف ڈیڑھ برس سے مقدمہ درج کرنیکی منظوری نہیں دی جارہی

نوید کامران بلوچ ودیگر شامل ہیں۔ گورنر کے حکم پر عملدرآمد میں اعلیٰ سرکاری افسران رکاوٹ بن گئے

کراچی (رپورٹ: مرتضیٰ کے زلفی) اعلیٰ سرکاری افسران گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد کے حکم پر عملدرآمد میں رکاوٹ بن گئے۔ ڈائریکٹر اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کی سفارش پر بااثر سرکاری افسر نوید کامران بلوچ، مختار کار مسٹر احمد ویڈیو تپیدار یوسف کلوڑ سمیت بلڈر و دیگر 15 نجی ملزمان کے خلاف ڈیڑھ برس سے مقدمہ درج کرنے کی منظوری نہیں دی جارہی ہے۔ تفصیلات کے مطابق گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد کے ڈپٹی سیکریٹری خاقان مرتضیٰ نے یکم اپریل 2005ء کو چیف سیکریٹری سندھ جو اینٹی کرپشن کمیٹی ون کے سربراہ بھی ہیں، کو ایک خط بھجوایا تھا جس میں کہا گیا کہ گورنر سندھ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اینٹی کرپشن کے کیس نمبر GO-10/2001 میں غیر قانونی اقدامات کے مرتکب

باقی صفحہ 7 کالم 1 پر

بقیہ: ملزمان/مقدمہ منظوری

سرکاری افسران کے خلاف اب تک کارروائی کیوں نہیں کی گئی ہے، جواب سے مطلع کریں۔ اس حوالے سے ذرائع نے بتایا کہ اینٹی کرپشن کراچی کے مذکورہ کیس کی انکوائری 2 اسسٹنٹ ڈائریکٹر کر چکے ہیں اور دونوں نے سابق ڈی سی نوید کامران بلوچ سمیت 18 افراد کو ملزم قرار دیتے ہوئے ان کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی منظوری طلب کی ہے جس پر اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کے سابق ڈائریکٹر غلام قادر تھیبو نے 30 جنوری 2004ء کو چیئرمین اینٹی کرپشن کو جو خفیہ رپورٹ بھجوائی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ یہ کیس اینٹی کرپشن کمیٹی ون کے اجلاس میں پیش کیا جائے اور مذکورہ 18 افراد کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی منظوری حاصل کی جائے، لیکن یہ کیس تاحال چیف سیکریٹری سندھ کی زیرِ صدارت منعقدہ کسی اجلاس میں پیش نہیں کیا گیا ہے تاہم چیئرمین اے سی ای اسد اشرف ملک نے ڈائریکٹر اے ڈی خواجہ کو ہدایت کی ہے کہ آئندہ اجلاس میں یہ کیس پیش کیا جائے لیکن 30 جولائی کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

حوالہ 14

کالج کی زمین کا تجارتی استعمال انکوائری رپورٹ سرد خانے کی نذر

حامد بدایونی کالج کا پلاٹ غیر قانونی طریقے سے فروخت کرنے میں ملوث سابق ڈی سی سمیت دیگر افراد کیخلاف تاحال مقدمہ درج نہیں کیا گیا

جن ریاستی افسران کی ملی بھگت سے رفاہی پلاٹ پر دکانیں بنائی گئیں تحقیقاتی رپورٹ پر کارروائی کیلئے گورنر ہاؤس کا حکم نظر انداز

• کراچی (رپورٹ: عمران حنیف) مولانا حامد بدایونی اسلامک کالج کی زمین کی غیر قانونی فروخت اور تجارتی استعمال کیخلاف اینٹی کرپشن کی انکوائری رپورٹ پر ڈیڑھ سال بعد بھی کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے جبکہ گورنر ہاؤس کے حکم کے باوجود سابق ڈی سی سمیت دیگر افراد کے خلاف تاحال مقدمہ بھی درج نہیں کیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق گورنر ہاؤس سے یکم اپریل 2005 کو لیٹر نمبر GS/1-32/05(SO-V) چیف سیکریٹری سندھ کو جاری کیا گیا تھا جس میں منگھوپیر روڈ بنارس چوک کے قریب واقع مولانا حامد بدایونی اسلامک مشن کالج کی زمین کی غیر قانونی فروخت اور اس پر دکانیں بنانے کیخلاف اینٹی کرپشن کی انکوائری رپورٹ پر عملدرآمد کی ہدایت کی گئی تھی، اس رپورٹ میں سابق ڈی سی ویسٹ نوید کامران بلوچ سمیت دیگر 15 افراد کو ملوث قرار دیا گیا تھا اور مقدمہ درج کرنے کی اجازت طلب کی گئی تھی، سندھ شہری فیڈریشن کے جنرل سیکریٹری محمد طاہر نے 17 فروری 2000 کو اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کو درخواست دی تھی کہ 1962 میں آرڈر نمبر 192/62 اور 770/63 کے ذریعے منگھوپیر روڈ بنارس چوک کے قریب 15 ایکڑ زمین انجمن تعلیم الاسلام کے سربراہ مولانا عبدالحامد بدایونی کو اسلامک مشن کالج کیلئے اس شرط پر الاٹ کی گئی تھی کہ اگر 3 سال میں انجمن کالج تعمیر نہ کر سکی تو مذکورہ اراضی حکومت واپس لے لے گی تاہم تعمیر میں ناکامی پر مذکورہ زمین دوبارہ حکومتی تحویل میں چلی گئی، مولانا عبدالحامد بدایونی کے انتقال کے بعد سابق ڈی سی ویسٹ نوید کامران بلوچ نے این او سی جاری کرتے ہوئے مولانا عبدالحامد بدایونی کے بیٹے عابد قادری سمیت انجمن کے دیگر اراکین کو 15 ایکڑ زمین کی سب لیز جاری کی تھی، بعد ازاں کالج کی 15 ایکڑ اراضی انجمن کے عہدیداران نے سابق ڈی سی نوید کامران بلوچ سے بھاری رشوت کے عوض اسکی سب لیز نصر اللہ خان افغانی کو ڈیڑھ کروڑ میں فروخت کر دی، جس پر اینٹی کرپشن نے انکوائری شروع کر دی، نصر اللہ خان افغانی نے اس زمین پر 3 سو سے زائد دکانیں بنا دیں، سابق ڈی سی ویسٹ نوید کامران بلوچ کے تبادلے کے بعد نئے ڈی سی (باقی صفحہ 5 نمبر 14)

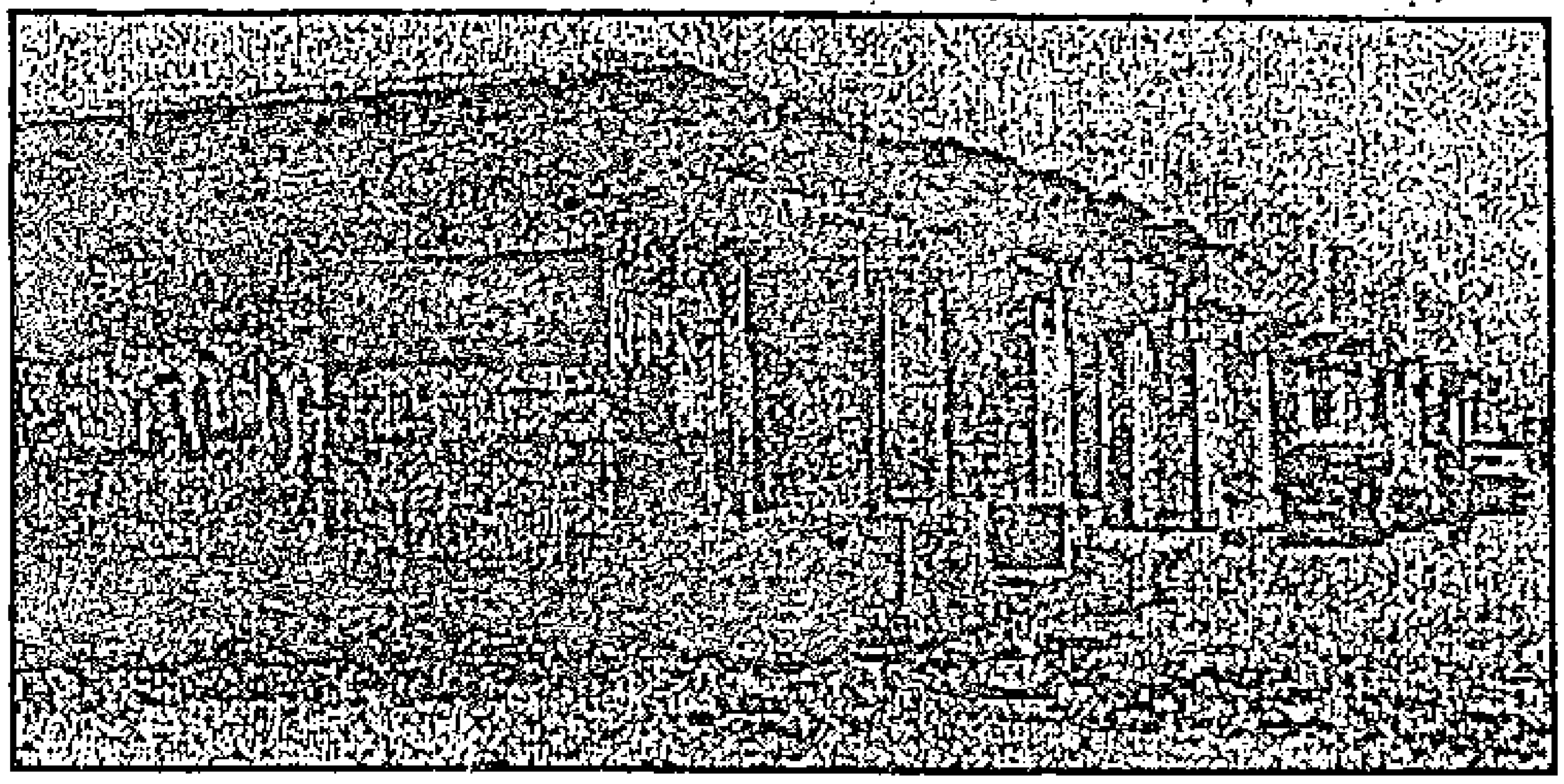

بنارس چوک کے قریب حامد بدایونی اسلامی کالج کے پلاٹ پر تعمیر کی گئی غیر قانونی دکانیں

ویسٹ طارق نیازی نے سابق ڈی سی ویسٹ کے اس عمل کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے نصر اللہ خان افغانی کو دی گئی سب لیز منسوخ کر کے زمین کو حکومتی تحویل میں لینے کی سفارش کرتے ہوئے کہا کہ اس غیر قانونی عمل میں ملوث سابق ڈی ویسٹ سمیت دیگر افراد کیخلاف فراڈ کا مقدمہ قائم کیا جائے جبکہ فلاحی مقصد کیلئے مختص زمین پر قائم دکانیں منہدم کی جائیں، سابق ڈی سی ویسٹ نوید کامران بلوچ نے اینٹی کرپشن کو دیئے گئے بیان میں اقرار کیا تھا کہ یہ زمین تجارتی مقاصد کیلئے استعمال نہیں کی جا سکتی تاہم چند راشی افسران کی ملی بھگت سے زمین پر دکانیں بنا دی گئیں، انجمن کی جانب سے حکومت سے کی گئی اپیل پر بھی کوئی کارروائی نہ ہوئی اور زمین خالی نہ ہونے پر انھوں نے زمین کی سب لیز کر دی، اینٹی کرپشن کے انکوائری افسر نے اے سی سی ون سے سابق ڈی سی ویسٹ نوید کامران بلوچ، مختیار کار سرور احمد بریرو، تپے دار محمد یوسف کلوڑ، موسیٰ خان، میر افغان، نصیر خان، ولی محمد، جان محمد، حاجی نصر اللہ خان، شاہ خان، نور اللہ خان، محمد آغا، محمد داؤد، حاجی شیر محمد، چنار گل، حضور بخش، عبدالحمید، حاجی شیر خان کیخلاف مقدمہ درج کرنے کی اجازت طلب کی تھی جس پر سابق ڈی سی ویسٹ نوید کامران بلوچ نے چیف سیکریٹری کو درخواست دی تھی کہ وہ کسی بڑے افسر سے انکوائری کرائیں جس پر اس کی انکوائری اسسٹنٹ ڈائریکٹر اینٹی کرپشن [illegible] قادری سے کرائی گئی جس نے مبینہ طور پر ساز باز کر کے اپنی انکوائری رپورٹ سے سابق ڈی سی ویسٹ نوید کامران بلوچ کا نام نکال کر دیگر تمام افراد کو غیر قانونی عمل کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے مقدمہ درج کرنے کی اجازت طلب کی اور بتایا تھا کہ سابق ڈی سی نے زمین سے تجاوزات کا خاتمہ ممکن نہ ہونے پر سب لیز دی تھی لہٰذا سابق ڈی سی کیخلاف کوئی شواہد نہیں ملے، اس انکوائری رپورٹ پر شکوک پائے جانے پر ڈائریکٹر لیگل انکوائری اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ نے اسسٹنٹ ڈائریکٹر ذوالفقار علی تالپور کو دوبارہ انکوائری کرنے کی ہدایت کی جنھوں نے اپنی انکوائری رپورٹ میں سابق ڈی سی کے ملوث ہونے اور دیگر افراد سمیت اسکے خلاف مقدمہ درج کرنے کی اجازت طلب کی تھی، اس ضمن میں موجودہ صوبائی وزیر منصوبہ بندی و ترقیات شعیب بخاری نے ستمبر 1997 میں لیبر منسٹر کی حیثیت سے اسلامک یونیورسٹی کی زمین پر قائم غیر قانونی دکانوں کو منہدم کرنے کا حکم دیا تھا جس پر تاحال عمل [illegible] نہیں کیا گیا، اینٹی کرپشن کی انکوائری سرد خانے کی نظر ہونے کی وجہ سے یہ زمین قبضہ مافیا کے چنگل سے آزاد نہیں ہو گی جس پر [illegible]

Marfat.com

بدایونی کالج (باچاخان چوک) کی زمین پر قبضہ مافیا پولیس سکیورٹی میں تعمیرات کررہی ہے دوسری جانب پختون ایس ایف کے کارکن احتجاج کر رہے ہیں

حوالہ 15

کالج کی زمین پر قبضے کیخلاف پختون اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا احتجاج

گورنمنٹ بدایونی کالج بنارس چوک کی زمین پر قبضے کیخلاف آواز اٹھانے والوں کو دھمکیاں دی جارہی ہیں

اپنے کالج کا قبضہ چھڑانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے' جہانگیر سردار کا مظاہرین سے خطاب

کراچی (تعلیمی رپورٹر) گورنمنٹ بدایونی کالج (بنارس چوک) کی اراضی پر لینڈ مافیا کی جانب سے قبضہ کیے جانے کیخلاف پختون اسٹوڈنٹس فیڈریشن نے باچاخان چوک پر احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اس موقع پر مظاہرین نے پلے کارڈز' کتبے اور بینرز اٹھا رکھے تھے جن پر مختلف نوعیت کے احتجاجی نعرے درج تھے۔ مظاہرین نے سرخ پرچم اٹھا رکھے تھے اور لینڈ مافیا کیخلاف نعرے بازی کرتے رہے۔ مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے پختون ایس ایف ضلع غربی کے قائم مقام صدر جہانگیر سردار نے کہا کہ ہمارے کالج کی اراضی پر قبضہ کیا جارہا ہے۔ طلبہ اس اقدام کیخلاف آواز اٹھا رہے ہیں اور طلبہ کو پابند سلاسل کرنے کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ مظاہرے سے پختون ایس ایف کے صدر سلمان خان نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کالج کی اراضی پر قبضے کو چھڑانے کیلئے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ انہوں نے الزام عائد کرتے ہوئے کہا کہ طلبہ لینڈ مافیا کے کارندوں کیخلاف کارروائی ہونے تک احتجاج جاری رکھیں گے۔

روزنامہ کائنات کراچی' منگل 20 دسمبر 2005ء

روزنامہ خبریں کراچی 20 دسمبر 2005

روزنامہ خبریں

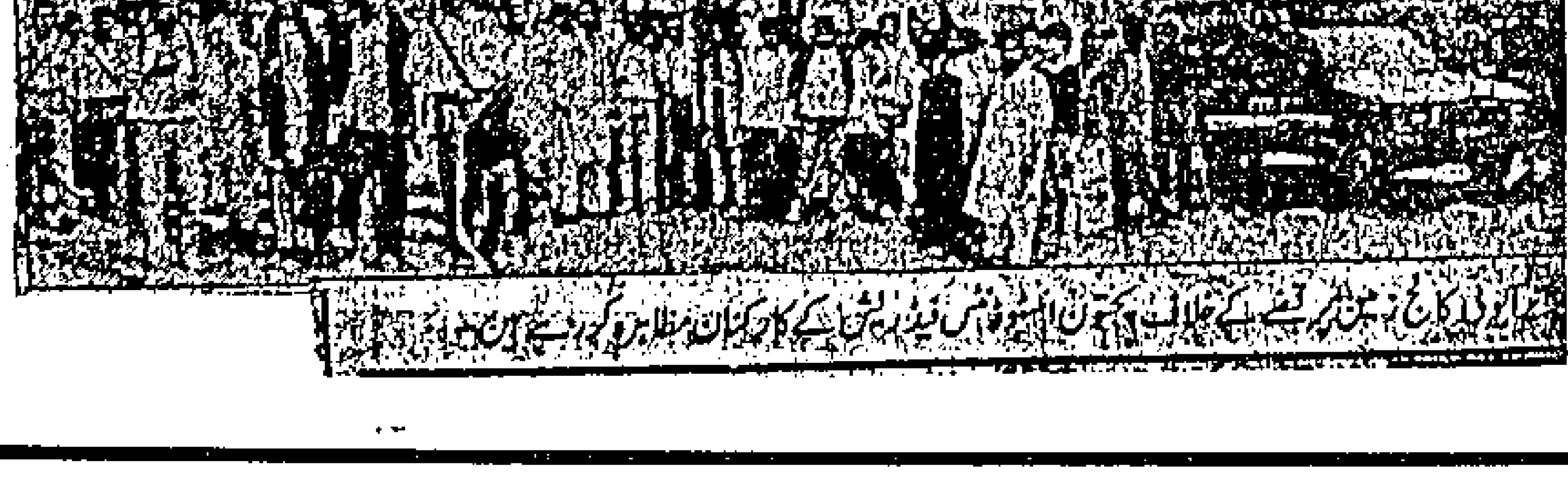

بدایونی کالج کی زمین پر قبضے کے خلاف پختون اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے کارکنان مظاہرہ کر رہے ہیں

Marfat.com

حوالہ 16

DAWN

Karachi, Monday, April 3, 2006 14

Mafia trying to grab college land: NGO

By Our Staff Reporter

KARACHI, April 2: The land mafia is eyeing a precious piece of land lying vacant in front of an educational institution on Manghopir Road, according to local residents, who urged the government agencies concerned to take early steps to save the land.

A press release issued here on Sunday by the Sindh Shahri Foundation said that the land mafia was out to occupy the 10 acre-land.

The land-grabbers have already encroached upon the land around the college where they have constructed 300 shops. "And now they are set to grab the vacant college land," the NGO claimed.

The institution, named Hamid Bidayuni Government College, is housed in the historic building of Jamia Taleemat-i-Islami, near Banaras Chowk, on Manghopir Road and its foundation was laid by the late president, Mohammad Ayub Khan, on Sept 3, 1962.

According to the SSF, a 15-acre land was allotted to the institution for establishing a modern Islamic learning centre on the pattern of Egypt's Jamia Al Azhar.

The college was constructed in the first phase but afterwards, the project was practically abandoned. "In 1997, an attempt was made by the mafia to tamper with the land record and grab the institution's land," claimed Tahir Swati, a spokesman for the NGO.

However, he added, the move was frustrated by religious leaders who strongly protested against the mafia.

Mr Swati urged the authorities concerned to take urgent and effective steps to protect the land and rein-in the mafia which wanted to use the land for commercial purposes.

Marfat.com

DAWN Karachi, Monday, February 19, 2007

حوالہ 16-A

No action taken against college land grabbers

KARACHI, Feb 18: The National Accountability Bureau, which had started inquiry into land grabbing issue of Hamid Bidayuni Government College, has yet to tal e action against the land grabbers and officials involved in the corruption.

Eighty per cent of the land belonging to Hamid Bidayuni Government College, the only public sector college in Orangi town, had been occupied but the authorities concerned are yet to take the culprits to task. The land grabbers have constructed shoe market on the occupied land around the college and now have eyed the land lying in front of it, as the college has no boundary walls.

The institution is housed in an old building of Jamia Taleemat-i-Islami near Banaras Chowk on Manghopir Road. Its foundation was laid by late president Muhammad Ayub Khan on September 3, 1962. A 15-acre land was allotted to the institution to establish a modern Islamic learning centre on the pattern of Jamiatul Azhar in Egypt.

After receiving public complaints about the encroachment and keeping in view the historical importance of the building, the Anti-Corruption Establishment Sindh initiated an inquiry into the matter and held officers of the concerned department responsible for allotting the amenity plot for commercial purposes. Despite the clear inquiry of the ACE, no action was taken to save the land and take the responsible persons to task.

The inquiry report along with relevant documents was submitted to the chairman Enquiries & Anti-Corruption Establishment (No SO (AC) 2-12-2000 dated 14-01-2004) for registering case against the accused but no action was taken.

When the Shehri Foundation raised voice against the encroachment, the case was taken up by the National Accountability Bureau for appropriate action. The NAB started inquiry against the accused and it is still under way while the grabbers gradually hold major portion of the land.

Shehri Foundation Sindh General Secretary Tahir Sawati said the inquiry had unearthed corruption of concerned officials with all evidences but the case was not yet registered against the officials. He urged the governor and chief minister to take up this issue seriously and save the college and hundreds of students from being deprived of education by ordering registration of case against the accused as nominated in the ACE inquiry report.—PPI

Marfat.com

حوالہ 17

ABC CERTIFIED
روزنامہ "انجام" منگل 10 جون 2014 عوامی امنگوں اور سول سوسائٹی کا حقیقی علمبردار

☆☆ کراچی: بنارس چوک کے قریب منگھوپیر روڈ پر واقع مولانا عبدالحامد بدایونی کالج کے سامنے غیر قانونی طور پر تعمیرات کا سلسلہ زور و شور سے جاری ہے ☆☆

حامد بدایونی کالج کی زمین پر لینڈ مافیا کا قبضہ، تعمیرات شروع

ایوب دور میں الاٹ کی جانے والی اراضی عطیہ میں دی گئی تھی جس پر موقع پرست عناصر نے دھاوا بول کر سب کچھ الٹ پلٹ دیا

کرپٹ مافیا سے ساز باز کر کے بعض اعلیٰ افسران بھی اندھیر نگری میں شریک ہو گئے ہیں نوٹس لیا جائے، طاہر خان سواتی

کراچی (وقائع نگار) سندھ شہری فیڈریشن کے جنرل سیکریٹری طاہر سواتی نے گورنر سندھ ڈاکٹر عشرت العباد خان، وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ، وزیر تعلیم نثار احمد کھوڑو، DG رینجرز میجر جنرل رضوان اختر، کمشنر کراچی شعیب احمد صدیقی اور کراچی پولیس کے سربراہ غلام قادر تھیبو کی توجہ بنارس (بقیہ نمبر 30 صفحہ نمبر 3)

بقیہ 30 ☆............☆

چوک کے قریب منگھوپیر روڈ پر واقع مولانا عبدالحامد بدایونی گورنمنٹ کالج کی زمین پر ناجائز قبضے کی جانب مبذول کرواتے ہوئے کہا ہے کہ 1962 میں صدر جنرل ایوب خان نے تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما مولانا عبدالحامد بدایونی کو بنارس چوک کے قریب 15 ایکڑ اراضی مصر کی مشہور جامعہ اظہر کی طرز پر جدید یونیورسٹی و کالج قائم کرنے کیلئے الاٹ کی تھی۔ 1962 میں صدر ایوب خان نے اس عظیم درسگاہ کا سنگ بنیاد رکھا تھا اور حکومت پاکستان کی طرف سے ایک لاکھ روپے کا عطیہ بھی دیا تھا۔

بدایونی کالج کی زمین لینڈ مافیا کے قبضہ سے چھڑائی جائے، طاہر سواتی

مافیا نے سرکاری افسران کی ملی بھگت سے 10 ایکڑ زمین پر کمرشل مارکیٹ بنا دی، سندھ شہری فیڈریشن

کراچی (پ ر) سندھ شہری فیڈریشن کے جنرل سیکریٹری طاہر سواتی نے گورنر ڈاکٹر عشرت العباد، وزیر اعلیٰ قائم علی شاہ، وزیر تعلیم نثار کھوڑو، ڈی جی رینجر، کمشنر کراچی اور کراچی پولیس کے سربراہ کی توجہ بنارس چوک کے قریب منگھو پیر روڈ پر واقع مولانا عبدالحامد بدایونی گورنمنٹ کالج کی زمین پر ناجائز قبضے پر مبذول کرائی اور کہا کہ 1962ء میں سابق صدر جنرل ایوب خان نے تحریک پاکستان کے رہنما مولانا عبدالحامد بدایونی کو بنارس چوک کے قریب 15 ایکڑ اراضی جدید یونیورسٹی و کالج قائم کرنے کیلئے الاٹ کی، صدر ایوب نے اس کا سنگ بنیاد رکھا اور ایک لاکھ روپے کا عطیہ بھی دیا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے پلاٹ کے...... باقی صفحہ 4 بقیہ 20

درمیان میں عمارت تعمیر کر کے تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، تعلیمی ادارے قومی تحویل میں لینے کی پالیسی کے نتیجے میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ و بدایونی کالج سرکاری تحویل میں لے لئے گئے حکومت نے جامعہ تعلیمات اسلامیہ و بدایونی کالج کی تعمیر و ترقی کیلئے کوئی اقدامات نہیں کیے جس کے نتیجے میں کالج کے اطراف میں موجود جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی دس ایکڑ اراضی پر لینڈ مافیا نے بعض کرپٹ سرکاری افسران کے ساتھ ساز باز کر کے غیر قانونی اقدامات کے ذریعے قبضہ کر کے کمرشل مارکیٹ بنا دی ہے۔ طاہر سواتی نے کہا کہ اب یہ سلسلہ اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ تعطیلات کے دوران لینڈ مافیا کے گروہ نے بدایونی کالج کے سامنے قبضہ کرنے کیلئے منفی سرگرمیاں شروع کر دی ہیں طاہر سواتی نے مطالبہ کیا کہ کالج کے تحفظ کے لیے اقدامات کیے جائیں اور لینڈ مافیا کے خلاف کارروائی کی جائے۔

بنارس چوک کے قریب منگھوپیر روڈ پر مولانا عبدالحامد بدایونی کالج کی زمین پر غیر قانونی تعمیر کی گئی مارکیٹ کا ایک منظر

ABC CERTIFIED
Daily Nai Baat
1 شعبان المعظم 1435ھ 10 جون 2014
karachi@naibaat.com
فون: 021-35656120-2

Marfat.com

حوالہ 18

جنگ کراچی
منگل 29 ستمبر 2015ء

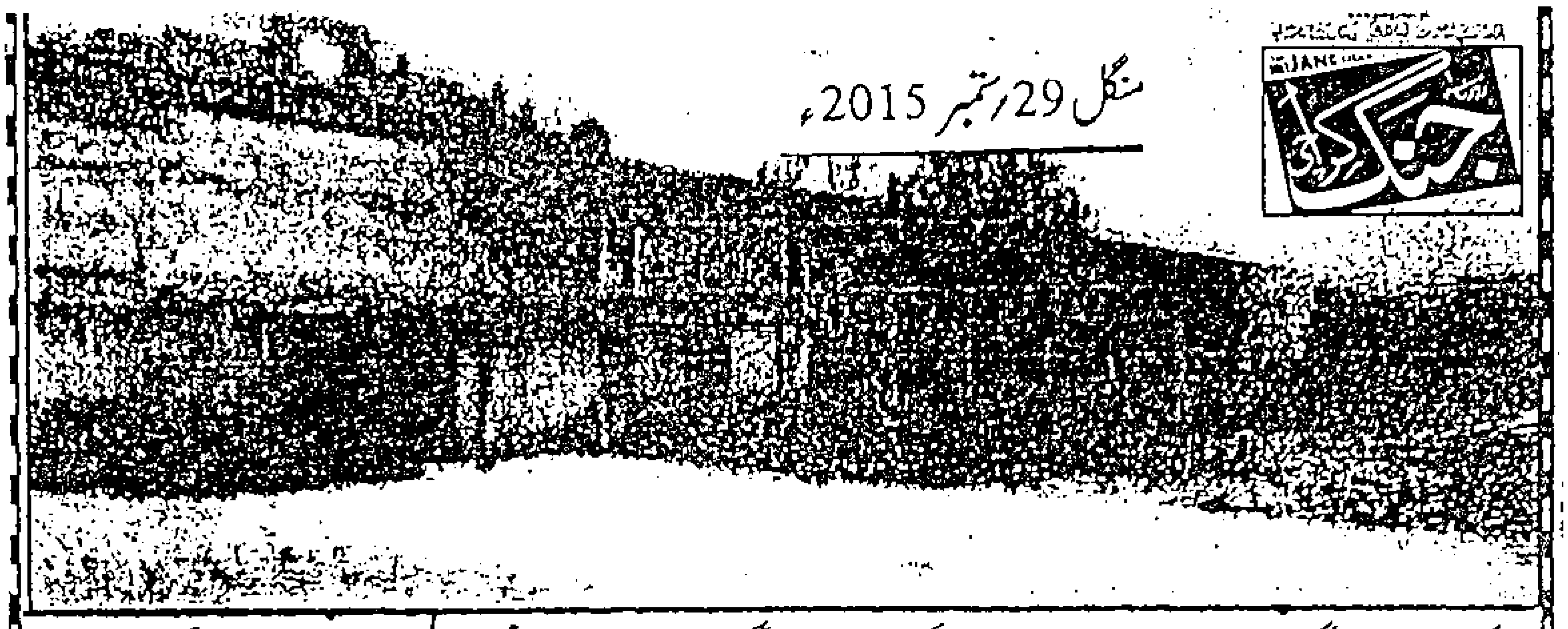

کراچی: آگ لگائے جانے کے بعد گورنمنٹ ڈگری حامد بدایونی کالج بنارس کا بیرونی منظر

گورنمنٹ ڈگری حامد بدایونی کالج میں آگ لگا دی گئی متعدد کمرے تباہ

لیب میں رکھے تمام کمپیوٹرز ناکارہ ہوگئے، لینڈ مافیا کالج کی زمین پر مارکیٹ بنا چکی ہے

کراچی (سید محمد عسکری / اسٹاف رپورٹر) کراچی کے معروف علاقے بنارس چوک پر واقع گورنمنٹ ڈگری حامد بدایونی کالج کے کئی کمرے آگ لگا کر تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ اس سے قبل کالج کی زمین پر قبضہ کر کے مارکیٹ بھی بنائی جا چکی ہے۔ تفصیلات کے مطابق کراچی کے معروف علاقے بنارس چوک پر واقع گورنمنٹ ڈگری حامد بدایونی کالج کے کئی کمرے آگ لگا کر تباہ کر دیئے گئے ہیں جبکہ کمپیوٹر لیب میں رکھے گئے تمام کمپیوٹرز آگ کی تپش کے باعث پگھل کر ناقابل استعمال ہو گئے ہیں۔ سندھ شہری فیڈریشن کے جنرل سیکریٹری طاہر سواتی کے مطابق کالج کو آگ لگانے میں لینڈ مافیا کا ہاتھ ہے اس سے قبل لینڈ مافیا کالج کی کئی ایکڑ زمین پر قبضہ کر کے مارکیٹ بنا چکی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ کالج کی عمارت کے ساتھ پرانے جوتوں کا انبار بوریوں میں موجود رہتا ہے۔ عید سے قبل ان بوریوں کو آگ لگا دی گئی جس سے کالج بری طرح متاثر ہوا ہے۔ کالج کے ایک پروفیسر نے بتایا کہ واقعہ کی ایف آئی آر پولیس میں درج کرا دی گئی ہے جبکہ محکمہ تعلیم کو بھی اس کی رپورٹ کر دی گئی ہے۔ یہ واقعہ اتوار 13 ستمبر کو پیش آیا تھا۔ اگلے روز جب ہم کالج پہنچے تو معلوم ہوا کہ کالج کو آگ نے تباہ کر دیا۔ خوش قسمتی سے لائبریری دور ہونے سے بچ گئی لیکن کمپیوٹر لیب تباہ ہو گئی۔ تپش سے سارے کمپیوٹر پگھل گئے جبکہ کئی کمروں کی دیواروں پر دراڑیں پڑ گئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب سے کالج کے پاس پرانے جوتے رکھے جانے کا کام شروع ہوا ہے اور کالج کی زمین پر قبضہ کر کے بازار بنا دیا گیا ہے کالج کا انرولمنٹ 700 سے کم ہو کر 300 رہ گیا ہے۔ سندھ شہری فیڈریشن کے جنرل سیکریٹری طاہر سواتی نے بتایا کہ بدایونی کالج اس علاقے میں تاریخی حیثیت رکھتا ہے 1962ء میں مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کی دعوت پر اس وقت کے صدر پاکستان فیلڈ مارشل جنرل ایوب خان خود بنارس چوک کے قریب اس مقام پر آئے تھے اور جامعہ تعلیمات اسلامیہ بدایونی کالج کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ صدر ایوب خان نے اس تعلیمی ادارے کے لئے ایک لاکھ روپے فنڈ دیا تھا۔ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ 15 ایکڑ رقبے پر مشتمل ایمنسٹی پلاٹ پر مدرسہ، اسکول، کالج اور مملکت مصر کی مشہور جامعہ اظہر کی طرز پر جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے نام سے جدید یونیورسٹی قائم کرنا چاہتے تھے اس مقصد کے لئے انہوں نے سرکاری ادارے سے باقاعدہ نقشہ پاس کرایا تھا لیکن مولانا عبدالحامد بدایونی کا انتقال ہو گیا جس کے بعد لینڈ مافیا نے اس ایمنسٹی پلاٹ نمبر ST.1 بلاک 5B کے ڈی اے اسکیم نمبر 27 قصبہ ٹاؤن منگھوپیر روڈ پر لینڈ مافیہ نے منفی سرگرمیاں شروع کر دیں اور شروع میں پولیس کی مدد سے بکرا منڈی قائم کر دی بعد ازاں لینڈ مافیا نے ڈرگ مافیا کو ساتھ شامل کیا اور مارکیٹ بنا دی۔ انہوں نے کہا انتظامیہ کے افسران کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے جوتوں کی انٹرنیشنل کمرشل مارکیٹ کا تعمیراتی کام شروع کیا جس کا سلسلہ تا حال جاری ہے۔

Marfat.com

حوالہ 19

جزنمبر 8 — باچاخان مرکز تجاوزات پر قائم

جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے نام سے جنرل ایوب خان نے تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن مولانا عبدالحامد بدایونی کی درخواست پر رکھا تھا۔ مولانا کی وفات کے بعد اس کا نام عبدالحامد بدایونی ڈگری سائنس اینڈ کامرس کالج رکھ دیا گیا۔ صدر ایوب نے کالج کیلئے 115 ایکڑ زمین اور ایک لاکھ روپے فنڈ بھی مختص کیا تھا جس پر یونیورسٹی قائم ہونی تھی، جبکہ کالج کی اراضی کو رسمی حیثیت دے کر باقاعدہ نقشہ جاری کر کے بدایونی ٹرسٹ کے حوالے کیا گیا تھا۔ بدایونی ٹرسٹ کے صدر مولانا عبدالحامد، جنرل سید حسین بن حیدر اور ممبران میں پروفیسر اے بی اے حلیم، مولانا قاضی حمایت اللہ، پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر علامہ علاؤ الدین صدیقی اور مولانا مفتی غلام قادر کشمیری شامل تھے، تاہم مولانا بدایونی کے وفات کے بعد ٹرسٹ کی عدم دلچسپی اور عدم حکومتی نگرانی کے باعث کالج کی اراضی پر 1985 میں پہلی بار پشتون مارکیٹ کی تعمیر شروع کر دی گئی، جو لینڈ مافیا کی سرپرستی میں فروخت ہوتی رہی۔ 1997 میں پہلی بار صوبائی وزارت محنت نے یہ تعمیرات غیر قانونی قرار دیں اور 26 جولائی 1997 کو لیٹر نمبر NO.PS/Min/labour/452 مافیا کارندوں نصر اللہ کاکڑ اور منظور علی کو ذمہ دار قرار دیتے ہوئے مارکیٹ کی تعمیر روک کر تحقیقاتی کمیٹی بنادی گئی جس نے فیصلہ دیا کہ یہ مارکیٹ غیر قانونی ہے جو کالج کی 115 ایکڑ اراضی پر قائم کی گئی ہے۔ 27 جنوری 1999 کو ڈپٹی کمشنر نے لیٹر نمبر DC.W/PA/34/99 میں پھر سے غیر قانونی قرار دیا اور اس کی لیز پر پابندی لگاتے ہوئے نصر اللہ کاکڑ اور منظور علی کیخلاف مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا لیکن مافیا اتنی بااثر ہے کہ 2 برس تک ڈپٹی کمشنر کے حکم پر کوئی کارروائی نہیں ہوسکی۔ پھر 18 جولائی 2001 کو ریونیو بورڈ آف سندھ نے لیٹر نمبر NO.PS/MBR/L.U/500/2001 میں کمشنر کراچی سے وضاحت طلب کرتے ہوئے مافیا کیخلاف ایکشن کا حکم دیا، تاہم مافیا نے 115 ایکڑ اراضی میں سے ایک پلاٹ عوامی نیشنل پارٹی کو بھی دے دیا، جس نے 2003 میں باچا خان ویلفیئر ٹرسٹ کے قیام کے بعد یہ پلاٹ ٹرسٹ کی ملکیت میں شامل کر لیا اور اس پر 2004 میں ثمین گل خٹک کی سربراہی میں باچا خان مرکز قائم کر دیا، تاہم 22 نومبر 2007 کو کے بی سی اے نے لیٹر نمبر NO.KBCA/DCB/82/2007 کے ذریعے پھر پشتون مارکیٹ، رہائشی مکانات اور کالج اراضی پر قائم دیگر تجاوزات منہدم کرنے کا حکم دیا، جس میں اے این پی کا صوبائی مرکز (باچا خان مرکز) بھی شامل تھا، تاہم سانحہ 12 مئی پر پارٹی کارکنوں میں اشتعال پھیلا ہوا تھا، جس کے باعث کے بی سی اے تجاوزات گرانے میں ناکام رہی۔ یہ تجاوزات کئی بار فروخت در فروخت ہو چکی ہیں۔ اے این پی کے مرکزی جوائنٹ سیکریٹری فاروق بخش نے کہا کہ باچا خان مرکز کیلئے ایک پلاٹ پشتون مارکیٹ والوں نے عطیہ کیا تھا اور ایک پلاٹ پارٹی عہدیداروں نے خریدا تھا۔ انہوں نے باچا خان مرکز بدایونی کالج کی 115 ایکڑ اراضی کے اندر قائم ہونے کی تردید کی، جبکہ بدایونی کالج کے ماسٹر پلان کے مطابق باچا خان مرکز بھی کالج حدود میں ہی قائم ہے۔

THE DAILY UMMAT KARACHI, THURSDAY OCTOBER 01, 2015

بدایونی کالج آتشزدگی کے ذمہ داروں کا تعین 2 ہفتے میں بھی نہ ہوسکا

سیکڑوں طلبا کا مستقبل داؤ پر لگ گیا۔ کالج 115 ایکڑ سے سکڑ کر صرف 1500 گز رہ گیا

کراچی (اسٹاف رپورٹر) بدایونی کالج آتشزدگی کا مقدمہ درج ہونے کے 2 ہفتے گزرنے کے باوجود ذمہ داروں کا تعین نہیں ہوسکا، جس سے سیکڑوں طلبا کا مستقبل داؤ پر لگ گیا ہے۔ کالج کیلئے مختص اراضی مسلسل قبضے کے نتیجے میں 115 ایکڑ سے سکڑ کر صرف 1500 گز رہ گئی، جبکہ کالج انتظامیہ کی متعدد اداروں سے شکایت کے باوجود کوئی کارروائی نہیں ہورہی ہے۔ کالج میں 13 ستمبر کو آتشزدگی کا واقعہ پیش آیا تھا، جسکے نتیجے میں (باقی صفحہ 2 جزنمبر 5)

کالج کو منصوبے کے تحت آگ لگائی گئی — طاہر سواتی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ پروفیسرز اینڈ لیکچررز ایسوسی ایشن کے جنرل سیکریٹری طاہر سواتی نے بتایا کہ (باقی صفحہ 2 جزنمبر 6)

تجاوزات کا خاتمہ کیا جارہا ہے — اے سی غربی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) اسسٹنٹ کمشنر غربی نوید اسلام مظہر نے کہا ہے کہ کالج آتشزدگی (باقی صفحہ 2 جزنمبر 7)

اے این پی صوبائی ہیڈ کوارٹر کالج کی زمین پر قائم ہونے کا انکشاف

پشتون مارکیٹ سمیت باچا خان مرکز و دیگر تجاوزات متعدد شکایتوں کے باوجود منہدم نہیں کی گئیں

کراچی (رپورٹ: ارشد یوسفزئی) بدایونی کالج کی کروڑوں روپے مالیت کی 115 ایکڑ اراضی پر سیاسی جماعت کا صوبائی ہیڈ کوارٹر قائم ہے، جبکہ باچا خان مرکز، پشتون مارکیٹ سمیت بااثر لینڈ مافیا نے رہائشی مکانات کی صورت میں تجاوزات قائم کر رکھی ہیں، جنہیں گرانے کیلئے متعدد نوٹس کے باوجود تاحال واگزار نہیں کرائی جاسکیں۔ بنارس ٹاؤن میں عبدالحامد بدایونی گورنمنٹ ڈگری سائنس اینڈ کامرس کالج کی اراضی پر عرصہ دراز سے لینڈ مافیا قابض ہے، جس نے قیمتی متنازعہ زمین پر رہائشی مکانات اور مارکیٹ کے علاوہ سیاسی تحفظ کیلئے عوامی نیشنل پارٹی کا صوبائی مرکز بھی قائم کر رکھا ہے۔ "امت" کو دستیاب دستاویزات کے مطابق کالج کا سنگ بنیاد 1962 میں (باقی صفحہ 2 جزنمبر 8)

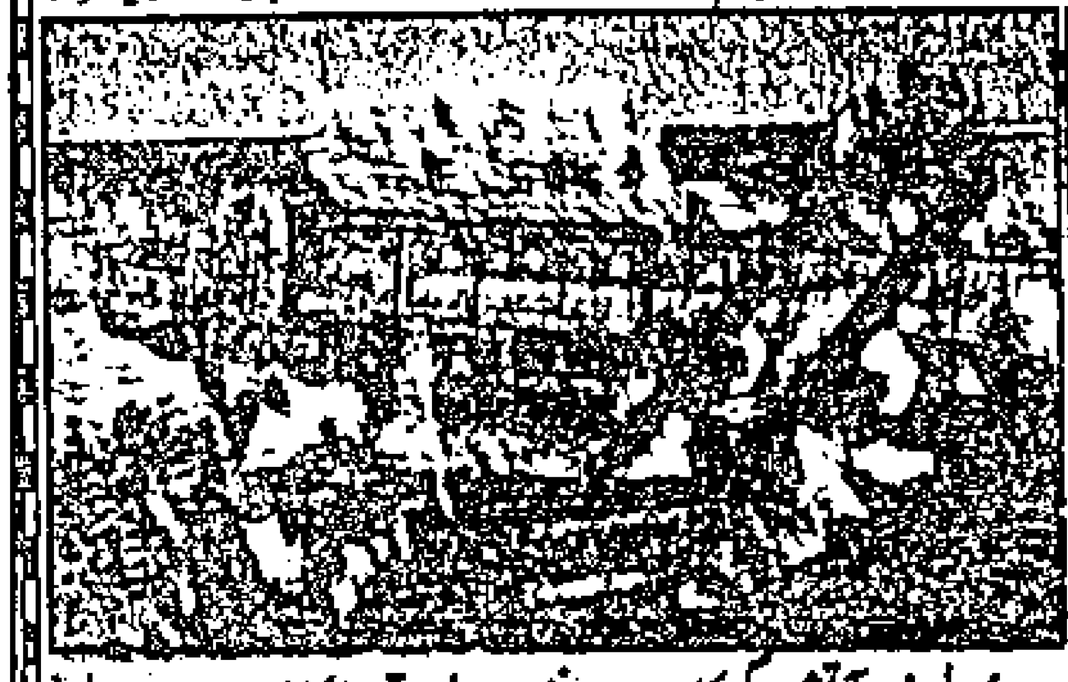

بدایونی کالج کی اراضی پر قائم باچا خان مرکز کی عمارت — دوسری طرف آتشزدگی کا سبب بننے والے جوتوں کا ڈھیر

جزنمبر 5 — بدایونی کالج آتشزدگی

کالج کی مرکزی عمارت کا سامنے کا حصہ مکمل طور پر جل چکا ہے، جبکہ بالائی حصے کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ کمپیوٹر لیب میں لاکھوں روپے کے کمپیوٹر جل گئے، جبکہ 1964 میں عراقی سفیر عبدالباسط کی جانب سے تعمیر شدہ عراقی ہال بھی جل کر خاکستر ہو گیا۔ متعدد انتظامی کمرے جزوی طور پر متاثر ہوئے، 500 سے زائد طلبا کیلئے اب صرف 2 کلاس روم بچے ہیں۔ چوکیدار فضل رحیم نے بتایا کہ کالج کے مرکزی دروازے کے ساتھ کباڑیوں نے سامان رکھا تھا، جس میں لگنے والی آگ سے مرکزی عمارت بھی جل گئی۔ انہوں نے 4 کے قریب فائر بریگیڈ کو فون کیا، جو کسی نے ریسیو نہیں کیا تو وہاں جا کر اطلاع دی تو 2 گھنٹے بعد آگ بجھائی گئی۔ پرنسپل نسیم اختر نے بتایا کہ اگلے ہی روز مقدمہ درج کرا دیا گیا تھا۔ کالج کے مرکزی دروازے کے سامنے تجاوزات قائم ہیں اور کالج کی اراضی واگزار کرانے کیلئے کمشنر، سیکریٹری تعلیم، انسداد تجاوزات سیل، ڈی آئی جی ویسٹ، ڈی جی رینجرز سمیت دیگر متعلقہ اداروں کو درخواستیں دینے کے باوجود کوئی کارروائی نہیں ہوئی، جس سے لینڈ مافیا کی حوصلہ افزائی ہورہی ہے، جو کالج کو مکمل طور پر جلا کر اس پر بھی قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت بچی کچی اراضی پر قائم کالج کا تحفظ کرے تو غریبوں کے علاقے میں معیاری درسگاہ باقی رہ سکتی ہے۔ تھانہ پیر آباد کے تفتیشی افسر جمیل احمد نے بتایا کہ کالج انتظامیہ نے مقدمے میں کسی کو نامزد نہیں کیا ہے، نامعلوم افراد کیخلاف درج کرائی ہے۔ اے ایس آئی انس احسان اس کا تفتیشی افسر ہے۔

جزنمبر 6 — آتشزدگی قصداً ہوئی

منظم سازش کے تحت کالج کو آگ لگائی گئی۔ لینڈ مافیا کے کارندوں نے پرانے جوتوں کی ہزاروں بوریاں کالج کی دیوار کے ساتھ رکھیں، جن میں قصداً آگ لگائی۔ یہ واقعہ قانون نافذ کرنیوالوں کیلئے کھلا چیلنج ہے، تاہم 2 ہفتے گزرنے کے باوجود کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

جزنمبر 7 — اسسٹنٹ کمشنر غربی

کی تفتیش جاری ہے، جبکہ تجاوزات کے خاتمے کیلئے ٹیم تشکیل دی جارہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ کالج آتشزدگی کی سازش جلد بے نقاب کی جائے گی اور جن لوگوں کو ذمہ دار پایا گیا، انہیں قانون کے کٹہرے میں لایا جائے گا۔

Marfat.com

حوالہ 20

لینڈ مافیا کی جانب سے نذر آتش کیے گئے بدایونی گورنمنٹ ڈگری کالج کا منظر

بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ (حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

روزنامہ
نوائے وقت
کراچی۔ لاہور۔ راولپنڈی/اسلام آباد۔ ملتان

منگل 6 محرم الحرام 1437ھ 20/اکتوبر 2015ء
مسلسل اشاعت کے 75 سال

بدایونی گورنمنٹ کالج کو نذر آتش کیا جانا بدترین دہشت گردی ہے

ایک ماہ گزر گیا ملزمان گرفتار نہیں ہوئے

اتنا بڑا سانحہ ہونے کے باوجود گورنر سندھ، وزیر اعلیٰ سمیت کسی اعلیٰ شخصیت نے متاثرہ کالج کا دورہ تک نہیں کیا

مقدمہ درج کرنے کا کوئی مثبت نتیجہ برآمد نہیں ہوا، حکومت ملزمان کو گرفتار کرکے معاملے کا نوٹس لے: شہریوں کا مطالبہ

کراچی (نمائندہ نوائے وقت) اورنگی ٹاؤن بنارس چوک کے قریب واقع بدایونی گورنمنٹ کالج کو لینڈ مافیا کی جانب سے نذر آتش کرنے کے سنگین واقعے کو ایک ماہ سے زائد عرصہ ہوگیا ہے اب تک گورنر سندھ، وزیر اعلیٰ، وزیر تعلیم اور کمشنر کراچی سمیت کسی بھی اعلیٰ شخصیت نے متاثرہ کالج کا دورہ نہیں کیا ہے۔ بدایونی گورنمنٹ کالج کے پرنسپل کی جانب سے پیر آباد پولیس اسٹیشن میں مقدمہ درج کروایا گیا ہے لیکن اس کا بھی کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا ہے۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ و بدایونی کالج کے ایمنٹی پلاٹ پر قبضہ کرنے میں ملوث لینڈ مافیا سرگرم عمل ہے۔ کالج کا قیام مولانا عبدالحامد بدایونی کا تاریخی کارنامہ ہے کہ پختونوں کی آبادی میں پختون بچوں اور نوجوانوں کو دینی اور جدید علوم سے آراستہ کرنے کے لئے 15 ایکڑ رقبے پر مشتمل ایمنٹی پلاٹ الاٹ کروایا تھا اور نقشہ پاس کرواکر 1962 میں صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب سے جامعہ تعلیمات اسلامیہ بدایونی کالج کا سنگ رکھوایا تھا۔ لیکن یہ امر افسوسناک ہے کہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی دس ایکڑ اراضی پر کمرشل مارکیٹ بنادی گئی ہے اور اب بقیہ موجودہ بدایونی گورنمنٹ کالج کو نذر آتش کرکے اس پر بھی قبضہ کرنے کی کارروائی شروع کردی گئی ہے۔ کراچی سے لیکر خیبر تک چیف آف آرمی اسٹاف جنرل راحیل شریف کی سربراہی میں آپریشن ہورہا ہے۔ بنارس چوک کے قریب بدایونی گورنمنٹ کالج کو نذر آتش کرنا بدترین دہشت گردی ہے سماجی و شہری حلقوں نے مطالبہ کیا ہے کہ بدایونی گورنمنٹ کالج جیسے تاریخی تعلیمی ادارے کو نذر آتش کرنے میں ملوث لینڈ مافیا کے خلاف تحفظ پاکستان آرڈیننس اور دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمات درج کیے جائیں۔ پولیس اور دیگر ذمہ دار ادارے اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔ لہٰذا حکومت سے مطالبہ ہے کہ آئی ایس آئی ایم آئی اور ملٹری پولیس پر مشتمل جوائنٹ انوسٹی گیشن ٹیم تشکیل دی جائے اور اس امر کی تحقیقات کی جائے۔

Marfat.com

روزنامہ جنگ کراچی

روزنامہ جنگ کراچی ہفتہ 3/اکتوبر 2015ء

بدایونی کالج سیاسی قبضہ مافیا سے آزاد کرایا جائے، جمعیت

کراچی (اسٹاف رپورٹر) بدایوانی کالج سیاسی قبضہ مافیا سے آزاد کرایا جائے اور سینکڑوں طلباء کے مستقبل کو داؤ پر لگنے سے بچایا جائے ان خیالات کا اظہار ناظم جمعیت زون غربی نے ایک بیان میں کیا انہوں نے مزید کہا کہ تاریخی کالج کو واگزار کرایا جائے بدایوانی کالج آتشزدگی کے ذمہ داران کو گرفتار کیا جائے اور تاریخی کالج میں سیاسی جماعت کا دفتر قائم ہونا محکمہ تعلیم کی غفلت کا منہ بولتا ثبوت ہے وزیر اعلیٰ سندھ اس کا نوٹس لیں تاریخی کالج کو قبضہ گروپ سے آزاد کروائیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ بدایوانی کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جاتا تھا لیکن تا حال یہ بھی ممکن نہیں ہوسکا۔

12

روزنامہ دنیا کراچی، جمعہ 2 اکتوبر 2015ء

بدایونی کالج کو سیاسی قبضہ مافیا سے آزاد کرایا جائے، ہاشم ابدالی

کراچی (پ ر) ناظم جمعیت زون غربی ہاشم یوسف ابدالی نے کہا ہے کہ بدایونی کالج کو سیاسی قبضہ مافیا سے آزاد کرایا جائے اور سیکڑوں طلبا کے مستقبل کو داؤ پر لگنے سے بچایا جائے۔ جاری بیان میں انہوں نے کہا کہ تاریخی کالج کو واگزار کرایا جائے اور بدایونی کالج آتشزدگی کے ذمہ داروں کو گرفتار کیا جائے، تاریخی کالج میں سیاسی جماعت کا دفتر قائم ہونا محکمہ تعلیم کی غفلت کا منہ بولتا ثبوت ہے، وزیر اعلیٰ سندھ قبضے کا نوٹس لیں اور تاریخی کالج کو قبضہ گروپ سے آزاد کروائیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ بدایونی کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جاتا تھا لیکن تا حال یہ بھی ممکن نہیں ہوسکا۔

روزنامہ ''جانباز'' 02 اکتوبر 2015ء

حوالہ 21

سینکڑوں طلباء کے مستقبل کو داؤ پر لگنے سے بچایا جائے.........

بدایوانی گورنمنٹ سائنس اینڈ کامرس کالج قبضہ مافیا سے آزاد کرایا جائے

ہاشم ابدالی

تاریخی کالج میں سیاسی جماعت کا دفتر قائم ہونا محکمہ تعلیم کی غفلت کا منہ بولتا ثبوت ہے، رہنما جماعت اسلامی

کراچی (ے ر) بدایوانی کالج سیاسی قبضہ مافیا سے | بقیہ نمبر 41 صفحہ نمبر 3 پر ملاحظہ فرمائیے

بقیہ : 41

آزاد کرایا جائے اور سینکڑوں طلباء کے مستقبل کو داؤ پر لگنے سے بچایا جائے۔ ناظم جمعیت زون غربی کا مزید کہنا تھا کہ تاریخی کالج کو واگزار کرایا جائے بدایوانی کالج آتشزدگی کے ذمہ داران کو گرفتار کیا جائے

امن
DAILY AMN KARACHI

.........جمعہ 2 اکتوبر 2015..

بدایونی گورنمنٹ کالج قبضہ مافیا سے آزاد کرایا جائے، ہاشم یوسف

کراچی (امن نیوز) بدایوانی کالج سیاسی قبضہ مافیا سے آزاد کرایا جائے اور سینکڑوں طلباء کے مستقبل کو داؤ پر لگنے سے بچایا جائے۔ ناظم جمعیت زون غربی کا مزید کہنا تھا کہ تاریخی کالج کو واگزار کرایا جائے بدایوانی کالج آتشزدگی کے ذمہ داران کو گرفتار کیا جائے اور تاریخی کالج میں سیاسی جماعت کا دفتر قائم ہونا محکمہ تعلیم کی غفلت کا منہ بولتا ثبوت ہے وزیر اعلیٰ سندھ اس کا نوٹس لیں تاریخی کالج کو قبضہ گروپ سے آزاد (باقی صفحہ 6 نمبر 25)

بقیہ نمبر 25 — ہاشم یوسف

کروائیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ بدایوانی کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جاتا تھا لیکن تا حال یہ بھی ممکن نہیں ہوسکا۔

روزنامہ جسارت کراچی ۔ جمعۃ المبارک 2/اکتوبر 2015ء

بدایونی کالج سیاسی قبضہ مافیا سے آزاد کرایا جائے، ناظم جمعیت

کراچی (پ ر) بدایونی کالج سیاسی قبضہ مافیا سے آزاد کرایا جائے اور سینکڑوں طلبہ کے مستقبل کو داؤ پر لگنے سے بچایا جائے۔ ناظم جمعیت زون غربی کا مزید کہنا تھا کہ بدایوانی کالج آتشزدگی کے ذمہ داران کو گرفتار کیا جائے اور تاریخی کالج میں سیاسی جماعت کا دفتر قائم ہونا محکمہ تعلیم کی غفلت باقی صفحہ 9 نمبر 34

بقیہ 34 — جمعیت

کا منہ بولتا ثبوت ہے وزیر اعلیٰ سندھ اس کا نوٹس لیں تاریخی کالج کو قبضہ گروپ سے آزاد کروائیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ بدایوانی کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جاتا تھا لیکن تا حال یہ بھی ممکن نہیں ہوسکا۔

Marfat.com

DAILY EXPRESS, KARACHI - SATURDAY, OCTOBER 3, 2015
ایکسپریس CITY

بدایونی کالج کی زمین پر لینڈ مافیا کا قبضہ چھڑایا جائے، ایم کیو ایم

دہشت گردوں، بھتہ خوروں اور لینڈ مافیا کے خاتمے کے دعوے دھرے رہ گئے

لینڈ مافیا کے کارندوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے، مستعفی اراکین سندھ اسمبلی

کراچی (اسٹاف رپورٹر) متحدہ قومی موومنٹ کے مستعفی اراکین سندھ اسمبلی نے بدایونی کالج کی زمین پر لینڈ مافیا کے قبضے کے بعد درس گاہ کو آگ لگا کر کالج کی عمارت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ بدایونی کالج کی زمین سے لینڈ مافیا کا قبضہ فی الفور چھڑایا جائے، ایک مشترکہ بیان میں انھوں نے کہا کہ سرکاری زمینوں پر قبضے کے بعد اب لینڈ مافیا کی جانب سے بدایونی کالج اور اس کی زمین پر قبضے کی کوشش اس بات کا ثبوت ہے کہ لینڈ مافیا کے کارندے اپنے آپ کو قانون سے بالاتر تصور کر رہے ہیں، انھوں نے کہا کہ لینڈ مافیا کا کالج کی زمین کے بعد اس کی عمارت پر قبضے کیلیے درس گاہ کو آگ لگانے کا عمل سراسر تعلیم دشمن اقدام ہے اور اس میں ملوث لینڈ مافیا کے کارندوں کے خلاف کسی قسم کی کارروائی عمل میں نہ لانا لینڈ مافیا کو مزید غیر قانونی سرگرمیاں جاری رکھنے کا سرٹیفکیٹ دینے کے مترادف ہے، انھوں نے کہا کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے شہر میں ٹارگٹڈ آپریشن جاری ہے، جرائم پیشہ عناصر، دہشت گردوں، بھتہ خوروں اور لینڈ مافیا کے خاتمے کے بلند و بانگ دعوے کیے جا رہے ہیں لیکن دوسری جانب بدایونی کالج پر لینڈ مافیا کے قبضے کی کارروائی اور اب تک لینڈ مافیا کے کارندوں کا (باقی صفحہ 4 نمبر 26)

قانون کی گرفت سے محفوظ رہنا قانون نافذ کرنے والے اداروں کے دعووں کو غلط ثابت کر رہا ہے، مستعفی اراکین قومی اسمبلی نے وزیر اعظم نواز شریف اور وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ سے مطالبہ کیا کہ بدایونی کالج کی زمین پر لینڈ مافیا کے قبضہ اور اس کی عمارت پر قبضے کیلیے درس گاہ کو آگ لگانے کے مذموم عمل کا نوٹس لیا جائے، اس میں ملوث لینڈ مافیا کے کارندوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے اور بدایونی کالج پر سے لینڈ مافیا کا قبضہ ختم کرنے کیلیے ٹھوس اور مثبت اقدامات کیے جائیں۔

روزنامہ نوائے وقت
کراچی۔ لاہور۔ راولپنڈی/اسلام آباد۔ ملتان
75 YEARS
ہفتہ 18 ذی الحج 1436ھ 3 اکتوبر 2015ء — مسلسل اشاعت کے 75 سال

بدایونی کالج کی زمین پر لینڈ مافیا کا قبضہ فوری چھڑایا جائے' متحدہ ارکان

لینڈ مافیا کے کارندے اپنے آپ کو قانون سے بالاتر تصور کر رہے ہیں' مشترکہ بیان

کراچی (خصوصی رپورٹر) متحدہ قومی موومنٹ کے مستعفی اراکین سندھ اسمبلی نے بدایونی کالج کی زمین پر لینڈ مافیا کے قبضے کے بعد درسگاہ کو آگ لگا کر کالج کی عمارت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ بدایونی کالج کی زمین پر سے لینڈ مافیا کا قبضہ فی الفور چھڑایا (باقی صفحہ 6 بقیہ نمبر 10)

بقیہ 10 — متحدہ مستعفی اراکین

جائے۔ ایک مشترکہ بیان میں انہوں نے کہا کہ سرکاری زمینوں پر قبضے کے بعد اب لینڈ مافیا کی جانب سے بدایونی کالج اور اس کی زمین پر قبضے کی کوشش اس بات کا ثبوت ہے کہ لینڈ مافیا کے کارندے اپنے آپ کو قانون سے بالاتر تصور کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لینڈ مافیا کا کالج کی زمین کے بعد اس کی عمارت پر قبضے کیلئے درسگاہ کو آگ لگانے کا عمل سراسر تعلیم دشمن اقدام ہے اور اس میں ملوث لینڈ مافیا کے کارندوں کے خلاف کسی قسم کی کارروائی عمل میں نہ لانا لینڈ مافیا کو مزید غیر قانونی سرگرمیاں جاری رکھنے کا سرٹیفکیٹ دینے کے مترادف ہے۔ انہوں نے کہا کہ رینجرز اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے شہر میں ٹارگٹڈ آپریشن جاری ہے اور جرائم پیشہ عناصر، دہشت گردوں، بھتہ خوروں اور لینڈ مافیا کے خاتمے کے بلند و بانگ دعوے کئے جا رہے ہیں لیکن دوسری جانب بدایونی کالج پر لینڈ مافیا کی قبضہ کی کارروائی اور اب تک لینڈ مافیا کے کارندوں کا قانون کی گرفت سے محفوظ رہنا قانون نافذ کرنے والے اداروں کے دعووں کو غلط ثابت کر رہا ہے۔ مستعفی اراکین قومی اسمبلی نے وزیر اعظم نواز شریف اور وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ سے مطالبہ کیا کہ بدایونی کالج کی زمین پر لینڈ مافیا کے قبضہ اور اس کی عمارت پر قبضے کیلئے درسگاہ کو آگ لگانے کے مذموم عمل کا نوٹس لیا جائے، اس میں ملوث لینڈ مافیا کے کارندوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔

حوالہ 22

Awam Karachi
روزنامہ عوام کراچی (3) ہفتہ، 3 اکتوبر 2015ء

بدایونی کالج کی زمین پر سے لینڈ مافیا کا قبضہ ختم کرایا جائے، مستعفی اراکین سندھ اسمبلی

کالج کی زمین پر قبضے کی کوشش اس بات کا ثبوت ہے کہ لینڈ مافیا اپنے آپ کو قانون سے بالاتر تصور کر رہی ہے

کالج کی زمین پر سے لینڈ مافیا کے قبضہ ختم کرنے کیلئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں، وزیراعظم اور وزیراعلیٰ سے اپیل

کراچی (پ ر) متحدہ قومی موومنٹ کے مستعفی بقیہ 8 صفحہ 4 پر

بقیہ 8

اراکین سندھ اسمبلی نے بدایونی کالج کی زمین پر لینڈ مافیا کے قبضے کے بعد درسگاہ کو آگ لگا کر کالج کی عمارت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ بدایونی کالج کی زمین پر سے لینڈ مافیا کا قبضہ فی الفور چھڑایا جائے۔ ایک مشترکہ بیان میں انہوں نے کہا کہ سرکاری زمینوں پر قبضے کے بعد اب لینڈ مافیا کی جانب سے بدایونی کالج اور اس کی زمین پر قبضے کی کوشش اس بات کا ثبوت ہے کہ لینڈ مافیا کے کارندے اپنے آپ کو قانون سے بالاتر تصور کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لینڈ مافیا کا کالج کی زمین کے بعد اس کی عمارت پر قبضے کیلئے درسگاہ کو آگ لگانے کا عمل سراسر تعلیم دشمن اقدام ہے اور اس میں ملوث لینڈ مافیا کے کارندوں کے خلاف کسی قسم کی کارروائی عمل میں نہ لانا لینڈ مافیا کو مزید غیر قانونی سرگرمیاں جاری رکھنے کا سرٹیفکیٹ دینے کے مترادف ہے۔ مستعفی اراکین قومی اسمبلی نے وزیر اعظم نواز شریف اور وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ سے مطالبہ کیا کہ بدایونی کالج کی زمین پر لینڈ مافیا کے قبضہ اور اس کی عمارت پر قبضے کیلئے درسگاہ کو آگ لگانے کے مذموم عمل کا نوٹس لیا جائے، اس میں ملوث لینڈ مافیا کے کارندوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے اور بدایونی کالج پر سے لینڈ مافیا کا قبضہ ختم کرنے کیلئے ٹھوس اور مثبت اقدامات کئے جائیں۔

روزنامہ جہان پاکستان
ہفتہ، 3 اکتوبر 2015ء

بدایونی کالج کی زمین سے قبضہ ختم کرایا جائے، ایم کیو ایم

درسگاہ کو آگ لگانے کا عمل سراسر تعلیم دشمن اقدام ہے: مستعفی اراکین سندھ اسمبلی

وزیراعظم اور وزیراعلیٰ سندھ نوٹس لیں، ذمے دار لینڈ مافیا کے کارندوں کو گرفتار کیا جائے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) متحدہ قومی موومنٹ کے مستعفی اراکین سندھ اسمبلی نے بدایونی کالج کی زمین پر لینڈ مافیا کے قبضے کے بعد درسگاہ کو آگ لگا کر کالج کی عمارت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ بدایونی کالج کی زمین پر سے لینڈ مافیا کا قبضہ فی الفور چھڑایا جائے۔ ایک مشترکہ بیان میں انہوں نے کہا کہ سرکاری زمینوں پر قبضے کے بعد اب لینڈ مافیا کی جانب سے بدایونی کالج اور اس کی زمین پر قبضے کی کوشش اس بات کا ثبوت ہے کہ لینڈ مافیا کے کارندے اپنے آپ کو قانون سے بالاتر تصور کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لینڈ مافیا کا کالج کی زمین کے بعد اس کی عمارت پر قبضے کیلیے درسگاہ کو آگ لگانے کا عمل سراسر تعلیم دشمن اقدام ہے اور اس میں ملوث لینڈ مافیا کے کارندوں کے خلاف کسی قسم کی کارروائی عمل میں نہ لانا لینڈ مافیا کو مزید غیر قانونی سرگرمیاں جاری رکھنے کا سرٹیفکیٹ دینے کے مترادف ہے۔ مستعفی اراکین قومی اسمبلی نے وزیر اعظم نواز شریف اور وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ سے مطالبہ کیا کہ بدایونی کالج کی زمین پر قبضے اور درسگاہ کو آگ لگانے کے مذموم عمل کا نوٹس لیا جائے، اس میں ملوث لینڈ مافیا کے کارندوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے اور قبضہ ختم کرنے کیلیے ٹھوس اور مثبت اقدامات کیے جائیں۔

Marfat.com

حوالہ 23

جسارت

روزنامہ جسارت کراچی ۔ منگل 6 اکتوبر 2015ء

بدایونی کالج کو بچانے کے لیے بھرپور جدوجہد کرنا ہوگی، تحریک انصاف

کالج کو نذر آتش کرنے کیلئے لینڈ مافیا نے انتظامیہ کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حکام سے بھی گٹھ جوڑ کیا

بدایونی کالج سے اطراف کے لاکھوں طالب علموں کا مستقبل وابستہ ہے، علی زیدی

کراچی (صباح نیوز) تحریک انصاف کراچی ریجن کے آرگنائزر علی زیدی نے بنارس چوک کے قریب منگھوپیر روڈ پر عبد الحمید بدایونی گورنمنٹ کالج کو نذر آتش کرنے میں ملوث لینڈ مافیا کے خلاف اب تک کوئی کارروائی نہ کرنے پر سخت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انتظامیہ اور اعلیٰ حکام کی سرد مہری سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بدایونی گورنمنٹ کالج کو نذر آتش کرنے کے لیے لینڈ مافیا نے مقامی انتظامیہ کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حکام سے بھی گٹھ جوڑ کر لیا تھا یہی وجہ ہے کہ لینڈ مافیا کو کھلی آزادی دی گئی ہے۔ سوچی سمجھی سازش کے تحت پختون قوم کو تعلیم سے دور رکھنے کے لیے لینڈ مافیا اور مقامی انتظامیہ مل کر بدایونی کالج کی زمین پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ بقیہ نمبر 8 صفحہ نمبر 48 بقیہ

بقیہ 48 تحریک انصاف

انہوں نے انصاف ہاؤس میں بنارس کالونی کے معززین کے وفد سے ملاقات کے موقع پر کہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ بدایونی کالج سے بنارس چوک کے اطراف کے لاکھوں طالب علموں کا مستقبل وابستہ ہے۔ بدایونی کالج کو بچانے کے لیے بھرپور جدوجہد کرنی ہوگی، ضرورت پڑی تو اس سلسلے میں احتجاجی پروگرام بھی ترتیب دیا جائے گا۔ انہوں نے قبضہ مافیا اور انتظامیہ کو خبردار کرتے ہوئے واضح کیا کہ تحریک انصاف لینڈ مافیا اور ان کے ساتھ گٹھ جوڑ کرنے والی مقامی انتظامیہ کے خلاف اعلیٰ حکام کو آگاہ کیا جائے گا اور فلاحی پلاٹ پر قائم کمرشل مارکیٹ کے قیام اور ان پر قبضہ کرنے والوں کے خلاف اعلیٰ حکام کو حقیقت پر مبنی تفتیش کرکے ان کے خلاف ایکشن لینا چاہیے۔

ایکسپریس

روزنامہ ایکسپریس، کراچی ۔ منگل، 6 اکتوبر، 2015ء

کراچی (اسٹاف رپورٹر) پاکستان تحریک انصاف کراچی ریجن کے آرگنائزر علی زیدی نے کہا ہے کہ بنارس چوک کے قریب منگھوپیر روڈ پر عبد الحمید بدایونی گورنمنٹ کالج کو نذر آتش کرنے میں ملوث لینڈ مافیا کے خلاف اب تک کوئی کارروائی نہ کرنے پر سخت افسوس کا اظہار کیا ہے۔ انصاف ہاؤس میں بنارس کالونی کے معززین کے وفد سے بات چیت کرتے ہوئے علی زیدی نے کہا کہ بدایونی گورنمنٹ کالج سے بنارس چوک کے اطراف کے لاکھوں طالب علموں کا مستقبل وابستہ ہے، بدایونی کالج کو بچانے کیلیے بھرپور جدوجہد کرنی ہوگی اور اگر ضرورت پڑی تو اس سلسلے میں احتجاجی پروگرام بھی ترتیب دیا جائے گا۔

قومی اخبار

بدایونی گورنمنٹ کالج کو بچانے کی بھرپور کوشش کرنا ہوگی، علی زیدی

کراچی (پ ر) پاکستان تحریک انصاف کراچی ریجن کے آرگنائزر علی زیدی نے کہا ہے کہ بنارس چوک کے قریب منگھوپیر روڈ پر عبد الحمید بدایونی گورنمنٹ کالج نذر آتش کرنے میں ملوث لینڈ مافیا کے خلاف اب تک کوئی کارروائی نہ کرنے پر سخت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بدایونی گورنمنٹ کالج سے بنارس چوک کے اطراف کے لاکھوں طالب علموں کا مستقبل وابستہ ہے۔ بدایونی کالج کو بچانے کے لیے بھرپور جدوجہد کرنی ہوگی۔

روزنامہ عوام کراچی

منگل، 21 ذی الحجہ 1436ھ، 6 اکتوبر 2015ء

بدایونی کالج کو نذر آتش کرنے والے لینڈ مافیا کے خلاف [illegible] علی زیدی

انتظامیہ کی سرد مہری سے ثابت ہوتا ہے کہ لینڈ مافیا نے انتظامیہ کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حکام سے بھی گٹھ جوڑ کر لیا تھا

[illegible]

کراچی (اسٹاف رپورٹر) پاکستان تحریک انصاف بقیہ 38 صفحہ 4 پر

بقیہ 38

کراچی ریجن کے آرگنائزر علی زیدی نے کہا ہے کہ بنارس چوک کے قریب منگھوپیر روڈ پر عبد الحمید بدایونی گورنمنٹ کالج کو نذر آتش کرنے میں ملوث لینڈ مافیا کے خلاف اب تک کوئی کارروائی نہ کرنے پر سخت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انتظامیہ اور اعلیٰ حکام کی سرد مہری سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بدایونی گورنمنٹ کالج کو نذر آتش کرنے کے لیے لینڈ مافیا نے مقامی انتظامیہ کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حکام سے بھی گٹھ جوڑ کر لیا تھا یہی وجہ ہے کہ لینڈ مافیا کو کھلی آزادی دی گئی ہے۔ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت پختون قوم کو تعلیم سے دور رکھنے کے لیے لینڈ مافیا اور مقامی انتظامیہ مل کر بدایونی گورنمنٹ کالج کی زمین پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ یہ باتیں انہوں نے گزشتہ روز انصاف ہاؤس میں بنارس کالونی کے معززین کے ایک وفد سے ملاقات کے موقع پر بات چیت کرتے ہوئے کہیں۔ اس موقع پر داد خان صابر، ملک شہزاد اعوان، ادریس خان، شاہنواز جدون اور دیگر رہنما بھی موجود تھے۔ علی زیدی نے مزید کہا کہ بدایونی گورنمنٹ کالج سے بنارس چوک کے اطراف کے لاکھوں طالب علموں کا مستقبل وابستہ ہے۔ بدایونی کالج کو بچانے کے لیے بھرپور جدوجہد کرنی ہوگی اور اگر ضرورت پڑی تو اس سلسلے میں احتجاجی پروگرام بھی ترتیب دیا جائے گا۔ علی زیدی نے قبضہ مافیا اور انتظامیہ کو خبردار کرتے ہوئے واضح کیا کہ تحریک انصاف لینڈ مافیا اور ان کے ساتھ گٹھ جوڑ کرنے والی مقامی انتظامیہ کے خلاف اعلیٰ حکام کو آگاہ کیا جائے گا اور فلاحی پلاٹ پر قائم کمرشل مارکیٹ کے قیام اور ان پر قبضہ کرنے والوں کے خلاف اعلیٰ حکام کو حقیقت پر مبنی تفتیش کرکے ان کے خلاف ایکشن لینا چاہیے۔

روزنامہ "جانباز" 06 اکتوبر 2015ء

بنارس چوک کے قریب منگھوپیر روڈ پر عبد الحمید بدایونی گورنمنٹ کالج کو نذر آتش کرنے میں ملوث لینڈ مافیا

بدایونی کالج کو بچانے کیلیے بھرپور جدوجہد کرنی ہوگی — علی زیدی

اعلیٰ حکام کی سرد مہری سے ثابت ہوتا ہے کہ بدایونی گورنمنٹ کالج کو نذر آتش کرنے کیلیے

لینڈ مافیا نے مقامی انتظامیہ کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حکام سے بھی گٹھ جوڑ کر لیا تھا

کراچی (پ ر) پاکستان تحریک انصاف کراچی ریجن کے آرگنائزر علی زیدی نے کہا ہے کہ بنارس چوک کے قریب منگھوپیر روڈ پر عبد الحمید بدایونی گورنمنٹ کالج

بقیہ 34

نذر آتش کرنے میں ملوث لینڈ مافیا کے خلاف اب تک کوئی کارروائی نہ کرنے پر سخت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انتظامیہ اور اعلیٰ حکام کی سرد مہری سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بدایونی گورنمنٹ کالج کو نذر آتش کرنے کے لیے لینڈ مافیا نے مقامی انتظامیہ کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حکام سے بھی گٹھ جوڑ کر لیا تھا۔

Marfat.com

حوالہ 24

روزنامہ جسارت کراچی

جلد 44 | شمارہ 25 | پیر 14 ربیع الثانی 1437ھ 25 جنوری 2016ء | قیمت 10 روپے

بدایونی کالج پر قبضے کیلئے لینڈ مافیا سرگرم

اعلیٰ حکام بے بس

2007ء میں اس وقت کی کے بی سی اے غیر قانونی بازار، مکانات و دیگر تجاوزات منہدم کرنے کا حکم دے چکی ہے

کمشنر، سیکریٹری تعلیم، انسداد تجاوزات سیل، ڈی جی رینجرز اور اعلیٰ پولیس افسران سنجیدہ معاملے میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے

کراچی (اسٹاف رپورٹر) بنارس چوک کے قریب قائم بدایونی گورنمنٹ کالج کی باقی ماندہ زمین پر قبضہ کرنے کے لیے لینڈ مافیا نے کالج کی بیرونی دیوار کے ساتھ پرانے جوتوں کا ڈھیر لگا کر آگ لگا دی تاکہ آتشزدگی کی تپش سے کالج کی دیواریں کمزور ہو کر منہدم ہو جائیں۔ آتشزدگی کے نتیجے میں کالج کے کمرے، کمپیوٹر لیب، 1964ء میں عراقی سفیر عبدالباسط کی جانب سے تعمیر شدہ عراقی ہال بھی جل کر تباہ ہو گئے۔ آتشزدگی کے بعد متعدد انتظامی کمرے بھی جزوی طور پر متاثر ہوئے، 5 سو سے زائد طلبہ کے لیے اب صرف 2 کلاس روم باقی ہیں۔ عینی شاہدین کے مطابق چمڑے کے جوتوں میں لگائی جانے والی آگ کئی گھنٹوں تک لگی رہی تاہم کالج کے پرنسپل نے 15 ستمبر 2015ء کو تھانہ پیرآباد میں نامعلوم افراد کے خلاف درخواست پیش کی لیکن تاحال پولیس کی جانب سے کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی۔ بدایونی کالج کا کل رقبہ 15 ایکڑ پر مشتمل تھا جس پر باچا خان مرکز، کپڑے اور پرانے جوتے کی مارکیٹ سمیت دیگر تجاوزات قائم کر کے کالج کو صرف 15 سو گز تک محدود کر دیا ہے۔ مقامی رہائشیوں کے مطابق لینڈ مافیا نے کالج کی دیوار کے ساتھ آگ لگائی تاکہ دیوار کے منہدم ہونے کو قدرتی حادثہ قرار دے کر کالج کی عمارت اور باقی جگہ پر قبضے کی راہ ہموار ہو جائے۔ علاوہ ازیں سندھ شہری فیڈریشن کے جنرل سیکریٹری کے مطابق کالج کی اراضی واگزار کرانے کے لیے کمشنر، سیکریٹری تعلیم، انسداد تجاوزات سیل، ڈی آئی جی ویسٹ، ڈی جی رینجرز سمیت دیگر متعلقہ اداروں کو درخواستیں دینے کے باوجود کوئی کارروائی نہیں ہوئی جس کے باعث لینڈ مافیا کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔ کالج کی اراضی پر قبضے کی ابتداء 1985ء میں پشتون مارکیٹ کی تعمیر سے شروع ہوئی جو لینڈ مافیا کی سرپرستی میں لاکھوں روپوں کے عوض فروخت ہوتی گئی، 1997ء میں پہلی بار صوبائی وزارت محنت نے یہ تعمیرات غیر قانونی قرار دیں اور 26 جولائی 1997ء کو لیٹر نمبر PS/Min/labour/452 مافیا کارندوں نصر اللہ کابلی اور منظور علی کو ذمے دار قرار دیتے ہوئے مارکیٹ کی تعمیر روک کر تحقیقاتی کمیٹی بنا دی گئی جس نے فیصلہ دیا کہ مارکیٹ غیر قانونی ہے۔ 27 جنوری 1999ء کو ڈپٹی کمشنر نے پھر اسے غیر قانونی قرار دیا اور لیز پر پابندی لگاتے ہوئے نصر اللہ کابلی اور منظور کے خلاف مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا لیکن مافیا کے سیاسی اثر رسوخ نے قانون کی طاقت کو پچھاڑ دیا اور 2 برس تک ڈپٹی کمشنر کا حکم سرد خانے کی نذر رہا۔ 18 جولائی 2001ء کو ریونیو بورڈ آف سندھ نے لیٹر نمبر PS/MBR/L.U/500/2001 میں کمشنر کراچی سے وضاحت طلب کرتے ہوئے مافیا کے خلاف ایکشن کا حکم دیا تاہم اسی دوران نصر اللہ کابلی اور منظور نے 15 ایکڑ اراضی میں سے ایک پلاٹ عوامی نیشنل پارٹی کو بھی دے دیا، جس نے 2003ء میں باچا خان ویلفیئر ٹرسٹ کے قیام کے بعد یہ پلاٹ ٹرسٹ کی ملکیت میں شامل کر لیا اور 2004ء میں باچا خان مرکز قائم کر دیا۔ 22 نومبر 2007ء کو کے بی سی اے نے لیٹر نمبر KBCA/DCB/82/2007 کے ذریعے پھر پشتون مارکیٹ، رہائشی مکانات اور کالج اراضی پر قائم دیگر تجاوزات منہدم کرنے کا حکم دیا جس میں اے این پی کا صوبائی مرکز بھی شامل تھا لیکن سانحہ 12 مئی کے باعث کے بی سی اے تجاوزات کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکی۔

عبدالحامد بدایونی کالج کی دیوار جلی ہوئی ہے، دوسری جانب لینڈ مافیا نے کالج کے سامنے سامان رکھا ہوا ہے

Marfat.com

Monday
January 25, 2016
Rabi-us-Sani 14, 1437
KARACHI

DAWN

حوالہ 25

College burnt months ago is yet to be restored

By Faiza Ilyas

KARACHI: The Sindh government has taken no steps to reconstruct and renovate a degree college burnt by the 'land mafia' four months ago, a recent visit to the institution situated near Banaras Chowk in Manghopir showed.

With the charred façade and some interior sections, including a computer laboratory, broken ceilings and furniture, the college building is posing a serious threat to the lives of teachers and students whose number, it's gathered, has dropped significantly after the incident.

"I got an FIR registered when the fire took place on an early September morning. Later, an education department team visited the college on our complaint but work on the damaged spots hasn't started," said Naseem Afsar, acting principal of the college.

According to sources, the fire erupted in the large sacks placed along the college boundary wall by traders, who were found to have occupied the college front land to keep their shoe stocks.

The traders, the sources said, belonged to the same mafia that had got the college land illegally transferred to their name years ago and had been pressuring the college staff to vacate the land.

During the visit, it was found that a big market flourished on the college land.

"That's why we believe that the arson was tactics of the same land mafia to force us to leave the remaining college land," said a college staff member on condition of anonymity.

The matter of the college's illegal occupation, according to sources, has been pending with the Anti-Corruption Establishment since 2004. An application has also been filed with the National Accountability Bureau.

Tahir Sawati, a social worker who has been fighting for the college land for years, claims that more college land has come under illegal occupation because of government inaction. "I have submitted applications to the commissioner of Karachi as well as the director general of Rangers on this issue. But it is surprising that they are silent over it," he said.

The educational institution, he said, was the only boys degree college in SITE and Orangi towns. "It was used to be in Orangi but when new local government demarcations were done, it was included in SITE Town," he said.

Though the government college has been in a dilapidated state for a

Continued on Page 16

College burnt months ago

Continued from Page 15

long time, no renovation has ever been carried out on the institution under the pretext that the college exists on a trust land, the sources add.

College planned to be a university

Named after Maulana Abdul Hamid Badayuni, an Islamic scholar, statesman and author, the college was planned to be a major institution of Islamic and modern learning (Jamia Taleemaat-i-Islamia) for which a 15-acre amenity plot was leased out by the government in 1962 and 1963.

The request for the lease was made by the late Maulana Badayuni who then headed Markazi Anjuman-i-Tableeghul Islam, Karachi. The land was allotted with the condition that if the Anjuman failed to utilise the land for the specific purpose within three years, the government status of the land would resume.

Documents show that five acres of the college land was "sub-leased" to encroachers in 1997 in contravention of Section 19 of the Land Grant Policy of 1975.

The Karachi Building Control Authority had also declared the market as illegal.

"The market (Pakhtun market near the Badayuni college, SITE Town) has been built by encroaching the amenity plot and the encroachment is still going on. The matter is already under inquiry before the competent authority," says a letter by deputy controller, SITE Town, KBCA, to the relevant town municipal officer.

"It is requested that the case please be referred to the concerned authority for removal of the encroachment under its statutory responsibility."

Upon contact, the director for colleges in Karachi, Zamir Khoso, said he would visit the college site as he was not satisfied with the report submitted by his staff on the fire incident.

"The report refers to the fire and illegal occupation of the college land but lacks specific points and recommendations. I will visit it soon and take up the matter with my higher officials and the provincial coordination committee that includes the commissioner of Karachi and Rangers officials," he said.

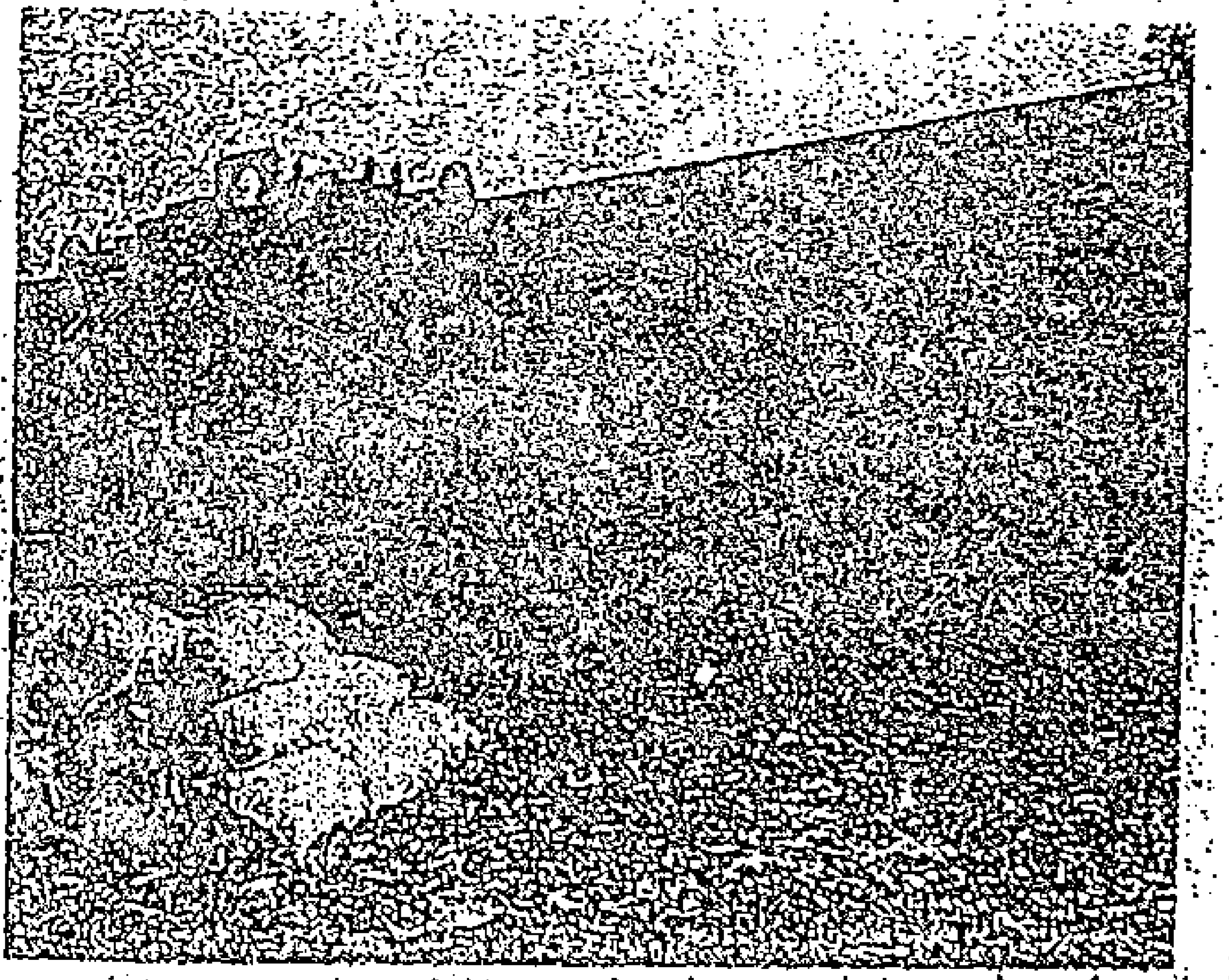

THE facade of the college has been completely destroyed by fire.—Fahim Siddiqi/ White Star

Marfat.com

حوالہ 26

روزنامہ نوائے وقت کراچی (2) 29 فروری 2016

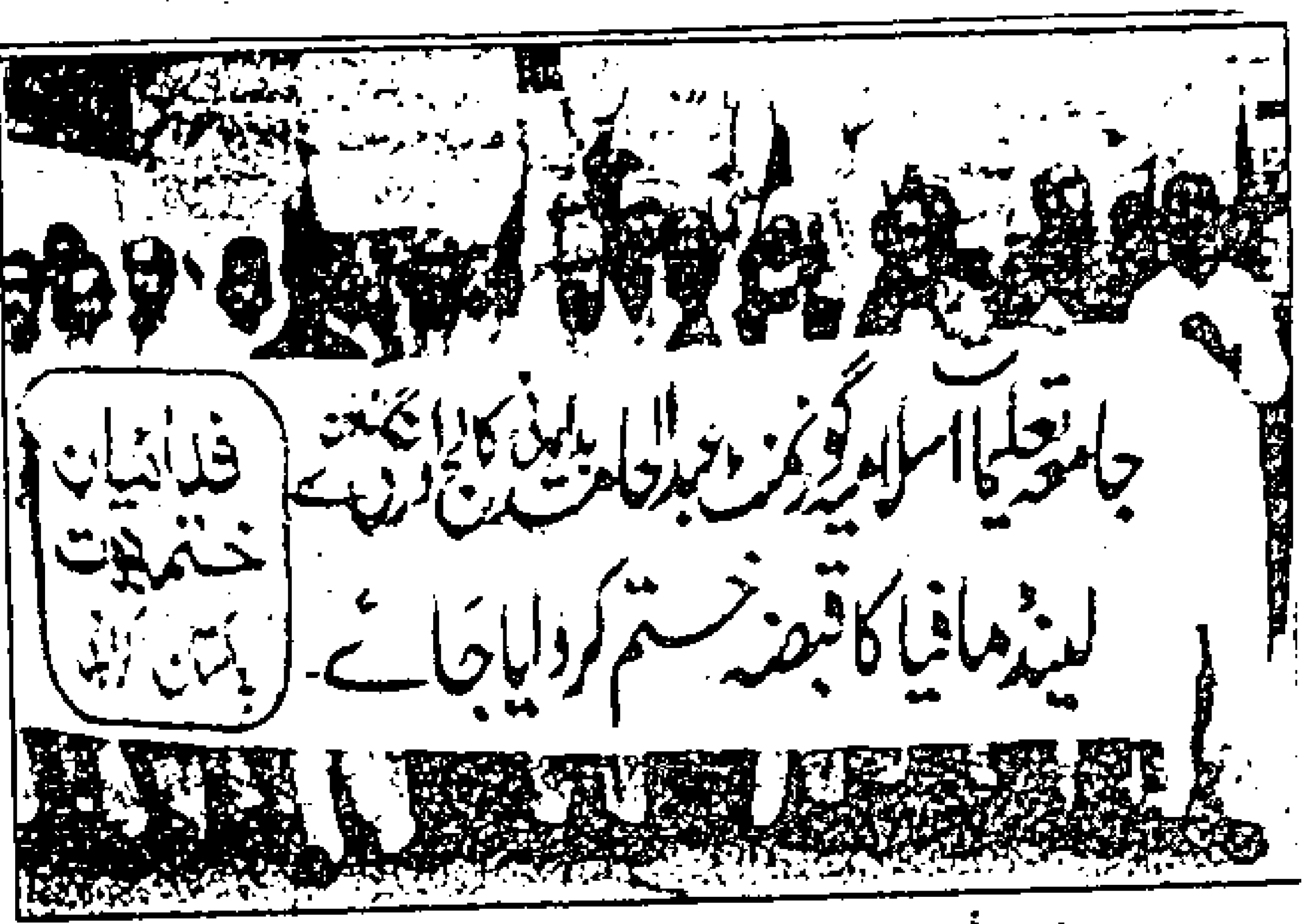

فدائیان ختم نبوت پاکستان کے کارکنان پریس کلب پر مظاہرہ کر رہے ہیں

روزنامہ "آغاز" کراچی 3 '29' فروری 2016ء

جامعہ تعلیمات اسلامیہ گورنمنٹ کے کارکنان لینڈ مافیا کے خلاف پریس کلب پر مظاہرہ کر رہے ہیں

روزنامہ شمال (4) 29 فروری 2016ء

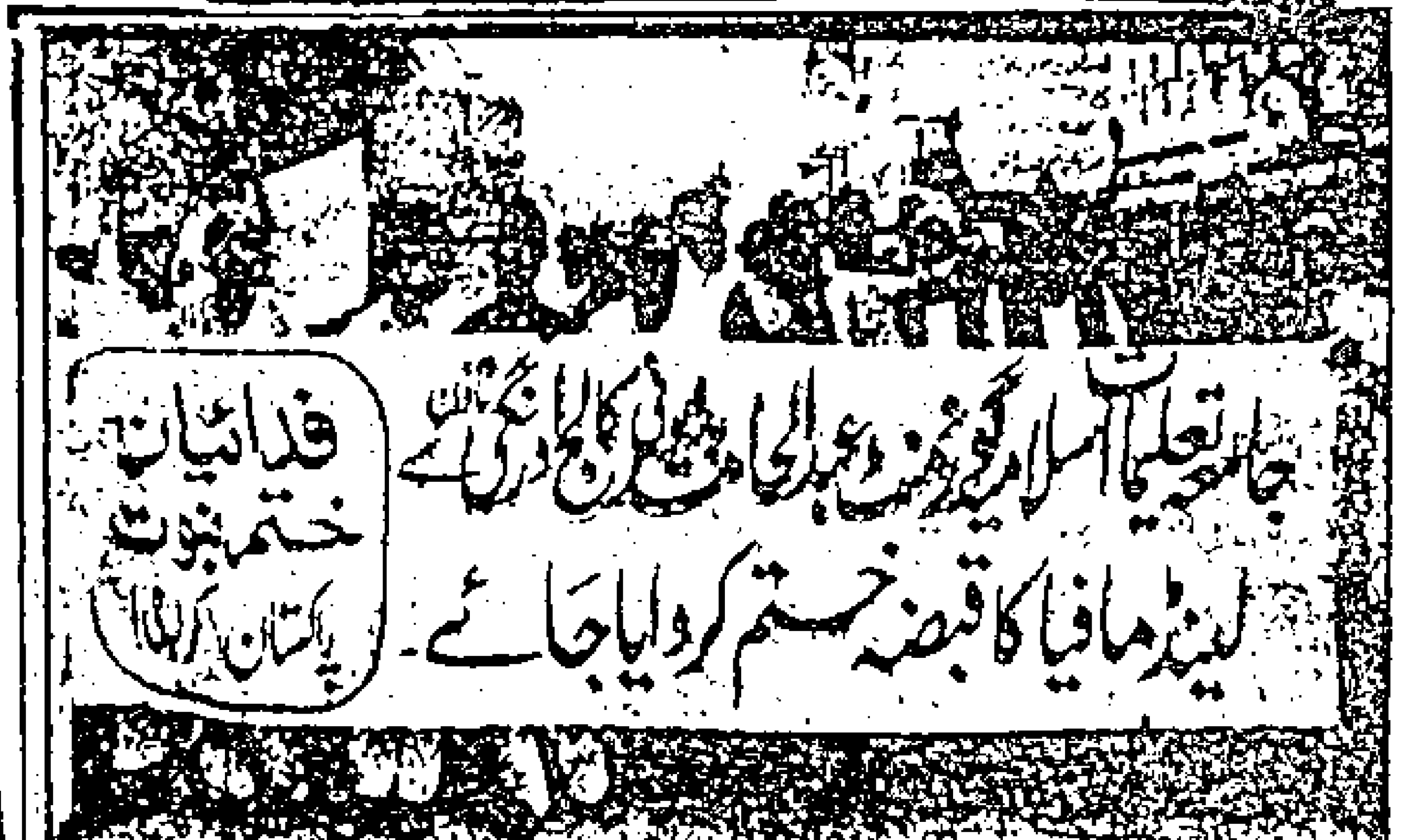

فدائیان ختم نبوت پاکستان (کراچی) کے تحت جامعہ تعلیمات اسلامیہ بدایونی کالج اورنگی ٹاؤن پر لینڈ مافیا کے قبضہ کے خلاف احتجاجی مظاہرے میں ڈاکٹر شعیب قادری، شیخ عمران الحق نورانی، طاہر خان سواتی، علامہ شبیر حقانی، قاری حسین، مفتی غلام مصطفیٰ رفیق قادری و دیگر پریس کلب پر مظاہرہ کر رہے ہیں

مولانا عبدالحامد بدایونی کا صوبہ سرحد کو پاکستان میں شامل کروانا کارنامہ ہے

جامعہ تعلیمات اسلامیہ بدایونی کالج پر لینڈ مافیا کا قبضہ تحریک پاکستان کا مزار بنانے والوں کے منہ پر طمانچہ ہے

فدائیان ختم نبوت کے تحت کراچی پریس کلب پر احتجاجی مظاہرے سے ڈاکٹر محمد شعیب قادری، علامہ جہانگیر خان و دیگر کا خطاب

کراچی (پ ر) تحریک پاکستان کے معروف مسلم لیگی رہنما مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی کا صوبہ سرحد کو ریفرنڈم کے ذریعے پاکستان میں شامل کروانا اہم کارنامہ ہے آپ نے علامہ اقبال کے تصور پاکستان کو عملی شکل دینے کیلئے سنی کانفرنس بنارس کے علاوہ مسلم لیگ کے کئی تاریخی اجتماعات میں قائداعظم محمد علی جناح کے ہمراہ تحریک پاکستان کو کامیاب کرنے میں عملی جدوجہد کی

(بقیہ 6 صفحہ نمبر 2)

روزنامہ خبریں (2) 29 فروری 2016ء

فدائیان ختم نبوت پاکستان کے کارکنان پریس کلب کے باہر احتجاجی مظاہرہ کر رہے ہیں

اور تحریک پاکستان و قیام پاکستان کے بعد بھی وطن عزیز کے استحکام کیلئے کوششیں جاری رکھیں اور جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد رکھ کر اکھنڈ بھارت اور کانگریسی سوچ رکھنے والی قوتوں کے مقابلے میں وطن عزیز پاکستان سے محبت رکھنے والوں کو شعور دیا یہ بات معروف عالم دین علامہ ڈاکٹر محمد شعیب قادری رجہانگیر خان صدیقی نے فدائیان ختم نبوت پاکستان کراچی کے تحت ہونے والے احتجاجی مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے کہی اس موقع پر علماء نے اپنے خطابات میں کہا کہ دوقومی نظریہ کو فروغ دینے میں عبدالحامد بدایونی نے علمی اور فکری تحریک کے ساتھ ساتھ عملی جدوجہد بھی جاری رکھی جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا قیام بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی جہاں پوری دنیائے اسلام کے نامور مذہبی رہنما و سیاسی زعماء شریک ہوتے رہے سندھ مدرستہ الاسلام کے بعد یہ مرکزی حیثیت کا حامل ادارہ تھا لیکن اب بانیان پاکستان کا یہ ادارہ لینڈ مافیا کے قبضے میں ہے جہاں پر کلاس روم، سائنس لیبارٹری، لائبریری، کمپیوٹر لیب سمیت کوئی شعبہ سلامت نہیں ہے مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے طاہر خان سواتی نے کہا کہ کالج کی اراضی پر جرائم پیشہ عناصر کے اڈے بنے ہوئے ہیں اور آج تک اس تعلیم درسگاہ کو جہالت زدہ ماحول سے آزاد نہیں کرایا گیا مظاہرے سے ڈاکٹر حامد ٹھمی، مفتی محمد رمضان تونسوی، مفتی غلام مصطفیٰ شاذلی، حافظ محمد حسن انصاری، قاری فہیم الدین و دیگر نے بھی خطاب کیا۔

Marfat.com

حوالہ 27

Daily AMN Karachi Monday 29 February 2016

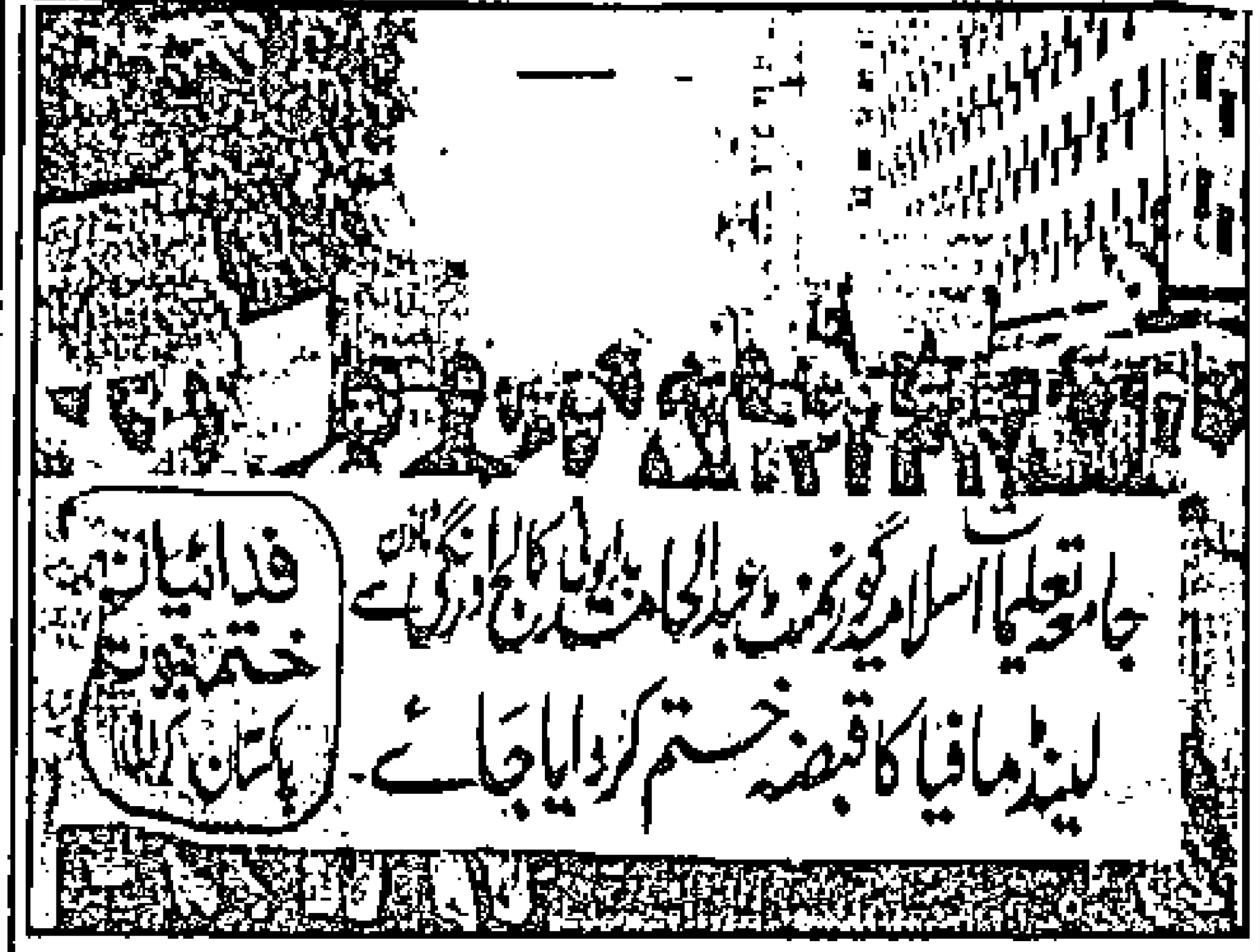

.... فدائیان ختم نبوت کے تحت احتجاجی مظاہرہ کیا جارہا ہے

Daily UMMAT Karachi Rawalpindi Hyderabad Peshawar
روزنامہ امت کراچی راولپنڈی حیدرآباد پشاور
پیر ۲۰ جمادی الاول ۱۴۳۷ھ ۲۹ فروری ۲۰۱۶ء

جامعہ تعلیمات اسلامیہ بدایونی کالج پر لینڈ مافیا کے قبضے کیخلاف مظاہرہ

جرائم پیشہ عناصر کو نکال کر تعلیمی ادارے کی حیثیت بحال کی جائے۔ مقررین

کراچی (اسٹاف رپورٹر) فدائیان ختم نبوت کی جانب سے جامعہ تعلیمات اسلامیہ بدایونی کالج کی اراضی پر لینڈ مافیا کے قبضے کیخلاف اتوار کو کراچی پریس کلب کے باہر احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرے کی قیادت ڈاکٹر محمد شعیب قادری، علامہ جہانگیر خان صدیقی اور طاہر خان سواتی نے کی۔ مقررین نے شرکا سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کالج کی اراضی لینڈ مافیا کے قبضے میں ہے، جہاں پر کلاس روم، سائنس لیبارٹری، لائبریری اور کمپیوٹر لیب سمیت کوئی شعبہ سلامت نہیں ہے۔ کالج کی اراضی پر جرائم پیشہ عناصر کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے مرکزی اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس علمی اور فکری ادارے کو فوری طور پر قبضہ مافیا سے آزاد کرواکے (باقی صفحہ 7 بقیہ نمبر 34)

بقیہ نمبر 34 — بدایونی کالج/قبضہ

تعلیمی ادارے کی حیثیت کو بحال کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ حکومت کے ساتھ ساتھ علما اہلسنت بھی اس تاریخی درسگاہ کو قبضہ مافیا سے آزاد کرانے میں اپنا کردار ادا کریں۔

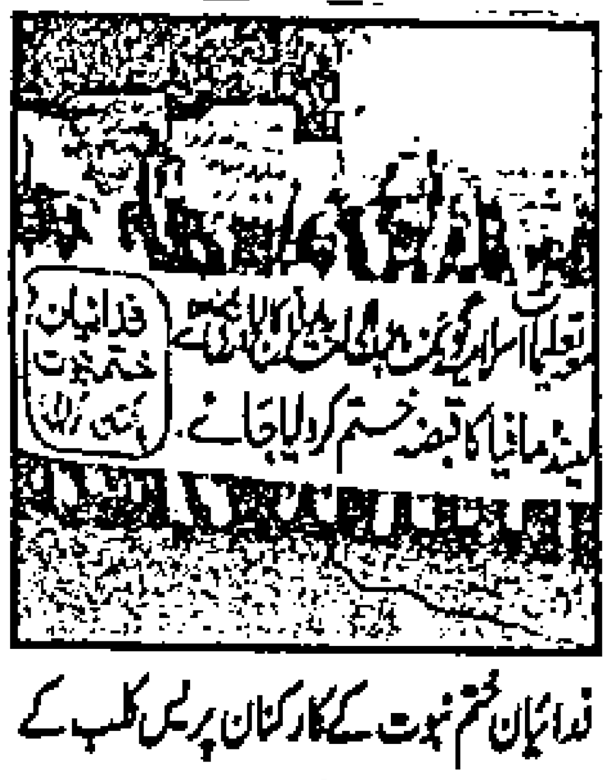

فدائیان ختم نبوت کے کارکنان پریس کلب کے باہر احتجاج کر رہے ہیں

روزنامہ امن کراچی......پیر 29 فروری 2016ء ....صفحہ - 3

کے پی کے پاکستان میں شامل کرنے کا سہرا مولانا بدایونی کے سر جاتا ہے

بدایونی کالج نذر آتش کرنے والے لینڈ مافیا کیخلاف کارروائی کی جائے، فدائیان ختم نبوت

کراچی (امن نیوز) تحریک پاکستان کے معروف مسلم لیگی رہنما مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی کا صوبہ سرحد کو ریفرنڈم کے ذریعے پاکستان میں شامل کروانا اہم کارنامہ ہے۔ آپ نے علامہ اقبال کے تصور پاکستان کو عملی شکل دینے کیلئے سنی کانفرنس بنارس کے علاوہ مسلم لیگ کے کئی تاریخی اجتماعات میں قائداعظم محمد علی جناح کے ہمراہ تحریک پاکستان کو کامیاب کرانے میں عملی جدوجہد کی اور تحریک پاکستان وقیام پاکستان کے بعد بھی وطن عزیز کے استحکام کیلئے کوششیں جاری رکھیں اور جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد رکھ کر کھنڈ بھارت اور (باقی صفحہ 6 نمبر 9)

بقیہ نمبر 9 — فدائیان ختم نبوت

کانگریسی سوچ رکھنے والی قوتوں کے مقابلے میں وطن عزیز پاکستان سے محبت رکھنے والوں کو شعور دیا یہ بات معروف عالم دین علامہ ڈاکٹر شعیب قادری جہانگیر خان صدیقی نے فدائیان ختم نبوت پاکستان کراچی کے تحت ہونیوالے احتجاجی مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ اس موقع پر علماء نے اپنے خطاب میں کہا کہ دوقومی نظریہ کو فروغ دینے میں بھی مجاہد ملت بدایونی نے علمی اور فکری تحریک کے ساتھ ساتھ عملی جدوجہد بھی جاری رکھی۔ جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا قیام بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی جہاں پوری دنیائے اسلام کے نامور مذہبی رہنما وسیاسی زعماء شریک ہوتے رہے۔ سندھ مدرسۃ الاسلام کے بعد یہ مرکزی حیثیت کا حامل ادارہ تھا لیکن اب بانیان پاکستان کا یہ ادارہ لینڈ مافیا کے قبضے میں ہے جہاں پر کلاس روم، سائنس لیبارٹری، لائبریری وکمپیوٹر لیب سمیت کوئی شعبہ سلامت نہیں ہے۔

DAILY NEWS
DAILY NEWS, Monday, February 29, 2016

Workers of Khatm-e-Naboowat (SAW) Pakistan Karachi stage a demonstration against land mafia outside Karachi Press Club.

3 Daily Kainaat Karachi · 29 FEB 2016

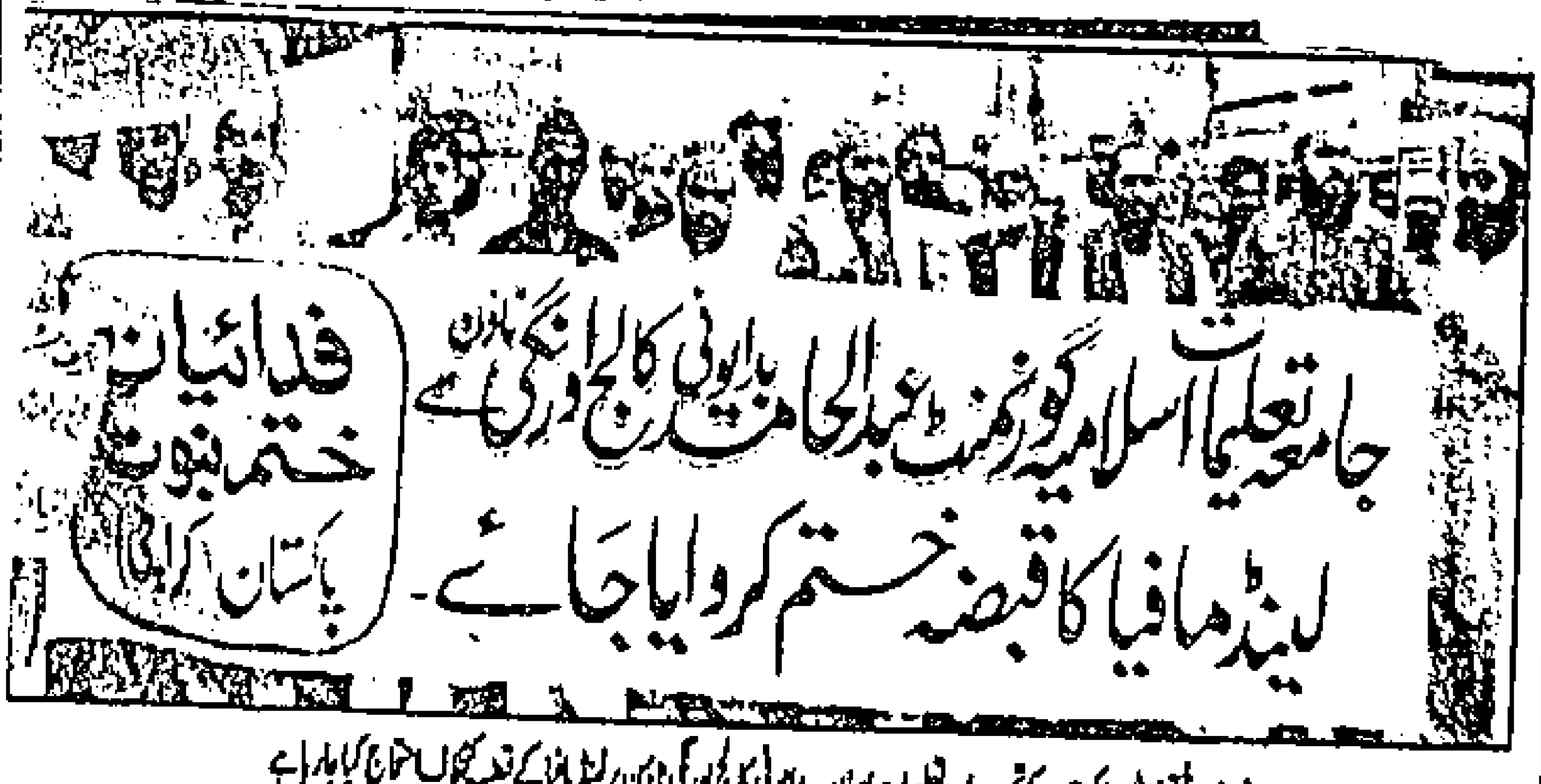

فدائیان ختم نبوت پاکستان کے تحت جامعہ تعلیمات اسلامیہ بدایونی کالج ڈگری پر لینڈ مافیا کے قبضہ کیخلاف احتجاج کیا جارہا ہے

Marfat.com

حوالہ 28

روزنامہ امن کراچی

روزنامہ امن کراچی .... پیر 29 فروری 2016ء

عظیم درسگاہ جوتوں کے گودام میں تبدیل............

ڈپٹی کمشنر غربی بدایونی کالج پر قبضہ کرنیوالے مافیا کے سامنے بے بس

5 ماہ قبل لینڈ مافیا نے کالج کو آگ لگائی، 10 ایکڑ اراضی پر غیر قانونی مارکیٹ بنائی گئی مگر ضلع غربی کی انتظامیہ خاموش تماشائی بنی رہی

کراچی (امن نیوز) سندھ شہری فیڈریشن کے جنرل سیکریٹری طاہر سواتی نے وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف سے بنارس چوک کے قریب پانچ ماہ قبل نذر آتش کئے گئے مولانا عبدالحامد بدایونی گورنمنٹ کالج و جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے از سر نو تعمیر کیلئے وفاقی حکومت کی جانب سے ایک ارب روپے فنڈ جاری کرنے کی اپیل کی ہے، انہوں نے کہا کہ بدایونی کالج و جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی موجودہ تباہ حال عمارت تاریخی حیثیت کی حامل یہ عمارت دینی وقومی ورثہ ہے، 1962ء میں صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے بدایونی کالج، جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا سنگ بنیاد رکھا تھا، صدر ایوب خان نے اس کالج و جامعہ کیلئے ایک لاکھ روپے کا فنڈ دیا تھا طاہر سواتی نے کہا کہ مولانا بدایونی کے انتقال کے بعد 1980ء میں بدیوانی کالج و جامعہ اسلامیہ کی عمارت (باقی صفحہ 6 نمبر 2)

بقیہ نمبر 2 — بدایونی کالج

کو حکومت سندھ نے اپنی تحویل میں لے لیا تھا حکومت سندھ نے بدایونی کالج کو مولانا عبدالحامد بدیوانی گورنمنٹ ڈگری سائنس کالج قرار دے کر اس میں درس و تدریس کا سلسلہ ڈائریکٹر کالجز سندھ کی نگرانی میں شروع کیا، کالج میں سرکاری پرنسپل، لیکچرار اور دیگر عملہ مقرر کیا گیا مذکورہ کالج میں اب تک طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن پانچ ماہ قبل لینڈ مافیا کی جانب سے بدایونی کالج گورنمنٹ کالج کی عمارت کو نذر آتش کرنے کی وجہ سے اس تاریخی کالج کا مستقبل خطرے سے دوچار ہو گیا ہے طلباء اور اساتذہ میں خوف کی فضاء پائی جا رہی ہے، طاہر سواتی نے کہا کہ حکومت سندھ نے اس تاریخی کالج کو مکمل لاوارث چھوڑ دیا ہے۔

عبدالحامد بدایونی کالج جہاں لینڈ مافیا نے پرانے جوتوں کے بورے رکھ کر قبضہ جما رکھا ہے

نوائے وقت

پیر 20 ربیع الاول 1437ھ 29 فروری 2016ء — مسلسل اشاعت کے 75 سال

بدایونی کالج کی از سر نو تعمیر کیلئے ایک ارب کا فنڈ دیا جائے: طاہر سواتی

لینڈ مافیا نے بدایونی کالج و جامعہ کی عمارت کو نذر آتش کر دیا، وزیر اعظم نوٹس لیں

کراچی (اسٹاف رپورٹر) سندھ شہری فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری طاہر سواتی نے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف سے بنارس چوک کے قریب پانچ ماہ قبل نذر آتش کئے گئے مولانا عبدالحامد بدایونی گورنمنٹ کالج و جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے از سر نو تعمیر کے لئے وفاقی حکومت کی جانب سے ایک ارب روپے فنڈ جاری کرنے کی اپیل کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بدایونی کالج و جامعہ تعلیمات اسلامیہ کی موجودہ تباہ حال عمارت تاریخی حیثیت کی حامل ہے یہ عمارت دینی و قومی ورثہ ہے۔ 1962ء میں صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے بدایونی کالج جامعہ تعلیمات اسلامیہ کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ صدر ایوب خان نے اس کالج و جامعہ کے لئے ایک لاکھ روپے کا فنڈ دیا تھا۔

Marfat.com

حوالہ 29

DAWN
27-4-2016 PAGE 3
DAWN WEDNESDAY APRIL 27, 2016
27-4-2016

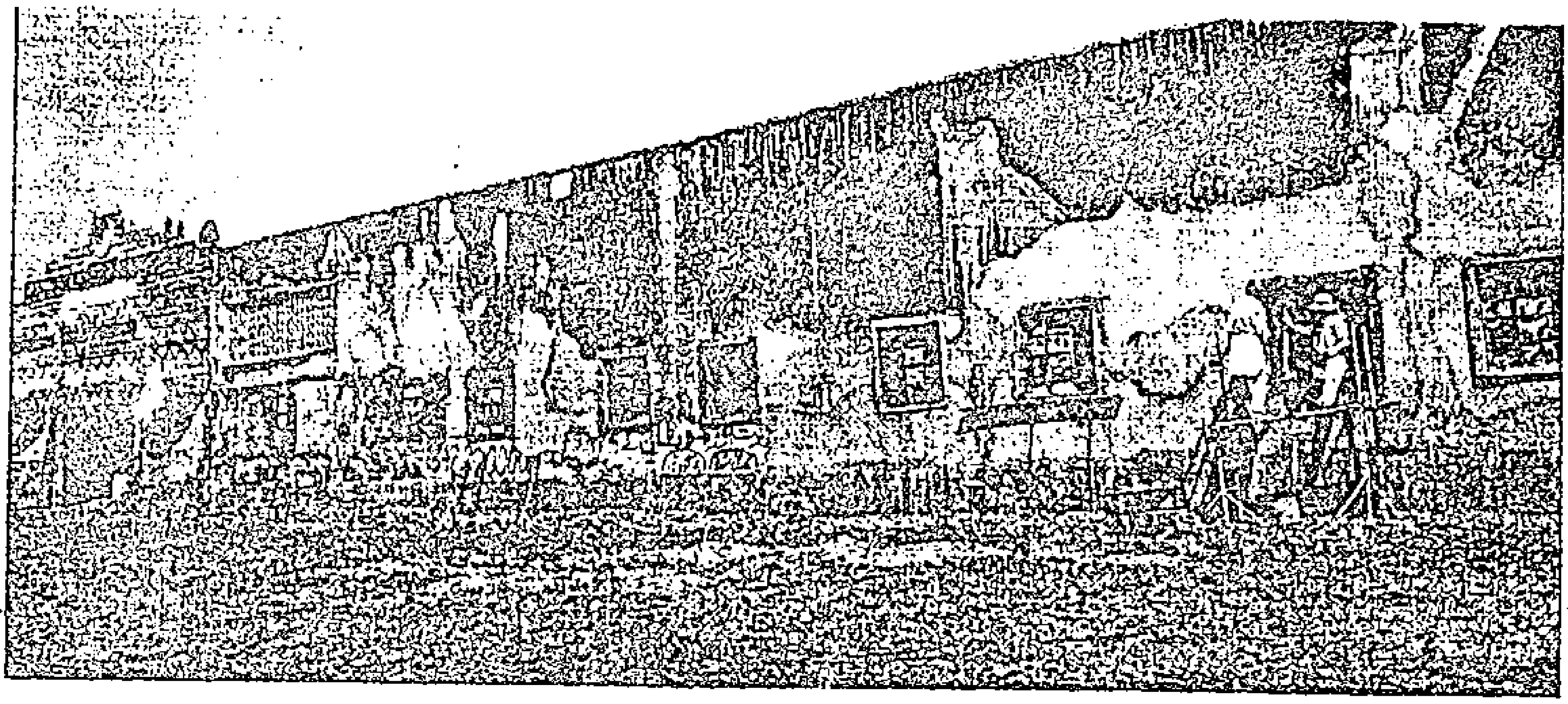

WORK under way at the burnt Government Degree Science and Commerce College on Tuesday.—Faheem Siddiqi / White Star

Restoration work at burnt college not endorsed by govt

By Our Staff Reporter

KARACHI: The Government Degree Science and Commerce College, Orangi Town, situated near Banaras Chowk in Manghopir, which was burnt down allegedly by the 'land mafia' in September 2015, is undergoing renovation work reportedly without any help from the Sindh government, it emerged on Tuesday.

According to Naseem Afsar, acting principal of the college, after no aid was extended despite many requests, he decided to initiate work from funds generated by miscellaneous costs charged to the students, as well as from his own expenses.

The severity of the fire was such that the outer facade was charred as well as some interior sections, including a computer laboratory, broken ceilings and furniture. The college building posed a serious threat to the lives of teachers and students whose number as a result dwindled significantly after the incident.

"The work is moving at a slow pace as the damage was extensive. Though the building is almost 55 years old, the construction material used is very superior and so the structure has survived," claimed the acting principal.

According to sources, the fire erupted in the large sacks placed along the college boundary wall by traders, who were found to have occupied the college front land to keep their shoe stocks.

The traders, the sources said, belonged to the same mafia that had got the college land illegally transferred to their name years ago and had been pressuring the college staff to vacate the land.

A college staff member on condition of anonymity spoke about the main issue plaguing the college. "The college's boundary wall collapsed which is a major problem. Despite repeated requests as the cost of the wall is exorbitant, no one has come forward to help. So we decided to utilise the college funds. This is to make the college safe for students."

Funds are restricted but, according to sources, all faculty members have pledged to finally support if required. Tahir Sawati, a social worker, said several letters were sent to the higher authorities to take notice of the illegal land mafia and its workings.

In response, he said, they received copies of letters from the Karachi Commissioner Asif Hyder Shah addressed to the deputy commissioner (West) Asif Jameel, and from the Sindh governor's office addressed to the inspector-general of police, with instructions that action be taken against the land mafia forces. However, according to Swati, no concrete steps have yet been taken.

"There are political forces involved with the land mafia and so nothing has been done so far. It is ironic that in a city where the army has launched an operation, the land mafia is still working actively," he added.

Swati added that he recently personally handed over documents and records regarding the illegal occupation of the college to DIG West Feroze Shah.

The director for colleges in Karachi, Zamir Khoso, also visited the college in January to assess the site. As he was not satisfied with the initial report submitted by his staff on the fire incident, he closely looked into the records of the college and inspected the damage, after which he assured that he would take up the matter with the officials concerned.

Director general for colleges Dr Nasir Ansar also extended similar assurances.

The Pakistan Rangers, Sindh, also made a few visits after the incident and gave the college management phone numbers to contact in case of an emergency.

Marfat.com

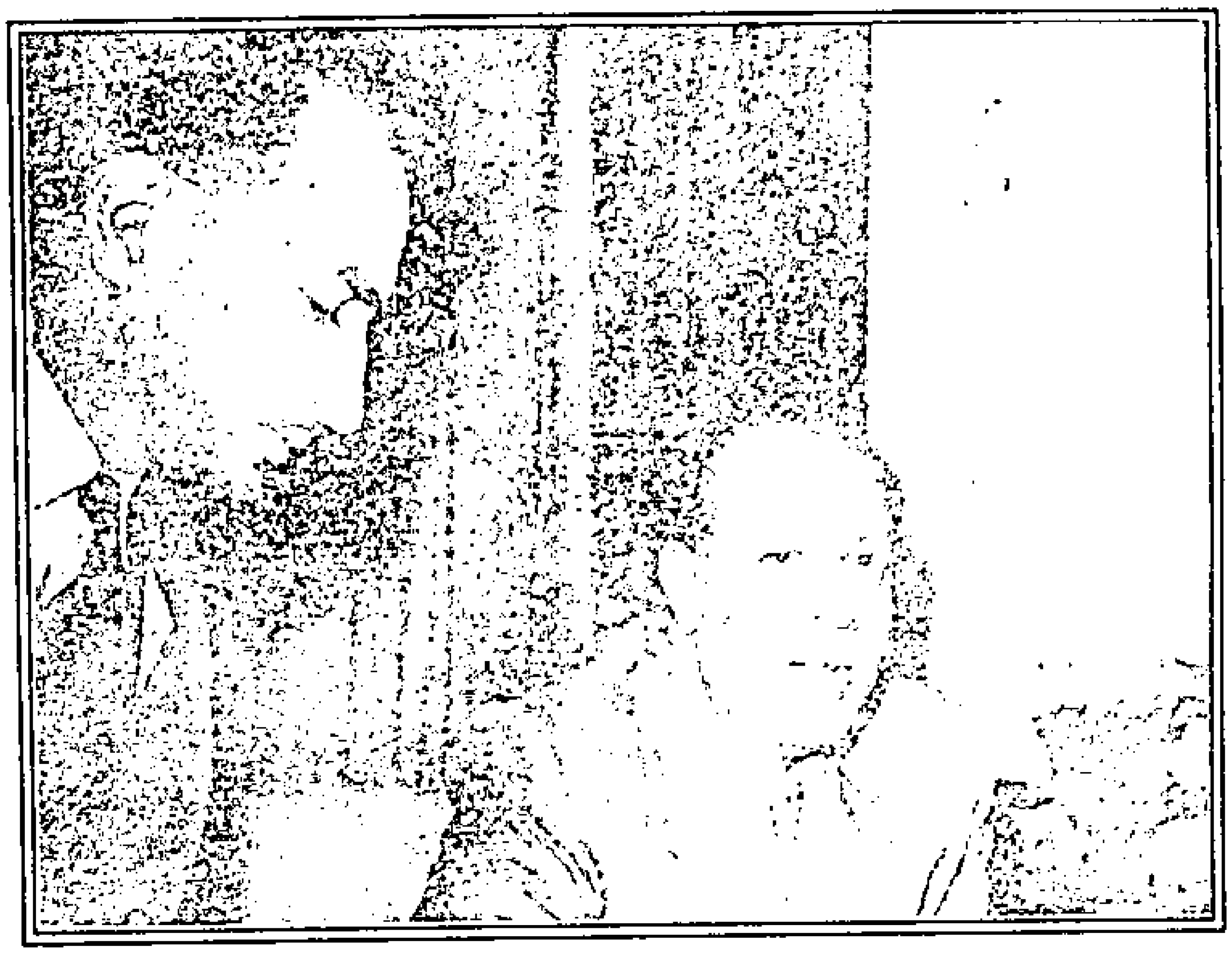

جمعیت علمائے پاکستان کے آفس سیکریٹری آزاد بن حیدر، وزیر خارجہ محمد علی بوگرہ مرحوم سے کراچی ایئرپورٹ پر ملاقات کر رہے ہیں۔ اُنھوں نے وزیر خارجہ سے درخواست کی کہ غلافِ کعبہ کے وفد کی قیادت کریں تاکہ سعودی حکام کو غلافِ کعبہ ان کی قیادت میں دیا جائے۔ اُنھوں نے فرمایا کہ وہ ڈھاکہ سے واپس آنے کے بعد اس پر سوچیں گے۔ لیکن تین روز کے بعد 15 جولائی 1963ء کو ڈھاکہ میں ہی ان کا انتقال ہوگیا۔ یہ تصویر مغربی پاکستان میں بوگرہ صاحب کی آخری تاریخی تصویر ہے۔

☆☆☆☆

1963ء میں جب حکومت سعودیہ نے پاکستان کو غلافِ کعبہ بنانے کے لیے کہا، جب غلافِ کعبہ پاکستان میں تیار ہوا تو پاکستان میں علماءِ اہلسنّت کو اللہ پاک نے یہ اعزاز بخشا کہ وہ پورے پاکستان میں مسلمانانِ پاکستان کو تمام بڑے شہروں میں غلافِ کعبہ کی زیارت کرائیں اور پھر یہ غلافِ کعبہ علماءِ کرام کی قیادت میں سعودیہ میں بھیجا جائے، تو جن جید اور مقتدر علماءِ کرام کو اس کے لیے منتخب کیا گیا ان میں حضرت مجاہدِ ملت حضرت علامہ عبدالحامد بدایونیؒ، حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہٗ، حضرت علامہ غلام قادر کشمیریؒ بھی شامل تھے۔ یہ غلافِ کعبہ ٹرین پر سجا کر پورے پاکستان میں مسلمانانِ پاکستان کو اس کا دیدار کرایا گیا۔ ٹرین ہر ریلوے اسٹیشن پر رکتی، لوگ غلافِ کعبہ کا دیدار کرتے، یہ مقتدر علماءِ کرام خطابات فرماتے، لوگوں کے قلوب میں محبت الٰہی اور محبت رسولؐ کے چراغوں کو روشن کرتے اور نکلتے جاتے۔ (مقالاتِ ابن عزیز، مولانا محمد نصیر اللہ نقشبندی، بزم سعیدِ ملت، (الوفا لائبریری، جامعہ نعیمیہ)، کراچی، ص ۲۲۶-۲۲۷)

☆☆☆☆

آزاد بن حیدر زندہ پیر: جب غلافِ کعبہ کا ٹکڑا واپس کراچی آ گیا تو وہ خاکسار کے حوالے کیا گیا تاکہ وہ غلافِ کعبہ بنانے والے فیکٹری مالک کے حوالے کرے۔ جو ناظم آباد نمبر 1 کراچی میں ہی واقع تھی۔ اور خاکسار بھی ناظم آباد نمبر 1 میں ہی رہتا تھا۔ خاکسار کی بیگم اور بچے لاہور گئے ہوئے تھے۔ خاکسار نے صفائی کے لیے چابی حبیب بینک کے یتیم خانے اور جامعہ امامیہ کے خازن مرزا رضوان حسین صاحب کو دی کہ آپ کی بیگم حسب معمول ملازمہ سے صفائی کرا کے رکھے گی۔ خاکسار مرزا صاحب کا کرایہ دار تھا۔ خاکسار جب شام کو دفتر سے واپس آیا تو اُس کے گھر کے باہر سینکڑوں خواتین، مردوں اور بچوں کی ایک لمبی قطاریں لگی ہوئی تھیں، جو ناظم آباد کی مین روڈ تک جا رہی تھیں۔ خاکسار بہت پریشان ہوا۔ میں نے مرزا صاحب سے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ کہنے لگے بھائی! میں نے تو جاتے وقت صرف اپنی بیگم کو اور بچوں کو بتایا تھا کہ یہ جو روز آپ اخبارات میں غلافِ کعبہ کی خبریں پڑھتے اور سنتے ہیں یہی وہ غلافِ کعبہ ہے جو آزاد صاحب کے صوفے کے اوپر بڑی ترتیب سے رکھا ہوا ہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ بس میری بیگم سے یہ غلطی ہوگئی کہ اُس نے اپنی بہنوں کو اطلاع کر دی۔ اس طرح ایک دوسرے کو اطلاعیں ہونے لگیں۔ ناظم آباد، پیر کالونی، لیاقت آباد، نئی حسن، نارتھ کراچی اور کہاں کہاں سے یہ لوگ غلافِ کعبہ کی زیارت کرنے کے لیے آ گئے۔ جو بھی آتا وہ غلافِ کعبہ کو چومتا، کوئی پانچ روپے، کوئی گیارہ روپے، کوئی بیس روپے اور جو بھی رقم ہوتی وہ غلافِ کعبہ کی نذر کر کے جاتا۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر میں نے پانچ پانچ خواتین اور پانچ پانچ مردوں کو عشاء سے پہلے ہی غلافِ کعبہ کا دیدار کرنے کے لیے بلانا شروع کر دیا۔ میں کپڑے بدل کر شلوار کرتے میں بیٹھا ہوا تھا۔ غلافِ کعبہ کا دیدار کرنے والے میرے ہاتھ اور پاؤں بھی چومنے لگے۔ جب وہ چومتے تو میں استغفر اللہ پڑھتا۔ بعد ازاں جب زائرین کا مجمع چھٹ گیا تو مرزا صاحب نے اور میں نے وہ ساری رقم جمع کی۔ نصف رقم نیوٹاؤن کے قریب ایک یتیم خانے کو دی گئی اور نصف رقم حبیب بینک کے یتیم خانے جو تین ہٹی کراچی کے قریب ہے وہاں جمع کرادی گئی۔ اگر یہ سلسلہ ایک ہفتے تک چلتا تو شاید میرا مزار بھی وہاں بنا ہوتا اور مکان کے باہر مختلف رنگوں کے جھنڈے لگے ہوتے۔

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 2

معافی نامہ

Marfat.com

معافی نامہ

بخدمت اُستاذی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کی شفقت، محبت اور تربیت نے اس ناچیز کو واحدانیت، عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اولیائے کرام، مشائخِ عظام، علمائے کرام کی تعلیمات سے تربیت فرمائی۔ خصوصاً ختم نبوت، تحریک پاکستان، نظریہ پاکستان اور اکابرینِ پاکستان کی خدمات سے آگاہی فرمائی۔ آپ ہی کی تربیت کا کرشمہ ہے کہ خاکسار آقائے نامدار، سرورِ کائنات، محبوبِ خدا، رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غلامی کا طوق پہنے ہوئے پابہ رکاب ہے۔ (84 برس عمر ہو چکی ہے) انشاء اللہ جلد آپ سے ملاقات ہوگی۔ آپ نے ہمیشہ خاکسار پر اعتماد فرمایا اور خاکسار نے بھی کبھی آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائی۔ قائداعظمؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو پاکستان اور علامہ اقبالؒ میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہو تو آپ کس کا انتخاب کریں گے؟ قائداعظمؒ نے فرمایا ''میں علامہ اقبالؒ کا انتخاب کروں گا۔'' قائداعظمؒ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اگر مجھ سے کوئی یہ پوچھتا کہ تم جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کا انتخاب کرو گے یا مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کا انتخاب کرو گے؟ تو میں آپ ہی کا انتخاب کرتا۔ اب آپ مجھے اجازت دیں کہ میں پیرانِ پیر سیّد عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک تاریخی واقعہ درج کروں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

''حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دورِ طالب علمی ہی سے عادتاً ویرانوں میں مصروفِ عبادت رہا کرتے تھے۔ کبھی کبھی حال وارد ہوتا تو جگر سوز نالے بلند کرتے تھے۔ کتابوں کے اندر سرکار جیلانیؒ کو ابلیس کی جانب سے بہکانے کا ایک عجیب واقعہ ملتا ہے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ ایک ایسے جنگل میں تشریف لے گئے جہاں کھانے پینے کی چیزوں کا دُور دُور تک نشان نہ ملتا تھا۔ مسلسل کئی دنوں تک مصروفِ عبادت و ریاضت رہنے کے بعد بھوک و پیاس کا غلبہ ہوا۔ یک بیک دیکھتے ہی دیکھتے اَبر چھا گیا اور خوب بارش ہوئی۔ آپ نے جی بھر کے پانی پیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑی تیز روشنی ہوئی اور آسمان کے کنارے کنارے پھیل گئی۔ اس میں سے آواز آنی شروع ہو گئی۔

''عبدالقادر میں تمہارا خدا ہوں آج سے میں نے تمہارے لیے حرام چیزیں بھی حلال اور نماز معاف کر دی۔''

آپ نے یہ سنتے ہی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم کا ورد فرمایا۔ فوراً وہ روشنی زائل ہو گئی اور اس کی جگہ پر دھواں پھیل گیا۔ پھر آواز آئی۔ ''عبدالقادر تم کو تمہارے علم نے بچا لیا ورنہ میں تم جیسے نہ جانے کتنے عابد و زاہد کو اس تاریک وادی میں گمراہ کر چکا ہوں۔''

Marfat.com

آپ نے جواب دیا۔ کمبخت شیطان مجھ کو میرے علم نے نہیں فضلِ رب نے بچالیا ہے۔ یہ سن کر شیطان نے ٹھنڈی سانس لی اور یہ کہتا ہوا چل دیا کہ تم پھر بھی بچ گئے۔ ان خطرناک منازل سے سلامتی کے ساتھ گزرنے کے بعد خداوند قدوس نے آپ کے اوپر آپ کا باطن ظاہر فرمادیا (سیرت غوث اعظمؒ، علامہ عبدالرحیم خاں قادری، مکتبہ نبویہ، لاہور، ص ۷۹-۸۰)

آپ نے کتنی شفقت اور محبت سے اپنے صاحبزادوں کا نام عابد و زاہد رکھا۔ جہاں تک زاہد میاں کا تعلق ہے وہ تو معصوم صفت انسان تھے۔ خالہ جان (آپ کی بیگم صاحبہ) کے سوئم میں شرکت کے لئے حاضر ہوا۔ جب میں قرآنِ پاک کا سپارہ پڑھ چکا تو وہ کافی دیر میرے پاس بیٹھے رہے اور میرا حال احوال معلوم کرتے رہے۔ لیکن صاحبزادہ عابد نظریں چرا کر پاس ہی سے گزر جاتے۔ میں صاحبزادہ عابد کے ساتھ...... قادری کا لاحقہ استعمال نہیں کروں گا...... کیونکہ یہ قادریت ہی ہے جس نے مشرق سے لے کر مغرب تک نہ صرف انسانوں کے اور مسلمانوں کے اذہان کو صاف کیا بلکہ روحانی تربیت بھی کی۔ اسی کتاب کے آخر میں جو ضمیمہ ''اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے'' اس لیے شائع کیا گیا کہ میں دین و دنیا میں سرخرو ہوسکوں۔ کیونکہ صاحبزادہ عابد کے ہر غیر قانونی قدم پر مجھے کراچی کی متعدد شخصیات و سرکاری حکام پیغام بھیجتی تھیں کہ میں بحیثیت بانی سیکریٹری انجمن تعلیم الاسلام، جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ صاحبزادہ عابد مرحوم کے خلاف قانونی چارہ جوئی کروں اور میں جب بھی سوچتا تو آپ کا نورانی چہرہ اور خالہ جان (آپ کی بیگم صاحبہ برقعے میں میرے سامنے آجاتیں اور میں مجبور ہوجاتا کہ کوئی قانونی قدم نہ اُٹھاؤں۔ ؎ دل ہمہ تار تار شد - پنبہ کجا کجا نہم

میں نے جب بھی کیا تعمیرِ نشیمن کا خیال - مجھے تخریب نظر آئی تعمیروں میں
میں نے جب بھی منزل کی طرف بڑھنے کی کوشش کی - پاؤں اُلجھے ہوئے پائے وقت کی زنجیروں میں

اب نہ آوازِ جرس ہے اور نہ گردِ کارواں - یا تو منزل رہ گئی یا رہ گئے منزل سے ہم

اللہ تعالیٰ آپ کے اور خالہ جان کے درجات بلند فرمائے اور رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیٰ وآلہٖ وسلم کی رحمتوں سے نوازے۔ آپ کے صاحبزادگان کے گناہِ صغیرہ و کبیرہ کو معاف فرمائے۔ اُن کی بخشش فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں میرا خاتمہ بالایمان و بالخیر کرے۔

دم واپسیں ہو یا اللہ - لب پہ ہو لا الہ الا اللہ

میں شرمندہ ہوں کہ میں آپ کے عظیم مشن کو جاری نہ رکھ سکا۔ بس یہ کتاب ''انسائیکلوپیڈیا فاتح سرحد مولانا عبدالحامد بدایونیؒ'' اس ناچیز کی ایک معمولی سی کاوش ہے، اسے قبول فرمائیں۔

آپ سے اور خالہ جان سے معافی کا خواستگار

آزاد بن حیدر

اسی کتاب میں مفتی محمد اطہر نعیمی بن افضل الافاضل مفتی نعیم الدین رحمۃ اللہ علیہ، مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ کے

Marfat.com

فرزند ارجمند مجاہد ختم نبوت، فخر اہلسنت، مبلغ اسلام علامہ شاہ احمد نورانیؒ اور خطیب ملت علامہ شفیع اوکاڑویؒ کے فرزند ارجمند علامہ کوکب نورانی کا بھی ذکر خیر ہے۔ ان عظیم شخصیات نے اپنے اپنے والد کے مشن کو چار چاند لگا دیے۔ اور تو اور سفیر اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ کی دو صاحبزادیوں نے جس جس پلاٹ پر بھی اپنا قدم مبارک رکھا وہاں یونیورسٹی بن گئی۔ محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی نے بلاواسطہ گلشن اقبال میں اسلامی یونیورسٹی برائے خواتین قائم کی۔ اور دوسری بیٹی محترمہ اُمت السبوہ صبیحہؒ زوجہ ڈاکٹر حافظ مولانا فضل الرحمٰن انصاریؒ نے بالواسطہ ایک بین الاقوامی ''المرکز الاسلامی'' نارتھ ناظم آباد میں قائم کیا۔ ان دونوں عظیم الشان اداروں میں ہزاروں طالبات وطلباء فیض حاصل کر رہے ہیں۔ جو والدین کی روح کو ایصالِ ثواب پہنچا رہے ہیں۔ ع خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اگر اللہ چاہتا تو سیّدی و مرشدی کو اور دو بیٹیاں عنایت فرما دیتا۔ ایک کا نام عابدہ ہوتا اور دوسری کا زاہدہ ہوتا اور شاید اُن کی یہ دونوں بیٹیاں ایک ایک یونیورسٹی بنا دیتیں۔ ع ایں خیال است و محال است

مجھے رشک آتا ہے شہیدِ پاکستان حافظ حکیم محمد سعیدؒ کی صاحبزادی سعدیہ راشد پر، جو حکیم صاحب کی وفات کے بعد ایشیاء کا سب سے بڑا ہمدرد ٹرسٹ چلا رہی ہیں۔ سینکڑوں دواخانوں، درجنوں لیبارٹریز، ہمدرد یونیورسٹی اور اُس کے زیرِ اہتمام چلنے والے متعدد کیمپس نہ صرف چلا رہی ہیں بلکہ سب کے سب بین الاقوامی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محترمہ سعدیہ راشد کو اپنے والد کے مشن میں کامیاب کرے۔ (آمین ثم آمین)

خاکسار کے والد محترم اتنے اَن پڑھ تھے کہ وہ اپنے دستخط بھی نہیں کر سکتے تھے۔ مگر آپ کی سرپرستی میں کراچی میں گیارہ تعلیمی ادارے قائم کر دیئے۔ شاید اللہ کو میری یہ خدمت پسند آجائے اور میری بخشش کا باعث بن سکے۔

جہاں تک اخی الکریم محترم عابد مرحوم کا تعلق ہے بس میں اُن کے لیے دُعائے خیر ہی کر سکتا ہوں۔ اللہ میری دعا کو قبول فرمائے۔

من از بیگانگاں نہ نالم - کہ بامن ہر چہ کرد آں آشنا کرد

آپ کا تاحیات خادم

آزاد بن حیدر

نوٹ: جناب سیّد حسین امامؒ انجمن تعلیم الاسلام کے بھی صدر تھے اور سیّدی و مرشدیؒ کی وفات کے بعد مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کے بھی صدر تھے۔ جب وہ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کے بگڑتے ہوئے حالات سے پریشان ہوتے تھے تو خاکسار نے ان سے درخواست کی کہ عابد بھائی کو سمجھائیں کہ جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کے مشیر اعلیٰ حکیم محمد سعید کو جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ کی زمین حوالے کر دیں تاکہ جامعہ ازہر کے اسٹینڈرڈ پر بین الاقوامی یونیورسٹی بن سکے۔

Marfat.com

ضمیمہ نمبر 3

تعارف

آزاد بن حیدر ایڈووکیٹ

Marfat.com

تعارف آزاد بن حیدر

(اضافہ شدہ)

ممتاز ماہر تعلیم، محقق، مصنف، معروف قانون دان اور تحریکِ پاکستان کے کارکن آزاد بن حیدر 2/جنوری 1932ء کو علامہ اقبال اور فیض احمد فیض کے شہر سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔

ان کا سلسلہ نسب خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں حاصل کی۔

1944ء میں بچہ مسلم لیگ کے دستے میں شامل ہوکر قائداعظمؒ کے استقبال کا شرف حاصل کیا۔

1946ء میں مجید نظامی اور مولانا عبدالستار خان نیازی کی قیادت میں مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی رکنیت حاصل کی۔

1947ء میں رضا کار کی حیثیت سے واہگہ، لاہور کیمپ میں خدمات سرانجام دیں اور قیام پاکستان کے اعلان کے ساتھ ہی قائداعظم محمد علی جناحؒ کے شہر کراچی آ گئے۔ یہاں آرام باغ کے مہاجر کیمپ میں خدمات سرانجام دیں۔

قائداعظمؒ نے 18/اکتوبر 1947ء کو پہلی نمازِ عید الفطر بندر روڈ پر عیدگاہ میدان کراچی میں ادا کی۔ آزاد بن حیدر بھی آخری صفوں میں موجود تھے۔ کراچی میں قائداعظمؒ، شہید ملت لیاقت علی خان، سردار عبدالرب نشتر اور مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح کے جنازوں میں شرکت کی۔ کراچی میں سیلف میڈ شخص کی حیثیت سے میٹرک سے ایم اے، ایل ایل بی کی تعلیم حاصل کی۔ قومی خدمت کا جذبہ ان کے وجود کا حصہ تھا۔ لہٰذا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی سرگرمیوں میں حصہ لیا اور 1952ء میں ممتاز عالم دین اور تحریک پاکستان کے رہنما مولانا عبدالحامد بدایونی کی تنظیم جمعیت علمائے پاکستان میں شمولیت اختیار کی۔ (جمعیت مسلم لیگ کا مذہبی ونگ تھی)۔

1955ء سے 1970ء تک مولانا بدایونی کے سیکریٹری اور تنظیم جمعیت علمائے پاکستان کے سیکریٹری اطلاعات کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ جمعیت علمائے پاکستان سے وابستگی کے بعد 1953ء میں تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا اور گرفتار ہوئے۔

1956ء میں مسلم ایجوکیشنل سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ اس سوسائٹی کے سرپرست اعلیٰ سفیر عراق پیر سید عبدالقادر گیلانی اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر اور کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر اے بی اے حلیم سرپرست تھے جبکہ صدر مولانا عبدالحامد بدایونی (جنہوں نے 23/مارچ 1940ء کو قراردادِ پاکستان کی تائید کی)، نائب صدر سید حسین امام (جو آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ کے سابق صدر تھے) اور بانی سیکریٹری آزاد بن حیدر تھے۔ سوسائٹی کی جانب سے کراچی کے مختلف علاقوں میں 13 سے زائد غیر منافع بخش اسکول قائم کیے۔ جب 1972ء میں یہ اسکول قومیائے گئے تو آپ نے مٹھائی تقسیم کی۔ کیونکہ یہ اسکول

Marfat.com

چندوں اور گرانٹس پر بمشکل چلائے جا رہے تھے۔

1956ء: حیدرآباد کے بین الاقوامی دانش ور علامہ آئی آئی قاضی نے سندھ یونیورسٹی حیدرآباد میں مولانا تمیز الدین اسپیکر قومی اسمبلی کی صدارت میں ایک بین الاقوامی اسلامی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ جس میں پاکستان بھر کے علماء اور دانش وروں نے شرکت فرمائی۔ کراچی سے مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا احتشام الحق تھانوی کے ہمراہ آزاد بن حیدر صاحب نے بھی شرکت کی اور حدیث کے مرتبے پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اسی سال اپوا اسکول حیدرآباد میں سیرت النبیؐ کانفرنس میں تقریر فرمائی۔ اگلے سال سیرت النبیؐ کانفرنس عیدگاہ میدان کراچی میں بھی تقریر فرمائی۔

1956ء: جب سعودی حکومت نے مزارات کے قبّوں کے ضریح مبارک گرانے کا اعلان کیا تو شاہ فیصل خادم حرمین شریفین کے نام ایک محضر نامہ جمعیت العلمائے پاکستان نے تیار کیا اور ایک سہ رُکنی وفد مولانا عبدالحامد بدایونی کی قیادت میں مشرقی و مغربی پاکستان کے دورے پر گیا۔

(اس دورے کی تفصیل خاکسار کے مضمون ''سیدی و مرشدی مولانا عبدالحامد بدایونیؒ''، صفحہ 829 پر ملاحظہ فرمائیں۔)

1963ء میں جامعہ تعلیمات اسلامیہ کے نام سے دینی یونیورسٹی کا سنگ بنیاد صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خان نے رکھا۔ مولانا عبدالحامد بدایونی جامعہ کے صدر اور آزاد بن حیدر سیکریٹری مقرر ہوئے۔ 1963ء میں مفتی فلسطین امین الحسنی کی کراچی آمد پر استقبالیہ دیا۔ آزاد بن حیدر نے سماجی اور سیاسی حوالے سے نہایت سرگرم زندگی گزاری۔ 1963ء میں پہلی مرتبہ پاکستان کو غلاف کعبہ تیار کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ سابق وزیراعظم پاکستان وامریکہ میں پاکستان کے سفیر محمد علی بوگرہ کی قیادت میں ایک وفد نے غلاف کعبہ خود سعودی عرب جا کر پیش کرنا تھا۔ آزاد بن حیدر بھی اس وفد کے رکن تھے۔ لیکن محمد علی بوگرہ کی اچانک وفات کے بعد غلاف کعبہ دوسرے ذرائع سے بھیجا گیا۔

1964ء میں خواجہ ناظم الدین کے انتقال کے بعد نئے صدر کا مشرقی پاکستان سے انتخاب عمل میں آنا تھا۔ خالق دینا ہال کراچی میں مرکزی کونسل کا اجلاس بلایا گیا۔ لیکن ڈیڈلاک ہوگیا۔ آزاد بن حیدر صاحب نے رات بھر مشرقی پاکستان کے کونسلران سے مشورے کے بعد دوسرے دن مشرقی پاکستان کے سید محمد افضل خان کا نام پیش کیا۔ جسے منظور کرلیا گیا۔ مادرِ ملت فاطمہ جناح نے آزاد بن حیدر کو شاباش دی۔ 1964ء میں مادرِملت کے الیکشن ایجنٹ حسن اے شیخ، شیخ مجیب الرحمٰن، شیخ منظور الحق کے ساتھ مادرِملت کے صدارتی کاغذات نامزدگی داخل کیے۔ مادرملت محترمہ فاطمہ جناح کی انتخابی مہم میں کلیدی کردار ادا کیا۔ شعلہ بیان مقرر ہونے کی بناء پر سینکڑوں تقاریر کیں۔

1964ء میں جنرل اعظم جو مادرِملت فاطمہ جناح کی صدارتی مہم میں پیش پیش تھے۔ ان کو کراچی مدعو کیا۔ نشتر پارک کراچی میں آزاد بن حیدر نے ایک عظیم الشان جلسے کا اہتمام کیا جس میں حبیب جالب کو بھی مدعو کیا۔ ڈان نے اس جلسے کے متعلق لکھا کہ اتنا بڑا جلسہ کراچی میں کبھی نہیں ہوا۔ کسی شرپسند نے جنرل اعظم پر چاقو سے حملہ کیا۔ تمام قیادت خاموشی سے جلسے سے غائب ہوگئی۔ صرف آزاد بن حیدر صاحب کی ایک گھنٹے کی تقریر میں روزنامہ ''انجام'' اخبار جس نے مادرِ ملت کے خلاف کچھ لکھ دیا تھا، پبلک کے اصرار پر ''انجام'' اخبار کے خلاف قرارداد منظور ہوئی۔ اس کے بعد وہ اخبار بند ہوگیا۔ 1964ء میں فیض احمد فیض کی صدارت میں علیگڑھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کراچی میں ایک غیرطرحی مشاعرہ کا اہتمام کیا۔

Marfat.com

1965ء میں مولانا عبدالحامد بدایونی کی قیادت میں مختلف ممالک کا دورہ کی۔ مصر کے صدر جمال عبدالناصر سے ملاقات ہوئی، جامعہ الازہر کا دورہ کیا، لندن میں ہائی کمشنر آغا ہلالی نے پاکستانی کمیونٹی کے ایک استقبالیے کا اہتمام کیا، جس سے خطاب کیا۔ تیونس میں صدر حبیب بورقیبہ سے ملاقات کی۔ مختلف جامعات کا دورہ کیا۔ سردار عبدالرب نشتر کے بھائی سردار عبدالغیور نے ایک پُرتکلف عشائیے کا اہتمام کیا۔ نائجیریا میں وزیر اعظم سر احمد وبیلو (جس نے 64-1963ء میں ایک لاکھ تیس ہزار عیسائیوں کو مسلمان کیا) سے ملاقات ہوئی، ان کی کابینہ سے خطاب کیا۔ پاکستانی سفیر حکیم احسن نے استقبالیہ کا اہتمام کیا۔ بعدازاں سعودی عرب گئے۔ حج کی سعادت حاصل ہوئی۔ شاہ فیصل کی دعوت پر مکہ کانفرنس میں شرکت کی۔ شاہ فیصل نے مندوبین کے اعزاز میں ایک پُرتکلف عشائیہ دیا، اس میں شرکت کی۔ حج کے دوران مقبوضہ کشمیر کے شیخ عبداللہ اور مرزا افضل بیگ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ جن کو مختلف ممالک کے سفارتی پیغامات پہنچائے۔ عراق میں صدر عبدالسلام عارف سے ملاقات ہوئی۔ گورنر کربلا کے ہمراہ کربلا میں نمازِ عصر ادا کی۔ غوث الاعظم کے سجادہ نشین پیر حضرت یوسف گیلانی سیدانیوں کے ہاتھ کے پکے ہوئے چاول لے کر بنفسِ نفیس ہوٹل میں تشریف لائے۔ ہوٹل کے تمام اسٹاف نے مطالبہ کیا کہ ان چاولوں میں سے ہمیں بھی تبرک دیا جائے۔ آزاد بن حیدر صاحب نے ان کو مشورہ دیا کہ آپ یہ چاول کسی بڑے دیگچے میں ڈال کر ہمارا حصہ ہمیں دے دیں۔ دوسرے دن غوث الاعظم کے مزار پر حاضری دی۔ ترکی کے وزیر اعظم جناب سلیمان ڈیمرل سے ملاقات ہوئی۔ مختلف جامعات و تاریخی مساجد دیکھنے کا موقع ملا۔ معروف اسلامی اسکالر ڈاکٹر حمیداللہ سالانہ لیکچرز کے لیے ترکی تشریف لائے ہوئے تھے، ان سے بھی ملاقاتیں ہوئیں اور فیض حاصل کیا۔ کویت کے وزیر اعظم سے ملاقات ہوئی، وزیر تعلیم نے ایک استقبالیے کا اہتمام کیا۔ آزاد بن حیدر صاحب نے قرآن اور اردو پر تقریر کی۔ مختلف وفود سے ملاقاتیں کیں۔ پاکستانی سفیر ایم ایس شیخ نے ایک استقبالیے کا اہتمام کیا۔

1965ء کے اواخر میں جب حسن اے شیخ کراچی زونل مسلم لیگ کے صدر تھے تو انہوں نے کراچی زون کی کونسل کا اجلاس بلایا۔ جس میں 9 مرکزی کونسلروں کا انتخاب ہونا تھا۔ تمام وارڈ اپنے اپنے عہدیداروں میں سے کونسلر منتخب کرنا چاہتے تھے۔ پھر ایک سہ رُکنی کمیٹی قائم ہوئی۔ جس نے دفتر میں جاکر دروازہ بند کر کے ایک متفقہ فہرست تیار کی۔ اُس میں آزاد صاحب کا بھی نام شامل تھا۔ آپ نے اپنا نام قلم زد کر کے مادرِ ملت فاطمہ جناح کا نام لکھ دیا۔ جب دوسرے دن یہ خبر شائع ہوئی تو حیدر آباد زون کے نواب مظفر حسین خان مرحوم، نواب زاہد علی خان مرحوم، بہاولپور زون کے میاں نظام الدین حیدر، پنجاب زون کے شیخ عنایت اللہ، پشاور زون کے کریم اللہ درانی، بلوچستان سے یحیٰی بختیار اور مشرقی پاکستان سے خواجہ خیرالدین نے آزاد صاحب کے اس عمل کو بہت سراہا اور اپنے اپنے زون سے آزاد صاحب کو مرکزی کونسلر کے لیے اپنی فہرستوں میں آپ کا نام درج کر لیا۔ مسلم لیگ کی تاریخ میں شاید یہ پہلا ہی واقعہ ہو کہ کوئی مسلم لیگی پاکستان کے تمام زون سے مرکزی کونسلر نامزد کیا گیا ہو۔ جب کونسل کا اجلاس لاہور میں میاں منظر بشیر کی کوٹھی پر ہوا تو آپ نے تمام زون سے دست برداری کا اعلان کیا سوائے بہاولپور زون کے۔ اس لیے کہ میاں نظام الدین حیدر سے آپ کا وعدہ تھا کہ اگر ایسی صورتِ حال ہوئی تو آپ بہاولپور زون سے دست بردار نہیں ہوں گے۔

1966ء میں لاہور میں سابق وزیر اعظم چوہدری محمد علی کی کوٹھی پر آل پارٹیز کانفرنس میں تقریر کی۔ جس میں شیخ مجیب الرحمٰن نے چھ نکاتی پروگرام پیش کیا۔ بعد میں انہوں نے شیخ مجیب الرحمٰن

Marfat.com

سے علیحدگی میں ملاقات کی۔ جس میں شیخ صاحب نے مشرقی پاکستان کے استحصال کا تفصیلی ذکر کیا۔

خواجہ ناظم الدین، شوکت حیات، میاں ممتاز محمد خان دولتانہ، حسن اے شیخ، پیر صاحب پگاڑا کی مرکزی کونسل کے رکن رہے۔ محمد حسین چٹھہ، محمد خان جونیجو، فدا محمد خان کی مرکزی مجلس عاملہ کے رکن رہے۔ کونسل مسلم لیگ کی بحالی پر کونسل مسلم لیگ کے جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے۔ جس کے صدر میاں زاہد سرفراز تھے۔

1968ء: جمعیت العلمائے پاکستان کے مرکزی رہنما مولانا جمیل احمد نعیمی نے آزاد بن حیدر صاحب کو بتایا کہ آج جمعہ کی نماز کے بعد سنہری مسجد میٹھادر کراچی میں انجمن طلبہ اسلام کا قیام عمل میں لایا جائے گا اور اس کے دستور سے متعلق ابتدائی معلومات آپ فراہم کریں گے۔ لہٰذا جمعہ کی نماز کے بعد مذکورہ انجمن کا قیام عمل میں لایا گیا اور اس کے پہلے صدر حاجی حنیف طیب کو مقرر کیا گیا اور ایک تنظیمی کمیٹی کا بھی اعلان کیا گیا۔ حاجی حنیف طیب اور اُن کے معاونین نے اس انجمن کی شاخیں پاکستان بھر میں قائم کیں۔

1967ء میں انہوں نے سردار عبدالقیوم کی دعوت پر مظفر آباد کا دورہ کیا۔ ریڈیو آزاد جموں و کشمیر سے تین روز تک تقاریر کیں۔ چیف جسٹس آزاد جموں و کشمیر نے آزاد بن حیدر کے اعزاز میں استقبالیہ دیا۔ جس میں ججوں، وکلاء اور شہریوں نے شرکت کی۔

1969ء میں حیدر آباد سیکنڈری بورڈ نے آئندہ سال سے سیکنڈری کے امتحانات صرف سندھی میں لینے کا اعلان کر دیا۔ جس کی وجہ سے اردو تحریک جاری ہوئی۔ کراچی تا سکھر ہڑتالوں کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اس وقت کے گورنر سندھ رحمان گل نے تحریری طور پر آزاد بن حیدر صاحب کو تحریری یقین دہانی کرائی کہ سندھی کے ساتھ اردو اور انگلش میں بھی امتحان لیے جائیں گے، نواب مظفر حسین کی صدارت میں ایکشن کمیٹی کا اجلاس بلایا گیا۔ گورنر کی تحریر کی کاپی سب حضرات کو دی گئی۔ اس طرح وہ تحریک واپس لے لی گئی۔

1969ء میں جی ایم سید نے یوا ین او میں سندھودیش کی منظوری کے لیے درخواست دی اور انہوں نے علی احمد تالپور کو سندھودیش کا پہلا صدر نامزد کیا۔ اس کی وجہ سے کراچی و سندھ کے شہریوں پر بجلی گر پڑی۔ اسی شام آزاد بن حیدر صاحب نے کراچی کے معزز شہریوں کا اجلاس جبیس ہوٹل کراچی میں طلب کیا۔ کراچی صوبہ محاذ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ آزاد بن حیدر صاحب کو صدر منتخب کیا گیا۔ کراچی صوبہ محاذ میں پیر علی محمد راشدی، مولانا عبدالحامد بدایونی، علامہ ابن حسن جارچوی، خان بہادر حبیب اللہ، مولانا جمیل احمد نعیمی، شیخ لیاقت حسین و دیگر 32 شخصیات نے کراچی صوبہ محاذ کی رکنیت حاصل کی اور حمایت کا یقین دلایا۔ کراچی صوبہ محاذ نے صدر یحییٰ خان سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ دوسری طرف جی ایم سید سے مذاکرات کا سلسلہ جاری رہا اور آخر کار جی ایم سید یوا ین او میں ارسال کردہ خط پر اصرار نہ کرنے پر راضی ہو گئے اور متحدہ سندھ کو ہی بہتر جانا۔ یہی آزاد بن حیدر کی خواہش تھی۔ 26/ جون 1971ء کو صدر یحییٰ خان بلوچستان کے ساتھ ساتھ کراچی کو بھی صوبہ بنانے کے لیے رضا مند ہو گئے تھے۔ مگر محمود الحق عثمانی، رئیس امروہوی، سید حسین امام، مولانا احتشام الحق تھانوی، غفار پاشا، نواب مظفر حسین خان، جسٹس زیڈ ایچ لاری و دیگر احباب نے ایک وفد کی شکل میں یحییٰ خان سے ملاقات کی اور کراچی صوبہ کی مخالفت کی، جس کی وجہ سے کراچی صوبہ کا اعلان نہ ہو سکا۔

1970ء کے قومی انتخابات میں علامہ اقبال کے صاحبزادے جاوید اقبال کے انتخابی جلسوں میں لاہور جا کر تقاریر

Marfat.com

کیں۔

1971ء سقوط ڈھاکہ کے بعد فیض احمد فیض کی صدارت میں آزاد بن حیدر صاحب نے ایک جلسہ کا اہتمام کیا۔ جس میں فیض صاحب نے سامراجی طاقتوں وقومی سازشوں کے خلاف کھل کر اظہار خیال کیا۔

1971ء انجمنِ مہاجرینِ مشرقی پاکستان کے صدر دیوان وراثت حسین نے آزاد بن حیدر صاحب کو مغربی پاکستان کا چیف آرگنائزر مقرر کیا۔ آزاد بن حیدر صاحب نے محصورینِ مشرقی پاکستان کی حمایت میں بھرپور تحریک چلائی۔ کراچی صوبہ تحریک، اردو محاذ، بہاری لاؤ تحریک کی وجہ سے 1972ء سے 1977ء تک کئی مقدمات میں کراچی سینٹرل جیل، لانڈھی جیل، حیدرآباد جیل اور سکھر جیل میں قیدوبند کی صعوبت برداشت کی۔ 1977ء میں ضیاء الحق کے مارشل لا کے بعد پاکستان کے چاروں صوبوں میں مجلس اتحاد المسلمین کی تنظیم کی۔ چار سال تک سندھ میں ہفتہ قائداعظمؒ کے اجلاسوں سے خطاب کیا۔ پانچ سال تک عید میلاد النبی ﷺ کے گیارہ روزہ پروگراموں میں تقاریر کیں۔ اسلام، سیرت نبوی ﷺ، عالم اسلام اور پاکستان آزاد بن حیدر کے خاص موضوعات ہیں۔ جن پر ان کی تقاریر اور تصانیف کو عوام و خواص میں پذیرائی حاصل ہے۔

23 جون 1972ء میں ممتاز بھٹو وزیراعلیٰ سندھ نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ پریس کانفرنس کے دوران کسی صحافی نے پوچھا کہ جی ایم سید تو سندھو دیش بنانا چاہتا ہے، مگر آزاد بن حیدر کو آپ نے جیل میں ڈال رکھا ہے۔ تو اس نے جواب میں کہا کہ آزاد بن حیدر جی ایم سید سے زیادہ اہم ہیں۔ یہ خبر صفحہ اول پر روزنامہ مشرق 24 جون 1972ء کو آزاد بن حیدر صاحب اور جی ایم سید کی تصویر کے ساتھ شائع ہوئی۔

1973ء کراچی سینٹرل جیل میں جئے سندھ کے قومی شاعر منشی ابراہیم سے آزاد بن حیدر صاحب نے سندھی سیکھی اور ان کو انگریزی سکھائی۔ منشی ابراہیم نے قائداعظمؒ پر ایک نظم ''قادو حجام'' لکھی جس کو جئے سندھ کے جلسوں میں پذیرائی ملی۔ لیکن آزاد بن حیدر صاحب سے دوستی کے بعد منشی ابراہیم کو بتایا گیا کہ جب قائداعظمؒ پر حملہ ہوا تھا تو سائیں جی ایم سیّد نے خودکشی کی کوشش کی۔ لیکن بعدازاں سیاسی طور پر اختلافات ہو گئے۔ آزاد بن حیدر صاحب نے جب سائیں جی ایم سیّد نے 1969ء میں سندھو دیش کو منظور کرانے کے لئے یو این او میں درخواست دی تو آزاد بن حیدر صاحب نے کراچی کو علیحدہ صوبہ بنانے کے لئے تحریک شروع کی۔ تو پیر علی محمد راشدی کے توسط سے سائیں جی ایم سیّد سے کئی روز تک مذاکرات ہوتے رہے۔ اُدھر صدر یحییٰ خان سے بھی مذاکرات ہوتے رہے۔ جون 1969ء کے آخر میں صدر یحییٰ خان کراچی کو علیحدہ صوبہ بنانے کا اعلان کرنے والے تھے کہ کراچی کے سینئر مہاجر رہنماؤں نے صدر یحییٰ خان سے درخواست کی کہ کراچی کو علیحدہ صوبہ نہ بنایا جائے۔ سندھ کی سیاست پر منشی ابراہیم سے تفصیلی گفتگو ہوتی رہی جو آخرکار دوستی میں بدل گئی۔ منشی ابراہیم جب بھی کراچی تشریف لاتے تو آزاد بن حیدر صاحب کے لیے کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور لاتے۔

1973ء کراچی کی مردم شماری

لانڈھی جیل میں ایک سال کی سزا کاٹنے کے بعد مختصر عرصے کے لیے رہائی ہوئی۔ کراچی مردم شماری کا اعلان کیا گیا۔ کراچی کی اصل مردم شماری 65 لاکھ تھی۔ لیکن محمد خان جونیجو ہوم سیکریٹری نے مرکزی حکومت کے ایماء پر 65 لاکھ کی

Marfat.com

بجائے 35 لاکھ دکھائی۔ آزاد بن حیدر صاحب کے پاس جو مصدقہ اعداد و شمار تھے وہ پیلس ہوٹل (Moven Pick) میں ایک پریس کانفرنس میں اخباری نمائندوں کے سامنے رکھے۔ اخبارات نے سرخی لگائی کہ کراچی کے 30 لاکھ افراد کہاں گئے۔ جب آزاد صاحب پریس کانفرنس ختم کر کے گھر جا رہے تھے تو لیاقت آباد کراچی میں اُن کو گرفتار کر لیا گیا۔ جب محمد خاں جونیجو پر مارشل لاء کورٹ میں مقدمہ چلا تو اُس نے تسلیم کیا کہ کراچی کی آبادی 30 لاکھ کم کر دی گئی تھی۔ اس لیے کہ مرکز کی ہدایت تھی کہ کراچی کو قومی و صوبائی اسمبلی کی سیٹیں کم ملیں۔

1983ء کی مردم شماری میں کراچی کے کئی بلاک نظر انداز کر دیئے گئے۔ جس دن صدر ضیاء الحق نے کراچی آنا تھا اُس سے ایک روز قبل آزاد بن حیدر صاحب نے سرکاری مردم شماری کو چیلنج کیا۔ تمام اخباری نمائندوں نے جنرل ضیاء الحق کی پریس کانفرنس کے دوران یہ مسئلہ اُٹھایا۔ تو انھوں نے ٹیسٹ مردم شماری کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ لیکن بیورو کریسی ٹس سے مس نہ ہوئی۔

1993ء میں فوج کی نگرانی میں خانہ شماری کی گئی جس میں نوکر شاہی نے اپنے مطلب کی خانہ شماری کرائی۔ آزاد بن حیدر صاحب نے کراچی، حیدر آباد اور اسلام آباد میں احتجاجی پریس کانفرنسیں کیں اور صدر غلام اسحاق کو بھی ایک طویل خط لکھا۔ صدر اسحاق کے ملٹری سیکریٹری کرنل عجائب نے آزاد صاحب کو فون کیا کہ صدر صاحب نے خانہ شماری کو منسوخ کر دیا ہے۔

1974ء ٹنڈو آدم سندھ میں ''کُل سندھ حسینؓ کانفرنس'' سے خطاب کیا۔

1975ء سرے گھاٹ حیدر آباد سندھ، سات روزہ ''جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس'' سے خطاب کیا۔ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم اور آزاد بن حیدر صاحب کی دستار بندی کی گئی۔

1977ء لاہور میں پاکستان قومی اتحاد (P.N.A.) قیام عمل میں لایا گیا۔ مفتی محمود صاحب کو صدر اور جمعیت علمائے پاکستان کے رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ کو سیکریٹری مقرر کیا گیا۔ قومی اتحاد کے مرکزی رہنما کراچی تشریف لائے اور جبیس ہوٹل میں پہلی پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ آزاد بن حیدر صاحب اُسی دن رہا ہوئے تھے۔ پریس کانفرنس میں شرکت کی۔

1977ء میں آزاد بن حیدر جیل میں تھے۔ انتخابات کا اعلان ہوگیا۔ آزاد بن حیدر کو صوبائی اسمبلی کا نیوکراچی سے ٹکٹ دیا گیا۔ قومی اتحاد کی کاوشوں سے آزاد بن حیدر کو رہا کردیا گیا۔ ان کے جلسوں میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوتے تھے۔ ان کی تقاریر ریکارڈ کرکے اسلام آباد بھیجی جاتی تھیں۔ ذوالفقار علی بھٹو نے بعض قومی رہنمائوں بشمول آزاد بن حیدر صاحب کو اپنا دشمن نمبر ایک قرار دیا۔ رائو رشید علی خان ڈائریکٹر Intelligence کو بھٹو صاحب نے خط لکھا کہ آزاد بن حیدر کو انتخابات میں ہرگز کامیاب نہ ہونے دیا جائے۔ (وائٹ پیپر صفحہ 419)۔

1978ء- 1979ء روزنامہ نوائے وقت پہلی مرتبہ کراچی سے جاری ہوا، جس کے ایڈیٹر ضیاء شاہد مقرر ہوئے۔ جناب ضیاء شاہد اپنی بیگم کے ہمراہ آزاد بن حیدر کی رہائشگاہ پر تشریف لائے اور انہوں نے سندھ میں نوائے وقت کی سرکولیشن کو بڑھانے کا مشورہ کیا۔ اسی موقع پر انہوں نے آزاد بن حیدر اور ان کی بیگم کا

Marfat.com

انٹرویو بھی کیا جو پورے ایک صفحے پر شائع ہوا۔ آزاد بن حیدر صاحب نے سکھر کے ہوٹل انٹر پاک ان میں مجلس اتحادالمسلمین کی زیرِ اہتمام حمید نظامی کانفرنس کا اہتمام کیا، جس میں خصوصی طور پر سردار عبدالقیوم خاں سابق وزیراعظم آزاد جموں کشمیر، راجہ ظفرالحق اور غلام حیدر وائیں نے شرکت کی۔ اس سے قبل صبح یوتھ کانفرنس کا اہتمام کیا گیا اور شام کو اسلام الدین شیخ میئر سکھر میونسل کارپوریشن نے استقبالیہ دیا۔ سکھر ڈویژن کے معززین نے حمید نظامی کانفرنس کے ظہرانے میں شرکت کی اس طرح سکھر ڈویژن میں روزنامہ نوائے وقت کا تعارف ہوا۔ تقریباً پانچ سو نوائے وقت کے اخبارات تینوں تقاریب میں تقسیم ہوئے۔ اس کے بعد سانگھڑ اور کوٹ غلام محمد میں آبادگار کانفرنسوں میں آبادگاروں کے مسائل پر نوائے وقت میں ایک ضمیمہ شائع کیا، جسے تقسیم کیا گیا اور اس طرح میرپور خاص ڈویژن کے معززین نوائے وقت سے متعارف ہوئے۔ بعد ازاں حیدرآباد میونسپل کارپوریشن کے میئر مولانا وصی مظہر ندوی کے تعاون سے حیدرآباد بلدیہ ہال میں حمید نظامی کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جس میں ٹھٹھہ، بدین اور دیگر اضلاع کے معززین نے شرکت کی۔ آخر میں کراچی میں بھی حمید نظامی کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ ان تقاریب میں جناب ضیاء شاہد بھی آزاد بن حیدر کے ساتھ شریک رہے اور الحمدللہ آہستہ آہستہ نوائے وقت کراچی کی سرکولیشن میں اضافہ ہوتا گیا۔

22 اکتوبر 1981ء مخدوم طالب المولیٰ کے صاحبزادے کی کراچی فریئر ہال میں شادی تھی۔ پیر صاحب پگاڑو اور آزاد بن حیدر بھی موجود تھے۔ اسی دوران یہ خبر ملی کہ خان عبدالقیوم خان کا انتقال ہوگیا ہے۔ آزاد صاحب نے دوسرے روز تعزیتی کارڈ چھپوائے اور سوئم والے دن الفیاض ہوٹل میں تعزیتی اجلاس کا اہتمام کیا۔ رات کو ان کی صاحبزادی ڈاکٹر ثریا کا فون آیا۔ چند ماہ بعد جب قیوم لیگ کے سربراہ کنور قطب الدین نے پگاڑا مسلم لیگ میں اپنے آپ کو ضم کرلیا تو اُس کے بعد پیر صاحب پگاڑو کو سرحد کا دورہ کرنے کی دعوت دی۔ اس دورے کے موقعے پر محمد خان جونیجو بھی پیر صاحب کے ساتھ تھے۔ آزاد بن حیدر، یوسف بلوچ اور ہارون احمد نے چوہدری ظہور الٰہی شہید کی خاص جیپ میں پیر صاحب کے ساتھ سرحد کا دورہ کیا۔ بہت سی جگہوں پر اُن کے قافلے کا کلاشنکوف چلا چلا کر استقبال کیا گیا۔ رات کو نواب آف ٹانک کے ہاں قیام کیا۔ دوسرے روز ظہرانے پر یوسف خٹک نے دعوت دی اُس میں شرکت کی۔ شام کو چیمبرز آف کامرس پشاور کے سیٹھی صاحب نے عشائیہ دیا۔

1983ء میں پیر صاحب پگاڑا لاہور میں براجمان تھے۔ میاں نواز شریف وزیراعلیٰ پنجاب تھے۔ غلام حیدر وائین کے توسط سے میاں نواز شریف نے ایک ہفتے کے لیے آزاد بن حیدر کو لاہور مدعو کیا۔ انہوں نے کوشش کی کہ پیر صاحب اور نواز شریف کے اختلافات ختم ہوں۔ پیر صاحب نے شرط رکھی کہ میاں نواز شریف یا تو وزیراعلیٰ پنجاب رہیں یا پنجاب مسلم لیگ کے صدر رہیں، مگر اختلافات ختم نہ ہوسکے۔

28 جنوری 1983ء گودرا کیمپ نئی کراچی، جامع مسجد سکینہ اور امام بارہ شاہ کاظمین کی چاردیواری کی مرمت جاری تھی، کچھ لوگوں نے اس میں رکاوٹ ڈالنا چاہی۔ معاملہ اتنا بڑھا کہ ایک گروپ نے امام باڑے کو نذرِ آتش کرکے شہید کردیا۔ آزاد صاحب نے مجلس اتحادالمسلمین کا ایک وفد ترتیب دیا جس میں حسن امام رضوی ایڈووکیٹ، نسیم صدیقی اور اسلام صدیقی شامل تھے۔ وہاں کے کونسلر محمد حسین بھونا نے ملاقات کی۔ کیونکہ آپ اس علاقے سے قومی اتحاد کی طرف سے 1977ء میں صوبائی الیکشن لڑ چکے تھے، سب لوگ جانتے تھے، عزت کرتے تھے۔ آزاد صاحب اور ان کے ساتھی معاملے کو طے کر رہے تھے کہ اہل تشیع نے 4 فروری کو نشتر پارک کے قریب دھرنا دے دیا اور دیوبندی

Marfat.com

حضرات نے پہلے مسجد سکینہ کے پاس جلسہ کیا، پھر نشتر پارک میں جلسہ کیا۔ واپسی پر مسجد شاہِ خُراساں پر حملہ کیا۔ اس طرح شیعہ سنی فسادات بڑھتے گئے۔

14 اگست 1983ء کو ایم آر ڈی کی تحریک کا آغاز قائداعظمؒ کے مزار سے کیا گیا۔ پلیٹ فارم پر ایم آر ڈی کے بہت سے رہنما اور کارکن موجود تھے اور کسی جلوس کو بھی مزارِ قائداعظمؒ پر فاتحہ کے لیے جانے کی اجازت نہیں دے رہے تھے۔ آزاد صاحب حسب معمول تقریباً 300 کارکنوں اور خواتین کا جلوس لے کر گئے۔ جب ایم آر ڈی کے رہنما خواجہ خیرالدین اور معراج محمد خان نے آپ کو دیکھا تو تمام رہنماؤں سے کہا کہ آزاد بن حیدر کے جلوس کو گزرنے دیا جائے۔ اردگرد جو لوگ جمع تھے انہوں نے آزاد صاحب کے جلوس کو گزرتے ہوئے دیکھا تو تالیاں بجائیں۔

1984ء میں اٹلی میں انٹرنیشنل لا کانفرنس میں شرکت کی۔

1984ء میں نواب شاہ (سندھ) میں ''کُل انڈو پاکستان یومِ حسینؓ کانفرنس'' کی اختتامی مجلس کی صدارت فرمائی۔ نیشنل سینٹر نواب شاہ میں نظریہ پاکستان پر تقریر فرمائی۔ روٹری کلب کے زیرِ اہتمام ''اردو سندھی مشاعرے'' کی صدارت فرمائی۔

1984ء میں وفاقی وزیر مالیات ڈاکٹر محبوب الحق کی پلاننگ کمیٹی میں آزاد بن حیدر شریک کار رہے اور ان سے سندھ کی بے روزگاری ختم کرنے، سندھ کی کچی آبادیوں کو مستقل کرنے کے لیے مختلف اعداد و شمار کی بنیاد پر ورلڈ بینک سے رابطہ قائم کیا گیا۔

1984ء میں سردار عبدالقیوم خان نے اسلام آباد ہوٹل میں علماء و مشائخ کانفرنس میں آزاد بن حیدر کو مدعو کیا۔ جس میں انہوں نے جمہوریت کو یہودی سازش قرار دیا اور بتایا کہ اکثریت کی بنیاد پر حلال کو حرام قرار دیا جا سکتا ہے۔ بعد ازاں علماء و مشائخ کانفرنس میں خلافت کی اہمیت پر تقریر کی۔ جس میں پاکستانی صدور اور وزیراعظم شریک تھے۔

یکم دسمبر 1984ء کو صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے ریفرنڈم کا اعلان کیا۔ محکمہ اطلاعات اسلام آباد نے آزاد بن حیدر صاحب سے رابطہ کیا کہ ریفرنڈم پر سب سے پہلے ان کے تاثرات ٹیلی ویژن پر نشر ہوں گے۔ انہوں نے پوچھا کہ ریفرنڈم میں اگر جنرل محمد ضیاء الحق کامیاب ہو جائیں گے تو پاکستان کو کیا فائدہ ہوگا۔ ان کو یقین دلایا گیا کہ اگر صدر کامیاب ہو جائیں گے تو قراردادِ مقاصد کو آئین کا حصہ بنا دیا جائے گا۔ اس یقین کے بعد آزاد بن حیدر صاحب کے 55 منٹ کے تاثرات کراچی پی ٹی وی اسٹیشن پر ریکارڈ کیے گئے اور اُسی شام رات 8 بجے نشر کیے۔

1985ء میں محمد خان جونیجو وزیراعظم منتخب ہونے کے بعد جب پہلی مرتبہ کراچی آئے اور نشتر پارک کے جلسے سے خطاب کیا۔ جلسے سے خطاب سے پہلے انہوں نے آزاد بن حیدر سے مشورہ کیا۔ ان کے مشورے کے بعد ہی سندھ کی کچی آبادیوں کو مستقل کرنے کا اعلان کیا گیا اور کھوکھراپار ٹرین چلانے کا بھی اعلان کیا گیا۔

1986ء میں وزیراعظم محمد خان جونیجو نے کراچی کے مسائل پر مسعود نبی نور کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا۔ جس میں کراچی کے سماجی و سیاسی رہنماؤں کو نظر انداز کیا گیا۔ آزاد بن حیدر صاحب نے کراچی سٹیزن کمیشن قائم کیا۔ جس میں کراچی کی پروفیشنل تنظیموں کے سربراہوں کو کئی ہفتے اجلاس میں مدعو کیا جاتا رہا۔ ہفت روزہ ''تکبیر'' کے ایڈیٹر مرحوم صلاح الدین نے تکبیر میں کمیشن کی مکمل رپورٹ شائع کی۔

1986ء میں کراچی بلدیہ توڑنے کے بعد غوث علی شاہ وزیر اعلیٰ سندھ پریشر میں آگئے۔ 32 تجارتی و سماجی انجمنوں اور سماجی کارکنوں کی طرف سے ان کو 10 کلو پیتل کے شیر کا ایوارڈ میٹروپول ہوٹل میں دیا۔

30 نومبر 1987ء کو مہاجر قومی موومنٹ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ پہلے اجلاس میں آزاد صاحب کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ جس کی وجہ

Marfat.com

یہ تھی کہ آزاد بن حیدر صاحب نے صدرِ پاکستان آغا یحییٰ خان سے کراچی صوبے کا مطالبہ منظور کروالیا تھا اور انجمنِ مہاجرین مشرقی پاکستان کے مرکزی صدر دیوان وراثت حسین نے آپ کو مغربی پاکستان کے لیے آرگنائزر مقرر کیا تھا۔ آپ نے 1968ء میں گورنر سندھ رخمان گل سے بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن حیدرآباد کا وہ فیصلہ منسوخ کروایا تھا جس میں بورڈ نے ثانوی درجے کے امتحانات صرف سندھی میں لینے کا اعلان کیا تھا۔ آپ نے اُردو محاذ سندھ کے صدر نواب مظفر حسین خان سے مل کر پورے سندھ میں اُردو محاذ کی ہڑتالیں کرار کھی تھیں۔

1988ء مہاجر قومی موومنٹ کے چیئرمین عظیم احمد طارق، عبدالرازق خان ایڈووکیٹ کے ہمراہ آزاد بن حیدر صاحب کی رہائش گاہ پر تشریف لائے اور انہوں نے بتایا کہ مہاجر قومی موومنٹ کے تقریباً تین سولڑکوں کو بسیں جلانے کے مقدموں میں ملوث کر کے گرفتار کرلیا گیا ہے اور اُس میں آتشیں مواد کی دفعہ بھی شامل کردی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے اُن کی ضمانتیں نہیں ہو پارہی ہیں۔ آزاد بن حیدر صاحب نے گورنر اشرف تابانی سے رابطہ کیا اور اُن سے درخواست کی کہ اگر آتشیں مواد کی دفعہ ہٹادی جائے تو اُن کی ضمانتیں آسانی سے ہوسکیں گی۔ گورنر صاحب نے انسپکٹر جنرل پولیس کو ہدایت جاری فرما دی۔ ابھی یہ دونوں حضرات آزاد صاحب کی رہائش گاہ پر تشریف رکھتے تھے کہ گورنر کے پرائیویٹ سیکریٹری عباس حسین شاہ نے آپ کو اطلاع دی کہ گورنر صاحب نے آرڈر جاری کردیئے ہیں۔

1988ء میں آزاد بن حیدر کے عزیز دوست اقبال احمد خان نے کوشش کی کہ آئندہ صدر وسیکریٹری جنرل کے انتخابات میں پیر صاحب پگاڑا اور محمد خان جونیجو کا ساتھ دیا جائے۔ چونکہ کونسل کی پرانی فہرستوں پر یہ انتخاب ہور ہے تھے، جو مسلم لیگ کے آئین کے خلاف تھے۔ جبکہ میاں نواز شریف نئی رکنیت سازی پر نئی فہرستوں پر انتخاب میں حصہ لینا چاہتے تھے لہٰذا ان کا ساتھ دیا گیا اور چوہدری شجاعت حسین، چوہدری پرویز الٰہی، وزیر داخلہ نسیم آہیر اور صدر غلام اسحاق کے مشیر بریگیڈیئر اصغر سے مشورہ کرنے کے بعد فدا محمد خان سے پشاور میں ملاقات کی اور ان کو صدارت کے لیے راضی کیا۔ 27/اگست 1988ء کو ہالی ڈے اِن، اسلام آباد میں مرکزی کونسل کا اجلاس بلایا گیا۔ مرکزی وزراء اسٹیج پر براجمان تھے۔ جبکہ چاروں صوبوں کے چیف منسٹرز اور ان کے وزراء مرکزی کونسل کے ساتھ بیٹھے تھے۔ صرف آزاد بن حیدر نے ایک گھنٹے تک کونسل کی آئینی حیثیت پر تقریر کی اور اختتام پر فدا محمد خان کا نام بحیثیت صدر اور میاں نواز شریف کا نام بحیثیت جنرل سیکریٹری تجویز کیا۔ جس کو کونسل نے منظور کیا۔

1988ء میں اسلامی جمہوری اتحاد کی انتخابی مہم میں امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد کے ساتھ آزاد بن حیدر نے کراچی سے لاہور تک ٹرین مارچ میں ہر اہم ریلوے اسٹیشن پر تقاریر کیں۔

مارچ 1988ء: غوث علی شاہ وزیر اعلیٰ سندھ نے آزاد بن حیدر صاحب کو ایک ظہرانے پر دعوت دی۔ آزاد صاحب جب وزیر اعلیٰ ہاؤس پہنچا تو صوبائی وزراء کے علاوہ بہت اراکین صوبائی اسمبلی بھی موجود تھے۔ شاہ صاحب آپ کو اپنے دفتر میں لے گئے اور فرمانے لگے کہ دیکھئے صوبائی اسمبلی کے اراکین کی اکثریت میرے ساتھ ہے پھر بھی میرے خلاف عدم اعتماد کی تحریک کی تیاری ہورہی ہے۔ آپ اقبال احمد خاں وفاقی وزیر قانون اور محمد خاں جونیجو وزیر اعظم کو ٹیلی فون کر کے بتائیں۔ آزاد صاحب نے مؤدبانہ عرض کی کہ ضیاء الحق نے آپ کو ہائی کورٹ کا جج بنایا، پھر وزیر اعلیٰ بھی بنایا، اب جب وہ آپ کو اس عہدے پر برقرار رکھنا نہیں چاہتے تو آپ باعزت طریقے سے مستعفی ہوجائیں۔ آخر کار شاہ صاحب نے 6 اپریل 1988ء کو استعفیٰ دے دیا۔

آزاد بن حیدر صاحب کے دیرینہ ساتھی سینئر رہنما

Marfat.com

وزیرِمملکت برائے اُمورِ خارجہ زین نورانی نے روسی فوجوں کے انخلاء کے لیے 14 اپریل 1988ء کو ایک تاریخ ساز معاہدے پر دستخط کیے۔ مئی 1988ء میں جب زین نورانی کراچی تشریف لائے تو آپ نے اُن کو روسی فوجوں کے انخلاء کے معاہدے پر دستخط کرنے پر مبارک بادد ی اور ہوٹل میٹروپول میں ایک شاندار استقبالیے کا اہتمام کیا۔

1988ء میں پہلی دفعہ مہاجر قومی موومنٹ نے بلدیاتی انتخابات میں حصہ لیا اور کراچی وحیدرآباد میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ جنرل ضیاء الحق نے گورنر سندھ اشرف تابانی کو فون کیا کہ آزاد بن حیدر سے ایک رپورٹ لے کر شام تک ارسال کریں کہ مہاجر قومی موومنٹ کراچی وحیدرآباد سے کس طرح اکثریت میں جیت گئی۔ کراچی کے چاروں ضلعوں کے سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ڈپٹی کمشنروں کے ہلکارے آزاد صاحب کو کورٹوں میں تلاش کر رہے ہیں۔ آپ کے جونیئر شریف احمد خان ایڈووکیٹ نے ڈیڑھ بجے آپ کے دفتر پہنچنے پر بتلایا کہ گورنر اشرف تابانی آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فوری رابطہ کیا اور گورنر صاحب سے ملاقات کے لیے چلے گئے۔ انہوں نے جنرل ضیاء الحق کا پیغام بتایا۔ آزاد صاحب نے اُن سے عرض کیا کہ مناسب ہوگا غوث علی شاہ صاحب بھی موجود ہوں۔ انہوں نے بتایا کہ شاہ صاحب تو بیرونِ ملک ہیں اور رات کو واپسی ہوگی۔ لیکن آپ کی رپورٹ مجھے 5 بجے سے پہلے بھیجنی ہے۔ آزاد صاحب نے ان کو صرف ایک حصے پر رپورٹ بھیجنے کی درخواست کی کہ مسلم لیگ کا شاہ صاحب نے باوجود میرے اصرار کے پارلیمنٹری بورڈ نہیں بنایا اور ہر نشست پر دو دو تین تین مسلم لیگی الیکشن لڑ رہے تھے جس کی وجہ سے مسلم لیگ شکست کھا گئی اور مہاجر قومی موومنٹ جیت گئی۔ آزاد صاحب نے ان کو یہ بھی بتلایا کہ کچھ حساس معاملات ہیں جو وہ شاہ صاحب کی موجودگی ہی میں عرض کر سکتے ہیں۔ اُسی رات ڈیڑھ بجے شاہ صاحب کا فون آیا کہ وہ گاڑی بھیج رہے ہیں آپ فوراً آ جائیں۔ آزاد صاحب اپنی گاڑی پر پہنچ گئے۔ انہوں نے گورنر کی ملاقات کے بارے میں پوچھا۔ تو اُنہوں نے وہی وجوہات بتلائیں اور حساس معاملے کو واضح نہیں کیا۔

1991ء : میاں نواز شریف نے وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالنے کے بعد سندھ مسلم لیگ کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ کراچی تا سکھر کارکنان بددل اور مایوس ہو گئے۔ 24 مئی 1991ء کو ہوٹل میٹروپول میں مسلم لیگی کارکنوں کی کانفرنس میں جناح مسلم لیگ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ آزاد بن حیدر چیف آرگنائزر مقرر ہوئے۔ جناح مسلم لیگ کو الیکشن کمیشن سے رجسٹرڈ کرایا گیا۔ جس نے جناح کیپ کا نشان الاٹ کیا......کراچی، حیدرآباد، لاڑکانہ ڈویژن سے 18 اُمیدواروں کو الیکشن کے لیے نامزد کیا گیا۔ تمام امیدوار نوجوان تھے۔ قائداعظم کا منشور گھر گھر پہنچایا گیا۔ دو امیدوار پہلے کامیاب قرار دیئے گئے، مگر پھر نتائج بدل دیئے گئے۔

آزاد بن حیدر صاحب نے 1972، 1982، 1992 کی خانہ شماری و مردم شماری کو ہمیشہ چیلنج کیا۔ انہوں نے 1992ء میں صدر غلام اسحاق کو اپیل ارسال کی اور دستاویزی ثبوت پیش کیے اور خانہ شماری میں بہت سی بے قاعدگیوں کو بے نقاب کیا۔ صدر غلام اسحاق نے اپنے ملٹری سیکریٹری کرنل عجائب کی معرفت آزاد بن حیدر کو اطلاع دی کہ خانہ شماری منسوخ کر دی گئی ہے۔

20 ستمبر 1996ء جس دن مرتضٰی بھٹو کا قتل ہوا۔ اس دن مردم شماری کے مسئلہ پر آزاد بن حیدر کی بلائے جانے والی آل پارٹیز کانفرنس میں مرتضٰی بھٹو کو شرکت کرنا تھی۔ مگر وہ نہ پہنچ سکے اور اسی شام ان کا قتل ہو گیا۔ دوسرے دن آل پارٹیز کے تمام سربراہ غنویٰ بھٹو سے آزاد بن حیدر کی قیادت میں تعزیت کے لیے گئے۔

Marfat.com

1998ء، 2008ء میں ٹھٹھہ کانفرنس اور مخدوم ہاشم ٹھٹھوی لائبریری اور بعدازاں کے بی بھٹو کی کتاب ''بحرِ علم'' کی رونمائی کے موقع پر ڈاکٹر نبی بخش بلوچ مہمان خصوصی تھے۔ آزاد بن حیدر صاحب کی تقاریر پر ڈاکٹر صاحب نے تعریفی خط ارسال کیا۔ جس میں ان کے مقالوں اور تقاریر کو سراہا گیا۔

2000ء میں میاں منظور وٹو جو جونیجو مسلم لیگ کے سربراہ تھے، ریاض فتیانہ کے ساتھ کراچی تشریف لائے اور جناح مسلم لیگ میں جونیجو مسلم لیگ کو ضم کرنے کے لیے ابتدائی بات چیت ہوئی۔ مگر جناح مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے اس تجویز کو منظور نہیں کیا۔ پیر صاحب پگاڑا نے ۳/جون ۲۰۰۲ء کو مسلم لیگیوں کے اتحاد کے لیے لاہور میں ایک کانفرنس بلائی جس میں آزاد بن حیدر نے جناح مسلم لیگ کے سرابرہ کی حیثیت سے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں پگاڑا مسلم لیگ، جونیجو مسلم لیگ، قاسم مسلم لیگ، چٹھہ مسلم لیگ نے شرکت کی۔ مگر ہم خیال مسلم لیگ کے میاں اظہر جن کو چوہدری برادران کی آشیر آباد حاصل تھی وہ اس میں شریک نہ ہوئے۔ اس کے دو تین اجلاس ہوئے مگر اتحاد نہیں ہوسکا۔ چوہدری ظہور الٰہی شہید سے دیرینہ تعلقات کی بناء پر چوہدری برادران نے ہم خیال مسلم لیگ کے سربراہ میاں اظہر کو دو دفعہ کراچی بھیجا ان کے ساتھ آزاد بن حیدر کے دیرینہ دوست سعید الحق صدیقی بھی تھے۔ انہوں نے یقین دلایا کہ ہم خیال مسلم لیگ کا نام پاکستان مسلم لیگ قائداعظم رکھا جائے گا۔ اس طرح جناح مسلم لیگ 6 جولائی 2002ء میں ہم خیال مسلم لیگ میں مدغم ہوگئی۔ 2005ء میں آزاد صاحب کو علامہ اقبال فورم کا صدر مقرر کیا گیا۔ آپ نے آل انڈیا مسلم لیگ کے جشن صد سالہ پر اکابرین آل انڈیا مسلم لیگ پر تیس کتابیں اور چار کلر کا کلینڈر شائع کیا۔

2001ء میں روٹری کلب کراچی نے یوسف ہارون اور آزاد بن حیدر کو قائداعظمؒ (پورٹریٹ) کا ایوارڈ دیا۔

2003ء-2002ء النساء کلب کراچی میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ داتا گنج بخشؒ کے عرس کے موقع پر آزاد بن حیدر صاحب کو خطاب کی سعادت حاصل ہوئی۔

2004ء میں پاکستان کے ایٹم بم کے ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر خان جب بین الاقوامی دباؤ کا شکار ہوگئے۔ پاکستان مسلم لیگ کے صدر چوہدری شجاعت حسین نے خصوصی ظہرانے پر ان کو کچھ مخلصانہ مشورے دیئے۔ اس ظہرانے میں آزاد بن حیدر بھی موجود تھے۔

دسمبر 2004ء میں اسلام آباد میں علماء و مشائخ کانفرنس سے خطاب کیا۔

25/دسمبر 2004ء کو قائداعظم کانفرنس اور کرسمس ڈے پر خطاب کیا جس میں 21 عیسائی سفارت کاروں نے بھی شرکت کی۔

مرکزی سیکریٹریٹ اسلام آباد میں علامہ اقبال فورم کی لائبریری اور لاہور میں پنجاب مسلم لیگ لائبریری قائم ہو چکی ہیں۔

15 اپریل 2007ء وزیراعظم شوکت عزیز نے مسلم لیگ کی کور کمیٹی کا ایک اجلاس طلب کیا، جس میں افتخار محمد چوہدری چیف جسٹس آف پاکستان کے خلاف ریفرنس کے بارے میں رائے طلب کی گئی۔ آزاد بن حیدر صاحب نے سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ اس ریفرنس کو واپس لے لیا جائے ورنہ ملک میں ایک بہت بڑے سیاسی بحران کا خدشہ پیدا ہوجائے گا۔ (روزنامہ ڈان 15/اپریل 2007ء)

دوسرے روز پی ٹی وی پر اسی سلسلے میں ایک ٹی وی ٹاک ہوئی، جس میں اسلام آباد سے آزاد بن حیدر صاحب تھے اور کراچی سے جسٹس (ر) وجیہہ الدین احمد تھے۔ آخر کار آزاد بن حیدر صاحب کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی۔

Marfat.com

16 اپریل 2007 کو روزنامہ ڈان کے صفحہ اول پر ان کی تنقید شائع ہوئی۔ آزاد بن حیدر مختلف مواقع پر الیکٹرانک میڈیا اے آر وائی، بزنس پلس، سماء، آج، میٹرو ون وغیرہ میں بھی شریک ہوتے رہتے ہیں۔

1965ء میں آزاد بن حیدر صاحب کو پہلی مرتبہ حج کی سعادت حاصل ہوئی، جب انہوں نے مکہ کانفرنس میں شرکت کی۔ وہ سعودی حکومت کے مہمان تھے۔ دوسری مرتبہ 2007ء میں اہل و اعیال کے ساتھ حج کی سعادت حاصل ہوئی۔

مئی 2007ء قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد نے جنگ آزادی کے سلسلے میں 150 سالہ جنگ آزادی کی کانفرنس کا اہتمام کیا۔ تمام جامعات کے شعبہ تاریخ کے پروفیسروں نے شرکت کی۔ اختتامی اجلاس کی صدارت آزاد بن حیدر صاحب نے فرمائی۔

27 جولائی 2007ء کو اُن کی کتاب ''تحریک آزادی کی نامور خواتین'' کی رونمائی وزیراعظم ہاؤس اسلام آباد میں ہوئی۔ ان کی سفارش پر تحریک پاکستان کی 13 خواتین کو وزیراعظم نے ایک ایک لاکھ روپے کا ایوارڈ دیا۔

آزاد بن حیدر صاحب نے 1962ء میں وکالت شروع کی اور 1986ء میں سپریم کورٹ کے وکیل کی حیثیت سے انرول ہوئے اور اپنی دیگر سرگرمیوں کے ساتھ وکیل کی حیثیت سے نام آور ہوئے۔

کراچی میں سردار شوکت حیات کی صاحبزادی وینا حیات کے قتل کے بعد سندھ ہائی کورٹ کے جج جسٹس قاضی عبدالرحیم کی نگرانی میں ایک کمیشن قائم کیا گیا۔ تمام حاضر وکلاء اور سول سوسائٹی نے آزاد بن حیدر کو انسپکٹر جنرل پولیس و دیگر گواہوں پر جرح کرنے کے لیے مقرر کیا۔

1952ء سے 2012ء تک آزاد بن حیدر کے جن قومی رہنماؤں اور علماء سے ذاتی و سیاسی مراسم پیدا ہوئے۔ ان میں مولانا عبدالحامد بدایونی، محترمہ فاطمہ جناح، خواجہ ناظم الدین، چوہدری محمد علی، علامہ آئی آئی قاضی، ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، مولانا احتشام الحق تھانوی، علامہ ابن حسن جارچوی، مولانا شاہ احمد نورانی، غوث بخش بزنجو، جی ایم سید، پیر علی محمد راشدی، پیر صاحب پگارو، سردار عبدالقیوم، خواجہ محمد صفدر، سوامی کلچگا نند، یوسف ہارون، محمود ہارون، شیخ مجیب الرحمٰن، خواجہ خیر الدین، کے ایچ خورشید، محمد خان جونیجو، فدا محمد خان، غلام حیدر وائن، فیض احمد فیض، حبیب جالب، چوہدری ظہور الٰہی، ملک محمد قاسم، مولانا حکیم، قاری احمد پیلی بھیتی، شہزادی عابدہ سلطان، بیگم خورشید حفیظ، بیگم عبدالغنی گھسن، بیگم اختر سلیمان، سر عبدالرب نشتر، تیونس میں ان کے بھائی سردار عبدالغفور، لندن میں پاکستانی ہائی کمشنر آغا ہلالی، انڈونیشیا میں پاکستانی سفیر ظفر ہلالی، نائیجیریا میں پاکستانی سفیر حکیم محمد احسن، حیدر آباد کے قاضی اکبر، بلوچستان کے میر جعفر خان جمالی، میر عبدالباقی بلوچ، نہالاں خاں مری، سجادہ نشین غوث اعظم بغداد، سید یوسف گیلانی، موتمر عالم اسلامی کے سیکریٹری جنرل انعام اللہ خان، ممتاز حسن، آغا حسن عابدی، راجہ صاحب محمود آباد، جمال میاں فرنگی محلی، رضوان احمد، فخر ماتری، مجید نظامی، میر خلیل الرحمٰن، نصر اللہ خان (آداب عرض)، میاں نظام الدین حیدر (بہاولپور)، ملک معراج خالد، مولانا صلاح الدین (تکبیر)، ڈاکٹر محبوب الحق، ابراہیم جلیس، شورش کشمیری، دیوان وراثت حسین (صدر انجمن مہاجرین مشرقی پاکستان) نواب صدیق علی خان، یامین زبیری، یاسین زبیری، قطب الدین عزیز، مفتی غلام قادر کشمیری، پیر مانکی شریف، مفتی محمد حسین نعیمی، نواب آف جوناگڑھ، زیڈ اے نظامی، ایس ایچ ہاشمی، مولانا شفیع اوکاڑوی، مفتی منیب الرحمٰن، مولانا جمیل احمد نعیمی، نواب مظفر

Marfat.com

حسین، سید تابش الوری، اشتیاق اظہر، رئیس امروہوی اور خان عبدالقیوم خان)، پیر سید علی محمد راشدی، سید شریف الدین پیرزادہ، جسٹس غوث علی شاہ، اے کے بروہی، جسٹس زیڈ۔ ایچ۔ لاری، ایڈوکیٹ خالد الحق، جسٹس شیخ ظہور الحق، جسٹس حسین عادل کھتری، جسٹس (ر) جاوید اقبال، جسٹس (ر) آفتاب فرخ، میاں ممتاز محمد خان دولتانہ، سردار شوکت حیات، پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری، ڈاکٹر ریاض احمد، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا عبدالستار نیازی، نواب شاہد علی خان، ڈاکٹر تجمل حسین، مولانا وصی مظہر ندوی، کے۔بی۔ بھٹو ایڈووکیٹ، اقبال احمد خان، ملک محمد قاسم، محمد حسین چٹھہ، خواجہ خیرالدین، محمد عثمان آزادان کے حلقۂ احباب میں شامل رہے ہیں اور بہت سی عظیم شخصیات جن کے اسمائے گرامی یاد نہیں آرہے۔

آزاد بن حیدر نے پاکستان اور بیرون پاکستان مختلف یونیورسٹیوں میں اسلام، پاکستان اور تعلیمی موضوعات پر لیکچرز دیئے۔

آزاد بن حیدر بحیثیت صحافی

1956ء میں صحافتی زندگی کا آغاز کیا ہفت روزہ ''ناخدا'' سے وابستہ رہے۔ 1958ء میں ماہنامہ ''محبوبِ خداؐ'' جاری کیا۔ 1964ء میں خواتین کا رسالہ ''مشرق'' جاری کیا۔ 1965ء میں روزنامہ ''نوروز'' کے حقوق جناب محمود ہارون سے حاصل کیے۔ اور اس کے چیف ایڈیٹر رہے۔ 1996ء میں ماہنامہ ''سندھ کارڈ'' کا اجراء کیا اور یہ رسالہ 2000ء تک پابندی سے نہ صرف جاری رہا بلکہ اس نے قومی سیاست میں اہم کردار ادا کیا۔

آزاد بن حیدر کو علامہ اقبال فورم کے تحت قومی موضوعات اور شخصیات پر 32 کتابیں لکھنے پر 23 مارچ 2010ء کو وزیر اعظم نے نظریہ پاکستان کونسل کی تقریب میں گولڈ میڈل سے نوازا۔

27 ستمبر 2013ء ''تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ۔ سرسیّد سے قائداعظم تک'' کے عنوان سے بارہ سو صفحات کی ایک جامع کتاب تحریر فرمائی ہے۔ اس کتاب کی تقریب اجراء آرٹس کونسل آف پاکستان کراچی میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت سید شریف الدین پیرزادہ صاحب سابق آنریری سیکریٹری قائداعظمؒ نے فرمائی۔ اپنی تقریر میں انہوں نے فرمایا کہ یہ کتاب تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس تقریب سے جناب سحر انصاری، ڈاکٹر محمد سلیم احمد، خواجہ رضی حیدر، پروفیسر شریف المجاہد نے بھی خطاب فرمایا۔ بعدازاں علامہ اقبال کے فرزند ڈاکٹر جاوید اقبال نے ایک خط میں فرمایا کہ یہ کتاب انتہائی مستند اور جامع ہے۔ جناب ایس ایم ظفر نے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کتاب لکھ کر آزاد بن حیدر مؤرخین کی فہرست میں شامل ہو گئے ہیں۔

اسی کتاب کی تعارفی تقریب 2 نومبر 2013ء کو آبروئے صحافت ڈاکٹر مجید نظامی کی صدارت میں نظریہ پاکستان ٹرسٹ کے زیر اہتمام لاہور میں ہوئی۔ گورنر پنجاب چوہدری محمد سرور اور وفاقی وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق مہمانِ خصوصی تھے۔ اس تقریب سے سجادہ نشین آستانہ عالیہ چورہ شریف پیر سید محمد کبیر علی شاہ گیلانی مجددی، میاں فاروق الطاف، بیگم مہناز رفیع، بیگم بشریٰ رحمٰن، اثر چوہان، محمد آصف بھلّی، سیکریٹری شاہد رشید نے خطاب کیا۔ ڈاکٹر مجید نظامی نے اس کتاب پر آزاد بن حیدر صاحب کو مبارکباد پیش کی اور دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی جزا دے، اس کاوش پر پوری قوم ان کا کتنا بھی شکریہ ادا کرے کم ہے۔ یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ چوہدری محمد سرور اور خواجہ سعد رفیق نے بھی آزاد بن حیدر کو یہ کتاب لکھنے پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانی عوام کو اس سے استفادہ حاصل کرنا چاہیے۔

22 / اکتوبر 2014ء آزاد بن حیدر صاحب کی کتاب ''علامہ اقبال، یہودیت و جمہوریت'' اور "Iqbal and Jewish Democracy" کی تعارفی تقریب جامعہ کراچی

Marfat.com

کے وائس چانسلر ڈاکٹر محمد قیصر کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جس کا اہتمام پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری صدر شعبہ پولیٹیکل سائنس نے فرمایا۔ تعارفی تقریب سے جناب رضی الدین سیّد، پروفیسر ڈاکٹر فرحت عظیم، شمائل قادری، ڈاکٹر ثمینہ سعید کے علاوہ مصنف نے بھی خطاب کیا۔ اس کتاب پر اپنے تاثرات لکھتے ہوئے ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے فرمایا "بزرگ مفکر محترم آزاد بن حیدر نے اس کتاب میں علامہ اقبالؒ کے افکار کی روشنی میں یہودی جمہوریت کو بے نقاب کر دیا ہے۔" کے۔ ایم۔ اعظم سابق اقتصادی مشیر اعلیٰ اقوامِ متحدہ نے اپنے تاثرات لکھتے ہوئے فرمایا "بیدار مغز دانشور آزاد بن حیدر نے یہ جامع کتاب تالیف کر کے نہ صرف عالم اسلام کی بلکہ انسانیت کی نمایاں خدمت کی ہے۔"

2 اپریل 2015ء انٹرنیشنل سینٹر فار کیمیکل اینڈ بیالوجیکل سوسائٹی کراچی یونیورسٹی کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال چوہدری نے آزاد بن حیدر صاحب کے اعزاز میں تحریک آزادی کے بارے میں اپنے ڈیپارٹمنٹ میں طلبا و طالبات کے ساتھ ایک خصوصی نشست کا اہتمام کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر عطاء الرحمٰن سابق وزیر ہائر ایجوکیشن کمیشن نے استقبالیہ کلمات ادا فرمائے۔ آزاد بن حیدر صاحب نے قیامِ پاکستان کے مقاصد اور رہنمایانِ تحریک پاکستان، پاکستان کے مقاصد اور قربانیوں کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اختتام پر ایک پُرتکلف عصرانہ کا اہتمام کیا گیا۔

آج کل تصنیف و تحقیق میں مصروف ہیں۔ ان دنوں اپنی سوانح عمری لکھنے میں مصروف ہیں اور اقراء مونٹیسوری انٹرنیشنل ٹرسٹ کے تحت اقرا مونٹیسوری ٹیچرز ٹریننگ سینٹر کو جدید ٹیکنالوجی سے بین الاقوامی سطح پر قائم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ 83 سال کے اس نوجوان کی جوانی تادیر قائم رکھے۔ بچپن سے آج تک مسلم لیگ سے وابستہ ہیں اور نظریہ پاکستان کے فروغ کے لیے اپنے آپ کو وقف کیے ہوئے ہیں۔

"Once A Muslim Leaguer

Always a Muslim Leaguer"

کشمیر کانفرنس:

6/ اکتوبر 2013ء کو نظریہ پاکستان ٹرسٹ لاہور کے زیر اہتمام کشمیر کانفرنس کا اہتمام کیا گیا، جس کی صدارت ٹرسٹ کے چیئرمین ڈاکٹر مجید نظامی نے فرمائی۔ دیگر مقررین کے علاوہ آزاد بن حیدر صاحب نے بھی اس کانفرنس سے خطاب کیا۔

گولڈ میڈل:

18 دسمبر 2013ء کو نظریہ پاکستان ٹرسٹ کے زیرِ اہتمام کارکنانِ تحریکِ پاکستان کو گولڈ میڈل عطا کرنے کی ایک تقریب کا انعقاد ہوا، جس کی صدارت ڈاکٹر مجید نظامی نے فرمائی۔ اس تقریب میں جناب آزاد بن حیدر کو، ان کی تحریکِ پاکستان میں خدمات کے اعتراف میں گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔

21 اپریل 2015ء پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری سربراہ شعبہ سیاسیات جامعہ کراچی نے ایک انٹرنیشنل کانفرنس کا اہتمام فرمایا۔ اختتامی اجلاس کی صدارت آزاد بن حیدر صاحب نے فرمائی۔

ڈاکٹر شوکت علی صدیقی

سابق وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

اسلام آباد

نوٹ: برادرم آزاد بن حیدر کی آپ بیتی سے ماخوذ (زیر تکمیل) مندرجہ بالا واقعات آزاد صاحب کی یادداشتوں پر مشتمل ہیں۔ کہیں سن یا مہینے کی غلطی کا امکان ہوسکتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

آزاد بن حیدر کی کتابوں پر تبصرے

علامہ اقبال، یہودیت و جمہوریت

IQBAL & JEWISH DEMOCRACY

بزرگ مفکر محترم آزاد بن حیدر نے اس کتاب میں علامہ اقبال کے افکار کی روشنی میں یہودی جمہوریت کو بے نقاب کر دیا ہے۔ (ڈاکٹر عبدالقدیر خان)

☆ بیدار مغز دانشور آزاد بن حیدر نے یہ جامع کتاب تالیف کر کے نہ صرف عالم اسلام کی بلکہ انسانیت کی نمایاں خدمت کی ہے۔ (کے۔ایم۔اعظم، سابق اقتصادی مشیر اعلیٰ اقوام متحدہ) ☆ محترم آزاد بن حیدر نے علامہ اقبال کی جمہوریت اور یہودیت کی سازشوں کی مغربی مفکرین کی تائید کی روشنی میں منفرد تحقیق کی ہے۔ (جسٹس (ر) آفتاب فرخ) ☆ یہ کتاب منافقین پاکستان کے لیے تازیانہ ہے۔ (جسٹس (ر) نذیر احمد غازی) ☆ فکر اقبال کے حوالے سے یہودیت اور جمہوریت پر یہ پہلی کتاب ہے۔ (پروفیسر فتح محمد ملک) ☆ یہ کتاب اہل علم کے لیے غور و فکر کا سنجیدہ مواد فراہم کرتی ہے۔ (محمد سہیل عمر، ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی، پاکستان) ☆ اس کتاب نے جمہوریت کی آڑ میں صہیونی تحریک کو بے نقاب کر دیا ہے۔ (ابو عمار زاہد الراشدی، سیکریٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل) ☆ جناب آزاد بن حیدر نے یہ کتاب لا کر ملک و قوم کی بڑی خدمت کی ہے۔ (رضی الدین سید، ڈائریکٹر نیشنل اکیڈمی آف اسلامک ریسرچ) ☆ اس کاوش کے پیچھے دردمندی، دل سوزی اور اخلاص پنہاں ہے۔ (ڈاکٹر معین الدین عقیل، سابق سربراہ شعبہ اُردو کراچی یونیورسٹی) ☆ یہ کتاب ایک بے مثال کاوش ہے۔ (سید فیروز شاہ گیلانی، ماہر قانون) ☆ مؤلف نے یہودیت و جمہوریت کا پردہ چاک کر دیا ہے۔ (پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز، ڈائریکٹر شیخ زید اسلامک سینٹر، کراچی یونیورسٹی) ☆ اس کتاب کا عنوان ہی چونکا دینے والا ہے۔ قاری جواب جاننے کے تجسس میں کتاب پڑھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ (پروفیسر ڈاکٹر فرحت عظیم، پرنسپل سرسید گرلز کالج، کراچی)

Marfat.com

آزاد بن حیدر کی یہ کتاب

"تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ۔ سر سیدؒ سے قائداعظم تک"

آل انڈیا مسلم لیگ کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ (سید شریف الدین پیرزادہ)

☆ پاکستان میں پہلی بار اتنی فکر انگیز کتاب لکھی گئی۔ (پروفیسر شریف المجاہد، سابق ڈائریکٹر قائداعظم اکیڈمی) ☆ کتاب میں تحریک پاکستان کے ہر گوشے کو قلمبند کیا گیا ہے۔ (ظلِ احمد نظامیؒ، چانسلر سر سیدّ یونیورسٹی، کراچی) ☆ ہر پڑھے لکھے شخص کی ذاتی لائبریری میں یہ کتاب موجود ہونی چاہیے۔ (پروفیسر ڈاکٹر مجاہد کامران، وائس چانسلر، جامعہ پنجاب) ☆ یہ کتاب ایک انتہائی اہم و مستند دستاویز ہے۔ (ڈاکٹر رفیق احمد، وائس چیئرمین نظریۂ پاکستان ٹرسٹ) ☆ یہ کتاب نظریۂ پاکستان کی زرّیں دستاویز ہے۔ (پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد، تمغۂ امتیاز) ☆ آزاد بن حیدر صاحب کی یہ کتاب قومی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ (پروفیسر سحر انصاری) ☆ نابغۂ روزگار آزاد بن حیدر کا یہ عظیم کارنامہ ہے۔ (خواجہ رضی حیدر، سابق قائم مقام ڈائریکٹر قائداعظم اکیڈمی) ☆ یہ کتاب پاکستانیت میں دلچسپی رکھنے والوں کے لیے ناگزیر ہے۔ (ڈاکٹر صفدر محمود، مصنف، کالم نگار) ☆ یہ کتاب قابل ستائش کارنامہ ہے۔ (ڈاکٹر محمد انعام الحق کوثر) ☆ یہ کتاب اس صدی کا سب سے عظیم کارنامہ ہے۔ (ڈاکٹر محمد سلیم احمد، سابق پروفیسر اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور) ☆ مسلم لیگ پر اب کسی دوسری کتاب کے مطالعے کی ضرورت نہیں۔ (شریف فاروق، ایڈیٹر جہاد، پشاور)

Marfat.com

جناب آزاد بن حیدر کی کتاب
''تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ ۔ سر سیّد سے قائداعظم تک''
ایک مستند کتاب ہے۔ جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال

☆ یہ کتاب ایک قومی اثاثہ ہے۔ (ڈاکٹر مجید نظامی، چیئرمین نظریہ پاکستان ٹرسٹ) ☆ جناب آزاد بن حیدر کو آل انڈیا مسلم لیگ کی مستند تاریخ لکھنے پر مبارکباد پیش دیتا ہوں۔ (چوہدری غلام سرور، گورنر پنجاب) ☆ یہ کتاب وقت کی اہم ضرورت ہے۔ (حامد خاں، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان) ☆ ''تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ ۔ سر سیّد سے قائداعظم تک'' نے ہماری دیرینہ ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ (میاں فاروق الطاف، چیف کوآرڈی نیٹر، نظریہ پاکستان ٹرسٹ) ☆ ''تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ ۔ سر سیّد سے قائداعظم تک'' ایک انتہائی دل آویز اور تاریخی حقائق پر مبنی کتاب ہے۔ (بیگم بشریٰ رحمٰن، سابق ایم این اے) ☆ جناب آزاد بن حیدر نے صرف آل انڈیا مسلم لیگ کی تاریخ ہی نہیں لکھی بلکہ تحریکِ پاکستان کے ہر دور کو نمایاں حیثیت دی ہے۔ (معروف کالم نگار محمد آصف بھلی ایڈووکیٹ) ☆ جناب آزاد بن حیدر نے آل انڈیا مسلم لیگ کے حوالے سے تحقیقاتی و مستند کتاب لکھی ہے۔ (ڈاکٹر محمد اجمل نیازی، دانشور) ☆ جناب آزاد بن حیدر کی ''تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ ۔ سر سیّد سے قائداعظم تک'' ایک مستند و جامع کتاب ہے۔ (شاہد رشید، جنرل سیکریٹری نظریہ پاکستان ٹرسٹ)

دُنیا میں عام کر دیا، سودائے عشق کو
ہر دم سلام بھیجئے، شہدائے عشق کو
آزاد بن حیدر، عجب آزاد مرد ہیں
کوزے میں بند کر دیا، دریائے عشق کو

(اثر چوہان)

Marfat.com

نابغۂ روزگار .... آزاد بن حیدر

تحریک پاکستان کے مجاہد ایڈووکیٹ آزاد بن حیدر ہمارے قومی منظرنامے کا ایک ایسا نابغۂ روزگار ہیں جن کی شخصیت کے عناصرِ ترکیبی میں تعلیم، قانون، صحافت، سیاست، سماجی خدمت اور تصنیف و تالیف کی سنجیدہ کوششیں شامل ہیں۔ قیام پاکستان سے لے کر لمحۂ موجود تک وہ انہی عناصرِ ترکیبی کے سہارے دوسروں کے لیے مشعلِ راہ بنے ہوئے ہیں۔ اسلام، شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ، نظریۂ پاکستان، قائداعظم محمد علی جناحؒ اور رہنمایانِ تحریکِ پاکستان کی ذات اور خدمات کو انہوں نے اپنے ایمان سے منسلک کر رکھا ہے۔ لہٰذا پاکستان کی بقا و سلامتی ان کے روز و شب کا ترجیحی مطمحِ نظر ہے۔ اس مطمحِ نظر کی رہنمائی میں انہوں نے اپنی فکر، علمی اور عملی کاوشوں کو فروغ دیا ہے۔

محترم آزاد بن حیدر ہمارے قومی منظرنامے کی اس نسل سے تعلق رکھتے ہیں جو تیزی سے نایاب ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ایسی صورت میں محترم آزاد بن حیدر کی یادداشتوں اور فطری خوبیوں سے استفادہ کرنا اور ان کی قدر کرنا آنے والی نسلوں اور حکومتوں پر فرض ہو جاتا ہے۔

آزاد بن حیدر نے تصنیف و تالیف کے حوالے سے بھی نہایت اہم خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی بیشتر تصانیف جو بلاشبہ تحریکِ پاکستان اور برصغیر پاک و ہند میں مسلم نشاۃ الثانیہ کے حوالے سے عمیق و مفید ہیں۔ اس بات کی گواہ ہیں کہ آزاد صاحب ماضی قریب کی تاریخ پر صرف گہری نظر ہی نہیں رکھتے بلکہ وہ اس تاریخ اور جدوجہد کے استفہامیہ اور معترضہ پہلوؤں کی وضاحت بھی اپنا قومی فریضہ تصور کرتے ہیں، جس کا ایک بیّن ثبوت ان کی پیشِ نظر کتاب ''تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ: سرسیّد سے قائداعظمؒ تک'' ہے۔ اس کتاب کی دیگر خوبیوں کے علاوہ ایک خوبی یہ بھی ہے کہ نہ صرف اس کتاب کا اسلوب رواں ہے بلکہ یہ تحقیق کے جدید تقاضوں پر بھی پوری اُترتی ہے۔ حوالہ جات کی کثرت ہے مگر کہیں بھی عبارت اور دلیل کے گنجلک ہونے کا احساس نہیں ہوتا، بلکہ سطر بہ سطر کتاب کی معنویت اور تفہیم دوچند ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہے اور ایسا اس لیے ہے کہ محترم آزاد بن حیدر نے کئی سال کی محنتِ شاقہ کے بعد اس موضوع کے پنہاں و پیدا گوشوں کا نہ صرف علمی انداز میں واقعاتی احاطہ کیا ہے بلکہ اپنی تحقیق سے یہ ثبوت بھی فراہم کیا ہے کہ اس نوعیت کا چشم کشا علمی کارنامہ کوئی نابغۂ روزگار ہی سرانجام دے سکتا ہے۔

خواجہ رضی حیدر

Marfat.com

جناب آزاد بن حیدر صاحب آپ نے مستند تاریخ آل انڈیا مسلم لیگ مرتب کر کے ایک مؤرخ کی حیثیت حاصل کر لی ہے۔ (ایس ایم ظفر)

محترم آزاد بن حیدر............السلام علیکم!

ماشاء اللہ آپ وہ پہلے مصنف ہیں جنہوں نے اتنی تفصیل سے آل انڈیا مسلم لیگ کی تاریخ مع مستند دستاویزات اور حوالوں کے مرتب کی ہے۔ میں اب آپ کو مصنّفوں کی صف میں نہیں بلکہ مؤرخ کی حیثیت سے دیکھ رہا ہوں۔ یہ بھی نہایت صحیح کہ کتاب قومی زبان میں اور وہ بھی سہل انداز اور سلیقہ بیان سے مزین ہے تا کہ پاکستان کی اکثریت جو انگریزی سے نابلد ہے لیکن وطنیت میں انگریزی دانوں سے بہتر وہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر یونیورسٹیوں اور کالجوں تک یہ کتاب پہنچ جائے تو طلبہ کے علاوہ استاد بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

تمام مسلم لیگیوں کو خواہ وہ کسی بھی دھڑے میں ہوں اس کتاب کا مطالہ کرنا چاہیے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی تاریخ سے تو الف بے جیم۔ نون۔ قاف کے مسلم لیگی راہنما بھی مکمل طور پر واقف نہ ہوں گے۔ اللہ کرے ان کو جوڑ توڑ کی سیاست سے کچھ فرصت مل جائے ور وہ آپ کی لکھی ہوئی اس تاریخی کتاب کا مطالہ کر سکیں۔

24 فروری 2015ء

والسلام

ایس ایم ظفر

نوٹ: ابھی آل انڈیا مسلم لیگ کی مستند تاریخ کا مطالعہ ختم نہ ہوا تھا کہ اقبال اور یہودیت ہاتھ میں آ گئی ہے۔ اس پر بعد میں تبصرہ کروں گا۔

Marfat.com

آزاد بن حیدر صاحب نے کتاب ''قائداعظمؒ چیلنج سیکولرازم'' لکھ کر اپنے آپ کو نظریہ پاکستان کا امین ثابت کر دیا ہے۔ (پیر محمد طاہر حسین قادری)

آج کل ''قائداعظمؒ چیلنج سیکولرازم'' زیرِ مطالعہ ہے۔ جیسے جیسے پڑھ رہا ہوں آپ کے لیے دل سے دعائیں نکل رہی ہیں۔ آپ نے بڑی محنت فرمائی ہے۔ اس اہم موضوع پر اس قدر جامع اور ضخیم کتاب کا معرضِ وجود میں آنا توفیقِ الٰہی سے ہی ممکن ہے۔ اللہ پاک آپ کو سلامت با کرامت رکھے آپ نے اپنے موضوع کا حق ادا کر دیا ہے اور ایک نہایت اہم قومی خدمت انجام دی ہے۔ صحیح حقائق کی روشنی میں اپنے قلم کو قوم کی امانت سمجھ کر اُٹھانا کسی طرح بھی صدقہ جاریہ سے کم نہیں۔ آپ نے نوجوان نسل کے ذہنوں میں اُٹھنے والے سوالات کا نہایت مدلل جواب تحریر فرما کر خود کو نظریہ پاکستان کا امین ثابت کیا ہے۔ یہ کتاب تحریک پاکستان کے لٹریچر میں ایک گراں قدر اضافہ ہے اور میری رائے کے مطابق وطنِ عزیز کی ہر لائبریری میں ہونی چاہیے۔ اللہ پاک آپ کی توفیقات میں مزید برکتیں عطا فرمائے تا کہ ایسے نافع کاموں کا سلسلہ جاری و ساری رہے۔

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

☆☆☆

Marfat.com

علامہ کا خطاب!

(من آنم کہ من دانم)

☆......ڈاکٹر ظہور احمد اظہر چیئرمین شعبۂ کرسی ہجویری، جامعہ پنجاب لاہور نے 3 دسمبر 2014ء کو ناچیز کو علامہ کے خطاب سے نواز۔

☆......27 دسمبر 2014ء کو پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری نے مندرجہ ذیل تحریر کے ذریعے خاکسار کو علامہ کے خطاب سے نوازا۔ ''میں حضرت علامہ آزاد بن حیدر دامت برکاتہم العالیہ کے علمی رُتبے اور وقار کی ہمیشہ تائید کرتا رہا ہوں بلاشبہ آپ نابغۂ روزگار ہونے کے ساتھ عصر حاضر کے ''علامہ'' ہیں۔'' خاکپائے اہلِ بیتؓ محمد احمد قادری ۲۷ر دسمبر ۲۰۱۴ء

(پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری) چیئرمین شعبہ سیاسیات، کراچی یونیورسٹی

☆......پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز رُکن اسلامی مشاورتی کونسل، چیئرمین شیخ زید اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی یونیورسٹی نے 16 مارچ 2015ء کو مندرجہ بالا تحریر کی تائید فرمائی۔

☆......ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی نے تحریر فرمایا ''حضرت قبلہ علامہ آزاد بن حیدر حفظ اللہ بلاشبہ علم نافع کے حامل ہیں اور اس کی تعلیم و اشاعت میں مصروفِ عمل ہیں۔ اپ مستحق ہیں اور حقدار ہیں کہ علامہ اقبالؒ کے فیض یافتہ ہیں اُنھیں علامہ کہا جائے۔''

(ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی، ۸-۴-۲۰۱۶ء)

☆......راقم حضرت آزاد بن حیدر سے میری محبت اس لیے بڑھ رہی ہے کہ آپ پچھلے ستر (۷۰) سال سے محبتِ رسول کا درس دے رہے ہیں۔ آپ عہدِ حاضر کے علامہ ہیں۔ (پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، سیکریٹری ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا، 23 فروری ۲۰۱۶ء)

☆......علامہ آزاد بن حیدر کی سرپرستی میرے لیے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ (خواجہ رضی حیدر، ۲۶ فروری ۲۰۱۵ء)

☆......گرامی قدر جناب علامہ آزاد بن حیدر کی کتابیں بلاشبہ ایک صدقہ جاریہ ہے۔

(پیر محمد طاہر حسین، منگانی شریف، ضلع جھنگ، ۱۹ر جولائی ۲۰۱۶ء)

غلامِ غلامانِ رسالتؐ

آزاد بن حیدر

Marfat.com

قومی اخبار کراچی

تاریخ آپ سے مخاطب ہے۔۔۔

تحریک پاکستان کے رہنما

آزاد بن حیدر

سے ایک تاریخ ساز انٹرویو

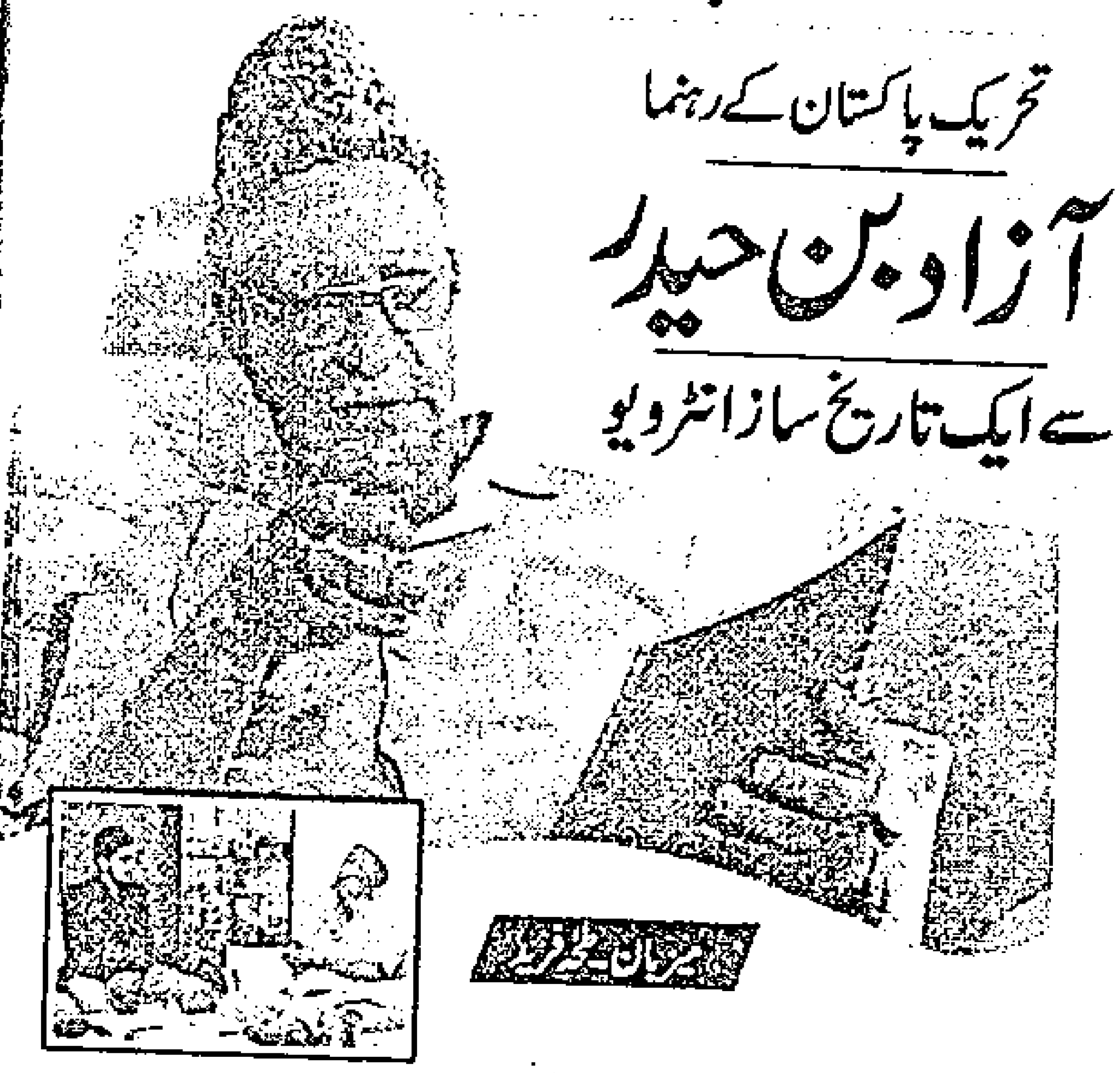

- پاکستان نئے صوبے بننے سے ترقی کرے گا۔
- پیپلز پارٹی کی شہید چیئرپرسن بے نظیر بھٹو ہر ضلع کا گورنر بنانے پر رضامند تھیں۔
- پڑوسی ملک میں جتنے زیادہ صوبے ہیں ترقی بھی اتنی زیادہ ہوئی۔
- نئے صوبے بننے سے کوئی ملک تباہ نہیں ہوتا۔
- نئے صوبوں کے قیام سے اخراجات میں کمی اور ترقی کی رفتار میں اضافہ ہوگا۔

ہدایت و پیشکش
نوید احمد مغیر

09:20 — 01:20 — 09:20

DHOOM

صرف دھوم ٹیلی ویژن پر......

سائیں جی ایم سید نے 1969ء میں یو این او میں سندھو دیش کو بحیثیت ایک ملک منظور کرنے کی درخواست دی۔ ردِ عمل کے طور پر خاکسار نے کراچی صوبہ محاذ قائم کیا۔ صدر یحییٰ خان کو فزیبلٹی رپورٹ دی۔ انہوں نے 26 جون 1971 کو کراچی صوبے کا آرڈیننس تیار کرلیا تھا۔ سائیں جی ایم سید سے بھی خاکسار ملاقات کرتا رہا۔ تفصیل کیلئے دیکھئے اسی کتاب کا صفحہ 1273-

دھوم ٹی وی کو دیے جانے والے انٹرویو کے لیے ملاحظہ فرمائیں ویب سائٹ: www.azadhaider.org

Marfat.com

THE INDUS RESEARCH INFORMATION

Prof. Dr. N. A. Baloch
Coordinator

Sind University (Old Campus)
Hyderabad, Sind) Pakistan.

Date 5.5.2009

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ

آزاد بن حیدر

ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کا
آزاد بن حیدر
کے نام خط

سندھ یونیورسٹی حیدرآباد کے سابق وائس چانسلر معروف مؤرخ، محقق، ادیب، اسکالر ڈاکٹر نبی بخش بلوچ مرحوم سے پہلی ملاقات آج سے دس برس قبل ٹھٹھہ کے ممتاز سماجی رہنما برادرم کے۔بی۔ بھٹو کے توسط سے Thatta Through Centuries کے موقع پر ہوئی۔ دوبارہ ٹھٹھہ میں ہی محترم کے۔بی۔ بھٹو کی کتاب ''بحرِ علم'' کی رونمائی پر ہوئی اور آخری ملاقات ''جشنِ افتتاح لائبریری بیادگار مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی'' 3 مئی 2009ء کو ہوئی۔ سندھ کے معروف اسکالرز کے علاوہ یہ خاکسار بھی مندرجہ بالا تقریبات میں بحیثیت واحد اُردو مقرر شرکت کرتا رہا۔ آخری ملاقات کے بعد ڈاکٹر نبی بخش بلوچ مرحوم نے مندرجہ بالا خط اس خاکسار کے نام ارسال کیا۔ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کا مندرجہ بالا خط میرے بہت بڑا اعزاز ہے۔ خط کا متن مندرجہ ذیل ہیں:

میرے کرم فرما جناب آزاد بن حیدر صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! آپ کی کتابیں پڑھ کر مسرت ہوئی۔ ''جشنِ افتتاح لائبریری بیادگار مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی'' مورخہ 3-5-2009 کو آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔ آپ نے موضوع کے اعتبار سے پُر مغز مقالہ پڑھا۔ مبارک ہو۔ آپ نے آئندہ ترقی کے لیے مفید مشورے دیے۔ اُمید ہے کہ ہم سب مل کر ایسے اداروں کے قیام کے لیے کام کریں گے۔ پاکستان کو مخلص ورکرز کی ضرورت ہے۔ ہم ایک نازک مرحلے پر پہنچ چکے ہیں۔ اکثر سمجھ دار لوگ کہہ دیتے ہیں ''کیا ہم نے پاکستان اس لیے بنایا تھا؟'' آپ جیسے بزرگ ہی سب کی اُمید کا سہارا ہیں۔

وعلیہ التوکل وھو انعم المولیٰ ونعم النصیر!

مخلص: دستخط ڈاکٹر نبی بخش بلوچ

بشکریہ ماہنامہ ''تحریر و تصویر'' حیدرآباد، ستمبر 2012ء

Marfat.com

خاتمہ بالخیر

یہ کتاب (قائداعظمؒ چیلنج سیکولرازم) اکتوبر 2015ء کے دوسرے ہفتے میں طباعت کے لیے جارہی تھی کہ اس خاکسار کو جامعہ کراچی کی طرف سے اعزازی پروفیسر کا تقرر نامہ یکم اکتوبر 2015ء کو موصول ہوا۔ اس اعزاز پر یہ بندۂ ناچیز رب العالمین ورحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر گزار ہے اور اپنی والدہ بی بی جی فضل بیگم کی خصوصی دُعاؤں کا نتیجہ تصور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے مرحوم والدین کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور قارئین سے گذارش ہے کہ وہ میری صحت کے بارے دُعا فرمائیں، تاکہ میں اسلام اور نظریہ پاکستان کا پرچم بلند کرتا رہوں۔ اور علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ کے مشن کو جاری رکھ سکوں۔

غلامِ غلامانِ رسالتؐ

آزاد بن حیدر

Registrar

Ab-S-3oo-e/2015-235
University of Karachi
University Road
Karachi-75270
Pakistan

1st October 2015

The Vice-Chancellor is pleased to appoint Mr. Azad Bin Haider as Honorary Visiting Professor at the Department of Political Science, University of Karachi.

Prof. Dr. Moazzam Ali Khan
REGISTRAR

Mr. Azad Bin Haider,
Advocate,
Supreme Court of Pakistan,
B-92, Block 14,
Gulistan-e-Johar,
Karachi-75290.

Copy for information to:

- Dean, Faculty of Social Sciences
- Chairperson, Political Science
- Secretary to Vice-Chancellor
- P.A. to Registrar

Office of the Registrar, University of Karachi. Direct Tel. No. 92-21-99261344
Exchange Tel. No. 92-21-99261300 to 99261314 (Ext-2233) Fax-99261343
E-mail: registrar@uok.edu.pk Website: www.uok.edu.pk

Marfat.com

بدایوں سے خطاب

نظامی بدایونی

اے بدایوں ہو نہ کیوں کر تو زیارت گاہ عام
معرفت کا ہند میں روشن ہوا ہے تجھ سے نام
تجھ میں اہل اللہ گزرے ہیں بہت عالی مقام
فیض ہے اُن سب کا جاری ہند سے تا روم و شام
شہرِ پیراں نام تیرا ہند میں مشہور ہے
اولیاء اللہ کے تو نُور سے معمور ہے

تجھ کو بخشے ہیں خدا نے اچھے اچھے اولیاء
جن کے باعث قابلِ تعظیم تو سمجھا گیا
قدر مٹی کی تری کرتے ہیں جو ہیں اصفیا
دُور سے آتے ہیں صوفی نام سُن سُن کر ترا
خواجہ حالی جو دہلی کے لیے فرما گئے
شعر ان کے سر بہ سر تجھ پر وہ صادق آگئے

''شاذ و نادر تھا تصوف میں کوئی تیرا نظیر
آب و گِل کا تیرے تھا گویا تصوف سے خمیر''
تیرے کھنڈروں میں پڑے سوتے ہیں وہ مہر منیر
تھا کبھی انوار سے جن کے زمانہ مستنیر''
''آج جس دولت کا بازارِ جہاں میں کال ہے''
''تیرا قبرستان اس دولت سے مالا مال ہے''

عارفوں کا تھا مرجع سالکوں کا تھا مآب
اولیا کے واسطے اک شہر تھا تو انتخاب
تجھ میں آ آ کے مقیم ہوتے تھے سارے شیخ و شاب
ہوں گدائے بے نوائے وہ یا شہہ عالی جناب
کھینچتی تھی اپنی جانب کو تری آب و ہوا
کس بلا کی اس میں قدرت نے کشش کی تھی عطا

آئے مولانا عرب چل کر بخارا سے یہاں
تجھ میں میراں جی سے آئے مرد مقبولِ جہاں
تیری خاکِ پاک میں ہیں جیسے یکتائے زماں
ان کا ثانی ہے کہاں ہندوستاں تا سیستاں
تجھ میں سوتا ہے ضیاء نخشبی سا نامور
پیر مکی تیری خاطر آئے مکہ چھوڑ کر

بعدازاں سلطان جی نے آکے رونق دی تجھے
اور پھر شاہ ولایت بھی یہیں آکر رہے
اِک رضی دین محدث جب علی گڑھ سے چلے
وہ کشش سے خاک کی تیری یہیں آکر تھمے
تھے رہے آکر تجھی میں تو شہابِ مہمرہ
راس تھی تیری غرض اچھوں کو کچھ آب و ہوا

Marfat.com

خاص تیری سرزمیں نے جن کو ہے پیدا کیا　　نام کا ان کے بھی ہے اک وقت میں ڈنکا بجا
خواجہ زین الدین کا تاریخ میں ہے تذکرہ　　قرب جن کو مسجد جامع کا ہے حاصل ہوا
اور محبوبِ الٰہی بھی یہیں پیدا ہوئے
ذاتِ اقدس سے ہیں جن کی بھاگ دہلی کو لگے

لاتعداد مردانِ حق ہیں خاک میں تیری نہاں　　ہو بھلا تفصیل ان کی کس طرح مجھ سے بیاں
شاہ ذکراللہ بھی سنتے ہیں گزرے ہیں یہاں　　ذات سے ہے عین حق کے فیض کا دریا رواں
اور دلدار علی بھی تو بدایونی ہی تھے
خواجہ اجمیر کے مولیٰ علی کے لاڈلے

عبد قادر سا مؤرخ ہند کا جو فخر تھا　　اکبری تاریخ کا ہے اس کی شہرہ جابجا
صدق کو بے خوف ہو کر جس نے ظاہر کردیا　　رعب شاہی جس پہ اک دم بھی نہ غالب آسکا
اہل یورپ نے ''بدایونی'' لکھا ہے اس کا نام
غیر قومیں، ہسٹری کا اس کو کہتے ہیں امام

ہفت ، حمد سے یہاں ہیں بہرہ ور چھوٹے بڑے　　مانگتا ہے جو کوئی حق سے دلاتے ہیں اُسے
کچھ نہیں شک اس میں وہ اللہ والے لوگ تھے　　کب بنے تھے پیر وہ دُنیا کمانے کے لیے
تھے وہ سر تا سر نمونہ مذہبِ اسلام کا
ہے خدا کے گھر انھیں لوگوں کا عالی مرتبہ

اے بدایوں کیا ہوئیں تیری مقدس ہستیاں　　جسم ہے موجود لیکن روح تجھ میں اب کہاں
آج کل غافل نظر آتے ہیں تیرے نوجواں　　ڈر ہے اِک دن مٹ نہ جائیں تیرے دھندلے نشاں
جان و دل اپنا فدا سب تجھ پہ ہے حق کی قسم
فخر ہے ہم کو بھی کہلاتے بدایونی ہیں ہم

(رسالہ ذوالقرنین، بدایوں (بھارت) بدایوں نمبر، ۱۹۵۶ء، صفحہ ۷ اور ۸، ایڈیٹر حیدرالدین نظامی)

☆☆☆

Marfat.com

علامہ اقبال قادری رحمۃ اللہ علیہ

تحقیقاتی مقالہ

یہ بات شاید بعض طبیعتوں کو نئی معلوم ہو، لیکن حقیقت اس سے مختلف نہیں کہ علامہ اقبالؒ اسی فقر کے سلسلۂ قادریہ میں باقاعدہ بیعت تھے اور اس بات میں بھی کوئی ابہام نہیں کہ علامہ اقبالؒ کے والد شیخ نور محمدؒ خود بھی سلسلہ قادریہ ہی میں باقاعدہ بیعت اور خلیفہ مجاز تھے۔

اس ضمن میں سب سے پہلے سیّد سلیمان ندوی اور بعدازاں پروفیسر طاہر فاروقی نے سیرتِ اقبالؒ میں اس امر کا باقاعدہ کھوج لگایا، تذکرہ کیا اور بالآخر انھوں نے اس راز سے پردہ اُٹھایا کہ دانائے راز اقبالؒ خود فقر کے داعی بھی ہیں اور راہی بھی۔ وہ لکھتے ہیں کہ

''عرصہ تک اس امر کا کسی کو علم نہ تھا کہ علامہ کسی سلسلہ تصوّف سے وابستہ بھی تھے یا نہیں۔ عام طور پر خیال کیا گیا تھا کہ مرحوم ایسی کوئی نسبت نہیں رکھتے تھے لیکن سب سے پہلے اس راز کی عقدہ کشائی امیرِ ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ (جو خود بھی سلسلہ نقشبندیہ کے نامور بزرگ تھے) نے ۱۹۳۵ء میں فرمائی تھی۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ

''اقبالؒ نے رازداری کے طور پر مجھ سے کہا تھا کہ میں اپنے والد محترم سے بیعت ہوں۔'' حضرت فرماتے ہیں کہ ''اقبالؒ کے والد کے پاس ایک مجذوب صفت سالک درویش آیا کرتے تھے وہ انہیں سے بیعت تھے۔ ان کا سلسلہ قادریہ تھا۔''

(پروفیسر طاہر فاروقی، سیرت اقبالؒ، لاہور، قومی کتب خانہ، ۱۹۷۸ء، صفحات ۱۲۰-۱۲۱)

مکاتیبِ اقبال کے خط نمبر ۳۵ میں جو مولانا سلیمان ندوی کے نام ہے علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ

''یہی حال سلسلہ قادریہ کا ہے جس میں، میں خود بیعت رکھتا ہوں۔''

جبکہ مولانا ندویؒ لکھتے ہیں کہ

''اقبال اگر اکابرِ تصوف کو نہ مانتے تو مولانا رومؒ کے گرویدہ کیوں ہوتے۔ وہ قادریہ خاندان میں مرید تھے۔''

(پروفیسر محمد فرمان، اقبالؒ اور تصوف، لاہور، بزمِ اقبالؒ، ۱۹۸۴ء، صفحہ ۳۳)

یہاں تک کہ علامہ اقبالؒ خود، سید نذیر نیازی کو ایک خط میں تصوف کی حقیقت کا پتہ دیتے ہیں اور لکھتے ہیں۔

لاہور ۴/جون ۱۹۲۹ء

جناب نیازی صاحب...... السلام علیکم!

تصوف لکھنے پڑھنے کی چیز نہیں، کرنے کی چیز ہے۔

(سیّد نذیر نیازی، مکتوبات اقبالؒ، لاہور، اقبال اکادمی، ۱۹۷۷ء، صفحہ ۱۸۱)

یہاں تک کہ اسرارِ خودی کی طباعت و اشاعت کے بعد مسئلہ وحدۃ الوجود پر خواجہ حسن نظامیؒ کے اختلاف پر اظہار کرتے

Marfat.com

ہوئے مولانا شاہ سلیمان پھلواری کو ۹ رمارچ ۱۹۱۶ء میں اپنے ایک خط میں صاف لکھا ہے کہ ''حقیقی اسلامی تصوف کا میں کیونکر مخالف ہوسکتا ہوں کہ خود سلسلہ عالیہ قادریہ سے تعلق رکھتا ہوں۔''

(بشیر احمد ڈار، انوارِ اقبالؒ، لاہور، اقبالؒ اکیڈمی، ۱۹۷۷ء، صفحہ ۱۰)

ان کا یہ کہنا بے معنی تو نہیں کہ

بیا بہ مجلس اقبال یک دو ساغر کش
اگرچہ سر تراشد، قلندری داند

''آ اقبالؒ کی محفل میں آبیٹھ اور ساغرِ عشق وفقر کے جام پی اس نے ظاہری شکل تو نہیں بنائی مگر حقیقتاً وہ تو قلندر ہے۔''

مزید فرماتے ہیں:

خوش آگہی ہے جہاں کو قلندری میری
وگرنہ شعر میرا کیا ہے شاعری کیا ہے

یہ بات طے ہے کہ حضرت علامہ اقبالؒ آپ اور ان کے والد بزرگوار شیخ نور محمد دونوں سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے۔ مگر وہ کون مجذوب صفت سالک درویش تھے جن کی صحبت نے فیضانِ رسالتؐ سے انھیں مالا مال کیا۔ وہ سائیں عبداللہ شاہؒ تھے کہ اسی صحبتِ پاکؐ اور نگاہِ پاکؐ کی خلوتوں کا کمال، کلامِ اقبالؒ اور پیامِ اقبالؒ ہے۔ فقر ودین اور عشق ومستی کے بارے میں ہی کیا خود خلوت وجلوت کے بارے میں فرماتے تھے کہ

خودی کی خلوتوں میں کبریائی
خودی کی جلوتوں میں مصطفائیؐ

خودی بذاتِ خود روحانی شخصیت کا دوسرا نام ہی نہیں، حقیقی مقام بھی ہے جسے خود اُنھوں نے شعور کا نوری نکتہ لکھا ہے۔

حضرت علامہؒ کے حقیقی بھانجے ڈاکٹر نظیر صوفی نے اس حقیقت سے اب پردہ اُٹھایا ہے کہ ان کے نانا شیخ نور محمدؒ (عرف میاں جی نتھو) سیالکوٹ ہی کے مجذوب سالک بزرگ سائیں عبداللہ قادریؒ کے مرید ومراد تھے۔ اپنے ایک مضمون میں انھوں نے بتایا کہ

''علامہ کے والد شیخ نور محمد عرف میاں جی نتھو سیالکوٹ کے مجذوب سالک سائیں عبداللہ قادری کے مرید ومراد تھے۔''

(ڈاکٹر نظیر صوفی، روزنامہ جنگ کراچی، (جمعہ ایڈیشن) ۲۰ نومبر ۱۹۸۱ء)

یہی تصدیق وتحقیق سیالکوٹ کے پروفیسر وارث میر مرحوم کی بھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ

''شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ کے والد ماجد سلسلہ قادریہ ہی سے منسلک تھے۔ ان کے مرشد حضرت عبداللہ شاہ قادریؒ، گوجرانوالہ کے ایک بزرگ حضرت خواجہ محمد عمر بخش قادریؒ کے خلیفہ اوّل تھے۔

اقبالؒ کے والد شیخ نور محمد، حضرت خواجہ عمر بخش قادریؒ کو ماہِ محرم میں سیالکوٹ لے جایا کرتے تھے اور گاہے گاہے گوجرانوالہ بھی خود ان کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے۔''

(پروفیسر وارث میر، روزنامہ جنگ، لاہور، ۲۰ مارچ ۱۹۸۶ء)

حضرت علامہ اقبالؒ کے والد شیخ نور محمدؒ، حضرت سائیں عبداللہ شاہ قادریؒ سیالکوٹی سے سلسلہ قادریہ میں باقاعدہ بیعت تھے۔

یہاں تک کہ علامہ اقبالؒ کی رسم بسم اللہ کا تذکرہ بھی سامنے آیا ہے جس سے اس امر کی مزید تصدیق ہوتی ہے کہ

Marfat.com

حضرت علامہ اقبالؒ کی عقیدت و ارادت کے سرچشمے کا اعجاز و آغاز فقر کا سلسلہ قادریہ ہے۔ پروفیسر اقبال جاوید نے اپنے ایک مضمون ''پروفیسر صوفی محبوب الٰہیؒ کی یاد میں'' انکشاف کیا ہے کہ

''حضرت خواجہ محمد عمر بخش قادریؒ نے ہی ننھے اقبال کو بسم اللہ پڑھوائی تھی اور اپنا لعابِ دہن اس کی زبان پر لگایا تھا۔ نتیجہ معلوم کہ ننھا اقبالؒ حکیم الامت بن گیا۔''

(پروفیسر اقبال جاوید، پروفیسر صوفی محبوب الٰہیؒ کی یاد میں، ادبی مجلہ مہک، گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ، ۱۹۷۷ء صفحہ ۱۳۷)

اس حوالے سے ڈاکٹر صوفی اس طرح روایت کرتے ہیں کہ

''صحیح روایت ہے کہ علامہ اقبالؒ جس وقت چار برس کے تھے تو حضرت خواجہ محمد عمر بخشؒ اپنے خلیفہ سائیں عبداللہ شاہ قادریؒ کو ملنے سیالکوٹ تشریف لائے۔ میاں جی (اقبالؒ کے والد) نے اپنے دادا پیر کی دعوت کی اور اقبالؒ کو اپنے مرشد (حضرت خواجہ محمد عمر قادریؒ) سے عرض کی تو اُنھوں نے مسکرا کر اپنا لعابِ دہن اقبالؒ کے منہ میں لگا کر بسم اللہ پڑھوائی۔ ان ہر دو بزرگوں کی تقدیر ساز توجہ اور اپنے والد گرامی کی دعاؤں ہی سے علامہ حکیم الامت بنے۔''

(ڈاکٹر نظیر صوفی، ہفت روزہ چٹان، ۲۴ جون ۱۹۷۴ء، صفحہ ۱۶)

حضرت علامہ اقبالؒ کے والد کے مرشد سائیں عبداللہ قادریؒ کا مزار اڈا پسروریاں، سیالکوٹ (نزد لیڈی اینڈرسن ہائی اسکول) واقع ہے۔ جبکہ ان کے مرشد غوث العصر حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادریؒ کا مزار صوفی محمد جمال اللہ روڈ (بازار خراداں) گوجرانوالہ میں مرجع خلائق ہے۔ فقر کے اس سلسلے قادریہ کا اگر شجرہ مبارک دیکھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض پاک کی یہ کرنیں اس طرح جلوہ گر ہیں۔

شجرہ طیبہ سلسلۂ عالیہ قادریہ طرطوسیہ

۱۔ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
۳۔ حضرتِ حسن بصری رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت خواجہ عجمی رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ حضرت شیخ ابوداؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ حضرت سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ حضرت خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ
۹۔ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ
(دادا مرشد حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخشؒ)
۱۰۔ شیخ عبدالواحد یمنی رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۔ حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسیا رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۔ حضرت شیخ ہنکاری حسن رحمۃ اللہ علیہ
۱۳۔ حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ
۱۴۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
۱۵۔ حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ
۱۶۔ حضرت خواجہ حسن علی قرشی رحمۃ اللہ علیہ
۱۷۔ حضرت شیخ حفص ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ
۱۸۔ حضرت شاہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ
۱۹۔ حضرت شیخ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

۲۰۔ حضرت خواجہ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ
۲۱۔ حضرت شیخ موسیٰ حلبی رحمۃ اللہ علیہ
۲۲۔ حضرت شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ
۲۳۔ حضرت سیّد عابد رحمۃ اللہ علیہ
۲۴۔ حضرت سیّد احمد ولی رحمۃ اللہ علیہ
۲۵۔ **حضرت خواجہ خضر ابدال رحمۃ اللہ علیہ**
۲۶۔ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ
۲۷۔ حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ
۲۸۔ حضرت خواجہ شاہ جمال رحمۃ اللہ علیہ
۲۹۔ حضرت خواجہ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ
۳۰۔ حضرت خواجہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ
۳۱۔ حضرت خواجہ شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ
۳۲۔ حضرت شاہ فیض محمد رحمۃ اللہ علیہ
۳۳۔ حضرت خواجہ نور احمد رحمۃ اللہ علیہ
۳۴۔ حضرت سخی احمد یار رحمۃ اللہ علیہ
۳۵۔ حضرت خواجہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ
۳۶۔ حضرت سائیں عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۳۷۔ (والد اقبالؒ) حضرت شیخ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ
۳۸۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ (۳۵)

(مجموعہ وظائف مشائخ قادری و چشتی، "گلزار سروری ومحب النبی" دربار عالیہ بڑیلہ شریف، ضلع گجرات، صفحہ ۱۶۲-۱۶۱)

یہ حضرت خضر ابدال بیابانیؒ (سلسلہ نمبر ۲۵) ہی حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک ہیں جو فقر کے سلسلہ قادریہ کے اس برعظیم پاک و ہند میں پہلے ہندی النسل بزرگ ہیں جبکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد میں شیخ عبدالرزاق سے برعظیم پاک و ہند میں گیلانی سیّد فاضلی اور سروری قادری دوسرا تسلسل ہے جو اس برعظیم کے قادریہ فقر کا سلسلہ (Order) ہے۔ حضرت خضر ابدالؒ ہی وہ بزرگ ہیں جن سے درود خضری منسوب اور معروف ہے۔ یہ عجب اتفاق ہے کہ حضرت علامہ اقبالؒ جہاں اُردو، فارسی کلام میں دین و فقر کے ترجمان اور صحیح تر الفاظ میں حیات و کائنات کے ترجمانِ حقیقت ہیں، وہیں پنجابی زبان کے تمام صوفی اور عارف بھی سلسلہ قادریہ ہی کا صاحب اظہار گروہ ہے جس میں شاہ حسینؒ، (باغبانپورہ، لاہور)، حضرت بابا بلھے شاہؒ (قصور)، حضرت وارث شاہؒ (جنڈیالہ شیر خان ضلع شیخوپورہ)، حضرت سلطان باہوؒ (گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ) اور حضرت میاں محمد بخشؒ (کھڑی شریف ضلع میرپور آزاد کشمیر) تمام فقراء کے اسی سلسلہ قادریہ کے فقیر ہیں البتہ فقر کے سلسلہ چشتیہ میں حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ (پاک پتن) کے بعد سرائیکی لہجے کے حضرت خواجہ غلام فریدؒ (کوٹ مٹھن) کا کلام بھی کمال ہے بلکہ کرم ہے۔ اُردو پنجابی اور فارسی زبان میں عارفانہ کلام کو بھی ایک نظر دیکھیں تو عشق کے دردمندوں کا پیغام ایک سا ہے۔

(زوال سے اقبالؒ تک: قیام پاکستان کا سیاسی پس منظر، ڈاکٹر احمد جہانگیر تیمی، مرکز مطالعات جنوبی ایشیاء، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، صفحہ ۱۷۶ تا ۱۸۰)

☆☆☆

Marfat.com

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

زکوٰۃ، صدقات، کفارات یمین وصیام، فدیہ صوم، عطیات اور چرمِ قربانی کے ذریعے

اہلسنّت و جماعت کی مرکزی دینی درس گاہ

دارالعلوم نعیمیہ

کے مستحق طلبہ کی اعانت کیجیے

علامہ جمیل احمد نعیمی

ناظم تعلیمات واستاذ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ

بلاک نمبر 15، فیڈرل بی ایریا۔ کراچی

فون نمبر: 021-36314508 - 021-36324236

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

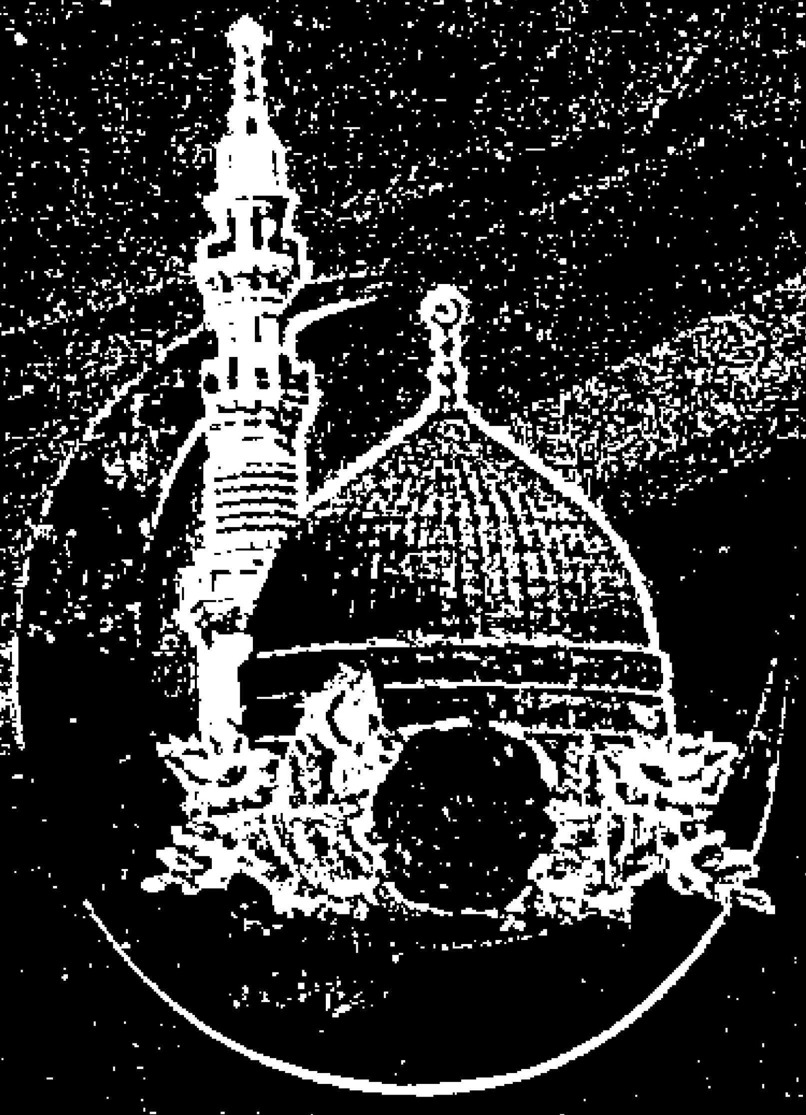

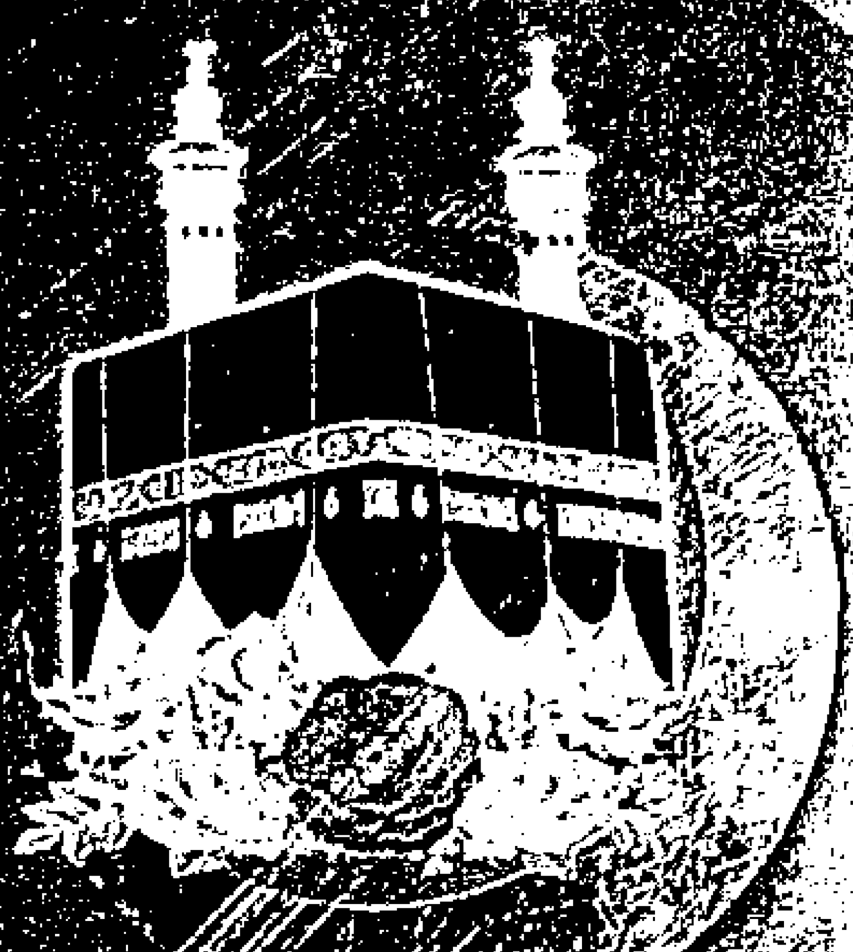

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

انسائیکلوپیڈیا

فاتحِ سرحد

مولانا عبدالحامد بدایونی القادری

آزاد بن حیدر

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل-کراچی

Marfat.com